اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطبوعہ ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین - قصہ جات اگلی ارزان ہی اس کتاب کے شیل ہیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب تھے ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	عنا ب
۲- " جلد دوم۔ "	۵/ پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	للعہ پ
۴- ہرمزان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	عکا پ
۵- کوچک باختر - دفتر دوم۔	عکا پ
۶- بالا باختر - دفتر سوم۔	عکا پ
۷- ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم۔	عکہ پ
۸- ایضاً - جلد دوم۔ "	عکا پ
۹- طلسم ہوشربا جلد اول - دفتر پنجم۔	عکہ
۱۰- " جلد دوم۔ "	
۱۱- " جلد سوم۔ "	
۱۲- " جلد چہارم "	سے
۱۳- جلد پنجم کا حصہ اول دفتر پنجم۔	عکا ۱۲
۱۴- جلد پنجم کا حصہ دوم دفتر پنجم۔	
۱۵- " جلد ششم	
۱۶- " جلد ہفتم "	
۱۷- بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول۔	عہ ۱۲
۱۸- ایضاً - حصہ دوم۔	عکا پ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم	۵/ پ
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم۔	سے پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم۔ "	صہ پ
۲۲- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عکا پ ۱۲
۲۳- ایضاً جلد دوم۔ "	عکا پ
۲۴- دفتر آفتاب شجاعت جلد اول "	للعہ پ
۲۵- " " دوم "	للعہ پ ۸
۲۶- " " سوم "	للعہ پ ۸
۲۷- " " چہارم	عا پ ۸
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے پ
۲- " جلد دوم۔ "	سے پ
۳- " جلد سوم "	للعہ پ
ایضاً - کامل جلد یکشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول۔	عہ پ
۲- " جلد دوم۔ "	عہ پ ۱۲
۳- " جلد سوم۔ "	سے پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	۴

فہرست مضامین داستانہائے دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصہ دوم

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعلنامہ سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد ہاے مطبوعہ کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد پنجم کے حصہ اول مین داستان نقابداران قاف وکیفیت شاہزادہ ایرج نوجوان وبیان نقابدار بادلہ پوش وشمہ حال دربند یمونیہ ونقابدار ابلق سوار وطلسم باطن وحال بادشاہ طلسم ظاہر یعنی ملک کمن جادو مع حالات متعلقہ بیان ہوچکے ہین اب حصہ دویم مین اسی سلسلہ سے ان داستانون کا آغاز ہوا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت بن بدیع الملک نے طلسم مہتاب کو توڑا اور دریا نمودار ہوا دربار جادو سے مقابلہ کا حال سلیم جادو ومحبوب کاکل کشا کا تذکرہ بعد ازان شاہزادہ نور الدہر کا حال وامیر المکان وارزال فیل سر وغیرہ کا بیان وداستان گنبد بے در وعادل کیوان شکوہ وشمہ حال شاہزادہ سکندر رستم خو وسلیمان اعظم وسلیمان کوچک ومظہر پریزاد وکیفیت قبر جناب آدم علیہ السلام مع ضمنی داستان شعبدہ سحر ساز وسیارہ کوچک عیار وتذکرہ بادشاہ نگار شہریار وملکہ صنم چوگان باز وبہزاد تاجدار وقلعہ احمر وغیرہ وبیان شعبدہ سحر ساز وبت زرین تاج وملکہ زلیخا کاکل کشا وحال کوہ شعبدہ وشمشاد تاجدار پھر داستان خروج تلبیس جنی کی اور سامان بربادی قبر جناب آدم کے حالات وتتمہ احوال مظہر پریزاد اور آنا شاہزادہ گوہر کلاہ وآصف انجم طلعت وشاہزادہ امیر الزمان وسکندر فرخ لقا کا مع اشیاء طلسمی پہونچنا اسد غازی کا مع چارون فرزندون کے وحال قلعہ ذو الامان وحال خروج خونخوار بن جال وبربادی شہر مع حصار وضمنی داستان ملکہ مہ جبین سبز پوش وکیفیت عازم شعبدہ باز ودریاے نسیان وغیرہ پھر داستان نقابدار ابلق سوار کی پھر داستان وانگی شہزادہ رفیع البخت وفتح طلسم نطاق اور کچھ حال زیرک صحرائی کا بیان ہوا ہے۔ اسکے بعد ذکر بادشاہ اسلام داراے بن جمشید ونقابداران قاف وسلطان سعد ابدار یاقوت پوش وملکہ گل افشان جادو وحال عنترا لاہوری تیز گام ومرجان سرخپوش وحال آتش ریز جادو وگنبد زبرجد نگار پھر داستان قلعہ ہفت پیکر وسدم کم جادو اور کچھ حال ملکہ غلمان پری وارغوان پری کا اور اسی طرح سے داستانین عجیب ورنگین بیان کیگئی ہین اور میان گرداوی کی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے جیسا کہ

جلد پنجم حصہ دوم

حسب الحکم ماہ جبین بالاں کاکب گوہر شاہوار تاج شہریاری واختر تابندہ افلاک جانداری دارا حشمت سکندر صولت فلاطون فر گوہر بحر شجاعت وزید دین تخت نوشیروان عدالت حاتم دوران فیاض زمان جناب فیض مآب ہز ہائینس نواب محمد بہاولخان صاحب بہادر خان عباسی خلد اللہ ملکہ ودولتہ زیر نگرانی نکو اور قدیم اعتقاد خدام اعلیٰحضرت ممدوح الشان اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنؤ نے بلبل ہزار داستان شیرین بیان شیوا زبان شیخ تصدق حسین ساکن لکھنؤ سے باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب لکھنوی کے زبان اردو لکھوایا اور حسب ایماے ملک التجار سرآمد تاجران عالیوقار قدر شناس علم وفن مرجع کاملان جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودہ اخبار لکھنؤ

سنہ ۱۹۰۵ء بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس اُس خالق یکتا و رب بے ہمتا کو لائق اور سزاوار ہی جسکی قدرت جلالت کا افسانہ ازل سے مخلوق کی زبان پر جاری ہی ابتدا سے شب و روز و ماہ و سال یہی بیان کرتے کرتے تمام ہوا سیکے مگر آج تک یہ قصہ ختم نہوا نہ آیندہ خاتمہ کی امید ہی رات کو محفل انجم مین یہی قصہ بیان ہوتا ہی اور صبح کو یہی افسانہ مرغان خوش الحان کا ورد زبان ہوتا ہی یہی قصہ آسمان جھکا ہوا زمین سے کہا کرتا ہی پہاڑ اوسکے اشتیاق مین گردن اٹھائے گوش بر آواز کھڑے رہتے ہین ہی عجیب افسانہ ہے اوسنے ایک عالم کو شہر خموشان مین مدہوش کرکے سلا دیا ہی ــ نیند آتی ہی ہر ایک کو آغوش لحد مین شاید کہ اجل کہتی ہی افسانہ کسی کا ہستی و فنا اسی افسانہ کے دو ٹکڑے ہین جنمین زندگی ایک خیالی کہانی اور فنا ایک واقعی و وقوعی تذکرہ ہی ــ یا یون کہنا درست ہی کہ ہمارے واسطے لڑکون کی لوریون کی جگہ ایسا افسانہ چھیڑا گیا ہی جسکے اثر نے ایک عالم کو دار و بے ہوشی پلائی کہ کسیکو پچھلی خبر نہین رہی ہم کیا ہین جو ایسے معبود برحق و خالق مطلق کی حمد و ثنا بیان کرین لہذا اس شعر پر ختم کلام مناسب مقام ہی ــ

حمد ہی جس سے جو کلام کیا	مین نے یون حمد کو تمام کیا

نعت حضرت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا عنایت ایزدی و الطاف سرمدی ہی کہ ہمکو ایسا رسول معظم و نبی مکرم عطا فرمایا جو باعث ایجاد عالم بہترین نسل آدم اشرف انبیا شفیع روز جزا ہی اُسکی مدح مین فرشتون

کی زبان لال ہی انسان کی کیا مجال ہی خود خدا نے اسکی توصیف کی اور وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کی عزت دی ہی خاتم الانبیا کا خطاب انھین نے پایا دوسرے کے ہاتھ
یہ مرتبہ نہ آیا مختصر یہ کہ نبیون مین نبی ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے + حسینون مین حسین ایسے کہ
محبوب خدا ٹھہرے + اور منقبت حضرت امیر المومنین امام المتقین نفس رسول زوج بتول
اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب ایک دریاے ناپیدا کنار ہی اسکی ثنا وری بہت دشوار ہی
خلاصہ یہ کہ علی کے رتبۂ اعلے کو کوئی کیا جانے + خدا کے بعد رسا تمام سمجھے ہین + اور
اُنکی آل اطہار اور ذریت اخیار کی مدح و ثنا مین زبان قاصر ہی ہر شخص اُنکی افضلیت سے ماہر ہی

سبب ترتیب و موجب تالیف

ناظرین والا تمکین سبب ترتیب و موجب تالیف حصہ اول جلد پنجم دفتر آفتاب شجاعت
مین ملاحظہ فرما چکے ہونگے اگرچہ اس حصۂ دوم مین اسکی ضرورت نہ تھی مگر بنظر احتیاط
بطور مختصر تحریر کیا جاتا ہی کہ حسب الحکم اعلیٰ حضرت عرش منزلت نواب گرامی خطاب مستغنی الاوصاف
والالقاب حضور لامع النور عالی جناب نواب ابن نواب ابن نواب نواب والا جاہ امیر الملک
رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائنس جناب نواب محمد بہاولخان صاحب
بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و اجلالہ والی ریاست العالیہ دار السرور بہاولپور کے احقر الخدام
حضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری نے شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو
لکھنوی سے بشرکت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی لباس ترتیب سے آراستہ کیا

اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان زیب اورنگ صاحبقرانی
زینت بارگاہ سلیمانی صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت بن بدیع الملک نوجوان کے
بیان کیے جاتے ہین

سخندانان یکتاے زمانہ + رقم کردہ چنین نادر فسانہ + یہ داستان اس مقام پر
چھوٹی تھی کہ شاہزادہ رفیع البخت نے طلسم مہتاب کو توڑا اور روبرو نمودار
ہوا دریا بار جادو نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور ادھر لشکر شاہزادہ رفیع البخت
مین بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون
نے اگیاریان روشن کین بخور گوگل گندھک لوبان رائی سرسون کالے دانے
وغیرہ کا ہونے لگا بیرون کو بھینٹ دے دیکر سحر کو قوت دینے لگے آواز ین
یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین کوئی ساحر خون خوک سے نہایا کسی نے بچہ بوم کو

چھکا کیا غرضکہ ہر ہر طریقے سے انھون نے سحر کو اپنے زور دیا اسی عالم مین شب بسر ہوئی
اور روز روشن نمودار ہوا اس طرف لشکر اسلام مین اذان ہوئی اور ادھر فوج کفار
مین ڈسفلے ڈہرو بجے پرستش بتون کی ہونے لگی ہر طرف سنکھ اور گھنٹے کی آوازین
بلند تھین جب دونون گروہ اپنے اپنے مذہب کے موافق عبادت رب بے نیاز سے
فراغ حاصل کرچکے تو آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان کارزار ہوے
ادھر رفیع البخت اپنے لشکر کو لیکر میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ کرنے لگے اسطرف
سے فوج دریا بار جادو کی کشتیون پر سے اتر اتر کر میدان جنگ مین پہونچی اور صفین باندھکر
استادہ ہوئی بعد آراستگی صفوف لشکر نقیب نیب دیکر ہٹے تھے کہ فوج دریا بار جادو سے
آبشار جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور سردارون نے نکلنے کا قصد کیا تھا اگر
رفیع البخت نے منع کیا کہ یہ کام ہمارا ہے تمھارا نہین ہے تم ساحرون سے نہین لڑ سکتے ہو
یہ فرماکر آپ مقابل مین آبشار جادو کے آئے آبشار جادو نے اسم سحر پڑھکر ایک
دوہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور زمین سے پانی ابلنے لگا یہ معلوم ہوا کہ سیلاب آگیا قریب
تھا کہ رفیع البخت مع لشکر غرق ہو جائین کہ ایک مرتبہ تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر نیزہ زمین مین گاڑدو اور فلان اسم پڑھکر نیزہ اکھیڑ لو شاہزادے نے
ویسا ہی کیا نیزہ اکھیڑنے ہی تمام پانی اسی سوراخ مین غائب ہو گیا جو رفیع البخت
نے نیزہ سے زمین مین کیا تھا اور بعد اسکے تلوار کھینچکر آبشار جادو کیطرف بڑھے
اس نے کچھ اور سحر کرنا چاہا تھا کہ رفیع البخت نے عکس تختی کا ڈالا آبشار جادو سحر
بھولا رفیع البخت نے قریب ہو پہنچکر تلوار ماری ہرچند اُسنے سحر کیے کہ سپرین پیدا ہوئین
مگر تلوار سپرون کو قلم کرتی ہوئی سر پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے آبشار جادو کے مرتے ہی
آندھی چلی خاک اُڑی شور گیرودار برپا ہوا بعد آتشباری و برف باری کے بیرون نے
شور کیا کہ کشتی مرا نام من آبشار جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود
نرسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو لشکر آبشار جادو
سے خرچنگ جادو نکلا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اُس نے آواز دی کہ اے
سرکش غضب کیا تو نے کہ آبشار جادو سے ساحر کو مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر
جھولی سے گولا فولادی نکال کر مارا کہ گولہ شعلۂ آتش بنکر رفیع البخت کی طرف چلا
رفیع البخت نے تختی زمردی سامنے کر دی یا تو گولہ اسطرف آتا تھا عکس تختی کا
پڑتے ہی اُس طرف پلٹا اور سینے کو خرچنگ جادو کے توڑ کر پار گذر گیا کہ یہ بھی گرا
اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے اور زیادہ شور وغوغا ہوا جب لاش اسکی
پھڑک کر سرد ہو گئی تو بیر اسکے مرنے کی آوازین دیکر چلے گئے اسکے بعد نہنگ جادو
میدان مین آیا اور رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت اسکے حربہ کے منتظر رہے
جب نہنگ جادو قریب رفیع البخت کے پہونچا تو اُس نے چاہا کہ رفیع البخت کو

مع مرکب نگل لون رفیع البخت نے تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنے سحر سے جو اس نہنگ کا
پیدا کیا ہے کہ انسان وحیوان کو نگل جاتا ہے اسی سے اسکو نہنگ جادو کہتے ہیں لہذا
فلان اسم پڑھکر اسکے دہن پر ایک پتھر کھینچ مارو کہ وہ پتھر اسکے واسطے نہنگ قضا ہو جائیگا
یہ دیکھکر رفیع البخت نے جلدی سے ایک پتھر زمین سے اٹھایا اور اسم پڑھکر منہ میں
نہنگ کے ڈالدیا کہ نہنگ پہلے تو اسے نگل گیا جب پتھر حلق میں پھنسا تو یہ سر پٹک
پٹک کر مر گیا کہاں تک بیان کیا جاوے کہ اسیطرح رفیع البخت نے سات ساحرون کو
قتل کیا اب دریا بار جادو خود لشکر سے نکلا اور اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا
کہ جانب شمال سے ایک ابر گوہر بار پیدا ہوا اور آن واحد میں وہ محیط ہو گیا اور موتی
اس ابر سے برسنے لگے جس شخص پر دانہ مروارید گرا وہ پتھر کا ہو گیا یہانتک کہ تھوڑی
دیر میں تمام لشکر انکا مع لاہور تیز گام عیار پتھر کا ہو گیا اور اب دریا بار جادو نے
کچھ اسم سحر پڑھکر دوسری دستک دی کہ صحرا سے زنگیان خونخوار تلواریں پکڑے ہوئے
پیدا ہوئے اور لشکر رفیع البخت کو قتل کرنے لگے یہان تمام لشکر پتھر کا ہو گیا تھا کسی
میں حس وحرکت باقی نہ تھی جو مقابلہ کرتا یا جواب دیتا ادھر رفیع البخت نے چاہا کہ جا کر
فوج زنگیان کو قتل کرون اور لشکر کو اپنے اس بلا سے نجات دون دیکھا کہ پاؤن
بھاری اور سخت ہو گئے ہیں قدم نہیں اٹھتا رفیع البخت نے پھر تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر
چند نفس اور اسی حالت میں گذر جائینگے تو یہ تیسری دستک دیگا اسوقت
سحر کامل ہو جائیگا اور تم بھی مثل اپنے لشکر کے پتھر کے ہو جاؤ گے اور تا قیام قیامت
اسیطرح رہو گے بت تمھارا داخل طلسم ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ فلان اسم جو پشت
لوح پر کندہ ہے اسے پڑھکر دے لوح پر دم کرو اور سینہ پر دریا بار جادو کے کھینچ مارو
کہ یہ تیر قضا کا کام کرے گی اور دریا بار جادو مع لشکر ہلاک ہو جائیگا یہ دیکھتے ہی شاہزادہ
نے جلدی سے اسم پڑھکر دم کیا اور لوح دریا بار جادو پر کھینچ ماری کہ سینے کو توڑ کر
پار گذر گئی اور دریا بار جادو تڑپ کر اپنے لشکر پر گرا جسم میں اسکے آگ لگ گئی اور
جلتا ہوا جا کر دریا میں پھاند پڑا ساتھ اسکے سب اہل لشکر بھی جھاجھم دریا میں کود کود کر
غائب ہو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد جس مقام پر دریا تھا وہاں خاک اڑنے لگی دریا
نیست ونابود ہو گیا آتش باری برف باری ہونے لگی دیر تک تاریکی چھائی رہی
بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دریا بار جادو بود حیف مردیم و
جان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف
ہوئے دیکھا کہ ایک میدان ہے اور لاشیں ساحرون کی پڑی ہوئی ہیں شاہزادے
نے لوح کو دیکھا تو لوح سیاہ تھی کوئی خبر لوح نے نہ بتائی شاہزادہ نہایت
پریشان ہوا اور اسی مقام پر لشکر کو اتار کر حکم دیا کہ ہمارے واسطے بارگاہ برپا ہو کہ
ہم درگاہ رب بے نیاز میں ملتجی ہون شاید کوئی صورت لوح طلسمی ملنے کی نکل آئے

اسلئے کہ یہان سے تو لوح بیکار ہو گئی اب خاص لوح طلسمی کی ضرورت ہو حسب الحکم رفیع النجت نقارہ کوچ بجا شہزادہ نے بعد نماز شام کے وضو کرکے داخل خیمہ ہوا اور فریضہ مغرب بجا لایا اور دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا کی کہ ای کس بیکسان و ای فریاد رس غریبان اگر میرے مقدر مین فتاحی طلسم نورافگین کی ہی تو مجھے ہدایت ہو کہ مین لوح تلاش کرون ورنہ اس ارادہ سے باز رہون یہ دعا کرکے سو گئے عالم رویا مین آصف بن برخیا وزیر جناب سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ہم طلسم بناتے بناتے تھک گئے مگر آپ لوگون نے طلسمون کو توڑا شاہزادے نے فرمایا کہ آپ کون لوگ ہین آصف بن برخیا نے نام اپنا بتایا شاہزادے نے کہا کہ ایک امر میرے ذہن مین نہین آتا وہ یہ کہ جب آپ لوگون نے طلسم بنائے تو لوح کیون بنائی کہا اسواسطے کہ طلسم کشائی کے وقت آپ لوگون کو آسانی ہو ہمین معلوم تھا کہ ایک زمانہ مین عمل کفار کا ہوگا اور تمام مال و خزانہ انکے قبضہ مین آجائینگے اسواسطے لوحین بنا بنا کر پوشیدہ کر دی ہین کہ جب آپ لوگون کا زمانہ آئے تو آپ کو آسانی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اب پتہ لوح کا بتائیے آصف بن برخیا نے کہا کہ یہان سے داہنی جانب صحرا مین جائیے دو روز کی رہروی مین ایک باغ نظر آئے گا آپ اندر اس باغ کے جائیے گا وہان اکھاڑا بنا ہوگا اور ایک زن شیر صولت پہلوانون کو زور دلا رہی ہو گی آپ جا کر اس سے مقابلہ کیجیے گا اور اسے زیر کرکے مطیع کیجیے گا کیونکہ شرط اسکی یہ ہی کہ جو مجھے زیر کرے مین اسکی مطیع ہون اور مین جسے زیر کرون اسیر میرا اختیار ہی بہت سے شاہزادے اور شہریار زادے اسنے زیر کیے ہین اور انکو غلام بنایا ہی اس سے تمکو بڑی مدد ملے گی کہ وہ دختر ہی راز دار جادو کی جو واقف اسرار طلسم ہی ملکہ ماہ شیر سوار اسکا نام ہی اور بعد فتح طلسم اس سے عقد کرنا کہ فرزند زبردست پیدا ہوگا جس وقت وہ تمہاری مطیع ہو جائیگی تو باپ اسکا راز دار جادو بھی آکر مطیع ہو گا اور تمھین لوح طلسمی اسکی مدد سے ملے گی یہ خواب دیکھکر رفیع النجت کی آنکھ کھل گئی خیمہ کو منور پایا وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو ادا کرکے باہر آئے لاہور تیزگام نے آکر عرض کی کہ تیر بالہیٹر شاہزادے نے فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گیا ہی مین تلاش لوح مین جاتا ہون تو لشکر کو لیکر میرے عقب مین آنا یہ فرما کر مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوئے بعد کو لاہور تیزگام نے لشکر کو حکم شاہزادہ رفیع النجت کا پہونچایا اور تیاری کرکے یہ بھی اسی جانب روانہ ہوا

احوال شاہزادہ رفیع النجت کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ بعد طے مراحل و قطع منازل قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو گئی تھی بالائے کوہ روشنی نظر آئی شاہزادہ بالائے کوہ آیا دیکھا ایک مرد پیر بزرگ ریش سفید پتھر کی چٹان پر بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین شاہزادے نے

سلام کیا فقیر دعا دینے لگے کہ ای فرزند صاحبقران ثالث آپ نے تشریف لائیے بہت
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + آج کی
شب یہیں تشریف رکھیے کل اتنے ہی وقت منزل مقصود پر پہونچیے گا یہ سنکر شاہزادہ
بیٹھ گیا شاہ صاحب نے کچھ ماحضر دعوت میں پیش کیے شاہزادے نے ان کھانوں کو
نوش کیا عجب ذائقہ تھا رات شاہزادے نے اسی کوہ پر بسر کی صبح کو شاہ صاحب سے
رخصت ہو کر آگے روانہ ہوے چلتے وقت شاہ صاحب سے کہا کہ پھر بھی کبھی ملاقات
ہوگی شاہ صاحب نے کہا انشاء اللہ جب کوئی سخت وقت ہوگا تو حاضر ہو کر جانبازی
کرونگا بالفعل آپ تشریف لیجائیے اور دیر نہ کیجیے کہ طلسم کا فتح کرنا ضروری امر ہے اور
والد ماجد آپ کے طلسم نہ طاق پر گئے ہوے ہیں وہ طلسم نہایت سخت ہے وہان بھی شرکت
آپکی ضروری ہے یہ سنکر شاہزادہ بعجلت تمام جانب صحرا روانہ ہوا تمام دن چلتے رہے
قریب شام دور سے چار دیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ اسی طرف متوجہ ہوا جاتے
جاتے قریب دروازہ باغ پہونچے دیکھا کہ دروازہ مانند آغوش معشوقان کے کھلا ہوا
ہے رفیع البخت بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہر روش پر گل
سب درست ہے درخت سرسبز و شاداب ہیں میوے گوناگون لگے ہوے ہیں
گلہاے بوقلمون پھولے ہوے ہیں ہر برگ و گل سے صنعت باغبان قضا و قدر
کی ظاہر ہو رہی ہے شاہزادہ چمن آراے دہر کے وصف مین زبان کو گل افشان کرتا ہوا
چلا جاتا ہے جاتے جاتے گوشۂ باغ مین مجمع نظر آیا شاہزادہ اسطرف متوجہ ہوا جسوقت
اُس مجمع مین پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا لوگون نے صورت جو شاہزادے کی
دیکھی شیفتہ جمال جہان آرا ہوے لیکن بسبب کینۂ اختلاف مذہب کے جواب سلام
نہ دیا اور پوچھا کہ کس طرف سے آنا ہوا اور یہان کس غرض سے آپ آئے ہین
فرمایا کہ مین نے سنا ہے یہ باغ ملکہ ماہ شیر سوار کا ہے اور شرط اُسکی یہ ہے کہ جو مجھے زیر
کرے وہ شوہر میرا بنے لہذا مین اُس سے مقابلہ کرنے آیا ہون یہ سنکر وہ لوگ ہنسے
اور کہا کہ کیا آپ نے خواب دیکھا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ ہان خواب دیکھا ہے
لیکن وہ خواب رویاے صادقہ مین سے ہے اگر خواب سچا نہوتا تو مین یہان تک کیونکر
پہونچتا اور مین ضرور ماہ شیر سوار سے مقابلہ کرونگا یہ سنکر اُن لوگون نے کہا کہ
بہتری اسی مین ہے کہ آپ خیریت سے چلے جائیے ورنہ ہماری طرح زیر ہو کر غلام بننا پڑیگا
یہ آپکی خوش نصیبی ہے کہ اسوقت ملکہ یہان موجود نہین ہے اور خدا جانے آج یہان آنے
مین کس سبب سے دیر ہو گئی شاہزادے نے فرمایا کہ ہم لوگ جو ارادہ کر لیتے ہین
بغیر اُسے پورا کیے ہوے واپس نہین آتے اُن لوگون نے کہا کہ جب تک ملکہ آئے
آپ زور کی آزمائش کر لیجیے فرمایا آزمائش ایک ہی مرتبہ ہو جائیگی اگر تم مین سے کوئی
ملکہ سے زبردست ہو تو مین براے مقابلہ موجود ہون یہی ذکر تھا کہ دیکھا سواری ملکہ کی

چلی آتی ہے کس شان سے کہ چست لنگوٹ کسا ہوا ہے گرد چند کنیزین ہین کچھ پہلوان سامان ورزش جو خاص ملکہ کے سوا دوسرون سے ناممکن تھا لیئے ہوے ساتھ ساتھ ہین ملکہ جو آکر ہو پہنچی سب براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے سلام کیا دیکھا ملکہ نے کہ آج ایک نیا شخص موجود ہے کہا کیا اچھی ساعت سے آج مین گھر سے نکلی تھی کہ شکار تازہ دکھائی دیا رفیع البخت نے کہا کہ دونون مین ایک صید دوسرا صیاد ضرور ہے اور یہ حال مقابلہ کے وقت کھلے گا یون ممکن نہین ملکہ نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو آئیے شاہزادہ یہ سنتے ہی آمادہ ہو گیا اور جلد ہی جلدی کپڑے اتار کر چست لنگوٹ باندھکر اکھاڑے کی مینڈ پر آ بیٹھا ادھر ملکہ اکھاڑے مین آ گئی اور اسنے خم مارا اور کہا کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو اب بھی چلے جاؤ اور شوق کشتی کا ہو تو شاگردی میری اختیار کرو کہ اسطرح آزادی رہیگی اور اگر لڑکر زیر ہو گئے تو مجھے اختیار رہیگا کہ جسطرح چاہون تمسے پیش آؤن پھر کوئی عذر و انکار پذیرا نہو گا یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے تمھاری شرطون کا حال معلوم ہے معلوم کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے بہتر یہ ہے کہ عقد میرے ساتھ پہلے ہی منظور کر لو اگر لڑوگی تو ان لوگون کے سامنے وہی حالت تمھاری ہوگی جو تمھارے ہاتھ سے ان لوگون کی کیفیت ہوئی ہے اسطرح پر ایک پردہ رہ جائیگا ماہ شیر سوار ہنسی اور کہا کہ ایسے دعوے تو سب ہی نے کیے سننے جو آیا وہ ہستی دکھاتا ہوا آیا مین ایسی باتون مین آنیوالی نہین ہون اگر دعوی ہے تو آؤ اور باتین بنانے سے کوئی فائدہ نہو گا مین وہ عورت نہین ہون جو کسی کے دام مین آجاؤن یہ سنکر شاہزادہ اکھاڑے مین کود پڑا اور دونون مین کشتی ہونے لگی لوگ اس امید مین تھے کہ ملکہ تھوڑی دیر مین زیر کرے گی اس سے زیادہ زیادہ توی اور بہادر تو ملکہ نے زیر کیے ہین یہ کیا چیز ہے اور کہان تک لڑے گا لیکن شاہزادہ اسکی قوت کا اندازہ کر رہا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ واقع مین یہ مرد مار عورت ہے اسے بیجا دعوی نہین ہے تمام رات کشتی رہی اور صبح کو بھی دونون لڑتے ہی رہتے چلے ہوے یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اب تو ملکہ کا دم آگیا سانس پھولنے لگی اور پکاری کہ اے شخص تو کون بلا ہے کہ لپٹا ہوا ہے کسی طرح سانس تیری نہین پھولتی نہ تو تھکتا ہے کیسے کیسے زبردست مجھ سے لڑے ہین مگر زیر ہوے ہین کوئی دن بھر سے زیادہ نہین لڑا اگر تو نے مجھے عاجز کر دیا لے یہ زور آخر ہے میرا ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا بعد اسکے مجھے اختیار ہے شاہزادے نے فرمایا کہ مین ہوشیار ہون تو اپنا حوصلہ نکال لے ماہ شیر سوار نے بازو شاہزادے کے تھامے اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑا لیگئی جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنا آستانہ زمین ہوا مگر سنبھلکر زور کیا چاہا کہ سر سے بلند کرون رفیع البخت

نے اسطرح لنگر اپنا قائم کیا کہ جنبش بھی نہوئی اب شاہزادے سے کہا کہ تم زور اپنا ختم کر چکین اب میری باری ہے تم بھی ہوشیار ہو جاؤ۔ ملکہ نے کہا مین ہوشیار ہون شاہزادے نے جو ہاتھ بڑھ کر زور کیا تو سات قدم دوڑاتے لیگیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے لگگئے فیروز بخت نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو زور کیا سر سے بلند کیا اور کہا کہو کون شرط جیتا اور کون ہارا ملکہ نے کہا عیان راچہ بیان ظاہر ہے کہ مین آپ سے زیر ہوئی اور اپنی شرط پوری کرنے کو موجود ہون شاہزادے نے ملکہ کو چھوڑ دیا ملکہ شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیے ہوے قصر جواہر مین آئی مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے اُن لوگون کو آزاد کیا جنھین ملکہ نے زیر کر کے غلام بنایا تھا اور کان چھید کر کوڑیان ڈالدی تھین وہ سب مختلف مذاہب رکھتے تھے کوئی شجر پرست کوئی آب پرست کوئی آتش پرست تھا شاہزادے نے فرمایا کہ اب آپ لوگ چاہے یہان رہین چاہے اپنے ملک کو جائین سب نے عرض کی کہ ہم آپ ایسا مالک کہان پائینگے ہم ایکدم قدمون سے جدا ہونا پسند نہین کرتے شاہزادے نے فرمایا کہ میرے ساتھ رہنے مین دین اسلام اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ مین مسلمان ہون سب نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب یہ سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے ملکہ نے بڑی دھوم سے شاہزادے کی دعوت کی بعد اسکے محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی رات بھر جشن رہا صبح کو ملکہ نے شاہزادے سے کہا کہ اب مین جاتی ہون اور اپنے باپ کو اطلاع کرتی ہون کہ مین شرط ہاری اور ایک شخص نے مجھے زیر کیا لہذا شادی میری اُسکے ساتھ کردیجیے شاہزادے نے فرمایا کہ شادی بعد فتح طلسم نور آگین کے کرونگا بالفعل تم یہین رہو اور مین برائے فتاحی طلسم جاتا ہون ملکہ نے عرض کی کہ ابھی آگے بڑھنے کا قصد نہ کیجیے کیونکہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور لوح طلسمی کا ملنا بہت دشوار ہے باپ اُس شخص کا اس راز سے واقف ہے جبتک وہ شریک نہوگا اور کوشش کرکے لوح آپکو نہ دلائیگا اسوقت تک جانا آپ کا درست نہین ہے اور علاوہ اسکے اگر اسوقت شادی کا موقع نہین ہے تاہم مجھے اپنے باپ سے اطلاع کرنا ضرور ہے یہ سنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور ملکہ خدمت مین راز دار جادو کی روانہ ہوئی اور تمام ماجرا اپنے زیر ہونے اور دین اسلام اختیار کرنے کا بیان کیا راز دار جادو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند یہ حال اپنی مان سے نہ بیان کرنا کہ وہ بڑی ظالم اور کافرہ ہے وہ مسلمان نہوگی اور تیرے مسلمان ہونے کا حال سنکر بہت ناراض ہوگی اور خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے یہ کہکر ملکہ کے ہمراہ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا اور شاہزادے سے ملاقات کی اور کہا کہ شہریار عالیوقار مین آپ کا دوست ہو چکا ہون مجھے دشمن نہ تصور کیجیے گا اور مین نے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب اسلام سے مشرف ہو چکا ہون آج

شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ ارشاد
فرماتے ہین کہ ای راز دار جادو دنیا چندروزہ ہی اسپر بھروسا کرنا عین نادانی ہی
اگر ہزار برس بھی جیے تو ایکدن مرنا ضرور ہی دین سامری پرستی کو ترک کر اور مذہب
اسلام اختیار کر کہ یہ مذہب برحق ہی یہ فرما کر مجھے کلمہ تلقین فرمایا اور مین نے خواب
مین اسلام اختیار کیا اور انھین مرد بزرگ نے آپکے آنے کی خبر بھی دی تھی اور یہ بھی
فرمایا تھا کہ وہ تمھارا امداد ہوگا اور فتاح طلسم نورآگین ہوگا تم اسکے شریک ہونا
کہ بہمین انجام تمھارا بہتر ہوگا شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ آپ کو
لوح کا پتہ معلوم ہی راز دار جادو نے کہا کہ سوا میرے اس راز سے کوئی واقف
نہین ہی مین آپ کو ساتھ اپنے اُس مقام پر لیے چلتا ہون جہان کہ لوح ہی اسوقت
لوح کا لینا یہ آپ کا کام ہی پھر میرا کوئی اختیار نہین ہی وہان رحم کو کام نہ دیجیے کا اسواسطے
کہ یہ اسرار طلسمی ہین یہ سنکر شاہزادہ ساتھ چلنے پر آمادہ ہوا اور ملکہ سے کہا کہ شاید
بعد میرے لشکر میرا اسطرف آجائے تو اسکا خیال رکھنا کہ یہ مقام غیر ہی ملکہ نے کہا آپ اطمینان
رکھین شاہزادہ ہمراہ راز دار جادو کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک محل شاہی نمودار ہوا
دروازے پر بہت سے دربان بیٹھے تھے پہرہ قائم تھا کہ راز دار جادو دروازے پر پہونچا
دربان اس سے واقف تھے روک نہ سکے یہ سب لوگ ساحر تھے اگر یون کوئی شخص آتا
تو کیا قدرت تھی کہ داخل محل ہو سکتا بسبب راز دار جادو کے کسی نے نہ روکا رفیع البخت
ہمراہ راز دار جادو کے داخل طلسم ہوئے دیکھا کہ ایک زن جمیلہ بارہ دری کے اندر
بیٹھی ہوئی سنگار کر رہی ہی آئینہ سامنے لگا ہوا ہی اور ایک پیرزال بار بار صورت اسکی دیکھکر
بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ خداوند سامری و جمشید میرے چراغ کو روشن رکھین افسوس کہ
بانیان طلسم نے جو طلسم مین پھنسا دیا ہی گویا دروازہ طلسم ہم ہی کو قرار دیا ہی یہ کہتی
جاتی ہی اور روتی جاتی ہی باتین اسکی سنکر دل رفیع البخت کا گداز ہو گیا
راز دار جادو رفیع البخت کو لیے ہوئے قریب پہونچا اور کہا کہ ملکہ مہمان کی تواضع
لازم ہی یہ شاہزادہ فتاح طلسم ہی اور تمھارے پاس آیا ہی اسے لوح دے دو کہ یہ
طلسم کو فتح کرے یہ سنکر رنگ اُس نازنین کا متغیر ہو گیا اور آنکھون سے اسکے آنسو
جاری ہوئے نام اسکا ملکہ سحر بیان جادو ہی اور وہ پیرزال مان اسکی ہی نام اسکا
افسون بیان ہی انکا سحر یہی ہی کہ یہ باتون مین انسان کو پتھر کا کر دیتی ہین اگر انسان
تھوڑی دیر باتین انکی سن لے تو پتھر کا ہو جائے بس جلدی سے نازنین نے
آگے بڑھکر گردن جھکا دی اور عرض کی کہ مین تو امانت دار تھی لوح حاضر ہی خنجر
کھینچیے اور مجھے قتل کیجیے کہ بغیر اسکے لوح نکلنا دشوار ہی مجھے کوئی عذر نہین ہی لیکن اتنا خیال رہے
کہ جسوقت میرا روح اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے ہو جائے تو لاش کو
میری دفن کرا دیجیے گا اسواسطے کہ تمھین لحد مین اتار دیکھین پڑھو تلقین وہی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے

اور بعد وفات جب اسطرف سے گذر ہو تو فاتحہ خیر سے اپنی کنیز کو نہ فراموش کیجیے گا
اسواسطے کہ اب سوا عقبیٰ کے دنیا کی فکر جاتی رہی یہ نازنین سحر بیان اپنی باتون مین
رفیع البخت کو لگائے ہوے ہی اور سلسلۂ تقریر تمام نہین ہوتا راز دار جادو
بار بار اشارہ کرتا ہی کہ دیر مناسب نہین ہی لیکن رفیع البخت کا ہاتھ نہین اٹھتا آخر کار
مان ملکہ کی بول اٹھی کہ میان تم رنج نکرو ایسی کنیزین تمھارے دم کے واسطے بہت ہین
اسے قتل کرو اور اسی کے خون سے اپنے ہاتھ سرخ کرکے دیکھ لو اب یہی شہدی اسکی ہی
تقدیر مین اسکی ناشاد و نامراد جانا تھا اور ہمارے مقدر مین اسکا سہرا دیکھنا نہ تھا یہ باتین
سنکر دل رفیع البخت کا گداز ہوگیا کہا کہ مین ایسی طلسم کشائی سے باز آیا کہ عورتون کو قتل
کرون اور ایسی ایسی نازنینون کو ہلاک کرون یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوے اور راز دار جادو
سے کہا کہ چلو افسون بیان جادو نے کہا کہ ای راز دار جادو اب ہمارا کوئی قصور نہین ہی
جو ہمارا فرض تھا اسے ہم ادا کر چکے راز دار جادو نے کہا کہ ای شہریار یہ کیا غضب کرتے
ہین ان عورتون کو دوست نہ سمجھیے اسواسطے کہ سحر انکا انکی زبان مین ہی اگر کچھ دیر اور تامل کیجیے گا
اور باتین انکی سنتے رہیے گا تو پتھر کے ہو کر رہ جائیے گا پھر کچھ نہو سکے گا بت آپکا اٹھا کر داخل طلسم
کر دیا جائیگا اور میرے واسطے بڑی خرابی ہو گی کہ مین نے آپ کو یہانتک پہونچایا ہی ورنہ آپکا
اس مقام تک پہونچنا سخت دشوار تھا رفیع البخت نے کہا کہ مجھسے تو یہ نہو گا کہ مین ایک زن بے قصور
پر تلوار اٹھاؤن اگر کوئی دیو ہوتا یا پہلوان ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتا لڑتا یا مین اسپر غالب
آتا یا وہ مجھے قتل کرتا راز دار جادو نہایت پریشان ہی کہ کیا کرون اور کیونکر انکو سمجھاؤن
کہ یہ ساعت نہین کرتے مین اودھر سحر بیان نے پھر رفیع البخت کو باتون مین لگایا اور کلام
حسرت آمیز زبان پر جاری کیے دیکھا رفیع البخت نے کہ پاؤن میرے سخت ہوے جاتے ہین
تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ انگلیان پاؤن کی پتھر کی ہو گئین راز دار جادو نے کہا کہ اپنی
حالت دیکھیے کہ تھوڑے عرصے مین آپ پتھر کے ہوا جاتے ہین جلد اسے قتل کیجیے رفیع البخت
نے مجبور ہو کر کہا کہ لوح اسکے کس عضو مین ہی ملکہ کی مان نے کہا کہ لوح کا مقام زیر ناف ہی اب چاک
کر کے نکال لین آپ اسے پردہ کیا ہی رفیع البخت سمجھے کہ یہ مضحکہ کرتی ہی پلٹ کر راز دار جادو کی طرف
دیکھا راز دار جادو نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہی رفیع البخت نے لاحول پڑھا اور کہا کہ بانیان طلسم کو
سوا اس مقام کے دوسرا مقام لوح رکھنے کے واسطے نہ ملتا تھا آصف بن برخیا کی عقل پر مجھے
تعجب ہی مگر مجبور تھے کیا کرتے خنجر کھینچا اور آمادہ ہوے لیکن حیا اسکی مقتضی نہوئی کہ اسے برہنہ کرتے
پشت کیجانب سے چاک کر کے ڈبیا نکالی پشت چاک ہوتے ہی سحر بیان جادو زمین پر تڑپنے
لگی تھوڑے عرصہ مین دم اسکا نکل گیا اب جو دیکھا تو نہ وہ حسن و جمال ہی نہ وہ سن و سال ہی کوئی اسی نوے
برس کے سن کی عورت ہی راز دار جادو نے کہا کہ اب آپکو میری بات کا یقین آیا یا اب بھی نہین بس اب چلیے
راز دار جادو رفیع البخت کو ساتھ لیکر باغ ملکہ مین آیا یہان ملکہ بال کھولے ہوے شاہزادے کے حق مین
دعا کر رہی تھی کہ راز دار جادو رفیع البخت کو لیے ہوے پہونچا رفیع البخت نے ڈبیہ کو کھولا اور لوح

نکالی ایک تختی زبرجد کی تھی اُسپر کچھ نقوش کندہ تھے شاہزادے نے لوح کو گلے میں پہنا اور رازدار جادو سے کہا کہ میں اب اسے فتاحی طلسم جاتا ہوں ملکہ سے آپ خبردار رہیے گا اور میرے لشکر کی خبر بھی لیتے رہیے گا ایسا نہو کہ کوئی ساحر آکر لشکر کو تباہ و برباد کردے رازدار جادو نے کہا کہ میں دونوں جانب کی خبر رکھونگا لیکن آپ نہایت ہوشیاری سے کام لیجیے گا ایسا نہو کہیں دھوکا کھا جائیے اور لوح چھنوا دیجیے تو مشکل ہوگی پھر لوح کا دستیاب ہونا بڑے امکان کی بات نہوگی فرمایا کہ اپنے کام سے سب ہوشیار رہتے ہیں آپ اپنے کام میں ہوشیاری کیجیے میں اپنے کام کو ہوشیاری کے ساتھ انجام دونگا یہ فرماکر ملکہ سے رخصت ہوکر جانب طلسم نور آگین روانہ ہوئے جسوقت باغ سے باہر آئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وسیار این عجائبات یہاں سے دہنی جانب روانہ ہوکہ ابھی تجھے اپنے عزیزوں سے ملنا چاہیے بعدازان در بند طلسم پیش آئینگے شاہزادہ یہ دیکھکر داہنی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے تین پہر دن گذرا پاؤں تھک گئے اسقدر پیدل چلنے کی عادت نہ تھی مگر جب وقت آپڑا تو کیا کریں کیونکہ بغیر اسکے چارہ بھی تو نہیں ہے یکایک سامنے سے ایک کوہ نمودار ہوا اور بالائے کوہ سے ایک سہانا سا ابر نمودار ہوا ہلکی ہلکی بوندیاں اُس ابر سے برس رہی ہیں تھوڑی دیر میں تمام صحرا کا رنگ بدل گیا پھول کھلنے لگے ہوائے سرد کے جھونکے آنے لگے کہ روح کو تازگی بخشتے تھے یکایک وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر جلیل القدر تخت سحر پر سوار چہرہ مثل آفتاب کے درخشان نمودار ہوا اور آواز دی کہ اے فرزند میں ماموں ہوں تمہارا نام میرا سلیم جادو ہے میں تمہارے انتظار میں تھا الحمدللہ کہ تم آگئے رفیع البخت کو صورت سلیم جادو کی دیکھکر حیرت ہوئی کہ خدا نے ایسے ایسے حسین بھی پیدا کیے ہیں مگر چونکہ اپنے والد ماجد یعنی بدیع الملک سے حال انکا سن چکے تھے کہ انھوں نے مذہب اسلام اختیار نہ کیا تھا اور رہیلے تو بہ الجا اسکے جب قابو نہ چلا اور بدیع الملک نے تجانہ سامری کو توڑ ڈالا بڑے بڑے ساحروں کو جان سے مارا تو سلیم جادو چلے گئے تھے لیکن بعد زمانہ گذرنے کے دنیا کے انقلاب سے ملکہ ناوک فگن سلیم جادو کی بہن اور رفیع البخت کی ماں طلسم نور آگین میں اسیر ہوگئی تھیں سلیم جادو نے غیرت میں آکر بڑے شد و مد سے اپنی بہن کو چھڑایا اور آکر اس مقام پر سکونت اختیار کی اور پھر بہن کو ترغیب سامری پرستی کی دلائی ناوک فگن نے سلیم جادو کو سمجھایا آخر کار فیصلہ اس امر پر قرار پایا کہ تین یوم کے اندر اگر ہمارا خدا برحق ہے تو وہ ضرور حقیقت دین اسلام کسی نہ کسی طریقہ سے ظاہر کردے گا اور اگر تمہارے خداوند برحق ہونگے تو پھر کسی صورت سے اپنے مذہب کی حقیقت ظاہر کردینگے اور شرط یہ ہوئی کہ سحر کو دخل نہیں ہے غرضکہ تیسرے روز سلیم جادو نے خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای سلیم جادو کیوں عاقبت اپنی خراب کرتا ہے ترک کر دین سامری پرستی کو کہ سامری بھی ایک بندۂ خدا تھا مگر کافر تھا سحر میں کمال رکھتا تھا اُس خدا کو مان اور پرستش کر جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور بہت جلد بھانجا تیرا اے فتاحی طلسم آنے والا ہے اُسکی مدد کیجیو کہ جسوقت صبح کو آنکھ سلیم جادو کی کھلی بہن سے اپنے خواب کو بیان کیا اور مطیع اسلام ہوا چنانچہ سلیم جادو نے خواب اپنا رفیع البخت سے بیان کیا اور کہا کہ ماں تمہاری اسیر بلا ہوگئی تھی میں اُسے چھڑا کر لایا ہوں چلو اور ماں کو اپنی صورت دکھاؤ جب طلسم فتح کروگے تو دادا کی زیارت

بھی نصیب ہوگی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اب سلیم جادو کی بات
قابل اعتبار ہی جو کچھ کہتا ہی سب صحیح ہی رفیع البخت ہمراہ اپنے ماموں کے خدمت میں ملکہ ناوک فگن
کی روانہ ہوے جسوقت نظر ملکہ ناوک فگن کی چہرۂ رفیع البخت پر پڑی بے اختیار سر سینے سے
لگالیا اور بہت روئیں رفیع البخت کا بھی دل بھر آیا دیر تک گریہ و زاری رہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو ابر ملے ہوے برس رہے ہیں بعد اسکے ناوک فگن نے حال بدیع الملک کا پوچھا کہ کہاں
ہیں اور کسطرف گئے ہیں رفیع البخت نے بیان کیا کہ بالفعل براے فتاحی طلسم نطاق
تشریف لیگئے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ خیر جہان رہیں خوش رہیں مگر ہمیں بالکل بھلا دیا کہ ہم کس
کس مصیبت میں مبتلا ہوے ادا انھوں نے خبر نہ لی خدا تمکو سلامت رکھے کہ اسوقت میں تمنے
خبر لی بعد اسکے شاہزادے نے ماں سے اجازت طلب کی کہ اب مجکو براے فتاحی طلسم جانے
دیجیے اور آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت میں طلسم کو فتح کرونگا تو آپکی خدمت میں حاضر ہونگا رفیع البخت
یہ کہکر اٹھے تھے کہ ملکہ ناوک فگن نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اے فرزند ابھی مجھے جی بھر کے صورت
تو دیکھ لینے دو کہ مدت کے بعد تمکو دیکھا ہی پھر کیا معلوم دیکھنا نصیب ہو یا نہو اسواسطے کہ زندگی کا
کوئی اعتبار نہیں ہی یہ سنکر رفیع البخت بیٹھ گئے اور ماموں سے اپنے کہا کہ جبتک میں طلسم سے
واپس نہ آؤن اسوقت تک آپ میرے لشکر کا بھی خیال رکھیے گا اور ملکہ ماہ شیر سوار کی خبرگیری بھی کرتے
رہیے گا اسواسطے کہ اب وہ عزت آپکی ہو چکی ہی اور یہان اسکی دشمن خدا ہی اور ساحرہ زبردست ہی
ایسا نہو کہ وہ اسکو گرفتار کر لیجاے یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند پھر اسے یہیں کیوں نہیں
بلا لیتے ہو شاہزادے نے فرمایا کہ حضور کو اختیار ہی میں مانع تو نہیں ہون یہ سنکر سلیم جادو باغ
ملکہ ماہ شیر سوار کی جانب روانہ ہوے وہان ملکہ باغ میں بیٹھی تھی اور شاہزادے کے
واسطے دعا کر رہی تھی کہ خداوندا یہ طلسم نہایت سخت ہی تو رفیع البخت کو فتحیاب کرنا اور مکر سے
ساحران طلسم نور آگین کے بچانا راز دار جادو دختر کو سمجھا رہا تھا کہ اے فرزند پریشان نہو
کہ پروردگار عالم نے فتاحی طلسم نور آگین کی اسی کے واسطے نام کی ہی لوح طلسمی اسکے پاس
ہی کسکی مجال ہی جو نظر بد سے اسکی طرف دیکھ سکے یہی باتیں تھیں کہ ابر اٹھا اور آمد ساحر معلوم
ہوئی راز دار جادو نے کہا کہ یہ تو آمد اسی شخص کی معلوم ہوتی ہی جسکی طرف وہم بھی نہیں
ہوتا کہ یہ آئے گا نہیں معلوم یہ اسطرف کس غرض سے آتا ہی خدا خیر کرے ملکہ ماہ شیر سوار نے
کہا کہ کون راز دار جادو نے نام سلیم جادو کا لیا اتنے میں ابر شق ہوا اور سلیم جادو
تخت سحر پر سوار نمایان ہوے اور تخت انکا باغ میں آترا راز دار جادو اور ملکہ ماہ شیر سوار
نے پیشوائی کی اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا اور سبب آنے کا دریافت کیا سلیم جادو نے کہا
ہی راز دار جادو اپنے عزیزون کے پاس جانے کے لیے کوئی سبب کی ضرورت ہی ملکہ ہماری بہو ہی
تم سمدھی ہوا گر چلے آئے تو کیا برا کیا ہان یہ بیشک ہوا کہ پہلے سے اطلاع نہیں کی تھی اگر یہ امر
تمہارے خلاف گذرا ہو تو چلے جائیں راز دار جادو کو انکے مسلمان ہونے کا حال معلوم
تھا اسی وجہ سے یہ سلیم جادو کو دشمن رفیع البخت کا سمجھا تھا اور سلیم جادو کے آنے سے

پریشان ہوا تھا جسوقت سلیم جادو نے قرابت کا حال بیان کیا اور تسلی دی کہ مجھسے خوف نکرو
اسلیے کہ اب مین وہ نہین ہون جو پہلے تھا مین نے دین اسلام اختیار کیا اور اسواسطے آیا ہون کہ
اپنی بہو کو اپنی حفاظت مین رکھون یہان رہنا اسکا ٹھیک نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑے شہزادہ رفیع بخت
میرے قلعہ مین اپنی مان ناوک فگن پاس بیٹھے ہوے ہین یہ سنکر راز دار جادو نہایت خوش ہوا
اور کہا کہ آپکو اختیار ہی یہ کنیز آپکی ہی جسوقت چاہیے لیجائیے اور اس امر کے واسطے خود تکلیف کرنے کی
کیا ضرورت تھی مجھ سے کہلا بھیجا ہوتا مین اسیوقت ملکہ کو بھیجدیتا بلکہ خود پہونچا دیتا سلیم جادو نے
کہا کہ ہم اپنے خسروون کی عزت نکرینگے تو اور عزیز کیون کرینگے جیسی عزت ہم اپنے خسروون کی
کرینگے ویسی ہی عزت اور عزیز بھی کرینگے راز دار جادو نے اسیوقت سواری کا بندوبست
کرکے ملکہ کو سلیم جادو کے ساتھ کیا اور عرض کی کہ مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرونگا بالفعل
میرا یہان سے جانا مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ یہ باغ تنہا رہ جائیگا سلیم جادو نے کہا کہ
جیسا آپ مناسب جانین وہ بھی گھر ہی اور یہ بھی گھر ہی مگر تکلف کو دخل نہ دیجیے گا اور یہ
خیال نہ کیجیے گا کہ لڑکی کی سسرال جانا خلاف عزت ہی اسلیے کہ ہم آپ سب ایک ہی ہین اگر آپ
اس قسم کے برتاؤ کیجیے گا تو مجھے ملال ہوگا اور زیادہ تر ضرورت آپکے رہنے کی اس وجہ سے ہی
کہ مجکو بالفعل چلہ کشی کرکے سحر کو اپنے زور دینا ہوگا کہ بھانجا میرا اتنے بڑے طلسم کو فتح کرنے کے
واسطے جاتا ہی خدا جانے کیا آفت پیش آئے کس کس بلا کا سامنا ہو تو مین مدد کر سکون اور
ساحران طلسم سے مقابلہ کرسکون اور تا اختتام چلہ ان لوگون کی حفاظت آپکے ذمہ ہی راز دار جادو
نے کہا کہ مین انشاء اللہ ضرور حاضر ہوتا رہونگا بالفعل مین بھی استقلال کے ساتھ قیام نہین کرسکتا
ہون اسواسطے کہ شاہزادے کے لشکر کی حفاظت کرنا ہی گھر کی خبرداری رکھنا ہی حال اہالیان
طلسم پر واضح ہو چکا ہی کہ مین نے لوح طلسمی شاہزادے کو دلوائی ہی تمام طلسم مین اس بات کا
چرچا ہی ساحر میرے دشمن ہو رہے ہین سب سے بڑی دشمن خود ملکہ کی مان ہی کہ اسکی جانب
سے ہر وقت کا اندیشہ ہی سلیم جادو نے کہا کہ بسا تعجب ہی مگر لاکھ برخلاف ہو گی اولاد کے
ساتھ ہان کیا دشمنی کریگی مثل مشہور ہی کہ مان پسنہاری اچھی باپ لکھپتی نہین اچھا جو
محبت مان کو اولاد کے ساتھ ہوتی ہی باپ کو ہو ہی نہین سکتی راز دار جادو نے کہا کہ آپ
اُس عورت سے واقف نہین ہین سونا جانے کسے اور آدمی جانے بسے مین اُسے خوب جانتا
ہون کہ میرا ساتھ ہو چکا ہی اُسکی دوستی بھی دشمنی سے کم نہین ہی وہ اُن عورتون مین نہین
ہی جنکا آپ ذکر کر رہے ہین ؎ نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد
الحاصل سلیم جادو تو ملکہ کو لیکر رخصت ہوے اور راز دار جادو نے سامان ملکہ کا مع اُن
پہلوانون کے جنکو ملکہ نے اسیر کیا تھا روانہ کردیا کہ یہ سب بھی وہین رہین اور آپ باغ مین
مقیم ہوا کسی کسی وقت جاکر لشکر کی خبر بھی لے آیا کرتا تھا اسکو تو ادھر لشکر کی حفاظت مین چھوڑا جاتا ہی

احوال سلیم جادو کا

کہ جسوقت یہ ملکہ کو لیے ہوے اپنے مکان مین پہونچے ملکہ ناوک فگن بہو کو دیکھکر نہایت خوش

ہوئی گلے سے لگایا اور بلائین لین رفیع البخت نے شرم سے گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے اُٹھی اور اُن
پہلوانون کے پاس آئی جو ملکہ کے زیر کردہ تھے اور اپنا دل بہلنے کی غرض سے اکھاڑا بنوایا اور
سب کو لڑا لڑا کر انتخاب کرنا شروع کیا کہ کون کیسا ہی اور کون کیسا ہی تاکہ حسب مراتب عہدہ
اُنکے سپرد کیے جائین وہان سلیم جادو نے ملکہ ناوک فگن سے کہا کہ مین برائے چلہ کشی
جاتا ہون کہ بروقت ضرورت رفیع البخت کی مدد کر سکون تم بہو سے اپنی بہت ہوشیار
رہنا اور تاوقتیکہ چلہ میرا تمام نہوے خبردار کسی کو میرے پاس نہ بھیجنا اسواسطے کہ اگر چلہ ٹوٹ گیا
تو محنت ضائع ہو جائیگی یہ کہکر جانب حجرہ سحر روانہ ہوئے ہمین بھی چلہ کشی مین چھوڑا جاتا ہی
اب یہان سے شمہ حال ملکہ ماہ دل افروز جادو زوجہ اسرار جادو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی مصاحبین حاضر ہین ذکر ہو رہا ہی کہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا ہی اور سامری
پرستون پر تباہی آیا چاہتی ہی کہ ایک مصاحب نے مسکرا کر کہا پھر آپکو تو خوش ہونا چاہیے ہوا سلیئے کہ
آپکے شوہر بھی بدخواہ طلسم ہین آپکو بھی بربادی طلسم سے خوش ہونا زیبا ہی ماہ دل افروز نے کہا
یہ کیا صاف بیان کر مین اس معمہ کو نہین سمجھی اُسنے کہا کیا آپکو خبر نہین کہ آپکے شوہر نے طلسم کشا کو
لوح دلوادی اور دختر آپکی اُس سے زیر ہو کر شرط ہارین اقرار یہ ہوا ہی کہ بعد فتح طلسم کے شادی
ملکہ کی طلسم کشا سے کیجائیگی یہ سنکر چہرہ ماہ دل افروز کا سرخ ہو گیا کہا کہ بس آئندہ سے اسطرح کی
دریدہ دہنی نکرنا ورنہ گدی سے زبان کھینچ لونگی یہ سنکر وہ مصاحب کانپ گئی اور کہا کہ اگر یہ خبر غلط
ہو تو جو مزاج مین آئے وہ سلوک میرے ساتھ کیجے گا اور اگر یہ خبر صحیح نکلی تو آئندہ سے مجھے
دروغگو کبھی نہ کہیے گا مین ایسی بات بھلا بے تحقیق منہ سے نکال سکتی تھی ماہ دل افروز نے کہا
کہ تجھے اپنے دعوے کا ثبوت دینا ہوگا اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ جاکر مکان سلیم جادو مین دیکھ آئیے
دختر آپکی ملکہ ناوک فگن کے پاس موجود ہین اس سے پہلے بھی کبھی ایسا ہوا تھا ہمیشہ
سلیم جادو سے اور آپ لوگون سے چشمک رہا کرتی تھی بلکہ رفیع البخت بھی ابھی برائے فتاحی
طلسم روانہ نہین ہوا ہی وہ بھی وہین موجود ہی ماہ دل افروز نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو مین دونون
کو گرفتار کیے لاتی ہون اور جتلائے دیا کرتی ہون اسلیے کہ ایک تو دختر اور وہ بھی ایسی نکلی کہ
ایک بلچ خداپرست کے ساتھ شادی پر راضی ہو گئی ہی مجھے ہرگز منظور نہین ہی کہ میری دختر کی
شادی ایسے شخص سے ہو جو سامری پرستون کا قاتل ہو یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کیے کہ بازوون پر
ہاتھ پھیرے کہ پر پرواز پیدا ہوئے اور اُڑکر جانب مکان سلیم جادو روانہ ہوئی اُسوقت یہ پہنچی
کہ ملکہ ماہ شیر سوار پاس اپنی ساس ملکہ ناوک فگن کے گردن جھکائے بیٹھی تھی اور
رفیع البخت رخصت طلب کر رہے تھے کہ اب مجھے اجازت دیجیے مین جا کر طلسم کو توڑون
اور اپنے دادا کو رہا کرون کہ ایک مرتبہ ماہ دل افروز کو غصہ آیا اور کہا کہ افسوس ہی بد ختر بد اختر
یہان بیٹھی ہی بس یہ کہکر اور پنجہ بنکر ماہ شیر سوار پر گری اور اُٹھا کے لیے چلی گئی پہلے دختر کو
لا کر قید کیا اور بعد اُسکے تلاش رفیع البخت مین روانہ ہوئی چونکہ یہ واقف تھی کہ رفیع البخت
کے پاس لوح طلسمی ہی سحر اُسپر اثر نہ کریگا ایک عیار بچی اور چند مصاحبون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی وہان

جسوقت خبر گرم ہاہ شیر سوار کو لیگیا ہی تو رفیع البخت اور ملکہ ناوک فگن نہایت پریشان
ہوئے کہ ملکہ کو کون لیگیا رفیع البخت نے کہا کہ مین جاتا ہون اسواسطے کہ سوا ساحران طلسم کے
یہ کام دوسرے کا نہین ہی یہ فرماکر روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ چند
نازنینین ایک مقام پر جمع ہین جلسہ رقص و سرود کا ہی ایک نازنین جسکی وضع اور لباس سے
پایا جاتا ہی کہ یہ سب کی افسر ہی مسند سے لگی بیٹھی ہی ناچ دیکھ رہی ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری
ہین شاہزادہ اس جلسہ کی طرف چلا کہ دیکھا چاہیے یہ کون نازنین ہی ادھر نظر اس نازنین
کی رفیع البخت پر پڑی پکار رہی کہ زہے اب بھی آئے تو مہربانی کی + جس روز سے خواب مین صورت
دکھا کر گئے اسدن سے ہمنے اسی صحرا مین قیام اختیار کیا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب چھوڑے
بقول شاعر ؎ یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا + احباب سب چھٹے اغیار
چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا + غمنوش جدائی جیسے ہوئے غم کھانے لگے خون پینے جیے + کھانا کیسا
پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا + اس اسطرح سے اشعار عشق آمیز پڑھکر اٹھی اور شاہزادے
کی طرف بڑھی شاہزادہ حیران ہی کہ یہ کون نازنین ہی سب نے رفیع البخت کو حلقہ مین
لے لیا کوئی کہنے لگی واہ میان کوئی ایسا بھی کرتا ہی کہ ایک مرتبہ صورت دکھا کر گئے تو پھر خبر بھی
نہ لی دیکھو تو ہماری ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہی کہ چار ہی دن مین رنگت زرد ہو گئی ہی منہ اتر
گیا ہی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین بس اب ہم آپکو یہان سے نہ جانے دینگے ملکہ نے
کہا کہ مرد کی ذات بیوفا ہوتی ہی کبھی انکی دوستی پر بھروسا نہ کرنا چاہیے ؎ دغا کا لاکھ طرح
سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی + اس اسطرح کی باتین کرکے مسند
پر بٹھایا شاہزادہ حیران ہی کہ مین کہان آیا اور کس بلا مین پھنس گیا ماہ شیر سوار کا خیال بھی
جاتا رہا فرمایا کہ آپ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے کہ گل کس چمن کی ہین گوہر کس صدف کی ہین
ملکہ نے کہا کہ آپکو میرے نام سے کیا کام ہی مین بدنصیب اپنا کیا نام بتاؤن میری تو وہی حالت
ہی ؎ نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + مین کیا کہون
کہ کون ہون سودا بقول درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + یہ باتین
کرتی ہوئی قریب شاہزادے کے آکر بیٹھ گئی اور رونا شروع کیا رفیع البخت نے کہا کہ
رونے کا کیا سبب ہی ملکہ نے کہا کہ اب انجام کو روتی ہون کہ آپ پھر چلے جائیے گا اور مجھے
تڑپائیے گا جبتک شاہزادہ کوئی جواب دے ایک عورت بول اٹھی کہ اب یہ جا سکتے ہین ہم ابھی تو
شادی آپکی انکے ساتھ کیے دیتے ہین رفیع البخت عجب پریشانی مین ہین کہ یا اللہ یہ کیا آفت ہی
مین کس بلا مین پھنس گیا چپکے بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ اتنے مین ایک عورت نے آکر کہا بیشک
روز نیک و ساعت سعید اس سے بہتر نہو گی کہ عاشق و معشوق ایک جا ہین بس اسیوقت
عقد ہو جانا چاہیے یہ کہکر تیغ خوشبودار سینے پر رفیع البخت کے کھینچ مارا رفیع البخت
نے کہا کہ کیا خوب پوچھنا نہ گچھنا ایجاب نہ قبول کیا زبردستی کا نکاح ہی ایک ادھر بول
اٹھی کہ جب دو دل راضی تو کیا کرے قاضی رفیع البخت نے کہا کہ ابھی راضی کون ہی

لیکن تیغ خوشبودار جو سینے پر پڑا اور خوشبو اُسکی ناک میں گئی شاہزادہ چھینک لے اُٹھ نشہ سا ہوگیا بعد
تھوڑی دیر کے چھینک مار کر بیہوش ہوا ساتھ ہی اُس نازنین نے نعرہ کیا کہ منم ملکہ نازک خرام
عیارہ ماہ دل افروز کی کمک لے آواز دی کہ ای ملکہ آفاق تشریف لائیے میں اپنے گنہگار کو
لیجاتی ہوں ساتھ اس آواز کے صحرا سے ماہ دل افروز نمودار ہوئی اور رفیع النجت کو دیکھکر
پیچھے ہٹی نازک خرام سے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ ابھی تک لوح اسکے گلے سے نہیں اُتاری اگر
اس اثنا میں اسے ہوش آجاتا یا کوئی مددگار اسکا آجاتا تو ہم کیا کرسکتے تھے نازک خرام
نے جلدی سے لوح گلے سے رفیع النجت کے اُتار لی اب ملکہ ماہ دل افروز نے رفیع النجت
کو اپنے تخت سحر پر ڈالا اور سیدھے ہوئے مکان میں آئی اسیر غل و زنجیر کرکے ہوشیار کیا جس وقت
آنکھ شاہزادے کی کھلی اپنے کو ایک نئے مقام پر پایا پوچھا کہ میں کہاں ماہ دل افروز نے کہا کہ وہاں
قضا میں اور آغوش مرگ میں او سرکش بے حرمت النجت تھی کہ تو نے میری دختر نیک اختر کو بہکا کر مسلمان
کیا اور اُس سے عقد کا ارادہ رکھتا تھا تیری بھی یہ نیت ہوئی کہ تو ماہ دل افروز کی دختر سے
عقد کرے دیکھ تو اب تجھے کیا مزہ چکھاتی ہوں رفیع النجت نے کہا ای ملکہ افسوس یہ ہے کہ میں آپکو
جواب سخت نہیں دے سکتا اگر کوئی دوسرا میری نسبت یہی سخت کلامی کرتا تو زبان گدی سے کھینچ لیتا مگر
میں ایسا بے شرم نہیں ہوں کہ آپکی نسبت کلام سخت زبان پر جاری کروں اگر آپکے نزدیک میں
خاطی ہوں تو آپ شوق سے مجھے قتل کیجئے یا [illegible] مزاج میں آئے اگر میرے خدا کو میرا بچانا
منظور ہے تو وہ مجھکو بچائیگا اور اگر قضا آگئی [illegible] قضا آپ ہی کے ہاتھ سے ہے تو بہتر ہے اسکا بھی کوئی
غم نہیں لیکن سخت کلامی کرنا مناسب نہیں [illegible] یہ شیوہ شرفا اور رؤسا کا نہیں ہے رفیع النجت
نے اسطرح کے کلام کیے کہ ماہ دل افروز اپنی دریدہ دہنی پر پشیمان ہوئی لیکن دشمنی سے باز
نہ آئی بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ ای رفیع النجت افسوس [illegible] نہیں کہ تم جیسے سعادت اطوار اور
نیک شعار ہو مگر مجبوری یہ ہے کہ [illegible] سامری پرستان ہو سو بہت قتل تمھارا
جملہ واجبات سے ہے میں تمکو قتل ضرور کروں گی [illegible] ماہ شیر سوار کو طلب کیا جس وقت قید
ماہ شیر سوار کی آئی شاہزادہ ملکہ کو دیکھ [illegible] اور ملکہ بھی صورت شاہزادے کی
دیکھکر رونے لگی مگر ماہ دل افروز نے [illegible] اور دونوں کو ساتھ لیکر خدمت پیران جادو
میں روانہ ہوئی ملکہ ماہ شیر سوار کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا تھا اور قید شاہزادہ
رفیع النجت کی ملازمین کے حوالے کردی تھی شاہزادہ اُسی حالت میں دیکھتا چلا جاتا
ہے کہ یکایک ایک قصر سات درجہ کا نظر آیا کہ ہر درجہ اُسکا دوسرے درجہ سے بلند تھا
اور ہر درجہ کے وسط میں ایک حوض تھا کہ آب ناب سے بھرا ہوا تھا اور گرد اُسکے
صراحیاں مرصع کار جام جواہر نگار رکھے ہوئے تھے اور ہر درجہ فرش تکلف سے آراستہ
و پیراستہ تھا اور رنگ بھی ہر ایک کا مختلف تھا کسی درجہ کا رنگ سبز تھا اور وہاں کا فرش
سامان آرائش وغیرہ سب چیزیں سبز تھیں کسی درجہ کا رنگ سرخ تھا اور وہاں کا سامان
بھی سرخ رنگ کا تھا کوئی درجہ زنگاری کوئی زرد کوئی سیاہ کوئی سفید کوئی صندلی اسیطرح

چھ درجے تو بلور رنگین کے تھے اور سامان بھی اُنکا ویسا ہی تھا اور ساز و سامان راحت
بکثرت موجود تھا لیکن ساتوان درجہ بلور سفید کا تھا اور سب درجون سے بلند تھا شیشہ آلات
وغیرہ سب چیزین وہان کی سفید تھین وسط مین ایک شامیانہ حریر سفید کا کھنچا ہوا تھا کہ
تمام نقرئی کام اُسپر بنا ہوا تھا اور جابجا کنول ہیرے کے نصب تھے جو بین اُسکی مرصع کار
والماس نگار تھین جھالر موتیون کی عجب لطف دے رہی تھی کہ ہر موتی برابر بیضۂ گنجشک کے
تھا نیچے شامیانہ کے فرش نہایت صاف و شفاف بچھا ہوا تھا اور صدر مین ایک تخت جواہر نگار
بچھا ہوا تھا اُسپر ایک کرسی بھی جواہر نگار لگی ہوئی تھی کہ وہ بھی نہایت پر تکلف تھی پائے
اُسکے ایک ڈال بلور سفید کے تھے اور تخت کے کچھ فاصلے سے داہنی اور بائین جانب سات
کرسیان پر تکلف اور مرصع کار بچھی ہوئی تھین اور تخت کے پس پشت چارسو کرسیان
اور صندلیان زرین بچھی ہوئی تھین رفیع البخت یہ ساز و سامان دیکھکر نہایت متحیر
تھے کہ اسقدر جواہر کہان سے آگیا اب اور قریب پہونچے تو دیکھا کہ ہر درجہ کے لائق
اُسمین لوگ بھی موجود ہین کہ قطع اور وضع اُنکی شرفا اور امرا کی سی ہے اور نوکر چاکر ملازمین
وغیرہ اپنے اپنے منصب کے موافق کام مین مشغول ہین اور ایک ساحر برآمدہ پر ٹہل رہا ہے گویا کسی کا
منتظر ہے اتنے مین ایک پیر مرد نظر آئے لباس نہایت سفید و پر تکلف پہنے ہوئے تھے جریب
ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین تسبیح مروارید آبدار کی اور چند لوگ اور مشائخ وضع اُنکے ہمراہ
اور سات نقابدار سات رنگ کا لباس پہنے ہوئے اول پیر مرد آکر صدر مین اس کرسی پر
بیٹھے جو تخت پر بچھی ہوئی تھی بعد اُسکے ساتون نقابدار ساتون کرسیون پر بیٹھے اور وہ لوگ
جو مشائخ وضع تھے پیر مرد کے گرد تخت پر بیٹھے اتنے مین ماہ دل افروز جادو نے شاہزادے
کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور اپنی دختر کو لیے ہوئے پیر مرد کی طرف چلی سامنے جاکر سلام کیا
پیر مرد نے غور سے دیکھا اور کہا کہ خیریت ماہ دل افروز نے کہا کہ خیریت کہان اتنے مین
دیکھا کہ چارسو نقابدار بادلہ پوش پیدا ہوئے ایک نقابدار سبز پوش بمرتبہ سرداری اُنکے
آگے آگے تھا جسوقت ان حاضرین جلسہ نے نقابدار سبز پوش کو آتے ہوئے دیکھا
سب براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم آگے بڑھکر استقبال کیا نقابدار سبز پوش
برابر پیر مرد کے آکر بیٹھا اور چارسو نقابداران بادلہ پوش پس پشت کرسی ہاے زرین پر بیٹھے
اب پیر مرد اٹھا اور ایک کتاب میز پر کھولکر رکھی جو سنسکرت زبان مین تھی کہ یہ زبان ہنودان
کے ساتھ منسوب ہے پس اُس کتاب کو پڑھنا شروع کیا اور ترجمہ اسکا بیان کیا حضار جلسہ
جھوم رہے تھے ایک صفحہ پڑھکر پیر مرد نے کتاب بند کر دی اور پھر اُسی کرسی پر بیٹھ گیا یہ پیر مرد
نبیرۂ جمشید ہے نام اسکا پیران جادو ہے ہر ساحر اسکی کمال عزت کرتا ہے اور سب اسکو
خداوند زادہ اپنا تصور کرتے ہین کہ ایک مرتبہ ماہ دل افروز پھر سامنے پیر مرد کے آئی
اور دست ادب بستہ کھڑی ہو کر عرض کی کہ اے شہنشاہ عدل گستر و نبیرۂ خداوند جمشید
مین آپ سے اپنی داد چاہتی ہون کہا ہرچند کہ وقت کم ہے اور قصہ تیرا طولانی ہے مگر بیان کر

رہا کرتی ہو ماہ دل افروز نے عرض کی کہ تمام عمر کی کمائی ایک دختر خداوند سامری و جمشید
نے عنایت کی تھی اب وہ بھی میرے ہاتھ سے جاتی ہو اور گھر میرا بے چراغ ہوا جاتا ہو
یہ کہکر تمام حقیقت دارفتگی ماہ شیر سوار کی اور شورش افزائی رفیع البخت کی بیان
کی اور کہا کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا کو مع لوح گرفتار کر لیا ہو لیکن فکر
یہ ہو کہ جسوقت طلسم کشا قتل ہو جائیگا تو ماہ شیر سوار اسکی محبت مین خودکشی کرے گی
مین اسیواسطے اسکو لیکر حضور مین حاضر ہوئی ہون کہ اگر آپ نظر توجہ فرمائینگے تو مطلب
برآری ہو جائیگی غرض میری یہ ہو کہ ماہ شیر سوار عشق رفیع البخت سے دل بردا شتہ
ہو جائے اور دین اسلام کو ترک کرکے اپنے مذہب قدیم پر آ جائے اور یہ ممکن نہو تو
مجکو منظور ہو کہ ماہ شیر سوار بھی رفیع البخت کے ساتھ قتل ہو جائے لیکن بعد ماہ دل افروز
کے مجھے زندگی اپنی تلخ ہو جائیگی جسوقت پیران جادو نے یہ کلام ماہ دل افروز کے
سنے تو ماہ شیر سوار کو سامنے اپنے طلب کیا اور تمام ماجرا پوچھا ماہ شیر سوار نے حقیقت حال
بیان کی پیران جادو نے کہا کہ اطاعت والدین کی واجب ہو جو امر انکے خلاف مزاج ہو وہ
کیون کرتی ہو ماہ شیر سوار نے عرض کی نہین مین شرط ہار چکی ہون کہ اس سے زیر ہوئی
ہون شرط میری یہی تھی کہ مین جسے زیر کرون وہ میرا مطیع و منقاد ہو اور جو مجکو زیر
کرے مین اسکی مطیع ہوتی ہون مین عہد کے خلاف ہرگز نکرونگی زمانہ مجکو کیا کہے گا
اور اطاعت والدین کی جن امور مین واجب ہو وہ اور ہین ایسی باتون مین
اطاعت والدین کی واجب نہین ہو اگر والدین کافر ہون تو اولاد پر واجب نہین
ہو کہ وہ بھی والدین کے ساتھ جہنم مین جلے اور دین باطل کو اختیار کرے مذہب
برحق سے روگردانی کرے اور ارشاد ہوا کا بھی والدین کو اسوقت تک اختیار
ہو جب تک اولاد نابالغ ہو مین کسی طرح رفیع البخت سے روگردانی نکرونگی ہر چند
پیران جادو نے پند و نصائح کیے مگر ماہ شیر سوار کے دل پر کوئی اثر نہوا اور یہ شعر
کئی بار پڑھا ع جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما + چون شمع یک سخن گذرد در زبان ما
جب پیر مرد اور ماہ دل افروز نے یہ حالت ماہ شیر سوار کی دیکھی تو نہایت تعجب ہوا
کہ یہ وہی لڑکی ہو جسکو مرد کے نام سے نفرت تھی اور خود مردم کش تھی مگر دفعتہً دل
اسکا ایسا شاہزادہ رفیع البخت پر مائل ہوا کہ دین و دنیا کو ترک کر دیا عزت و آبرو کا
پاس جاتا رہا ماہ دل افروز تو نہایت زار زار رونے لگی ماہ شیر سوار کے تیور پر بل نہ تھا
بار بار اشعار عشق انگیز پڑھتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے بھی طلسم کشا کے ساتھ قتل کر دو کہ
بعد اسکے مجھے ایکدم زندہ رہنا گوارا نہین ہو پیران جادو نے ماہ دل افروز کو نالان
و گریان دیکھکر بہت تسلی دی اور کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین ابھی اسکا انتظام کیے دیتا
ہون یہ کہکر خادم کو اشارہ کیا کہ ایک جام گلاب سے لبریز کرکے لے آ خادم گیا اور
عرق گلاب سے جام زرین لبریز کر لایا پیر مرد نے پاؤن نقابدار سبز پوش کرسی نشین کے

اُنس گلاب سے دھلوائے اور ماہ دل افروز کو دیا کہ دختر کو اپنی پلاؤ و ماہ شیر سوار کو
اسوقت ہٹا دیا تھا جبکہ یہ عمل کیا ہو ورنہ وہ پاؤن کا دھوون کبھی نہ پیتی گلاب کے
دھوکے اور دوا کے بہانے ملکہ کو گلاب پلا دیا بس جیسے ہی اسکا ایک گھونٹ حلق کے
نیچے اترا ہی کہ دفعتہً چہرہ ماہ شیر سوار کا سرخ ہوگیا اور دل شاہزادہ رفیع البخت کی جانب
سے ہٹ گیا گویا کبھی کی شناسائی نہ تھی ایسی قلب ماہیت ہو گئی کہ نام سے شاہزادہ
رفیع البخت کے نفرت ہو گئی اب ماہ دل افروز جس بات کو کہتی ہے اُسے ماہ شیر سوار
قبول کر لیتی ہے اب پیران جادو نے ماہ دل افروز سے کہا کہ اسوقت سے کوئی شخص
نام رفیع البخت کا سامنے اسکے نہ لے اگر کوئی شخص نام شاہزادہ کا اسکے سامنے
لے گا تو یہ غضبناک ہوکر اپنے کو ہلاک کر ڈالے گی اور خیال کرے گی کہ کیوں میں اس
شخص سے ملی جو بدنام ہوئی اور اگر ہلاک نہ ہوئی تو پھر رفتہ رفتہ اثر رفیع البخت کا
بڑھنے لگے گا ہر چند کہ اسوقت دل سے اسکے محبت رفیع البخت کی دور ہو گئی ہے مگر
یہ بات ابھی قابل اعتبار نہیں ہے جب اسکو ایک زمانہ گذر جائے تو اثر باطل ہو گا
یہ سنکر ماہ دل افروز نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اگر کوئی شخص سامنے ماہ دل افروز
کے نام شاہزادہ رفیع البخت کا لے گا تو زبان گدی سے کھنچوا لیجائیگی یہ کہکر طوق و زنجیر
ہتکڑیاں بیڑیاں وغیرہ دور کیں اور پیر مرد نے ماہ شیر سوار کو علیحدہ بھجوا دیا بعد ازاں
ماہ دل افروز سے کہا کہ اب طلسم کشا کو لاؤ دہ کہاں ہے ماہ دل افروز نے اپنے
ملازمین کی طرف دیکھا کنیزیں ملکہ کی قید رفیع البخت کی لیے ہوے سامنے آئیں جبکہ شاہزادہ
مجمع ساحران میں آیا اور نظر سب کی شاہزادے کے جمال جہان آرا پر پڑی وجد کرنے لگے کہ
ایسے حسین بھی دنیا میں ہوتے ہیں لیکن ماہ دل افروز نے پیران جادو سے کہا کہ حضور
میں دادا بنی چاہتی ہوں اب مجھکو اجازت ملے کہ میں اسکو قتل کروں یہ سنکر پیران جادو
نے کہا کہ ای ماہ دل افروز بڑا عجب ہے کہ تم ایک رکن طلسم ہوکر ایسی بات کی خواہش کرتی
ہو جو آئین طلسم کے بالکل خلاف ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ قیدی کو بعد چالیس روز کے
قتل کرتے ہیں اور چالیس دن تک زندان طلسمی میں مقید رکھتے ہیں تا کہ کوئی عذر حیلہ
باقی نہ رہے اور جسکو دھوکے سے پکڑا لیجاتے کا ہو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اگر اہل طلسم اسکو قتل
نہ کرواتے تو ہم چھڑا لیتے جب چالیس دن تک قید رکھکر قتل کرینگے تو پھر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا
ہے اور کہے بھی تو ہم جواب دے سکتے ہیں کہ چالیس روز میں کیوں نہ چھڑا لیا ماہ دل افروز
نے کہا کہ میں اس قاعدہ سے واقف ہوں مگر یہ عام قاعدہ ہے کہ ہر قیدی بعد چالیس روز
کے قتل کروا ڈالا جاتا ہے اور یہ طلسم کشا ہے اسکا ایک دم رکھنا بھی اچھا نہیں ہے اسلیے کہ
مبادا یہ رہا ہو جائے اور پھر فتنہ و فساد برپا کرے پیران جادو نے کہا کہ خلاف
قاعدہ کسی طرح نہیں ہو سکتا لیکن تم اطمینان رکھو اب یہ رہا نہو سکے گا ماہ دل افروز
خاموش ہو رہی پیران جادو نے کہا کہ لوح کہاں ہے ماہ دل افروز نے لوح پیش کی

پیران جادو نے نقابدار سیاہ پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمھارے سپرد
ہے اسے لیجاؤ اور نہایت حفاظت سے رکھنا اور اب ایکدم یہان نہ ٹھہرو یہ سنکر نقابدار
سیاہ پوش اپنے مسکن کی جانب روانہ ہوا بعد اسکے پیر مرد نے نقابدار زرد پوش
کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ قیدی تمھارے حوالے ہے اسے لیجاؤ اور نہایت احتیاط سے
رکھنا یہ سنکر نقابدار زرد پوش کہ داروغۂ محبس طلسمی تھا اور داروغہ زندان بھی
قیدی رفیع البخت کو اپنے ہمراہ لیکر جانب محبس طلسمی روانہ ہوا یہان صحبت برخاست
ہوئی سب اپنے اپنے گھر کو گئے اور ملکہ ماہ دل افروز اپنی دختر کو ہمراہ لیے ہوئے
اپنے قصر کی جانب روانہ ہوئی

باب اول حال شاہزادہ رفیع البخت کا سنیے

کہ یہ مسلسل و مطوق نقابدار زرد پوش کے ساتھ چلے جاتے ہین جاتے جاتے دور
سے ایک چار دیواری سنگ مرمر کی نظر آئی ایک جانب بہت بڑا آہنی پھاٹک اسمین
لگا ہوا تھا جسوقت نقابدار رفیع البخت کو لیے ہوئے دروازے کے اندر داخل ہوا
دیکھا شاہزادے نے ایک صحن عالیشان ہے اور ہر چہار طرف بڑے بڑے دالان
بنے ہوئے ہین اور آگے آگے انکے سائبان پختہ ہین اور ہر دالان کے پہلو مین ایک ایک
حجرہ بنا ہوا ہے اور سب دالان فرش و فروش چھت پردون سے آراستہ ہین بیچ مین
چوکے تخت کا لگا ہوا ہے اور پہلو کے در مین پلنگ نہایت نفیس بانے انکے منقش چادرین
سفید کھنچی ہوئی تکیے نہایت نرم لگے ہوئے ہین سیج بند کسے ہوئے ہین پلنگ پوش
نہایت نفیس پڑے ہوئے ہین اور ہر مکان مین ایک ایک زندانی طلسم مسند پرتکلف
پر بیٹھا ہوا ہے نہ ہتکڑی ہے نہ بیڑی کوئی علامت قیدی ہونے کی نہین پائی جاتی ہے
خادم وغیرہ بھی حاضر ہین اور اسباب ورزش ہر مکان مین قرینہ سے لگا ہوا ہے
اور خوانہاے طعام رنگارنگ میوہ جات تر و خشک قابون اور پلیٹون مین
چنے ہوئے ہین اور چوکیون پر سلفچیان آفتابے مع زیر انداز پرتکلف رکھے ہوئے
ہین اور چنگیردان عطردان گلدان تھوکدان اُگالدان وغیرہ ظروف طلائی و نقرئی قرینہ سے
رکھے ہوئے ہین ایک جانب سبوچہ ہاے گلی بھی مسی گھڑونچیون پر رکھے ہوئے صافیان
شاداب کی آبخورے ہوئی ڈنگیان کٹورے جھرے طلائی و مرصع کار طاس اور صراحیان
زرنگار رکھی ہوئی ہین ہر مکان مین سامان امیرانہ موجود ہے قیدی مثل امیرون
کے مسند سے لگے بیٹھے ہین اور صحن چمن مین ایک ایک حوض چار گز سے چار گز مربع
آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہے اور گرد اسکے چار چمن گلہاے خوشبودار و بوقلمون
سے آراستہ ہین اور وسط زندان مین ایک نہر جاری ہے اور کنارے پر اسکے ایک
بنگلہ مینا کار بنا ہوا ہے روبرو اس بنگلہ کے اکھاڑا بنا ہوا تھا چارون کونون پر اس
اکھاڑے کے چار درخت پیپل کے لگے ہوئے اور جسقدر زندانیان طلسم تھے سب کے

ہیرون سے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہیں اور اکثر مکان خالی پڑے تھے مگر ساز و سامان اُنمین بہی موجود تھا کہ نہ معلوم کس وقت قیدی آ جاوے لیس نقابدار زرد پوش نے شاہزادہ و رفیع البخت کو بہی لا کر ایک مکان خالی مین مسند پر بٹھا دیا جب شاہزادہ نے خیال کیا تو قید آہن جسم پر نہین ہی دست و پا بہی متحرک ہین کوئی علامت قید کی پائی نہین جاتی نقابدار زرد پوش شاہزادے کو چھوڑ کر خود کہین چلا گیا جسوقت محبوسان زندان طلسمی کی نظر شاہزادہ و رفیع البخت کے جمال بے مثال پر پڑی سب کے سب گرد اس شمع حسن و خوبی کے جمع ہو گئے اور حال پوچھنے لگے شاہزادے نے اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اب شاہزادے نے ان لوگون کا حال پوچھا کہ آپ لوگ کب سے اسیر ہین اور ساتھ اسیر ہوے یا جدا جدا اور کس کس ملک کے رہنے والے ہین کیا کیا مذہب رکھتے ہین ان لوگون نے اپنی اپنی گذشتہ حالت تا حال اسیری بیان کی اور مذہب بہی مختلف بیان کیے بعد ازان شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے سخت تعجب ہی اسواسطے کہ اس مقام کو زندان کیون کہتے ہین نہ تو کوئی علامت قید کی پائی جاتی ہی نہ کسی قسم کی تکلیف ہی اس زندانخانہ کو عشرت سرا کہنا چاہیے اُن لوگون نے عرض کی کہ حضور یہ عشرت سرا نہین بلکہ عبرت سرا ہی کیونکہ آپ نے آغاز پر نظر فرمائی ہی انجام کا حال ابہی آپکو معلوم نہین ہی طریقہ یہان کا یہ ہی کہ چالیس روز تو قیدی کو نہایت آرام دیتے ہین ناز و نعمت سے پرورش کرتے ہین اور بعد چالیس روز کے قتل کر ڈالتے ہین کل یہ حال آپ پر بہی روشن اور منکشف ہو جائیگا اسواسطے کہ آپ ابہی نو وارد اور تازہ اسیر ہین آپکو ابہی قتل نکرینگے ہم لوگون مین سے جسکے دن پورے ہو چکے ہین وہ قتل کیا جائیگا بانیان طلسم نے ترتیب پر بنا کی ہی کہ جسطرح مقدم و موخر اسیر ہون اسیطرح قتل بہی کیے جائین جو پہلے اسیر ہوا ہی وہ پہلے قتل ہو اور جو بعد کو گرفتار بلا ہوا ہی وہ بعد کو قتل ہو مثلاً آپ ہم جو تینس آدمیون کے بعد اسیر ہوے ہین تو اسیطرح قتل بہی کیے جایئے گا کہ جب ہم مین سے کوئی نہو گا اُسوقت باری آپکی آئیگی اور جو لوگ بعد آپ کے اسیر ہو کر آئینگے وہ آپکے بعد قتل ہونگے اب طریقہ قتل سنیئے وہ یہ ہی کہ صبح کو ایک نقابدار سرخ پوش آتا ہی اور وہ اکہاڑے مین کھڑے ہو کر گردش کرتا ہی اور کہتا ہی کہ ای اسیر طلسم تجکو دار وغۂ زندان نے کسطرح رکھا تکلیف دی یا آرام ہونچایا قیدی کہتا ہی کہ بہت آرام دیا نقابدار کہتا ہی کہ قوت تیری پہلے سے کچھ کم ہو گئی یا اُتنی قدر ہی جتنی کہ قبل اسیری تہی قیدی بیان کرتا ہی کہ بلکہ کچھ زائد معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ یہان کوئی غم سوا غم اسیری کے نہین ہونچا اُسوقت نقابدار سرخ پوش کہتا ہی کہ ای شخص اگر تو مال و دولت چاہتا ہی اور رہائی کا طالب ہی تو مجھسے مقابلہ کر کے مجھے سر پنجہ مردی و مردانگی سے زیر کر تو تمناے دل تیری بر آئیگی اور زندان طلسمی سے رہائی پائیگا اور اگر مغلوب ہو گا تو ہاتھ سے میرے قتل کیا جائیگا اور خون تیرا بکل

سمجھا جائیگا اور ایک زن حسینہ وجمیلہ اُس نقابدار کے ساتھ آکر اُس مینا نگار بنگلہ مین بیٹھتی
ہی درحقیقت ایسی حسین عورت ہماری نظر سے نہین گذری بقول شخصے کہ ؎ ترا دیدہ و
یوسف را شنیدہ ÷ شنیدہ کی بود مانند دیدہ ÷ جسوقت تک وہ زن حور جمال پری تمثال
بیٹھی رہتی ہی ہر شخص اُسکی طرف متوجہ رہتا ہی اور تصویر حیرت بنا ہوا اُسی کو دیکھا کرتا ہی انتہا
اُسکے حسن دلفریب کی یہ ہی کہ جو قیدی لڑکر نقابدار سے مغلوب ہوتا ہی وہ اُس حور لقا
کی طرف دیکھکر بے اختیار کہہ اُٹھتا ہی کہ ہزار جان مین ایک لطف دیدار پر نثار ہین ہمین
ہمارا خونبہا زندگی مین ملگیا اب قتل ہونا واجب اور ضروری ہی نقابدار ملکہ سے کہتا
ہی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ کہتی ہی کہ اب تو یہ اپنی زبان سے موت کا طالب ہی اور مہمان ہی
خاطر شکنی مہمان کی ہمین منظور نہین لہذا اسکو ضرور قتل کرو نقابدار اُس قیدی کو بالاخانہ
پر لیجاتا ہی اور اوپر سے گرا دیتا ہی نیچے ایک چٹان پتھر کی رکھی رہتی ہی قیدی اُسے پتھر پر گرتا
ہی اور استخوان اُسکے چورا ہو جاتے ہین یہ اسرار سمجھ مین نہین آتے کہ نقابدار کچھ
زیادہ قوی نہین ہی لیکن کیسا ہی پہلوان زبردست اُس سے لڑے دن بھر مین ضرور
مغلوب ہو جاتا ہی اور وہ زن جمیلہ نہین معلوم کیون مرد کے نام سے نفرت کرتی ہی
سُنا ہی کہ وہ یہ چاہتی ہی کہ مرد کا تخم دنیا سے نیست و نابود ہو جائے مگر یہ نہین معلوم
کہ اُس قتال عالم نے یہ شیوۂ بیدردی و جلادی کیون اختیار کیا ہی شاہزادہ رفیع البخت
یہ سب باتین نہایت حیرت سے سُنتے رہے جسوقت سلسلۂ تقریر ختم ہوا تو فرمایا کہ افسوس
اس بات کا ہی کہ ہماری موت کے وقت تم مین سے کوئی نہوگا ورنہ تماشا ہماری کشتی
کا بھی دیکھتے اگر یہ نقابدار کوئی ساحر ہی تو مجبوری ہی اور اگر پہلوان زبردست ہی تو گھڑی
بھر مین باندھ لونگا اور واقعی انشاء اللہ اپنی موجودگی مین کسی پر آنچ نہ آنے دونگا آپ لوگ
اطمینان رکھین اُن لوگون نے عرض کی کہ جسکی باری ہوگی وہی قتل کیا جائیگا آپ سے
کیا علاقہ ہی اور خلاف معمول جلاد آپکو کیون قتل کرنے لگا رفیع البخت نے کہا کہ جب
ہم قیدی کے عوض خود لڑنے کو موجود ہو جائینگے تو نقابدار کیا کریگا ہان اگر ہمین زیر
کرکے قتل کر ڈالے گا تو بعد کو اُسے اختیار ہی کہ جسے چاہے قتل کرے قیدیون نے کہا
کہ خدا آپکا ارادہ پورا کرے کہ نقابدار ملعون آپ سے زیر ہو لیکن انھین قیدیون
مین ایک لڑکا بھی تھا کہ سن اسکا سولہ سترہ برس کا تھا چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری
نمودار تھے حسن مین اپنا آپ ہی عدیل تھا ؎ بالائے سرش ز ہوشمندی ÷ می تافت
ستارۂ بلندی ÷ لیکن باین حسن وجمال وسن وسال سر زانوے تفکر پر خم کیے بیٹھا تھا
رنگ رو متغیر دل اداس بال پریشان ہر صورت سے تصویر حزن و ملال بنا بیٹھا
تھا شاہزادے نے جو اُس شخص کو اس حال پر ملال سے دیکھا فرمایا کہ ای برادر
تو کون ہی اور کب سے اس بلا مین پھنسا ہی اور جسقدر مین تجھکو رنجیدہ پاتا ہون
اور کسی کو نہین دیکھتا اسکا کیا سبب ہی کیا تو کسی کا عاشق تھا اُس سے جدا ہوگیا ہی

یا اہل وطن اور بدر الدین کا چھوٹنا تیرے واسطے غم جانکاہ ہو گیا ہی کیا سبب ہی کیونکہ حالت سب کی
برابر ہی سب ایک طرح کی قید میں ہیں قریب قریب سب کی ایک حالت ہی یہ سنکر اُس نوجوان
رعنا نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر پڑھا ؎ کیا پوچھتے ہو یار تم احوال جسم ناتوان
کی ❊ رگ رگ میں خلش غم ہی کیسے کمان کہان کی ❊ جن صدمات کو آپ نے بیان کیا حقیقت
میں یہ صرف میرے ہی واسطے نہیں ہیں بلکہ سب کے لیے ہیں صرف اتنی بات ہی کہ پیمانۂ عمر میرا
چھلک چکا ہی مدت اسیری پوری ہو چکی ہی صبح کو میں قتل کیا جاؤنگا میں سکوت میں بیٹھا اپنی
زندگی کی ساعتیں گن رہا ہوں اور موت کا انتظار کر رہا ہوں شاہزادے کو اسکے حال پر ملال پر
نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ خود بھی اسی بلا میں پھنسے ہوئے تھے لیکن دوسرے کی ہمدردی میں
اپنا خیال نہ کیا اور فرمایا کہ ای برادر جبتک میرے دم میں دم باقی ہی اسوقت تک تجھپر
آنچ نہ آنے دونگا تم اطمینان رکھو مگر ہمین شرط اتنی ہی کہ دین ستارہ پرستی ترک کرو
کیونکہ پہلے تم اظہار اپنے مذہب کا کر چکے ہو اور مجھے معلوم ہو گیا ہی کہ مذہب تم لوگون کے
مختلف ہیں اور سب کے سب بہکے ہوئے ہو اب لازم یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور
اختلاف مذاہب کا بکھیڑا دور کرو تاکہ باہمی محبت زیادہ ہو اور جسطرح زندگی میں سب
ایک حالت میں ہیں اسیطرح بعد مرنے کے بھی ساتھ رہے اور کیا عجب کہ بسبب تمھارے
راہ راست اختیار کرنے کے خداوند کریم بھی اپنا فضل و کرم شامل حال کر دے اور تمکو
رہائی نصیب ہو کچھ اسطرح شاہزادے نے ترغیب دلائی کہ سب کے سب اُس لڑکے سمیت
مسلمان ہوئے چھتیسوں آدمیوں کو شاہزادے نے کلمہ تلقین فرمایا اور یہ سب از سر صدق
مسلمان ہوئے الغرض جب شب گذر کر صبح ہوئی تو وہی لڑکا کہ نام اُسکا اختر شاہ تھا حاضر
حضور ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے ہادی و رہبر ہیں امیدوار
ہوں کہ جو کچھ گستاخی خدمت عالی میں ہوئی وہ معاف فرمائی جاوے اور قصور عفو ہو
کیونکہ اب سامنا موت کا ہی اور سپرد خدا جاتا ہی تمام محبوسان بلا مع شاہزادہ اُسکے حال
پر ملال پر رونے لگے اور افسوس کرنے لگے اتنے میں دروازۂ زندان کھلا اور وہی نازنین
ماہ جبین جسکا پتہ رفیع البخت کو زندانیوں سے ملا تھا سرخ جوڑا پہنے ہوئے تخت
جواہر نگار پر سوار چار سو نازنینیں جلو میں داخل زندان ہوئی اور تخت سے اُتر کر اُس مینا نگار
بنگلہ میں جا کر بیٹھی اور کنیزیں چاروں طرف حلقہ باندھکر کھڑی ہوئیں بعد اسکے وہی نقابدار
سیاہ پوش میخ صولت زنگی خصال نمودار ہوا اور سامنے ملکہ کے دست ادب
باندھکر کھڑا ہوا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ زندانی حاضر کیے جائیں جسوقت حکم ملکہ کا داروغہ
زندان کو پہونچا اسنے سب قیدیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور سامنے ملکہ کے پیش کیا
بس جیسے ہی نظر رفیع البخت کی چہرۂ زیبائے ملکہ پر پڑی بے اختیار پکار اُٹھے ؎
تیر از ان غمزۂ بر گشتہ جست ❊ بر جگر خستہ آمد و تا پر نشست ❊ قریب تھا کہ بیتابی و بے اختیاری
پردۂ شرم و حجاب کو دور کر دے اور حرف مطلب زبان پر آجائے لیکن رفیع البخت نے

ضبط سے کام لیا سوفغان سے باز رہے شیدان حیا کب کام سینتے ہیں + یکایک درد آشنا ہر تو
دل کو تھام لیتے ہین + ادھر نظر ملکہ کی بھی رفیع البخت پر پڑی تصویر بنکر رہ گئی مگر یہ
خیال گذرا کہ تیری شان کے خلاف ہی کہ تو ایک قیدی سے دل لگائے اور اپنے کو
نشانۂ تیر ملامت بنائے یا تو مرد کے نام سے متنفر تھی اور یا را غب ہوئی تو کیسی
شاہزادے اور شہریار زادے پر شیفتہ ہوئی ہوتی دل پر جبر کرکے خاموش ہو رہی
اتنے میں وہ مریخ صولت یعنی نقابدار سرخ پوش اکھاڑے میں آترا دو کشتیان
اسباب کشتی کی سامنے لاکر رکھی گئیں نقابدار نے ایک کشتی کھولکر آپ جیٹ لنگوٹ
باندھا اور دوسری کشتی اکھاڑے کی منڈیر پر رکھکر اکھاڑے مین خم مارا اور آواز
دی کہ آج جس اجل رسیدہ کی باری ہو وہ آئے اور جیٹ لنگوٹ باندھکر مجھ سے لڑے
اگر مجھے زیر کرے مین اسکا مطیع ہوتا ہوں اور اگر مین اسے زیر کرونگا تو قتل کرونگا یہ سنکر
اختر شاہ اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب شاہزادہ رفیع البخت کے آکر قدموں سے
لپٹا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا حافظ ہمارا تو پیمانہ عمر لبریز ہو چکا لیکن خدا وند کریم
آپکو اس بلا سے رہائی دے رفیع البخت نے سر اختر شاہ کا سینے سے لگا لیا اور اسقدر
متاثر ہوے کہ رونے لگے اور اختر شاہ کو اپنی جگہ بٹھا کر خود اٹھ کھڑے ہوے اختر شاہ
حیران تھا کہ مجھے کیوں بٹھا دیا اور خود کیوں اٹھ کھڑے ہوئے کہ شاہزادے نے فرمایا اے
اختر شاہ تم یہین بیٹھو مین تمھاری طرف سے اس نقابدار سے لڑونگا اختر شاہ نے عرض
کی کہ حضور میرے عوض اپنے کو مبتلا ے بلا نکرین اگر آج آپ مجھے بچا لین تو کل کون بچائیگا
ہر طرح ایک روز اس ظالم کے ہاتھوں قتل ہونا ضرور رہی رفیع البخت نے کہا کہ اگر
مین اسکے ہاتھ سے زیر ہو گیا تو بیشک یہی روز بد پیش آئیگا اور اگر مین نے اسکو باندھ لیا
تو کیا فکر ہی انشاء اللہ سب رہا ہو جائینگے سب زندانی اس جرأت و ہمت پر شاہزادے
کی آفرین کرتے تھے کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہین جو اپنی زندگی دوسروں کو دے دیتے
ہین غرض شاہزادہ جھپٹکر سامنے نقابدار سرخ پوش کے آیا اور کشتی سے
جیٹ لنگوٹ نکالکر باندھا نقابدار نے کہا کہ کیا آج تمھاری باری ہی نقابدار کو
شاہزادے نے کوئی جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا کہ کیا تمھاری باری ہی جو میرے مقابلہ
آئے ہو پھر رفیع البخت نے جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا اب کی مرتبہ رفیع البخت
نے جواب دیا کہ تمھین ان جھگڑوں سے کیا ہی تھے باری اپنی دوسرے قیدی سے بدل لی
اسلیے کہ اسے زندگی اپنی عزیز تھی اور ہمین اب زندگی دوبھر ہی لیکن نظر اس آفت ہوش
یعنی لالان سرخ پوش کی جو رفیع البخت پر پڑی مجروح خدنگ مژگان اور
قتیل تیغ ابرو تو پہلے ہی ہو چکی تھی بیتاب ہو گئی کہ یہ اسنے کیا غضب کیا کہ دوسرے
کے عوض مرنے پر آمادہ ہو گیا شاہزادے کو سامنے اپنے بلایا اور نقابدار سرخ پوش کو
لڑنے سے منع کیا جسوقت رفیع البخت سامنے اس مجبوبہ دلنواز کے پہونچے اور نظر

سے نظر ملی دل بے اختیار ہوگیا ہاتھ پاؤن مین سنسنی ہونے لگی ع نہی نظر پاکدی کی آفت تھی ✝ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ✝ صبر جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ✝ ہوش رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ✝ دلبری کرنے لگا طپیدن ناز ✝ رنگ چہرہ سے کرگیا پرواز لالاان سرخ پوش نے کہا کہ ای شخص اس چہل روزہ زندگی کو غنیمت جان اور جوانی پر اپنی رحم کر کہ آخر مین تیرا بھی یہی انجام ہوگا اسقدر کیون جلدی کرتا ہی اسطرح سمجھایا کہ رفیع البخت کے حواس بجا نہ رہے اور ہمہ تن باتون مین محو ہوگیا لیکن دل کو سنبھال کر جواب دیا کہ جب چالیس روز بعد بھی یہی انجام ہوگا تو آج ہی جو ہونا ہو کیون نہو جاے اور سبب موت مانگنے کا یہ ہو کہ اس اسیری مین مجھے دوسری گرفتاری بھی نصیب ہوئی ہی جسکی وجہ سے تیری حیات کو بدتر از تلخی سکرات سمجھتا ہون لالاان سرخ پوش نے کہا کہ وہ تازہ گرفتاری کونسی ہی شاہزادے نے جواب مین یہ شعر زبان پر جاری کیا ع

دل کا دھڑکنا چہرہ کی زردی کو نہین جاتا طلب سے
مرتے ہین لیکن کہہ نہین سکتے ہمکو کیا بیماری ہی

یہ فقرہ سنکر سمجھ گیا لالاان سرخ پوش دل مین سمجھ گئی کہ یہ بھی میرا دلدادہ ہوا صرف میرے ہی دل مین اسکی محبت نے گھر نہین کیا ہی بلکہ اسکو بھی میری محبت پیدا ہو گئی ہی لالاان سرخ پوش دل مین پس گئی لیکن بظاہر تیوری پر بل ڈالکر کہنے لگی کہ ان باتون سے کوئی فائدہ نہوگا جو طریقہ یہان کا ہی اسکے خلاف ہرگز نہوگا تم خود اسیر ہو تمھارا کسی امر مین اختیار نہین ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مین اسیر بیشک ہون مگر اپنے دل کا مختار ہون جو چاہون سو کرون ملکہ چاہتی ہی کہ یہ مقابلہ نکرے چالیس روز قاعدہ طلسم کے موافق زندگی گذارے اتنے زمانے مین اسکے واسطے کوئی تدبیر رہائی کی سوچی جائیگی مگر شاہزادہ کسکی سنتا ہی ملکہ کے پاس سے چلا آیا اور سامنے نقابدار کے پہونچکر آواز دی کہ مین موجود ہون نقابدار نے پھر جواب دیا کہ ای عزیز یہ ہرگز نہوگا جو تو دوسرے کے عوض جنگ کرے شاہزادے نے جواب دیا پھر یہ بھی ممکن نہین ہی کہ میرے سامنے تو دوسرے پر دست اندازی کرسکے القصہ بہت سی حجت و تکرار کے بعد نقابدار کو مجبور ہوکر مقابلہ کرنا پڑا کشتی دونون مین ہونے لگی ادھر تو یہ دونون مصروف تلاش تھے اور اسیران طلسم شاہزادے کے واسطے دست بدعا تھے کہ یہ ایک سعید ہمارا پیدا ہوا ہی خدا اسکو فتحیاب کرے ادھر ملکہ سوچ رہی تھی کہ کیا تدبیر کرون جو اسکو بچاؤن یہ کیسا ہی زبردست اور رستم وقت کیون نہو مگر نقابدار کے ہاتھ سے زیر ہو جائیگا اور نقابدار آئین طلسم کے موافق قتل پر بھی آمادہ ہو جائیگا اس وقت مین کس بہانے سے روکونگی یہ اسی فکر مین مستغرق تھی اور وہان رفیع البخت اور نقابدار سے کشتی ہو رہی تھی کبھی اس نقابدار نے کسی پہلوان کو گھنٹہ بھر سے زیادہ نہین ٹکنے دیا مگر رفیع البخت دوپہر کامل اس سے لڑے اور تھکا مارا پھر بھی بھول گئی

آخر کار نقابدار نے جھلا کر کہا کہ تو نہ مانے گا اور دونوں بازو پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم
دوڑانے گیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرے نقابدار
نے رفیع البخت کو لاکر تیغ بجالا شاہزادہ جب سے زیر ہوا آنکھ نہ اٹھائی اور عرق شرم
میں غرق تھا حربہ پاس نہ تھا ورنہ خودکشی کر لیتا نقابدار سے کہا کہ جلد تلوار مار کر میرا خاتمہ
کر کہ اب ایک پل کی زندگی مجکو شاق ہے یہ دیکھکر ملکہ لالان سرخ پوش نے کہا کہ
ای نقابدار سرخ پوش خبردار آئین طلسم کے خلاف نکرنا بغیر چالیس روز گذرے
ہوے اسکا قتل کرنا روا نہیں ہے اسواسطے کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ کوئی شخص
قبل چالیس روز گذرنے کے قتل کر ڈالا گیا ہو چونکہ یہ امر جدید ظہور میں آیا ہے اسمین
مشورت پیران جادو وغیرہ جمشید کی ضرور ہے آج اس زندانی کو چھوڑدے
کل دیکھا جائیگا اگر پیران جادو حکم قتل دے تو قتل کرنا ورنہ بعد چالیس روز
کے قتل کیا جائیگا یہ سنکر نقابدار سرخ پوش نے رفیع البخت کو چھوڑ دیا ملکہ
لالان سرخ پوش نے کہا کہ کیوں صاحب آپنے کہنا نہ مانا دیکھا کہ کیا انجام ہوا
بس اب آپ تشریف لیجائیے اور آیندہ ایسی حرکت نہ کیجئے گا شاہزادہ محبوب کے
سامنے محجوب ہوا اور فرط خجالت سے جواب نہ دیا ملکہ سخنان عتاب آلودہ کیا کی
اور شاہزادے کو سمجھایا کی غرض اس سے یہ تھی کہ جتنی دیر ان باتوں مین گذر جائے
وہی غنیمت ہے اسواسطے کہ دل نہ چاہتا تھا کہ رفیع البخت انگاہوں سے پوشیدہ ہو
آخر کار مجبور ہو کر تخت مرصع پر سوار ہوئی اور نقابدار کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئی یہاں زندانی شاہزادے کو حلقے مین لیکر اپنے اپنے مقام پر آئے اور
کہا ای شہریار عالی وقار آپ نے قاعدہ توڑ دیا اور آئین طلسم مین فرق
ڈالدیا اور جان اخترشاہ کی کم سے کم ایک شب و روز کے واسطے تو اور
بچالی اور خدا نے اسکا نعم البدل آج ہی کر دیا کہ آپکو بھی بچا لیا یہ عالی ہمتی آپ ہی پر ختم
ہے دوسرے کا کام نہین ہے کہ اپنی جان عزیز [illegible] اسواسطے تلف و برباد کر سکے
اور اخترشاہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ بلاگردان ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ برکت دین اسلام
کی آج ہی ظاہر ہو گئی کہ آئی ہوئی موت سر سے ٹل گئی غرضکہ یہ روز و شب ان لوگون
نے ایک ہی مقام پر بیٹھکر گذارا جب دوسری صبح ہوئی پھر وہی مجمع ہوا پہلے ملکہ
لالان سرخ پوش آکر تخت سے اتری اور مقتل مین جا بیٹھی گرد اسکے تمام نازنینین حلقہ
باندھکر کھڑی ہوئین اور وہی جلاد چرخ شعلہ یعنی نقابدار سرخ پوش آیا اور
قیدی بھی حاضر کیے گئے نقابدار نے پھر اسی طرح قیدیون کی طرف مخاطب ہو کر آواز
دی کہ جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہو اور وقت مرگ آگیا ہو دن پورے ہو چکے ہوں وہ
آئے اور میرے ساتھ زور کرکے قسمت آزمائی کرے جو زبردست پڑے گا وہ
دوسرے کی جان و مال کا مختار ہے یہ سنکر پھر اخترشاہ اپنے مقام سے اٹھا اور پہلے کی

قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے اٹھکر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ تمھارے جلانے کا وقت
گذر گیا اب تم نہ جاؤ اخترشاہ نے کہا کہ اگر مین نہ جاؤنگا تو پھر آپ جائینگے یہ مجھے منظور
نہین کہ میری وجہ سے آپکے دشمن ہلاک ہون رفیع البخت نے کہا کہ مجھے یہ لوگ خود ہی
قتل نکرینگے اور تمھارا روز قتل کل تھا آج کس قاعدہ سے تمھین قتل کرینگے تم بیٹھو ہم سمجھ لینگے
نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی ابھی کل زیر ہوچکا ہی اور آج
لڑنے کو موجود ہی رفیع البخت نے کہا کہ مین موت کو نہین ڈرتا ہون جسکی وجہ سے
کل مین لڑا تھا اگر اس امر سے باز آ تو مجھے لڑنے کی ضرورت نہین ہی نقابدار نے کہا وہ کیا
رفیع البخت نے جواب دیا کہ زندانیان طلسم کے قتل سے باز آ ورنہ پہلے مجھکو قتل کر
کہ مین اپنی موجودگی مین کسی کو قتل ہونے دونگا نازنین نے پکار کر کہا ای شخص کیون اپنی
جان سے عاجز ہوا ہی کل مین نے تجھے رہا کرا دیا آج پھر تو مفسدہ پردازی پر آمادہ ہی
تجھے شرم نہین آتی رفیع البخت نے کہا کہ آج مین کل سے زیادہ زندگی سے سیر ہون اسلیے
کہ مین کبھی کسی سے زیر نہین ہوا کل اس نقابدار سے زیر ہوا مجھے ذلیل ہوکر دنیا مین زندہ
رہنا پسند نہین اگر ایسی ہی زندگی ہی تو مین جینے سے باز آیا یہ سنکر لالان سرخ پوش
نے کہا کہ جب تم قیدی طلسم ہوے تو کوئی امر تمھارا اختیاری نہین ہی رفیع البخت نے
کہا کہ مجھے سب کچھ اختیار ہی آخرکار لالان سرخ پوش نے عاجز آکر نقابدار سے کہا
کہ یہ یون نہ مانیگا جس واسطے کل مین نے اسکو رہا کرا دیا تھا وہ امر ہونے کی امید نہین
اب اسکا زندہ رکھنا گویا سانپ آستین مین پالنا ہی آج اسکو زیر کرکے قتل کر ڈال
یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ اگر آپسے نہین آنے دیتا تو خود آ پھر مقابلہ کر لے تاکہ
حوصلہ تیرے دل کا نکلجائے یہ سنکر رفیع البخت نے اسطرف بڑھنے کا قصد
کیا تھا کہ یکایک بالاے آسمان روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے
کہ وہ ابر نورانی قریب ہوکر شق ہوا اور ایک تخت نمودار ہوا کہ اس تخت پر
ایک مرد نوجوان خوبصورت بیٹھے ہوے تھے رفیع البخت نے اپنے ماموں
سلیم جادو کو پہچانا اور سلام کیا سلیم جادو نے آواز دی کہ ای فرزند نہ گھبرانا کہ
مین آپہونچا اسوقت سلیم جادو کو دیکھکر لالان سرخ پوش جادو کو سکتہ سا ہوگیا
اور نقابدار سرخ پوش اکھاڑے سے نکلکر بھاگا سلیم جادو نے جلدی سے
ایک تیغہ رفیع البخت کو دیا اور کہا کہ اسے زندہ نہ جانے دینا کہ آیندہ یہ بڑے
فسادات برپا کریگا یہی تیغہ مارو کہ اسکے دو ٹکڑے ہون یہ سنکر رفیع البخت
نے تیغہ سلیم جادو سے لیکر قبضہ مین کیا اور پیچھے نقابدار کے جھپٹے نقابدار بھاگا
قریب دروازے کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ باہر نکلون رفیع البخت نے عین دہلیز پر
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا
ہوئی اور خون جسم سے اسکے شعلہ بنکر نکلا اور لالان سرخ پوش پر گرا کہ اسکو بھی

جلا کر خاک کر دیا بعد اسکے یہ شعلہ بر اہیان لالان سرخ پوش پر گرا اور یہ سب کی سب
مانند نہالان چنار کے جلنے لگین انکے مرنے سے شور گیر و دار برپا تھا اور ایک قیامت
برپا تھی جسوقت لاشین ان سب کی بھڑک بھڑک کر سرد ہوگئین تو پہلے آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من بدخشان جادو بود بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لالان
سرخ پوش جادو بود اسکے بعد اور جادوگرون کے مرنے کی صدائین بلند ہوئین
جسوقت یہ سب کے سب ہلاک ہوگئے اور علامات سحر ہر طرف ہوئین تو دیکھا کہ
بجائے نقابدار سرخ پوش لاش ایک ساحرہ تمام کریہ منظر کی پڑی ہے سلیم جادو
نے کہا کہ جلاد طلسم بدخشان جادو یہی ملعون تھا اور بجائے لالان سرخ پوش
لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرگھٹ کا پھنکا ہوا مردہ ہے سن سال جیسے
چار سو برس کا منہ مین ایک دانت نہین سلیم جادو نے کہا یہ وہی نازنین ہے جو بصد
عشوہ و ناز کرسی پر آکر بیٹھا کرتی تھی اور بیگناہون کو قتل کرایا کرتی تھی رفیع البخت کو
صورت اسکی دیکھکر تعجب ہوا کہ وہ حسن و جمال اسکا کیا ہوا اور ساتھ اسکے چار سو
لاشین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ چڑیلین پڑی ہوئی ہین سلیم جادو نے
لاشین پھنکوا دین اور رفیع البخت سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون اور
لوح بھی لاتا ہون یہ کہکے سلیم جادو تو اسطرف روانہ ہوے یہان تمام زندانی شاہزادہ
کے قدمون سے لپٹے کہ آپ ہی کی بدولت اس بلا سے نجات ملی ورنہ باری باری
سب قتل ہوجاتے اور اختر شاہ کی تو یہ حالت تھی کہ بار بار بلا گردان ہوتا تھا
شاہزادے نے ان سب سے کہا کہ جسکو جانا ہو وہ چلا جاے اور جسکو میرا ساتھ دینا
ہو وہ میرے ساتھ رہے ان لوگون نے عرض کی کہ ہم سب بندہ بے دام ہین جہان
آپ تشریف لیجائینگے وہان آپکے ساتھ چلینگے اور جو خدمت ہمارے سپرد ہوگی
آنکھون سے بجا لائینگے اسواسطے کہ ہمین آپ سا جان بخش آقا کہان ملے گا شاہزادہ
ان سب کو لیکر اسی مینا کار بنگلہ مین بیٹھا اور منتظر ہوا سلیم جادو کا وہان سلیم جادو
مکان نقابدار سیاہ پوش پر پہونچے کہ لوح طلسمی اسی کے پاس تھی نقابدار سیاہ پوش
نے کہا کہ اے سلیم جادو آج آپ کہان تشریف لاے سلیم جادو نے فرمایا کہ مین
لوح طلسمی لینے آیا ہون لاؤ اور لوح ہمارے سپرد کرو نقابدار سیاہ پوش نے
کہا کہ لوح کیا کیجے گا سلیم جادو نے صاف صاف بیان کر دیا کہ اپنے فرزند رفیع البخت
کو دونگا کہ وہ طلسم کو فتح کرے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ کیا خوب لوح آپ
کاہے کو مانگتے ہین گویا جان طلب کرتے ہین جب لوح طلسم کشا کے ہاتھ آگئی تو گویا
ہم پنجۂ ملک الموت مین آگئے پھر ہم کیا کر سکتے ہین سلیم جادو نے کہا کہ اگر جان عزیز
ہے تو اسلام اختیار کرو نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے
اور اے سلیم جادو نہایت تعجب کی بات ہے کہ آپ بھی ایک رکن طلسم ہین اور طلسم کو فتح

کر اسے لے دیتے ہین یہ آپ کے ذہن مین کیا آ گئی آپ وہی ہین کہ جب بدیع الملک
اس طرف آئے تھے اور تجانۂ سامری کو اُنھون نے فتح کیا تھا تو آپ اُنسے خلاف
رہے اور لڑائے یا اب اُسکے شریک ہوگئے سلیم جادو نے کہا کہ دیر نکیا اور لوح جلد حاضر کر
تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی اور اگر لوح کے دینے مین تامل ہی تو حربہ ہاے سحر
اُٹھا اور مقابلہ کر کہ مجھے زیادہ باتین کرنے کی فرصت نہین ہی یہ سُنتے ہی نقابدار سیاہ پوش
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے سلیم جادو پر کھینچ مارا سلیم جادو
نے کوئی اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ترنج پلٹ کر نقابدار کے سینے پر پڑا اور سینہ کو
توڑ کر پار گذر گیا نقابدار سیاہ پوش گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا بجلیان چمکین آتشبازی
و برف باری ہوائی ہیر خاک اُڑایا کیے جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو آواز
دیکر چلے گئے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام حسن قیر جادو وو حیف مردیم وجان دادیم
دبیطلب خود رسیدیم اسکے مرتے ہی چند ملازمین اسکے آکر قدمون پر سلیم جادو کے گر پڑے
اور لوح طلسمی حاضر کی سلیم جادو نے لوح قبضہ مین کی اور جانب زندان طلسم روانہ
ہوئے یہان رفیع البخت انتظار مین بیٹھے تھے کہ سلیم جادو پہونچے اور لوح رفیع البخت
کو دی رفیع البخت نے تعجب سے صورت سلیم جادو کی دیکھی اور کہا کہ آپ تو اس طرح
لوح لے آئے جیسے گھر کے اندر رکھی ہوئی تھی سلیم جادو نے کہا سبب اسکا یہ ہی
کہ اس طلسم مین کچھ دور تک میری عملداری بھی ہی چنانچہ یہ لوح جس مقام پر رکھی تھی
وہان تک میرے اختیارات ہین اگرچہ لوح ایسی چیز ہی جو کسی کو آسانی نہین ملسکتی
بیٹا باپ کو کبھی نہ دیگا جسکو ایسا ہی معتبر سمجھا جاتا ہی لوح اسکے حوالے کیجاتی ہی مین نے
بھی جب اہل لوح کو قتل کیا اُسوقت لوح دستیاب ہوئی رفیع البخت نے لوح ماموں
سے اپنے لیکر گلے مین پہنی اور سلیم جادو سے کہا کہ کچھ آپکو ماہ شیر سوار کی خبر بھی ہی
کہ اُسے مان اُسکی گرفتار کر لیگئی تھی اور مجھے بھی اُسی نے گرفتار کرکے مبتلاے بلا
کیا تھا سلیم جادو نے کہا کہ ہان مجھے معلوم ہی لیکن یہ خبر مجھے اُسوقت پہونچی جبکہ
تم سے اور لالان سرخ پوش جادو سے گفتگو ہو رہی تھی اور اُسنے حکم قتل دے دیا
تھا تم نقابدار سے مقابلہ کرنے دوبارہ چلے تھے ایسے نازک وقت مین مین تمھاری
خبر لیتا یا اُسے چھڑانے جاتا رفیع البخت نے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہی سلیم جادو نے
کہا کہ پہلے ماہ دل افروز ہی کے مکان پر چلو اور اُسی سے فیصلہ کرو مین بھی تمھارے
ساتھ چلتا ہون غرضکہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو اسی مقام پر چھوڑا اور کہا
کہ جس مقام پر ہم تمکو طلب کرین وہان چلے آنا بالفعل یہین قیام کرو یہ سب
مُصر تھے کہ ہم ساتھ چلینگے مگر رفیع البخت نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارا اسی مقام پر
رہنا مناسب ہی اسلیے کہ مین براے فتاحی طلسم جاتا ہون وہان ساحرون سے
مقابلے کرنا پڑینگے اور نہین معلوم کن کن مصیبتون کا سامنا ہو میرے پاس تو

لوح طلسمی موجود ہے مجپر سحر اثر نہین کر سکتا تم لوگ مفت مین مبتلاے بلا ہو جاؤگے
اُسوقت مجھے بھی وقت درپیش ہوگی مین اپنی حفاظت کرونگا یا تمکو بچاونگا یہ سنکر یہ لوگ
تو خاموش ہو رہے اور اسی مقام پر قیام پذیر ہوئے لیکن شاہزادہ رفیع البخت
زندان طلسمی کے باہر تشریف لائے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے رفیع البخت
یہان سے جانب شمال روانہ ہو جسوقت ایک صحرا طے ہوکر دوسرا جنگل نظر آئے تو
تلاش باغ کی کرنا قریب کوہ تمہین دروازہ باغ کا نظر آئیگا تمہین چاہیے کہ اندر باغ
کے جاؤ وہان ماہ دل افروز کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی ماہ شیر سوار سے
باتین کرتی ہوگی وہی مسکن اسکا ہے جسوقت تمہین دیکھے گی تو تعجب کرے گی چونکہ
وہ عورت بالکل ناقص العقل ہے وہ اسلام اختیار کرنے مین یہ شرط پیش کریگی
کہ اگر تم پیران جادو و نبیرۂ سامری کو قتل کر ڈالو تو مین دین تمھارا اختیار کرونگی
کیونکہ نبیرۂ سامری کی موت کی وہ قائل نہین ہے تم شرط اُسکی منظور کر لینا
اور اُسے ساتھ اپنے لیکر دربند قصور ہفت منزل کی طرف جانا جب تم دربند
قصور کو فتح کروگے اور پیران جادو مارا جائیگا تو ماہ دل افروز ایمان لائیگی
کہ خیالات اُسکے پیران جادو کے مرنے سے بدل جائینگے یہ امر منکشف ہو جائیگا
کہ پیران جادو بھی ایک انسان تھا اور مثل ماشما کے تھا صرف علم سحر جانتا تھا یہ
دیکھکر رفیع البخت جانب شمال روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحراے سبز و خرم
مین پہونچے سلیم جادو پوشیدہ طور پر انکے ساتھ ہے جسوقت وہ صحرا طے ہوا اور
دوسرا صحرا نظر آیا تو رفیع البخت سیر صحرا کی کرتے ہوئے چلے جاتے جاتے قریب
کوہ کے پہونچے کہ متصل اُس کوہ کے ایک چار دیواری کھنچی ہوئی تھی اور دروازہ لگا ہوا
تھا رفیع البخت اس دروازے کی طرف متوجہ ہوئے اور جاتے جاتے دروازہ باغ
پر پہونچے تو دروازہ کھلا ہوا پایا بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
سرسبز و شاداب ہے گلہاے بوقلمون کھلے ہوئے ہین میوے گوناگون پھلے ہوئے ہین
ڈالیان بار ثمر و برگ و گل سے جھکی پڑتی ہین جانوران مختلف الصوت بصد جوش الٰہی کی
تعریف چمن آراے گلشن قضا و قدر کی کر رہے ہین اور وسط چمن مین ایک نہر مصفا
جاری ہے اور ماہ دل افروز پٹری پر نہر کی بیٹھی ہوئی ہے یا شیر سوار پہلو مین بیٹھی ہے
اور ماہ دل افروز اُس سے باتین کر رہی ہے شاہزادے نے ماہ دل افروز کو
سلام کیا ماہ دل افروز متحیر ہوگئی کہ اسکو تو مین زندان طلسمی مین پھنسا آئی تھی یہ یہان
کیونکر آگیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ ماہ دل افروز آپ نے میرے ساتھ کوئی دقیقہ
دشمنی کا فرو گذاشت نہین کیا اور جو کچھ باتین پیران جادو سے ہوئی تھین وہ مین نے
سب سنی تھین دیکھیے قدرت پروردگار عالم کو کہ مجھے میرے خدا نے بچایا اور صحیح و
سالم یہانتک پہونچایا پس اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ مثل اپنے شوہر کے آپ بھی

دین اسلام کو اختیار کیجیے اور سامری پرستی کو ترک کیجیے اور یہ لوح طلسمی میرے پاس بھی آگئی ایک مرتبہ دھوکا دیکر آپ نے مجھے گرفتار کرایا اور لوح طلسمی پر بھی قبضہ کیا اب میں غافل نہیں ہون اور سامنے آپ کے موجود ہون اب کچھ آپ میرا نہیں کرسکتی ہین لہذا التماس میری قبول ہو ورنہ مجھے آپ کی خدمت مین گستاخی کرنا پڑے گی اور عجب بلکہ ماہ شیر سوار کو آپ سے چھین لونگا یہ کلام رفیع البخت کے جو ماہ دل افروز نے گوش زد ہوے دل مین سوچی حقیقت حال یہ ہی کہ ایسا لائق داماد کسے نصیب ہوتا ہی مگر اختلاف مذہب کے سبب سے تامل تھا کہا ای رفیع البخت جو تجھ نے بیان کیا سب بجا اور درست ہی لیکن دو شرطین میری ہین ایک تو یہ کہ اگر دین تمھارا برحق ہی اور سامری و جمشید کوئی قدرت نہین رکھتے ہین تو تم پیران جادو کو پہلے قتل کراؤ اسکے بعد مین دین اسلام اختیار کرونگی اور اسکے پہلے مجھے منظور نہین ہین کیونکر سمجھون کہ دین سامری پرستی باطل ہی اور دوسری شرط میری یہ ہی کہ اگر ماہ شیر سوار تمھاری راضی ہو تو اسکو لیجاؤ رفیع البخت نے کہا مجھے دونون شرطین منظور ہین میرے سامنے آپ نے ماہ شیر سوار کو آب سحر پلا کر دل اسکا میری طرف سے برگشتہ کرایا تھا اب یہ مین سمجھ چکا ہون کہ جبتک نقابدار سبز پوش نہ مارا جائیگا اسوقت تک ملکہ اپنے ہوش مین نہ آئیگی خراب مین جاتا ہون اور انشاء اللہ پیران جادو اور نقابدار سبز پوش دونون کو مار کر بلکہ طلسم کو توڑ کر خدمت شریف مین حاضر ہونگا یہ فرماکر شاہزادہ رفیع البخت باغ ملکہ ماہ دل افروز سے باہر آئے سلیم جادو ساتھ انکے آئے تھے اور پوشیدہ طور پر باتین رفیع البخت کی سن رہے تھے جسوقت شاہزادہ باغ سے باہر چلا آیا تو سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند سعادتمند یہ تیرا ہی ظرف تھا کہ تو نے ماہ دل افروز سے اسطرح گفتگو کی ورنہ دوسرے سے یہ ضبط ناممکن تھا کہ جو اپنے ساتھ دشمنی کرے خود اسکے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرے اور آداب بزرگانہ کو نباہے اب ای فرزند پہلے دربند قصور ہفت منزل کو فتح کرلو بعد ازان دیکھا جائیگا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت ہمراہ سلیم جادو کے جانب دربند قصور ہفت منزل روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین طائران مختلف اللون مصروف زمزمہ سرائی ہین ہواے سرد کے جھونکے آرہے ہین گلہاے بوقلمون شگفتہ ہین ڈالیان گلون کے بار سے جھکی ہوئی ہین شاہزادہ سیر صحرا دیکھتا ہوا اور صفت و ثناء باغبان قضا و قدر کی کرتا ہوا ساتھ سلیم جادو کے چلا جاتا ہی کہ دیکھا سامنے سے وہی قصر سات درجہ کا نمودار ہوا جسمین ایک مرتبہ اسیر ہو کر آچکے تھے سلیم جادو نے کہا کہ بابا اب مین اسی مقام پر ٹھہرتا ہون تم آگے جاؤ ہر مقام پر لوح سے ہوشیار رہنا غفلت سے کام نہ لینا اور درجۂ زنگاری کی طرف سے داخل قصر ہونا کہ یہی پہلا

مرحلہ دربند قصور کا ہی جسوقت زنگار جادو مارا جائیگا تو جو نقابدار بچینگے امان مانگینگے
اور سامنا پیران جادو سے ہوگا اُسے بھی زندہ نجانے دینا اسواسطے کہ جسوقت اُسے
یہ خبر پہونچیگی کہ بھانجا سلیم جادو کا برائے فتاحی طلسم آیا ہی اور زنگار جادو کو اُسنے
مارا تو وہ سادہ مزاجی کے ساتھ اس بھروسے پر چلا آئیگا کہ میں سمجھا کر راضی کر لونگا
ورنہ باتوں میں لگا کر لوح چھین لونگا تم اُسے زندہ پلٹ کر نہ جانے دینا ورنہ پھر اُسکا
ملنا دشوار ہی اور اگر وہ نہ ملیگا تو دربند قصور فتح تہوگا اور مال و خزانہ طلسمی تمھارے
ہاتھ نہ آئیگا یہ سب باتیں رفیع البخت نے سمجھ لیں اور جانب درجہ زنگاری روانہ
ہوے جسوقت قریب قصر پہونچے ایک نیل کنٹھ درخت پر بیٹھا تھا پکارا کہ او سرکش
کہاں جاتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا نہیں جانتا کہ کس کا مقام ہی شاہزادے نے
فرمایا کہ او ملعون کیا درخت پر بیٹھا ہوا بین بین کر رہا ہی اگر تجھ میں کچھ بوتا ہی تو روک لے
مجکو یہ سنتے ہی نیل کنٹھ زمین پر گرا اور غلطک مار کر جو اُٹھا تو ہیئت انسانی پیدا کی
دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار زنگاری پوش ہی نقابدار نے کہا ہوشیار ہوجا
کہ میں آتا ہوں فرمایا کہ ہم ہوشیار ہیں تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر نقابدار نے
تلوار ماری رفیع البخت نے لوح کو اُٹھا کر بجائے سپر بلند کیا تلوار لوح پر پڑتے ہی
ٹوٹ گئی پس پشت سے سلیم جادو نے آواز دی کہ یہی تیغہ مارو کہ کام اسکا تمام
ہو رفیع البخت نے وہی تیغہ مارا جو سلیم جادو نے زندان طلسمی میں لاکر دیا تھا اور
نقابدار سرخ پوش کو رفیع البخت نے قتل کیا تھا تیغہ جو سر نقابدار زنگاری پوش
پر پڑا دو پرکالے ہوے اسکے مرتے ہی ایک درجہ قصر کا منہدم ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من زنگار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم
ایک چمن گلہائے زنگاری کا خزان ہوگیا اور جس درخت پر سے نیل کنٹھ زمین پر گر کر
انسان بنا تھا وہ مانند سرو آتشبازی کے جل گیا مرنے سے زنگار جادو کے
دربند قصور میں ہلچل مچ گئی جو پانچ نقابدار باقی رہ گئے تھے وہ بھی دوڑ پڑے اور
سامنے رفیع البخت کے آکر حربہ ہائے سحر کیا چاہتے تھے کہ سلیم جادو نے کہا اے
ساحران دربند قصور کیوں جانیں اپنی تلف و برباد کرتے ہو یہ فتاح طلسم ہی جو
اس سے مقابلہ کریگا وہ مارا جائیگا لائق و لازم یہ ہی کہ اطاعت اسکی اختیار کرلو
نقابداروں نے کہا کہ اگر آپ اسکے شریک ہیں تو ہماری مجال نہیں ہی کہ ہم اسنے
لڑیں اسواسطے کہ اسنے لڑنا گویا آپ سے لڑنا ہی مگر اتنا خیال فرمائیے کہ پیران جادو
آپکے برخلاف ہو جائیگا اگر آپ اسکے شریک ہوتے ہیں تو پیران جادو و جمشید
دشمن ہوتا ہی اور اگر پیران کے شریک ہوتے ہیں تو آپسے عداوت ہوتی اگر
غرضکہ ہماری ہر طرح خرابی ہی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ تم رفیع البخت کو
ساتھ لو اور مسکن پیران جادو تک اسکو پہونچا دو پھر تم چلے آنا اگر پیران جادو

ہاتھ سے رفیع البخت کے مارا جائے تو اطاعت اسکی اختیار کرنا ورنہ تم خود مختار ہو
جو تمھارے مزاج میں آئے وہ کرنا نقابداروں نے کہا کہ پیران جادو کو زنگار جادو
کے مرنے کی اطلاع ہو گئی ہو گی وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے وہ خود ہی آتا ہو گا
یہی ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر سفید نمودار ہوا اور برقیں چمکنے لگیں گرج اسقدر تھی
کہ گوش گردون دون کر ہوے جاتے تھے سلیم جادو نے کہا ای فرزند ہوشیار
ہو جاؤ کہ پیران جادو آتا ہے اتنے میں ابر شق ہوا اور ایک مرد پیر باریش دراز سفید
تخت الماس نگار پر سوار نمودار ہوا قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا تھا تلک ماتھے پر دیا ہوا
تھا جھولی حریر سفید کی دوش پر پڑی ہوئی تھی پیران جادو نے آتے ہی آواز دی
کہ او طفل تو آ گیا بہتر یہ ہے کہ لوح کو دیدے اور جہان سے آیا ہے وہیں چلا جا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور مجھے سلیم جادو سے شرمندگی ہو گی رفیع البخت نے
جواب دیا کہ میں بغیر طلسم توڑے آئین کو تیغ کیے ہوے نہ پھرونگا ہم لوگوں کا یہ دستور
نہیں ہے کہ جو ارادہ کریں بغیر اُسے پورا کیے ہوے بیٹھیں اگر آپکو میرے ماموں کا لحاظ و
پاس ہے تو میں بھی اتنا کر سکتا ہوں کہ آپ سے مقابلہ نکرونگا بشرطیکہ آپ دین اسلام
قبول کریں پیر مرد نے کہا کہ کیا تو مجھکو عاجز سمجھتا ہے میں مجبور نہیں ہوں کہ دین اسلام اختیار
کروں اور اپنے بزرگوں کی پرستش ترک کروں زمانہ مجھکو کیا کہے گا کہ ایک عالم جسکی پرستش
اختیار کرے اُسکا فرزند خدا پرست ہو کر ایک طفل بے بنیاد کا مطیع ہو رفیع البخت
نے کہا کہ میں تمھارے سن و سال پر رحم کر کے تمھارے قتل سے دست بردار ہو جاتا
لیکن معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہے اور تو بڑا کافر ہے قتل تیرا جملہ واجبات سے ہے لے
ہوشیار ہو جا پیران جادو ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جا اگر اُف کر دوں
تو جلکر خاک ہو جا رفیع البخت نے کہا تجھے قسم ہے اپنے دین و آئین کی جو میرے
قتل میں کسی طرح کا قصور کرے یہ سنکر پیر مرد کو غصہ آیا اور اسنے اُف کی کہ ایک شعلہ
اسکے دہن سے نکلکر رفیع البخت پر گرا رفیع البخت نے لوح کو اٹھا کر سر پر
رکھ لیا شعلہ افسردہ ہو گیا سلیم جادو نے کہا اب اسے نہ جانے دینا رفیع البخت
تیغہ پکڑ کر پیران جادو کی طرف چلے اور پیران جادو رفیع البخت کو اپنی طرف
آتے دیکھکر ہنسا اور حقارت کی نظر سے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ
آ اور حوصلہ اپنا نکال لے دیکھوں تو تلوار تیری میرا کیا کر لیتی ہے پیران جادو کو خبر
نہ تھی کہ تیغہ قتل ساحران جو تحفجات طلسمی سے ہے سلیم جادو نے لا کر رفیع البخت
کو دیدیا ہے یہ اسکو معمولی تلوار سمجھے ہوے تھا جیسے ہی رفیع البخت نے قریب
پہونچکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا پیران جادو نے سر آگے بڑھا دیا
کہ یہ روئین تن تھا لیکن یہ تیغہ طلسمی ہے پایا تو سر پر پڑا تھا کہ زمین پر چمکا پیران جادو
کے دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی شور گیرودار بلند ہوا آتشباری و برفباری

ہونے لگی زمین کو زلزلہ تھا ایک قیامت برپا تھی دیر تک یہی حالت رہی جس وقت لاش
پیران جادو کی پھڑک کر سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من پیران جادو بود
حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا
کہ لاش ایک جادوگر کی زمین پر پڑی ہے کہ جھریاں تمام جسم پر ہیں سن اسکا گیارہ سو برس کا
تھا اسکے مرتے ہی پانچون نقابدار حاضر خدمت ہوئے اور شاہزادے کی قدمبوسی حاصل
کی اور عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ای شہریار عالی وقار یہ آپ ہی کا اقبال تھا کہ پیران سا
جادوگر مارا گیا جو کہ نبیرہ جمشید کہلاتا تھا اب سلیم جادو بھی آئے اور رفیع البخت کو
گلے لگایا اور کہا کہ مین فخر کرتا ہون کہ خداوند کریم نے مجکو ایسا بھانجا عنایت کیا مجھے جسقدر پہلے
بدیع الملک سے عداوت تھی اب اُس سے زیادہ محبت تجسے ہو گئی مین نہ جانتا تھا کہ بہنوئی
میرا ایسا نامی و نامور شخص ہے ورنہ مین پہلے بھی مخالفت نکرتا اسکے بعد نقابدارون کی
طرف دیکھکر کہا کہ فہرست خزانۂ طلسمی کی حاضر کرو کہ تم خزانہ دار طلسمی ہو نقابدارون
نے عرض کی کہ ہمین کوئی عذر نہین ہے اسی وقت یہ گئے اور فردین لا کر پیش کین
رفیع البخت نے وہ فردین اپنے ماموں کے سپرد کر دین اور کہا کہ اسکا انتظام آپ ہی
کیجیے اور مناسب ہو تو والدۂ ماجدہ کو بھی اسی مقام پر بلے آئیے کہ یہ جاے عمدہ ہے
اور میرا لشکر اور رفقا بھی اسی جگہ آ جائین تو مناسب ہے کیونکہ آپکو حفاظت مین آسانی
ہو گی ورنہ ایک دم آپ کا کدھر کدھر کی خبر رکھیے گا سلیم جادو نے کہا کہ میرا بھی یہی قصد
ہے غرضکہ شاہزادے نے اسی مقام پر قیام کیا اور سلیم جادو جا کر پہلے ملکہ ناوک فگن
کو لے آئے بعد اسکے لاہور تیز گام سے کہلا بھیجا کہ تمھارا مالک دربند قصور ہفت منزل
پر مقیم ہے لہذا تم بھی مع لشکر اسی مقام پر چلے آؤ تو مناسب ہے لاہور تیز گام بھی تمام
سردارون کو لیکر مع لشکر دربند قصور پر آ گیا اب رفیع البخت نے اپنے رفقاے زندانی
کو بھی بلا لیا اور رات اسی مقام پر بآرام بسر کی صبح کو اٹھکر نماز صبح سے فراغ حاصل کر کے
ملکہ ناوک فگن سے رخصت ہوئے اور بعد اسکے اپنے ماموں سلیم جادو کے
پاس آئے اور عرض کی کہ اب مین آگے جاتا ہون سلیم جادو نے کہا کہ خدا حافظ و
نگہبان ہے مگر اے رفیع البخت اتنا خیال رہے کہ اب یہان سے آگے سرحد غیر ہے زمان میرا
پہونچنا بہت دشوار ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ بہت ہوشیاری سے کام کرنا اب تمکو مرحلہ بیابان محجوبیہ
کا درپیش ہو گا مالک اُس دربند کی محجوب کاکل کشا ہے جسوقت تم بیابان محجوبیہ کی
سرحد مین پہونچنا تو لوح سے بہت باخبر رہنا اور جابجا لوح کو دیکھتے رہنا کوئی کام بغیر
لوح کو دیکھے ہوئے نکرنا اسی محجوب کاکل کشا کے سحر مین ماہ شیر سوار گرفتار ہے جو
تمھاری طرف سے دل برداشتہ ہو گئی ہے جسوقت یہ قتل ہو جائیگی تو ماہ شیر سوار بھی
ہوش مین آ جائیگی تمھین یاد ہو گا کہ پیران جادو نے ایک نقابدار سبز پوش کے ہاتون
دھوکا کر ماہ شیر سوار کو پانی اُسکا پلا دیا تھا اُسوقت سے دل اُسکا تمھاری طرف سے

پھر گیا تھا وہ سبز پوش یہی محبوب کا گل کشا ہی رفیع البخت یہ سنکر جانب بیابان مجبور
روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب دوپہر دن چڑھے کے ایک صحرائے پر بہار مین پہونچے عجب
طرح کا بیابان تھا کہ پھول نئی نئی وضع کے درختون مین کھلے ہوئے تھے پھل مانند چہرۂ محبوبان
کے جلوہ گر تھے ہر ثمر ثمر مراد اور ہر نخل نخل تمنا تھا طائر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے اور
جسقدر عمارتین جابجا نظر آئین وہ سب بھی نہایت خوشنما تھین اور ہزار ہا دریچے اُن
عمارتون مین بنے ہوئے تھے اور ہر دریچہ سے چہرہ ایک محبوب دلربا کا نظر آتا تھا شاہزادہ
عالم محویت مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک نازنین ماہ جبین زرد زرگوش
مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے عجب انداز سے چلی آتی ہی کہ چال سے
الھڑپن چہرہ سے کمسنی چتون سے غصہ پیدا زلفین جو ہوا سے اُڑکر چہرہ پر آتی ہین تو مزاج
مین برہمی پیدا ہوتی ہی وہ چند نازنینین جو ہمراہ ہین ملکہ کی نازک مزاجی سے خوف
کرتی ہوئی اور ڈرتی ہوئی ڈوپٹہ کی آڑ کرکے ہوا کے تھپیڑون کو روکتی ہین اور
کسی کا بیان سے آتی ہی زمین مین مرے گلرو کی سواری ہی اے باد صبا خاک اڑانا نہین اچھا
کوئی جلدی سے زلفون کو چہرے پر بنا رہی ہی اور بلائین لے لیتی ہی کہ غصہ زیادہ
ہونے پائے تیور پر بل نہ آنے پائے ایسا نہو کہ یہ برہمی صحبت کو برہم کر دے اور عتاب
ملکہ کا ہم سب کو نہ پریشان کرے ملکہ کی نظر جو شاہزادہ رفیع البخت سے لڑی
جلدی سے چہرہ پر آنچل ڈال لیا اور راہ کاٹ کر چلی ساتھ والیون سے کہا
کہ یہ کون آتا ہی اس نازنین نے اس ادا کے ساتھ آنکھ سے آنکھ ملا کر نگاہ پھیری
کہ یہ معلوم ہوا ایک تیر جانستان سینے سے گذر گیا اور رفیع البخت بے اختیار
پکار اٹھے کہ سے کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہی ہائے ادھر چلنے والے ادھر دیکھ لینا یہ سنکر
وہ نازنین مسکرائی اور بولی کہ ہم کیون پھر کر دیکھین پیاسا کنوین کے پاس آتا ہی
کنوان پیاسے کے پاس نہین جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ہم ہی آتے ہین لیکن
ذرا ٹھہرو تو سہی یہ ہوائے سرد یہ فضائے صحرا اسکا لطف جو باتین چاہتا ہی وہ سب
موجود ہین مگر تم کس دل کی انسان ہو کہ تم پر کوئی اثر نہین نازنین نے کہا کہ یہ ہوا
آہ عندلیبان کی ہی اسکا اثر انھین لوگون پر پڑے گا جو عاشق مزاج ہو گئے ہین
اس سے مجھ سرو کار نہین ہی یہ کہتی ہوئی اس انداز و ادا سے چلی کہ رفیع البخت
بیتاب ہو کر اسکے ساتھ ہوئے اب آگے آگے تو یہ چلی جاتی ہی اور پیچھے پیچھے رفیع البخت
اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے چلے اسی اثنا مین ملکہ نے اپنی کنیزون کی طرف اشارہ
کیا کہ ہمارا سامان رنگ کھیلنے کا لاؤ کہ آج ہم اس شہریار سے رنگ کھیلینگے کنیزون
نے جلدی سے کشتیان پیش کین کہ اُن کشتیون مین کنٹر رنگ کے اور پچکاریان
بلوری رکھی ہوئی تھین جلدی جلدی سب نے پچکاریان رنگ سے بھر کر رنگ اچھالنا
شروع کیا لیکن ملکہ نے کسی پر رنگ نہ ڈالا اور کہا کہ تم ہم پر رنگ ڈالو اور ہم اپنے رنگ

ڈالینگے یہ کہکر پچکاری ہاتھ مین لیے ہوے رفیع النجت کی طرف چلی اور شاہزادہ بھی
ملکہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہمارے خون کا رنگ کھیلو تو بجا ہی اسلیے کہ جان و دل
تمپر نثار ہین یہ کہتے ہوے بشوق تمام ملکہ کی طرف چلے تھے کہ دیکھا ایک مرغ سفید
ہاتھ مار کر سامنے آیا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے رفیع النجت بڑے افسوس کی
بات ہی کہ لوح تمھارے پاس ہی اور لوح کو نہین دیکھتے ہو ارے کبھی ہم بھی جوان
تھے اور ایسے تھے کہ عورتین گرویدہ رہتی تھین یہ کہکر وہ مرغ نظرون سے غائب ہوگیا
شاہزادے نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے رفیع النجت اگر اس نازنین
نے پچکاری ماردی اور رنگ کی چھینٹ بھی تمپر پڑگئی تو جلکر خاک ہو جاؤ گے یہی
محبوب کا کل کشا ہی اور اسکے حسن وجمال پر خیال نکرو کہ یہ سب غازہ سحر کی بدولت
ہی ورنہ سن اسکا ساڑھے سات سو برس کا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ جب یہ پچکاری مارے
تو رنگ سے بچو اور اسطرح قریب اسکے پہونچ جاؤ کہ دوبارہ یہ پچکاری نہ مار سکے
اور اسی کی پچکاری چھین کر یہی رنگ اسپر ڈالو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو رفیع النجت
یہ دیکھکر گویا چونک پڑے اور با توبشوق تمام اس نازنین کی طرف بڑھے تھے بازو سے
پچکاری کی بچنے لگے اور دل مین کہتے تھے کہ کیونکر بچون عجب عنوان اس نکاتہ کی
موت کا ہی کہ ذرا چوکے اور جو کم رکھی ہوئی ہی یہی خیال کر رہے تھے کہ محبوب کا کل کشا
قریب پہونچ گئی اور اسنے پچکاری ماری رفیع النجت نے پیترا بدلکر اپنے پہلو کو خالی کیا
کہ رنگ زمین پر پڑا جسقدر گیاہ تھی جلگئی اور زمین پھٹنے لگی رفیع النجت جست کرکے
قریب محبوب کا کل کشا کے پہونچے اور جلدی سے پچکاری پر ہاتھ فوراً ڈال دیا
اور کلائی مروڑ کر پچکاری چھین لی نازنین چیخنے لگین کہ ناصاحب یہ کونسی بات ہی ہماری
ملکہ کو ہاتھا پائی سے نفرت ہی ایسا نہو کہ بدمزاج ہو جائین تو پھر تمسے بات بھی نکرینگی
تو یہ پچکاری لو رنگ بھی ہی ملکہ کی پچکاری نہ لو رفیع النجت کس کی سنتے ہین جلدی سے
وہی پچکاری محبوب کا کل کشا کو ماری ہرچند یہ چیخی اور غل مچایا کی کہ ناصاحب مجھے
ایسی دل لگی پسند نہین ہی دیکھو خبردار رنگ مجھپر نہ ڈالنا رفیع النجت نے کہا کہ اگر
تمھین یہ دل لگی پسند نہین ہی تو ہمین پسند ہی ہمین اپنے دل کی خوشی سے مطلب
ہی یہ کہتے کہتے رنگ ڈالدیا رنگ پڑتے ہی جسم مین اسکے آگ لگ گئی اور یہ
جلی جلی پکارتی ہوئی غول مین اپنی کنیزون کے گھسی جو آگ بجھانے دوڑی اسکے جسم
مین بھی آگ لگ گئی تھوڑے عرصہ مین یہ سب کی سب جلنے لگین اور تمام صحرا مین
دوڑنے لگین شعلے اسقدر بھڑکے کہ درختون سے گلے ملے اور صحرا بھی جلنے لگا تمام صحرا
آتشبار ہوگیا شور گیرودار بلند ہوا آتشباری و سنگباری ہونے لگی تمام صحرا
تیرہ و تار ہوگیا عجب رنگ ہنگامہ برپا رہا جسوقت لاشین ان جادوگرنیون کی بھڑک کر
سرد ہوئین آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود آخرین

عدا آئی کہ نام من محبوب کاکل کشا لے جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب نخو رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا رفیع البخت نے کہ وہ صحرا جو مرغزار بنا ہوا تھا ایک ریگستان ہی کہ زمین بھی جلی ہوئی معلوم ہوتی ہی اور لاشین جادوگرنیون کی پڑی ہوئی ہین اتنے مین سلیم جادو آئے اور کہا ای فرزند مرحبا رفیع البخت نے کہا کہ مین تو غافل ہوگیا تھا مگر خدا بھلا کرے ایک مرغ سفید کا کہ جس نے مجکو چونکایا اور لوح یاد دلائی کہ مین نے اس ساحرہ کو مارا ورنہ وہ کام میرا تمام کرچکی تھی نہین معلوم یہ کیا اسرار تھا اور مرغ سفید کوئی فرشتہ یا جن تھا سلیم جادو مسکرائے اور کہا ای فرزند وہ مین ہی تھا اگرچہ یہ سرحد غیر تھی اور میرا اس مقام تک پہنچنا آنا دقت سے خالی نہ تھا اور ہزار طرح کے خوف میرے واسطے بھی سے تھے مگر تمھاری محبت مین اپنی جان کا خیال نہ کیا رفیع البخت نے کہا کہ اگرچہ سرحد غیر ہی لیکن آپ سا ساحر زبردست جسکو پیران جادو مانتا تھا اسکے واسطے کہین بھی خوف نہین ہوسکتا کیا محبوب کاکل کشا آپ سے بہتر سحر جانتی تھی سلیم جادو نے کہا کہ یہ اسرار طلسمی ہین تم اسسے واقف نہین ہو محبوب کاکل کشا کی یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکتی مگر یہ سرزمین اسکے حصار سحر مین ایک مدت سے تھی یہان اسی کے سحر کو زیادہ قوت حاصل تھی علاوہ اسکے بے اجازت دوسرے کی سرحد مین جانا باہمی معاہدہ کے خلاف ہی اب تم اسی مقام پر ٹھہرو کہ یہان اسکی نور جادو آتی ہوگی اس سے مقابلہ پڑے گا بارگاہ نور آگین اسی کے قبضہ مین ہی جس وقت اسے بھی قتل کروگے تو بارگاہ نور آگین پر قبضہ ہوگا اور راستہ امیر المکان کا صاف ہوجائیگا یہ جو چند حصار آسنے بطور طلسم اپنے ملک کے گرد قائم کیے تھے یہ بنظر حفاظت ملک تھے اب سب مرحلے طی ہوگئے صرف یہی جھگڑا باقی ہی اور اب مین جاتا ہون یہ کہکر سلیم جادو نظرون سے غائب ہوگئے شاہزادہ ٹہلتا ہوا کچھ دور روانہ ہوا تھا کہ یکایک ہوا سے سرد چلی اور لکہ ہاے ابر زرد رنگ نمودار ہوے بارش گلہای زرین کی ہوتی ہوئی جو پھول زمین پر گرا وہ ایک نخل بنکر تیار ہوا اور بالاے نخل طائر آ آکر بیٹھے اور چہچہانے لگے آن واحد مین رنگ صحرا کا بدل گیا اب وہ لکہ ہاے ابر زمین کی جانب متوجہ ہوے اور چمک بجلی کی گرج رعد کی افزون ہوئی اور ابر شق ہوا ایک ساحرہ سفید لباس پہنے ہوے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا تخت سحر پر سوار نمودار ہوئی اور پکاری کہ کیون ای ظالم تجھے محبوب کاکل کشا کو قتل کرتے رحم نہ آیا ایسی نازنین معشوق کسے ہاتھ آتی ہی دیکھ تو اسکے عوض مین تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر ایک گولہ سحر کا اٹھا کر زمین پر مارا کہ گولہ شق ہوا اور دھوان نکلکر پھیلنے لگا ساتھ ہی جسقدر قمریان اور بلبلین درختون پر بیٹھی تھین زمین پر گر گر کر غلطکین مارکر اٹھین اور ہیئت انسانی پیدا کرکے ترنج و ناریج سحر پکڑ پکڑ کر رفیع البخت کی طرف چلین

اور وار کرنے لگیں ہر طرف سے گولے ترنج نارنج تھے پیکانون کے چلے سونٹیوں
کے رفیع البخت پر پڑ رہے تھے لیکن بسبب برکت لوح کے کوئی ضرب اثر
نکرتا تھا لیکن تاریکی بڑھتی جاتی ہی تھوڑے عرصہ مین اسقدر اندھیرا ہوگیا کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا اور اب کوئی نظر نہ آتا تھا رفیع البخت نے تلوار کھینچی اور
ہاتھ نکالنا شروع کیے جو قریب ہوا اور اسپر وار پڑ گیا وہ مارا گیا لیکن جسقدر
دشمن نظر نہیں آتے تو کس سے بچیں اور کس پر وار کریں اب یہ حالت ہی کہ لوح
کے قریب ہاتھ پہونچ گئے ہین ساحر چاہتے ہین کہ لوح گلے سے اتار لین رفیع البخت
نے جلدی سے دوسرے ہاتھ مین لوح لے لی اور نظر لوح پر ڈالی لکھا تھا کہ اے
رفیع البخت غضب کیا کہ لوح نہ دیکھی اب تجھے لازم ہی کہ فلان اسم پڑھکر ایک طرف
بھاگ اور اس تاریکی سے نکل ورنہ لوح چھن جائیگی اور تو گرفتار بلا ہو جائیگا یہ
دیکھتے ہی رفیع البخت نے اُس اسم کو ورد زبان کیا اور ایک جانب چل نکلے
ساحرون نے دیکھا کہ یہ جاتا ہی بڑھکر سد راہ ہوے اور شور کیا کہ یہ جانے
نہ پائے رفیع البخت نے ہاتھ تلوار کے مارنا شروع کیے اور ساحرون کو قتل
کرتے ہوے اُس تاریکی سے باہر آئے دیکھا کہ نور جادو بیٹھی ہوئی اسم سحر پڑھ پڑھکر
رائی سرسون منقل آتشین پر ڈال رہی ہی جب دھوان اسکا منتشر ہوتا ہی تو تاریکی
اور زیادہ ہو جاتی ہی بس رفیع البخت نے آواز دی کہ او مردار مین آ پہونچا
ہوشیار ہو جا یہ دیکھتے ہی نور جادو اپنے مقام سے اٹھی اور بالائے آسمان بلند ہوکر
کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور ایک کوہ گران بنکر رفیع البخت پر گرا کہ گرکر
کہ پست کردون رفیع البخت نے لوح سامنے کر دی اور ہاتھ کو کن دبا کہ عکس لوح
کا اُس کوہ پر بجلی کی طرح چمکا سحر برطرف ہوا اور نور جادو نمودار ہو کر سامنے
رفیع البخت کے گر پڑی گرتے ہی اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور زمین پر لوٹ مار کر صورت
ہتھنی کی پیدا کی اور رفیع البخت کی طرف چلی کہ پامال کر دون رفیع البخت نے قریب
ہو کر پھر لوح چمکائی اور عکس لوح کا اسپر ڈالا سارا رنگ و روغن سحر برطرف ہو گیا
اور صورت اصلی نظر آئی دیکھا گھٹنیون چلی آتی ہی رفیع البخت نے کہا کہ تجھہ صورت
تو اپنی دیکھ کہ تو کس حال خراب سے ہی نور جادو نے جو صورت پر اپنی نظر کی دیکھا کہ سحر میرا
رد ہو گیا بس یہ اُٹھی اور چاہا کہ پرواز پیدا کرکے اُڑ جاؤن کہ پشت پر سے کسی نے
آواز دی کہ تلوار مار کر کام اسکا تمام کرو کہ اب اگر یہ بھاگی تو پھر نہ دکھائی دیگی
اور نہ بارگاہ نور آگین قبضہ مین آئیگی شاہزادے نے جلدی سے تلوار کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا اور نور جادو کی طرف چلے جیسے ہی اسنے اُڑنا چاہا رفیع البخت نے
تلوار ماری نور جادو نے اُف کی کہ ہزارہا سپرین سحر کی سر پر پیدا ہو گئین
لیکن تلوار مانند برق کے چمک کر گری سپرونکو کاٹ کر نور جادو کے دو ٹکڑے کیے

اسکے مرتے ہی شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی آتشباری برف باری دیر تک
رہی جب تک لاش نور جادو کی پھڑکتی رہی پیر خاک اڑا یا کیے جب یہ پھڑک کر سرد
ہو گئی تو پکار کر چلے گئے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من نور جادو بود حیف مردیم و
جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اسکے مرنے سے علامات سحر برطرف ہوئے
اور روشنی ہوئی کچھ ساحر بھاگ گئے کہ جب آتی مجری ساحر ہاتھ سے اسکے قتل ہوئی
تو ہم اسکا کیا کرینگے اور باقی ساحروں نے آکر اطاعت اختیار کی مطیع اسلام
ہوئے اتنے میں سلیم جادو بھی آکر موجود ہوئے اور کہا کہ ای فرزند مبارک ہو کہ
سب مرحلے شکست ہوئے اب انتظام اپنا درست کر لو اور فوج کو فراہم کرکے
بارگاہ نور آگین و دیگر تحفجات طلسمی پر قبضہ کرو تو جلد امیر المکان سے اپنے
نانا کے خون کا بدلہ لو رفیع البخت نے سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب کچھ فضل
خداوند عالم سے ہوا اور آیندہ بھی امید ہے کہ اسکی مدد شامل حال رہے اسواسطے
کہ ہم حق پر ہیں لیکن جو الطاف بزرگانہ آپ نے میرے حال پر مبذول فرمائے
ہیں یہ انھیں کا ثمرہ ہے کہ ایسے سخت طلسم کے دربند کس آسانی سے فتح ہوئے
ہیں میں انشاء اللہ یہ تمام حالات بروقت ملازمت جناب والد ماجد سے
بیان کرونگا کیونکہ قصد میرا یہ ہے کہ بعد فتح طلسم نور آگین طلسم شطاق پر جاؤں
اور وہاں کی جنگ میں بھی شریک ہوں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ طلسم
نہایت سخت و دشوار ہے اور ساحر وہاں کے ساحران عالم کو طفل مکتب سمجھتے ہیں
سحر کی انکے انتہا نہیں ہے علاوہ اسکے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی کافر جیسے آفتاب پرست
ہے اسنے بھی خروج کیا ہے اور وہ تمام ملک خدا پرستوں سے پھونکتا اور جلاتا ہوا
شہر تمندریہ تک پہونچ گیا ہے اور ایک جانب سے نقابداران قاف چلے آتے
ہیں کہ انکو دعوی صاحبقرانی ہے اور برادر والد ماجد سے مقابلہ کرنے کا رکھتے
ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ پہلے میں ہی انسے مقابلہ کروں الغرض بعد اس گفتگو کے
سلیم جادو نے چند ساحروں کے ہاتھ پیغام بھیجے ایک پیامبر رازدار جادو کے
پاس روانہ ہوا اور جا کر خبر کی کہ سب طلجات طلسمی ٹوٹ گئے شاہزادہ دربند نوریہ
پر مقیم ہے تمکو طلب کیا ہے یہ سنکر رازدار جادو نہایت خوش ہوا اور جانب دربند نوریہ
روانہ ہوا اور ایک پیامبر ملکہ ماہ دل افروز کے پاس گیا اور پیغام رفیع البخت کا پہونچا
کہ تمنے جو شرطیں اپنے مسلمان ہونے میں پیش کی تھیں میں نے انکو پورا کیا یعنی
پیران جادو کو مارا اور محبوب کاکل کشا کو بھی قتل کیا لہذا اگر اپنے وعدہ کی
سچی ہو تو آؤ اور دین اسلام سے مشرف ہو کہ ہم دربند نوریہ پر تمھارے منتظر
ہیں یہاں کی یہ حالت تھی جب سے دربند محبوبیہ فتح ہوا تھا اور محبوب کاکل کشا
قتل ہوئی تھی اسوقت سے ملکہ ماہ دل افروز پر سے سحر دور ہوا تھا پہلے

کچھ دیر کے واسطے بیہوش ہوگئی تھی لیکن جسوقت سے ہوش آیا تھا رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ نہین معلوم اُس شہریار عالی وقار پر کیا گذری ہر چند ماہ دل افروز سمجھاتی تھی کہ شاہزادہ برائے فتاحی طلسم گیا ہوا ہی انشاءاللہ تعالیٰ اُس سے ملاقات ہوگی مگر اسکو قرار نہ آتا تھا آخر کار مجبور ہوکر ماہ دل افروز اس بات پر آمادہ ہوئی تھی کہ اسسے رہا کردوں اور آزادی دیدون کہ جہان اسکا جی چاہے چلی جائے اسی اثنا مین قاصد رفیع البخت کا پہونچا اور پیام طلب ملکہ ماہ دل افروز ہی نے خوش ہو کر جانب در بند محبوبہ روانہ ہوئی ایک پیامبر اختر شاہ پاس پہونچا اور کہا کہ تمکو بھی حکم ہاکہ سب رفیقان زندانی کو اپنے ہمراہ لیکر در بند نور پر آؤ خوش ہو کر سب ملکہ بعد دیگرے آکر قدمبوس ہوئے اور ملازمت شاہزادے کی حاصل کی اور ملکہ ماہ دل افروز بھی ماہ تیر سوار کو ہمراہ لیے ہوئے آ کر پہنچی اور ملکہ کو شاہزادے کے سپرد کیا کہ یہ امانت اپنی لیجیے اور خود کلمہ پڑھکر از سر حد نو مسلمان ہوئی آخر مین سلیم جادو خود گئے اور ملکہ نارنگ فگن کو مع لشکر رفیع البخت بڑے جاہ و حشم سے لائے اور تحفجات طلسمی اپنے ہمراہ لیتے آئے بہان مالزمان نور جادو نے بارگاہ نور آگین لاکر پیشکش کی شاہزادے نے بارگاہ کو ملاحظہ فرمایا اور نہایت خوش ہوئے کہ ایسی بارگاہ سرداران لشکر اسلام مین کسی کے پاس نہ تھی شب بھر اسی مقام پر قیام فرمایا جب صبح ہوئی تو نماز صبح پڑھکر تیاری لشکر کا حکم دیا خروج مین کمر بندیان ہونے لگین اتنے مین سلیم جادو در رفیع البخت کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ای فرزند اب مقابلہ امیر المکان سے ہی اور حالت وہان کی یہ ہی کہ فوج بیشمار اور لشکر جرار اسکے پاس ہی بڑے بڑے پہلوانان زبردست اُسکے محکوم ہین اور سب کے سب اُسکو خداوند جانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین ہر چند کہ تم خود صف شکن و تہمتن ہو اُن پہلوانون کو زیر کروگے اور لشکر کو شکست دوگے مگر مرحلہ سخت مین یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور خاموش ہوگئے رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رفیع البخت نے عرض کی کہ ماموجان کیا سبب ہی کہ آپ سا ساحر زبردست اور اسقدر پریشان ہی اسکا کیا سبب سلیم جادو نے کہا کہ وہان جو مشکل در پیش ہوگی اُسے حل کرنا میرا کام نہین اسواسطے کہ خداوند کریم نے ایک سے بڑھکر ایک کو پیدا کیا ہی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا زنگار جادو ہی وہ معشوقہ ہی امیر المکان کی اُسی کے بھروسے پر خداوندی امیر الزمان کی قائم ہی اُسنے قیطول زنگاری بنائے ہین اور تمام سامان خداوندی فراہم کر دیا ہی مجھ مین یہ طاقت نہین ہی کہ زنگار جادو سے مقابلہ کرسکون اسلیے کہ وہ ایسی ساحرہ زبردست ہی جسکے سامنے مین طفل مکتب ہون جسوقت تک زنگار جادو سے اور مجھ سے میل تھا اُسنے اکثر میرے سحر پر اصلاح دی ہی اور بہت سے افسون مجکو ایسے تعلیم کیے ہین کہ جنسے مین ناواقف تھا اور اب بھی

مین آسکے مقابلہ مین کوئی شخص نہین ٹھہرتا ہرچند کہ بڑے بڑے مجھ سے مقابلہ نہین کرسکتے
مگر زنگار جادو سے مین مقابلہ نہین کرسکتا رفیع النجت نے کہا کہ اب کیا آپ سے اور
زنگار جادو سے بگاڑ ہوگیا ہے سلیم جادو نے کہا کہ اگر اُس سے میل ہوتا تو مجال
کسی کی نہ تھی کہ آپکے نانا کو کوئی قتل کرسکتا سبب ملال کا یہ ہوا کہ زنگار جادو
مجھسے طالب وصال ہوئی مین نے انکار کیا اسلیے کہ مجھے پاس اس امر کا تھا کہ مین نے علم سحر
اُس سے حاصل کیا ہے اور دوسرے یہ کہ سن اُسکا ہونے نو سو برس کا ہے ہرچند اُسنے
بزور سحر حسن و جمال بے مثال پیدا کرکے صورت اپنی دکھائی مگر میری نگاہون مین اُسکی
ہیئت اصلی ہی نظر آتی تھی جب زنگار جادو میری جانب سے ناامید ہوئی اور سمجھ گئی
کہ اب یہ کام وصل کا پورا نہوگا تو اُسنے نسیم شعلہ بالی سے تعلق پیدا کیا اور اُسکو اسقدر مرتبہ دیا
کہ خداوند بنا دیا جسوقت آسے یہ معلوم ہوجائیگا کہ تم میرے بھلنجے ہو تو کوئی دقیقہ
تمھارے ہلاک کرنے مین فروگذاشت نکرے گی اور لوح طلسمی یہین تک کام دے سکتی
ہے اب آگے بیکار ہے دوسری ایک بلا اور ہے جسکا دفعیہ قریب ناممکن کے ہے وہ
یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ نام اُسکا عوج جان مردار خوار بیابانی ہے اُسکو حکیم ضرغام ہدایتی
نے پچھاڑ دیا کرا دیکر دواؤن سے نہلا کر رؤئین تن بنا دیا ہے کہ کوئی حربہ تیر و
تفنگ نیزہ تلوار گرز وغیرہ اُسپر اثر نہین کرتے ہین اور قوت بھی بہت رکھتا
ہے مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ راہ مین اُسکو قزاقون نے گھیر لیا تھا
اور گرز و جماق و شمشیر و تیر مارے کسی حربہ نے کام نہ کیا آخر قزاق اُسے چھوڑ کر
بھاگ گئے اُس روز عوج جان مردار خوار بیابانی نہایت خوش ہوا اور کہتا تھا کہ
آج جیسی اور مالش خوب ہوئی ذرا درد میرے ہاتھ پاؤن کا کم ہوگیا ایسی بلا کا سامنا
کرنا پڑے گا مجھے یہ تردد ہے کہ تم اُس سے مقابلہ کرکے کسطرح سرسبز ہوگے رفیع النجت
نے کہا کہ انشاء اللہ سر میدان چیر کر پھینک دونگا ہمارے بزرگون نے بہت سے
رؤئین تنون کو مارا ہے سلیم جادو نے کہا کہ یہ مثل دیگران نہین ہے صرف رؤئین تن
نہین ہے بلکہ سحر سے بھی حفاظت اسکی کی گئی ہے جسوقت تم اُسسے بقوت زیر کروگے
اور وہ کمزور پڑے گا تو زرہ کو پارہ پارہ کر ڈالے گا اور گوشت نوچ نوچ کر
کھا جائیگا اور جسوقت زور کرکے بلند کرنا چاہوگے تو زمین اُسے پکڑ لے گی اور بلند
ہونے نہ دے گی یہ سنکر رفیع النجت نہایت پریشان ہوئے لیکن کہا کہ مین مقابلہ
ضرور کرونگا چاہے مارا جاؤن یا زندہ رہون مجھسے یہ نہوگا کہ اُسکے خوف سے
نہ جاؤن اور یہان تک آکر پلٹ جاؤن سلیم جادو دیر تک گردن جھکائے ہوئے
کچھ سوچا کیے بعد کچھ دیر کے کہا کہ اچھا اے فرزند ایک بات میرے ذہن مین آئی
ہے وہ یہ ہے کہ ایک زمانہ ہوا مین نے سنا تھا کہ یہان سے قریب ایک صحرا ہے کہ اُسکو
بیابان ہستی کہتے ہین وہان جانوران عجیب الخلقت ہین اور بکثرت ہین صورت

اسکی یہ ہی کہ جسم شیر کا اور سر گینڈے کا اور سر فیل کا اور جسم کرگدن کا کسی کا جسم فیل کا اور پاؤن شتر کے گردن فرس کی کسی کا سُم مانند فرس کے ہی اور جسم مثل آہو کے اسی طرح سب جانور ہین اور نہایت غریب ہین درندہ نہین ہین یہ سُنکر مجھے اشتیاق پیدا ہوا کہ اس صحراے عجائب نما کی سیر کرنا بھی جملہ واجبات سے ہی یہ خیال کرکے مین روانہ ہوا جسوقت اُس بیابان مین پہونچا تو جیسا کچھ سُنا تھا اُسی کے مطابق پایا مین نے قصد کیا کہ دو ایک جانور یہان سے لیجاؤن اور اُنکو پالون کہ لائق دید ہین جسوقت مین نے اُنکو گرفتار کیا اور لیجانے کا قصد کیا تو ایک ساحر آیا کہ نام اُسکا مفروق جادو ہی اُسنے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ ان جانورون کو یہان سے لیجائینگے تو یہ بعد ایک منزل کے مر جائینگے قاعدہ انکا یہ ہی کہ یہ اسی مقام پر رہتے ہین تو زندہ رہتے ہین اور دوسرے مقام پر پہونچے اور اپنے جنسون سے جدا ہوے اور مر گئے لیجانا بے سود ہوگا مین نے پوچھا کہ آخر سبب اسکا کیا ہی یہ سُنکر پہلے تو اُسنے سکوت کیا جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ اسے بیان کرنے مین کچھ تامل ہی جب مین نے اُسکو خاموش پایا اور مکرر دریافت کیا تو کہا کہ ہرچند یہ بیان کرنے کی بات نہ تھی لیکن چونکہ آپ معزز شخص ہین اور حامیان سامری پرستان مین سے ہین تو آپ سے عرض کیے دیتا ہون آپ وہ شخص ہین کہ بدیع الملک کے شریک ہوے جو کہ آپکے برادر نسبتی تھے اور ساحرون کے مددگار رہے اس بنا پر آپ سے پردہ رکھنا بیکار ہی اصل امر یہ ہی کہ یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک گنبد طلائی ہی اور اُسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوا ہی جسوقت کوئی شخص اُس گنبد کی طرف جانے کا قصد کرتا ہی تو طاؤس تین مرتبہ آواز دیتا ہی کہ جا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اگر یہ سنکر انسان پلٹ گیا تو خیر ورنہ وہ طاؤس آفت کرتا ہی کہ شعلہ اُسکے دہن سے نکلتا ہی اور مثل گولہ فولادی کے چرخ مارتا ہوا چلتا ہی اور سینے کو اُس آنے والے کے توڑکر پار گذر جاتا ہی انسان تڑپ کر ہلاک ہوجاتا ہی اور سامنے اُسکے ساحر اور غیر ساحر سب برابر ہین اکثر جادوگر بھی آئے ہین اور سحر کے زور سے اُنھون نے سپرین قائم کی ہین مگر شعلہ کسی چیز سے نہ رُکا اور توڑکر سب چیزون کو پار گذر گیا اور یہ طاؤس سحر بھی حمید جادو کا ہی جسنے یہ بیابان بنایا ہی اور وہ گنبد طلائی قائم کیا ہی یہ طاؤس دراصل ساحر نہین ہی یہی سبب ہی کہ یہ جانور اس حد سے نکلکر مر جاتے ہین مین نے اُس سے پوچھا کہ اندر گنبد طلائی کے کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ایک تیغہ رکھا ہوا ہی کہ اگر وہ تیغہ کسی کے ہاتھ آئے اور وہ جاکر عوجان مردارخوار بیابانی سے مقابلہ کرے تو عوجان پر فتحیاب ہو ورنہ ممکن نہین کہ عوجان مردارخوار بیابانی کسی سے مارا جاسکے مین نے یہ خیال کیا کہ امیر المکان سے تو عداوت پیدا ہوچکی ہی مبادا کوئی وقت ایسا پڑے کہ بگاڑ ہو تو یہ اچھا پتہ ملا مین نے مفروق جادو سے پوچھا کہ

اس طاؤس سحر کی موت کا کیا طریقہ ہی اُسنے بیان کیا کہ اگر کوئی ایسا شخص اسطرف
آجاسے جو کہ سحر و ساحری مین مثل آپ کے ہو اور وہ کوئی ایسا سحر تیار کر کے لائے
کہ جسوقت یہ طاؤس منہ کھولے اور وہ پیکان سحر یا شعلہ سحر اسطرح کھینچ مارے
کہ اس طاؤس کے حلق مین در آئے تو یہ طاؤس طاؤس آتشبازی ہو جائے
اور تیغہ عوج جان کش اُسکے ہاتھ آئے یہ سنکر مین دل مین تو خوش ہوا اور بظاہر
ٹالنے کے طور پر ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگا اور بعد اسکے وہان سے چلا آیا
تو اے فرزند اب میرا یہ قصد ہی کہ مین یہان سے جا کر ایک کوہ مین قیام کرتا ہون
تم لوگون کو میری حفاظت کے واسطے معین کرو مین چلہ کشی کر کے کوئی تدبیر نکالونگا
پہلے اس تیغہ کو قبضہ مین کر لو اسکے بعد آگے جانے کا قصد کرنا بالفعل ارادہ اپنا
ملتوی کرو یہ سنکر رفیع البخت خاموش ہو رہے اور سلیم جادو اسباب سحر فراہم کر کے
جانب کوہ روانہ ہوے اور ہوم خانہ تیار کر کے اُسمین داخل ہوے اور رفیع البخت
نے راز جادو و ارمہ ماہ دل افروز اور دیگر سرداران لشکر کو مع لاہور تیز گام
واسطے حفاظت کے مقرر کیا اور خود بھی کئی بار جا کر خبر لیتے تھے تیسرے روز
صبح کے وقت سلیم جادو ہوم خانہ سے باہر آئے تو ایک باز سر پر سایہ آفگن تھا
اور چہرہ سلیم جادو کا نہایت بشاش تھا رفیع البخت نے جو سلیم جادو کو دیکھا
سلام کیا اور عرض کی کہ ماموں جان یہ باز کیسا ہی سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند اسکا تماشا
طاؤس کے مقابلہ مین دیکھنا کہ یہ کیا کرتا ہی رفیع البخت چپ ہو رہے سلیم جادو نے
کہا کہ اب مین بھی تمہارے ہمراہ ہون چلو اور تیغہ قتل عوج جان مردار خوار بیابانی
حاصل کرو لیکن پہلے اپنی والدہ سے رخصت حاصل کر لو اسلیے کہ یہ مرحلہ سخت و دشوار
ہی اگرچہ مین نے ہر طرح کا انتظام کر لیا ہی تاہم اس باب مین ملکہ ناوک فگن سے
پوچھ لینا ضرور ہی مبادا کوئی افتاد دشمنون پر پڑی تو وہ مجھ سے کہیگی کہ اگر ایسا خطرناک
مقام تھا تو تم اُسکو اپنے ہمراہ کیون لے گئے وہ تو بچہ تھا کیا تم بھی نادان تھے رفیع البخت
نے کہا کہ اگر خوف ظاہر کر کے اجازت مانگی جائیگی تو اجازت ملنا معدوم ہی و مجھے
جانا اُس طرف ضرور ہی لہذا صرف اُنسے رخصت طلب کر لی جاسے اور کچھ نہ کہا جائے
یہی کیا کم ہی کہ جنگ کو جاتے ہین فتح و شکست کا حال سوا خدا کے کوئی نہین جانتا نہ یہ
اختیار کی چیز ہی غرضکہ دونون ماموں بھانجے پاس ملکہ ناوک فگن کے آئے اور
رفیع البخت نے اجازت طلب کی ناوک فگن نے کہا کہ اے فرزند ایک مدت
کے بعد صورت تمہاری نظر آئی اور یہان آ کر بھی تمنے کئی در بند فتح کیے نامی و مشہور
ہوے بس اب زیادہ شوکت پیدا کرنے کی ضرورت نہین ہی مین سن چکی ہون کہ
طلسم کے معاملات نازک ہوتے ہین رفیع البخت نے عرض کی کہ اے والدہ
مہربان ایسا نہ فرمایئے ہر چند کہ مقتضاے محبت یہی ہی جیسا آپ ارشاد فرماتی ہین

لیکن اس محبت کا ثمرہ اچھا نہین ہی میرے خاندان مین آج تک ایسا کسی نے نہین کیا ہی کہ آدھا
طلسم توڑ کر جہان سختی دیکھی ہو تو واپس چلا آیا ہو مین اگر ایسا کرونگا تو مجھے اپنے بزرگون مین سخت
شرمندگی ہوگی خداوند عالم ہر جگہ محافظ ہی وہی فتحیاب کرے گا اور اگر قضا آگئی ہی تو یہان
رہ کر بھی نہین بچ سکتے بلکہ جس مقام پر ہونگے وہین ملک الموت پہونچ جائینگے اپنی
حفاظت کوئی خود نہین کرسکتا یہ سب امور خداوند کریم کے اختیار مین ہین بس اب مین رخصت چاہتا ہون
منصب آپکا یہ ہی کہ میرے حق مین دعائے خیر فرمایئے کہ مین فتحیاب ہون اور پھر آکر
قدمبوسی حاصل کرون اس اس طرح سمجھایا کہ ناوک فگن خاموش ہوگئی اور مجبوراً
رخصت کرنا پڑا اور سلیم جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی اس لڑکے کا بہت خیال رکھنا
اسلیے کہ یہ نشانی ہی تمھارے بہنوئی کی اور سہارا میری زندگی کا ہی اگر اسپر خدا نخواستہ
آنچ آئی تو مین زندہ درگور ہوجاؤنگی وہ بیمروت تو ایسا جاکر کھو گیا کہ پھر صورت بھی
نہ دکھائی بعد مدت اس فرزند کو دیکھا تو یہ بھی طلسمون مین جاتا ہی ہماری جان ایسے ہی
پھرکون سے واسطے ہی ایک دن ہول کھاکے کھاکے دم نکل جائیگا یہ سنکر سلیم جادو
نے بہت کچھ تسلی دی کہ ای بہن جسوقت تک میرے دم مین دم ہی اسوقت تک کیا
مجال ہی کسی کی جو تمھارے فرزند کو گزند پہونچا سکے اگر نظر بد سے دیکھے تو آنکھیں نکال لون
اسکے بعد میرے خدا اسکا حافظ و نگہبان ہی ناوک فگن نے کہا کہ اچھا خدا حافظ یہ کہکر
گلے لگایا اور رخصت کیا رفیع البخت سلام کرکے باہر آئے اور مرکب طلب کیا
ادھر سلیم جادو نے اپنا تخت سحر آراستہ کیا اور تخت پر سوار ہوے بادل اسکے سر پر
سایہ فگن اور رفیع البخت تخت کے برابر مرکب پر سوار جانب بیابان ہستی روانہ
ہوے دونون ماموں بھانجے سیر صحرا کی کرتے ہوے اور تعریف صنعت آفرین مین
تر زبان ہوتے ہوے سرحد بیابان ہستی مین پہونچے تعریف اس صحرا کی پہلی
سلیم جادو کے بیان کرچکے ہین کہ عجب طرح کا صحرا ہے پر بہار ہر درخت نئی نئی قسم
کے پھل اور پھول نئی نئی وضع کے جانور ان پرند عجیب الخلقت اور قابل تعریف
قمریان طاؤسی بگلے کی طاؤس ایک رنگ سفید زاغ زرد رنگ کے بولیان بھی
سب کی نئی نئی اور آوازین نہایت دلچسپ بعد اسکے چند نظر آئے کہ تمام جسم آہو کا
سر شیر کا سینگ بھینسے کے بعضون کا سر فیل کا جسم شتر کا دست و پا مثل گینڈے کے
بعضون کا مونہ بیل کا ہاتھ پاؤن مثل فرس کے دم لنگور کی غرضکہ اسی طرح
مختلف جانور نظر آئے رفیع البخت اور سلیم جادو ان جانورون کا تماشا دیکھتے
چلے جاتے ہین کہ چلتے چلتے کچھ انسان نظر آئے کہ یہ لوگ حمید جادو کی طرف
سے محافظ اس مقام کے معین ہوے تھے اور ہر آیندہ و روندہ کو گنبد کی طرف جانے سے
منع کرتے تھے انھون نے پکار کر آواز دی کہ ای مسافر یہ راستہ مخدوش ہی اور جانیکے
قابل نہین لہذا دوسری طرف سے جاؤ ورنہ ادھر آکر اپنے کو مبتلائے بلا کرو اور

جان شیرین کو اپنی تلف و برباد نکرو جو اسطرف جاتا ہی وہ زندہ پلٹ کر نہین
آتا ہی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اگر تم دوستی کی راہ سے منع کرتے ہو تو ہم
تمھارا شکریہ ادا کرتے ہین اور اگر کسی دعوے سے کہتے ہو تو آؤ روک لو اگر ہم تمھارے
روکے سے رک گئے تو خیر ورنہ ہمارا تو قصد یہی ہی کہ اس گنبد طلائی تک جائین اور جس کام
کے لیے آئے ہین اسکو انجام دین کہ کام ہمارا اسی گنبد سے متعلق ہی ان لوگون نے
عرض کی کہ اگر آپ نہین مانتے ہین اور اس گنبد ہی تک جانے کا ارادہ رکھتے ہین
تو ہم مانع نہین ہین ہمنے محض ناواقف سمجھکر آپکو آگاہ کر دیا کہ ادھر بلا ہی اپنے ہاتھون
مبتلاے بلا نہو جیے لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ گنبد گنبد قہر سے کم نہین ہی اور یہ
بیابان صحراے عدم کا ہمپایہ ہی اسواسطے کہ ہر جادہ اسکا ملک عدم سے ملا ہوا ہی
غرضکہ یہ لوگ تو راستے سے ہٹ گئے اور سلیم جادو رفیع النجت کو لیے ہوے قریب
گنبد طلائی کے پہونچے اور ایک مقام پر ٹھہر کر کچھ اسم سحر پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے
رفیع النجت کو دے دیا کہ بابا اس تیر کی پہچان رکھنا جسوقت مین اشارہ دون
اسیوقت اس تیر سے کام لینا رفیع النجت نے اس تیر کو ترکش مین لگا لیا لیکن اور
تیرون سے کسی قدر بلند رکھا کہ جب چاہین باہر کھینچ لین اور کمان پیوستہ کرکے نشانہ
پر لگا لین اب یہ دونون کچھ اور بڑھے ہونگے کہ ایک مرتبہ طاؤس نے ایک چیخ ماری کہ
تمام صحرا تھرا گیا جسقدر پرندے تھے وہ ڈرکر آشیانون سے اڑ گئے اور اس طائر نے اپنی زبان
مین آواز دی کہ اجل رسیدہ اس طرف کہان آتے ہو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے
آنے کا نہین ہی ورنہ اسی بیابان ہستی کے راستے سے صحراے عدم مین پہنچ جاؤگے
سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون بکتا کیا ہی آگاہ ہو جا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا اور رشتہ حیات
منقطع ہوا چاہتا ہی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو کہین چلا جا اور کسی مقام کو آشیانہ اپنا
قرار دے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر طاؤس نے قہقہہ مارا اور
گویا ہوا کہ شاید تم ابھی مجکو پہچانتے نہین ہو مین وہ بلاے بد ہون کہ جسکے پنجہ سے بچنا دشوار
ہی جاؤ پلٹ جاؤ سلیم جادو نے کہا ہمنے کہہ چکے کہ ہم اندر گنبد کے جائینگے تو خود
سامنے سے ہمارے ٹل جا ورنہ مارا جائیگا ابکی مرتبہ طاؤس نے جھلا کر کہا کہ
کیا تم کہنا نہ مانوگے پھر راستہ عدم کا دکھاؤن سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون دیر
کیون کرتا ہی جب تین مرتبہ کہنے پر بھی سلیم جادو نے نہ مانا تو طاؤس نے منقار
اپنی کھولی اور آفت کا نعرہ مارا کہ بس آف کرنے مین جو منقار اسکی کھلی تو ایک انار سرخ
یعنی شعلہ بستہ مثل بندوق کی گولی کے دہن طاؤس سے نکلا اور مانند تیر شہاب کے
فنا فنا کی صدا دیتا ہوا سلیم جادو کی طرف چلا سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
باز کو اشارہ کیا کہ روک لے یہ سنتے ہی باز نے منقار کھولی اور شعلہ اپنے
دہن مین لے لیا مگر چکر مارنے لگا قریب تھا کہ وہ گولی دہن سے اسکے نکل جائے

سلیم جادو نے کہا کہ آفت رسے تیرے زور مین ایسا نہ جانتا تھا ورنہ دو ایک روز اور محنت کرتا اور قوت اپنے باز کی بڑھاتا مگر خیر یہ کہکر جلدی سے بائین چھنگلیا مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر باز پر مارا اور آواز دی کہ سنبھل خون جو باز کے پر پر پڑا اسمین ایک قوت پیدا ہوئی اور چکر مارنا اسکا برطرف ہوا اور یہ سر پر پھر سلیم جادو کے قائم ہوگیا ادھر طاؤس نے جو دیکھا کہ وار میرا خالی گیا جلدی سے دوسرے شعلہ کو دہن سے رہا کیا اور یہ شعلہ سنسنانے کی صدا دیتا ہوا چلا سلیم جادو نے باز سحر کو اشارہ کیا جیسے ہی شعلہ قریب سلیم جادو کے پہونچا باز نے دہن مین اسکو بھی روکا اور پھر چرخ مارا سلیم جادو ویسا ہی سر جز بر دست تھا کہ پھر باز پر خون کا چھینٹا مارا اور اسکو قائم کیا اور رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا اب تمھارا کام ہے کہ وہی تیر جو مین نے تمکو دیا ہے اسوقت کمان سے رہا کرو جبکہ تیسرا شعلہ دہن طاؤس کے دہن سے باہر آئے اور منقار نہ بند ہونے پائے کہ پیکان دہن طاؤس مین داخل ہو ورنہ ہمارا تمھارا دونون کا خاتمہ ہے یہ سنکر رفیع البخت نے جلدی سے وہی پیکان ترکش سے باہر کھینچا اور چلہ کمان مین پیوستہ کیا ادھر تو طاؤس سحر نے شعلہ کو رہا کیا ادھر رفیع البخت نے تیر مارا دہن طاؤس کھلتے ہی شعلہ باہر اور تیر اندر یہ معلوم ہوا کہ طاؤس طاؤس آتش بازی ہوگیا اور چرخ مارا اور ہمہ تن شعلہ ہوکر خاک ہوگیا ادھر باز سحر نے تیسرے شعلہ کو بھی نگلا اور چکر مارا سلیم جادو نے پھر خون چلو مین لیکر باز پر مارا کہ یہ قائم ہوا مگر سست ہوکے ہاتھ پر آبیٹھا اب سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند سبحان اللہ یہ قادر اندازی دوسرے مین کہان جو ایسے طلسم کا فتاح ہوتا واقع مین کہ تم لائق صاحبقرانی ہو رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب آپ ہی بزرگون کے حسن تعلیم کا اثر ہے سلیم جادو نے کہا کہ اب دیر نکرو اور جلکر گنبد کا دروازہ وا کرنا چاہیے مرنے سے ان طاؤس کے لوگ واقف ہوگئے ہونگے اور انھین ضرور معلوم ہوگیا ہوگا ایسا نہو کہ وہ پہونچ جائین اور سد راہ ہون تو کام مین دیر ہوگی یہ کہکر گنبد طلائی کے قریب آئے دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور قفل دیا ہوا ہے سلیم جادو نے قفل پر ہاتھ ڈالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر جھٹکے سے کھینچ لیا قفل ٹوٹ گیا اور زنجیر سمیت کھنچ آیا اب دروازہ کھولا اور پہلے سلیم جادو اندر گنبد کے گئے بعد انکے رفیع البخت داخل ہوئے سلیم جادو کو خیال یہ تھا کہ مبادا اس گنبد مین بھی کوئی بلا ہو تو مجھی پر آئے اور یہ شاہزادہ محفوظ رہے جیسے ہی سلیم جادو اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ دو ساحر سامنے سے چلے آتے ہین یہ دونون اس مقام کے حاکم ہین نام ایک کا طالب جادو اور دوسرے کا مطلوب جادو ہے انھون نے جو سلیم جادو کو دیکھا سلام کیا اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے لیکن ایک امر قابل تعجب ہے کہ آپ تو آشنا ہین طلسم ہوکر یہ کیا امر کیا کہ طاؤس کو

مٹا دیا اب راستہ آسان ہو گیا جسکا جی چاہے گا ادھر چلا آئیگا سلیم جادو نے
کہا کہ ای طالب و مطلوب آگاہ ہو جاؤ کہ اب عمر طلسم کی تمام ہوئی اور
فتاح طلسم آ گیا سب دربندون کو اُسنے برباد کیا اب صرف مقابلہ امیر المکان سے
باقی ہی وہان عوجان مردار خوار بیابانی سے سامنا ہوگا اور تیغہ قتل اُسکا اسی
مقام پر ہی کہ بغیر اُس تیغہ کے قتل ہونا اُسکا محال ہی پس مین اسواسطے ادھر آیا ہون
کہ تیغہ قتل عوجان حاصل کرون اور اس فرزند کو دون جو کہ براے فتاحی طلسم
وبارادۂ قصاص خون لوذرا وزنگ نشین جاتا ہی طالب مطلوب نے کہا
کہ یہ آپ کے کون ہین اور انکا جنبہ آپکو کس سبب سے ہی سلیم جادو نے
بیان کیا کہ یہ بھانجے میرے ہین اور فتاح طلسم ہین تمکو معلوم ہی کہ باپ کو
میرے امیر المکان کے باپ نے قتل کیا تھا مین عوض خون پدر کا اُس سے
لونگا اور ہاتھ سے اس فرزند کے امیر المکان کو زک دلواؤنگا اگر تمکو
جنبہ امیر المکان کا ہو تو آؤ مین موجود ہون طالب و مطلوب نے کہا کہ
ہماری یہ مجال نہین ہی کہ ہم آپ سے مقابلہ کرین اسواسطے کہ ہم آپ سے مقابلہ
کرنے پر نہین ہوسکتے علاوہ اسکے آپ حق پر بھی ہین ہم آپ کے شریک ہین
سلیم جادو تو طالب جادو اور مطلوب جادو سے باتین کر رہے تھے
اور رفیع البخت سیر بیابان کرتے ہوے آگے بڑھ گئے عجب طرح کا وہ صحرا تھا
کہ کسی مقام پر کچھ ٹوٹی ہوئی عمارتون کے نشانات تھے کہین درخت خشک
کھڑے ہوے تھے کسی مقام پر زمین جلی ہوئی معلوم ہوتی تھی کسی جگہ سوکھی
ہوئی گھانس لگی ہوئی تھی بعض درخت جو کسی قدر ہرے تھے اُنپر جنگلی طائر
بیٹھے ہوے بول رہے تھے کہ آوازین اُنکی سُنکر وحشت ہوتی تھی ایک مقام پر
ایک گنبد کہنہ تھا کہ دروازہ اسکا مقفل تھا رفیع البخت قریب اُس گنبد کے
آئے کہ دیکھنا چاہیے اسمین کون ہی یکایک ایک آواز دردناک کان مین آئی کہ
افسوس صد ہزار افسوس ہمارے حال زار کی کسی کو خبر بھی نہین کہ ہم اس
بلا مین مبتلا ہین ورنہ ہم ایسے لاوارث نہ تھے جو ابتک اس بلا مین پھنسے رہتے
اور رہائی نصیب نہوتی لوگ تو یہ سمجھتے ہونگے کہ جلکر خاک ہو گئے اور ہم ابھی
زندہ ہین مگر مُردون سے بدتر ہین کہ زندہ درگور ہو رہے ہین یہ حجرہ تاریک
وتنگ اُسپر یہ گرانی سنگ کہ پسلیان ٹوٹی جاتی ہین فشار قبر کا مزہ زندگی مین
اُٹھا رہا ہی اس زندگی سے تو موت ہزار درجے بہتر ہی خداوندا ملک الموت کو
حکم کر کہ میری قبض روح کرین اور اس مصیبت سے نجات دین یہ آواز سُنکر
رفیع البخت کا دل بھر آیا بے اختیار ہو گئے کہ یہ کون درد رسیدہ ہی اسے دیکھنا
چاہیے بے تامل قریب اس حجرہ کے آئے اور قفل پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا مار کر

کنڈا اور زنجیر دونون کھینچ آئے اور دروازہ کو کھولکر اندر حجرہ کے گئے دیکھا کہ ایک آفتاب
برج شرافت اُس تنگنائے تاریک مین سنگ گران کے نیچے دبا ہوا ہی بال سر کے
بڑھے ہوئے ہین ناخن حد اعتدال سے دونے ہوگئے ہین لیکن چہرہ کا نور اظہار
امارت و شرافت کر رہا ہی اور بشرہ پکار رہا ہی کہ یہ شخص دُر دریائے شرافت ہی جسکے
کہ لباس پارہ پارہ ہی مگر جلد کی صفائی اور نازکی بتا رہی ہی کہ یہ پروردۂ ناز و نعمت ہی
رفیع البخت نے یہ حالت دیکھکر پتھر کو اُٹھایا اور سینہ سے علیحدہ کیا اور جو زنجیرین دست
و پا مین بندھی ہوئی تھین انکو توڑنے کا قصد کیا تھا کہ اُس اسیر زندان بلا نے خود زور
کرکے اُن زنجیرون کو توڑ ڈالا اور اُٹھ بیٹھا [illegible] رفیع البخت کو حیرت ہوئی کہ یہ لاغری
اور یہ نوبت کہ زنجیرون کو مثل رشتۂ خام کے توڑ کر پھینک دیا اور اُدھر اُس
اسیر بلا کو تعجب کہ یہ کون جوان زبردست ہی جسنے اتنے بڑے سنگ کو میرے
سینے سے ہٹایا کہا ای مرد نیک سیرت و جوان نیک طینت مین تیرا ممنون احسان
ہوا کہ تو نے اس وقت مصیبت مین میرے ساتھ ہمدردی کی لیکن اب تو چلا جا
اور مجھے اسی حالت مین رہنے دے مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے مثل میرے تو بھی
گرفتار بلا ہو یہ سُنکر رفیع البخت نے جواب دیا کہ اب یا مین بھی اسیر بلا ہونگا
اور یا آپکو اس قید الم سے نجات دونگا اسلیے کہ حالت آپکی مجھسے دیکھی نہین
جاتی مگر برائے خدا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ ارشاد دیجیے کہ
وہ کون ظالم ہی جسنے آپکو اس بلا مین پھنسایا ہی اور کس خطا پر اسیر کیا ہی اُس قیدی
نے بیان کیا کہ نام یہ ہی کہ ایک بندۂ خدا ہون اور سبب اسیری لائق بیان نہین لیکن
جسنے مجھکو اسیر کیا ہی وہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا آبشار جادو ہی اُسنے لاکر مجھکو اس
حجرہ مین بند کیا ہی ساتھ والے میرے جلکر خاک ہوگئے اور مین اس زندان تنگ
کی سختیان جھیلنے کو زندہ رہ گیا رفیع البخت سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحرہ عاشق
ہوکر انھین لے آئی ہی جو یہ بیان کرنے مین حجاب کرتے ہین کہا کہ آپ اپنے نام نامی
و اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمائیے اُس قیدی نے گردن جھکا لی اور کہا کہ وہ شخص اپنا
نام کیا بیان کرے اور نشان کیا دے جسکی حالت گردش زمانہ نے بالکل
بدل دی ہو مثل مشہور ہی کہ مفلسی مین تونگری کا ذکر اور پیری مین شباب کا تذکرہ کرنا
محض بیکار ہی رفیع البخت نے کہا اسکی ضرورت نہین ہی کہ جو پریشان حال ہی
وہ ہمیشہ سے پریشان حال ہوگا اور جو پیر ہی وہ کبھی جوان نہوا ہوگا یہ زمانے
کے انقلاب مین آج اسکو عروج ہی اور اُسکو زوال ہی کل اُسکو عروج ہی اور اسکو
زوال ہی گردش زمانہ ایک حالت پر کسی کو نہین رہنے دیتی ہی آپ بیان کرنے مین
تامل نہ فرمائین ابھی کل کی بات ہی کہ اسی طلسم مین ہم بھی قید ہوئے تھے اور ہم
بھی اسی طرح مجبور تھے ہمارے مددگار پہونچ گئے اور ہمین رہا کیا کہ آج آپ تک

پہونچے ورنہ اگر کوئی خبر نہ لیتا تو نہ معلوم کیا حالت ہوتی ابھی اسنے دن بھی قید
مین نہ گذرے کہ قتل کر ڈالے جاتے اسوقت اُس اسیر زندان نے کہا کہ مین فرزند
ہون شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ کا یعنی بدیع الزمان کا پوتا ہون حمزۂ صاحبقران
کا باپ ہون صاحبقران عصر یعنی بدیع الملک نوجوان کا نور الدہر میرا نام ہے بس
یہ سننا تھا کہ آنکھون مین رفیع البخت کی اندھیرا آگیا اور خون عزیزی نے جوش مارا
و دوڑکر لپٹ گئے اور کہا ہاے دادا جان آپ اس بلا مین پھنسے ہوے ہین اور
ہم مین سے کسی کو خبر نہ تھی نور الدہر اسکے دادا کہکر لپٹنے پر خود بھی لپٹ گئے کہ خون کا
جوش تھا اور رونے لگے ادھر رفیع البخت کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
جس وقت جوش رقت کم ہوا تو نور الدہر نے رفیع البخت سے نام پوچھا اور کہا
کہ تمنے مجکو دادا کس رشتہ سے کہا رفیع البخت نے عرض کی کہ مین بیٹا ہون
آپکے نور نظر بدیع الملک کا بس اب آپ میرے ساتھ چلیے کہ مین لشکر مین اپنے
جاتا ہون اور آپ چند روز راحت سے بسر کیجیے نور الدہر نے دیکھا کہ اب
رفیع البخت زمانے کا حجرہ سے باہر آئے وہان آبشار جادو کو اسکے پیرون
نے خبر دی کہ تمھارا قیدی جایا چاہتا ہے رہا کرنے والا اسکا آگیا یہ سنتے ہی
آبشار جادو بیتاب ہوکر چلی ادھر سلیم جادو طالب و مطلوب سے
باتین کرتے ہوے آگے بڑھے اور انکو خیال آیا کہ رفیع البخت کہان چلے
گئے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جائین کہ یہ مقام غیر ہے اور جاے خطرناک ہے
ادھر سے تو یہ آتے ہین اور اسطرف نور الدہر و رفیع البخت حجرہ سے نکل
رہے ہین کہ آبشار جادو آپہونچی اور پکاری کہ یہ کون سرکش ہے جو معشوق کو
میرے لیے جاتا ہے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ
دیکھتے ہی نور الدہر نے کہا اے فرزند میرے ساتھ تونے اپنے کو بھی گرفتار بلا کیا افسوس
صد ہزار افسوس پکار کر آبشار جادو سے کہا کہ تو مجکو پھر اسیر کرے مگر اس
لڑکے پر دست اندازی نکرنا آبشار جادو نے کہا کہ اسے تو مین پہلے قتل کرونگی
اسواسطے کہ یہ زندہ رہے گا تو پھر مجھے زک دے گا یہ ایسا سرکش تھا کہ اس
مقام تک آپہونچا جہان پرندہ پر نہین مار سکتا لیکن ساتھ ہی آبشار جادو کو یہ
خیال گذرا کہ ایسا نہو مین ایک کی فکر کرون اور دوسرا گھوڑے پر سوار ہوکر
بھاگے تو مجھے دقت ہوگی اور تعاقب کرنا ہوگا اس سے گھوڑے کو پہلے جلادون
بس اسنے جھولی سحر کی ہاتھ ڈالا تھا کہ سلیم جادو پہونچ گئے اور آواز دی کہ او
قحبہ کیا کرتی ہے نہین جانتی کہ یہ لڑکا ہمارا فرزند ہے آبشار جادو نے کہا کہ تمھارا
فرزند ہے تو اسی واسطے ہے کہ ایلیان طلسم کی راحت مین خلل ڈالے اسنے کیون
میرے قیدی کو رہا کیا اب مین اسے بھی اُسی کے ساتھ قید کرونگی اگر تمکو کچھ

دعوے ہی تو آؤ یہ کہکر اسنے نارنج سحر اُٹھا کر مرکب رفیع البخت پر کھینچ مارا جس سے
مرکب آتشبازی ہوگیا اور چرخ مارنے لگا آبشار جادو نے آواز دی کہ
لیتا نہین سلیم جادو کو کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہے اور سلیم جادو سے کہا کہ مین
تمھارا لحاظ کرتی تھی کہ تم ایک رکن طلسم ہو مگر اب معلوم ہوا کہ تم بھی جان ساحران
ہو بھلا ذرا دکھو تو اس سحر کو دیکھون تو تمنے علم سحر کہان تک پایا ہے سلیم جادو نے
کہا او مخبہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سامنے دعویٰ ساحری کرتی [illegible]
ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر اسنے ایک کنڈلا کھینچ دیا ادھر وہ مرکب ہمہ تن
شعلہ بنکر سلیم جادو کی طرف چلا تھا کہ لکیر کے پاس آکر رک گیا اور [illegible]
سلیم جادو کے گرد چکر مارنے لگا رفیع البخت نے آواز دی کہ ماموں [illegible]
یہ مردہ گھوڑے کو کاوے دینا آپ ہی کا کام ہے سلیم جادو [illegible]
آواز دی کہ بس اسی سحر پر تجکو ناز تھا کہ صدقے ہو رہی تھی اور [illegible]
یہ سنکر آبشار جادو شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی کہ سحر کو خالی [illegible]
اگر تمنے اپنی حفاظت کرلی تو مین اس بانی فساد کو بھونکے دیتی ہون [illegible]
اسم سحر پڑھنے لگی سلیم جادو سمجھے کہ رفیع البخت پر حملہ کریگی [illegible]
اسنے بازو پر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اسنے منقار کھولی ادھر آبشار جادو نے
اسم سحر تمام کرکے شعلہ کو اشارہ کیا کہ لے اس سرکش کو جسکی [illegible]
ہوا ہے شعلہ لپک کر رفیع البخت کی طرف چلا تھا کہ سلیم جادو نے باز [illegible]
اسنے ایک مار سرخ رنگ دہن سے اُگلا سلیم جادو نے اُٹھا کر شعلہ [illegible]
شعلہ گل ہوگیا اور آبشار جادو کو آواز دی کہ تیرے سحر کا حال تو معلوم ہوگیا [illegible]
میرے سحر کو دیکھ یہ کہکر باز کی طرف دیکھا اسنے دوسرا لعل اُگلا سلیم جادو نے
آبشار جادو پر کھینچ مارا آبشار جادو نے ہرچند اسم سحر پڑھ پڑھ کر [illegible]
کی کھینچین سپرین پیدا کین مگر یہ شعلہ جانسوز کب رکنے والا تھا [illegible]
کے پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا اور آبشار جادو ہمہ تن شعلہ بنکر خاموش ہو رہی [illegible]
بھی نہ ملی اسکے مرتے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا چار طرف سے یہ معلوم ہوا
کہ ایک سیلاب آگیا اور ہر طرف پانی ہی پانی معلوم ہوتا تھا آتشباری و
برف باری ہو رہی تھی پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام مین آبشار جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حیف بعد تھوڑی دیر کے ظلمات سحر
برطرف ہونے اور روشنی ہوئی تو رفیع البخت نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ
ماموجان سبحان اللہ نور الدہر نے رفیع البخت سے پوچھا کہ اے فرزند یہ کون
شخص ہے کیا مرد حسین ہے کہ ایسے خوبصورت لوگ دیکھنے مین نہین آتے رفیع البخت
نے عرض کی کہ یہ میرے ماموں ہین نام انکا سلیم جادو ہے آپکی بہو ملکہ ناوک فگن

تیغی بھائی [illegible] سلیم جادو نے نورالدہر کو مرد بزرگ سمجھکر سلام کیا اور رفیع البخت
سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں رفیع البخت نے کہا کہ میرے جد نامدار اور
آپکے بہنوئی کے والد ماجد ہیں یہ سنکر سلیم جادو دست بوس ہوئے اور عرض
کی کہ میں نے نام سنا تھا مگر صورت نہ دیکھی تھی الحمدللہ کہ زیارت سے بھی مشرف ہوا
آپکو تو سنا تھا کہ ہمراہ جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے خانہ کعبہ تشریف لیگئے تھے
پھر آپ یہاں تک کیونکر پہونچے نورالدہر نے بیان کیا کہ جس وقت ہم لوگ
بیابان تاج وباج [illegible] پہنچے تو شام ہو گئی تھی اسی جگہ قیام کیا رات کو
صحرا میں آگ لگ گئی [illegible] ساحرہ سے آئی تھی جسکو تمنے قتل کیا اور
ہمراہیوں [illegible] معلوم کیا گذری یقین ہے کہ سب جلکر خاک ہو گئے ہونگے اسلیے
کہ چاروں جانب آگ بھڑک رہی تھی کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ تھا یہ کہکر اپنے
بچھڑے ہوئے قافلے کو یاد کر کے رونے لگے رفیع البخت بھی اپنے پردادا بدیع الزمان
اور دیگر عزیزوں کے مرنے کا حال سنکر نہایت گریاں ہوئے سلیم جادو بھی ساتھ
اسکے [illegible] کہ اب ذکر رفتگان بیکار ہے اسواسطے کہ یہی حال سب کا
ہو گا [illegible] اس دنیاے ناپایدار سے جانب ملک عدم نہ جانے گا سو
اجل [illegible] ہوش باش کہ عالم رواروی برہی
اب [illegible] کہ زندہ [illegible] اتنے میں طالب ومطلوب بھی
آنکلے اور [illegible] نورالدہر کی حاصل کی اور اطاعت
دین اسلام اختیار کرنے کے بعد عرض کی کہ آج دعوت ان خاکساروں کی
قبول فرمائیے کہ ہمارے [illegible] رد دعوت کسی ملت و مذہب
میں روا نہیں ہے نورالدہر [illegible] رفیع البخت سے فرمایا کہ اے فرزند یہ نو مسلم ہیں
خاطر انکی ضرور ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ جو مناسب ہو غرضکہ طالب
ومطلوب ان سب کو ہمراہ لیکر اپنے مکان میں آئے اور نہایت عزت وتکریم
سے بٹھایا بعد رفیع البخت نے خاص تراش کو طلب کر کے نورالدہر کے بال
کٹواے ناخن ترشواے اسکے بعد حمام کرا کر کپڑے بدلواے طالب ومطلوب
نے نہایت تکلف کے ساتھ دعوت کی اثناء دعوت میں سلیم جادو نے بدیع الملک
کا آنا اور بتخانہ سامری کو شکستہ کرنا اور ملکہ ناوک فگن سے عقد ہونا سب مفصل
بیان کیا اسکے بعد اپنی مخالفت کہ میں یوں بدیع الملک کا دشمن رہا اور ابھی
حال میں مطیع اسلام ہوا کہ مجکو خواب میں ایک مرد بزرگ نے ہدایت کی تھی اسی
اثنا میں اس فرزند سے ملاقات ہوئی میں اسکا شریک ہوا شاہزادہ نورالدہر
سلیم جادو سے بہت خوش ہوے بار بار صورت سلیم جادو کی دیکھتے تھے اور
دل میں کہتے تھے کہ یقین ہے بہو بھی میری نہایت حسین ہو گی جبکہ بھائی اسکا اسقدر

خوبصورت ہی تو وہ عورت ہی اُسکا حُسن و جمال اس سے زیادہ ہی ہوگا الغرض شب بہ صحبت و عشرت کی برخاست ہوئی شب کو سب نے آرام کیا صبح کو طالب و مطلوب نے آکر عرض کی کہ سوا گھوڑوں کے اور ہر قسم کی سواری کا بندوبست ہو سکتا ہی اسلیے کہ گھوڑے اس مقام پر نہین وجہ یہ ہی کہ یہ مقام طلسم کا ہی اور مسکن ساحرون کا رفیع البخت نے کہا کہ ہم لوگ سوا مرکب سے کسی دوسری سواری کو پسند نہین کرتے سلیم جادو نے کہا ای فرزند مجبوری کو کیا کیا جا اگر کہو تو مین تمھارے واسطے مرکب سحر تیار کر دون نور الدہر نے کہا ای سلیم جادو جب مرکب نہو تو ہم پاؤن سے مرکب کا کام لیتے ہین سلیم نے کہا مجھے یہ خیال ہی کہ آپ ناتوان بہت ہو گئے ہین ایسا نہو کہ پیدل چلنے مین زحمت شدید ہو اگر تحمل نہو سکا تو دشمن آپکے علیل ہو جائینگے طالب و مطلوب نے عرض کی کہ دو مرکب یہان ہین مگر اُنکا ملنا دشوار ہی اسلیے کہ ایک دیو نے لا کر رکھا ہی سلیم جادو نے کہا کہ ہم دیو کو مار کر ابھی گھوڑے چھین لاتے ہین طالب و مطلوب نے جواب دیا کہ دیو کا مارنا تو جوے کا مارنا ہی اسلیے کہ وہ ساحر تو ہی نہین ایک سحر مین کام اُسکا تمام ہو جائیگا مگر مشکل یہ ہی کہ وہ گھوڑے نہایت زبردست ہین اور بنے ہین لائق سواری نہین ہین یہ سنکر نور الدہر اور رفیع البخت کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ ہمین لیچلو اور اُن گھوڑون کو دکھاؤ ہم خود دیو سے مقابلہ کرینگے اور گھوڑون کو قابو مین کرینگے اور آپ لوگ دیو سے ہرگز مقابلہ نہ کیجے گا اسلیے کہ اگر دیو بھی ساحر ہوتا تو مضائقہ نہ تھا جب وہ ساحر نہین ہی تو اُس سے مقابلہ کرنا فضول ہی ہم اُس سے لڑینگے یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور طالب و مطلوب کو ساتھ لیکر مسکن دیو کی طرف چلے سلیم جادو بھی ہمراہ ہو لیے تھے چلتے جاتے جب قریب کوس ڈیڑھ کوس زمین طے ہوئی تو دور سے ایک گنبد نظر آیا تھوڑے عرصے کے بعد وہ گنبد بشکل مینار ہو گیا رفیع البخت نے کہا کہ یہ تو معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ پہلے گنبد سا نظر آیا تھا اور اب مینار سا معلوم ہونے لگا نور الدہر نے کہا ای فرزند یہ وہی دیو ہی پہلے یہ بیٹھا ہوا ہوگا اب اُٹھ کھڑا ہوا جب اور کچھ دور بڑھے تو اُسکی ہیئت بھی نظر آنے لگی اُدھر دیو نے دیکھا کہ دو تین آدم زاد اسطرف چلے آتے ہین پکارا کہ آؤ آؤ مجھکو مدت کے بعد خداوند ابلیس نے اسطرف بھیجا ہی ایک مدت سے گوشت انسان کا ذائقہ نصیب نہوا تھا یہ کہکر دونون گھٹنے زمین پر ٹیک کر بیٹھ گیا اور دہن اپنا مثل غار کے کھولکر آواز دی کہ آؤ اور منھ مین کود پڑو یہ کہکر آنکھین اپنی بند کر لین رفیع البخت نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نور الدہر نے منع کیا اور کہا کہ تم ابھی بچے ہو اور یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی اور بہت بڑے قد و قامت کا ہی یہ رفیع البخت نے

سے کہا کہ آپ ابھی نہایت کم قوت اور ناتوان ہو رہے ہیں مجھے جانے دیجیے نور الدہر نے نہ مانا اور آگے بڑھ گئے دیو نے جو باتیں ان دونوں کی سنیں کہا شے کیوں ہو دونوں ساتھ ہی کود پڑو کہ دہن میں میرے تم دونوں کی گنجائش ہے ایک کو اس کلے میں چبا ڈالونگا دوسرے کو اس ڈاڑھ میں رکھ لونگا نور الدہر نے آواز دی کہ او ملعون ہم تم کم بخت ہیں دیکھ ابھی تیرا کلہ مروڑ توڑے دیتے ہیں یہ کہتے ہوئے قریب ہو گئے اور جست کرکے شاخ اسکی پکڑ کر لنگر مارا کہ سر دیو کا نیچا ہو گیا دیو نے جو دیکھا کہ آدمزاد زبردست ہے چاہا کہ شاخ اپنی چھڑا کر اسے شاخ پر اٹھا لوں اُدھر تو دیو زور کر رہا ہے اُدھر نور الدہر دونوں میں پینگ جل رہے ہیں سلیم جادو اور طالب و مطلوب حیرت میں ہیں کہ ایسا ضعیف و ناتوان اور ایسے قوی دیو سے یوں زور کر رہا ہے رفیع البخت نے تعریف کی کہ سبحان اللہ یہ حضور ہی کا کام ہے کہ ایسی حالت پر ملالی میں ایسے قوی دیو کو یوں جھلا رہے ہیں اُدھر نور الدہر نے اسوقت اسکو خوب تھکا لیا تو دوسری شاخ بھی تھام لی اور دونوں شاخوں کو پکڑ کر کھینچا کر دیو سامنے آ رہا نور الدہر کود کر چھاتی پر اسکی آ رہے اور سر گردن مروڑ کر دونوں سینگ کھینچ کر پھینک دیا رفیع البخت دوڑ کر دادا سے اپنے لپٹ گئے اور بازو چوم لیے اور نہایت تعریف کی اور طالب و مطلوب بھی نہایت متحیر ہیں کہ اس ضعف اور اس کیفیت میں یہ قوت غرضکہ نور الدہر نے دیو کو مار کر طالب و مطلوب سے کہا کہ گھوڑے کس مقام پر ہیں انھوں نے عرض کی کہ وہ سامنے جو حجرہ معلوم ہوتا ہے وہ دونوں اس میں بند ہیں نور الدہر اور رفیع البخت دونوں اس حجرہ کے آگے اور جیسے ہی دروازہ وا کیا دیکھا کہ دو بچھیرے سرنگ اس میں بغیر لگام وغیرہ کے ہیں گھوڑوں نے انسانوں کو دیکھکر کان کھڑے کیے اور چاہا کہ پامال کر ڈالیں رفیع البخت اور نور الدہر نے یہ صلاح کی کہ انکو راہ دینا چاہیے جسوقت یہ حجرہ سے باہر آ جائیں تو انپر سوار ہونا چاہیے ایک بازو کی طرف نور الدہر بیٹھے اور دوسری جانب رفیع البخت ایک بچھیرا ہنہنا کر نکلا نور الدہر نے جست کی اور پشت پر اسکی آ گئے ساتھ ہی دوسرا بھی نکلا اسکی پشت پر رفیع البخت سوار ہوئے بچھیروں نے بدمزاجی کرنا شروع کی کبھی الف ہوتے تھے کبھی پلٹ پلٹ کر منھ مارتے تھے کہ منھ سے چبا لیں یہ بھی ایسے شہسوار تھے کہ پٹری جمی رہی اور ران نہ اکھڑی اور گھوڑوں کو مارنا شروع کیا جب سوار کی طرف منھ بڑھایا گھونسا مارا کہ منھ پھر گیا جب اس طرح یہ گھوڑے عاجز ہوئے تو لیکر بھاگے تمام صحرا میں دوڑتے پھرے آخر تھک کر گردنیں ڈالدیں اور آنکھوں سے ان دونوں مرکبوں کی آنسو جاری ہوئے اسوقت نور الدہر کو تعجب ہوا چمکارا اور گردن پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ رونے کا تمھارے کیا سبب ہے کہ یہ دونوں مرکب مثل اپنے باپ کے بزبان انسانی گویا ہوئے کہ ہم بیٹے ہیں

کرہ بن اشقر کے ہمارے باپ اور دادا نے سوا حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ
صاحبقران کے کسی کو سواری نہیں دی کیا تاب و طاقت تھی کسی کی جو اس پر
سوار ہو سکتا مگر ہم لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوئے کہ پہلے تو دیو کے قبضہ میں آئے اپنے
ہم جنسوں سے جدا ہوئے ماں سے چھوٹے اب تم لوگوں کے قبضہ میں آئے نہیں
معلوم تم کون ہو نورالدہر یہ باتیں ان حیوانوں کی زبان سے سنکر نہایت خوش
ہوئے اور چمکار کر کہا کہ تم ملول نہو کہ تمنے منصب ایسے بزرگوں کا پایا اور اب
بھی تم اولاد صاحبقران کی سواری میں ہو یہ سنکر ان مرکبوں نے پلٹ پلٹ کر
سواروں کی پابوسی کی اور خوش ہوکے ہنہنانے لگے نورالدہر اور رفیع البخت گھوڑوں
سے اتر پڑے گھوڑے سے [illegible] زمین پر چھپا کر اسکے ساتھ ہوئے سلیم جادو نے دیکھا کہ آپ آگے
آگے رفیع البخت اور نورالدہر چلے آتے ہیں اور پیچھے پیچھے دونوں مرکب گردن
جھکائے اسطرح سے چلے آتے ہیں جیسے بندے ہوتے ہیں سلیم جادو نے نہایت تعجب
کیا کہ اتنی جلدی ایسے وحشیوں کو رام کر لیا اور یہ سرکش کس طرح مطیع ہو گئے
ان لوگوں کا اقبال ہے غرضکہ نورالدہر و رفیع البخت گھوڑوں کو [illegible] لیے
ہوئے سلیم جادو کے پاس آئے اور یہ سب مع طالب و مطلوب [illegible] پر
آئے اور گھوڑوں سے کہ بار [illegible] چلنے لگے سلیم جادو نے کہا کہ اے طالب
و مطلوب جادو اب پتہ اس تیغہ کا لگاؤ جو جمشید جادو نے قتل عجیان مردار خوار
کے واسطے تیار کیا ہے اور جسکے واسطے میں رفیع البخت کو یہاں تک لایا ہوں طالب
و مطلوب نے عرض کی کہ ہر چند یہ موقع دغا کا تھا مگر ہم بدل مطیع اسلام ہو چکے ہیں
اور [illegible] دغا [illegible] راستبازی [illegible] سے [illegible] یہ راز بتلانے
کے [illegible] اصل امر یہ ہے کہ تیغہ غلط مشہور ہے یہ بات دھوکا دینے کے واسطے مشہور
ہے دراصل ایک شیشہ گلاب ہے کہ اس شیشہ میں آب مرگ عجیان بھرا ہوا ہے اور
وہ شیشہ ایک گنبد میں طاق بلند پر رکھا ہوا ہے اور گنبد [illegible] آسمان پر
بلکہ بالائے ہوا ہے اور معلق ہے اور کسی کو نظر نہیں آتا ہے اسواسطے کہ جمشید جادو نے
گرد گنبد کے حصار سحر غائب کیا ہے سلیم جادو نے کہا کہ پھر اسکے نظر آنے کی کیا
صورت ہے طالب و مطلوب نے کہا ایک چشمہ ہے کہ اسکے ہم دونوں بھائی
محافظ ہیں وہ ہم حاضر کیے دیتے ہیں اگر آپ اس چشمہ سحر کو آنکھوں پر لگا کے گا
اور سحر سے بلند ہو کر کرہ ہوا کی سیر کیجیے گا تو گنبد نظر آئے گا یہ کہکر چشمہ سحر منگا کر
پیش کیا اور کہا کہ کام نہایت ہوشیاری کا ہے جسوقت گنبد نظر آئے تو دفعتہً قریب
گنبد کے نہ چلے جائیے گا کہ اسمین بھی خوف ہے جمشید جادو نے گنبد میں ہزار ہا [illegible]
بنائے ہیں اور اندر گنبد کے بارہ ہزار پتلے سحر کے قائم کیے ہیں کہ اگر ہوا بھی تند و تیز
ہو کر قریب سے گذرتی ہے تو پتلے ناوک اندازی کرتے ہیں سلیم جادو نے کہا جمشید جادو

سرداران لشکر مثل اختر شاہ و رازدار جادو و قمقام خیبرز و روغیرہ سے کہ جو قریب پہونچے دیکھا کہ سلیم جادو تو ہمراہ نہیں ہیں بلکہ دو ساحر مرکب سحر پر سوار پس پشت ہیں اور آگے آگے رفیع النجت اور ساتھ اسکے ایک مرد بزرگ ہیں کہ چہرہ سے اُنکے جاہ و جلال صاحبقرانی و رعب جہانبانی پیدا ہی سب متحیر ہوے کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن اپنے مالک کو دیکھا کہ ادب کے ساتھ باگ گھوڑے کی روکے ہوے چلا آتا ہی کہ قدم مرکب کا آگے بڑھکر نہ پڑے سب نے آنے سلام کیا رفیع النجت نے اپنے رفقا کا حال شاہزادہ نورالدہر سے بیان کیا اور حال نورالدہر سے رفقا کو آگاہ کیا کہ یہ میرے جد نامدار ہیں سب نے ملازمت حاصل کی اور قدمبوس ہوے نورالدہر نے جو ایسے ایسے سرداران زبردست اپنے فرزند کے محکوم دیکھے شکر پروردگار بجا لاے اور کہا الحمدللہ کہ یہ فرزند بھی لائق صاحبقرانی معلوم ہوتا ہی غرضکہ طالب و مطلوب کے حال سے بھی سب آگاہ ہوے اور اب رفیع النجت داخل لشکر ہوے اور نورالدہر سے عرض کی کہ حضور اندر تشریف لے چلیں نورالدہر نے کہا کہ ای فرزند ابھی نہیں مناسب ہی ماں تمہاری حیران ہوگی کہ یہ کون غیر شخص چلا آیا تم جاؤ ذکر کرنا اسکے بعد دیکھا جائے گا رفیع النجت داخل محل ہوے ماں کو سلام کیا ناوک فگن نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا سلیم جادو کہاں ہیں رفیع النجت نے بیان کیا کہ وہ برائے مقابلہ حمید جادو گئے ہیں ہر چند میں نے اصرار کیا مگر نہ مانا اور مجھے ساتھ نہ لے گئے بلکہ تاکید کی کہ تم اس مقام پر بھی قیام نکرو ناوک فگن نے کہا کہ خیر کچھ تردد کا مقام نہیں ہی وہ ایسے نہیں ہیں کہ ساحران طلسم اُنکا کچھ کر سکیں اب رفیع النجت نے کہا کہ آج کا دن ہمارے اور آپکے واسطے روز عید سے کم نہیں ہی آپکو بھی چاہیے کہ سامان خوشی کیجیے کہ ایک مربی و بزرگ تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ شکر پروردگار تو ہر حالت میں لازم ہی مگر یہ معما میں نہ سمجھی کیا میں اُن بزرگ سے آگاہ نہیں ہوں جو نام نہیں بتایا رفیع النجت نے عرض کی کہ نام سے تو آپ واقف ہیں مگر صورت نہ دیکھی ہوگی میرے دادا صاحب اور آپکے خسر تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے تعجب سے کہا کہ وہ کہاں ملگئے رفیع النجت نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہ ایک ساحرہ نے اُنکو لاکر اس مقام پر قید کیا تھا یہ سنکر ناوک فگن نہایت شاد ہوئی اور کہا کہ ای فرزند جلدی تعجب ہی کہ تم اُنکو اندر نہ لائے رفیع النجت نے کہا کہ وہ اندر آنے سے انکار کرتے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ کیا مجھسے ناراض ہیں یا کوئی قصور میں نے کیا ہی اگر ایسا ہی تو مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خطا میری کیا ہی تاکہ میں عذر کروں اور وہ عفو قصور فرمائیں اسلیے کہ مثل مشہور ہی کہ از خردان خطا و از بزرگان عطا تم جاؤ اور میری جانب سے دست بستہ عرض کرو کہ حضور مجکو سیج نہ دیں اور زیارت سے محروم نرکھیں رفیع النجت باہر آئے اور پیام ناوک فگن کا نورالدہر سے بیان کیا نورالدہر نے گردن جھکالی اور کہا کہ ای فرزند کیا منھ لیکر بہو کے سامنے جاؤں حال میری ناداری و پریشان حالی کا تمپر ظاہر ہی بس اب مجھے

ذلیل نکرو انشاء اللہ آگے بڑھکر دیکھا جائیگا ہرچند کہ میرا دل ناوک فگن کے دیکھنے کو بیچین
ہی مگر خیال یہ ہی کہ جسوقت سامنا ہوگا تو وہ کیا سمجھیگی کہ خسر صاحب تشریف لائے تھے
بھول ہی جا بنگی میری سہی کچھ تو منہ دکھائی مین دینے کو ہوتا فقیر بھی ہوتا ہی تو بہو کا منہ خالی
نہین دیکھتا ہی ہرچند کہ میری حالت فقیرون سے بدتر ہی لیکن نام تو بڑا ہی رفیع البخت
نے عرض کی کہ اس بات کی شرم حضور کو بیکار ہی جسقدر مال وخزانہ ارشاد فرمایئے
حاضر کرون یہ کسکا ہی علاوہ اسکے آج نہ سہی کل سہی کیا وہ آپکے حال سے واقف
نہین ہین کہ کس بلا مین پھنسے ہوئے تھے یہان نہ آپ کا ملک نہ مال نہ خزانہ یہ ایسی بات
نہین ہی کہ کوئی آپ پر حرف رکھ سکے لہذا یا تو جسقدر زر وجواہر ارشاد ہو حاضر کیا جائے
وہ آپ اپنی بہو کو دیجیے اور اگر یہ بھی منظور نہین ہی تو یونہی تشریف لیچلیے اسواسطے کہ
والدۂ مہربان اس امر پر آمادہ ہین کہ اگر آپ یون نہ تشریف لاینگے تو مین خود نقاب چہرہ پر
ڈالکر باہر نکل آؤنگی اور خود قدمون پر گر کر لاؤنگی الغرض ایسا مجبور کیا کہ شاہزادہ نورالدہر کو
گھر مین جانا پڑا جسوقت ساتھ رفیع البخت کے محل معلے مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ پردہ
در رستے بیٹھی ہوئی ملکہ ناوک فگن کھڑی ہی ملکہ نے جلدی سے گھونگھٹ نکالکر
نورالدہر کو سلام کیا نورالدہر نے ناوک فگن کو گلے سے لگایا اور بہت روئے آخر
ناوک فگن بھی اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین جسوقت جوش رقت کم ہوا تو یہ سب آکر
مسند پر جلوہ گر ہوئے اور اپنے اپنے حالات بیان کیے ناوک فگن نے بدیع الملک
کا شکوہ کیا کہ جب سے تشریف لیگئے پھر میری خبر بھی نلی مین اس طلسم نور آگین مین اسیر
ہوگئی تھی مگر خدا سلامت رکھے سلیم جادو کو کہ بھائی نے میرے مجھکو اسیری کی بلا سے
نجات دی یا اب اس فرزند نے آکر خبر لی اور اب یہ معاوضہ اپنے نانا کے خون کا اسنے
ملک امیر المکان پر جاتا ہی نورالدہر نے کہا کہ خدا اسکو فتحیاب کرے ای ناوک فگن
ہملوگ ایک مقام پر کیونکر رہ سکتے ہین ہمارے ناموس کی حفاظت وہی پروردگار عالم
کرتا ہی جسکی یہ سب شان ہین ہم کفار سے جہاد کرتے پھرتے ہین اور اب یہ شیر سا فرزند تمھارا موجود ہی
تمھین شوہر کی کیا پرواہ ہی اتنے مین دیکھا نورالدہر نے کہ ایک زن جمیلہ ایک لڑکی کو ساتھ
لیے ہوئے چلی آتی ہی سن لڑکی کا پندرہ سولہ برس کا ہی چہرہ مانند ماہ شب چاردہ
کے روشن ہی اور قد سے نہایت زبردست ہین ہر جوڑ بند سانچے مین ڈھلا ہوا معلوم
ہوتا ہی طریقہ دست وبازو کا ورزشی معلوم ہوتا ہی رفیع البخت اسکے آنے سے دیکھکر ہٹ گئے
اور اس لڑکی نے آکر سلام کیا اور گردن جھکا کر کھڑی ہو رہی نورالدہر نے ناوک فگن
سے پوچھا کہ یہ لڑکی تمھاری ہی ناوک فگن نے کہا کہ آپکی پوتی بہو ہی نام اسکا ملکہ ماہ شیر سوار
ہی شرط اسکی یہ تھی کہ جو مجھے فن سپہگری مین زیر کرے وہ شوہر میرا ہو صدہا پہلوانون کو
اسنے زیر کیا بہت سے شاہزادے اس ہوس مین آئے کہ ہم اسے زیر کرکے اپنے عقد
مین لائین مگر ہاتھ سے اسکے زیر ہوئے آپ کے فرزند نے اسکو زیر کیا مگر ابھی عقد

نہیں ہوا ہی یہ سنکر نور الدہر بہت خوش ہوے اور بادشاہ شیر سوار کو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے رفیع البخت کو طلب کیا کہ یہ بسبب شرم و لحاظ کے محل گئے تھے مگر مجبور ہو کر حاضر ہونا پڑا گردن جھکا کر بیٹھ گئے نور الدہر نے کہا ای فرزند شادی اس دختر کی تمھارے ساتھ ہم کرینگے لیکن یہ تقریب بعد فتح طلسم نور آگین کے بدیع الملک پاس پہونچکر ہوگی اب تم جلدی کرو اور لشکر کو تیار کر کے اس مرحلہ سے بھی رخصت کر لو ان سب کو ساتھ لیکر طلسم نہ طاق پر چلو کہ وہ مقام شوکت نمائی ہی اگر تمھارے اور بخشم اس مقام پر پہونچ گئے اور بدیع الملک کے شریک ہوے اور تم پہونچ سکے تو مقام شرمندگی کا ہوگا یہ سنکر رفیع البخت نے عرض کی کہ جیسا ارشاد عالی ہو یہ کہکر باہر نکلے اور لاہور عنبر گام کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کہ ہم ملک امیر المکان کی طرف جائینگے لاہور نے یہ حکم افسران لشکر کو پہونچایا افسروں نے سپاہیوں کو حکم دیا کمربندی ہونے لگی جب لشکر تیار ہو چکا تو اثالہ بارگاہ نور آگین کا نکالا گیا اور خبر شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہ بھی محل سے برآمد ہوے رفیع البخت نے قمقام شہزور کو ہراول لشکر کر کے بارگاہ اسکے ہمراہ کی اور کہدیا کہ تم سامنے امیر المکان کے خیمہ برپا کرو ہم بھی آتے ہیں قمقام شیر زور اثالہ بارگاہ نور آگین کا اپنے ساتھ لیکر جانب ملک امیر المکان روانہ ہوا بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر بھی باحشم و خدم روانہ ہوے

لیکن اول حال قمقام شہزور کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب ملک امیر المکان کے پہونچا اور بارگاہ اسنے برپا کی لشکر کو اتارا اور اپنے آقا کے آنے کا منتظر ہوا وہان خبر امیر المکان کو پہونچی کہ نوذر اورنگ نشین کا نواسا اپنے نانا کا بدلہ لینے کی غرض سے آتا ہی سپہ سالار اسکا آگیا اور خیمہ برپا کیا ہی تمام حصار اسنے توڑ دیے ساحروں کو قتل کیا سلیم جادو اسکے شریک ہین یہ سنکر امیر المکان نے کہا کہ کچھ پروا نہیں اگر آئے گا تو کیا کر لے گا یہ کہکر اسنے نہایت مکنت کے ساتھ ایک نامہ عوجان مردار خوار بیابانی کو تحریر کیا مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ ای مہر خداوندی تمکو اطلاع دیجاتی ہی کہ ہمنے تمھاری دعوت کے لیے عمدہ خوراک تجویز کی ہی اور لقمہ ہاے چرب و فربہ تمھارے واسطے فراہم ہو رہے ہین لہذا تم آؤ اور دعوت کھا کر شکر خداوندی بجا لاؤ جب کسی وقت مین امیر المکان کو ضرورت ہوتی تھی اور کسی سے مقابلہ کرانا ہوتا تھا تو عوجان مردار خوار کو دعوت ہی کے نام سے طلب کرتا تھا اسلیے کہ یہ مردار خوار ہی حریف کو پھاڑ کر کھا لیتا ہی سابق مین حال اسکا عرض کیا جا چکا ہی کہ حربہ اسپر اثر نہین کرتا اور اسکا مقابلہ کے وقت بڑھتا جاتا ہی کیسا ہی زبردست ہو مگر اس سے مغلوب ہوتا ہی جسوقت یہ نامہ عوجان مردار خوار کو پہونچا یہ نہایت خوش ہوا اور چالیس ہزار آدم خواروں کو لیکر روانہ ہوا یہان امیر المکان

سکے پاس بھی فوج کثیر ہے مین چار لاکھ سوار ہر وقت زیر قیطول زنگاری موجود رہتے
ہین اور بڑے بڑے سردار اسکے لشکر مین بھی ہین معین اسکی زنگار جادو ہے جسنے یہ
قیطول زنگاری بنا دیے ہین اور جسکے بل پر اسنے دعوی خداوندی کیا ہے اور نشہ کبر و
غرور مین مست ہے جبتک عوجان مردار خوار آئے آئے اسنے حکم دے دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی بر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قمقام شیرزور
کو ہوئی اسنے حکم طبل بجنے کا دیا یہان بھی کوس جنگی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ
ہونے لگی بہادر اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگے اسی عالم مین رات تمام ہوئی اور
سفیدۂ سحری نمودار ہوا طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھے اور
محو زمزمہ سرائی ہوئے نسیم سحری کے جھونکون نے چراغون کو گل کیا اور غنچون کو شگفتہ
کیا لشکر کفار سے آوازین یا خداوند امیر المکان کی بلند ہوئین اور اہل اسلام نے نوبت سحری
کو وا کیا اور عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف سے ہشام تیغزن وضرغام تیغزن
یہ دونون بھائی ایک لاکھ فوج سے آکر صف آرا ہوئے یہ بیڑا اٹھا کر آئے ہین کہ ہم بارگاہ نورآگین
چھین لائینگے یہ دونون سردار نہایت زبردست خصوصاً فن تیغزنی مین کامل ہین ادھر
قمقام شیرزور نے بھی رخ میدان کارزار کا کیا اور صفین اپنے لشکر کی آراستہ کین
صرف چالیس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلدار
دونون صفون سے نکلے اور تیزدستی کے ساتھ پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا اور میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کیا بعد اسکے نقیبون نے نقابت
کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا فوج کفار سے
ہشام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان مین آکر خوب سلحشوری کی نیزے
کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت مرکب گرما گیا اور خود بھی غرق عرق ہوا تو
ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ کو گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای قمقام شیرزور
بہتر یہ ہے کہ بارگاہ نورآگین میرے سپرد کر کہ یہ تحفہ لائق خداوند کے ہے ورنہ میرے سامنے آ
اور داد مردی و مردانگی دے یہ سنکر قمقام شیرزور نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے
ہشام تیغزن کے آکر آواز دی کہ او ملعون یہ بارگاہ جسکے لائق ہے اسکے قبضہ مین ہے اب
اسطرف کا رخ بھی نکرنا ورنہ سزا پاے گا نہین اتنا کہ وہ شہریار عالی وقار خود بھی تشریف
لاتا ہے اول تو تیری سرکوبی کے واسطے ملازم اسکے کافی ہین اور بفرض محال اگر مین قتل بھی
ہو گیا تو وہ آکر عوض میرے خون کا تیرے قاتل سے لینگے بس اگر دعوی مردی و مردانگی ہے
تو لا ضرب بہادری کی یہ سنکر ہشام تیغزن نے نیزہ سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ
قمقام شیرزور پر وار کیا قمقام نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ
دو مار سیاہ زبانین نکالکر لڑنے لگے کوئی چالیس طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ
ایک مرتبہ قمقام نے ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ ہشام کو ظاہر نہوا بس اب جو

جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین بلند ہوئی اور ہشام
نہایت خفیف ہوا اور تیغہ اسنے کمر سے کھینچا اور قمقام شیر زور پر برس پڑا قمقام نے بھی
سپر و شمشیر کو سنبھالا اور بجلیاں کوندنے لگیں پس ایک مرتبہ قمقام نے چاہا کہ بند دست
پکڑلوں کہ یہ تیغزنی میں مشکل سے زیر ہوگا اسواسطے کہ فن تیغزنی خوب جانتا ہے لیکن
قضاے کار اور اتفاقات روزگار کہ پاؤں مرکب قمقام کا موشخانہ میں جا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی قمقام شیر زور کے سر سے خود گر پڑا اور تیغہ سر پر پہنچا کہ تا دو ابرو
اتر آیا قمقام نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی منہ پر آکے گری یہ دیکھکر
ہشام نے دوسرا ہاتھ اٹھایا کہ کام اسکا تمام کردوں کہ فوج دوڑ پڑی قمقام شیر زور کو علیحدہ
کیا ادھر ضرغام تیغزن بھی فوج کو لیکر آپڑا جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی قمقام شیر زور
نے بھی زخم سر کو باندھا اور لڑنا شروع کیا ہشام نے کہا کہ میں تو نصف فوج سے
اس لشکر کو روکتا ہوں اور تم بارگاہ لیکر خدمت خداوند میں روانہ ہو یہ سنتے ہی
پچاس ہزار سواروں سے ضرغام تیغزن بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور پچاس ہزار سوار لشکر
قمقام شیر زور سے لڑنے لگے تلوار چل رہی تھی دریاے خون جاری تھا سر برس رہے
تھے ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا اور دریاے خون جاری تھا سبزہ کا رنگ
لالہ گوں ہو گیا تمام کھیتوں کے صحرا حنائی نظر آتے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے فرصت نہ تھی ایک دھوم بسمل تھا ادھر
تڑپ رہے تھے میدان جنگ میں منا کا لطف تھا ہشام مرکب کو بڑھائے ہوئے اور سواروں کو قتل کرتا ہوا قمقام کیطرف چلا آتا
تھا اور ادھر قمقام کفار کو قتل کرتا ہوا ہشام کیطرف بڑھا آتا تھا کہ اس کافر کو ماروں تو اسکی خبر لوں کہ وہ بارگاہ
کی طرف جا رہا ہے ایسا نہو کہ بارگاہ لیکر نکل جاے تو مجھے اپنے آقا سے شرمندگی ہوگی
وہاں ضرغام تیغزن قریب بارگاہ پہونچ گیا اور چند سوار جو محافظت کے واسطے
قمقام شیر زور نے معین کیے تھے انھوں نے جانیں لڑا دیں اور اپنی زندگی میں
بارگاہ نہ دی لیکن چند کس پچاس ہزار سے کہاں تک لڑتے آخر سب شہید ہوے ضرغام تیغزن
نے بارگاہ بار کرائی اور ساتھ اپنے لیکر چلا قمقام شیر زور نے جو دیکھا کہ بارگاہ
لیے جاتا ہے باگ مرکب کی پھیری اور ضرغام تیغزن کی طرف چلا ہشام سد راہ ہوا
اب اسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگا کہ اے
کس بیکسان و دادرس غریبان مجھے میرے مالک سے شرمندہ نہ کیجیو ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان کو
تیرہ و تار کر دیا زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک ہوا نے مارا گرد لو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ رفیع البخت اور نور الدہر
کا ہوا پشت پر انکی لشکر بسیار تھا راہ میں انکو خبر لگ گئی تھی کہ رفیق آپ کا زخمی ہوا اور
بارگاہ چھن گئی یہ دونوں دادا پوتے نعرہ کرکے گرے اور قتل کرنا شروع کیا نور الدہر نے تو

باگ گھوڑے کی لی اور ضرغام تیغزن کی طرف چلے اور رفیع البخت ہشام تیغزن کی طرف بڑھے اور آواز دی کہ او نامرد یہ کیا حرکت تھی کہ ہم موجود نہ تھے اور تو نے جنگ آغاز کر دی ہوشیار ہو جا کہ میں آ پہونچا ہشام تیغزن نے کہا کہ آ یا بھی تو کیا کر لیگا یہ بارگاہ تیرے لائق تھی جو تو نے اسپر قبضہ کیا تھا اب اس طرف سے تو رفیع البخت کفار کو قتل کرتے چلے جاتے ہیں اور اُس طرف سے ہشام تیغزن صفون کو توڑتا چلا آتا ہے ادھر شاہزادہ نورالدہر نے ضرغام تیغزن کو ٹوکا کہ او ملعون یہ تو قزاق ہے یا پہلوان ہے تجھے یہ خیال تھا کہ ہم خو بارگاہ لیے جاتے ہیں تو وارث اسکا اگر سرکوبی ہماری کریگا ضرغام تیغزن نے کہا کہ وارث اسکا خداوند امیر المکان ہے تو اس بارگاہ کا وارث کیونکر بن بیٹھا نورالدہر نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ جسکی تیغ اسکی دیغ رفیع البخت نے طلسم کو توڑ کر بارگاہ حاصل کی ہے اب یہ ملک ہماری ہے ضرغام تیغزن نے کہا کہ اگر زبردست ہو تو بارگاہ چھین لو ہم زبردست تجھے بنے بارگاہ چھین لی یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ پھر آتا کیوں نہیں اُس طرف سے ضرغام تیغزن مجمع کو منتشر کرتا ہوا نورالدہر کی طرف چلا اور اس طرف سے نورالدہر صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب اسکے پہونچے آخر سامنا ہوگیا ضرغام تیغزن نے تلوار ماری نورالدہر نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ یا تو تلوار سپر پہ چلی تھی یا زمین کو بوسہ دیا راکب و مرکب دونوں کے چار ٹکڑے ہوئے ادھر رفیع البخت سے اور ہشام تیغزن سے سامنا ہوا ہشام نے آواز دی کہ دیکھ اسی تیغ خون آلود سے تیرے رفیق کو زخمی کیا ہے اب تیرے خون سے بھی اسکو گلرنگ کرونگا یہ کہکر وار کیا رفیع البخت نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ ہشام تیغزن اوندھے سنبھال کر سپر آ رہا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند تھا مگر جو زور کیا ہشام کو بلند کر لیا اور اُچھالکر دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوئے نورالدہر نے قوت رفیع البخت کی دیکھکر ماشاء اللہ کی آواز دی رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا ادھر دونوں لشکروں میں تلوار چل رہی تھی اور شور گیر و دار بلند تھا بڑی دیر تک تلوار چلی آخر کار فوج بے سردار کہاں تک لڑے تاب مقاومت نہ لا سکے قدم اٹھ گئے صرف لاشیں اپنے سرداروں کی تو اٹھا لیں باقی کشتہائے نجس کو وہیں چھوڑا اور جانب قیطول زنگاری روانہ ہوئے یہاں نورالدہر نے رفیع البخت کو گلے سے لگایا نہایت تعریف کی اور بارگاہ نور آگین لیکر واپس آئے اور جائے مناسب تجویز کر بارگاہ برپا کی اور مقام تیزرو کے زخموں میں ٹانکے دلوائے لشکر آتارا جا بجا خیمہ خرگاہ چھولداریاں وغیرہ استادہ ہونے لگی یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں فوج ہزیمت خوردہ لاشیں اپنے سرداروں کی لیے روتی پیٹتی زیر قیطول پہونچی اور فریاد کی کہ یا خداوند ہم لٹ گئے بگڑ گئی کہ ہمارے سرداروں نے رفیع البخت کے سردار کو زخمی کیا اور بارگاہ لیکر آئے تھے کہ رفیع البخت

اور نور الدہر فوج کثیر سے آکر پہونچے اور سرداروں کو ہمارے قتل کرکے پھر بارگاہ
چھین لی امیر المکان نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہیں ہے انھیں لیجاکر صحرا مین پھونک دو کہ انھوں نے
غرور کیا تھا ہمنے انکو خود ذلیل کرایا اور خاک مین ملوا دیا اسلیے کہ ہمکو غرور کسی کا پسند
نہیں ہے اور تم اطمینان رکھو ہمنے انتظام رفیع البخت کے قتل کا کرلیا ہے موت اسکی
عوجان مردارخوار کے ہاتھ سے ہے علاوہ اسکے جوان بندگان سرکش سے لڑے گا
وہ مارا جائیگا یہ سنکر یہ لوگ تو خاموش ہو رہے اور لاشین ہشام و ضرغام کی صحرا مین
لیجاکر جلا دین اور دوسرے سردار کی ماتحتی مین سے لیے گئے جب دوسرا دن ہوا
تو جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے امیر المکان نے
ہزار سواروں کو معین کیا کہ جائین اور عوجان مردارخوار کو استقبال کرکے لائین
اور دو سو سواروں کو حکم دیا کہ وہ راستہ صاف رکھین اور منادی کرا دی کہ اس
راستے مین جو شخص آئیگا وہ وہان اجل مین پہونچے گا لوگ دوکانین بند کر کے بھاگے
جاتے تھے کہ وہی بلا پھر آئی ہے جسنے اکثر بازار لوٹ لیے ہین بندگان خداوند کو کھایا ہے
سوار دو رستہ دوڑتے پھرتے تھے اور ہر آیندہ و روند کو منع کرتے تھے کہ خبردار اسطرف
کوئی آنے کا قصد نکرے ورنہ ہلاک ہو جائیگا اس کیفیت کو لاہور تیز گام نے دیکھا کہ یہ
براے دریافت حال آیا ہوا تھا جاکر خدمت شاہزادہ نور الدہر و رفیع البخت مین
بیان کیا کہ شاید وہی مردارخوار آتا ہے اگر تماشا دیکھنا ہو تو چلکر دیکھیے رفیع البخت اور
نور الدہر اُٹھے مرکبوں پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلے اور صحرا مین ایسے مقام پر ٹھہرے
جہان سے وہ راستہ نظر آتا تھا جسطرف سے عوجان مردارخوار آنے کو تھا کہ یکایک
دامن کوہ شگافتہ ہوا اور دل گردے چالیس ہزار مردارخوار پیدا ہوے سب
کریہ منظر سیاہ فام آگے آگے ایک گبر نا ہنجار کرگدن سیاہ پر سوار ہاتھ مین ران
بھینسے کی گوشت اسکا چباتا ہوا باچھون مین اسکے خون بھرا ہوا جب ایک ران ختم ہوگئی
کسی سوار نے دوسری ران دے دی وہ اسکو چبانے اور کھانے لگا جسقدر سوار دو رستہ کھڑے
تھے ہاتھون مین اُنکے ایک ایک ران بھینسے کی تھی کہ وہ ان آدم خوارون کو
دیتے جاتے تھے اسی ہیئت سے عوجان مردارخوار زیر قیطول امیر المکان آکر پہونچا
اور کرگدن سے اتر کر سجدہ کیا اور عرض کی کہ خداوند نے وہ خوراک نفیس میرے
واسطے کہان کہ چھوڑی ہے امیر المکان نے کہا کہ ابھی تم قیام کرو کل وہ خوراک تمھارے
سامنے پیش کیجائیگی مین طبل جنگ بجواتا ہون یہ سنکر عوجان اسی جگہ اتر پڑا
اور ہمراہی بھی اسکے ٹھہر گئے جو لوگ اس انتظام پر معین تھے وہ دوڑتے
پھرتے تھے اور سور گاے بکری جو شے دستیاب ہوتی تھی وہ لاکر پیش کرتے
تھے اور یہ مردارخوار برابر کھاتے چلے جاتے تھے اسیر بھی ان مردارخوارون
نے یہ آفت برپا کر رکھی تھی کہ ادھر آدھر نکل جاتے تھے اور ایک آدھ انسان کو

بکڑ لاتے تھے اور زندہ آگ مین ڈال دیتے تھے اور بھونکر کھا جاتے تھے لشکر مین شور برپا تھا کہ یہ مردار خوار جلد غارت ہون کہ انھون نے فساد عظیم برپا کر رکھا ہی جسے پاتے ہین چھوڑتے ہی نہین بھونکر کھا جاتے ہین یہانتک کہ جو لوگ انکو خوراک پہونچاتے تھے انہین سے بھی بہت سے انسانون کو کھا گئے آخر کار لوگون نے امیر المکان سے فریاد کی اور کہا کہ بڑی بدعت ان لوگون نے کر رکھی ہی کہ ہم لوگون کو کھائے جاتے ہین امیر المکان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ اپنے برادران ایمانی کو کھاوگے تو ہم تمکو غارت و برباد کر دینگے لہذا بہتر یہ ہی کہ دن رات اسی غذا پر بسر کرو جو تمکو بھیجی جاے کل جسقدر چاہنا کھا لینا دیکھو وہ سامنے سے لاکھ کا لشکر پڑا ہی یہ سب تمھارے ہی واسطے ہی یہ سنکر یہ مردار خوار ڈرے اور اب یہ صلاح کی کہ چلکر دشمن کی فوج کو کھانا چاہیے تاکہ خداوند کے خلاف نہو یہ سوچکر چند مردار خوار لشکر رفیع البخت کی جانب روانہ ہوے چونکہ شام ہو گئی تھی رفیع البخت اور نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے باتین مردار خوارون کی ہو رہی تھین نور الدہر کہ رہے تھے کہ ہمنے بھی بہت سے مردار خوار اور آدم خوار دیکھے ہین مگر ایسے نہین دیکھے کہ ان کمبختون کا پیٹ ہی نہین بھرتا خیر بروقت مقابلہ دیکھا جائیگا وہان امیر المکان نے شام ہوتے ہی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برابر خبر موجود رہتے تھے افتان وخیزان آلودہ گرد و غبار خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت و نور الدہر کی حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ امیر المکان نے نام پر عوجان مردار خوار بیابانی کے طبل جنگ بجوایا ہی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی لوازمش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی اسی حالت مین وہ چند مردار خوار جو لشکر اسلام کی طرف چلے تھے انھون نے لوگون کو پکڑ پکڑ کر کھانا لگا دیا اور لشکر مین شور ہوا کہ یہ بلائین یہان کہان سے آگئین آواز شور و غل کی جو رفیع البخت اور نور الدہر نے سنے دریافت کیا کہ یہ غل کیسا ہی لا ہور تیز گام نے عرض کی کہ کچھ مردار خوار لشکر حریف سے آگئے ہین اور وہ لوگون کو آزار پہونچا رہے ہین یہ سنکر ان دونون شہریارون کو غصہ آیا کہ یہ ملعون بڑے سرکش معلوم ہوتے ہین دونون خیمہ سے نکلکر چلے جس طرف شور و غل برپا تھا اور مردار خوار لوگون کو پکڑ پکڑ کر ہلاک کر رہے تھے اور کھا جاتے تھے اسیطرف چلے دیکھا کہ لوگ بھاگے جاتے ہین اور مردار خوار دوڑتے پھرتے ہین جسے پاتے ہین اسکو بوٹیان نوچ کر کھا جاتے ہین یہ دیکھکر ان دونون شہریارون کی آنکھون مین خون اتر آیا اور نعرہ کیا کہ حرامزادو تم ایسے سرکش ہو کہ اپنے لشکر سے یہان آکر یہ ظلم کر رہے ہو بس چلے جاؤ یہان سے ورنہ سزا پاؤگے یہ دیکھکر مردار خوار

ان دونون کی طرف جھپٹے کہ تم بڑے حمایتی ہو تو پہلے ہم تمھین کو کھا لینگے فوراً لندہور
نے۔ رفیع البخت سے کہا کہ بابا ہوشیار ہو جاؤ اور خود آگے بڑھ گئے اور ٹانگین
چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا پندرہ بیس کو دم بھر مین مار کر ڈالدیا جو باقی رہ گئے وہ بھاگے
کہ اب یہان ٹھہرنا اچھا نہین ورنہ جو ساتھیون کی حالت ہوئی ہی وہی ہماری بھی ہوگی
جب لشکر مین اپنے آئے تو اور لوگون سے بھی بیان کیا کہ اس طرف جانے کا قصد نہ کرنا
کہ وہان خود ہی مبتلائے بلا ہوگے جسوقت صبح کو مقابلہ ہوگا اور سردار ہمارا اُن دونون
سرکشون کو کھالے گا تو پھر خوف جاتا رہے گا اب اتنا ہوا کہ یہ لوگ بھی ڈر کر اپنے مقام پر بیٹھے
اور منتظر صبح کے ہوئے اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی

اول چند کلمہ داستان سلیم جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد روانگی رفیع البخت جسوقت خبر معلوم ہوئی کہ بہ خیر و خوبی اپنے لشکر مین پہنچ گئے
تو سلیم جادو نے تخت سحر کو آراستہ کیا اور باز سحر سے قیصر دانہ یا قوت بھی انکلو کو
جھولی مین رکھا اور چشمہ سحر آنکھون پر لگا کر تخت بالائے ہوا اڑایا اور فضائے چرخ مین
پھرنے لگے ہر طرف دیکھتے جاتے تھے کہ یکایک دور سے گنبد نظر آیا بس سلیم جادو
نے تخت اپنا گنبد کی طرف بڑھایا جسوقت تخت روان سامنے گنبد کے پہونچا اور نگہبانون
نے غضبکون سے دیکھا کہ سلیم جادو اسطرف آتے ہین انھون نے ناوک اندازون سے کہا
ناوک اندازون نے بارہ ہزار تیر سحر کے چلائے کی صدا پیدا ہوئی دیکھا سلیم جادو
نے کہ تیر میری طرف آتے ہین بس انھون نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر پھونکا
اور آواز دی کہ کیون نہین تم سب پھول ہو جاتے یہ کہنا تھا کہ جسقدر تیر تھے پھول
ہو ہو کر نثار ہونے لگے سلیم جادو اسم سحر پڑھتے ہوئے اور تخت کو بڑھائے چلے
جاتے تھے اور تیر پھول ہو ہو گر رہے تھے یہانتک کہ سلیم جادو قریب گنبد پہونچ گئے
چاہتے تھے دروازہ کھولین کہ ایک عقاب بالائے گنبد بیٹھا تھا اسنے چیخ ماری کہ دشمن آگیا
اور اڑ کر سلیم جادو کی طرف چلا کہ پنجہ مار کر ہلاک کرون سلیم جادو نے جو دیکھا کہ
عقاب میری طرف آتا ہی باز سحر سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو باز عقاب کی طرف چلا اور یہ
دونون گتھ گئے پر اور پنجہ چلنے لگا یہان سلیم جادو نے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور
کھولنے کا قصد کیا دروازہ اندر سے بند تھا سلیم جادو کو غصہ آیا کہ اس نجس نے
بڑی جانفشانی کی ہین یہی سمجھکر ایک گرز فولادی جھولی سے نکالا اور پڑھکر
اسم سحر پڑھکر دروازے پر کھینچ مارا کہ تڑاقا ہوا اور دروازہ ٹوٹ گرا سلیم جادو
اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ بارہ ہزار تیلہ شگون پاس تیر کمان لیے بیٹھا ہی
اور وسط گنبد مین حمید جادو بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی جب اسم سحر تمام کرکے
پتلون پر دم کرتی ہی تو وہ ناوک اندازی کرتے ہین سلیم جادو نے آواز دی

کہ وہ مجہ ہوشیار ہوجہ امین آپہونچا یہ سُنتے ہی حمید جادو اپنے مقام سے اُٹھی اور
کہا کہ ای سلیم جادو تونے ساری محنت میری خاک مین ملادی اور سب سحر مٹادیے
تم ادھر کیون آئے ہو جاؤ پلٹ جاؤ ورنہ پچتاؤ گے کہ اب مین تمھارا کچھ لحاظ و پاس
نہ کرونگی یہ سُنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب کیا مین خالی پلٹ کرجاؤنگا اگر مجھے پلٹ جانا
ہوتا تو آتا کیون یہ کہکر آگے بڑھے حمید جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پتلون کی طرف
اشارہ کیا کہ پتلون نے کمانین تو رکھ دین اور نیچہ پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے
سلیم جادو نے کہا کہ یہ وہی سحر ہی جسے رد کرتا ہوا مین یہانتک پہونچا کوئی اور سحر کر
حمید جادو نے کہا کہ اسے تو رد کرلو پھر اور سحر کی فرمائش کرنا اب یہ سحر وہ نہین
رہا بس یہ سُنتے ہی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ نصف
پتلے ادھر ہوگئے اور نصف پتلے ادھر ہوگئے اور آپس مین نیچہ چلنے لگا سلیم جادو
نے کہا دیکھا تونے تیرا نو برسون کا ریاض تھا دیکھ ہم آدھی قوت اپنی کرکے دونون کو
فنا کیے دیتے ہین حمید جادو نے ہر چند سحر کیے اور چاہا کہ جو پتلے سلیم جادو کی طرف
سے لڑ رہے ہین انکو اپنا شریک کرکے لڑواؤن مگر ممکن نہوا کسی سحر نے تاثیر نکی
آخر کار سب پتلے لڑکر قتل ہوگئے اور اسی ہنگامے مین وہ چند ساحر جو حمید جادو
کے خدمتی تھے وہ بھی مارے گئے سلیم جادو نے کہا کہ اب وار میرا روک
یہ کہکر ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور چار پتلیان قینچیان لیے ہوئے پیدا ہوئین اور حمید جادو سے لپٹ گئین اور بال اسکے
کترنا شروع کیے ہر چند اسنے سحر کیے مگر وہ پتلیان نہ ہٹین آخرکار پتلیون نے سب بال
کاٹ کر پھینک دیے اور اسکو منڈا کردیا اب پتلیون نے قینچیان اسکے جسم مین بھونکنا
شروع کین سلیم جادو نے آواز دی کہ او قحبہ اب اپنی شکل دیکھ کہ تیری کیا صورت
بنی ہی حمید جادو نے جھنجلا کر نشتر زبان مین دیا اور خون چلو مین لیکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور ان پتلیون پر کھینچ مارا کہ ہمہ تن شعلہ ہوکر سلیم جادو کی طرف چلین سلیم جادو
نے جلدی سے کچھ سحر پڑھکر دم کیا کہ شعلہ قریب ہو نچکر رکا انھون نے ایک
شیشہ جھولی سے نکالا کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ شعلہ شیشہ کے
اندر اتر آیا سلیم جادو نے وہی شیشہ حمید جادو پر کھینچ مارا شیشہ اسکے سر پر
پڑا اور ٹوٹا شعلہ نکلکر حمید جادو پر گرا یہ بھی ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ اسنے کچھ
اسم پڑھکر خون پیشانی کا لیکر شعلہ پر مارا شعلہ گل ہوگیا اب اسنے کہا کہ ای سلیم جادو
معلوم ہوگیا تم جس غرض سے آئے ہو مین اسی کو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر اسنے
کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ او سہیل جادو جلد آؤ دیکھا کہ ایک
ساحر جوگی وضع پیدا ہوا حمید جادو نے کہا کہ لو یہ شیشہ گلاب اور خدمت مین خداوند
امیر المکان کی پہونچا دو اور کہدینا کہ اس نمک خوار نے حق نمک ادا کردیا اب یہ

اپنی امانت خواہ اپنے پاس رکھیے خواہ کسی دوسرے کے سپرد کیجیے کہ یہ لونڈی بڑی تو نابکار
ہوتی ہی یہ سُنتے ہی سہیل جادو نے طاق پر سے شیشہ اُتارا اور پر پرواز پیدا کر کے
گنبد سے نکلا اور روانہ ہوا سلیم جادو نے دیکھا کہ محنت برباد ہوا چاہتی ہی انھون
نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور آواز دی کہ ای بدر جادو لینا اس مردود کو یہ
جانے نہ پاے شیشہ اس سے چھین لو یہ کہتے ہی ایک اور ساحر پیدا ہوا اور پیچھے
سہیل جادو کے چلا یہان حمید جادو نے ایک اسم سحر پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ
گنبد چرخ مارنے لگا بس یہ تو تڑپ کر گنبد سے باہر نکل گئی اور سلیم جادو اندر گنبد
کے بند ہوگئے اور چکر کھانے لگے اسقدر دوران سر پیدا ہوا کہ قریب تھا بیہوش
ہو جائین یہی ایسے ساحر زبردست تھے کہ سنبھلے ورنہ دوسرا ساحر ہوتا تو حمید جادو
گھونٹ کر مار ڈالتی سلیم جادو نے بھی کوئی اسم سحر پڑھا اور خون پیشانی کا لیکر ایک گولہ فولادی
پر ملا اور سقف گنبد پر کھینچ مارا کہ تڑاخے کی صدا ہوئی اور گنبد پرزے پرزے
ہوگیا سلیم جادو گنبد سے باہر آئے تو دیکھا کہ بدر جادو اور سہیل جادو سے
تو کشتی ہو رہی ہی اور حمید جادو شیشہ لیے ہوے بھاگی جاتی ہی اور ایک طرف
باز اور عقاب گتھے ہوے ہین مگر اب عقاب کی یہ حالت ہی کہ زخمی ہوگیا ہی اور بھاگنا
چاہتا ہی مگر باز پیچھا نہین چھوڑتا اُدھر بدر جادو نے سہیل جادو کی یہ حالت کردی
ہی کہ انہین جی سنبھلنے کا دم نہین ہی بس انھون نے ایک اسم تسخیر پڑھکر دستک دی کہ
ایک دیوار آہنی سامنے حمید جادو کے پیدا ہو گئی اور حمید جادو ٹکرا گئی سر مین
چوٹ آئی قریب تھا کہ گر پڑے مگر یہی ایسی ساحرہ تھی کہ پھر سنبھلی اور کچھ اسم سحر
پڑھکر چاہا کہ بلند ہوکر دیوار کو پھاند کر نکل جاؤن لیکن دیکھا تو دیوار بھی بلند ہوتی جاتی
ہی اور سلیم جادو سر پر آپہونچے ہین بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور
گولہ بنکر دیوار کو توڑ کے اُس پار نکل گئی اور پلٹ کر گولہ مارا کہ گولہ پھٹا اور اسقدر
دھوان پیدا ہوا کہ دم سلیم جادو کا گھٹنے لگا یہ تو اس جنجال مین پھنسے اور حمید جادو
پھر بھاگی سلیم جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ سب دھوان منتشر
ہوگیا دیکھا کہ حمید جادو دور نکلگئی ہی پھر یہ جھپٹے اور تخت سحر اُڑا کر قریب اسکے
پہونچ گئے دیکھا حمید جادو نے کہ یہ تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے بس جلدی سے
کچھ اسم پڑھکر اسنے زمین کا رُخ کیا اور چاہا کہ پاؤن مار کر غرق زمین ہو جاؤن کہ
فوراً سلیم جادو نے سحر کر کے زمین کو آہنی کر دیا حمید جادو نے جلدی سے شیشہ
زمین پر کھینچ مارا کہ شیشہ ٹوٹ گیا اور گلاب زمین پر بہ گیا بس یہ دیکھتے ہی سلیم جادو
کو نہایت غصہ آیا کہ جس واسطے اسقدر محنت کی تھی وہی چیز خاک مین ملگئی اُدھر حمید جادو
ہنسی اور کہا ای سلیم جادو اب کیا کروگے سلیم جادو نے کہا اب جو کچھ کہ ینگے
وہ تیرے بعد کرینگے پہلے تجکو دوزخ مین بھیجدین یہ کہکر وہی لعل جھولی سے نکالا

چوباز سے اُگلا تھا اور حمید جادو کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یہ ایک لعل تیرے ہی واسطے باقی رہ گیا تھا حمید جادو نے کہا کیا لعل مجھے انعام دینے کے کہ میں نے تکو بہت خوش کیا ہی سلیم جادو نے کہا کہ یہ لعل تیری لعل ہی جان لے گا یہ کہکر وہی لعل حمید جادو پر کھینچ مارا سینہ پر جو اسکے پڑا توڑ کر پار گذر گیا یہ تڑپ کر گری اور ہمہ تن شعلہ بنکر جلی اور پہلے اس عقاب پر گری اور اُسکو جلا کر خاک کر دیا باز بھی اسی کے ساتھ جل گیا بعد اسکے سہیل جادو پر گری اور اسکو بھی جلا کر خاک کیا ساتھ ہی اسکے بدر جادو بھی جل گیا اب سلیم جادو کی طرف چلی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چھینٹا خون زبان کا مارا تو یہ شعلہ فرو ہو گیا لیکن مرنے سے حمید جادو کے ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر کار بیر اسکے شور کر کے چلے گئے کہ کشتی مرا نام من حمید جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو سلیم جادو نے ایک رومال جیب سے نکالا اور اس آب سحر کو اس رومال میں جذب کر لیا تھا یہ پہلے بیان ہو چکا ہی کہ سلیم جادو نے زمین کو سحر کے زور سے آہنی کر دیا تھا یہی سبب تھا کہ آب سحر جذب نہو تھا بعد سلیم جادو نے ایک رومال لپیٹ کر ایک گیند اسکا بنایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی زبان کا خون لیکر اس گیند کو تر کیا کہ اور قوت اس سحر کی زیادہ ہو جائے اور اب یہ اس گیند کو لیکر تخت پر بیٹھے اور جانب شہر نور آگین روانہ ہوے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہی

اب یہان سے چند کلمہ داستان شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین ٭

بیا بشنو ای ہمدم داستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ یہان طبل بج چکا ہی اور تیاری جنگ ہو رہی ہی جوانان لشکر اسلام کمر ہمت مرگ پر چست باندھے ہوے ہین اور کہہ رہے ہین کہ کل میدان جنگ میں یہ مردار خوار ہین اور ہم ہین یا تو انھون نے ہمکو کھا لیا اور یا ہمنے لقمہ اجل بنایا اُدھر مردار خوار تارے گن رہے ہین اور ساعتون کو شمار کر رہے ہین کہ کسی طرح جلدی صبح ہو اور معرکہ کارزار در پیش ہو کہ غذاے نفیس و نادر کھانے میں آئے لیکن شاہزادہ رفیع البخت نہایت پریشان ہین اور بار بار نور الدہر سے عرض کرتے ہین کہ ابھی تک ماموں جان نہیں تشریف لائے دو سببون سے مجھے زیادہ تشویش ہی ایک تو یہ کہ تن تنہا ہین اور مقابلہ کو ایسے ساحر کے گئے ہین جو طلسم بند ہی دوسرے یہ کہ اس مردار خوار کی موت سوا اس شیشہ گلاب کے نہیں ہی نور الدہر نے کہا ای فرزند سلیم جادو نہایت مرد ہوشیار ہین اگر تنہا جانا مضر ہوتا تو

ضرور تھا کہ وہ بھی اپنی فوج ساتھ لیکر جاتے تنہا جانے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اسکے
اگر انکو عوجان مردار خوار بیابانی کا خوف ہی تو اس ملعون کو سر میدان تا کمین چیر کر
پھینک دو زنگار رفیع البخت نے عرض کی کہ حضور اس ملعون کو کیا سمجھے ہوئے ہین
نورالدہر نے کہا بابا تم ناواقف ہو مین ان ملعونون کو خوب جانتا ہون مین نے بہت سے
روئین تن و آہنی بدن دیکھے ہین علاج انکا یہ ہی کہ حربہ سے اسکے بچے اور مجرد
حربہ نکرے اسلیے کہ اسپر تاثیر نہوگی اور کشتی مین انکو زیر کر لے اور چیر کر پھینک دے
تمنے سنا ہوگا کہ بدر بن زلازل یک چشمی بھی روئین تن تھا جسنے بہت سے سرداران
حمزۂ صاحبقران اول کو زخمی کیا تھا اور اکثر اسکے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے جسوقت
مجھسے سامنا ہوا تو مین نے اسے چیر کے پھینک دیا رفیع البخت نے عرض کی کہ
جو کچھ آپنے بیان فرمایا بہت بجا اور درست ہی لیکن یہ ملعون صرف روئین تن نہین ہی
بلکہ طلسم بند بھی ہی جبتک تیغ اسکے قتل کا نہ ملیگا اسوقت تک ہلاک ہونا اسکا
بسا دشوار ہی اور اسمین کئی صفتین ایسی ہین جو اور روئین تنون مین نہین ہوتی ہین
ایک تو تلوار اسپر اثر نہین کرتی دوسرے قوت اسکی مقابلہ کے وقت زیادہ ہوتی
جاتی ہی تیسرے یہ کہ اگر یون زیر ہونے مین دیر ہوتی ہی تو یہ ملعون قبل زیر کرنے کے
ہوشیان نوچ نوچ کر کھا جاتا ہی مجھ سے تمام کیفیت اسکی میرے ماموں سلیم جادو نے
بیان کی تھی یہ سنکر نورالدہر کو بھی کمال تشویش ہوئی مگر یہ سوچکر خاموش ہو رہے کہ
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ✤ اسی عالم مین زمانہ شب کا بر طرف ہوا شور
آمد آمد سحر ہر طرف ہوا سیاہی شب دور ہوئی ظلمت کا فور ہوئی ✤ لگے ہونے
نظروں سے تارے نہان ✤ چھپا نور مین جادۂ کہکشان ✤ موذن اذان سے ہوئے
بہرہ مند ✤ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✤ مسیحا نفس تھی نسیم روان ✤ اٹھے لوگ
لے لیکے انگڑائیان ✤ دونون جانب نوبت صبح بجی اور جوانان لشکر آلات حرب
وضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوئے ہر طرف سے تیپے تیپے
دستے دستے قشون قشون گروہ گروہ غٹ کے غٹ غول کے غول آ آ کر جمع
ہونے لگے اور صفوف حرب و ضرب درست کرنے لگے تھوڑے عرصہ مین میمنہ
میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمینگاہ اگلا ہرادل پچھلا چنداول آٹھون صفین
درست ہو گئین تبردار برق رفتار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان کو
صاف کیا جب یہ ہٹ گئے تو بیلدارون نے بصد تیز دستی زمین کی بلندی
پستی کو درست کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا بعد اسکے نقیبان
بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوئے نکلے اور بآواز بلند بلحن خوش اسلوب
کہنے لگے کہ اے بہادرو و دلاورو یہ روز تمام ننگ ہی عرصۂ حیات ہر ذیحیات پر
تنگ ہی آج دیکھنا ہی کہ کون نام اپنے خاندان کا روشن کرتا ہی اسواسطے کہ

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ اسطرح یہ نقیب بہادروں
سے گوشت پوست [illegible] کے رقیب قریب قریب گھرتے ہوکر دل بڑھا کر بیٹھے کہ غازیوں
کی رگوں میں خون شجاعت جوش مارنے لگا اور عوجان مردارخوار بیابانی کو اشتہائے مردم خواری
زیادہ ہو گئی بس عوجان [illegible] آگ کا بیا اور زیر فیلطول زنگاری ہوکر مرکب
سے [illegible] اجازت خواہ میدان جنگ ہوا امیر المکان نے کہا کہ ای بندۂ
خاص الخاص و غضب خداوند جا تجکو اپنے دست قدرت سے سپرد کیا اور یہ تمہارے
جرب بجتے بجتے انکو کھا کر شکم سیر کر اور شکر خداوندی بجالا بس یہ سنتے ہی عوجان
مردارخوار بادۂ کبر گردن مست پر سوار ہوا اور میدان میں آکر پکارا کہ باشد ای
گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو لقمۂ دہان اجل بننا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو
یہ سنتے ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے باگ مرکب کج کی اور اسکے
مقابلہ چلنے لگے کہ رفیع البخت نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا اور عرض کی کہ میں آپ کو ہرگز
جانے نہ دونگا اسلیے کہ آپ اس زحمت کے قابل ابھی نہیں ہیں میں حالات اسکے حضور
کے سامنے عرض کرچکا ہوں نورالدہر نے کہا ای فرزند یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں اپنی جان
بچاؤں اور دیدہ و دانستہ تمکو اسکے مقابلہ کے واسطے جانے دوں اگر خدا نخواستہ تمکو
چشم زخم پہونچا اور میں اپنی سخت جانی کے سبب سے بچ گیا تو ناوک فگن کے سامنے
کیا منہ لیکر جاؤنگا اور بدیع الملک کو کیا صورت دکھاؤنگا میرے تو اب مرنے ہی کے دن
ہیں اسواسطے کہ بچپن گذرا جوانی گئی پیری آئی اسکے بعد سوا موت کے اور کیا ہے ٭
گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے ٭ اب جیسے تجلی رات کا کیا اعتبار ہے ٭ یہی نا کہ یہ
مردارخوار مجکو کھائیگا کھا لے جو ہڈیاں بچ رہینگی انکو اپنے ساتھ لیکر خانہ کعبہ چلے جانا
اور دفن کردینا یہ سنکر رفیع البخت کا دل بھر آیا اور رونے لگے کہا آپ کو اپنی شرمندگی
کا خیال ہے اور مجھسے جو والد ماجد پوچھینگے کہ ای رفیع البخت تو جوان ہو کر مقابلہ کو نہ گیا
اور بوڑھے دادا کو قتل کرا دیا تو میں کیا جواب دونگا نورالدہر نے کہا کہ تم کہدینا کہ
میں نے بہت سمجھایا مگر انھوں نے نہ مانا اور ای فرزند اب میں نکل چکا بغیر مقابلہ پلٹ جانا
خلاف شان مردی و مردانگی ہے بہادران عالم مجھے کیا کہینگے کہ نورالدہر مقابلہ کو نکلا تھا
اور پھر پلٹ گیا خوف اسپر غالب ہوا سارا نام ڈبائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھی کو
جانے دو اگر خداوند کریم کو حیات رکھنا منظور ہے تو ہاتھ سے اس ملعون کے بچونگا
ورنہ مثل اور عزیزوں کے درجہ شہادت پر فائز ہونگا یہ کہکر مرکب کو بڑھا کر سامنے
عوجان مردارخوار بیابانی کے آئے عوجان بارادۂ تنگاوری چلا لیکن فرس
اور گینڈے میں تنگاوری نہیں چلتی اس بنا پر نورالدہر نے تنگاور کو خالی دیا دونوں
مرکب علیحدہ علیحدہ نکل گئے باگوں کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا عوجان
مردارخوار نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کر اٹھا دیا طعنین چلنے لگیں بڑی

دیر تک نیزہ بازی ہوا کی رفیع البخت نے تعریف کی کہ سبحان اللہ نورالدہر نے جواب دیا
کہ ای فرزند عادت چھوٹی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ بند سے ہوے ہیں یہ کہکر
آواز دی کہ دیکھو اسی بند سے نیزہ نکل جاتا ہے اور یہ بندش نہیں کھلتی ہے یہ کہکر
نیزہ کو نیزہ پر گانٹھ کر جھٹکا مارا تو نیزہ اس صفائی سے نکال لیا کہ عوج جان مردار خوار دونوں
ہاتھ باندھ کر کے رہ گیا نورالدہر مسکرانے لگے اور کہا کہ تالیاں بجاتا ہے اور رفیع البخت
نے تعریف کی کہ سبحان اللہ یہ بات آپ ہی کے واسطے ہے ادھر عوج جان نے خفیف ہو کر تیغ پر
ہاتھ ڈالدیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر نورالدہر پر وار کیا نورالدہر نے وار اسکا رد کر کے
تیغہ مارا عوج جان نے سر نیچے کھینچا تیغہ گردن مرکب پر پڑا کہ گردن کرگدن کی قلم ہوئی مرکب
مرکب آتشبازی بنگیا اور چرخ مارا عوج جان مردار خوار گھوڑے سے کود کر مرکب نورالدہر
کی طرف چلا نورالدہر نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا دامن زرہ سے گردان کر گھوڑے
سے کودے ہاتھ سے ہاتھ ملگیا زور ہونے لگے دونوں طرف کے لوگ چڑھ آئے
اور تماشا جنگ کا دیکھنے لگے یہاں عوج جان مردار خوار اور شاہزادہ نورالدہر میں
زور ہو رہے ہیں پہلی مرتبہ نورالدہر نے اسے گرد برد کر دیا تھا لیکن اب جو یہ سنبھلا تو برابر
سے رشنے لگا اگر یہ دس قدم دھڑا لیجاتے ہیں تو وہ بھی دس قدم دھڑا لیجاتا ہے اسی
کشمکش میں دوپہر گذری اور اب عوج جان مردار خوار کو بھوک زیادہ ہوئی کہا کہ
خداوند نے کیا لقمہ تخت میری قسمت میں اتارا ہے اب میں بغیر لیست کیے ہوے
اسے کھا لونگا یہ کہکر دونوں ہاتھوں سے زرہ پکڑ کر جو زور کیا تو مانند کرپاس کہنہ
کے چاک کر ڈالا اور کہا کہ تیرا گوشت اسمیں سے جھانک رہا تھا کیا اچھا گوشت ہے یہ
کہکر شانے پر منہ مارا اور بوٹا گوشت کا نوچ لیا ہرچند نورالدہر نے اسکے کلوں پر گھونسے
مارے کہ اگر دیو بھی ہوتا تو کلہ پھٹ جاتا مگر کوئی اثر نہوا اور عوج جان گوشت نوچ لیگیا
اور کھانے لگا یہ دیکھکر رفیع البخت بیتاب ہو گئے اور کہا کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہے چاہتے
تھے کہ خود بھی لپٹ پڑیں کہ نورالدہر نے منع کیا اور فرمایا ہرگز یہ قصد نہ کرنا ورنہ
جنگ مغلوبہ ہو جائیگی رفیع البخت پھر تھم گئے وہاں عوج جان مردار خوار نے
دوسرے شانے پر منہ مارا اور گوشت نوچ لے گیا چباتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا
مزے کا تیرا گوشت ہے کہ میں نے ایسا گوشت اپنی عمر میں کبھی نہیں کھایا ہرچند کہ ہزارہا
انسانوں کو میں کھا گیا اور صدہا جانور کھا لیے لیکن اس ذائقہ کا گوشت میں نے کبھی
نہ کھایا تھا کیا شکر ہے میں اپنے خداوند کا ادا کروں نورالدہر نے گھونسا اسکے کلے
پر مارا اور بند کمر پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زنجیر ٹوٹ گئی مگر عوج جان اور غرق زمین ہوتا جاتا
تھا اب رفیع البخت کو تاب نرہی اور پکارے کہ دادا جان بس اب مجھ سے
یہ حالت آپکی نہیں دیکھی جاتی یہ کہکر دوڑ پڑے اور ایک لات ماری عوج جان کو

کہ اسنے نورالدہر کو تو چھوڑ دیا اور رفیع البخت سے لپٹ پڑا فوج نے عوجان کی ارادہ
قصد کیا تھا کہ عوجان نے روکا اور کہا کہ گھبراتے کیون ہو مین اسے بھی کھائے لیتا ہون
اسکا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کہ یکسن بھی ہی اور فربہ بھی ہے نورالدہر کے
دونون شانون سے خون جاری تھا مگر اسی طرح کھڑے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
رفیع البخت تا دیر لڑا کیے اور زور اسکا بہت روکا آخرکار اسنے زرہ رفیع البخت کی
بھی چاک کی اور چاہتا تھا کہ منھ مار کر گوشت نوچ لیجاوے کہ نورالدہر نے آواز دی
اے فرزند اس کے کاٹنے سے ہوشیار رہو رفیع البخت نے پیترا کاٹ دیا کہ منھ
اسکا شانے کے عوض زمین پر پڑا اور بہت سی خاک اسکے منھ مین چلی گئی یہ گھبرا کر
اٹھا اور پھر اسنے منھ مارا اب تو رفیع البخت نے خالیون پر رکھ لیا ہر مرتبہ خاک اسکے
منھ مین بھر جاتی تھی اور پھر عوجان مردار خوار غصہ کر کے منھ مارتا تھا ایک آدھ
مرتبہ جب خالی کا موقع نرہا تو رفیع البخت نے کبھی گرز اسکے منھ مین دے دیا کبھی
تلوار نورالدہر تعریف کر رہے ہین اور کھڑے ہنس رہے ہین کہ بھئی اچھی ترکیب نکالی
یہ ہمین بھی نہ سوجھی تھی اسی حالت مین دیکھا کہ ایک زنگی تیرہ فام ایک ران
بھینسے کی کاندھے پر رکھے دوڑتا چلا آتا ہے اسنے آتے ہی وہ ران آگے عوجان مردار خوار
کے پھینک دی اور کہا کہ خداوند امیر المکان فرماتے ہین تم اگر بھوکے ہو تو اسے
کھاؤ اور اثناء جنگ مین حریف کی بوٹیان نہ نوچو کہ یہ خلاف بات ہے یہ مقام جنگ
اور زور آزمائی کا ہے جسوقت تک تم زیر نہ کرلوگے اسوقت تک یہ تمھاری ملک نہین ہے
اور اگر اسکے خلاف کروگے تو ہمارے خلاف ہوگا یہ سنتے ہی عوجان مردار خوار بیابانی
نے اس ران پر منھ مارا اور دم بھر مین ساری ران کھا گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا
کہ دوران سر اسے پیدا ہوا اور چھینک مار کر فوراً بیہوش ہوگیا زنگی نے
نعرہ کیا کہ بانٹو اور قیر ساقی صنم لاہور تیز گام اور رفیع البخت سے کہا کہ باندھ لیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت نہایت متحیر تھے کہ غضب کی عیاری اس عیار نے کی
لاہور نے جھپٹ کر چادر عیاری پھیلا دی اور پشتارہ عوجان کا باندھ لیا اور
صحرا کی طرف بھاگا آدم خوارون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا گرفتار ہوگیا تلوارین
پکڑ پکڑ کر دوڑ پڑے ادھر سے فوج رفیع البخت کی آپڑی جنگ مغلوبہ ہوگئی اور
تلوار چلنے لگی رفیع البخت بھی گھوڑے پر سوار ہوے اور لڑنے لگے آدم خوارون
کو قتل کرنے لگے آدھ درد و چار آدم خوار قریب لاہور تیز گام کے جا پہونچے تھے
دیکھا اسنے کہ اب یہ پشتارہ بھی چھینا چاہتے ہین اور مجھے بھی کھا لینگے بس اسنے
جلدی سے دو چار حقہ ہاے آتشبازی کھینچ مارے کہ انکے کپڑون مین آگ لگی
اور دھوان پیدا ہوا تاریکی چھا گئی یہ تو ڈر کر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی لاہور تیز گام
پشتارہ لیے ہوے صاف نکل گیا یہان رفیع البخت اور نورالدہر نے کشتون

نے پشتے اور لاشون کے انبار لگانا شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ مین صد ہا کو واصل جہنم کیا
نور الدہر ان زخمی شانون پر زور دستی دکھا رہے تھے خون دونون شانون سے بہ رہا تھا
تلوار ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے اور ادھر آدم خوارون کی
بھی یہ حالت تھی کہ اپنا بیگانہ جو زخمی ہوکر گرا اسکو نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا یہ بالوشن لڑتے
بھی جاتے تھے اور کھاتے بھی جاتے تھے تھوڑے عرصہ مین صد ہا کو کھا گئے دن قلیل تھا
شام تک لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر علیحدہ ہوے اہل اسلام طبل
شادیانے بجاتے ہوے اپنی جاے قیام پر آئے اور آدم خوارون نے جا کر فیلول زنگاری کو
گھیر لیا اور کہا کہ یا خداوند سردار ہمارا گرفتار ہوگیا اسے رہا کرائیے امیر المکان نے
کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ وہ اسیری نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا افتاد پڑی جو گرفتار بھی
ہوگیا اور موت تو اسکی ہمنے خلق ہی نہین کی ہے ان لوگون کو کسی قدر اطمینان ہوا امیر المکان
کو بھی اطمینان ہے اسلیے کہ جانتا ہے کہ بغیر شیشہ گلاب کے مرنا عوجان کا ناممکن ہے لیکن
نہایت تشویش اس بات کی ہے کہ یہ گرفتار ہی کیونکر ہوگیا ایک عیار ہے اسکا کہ نام اسکا
مہتر سبک خیز بیابان نورد ہے اور بلاے بے درمان اسے بلا کر حکم دیا کہ عوجان مردار خوار
کو تلاش کرو کہ کون لیگیا اور کہان لے گیا یہ سنکر مہتر سبک خیز بیابان نورد نے عرض کی
کہ مین ابھی جاتا ہون اور پتہ عوجان مردار خوار بیابانی کا لگاتا ہون یہ کہکر اسنے چند
شاگردون کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر سے اپنے نکلکر جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا
یہان مردار خوارون نے اسقدر امیر المکان کو پریشان کیا اور شور فریاد بلند کیا کہ اسنے
مجبور ہوکر پھر طبل بجوا دیا اور ان لوگون کو سمجھایا کہ کل تک سردار تمھارا آجائیگا یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی شاہزادہ
نور الدہر کے شانون پر اندمال زخم کے واسطے پھاہے چڑھائے گئے رفیع البخت پاس
نور الدہر کے بیٹھے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ براے خدا کل میدان مین نکلنے کا قصد
نہ فرمائیے گا یہ غلام آپ کا ان کفار بدکردار کے واسطے کافی ہے جسکا زیادہ خوف تھا
وہ تو واصل جہنم ہوا لاہور تیز گام اسکو عیاری کرکے پکڑ لے گیا نہین معلوم اسنے کیا کیا
یقین تو ہے کہ بے اختیار ضرور کر دیا ہوگا اور اسی مقام پر رکھا ہوگا کہ یا تو مر گیا ہوگا اب
آنہ سکیگا نور الدہر نے کہا اے فرزند یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اپنے سامنے تمکو دشمنون سے
لڑنے دون اور خود کھڑے ہوکر تماشا دیکھا کرون رفیع البخت نے عرض کی کہ اپنی
حالت کو تو ملاحظہ فرمائیے آپ میدان مین بھی تشریف نہ لیجائیے گا کہ مجکو لڑتے دیکھکر
خون جوش مارے یہان تو یہ حالت ہے

لیکن اول کچھ حال لاہور تیز گام کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ پشتارہ عوجان مردار خوار کا لیے ہوے صحرا مین پہونچا شاگردون سے
اسنے کہدیا تھا کہ تم ایک بڑا سا گڑھا کھود رکھنا وہ گڑھا تیار تھا لاہور نے عوجان کو

لیجاکر اُس گڑھے مین ڈالدیا اور کنکرون پتھرون سے پاٹ دیا اور اوپر سے اُسکے منون
لکڑیان لادکر روشن کردین کہ یا ہی مین جھنکر رہ جاوے اگر کوئی یہان پہونچکر نکالے بھی تو زندہ
نہ پاوے جلی ہوئی ہڈیان نکالکر لیجاوے اُسکے بعد اپنے لشکر مین آیا اور رفیع البخت کو سلام کیا
شاہزادے نے فرمایا کہ ای لاہور قیامت کی عیاری کی مگر یہ تو بتاؤ کہ اُس ملعون کو تمنے کیا کیا
لاہور نے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار یہ سب اقبال آپکا تھا جو اتنی بڑی بلا کو مین نے
مبتلائے بلا کیا یہ کہکر تمام کیفیت عوجان کو دفن کرکے جلادینے کی بیان کی اور عرض کی کہ
مجھے عیاری خواجہ عیاران یعنی عمرو بن امیہ ضمری کی یاد آگئی تھی کہ انھون نے بھی
ملک فرعونیہ مین نقابدارون کو گرفتار کرکے قتل کیا تھا اور ہرمان فیل سوار کو زندہ
در گور کرکے مار ڈالا تھا اسی وجہ سے مین نے اسکو بھی زندہ توپ دیا اور احتیاطاً اوپر سے
آگ روشن کردی یہ سنکر رفیع البخت بہت ہنسے اور لاہور کو خلعت عنایت فرمایا
اور کہا کہ اگر مین یہ جانتا کہ تم اسے یون ہی مار ڈالوگے تو مین ماسون جان کو حمید جادو سے
لڑنے کو کبھی نہ جانے دیتا وہان مہتر سبک تیز بیابان نورد جو اپنے شاگردون سمیت لشکر
امیر المکان سے نکلکر چلا تو دل لشکر اسلام مین آیا اور خوب تلاش کیا لیکن پتہ عوجان
مردار خوار بیابانی کا نہ پایا اب یہ حیران ہی کہ اہل اسلام نے عوجان کو کیا کیا اب یہ صحرا
کی طرف چلا دور سے ایک مقام پر آگ روشن نظر آئی یہ اُسی جانب متوجہ ہوا کہ دیکھا چاہی کہ
یہ آگ کیسی روشن ہی جسوقت قریب پہونچا تو قریب آگ کے خاک پر بستر سے عیارون
کے دیکھے یہ سمجھ گیا کہ عیاران لشکر رفیع البخت نے عوجان کو جلادیا بس یہ سب کے سب
روتے پیٹتے خدمت مین امیر المکان کی حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا خداوند آپکے
بندۂ خاص کو مسلمانون نے پھونک دیا امیر المکان نے کہا کیا جھک مارتے ہو ہمنے
اُسکی قضا پیدا ہی نہین کی ہی جاؤ اور آگ کو بجھا کر اُسے نکال لاؤ وہ مر نہین سکتا یہ سنکر
عیار پھر روانہ ہوے جسوقت قریب آگ کے پہونچے پانی اسقدر بہایا کہ آگ گل ہوئی
اُسکے بعد راکھ اور کولا ہٹا کر ہرچند تلاش کیا پتہ نہ پایا یہی سمجھے کہ عوجان جلگیا آخرکار
پھر روتے اور پیٹتے پلٹ آئے اب اُسوقت تک کہ صبح ہوگئی تھی یہان دونون طرف
کے لشکر میدان جنگ مین آچکے تھے اور صفین آراستہ ہو رہی تھین جسوقت صفین
آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے فربن گرزباز نکلا
اور میدان مین آکر ہیبت دی کہ ای رفیع البخت اگر دعوای جرأت و قوت ہی تو مجھ سے
سامنا کر واسطے کہ میری ضرب آج تک کوئی نہین اٹھا سکتا ہی دیکھون تم بھی روک سکتے
ہو یا نہین یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اسنے چارون پتلیان میدان
مین آکر جھاڑین غرض فربن گرززن نے گرز اپنا اٹھایا ساڑھے نو سو من کا گرز اسکا تھا بس اسنے
دار خبردار کہکر وار کیا رفیع البخت نے گرز اسکا زیر رد کا کڑاسنے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکل گیا فربن گرززن نے آواز دی کہ زدم و بستم کردم رفیع البخت نے

شق گرد سے نکلکر صدا دی ؎ تو ضرب بے زدی ضرب ما نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرجہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر
پھرایا اور جھپٹکر سر قرن بن گرز زن پر وار کیا کالا گرز سے صدائے فنا پیدا ہوئی قرن گرز زن نے
اپنے گرز کو اٹھا کر بلند کیا یعنی گرز پر گرز جو پڑا تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
شق گرد و غبار برطرف ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوا اور مرکب تنگ تنگ غرق زمین ہو گیا
ہاتھ قرن گرز زن کے تڑاسے چولین شانون کی نکل گئیں دونون گرز اڑتے پھرتے
سر پر پڑے کہ خود سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین غرضکہ ایک چبوترہ بنکر رہ گیا رفیع البخت نے نعرہ کیا کہ زدم و بست
کردم عیار قرن گرز زن کا چھاگل پانی کی لیے ہوئے قریب آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو
بٹھایا اب جو دیکھا تو نہ سوار کا پتہ ہے نہ مرکب کا زمین پر تلتلا خون کا معلوم ہوتا ہے یہ روتا
اور خاک اڑاتا ہوا پھرا رفیع البخت نے پہر بھر کی میدان داری مین چار سردار
واصل جہنم کیے کہ یکایک صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے جبکہ وہ گرد
قریب ہو کر شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک شخص بالکل سیاہ بال سر کے ندارد اونٹ کے گوشت کا
بنا ہوا بالکل برہنہ مگر ہتھیار باندھے چلا آتا ہے رفیع البخت دل مین کہتے تھے کہ ہزارون
بلائیں یہاں بھری ہوئی ہیں کسی نے نہ پہچانا جس وقت وہ شخص قریب پہونچا تو اسنے
نعرہ کیا کہ منم عوجان مردار خوار بیابانی اور رفیع البخت دیکھا تو نے کہ مین نہ مر سکا
ہرچند کہ تیرے عیار نے مار ڈالنے مین کوئی بات باقی نہین رکھی تھی کہ توپ بھی دیا تھا اور پسے لکڑیان
سلگا کر جلا بھی دیا تھا مگر مجکو میرے خداوند نے بچایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر رفیع البخت
کی طرف چلا کفار مین طبل شادمانی بجا آدم خوار خوشی کے مارے تالیان بجانے لگے
اور امیر المکان پکارا کہ اے بندگان ببین دید بید قدرت مرا چہ قدرت کرم سب نے سجدہ کیا
کہ یا خداوندا اگر ایسا تو نہ ہوتا تو ہم سجدہ تجھے کیون کرتے اور حضرت سبک خیز بیابان نورد بھی عذر
کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا خداوند تو نے عجب قدرت نمائی کی ہے کہ تیری حمد و ثنا احاطہ تحریر سے
باہر ہے بیشک ہماری غلطی تھی ہم سمجھے یہ جانا کہ عوجان جلگیا ادھر عوجان مردار خوار
آتے ہی رفیع البخت پر برس پڑا تلوار پر تلوار مارنے لگا چونکہ یہ پیدل آیا تھا رفیع البخت بھی
گھوڑے سے کود پڑے تھے یہ بھی پینترے بدل بدلکر ہاتھ مار رہے تھے مگر عوجان مردار خوار
وار انکے سر پر روک رہا تھا اور کوئی اثر مطلق نہ ہوتا تھا جتنے کہ خط بھی نہ پڑتا تھا آخرکار نوبت
کشتی کی آئی تلوارین آریان ہو گئی تھیں ہاتھون سے پھینک پھینک دی تھیں دیر تک
کشتی رہی آخر پھر اسنے زرہ رفیع البخت کی چاک کر ڈالی اور شانے پر منہ مارا رفیع البخت
نے پھر کلہ گرز اسکے منہ مین دے دیا اسنے جھنجلا کر گرز کو چبا ڈالا اور پھر شانے پر منہ مارا الہور
تیز گام پاس کھڑا ہوا نورالدہر کی صورت بنا ہوا تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ
آقا میرا تھک گیا ہے جلدی سے قریب آکر کہا کہ اب میری باری ہے یہ کہکر عوجان سے لپٹ گیا

ہرچند رفیع البخت سے کہا کہ آپ زخمی ہیں اور میں ابھی زخمی نہیں ہوا ہون لیکن نورالدہر نقلی سے مانا رفیع البخت نورالدہر نے لحاظ سے ہٹ گئے عوجان سے وہی حرکت کی کہ جسم پر تیغہ مارا جہان تیغہ لگا یا تھا تیغہ وہیں رہ گیا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا لاہور نے اسکو باندھ لیا اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا ہمراہیون نے عوجان کے بہت تعاقب کیا ادھر کی فوج بھی آ پڑی اور بہت تلوار چلنے لگی رفیع البخت نے تلوار کھینچی اور آدم خوارون کو قتل کرنا شروع کیا ادھر لاہور تیز گام عوجان مردار خوار کو لیے ہوئے چیر ہمرا کی طرف نکل گیا اور آج یہ تدبیر کی کہ اسکو کنوئین میں ڈالکر پتھرون سے پاٹ دیا یہان شام تک تلوار چلا کی ہزارہا آدم خوار مارے گئے لشکر عوجان کا نصف سے بھی کم رہ گیا اور بہت سے خدا پرست بھی کام آئے آخر شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اور اپنے اپنے قیامگاہ کی طرف چلے یہان رفیع البخت نہایت متعجب ہین کہ آج بزرگوار نے اس ملعون کو کیونکر باندھ لیا جسوقت شفاخانہ میں پہونچے تو نورالدہر کو بیٹھے ہوئے پایا کہا ای فرزند آج کیا ٹھہری رفیع البخت نے جنگ مغلوبہ کی حالت بیان کی اور کہا کہ مین نے مردارخوارون کو نصف بھی نہین باقی رکھا ہی نورالدہر نے کہا کہ اس سخت جان کا کیا حال ہوا رفیع البخت نے کہا کہ آپ ہی تو اسے باندھکر لائے ہین اور مجھ سے پوچھتے ہین نورالدہر نے کہا کہ ای فرزند یہ کیا کہتے ہو مین نے تمھارے کہنے کے موافق یہان سے قدم باہر نہین نکالا رفیع البخت نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی جو کچھ عرض کر سکون اسلیے کہ آپ میرے سامنے بلکہ تمام عالم کے سامنے اسے باندھ لائے نورالدہر نے کہا کہ بابا وہ کوئی نوکل ہوگا جو میری صورت بنکر آیا تھا ورنہ خیال تو کرو کہ جو دن بھر مین بھی مجھ سے نہ ہوسکا زور اسکا دمبدم بڑھتا ہی چلا جاتا تھا حتی کہ آپسے کھا لینے مین کوئی بات باقی نہ رکھی تھی یہ میری زندگی باقی تھی کہ مین ہاتھ سے اسکے بچ گیا ایسے شخص کو مین دم بھر مین باندھ لاتا یہ کیونکر ہوسکتا ہی یہان یہی بحث تھی کہ لاہور تیز گام آکر پہونچا اور یہ باتین سنکر دست ادب بستہ عرض کرنے لگا کہ یہ اس غلام کی حرکت تھی اگر مین حضور کی شکل بنکر آپ کو نہ ہٹاتا تو بھلا آپ میرا کہنا سنتے رفیع البخت نے کہا کہ ای لاہور خبردار اب آیندہ اس طرح کی عیاری نہ کرنا ورنہ عوض انعام سزا دونگا لاہور تیز گام یہ سنکر تھرا گیا اور عرض کی کیا ضرورت سے مجبور تھا کہ اسوقت سوا اس پہلو کے دوسری صورت عیاری کی نہ تھی اور یہ نوبت یہ پہونچ چلی تھی کہ وہ آپکو بھی زخمی کیا چاہتا تھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ رفیع البخت کو غصہ آگیا ہی بات کو ٹال دیا اور لاہور سے کہا کہ آج آپنے کیونکر قید کیا ہی کل تو وہ رہا ہوکر آگیا تھا لاہور نے عرض کی کہ حضور ایسے سخت جان تو دیکھے نہ سنے کہ پہلے توپ دیا پھر جلا دیا مگر وہ ملعون خدا جانے کیونکر سب بلاؤن سے بچکر زندہ نکل آیا آج مین نے اسکو ایک کنوئین مین غرق کرکے اوپر سے پاٹ دیا ہی یقین تو ہی کہ اب اگر مر بھی جائے تو نکل نہ سکیگا یہان تو یہ باتین ہورہی ہین اور وہان امیر المکان دل مین کہتا ہی کہ

عیار رفیع البخت کا بلائے بے درمان ہی سبک خیز عیار کو بلا کر کہا کہ دیکھا تو نے لاہور عیار
نے دو مرتبہ سر میدان عیاری کرکے عوجان کو پکڑ لیا اور تجھسے کچھ نہیں ہو سکتا کہ
تو اس قابل بھی نہیں کہ عوجان کو رہا کرے اگر ابکی بغیر عوجان کو رہا کیے ہوئے واپس آئیگا
تو تجھے دوزخ میں ڈالدونگا یہ سنکر مہتر سبک خیز تھرا گیا اور لشکر سے نکلکر چند شاگردوں کو منتخب
کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صحرا میں پہونچکر اسنے صورت اپنی تبدیل کی اور لاہور کی
شکل بنکر لشکر اسلام میں داخل ہوا اور ادھر ادھر پھرنے لگا جسوقت بہ قریب خیمہ
نور الدہر کے پہونچا تو ایک خواص کو باہر آتے دیکھا اس سے کہا کہ ذرا ادھر آنا تم سے علحدہ
ایک بات کہنا ہے وہ بیچارہ ساتھ اسکے پشت خیمہ پر آیا سبک خیز نے حباب بیہوشی مار کر اسے
بیہوش کرکے ڈالدیا اور صورت اسکی بنکر خیمہ میں داخل ہوا یہ وقت تھا کہ لاہور تیز گام حال
گرفتاری عوجان اور چاہ میں غرق کرکے پاٹ دینا اسکا بیان کر رہا تھا یہ سنتے ہی سبک خیز
بیابان نورد کسی بہانہ خیمہ کے باہر آیا اور شاگردوں کو اپنے تلاش کرنے لگا ایک گوشہ میں
جاکر پھر صورت اپنی لاہور تیز گام کی بنائی اس خیال سے کہ اہل لشکر مزاحمت نکریں اور عیار
مشکوک ہو کر گرفتار نکرلیں را■ میں مختلف صورتوں میں شاگرد اسکے تھے کچھ نشانیاں اسنے
ایسی رکھی تھیں کہ انکو پہچانتا اور اپنے ساتھ لیا اور جانب چاہ روانہ ہوا جسوقت قریب
چاہ پہونچا مٹی اور کنکر پتھر ہٹانا شروع کیے حتی کہ تہ آب تک پہونچا اور عوجان کو دیکھا کہ
پنجرے میں تھرا پڑا ہے سانس تنگی کر رہی ہے دونوں نتھنوں میں مٹی ٹھنسی ہوئی ہے سبک خیز
نے عوجان کو اٹھایا اور زینہ پہلے سے بنا رکھا تھا چاہ سے باہر لاکر مٹی چھڑائی اور ہوشیار
کیا جیسے ہی یہ ہوشیار ہوا کہا تو کون سبک خیز نے نام بتایا عوجان نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہے تو وہی شخص ہے جسنے مجکو اسیر بلا کیا ہے اب تو کوئی اور تدبیر اسیری سوچا ہے جو مجھے یہاں سے
نکالا ہے میں تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر ہاتھ مہتر سبک خیز کا پکڑ لیا چاندنی رات تھی
صورتیں صاف نظر آتی تھیں اور سبک خیز صورت لاہور تیز گام کی بنا ہوا تھا
عوجان نے جو صورت اسکی دیکھی کہا کہ میں عیار خداوند کو خوب پہچانتا ہوں تو وہی شخص
ہے جسنے دو مرتبہ مجکو گرفتار کیا تھا یہی حجت ہو رہی تھی کہ وہاں مہتر لاہور تیز گام کو خبر پہونچی
کہ عیاران کفار چاہ تک پہونچ گئے اور عوجان مردار خوار بیابانی کو رہا کرنے کی فکر
کر رہے ہیں لاہور بھی چند عیاروں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا اور صورت اپنی مہتر سبک خیز
کی بنائی تھی اسوقت یہ آکر پہونچا کہ عوجان سے اور سبک خیز سے گفتگو ہو رہی تھی
لاہور صورت تو سبک خیز کی بنائے ہی ہوئے تھا سامنے جاکر آواز دی کہ اے غضب خداوند
امیر المکان یہ وہی عیار ہے جسنے تمھیں دو مرتبہ گرفتار کیا تھا اور عیار خداوندیں ہوں
میری صورت دیکھو اور پہچانو اسکی باتوں میں نہ آنا یہ سنتے ہی عوجان مردار خوار نے
پلٹکر دیکھا کہا بیشک عیار خداوند تم ہی ہو میں پہچانتا ہوں سبک خیز نقلی یعنی لاہور
اصلی نے کہا کہ اسے پچھاڑ کر ابھی کھالو ورنہ پھر یہ کوئی مفسدہ برپا کرے گا یہ سنتے ہی عوجان نے

میں لاہور نتلی کو نوچ نوچ کر کھانے لگا ہر چند یہ چیختا ہے اور سنا گردبھی اسکے شور کرنے میں کہا ای عوجان مردار خوار ہم تمھاری رہائی کے واسطے آئے تھے اور صورتین اپنی تبدیل کر ڈالی ہین ہمین نہ کھاؤ عوجان نے ایک نہ سنی اور سبک خیز کو کھا گیا ہمراہی اسکے نالان وگریان اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے اور عوجان مردار خوار لشکر اسلام سے خائف ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا کہ ایسا نہو وہ عیار بلجاے اور پھر مجھے گرفتار بلا کرے لاہور تیز گام غنیمت سمجھا کہ اسوقت تو یہ بلا ٹلتی ہے پھر دیکھا جائیگا پہلے ہمراہیان سبک خیز نے قبطول زنگاری آکر پہونچے اور تمام ماجرا سبک خیز کا بیان کیا بعد اسکے عوجان مردار خود پہونچا اسکے آنے کی خبر سنکر کفار مین طبل شادمانی بجا یہان لاہور تیز گام خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کی آیا اور سارا واقعہ اپنی عیاری کا بیان کیا رفیع البخت اور نورالدہر بہت ہنسے وہان امیر المکان نے عوجان مردار خوار بیابانی سے کہا کہ بالفعل تم دو ایک روز آرام کرو پھر طبل بجوایا جائیگا پہلے اس عیار کی فکر کرنا چاہیے اور کوئی انتظام تمھاری حفاظت کا کر لیا جاے پھر دیکھا جائیگا عوجان مردار خوار بھی خاموش ہو رہا امیر المکان نے ایک نامہ لکھکر جانب درۂ کوہ حدید روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای حدید جادو یہ وقت تمھارے آنے کا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ جلد سے جلد ہم تک پہونچاؤ کہ خدا پرست اس ملک پر بھی آگئے ہین اور جنگ ہو رہی ہی جسوقت یہ نامہ حدید جادو کو پہونچا اور مضمون نامہ سے یہ آگاہ ہوا اسیوقت ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر بجانب ملک نور آگین روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت بیان کیا جائیگا لیکن اول حال یہ ہی کہ شاہزادۂ رفیع البخت بارگاہ مین بیٹھے ہین لاہور تیز گام بھی حاضر ہی ذکر سلیم جادو کا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم وہ کس بلا مین مبتلا ہوے جو اسوقت تک نہین آئے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ اسوقت تک پہونچ نہ جاتے اسواسطے کہ خود انھون نے کہدیا تھا کہ تم لشکر لیچلو مین بر وقت پہونچ جاؤنگا مگر اسوقت تک نہ پہونچے اگر دو مرتبہ لاہور تیز گام انکو گرفتار نکرتا تو وہ ابتک ہین بھی کہا گیا ہوتا شاہزادۂ نورالدہر کو بھی تشویش پیدا ہو گئی ہی اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ امیر المکان نے ایک ساحر کو کوہ حدید سے طلب کیا ہی جسوقت وہ آئیگا تو طبل جنگ بجے گا رفیع البخت نے کہا کہ کیا اب یہ مردار خوار مقابلہ نکریگا ہرکارون نے عرض کی کہ مقابلہ تو یہی کرے گا حدید جادو اسکی حفاظت کرتا رہے گا دو مرتبہ اسکے اسیر ہو جانے سے امیر المکان کو یہ خیال ہوا ہی کہ عیار لشکر اسلام نہایت چالاک ہین ہر مرتبہ عوجان کو گرفتار بلا کر دینگے اور کوئی فائدہ نہوگا اس سبب سے حدید جادو کو بلایا ہی یہ سنکر لاہور تیز گام نے کہا کہ تو سہی جو خدید جادو کو سر میدان ڈھو کا دیکر مار دون غرضکہ آجکی رات تو اطمینان سے بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو حدید جادو آکر پہونچا اور امیر المکان کی قدمبوسی حاصل کی جب دن تمام ہوا تو امیر المکان نے حدید جادو سے کہا ہمنے تمکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ تم جنگ کے وقت عوجان مردار خوار کی حفاظت کرتے رہو کوئی عیار اسپر دست اندازی نکر سکے دو مقابلے سے کیے

جب اہل اسلام اسپر غالب نہ آسکے تو عیار نے سرمیدان دھوکا دیکر آتے بیہوشین کیا
اور گڑھے مین ٹوپ دیا چونکہ خداوند نے اُسکی موت معین نہین کی ہی اسوجہ سے وہ قتل
نہوسکا اور بیمار رہا ہو گیا یہ سنکر حدید جادو نے کہا کہ آپ بحال جمعیت بجواب کل مین اُسکے ہاتھ
سے تمام مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا کیا مجال ہی کسی عیار کی جو قریب اُسکے آسکے اور کل شب کو
ملکہ زرنگار جادو بھی تشریف لائینگی اسلیے کہ انکا چلہ سحر تمام ہی کل تک تمام ہو جائیگا یہ سب
باتین لاہور تیز گام ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا سن رہا تھا دلمین کہا کہ اتنا پتہ عیاری کرنے کو کافی
ہی خیر او ملعون کل دیکھا جائیگا اگر تو اُسکی حفاظت کرے گا تو ہم پہلے تیرا ہی خاتمہ کر دینگے غرضکہ
ادھر تو امیر المکان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور ادھر لاہور تیز گام کسی بہانے
سے باہر نکلا اور جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا اور آواز طبل سے پہلے لشکر مین پہونچ گیا
رفیع البخت نے جو اُسکو آلودہ گرد و غبار دیکھا فرمایا کہ کیا خبر لائے عرض کی حدید جادو
آگیا اور اُسنے حفاظت عوجان مردار خوار کا بیڑا اُٹھایا ہی اور نام پر عوجان کے طبل جنگ
بجا ہی رفیع البخت نے کہا کہ یہ طبل ہمارے واسطے کوس رحلت سے کم نہین ہی لاہور
نے عرض کی کہ آپکے دشمنون کے لیے کوس رحلت ہی انشاء اللہ سر میدان حدید جادو
کو مار دونگا اور اگر قابو چلا تو اس ملعون کو بھی زندہ پکڑ کر اور کمر مین اُسکی لنگر باندھکر
غرق دریا کر دونگا اگر نہ مرے گا تو بھی تہ آب پڑا رہے گا حضور پریشان نہوں غرضکہ
یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی ادھر آدم خوار نہایت خوش ہین
کہ ایک روز طبل نہ بجنے سے یہ بھوکے ہین خوش ہو رہے ہین کہ کل خوب پیٹ بھرے گا
کیونکہ حدید جادو آگیا ہی اب اسکی وجہ سے اہل اسلام تو قابو پا نہ سکینگے بہادر ہی بہادرون
نے آلات حرب و ضرب کو درست کرنا شروع کیا ہی اور کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھا ہی
منتظر صبح کے ہین کہ یکایک سپیدۂ سحری نمودار ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے
چہرہ ماہ تابان کا بے نور ہوا مرغان صحرا آشیانون سے نکل نکلکر درختون پر بیٹھے ہین اور بزبان
بے زبانی تعریف چمن آرائے دہر کی کر رہے ہین سبزہ لہلہا رہا ہی گویا لاکوسون تک
پھولا ہوا ہی زمین پر ایک جانب فرش مخمل ہوتا ہی اور دوسری طرف سفید فرش بچھا ہوا ہی
درخت جھوم رہے ہین جھونکے ہوائے سرد کے چل رہے ہین رفیع البخت اور نور الدہر
بستر خواب سے اُٹھے وضو کیا فریضۂ سحری کو بعد خضوع ادا کرکے مرکب طلب
کیے مرہ بن کرہ اور قلہ بن کرہ دونون حاضر ہوے رفیع البخت مرہ بن کرہ پر
سوار ہوے اور نور الدہر قلہ بن کرہ پر سوار ہوے اور براہ میدان کارزار
کی لی بعد انکے اور سردار مثل اختر شاہ و قمقام شیر زور و صمصام شیر زور
وغیرہ یکے بعد دیگرے چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے
آنے لگے اور پرے جمانے لگے گھڑی بھر مین آٹھون صفین آراستہ ہو گئین اُسطرف
سے عوجان مردار خوار یابانی اپنے مردار خوارون کو لیے ہوے میدان مین آکر

پہونچا اور اسنے بھی صفین درست کین اتنے مین جانب صحرا سے ایک ساحر پلنگ سحر پر سوار
ہو کر پہونچا اور ایک مقام پر علیحدہ سب سے کھڑا ہو رہا بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال عوجان مردار خوار نے اپنا گینڈا صف سے نکالا اور سامنے دریچہ فیلقوس کے
آکر سر آستان عبودیت پر جھکایا اور کہا کہ یا خداوند آج ایسی تقدیر کر کہ مین خاتمہ ان
بندگان خالص کا کر دون اور خوب پیٹ بھرون کہ کل سے بھوکا ہون یہ سنکر امیر کاکان
نے آواز دی کہ ای بندۂ خاص الخاص و غضب خدا بڑھ جا اور ان سب کو کھا لے
کہ ہمنے موت انکی تیرے ہاتھ سے نامزد کی اور انکو غذا تیری قرار دیا ہے اور آج کوئی تجھ پر غالب
نہ آئیگا یہ سنکر عوجان مردار خوار نہایت خوش ہوا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر
راہ میدان کارزار کی لی جس وقت میدان مین پہونچا تو اسنے نہیب دی کہ باش ای
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو لقمہ دہان گور بننا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو
اسلیے کہ خداوند نے تمکو خوراک میری مقرر کیا ہے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نور الدہر نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ای فرزند یہ ممکن نہین کہ مین
آنکھون سے دیکھون اور تو اس بلا کے سامنے جائے دنیا مجھے کیا کہیگی یہ فرما کر اپنا گھوڑا
بڑھا دیا رفیع البخت نے بھی مرکب کو چھیڑ دیا اور عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا آپکو
تنہا نہ جانے دونگا نور الدہر نے کہا کہ بیٹا یہ ہم لوگون کے آئین کے خلاف ہے کہ ایک
کے مقابلہ کو دو جائین لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ مجھی کو جانے دو اور جب تک مین
اس سے مقابلہ کرون تم دفن و کفن کی تیاری کرو اگرچہ گوشت یہ کھا لے گا لیکن جو کچھ
استخوان بچ رہین انھین کو دفن کر دینا رفیع البخت نے کہا کہ مین ہرگز تنہا نہ جانے دونگا اگر
ایک کے مقابلہ مین دو کا جانا آپ خلاف سمجھتے ہین تو مجھی کو جانے دیجیے یہان تو یہ
حجت ہونے لگی اُدھر عوجان نے کہا کہ ارے تم نے کیون ہوا انجام دونون کا ایک ہی ہوگا
دونون ملکر لڑو مین ابھی تم دونون کو کھا لونگا اور اگر تم نہین بڑھتے ہو تو مین آتا
ہون یہ کہکر اسنے گینڈے کو بڑھایا ادھر سے شمقام شیر زور نے بڑھکے گردن کو دبا کر چبالیا
مردار خوارون نے دیکھا کہ ہمارے سردار کو یہ لوگ گھیر لینگے پہلے تو دو ہی بڑھے تھے اب ایک
اور چلا اسیطرح ایسا نہو کہ پورا لشکر آپڑے یہ سب بھی بڑھے انکو دیکھکر لشکر رفیع البخت بھی
بڑھا حتی کہ دونون لشکر ملگئے اور باہم مقابلہ ہوگیا مردار خوارون نے کھانا شروع کر دیا
اور جوانان لشکر اسلام نے تلوارین کھینچین آپڑے تلوار چلنے لگی تیر برسنے لگے تبر و
لپکنے لگا شعاعون کا دھوان دھار بادل چھا گیا بارش خون کی ہونے لگی سرہاے
دلون کے برسنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اہل اسلام مردار خوارون سے
لڑتے تھے اور داد مردی و مردانگی دیتے رہے تھے قتل بھی ہوتے تھے قتل بھی
کرتے تھے لیکن عوجان مردار خوار جسکو ہاتھ تیغ آبدار کا مارتا ہے اسکے دو ٹکڑے ہوتے
ہین لاش کو پھڑکنے بھی نہین دیتا اور چبا لیتا ہے ہاتھون سے خون بہ رہا ہے اطمینان

سے ساتھ لاشون کو جار ہا ہی لاہور کی یہ حالت ہی کہ جب یہ عوجان کو نورالدہر پار رفیع البخت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیتا ہی تو ایک آدھ حقہ آتشبازی کھینچ مارتا ہی ادھر تو گینڈا عوجان کا بھاگ کھڑا ہوتا ہی ادھر مرکب ان شہپارون کے بیچینی کرنے لگتے ہین تا مقدور یہ عوجان کو قریب نہین پہونچنے دیتا اور جب ہیئت کو تبدیل کرکے قریب عوجان کے پہونچتا ہی ارادہ چاہتا ہی کہ دھوکا دیکر کوئی دست اندازی کرون اسوقت ہواے تند چلتی ہی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ سے اڑ جاتا ہی ہیئت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی عوجان پہچان لیتا ہی دیکھا لاہور نے کہ یون کام نہ چلے گا اب یہ حدید جادو کی طرف چلا کہ پہلے کام اسکا تمام کرون پھر دیکھا جائیگا ہنوز یہ حدید جادو تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ عوجان مردارخوار قریب رفیع البخت کے جا پہونچا رد و بدل ہونے لگی اب لاہور پریشان ہوا کہ الہٰی یہ بلا میرے آقا کو کھا لے پھر لیٹا اور حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ گینڈا عوجان کا بھاگا یکایک جانب آسمان سے ایک ابر نورانی نمودار ہوا آتے آتے ابر شق ہوا اور نعرہ سلیم جادو کا ہوا سلیم جادو نے آتے ہی ایک گیند جھولی سے نکالا اور رفیع البخت کو دیکر کہا کہ ای فرزند اب تشویش کا اب کے مقام پر اس گیند کو تھجوا اور مار و گیند کہ سینے پر اسکے پڑے اور مین حدید جادو سے مقابلہ کرتا ہون یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کر سلیم جادو سامنے حدید جادو کے آئے اور کہا او ملعون کیا تو نہین جانتا کہ رفیع البخت بھانجا ہمارا ہی حدید جادو نے کہا تم نہین جانتے ہو کہ مین ملازم ملکہ زنگار جادو کا ہون اور امیر المکان معشوق زنگار جادو کا ہی کیون تمھارا بھانجا امیر المکان کے مقابلہ کو آیا سلیم جادو نے کہا کہ وار اپنا کر اس بحث سے کچھ حاصل نہین ہی حدید جادو نے کہا کہ بحث تو تمہی نے نکالی یہ کہکر اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور سینے پر سلیم جادو کے کھینچ مارا سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ گولہ پھٹا اور شعلہ چمک کر گولہ مین سے نکلا اور حدید جادو پر پڑا کہ جلا کر خاک کر دیا مرتے ہی حدید جادو کے شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری دیر تک رہی پھر خاک اڑا کیے آخرکار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من حدید جلو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جبتک تاریکی رہی اسوقت تک دو نون لشکرون مین عجب طرح کی جنگ رہی کہ اپنا بیگانہ نظر نہ آتا تھا باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو قتل کیے ڈالتا تھا ادھر اہل اسلام آپس مین لڑ رہے تھے ادھر مردارخوار ایک دوسرے کو کھا لیتے تھے جوقت روشنی ہوئی تو پھر مقابلہ اچھی طرح ہونے لگا دوست دشمن مین امتیاز ہوا تلوار چلنے لگی آدھر سلیم جادو نے رفیع البخت کو آواز دی کہ ای فرزند اب اس مردارخوار کو نہ چھوڑنا رفیع البخت نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں مین ابھی اس ملعون کو لقمہ دہان اجل بنائے دیتا ہون یہ کہکر مرکب کی باگ لی اور للکارے کہ او ملعون کہان جاتا ہی ادھر آ کہ مین تیری خدمتگذاری کے واسطے موجود ہون عوجان مردارخوار نورالدہر کی طرف چلا جاتا ہی اور

کہہ رہا ہے کہ تو میرا شکار زخمی ہے آج تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اتنے مین رفیع البخت مرکب کو
دوڑا کر سد راہ ہوے اور آواز دی کہ او ملعون ادھر نہین آتا عوجان نے کہا کہ
واقع مین تو لقمہ چرب ہے پہلے تجھی کو کھاؤنگا گوشت مین تیرے حلوان کا لطف ہوگا
کہ ابھی تو بچہ ہے یہ کہکر رفیع البخت کی طرف چلا اور آتے ہی اسنے تلوار ماری رفیع البخت
نے وار اسکا سپر سے روکے وہی گیند جو سلیم جادو نے انکو لاکے دیا تھا سینے پر عوجان مردار خوار
کے کھینچ مارا گیند سینے پر پڑتے ہی تمام جسم مین عوجان کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ ہوگیا
اسکے مرتے ہی مردار خوارون کے حوصلے پست ہوگئے اور فرار پر قرار لیا امیر المکان نے گھبرا کر
طبل امان بجوا دیا اور نہایت پریشان تھا کہ کیا سبب ہوا جو عوجان مردار خوار جل گیا
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سلیم جادو نے حمید جادو کو مار کر شیشۂ قتل عوجان حاصل کیا
اور رفیع البخت کو لاکر دیا اسوجہ سے عوجان مارا گیا امیر المکان نے ایک نامہ زنگار جادو
پاس روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے باعث خداوندی امیر المکان آپ جلد تشریف لائیے
کہ مجھپر وقت سخت آگیا ہے سلیم جادو طلسم کشا کا شریک ہوا تمام مرحلے شکستہ ہوے حصار
ٹوٹ گئے یہانتک نوبت پہونچی کہ شیشۂ قتل عوجان حریف کو ملگیا اور عوجان مردار خوار
ہاتھ سے رفیع البخت کے مارا گیا جسوقت یہ نامہ زنگار جادو کو پہونچا اور اسنے نامہ
پڑھا اسی وقت ابر زنگاری پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان امیر المکان نے بعد نامہ بھیجنے کے
اُس مکان کو کھلوایا جسمین زنگار جادو پوشیدہ طور پر اسکے پاس آیا کرتی تھی اور اسباب
عیش مہیا کرکے مکان مین تنہا بیٹھا کسی خادم کے آنے کی اجازت نہ تھی کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر زنگار گون نمودار ہوا برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی یہانتک
کہ وہ ابر آتے آتے قریب اس مکان کے پہونچا اور شق ہوا زنگار جادو تخت سحر پر سوار
نمودار ہوئی امیر المکان براے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا زنگار جادو آکر بیٹھی اور امیر المکان
ہاتھ باندھکر اسکے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے ملکۂ آفاق یہ سب جاہ وجلال
شان وشوکت خداوندی آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہے مگر اب مٹا چاہتی ہے اور برباد ہوا چاہتی
ہے آپکو تو خوب معلوم ہے کہ سلیم جادو سے باپ مارے کا بیر ہے اور عوض خون بادورنگ نشین
کا لینا چاہتا ہے اسنے جاکر حمید جادو کو مارا اور شیشۂ قتل عوجان حاصل کیا عوجان
مارا گیا اب خداوندی میری برباد ہوا چاہتی ہے یہ کہکر رونے لگا زنگار جادو نے
کہا کہ اے امیر المکان تونے یہ بیان کرکے اسقدر دل میرا جلایا ہے کہ اب جی تو
یہی چاہتا ہے کہ مین خود خداوندی کو تیری خاک مین ملادون اور تیری وہ حالت
بنادون کہ جو لوگ تجھے سجدہ کرتے ہین وہی تیری مذمت کرین اور تو انکے ہاتھ سے
ذلیل ہو مگر یہ خیال آتا ہے جسے عزت دی اُسے ذلت دینا کیا خیر بالفعل تو جنگ کو موقوف رکھ
کہ مین جاتی ہون اور آتش خانۂ سامری تیار کرتی ہون آج سے تیسرے دن آؤنگی اور
سب کو پھونک دونگی بس ٹھہرنے کی مجھے فرصت نہین ہے یہ کہکر رخصت ہوئی اور تخت

زنگاری پر بیٹھکر جانب کوہ حدید روانہ ہوئی ادھر رفیع النجمت بعد قتل عوجان مردار خوار بیابانی
کے سلیم جادو سے زنہار کرتے ہوے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا شہزادہ نورالدہر
نے سلیم جادو کی نہایت تعریف کی کہ مین نے بڑے بڑے ساحر دیکھے مگر تم ایسا ساحر
نظر سے کم گذرا ہی سلیم جادو نے عرض کی کہ آپ عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ
مین آنم کہ من دانم ہرچند کہ مرحلہ قتل عوجان کا بھی نہایت سخت و دشوار تھا مگر آپکے
اقبال سے فتح حاصل ہوئی اور حمید جادو ایسے ساحر کو مار کر شیشہ قتل عوجان
حاصل کیا گو اسنے شیشہ توڑ ڈالا تھا مگر آب قتل عوجان کو مین نے ضایع نہونے دیا
اور زمین کو آہنی کر دیا کہ پانی جذب نہونے پائے اور اسی پانی مین کپڑا تر کرکے گیند
بنایا جس سے عوجان مارا گیا مگر اب مرحلہ زنگار جادو کا درپیش ہوگا یہ ساحرہ یادگار
سامری و جمشید ہی تعریف اسکی مین کیا کرتا ہون کہ سحر و ساحری سے یہ اسقدر ماہر
ہی کہ کوئی ساحر مثل اسکے نہین ہی مین اسکے سامنے ایک طفل مکتب ہون مجھے بھی
اسنے اکثر سحر تعلیم کیے ہین یقینی امیر المکان نے اپنے حال پر ملال کی اسکو اطلاع کی ہوگی
اور قتل عوجان مردار خوار کی بھی خبر پہونچی ہوگی اور زنگار جادو برہم ہوکر آئیگی اور
قیامت برپا کرے گی مجا ہوا سحر اسکا یہ ہی کہ وہ آتش خانہ سامری تیار کرتی ہی اور لشکر
کے لشکر پھونک دیتی ہی اس سحر سے اسکے خدا ہی بچائے ہرچند کہ اسنے جوش محبت سے زمانہ
مین اسکا سحر بھی مجھے تعلیم کر دیا تھا مگر اب کیا وہ بھول گئی ہوگی ضرور اسے یاد ہوگا کہ
مین وہ سحر اسکا بتا چکی ہون عجب نہین ہی کہ وہ کوئی انتظام تازہ ایسے جسکا دفع مجھے
معلوم نہو خیر خدا مالک ہی ❊ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ❊ اگر تقدیر مین
فتح ہی اور اقبال آپکا یاور ہی تو مار ڈالونگا اس لکاتہ کو بھی اور اگر قضا میری آچکی ہی
تو جو مرضی خدا ہو بندے کا کیا اجارہ ہی مگر انسان کو چاہیے کہ ہراسان نہو
اور نظر مدد پروردگار پر رکھے کہ وہ حلال مشکلات ہی اگر چاہے تو مور ضعیف کو
فیل مست پر غالب کر دے اور ایک پر کاہ سے کوہ کو پست کر دے مجھے بھی
اجازت ہو کہ مین جا کر اپنے رفیقون اور دوستون کو بھی جمع کرکے براے مدد
اپنے ہمراہ لاؤن اور سامان مقابلہ کرون اگرچہ آئین سے بھی کوئی زنگار جادو سے
مقابلہ نہین کر سکتا ہی تاہم اتنی مدد اُنسے ضرور مل سکتی ہی کہ اگر مین زنگار جادو کے
مقابلہ مین جاؤنگا تو وہ آپکے لشکر کی حفاظت کرینگے اور زنگار جادو کو
بھی معلوم ہوگا کہ سلیم جادو تنہا نہین ہی شاہزادہ نورالدہر اور رفیع النجمت نے
سلیم جادو کو اجازت دی اور فرمایا کہ اگر تم لشکر کو ہم نبرد زنگار جادو کا نہین پاتے
ہو تو مقابلہ نکرو ہم سمجھ لینگے اگر اقبال ہمارا یاور ہی تو مثل اور ساحرون کے اسے بھی قتل کرینگے
اور اگر قضا ہی تو ہاتھ سے اسکے مارے جاینگے سلیم جادو نے کہا کہ یہی تو میرا بھی قول ہی
کہ موت زیست سوا خدا کے دوسرے کے اختیار مین نہین ہی لا ہور تیز گام یہ باتین

شمن ربا تھا اسنے عرض کی کہ آپ لوگ اطمینان رکھین اگر زنگار جادو کو عیاری کرکے
نہ مارا تو کوئی کام ہی نہ کیا خدا چاہے گا تو مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی غرضکہ سلیم جادو
تو اپنا لشکر لینے روانہ ہوے اور یہان رفیع البخت نے شاہزادہ نور الدہر سے
عرض کی کہ مہم سخت در پیش ہی اور فتح و شکست کا حال سوا خداوند عالم کے کوئی
جانتا نہین میری رائے مین خیمہ والدہ ماجدہ کا علحدہ کرکے کسی معتبر سردار کی
حفاظت مین دینا چاہیے اور اُس سے کہدیا جائے کہ اگر آثار شکست دیکھنا
تو تم انکو خدمت مین والد ماجد یعنی صاحبقران ثالث کی پہونچا دینا اور ہمارا
ماجرا ہمارے قتل ہونے کا بیان کر دینا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ نہایت
مناسب ہی غرضکہ خیمہ ملکہ ناوک فگن کا علحدہ برپا کر دیا گیا اور اختر شاہ کو پچاس ہزار
سوار دیکر حفاظت بارگاہ کے واسطے معین کر دیا گیا اور ملکہ ماہ دل افروز جادو
اور پرانزدار جادو بھی محافظت کے لیے معین ہوئین اور لاہور تیز گام نے
رفیع البخت سے عرض کی کہ اب غلام بھی رخصت ہوتا ہی اور قتل زنگار جادو کی تدبیر
کرتا ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہو گئی ہو اُسے عفو فرما دیجیے اسلیے کہ نہ معلوم زندہ
پھرنا نصیب ہو یا نہو شنا ہی کہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی اگر عیاری چلگئی تو مین نے
مارا اُسکو ورنہ حق نمک سے ادا ہوا لیکن ای شہریار جسطرح ہمین دشمن کی فکر ہی اسیطرح دشمن
ہماری فکر مین بھی ہونگے یقین ہی کہ عیاران لشکر کفار آپکی تلاش مین آئینگے آپ ہوشیار
رہنا ضرور ہی چند نشانیان آپکو بتائے جاتا ہون اگر اُنکا خیال رکھیے گا تو دھوکا نہ کھائیے گا
یہ کہکر کچھ باتین چپکے سے کان مین رفیع البخت کے کہدین اور یہ بھی کہا کہ جب مین سامنے آؤنگا
تو اُلٹا سلام کرونگا یعنی ہاتھ اپنا پشت سر کی طرف لیجاؤنگا جو شخص میری صورت کا آکر سیدھا
سلام کرے اُسے دشمن جانکر گرفتار کر لیجیے گا اور سمجھ لیجیے گا کہ یہ عیار لشکر کفار ہی اور جسوقت تک
مین واپس نہ آؤن اُسوقت تک اُسے رہا ہرگز نہ کیجیے گا یہ کہکر رخصت ہوا اور دو شاگردون کو
اپنے ساتھ لے لیا جو فن عیاری مین مثل لاہور کے تھے یہ تو اُدھر روانہ ہوا اور امیر المکان
نے زنگار جادو کو رخصت کرنے کے بعد چند نامے اپنے مددگارون کو روانہ کیے
مضمون سب کا یہی تھا کہ ای خیر خواہان دولت خداوندی تمکو چاہیے کہ مع لشکر جلد
اپنے کو ہم تک پہونچاؤ کہ ہمیر رفیع البخت نے لشکر کشی کی ہی اور عوجان مرد خوار بیابانی
اُسکے ہاتھ سے مارا گیا ایک نامہ فرزیل شیردل کو پہونچا اور دوسرا فرامرز
گرز زن کو اور تیسرا اقمیص سرمست کو یہ تینون پہلوان ڈیڑھ لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے برائے مدد امیر المکان روانہ ہوے چوتھا نامہ ارزال
فیل سر کو پہونچا یہ بہت بڑا پہلوان ہی دعوی رستمی رکھتا ہی ایک لاکھ سوار
اُسکے محکوم ہین اور رفیق قدیم ہی امیر المکان کا یہ بھی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوا

انکو تو قطع مسافت مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال امیر المکان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ انتظار میں زنگار جادو کے بیٹھا ہی ایک روز گذر چکا ہی دوسرا دن ہی اب اسے یہ خیال
ہی کہ کل زنگار جادو آجائیگی کہ یکایک زیر قیطول آواز فریاد بلند ہوئی کہ یا خداوند
میری خبر لیجیے کہ لوگ مجکو یہان ٹھہرنے نہین دیتے ہین اور مین بڑی دور سے آس لگاکر
آیا ہون اور نا امید پھرا جاتا ہون امیر المکان نے دریچہ قیطول سے سر نکالا اور
کہا ارے یہ کیسا غل ہی کون فریادی ہی کسنے اسکو آزار دیا ہی دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ پاؤن
سے لنجا اپاہج برص کے داغ اسکے تمام جسم پر لوگ اسکو سنبھالے ہوے رو رہا ہی اور
عرض کر رہا ہی کہ مین اس حال خراب سے بمشکل یہانتک آیا ہون کہ خداوند سے اپنی داد
مانگون یہان لوگ مجھے ٹھہرنے نہین دیتے امیر المکان نے کہا تو کون ہی اور کس واسطے
آیا ہی اسنے عرض کی کہ غلام ایک قصبہ کا رہنے والا ہی تمیزی نواز میرا نام ہی سوفاری نواز
کا بیٹا ہون چند دن سے مجھپر غضب خداوندی نازل ہی اس بلا مین مبتلا ہون ہاتھ پاؤن میرے
بیکار ہوگئے ہین اور یہ حالت ہوگئی ہی کہ کوئی پاس بیٹھنے کا روادار نہین ہوتا کام بھی میرا مجھسے
چھوٹ گیا جو روزی کا سہارا تھا اب فاقون مرتا ہون دو دونون بوڑھے آدمی جو اسکو سنبھالے
ہوے تھے انھون نے عرض کی کہ یا خداوند جو کچھ گناہ اس سے ہوگیا ہو اُسے عفو فرمایئے
اور نظر کرم فرماکر اسے اچھا کر دیجیے اسواسطے کہ طبیب اسکے علاج سے عاجز آگئے اب سوا آپکے
کسی طرف کا سہارا نہین ہی کل سے ہم اسی مقام پر پڑے ہوے ہین یہان کے لوگ
ہمسے کوسون بھاگتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم غضب خداوندی مین مبتلا ہو ہم سے
دور رہو ایسا نہو تمھارے ساتھ ہم بھی مبتلاے بلا ہون کسی نے بھیک بھی نہ دی
اور ہم نادار ہین تیسرا فاقہ بھی ہی صدقہ اپنی خداوندی کا ہمکو اپنے دامن رحمت مین
لے لیجیے یہ سُنکر امیر المکان نے کہا ہرچند گناہ اسکا لائق بخشش نہین ہی مگر رحمت
ہماری بہت بڑی ہی ہم خطا اسکی معاف کر دینگے یہ کہکر دربانون کو حکم دیا کہ اس اپاہج
کو آنے دو اور تمیزی نواز سے کہا کہ تو بالاے قیطول چلا آ اگر اعتقاد تیرا درست ہی
تو ہم تک پہونچ جائیگا ورنہ پاؤن تیرے یاری نہ دینگے اور یہان تک نہ پہونچ سکیگا
تمیزی نواز نے کہا کہ میرے تو دلکو لگی ہوئی ہی ضرور ہی پہونچونگا یہ کہکر دروازۂ قیطول
کی طرف چلا دونون بڈھے اسے سنبھالے ہوے تھے اور کہتے جاتے تھے خوش نصیب
تیرے کہ خداوند نے تجکو بالاے قیطول طلب فرمایا ہی جو لوگ ہمین دُتکارتے تھے اور
مغضوب خداوند کہتے تھے اب وہی ڈنڈوت کرینگے اور پاؤن پوجینگے یہ کہتے ہوے
اور تمیزی نواز کو سنبھالے ہوے چلے پاؤن اسکے ڈگمگا رہے تھے مگر شوق مین دوڑا ہوا
چلا جاتا تھا کہ کسی طرح خداوند تک پہونچ جاؤن جاتے جاتے تمام زینے اسنے طے کیے اور
بالاے قیطول گرتا پڑتا سامنے امیر المکان کے پہونچ گیا یہان یہ کیفیت ہی کہ دربار اسکا
آراستہ ہی رازداران خداوندی جمع ہین امیر المکان تخت پر بیٹھا ہی چتر سر پر گردش کر رہا ہی
چند نازنینین پندرہ پندرہ برس کی خدمتگذاری مین حاضر ہین یہانتک سب کام کاج انھین عورتون

سے سپرد ہی کوئی مگس رانی کر رہی ہی کوئی خاصدان لیے بیٹھی ہی کوئی اوگالدان لگا رہی ہی تمیزی نواز
نے جو یہ سامان دیکھے متحیر ہو گیا دلمین کہا یہ ملعون بڑے عیش کرتا ہی خدا نے یہانتک تو پہونچا دیا
ہی اگر کام بھی بنجائے تو لطف ہی یہ سوچکر آگے بڑھا اور قریب پہونچکر اپنے کو گرا دیا اور چلایا
خداوند میری خبر لیجیے بڑی مشکل سے مین آپ تک پہونچا ہون امیر المکان نے کہا اے
تمیزی نواز ہمنے طبیبون کو اسی واسطے خلق کیا ہی کہ جو لوگ بیمار ہون طبیب انکا علاج کرین تو
کیا کچھ کہ یہان آیا تمیزی نواز نے عرض کی پہلے مین نے طبیبون سے رجوع کی جب تھک گیا اور
کوئی علاج کارگر نہوا تو آپ تک اپنے کو پہونچایا کہ یہ لوگ تو یون ہی عقلی گدے لگا لگا کر مار ڈالینگے
جب تک مرضی خداوند نہو گی اسوقت تک مرض دور نہو گا یہی میرے ذہن مین آئی اور اسطرف
کا قصد کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر خداوند کو صحت میری منظور ہوتی تو ابتک شفا ہی ہو جاتی جانے
سے کوئی فائدہ سوا زحمت کے نہو گا یہ سوچکر مین نے ارادہ اپنا بدل ڈالا تھا شب کو مجھے خواب
ہوا خداوند لقا جو بڑے خداوند کہلاتے ہین خواب مین تشریف لائے اور فرمایا اے
تمیزی نواز تو خدمت امیر المکان مین جا وہان جاکر مراد تیری پوری ہو گی اسلیے کہ وہ خداوند
برحق ہی اور اب اسکو ہماری جگہ تصور کر ہمنے لائق خداوندی اسی کو سمجھا اور اپنی جگہ مقرر کیا
اپنی اولاد کو بسبب نالائق ہونے کے خداوند نہین کیا اور برجیس آفتاب پرست کا
مطیع بنا دیا مین بڑے خداوند کی ہدایت کرنے سے حاضر ہوا ہون یقین ہی خداوند نے
حضور سے بھی میری سفارش کی ہو گی امیر المکان نے شیخی مین آکر کہدیا کہ بیشک
اگر خداوند لقا تیری سفارش نکرتے تو یہ مرتبہ نہ حصول ہوتا کہ جمال جہان آرائے
خداوندی کو دیکھتا اہل دربار متحیر تھے کہ یہ کون ایسا شخص ہی اور کیسا خوش اعتقاد ہی
کہ خداوندون کی نظر عنایت اسکی جانب ہی اور توجہ خاص ہی یہ لوگ تو اس حماقت
مین گرفتار ہین اور امیر المکان نے اپنا دست نجس تمیزی نواز کی طرف بڑھایا اور
جہان جہان جسم پر تمیزی نواز کے داغ سفید تھے ہاتھ پھیرنا شروع کیا جس مقام پر
یہ ہاتھ پھیرتا تھا داغ مٹجاتے تھے دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور تمیزی نواز
تعریف کر رہا ہی واہ خداوند کیا کہنا ہی جب اتنا ہوے تو دعوی خداوندی کرے ورنہ
بیکار ہی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین سب داغ اسکے جسم کے مٹ گئے رنگ و روغن
عیاری جو خام لگا دیا تھا وہ تشریف سے گیا تمیزی نواز نے پلٹ کر ایک بڈھے کیطرف
دیکھا اور کچھ اشارہ سے کہا وہ سمجھ گیا اور امیر المکان سے ہاتھ باندھکر عرض کی یا
خداوند یہ دوسرے کام سے بھی جاتا رہا ہی اور جورو اسکی نہایت پارسا ہی جوان بیٹھی
ہوئی ہی شباب اسکا خاک مین مل رہا ہی اگر اتنی توجہ ہو جائے کہ بدن پر اسکے ہاتھ پھیر دیجیے
تو یہ عورت کے قابل بھی ہو جائے ورنہ صحت تو ہوئی مگر عزت جاتی رہے گی نام خاندان کا
مٹجائیگا ہمارے یہان مرد ایسا کبھی نہین پیدا ہوا یہ کہکر پاجامہ تمیزی نواز کا کھولڈالا
اور اسکو برہنہ کر دیا ہر چند تمیزی نواز کہتا تھا یہ کیا کرتے ہو خداوند کے سامنے مجھکو

برہنہ کرو یہ بھی بےادبی ہے مگر اس بڈھے نے ایک سماعت نہ کی اور اسکو برہنہ کر دیا
اور کہا سب اعضا خداوندی کے پیدا کیے ہوئے ہین ہر چیز کا حال خداوند پر روشن ہے
پردہ کرنا بیکار ہے کونسا راز نہان ہے جو خداوند سے پوشیدہ ہے کپڑے پہننے پر بھی خداوند
کے سامنے سب برہنہ ہین ذرا سی شرم مین کام کو خراب نہ کر جسوقت تیری جورو پوچھے گی کہ
میرے کام کی چیز کو درست نہ کروایا تو کیا جواب دیگا اسوقت تک تو وہ عزت سے
بیٹھی رہی اگر آگے بڑھکر غصہ مین نکلجائے تو کیا ہو تمیزی نواز گردن نیچی کرکے خاموش
ہو رہا امیرالمکان پہلے تو اسکی اس حرکت پر جھجکا تھا اور وہ عورتین جو خدمت مین
اسکی حاضر رہتی تھین منہ پھیر پھیر کر کھڑی ہوئی تھین مگر اس بڈھے نے ایسی تقریر کی کہ
امیرالمکان ہاتھ پھیرنے پر آمادہ ہو گیا اور اہل دربار سے کہا ایسی قدرت نمائی بھی
کسی خداوند نے نہ کی ہوگی دیکھو اور اعتقادون کو اپنے مضبوط کرو یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور
بدن پر تمیزی نواز کے خوب پھیرا جو جو ہاتھ پھیرتا تھا وہ وہ علامات رجولیت پیدا ہوتے
جاتے تھے اسی وقت تمیزی نواز کو خواہش ہوئی اور وہ عورتین جو ہر وقت خدمت
امیرالمکان مین حاضر رہتی تھین چھپ چھپ کر بھاگین اور تمیزی نواز تعریف کرنے لگا ان دونون
بڈھون نے بھی خداوند کا شکریہ ادا کیا اور تمیز سے کہا کہ فضل خداوند تیرے شامل حال ہوا
اور تجھے صحت حصول ہوئی تجھے چاہیے اپنا کمال بھی خداوند پر ظاہر کر اور خداوند تجھ سے خوش ہوکر
تجھے مرتبۂ عالی عطا کرین اور امیرالمکان کی طرف مخاطب ہوکر کہا یا خداوند آپکی خداوندی مین
سب طرح کی مخلوق ہے مگر ایسا نی نواز نہ سنا ہوگا یہ اپنے کام مین یکتائے زمانہ ہے امیرالمکان
نے کہا ہم ضرور سنینگے یہ کہکر حکم دیا کہ اسے غسل کراؤ لباس پر تکلف پہناؤ لوگ تمیزی نواز کو
لے گئے اور نہلا کر خلعت سے سرفراز کیا اور خدمت امیرالمکان مین لائے یہان محفل نشاط
آراستہ ہو چکی تھی کشتیان مے کی رکھی تھین ساقیان سیمین ساق حاضر تھے وہ گائنین جو ہمیشہ
گایا کرتی تھین اور دل امیرالمکان کا خوش کیا کرتی تھین وہ مصروف غنا تھین تمیزی نواز
جو نہا دھو کر خلعت پہنکر حاضر ہوا تو نگاہین پڑنے لگین ایک تو یہ کمسن دوسرے جوان
حسین و رعنا ہے عورتین انکھیون سے دیکھ رہی تھین اور دلمین کہتی تھین کہ یہ ہم ہی کو
ملجاتا تو اچھا تھا تمیزی نواز با صد تمیز آکر بیٹھا اور اسنے بھی ایک ایک سے اشارہ
کرنا شروع کیا دیر تک یہی رنگ رہا جب نصف شب گذر گئی تو امیرالمکان نے
تمیزی نواز سے کہا اب تمھارے اظہار کمال کا وقت ہے تمیزی نواز سلام کرکے سامنے
آبیٹھا اور جوڑی ڈی کی اپنے ہمراہیون سے لیکر قفلیان اسکی درست کین اور بجانا شروع
کیا دونون بڈھون نے سنگت کی تھوڑی ہی دیر مین اسنے سمان باندھ دیا تمام
اہل محفل جھومنے لگے اور وجد کرنے لگے امیرالمکان نے تمیزی نواز کو بہت کچھ انعام
دیا اور نہایت تعریف کی کہ تو اپنے کام مین بے مثل ہے مگر اب ڈی کو رکھدے اور کچھ گلے
سے کہ تمیز نے کہا کہ بہت خوب اور جوڑی ڈی ہاتھ سے رکھکر طنبورہ اٹھا لیا اور

اسنے سکے درست کرکے گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سب جھومنے لگے

غزل

اٹھ گئے سب غیر آکی انجمن میں رہ گیا | جو کھٹکتا تھا وہی کانٹا چمن میں رہ گیا
داغ ہجر یار قلب پر محن میں رہ گیا | چل بسی بو پھول کھلا کر چمن میں رہ گیا
اپنی اپنی قبر سے اٹھکر چلے سب روز حشر | ناتوان تیرا یون ہی لپٹا کفن میں رہ گیا
حوصلہ کیا ہے ناکامون کا ای سوز فراق | آبلہ سا اٹھکے قلب پر محن میں رہ گیا
جستجو سے تشنۂ دیدار ای ہمدم نہ پوچھ | اسطرح ڈوبا کہ دل چاہ ذقن میں رہ گیا
مانگ کیون سیدھی نکالی کی تھی جب ترچھی کلاہ | بال بھر بھر فرق باقی بانکپن میں رہ گیا
ساتھ چھٹتے ہی اثر کا ہو گئی ہمت بھی پست | دل سے نالہ تا زبان آکر دہن میں رہ گیا
ضبط کی پردہ پوشی اضطراب شوق میں | ورنہ تھا باقی ہی کیا دیوانے پن میں رہ گیا
مطلب دل ہو گیا مفقود امید و بیم میں | کچھ زبان سے میری نکلا کچھ دہن میں رہ گیا
روک کر کچھ دیر پچھتائے دل بیتاب کو | عمر بھر کے واسطے لرزہ بدن میں رہ گیا
گو بظاہر تھے مساوی در رہ ہم و داغ وفا | فرق اتنا ہی کہ یہ سکہ چلن میں رہ گیا
پھر اسی سے ہو گئی قائم بنائے آشیان | ایک تنکا بھی جو اے گلچین چمن میں رہ گیا
حکم ضبط نالہ سوزان جو اس بت نے دیا | سنکھ چھالا تھکے دست برہمن میں رہ گیا
وصل کی تاب آئے کیونکر جبکہ ہو جانسوز حسن | شمع پر گرتے ہی پروانہ لگن میں رہ گیا
دامن عصمت اگر یوسف بنا لائے تو کیا | چاک رسوائی کی خاطر پیرہن میں رہ گیا
تیری یکرنگی نے اے بت دور کر دی جب دوئی | امتیاز اصلا نہ شیخ و برہمن میں رہ گیا
کم نہیں سینہ خراشی ابتک اے دست جنون | ٹوٹ کر ناخن کوئی زخم کہن میں رہ گیا
آرزو و اشک ندامت سے نہ رسوائی مٹی | شست و شو کی لاکھ دھبا پیرہن میں رہ گیا

اسطرح اسنے یہ غزل اونچے سرون میں گائی کہ تمام اہل بزم مع امیر المکان حالت وجد میں ہوگئے اور ہر در و دیوار سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی تمیز النواز نے یہ حالت اہل محفل کی دیکھکر دوسری غزل شروع کی

غزل

کیا کرین ہجر میں ہم کچھ تو بتاتے جاؤ | کوئی پہلو ہمیں تسکین کا سوجھاتے جاؤ
اسقدر سخت کلامی دم رخصت نہ کرو | جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ
تمھیں کہنے کو بنا یاری میں سننے کو | دلمین جو آئے تمھارے وہ سناتے جاؤ
ہاے دم نزع نہ تعجیل کرو جانے میں | ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اٹھاتے جاؤ
کچھ تو ایسے دل مایوس کو امید رہے | اب کب آؤ گے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ
ساتھ آئے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان | اپنے ہی ہاتھ سے مٹی میں دباتے جاؤ
فاتحہ گر نہیں پڑھتے ہو مری تربت پر | کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ
طالب دید کا کچھ پاس نہیں گر تمکو | دور ہی سے مری جان شکل دکھاتے جاؤ
چاند سی شکل دکھانی نہیں منظور اگر | اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ

ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے
طلخہ گیسوے مشکین کا سونگھاتے جاؤ

روح کو تو ہے دید کی حسرت باقی
دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ

جان خاطر بھی لیے جاؤ کہ آنا نہ پڑے
آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

یہ غزل تمیز النواز اسطرح گایا کہ ہر شخص بیخود ہو گیا اسنے تیسری غزل شروع کر دی غزل

دن پھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے
غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے

موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہی ستم
حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے

اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہی
جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے

کیفیت رکھتی ہی میخانون کی ویرانی بھی
ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیالون کے

چاک ہون دامن دل بھی نہ گریبان کی طرح
ذکر گلشن نکرو سامنے دیوانون کے

ہو گیا رنگ فلک اور ہی آتے ہی بہار
در مرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے

حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا
ہوشیارون سے ہین انداز نہ دیوانون کے

اسی طرح چند غزلین تمیز النواز ایسے سوز و گداز کے ساتھ گایا کہ محفل مین سناٹا ڈالدیا اہل دل کی آنکھون سے آنسو جاری تھے واقعات محبت کی تصویرین نگاہون کے نیچے پھر رہی تھین سمان بندھا ہوا تھا تمیز النواز نے طنبورہ ہاتھ سے رکھ دیا اور دست بستہ عرض کی غلام کو ایک کام مین اور کمال ہی اگر ارشاد ہو تو اسے بھی ظاہر کرون اسلیے کہ ایسا مالک کہان پاؤنگا امیر المکان نے کہا بیان کر تمیز النواز نے کہا یہ غلام بندۂ بیدام ساقی گری بھی خوب جانتا ہی امیر المکان نے کہا کہ یہ کشتیان مئی کی موجود ہین تو ساقی گری کر تمیز اپنے مقام سے اٹھا اور قریب کشتیون کے آکر کشتی پوش ہٹائے دیکھا کہ کنثر مملو ہین کسی مین ارغوانی شراب ہی کسی مین زعفرانی کسی مین کیتکی رنگ کی اسنے کاگ بوتل کا اڑایا اور یہ شعر پڑھا

اک ذرا کاگ تو بوتل کا اڑا دے ساقی
دیکھنا پھر کہ اچھلتی ہی گلابی کیونکر

بعد اسکے جام لبریز کرکے یہ شعر پڑھا

روح کس رند کی پیاسی گئی میخانہ سے
جو اتری جاتی ہی ساقی ترے پیمانہ سے

بعدہ ناچتا ہوا اور اشعار گاتا ہوا اول امیر المکان کے سامنے آیا اور جام پیش کیا امیر المکان نے جام اسکے ہاتھ سے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گیا کئی کنثر خود پی گیا بعد اسکے تمیز النواز نے سب کو جام دیے اور پھر ٹھمکر گانے لگا شراب نے نشہ جو کیا امیر المکان اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے تا نگین اوپر گرا لوگ سنبھالنے کو دوڑے جو اٹھا وہ بیہوش ہو کر گرا یہانتک کہ جسقدر لوگ تھے سب بیہوش ہوے اب تو اسنے نعرہ کیا کہ منم ابوالہول تیز گام خنجر پکڑ کر چلا کہ ذبح کرڈالون مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ تو ملازم اس شخص کا ہی جسکے خاندان کی ہمدردی مشہور عالم ہی ایسا نہو رفیع المجت کے خلاف گذرے یہ سوچکر قتل سے باز رہا اور آسترہ نکالکر امیر المکان کے قریب آیا اور ڈاڑھی اسکی مونڈ کر صد ہا مروارید وجواہر بیش بہا اسکی ڈاڑھی کے بالون مین پرو دیا ہوا تھا تھوڑا تھوڑا

اپنے شاگردوں کو دیا جو بڈھے بنے ہوئے ساتھ تھے بعد اسکے تمام محفل کو لوٹا اور تینوں عیاروں نے پشتارے مال و اسباب کے باندھکر چلنے کی تیاری کی اوران سب کافروں کو برہنہ کرکے ڈالدیا امیر المکان کا آدھا منھ کالا اور آدھا لال کردیا اور اراکین دولت کی بھی بُری گت بنائی اب یہ تینوں عیار قریب در آئے اور دربانوں کو آواز دی کہ کنجی کھولو خداوند نے آرام کیا ہمکو حکم تھا کہ جسوقت ہم سو جائیں پھر تم یہان نہ ٹھہرنا یہ سُنکر دربانوں نے دروازہ کھولا مگران تینوں کو پشتارہ بدوش دیکھکر مشکوک ہوئے کہا کہ یہ اسباب تم کہان لے چلے لاہور نے جواب دیا کیا خوب یہ وہی مثل ہی کہ داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے خداوند کو ہمنے خوش کیا خداوند نے ہمین اسقدر انعام دیا کہ مالا مال کردیا تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہی اگر تمھین کچھ خواہش ہی تم بھی لے لو یہ کہکر پانچ روپیہ جیب سے نکالکر دینے لگا اُن لوگون نے نہ مانا اور کہا کہ ہم جبتک خداوند سے دریافت نکرلینگے تمھین جانے نہ دینگے یہ کہکر دو ایک سدراہ ہوئے اور ایک آدھ اُس مقام کی طرف بڑھا کہ جہان سے یہ عیار لوٹ کر آئے تھے لاہور نے دیکھا کہ اب حال کھلا چاہتا ہی کہا ارے کیون تمہاری شامت آئی ہی خداوند اپنی معشوقہ کو لیے پڑے ہین اسی وجہ سے تو ہملوگ نکالے گئے اسوقت وہان تخلیہ ہی اگر جاؤ گے اور خداوند کو برہنہ دیکھو گے تو اندھے ہو جاؤ گے اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو پلٹ آؤ یہ سُنکے وہ لوگ ڈرے اور پلٹ آئے لیکن زرنگار جادو جسوقت سحر اپنا تیار کرچکی تو تخت سحر پر بیٹھکر بارہ ہزار ساحرون سے روانہ ہو چکی تھی قریب قیطول زرنگاری کے آئی تھی لشکر کو صحرا مین اُترنے کا حکم دے دیا تھا اور خود اس ارادہ سے چلی تھی کہ امیر المکان سے دل اپنا خوش کرون اور اگر وہ کسی دوسری عورت سے ملتفت ہو تو دونون کو جوتیان لگاؤن اسوقت پہونچی کہ یہ تینوں عیار دربانوں کو فقرہ دیکر باہر نکل چکے تھے اور جلدی جلدی اپنے لشکر کی طرف سے چلے جاتے تھے اور تمام محفل کا عجب رنگ تھا کہ سب کے کالے منھ نیلے ہاتھ پاؤن سے ہوتے برہنہ پڑے تھے اور امیر المکان کا آدھا منھ کالا اور آدھا لال تھا داڑھی منڈی ہوئی تھی یہ دیکھکر زرنگار جادو نہایت پریشان ہوئی جلدی سے تخت اپنا زمین پر اُتارا امیر المکان کو ہوشیار کیا جسوقت سے ہوش آیا تو زرنگار جادو نے آئنہ اسکو دکھایا اور کہا اپنی صورت نحس کو دیکھ کہ تیرا کیا حال ہی اور یہ اہل صحبت کس کیفیت مین مبتلا ہین امیر المکان نے جو صورت اپنی دیکھی اور اہل محفل کی حالت کو مشاہدہ کیا نہایت شرمندہ ہوا زرنگار جادو نے کہا یہ حالت تیری کس نے بنائی امیر المکان نے تمام کیفیت تمیزی نوازش کے آنے کی اور ساقی گری کرنے کی بیان کی زرنگار جادو نے کہا وہ عیار ہوگا بعد اسکے اور اہل صحبت بھی ہوشیار ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے ستر کو چھپایا اور مفصل کیفیت زرنگار جادو سے بیان کی زرنگار جادو نے ایک دھول امیر المکان کے سر پر لگائی اور کہا او

رنگے ہوئے سیار تو ابھی حقیقت نہیں جانتا تھا جو قدرت خداوندی دکھاتے چلا جسوقت دریغ
تیغ ذی النواز کے ہاتھ پھیرنے سے مٹ گئے تھے اُسوقت تو نے نہ پہچانا کہ یہ اثر تیغ کا ہے
تجھے کیونکہ تو ساحر بھی تو نہیں ہے کہ رنگ و روغن سحر چڑھا سکتا نہ کہ قدرت خداوندی
تجھ میں کہاں سے آئی اب تو نے یہ حرکتیں اختیار کیں اُسکا نتیجہ پیش آیا اگر تیری حالت اس سے
بھی بدتر ہوتی تو میں اور زیادہ خوش ہوتی یہ سنکر امیر المکان رونے لگا اور سر کو دیکھ کر کہنے لگا اے
باعث خداوندی امیر المکان میری خطا کو معاف فرمائیے اور دشمن کو سزا دیجیے کہ وہ مجھے ذلیل
کر گیا ہے میری ذلت آپ کی ذلت ہے اسلیے کہ میں آپ ہی کا کہلاتا ہوں جو ایسا نہ سمجھے کہ مالک ہو تو تم ہو
اور خالق ہو تو تم ہو اور مجبور ہو تو تم ہو اگر آپ ہی ذلیل کیجیے گا تو میں کہاں کا رہونگا
یہ سنکر زنگار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ بجلیاں سامنے اسکے چمکنے
لگیں اسنے آواز دی کہ اے تمہارے سحر جاؤ اور ان عیاروں کو دستیاب کرو یہ سنتا تھا کہ وہ بجلیاں گرگئیں
اور نظروں سے غائب ہوگئیں یہاں لاہور تیز گام خوشی خوشی مال و اسباب زر و جواہر لیے
ہوئے چلا جاتا تھا قریب لشکر کے پہنچ چکا تھا کہ بجلیاں آ گئیں اور گرفتار کر لیا ان
لاہور کو اسکے دونوں شاگردوں کو بہت اٹھا لے گئیں اور سامنے زنگار جادو کے لیجا کر
چھوڑ دیا لاہور نے بھاگنے کا قصد کیا تھا مگر ان بجلیوں نے کمربند اسکا نہ چھوڑا زنگار جادو
نے کہا یہ کیا حرکت تھی لاہور نے کہا کہ اب جان بچنا تو ممکن نہیں ہے مگر اسنے سے کوئی فائدہ نہوگا
دل کی حسرت کیوں نہ نکال لیں کہا اور نکالتے ہم تیری تلاش میں آئے تھے مگر افسوس ہے تجھے
نہ پایا ورنہ پہلے کام تیرا تمام کرتے مگر تیری اجل نہ تھی اور موت ہماری آگئی تھی اس سے تو
بچ گئی اور ہم گرفتار بلا ہوئے زنگار جادو نے کہا تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے نام
تیرا کیا ہے لاہور نے بیان کیا میں پردتا ہوں اس شخص کا جسکا لقب ریش تراشندہ کافران
و سربریدہ جادوگران شاہ عیاران عیار بیباک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار ہے
جیسے ساحر مقتمش ایسے شخص کو مارا اور سیکڑوں خداوندیان بگاڑدیں اور لقا سے
بے بقا ملعون کی داڑھی مونڈی آج میں نے بھی اپنا کمال خاندانی دکھایا اور اس گبر
ناہنجار کا منہ کالا کر کے داڑھی اسکی مونڈی بس یہ سنتا تھا کہ امیر المکان منہ اپنا
پیٹنے لگا اور تلوار لیکر اٹھا کہ ابھی اس ناعیار کو قتل کرڈالوں زنگار جادو نے منع
کیا اور کہا میں انکو کرۂ نار میں پھونکے دیتی ہوں کہ لاش بھی انکی کسی کو نہ ملے یہ کہکر
دستک دی کہ چار تیلیاں ایک تخت لیے ہوئے پیدا ہوئیں زنگار جادو نے کہا
ان تینوں عیاروں کو تخت پر بٹھاؤ اور لیجا کر کرۂ نار میں پھونک دو یہ سنکر ان تیلیوں نے
تخت زمین پر رکھا اور پکڑ کر ان عیاروں کو تخت پر بٹھایا اور تخت کو لیکر بلند ہوئیں یہاں
امیر المکان نے پانی منگا کر منہ دھویا لباس پہنا اور اہل محفل کو رخصت کیا وہ لوگ
بھی ذلیل و خوار اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے زنگار جادو نے تخلیہ کیا اور امیر المکان
سے اپنا منہ کالا کروا کر کہا آج شام کو طبل جنگ بجوا میں ان سب کو آتش خانہ سامری میں

بھونک دونگی انکو تو انتظار شب مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال سلیم جادو کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت لشکر فراہم کر چکے تو انکو وحشت ہوئی کہ نہ معلوم وہان کیا کیفیت ہو جلدی سے کاسۂ جہان نما اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک چہرہ اُس کاسہ مین پیدا ہوا سلیم جادو نے کہا در فیع البخت کی خیریت بیان کر اُس چہرہ نے آواز دی خیریت سے ہین بارگاہ مین جلوہ افروز ہین سلیم جادو نے نور الدہر کا حال پوچھا چہرہ نے جواب دیا کہ پاس اسیشہ فرزندر فیع البخت کے بیٹھے ہین اب سلیم جادو نے اپنی بہن ملکہ ناوک فگن کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بھی خیریت سے ہین سلیم جادو نے کاسہ اُٹھا کر رکھ دیا سا تھ ہی خیال پیدا ہوا کہ لاہور تیز گام نہایت منچلا ہی اور آپسے کہا تھا مین آپ کے آنے سے پیشتر ہی زنگار جادو کا خاتمہ کر دونگا ایسا نہو کہ یہ گیا ہو اور کوئی عیاری کی ہو اور گرفتار بلا ہو گیا ہو کیونکہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی یہ خیال کر کے پھر کاسہ اُٹھایا اور اسم سحر پڑھکر لاہور تیز گام کا حال دریافت کیا پھر وہی چہرہ پیدا ہوا اور بیان کیا کہ لاہور نے عیاری کر کے امیر المکان کو ذلیل و خوار کیا ڈاڑھی اُسکی مونڈ ڈالی تمام اہل محفل کو برہنہ کیا مُنھ ہاتھ کالے کیے مگر قضا سے کار زنگار جادو وہ پہنچ گئی اور لاہور کو دو عیارون سمیت گرفتار کر کے تخت سحر پر اُڑا دیا ہی اور لاہور قریب کرۂ نار کے پہنچ چکا ہی یقین ہی تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہو جائیگا بس یہ سنتے ہی سلیم جادو نے دستک دی کہ تخت سحر پیدا ہوا فوراً سلیم جادو تخت پر بیٹھکر جانب کرۂ نار پروانہ ہوئے اور دوربین سحر آنکھون پر لگا کر اُسی طرف دیکھنا شروع کیا وہان لاہور تیز گام اسقدر بلند ہو چکا ہی کہ حرارت اُسے محسوس ہونے لگی ہی اور گرمی بڑھتی چلی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بخار چڑھ آیا ہی اب اسنے ہمراہیون سے کہا کہ بھائیو کلمہ آخر پڑھو کہ اب کوئی امید بچنے کی نظر نہین آتی نہ یہان کوئی مددگار آسکتا ہی نہ کسی کو اس حال پُر ملال کی خبر ہو سکتی ہی یہ کہکر ان تینون عیارون نے کلمہ آخر پڑھا اور نظر بہ پروردگار کر کے آمادۂ مرگ وہیا سے قضا ہوے کہ یکایک سامنے سے ایک ابر نورانی نمودار ہوا یہ سب کے سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی یہان سوا ے ملک الموت کے اور کون آسکتا ہی یکایک ابر شق ہوا اور ایک مرد حسین تخت پر سوار نمودار ہوا لاہور تیز گام ایسا پریشان اور بے حواس تھا کہ اسنے مطلق سلیم جادو کو نہ پہچانا سلیم جادو نے آواز دی ای لاہور نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ تخت بالا ے ہوا قائم ہو گیا لاہور تیز گام نے کہا ای ملک الموت روح ہماری آسانی سے قبض کرنا ہم امت رسول اللہ سے ہین اور دین برحق پر قائم ہین سلیم جادو نے کہا ای لاہور تیز گام ایسے بے حواس ہو کہ تمنے مجھے پہچانا بھی نہین منم سلیم جادو یہ کہکر کچھ

اسم سحر پڑھکر تخت اپنا آگے بڑھا کر اُس تخت سے ملا لیا اور ان تینون عیارون کو اپنے
تخت پر اُتار لیا اور پھر سحر اپنا اُن پتلیون پر سے اُتار لیا جو تخت لاہور کا لیے ہوے کرۂ نار
کی طرف چلی جاتی تھین کہا جاؤ اور جا کر خود کرۂ نار مین جل جاؤ یہ کہنا تھا کہ وہ پتلیان تخت
لیے ہوے اُڑین اور کرۂ نار تک پہونچکر جل گئین یہان سلیم جادو عیارون کو ساتھ اپنے لیے
ہوے تخت کو اُڑاتے ہوے اپنے لشکر مین آئے لاہور سے کہا اب بچا ہوے اور عرض کی
کہ اگر آپ خبر نہ لیتے تو کام ہمارا تمام ہی ہو چکا تھا سلیم جادو نے کہا خدا کو بچانا منظور
تھا کہ مجھے بیٹھے بیٹھے خیال آیا اور مین نے حالت ہر ایک کی دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تم
اس بلا مین پھنسے ہوے ہو خراب مین چلنے والا ہون تم اب میرے ہمراہ چلنا لاہور
نے عرض کی ایک خیریت نامہ میرے آقا شاہزادہ رفیع البخت کی خدمت مین روانہ کر دیجیے
کہ لاہور یہان زندہ و سالم موجود ہے ورنہ میری اسیری کی خبر سُنکر وہ نہایت پریشان ہونگے
ایسا نہو کہ غصہ مین آکر حملہ کر بیٹھین اور مبتلاے بلا ہون تو اس غلام کی وجہ سے آقا پر آنچ نہ آنے
پائے یہ سُنکر سلیم جادو نے اُسیوقت نامہ خیریت لاہور تیز گام کا تحریر کرکے ایک ساحر کو
دیا اور جانب رفیع البخت روانہ کیا اور بعد اسکے خود بھی تیاری کرکے بارہ ہزار ساحرون
سے جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوے انکو تو راستے مین چھوڑا جاتا ہے

اب کچھ حال شاہزادۂ زمان صاحبقران بن صاحبقران یعنی رفیع البخت نوجوان کا بیان ہوتا ہے

کہ صبح کا وقت ہی نماز سے فراغت کرچکے ہین بیٹھے وظیفہ پڑھ رہے ہین کہ ایک عیار روتا
پیٹتا ہوا آیا رفیع البخت نے کہا خیریت ہے بیان کر کیا ہوا اُسنے عرض کی اے شہریار ملازم
جان نثار آپکا مستر لاہور تیز گام حق نمک سے ادا ہو گیا اُسنے بہت بڑی عیاری کی کہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو یاد دلا دیا جس طرح آپکے جد امجد کے ساتھ عمرو نے
جانبازی کرکے گنبد گیتی نما پر جا کر لقلقے سے بے بقا کی داڑھی مونڈی تھی اور
اسکو ذلیل و خوار کیا تھا اُسی طرح لاہور تیز گام نے امیر المکان کی داڑھی مونڈی
تمام محفل کو برہنہ کیا سب کے کان کاٹ لیے اور خوب لوٹ مار کرکے صاف نکل آیا تھا
کہ زنگار جادو کو پہونچ گئی اور بہجبارے سحر بھیجکر لاہور کو اُٹھوا منگایا اور کرۂ نار مین بھیجدیا
یہ سُنکر رفیع البخت نے بارے بھائی کا نعرہ کرکے گریبان چاک کیا اور رونے
لگے کہ یکایک ایک باز پیدا ہوا اور غلغلک ماری ہیئت انسانی پیدا کرکے رفیع البخت
کو سلام کیا اور نامہ سلیم جادو کا پیش کیا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون سے
آگاہ ہو کر جلدی سے آنکھون سے لگایا اور اطمینان حاصل ہوا اتنے مین شاہزادۂ نورالدہر
آئے رفیع البخت نے سب کیفیت بیان کی وہان زنگار جادو نے شام
ہوتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ دمامی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی

ہرکارے لشکر رفیع البخت کے یہ خبر وحشت اثر لیکر آئے گرد آلودہ خدمت مین اپنے آقا کی حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ فوج حریف مین طبل جنگ بجا ہے رفیع البخت نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی کوس حربی توازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی جوانان لشکر اسلام نے کمر ہمت کو مرنے پر کسا اور آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوے ایک ایک سے گلے ملکر وصیت کرتا تھا شاہزادہ رفیع البخت و شاہزادہ نورالدہر باطمینان تمام خیمہ مین بیٹھے ہوے باتین کرتے رہے جب وقت دربار کے برخاست ہونے کا آیا تو اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام فرمایا دونون لشکرون مین طبل بجتا رہا جسوقت دور شب تمام ہوا اور شاہ خاور افق چرخ سے نمودار ہوا فوج سیارگان شکست کھاکر فرار ہوئی لشکر شعاع نے ہر طرف اپنا عمل بٹھایا دونون لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون میدان کارزار کی طرف آنے لگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا ادھر شاہزادہ نورالدہر و رفیع البخت نے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین ادھر زنگار جادو نے بارہ ہزار ساحرون کی صفین باندھین اور اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آئی اور آواز دی کہ اے رفیع البخت تمین باپون کا بڑا بھروسا تھا لیکن یہ یاد رکھو کہ دنیا پر کوئی کسی کا شریک حال نہین ہوتا آخر کو سلیم جادو میرے خوف سے بھاگ گیا اور تمکو مبتلاے بلا کر گیا رفیع البخت نے کہا او ناکارہ کیا بکتی ہے مجھے بھروسا اپنے پروردگار کا ہے جسوقت تک سلیم جادو نہین شریک ہوے تھے اسوقت تک مین نے کیونکر فتح حاصل کی اور صدہا ساحرون کو مارا اور سلیم جادو تیری گوشمالی کے واسطے ضرور آینگے اس سے اطمینان رکھو زنگار جادو نے کہا جب سلیم جادو آینگے اب اسیوقت مقابلہ ہوگا تم سے مقابلہ کرتے مجھے حجاب آتا ہے کہ تم علم سحر سے بے بہرہ ہو یہی کہہ رہی تھی کہ جانب جنوب سے ابر نورانی نمودار ہوا لشکر رفیع البخت مین طبل شادمانی بجا اور ہر طرف ایک غل ہوا کہ سلیم جادو آپہونچے رفیع البخت نے زنگار جادو کو آواز دی کہ لے سلیم جادو آگئے زنگار جادو نے کہا ہان اب دو ایک سحر کی بدولت کا لطف حاصل ہوگا انجام تو ہر طرح ایک ہوتا ہے آن واحد مین تم سب کو مع سلیم جادو آتشخانہ سامری مین پھونک دونگی اتنے مین ابر نورانی منشق ہوا اور سلیم جادو تخت پر بیٹھے ہوے نمودار ہوے لاہور تیز گام برابر سلیم جادو کے بیٹھا تھا اور پشت پر انکی بارہ ہزار ساحران بے نظیر جھولیان سحر کی لگائے ہوے شیر و کرگدن و فیل و مرکب و نہنگ و اژدر سحر وغیرہ پر سوار نمودار ہوے زنگار جادو کی نظر جو لاہور تیز گام پر پڑی اسنے پہچانا اور کہا اے سلیم جادو یہ تمہارا ہی کام تھا کہ اس ناہنجار کو تم نے بچا لیا ورنہ اب تک جل کے خاک ہوگیا ہوتا سلیم جادو نے کہا مین کیا بچاؤنگا میرے پروردگار نے بچایا دو ہاجا کو اکے سائیان مارینساکے او سے

بال بیکا کرسکے جو خود جگ بیری ہو رہے + زنگار جادو ہنسی اور کہا سمجھتا رہا یا صاحب خدا
ہونے دو سو خداوندون سے بڑھ کے ہی سلیم جادو نے کہا یہ تو تجھپر بڑا غضب ہوگیا
ہوگا تو جن خداوندون کو مانتی ہے وہ سب ساحر اور خبیث تھے اور میرا خدا پیدا کرنے والا
دو عالم کا ہے زنگار جادو نے کہا اب مین دیکھتی ہون کہ تمھارا خدا تمکو بچا لیتا ہے کل میرے
تمھارے مقابلہ ہوگا رات بھر کی مہلت اور دیتی ہون اچھی طرح سمجھ لو اور دل سے مشورہ
کرلو وہ جو ایک امر مین تم سے اکثر کہا کرتی تھی اگر اسے اب بھی منظور کرو تو جو مرتبہ اسوقت
امیر المکان کو حاصل ہے اس سے بڑھکر تمھارے واسطے ممکن ہے ورنہ ای سلیم جادو
دم بھر مین خاک سیاہ کر دونگی سلیم جادو نے کہا او تجھہ مین تجھے خوب جانتا ہون تو
سو برس سے کم نہین ہے اگر مجھے تیرا وصل منظور کرنا ہوتا تو اسیوقت شاید منظور کر لیتا
جبکہ سامری پرست تھا اور اب تو میرے تیرے بیچ بعد المشرقین ہوگیا مین خدا پرست
ہون اور تو سامری پرست ہے مین بندۂ خدا ہون مجھے اپنی حقیقت خوب معلوم ہے مین کبھی
خداوند بننے کو مثل امیر المکان کے پسند نکرونگا اور کبھی تیرے سحر سے نہ ڈرونگا
اسلیے کہ خدا میرا قادر و توانا ہے وہ چاہے تو ایک مور ضعیف کو پیل مست پر غالب
کردے ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + تیری کیا حقیقت ہے جن لوگون کی بدولت
تجھے سحر حاصل ہوا اور جو تجکو بھی علم سحر تعلیم کرتے تھے وہ اسوقت کہان گئے سامری
و جمشید جو خداوند ساحران عالم مشہور ہین انکو بھی موت نے نہ چھوڑا گو علم سحر و ساحری
تو مجھ سے زیادہ جانتی ہے لیکن میرے خدا مین سب طرح کی قدرت ہے اگر مین حق پر ہون
اور خدا کو فتح میری منظور ہے تو وہ مجھی کو تجھپر غالب کرے گا اور اگر قضا میری ہے تو بھی کچھ
اندیشہ نہین کہ ایک روز مرنا ضرور ہے اس دنیاے ناپائدار مین ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے
نہ رہے گا سواے ذات باری تعالی کے کسی کو بقا نہین ہے یہ سنکر زنگار جادو خاموش
ہوگئی کوئی جواب کلمات حق کا اس سے بن نہ پڑا طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گئی اور کہا خیر کل سمجھا جائیگا یہان سلیم جادو نے لشکر اتارا اور خیمہ برپا کیا
نور الدہر گفتگوے سلیم جادو کی آفرین کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ای سلیم جادو
کیا عمدہ گفتگو تم نے زنگار جادو سے کی ہے سلیم جادو نے جھک کر سلام کیا اور
عرض کیا کہ یہ سب فیضان تعلیم آپ ہی ایسے بزرگون کا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم
وہان زنگار جادو نے جا کر امیر المکان سے کہا جسقدر ممکن ہو سکے صحرا مین لکڑیان
جمع کراؤ کل مین ان سب کو پھونک دون اور یہ خلش ہمیشہ کے واسطے مٹا دون
امیر المکان نے اسیوقت حکم دیا کہ جنگل مین لکڑیان جمع کرا دیجائین یہ حکم سنتے ہی
تبردار جنگل کی طرف چلے اور لکڑیان کاٹ کاٹ کر انبار کرانا شروع کرادین اور جو
مقام زنگار جادو نے بتا دیا تھا وہان لکڑیان جمع کرا دی گئین جھگڑے کے جھگڑے
آناً فاناً ڈال دیے گئے جسقدر جنگل قریب تھے سب کاٹ کر میدان کر دیے گئے

جسوقت زرنگار جادو کو معلوم ہوا کہ انبار ہیزم ہو گیا تو یہ اپنے مقام سے اُٹھی اور
درمیان اُس ہیزم کے آکر ایک گلدستۂ سحر قائم کیا اور اپنے مقام پر چلی آئی اور
امیر المکان سے کہا اب طبل جنگ بجواؤ کل مین نے اسوجہ سے مقابلہ نہ کیا
کہ سلیم جادو نہ بچ جائیگا اب وہ بھی آگیا ہی کل سب کو پھونک دونگی امیر المکان
نے طبل جنگ بجوا دیا نقارۂ زری پر چوب پڑی اور امیر المکان زرنگار جادو کو لیکر
تخلیہ مین آیا اور مصروف کار ہوا رات بھر یہ دونون اپنا اپنا منصوبہ گانٹھا کئے لشکر رفیع البخت
مین جسوقت خبر پہونچی کہ انبار ہیزم صحرا مین ہوا ہی اور زرنگار جادو نے کہا ہی کل سب کو
پھونک دونگی یہ سنکر لشکر مین تلاطم برپا ہو گیا اور سلیم جادو بھی پریشان ہوے
نور الدہر سے کہا کہ مین سمجھے ہوے تھا یہی سحر اسکا منجا ہوا ہی یقینی اس نے
آتشخانۂ ساحری تیار کیا ہو گا ہرچند کہ اعتکار و سحر مجھے معلوم ہی اور مین نے بھی انتظام
کر لیا ہی تاہم اُستاد اور شاگرد کا فرق ہی کیا اسے یاد نہو گا کہ مین رد سحر اسکا
سلیم جادو کو بتا چکی ہون ضرور اُسنے کوئی تازہ انتظام کیا ہو گا خیر خدا مالک ہی اب
دعا کا وقت ہی یہ کہکر اُٹھے اور خیمہ مین ملکہ ناوک فگن کے آئے اور بہن کو اپنی
گلے لگا کر رونے لگے ناوک فگن بھی رونے لگی سلیم جادو نے کہا کہ اے
ناوک فگن تم مجھ سے چھوٹی ہو اور بجاے دختر ہو کل میرے تمھارے روز جدائی
ہمکو یقین ہی کل اسوقت رفت ہمارے ماتم مین بیٹھی ہو گی ناوک فگن نے کہا برائے
خدا مجھ بیان تو کرو تمھارے اسقدر پریشان ہونے کا کیا سبب ہی سلیم جادو
نے کہا کل زرنگار جادو سے مقابلہ ہی اور اُسنے آتشخانۂ ساحری تیار کیا ہی یہ
وہ سحر ہی جس سے بچنا ممکن ہی نہین یہ سنکر ملکہ ناوک فگن بیقرار ہو گئی اور بھائی
سے اپنے لپٹ کر اسقدر روئی کہ قریب تھا روح جسم سے مفارقت کرے اسی
اثنا مین شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر بھی اندر خیمے کے آئے یہان یہ دونون
کو بھی یقین مرگ تھا آکر عجب ہنگامہ دیکھا دل کو مضبوط کر کے ملکہ ناوک فگن کو تسکین
شروع کیا کہ ہم لوگون پر اس سے زیادہ زیادہ وقت سخت پڑے ہین مگر خداوند کریم
نے ہر مشکل کو آسان کیا اور ہر بلا کو ٹالا یقین ہی وہ اس بلا سے بھی بچائے گا
صبر کرو پریشان نہو غرضکہ دیر تک عجب ہنگامہ برپا رہا آخر کار وہ صحبت برہم ہوئی
اور سلیم جادو یہ کہکر ملکہ ناوک فگن سے رخصت ہوے کہ مجھے بھی سحر جگانے دو
اور با انتظام کرنے دو جنگ دو سردار دو ممکن ہی خداوند عالم مجھی کو فتحیاب کرے
کہ اُسکی بڑی قدرت ہی الحاصل تمام رات عجب پریشانی مین بسر ہوئی ساحر اپنے اپنے
سحر جگاتے رہے یکایک ستارے غروب ہوے اور روز روشن نمودار ہوا
اہل اسلام نے فریضۂ سحری کو ادا کر کے کمر ہمت کو برگ چست باندھا اور دولت
رفیع البخت پر حاضر ہوے ادھر شاہزادہ رفیع البخت اپنے دادا کے

ساتھ خیمہ سے برآمد ہوئے مرکب ساز و یراق سے درست حاضر تھے یہ دونوں
دا دا پوتے پشت مرکب پر جلوہ گر ہو کر راہی میدان کارزار ہوئے اور لشکر
کی صفین درست کر کے استادہ ہوئے اتنے مین سلیم جادو اپنا تخت سحر اڑاتے
ہوئے میدان کارزار مین پہونچا اور شاہزادہ نور الدہر کے سے دست بستہ عرض کی
کہ ہر چند آپ سے آگے بڑھکر کھڑے ہونا سراسر بے ادبی ہی مگر اسوقت محل اسی کا
ہی اور موقع یہی ہی امیدوار معافی کا ہون مجھے اجازت ملے کہ مین اپنے لشکر کو
سفر لشکر بناؤن اور اپنی زندگی مین آپ کے لشکر پر آنچ نہ آنے دون نور الدہر نے
فرمایا ای سلیم جادو مرگ انبوہ جشنے دارد یہی اچھا ہی کہ ہمارا تمھارا راہ عدم مین بھی
ساتھ ہو ہمین تنہا نہ چھوڑو واسواسطے کہ یہ راہ نہایت سخت و دشوار ہی اور ہم ضعیف
و ناتوان ہین ہمین بھی ساتھ اپنے نباہ لو سلیم جادو نے کہا خدا وہ وقت بد اور ساعت
نحس نہ لائے ہم ایسے غلام بہت سے ملجائینگے خداوند کریم آپ کو سلامت با کرامت رکھے
آپ کی دعا ہمارے حق مین کافی ہی بس آپ مناجات کیجیے اور مین اس کافر تیرہ درون
سے مقابلہ کرتا ہون بہزار خرابی نور الدہر نے اجازت دی اور سلیم جادو نے اپنے
بارہ ہزار ساحرون کے پرے جمائے اور لشکر رفیع البخت سے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے اتنے مین زنگار جادو اپنے اژدر سحر پر سوار اسکی بھی پشت پر بارہ ہزار ساحران
غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان تھیلیان کاندھون پر ڈالے رسول پنسول
جھلتے ہوئے گلون مین مار سیاہ پڑے ہوئے بازوؤن سے سانپ لپٹے ہوئے قشقے
پیشانیون پر کھینچے ہوئے تلک دیے ہوئے باز و بط و طاؤس سحر وغیرہ پر سوار
آکر میدان جنگ مین قائم ہوئے ڈھلے ڈیرو نج رہے تھے سنکھ پھنک رہے تھے
آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند تھین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
زنگار جادو نے اپنے اژدر آتش فشان کو اشارہ کیا کہ یہ اژدر سحر قلابۂ آتشین
چھوڑتا ہوا میدان مین آیا زنگار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا سے
صدہا تبردار پیدا ہوئے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا
اور پھر صحرا کی طرف چلے گئے پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہوا سے تند چلی اور میدان
صاف ہو گیا سب خار و خس سمٹ کر ایک جا ہو گیا بعد اسکے پھر اسنے کچھ اسم سحر
پڑھا اور ایک دو ہتڑ مارا کہ زمین کو زلزلہ سا ہوا اور پستی و بلندی برابر ہو گئی
بعد اسکے پھر اسنے دستک دی کہ ابر اٹھا اور بارش ہوئی گرد بیٹھ گئی جسوقت
میدان تیار ہو گیا اور پستی و بلندی کی درستی ہو گئی تو زنگار جادو نے سلیم جادو
کو آواز دی کہ ای سلیم جادو دیکھ کتنا میرا ماں اور اپنے حسن و شباب کو تلف و
برباد نکر مجھے رحم آتا ہی اور افسوس ہوتا ہی کہ اس تصویر کو صفحۂ ہستی سے
مٹاؤن دیکھ اس امر کو منظور کر ورنہ ایک دم مین پھونک دونگی تو نہین

جانتا کہ مین کون ہون سلیم جادو نے کہا مین خوب جانتا ہون تو بڑی فاحشہ ہے خدا تجھے جلد غارت کرے کہ بنائے کفر ہے اور خانہ کفر خراب ہو تیری وجہ سے ہزار ہا بندگان خدا بہکے ہوے ہین اور اپنے معبود حقیقی کو بھولے ہوے ہین اگر تیرا نشان پردۂ دنیا سے مٹ جائے گا تو یہ سب خرابیان برطرف ہو جائینگی یہ سنکر زنگار جادو نے کہا مجھے کون مٹا سکتا ہے سلیم جادو نے کہا جس نے پیدا کیا ہے وہی نابید بھی کرسکتا ہے زنگار جادو نے کہا سامری و جمشید نے میری موت ہی نہین خلق کی سلیم جادو نے کہا کہ سامری و جمشید کیا گئے تھے جو تیری موت خلق کرتے جس نے سامری و جمشید دونون کی موت کو خلق کیا وہی تیری موت کا بھی خالق ہے بقا سوا ذات معبود کے اور کسی کو بھی نہین ہے سوا ذات معبود جاودانی ہے وہ باقی جو بجز کہ ہر وہ فانی ہے یہ سنتے ہی زنگار جادو کو نہایت غیظ آیا اور پکاری کہ معلوم ہو گیا اجل تیری دامنگیر ہے تو کسیطرح راہ راست پر نہ آئے گا یہ کہکر جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک لقمہ عبیری رنگ کا نکالکر چھوڑا کہ وہ بلند ہونے لگا سلیم جادو نے پنجۂ سحر کھینچ مارا پنجہ نے آتے ہی اس لقمہ کو پکڑ لیا زنگار جادو ہنسی اور اسنے بھی جھولی سے پنجہ نکالکر کھینچ مارا دونون پنجے آپسمین لڑنے لگے اسی کشمکش مین وہ لقمہ ٹوٹا اور دونون پنجے جلکر خاک ہو گئے اور گلابی دھوان منتشر ہو کر پھیلنے لگا تمام لشکر سلیم جادو کو آکر گھیر لیا سلیم جادو نے پاؤن مارکر اسطرح غرق زمین ہو گئے کہ کسی نے انکو جاتے نہ دیکھا اور اپنے مقام پر ایک پتلۂ سحر قائم کرتے گئے لیکن وہ دھوان جو لشکر پر پھیلا تو عجب اندھیر مچا دیا جسکے دماغ مین دھوئین نے سرایت کی وہ از خود رفتہ ہو گیا اور پکارتا ہوا چلا کہ اے ملکہ زنگار جادو کہان ہے گل سامری کہ ہم اس گل کے شیفتہ ہین جلد بتلایئے اور راہ راست دکھایئے ہمین سلیم جادو نے بہکا کر سلیح اسلام بنا لیا تھا اور ہونے دو سو خداوندون کو ہم سے چھڑا دیا تھا اب ہم پھر راہ راست پر آنا چاہتے ہین یہ کہتے ہوے زنگار جادو کی طرف چلے زنگار جادو نے جو دیکھا کہ اب یہ سب مسحور ہو گئے اور کسی مین ہوش نہین ہے کہا میری طرف آکر کیا کروگے جاؤ اور اس آتشخانہ مین جلکر پہلے اپنے کو پاک کرو بعد اسکے گل سامری توڑ لینا کہ وہین تمہارا نخل تمنا بھی موجود ہے یہ سنتے ہی بارہ ہزار ساحر مع طالب جادو و مطلوب جادو نعرے یا خداوند سامری و یا خداوند جمشید کے کرتے ہوے اس آتش خانہ کی طرف چلے زنگار جادو نے اس انبار ہیزم مین آگ دلوا دی تھی شعلے بھڑک رہے تھے اور درمیان آتش وہی گلدستۂ سحر جو اس نے انبار ہیزم پر نصب کر دیا تھا بڑھکر ایک درخت ہو گیا اور گلہائے زنگار رنگ اسمین شگفتہ ہو گئے یہ بارہ ہزار ساحر جھومتے ہوے قریب آتش خانہ کے پہونچے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر گل توڑنے کے واسطے بڑھے لیکن مانند پروانون کے شعلہائے آتش مین جلنے لگے شور فریاد بلند ہوا پر شور کرتے تھے اور خاک اڑاتے تھے بڑی دیر تک

یہ ہنگامہ برپا رہا تمام ساحر جلکر خاک ہوگئے زنگار جادو نے رفیع البخت کی جانب
دیکھکر آواز دی کہ کیوں ای لڑکے دیکھا تو نے اب میں تجھے بھی سمجھاتی ہوں کہ مثل
سلیم جادو کے اپنی زندگی خراب نکر اور جوانی کو اپنی تلف و تباہ نکر ورنہ اسی طرح
جلکر خاک ہوجائے گا رفیع البخت نے کہا او نکانہ کیا جھک مارتی ہے اور گو دکھاتی ہے
جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر میں بھی بعد اپنے ماموں کے اس دنیاے فانی میں رہنا
منظور نہیں ہے زنگار جادو چاہتی ہے کہ پھر سحر کرکے ان سب کو بھی مبتلاے بلا کروں
کہ جانب کوہ سے ایک ابر سفید پیدا ہوا زنگار جادو بھی کوئی ساحر مددگاران سلیم جادو
سے آتا ہے اور رفیع البخت بھی متحیر تھے کہ اب کون آتا ہے یکایک وہ ابر سفید آکر
آتش خانۂ سامری پر برسنے لگا اور شعلے افسردہ ہونے لگے زنگار جادو حیران
ہے کہ یہ کون ہے حال اسکا دریافت ہوے تو رد سحر کروں کہ ایک مرتبہ تمام آتش
گل ہوگئی اور زور میان آتش سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور نعرہ سلیم جادو کا
ہوا سلیم جادو نے اس درخت کو اکھیڑا اور زنگار جادو کی طرف چلے اور
آواز دی او نکانہ دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجکو تیرے سحر سے کس طرح بچا لیا
اب تو میرا وار روک بس یہ دیکھتے ہی زنگار جادو حیران ہوگئی اور پریشان ہوئی
کہ غضب ہوا نخل سامری اسکے ہاتھ آگیا فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو سلیم جادو کو
بارہ ہزار ساحر گولے ترنج و نارنج پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے اور ہر چہار
طرف سے گھیر لیا سلیم جادو نے جس وقت دیکھا کہ یہ سب زد پر آگئے ہیں
بس درخت کو سر پر چرخ دیکر جو مارا تمام پھول درخت سے جدا ہوے اور پنکھڑیاں پھریں
بجلیاں بنکر ہر ایک پر گرنے لگیں ساحر مرنے لگے شور گیرودار بلند ہوا تھوڑے عرصہ
میں سلیم جادو نے اسکے بھی بارہ ہزار ساحروں کو جلا کر خاک کر دیا اب صرف
زنگار جادو باقی رہ گئی اور سلیم جادو رہ گئے دونوں طرف کے کل ساحر مارے گئے
زنگار جادو نے کہا ای سلیم جادو اسی دن کے واسطے میں نے تجھے علم سحر تعلیم کیا تھا
کہ تو مجھی پر حربہ کرے ؎ کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد +
سلیم جادو نے کہا ای زنگار جادو اگر تو بدکاری پر کمر نہ باندھتی اور خود ہی آمادۂ
فساد نہوتی تو میں ہمیشہ تیرا ادب کرتا اور تجکو بزرگ اپنا سمجھتا مگر تو نے تو نیت اپنی
خراب کی اور میرے شباب کو نہ دیکھ سکی اور یہ تیرے غرور کا ثمرہ ہے جو پیش آیا
ورنہ میں وہی سلیم جادو ہوں کہ اب بھی تو مجھے علم سحر بتا سکتی ہے زنگار جادو نے
کہا افسوس مجھے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے تجھے آتش خانۂ سامری مٹانے کے
قاعدے بھی تعلیم کر دیے تھے اگر میں پہلے سے سمجھ لیتی کہ یہ سحر میرا تو رد کر دے گا تو
دوسرا انتظام کرتی سلیم جادو نے کہا قضا ایسے ہی غفلت کے پردے ڈالدیتی
ہے اور موت عقل انسان کی کھو دیتی ہے اب بھی تو اپنے حرکات ناشائستہ سے توبہ کر

اور اطاعت مذہب اسلام کی اختیار کر تو مین تیری اطاعت کرنے کو موجود ہون ورنہ ای زنگار جادو جس طرح تیرے ساحرون کو مٹا دیا اور سحر تیرا خاک مین ملا دیا اسی طرح تجکو بھی ہلاک کرونگا یہ سنکر زنگار جادو بہت ہنسی اور کہا کہ ایک سحر مٹا کر تو بہت خوش ہوا ہی اور اپنے کو بھی ساحرون مین شمار کرنے لگا ہی اسوقت تو مین بے دست و پا ہون اور جاتی ہون کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اسنے پاؤن مارے اور قصد کیا کہ غرق زمین ہو کر نکل جاؤن سلیم جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور آواز دی کہ ای زمین کیون نہین آہنی ہوکر اسے گرفتار دیتی زنگار جادو تا کمر غرق ہونے پائی تھی کہ زمین آہنی ہو گئی اب نہ یہ غرق زمین ہو سکتی ہی نہ باہر نکل سکتی ہی چونکہ ساحرہ زبردست ہی اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دو ہتڑ مارا کہ زمین پانی ہو گئی بس یہ چاہتی تھی کہ غرق آب ہو جاؤن سلیم جادو نے ایک شاخ درخت سامری کی توڑ کر جھولی مین پوشیدہ کر رکھی تھی جس وقت دیکھا کہ یہ جایا چاہتی ہی جلدی سے وہی شاخ سر پر زنگار جادو کے کھینچ ماری کہ ایک برق بنکر سر پر زنگار جادو کے گری زنگار جادو حال سے اس شاخ کے بیخبر تھی یہ نہ معلوم تھا کہ سلیم جادو نے ایک آفت میری جان کے واسطے رہنے دی ہی شاخ سر پر پڑتے ہی زنگار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اور لاش اسکی پھڑکنے لگی پیر شور کرنے لگے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری برف باری دیر تک ہوا کی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہو گئی آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من زنگار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسکے مرتے ہی علامات سحر برطرف ہوے تاریکی دور ہوئی روشنی پیدا ہوئی اہل اسلام نے نقارہ شادمانی بجایا رفیع البخت اپنے ماموں پر زر نثار کرنے لگے ادھر قیطول زنگار کہ ساختہ سحر زنگار جادو تھا اسکے مرتے ہی دھوان بنکر فنا ہو گیا اور امیر المکان بالائے ہوا سے زمین پر گرا اور آہ کا نعرہ کرکے بیہوش ہو گیا کہ کوے مین اسکے بہت چوٹ آئی یہی ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا ورنہ گرتے ہی ہلاک ہو جاتا یہ دیکھکر بازاریون نے زٹلیان بجانا شروع کین اور ایک شور ہوا کہ وہ خداوند گرے دوڑو سنبھالو ایسا نہو کہ خداوند کا کولا اتر جائے تمام لوگ قہقہہ لگا رہے تھے اور زٹلیان بجا رہے تھے نور الدہر اور رفیع البخت نے تو منھ پر رومال رکھا اور دیگر سرداران نامی قہقہے مار رہے تھے عجب طرح کی خوشی لشکر اسلام مین تھی کہ ہر ایک کو شادی مرگ کا عالم تھا یا تو سامان قضا پیش نظر تھا یا روز مسرت نمودار ہوا کہ ایسے دشمن قوی پر فتح حاصل ہوئی نور الدہر نے سلیم جادو کو گلے لگایا اور بہت تعریف کی اور کہا کہ ای سلیم جادو عجب کار نمایان تمنے کیا ہی اور اس طرح اسکے سحر کو رد کیا ہی کہ سوائے سامری و جمشید کے دوسرے سے رد نہو سکتا سلیم جادو نے کہا یہ سب فضل خداوند عالم اور اقبال حضور کا تھا

ورنہ زر نگار جادو اور میرے ہاتھ سے قتل ہوتی یہ آپکے غرور نے اسکو پست کیا اب
اس طرف نور رفیع البخت نقارہ شادمانی بجوا کر سلیم جادو پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے
اور خیمہ میں داخل ہوئے اور ادھر اہل لشکر امیر المکان کو لیکر قلعہ میں گئے کہ اب سر کھڑا اٹھنا ٹھیک نہیں
بڑی جسم جو رسا تھا اسکا خاتمہ ہو چکا جو وقت خداوند ہوش میں آئینگے اسوقت دیکھا جائے گا یہان
تو لوگ معالجہ میں امیر المکان کے مصروف ہیں اور وہان ملکہ ناوک فگن کو خبر پہونچی
کہ سلیم جادو فتحیاب ہوئے اور زر نگار جادو ہاتھ سے سلیم جادو کے ماری گئی
یہ سنکر قریب تھا کہ ملکہ ناوک فگن کو شادی مرگ ہو جائے بال کھولے ہوئے
روروکر اپنے بھائی اور فرزند کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی یا سر سجدہ میں رکھا اور
شکر پروردگار عالم بجا لائی اور رفیع البخت پاس کہلا بھیجا کہ اے فرزند میرے بھائی کو لیکر
جلد آؤ رفیع البخت اور نور الدہر سلیم جادو کو لیے ہوئے پاس ملکہ ناوک فگن کے آئے
ناوک فگن بھائی کے گلے لپٹی فرزند کو گلے سے لگایا نور الدہر نے ملکہ ناوک فگن
کا سر گلے سے لگایا تصدقات آنے لگے اور مستحقون کو تقسیم ہونے لگے کئی روز تک میدانداری
موقوف رہی جب امیر المکان کو صحت ہوئی تو اسنے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا اور حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر
رفیع البخت کے خبر لیکر خدمت میں اپنے آقا کی آئے اور خبر طبل بیان کی رفیع البخت
نے کہا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی
یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات جوانان لشکر
ہتھیارون کی درستی میں مصروف رہے اور تلوارون کو صیقل کیا کیے اتنے مین جانب
مشرق سے سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائر آشیانون سے نکل نکلکر شاخ درخت پر
بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد پروردگار بجا لانے لگے ہوائے سرد کے جھونکون نے
چراغون کو افسردہ کیا گلون کو کھلایا سبزۂ خوابیدہ کو جگایا دونون طرف کے
لشکر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت پروردگار بجا لاکر عازم میدان کارزار
ہوئے ادر امیر المکان تخت پر سوار ہو کر قلب لشکر میں متمکن ہوا ادھر شاہزادہ
رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر بعد ادائے فریضۂ سحری لباس جنگ سے آراستہ
ہو کر اپنے اپنے مرکبون پر سوار میدان جنگ میں آئے صفیں آراستہ ہونے لگیں
میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول آٹھون صفیں درست
ہوئیں اور سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم
آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اور نور الدہر و رفیع البخت لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھکر بہ تہ صاحبقرانی قائم ہوئے تھے نقیب نقابت کرنے کو بڑھے تھے کہ یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
دہانے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا تھا سو

ز سم ستوران دران پہن دشت • زمین شش شد و آسمان گشت ہشت • سب دیکھنے لگے یہ
کون آتا ہی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد
سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھریرے علمون کے
سیاہ و زرنگاری تھے تعریف انپر ہونے دو سو خداوندون کی مرقوم تھی آگے آگے
ایک گبر نابکار گردن سیاہ پر سوار جو بدست گران سنگ سنبھالے ہوئے پشت پر
چالیس ہزار سوار باگین اٹھائے چلے آتے تھے جو ہرکارے کہ براے دریافت حال
روانہ ہوئے تھے انھون نے آکر عرض کی کہ فرزیل شیر دل چالیس ہزار سوار سے
براے مدد امیر المکان آیا ہی امیر المکان نے چند سردارون کو براے استقبال
روانہ کیا لوگ گئے اور باعزاز تمام اسکو لیکر آئے فرزیل شیر دل شامل لشکر کفار
ہوا اور لشکر کی صفین باندھکر استادہ ہوا کہ یکایک دوسری گرد اٹھی اور فرامرز
گرزن فیل سوار پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور شریک لشکر کفار ہوا
بعد اسکے قمیص سر مست ساٹھ ہزار سوار سے آکر پہونچا اور لشکر امیر المکان مین
شامل ہوا اس کے بعد ارزال فیل سر ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچا اور شامل
لشکر کفار ہوا ان سردارون کی آمد مین شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بج گیا اور
دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے امیر المکان نے ایک روز
ان سردارون کی دعوت و ضیافت مین گذارا اور دوسرے روز دربار مین
سب کیفیت رفیع البخت کے آنے کی اور عوجان عزدار خوار و زنگار جادو کے
مارے جانے کی بیان کی یہ سنکر فرزیل شیر دل نے کہا اب ساحر آپ کی مدد پر نہین اور
سلیم جادو حریف کا شریک ہی اسکا کیا انجام ہوگا جس وقت رفیع البخت شکست
کھائے گا سلیم جادو اسکی طرفداری ضرور کرے گا امیر المکان نے کہا اس سے
اطمینان رکھو اسلیئے کہ خدا پرست غیر ساحر سے ساحر کو مقابلہ نہین کرنے دیتے
ہین کیونکہ انکا اور انکے بزرگون کا یہی طریقہ ہی ساحر تو ساحر ایک غیر ساحر سے دو شخص
کبھی نہین لڑنے جاتے ہین وہ کیسا ہی زبردست ہو اور ساحرون پر ہمیشہ انکی تاکید رہتی ہی
کہ خبردار چاہے ہماری شکست ہو مگر تم غیر ساحر پر دست اندازی نکرنا اگر رفیع البخت
مارا بھی جائیگا تو بھی سلیم جادو دخل نہ دینگے ہان اگر کوئی ساحر مقابلہ کو آئے گا تو بیشک
سلیم جادو اٹھینگے اور مقابلہ کرینگے فرزیل شیر دل نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو کچھ پروا نہین
آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل ہی رفیع البخت کو نیچا دکھا دونگا اور سارا غرور خاک
مین ملا دونگا یہ سنکر امیر المکان نے حکم طبل جنگ دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور
آواز نقارہ کی گرجی خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ فرزیل شیر دل نے اپنے نام پر طبل جنگ
بجوایا ہی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے بعد درستی میدان

نقیب نقابت کرکے بیٹے تھے کہ فرزیل شیردل نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت امیر المکان کے آکر اجازت جنگ مانگی امیر المکان نے کہا کہ جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا فرزیل شیردل بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلحشوری کی جسو قت پسینے مین غرق ہوا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور رومی کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای رفیع البخت تونے خداوند کو اسقدر پریشان کیا کہ ہلوگون کو آنا پڑا اگر دعوی مردی و مردانگی ہی تو نکل صف لشکر سے اور آکر سامنا کر بھلا ایسے کلمات سننے کی رفیع البخت کو کب تاب تھی اسیوقت باگ مرکب کی لی اور سامنے فرزیل شیردل کے آکر آواز دی کہ اومردود مین تیری خدمتگزاری کو موجود ہون فرزیل شیردل نے کہا لا ضرب بہادری کی کہ میری ضرب طمانچہ ملک الموت ہی بچنا دشوار ہو جائیگا پہلے حوصلہ اپنا نکال لے تاکہ تجھے یہ عذر باقی نرہے کہ میرا وار نہ چلنے پایا رفیع البخت نے کہا بس زیادہ گوئی سے کوئی فائدہ نہین ہی کھوٹے کھرے کا حال ابھی کھلا جاتا ہی لیکن پہلے تو وار کر اسلیے کہ ہم اہل اسلام سے ہین طریقہ ہمارا پیشدستی نہین ہی یہ سنکر فرزیل شیردل نے نیزہ سینۂ بے کینۂ رفیع البخت پر مارا رفیع البخت نے ترچھے ہو کر نیزہ کو خالی دیا اور ڈانڈ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فرزیل شیردل کے چھوٹ گیا فرزیل شیردل اوندھے منھ پامال مرکب پر آرہا رفیع البخت نے قبضۂ شمشیر اسکے سر پر مارا کہ سر فرزیل شیردل کا پاش پاش ہو گیا اور پھڑک کر مر گیا بس اسکے مرنے ہی امیر المکان نے آواز دی کہ ایک ایک مقابلہ کروگے تو یہ سب کو مارے لے گا ارے سب ملکر ٹوٹ پڑو یہ کہنا تھا کہ کئی لاکھ سواروں نے گھوڑے اٹھا دیے اور رفیع البخت پر آپڑے ادھر شاہزادہ لؤزا لدھر فوج گران لیکر بڑھے دونون لشکر ملگئے اور تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی سر برسنے لگے طوفان آب تیغ کا زور ہوا سیلاب فنا نے کشتی حیات کا فران کو غرق کرنا شروع کیا زمین پر سیل خون جاری ہو گیا بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی اور جنس حیات کی گرانی ہوئی شام تک اسقدر تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہو گئے جو سوار مارے گئے تھے انکے گھوڑے ٹاپتے پھرتے تھے اور لاشون کو کچل رہے تھے مردمان لشکر کفار کی یہ حالت تھی کہ ہر چہار جانب کو مثل دیوانون کے جائے امن ڈھونڈتے پھرتے تھے اور آپس مین کہتے تھے بھائیو بھاگو ان مسلمانون کے ہاتھ سے جان کا بچنا بہت دشوار ہی مثل مشہور ہی جان ہی تو جہان ہی اگر زندہ رہینگے تو کہین نہ کہین ملازمت بھی ہو جائیگی ہمارا تو اس نوکری کو سلام ہی آخر کار طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے اور لاشین میدان جنگ سے اٹھوائی جانے لگین جسوقت دونون جانب کے کشتے اپنے اپنے طریقہ کے موافق اٹھا کر دفن کیے گئے اور شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ سوار کفار کے مارے گئے

اور دس ہزار مسلمان کام آئے آجکی رات تو آرام سے گذاری دوسرے روز پھر صحبت میخواری گرم ہوئی اور سردار جمع ہوئے جام شراب ناب کو گردش ہوئی جس وقت دو دو چار چار جام سب نے پیے اور دماغ کو بادۂ ناب و آب آتشین نے گرم کیا تو قمیص سرمست نے امیر المکان کی طرف دیکھکر کہا یا خداوند آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر المکان نے کہا ای قمیص سرمست دیکھا تونے کہ اُس طفل نے کیا حالت کی فرزیل ایسے شہزور کی اگر تو بھی مقابلہ مین مغلوب ہوا تو سواخفت کے اور کیا حاصل ہوگا خداوندی تو زنگار جادو کے مرنے سے مٹ گئی اب بادشاہی تم لوگون کی قوت پر باقی ہی اگر تم سب بھی یکے بعد دیگرے مارے جاؤگے تو سلطنت بھی خاک مین ملجائیگی اور مثل خداوند لقا کے مجھے بھی بھاگنا پڑیگا یہ سنکر قمیص سرمست وغیرہ نے کہا ہم اب بھی آپکو خداوند ہی سمجھتے ہین آپ اسقدر پریشان ہون اگر جا بجا ہوئے دو سو خداوندون نے تو آپ کی خداوندی پھر سے قائم ہوگی اور یہ ہم ان خدا پرستون پر غالب آئینگے رفیع البخت کس کس سے مقابلہ کریگا اور کس کس کو قتل کریگا آخر کسی سے تو مغلوب ہوگا یہ سنکر امیر المکان کو تسکین ہوئی اور اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ پھر فوج کفار مین کوس جنگی بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے لشکر کا طبل بھی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی تمام رات درستی آلات حرب و پیکار مین گذری جس وقت سپیدۂ سحری نمودار ہوا اور محفل ستارگان مین برہمی ہوئی دونون لشکر صف آرائے میدان کارزار ہوئے اُس طرف امیر المکان تخت پر سوار تھا سات لاکھ سوار گرد حفاظت مین لیے ہوئے تھے اور اسطرف شاہزادہ نور الدہر اور رفیع البخت بھی دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے صف آرا تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر ہٹے تھے کہ قمیص سرمست میدان مین آیا اور بعد سلحشوری بسیار دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب ہوا ہنوز شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب نہین نکالا تھا کہ اختر شاہ نے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو بڑھا کر سامنے شاہزادہ رفیع البخت کے آیا اور عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار امیدوار ہون کہ آج تماشا میری جنگ کا دیکھیے آخر ہم جان نثار کس دن کے واسطے ہین رفیع البخت نے کہا ای اختر شاہ تم نے یہ کیا حرکت کی سبے مجھے پوچھے اپنے بڑے پہلوان کے مقابلے کو نکل کھڑے ہوئے مین نہین چاہتا کہ میری محبت مین تم اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرو اختر شاہ نے کہا ای شہریار مین ضرور اس ملعون سے مقابلہ کرونگا پہلے وہ آپ کے غلامون سے تو لڑے پھر دیکھا جائیگا اگر وہ مجھپر غالب آیا اور مین ہاتھ سے اُسکے مارا گیا تو تو حق نمک سے بھی ادا ہوا اور مرتبۂ شہادت

فتح حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوا تو تمام زمانہ سے غازی کا خطاب پایا اور عالم مین
سرخروئی حاصل ہوئی مجھسے نہین دیکھا جاتا کہ جو کافر میدان مین آتا ہے آپ خود اسکے مقابلہ کو
تشریف لیجاتے ہین اور غلامون کو اپنے بچاتے ہین ہرچند بظاہر تو یہ حریف سے کم ہین
لیکن آپ اندیشہ نکرین اگرچاہا پروردگار عالم نے تو مین ہی غرور اسکا ڈھا دونگا آخر رفیع البخت
ایسے مجبور ہوے کہ اجازت دینا پڑی اور اختر شاہ دست بوسی کرکے جانب قمیص سرمست
روانہ ہوا جب مقابل قمیص سرمست کے آیا قمیص سرمست نے کہا اپنا وار کر کہ حوصلہ دل کا
باقی نہ رہجائے اختر شاہ نے کہا ہمارا طریقہ پیشدستی کا نہین ہے پہلے تو اپنا وار کر اگر خداوند عالم
نے تیرے وار سے بچایا تو مین اپنا وار کرونگا غرض بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی
دیرتک طعنین چلا کین آخرکار اختر شاہ نے نیزہ ہاتھ سے قمیص سرمست کے ہوالی
کیا اہل اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی اور کفار نے بسبب شرمندگی کے
گردنین نیچی کرلین قمیص سرمست نے خفیف ہوکر گرز کا وار کیا اختر شاہ نے
گرز اسکا روکر کے اپنا وار کیا قمیص سرمست نے اسکا وار بھی روکیا جس وقت
گرز سے بھی کام نہ نکلا تو تلوارین کھنچ گئین رد و بدل ہونے لگی قضا سے کار اتفاقات
روزگار یا کون مرکب اختر شاہ کا موش خانہ مین گیا اور گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا اور تیغہ سر پر بیٹھا اختر شاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر علیحدہ ہوا لیکن
اُچٹا سا زخم سر مین اختر شاہ کے آیا قمیص سرمست نے کہا مجھکو کسی اور کو اسلیے کہ
یہ زخمی ہو گیا رفیع البخت کو یہ حرکت قمیص سرمست کی پسند آئی کہ اس نے
جرات کا کام کیا اور زخمی پر ہاتھ نہ اٹھایا لیکن اختر شاہ نے کہا مین زیادہ زخمی
نہین ہون ابھی لڑنے کے قابل ہون قمیص سرمست نے کہا مین زخمی سے مقابلہ
کرنا پسند نہین کرتا شاہزادہ رفیع البخت مرکب اڑا کر پہونچ گئے اور اختر شاہ
کو پھیر لائے کہا ابھی بہت سے سردار میرے لشکر مین ہین کیا ضرورت ہے کہ تم اس
حالت مین تکلیف جنگ کی برداشت کرو اختر شاہ ▪ رفیع البخت کے اصرار
سے واپس آیا بعد اسکے مقام شیر زور نکلا کئی وار کے رد و بدل کے بعد
یہ بھی قمیص سرمست کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکے بعد اور چند سردار نکلے
وہ بھی ہاتھ سے قمیص سرمست کے زخمی ہوے اور ایک سردار رفیع البخت
کا شہید بھی ہوا بس یہ دیکھکر رفیع البخت کو تاب نہ رہی اور مرکب کو جھکا کر سامنے
قمیص سرمست کے آئے قمیص سرمست نے تلوار ماری رفیع البخت نے
ہاتھ بند دست پر ڈالدیا قمیص سرمست نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور
ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونون نے دامن
زرہ گردانے اور گھوڑون سے کود کر کشتی لڑنے لگے تھوڑے ہی
عرصہ مین زرہین پارہ پارہ ہوگئین آپس مین داؤ پیچ ہونے لگے دونون طرف کے

سردار قریب آ آ کر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور لشکر آگے بڑھ آئے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی جدا ہوئے دوسرے روز بھی وہی حالت تھی لیکن قریب شام رفیع البخت نے لنگ قیس سرمست کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا رفیع البخت کودکے چھاتی پر آئے اور مشکیں باندھکر لاہور تیز گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرے امیر المکان قیس سرمست کے گرفتار ہو جانے سے نہایت رنجیدہ ہوا اور پھر کر داخل بارگاہ ہوا ادہر شاہزادہ رفیع البخت نقارۂ شادمانی بجاتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے قیس سرمست کو زندانخانہ میں بھجوا دیا اور آپ لباس رزم اُتارا اور پوشاک بزم پہنکر کچھ دیر بارگاہ میں بیٹھے بعد کچھ دیر کے دربار برخاست کر دیا اور جا کر آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر بارگاہ میں تشریف لائے اور اورنگ شوکت پر جلوہ افروز ہوئے لاہور تیز گام سے کہا کہ قیس سرمست کو حاضر کرو لاہور تیز گام گیا اور حکم دار وغۂ زندان کو پہونچایا وہ قید قیس سرمست کی لیے ہوئے حاضر ہوا رفیع البخت نے ایک ڈنگل آہنی اسکے واسطے بچھوا دیا تھا جس وقت قیس سرمست سامنے آیا شاہزادہ رفیع البخت نے بیٹھنے کو فرمایا قیس سرمست اس اخلاق پر نہایت خوش ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اُس نے دو ایک جام دیے جسوقت دماغ قیس سرمست کا گرم ہوا تو شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا ای قیس سرمست تجھے میرے فرزند نے کیونکر زیر کیا قیس سرمست نے عرض کی جس طرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا پھر کیا کہتا ہی قیس سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اُسی وقت قید اسکی کاٹ دی گئی اور خلعت سے سرفراز ہوا رفیع البخت نے فرمایا ای قیس سرمست ہماری اطاعت یہ ہی کہ مذہب اسلام اختیار کرو اور دین بت پرستی کو ترک کرو یہ فرما کر وحدانیت پروردگار عالم میں ایسی باتیں بیان کیں کہ زنگ کفر دل سے قیس سرمست کے دور ہوا اور یہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے لشکر کو بھی لے آؤں رفیع البخت نے کہا ای قیس سرمست ایسا نہو کہ وہاں جا کر مبتلائے بلا ہو جاؤ کیونکہ امیر المکان کو تمہارے مسلمان ہونے کی خبر پہونچ گئی ہوگی اور یہ امر اُسکے خلاف گذرا ہوگا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے کہلا بھجو اگر اہل لشکر کو تمہارا ساتھ دینا منظور ہوگا تو وہ سب خود ہی چلے آئینگے یہ سنکر قیس سرمست نے عرض کی ای شہریار عالی وقار بغیر میرے جائے ہوئے کام نہ چلے گا اسلیے کہ یہ سب سے بھکے ہوئے ہیں اور دین باطل اختیار کیے ہوئے ہیں میں جا کر سمجھاؤنگا جو اُن میں سے راہ پر آئے گا اُسے ہمراہ

اپنے سے آؤنگا رفیع البخت سے کہا کہ اگر امیر المکان دغا کرے اور مجکو گرفتار
کرکے قتل کروا لے تو میری بڑی بدنامی ہوگی بعد کو اگر میں ایک کے بدلے ہزار کو
مارونگا تو کیا فائدہ ہوگا کسی کے قتل کرنے سے تم زندہ ہو جاؤ گے یہ سنکر
قمیص سرمست نے عرض کی آپ اطمینان رکھیں میں بھی ایسا موم کا بنا ہوا
نہیں ہوں کہ گرمی جنگ سے پگھل جاؤنگا رفیع البخت خاموش ہو رہے اور
قمیص سرمست اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یہ خبر امیر المکان کو پہونچی
کہ قمیص سرمست آتا ہے اس نے چند سرداروں کو برائے استقبال روانہ
کیا جس وقت راہ میں ملاقات ہوئی قمیص سرمست نے پوچھا کہ تم لوگ
کیا سمجھکر میرے استقبال کو آئے ہو مجھے اب اپنوں میں شمار نکرو اس لیے کہ
میں نے اطاعت شاہزادہ رفیع البخت کی اختیار کر لی ہے یہ سنکر فرامرز گرززن
نے کہا اے قمیص سرمست درحقیقت ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تو مطیع اسلام ہو گیا ہم
برائے استقبال آگئے تھے اب سر تیرا لیکر خداوند امیر المکان کی خدمت میں
جائینگے قمیص سرمست نے کہا مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے ہر چند کہ بوقت رخصت
شاہزادہ رفیع البخت نے مجکو منع کیا تھا میں نے نہ مانا یہ اسکا نتیجہ پیش آیا
اگر میں ایسا سمجھتا تو کچھ لوگوں کو ہمراہ لیتا آتا خیر کچھ پروا نہیں ہے سر می نہم
رشتہ سر حبیب + ہرچہ آید بر سرم با نصیب + میرا قتل آسان نہیں ہے تو جانتا ہے
میں خوب جانتا ہوں سنبھال حربہ اپنا اور لا ضرب بہادری کی یہ سنکر فرامرز
گرززن نے نیزہ سینہ قمیص سرمست پر مارا قمیص سرمست نے نیزہ اسکا
ببرکت اسلام ہوائی کیا فرامرز نے گرز مارا قمیص سرمست نے گرز اسکا
سپر پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب غرق زمین ہو کر مارا گیا قمیص سرمست گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچکر مرکب فرامرز گرززن کو پی گیا یہ بھی پیادہ ہوا اب دونوں میں تلوار چلی
دونوں زخمی ہوئے یہ خبر ادھر تو رفیع البخت کو پہونچی اور ادھر امیر المکان کو
ہوئی کہ قمیص سرمست اور فرامرز گرززن سے تلوار چل گئی اس طرف سے تو
رفیع البخت و شاہزادہ نور الدہر مرکبوں پر سوار ہو ہو کر روانہ ہوئے عقب میں
انکے لشکر چل کھڑا ہوا اس طرف سے امیر المکان اپنے سرداروں کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی لشکر گران چلا اول ارزال فیل مست پہونچا
دیکھا اسنے کہ دونوں زخمی ہیں اور جھوم رہے ہیں اس ملعون نے فرامرز گرززن کو
تو علیحدہ کر دیا اور آپ قمیص سرمست سے لپٹ پڑا یہ بیچارہ زخمی تھا ایسی حالت
میں لڑنے لگا زخم زور کرنے کی وجہ سے شق ہو گئے اور اسقدر تکلیف ہوئی کہ قمیص
بیہوش ہو گیا ارزال نے باطمینان تمام اسکی مشکیں باندھیں اور لیکر چلا تھا کہ

آواز دی دیکھا شاہزادہ رفیع البخت نے کہ میرا رفیق اسیر ہوا اور ایک گبر نابنجار
اسے گرفتار کرکے لیے جاتا ہے یہ کہکر نعرہ کیا کہ باش ہان وقت شناس خبردار و ہوشیار
کہاں جاتا ہے میں آپہونچا یہ سنکر ازرال فیل سر نے قیص سرمست کو تو اپنے
ہمراہیوں کے سپرد کیا اور آپ پشت مرکب پر بیٹھکر سامنے رفیع البخت کے آیا
اور کہا مجھے تو تلاش ہی تھی تیری اب تجکو بھی قیص سرمست کی طرح باندھکر لیجاؤنگا
رفیع البخت نے کہا مجھے حال تیری جرأت کا معلوم ہوگیا ہے کہ تو نے حالت غداری
میں اسکو گرفتار کیا ہے ورنہ وہ ایسا نہ تھا کہ تو اتنی جلدی اسکو اسیر کر لیتا یہ کہکر تلوار
نیام سے لی اور آواز دی کہ لا حربہ اپنا ازرال فیل سر نے نیزہ مارا رفیع البخت نے
نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا ازرال فیل سر نے تلوار ماری رفیع البخت نے ہاتھ
تہ دست پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ اوندھے منہ ازرال فیل سر پامال مرکب ہوا پس
رفیع البخت نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا ازرال کو زین سے
اٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کرکے چاہے لشکر نے ازرال کے یورش کیا رفیع البخت نے
ازرال کو بجائے سپر ہاتھ پر لیا اور لڑنا شروع کیا ادھر شاہزادہ نورالدہر
نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اتنے میں دوسرے امیر المکان کل فوج کو
لیے ہوئے آگرا اور پاس طرف سے مقام شیر زور لشکر رفیع البخت کو لیکر آگیا
تلوار چلنے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون
ہونے لگی امیر المکان شور کرتا تھا کہ مارلو ان خدا پرستوں کو اور چھڑاؤ میرے
رفیق کو لوگ یورش کرکے رفیع البخت پر آتے تھے اور یہ دونوں دادا ہوتے صفوں کو
توڑ کر پراگندہ کردیتے تھے ادھر لاہور تیز گام خنجر عیاری کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا اور
داد مردی و مردانگی دے رہا تھا دیکھا اسنے ایک عیار پشتارہ قیص سرمست کا
لیے جاتا ہے لاہور تیز گام نے اسکا تعاقب کیا اور قریب پہونچکر کمند ماری کہ ساتون
حلقے گلے میں پڑگئے جھٹکا مارا کہ وہ گرا اسنے گرتے گرتے آواز دی اے افسران فوج
میں اسیر ہوا اور پشتارہ چھینا جاتا ہے یہ سنکر ایک سردار دوڑا یہاں لاہور نے
خنجر مارکر کام اسکا تمام کیا تھا اور چاہتا تھا کہ پشتارہ لیکر بھاگے کہ ثقیل تیرزن
پہونچ گیا اور اسنے نعرہ کیا کہ او نا عیار یہ کیا کرتا ہے لاہور تیز گام نے دیکھا کہ
یہ سر پر آپہونچا جلدی سے دو ایک حقہ آتشبازی کے مار دیے کہ گھوڑا اسکا
بھڑکا لاہور تیز گام نے رفیع البخت کو آواز دی کہ ای شہریار میں نے پشتارہ
قیص سرمست کا چھین لیا تھا مگر اب ایک گبر آپہونچا ہے خبر لیجیے ورنہ قیص سرمست پھر
دشمن کے قابو میں آجائیگا یہ سنکر رفیع البخت اسطرف متوجہ ہوئے اور صفوں کو توڑتے
ہوئے قریب پہونچکر ثقیل تیرزن کو آواز دی کہ او ملعون ایک عیار سے مقابلہ کرتے شرم
نہیں آتی ثقیل تیرزن نے کہا تو سامنا کر رفیع البخت نے کہا میں تیری گوشمالی کو

سو جو وہون پہنچکر ثقیل تبرزن نے تبر مارا ربیع البخت نے ازال کو بچانے سپر بلند کیا تبر
زنجیر کمر پر ازال کے پڑا کہ زنجیر کٹی اور ازال زمین پر گرا گرتے ہی بھاگا ربیع البخت نے جلدی سے وار
ثقیل تبرزن کا رد کر کے تلوار ماری کہ مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے لاہور تو پشتارہ حبش پرست کا لیکر
نکل گیا اور ازال جو بھاگا تو ایک سوار کے کوتل گھوڑے پر بیٹھ کر پھر لڑنے لگا اور چاہا کہ لڑتا ہوا نکل جاؤں دیکھا
شاہزادہ نور الدہر نے کہ شکار قابو مین آکر نکلا جاتا ہے بس جلدی سے مرکب کو جھکا کر ازال کے سد راہ
ہوئے ازال نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ اندلس کا مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر
پڑی نور الدہر نے جھٹکا مارا کہ تلوار تا ابرو اتر گئی ازال نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب
پر پڑی کہ گردن راہوار کی قلم ہوئی اور مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا لوگ درمیان مین آگئے اور ازال
فیل سر کو لیگئے نور الدہر نے تعاقب کیا ادھر امیر المکان نے دیکھا کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ ہوا جاتا ہے یہ
دونوں شیر بیشۂ شجاعت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بس اسنے فوراً طبل امان بجوادیا نور الدہر قریب ازال
کے پہونچ گئے تھے وار کیا چاہتے تھے کہ آواز طبل امان گوش زد ہوئی اسی وقت ہاتھ روک لیا اور باگ
مرکب صبا رفتار کی پھیری ادھر ربیع البخت بھی قریب تخت امیر المکان کے پہونچ گئے تھے لیکن آواز
طبل امان کی سنکر پلٹ آئے دونوں لشکر علحدہ ہوئے امیر المکان ازال فیل سر کو لیکر پلٹا اور داخل قلعہ
ہوا علاج ازال فیل سر کا ہونے لگا ادھر شاہزادہ نور الدہر اور ربیع البخت بھی مع لشکر میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ نور آگین ہوئے پشتارہ حبش پرست کا کھولا گیا اور زخم دوزی ہونے لگی پٹیان مرہم کی چڑھائی
گئیں دو چار روز طبل نہین بجا کہ سردار دونوں جانب کے زخمی تھے علاوہ اسکے انبار ہا لاشوں پڑا تھا کہ کئی
روز لاشون کے اٹھانے اور دفن کرنے مین گذر گئے تھے وہان کفار نے اپنے کشتہاے جنگ کو بطور
اپنے مذہب کے جلا یا سوختہ کا اب ازال فیل سر اچھا ہوا لیکن حواس اسکے باختہ ہین سمجھ چکا ہے کہ مقابل
ان لوگون سے مشکل ہے امیر المکان بھی متردد ہے کہ کیا فکر کرون کہ ایکایک جانب جنوب سے گرد و غبار بلند ہوا
ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کی کہ مختر جاباک خنجر گذار عیار
کہ پاس عیارون سے آتا ہوا تھے مین گردش ہوئی اور جاباک خنجر گذار آکر پہونچا امیر المکان کو سلام کیا اور
عرض کی کہ سردار ہمارا بہرام فیل سوار حضور کی مدد کے واسطے آتا ہے سردارون کو براے استقبال روانہ کیجیے
یہ سنکر امیر المکان نے افسران فوج کو براے استقبال روانہ کیا اسطرف سے جو سردار چلے اور ادھر نگاہ کی
از پردۂ بیابان گرد سے برخاست نگرد سے تیرہ [illegible] سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین
رسیدہ زیر آسمان ایک آسمان خالی نمودار تھا یکایک ہوا نے مار کر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا
دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرے علمون کے سیاہ تھے اور تعریف یونے
دو سو خداوندون کی مرقوم تھی آخر مین صفت وثناے امیر المکان مرقوم تھی اور آگے آگے ایک گبر نابکار [illegible]
کم گردن ست پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار جرار نمودار ہوئے اور ایک فیل مست زنجیرون مین جکڑا ہوا جھومتا
چلا آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک کوہ بلند جنبش مین آگیا یا سیاہی شب دیجور سمٹ کر ایک جا ہو گئی [illegible]
آنکھ چمکتے ہوئے جوڑے دانتون پر چڑھے ہوئے خرطوم دراز کو حرکت دیتا ہوا چلا آتا ہے سرداران امیر المکان
نے [illegible] اور بہرام فیل سوار کا استقبال کر کے لائے فیل کو ایک مقام پر باندھ دیا گیا اور بہرام داخل بارگاہ

امیر المکان ہوا ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے دریافت حال آئے ہوئے تھے لشکر کفار
مین موجود تھے جسوقت آنکو تمام کیفیت بہرام کی اور اسکے فیل زبردست کی دریافت ہوئی جاکر
اپنے آقا یعنے شاہزادہ رفیع البخت کی خدمت مین عرض کی کہ یہ سردار جو برائے مدد کفار آیا ہے
نہایت زبردست ہے اور ایک فیل اسکے ساتھ ہے کہ پرچہ نویسوں سے معلوم ہوتا ہے نام اس فیل کا مانند یک رعد
سنا گیا ہے اس فیل نے فوجوں کو بھگایا ہے اور لشکروں کو پامال کر ڈالا ہے اور بہرام ایسا پہلوان زبردست ہے
کہ آسنے ایسے فیل کو اپنا محکوم کیا ہے اور اس فیل پر سواری لیتا ہے شاہزادہ رفیع البخت تو حال اسکے زور و قوت
کا سنکر نہایت خوش ہوئے کہ اگر یہ مطیع ہوا اور دیمہ مسلمان ہو گیا تو لائق اسکے ہے کہ اسکو سالار لشکر بناؤں
لیکن اور اہل لشکر حال آمد بہرام کا سنکر نہایت پریشان ہوئے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بزدلون کو ہول پیدا ہو گیا
یہانتک کہ یہ خبر ملکہ ناوک فگن تک پہونچگئی ملکہ بھی نہایت پریشان ہوئی اور سلیم جادو کو بلا بھیجا
جسوقت سلیم جادو سامنے ملکہ کے آئے ملکہ نے سلام کیا سلیم جادو نے دعائے ترقی عمر دیکر کہا کہ مجھے کسلیے
بلایا ہے ملکہ ناوک فگن نے کہا کہ مین نے سنا ہے کوئی پہلوان زبردست میرے فرزند کے مقابلہ کو آیا ہے
اور ایک فیل کوہ پیکر اسکے ساتھ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے انسان لاکھ قوی ہو مگر فیل کے برابر قوت کہان
ہو سکتی ہے سلیم جادو نے کہا کہ تم پریشان نہو مین ایک ذرہ بھیجدارسے فیل کا کام تمام کردونگا
مگر خیال اتنا ہے کہ رفیع البخت مجھے اجازت نہ دیگا وہ اپنے جوش شجاعت مین خود ہی فیل سے
لڑیگا تم رفیع البخت کو سمجھا دو کہ وہ فیل سے مقابلہ نہ کرے اور مجھے اجازت جنگ دے ناوک فگن
نے رفیع البخت کو بلایا اور سمجھایا کہ اے فرزند انسان انسان سے لڑتا ہے نہ کہ جانور سے مین نے سنا ہے
کہ کوئی فیل زبردست لشکر دشمن مین آیا ہے تم اُس سے مقابلہ کرنا اور اپنے ماموں کو اجازت دینا کہ کام
اس فیل کا تمام کر دیجیے رفیع البخت نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین سحر کی مدد سے دشمن کو پست کردن
انشاء اللہ بقوت پروردگار اس فیل سے مقابلہ کرکے سونڈ اسکی کھینچ کے پھینکدونگا ہان اگر کوئی
ساحر برائے مقابلہ آتا تو مین ماموں صاحب کو منع کرتا اور جسوقت تک ساحرون سے مقابلہ رہا اسوقت
تک ماموں صاحب کی مدد سے جنگ مین فتح حاصل کی اب یہ ممکن نہین ہے کہ مین ماموں صاحب کی مدد کو
قبول کرون اور خود مقابلہ کرنے سے باز رہوں جسوقت ملکہ ناوک فگن نے دیکھا کہ یہ شیر بیشۂ شجاعت و
لے گا کہا کہ اچھا آج میرا جی چاہتا ہے کہ تم شب کو کھانا یہین کھاؤ اور میری جانب سے ایک عریضہ اپنے
دادا کی خدمت مین بھی بھیجدو کہ وہ بھی تشریف لائین اور سلیم جادو کو بھی ناوک فگن نے روک لیا
یہان کی تو یہ حالت ہے اور وہان امیر المکان نے بہرام فیل سوار کی دعوت کی ہے تمام قلعہ مین چراغان
ہو رہا ہے لیکن مہتر جلباک خبرگذار نے خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع ملیگا لوگ غفلت کی حالت
مین ہین اور اس خیال مین ہونگے کہ بعد دعوت کے جنگ آغاز ہوگی تو چلکر ان دشمنان خداوند کو
گرفتار کر لا جنھون نے خداوند کو پریشان کر رکھا ہے یہ سوچ کر امیر المکان کے پاس آیا اسوقت
امیر المکان تنہا بیٹھا تھا اور تخلیہ تھا مہتر جلباک نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند اگر میری
تقدیر آپ رنجور ہین تو مین جاؤن اور آپ کے دشمنون کو گرفتار کر لاؤن امیر المکان نے کہا
کہ چاہین نے یہی تقدیر کی کہ تو رفیع البخت اور نور الدہر کو گرفتار کر لائے اگرچہ بہرام فیل سوار آیا ہے

انکے واسطے کافی ہی کہ رستم وقت ہو لیکن اگر یون کہا ہم تمکو چاہتے تو میرے بندۂ خاص الخاص کو کیون
تکلیف ہوتی مستر جابک یہ سنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان جسوقت کھانے پینے سے فرصت
ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا بہرام نے حال جنگ
پوچھا امیر الملکان نے ابتدا سے کیفیت رفیع النجف کے آنے کی اور عوجان جرار خوار کے مارے جانے کی
بیان کی اسکے بعد زنگار جادو کے مرنے کا حال کہکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای بہرام اصل یہ ہی کہ مرے
معشوقۂ قدرت کے لطف خداوندی جانثار! جس روز سے ملکہ زنگار جادو نے انتقال کیا اسدن سے
مین نے قیلولہ نشینی ترک کردی اور سوگ نشینی اختیار کی بہرام نے کہا یا خداوند آپ پریشان ہون
میرا خیل ایک روز مین تمام لشکر حریف کو روند کے اور پامال کرکے ڈال دیگا اور جسوقت یہ چنگھاڑیگا فوراً سے
آپ ہو جائینگے اسیوجہ سے مین نے نام اسکا تاریک رعد رکھا ہی یقین ہی کہ تمکو مقابلہ کرنے کی تکلیف بھی نہ اٹھانا
پڑیگی یہان تو یہ رنگ ہی اور وہان شاہزادہ رفیع النجف نے عریضہ موافق مرضی ملکہ ناوک فگن کی جانب
سے لکھکر تیار کیا اور ملکہ کو پڑھکر سنا دیا ملکہ نے بہت پسند کیا اور میان بہار خواجہ سرا کو بلا کر عریضہ اسکے
سپرد کرکے کہا کہ تم جاؤ اور قبلۂ و کعبہ کو دیکر جواب لیتے آؤ یہ سنکر میان بہار نے عمامہ سر سے باندھا اور اپنے
خیمہ کی جانب روانہ ہوئے کہ ابھی وقت زیادہ تھا یہ تو اسطرف چلے آتے ہین اور اتفاقاً ایک خدمتگار
میان بہار کا نانبائی کی دوکان پر بیٹھا روٹی کھا رہا تھا اتنے مین ایک شخص مرد عامل وضع وہان آیا
اور کچھ باتین عمل و نجوم کے متعلق بیان کرنے لگا کہ وہ شخص ایسا عامل کامل ہی کہ ہزارہا جنون کو سر سے اتار کر
سیکڑون پریون کو جلا دیا ہی بادشاہ جن میرے قابو مین ہی ایسے لاف و گزاف اسنے بکے کہ سب
اسکی باتین غور سے سنا کیے اور یہ خدمتگار بھی بہت معتقد ہو گیا سبب یہ تھا کہ اسکی بی بی ہر پنجشنبہ کو کھیلا کرتی
تھی اور اسکے سر پر کوئی شہید آیا کرتے تھے اسوجہ سے بہت پریشان تھا اور اسکو فکر تھی کہ کوئی
عامل کامل ملے تو اس سے اپنے درد کی دوا پوچھون اور عامل بیان کون جانے صورت صحت نظر آئے اور سبب
دفع ہو اسنے جو باتین اس عامل کی سنین کہا پیشوا کر اٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ میری تقدیر سے اسطرف
آنکلے وہ شخص تو ایسے مرد بزرگ کی تلاش ہی مین تھا مثل مشہور ہی کہ جوینده یابنده آپ ذرا میرے گھر تشریف
لائیے عامل نے کہا کہ مطلب اپنا بیان کرو اسنے سب کیفیت اپنی زوجہ کی بیان کی کہ ہر جمعرات کو اسکے
سر پر کوئی شخص آتے ہین اور نہایت پریشان کرتے ہین وہ اپنے آپ مین نہین رہتی ہی کپڑے اتار کر
پھینکدیتی ہی سبکو آزار پہونچاتی ہی بھائی کو شوہر اور شوہر کو بھائی بتانے لگتی ہی اگر آپ اسکا علاج کرین
اور اس خلش کو دفع کردین تو مین اپنی اوقات کے موافق خدمت سے باہر نہین ہون یہ سنکر عامل
نے کہا ہان مجھے معلوم ہی کہ اسکے سر پر ایک جن آتا ہی بلکہ مین اسی غرض سے اسطرف آیا تھا کہ اس
جن کو تابع کرون اور سر پر سے اس عورت کے آثار لون الحمد للہ کہ یہان آتے ہی تجھ سے ملاقات
ہوئی خدمتگار نے کہا کہ آپ تو بے مانگی مراد کی طرح آگئے یہ خوش قسمتی میری اور اس عورت کی
ہی یہ کہکر دوکان سے اترا اور عامل سے کہا کہ تشریف لے چلیے عامل اسکے ساتھ ہوا خدمتگار اسے لیے
ہوئے اپنے مکان کی طرف چلا راہ مین عامل نے پوچھا کہ تم کسکے ملازم ہو نام تمھارے مالک کا
کیا ہی کیا خدمت تمھارے سپرد ہی اسنے بیان کیا کہ مین میان بہار کا خواص ہون عامل نے کہا کہ جن کے

اُتارنے مین رات بھر گذرے گی تمھاری نوکری کا ہرج ہوگا خدمتگار نے عرض کی کہ اچھا پھر
آج معاف رکھیے کہ مجھے اسقدر مہلت نہین ہے وقت میری نوکری کا قریب ہے اور میان بہار
خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی جانے والے ہین اور مین بھی انکے ہمراہ جاؤنگا کیونکہ میری نوکری ہے عامل
نے کہا کہ کیا میان بہار نورالدہر کے ملازم ہین اسنے کہا کہ نہین ملکہ انکی بہو ملکہ ناوک فگن کے ملازم
ہین اور ملکہ نے اپنے خسر کی دعوت کی ہے شام کو میان بہار عریضہ ملکہ کا لیکر خدمت مین شاہزادہ
نورالدہر کی جائینگے اور انکو اپنے ہمراہ لائینگے رات دعوت و ضیافت مین گذرے گی ہان کل کچھ وقت
ہوگی کہ برخاست کا دن ہے اطمینان ہوگا عامل نے سب کیفیت سنکر کہا کہ اچھا کل سہی خدمتگار نے
جواب دیا کہ ایسا نہ ہو کل آپ نہ ملین عامل نے کہا تم کیسی باتین کرتے ہو مجھے اس کام کا کرنا نہ ہوتا تو
مین تم سے وعدہ نہ کرتا مین رہنے والا ایک کوہ کا ہون مجھے اپنے موکلون کے ذریعہ سے حال اس جن کا
معلوم ہو چکا ہے مین خاصکر اسکی گرفتاری کے لیے آیا ہون کیا خالی پھر کر تھوڑے جاؤنگا یہ سنکر خدمتگار
نہایت خوش ہوا اور عامل نے ایک نقش جیب سے نکالکر اسکو دیا اور کہا کہ اسے گلے مین اپنی عورت
کے باندھ دینا جن کو معلوم ہوگیا ہے کہ مین آگیا ہون وہ اگر تمھاری عورت کو بہت پریشان کریگا اور اگر
یہ تعویذ بندھا ہوگا تو کچھ نہ کر سکے گا اور کچھ پتیان اسکو جنگلی دین کہ انکو ہاتھون سے ملتے ہوئے اور سونگھتے
ہوئے چلے جاؤ یہ پڑھی ہوئی پتیان ہین جن اسکی بو سے کوسون بھاگتا ہے یہ سنکر اس اجل رسیدہ نے خوشی
خوشی ان پتیون کو لیا اور سونگھتا ہوا چلا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ چھینک مارکر دھم سے گرا اسکے گرتے
ہی عامل نے نعرہ کیا کہ سنم ستر جلباک خنجر گذار یہ کہکر قریب گیا اور کمر ٹٹول کر جو کچھ روپیہ پیسہ اس غریب
کے پاس تھا سب لے لیا اور کپڑے اسکے اُتارکر آپ پہنے پگڑی اسکی اپنے سر پر باندھی رنگ و روغن
عیاری لگایا اور بالکلیہ صورت اپنی تبدیل کی اور اسی خدمتگار کی شکل بنکر اس بیچارہ کو تو ایک اژدھے
کھوہ مین ڈالدیا اور آپ خیمہ خواجہ بہار کی جانب روانہ ہوا یہ تو پہلے ہی دریافت کر چکا تھا جسوقت خیمہ
مین خواجہ بہار کے پہونچا سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کھانے پینے سے فراغت کر کے آگیا ہے کیا ارشاد
ہوتا ہے میان بہار نے کہا کہ لالٹین روشن کرو کہ چلکر شاہزادہ کو لے آئین ملکہ منتظر بیٹھی ہونگی کہ
آج شام کو سب ایک ہی جگہ کھانا کھائینگے ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور ملکہ پریشان ہون یہ سنکر
اسنے جلدی سے لالٹین روشن کی میان بہار نے درباری کپڑے پہنے ٹھیلا جوتا پاؤن مین پہنکر کمر سے بندھا
ہوا شملہ سر پر جریب ہاتھ مین آگے آگے خدمتگار لالٹین روشن کیے ہوئے اور پیچھے پیچھے میان بہار
روانہ بجانب خیمہ نورالدہر ہوئے یہان شاہزادہ نورالدہر نے نماز مغرب سے فراغ حاصل کیا ہے بیٹھے
ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ میان بہار حاضر ہین فرمایا بلالو چوبدار استفارہ پاکر
باہر آیا اور میان بہار کو لیکر داخل خیمہ ہوا میان بہار نے سلام کیا نورالدہر نے اشارہ سے پوچھا کہ
خیریت ہے خواجہ بہار نے عریضہ ملکہ کا خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی پیش کیا نورالدہر نے خط لیکر
پاس رکھ لیا اور وظیفہ تمام کر کے خط کو ملاحظہ کیا بعد القاب و آداب بزرگانہ کے تحریر تھا کہ میرا
جی چاہتا ہے کہ آج حضور میرے سیہ خانہ کو روشن و منور فرمائین اور عزت بخشین کہ رفیع الجثہ اور میرے
بھائی سلیم جادو بھی موجود ہین اور جسوقت سے حضور تشریف لائے ہین مین نے جی بھر کے دیکھا نہین بالفعل

لڑائی موقوف ہو اس سے زیادہ اطمینان کا موقع نہ ملے گا لہذا آج خاصہ بھی یہین نوش فرمائیے
اور اس کنیز خادمن کی عزت بڑھائیے کیونکہ تفرقہ پردازی گردون سے صلت یکجائی کی نہین ملتی مدت
ہوئی کہ آپکے فرزند کی صورت بھی نہین دیکھی خدا زندہ وسالم رکھے رفیع الجنت کو کہ اسکی بدولت آپکی
زیارت بھی نصیب ہوئی اور خیریت اپنے وارث کی بھی دریافت ہوگئی ورنہ کچھ نہ معلوم تھا کہ کہان ہین
اور کس حال مین ہین نورالدہر نے خواجہ بہار سے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون خواجہ بہار نے ہاتھ باندھکر عرض
کی مجھے یہ حکم ہے کہ اپنے ہمراہ لیتے آنا تاکہ عرصہ نہ ہو اور یہ بھی کہا ہے کہ حضور تشریف لائین جادو
حشم اپنا تمام عالم پر روشن ہے سامان کے ساتھ آنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا کہ ایسا نہ ہو دشمن
کو خبر ہوجائے اور وہ خلل انداز بزم نشاط ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے اور اسی وقت پوشاک طلب
کی لباس زیب جسم فرمایا تنہا اٹھ کھڑے ہوئے کسی خدمتگار کو بھی ساتھ نہین لیا اور ہمراہ میان بہار
کے جانب خیمہ ملکہ ناوک فگن روانہ ہوئے جسوقت لشکر کو طے کرکے صحرا مین پہونچے اور سناٹے کا
مقام ملا تو اس خدمتگار نے لالٹین بجھادی خواجہ بہار بہت خفا ہوئے کہ او ملعون یہ کیا حرکت تھی یہ
کہکر بڑھے اور ایک کوڑا مارا کہ یہ بلبلا گیا اور کہنے لگا کہ مین ابھی روشن کیے دیتا ہون یہ کہکر اسنے ایک
فتیلہ نکالا اور چقماق سے آگ نکالکر فتیلہ روشن کیا اور فتیلہ سے لالٹین روشن کرکے فتیلہ کو بجھادیا
فتیلہ بجھتے ہی دھوان اسکا منتشر ہوا اور چراہیندہ اسکی دماغ مین شاہزادہ نورالدہر اور میان بہار
کے دماغ مین پہونچی سر مین درد سا پیدا ہوا اور چھینکین ملا مار کر دونون بیہوش ہوئے اور گرے
خدمتگار نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ منم جلباک خنجر گذار یہ کہکر قریب آیا اور خنجر کمر سے کھینچکر خواجہ بہار کا تو سر
کاٹ کر پھینکدیا اور چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ نورالدہر کا باندھکر پشت پر لگایا اور جانب
لشکر امیر المکان روانہ ہوا وہان امیر المکان نے صحبت عیش برخاست کی تھی بہرام فیل سوار
رخصت ہوکر جاچکا تھا کہ مہتر جلباک خنجر گذار پشتارہ بدوش آکر پہونچا اور پشتارہ سامنے امیر المکان
کے رکھدیا اور کہا کہ یہ داماد رفیع الجنت کا موجود ہے اسے تو قتل کیجیے پھر دیکھا جائیگا کل رفیع الجنت
کو بھی گرفتار کر لاؤنگا یہ دیکھکر امیر المکان نہایت خوش ہوا اور اسی وقت آہنگرون کو بلاکر شاہزادہ کو
اسیر طوق و زنجیر کرکے قریب اپنی بارگاہ کے مقید کیا اور آپ تو انتظار صبح مین مصروف رہا مہتر جلباک کو حفاظت
زندان سپرد کی وہان ملکہ ناوک فگن اور شاہزادہ رفیع الجنت و سلیم جادو انتظار مین نورالدہر کے
بیٹھے تھے جب انتظار کرتے کرتے آدھی رات گذری اور خواجہ بہار بھی پلٹ کر نہ آئے تو پریشانی بڑھی کہ کیا
وجہ ہوئی جو اسوقت تک نورالدہر نہین آئے اگر تشریف لانا منظور نہ ہوتا تو خواجہ سرا پلٹ کر آتا اطلاع
دیتا اسے معلوم تھا کہ انتظار مین شاہزادہ کے کوئی کھانا نہ کھائیگا لاہور تیز گام موجود تھا اسنے عرض
کی کہ غلام جاتا ہے اور ابھی خبر لاتا ہے کہ کیا سبب ہوا جو نہین تشریف لائے یہ کہکر روانہ ہوا جاتے جاتے
حد لشکر سے گذر کر صحرا مین پہونچا اب چاند کی روشنی سے تمام صحرا منور ہوگیا تھا اور ہر چیز نظر آتی
تھی یکایک نظر لاہور کی ایک لاش پر پڑی کہ وہ صحرا مین زمین پر پڑی ہوئی تھی سر الگ تھا لاہور
جلدی سے قریب آیا اور دیکھا تو خواجہ بہار کو کشتہ پایا وہان سے چھپتا ہوا خیمہ مین شاہزادہ نورالدہر
کے آیا لوگون سے دریافت کیا کہ وہ شہریار عالی وقار کہان ہین ملازمین نے عرض کی کہ ملکہ کا خواجہ سرا آیا تھا

وہ شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیگیا ہی یہ سنکر لاہور نہایت پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی دوبارہ جو اس مقام پر پہونچا جہان لاش خواجہ بہار کی پڑی ہوئی تھی تو چیتے کا نشان معلوم ہوا لاہور لاش خواجہ بہار کی اٹھوا کر لایا اور تمام ماجرا سامنے رفیع البخت کے بیان کیا یہ سنکر ملکہ ناوک فگن نہایت پریشان ہوئی اور رفیع البخت کو بھی نہایت تردد ہوا اب محفل برہم ہوگئی دعوت کیسی اور ضیافت کیسی سارا سامان بھر بھنڈا ہو گیا محفل عیش و سرور بزم ماتم ہوگئی ملکہ ناوک فگن دل مین پریشان تھی اور پشیمان ہو رہی تھی کہ مین نے ناحق بلایا جسوقت تک سر ہولیتی اسوقت دعوت کرتی یہ دعوت مین عداوت کیسی ہوگئی لیکن لاہور تیز گام نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی اور خبر لشکر مخالف کی لاتا ہی یہ کہکر بالباس عیاری تن پر آراستہ کرکے جانب لشکر کفار روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ صبح نزدیک تھی عجیب رنگ لشکر کا تھا ہر طرف آثار مسرت ہویدا تھے ان کفار کو بہرام فیل سوار پر بہت بڑا بھروسا تھا کہ یہ پہلوان زبردست ہی فیل جو اسکے ہمراہ ہی وہ بلاے بیدرمان ہی ایک روز مین اہل اسلام کو پامال کروا لے گا اودھر امیر المکان جو خواب مرگ سے بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا سردار حاضر ہوئے بہرام فیل سوار بھی آیا امیر المکان نے بہرام کی طرف دیکھکر کہا کہ ایک دشمن کو تو عیار تمھارا گرفتار کر لایا ہی اب ایک باقی رہا اسے تم قتل کر ڈالو مین نورالدہر کو بلواتا ہون تم اپنے فیل کو طلب کرو تمھارے فیل کی بھی دعوت ہی کہ وہ اس خدا پرست کو چبا لے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ یا خداوند یہ امر میرے واسطے باعث بدنامی کا ہی کہ مین موجود ہون اور عیار سردار کو پکڑ لائے اور وہ قتل کیا جائے بہتر ہوتا کہ یہ سر میدان میرے ہاتھ سے مارا جاتا امیر المکان نے کہا کہ تمکو کارخانۂ خداوندی مین کیا دخل ہی جبکہ اسکی موت اسیطرح معین کی تھی اور اسکے ہوتے کی قضا تمھارے ہاتھ سے لکھدی تو جسوقت خبر قتل اسکی پہونچیگی تو وہ اسکے رہا کرنے کو ضرور آئیگا اسوقت تمکو چاہیے کہ ان سے مقابلہ کر کے قتل کر ڈالنا بہرام مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اب امیر المکان نے قید نورالدہر کی طلب کی جلاد خنجر گذار نے داروغۂ زندان کو اطلاع کی وہ نورالدہر کو لیے ہوئے داخل بارگاہ امیر المکان ہوا جسوقت سے نورالدہر گرفتار ہوئے ہین افسوس کر رہے ہین کہ کیا قسمت ہماری گردش مین ہی کہ دور روز بھی راحت و اطمینان سے نہین گذری ابھی کتنی گھڑی قید سے چھوٹ کر آئے تھے پھر گرفتار ہوئے وہان بھو پریشان ہوگئی ہم اس بلا مین مبتلا ہین رفیع البخت کو اگر خبر ہوگی تو وہ براے رہائی ضرور آئیگا یہان آنا بڑا لشکر محاصرہ کیے پڑا ہی لیکن وہ شیر بیشۂ شجاعت کب کسی کو دھیان مین لاتا ہی ضرور آکر لڑ پڑیگا خدا ہی ان نا مردون کے ہاتھ سے اسے بچائے جسوقت داروغہ زندان خانہ نورالدہر کو بارگاہ امیر المکان مین لایا نورالدہر نے بآواز بلند کہا کہ جو شخص خداوند کریم کو برحق جانتا ہو اور اسکے رسول برحق کو مانتا ہو اسپر میرا اسلام ہو یہ کہکے کسی نے جواب نہین دیا غیب سے جواب سلام کی آواز پیدا ہوئی امیر المکان نے کہا کہ او سرکش تجھے اسوقت کی خبر تھی یا نہین دیکھ تو تجھے کس بیدردی سے قتل کرتا ہون کہ یہان دریاے مرغان ہوا تیرے حال پر ملال پر گریہ کرینگے یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی کہ مردان عالم کو عیارے گرفتار کراکے قتل کرتا ہی اور افتخار ظاہر کرتا ہی لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر معلوم ہو گیا

کہ تیری بارگاہ میں کوئی مرد نہیں ہے سب نامرد اور بزدل ہیں اب بھی قید میری دور کر اور بھیجا تو دیکھ
کہ کیا حال کرتا ہوں تیرے سرداروں کے خون سے تمام بارگاہ تیری لالہ گوں کروں تو نام اپنا نورالدہر
نہ رکھوں بہرام کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے مگر اطاعت امیر المکان سے مجبور تھا کہ سب کچھ سنا کیا
مگر کسی بات کا جواب نہ دیا کہ امیر المکان نے بہرام سے کہا کہ اپنے فیل مست کو بلا کر اس سرکش پر چھوڑ دو کہ
اسے چیر کر پھینک دے یہ خبر سنتے ہی لاہور تیز گام الٹے پاؤں وہاں سے پھر الٹا دوڑا ہوا خدمت میں
شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار با اقبال غضب ہوا جاتا ہے امیر المکان نے
فیل تابایک رعد کو طلب کیا ہے وہ ہاتھی شاہزادہ نورالدہر پر چھوڑا جائیگا سنا ہے کہ یہ فیل لشکروں کو پامال
کر دیتا ہے کہ ایک اسیر غل و زنجیر کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت تلوار ٹیک کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور لاہور تیز گام سے کہا کہ میں چلتا ہوں تو لشکر کو لیکر جلد آ جب وقت
میرے تیسرے نعرہ کی آواز سنتا تو سب لشکر اٹھا یہ فرما کر مرکب اڑاتے ہوئے چلے دیکھا کہ سلیم جادو بھی تخت پر
اڑاتے ہوئے ساتھ چلے آتے ہیں رفیع البخت نے پلٹ کر آواز دی کہا ہوں جان آپ تشریف
لیجائیے اور محبت کو کام فرمائیے کہ میرے واسطے باعث بدنامی اور شان سپہ گری کے خلاف ہے انہوں نے
کہا اے فرزند میں اور کسی سے مقابلہ نہ کرونگا صرف ایک کنکری اس فیل کو کھینچ مارونگا کہ فیل ہلاک ہو جائیگا
پھر مجھے کوئی مطلب نہیں ہے شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ نہیں یہ بھی برا ہے آپ پلٹ جائیے میں اس
فیل کو مار کر اپنے دادا کو رہا کر کے لاتا ہوں آپ والدہ مہربان کی نگرانی کیجئے کہ ان پر کوئی آفت تازہ
نہ آ جائے یہ سنکر مجبوراً ناچار سلیم جادو تو واپس آئے اور ملکہ ناوک فگن سے جوہر انکے فرزند دلبند
کا بیان کیا کہ مجھے واپس کر دیا اور مدد نہ چاہی ملکہ ناوک فگن نے بال کھول دیئے اور درگاہ الٰہی
میں مصروف دعا ہوئیں کہ خداوندا تو ہی میرے فرزند کا حامی و مددگار ہے کہ وہ بچہ تنہا اتنے بڑے لشکر
پر گیا ہے پہونچنا بھی تو آسان نہیں ہے راستے ہی میں دشمن قتل ہو جائینگے گر تیری مدد ہوگی تو رونگٹا
میلا نہ ہوگا یہ تو ادھر مصروف دعا ہیں اور وہاں شاہزادہ رفیع البخت نے گھوڑا ڈالدیا اور
تلوار کھینچ کر لشکر پر گرے فوج پرے جمائے ہوئے مسلح و مکمل پہلے سے موجود تھی کیونکہ امیر المکان
کو یہ خیال تھا کہ رفیع البخت اپنے دادا کے چھڑانے کو ضرور آئیگا اسنے پہلے سے فوج کو باخبر کر دیا
تھا لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے صفوں کو توڑا اور لشکر کو پراگندہ کر دیا صفیں مثل کائی کے
پھٹنے لگیں لوگ بسبب خوف کے خود راہ دینے لگے اور تب بھی شاہزادہ رفیع البخت کا تبار
پر کر پہونچ گیا سرداران اولوالعزم صفیں باندھے کھڑے تھے لڑائی اپنے آقا کی دیکھ رہے تھے
مگر آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا اس سے مجبور تھے ادھر تمیس سرمست اودھر اختر شاہ اودھر قمقام
شیر زور وغیرہ چالیس پچاس سردار اور کئی لاکھ سوار انکی پشت پر ہاں شاہزادہ رفیع البخت
صفوں کو توڑتا پرے دشمن کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہے برق شمشیر
چمک چمک کر خرمن جان کفار پر گر رہی ہے اور کشت حیات کو جلا رہی ہے وہاں بارگاہ امیر المکان
میں یہ حالت ہے کہ شاہزادہ نورالدہر اسیر غل و زنجیر کھڑے ہیں سرداران امیر المکان دنگلوں اور
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ناگاہ وہ ہاتھی آیا اور بہرام آنکلا اس فیل پر سوار ہو کر فیل سوا ہے بہرام

دوسرے کو سوجھی نہیں دیتا ہے یہ اتنا بڑا فیل ہے کہ جو وقت داخل بارگاہ ہونے لگا تو دروازۂ بارگاہ
میں پھنس گیا تھا اسنے گھبرا کر جو گردن بلند کی تو چوکھٹ بازو دیواروں سے علیحدہ ہو کر
گلے میں آرہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی طوق پہنے ہوئے ہے اب بہرام نے اس فیل کو اشارہ کیا
کہ کمال اس اسیر پنجۂ تقدیر کو دیکھا سب نے کہ وہ سیاہی مانند شب دیجور کے اس ماہ تابان سپہر
شوکت و اقبال کے دبانے کو جنگلی فیل قریب پہونچا اور بہرام نے پھر للکارا کہ کیا دیکھتا ہے ہاں
یہی ہے کمال اسے کہ یہ دشمن خداوند ہے بس یہ سنتا تھا کہ فیل کانوں کو پھیلا کر نور الدہر پر چلا نور الدہر
دیکھا کہ اب کوئی چارہ نہیں ہے بغیر اسکے کہ قید ٹوٹے بس دونوں ہاتھ بیڑیوں میں ڈالے
اور دفعتۂ غضب میں آکر جو چرخ مارا تو ہر کڑی کا زنجیر کی لڑی کا پرزہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئی
اور منہ کھول کر پناہ مانگنے لگی قید مثل رشتۂ خام کے ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی اتنے میں فیل قریب پہنچ چکا
تھا اسنے سونڈ بڑھا کر چاہا کہ لپیٹ کر چیر ڈالوں کہ نور الدہر نے بایاں ہاتھ اپنا فیل کی طرف بڑھا دیا
فیل نے ہاتھ کو سونڈ میں لپیٹا اور اپنی طرف کھینچا شاہزادہ نے اپنی طرف کھینچا اسی کشمکش میں سے
کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ترہ شاہزادہ رفیع البخت کا ہوا بس نور الدہر نے جھٹکا مار کے سونڈ
کو درمیان سے دانتوں سے کھینچ لیا فیل نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور نور الدہر نے آواز دی
کہ ترسان ز خرطوم فیلان مست ؛ کہ این آستین است خالی ز دست ؛ ہاتھی غصہ میں آکر شاہزادہ
نور الدہر کی طرف چلا کہ دانتوں میں دبا کر مار ڈالوں نور الدہر نے دونوں ہاتھوں سے دانت
اسکے پکڑ لیے اور زور فیل ہٹتا نہ نور الدہر ہٹتے اور فیل تا دیر پاس سے پیگ چل رہے ہیں یہ اپنی طرف
زور کر رہے ہیں فیل اپنی طرف زور کر رہا ہے کہ ایک دروازۂ بارگاہ سے رفیع البخت نمودار ہوئے اور
نوجوان شیرانہ کی دیکھا کہ دادا صاحب فیل سے زور کر رہے ہیں اور مثل شیر کے جھوم رہے ہیں تاریکی
نور پر چھائی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ تاباں گہن میں آیا ہوا ہے بس آواز دی کہ یہ غلام بھی حاضر ہو گیا ہے
نور الدہر نے جو صورت رفیع البخت کی دیکھی ایک گونہ مستک پر فیل کی ما کر سارا ہاتھ سر میں
اس فیل کے در آیا اور فیل چکر کھا کر بھاگا نور الدہر نے پچھلا پاؤں اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اسنے چاروں
ہاتھ پاؤں مثل لکڑے کے زمین پر پھیلا دیے اور گرا تیغ بہرام کا اسکے دنگل پر رکھا ہوا تھا نور الدہر
نے جھپٹ کر تیغ پر قبضہ کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ فیل کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی ایک
غلغلہ ہوا رفیع البخت نے آواز دی کہ دادا جان سبحان اللہ اس عالم ضعیفی میں یہ زور و قوت کہ جوان
آپکے سامنے زور کرتے شرماتے ہیں یہ آپ ہی کے واسطے ہے لیکن امیر الزمان نے آواز دی کہ مار لو
ان دونوں کو کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا یہ سنتے ہی سب سردار تلواریں پکڑ پکڑ کر اپنے دنگلوں پر
سے اٹھ کھڑے ہوئے اور نور الدہر و رفیع البخت پر چلے رفیع البخت نے لپک کر تین مرتبہ نعرہ کی
صدا بلند کی کہ اہل لشکر میرے آگاہ ہو جائیں وہاں لاہور تیز گام تو لشکر کو لیے ہوئے منتظر تھا
لشکر اتنا جیسے ہی آواز نعرہ رفیع البخت کی گوش زد ہوئی سرداروں سے اشارہ کیا کہ ہاں چلو یہی
وقت ہے بس یہ سنتے ہی سب نے گھوڑے باگوں کے لیے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر گرے ادھر کفار
نے بھی تلواریں کھینچیں اور بہ سر پر خاش ہوئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا تلوار چلنے لگی وہاں اندر بارگاہ ؛

امیر المکان سے رفیع البخت اور نورالدہر سے لڑنا شروع کیا خون بہنے لگا ازرال فیل سر
دروازہ بارگاہ پر آکر کھڑا ہوا کہ شاید کوئی سردار لشکر اسلام کا برائے مدد آجائے تو اسے روکون
اور اندر بارگاہ کے داخل نہونے دون تاکہ یہ دونون شیر گھبرا کر مار لیئے جاوین وہان پیران
گرگدن سوار اپنے گینڈے کو دوڑا کر سامنے رفیع البخت کے آیا اور آواز دی کہ او سرکش غضب کیا
تونے کہ اندر بارگاہ خداوند کے در آئے داخل ہوا اور اسقدر دست تعدی کو دراز کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ
کہکر تیغ آبدار کا وار کیا رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے تلوار ماری کہ گردن مرکب پیران کی قلم ہوئی
مرکب نے چرخ مارا اور مرکب آتشبازی ہوگیا پیران مرد بہادر دلاور موذی مکار تھا اسنے بھی زین خالی کیا
جست کر کے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر پاؤن مرکب رفیع البخت کے پکڑ لیئے اور بسر شکم مرکب
سے ملا کر جو زور کیا تو مع مرکب رفیع البخت کو اٹھا لیا رفیع البخت نے دیکھا کہ مرکب بلند ہوا چلا جاتا ہے کہ
لنگر ہارون مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہ ہو یہ پہلوان لنگر سے لپٹ ہوکر ہلاک ہوجائے سردار
زبردست ہے یہ اگر زیر ہوکر مطیع ہوا تو لائق سپہ سالاری ہے یہ خیال کر کے انھون نے بھی زین خالی
کیا اور کود کر گھوڑے سے پاؤن پیران کے پکڑے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو پیران
کو بھی بلند کر لیا پیران تو مرکب کو بلند کیے ہوئے ہے اور رفیع البخت پیران کو اٹھائے ہوئے ہین ایک
عجب منزلہ حالت کا معلوم ہوتا ہے پیران حیران تھا کہ کیا زمین بھی بلند ہورہی ہے جھک کر جو دیکھا تو ہوش
جاتے رہے رفیع البخت نے آواز دی کہ او غافل آنکھ کھول کر دیکھ مین تجھے اٹھائے ہوئے ہون اور تو
مرکب کو اٹھائے ہوئے ہے شان سپہ گری یہ ہے کہ انسان کو اٹھائے یہ کیا تو مزدوری کرنے آیا ہے پایگاہ مین
پکڑا گیا ہے گھوڑے کو اٹھائے ہوئے ہے پیران دل مین قائل ہوا کہ بڑا شہزور ہے اس سے مقابلہ کرکے کسیکا
سر بر ہونا آسان نہیں ہے آواز دی او سردار واقع مین جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی پایا تا زندہ ام بندہ ام
رفیع البخت نے اسکو چھوڑ دیا اب تو پیران نے جھپٹ کر ایک سوار کفار کو مار کر مرکب پر اسکے نشست کی
اور رفیع البخت کی طرف سے لڑنے لگا کفار کو قتل کرنے لگا اور جو دروازہ بارگاہ پر ازرال فیل سر
تلوار کھینچے کھڑا تھا کہ قیس سرمست لڑتا ہوا قریب ازرال کے پہونچ گیا آواز دی کہ راستہ چھوڑ دے قیس سرمست
پر ازرال نے تیغ مارا قیس سرمست نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو ازرال کے دو ٹکڑے ہوئے
اسکے مرتے ہی تمام سرداران رفیع البخت ٹوٹ پڑے اور قتل عام شروع کر دیا دیکھا امیر المکان
نے کہ رنگ لڑائی کا بیطور ہے پشت بارگاہ کی طرف سے نکل بھاگا رفیع البخت بھی ساتھ ہی اسکے بارگاہ
سے باہر آئے اور اسکا تعاقب کیا یہان نورالدہر نے صدہا کو کشتہ تیغ آبدار کیا جو سردار امیر المکان
کو لیکر نکل گئے وہ تو بچے باقی ماندہ ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے تمام بارگاہ خون سے لال ہوگئی اب
نورالدہر بھی بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ قیامت برپا ہے دونون لشکر اسطرح ملے ہوئے لڑ رہے ہین کہ
یہ معلوم ہوتا ہے دو بادل ملے ہوئے برس رہے ہین جیسے بارش سرون کی ہو رہی ہے سر مانند اولون
کے گر رہے ہین کوندا برق شمشیر کا لپک رہا ہے بادل سپرون کے اڑ اڑ کر گرج رہے ہین صحرا مین سیلاب خون
کا آیا ہوا ہے کشتی حیات طوفانی ہو رہی ہے بازو زرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مچھلیان
جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین سنگ مقناطیس شتابی کر کے روحون کو نگل رہا ہے [illegible]

پیکیون کے تیر سے پھرتے ہین علم اسطرح گرے ہوئے ہین کہ معلوم ہوتا ہو جانورن کے ستول تیر سے
پھرتے ہین ہر طرف ہنگامہ دار و گیر برپا ہو بازار موت گرم ہو جانون کی خریداری ہو سبزہ صحرا کا لالہ گون ہو رہا ہو
کوتل گھوڑے لاشون کو روندتے پھرتے ہین ایسی حالت مین نورالدہر سے اور تقام قوی تن سے سامنا
ہوا تقام نے انکو پیدل دیکھکر گرز مارا نورالدہر نے وار اسکا خالی دیا اور پھونک مین اودہے منہ
پیدل مرکب پر آرہا نورالدہر نے گردن اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ سر کے بل زمین پر گرا نورالدہر جست کر کے
اسکے مرکب پر سوار ہوئے اور تقام کو آواز دی کہ اب تو پیدل ہوا مین تقام نے چاہا کہ مرکب کو پکڑ کر دو بارہ
کہ میرا مرکب اور دشمن کے زیر ران رہے نورالدہر نے اسکا ارادہ فاسد دیکھکر نیزہ مارا کہ سینہ پر
اسکے پڑا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے ادھر رفیع البخت نے جو یہ شوکت اپنے دادا
کی دیکھی نہایت خوش ہوئے اور پکارے کہ سبحان اللہ اگر ایسے نہ ہوتے تو صاحبقران کیونکر مشہور
ہوتے اب رفیع البخت بھی قریب امیر المکان کے پہونچ گئے اور آواز دی کہ باش او گیر نا ہنجار مین
آپہونچا امیر المکان نے کہا کہ او بندہ بے ادب کہان آتا ہو خبردار اپنے خداوند پر دست اندازی
نکرنا ورنہ اف کرونگا تو تو جلکر خاک سیاہ ہو جائیگا رفیع البخت نے کہا او گیدی بکتا ہو مین
ابھی تجکو راہی دوزخ کیے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچ گئے دیکھا امیر المکان نے کہ اب مفر ممکن
نہین ہو پس اسنے تلوار ماری رفیع البخت نے خالی دی کہ تلوار اسکی پٹ پڑی قبضہ مروڑ کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا نورالدہر نے ماشاءاللہ چشم بد دور کی آواز دی اور کہا کہ او فرزند مین بھی
آتا ہون اس ملعون کو چورنگ ہوائی کرنا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے امیر المکان کو اوچھال دیا اور
منتظر ہوئے کہ یہ گرنے لگے تو چورنگ کرون کہ یکایک برق چمکی فوراً آنکھین سبکی جھپک گئین اور ایک پنجہ
پیدا ہوا کہ امیر المکان کو لیکر نظرون سے پوشیدہ ہو گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او رفیع البخت اب
تمام عمر ڈھونڈھا کرو گے تو اسکو نہ پاؤگے یہ خداوند حقیقی کے پاس جاتا ہو یہ رنگ دیکھا لشکر امیر المکان
نے کہا کہ ہم کہان جائین سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ ان لوگون نے چادرین ہلانا شروع کرین اور آواز
امان بلند کی اور پکارنے لگے کہ بیشک خدا نادیدہ برحق ہو اسوقت لاہور تیز گام اور مستر جلیاک
خنجر گزار سے سامنا ہو گیا دونون نے نیچے کھینچے چپک چپک کر لڑنے لگے جب وہ وار کرتا ہو یہ جست
کر کے نکل جاتا ہو جب یہ وار کرتا ہو وہ جست کر کے نکل جاتا ہو اسی طرح لڑتے لڑتے پاؤن لاہور
تیز گام کا کاسہ سر پر پڑا اور لاہور گرا جلیاک نے وقت کو غنیمت جانکر تیغ مارا لاہور نے قلمک لگائی
اور لنڈھکتا ہوا قریب جلیاک خنجر گزار کے آگیا وار جلیاک خنجر گزار کا تو خالی گیا لاہور نے وہین سے حلقے
کمند کے مارے کہ ساتون حلقے گردن مین جلیاک خنجر گزار کے پڑ گئے جھٹکا دیا کہ جلیاک تو زمین پر گرا اور لاہور
نے اسکی چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا ادھر شور الامان سنکر رفیع البخت و نورالدہر نے بھی ہاتھ روکا۔
دونون لشکر بھی علیحدہ ہو گئے رفیع البخت نے تختگاہ امیر المکان پر قبضہ کیا اور سلیم جادو اپنے ماموں
کو یہان کا حاکم مقرر کر کے ہرکارون کو واسطے تلاش امیر المکان روانہ کیا یہان امراء و روساء شہر نذرانے لیکر
حاضر ہوئے نذرین گذرانین اور مذہب اسلام کو اختیار کیا بعد اسکے افسران فوج نے آکر عرض کی ہین

کیا حکم ہوتا ہے رفیع البخت نے کہا کہ اگر تمھین مذہب اسلام اختیار کرنا ہو اور ساتھ ہمارا دینا ہو تو
مثل سابق کے اپنے کو اس تخت کا ملازم جانو ورنہ جہان چاہو چلے جاؤ ان لوگون نے عرض کی کہ
ہم حضور کو چھوڑ کر کہان جائینگے یہ سب بھی مسلمان ہوئے اب تمام بتکدے منہدم کرا دیے گئے سجدون
کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ اسلام بیٹھے ولایت مین داراب سمین رزم کے خالی ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت
منتظر ہین کہ کسی ذریعہ سے پتا امیر الکمان کا ملے تو جا کر اسکو قتل کرین یہی تذکرہ تھا بارگاہ مین
جلوہ افروز تھے سردارون کا مجمع تھا سلیم جادو بھی موجود تھے چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک مرد کوہی
نہایت سن رسیدہ باریاب ہونا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ مین چند زبانیں گستاخ کرونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بلاؤ
جسوقت وہ سامنے آیا سلام کیا شاہزادہ نے بیٹھنے کو اشارہ فرمایا ایک کرسی علیحدہ بچھی ہوئی تھی یہ سلام
کر کے اس کرسی پر بیٹھ گیا رفیع البخت نے نام پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا اس مرد معمر نے بیان
کیا کہ مجھکو ہامان کوہی کہتے ہین اس ملک سے قریب ایک کوہ واقع ہے ایک مدت سے وہی کوہ
میرا مسکن ہے بہت سے تغیرات دنیا کے مین نے دیکھے یہانتک کہ میری عمر ساڑھے تین سو برس
کی ہوئی اب زمانہ سفر ملک عدم کا نزدیک آگیا ہے مین نے زمانہ آپکے نانا صاحب نوذر اور تنگ نشین کا دیکھا
عجب مرد بزرگ تھے کہ انھون نے باوجود حکومت و ملک کے دنیا کو ترک کیا اور لباس کہنہ مین زندگی
اپنی بسر کردی انکے بعد وہ وقت بھی دیکھا کہ ساریق دریانشین نے جو ساحر زبردست سامری
وقت و جمشید زمانہ تھا آپکے نانا صاحب کو قتل کیا انکے خون ناحق سے دست و دامن کو آلودہ
کیا اور ملک ناوک فگن کو بھی کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر گردانا سحر و ساحری مین شہرہ آفاق کر دیا یہ مشہور
تھا کہ بدیع الملک اس مقام کو فتح نہین کر سکتے بلکہ شاہزادہ رفیع البخت اپنے نانا کے خون ناحق کا
عوض لینگے ان تمام باتون کو اس ہامان کوہی نے اسطرح بیان کیا کہ اہل دربار ہمہ تن گوش ہو کر سننے
لگے اور اسکی خوش بیانی کی داد دیتے تھے رفیع البخت نے پوچھا کہ اے ہامان مقام ساریق دریانشین
کے رہنے کا بیان کرو کہ کام چلے ان گذشتہ افسانون کے سننے سے سوا عبرت حاصل کرنے کے اور کوئی
فائدہ نہین ہے یہ سنکر ہامان کوہی نے عرض کی کہ ساریق دریانشین دریا مین رہتا ہے اسے معلوم تھا کہ نواسہ
نوذر اور تنگ نشین کا اگر مجھکو قتل کریگا اور عوض اپنے نانا کے خون کا لیگا تو اسنے یہ اہتمام کیا تھا کہ
امیر الکمان کو اس ملک کی خداوندی سپرد کر کے زنگار جادو کی حفاظت مین دیا تھا اور چند ساحرون کو
متعین کیا تھا کہ انھون نے دربند بنا کر راستہ کو مسدود کیا تھا الحمد للہ کہ آپنے ان تمام مقامات کو تو فتح کر لیا
لیکن مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہے کہ محیط جادو وزیر ساریق دریانشین نے دریا سے سحر کا انتظام کیا ہے اور اسکی
جانب سے دیو سنگر جادو محافظ دریا ہے یہ دیو بھی ساحر زبردست ہے سحر اسکا یہ ہے کہ جسوقت دیو نعرہ مارتا ہے
تو کسی بھی تاب سماعت نہین لا سکتا ہے زہرہ آب ہو جاتے ہین تیسرے نعرہ کی آواز سنکر روح
جسم سے پرواز کر جاتی ہے کسکی مجال ہے کہ اسطرف جاسکے اور بفرض محال اگر وہان تک پہونچے
بھی اور دیو کو مار بھی ڈالے تو سامنا فوج حبابان کا ہوگا جسوقت کشتیان اسکے دریا مین چھوڑی جائینگی
تو حباب پیدا ہونگے اور لپٹ کر کشتی کو غرق کر دینگے لوگون کو ہلاک کرینگے دوسری جانب سے سنگر
مچھیون کا پیدا ہوگا انکی بھی یہ خاصیت ہے کہ کشتیون کو غرق کر دیتے ہین لوگون کو نگل جاتے ہین کیا ممکن ہے

کہ کوئی اس دریا کو عبور کر سکیگا اور راستہ بھی وہان جانے کا سوا اس خاکسار کے کسیکو معلوم
نہین ہے لیکن اسکے آگے مجھے بھی معلوم نہین ہے اور مین دوستانہ طور پر عرض کرتا ہون کہ حضور اسطرف
جانے کا قصد نفرمائین کہ انواع و اقسام کی بلاؤنکا سامنا ہوگا یہ سنکر سلیم جادو نے نعرہ آہ کا مارا اور
رونے لگے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ ای فرزند اب اس ارادہ سے باز رہنا بہتر ہے درگذر کرو اور
جانے دو منتقم حقیقی خود روز حشر انتقام لیگا یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ ماموں جان آپ اسقدر پریشان
کیون ہین جو خدا بروز قیامت سزا و جزا کا مختار ہے وہ اسوقت بھی مددگار ہے اگر انہین قدرت ہے تو
ہمکو ضرور مظفر و منصور کریگا قبل ازین زرنگار جادو کی نسبت بھی آپکا یہی خیال تھا لیکن خداوند عالم نے
فتحیاب کیا مین ضرور جاؤنگا آپ اسی مقام پر رہیے اور یہان کی حکومت کیجیے مین جاتا ہون اور اس
دریاے سحر کو مٹائے دیتا ہون سب کارخانہ سحر درہم و برہم کیے دیتا ہون سلیم جادو نے کہا ای فرزند یہ
موقع جوانمردی و شجاعت کا نہین ہے وہان کسی پہلوان سے نہین لڑنا ہے جسے اپنے زور بازو سے
زیر کر لوگے وہ کارخانہ سحر کا ہے پرندے کے پر جلتے ہین بچنے کو کام نہ دو بوڑھون کی نصیحت ہے
سن لیا کرو رفیع البخت نے کہا قسم ہے پروردگار عالم کی کہ مین ضرور جاؤنگا اور اس کافر خاکسر کو
مار کر اپنے نانا کے خون کا بدلا لونگا مین جو ارادہ کر چکا وہ کر چکا خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو
وہ بچا لیگا ورنہ ہمراہ نانا کے جو اسکے کا خون بھی اس ملعون کی گردن پر ہوگا اب اس امر مین زیادہ اصرار
کرکے اپنے سخن کو ضائع نفرمائین کہ دنیا میری نظرون مین تیرہ و تار ہو رہی ہے سلیم جادو نے دیکھا کہ رفیع البخت
کسیطرح ماننے کا نہین سے کہا بابا تمنے قسم ایسی کھائی کہ اب مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون خداوند کریم
تمہارے ارادے مین برکت دے اور تمکو مظفر و منصور کرے غضب کیا تمنے کہ قسم کھا بیٹھے وہان بڑے بڑے
ساحر زبردست تو جا نہین سکتے غیر ساحر کیونکر پہنچ سکتا ہے ہان خداوند کریم مدد کرے اور تائید غیبی کی
راہبری ہو تو شاید تم پہنچ جاؤ اور مین اپنی جان کو نہین ڈرتا ہون یہ خیال دل سے دور رکھو مجھے تمہارا
ہی خیال تھا جو منع کیا اسواسطے کہ اگر خدانخواستہ تمکو چشم زخم پہونچا تو مین ناوک فگن کو کیا منہ دکھاؤنگا
وہ کہینگے کہ تم ماموں کیسے تھے جو بھانجے کی حفاظت نکر سکے اپنی جان بچالی حالانکہ مرگ و زیست مین
کوئی چارہ نہین ہے لیکن بجز اسکے کوئی نہین دیکھتا مین تمہارے ساتھ ضرور چلون گا لیکن اتنی مہلت دو کہ مین
ایک سو تیار کرون شاید بکار آمد ہو بابا تو ماموں نے تمہارے اپنی بھی جان دی اور یا مارا اس ملعون کو
رفیع البخت نے کہا مین نے اس لئے آپکو منع نہین کیا تھا کہ آپ ڈرتے ہین بلکہ اس لحاظ سے عرض
کیا تھا کہ مین تو اسطرف جاؤنگا یہان ملک و ناموس کی حفاظت کون کریگا اس مقام پر بھی کسی نہ کسی کا رہنا
ضرور ہے سلیم جادو نے کہا کہ بابا مرگ انبوہ جشنے دارد جب تم ہوئے تو ہم بھی ہوسکے کہا کہ بیٹھے اب یہ قصد ہے تو
سب ملکر چلو جو خدا دکھائے الغرض بابا ان کو بھی کچھ خلعت دیکر رخصت کیا اور کہدیا کہ اب جسوقت
ہم دریاے محیط کی طرف چلنے لگین گے تو تمکو طلب کرین گے تم ہمارے راہبر ہمراہ ہو لینا ازبس
بالفعل کوئی ضرورت نہین ہے لیکن حسب الطلب فورا آ حاضر ہونا عرصہ نکرنا اسلیے کہ سوا تمہارے
ان مقامات کا واقفکار کوئی نہین ہے ایسا نہ ہو کہ تم عرصہ کردو ان کو بھی نے عرض کی کہ کیا طاقت
ہے غلام کی کہ عدول حکمی کرے اگر حضور کے برخلاف ہوتا تو از خود ابھی کیون حاضر ہوتا اور حالات

مخفی بیان کرنا حضور اطمینان رکھیں جسوقت ملکہ نامہ بہیجے گا فوراً حاضر ہونگا یا نان کو بہی
تو اسطرف خوشی خوشی شاہزادہ کے حسن اخلاق وکرم کی تعریف کرتا ہوا اپنے کوہ کی جانب
روانہ ہوا ادہر یہان وہ صحبت برہم ہوئی بقول شاعر ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد جو لوگ ابہی ایک مقام پر مجتمع تہے وہ پراگندہ ہوگئے ہر شخص اپنے
اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نور الدہر اپنے خیمہ مین آئے رفیع البخت اپنے خیمہ کی طرف گئے
لیکن سلیم جادو جو اپنے خیمہ مین آئے انہون نے ملازمین کو بلا کر حکم دیا کہ شہر بہر کے نجارون کو جمع کرو کہ
ہمین ان سے ایک خاص کام لینا ہو اسیوقت حسب الحکم لوگ روانہ ہوئے اور نجار تمام شہر کے آکر جمع
ہوئے اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے ہمسے کیا کام لیا جائیگا سلیم جادو نے کہا کہ مین چاہتا ہون تم سب مل کے
ایک بنگلہ چوبی فلان صحرا مین ہمارے واسطے تیار کرو جسمین پورے دوسو درجے ہون اور بالتدریج ایک درجہ
دوسرے سے ذرا خردی و بزرگی رکھتا ہو بعد اسکے وہ سب درجے مختلف طرح کے رنگ سے آراستہ کیے جائینگے
جسقدر روپیہ کہو تمکو دیا جاے اور سامان ہر قسم کا فراہم کر دیا جائے نجارون نے جو جو چیزین طلب کین
وہ انکو منگا دی گئین اور جتنا روپیہ مانگا وہ انکو دیا گیا چنانچہ ان سب نے ملکر ایک روز مین بنگلہ
تیار کر دیا اور دوسرے روز اسکی آرایش کا سامان فراہم کرکے آراستہ کر دیا گیا شیشہ آلات وغیرہ
قرینے سے اسمین لگا دیے گئے حسب ظرف ان درجون کی خردی و بزرگی مین تہا اسیقدر اہتمام انکی آرایش
مین بہی کیا گیا جسوقت یہ بنگلہ تیار ہوگیا تو سلیم جادو نے اسباب سحر فراہم کرنا شروع کیا کچہ شراب
کی شیشیان کچہ سبو کچہ خم کچہ صراحیان وغیرہ ہر درجہ مین رکہین اور کباب وغیرہ کا انتظام کیا ہر قسم
کے کباب تیار کرکے حاضر کیے گئے بعد اسکے کچہ خوک کچہ بکرے لوگ جمع کیے بہت سے تاندے [illegible]
[illegible]
رائی سرسون کالا دانہ مال کنگنی بہیٹ کینا کے بیج مدار کے پتے وغیرہ یہ سب چیزین فراہم کرکے
لوگون کو روانہ کیا اور قصبون اور قریون سے ڈومنے ڈہرو بجانے والے بلوا کر بٹہائے اور پندرہ
پندرہ کم سن عورتین کمہار کی ناکتخدا جمع کین جب یہ سب سامان فراہم ہوچکا تو نام اس بنگلہ کا حجرہ روحانی
قرار دیکر آپ اس بنگلہ مین داخل ہوئے اسکے بعد تین روز تک اسی حجرہ مین کچہ اسم سحر پڑہتے رہے
گرد اس مقام کے چوکیان سحر کی برائے حفاظت قائم کردی تہین حصار کہینچ دیے تہے کہ کوئی حریف
قصد کرے تو اندر تک نہ پہونچ سکے فوجین ہر چہار جانب محاصرہ کیے ہوئے پڑی تہین جب عمل
ختم ہوا تو سلیم جادو نے ان سب عورتون کو ایک مقام پر جمع کیا اور سب کے آتشدان اور [illegible]
پاس اپنے رکہکر بخور گوگل لوبان گندک مال کنگنی مدار کے پتے کالے دہتورے کے بیج وغیرہ کا
جلانا شروع کیا اور دہوان انکا حجرہ مین کہنچا ڈومنے اور ڈہرو بجانے والون کو اشارہ کیا انہون نے
ڈہرو بجانا شروع کیے اور جو چیزین ایسے موقعون پر گائی جاتی ہین وہ گانے لگے اور پکارنے لگے
کہ ای ماتا کی پیاری او لونا چماری او منک منک دم چیتہ کی نالدای بہوت سی کہنونی بیجا
سی دہراونی چولہے کی سی لاونی کویل ایسی کالی کوے ایسی سیاہ اپنے قدمون سے اس حجرہ
روحانی کو سرفراز کرو اور جلوہ جمال سے اس مکان روشن کو تیرہ وتار کر دیو کہہ رہے تہے اور ڈہولک
کو پیٹ رہے تہے ڈہرو زور زور بجا رہے تہے جسوقت رنگ جما تو ایک عورت ان عورتون مین سے

سر ہلانے اور کھیلنے لگی دھوان جو گوگل لوبان وغیرہ کا بلند ہوتا تھا اسکو سونگھتے تھے اور قلقاریان
مارتے تھے ناچنے کے بعد دیگرے سب عورتون کی ایک حالت ہو گئی کہ جھوم رہی تھین اور سر
ہلا رہی تھین دفعتون کے ایک بازو ہلتے تھے اور شور مچا رہی تھین کہ سر سو بابا کی سکا چھڑ دیتہ
کھیلین بہالی کا عجب طرح کا [illegible] تھا کہ کسیکو تن بدن کا ہوش نہ تھا کنواری لڑکیان مگر کسی طرح کا حجاب
انکو نہ تھا بیٹھی تھرکی ناچ رہی تھین سلیم جادو یہ حال دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور دو عورت جیسے
پہلے کھیلیان تھیں وہ جو کہا تھا انکو سلام کرکے ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہوئے کہنے لگے معلوم ہوتا ہے
آپنے عرض اس خاکسار کی قبول فرمائی اور اس کا یا احترام کیا اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن
و معمور فرمایا کیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہے لونا چماری نے جواب دیا کہ ای سلیم جادو تمنے نہین دیکھا
کہ میری بہا بھی دم غیشہ بھی آئی ہے دیکھو وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے سلیم جادو نے اسکو بھی سلام کیا اب
یہ سب گانا سنتے ہین اور خوش ہو ہو کر جھومتے ہین بال کھلے ہوئے ہین کچھ پھول گیندے سب کے کیثا
مدار کے روندے پڑے ہین اور سامان کھیس جمع ہو رہا ہے خوک بچون کو دوڑ دوڑ کے چکر کرتے ہین
خون انکا بہ رہا ہے اور سلیم جادو گویرین تیل وغیرہ ملا کے سب پر چھڑک رہے ہین یہ سب آنکھین لال لال
کیے ہوئے خوش ہو رہے ہین اور آپس مین کھیل رہے ہین اور کہتے ہین کیا سامری یا جمشید اب شرارے انکے
بالون سے نکلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ شب تار مین جگنو چمک رہے ہین کیا تاب تھی کسی کی کہ اس ہیبت ناک منظر
کو دیکھ سکتا یہ سلیم جادو ہی کا جگرا تھا کہ بیٹھے سحر کر رہے تھے اور تماشا انکا دیکھ رہے تھے اور چند
ساحر جو قریب انکے بیٹھے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا ریاض تھا کہ ان چڑیلون کو بلا کر اپنے قابو مین
کیا آج طلسم روحانی کا تماشا دیکھا الحاصل یہ سب کھیل کر تھکین اور سست ہو کر بیٹھین سلیم جادو نے ان
سبکو شراب پلائی سور کے کباب کھلائے اور بہاسے عطر گڑ واتیل انکے کپڑون مین ملا جب یہ سب کھا پی
کے سیر ہوئین تو سلیم جادو نے لونا چماری کے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ ای ماتا مین نے
آپکو بہت تکلیف دی اور آپکا اپنے مصاحبون سمیت اس جلسہ روحانی مین بلایا آپ نے اس ناچیز کو سرفراز
فرمایا میں آپکا ممنون و مشکور ہوا مگر امیدوار ہون کہ جہان آپ نے یہ زحمت گوارا کی ہے وہان تھوڑی زحمت
اور گوارا کیجیے کہ [illegible] مشکل در پیش ہے لونا چماری نے کہا وہ کیا مشکل ہے بیان کر سلیم جادو نے کہا
کہ مجھے راستہ دریا سے محیط کا [illegible] لونا چماری ہنسی اور کہا او سلیم تجھے شرم نہین آتی کہ
تو خدا پرستون کا [illegible] کرتا ہے تو نے بہت سے بندگان خاص جلد سے قتل کیے اور
اب محیط جادو کے مارنے کی فکر مین ہے سلیم جادو نے کہا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ میرے باپ کو
سار بین دریا لنگین نے [illegible] قتل کیا پھر تن کو [illegible] اپنے باپ کے خون کا بدلہ اس سے لون آپ ہی انصاف
کیجیے اور اگر مین خدا پرستون کا شریک نہ ہوتا تو یہ لوگ کیونکر پست ہوتے اور کسطرح شکست
ہوتے اب اگر آپکی مہربانی ہوگی تو مین اپنے باپ کے خون کا معاوضہ اس سے لونگا ورنہ مجبوری
ہے اگر آپکے یہان بھی ظلم روا ہے اور کوئی عدل و انصاف نہین ہے تو کسی سے سروکار نہین مجھ کو شک [illegible]
ہر چہ آید بسر من بالغیب جسطرح اسنے اس شخص کے باپ کو مار ڈالا ہے مجھے بھی مار ڈالیگا یہ کہکر سلیم جادو
آنکھون میں آنسو بھر لائے اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے جسوقت لونا چماری نے انکو ملول دیکھا تو پکاری

کہ ہر چند یہ عرض تیری قابل قبول نہیں ہے مگر خیر تو نے ریاضت کیا ہے اسواسطے تجھپر رحم آتا ہے
کہ تین روز سے تو نے سخت تکلیف اٹھائی ہے بڑی محنت و مشقت کر رہا ہے اور ہم لوگون کو بڑے شوق سے
بلایا ہے اسی لیے کہ راہ دریاے محیط کی معلوم ہو جاے اسپر ہمین بھی شرم آتی ہے کہ تیری رہبری نکرین
خیر اب تجھے بتایا جاتا ہے اسے سن اور یاد رکھ جسوقت تو یہان سے کوئی کوس بھر لیکر طلسم کو جائیگا
پر دریاے محیط کے تجکو پہونچا دیگا جسوقت کوئی رستے دریا کے پہونچا تو بجرہ تیار کرکے اسپر
سوار ہونا اور بجرہ کو دریا سے لیجانا فوج یہان اور سنگ لیہان کا انتظام تو خود کر سکتا ہے اسکا ذکر سمجھ
تانے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہان جسوقت تو بیچ دریا مین پہونچیگا تو ایک مقام پر پہنچتے ناگاہ پھل
نظر آئیگی وہ خزانہ دریاے محیط کا ہے اس مقام سے چار چشمے پانی کے برابر نکلتے ہین اور چار طرف بہتے
ہین ایک سوت جانب مشرق روانہ ہے اور دوسری جانب مغرب تیسرا جانب جنوب چوتھا جانب
شمال وہان سے جو پانی اوبلتا ہے وہ اسیطرح چار سو تقسیم ہو جاتا ہے وہی راستہ دریاے محیط کا ہے بس
تجھے جانے کیلیے اسم یاد کر یہ کہکر ایک سحر تعلیم کیا جب سلیم جادو نے وہ اسم سحر یاد کر لیا تو لونا چماری نے کہا
کہ اس اسم کو گرز فولادی پر پڑھ کے دم کرنا اور اسے گرداب پر مارنا گرز پڑتے ہی پانی پھٹیگا اور طبقہ
زمین کا نظر آئیگا تجکو چاہیے کہ ذرا سا توقف نکرنا فوراً اپنے کو اسی راستہ سے زمین پر پہونچانا اگر ذرا بھی عرصہ ہوا
تو پانی پھر ملجائیگا اور تو غرق ہو جائیگا پھر تیرا اچھا حال ہے اور اگر پاؤن تیرے زمین سے آشنا ہو گئے تو پھر دریا
کا خوف جاتا رہیگا یہ کہکر لونا چماری خاموش ہوئی سلیم جادو نے کہا کہ یہ تو حضور کی بدولت معلوم ہو گیا لیکن
سنا ہے کہ چہار علد دیو سنگ جادو کا دشمن ہوگا سنا ہے کہ وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ جاتے ہین اور
انسان کی بغی جان بھی اسکی آواز سے بیدم ہو جاتے ہین اسکا علاج تو بتا دیجیے یہ سنکر اسنے دو چار بال اپنی
لٹ سے توڑ کر سلیم جادو کو دیے اور کہا کہ ان بالون کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھ جسوقت دیو سنگ جادو
کا سامنا ہو تو ان بالون کو بجاے تانت غلیل پر چڑھا کر غلہ دیو سنگ کو مارنا مگر کس وقت جبکہ وہ دہن اپنا کھولے
اور چیخ مارنے کا قصد کرے اور حرف بالون کا نکلے اور غلہ اسکے دہن مین داخل ہو غلہ دہن مین پڑتے ہی دیو
اک کریگا اور شعلہ دہن سے اسکے نکلا اسی پر گریگا کہ تن بدن مین اسکے آگ لگ جائیگی اور دیو چیختا ہوا
بھاگے گا مگر مفر نپائیگا اور اسی آگ مین جلکر خاک ہو جائیگا یہ کہکر اسنے کہا کہ بس اب ہم جاتے ہین یہ کہتے ہی
سب تو رخصت ہو گئین وہ جلسہ و جا برخاست ہو گیا اور وہ عورتین جو کھیل رہی تھین بیہوش ہو کر
گرین بعد تھوڑی دیر کے انکو ہوش آیا سلیم جادو خدمت مین شہزادہ نور الدہر اور رفیع البخت کی
حاضر ہوئے اور رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند دلبند مین نے پتا دریاے محیط کا تو سب دریافت
کر لیا اب تم یہان رہو مین جاتا ہون اور مار کر محیط جادو کو بہت جلد آتا ہون یہ سنکر رفیع البخت نے کہا
کہ ماموں جان آپ تو محیط جادو کو قتل کیجیے مگر مین سارین دریا نشین کو مارونگا اور بغیر اسکے مجھے قرار نہ آئیگا
سلیم جادو یہ سنکر خاموش ہو رہے اور بجرہ کی تیاری کا حکم دیا بجرہ تیار ہونے لگا نور الدہر نے یہ کیفیت دیکھکر
رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون اور ان ملعونوں کو داخل جہنم کرکے آتا ہون
رفیع البخت نے عرض کی کہ حضور ایسا قصد نفرمائیں وہ میرے نانا کا قاتل ہے مین ضرور اس ملعون کو مارونگا
آپ اسی مقام پر حکومت کیجیے تاکہ انتظام شہر کا درست رہے بعد گفتگو کے بسیار نور الدہر رفیع البخت

لیے ہوئے خیمہ ملکہ ناوک فگن میں آئے اور کہا کہ تم اپنے فرزند کو سمجھا دو کہ یہ اپنے ارادے سے باز رہے میں
جاتا ہوں اور ساریہ دریانشین کو سزاے معقول دیتا ہوں انکا جانا مناسب نہیں ہے سنا ہے کہ وہ مقام
سخت ہے اگر دشمن انکے ہلاک ہوئے تو گویا گھر کا چراغ گل ہو گیا اور اگر میں مارا جاؤنگا تو کوئی اندیشہ
کی بات نہیں ہے اسلیے کہ میرے مرنے کے کئی دن میں تینوں نبیرہ گود پالے ہوئے ہیں شادی سے کدوری جوانی
میری ہوئی انتظار ہے اب خبیث پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے اگر یہ زندہ رہینگے تو پھر کوئی
تدبیر کرینگے اور ساریہ ملعون کو داخل جہنم کرینگے اور اگر خدا نخواستہ کچھ نوعد گر ہوا تو ہم جیتے
جی مر جاینگے رفیع البخت نے عرض کی کہ اے والدہ مہربان آپ ہی انصاف فرمائیں کہ اگر میں
حضور کو جانے دوں اور خود اجتناب کروں تو زمانہ مجکو کیا کہے گا اب وہ زمانہ ہے کہ آپ راحت
و آرام میں زندگی بسر کریں آپکے اعضا تکلیف برداشت کرنے کے لایق نہیں ہیں الغرض تو یہ حجت
ہو رہی ہے اور ملکہ ناوک فگن عجب شکنجہ میں پھنسی ہوئی ہے دلسے یہ ہیں پڑتا ہے کہ فرزند کو جانے دے
اور خسر کو روکے نہ یہ ممکن ہے کہ خسر کو جانے دے اور فرزند مذکور کو روکے کیونکہ اس بد نامی کا خیال ہے
کہ اگر فرزند کو روک لونگی تو یہ خبر سنکر شوہر بھی رنجیدہ ہوگا اور کہیگا کہ مجکو فرزند اپنا عزیز
ہوا اور باپ کا ہمارے خیال نہ کیا یہ اسی تشویش میں بیٹھی تھی کہ سلیم جادو آئے اور عرض کرنے لگے
کہ آپ انکے بھی بزرگ ہیں اور میرے بھی اب جو میں عرض کروں اسے منظور فرمائیے اسواسطے کہ یہ
اسرار طلسمی ہے [illegible] نہیں ہے فاتح اس طلسم کا یہی فرزند ہے اسی کے ہاتھ سے
قضا ساریہ دریانشین کی ہے دوسرے کے ہاتھ سے وہ ہرگز قتل نہ ہوگا آپکا جانا بے سود ہوگا اب
آپ اسی مقام پر ٹھہریں اور [illegible] کا انتظام کریں ہوسکے سر پر ہاتھ رکھیں اور ہم جانبازوں
کے حق میں دعا فرمائیے [illegible] ہم دعا آپکی ضرور قبول فرمائیگا اسلیے کہ آپ مقبول درگاہ ایزدی
ہیں [illegible] فتح نصیب ہوگی اور جلد اگر قدمبوسی حاصل کرینگے یہ سنکر نوزاد الدہر خاموش ہو رہے اور
[illegible] رفیع البخت کو اجازت دیدی الغرضکہ جب وہ روز آیا کہ بجرہ تیار ہو گیا اور سب سامان سفر
درست ہو گیا تو سلیم جادو نے ماں کو بھی اطلاع دی کہ اب ہم دریاے محیط کی طرف جاتے
ہیں لہذا انکو چاہیے کہ بہت جلد اپنے کو ہم تک پہونچا دیں جسوقت یہ پیام ملکہ کو پہونچا یہ بھی
حاضر ہوئی سلیم جادو رخصت ہوئے ملکہ ناوک فگن بھائی کو گلے سے لگا کر رونے لگی سلیم جادو بھی رونے
لگے دیر تک یہی ہنگامہ رہا بعد اسکے رفیع البخت بھی ماں سے رخصت ہوئے ناوک فگن نے انکو بھی
گلے سے لگایا اور امام ضامن بازو پر باندھا دونوں ماموں بھانجوں کے بازو پر باندھا اور سلیم جادو سے چلتے
وقت کہا کہ بھائی یہ فرزند نشانی اس بیوہ کی اور سہارا ہماری زندگی کا ہے اور نہایت منچلا ہے ذرا اسکی
طرف سے ہوشیار اور باخبر رہنا ایسا ہو کہ یہ بے محل جرأت کر بیٹھے سلیم جادو نے کہا کہ حافظ حقیقی
نگہبانی کرنے والا ہے ہمارا تمہارا خدا نگہبان ہے جس خدا نے اتنے مرحلے فتح کرا دیے وہ اس مشکل کو بھی حل
کریگا کہا رفیع البخت سر پہ ہاتھ لیے ہوئے خیمہ سے باہر آئے رفیع البخت نے جلد نگاہ کے مرکب پر
سوار ہوئے بجرہ [illegible] چھکڑے پر رکھوا لیا گیا اور سب جانب دریاے محیط روانہ ہوئے نوزاد الدہر جوش
محبت میں دور تک پہونچانے آئے آخر رفیع البخت نے قسمیں دیکر انکو رخصت کیا اب مقابلے سامان

رفیع البخت اور سلیم جادو مع ہامان کوہی کے چلے ہامان راستہ بتاتا جاتا تھا اور یہ لوگ اُسی کی
راہبری پر چلے جاتے تھے راستے میں عجب عجب طرح کے صحرا اور بیابان پیش آئے کہ
جہاں کوسوں پانی ممکن نہ تھا ہامان کوہی اگر ہمراہ نہ ہوتا تو یہ لوگ بسبب ناواقفیت کے پیاس
کے مارے مرجاتے جس منزل پر پانی ممکن ہوتا تھا تو ہامان بتا دیتا تھا کہ اب آگے کئی منزل تک
پانی نہ ملیگا اتنا پانی بھر لیا جائے جو کئی روز کو کافی ہو جائے حسب ہدایت ہامان کوہی ہر مقام پر
پانی بھر لیا جاتا تھا غرضکہ بعد طے مراحل و قطع منازل ساتویں روز ایک صحرائے پر بہار نظر آیا کہ کیفیت
اُسکی بیان سے باہر ہے تمام صحرا رشک گلستان ارم تھا عجب طرح کے درخت لگے ہوئے تھے
اور پھول انواع و اقسام کے کھلے ہوئے تھے میوے گوناگون لگے ہوئے تھے شاخیں بار
گل و ثمر سے خمیدہ ہو رہی تھیں گویا سجدۂ معبود کو گردن جھکا رہی تھیں اور شکر چمن آرائے جہان
بجا لا رہی تھیں طائر بیٹھے ہوئے بزبان بے زبانی حمد و ثنائے خلاق سبحانی میں مصروف تھے
لہراتے خوش فعلیاں کر رہے تھے اس شاخ سے اُس شاخ پر اور اس شاخ سے اس
شاخ پر اڑ کر آتے تھے شاہزادہ رفیع البخت اور سلیم جادو سیر صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ دور سے پانی لہریں مارتا ہوا نظر آیا ہامان کوہی نے التماس کی کہ دیکھیے وہ سامنے دریائے
محیط معلوم ہوتا ہے رفیع البخت اُسی دریا کی طرف متوجہ ہوئے اور سلیم جادو بھی چلے جس وقت یہ لوگ
دریائے محیط کے کنارے پہونچے تو رفیع البخت نے قصد کیا کہ گھوڑا دریا میں ڈالدیں
سلیم جادو نے کہا ہاں ہاں دیکھو ایسا قصد نہ کرنا یہ کون سی جہالت ہے کیا اسے بھی تم کوئی معمولی دریا سمجھے
ہو یہ دریائے سحر ہے پانی اسکا زہر کی خاصیت رکھتا ہے اگر گھوڑا دریا میں ڈالدوگے تو مع مرکب
خود بھی پانی ہوکر بہ جاؤگے یہ سنکر رفیع البخت رکے اور کہا اے میری جان اگر آپ نہ روکتے تو میں ضرور
کود پڑتا اب سلیم جادو نے بزور پائے سحر اک بجرہ پیدا کیا اور بجرہ کا سب سامان درست کرکے
اُسکو مثل حجلۂ عروس شب اول کے آراستہ کیا اور بسم اللہ کہکر بجرہ کو دریا میں چھوڑا اور یہ شعر ورد زبان
کیا ؎ درین دریائے بے پایان درین طوفان شور افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا
پھر اُسکے خود بجرہ پر سوار ہوئے اور رفیع البخت کو بٹھایا ہامان کوہی سے کہا کہ اب تم اسی مقام پر قیام کرو
اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کی حفاظت کرو جس وقت یہ دریا مٹ جائے تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ ہم
فتحیاب ہوئے اور محیط جادو مارا گیا ورنہ ہماری خبر شاہزادہ لندھور کو پہونچا دینا ہامان کوہی تو
اس مقام پر ٹھہرا اور بجرہ بہتا ہوا دریا میں چلا اور دریا میں علامت طوفان کی سی پیدا ہوئی ہوا زور
و شور سے چلی اور پردے بجرہ کے اُڑنے لگے سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جبتک
سلیم جادو اسم پڑھتے رہے عجب طرح کا تلاطم برپا رہا بجرہ تہلکہ میں تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب غرق ہو جائیگا
جس وقت سلیم جادو نے اسم سحر تمام کیا اور انگلی سے اشارہ کیا وہ طوفان برطرف ہوا اور بجرہ قائم
ہوا اور یہ کچھ چلا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دریا میں غرغراہٹ سی پیدا ہوئی اور حباب ابھرنے لگے پانی
پر چھوٹے چھوٹے خیمہ نصب معلوم ہوتے تھے عجب عجب طرح کے رنگ ان حبابوں کے تھے کوئی
سرخ کوئی سبز کوئی زرد کوئی زنگاری کوئی سیاہ کوئی عنبری غرضکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چمن کھلا ہوا ہے

اب وہ سیل حبابون کی کشتی کی طرف چلی سلیم جادو نے جلدی سے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور
کچھ سوئیان مٹھی بھر کے نکالین اور کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جسوقت وہ حباب قریب بجرہ
کے پہونچے اور چاہا کہ ٹکرا کر بجارون کو نکالین اور کشتی کو غرق کر دین سلیم نے مٹھا سوئیان کا حبابون
پر کھینچ مارا دیکھا کہ وہ سب پھوٹ پھوٹ کر اپنے حال زار پر رونے لگے اور بادیدۂ گریان فنا ہوئے
اور بے ثباتی دنیا کا پتہ دینے لگے سب ہر ایک نمایش کو دیکھا جب آنکھ کھلی کچھ بھی تو نہ تھا ؛؛
ہستی ہے حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین ؛؛ ادھر تو حبابون کی فوج نے شکست کھائی ادھر
سنگ مچھلیون کا پیدا ہوا اور بجرہ کی طرف چلا دیکھا سلیم جادو اور رفیع البخت نے کہ دریا مین آگ سی
لگی ہوئی ہے مچھلیان سرخ سرخ تڑپتی ہوئی چلی آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریا مین شعلہ بھڑک رہے ہین
یہ دیکھتے ہی سلیم جادو نے جلدی سے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک دی اور آواز دی کہ ماہی خوار جادو
یہی وقت تمھارے آنے کا ہے یہ کہنا تھا کہ ہوا سے تند چلی اور ایک پتلا جال ہاتھ مین لیے ہوئے
پیدا ہوا اور سامنے سلیم جادو کے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے سلیم جادو نے کہا کہ یہ شکار تمھارے واسطے
موجود ہے مچھلیون کو پکڑو اور لقمہ کر دو یہ سنکر ماہی خوار جادو نے گرد بجرے کے جال پھیلا دیا اور
مچھلیان تڑپ تڑپ کر بجرے کی طرف چلنے لگین جو مچھلی قریب پہونچی وہ جال مین پھنسکر پھڑکنے
لگی تھوڑے عرصہ مین جال بھر گیا ماہی خوار جادو نے ان تمام مچھلیون کو چن چن کر کھانا شروع کیا
جسوقت جال خالی ہو گیا پھر جال لگا دیا وہ ہزار بارہ سو مچھلیان تھین ماہی خوار جادو سب کو پکڑ کر
کھا گیا اور سلیم جادو سے رخصت ہو کر روانہ ہوا جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا شاہزادہ رفیع البخت
نے اپنے ماموں سلیم جادو کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ ماموں جان اسمین شک نہین کہ علم سحر
و ساحری مین آپ یکتائے روزگار ہین مگر اس مہم کے فتح ہو جانے کے بعد سحر سے توبہ کر لیجیے کہ
یہ نہایت خراب چیز ہے اسمین وہ امور کرنا پڑتے ہین جو سراسر شرع کے خلاف ہین اور کفر مین داخل
ہین الحاصل سلیم جادو کوئی جواب نہین دیتے اسلیے کہ یہ مقام نہایت خوفناک ہے اسوجہ سے برابر
اسم سحر پڑھتے چلے جاتے ہین اور ایک آدھ حباب یا کوئی مچھلی نظر آجاتی ہے تو اسے مار دیتے ہین
سیخ موج پہ مچھلی خود کباب ہو جاتی ہے لیکن سلیم جادو دل مین سوچ رہے ہین کہ جسوقت اُس
مقام پہ پہونچین گے جہان کہ نانہ پڑتی ہے اور پانی وہان کا سخت ہو گا تو یقین ہے کہ رفیع البخت پانی
مین کودنے سے رکینگے نہین جلدی سے کود پڑین گے اور تنہا ہونیکے کام کو انجام دینگے اور بہتر
یہی ہوگا اسلیے کہ وہ مقام خطرناک ہے اگر یہ نہ جائے تو بہتر ہو نہین معلوم کیا ہو گیا نہ ہو جسوقت کشتی قریب
پہونچے گی تو پانی کا زور کشتی کو ٹھہرنے نہ دیگا مین کود جاؤنگا کشتی انکو لیکر کہین کی کہین پہونچ جائیگی
یہ تو اس خیال مین ہین اور رفیع البخت اس سوچ مین ہین کہ ماموں سے پہلے مین کود پڑون الحاصل
جاتے جاتے کشتی اُس مقام پر پہونچی جہان کہ نانہ پڑتی تھی تہ سے پانی ابل ابل کر ہر چہار طرف
تقسیم ہو رہا تھا وہان وہ زور تھا پانی کا کہ العظمۃ للہ کیا تاب و طاقت تھی کشتی کی کہ اس جگہ ٹھہر جائے
سلیم جادو نے بہت سے سحر کر کے کشتی مین لنگر قائم کیے جب جا کے کشتی رکی اور اس چہار موجہ پر
قائم ہوئی موجین ستون ہو گئین اور سطح آب سطح زمین ہو گیا اب جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ

فولادی چوبدست زمین پر لگا کر کچھ اسم سحر دم کیا اور پانی پر مارا کو پڑتے ہی تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور پانی شق ہوا زمین نظر آئی یہ دیکھتے ہی جب تک سلیم جادو کودیں کودیں یہ شہزادہ بحر شجاعت جسم سے کود پڑا ساتھ ہی سلیم جادو بھی کود پڑے اور کچھ اسم سحر پڑھتے ہوئے چلے کہ ایک دیوار آہنی ان دونوں ماموں بھانجوں کا محاصرہ کئے رہی پانی کی طرف بڑھنے سے روکتا یہاں تک کہ پاؤں ان دونوں کے زمین سے آشنا ہوئے اب جو دیکھا تو ایک صحرا لق و دق ہے اور سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے دروازہ قلعہ پر ایک دیو سر جھکائے پہاڑ کھڑا بغلیں بجا رہا ہے قلقاریاں لگا رہا ہے جیسے ہی نظر دیو کی رفیع البخت اور سلیم جادو پر پڑی للکارا کہ او مردم سیاہ سر سپید دندان تو یہاں تک پہونچ گیا کب چھوڑتا ہوں تجھے یہ کہکر ان دونوں کی طرف بڑھا ادھر سے سلیم جادو اور رفیع البخت بڑھے اب ادھر سے تو دیو چلا آتا ہے اور ادھر ان ماموں بھانجوں میں بحث ہو رہی ہے سلیم جادو تو کہتے ہیں کہ اے فرزند مجھے اس سے لڑنے دو اور رفیع البخت کہہ رہے ہیں کہ ماموں جان یہ میرا شکار ہے آخر کار دیو نے چیخ مارنے کا قصد کیا بس فوراً سلیم جادو نے غلہ مار کر منہ میں دیو سنگ کے دریا اور دیو دیوا آتشبازی ہو کر جلگیا لیکن دوسری روایت اس فقیر سراپا تقصیر نے اپنے استاد میر اعظم علی صاحب داستان گو سے اس طرح سنی ہے کہ جس وقت دیو سنگ نے دیکھا کہ یہ دونوں آپس میں بحث کر رہے ہیں تو اس نے خیال کیا کہ اپنے سحر کرنا فضول ہے دونوں کو اٹھا کر منہ میں رکھ لینا چاہیے ایک داڑھ ہی گرم ہو جائیگی سحر کروں گا تو یہ بھی [illegible] ہو جائینگے لہذا سحر کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس یہ سوچ کر دو قدم دیو بڑھا تھا کہ رفیع البخت بائیں طرف جیسے [illegible] دیو نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ رفیع البخت کو منہ میں رکھ لے انھوں نے ہاتھ اسکا پکڑ کر مروڑا اور پانچوں انگلیاں دیو سنگ کی توڑ ڈالیں دیو نے کہا او آدمزاد تو البتہ سخت معلوم ہوتا ہے خیر تجھے زندہ نگل جاؤں گا یہ کہکر منہ اپنا کھولا اور چیخ مارنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے گرز اپنا منہ میں دیو کے دے دیا اس نے چاہا کہ گرز کو چبا لوں دانت جو مارتا ہے تو رفیع البخت نے جھٹکا دیا دانت دیو کے ٹوٹے منہ سے خون جاری ہوا وہ جھک کر خون اگلنے لگا رفیع البخت نے شاخ اسکی پکڑ کر جو زور کیا تو کھینچ لائے اور ایک لات مار کر اسکو چت کیا اور چیر کر پھینک دیا اسکے مرتے ہی طوفان عظیم برپا ہوا خاک اڑی آتشباری و برف باری ہوئی بہت شور کرتے رہے جس وقت لاش اسکی چیر کر سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام سنگ جادو بود حیف مردیم و جاندادیم مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دیو سنگ دو ٹکڑے ہوا پڑا ہے سلیم جادو نے بہت تعریف کی کہ اے فرزند واقع میں تو لائق صاحبقرانی ہے این کار از تو آید و مردان چنیں کنند سبحان اللہ کیوں نہ تم کیسے فرزند دلبند کے جگر بند ہو باپ تمہارے کیسے دادا کیسے پر دادا کیسے ہیں پھر تمہاری جرأت و ہمت میں کیا شک ہے یہ کہکر گلے لگایا اور اب یہ دونوں ماموں بھانجے قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند تھا کیونکہ نگہبان اس قلعہ کا یہی دیو سنگ تھا اہل قلعہ کو اطمینان تھا کہ جو یہاں تک پہونچیگا دیو سنگ ہی اسکا کام تمام کر دیگا پھر ہمیں زیادہ ہوشیاری کی کیا ضرورت ہے لیکن جس وقت دیو سنگ مارا گیا تو اہل قلعہ آگاہ ہوئے اور چلے کہ اب فکر کرنا چاہیے کون شخص آیا ہے جس نے دیو سنگ سے ساحر کو مارا اب ادھر سے تو یہ ساحر چلے آتے ہیں اور ادھر سے رفیع البخت اور سلیم جادو قریب دروازہ قلعہ کے پہونچے سلیم جادو

گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگے کہ پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہوں یہاں
رفیع البخت کو اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہوا انھوں نے کہا کہ ماموں جان یہ کام بھی آپکا نہیں بلکہ
میرا ہی دیکھیے میں ابھی اس پھاٹک کو گرائے دیتا ہوں یہ بول نہیں سکتے اسلیے کہ مشغول سحر خوانی
ہیں رفیع البخت نے جھپٹ کر گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا ٹوٹا اور اڑ اڑا کر جو گرتا ہے تو کئی سو ساحر
دب کر ہلاک ہوئے کہ اسطرف دروازے کے انکا ہجوم تھا اور یہ قصد کر رہے تھے کہ پھاٹک کھولکر
نکلیں اور حریف سے سامنا کریں پھاٹک جو ٹوٹکر ان پر گرا تو یہ سب ہلاک ہوئے سلیم جادو مسکرا کر رہ گئے
اب دونوں ماموں بھانجے داخل قلعہ ہوئے ساحروں نے جو انکو آتے دیکھا گولے ترنج نارنج کی
تیغہ سحر وغیرہ پھینک کر انکی طرف چلے اور ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہونے لگی رفیع البخت نے بھی تلوار
کھینچی اور ساحروں پر گرے جب تک وہ سحر کریں کریں انھوں نے قتل کرنا شروع کیا یہاں سلیم جادو
نے وہی گولا فولادی جو پھاٹک توڑنے کے واسطے تیار کیا تھا ان ساحروں پر کھینچ مارا گولہ پڑتے
ہی عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ وہ گولہ پھٹا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی سیکڑوں ساحروں کے کلیجے
پھٹ گئے اور وہ ہلاک ہوئے بعد اسکے اس گولے سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر
ساحروں پر گرنے لگے ساحر جلنے اور مرنے لگے شور گیر و دار بلند ہوا اب سلیم جادو رفیع البخت کی حفاظت
بھی کرتے جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں جو حربے سحر ادھر آتے ہیں وہ رد ہو جاتے ہیں اور سلیم کا
سحر کون رد کر سکتا ہے ایک قیامت برپا ہوا اسی عالم میں ان ساحروں نے راہ گریز اختیار کی اور فرار پہ
قرار لیا اور ان دونوں بہادروں نے تعاقب کیا اب آگے آگے تو ساحر بھاگے چلے جاتے ہیں اور
پیچھے پیچھے سلیم جادو اور رفیع البخت چلے جاتے ہیں تیر و تبر رکھ لیا ہے ساحر شور کر رہے ہیں کہ دہائی
ہے قہر جادو کی قسم کہ یکایک ایک مقام پر چند درخت نظر آئے ساحر ان درختوں کے اس پار نکل گئے اور
سلیم جادو مع رفیع البخت قریب درختوں کے پہونچکر ٹھٹکے رفیع البخت سے سلیم جادو نے کہا کہ اے
فرزند کسی طرح آگے نہ بڑھو کہ یہ درخت بھی سحر کے معلوم ہوتے ہیں یہ کہتا تھا کہ دیکھا ایک پھل درخت سے
زمین پر گرا اور وہ شق ہوا اسمیں سے ایک ساحر پیدا ہوا اور اسنے نعرہ کیا کہ اے حمزہ جادو کی گندم نما از دست من
زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا عجیب طرح کا سحر اس ساحر کا ہے تو
جسقدر درختان سرو و صنوبر و شمشاد وغیرہ اسکے ساختہ سحر ہیں انکی خاصیت یہ ہے کہ لشکر حریف کو
دیکھکر اپنے مقام سے نقل و حرکت کرتے ہیں اور جا کر لشکر حریف پر گرتے ہیں عجب طرح کا سناٹا ان
درختوں سے پیدا ہوتا ہے اور کھڑکھڑاہٹ پتوں کی اسقدر بھیانک ہوتی ہے کہ اگر دیو بھی ہو تو زہرہ آب
ہو جائے غرضکہ جسپر وہ درخت گرتے ہیں وہ خاک سیاہ ہو جاتا ہے لشکر کے لشکر ان درختوں سے تباہ
و برباد ہو جاتے ہیں چنانچہ اسوقت بھی جتنے سلیم جادو اور رفیع البخت کو جو اسطرف آتے دیکھا
کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی فوراً درختوں نے اپنے مقام سے نقل و حرکت کی اور جڑوں سے
اکھڑ اکھڑ کر رفیع البخت اور سلیم جادو کی طرف چلے اور وہی سناٹا اور پتوں کی کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی
سلیم جادو نے جلدی سے جھولی میں ہاتھ ڈالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے ماش کے اسم سحر پڑھکر
اڑائے کہ ان تمام درختوں میں آگ لگ گئی اور دھڑ دھڑ جلنے لگے تمام درخت مانند مشعلہائے ناری کے

جلنے لگے تمام صحرا آتش بار ہو گیا درخت آتشبازی کی طرح جلنے لگے سلیم جادو نے
پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور چند دانے ماش کے اور مارے کہ وہ شعلے بھڑک بھڑک کر لشکر
ثمر جادو کی طرف چلے اور ایک شعلہ ثمر جادو کا دامنگیر ہوا ثمر جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر
پڑھ کر نوک زبان میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر ان شعلوں پر مارا کہ سب شعلے ختم ہو گئے سلیم جادو
نے اس کی کاٹ کی ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور ان شعلوں پر گرا اور سب شعلوں کو لپیٹ کر ثمر جادو کی
طرف لپکا اب یہ حالت ہے کہ کبھی شعلے آگے بڑھتے ہیں کبھی ختم جاتے ہیں دونوں طرف سے قیامت
کے سحر ہو رہے ہیں لیکن شعلے ہر مرتبہ ہمراہیان ثمر جادو کے نخل ہستی کو جلا دیتے ہیں خرمن جان کو پھونک
دیتے ہیں آخر کار ثمر جادو نے جھولی سحر کی خالی کی تمام ترنج نارنج سحر کھینچ مارے جب اسلحہ سحر تمام
ہو گئے تو یہ بھاگا اور سلیم جادو نے اشارہ کیا شعلوں نے اسکا تعاقب کیا اور پیچھے ثمر جادو کے شعلے
ہر چند ثمر جادو نے بچنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا شعلوں نے ہر چہار طرف سے ثمر جادو کو گھیر لیا اور کپڑوں میں آگے
آگ لگ گئی اور کپڑوں سے جسم میں آگ لگی پھونکنا شروع کیا ثمر جادو جلنے لگا سارے ریت
دریا نشین کی محنت کا یہ پھل ملا کہ مانند نخل چنار خشک کے جلکر خاک ہو گیا اور اسکے ہمراہی فی النار السقر
ہو گئے بڑی دیر تک آندھی چلی خاک اڑی اور ہر شور مچاتے رہے کہ کشتی ہمارا نام من ثمر جادو بود حیف مردم
رجانداریم و مطلب خود نرسیدیم جس وقت لاش ثمر جادو کی سرد ہو گئی اور ہر شور مچا کر چلے گئے
تو روشنی ہوئی وہ تاریکی جو ثمر جادو کے مرنے سے ہر چہار جانب چھائی ہوئی تھی برطرف ہو گئی تو دیکھا
کہ عجیب عجیب نادر و خوشنما عمارتیں بنی ہوئی ہیں کبھی نظر سے نگذری تھیں شہزادہ رفیع البخت
نے پوچھا کہ یہ کسکا مسکن ہے سلیم جادو نے بیان کیا کہ اے فرزند یہ مقام ساریق دریا النشین کے رہنے
کا ہے بس یہ سنتے ہی رفیع البخت اس طرف بڑھے اور کہا کہ ابھی جا کر ملعون کو مارے ڈالتا ہوں مگر سلیم جادو
نے منع کیا اور کہا کہ بابا یہ بہت بڑا ساحر ہے اور بادشاہ ہے لاکھوں ساحر اسکے مطیع و منقاد ہیں اس سے
مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے ذرا توقف کرو دیکھو تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اگر جلدی کرو گے
تو کام خراب ہو جائیگا اور منصوبے ملا ہو گے لہذا بہتر یہ ہے کہ وقت بھی کم رہ گیا ہے شام ہونے کو ہے رات
اسی مقام پر بسر کرو صبح کو دیکھا جائیگا ساریق کی ہوشیاری مشہور عالم ہے اور انتظام ملک اسکا تمام سلاطین
کے ممالک سے بہتر ہے اور تمہاری ماں کو اسنے پرورش کیا ہے اور اپنی دختر کر کے تمہاری ماں کا وزیر گردانا
ہے اور ہمیشہ ملوگوں کی نہایت عزت و حرمت کی ہے اسپر دفعۃً حملہ کرنا مناسب وقت نہیں اور حکمت عملی
کے خلاف ہے اگر توقف کرو گے تو سلسلہ نامہ و پیام کا شروع ہو جائیگا شاید اس سے کوئی نیک
نتیجہ نکلے یہ سنکر رفیع البخت خاموش تو ہو رہے مگر سلیم جادو سے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی سامان نہیں
نہ خیمہ ہے نہ بارگاہ نہ خادم نہ خدمتگار نہ فرش نہ بستر آخر رات کیونکر بسر ہو گی سلیم جادو نے کہا تم جانتے
ہو تمہارے واسطے ہر سامان ہر مقام پر مہیا ہو سکتا ہے اطمینان رکھو اور تماشا دیکھو کہ ابھی جنگل میں
منگل نظر آئیگا اور سب کچھ مہیا ہو جائیگا یہ کہکر سلیم جادو ایک مقام پر بیٹھ گئے اور کچھ اسم سحر پڑھنا
شروع کیا کوئی گھڑی بھر کے بعد وہ اسم تمام ہو گیا اب سلیم جادو نے وہیں طرف پھیر کر دیکھا اور آواز
دی کہ اے خادمان قدیم حاضر ہو کر وقت خدمت گذاری کا آگیا یہ کہکر دست تکسوی دیکھا کہ جانب صحرا سے گرد

اوڑتی اور جسوقت وہ سند گرد کا منتشر ہوا تو دل گردے دو سو آدمی پیدا ہوئے ایک بارگاہ
چوبین پیرپا کی جو کہ انکے ہمراہ تھی تمام سامان آرایش بارگاہ کا مثل فرش فروش جھاڑ
مردنگ کنول جھاڑ لے مسند مسہری وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگون نے آکر بارگاہ برپا کی سب سامان درست
کیے بعد اسکے سلیم جادو نے بائین طرف دیکھا اور آواز دی کہ اے لشکر سحر یہی وقت ہے تمھارے
آنے کا اور مدد کرنے کا یہ کہنا تھا کہ گرد اوڑی اور چالیس ہزار سوار پیدا ہوگئے اور آکر قدمبوسی سلیم جادو
کی حاصل کی سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ میکر خیمہ مین آرام سے مجبوریات آسایش کے ساتھ
گذار دو صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر رفیع البخت کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ ہوئے دیکھا رفیع البخت نے
کہ عجب بارگاہ ہے اور طرفہ آرایش ہے دنگل کرسیان قرینے سے لگی ہوئی ہین خادم و خدمتگار سب موجود
ہین رفیع البخت نے اپنے ماموں کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ آپکے سب سامان پوشیدہ طور پر اپنے
ہمراہ رکھتے ہین جہان ضرورت ہوئی ہر چیز مہیا ہوگئی پھر آپکو کسی سامان ظاہری کے ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت
ہے اب یہ تو راحت و آرام کے ساتھ یہان بیٹھے ہین لیکن کچھ حال بارگاہ ساربن دریانشین کا گذارش
ہوتا ہے کہ جسوقت اسے ثمر جادو کے مرنے کی خبر پہونچی اور یہ معلوم ہوا کہ سلیم جادو اپنے بھانجے رفیع البخت
کو ساتھ لیے ہوئے خونخواہی خون ناحق پدر کا لینے کو آیا ہے اسنے دریا عبور کیا دیوسنگ اور ثمر جادو کو مارا
اب سامنے خیمہ زن ہے یہ سنکر ساربن دریانشین نہایت پریشان ہوا اور محیط جادو کی طرف دیکھکر
کہا یہ کیسا حصار تمنے قائم کیا تھا کہ دشمن یہان تک پہونچ گیا محیط جادو نے کہا کہ سلیم کی یہ لیاقت نہ تھی
کہ وہ اس حصار مین راستہ پیدا کر سکتا نہین معلوم کسطرح اور کسکی مدد سے اس مقام تک پہونچا
اور دیوسنگ اور ثمر جادو قابل مقابلہ سلیم جادو نہ تھے جو اسکے عہدہ برا ہو سکتے انھون نے حق
نمک ادا کیا اور جان نثاری کی مگر کچھ اندیشہ نہ کیجیے جسطرح سلیم جادو نے ثمر جادو کو جلا دیا ہے اسیطرح مین
سلیم جادو کو پھونک دونگا وہ چھوکرا ہے اسنے ابھی تیزی کیا ہے برسون علم سحر مین نے اسکو تعلیم کیا ہے اور
ابھی زندگی بھر بتا سکتا ہون اول تو جسوقت سامنا میرا ہوگا وہ قصد مقابلہ بھی نہ کریگا ساربن دریانشین
نے کہا کہ اے محیط جادو اے وزیر خوش تدبیر یہ سب کچھ سچ ہے مگر اسکے ساتھ دوسری بلا ہے اسکو کون مانیگا
محیط نے کہا وہ بلا کون ساربن دریانشین نے کہا کہ رفیع البخت بھانجا سلیم جادو کا میرا قاتل ہے اور وہ
سلیم جادو کے ہمراہ یہان آیا ہے مجھے اسکی جانب سے بہت بڑا اندیشہ ہے محیط جادو نے کہا آپ
بادشاہ ساحران ہوکر ایک بچے وست دیا سے خوف کرتے ہین اگر وہ قاتل ہے تو آپکا میرا کیا کر سکتا ہے
گھڑی بھر مین سبکو پھونک دونگا بالفعل مین ایک نامہ سلیم جادو کے نام لکھتا ہون وہ شاگرد
ہے میرا الیقین ہے کہ کہنا میرا مان لیگا اور نوبت جنگ و جدال کی نہ آئیگی اور اگر سمجھانے سے نہ مانیگا
تو پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر محیط جادو نے ایک نامہ بنام سلیم جادو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے
سلیم جادو تم ہمارے فرزند ہو کہ مین نے علم سحر و ساحری تمکو تعلیم کیا ہے کچھ حق میرا تمپر ضرور ہے اسکا عوض
مین یہ چاہتا ہون کہ تم قتل ساربن دریانشین سے باز رہو اور پلٹ جاؤ ورنہ مجکو تمھارے خون سے ہاتھ
رنگنے پڑینگے کرین خود بادشاہ ہون اور اب اس خیال کو دل سے دفع کرو اگر اسنے ہمارے باپ کو
قتل کیا ہے تو ہم بھی اسے قتل کرین اسواسطے کہ دنیا مین ایسا بہت کچھ ہوتا رہتا ہے انسان سمجھین اپنی عاقبت

و بیٹھے وہ کام کرے نہ یہ کہ اپنے ہاتھوں مبتلاے بلا ہو یہ مضمون لکھکر جلاجل جادو کو دیا
اور پاس سلیم جادو کے روانہ کیا جسوقت خبر سلیم جادو کو پہنچی کہ فرستادہ محیط جادو آتا ہے
تو سلیم جادو نے بلا لیا تا در بارگاہ استقبال کو آئے اور نہایت عزت و حرمت سے جلاجل جادو
کو بٹھایا اور جام شراب دعوت میں پیش کیا جلاجل جادو نے جام پیکر پیغام نامہ دار کی آواز دی
سلیم جادو نے نامہ طلب کیا جلاجل جادو نے نامہ دیا سلیم جادو نے نامہ کی بھی نہایت تکریم کی
اور کہا کہ ای جلاجل جادو انجام اس نامہ و پیام کا خدا نیک کرے اور مجھے بے ادبانہ کلام اپنے
استاد سے کرنا پڑے جلاجل جادو نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسلیے کہ آپ اسم باسمی ہیں نہایت سلیم الطبع
ہیں اور محیط جادو مرد جہاندیدہ ہیں یقین ہے کہ صورت صلح پیدا ہو جائے سلیم نے چپکے سے
بسم اللہ کہکر نامہ کھولا اور پڑھا لکھا تھا کہ ای سلیم جادو بہتر ہے کہ اس ارادہ سے باز رہو اور واپس
چلے جاؤ کیونکہ تم خوب جانتے ہو میں تمکو عزیز ہوں ساریق جادو کا اور وزیر خوش تدبیر اسکا کہلاتا ہوں
اپنی زندگی میں آنچ نہ آنے دونگا اور تم وہی ہو جو ابھی کل کی بات ہے کہ مجھ سے سحر سیکھتے تھے اور
اب بھی میں تمکو زندگی بھر تعلیم کرسکتا ہوں تم مجھ سے کیا مقابلہ کرسکو گے یقین ہے کہ مارے جاؤگے
مجھے بھی افسوس ہوگا ہر چند کہ میں تمکو بہت دوست رکھتا ہوں مگر اس معاملہ میں ساریق ہی کا
شریک ہوں اسلیے کہ وہ ولی نعمت میرا ہے یہ مضمون دیکھکر سلیم جادو نے رفیع البخت کی جانب دیکھا
رفیع البخت نے کہا جو مناسب ہو وہ جواب تحریر کر دیجیے سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند تمہاری راے
بھی شریک ہونا ضرور ہے رفیع البخت نے کہا کہ آپ لکھ دیجیے میں مجبور ہوں کہ رفیع البخت کو صلح
منظور نہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے نانا کے خون کا بدلہ ضرور لونگا ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ نہ اس
معاملہ میں آپ دخل دیں اور نہ میں رفیع البخت کو اور ساریق کو انکے حال پر چھوڑ دیجیے جو خدا
دکھائے یہ سنکر سلیم جادو مسکرائے اور جواب نامہ محیط جادو کا تحریر کیا بعد القاب و آداب
بزرگانہ کے لکھا کہ اسمیں شک نہیں کہ تعمیل ارشاد آپکی ہر طرح مجھپر واجب ہے کہ آپ باپ کی جگہ ہیں
مثل مشہور ہے کہ من تعلم حرفاً فھو مولاہ مگر میں اس امر میں مجبور ہوں کہ قصاص خون پدر ساریق سے
نہ لوں کیونکر ہوسکتا ہے کہ باپ مارا جائے اور بیٹا اسکے قاتلوں سے دوستی پیدا کرے آپ ہی انصاف
کیجیے کہ زمانہ مجھکو کیا کہیگا اور بالفرض میں اس معاملہ سے دست بردار بھی ہو جاؤں تو رفیع البخت
نہ مانینگے کہ انکے نانا کو اسنے قتل کیا ہے وہ نانا کے خون کا بدلہ ضرور لینگے اور جسطرح آپ
شرکت ساریق دریانشین سے دست بردار نہیں ہو سکتے اسیطرح میں شرکت رفیع البخت سے
کنارہ کشی نہیں کرسکتا ہوں اگر میں رفیع البخت کا شریک ہونگا اور زندہ پلٹ کر جاؤنگا تو بہن کو
اپنی کیا منہ دکھاؤنگا لہذا اس امر کو تقدیر کے حوالے کیجیے اور خدا پر چھوڑ دیجیے جو خدا کریگا
وہ ہوگا یہ جواب تحریر کرکے جلاجل جادو کے حوالے کیا اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا جلاجل جادو
بخوشی جواب نامہ محیط جادو کا لیکر پاس محیط جادو کے آیا اور نامہ پیش کیا محیط جادو نے نامہ کو
پڑھا تمام ارکین دولت اور ساریق دریانشین اور امیر المکان وغیرہ ان سب نے سنا لیکن محیط جادو
کو نہایت صدمہ آیا کہا کس چھوکرے نے کہا میرا نانا ... اور ہاتھ سے میرے مارا جائیگا

یہ کہکر وہین بیٹھے بیٹھے اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور ایک مشتی پارہ کو چاک کرکے اڑا دیا
کردہ کاغذ سے ٹکڑے لکہ ہائے ابر بکثرت بلند ہونا شروع ہوئے اور آسمان پر پھیلنے لگے اور
آن واحد مین تمام لشکر و بارگاہ سلیم جادو پر محیط ہو گئے اور بارش ان سے شروع ہوئی یہان
سلیم جادو واقف ہین کہ محیط جادو بہت بڑا ساحر ہو جسطرح امیر الملکان کی خداوندی زنگار جادو
کے بھروسے پر تھی اسیطرح سارے دریانشین کی سلطنت محیط جادو کے بھروسے پر ہو اگر محیط جادو
چاہتا تو دم بھر مین سلطنت چھین لیتا گر چونکہ شیوہ اسکا محسن کشی نہین ہو اسوجہ سے ہمیشہ اپنے
بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار رہا رفیع البخت نے دیکھا رنگ رخ سلیم جادو کا متغیر ہو اور چہرہ سے
آثار تردد ظاہر ہین پوچھا کہ ماموں جان اسوقت مین آپکو نہایت پریشان دیکھتا ہون آیا اسکا
کیا سبب ہو سلیم جادو نے کہا شاید تم نہین جانتے ہو کہ محیط جادو کون شخص ہو مین نے جواب نامہ کا
تمہارے حفظ مراتب کے خیال سے و بہر نہین لکہا اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا یقین ہو کہ صبح بھی نہ ہونے پائیگی
اور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا رفیع البخت نے کہا کہ اگر آپکو خوف ہے تو آپ تشریف لیجائیے مین
سمجھ لونگا سلیم جادو نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہو زیادہ تر تمہارا ہی خیال ہو کہ تم علم سحر و
ساحری سے بالکل بے بہرہ ہو ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جاسکتے ہین تو وہ ایک مقابلہ تک ٹھہر سکتا ہون
ہر چند کہ انجام میرا بھی گرفتاری ہو لیکن تم ایک وار بھی نہین روک سکتے رفیع البخت نے کہا کہ جب انجام
دونون کا ایک ہی سا معلوم ہوتا ہو تو پھر خوف بالکل بیکار ہو یہی ذکر تھا کہ لوگون نے آکر فریاد کی کہ ابر
چھایا ہوا ہو اور ہوا سے سرد چل رہی ہو کہ ہاتھ پاؤن اینٹھے جاتے ہین قوت اندر ہی اندر سلب ہوئی جاتی
ہو سلیم جادو نے کہا خدا خیر کرے ہنوز یہ کوئی انتظام نکرنے پائے تھے کہ دیکھا جسقدر فوج تھی اور
جتنے خادم و خدمتگار تھے سب بےحس و حرکت ہو گئے جتنے سلیم جادو پکارتے ہین وہ جواب نہین دیتا
سب اپاہج کی طرح پڑے ہوئے ہین صرف آنکھین جھپک رہی ہین زبانون مین جواب دینے کی طاقت
نہین یہ حالت دیکھکر سلیم جادو ہوش خطا مین سنتے اور کچھ پہل روئی اسکے نکالکر اسکے آخر اسم سحر
دم کرکے پانی کے چھینٹے مارنا شروع کیے کہ وہ ٹکڑے روئی کے بلند ہوئے اور ہر چہار طرف پھیلنے
لگے تھوڑے عرصے مین جو ابر چھایا ہوا تھا وہ تو فنا ہوگیا اور یہ ابر تمام لشکر پر محیط ہوکر برسنے لگا
یہ معلوم ہوا کہ سوکھے دھانون پانی پڑگیا جسپر ایک بوند گری وہ اچھا ہوگیا ہاتھ پاؤن مین حرکت پیدا
ہوئی ایک فتنہ ہوگئی وقت آگئی دم بھر مین پھر وہی چہل پہل ہوگئی اب سلیم جادو نے اچھی طرح سے
حفاظت اپنے لشکر پر مثل سائبان کے قائم کیا اور آپ بارگاہ مین آکر بیٹھے رفیع البخت نے بہت تعریف
کی اور کہا کہ آپ تو کہتے تھے کہ مین محیط جادو سے سحر مین کم ہون پھر آپ نے اسکا سحر کیونکر رد کیا معلوم
ہوا کہ آپ کے مزاج مین انکسار بہت ہو جبہی خداوند کریم نے آپکو خلعت سرفرازی بخشا ہو
اور ساحران عالم سے ممتاز کردیا ہو جسوقت زنگار جادو سے مقابلہ ہوا تھا اسوقت بھی آپ ایسا ہی
کچھ ارشاد فرماتے تھے لیکن کیسی مردی و مردانگی کے ساتھ سر میدان اسکو مارا کہ کار زن
کے حوصلے پست کردیے اب بھی خداوند کریم آپکو فتحیاب کریگا یہ سنکر سلیم جادو نے ایک آہ سرد
بھری اور کہا او فرزند تم نادان ہو ان حالات سے ناواقف ہو حقیقت حال یہ ہی ہو کہ مین

بیان کرتا ہون اور فتح و شکست بہ خداوند عالم کے اختیار مین ہی تمھارا اقبال تھا کہ زنگار جادو
میرے ہاتھ سے مارے گئے ورنہ میری کوئی حقیقت اسکے سامنے نہ تھی اور یہ محیط جادو اُسکا
بھی اُستاد ہی وہ امیر الملک ان کے محافظ جان تھے اور یہ ساریق کا محافظ جان ہی مگر کوئی اندیشہ
نہین کہ وہ قادر مطلق سب طرح کی قدرت رکھتا ہی اگر چاہے تو ایک پشہ کو فیل پر مسلط کر دے
یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان ساریق دریانشین نہایت پریشان ہی کیونکہ اسکو علم
سحر سے معلوم ہو چکا ہی کہ رفیع البخت میرا قاتل ہی جلاجل جادو کہ سالار لشکر اسکا ہی سامنے بیٹھا ہی
اور محیط جادو تخت سے ایک پایہ پر تخت کے نیچے بیٹھا ہی سب ارکین دولت حاضر ہین دمدم کی
خبر پہونچ رہی ہی جسوقت ابر سحر محیط نے لشکر سلیم جادو کو محیط کیا تھا اسکی خبر بھی پہونچی تھی اور
جبکہ سلیم جادو اس سحر کو مٹا کر اپنے سحر سے سبکو حالت اصلی پر لائے یہ خبر بھی ساریق نے سنی
محیط جادو کی طرف دیکھ کر کہا کہ ہمین معلوم ہو گیا تم سلیم جادو کا کچھ نہین کر سکتے ہو پہلے تو وہ
اندر حصار سحر کے چلا آیا اور تمھین خبر بھی نہ ہوئی بعد اسکے اسنے سحر کو رد کر دیا ابھی کچھ میدان جنگ
مین بھی ہو گیا ان خیالات کو دور کرو کہ سلیم شاگرد میرا ہی مثل مشہور ہی کہ نہ کرتا استاد کر تا شاگرد ممکن ہی
کہ اسنے چلہ کشی کر کے قوت اپنی بڑھائی ہو یہ تو محنت اور سمجھ پر موقوف ہی تمھین بھی معلوم ہی
کہ سلیم ابتدائے زمانہ طفولیت سے نہایت سلیم الطبع ہی اور نہایت سنجیدہ ہی آپکے ساتھ کے
تعلیم یافتہ اُسکا مقابلہ نہین کر سکتے حالانکہ سب ایک ہی اُستاد کے شاگرد تھے مگر سلیم جادو سب پہ
فوق لیگیا یہ سب اسکی محنت اور ریاضت کا ثمرہ تھا پہلے ہی آزمائش مین آپنے تمھاری شیخی کرکری
کر دی تمکو چاہیے تھا کہ کام خالی و باتین نکال لیجاتے وہ بھی سمجھتا کہ یہ میرا اُستاد ہی اور مین شاگرد
ہون جائے اُستاد خالی گو مین نے ترقی کی ہی مگر اُستاد میرا اُستاد ہی البتہ ہو کہ مین مقابلہ مین
مغلوب ہون اور اب یہ اندیشہ اُسکے دل سے دور ہو گیا اور وہ اچھی طرح جان گیا کہ اُستاد میرا
کچھ کر نہین سکتے اب وہ کیا مانیگا یہ کلمات محیط جادو کو نہایت ناگوار ہوئے اور دربار سے
اٹھکر اپنے مکان کو چلا گیا لیکن دل مین یہ ٹھہرا لیا کہ اگر سر میدان ایک سحر مین سلیم جادو کا
مع رفیع البخت خاتمہ کر دیا تو نام اپنا محیط جادو رکھا اور اب بغیر سلیم جادو کو مارے ہوئے ساریق
کو منہ نہ دکھاؤنگا نہ کوئی جواب دونگا اور بعد فتح استعفا داخل کر دونگا کہ مجھے نوکری آپکی منظور
نہین ایسی سرکار مین رہنا برا ہی جہان اپنی وقعت نہ رہے اور ذلت کا سامنا ہو یہ سوچکر موم خانہ
مین داخل ہوا اور سامان سحر جگانے کا درست کر کے مصروف اسم خوانی ہوا یہ تو یہان سحر
جگانے مین مصروف ہی اور وہان ساریق دریانشین نے جلاجل جادو سے کہا کہ وزیر اعظم تو
بڑھاپے مین سٹھیا گئے ہین اور اپنے سامنے سبکو موجود نہین جانتے ہین یہ خیال نہ کیجیے گا کہ سلیم جادو
اب وہی سلیم ہی جو سامنے کھیلا کرتا تھا محیط جادو اسکا کچھ کر نہین سکتے ہین اگر مقابلہ کرینگے تو سب
بنا بنین گے برسون تو وہ قابو مین نہین آنے والا ہی یہ سب وقت پر الگ ہو رہینگے دربار آپکے
سر ہو جائیگی آخر پر کوئی ساتھ نہین دیتا جسوقت یہ دیکھینگے کہ مین سلیم جادو کا کچھ نہین
کر سکتا ہون تو منہ چھپا لینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ جہانتک ہو سکے سلیم سے نامہ و پیام کر کے صلح کر لیجیے

ساریق ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اسنے پسند کیا اور کہا کہ تم میری طرف سے گفتگو سلیم جادو سے کرو اور جو راہ صلح کی ہو وہ پیدا کرو مجھے ہر طرح منظور ہے جلاجل جادو نے کہا بہت خوب اور یہ اسی وقت خدمت سلیم جادو مین پھر روانہ ہوا وہان سلیم جادو نے یہ اہتمام کیا ہو کہ مسہری ربیع البخت کی اندر بارگاہ کے بچھوا دی ہے اور کہا ہے کہ اے فرزند تم ایسے مقام پر آرام کرو تاکہ مین تمھاری حفاظت بھی کرتا رہون اور اپنی بھی مین آج کی شب نہ سوؤنگا کہ ایک واردات ہو چکی ہے افسوس کہ استاد نے بغیر اطلاع دھوکے مین سحر کرکے میرے لشکر کو تباہ کرنا چاہا تھا مگر خیر شکر خدا کا ہے کہ مین نے اُس بلا کو دفع کیا ربیع البخت نے کہا کہ ماموں جان پہر بھر مین سوؤن اور آپ حفاظت کرین پہر بھر آپ آرام کرین مین حفاظت کرون سلیم جادو ہنسے اور کہا کہ اے فرزند اسکی ضرورت نہین ہے تم میری حفاظت کیونکر کروگے یہ کام ساحر کا ہے یہی ذکر تھا کہ خبردار نے آکر بیان کیا جلاجل جادو پھر آتا ہے اور اب کی کچھ پیام ساریق جادو کا لایا ہے سلیم جادو نے جلاجل کی توقیر پہلے مرتبہ سے بھی زیادہ کی اور نہایت عزت و حرمت سے لاکر بٹھایا کہ اب سے یہ بادشاہ کا ایلچی ہو کر آیا ہے اور علاوہ اسکے ساریق جادو بھی سلیم کی نہایت عزت کرتا تھا جسوقت جلاجل جادو آکر بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا دو چار جام اسنے پیے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا لیکایک وہ نامہ دار سلیم جادو نے کہا لائیے نامہ دیجیے جلاجل جادو نے کہا کہ نامہ مین خود ہون مجھی کو نامہ سمجھیے بادشاہ نے کوئی تحریر نہین دی ہے بلکہ مجھے مختار کر دیا ہے کہ جو فیصلہ مین کرون بادشاہ اُسی پر کاربند ہوگا سلیم جادو نے کہا بہتر آپ بیان کیجیے کہ اُنکا کیا مقصد ہے جلاجل جادو نے کہا کہ اے سلیم جادو مجھے تم سے نہایت محبت ہے جو مین درمیانی ہو کر پیام سلام کر رہا ہون کہ کسی طرح صلح ہو جائے اور جنگ کی نوبت نہ آنے پائے ورنہ تم جانتے ہو کہ مین ساریق جادو کا سپہ سالار ہون مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین یہان دوڑ دوڑ کر آتا سلیم جادو نے کہا کہ ہان سچ ہے مگر آپ اپنا مقصد تو بیان کیجیے جلاجل جادو نے کہا کہ مقصد میرا یہ ہے کہ آپ ساریق جادو سے صلح کر لیجیے اور جنگ نہ کیجیے اسلیے کہ اگر ساریق جادو آپکے باپ کا قاتل ہے تو اُنکا محسن بھی ہے کیا آپ بھول گئے کہ اُسنے آپکو کسطرح پرورش کیا اگر اُسی زمانہ مین وہ آپکو قتل کر ڈالتا تو یہ دن کیونکر نصیب ہوتا اور کب اس قابل ہوتے کہ اُس سے مقابلہ کرتے لہذا آپ کو اب یہی بہتر ہے کہ لڑائی کا قصد نہ کیجیے جنگ دوسرا وہ کیا معلوم فتح کسکی ہو اسوقت بادشاہ ہر طرح دب رہا ہے اگر صلح کیجیے گا تو ہر طرح حسب دلخواہ ہو جائیگی اور اگر جنگ آغاز ہوگئی تو یہ سمجھ لیجیے کہ ایک محیط جادو آپکے لیے بہت ہے اور ایک مین آپکے تمام لشکر کے واسطے کافی ہون سلیم جادو نے کہا کہ اے جلاجل جادو یہ سب صحیح ہے مگر مین اپنے فعل کا مختار ہون دوسرے کے فعل کا اختیار نہین ہے شاہزادہ ربیع البخت تمھارے سامنے موجود ہین انہین سمجھاؤ اگر یہ منظور کرین مجھے پہلے منظور ہے اب جلاجل جادو ربیع البخت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ربیع البخت نے کہا کہ مین کسی طرح ساریق کا احسان مند نہین مجھے رعایت کرنے کی کیا وجہ ہے مین ساریق سے اپنے نانا کے خون کا بدلہ ضرور لونگا اگر وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مین نے خود انکو

قتل نہین کیا بلکہ تیرہ دوسرے شخص کا قتل تھا تو یہ بھی عذر تسلیم کے قابل نہین ہو اسلیئے کہ تو
قاتل سے عوض اُسکے خون کا لیا ہوتا لیکن عوض خون نہ لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُسکے خون
ناحق مین اسی کی صلاح شامل تھی چونکہ تم مہمان ہو اور ایک غیر شخص مہمان کی تواضع ہمکو
واجب و لازم جانتے ہین لہذا تمھاری خاطر اور تمھاری سفارش سے اتنا ہو سکتا ہو کہ اگر ساریق جادو
معذرت کرے اور امیر المکان اور محیط جادو کو اسیر کرکے بھیجدے تو ہم تعرض نہ کرینگے اور
چلے جائینگے ورنہ بغیر ساریق کو مارے ہوئے ہرگز قرار نہ لینگے یہ پیام سنکر شہزادہ عالی مراتب
سنا یکر جلاجل جادو رخصت ہوا چلتے وقت رفیع البخت نے اسکو نہایت گران بہا خلعت عنایت
فرمایا جلاجل جادو اخلاق شہزادہ رفیع البخت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور تعریفین کرتا ہوا
خدمت مین ساریق دریانشین کی پہونچا اور تمام حال بمفصل بیان کیا اخلاق رفیع البخت کی
بیحد تعریف کی اور کہا یہ بات کہی ہے کہ اگر آپ محیط جادو اور امیر المکان کو گرفتار کرکے میرے
پاس بھیجدین تو مین آپکے قتل سے باز رہونگا ورنہ ممکن نہین ساریق جادو نے کہا کہ اگر
مین نے ان لوگون کو گرفتار کرکے انکے پاس بھیجدیا اور پھر بھی وہ میرے قتل سے دست بردا
ر نہوئے تو کیا ہوگا ایک تو اپنے فرزند کو خود قتل کروانا گرفتار بلا کرنا بھی کیا کم ہو اور
ساتھ اُسکے وزیر اعظم کو بھی بیگناہ اسیر بلا کرنا کسقدر میری رسوائی و بدنامی کا باعث
ہوگا اور پھر اسکے بعد اگر اُسنے حملہ کیا تو اسکا اطمینان کیونکر ہو جلاجل جادو نے کہا کہ ایک
تو رفیع البخت صادق الوعد ہین یہ ممکن نہین کہ جو زبان سے کہین اُسکے پابند نرہین علاوہ
اسکے سلیم جادو نے کہا ہو کہ اگر رفیع البخت خلاف اسکے کرینگے تو مین خود اُسے گرفتار
کرکے حاضر خدمت کرونگا بلکہ مین نے ایک نوشتہ بھی سلیم جادو کا لیا ہو یہ کہکر سلیم جادو
کا مہری کاغذ پیش کیا جسمین یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر رفیع البخت آپکے قتل سے باز نہ رہیگا
تو مین رفیع البخت کو مقید کرکے حاضر کردونگا اسوقت آپکو اختیار ہوگا کہ چاہے رفیع البخت
کو قتل کیجیئے گا چاہے زندہ رکھیئے گا یہ دیکھکر ساریق جادو نہایت خوش ہوا اور جلاجل
سے کہا ہر چند یہ امر نہایت شاق ہو کہ مین اپنے فرزند و وزیر کو بیگناہ گرفتار بلا کرکے دشمن
کے حوالے کردون مگر مثل مشہور ہو کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اے جلاجل جادو
اگر ہم زندہ ہین تو فرزند بھی ہونگے اور وزیر بھی میسر ہو جائینگے ہم ہی نہ ہونگے تو
کچھ بھی نہو گا لیکن اب تدبیر گرفتاری محیط جادو کی بتاؤ جلاجل جادو نے کہا حضور اطمینان
رکھین مین آج ہی شب تک محیط جادو کو گرفتار کرکے حاضر خدمت بابرکت کیئے دیتا ہون
یہ کہکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا بادشاہ بھی اپنے خیمہ مین جاکر سو رہا دربار برخاست ہو گیا
ارکین دولت رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے گھرون کو گئے لیکن جلاجل جادو نے اپنے مکان
جاتے ہی ایک رقعہ شوقیہ بنام محیط جادو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے وزیر اعظم و دستور معظم
آج میرا جی چاہتا ہو کہ آپ غریبخانہ مین تشریف لائین اور شب اسی مقام پر بسر کرین کہ ہم آپکو جی بھر
کے دیکھ لین آپسمین اسلیئے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہین ہو اتنا بڑا طلسم ہو اور ہم لوگ ملازم ہین کب کیا ہو اور کون کہان

ساحر مارے گئے اب ہمیں بھی انھیں ظالموں سے سامنا کرنا پڑا ہے جنھوں نے گھر کے گھر
ساحروں کے برباد کردیے سیکڑوں عورتیں بیوہ ہوگئیں بچے یتیم ہوگئے سامری پرستوں کی
بنیاد باقی نہیں بہتر ہو کہ اگر آپ یہاں رہینگے تو میری عزت کا سبب ہونے کے علاوہ مشورہ
جنگ بھی ہو جائیگا کہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور کیونکر ان لوگوں سے لڑنا چاہیے
جلاجل جادو نے اسطرح رنگ سے لکھا کہ جسوقت نامہ محیط جادو کو پہونچا تو یہ بیتاب ہو
اُٹھا ہوا مکان پر جلاجل جادو کے چلا گیا جلاجل جادو دور تک برائے استقبال آیا
اور نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ محیط جادو کو اپنے مکان پر لیگیا اور سامان دعوت
مہیا کیا محیط جادو نے ساتھ جلاجل جادو کے کھانا کھایا اور بیٹھا جام شراب ارغوانی
کا گردش میں آیا طائفہ حاضر ہو کر مجرا کرنے لگے تمام رات صحبت عیش و نشاط گرم رہی قریب
صبح نسیم کے جھونکوں نے ان سبکو سلادیا جسقدر ہمراہیان محیط جادو تھے مع محیط جادو
بیہوش ہوگئے جلاجل جادو نے یہ اہتمام پہلے سے کر رکھا تھا کہ خفیف سی بیہوشی تمام شراب
میں ملی ہوئی تھی خود بھی وہی شراب پیتا جاتا تھا اور محیط جادو کو بھی پلاتا جاتا تھا جب ذرا
غفلت طاری ہونے لگتی تھی تو یہ پانی مانگتا تھا خادم اس راز سے واقف تھا وہ اگر پانی رفع
بیہوشی کا پلاتا جاتا تھا خمار اسکا دفع ہو جاتا تھا اور بیخودی محیط جادو کی بڑھتی جاتی تھی
انجام کار صبح تک یہ بالکل بیہوش ہوگیا بس جلاجل جادو نے اسی عالم بیہوشی میں جلدی سے
زبان کھینچکر تنکہ سوزن کردیا اور آہنگروں کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں پاؤں میں اسکے ڈالیں
اور لیکر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوا ساریح جادو نے کہا کہ امیر الملکان کو بھی گرفتار کرلاؤ یہ سنکر جلاجل
گیا اور امیر الملکان کو بھی باندھ لایا اب محیط جادو کو ہوش آیا تو اپنے کو سامنے بادشاہ کے اس
حال خراب سے پایا بسبب اسکے کہ زبان پر تنکہ دیا ہوا تھا یہ کلام نہ کرسکتا تھا مگر
اشارہ سے مطلب ادا کیا اور بادشاہ سے کہا کہ کس خطا پر میری یہ حالت بنائی گئی
ہے امیر الملکان بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ افسوس اب بھی دنیا میں ہوگا
جو فرزند کو وہاں اجل میں ڈالدے ساریح جادو نے ان دونوں کی جانب دیکھکر کہا کہ تمھارے
مرنے سے جان ہماری بچتی ہے لہذا جاؤ یہ کہکر جلاجل جادو سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو بیجاکر
سلیم جادو کے حوالے کر دو یہ سنکر محیط جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور آنکھوں سے اسکی
آنسو جاری ہوئے سر دھنتا تھا مگر کچھ نہ کرسکتا تھا کہ زبان پر اسکی تنکہ سوزن تھا دل ہی
دل میں تاؤ پیچ کھاتا تھا اور رہجاتا تھا غرضکہ جلاجل جادو نے قیدان دونوں کی اپنے ہمراہ
لی اور جانب قلعہ سلیم جادو روانہ ہوا جسوقت امرا ور روساء شہر نے یہ حالت امیر الملکان اور
محیط جادو کی دیکھی نہایت افسوس کیا بہت سے سفیہ مزاج کہتے تھے کہ بادشاہ کو
خلل دماغ ہوگیا ہے جو اسنے اپنے ایسے مربی کو اس حالت تک پہونچایا اور دشمن کے حوالے کیے
دنیا ہوا اس سے کسیکو امید دوستی نہ کرنا چاہیے یہ وہی محیط جادو ہے جسکی بدولت ساریح جادو
بادشاہ ہوگیا ورنہ جسوقت وہ چاہتا اس سے سلطنت چھین لیتا مگر اسنے ہمیشہ پاس نمکخواری کیا

اور ہر حال میں سینہ سپر رہا اُسکا معاوضہ اسنے یہ کیا کہ اس ذلت و خواری سے دشمن
کے سپرد کیا غرضکہ تمام شہر سارق جادو پر نفرین کرتا تھا اور جلاجل جادو کو کہتے تھے کہ
ایسے بادشاہ سے کیا امید تھی جو یہ خیرخواہی میں انجام نہیں سوچتا الحاصل جلاجل جادو ان دونوں کو لیے ہوئے خدمت میں سلیم جادو
کی پہونچا اور دونوں قیدی سلیم کو دیکر کہا کہ صلحنامہ پر دستخط کیجیے میں نے اپنی شرط پوری کر دی اب آپ بھی لکھ دیجیے کہ ہمیں خونبہا
مل گیا اب دعوے خون تو رہا اور نمک نشین کا کہیں نہیں ہے اور رفیع البخت کو بھی سارق جادو سے
دشمنی نہیں رہی سلیم جادو نے کہا کہ ای جلاجل جادو حقیقت میں تمنے وہ کام کیا ہے کہ کسی سے نہ ہوتا
اب تم کچھ دن کے واسطے یہاں سے ٹل جاؤ تاکہ میں رفیع البخت کو سمجھا کر کاغذ صلح پر دستخط کرا لوں
اور اگر نہ مانے تو جسطرح بادشاہ نے اپنے فرزند کو مشکیں باندھکر میرے حوالے کر دیا ہے اسیطرح میں
رفیع البخت کو بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دوں یہ سنکر جلاجل جادو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
اور سلیم جادو نے رفیع البخت کو بلایا اور کہا کہ ای فرزند اب کھٹکا جاتا رہا کہ محیط جادو سا ساحر زبردست
قبضہ میں آگیا اب مجھے کسیکا اندیشہ نہیں ہے لیکن خون سارق سے دست بردار ہونا پڑا کہ
اُس سے عہد کر چکے ہیں رفیع البخت نے کہا کہ بیشک مگر ماموں صاحب یہ تو فرمائیے کہ اگر
والدہ مہربان اور دادا صاحب پوچھیں گے کہ کہاں گئے تھے اور کس لیے گئے تھے تو کیا جواب
دیجیے گا لہذا بہتر ہے کہ آپ مجھ سے بھی دست بردار ہوں میں اب زندگی میں اُنکا سامنا کروں گا
حیف کی جا ہے کہ قاتل جیسے باپ کا زندہ رہے اور ہم اسے قتل نکریں سلیم جادو نے کہا ای فرزند
تم شرط اسلام کیوں نہیں پیش کرتے جو اسے سارق ہرگز قبول نکریگا اور اگر یہ شرط بھی اسنے منظور
کر لی تو کوئی ضرورت نہیں کہ اسکو قتل کریں بہتر ہے کہ میں تمکو گرفتار کر کے وہاں لیجاؤنگا تم قید
توڑ کر لڑ لینا سوا اسکے اب کوئی پہلو نہیں ہے بیٹے اپنے نزدیک وہ شرط پیش کی تھی جسکا یقین
تھا کہ کوئی منظور نہ کریگا لیکن اس بیغیرت اور بے حمیت نے اپنے عزیز فرزند کو اسیر کر کے بھیجدیا
رفیع البخت نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اب سلیم جادو نے محیط جادو کو ہوشیار کیا اور ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا محیط کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ گردن جھکائے بیٹھا تھا سلیم نے
بہت جھککر سلام کیا اور کہا کہ استاد میری تسلیم قبول ہو محیط جادو آنکھ چار نکرتا تھا سلیم نے
بڑھکر لنگر زبان پر سے کھینچ لیا اور ہاتھ باندھکر سامنے محیط جادو کے کھڑا ہوا اور عرض کی
ای استاد کیا مجال ہے میری کہ میں آپ سے مقابلہ کر سکوں یہ حرکت میں نے اسواسطے کی کہ آپ پر
قدردانی اپنے بادشاہ کی کھل جائے دیکھا آپ نے کہ اسنے کچھ بھی پاس و لحاظ آپکا کیا
اب جو گستاخی مجھسے ہوئی ہو اُسکے عوض میں یہ سر حاضر ہے یہ کہکر گردن جھکا دی محیط جادو نے
سر سلیم کا سینہ سے لگا لیا اور کہا ای فرزند حقیقت میں تو میرا سعادتمند ہے کہ میں نے تیرے
ساتھ دوستی کا برتاؤ نہیں کیا اور تو نے میرے ساتھ یہ لیاقت صرف کی کہ اپنے قابو میں کر کے
پھر رہا کر دیا اور آزادی دیدی اب میں تیرا شریک ہوں مگر ابھی تو مجھے مقید رکھ تو بہتر ہے اسواسطے
کہ میں اس جنگ میں بسبب پاس نمک کے شریک نہیں ہو سکتا آیندہ دیکھا جائیگا اب جو تجھسے
ہو سکے وہ سارق کے حق میں کر سلیم جادو نے کہا کہ بہتر لیجا کے سلیم جادو خیمہ میں امیر الملک کے

اسنے بیٹے جس مقام پر یہ مقید بیٹھا تھا اور اپنے حال زار پر افسوس کر رہا تھا کہا ای امیر المکان دیکھا
تونے کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا امیر المکان نے گردن جھکالی سلیم جادو
نے کہا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو دین اسلام قبول کر اور شاہزادہ رفیع البخت کے عذر خواہ
ہو ورنہ مارا جائیگا امیر المکان نے دیکھا کہ اب بجز مسلمان ہونے چارہ نہین ہے کہا جو ارشاد فرمایے
مجھے بدل و جان منظور ہے رفیع البخت نے کلمہ تعلیم فرمایا امیر المکان مسلمان ہوا اب سلیم جادو نے
امیر المکان کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا امیر المکان نے کہا کہ اب مجھے اپنے باپ کے پاس جانا
منظور نہین مین ایسے باپ کی صورت دیکھنا پسند نہین کرتا جسنے مجھکو موت کے منہ مین بھیجا تھا
اور اپنی جان بچانا چاہی اگر قابو پاؤن تو ایسے باپ کی بوٹیان اڑاؤن سلیم جادو ہنسنے لگے
اور کہا کہ ای امیر المکان دیکھو کہ اسکی موت بھی قریب ہے چاہ کندہ را چاہ در پیش ہم ایسے نادان
تھے کہ اسکی عوض تم کو قتل کرتے اب تمہین چاہیے کہ یہان سے خوشی خوشی اپنے باپ سے جا کر
ملو اور سب کیفیت بیان کرو کہ مجھے اسطرح رہا کر دیا کہتے تھے کہ کیا مین تمہین قتل کرون کہ
تم روح و جان ساریق جادو کی ہو مجھے منظور نہین کہ مین انکو صدمہ پہونچاؤن جسوقت تم اس
قسم کی باتین اپنے باپ کے سامنے بیان کروگے تو اسکے دل مین جگہ ہوگی اور وہ تم سے بہت
خوش ہوگا اور کیدینا کہ وہ اپنے بھانجے کو مقید کرکے لاتے ہین ہر چند رفیع البخت کو سمجھایا
مگر اسنے نہ مانا وہی کہے جاتا تھا کہ مین بغیر قصاص خون کا لیے ہوئے یہان سے نہ جاؤنگا یہ
سنکر امیر المکان تو خوشی خوشی اسطرف روانہ ہوا راستے مین جلاجل جادو سے ملاقات ہوئی
جلاجل جادو اپنے بادشاہزادے کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کیفیت رہائی پوچھی امیر المکان
نے فریب آمیز باتین کرکے بہلا دیا جلاجل جادو خوشی خوشی سلیم جادو کے پاس آیا یہان
سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ ای فرزند اب مین اپنا کام کر چکا اب تمہاری جرأت و بہادری
کا وقت ہے اگر یون ہی مقابلہ رہا تو برسون گذر جائینگے کہ لشکر ساحر ساریق جادو کے سلطنت مین
اور اگر میری رائے کے موافق عمل کروگے تو ایک ہی روز مین خاتمہ ہو جائیگا وہ یہ ہے کہ اگر تم
اسیر بنکر چلو تو باسانی بارگاہ ساریق جادو مین پہونچ جاؤگے مین تمکو قیدی بناکر لیے چلتا ہون
اور سامنے ساریق دریانشین کے پیش کر دونگا تم ساریق دریانشین سے خود گفتگو کرکے بگڑنا
جسوقت وہ حکم قتل دے اسوقت قید توڑکر جا پڑنا مین ساحرون کو روکونگا انکے سحر رد کر دونگا
تم قتل کرنا رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب ہے غرضکہ سلیم جادو نے خولدار ہتھکڑیان بیڑیان طوق
زنجیر وغیرہ جو رکھی تھین وہ رفیع البخت کو پہنا دین اور ایک اژدہے پر لادا اور محیط جادو
پر ظاہری پہرہ قائم کیا اور آپ سواری منگا کر چلنے کی تیاری کی اتنے مین جلاجل جادو آ پہونچا اور
سلیم جادو سے کہا کہ کیا ارادہ آپکا ہے سلیم جادو نے کہا کہ ای سپہ سالار ساریق جادو مین نے ہر چند
رفیع البخت کو سمجھایا مگر اسنے کہنا میرا نہ مانا آخر مین نے مجبور ہو کر اسے مقید کیا یہ موجود ہے اسے
خدمت مین بادشاہ کی لیجاؤ اور مین بھی چلتا ہون یہ کہکر خود بھی سوار ہوئے اور اژدہے کو ہمراہ لیکر
جانب مکان ساریق دریانشین روانہ ہوئے وہان ساریق دریانشین جادو تخت بادشاہی پر

متمکن ہیں ارکین دولت جمع ہیں خبر و صدمہ کی ہو نہ رہی یہ بھی اُس کو معلوم ہوا کہ سلیم جادو
نے امیر السلطان کو چھوڑ دیا قتل نہیں کیا بدلے میں یہ سنا کر ربیع الجنت کو مقید کرکے جلاجل جادو
کے حوالے کردیا اور خود بھی آتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ساریق دربار نشین نہایت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ آج مجکو اپنی ریاضت کا پھل ملگیا ہے میں نے جو سلیم جادو کو مثل فرزندوں کے پالا تو اسنے
بھی میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو اپنے خردوں سے بھی نہ ہوتا اتنے میں لوگوں نے خبر کی کہ سلیم آ
تشریف لاتے ہیں اور خلعت بخشش بہا زیب جسم ہے ساریق جادو نے لوگوں کو واسطے استقبال
کے روانہ کیا جسوقت وہ لوگ جاکر امیر السلطان سے ملے تو امیر السلطان نے بظاہر ان سے اچھی
طرح ملاقات کی لیکن دل میں کہتا تھا کہ خدا ان لوگوں کو غارت کردے کہ بڑے قابو پرست ہیں
ابھی شب کو جب ہم گرفتار کرکے بھیجے گئے ہیں اسوقت تک کوئی نہ آیا کسی نے سلام بھی نہ کیا
سب جانتے تھے کہ اب یہ مار ڈالا جائیگا یہ نہ جانتے تھے کہ کوئی قادر مطلق ایسا بھی ہے کہ حیات و
ممات اُسکے قبضۂ اقتدار میں ہے بغیر اُسکی مرضی کوئی کسی کا کچھ نہیں کرسکتا ہے جاکو راکھے سائیاں
مار نہ سا سکے کوئے [illegible] بال نہ بیکا کر سکے جو دوجگ بیری ہووے غرضکہ امیر السلطان بھی ان سے
بہ لطف پیش آیا اور دل میں خار کھاتا رہا کہ جب ہمارا بھی قابو چلے گا تو دیکھا جائیگا غرضکہ لوگ
بہ اعزاز تمام امیر السلطان پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی لائے امیر السلطان
نے سلام کیا بادشاہ نے سر سینہ سے لگایا اور سبب رہائی پوچھا امیر السلطان نے خوب رنگ سے
بیان کیا کہ سلیم جادو کو آپکا رنج دینا گوارا نہ ہوا اگر میں قتل ہوتا تو آپکو ملال ضرور ہوتا سلیم جادو نے
اسی وجہ سے مجکو رہا کردیا اور میں تو وہاں جاکر معلوم ہوا کہ سلیم خود بھی ہاتھ سے ربیع الجنت کے
عاجز ہے مگر بہن کی محبت سے اور بدنامی دنیا سے مجبور ہے کہ ظاہر بظاہر ربیع الجنت کو قتل نہیں کرسکتا ورنہ
ابتک کب کا قتل کرڈالتا اسواسطے کہ ربیع الجنت مسلمان ہے اور سامری پرستوں سے کراہت
کرتا ہے اب آپسے یہ بہانہ خوب ہاتھ آیا وہ ربیع الجنت کو گرفتار کرکے حاضر خدمت ہوا چاہتا ہے
یہ سنکر امیر السلطان اور بھی خوش ہوا اور لوگوں کو بڑے استقبال سلیم جادو روانہ کیا دل میں کہتا تھا
کہ میں سلیم جادو کو ایسا نہ سمجھا تھا اتنے میں لوگ سلیم جادو کو بھی لیے ہوئے آ پہونچے نذر سلیم
کی قبول کی سلیم نے کہا کہ اب بجائے ماں باپ آپ ہی ہیں میں نے آنکھ کھولکر سوا آپ کے کسیکو
بھی نہیں دیکھا آپ ہی نے پرورش کی ربیع الجنت نے کسیطرح نہ مانا اور آپکے ارادۂ قتل سے باز نہ آئی
آخر میں نے اُسکو گرفتار کرکے جلاجل جادو کے حوالہ کیا ساریق جادو نے سر سلیم جادو کا سینے سے لگایا
اور اپنے اُس تخت پر بٹھا لیا اور کہا کہ او سلیم جسطرح تمھاری بہن کو میں نے بادشاہ کیا اور اپنی دختر کو
اُسکا وزیر گردانا اُسی طرح تمھیں اس طلسم کا بادشاہ کرکے اپنے بیٹے کو تمہارا وزیر کردوں جمع خاطر
اطمینان رکھو سلیم نے کہا آپ مالک ہیں یہ کہکر سر جھکالیا وہاں جلاجل جادو قیدی شہزادی ربیع الجنت
کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوا ربیع الجنت نے دیکھا کہ تمام دربار ساریق جادو کا ساحروں سے مملو ہے بڑے بڑے
ساحر جھولیاں لگائے قشقے ماتھوں پر کھینچے ہوئے تلک لگے ہوئے زنار گلوں میں ڈالے دنگلوں یا [illegible]
کرسیوں پر بیٹھے ہیں ارکین دولت کا مجمع ہے اور مامون صاحب پاس ساریق جادو کے تخت پر جلوہ افروز ہیں

رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو کہ خداوند عالم کو برحق
جانتا ہے اور اُسکے رسول کو پیمبر صحیح مانتا ہو اور ہادی اور رہبر دین اسلام سمجھتا ہو
کسی کافر نے جواب سلام نہیں دیا اور سلیم جادو و امیرالملکان بھی بمصلحت خاموش بیٹھے رہے
ساریں کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او سرکش تو اپنے حال زار کو دیکھ رہا ہے کہ کس
بلا میں مبتلا ہے اور پھر بھی دریدہ دہنی کر رہا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز آ کیا تو نے نہیں سنا کہ
میں نے تیری ماں کو اور تیرے ماموں کو جو میرے پاس بیٹھا ہوا ہے مثل اولاد کے بلکہ اولاد سے
زیادہ سمجھا اور پرورش کیا تو میرے سامنے اسطرح کی باتیں کرتا ہے تجھے شرم نہیں آتی بہتر ہے کہ
اس سرکشی کو ترک کر اور ارادہ قتل میرا اپنے دل سے نکال کہ یہ ایک امر محال ہے مجھے تیرے دین
و مذہب سے کچھ غرض نہیں ہے اگر تو اس سرکشی کو ترک کریگا تو میں بخاطر سلیم جادو تجھکو رہا کر دونگا
ورنہ اسطرح قتل کرونگا کہ حیوان و پرند و مرغان ہوا تیرے حال پر نالہ و فغان کرینگے یہ سنکر
رفیع البخت نے جواب دیا کہ او ملعون میں تیری دھمکی میں آنیوالا نہیں ہوں میں ضرور تجھکو
قتل کرونگا ہاں اگر تو خیریت اپنی چاہتا ہے تو ساری جمشید پرستی ترک کردے خبیث ہیں تو بھی مرکر
بھوت ہو جائیگا اُسکی کوئی حقیقت نہیں ہے اگر تو کلمہ پڑھکر دعوت اسلام قبول کریگا تو میں تجھکو
اپنے نانا کی قبر سے سات مرتبہ صدقے کرکے چھوڑ دونگا ورنہ یہ یاد رکھ کہ لیکن مثل دیگران میں
زندان اگر ملا بھی جاونگا تو تیری ایک ایک بوٹی اڑا کر تجھپر تلوار مارے گی بس یہ سننا تھا کہ منہ اسکا
سرخ ہو گیا پلٹ کر سلیم جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم اسکی زبان درازی دیکھتے ہو سلیم جادو
نے کہا کہ اگر یہ ایسا نہ ہوتا تو میں اسکو اسیر کرکے کیوں حاضر کرتا جلاد کو حکم قتل دیجئے
ساریں جادو نے کہا کہ اے سلیم محیط جادو کو کسنے کیا کیا سلیم جادو نے عرض کی کہ اسکو
میں نے آپ سے برخلاف پایا اسوجہ سے مقید کر لیا ہے مگر ابھی قتل نہیں کیا ہے ساریں جادو
نے کہا کہ تمنے خوب کیا جو اسے اسیر کر رکھا وہ نمکحرام اسی قابل تھا یہ کلمات جو ساریں جادو کی
زبان سے نکلے سلیم جادو کو بھی نہایت ناگوار گذرے مگر مصلحت وقت یہی تھی کیا کرتے خاموش
بیٹھے رہے اور وہ لوگ جو محیط جادو کی جانب سے برائے دریافت حال اسکے آئے تھے انھوں نے
تمام کیفیت جاکے محیط جادو سے بیان کی کہ بادشاہ آپکو نمکحرام کہتا ہے اور نہایت سخت کلمات
سے یاد کرتا ہے محیط جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خیر اسکا جواب اسکو غیب سے دنداں شکن
ملیگا میں نے تو کنارہ کشی اختیار کی چند نفس کا وہ دنیا میں اور مہمان ہے میں اُسکی زندگی اور
اپنی زندگی میں کوئی کلمہ برا اسکا اسکی نسبت نہ کہونگا اسلیے کہ مجھے پاس نمک کا ہے یہاں یہ دمبدم
کی خیر منگا رہا ہے اور کسی وقت کا منتظر ہے اور وہاں ساریں دریا تلقین نے جلاد کو حکم دیا اور جلاد
تیغ آب سرخ کرتے سینہ ہوئے دھاٹا باندھے ہوئے گلے میں گنہگاروں کے کان ناک
کے ہار پڑے ہوئے تیغ خونچکاں اسکے ہاتھ میں قریب رفیع البخت کے آیا اور ساریں دریا تلقین
کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے ساریں نے کہا مار یا ہو کہ سر اس گردن کش کا جدا ہو جائے
یا زبان اسکی گدی سے کھینچ کر بس یہ سننا تھا کہ رفیع البخت کو تاب نہ رہی دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں سے

بیڑیوں میں ڈالدیے اور دامن ارزو میں آگرچہ چرخ مارا تو تمام قید کو مثل تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی سر پر جلاد کے ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہوگیا
اور وہی تلوار جلاد کی ہاتھ میں لیکر نعرہ کیا کہ باش ای گروہ کفار ہر کہ دانند و ہر کہ ندانند
بشناسند کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران سے یعنے شاہزادہ
رفیع البخت نوجوان کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ نعرہ کرکے
اور تیغ پکڑ کر ساریق دریا نشین کی طرف چلے ساریق نے ساحروں کو آواز دی کہ ارے مارلو
اسکو یہ کیسی قید تھی کہ اسنے اس سہولت سے توڑ ڈالی ای سلیم جادو کیا تم نہ جانتے تھے کہ یہ
لوگ نہایت شہزور ہوتے ہیں اسے قید سحر ہی سے گرفتار کرلیا ہوتا سلیم جادو نے کہا او نابکار
یہ شیر کمین رکھنے والا ہی کیسی قید سخت ہوتی یہ اسیر ہوسکتا تھا یہ قاتل ہی تیرا اسنے تجھے ضرور قتل
کریگا ساریق نے کہا یہ کیا سلیم جادو نے کہا کہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہی او ملعون میں نے جو
اپنے بیٹے کو زنجیروں میں باندھکر تیرے حوالے کردیا تھا کچھ تو سمجھ لیا تھا ورنہ یہ بھی
ممکن تھا کہ میری زندگی میں کوئی نظر بد سے اسکی جانب دیکھ سکتا اب تو خود کیوں نہیں سحر
کرتا اور اپنے ساحر تیری بارگاہ میں جمع ہیں انکو حکم دے کہ ماریں اس شیر کو ساریق نے کہا
معلوم ہوا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی میں نے بڑی غلطی کی کہ باپ کو تیرے مار کے تجھے زندہ رہنے دیا
گویا سانپ آستین میں پالا تھا جسنے پلٹ کر کاٹا بقول سعدی کے افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن
کار خردمندان نیست یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں ہی سنبھل
اور ہوشیار ہو جا کہ وہ شیر آتا ہی ادھر ساحروں نے اشکر ترنج و نارنج سحر مارنا شروع
کیے رفیع البخت نے تلوار سے ہی ساریق جادو کی طرف رخ کیا تھا کہ زہر بن ہابل جادو
نے جھپٹ کر کمند سحر ماری کہ پکڑلوں لیکن اب جو دیکھا تو وہ کمند پلٹ کر خود اسی کے گلے میں
آپڑی اور مشکیں بند ہوگئیں رفیع البخت نے جھپٹ کر ہاتھ تیغ آبدار کا ایسا گردن پر مارا کہ
سر دھڑ سے گرا اور لاش اسکی پھڑکنے لگی یہ دیکھکر ہابل جادو چیخا کہ او سرکش ارے کیا تو
ساحر بھی ہی کہ میرے فرزند کے سحر کو پلٹا دیا اور اسے قتل کیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہکر
اسنے گولہ فولادی کچھ اسم سحر پڑھکر رفیع البخت کے سینے پر مارا دیکھا تو وہ گولہ سینے کے
قریب پہونچنے نہ پایا تھا کہ پھٹا اور اسمیں سے شعلہ پیدا ہوا اور پلٹ کر ہابل جادو پر گرا کہ
اسکو جلا کر خاک سیاہ کردیا اب تو تاریکی چھائی اور آوازیں گیرو دار کی بلند ہوئیں ساحروں نے
ترنج و نارنج پھینکے پیکانوں کے سوئیوں کے رفیع البخت پر مارنا شروع کیے رفیع البخت
پر کوئی حربہ نہ پڑتا تھا اور انہیں کے حربے پلٹ پلٹ کر انپر گرتے تھے اور ساحروں کو ہلاک
کرتے تھے اور رفیع البخت بھی برابر جادوگروں کو قتل کرتے ہوئے ساریق جادو کی طرف
بڑھتے چلے جاتے تھے جسپر جھپٹ کر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے جو ساحر گھیر کر پاؤں
رفیع البخت کے زمین سے باندھ دیتا تھا سلیم جادو رد سحر کرتے تھے کہ فوراً پاؤں کھل جاتے
تھے سلیم جادو الگ کھڑے ہوئے سحر ساحروں کے رد کر رہے تھے اور رفیع البخت شیرانہ

سے حملے کر کرکے ان ساحروں کو قتل کر رہے تھے اسی ہنگامہ میں لڑتے بھڑتے قریب
ساریق جادو کے جا پہونچے ساریق جادو نے چاہا کہ کوئی اسم سحر پڑھوں مگر کچھ یاد نہیں آیا
سلیم جادو نے کہا کہ دیکھ او بدبخت جادو تیرا وقت آخر آگیا اب تو قتل ہوا چاہتا ہے بہتر یہ
ہے کہ خداوند عالم کو سجدہ کر کہ وہ خالق برحق ہے اور پرستش خداوندان باطل کی ترک کر تو
اب بھی یہ شبیہ تجھے چھوڑ دیگا ورنہ مارا جائیگا تمام بارگاہ تیری میرے سحر سے بھری ہوئی ہے
جو میرے سحر کا روکنے والا تھا وہ میرے قابو میں ہے اب تیرے یہاں کسی ساحر کی اتنی مجال
نہیں ہے جو میرے سحر کو دور کر سکے تو خود بھی اگر ہزار سر پٹکے گا تو سحر یاد نہ آئیگا میں نے پہلے
ہی زبان سحر تیری بند کردی ہے یہ دیکھکر ساریق دریا نشین نے بھاگنے کا قصد کیا سلیم جادو نے
سحر کیا کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور ربیع البخت تیغ کھینچ سر پر پہونچ گئے اور نعرہ کیا اسنے
مجبور ہوکر تلوار ماری ربیع البخت نے وار اسکا پشت شمشیر سے رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تو ساریق کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گیرودار بلند
ہوا اسکا بھائی خون اسقدر رواں اسکے جسم سے نکلا کہ تمام بارگاہ تیرہ و تار ہوگئی ہاتھ کو ہاتھ نہ
سوجھتا تھا ٹکڑے اسکی لاش کے پھڑک رہے تھے اور آوازیں مہیب آرہی تھیں کہ کشتی مرا
نام من ساریق دریا نشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم یہاں تو یہ شور
برپا تھا اور وہاں محیط جادو وزیر کی خبر منگا رہا تھا کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوا لوگ جا جا کر
بیان کر رہے تھے کہ اب یہ گفتگو ہوئی اور اب یہ گفتگو ہوئی جتنے کہ ساریق کے مرنے کی خبر بھی اسکو
پہونچی سبب فوراً محیط دریا نشین اٹھ کھڑا ہوا اور جانب بارگاہ ساریق جادو روانہ ہوا اسوقت پہونچا
کہ علامات مرگ ساریق دفع ہوچکے تھے اور ساحروں سے جنگ ہو رہی تھی افسران لشکر اپنے
بادشاہ کی لاش حلقے میں لیے ہوئے سلیم جادو اور ربیع البخت پر حملے کر رہے تھے اور یہ دونوں
ہارون بھانجے انکو جواب دے رہے تھے اور قتل کر رہے تھے کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین
کردی تھی خون زمین پر بہ رہا تھا لاشیں پھڑک رہی تھیں یہ دیکھکر محیط دریا نشین جادو نے
آواز دی کہ ای ساحران طلسم انگشت بادشاہ تمہارا مارا جاچکا اب کیوں لڑتے ہو اور جان اپنی دیتے
ہو تم میں سے کوئی سلیم جادو کے مقابلہ کی لیاقت نہیں رکھتا ہے بہتر یہ ہے کہ اطاعت انکی اختیار کرو ورنہ
سب مارے جاؤ گے اور بادشاہ تمہارا اسی قابل تھا جو حالت اسکی ہوئی یہ سنکر ان لوگوں نے
آوازیں الامان الامان کی بلند کیں اور ہر طرف چادریں ہلنے لگیں سب ڈر گئے اپنے دل میں کہتے
تھے کہ لڑنا ایسے شخص سے بیکار ہے جسکا کچھ کر نہ سکتے ہوں جب وزیر اعظم اسکا شریک ہو گیا
تو ہماری کیا حقیقت ہے غرضکہ آوازیں امان کی سنکر ربیع البخت نے ہاتھ روکا سلیم جادو بھی
ٹھہرے ارکین دولت ہاتھ باندھ کر سامنے ربیع البخت اور سلیم جادو کے حاضر ہوئے اور
کہنے لگے کہ تابعدار ہم بندہ ایم کیا حکم ہوتا ہے سلیم جادو نے کہا کہ اطاعت دین اسلام کی اور
حکومت اس شہریار عالی وقار کی اختیار کرو انھوں نے عرض کی کہ بسر و چشم منظور ہے غرضکہ
ان سب نے اطاعت اختیار کی جو لوگ ساحر تھے وہ مطیع اسلام ہوئے اور جو غیر ساحر تھے

انھون نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا لاشین ساحرون کی اٹھوا لی گئین دو ہزار ساحر ہاتھ سے رفیع البخت اور ملکہ جادو کے مارے گئے تھے جو باقی بچے جادو سے زر یا پرستے تھے اپنا آثار لباس سنگر پچھلیون کا اور تو وج جاہون کی ہر طرف ہوئی دریا اپنی اصلی حالت پر بہنے لگا اب رفیع البخت نے جسقدر تھا سے لے تھے انکو منہدم کرا دیا مسجدون کی بنا ڈالی خزانچی سے کنجیان حاضر کین رفیع البخت نے تمام مال و خزانہ کی جانچ کی بہت کچھ زر و جواہر ہاتھ آیا سکو اسی طور سے رہنے دیا اور بسبب اس خیال کے کہ وہان ملکہ ناوک فگن پریشان ہوا ایک آدمی کو خیریت کے واسطے روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مین یہان کے انتظام سے فراغت کر کے بہت جلد حاضر خدمت ہونگا اب یہان تین روز تک جشن ملوکانہ کیا تمام شہر مین چراغان ہوا مکان شاہی آراستہ کیے گئے ملک آئین بند ہوا طائفے دور دور سے حاضر ہوئے ناچ رنگ کی صحبت رہی

غزل

پہلو نہ اشکون سے ہم بدل بدل کے — آنسو لپک لپک کے چلے سنبھل سنبھل کے
کس بادہ کش کی فرقت رلواتی ہے ہمکو — بوری دے رہے ہین انسو نکل نکل کے
راحت کا کوئی پہلو پایا نہ ہجر کی شب — گردی ہے صبح اکثر کروٹ بدل بدل کے
کس کس طرح نہ جھیلی ایذاے ہجر ہمنے — گا ہے تڑپ تڑپ کے گاہے سنبھل سنبھل کے
دیکھا یہی تماشا ضبط فغان مین اکثر — آگیا کلیجہ منہ کو اچھل اچھل کے
رخ کی ترے صفائی سکھلاتی ہے ادب بھی — تہ ہو نہ گزری ہین نظرین پھسل پھسل کے
گستاخی نظارہ محفل مین کسنے کی ہے — غنچہ جار ہے ہین تیور بدل بدل کے
ہمکو نہ تھا درد دل کی اونسے سایہ اثر تھا — تا آسمان گئے ہین نالے اچھل اچھل کے
بیمار غم کو تیرے تاب کلام کب ہے — احوال کہہ رہا ہے تیور بدل بدل کے
ناتوان کی بیقراری ہم کہہ رہے ہین ہنسنے — رکھو رکھ کے ہاتھ دل پر پہلو بدل بدل کے
جب بیٹھ کر چھپایا گو سوز ہجر ہمنے — شعلے زبان بنے ہین دل سے نکل نکل کے
اے ضبط کم ابھی ہے کچھ سوز دل کی گرمی — اشکون کا ورنہ پانی رکتا ابل ابل کے
فرقت کی سخت جانی الجھن بڑھا رہی ہے — چورا کیے ہین ہم سرے کچل کچل کے
ہیہم تپ دروں مین آتا نہین پسینہ — ہم ختم ہو رہے ہین گویا پگھل پگھل کے
تغیر حال دل کا اونسے سایہ اثر ہے — رنگت بدل رہے ہین انسو نکل نکل کے
اے آرزو وہ ظالم دھمکا رہا ہے ناحق — دھرکے انتظار رہے ہین ہم بے اجل اجل کے

پھر یہان سے داستان طلسم گنبد بیدر کی آغاز کیجاتی ہے اور شمہ حال تماشا دار ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ کا آغاز ہوتا ہے ٭ ٭

بیا بشنو اے ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

راویان شیرین مقال و حاکیان صداقت خصال اسطرح بیان کرتے ہین کہ ملک اکمن جادو
جو بعد مقابلہ بیہوش ہوے تھے اور ان دونون کو چیلہ ہاے سحر اٹھا لے گئے تھے تو لاکر اپنی
اپنی جاے قیام پر پہونچا دیا اور ہوشیار کیا تمکین جادو نے تمام واقعہ گذشتہ سامنے ارکین دولت
کے بیان کیا کہ مین نے اسطرح تین چوکیون کو مٹا کر اپنی چوکیان قائم کین اور شمع حمایت اکمن جادو
کو روشن کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اسلیے کہ اکمن جادو بہوش بچ گیا اور اسنے میری قائم کی ہوئی چوکیون کو
مٹا دیا اور شمع بجھا کر لیگیا بلبل جادو کہ جسنے اس راز سے تمکین جادو کو آگاہ کیا اسنے عرض کی کہ اے
شہنشاہ تردد نفرمایے بلکہ جاے مسرت ہی اسلیے کہ ہر چند اکمن جادو شمع لیگیا لیکن ایک بار
روشن ہونے کی وجہ سے سحر اسکا ضرور بیکار ہو گیا اب یہ بات نہین رہی کہ بغیر شمع روشن کیے
اکمن جادو کشتہ نہ ہو سکے اگر کوئی ساحر زبردست مقابلہ کریگا تو اب مار لینا اکمن جادو کا دشوار
نہین ہی لیکن ایک اندیشہ بھی پیدا ہو گیا ہی وہ یہ کہ اگر آپکے پیکان قضا کی خبر اکمن جادو کو مل گئی
تو یقین ہی کہ وہ بھی حصول پیکان مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریگا یہی ذکر تھا کہ ایک ساحرہ روتی
پیٹتی آئی اور اسنے بیان کیا کہ شہیم جادو نے جاکر بدر جادو اور سہیل جادو کو مارا اختر جادو
اسکے مطیع ہوے اور شہیم پیکان سحر لیگیا بس یہ سننا تھا کہ رنگت تمکین جادو کی زرد ہو گئی ارکین
دولت نے نہایت تشفی کی اور عرض کی کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین قلعہ آپکا نظرون سے
پوشیدہ ہی اگر تمکین جادو پیکان قضا پر قابض بھی ہو گا تو کیا کر لیگا آپکو چاہیے کہ قلعہ مین آرام
[illegible] رہیے اور نفیر تیز دم کو بیرون قلعہ جانے کی اجازت دیجیے کہ وہ ساحر بھی ہی اور عیار ہی
جسوقت موقع پائے کسیطرح پیکان قضا کو چرا لاے اسکے بعد قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیجیے اور
اور اسی وقت غارتگین جادو کو براے مدد بلایئے کہ وہ ساحر ہی وقت اور جمشید زمانہ ہی اور آپ سے
محبت قلبی رکھتا ہی ایک دم مین اکمن جادو کو مع لشکر مٹا دیگا یہ راے تمکین جادو نے پسند کی اور
نفیر جادو کو روانہ کیا نفیر جادو چور دروازہ سے نکلکر جانب لشکر اکمن جادو روانہ ہوا اسے تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہی اول حال اکمن جادو کا بیان ہوتا ہی کہ یہ جسوقت اپنے خیمہ مین پہونچکر ہشیار ہوا
تو اول اس شمع کو مٹا دیا جو اسنے خود ہی بنائی تھی بعد اسکے ہوشیار جادو وغیرہ سے سارے حالات
گذشتہ بیان کیے اتنے مین شہیم جادو آکر پہونچا اختر جادو اسکے ساتھ تھے شہیم جادو نے پیکان
پیش کر دیا اور بیان کیا کہ مین نے حضور کے اقبال سے بدر جادو و سہیل جادو کو مارا اور اختر جادو
کو مطیع کر کے یہ پیکان حاصل کیا اب بالک تمکین جادو سے مقابلہ کیجیے اور اسے قتل کیجیے اکمن جادو
یہ سنکر نہایت خوش ہوا اختر جادو نے عرض کی کہ ایک راز اور ہی جسکا بیان کرنا ضروری ہی وہ
یہ کہ سوا تمکین جادو کے اگر کسی دوسرے ساحر پر وار کیجیے گا تو یہ پیکان بیکار ہو جائیگا اور پھر
تمکین جادو پر کارگر نہ ہو گا اکمن جادو نے شہیم جادو سے کہا کہ قلعہ تو نظرون سے پوشیدہ ہی بغیر
قلعہ ظاہر ہوے ہم کیا کر سکتے ہین شہیم جادو نے عرض کی کہ قلعہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی یہ کہکر خیمہ سے باہر
آیا اکمن جادو بھی ساتھ شہیم جادو کے باہر آیا کہ دیکھون یہ کیونکر قلعہ کو ظاہر کرتا ہی اسلیے کہ اسکی
قوت سحر سے ہر شخص آگاہ ہی کہ یہ ایک معمولی ساحر ہی اسمین اتنی قدرت ہی نہین کہ بہ ساحران نامی

مقابلہ کر سکے نہ کہ جس کام میں خود بادشاہ طلسم عاجز ہو آسکے انجام دینے کا اسنے دعوے
کیا ہو جسوقت یہ سب خیمہ سے باہر آچکے شمیم جادو نے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک
دی طائر سرخ رنگ پیدا ہوا پس شمیم جادو نے اپنی طائر سے کہا کہ او شکنندہ طلسم خفا جا اور
حصار باطنی کو توڑ کر قلعہ کو ظاہر کر دے لیکن یہ سنتا تھا کہ ایک طائر صحرا کی طرف اڑتا ہوا تھوڑی
دیر نگذری تھی کہ ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھیں سبکی جھپک گئیں اور قلعہ نظر آنے لگا اور طائر
ایک پر منہ میں دبائے ہوئے شمیم جادو کے پاس آیا اور وہ پر شمیم جادو کو دے دیا شمیم جادو
نے اکمن جادو سے کہا کہ یہ سب ساری کرامات اسی پر کی تھی آپکو جس شئی کا چھپانا منظور ہو آپ
اس پر کو لگا دیجیے نظروں سے پوشیدہ ہو جائیگی یہ سنکر اکمن جادو نہایت متعجب ہوا
اور کہا کہ ای شمیم جادو ہمیں نہ معلوم تھا کہ تم علم سحر کو ہمسے بہتر جانتے ہو شمیم جادو نے عرض کی کہ
ای شہنشاہ جادوان میری کیا حقیقت ہے میں آپکے سامنے طفل مکتب ہوں مگر یہ کمال دراصل
میرا نہ تھا بلکہ جسطرح ملکمن جادو سے اور ملک جنجفاک کوہ نشین جادو سے دوستی تھی
اور اسنے یہ پر سحر لگا کر قلعہ کو نظروں سے ساکنان طلسم ظاہری کی پوشیدہ کر دیا تھا اسیطرح
مجھسے اور مخلول جادو سے دوستی تھی یہ طائر اسی کے سحر کا ساختہ ہے اور مرغ نامہ بر ہے
جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے تو میں اپنے دوست مخلول جادو سے اطلاع کرتا ہوں
وہ میری مدد کرتا ہے اور کام آسان ہو جاتا ہے اس زمانہ میں بھی میں نے مخلول کی خوشامد منت کی تھی
اور حال قلعہ کا بھی تحریر کیا تھا تو اسنے مجھے لکھا تھا کہ یہ طائر اس طلسم خفا کو مٹا دیگا اکمن جادو
نے معترض ہو کر کہا کہ جس ساحر نے ایک بار قلعہ کو پوشیدہ کر دیا تھا ممکن ہے کہ ملکمن جادو
پھر اسے اطلاع کرے اور وہ اگر کوئی دوسرا انتظام کرے شمیم جادو نے کہا کہ اول تو یہی طائر
اسکے تازہ انتظام کو بھی مٹا سکتا ہے علاوہ اسکے آن قدح بشکست وآن ساقی نماند
جنجفاک کوہ نشین جادو کو ہمارے آقا نقابدار ابلق سوار نے مارا اور در بند خفا شکستہ ہو گیا دوسری
مسرت کی بات یہ ہے کہ مخلول جادو مطیع اسلام ہوا تمام در بند طلسم باطن کے شکستہ ہو گئے صرف
بادشاہ طلسم سے مقابلہ باقی ہے وہ بھی خدا آسان کر دیگا انشاء اللہ تعالے بہت جلد فتح ہو سی
لقا ہماری حاصل ہوگی یہ سنکر اکمن جادو کو ایک عید ہو گئی لیکن بصیر جادو جو بیرون قلعہ آچکا
تھا اور لشکر اکمن جادو میں ہیئت تبدیل کیے ہوئے یہ سب تماشے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا سخت
پریشان ہوا اور اسنے خود قلعہ کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا اسیوقت جانب قلعہ روانہ ہوا اور
ملکمن جادو کی خدمت میں پہنچکر عرض کی کہ آپ کس خواب غفلت میں ہیں طلسم خفا مٹ گیا اور
قلعہ ظاہر ہو گیا ملکمن جادو نے کہا کیونکر بصیر جادو نے تمام حالات شمیم جادو کے بیان کیے
کہ مخلول جادو اسکا دوست ہے اور شریک ہو گیا ہے اسی کے طائر سحر نے جنجفاک کوہ نشین جادو
کے سحر کو مٹا دیا یہ سنکر ملکمن جادو نہایت پریشان ہوا اسنے ایک نامہ تو اسحاق غار نشین جادو
کو تحریر کیا کہ ای برادر بیجان یہ ایک مجھپر وقت سخت ہے بھائی میرا رہا ہو گیا اور بیجان تحفہ میرا اسکے
ہاتھ آگیا آپ جلد تشریف لائیے اور حق محبت ادا کیجیے یہ نامہ روانہ کر کے آپ منتظر وقت کا ہوا

لیکن بقیہ جادو بہ بیسر لشکر اکمن جادو [illegible] جو تب روانہ ہوا جس وقت داخل لشکر ہوا سیر کرتا
ہوا قریب خیمہ اکمن جادو کے پہونچا چونکہ وقت شب کا تھا اور اکمن جادو داخل خوابگاہ ہوچکا
تھا دربان پیچھے پہرہ دے رہے تھے بقیہ جادو صورت ایک فقیر کی بنکر دربارگاہ پہ پہونچا سوال کیا
دربانون نے دھتکارا یہ چیخین مار مار کر رونے لگا آواز اسکے رونے کی کان مین اکمن جادو کے
پہونچی چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اور ابھی جاگ رہا تھا گھبرا کر خیمہ سے باہر نکل آیا اور کہا کہ تو کیون
روتا ہے بقیہ جادو نے بیان کیا کہ مجھپر تیسرا فاقہ ہے مرد مسافر ہون مثل مشہور ہے کہ تیسرے روز مردار بھی
حلال ہوتا ہے اس بنا پر میں اس شب مین نکلا تھا سے کہ اس در دولت تک پہونچا اور ان دربانون
سے سوال کیا انھون نے دینے کے نام گالیان دین اور کتے کی طرح دھتکارا چونکہ ان باتون سے
کان آشنا نہ تھے اس سبب سے دل بھر آیا اور مین اپنے حال زار پر رونے لگا بس یہ سنکر اکمن جادو
کو رحم آیا فقیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر خیمہ کے لایا اور کچھ میوے وغیرہ اسکو کھلائے اور چند اشرفیان
بھی دین فقیر نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ تجھ ایسے بادشاہ ہون تو دنیا ہمیشہ خوش حال
رہے اور کوئی مبتلائے فلاکت نہ رہے یہ سنکر اکمن جادو نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ شاہ صاحب
زمانہ کج رفتار کو اس سے بحث نہین ہے کہ کسے عروج دینا چاہیے اور کسے زوال مین رکھنا چاہیے اسکی
ستم پروری اور جفا شعاری ہمیشہ ظالمون کو بادشاہ بناتی رہی اور رحم دلون کو مجبور کرتی رہی
ہمین کو دیکھیے کہ ہمنے اپنے عہد حکومت مین کبھی کسی پر ظلم کو روا نہین رکھا مگر اس عالم نے ہمین کو
مبتلائے بلا کیا اور اس ظالم کو جو بھائی ہمارا ہے عروج دیا کہ ہماری سلطنت اسکے قبضہ مین آئی اور
ہمیشہ غریبون پر ظلم ہوا کیے خدا بھلا کرے لقا بدار عالی وقار کا جنکی بدولت زندان بلا سے رہائی
پائی اور خدا نے صورت امید فتح بھی دکھائی کہ پیکان قتل ہمن جادو دستیاب ہوا یہ سنکر فقیر
نے کہا کہ ای بادشاہ آپکا فرمانا سب بجا اور درست ہے لیکن وہ پیکان قضا حفاظت سے رکھیے گا
کہ خبر اسکی ہمن جادو کو پہونچ گئی ہے ایسا نہ ہو کوئی عیار یا ساحر غفلت پاکر اڑا لیجائے بہتر تو یہ تھا
کہ آپ نے اس کام کو تساہل مین نہ ڈالا ہوتا اور کام ہمن جادو کا تمام کر دیا ہوتا اکمن جادو نے
کہا کہ میرے آقا کی ممانعت ہے کہ اپنی جانب سے ابتداء جنگ نہ کرنا جس وقت حریف سبقت کرے
اسوقت جواب دینا تاوقتیکہ ہمن جادو طبل جنگ نہ بجائیگا مین مقابلہ نہ کرونگا یہ سنکر
شاہ جی نے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ اقتلوا الموذی قبل الایذا آپ اسکے خلاف کرتے ہین یہ اچھا
نہین ایسا نہ ہو کہ پیکان غائب ہو جائے تو پھر کچھ درستی نہ ہو اکمن جادو نے کہا کہ مین اس پیکان
کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہون اسے مین نے کسی کے سپرد نہین کیا ہے یہ کہکر پیکان کو جیب
سے نکالا اور فقیر کو دکھایا فقیر نے کہا ذرا مجھے دکھا دیجیے کہ اس پیکان مین ایسی کیا بات ہے کہ اس
سے ہمن جادو قتل ہو سکتا ہے اور دوسرے [illegible] پیکان سے نہین قتل ہو سکتا اکمن جادو نے یہ خیال کیا کہ
اسکے دکھا دینے مین کیا نقصان ہے [illegible] پیکان کو [illegible] جائیگا پس جھک کر پیکان فقیر
کے ہاتھ مین دیدیا فقیر نے دیکھنا شروع کیا اور [illegible] تھا پیکان ہے جیسے اور بھی ہوا
کرتے ہین اسمین تو کوئی نئی بات نہین ہے اکمن جادو نے کہا کہ شاہ صاحب اسے آپ نہین جانتے

ظاہر اسکا اور ہو اور باطن اور ہو فرق نہ ہوگا اور پیکان فولاد کے ہوتے ہین اور یہ ساختہ سحر ہو فقیر
نے پیکان اس ہاتھ سے اُس ہاتھ مین لیا اُس ہاتھ سے اس ہاتھ مین لیا اسی پھیر بدل مین
پیکان بدل لیا اور اکمن جادو کو ویسا ہی دوسرا پیکان دے دیا اکمن جادو نے اُس
پیکان کو لیکر جھولی مین رکھ لیا فقیر دعائین دیتا ہوا خیمہ سے نکلکر روانہ ہوا اور خدمت مین
یکمن جادو کی پہونچ گیا اور پیکان پیش کیا یکمن جادو نہایت خوش ہوا اور فقیر جادو کو
خلعت سرفرازی عنایت کیا حسب اتفاق عیار نقابدار ابلق سوار واسطے دریافت حال کے
قلعہ یکمن حصار مین آیا ہوا تھا اور ہیئت کو تبدیل کیے ہوئے شریک صحبت تھا اسنے جو یہ سحر دیکھا
نہایت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا فکر کرنا چاہیے اور کیونکر اس پیکان کو قبضہ مین لانا چاہیے
یہ تو اس فکر مین ہو اور یکمن جادو کو پیکان ملنے سے اطمینان ہوا اسنے ہلیل جادو سے کہا کہ
اب کیا فکر کرنا چاہیے ہلیل جادو نے کہا کہ میری رائے یہ ہو اب اس سحر کو مٹا دیجیے اسلیے کہ اگر یہ
حربہ پھر دشمن کے قبضہ مین آگیا تو جانین شکر مین پڑجائینگی یکمن جادو نے اس راے کو پسند کیا اور
ایک مجرم کو طلب کر کے اُس پیکان کو تیر مین پیوستہ کر کے چلہ کمان مین رکھکر مارا کہ پیکان سینے
کو توڑ کر پار ہوگیا زادہ مجرم تو ہلاک ہوا اور پیکان کا عمل باطل ہوگیا اب ہلیل جادو نے کہا کہ طبل جنگ
بجوا کر مقابلہ کیجیے اور قبل نقابدار کے آنے کے کام اکمن جادو کا تمام کر دیجیے جس وقت اکمن جادو
ہلاک ہو جائے اسکے بعد پھر کوئی نئی تدبیر کر لیجائیگی اسواسطے کہ اب اندیشہ کوچ کا پھر ہو گیا یکمن جادو
نے حکم طبل بجنے کا دیا اور لشکر کو قلعہ سے باہر نکالا یہ خبر لیکر عیار نقابدار اپنے لشکر مین آیا اور تمام
حال سامنے اکمن جادو کے بیان کیا کہ اسطرح پر یہ جادو آیا اور فقیر بنکر پیکان تمھارے یکمن جادو کو لیگیا
اور یکمن جادو نے اُس پیکان کو مٹا دیا اور طبل جنگ بجوایا ہو اور کسی ساحر کو براے مدد طلب
کیا ہو کہ نام اسکا الحاق غارتشین جادو ہو یہ سنکر اکمن جادو نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہو طلسماتک
یکمن جادو سے تو پھر برابر کا مقابلہ رہیگا لیکن الحاق غارتشین بیشک بلاے بیدرمان ہو خدا
اُسکے سحر سے محفوظ رکھے شمیم جادو نے کہا کہ آپ اندیشہ نکرین یہی طائر سرخ رنگ سبکا خاتمہ
کردیگا یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہونے لگی ساحرون نے ہوم خانے روشن کیے بخور گوگل لوبان رال سرسون کالے دانے
وغیرہ کا ہونے لگا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نسیب دیگر لگے پکارنے
لشکر یکمن جادو سے سرشار جادو وزیر اسکا میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر ہوشیار جادو
نے اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی اور سامنے سرشار جادو کے آکر آواز دی کہ لاف بہادری
کی سرشار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر جانب فلک دیکھا اور دستک دی فوراً ایک ٹکڑا ابر سیاہ
پیدا ہوا ہواے سرد چلی اور وہ ابر پھیلکر محیط ہوگیا تمام صحرا مین بہار آگئی درخت جھومنے
لگے پھول کھلنے لگے طائر چہچہانے لگے اور ایک تخت اُس ابر مین سے پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین
ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھی تھی چارون کونون پر تخت کے

اکمن جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب صحرا سے اک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور کمن جادو کی طرف چلا جبتک کمن جادو سحر کرے اتنے عرصہ میں اژدر نے قریب پہونچکر جو دم کشی کی کمن جادو دہن اژدر بن گیا سب سمجھے کہ کمن جادو مارا گیا اہل اسلام نے نقارے فتح کے بجانا شروع کیئے کفار نے گریبان چاک کیئے لیکن کمن جادو کی قضا سوا لوح کے ہے نہیں اسنے شکم اژدر میں پہونچتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا اور صورت اپنی اک شعلہ جوالہ کی پیدا کی اور جلا کر شکم اژدر کو باہر نکلا اژدر تو جلکر خاک ہوا اور کمن جادو نے نکلکر نعرہ کیا اب ان دونون بادشاہون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین دونون برابر کے ساحر کاٹتے کے تلے ہوئے ہین نہ یہ غالب ہوتا ہی نہ وہ مغلوب ہوتا ہی جو سحر یہ کرتا ہی وہ اسے دفع کرتا ہی اور جو سحر وہ کرتا ہی یہ اسے مٹا دیتا ہی اسی عرصے مین جانب صحرا سے علامت آندھی کی محسوس ہوئی ان دونون نے رد و بدل موقوف کی اور صحرا کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ آندھی کیسی آتی ہی یکایک وہ آندھی آکر پھیل گئی دونون لشکرون کو چھپا لیا اسقدر تاریکی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ساحرون نے ہر چند سحر سے مشعلین روشن کین لیکن جب تھپیڑا ہوا نے مار مشعلونکو گل کر دیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اور جائین تو کہان جائین سحر کارگر نہین ہوتا بعد تھوڑی دیر کے آدمی آندھی مین آوازین مہیب پیدا ہونے لگین اور صورتین ہیبتناک نظرون کے سامنے پیدا ہوتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین اب رفتہ رفتہ سیاہی ہر طرف ہونے لگی اور روشنی ہونے لگی دیکھا کمن جادو نے کہ تمام ساحر مع اکمن جادو زنجیرون مین بندھے ہوئے ہین اور اپنے لشکر کو خیال کیا تو محفوظ پایا اور ایک ساحر سیاہ فام کو دیکھا کہ دونون لشکرون کے درمیان کھڑا ہوا کچھ اسم سحر پڑھ رہا ہی جس وقت اوس نے اسم اعظم کو تمام کیا تو نعرہ کیا کہ منم الحاق غار نشین جادو واے کمن جادو مبارک ہو کہ مین نے آتے ہی تیرے دشمنون کو اسیر بلا کر لیا اب جو تو حکم دے وہ کیا جائے چاہے ان سب کو قتل کرا اور چاہے قید رکھ کمن جادو الحاق غار نشین جادو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اس نے کہا کہ اگر آئندہ کوئی اندیشہ منظور ہو تو ان سب کو اسی وقت قتل کیجئے ورنہ ایسے حال خراب سے رہنے دیجئے کہ یہ فاقے کر کرکے اور دھوپ مین خشک ہو ہو کے ذلت و خواری سے قتل ہو جائین الحاق جادو نے کہا کہ جس وقت تک مین زندہ ہون اوسوقت تک انکا نجات پانا ممکن نہین ہی کمن جادو نے کہا کہ میرے خیال مین دشمن کو جلد قتل کر ڈالنا مناسب ہی یہ سنکر الحاق غار نشین جادو نے کہا کہ بہتر مین ابھی سب کو قتل کیئے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے تیغ سحر کھینچا اور اولی کمن جادو کے جانب بڑھا قریب پہونچکر اس نے دست تعدی بلند کیا چاہتا تھا کہ کام اکمن جادو کا تمام کرے کہ جانب صحرا سے ایک ساحر مہیب اژدر آتش فشان پر سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند سامری اے الحاق کوہ نشین جادو صبر کرو ابھی اسے قتل نکرنا یہ پروانہ خداوند کا پڑھ لو پھر اختیار رہی یہ سنکر الحاق کوہ نشین نے ہاتھ روکا اور دل مین نہایت خوش ہوا کہ مین بھی اس قابل ہوا کہ خداوند سامری نے مجکو نامہ بھیجا ہی وہ ساحر اژدر کو دوڑاتا ہوا قریب الحاق کوہ نشین جادو کے پہونچا اور نامہ ہاتھ مین الحاق کے دیا الحاق نے نامہ کو کھولا اوس مین لکھا ہوا تھا کہ باشش اور قرساق خبردار و ہوشیار منم متر گرد باد بن شاپور سبز دل میار نقادار اجل سوار کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدار دی یہ پڑھکر الحاق چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ متر گرد باد نے جست کرکے خنجر اسکے سینہ پر مارا اپنا بخت روگین تن واہی بدن تھا خنجر نے اثر نکیا الحاق نے کلائی گرد باد کی پکڑ لی اور کسکر کہا او ظالم قعقعب

کیا تھا تو نے اگر میں پہلے سے انتظام نہ کرکے آتا تو ہاتھ سے تیرے مارا جاتا اب تیرا قتل جلد واجبات سے
ہے یہ کہکر اس نے نیچہ سحر اٹھا کر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ اک برق چمکی آنکھ سب کی جھپک گئی اور
وہ برق چمک کے سر پر الحاق کوہ نشین جادو کے گری کہ اسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور نعرہ
ہوا کہ منم شمیم جادو اس کے مرتے ہی آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی مارا
جوان کشتہ نام من الحاق کوہ نشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب نہ رسیدیم
جس وقت روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ طائر سرخ رنگ سر پر
شمیم جادو کے فرفر کر رہا ہے اور دونوں پروں سے اس کے برقیں چمک چمک کر نکلتی ہیں اور
لشکر ممن جادو پر گرتی ہیں ساحر مر رہے ہیں شور وارد گیر عظیم تھا اور اب الحاق غارنشین کے
مرنے سے ممن جادو سے لشکر رہا ہوا اور یہ حق لشکر کو لیکر لشکر ممن جادو پر گرا کو سے
ترنج نارنج چلنے لگا ممن جادو نے شمیم جادو کی نہایت تعریف کی شمیم جادو پر جو گولے ترنج و نارنج سحر آنے
وہ اثر نہ کرتے تھے کہ وہی طائر سرخ رنگ پر مار کر ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا تھا اور اس کے
پروں سے جو برقیں چمک چمک کر لشکر حریف پر گرتی تھیں وہ مار کے رکھتی تھیں اک قیامت کبریٰ
برپا تھی ساحروں کے مرنے سے شور وارد گیر برپا تھا آندھیاں چل رہی تھیں آگ برس رہی تھی دریائے خون جاری
ہو رہی تھی شام تک قیامت کی عتاب رہی جس وقت آفتاب غروب ہوا دونوں لشکر دن میں
طبل بازگشت بجا ساحر علیحدہ ہو ہو کر اپنے اپنے مغاروں کی طرف متوجہ ہوئے لاشیں میدان جنگ
سے اٹھوائی جانے لگیں جس وقت شمار کیا گیا تو اہل اسلام دو ہزار قتل ہوئے تھے اور کفار چار ہزار
مارے گئے تھے ممن جادو آکر قصر بلوریہ میں داخل ہوا اور شمیم جادو کی نہایت تعریف کی
کہ اگر تم نہ پہونچتے تو الحاق غارنشین نے کام تمام کر دیا ہوتا شمیم جادو نے عرض کی کہ اے
بادشاہ یہ اقبال حضور کا تھا کہ میں بر وقت پہونچ گیا ورنہ ستاروں کی پیچیدگی کر میں اٹک گیا
تھا جس وقت ساعت نیک ظاہر ہوئی تو پھر میں واپس ہوا مگر الحمد للہ کہ وقت پر پہنچ گیا اور
عیار نقاب دار کی نہایت تعریف ہو رہی تھی کہ کیا مردانہ عیاری کی تھی مگر قضا الحاق غارنشین
کی ہاتھ سے عیار نقابدار یعنی مہتر گردباد کے نہ تھی مہتر گردباد دیں شاہ پور سے کہا کہ اگر پہلے
سے اس امر کی اطلاع ہوتی کہ یہ ملعون روئیں تن ہو گا میں پہلے سے اس کا انتظام کر لیتا یہاں تو
یہ رنگ ہے اور وہاں ملک ممن جادو جو داخل قلعہ ممن حصار ہوا اور تخت شاہی پر ممکن ہوا ارکان
دولت حاضر تھے ممن جادو کو الحاق غارنشین کے مرنے کا نہایت افسوس تھا کہ یہ بہت بڑا ساحر تھا
اور دوست قدیم تھا ممن جادو کی تین روز تک میدان داری موقوف رہی اور ماتم الحاق غارنشین
کا برپا رہا چوتھے روز نفیر جادو جو کہ عیار ہے اور ساحر بھی اس نے عرض کی کہ اے شاہ آپ پریشان
نہوں یہ غلام جانبازی و جانفشانی کے واسطے موجود ہے جس وقت تک شمیم جادو زندہ ہے اوس
وقت تک آپ کا فتحیاب ہونا ممکن نہیں اس لیے کہ طائر سرخ رنگ ساختہ محلول جادو ہے یہ اس کا محافظ
ہے اور محلول جادو کے سحر کا رد کرنا ساکنان طلسم باطن کا کام ہے اہالیان طلسم ظاہر کچھ نہیں کر سکتے ہیں
جاتا ہوں اور شمیم جادو کو گرفتار کر کے حاضر خدمت کرتا ہوں یا ہاتھ سے اوس طائر کے ہلاک ہونگا

ہی اور میری معشوقہ کا معتبر ہی تو تمھارے ساتھ رعایت کرے گا یہ سن کر وہ خواص بہت خوش
ہوا اور خاصدان لیکر ملنا بنت پرے نفیر جادو نے حلقہ کمند کا اُس کے گلے مین ڈال کر
جھٹکا مارا کہ یہ بیچارہ گرا اور کہا کہ کیون بھائی یہ کیا کرتے ہو اگر تمھین منظور نہین ہی تو تمھین خاصدان
لیجاؤ نفیر جادو نے قریب پہونچ کر ناک اُس کی ملدی کہ یہ فوراً چھینک مار کر بیہوش
ہوا نفیر جادو نے اُس کو تو کسی کونے مین ڈالدیا اور آپ صورت اُس کی بنکر ہمراہ شمیم جادو
کے داخل خیمہ ہوا شمیم جادو لباس بزم اوتار کر مسہری پر لیٹا [illegible] اتفاق آج
اُسی خواص کی باری تھی جس کی صورت نفیر جادو بنا ہوا تھا اُس نے چپی کرنا شروع کی
جس وقت شمیم جادو سو گیا تو نفیر جادو نے باطمینان تمام دوا بیہوشی اُس کے دماغ مین پھونک
دی اور زبان کھینچ کر نکلہ سوزن کر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ مسہری اپنی جگہ سے بلند
ہو گئی نفیر جادو باطمینان تمام شمیم جادو کو معہ مسہری اوڑائے ہوئے جانب قلعہ کمن حصار
روانہ ہوا وہان مہتر گردباد بادیہ گرد لباس نقشبہ روی تن پر آراستہ کیے ہوئے قریب دروازہ
قلعہ کے پہونچا اور اک پتھر منجنیق مین رکھکر اک دربان کے سر پر مارا کہ سر اُس کا پھٹا اور وہ گر کر تڑپنے
لگا مرنے سے اُس ساحر کے تاریکی چھا گئی اور دربان ادھر اودھر دوڑنے کہ یہ کس کی حرکت سے
عیار نقابدار جادوی تاریکی مین داخل قلعہ ہوا اور جلدی جلدی در دولت بادشاہ کے جانب روانہ ہوا
یہ وہ وقت تھا کہ ملک کمن جادو دربار برخاست کیے ہوئے محل کے جانب چلا جاتا تھا مہتر گردباد
بادیہ گرد نے صورت اپنی اک کلانوت کی بنائی اور بین بجاتا ہوا روانہ ہوا کمن جادو کی نظر
جو اس پر پڑی پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی اور اس قلعہ مین کیسے آیا ہوا ہی [illegible]
نے جواب دیا کہ مین بہت روز سے آپ کے شہر مین ہون لیکن مثل قیدیون کے ہون کہ
جب سے جنگ آغاز ہوئی اوس وقت سے راستہ قلعہ کا مسدود کر دیا گیا نہ کوئی اندر کا آدمی
باہر جانے پاتا ہی اور نہ باہر کا آدمی اندر آنے پاتا ہی اسی شہر مین مارا مارا پھرتا ہون
واسطہ خداوندان گذشتہ و موجودہ کا کہ مجھکو رہائی دیجیے کمن جادو نے کہا کہ بڑا تعجب ہی کہ
تو بہت دن سے اس قلعہ مین ہی اور ما بدولت واقبال کی خدمت مین آج تک حاضر نہوا اُس
نے عرض کی کہ آیا تو اسی واسطے تھا کہ حاضر حضور ہو کر کچھ اپنا ہنر دکھاؤنگا خلعت و انعام پاؤنگا
خوشی خوشی اپنے گھر جاؤنگا مگر یہ میری بدنصیبی کہ اوس وقت مین یہان آنا ہوا جب کہ زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہی اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا تو اس طرف کیون آتا یہ کہکر رونے لگا کمن جادو نے
کہا کہ رونے سے کچھ فائدہ نہین ہی مطلب اپنا بیان کر اُس نے عرض کی کہ امیدوار اس امر کا ہون کہ
ایک روز میری بین سن لیجیے اوسکے بعد مجھکو آزاد کیجیے اسلیے کہ اہل و عیال سے چھوٹا ہوا ہون نہین معلوم
اون بدنصیبون پر کیا گذری ہوگی بادشاہ نے کہا کہ تو اطمینان رکھ ہم تجھے پروانہ دیدینگے پھر کوئی
نہ روکے گا جب چاہنا قلعہ کے اندر آنا اور جب چاہنا چلا جانا یہ سنکر یہ بہت خوش ہوا کمن جادو اسکو
ہمراہ اپنے لیے ہوئے داخل خوابگاہ ہوا کئی روز سے بسبب تشویش کے نیند اوسکی اوڑی ہوئی تھی اسوجہ سے
کمن جادو نے آجانا طنبورچی کا غنیمت جانا اور کہا کہ ہم تخلیہ مین ہین تمہاری سنینگے طنبور بین کا رقے

عرض کی کہ خداوند لطف بھی اس کا یہی ہے کہ قریب سے سنیے غرض کہ کمن
جادو مسہری پر لیٹا اور طیفور بین کار نے بین بجانا شروع کی اور ایسا محظوظ
کیا کہ کمن جادو نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے طیفور نے دست بستہ عرض کی
کہ مجھے ایک سند لکھدی جاوے کہ آمد و رفت میری کھل جاوے نہ مجھے جاتے وقت کوئی
روکے نہ آتے وقت کمن جادو نے اوسی وقت قلم دوات منگا کر طیفور بین کار
کو سند لکھدی طیفور نے اوس کاغذ کو تہ کر حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور
پھر بین بجانے لگا تمام رات اسی طرح گذری اور اسے موقع عیاری کرنے کا اور
بیہوش کرکے پکڑ لینے کا نہ ملا اور کمن جادو ساری رات آہیں کھینچا کیا قریب
صبح طیفور بین کار نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند اگرچہ گستاخی ہے جان کی
امان پاؤں تو ایک بات عرض کروں کمن جادو نے کہا بیان کر طیفور بین کار نے
عرض کی کہ حضور کے چہرے سے علامت عشق کی پیدا ہوتی ہے نیند نہ آنا اور گانا
سن کر متاثر ہونا دلیل سے خالی نہیں ہے ضرور آپکو کچھ بھید ہے آپ بادشاہ طلسم
ہیں وہ ایسا کون شخص ہے جو آپ کے قبضۂ اقتدار سے باہر ہے یہ سن کر کمن جادو
نے پھر آہ کھینچی اور کہا اے طیفور بین کار حقیقت میں تو بڑا پہچاننے والا ہے یہ مثل
سچ ہے ہوتے آفت کے ہیں یہ پرکالے + تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے ۲، خیر اب جو
تو سمجھ ہی گیا ہے پھر تجھ سے چھپانا بیکار ہے اصل یہ ہے کہ خداوند سامری جمشید
نے ایک سے بڑھکر ایک کو مرتبہ دیا ہے ہر چند امیر طلسم بہت بڑا بنایا اور
اس وقت بیٹ جانے پر بھی بہت کچھ ہے تاہم بہت سے تاجدار ایسے بھی ہیں جن کا
اقتدار مجھ سے بھی زیادہ اور بہت زیادہ ہے تونے نام طلسم نہ طاق کا سنا ہوگا کہ وہاں
سلطنت کیوان تاجدار اور کیوان تاجدار کی ہے میرے طلسم سے اچھے بہتیرے تاجداروں
کے ماتحت ہیں اور یہ طلسم بھی اوسی طلسم کا ایک شعبہ ہے پھر کیوان تاجدار
کی حکومت کے سامنے میری کیا حقیقت ہے اور کیا وقعت رکھتا ہوں ادنےٰ ادنےٰ
ملازم اسکے میرے معزز اہلکاروں سے کہیں بڑھکر ہیں اور سامان شاہی اور فوج جرار
ساحران نامدار کی بے مثل و بے نظیر ہے کوئی آن سے مقابلہ نہیں کر سکتا ایسے
ایسے نامی وگرامی ساحر ہیں کہ جمشید و سامری کی یادگار ہیں مکانات و عجائبات
طلسمی کا حال اگر بیان کیا جاوے تو اوس کے لیے ایک دفتر چاہیے خلاصہ یہ
کہ وہ بہت بڑا طلسم ہے اور کیوان تاجدار واکوان تاجدار نہایت زور شور سے طلسم نہ طاق
میں حکمرانی کر رہے ہیں مگر آج کل تمام طلسم ہمارا پُرآشوب ہو رہا ہے چاروں طرف سے
اوس پہ یورش ہے اور نکراموں سے مخالفت پر کمر باندھی ہے جیسے کہ شمیم جادو نے
طریق اطاعت سے منہ موڑا ہے نمرود نے سرکشی اختیار کی ہے اس امر سے مجھکو نہایت
تشویش و پریشانی لاحق رہتی ہے اور روز معرکہ آرائی کا سامنا ہے القصہ اے طیفور بین

اپنے دل کی بیقراری اور اضطراب کا حال کچھ بیان نہین کر سکتا جس طرح طائر
دل سینہ مین مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہا ہی راتون کو نیند اور گئی ہی خواب و خور
حرام ہوا اپنی زندگی سے بیزار ہون تمسے یہ حال مخفی نہین کر سکتا کیونکہ تم اب
میرے رازدار ہو چکے ہو تم سے چھپانا بیکار ہی اے طیفور ملکہ کم کم جادو کے فراق
مین شب و روز سر دھنتا ہون تمام دن گریہ وزاری مین کٹ جاتا ہی اور رات
اختر شماری مین غرضکہ یون شام و سحر ہوتی ہی بقول شاعر ؎ دن کٹا فریاد سے اور رات زاری
سے کٹی ✣ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ✣ کمال تشویش و تردد مین
زندگی گذرتی ہی اے طیفور کوئی ایسی صورت نکالو کہ ملکہ کم کم جادو کو رضامند کر لو
کہ وہ مجھ سے بلطف پیش آئین۔ اور خواستگاری میری منظور کر لین طیفور نے
یہ سب حالات زبانی کمن جادو کے سن کر کہا کہ حضور آپ مطلق تشویش و تردد
نہ فرمائین دل کو اپنے سنبھالین قلب کو تسکین دین مین بہت جلد ملکہ کو رضامند
کر دون گا بلکہ میلان خاطر ملکہ آپ ہی کی جانب ہو جائے گا یہ کتنی بڑی
بات ہی دو اکھرون مین تو ملکہ کا دل پگھل جائے گا اور آپ کی طرف رجوع
ہو جائے گا بغیر آپ کے دیکھے اون کی تسکین خاطر نہ ہوگی بقول شاعر ؎
الفت کا یہ مزہ ہی کہ وہ بھی ہون بیقرار ✣ دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی ✣
چنانچہ ایسی باتین طیفور رہین کار نے کمن جادو سے کین کہ اوس کے
دل مین ملکہ کی جانب سے ایک اثر پیدا ہوا اس سے کمن جادو نے کہا کہ طیفور اب
جلد جاؤ ملکہ کو رضامند کراؤ مین تم کو اس کے صلہ مین نہال کر دون گا جو تم
مانگوگے وہ مین تم کو دون گا اور ایسا دون گا کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے
الحاصل طیفور کمن جادو سے رخصت ہو کر اور ہیئت اپنی تبدیل کر کے جانب زندانخانہ
طلسمی کے روانہ ہوا بعد قطع مسافت راہ ملکہ کے پاس پہونچا اور جب کہ اس سے
کل حال اول سے آخر تک کمن جادو کا بیان کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ
افسوس اے طیفور اگر مجکو نجات اس قید ستم سے ملتی مین بھی جنگ مین شریک
ہو کر مدد دیتی یہ کہکر ملکہ نے گردن نیچی کر لی طیفور نے کہا کہ آپ اپنی زبان سے یہ
کلمات نامناسب نہ نکالئے گا مین سب کچھ کہہ سن لون گا اور اے ملکہ اب
اس وقت یہی موقع ہی یہ کہکر اس نے راہ دربار دولت بادشاہ کی لی وہان کمن جادو
نے حکم عام دے دیا ہی کہ خبردار کوئی شخص حاجب و دربان خادم و خدمتگار
مین سے طیفور رہین کار کو نہ روکے اوسے ہم نے اپنا مصاحب خاص مقرر کیا ہی
اوسی اثنا مین نفیر جادو قید شہیم جادو کو لیے ہوئے خدمت کمن جادو مین پہونچا
پشتارہ شہیم جادو کا سامنے کمن جادو کے رکھدیا کمن جادو نے کہا کہ باندھ دو
اس نمک حرام کو اور ہوشیار کر دو نفیر جادو نے رسن بھر جھولے سے نکال کر شہیم جادو

کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اب جو آنکھ شمیم جادو
کی کھلی اپنے کو بارگاہ دشمن میں دیکھا سوچا کہ دن زندگی کے پورے ہو گئے اور قضا
آگئی اس نے چپکے چپکے کلمہ طیب زبان پر جاری کیا بلکہ دل میں پڑھا اور سحر سے توبہ
کر لی کہ اب سامنا قضا کا ہے اور پیش خدا جانا ہوگا ادھر مکن جادو نے آواز دی
کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت تھی شمیم جادو نے اشارہ سے کہا کہ اگر کلمہ میری زبان سے
کھینچ دیا جائے تو کچھ بات کروں یہ ظاہر ہو کہ میرا سحر آپ کے سحر پر حاوی نہیں ہو سکتا
مکن جادو نے نفیر جادو سے اشارہ کیا اس نے کلمہ زبان سے کھینچ لیا شمیم جادو
نے خون زبان کا وہاں سے پونچھ کر کہا کہ اے بادشاہ تجھے شرم نہیں آتی کہ
اپنے ملازم کو عیاروں سے گرفتار کرا کے قتل کرتا ہے سر میدان مجھ سے مقابلہ نہ کیا باوصفیکہ
تو بادشاہ [illegible] ہو اور میں ایک ادنیٰ ساحر ہوں یہ سنکر مکن جادو نے کہا کہ
یہ ثمرہ تیری روگردانی و نمک حرامی کا ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا کیا تجھے اس وقت کی
خبر نہ تھی جو تو دشمنوں کا شریک ہوا اور کوئی دقیقہ تو نے میرے قتل میں فروگذاشت
نہیں کیا سمجھ کہ بدرجہاں اور کو مار کر پیکان سحر میرا لیجا کر میرے دشمن کے سپرد
کیا تو نے کوئی کمی نہیں کی تھی مگر میرا اقبال بادولت تھا کہ وہ پیکان پھر
میرے ہاتھ آگیا اور میں نے اوس کو منا دیا شمیم جادو نے کہا کہ اے
بادشاہ پہلا نمک حرام تو ہے کہ جس نے بھائی کو اپنے قید کر لیا اور خود حاکم بن بیٹھا
مجھے اسی زمانہ سے تیری صورت سے نفرت ہو گئی تھی لیکن چونکہ میں پیشتر سے
تیرا ملازم تھا اس وجہ سے مجبور رہا اور خاموشی اختیار [illegible] تھا لیکن امید میں تیرے
سے جاتی رہی یقین وہی ہوا کہ تو نے میرے ساتھ بھی یہ کیا کہ خود ہی مجھکو
بھیجا میر بنا کر دشمن کی طرف بھیجا اور راستہ قلعہ کا مسدود کر دیا یہ بھی خیال
نہ کیا کہ اپنی ہار گیا ہوا ہو دشمن اوس سے نہیں معلوم کیا برتاؤ کرے میں قتل بھی ہو جاتا
تو کوئی خبر لینے والا نہ تھا اور وہاں بادشاہ سابق مجھ سے نہایت آشتی کے ساتھ پیش
آیا اب تو ہی بتا کہ میں تیرا ساتھ دیتا یا اوس کا اس گفتگو پر چند گردنیں نیچی کر لیں اور
بادشاہ نہایت برہم ہوا جلاد کو حکم دیا کہ قتل کر جلاد [illegible] صورت تلوار کھینچ کر شمیم جادو
کی طرف چلا تھا کہ شمیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آگ کا شعلہ دہن سے
نکل کر جلاد پر گرا اور اوس کو جلا کر خاک کر دیا مکن جادو نے کہا کہ ابھی تک تو سرکشی
سے باز نہیں آتا ہے شمیم جادو نے کہا کہ جس وقت تک میرے دم میں دم باقی ہے
قتل کفار سے دستبردار نہوں گا اس لیے کہ میں اب مطیع اسلام ہو چکا ہوں وقتیکہ
کلمہ طیب پڑھ چکا ہوں اور سحر سے بھی تائب ہو چکا ہوں مگر ابھی زبان پر یہ کلمات جاری
نہیں ہوئے تھے ورنہ پھر سحر نہ کر سکتا تو حکم دے اپنے اہل دربار کو کہ مجھے قتل کریں یہ سنکر
مکن جادو نہایت غصہ میں آیا اور اس نے جھولے پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی نکال کچھ اسم سحر

پڑھنے لگا شمیم جادو نے دیکھا کہ اب بچنا میرا اسکے وار سے ممکن نہیں ہی بس جلدی سے آستین سے
خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ کھینچا کہ سر کٹ گیا اور خون اسکا گردن سے شعلہ
بنکر نکلا اور اہل بارگاہ پر گرا کر ساحر جلنے لگے بارگاہ مین آگ لگ گئی اک قیامت کبرےٰ
برپا ہوئی شعلہ چمک چمک کر ساحرون پر گر رہا تھا اور لوگ کشتۂ سحر ہو رہے تھے ہر چند
سحر کرتے تھے مگر شعلہ نہ رکتا تھا اسلیے کہ شمیم جادو نے یہ خاتمہ کا سحر لیا تھا
اور جان دے کر کام کیا تھا مر کر دشمنون کو مارا سیکڑون ساحر جل گئے ممکن جادو نے
جب آب دمیدہ سحر کا چھینٹا مارا ہی تو وہ آگ فرو ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتے مرا
نام من شمیم جادو بود جہت مردیم و جان دادیم و بمطلب خود رسیدیم جب وہ ہنگامہ
برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو ممکن جادو نے نفیر جادو کو خلعت دیا اور اپنے رفقا
کی لاشین اوٹھوائین اور لاش شمیم جادو کی دروازہ قلعہ پر آویزان کرا دی
استے مین طیفور رین کار آکر پہونچا تو عجب رنگ بارگاہ کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ نفیر جادو شمیم جادو کے ہاتھون گرفتار بلا ہوکر آیا اور بادشاہ نے اوس کو قتل کیا یہ سنکر اسے
نہایت رنج ہوا مگر اب کیا کر سکتا تھا خاموش ہو رہا اور دل مین کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اگر اس ایک
کے بدلے مین ہزارہا کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا جسوقت تخلیہ ہوا تو ممکن جادو سے طیفور رین کار نے
کہا کہ آج نہایت مبارک دن ہی کہ معشوق وصل پر راضی ہوا اور دشمن قتل ہوا یہ مژدہ سن کر
ممکن جادو کے چہرہ پر بحالی آگئی کہا کہ اے طیفور رین کار خوش طبعی کرتا ہی یا حقیقت حال بیان
کرتا ہی طیفور نے کہا کہ مین سچ کہتا ہون چلیے آپ پر ابھی روشن ہو جائیگا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ممکن
جادو نہایت خوش ہوا اور ہمراہ طیفور رین کار کے جانب زندان ملکہ گم کم جادو روانہ ہوا جس
وقت سامنے ملکہ گم کم جادو کے پہونچا جھک کر سلام کیا اور مؤدب ہوکر کھڑا ہوا طیفور نے اشارہ سے
کہا کہ ان کو قفس سے نکالیے قفل زبان سے کھینچ لیجیے معشوقون پر یہ ظلم و بدعت بھلا کس طرح
اوس کے دل مین آپ کی طرف سے جگہ ہو سکتی ہی یہ سن کر ممکن جادو نے اوسی وقت میخ
قفس کی کھینچ لی اور ملکہ گم کم جادو [illegible] سے قید سحر کو دور کیا قفل زبان سے کھینچا قفس کے باہر
نکالا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ قصور میرا معاف فرمائیے اور اس مین میری بھی کوئی
خطا نہین ہوا اس لیے کہ آپ کے والد ماجد کا حکم مین بجا لایا ملکہ نے تو کوئی بھی جواب نہین
دیا اور گردن جھکائے بیٹھی رہی آنکھون سے آنسو جاری تھے دل مین کہتی تھی کہ افسوس مین
ناموس بادشاہ اسلام ہوکر اور اس بلا مین مبتلا ہون کہ کافر میرے جانب نیت بد کرے لیکن
خیر یہ وقت بھی گذر ہی جائیگا پروردگار عالم مجکو ثابت قدم رکھے لیکن طیفور نے ممکن جادو
سے اشارہ کیا کہ اب تشریف لیجائیے اور سامان عیش و راحت ملکہ کے واسطے بھجوا دیجیے مین
بھی حاضر خدمت رہونگا کیونکہ کسی قدر مزاجدان ہوگیا ہون ممکن جادو روانہ ہوا اور جا کر سب
سامان عیش و طرب ملکہ کے واسطے مہیا کر دیا طیفور رین کار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم اب حضور دو باتون
مین سے ایک اختیار کرین یا تو مجھے اجازت دین کہ مین آپکو یہانسے بفریب عیاری نکال لیجاؤن

یا چند روز تک امروز فردا مین بادشاہ کو ٹالون اتنے عرصہ مین آپ سحر کو اپنے زور
دیجیے اور قوت پیدا کرکے مقابلہ کیجیے ملکہ کم کم جادو نے کہا کہ اگر سات روز کسی صورت
سے ٹال لیجاؤ اور مین سحر اپنا تیار کرلون تو ایک دن مین تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کردون
مشکل یہ ہے کہ اگر تمن جادو یہان آئیگا تو مجکو سحر تیار کرتے دیکھکر شک کریگا اور یقین ہے
کہ پھر قید کرلیگا اور اگر سات روز تک یہان نہ آنے پائیگا جب بھی مشکوک ہوگا مہتر گرد باد گرد
نے کہا کہ وہ ہر روز آئیگا مگر آپکی جانب سے مشکوک نہ ہوگا اسلیے کہ مین اسے سمجھا چکا ہون کہ
ملکہ دشمنون سے لڑنے کے واسطے سحر تیار کررہی ہین اور بعد فتحیابی شادی کرینگی اب تمن جادو
کسیطرح سے متعرض نہ ہوگا یہ سنکر ملکہ کم کم جادو نہایت خوش ہوئی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد مہتر
گرد باد گرد سے کہا کہ ایک مشکل اور ہے وہ یہ کہ جو عورتین میرے واسطے کھانا لایا کرتی ہین
انمین سے ایک عورت کے چہرہ پر کیوان تاجدار نے طلسم باندھا ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ جب نظر میری صورت پر اس عورت کی پڑتی ہے تو مین سحر بھول جاتی ہون
یہی سبب ہے کہ وہ تمکو زبان سے کھینچکر مجھے کھانا کھلا جاتی اور پھر تمکو زبان پر دیکر
چلی جاتی ہے یہ سامان اس سبب سے کیا گیا ہے کہ مبادا کسی وقت مین کوئی مجھے رہا
کرلیجائے تو گرفتار کرلینا آسان ہو جب وہ عورت سامنے میرے آئیگی مین سحر بھول
جاؤنگی جسوقت تک وہ عورت زندہ ہے اسوقت تک میرا سحر بیکار ہے مہتر گرد باد گرد
نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیں جسوقت سحر آپکا تیار ہو جائیگا اسوقت مین اُسے
بھی گرفتار کرکے قتل کرڈالونگا ابھی موقع نہین ہے اب ملکہ کم کم جادو تو سحر آراستہ
کرنے مین مصروف ہوئی ہے اور مہتر گرد باد گرد نے تمن جادو کے پاس جاکر
نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ بیان کیا کہ لیجیے مین نے ملکہ کو آپکے ساتھ راضی
کردیا اب مین جاتا ہون اور آج سے آٹھوین روز حاضر ہونگا لیکن آپ اتنا انتظام
کیجیے کہ اودھر تو ملکہ سحر تیار کررہی ہین اور فرماتی ہین کہ مین ایک روز مین لشکر حریف کو تباہ
و برباد کردونگی اور بعد فتح کے شادی کرونگی تاکہ اچھی طرح خانہ آبادی ہو اور نوبت
بربادی جاتا رہے آپ آٹھ روز تک کسیطرح کا دخل نہ دیجیے گا ہان آپکو چاہیے کہ
کوئی انتظام کرکے رکھیے اگر نقابدار ابلق سوار کا۔ باطن سے آجائینگے تو پھر مشکل ہوگی
کوئی تدبیر بن نہ پڑیگی اسلیے کہ نقابدار صاحب لوح ہے تمن جادو نے کہا کہ اے طیفور اگر
مین فتحیاب ہوا تو تجھے وزیر کردونگا کہ تو نے میرے ساتھ بڑی دوستداری کی ہے یہ کہکر
بہت کچھ زر و جواہر دیکر طیفور بین کار کو رخصت کیا اور آپ بھی تیاری سحر مین مصروف ہوا
اودھر طیفور بین کار جو تمن جادو سے رخصت ہوا تو پھر ملکہ کی خدمت مین آیا اور ہر طرح کا
اطمینان دلانے کے بعد عرض کی کہ اب حضور باطمینان سحر تیار کرین مین جاکر لشکر
کی خبر لیتا ہون کہ وہان کی کیا کیفیت ہے یہ کہکر رخصت ہوا اور قلعہ کے باہر جانے کا قصد کیا تھا
کہ ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اے مہتر گرد باد دوست پر شیر دل ایسے شخص کا بیٹا اور قلعہ مین آکر

قابل جاتا ہے کوئی تحفہ ملک اکمن جادو کے واسطے لیجانا چاہیے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہرا
اور فکر کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے کہ دیکھا سامنے سے نقیر جادو چند ملازموں کو ساتھ لیے چلا آتا ہے
نظر جو نقیر جادو کی مستر گرد باد و باد یہ گرد پر پڑی اور دیکھا کہ کوئی گویا ہے چونکہ اسکو بھی علم
موسیقی سے نہایت رغبت ہے قریب آیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو مستر گرد باد و باد یہ
نے بیان کیا کہ میں گویا ہوں نام میرا طیفور بین کار ہے اور جاتا ہوں ایسے کام کو کہ بیان نہیں کر سکتا
نقیر جادو نے کہا وہ ایسی کون سی بات ہے جو تجھے چھپانے کی ہے طیفور نے کہا کہ ہاں آپ سے
چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ لوگ جو آپکے ہمراہ ہیں مجھے انپر اطمینان نہیں
ہے طیفور نے اس انداز سے کہا کہ نقیر جادو کو سننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگرچہ یہ سب
میرے ملازم و معتبر ہیں لیکن اگر انکے سامنے بیان کرنے میں تجھے تامل ہے تو مجھ سے تنہائی
میں بیان کر دو طیفور بین کار نے کہا کہ اسمیں مضائقہ نہیں ہے لیکن ایسے مقام پر بیان کرونگا
جہاں کوئی سامنے نہو بہت لوگ لبوں کی جنبش سے کلام کو سمجھ لیتے ہیں یہ سنکر نقیر جادو کو
غصہ آگیا کہا کہ تو جو اسقدر احتیاط کو دخل دیتا ہے تو ایسی کون سی راز کی بات ہے تیرا راز اور اس
قابل ہوا جسکی اسقدر پردہ پوشی کی جائے اب میں تنہائی میں نہ سنونگا بلکہ تجھ سے یہیں پوچھونگا
یہ کہکر اسنے کوڑا اٹھایا طیفور بین کار نے بھی بین اپنی سیدھی کی اور کہا کہ تو اپنے کو بہت
سمجھ سمجھتا ہے اور مجھے شخص ایک گویا تصور کرتا ہے نہیں جانتا کہ میں مقرب بادشاہ ہوں یہ
کہکر پروانہ ممن جادو کا جیب سے نکال کر دکھایا اور کہا کہ پڑھو اسمیں کیا لکھا ہے میں راز بادشاہ
کا تجھ سے کیونکر بیان کروں جسوقت نقیر جادو نے [illegible] اسمیں لکھا تھا کہ طیفور بین کار
کو کوئی شخص روکنے ٹوکنے کا قصد نکرے جب اسکا جی چاہے یہ طلسم میں آئے اور جب چاہے
بیرون طلسم چلا جائے یہ دیکھکر نقیر جادو تھرانے لگا اور عذر خواہ ہوا کہ میں آپکو اسقدر صاحب عزت
نہ سمجھتا تھا ورنہ اسطرح بے ادبانہ گفتگو کبھی نہ کرتا امیدوار معافی کا ہوں اب تو مستر گرد باد کی بن پڑی
جوں جوں نقیر جادو منت اور سماجت کرتا ہے غصہ طیفور بین کار کا اور بڑھتا جاتا ہے جب نقیر جادو
نے ہاتھ جوڑے تو طیفور بین کار نے قصور عفو کیا نقیر جادو نے کہا کہ ایک روز کے واسطے
دعوت قبول فرمائیے کل چلے جائیے گا طیفور بین کار نے کہا کہ مجھے حکم بادشاہ ہے کہ جلد جا کر اپنے
اہل و عیال کو لا اگر عرصہ گذرے گا تو بادشاہ مجھ سے ناراض ہو جائیگا نقیر جادو نے کہا کہ اچھا
کم سے کم تھوڑی سی دیر کے واسطے قیام فرمائیے طیفور نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہیں ہے غرضکہ نقیر جادو
طیفور بین کار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اپنے مکان میں آیا اور سامان دعوت مہیا کرنے لگا ایک مرتبہ
آیا کشتی شراب کی رکھکر چلا گیا دوبارہ پلیٹ کبابوں کی رکھ گیا مقام تنہا تھا وہاں یا طیفور تھا یا
نقیر جادو تھا جتنے عرصہ میں نقیر جادو دوسری چیز لاتا تھا طیفور نمک کسہ کاری شراب وغیرہ
میں آمیز کرتے جاتے تھے جب نقیر جادو سب سامان مہیا کر چکا تو پاس آکر بیٹھا طیفور نے پہچان
مراحیوں میں کرلی تھی ایک مراحی میں سے جام بھر کر آپ پیا دوسری مراحی میں سے ساغر
لبریز کرکے نقیر جادو کو پلایا یہاں تک کہ جب دیکھا خوب بیہوش تھا تاثیر کر گئی ہے تو کہا کہ اب

میں جاتا ہوں ورنہ عرصہ ہو گیا یہ کہکر اُٹھہ کھڑے ہوئے نقیر جادو بھی اُٹھا کہ میں آپکو پہونچا دون
اُٹھا تھا کہ بیہوشی سے طمانچہ مارا سر تلے تانگین اوپر دھم سے گرا طیفور میں کہار سے
رنگ و روغن عیاری ملک صورت اسکی میمون شاہ کی بنائی اور زبان پر لخلخہ سوزن کرکے
اسکو ہوشیار کیا اور نعرہ کیا کہ او خون شمیم جادو کا خون ناحق خالی تھوڑے جا سکتا تھا
اب اگر تجکو تیرے بادشاہ کے ہاتھہ سے قتل نہ کرایا تو نام اپنا مہتر گرد باد بادیہ گرد نہ رکھا مہتر
عیار نقابدار یہ کہکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر اپنی صورت نقیر جادو کی بنائی اور پشتارہ اسکا
باندھکر خدمت میں ملک کمن جادو کی روانہ ہوا جسوقت سامنے بادشاہ کے پہونچا سلام
کیا اور پشتارہ سامنے رکھہ دیا اور عرض کی کہ یہ نمکحرام بھی حاضر ہوا ہے اسکو دربند چہارم کا مالک
بنایا تھا اور اسنے دغا کی کہ طلسم کشا سے مل گیا اب اسے قتل کیجیے چونکہ ملک کمن جادو
اس سے جلا ہوا تھا اُسی وقت جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسکو قتل کر حسب الحکم جلاد
مریخ خصال حاضر ہوا اور میمون نقلی کو لیئے ہوئے قتل گاہ میں آیا تمام شہر میں شور ہوا کہ سکندر اعظم بادشاہ
کا ملازم میمون شاہ گرفتار ہو کر آیا ہے اور قتل ہوتا ہے یہان تو تماشائی جمع ہو رہے ہیں اور
نقیر نقلی وہان سے راہی ہوا راستہ میں پھر صورت اپنی طیفور کی بنائی اور دربانون کو
پروانہ بادشاہ کا دکھا کر قلعہ سے نکلکر جانب لشکر ملک اکمن جادو روانہ ہوا جسوقت داخل
لشکر ہوا اور سامنے اکمن جادو کے پہونچا تو اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور تمام ماجرا قتل شمیم جادو
کا بیان کیا اور کہا کہ میں نے عوض خون شمیم جادو کا لیا کہ نقیر جادو کو خود بادشاہ کے
ہاتھہ سے قتل کرا دیا انشاء اللہ بعد خود قتل کرکے اکمن جادو اپنا سر پیٹے گا کہ یہ میں نے کیا کیا
اکمن جادو نے کہا کہ کیونکر عیار نقابدار نے سب کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی اکمن جادو
بہت خوش ہوا جسقدر شمیم جادو کے قتل کا صدمہ تھا اُسیقدر نقیر جادو کے قتل سے
خوشی حاصل ہوئی پھر اسکے مہتر گرد باد بادیہ گرد نے ملکہ کم جادو کے رہا کرنے کی کیفیت
بیان کی اور کہا کہ یقین ہے آج سے آٹھویں دن طبل جنگ بجے گا اور کم جادو [illegible] لبخا پری جادو
کی شریک ہے لیکن بروقت جنگ آپکی طرف سے لڑیگی آپ بھی تیاری جنگ کیجیے اور میں
پھر قلعہ کی طرف جاتا ہون اگر قابو چلا تو کمن جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر جانب
قلعہ روانہ ہوا یہان اکمن جادو نے بھی تیاری جنگ کا حکم دیا ادھر عیار نقابدار نے قریب
قلعہ پہونچکر پھر صورت اپنی بدلی اور داخل قلعہ ہوا وہان نقیر جادو کے قتل ہونے کی خبر تحقیق
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طائر سرخ رنگ آکر لاش شمیم جادو کی پنجہ میں دبا کر لیگیا اور کمن جادو
نہایت پریشان ہو کر نقیر جادو کو کیسے قتل کرایا لوگ نقیر نقلی کی تلاش کر رہے ہیں تو سب
تماشے طیفور میں کہار سے بنے عیار نقابدار اپنی آنکھون سے دیکھتا ہوا اور ملکہ کم جادو کی خدمت
میں آیا اور سلام کیا یہ وہ وقت تھا کہ دو عورتیں ملکہ کم جادو کو کھانا کھلانے آئی تھیں اور
وہ عورت جسکی صورت پر طلسم خود فراموشی بندھا ہوا ہے تمام اُسکا تصویر جادو کے پاس ملکہ
کم جادو کے بیٹھی ہے اور ہنس ہنس کر کہہ رہی ہے کہ دل ہی اچھا ایک ہی روز آپکا جلد تمام ہونے میں

باقی ہو گئے ہیں۔ بادشاہ کی طرف سے لڑکر دشمنوں کو شکست دیجیے کہ اس طلسم میں
آپکی سلطنت قائم ہو جلد ہی وہ روز مبارک آئے کہ عقد آپکا ملک کمن جادو کے ساتھ ہو یہ
باتیں ملکہ کرم جادو سن رہی تھی فلک کو دیکھتی تھی اور رہجاتی تھی کہ کہاں ہیں قلعہ ہفت رنگ کی
شاہزادی ملکہ اصغر زمرد پوش کی دختر کہاں کمن جادو اس ایسے پانچ بادشاہ میرے
باپ کے مطیع ہیں مگر سفلہ پروری گردون دون سے یہ وقت آیا ہے کہ ایسے ایسے ہمارے خواہشمند
ہوں اور ہم انکو سزا دینے کے عوض خاموش بیٹھے ہوئے سنا کریں اسوقت ملکہ کرم جادو کو غصہ
آگیا سحر تو بھولے ہوئے تھے کہ سامنے تصویر جادو بیٹھی تھی غصہ میں اس سے ضبط نہ ہوسکا اور ایک
طمانچہ منہ پر تصویر جادو کے مارا کہ منہ اسکا پھر گیا اور کہا کہ تو ایسے کلمات بے ادبانہ ہمارے سامنے
زبان پر جاری کرتی ہے تو تصویر جادو وہاں سے روتی پیٹتی خدمت ملک کمن جادو میں روانہ ہوئی ساتھ
ہی طیفور ہیں کار بھی۔ واضح ہو جب تک تصویر جادو پہنچے پہنچے طیفور نے جاکر کمن جادو کو
سلام کیا اور کہا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا تصویر جادو نے سارا کھیل بگاڑ دیا ملکہ کو اسطرح چھیڑا
کہ طبیعت انکی برہم ہوگئی اب انھوں نے غصہ میں آکر آپ سے عقد کرنے میں انکار کر دیا اور تصویر جادو
اگر بھاگ نہ جاتی تو یقین ہے کہ ملکہ اُسے بے مارے نہ چھوڑتیں یہی ذکر تھا کہ تصویر جادو روتی اور پیٹتی
سامنے کمن جادو کے پہونچی اور بیان کیا کہ ملکہ نے مجھے مارا آپ نہیں معلوم کس خواب غفلت میں
ہیں کہ دشمن کو رہا کرکے انکی دوستی پر بھروسا کرکے بیٹھے ہیں اگر سحر اسنے تیار کر لیا تو اہالیان
طلسم میں سے کسکی مجال ہے جو سحر اسکا رد کرسکے گا اور وہ ہرگز آپکے ساتھ شادی نہ کریگی یہ سنکر
کمن جادو تو حیران تھا کہ کسکو سچا سمجھوں اور کسے جھوٹا جانوں طیفور ہیں کار نے کہا کہ اب آپ
اسے ملکہ کی خدمت میں بھی نہ جانے دیجیے گا اور ملکہ کا رنج آپکو معلوم ہو جائیگا آپ آج شب کو
پوشیدہ طور پر جاکر حالت ملکہ کی دیکھیے گا کہ آپکے فراق میں آنکی کیا کیفیت ہے راتوں کو تڑپا
کرتی ہیں اور دعا کیا کرتی ہیں کہ یا خداوند سامری و جمشید اے ہم تو نے دو سو خداوند ہو مگر
اتنی قدرت ایک میں نہیں کہ کمن جادو کو اُسکو جادو پر فتحیاب کرو اور لوح طلسمی کو پیدا کرکے
طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے قتل کرادو کہ اب مجھ سے جدائی بادشاہ کی اٹھ نہیں سکتی اور
بغیر اسکے شادی کرنا مصلحت کے خلاف ہے ایسا نہ ہو کہ دو ہی دن میں خانہ بربادی کا سامنا
ہو بادشاہ تو عشق ملکہ کرم جادو میں مدہوش ہی ہو رہا تھا جو کچھ طیفور ہیں کار نے کہا اسے
باور کر لیا اور کہا کہ بیشک عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو چھیڑتی ہیں اسلیے ملکہ
کو سنانا ہوگا کوئی ہے کہ اسے اسیر بلا کرے یہ سنتے ہی طیفور نے کہا کہ غلام کو حکم ہو تو ابھی
اسکی مشکیں باندھ لوں یہ سنکر تصویر جادو تو رونے لگی اور کمن جادو نے کسی سحر میں اسکو
باندھ کر زبان پر قفل سوزن کرکے طیفور ہیں کار کے حوالے کیا اور طیفور خوشی خوشی
اسکو لیے ہوئے خدمت میں ملکہ کرم جادو کی آیا سلام کرکے قید تصویر جادو کی پیش
کی اور کہا کہ اب اسے قتل ہی کرنا چاہیے زندہ رکھنا اسکا ٹھیک نہیں ہے یہ سنتے ہی ملکہ کرم جادو
نے تصویر کی طرف دیکھکر سحر کرنا چاہا سحر فراموش ہو گیا کہا اے طیفور تم جانتے ہو کہ

قضا را اسکی میرے ہاتھ سے نہین ہے مین جب صورت اسکی دیکھتی ہون سحر بھول جاتی
ہون یہ سنکر طیفور نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر منہ سے ٹکڑے لاکر
اسکے منہ پر باندھے اور تھوڑی سی بارود رکھکر دور سے حقہ آتشبازی مارا کہ تصویر جادو
جلکر خاک ہوئی چونکہ یہ سحر بجانتی تھی صرف اسکی صورت پر طلسم بندھا تھا اسلئے کم کم جادو اسکو دیکھکر سحر بھول جاتی تھی جب
جلکر خاک ہوئی تو ملکہ کم کم جادو نے راکھ اسکی جمع کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک شیشہ مین بھری
عیار نقاب دار نے کہا کہ یہ کس کام کی ہے کم کم جادو نے کہا کہ یہ غازہ سحر فراموش ہے جو شخص اس
غازے کو اپنے منہ پر ملکر سامنے کسی ساحر کے جائے تو ساحر سحر بھول جائیگا اسنے کہا تھوڑا سا
غازہ مجھے بھی دے دیجیے کم کم جادو نے تھوڑی راکھ ایک پڑیا مین باندھکر طیفور بین کار کو بھی
دے دی اب یہ کھٹکا بھی مٹ گیا اسنے کہا مین جاکر بادشاہ سے کہتا ہون کہ طبل جنگ بجے
کم کم جادو نے کہا بہتر ہے اب مجھے کوئی اندیشہ نہین ہے طیفور بین کار اسی وقت پاس
ملک مکمن جادو کے آیا اور کہا ملکہ زمانی مین کہ زمانہ جدائی شاق ہے طبل جنگ بجواکر
کل دشمنون کا خاتمہ کر دیجیے تاکہ رنج مفارقت سے نجات ہو یہ سنکر مکمن جادو پھول گیا
اور اسی وقت اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
ہرکارون نے ملک الکمن جادو کو اطلاع کی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان ہونے
لگین دونون طرف کے ساحرون نے اکیاریان روشن کردین سحر جگانے مین مصروف ہوئے
بخور رائی گوگل لوبان سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا ہر طرف نرسول پرسول گڑے
ہوئے تھے لوہے یا ساری یا جھنڈے کے بلند تھے تمام صحرا بخور سے دھوان دھار ہو رہا تھا
اسی عالم مین رات تمام ہوئی اور سفیدہ سحری مشرق سے نمودار ہوا آفتاب نے علم زرفشان
کو بلند کیا فوج انجم فراموش ہوئی نشان کہکشان سرنگون ہوا طائر آشیانون سے نکلکر گرے چرند فکر
آب و گیاہ مین روانہ ہوئے یہ دونون طرف کی فوجین عازم میدان کارزار ہوئین اسطرف قلعہ کا دروازہ
کھلا اور ملک مکمن جادو اژدر آتش فشان پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی ایک لاکھ ساحران غدار
ملائے جاآفت کے پرکالے جھولیان کاندھون پر ڈالے ڈھول ڈمرو بجاتے ہوئے
جنگی گیت گاتے ہوئے بازو لپٹ شیر و کرگدن سحر پر سوار قشقے پیشانیون پر کھینچے ہوئے تلک
ماتھون پر دیے ہوئے گلون مین بجائے زنار مار سیاہ پڑے ہوئے صورتین مہیب لباس
عجیب اس ہیبت سے بادشاہ طلسم آکر میدان مین قائم ہوا ابھا سکے تخت ملکہ کم کم جادو کا
عجب شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوا کہ چار گلدستہ اسکے تخت کے چارون کونون پر
رکھے ہوئے خود ارغوانی جوڑا پہنے ہوئے جوڑے مین بندھا ہوا جھولی زر لٹکی کاندھے
پر پڑی ہوئی کالی باندھے ہوئے اوپر سے آڑا دوپٹا پڑا ہوا چند خواصین اسکے ساتھ
اور ایک دنگی پشت پر کھڑا ہوا مروحہ جنبان کرتا ہوا اسنے تخت اپنا دونون لشکرون سے
علیحدہ قائم کیا ادھر سے ملک الکمن جادو ہوشیار جادو میمون شاہ وغیرہ یہ سب اپنا
سحر پر آراستہ کیے ہوئے مع لشکر آکر پہنچے چونکہ سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ لشکر ملکہ کم کم جادو کا

قصر بلوریہ مین ہے اور اسی فوج نے میدان کورو کا ہو درمنہ لشکر اکمن جادو کے پاس
بنہایت قلیل تھا جسوقت کنیزان ملکہ کم جادو نے اپنی مالک کو دیکھا کہ ہمسے علیحدہ
کھڑی ہین انکو نہایت وسوسہ ہوا ایک عورت قریب ملکہ کے آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ کچھ حضور ہمسے ناراض ہین جو علیحدگی اختیار کی وہ دیو جو پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا تھا
بولا کہ اب ملکہ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہین ہے ملکہ بادشاہ طلسم کی شریک ہین ابتدا
سے تمام کی قائل ہین یہ سنکر وہ عورت روتی ہوئی پلٹی اور آکر اپنی ساتھ والیون سے
بیان کیا کہ ہماری ملکہ کا دل پھر گیا مطیع اسلام ہو کر پھر سامری پرست ہو گئین ان سب نے
کہا کہ ہم تو اب دائرہ اسلام سے نہ نکلین گے چاہے ملکہ کے ہاتھ سے قتل ہون یا زندہ
رہین غرضکہ یہ بیچاریان آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوئین کیونکہ خوب جانتی ہین کہ ہم ملکہ پر غالب
نہین آسکتے اور اگر غالب بھی آسکتے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ جسکا نمک کھائین اسی کے
خون سے اپنے ہاتھ بھرین جہان تک ہو سکے گا گرفتار کرنے کی کوشش کرینگے اور بچ جائینگے
یہ سوچ کر انھون نے کمرین سحر کی درست کی ہین ادھر ملک نکمن جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر جانب آسمان دیکھا کہ یکایک ایک ستارہ سا چمک کر زمین پر گرا اور اسمین سے صورت
اچھی ایک پری کی پیدا کی اور میدان مین آکر آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ
مسلمانان و نمکحرامان دولت جسکو اطاعت بادشاہ کی کرنا ہو وہ اپنے افعال گذشتہ سے
توبہ کرے اور آکر شریک بادشاہ ہو ورنہ آمادہ ہو جائے مرنے پر اور کمر ہمت مقابلہ کے واسطے
باندھے منہ ملکہ ثاقب جادو یہ سنتے ہی اکمن جادو نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دوہتڑ
زمین پر مارا دیکھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک مچھلی زمین سے نکلکر تڑپی اور صورت
اسمین ایک دیو کی پیدا کی اور سامنے پری کے جاکر آواز دی کہ او جان جہان غصہ کیون کرتی
ہو مین تمھین گلے سے لگا لون یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر پری کی طرف بڑھا اور
پری ہائین ہائین کر کے پیچھے ہٹنے لگی تمام ساحر اس لڑائی پر ہنس رہے تھے اور بہتر
گروہ او چوزگی بنا ہوا پشت پر ملکہ کم جادو کی کھڑا ہوا تھا پکار کر کہنے لگا کہ ہان یہ خفا
ہو گئی ہین انھین منا لو نکمن جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون تھا وہان دیو نے جھپٹ کر
پری کو آغوش مین کھینچنے کا قصد کیا تھا کہ پری نے پر مارے ایک شعلہ پرون سے
اسکے نکلا دیو پر گرا کہ دیو مانند دیو آتشبازی کے جلنے لگا اسی وقت اسنے آواز دی کہ
ہر چند ہمیشہ سے معشوقون کا شیوہ جفا کاری اور عاشق کشی ہے لیکن اگر محبت سچی ہو تو
بے اثر نہین ہوتی ہے ہم جلتے ہین تو تم کیا بچ جاؤگے بقول شاعر الفت کا یہ
مزا ہو کہ دونون ہون بیقرار دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی یہ کہکر اور ہمہ تن شعلہ بنکر
پری پر گرا کہ اسکے بھی پرون مین آگ لگ گئی اور یہ دونون جلکر خاک ہو گئے کیا کہ نہ تھے
کے تلے ہوئے ان دونون کے سحر ہین کہ نہ یہ اسیر غالب ہوتا ہے اور نہ وہ اسیر اب اتنا
(ق) تو ضرور ہو گیا ہے کہ قضا کمسن جادو کی بغیر لوح طلسمی کے ممکن نہین ہے اور محافظ طلسم

اسکو ہر حال مین بچا لیجاتے ہین غرضکہ جسوقت سحر اسکا باطل ہوا تو اسنے آواز دی کہ اے
اکمن جادو تجھے حسرت ہی رہجائیگی اور سلطنت نصیب نہوگی تجھے لقا بدار پر بہت بھروسا
ہے جب تک لقا بدار آتے آتے مین تیرا خاتمہ کردونگا اس سحر کو نہ روک یہ کہکر اسنے
آئینہ دار جادو کی طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جا اور پکڑ لا اسکو یہ سنتے ہی آئینہ دار جادو
آئینہ جمشیدی جو تحفہ جات طلسمی سے ہے اور یہ اسکا محافظ ہے لیے ہوئے میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ بزدل بہتر یہ ہے کہ ہوس سلطنت کو چھوڑ کر یا اطاعت
اپنے بھائی کی قبول کر اور بالکل جا اسکی عملداری سے ورنہ تو خوب جانتا ہے کہ میرے پاس کیا چیز
ہے یہ سنکر اکمن جادو نہایت پریشان ہوا کیونکہ یہ خواص اس آئینہ کا جانتا تھا کہ سامنے اسکے
سحر بیکار ہے اپنے سحر کا اثر اپنے ہی اوپر ہوتا ہے اسنے نکلنے مین تامل کیا تھا کہ ہوشیار جادو نے اپنا
مرکب سحر بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا کہ اے ہوشیار جادو
کیون جان اپنی دیتا ہے اور جان بوجھکر موت سے گلے ملنے کو جاتا ہے ہوشیار جادو نے کہا کہ مین
اس آئینہ کی حالت سے خوب واقف ہون مگر چارہ کیا ہے یہ نہین ہوسکتا ہے کہ اپنے ہوتے
آپکو جانے دون نمکخوار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین بادشاہ نے کہا کہ اے ہوشیار جادو
یہ تو معلوم ہے کہ مدت عمر سپری ہوئی اور زمانہ موت کا آگیا افسوس کہ دم آخر دیدار آقا سے
نامدار سے بھی محروم رہے وہ شہریار عالی وقار طلسم باطن مین فرو کش ہے آپسے ہمارے
حال کی کیا خبر ہے نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر کسے بھیجے نہ کسی مانی بر خبر دے
اور یہ بھی نہین معلوم کہ اس آقا سے نامدار پر کیا گذر رہی ہے جب تک شمیم جادو زندہ رہا تو اسکے
باعث سے طائر سرخ رنگ خبر لاتا تھا خیر و عافیت لقا بدار عالی مقدار کی دریافت
ہو جاتی تھی اب وہ راستہ بھی مسدود ہوگیا اے ہوشیار جادو مرگ انبوہ جشنے دارد تھوڑا ہی
سا پس و پیش ہوگا اب اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا ممکن نہین ہے خیر تمہاری خوشی سے پہلے
تمہین راہ ملک عدم کی لو یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کو اپنے گلے لگایا اور بہت رویا سنکر دیا بادیگر دنے
جو زنگی بنا ہوا پشت پر ملکہ گم کم جادو کی کھڑا ہوا تھا ملکہ سے پوچھا یہ کیا ہوا کہ ہے کہ لشکر مین
ایک ہلچل سی مچ گئی ہے بادشاہ بھی پریشان ہے کیا یہ ساحر زبردست ہے بادشاہ اسکے
مقابلہ کے لائق نہین ہے گم کم جادو نے کہا کہ یہ صاحب تحفہ طلسم ہے اس سے کوئی مقابلہ نہین
کرسکتا ہے اگر مجھے پیشتر سے یہ حال معلوم ہوتا تو انتظام کرسکتی تھی اب بھی مین کچھ نہین
کرسکتی ہون اگر سحر کرونگی تو خالی جائیگی جسوقت عکس ستحرہ زعفران کا آئینہ مین نمایان
ہوگا تمام کشت جلکر خاک ہو جائینگے اور گرد سحر مارونگی تو الٹا پلٹیگا مجھے بھی یہی تردد
ہے مہتر گردباد نے کہا غازہ سحر کچھ کام دے سکتا ہے جواب دیا بلبس اتنا کام دے سکتا ہے
کہ اسکا سحر بھی کارگر نہوگا مگر یہ آئینہ نہین ہٹ سکتا اور بغیر اسکے ہٹے ہوئے کام نہین
چل سکتا مہتر گردباد نے کہا مین جاتا ہون یا تو اس ملعون کو مین نے مارا اور یا ہاتھ سے
اسکے مارا گیا یہ کہکر تخت سے اترکر صحرا مین گیا وہ ہیئت اپنی تبدیل کی اسکا ذکر تو پھر آئیگا

اول حال ہوشیار جادو کا سنیے کہ بہ مشکل تمام بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے آئینہ دار جادو
کے آیا اور کہا کہ او بیحیا تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ اپنے آقا سے قدیم کو چھوڑ کر دغاباز بادشاہ کا
ستمگر یعنی ہوا تجھ پاس نمک نہ ہوا اور اب اُسی کے مقابلہ کو آیا ہے کیا اس آئینہ پر فخر کرتا ہے
کچھ اپنی ساحری کا کمال دکھا وار کر اور دوسرے کا حملہ روک تو مزہ تجھے ہے کوئی لطف نہیں
کہ تحفہ طلسمی سے کام لیتا ہے آئینہ دار جادو نے کہا کہ اے ہوشیار جادو جسکی تیغ اُسکی دیگ ہم بادشاہ
کے محکوم ہیں اور تابع زمان ہیں جو تخت و تاج طلسم گنبد بے در کا مالک ہو وہ ہمارا بھی حاکم ہے تمہارے
بادشاہ نے کیوں اسقدر غفلت کی کہ تخت و تاج دوسرے کے قبضہ میں گیا ہم اس تخت و تاج
کے محافظ ہیں ہمیں اس سے مطلب نہیں ہے کہ وہ تاج و تخت یوں ہاتھ آیا ہو یا میراث میں پایا
ہو یہ کلام مہمل اسکے سنکر ہوشیار جادو کو نہایت غصہ آیا کہا کہ اچھا جس واسطے تو آیا ہے وہ
کام کر معلوم ہوا کہ تو عقل سے بے بہرہ ہے آئینہ دار جادو نے کہا کہ پہلے تم حوصلہ اپنا پورا کرلو کہ میرے
وار سے بچنا محال ہوگا یہ سنکر ہوشیار جادو نے کہا کہ ہم مطیع اسلام ہو چکے ہیں پیشدستی کبھی
نہ کرینگے یہ سنکر آئینہ دار جادو نے ترنج سحر ہوشیار جادو پر مارا ہوشیار جادو نے ترنج کو خالی
دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر وہی ترنج آئینہ دار جادو پر کھینچ مارا پس اس ملعون نے آئینہ بجائے
سپر سامنے کر دیا ترنج آئی پھر کر سر پر ہوشیار جادو کے ٹکڑا ٹکڑا شرارے نکلکر ہوشیار جادو
پر پڑے کہ تمام جسم میں اسکے آبلے پڑ گئے اور بیہوش ہوکر گرا اگر سنتا آئینہ دار جادو نے اپنے
ملازموں کو حکم دیا کہ اٹھا لیجاؤ اسے اور بھیجو زندانخانہ میں یہ سنکر ملازمان آئینہ دار جادو دوڑے
اودھر ملک المن جادو نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ہوشیار جادو کو اٹھا لاؤ دونوں طرف کے
ساحر برابر پہونچے ایک نے دوسرے کو منع کیا وہ کہتا تم الگ رہو وہ کہتا کہ تم [illegible] اسی
کشمکش میں نوبت جنگ کی آگئی گولہ ترنج نارنج چلنے لگا یہ دیکھکر آئینہ دار جادو نے کچھ سحر کیا
کہ جو لوگ ملازمان المن جادو کے تھے سب کے سب غرق زمین ہوگئے اور ملازمان آئینہ دار جادو
ہوشیار جادو کو لیکر چلے پس ملک المن جادو کو غصہ آگیا کہا او نمک حرام میرے سامنے تو نے میرے
ملازموں کو غرق زمین کیا میں تیرے ملازموں کو غرق دریا کروں گا یہ کہکر ایک گولہ فولادی کھینچ مارا
کہ زمین پر پڑتے ہی وہ گولہ کھپ گیا طبقہ زمین کا بلکہ زمین شق ہوئی پانی اُبلنے لگا دریا تاب
بنکر لشکر آئینہ دار جادو کی طرف چلا ہر چند لوگ بھاگے مگر کہاں الانسان کا بھاگنا کہاں سیلاب
کی رفتار جب دیکھا کہ غرق ہوا چاہتے ہیں تو پر پرواز پیدا کر کے اُڑنے کا قصد کیا جو زمین
سے بلند ہوا آسمان سے ایک برق گری کہ جلکر خاک ہوا یا ایک عقاب پیدا ہوا اور اسکے سینے پر مار کر
پھر پانی میں گرا دیا اور ڈبو دیا اُدھر جو لوگ بھاگ رہے تھے انکو موجوں نے اپنی آغوش
میں کھینچا اور عروس مرگ سے ہمکنار کر دیا دم بھر میں ہمراہیان آئینہ دار جادو کو غرق کر دیا اور
اب یہ سیلاب لشکر ملک المن جادو کی طرف چلا اور لوگوں کو غرق کرنے لگا فوج میں غدر
برپا ہوگیا پس یہ دیکھتے ہی آئینہ دار جادو نے عکس آئینہ کا اس سیلاب پر ڈالا تمام پانی دھواں
ہوکر اُڑ گیا اور اب یہ لشکر المن جادو کی طرف چلا اور عکس آئینہ کا لشکر پر دم لگا شروع کیا

آئینہ سے برقین چاک چاک کر لشکر پر گرنے لگین اور خرمن حیات ساحران کو پھونکنے لگین پس
یہ دیکھکر ملکہ کم جادو کو تاب ضبط باقی نرہی اسنے اٹھاکر گلدستہ کھینچ مارا و فتنۂ چکر پڑیان
اسکی جدا ہوئین اور تختہ زعفران کا کھل گیا نظر جو آئینہ دار جادو کی اسپر گشت زعفران پڑی
بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسنے لگا اور ایک عالم محویت وبیخودی اسپر طاری ہوا آئینہ ہاتھ سے اسکے
چھوٹ گیا ملمن جادو نے دیکھا کہ کم جادو نے آئینہ دار جادو کو بیہوش کیا پکارا اے ملکہ یہ کیا ہوا
کہ او نمکحرام یہ تیری بدبختی کی سزا ہے اور ابھی نہین آگے بڑھ کر دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے تیری بھی یہ
لیاقت ہوئی کہ تو ہمارا خواستگار ہے جس وقت یہ حال کیوان تاجدار کو معلوم ہوگا تو یقین ہے
کہ وہ تجھسے بہت خوش ہوگا دیکھا ملمن جادو نے کہ رنگ بگڑ گیا کم جادو فریب کرکے قید سے
نکل گئی اور دشمن کی شریک ہوکر عدوے جانی ہوگئی پس اسنے کثرت فوج پر بھروسا
کرکے حکم دیا لشکر کو مار لو ان سب کو جانے نہ پائیں تمام فوج گولے ترنج نارنج پکڑ کر لشکر
الکمن جادو کی طرف چلے ادھر الکمن جادو کی فوج آگے بڑھی گولہ ترنج نارنج کا پھینکا تو نکا
نچاسو پیچو نکا چلنے لگا صدائے گیرودار بلند ہوئی طبقۂ زمین کے ہلنے لگے سحر چلنے لگے ملمن جادو
نے پنجہ سحر جھولی سے نکالکر پھینکا کہ وہ چمک کر آئینہ کی طرف چلا ادھر الکمن جادو نے پنجہ سحر
پھینک دیا دونون پنجے قریب آئینہ پہونچکر آپس مین لڑنے لگے اور یہان مہتر گرد باد دیکھا
صورت ایک ساحر کی بنے ہوئے کھڑے تھے غازہ سحر چہرہ پر ملے ہوئے تھے جو ساحر سامنے
آتا تھا سحر بھول جاتا تھا انکا پنجہ عیاری بھی چمک رہا تھا جسوقت دونون پنجے آپس مین
باہم پنجہ ہوئے مہتر گرد باد کو مہلت ملی یہ آئینہ لیکر بھاگے ملمن جادو نے کہا کہ چھین لو آئینہ
اس سے ساحرون نے تعاقب کیا جو قریب انکے پہونچا انھون نے آئینہ کا عکس ڈالا کہ برق
چمک کر اس ساحر پر گری اور وہ جلکر خاک ہوا یہ خاصیت اس آئینہ کی ہے ساحر ہونے کی ضرورت
نہین ہے جو اس آئینہ کو چمکائیگا اس سے برقین پیدا ہونگی اور حریف پر گرینگی مہتر گرد باد یہ تاثیر اس
آئینہ کی دیکھکر الٹے پلٹا اور لشکر ساحران کی طرف چلا جو ساحر سامنے آیا سحر بھول گیا مہتر گرد باد نے
نے جو عکس آئینہ کا ڈالا تو وہ جلکر خاک ہوا یہ غازہ سحر وہی ہے جو ملکہ کم جادو نے تصویر جادو کو
قتل کرا کر بنایا تھا اور تھوڑا سا مہتر گرد باد نے بھی لے لیا تھا اب ملکہ کم جادو نے دوسرا
گلدستہ کھینچ مارا کہ تختہ زعفران پھول گیا اور فوج ملمن جادو کی قہقہہ مارکر بیہوش ہونے لگی
الکمن جادو اور ملکہ کم جادو اور مہتر گرد باد نے قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر ملمن جادو
نہایت پریشان ہوا اور اسنے گھبرا کر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے الکمن جادو
وغیرہ نے قتل کافران سے ہاتھ کھینچا مگر سحر کم جادو کا ایسا اثر کر چکا تھا کہ بیخودی لشکر ملمن جادو
کی کم نہوئی تھی جب ملمن جادو نے شتاب و میدہ سحر آمیز چھڑکا ہے تو وہ ہوش مین آئے ہین اور
پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے ہین ادھر الکمن جادو اور مہتر گرد باد یہ گرد اور ملکہ کم جادو وغیرہ
داخل قصر بلورین ہوئے نقارے خوشی کے بجاتے ہوئے ہوشیار جادو کا علاج ہونے لگا
اور کم جادو کے آنے سے انتہا کی خوشی حاصل ہوئی ہے یہان تو جشن مسرت ہو رہا ہے اور وہان

تمکین جادو جو پلٹ کر داخل قلعہ ہوا تو بلبل جادو نے کہا کہ اے بادشاہ تیری عقل سے
بعید تھا کہ تو نے کمکم جادو کے فریب میں آ کر اسے قابو سے نکل جانے دیا یہ تیرے ذہن میں
ذرا یا کہ عورت کیسی چلتر باز ہوتی ہے یہ ایک کو تو دل دیچکی ہے تیرے ساتھ کیا دغا کرے گی اب وہ رہا
ہو گئی آپ اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور اب جنگ دشوار ہو گئی آئینہ دار جادو کو مشکل بچا لائی
لیکن آئینہ مہتر گردباد کے پاس رہ گیا تمکین جادو نے کہا کہ اب میں کیا کروں بلبل جادو نے
کہا ایک تدبیر میں کرتا ہوں کہ یہ تحفہ طلسمی نہ آپکے پاس رہے اور نہ امکن جادو کے قبضہ میں رہے
میں اس آئینہ ہی کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر اٹھا اور جانب لشکر امکن جادو روانہ ہوا اور ایک طائر بنکر
درخت پر بیٹھ رہا یہاں جب وقت گیارہ بجے کے قریب دربار برخاست ہوا اور ہر ایک اپنے
اپنے خیمہ میں گیا تو مہتر گردباد بادیہ گرد بھی اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور آئینہ جمشیدی کو اسنے
اپنی جھول میں رکھ لیا اور دوسرا آئینہ ویسا ہی لٹکا دیا اسے کھٹکا تھا کہ یہ تحفہ طلسمی ہے ایسا نہو
کہ کوئی ساحر اسکی فکر میں آئے اور یہ حربہ دشمن کے ہاتھ آ جائے یہ سوچکر اسنے یہ اہتمام کر رکھا
تھا بلبل جادو جو درخت پر کبوتر بنا بیٹھا تھا دونوں کندھے جوڑ کر خیمہ مہتر گردباد میں داخل ہوا
دیکھا کہ آئینہ نصب ہے اور عیار سو رہا ہے پس بلبل جادو نے آئینہ کو اٹھا کر قبضہ میں کیا اور قلعہ کی جانب
روانہ ہوا اور جا کر آئینہ تو آئینہ دار جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ اب میں اس عیار کو بھی جا کر مبتلای
بلا کرتا ہوں یہ کہکر پھر پلٹا اور آ کر خیمہ میں داخل ہوا دیکھا کہ عیار اسی طرح غافل سو رہا ہے پس اسنے
سحر کیا اور صورت اپنی ایک عقاب کی پیدا کی اور پنجون میں اپنے مہتر گردباد کو دبا لیا اور خیمہ سے نکلکر
چلا حسب اتفاق کمکم جادو خیمہ میں اپنے جاگ رہی تھی اور دل اسکا گھبرا رہا تھا ایک کنیز سے
کہا کہ جا کر مہتر گردباد کو بلا لاؤ وہ کنیز خیمہ میں مہتر گردباد کے آئی تو مہتر کو خالی پایا جا کر ملکہ کمکم جادو
سے بیان کیا کہ وہ خیمہ میں نہیں ہیں یہ سنکر کمکم جادو پریشان ہوئی کہ ایسا نہو کوئی ساحر انھیں
اٹھا لیگیا ہو اسی وقت کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ
مہتر گردباد کہاں ہیں اسنے جواب دیا کہ انکو بلبل جادو عقاب بنا ہوا پنجے میں دبائے لیے جاتا ہے
پس یہ سننا تھا کہ ملکہ کمکم جادو نے اس سے کہا کہ جا کر چھین لا وہ پتلی تڑپ کر مانند برق کے
تعاقب میں بلبل جادو کے روانہ ہوئی یہاں بلبل جادو قریب قلعہ پہنچ چکا تھا کہ پشت پر سے
بجلی کی کڑک محسوس ہوئی بلبل جادو سمجھا کہ کوئی ساحر آ گیا پس اسنے پلٹ کر جو دیکھا تو ایک
پتلی نے کڑک کر پشتارہ پر گری اور ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ اسنے پشتارہ کو بالا سے ہوا
روک لیا اور لیکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ عقاب نے پنجہ مارا پتلی نے دوسرے ہاتھ سے ٹانگ
عقاب کی پکڑی اور گھسیٹتے ہوئے لشکر کی طرف چلی عقاب نے چیخنا شروع کیا کہ اے اہل
قلعہ دوڑو مجھکو پتلی مجھے لیے جاتی ہے اور میرا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا یہ آواز سنکر ساحر دوڑے
اور پتلی کو آ کر گھیر لیا ہر طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑ رہا تھا لیکن پتلی پر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا وہ
تو ٹانگ عقاب کی چھوڑتی تھی اور نہ پشتارہ عیار کا مگر اس کشمکش میں اسکو جانے کا رستہ
دیر میں ملا وہان کمکم جادو کو حیرت ہوئی کہ پتلی اب تک نہ آئی اسنے پھر دستک دی دوسری پتلی

پیدا ہوئی اس سے کہا کیا بات ہے کہ بہن تیری اب تک نہیں آئی اسنے جواب دیا کہ ساحران قلعہ اسے گھیرے ہوئے ہیں
اور اسکے دونوں ہاتھ رکے ہیں ایک میں بشتارہ عیار کا ہے اور دوسرے میں ٹانگ عقاب کی ہے یہ وجہ ہے کہ وہ اپنا وار
نہیں کرسکتی ہے حربوں کو جسم پر روکتی چلی آتی ہے کم کم جادو نے اس سے کہا کہ تو بھی جا اور بہن کو اپنی بچالا یہ سنکر اسنے بہت خوب کہا
اور جانب قلعہ روانہ ہوئی اب بشتارہ عیار تو اس نے لیا اور اس نے بلبل جادو کو پکڑا اسیطرح ایک
ٹانگ تیلی کی ہاتھ میں ہے اور یہ عقاب بنا ہوا کشتی کی طرح پھڑک رہا ہے دوسری تیلی ایک ہاتھ میں بشتارہ
عیار کا لیے ہوئے ہے اور دوسرے ہاتھ سے ساحروں کو جواب دیے جاتی ہے جسکو تیر مارا وہ بیہوش
ہو کر گرا اور اگر کوئی ساحر گولہ ترنج وغیرہ مارتا ہے تو تیلی گولہ ہاتھ سے پکڑ کر اسی پر کھینچ مارتی ہے کہ ساحر
اپنے سحر سے آپ ہلاک ہوتا ہے یہ دونوں تیلیاں برابر لڑتی ہوئی چلی آتی ہیں جب زیادہ ہنگامہ
ہوا تو خبر کمن جادو کو پہونچی کہ بلبل جادو عیار کو پکڑ لاتا تھا کہ راستے میں تیلی نے روکا بلبل جادو کا
سحر تیلی پر اثر نہیں کرسکتا ہے ساحران قلعہ نے گھیرا تھا کہ اور ایک تیلی پیدا ہوئی اب دونوں لڑ رہی ہیں
اور ساحر گھیرے ہوئے ہیں مگر کسیکا سحر کارگر نہیں ہوتا بلکہ جادو پلٹ جاتا ہے اور حربہ کرنے والا خود
ہلاک ہوتا ہے یہ سنکر کمن جادو اپنے مقام سے اٹھا اور بیرون قلعہ آکر اسنے کمند سحر نکالی اور ہوا کر کے
قریب ان تیلیوں کے آیا اور اسطرح کمند ماری کہ دونوں تیلیاں کمند میں پھنس گئیں اور اب یہ
تیلیوں کو کھینچتا ہوا قلعہ کی طرف لیچلا لیکن تیلیوں نے نہ تو عیار کو چھوڑا ہے اور ٹانگ عقاب کی
چھوڑی ہے ہر چند یہ تڑپ رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ کمند توڑ کر نکلجائیں مگر کمن جادو سے ساحر کے
پھندے میں پھنس گئی ہیں کیونکر نکل سکتی ہیں وہاں کم کم جادو نے پھر دستک دی تیسری تیلی پیدا
ہوئی اس سے پوچھا کہ کیا سبب جو اسوقت تک تیلیاں واپس نہیں آئیں اسنے بیان کیا کہ دونوں
بہنیں میری کمند میں پھنس گئیں یہ کہکر سر اپنا پیٹنے لگی کم کم جادو نے کہا کسکی کمند سحر میں پھنسی
ہیں جواب دیا کہ بادشاہ طلسم نے انکو اسیر کیا ہے مگر انھوں نے بشتارہ عیار کا اور ٹانگ عقاب
کی ابھی تک نہیں چھوڑی ہے یہ سنکر کم کم جادو کو نہایت غصہ آیا اور اسیوقت تخت سحر پر بیٹھ کر
روانہ ہوئی اس ہنگامہ کی خبر دونوں جانب مشہور ہو گئی خبرداروں نے ہر ایک سے بیان کیا ادھر
سے ملک الکمن جادو بھی مع لشکر روانہ ہوا اور اس طرف سے آئینہ دار جادو گوشیار جادو دراز دست جادو
وغیرہ سب کے سب قلعہ سے نکلے دیکھا کہ بادشاہ تیلیوں کو کمند میں پھنسائے ہوئے لیے چلا جاتا ہے تب
ہو کر داخل قلعہ ہو کر نعرہ ملکہ کم کم جادو کا ہوا الکمن جادو نے آئینہ دار جادو و گوشیار جادو و دراز دست جادو
وغیرہ سے کہا کہ روکو کم کم جادو کو آئینہ دار جادو جھپٹ کر سامنے آیا کم کم جادو ہر چند کہ آئینہ طلسمی کے
حال سے واقف تھی مگر غصہ میں جا پڑی یا میں نہیں یا یہی نہیں اتار کر سیب مجھول اپنا کھینچ مارا کہ آئینہ
ٹوٹا اور آئینہ دار جادو جلکر خاک ہوا اور دراز دست جادو نے بھی دست درازی کی اور چاہا کہ ملکہ کم کم جادو
کو پکڑ لوں ملکہ نے پنجہ سحر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے گوشیار جادو نے گولہ فولادی مارا
کم کم جادو نے اف کی اگر گولہ پلٹ کر اسی کے سینہ پر پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اسکے مرنے سے شور و غلغلہ
برپا ہوا تاریکی چھا گئی ملکہ کم کم جادو نے دستک دی کہ پتلے بہ اسے سحر مشعلیں روشن کیے ہوئے فوراً
پیدا ہوئے اور کم کم جادو اس تاریکی میں چلی لشکر کمن جادو کا سد راہ ہوا کم کم جادو نے گلدستہ

مارا کہ تختہ زعفران کا پھولا اور سب ہنستے ہنستے بیخود ہوئے اتنے عرصہ مین مکمن جادو داخل
قلعہ ہوگیا کم کم جادو نے دیکھا کہ گرد قلعہ کے حصار دودی کھنچا ہوا ہی پس اسنے نوک زبان مین
نشتر دیکر خون اسکا چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے جو چھینٹا مارا تمام حصار برطرف ہوگیا دھوان
منتشر ہوگیا کم کم جادو نے گرز فولادی مار کر دیوار قلعہ کی توڑ دی اور داخل قلعہ ہوئی اتنے مین مکمن جادو
بھی مع لشکر آپہونچا دیکھا کہ ساحران قلعہ بیخود ہو رہے ہین اور دیوار قلعہ ٹوٹی ہوئی ہی معلوم ہوا وہان کم کم جادو
اسوقت ہونچی ہی کہ مکمن جادو ایوان مین داخل ہو چکا تھا نگہبان بیٹھے تھے کم کم جادو نے نگہبانون کو
بھی مارا اور اندر ایوان کے در آئی مکمن جادو نے دیکھا کہ یہ یہان بھی آپہونچی پس اسنے گرز فولادی
مارا کم کم جادو نے پنجہ پھیلا کہ اسنے گرز کو پکڑ لیا کم کم جادو نے دوسرا گلدستہ اٹھا کر منہ پر اسکے
کھینچ مارا کہ مکمن جادو بیہوش ہوکر گرا کم کم جادو تلوار پکڑ کر چلی تھی کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے جو بیر
اسکے تھے اسکو لیکر آتش خانہ طلسمی کی طرف روانہ ہوئے اہل قلعہ نے امان مانگی اور مطیع ہوئے کم کم جادو
نے لشکر پر سے بھی سحر اپنا اتار لیا اور قلعہ پر قبضہ کرکے جھنڈا گاڑا رات اسی جگہ بسر کی صبح کو مستر گردباد
کو کمند توڑ کر چھڑایا اور بلبل جادو کو ناگین چیر کر پھینکدیا اور اکمن جادو سے کہا کہ اب آپ قلعہ مین مقام
کیجیے مین جاتی ہون طلسم باطن کی طرف دیکھون کہ وہان نقابدار کس حالت مین ہین عرصہ زیادہ ہوا اسی
طبیعت متفکر ہی یہ کہکر جانب طلسم باطن مع مستر گردباد بادیہ گرد روانہ ہوئی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور یہان سے چند کلمہ داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی ہی ارغوان کہان ہی
مینائے شراب کسطرف ہی
ایسا تو پلا کہ کردے سرشار
آنکھون پہ چھائین مجھکو مردم

پلوا کہ شروع داستان ہی
جام سر لالہ گون ادھر لا
زاہد کی اچھال دون مین دستار
ساقی کوئی جام اور دے دے

رندون کا جماؤ صحبت ہی
شیشہ خم سے جلد بھر لا
وہ نشہ لکھون کہ ہوش ہون گم
پیمانے کو دور دے دے

اک جام پلا دے اور ساقی
رہجائے کچھ آرزو نہ باقی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان دلکش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین دزیور الفاظ
نظر با تمکین سے بالا سے والا سے محبوب تسوید کو اسطرح مزین و مزیب فرماتے ہین اشتیاق
مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ سابق مین یہ داستان اس مقام تک سامعہ افروز ناظرین
باوقار ہو چکی ہی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے نقاب سرخ چہرہ پر لگاستہ کی ہی اور سلیمان کو بھی
بھی نقابدار سرخ پوش بنے ہوئے ہین اور سلیمان اعظم نقاب سیاہ چہرہ پر ڈالے ہوئے ہین
اور مظفر پریزاد جو کہ انکا برادر نسبتی ہی یعنے بھائی ہی ملکہ نوبہار سرخ پوش کا جو کہ انکی معشوقہ ہی اور
شاہزادی ہی طلسم نیرنگ قاف کی چانچہ سکندر نے مظفر کو سپہ سالار اپنے لشکر کا کیا ہی
اور لشکر دیوان کو حکم دیا ہی کہ بصورت آدمیون کے متشکل رہین اور مظفر پریزاد کو حکم دیا ہی کہ تم
لشکر لیکر قبر جناب آدم علیہ السلام کے راستے سے نہ جانا ہے چلو ہم بھی اسی طرف آتے ہین

بالجملہ سکندر رستم خو و سلیمان کو چک رسلیمان اعظم نقابین سر پاؤ و سیاہ چہرون پر ڈالے ہوئے او جھرے روانہ ہوتے ہین اور مظفر پر یزاد لشکر لیکر قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف جاتا ہے بعد قطع منازل و طے مراحل کے جسوقت سرحد قاف ختم ہوئی ایک صحرائے پربہار و دشت لالہ زار مین پہونچے جہان کوسون تک سبزہ نوخیز کے فرش زمردین بچھا ہوا تھا گلہائے خودرو کی زیبائش سے تمام صحرا رو کش تختہ بہار ہورہا تھا ہری ہری گھانس کی سرسبزی نگاہ کو قوت بخشتی تھی جھیلین لہرا تین رفتار معشوق کی طرح چال ستانہ دکھاتین جانوران صحرائی ہرن چیتل بارہ سنگے وغیرہ پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دھاوان کو کلا وغیرہ طیور صحرائی درختون کی شاخون پہ جھولا جھولتے شمال باد صبا کی ہوا خواہی سے وجد مین آکر چہچہاتے نہرون کے کنارے بط و شمار و مرغابی وغیرہ کا ہجوم وہ پانی مین منقارین اپنی ڈالکر خوش فعلیان کرنا سارس و کلنگ قرقرون کا لمبے لمبے ڈگ رکھکر صحرا مین سرگشت کرنا نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا

نظم

چمن سقف رشک فردوس برین بود
چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
خیابان در خیابان حور عین بود
ز فیض باغبان گردیدہ گلہا
مثال خط خوبان سبزہ در گل
چو چشم پریستان مست شہلا

یہ سب نقابدار صحرا کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے تھوڑی سی فوج بھی انکے ہمراہ تھی اور وقت شام قریب تھا مردمان ہمراہی بھی منزل کے تھکے ماندے آہستہ آہستہ چلتے آتے تھے آخر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ گردون بارگاہ زرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب مین تشریف فرما ہوا اور خیمۂ مشک فام شہر بار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب رلیمان سیاہ چادر دامنگ عالم مین دراز ہوگئی

شہ جلوہ گر شد بہ شب ناز
... ہے چو گردہ گرفتار گشت
بپوشید از ماہ زرین کلاہ
دل پیر گردون بہ زلف سیاہ

جب شام ہوگئی شہزادہ سکندر نے اسی صحرا مین قیام کا حکم دیا اسوقت سے خیمہ و بارگاہ بین اسکین قناتین پیچوبے راوٹیان وغیرہ برپا ہوگئین لشکر قلیل جو انکے ہمراہ تھا اتر پڑا لشکری سامان اکل و شرب مین مصروف ہوئے سردار اور مصاحبین و رفقا اپنے اپنے خیمون مین آرام پذیر ہوگئے تینون نقابدارون نے اپنی اپنی بارگاہون مین استراحت فرمائی تھوڑی دیر منزل کی تعب سے آرام کرکے دونون نقابدار بارگاہ سکندر مین تشریف لائے سرداران نامدار بھی حاضر ہوئے مصاحب رفیق بھی آکر بزم سکندر مین شریک صحبت ہوئے پہر رات گئے تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ہر ایک طرح کا ذکر و مذکور ہوتا رہا بعدازان صحبت برخاست ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو نے مسہری پر جاکر استراحت فرمائی دونون نقابدار اپنی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوئے سردار و رفقا وغیرہ بھی اپنے اپنے خیمون مین جاکر استراحت مین مشغول ہوئے پہرہ چوکی کا انتظام ہوگیا پہرے والا ادھر لشکر مین بھی پہرہ پھرنے لگا پہر رات گئے تک خوب رونق رہی گویا جنگل مین منگل ہوگیا بعد اسکے سب اپنے اپنے بستروں پر جاکر مصروف خواب راحت ہوئے محافظت کا انتظام

افسردون نے گذر دیا رات بھر آواز حاضر باش و بیدار باش کی بلند رہی جبکہ سفیدۂ سحری فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکے وزان ہوئے طائران نغمہ سنج خوشنما سے درخت پر مصروف زمزمہ پردازی حمد الٰہی ہوئے زبان بیزبانی سے حمد و ثنائے صانع حقیقی ادا کرنے لگے لشکری خواب غفلت سے بیدار ہوکر حوائج ضروری سے فارغ ہوئے کمربندی ہونے لگی اب وہ وقت آیا کہ از گریبان سحر مین تکمۂ زرنگار شعاع بالۂ مہر کا ٹکا اور گوئے خورشید سورشتہ تار نفس نسیم صبح نے بہ ستیاری سوزن دم سحر یا یعنی افق مشرق سے کرن پھوٹی نظم

تجلی خور جب زرافشاں ہوئی	جہاں نے قبا پہنی پھر نور کی
گلے مین فلک کے تھا مہر سے	چمکتے ہوئے ہار زرتار سے

ادھر شہزادہ سکندر رستم خو بھی خواب نوشین سے بیدار ہوکر نماز صبح و ورد و وظائف سے فراغت حاصل کرکے پوشاک سفری جسم پر آراستہ غسہ ربانی اور اسلحہ زیب تن فرمائے ہوئے بارگاہ سے برآمد ہوا سرداران ذی وقار در فیقان جان نثار در دولت پر حاضر تھے سواریان بھی سازو یراق سے آراستہ و طیار موجود تھین سلیمان کو چاہیے سلیمان اعظم بھی لقا ابن حیردن بیدار آستہ سنبھے ہوئے مسلح و مکمل اپنی اپنی بارگاہوں سے برآمد ہوئے سبھون نے سواریان طلب کین سے چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک ایک سمت سے صدائے گریہ دردناک سمع اقدس مین آئی سب نے اس نالۂ حزین کو سنکر کان کھڑے کیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ لوگ عجب طرح کے مصیبت زدے اور غمگین ہین اور ستارہ ہمارا ایسا گردش مین ہے کہ جس مقام پر پہونچتے ہین وہان بجز سوائے سامان رنج و الم اور صدائے گریہ و ماتم کے خوشی کی آواز کان مین نہین آتی ہے ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا ہے غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوئی ہو سکندر رستم خو نے عرض کی کہ ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے ہمارے بھی صدمہ و آلام بپایان پہونچ چکے ہین کہ تمام عزیز و اقارب قتل ہوئے کون کون لوگ آنکھوں کے سامنے دنیا سے اٹھ گئے کہ جنکا مثل و نظیر اب عالم مین ہونا محال ہے افسوس وہ دونون لڑکے سہراب ثانی کے داراب اعظم و سکندر اعظم جو کہ ابھی ہونہار تھے اور باغ عالم سے ہنوز گل جوانی نہ چنا تھا عین عنفوان شباب مین ناشاد و نامراد عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے خمخانۂ اجل کے جرعہ نوش ہوئے ہاے وہ انکا حسن و جمال وہ عالم شباب آنکھتی جوانی وہ انکی ہمت و جرأت باین کم سنی وہ شان و شوکت افسوس کہ غنچۂ آرزو شگفتہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ صرصر اجل نے پژمردہ کردیا گل نوبہار خزان رسیدہ ہوئے گلشن جہان مین آرمیدہ ہوئے انکے علاوہ ملکہ قریشیہ ثانی و ملکہ ماہ سیما وغیرہ کا داغ کیا کم ہے جنکی مفارقت مین قلب مضطر سو رو صد گونہ رنج و الم ہے یہ سب دیکھتے ہی دیکھتے راہی ملک عدم ہوئے دوم ممات نے گلزار قیامت پامال خزان کردیا ہر ایک کا جام عمر بادۂ فنا سے بھردیا حوادث چرخ کجرفتار سے کیسا بھرا گھر برباد ہوا کہ خاندان کا خاندان باقی نہ رہا بس جبکہ ایسے صدمات پیش آچکے ہین اور ایسے سخت حادثے اٹھا چکے مین تو امید یکجاتی ہے کہ اب صورت خوشی کی

حضور میں آئے ارشاد ہو مسرت جلوہ گر ہو فرحت و انبساط مد نظر ہو۔ یہی باتین ہو رہی
تھین کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے خاک اڑاتے گریبان چاک با صداے
دردناک چلے آتے ہین سکندر رستم خو نے ان لوگون کو دیکھ کر اپنے ایک سوار کو بھیجا
کہ ان لوگون کو بلا لاؤ سوار گیا اور کہا کہ ہمارا مالک و آقا تمکو بلاتا ہے کہ کیا مصیبت پڑی
ہے کیون اسقدر نالان و گریان سراسیمہ و پریشان ہو غرض کہ سوار کے ہمراہ وہ لوگ آئے جنھین
کچھ لوگون کی وضع افسران فوج کی ایسی تھی کچھ خادم و خدمتگار کے طرز پر تھے شاہزادہ سکندر
نے پوچھا کہ تمپر کیا آفت پڑی ہے کیون روتے ہو حال اپنا بیان کرو سبب گریہ و بکا عیان کرو
آزا منجملہ ایک شخص نے کہا کہ حال اپنا اس سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو داد رسی کرے ہمارا قصہ درد انگیز
ایک افسانہ حیرت خیز ہے کوئی حکایت مضحک نہین ہے جسکو سنا کر آپکا دل خوش کرین شاہزادہ
نے فرمایا کہ اگر تمھارا رنج اس قسم کا ہے کہ جسکا مداوا ہمارے امکان مین ہے تو ہم ہرگز کوتاہی نکرینگے
حتی الوسع اسکے دفعیہ کی کوشش کرینگے یعنے اگر کوئی تمھارا عزیز یا دوست کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہے
تو اسکی رہائی کی کوشش کیجائیگی البتہ مردہ کو زندہ نہین کر سکتے کہ احیا و اموات اسی حی قیوم کا کام ہے مگر اسمین بھی قدرت ہے
عادت یہ نہین کہ مردے کو زندہ کردے ان لوگون نے عرض کیا کہ آپکا ارشاد بجا ہے اگر آپ ہماری ہمدردی کرنے پر آمادہ ہین تو ہمارا
افسانہ غم سماعت فرمایئے۔ حضور ہم لوگ رہنے والے شہر مرقع نگار کے ہین اپنے بادشاہ
سے جدا ہو گئے ہین اور اسکی جستجو مین صحرا بصحرا سراسیمہ و پریشان با حال خراب پھر رہے ہین
واقعہ اسکا یہ ہے کہ بادشاہ ہمارا نہایت حسین و جمیل مرد نوجوان شکیل و وجیہ و صفدر و طرحدار
تھا فن سپہگری مین طاق علوم و فنون مین شہرہ آفاق تھا ہر بات مین کمال ہر امر مین لیاقت
حاصل تھی حسب اتفاقات روزگار ایک روز ایک تاجر اس شہر مین وارد ہوا کاروان سراے مین
فروکش ہوا اسباب تجارت بکثرت اسکے ہمراہ تھا خادم و خدمتگار غلامان جان نثار اسکے
ہمراہ تھے بڑا تاجر نامور تھا شب کو اسنے کاروان سراے مین قیام کیا ہنگام سحر جبکہ تاجر ماہ
نے متاع انجم کو نہانخانہ مغرب مین رکھا اور گوہر شب چراغ کو جوہری فلک نے چرخ اطلس
پر ظاہر کیا سوداگر مذکور نے کچھ اسباب عمدہ و نادر تحفہ ہر شہر و دیار کو انتخاب کرکے لائق
ملاحظہ بادشاہون کے ہمراہ لیا اور در دولت شاہی پر حاضر ہو کر اطلاع اپنے آنے کی بحضور
بادشاہ یون کرائی کہ فلان بازرگان جو قدیم الایام سے حاضر حضور ہوتا ہے اور متاع نادر روزگار
تحفہ جات ہر شہر و دیار ملاحظہ اقدس مین پیشکش کرتا ہے اب کی مرتبہ بھی سفر ظلمات سے عمدہ
عمدہ چیزین قابل ملاحظہ حضور ہمراہ لایا ہے حسب دستور اجازت باریابی چاہتا ہے چوبدار نے آکر
حضور شاہ مین عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو چنانچہ تاجر مذکور حضور بادشاہ مین حاضر ہوا آداب و
تسلیمات بجا لا کر تحفہ جات دیار و امصار پیش کرنے لگا جہان اور مال و اسباب تھا وہان
ایک تصویر بھی تھی بادشاہ نے اس تصویر کو بغور دیکھا اور ہزار جان سے غائبانہ عاشق ہو گیا
سوداگر سے پوچھا کہ یہ کس شاہزادی کی تصویر ہے اور وہ کہان کی رہنے والی ہے تاجر نے عرض کیا
کہ قبلہ عالم نام اس شاہزادی کا صنم چوگان باز ہے قلعہ احمر مین رہتی ہے فن چوگان بازی

اسکو کمال حاصل ہے اس فن مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی شرط اسکی یہ ہے کہ جو شخص
چوگان بازی مین مجھ سے گوے سبقت لیجائے وہ میرا شوہر بنے اور اگر بازی ہارے تو مجھے اُسکا
اختیار ہے چاہے غلام بناؤن چاہے قید کرون چونکہ ہمارا بادشاہ خود بھی چوگان بازی خوب
جانتا تھا اور نہایت ذوق و شوق رکھتا تھا اس فن مین یہ بھی فرد تھا نہایت مشتاق دیدار ملکہ
صنم چوگان باز کا ہوا اتنا جو سے وہ تصویر خرید لی اور انعام و اکرام سے اُسکو مالا مال کر کے
رخصت کر دیا وہ دن تو جون تون بسر کیا رات آئی وہ شب فراق کی بیقراری کی گریہ وزاری
اختر شماری کیا بیان کیجاے سے شب وصال جو قسمت مین ہے تو ہووے گی یہ دعا کرے
شب فرقت تو یہ سحر ہووے ▮ تڑپ تڑپ کر وہ رات کاٹی خدا خدا کر کے سفیدہ سحری
نمودار ہوا بادشاہ کو نیند کہان تھی دیدہ انجم کی طرح شب بھر سونے فلک نگران تھا کہ کب
صبح ہو کب عازم در دلدار ہون درازی شب فرقت کی عیان ہے نہان نہین ہے سعدیا تو یقین
امشب دہل صبح نہ کوفتہ یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را آخر الامر گریبان سحر چاک ہوا
بادشاہ محل سے برآمد ہو کر ملکہ کے عشق اور اپنے دل مین چل کھڑا ہوا ہم سب ساتھ
تھے سے رخصت ہو کر لی اور وطن کی لی یا نکل شہر سے راہ جنگل کی لی بعد قطع منازل
وطے مراحل صعوبت سفر اُٹھا کر قریب قلعہ ارم پہونچے اور ملکہ کے پاس پیام بھیجا
یعنے اپنے ہمراہیون مین سے ایک سردار کو کہ نہایت فہمیدہ اور وجیہ تھا ملکہ کی خدمت
مین بھیجا اُسنے جا کر عرض کیا کہ فلان مقام کا شاہزادہ آپکا شہرہ چوگان بازی سنکر
مشتاق ہوا اور حضور کے کمال دیکھنے کا بھی کہ بس خواہشمند ہے ملکہ نے سنا اسکے جواب
مین شرطین اپنی پیش کین بادشاہ نے ہمارے جملہ شرائط کو منظور کیا غرضکہ دن معین
ہوا اور میدان چوگان بازی آراستہ کیا گیا روز معین چوگان بازی شروع ہوئی ایک
طرف ہمارا بادشاہ اور تین افسران فوج اُسکے تھے دوسری جانب ملکہ تھی اور تین سوار
نقابدار اُسکے ہمراہ تھے معلوم نہین وہ بھی عورتین تھین یا مرد تھے اسوجہ سے کہ چہرہ
اُنکے حجاب نقاب مین پوشیدہ تھے آخرکار بادشاہ ہمارا بازی ہارا ملکہ نے صرف بادشاہ
کو مقید کر لیا اور ان افسران فوج کو رہا کر دیا جو کہ بادشاہ کے ہمراہ کھیل مین شریک تھے
یہ لوگ مایوسی کی حالت مین وہان سے پلٹ کر چلے تھے کہ بادشاہ کے بھائی سے چلکر اطلاع
کرین شاید وہ کوئی صورت رہائی کی پیدا کرے وہان جب پہونچے تو معاملہ بالعکس ظہور
مین آیا کہ قبل اسکے ادھر بھی پلٹا کھایا کہ بادشاہ کے بھائی نے میدان خالی پاکر ملک پر
قبضہ کر لیا خود بادشاہ بن بیٹھا یہ لوگ یہ سمجھے کہ اسنے انتظاماً ایسا کیا ہے کہ بادشاہ کی عدم
موجودگی سے انتظام سلطنت مین فرق نہ آئے لیکن جسوقت ہمراہیان نے سرگذشت
اُسکے بھائی کی بیان کی تو اُسنے کچھ اعتنا نہ کیا اور بالکل بے پروائی ظاہر کی جس سے یہ ثابت
ہوتا تھا کہ غرض اسکی یہ ہے کہ بھائی مبتلاے بلا رہے مین سلطنت کیا کرون فی الواقع معاملات
سلطنت و حکومت ایسے ہی نازک ہوتے ہین کہ بیٹے کو باپ کی باپ کو اولاد کی بھائی کو بھائی کی

کچھ پروا نہین ہوئی تقدیر سے یا اتفاق وقت سے ایسا واقعہ درپیش ہوا اور
بلا سعی وکوشش حکومت حاصل ہوگئی تو اب یہ جستجو کرنا کہ بادشاہ سابق اپنے تخت
حکومت پر آکر حکمرانی کرے سراسر حماقت ہے خود انتقام کرنا اور دولت خداداد پر قابض
ہونا چاہیے اتفاق سے ایسا موقع ہاتھ آتا ہے اسکو غنیمت جاننا اور علامت اپنی اقبال مندی
کی سمجھنا چاہیے آدم پرس مطلب الحاصل ہم لوگ بحالت مایوسی وناکامی بپاس نمک اپنے آقا کے
صحرا صحرا پھرتے ہین اور ایک ایک سے اپنا حال بیان کرتے ہین کہ شاید کوئی رحمدل ہمارا حال
عبرت مآل سنکے ہمدردی ظاہر کرے اور ہماری دادرسی فرمائے اکثر شاہون وشہریارون کی خدمت
مین گئے اور عرض حال کیا کل ماجرا بیان کرکے دادرسی کے متوقع ہوئے مگر خلاف امید جواب پایا ؎
مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ❊ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ❊ اُن لوگون کا یہ
مقولہ تھا کہ تمھارے بادشاہ نے کیون ایسی حماقت کی جو مبتلاے بلا ہوا ہم ایسے بیوقوف
نہین ہین کہ پرائی بلا اپنے سر پر لین ایک عورت سے مقابلہ کرکے خود ذلیل ورسوا ہون
اور اپنے کو درطۂ ہلاکت مین ڈالین غرضکہ ہر طرف سے مایوسی وناکامی ہوئی یقین ہے کہ اب آپ
بھی ایسا ہی جواب صاف دیجیگے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ہم اپنے وعدہ سے
ہٹنے والے نہین ہین ضرور تمھاری ہمدردی کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو اور چہ قلعۂ احمر کا تابع پہلے تمھارے
بادشاہ کو چھڑا لین بعد ازان اُسکی سلطنت بھی اسے دلا دینگے یہ سنکر اون لوگون
نے نہایت ہی شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ حضور کے ہمراہ رکاب چلین گے حضور تشریف
لے چلین ہم سب خدمت مین حاضر ہین غرضکہ سکندر رستم خو ان لوگون کو ہمراہ لیے ہوئے عازم
قلعۂ احمر ہوئے صاحبقران اعظم وسلیمان کوچک نے بھی ہمراہ چلنے کا قصد کیا ہر چند
شہزادہ نے عرض کیا کہ آپ کیون تکلیف گوارا کرتے ہین فقط میرا جانا کافی ہے مین جاکر لنگار
تاجدار کو رہا کرادونگا اسکی سلطنت پر اسکو قابض کراکے واپس آونگا آپ یہین تشریف
رکھین مگر سلیمان اعظم وسلیمان کوچک نے فرمایا کہ ہم آپکو تنہا نہ جانے دینگے معلوم نہین کیا
افتاد پڑے اور کیا واقعات درپیش ہون لہذا ہم ہرگز تمھارے تنہا جانے پر رضامند نہو نگے
الغرض سکندر رستم خو مع سلیمان اعظم وسلیمان کوچک کے جانب قلعۂ احمر روانہ ہوئے اور
بعد قطع منازل وطے مراحل کے جب قلعۂ احمر کے قریب پہونچے ایک مقام مناسب دیکھکر فروکش ہوئے
خیمہ وبارگاہین وغیرہ برپا کی گئین ہرکارون نے یہ خبر ملکہ چشم چوگان باز کو پہونچائی اُسنے اپنے
اہلکار کے ہاتھ نامہ بھیجا بعد القاب وآداب کے تحریر تھا کہ آپ حضرات کس غرض سے یہان
تشریف لائے ہین اور کیا عزم ہے اگر کوئی امر مانع نہو تو مافی الضمیر سے آگاہی بخشی جائے
زیادہ شوق ملاقات سکندر رستم خو نے اہلکار سے موافق اُسکے رتبہ کے گفتگو فرمائی نامہ دار
چونکہ آداب شناس تھا شاہون وشہریارون کی صحبت مین رہچکا تھا پہلے قواعد شاہی بجالایا
بعد اسکے نہایت ادب وتعظیم سے نامہ ملکہ کا پیش کیا اور زبانی بھی عرض کیا کہ حضور نے کس
غرض سے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس نواح دلکشا کو زیب وزینت بخشی ہے شاہزاد ■

سکندر رستم خو نہایت لطف و عنایت سے پیش آئے اور منشی کو طلب فرما کے جواب
تحریر فرمایا کہ ہمارا آنا اس جانب کو واسطے رہائی لنگار تاجدار کے ہوا ہے جسکو تمنے اسیر
کیا ہے ہر چند کہ وہ تمسے شرط ہارا ہے اور موافق عہد کے تمکو اختیار حاصل ہے کہ چاہے رہا
کرو چاہے قید رکھو لیکن چونکہ ملازمین و رفقا آپکے ہمارے پاس فریادی آئے ہیں اور استغاثہ
پیش کیا ہے کہ بغیر آپکے اسکا ملک و مال تباہ و برباد ہو رہا ہے ارکان دولت شہر و رعیت سب
پریشان ہو رہے ہیں لہذا ہماری خاطر سے تم اسکو رہا کردو والسلام جبکہ اس مضمون کا جواب
ملکہ صنم چوگان باز کے پاس پہونچا اسنے پھر جواب نامہ سکندر کو تحریر کیا کہ میرے آپکے
کبھی کی گذشتہ شناسائی نہیں نہ کچھ تعارف ہے نہ کچھ رسم و اتحاد ہے میں آپکی کسی طرح کی احسان مند ہوں
جسکے معاوضہ میں فقط آپکی خاطر سے اپنے ایک قیدی کو رہا کردوں بلا وجہ و بلا سبب یہ امر غیر ممکن
ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کچھ دعوی چوگان بازی ہو اور کچھ حوصلہ اس فن سے اظہار کا
ہو تو دو میں یعنی میرے آپکے کچھ طبع آزمائی فن چوگان بازی کی ہو جاے اگر آپ مجھ سے
بازی لیجائینگے تو میں لنگار تاجدار کو بھی رہا کردونگی اور مجھپر بھی آپکا اختیار ہوگا اور اگر آپ
بازی ہارے تو وہی حال آپکا بھی ہوگا جو لنگار شاہ کا ہوا اسی حالت سے آپ بھی اسیر ہونگے
شہزادہ سکندر کے پاس جب یہ جواب پہونچا تو آپ نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ اچھا تعین
کوئی تاریخ مقرر کرو اور مجھے اطلاع دو امتحان چوگان بازی ہو جاے غرضکہ ایک روز معین ہوا ملازمین
ملکہ نے آراستگی و صفائی میدان چوگان بازی کی شروع کی دو دروازے بنائے گئے جھنڈے
نصب کیے گئے اور چھوٹی چھوٹی بیرقوں سے میدان کی حد بندی کی گئی اور چہار طرف میدان
کے ایک ڈوری لگا دی گئی تاکہ اسکے اندر ہی مرکبان خوش رفتار کی جولان گری کی جاے جب
یہ سب درستی ہو چکی تو بروز معین دروازہ قلعہ کا کھلا اور ملکہ مع نقابداروں کے ہمراہ پشت مرکب پر
سوار قلعہ سے باہر آئی اس طرف سے شہزادہ سکندر رستم خو اور سلیمان کوہ کجک و صبا جعفران اعظم
چندر نقا کو ہمراہ لیے ہوے مرکب ہاے برق شیم صبا دم پر سوار قریب میدان کے آئے چند
کوتل گھوڑے بھی ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے اسیطرح ملکہ کے جلو میں بھی کوتل
گھوڑے ساز و یراق طلائی و نقرئی سے آراستہ موجود تھے وہ صبح کا سہانا وقت وہ سبزہ کا
لہلہانا گلہاے خوشبو کی نکہت افزائی میدان کی صفائی آفتاب کا کسیقدر بلند ہو کر ضیا بخش
ہونا ہواے سرد مسیحا نفس کا نرم نرم چلنا یہ نظارہ بھی عجب لطف خیز و فرحت انگیز تھا ملکہ نے
ایک مرتبہ نقابداروں کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ میں آپ لوگوں میں سے کن صاحب کو سرغنہ
سمجھوں اور بازی جیتنے پر کسے اسیر کروں سلیمان کوہ کجک نے جواب دیا کہ ہم میں ایک
بھی بازی ہارے تو ہم اختیار دیتے ہیں کہ ہم سبکو اسیر بنا لیجیے گا ملکہ نے اسکے جواب میں کہا
کہ یہ امر تو میرے آئین کے خلاف ہے سلیمان کوہ کجک نے جواب دیا کہ تمہارے آئین کی بنا ہی
غلطی پر ہے خود غلط انشا غلط املا غلط اے ملکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک کام کئی شخص
ملکر کریں تو ناکامی اور کامیابی دونوں حالتوں میں سب شریک ہیں اگر بازی ہارے تو سب ہارے

اور جیتے تو سب جیتے تم اگر بازی جیتا تو ہم سب کا تمھیں اختیار ہوگا اور اگر ہم سب جیتیں گے
تو ہمیں بھی تمھارا اور ان تینوں نقابداروں کا اختیار حاصل ہوگا جو کہ شغل چوگان بازی میں شریک
ہونگے ملکہ نے کہا کہ اچھا مجھے منظور ہے لیکن آپ تین ہی آدمی ہیں لہذا کو آپ یہ عذر
پیش کرینگے کہ ہماری طرف ایک شخص کی کمی تھی اس وجہ سے ہم بازی ہارے سکندر رستم خو
نے کہا کہ ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا ملکہ نے کہا کہ اچھا کسیکو اپنی جانب سے منصف مقرر کیجیے سکندر
رستم خو نے کہا کہ تمھیں کو ہمنے منصف قرار دیا تمھارے سے ہی اوپر انصاف ہے ملکہ نے کہا اگر مناسب
جانیے تو ایک آدمی اور اپنے ساتھ لے لیجیے تاکہ تعداد مساوی ہو جاوے اسواسطے کہ اصول
چوگان بازی کے خلاف دھوکا یا بہتر ہے اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو ہمیں تمھاری خاطر منظور ہے
کوئی آدمی اپنی جانب سے بھیجدو ملکہ نے کہا میرا آدمی میری طرفداری کریگا یا آپکی اگر مناسب
جانیے تو نگار تاجدار کو اپنے ہمراہ لے لیجیے کہ آپ اسکے طرفدار بنکر آئے ہیں اسی کے ساتھ
گرفتار بلا بھی ہوجیے تاکہ وہ احسانمند ہو کر قید خانہ میں آپ لوگوں کے ساتھ ہمدردی بھی کرے
اور اسے بھی تو یہ معلوم ہو کہ ہماری وجہ سے گرفتار بلا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا شریک
رنج و راحت مونس تنہائی و وحشت ہوئے سے خوب گذرے گی جو دل بہلنیکے دیوانے دو
سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ بہتر ہے تمھاری خوشی ہمیں ہر طرح منظور ہے شہزادے نے نگار شاہ کو
بلوا لیا کئی وجہوں سے مناسب خیال کیا اول تو یہ کہ وہ اسیر چوگان زلف صنم ہے چوگان بازی کے
اسی بہانے سے اسے دیدار معشوق میسر ہوگا دوسرے شہزادہ کو نگار شاہ کا دیکھنا منظور
تھا کہ قیافہ سے معلوم ہو جائے گا وہ کس مزاج کا شخص ہے اور اسکے ملازمین بھی اپنے مالک کو دیکھکر
خوش ہو جائینگے اور کچھ حالات بھی انکے معلوم ہونگے غرضکہ انھیں امور پر خیال کرکے شہزادہ
سکندر نے نگار شاہ کا آنا مصلحت وقت سمجھا الحاصل ملکہ نے قید نگار تاجدار کی طلب کی اور
سکندر کے سپرد کی۔ نگار تاجدار حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اسکے ملازمین جو کہ ہمراہ سکندر کے آئے
تھے انھوں نے اپنے بادشاہ کو جو دیکھا شاد و خرم ہوگئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ہم ایک صحرا
میں وارد ہوئے تھے وہاں یہ شہزادہ بھی تھا ہمنے اس شہریار سے سب حال آپکا بیان کیا
انھوں نے وعدہ کیا کہ ہم تمھارے بادشاہ کو رہا کرا دینگے تم ہمارے ساتھ چلکر ہمکو قلعہ احمر تک
پہونچا دو چنانچہ ہم لوگ ہمراہ رکاب اس شہریار کے آئے ہیں اور جو گفتگو کہ ملکہ سے اور اس شہریار
سے ہوئی تھی سبکی کیفیت مفصل بیان کی اور عرض کیا کہ اب آپ انکے ساتھ چوگان بازی میں شریک
ہوجیے اگر گوے سبقت لیگئے تو اس شہریار کی بدولت رہائی نصیب ہوگی آئندہ دیکھیے پردۂ
غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے غرضکہ نگار تاجدار بھی مرکب بادپا پر سوار ہوا تھاپی ہاتھ میں لی اور سکندر
رستم خو و سلیمان کو جگت اور صاحبقران اعظم نے بھی تھاپیاں ہاتھوں میں لیں اور ملکہ اپنے
تینوں نقابداروں سمیت میدان چوگان میں آئی اور گھوڑوں کو گرما کر ایک مقام پر روکا اور نگار تاجدار
کی طرف دیکھکر آواز دی کہ آؤ ہمیں ست میدان ہمیں ست گوے ہے ایک مرتبہ تو اسیر ہو چکے
ہو اب دوبارہ ان نقابداروں کی بدولت اسیری کا حوصلہ نکال لو تنہا قید خانہ میں گھبرائے ہوگے

اب ان تین ہمدردون سے تمہارا دل بہلا رہیگا نگارشاہ نے جواب دیا کہ جب سے اسیر
زلف پیچ پیچ ہوئے ہین اُس دن سے آزادی بھی بجاے بلے اسیری ہے مجھکو تم تینون اور تمھارے
ہاتھ سے اسیر ہوکر بیٹھا رہائی سے بدرجہا بہتر ہے ~ وہ کون ہے جو مجھپر تاسف نہین کرتا +
پر میرا جگر دیکھو کہ مین اُف نہین کرتا + ارے ظالم اس بیدادگری سے باز آ اور اپنے طالب دیدار
کو اسقدر نہ ترسا اگر تغافل کی یہی کیفیت رہی تو زندگی محال ہے جینا خواب وخیال ہے ~ جینے
نہ دینگی آنکھین تری بیوفا مجھے + ان کھڑکیون سے دیکھ رہی ہے قضا مجھے + آج ملکہ عجیب بانکپن
کا عالم ہے کہ دیکھتے ہی نگار تاجدار کے ہوش وحواس جاتے رہے ~ کہون مین کیا ساعدون کا
عالم کہ جلتے دیکھا ہوا وہ بیدم + نیام تیغ قضا ہے میرے لقب ہے قاتل کی آستین کا + ملکہ کے چہرہ
کا حسن کیا بیان ہوسکے میرے قلم مین اتنی قدرت کہان کہ حسن کی جاندار تصویر لفظون سے
کھینچ دون اور اُسکے تناسب اعضا کے اظہار مین الفاظ کا مرتب کرنا خامہ دوزبان کی لیاقت
سے باہر ہے کچھ اوصاف تحریر کرسکے اُسکی نورانی پیشانی نصف چاند کے روشن سانچے مین سے
ڈھلا کے ڈھالی گئی تھی جبین داغ نہ تھا گاودم ابرو الگ الگ تھوڑی دور سیدھے جاکر کچھ
خمیدہ ہوگئے تھے جیسے محراب کی شکل پیدا کی تھی ~ یارب این طاق ہست یا محراب یا قوس قزح ؟
یا ہلال عید یا ابروے ماہ تاست این + آنکھون مین کالے ڈورے پڑے ہوئے پلکین لمبی سنان
جان ستان یا نشتر زن دل عاشقان بھونرون کی طرح سیاہ تھین اُسکی دونون آنکھین آپس مین
ایک دوسرے پر عکس ڈالتی تھین اور ایسی دلکش تھین کہ اگر وہ محفل مین ہو تو ہر شخص یہ خیال
کرے کہ میری ہی طرف دیکھ رہی ہے دہان غنچہ کی طرح ہنس مکھ تھا اور گو وہ بالکل بے تبسم ہو مگر
دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ مسکرا رہی ہے اور وہ خواہ کیسے ہی غم وغصہ کی حالت مین ہو اگر اُسکا منہ کھلا
ہے تو اُسکی شان حسن اور بھولے پن سے تفاوت نہین ہوتا دونون ہونٹ ملے ہیں باریک دانت موتی
کی طرح آبدار اور مہین برابر برابر ہر ایک سے ایک اسطرح ملا ہوا کہ درمیان مین بال برابر جگہ نہین
دانتون اور ہونٹون اور دہن نے ملکر اُسکی ہنسی مین ایک عجیب بات پیدا کردی تھی کہ جب
وہ اپنی دلی انبساط سے مسکراتی ہوئی رفتہ رفتہ ہنستی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کنول کا پھول کھل رہا ہے
اور جب وہ کسی مضحک بات پر بیاختہ ہنس پڑتی تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک برق اچانک چمک
گئی۔ دونون رخسار پاکیزہ اور طراوت ولطافت سے مملو جنپر ہلکا پیازی رنگ اسطرح جھلکتا ہے
جیسے بلوری ورق کے نیچے یاقوتی رنگ کی تہ دیکا ہوئی ہو انکے دیکھنے سے پہلے تو روح کو
تازگی ہوتی ہے پھر دل عشاق للچاتا ہے قد اوسط کا نہ دراز نہ پست بوٹا سا تمام جسم مین جو کسیقدر گداز
ہے خدا جانے کس قیامت کا عالم ہے کہ ایک سرسری نظر سے رونگٹے رونگٹے مین محبت پیدا
ہوجاتی ہے اور دفعۃً خون کی سبک تماشا دوڑنے سے رگ رگ مین میٹھا میٹھا درد ہونے لگتا ہے جسکی
ابتدا دل سے ہوتی ہے اور خون کا یہ جوش دورہ دماغ سے شروع ہوتا ہے اور دونون آنکھین اُسکو
ہیجان مین لاتی ہین۔ ملکہ کی صورت بھولی اسقدر ہے کہ ادنی قیافہ شناس کو بھی سب سے پہلے معلوم
ہوتا ہے کہ اگر اُسے متین بہ مزاج یا شوخ بننے کی ضرورت ہو تو شاید مشکل پڑے اور کامیابی نہ ہو

شرط ظاہری اور کنیزی مین حاضر ہون سکندر رستم خو نے مسکرا کر ارشاد کیا کہ مین صرف
اتنا چاہتا ہون کہ اب تم اس دل آزاری کو ترک کرو اور جسقدر اسیر ہین انکو رہا
کرو باطل پرستی سے باز آؤ مذہب اسلام اختیار کرو اور نگار شاہ سے عقد مین جلت
کر لو یہ کلمات سنکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
سکندر نے فرمایا کہ ہین تامل کس بات کا ہے اور سبب آہ سرد بھرنے کا کیا ہے اسلیے کہ نگار شاہ
والی ملک ہے اور مرد حسین و خوشرو ہے پھر اسکے ساتھ عقد کرنے مین تمکو کیا عذر ہے صنم
چوگان باز نے جواب دیا کہ مجھے ان مین سے کسی بات کے قبول کرنے مین عذر نہین ہے
لیکن جو شخص کہ خود مبتلاے صدمہ آلام ہو اسے شادی سے کیونکر خوشی حاصل ہو سکتی
ہے جسکو گل کی سیر اسے چاہیے جسے سب طرف سے فارغ ہو جسے لالہ زار سے کام
کیا جسے اپنے سینے مین داغ ہو سکندر نے فرمایا کہ تمکو کون سا صدمہ ایسا ہے
کہ جسکی وجہ سے تم اسقدر افسردگی اپنی ظاہر کرتی ہو اس صدمہ کا حال مفصل طور سے مجھسے
بیان کرو اگر میرے امکان مین ہوگا تو مین اسکے دفعیہ کی بھی تدبیر کرونگا خداوند کریم کا فضل
شامل حال ہے تو سب مشکلین حل ہو جاوینگی ۔ مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید
کہ ہراسان نشود ۔ ہمت و استقلال شرط ہے اگر انسان ہمت کو نہ ہارے اور پاے استقلال
میدان تدبیر مین مضبوطی کے ساتھ رکھے تو کار ہاے اہم آسانی سے طے ہو سکتے ہین ۔ ع
ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد ۔ صنم چوگان باز نے جواب دیا
کہ بیشک آپکی ہمت و جوانمردی ایسی ہی ہے کہ کیسا ہی دشوار کام ہوگا تو آپکے ناخن تدبیر
سے اسکی عقدہ کشائی ہو جاویگی چنانچہ چند کلمے شہزادہ سکندر رستم خو کی ہمت و جرات کی
تعریف و توصیف مین ملکہ صنم چوگان باز نے بیان کرکے اپنا عرض حال اسطرح سے
گذارش کیا کہ حضرت شہریار با وقار یہ تینون نقابدار جو آپکے سامنے حاضر ہین یہ میرے حقیقی بھائی
ہین یہ اپنی صورتین نقاب حجاب مین اس وجہ سے پوشیدہ کیے ہوے ہین کہ چہرے
انکے قابل دید نہین رہے ہین باعث شرمندگی کے منہ دکھانے کے لائق نہین ہین
قبل ازین حسن و جمال مین عدیم المثال خوبصورتی مین شہرہ آفاق تھے گردش
فلکی سے ایسا سانحہ بروے کار آیا کہ وہ سب حسن و جمال جاتا رہا سب خوبصورتی خاک
مین مل گئی چہرے مسخ ہو گئے خورشید حسن پر زوال آگیا سکندر نے کہا کہ آخر انکا حسن و
جمال کیونکر گیا اگر زمانہ پیری نے انکو ستایا ہے تو یہ ایک دن سبکے واسطے ہوتا ہے اور ہمیشہ
سے ہوتا چلا آتا ہے اسکا صدمہ کیا ہر کمالے را زوالے اور اگر کوئی سبب اور ہے تو بیان کرو ملکہ
نے کہا کہ انمین جو سب سے بڑے ہین اور نقاب زرد چہرہ پر ڈالے ہوئے ہین انکی عمر دو سال
سے زیادہ نہین ہے زمانہ پیری تو الگ رہا اور یہ دو نقابدار جنکے چہرون پر صندلی نقابین پڑی ہوئی ہین انکی
عمر ان سے بھی کم ہے مگر انکی صورتون کو ایک ساحر نے بگاڑا ہے اسکا نام شیبہ سحر ساز جادو ہے
سبب عداوت کا یہ ہوا کہ ہمارے والد بزرگوار صاحب جنکا نام بہت آرین تھا جو یہ ایک شہر کا بادشاہ

دل پہلو میں اسطرح تھا بیتاب	آتش پہ تڑپے جیسے سیماب

ادھر تو یہ تیر عشق کے گھائل ہوئے ادھر وہ نازنین بھی انکا حسن و جمال و عالم شباب دیکھکر فریفتہ ہوئی مگر نے مسکرا کر منہ پھیر کر کہا چلو منہ دیکھی محبت نہ جتاؤ مین ایسے بیمروت سے بات نہین کرتی یہ فرما کر روانہ ہوئی یہ کشتہ ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارے کہ او سنگین گردن خاطر ناشق بیقرار سے تو نباہ مریض ہجر کیو نکر دیکھتے جاؤ ؛ ابھی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ ؛ دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ ؛ نکلتی کسطرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ ؛ ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ ہائے دلدار واے مایہ ناز یہ کیا بیداد ہے شاد پر عتاب ہے آپ ہی تو اپنا جمال جہان آرا دکھا کر از خود رفتہ کیا اور پھر نظر پھیر لی بھائی صاحب یہ کہتے ہوئے بڑھتے ہوئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے اس نازنین کے عقب مین چلے جاتے تھے لیکن وہ بت بیرحم کچھ جواب نہ دیتی تھی یہان تک کہ اس صحرا سے نکلکر ایک ذرہ کوہ کے قریب پہونچی وہان ٹھہر گئی بھائی صاحب بھی قریب اسکے پہونچے اس نازنین نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہے کیون مجھ کمبخت کا پیچھا لیا ہے تو اچھا مین کھڑی ہوں کہو کیا کہتے ہو بھائی صاحب نے کہا واہ اے جان زار کی تسکین میرا تو یہ حال ہے کہ۔ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے	گر جی قتل مجکو عبث یہ درنگ ہے
اس خانمان خراب کو کیجاؤن کہان	دلبر تو یہ فضا کی بیابان بھی تنگ ہے
تیری کدورتین کو سمجھتا ہون و لیکن	مجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہے
کرتا ہے اسقدر تو خفا ورد کو عبث	ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے

یہ کہکر سلون ست بھی مارکو زار کیا وہ نازنین بھی انکے رونے سے بیچین ہوئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین ہے مین والدین کے خوف سے کہین جا نہین سکتی آج عرصہ کے بعد شکار کی غرض سے اس صحرا تک آنکلی یہان خود تیرا لعنت کی شکار ہوئی غرضکہ وہ شہزادی سب نام و نسب اپنا بتا کر اپنے سلطنت کی طرف روانہ ہوئی انکے آنکے وعدہ وعید ہو گیا اور عہد و پیمان درمیان مین ہوکر یہ اپنے مقام پر چلے آئے اور وہ آفت جان اپنے مقام کی جانب روانہ ہوئی اب بھائی صاحب کی کیفیت سنیے کہ وہ اسکے فراق مین از حد بیقرار ہوئے اضطراب دل بڑھنے لگا حضرت عشق کے موجب کچھ دنون مین آنکا اثر انپر پورا پورا ہوگیا ارکین دولت و مشیران مملکت نے فہمایش کی مگر انپر چڑھا ہوا حضرت عشق کا مسلط ہو گیا تھا یہ کب کسی کی سنتے تھے سمجھانے سے اور زیادہ وحشت ہوتی تھی جب خیر خواہون نے دیکھا کہ فہمایش سے سوا ہونے لگا بلا اضطراب قلب ناصبور کو ترقی ہوگی تب آپس مین مشورہ کرکے یہ راے قرار دی اور حضور مین آکر عرض کیا کہ آپ اس شہزادی کے باپ کو نامہ لکھین آپ بھی شہریار ہین اور وہ بھی والی ملک و بادشاہ ہے اگر اسنے منظور کر لیا تو فہو المراد باہم عقد مواصلت ہو جائیگا چنانچہ انھون نے اپنے ایک معتمد انکار کی وساطت سے نامہ اس

نازنین کے پدر بزرگوار کے پاس روانہ کیا اس اہلکار نے جاکر اپنے بادشاہ
کی شان وشوکت حسن صورت وسیرت کا اظہار کیا اور اپنی طلاقت لسانی سے
ہر طرح کا باغ سبز دکھا کر بادشاہ کو عقد مواصلت پر رضامند کیا باہمی رسم
واتحاد کی بنا ڈالی اور سلسلۂ محبت ومودت کو خوب مستحکم کر دیا اب اسکے اور اس
بادشاہ کے درمیان مین رسم نامہ وپیام وتحف وہدایا جاری ہوگئی دو چار مرتبہ کی
تحریک اور سلسلہ جنبانی مین رسوم مناکحت کی خوب مضبوطی ہوگئی سنتے کہ تاریخ
عقد کی قرار پائی یہ بارات لیکر بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مع اپنے دونون
بھائیون اور ارکان دولت ومصاحبین ورفقا کے عروس کے مکان پر
گئے اس امر کی خبر ایک ساحر کو بھی ہوئی جسکا نام شعبدہ سحرساز تھا اسی نواح
مین اسکا مسکن تھا اور یہ حرامزادہ پہلے سے ملکہ پر عاشق ودلدادہ تھا جب اسکو
بارات کا حال معلوم ہوا تو اسکی رگ رقابت جوش زن ہوئی ایک دود غلیظ تھا کہ
کانون سینہ مین مشتعل ہوکر کاخ دماغ کے پار نکل گیا اسنے بھی حالت غیظ و
غضب مین نامہ شہزادی کے باپ کو کہ نام اسکا حشمت تاجدار تھا تحریر کیا
مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ شادی اپنی دختر کی کسی کے
ساتھ نکرنا ورنہ بہت پچتاؤگے اور کف افسوس ملوگے اسواسطے کہ وہ ہماری
معشوقہ ہے اور عرصہ سے ہم اسیر فریفتہ ہین اگرچہ کسی بات سے ہمکو بحث نہین کہ
کرسین ہمارا اس قابل نہین ہے لیکن جب یہ سیر وشکار کے لیے ادہر آتی ہے تو اسکے
حسن وجمال کا نظارہ کرکے طبیعت کو خوش کر لیا کرتا ہون جب اسکی شادی ہوجائیگی
تو یہ دوسرے کے قبضہ مین ہوگی اسطرف آنا اسکا ترک ہو جائیگا مین اسکے جمال
جہان آرا کی دید سے محروم رہونگا اور پھر اسکا یہ رنگ وروپ بھی باقی نہ رہیگا
اس باعث سے اسکی شادی کرنا بہتر نہین ہے حشمت تاجدار نے اسکا
جواب مختصر الفاظ مین تحریر کرکے بھیجدیا کہ تمنے جو درخواست بھیجی ہے قابل
منظوری نہین ہے اب شادی نکرنے مین میری ذلت ورسوائی ہے اسوجہ سے کہ
بارات گھر پر آچکی ہے اسکے سوا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ جوان لڑکی کی شادی
نکی جائے جسوقت یہ جواب صاف شعبدہ سحرساز کو پہنچا مارے غصے
کے کانپنے لگا اور اسی حالت غیظ وغضب مین اٹھکر جانب شہر مینو سواد روانہ
ہوا یہان کا حال سنیے کہ بارات ہنوز رخصت ہونے نہ پائی تھی کہ ایک ابر تیرہ وتار
ایک سمت سے اٹھا اسمین برق کی چمک ورعد کی گرج اس درجہ تھی کہ مارے
خوف کے لوگون کے حواس بجا نہ تھے وہ ابر آتے آتے تمام بزمگاہ پر محیط ہوگیا
اور اسمین سے دو پنجہ گرے ایک تو ملکہ زرین کاکل کشا کو اٹھا لیگیا اور دوسرے
نے میرے بھائی بت زرین تاج کو اٹھا لیا اور ایک صدائے مہیب وخوفناک پیدا ہوئی

کہ سب راکسنا ماننے کا نتیجہ دیکھا ہم ان دونون کو لیے جاتے ہین جسکو دعوی ہو
وہ کوہ شعبدہ پر آئے اور انھین چھڑا لیجائے اب انکی صورت دیکھنا تمام عمر نصیب
نہ ہوگی اس آواز کے بعد رفتہ رفتہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اور کسیقدر روشنی معلوم
ہونے لگی اب جو دیکھتے ہین تو عروس و نوشاہ ندارد ہین چہار طرف تجسس کیا
لیکن انکا سراغ نہ پایا صرف وہ پنجہ عروس و نوشاہ کو اُٹھا لیگیا اور کسی سے متعرض
نہین ہوا یہ دونون بھائی میرے کہ نہایت شجاع و بہادر تھے انھون نے ملکہ کے باپ
کو نہایت تسلی دی اور بہت کچھ کلمات تسکین و تشفی کے زبان پر لائے اور کہا کہ آپ
گھبرائیے نہین ہم جاتے ہین اور اس ساحر مکار سے جاکر مقابلہ کرتے ہین آپ کے اقبال
سے اس مردود کو قتل کرکے عروس و نوشاہ کو چھڑا کر لاتے ہین جب تک اس کام کو
ہم انجام نہ دے لین گے تب تک ہمکو خواب و خور حرام ہے بادشاہ نے ان دونون کا
عزم دیکھکر نہین سمجھانا شروع کیا کہ بابا وہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے اسنے وقت سامری
و جمشید کھلایا ہے اور تم سحر سے واقف نہین ہو سحر تھا اسکا مقابلہ کیا تم بھی جاکر گرفتار بلا
ہو گے مین تمکو ہرگز جانے نہ دونگا دیدہ و دانستہ معرض ہلاکت مین اپنے تئین دام لینے کی
جانے نہ دونگا ہرچند شاہ تاجدار نے ان دونون کو فہمائش کی مگر کچھ سودمند نہ ہوئی
کسیطرح ان دونون نے نہ مانا اور جو لشکر اپنے ہمین و رسالے وغیرہ انکے ہمراہ آئے
تھے انکو لیکر یہ دونون کوہ شعبدہ پر پہنچے اور کوہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرلیا وہی
ساحر شعبدہ و سحر ساز کوہ پر سے اُترا اور نعرہ کرکے سامنے آیا کہنے لگا کہ جسکو دعوے مقابلہ
کا ہو وہ آئے ان دونون مین سے ایک بھائی مقابلہ نکلا اسنے کہا کہ ایک بال اپنے
سر کا توڑ کر پھینکا اور کچھ اسم سحر اسپر دم کرکے گویا ہوا کہ اے رسن سحر اسکو باندھ لا
بمجرد اس کہنے کے بال نے باندھ کے اُسکے سامنے چلے گئے دوسرے بھائی
نے جب یہ کیفیت دیکھی اسکو تاب نہ رہی خون آنکھون مین اُتر آیا اسی حالت غیظ و
غضب مین اسنے بھی جھپٹ کر مقابلہ کیا وہی ریسمان سحر اسکی بھی وبال جان ہوئی
اور کشان کشان یہ بھی بال کے باندھے اس ساحر کے پاس پہنچے اہل لشکر نے جو اپنے
شہزادون کا یہ حال دیکھا تو تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ بھی مقابلہ کرنے لگے حق نمکخواری
و جان نثاری ادا کرنے لگے مگر جس لشکری یا افسر پر اس ساحر نے پھونک کردی ایک
شعلہ اسکے دہن سے نکلا کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا ہزارہا آدمی اس ہنگامے مین مارے
گئے آخر کو تاب مقابلہ نہ لاسکے سب روتے پیٹتے خاک اُڑاتے کوہ پر سے واپس چلے
آئے ہم سب اپنے بھائیون کے غم مین بیہوش ہو گئے وہ عشرتکدہ ماتمکدہ ہو گیا
کہان تو امید تھی اور سب اس انتظار مین تھے کہ اب عروس کو بیاہ کر لاتے ہون گے
کہان یہ سانحہ ہوا کہ خود عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے سارے گھر مین سامان
رنج و الم ہوا شہر کبیر سمنان کل رعایا و ساکنین شہر بحسرت و یاس اسیر پنجہ رنج

والم ہوئے تمام سیہ سواد پر اوداسی چھاگئی خانۂ عروس مین صفِ ماتم بچھ گئی تمام محل
مین نالہ وافغان کی صدا بلند ہوئی ہر طرف شور گریہ وبکا برپا تھا چھوٹا بڑا اس
شہر کا اپنی شہزادی کے غم مین مبتلا تھا اور والدین کے رنج والم کی تو کچھ انتہا ہی
نہین عین شادی مین اس غم کا سامنا ہوا ہر شخص مورد صدگونہ حسرت ویاس ہوا
ہر دل ناشاد از بس اوداس ہوا تمام ارکان دولت سیہ پوش تھا نہ رنج والم
سے جرعہ نوش ہوئے شمشاد تاجدار وفرخ کے غم مین اسقدر علیل ہوا کہ نوبت بجان
پہونچ گئی زندگی دشوار ہوگئی ادھر کا حال سماعت فرمایئے کہ شعبدۂ سحر ساز جادو نے
ان تینون بھائیون کے چہرون کو سحر سے بگاڑ دیا اور صورتین انکی جانوران صحرائی کی
بنا دین اور رہا کر دیا اس خیال سے کہ نہ انکا حسن وجمال باقی رہیگا نہ کوئی عورت انکی
خواہشمند ہوگی زوال حسن ہو جائیگا تو خود لوگ کنارہ کشی کرینگے صورت نادیدنی
دیکھکر تنفر کرنے لگین گے ایسے خیالات اس ساحر نے کرکے تینون بھائیون کو قید
سحر سے آزاد کیا مگر ملکہ کو اپنے پاس قید رکھا الغرض یہ تینون بھائی جو قید ساحر سے رہا
ہوکر آئے اور اپنی صورتون پر نظر کی تو سکو مسخ پایا جانوران صحرائی کی صورت
پر متشکل پایا بہت پریشان ہوئے ایک تو اپنے مغلوب ہونے سے اسیر پنجۂ ظلم و
ستم سے دوسرے شکلون کے تبدیل ہو جانے سے اور بھی غریق بحر غم والم ہوئے کسی کو
منہ دکھانے کے قابل نہین رہے لاچار ہوکر صورتین اپنی نقاب حجاب مین چھپائین سو
صورت جو انکی چاند سی تھی وہ پلٹ گئی ہے اور تین نقاب خاک کی قسمت آلتمش کی یہ
باعث انکی روپوشی کا ہے ورنہ مردون کو نقاب مین منہ چھپانے کی غرض یہ منصب
تو ملکون کا ہے کہ برقع ونقاب مین اپنے چہرون کو مخفی رکھتے مین کہ نامحرم کی نگاہ نہ
پڑے۔ سکندر رستم خو نے یہ واقعۂ دلخراش سماعت فرما کر ان لوگون کو تسلی دی
اور کلمات تسکین فرما کر وعدہ کیا کہ آپ انشاءاللہ دونون عقد ساتھ ہونگے تم اطمینان
رکھو مین جا کر اس شعبدہ باز کو مار کر ملکہ کو رہا کر دونگا اور اسکا عقد تمہارے بھائی کیسے ساتھ
کر دونگا صنم چوگان باز نے عرض کیا کہ اے شہریار اگر آپ نے اس ساحر کو قتل کیا
اور ملکہ کو رہا بھی کیا تو اب ملکہ ان کے ساتھ شادی کیون کرنے لگی ان نازیبا اور کریہ منظر
صورتون کو دیکھکر تنفر کریگی کبھی پسند نہ کریگی ایسے بیچے وہ تدبیر کرنی چاہیے کہ یہ اپنی
اصلی صورتون پر آجین سکندر نے فرمایا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس وقت ساحر قتل ہوتا ہے تو سحر اسکا مٹ جاتا ہے
جب مین شعبدہ سحر ساز کو ہلاک کر دونگا تو اپنی ہیئت اصلی پر آجائینگے یہی علامت میری کامیابی کی ہوگی
تم ایک ایک آئینہ انکو دیدو کہ یہ اپنی صورتون پر نظر رکھین جب ہیئت انکی مبدل ہو جائے اور از سر نو
اصلی صورت پر اپنی عود کرین تو یہ سمجھ لینا کہ شعبدہ سحر ساز قتل ہوا یہ کہکر اور عزم قتل ساحر مصمم کرکے اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ کو جب
قرینہ سے یقین ہوا کہ شاہزادہ سکندر ضرور جاکر مقابلہ کریگا تو اسنے اصرار کرنا شروع کیا کہ للہ آپ ادھر جانے کا قصد
نہ فرمایئے دیدہ ودانستہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین نہ ڈالیے مین ہرگز آپکو جانے نہ دونگی ملکہ نے

ہر چند منع کیا اور یہان تک کہا کہ میں آپ کا حکم بجا لانے کو موجود ہوں مگر آپ تنہا ایسے
بلا ہونے کا قصد نفرمایئے اور اُن لقا بداروں نے بھی کہا کہ ہمپر یہ واقعات گذر چکے
ہیں اس مقام پر جرأت و بہادری کا کام نہیں ہے وہاں سب سحر سازی و نیرنگ بازی کا
کارخانہ ہے جہان انسان کا کچھ بس ذلیل سکے دل کی ہوس دل ہی میں رہجانے
وہاں جرأت و شجاعت سے کیا ہو سکتا ہے اسنے صرف منہ سے ایک اُف کی کہ منہ سے
شعلہ نکلا اور خرمن ہستی مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا یا ایک بال سر کا توڑ کر اور
اسم سحر دم کرکے پھینکدیا اسنے ہیئت رسن کی پیدا کی اور دست و پائے مخالف میں
پیچیدہ ہو کر باندھ لیگئی اسیطرح اور بہت سے کرشمے سحر سازی اور افسون پردازی کے
ہیں وہ سے کار آتے ہیں کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے لہذا التماس ہے کہ حضور اپنے قصد سے باز آئیں
اور اسطرف جانے کا ارادہ نہ فرمائیں سب کرم کس بے اجل نخواہد مرد ؟ تو مردود ہی
اژدرہا ہم حضور کا شکریہ کہاں تک ادا کریں کہ آپ نے جاری استمالت فرمائی
تسکین و اطمینان سے ہماری تشفی خاطر کی مگر باز آئے ہم ایسی تبدیل ہیئت سے کہ
جان بوجھ کر اپنے ایک محسن کو ورطہ ہلاکت میں ڈالیں آپکے حسن اخلاق نے تو
ہمکو بندہ بیدام بنالیا ہے مگر ہم کوہ شعبدہ پر آپ کے جانے سے رضامند نہیں ہیں ہر چندان
تینوں بھائیوں نے اور ملکہ نے اصرار کیا ہاتھ باندھے منتیں کیں مگر سکندر رستم خو
نے نہ مانا اور فرمایا کہ تم لوگ گھبراؤ نہیں ہم انشاءاللہ تعالے بفتح و فیروزی وہاں
سے آئینگے اور اس کافر خاسر کو اسکے اعمال کی سزا دیکر جہنم واصل کرینگے ہم لوگ
جس کام کا تہیہ کرلیتے ہیں بغیر اسکو انجام تک پہونچائے واپس نہیں آتے ہیں اگر
اسکا فضل و کرم شامل حال ہے تو مظفر و منصور وہاں سے آؤنگا اور تم سب لو اپنی اپنی مراد
کو پہونچاؤنگا بہت مردان مرد خدا بس یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے صرف اپنے عیار سعیدہ
کالسٹو کو ساتھ لیلیا اور کوہ شعبدہ کا رخ کیا چلتے وقت سلیمان کو چک اور
سلیمان اعظم نے بھی بہت کچھ کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے تنہا ہرگز
نہ جانے دینگے کیونکہ خدانخواستہ اگر کوئی افتاد وہاں پڑی تو ہم کیا جواب دینگے تنہا
ایسے سخت مقام پر جانا کسیطرح قرین مصلحت نہیں ہے ہمارا ہمراہ ہونا ضرور ہے ہر چندان دونوں
صاحبوں نے اصرار کیا مگر سکندر نے نہ مانا دست بستہ عرض کیا کہ آپکو تکلیف فرمانے کی
کچھ ضرورت نہیں ہے آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں میں انشاءاللہ تعالے بہت جلد اس
ساحر کو قتل کرکے واپس آتا ہوں مگر محبت قلبی اور شفقت بزرگانہ اُنکی کب اسکی مقتضی
ہوسکتی تھی کہ سکندر کو تنہا جانے دیں اور خود یہیں ٹھہرے رہیں انکے دل نے نہ مانا
یہ دونوں صاحب بھی روانہ ہوئے اور زیادہ تر ان حضرات کو اس امر کا بھی خیال
پیش نظر تھا کہ مبادا کسی افتاد میں شہزادہ پھنس گیا تو ہم شہریار دین پرور کو کیا منہ
دکھائینگے الغرض یہ تینوں شخص بسمت کوہ شعبدہ روانہ ہوئے جو قسمت سے ہیں آزمودگان زمانہ

نقابداروں سمیت دور تک پہونچانے کے لیے ہمراہ آئی کسی طرح واپس
نہ جاتی تھی مگر سکندر روم نے قسمیں دیکر اُسکو واپس کیا اور صرف ایک رہبر کو جو کہ
اُس کوہ کا راستہ جاننے والا تھا ساتھ اپنے ہمراہ لے لیا جبکہ طی منازل و قطع مراحل
کرتے ہوئے قریب کوہ پہونچے اور انکے آنے کی خبر شعبدہ سحر ساز کو معلوم ہوئی اسوجہ
سے کہ اس مردود نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ صحرا کو طلسم بند کیا ہے جا بجا بیروں کی
چوکیاں بٹھا دی ہیں طائران سحر معین کیے ہیں کہ جو کوئی اس سمت کو آنے کا قصد کرتا ہے
تو وہ اس ساحر کو اطلاع دے دیتے ہیں اگر کوئی دوست اسکا ہوتا ہے تو اسکو اجازت
آنے کی دے دیتا ہے اور دشمن کو مقید کرکے تیسرے روز خواہ رہا کر دیتا ہے یا قتل کروا ڈالتا ہے چنانچہ
آج بھی حسب دستور بیروں نے اسکو اطلاع دی کہ تین نقابدار دو سرخ پوشش اور ایک
سیاہ پوش اس طرف آتے ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ خبر سنتے ہی
وہ ساحر اُٹھا اور بالائے کوہ آکر اسنے آواز دی کہ اے نقابداران اجل رسیدہ اگر خیریت
اپنی چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے آنے کا نہیں ہے ورنہ میرے ہاتھ
سے بہت پریشان ہوگے اور قتل کیے جاؤ گے یہ کلام ساحر کا سنکے سکندر
رستم خو نے گھوڑا اپنا آگے بڑھایا اور جواب دیا کہ ہم صرف اسواسطے آئے ہیں
کہ ملکہ زرین کاکل کٹ کو ہمارے سپرد کردے اور اُسکے شوہر پر سے سحر اپنا اُتار
لے تجکو تیرے آزار پہونچانے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اسکے خلاف عمل میں لائیگا
تو سزا کو معقول پاویگا اور میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اس واسطے کہ اگر تو ساحر
ہے تو میں ساحر کش ہوں میں نے ہزارہا ساحروں کو قتل کیا ہے اور انکا قلع و قمع
کرکے طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا ہے یہ صدا سنکر شعبدہ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ ملکہ
کا ملنا بہت دشوار اور ناممکن امر ہے اس جہت سے کہ میں آپ اسپر عاشق ہوں اور بہت زرین
تاج میرا رقیب ہے میں کبھی اسپرسے سحر نہ اُتاروں گا بلکہ اُسکو اسی حالت میں رہنے دونگا
مجھکو یہ امر کب گوارا ہوسکتا ہے کہ ملکہ کو رہا کرکے رقیب کے حوالہ کردوں کہ وہ مزے
اڑائے اور میں آتش فراق میں جلا کروں — با سایہ ترا نمی پسندم ؛ عشق است
و ہزار بدگمانی ؛ اور تمہارے فاتح طلسم ہونے سے مجھکو کچھ اندیشہ نہیں ہے ہاں اس بات
سے کچھ ڈرتا ہوں اگر فاتح طلسم ہوگے تو ہوا کرو میرا کیا بنا لوگے یہ میں خوب جانتا ہوں
کہ طلسم کی بنا لوح پر ہوتی ہے کسی طرح لوح تمہارے ہاتھ لگ گئی ہوگی تمنے طلسم توڑ ڈالا ہوگا
میری موت کسی چیز کے دستیاب ہونے پر موقوف نہیں ہے کہ تم اُسے حاصل کرکے
مجھے قتل کر ڈالو لہذا بہتر یہی ہے کہ پلٹ جاؤ اپنی جوانی پر رحم کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
مارے جاؤگے سکندر نے کہا اے ملعون کیا بکتا ہے ہوشیار ہو جا کہ میں آتا ہوں یہ کہکر
قریب کوہ پہونچے اور گھوڑے سے اُتر کر بالائے کوہ سامنے اسکے آنے لگے چاہتے تھے
کہ وار تیغ آبدار کا کردوں اور کام اسکا تمام کردوں کہ ایک ساحر غدار نے ایک دو ہتڑ

زمین پر مارا اور آواز دی کہ لینا اس سرکش کو یہ کہنا تھا کہ طبقۂ زمین کا شق
ہوا اور ایک دھواں سا پیدا ہوا کہ سکندر اس دھوئیں میں چھپ گئے بعد
اسکے اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دھواں پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف جاکر
غائب ہو گیا سکندر رستم خو نظر نہ آئے یہ حال دیکھکر سلیمان کوہ جگ کو
تاب نہ رہی یہ بھی بالاے کوہ آئے لیکن اسی طرح یہ بھی مبتلا ہوئے بعد ازاں
صاحبقران اعظم بھی افسوس کرتے ہوئے کہ ہاے ہمکو اسی مقام پر جان دینا تھا
یہی مقام ہمارے لیے وعدہ گاہ قضا تھا یہ کہتے ہوئے یہ بھی بالاے کوہ گئے اور بدستور
اسیر پنجۂ ابتلا ہوئے یہ حال دیکھکر وہ شخص جو رہبری کے لیے ہمراہ آیا تھا روتا پیٹتا
خاک اڑاتا ہوا لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا یہاں کا حال سنیے کہ ملکہ صنم چوگان باز
اور تینوں نقابدار منتظر بیٹھے ہوئے ہیں اور سر بزانوے تفکر رکھے ہوئے
چشم براہ ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ خداوندا اس شہریار عالی وقار کو مظفر
و منصور بامراد واپس لانا اسکا رویاں بیکا نہ ہونے پاے اسنے صرف ہم مظلوموں کی دادرسی
کے لیے یہ تکلیف اٹھائی اور پرکار کی پروا اسنے نہ کی سر من ہلاکت میں ڈالا ہے اور خاص تیری
رضامندی کے لیے اتنے بڑے سرکش و ساحر غدار سے مقابلہ کے لیے کمر ہمت کو چست
باندھا ہے بارالہا اسکو کامیاب کرنا صحیح سلامت ہم لوگوں سے ملانا اگرچہ گردش تقدیر
اور اپنی شومی طالع سے ہمکو یاس ہے اور ناامیدی اپنی شکل دکھاتی ہے مگر تیری عنایت
پر بھروسا کیے ہوئے تجھی سے استغاثہ کر رہے ہیں غرضکہ یہ سب گشتۂ یاس و حرمان
دعائیں مانگ ہی رہے تھے کہ سامنے سے وہی رہبر روتا پیٹتا خاک سر پر ڈالتا ہوا
نمایاں ہوا اور قریب آکر اسنے سب واقعہ کو جو بیرنگ کا جو گذرا تھا بیان کیا یہ حال سنکر ملکہ نے
گریبان چاک کیا اور زار و قطار اشکباری کرنے لگی اور نگار تاجدار چیخیں مارکر بے اختیار
روتا تھا اور اپنی بدبختی پر افسوس کر رہا تھا ایک شور ماتم ان لوگوں میں برپا تھا کوئی چشم
ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو مرغ نیم بسمل کی صورت بیقرار نہ ہو
نقابدار صندلی پوش جو ملکہ زلیخا کا کشتہ عاشق دل دادہ تھا وہ تو جیتے جی مر گیا
اور دیدۂ خونبار سے اشک حسرت بہا کر کہنے لگا کہ ہاے افسوس معلوم ہو گیا کہ ستارہ
ہماری قسمت کا ابھی گردش میں ہے جو ہماری چارہ سازی کرتا ہے وہ بھی اسیر پنجۂ ستم
اور مبتلاے درد و غم ہو جاتا ہے طالع کی نارسائی بخت برگشتہ کی طرح اپنی نحوست دکھا
رہی ہے جو تدبیریں کی جاتی ہیں سب برعکس ظہور میں آتی ہیں ہاے افسوس صورت شکل
امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے یہ صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے پالنا بہتر
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب حسرت مردہ کو خاک کدورت میں دفن کریں اور زندگی سے
دست بردار ہو کر اس ساحر سے چلکر لڑیں اور جان دے دیں کہ اس جینے سے مرنا
بہتر ہے لعنت ہے ایسی بیجا زندگی پر کہ اس ذلت و خواری سے بسر ہو اور جانا محسن ہو

اور جسنے خاص ہماری سلطنت پر رحم فرماکر اپنے تئین ورطۂ ہلاکت مین ڈالا ہو وہ یون
غریق بحر الم گرفتار رنج و محن ہو اور ہم یہ حال بیٹھے ہوئے دیکھا کرین تف ہے ایسی
زندگانی پر یہ حیات بدتر از ممات ہے یہ سوچکر نقابدار صندلی پوش اٹھ کھڑا ہوا اور اسنے
مصمم قصد کر لیا کہ چلکر اس ساحر غدار سے مقابلہ کرکے اپنی جان نثار کردین بس اسکے
اٹھنے کے ساتھ ہی دونون نقابدار زرد پوش یعنے اسکے دونون بھائی بھی اٹھ کھڑے
ہوئے اور مہیائے مرگ و آمادہ قضا ہوکر نقابدار صندلی پوش کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے
ملکہ نے جو اپنے بھائیون کا یہ حال دیکھا اسنے رو رو کر انکو سمجھانا شروع کیا کہ اس جہالت
سے کیا فائدہ بیکار جان دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا دیدہ و دانستہ دہان اجل مین قدم رکھنا
اور جان بوجھکر غریق بحر ہلاکت ہونا عقل کے خلاف ہے ہمت و جرأت ایسے مقام پر کیا کام
دیسکتی ہے جہان ایک جنبش لب مین انسان کا کام تمام ہو جائے سب حسرت دل کی دل
ہی مین رہجائے جب ایسا بہادر شیردل اس ستمگر کے دام بلا مین اسیر ہو جائے تو ہمارے
جان دے دینے سے کیا حاصل ہوگا ہر چند ملکہ نے اپنے تینون بھائیون کو سمجھایا مگر انہون نے
کسیطرح نہ مانا اور چلنے پر آمادہ ہوگئے ناچار ملکہ بھی انکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن
ناچار سے بھلا یہ کب گوارا ہوسکتا تھا کہ معشوق ایک امر کا ارادہ کرے اور خود خاموش
بیٹھا رہے اس سے تحمل نہو سکا یہ بھی چلنے پر طیار ہوگیا الحاصل یہ سب کے سب کمر ہمت
چست باندھکر اور مہیائے مرگ و آمادۂ قضا ہوکر جانب کو چلتے ہین انکو تو چندے مصروف
روانگی رکھئے

اور دو کلمہ داستان سیارۂ کوچک کے سماعت فرمائیے

ع ازین قصہ یکدم فراموش کن　و زجائے دگر داستان گوش کن ؏ راوی
خوش تقریر اشہب فکر کو میدان مدعا مین یون جولانگر کرتاہے کہ جب سیارۂ کوچک عیار
شہزادہ سکندر عالی وقار نے دیکھا کہ سکندر اپنی جہالت مین گرفتار بلا ہو جائیگا
فی الحال اس ساحر کے سحر سے عہدہ برائی دشوار نظر آتا ہے اگر ساتھ رہیگا تو بھی آپ
مبتلا ہو جائیگا کوئی تدبیر بھی نہو سکے گی ان سب کی خلاصی مین بہت مشکل واقع ہوگی
یہ ان امور کو سوچ کر راستہ سے علیحدہ ہوگیا اور دور سے انکی گرفتاری کے حالات معاینہ
کرتا رہا جبوقت یہ تینون بہادر اسیر بلا ہوچکے اور دیکھا اسنے کہ ساحر شعبدہ باز کے
سحر نے ان سب پر بخوبی اپنا اثر کر لیا ہے اور یہ مبتلائے بلائے سحر ہو چکے ہین تو اسنے
اپنی تدبیر کرنا شروع کی رنگ و روغن عیاری کا چہرہ پر لگا کے ہئیت ایک نازنین
مہ جبین کی بنائی اور ایسا اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا کہ اگر زاہد خشک بھی
اسکی طلعت زیبا کو دیکھ پائے تو تر دامن ہو جائے بڑی بڑی آنکھین جڑی بھوین چہرہ
حسین و نمکین اسکا جمال جہان آرا دیکھکر فرط خجالت سے مہ کامل بھی گھٹ کر ہلال

ہوجائے سراسر شعلۂ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری کنا خطا ہو ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا ہو شوخی
و کرشمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی چودھویں رات کا چاند تھی بلکہ
چاند کی روشنی بھی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ
کشور چین سے ✤ چشم تو جادوست یا آہوست یا صیاد خلق ✤ یا دو بادام سیہ یا نرگس
شہلاست این ✤ لب لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندر دندان سلک
گوہر سے ✤ ترے دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم میں ✤ گہر کو لعل کو یاقوت
گوہر کو مرجان کو ✤ زلف غالیہ بیز عنبر آگین جو چہرہ نورانی پر پڑی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ابر سیاہ میں ماہ تابان ہے یا آتش رخسار کے گرد دھواں ہے ✤ زلفت ہزار
دل بیکے تار مو بہ بست ✤ راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست ✤ تا عاشقان بہ بوے
نسیمش دہند جان ✤ بکشود نافہ و در آرزو بہ بست ✤ وہ گردن صراحی دار پتلی پتلی
رگوں کا اس سے ابھار بازو قوت بازوے ناز و ادا کلائی بلوریں جسکے دیکھنے سے عشاق
کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ہے ✤ اُسکے ہر ساعد دل
کا عالم کہ جسنے دیکھا جان دادہ بیدم ✤ بنام تیغ قضا سے بہرہ لقب ہے قاتل کی آستین کا
سینہ گنجینۂ نور شکم تختہ بلور چھاتیاں بقول دوہرا سوہن موہن من ہرن کٹھن برن سڈول
کرے کرارے چلبلے اونچے گورے گول ✤ بلکہ فروغ حسن روز افزوں نے کیا لیش ۔ یا لی
سینے میں ✤ بنگیا انگیا کے پردہ میں سنگر چھاتیاں ✤ اور ناف کا شکم میں یہ عالم ہے
سے ہر نقد کا دریا شکم صاف نہیں ہے ✤ گرداب یم حسن میں ہے ناف نہیں ہے ✤ ساق
پا کا وہ نورانی عالم کہ عاشق بیدل جسکی یاد میں سر بزانو رہیں لاکھ فکر کریں مگر اسے نپائیں
سے لے سر سے تا بہ ناف تو تمہارا حور کا بدن ✤ رانیں بنائیں گوندھ کے میدہ شہاب
میں ✤ پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو کہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے جب تیرا
بنایا کالبد ✤ پاؤں صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیاں ✤ الغرض اس حسن و جمال سے
اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا کہ سے زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ✤ کرشمہ دامن
دل مے کشد کہ جا اینجا ست ✤ لباس پرتکلف اپنے جسم زیبا پر مزین کیا اور زیور
مرصع سے محلی ہو کر ایک درخت کے نیچے جگر زار وقطار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی
اس دردناک آواز سے گریہ و زاری کر رہی تھی کہ سننے والوں کا دل بیچین ہوتا تھا اور اُسکے
بین جگر خراش سنکے دل سنگ آب ہوا جاتا تھا وہ نازنین شور فریاد بلند کرکے شکوہ
فلک بیمہر کا کر رہی تھی کہ کیوں اے چرخ کجرفتار اے گردون غدار کیا مین نے تیری
خطا کی تھی کہ جسکے پاداش میں تونے یہ روز بد دکھایا افسوس صد ہزار افسوس اسطرح
تڑپ کر اور بلبلا کر رو رہی کہ شور اسکی واویلا کا کان میں شعبدہ سحر ساز کے پہونچا جو مین
بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا جو یہ دردناک صدا اسنے سنی دل اسکا بیقرار ہو گیا فوراً سے
صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ اس جنگل میں کون مصیبت زدہ روتا ہو کہ اُسکے

نالہ ہائے حزین سے دل اندوہگین ہوا جاتا ہے بس اٹھے دیکھا کہ ایک تازہ رو فلک حسن ہے
کہ خسوف رنج و محن میں مبتلا ہے اور شدت چشم سے قطرات اشک متصل جاری ہیں لڑیاں
بندھی ہوئی ہیں عالم تنہائی میں اپنے حال پر گریاں و نالاں ہے یہ اس نازنین کو دیکھکر دلسے
اور ایک حقیقت حال ہوا اپنے چند ملازموں کو حکم دیا کہ اس عورت کو جلدی تمام بلا لاؤ
ملازم حکم سنکر چلے جب قریب اس نازنین کے پہونچے وہ نازک اندام سا عرون کو دیکھکر گرتی
پڑتی اور طرف چلی ہر چند انھوں نے منت کی خوشامد سے کہا کہ ہمارے مالک تمہیں بلاتے
ہیں مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا ملازموں نے آکر شعبدہ سحر ساز سے اسکے ساعت بیزی کی
حقیقت بیان کی یہ احسن رشک وہ خورشید پر خاوری کو دیکھ کر بیقرار ہو چکا تھا خود اٹھکر چلا
جب قریب درخت آیا جسکے نیچے بیٹھی ہوئی یہ نازنین سرشک خونبار دیدہ تر سے برسا
رہی تھی وہ گلفام بصد افتان و خیزان سیل اشک چشم خونفشان سے بہاتی ہوئی بھاگی
اسنے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور اسکے روے زیبا و سراپاے خوش ادا کو بنظر غور دیکھا شعاع
تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ہے وہ صبح جبین تھی صبح جنت * ہر چین تھی موج لطافت
جبیں کے قریب کب تھے ابرو * شہباز نے دابے تھے بازو * آنکھیں استاد سامری تھیں
نشہ میں شراب کے بھری تھیں * دنبالہ کب آنکھیں سرمہ کا تھا * بیمار کے ہاتھ
میں عصا تھا * دیکھا شعبدہ سحر ساز نے کہ ایک نازنین مہ جبین پری مرصع پوش سلک
دُر در گوش فرش خاک پر بیٹھی ہوئی بحالت زار ہچکیاں لے لیکر رو رہی ہے آنسوؤں کا
تار بندھا ہوا ہے مثل ابر نوبہار کے سیل اشک جاری ہے چشم سرمگین سے جو قطرہ اشک
کا ٹپکتا ہے الحق سیل دینار کی کیفیت دکھاتا ہے * دُر املی کسے کم دیدہ موجود * بجز اشک
تپان سرمہ آلود * یا یوں کہیے * یہ طفل اشک بھی دامن پہ آکر یوں مچلتے ہیں
کہ جیسے ابلہ پا دامن صحرا پہ چلتے ہیں * یہ حالت اس نازنین کی دیکھکر شعبدہ سحر ساز
جادو اسی مقام پر بیٹھ گیا اور حسن دلفریب کا نظارہ کرتے ہی اسکے دست و پا کی قوت
جاتی رہی جی سنسنا گیا عنقریب تھا کہ اسکو غش آجائے لیکن اپنے تئیں سنبھالا اور
کہنے لگا کہ اے غیرت مہ تابان آخر کس واسطے تمکو خداوند جمشید و سامری کا اپنے حال پر ملال
سے مجھے آگاہ کرو تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہو اور اسطرح
کیوں زار و نزار ہو کیا تجھے آزار ہے اور کس واسطے یوں بلک بلک کر روتی ہے اور تن تنہا
اس صحراے پر آشوب میں کیونکر آئی اور کیا مصیبت تجھپر پڑی ہے کہ آنکھوں سے جلدی
اشکوں کی لڑی ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کچھ جواب نہ دیا اور اسطرح پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ شعبدہ سحر ساز کا دل بھی بھر آیا اور تسکین
کرنے لگا جب اسنے بہت اصرار کیا اور خوشامد مستفسر حال ہوا تو اس نازنین مہ جبین
نے کہا کہ میں کیا اپنا حال زار بتاؤں اور کس کس رنج کا اظہار کروں * چہ گویم از سر و
سامان خود عمریست چون کاکل * سیہ بختم پریشان روزگارم تا بہ دوش از دیگر

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں
بچھڑا ہوں کاروان سے ساز بریدہ ہوں

میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں جو داغ دیدہ ہوں

اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہیں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

تھے ہم طالب دیدار ہیں آپکی صورت زیبا اب ملک عدم میں جا کر دیکھیں گے ہائے وہ ہمیں
چھوڑ گئے نہیں معلوم کدھر گئے ہم حسرت دار ان میں بیٹھے رو رہے ہیں اپنی جان کھو رہے ہیں
اے ناامی مشتاق دیدار میں گھر سے نکلے فلک نے مہر نے وہ کجروی دکھائی اور وہ تفرقہ ڈالا
کہ منزل مقصود تک پہونچنے نہ دیا اے عزیز میں رہنے والی شہر مرقع کی ہوں نام
میرا ملکہ تصویر مرقع حصاری کی بھالی میرا قلوا اور میں سیتہ تھا جب وقت مجھکو خبر اسکے
رہا ہونے کی پہونچی تو میں اپنی چند کنیزوں کو ہمراہ لیکر پوشیدہ طور پر اپنے بھائی کے شوق
دیدار میں چلی گردش تقدیر سے راہ گم کی اور اس جنگل میں آکر پہونچی رات ہو گئی تھی میں
قیام کیا دوپہر رات گئے چند قزاقوں نے آکر سب کو لوٹ لیا تمام مال و اسباب بھی
لیگئے بلکہ کنیزوں کو بھی پکڑ لے گئے میں اسی ہنگامہ میں ایک درخت کی آڑ میں چھپ گئی
تھی اس سبب سے بچ گئی ورنہ مجھکو بھی لیجا کر اسیر بلا کرتے اور نہیں معلوم کیا
انجام میرا ہوتا غرض نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے
ہوئے لٹ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے
ہوئے ہا نہ تو بھائی ملا جسکے اشتیاق دیدار میں یہ مصیبت جھیل کر آئی تھی نہ گھر
ہی جانے کے قابل رہی یہ کہکر پھر دھاڑیں مار کر رونے لگی شعبدہ سحر ساز اسکے
حسن و جمال اور اسکی مصیبت درد انگیز سے نہایت درجہ متاثر ہوا دل میں کہنے لگا کہ
بت بھی لائق پرستش ہے ضرور اسکو بھی اپنے صنم خانۂ عشق میں داخل کرنا چاہیے اور
پہلوے تنہا ملک و یقین کا کل کشا کے بٹھانا چاہیے یہ سوچکر اسنے کہا کہ اے ملکہ
تصویر مجھے آپکی پریشانی نہایت شاق گذر رہی ہے اور آپکی گریہ وزاری و بیقراری میرے دل
پر چھریاں چبھو رہی ہے اگر مناسب ہو تو میرے سیہ خانہ کو اپنے جمال جہان آرا سے
روشن و منور فرمائیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اپنے نیاز مند کی آبرو بڑھائیے
سے آرزو دارم کہ خاک آن قدم ہ توتیائے چشم سازم دمبدم ہا آئیے تشریف
لے چلیے عکس روئے تابان سے اس کلبۂ احزان کو پر تنویر کیجیے سے روان منظر
چشم من آشیانۂ تست ہ میں آپکے بھائی کو بھی قید سے چھڑا کر آپ سے ملادونگا
اور آپکے شہر میں بھی آپکو پہونچا دونگا لیکن صلہ اس حسن خدمت کا صرف یہی
چاہتا ہوں اور اسیقدر تمنا رکھتا ہوں کہ آپ کبھی اپنی شادی کرنے کا قصد نہ کیجیے گا
کیونکہ شادی کرنے سے عورت کا حسن و جمال بہت جلد معرض زوال میں آجاتا ہے ملکہ نے
جواب دیا کہ تم نے اچھا کیا جو کہا مجھکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہے شادی کے نام سے
کوسوں بھاگتی ہوں لیکن شادی کی صورت سے بجلی کی طرح ڈرتی ہوں مگر میں تمہارے
کہنے کی پابند نہیں ہو سکتی ہوں اپنے دل کی مختار ہوں قطع نظر اسکے صلہ کسی خدمت کا اور

معاوضہ کسی محنت کا بعد سرانجام کار ملتا ہے یہی دنیا کا دستور ہے اسکی پابندی ضرور
ہے جس وقت تم میرے بھائی کو مجھ سے ملا دوگے اور مطلب میرا پورا کر دوگے اسوقت اپنی
تمنا بھی بیان کرنا میں ابھی اسکا جواب نہیں دے سکتی وقت پر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا
یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی اور شعبدہ سحر ساز کے ساتھ جانب کوہ روانہ ہوئی اسکا یہ حال ہے کہ
اس نازنین کی رفتار قیامت خیز اور چال مستانہ دیکھکر لیا جاتا ہے اور اسکی متوالی
چال پہ پامال ہوا جاتا ہے کہ بمقتضائے [illegible] نقش پا آسکے قیامت نہ ہوئے وہاں
فتنہ کیا کیا زیر پا [illegible] ہوتے نظم

کسی ایسے قیامت زا چلن چلتے ہیں صاحب ۔۔۔ نرالی آن تیکھی ناز و ادا ڈھالے ہیں صاحب
خلاف وضع کو پامال چلاتے ہیں صاحب ۔۔۔ قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب

ستم رفتار میں کرلی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غرضکہ شعبدہ سحر ساز جادو اس نازنین کو ہمراہ لیے ہوئے بالائے کوہ آیا اور اس حجرہ میں
لایا جہاں کہ ملکہ زلیخن کاکل گرہ گیر لیے پریشان کیے ہوئے بیٹھی تھی اور یاد میں اپنے
والدین و شوہر کی اشک حسرت چشم [illegible] سے بہا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ افسوس اے چرخ ستمگار
تو نے وہ سنگ تفرقہ ڈالا کہ انکو [illegible] جدا کر دیا اور مجھکو اس ظالم کے پھندے میں پھنسا دیا
ہم انھیں اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ نظروں سے نہاں ہوگئے یقین ہے کہ اب
زندگی میں انکی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوگی اسی قید میں گھٹ گھٹ کے مرجائینگے
اور حسرت دیدار اپنے ساتھ لیجائینگے کیا عجب ہے کہ بس مرے ہماری قبر پر نرگس اگے
اور پیشہ انتظار کا ہے نظم

پڑھوں وہ نظم جنون خیز جسکے سننے سے ۔۔۔ رہے نہ ایک گریبان میں کسی کے تار
ہماری قبر پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار ۔۔۔ اٹھو اٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار
پڑھوں میں قصہ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند ۔۔۔ عدم کے خواب سے مجنون کہیں نہ ہو بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سنئے اک نقل ۔۔۔ ہوا جو شہر خموشاں کی سمت میرا گذار
مشہور شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر ۔۔۔ جو دیکھتا ہوں تو اک سمت کو ہے نرگس زار
سوال اس سے کیا میں نے اے گل نرگس ۔۔۔ تو سرنگوں ہے بھلا کسلیے بخاک مزار
تب اسنے بہ تبسم جواب مجھکو دیا ۔۔۔ عزیز مجھکو تو نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا گلستان میں ۔۔۔ سوا اسکا گور غریباں میں کسلیے ہو گذار
میں اسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ مرقد ہے ۔۔۔ کہ زیر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

یہ خیالات کر رہی ہے اور قطرہ ہائے اشک چشم نمناک سے ٹپ ٹپ گر رہے ہیں کہ اتنے
میں شعبدہ سحر ساز نازنین کو ساتھ لیے ہوئے در حجرہ پر پہونچا نظر ملکہ زلیخن کی جو اس
نازنین پر پڑی اپنا رونا بھول گئی اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر بولی کہ او ظالم جفا شعار
مجھ پر ظلم کرتے کرتے تو نے پیشہ جفاکاری اختیار کر لیا آج اس گل نازک عشاق کو کہ سے

یہ خار الم دیا کہ میری طرح مبتلائے بلا کیا نہیں معلوم یہ پھول کس چمن آرزو کی ہے اور گوہر کس صدف
تمنا کی ہے افسوس کہ زندگی اسکی بھی مثل ہمارے خراب ہوئی اور یہ گل باغ جوانی اسیر پنجۂ
عذاب ہوئی شعبدہ و سحر ساز نے کہا کہ تم اکیلی گھبرایا کرتی تھیں اب تمہارا بھی دل بہلے گا
اور انکا بھی غم غلط ہوگا دونوں ایک خیال کے ہم جنس یکجا ہونگے تو ایک دوسرے کا مونس
تنہائی ہوگا کیا خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو ؂ اور اے ملکہ یہ چند
باتیں تمہارے زخم دل پر نمکپاشی کرتی ہیں اور تا من جفا سے سینہ خراشی ذرا انصاف تو کرو
اپنے ہی دل سے کہ عاشق جفاکار ہوتے ہیں یا معشوق ستم شعار کہلاتے ہیں ہمتو تم پر مرتے
ہیں اور تم ہمیں کو جفاکار کہتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ تم بھی کتنی سوئی سمجھ کے آدمی ہو ارے
ستم بخت کہیں معشوقوں کا شیوہ آزار رسانی بھی ہوتا ہے اگر تو عاشق صادق ہوتا تو قید فرقت
گوارا کرتا مگر مجکو اسیر بلا رکھتا ارے عاشقی کا دم بھرتا ہے اور معشوق پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے
سچ ہے ؎ کبھی یوں بھی ہو گردش روزگار ؂ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ؂ یہ وہی بعد یہ
مثل ہے کہ اب تو تیرے بس میں ہیں چاہے کود وں ڈالے۔ معلوم ہوا کہ تو اپنے مطلب کا
دوست ہے یہ سب تیری خوشامدانہ باتیں مطلب سے خالی نہیں ہیں ؎ اول تو مرا عشق راہی
کردی ؂ لطف و کرم و بندہ نوازی کردی ؂ چون وقت رسید آہ معلوم شد ؂ اے دوست
بہانہ سازی کردی ؂ یہ سب چاپلوسی اور دنیا سازی مطلب کی ہے ؎ کیا امتحان
ہیں اکثر سرور ؂ ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور ؂ افسوس ؎ امتحان ہیں کہ سب کا
جسکو دیکھا سوا اپنے مطلب کا ؂ یہ کہکے ملکہ زلفین کاکل کشا اس نازنین کی طرف
متوجہ ہوئی اور کہا کہ آؤ بہن بیٹھ جاؤ نازنین سر جھکا کر بیٹھ گئی اور شعبدہ و سحر ساز وہاں
سے اٹھکر چلدیا بعد کچھ دیر کے سکندر رستم خو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا اور ان
دونوں نازنینوں کو دکھلا کر کہا کہ اے طفل مجھے تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے بعد میں
یہ نہیں چاہتا کہ جو تصویریں خداوند سامری و جمشید نے لائق پرستش پیدا کی ہیں انکو صفحۂ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹادوں لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ تو سکونت اس کوہ کی
اختیار کر اور اپنے جلوۂ جمال بیمثال سے میری آنکھوں کو روشن کیا کر تو میں تیرے ساتھ
لطف و مدارا پیش آؤنگا اور تیری سرکشی کی سزا بھی تجھے نہ دونگا ورنہ یاد رکھنا
کہ مثل بت زرین تاج کے تیری ہیئت بھی بنا دونگا ؎ آج یہ شکل ہے کل اور ہی
صورت ہوگی ؂ میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤنگا ؂ یہ کلام سنکر سکندر رستم خو
نے جواب دیا کہ او ملعون کیا کفر بکتا ہے میں معاذ اللہ خدا نہیں ہوں جو تجھسے اپنی پرستش
کراؤں بس بہتر و لائق و لازم یہ ہے کہ یا تو تو مجھے قتل کر کہ یہ جھگڑا مٹ جائے یا ملکہ زلفین
کاکل کشا کو میرے ساتھ کر اور آگے شوہر کی صورت کو ہیئت اصلی پہ عود دے ورنہ
میرے ہاتھ سے سزائے معقول پائیگا شعبدہ و سحر ساز سکندر کی اس تقریر کو سنکے
بہت ہنسا اور چلا کر کہا خوب اس حال کو پہونچ گئے مگر ابھی تک وہی خیال باقی ہے

اگرچہ وہ اب تک نہین جاتی رہی جل گئی مگر بل اسکا ابھی نہین گیا اُسنے غصہ مین آکر چاہا
تھا کہ اس سرکشی کی سزا دون انکی بھی صورت کو بگاڑ کر چھوڑ دون مگر چونکہ حسن پرست
ہون حسین کو بہت عزیز رکھتا ہون اسکے دل نے گوارا نہ کیا کہ ایسے حسین کی صورت کو بگاڑے
ہر چند کہ شمشت زرین تاج اور اسکے بھائیون کے چہرون کو بگاڑا وہ بھی مرد حسین
تھے مگر چونکہ چاہیے کہ آئین ایک پیچ رقابت کی بھی لگی ہوئی تھی اور انکا حسن
جمال شاہزادہ کے جمال جہان آرا کے سامنے کیا تاب رکھتا تھا اسوجہ
سے اُنکے حسن پر اسنے چندان خیال نہین کیا اور انکا پرتو حسن جو اُسکے
قلب حسن پرست پر پڑا تو بیچین ہوگیا اور اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اپنی
خباثت خلق کو کام مین لا اسکا فہمایش کے طور پر اسنے اپنی تعزیہ کا اثر ڈالنا اور
اپنا زور دکھانا چاہا مگر شاہزادہ کے رعب و جلال کے سامنے اس روبہ خصال
کی چاپلوسی کیا کام دیسکتی ہے آخر کار مجبور و ناچار ہوکر دوسرے ڈھنگ پر چلا کہنے لگا
کہ یہ دونون شاہزادیان جنکو اپنی دونون آنکھون کا نور سمجھتا ہون اور جنکے دیکھنے سے
میرے قلب کو راحت ملتی ہے انہین سے ایک جو تمھارے پسند آئے مین تمھین
دیسکتا ہون ہر چند کہ یہ امر بھی مجکو بہت شاق گذرے گا مگر تمھاری خاطر مجھے ہر
طرح منظور ہے ہر چند کہ اس وصل و اتصال سے زوال حسن جلد ہوگا لیکن جتنے
عرصہ مین تمھارا حسن زوال پذیر ہوگا توالد و تناسل سے اور چند تصویرین قابل پرستش
ہاتھ آجاوینگی پھر یہ سلسلہ تماشاہی یونہی ابدالآباد برابر جاری رہیگا سکندر رستم خو
دل مین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ عجب طرح کا یہ ملعون بھیا ہے اور عجب اسکے افعال و
حرکات و سکنات ہین کہ حسن پرستی کرتے کرتے دیوثی کرنے پر بھی آمادہ ہوگیا ع قحبہ
چون پیر شود پیشہ کند دلالی ۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ ان دونون مین سے معشوقہ بت
زرین تاج کون سی ہے شعبدہ سحر ساز نے ولیعین کاکل کشا کی طرف اشارہ کیا سکندر
نے کہا کہ یہ تو مجکو بمنزلہ ہمشیرہ و دختر کے ہے لیکن ہان یہ دوسری شاہزادی کہ نہایت
طرار و طرحدار معلوم ہوتی ہے اسکو اپنی معشوقہ بناؤنگا مگر جسوقت تجھے قتل کرلونگا یہ کلام
سنکر شعبدہ سحر ساز بہت درہم و برہم ہوا پیچ و تاب کھا کر دل مین کہنے لگا کہ دیکھا جائیگا
بس یہ کہکر وہان سے چلا گیا چونکہ اُسکے اطمینان تھا کہ یہ لوگ حصار سحر کے اندر ہین باہر جا
نہین سکتے اور اسیر تازہ ہین لہذا انکا رفتہ رفتہ رام کرنا مناسب ہے زیادہ حجت و تکرار سے کوئی
فائدہ نہین ہے یہ خیال کرکے اپنے حرم خانہ کی جانب روانہ ہوا اور بت پرستی مین جاکر
مصروف ہوا یہان سکندر رستم خو نے پہلے تو ملکہ زلیعین کاکل کشا کو بہت کچھ سمجھایا
تسکین و دلاسا دیا کہ گھبرانا نہین میرے دم مین جب تک دم ہے مین تمھارے والدین و شوہر
سے تمکو ملا دونگا یا ہاتھ سے اس لسا حر ملعون کے مارا جاؤنگا ملکہ نے سب انکی گرفتاری
کا اور یہان تک آنے کا پوچھا سکندر نے سب قصہ اول سے آخر تک لگا رتا چھوڑنے کا

عشق مین صنم چوگان باز کے گرفتار ہو جانا اُسکے برادرون کا روکنے جیتے ہوے
بطور استغاثہ اُسکے پاس آنا اپنا براے رہائی نگار تاجدار صنم چوگان باز کے پاس پہونچنا اور
فن چوگان بازی مین وہ اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اُسکو زیر کرنا اور نگار شاہ کے ساتھ
عقد ہونے پر رضامند کرنا ملکہ صنم چوگان باز کا اپنے بھائیون کا حال بیان کرنا اور بت زرین
تاج کا زلفین کاکل کشا پر عاشق ہونا اور اسکے والدین کے پاس پیام خواستگاری بھیجنا
اُسکا منظور کرنا آخر بارات لیجانا برادران صنم چوگان باز کا اور عین گرمی ہنگامہ شادی مین اُٹھا
لیجانا زلفین کاکل کشا کو شعبدہ سحر ساز جادوگر کا پھر براے مقابلہ آنا برادران صنم چوگان باز
کا اور شعبدہ سحر ساز سے مقابلہ مین مغلوب ہونا اور بزور سحر انکی صورتون کو تبدیل کرکے چھوڑ دینا
اُنکا بسبب شرمندگی کے چہرہ پر نقاب ڈالنا اپنا آپکی امداد کے لیے براے مقابلہ شعبدہ
سحر ساز آنا سلیمان کو چک اور صاحبقران اعظم کا بھی ہمراہ اپنے آنا اور سبکا اس ملعون
ساحر کے سحر سے اسیر پنجہ بلا ہونا شہزادی زلفین کاکل کشا نے موبمو بیان کیا سر مو مین
فرق نہ رکھا اور تسکین خاطر ملکہ کی فرماکر ارشاد کیا انشاءاللہ تعالیٰ سے جہان تک میرا
دسترس چلیگا اس ملعون کو ہلاک کر دونگا اور تمہاری رہائی کرا دونگا تمکو تمہارے والدین و
شوہر سے ملا دونگا بعد ازان صنم چوگان باز نگار تاجدار کو اپنی مراد پر کامیاب کر دونگا ورنہ ہاتھ
سے اس ساحر غدار کے مارا جاؤنگا خالی پھر کر نہ جاؤنگا ٭ یا ساتھ تیرے سوئینگے تہ گور
مین جاکر ٭ مدفن تو ملے گا جو ترا گھر نہ ملے گا ٭ ملکہ یہ تقریر شہزادہ عالیمقدار کی سنکے پہلے تو اپنے
دل مین ڈری اور خیال کرنے لگی یہ وہان تک تو غنیمت تھا کہ شعبدہ سحر ساز فقط صورت دیکھنے کا
طالب تھا عصمت مین فرق نہ آیا تھا شیشۂ ننگ و ناموس سنگ ستم سے چکنا چور
نہ ہوا تھا دیکھیے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر آبرو بچتی ہے لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ میری
رہائی کے لیے لشکر لیے آئے ہین اور دوست ہین میرے شوہر کے اِدھر مجھے بچانے آئے ہین گویا
خضر کے بھیجے ہین تو نہایت خوش ہوئی دعائین دینے لگی کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے
اور اس ملعون ساحر کے شر سے بچا کے آپکو مظفر و منصور فرمائے کہ مجھ مصیبت زدہ پر اپنے
رحم فرمایا اپنے اوپر تکلیف گوارا کی خدا آپکو کامیاب کرے آپکے قدمون کی برکت
سے میری رہائی کی صورت نظر آئیگی اس ظالم شوم کی صحبت سے جان بچ جائیگی مصرع
با صحبت ناجنس عذابیست الیم ٭ عیار نازنین بنا ہوا اسکا بیان دونون کی
باتین سنا کیا اور ایک آہ سرد بھر کر بولا کہ سچ ہے عورت کی عقل بھی ناقص
ہوتی ہے اور ان مردون کی ذات سراسر مکر و فریب سے بھری ہوئی ہے خود مطلب آشنا
ہی جب جہان دیکھا کہ عورت نیکبخت ہے اور مزاج نہین ہے اسکو ایسا سبز باغ دکھایا
ایسے پیچ دستار بنے کہ اطمینان دلا دیا وہ غریب یہ سمجھی کہ ان سے بڑھکر
شفیق نہین ہے اور ایسا مہیب مین پھنسے اور وہ باتین بنائین کہ اسکا دل بھی پسیجنے لگا پھر
کیا تھا رفتہ رفتہ راہ پر لگا لائے اور دو بہکا بہکا کر ایمان کا دم بھرنے لگی اپنا مطلب

نکال کے دھتا تبالی چلتے پھرتے نظر آنے جیسے ان ملعون مین تیل ہی ہین رنگ
آشنا دو چار دن ناآشنا دو چار دن انکی کسی بات مین بجز رنگ نہین بھلا بست زرین
تاج گمان اور حضرت گمان اول تو یہ کہ وہ بت پرست و خدا پرست انکی آشنائی
دوستی کیونکر ہو سکتی گا نور اسلام کجا تاریکی کفر و اصنام گنگا مدار کا ساتھ کہین
ہو سکتا ہے اسپر یقین کرنا سراسر خطا ہے دوسرے یہ انکی بدعہدی کیونکر قبول کرنے
لگے انکو ایسی کیا پڑی تھی کہ پرائے واسطے جان بوجھکر اپنے آپکو ورطۂ ہلاکت مین
ڈالین اور اسیر پنجۂ بلا ہون برے وقت مین باپ اپنے بیٹے کا تو شریک نہین ہوتا
بھائی کنارہ کشی کرتا ہے کجا غیر آدمی اور وہ بھی غیر کہ جسکو اپنا ہم مشرب و ہم مذہب بھی نہین
ہے کیا غرض تھی کہ ساحر سے مقابلہ کو جاتا اور اسمین سلسلۂ بلا ہوتا دیکھو بہن
انکی چکنی چپڑی باتون پر نہ جانا نہین تو بہت خراب ہوگی آخیر کو سر پہ ہاتھ رکھکر روؤگی
تم بہت بھولی نادان معلوم ہوتی ہو اپنا پن تمھاری باتون سے ظاہر ہے جنہین سمجھا رہا
آئندہ اختیار ہے نہین معلوم انکو نکر یہ ادھر آنکلے اور گرفتار بلا ہو گئے یہان تمکو دیکھا
فریفتہ ہو گئے یہ جال پھیلایا ہے کہ تمھارے شوہر کو اپنا دوست بنایا ہے مین نے ایسی
ایسی بہت نقلین سنی ہین خوب پاپڑ بیل چکی ہون سب مصیبتین جھیل چکی ہون
ملازمہ نے جو یہ کلام سنے اسکو واہمہ نے گھیرا اور سکتہ زدہ ہو گئے۔ تبھی شاہ ملکشہ
ہوئے پلٹ کر اس نازنین کی طرف دیکھا اور جواب دیا کہ فریب دینا ہمارا شیوہ
نہین ہے اور تو مجھکو بڑی بد باطن معلوم ہوتی ہے جو ہر شخص کو مکار و ملعون جانتی
ہے کیا تو نے نہین سنا ہے ٭ ہر زن نازن است و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان
نکرد ٭ ہم لوگ اپنی زبان کی پابندی کرتے ہین جو قول کیا وہ کیا اور بات کے دھنی
ایسے ہین کہ بات کے واسطے سر دیدیتے ہین اور جو زبان سے کہتے ہین کیا مجال
ہے جو اسمین سر مو فرق پڑ جائے قول مردان جان دارد وہ انسان کیا جسکو اپنی
بات کا خیال نہو اس نازنین کو تو مین مثل دختر ہمشیرہ کے سمجھتا ہون لیکن تو سن رکھ
اور خوب اپنے دل مین خیال کر لے کہ اگر خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے
وہ وقت دکھایا کہ یہ ساحر ملعون میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا تو تجھے اپنی دوستی
بتاؤنگا اور تیرے ساتھ عقد کرکے داد عیش دیکر مرادین دونگا بس یہ سننا تھا
کہ نازنین معشوق کی نے چہرہ سرخ کر لیا اور تیوریان چڑھا کے ابرو پر بل ڈال
کے بشدت غصہ سے بولی توبہ دور پار مین تو تمکو بھائی کی جگہ سمجھتی ہون جسطرح
تم اس نازنین کی طرف توجہ نہین کرتے اسیطرح مین تمکو پسند نہین کرتی ہون
تم سلامت رہو بندی کے خریدار بہت ٭ ایسے کلمات فضول و لاطائل کے سننے
کی بھلا سکندر کو تاب کہان فوراً مزاج برہم ہوگیا اگر یہ عورت نہ سمجھتا تو وہ ہاتھ مارتا
کہ دور جا گرتی دو ٹکڑے ہو جاتے لیکن غصہ مین آکے ایک تھپڑ مارا کہ پیشانی پر چاک

ہوشیار نہ ہوتا اور جھک کر خالی نہ دیتا تو یقین کامل تھا کہ کام اسکا تمام ہو جاتا اور مثل لوٹن
کبوتر کے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے تو طمانچہ خالی دیکر ابھی تجھسے سمجھا لگا اور نازنین سکندر کا یہ
حال دیکھکر مارے خوف کے تھر تھر کا پنے لگی سیارہ نے کچھ دور سے آواز دی کہ
سبحان اللہ کیا اچھا انکا عشق ہے اور کیا سچی محبت ہے واہ واہ واہ کیا کہنا آپکی الفت اور
محبت کا بس دیکھ لیا لوگ تو معشوقوں کی سو طرح سے ناز برداری کرتے ہیں جا و بیجا
سب باتیں اٹھاتے ہیں مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ آپ الٹے جفا کاری پر آمادہ ہیں واہ
صاحب واہ عاشق مزاجوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے ہم تو سمجھے تھے کہ عاشق ہے ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا ۔ سکندر نے جھلا کر کہا کہ ہم ناز بیجا اٹھانے والوں
میں نہیں ہیں غمزہ بیجا کی برداشت نہیں کر سکتے تو نے وہ حرکت بیجا کی تھی کہ اگر تیری
جگہ کوئی مرد ہوتا تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لیتا آسیہ نے کہا کہ پھر آپ کا کیا ارادہ ہے سکندر
نے کہا جو زبان سے کہہ چکا ہوں وہی ہرگز نہ ٹلیگا تجھے لے عقد میں ضرور لاؤنگا مگر خوب
کان کھول کے سن رکھ اب اگر کوئی کلمہ لاطائل زبان سے نکالا تو ہرگز میں
رعایت نکرونگا اور منہ بگاڑ دونگا بیجا حرکات اٹھانے کی تاب نہیں لا سکتا
قول کی پابندی ضرور کرونگا یہ سنکر نازنین نے کہا کہ زبان سے کہنا آسان ہے
اور کر کے دکھانا مشکل ہے کھانے کے دانت اور ہیں دکھانے کے اور جو گرجتے ہیں
وہ برستے نہیں گے کیا بس سب چونچلا دیکھ لیا ظاہر کی سب جھانسے بازیاں ہیں
باطن کا اللہ ہی بلی ہے شہزادہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے نازنین نے کہا
ہرگز نہیں مجھے کسی مرد کی بات کا اعتبار نہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں
جب کام نکل گیا تو ان تلوں میں تیل ہی نہیں طوطا چشم خود غرض سے قرآن کا
جامہ بھی پہنکر اگر آئیں ۔ درگاہ میں یا جاکے بڑی ردی اٹھائیں ۔ چاہیں ہزار
بہ ظاہر کی اگر لاکھ جتائیں ۔ مانونگی نہ ہرگز وہ اگر قسمیں بھی کھائیں ۔ مطلب کی یہ سب
باتیں ہیں میں جان گئی ہوں ۔ ان مردودوں کو خوب ہی پہچان گئی ہوں ۔ شہزادے
نے کہا دیکھ لینا ماشاء اللہ کنگن کو آرسی کیا ہے جو کچھ ہوگا ظہور میں آئیگا نازنین نے
کہا مجھے آپکی زبان کا اعتبار نہیں اب ایک نوشتہ مجھے لکھ دیجئے
سکندر نے کہا کہ ابھی میں لکھ دونگا لیکن قلم دوات کاغذ یہاں کہاں ہے نازنین
نے کہا کہ جی لیجیے کلک قلم دوات و کاغذ وغیرہ نکال کر پیش کیا سکندر نے لکھ
دیا کہ بعد قتل شعبدہ سحر ساز میں تیرے ساتھ عقد کرونگا اسنے کہا کہ اگر
آپ تمہی سے عقد نہ کر سکے یا آپ نے عقد نہ کیا تو پھر کیا ہوگا فرمایا جو کہیے
اسنے کہا آپ پر لاکھ روپیہ جرمانہ یا عہد شکنی کا کفارہ جو کچھ آپ تصور کیجئے ہے
لکھو دیا جائیگا سکندر نے منظور کیا اور یہ مضمون بھی اس نوشتہ میں درج کر کے
اپنے دستخط کر دیے نازنین نے وہ کاغذ اپنے قبضہ میں کیا اور کہا کہ بس اب

آپ باطمینان تمام چین سے یہان بیٹھے ہین تدبیر قتل ساحر اسکو بتائے دیتی ہون ہمارا آپکا
جھگڑا تو بعد کو ہی پہلے اس بلا سے نجات پانے کی فکر کرنا چاہیے جسمین ہم آپ سب مبتلا ہین
زندگی تلخ ہو رہی ہے سکندر یہ سنکر بولا کہ بھلا تو کیا تدبیر بتا سکے گی نازنین نے کہا آپ دیکھین تو سہی
مین کیا تدبیر کرتی ہون آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھین کہ تھوڑی دیر مین ہوتا کیا ہے سکندر دل
مین خیال کرتے ہین کہ بلا کی یہ عورت چالاک و بیباک ہے اور ایسی دیدہ دلیری کہ کیسی کی پہ نہین حقیقت
دیکھین کیا تدبیر کرتی ہے غرضکہ یہ تینون شخص ملکر ایک مقام پر بیٹھے ایک لمحہ کے بعد نازنین اٹھی اور
اسنے سامان مے نوشی فراہم کیا چونکہ یہ سب سامان ان لوگون کی راحت و آسائش کے لیے
شعبدہ سحر ساز کی جانب سے یہان موجود رہتا ہے نازنین نے اوسی سامان کو قرینہ سے یکجا کیا
اور سلیقہ شعاری سے آبگینون مین لگا کر رکھا بزم عیش آراستہ کی بیچ مین کشتی مے گلفام
رکھی ہوئی تھی شیشہ و ساغر قاعدہ سے چنے ہوئے تھے گرد کشتی کے گلہائے خوشبو چارون
طرف بکھرے ہوئے بھینی بھینی خوشبو اُن سے آ رہی تھی اور ایک ایک پھول سونگھنے
کے لیے سب کے ہاتھ مین تھا جسکو یہ سونگھ رہے تھے اور دماغ جان معطر ہو رہا تھا اس
بہشت کدہ ای سے سب کے سب بیٹھے ہوئے انتظار آمد شعبدہ سحر ساز کر رہے تھے جب
اسکے آنے کا وقت ہوا شعبدہ سحر ساز آیا یہان یہ رنگ دیکھا کہ یہ تینون امیر نہایت خوش و
مسرور بیٹھے ہوئے ہین بزم رندان آراستہ ہے لیکن ابھی تک دور جام مے گلفام آغاز
نہین ہوا ہے جیسے کسیکے انتظار مین سب چشم براہ ہین اور ہر شخص کے آنے کی آرزو مین ساغر
مے گشبو لیے بیٹھے ہین یہ کیفیت دیکھکر شعبدہ سحر ساز دل مین بہت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا ان تینون نے مجھے یہ زندہ تحفہ عنایت کیا ہے
بہت جلد یہ لوگ آپس مین مل جل گئے جو اسطرح خوش و بشاش بیٹھے ہوئے ہین میرا
خیال صحیح تھا کہ چند سے کال کرتا اور طرح دینا مناسب ہے کہ یہ ہم جنس سب اتفاق باہمی سے
میل جول کر لین دل انکے مل جائین اور لطف کے ساتھ سب خوش و خرم رہین تو یہ صحبت
عمدگی سے آراستہ ہوگی اور حظ نفس بخوبی ہوگا۔ بڑا لطف آیا تو یہ ہنسی ہے مثل گل ان لوگون کو شگفتہ
دیکھکر پھول گیا اور اپنے خیال کی تصدیق مین غنچہ دل اسکا خندان ہوا ادھر ان لوگون کی
نظر جو شعبدہ سحر ساز پر پڑی تینون یک زبان ہو کر پکارے کہ آئیے تشریف لائیے بس
آپ ہی کی دیر تھی کرم فرمائیے اور دیر انتظار طلب کو اپنی روئے انور سے منور کیجیے یہ کلمات
سنکے شعبدہ سحر ساز بالکل ریشہ خطمی ہو گیا ہاتھون کلیجہ اسکا بڑھ گیا اور نہایت مسرور ہو کر شریک
صحبت مے نوشی ہوا کرانے مین تصویر مرقع عماری سے کہنا چاہیے خاندان کا دستور یہ
تھا کہ جب تک لڑکی یا لڑکے کی شادی نہ ہو لیتی تھی اسوقت تک وہ صحبت مے خواری مین شریک ہونے
سے باز رکھا جاتا تھا جب عقد ہو لیتا تھا تب اجازت ملتی تھی اور طریقہ اسکا یہ ہوتا تھا کہ کوئی بزرگ
خاندان ایک جام شراب ملو کر کے پہلے خود پیتا تھا دوسرا جام شراب بھر کے نصف عورت
کو پلا کر باقیماندہ مرد کو پلاتا تھا اب یہان سوائے آپکے کسکو بزرگ سمجھین خود ہی کرآ

عزیز رکھتے ہیں تو آپ ہیں مالک ہیں تو آپ ہیں نوکر ہیں تو آپ ہیں بہتر ہے کہ اس رسم
کو آپ ہی ادا کیجیے مجھے شہزادہ نے قبول کیا ہے میں نے بھی اکثر یہ منظور کیا آئندہ
جو خوشی آپکی ہو یہ سنکے شبدہ سحر ساز بہت خوش ہوا اور کہا میں بھی یہی چاہتا تھا
کہ تم لوگ آپس میں مل جل کے رہو اور میری پرستش گاہ کو آباد کرو چشم ما روشن دل ما
شاد لیں نہایت خوشی کے ساتھ اس رسم کو ادا کرونگا اور ضرور کی علت کو سامان کرو
یہ کہکر اسنے کشتی پوستین بنایا اور جام بنا کر ہاتھ میں لیکر بوتل کا کاگ دور کیا بعد ازان
سے مبادا وہ شراب تو ڈھلکا ، کاگ اڑتا ہوا جیسے بوتل کا ، بس کاگ اڑنے
کی جگہ شراب تھی دھوان نکلکر شیشے سے نکلی اور تمام دھوان نفس کے ساتھ دماغ
میں شبدہ سحر ساز کے پہونچا اور اسی جلد سرایت کرکے اسنے اپنا اثر دکھایا فوراً
اسنے چھینک ماری چاہتا تھا کہ منہ اپنا بنائے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا قلابازی کھاکر
دھم سے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا سر نیچے ٹانگین اوپر گولا ساکت ہوکر رہگیا سامنے
مازمین سے نعرہ کیا کہ باش او قرساق خبردار و ہوشیار باش کہ منم سیارہ کوچک
کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکے اسنے جیب سے خنجر
مارا کہ سر اسکا تن سے جدا ہوگیا ایک قیامت صغری برپا ہوئی تمام کوہ و صحرا تیرہ
و تار ہوگیا آوازیں فریاد و فغان کی بلند ہوئیں آتشبارہ کی بر فباری ہونے لگی بیرون
نے غل و شور مچانا شروع کیا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شبدہ سحر ساز جادو بود
افسوس کہ مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم سے حیف در چشم زدن صحبت یار
آخر شد ، روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ، جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
لاش اس سیاہ فاسر کی پھینک کر سرد ہوئی تاریکی دفع ہوکر روشنی ہوئی ایک نے دوسرے
کی صورت دیکھی اور پہچانا سکندر نے سیارہ کوچک کی تعریف کی اور فرمایا کہ کارے
کردی ای سیارہ کیا کہنا ہے اور کیسا ہوتا ہے اگر تجھے دعوی حبابلتی عمرو ہو
تو زیبا ہے کیا غضب کی عیاری کی ہے کہ کسی نے مطلق نہ پہچانا اور کس صفائی و تیزی سے
کام حریف کا تمام کیا ہے کہ یاد رہے شاید سیارہ کوچک نے جھک کے سلام کیا اور کہا کہ یہ
سب حضور کی قدرشناسی اور عزت افزائی ہے اور یہ کہکے جیب سے وہی کاغذ جیب
سے نکالکر پیش کیا اور عرض کیا کہ لیجئے وعدہ وفا کیجئے آپ تو بات کے پکے
وعدہ ہیں اب اپنے قول کو پورا کیجئے سکندر کاغذ کو دیکھکر نہایت پشیمان ہوئے
دل میں خیال کرنے لگے کہ برا دھوکا کھایا خوب فریب دیا فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی
سیارہ نے کہا کہ اب مجھے کوئی عذر و انکار نہیں آپ شوق سے میرے ساتھ عقد کیجئے سکندر
نے کہا کیا واہیات بکتا ہے سیارہ نے کہا بجا ہے آپ تو فرماتے تھے کہ میں بات کا پکا ہوں
جو کہتا ہوں وہ کرتا ہوں اور نوشتہ بھی آپ نے لکھدیا پھر اب پابند وعدہ کیوں نہیں کرتے
یا دو کہہ یا کہ مجھے یقین یادوہ شور اشوری پایا ہے بے تکی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سکندر سے کہا مسخرے کہیں مرد کا عقد بھی مرد کے ساتھ ہوتا ہے اسنے جواب دیا
کہ پھر آپ نے پہلے کیوں نہ سمجھ لیا فرمایا مین کیا جانتا تھا کہ تو بہروپیا مجھ سے مکر و فریب
کر رہا ہے زلفین کاکل کش عالم حیرت مین خاموش بیٹھی ہوئی دل مین کہ رہی ہے کہ یہ کیا سحر ہو گئی
تو یہ خود رضامند تھے اور یہ مگر مین انکار کرتی تھی اب وہ خواستگار رہے اور یہ انکار کرتے ہیں یہ مقدمہ
کچھ سمجھ مین نہین آتا سیارہ نے ملکہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ای ملکہ اب یہ انصاف آپ ہی
کے ہاتھ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی اسوقت دیتے تھے ہم دل تمکو تمنے نہ لیا تم دم تغافل سے داد آپ
مانگے سے کب ملتا ہے جو تم سمجھے کچھ ہم نہ سمجھے آخر کار مجبور ہوکر سکندر نے ایک لاکھ روپیہ
جرمانہ دینا منظور کیا اور فرمایا کہ مین تنگ ہون چل تجھے روپیہ دون گا ارے کمبخت کہا تو یون
مانگتا تو مین نہ دیتا جو تو نے یہ مکاری کی اور جال پھیلا کر مجکو دھوکا دیا اسنے کہا جی ہان مین
مفت کا نہین مانگتا اپنی گاڑھی مشقت کا معاوضہ چاہتا ہون یہان تو سیارہ شہزادہ سے
اور سیارہ سے یہ مذاق ہو رہا ہے کہ وہان صاحبقران اعظم و سلیمان کو یک بیک ہی جو ایک
حجرہ سحر مین مقید تھے کے مرنے سے شعبدہ سحر ساحر کے دفعتہ وہ حجرہ نیست و نابود ہوگیا اور
خود بخود ہتھکڑیان قید سحر کی ہاتھون پیرون سے نکل پڑین صاحبقران اعظم نے سلیمان کو چکے
سے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کسیکے ہاتھ سے مارا گیا جو یہ علامات برطرف ہوگئے اور
عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا میرے ہاتھ پاؤن مین قوت و توانائی محسوس ہوتی ہے وہ سستی
و کاہلی برطرف ہو گئی ہے اب دونون ماموں بھانجے یہ خیالات کرتے ہوئے باہم صلاح
کرکے چلے کہ اب سکندر کو بھی ڈھونڈنا چاہیے کہ اسپر کیا گذری اب کس حالت مین
ہے آپسمین یہ دونون باتین کرتے ہوئے اسوقت پہونچے کہ سیارہ سکندر کو پریشان
کر رہا تھا انکے ادب و لحاظ سے خاموش ہو رہا سکندر نے سلام کیا دونون نے سکندر کو
گلے سے لگایا اور دعا دی سکندر نے کل ماجرا عیاری سیارہ کا بیان کیا کہ اسطرح اسنے بزم میخواری
آراستہ کی اور دوا بیہوشی بوتل مین بھر کے آگ لگا دیا اور ہم لوگون کو آب ایک گل رنگ بیہوشی
دیدیا تھا جسوقت ساحر نے آگ بوتل کا اڑایا اور دوا بیہوشی اسکے دماغ مین پہونچا
وہ بیہوش ہوکر گرا اسنے کس چالاکی سے خنجر مار کر سر اسکا جدا کیا کہ مجھے بھی حیرت ہوگئی
آخر الامر ساحر غدار کے ہلاک ہونے سے تمام علامات سحر برطرف ہوگئے اور مکانات
و اشیاء سحر جسقدر کہ اسکے ساختہ سحر تھے سب منہدم ہوکر نیست و نابود ہوگئے
القصہ یہ سب کے سب خوش و خرم شادان و فرحان ملکہ زلفین مسلسل کشا کو ہمراہ لیکر قلعہ
کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی سر گرد بہ آسمان رسیدہ
و پائے گرد در زمین دوزیدہ عجب طرح کی وہ گرد تھی کہ آتے دیکھکر دل آنکھے ملول ہوگئے
معلوم ہوتا تھا کہ آسمان نے کسی بیکس پر غبار اپنے دل کا نکالا ہے یا وہ دود دل عاشقان
نے سر کھینچا ہے کاکل محبوب کی صورت سے پیچ کر اپنا خاک اڑا رہی ہے ظلمت شب فراق تیری
کالی صورت دکھا رہی ہے یہ حال دیکھکر سیارہ واسطے خبر کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب

گرد یہونچا آواز فریاد و فغان کان میں آئی جس وقت کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور سیارہ
دل گرد میں آیا دیکھا کہ تمام ملازمین شاہزادہ سکندر رستم خو و صاحبقران اعظم و سلیمان حشمت
مع نگار تاجدار و ملکہ صنم چوگان باز مع سہ نقابدار صندلی پوشش ہزار دیو مشن رو ڈالتے پیٹتے
خاک اوڑاتے ہوئے گریبان چاک با حالت اندوہناک چلے آتے ہین سیارہ سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے انکو خبر مل گئی ہے جو انہون نے اپنی یہ حالت تباہ کی ہے اسنے آواز دی کہ یاران ناس آگاہ ہو
کہ آقا نے بلوگون سے اس ساحر کو مارا اور بفتح و فیروزی تشریف لاتے ہین یہ حال سنتے ہی
ان تینون نقابدارون نے آئینے اپنی جیبون سے نکالے اور بند نقاب دور کرکے آئینون
کو چہرون سے مقابل کیا تو صورت مراد آئینۂ آرزو مین جلوہ گر پائی آج ایک مدت کے بعد
اپنی ہیئت اصلی نظر آئی پہلے سیارہ کے قول کا چندان اعتبار نہ تھا لیکن یہ علامت دیکھکر
انکو یقین کامل ساحر کی ہلاکت کا ہو گیا یہ تینون بھائی نہایت خوش ہوئے نقاب چہرون
سے توڑ کر پھینکدیے اور جتنا بادشاہ تمام سرداران لشکر سے علحدہ ہوکر برائے استقبال روانہ ہوئے
اور آکر شاہزادہ کی قدمبوسی حاصل کی نگار تاجدار بلاگردان ہوا عرض کرنے لگا کہ آپکے قدوم
میمنت لزوم کے باعث سے اس دل مایوس کی امید بر آئی جان حزین نے فرحت بے اندازہ
پائی ؎ وہ آج یہ شکل ہو گئی وہی صورت ہوئی ؎ ہین بھی اک رنگ زمانہ ہون بدل جاؤنگا ؎
آپکی بدولت شاہد مدعا آئینہ مراد مین جلوہ گر ہوا راحت پذیر قلب مضطر ہوا آپکی فتح
و فیروزی کی دعا ہمدم ورد زبان تھی بارے نالۂ نیم شبی اور دعائے سحری کی تاثیر سے
آپ مظفر و منصور تشریف لائے ہم اسیران رنج و الم کو قید غم سے آزاد کیا ع اے
وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ؎ نگار تاجدار تو عالم مسرت مین شہزادہ کو ہزارون دعائین
دے رہا تھا لیکن نظر سکندر کی جو صنم چوگان باز کے بھائیون پر پڑی پوچھا یہ کس شہر
کے رئیس و امیر ہین اور کب سے یہان وارد ہوئے ہین بشرے سے انکے ثابت ہوتا ہے کہ
کسی کے شاہزادے یا عالیخاندان امیرزادے ہین انکے حالات سے ماہر ہونا منظور
ہے یہ سنکے وہ تینون شاہزادے دوڑ کر قدمون سے سکندر رستم خو کے لپٹ گئے اور
صنم چوگان باز نے عرض کی کہ یہ وہی تینون بھائی اس کنیز کے ہین جو حجاب نقاب مین
اپنے چہرہ کو پنہان کیے ہوئے تھے اور بسبب شرمندگی کے منہ دکھانے کے قابل
اپنے کو نہین سمجھتے تھے وہ تو یہ کہیے کہ کچھ زندگی تھی اور پردۂ غیب سے یہ سامان
ظاہر ہونیوالا تھا جو حضور کے تصدق مین بر روئے کار آیا ورنہ اب تک کچھ کھا کے سو رہے
ہوتے ہم سب حضور کا شکر کس زبان سے ادا کر سکتے ہین کہ آپ نے انکی کامیابی
کے لیے یہ زحمت اپنے اوپر گوارا فرمائی کہ ساحر کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے
الحمد للہ کہ خداوند کریم نے آپکو فتحیاب کیا اور آپکی بدولت برسون کے بعد انکی اصلی صورت
نظر آئی شاہد مراد نے انکی صورت زیبا دکھائی ورنہ ؎ مجھکو امید تو کب تھی جو نظر آتی تھی
صورت یاس بگڑی بن بنکے بگڑ جاتی تھی ؎ انکا تو یہ حال تھا اور وہ ملازمین کا کل سنا

اسنے شوہر کی طرف دیکھکر گردن جھکا لی کھڑی تھی اُدھر بہت رزین تاج اپنی معشوقہ کو دیکھکر بیتاب تھا لیکن بپاس ادب شاہزادہ سکندر کچھ کہہ نہ سکتا تھا خاموش بیٹھا تھا غرضکہ سب کے سب خوش و خرم قلعۂ احمرین آئے وہ دن تو اس خوشی مین اور باہم ملنے جلنے مین بسر ہوا دوسرے روز ملک الصنم چوگان باز نے شہزادہ کے بہ فتح و فیروزی واپس آنے کی تہنیت مین جلسۂ دعوت رقص و سرود آراستہ کیا بارہ دری جو وسط باغ مین تھی وہ نہایت عمدگی سے سجی گئی شیشہ آلات و فرش و فروش سے آراستہ و پیراستہ ہوئی جھاڑ کنول مردنگ دیوارگیریان قرینہ سے لگائی گئین شام سے روشنی اس کثرت سے کی گئی کہ تمام بارہ دری عالم نور ہوگئی سرو چراغان کی روشنی سے سارا باغ منور تھا اسباب شاہانہ کی آرائش و زیبائش سے سارا مکان رشک نگارخانۂ چین ہو رہا تھا۔ بزم عیش کی آراستگی قابل دید تھی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق جام و صراحی لیے حاضر تھے جام مے گلفام گردش مین تھا آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند تھی نعرۂ مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک بیخود یہ کہہ رہا تھا نظم

بیا و کشتی مے در شط شراب انداز
خروش و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز
مرا بکشتی بادہ درافکن ای ساقی
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوی میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا
مرا دگر ز کرم در رہ صواب انداز
بیار زان مے گلرنگ مشکبو جامی
شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفی کن
نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز
بنیم شب اگرت آفتاب می باید
ز روی دختر گلچہر رز نقاب انداز
مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند
مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سرکشد دل حافظ
بگیر و در خم زلفش ز پیچ و تاب انداز

ایک طرف تو یہ شغل مے نوشی ہو رہا ہے ایک جانب محفل رقص و سرود منعقد ہے زہرہ جبینان ماہ طلعت دلارام نغمہ سرایان ناہید خصلت مصروف رقص و سرود ہین زمزمۂ ساز نغمہ کا بلند ہے پائین کی کمک تا بہ فلک پہونچ رہی ہے بین رباب چنگ مرچنگ دف و ارغنون الغوزہ جلترنگ تمام دنیا کے ساز نوازش مین ہین نغمہ سرایان زہرہ خصال و مغنیان پریجمال کی دلآویز آواز سے تمام قصر گونج رہا ہے بولیان شوخ و شنگ کے دلربایانہ رقص و سرود سے ایک سمان بندھا ہوا ہے حاضرین بزم مسرت و سامعین رنگین طبیعت کا یہ حال ہے کہ عالم وجد مین نقش دیوار ہین ایک نازنین زہرہ جبین نے اس غزل عاشقانہ کو گاکر حاضرین جلسہ کے دلون کو مسحور کر دیا

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت بادام کا
استخوانون مین مزہ پاتے ہین سگ بادام کا
اے تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے
دوپہر ہے موسم گرما نہین وقت آرام کا
تحفۂ میت فراق یار مین معراج ہے
دی آ آ جاتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچۂ محبوب کی
زینہ پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا
اے صنم عاشق سے ملتی ہین آنکھین تیری
نشہ الحذر رہے شراب حسن کے دو جام کا
گیسوؤن نے کر دیا دہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

عرصۂ روئے زمین ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

داخل کعبہ ہوا گستم عدم سے برہنہ
پردۂ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مشکل ہی ذاتِ اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہو سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین اُس ماہ کا
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

اس غزل کا ختم ہونا تھا کہ دوسری مہ جبین نے اپنی خوش الحانی اور اپنی خوش ادائی سے ایک نصیحت آمیز و عبرت خیز ایسی غزل گائی جسکو سنکر واقعی سامعین کے دلپر ایک خاص اثر پیدا ہوا

غزل عبرت انگیز

دکھا سکے جو نہ جوہر وہ نکتہ دانی ہیچ
نہ مثل آب گہر صاف ہو وہ پانی ہیچ

جو بےخبر ہین بشر انکی زندگانی ہیچ
خیال ناموری فکر کامرانی ہیچ

ہے پیر کو ہوس عمر جاودانی ہیچ
سحر کو خواہش خواب شب جوانی ہیچ

مریض درد کو ہے لطف نوجوانی ہیچ
ہوا ہے شیخ لقا ہیچ زندگانی ہیچ

جو لوگ اہل ستم ہین وہی یہ کہتے ہین
ہے رسم الفت و اخلاق و مہربانی ہیچ

عبث ہے ذوق جوانی کی یاد پیری مین
ہے مفلسی مین زر و مال کی کہانی ہیچ

جو تندرست نہین ہای انکی نظرون مین
ہے لطف ہیچ خوشی ہیچ شادمانی ہیچ

جسے خیال نہین عدل و حق شناسی کا
نگاہ خلق مین ہے اسکی حکمرانی ہیچ

مثال کلک رواں جسکی دو زبانین ہین
تو اسکا وعدہ تحریری و زبانی ہیچ

جو کوئی دوست حقیقی ملے تو پھر اسسے
ہے شکوہ ہیچ گلہ ہیچ بدگمانی ہیچ

اگر دروغ نہین کلمہ فی اللہ
تو دہر ہیچ جہان ہیچ دار فانی ہیچ

نہ مشتری ہون تہ دل سے جسکے اہل جہان
تو ایسی چیز کی ارزانی و گرانی ہیچ

جو پی کے آب بقا مو لگاوہ سے دم
تو زیست اسکی عبث عمر جاودانی ہیچ

نظر جو رکھتا ہے ہر دم مشیت حق پر
ہے اُسکی آنکھ مین خود قہر آسمانی ہیچ

سنا جو قول کہین کل من علیہا فان ہے
ہر ایک بات ہر ایک چیز اسکی جانی ہیچ

جو رفع شر نہ کرے ہو کہان وہ مصلح قوم
سمجھ سکے جو نہ اس کو وہ دانی ہیچ

نہ جسکو مہر و مروت کا خواب مین ہو خیال
مثال اشک تراوش آنکھ کا پانی ہیچ

جو اتفاق عناصر کا مثل دل ہے شکست
تو خاک ہیچ ہوا ہیچ آگ پانی ہیچ

اگر نہ آنکھون مین چھائے سرور بادۂ عقل
تو جام و شیشہ و صہبائے ارغوانی ہیچ

ہے ابتدا ہی غلط جسکی ذہن کیا ٹھیک
وہ نقش اول ترکیب نقش ثانی ہیچ

ہے نقشبند ازل کی مصوری کا یہ رنگ
ہے بیت بیت مزاد و فکر ہانی ہیچ

یقین ہی نہین ہوتا ہی جسکی باتون کا
ہے اسکی سیف زبانی دن ترانی ہیچ

جو ہوگا جامۂ تن مل کے خاک مین خاکی
تو رنگ طوسی و دو حالی و زعفرانی ہیچ

ہر جگہ چال چلن تک انکا نام ہے یہاں تک
کہ مرد مقصد و سکندر و دارا و زمانی ہیچ
جہاں نہ شیر و شکر کی طرح سے شاد و زون
تو میہمانی دستور میہمانی ہیچ
جو بوریاے فقیری پہ ہو گیا تکیہ
تو تخت سلطنت و تاج خسروانی ہیچ
زمانے میں نہ رہے کیقباد و کیکاؤس
تو کیوں ہو دبدبہ شوکت کیانی ہیچ
اگر نہ دیکھے سنے میں لے تنہا آئے
تو نظم ہیچ سخن ہیچ خوش بیانی ہیچ

غرضکہ رات بھر یہی صحبت نا و نوش و رقص و سرود برپا رہی سب حاضرین بزم و نشاط لا انتہا محظوظ و مسرور بیٹھے تھے اور جلسہ کا ایسا رنگ جما ہوا تھا کہ سب محو نظارہ تھے یہاں تک کہ معشوقہ سپہر نے حجاب مشرق سے چہرہ پر نور اپنا تماشائیان جلسہ شب کو دکھایا اور محفل افروز انجم نے انجمن کواکب کو برخاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایاں ہو چلے آثار صبح
آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
روے روشن سے اٹھایا مہر گردوں نے نقاب
مردمان دہر تھے مصروف کاروبار صبح

ہنگام سحر وہ بزم مسرت برخاست ہوئی سب لوگ حوائج ضروری کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو بھی بزم نشاط سے اٹھے وظیفہ سحری بصد خشوع و خضوع بجالائے بعد ورد و وظائف پھر سب صاحب یکجا ہوئے اور جلسہ صبوحی منعقد ہوا آٹھ بجنے لگا وہ صبح کا سہانا وقت وہ بھیرویں کی دھن میں مغنیان ناہید طلعت کا عاشقانہ غزلیں گانا شمعوں کا جھلملانا روشنی جھاڑ و فانوس کی مدھم ہونا ساقیان حور جمال کا جام بادہ صبوحی بھر بھر کر دینا عجیب لطف دکھاتا تھا اسوقت بھی ایک سمان بندھ گیا تھا ملکہ صنم چوگان باز ہر ایک مہمان کی نہایت خاطر کرتی تھی اور سب حفظ مراتب اور اہتمام اشتیاء راحت طلب و فرحت افزا میں خود مصروف تھی اور ہمہ تن سرگرم کاروبار جلسہ تہنیت تھی سب شاد و خرم بیٹھے ہوئے تھے اور اس جلسہ نشاط میں کوئی ایسا نہ تھا جو خوش و مسرور نہ ہو سواے زلفین کاکل کش کے کہ اگر بادی النظر اسکے آثار تبسم تھے تو آنکھوں میں آنسو بھی ڈبڈبائے ہوئے تھی خاطر ناشاد اگر غنچہ سان متبسم ملتی تو چشم منتظر شبنم صفت پر نم تھی بمقتضاے شعر

وہ بارہا ہی آنکھ اشک تبسم نہ سے
انکا سے نرگس پہ جوں شبنم رہے

یہانتک کہ دل اسکا بھر آیا تاب ضبط نہ اسکا رونے لگی قطرات اشک سے تار مژگان میں موتی پرونے لگی اور یہ غزل عالم اضطراب میں گانے لگی

زلف سے گورا کا ہاے وہ کیا سودا ہو گیا
کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا
خاک چھانی کو بکوا ایسی تلاش یار میں
جامہ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہو گیا
سختیاں ایسی اٹھائیں ان تجنکے عشق میں
رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا
دل میں جیسا کدورت وہ صفائی پھر کہاں
آنکھ میں جب سے غبار آیا وہ اندھا ہو گیا
آج پھر کیا ایک مدت سے یہی دستور ہے
فصل گل آئی ادھر اور مجکو سودا ہو گیا

فرقت جاناں نے ہمارے دل میں جا کی اے وقار	غم کے رہنے کے لیے بارہ ٹھکانا ہو گیا

ملکہ صنم چوگان بار قریب اسکے بیٹھی ہوئی تھی اُسنے جو بیچارج کی یہ حالت دیکھی کہ چشم پرنم بیٹھی ہے
اپنے گلے سے لگا لیا اور نہایت پیار و دلدہی سے سبب گریہ وزاری دریافت کیا زلفین کاکل
کشا نے کہا کہ باجی قلب مضطرب کا کیا حال بیان کروں کشش ہی بے آب کے طپان
ہے اسوقت یہ خیال پیش نظر ہو گیا کہ ہم تو یہاں مصروف عیش و نشاط ہیں اور والدین ہماری
مفارقت کے غم میں جان بلب ہو گئے ہونگے ہر وقت چشم خونفشان سے اشک حسرت
جاری ہونگے دل ناصبور پہ ہجوم رنج والم ہوگا چھوٹا بڑا میری مفارقت میں مشغول نوحہ وماتم
ہوگا آپکی یاد نے میرے دل کو بیچین کر دیا بے اختیار دل بھر آیا ضبط گریہ نہ ہو سکا
آنسو نکل پڑے آپ ہی فرمایئے کہ آپکی جدائی میں مشتاق دیدار کو کیونکر کل پڑے صنم چوگان
مطلب اسکا سمجھ گئی کلمات تسکین و تشفی زبان پر لائی کہ بہن گھبراؤ نہیں میں ابھی انکو
مژدہ جان بخش بھیجتی ہوں یہ کہکر دبیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ ایک نامہ بنام شہنشاہ تاجدار
پدر ملکہ زلفین کاکل کشا فی الفور بمضمون شائستہ و عنوان بائستہ تحریر کیا جائے
خدا بخش حسب الحکم ملکہ دبیر عطارد تحریر نے ایک نامہ بدین مضمون مسرت مشحون تحریر کر کے
پیش کیا بعد القاب و آداب کے مرقوم تھا کہ ہم تیرہ بختون کا ستارہ اقبال پھر چمکا اور
بگڑی ہوئی تقدیر پھر گئی گویا سوکھے دھانوں پانی پڑا بموجب مصرعہ بگڑی بنجاتی ہے جب
فضل خدا ہوتا ہے ٭ اس خوشی میں ہم آپ دونوں شریک ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ
شعبدہ سحرساز جادو مارا گیا دختر نے آپکی اس ظالم اظلم کی قید سے رہائی پائی اور ہمارے
بھائیونکی اصلی ہیئت انھیں کے طفیل میں نظر آئی خدا نے ایک راہبر ایسا بھیجدیا جسکی بدولت
دین و دنیا دونوں حاصل ہو سکے ع مردے از غیب برون آید و کارے بکند ٭ جب
مقدر سیدھا ہوتا ہے تو سب سامان درست ہو جاتا ہے چنانچہ اسی شاہزادہ بلند اقتدار نے
ساحر شعبدہ باز جادو کو مار کر آپکی دختر کو رہا کیا بالفعل وہ میرے مہمان ہیں اور
قلعہ احمر میں رونق افروز ہیں اور آپکی دختر نیک اختر بھی بخیر و عافیت بعفت
و عصمت میرے پاس فروکش ہیں میرا حاضر ہونا مناسب وقت نہ تھا تہذیب
مہمانداری کے بالکل منافی تھا دوسری شق صادق آئی کہ طاقت مہمان نداشت خانہ
بمہمان گذاشت لہذا یہ بھی گلکدہ خانہ حضور کا ہے اور میری عزت افزائی کا باعث
ہوگا جو آپ خود تشریف لائیں اپنی دختر کو دیکھکر دل خوش کریں اور
شاہزادہ سکندر رستم خو کی بھی قدمبوسی حاصل فرمائیں جنکی بدولت ہم سب
لوگوں نے قید غم سے رہائی پائی شاہد مدعا نے اپنی طلعت زیبا دکھائی
الغرض نامہ کو ملاحظہ فرما کر ملکہ نے اپنی مہر کی اور ایک اہلکار معتمد کے ہاتھ وہ
نامہ بخدمت شہنشاہ تاجدار روانہ کیا بعد قطع مسافت راہ نامہ دار پہونچا اور نیچے حاضر ہو کے
اطلاع بادشاہ کی خدمت میں عرض کرا بھیجی نامہ والے آکر دیکھا کہ جلو لازم شاہانہ مع سامان عیش [illegible]

سونی پڑی ہوئی ہے ہر ایک اہلکار ماتم داروں کی صورت بنا ہوا ہے تصویر غم ہو رہا ہے غرضکہ نامہ دار نے نامہ کمر سے نکال کے شمشاد تاجدار کی خدمت مین پیش کیا جب کہ شمشاد تاجدار لفافہ کو چاک کر کے مضمون نامہ سے آشنا ہوا اسکے دل پر آثار خوشی کے اسدرجہ طاری ہوئے کہ قریب تھا فرط مسرت مین شادی مرگ ہوجاتے مگر اسنے اپنے دل کو سنبھالا اور نامہ لیے ہوئے محل مین چلا گیا اور جاکر ملکہ صنوبر بانو اور ملکہ زلفین کاکل کشا کو یہ مژدہ فرحت اثر سُنایا یہ بھی نہایت درجہ شاد و خرم ہوئی شمشاد تاجدار نے محل سے برآمد ہوکر حکم دیا کہ سامان درست کیا جائے ہم کل شہزادی کو دیکھنے کے لیے قلعہ احمر مین جائینگے چنانچہ نامہ دار کو تو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم خود شہزادی کو دیکھنے کے لیے آتے ہین اگرچہ ہر ملت و مذہب مین لڑکی کے گھر جانا معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن جوش محبت و شوق دیدار ملکہ مین نہایت سامان کے ساتھ لڑکی کے گھر جاتے ہین کسی شے کے لینے کی ضرورت نہ ہو شادان و فرحان مع خدم و حشم شمشاد تاجدار و ملکہ صنوبر بانو بہ کمال تجمل و شان و شوکت جانب قلعہ احمر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت راہ جسوقت قریب قلعہ احمر پہونچے اور خبر انکے آنے کی صنم چوگان باز کو ہوئی اور بت زرین تاج وغیرہ کو معلوم ہوا تو یہ سب کے سب برائے استقبال گئے اور پیشوائی کر کے اپنے ساتھ نہایت اعزاز و اکرام سے قلعہ مین لائے شمشاد تاجدار نے بت زرین تاج سے کہا کہ اے فرزند پہلے مجھے اس شہریار عالی وقار کی خدمت مین لے چلو جسکی بدولت یہ روز سعید نصیب ہوا ہے بعد اُسکے اپنی دختر کو بھی دیکھونگا بت زرین تاج اپنے خسر کو خدمت مین شہزادہ سکندر رستم خو کی لایا شمشاد تاجدار قدم بوس ہوا اور شکریہ شہزادہ کا ادا کیا پوچھا کہ حضور گل کس گلزار کے اور اختر کس آسمان عز و وقار کے ہین سکندر نے اپنا حسب و نسب بیان کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے نگار تاجدار و صنم چوگان باز اور اُس کے بعد میون کو طلب کیا جب سب حاضر ہوئے تو فرمایا الحمد للہ کہ مین نے جس جس سے جو جو وعدہ کیا سب بفضل ایزدی پورا ہوا اے نگار تاجدار تجھین ملکہ صنم چوگان باز مبارک ہو اور اے بت زرین تاج تم کو ملکہ زلفین کاکل کشا سزاوار ہو اب اپنی اپنی معشوق سے عقد کرو اور زندگی اپنی عیش و عشرت سے بسر کرو ہمین زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے نہ معلوم بیابان نہ طاق مین ہمارے عزیزون پر کیا گذری ہوگی اُن سب لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار آپ نے وقت مصیبت مین تو ہمارا ساتھ دیا اور کیسی کیسی آفتون سے ہم کو بچایا سچ تو یہ ہے کہ اپنی جان بخشی فرمائی آپ ہمارے محسن ہین کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم جشن خوشی بغیر آپ کے کرلین اور جلسۂ شادی مین آپ کی شرکت نہ ہو فرمایا کہ بس ہماری تمھاری شرکت یہین تک تھی جشن شادی کی شرکت مین

ایک شرط ہے عرض کی کہ بیان فرمایئے کہا کہ اگر تم لوگ راہ راست اختیار کرو اور دعوت اسلام قبول کرو تو مین شرکت کرنے کے لیے موجود ہون اور بغیر اسکے ناممکن ہے یہ فرما کر کچھ کلمات تعریف مذہب اسلام مین زبان پر جاری کیے اور دلائل وحدانیت پروردگار عالم مین تر زبان ہوئے اور مذمت تمام مذاہب باطلہ کی بیان کی کہ زنگ کفران سب کے دلون سے دور ہوا عرض کی کہ جو آپ کے مذہب مین ہے وہ کیا کرے شاہزادہ نے کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہو گئے اب سکندر رستم خو نے شمشاد تاجدار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ مین چاہتا ہون یہ دونون شادیان ایک ہی مقام پر ایک وقت مین منعقد ہو جائین بہت جلد اسنے عرض کی کہ آپ مالک و مختار ہین جیسا ارشاد عالی ہوگا اسکی تعمیل کیجائے گی فی الحقیقت شہر مینو سواد مین اس تقریب کو بنا کرتے سمجھے بھی وہم آتا تھا کہ ایک مرتبہ عین شادی مین خانہ بربادی ہو چکی ہے اب بزم عشرت اس جائے منحوس پر نہ منعقد ہو تو بہتر ہے الغرض شادی کی تیاری ہونے لگی دونون نوشاہ ایک طرف کر دیے گئے اور دونون عروسین ایک مقام پر بٹھائی گئین بعد ادائے رسوم دنیوی اول عقد بت زرین تاج کا ملکہ زلفین کاکل کشا کے ساتھ پڑھا گیا کیونکہ سکندر نے یہ عہد کیا تھا اور صنم چوگان باز سے وعدہ کر چکے تھے کہ پہلے تمھارے بھائی کی شادی کر لونگا تب تمھاری شادی کرونگا بعد ازان عقد نگار تاجدار کا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ ہوا ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لے کر خلوت مین داخل ہوا اور شربت وصال سے شادکام ہوا مدتون کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے محبوب مطلوب کی دولت وصال سے مالامال ہو گئے اس تقریب کی تہنیت مین جلسہ عیش و نشاط منعقد ہوا تمام بارہ دری و باغ کی از سر نو زیب و زینت کی گئی فرش و فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہوئی روشنی کا اہتمام اور ہر ایک سامان دلچسپی و آرائش کا انتظام کارپردازان سلیقہ شعار نے نہایت حسن و خوبی سے کیا محفل عیش آراستہ ہوئی ساقیان گلعذار و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی مطربون نے حسب حال بزم مینو شی یہ اشعار طرب انگیز گانا شروع کیے

غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
بیار از ان می گلرنگ مشکبو جامے
نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز
مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند
بگیر و در خم انفش بپیچ و تاب انداز

غرلیو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز
ز کوئے میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا
شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
بہ نیم شب اگرت آفتاب مے باید
مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز

مرا بہ کشتی بادہ در افکن ای ساقی
مراد گرز کرم در رہ صواب انداز
اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفے کن
ز روئے دختر گلچہر رز نقاب انداز
اگر ز تو یک سر مو سر کشد دل حافظ

جب ساقیان گل پیرہن سب ا[illegible] محفل کو سیراب کر چکے

اسوقت داروغہ ارباب نشاط کو حکم ہوا کہ طائفے حاضر کرے فوراً حسب الحکم طوائفان مہر جمال پری تمثال زیور و لباس سے آراستہ بزم نشاط میں حاضر ہوئیں اب رقص و سرود کا رنگ جما سازندوں نے ساز ملائے طبلہ پر تھاپ پڑی سارنگی کی صدا بلند ہوئی ایک مطربہ حور لقا نے ناچنا شروع کیا وہ پری پیکر ایسی گت ناچی کہ اہل محفل کو بے گت کر دیا جب توڑا لیتی تھی ہر ایک کا دل پایمال کرتی تھی عجب ناز و ادا سے ناچی کہ مطربہ فلک کو بھی اُسکے رقص پر رشک ہوا مشتری فلک ہمہ تن اُسکے ناچنے پر فریفتہ ہو گئی گت ناچکے اُس نازنین زہرہ جبین نے مبارکباد گا کے یہ سہرا گایا نظم

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
آج تک زمین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ کہے سب علے یہ کہے سبحان اللہ
گوندھئے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
روئے فرخ پہ جو ہیں تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے جو اتراتی ہوئی باد صبا
کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا
کثرت تار نظر سے ہے تماشائیوں کی
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

آج ہے زیں سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے ہے مانند شعاع خورشید
دیکھیں چہرے پہ جو تیرے ظفر سہرا
دھوم ہے گلشن آفاق میں اس سہرے کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہیں صدکان گہر میں چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولوں کا معطر سہرا
رونمائی میں تجھے دے مہ خورشید فلک
دم نظارہ ترے روئے نکو پر سہرا
جسکو دعوے ہو سخن کا یہ سنا دے اسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم یہ فلک
رخ پر نور سے تیرے ہے منور سہرا
تاب نے اور بنی میں رہے اخلاص بہم
گائیں مرغان نواسنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہے دم آرائش
تیرا گندھوایا ہے سے کے جو گوہر سہرا
سر پہ لڑا ہے مزین تو گلے میں بدھی
کھول دے منہ کو جو تو منہ سے اٹھا کر سہرا
زر خوش آب مضامیں سے بنا کر لایا
دیکھیے مطرب سے کہتے ہیں سخنور سہرا

اُس سہرے کو جو اس نازنین پری چہرہ نے بنا بنا کر گایا تمام اہل محفل کو سکتہ سا ہو گیا سماں بندھ گیا ہر ایک عالم سکوت میں بیٹھا تھا یہ حالت تھی کہ کسی کے لب پر آہ تھی کسی کی زبان پر واہ واہ تھی جب یہ مطربہ اہل محفل کے دل کو پایمال کر چکی انعام کثیر پا کر رخصت ہوئی بکاول نے عرض کیا کہ دسترخوان طیار ہے دونوں بادشاہ و سکندر رستم خو ہور صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک مع رفقا تشریف لائے نعمت خانہ میں خاصہ نوش فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف لائے آتشبازی کی سیر کی بعد اُسکے پھر بزم عشرت میں آ کر بیٹھے پھر ناچ گانا شروع ہوا اور ایک نازنین خوش گلو کمال ہمنے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

عشق کی چوٹ کا کچھ دل میں اثر ہو تو سہی
چھیڑ پھر جا کے مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی
دیکھنا کہتے ہیں اپنا دل کی تمنا میں
دل میں گھر کرنے کو پھر تیر نظر ہو تو سہی
دل کو لیا دل لے یار جو مجھ سے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھا کے کمر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤں اسکو

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھوں اثر ہو تو سہی
جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
ہے زمیں [illegible] نہیں یا وہ زمیں
پھر بھی جو نگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
سننے لگا جو مری داور محشر سنتے
ہنستی ہے خانہ بدوشی [illegible] گھر ہو تو سہی

دیکھوں نشتر دل کی نظر ہو تو سہی
نکلے اپنی تلاشی کو مگر ہو تو سہی
تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
زلف کے پیچ کو نکتہ اٹھائیگی نہ بنگام خرام
ترے محشر میں [illegible] ہو تو سہی
دیکھوں ملک وصل کی شب [illegible]

شام سے پھر ہی وہ صبح کی سحر ہو تو سہی
اپنی کیفیتیں دکھلاتا ہے مجھے پست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکوں بے وجہ میں جنگ
دیکھو لیلیٰ ہم اُسے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہیں کیونکر شب فرقت دیکھیں
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

آتے ہیں وہ کہ ڈرا کر مجھے دیکھیں مرے اشک
جام جم جیسے مرا دست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یاد کسی کی تو اُسے بھی ٹھہرا کے
میری فریاد میں پیدا بھی اثر ہو تو سہی
پھیری پھر میری جانب سے نگاہ ساغر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

آنکھ کمبخت مگر خشک ہے تر ہو تو سہی
ہی قاتل سے بڑا ظہار کا پہلو اچھا
جلے اسکا دل بیتاب میں گھر ہو تو سہی
تکتی ہیں حسرت دیدار سے آنکھیں اپنی
اس گلی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطع یہ وصل کی امید ہوئی کاش جلال

غرضکہ تمام رات یہ جلسہ عشرت برپا رہا جبکہ ماہتاب انجمن فلک سے گوشہ مغرب میں گیا اور بزم ثوابت وسیارگان برخاست ہونے لگی آفتاب عالمتاب نے ایوان شرق سے برآمد ہوکر باجاہ وجلال تخت نور پر جلوہ فرمایا نظم

سحر کہ از شبستان شاہ خورشید
بچار اطراف عالم خوش گذر کرد
برون آمد زشرق بصد امید
جہان ہمہ شدہ مشتعل جوانمرد

صبح کو جب محبت برخاست ہوئی سکندر رستم خو نے نگار تاجدار سے فرمایا کہ اب چلکر اپنے ملک میں قیام پذیر ہو اور اپنی سلطنت کا انتظام کرو میں سن چکا ہوں کہ وہاں تمہارا بھائی حاکم ہے اور وہ نہیں چاہتا ہے کہ میں اس سلطنت سے دست بردار ہوں اسنے عرض کیا کہ آپ کو ان حالات کی کیونکر آگاہی ہوئی فرمایا تمہارے ملازم جو تمہاری تلاش میں سرگردان و پریشان تھے انھیں کی زبانی یہ سب حالات معلوم ہوئے تھے غرضکہ اسدن تو سب نے آرام کیا کہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے دوسرے روز ہنگام سحر چلنے کی تیاری کی گئی سکھپال ملکہ صنم چوگان باز کا لگایا گیا اور نگار تاجدار ہمراہ شاہزادہ عالی وقار کے جانب شہر مرصع نگار روانہ ہوا کچھ دور پہنچنے کے بعد ایک صحرائے پر فضا میں جو کہ حوالی شہر مرصع نگار میں واقع تھا قیام کیا خیمہ وغیرہ استادہ ہوئے کل مردمان ہمراہی اس صحرا میں خیمہ زن ہوئے ہرکارے جو بامر جاسوسی بہزاد تاجدار کی جانب سے تعین تھے انھوں نے یہ خبر بہزاد کو پہونچائی اور کل حالات مفصل طور پر معرض بیان میں لائے یعنے رہا ہونا نگار تاجدار کا بعد شاہزادہ سکندر رستم خو کا پھر شادی ہونا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ اور اسکو ہمراہ لے کر اپنے شہر کیطرف روانہ ہونا اور صحرائے حوالی شہر مرصع نگار میں قیام کرنا یہ سب حالات کو شرح ہرکاروں نے عرض کیا اور یہ مذکور بھی درمیان میں آیا کہ تین لقا بدار اسکے ہمراہ ہیں کہ نہایت بہادر اور زبردستان روزگار سے ہیں جنکی جرات وشجاعت آج کل ضرب المثل ہو رہی ہے ان حالات کو سنکر بہزاد تاجدار نے کہا کہ کچھ پروا نہیں اگر آیا ہے تو آئندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا ہرکارے تو یہ خبر بیان کرکے رخصت ہوئے مگر بہزاد نے اسیوقت اپنے سپہ سالار کو طلب کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلے اور مقابلہ پر حریف کے ہمارے بھی خیمہ وسراپردے وغیرہ برپا ہوں یہ حکم صادر ہوتے ہی لشکر تیغزن جو کہ

اسکے یہان افسر فوج ہی یہ دولاکھ سواران جرار اپنے ہمراہ لے کر قلعہ سے نکلا اور بارگاہ وغیرہ اسنے میدان زیر قلعہ مین برپا کرائی چالیس پچاس سردارون کے قریب اسکے لشکر مین ہین کہ ہر ایک اپنے تئین رستم وقت و اسفندیار عصر جانتا ہی اور خود بہزاد تاجدار کے دماغ مین بوے سلطنت ایسی سما گئی ہی کہ بادۂ کبر و نخوت سے مست و سرشار ہو رہا ہی الغرض جب فوج کے مقابلہ مین آکر خیمہ زن ہونے کی خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ لشکر حریف کا قلعہ سے باہر نکلا ہی اور آمادہ جدال و قتال ہی فرمایا کہ پہلے حجت تمام کر لی جائے اگر بہ آشتی کام نکل جائے تو کیون مفت مین بندگان خدا کی خونریزی ہو اور کشت و خون واقع ہو یہ فرما کر دبیر کو حکم دیا کہ ایک نامہ نگار تاجدار کی جانب سے بنام بہزاد تاجدار تحریر کیا جائے مضمون اسمین یہ مندرج ہو کہ اے برادر بجان برابر بجاے فرزند کے ہم تم کو تصور کرتے ہین کیونکہ تم مجھ سے خرد ہو اور چھوٹا بھائی مثل فرزند خیال کیا جاتا ہی تم نے بہت اچھا کیا کہ بعد میرے انتظام ملکی کو قائم رکھا اور دشمنون کے ہاتھ سے ملک کو خوب بچائے رکھا ورنہ میدان خالی پا کے ہر ایک مخالف کو سرکشی کی جرأت ہوتی مگر ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی تم کو مناسب تھا کہ ہماری رہائی کی کوشش کرتے مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ تمھین خود ہماری رہائی منظور نہ تھی خیر پروردگار عالم نے ہم کو قید سے بھی نجات دلوائی اور مددگاری بھی حاصل ہوا جسکے واسطے اتنی تکلیف اٹھائی لہذا اب تم کو لائق و لازم یہ ہی کہ سلطنت ہماری ہمارے سپرد کرو اور خود عہدۂ وزارت اختیار کر کے بدستور انتظام ملک مین مشغول رہو بعد ہمارے تم ہی اس تخت و تاج کے مالک ہوا س صورت مین بھی علاوہ نام بادشاہی کے اور سب طرح کے اختیارات ملکی و مالی تمھین حاصل رہینگے اگر یہ تجویز منظور نہ ہو تو رشتۂ قرابت کو منقطع جانو اور مجھے اپنا حریف تصور کرو مین بزور شمشیر تم سے اپنا ملک لے لونگا اور سر میدان مقابلہ کر کے خون کے دریا بہا دونگا تم یہ سمجھے کہ مفت مین سلطنت مل گئی بادشاہ بن بیٹھے اب بوے سلطنت دماغ مین بس گئی نخوت سما گئی اسکا انجام اچھا نہ ہوگا بندگان خدا کی خونریزی سے برا نتیجہ پیدا ہوگا۔ منت آنچہ حق بود گفتم تمام + تو دانی دگر بعد ازین والسلام + جسوقت یہ نامہ تیار کر کے دبیر نے پیش کیا تو سکندر رستم خو نے آواز دی کہ کون ایسا بہادر و دلاور ہی جو اس نامہ کا جواب باصواب بہزاد تاجدار سے لائے شور سخن در دہان تھا کہ بت زرین تاج برادر ملکہ صنم چوگان باز اپنے رنگل پر سے کود پڑا اور نامہ لے کر جانب لشکر بہزاد تاجدار روانہ ہوا اور خبر نامہ دار کے آنے کی بہزاد تاجدار کو ہوئی اسنے چند سردارون کو ہمراہ استقبال بھیجا وہ بہت اعزاز کے ساتھ نامہ دار کو لائے اطلاع ہوئی اسنے بارگاہ مین طلب کیا نامہ دار آیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی کو حکم [illegible]

جام مے ارغوانی سے سیر و سیراب کرے ساقی سے اشارہ پاتے ہی جام مے گلفام پیش کیا نامہ دار نے انکار کیا کہ مین کافر کے ہاتھ سے شراب نہین پیتا ہون یہ کلمہ شہزادہ تاجدار کو کسی قدر ناگوار گذرا مگر مہمان سمجھکر خاموش ہو رہا اور پوچھا کہ آپ جس مطلب سے تشریف لائے ہون بیان کیجیے بت زرین تاج نے نامہ کمر سے نکالکر پیش کیا اسنے نامہ کو نہایت اعزاز کے ساتھ لیا اور لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آشنا ہوا کچھ دیر اسنے سکوت کرکے سوچا اور پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا اور یہ بھی لکھدیا کہ سلطنت ایسی چیز نہین ہے جسے کوئی یون دیدے مثل مشہور ہے جسکی تیغ اسکی دیغ ع

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند مین ان دھمکیون مین آنے والا نہین ہون اور آتش فتنہ و فساد مشتعل ہونے سے مجکو کچھ خوف نہین ہے ؎ عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ ❊ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ❊ یہ جواب لکھکر نامہ بت زرین تاج کو دیا یہ تو نامہ لیکر جانب سکندر رستم خو روانہ ہوئے بعد نامہ دار کے رخصت ہونے کے اس نے طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہان تو نقارہ ززی نوازش مین آیا وہان بت زرین تاج جواب نامہ لیکر شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساتھ ہی اسکے ہرکارون نے خبر نواخت طبل جنگ پہونچائی جب صداے طبل جنگ گوش زد ہوئی سکندر رستم خو نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ دونون لشکرون مین نقارہ ززی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ کیا بجا نسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاو زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گئے نظم

چو بر طبل اسکندر آید دوال	ز تاہید مریخ کرد این سوال	جہان را بلرزید آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے دم نقد جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمون کے ہاتھ بکینگے ہر ایک سردار اپنی بارگاہ مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین سینگ کر درست کیجانے لگین بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منھ نوچتے تھے منچلے جو تھے مورچون کو غور غور کرکے ہنستے تھے رزمگاہ کو دیکھکر خوش ہوتے تھے نامرد طلبے ہونے کا طور سوچتے تھے جرا ززرہ جامہ عود بکتر درست کرتے تھے چہرہ نیز سرخی چھائی تھی نامردون کے منھ پر اڑ رہی ہوائی تھی پچھلے سے نقیب نکلکر جوانون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ ؎

جوانو جوانمردو ہشیار رہو سلاحون سے اپنے خبردار رہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ اریکہ ارلنے زنگاری مشرق بہ کروفر نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سفیدہ آشکار ہوا ؎

علم آفتاب نکلا جب	انجم ہوئی گریزان سپاہ	غم خاور سپہر گرد ہوا

رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ پر اکبار	قمر انجم سیاہ رو بفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل زیل زیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ قشون قشون تیپے تیپے دستے دستے کے دستے میدان کارزار مین مسلح و مکمل ہو کر آنے لگے آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہل چل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھول گئے صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پانون پھولے روئے آئینۂ سپہر مکدر نظر آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوا ؎ زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ آخر کار ذیلچہ کار ہوشیار نکلے پست و بلند زمین کو ہموار کیا کنکر پتھر خس و خار چنگر جدا انبار لگا یا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ سان صاف شفاف کر دی سقون نے نکلکر آبپاشی کی سب گرد و غبار بٹھا دیا صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ میل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے ، ، کچھ نظر نہ آتا تھا ؎

چنان مرد خود را در آہن گرفت	کہ ترگان او شکل سوزن گرفت	غرضکہ صفین آراستہ ہونے

لگی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول چودہ صفین مثل سد سکندر آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادہ جنگ کے آمادہ دیوار فوج سے سوار دریائے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹا دیتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم رزمی باجے بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقبائے خوش آواز نے نکلکر اور بالحان دلکش سرود بجا کر ندرت دنیا سے دل لگائی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی اشعار

| | |
---|---|---
ای مقیمان ہفت سقف سپہر غدار | تا بہ کے حسرت فرزندو زن و شہر و دیار | آیہ فاعتبروا یا اولوالابصار پڑھو
ہو خبر اسمین اگر قصر فریدون کے گذار | اُس مکان مین کبھی دربار ہوا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عزو وقار
رات دن چہلین ہوا کرتی تھین سردار و نقیب | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار | باروان تھا نہ خزان کا تو کوئی موسم مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار | واہ نیرنگ فلک واہ کہ سبحان اللہ | واہ ری آتی تنک ظرفی جہاں عزو وقار
جن پہ چڑھتا تھا پر یزاد و نکے جھومر کا عکس | آجکل وہ لب جو جیفہ گے مین آنکھ ۔۔۔ | طوق فسلے سقف مین ہین سیاہی ابابیلو نکے
مسکن فاختہ ہر قمر کا ہر نقش و نگار | چیلین منڈلاتی ہین رنگتے ہیچ نے سمت | زین خیابان مین ہی زاغ و زغن کے تبار
قصر کو جاتے دو یا قصد و نکو وہان سے دیکھو | تکیہ ہے گور و گوزن آج ہیر ایک کا مزار | سینہ پر زتمنا و لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماتم دار | نہ وہ چہلین نہ وہ تزئین نہ خود آرائی ہے | تیغ تا ریاب ہے اور عالم تنہائی ہے

ای بہادران نریمان ہے نہ سام نہ گشتہم مستی بہ لشتاسب نہ زال خون آفشام پر زور ہمانہ بیژن سے نہ اس بلندی و پستی پر اسفند یار روئین تن ہے کیسے کیسے بہادر و صف شکن نوجوان رستم دستان پیر فلک کے زور سے چشم زدن مین ہلاک ہوئے بڑے بڑے نام آور تہ خاک گور خاک ہوئے مگر جرات و ست سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت صاف کی لڑائی حسن

اتفاقی ہر کس لیے کہ ع دور مجنون گذشت و نوبت وماست + ہر یکے پنج روزہ نوبت اوست +
تلوار کی آنچ مشہور ہے کیلی سوکھی سب جل جاتی ہے سر و گردن مین لاگ ہے یہی غضب کی
آگ ہے زندگی چند روزہ ہے نام کرلو ای جوانو لڑبھڑ کر سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائیگا
پھر وہ کہین آبرو نہ پاویگا دوہرہ لوہا لوہا سب کہین لوہا جُڑی بلاے + پگ
آگے پت رہے پگ پاچھے پت جاے + ع قدم مرد پیشتر بہتر + غرضکہ یہ کہکر نقیب میدان
سے نکلے اور یہ صدا دلیرون کے گوش زد ہوئی جوش شجاعت مین نشہ سا آگیا آنکھین
ہر ایک کی لال لال ہوگئین قبضہ شمشیر چوسے مرکب پہ مست ہوکر جھومنے لگے کہ
یکایک لشکر بہزاد تاجدار سے ایک جوان معکوس تبرزن نکلا اور اپنے بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا خوب سلحشوری دکھلائی برچھے کے ہاتھ نکالے فنون
سپہ گری کے کرتب دکھائے اور بعد سلحشوری نیزہ زمین مین گاڑکر آواز دی کہ جسے
تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو جسکا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہو جو دلیر زندگی سے سیر
ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے اپنی دلیری کا جوہر دکھائے بس یہ سننا تھا کہ ثابت زرین تاج
نے صف لشکر سے نکلکر پورا باگ کا لیا سکندر رستم خو سے اجازت طلب کی
شہزادہ نے فرمایا تمنے کیون اسقدر عجلت کی اور کوئی بہادر چلا جاتا خدانخواستہ
اگر تمھین کوئی چشم زخم پہونچا تو مجکو ملکہ صنم چوگان باز سے سخت ندامت ہوگی
اسنے عرض کیا کہ حضور اسکا خیال نہ فرمائین مردون کے واسطے کوئی موت تلوار
سے بہتر نہین ہے کوئی اندیشہ کا مقام نہین اگر آئین اسلام کے خلاف نہوتا تو بہن
میری خود مرکب پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آتی حریف کو مقابلہ کا مزہ چکھاتی
اور قبل ازین وہ اکثر معرکون مین لڑی ہے شریک جنگ ہوئی ہے مگر اب تعمیل
ارشاد سے مجبور ہے پردہ مین بیٹھی ہوئی ہے نقاب حجاب مین مستور ہے لہذا حضور
مجکو رخصت جنگ مرحمت فرمائین حریف برسر مقابلہ ہے شہزادہ نے فرمایا خیر
خوشی تمھاری جاؤ پروردگار عالم کی حفظ و امان مین تم کو دیا ثابت زرین تاج
نے رخصت میدان حاصل کی اور سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے
معکوس تبرزن کے آیا اور آواز دی کہ کیا بیہودہ بک رہا ہے لاف بہادری
کی مردان عالم سے مقابلہ کرکے ع بسیار آنچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و
گرز گران + معکوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا ثابت زرین تاج نے نیزہ کو نیزہ
پر گانٹھا لگین طعنے چلنے دونون مین خوب نیزہ بازی ہوئی سنانون سے
چنگاریان چھوٹنے لگین چوٹون پر چوٹین پڑنے لگین غرضکہ گیارھوین ضرب مین نیزہ ہاتھ
سے معکوس تبرزن کے نکل گیا یہ نیزہ بھو آب خجالت مین غرق ہوا اور خفیف
ہوکر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تبر بازی راست بازی یہ کہکر ساڑھے
تین سے من کا تبر اٹھا کر او خبردار خبردار کہکر ثابت زرین تاج پر مارا ثابت زرین تاج

نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تبر جو پڑتا ہے سپر مثل قرص پنیر کے کٹ گئی ہاتھ مین اسکے اوچھا سا زخم آیا اسنے اپنا سر تو بچایا لیکن تبر جو گردن مرکب پر پڑتا ہے گردن گھوڑے کی قلم ہوئی اور مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا بت زرین تاج جھٹ پٹ کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور شمشیر آبدار کھینچکر بڑھا کہ اسکے مرکب کو بھی دو کر ڈالون کہ ساتھ ہی معکوس تبرزن بھی کود پڑا اور تبر ہاتھ سے پھینکر گریبان گیر ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی کھینچ تب کشمکش سے زور ہونا شروع ہوئے داؤ پیچ ہونے لگے جھڑا کا کشتی کا بلند ہوا کبھی وہ اسکو ریل لے جاتا تھا کبھی یہ اسکو پکڑ لاتا تھا خوب برابر کے زور ہو رہے تھے تمام لشکر کے لوگ دونون جوانون کی زور آزمائیون کا تماشا دیکھ رہے تھے غرضکہ پہر بھر کامل دونون مین کشتی ہوتی رہی قضائے کار اور اتفاقات روزگار کہ عین ہنگام کشتی مین ناگاہ پاؤن بت زرین تاج کا موشخانہ مین جا رہا اور معکوس تبرزن جو ریل کر لے چلا چیتی گھٹنے کی مرک گئی رنگت اسکی زرد ہو گئی اعضا مین تھرتھری پڑ گئی یہ رنگ دیکھکر اسکندر رستم خو نے آواز دی کہ بس علیحدہ ہو جا دیکھتا نہین کہ پاؤن اسکا ٹوٹ گیا ہے زخمی سے لڑنا خلاف مردی و مردانگی ہے تو کیسا بے حمیت ہے کہ مرے ہوئے کو مارتا ہے یہ سنکر معکوس تبرزن پکارا کہ زخمی ہے تو کسکا زخمی کیا ہوا ہے شخص کو اپنے صید کا اختیار حاصل ہے زندہ رہا بت تو زمین فرود اسکو باندھ کر لے جاؤنگا یہ کلام معکوس کا سنتے ہی سکندر رستم خو قریب اسکے آئے اور چھڑانا چاہا چنانچہ معکوس بت زرین تاج کو چھوڑ کر سکندر سے لپٹ پڑا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر سے کھینچکر جو زور کیا تو معکوس کو معکوس کیا بت زرین تاج کو لوگ لے کر علیحدہ ہوئے لیکن بہزاد تاجدار نے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو بس یہ سننا تھا کہ لاکھو سوار تلوارین پکڑ کے ادھر ٹوٹ پڑے ادھر نگار تاجدار صاحبقران اعظم سلیمان کوچک وغیرہ بھی اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوئے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی چمکیلی تلوار چلی تھی کہ ہر طرف اوہ اوہ سنتا تھا زخمی پانی کیا پناہ پانے کو ترستا تھا دیا خفتہ شمشیر اور بران تیز تھا برپا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولون کی طرح گرتے تھے دریاے خون رن کے کھیت مین موجین مارتا تھا کشتے بے گور و کفن تھے کہین سر اور کہین بدن تھے دکھاوے کا غل و شور تلوارون کی شپا شپ کی سن سن آواز عجب ہول خیز و وحشت انگیز تھی تیرون کی بوچھار زخمون سے ہار گولی کے دگا و سوراخ دار چقاچاق خنجر کی مہیب آواز نہایت وحشت خیز تھی نظم

ز چشم زرہ خون روان ہر کنار ... ز خود کردہ قطع نظر روزگار ... کمانہا ز بس کشمکش در لعب

چو در تنگ جگر دار پر خندہ لب ... ز خون بردہ تیغ ہلالی گرو ... ز رنگین کمانہا فلک نو بنو

پراگندہ شد اہل جمع و عناد ... ز بازو جو خار جس از تند باد ... دلیران دین خنجر افراختند

بدنبال کین پردران تاختند ... پلنگ دلاور ز خون سیر نیست ... بہ نخجیر کس مانع شیر نیست

چہ گویم چہ آمد دران انجمن	زتیغ دلیران لشکر شکن	زفوج ستمگر برآمد خروش
نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش	خلاصہ یہ کہ لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لشکر	

کفار کے دانت کھٹے کر دیے حریف پس پا ہونے لگے اور تاب جنگ نہ لا سکے
سکندر رستم خو کا یہ حال تھا کہ بائین ہاتھ مین بجائے سپر کے معکوس تبرزن کو
لیے ہوئے داہنے ہاتھ مین تلوار کھچی ہوئی جنگ کر رہے تھے عین گرمی جنگ مین
صاحبقران اعظم سے اور لقاش تیغ زن سے سامنا ہوا لقاش نے تیغہ
مارا انھون نے وار اسکا پشت سپر سے رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ راکب و مرکب کے
چار ٹکڑے ہوئے سلیمان کوچک نے جھپٹ کر علم فوج کو قلم کیا اور علمدار لشکر کو
مارا ادھر سکندر رستم خو لڑتے ہوئے قریب تخت بہزاد تاجدار کے پہونچ گئے
یہان بادشاہ کی حفاظت کے واسطے ایک پہلوان دو ہزار سوار سے موجود تھا کہ نام
اسکا قرطاس فیل زور تھا وہ جھپٹ کر سامنے آیا اور آواز دی کہ او سرکش کہان
آتا ہی بس وہین تھم جا فرمایا کیا جھک مارتا ہی اگر تجھ مین کچھ زور و قوت ہی تو روک لے
مجکو یہ سنتے ہی اُسنے پھر منجنیق مین رکھ کر گردش دی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے
خالی دیکر معکوس تبرزن کو قرطاس فیل کے سر پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ سے
کوہ ٹکرا گیا اور پیکران دونون کے چکنا چور ہو گئے یہ تو ادھر آکر گرے اور سکندر
قریب تخت بہزاد تاجدار کے آئے بہزاد نے تلوار ماری اُنھون نے کلائی پکڑ لی
اور بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی تخت نشین
مین پروردگار عالم کی اسنے جواب دیا کہ ہزار جانین ہون تو فدا ہون خدا و ندلات اعلے
و منات معلے کے نام پر اور نثار ہین اُنکے پائے اقدس و اعلے پر بس یہ سنتے ہی
سکندر نے اسکو بالا سے ہوا اُچھال دیا کہ یہ چالیس ہاتھ بلند ہو گیا جب گرنے
لگا تو دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوئے صاحبقران اعظم اور سلیمان کوچک
نے اس حملہ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ ولولے و شجاعت تمھارے ہی خاندان پہ ختم
ہین ع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو + اسوقت قاسم و علمشاہ کو تم نے یاد دلایا اور
اُنکے کارنامے و زور و قوت کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر گئی سکندر رستم خو
نے جھک کر سلام کیا اور عرض کیا یہ سب آپ ہی بزرگون کی برکت ہی الغرض فوج کفار
جب بے سردار کی ہو گئی تاب مقاومت نہ لا سکی ہر طرف چادرین ہلنے لگین اور
آوازین الامان الامان کی بلند ہوئین اہل اسلام نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان
سب نے قبول کیا غازیان تہور شعار اور مجاہدان جرار نے ہاتھ روک لیے تلوارون کو
خون پوچھ پوچھ کر میان مین کیا اور میدان قتال سے بہ فتح و فیروزی داخل شہر مرفع حصار
ہوئے اہل لشکر نے کمرین کھولین سب آسودہ ہوئے ادھر لاشون کا جو شمار
کیا تو معلوم ہوا کہ اس جنگ مین دو ہزار اہل اسلام درجۂ شہادت پر فایز ہوئے

اور ساڑھے تین ہزار کفار قتل ہوئے لاشین اہل اسلام کی اُٹھواکر دفن کرادی گئین اور لاشہاے کفار ایک غار مین ڈالکر توپ دی گئین زخمیون کو شفاخانہ کی طرف روانہ کیا وہان اُنکا علاج شروع ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو ایوان شاہی مین تشریف لائے نگار تاجدار کو تخت پر بٹھایا ارکین دولت و رؤساے شہر نے حاضر ہوکر نذرین گذرانین ناچ رنگ ہونے لگا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوئی غرضکہ از سر نو حکومت نگار تاجدار کی قائم ہوئی بحکم شاہزادہ عالیوقار نگار تاجدار نے بتخانون کے منہدم کرانے کا حکم دیا مساجد کی بنا ڈالی گئی ہر طرف دین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا تمام جہان بتخانے تھے سب توڑ ڈالے گئے اکثر بت ایسے تھے کہ جنکے شکم سے منون جواہر نکلا اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا جب کہ ان انتظامات سے فرصت ہوئی اور تمام شہر مین امن وامان قائم ہوئی ہر شخص مطمئن ہوا تو اس فتح کی خوشی مین جشن منعقد ہونے کا حکم شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیا چنانچہ تین روز تک جلسہ عیش ونشاط قائم رہا بزم طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق جام وصراحی لے کر حاضر ہوے اور ساغر مے لالہ فام چلنے لگا اُدھر طائفے خوش گلو باہر و حاضر ہوئے سازندون نے ساز ملائے طبلہ پر تھاپ پڑنے لگی زوٹہ سارنگی کا بلند ہوا نازنین نے گلا اپنا درست کرکے پہلے گت ناچی پھر یہ غزل شروع کی

غزل

بڑھ گیا درد جگر فرقت کے سامان دیکھ کر
غیر روتے ہین مرا حال پریشان دیکھ کر
جیسے سودا سر مین ہے زلف سیاہ یار کا
کھینچ لاتی ہے کشش خار بیابان دیکھ کر
ہین تری پابوسی کو آتی ہین بہت سی حسرتین
دامن کہسار مین خار مغیلان دیکھ کر
فکر عقبیٰ چاہیے ہر وقت سبکو اے ریاض

کیا کرے حالت قلب پریشان دیکھ کر
آتے ہی فصل خزان کے رنگ لایا باغ
دم الجھتا ہے مرا تار رباب نادان دیکھ کر
آگئی شمشیر قاتل مین بھی خوش آب بہت
بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر
ست ہوکر کچھ نہین رہتے حساب شیشہ سے
خوش ہونا چاہیے عقبیٰ کا سامان دیکھ کر

تجکو او ظالم رلہ آیا رحم وقت ذبح بھی
خندہ زن ہین اُڑ کے بلبل اجڑا گلستان دیکھ کر
دامن صحرا مین دیوانہ سمجھکر بار بار
قتل کو ہین زخم ہاے دل کے ارمان دیکھ کر
آبلے دل کے مچل جاتے ہین کونین کی طرح
رند شرب ساقی کوثر کی دوکان دیکھ کر

اس مطرب نے یہ غزل خوب بنا بنا کر گائی اہل بزم سب بہت خوش اور محظوظ ہوئے اسکے بعد حکم ہوا کہ طائفہ بدلا جائے داروغہ ارباب نشاط نے دوسرا طائفہ بھیجا اس رقاصہ شیرین ادا نے محفل مین آکر اپنا رنگ جمایا نغمہ ہاے دلکش سے اہل محفل کے دلون کو لبھایا خوب خوب چیزین گائی انا بجملہ اس غزل پر تو کل اہل بزم کو بسمل کر دیا

غزل

فصل گل ہے جوش پہ کیفیت میخانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلانا ہے شراب

دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
ہے اگر گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
دیکھتا ہون مین بھی طرف شیشہ پیمانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کیسے اسے جو کوئی ہے دیوانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف چاہیے
مین بھی ہین پیمانہ دو تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر نہین ہوتی پری شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین یا ہون مین دیوانہ آج

عرش پر ہے اندنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین ہے جسمین بالاخانہ آج

غرضکہ اُس پری پیکر نے اس غزل کو اس ناز و ادا کے ساتھ گایا کہ تمام اہل محفل ساکت ہو کر رہ گئے سمان بندھ گیا ہر ایک وجد کے عالم مین بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا یہ عالم تھا کہ کسی کے لب پر آہ تھی کسی کی آنکھ سے آنسو رواں تھے کوئی اف کر رہا تھا غرضکہ کل محفل کی یہ حالت تھی جب یہ مطربہ اہل محفل کے دل پامال کر چکی انعام کثیر پا کر رخصت ہوئی بکاول نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور دسترخوان طیار ہے چنانچہ صحبت رقص و سرود کو برخاست کر کے سکندر رستم خو بزم سے مع رفقا و مصاحبین کے اُٹھے نعمت خانہ مین آکر خاصہ نوش جان فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف لا کر آتشبازی کی سیر کی الحاصل تین شبانہ روز یہ جشن عشرت آراستہ رہا بعد انفراغ جشن نگار تاجدار کو تو یہین چھوڑا بت زرین تاج کو اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کر کے جانب قبر جناب آدم علیہ السلام روانہ ہوئے

اب یہان سے دو کلمہ داستان خروج تلبیس جنی کے اور سامان بربادی قبر جناب آدمؑ کے حال مین بیان ہوتے ہین

ہان ساقی وقت یاوری ہے
چھوڑ رندو ہے کسی کا [illegible] آج
ساقی الگ اور جام [illegible]
دیکھو سے ہوش [illegible] قسم ہے
وہ پیر [illegible] مین سودا
وہ آتش شوق جو کہ ہے تیز
ان سب کی قسم ہے سے ساقی
دے مجکو [illegible] مین مجھے اب
ہر حرف سے دلبری ہو پیدا
آنکھون کو ہو جسکے دیکھنے سے فرحت
ہے کلک اثر تو سامری فن

دے بادہ کہ دور آخری ہے
دے ہوش ربا وہ جام ساقی
[illegible] ہو جلسے نگارین
ساقی پیر مغان کا [illegible]
وہ جان [illegible] ہین ہر تمنا
وہ رنج کہ [illegible]
دے جام شراب باقی ساقی
لکھون وہ داستان [illegible]
ہر لفظ سے نازکی ہو پیدا
دامان نگاہ ناظرین کو
بھر آج طرازے [illegible]

لا مجکو دے خوب سا آج
دنیا مین ہو جس سے نام ساقی
ساقی مرے جوش کی قسم ہے
ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ دل جو ہے آرزو سے لبریز
وہ لب ہے ہمیشہ پہ شیون
کانٹا جو لگا ہے دل ہے بیتاب
خوش ہون جیسے پڑھکے اہل تمکین
مضمون سے وہ لطافت
پھولون سے بھرون بطرز نیکو

سخن سازے کہ [illegible] ساز کردہ

سخن را چنین آغاز کردہ و خوب بندہ [illegible] داستان چنین سے نگارد مراد داستان طالبان نگین الفاظ گلشنی داستان و [illegible] حان الواب جملۂ جان نقش رو شن افسانہ کو لوح قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور شاہد زیبا سے مضامین کو عرصۂ فصاحت مین جلوہ گر ایسے اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ زمانہ صاحبقران ثالث مین اکثر

کفار نے سرکشی کی ہی اور بڑی بڑی تباہیان اہل اسلام پر پڑی ہین جیسا کہ جلد پنجم آفتاب شجاعت
و نیز گذشتہ اجزاء جلد پنجم مین بیان ہوچکا ہی اُسی زمانہ پر آشوب مین جبکہ ہر طرف شور و
شر برپا تھا تلبیس جنی نے بھی عناد مین بنی نوع انسان کے فتنہ پردازی کی ہی یعنے
سے کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے + اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد
کرتے ہین + یہ ملعون اسم با مسمےٰ ثانی ابلیس ہی اور بادشاہ جزیرہ سربلند کا دستور
اس شہر کا یہ ہی کہ جسوقت بادشاہ یہان کا مرجاتا ہی تو لائق تاج و تخت وہ جن سمجھا جاتا
ہی جسنے اپنی مدت العمر مین سب سے زیادہ بنی نوع انسان کو آزار پہونچائے ہون اور
اولاد بادشاہ کی مستحق تاج و تخت نہین قرار پاتی جبکہ انقلاب سلطنت ہوتا ہی اور نیا
حکمران تخت حکومت پر متمکن کیا جاتا ہی اور جشن تاج پوشی منعقد ہوتا ہی اُسوقت
تمام ارکین دولت و مشیران سلطنت جمع ہوتے ہین اور ایک راہب کہ جسکو یہ قوم
اجنہ اپنا رہبر و پیشوا تصور کرتے ہین اور اپنا ہادی و مرشد جانتے ہین وہ مقام بلند پر
کھڑے ہوکر حال عداوت بنی جان و بنی نوع انسان مع قصہ حضرت آدم علیہ السلام
و ابلیس علیہ اللعن کے بیان کرتا ہی اور گذشتہ حالات ابوالبشر کا اعادہ کرتا ہی کہ
اس صورت سے پتلا آدم کا بنایا گیا اور شیطان کو حکم سجدہ تعظیمی کا ہوا اُسنے بسبب
کبر و نخوت سرتابی کی اور عوض گردن جھکانے کے سرکشی کی جسکی وجہ سے مردود بارگاہ
سبحانی ہوا اور عداوت بنی نوع انسان پر کمر ضلالت باندھی تو ایہا الاجنہ تم کو لائق و لازم
یہ ہی کہ قائم باقدم رہو اُسی مرشد کامل کے کہ جسنے آدم کے آگے سر جھکانا ننگ و عار
موجب کسر شان جانا اور حکم خداوند عالم کا نہ مانا جو بات ذلت کے ساتھ ہو وہ بات
ہرگز ماننے کے لائق نہین ہوسکتی اور کبھی مرتبہ انسان کا بنی جان سے بہتر نہین ہوگا
کہ خلقت اُنکی خاک سے ہی اور ہماری آفرینش آگ سے اور یہ امر مسلم الثبوت ہی
کہ مرتبہ آتش کا خاک سے زیادہ افضل و اعلےٰ ہی لہذا تم کو لازم ہی کہ اطاعت اس
بادشاہ کی اختیار کرو کہ یہ پشت پناہ تمھارا ہی اور دیرینہ دشمن اسلام ہی تم سب پر
فوق رکھتا ہی اور اے بادشاہ تجھے بھی سرپرستی اپنی رعایا اور قوم کی واجب و لازم ہی اور عداوت
بنی نوع انسان کی ضروری امر ہی سلطنت پاکر مغرور ہونا بموجب مصرعہ گر بدولت برسی
مست نگردی مردی + اور اپنے اصلی کام سے کبھی غفلت نہ کرنا جو تمھارے او پر
فرض عین ہی یعنے جو شخص جسقدر بڑھکر انسان کی ایذا رسانی کریگا اُسیقدر بلا رتبہ
و مراتب اُسکے پیش خداوند ابلیس زیادہ قرار پائینگے کس لیے کہ اگر عیش و راحت
عقبےٰ ہم سے چھوٹی ہی تو عشرت دنیا کو کیون ہاتھ سے جانے دین اور آگاہ ہو کہ
جو بادشاہ اپنے عہد حکومت مین قبر آدم اول کی بربادی کریگا اور اُن استخوان ہائے
کہنہ کو غذائے متبرک سمجھکر کھائیگا وہ عیش ابدی پائیگا اور اُسی روز سے
انتظام سلطنت بدل جائیگا یعنے بادشاہی اُسی کی نسل مین قائم ہو جائیگی

چنانچہ جو لوگ زمانہ سابق مین بادشاہ ہوئے اُنکا قابو نہ چل سکا وہ اس دولت سے محروم رہے لیکن جب کہ تلبیس جنی تخت حکومت پر بیٹھا اور احکام راہب کے اسنے سُنے اُسوقت سے یہ کانٹا اُسکے دل مین کھٹکنے لگا ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی صورت سے قبر آدم کو برباد کرنا چاہیے کہ اس سے بہتر کوئی کام ثواب کا نہین ہے اور یہ ایسا امر عظیم ہے کہ جسکے صلے مین سلطنت ابدی حاصل ہوتی ہے کہ مثل ہمارے ہماری اولاد بھی سلطنت کرے گی اور نسلاً بعد نسل سلطنت ہمارے ہی خاندان مین مستقل رہے گی چنانچہ زمانہ صاحبقران اول مین بھی اسنے قصد بربادی مرقد ابوالبشر کیا تھا مگر بسبب غلغلہ جاہ وجلال صاحبقران کے ہمت اسکی پست رہی حتے کہ زمانہ صاحبقران ثانی مین بھی یہ مرتد جرأت کرکے رہ گیا کچھ قابو نہ چلا جب کہ یہ دور زمانہ پر آشوب نمودار ہوا اور خدا پرستون پر انواع واقسام کی تباہی پڑی صاحبقران ثالث آئینہ اندام جادو کے تعاقب مین نہ طاق کی جانب روانہ ہوئے تو میدان خالی پاکر اور وقت کو غنیمت جانکر اسنے ڈھائی لاکھ جنون کی جمعیت بہم پہونچائی اور اس فوج دیوان سے بعزم بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام فوج کشی کرکے جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوا جو لوگ کہ یہان مجاور مرقد متبرک تھے اور حفاظت اس مزار شریف کی کیا کرتے تھے وہ لوگ یہ خبر وحشت اثر سنکے ہمت سے تو اسکے خوف سے بھاگ گئے اور اکثر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سیکڑون نے مذہب ابلیس پرستی اختیار کر لیا کہ جان ہے تو جہان ہے غرضکہ اس مقام پر حکومت تلبیس جنی کی قائم ہوگئی چندے تو یہ خاموش رہا جب خوب تسلط اسکا ہوگیا اور دیکھا اسنے کہ میدان خالی ہے مجاور وغیرہ سب بھاگ گئے ہین تو اسنے قبر کھدوانا شروع کی لیکن وہ لوگ جو کہ خوف سے تلبیس جنی کے پہلے ہی فرار ہوگئے تھے وہ پتہ صاحبقران واولاد صاحبقران کا پوچھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اس حال پر ملال کی خبر صاحبقران زمان کو پہونچائین تاکہ وہ کوئی تدارک اسکا کرین اور اس کافر خدا سرکے ہاتھ سے مرقد مطہر ابوالبشر کو بچائین قضائے کار اور اتفاقات روزگار کہ چند آدمی انمین سے راستہ بھولکر سرحد قاف کی طرف نکل آئے اور جنگلون مین تباہ وپریشان پھر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ جانب قاف سے گرد اُڑی اور ایک سردار پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا چونکہ علمون کے پھریرون پر تعریف الٰہی ونعت رسالت پناہی مرقوم تھی اس لحاظ سے انھون نے پہچان لیا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا ہے کیا عجب ہے کہ ان لوگون سے پتہ صاحبقران یا اولاد صاحبقران کا معلوم ہوجائے یہ سوچکر وہ لوگ قریب آئے سردار لشکر کو سلام کیا یہ سردار کون ہے مظہر پری نژاد ہے جو پیش خیمہ سکندر رستم خو کا لیے ہوئے قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف چلا جاتا ہے مظہر پری نژاد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہان سے آتے ہو کہ تمھارے چہرون سے آثار پریشانی ظاہر ہوتے ہین ان لوگون نے کہا ہم اپنی پریشانی کا حال کیا آپ سے ظاہر کرین بقول شاعر ؎ پریشانی ہماری کا کل محبوب جانے ہے

پریشان کی پریشانی پریشان خوب جانتے ہو + مظہر نے کہا کہ تم مفصل حال بیان کرو تب ان
لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ مجاور و خادم ہین مزار پر انوار حضرت آدم علیہ السلام کے اور
تلاش ہین سرگردان و پریشان ہین صاحبقران یا اولاد صاحبقران کی تا کہ چلکر اُنسے اُسکے
جد اعلے کے مزار کی تباہی و بربادی کا حال بیان کرین کہ دیکھیے آپ کے دادا صاحب کے
مرقد منور کے ساتھ یہ بے ادبی بلکہ ظلم ہو رہا ہے کہ قبر مطہر کھودی جاتی ہے اور اُنکے استخوان
لفتہ تک کھاجانے کا ارادہ جلیان نابکار رکھتے ہین اور اس امر عظیم کے ارتکاب کے لیے
ابلیس جنی نے خروج کیا ہے یہ حال سُنکے مظہر پریزاد نے اُن لوگون کو تسلی دی اور کہا
کہ تم گھبراؤ نہین ہم بھی ملازم صاحبقران زمان ہین آقا ہمارا شاہزادہ سکندر رستم خو
سرکشان قاف کو مار کر پردۂ دنیا کی جانب چل چکا ہے اور ہم لوگ پیش خیمہ اُسکا ہے کر قبر
مطہر آدم علیہ السلام کی جانب جاتے ہین ہم لوگ بھی پریزاد ہین لیکن ہم نے بحکم اپنے آقا
کے لباس آدم زادی اختیار کیا ہے تم اطمینان رکھو ہم ابھی چلکر نام و نشان گیہان ابلیس ثانی کا
صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط مٹائے دیتے ہین بس مظہر نے مجاورون کو تسلی دے کر
اپنے ہمراہیون سے اشارہ کیا کہ باگین مرکبون کی اُٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ مزار شریف برباد
ہوجائے تو ہم اپنے آقا کو کیا منھ دکھائینگے یہ سُنتے ہی سب ہمراہیون نے باگین اُٹھا دین
اور جانب قبر آدم علیہ السلام روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہے نظم

بلا ہین آنکھون سے اُنکی مدام لیتے ہین — ہم اپنی آنکھو نسے ہاتھون کا کام لیتے ہین
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے — قدم سب اُن کے وقت خرام لیتے ہین
شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا — نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قاتل — جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اُن کا — وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے ذوق وقت مے نوشی — ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین
سخن سازے کہ معنی ساحر کردہ — سخن را این چنین آغاز کردہ

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصہ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عساکر
مضامین مع رایت افرازندگان لشکر بیان ظفر قرین بہ صد فر و تمکین اشہب تیزگام زبان کو
میدان تقریر مین اسطرح جولانگر فرماتے ہین اور تیغ زبان کے جوہر معرکہ تحریر مین یون
دکھاتے ہین کہ جب شاہزادہ سکندر رستم خو شہر مرقع حصار مین نگار زنا چلا روغیرہ سے
رخصت ہو کر قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ یہ منزلین طے کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک ریگستان ملا کہ جہان دور تک سایۂ شجر کا
تو کیا ذکر برگ کاہ بھی نظر نہ آتا تھا تپش آفتاب سے ہر ذرہ ریگ بیابان اخگر کا کام

کرتا تھا اسدرجہ حرارت بڑھی تھی کہ کرۂ خاک کرۂ نار ہو گیا تھا اگر اُس صحرائی ویرانی
بیابان کی جاوے تو یقین ہے کہ ویرانی کو بھی وحشت ہو ہمہ تن وہ صحرائے ہول خیز صعوبت
کا گھر تھا بربادی کا مدنظر تھا کوسون کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان دشت سنسان
آفتاب وہان جاتے ہوئے تھراتا ہے مہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہے ہر ستارہ صورت
داغ پیر چرخ کہن کو وہان عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا قدم دھرنا
متعذر اس زمین پر مسافر خیال کو جانا محال رستم وہان خوف سے پیر زال پناہ پانی مشکل
وہان کا سنگ ہر ایک سنگدل کوسون کیا منزلون تک آب نایاب دل گرمی سے ہر
ایک کا بیتاب دیوانگان بادیۂ وحشت وہان آتے خوف کھاتے یہ حال تھا کہ

آسیب پر آسین آئے ڈر جاے	دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جاے	ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر بیابان
کوسون نظر آتا تھا نہ انسان	اُڑتے تھے بگولے جو ہوا سے	بن بن کے بال ڈرا رہے تھے
وحشت کا وہان تھا ایسا عالم	معلوم نہ ہو کہ ہین کہان ہم	تمام وحشت تمازت آفتاب سے

تپتا تھا آفتاب بھی مارے گرمی کے عازم برج حمل ہوا تھا ریگ بیابان جو اُڑ اُڑ کر پڑتی تھی تو جسم
انسان کا جلنے لگتا تھا نظم

اُس دشت مین بر سر تک و دو	یا ریگ روان تھی یا وہ رہرو	سایہ کو پتہ نہ تھا شجر کا
عنقا تھا نام جانور کا	مرغان ہوا تھے ہوش راہی	نقش کف پا تھی ریگ ماہی

ہمہ تن پسینہ مین غرق دھوپ مثل برق ہوا مین باد سموم کا اثر اندھی تھی باد صرصر سوکھا
ڈنڈ ہر شجر تھا بے بال و پر ہر جانور تھا غرضکہ شاہزادۂ والا تبار اُس دشت مین رہروی
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا وسط صحرا مین ایک حجرہ بنا ہوا ہے اور دروازہ پر اس حجرہ
کے ایک پتھر نصب ہے سکندر قریب اُسکے آئے پتھر پر جو نگاہ کی تو دیکھا بخط عبرانی لکھا
ہوا ہے کہ یہ مزار ہے شاہ مظفر یزدان پرست جنی کا کوئی شخص یہان تک پہونچے
سوائے اولاد صاحبقران کے اور نہ کھولے گا اس حجرہ کو کوئی شخص سوائے اُسکے کہ
جو وارث زور صاحبقرانی ہو اگر فاتحہ خیر سے اس مردۂ صد سالہ کو یاد کرے گا تو اجر اُسکا
خداوند تعالے سے عاقبت مین پائے گا اور صلہ دنیا ہی مین ہاتھ آئے گا یہ عبارت پڑھکر
سکندر رستم خو نے اُس پتھر کو کولی مین لے کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو ہٹکا مارا
تو اُکھیڑ کر پھینک دیا جب کہ یہ آڑ بر طرف ہوئی اور سنگ جو سد راہ تھا وہ رفع ہوا تب
یہ دروازۂ حجرہ تک پہونچے حجرہ کو مقفل پایا بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا پایا اور جھٹکا مارا
کہ کنڈا اور زنجیر سب کو کھینچکر پھینک دیا در حجرہ کا دروازہ کھولکر اندر داخل ہوئے
دیکھا کہ ایک قبر بنی ہوئی ہے اور بالائے قبر ایک صندوق رکھا ہوا ہے اُسمین بھی
قفل دیا ہوا ہے سلیمان لوچک نے کہا کہ صندوق کو ہٹا کر قبر پر فاتحہ پڑھنا
چاہیے یہ سوچکر قصد کیا کہ صندوق کو ہٹا دین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنی جگہ سے
سرک نہ سکا سلیمان لوچک پسینہ مین غرق ہو گئے دل مین شرمندہ ہوتے تھے سکندر

اپنے دل میں سمجھے کیا آفت ہوگی کہ اتنا سا صندوق انسے سرکایا نہ گیا یہ رنگ دیکھ کر صاحبقران
اعظم بھی بڑھے اور شرکت سلیمان کو چک کی کرنا چاہی چنانچہ یہ دونوں صاحب بل کر زور
کر رہے تھے مگر صندوق اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کھاتا تھا سرکنا تو بہت دشوار تھا
سکندر نے دیکھا کہ دونوں صاحب زور کر چکے مگر صندوق اپنے مقام سے نہ سرکا تو اب
انھوں نے زور کرنا شروع کیا ماشاءاللہ انکا زور و قوت اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے ہٹ
جاتا مگر اس صندوق چوبی نے ذرا بھی جنبش نہ کھائی اب تو سکندر کو غصہ آگیا چاہا کہ قفل اسکا
کھینچکر پھینک دوں مگر قفل بھی نہ ٹوٹ سکا اُسوقت انھوں نے گرز اپنا سنبھالا اور قصد
کیا کہ ایسی ایک ضرب لگاؤں کہ صندوق تو کیسا قبر کے تختے بھی سلامت نہ رہیں سہ فرصت
نے شاہزادہ کو وہ وقار کے + صندوق کیا ہی ٹوٹینگے تختے مزار کے + اُسوقت ایک آواز
پیدا ہوئی کہ کیا خوب فاتحہ خوانی آپ کر رہے ہیں اسقدر جہالت نہ چاہیے مرے پر سو درے
بیت پر بغت کرنے سے کیا حاصل ہر چند کہ جو تحائف اس صندوق میں ہیں وہ تمھارے
ہی واسطے ہیں مگر اسطرح نہیں ہیں تم کو چاہیے کہ ایک شب یہاں عبادت کرو اور ثواب
اسکا اس صاحب قبر کے نام بخشو تاکہ صاحب قبر خود آکر اس راز سے آگاہ کرے اور طریقہ
صندوق کھولنے کا تعلیم کرے اگر یہ صندوق اس حفاظت سے نہ رکھا جاتا تو یہ تحفہ محفوظ
تم تک نہ پہونچ سکتا جو یہاں تک پہلے پہونچ جاتا وہ اس تحفہ کو لے جاتا یہ آواز سنکر ہر چند
انھوں نے ادھر اُدھر مڑ کے دیکھا مگر سوا اپنے ہمراہیوں کے کسی کو نہ پایا سب حیران
حیران ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے سکندر رستم خو نے حکم لشکر کے اترنے کا دیا اور ایک
شب کے لیے اسی صحرا میں قیام کیا خیمہ اور سراپردے برپا ہوگئے سردار اپنے اپنے
ڈیروں میں داخل ہوئے بازار لشکر کے کھل گئے بنیے بقالوں نے دوکانیں لگادیں لشکری
کھانے پینے کے انتظام میں مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو سکندر نے وضو کیا اور
وظیفہ مغرب کو ادا کر کے حجرہ میں داخل ہوئے اور عبادت پروردگار میں مشغول ہوگئے
تمام رات رکوع و سجود قیام و قعود میں گذاری ستے کہ نماز صبح پڑھ کر ثواب عبادت شب کا
ان صاحب قبر کی روح کو بخشا اور سجدہ شکر میں جھکے جبین نیاز خاک پہ رکھتے ہی ایک
غنودگی طاری ہوئی غفلت سی آگئی عالم رویا میں دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
چہرہ اُسکا مثل شیر کے اور دست و پا مانند شتر کے اور دھڑ مطابق انسان کے نظر
آیا آتے ہی اُسنے سلام کیا اور کہا کہ شاہ مظفر یزدان پرست جنی میں ہی ہوں میں نے
وہ ہدیہ بھیجا کہ جسکی وجہ سے میرے بہت سے گناہ بحل ہوگئے اور تکلیفیں و شدائد عالم
برزخ کے برطرف ہوگئے مجھکو اپنے علم درویشی سے دریافت ہوا تھا کہ جس زمانہ میں
ابلیس پرستوں کا دور دورہ ہوگا اور سامان بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام کا ہوگا
تو ایک شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اسطرف کو آئیگا اور یہاں سے ہو کر قوم
جن کے مقابلے کے لیے جائے گا اُسوقت میرے دل میں خیال آیا کہ مبادا حیات

ناپایدار و فانی ہے اور جبکہ قطع مدت عمر میری ہو جاے تو مین کس صورت سے اس کار
نیک مین مدد دون یہ تصور کر کے مین نے اپنے علم کے زور سے چلے کھینچکر اور ریاضت
کر کے ایک تیغہ طیار کیا اور اُسکو ایک صندوق چوبی مین بند کر کے بزور عملیات مقفل
کیا کہ اگر کوئی قابض ہونا چاہے تو اُسپر دسترس اُسکا نہ ہو سکے تا وقتیکہ مجھ سے اجازت
حاصل نہ کر لیجاے اسکو ایک زمانہ گذرا جبکہ زمانہ انتقال کا میرے قریب آیا اور آثار
سے ثابت ہوا کہ اب تیرا جام عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکا چاہتا ہے تو مین نے یہ امر تجویز کیا کہ
صحرا مین ایک حجرہ طیار کیا جاے اور مزار بھی اسی حجرہ کے اندر بنایا جاے جو ہی مدفن
میرا ہو گا چنانچہ اسی بنا پر ایک وصیت نامہ اپنے اعزا کے نام لکھ کر دیا کہ جب
اس دار ناپایدار سے مجکو سفر آخرت درپیش ہو اور روح میری اس کالبد آتشی سے پرواز
کر جاے تو مجکو اس صورت سے دفن کرنا اور یہ صندوق بالاے تعویذ رکھ کر دروازہ پر حجرہ کے
پتھر نصب کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا الحمد للہ کہ آج وہ محنت میری کام آئی کہ آپ
تشریف لاے سو للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت
میری بسم اللہ اب اُس صندوق کو کھولیے وہ کھل جاے گا اور تیغہ آپ کے ہاتھ
آجاے گا اُس تیغہ کو زیب کمر فرمایئے اور جلد قبر حضرت آدم کی طرف روانہ ہو جیے ایسا
نہ ہو کہ وہ قبر مطہر برباد ہو جاے اور نام آپ کے جد اعلےٰ کا پردہ ہستی سے مٹ جاے
سکندر نے پوچھا کہ کچھ صفت اس تیغہ کی بیان کیجیے کونسی صفت اس تیغہ مین ایسی
ہے جو میری شمشیر آبدار مین نہین ہے شاہ مظفر نے جواب دیا کہ یہ گروہ جنون کا نہایت
سخت ہے خاصیت انکی یہ ہے کہ جو قتل ہو گا وہ ایک کے بدلے دو ہو کر سامنے آئے گا
اور پھر مقابلہ کرے گا حتے کہ لشکر انکا بڑھتا جاے گا اور فوج آپ کی گھٹتی جاے گی
تا وقتیکہ سالار لشکر جنیان کہ جسکا نام طرطوس جنی ہے جب تک وہ نہ مارا جاے گا
یہ خاصیت برطرف نہ ہو گی اسلیے کہ وہ ساحر ہے مگر اسی سحر کا عامل ہے اور موت اُسکی
سواے اس تیغہ کے دوسری تلوار سے ممکن نہین علاوہ اس صفت کے اور بھی
خاصیتین اس تیغہ مین موجود ہین یعنے یہ کہ جسپر یہ تیغہ پڑے گا وہ زندہ پھر نہ ہو سکیگا
اگر آپ کی تلوار قتل اجنہ کے لیے کافی ہوتی اور آپ کی شمشیر صاعقہ بار انکی خرمن
ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تو مین یہ زحمت کاہے کو اُٹھاتا اور اس تیغ
کیون طیار کرتا ایک بات اور آپ کو بتاتا ہون کہ جسوقت آپ صندوق کھولیے
تو ایک جن صندوق سے نکلے گا وہ تیغہ آپ کے پیشکش کرے گا اور رہبری کیواسطے
بھی تیار و مستعد ہو گا آپ کو ایسے راستے سے لے جاے گا کہ آپ ایک روز مین
منزل مقصود پر پہونچ جایئے گا اگر یہ سب سامان مہیا نہ ہوتے تو جب تک آپ
پہونچتے وہ قبر شریف برباد ہو جاتی یہ کہتے ہی شاہ صاحب تو نظرون سے غائب
ہو گئے اور سکندر رستم خو کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا تو صبح صادق کا وقت ہے

عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح ہزار دانہ کواکب کو سجادہ فلک سے اُٹھا لیا ہے اور زاہد صائم النہار مہر عبادت خانہ مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے لشکر میں تیاری چلنے کی ہو رہی ہے سواریان سرداروں کی طیار ہوتی ہیں خیمہ اور سراپردہ اُکھڑ اُکھڑ کر اراپون اور شترون پر بار ہو رہے ہیں ہر شخص اپنے اسلحہ سے خبردار و ہوشیار ہو رہا ہے سامان سفر کے انتظام میں ہر ایک افسر مشغول ہے اپنے ماتحتون پر تاکید کر رہا ہے کہ کوچ کی طیاری کرو اپنے کیل کانٹے سے ہشیار رہو صبح کی وردی بج رہی ہے سکندر نے جلدی سے اُٹھ کر قفل پر ہاتھ ڈالا اب قفل از خود کھل گیا اور پٹرا صندوق کا بھی از خود پلٹ گیا اور ایک شخص مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا صندوق سے باہر آیا اور تیغہ شہزادہ کے روبرو پیشکش کیا سکندر نے تیغہ کو لے کر زیب کمر کیا اور جن کو رہبری کے لیے ہمراہ لیا اور جانب قبر آدم علیہ السلام روانہ ہوئے انکے عقب میں اہل فوج بھی افتان و خیزان گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے چلے پلٹ کر انھون نے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک سے عرض کیا کہ حضور اس محنت شاقہ کو نہ گوارا فرمائیں بلکہ لشکر کو انتظام کے ساتھ لے کر تشریف لائیں یہ خادم آپکا اس لشکر ابلیس کے واسطے کافی ہے سلیمان اعظم نے تو سکندر کے اس کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا اور ہمراہ ہو لیے اور فرمایا کہ میں تم کو اس مہم پر تنہا چھوڑنا کبھی گوارا نہ کرونگا لیکن سلیمان کوچک بخیال لشکر کی تباہی کے ٹھہر گئے اور بہت جلد لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر یہ بھی نشان قدم دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے چونکہ سکندر کو بھی خیال اس امر کا ملحوظ خاطر تھا کہ راستہ نیا ہے اور دادا صاحب کے ہمراہ کوئی راہبر بھی نہیں ہے اس بنا پر مثل سنگ نشان کے ایک ایک تیر گاڑتے چلے جاتے تھے کہ اس پتہ سے چلے آئینگے بموجب مصرع ہاے پری ہے اسی جادہ پہ چلا آ + تا ملک سلیمان مری زنجیر پڑی ہے + راستہ میں سکندر رستم خو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جسوقت میں نے گرز مارنے کا قصد کیا تھا تو ایک آواز پیدا ہوئی تھی معلوم نہیں وہ کون شخص تھا یہ خیال اپنا انھون نے راہبر جنی سے ظاہر کیا اُسنے عرض کیا کہ وہ میں ہی تھا ہر چند مجھے بولنے کا حکم نہ تھا مگر مجبور ہوا کہ جان ہی جاتی تھی فرمایا کہ تو نے اپنا صندوق میں بند ہونا کیون گوارا کیا اور کتنی مدت سے تو اس صندوق میں مقید تھا اُسنے جواب دیا کہ یہ بات ایک راز کی ہے جسکو میں اسوقت نہیں بیان کر سکتا ہون ابھی مصلحت وقت نہیں کہ راز پنہان آشکار کیا جائے انشاء اللہ تعالے بعد فتح جنیان حضور سے عرض کرونگا کہ میں بھی آپ سے ایسا غرض رکھتا ہون اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور پہلے کچھ حال منظر پریزاد کا بیان ہوتا ہے

زجانب دگر داستان گوش کن	ازین قصہ یکدم فرو ہوش کن

تتمہ احوال منظر پریزاد جو کہ پیش خیمہ لیے ہوئے سمت قبر جناب

آدم علیہ السلام بجناح استعجال چلا آتا ہے مع دیگر حالات متعلقہ

چھاؤں میں کس طرح یہ ستمگر کہاں نہیں
دل میں نہیں کہ آنکھوں میں جلوہ کناں نہیں
مجھ سا بھی کوئی بلبل بے خانماں نہیں
ایسا نہ ہو کہ درد تمہاری کمر میں ہو
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہیں ہے کون
کرتا دہان یار کے رنگینیوں کا وصف
کیا اختیار ایسے تلون مزاج کا
اس غیرت مسیح کی بکھی کے واسطے
جھوٹی ہمارے گھر میں دعوت کرونگا کیا
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہے مدام
یوں دے کے نقد ہوش تنگ آئے جو تیرے پاس
نظروں میں غیر کی جو سبک ہوں گیا عجب
جلوے کو تیرے کس لیے ہے مجھ سے دشمنی
کیفیت آسکے میکدے میں دیکھو جلے وہ
محو نظارہ دل تو وہ بت ہے حجاب میں
دل سے بھلا دیا ہے گلوں ہی نے کیا مجھے
وہ دل ہیں اور مرتے ہیں جو کوری کوری پر
کس لالہ رو کے دل میں مرا گھر نہیں قلق
تب بشنوا کہ ہمدم داستان

وہ سرزمین ہے کون جہاں آسمان نہیں
ڈھونڈھو تو کس مکاں میں وہ لامکاں نہیں
باغ جہاں میں جسکا کہیں آشیاں نہیں
اچھا یہ یار گیسوئے عنبر فشاں نہیں
گلزار عاشقی میں کہیں زعفران نہیں
مجبور ہو گیا کہ منھ میں زباں نہیں
جو مہرباں کبھی ہو کبھی مہرباں نہیں
طیار ہے فلک پہ شرک کہکشاں نہیں
قابل سگ حبیب کے یہ استخواں نہیں
جو کوچہ گرد گیسوئے عنبر فشاں نہیں
ایسا تو زلف یار کا سودا گراں نہیں
صد شکر طبع یار پہ تو میں گراں نہیں
ای ماہرو یہ ہے دل عاشق کتاں نہیں
جو قائل کرامت پیر مغاں نہیں
حیران ہے آئنہ رخ جاناں عیاں نہیں
اب برق کو بھی یاد مرا آشیاں نہیں
اپنا ہما فریفتہ استخواں نہیں
وہ کونسا چمن ہے جہاں آشیاں نہیں
کہ باز آمدم بر سر داستان

واقفان کہ در فن فرد اند
شرح این داستان چنین کردہ اند

حدیقہ بندان گلشن معانی و گلچینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات و مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اثمار میں نہال خوش کلامی اسطرح بٹھاتے ہیں اور عنادل وار گلزار تحریر میں صریر کلک سے یوں زمزمہ سنجی فرماتے ہیں کہ قبل اسکے بیان ہو چکا ہے کہ مظہر یہ دیا دے اُن لوگوں کو جو کہ خبر بربادی قبر آدم علیہ السلام لیے ہوئے بتلاش صاحبقران زمین یا اولاد صاحبقران چلے آتے تھے ان کو تسلی و تشفی دے کر اپنے تمام ہمراہیوں سمیت باگیں مرکبوں کی اُٹھا دی تھیں اور بہت جلد چلے آتے تھے کہ ایسا نہ ہو قبر شریف دست جفیان پر تلبیس سے برباد ہو جائے تو ہم آقا کو اپنے کیا جواب دینگے کہ تم نے خبر سنی اور لوگ فریادی تمہارے پاس آئے اور تم نے کچھ تدارک اُسکا نہ کیا اس خیال سے بہ عجلت تمام مظہر یزداں چلا آتا ہے۔ غرض کہ

جسوقت یہ قریب کوہ سراندیپ پہونچا تو اسنے دیکھا کہ ایک مقام پر یورش جنیون کا ہو رہا ہے وہ لوگ جو اسکے ساتھ تھے اُنھون نے بیان کیا کہ یہ جگہ خاص قبر آدم کی ہے عجب نہین ہے کہ یہ کفار بارادہ بے ادبی آئے ہون بس یہ سنتے ہی یا تو مظہر پریزدا دینے باگ روک لی تھی کہ قاعدہ کے موافق بعد نامہ و پیام کے آغاز جنگ کیا جائے لیکن جب یہ سُنا تو تامل کرنا مناسب نہ جانا کہ عرصہ کرنے مین مطلب فوت ہو جائے گا ایسا نہ ہو کہ بربادی قبر مطہر ہو جائے بس یہ خیال کرکے اسنے یہین سے نعرہ کیا کہ باش اے جنیان کفار و پیروان ابلیس مکار خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا منم مظہر پریزداد غلام شاہزادہ عالی مقدار سکندر رستم خو یہ کہکر اسنے یہین سے تلوار کھینچ لی اور گھوڑے کو سرپٹ چھوڑا بس صداے نعرہ گوش زد ہوتے ہی وہ تمام جن جو کہ قریب قبر مطہر جناب آدم آچکے تھے اور بے ادبی کیا چاہتے تھے پلٹ پڑے اور طرطوس جنی نے آواز دی کہ اگر آیا ہے تو کیا کرلے گا اب تیرا خاتمہ ہی کرکے ہٹینگے تمام اس قبر کو کھودینگے اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو یہ جانے نہ پائے بس یہ سننا تھا کہ اُسطرف سے بھی جن آپڑے اور ادھر مظہر پریزداد بھی فوج دیوان کو لے کر آپہونچا کہ ادھر بھی جن تھے اب برابر سے مقابلہ ہونے لگا اور لگی تلوار چلنے اور لاش پر لاش گرنے بازار مرگ چارون طرف گرم ہوا خون کے دریا بہنے لگے سر مثل حبابون کے تیرتے تھے تن بے سر خاک پہ پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کسی کا شانہ نشانہ تھا سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا زمین پر کوئی شکم چاک پڑا تھا کوئی سسک رہا تھا کوئی تڑپ رہا تھا کوئی نیم بسمل تھا کوئی بالکل زخمون سے چور ایڑیان رگڑ رہا تھا کسی کی لاش سم اسپان سے پامال ہو گئی تھی استخوان ریزہ ریزہ تھے ہر طرف جوے خون روان تھی لاشین اُس دریاے خون مین مثل مگر و سونس کے تیرتی تھین نشان سرنگون پڑے تھے تلوارون و نیزون و سپرون کے انبار تھے جو لوگ مارے گئے تھے اُنکے یہ اسلحہ خاک و خون مین پڑے تھے مرکب ہاے کوتل لاشون کو چلتے پھرتے تھے ہر طرف ایک تلاطم برپا تھا کشتی حیات کو تباہی زورق زندگانی گرداب موت مین پھنس گئی تھی ہر سمت آب تیغ کی طغیانی تھی عجب آفت برپا تھی میدان رزم صحراے رستخیز کا تماشا دکھا رہا تھا علم جو خاک پر پڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مردے کفنائے ہوئے پڑے ہین لاشون کا ہر جا انبار تھا ابر سیاہ ڈھالون کا بلند برق شمشیر و نیزہ اُسمین چمک رہی تھی صداے جنیان پر صداے رعد کا گمان ہوتا تھا سر مثل اولون کے تنون پہ سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے مینہ خون و سرون کا برس رہا تھا ڈھالین جو سوارون و پیدلون کی زمین پر گری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُس دریاے خون مین سنگ پشت پڑے ہوئے ہین تمام گیاہ صحرا لالہ ہو سبزہ نوخیز سم ہاے مرکب سے پامال ہو بازار مرگ گرم ہو ملک الموت کی خود جان آفت مین پڑی ہوئی ہو کہ

ایک کی روح قبض کی دوسرے پر گرے کاسۂ سر تن کاسۂ گل کے ٹھوکرین کھا رہے تھے قابض ارواح نے اُس صحرائے رستخیز مین اپنا خیمہ برپا کیا ملک الموت نے اپنا عمل بچھایا تھا سوائے کوچۂ زخم و گوشۂ کمان کے کوئی گوشۂ مفر کا نظر نہ آتا تھا جہان زاغ کمان چلا کر چلا اُسکے پر کاٹ دیے گئے غرضکہ ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا مظہر پریزاد کی یہ کیفیت تھی کہ برابر جنگ دلیرانہ کر رہا تھا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے لیکن وہ دونون ٹکڑے تڑپے اور تڑپ کر ہر ٹکڑہ ایک جن بنکر پھر آمادۂ پیکار ہوا اب یہی صورت ہی کہ جو سپاہی لشکر پریزاد کے مارے جاتے ہین وہ تو راہی ملک عدم ہو جاتے ہین اور تعداد اُنکی گھٹتی جاتی ہی اور جو حریف لشکر جنی سے قتل ہوتے ہین وہ ایک سے دو ہوکر مقابلہ کرتے ہین اور تعداد اُنکی دوچند ہوتی جاتی ہی یہ حال دیکھکر فوج کا دل ٹوٹ گیا اور مظہر پریزاد بھی نہایت پریشان ہوا کہ اسکا کیا علاج ہی کہ میری فوج سے تو لوگ کام آ رہے ہین فوج مخالف کے لوگ جو قتل ہوتے ہین وہ بجاے ایک کے دو ہوکر مقابلہ کرنے لگتے ہین اسکا مین کیا بندوبست کر سکتا ہون مگر باایںہمہ خیالی یہ برابر جنگ مین مصروف ہی حالت اسکی یہ ہی کہ لڑتے لڑتے زخمون مین چور ہو گیا ہی خون تمام زخمون سے جاری ہی لیکن اپنی فوج کو للکار رہا ہی اور خود بھی لڑتا جاتا ہی اور فوج کا دل بڑھاتا جاتا ہی کہتا ہی کہ اے بہادرو ایک دن مرنا ضرور ہی لہذا آج کے روز سے بڑھکر کوئی دن موت کا نہ ہوگا اگر بھاگ کر جان بچالی تو ابدالآباد تک کے واسطے یہ داغ بدنامی لوح پیشانی پر رہ جائیگا اور اپنے آقا کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہینگے لہذا تم کو چاہیے کہ آج جانین لڑا دو جب تک دم مین دم باقی ہی میدان سے رخ نہ پھیرو اگر خداوند عالم کو ہماری حیات باقی رکھنی ہی تو وہ ضرور ہماری مدد کریگا اور اس بلا کو ہماری رد کریگا اور اگر قضا آچکی ہی تو یون بھی مرینگے اور بھاگ کر بھی مرجائینگے افسر کی اس تقریر سے فوج کا یہ حال تھا کہ سر بکف چلی آتی تھی ہر سپاہی موت کو حیات ابدی سمجھے ہوے میدان لڑ رہا تھا اور مرزا مظہر کے بچانے کی کوشش مین دل و جان سے مستعد تھا مگر اب سوائے مرجانے کے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ لشکر قتل ہوتے ہوتے آدھا رہ گیا ہی اور مظہر پریزاد زخمون مین اسقدر چور ہی کہ گھوڑے پر سے گرا چاہتا ہی سارا لشکر بیدلی کی حالت مین گرفتار ہی نہ روے رفتن نہ پاے ماندن کل فوج گھبرائی ہوئی ہی آخر الامر سب نے دست مناجات بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات مین استغاثہ کرنے لگے اور بلبلا کر دعا کرتے تھے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کون ہمارا فریادرس ہی اسوقت بد مین تو ہی ہماری مدد کرنے والا ہی یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین تو نے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہ تابان کو تو نے نور دیا

ستاروں سے آسمان کو زینت دی اسنے خلیل پہ آتش سوزان گلزار کر دی نظم

نصیب باغ عروسان بہاری　قیام آموز سرو جویباری　بلندی بخش ہر ہمت بلندی
پپیتی افگن ہر خود پسندی　گنہ آمرز رندان قدح خوار　بطاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران　رفیق روز در محنت گذاران　ہم لوگ زمرہ اعدا میں گرفتار

ہیں سب یار وغمگسار ہیں سوا تیرے کون ہمارا مددگار ہے اور اس بیکسی میں یار ہے نظم

ترے لطف وکرم سے کچھ نہیں دور　کہ غالب ہوں ہم اس فرقے پہ مجبور　نہیں ہے کوئی تیرا مثل و مانند
بری ہے شرک سے تو اے خداوند　تری حکمت ہے ہر شے سے ہویدا　شب تاریک سے ہے صبح پیدا
زمین وآسمان حیرت فزا ہیں　یہ دونوں تیری قدرت سے بپا ہیں　بچالے اس بلا سے ہم کو یا رب
کہ تو غالب ہے اور مجبور ہیں سب

اس دعا مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر میں وزان اور غنچہ
استجابت گریہ کرنے سے خندہ زنان ہوئی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا اور سامنے سے تیغ
گرد کا نظر آیا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ دو بلوے نعرے مارتے ہوئے قریب آکر شق ہوئے
اور نعرہ ہوا کہ منم سکندر رستم خو باشید اے گروہ کفار و مطیعان ابلیس مکار آگاہ ہو جاؤ
کہ میں آپہونچا کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ کہتے ہی تیغ آبدار
کھینچا اور لشکر جنیان پر جا پڑے ساتھ ہی صاحبقران اعظم کا بھی نعرہ ہوا اور انھوں نے
بھی شمشیر شرربار کھینچ لی فوج پر جنیان نابکار کے گرکے قتل کرنا شروع کیا رہبر جنی کو
ٹھہر جانے کا حکم مل گیا تھا اسوجہ سے یہ ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشا جنگ کا دیکھ
رہا تھا اس کمک آجانے سے مظہر پریزاد کے تن بے جان میں جان آگئی آواز
دی کہ اے شہریار عالیوقار اسطرف تشریف لائیے قبر مظہر اس جانب ہے جہان یہ غلام
آپ کا لڑ رہا ہے بس یہ سُننا تھا کہ سکندر نے باگ مرکب کی پھیری اور اُس جانب
متوجہ ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے اب یہ حالت ہے کہ جو انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے
پھڑک کر یونہی سرد ہو جاتا ہے بلکہ اس تلوار کا کشتہ پھڑکنے بھی نہیں پاتا کہ ملک الموت
روح نجس اُسکے جسم سے کھینچ لیتے ہیں اور جسم ٹھنڈا ہوکر رہ جاتا ہے شہزادہ عالم کشتوں
کے پشتے اور لاشوں کی سڑک بناتے ہوئے چلے جاتے ہیں ؎ بہرجا کہ شمشیر او
کار کرد + بیکے را دو کرد و دو را چار کرد + لیکن دیکھا تو مظہر پریزاد کی حالت اچھی نہیں
ہے زخموں میں چور ہے تمام جسم فگار ہو رہا ہے بس سکندر رستم خو لڑتے ہوئے قریب
مظہر پریزاد کے پہونچے اور اسکو اپنی پس پشت لے لیا تاکہ یہ دم لے اور آپ
شمشیر زنی کرتے ہوئے طرطوس جنی کی طرف چلے کہ شاہ مظفر کی زبانی انکو معلوم
ہو چکا تھا کہ جسوقت تک یہ نابکار قتل نہ ہوگا اسوقت تک یہ فتنہ فرو نہ ہوگا ادھر
طرطوس جنی نے دیکھا کہ یہ نوجوان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے چونکہ طرطوس جنی
بھی پہلوان قوی ہیکل ہے بس اسنے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو اڑا کر سامنے آیا
اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے شاید اجل تیری خود و غدا ابلیس نے میرے ہاتھ

ہاتھ سے مقرر کی ہے کہ تو زندہ مجھ تک پہونچا اور کسی کے ہاتھ سے مارا نہ گیا لیکے اسکو کہ یہ ضرب
طلسم پنجۂ اجل ہے بس یہ کہکر اسنے تیغۂ خون چکان جو اسکے ہاتھ مین کھنچا ہوا تھا اسکا وار سکندر
پر کیا سکندر رستم نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے آواز دی کہ اے تو ضرب بے زدی ضرب
من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکے جو ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا سر طرطوس
پر لگایا تو اسنے بھی جلدی سے سپر کو اٹھا کر اپنے چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار جو پڑتی ہے سپر
کو مثل قرص پنیر دو کرتی ہوئی پیمانہ خود سے مانند شراب تند کے گذرتی ہوئی کاسۂ سر پر
بیٹھی اور سر کو دو کرکے صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب کے گذر کر صندوق سینہ و شکم کو
توڑتی ہوئی اور مرکب کو دو کرتی ہوئی زمین پر بیٹھی کہ طرطوس جنی کے چار ٹکڑے
ہوگئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ بجائے خون اسکے جسم سے نکلا اور پھیلکر دامن اسنے
دراز کیا اور جسقدر کہ تابعین اسکے تھے جنکو بزور سحر اسنے طلسم بند کر رکھا تھا کہ قضا انکی
کسی کے ہاتھ سے نہ تھی اور ایک سے دو دو ہوکر پھر جنگ کرتے تھے اس چادر
شعلہ نے انکو مثل کفن کے لپیٹا اور جلا کر خاک کر دیا قریب پچاس ہزار جنون کے
جلکر خاک ہوگئے بس یہ معرکہ دیکھ کر تلبیس جنی مع دو لاکھ اپنے ہمراہیون کے فورا
آپڑا اور آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو غضب کیا اس لڑکے نے کہ اس شخص کو مارا
جو اکیلا لاکھون کے لیے کافی تھا بس یہ صدا سنتے ہی دو لاکھ جنی حربے پکڑ پکڑ کے اور نعرہ
یا خداوندا بلیس کرتے ہوئے سکندر پر آپڑے لگی تلوار چلنے ایک شور دار و گیر بلند ہوا
اور غوغا سے حشر ہر چہار طرف نمودار ہوا ایسی جمکر تلوار چل رہی تھی کہ ہر سمت لوہا برس
رہا تھا زخمی پانی کیا پناہ پانے کو ترس رہا تھا صاعقہ شمشیر او بہاران تیر تھا برپا ایک
ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولے کی طرح گرتے تھے دریائے خون رن کے کھیت مین موج
مارتے تھے کشتے بے گور و کفن تھے کہین سر اور کہین بدن تھے دھادھے کا غل
شپا شپ کا تلوارون کے شور سن سن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون سے
ہار تیر کے گھاؤ سوراخدار سے جوانون کے چہرے مرد و نامرد پر دو طرفہ دو طرا
کا لطف تھا اشعار

ز چشم زرہ خون روان ہر کنار
خدنگ جگر دار پر خندہ لب
پراگندہ شد اہل جمع و عناد
بدنبال کین پردلان تاختند
چہ گویم چہ آمد دران انجمن
ز دل با تا باکینہ جویان نہ ہوش

ز خود کردہ قطع نظر روزگار
ز خون بردہ تیغ ہلالی گرو
زہا مون چو خاید خس از تندباد
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست
ز تیغ دلیران لشکر شکن

کمی نہا زبس کشمکش در تعب
ز رنگین کمانہا فلک نوبنو
دلیران دین خنجرا فراختند
بہ نخچیر کس بالع شیر نیست
ز فوج ستمگر برآمد خروش

خلاصہ کلام یہ کہ لشکر دیوان اسلام داد شجاعت و مردانگی
دے رہا ہے لشکر تلبیس جنی سے مقابلہ ہو رہا ہے شاہزادہ سکندر رستم خواہ
صاحبقران اعظم جنگ رستمانہ کر رہے ہین اس دریائے آہن مین شناوری کیے

لڑتے ہین مظہر پریزاد کو مع لشکر جنی انھون نے واپس کر دیا تھا یہ علیحدہ کھڑا ہوا تماشا
جنگ و پیکار کا دیکھ رہا تھا جب اسنے یہ دیکھا کہ جنگ مین دیر ہوئی اور ہمارا آقا
لاکھون مین گھرا ہوا ہے مگر اسیطرح حملۂ شیرانہ و جنگ رستمانہ کر رہا ہے قبضہ تلوار کا گہ
بیٹھا ہے خون کہنیون سے ٹپک رہا ہے بس اسنے قصد کیا تھا کہ چلکر مدد کرنا چاہیے کہ
یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان
رسیدہ و پاسے غبار در زمین پیچیدہ گویا زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا
آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گردے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا مظہر پریزاد
نے خیال کیا کہ اگر کوئی دوست آتا ہے تو فہو المراد اور اگر دشمن ہو تو اسکو یہین سے
روکنا چاہیے کہ اتنے مین نقاب غبار چہرۂ ارض و سما سے اُٹھی اور دل گردے
سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سواران جبار کا نمایان ہوا ہاتھیون پر علمہاے نقرئی و
طلائی جلوہ فرما تھے جنکے پھریرون پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی
تک پھریرون کے سر گئے تھے جو ٹریان ہر کارون کی جھپٹ کر براے خبر روانہ ہوئین
اور آن واحد مین خبر لا کر عرض کی کہ شاہزادہ سلیمان کوچک تشریف لاتے ہین
مظہر پریزاد براے استقبال آگے بڑھا تھا کہ سلیمان کوچک نے آتے ہی
خیر و عافیت پوچھی دیکھا کہ مظہر زخمون مین چور ہے گلہاے زخم تمام جسم پر کھلے ہین
حلقون کی بدھیان بنی ہوے ہین قطرات خون مثل قطرات شبنم ٹپک رہے ہین
فرمایا کہ کیا جنگ ختم ہو گئی مظہر نے دست بستہ عرض کیا کہ الامر فوق الادب مجھے یہی
حکم ہوا کہ اب تو لڑنے کے لائق نہین ہے پلٹ جا مزاج سے شاہزادہ کے آپ بھی
خوب واقف ہین مین خلاف حکم کیونکر کرسکتا تھا اسوجہ سے مین پلٹ آیا مگر میرا
آقا لاکھون کے نرغے مین گھرا ہوا ہے تنہا تیغ زنی کر رہا ہے آپ خوب وقت پر تشریف
لاے بس یہ سننا تھا کہ انھون نے بھی گھوڑے کی باگ لی اور اپنے لشکر سے
بھی اشارہ کیا کہ آقا تمھارا وہ گھر رہا ہے جلد جلد چلکر شریک ہو بس یہ سب کے سب
تلوارین پکڑ پکڑ کے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر فوج جنیان پر آ کر گرے تلوار چلنے
لگی عیاذاً باللہ اب تو وہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ تمام صحرا سے رزم لالہ زار ہو رہا
ہے خون کے تھالے بھرے ہوئے ہین سر خود سرون کے برگ خزان دیدہ کی صورت
گر رہے ہین عین گرمی جنگ مین شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکھا کہ
سلیمان کوچک مع لشکر آگئے بس انھون نے تخت تابیس جنی کا رخ کیا اور
دشمنون کو قتل کرتے ہوئے چلے دیکھا جنیان کفار نے کہ ہمارے آقا کی طرف
دشمن نے ارادہ کیا ہے بس یہ بڑھ بڑھ کر سینہ سپر ہونے لگے اور یورش کر دیا
ان لوگون نے مگر سکندر رستم خو کب مانتا اور ان روبہ خصالون سے یہ شیر
ژیان کب رک سکتا ہے یہ صفین بچھاتا ہوا لاش پر لاش گراتا ہوا قریب تخت

شاہی جا بھی پہونچا تثلیث جنی و تخلیص جنی یہ دونون بھائی پہلوانان زبردست تھے اور تخت شاہی کے محافظ بھی تھے یہ جھپٹ کر سامنے آئے تثلیث جنی نے شہزادہ پر گرز کا وار کیا سکندر نے جھٹ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ یہ مردود منھ کے بل سامنے گرا سکندر نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے بے تکلف اُٹھا لیا تخلیص جنی نے دیکھا کہ بھائی میرا اسیر پنجۂ تقدیر ہوا مردست اُسکا چھڑا لینا واجبات سے ہے ورنہ کف افسوس ملنا پڑیگا اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بس یہ دست بقبضہ ہو کر چلا اور آتے ہی سکندر پر وار کیا سکندر نے بجائے سپر تثلیث جنی کو سامنے کر دیا قضائے کار تیغہ دوال کمر پر پڑا اور کمر زنجیر کا بند کٹا تثلیث زمین پر گرا اور لوٹ لگاتے ہی یہ تو جان بچا کر بھاگا اب سکندر نے تخلیص جنی کو روکا اور اسپر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ اسکے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے اور سکندر قریب تخت تلبیس جنی کے پہونچ گئے لیکن تثلیث جنی جو بھاگ کر چلا تو قریب صاحبقران اعظم کے نکلا بس اسنے پہلوئے راست پر تیغہ مارا قضائے کار تیغہ مرکب کی پسلیون کو کاٹ کر نکل گیا کہ مرکب آتشبازی ہو گیا اور اسنے چرٹ مارا صاحبقران اعظم کود کر مرکب سے علٰحدہ ہوئے اور فرمایا کہ او نامردیہ کیا حرکت تھی اسنے جواب دیا کہ سپاہگری کے چھتیس فن ہین اور غرض دشمن کو زک دینے سے ہر جسطرح ممکن ہو خواہ بہ جرأت و مردانگی خواہ بہ فطرت و فرزانگی خواہ بعیاری و مکاری بس یہ سنتے ہی صاحبقران اعظم نے تیغۂ آبدار کا وار کیا کہ ایسے ملعون کا زندہ چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے چونکہ تعنا اسکی اُسوقت دامنگیر تھی اور اسکے ہاتھ سے بدی تھی تیغہ جو سر پر پڑا تو ٹانگون کے بیچ میں سے گذر گیا اور تثلیث جنی کے دو ٹکڑے ہوئے تثلیث کی تنصیف ہوگئی ادھر سلیمان کوچک قریب علمدار لشکر پہونچ گئے کہ نام اسکا مردود جنی تھا اسنے دوڑ کر سلیمان کوچک پر تیر مارا سلیمان نے تیر کو چھین لیا ہاتھ مروڑ کر اسی تیر سے اسکے نخل بدوقت کو قلم کیا اور علم فوج کو سرنگون کر دیا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے قریب تخت تلبیس جنی پہونچکر آواز دی کہ اب کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار عالم کی اور قبول کرنے مین دین اسلام کے اسنے جواب دیا کہ جو جب کہتا تھا وہی اب بھی کہتا ہون اگر ہزار جا مین بھی ہون تو بھی تمام بے خدا و تدابلیس کے نثار مین ہیئتے تھے اسنے تیغہ مارا سکندر نے پشت شمشیر پر تو وار روکا اور دست یسار سے پایہ اسکے تخت کا پکڑ کے زور کیا مع تخت اُٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ پیکر اسکا چور چور ہو گیا اور تا قد آدم یہ زمین مین دھنس گیا اور تخت چور چور ہو کر اسکے اوپر گرا زمین ہل گئی یہ معلوم ہوا کہ زلزلہ آگیا وہ دھما کے کی آواز آئی کہ بہتون کے اس صدا سے ہوش جاتے رہے اور مارے خوف کے

کوشون مین پنہان ہوگئے غرضکہ سکندر نے ایک ہی حملہ مین تلبیس نابکار کو مار کر جہنم واصل
کیا تخت سے تختے اسکے لیے تختۂ تابوت تھے وہ جو ٹوٹ کر اسپر گرے تو گویا تختے دیے کر
اسکو دفن کر دیا بس اسکے مرتے ہی قدم اسکے لشکر کے اُکھڑ گئے جو لوگ کہ علٰحدہ علٰحدہ
مقامات پر پڑے ہوئے تھے وہ تو وہین سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جو گھرے ہوئے تھے
نکل نہ سکتے تھے اُنھون نے چادرین ہلانا شروع کین اور آواز الامان ہر سمت سے بلند ہوئی
سکندر نے فرمایا امان بشرط ایمان ان لوگون نے عرض کیا ہمین بدل و جان منظور ہے بس
کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ از سر صدق دل ایمان لائے اور زمرۂ اہل اسلام مین داخل ہوئے
بس شاہزادہ نے خون پونچھکر اپنی تلوار میان مین کی ساتھ ہی تمام خدا پرستون نے قتل
کفار سے ہاتھ کھینچا سب طرف امن قائم ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو میدان جنگ
سے مراجعت فرما کر قیامگاہ پر تشریف لائے لاشین اُٹھوانے کا حکم دیا چنانچہ لاشین
اُٹھوائی گئین زخمی شفاخانہ مین بھیجے گئے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تیس ہزار اہل اسلام
بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ایک لاکھ جنیان کفار قتل ہوئے مظفر پریزاد جو نہایت
زخمی ہو گیا اُسکے زخم دوزی ہوئی علاج ہونا شروع ہوا جب ان سب انتظامات سے
فرصت ہو چکی تو شہزادہ نے قبر مظفر کی زیارت کی اور ایک محفل فاتحہ خوانی کی برپا کی
مقبرۂ آدم علیہ السلام کی درستی کا حکم دیا از سر نو اُس عمارت کی تعمیر ہونے لگی اور
تھوڑے ہی عرصہ مین ایک مقبرۂ عالیشان نہایت زیب و زینت سے طیار کرایا مجاور
اور خدام یہان کے جو خوف سے تلبیس جنی کے بھاگ گئے تھے اور تلاش مین صاحبقران
یا اولاد صاحبقران کی گئے تھے اور مظفر پریزاد کے ساتھ ہر اسے نشان دہی قبر
تشریف آئے تھے اُنکو بلوا کر بہت کچھ مرحمت فرمایا اور ہر ایک کو حسب دستور
وہان کے اپنی اپنی جگہ پر معین کر دیا جب ان سب امور کا بندوبست ہو چکا اُسوقت
شہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد فرمایا کہ مین اب اس مقام سے بسمت جلد
طلسم نہ طاق کی طرف جانے والا ہون تم کو بھی جو کچھ بیان کرنا ہو وہ بیان کرو اور جو
غرض رکھتے ہو اسکا اظہار کرو کیونکہ مجھے زیادہ مہلت یہان قیام کرنے کی نہین ہے
معلوم نہین کہ میرے عزیز وہان کس حالت مین ہین اُنپر کیا گذری اور کس کیفیت
مین مبتلا ہین زیادہ عرصہ گذرنا مجھپر نہایت شاق ہے قلب حزین سب کے دیکھنے
کا ازبس مشتاق ہے لہذا جلد اپنا مطلب بیان کرو رہبر جنی نے عرض کی کہ شہریار
زمانۂ سابق مین یہ خادم آپ کا بادشاہ تھا جزیرۂ خیروند کا ایک لاکھ جن و پری
میرے تابع فرمان تھے اُسی زمانہ مین نمک حرامان دولت نے میرے بھائی سے
ساز کر کے اُسکو تخت نشین کر دیا اور مجھکو سلطنت سے معزول کیا مین بحالت
پریشانی شاہ مظفر جنی کے پاس فریادی گیا اور حقیقت حال عرض کی اُنھون نے
فرمایا کہ بعد خدمت کے عظمت حاصل ہوتی ہے اور بعد تکلیف کے راحت میسر آتی ہے

ابھی ستارہ تیرا گردش مین ہی چندروز یہان قیام کر ایک زمانہ مین اولاد صاحبقران
سے ایک شاہزادہ با اقبال اسطرف آئے گا وہ تیری دادرسی کریگا چنانچہ مین
وہان رہنے لگا اور اُس درویش صفاکیش کی خدمت کرنے لگا جب زمانہ اُنکے انتقال کا
کا قریب آیا تو اُنھون نے چند وصیتین کین اور تیغ جو مین نے آپ کی خدمت مین پیشکش
کیا ہی اُسکا امین مجھکو مقرر کیا اور اس صندوق مین مجھکو رہنے کا حکم دیا بعد اُنکے انتقال
کے مین نے اُنکی وصیت کے بموجب صحرا مین حجرہ بناکے اُنکو دفن کیا اور دروازہ پر
میل نصب کر دیا جسے آپ نے اُکھیڑ کر پھینک دیا مین نے اُس صندوق مین قیام کیا
یہانتک کہ شرفیاب خدمت عالی ہوا اب امیدوار ہون کہ میری دادرسی کیجیے
اور ملک میرا مجھکو دلوا دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ جزیرہ یہان سے کتنی دور ہوگا
اسنے عرض کی کہ اگر جہاز اسطرف جائے بشرطیکہ ہوا بھی موافق ہو تو ایک مہینے مین پہونچے
اور اگر ہوا خلاف ہوئی تو برسون تباہی کا سامنا رہتا ہی فرمایا کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ
جلد پہونچ سکین اسنے عرض کی کہ ہان ایک صورت ہی وہ یہ ہی کہ اگر اسقدر جن ہون
جو ایک ایک آدمزاد اپنی پشت پر سوار کرین اور راہ دریا کو ترک کرکے کرہ ہوا مین
سے ہوتے ہوئے جائین تو تین روز مین پہونچ سکتے ہین مگر اسقدر جن آپ کے ہمراہ
نہین ہین کہ وہ تمام لشکر کو لے جا سکین فرمایا کچھ پروا نہین تم صرف مجھکو لے چلو اور
کسی کے چلنے کی ضرورت نہین ہی اسنے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار وہان ایک
لاکھ جن جو نہایت زبردست ہین پایہ تخت کی حفاظت کو موجود ہین آپ تن تنہا
کیا کر سکتے ہین فوج و سپاہ کا ہمراہ ہونا ضرور ہی یہ سُنکے تیوریون پر بل پڑے اور غصہ
آگیا فرمایا قسم ہی مجھکو اپنے پیدا کرنے والے کی کہ مین کسی کو اپنے ساتھ نہ لونگا اور
اکیلا جاکر لڑونگا تیرا ملک تجھکو دلوادونگا یا قضا ہی تو مارا جاؤنگا رہبر جنی تو یہ
سُنکے خاموش ہوگیا لیکن صاحبقران اعظم و سلیمان کوہ جاہ و منظر پریزاد
نے بہت سمجھایا نشیب و فراز دکھایا مگر سکندر نے نہ مانا اور تن تنہا رہبر جنی کو
ہمراہ لے کر جانب جزیرہ نہروند روانہ ہوئے صاحبقران اعظم و سلیمان کوہ جاہ
کو واسطے انتظام کوہ سراندیب کے چھوڑا کہ مبادا پھر کوئی فتنہ برپا ہو تو
یہ حضرات اُسکا تدارک کرلین اور منظر پریزاد کے زخمون کا علاج ہو رہا تھا اس
باعث سے وہ بھی ہمراہ رکاب نہ جا سکا اب یہ سب صاحب تو اسی [illegible]
فروکش ہین اور شاہزادہ مسافت راہ کو طی کرکے جزیرہ نہروند مین پہونچا
رہبر جنی نے سکندر رستم خو کو ایک دامنہ کوہ مین اُتارا چونکہ شام ہوگئی تھی
اسوجہ سے شب وہین بسر کی جب کہ لواے ظلام ترک شب تیرہ فام
نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغ مہر اور نیزہ خط شعاع
لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا [illegible] دگر روز کامین خسرو خاوری + برآمد بہ چرخ

نیلوفری + زمانہ در روشنی باز کرد + جہان بازی دیگر آغاز کرد + صبح ہوتے ہی شہزادہ بیدار ہو کر نماز صبح سے فارغ ہوا اور رہبر جنی سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تمہاری طرف سے ایلچی بنکر تمہارے بھائی اظہر جنی کے پاس جاتا ہوں اگر اُسنے میرے کہنے کو یوں ہی مان لیا تو خیر المراد ورنہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا اُسنے عرض کی کہ آپ کا تنہا جانا مناسب نہیں ہے اگر اُسکو یوں سلطنت دے دینا ہوتی تو پہلے کیوں قبضہ کرتا بھلا سلطنت ایسی شے کوئی کسی کو یوں دے دیتا ہے تا وقتیکہ کشت و خون نہ ہو ہزاروں جانیں نہ جائیں اور پھر اس صورت سے کہ آپ بہ نفس واحد تشریف لے جانے کا قصد رکھتے ہیں اسطرح تو ممکن ہی نہیں آخر وہ کس بات سے ڈرے گا جو سلطنت کو آپ کے حوالہ کر دے گا ہاں اگر کچھ تھوڑی سی بھی فوج و سپاہ ہمراہ ہوتی تو شاید رعب میں آجاتا اور خوف زدہ ہو کر ارادہ جنگ سے باز رہتا ایسا نہ ہو کہ تقریر کو طول کھینچے اور حضور کے خلاف مزاج کوئی امر پیش آئے سکندر نے فرمایا تجھے ہمارے امور میں کیا دخل ہے جو ہم کہتے ہیں اسکی پابندی کر شہزادہ نے جو تیوری بدل کر یہ کلام کیے تو اب اسکی کیا مجال تھی جو دم مار سکتا اسنے سکوت اختیار کیا اور سکندر بصورت ایلچی جانب ایوان اظہر جنی روانہ ہوئے جسوقت در دولت شاہی پر پہونچے دیکھا کہ حاجب و دربان و قولر اقاسی وغیرہ جمع ہیں فرمایا کہ جا کر اپنے بادشاہ سے اطلاع کرو کہ ایلچی رہبر جنی کا آیا ہے وہ لوگ گئے اور خدمت بادشاہ میں عرض کی بادشاہ نے کہا بلا لو چوبدار آکر اپنے ہمراہ لے گیا جسوقت مجرا گاہ پر پہونچے چوبدار نے نگاہ روبرو کی صدا دی سکندر نے بآواز بلند کہا سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے رسول کو مانتا ہو چونکہ یہ سب اہل اسلام میں سے تھے ہر ایک نے جواب سلام دیا لیکن بسبب اسکے کہ رہبر جنی کی کوئی وقعت انکی آنکھوں میں باقی نہ رہی تھی تو ایلچی کی کیا توقیر کی جاتی انکے بیٹھنے کے لائق کوئی جگہ نہ تھی اتفاقاً اسوقت ایک دنگل خالی تھا اور غاشیہ اسپر پڑا ہوا تھا شہزادہ غاشیہ اُلٹکر اس دنگل پر بیٹھ گیا یہ حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار گذری کہا اے شخص تو کیا سمجھ کر اس دنگل پر بیٹھ گیا نہیں جانتا کہ یہ دنگل میرے سپہ سالار ہیبت جنی کا ہے جسوقت اُسکو خبر ہو جائے گی یا وہ آکر تجھے اپنے دنگل پر بیٹھے دیکھے گا تو جان تیری معرض ہلاکت میں پڑ جائے گی مجھے رحم آتا ہے کہ تو بھی مسلمان ہے بہتر یہ ہے کہ اس دنگل سے اُٹھ جا اور وہ کرسی آہنی جو سامنے پڑی ہوئی ہے اُسپر بیٹھ کر جو کچھ کہنا ہو کہدے اور جلد یہاں سے رخصت ہو جا ایسا نہ ہو کہ ہیبت جنی آجائے اور اُسکو خبر معلوم ہو کہ میرے دنگل پر یہ شخص بیٹھا تھا یا تجھے بیٹھے ہوئے دیکھے تو بڑا فساد برپا ہو سکندر نے فرمایا کہ جو جگہ ہمارے بیٹھنے کے لائق تھی وہاں

پر بیٹھے اگر تو ہمارے لائق پہلے سے جگہ معین کر رکھتا تو ہم کو یہان بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی اسنے کہا اب مین دنگل بچھوائے دیتا ہون فرمایا ؎ حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے + اور ہونگے تری محفل سے اُبھرنے والے + اب تو جتنی دیر مجکو بیٹھنا ہی مین بیٹھونگا ظفر جنی خاموش ہو رہا کہ ہمین کیا اس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا سے اُٹھجانا پڑیگا خیر اب مطلب اپنا بیان کرو کہ کس غرض سے آئے ہو فرمایا مین اپنی کوئی غرض بھی نہین رکھتا تیری بہتری کی بات تجھے بتانے آیا ہون وہ یہ کہ دنیا چند روزہ ہی اسکے فریب مین آنا نہ چاہیے ؎ غافل مشو ز عشوہ دنیا کہ این عجوز + مکارہ می نشیند و محتالہ میرود + اس جہان بے ثبات نے کسی کے ساتھ وفا نہین کی بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم کہ جنکی سلطنت تمام عالم مین ضرب المثل تھی انقلاب دہر نا پائیدار سے ایسے برباد ہوئے کہ انکے خاندان مین کوئی نام لیوا و پانی دیوا باقی نہ رہا اور سوا سے حسرت و ارمان کے اور کچھ ساتھ نہ لے گئے ؎ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے + سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + اس گردش فلک کج رفتار اور دور زمانہ غدار نے بڑے بڑے نامورون کو ہلاک کیا بہزاران حسرت زیاس تہ خاک کیا

اشعار

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
رتبہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
پایہ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسے گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا

اے ظفر جنی شاہان ماضی کا حال اور جابر و ظالم کا مال واقعی لائق عبرت ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی

نظم

بااحوال جم جائے عبرت نکوست
ز آئینہ مرگ چون رنگ باخت
بجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ز دنیا بہ ناچار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
تماشا تو آن یل بزور سے ناپدار
تماشا کے ندارد کاسہ مغز او ست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
نداری ز کاؤس و دارا بیاد
جگر خون شاہا ز دہرا فراسیاب
کہ وز دیدہ از گرز او کوہ سر
جہان با کسے پائداری نکرد
سکندر کہ یک عمر آئینہ ساختہ
کہ بشکست چون فرق کسرے بسنگ
فریدون کجا او کجا تاج و تخت
کہ گشتے از زہرہ شیر آب
جو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
بکس این جفا پیشہ یاری نکرد

جبکہ دنیا ے ناپائیدار کا یہ حال ہی تو چند دن کی راحت کے لیے انجام کو خراب کرنا نہ چاہیے یہ عمر ناپائدار ہی ہر طرح بسر ہوجاتی ہی لہذا تجکو چاہیے کہ ملک اپنے بھائی اُسکو واپس کر اور اپنے کردار سے توبہ کر اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا تو اچھا رہیگا ورنہ خوب سمجھ لے کہ انجام اسکا بہتر نہ ہوگا ع مآل پر بھی نظر کر ابھی سویرا ہی اگر تیرے ذہن ناقص مین یہ سما گیا ہی کہ بھائی میرا کیا کر سکتا ہی تو یہ خیال تیرا محض باطل ہی کیونکہ بھائی تیرا بے سر و سامان نہین ہی ایسے شخص کو وہ اپنی مدد کے لیے لایا ہی

کہ ایک روز مین بلکہ تھوڑی دیر مین سلطنت تیری چھین لے گا اور تجکو قتل کرے گا اور اگر
میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اس سلطنت سے دست بردار ہو گا تو دوسری سلطنت
کا مالک ہو گا شہزادہ کا یہ کلام سنکر اظہر جنی ہنسا اور اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اُس شخص
کے دماغ مین تیرے خلل ہے جو اسطرح کی خلاف عقل باتین کرتا ہے اگر مددگار اُسکا تاج بخش ہے
تو کسی دوسرے ملک کا حاکم اُسکو کیون نہین کر دیتا میرے ملک پر کیون چڑھائی کرکے
آیا ہے مین ایسے نقرون مین نہین آنے والا ہون اور مجھے دوسری سلطنت کی ضرورت
نہین ہے وہ سلطنت تم اسی کو دلوا دو ہنوز یہ گفتگو تمام تھی کہ دروازہ ایوان سے
ہیبت جنی نمودار ہوا تمام اُمرا و رؤسا برائے استقبال اُٹھ کھڑے ہوئے چونکہ یہ
مرد بہادر روز بروستان روزگار مین سے ہے اسوجہ سے بادشاہ بھی اسکی نہایت عزت
کرتا ہے چنانچہ معزز لوگ اسکو پیشوائی کرکے ایوان شاہی مین لائے یکسکن نظر
ہیبت جنی کی جو اپنے دنگل پر پڑی دیکھکر کہنے لگا این گل دیگر شگفت خوب میری
جگہ پر یہ آدمزاد کون بیٹھا ہے اور دیکھکر اسنے آواز دی کہ اے طفل بے بنیاد میری جگہ پر
بیٹھنے سے تجھے شرم آئی نہ تیرے دل مین خوف پیدا ہوا کہ مین جسکے دنگل پر بیٹھتا ہون
یہ دنگل کسکا ہے ہم کون ہین اور کہان بیٹھے جاتے ہین سکندر نے بے رُخی سے
جواب دیا کہ اگر اس دنگل پر بیٹھے تو کیا قباحت ہو گئی شاید تمھین یہ خیال ہو گا کہ
اسکے بیٹھنے سے دنگل میرا ٹوٹ گیا ہو گا یہ کلام سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا اور
کہنے لگا یک نشد دو شد تم ایسے اگر تلے اوپر پچاس اس دنگل پر بیٹھ جائین تو یہ
دنگل لچکنے والا ابھی نہین ہے تو شنا چہ معنی دارد سکندر نے فرمایا کہ مجھ ایک ہی کا
لنگر یہ دنگل نہین اُٹھا سکتا ہے یہ فرما کر تھوڑا سا بوجھ ڈالا تو دنگل چرچرا کر بیٹھ گیا
یہ کیفیت دیکھکر ہیبت جنی نے کہا تو شعبدہ باز معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے دنگل کو
تو نے توڑ ڈالا یہ وہی حالت ہے جسطرح تماشا کرنے والے گھوڑی نچل کر پھینک دیتے
ہین اور پھر تا ہت گھڑی واپس کر دیتے ہین سکندر نے فرمایا کہ زور کے آگے
ظلم نہین چلتا ہے اگر تجھے شعبدہ بازی کا گمان ہے اور نظر بندی کا تصور ہے تو آزمائش
کر لے دیکھو مین اپنی جگہ سے تیرے اُٹھائے اُٹھتا ہون یا نہین بس یہ سننا تھا
کہ اسکو نہایت غصہ آیا اور اُسی حالت غیظ مین کہنے لگا تو بڑا دریدہ دہن معلوم
ہوتا ہے بشرط کہ تیرے گلے پھاڑ ڈالون اور اس ڈھٹائی کا مزہ چکھا دون
یہ کہکے آگے بڑھا اور ہاتھ پکڑ کر شاہزادہ کا کھینچا تھا کہ سکندر نے بھی اسکا ہاتھ
مضبوط پکڑ کے ایک جھٹکا مارا اب کیا تھا زور کشمکش کے ہونے لگے ہیبت جنی
زور کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ دنگل پر سے اسکو علیحدہ کر دون مگر وہ کوہ وقار
جگہ نہ چھوڑتا تھا جب یہ خوب زور کرکے تھکا سکندر نے یون ہی ایک جھٹکا
مارا کہ یہ اوندھے منھ سامنے آیا اور یون ہی بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے

اب جو وہ نکل پر سے اُٹھے تو ہیبت جنی کو ہاتھو پر لیے ہوئے اُٹھے بادشاہ نے دیکھ
کہ بڑا غضب کیا اسنے کہ میرے افسر فوج کو ذلیل کیا بس یونہی حکم دیا کہ مار لو اسکو
بس یہ سننا تھا کہ جن تلوارین کھینچ کھینچ کر اُٹھے سکندر نے بجائے سپر ہیبت جنی
کو کیا اور تیغہ نیام سے لے کر ڈٹنے لگے بس اب کیا تھا لگی جنگ ہونے شاہزادہ
نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام بارگاہ خون سے لال کردی لاش پر لاش گرا دی جو
سامنے آیا ایک ہی وار مین اُسکو دو ٹکڑے کیا اور حریف جب انپر ہاتھو مارنے کا
قصد کرتے تھے یہ ہیبت جنی کو سامنے کرتے تھے لوگ تھم جاتے تھے کہ اپنے
افسر پر کیا وار کرین یہ رنگ دیکھ کر اظہر پریزاد نے کہا کہ اے شہریار عالی وقار
آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ گل کس بوستان جلادت
کے اور سرو کس چمنستان شجاعت کے ہین یہ ہمت و اولوالعزمی تو سوائے اولاد
صاحبقران کے اور کسی خاندان کی سننے مین نہین آئی انھین کا ستارہ اقبال
تمام ملک مین تابان و درخشان ہے انھین کی شمشیر شوکت وصولت کا لوہا کل
جن و انس مانے ہوئے ہین انھین کے زور و طاقت کا شہرہ پردۂ دنیا سے پردۂ
قاف تک زبان زد ہر پیر و جوان ہے ظلمت کفر و کافری تاریکی سحر و ساحری بنیاد
ظلم و فساد انھین کی برق تیغ سے دفع ہوئی ہزارہا ملک اسلام آباد ہوئے
خداوندان باطل کے خانہ ہائے کبر و نخوت انھین کے طغیانی آب شمشیر سے
تباہ و برباد ہوئے لہذا اگر آپ بھی اولاد صاحبقران سے ہین تو مجھے اطاعت آپ کی
بسر و چشم منظور ہے یہ سُنکے سکندر رستم خو نے اپنا حسب و نسب بیان کیا اظہر نے
اپنے ملازمین کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی دست اندازی نہ کرے مین نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی یہ سُنکر سب نے ہاتھ روک لیا شہزادہ نے ہیبت جنی کو
چھوڑ دیا اظہر جنی تخت پر سے اُتر پڑا اور بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ اگر پہلے
سے آپ نام نامی ظاہر کر دیتے تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی مین بھی آپ کا ہون
اور یہ سلطنت بھی آپ کی ہے جسکو چاہیے عطا فرمایئے سکندر نے فرمایا کہ سلطنت
نہ میری ہے نہ تیری جو وارث اس سلطنت کا ہے اُسے اختیار ہے اگر وہ خطا تیری
معاف کرکے سلطنت تجھی کو بخش دے تو مجھے کوئی سروکار تجھ سے نہین ہے یہ کہکے
آپ نے فرمایا کہ جا اپنے بھائی کو عزت و حرمت کے ساتھو لا اور خطا اپنی
اُس سے معاف کرا اظہر نے عرض کیا کہ بہت خوب اور پوچھا کہ وہ کہان تشریف فرما
ہین سکندر نے کہا دامنہ کوہ مین مقیم ہین اظہر جنی تمام امرا و روسا و باثروت وارکان دولت
و مشیران سلطنت کو ہمراہ لے کر بہت جلوس و زینت کے ساتھو روانہ ہوا اور قریب
دامن کوہ کے پہونچا رہبر جنی اسکو اس کروفر سے آتے دیکھ کر پہلے تو بہت گھبرایا اس
خیال سے کہ معلوم نہین شاہزادہ پہ کیا واقعہ گذرا خدا نخواستہ گرفتار ہوگئے یا کوئی بلا دبی

ان کے ساتھ ہوں اور یہ کس ارادہ سے آتا ہے ایسے ایسے توہمات اسکے دل میں پیدا ہوے تھے کہ دیکھا تو سامنے سے اظہر جنی رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے بھائی کے سامنے حاضر ہوا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے اور تخت سلطنت حاضر ہے بسم اللہ آپ شوق سے اسپر جلوس فرمایئے ؏ میں حضور میں حاضر ہوں چاہے میری خطا بخش دیجیے خواہ قتل فرمایئے ؏ اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔ بیشک مجھ سے قصور تو بہت بڑا سرزد ہوا ہے کہ مکار جنی کے اغوا سے میں نے سلطنت پر دست اندازی کی آپ کا حق غصب کیا لیکن اب نادم و منفعل معذرت گو یہاں ہوں مثل مشہور ہے کہ از خوردان خطا و از بزرگان عطا مجھکو اس بے ادبی پر نہایت انفعال ہے مصرعہ نادم ہوا ہوں مجھکے کسی نونہال سے ۔ آتی ہے بوے گل عرق انفعال سے ۔ رہبر جنی نے پوچھا کہ شاہزادہ والا تبار کہاں تشریف فرما ہیں اظہر جنی نے تمام کیفیت شاہزادے کے ایلچی بنکر آنے کی اور اپنا بارگاہ میں طلب کرنا اور شاہزادہ کا آکر دنگل ہیبت جنی سپہ سالار فوج پر بیٹھ جانا الٹا دریافت حال کرنا کس غرض سے تم آئے ہو اور اس دنگل پر بلا اجازت کیوں بیٹھ گئے یہ دنگل سپہ سالار لشکر شاہی ہیبت جنی کا ہے وہ اسوقت موجود نہ تھا اسوجہ سے غاشیہ پڑا ہوا تھا تم نے کچھ پوچھا نہ گچھا آتے کے ساتھ ہی بیٹھ گئے وہ آئے گا اور تم کو اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھے گا تو بڑا فساد کرے گا شاہزادہ نے اس بات پر کچھ خیال بھی نہیں کیا اور نہایت بے اعتنائی کے ساتھ جواب سخت دیا میں نے چاہا کہ فساد برپا نہو اس لحاظ سے میں نے کہا کہ جو کچھ کہنا ہو جلد بیان کرکے رخصت ہو جاؤ تاکہ سپہ سالار آنے نہ پائے شاہزادہ نے سلطنت کا جبر لے لینا اور آپ کی حق تلفی کا ہونا کچھ پند و نصائح کے طور پر بے ثباتی دنیا کا حال اور شاہان ما سبق کا زوال واپسی سلطنت کی ہدایت اور کردار زشت سے توبہ کرنے کی نصیحت بھائی سے عفو تقصیرات کرانا ان سب امور کو اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اور یہ بھی تذکرہ کیا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اس سلطنت سے دست بردار ہوگا تو دوسری سلطنت کا مالک ہوگا اگر میری خلاف ہدایت کرے گا تو تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا کیونکہ تیرا بھائی بے سر و سامان نہیں ہے ایسے شخص کو وہ اپنی امداد کے لیے لایا ہے کہ وہ گھڑی بھر میں تیری سلطنت چھین لے گا یہ سنکر میں نے گستاخانہ جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تمھارے دماغ میں خلل ہے جو اسطرح خلاف عقل باتیں کرتے ہو سلطنت بھی کہیں میسر دیجاتی ہے اور اگر حامی و مددگار اسکا تاج بخش ہے تو اور کوئی ملک اسکو دے میرے ملک پر کیوں دانت لگائے غرضکہ اسی قسم کی گفت و شنید ہو رہی تھی کہ ہیبت جنی دربار ایوان شاہی پر نمایاں ہوا لوگ استقبال کے لیے دوڑے اور تعظیم کرنے اسکو

لاپتے پر بسبب اسکے زبردست ہونے کے مین اسکا اعزاز و اکرام کرتا تھا جب اُسنے
آتے ہی اپنے دنگل پر نگاہ کی تو ایک آدمزاد کو دنگل بیچ میں بیٹھے دیکھا مین شاہزادہ مین اور
سپہ سالار مین گفتگو مخالفانہ ہونے لگی اور طول تقریر ہوتے ہوتے نوبت بہ ہشت
مشت پہونچی بھلا شاہزادہ کے زور و قوت خداداد کے سامنے وہ ایک پرکاہ تھا
کیا تاب لا سکتا تھا ایک ہی جھٹکے مین اوندھے منھ گرا شہزادہ نے کمر زنجیر کا بند
پکڑنے کے بجائے سر اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا مین نے جب یہ حال دیکھا تو ملازمان سرکار
کو جو اسوقت حاضر حضور تھے حکم دیا کہ مار لو اسکو وہ تلوار گھسیٹ کر چلے شاہزادہ
نے بھی تیغہ آبدار میان سے لیا اور مارنا شروع کر دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ بارگاہ خون
سے رنگین کر دی لطف یہ کہ جو بہادر شاہزادہ پر وار کرتا تھا وہ ہیبت جنی کو سامنے
کر دیتے تھے کہ وہ فوراً رک جاتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اپنے افسر پر کیا وار کروں
غرضکہ کچھ دیر یہی حالت رہی کہ اس اثنا مین مجکو خیال آیا کہ یہ زور و قوت یہ دلیری و
شجاعت یہ پر دل و شان و شوکت یہ رعب و دبدبہ یہ ہیمہ سوائے صاحبقران
و اولاد صاحبقران کے دوسرے خاندان مین نہین ہو سکتا یہ اوصاف اُسی خاندان
پر ختم ہین انکا مثل و نظیر پردہ دنیا پر نہین ہے جنکی صولت و جبروت کا ڈنکا قاف تک
بجا ہوا ہے بڑے بڑے جنیان سرکش و دیوان مغرور کو زیر کیا ہے اور اسلام کا سکہ بٹھا دیا
ہے اس لحاظ سے مین نے شاہزادہ بلند اقبال سے نام نامی و اسم گرامی دریافت کیا
شاہزادہ نے اپنا حسب و نسب بیان فرمایا مین نے سنتے ہی [illegible] حلقہ بگوش
عقیدت مین آ کر ملازمین کو مقابلہ کرنے سے ممانعت کی اور شہزادہ سے عرض کیا
کہ مین بھی آپ کا تابعدار ہوں اور سلطنت بھی آپ ہی کی ہے آپکو اختیار ہے جسکو
چاہیے عطا فرمائیے یہ سنکے شاہزادہ نے از راہ ترحم ہیبت جنی کو چھوڑ دیا اور مجکو
ہدایت فرمائی کہ جا اپنے بھائی کو بعزت و احترام لا کر اُس سے خطا اپنی معاف کرا
عذر معذرت کر سلطنت دینے نہ دینے کا اُسکو اختیار ہے کیونکہ وہ اپنی سلطنت
کا مالک و مختار ہے الغرض شاہزادہ عالی وقار ایوان شاہی مین تشریف فرما ہین
اور اُنھین کے حسب الحکم مین آپ کے لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں بسم اللہ
تشریف لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے تخت سلطنت کو با زیب و
زینت فرمائیے یہ سنکے رہبر جنی اُسکے ہمراہ ہوا اظہر جنی اپنے برادر معظم کو نہایت
عزت و توقیر سے بہ حشم و خدم اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی مین آیا تمام
ارکین سلطنت و اعیان مملکت افسران فوج و سرداران و سرکردگان معزز سبھی
اسکی جلوداری مین ہمراہ رکاب تھے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب وغیرہ بسامان
زیب و زینت سواری کے ہمراہ تھا الحاصل اس کروفر سے لا کر دار الامارۃ شاہی
مین بٹھایا رہبر جنی نے شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ نہایت

بنفس نفیس ملک کو فتح کرنا اور سرکشوں کو مطیع و منقاد کرنا آپ ہی کا کام تھا ورنہ یہ کبھی ممکن تھا کہ بغیر ہنگامۂ کارزار گرم ہوئے اور بدون جدال و قتال کیے ہوئے اس آسانی سے یہ مقدمہ حل ہو جاتا استغفر اللہ جب تک بندگان خدا کی خونریزی نہ ہوتی کشور و کار محال تھی یہ آپ ہی کا اقبال عدو مال ہے کہ بغیر کسی کی نکسیر پھوٹے ملک سر ہو گیا سب نے اطاعت اختیار کی شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا خاندانی طریقہ یہی ہے تم نے سُنا نہیں ہمارے جد نامدار علمشاہ رومی نے تنہا جا کر تمام فرنگستان کو فتح کیا مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا آخری وقت میں جب کہ ضعیف ہو چلے تھے تو یہ رستمی دکھائی کہ دو کروڑ کے لشکر میں تنہا جا کر فرزند اسد کو رہا کیا اور پھر سے پلٹے بارگاہ فرعون ثانی میں گھس گئے اگر زخموں میں چور چور نہ ہو جاتے تو مثل مرزوق فرنگی کے فرعون ثانی کو بھی اُٹھا لیتے مگر افسوس اجل نے مہلت نہ دی عازم ملک بقا ہوئے یہ فرما کر بہت روئے اور دادا کو یاد کر کے نہایت غمگین ہوئے جملہ حاضرین دربار نے کہا کہ بیشک آپ کا خاندان ایسا ہی ہے کچھ حاجت شرح و بیان نہیں ہے مثل آفتاب کے جن و انس کے قلوب پر ساطع و لامع ہے اور ہر مقام پر آپ کی سطوت وصولت کا ڈنکا بجا ہوا ہے نور اسلام و خدا شناسی کا شرف آپ ہی کے قدم کی برکت سے اطراف ممالک میں پھیلا ہے سب نے نہایت تعریف و توصیف خاندان صاحبقران کی بیان کی شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ... چھوٹا بھائی تمھارا عذر و معذرت کرتا ہے اور اپنی حرکت پر نادم ہے اگر منشا سب کا ہو تو قصور اسکا عفو کر دو ورنہ تمھیں اختیار ہے جب مصرعہ ... کہ در انتقام نیست + اَلعذرُ عِندَ کِرَامِ النَّاسِ مَقبُولٌ + رہبر جنی نے عرض کی ... آپ خوش ہیں میں بھی اُس سے رضامند ہوں جس سے آپ ناراض ہیں میں بھی اس سے ناراض ہوں اگر حضور نے اُسکا قصور معاف کیا ہے تو بہتر ہے اُسکی خطا معاف کر کے درگذر کرتا ہوں لیکن اُن کور نمکوں کا قصور ہرگز معاف نہ ... بدطینتی کے باعث سے یہ فتنہ برپا ہوا تھا کہ حضور کو میرے لیے یہ تکلیف اُٹھانا پڑی اور یہاں تک آنا ہوا ورنہ یہ زحمت کیوں ہوتی اور آپس میں اس شر و فساد کی بنیاد کیوں قائم ہوتی اظہر جنی نے عرض کیا کہ میں اُن سب نمک حراموں کو حاضر خدمت کرتا ہوں میں نے سلطنت پر بیٹھتے ہی اُن سب کو مقید کر کے پا بجولاں کر لیا تھا مجھے یقین کامل تھا کہ جن بد باطنوں نے آپ کے ساتھ نمک حرامی کی ہے اور اپنے ولی نعمت کے درپے آزار ہوئے ہیں تو بھلا میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگے سکندر نے فرمایا کہ جلد اُنکو حاضر کرو اظہر جنی نے اُسیوقت داروغہ زندان خانہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ مکار جنی اور اسرار جنی اور شداد جنی وغیرہ نمک حراموں کو حاضر کرو چنانچہ داروغۂ محبس نے اُن بدخواہان سلطنت کو لا کر

حضور مین پیش کیا سکندر رستم خو نے اُن مجرمون کو حکم قتل دیا یہ سب نمک حرام حسب الحکم
شاہزادہ عالی مقام اُسیوقت قتل کیے گئے اپنے کیفر کردار کی پاداش مین سزاے
اعمال کو پہونچے لاشے اُنکے ہاتھیون کے پیرون مین بندھوا کر تمام شہر مین
عبرت ناظرین کے لیے تشہیر کرا ے گئے آگے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا
کہ جو شخص اپنے ولی نعمت کے ساتھ نمک حرامی کریگا وہ اسیطرح قتل کیا
جائیگا اور نمکشی کی سزا پائیگا اب رہبر جنی نے شاہزادہ سے عرض کی کہ بس
حضور تمنا میری پوری ہوئی یعنے دل مین جو ان نمک حرامون کے بدعنوانیون کی وجہ سے
شعلے اُٹھ رہے تھے وہ فرو ہو گئے اور حضور چھوٹے بھائی سے سلطنت لیتے
مجھے شرم آتی ہے اور اب اُسنے سرکشی چھوڑ دی اطاعت اختیار کی اسکے صلے مین
اسکو مین سلطنت دیتا ہون اور اپنی زندگی حضور کی غلامی مین بسر کرونگا سکندر
نے فرمایا مرحبا و شاباش اہل ہمت کو ایسا ہی زیبا ہے یہ فرماکر اظہر جنی کو پھر
سے تخت نشین کیا ارکان دولت و ترقی خواہان دولت شاد و خرم ہوئے ہر طرف
سے نعرے تہنیت کے بلند ہوئے تمام سردار و رفقا باہم شاد و مسرور ہوئے
اظہر جنی نے اس تہنیت کی خوشی مین ایک جلسۂ انبساط منعقد ہونے کا حکم دیا
اور تین روز تک شاہزادہ کی دعوت و ضیافت کا سرانجام کیا چنانچہ حسب الحکم
شاہی کارپردازان سلیقہ شعار نے ایوان ہاے وسیع و بلند کو خس و خاشاک
سے صاف کرایا فرش نفیس ہر ایوان مین بچھوایا گیا جھاڑ کنول مردنگ فانوس وغیرہ
سے ہر ایک قصر آراستہ کیا گیا شمعہاے مومی و کافوری کنولون مین چڑھائی گئین
بارگاہ فلک فرسا استادہ کی گئی فرش نادر و نایاب مخمل و سنجاب سے آراستہ و
پیراستہ ہوئی ہر ایک ایوان کے طاقون مین گلدستہ ہاے رنگارنگ و نایاب
لگائے گئے ہین ہر ایوان مین ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہے ہر قصر آرائش گلدستہ
بوقلمون سے رشک گلشن نظر آتا ہے بلبل دل ہر فرزند بشر کا ان گلدستون پر ہزار
جان سے عاشق ہوتا ہے تختے جو ہر قصر مین مقامات مناسب پر رکھے گئے ہین جب
ہوا وہان آتی ہے دماغ مین ہر ایک کے خوشبو مشک و عنبر کی پہونچاتی ہے جسکی وجہ سے
روح جسم مین لطف بے اندازہ اُٹھاتی ہے فرحت و شگفتگی حاصل ہوتی ہے دو نگل
نفیس بچھے ہین کرسیان جواہر نگار آراستہ ہین بیچ مین فرش ہے کسی مکانمین فرش
اطلس سرخ بچھا گیا ہے چھت پردے شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ سب سرخ
رنگ ہین کسی قصر مین فرش مخمل کا شانی سبز کا بچھایا گیا ہے جھاڑ کنول وغیرہ بھی
سبز ہین چھت پردے وغیرہ جملہ اشیا سبز رنگ سے سجے ہوئے علاوہ مکانون و
بارگاہون کے خیمے بھی بکثرت برپا ہین ان مین فرش وغیرہ بھی علیحدہ حیثیت
بچھا ہوا ہے غرضکہ تمام دن مین کل سامان جشن کی طیاری کی گئی جب شہنشاہ گردون بارگاہ

خیمۂ زرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب میں استراحت پذیر ہوا اور ماہ منیر بصد توقیر مع رفقائے انجم جلسۂ خوشی کی کیفیت دیکھنے خیمۂ اطلسی فلک میں رونق بزم سیارگان ہوا اظہر جنی شاہزادہ سکندر رستم خو کو جلوس سواری کے ساتھ مع خدم و حشم نہایت اعزاز و اکرام سے ایوانوں و خیموں کی آرائش قصر ہائے شاہی کی سجاوٹ و زیبائش دکھاتا ہوا بارگاہ میں لایا رہبر جنی و دیگر اراکین وغیرہ ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالی مقام ہیں چنانچہ شاہزادہ سکندر رستم خو بارگاہ میں رونق افروز ہوئے دیکھا تو نفے الواقع بارگاہ عرش اشتباہ نہایت عالیشان مرصع کار قائم کی گئی ہے گرداگرد بارگاہ کے نقرئی لگنیاں لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر اُنمیں بھرا ہوا روشن ہیں خوشبو اسطرح کی آرہی ہے کہ دماغ کو تقویت قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اتفاقاً وہ شب شب چاردہ تھی ماہ عالم تاب شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجب کیفیت اور طرفہ بہار دے رہی تھی

اشعار

وہ صفائی وہ روشنی کا روپ
ہو بجا گر اسے کہوں شب قدر
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار

چاندنی پر گمان تھا کہ ہے دھوپ
شرم سے صبح نور بخش جہان
زانغ پر تھا گمان مو سیقار

وہ شب چاردہ وہ جلوہ بدر
پردۂ شب میں ہوگئی تھی نہان
عکس اس بارگاہ پہ اسطرح کا

پڑ رہا تھا کہ آفتاب نیمروز معلوم ہوتا تھا سیر کرنے کے اندر بارگاہ کے تشریف لائے دیکھا تو وہ پُر تکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام قناتیں و پردے اسطرح منقش اور اسطرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھکر دنگ رہ جائیں چھت اسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھیں تو آنکھیں اُنکی چھت کو لگی رہیں چاروں طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھچے ہوئے تمام بارگاہ میں شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی

نظم

آئینے تھے کہ باغ جوہر تھے
جھاڑ سب یکدانے نور کے تھے
طرفہ دیوارگیریوں پہ بہار
جیسے شرمائے ساغر الماس

بے تکلف دل سکندر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جیسے پستان شاہد دلبر
فلک انجمن کے تارے تھے

جو تھے سنگ کوہ طور کے تھے
نور و نار ایک جگہ پہ تھے روشن
عطر کے ان چڑھے ہوئے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اتارے تھے

بیچوں بیچ بارگاہ میں ایک تخت جواہر نگار پر چند کرسیاں طلائی بچھی ہوئی گدے زری ہوئی کی اطلس کے اُنپر لگے ہوئے گرداگرد تخت کے دنگل ہائے زرین بچھے ہوئے تمامی کے گدے پڑے ہوئے مخمل کاشانی کہ جسپر زردوزی کا کام نہایت پُر تکلف کیا ہوا پاانداز میں بچھی ہوئی ہے الغرض شہزادہ سکندر رستم خو بجلو داری ارکان سلطنت و نشیان مملکت کرسی جواہر نگار پر آکر رونق افروز ہوئے رہبر جنی و اظہر جنی و ہیبت جنی پہلو کی کرسیوں پر بیٹھے دیگر رفقا اور افسران فوج ان دنگلوں پر متمکن ہوئے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین دنگلوں کی پشت پر نئی نئی وردیاں

باندھے ہوئے دست بستہ سلام کے لیے کھڑے ہوئے ہین جیسے ہی شاہزادہ نے آنکھ اُٹھاکر دیکھا سب نے سلام کیا سکندر رستم خو نے جواب سلام دیکر سبھون کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا بعد ازان رفقائے خاص و افسران فوج و سرداران لشکر نے اُٹھو اُٹھو کر خوشی کی نذرین دینا شروع کین شہزادہ نے نذرین ان سب کی لیکر سبھون کو خلعت ہائے گران بہا اور خطابہائے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اسکے ساقیان مہر صورت کشتیان شراب ناب اور مے مشکبو کی لیکر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اُسکے مطربان ماہ طلعت اپنے سازوسامان سمیت قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور بحکم شاہزادۂ عالی مقام جام شراب گلرنگ گردش مین آیا جام مے گلگون اہل بزم کو دیئے لگے مطربان خوش آواز نے سازون کو چھیڑکر اشعار حسب حال گانا شروع کیے

اشعار

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود
گردہ کہ نوعروس چمن حد حسن یافت کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہار میوزد از بوستان شاہ وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
ان چشم جادوانہ عابد فریب بین کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
طی کردہ نیز بادو بہ عارض سمن از شرم روے او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دید و از خری موسے بہشت و از پے گوسالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جسوقت ساقی بیچے جملہ اسطلے وا دے نے لو شراب پلا چکے صحبت بیہوشی سے سب اہل بزم لطف اُٹھا چکے اسوقت بحکم شاہزادہ عالیمقام طائفے نازنینان گل پیرہن کے سیم تن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال بناؤ سنگار کیے ہوئے پوشاک و لباس زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پیشوازین بھاری بھاری پہنکر مع سازندون کے آکر بناز و ادا ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین خورشید جمال نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی

غزل

اے جنون فصل بہاری مین سوا ہو جائیگا خار گل ٹکڑے گریبان قبا ہو جائیگا
وقت آرائش جو منھ دیکھیگا اپنا وہ حسین برج خورشید منور آئنہ ہو جائیگا
زہر کھانے کو کہا مین نے تو بولے ناز سے تیرے مرنے سے مرا نقصان کیا ہو جائیگا
خون ہوگا بیٹھنا ہو نیکا یون ہی ہر روز گر کوچۂ جلاد مثل کربلا ہو جائیگا
اسنے جب مین پوچھتا ہون مجھ سے کیجیے گا کو ہنسکے فرماتے ہین وہ جلدی ہی کیا ہو جائیگا
اے جنون مین قبر مجنون پر چڑھاؤنگا ضرور چاک جیب میرا گریبان قبا ہو جائیگا

غرضکہ اسیطرح سے ہر طائفہ نے رقص و سرود کر کے اہل بزم کو مسرور کیا انعام مین

اروجواہر لیا بعد الفراغ بزم رقص و سرود دسترخوان چنا گیا دنیا کی ہر نعمت اس دسترخوان پر
موجود تھی جس شخص نے چند لقمے اس غذائے لطیف شیرین و نمکین کے کھائے روح اسکی
خوش ہوگئی جب کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے نوش کرکے پلنگون و مسہریون پر
آرام کرنے لگے خدمتگار پنکھی کرنے لگے جب صبح کو اٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی طیاریان
تھین غرضکہ تین شبانہ روز انجمن عیش و عشرت برپا رہی چوتھے روز سکندر رستم خو
اظہر جنی سے رخصت ہوئے چلتے وقت ہیبت جنی سے عرض کی کہ مین بھی ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلونگا الغرض شاہزادہ مع رہبر جنی و ہیبت جنی کے جزیرہ نہروند
سے جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوا یہان سب لوگ نہایت متردد تھے صاحبقران اعظم
فرما رہے تھے کہ جہالت اس خاندان پر ختم ہے خدا اس لڑکے کو خیر و عافیت کے ساتھ جزیرہ
نہروند سے واپس لائے سلیمان کوچک عرض کر رہے تھے کہ حضور ہمت مردان
مدد خدا جسطرح انکے بزرگ لڑا کیے اور تنہا ملک گیری کرتے رہے وہی طریقہ انکا بھی
ہے بہادر کا خدا نگہبان رہتا ہے یہی ذکر تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مع رہبر جنی و
ہیبت جنی کے آکر پہونچے تمام کیفیت وہان کی اور اظہر جنی برادر رہبر جنی کے ساتھ
ہیبت انتزاع سلطنت کے جو واقعات گذرے تھے ایلچی بنکر اپنا اسکے دربار مین
جانا وہان ہیبت جنی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسکا تذکرہ کیا آخرالامر اظہر جنی کا
مطیع ہونا اور ہیبت جنی سر لشکر اظہر جنی کا زیر ہوکر اطاعت اختیار کرنا بلکہ ہمراہ
رکاب آنا جلسہ عیش و طرب منعقد ہونا سلطنت پھر اسی کے بھائی اظہر جنی کو عنایت
فرمانا اور بدستور جزیرہ نہروند کا حکمران رکھنا سب بیان کیا صاحبقران اعظم نے
حالات وہان کے سنکے انکی بہت تعریف کی گلے سے لگا لیا فرمایا کہ فی الواقع تم
ثانی علمشاہ ہو رستم زمانہ ہو خدا تم کو نظر بد سے بچائے شہزادہ نے عرض کی کہ یہ سب
آپ ہی بزرگون کا تصدق اور فیض تعلیم ہے ورنہ من آنم کہ من دانم کیا حقیقت ہے میری
ایک ذرہ بیمقدار ہون چنانچہ ایک روز یہان قیام کیا اسے زمانہ مین مظہر پر پڑا و
دیکھا کہ زخم اسکے بھی اندمال کر آئے ہین اب شاہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد
فرمایا کہ تم میری جانب سے اس کام کا انتظام اور یہان کی حکومت اختیار کرو اگر کسی
وقت مین جنیان ابلیس پرست پھر سرکشی اور قبر مظہر کے ساتھ بے ادبی کرنا
چاہیں تو تم انکی گوشمالی کر دینا یا مجھے اطلاع کرنا اور ہیبت جنی کو وزیر اور سپہ سالار
مقرر کرکے وہ تیغہ جو شاہ مظفر جنی کے مقبرہ سے ہاتھ آیا تھا ہیبت جنی کے
حوالہ کیا اور کہدیا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ ابلیس پرستون کی تلف
اسی سے ہے الحاصل کچھ فوج ابلیس پرستون کی مسلمان ہوکر انکی شریک ہوگئی تھی
کچھ فوج ہیبت جنی کے ساتھ آئی تھی سب ملاکر قریب چالیس ہزار جوان کے ہوگئے
اس فوج کا ہیبت جنی کو افسر کیا اور رہبر جنی کو حاکم کوہ سراندیپ مقرر کرکے

حکم کوچ دیا جسوقت لشکر طیار ہوا تالہ بارگاہ یاقوت نگار کا مظہر پیر زاد کے حوالہ کر کے آگے روانہ کیا دوسرے روز خود بھی کوچ کر کے جانب نہ طاق روانہ ہوئے

کچھ اب چند کلمہ داستان شوکت عنوان وارث اورنگ جہانبانی زینت بارگاہ صاحبقرانی شاہزادہ رفیع البخت کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم داستان ہے کہ باز آمدم بر سر داستان + راویان شیرین زبان و حاکمان رنگین بیان اس داستان سحر سندی نشان کو قلم جواہر رقم سے اسطرح زیب قرطاس کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ نوجوان رفیع البخت نوجوان نے جشن سے فراغت پائی تو امیر المکان کو بادشاہ اس ملک کا کیا تمام ارکین دولت کو جمع کر کے اپنے ہاتھ سے تاج شاہی سر پر امیر المکان کے رکھا تخت پر بٹھایا نذرین دلوائین اسکے بعد مندیل وزارت محیط جادو کو پنہائی کہ یہ مرد جہاندیدہ و ہوشیار تھا اور سابق مین بھی وزیر رہ چکا تھا امیر المکان نہایت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ اگر مین اس شہریار عالیمقدار کو ایسا سمجھتا تو ہرگز نہ بگاڑتا اور قصد مقابلہ نہ کرتا دشمن کے ساتھ یہ رعایت اسی بہادر کا کام تھا اب شاہزادہ رفیع البخت محیط جادو اور سلیم جادو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اب مین چاہتا ہون کہ آپ لوگ بھی سحر سے توبہ کرین اسواسطے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اسکا کوئی اعتبار نہین ہے نہ اسنے کسی کے ساتھ وفا کی ہے نہ وفا کریگی کیسے کیسے شاہان اولوالعزم پیوند خاک ہو گئے بقول شاعر ؎ پانون پھیلاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر انکے ہین ٹھوکرین کھاتے ہوئے + ابھی کل کی بات ہے کہ اسی طلسم مین کیسے کیسے ساحر زبردست آباد تھے کہ جنکے دم سے چراغ کفر روشن تھا لیکن آج انکا پتہ بھی نہین حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین ہے اگر اسی عالم مین حیات نے وفا نہ کی تو دنیا سے کافر اُٹھے اور انجام خراب ہوا بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے + یہ باتین شاہزادہ رفیع البخت نے اسطرح بیان کین کہ لوگ محو ہو گئے اور ایسے متاثر ہوئے کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنے اچھے انجام کو سوچکر رونے لگے اور شاہزادہ رفیع البخت بھی بہت روئے آخرکار محیط جادو نے توبہ کر لی اور سحر کو ترک کیا اور سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند تم میرے چھوٹے ہو مجھے تم سے کلمہ پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے مین شہر نور آئین مین چل کر تمہارے دادا صاحب سے کلمہ پڑھونگا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت تو خاموش ہو رہے اور اب تمام شہر مین ڈنکا اسلام کا بجا اور مسجدون مین شور اللہ اکبر بلند ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت نے حکم کوچ دیا سلیم جادو نے تیاری کی

شاہزادہ ان سب سے رخصت ہو کر جانب شہر نور آگین روانہ ہوا اول کشتیون پر سوار
ہو کر سفر دریا کو طی کیا بعد ازان کنارہ دریا پر پہونچکر ہامان کو بھی ہمراہ لیا کہ یہ مرکب انکا
لیے ہوئے منتظر تھا شاہزادہ نے حال اپنی فتح و فیروزی کا بیان کیا ہامان کوہی
بلاگردان ہوا چلتے وقت امیر المکان نے بہت کچھ زر و جواہر نذر کیا مقفل صندوق
اُسکے ہمراہ تھے یہ سب مال و اسباب ہامان کوہی کے سپرد کر کے آپ شکار کھیلتے ہوئے
جانب شہر نور آگین چلے سلیم جادو بھی بغرض حفاظت شاہزادہ کے ساتھ ہی ساتھ
چلے آتے ہین لیکن ہامان کوہی جو وہ مال و اسباب لے کر چلا تھا جاتے جاتے قریب
شہر پہونچا اور شاہزادہ کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی نور الدہر تو اس خوشخبری کے منتظر
بیٹھے تھے اور دعائین کر رہے تھے کہ خداوندا تو اسکے ارادہ مین برکت دینا اور فرزند کو
میرے اُس کافر جادو سر پر فتح یاب کرنا اسی اثنا مین خبر آمد رفیع البخت کی پہونچی اور
یہ بھی سُنا کہ ہامان کوہی رفیق اُنکا بہت کچھ مال و خزانہ ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا ہے
قریب ہے کہ داخل شہر ہو اور شاہزادہ مظفر و منصور ہوا یہ سُنکر نور الدہر نے سرداروں کو
ہمراہ لیا اور برائے استقبال روانہ ہوئے اول ہامان کوہی سے ملاقات ہوئی ہامان نے
قدمبوسی حاصل کی نور الدہر نے حالات جنگ پوچھے اسنے عرض کی کہ غلام کو
جنگ کے حالات سے کوئی خبر نہین اسلیے کہ مجھے کنارہ دریا کے محیط پر چھوڑ گئے
تھے جسوقت فتح یاب ہو کر واپس ہوئے ہین تو مجھے معلوم ہوا مفصل کیفیت اسکی
خود شاہزادہ سے سنیے گا اب نور الدہر اور آگے روانہ ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے
سے گرد اُڑی اور سامان سواری نمودار ہوا شاہزادہ رفیع البخت کی سواری
نہایت تزک اور احتشام سے نمودار ہوئی بہت سے شکار کیے ہوئے جانور
مثل شیر و چیتا پاڑھا ہرن وغیرہ آرابون پر لدے ہوئے تھے نور الدہر یہ شان و
شوکت اپنے فرزند دلبند کی دیکھ کر نہایت خوش ہوئے کہ ماچھین تابنا گوش آگین
اور درگاہ احدیت مین شکر کیا کہ بارا لہا تو نے اس جاہ و جلال صاحبقرانی کو
میری نسل مین قائم رکھا رفیع البخت نے جو دور سے دیکھا کہ بابا استقبال کو تشریف لائے ہین گھوڑے سے کود پڑا رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ قبلہ
یہ آپ نے کیا غضب کیا کہ غلام کے استقبال کو تشریف لے آئے مجھے گنہگار کیا
نور الدہر نے فرمایا کہ ای فرزند یہ فعل میرا تھا تم کیون گنہگار ہونے لگے جسوقت
مین نے خبر فرحت اثر تمھارے آنے کی سُنی تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا جوش محبت
مین چلا آیا رفیع البخت نے عرض کی کہ آپ اتنی عرض میری قبول فرمائیے کہ
مین رکاب سعادت انتساب پکڑے ہوئے ہمراہ پیدل چلون نور الدہر نے فرمایا
کہ اسکی کیا ضرورت ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ یہ میرا فعل ہے اسمین حضور دخل
نہ دین تاکہ لوگ طعنہ زن نہ ہون ورنہ ایک عالم کہے گا کہ دادا نے پوتے کا استقبال کیا

رسم و رواج دنیا کے خلاف بات ہے کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کی خوشامد یا طمع تھی یہ
حضور کی بدنامی میری ذلت کا باعث ہوگی اور اگر میں اس حیثیت سے تا بہ شہر
چلونگی تو سب پر روشن ہو جائے گا کہ دادا نے پوتے کی توقیر کی، تو پوتے نے
بھی دادا کی حرمت کی یہ کلمہ قسم دی نور الدہر کو ہر چند کہ پیدل چلنا رفیع البخت کا
نہایت شاق تھا لیکن بہ مجبوری گوارا کیا اور دل میں پچھتاتے تھے کہ کاش میں بڑا سے
استقبال نہ آیا ہوتا یہ تکلیف اس فرزند کو میری ذات سے پہونچی الغرض اس
شوکت و شان سے داخل شہر ہوئے دیکھنے والے کہتے تھے کہ یہ لطف خورد و
بزرگی ہے جسوقت یہ خبر ملکہ ناوک فگن کو ہوئی کہ فرزند آپ کا با فتح و فیروزی آتا
ہے نہایت خوش ہوئیں سامان منتوں مرادوں کے پورا کرنے کا ہونے لگا قریب
تھا کہ ماں رفیع البخت کی بہ سبب خوشی کے شادی مرگ ہو جائیں ادھر ملکہ
ماہ شبیر سوار کی یہ حالت تھی کہ جیسے رفیع البخت جانب ملک سارلقیہ کے
روانہ ہوئے تھے اسوقت سے عجب حالت تھی کہ کھانا پینا اسکا چھوٹ گیا
تھا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دل میں دعائیں مانگا کرتی تھی کہ خداوندا
تو میرے وارث کو تر و تازہ و سالم لانا اور پھر مجھ کو اس سے ملانا ہنوز شادی اسکی
رفیع البخت کے ساتھ نہیں ہونے پائی ہے دل کا ارمان دل ہی میں ہے بہ سبب
شرم و حیا کے کچھ کہہ نہیں سکتی ہے جب زیادہ پریشان ہوتی تھی تو کسی حجرہ میں جاکر
رو لیتی تھی پھر دل کو سمجھاتی تھی کہ یہ بھی شگون بد ہے اسی عالم میں اسکو بھی خبر ہوئی قریب
تھا کہ ماہ شبیر سوار بہ سبب جوش مسرت کے دیوانی ہو جائے مگر ضبط سے کام
لیا دل کو تھام لیا جو منتیں اسنے اپنے دل میں مانی ہیں پوشیدہ طور سے انکے ادا کرنے کا
انتظام کیا اسکی وزیر زادی ملکہ سرو ناز نے اپنے نام سے وہ سب سامان نذر فراہم
کرکے مستحقوں کو دیا اتنے میں شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کو لیے ہوئے محل میں داخل
ہوئے رفیع البخت نے ناوک فگن کو سلام کیا ملکہ نے فرزند کو گلے سے لگا لیا
بلا گردان ہوئی تصدق اتارے گئے قیدی آزاد کیے گئے رفیع البخت کا آنا اور فتح
و فیروزی کے ساتھ [illegible] عجیب طرح کی خوشی تھی کہ گھر گھر شادی تھی رت جگے ہو رہے
تھے ماہ شبیر سوار [illegible] سے اپنے شوہر [illegible] دیکھ رہی تھی اور ٹھنڈی
سانسیں بھر رہی تھی کہ ہم ابھی [illegible] اپنے وارث سے ملنے نہیں [illegible] سلیقہ
کسی طرح کا اظہار مسرت نہیں کر سکتے اسی جانب [illegible] ناوک فگن نے
شاہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ میں چاہتی ہوں [illegible] فرزند کا
دیکھ لوں عروس گھر ہی میں موجود ہے لیکن لینے تو بیاہ نا نہیں ہے [illegible] زندگی کا
کوئی اعتبار نہیں ہے کیا معلوم کہ اب چھوڑ کر کب ملنا نصیب ہو اور یہ لڑکی کب تک
[illegible] بیٹھی رہے مناسب یہ ہے کہ بیٹے کی شادی ابھی کر دی جائے نور الدہر نے نہ مانا

جو تمھاری خوشی ہو اسمین انھین کیا عذر ہو سکتا ہو پہلے تو [illegible]
بعد فتح طلسم نہ طاق سے ہو جسوقت عزیز بھی ہولین تو بیشک شادی [illegible]
[illegible] انھین معلوم ہوتی ہو کہ جو ہو جائے وہ غنیمت ہو ہم بھی چراغ سحری ہو رہے ہین
ساتھ والے راہی ملک عدم ہو چکے اب کیا معلوم ہو کہ زندگی [illegible] اور باقی
ہین اگر حیات نے وفا نہ کی تو یہ حسرت لیے ہوئے دنیا سے [illegible]
ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ غلام کو ارشاد عالی [illegible] کا عذر و تامل نہ تھا
یہ خیال ہو کہ والد ماجد برائے فتح طلسم نہ طاق گئے ہوئے ہین [illegible] اس امر کی
کہ مین بھی جاکر شریک جنگ ہون اگر شادی ہوگی تو سفر مین [illegible]
[illegible] وہان نہین معلوم کیا افتاد ہو کیا نہ ہو مثل مشہور ہو کہ جنگ [illegible]
[illegible] ہم ہی مارے گئے تو دو دن کے واسطے شادی کرکے غم دنیا اور رنج ملال لینا ہو اس
بہتر یہ ہو کہ ابھی اس امر کو ملتوی رکھیے جسوقت خداوند کریم طلسم نہ طاق کو فتح [illegible]
پورا اطمینان ہوگا تو یہ امر بھی ہو رہے گا والد ماجد اور تمام عزیز بھی شریک [illegible] ہون گے
جسوقت سوا آپ دونون صاحبون کے یا میرے ماموں جان ہین اور کون شریک
ہو سکتا ہو یہ چند روزہ زندگی یونہی بسر ہو جاتی تو اچھا تھا یہ سنکر ناوک فگن بسبب
رنج کے رونے لگین اور نور الدہر نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے رفیع الجنت
ایسی باتین سامنے اپنی مان کے کرتے ہو کیا تم نہین جانتے کہ عورتون کا دل نازک
ہوتا ہو شادی کے ذکر مین بدشگونی کرنا مناسب نہین ہو اپنے سن کے موافق بات
کرنا چاہیے یون تو زندگی ایک ناپایدار چیز ہو اسپر کسی کو بھروسا نہ کرنا چاہیے خواہ جوان
ہو خواہ مسن ہو لیکن اگر اسیطرح دنیا کو ناپایدار سمجھ کر ہر شخص ترک دنیا کردے اور
شادی نہ کرے تو سلسلہ نسل بنی آدم کا قطع ہو جائے آخر مین کوئی بھی باقی نہ رہے جو طریقہ
قدیم کا چلا آتا ہو اسکے خلاف کرنا اسیطرح مناسب نہین ہو بچون کے جوان ہونے کی
تمنا کی جاتی ہو جوانون کو پیری کا کھٹکا لگا رہتا ہو بڈھون کو موت کا [illegible] رہتا ہو
یہان اور عزیز نہین ہین تو کیا ہوا شرکت عزیزون کی ایسے وقت مین ضروری
نہین سمجھی جاتی ہو جبکہ وہ شریک نہ ہو سکتے ہون اور اگر اور لوگ نہین ہین تو تمھاری
مان تو موجود ہین اور باپ کی جگہ مین ہون کہ [illegible] مجھین اختیار
اور ان باتون کا جواب رفیع الجنت کیا دیتے خاموش ہو رہے اور کچھ دیر کے
بعد عرض کی کہ حضور کو اختیار ہو آپ جو مناسب جانین وہ کرین مجھے [illegible] کا
انکار نہین ہو مجال ہو میری کہ خلاف حکم کرسکون لیکن میری [illegible] ہو کہ اسی جلسے
خوشی مین ماموں جان بھی سحر سے توبہ کرلین [illegible] سب تو
توبہ کرلین [illegible] سایہ جادو نے منظور کرلیا [illegible]
جسقدر جادوگر تھے سب جمع ہوئے اور شاہزادہ نور [illegible]

اور یہ سب از سر صدق مسلمان ہوگئے بعد اسکے تیاری شادی کی ہونے لگی شب افروز کا نام شب افروز بانو قرار پایا یہ اپنی دختر نیک اختر بلکہ ماہ شب سوار کو لے علاوہ مکان میں گئی جشن کا دن مقرر ہوا میلے مانجھا سانچق مہندی وغیرہ سب رسوم ادا کیے گئے بعد اسکے روز کتخدائی آیا شام کو تمام شہر آئین بند ہوا ہر طرح کی تیاری ہوئی ٹھوٹھو جشن تھا ہر مکان مثل حجلۂ عروس کے آراستہ تھا چراغان کا لطف کہکشاں فلک پر چشمک زن تھا درختوں میں اسقدر قندیلیں آویزاں کی گئی تھیں کہ ہر یک شبتاب کا لطف حاصل ہوتا تھا جو بارگاہ جشن کے واسطے سجی گئی تھی اُسکی آرائش بیان سے باہر ہے یہ جلسہ بارگاہ نور آگین میں قرار پایا تھا ایک تو یہ بارگاہ ہی اسکے نور کی بنی ہوئی ہے اسکے علاوہ جھاڑ کنول جھابے مردنگ ہانڈیاں اس کثرت سے روشن تھیں کہ دن معلوم ہوتا تھا تمام بارگاہ میں زرنگار فرش بچھا تھا امرا اور رؤسائے شہر جمع تھے صدر میں ایک مسند جواہر نگار بچھائی گئی تھی اُسپر رفیع النجت دو خواسپنے بیٹھے تھے ایک جانب شاہزادہ نور الدہر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری جانب سلیم جادو بعد سلیم جادو کے امیر المکان اور محیط جادو اسکے بعد دیگر رؤسا شہر نور آگین و شہر ساریقیہ یہ سب جمع تھے انکو اطلاع دے کر بلایا گیا تھا عجب طرح کا جلسہ تھا صحبت رقص و سرود گرم تھی ایک نازنین ماہ جبین پری جمال یہ غزل گا رہی تھی

غزل

شکوہ کرتے ہیں نہ الزام جفا دیتے ہیں ہم
جب ستم کرتے ہیں وہ انکو دعا دیتے ہیں ہم

بدگمان جنسے ہم نظارہ بازی ہو کوئی
وہ نگاہیں شکایت پردوں میں چھپا دیتے ہیں ہم

سچ ہے پر چلتا نہیں تقویم پارینہ سے کام
ہجر میں سب وصل کی باتیں بھلا دیتے ہیں ہم

اک نگاہ لطف انکی دیتی ہے ایسے فریب
جو ستم گذرے ہیں سب اسکو بھلا دیتے ہیں ہم

یار کی نازک مزاجی سے نہیں کیا کیا خیال
کھٹکے ہیں شوق میں وہ پھر مٹا دیتے ہیں ہم

جب میں کہتا ہوں تڑپکر خود ٹھہر جاتا ہے دل
جس خیال کتنی ہیں انکی پھر ستا دیتے ہیں ہم

ورنہ خیال تھا تو مزاج یار میں پیدا کیا
جو کچھ اسکے دل میں ہوتا ہے بتا دیتے ہیں ہم

لیکے بیر اک غمزدہ سے ہے خموشی آنکی قہر
بات پر آئیں تو رو رو انکو ہنسا دیتے ہیں ہم

عشق کے سودے میں ہے ہر طرح نقصان ہی
بس نہ یہ پوچھو کہ کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں ہم

جسطرح ہو یاد کر لیتا تو ہر کوئی بھی
کوسنے والے کو بھی ایسے دعا دیتے ہیں ہم

دل پر اس بت کے وہی نالے اثر کرتے نہیں
جنکو دعوی ہے کہ عرش کبریا ہلا دیتے ہیں ہم

آرزو جلنا ہی جب ٹھہرا تو پھر کیا فائدہ
آگ ہی ایسی لگی کہ لو لگا دیتے ہیں ہم

تمام رات یہ جلسہ رقص و سرود رہا قریب صبح شاہزادہ رفیع النجت نے لاہور تیز نگاہ کو اپنے پاس بلایا اور چپکے سے کہا کہ آج تمہارا گانا بھی ہم سنینگے لاہور کو ہر چند سامنے نور الدہر کے گاتے ہوئے حجاب معلوم ہوتا تھا لیکن حکم رفیع النجت کا نہ ٹال سکا

اور آمادہ ہو گیا لیکن اب خاص خاص لوگ باقی تھے عام صحبت برخاست ہو چکی تھی اور برات کے چلنے کی تیاری تھی جلوس آ آ کر جمع ہو رہا تھا وہ سہانا وقت شمعوں کا جھلملانا نسیم سحری کا چلنا جاگی ہوئی آنکھوں میں خمار گلزار شب کی بسی ہوئی بہار عجب لطف دکھا رہی تھی اسوقت لاہور تیز گام نے بیٹھ کر گانا شروع کیا ساز اس رنگ پر تھے کہ پردوں سے لو نکل رہی تھی جو راگ گایا تصویر کھینچ کر دکھا دی جہان چاہا ہنسا دیا جہان چاہا رلا دیا بعد اسکے دھن گانا شروع کیا جس نے سنا وہ مرد حقیقت تھا غزل

یا الٰہی آہ میں تاثیر ہونا چاہیے
دل میں یاد روے پر تنویر ہونا چاہیے
بے کفن آندھی بگولے ڈالیں تھی مٹھی خاک
اس بہانے اپنے کوچے سے اٹھایا بعد مرگ
بل کی لے اٹھوا سیری زلفی ہر اسکے سیر
پوچھو کر وہ حالت دل چپ ہیں یا کچھ کہیں
تیری رنجش سے بڑھا وحشت کا میری حوصلہ
بند ہو میری زبان یا منھ سے بول اٹھے وہ دست
ہو نہ تو سلوا او وکرے لو سطلب کوئی اگر
وہ جفا جو ہو چلا غافل ہمارے حال سے
حسرتیں دل میں بہت ہیں سر کرو تیر نگاہ
دل جگر پر چاہیے قاتل برابر کی نظر
شغل بیکاری نہیں ہے اچھی بہتر ہجر میں
دیکھو ہمیان نامۂ الفت سمجھ لو پڑھکے پھر
بیخودی کی حرکتیں بھولینگے ہشیاری میں وہ
ہم بھی جو چاہینگے کہوا لینگے انسے آرزو

ان دل آزاروں کی بھی تعزیر ہونا چاہیے
شیشۂ خالی میں اک تصویر ہونا چاہیے
ذہن مجنون کی کوئی تدبیر ہونا چاہیے
لاش یہ مجرم کی ہر تشہیر ہونا چاہیے
زلف کو ہم صورت زنجیر ہونا چاہیے
آہ میں تھوڑی بہت تاثیر ہونا چاہیے
پانو میں دونوں کے اک زنجیر ہونا چاہیے
کچھ تو آج اے آہ بے تاثیر ہونا چاہیے
جرم جیسا ویسی ہی تعزیر ہونا چاہیے
ہو گئی کوئی تقصیر ہونا چاہیے
آج اس تودہ پہ مشق تیر ہونا چاہیے
دونوں کے ساتھ آہ میں وہ تیر ہونا چاہیے
باتیں کرتی تیری تصویر ہونا چاہیے
جسکی پابندی ہو وہ تحریر ہونا چاہیے
ایک اس حالت کی بھی تدبیر ہونا چاہیے
وقت بیان خوبی تقریر ہونا چاہیے

غرضکہ ایسی ایسی چیزیں لاہور نے سنائیں کہ تمام محفل کو محو کر دیا ہر شخص تصویر بنا بیٹھا تھا کسی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کوئی ٹھنڈی سانسیں لے رہا تھا تمام محفل میں سناٹا پڑا ہوا تھا اب وقت تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا لوگوں نے جلدی جلدی نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور برات چلنے کی تیاری ہوئی نہایت دھوم سے برات شاہزادہ رفیع البخت کی مکان عروس کی جانب چلی جسوقت اس تزک و احتشام سے مکان عروس پر پہونچی یہ جلسہ جمع ہوا اور براتی آ آکر بیٹھے عقد پڑھا گیا اسی عقد کے ساتھ لاہور کا عقد ملکہ سرو ناز کے ساتھ ہوا دونوں نوشاہ خوشی خوشی عروسوں کو لیے ہوئے مکان پر آگئے اور وصل سے اپنے اپنے معشوقوں کے کامیاب ہوئے بطن سے ملکہ ماہ سیر سوار کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ نام اسکا ہزبر علی قسیم رست

ہوتا ہے اور بطن مرو نا کسے شیا ہو رہن لا ہو رپیدا ہوتا ہے کہ ذکر انکا دفتر انقلاب مین آئیگا الغرض بعد دو چار روز کے شاہزادہ رفیع البخت نے چلنے کی تیاری کی اور ملکہ ناوک فگن سے رخصت طلب کی سلیم جادو کو اس مقام کا ناظم و حاکم مقرر کیا ملکہ ناوک فگن فرزند کو گلے لگا کر بہت روئی نور الدہر نے سر ناوک فگن کا سینے سے لگایا اور کلمات تسلی وتشفی زبان پر جاری کیے کہ انشاء اللہ بہت جلد پھر تم سے ملینگے رفیع البخت نے یہان سے کوچ کیا اور قبر پر نوذرا اور نگ نشین کی آئے فاتحہ خیر پڑھا چراغان کا حکم دیا مقبرہ کو آراستہ کیا تمام رات عبادت مین بسر کر کے ثواب اسکا روح نوذرا اورنگ نشین کو بخشا قریب صبح قبر سے لپٹ کر روئے اور کہا کہ اب یہ غلام رخصت ہوتا ہے مین نے آپ کے خون ناحق کا عوض سارق دریا نشین سے لیا اور اُس ملعون کو قتل کیا وصیت آپ کی پوری کی یہ کہکر اسقدر روئے کہ بیہوشی طاری ہوئی اُسی عالم بیہوشی مین دیکھا کہ نوذرا اورنگ نشین آئے رفیع البخت کو گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند تو نے روح کو میری شاد کیا خدا تجھے آباد رکھے روح کو میری اب چین ملے گا اور ریست قبر سے لگے گی ورنہ تا قیام قیامت مین بیچین رہتا بعد اسکے انکی نانی بھی آکر بلا گردان ہوئین اور کہا کہ اے فرزند خدا حافظ و ناصر بعد تھوڑی دیر کے رفیع البخت کی آنکھ کھل گئی اب رفیع البخت نے پیران مرمست کو سپہ سالار کیا اور اختر شاہ کو بادشاہ لشکر قرار دے کر نقاب سبز چہرہ پر ڈالی لباس سبز تن پر آراستہ کیا نور الدہر نے بھی جامہ سبز و نقاب سبز اختیار کی اور جانب نہ طاق براے ملاقات شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے داستان شوکت بیان صاحبقران یعنے بدیع الملک نوجوان کی آغاز ہوتی ہے۔ ساقی نامہ

ہان ساقی ما ہوش ادھر آ	جلوہ بنت عنب کا دکھلا	آئی ہے بہار قصہ خوانی
پیری مین ہے حسرت جوانی	دے بھر کے شراب گلرو اک جام	پینے سے ہو جسکے نیک انجام
پہونچے مری داستان پہ بلبل	ہو سلسلہ مثل زلف سنبل	پیر نگ دکھاؤن ساحری کے
نقشے کھینچ جائین صفدری کے	جس جا پہ رقم ہو ذکر پیکار	چمکے ہر اک نقطہ مین تلوار
مطبوع ہو یہ فسانہ میرا	خود وصف کرے زمانہ میرا	نیرنگ ساز ان واقعات

عجیب و جادو نگاران داستان غریب اس واقعہ ہوش ربا کو اسطرح تحریر کرتے ہین سے بیا بشنو اے ہمدم راستان ✕ کہ باز آمدم بر سر داستان ✕ یہ داستان حیرت بیان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت مع لشکر بے پایان و فوج فراوان جانب طلسم نہ طاق چل چکے ہین اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے

قریب دریاے نسیان کے پہونچ گئے ہین اور یہ خبر ہزبر شیر دل [illegible] قریب آگیا ہے اور آپ ابھی تک خواب غفلت مین پڑے ہین [illegible] طلسم کا دریا عبور کرکے داخل شہر ہوجائے یہ سنکر ہزبر شیر دل [illegible] پریشان ہوا اور اپنے وزیر با تدبیر کی طرف [illegible] مخاطب ہو کر [illegible] سماک پاک طینت تم نے بھی خبر آمد بدیع الملک کی سنی ہوگی یہ نوبت پہنچی [illegible] بڑے بڑے طلسم انھون نے فتح کیے ہزارہا جادوگرون کو مارا سیکڑون خداوندان [illegible] یہانتک کہ اب اسطرف کا رخ کیا [illegible] کہ وہ داخل ہون [illegible] لیوان نے ہماری مدد نہین بھیجی اور خبر نہین لی آیا [illegible] خداوند ہم پر نازل [illegible] ہمارے حال سے بیخبر ہین آخر کیا سبب [illegible] اسوقت تک لوگ [illegible] ظہور مین نہین آیا اگر خداوند ہمسے ناراض ہین اور ہمارا مٹا ہی دینا منظور ہے تو اسکی کیا ضرورت ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے ہم کو مٹواتے ہین اگر ہم کو مٹانا ہی منظور ہے تو خود ہی مٹا دین اس طرح مٹنے مین انکا ملک بھی مٹے گا سماک پاک طینت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور کیفیت یہان کی یہ ہے کہ جولان مہروش جو کہ درویش کامل تھے اور بہت بڑے عامل تھے یہ انھین مین کرامات تھی کہ ہوا کو اپنے عمل کے زور سے انھون نے اسطرح بستہ کرکے محکوم بنا دیا تھا کہ جس ملک مین جو واقعہ گذرتا تھا اسکی خبر اوس [illegible] ہوجاتی تھی انھون نے یہ خبر بھی دی تھی کہ جس زمانہ مین بدیع الملک فتاح طلسم نہ طاق قریب دریاے نسیان پہونچے گا اسوقت ہوا بھی حاکمان طلسم نہ طاق سے برگشتہ ہوجائے گی اور خبرون کا سلسلہ قطع ہوجائے گا اور آئینہ اندام جادوگر کہ اسکو بھی دعوی خداوندی تھا اور اپنے طلسم مین خداوند کہلاتا تھا یہ بھاگ کر اس طلسم مین آئے گا اور اسی کی نحوست طلسم نہ طاق کو برباد کرائے گی غرض یہ اسطرف آتا نہ بدیع الملک ادھر کا رخ کرتے یہ سنکر ہزبر شیر دل نے تھوڑی دیر سکوت کیا اور وزیر سے کہا کہ پھر اب کیا ہوگا وزیر پر تدبیر نے عرض کی کہ حضور کسی کی مدد پر بھروسا کرنا بالکل خلاف عقل ہے انسان کو چاہیے کہ جو کچھ ہو سکے خود کرے اور تدبیر اسکی یہ ہے کہ عازم شعبدہ باز جسکو حضور نے قید کر لیا ہے اسکو رہا کر دیجیے اور یہ کیفیت اس سے بیان کیجیے وہ کوئی نہ کوئی انتظام حفاظت ملک کا کرے گا اور دشمنون کی بربادی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا کہ وہ مرد عاقل و کامل اور رازدار ہے یہ سنکر ہزبر شیر دل نے اسیوقت عازم شعبدہ باز کی رہائی کا حکم دیا اور خلعت سے سرفراز کرکے صحبت مین طلب کیا عازم شعبدہ باز حاضر ہوا ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے عازم شعبدہ باز مین نے نہایت غلطی کی جو تم کو قید کیا مین نہ جانتا تھا کہ اب زمانہ اس نیرنگ کے دکھانے کا نہین ہے جو تم نے پہلے دکھائے تھے مجھے یہ شبہہ گذرا تھا کہ تم نے عدول حکمی کی اسوجہ سے مین نے تم کو

قید کر لیا تھا عازم نے عرض کی کہ آپ ہر طرح جان و مال کے مالک ہین مین غلام ہون
آپ کا جو کچھ لیا آپ نے بہت اچھا کیا اسکی معذرت نفرمایئے کہ مین ذلیل ہوتا
ہون اور جو کچھ ارشاد ہوا اسکی تعمیل بسر و چشم کرنے کے لیے موجود ہون مخبر ضمیر دل
نے خبر آمد بدیع الملک کی عازم شعبدہ باز سے بھی بیان کی اور کہا کوئی ایسی تدبیر
کرو کہ لشکر حریف کا تباہ ہوجائے اور اسطرف نہ آسکے اسنے عرض کی کہ بہت خوب
مین جاتا ہون اور انتظام اسکا کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے
مکان کی جانب روانہ ہوا عازم شعبدہ باز کی ایک دختر ہی کہ نام اسکا ملکہ ماہ سیمبر
ہی حسن بے نظیر اسکا رشک ہر ضمیر ہی یہ اپنے باپ سے نہایت مانوس ہی جسوقت
سے عازم شعبدہ باز قید ہوگیا تھا اسوقت سے یہ نہایت پریشان تھی دن رات
رویا کرتی تھی عیش و عشرت کو اسنے ترک کر دیا تھا ہر چند انیسین و جلیسین سمجھاتی
تھین مگر یہ نہ مانتی تھی اور اپنے کو ہلاک کرنا چاہتی تھی اسی حالت مین ایک کنیز نے
آکر خبر دی کہ واری اب اٹھیے دن پریشانی واندوہ کے دفع ہوگئے اور مژدہ خوشی کا آیا
اباجان آپ کے قید سے رہا ہوئے بادشاہ نے معذرت کی اور خلعت دیکر
رخصت کیا ہی اب بادشاہ اسیقدر اونپر مہربان ہی جسقدر پہلے نامہربان تھا یہ سنکر
ماہ سیمبر اٹھ بیٹھی اتنے مین عازم بھی داخل مکان ہوا دختر کو گلے سے لگایا بچھڑے
ہو کو نسے ملا اسکے بعد سامان شعبدہ بازی و نیرنگ سازی کے جمع کرنے مین مصروف
ہوا کہ اسکا حال ہر وقت بیان ہوگا لیکن ملکہ ماہ سیمبر کہ ابھی نوجوان ہی ناکتخدا ہی باپ
کی قید نے اسکو مضمحل کر دیا تھا جسوقت سے عازم شعبدہ باز نے رہائی پائی ہی
اسوقت سے مارے خوشی کے پھولی نہین سماتی ہی دن عید رات شب برات ہی
ہر وقت صحبت رقص و سرود برپا رہتی ہی دو کنیزین اسکی ہین کہ نام ایک کا صبا
دوسری کا سیارہ ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق لطف اسوقت
جلسہ کا یہ تھا کہ باغ گلشن حصار مین یہ جلسہ ہوتا کہ زیادہ لطف حاصل ہوتا ایک
مدت سے جو دل کا کنول مرجھایا ہوا تھا یہ پھر تازہ ہوجاتا یہ سنکر ملکہ ماہ سیمبر
نے کہا کہ ہان سچ کہتی ہو اسیوقت کارپردازون کو بلا کر آراستگی گلشن حصار کا حکم دیا
اور خود چلنے کے سامان مین مصروف ہوئی کارپردازون نے باغبانون کو
حکم دیا انھون نے بیلچے اٹھائے اور درستی باغ مین مصروف ہوئے اور عندلیبان
چمن نے یہ رنگ دیکھ کر کہا ؎ پھر بہار آئی ہی تجھمین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی
آئی ہی فوج عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر + پھر وہی
محفل ہی اور تیرا شبستان غم نہ کھا + چونکہ بسبب نادرستی مزاج ملکہ کے سب
سامان باغ کا ابتر ہو رہا تھا درختون کے نیچے پتون کا ڈھیر تھا اور گل و ثمر خشک
پڑے ہوئے تھے ڈالیان پژمردہ اسیطرح شل جانے کے درختون مین لٹک رہی ہین

روش پٹری سب خراب ہو رہی تھی چمن مثل جنگل کے ہو رہا تھا اور وہ قصر عالی شان جو خاص ملکہ کا مسکن رہا تھا اب خراب معلوم ہوتا ہے کہ جا بجا گھونسلے ابابیلون کے چمگادڑ چھتون مین لٹک رہے تھے جالے ہر طرف لٹک رہے تھے کہین کہین سے استرکاری بھی گر گئی تھی پردے اور چقین میلی ہو گئی تھین سفیدی کا رنگ مٹیالا ہو گیا تھا سب ایک مقام ہو کا نظر آتا تھا منتظمان باغ نے نہایت چابکدستی کی کہ ایک وزیر نے باغ کو باغ بنا دیا صدہا مالی کام کر رہے تھے معمار قصر کی درستی مین مصروف تھے شام تک روش پٹری باغ کی سفیدی و استرکاری قصر کی سب درست ہو گئی دوسرے روز چھت پردے نئے لگا دیے گئے شیشہ آلات سے تمام قصر مزین کیا گیا فرش و مسند و مسہری وغیرہ سب چیزین درست ہو گئین سامان عیش و طرب فراہم کیا گیا جب ان کامون سے فراغت حاصل ہو گئی تو جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ حسب الارشاد ملکہ آفاق سب سامان درست ہے اب حضور کی رونق افروزی باقی ہے تشریف لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے باغ کو منور فرمایئے اب گلشن حصار گلشن شداد کا ہمسر ہو رہا ہے مگر حور و غلمان کی کمی ہے یہ سنکر ملکہ نے سواری طلب کی اور کارپردازون کو انعام عنایت فرمایا کہ یہ کام انھون نے نہایت تعجیل کے ساتھ انجام دیا تھا الحاصل تیاری سواری کی ہوئی منادی نے ندا کر دی کہ ملکۂ عالم باغ تشریف لے جانے کو ہین فلان راستے سے خبردار خبردار کوئی شخص آج نہ گذرے ورنہ یہ راستہ عدم کو پہونچا دے گا کیا تاب و طاقت تھی کسی کی کہ اس طرف کا رخ بھی کرتا اب سواری ملکہ کی مثل باد بہاری جانب باغ روانہ ہوئی وہ تزک و احتشام سواری قابل دید تھا مگر کیا مجال کسی کی کہ اس راستے کی طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھے اگر ایسا کرے تو آنکھین نکلوا لی جائین جتنین ترکنین اروا بیگنیان لنا تغنیان وغیرہ دو رستہ انتظام کرتی ہوئی تلوارین برہنہ انکے ہاتھون مین تھی غرض اس شان و شوکت کے ساتھ سواری ملکہ کی جانب باغ چلی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص مہر بر شیر دل کی دختر کہین جاتی ہے یہ احتشام اسکا اس سبب سے ہے کہ باپ ملکہ کا عازم شعبدہ باز بادشاہ کا مقرب خاص ہے اور بادشاہ اسکو بہت دوست رکھتا ہے گویا ایک رکن سلطنت ہے سب اس کا ادب و لحاظ مثل بادشاہ کے کرتے ہین ایک یہ امرا اس زمانے مین اسکے واسطے بیشک برا ہو گیا تھا کہ یہ چند روز مقید رہا جب بادشاہ سمجھ گیا کہ عازم شعبدہ باز کا اس امر مین قصور نہین ہے تو بادشاہ نے اسکو رہا کر دیا اور عذر و معذرت کی اور جو اسکا درجہ تھا اسی منصب پر پھر یہ قائم ہوا اب سواری تو ملکہ کی رہروی باغ مین پہونچی جاتی ہے

اور کچھ حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہے

ناظرین با تمکین کو خیال ہوگا کہ سابق مین یہ داستان حیرت بیان اس مقام پر چھوڑی
گئی تھی کہ مہتر مہتران یعنے خواجہ خضران شہر حرمانیہ مین حرمان جنی کے پاس
اور اُس سے راستہ طلسم نہ طاق کا اور حالات وزیدان طلسم کے پوچھے ہین اور
حرمان جنی نے وعدہ کیا ہے کہ مین کل آپ سے مفصل طور پر بیان کرونگا چنانچہ
جب دوسرا روز ہوا تو خضران بن عمر نے حرمان جنی سے کہا کہ اب بیان کرو دیر
کرنا مناسب وقت نہین ہے اسلیے کہ نہین معلوم میرا آقا کس مقام پر ہے ایسا نہ ہو
کہ وہ خدا نخواستہ مبتلائے بلا ہو جائین اور مین پہونچ نہ سکون یہ سُنکر حرمان جنی
نے کہا کہ اے خواجہ وہ امور جنکا مین نے وعدہ کیا تھا وہ یہ ہین کہ حکیم فیلقوس ثانی
نے جو دریائے نسیان بنایا ہے تو اُسکو اسم بامسمّے سمجھنا چاہیے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ جو
شخص دریا کو عبور کرے گا اُسپر ایک کیفیت نسیانی طاری ہو جائے گی ہوش
حواس مین اختلال واقع ہو جائے گا نوبت دیوانگی کی پہونچ جائے گی یہ بھی ذہن
مین نہ سمائے گا کہ ہم کون ہین اور کہان ہین اور کس حال مین مبتلا ہین اور کس ارادے
سے آئے تھے کہان جانا چاہیے کیا کرنا چاہیے جب ان کیفیتون مین انسان مبتلا
ہو جائے گا تو اُس سے کیا ہو سکے گا دوست دشمن مین امتیاز نہ کر سکے گا انجام
یہ کہ ہاتھ سے دشمن کے مارا جائے گا خضران نے کہا کہ اب لشکر کی کیفیت
بیان کرو حرمان جنی نے کہا کہ اول تو ایسے مقام پر ایک شخص ضعیف اجثہ
بھی رستم کو قتل کر سکتا ہے علاوہ اسکے دوسری بلا یہ ہے کہ حکیم فیلقوس ثانی نے
ایک دیوانہ بھی بنایا ہے کہ نام اُسکا اژدر شیر چشم ہے وہ بلائے مبرم ہے اور حریف
کے لیے مرگ مفاجات سے کم نہین ہے طریقہ جنگ اُسکا یہ ہے کہ اول وہ حملہ
کرکے حریف سے آنکھ ملاتا ہے اور قوت اُسکی سلب کرکے وار گُرز کا کرتا ہے کہ
حریف کیسا ہی رستم وقت کیون نہ ہو مگر لنگر ضرب کا نہین سنبھال سکتا اور بیہوش
ہو جاتا ہے دیوانہ باطمینان دشمن کو باندھکر میدان سے لے جاتا ہے خضران نے
کہا کہ اے حرمان جنی پھر تدبیر اسکے دفعیہ کی کیا سوچی ہے اسلیے کہ تم بھی تو صاحب
ہنر ہو تمھارے بلالات کا حال مین سن چکا ہون کوئی تدبیر ایسی نہین کرتے
یہ بلا رد ہو اور اژدر شیر چشم مارا جائے کہ بغیر اسکے تمھارا ملک تم کو نہین
مل سکتا اور بادشاہی تمھاری پھر سے قائم نہین ہو سکتی یہ سُنکر حرمان جنی نے
کہا کہ اے خواجہ ثالث یہ دیوانہ ساختہ حکیم فیلقوس ثانی ہے جب تک حکیم
مارا جائے گا اُسوقت تک مرنا اس دیوانہ کا ممکن نہین ہے اور تاثیر دریائے نسیان
کی بھی بغیر حکیم کے قتل کے باطل نہ ہوگی اور حکیم تک پہونچنا بہت دشوار ہے اسلیے

کہ حلیمہ کا مسکن سوا عازم شیشہ کے بار سے کوئی نہیں جانتا خفران نے کہا کہ اچھا چلو تو سہی دیکھا جائے گا لیکن اگر اسی راستہ ممکن ہو کہ جسطرف دریا سے نسیان حائل نہ ہو تو بہتر ہے اسلیے کہ جب نسیان کا جانب جدا ہو تو پھر حواس بجا نہ رہے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ کس واسطے آئے اور کیا کرنا ہے تو عیاری کیا ہو سکے گی اور ان مرحلوں کا طے کرنا بغیر عیاری کیے ممکن نہیں ہے غرضکہ حیران تھی اور بیخبر دار تھی اور خواجہ خفران جانب ملک سبز شیشہ روانہ ہوتے ہیں اور یہ اُس راستہ سے جاتے ہیں جو راہ مخفی ہے اور ہر کس و ناکس اس راستے سے واقف نہیں ہے تاکہ عقل انکی سالم رہے اور عیاری سے غفلت نہ کرے اب انکو بھی رہرو ہی ہیں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت نشان صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت صبح ہوئی تو بدیع الملک نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر خیمے سے نکلے اور سوار ہونے کا حکم دیا تیاری سفر ہونے لگی جبرئیل بن عادی پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوئے اور بدیع الملک منتظر ہیں کہ سب سامان پیشخیمہ پہونچ لے تو ہم بھی چلیں اسی تردد میں تھے کہ یکایک از جانب بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ و تیرہ و خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پیوستہ گرد و زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا ہر کارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اتنے میں جسوقت ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو وہ امین گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے لشکر اسلام کے نشان معلوم ہوئے پھریروں پر تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی پنجہ چمک رہے تھے پرچم ہوا سے اڑ رہے تھے ہرکاروں نے جا کر خبر دریافت کی اور آ کر عرض کی کہ شاہزادہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت شاہزادہ امیر الزمان و سکندر فرخ لقا وغیرہ مع اشیاء طلسمی تشریف لاتے ہیں بدیع الملک نے سرداران ہمراہی کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ان سب صاحبوں کو استقبال کر کے لائے بدیع الملک نے حالات سفر راہ کے دریافت کیے ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا ہمیں یہ امید نہ تھی کہ اسقدر جلد آپ تک پہونچ جائینگے مگر الحمد للہ کہ وقت پر پہونچ گئے ہنوز یہ لوگ قائم نہ ہونے پائے تھے کہ اور گرد اڑی اور دل گرد سے پانچ آفتاب شیر پیکر یعنی اسد غازی چاروں فرزندوں سمیت نمودار ہوئے بدیع الملک نے تمام سردار ونکو اسد کے استقبال کے واسطے روانہ کیا

اور خود بھی چند قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور رشتی اسپنے والد ماجد سے بہزار خلق پیش آئے
اور کہا کہ الحمد للہ آپکی زیارت بخیر نصیب ہوئی آج پھر سفر معطل ہوا اور بخاطر
اسد غازی بدیع الملک نے اسی مقام پر قیام کیا اور سامان دعوت و ضیافت
اسد غازی کے واسطے مہیا کیا جب شام ہوئی اور کھانے پینے سے فراغت
ہو چکی تو سب ایک مقام پر جمع ہوئے بدیع الملک نے حال آتش میدان
کاج و باج کا دریافت کیا اسد غازی نے بیان کیا کہ صاحبقران ثانی نے
مجھے رخصت کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم ہمراہ بدیع الملک کے خانہ کعبہ کو جانا
میرے ساتھ تمہارا چلنا مناسب نہیں ہے کیونکہ بدیع الملک تعاقب میں
آئینہ اندام جادو کے روانہ ہوئے ہیں آئینہ اندام جا کر طلسم نہ طاق میں پناہ
گزین ہوا ہے سنا ہے کہ وہ طلسم نہایت سخت ہے اور مقام مخدوش ہے لہذا تم بھی جاؤ اور
جا کر شریک جنگ ہو میں امیر ثانی سے رخصت ہو کر چلا تھا کہ مجکو پنجبر اٹھا
لے گیا وہ ایک ساحرہ تھی بدت تک میں اسکی قید میں رہا اسوجہ سے مجکو نہیں
معلوم کہ بعد میرے جانے کے بیابان کاج و باج میں کیا آفت برپا ہوئی اور
ہمراہیان صاحبقران ثانی پر کیا گذری کون کون جل گیا اور کون کون بچا جب کہ
ضرغام شیر دل نے میری تلاش کی اور اس ساحرہ کو عیاری کرکے مارا تو مجکو
رہائی ہوئی بعد اسکے میں قہرمان نیمہ میں آیا وہاں خروج خونخوار جن و جال کا
حال معلوم ہوا کہ ایک کافر پیدا ہوا ہے اور تا شہر مرصع حصار اسنے خدا پرستوں کا
استیصال کر دیا ہے اور برابر ملکوں کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا آتا ہے شہنشاہ مرصع
حصاری اور شہریار مرصع حصاری اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سنکر میں تعاقب
میں اس کافر خاسر کے روانہ ہوا جن ملکوں کو وہ تباہ کرکے وہاں اپنی جانب
سے حاکم مقرر کرتا جاتا تھا میں ان ملکوں کو پھر سے اسلام آباد کرتا جاتا تھا
یہانتک کہ خونخوار ملعون تا بہ قلعہ ذوالامان پہونچ گیا اور قصد بربادی طلسم کا
کیا یہ خبر پیر فرخاری کو پہونچی انھوں نے بھی نامے لکھ لکھ کر نقبائے صاحبقران
کو برائے مدد طلب کیا کیونکہ خونخوار کے ساتھ فوج کثیر تھی اور لشکر بے شمار
تھا جان نثاران صاحبقران مثل ملک قہرش بن سوفیائے طوفانی و
القاش خون آشام وغیرہ نے حق نمک ادا کیا سب شہید ہوگئے بادشاہ
اسلام تک قتل ہوگئے ناموس امیرین سے ملکہ زبیدہ شیر گیر اور ملکہ گردیہ بانو
نے نقابیں چہروں پر ڈال کر کئی مقابلے کیے مگر پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا تھا کہ
انھوں نے بھی جام تیغ اجل نوش کیا بعد ازاں تمام ناموس صاحبقرانی نے
زہر کھا کر جان دے دی میں ملکوں کو آباد کرتا ہوا اور فوجوں کو درہم و برہم
کرتا ہوا اسوقت قلعہ ذوالامان پر پہونچا کہ سب کا خاتمہ ہو چکا تھا اور کفار

بقصد غارت قلعہ کی طرف متوجہ ہوے تھے مین نے جا کر تو تخدار ملعون کو واصل جہنم کیا اور سب کافرون کو گھیر کر مار لیا لاشین دفن کرتے کرتے کئی روز گذر گئے اسوقت جو حالت میری تھی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہی آپ سمجھ سکتے ہین کہ جس شخص کے تمام عزیز ایک مقام پر قتل کیے ہوئے پڑے ہونگے اُسکی کیا حالت ہوگی اس بیان پر تمام بارگاہ مین ایک کہرام مچ گیا تمام شاہزادے اپنے اپنے بزرگون کے واسطے چیخین مار مار کر رونے لگے وہ بزم صحبت ماتم ہوگئی بدیع الملک ایک ایک کو یاد کرکے روتے تھے آنسو انکی آنکھوں سے نہ تھمتا تھا کہ اسی عالم مین صبح ہوگئی سب نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا اور پھر آکر بیٹھے اسد غازی نے باقی ماندہ حالات پوچھنا اپنا خدمت بادشاہ اسلام دارا بے بن جمشید مین [illegible] روانہ ہونا دریاے نسیان کے ارادہ سے اور راہ کی دقتین ملنا نقابدار ابلق سوار کا اور لشکر کا نقابدار کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ اے عزیز نادر حقیقت نقابدار نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے اور جو کچھ پیام نقابدار نے دیے تھے وہ سب بیان کیے بدیع الملک متردد ہوگئے کہ یہ کون شخص ہے بعد ازان تین روز تک یہان ماتم ناموس کا برپا رہا تو تھے روز بدیع الملک نے حکم کوچ دیا جبریل بن عادی پیش خیمہ لیکر آگے کو روانہ ہوچکے تھے بعد انکے بدیع الملک بھی مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جانب دریاے نسیان روانہ ہوگئے جسوقت سامنے سے پل نمودار ہوا تو شاہزادہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ تین چار بالکو آدمی ہمراہ ہین انکو اس قاعدہ سے لے چلنا چاہیے کہ پل نہ ٹوٹنے اور تمام موج رجائے چنانچہ یہ راے پسند آئی اور فوج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پل دریاے نسیان سے گذرنے لگی جبریل بن عادی نے دریا کو عبور کر کے خیمہ جاے مناسب پر برپا کیا اور بعد اسکے دیگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی بعد دیگرے آتے گئے اور خیمہ زن ہونے لگے تین چار فرسخ تک لشکر بدیع الملک کا پھیلا ہوا تھا پہلے اہل اسلام کو یہ خیال تھا کہ حریف روکنے کی غرض سے ضرور آئے گا لیکن جسوقت کوئی پرسان حال نہ ہوا تو ان لوگون نے باطمینان تمام بارگاہین استادہ کرائین خیمہ برپا کیے بازار لگوائے کہ ٹھیرہ ٹھٹکنے لگا گشت کے سوار طلایہ پھرنے لگے یہ خبر ہزبر شیر دل کو ہوئی کہ لشکر بدیع الملک کا پل پر سے گذر رہا ہے تو اشتر زر شیر چشم نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو جا کر سب کو پکڑ لاؤن ہزبر شیر دل کا قصد ہوا تھا کہ اجازت دے دون لیکن عازم شعبدہ باز نے منع کیا کہ اگر وہ لوگ آگئے ہین تو آنے دیجیے تماشا کمالات حکیم فیلقوس ثانی کا دیکھیے کہ ہوتا کیا ہے ہزبر شیر دل جسکو بعض راوی ہزبر سر خیو غش بھی کہتے ہین یہ سنکر خاموش ہو رہا

جسوقت شب ہوئی تو بہزبر شیر دل نے اپنے عیار کو بلا کر اُس سے کہا کہ مین چاہتا ہون چلکر لشکر حریف کی سیر کرون اُسنے عرض کی کہ بہت خوب غرضکہ عیار و بادشاہ دونون ہیئت تبدیل کر کے پوشیدہ طور پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور جاہ و حشم بدیع الملک کا اور بارگاہین وغیرہ دیکھتے ہوئے چلے تمام رات ہزبر سر خیمہ پوش لشکر کی سیر مین مصروف رہا قریب صبح پلٹ گیا اور جا کر اہل دربار سے بہت تعریف کی کہ واقع مین بدیع الملک لائق صاحبقرانی ہر عجیب عجیب سامان ہین اور نہایت نادر نادر چیزین ہین نہ ایسی بارگاہین نظر سے گذرین نہ ایسے جوانان خوشرو وہان یہ حالت گذری کہ جسوقت بدیع الملک نے قیام کیا ایک شب و روز اُنیر سے مع لشکر گذرا تو آب و ہوا نے تاثیر کی ہر شخص پر سہو و نسیان غالب ہوا عجب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی کہ کوئی سردار اپنے خادم سے تلوار مانگتا ہی تو وہ سپر اُٹھا کے دیتا ہی اور گرز مانگتا ہی تو کمان لیے آتا ہی مانگنے والا خود مانگ کر بھول جاتا ہی کہ مین نے کیا شے مانگی تھی اب کسی کو یہ بھی یاد نہین کہ یہان آئے کس غرض سے تھے ہر ایک بیابان کی فضا مین محو ہی کوئی سیر دریا کی دیکھ رہا ہی کوئی سیر سبزہ و گل مین مصروف ہی سردار جو کہین جاتے ہین اور پلٹ کر آتے ہین تو اپنے خیمہ کی راہ بھول جاتے ہین کوئی کسی کے خیمہ مین چلا جاتا ہی کوئی کسی کے خیمہ مین بیٹھا ہی اس سردار کے ملازم اُسکے ساتھ ہین اُس سردار کے ملازم اسکے ہمراہ ہین غرضکہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی یہ رنگ دیکھکر اسد غازی نے بدیع الملک سے کہا کہ رنگ یہان کا بیرنگ معلوم ہوتا ہی ایسی خود فراموشی پھیلی ہوئی ہی کہ ایک دوسرے کو بمشکل پہچانتا ہی بلکہ خود اپنے کو بھولے ہوئے ہین کہ کون ہین اور کہان سے آئے ہین مین اپنی طبیعت بھی بہکی ہوئی پاتا ہون اس حالت مین بالفعل نامہ و پیام جنگ موقوف رکھے جائین جسوقت یہ حالت برطرف ہوئے گی اُسوقت دیکھا جائے گا کیونکہ اگر ایلچی نامہ لے کر جائے گا تو کیا گفتگو کرے گا اور کیا جواب لے گا بدیع الملک عالم سکوت مین بیٹھے ہین کہ واقع مین اسد غازی بہت بجا اور درست فرماتے ہین لیکن کب تک یہ حالت رہے گی نہین معلوم کہ انجام اسکا کیا ہوگا اسی حالت مین شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ اگر ارشاد عالی ہو تو بالفعل جنگ ملتوی ہی اور سُنا ہی کہ شکار اس مقام پر زیادہ ہی اگر مجھے اجازت ہو تو دو چار روز شکار مین بسر کرون بعد اُسکے پھر واپس ہو کر قدمبوسی حاصل کرون بدیع الملک نے ارشاد کیا مین اجازت شکار اس شرط پر دیتا ہون کہ آیندہ کوئی صاحب اجازت نہ مانگین ورنہ سخن ضائع ہوگا جسوقت شاہزادہ گوہر کلاہ نے عزم شکار کیا ہی

ہوا اور شاہزادون نے بھی قصد کیا تھا کہ ہم بھی چلین گے مگر جسوقت بدیع الملک نے یہ ارشاد کیا کہ اور کوئی صاحب اذن شکار نہ مانگین تو خاموش ہو رہے الحاصل شہنشاہ گوہر کلاہ نے حکم دیا بکاول و قراول حاضر ہوئے سامان شکار درست ہونے لگا جوڑیان باز کی کتون کی اور چیتے وغیرہ پرندون مین باز و جرہ و شاہین وغیرہ سب حاضر ہوئے جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے والد کی بارگاہ سے رخصت ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے سب سامان ہمراہ ہے راستہ عجب لطف سے قطع ہو رہا ہے کہ جابجا جو شکار پرندون کا نظر آتا ہے صید کرتے چلے جاتے ہین اسیطرح ایک صحرا سے سبز و خرم مین پہونچے فضا اُس صحرا کی نہایت پسند آئی فرمایا کہ خیمہ ہمارا اسی مقام پر برپا ہو فوراً ملازمین نے خیمہ برپا کیا شاہزادہ مرکب سے اُتر پڑا عجب طرح کا صحرا تھا کہ تمام صحرا مین کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا گویا لالہ زار رنگ کا پھولا ہوا ہے درخت میوون سے لدے ہوئے جھوم رہے ہین جانوران مختلف اللون شاخہائے درخت پر ادھر سے اُڑکر اُدھر جاتے اور اُدھر سے اُڑکر ادھر آتے ہین ہوائے سرد چل رہی ہے شاہزادہ سیر اُس سبزہ زار کی دیکھتا ہوا اور تعریف صنعت باغبان قضا کی کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ یکایک نظر ایک جانب جا پڑی دیکھا کہ ایک آہو گیاہ سبز پر لوٹ رہا ہے شاہزادہ نے شانے سے کمان لی ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین پیوست کیا اُس آہو کو جو بوے انسان آئی اُٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے کا قصد کیا جیسے ہی سینے کان کھڑے کیے اور قصد رم کیا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے تیر مارا جو تیر قضا بنکر دل مین در آیا اور تمام ہو کر رہ گیا آہو زمین پر گر کر تڑپا ہمراہیان شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ دوڑے کہ صید کو ذبح کرین لیکن جسوقت قریب اُسکے پہونچے تو دم اُسکا نکل گیا ذبح نہ ہو سکا سب حیرت مین تھے کہ یہ کیا ہوا صید اول ہی خراب ہو گیا یقین ہے کہ شاہزادہ ناراض ہوا اتنے مین شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مرکب کو بڑھا کر قریب آ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہے اور یہ لوگ کیون سکوت مین کھڑے ہوئے ہین جسوقت متصل آئے تو دیکھا کہ عجب طرح کا آہو ہے کھر و نیز اُسکے مہندی لگی ہوئی ہے سنگوٹیان طلائی چڑھی ہوئی ہین گلے مین پٹہ کار چوبی پڑا ہوا ہے اور اُس پٹے پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ یہ آہو ملکہ مہ جبین سبز پوش ۔ یہ عبارت دیکھ کر شاہزادہ کو نہایت افسوس ہوا گویا اگر مین جانتا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہے تو مین کیون اسے صید کرتا ہنوز یہ افسوس مین بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے چند نازنین مہ جبین زرد رہ گوش مرصع پوش زیلے جواہر مین غوطہ مارے لباس سبز بر مین پہنے ہوئے

چلی آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چمن کا چمن سرو کا چلا آتا ہے اور ایک سرو روان
ان سب کے آگے آگے بمرتبہ افسری عجب کرشمہ و ناز سے چلی آتی ہے ہر ہر قدم
پر سبزے کو پامال کرتی ہے نگاہ شوق اسکے حسن رفتار پر فرش پا انداز ہو کر خود پامال
ہو رہی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ صورت اُس پری جمال کی دیکھ کر فریفتہ ہوگئے لیکن
نظر جو اس آفت ہوش کی لاش آہو پر پڑی چوکڑی بھول گئی غزالان چشم رنجیدہ
ہو کر دریاے رنج و الم مین غوطہ زن ہوئے آنکھون سے اُس شوخ چشم کی آنسو
جاری ہوگئے بیتاب ہو کر پکاری کہ کیون صاحب یہ آہو ہم نے اسی واسطے پالا
تھا کہ آپ اسپر مشق تیر اندازی کرین اور تودہ بنائین کیا شکار کرنے کو آہوان صحرائی
کم تھے اگر آپ کو ایسا ہی شوق تیر اندازی ہے تو مجھ پر بھی ایک تیر لگائیے مین خود
آپ کے پیکان جانستان کی مشتاق ہون یہ باتین ملکہ کی سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ
نے شرمندگی کے سبب سے گردن نیچی کر لی غرق آب مجالیت ہوگئے اور وہ
نازنین رونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دونون آنکھون سے موتی برابر برس رہے ہین
شاہزادہ کا دل پس گیا دل مین کہتے تھے مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ پالو ہرن ہے ورنہ
مین اسے کیون صید کرتا ملازمین جو لاش آہو کے پاس کھڑے تھے ملکہ کو دیکھکر
قریب سے آہو کے ہٹ گئے اور ملکہ لاش آہو پر آکر زیادہ بیتاب ہوئی
اور کہنے لگی کہ اے اجل رسیدہ تو کیون میرے ساتھ سے علٰحدہ ہو کر اس مقام پہ
آیا جو تیرا یہ حال ہوا ہاے اگر مین یہ جانتی تو تجھے کیون اپنے ہمراہ لاتی تجھے
سبزہ پر لوٹنا راس نہ آیا کہ فرش خاک پر سویا جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے
پریشانی اُس آفت ہوش کی دیکھی معذرت کرنے لگے کہ اے ملکہ بیشک
مجھ سے خطا ہوئی خدا کے واسطے معاف کرو اور صبر کرو مین تمھین بہت سے آہو
تماشا ... لا دونگا اُنسے دل بہلانا ملکہ نے کہا کہ کیا مجھکو اور آہو نصیب
نہین ہو سکتے ہین ... یہ آہو ... اور میرے دل کو خاص کر اسی سے وابستگی
تھی ... میرا ... شاہزادہ ... تنہا کا پریشان ہو پوچھا کہ آخر اسکی تلافی کی کوئی
صورت ... ملکہ نے کہا اب جو ہوا وہ ہوا امیدوار ہون کہ مجھے
اتنی اجازت دیجیے کہ مین اس آہو کی لاش کو لے جا کر اپنے باغ مین دفن کرون
کیونکہ اگرچہ یہ آہو میرا ہی تھا اب آپ کا صید ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ آہو
کیسا جان تک ... ہے آپ لے جائیے اور جسطرح چاہیے اسکو دفن کیجیے بلکہ
مین بھی ہمراہ آپ کے چلونگا اور واسطے دفن مین شریک ہونگا یہ سُنکر ملکہ نے
اپنی خواصون کی جانب دیکھا اور کہا کہ لاش اس کشتۂ حسرت کی اُٹھالو اور
میرے باغ کی طرف لے چلو یہ سُنکر خواصون نے لاش اُس آہو کی اُٹھائی
اور ملکہ ہمراہ لاش کے بین کرتی ہوئی اور روتی ہوئی اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی

پیچھے پیچھے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی اپنے رفقا کو لیے ہوئے اپنے کردار پر نہایت پشیمان
پیچھے آتے ہین اور ایک ایک سے کہتے جاتے ہین کہ مین نے بڑی غلطی کی
[...] نکہ یہ آہو ٹوٹ رہا تھا اسوجہ سے مین نہ سمجھا کہ یہ پالو ہر یا صحرائی ہر الحاصل
[...] داخل باغ ہوئی اور نیچے ایک درخت سایہ دار کے آئی لاش آہو کی اس درخت
کے نیچے رکھی گئی ملکہ نے اپنے سامنے آہو کو غسل و کفن دے کر دفن کیا اور
بالائے قبر بیٹھ کر بین کرنے لگی کہ ہائے میرے پالو ہرن مین نے کس ناز و نعمت
سے تجھکو پرورش کیا تھا مگر تو نے داغ مفارقت میرے دل کو دیا اور جسم
تیرا خاک مین مل گیا یہ حالت دیکھ کر پھر انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ
ای ملکہ بس اب گریہ و زاری موقوف کیجیے اسواسطے کہ کہانتک روئیے گا آہو
اب زندہ نہین ہو سکتا ملکہ آنسو پونچھتی ہوئی قبر سے اٹھی اور اپنے قصر کی طرف
متوجہ ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیون ملکہ اسکا فاتحہ درود بھی ہوگا کہا ہان
[...] سون اسکا تیجہ ہوگا اور میرا بھی یہی نتیجہ ہوگا کہ رو رو کر اپنی جان دونگی اگر جی چاہے
تو آپ بھی اسکے تیجہ مین شریک ہوجیے فرمایا مین ضرور شریک ہونگا یہ فرما کر
ملکہ کے ہمراہ ہو لیے ملکہ اپنی انیسون جلیسون کو لیے ہوئے قصر مین داخل
ہوئی شاہزادہ بھی مع رفقا تشریف لایا اب انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے اور حال
ہمراہیان شہنشاہ گوہر کلاہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ افسوس کنان پلٹ کر
بخدمت شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث روانہ ہوئے اور
تمام واقعات گذشتہ سامنے بدیع الملک کے بیان کیے کہ اسطرح ایک
آہو صحرا مین سبزہ پر لوٹتا ہوا نظر آیا اُسے شاہزادہ نے صید کیا وہ کسی کا
[...] تو تھا تھوڑے عرصہ مین ایک نازنین آئی اور لاش آہو کی اٹھوا لے گئی
شاہزادہ والا تبار بھی ہمراہ اُسکے تشریف لے گئے وہان اُس نازنین نے
اُس آہو کو دفن کیا اور کہا کہ پرسون اُس آہو کا تیجہ ہوگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے فرمایا ہر کہ مین سوم آہو کا کرکے آؤنگا جسوقت یہ حال بلا زبان شہنشاہ
گوہر کلاہ نے بیان کیا تو سب شاہزادے موجود تھے اور بگوش ہوش
اس داستان حیرت نشان کو سن رہے تھے اور تعجب سے ہمہ تن گوش بنے
ہوئے خاموش تھے بدیع الملک نے یہ واقعہ سُنکر نہایت افسوس
کیا اور کہا کہ یہ صاحبزادے تو نہایت فہمیدہ و سنجیدہ تھے یہ انکے جی مین کیا
آئی کہ جانور کے سوم مین شریک ہونے کو وہان ٹھہر گئے آصف انجم طلعت
کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو سمجھا کر لاؤ
کہ یہ امر بالکل خلاف فراست ہر جو ایک جانور کے تیجہ مین شریک ہو ایسا
نہ ہو کہ نتیجہ اسکا خراب نکلے تمھین لایق و لازم یہ ہر کہ فوراً واپس چلے آؤ

آصف انجم طلعت حسب ارشاد صاحبقران ثانی لشکر آگین ہمراہ میان
شہنشاہ گوہر کلاہ کے ساتھ جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے
جسوقت قریب باغ پہونچے دو چار ملازموں نے جا کر اطلاع کی کہ برادر بجان
برابر آپ کے تشریف لائے ہیں سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ باغ کے باہر
تشریف لائے اور استقبال کر کے آصف انجم طلعت کو اندر باغ کے
لائے کرسی پر بٹھایا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ
نے بیان کیا کہ بھائی ہیں میرے تمام انکا آصف انجم طلعت ہے آصف
نے ملکہ کی جانب دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ یہ اسکے حسن کی کشش بھائی صاحب
کو روکے ہوئے ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ
آپ کا آنا کیونکر ہوا اسلیے کہ والد ماجد نے تو مجھے اجازت دینے کے بعد
فرمایا تھا کہ اب میں کسی کو نہ جانے دونگا پھر آپ نے کسطرح اجازت لی
آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ سبب میرے آنے کا آپ کا نہ آنا ہے
جسوقت ملازمان جناب والد ماجد کی خدمت میں تشریف لے گئے اور معلوم
ہوا کہ آپ اس مقام پر مقیم ہیں تو چہرہ سے قبلہ و کعبہ کے آثار رنج و ملال ظاہر
ہوئے جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ مفارقت آپ کی انکو شاق ہے میں نے
یہی مناسب جانا کہ جلد آپ کو ہمراہ اپنے لے آؤں تاکہ ملال والد ماجد کا دفع
ہو ہنوز شہنشاہ گوہر کلاہ نے کوئی جواب دیا تھا بلکہ سخن آصف انجم طلعت
کا ناتمام تھا کہ دیکھا ایک نازنین روش باغ پر سے ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہے پھولونکو
توڑ توڑ کر سونگھتی ہے اور نازک دماغی جتاتی ہے ناک بھوں چڑھاتی ہے اس انداز
سے آکے شہ نشین میں داخل ہوئی ملکہ مہ جبین سبز پوش کو سلام کیا اور معذرت
کرنے لگی کہ بہن مجھکو اس واقعہ جانگداز کی پہلے خبر نہ ہوئی کہ میں پہلے سے آتی
اسوقت مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کا پالا ہوا آہو کسی صیاد ظالم نے صید کیا کیا
ہوں اگر میں پاتی تو اس ظالم کی بوٹیاں اڑاتی اور ساتھ آہو کے اسکو بھی دفن کرتی
مجھے کمال صدمہ ہوا یہ سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ کے کان کھڑے ہوئے دل میں
کہا کہ عجب طرح کی یہ بدزبان اور دریدہ دہن ہے اگر عورت نہ ہوتی تو زبان اسکی گدی
سے کھینچ لیتا دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ یہ ملکہ کی کوئی عزیز قریب معلوم ہوتی ہے کیا
عجب ہے کہ یہ بہن کہتی ہے تو بہن ہی ہو لیکن ملکہ مہ جبین نے منع کیا اور کہا کہ بہن جو
ہونا تھا وہ ہوا اب اس ذکر کو جانے بھی دو اس قاتل کو کیا کہیں جسکے تیر محبت
سے ہم آپ نشانہ ہو چکے ہیں اب قاتل آہو کی نسبت کوئی نامناسب کلمہ زبان سے
نہ نکالنا ورنہ مجھکو کمال رنج ہوگا اسکے عوض اس آہو کا ذکر کرو اور جس واسطے آئی
ہو وہ کرو میرے دکھے ہوئے دل کو اور باتوں سے نہ دکھاؤ یہ کہکر منہ پر آنچل ڈال کر

رونا شروع کیا غزالہ آہو چشم نے بھی منھ پر آنچل رکھ لیا اور آہو کا پر سا دینے لگی اب یہ دونوں تو رو رہی ہیں اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ شرمندگی سے گردن نیچی کیے بیٹھے ہیں مگر کیا کریں خود کردہ را علاجے نیست آصف انجم طلعت منھ حیرت سے دیکھ رہے ہیں اور خاموش بیٹھے ہیں اور سراپائے غزالہ کو دیکھ رہے ہیں کہ قدرت خدا کی ہے اُسنے ایسی ایسی صورتیں بھی اس صفحۂ ہستی پر بنائی ہیں ؎

غضب جوڑے کی بناوٹ ہے قیامت قد بالا ہے	ستم چیتون پری کھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہے

وہ سادی سی زرق پوشاک اسکے جسم نازنین پر ہزار ہزار جوبن دے رہے تھے سینہ کا ابھار دل کی امنگوں کی گواہی دے رہا ہے اور دل مشتاق کو برچھی کی انی کیطرح برمائے ڈالتا ہے دوپٹہ جو رونے اور پرسا دینے میں سینے سے ڈھلک آیا ہے تو اور ہی عالم نظر آتا ہے بقول شاعر ؎ اکیلے کا کہیں دو سر کشوں سے زور چلتا ہے + دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے + غرضکہ جو انداز ہے وہ دلربا ہے جو ناز ہے وہ کرشمہ ساز ہے شاہزادہ آصف انجم طلعت بھی نوجوان ہیں اور بھائی سے اپنے چھوٹے ہیں اگر وہ جوان ہیں تو یہ نوجوان ہیں دل انکا بھی غزالہ پہ مائل ہو گیا دل میں کہتے ہیں کہ کیونکر اس بت طناز سے اظہار مدعا کریں یہ نہایت شوخ و شنگ معلوم ہوتی ہے ایسا نہ ہو کچھ کہہ بیٹھے دوسرے یہ کہ بھائی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُنکا ادب و لحاظ بھی مانع ہے یہ ہنوز اسی شکنجہ میں کھنچے ہوئے تھے کہ ملکہ مہ جبین سبز پوش نے آنسو پوچھ کر منھ اونچا کیا غزالہ نے سمجھایا کہ بہن ہماری جان کی قسم اب نہ رو گوا سلیے کہ آہو رونے سے زندہ نہ ہو جائے گا یہ میں جانتی ہوں کہ تم نے اُسے اولاد کی طرح پالا تھا مگر اولاد مر جاتی ہے تو اُسکے ساتھ بھی کوئی جان نہیں دیتا ہے یہ تو ایک جانور تھا برائے خدا دل کو سنبھالو مہ جبین سبز پوش نے بخاطر ملکہ غزالہ گریہ وزاری موقوف کی اور کہا کہ بہن مجھے تو طرح طرح کے صدموں نے گھیر لیا ہے ایک تو آہو کا صدمہ دوسرا تازہ رنج یہ پیدا ہوا کہ ذرا اس شہریار عالی وقار کی مہربانی سے مجھے تسکین ہو چلی تھی اور غم میرا غلط ہو گیا تھا اب یہ اُنکے بھائی صاحب تشریف لائے ہیں انکو ہمراہ لے جائینگے میں غم مفارقت میں سر دھنونگی ہنوز ایک صدمے سے نجات نہیں ہونے پائی تھی کہ دوسری مصیبت کا سامنا ہوا جاتا ہے ہاں سچ کہا ہے ؎ جہاں میں کوئی برے وقت کا شریک نہیں + شرر بھی ہٹ گئے پتھر الگ جو چوٹ پڑی پر + سچ ہے کہ مصیبت میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہے وہ مجھ ستم رسیدہ کے رنج والم میں کیوں شریک ہونے لگے میرے دل پر جو صدمہ ہے وہ تو ظاہر ہے مگر دوسرے کے دل پر میرا کیا اختیار ہے کہ اُسے بھی اپنا ہمدرد بناؤں میں انھیں منع بھی نہیں کر سکتی اسلیے کہ انکے والد نے بلا بھیجا ہے وہ بھلا میرے روکنے سے کیوں رکنے لگے اور میری ایسی کیا شامت ہے کہ میں انکو روکونگی اپنا سخن کیوں ضائع کروں

یہ سنکر نجو الہ نے اپنے آنچل سے آنسو ملکہ کے پاک کئے اور کہا کہ آپ نہ کہیے میں کو نگی دیکھوں توکیونکر میرا کہا نہیں ہلتے ہیں اور اگر ٹھیرا بینگے تو میری عزت نہ گھٹ جائے گی وہی بیمروت کہلا ئینگے یہ کہکر آصف انجم طلعت کی جانب مخاطب ہوئی اور کہا کہ کیوں صاحب آپ بڑے بیدرد معلوم ہوتے ہیں کیسے دعوے کے ساتھ اپنے بھائی کو لینے آئے ہیں کیا بھائی آپ کے دو ایک روز میں گھس جائینگے یا کوئی اُنکے دشمنوں کو ٹھولکر پی لے گا آپ کے بھائی کو کوئی اپنا بھائی نہ بنا لے گا آپ کا کیا نقصان ہوگا اگر شاہزادۂ عالی منزلت دو روز بعد جائینگے تو ہماری باجی کا جی ٹھہر جائے گا غم غلط ہو جائے گا ورنہ ایک تو وہ اس صدمہ میں مبتلا ہیں دوسرے آپکی بیرخی سے اُنکو ملال ہو جائیگا تو ہمیں اُنکے اسی سے پہنچے اُنکی جان تو یوں ہی گھل گھل کر تمام ہو جائے گی آپ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا بقول شخصے سے کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری ہے اور انھوں نے تو خود ہی وعدہ کیا تھا کہ میں ٹھیرا ہوا کرونگا تو جاؤنگا پھر وعدہ خلافی تو شاہوں اور شہریاروں کا آئین نہیں ہے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتی آپ خود خیال کریں بقول شخصے کہ پہلی ہی بسم اللہ غلط تو آئندہ آپ سے امید وفا کون کرے گا انسان کو چاہیے کہ انسانیت کو نہ چھوڑے اور دردمندوں کی ہمدردی کرے زیادہ آپ کو تکلیف نہ ہوگی پرسوں مولوی صاحب آئینگے اور کچھ حال تا پا یاری دنیا کا بیان کرکے فاتحہ آہو کا دینگے اسکے بعد آپ شوق سے تشریف لے جایئے گا کوئی آپ کو نہ روکے گا بالفعل اپنے والد ماجد سے کچھ کہلا بھیجیے کہ میں آنے سے مجبور ہوں مہربان میرا مجکو اجازت نہیں دیتا اور اس حالت رنج و ملال میں کسی کو رنج دینا اور اسکی خاطر شکنی کرنا خلاف جمعیت ہے اسوجہ سے میں بعد دو روز کے حاضر ہونگا اور علاوہ اسکے کہ آپ کی رونق افروزی سے زینت اس مجلس ماتم کی ہوگی آپ کو بھی لطف تازہ حاصل ہوگا جسوقت مولوی صاحب رونق افروز ہونگے تو اس تیجہ کا نتیجہ آپ پر ظاہر ہو جائے گا اسوقت تو آپ اسے ایک نئی بات خلاف رسم و رواج عالم سمجھتے ہونگے لیکن جسوقت ہماران پھولوں کی آپ دیکھیں گے تو اور بھی تعجب ہوگا دیکھیے وہ باپ ہیں اگر کوئی امر خلاف اُنکے بھی ہو جائے گا تو دوسرے وقت ملال دل سے دفع ہو جائے گا اور اُنکے دل پر صدمہ آ جائے گا تو برطرف ہونا اُسکا ممکن نہیں یہ باتیں غزالہ آہو چشم سے ایسے ... بیان کیں کہ آصف انجم طلعت بھی اسکی سحر بیانی میں آ گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ بے حمیت نہیں ہیں اگر یہی خوشی ہے تو بہتر ہیں بھی ہمراہ بھائی صاحب کے اس صحبت میں شریک ہونگا اور جب محفل ماتم برخاست ہوگی اُسوقت یہاں سے جاؤنگا اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہم آج نہ

جائینگے دونون اب چلے جائینگے ہمین خاطر تمہاری ہرطرح منظور ہے اور دل شکنی تمہاری ہرگز
گوارا نہین ہے اسطرح کی تالیف قلب کردی ایک تو ملکہ غزالہ نے حسن دلفریب
سے انکو قابو مین کرلیا تھا دوسرے سحر بیانی نے اسیر کرلیا ملازمون کو بلا کر کہدیا
کہ جاؤ اور میری طرف سے صاحبقران عالی شان کی خدمت مین عرض کرنا کہ
شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دل شکنی صاحب ماتم کی گوارا نہین ہے اور چونکہ
ہمین کی وجہ سے اُسکو یہ صدمہ بھی پہونچا ہے لہذا دو روز بعد حاضر ہونگے یہان کے لوگون
نے کچھ ایسی منت وسماجت کی ہے اور ایسے حسن اخلاق سے پیش آتے ہین کہ انکی
خاطر شکنی کرنا خلاف مروت معلوم ہوتا ہے اس سبب سے مین بھی یہان ٹھہر گیا ہون
کہ بعد رسم فاتحہ خوانی بھائی صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حاضر خدمت بابرکت ہونگا
لہذا معاف فرمایا جاؤن کہ جس کام کے واسطے حاضر ہوا تھا اسمین عرصہ ضرور ہوگا یہ لوگ
خدمت مین بدیع الملک کی روانہ ہوئے اور ساری داستان بالتفصیل
صاحبقران عالی شان کی بیان کی یہ سُنکر غصہ بدیع الملک کا زیادہ ہوگیا
تفین خلیلی مین برہمی پیدا ہوئی چہرہ سُرخ ہوگیا شاہزادہ نور الزمان وعین الزمان
کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ چونکہ آپ میرے بزرگ ہین لہذا اسوقت مین آپ کا
تکلیف فرمانا اور جانا مناسب معلوم ہوتا ہے اگر آپ تشریف لے جائینگے تو دونون
شاہزادے آپ کے لحاظ و پاس سے چلے آئینگے اور کوئی عذر وحیلہ نہ کرسکین گے
یہ سُنکر عین الزمان اور نور الزمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم جاتے ہین
اور ابھی اپنے ہمراہ لیے آتے ہین آپ اطمینان رکھیین یہ کہکر چند کس کو ہمراہ لیا
اور جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے رستے مین ایکنے دوسرے
سے کہا کہ عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ دونون لڑکے پریزادون کی نازنینون سے ملتفت
ہوگئے ہین چونکہ ابھی نوجوان ہین ولولے عشق و عاشقی کے دلون مین بھرے
ہوئے ہین کیا مشکل درپیش ہے حکم صاحبقران [illegible] ہے کہ انھین لے آؤ وہ نہین
معلوم کس کیفیت مین ہین ہمارا جانا انکے عیش وعشرت مین خلل انداز ہوگا
یا کیا جائے مجبوری ہے بقول شاعر ؎ سرِ تسلیم زِ شمشیرِ حبیب + ہرچہ آید
بسر من بانصیب + یہ دونون صاحب اسطرح کی باتین کرتے ہوئے قریب
باغ پہونچے اور بلحاظ شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف [illegible] اطلاعت اپنے آنے
کی خبر کرائی کہ نہین معلوم وہ کس حال مین ہون تو بدلحاظی ہوگی لہذا پہلے
مطلع کردینا بہتر ہے کہ وہ آگاہ ہوکر ہوشیار ہوجاتین جسوقت خادمون نے
جاکر اطلاع دی کہ دادا آپ کے [illegible] شاہزادہ نور الزمان وعین الزمان
تشریف لائے ہین یہ سُنکر شہنشاہ گوہر [illegible] اطلاعت نہایت
پریشان ہوئے دل مین سوچے کہ اب کچھ عذر وحیلہ پیش نہ چلیگا جانا ہی ہوگا یہ خیال

کرکے براے استقبال روانہ ہوسے دونون معشوقین بھی ان دونون صاحبون کی
اُنکے ہمراہ تھین اور دو شاہزادیان اور بھی آگے آگے روانہ ہوئین کہ نام ایک
ملکہ حور لقا اور دوسری کا خورشید لقا تھا وہان علین الزمان اور نور الزمان
باہر باغ کے ٹھہرے ہوے تھے کہ دیکھا شور و غل پیدا ہوا اور جاہ و تجمل سواری
کا نمودار ہوا اور دو نازنینین نہایت حسین اور خوبصورت کہ جنمین سے ہر ایک رشک
لیلی و شیرین تھی جھرمٹ مین عورتون کا اُنکے ہمراہ تھا بعد اُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ
اور آصف انجم طلعت مع ملکہ مہ جبین سبز پوش و ملکہ غزالہ آہو چشم بصد
جاہ و حشم نمودار ہوئی نظر جو علین الزمان اور نور الزمان کی ان دونون شاہزادون
پر پڑی اور دیکھا کہ ہر ایک اپنی معشوق کو ہمراہ لیے ہوسے براے استقبال آیا ہی
تو مزاج ان دونون صاحبون کے برہم ہو گئے اور آثار غصہ کے چہرہ سے نمودار ہوے
یہ دیکھکر ملکہ حور لقا اور خورشید لقا آگے بڑھین اور بصد عجز و انکسار عرض کرنے
لگین کہ آیئے تشریف لایئے ع رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و
فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + بڑی زحمت فرمائی جو آپ اسطرف تشریف لاے ہم خوش نصیب
ہم لوگون سے کہ آپ ایسے برگزیدہ لوگون کی قدمبوسی حاصل ہوئی نہ یہ دونون
شاہزادے اسطرف تشریف لاتے نہ حضور تکلیف فرماتے اسطرح کی باتین کرتی
ہوئی اور ان دونون صاحبون کو ہمراہ لیے ہوسے بارہ دری مین آئین کرسیان
جواہر نگار بچھی ہوئی ہین اُنپر بٹھایا انھون نے بیٹھتے ہی آصف انجم طلعت و
شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب دیکھکر کہا کہ تم دونون صاحبون کے نہ آنے سے
صاحبقران کو نہایت رنج و ملال ہی اور ناراضی اپنی ظاہر فرماتے ہین اور ارشاد
کرتے ہین کہ سوم کیسا اور چہارم کیا چیز ہی کہین چیوانون کا بھی تیجہ چالیسوان ہوا ہی
کیا مہمل خیالات ہین لہذا تم کو مناسب ہی کہ اسیوقت میرے ہمراہ چلو تاکہ ملال
صاحبقران عالی شان کا رفع ہو اور مجکو اسی غرض سے بھیجا ہی کہ مین تم کو اپنے ہمراہ
لے چلون لہذا میری فرمایش کو قبول کرو کہ مین بزرگ ہون تمھارا بھی اور تمھارے
باپ کا بھی بڑا ہون یہان بیٹھے رہنے سے کوئی فائدہ نہین ہی اور نہ نتیجہ اسکا اچھا
نہین معلوم ہوتا ہی لہذا اُٹھو اور ساتھ میرے چلو تاکہ ملال صاحبقران کا رفع ہو اور
تمھارے جانے سے اُنکی تسکین خاطر ہو مین کوئی حیلہ کرکے خطائین تمھاری
عفو کرا دون یہ کہنے کو تو کہا مگر جسوقت نظر انکی حور لقا اور خورشید لقا پر پڑی تو
قلب بے چین ہو گیا کہ اگر یہان سے چلے گئے تو جلوۂ جمال ان پری خصالون کا
پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا عجیب وضع ہی اور عجب طرح ہی ایسی باتین سوچکر
ان دونون کے باغ جمال کی گلچینی مین معروف ہوے اُدھر ملکہ حور لقا اور
خورشید لقا نور الزمان اور علین الزمان سے مخاطب ہوئین اور کہنے لگین

گہ آپ لوگون کی تشریف آوری سے ہم لوگون کے ملال کم کر دیے تھے مگر آپ کے جانے کا حال سنکے از سر نو غم تازہ ہو گیا یہ وہی حال ہوا کہ سے لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا + ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا + ہر چند کہ ہم آپ کو روک نہین سکتے کہ آپ کے دل پہ ہمارا کیا اختیار ہے مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ مہمان کو پاسداری میزبان کی ضرور کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ رفتن بارادت و آمدن باجازت اسوقت تک ہم اجازت نہ دین اُسوقت تک آپ کا جانا مناسب نہین ہے اسلیے کہ یہ امر خلاف مروت و ہمدردی انسانی ہے آیندہ اختیار ہے دو روز ٹھہر جانے مین آپ کا کوئی نقصان نہین ہے اور ہمارا بہت بڑا فائدہ ہے گویا سوکھے دھانون پانی پڑ جائیگا اور بابی صاحبہ کا غم غلط ہو جائیگا یہ باتین ان دونون جادو بیانون نے اسطرح کین کہ ارادے بدل دیے اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے حور لقا و خورشید لقا نے اس خموشی کو نیم رضا تصور کر کے ہاتھ دونون صاحبون کے پکڑ لیے اور ایک ادائے دلفریب کے ساتھ کہا کہ یہان ٹھہرنا آپ کا نامناسب ہے آپ علیحدہ ہمارے رہنے کے درجون مین تشریف لے چلیے تو دونون بزرگون کا ایک جگہ پر ٹھہرنا ٹھیک نہین ہے کہ اسمین بدلحاظی ہوتی ہے زنانہ تیجہ کا کم رہ گیا ہے چلے جائیگا یہ اس انداز دلربایانہ سے کہا کہ بے تکلف علیم الزمان اور نور الزمان اُٹھ کھڑے ہوے اور ساتھ ان نازنینون کے انکے درجون کی جانب روانہ ہوے اور دل مین خیال کیا کہ واقعی قول ان لوگون کا درست ہے ایسی معشوقون کی دلشکنی کرنا مناسب نہین ہے صاحبقران کو ایسا کون سا کام ہے جو اسقدر جلدی کرتے ہین اگر دو دن بعد بھی چلے جائینگے تو ہرج نہ ہوگا بیمروتی و سنگدلی کیونکر ہو سکتی ہے اگر خود بھی صاحبقران اس مقام پر آجاتے تو یقین ہے کہ بغیر اس تیجہ مین شریک ہوے ہرگز نہ جاتے یہ تصور کرکے اپنے ہمراہیون کو طلب کیا جسوقت وہ سامنے آئے تو انسے کہا کہ تم جاؤ اور ہماری زبانی صاحبقران سے کہو کہ ہم نے جو یہان آکر حالات یہان کے بچشم خود دیکھے تو ہمین بھی نہایت تاسف ہوا کہ ہر شخص تصویر غم ہو رہا ہے اس حالت مین بھی ان لوگون نے ایسی مہمان نوازی کی اور اس خلق و مروت سے پیش آئے کہ ہمارے دل نے خاطر شکنی ان لوگون کی گوارا نہ کی اور بغیر اجازت خاطر شکنی ان لوگون کی گوارا کرکے چلے جانا خلاف محبت انسانی سمجھا بلکہ ایسے وقت مین ہمدردی کرنا نہایت مناسب جانا لہذا بعد رسم فاتحہ خوانی دونون شاہزادون کو ہمراہ لے کر روانہ ہونگے ہم نے بھی اس بنا پر دو روز کی مہمانداری قبول کر لی ہے کہ شاہزادون کو اپنے ہمراہ بحفاظت لے آئین ایسا نہ ہو کہ بعد رسم فاتحہ خوانی یہ بسبب شرمندگی نافرمانی و تاخیر کے حاضر نہون

اور کسی اور طرف نکل جائیں یہ پیام عین الزمان اور نور الزمان کے سپرد کر
لوگ خدمت بابرکت صاحبقرانی میں حاضر ہوئے جو گزبان ہرکارون کی لگی ہوئی
تھیں اور برابر خبر دے رہی تھیں جسوقت یہ لوگ پلٹ کر آنے لگے اُسوقت
صاحبقران کو پہلے سے خبر پہونچ گئی کہ ہمراہیان نور الزمان و عین الزمان
آتے ہیں اور وہ دونون صاحب نہیں ہیں صاحبقران نے یہ خیال فرمایا کہ شاید
کوئی ضروری پیام ہوا ُسے لے کر یہ لوگ آئے ہون بعد کو چچا صاحب بھی
تشریف لائیں لیکن جسوقت یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور انھون نے
پیام دونون صاحبون کے صاحبقران عالیشان سے بیان کیے تو چہرہ
صاحبقران کا بسبب غصہ کے متغیر اور سرخ ہو گیا ابروؤن پر بل پڑے
فرمایا عجب طرح کی بات ہے کہ جو جاتا ہے وہ وہین کا ہو جاتا ہے دوسرے کو تو لاتا
درکنار خود بھی پلٹ کر نہیں آتا یہ کیا اسرار ہے اب مین کسی کو نہ بھیجونگا حاضرین
دربار مین سے شاہزادہ امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی نے عرض کی کہ
ہم خود جاتے ہیں اور ابھی چارون صاحبون کو لے کر حاضر خدمت ہوتے ہین یہ
کونسی عادت ہے جو صاحب تشریف لے جاتے ہین وہ وہین کے ہو جاتے ہین
بقول سخنے کہ ؎ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد + دیگر جو گیا ملک
عدم کو وہ وہین کا ہو گیا ہم اقرار کر کے جاتے ہین کہ اگر زندہ ہین تو پلٹ کر ضرور
آئینگے یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے صاحبقران نے کوئی جواب نہ دیا مگر یہ دونون
صاحب اُٹھ کر باہر بارگاہ کے آئے اور روا نشان راہ کو اپنے ہمراہ لے کر جانب
باغ ملکۂ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے جسوقت باغ ... پہونچے اور خبر
ملکۂ مہ جبین سبز پوش کو ہوئی اسنے فوراً ملکہ ماہ لقا اور ملکہ مہر لقا کو طلب
کیا اور کہا کہ آپ دونون صاحب براے استقبال روانہ ہون ہم بھی آتے ہین یہ سنکر
یہ دونون پریوشین اپنی انیسون اور جلیسون کو ساتھ لے کر براے استقبال
شاہزادۂ اسفندیار گیلانی و شاہزادہ امیر الزمان روانہ ہوئین بعد انکے خود
ملکۂ مہ جبین سبز پوش اور ملکۂ غزالہ آہو چشم و ملکہ حور لقا و خورشید لقا
و شاہزادگان شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت و عین الزمان و
نور الزمان نہایت تزک و احتشام کے ساتھ براے استقبال روانہ ہوئے
راہ مین ملاقات ہوئی اول ماہ لقا نے جا کر اسفندیار گیلانی کو سلام کیا اور
مہر لقا نے شاہزادۂ امیر الزمان کی طرف نگاہ دلدوز سے دیکھ کر سلام کیا
اور یہ التجا عرض کیا کہ بڑی زحمت فرمائی خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ آپ
ایسے شاہ و شہریار منتخبان روزگار یہان تشریف لائے ؎ وہ آئین گھر مین ہمارے
خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین + دیکھا اسفندیار گیلانی

[illegible] امیر الزمان نے کہ یہ دونون پری جمالین خود بھی شاہزادیان معلوم ہوتی [illegible]
ما بانہ اسکے ہمراہ انیسین جلیسین مصاحبین سب ہمراہ ہین خواصین خاصیت [illegible]
ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ترکنین اور حبشنین تلوارین [illegible]
واری مین مصروف ہین ساتھہی شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف [illegible] طلعت
عین الزمان و نور الزمان چند پری جمالون کے [illegible] مین
نہایت احتشام کے ساتھ چلے آئے ہین ان سب نے آکر [illegible] ان
رہ مہمانون کو نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ لے کر داخل باغ [illegible]
ہاتھ لاکر ایک قصر عالیشان مین کرسی جواہر نگار پر بٹھایا یہ دونون [illegible]
ین بھرے ہوئے تھے تیوریون پر ائلی بل پڑے ہوئے [illegible]
بابہ کیا ڈھکوسلا نکالا ہے کہ آپ سب کے سب ایک [illegible]
تم داری مین اسقدر محو ہین کہ انسان کی بھی حقیقت [illegible]
ین بیکار اپنا وقت ضائع کر رہے ہین اور اسقدر جوش [illegible] ان
خلاف کرکے مزاج کو اُسکے بہم کر رکھا ہے آخر وہ ایسا [illegible]
پ لوگ محو و ازخود رفتہ ہو گئے ہین آخر قبر اُسکی کہان [illegible]
سنکر ماہ لقا و مہر لقا دونون بصد کرشمہ و ناز اٹھ کھڑی ہوئین [illegible]
چلیے ہم قبر اُس حرمان نصیب و اجل رسیدہ کی آپ کو [illegible] آپ
وارد ہین اسوجہ سے ایسی باتین کر رہے ہین جسوقت سمان [illegible]
آپ کے پیش نظر ہوگا تو یقین ہے کہ آپ بھی ہمدرد بنجایئے گا اور [illegible]
ی شان بھی تشریف لائینگے تو وہ بھی غصہ اپنا بھول جائینگے [illegible] سے
بیٹھے ہین وہ یہان آکر نہ ارشاد کرینگے یہ کہکر دونون نازنینون نے [illegible]
ن جوانون کے پکڑ لیے اور خرامان خرامان باتونمین لگا کے [illegible]
طرف لے چلین جہان زیر درخت گلنار و سایہ دار قبر اُس آہو تیر خوردہ [illegible] کی
ساتھ ہی اسکے ملکہ مہ جبین سبز پوش اور غزالہ آہو چشم اور حور لقا اور
خورشید لقا اور بہت سی زنان خوش جمال اٹھ کھڑی ہوئین اور [illegible]
[illegible] کہ اسکے ہمراہ ہو لیا جسوقت یہ پرا خوش جمالون کا قریب اُس درخت کے پہونچا
جہان کہ قبر نور نظر ملکہ مہ جبین سبز پوش یعنی اُس آہو تیر خوردہ کی تھی تو ہر ایک
جوش رقت طاری ہوا عجب حسرت و یاس کا عالم نظر آتا تھا ایک شامیانہ
بادلہ کارچوبی اُس مزار پر کھنچا ہوا تھا نخل نخل ماتم ہو رہے تھے برگ دست
تاسف مل رہے تھے قمریان بار غم و الم سے خمیدہ پشت ہو رہی تھین
عندلیبان چمن اپنی اپنی منقارون مین پھول لاتے تھے اور اُس قبر پر چڑھا کر
اشک فشان ہوتے تھے اور جسقدر طائران باغ درختون پر بیٹھے تھے غرض

نغمہ سرائی صداے دردانگیز مین نوحہ و فغان کر رہے تھے اشک خونی دیدۂ حسرت
سے جاری تھے لالہ داغ بر دل نظر آتا تھا یاسمن کا چہرہ اس غم جانکاہ مین سفید
ہوگیا تھا نافرمان لباس نیلی زیب کیے تصویر غم بنے ہوئے تھے سرو و صنوبر
حیا ایستادہ افسوس مین خاموش کھڑے تھے سبزہ صف ماتم بچھائے ہوئے تھے
سنبل اپنے بال کھولے ہوئے سوگ مین اس بے زبان کے پریشانی ظاہر کر رہا
غنچہ کا گریبان چاک ہوگیا تھا سوسن کا دل اندوہ ناک و صد چاک تھا جوبن
تو خوب دل کھول کر رو رہا تھا کہ سیل سرشک جاری تھا نرگس بیمار پر حیرت
و افسوس کی حالت طاری تھی یہ رنگ دیکھ کر امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی
کا رنگ بدل گیا یہی جی چاہا کہ چیخین مار مار کر رونے لگین مگر ضبط کیا اور یہ سوچے
کہ اگر تم بھی حالت اپنی دگرگون کروگے تو ان صاحبون کو ہنسنے کا موقع ہاتھ آئے
اور نہین سے کہ ہم کو تو سمجھاتے تھے یا خود ہی مبتلاے رنج ہو گئے لیکن ماہ لقا
اور مہر لقا نے جو یہ حالت ان دونون صاحبون کی دیکھی آگے بڑھ کر عرض کی
ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ لوگ نہایت رحم دل ہین اور صاحبان سوز و درد
ہونگے مگر نہین معلوم ہوا کہ دل مین آپ لوگون کے رحم اصلا نہین ہے یہ ایسا وقت
آ ہوا تھا کہ دیکھیے اس غم مین جانور تک رنجیدہ خاطر نظر آتے ہین اور شور فریاد
و فغان بلند کرتے ہین بلکہ آسمان تک ستارون سے اشک افشانی پر آمادہ
نظر آتا ہے لیکن آپ صاحبون نے بجاے گل و شمع دو قطرۂ اشک قبر پر اس کشتۂ
حسرت کی نہ چڑھائے اس کلمہ دردانگیز پر دل ان دونون صاحبون کے بھر آئے
اور چیخین مار مار کر رونے لگے انکے رونے پر جسقدر نازنین اور شاہزادے موجود
تھے اسقدر روئے کہ رومال تر کر دیے اور عجیب عبرت انگیز سمان نظر آتا
تھا جو نخل تھا سوچ مین کھڑا تھا جو برگ تھا ہاتھ مل رہا تھا جب تھوڑی
دیر کے بعد یہ جوش بجا ہوا تو سب پلٹ کر اپنے مقام پر آئے اور تاثیر
الم سے دیر تک خاموش بیٹھے رہے امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی کی
حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھ کر خاموش ہو رہتے تھے اظہار
حال کو لحاظ و پاس مانع تھا اور دل مین سوچ رہے تھے کہ کیا کرین کیا نہ کرین اگر
اگر ہم ایسا جانتے تو اس کا رخ بھی نہ کرتے یا صاحبقران با اقبال سے یہ وعدہ
کر کے نہ آتے کہ ہم ان صاحبون کو ضرور لاوینگے اب یہان سے جانا کسیطرح
مناسب نہین معلوم ہوتا اگر ایسی ہی بیمروتی پر کمر باندھ لین تو ہم مین اور ان مین
فرق کیا باقی رہا مجبوراً ایک نے دوسرے کی صلاح لی کہ کیا کرنا چاہیے آخر
یہ طے پایا کہ ایک معذرت نامہ صاحبقران ذی شان کی خدمت مین لکھ بھیجنا
چاہیے اسمین سب حالات مفصل تحریر ہون کہ ہم ایسے مقام پر ہین کہ اگر آپ

بھی ہوتے تو عزم بالجزم اپنا موقوف کر دیتے اور بغیر رسم فاتحہ خوانی ادا کیے یہاں سے
نہ تشریف لے جاتے ول آپ کا بیقرار ہو جاتا اسی وجہ سے ہم نے بھی شریک
مجلس ماتم ہونا مناسب جانا اور سوگواران آجو مین شریک ہوگئے انشاء اللہ
بعد ادائے رسم فاتحہ خوانی سب صاحبون کو ہمراہ لے کر حاضر ہونگے جس وقت نامہ
اس مضمون کا تمام ہوا تو ہمراہی ملازمان کو دیا کہ جاکر ہماری طرف سے تسلیم عرض
کرنا اور یہ نامہ پیش کر دینا ملازم بھی حیران تھے کہ عجب معرکہ ہے وہان سے تو سب
صاحب کیسا ہمہ کرکے آتے ہین اور یہان آکر رنگ ہی بدل جاتا ہے کہ طو کی
سدھ ہی نہین رہتی ہے یہ آپس مین باتین کرتے ہوئے خدمت صاحبقران باقبال
مین روانہ ہوئے وہان امیر ثالث انتظار ہی مین بیٹھے تھے اور انھین یقین تھا
کہ یہ اس ہمہ سے گئے ہین کہ بغیر سب کو ہمراہ لیے ہوئے ہرگز نہ آئینگے کہ یکایک
ہمراہان اسفندیار گیلانی و ملازمان امیر الزمان آکر پہونچے اور عریضہ
خدمت صاحبقران باقبال مین پیش کیا اور عرض کیا کہ اسمین سب کیفیت
مفصل تحریر ہے حضور ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان نے نامہ وزیر کو دیا اُسنے
پکار پکار کر پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے تحریر تھا کہ ہم لوگون نے
یہان آکر وہ حالت افسوسناک دیکھی ہے کہ دوبارہ خداوند کریم آنکھون سے نہ
دکھائے ہم اگر ایسا سمجھتے تو آپ سے یہ وعدہ ہرگز نہ کرتے کہ ہم جاکر شاہزادون کو
لے آئینگے یہان کی وہ حالت ہے کہ انسان تو کیسے حیوانات کی بھی وہ حالت ہے
کہ مصروف گریہ وزاری و اشکباری ہین اور انسانون کی بیقراری تو احاطۂ تحریر سے باہر
ہے پہلے ہم لوگون نے بہت غصہ کیا اور شاہزادون کو سمجھایا لیکن جس وقت مزار مقدس
اس آہو بیزبان کا نظر آیا تو ہم دل مین قائل ہوگئے اور ہم نے بھی ہمدردی انھین
شاہزادون کی طرح صاحبان غم کے ساتھ اختیار کی اور یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر آفتاب
مغرب سے نکلکر مشرق مین غروب ہوگا تو بھی ہم ارادہ اپنا ہرگز نہ بدلینگے اور بغیر رسم
فاتحہ خوانی ادا کیے ہوئے یہان سے کہین نہ جائینگے یقین ہے کہ اگر حضور تشریف لاتے
تو آپ بھی ہمارے ہمزبان ہو جاتے اور ہرگز یہان سے آگے نہ جاتے تاوقتیکہ
اہل ماتم آپ کو اجازت نہ دیتے اطلاعاً عرض کیا کہ حضور اطمینان رکھین انشاء اللہ
بہت جلد رسم فاتحہ خوانی کو ادا کرکے تعمیل ارشاد کے موافق سب صاحبون کو لیکر
حاضر حضور ہونگے بالفعل آنا ہمارا مناسب وقت نہین ہے وزیر نے تمام نامہ
پکار پکار کر پڑھا اور تمام اہل دربار نے سنا ہر ایک انگشت حیرت دردہان لیے ہوئے
تھا کہ یہ ان لوگون کو کیا ہو لیا ہے یہان سے بھیجے جاتے ہین اور وہان جاکر خلاف
عقل باتین کرتے ہین تمام تاثیر دریائے نسیان کی اسی مقام پر ہے
صاحبقران باقبال کو مضمون نامہ سنکر نہایت غصہ آیا اور تلوار ہاتھ ...

اور فرمایا کہ وہ بے شعور مجکو بھی مثل اپنے سمجھتے ہین جو یہ تحریر کرتے ہین کہ اگر آپ بھی ہوتے
تو آپکی حالت بھی یہی ہوتی لہذا اب مین خود جاتا ہون دیکھون تو وہ کیا سامان عزا
ہی جو ہر شخص پر تاثیر کرتا ہی اور بیخود بنا دیتا ہی اسیوقت سب سامان سوگواری کو
درہم وبرہم کر کے اُن ازخودرفتگان محویت کو اپنے ہمراہ لاتا ہون جسوقت اسد غازی
نے تیور صاحبقران بااقبال کے بد دیکھے تو اُنکو دوراندیشی نے گھیرا اور انواع واقسام
کے خیالات اُنکے دماغ مین چکر مارنے لگے کہ مبادا وہ مقام طلسم بند ہو اور اُنکی بھی وہی
کیفیت ہو تو سارے لشکر پر تباہی آجائیگی یا یہ کہ وہ لوگ آنا قبول نہ کرین اور صاحبقران
سے جنگ پر آمادہ ہون تو بھی جو مارا گیا وہ بخیر نہ ہوگا اور بے قصور ہوگا اسلیے کہ نہین
معلوم وہ شاہزادے کس عالم مین ہین ورنہ ایسے سعادتمندون کو اشارہ کافی ہوتا ہی
نہ کہ پانچ آدمی لینے گئے جو گیا وہ وہین کا ہو رہا اور اُنھین کا ہمزبان ہو گیا اسمین کچھ
اسرار ضرور ہی یہ تصور کر کے صاحبقران ذی شان سے عرض کی کہ میری عقل ناقص
مین تو یہ آتا ہی کہ اُن لوگون کے دل پر دریاے نسیان کی ہوا نے تاثیر کی ہی جو وہان
جاتا ہی وہ یہ بھول جاتا ہی کہ ہم کس غرض سے یہان آئے تھے ایسا نہ ہو کہ حضور بھی مبتلا
بلا ہون تو ہم سب کا کون ہی کوئی نہ کوئی فریب اسمین ضرور ہی ورنہ یہ سعادتمند ایسے
نہ تھے کہ کسی وقت مین حکم عالی سے روگردانی کرتے بالفرض آپ وہان تشریف
لے گئے تو کس سے لڑیے گا اور کس سے مقابلہ کیجیے گا سُنا ہی کہ چند عورتین ہین کیا
اُنھین قتل کیجیے گا یا اپنے فرزندون اور عزیزون کے خون سے ہاتھ بھریے گا وہ لوگ
ازخودرفتہ ہو رہے ہین اور تاثیر نیرنج وافسون نے اُنکے دلون پر پورا پورا اثر کیا ہی
اگر وہ لوگ بحالت مجبوری انکار کر بیٹھے تو کیا آپ اُنکو زیر زدستی لائیے گا میری فہم ناقص
کے نزدیک وہان جانا آپ کا کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہی لہذا چندے
سکوت اختیار کیجیے ہمین یہ بھی امید نہین ہی کہ وہ دو روز بعد جس روز آنے کا وعدہ
کرتے ہین اُس دن ہی آسکینگے چندے تامل فرمایے دیکھیے تو کیا ظہور مین آتا ہی اور
کیا پیش نظر ہوتا ہی اُن حالات کو مشاہدہ کر کے اُسی کے موافق اُسکا تدارک کیا
جائیگا فی الحال تامل کرنا خالی از مصلحت نہین ہی یہ گفتگو سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ جو آپ کی راے ہو وہ بیان کیجیے میری عقل تو کچھ کام نہین دیتی کہ
کیا کرون کیا نہ کرون اسد نے کہا کہ بس میری تو یہی راے ہی کہ سکوت اختیار کیجیے
اور دیکھیے کہ آیندہ کیا ظہور مین آتا ہی بدیع الملک نے اُسی حالت طیش
مین جھلا کر یہ حکم دے دیا کہ جسقدر فوج ولشکر وشاگرد پیشہ وغیرہ ان شاہزادون
کے زیر حکومت ہین وہ سب میرے لشکر سے علحدہ ہو کر چلے جائین اب یہان
لوگون کا بھی یہان رہنا پسند نہین کرتا جہان وہ لوگ گئے ہین وہین یہ بھی چلے
جائین مجھ سے اُنسے کوئی واسطہ نہین ہی جو شخص یہان سے نہ جائیگا اور میرے

حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو مین اُسکا سر اُڑا دونگا یا ذلیل کر کے لشکر سے نکلوا دونگا جسوقت
یہ حکم صاحبقران زمان اُن لوگون کو پہونچا نہایت پریشان ہوئے لیکن کیا چارہ
تھا سب اپنا اپنا انتظام سفر درست کرنے لگے اور سامان روانگی درست کرنے
لگے تھوڑے ہی عرصہ مین رسالے سوارون کے اور پلٹنین پیادون کی باجے بجاتے
ہوئے توپخانون کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے جانب باغ ملکہ مہجبین سبز نوش
بہ سمت شاہزادگان مذکور روانہ ہوئے کوئی متنفس بھی ملازمان شاہزادگان مذکور
سے لشکر صاحبقران عالی شان مین باقی نہ رہا اب صرف صاحبقران کا لشکر یا
ان سردارون کا لشکر جو ہمراہ صاحبقران عالی شان مین باقی رہ گیا یا اسد غازی
اپنے فرزندون اور قرا قون سمیت اس مقام پر مقیم ہین یہان تو یہ حالت ہی اور
وہان لشکر اُن شاہزادگان مقیم باغ کا قریب باغ پہونچا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا
اور باجون کی آواز شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ نے سنی نہایت پریشان ہوئے کہ
یہ فوج کیسی آتی ہی کہین فوج حریف نہ ہو یہ خیال کر کے باغ سے باہر نکل آئے
جسوقت گرد شق ہوئی اور لشکر نمودار ہوا تو اپنے رفیقون کو پہچانا یہ لوگ آکر
قدمبوس ہوئے شاہزادون نے سبب ان لوگون کے آنے کا دریافت کیا
ان سب نے کج خلقی صاحبقران عالی شان کی اور اپنے لشکر سے سب کو
علیحدہ کر دینے کی بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران اسقدر برہم ہین کہ اب آپ
لوگون کا وہان جانا کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہی ہم لوگ بھی ہمراہ رکاب
ہین جواب اسکا سوا سکوت کے کیا تھا فرمایا کہ خیر بالفعل تو قیام کرو جسوقت
نتیجہ آہوگا ہوئے گا تو دیکھا جائے گا جہان مناسب ہوگا وہین چلین گے لشکر صاحبقران
مین نہ جائینگے اسیوقت خیمہ ڈیرے بارگاہین تمام صحرا مین گرد باغ ملکہ مہجبین سبز نوش
کے برپا ہوگئین بازار بھی کھل گئے سردار اپنے اپنے خیمون مین مقیم ہوئے لشکر رہ
نفنگ رہا تھا اب لشکر تو بیرون باغ اُترا ہوا ہی اور شاہزادے اُن پری جمالون
کے مہمان ہین قصرہاے عالیشان مین مصروف عیش و آرام ہین ؎

اب شمہ حال معلم طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہی

وہ شخص ہی کہ علم نیرنجات و فسون سازی مین کامل ہی اور مثل عازم شعبدہ باز کے
شاگرد حکیم فیلقوس ثانی کا ہی اسکو بھی مثل عازم شعبدہ باز کے دربار بادشاہ
مین تقرب حاصل ہی اور مساوات کا درجہ رکھتا ہی اور اپنی شعبدہ سازی کا رنگ
جما رکھا ہی جسکا نمونہ میلے کے زمانے مین ظاہر ہو چکا ہی مکانات رفیع و قصور
عالیشان و باغہاے جنت نشان اسنے دکھائے تھے اور پھر نظرون سے پوشیدہ
کر دیے تھے جسکی وجہ سے قید بھی ہوا اور معلم طوغان راست باز نے یہ

کرشمہ سازی کی ہے کہ ان نازنینان مصنوعی کی محبت مین ان شاہزادون کو مبہوت بنا دیا ہے اور عقل ان لوگون کی زائل کر دی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے جسوقت معلم طوغان کو معلوم ہوا کہ جو اسیر بلا ہونے والے تھے وہ مبتلاے بلا ہو چکے اور اب کوئی لشکر اسلام سے اسطرف کا عازم نہین معلوم ہوتا تو اسنے بادشاہ ہنر پرور حبیوش سے کہا ہین نے سردارون کو مبتلاے بلا کر کے زور صاحبقران کا توڑ دیا ہے اب انشاء اللہ کل مین باغ جاؤنگا اور سب کو اور بھی مدہوش و بیخود بناؤنگا بیر کھکر اسنے باغ جانے کی تیاری کی یہان صبح کو آنکھ ملکہ مہ جبین سبز پوش کی جو کھلی اور یہ خواب ناز سے بیدار ہوئی تو اُٹھی مُنھ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل کیا اور نازنینین بھی بیدار ہوئین پھر وہ غنچہ ایک مقام پر جمع ہوا شاہزادون کو یاد آنکھی فراموش ہے ایسے محو و بیخود ہین کہ نہ خردون کو بزرگون کا خیال ہے نہ بزرگون کو خردون کا لحاظ ہے ہر ایک اپنی اپنی معشوقہ کو بغل مین لیے ہوئے بیٹھا ہے صحبت رنج والم آراستہ ہے کہ یکایک طائران باغ آ کر درختون پر جمع ہوئے آج ہر روز سے زیادہ انپر ہجوم رنج والم ہے اور مصروف نوحہ و فغان ہین اور گروہ بلبلون کا ایک جانب ہے یہ سب کے سب خاموش بیٹھے ہین اور ایک بلبل ہزار داستان بزبان بیزبانی اشعار عبرت آمیز و درد انگیز پڑھ رہا ہے سب بلبل تصویر بنے بیٹھے ہین اور خاموشی کے ساتھ سن رہے ہین آنسو آنکھون سے ان سب کی جاری ہین

نظم

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے
کوئی لیتا نہین ہے اب یہ نام	کونسی گور مین گیا بہرام
گل جہان پر شگوفہ و گل سے تھے	آج دیکھا تو خار بالکل سے تھے
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے	نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے	استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے
بشک یوسف جہان کے تھے جو حسین	کھا گئے انکو آسمان و زمین
تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر	ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
موت سے کسکو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے
ہر سحر طائران خوش الحان	پڑھتے ہین کل من علیہا فان

یہ اشعار عبرت آثار طائر نے بزبان بیزبانی ایسے لحان دردناک سے بیان کیے کہ سننے والون کی نگاہون مین بے ثباتی دنیا کا نقشہ پھر گیا اور قلوب انکے ایسے متاثر ہوئے کہ بے اختیار رونے لگے اسی ہنگامہ مین ایک غل ہوا کہ معلم طوغان راست باز تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی سب نازنینون نے رومال سے آنسو پونچھے اور اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر براے پیشوائی معلم طوغان روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید دو باز لیے چلے آتے ہین

وضع اُنکی یہ ہے کہ ایک عمامہ کئی تھان کا اُنکے سر پر لپیٹا ہوا ہے جسکو سراسر عمامہ [illegible]
قریب کہنا چاہیے اور قبائے تلبیسی زیب جسم ہے کھیتلا جوتا پاؤں میں ہے بغلا ہوا سینے
وہ وضع بنائی ہے جو خاصان خدا کی ہوتی ہے اور دراصل یہ شیطان مجسم ہے کہ لباس زہد
مین پوشیدہ ہوا ہے ریش سفید شیخ پہ دھوکا نہ کھائیو + اس بک چاندنی پہ ہو نہ
گمان صبح + یہ نازنین نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اس معلم مکار کو لائیں اور
بزم وعظ و پند آراستہ ہوئی سب جمع ہوئے شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ تا و
صف انجم طلعت و امیر الزمان و عین الزمان و اسفندیار گیلانی [illegible]
اور اُنکی معشوقین یہ سب بیٹھے ہیں کہ معلم ایک جائے بلند پر کھڑا ہوا اور یہ سب
مشتاق ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا بیان کرتا ہے بظاہر تو نہایت مرد متبرک معلوم ہوتا ہے
باطن کا حال خدا جانے اب اس معلم نے [illegible] پیچھے کر ادھر اُدھر دیکھا
اور پکارا کہ ایہا الناس معلوم ہو کہ جس مقام پر بزم غم برپا ہوتی ہے تو میں وہاں جا کر
حال بے ثباتی و ناپائیداری دنیا کا بیان کرتا ہوں بالفعل یہاں بھی اسی غرض سے
آیا ہوں اب گوش ہوش سے سنو اور حاضرین بزم غم آگاہ ہو کہ یہ مجلس ماتم ہے اُس آہوئے
تیر خوردہ کی جسکو ملکہ مہ جبین سبز پوش نے نہایت ناز و نعمت سے پرورش
کیا تھا افسوس کہ اجل اُس بدنصیب کی آگئی اور تیر سے مارا گیا اگر ملکہ چاہتی تو
ایسے ہزارہا آہو اور منگا کر پال سکتی تھی ملکہ کی مہر و محبت نے اس امر کو گوارا نہ
کیا اور اپنے پالو آہو کا غم اپنے دل سے دور نہ کیا اور اُسکی بزم ماتم برپا کی اور یہ
جوش انتظامی ملکہ کی دیکھیے کہ کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے آکر اسکی
بزم ماتم میں شریک ہوتے ہیں ہرچند یہ وہ لوگ ہیں کہ ہر ایک انمیں سے
صاحبقران عصر ہے اور شجاعت و جوانمردی میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا ہے لیکن
ملکہ کی پاسداری اور اپنی ندامت کی وجہ سے اس زحمت کو گوارا فرمایا اور آکر
شریک فاتحہ خوانی ہوئے عجب نہیں ہے کہ یہ سب صاحب چالیسوان بھی آہو کا
کریں اور ندامت تیر مارنے کی اسطرح رفع کریں یہ سنکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا
کہ ہمارا تو جی چاہتا ہے کہ ہم تمام عمر اپنی اسی مقام پر گذاریں ہم کو دلشکنی کسی کی منظور
نہیں ہے آپ یہ خیال نہ کریں کہ بعد چالیسوین کے ہم یہاں سے چلے جائینگے نہیں
ایسا نہ ہوگا بلکہ جب تک ملکہ خود اجازت نہ دیگی اسوقت تک ہم اس باغ
کے باہر قدم نہ نکالینگے یہ سنکر طوغان راست باز نے کہا آپ لوگ ایسے ہی
صاحب خلق و مروت ہیں اور ہمیں آپ کی ذات سے بہت کچھ امید ہے شرط
مہمانی بھی یہی ہے کہ مہمان میزبان کا پابند ہو جائے اور خاطر شکنی میزبان کی نہ کرے
رسم دنیا یہ ہے کہ انسان آتا اپنے پیشون رہا اور جاتا دوسرے کی اجازت سے [illegible]
لیکن چند کلمات نصیحت آیات گوش زد کیجیے کہ جسوقت دنیا [illegible]

نفرت ہو جاے کی یہ لکھکر اسنے چند اشعار عبرت آثار زبان پر جاری کیے اشعار

از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہان — ہر کہ آمد رفت و رفتہ ہر بہار بے خزان
حشمت اسکندر و سلطانی دارا نماند — شد شکار پنجۂ گرگ اجل نوشیروان
مایہ داران مغول تاجداران شکوہ — جملہ زیر خاک گردیدند مثل آسمان

غرضکہ کوئی ایسا نہین ہے جسکو فنا نہ ہو اس تھوڑی سی زندگی پہ بھروسا نہ کرنا چاہیے اور اپنا دل دنیا سے اُٹھا لینا چاہیے یہ مانا کہ آپ لوگ نہایت زبردست ہین اور جام بہادری آپ ہی کے جسم پر خوب زیب دیتا ہے لیکن غور تو کیجیے کہ کیسے کیسے بہادر زیر خاک پنہان ہو گئے بقول شاعر کے پاؤن تھرا اُٹھتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ابھی کل کی بات ہے کہ آپ سب صاحبون کے بزرگ جناب حمزۂ اول بعد اُسکے حمزۂ ثانی اور دیگر رفقا و اعزا صاحبقران جنھون نے بزور شمشیر ایک عالم کو زیر کیا صد ہا خداوندیان بگاڑ دین ہزار ہا ساحرون کو مارا نام سے اُنکے جگر ہین شیرون کے تھرتھری پڑ جاتی تھی آج زیر خاک آرام کر رہے ہین اور کچھ نہین کر سکتے اس چند روزہ زندگی کے واسطے اپنے کو مصیبت مین ڈالنا سفر کرنا ہر ایک سے لڑنا بھڑنا زور دکھانا سب بیکار ہے بقول

نظیر اکبر آبادی

مخمس

گر تو سر یہ تاج شاہی افسر ہوا تو پھر کیا — زر رنگ سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پیر زر ہوا تو پھر کیا — نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

یا ذات ہین کہانے ناکی اصیل ذاتی — شمشیر زن کے پورے نوشیروان سے ثانی
تھے آپ مثل رستم اور فوج بھی بہادر — جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا رکھ کے فوج و لشکر کی سلطنت پناہی — پھیری دوہائی اپنی سے ماہ تا بہ ماہی
جب آ نگر فنا کی سر پر پڑے تباہی — پھر سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی
دارا و جم سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا راج پاٹ ہو کر دنیا مین راج پایا — چھتر و گڑھ حرب تازا کا منجرا بنایا
جب توپ سے اجل کی آ مورچہ لگایا — سب آگے پیچھے ہوا یہ کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنون یہ عمل تھا تو اب ہین خان ہین — ہیرا بن جوہری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر والی و منصب گو آج انکے ہان ہین — دیکھا تو اُسکے گھری ہین بیچے نام و بے نشان ہین
دولت کا شور جرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین امیر خان جی — اور یہ ہین خان خانان اور یہ شمشیر خان جی

گو دو سلات و حشمت بہتر ہوا تو پھر کیا

یا خارشہ جنگلی لڑکر لگا یا بدن مین ٹانکا
جب گھور کر قضا نے پلٹ کے آکے جھانکا
سوچھیون پہ تاؤ دیکر سو دو دانت ہانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈار رہا نہ بانکا

تیغ و سپر قرابین مجدد گر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
لکھ دے مریض ہزارون دعویٰ ہر ایک رحمت
مردے تلے تھین جلا یا عیسیٰ کی سی کرامت
جب سر پر اپنے آئی پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
چندر گہن بچارا سورج گہن نکالا
جب وقت اپنا آیا اس وقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پڑھ کر مشتہر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھ کے دو کتابین ور کر کے علم حاصل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
یا بھوت جن اتارے مشہور ہو کے عامل
ملا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے کسی نے کی عیش و کامیابی
جس دم قضا نے اپنی چمکائی اک گلابی
لوٹا نشہ مین ہر جا کر دلسے بے حجابی
پھر کچھ رہی نہ بھنگ نہ مست نہ شرابی

اک دم پیو نہ کر کا ساغر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری
جب پیر جی کی کفنی کر اجل نے چیری
کر کر مرید لاکھون کی اگلی دستگیری
سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری

مرشد فقیر یا دق رہبر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بن کے بیٹھے اچھے لگے کہانے
بجنے لگے اجل کے جب سر پہ شادیانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے دکھانے
تھے نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے

بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو اور مسلمان کیا رند و گبر و کافر
جتنے نظر ہین یان ایکدم کے ہین مسافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس و شاعر
رہنا نہین کسی کو جانا ہے سب کو آخر

دو چار رون کے خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

جسوقت یہ کلمات حسرت آیات معلم طوطا جان راست باز کی زبان سے نکلے تو یہ حالت ہوئی کہ محفل مین سناٹا ہوگیا ہر شخص کی آنکھون سے آنسو جاری تھے رنگ چہرون سے فق ہو رہے تھے تمام محفل اداس تھی جسقدر نازنین تھین ہر ایک گریبان پھاڑ رہی تھی شاہزادے اس مضمون عبرت مشحون کو سنکر فرماتے تھے کہ

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ است ۔ اے معلم صاحب آج سے ہم نے دنیا کو ترک کیا آئندہ اپنی زندگی کسی گوشہ مین بیٹھ کر گذار دینگے تا چہلم آہو پیدا نہ کسی مین جائینگے

اسلیے کہ ہم کو کیفیت وشگفتگی ملک کی منظور نہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ اس رنج والم مین ملکہ کو
چھوڑ کر چلے جائیں ہم اس وقت کے حملہ تک نہیں نہ جائینگے اور اسی مقام پر رہیں گے
معلم طوغان نے شاباش و مرحبا بہمہ محبت کو برخاست کیا اسوقت ہر ایک پر رنج
والم طاری تھا آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے تھے یہ کیفیت دیکھکر طوغان راست باز
نے ملکہ سے کہا کہ یہ شاہزادے جو تمھارے مہمان ہین یہ اس رنج و آلام کے عادی نہین
ہین یہان رہکر انھون نے بہت غم اٹھائے اب اس رنج و ماتم کو تو چالیسوین پر
رکھو اور بالفعل سامان عزا کو برطرف کرو اور صحبت عیش برپا کرو کہ غم انکا غلط ہو اور پریشانی
دفع ہو یہ کہکر طوغان راست باز رخصت ہوا اور جانب بادشاہ ہزبر سر خیمہ میں
روانہ ہوا یہان ملکہ نے سامان حزن کو برطرف کرنے کا حکم دیا اور ان سب نے غسل
کیا لباس سیاہ جسم سے دور کیے اور پوشاک نفیس زیب جسم کی ملازمین نے سب
سامان عزا کو برطرف کیا اور محفل عیش ونشاط آراستہ ہونے لگی ایک نمگیرہ زربفتی صحن
باغ مین استادہ ہوا فرش سفید بیچھا اس نمگیرہ کے بچھا دیا گیا مسندین جواہر نگار قرینے
سے لگا دی گئیں گائنین حاضر ہوئیں ساقیان سیمین ساق جام زرنگار وصراحی مرصع کار
لے کر حاضر ہوئے اور ملکہ مہ جبین سبز پوش اپنے سب مہمانونکو لیے کر اس
جائے مزین پر آئی اور سب کو حسب مراتب بٹھایا اور ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے
خود بھی ایک مسند پر تکلف پر بیٹھی اب یہ حالت ہے کہ طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے بانیون
کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہے جام شراب ناب کو گردش ہے آوازین ہوشا ہوش
ونوشا نوش کی بلند ہین ہاتھ گلون مین پڑے ہوئے ہین نشے چھائے ہوئے ہین
آنکھین سرخ ہین بدمستون کی طرح جھوم رہے ہین نہ خردون کو بزرگون کا خیال ہے نہ
بزرگون کو خردون کا لحاظ ہے سب ایک ہی محفل مین اپنی اپنی معشوقونکو بغل مین
لیے بیٹھے ہین اور ایک پری جمال بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے

غزل

چھیڑا کدن کرکے برسون رو چکے
ہم نہ کیون آنکھونسے وہ بھی رو چکے
دو گھڑی ہنس بول کر زیر فلک
واے آنکھین کئی دن رو چکے
گردش قسمت سے پیش آیا وہی
اب یہ داغ لگے زخم اچھے ہو چکے
کون آکر خواب مین رلوا گیا
اٹھکے کئی بار آنسوونسے دھو چکے
منھ تو ڈھانکا تم نے میری لاش پر
ختم کیونکر ہو وہ فقرہ ہو چکے

اب ترے ہنسنے سے ہم خوش ہو چکے
جا کے قسمت عشق مین یا سو چکے
برسون آہین لین بیتون رو چکے
تو ہین اس آوانکے باعث بہے
غیر جس رستے مین کانٹے بو چکے
دل گنوا کر اب یہ سمجھتا ناعبث
آنکھونکو ملتے اٹھے جب رو چکے
وہ بھی دن بیداری قسمت دکھائے
کون جانے ہنس چکے یا رو چکے

بعد مرگ اندھیر برپا ہو چکے
ہم جو کچھ ہونا تھا کہین وہ ہو چکے
حد ہی کچھ آگرا انتظار دید یار
اب وہ قم کہنے سے زندہ ہو چکے
یاد ابرو مین خلش ناخن کی تھی
رنج کیا اسکا جسے خود کھو چکے
اب شب فرقت مین کیونکر نیند آ
دیکھین مجھسے لپٹ کے سو چکے
وہ حسینون دل دے کے جسکو آرزو

اب یہان تو محفل رقص و سرود آراستہ ہوا اور یہ سب

تو عیش و راحت میں ہیں لیکن اول حال طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہے کہ جو
بزم سے نکلکر روانہ ہوا تو خدمت میں بادشاہ کی پہونچا اور عرض کیا کہ مین نے
سرداران لشکر اسلام میں سے منتخب لوگون کو ایک مقام پر مقید کر لیا ہے اور ایسا
بہوت بنا رکھا ہے کہ جیسے اُنھین آگ مین گرنے کا حکم دے دیجیے تو سب جلکر
خاک ہو جائین چاہے قتل کرا ڈالیے ہر طرح وہ قابو مین ہین اب آیندہ حضور کو اختیار
ہے مین اپنا کمال ظاہر کر چکا بادشاہ نے پوچھا کہ وہ سب کہان ہین اسنے بیان کیا
کہ فلان صحرا مین ہین اور مصروف عیش و عشرت ہین بزم نشاط آراستہ ہے لیکن وہ
بزم نشاط در اصل اُنکے واسطے بزم غم ماتم ہے ایسی عقل زائل ہوگئی ہے کہ ایک آہو
کے ماتم دار بنے رہتے اب اُسکے چالیسوین کا انتظار ہے یہ تمام کیفیت سنکر حاضرین
دربار بہت ہنسے اور طوغان راست باز کے کمال کی تعریف کی بادشاہ نے
خلعت عنایت فرمایا اور یہ اپنے منصب کے موافق بیٹھا اُسوقت عازم شعبدہ باز
حاضر دربار تھا اسنے دست بستہ خدمت مین ہزبر سر خیموش کی عرض کیا
کہ بالفعل آپ طبل جنگ نہ بجوائین جسوقت مین بھی اپنا کمال دکھاؤن گا
اُسوقت ایک مرتبہ سب کو قتل کرا ڈالیے گا جو لوگ باقی رہ گئے ہین اُنکو
بھی مبتلا کیے بلا کیے دیتا ہون یہ کہکر وہان سے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا
جسوقت اپنے مکان مین داخل ہوا تو پہلے سامان شعبدہ بازی مہیا کیا اور
اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام اُسکا خوجان بصری تھا اُس سے کہا کہ مین ایک
رقعہ تجھکو دیتا ہون تو اُسے لے کے لشکر اسلام مین جا اور یہ رقعہ بدیع الملک کو
دے کر کہنا کہ اُس شخص نے کہ شوہر سے انتقال کیا ہے پہلے تو صورت اپنی ایک زن
نوعمر و حسینہ کی بنا لینا کہ جو صورت تیری دیکھے دل اُسکا تیری طرف مائل ہو اگر
کوئی نام پوچھے تو بتا دینا کہ لاچین عرب اسکا نام تھا بہت دنون سے اس
مقام پر مقیم تھا حسب اتفاق قضا آسکی آئی حالت خراب ہوئی چونکہ آپ
صاحبون کے آنیکا حال اُسکو معلوم ہو چکا تھا تو اُسنے مرتے وقت یہ وصیت
کی کہ تو پریشان نہ ہو اٹھانے والے میرے آ گئے ہین تو یہ رقعہ اُنکو دینا وہ آکر
سامان دفن و کفن کرینگے جسوقت تو ان لوگون کو لے کر آئے گا تو یہان سب
سامان درست پائے گا اور مجھکو ایک پلنگ پر مردہ پائے گا قبر فلان مقام پر
تیار ملے گی یہ سنکر خوجان بصری نے رقعہ لے کر اپنے پاس رکھا اور آئینہ
سامنے رکھکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین پری جمال
کی بنائی لباس زنانہ پہنا تھوڑا سا زر و زیور پہنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا
وہان شاہزادہ بدیع الملک بارگاہ مین رونق افروز ہین سب سرداران حاضر ہین
کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک عورت دروازہ بارگاہ پر کھڑی ہوئی

اجازت باریابی طلب کر رہی ہی چہرہ سے اُسکے آثار رنج و ملال ظاہر ہو رہے ہیں یہ سُنکر شاہزادہ **بدیع الملک** نے ارشاد فرمایا کہ بلا لو چنانچہ وہ عورت سامنے حاضر ہوئی اور سلام کیا فرمایا کہ تو کون ہی اور کس غرض سے آئی ہی اسنے عرض کیا کہ میں مصیبت زدہ کیا حال اپنا عرض کرون ؎

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہ مین	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

یہ کہکر وہ رقعہ پیش کیا **بدیع الملک** وہ رقعہ ہاتھ سے اسکے لے کر پڑھنے لگے لیکن حاضرین دربار صورت اس عورت کی اور پریشانی پر اسکی خیال کر کے افسوس کر رہے ہیں جسوقت **بدیع الملک** نامہ پڑھ چکے تو فرمایا کہ یہ شخص تمھارا کون تھا اسنے کہا کہ مجھ بد نصیب کا شوہر تھا یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی **بدیع الملک** نے کہا کہ تمھارا اس سن مین رانڈ ہونا اور اس ملک کفار مین رہنا بہت نازک امر ہی خدا تمھارا بیڑا پار کرے اسنے عرض کیا کہ واقع مین یہان سوا میرے اور میرے شوہر کے کوئی خدا پرست نہین ہی اب وہ تو جنت کو سدھارے میرا رہنا نہایت امر دشوار ہی مین یہ سوچی ہون کہ یہان سے کسی طرف نکل جاؤنگی اور جو مجھ پر پڑے گا وہ کرونگی خواہ کسی سے عقد کر لونگی یا بھیک مانگ کر باقی زندگی بسر کرونگی لیکن اب یہ مشکل تو آسان ہو جائے کہ میت اسکی دفن ہو جائے اور مین عدہ سے کسیطرح گذار لون تو قدم باہر نکالون وہ مرنے والے کہ گئے تھے کہ تو صاحبقران کی خدمت مین جانا وہ ضرور اس کار نیک مین شریک ہونگے یہ سُنکر شاہزادہ **بدیع الملک** نے **اسد غازی** کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپ کی اس بارہ مین کیا راے ہی انھون نے جواب دیا کہ مین اس باب مین کیا کہہ سکتا ہون بلکہ غیر کے باشندون کا کیا حال معلوم ہو سکتا ہی لیکن **لاچین عرب** کا نام سُنکے حمیت عرب اسی کی مقتضی معلوم ہوتی ہی کہ اسکی شرکت کیجائے اور اس عورت کی ناداری و خدا پرستی پر خیال کر کے میرا بھی جی چاہتا ہی کہ چلکر اس عورت کی ہمدردی کیجیے اور دفن و کفن مین اسکے شوہر کے شریک ہوجیے کہ ایک امر خیر ہی **بدیع الملک** نے ایما اسد کا لیکر عورت کو تسکین دی اور اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ صاحبقران عالی شان کے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے **اسد غازی** بھی اپنے چارون بیٹون سمیت ساتھ ہو لئے ملازمان **صاحبقران** نے حسب الحکم سامان دفن و کفن اپنے ہمراہ لے لیا اور اب یہ سب صاحب ساتھ اُس عورت کے روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک مکان عالی شان صحرا مین بنا ہوا ہی عورت ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے اُس مکان مین داخل ہوئی تو دیکھا کہ مکان نہایت پر تکلف ہی

ضرغام شیردل نے اس عورت سے کہا کہ گو تو اپنے شوہر کو نادار بتاتی تھی اور یہ مکان
نہایت عالیشان ہے مال و اسباب بھی اس گھر مین بہت کچھ موجود ہے اسنے عرض کی کہ
خدا کا دیا اور تو سب کچھ ہے مگر ہم مذہب اپنا یہان کوئی نہین اسوجہ سے آپ سب
صاحبون کو تکلیف دی کہ غیر کفو کے ہاتھ سے یہ مرد مسلمان دفن نہ ہو اگر آپ لوگو نکو
انکار ہو تو پھر مجھ سے جسطرح ہو سکے گا مین اسے دفن کرونگی آپ پیش خدا جواب
دے لیجیے گا ضرغام تو خاموش ہو رہا اور اسد غازی نے فرمایا کہ ہم اپنے ہاتھ سے
دفن کرینگے یہ کہکر قریب اُس پلنگ کے سب آئے جسپر لاش لاچین عرب کی
پڑی ہوئی تھی منھ پر سے اسکے چادر اُٹھائی دیکھا کہ ایک مرد سُرخ و سپید بارِیش
سیاہ پلنگ پر اسطرح لیٹا ہے کہ معلوم ہوتا ہے سو رہا ہے اسد غازی نے فرمایا
کہ کیا نیک اعمال یہ شخص تھا کہ نور اسکے چہرہ سے ظاہر ہے مردہ نہین معلوم ہوتا
اسد ثانی نے کہا کہ بڑی خوش نصیبی تو اُسکی یہ ہے کہ اس کفرستان مین رہکر
انجام نیک ہوا اور ہاتھ سے صاحبقران با اقبال کے دفن ہو گا یہ رتبہ کسیکو
میسر آتا ہے مگر افسوس ہے کہ زندگی مین اسکی ملاقات اس سے نہ ہوئی ورنہ کچھ
حال نعل کعبہ کا دریافت کرتے غرضکہ بعد رنج و افسوس میت اسکی اُٹھائی گئی
اور لیکر صحرا کی جانب چلے پیچھے پیچھے میت کے عورت بین کرتی جاتی تھی
اور روتی جاتی تھی بدیع الملک نے اثناء راہ مین اس عورت سے پوچھا کہ
کس مقام پر انکو دفن کرو گی اسنے عرض کیا کہ وہ مقام آگے آتا ہے جسکی وصیت اُن
مرحوم نے کی تھی کہ بعد مرگ فلان مقام پر مجھے دفن کرنا یہی ذکر تھا کہ ایک قصر
عالیشان دور سے نظر آیا دیکھا کہ قصر نہایت پر تکلف ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ
قصر کیسا ہے اس زن مکار نے بیان کیا کہ یہی مقبرہ ہے اس میت کا خدا بخشے
یہ مقام انھین بہت پسند تھا اپنی زندگی مین انھون نے اندر اس قصر کے قبر
تیار کرا لی تھی اور وصیت کی تھی کہ جب مین مرون تو مجھے اسی مقام پر دفن کر دینا
اور وہ مرحوم اسی جگہ قرآن پڑھا کرتے تھے اب غسل و کفن دے کر انکو اسی
قصر کے اندر دفن کیجیے یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک مقام بتایا کہ یہان پر قبر
ہے اُسے کھُدوا کر انکو دفن کیجیے غرضکہ جنازہ رکھا گیا اور سامان دفن و کفن سے فراغت
کر کے میت کو قبر مین اُتارا اور پٹرے دے کر دفن کر دیا اب اسد غازی تلقین
پڑھنے بیٹھے کہ یہی سب سے زیادہ سن رسیدہ اور مرجہان دیدہ تھے
جسوقت تلقین تمام ہوئی تو قبر سے آواز آئی کہ السلام علیکم ای شاہزادو
تمھارے قدمون کی برکت سے اور تمھارے دست حق پرست کے اثر
سے پروردگار عالم نے میرے حال پر رحم کیا اور یہ رتبہ عنایت فرمایا کہ
حوران بہشت کو حکم دیا ہے کہ اصلی تربہ جا کے فاتحہ خوانی کر رہی ہیں آپ کا

شکر یہ کس زبان سے ادا کرون کہ آپ کی وجہ سے راحت حقیقی حاصل ہوئی اور ابدالآباد تک اس عورت کے واسطے بہشت عنبر سرشت مین جگہ ملی یہ کلام سنکر سب متحیر ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ یہ شخص عجب متبرک شخص تھا کہ بعد مرنے کے زندون کیطرح سے کلام کرتا ہی اور حالات اپنے بیان کرتا ہی لیکن اسکی بی بی نے آواز دی کہ پیارے مین کیا ارشاد ہوتا ہی مین اپنا رنڈاپا کیونکر تیر کرون اور کہان بیٹھکر زندگی بسر کرون آواز آئی کہ سب کا خدا حافظ ہی وہ ہم سے زیادہ تمھارا خیال رکھنے والا ہی جو تمھارے مقدر مین ہی وہ پیش آئے گا لیکن ان صدا رسیدون کے قدمون سے علیحدہ نہ ہونا ورنہ تباہ و برباد ہوگی اور اگر انکے قدمون کے نیچے زندگی بسر کروگی تو میری طرح تمھارا بھی انجام ٹھیک ہوگا اور اب ہم زیادہ یہان نہین ٹھہر سکتے ہے خدا حافظ یہ کہکر آواز موقوف ہوئی عورت نے چیخین مار مار کر رونا شروع کیا کچھ دیر کے بعد آسمان پر سے ایک پارہ ابر نورانی نمودار ہوئے سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی یکایک وہ ٹکڑے ابر کے جدے ہونے لگے اور تخت زمین پر اترنے لگے بالائے تخت ایک ایک نازنین بیٹھی تھی ان سب نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم حوران بہشتی ہین ہمین یہ حکم ہوا ہی کہ اس قبر کی مجاوری اختیار کرین اور خدمت اس صاحب قبر کی بجا لائین تھوڑے عرصہ مین کئی ہزار تخت زمین پر اترے خدمت مین مصروف ہوئین کوئی قبر پر جھاڑو دیتی تھی اور کوئی شمع روشن کرتی تھی گل چڑھاتی تھی مونٹھے عود و عنبر کے روشن کرکے قبر پر رکھے کسی نے چادر سفید قبر پر چڑھائی نمگیرہ نہایت پرتکلف استادہ کیا کہ جا بجا اسمین جواہر نصب تھے اور جھالر موتیون کی جو اس نمگیرہ مین آویزان تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چشم پرنم مین اشک حسرت ڈبڈبائے ہوئے ہین بلکہ گوہر اشک نوک مژہ پر آکر رک گئے ہین عود و عنبر جو سلگتا تھا اسکی خوشبو سے تمام باغ معطر ہو رہا ہی عجب سہانا سہانا وقت تھا اسد غازی نے یہ سامان دیکھکر کہا کہ جسکے ہاتھ لگانے کی برکت سے پروردگار عالم نے اسکے تمام گناہ بخش دیے اور یہ مرتبہ عنایت فرمایا اُسکے مراتب کا کیا پوچھنا ہی آج ہمین اپنی قدر ہوئی اگر پہلے سے ہمین معلوم ہوتا تو محض یاد الہی مین زندگی گذار دیتے اور ترک دنیا کر دیتے اب اپنے کردار سے پشیمانی ہوتی ہی بقول شخصے کہ ؎

کٹی گناہون مین عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ ٭ مین عبد مذنب تو رب باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ ٭

میرے نزدیک تو یہ جاہ و حشمت مال و دولت جنگ و جدال سب بیکار ہی اسلیے کہ نہ کوئی ہمیشہ رہا ہی اور نہ رہیگا پھر یہ کد و کوشش لڑائی بھڑائی کس لیے ہم نے تو آج سے گوشہ نشینی اختیار کی اور دنیا کو چھوڑا بدیع الملک نے کہا کہ ارشاد آپ کا بہت بجا ہی ہم نے بھی دنیا پر لعنت کی یہ رنگ دیکھکر

جسقدر لوگ تھے سب نے ترک دنیا کیا اور قبر کو گھیر کر بیٹھ گئے کوئی سورۂ یٰس پڑھنے
لگا کوئی سورۂ حمد کی تلاوت کر رہا تھا کسی نے سورۂ قل اللہ شروع کیا غرضکہ سب
اسی رنگ مین تھے اب انکو تو اسی حال حیرت مآل مین چھوڑا جاتا ہے اور حال
عازم شعبدہ باز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ آپ مردہ بنکر لیٹا تھا اور قبر اس صنعت کی
بنائی تھی کہ اندر سے قبر کے نقب لگی ہوئی تھی یہ اُسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا اور
خدمت مین ہژبر سر خیپوش کی پہونچا جھک کر سلام کیا ہژبر سر خیپوش نے
پوچھا کہو تم نے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ مین نے وہ انتظام کیا کہ خوف آپ کا مٹادیا
صاحبقران کو مع سرداران نامی وگرامی قبر پر مجاور بنا کر بٹھا دیا ہے اب وہ سب
ایسے محو و مجذوب ہو رہے ہین کہ اگر ایک طفل کو تلوار دے کر بھیجدیجیے گا تو وہ بھی
اُن سب کو مار لیگا اور وہ لوگ مشتاق شہادت ہو کر خود جان دیدینگے مین اپنا
کام کر چکا اب حضور کو اختیار ہے یہ سنکر ہژبر سر خیپوش نے اسکو بھی خلعت
عنایت فرمایا بلکہ اس سے بھاری خلعت دیا اور حکم تیاری لشکر کا دیا یہان تو
تیاری ہونے لگی لیکن عازم شعبدہ باز نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک حضور
زلیواسنے کو حکم دین کہ وہ جا کر بارگاہ وغیرہ چھین لائے بعد ازان اُن لوگون کو قتل
کیجیے گا جنکو مین نے اور خلوغان نے تبدیلی بنا کر بٹھا دیا ہے جب تک مین اپنے
مکان کو جاتا ہون اور اپنی دختر نیک اختر کو بھی یہ تماشا دکھاتا ہون اسلیے کہ وہ
مجھسے نہایت مانوس ہے جب سے مجھ پر عتاب شاہی برطرف ہوا ہے اس روز سے
وہ از حد مسرور ہے یہ کہکر باغ ملکہ ماہ سیمبر کی جانب روانہ ہوا ادھر حال ملکہ ماہ سیمبر
کا گذارش ہو چکا ہے کہ یہ اپنے باپ کی رہائی کے جلسۂ خوشی کرنے کو باغ کی جانب
روانہ ہو چکی سواری اسکی نہایت عظم و شان و تزک و احتشام سے جا کر باغ مین
اُتری ہے باغ از سر نو آراستہ ہوا ہے روشن پٹری سب درست ہے نہر جاری ہے فوارے
چھوٹ رہے ہین عندلیبان باغ اس تازہ بہار کو دیکھ کر شکر پروردگار بجا لا رہے
ہین اور بزبان بیزبانی حمد باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین بلکہ ہر ہر برگ
گل سے صدائے شکر صنعت آفرین آرہی ہے ؎ ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید ۔ پھول عجب عجب رنگ کے کھلے ہوئے ہین جانوران
مختلف اللون شاخہائے درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ملکہ سیر باغ کرتی
ہوئی قصر مین داخل ہوئی قصر بھی آراستہ ہے مثل حجلۂ عروس شب اول کے
سجا ہوا تھا اور سب سامان عیش و راحت اس مقام پر پہلے سے موجود تھا
ملکہ آتے ہی مسند پر جلوہ گر ہوئی کشتیان میوے کی سامنے لا کر رکھی گئین انیسین
جلیسین مصاحبین ادب سے گرد پیش بیٹھین دونون گانیین صبا اور سیارہ
آکر ساز ملا کر بیٹھین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی مبارک سلامت کا غل ہوا ملکہ

سب کو انعام تقسیم کر رہی ہے ملازم دعائین دے رہے ہین صہبا نے چند ٹھمریان گا کر یہ غزل شروع کی

غزل

ادا آشوب جان ناز آفت دل سمجھے جائینگے
یہی دونون زمانے بھر کے قاتل سمجھے جائینگے

ہم آسان عشق اُنکا کب تلک اے دل سمجھے جائینگے
اگر اپنی تمنا کو وہ مشکل سمجھے جائینگے

ہمین اُنکی وفاداری کے قائل سمجھے جائینگے
جہان وہ جان کھلائینگے ہم دل سمجھے جائینگے

انھین ہے شوق پیرے خون کے مہندی کے ملنے کا
خیال اسکا بھی ہوتا ہے کہ قاتل سمجھے جائینگے

ابھی کیا ہے ذرا اظہار الفت ہو تو لینے دو
ہمین پھر امتحان دینے کے قابل سمجھے جائینگے

بہت آیا ہے اک بیکش کو غصہ آج واعظ پر
جو شیشے آج توڑینگے یہ سب بل سمجھے جائینگے

حسین کمسن ہین جتنے حسن اُنکا روز افزون ہے
جو ناقص آج ہین کل ماہ کامل سمجھے جائینگے

نہ تم بیٹھا کرو تصویر یوسف سامنے رکھ کر
یہی دو روز ہین بد مقابل سمجھے جائینگے

ابھی سے خود غرض کہتے ہین وہ اظہار الفت پر
جو بوسہ مانگ بیٹھینگے تو سائل سمجھے جائینگے

کشش رکھتا ہے تیرا حسن رفتار اس قیامت کی
بیٹھینگے خاک پر جو نقش پا دل سمجھے جائینگے

حد سے جائے گی وحشت مین ہماری بادیہ گردی
جہان بیٹھینگے تھک کر سنگ منزل سمجھے جائینگے

بھلا مشکل مری حل ہوگی پیدا آرزو کیونکر
محبت مین جب آسان کام مشکل سمجھے جائینگے

جسوقت صہبا یہ غزل گا چکی تو ملکہ نے سیارہ سے فرمائش کی کہ تم بھی کوئی غزل گاؤ کہ سمان بندھ جائے سیارہ نے یہ غزل شروع کی

غزل

رحم سے افزون ہوئی بیداد قاتل اور بھی
یون تسلی دی کہ تڑپا مرا دل اور بھی

امتحان ضبط کا انجام کچھ اچھا نہ تھا
رفتہ رفتہ بڑھ گئی بیداد قاتل اور بھی

بیٹھکر پہلو مین وہ کیا چھیڑتے چپکے کہتے ہین
بڑھتی جاتی ہے مری بیتابی دل اور بھی

ہو گئے ہین ہم سے دو اک دل جلے جیسے [illegible]
بڑھ گئی ہے کچھ تری گرمی محفل اور بھی

نجد مین کہتا تھا لیلیٰ سے دل مجنون کا جذب
چھوڑ دو ناقہ کو ہے تیار محمل اور بھی

قطع راہ شوق کا الٹا اثر ظاہر ہوا
ہر قدم پر بڑھ گئی دوری منزل اور بھی

کیون تمنا غیر کی تو پوچھکر چپ ہو گیا
تھا مری محفل مین کوئی صاحب دل اور بھی

قتل کر کے مجھکو پھر ترکش سے کھینچا اُسنے تیر
ہے کوئی شاید سزا پانے کے قابل اور بھی

شوق مین بڑھکر مرا گردن جھکانا قہر تھا
کچھ کھنچی جاتی ہے اب تو تیغ قاتل اور بھی

تلملاتے ہین غرض مطلب کسی کے اس پہلو سے
ہان یہ مطلب ہے تو پھر مجھ سے ملین مل اور بھی

دل ترا کیا ہے یہ کہنا بھید سے خالی نہین
کیا پھنسا لائے ہین زلفون مین وہ کچھ دل اور بھی

درد کی ہو گئین جو روکین اُڑ گیا چہرہ کا رنگ
ہو گئی اخفائے راز دل مین مشکل اور بھی

آتش شوق آہ کیون پھڑکی جو اٹھا تھا اثر
اب تو چپکے دے رہی ہے تیغ قاتل اور بھی

بیٹھنا دشمن کا اور ذرا تو بدلنا یار کا
اب نہین جمتا مرا اُٹھوا ہوا دل اور بھی

ہوتی جاتی ہے جو حاصل قربت کوئے حبیب
شوق بڑھتا جاتا ہے منزل بمنزل اور بھی

نیچی کرکے کیوں اُٹھائی ہے لگاوٹ کی نظر
ہوگیا دیکھو تہ و بالا مرا دل اور بھی

تیر اگر کھینچا ہے سینہ سے مٹا دو زخم بھی
پھر آسانی ابھی ہے ایک مشکل اور بھی

خوف رسوائی ہے خنجر سے جو دھمکاتے ہو تم
یونہیں تو سر ہو جائینگے کچھ اہل محفل اور بھی

ہے ترقی حُسن کی دور جوانی میں تری
نور مہ بڑھ جائے گا منزل بہ منزل اور بھی

ہوگیا تھا اضطراب شوق میں اقرار وصل
اب نہیں قابو میں رہنے کا مرا دل اور بھی

خندۂ بیجا سے بیدرد ٹانکے کھل گئے
چارہ سازی سے بڑھی بیدلی بسمل اور بھی

قتل اگر دشمن ہوا میں رشک سے مرجاؤنگا
ایک گردن ہے تہ شمشیر قاتل اور بھی

کانپتے ہاتھوں سے میں نے کیوں سنبھالا تھا جگر
کچھ ترقی کر گئی بیتابی دل اور بھی

یہاں تو محفل عیش و نشاط گرم ہے ملکہ انعام تقسیم کر رہی ہے اُدھر حال خضران بن عمر کا سنیے کہ یہ جو حرمان جنی اور رہبر خور دار جنی کو رہبر بنا کر چلا ہے تو قطع راہ کرکے قریب باغ ملکہ ماہ سمنبر کے پہونچا زیر دیوار قیام کیا کہ حال یہاں کا دریافت کر لوں تو آگے بڑھوں یہ سوچ کر ٹھہرا تھا کہ آواز غنا اور ساز کی اسکے کان میں آئی چونکہ یہ بھی مذاق علم موسیقی رکھتے ہیں بلکہ اس فن خاص میں تو انکو کمال حاصل ہے کس لیے کہ جانشین عمرو وہی شخص ہوسکتا تھا جو مثل عمرو کے ہوتا انھوں نے حرمان جنی کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ آواز کس کے گانے کی ہے اور صاحب باغ کون ہے کیا اچھی طرح کوئی گا رہا ہے کہ دل بیچین ہوگیا اسوقت جی چاہتا ہے کہ چلکر اس صحبت میں شریک ہوں اور گانا سنیں اور اپنا گانا اُن لوگوں کو سنائیں دونوں جنیوں نے کہا کہ یہ باغ ملکہ ماہ سیمبر کا ہے جو کہ دختر ہے عازم شعبدہ باز کی آپ وہاں کیونکر جا سکتے ہیں اسکی بزم عشرت میں سوا عورتوں کے مرد کے آنے کی اجازت نہیں ہے پھر آپ کیونکر شریک صحبت ہو سکتے ہیں خضران نے کہا کہ یہ ایسی کونسی بات مشکل ہے اگر مرد کے جانے کی ممانعت ہے تو عورت کی ممانعت تو نہیں ہے ابھی عورت بنے جاتے ہیں انھوں نے کہا کہ خواجہ ایسا قصد نہ فرمایئے اسلیے کہ اگر حال آپ کا کھل گیا تو غضب ہو جائیگا آپ نہیں جانتے کہ یہ کس شخص کی دختر کا باغ ہے عازم شعبدہ باز علم نیرنج کا عالم ہے اور اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے جان آفت میں پھنس جائے گی رہائی دشوار ہو جائیگی خضران نے کہا کہ تم اطمینان رکھو جو از رسیدہ ہے وہ مرتے کا رستہ رکھ لیتا ہے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری نکال کر آئینہ سامنے رکھا اور صورت اپنی ایک نازنین پری جمال کی بنائی آئینہ دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیوں بھی کوئی پہچان سکتا ہے اُن دونوں صاحبو نکو حیرت ہو گئی کہا سبحان اللہ کیا طاقت ہے کسی کی کہ پہچان لے اگر آپ ہمارے سامنے اپنی شکل نہ بناتے تو ہم بھی نہ پہچان سکتے خضران نے کہا کہ آؤ تمھیں بھی عورت بنا دیں پہلے تو انکو تامل ہوا کہ مرد ہو کر عورت کی کیا شکل بنیں لیکن خضران نے کہا کہ بغیر اسکے جلسہ کا تماشا دیکھنا

ممکن نہین ہر ارے بھی جیسا دیس ویسا بھیس عورتو نہین عورت ہی بنکے چلنا ٹھیک
ہر کہ وہ تجلی سے ساتھ بات کرین الغرض ان دونون جنونکو بھی عورت بنایا اور مثل
پریون کے پر انکے بازو نپر لگائے اور خود بھی بنکر آراستہ ہوے اور تخت زنبیل
سے نکالا اور دونون جنون سمیت اُس تخت پر بیٹھکر تخت کو اشارہ کیا کہ وہ
زمین سے بلند ہوا اور بالا سے ہوا اُڑ کر چلا یہ تخت تبرکات مین سے ہر خاصہ
اسکا یہ ہر کہ بغیر اعانت کسی کے یہ بلند بھی ہوتا ہر اور زمین پر بھی اُتر آتا ہر غرضکہ
تخت انکا بلند ہوکر دیوار باغ سے اونچا ہوا تو محفل عیش نظر آئی دیکھا خضران نے
کہ باغ نہایت آراستہ ہر اور وسط باغ مین ایک چبوترہ عمدہ سنگ مرمر کا ہر اسپر
شنگیرہ کار چوبی لگا ہوا ہر شیشہ آلات ہر رنگ کے روشن ہین جھاڑ کنول
مردنگ وغیرہ سب قرینے سے لگے ہوئے ہین ایک نازنین نہایت حسین
مسند جواہر نگار پر جوڑہ کج باندھے ہوئے لباس پر تکلف پہنے بیٹھی ہر دو طرف سے
انیسین جلیسین نہایت ادب کے ساتھ دوزانو بیٹھی ہین سامنے مسند کے
کشتیان شراب وکباب کی رکھی ہین ناچ ہو رہا ہر محفل عیش گرم ہر یہ رنگ
دیکھکر خضران نے تخت کو اشارہ کیا کہ پہلے تو یہ تخت بلند ہوا بعد اس کے
ستارے کیطرح زمین کیطرف متوجہ ہوا اور صحن باغ مین اُترنے لگا نظر جو اہل
محفل کی اس تخت پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے تو یہ آسمان کیطرف سے کون
آتا ہر ملکہ نے دیکھا کہ ایک تخت میرے باغ مین اُتر رہا ہر بالاے تخت
تین پریان لباس پر تکلف پہنے ہوئے زیور مرصع سے آراستہ بیٹھی ہین جو تین
ہین کہ قابل دید ہین چاند مین دھبا ہر مگر اُنمین عیب کلف بھی نہین ہر کچھ ایسی
ہیبت ملکہ کے دل پر طاری ہوئی کہ یہ بے اختیار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑی
ہوئی اور تالب فرش براے استقبال آکر کہنے لگی کہ ؎ رواق منظر چشم من
آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + آپ کون صاحب ہین
اور ادھر کیونکر تشریف لانا ہوا زہے نصیب اسکے جنکے گھر مین آپ جیسی
بیبیون کے قدم آئین کیا مین خوش نصیب ہون کہ آپ میرے گھر تشریف
لائین یہ وہی بات ہوئی کہ ؎ ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے + بن
بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے + اور میری تو وہ نوبت ہر جیسا کہ شاعر کہتا
ہر ؎ وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہر + کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر
کو دیکھتے ہین + آئیے تشریف رکھیے یہ کہکر ہاتھ پکڑے ہوئے لائی اور مسند
پر بٹھایا جسوقت خضران آکر مسند پر بیٹھا تو اسنے بیان کیا کہ نام میرا
احمر پری ہر اور یہ دونون مصاحبین میری ہین انمین ایک کا نام گوہر پری
ہر اور ایک کا اختر پری ہر مین پردہ دنیا کی سیر کو آئی اور اب پلٹ کر

کوہ قاف کو جاتی تھی یہان تمھاری صحبت کی گرماگرمی دیکھکر دل بیچین ہو گیا اور گانے
کی صدا نے بے اختیار کر دیا یہ تمھاری دونون گانے والیان کیا اچھی طرح گاتی ہین
ہر چند کہ ہم لوگو نکو آدمزادون سے اجتناب ہی مگر اسوقت دل نے نہ مانا اور مین بے
تکلف تمھاری بزم مین چلی آئی ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ آپ کے آنے سے مجھے
از حد خوشی ہوئی آپ زینت محفل ہین اور زیب مسند عزت ہین احمر پری نے کہا
کہ بی بی ناخواندہ مہمان سمجھکر میری بے عزتی نہ کرنا ملکہ ماہ سیمبر نے ہنسکر جواب دیا
کہ ایسی باتین کرکے مجکو شرمندہ نہ کیجیے آپ ہمارے سر کی تاج ہین ✿ گر بسر و
چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + یہ کہکر ملکہ آپ بھی قریب آکر بیٹھ گئی اور
گانیون کو بھی حکم دیا کہ انھون نے ساز چھیڑے اور پھر گانا شروع کیا قمر پری نے تعریفین
کر کرکے خوب دل بڑھایا اور کچھ انعام دینے کا قصد کیا ملکہ ماہ سیمبر مانع ہوئی اور
دست بستہ عرض کیا کہ اب آپ بھی مجھے ذلیل کرتی ہین اسلیے کہ آپ اسوقت میری
مہمان ہین آپ کو یہ مناسب نہین کہ میرے ملازمون کو میرے گھر پر آکر انعام
و اکرام دیجیے جسوقت مین آپ کے گھر جاؤن یا انمین سے کوئی جائے تو آپ کو
اختیار ہی مین نے انکو بہت کچھ دیا ہی اور جسقدر فرمایئے انعام دے دیا جائے
آپ کی دعا سے زر و جواہر کی کمی نہین ہی خداوندگار تاجدار نے میرے
باپ کو اسقدر دیا ہی کہ اگر وہ چاہے تو سلطنت مول لے سکتا ہی یہ باتین سنکر
قمر پری کے منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور جھوٹ موٹ جو
ہاتھ جیب مین ڈالا تھا یہ کہکر ہاتھ نکال لیا کہ اگر تمھاری خوشی نہین ہی تو خیر مین
نہ دونگی ماہ سیمبر نے کچھ روپے ان گانیون کو قمر پری کی طرف سے دیدیے یہ نہایت
خوش ہوئین اور بھی توڑ توڑ کر گانے لگین بعد اسکے ملکہ ماہ سیمبر نے قمر پری
سے ہنسکر کہا کہ یہ بین جو آپ لیے ہوئے ہین کیونکر بجتی ہی مین نے کبھی
بین نہین سنی ہی صورت تو البتہ دیکھی ہی اور نام بھی سنا ہی لیکن اس باجے کو
بجتے کبھی نہین دیکھا اگر آپ کی مصاحبون مین سے کسی کو اسمین دخل ہو تو حکم
دیجیے یہ آپس کی صحبت ہی کوئی غیر تو یہان نہین ہی جسکی وجہ سے شرم و لحاظ
ہو قمر پری نے کہا یہ اس گن کی نہین ہین مجھے کسیقدر شوق ہی مگر اچھی طرح
دخل نہین تم سنکر ہنسوگی ورنہ مین خود بجا کر سنا دیتی ماہ سیمبر نے کہا کہ مین کیا
ہنسونگی جب مجھے خود ہی دخل نہین ہی تو آپ پر کیا ہنسونگی مگر آپ سے مین
نہین کہہ سکتی کہ خلاف مزاج نہ ہو قمر پری نے کہا کہ نہین اپنے گھر مین انسان
سبھی کچھ کرتا ہی تم سے مجھے کوئی تکلف نہین اگر تکلف ہوتا تو اسطرح چلی کیون
آتی مین تم کو سنائے دیتی ہون یہ کہکر بین اپنے کاندھے سے اتاری اور
کھونٹیان اسکی مروڑ کر تارونکو سر مین ملایا ملکہ ماہ سیمبر سے کہا کہ طبلہ

تم اپنے ہاتھ میں لو چونکہ یہ بھی تھوڑا بہت دخل رکھتی تھی اور طبلہ تو خوب بجاتی
تھی اسنے طبلہ اپنے آگے کھینچ لیا اور قمر پری نے بین کو چھیڑا سب محو ہو رہی تھین
کہ یہ پری ہے اور پرستان کا گانا مشہور ہے سننا چاہیئے جسوقت مضراب کی چھیڑ
شروع ہوئی اور بین بجنے لگی تو یہ معلوم ہوا کہ شعلون سے چراغ روشن ہو رہا ہے بین
مین سے لو نکل رہی ہے صبا اور سیارہ کے تو ہوش اُڑ گئے ملکہ ماہ سیمبر ٹھیکا
بجانا بھول گئی بے تالی ہونے لگی آخر اسنے کھسیانی ہو کر طبلہ ہاتھ سے رکھ دیا
خفقران نے ایسی بین بجائی کہ ان سب کو محو کر دیا ہر ایک جھومنے لگا
ایک وجد کا عالم تھا ملکہ تو کہہ رہی تھی کہ اے قمر پری تمھارے ہاتھون کے نثار جن
ہاتھون سے بین بجا رہی ہو دیر تک یہی رنگ رہا ماہ سیمبر کو خیال پیدا ہوا کہ اسکا
گانا بھی نہایت دلچسپ ہوگا ہاتھ باندھ کر کہا کہ ہر چند یہ کہنا میرا گستاخی سے
خالی نہیں ہے کہ کچھ گانا بھی سنایئے مگر کہے بغیر تو بار را کردہ گستاخ + آپ نے
تو دل بےچین کر دیا جی نہین چاہتا کہ گانا موقوف ہو ہر وقت یہی صدا کان مین آتی
جائے تو بہتر ہے قمر پری نے کہا کہ مین گانا بھی سُنا دونگی لیکن پہلے یہ تو بتاؤ
کہ یہ جلسہ تم نے کس خوشی مین کیا ہے معمولی جلسہ تو تفنن کے طور پر ہوتا ہے
اسمین ایسے سامان نہین ہوتے ہین سچ کہو کہ ہمین بھی خوشی حاصل ہو کیا تمھارے
گھر مین کوئی شادی ہونے والی ہے ماہ سیمبر نے کہا کہ باپ میرا وزیر بادشاہ ہے
تھوڑے دن ہوئے کہ عتاب شاہی مین گرفتار ہو کر قید ہو گیا تھا اب اُسنے رہائی
پائی ہے اور اسی مرتبہ پر پھر فائز ہوا ہے جو پہلے تھا اس خوشی مین مین نے یہ جلسہ
کیا ہے ہر چند کہ یہ بات غیرت کی تھی کہنے کے قابل نہ تھی مگر آپ سے کیا پردہ اب
مین آپ کو غیر نہین سمجھتی ہون قمر پری یہ سُنکر بظاہر بہت خوش ہوئی اور یہ
کہنے لگی کہ بادشاہ نے رہا جو کیا تو اسکا بھی کوئی سبب ضرور ہوگا خواہ اسکا
بیگناہ ہونا ثابت ہو گیا ہوگا یا کوئی غرض بادشاہ کی اسکے متعلق ہوگی ملکہ ماہ سیمبر
نے جواب دیا کہ ایک تو باپ میرا بے خطا بھی تھا علاوہ اسکے بادشاہ کی غرض
بھی درپیش تھی اور وہ غرض بھی ایسی ہے کہ بادشاہ کا ملک ہاتھ سے جایا چاہتا
تھا دشمن نے چڑھائی کی تھی کوئی قابل مقابلہ حریف یہان نہ تھا اس وجہ سے
میرے باپ کو رہا کیا کہ وہ حریف کو گرفتار کرے سُنا ہے کہ بدیع الملک
کوئی شخص ہے اُسے دعویٰ صاحبقرانی ہے اُسنے طلسم نہ طاق پر چڑھائی کی
اور پہلا در بند نہ طاق کا یہی ہے باپ میرا علم شعبدہ بازی مین اپنا مثل و نظیر
نہین رکھتا ہے یقین ہے کہ اُسنے سب کو اسیر بلا کیا ہوگا یہ سُنکر خفقران پریشان
ہوا دل مین سوچا کہ اچھے وقت پر پہونچے ملکہ کو جواب دیا کہ یہ تو بڑی مسرت
کی بات ہے ان خدا پرستون نے تمام قاف کو ویران کر دیا ہزار ہا دیوان قاف

گویا راست مجھے بھی ان لوگوں سے عداوت قلبی نہیں ذکر تھا کہ مخلدار نے آکر عرض کیا
حضور کے والد ماجد تشریف لا رہے ہیں قمر پری نے کہا کہ اچھا تو اب میں جاتی
ہوں اسلیئے کہ غیر مرد کے سامنے ہونا میرا دستور نہیں ہے ماہ سیمبر نے کہا کہ آپ
جاتے کیوں کیا پردہ نہیں ہو سکتا ہے یہ کہکر خواصوں کو حکم دیا کہ اوٹ لاکر کھڑا کردو
کہا ہاں اوٹ لینے چلی تھیں کہ قمر پری نے کہا اوٹ نہ منگاؤ میں اپنا پردہ
آپ کرلونگی اوٹ کی ضرورت نہیں ہے یہ کہکر دوپٹہ اپنا اوڑھ لیا اور اپنی ہمراہی
دونوں مصاحبوں کو بھی اسی دوپٹہ میں چھپا لیا کہ یہ سب نظروں سے غائب ہوگئیں
ملکہ عازم شعبدہ باز کو لینے چلی گئی تھی جسوقت پلٹ کر آئی تو قمر پری
وغیرہ کو نہ پایا حیران رہ گئی عازم نے پوچھا کہ کسکو ڈھونڈتی
ہو اسمیں آواز پیدا ہوئی کہ ملکہ پریشان نہ ہو میں کہیں گئی نہیں ہوں یہیں موجود
ہوں اپنے والد کو تسلیم کہدو جیسے تمہارے بزرگ ویسے میرے عازم بھی گھبرایا
کہ یہ آواز کہاں سے آئی ماہ سیمبر نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ جب آپ مجھے
آتے ہیں تو سب سامان اچھے ہی اچھے نظر آتے ہیں آج اتفاق سے ایک
شاہزادی کوہ قاف کی ہماری مہمان ہو گئی ہیں یہ انھیں کی آواز تھی آپکو
تسلیم کہتی ہیں میں انھیں کو دیکھ رہی تھی ابھی ابھی سامنے بیٹھی ہوئی تھیں آپکو
دیکھ کر چھپ گئیں مجھ سے کہدیا تھا کہ میں اپنا پردہ آپ کرلونگی عازم ایک
تو یوں ہی سامان جشن دیکھ کر خوش ہوا تھا پری کا حال سنکر اور بھی مسرور ہوا اور
اسکو اشتیاق دید پیدا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ تعجب بھی ہوا کہ بیٹھے بیٹھے غائب
ہو جانا کیا معنی یہ بھی ایک شعبدہ بازی سی معلوم ہوتی ہے عازم نے کہا کہ آپ مجھکو کیا
سمجھتی ہیں قمر پری نے جواب دیا کہ بڑا جانتی ہوں کہا کہ اگر بڑا جانتی ہیں تو مجھ
سے پردہ نہ کریں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صرف ظاہرداری آتی ہے یہ سنکر
قمر پری نے دوپٹہ ہٹا دیا اور جھک کر سلام کیا نظر جو عازم شعبدہ باز کی
صورت زیبا پر پڑی ہے ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہا کہ آپ میں تو بڑے
کمالات معلوم ہوتے ہیں آپنے یہ علم کس سے سیکھا ہے کہ جب چاہا نظر سے
غائب ہو گئے جب چاہا صورت دکھا دی اگر آپ کا کوئی شخص طالب دیدار
ہو تو یقین ہے کہ کوفت اٹھاتے اٹھاتے مر جائے اگر آپ خود اپنا جمال جہان آرا نہ دکھائے
تو یقین ہے کہ طالب دید ترس ترس کر ہلاک ہو جائے ملکہ قمر پری نے شرماکر
گردن نیچی کرلی اور کہا کہ آپ بھی تو علم شعبدہ بازی میں کمال رکھتے ہیں میں
آپ کی دختر نیک اختر سے سن چکی ہوں کہ آپ اس علم کی بدولت مرتبہ
اعلےٰ کو پہونچے ہیں اور ہاں یہ تو بتائیے کہ بدیع الملک کے واسطے کوئی
آپ نے انتظام تازہ کیا یا ابھی نہیں عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ تو

سطرح کہہ رہی ہین جیسے آپ تو بھی بدیع الملک سے کوئی کاوش ہی اور کینہ دیرینہ
آپ کے دل مین ہی قمر پری نے کہا وہ کون ایسا شخص ہوگا جسکے دل مین عداوت
ان خدا پرستون کی نہ ہوگی کونسا مقام انکے ہاتھ سے برباد نہین ہوا اور کس مذہب
والے انکے دست بدعت سے پریشان نہین ہو چکے ہین میرے بھی بہت سے
عزیز حمزہ اور اولاد حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے اگر آپ ان لوگون کو کوئی زک
پہنچائے تو مین نہایت خوش ہونگی یہ سُنکر عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ اطمینان
رکھیے مین نے اُن سب کو مخبوط الحواس کر کے ایک قمر خالی پر بٹھا دیا ہی اپنے
نزدیک وہ حورون کے مجمع مین بیٹھے ہین اور دراصل وہ سب کاغذی پتلیان ہین
غرض پھر تمام کیفیت اسیری بدیع الملک کی مع سرداران عالی مقام بیان کی
اور حال شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کا بھی مفصل ہنس ہنسکر بیان کیا کہ پہلے
سردارون کو طوغان راست باز نے آہو کی ماتم داری مین بٹھا دیا ہی سب
تارک دنیا ہو کر بیٹھے ہوئے ہین اب یقین ہی کہ بہت جلد قتل ہو جائینگے
مین اسواسطے آیا ہون کہ اپنی دختر کو لے جا کر تماشا اُن اسیرون کی اسیری کا
دکھادون کہ کسطرح وہ کاغذ کی پتلیون مین گھرے بیٹھے ہین اور انکو حوران بہشتی
سمجھے ہوئے ہین یہ سُنکر ملکہ ماہ نسیم کو توان سب کا اشتیاق پیدا ہوا
بہت ساز روجواہر اسنے باپ پر سے نثار کیا اور قمر پری نے کہا کہ اب
میرا ٹھہرنا بیکار ہی اسلیے کہ آپ تو اب اپنی دختر کو لیکر وہان جائیے گا مین
یہان اکیلی کیا کرونگی مین بھی تو کوہ قاف کو جاتی ہون عازم شعبدہ باز تو قمر پری
پر شیفتہ و فریفتہ ہو ہی چکا ہی اسنے کہا کہ اے قمر پری تم بھی ساتھ چلو قاف جانے
کی کیا ضرورت ہی تم بھی ملکہ کے ساتھ اُن سب کی اسیری کا اور بیخودی کا
تماشا دیکھ لو کہ ایسا پیچ بھی نظر سے نہ گذرا ہوگا تم کو بھی ان لوگون سے
کاوش ہی انکی یہ حالت دیکھکر تمھارا بھی دل خوش و مسرور ہوگا قمر پری نے
کہا کہ میرے مزاج مین چہل ہی اور ہنسی مذاق کی مجکو ازحد عادت ہی اگر مین وہان
پہونچ جاؤن کسی کو ستاؤن یا کوئی کیفیت آپ سے دریافت کرون تو آپ کو
ناگوار نہ ہو اور مین مخل صحبت نہ ہون عازم شعبدہ باز نے کہا کہ نہین یہ تو
صرف ایک شعبدہ ہی اور مجھے کوئی بات آپ سے پوشیدہ کرنے کی ضرورت
نہین ہی اسلیے کہ آپ دوست ہین دشمن نہین ہین جو کچھ پوچھیے گا مین سب
بیان کرونگا اور آپ تو خود اس علم سے واقف ہین یہ تو وہی مثل ہی کہ کہین
دائی سے پیٹ چھپایا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور قمر پری ماہ نسیم وغیرہ
کو ساتھ اپنے لیکر جانب قبر شعبدہ روانہ ہوا چونکہ یہ لوگ ظاہر بلطف سحر
عامل ہین تو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ سواری مثل باد بہاری کے

چلی جاتی ہو زرتنین اور جبشنین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے ٹھوکروں سے
راہ روئی تکو ہٹاتی چلی جاتی ہین اس جاہ و تجمل کے ساتھ سواری ماہ سیم
اور ملکہ قمر پری کی دامنۂ کوہ مین پہونچی جہان کہ مقبرہ مین تمام تورانیان
بدیع الملک وغیرہ مع اسد فاندار مجاور بنے بیٹھے تھے دیکھا قمر پری نے
کہ ایک باغ بہشت آئین ہے یہ مقبرہ ہی گل و ریاحین کی تعریف مین زبان
خامہ قاصر ہی اور جانور درختون پر اسطرح خوش الحانی کر رہے ہین کہ تمام نخل وجد
کے عالم مین جھومتے نظر آتے ہین سبزہ مثل فرش مخمل کے زمین کو چھپائے ہوئے
ہی خوشبو پھولون کی دماغ جان کو معطر کیے دیتی ہی اور اندر مقبرہ کے جسقدر خورتین
ہین ایسی حسین ہین کہ کبھی چشم فلک نے بھی یہ حسن نہ دیکھا ہوگا لیکن بدیع الملک
وغیرہ ان حسینون کی طرف التفات بھی نہین کرتے ہین بلکہ منھ اپنا انکی جانب
سے پھیر لیتے ہین وہ تمام عورتین قبر کی خدمت گزاری مین مصروف ہین کوئی
مروحہ جنبانی کر رہی ہو کوئی چادر قبر کی صاف کر رہی ہو کوئی جھاڑو دے رہی ہی
کوئی لخلخہ سلگا رہی ہی اور یہ لوگ بیٹھے ہوئے دعائین اور سورے کلام شریف
کے پڑھ رہے ہین اور صاحب قبر کو ثواب اسکا بخش رہے ہین یہ رنگ دیکھ
ماہ سیم بہت ہنسی اور اپنے باپ کی صفت و ثنا کرنے لگی اور قمر پری تخت
سے اُتر کر قریب بدیع الملک کے آئی اور کہا کہ ذرا ادھر تو دیکھیے مزاج تو
اچھا ہی بدیع الملک نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ اے پری میرے پاس سے
ہٹ کے کھڑی ہو کہ مین تیرے سایہ سے بھی پرہیز کرتا ہون اسلیے کہ مین نے
دنیا کو ترک کیا ہی بے ثباتی دنیا پیش نظر ہی اسنے یہ کج ادائی بدیع الملک
کی دیکھ کر کہا کہ آپ نے دنیا کو ترک کیا تو مین تارک نہین ہون لیکن میری کوئی
اور نیت بھی نہین ہی مین مثل اور عورتون کے نہین ہون کہ مرد کو دیکھا اور پھسل
پڑی مین خود تم کو بھائی سمجھتی ہون صرف خیریت دریافت کرنا چاہتی تھی اور
پوچھنا منظور تھا کہ اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی تھا صاحبقران نے کہا
اے جادو دور ہو یہان سے کیون مجکو ملوث گناہ کرتی ہی یہ سنکر عازم شعبدہ باز نے
قمر پری سے کہا کہ تم نے چھیڑ کر باتین سنین ان لوگو نکو یون ہی رہنے دو کہ یہ اپنے
ہوش مین نہین ہین بے ثباتی دنیا کو خیال کر کے دل کو دنیا سے اُٹھائے
ہوئے ہین قمر پری نے کہا مجکو آپ سے کوئی شکایت نہین ہی الحاصل یہانکا
تماشا دیکھ کر عازم شعبدہ باز ان سب کو ہمراہ اپنے لیکر باغ ملکہ مہ جبین
سبز پوش کی جانب روانہ ہوا جسوقت یہ سب داخل باغ ہوئے تو یہانکا
اور ہی رنگ دیکھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ پاس ملکہ مہ جبین سبز پوش کے
بیٹھے ہین اور آصف نجم طلعت عزالہ شنوخ چشم سے پہلو اپنا گرم کیے

ہوئے ہین امیر الزمان عین الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی ایک
ایک پری وش کو بغل مین لیے بیٹھے ہین عجیب طرح کا رنگ ہے کہ ایک کو دوسرے
کا لحاظ نہین ہے ملکہ ماہ سیمبر نے ان لوگون کی حالت پر تاسف کیا اور اپنے
باپ کے کمالات کی تعریف کی عازم شعبدہ باز نے کہا کہ اے فرزند یہ عمارتین
وہ سب میری ہی بنائی ہوئی ہین لیکن ان لوگون کو عشق ناز نینا نہین مست
و مدہوش طوغان راست باز نے کیا ہے اب ان لوگو نکو چراغ سحری سمجھنا
چاہیے آج ہوکے چہلم سے پہلے انکا نتیجہ ہوجائے گا بس اب یہان سے تم تو
اپنے باغ کی طرف روانہ ہو اور مین یہان سے خدمت مین بادشاہ کی جاتا ہون
تمھارے تماشا دیکھنے کے واسطے مین نے اب تک ان لوگو نکو قتل سے بچایا
تھا اب ایک دم مین یہ سب فنا ہوجاینگے اور ہمیشہ کے واسطے یہ طلسم کا
ٹ جائے گا یہ کہکر ملکہ ماہ سیمبر کو رخصت کیا یہ سلام کرکے اپنے باغ کیجانب
روانہ ہوئی چلتے وقت قمر پری سے کہا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے قمر پری نے
کہا اب مین بھی کوہ قاف کو چلی جاؤنگی ماہ سیمبر نے کہا کہ پھر بھی کبھی سرفراز
فرمایئے گا قمر پری نے کہا کہ اکثر مین آیا کرونگی تم سے تو مجھے محبت قلبی ہوگئی
ہے مگر تم بھی اپنی انس و محبت کے ساتھ پیش آنا بیرخی نہ کرنا اسنے کہا کہ کہین
ایسا ہو سکتا ہے یہ کہکر ملکہ ماہ سیمبر تو اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی اور یہان
عازم شعبدہ باز نے قمر پری سے کہا کہ مین ابھی آپ کو نہ جانے دونگا ایک وقت
کی مہمانی قبول فرمایئے اسلیئے کہ مجھے کچھ ضروری باتین آپ سے کرنا ہین قمر پری
نے کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے کن کن سرکشون کی تو آپ نے یہ
گت بنادی ہے جنکے نام سے تمام عالم کانپتا تھا وہ مست و مدہوش جان سے
ہار بیٹھے ہوئے ہین اگر آپ مجھ پر بھی کوئی شعبدہ سازی کیجیے تو مین آپکا کیا
کر سکونگی ایسے لوگون سے دور بھاگنا چاہیے یہ سنکر عازم شعبدہ باز ہنسا
اور کہا کہ اے ملکہ قمر پری کسی نے بھی اپنے معشوق پر ظلم کیا ہے یا مین ہی کرونگا
میری جانب سے تم بدگمان نہ ہو اور اسے تو تم بھی سمجھتی ہو کہ شعبدہ ایک ایسی
چیز ہے کہ دراصل اسکی کوئی حقیقت نہین ہے ذرا سی ترکیب مین سب سامان
ہو سکتا ہے قمر پری نے کہا وہ کیا ترکیب ہے پہلے مجھے بتادو تو مین تمھارے
ساتھ چلونگی عازم نے کہا کہ تم اس شعبدے کو پوچھتی ہو قمر پری نے کہا یہی بتاؤ کہ یہ
لوگ جو گرفتار کیئے ہوئے بیٹھے ہین اگر انکو رہا کرنا چاہے تو کیونکر رہا کرے
عازم نے کہا کہ اے قمر پری ہر چند کہ یہ بات بتانے کی نہین ہے مگر مجھے تمھاری خاطر
منظور نہین ہے اسوجہ سے بتائے دیتا ہون لیکن تم کسی کو نہ بتانا قمر پری
نے کہا بھلا تمھاری بھی کیسی باتین ہین مین کسی کو کیون بتانے لگی تھی اگر مجھین

کچھ شک ہو تو مجھے بھی نہ بتاؤ جب وقت اسکا گذر جائے گا اور کھٹکا تمھارے
دل سے مٹ جائے گا اسوقت ظاہر کرنا بھی کوئی اسکی ضرورت نہیں ہو عازم
نے کہا مجھے تم سے اطمینان ہو یہ کہکر بیان کیا کہ صورت اس شعبدہ کی یہ
ہو کہ قبر کی داہنی جانب دو سرکنڈے گڑے ہوئے ہیں اُنپر نیلا اور لال سوت لپٹا
ہوا ہو اگر کوئی شخص فلاں اسم پڑھکر نظر غور سے دیکھے تو وہ سرکنڈے نظر آنے
لگیں گے چاہیے کہ دونوں سرکنڈوں کو اُس مقام سے اُکھاڑے اور تھوڑا پانی اُس
نشان پر ڈالدے جس جگہ سرکنڈے گڑے تھے تو یہ سارا کارخانہ مٹ جائے گا
اور وہ سب جو بیٹھی ہیں کاغذ کی پتلیاں نظر آنے لگیں گی یہ سب سامان دیکھنے کا
ہو در اصل وہاں کچھ بھی نہیں ہو قمر پری نے کہا کہ میں نہ مانونگی کوئی بات اسمیں اور
بھی ہوگی اسنے جواب دیا کہ ہاں ایک بات اور ہو وہ یہ ہو کہ پانی سوراخوں میں
ڈالتا جائے اور یہ اسم پڑھتا جائے یہ کہکر اسم ورد زبان کیا قمر پری نے اُس
اسم کو یاد کر لیا اور کہا کہ کیا اچھا نیرنگ آپ نے دکھایا ہو لیکن وہ لوگ جو باغ
ملکہ مہ جبین سبز پوش میں بیٹھے ہیں وہ تو دوسرے فن میں پھنسے ہوئے ہیں اُس سامان
کا ہٹنا و یقین ہو کہ آپ کے امکان میں نہ ہوگا جب تک دوسرا شخص بھی
شریک نہ ہو کہ عمارات ساختہ آپ کی ہیں اور نازنین بنائی ہوئی دوسرے
شخص کی ہیں عازم شعبدہ باز نے کہا کہ اے قمر پری یہ صحیح ہو کہ اس نیرنگ
کے بنانے میں طوغان بھی شریک ہو بلکہ اُسی نے ان لوگوں کو گرفتار بلا کیا ہو
لیکن جو نیرنجات اُسے معلوم ہیں وہ مجھے بھی معلوم ہیں اسلیے کہ میں اور وہ
دونوں ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہیں مجھے اُسکے مٹانے کا طریقہ بھی معلوم
ہو اسکی صورت یہ ہو کہ دروازۂ باغ پر دو سرکنڈے دبے ہوئے بصورت
محراب نصب ہیں اگر کوئی شخص اُن دونوں سرکنڈوں کو یہ پڑھکر اکھیڑ لے تو
سب کیفیت وجدانی برطرف ہو جائے گی اور جو لوگ کہ عالم بیخودی میں ہیں
سب کو ہوش آجائے گا وہ نازنین اور سب سامان دیکھنے ہی کا ہو
شعبدہ طوغان راست باز کا ہو صرف ملکہ مہ جبین سبز پوش تو انسان
اصلی ہو اور دختر ہو طوغان راست باز کی باقی جسقدر کنیزیں ہیں وہ سب
کرشمہ نیرنگ طوغان کا ہو مہ جبین باقی رہجائے گی اور کل مکانات و باغات
وغیرہ غارت ہو جائینگے ہرن کا چالیسواں اور صحبت بادہ خواری وغیرہ
یہ سب مغالطے کی باتیں ہیں جسکے باعث سے یہ لوگ از خود فراموشی کی
حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں ہر چند کہ تم سے کہنے میں کوئی قباحت نہیں
لیکن بمزید احتیاط میں پھر تم سے منع کیے دیتا ہوں کہ ان باتوں کو کبھی بھول کے
سے زبان پر نہ لانا یہ سنکر چہرہ قمر پری کا سرخ ہو گیا کہا کہ اے عازم تم مجھے

کیا نادان سمجھتے ہو تو بار بار منع کرتے ہو یہ ذرا سی نیرنج سازی کر کے اسقدر اسلی
پردہ پوشی کرتے ہو اگر مین کرشمہ اپنی نیرنج سازی کا دکھاؤن تو زندگی بھر تمھاری
عقل چکر مین رہے اور کچھ سمجھ مین نہ آسکے عازم نے کہا کہ ایک شعبدہ تو آپ کا
مین دیکھ بھی چکا ہون کہ بیٹھے بیٹھے آپ غائب ہو گئی تھین اور پھر سامنے
نظر آنے لگی تھین قمر پری نے کہا کہ آؤ ایک تماشا اور دیکھو لو یہ کہکر ہاتھ اپنا
بلند کیا اور کہا کہ منھ اپنا میری بغل کے نیچے سے لاؤ نظر جو عازم کی زیر بغل گئی
ایک عجب عالم نظر آیا وہ سینہ کا ابھار جوش شباب یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
شمعہ بلور روشن ہین اور ایک تھیلی سی زیر بغل لٹک رہی ہے قمر پری نے کہا
اس تھیلی مین منھ ڈالکر دیکھو عازم شعبدہ باز نے منھ تھیلی کا کھولا اور دیکھنا
شروع کیا ادھر خواجہ نے چپکے سے کہا کہ ای زنبیل دراز ہو جا منھ اس تھیلی کا
اسقدر دراز ہو گیا کہ سر عازم شعبدہ باز کا اس تھیلی مین داخل ہو گیا ایک
خوشبو ایسی اسکے دماغ مین آئی کہ نہایت فرحت حاصل ہوئی عازم نے
بہت تعریف کی کہ واقع مین کیا عمدہ خوشبو آتی ہے قمر پری نے کہا اور گردن
آگے بڑھاؤ عازم نے اور منھ اپنا آگے کیا دیکھا ایک شہر معلوم ہوتا ہے
دریا جاری ہین لوگ ناؤ نیرا اور بجرو نیر بیٹھے ہوئے سیر دریا مین مصروف
ہین باغات و مکانات عالیشان نظر آتے ہین لوگ پھر رہے ہین دور تک
سبزہ زار ہے کیا اچھا یہ مقام ہے ایسا کوئی شہر بھی آجتک نہین دیکھا
قمر پری نے کہا اور جھکو جتنا عازم شعبدہ باز جھکتا جاتا ہے اسکو تماشے عجیب
عجیب طرح کے نظر آتے جاتے ہین جب یہ کمر تک جھک گیا تو قمر پری نے
دونون ٹانگین اسکی پکڑ کے اونچا کیا اور آدھے سے زیادہ داخل زنبیل کر کے
کہا کہ اب کیا معلوم ہوتا ہے اسنے بیان کیا کہ قصر ہائے رفیع الشان معلوم ہوتے
لشکر نظر آرہے ہین بازار آراستہ ہین مسجدین بنی ہوئی ہین خدا پرست اس ملک
مین بہت معلوم ہوتے ہین لوگ دکانین آراستہ کیے بیٹھے ہین زندان خانہ
مین قیدی بیڑیان پہنے ہوئے بیٹھے ہین بعضے کام کاج کر رہے ہین قمر پری نے
کہا کہ تم کہان ہو عازم نے کہا آدھا بہشت مین آدھا دوزخ مین ہون [illegible] کہ
پھر آدھے بھی دوزخ مین کیون رہو سارے بہشت مین چلے جاؤ یہ کہکر دونون ٹانگین
اٹھا کر زنبیل مین جھونک دیا اور نعرہ کیا کہ باش [illegible] مہر سپہر عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران
و سر برندہ جادوگران یعنی خواجہ ثالث خضران بن عمرو ثانی عالیشان ادھر
عازم شعبدہ باز جو داخل زنبیل ہوا اور آنکھ اسکی کھلی تو اسنے عجیب عجیب
سامان دیکھے لوگ اسکے لینے کو دوڑے ہاتھون ہاتھ زمین پر اتارا ادھر خواجہ خضران

نے آواز دی کہ یادادا آدم اسے لباس شاہی مین زنبیل کی سیر کرائیے یہ سنتے ہی لوگ
تاج و تخت لے کر مع جلوس شاہانہ قریب عازم شعبدہ باز کے آئے اور نہایت
عزت کے ساتھ اسکو تخت پہ بٹھایا اور ماہی مراتب کے ساتھ باحشم و خدم سیر
ملکون کی کرانے لگے چتر شاہی سر پر اسکے گردش کر رہا تھا ستارہ اقبال کا بلند تھا
یہ لوگ عازم شعبدہ باز کو تخت پر بٹھائے ہوئے اقلیم بادشاہ اول کیجانب
روانہ ہوئے کہ حاکم وہان کا قسیم کج کلاہ ہے قسیم کج کلاہ نہایت عزت سے
پیش آیا عازم حیران ہے کہ یہ مین کہان ہون قسیم کج کلاہ نے کہا کہ اے شخص تو
کیا مذہب رکھتا ہے عازم نے بیان کیا کہ مین اکوان پرست ہون قسیم کج کلاہ
نے کہا کہ کفار تو یہان نہایت ذلت و خواری سے رہتے ہین تمھارے حال پر کیا
عنایت عمرو کی تھی جو تم اعزت و حرمت کے ساتھ اس مقام پر ہو کہ تمام شاہان
زنبیل کو حکم ہے کہ تم سے ملاقات کرین عازم نے کہا کہ عمرو کیسا اور زنبیل کسکو کہتے
ہین قسیم نے کہا وہ بخبر جسنے تجھے اس مقام پر پہونچایا وہ عمرو ہین اور یہ زنبیل ہے
انکی عازم نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ عمرو شعبدہ بازی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے
ہین قسیم نے کہا کہ اے نادان عمرو نام شعبدہ بازی بھی اچھی طرح نہ جانتے ہونگے یہ
زنبیل اعجاز ہے بزرگان دین کا شعبدہ مٹ جاتا ہے اور یہ ہمیشہ برقرار رہنے والی
چیز ہے عازم شعبدہ باز کے یہ سنکر ہوش اڑے لیکن دل مین خیال کیا کہ بیشک
عمرو بڑا زبردست شخص ہے اور وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو ثالث تھا اگر یہ زنبیل عمرو معجزہ
کی چیز ہے تو اسکے سامنے شعبدہ کی کیا حقیقت ہے عمرو بھی سچا اور اسکے بزرگان
دین بھی برحق ہین اگر مین نے اس قید سے نجات پائی تو ضرور اس مذہب
برحق کو اختیار کرونگا جو کہ مذہب عمرو ثالث کا ہے یہ تہیہ دل مین کرکے یہ تو
خاموش ہو رہا قسیم تاجدار نے تین روز اسکی دعوت مین صرف کیے بعد
اسکے سواری عازم شعبدہ باز کی اسی شان و شوکت کے ساتھ دوسرے
ملک کی جانب روانہ ہوئی آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا نقیب بولتا ہوا جلوس
شاہی ہمراہ جسوقت یہ اس شان و شوکت کے ساتھ دوسرے ملک مین
پہونچا تو یہانکا بادشاہ کہ نام اُسکا نسیم تاجدار ہے یہ برائے استقبال آیا
اور نہایت عزت کے ساتھ عازم شعبدہ باز کو لے گیا اور اپنا مہمان کیا
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک کی سیر کرا کے رخصت
کیا بعد اسکے عازم شعبدہ باز کے ملک دبدبہ کی جانب روانہ ہوئے
جسوقت یہ داخل شہر ہوا تو ارکین دولت آئے اور نہایت عزت کے ساتھ
اسکو لے کر ایوان شاہی مین آئے دبدبہ کوہ پوش سے ملاقات ہوئی دیکھا
عازم شعبدہ باز نے کہ ایک سے زیادہ دوسرا ملک آباد تھا اور دوسرے سے

زیادہ تیسرا ملک آباد تھا لوگ ہر جگہ کے خلیق و حسین مگر سب خدا پرست ہر شہر
مین مسجدین بکثرت بتخانون کا نام و نشان بھی نہین ہر طرف سے صدائے تکبیر چلی آتی
تھی اس آواز سے دل عازم شعبدہ باز شگفتہ ہوتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ
کیا عمدہ یہ مذہب ہے کئی دن تک یہان بھی عازم شعبدہ باز کی دعوت رہی
اب یہ یہان سے بھی رخصت ہوا اور ایک ملک مین پہونچا کہ وہ سب سے
زیادہ آباد تھا مکانات نہایت بلند و وسیع بنے ہوئے تھے سڑکین بہت
صاف دو کانین نہایت آراستہ باغ کی آراستگی احاطۂ تحریر سے باہر ہی
یہانتک کہ یہ سیر کرتا ہوا ایوان شاہی مین داخل ہوا اور مخمور سر خیوقش
سے ملاقات ہوئی مخمور سر خیوقش نہایت تواضع سے پیش آیا اور عازم کو
نہایت عزت کے ساتھ مہمان کیا ایک قصر عالی اسکے رہنے کو عنایت ہوا اور
ساز و سامان راحت اسکے واسطے مہیا تھے ملازمین خدمت کے واسطے
حاضر تھے جب اسے کئی روز اسی دعوت و ضیافت مین گذرے تو اسے
خیال پیدا ہوا کہ اب دیکھیے کونسا ملک دیکھنے مین آتا ہے اور کب یہان سے
چلنا ہوتا ہے یہ خیال کر کے لوگون سے پوچھا کہ اب یہان سے کس ملک کی
جانب چلنا ہوگا اُنھون نے بیان کیا کہ بس اب کہین جانے کا حکم نہین ہے صرف
تین اقلیمون کی سیر کرانے کا حکم ہوا تھا اور چوتھی اقلیم مین اسوقت تک
قیام رہے گا جب تک آپ بیرون زنبیل نہ نکالے جاینگے عازم نے کہا
کیا اس زنبیل مین چار ہی اقلیمین ہین لوگون نے بیان کیا کہ نہین بلکہ سات
اقلیمین ہین لیکن اب آگے جانے کی اجازت نہین ہے تینون اقلیمون کا
حال طلسم اسرار باطنی مین اور مفصل حالات زنبیل عمرو کے اُسمین بیان کیے
جاینگے اُسوقت مالک زنبیل خواجہ رابع ہوگئے الحاصل عازم شعبدہ باز
تو زنبیل کی سیر مین مصروف ہے اور حال خواجہ خضران بن عمر ثانی کا گزارش
کیا جاتا ہے کہ جب اُنھون نے عازم شعبدہ باز کو داخل زنبیل کر لیا تو رنگ
روغن عیاری چہرہ پر ملکے صورت اپنی عازم شعبدہ باز کی بنائی اور
وہان سے نکلتے ہوئے قریب اُن دونون کے آئے جو گوہر پری اور اختر پری
بنے ہوئے انتظار قمر پری مین کھڑے ہوئے تھے جسوقت نظر ان کی عازم شعبدہ باز
پر پڑی اور قمر پری کو ساتھ نہ دیکھا تو یہ ڈرے کہ شاید اسنے خواجہ کو پہچان لیا
و گرفتار کر لیا یہ خیال کر کے اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے
ہمارے مالک کے ساتھ دغا کی اور اُسے بھی کسی شعبدہ مین پھنسا دیا عازم نے
کہا کہ نہین تم دل مین خوف نہ کرو مین عازم نقلی خواجہ خضران ہون مین نے
ہیئت اپنی تبدیل کر ڈالی ہے اور عازم کو داخل زنبیل کر لیا ہے اب تم بھی

بہیئت اپنی بدیو اور صورت شل یہان کے باشندون کے بنالو تاکہ کوئی پہچان نہ سکے اور چلکر تماشا دیکھو مین نے فقرہ دے کر سب امرا ور یافت کر لیے آپ مین اپنے آقا کو چھڑائے لیتا ہون یہ سُنکر حرمان جنی اور بدخور دار جنی نہایت خوش ہوئے اور غلطلین لگاکر صورت اپنی اپنی بدل ڈالی اور مثل باشندگان شہر کے صورت اپنی بناکر عازم نقلی کے ساتھ ہو لئے عازم ان دونون کو لیے ہوئے اول اُس مقبرہ کی جانب متوجہ ہوا جہان کہ بدیع الملک مجاور قبر بنے ہوئے تھے اور سورہائے قرآنی کی تلاوت مین مصروف تھے جسوقت عازم داخل مقبرہ ہوا سامنے بدیع الملک کے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ آپ یہان بیٹھے کیا کر رہے ہین ہان جاکر لشکر کی خبر لیجیے کہ دیوانہ اژدر شیر چشم بارگاہ وغیرہ چھیننے کو گیا ہوا ہے بدیع الملک نے کہا جو لوگ محافظ بارگاہ اور دنیادار ہین وہ بارگاہ کو بچائینگے ہمین ان جھگڑون سے کوئی سروکار نہین ہے ہم نے جاہ وحشم دنیا کو ترک کیا اور فقیری اختیار کی جسقدر دن زندگی کے باقی ہین انھین اسی مقام پر عبادت خدا مین گذار دینگے تم ہمین نہ بہکاؤ اگر تمھین ہوس ملک ومال ہے تو جاؤ بارگاہ کو بچاؤ مال واسباب پر قبضہ کرو یہ باتین بیخودی وبیہوشی کی صاحبقران سے سُنکر غضنفر ان کا دل بھر آیا اور یہ رونے لگا کہ افسوس یہ ایسے [illegible] ت سے بنے بیٹھے ہین کہ انھین کچھ خیال ہی نہین ہے اب انھین جلد اس بلا سے نجات دینا چاہیے یہ سوچکر قریب قبر آیا اور وہ سرکنڈے جو داہنی جانب قبر کے گڑے ہوئے تھے اُنکو اُکھیڑ لیا اور وہ اسم جو عازم اصلی نے تعلیم کیا تھا اُسے پڑھکر سوراخو مین پانی ڈالا بس مجرد پانی پڑنے کے تمام باغ پر اوس پڑ گئی اور جسقدر ساز وسامان وہان تھا نیست ونابود ہو گیا حوران بہشتی پتلیان کاغذ کی بنکر رہ گئین اور ان سرداران بیخود کو ہوش آگیا کہا یا صاحبقران ہم کہان ہین اور یہان کیون بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران نے جواب دیا کہ مجھے بھی نہین معلوم کہ مین یہان کیون آیا تھا اور کسلیے بیٹھا تھا عازم نقلی نے سامنے آکر آواز دی کہ یہ شعبدہ میرا تھا کہ آپ صورت بنے ہوئے بیٹھے تھے لیکن مین نے بسبب عونت خدا کے آپ کو اُس حصار نیرنج سے نجات دی اب آپ جاکر اپنے لشکر کی خبر لیجیے کہ وہان قیامت برپا ہے دیوانہ اژدر چشم گیا ہوا ہے اور بادشاہ ہنر پرور خیبوشش بھی گئی لاکھ سوار وپیدل کی جمعیت سے برائے استیصال لشکر اسلام چل چکا ہے یہ سُنکر صاحبقران نے عازم نقلی سے فرمایا کہ ہم جاتے ہین تو کیونکر جائین اسلیے کہ یہان ہمارے پاس مرکب نہین ہین عازم نقلی نے کہا کہ مین ابھی سب انتظام کیے دیتا ہون اور ہر طرح آپکا شریک ہون یہ کہکر وہان سے علیحدہ ایک گوشہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ ڈال کر

کب طلب کرنا شروع کیے فوراً گھوڑے ساز و یراق سے آراستہ زنبیل سے
نکلنے لگے اور آخر مین ایک عربی گھوڑا نہایت عمدہ اور ساز و یراق سے آراستہ
نکلا غرض ان سب مرکبونکو ساتھ لیے ہوے خدمت مین صاحبقران
عالیشان کی حاضر ہوا صاحبقران زمان ساز و سامان و مرکب و آلات
حرب وغیرہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوے اور عازم شعبدہ باز کے نہایت
شکر گذار ہوے کہ ایک ایک مرکب ہر ہر سردار کے مرتبے کے موافق تھا
کوئی ترکی کوئی عراقی کوئی یمنی کوئی نجدی اور ایک مرکب عربی نہایت عمدہ
تھا وہ صاحبقران کے واسطے تھا یہ سب کے سب گھوڑونپر سوار ہوئے
ہتھیار بدن پر آراستہ کیے اور چلتے وقت صاحبقران نے عازم شعبدہ باز
کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ای عازم شعبدہ باز خدا تجکو اسکی جزاے خیر
دے گا کہ تونے ہمارے ساتھ بڑا احسان کیا انشاء اللہ ہم بھی اس احسان کا
ایسا معاوضہ کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا جسطرح تونے ہمین اپنے قابو مین
لیکے پھر کوئی گزند نہ پہونچنے دیا اسیطرح ہم بھی تجکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہونچنے
دینگے اور نہایت عزت تیری کرینگے اب جاتے ہین اور اپنے لشکر کی خبر لیتے
ہین کہ نہین معلوم وہان ہاتھ سے دیوانے کے کیا کیفیت گذری یہ فرما کر باگ
گھوڑے کی اٹھائی عازم نقلی نے کہا کہ اگر تو مجھ کو میرے ساتھ دیجیے گا وہ
آپ کی خوشی پر موقوف ہے لیکن کرایہ ان مرکبون کا آپ کو دینا ہوگا اور مرکب
واپس لیے جاؤنگا فرمایا کہ کرایہ کیسا مین پوری پوری قیمت ہر گھوڑے کی تم کو
دونگا اور پھر مرکب واپس کر دونگا لیکن یہ کلام سنکر کان اسد غازی کے
کھڑے ہوے اور کہنے لگے کہ یہ تو کوئی پہچانی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے بقول
شاعر کے ہین جو بولا کہا کہ یہ آواز + کسی خانہ خراب کی سی ہے + یہ سب تو اسطرف
روانہ ہوتے ہین عازم نقلی دونون جنیونکو ساتھ اپنے لیے ہوے جانب
باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش برائے رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ چلتا ہے
اور ہزبر سرخپوش مع فوج کثیر برائے بربادی لشکر اسلام چل چکا ہے اور
اس سے پہلے دیوانہ اژدر شیر خشم روانہ ہو چکا تھا اسکا حال یہ ہے کہ اسنے
جاتے کے ساتھ ہی اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا اور فوج کو تتر بتر کرتا ہوا
بارگاہ گوہر باری کیجانب چلا لشکر مین جو شور و غوغا مچا خبر سرداران لشکر کو
ہوئی سب کے سب اپنے اپنے خیمون سے باہر نکل آئے اور پشت مرکب
پر بیٹھ کر جانب دیوانہ شیر خشم روانہ ہوے یہ وہ لوگ ہین جو ہمراہ بدیع الملک
کے نہ تھے اور یہان رہنے کی وجہ سے بچ گئے تھے اول سب سے شاہزادہ
اطرطوس بہادر یعنی جمہور جہان سوز تیرزن بہادر مرکب اپنا دوڑا کر

سامنے دیوانہ قنبیر حشیم کے آئے اور آواز دی کہ او بے ادب کہاں آتا ہے نہیں جانتا
کہ یہ کسکی بارگاہ عالیجاہ ہے اگرچہ آقا ہمارا مبتلائے بلا ہے لیکن ابھی بہت سے غلام
اُسکی جان نثاری کے واسطے موجود ہیں دیوانہ نے کہا کہ مزہ تو جب تھا کہ بدیع الملک
سے مقابلہ ہوتا خیر اگر وہ نہیں ہیں تو تو ہی سہی یہ کہکر گرز تانے ہوئے جمہور کیجانب
چلا اور قریب پہونچکر گرز مارا جمہور نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو سپر پر
پڑتا ہے تو ایک تڑاقا ہوا حتی گرد بلند ہوا مگر مرکب جمہور کی ٹوٹی اور جمہور بیہوش
ہو کر گرے دیوانہ نے ساتھ والوں سے کہا کہ باندھ لو اسکو تمام ہمراہیان دیوانہ
ٹوٹ پڑے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ جمہور کو اُٹھا لے جائیں مگر ممکن نہ ہوا کہ
دیوانہ اژدر قنبیر حشیم گرز تانے ہوئے کھڑا تھا جو قریب آتا تھا وہ اسکی ضرب
گرز سے ہلاک ہوتا تھا اہل اسلام جمہور تک نہ پہونچ سکے کفار نے شاہزادہ
طرطوس کو اسپر ڈالا اور مقید کر کے راہی ہوئے ادھر دیوانہ اور مسلمانوں کو
قتل کرتا ہوا آگے روانہ ہوا لیکن جسوقت یہ معرکہ شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنے فرامرز عاد مغربی نے دیکھا تو باگ گھوڑے کی اُٹھائی اور آواز دی کہ او دیوانہ
مخبوط کہاں آتا ہے پلٹ جا کیوں اجل تیری دامنگیر ہوئی ہے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ
میری اجل خداوندا گوان دیوان نے معین ہی نہیں فرمائی ہے مجھے کوئی قتل کیا کر سکتا
ہے تو بھی آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ کہتا ہوا قریب فرامرز عاد مغربی کے پہونچا
اور پکارا کہ لا ضرب بہادری کی فرامرز نے کہا کہ ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے ہیں اگر
خداوند کریم ہاتھ سے تیرے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکر دیوانہ پکارا کہ معلوم ہوا
اجل تم سب کی ہے کہ وار بھی اپنا نہیں کرتے اور میری ضرب سے بچنا طمانچہ اجل
کے روکنے سے کم نہیں ہے لو اسے یہ کہکر گرز مارا فرامرز نے جو بد ست کو اُٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہے ایک تڑاقا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا مرکب فرامرز کا غرق زمین ہو گیا فرامرز کو چکر سا آیا اور
بیہوش ہو کر زمین پر گرے ہمراہیان دیوانہ جھپٹ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے
مگر دیوانے نے کسی کو قریب بھی نہ آنے دیا آخرکار اسی عالم بیہوشی میں فرامرز بھی اسیر
پنجۂ تقدیر ہو گئے یہ رنگ دیکھتے ہی سہراب بیل کو تاب نہ رہی اور جھپٹ کر قریب
دیوانہ کے آئے اور آواز دی کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ ان شاہزادوں کو اسیر کیا جو
یادگاران حمزہ صاحبقران اول تھے کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر گرز مارا دیوانے نے
وار سہراب بیل کا رد کر کے جو گرز مارا تو یہ بھی بیہوش ہو کر گرے اور اسیر بلا ہوئے
اسیطرح دیوانے کے ہاتھ سے قریب چالیس پچاس سرداروں کے مارے گئے اور بہت
سے اسیر ہوئے اب یہ لڑتا ہوا قریب بارگاہ پہونچ گیا چہار جانب سے لشکر کا ہجوم ہے فوج
دیوانے کی بھی لڑ رہی ہے ہنگامۂ گیرودار برپا ہے ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا ہے

تیرون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہی بارش خون کی ہو رہی ہی سر مانند اولون کے برس رہے
ہین بازار موت گرم ہی لوگ دیوانے پہ ٹوٹے ہوئے ہین اور دیوانہ قتل و قمع کرتا ہوا چلا
جاتا ہی کسی کا حربہ اسپر اثر نہین کرتا اور اسکے وار کی کوئی تاب نہین لاسکتا تھا کہ یہ قریب
بارگاہ گوہر باری پہونچ گیا بس یہ دیکھتے ہی جبریل بن عادی نے چوب دست سنبھالی
اور کہا او ملعون تو نہ مانے گا جا دور ہو ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا دیوانہ ہنسا اور
پکارا کہ اجل تیری بھی دامنگیر ہوئی ہی آ سامنے کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا اور اجل تیرے
سر پہ کھیل رہی ہی جبریل بن عادی قریب اسکے آئے اور چوب دست سر کرگدن پر
ماری کہ سر کرگدن کا پاش پاش ہو گیا مرکب اسکا مرکب آتشبازی ہوا دیوانہ کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوا ملازمان دیوانہ نے دوسرا مرکب حاضر کر دیا دیوانہ گھوڑے
پہ چڑھ کر جبریل بن عادی کے سامنے آیا اور پکارا کہ او عادی مین وہ نہین ہون جسکی وقت
خداوندی خلق کی ہو بہتر یہ ہی کہ بارگاہ سے دست بردار ہو ورنہ ہاتھ سے میرے مارا
جائے گا یہ کہکر اسنے گرز مارا جبریل بن عادی نے گرز اسکا خالی دیا اپنے کو بچایا مگر
مرکب انکا بھی مارا گیا آخرکار یہ بھی ہاتھ سے دیوانے کے اسیر ہوئے فوج جنکے تھا کہ
سردارونکا خاتمہ ہو گیا یا اسیر ہوئے یا ہاتھ سے دیوانے کے جان بحق تسلیم ہوئے لڑنا
اس سے بیکار ہی دل ان لوگون کے ٹوٹ چکے ہین ہمت پست ہو گئی ہی علیحدہ ہو گئے بارگاہ
کو چھوڑ دیا دیوانہ نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بارگاہ بار کرو اسیوقت سب نے بارگاہ کو اکھیڑ
ڈالا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور شاہزادہ صاحبقرانی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر با فتح و فیروزی
نقارۂ خوشی بجاتے ہوئے جانب قلعہ چلے ادھر ان لوگون نے دعا کی کہ خداوندا اسوقت
مصیبت مین سوا تیرے کون حامی و مددگار ہی کہ سردار ہمارے اسیر بلا ہو گئے دشمن مظفر و منصور
بارگاہ چھینے لیے جاتا ہی ہم آنکھون سے دیکھ رہے ہین اور کچھ نہین کر سکتے کہ یکایک گھوڑون کی
ٹاپون کی صدا کان مین آئی اور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور نعرہ صاحبقران زمان
نے تمام دشت بھر گیا دیکھا کہ بدیع الملک اور اسد غازی سکندر فرخ لقا غضنفر بن اسد
اسد ثانی معروف بن اسد اسیطرح چالیس پچاس سرداران نامی و گرامی گھوڑے دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین ان لوگون نے بڑھکر قریب انکے پکارا کہ اے آقاے نامدار جلد خبر لیجیے
کہ دشمن بارگاہ لیے جاتا ہی بدیع الملک نے کہا کہ دشمن کیا ہوا لوگون نے کہا کہ وہ سامنے قیدیونکو
ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہی بہت سے سردار اسیر ہو گئے بہت سے مارے گئے یہ سنتے ہی
صاحبقران نے باگ گھوڑے کی اٹھائی اور تعاقب مین دیوانے کے روانہ ہوئے انکو تو ادھر
روانہ چھوڑا جاتا ہی اور راوی کچھ حال عازم نقلی کا بیان کرتا ہی کہ یہ جو باغ ملکہ جبین زرپوش
کیجانب روانہ ہوا تھا تو جلدی جلدی راستہ طی کر کے دروازے باغ پر پہونچا اور دونون سرگندے
اسم پڑھکر اکھیڑ لیے وہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور امیر الزمان
عین الزمان نور الزمان اسفندیار لیلانی وغیرہ تھے اپنی معشوق کو بغل مین لیے ہوئے

بیٹھے تھے کہ یکایک ایک بجلی سی چمکی اور جسقدر نازنینیں تھیں وہ سب نظروں سے غائب ہو گئیں
فقط ملکہ مہ جبین لعل ماس پوش باقی رہ گئی ہوش میں آئے اور آپس میں ایک دوسرے سے
کہنے لگے کہ یہ ہم کہاں چلے آئے خوب تو گرد باغ کے موجود ہی تھی درخت باغ وغیرہ نظروں سے غائب ہو گیا
یہ سب شاہزادہ اپنے لشکر میں آئے اہل لشکر نے بیان کیا کہ وہاں کی خبر لیجیے کہ دیوانہ آتش زیر چشیم
بارگاہ وغیرہ چھیننے لیے جاتا ہے بہت سے سردار روانہ کو اُسنے زیر کیا یعنے اُس کی قریب گئے
بیہوش ہو کر اسیر ہوئے ہیں اور بہت سے شہید ہوئے بس یہ سنتے ہی یہ سب کے سب
مرکبوں پر سوار ہو کر تعاقب میں دیوانہ کے روانہ ہوئے اُدھر عازم نقلی داخل سرحد باغ ہوتے
دیکھا کہ مہ جبین تنہا کھڑی رو رہی ہے کہ کیا غضب ہو گیا جو سارا کارخانہ سٹک گیا اُس شخص کا
باپ مارا گیا جو یہ نیرنج بست گیا یکایک نظر مہ جبین کی عازم شعبدہ باز پر پڑی پکاری کہ چچا
یہاں تو آئیے دیکھیے تو کیا غضب ہو گیا والد ماجد نے جسقدر انتظام کیا تھا وہ سب مٹ گیا کچھ
سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ نیرنج کیونکر مٹا یہ کہتی ہوئی اور روتی ہوئی عازم شعبدہ باز کیطرف چلی
عازم نقلی نے کہا کہ نہ گھبرا اب میں پہونچا سب بگڑا ہوا کارخانہ بنا دونگا باپ تیرا خدا پرستوں سے
مل گیا اُسنے یہ سب کارخانہ مٹا دیا آ تو میرے پاس چلی آ یہ کہکر دونوں ہاتھ پھیلا کر گلے لگانے کا قصد
کیا تھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اسپر نظر شہنشاہ گوہر کلاہ پڑ چکی ہے اور یہ اپنی زبان سے تجھے چچا
کہہ چکی ہے جیسے ہی یہ سر جھکا کر قریب آئی عازم نقلی نے ناک اسکی پکڑ کر مل دی کہ یہ ایک
چھینک مار کر بیہوش ہوئی عازم نقلی نے اسکو اُٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور خود اسکی صورت
بنکر روتے پیٹتے جانب قلعہ ہزبر سر خیمہ پوش روانہ ہوئے اُدھر طوغان راست باز کو خبر پہونچی
کہ عازم شعبدہ باز حمزہ ثالث سے مل گیا اُسنے اپنا شعبدہ مٹا دیا اور بدیع الملک کا شریک
ہو گیا بس جلدی سے یہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور داہنی جانب چڑھکر باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش
کیجانب روانہ ہوا کہ جلد خبر لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ عازم نے میرا کارخانہ بھی مٹا دیا ہو یہی سوچتا ہوا
چلا جاتا ہے کہ دیکھا سامنے سے مہ جبین روتی پیٹتی اور خاک اُڑاتی چلی آتی ہے کہ ہے ہے یہ کیا غضب
ہو گیا کہ سب کارخانہ ابتر ہو گیا یہ دیکھ کر طوغان راست باز نے آواز دی کہ اے دختر مت گھبرا
میں آ پہونچا تیرا چچا بدیع الملک سے مل گیا اُسنے سب کارخانہ مٹا دیا مہ جبین روتی ہوئی
قریب آئی اور پکاری کہ اے والد ماجد لوگوں نے تو آپ کو بدنام کیا تھا کہ طوغان راست باز
بدیع الملک سے مل گئے آئیے میں آپ کی بلائیں تو لے لوں کہ خداوندا لوان تاجدار
نے صورت آپکی دکھائی یہ کہکر ہاتھ اُٹھائے اور چٹر چٹر کرکے بلائیں لینے لگی تین مرتبہ بلائیں
لیتے ہی طوغان مبتلائے بلا ہوا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا مہ جبین نقلی نے اسکو بھی اُٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور اب یہ روتی پیٹتی لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اب اسے تو راہ میں چھوڑا
جاتا ہے اور کچھ حال صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
جو تعاقب میں دیوانہ کے روانہ ہوئے تھے جاتے جاتے راستے میں اسکو ٹوکا کہ او ملعون خبردار کہاں
جاتا ہے کہ میں آ پہونچا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ سنتے ہی دیوانہ پلٹا

ڈر کہا کہ مجھکو تو تیری تلاش ہی تھی اسلیئے کہ بادشاہ تجھ سے نہایت مخوف تھا مین تیرا خاتمہ ہی نہ کر دون
یہ کہکر پلٹا اور گرز پکڑ کر چلا ادھر سے **معروف بن اسد** نے مرکب کو اشارہ کیا اور سامنے دیوانے
کے آئے **دیوانہ** نے گرز مارا **معروف بن اسد** نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مرکب
نے چونچ مارا **معروف بن اسد** بیہوش ہوکر گرا ہمراہیان **دیوانہ** دوڑے کہ اسکو بھی اسیر کرلین
اسد غازی نے جو دیکھا کہ فرزند بیہوش ہوکر گرفتار ہوا چاہتا ہے بس جھپٹ پڑے اور بوق پھونکی
گھوڑا اسکا جھجکا بس جلدی سے فرزند کو اُٹھا کر بلازمین کے سپرد کیا **اسد ثانی** نے مرکب کو چھیڑا اتھا
مین مقابلہ کرون اسد نے منع کیا کہ اس سے مقابلہ نہ کرو یہ نہین معلوم کون بلا ہے یہ تو دفعہ
اسد ثانی اپنے فرزند کو روکتے رہے لیکن **صاحبقران زمان** یعنے **بدیع الملک** نوجوان مرکب
دوڑا کر جا چڑھے **دیوانہ** نے جھپٹ کر گرز مارا **صاحبقران** نے وار اسکا سپر پر روکا گرز پڑتے ہی بیہوش ہوکر مرکب
سے گرے اور بیہوش ہوئے **دیوانہ** نے آواز دی کہ جلدی اسے گرفتار کرو کہ شمار افسا دانسی کی بدولت کا ہے
یہ سنتے ہی **دیوانے** دوڑ پڑے **اسد غازی** نے دیکھا کہ یہ [illegible] ہوا اور یہ **دیوانے** دفعتہ نزدیک [illegible] مین سے
حضور **صاحبقران** کو گرفتار کیے جاتے ہین بس انھون نے بوق کو دم دیا اور **رعد غرام شیر دل** نے دو چار حقے
آتشبازی کے مار دیے ان دیوانون نے نہ تو کبھی بوق کی آواز سنی تھی اور نہ حقہ ہائے آتشبازی دغتے
ہوئے دیکھے تھے مرکب بھی انکے عادی نہ تھے ادھر تو گھوڑے سے جرانغ پا ہوئے ادھر دیوانے قہقہے
مارتے ہوئے بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی **اسد غازی** نے **صاحبقران** کو تو اُٹھا لیا اور آواز دی
کہ اب اس ملعون سے مقابلہ نہ کرو بلکہ اسکے لشکر کو قتل کرو سرداران [illegible] اوگے یہ ہمراہ اپنے مقید
کیے ہوئے لیے جاتا ہے یہ سنکر تمام سردار جا پڑے اور فوج **دیوانہ** کو قتل کرنا شروع کیا اب دیوانہ
خدا پرستون کو قتل کر رہا ہے اور اہل اسلام فوج **دیوانہ** کو تباہ کر رہے ہین خوب **جنگ** ہو رہی ہے
اسی اثنا مین گرما گرمی اور سبز سبز پوش چار پانچ لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے
آکر پہونچا اور شریک جنگ ہوا اسکے آنے سے قوت اسی زیادہ ہوگئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
بازار موت گرم ہوا ہر طرف کشتے پڑے رہے بسمل لوٹ رہے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے
فرصت نہ ملتی تھی زمین خون سے گلنار ہو رہی تھی سم مرکبون کے لہو مین غرق ہو کر حنائی ہو گئے تھے
فوج اسلام بڑھی جاتی تھی کہ تعداد ان لوگون کی کفار سے کم تھی دوسرے یہ کہ **دیوانے** نے ہزار ہا کو
مارا سردارونکو **اسد غازی** نے منع کر دیا تھا وہ **دیوانہ** سے سامنا نہ کرتے تھے کہ اس سے لڑنا
بالکل خلاف عقل ہے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اٹھی اور نعرہ شہنشاہ گوہر **کلاہ آصف نجم طلعت**
اسفندیار گیلانی وغیرہ کا ہوا یہ سب سردار جو باغ **مرجبین سبز پوش** مین بیٹھے ہوئے تھے اور
بیہوش ہوگئے تھے آکر لشکر اسلام [illegible] خبردار ہوئے تھے تو اسوقت آکر پہونچے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر
پر گرنے کرنا شروع کیا پائون لشکر اسلام کے اکھڑ چلے تھے مگر ان لوگون کی کمک سے پھر جم کر لڑنے لگے
اور جانبازیان دکھانے لگے سردار لشکر کفار بھی [illegible] ہوئے لڑ رہے تھے لاقوس [illegible] شین گرا رہے تھے
ہمزہ شیر دل دیوانہ اژدر [illegible] **خشیم** کو للکار رہا تھا کہ ہان پہلوان سبکو یہ جانے نہ پائین آج ہی ان
سب کا خاتمہ کر دو **امیر الزمان** چونکہ اس دیوانے کی کیفیت سے آگاہ نہ تھے مرکب کو دوڑا کر

سامنے اسکے پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ او ملعون لا ضرب بماذری کی دیوانہ نے جھپٹ کر گرز مارا
امیر الزمان نے وار اسکا رد کرنا چاہا مگر بیہوش ہو کر گر پڑے چونکہ اس مقام پر ہجوم اہل اسلام کا تھا
لوگ امیر الزمان کو اٹھا کے بھاگے اپنی جانیں دیں مگر اپنے آقا کو بچایا اسی ہنگامہ میں
اسد غازی نے بوق کو دم دیا اور آواز دی کہ اے قزاقان بیابان یہ کہنا تھا کہ اسی ہزار قزاق
گھوڑے دوڑاتے ہوئے صفوں کو توڑتے ہوئے سب ایک مقام پر جمع ہو گئے اسد نے ان
سب سے کہا کہ یہ دیوانہ تو سحر کر رہا ہے اب اسکے بھگانے کی یہ صورت ہے کہ یکدم سے سب گھوڑے
اٹھا کر اسپر جا پڑو اور نہ تلوار مارو نہ گرز بلکہ بوقوں کو پھونکو مرکب ان لوگوں کے آواز بوق سے
عادی نہیں ہیں اسی سے قدم ان سب کے اکھڑ جائینگے یہ رائے کر کے دیوانہ پر یورش کیا اور بوقوں کا
پھونکنا شروع کیا ادھر قہر غوام شیر دل نے حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع کیے چونکہ ان لوگوں نے
کبھی آواز بوق نہ سنی تھی گھبرا گئے کہ یہ کیا آفت آ گئی باگیں گھوڑوں کی لیں اور بھاگے گھوڑے راکب کے
ارادہ سے زیادہ تر بھاگ رہے تھے کہ یہ وحشی بھی اس آواز کے عادی نہ تھے مفتوں نے سواروں کو پٹک دیا اور
بھاگے صدہا اسیطرح پامال ہو گئے دیوؤں کے بھاگتے ہی قدم لشکر کفار کے اکھڑ گئے اور سب کے سب
ایسے بھاگے کہ مع بادشاہ داخل قلعہ ہو گئے اسد غازی اپنے قزاقوں کو لیے ہوئے انکے تعاقب میں قلعہ
تک پہونچا ہزبر سبز خیمہ پوش نے دروازہ قلعہ کا بند کرا دیا اور سب کے سب چھپ کے بیٹھ رہے جو مال و
اسباب انکا بھاگنے میں چھوٹ گیا وہ غازیان دیندار کے قبضہ میں آیا اسد نے خیمہ اپنا سامنے قلعہ کے
برپا کر دیا اور قزاقوں کو حکم دے دیا کہ جس وقت یہ لوگ دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر آنے کا قصد کریں اور علی الخصوص
جب دیوانہ باہر نکلنے کا قصد کرے اسوقت فوراً بوق کو دم دینا کہ یہ ملعون باہر نکل نہ سکے جب تک بلا
ٹلے اسکو ٹالو آگے جو کچھ دیکھا جائے گا وہاں اہل قلعہ کی یہ حالت ہے کہ کانوں میں انگلیاں دیے ہوئے ہیں
سہمے ہوئے بیٹھے ہیں اور دیوانہ بار بار ہزبر سبز خیمہ پوش سے کہتا ہے کہ اگر اس بلا کو دفع کر دیجیے تو میں ابھی
قلعہ سے نکلکر ان سب کا خاتمہ کر دوں ہزبر سبز خیمہ پوش نہایت پریشان ہے کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسد دلاور
نے سب بارگاہیں سامنے قلعہ کے برپا کرا دی ہیں کہ اب تو جنگ شروع ہی ہو گئی اور سرداروں کو ہوشیار
کرنا شروع کیا یہانتک کہ سب سرداروں کو مع صاحبقران زمان ہوشیار کیا اور کیفیت فرار ہونے
دیوانہ از دو زخشیم کی بیان کی بدیع الملک بہت ہنسے اور کہا کہ کیوں نہو آپ سے زیادہ کون
جہاندیدہ ہو ہزارہا معرکہ آپ جھیلے ہوئے بیٹھے ہیں واقعی میں کہ بغیر اس بوق کی ترکیب کے ہاتھ سے
دیوانے کے نجات پانا آسان نہیں ہے اب یہ سب کے سب بارگاہ گوہر باری میں بیٹھے ہیں اسد نے
اطمینان دلا دیا ہے کہ اب دیوانہ قلعہ کے باہر نہ نکلے گا اسلیے کہ ہر وقت قزاق بوقیں لیے ہوئے اسکی جان کے
واسطے موجود ہیں کہ یکایک دروازہ بارگاہ سے مہ جبین سبز پوش نمودار ہوئی اور روتی پیٹتی زنگل شہنشاہ
گوہر کلاہ کیطرف چلی کہ میرے باپ کو تمہیں نے مارا ہے ملعون صاحب یہ کونسی بے اعتنائی تھی کہ خود ہی
وعدہ کیا اور چالیسواں آہو کا نہ کیا یہاں آکر بیٹھ رہے ہیں تو آپ کو بھیجوں گی شہنشاہ گوہر کلاہ
اسکی باتوں سے شرمندہ ہوتے ہیں اور کچھ خوف لیتے ہیں کہ وہی عورت ہے جو ایک مرتبہ پھانس
چکی ہے ایسا نہ ہو پھر قلب برگشتہ ہو جائے یہ اسکو دیکھتے ہی پکارے کہ اسے نکالو جلدی اسکو دور ہو

یہاں سے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا آہو کیسا اور چالیسواں اُسکا کیسا اور سٹرن تو نے مجھے بھی سٹری
بنادیا تھا اسنے جواب دیا کہ اگر سٹری نہ بناتی تو ساتھ کیونکر بنتا کیا وہ شعر تم نے نہیں سُنا ہے قیس جنگل
میں اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + اجی میں اکیلی رہ گئی میرا جی گھبراتا ہے
یا چلو یا اپنے پاس بٹھاؤ یا صاحبقران دوہائی ہے آپ کے نام نامی کی میں بہو ہوں آپ کی دیکھئے آپکے
فرزند محبت بڑھا کر رشتہ منقطع کیا چاہتے ہیں اب تو میں انکی آبرو ہو چکی ہوں اب میں کہاں جاؤں یہ سنکر
شہنشاہ گوہر کلاہ کو اور غصہ آیا کہا جاتی ہے یا چوٹی پکڑے جاتی ہے میں نے تجھے ہاتھ بھی لگایا ہے اسنے کہا کیا
خوب دوسرے کی آبرو لے لی اور آپ چلتے ہوئے یہ وہی مثل ہوئی سے دل لیکے اب وہ آنکی طبیعت نہیں
رہی + مطلب نکل گیا تو مروت نہیں رہی + بدیع الملک تو منہ پھیر کر ہنسنے لگے لیکن اسد غازی نے
فرمایا کہ تم مسلمان ہو چکی ہو یا نہیں کہا میں مسلمان کیوں ہوتی یہ سنکر اسد سمجھ گئے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے واقع میں التفات نہ کیا ہوگا یہ تہمت رکھتی ہے ادھر مہ جبین نقلی کو بھی سر دست
اظہار راز منظور نہ تھا صرف سُنانا منظور تھا اسد نے کہا کہ اگر اسلام اختیار کرو تو ہم شادی تمھاری
شاہزادے کے ساتھ کر دینگے ورنہ چلی جاؤ یہاں سے کافر کے رہنے کا یہ مقام نہیں ہے مہ جبین نے کہا
پہلے شادی کردو جب دل ملجائے گا تو دیکھا جائے گا اسد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا اسنے کہا تو یہ بھی ممکن
نہیں ہے کہ دل کیطرح میں ایمان بھی گنواؤں تم لوگ عہد شکن ہو تمھارا کیا اعتبار کہ وعدہ وفائی کرو یا
نہ کرو اسد نے فرمایا کہ بس زیادہ دریدہ دہنی نہ کر اور چلی جا یہاں سے یہ سُنکر اسنے کہا کہ میں خود تم لوگونکو
ہیچ سمجھتی ہوں وہ ایسے مقام پر ٹھہرنے سے کراہیت کرتی ہوں کیا میرا اور کہیں ٹھکانا نہیں ہے جب
کسی کے ساتھ شادی کرونگی ورنہ دوسرے کا ہاتھ پکڑ لونگی اسوقت انھیں کو تیر کا ہوگا اور پچھتائینگے
یہ کہتی ہوئی روانہ ہوئی ضرغام شیر دل کی طبیعت اسکی طرف مائل ہو گئی دیکھا اسنے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے انکار کیا ہے بس یہ چپکے سے بارگاہ کے باہر آیا اور کہا کہ اے مہ جبین اگر تو مجھے قبول
کرے تو میں موجود ہوں لیکن بعد ختم جنگ کے تجھ سے شادی کرونگا اسنے کہا مجھے منظور ہے لیکن بسر زندگی
کیونکر بسر کروں اسلیے کہ باپ میرے سر پر نہیں عزیزوں سے علیحدہ ہو چکی میرے پاس کچھ نہیں رہا
سب زر و جواہر لُٹ گیا ضرغام نے پچاس اشرفیاں نکالکر دیں اور کہا کہ اسمیں اپنی اوقات بسری کرو
وقتاً فوقتاً میں اور تمھیں دیتا رہونگا مہ جبین نقلی نے سب اشرفیاں لیکر جیب میں رکھ لیں اور
ایک مقام کا جھوٹ موٹ پتا بتا دیا اور چلتی ہوئی ضرغام تو پلٹ کر خدمت اسد غازی میں آیا اور
عیار ان اشرفیاں لیکر خوشی خوشی منہ میں ہنستے ہوئے جانب قلعہ ہزبر یہ روانہ ہوئے دل میں نہایت
خوش تھے کہ کیسے شخص کو دھوکا دیا یہ وہ عیار ہے جو دادا جان کی آنکھیں سیتے ہوئے ہے مگر مجھ سے دھوکا
کھا گیا یہ بھی ایک ناموری کی بات ہے نام بھی ہوا اور کام بھی ہوا یہ خیال کرتے ہوئے زیر قلعہ ہوئے
اور فریاد کی کہ افسوس وزیر کی دختر اور اسی بربادی کی حالت میں ہے کوئی خبر بھی نہیں لیتا یہ کہکر
اسنے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اہل قلعہ نے یہ خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے اندر قلعہ کے بلوا لیا اور پوچھا
تو کہاں تھی اسنے تمام ماجرا بربادی باغ کا بیان کیا اسوقت دربار اسکا مملو تھا سب سردار جمع
تھے بادشاہ نے کہا کہ اے مہ جبین تو جوان ہوئی اب تیرا اسطرح تنہا رہنا اچھا نہیں بہتر و مناسب یہ ہے

کہ اب ہاتھ کسی کا پکڑ لے اسقدر سردار میرے دربار میں موجود ہیں تو جسکو پسند کرے اسکے ساتھ شادی کر لے
یہ سُنکر مہ جبین نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا اور تمام دربار میں دورہ کرکے ہاتھ دیوانہ شیر خشم کا پکڑ لیا
اہل دربار امیدوار بنے بیٹھے تھے ایک سے بڑھکر ایک حسین تھا مگر جسوقت اسنے دیوانہ کو پسند کیا
تو سبکو حیرت ہو گئی کہ یہ کیا سبب ہے دیوانہ بغلیں بجا رہا تھا اور ہاتھ مہ جبین کا پکڑے ہوئے اپنے
خیمہ میں آکر لیٹا لوگ کہتے تھے کہ تقدیر مہ جبین کی گردش میں ہے کہ اسنے از خود دیوانہ کو پسند کیا ہے
اسنے اچھے سرداروں کو چھوڑا ایک دن تھا اسکی دیوانہ کے ہاتھ سے دھرتی ہوئی ہے لوگ اسکی جوانی
پر افسوس کرتے تھے لیکن مہ جبین نقلی نے بزم عیش آراستہ کی دیوانہ نے سب سامان عیش و نشاط
مہیا کر دیے تخلیہ ہو گیا جام شراب ارغوانی کو گردش ہوئی جسوقت دیوانہ کو خوب نشہ ہوا تو اسنے
گرم ہو کر ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا مہ جبین ہٹی دیوانہ آگے بڑھا پکڑنے کا قصد کیا مہ جبین اُٹھکر
بھاگی دیوانہ لڑکھڑاتا ہوا دوڑا ہوا لیتے ہی اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو کر دھم سے گرا کہ ساتھ
چار تولے بیہوشی مہ جبین نقلی نے شراب میں اُسکو پلا دی تھی جیسے ہی یہ بیہوش ہو کر گرا خضران
نے اسکو اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور زنجیم اوڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے آتے آتے فصیل قلعہ پہونچے اور
کمند مار کر نیچے اترے اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے کوئی گھڑی بھر دن چڑھے قریب لشکر پہونچے
اب خواجہ ثالث نے ہیئت اپنی بعزم عازم شعبدہ باز کی بنائی اور داخل لشکر ہوئے اہل لشکر نے پہچانا اور
صاحبقران سے اطلاع کی کہ عازم شعبدہ باز آتا ہے فرمایا آنے دو جسوقت عازم نقلی داخل بارگاہ
فلک جاہ ہوا صاحبقران عالیشان کو سلام کیا اور سرداروں کو تسلیم بجا لایا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
عازم سلام کرکے کرسی پر جلوہ افروز ہوا سب سرداروں نے اور نیز صاحبقران عالیشان نے اسکی صفت کی
اور فرمایا کہ اس مقام پر ایسے شخص کو خداترس نیک طینت پایا عازم شعبدہ باز نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے
حضور کے ساتھ ایک عیار ہے جسکا مثل و نظیر نہیں ہے آیا یہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے فرمایا کہ اے عازم وہ بھائی میرا تھا نام
اُسکا خضران بن عمرو ثانی تھا جسوقت میں قریب طاق ہوا تھا اور قصد دریائے نسیان کیطرف چلنے کا کیا
تو خضران نے اسطرف آنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں خانہ کعبہ کو جاؤنگا اور عمرو ثانی کرکے جانب خانہ کعبہ روانہ
ہو گیا ہر چند کہ اُسنے بڑی بڑی مصیبتوں میں میرا ساتھ دیا تھا مگر افسوس کہ اسوقت میں اُسنے مجھ سے علیحدگی اختیار
کی نہیں معلوم اسکے ذہن میں کیا آئی کیونکہ اُسکے باپ دادا نے میرے آباؤ اجداد کے ساتھ بڑی رفاقت کی اور
کسیوقت اُنسے علیحدہ نہوئے لیکن اس دوست نے اسوقت میں مجھ سے علیحدگی اختیار کی یہ فرما کر رونے لگے عازم
نے کہا حضور بھی اُس نمکحرام کے لیے روتے ہیں جسنے وقت مشکل میں ساتھ چھوڑ دیا صاحبقران نے فرمایا اے
عازم اب اُسکی نسبت کوئی ایسا کلمہ سخت کہنا کہ واللہ مجھے ناگوار ہوتا ہے اگر کوئی دوسرا شخص تمھارے مقام پر
ہوتا اور اسطرح کہتا تو میں اُس سے بہ بدی پیش آتا مگر چونکہ محسن کشی اور احسان فراموشی میرا شیوہ نہیں ہے
اسوجہ سے نہ تمھیں کچھ کہہ سکتا ہوں نہ خضران کی بدی سن سکتا ہوں اُسنے بھی بڑے بڑے احسان مجھ پر کیے ہیں
عازم نقلی نے کہا کہ کچھ ہمارے آپکے اور بھی وعدہ ہوا تھا جب گھوڑے میں نے حاضر خدمت کیے ہیں
صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں مجھے خوب یاد ہے تم قیمت اُن سب گھوڑوں کی بیان کر دیں ابھی دلوا دوں اسد غازی
نے خیال کیا کہ یہ بد طماع معلوم ہوتا ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں یہ ساری دوستی روپیہ وصول کرنے کی ہے

ن عازم نے ایک پرچہ کاغذ کا نکالکر صاحبقران کی خدمت مین پیش کیا جسمین قیمت گھوڑون کی
تفصیل سے لکھی ہوئی تھی یاول صاحبقران کے گھوڑے کا حلیہ قوم اسکی و رنگ اسکے نیچے قیمت تحریر
بعد اسکے اور سرداران نامی و گرامی کے مرکبونکی قیمت مع قوم تھی کہین لکھا تھا کہ مرکب عراقی قوم مصر نقرہ
لب براے سواری اسد غازی قیمت پچیس ہزار روپیہ کہین لکھا تھا کہ مرکب تازی رنگ ختلی براے
سواری شاہزادہ سکندر فرخ لقا قیمت تیس ہزار روپیہ جس سردار کو جیسا عالی ہمت پایا تھا ویسی
لت اسکے مرکب کے نیچے تحریر کر دی تھی چہور بن مہور زیور پرور کا مرکب تازی رنگ سمند سبزہ زانو
یمت تیس ہزار روپیہ اسیطرح متفرق طور پر قیمتین تحریر تھین صاحبقران باقبال کے مرکب عربی
قیمت دو لاکھ روپیہ تحریر تھی امیر ثالث نے پرچہ ملاحظہ فرماکر خزانہ شاہی سے روپیہ کی سند لکھدی کہ
ے خزانہ سے ان مرکبونکی قیمت دے دی جائے اور ایک پرچہ داروغہ اصطبل کے نام تحریر فرمادیا کہ جسقدر
ی مرکب ہم اپنے ساتھ لائے تھے یہ سب عازم شعبدہ باز کے سپرد کر دیے جائین دونون حکمنامون پر دستخط
ر گئے اب سرداران عالیمقام نے یہ خیال کیا کہ اسنے ہم سب پر احسان کیا ہے بلکہ جان بخشی کی ہے لہذا
کے ساتھ سلوک کرنا چاہیے اور اسکی حیثیت کے موافق اسکو دینا چاہیے کہ یہ اس سلطنت کا وزیر ہے
یک نے اپنے اپنے عیار سے جواہر بیش قیمت جو جسکے خزانہ مین موجود تھا طلب کیا اور صاحبقران
لیشان نے کئی کشتیان زر و جواہر کی منگاکر عازم شعبدہ باز کو دین اور فرمایا کہ اے عازم تم نے وہ کام
کیا ہے کہ انشاء اللہ بعد فتح نہ طاق تم کو اس مقام کا بادشاہ کرونگا عازم اٹھکر بلا گردان ہوا اور کشتیان
ول کھولکر دیکھنا شروع کین بعد اسکے پھر اسیطرح کشتی پوش ڈھک دیے اب اور سردارون نے بھی
کشتیان حسب حیثیت دینا شروع کین تمام بارگاہ گوہر باری کشتیون سے مملو تھی اور عازم شعبدہ باز نقلی
سب کشتیونکو دیکھ رہے تھے باچھین تا بناگوش آگئی ہین ہزارون دعائین صاحبقران کو رفیقان صاحبقران
دے رہے تھے اور کہ رہے تھے کہ مالک آقا ہو تو ایسا ہو مگر ایسا نہ ہو کہ کوئی اسمین سے کچھ زر و جواہر چرا لے
ضور تو مجکو عنایت کر چکے اب جسوقت مین جانے لگون تو یہ کشتیان میرے ہمراہ کر دیجیے گا صاحبقران نے
فرمایا تم کیسے شعبدہ باز ہو کہ اپنے مال کی حفاظت بھی نہین کر سکتے بس یہ سنتے ہی عازم نقلی نے کہا کہ
اگر ارشاد ہو تو مین ابھی روانہ کر دون فرمایا ہان بہتر تو یہی ہے یہ سنتے ہی عازم نے ایک آواز دی
ی خزانہ دار ملک شعبدہ لے اس مال کو اور خزانہ مین ہمارے داخل کر دے یہ کہکر جو ہاتھ کو گردش
ی تو ایک کشتی بھی باقی نہ رہی جال الیاسی کے ذریعہ سے سب نذر زنبیل ہو گئین سردار تعجب سے
صاحبقران نے نہایت تعریف کی کہ واقعی مین تم کو اس فن خاص مین کمال حاصل ہے عازم نقلی نے
یا یا صاحبقران اگر آپ کا عیار ہوتا تو اسے اس کمال کی داد ملتی سنتا ہے کہ وہ بھی بہت سے علوم جانتا ہے
ما یا اے عازم بار بار اس چھوٹے ہوئے رفیق کا ذکر کر کے میرا دل [illegible] آنکھون مین آنسو بھر لائے
زم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت عنایت فرماتے تھے اسکے حال پر مگر وائے قسمت کہ آپکا ایسے آقا سے
حون نے روگردانی کی یا صاحبقران اگر آپ اسے دیکھین تو یقین ہے کہ پہچان بھی نہ سکین کہ مسافت
ے سے صورت اسکی بدلگئی ہوگی امیر ثالث نے فرمایا کہ میرے ساتھ کا کھیلا ہوا ہے ایک مدت تک میرے
ہمراہ رہا ہے مین اگر ہزار برس کے بعد بھی اسکو دیکھون تو فوراً پہچان لون بدیع الملک تھے یہ فرماکر جیب سے تصویر

خضران کی نکالی اور فرمایا کہ اگر تم اسکو نہ پہچانتے ہو تو پہچان لو دیکھو وہ رفیق قدیم و جان نثار یہی ہے یہ فرما
تصویر عازم نقلی کی دکھائی عازم دل مین کہتا ہے کہ خدا اس شہریار باوقار کو سلامت باکرامت رکھے
کہ میری وہ بے اعتنائی اور پھر کر خانہ کعبہ کو چلے جانا اور انکی یہ محبت کہ تصویر میری ہر وقت جیب مین
رہتی ہے ای خضران اب اپنے کو پوشیدہ کرنا مناسب نہین ہے کہ اس شہریار باوقار کو صدمہ ہوتا ہے یہ قصد
کرکے تصویر ہاتھ سے بدیع الملک کے لے لی اور کہا کہ یا صاحبقران یہ تو میری تصویر ہے اسلیے کہ
ہیئت اصلی میری یہی ہے اور جو صورت کہ آپ دیکھ رہے ہین یہ اور ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے منھ پر پھیرا اب
جو نظر بدیع الملک کی پڑتی ہے تو دیکھا کہ خضران کھڑا ہوا ہے اب یقین ہو گیا کہ وہی یار باوقار اور
دوست صادق ہے خضران دوڑ کر قدمون سے لپٹا بدیع الملک نے سر اسکا سینے سے لگا لیا دونون اسی
طرح رو رہے جیسے عاشق و معشوق ہوتے ہین سعد و لا اور دل مین کہا کہ بڑی عیاری کی خضران نے
دریاے نسیان کی آب ہوا اثر نہ کر چکی ہوتی تو اسعد و لا ضرور پہچان لیتے اسواسطے کہ خضران نے اپنے
حال کا کوئی پہلو اٹھا نہ رکھا تھا صرف صورت بدلے ہوئے تھا مگر یہ لوگ ایسے از خود رفتگی کی حالت مین تھے
اور بھولے بھولے سے ہو رہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا عازم کے یاد دلانے سے خضران کا خیال بھی آیا
بھولے ہوئے بیٹھے تھے سب سردارون کو مع صاحبقران نہایت خوشی ہوئی اب صاحبقران زبان
فرمایا کہ ای خضران تم تو خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے تھے اسطرف کیونکر پلٹ آنا ہوا اتنا عرصہ نہین ہوا کہ ہم
یہ سمجھون کہ تم زیارت سے مشرف ہو کر واپس آئے اور اگر راہ سے پلٹ آئے تو کیون پلٹ آئے ایک کار نیک
ارادہ کرکے پھر عزم کو فسخ کر دیا خضران نے عرض کی ای شہریار بات یہ ہے کہ تابعداری مین عقل انسان کی
درست نہین رہتی ہے اور آزادی مین اُسے ہر پہلو پر غور کرنے اور سمجھنے کی فرصت ملتی ہے اسوجہ سے مین نے
آپسے علیحدگی اختیار کی تھی دوسرے یہ کہ مین تمام عالم مین شیطان سے زیادہ مشہور ہون لوگ ہوشیار
رہتے ہین جو کام شکل سے دکھاتے ہین جس سہولت سے آپ مین نے عیاری کی وہ عازم شعبدہ باز کو گرفتار
کیا اُسوقت ممکن نہ ہوتا تیسرا امر یہ ہے کہ راہ مین ایک منزل پر مین سو گیا خواب مین اُدا صاحب تشریف
لائے اور ارشاد کیا کہ ای خضران وقت مشکل مین اپنے آقا کا ساتھ چھوڑتا ہے کیا تو نے شیوہ نمک حرامی اختیار
کیا ہم نے کیسی کیسی سختیون مین حمزہ اول کا ساتھ دیا چاہ المیاس مین جاکر دمامہ جادو سے سامنا کیا دریاے
قلزم مین ساحر مشمش کو گرفتار کیا نقابداران ساحر مشمش کو آئینہ پوش بنکر گرفتار کیا ہمارا حمزہ
اور اولاد حمزہ پر نثار رہے تھے کہ جب حمزہ نے بے اعتنائی کی اسوقت بھی اُنکی بدی کے خواستگار ہوئے
حمزہ کو گرفتار تک کر لیا مگر ایذا انہین پہونچائی تو نے ذرا سی سختی مین ساتھ بدیع الملک کا چھوڑ دیا نام
وفاداری ڈبو یا بس چاہیے تجکو کہ فوراً پلٹ جا اور بدیع الملک کا ساتھ دے ہمراہ اپنے آقا کے خانہ کعبہ
کو آنا جہاد کرنا بھی حج سے کم نہین ہے اسکے ثواب بھی لاتعد ولاتحصیٰ ہین یہ خواب دیکھکر مین بیدار ہوا اور رونے
لگا اور وہین عنان سفر کو کوتاہ کرکے اور پتہ طاق کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا اول ملک حرمانیہ مین
پہونچا اور بادشاہ جنتیان سے ملک حرمان حبشی کو قید سے رہا کیا برخوردار حبشی کو مسلمان کیا حرمان حبشی
بھی مسلمان ہوا دونون میرے ہمراہ ہین اور اُنسے پتا دریاے نسیان کا پوچھا ادہر ہی بناکر اسطرف آیا
اول باغ ملکہ ماہ سیمبر مین پہونچا جو کہ دختر ہے عازم شعبدہ باز کی وہانسے عازم شعبدہ باز

کے ساتھ آپ سب صاحبون کی حالت دیکھی دل مین افسوس کیا قمر پری جسنے آپ کو چھڑایا تھا وہ بھی
غلام آپ کا تھا بعد اسکے باغ مہ جبین سبز پوش مین پہونچا وہان شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو بتلائے
جلاد دیکھا نہایت صدمہ ہوا غرضکہ وہان سے پلٹ کر صحرا مین پہونچا دھوکا دے کر عازم شعبدہ باز کو داخل
زنبیل کیا اور اسکی صورت بنکر آپکی خدمت مین آیا اور رہا کرکے گھوڑے وغیرہ حاضر کیے اسوقت اپنے کو
ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھا اسلیے کہ اسکے بعد سب کام رہ جاتے بعد ازان جاکر پھر باغ مہ جبین کو
پہونچا یا شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو چھڑایا اور مہ جبین کو داخل زنبیل کیا پھر مہ جبین بنکر طوغان بلاست با
ہواسیر کرکے داخل زنبیل کیا وہان سے آپکی خدمت مین مہ جبین بنا ہوا حاضر ہوا اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو سنایا کہ شاید انکی طبیعت اسکی طرف مائل ہو معلوم ہوا کہ انھین کراہت ہے یہان دیوانہ کے ہم سنگر
نہایت پریشان تھا یہانسے پلٹ کر قلعہ ہزبریہ مین گیا وہان دیو اسنے کو اسیر کرکے داخل زنبیل
کیا اور پھر عازم شعبدہ باز بنکر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران اسکی
کہانی سنکر نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ کام سوا تمھارے دوسرے عیار کا نہ تھا کہ تنہا اتنے مرحلونکو
طے کرتا ای جعفران بغیر تمھارے طبیعت میری اداس تھی اب دل بشاش ہو گیا مجھے تو حیرت تھی اور امید
کے خلاف تمھارا چلا جانا تھا مگر معلوم ہو گیا کہ وہ مصلحۃ تھا اب یہ بتاؤ کہ وہ دونون جن کہان ہین جعفران
نے پلٹکر اپنی پشت کیجانب دیکھا اور کہا کہ ای حرمان جنی صاحبقران یاد فرماتے ہین حاضر ہوکر
سلام کرو یہ کہنا تھا کہ دو آدمی جو ساتھ عازم نقل کے آئے تھے اور بصورت انسان کھڑے ہوئے
تھے انھون نے صاحبقران کو سلام کیا اور سردارونکو بھی تسلیم ہوا اسکے صاحبقران چونکہ حال سے
حرمان جنی کے واقف ہو چکے تھے دلنگی بیٹھنے کو مرحمت فرمایا اور برخوردار جنی کیواسطے کرسی بچھوادی
جعفران نے کہا ای حرمان جنی اب تم اپنی مصیبت بھی بیان کرو کہ صاحبقران عالیشان داد رسی
فرمائین حرمان جنی نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام اپنے زمانہ مین بادشاہ نطاق تھا اور نام اسمقام کا
ملک حرمانیہ تھا لیکن اکوان تاجدار ملعون نے مجھکو مقید کرکے ایک مقام پر قید کردیا اور اس جن کو
جسکا نام برخوردار جنی ہے نگہبانی زندان پر مقرر کیا تھا تمام ملک سے جنونکو نکالدیا اور دارالشہر
تاج و تخت وغیرہ سب چھین کر طلسم نطاق قائم کرکے آپ خداوند جن بیٹھا چونکہ وہ ساحر زبردست تھا
مین اسکا کچھ نہ کرسکا مگر الحمد للہ کہ حضور اسطرف تشریف لائے اور آپ کے عیار نامدار نے مجھکو اس قید سے
رہا کیا اور یہ نگہبان زندان بھی ہمراہ میرے شرفیاب سلام ہوا مین چاہتا ہون کہ آپ میری بھی
دادرسی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ ای حرمان جنی تم پریشان نہ ہو انشاء اللہ تعالی بعد فتح طلسم نطاق
تو تمھارا ملک دلوادونگا یہ سنکر حرمان جنی نہایت خوش ہوا اور صاحبقران عالیشان کی دست بوسی
اور باقی سرداران نامی گرامی جسقدر کہ وہان موجود تھے سب کی ملازمت حاصل کی اب جعفران
نے صاحبقران سے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو عازم شعبدہ باز کو بھی زنبیل سے نکالون دیکھون کہ وہ
کیا کہتا ہے فرمایا صاحبقران نے کہ کیا مضائقہ ہے جعفران نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور چپکے سے نام
عازم شعبدہ باز نکالیا بازو و نیز عازم کے ہاتھ خواجہ کا پڑا اسوقت عازم شعبدہ باز وضو
کے واسطے بیٹھا تھا ایک ہاتھ پر پانی ڈال چکا تھا اور دوسرا ہاتھ اسکا خشک تھا کہ ابھی پانی نہ ڈالنے

پایا تھا خضران نے جو اسکو زنبیل سے باہر نکالا تو یہ گھبرا گیا کہ یہ مین کہانسے کہان آگیا پہلے نظر اسکی صاحبقران باقبال پر پڑی اسنے بطریق اسلام سلام کیا اور اہل دربار کیطرف مخاطب ہوکر السلام علیکم کی آواز دی صدا عازم شعبدہ باز کی سنکر سب نے جواب سلام دیا دیکھا عجب ہئیت ہے یعنی آستینین چڑھی ہوئی ہین ایک ہاتھو بھیگا ہے اور ایک خشک ہے خضران نے پوچھا کہ ای عازم یہ کیا عازم نے جواب دیا کہ مین نے دین اکوان پرستی پر لعنت کی اور مذہب اسلام قبول کر لیا واقع مین دین برحق ہے فرق حق و باطل مجھپر اچھی طرح ظاہر ہو گیا اسوقت مین مسجد مین وضو کرنے کو بیٹھا تھا کسی نے مجھے کھینچ لیا بعد اسکے اپنے کو یہان پایا یہ سنکر خضران و صاحبقران بلکہ جملہ مسلمان خوش ہوئے خضران نے کہا کہ ذرا سیر تو بیان کرو کہ کیا چیز تم نے دیکھی اور تم خود کس حال مین رہے بعد تمھارے کون کون اس مقام پر تازہ وارد ہوا اور وہ کس کیفیت مین رہا عازم شعبدہ باز نے کہا کہ خواجہ مین بڑی راحت سے رہا جو مزے مجھے وہان پہونچکر حاصل ہوئے وہ یہان کبھی خواب مین بھی ندیکھے تھے اسلیے کہ مین یہان کی زیر تھا وہان بادشاہ تھا تاج شاہی میرے سر پر تھا چار قبہ شاہنشاہی دربر کیے تخت پر بیٹھتا تھا حکومت کرتا تھا اور عبادت رب بے نیاز کیا کرتا تھا چار ملک مین نے دیکھے سب بادشاہون نے میری دعوت کی ہر ایک کا مہمان رہا مجھے اس آزادی سے وہ اسیری ہی بہتر تھی اس سے تو آپ زنبیل مین سے مجھے پھر ڈالدیجیے بعد حاکم بننے کے محکوم بنکر مجھ سے مرا جائے گا مثل مشہور ہے کہ بگڑ کر بننا اچھا اور بنکر بگڑنا برا ہوتا ہے صاحبقران نے عازم کیطرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم رنجیدہ ہو اگر تم کو ہوس سلطنت ہے تو انشاء اللہ بعد فتح کے اس ملک کا تمھین کو بادشاہ کرونگا اگرچہ یہ امر میری زبان سے دعوے مین نکلا تھا مگر جس سبب سے نکلا تھا اب وہ بات تم مین موجود ہے تم اطمینان رکھو اور سردار ہنسنے لگے اور خواجہ خضران نے کہا کہ وہان رہنے کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور جس حیثیت سے انسان رہتا ہے اسی حیثیت کا کرایہ بھی دیتا ہے عازم نے کہا کہ کرایہ تو مین آپکو کیا دے سکتا ہون لیکن میری جان و مال عیال و اطفال سب حاضر ہین تا زندہ ایم بندہ ایم آپ کی بدولت مین نے دولت عقبیٰ پائی جسکو کبھی زوال ہی نہین ہے مال دنیا کی کیا حقیقت ہے خضران نے کہا کہ ذرا اب ان لوگون کی کیفیت بھی بیان کرو جو بعد تمھارے وہان پہونچے تھے عازم نے حال مہ جبین سبز پوش کے پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ بھی ایک دیوار سے لگی بیٹھی رو رہی ہے نہ کوئی اسکے حال پر رحم کرتا ہے نہ اس سے بہ ہمدردی پیش آتا ہے اسکے بعد باپ اسکا طوغان بازی ساز پہونچا اسکی بہت بری گت بنائی گئی جب سے معلوم ہوا کہ مین زنبیل عمر مین ہون تو اسنے آپکے شان مین کلمات نامناسب کہے لوگون نے اسے بہت مارا اور زد و کوب کر کے ساتھ دور کیا اب ایک زندان تیرہ و تار مین بند ہے بعد اسکے دیوانہ پہونچا اسکی حالت طوغان سے بدتر بنائی گئی جسقدر کفار تھے سب مقید تھے اُنپر سختیان ہوتی تھین اور اہل اسلام بڑی آسائش مین تھے یہ حالتین دیکھ دیکھ کر دل میرا اپنے مذہب قدیم سے پھر گیا اور عقیدہ دین اسلام کیطرف جم گیا تھے کہ مین اسی مقام پر مسلمان ہو گیا خضران و دیگر حاضرین بارگاہ صاحبقران نے مع صاحبقران تحسین و آفرین کی صدا بلند کی اب خضران نے طوغان بازی ساز اور مہ جبین سبز پوش کو زنبیل سے نکالا اور تلقین بہ دین اسلام کیا مہ جبین نے کہا کہ مین نے بدل اس مذہب برحق کو قبول کیا اور فرق حق و باطل دیکھ لیا کہ چچا عازم شعبدہ باز کی نہایت

رت وحرمت کی گئی اور باپ میرا نہایت ذلت وخواری مین رہا نہ انکی شعبدہ بازی کام آئی نہ اُن کی
ہون سازی چلی راست بازی سے کام نکلا دغا بازی کا انجام بُرا دیکھا اور دیوانہ سرکش جو
باختہ حکیم فیلقوس ثانی ہے وہ بھی وہان کسی کا کچھ نہ کر سکا مین تو مسلمان ہوتی ہون لیکن
وغان ملعون نے نہ مانا اور کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے ہر چند مہ جبین اور عازم نے سمجھایا
ر قلب اسکا سیاہ تھا اسنے منظور نہ کیا بلکہ اسکے عوض مین یہ جواب دیا کہ حکیم فیلقوس ثانی
سوقت خبر پائینگے تو ایک چشم زدن مین تم سب کو غارت کر دینگے صاحبقران نے فرمایا کہ قتل کرو
ں ملعون کو اسیوقت جلاد حاضر ہوئے اور طوغان کو لے کر باہر بارگاہ کے چلے مہ جبین ہر چند
معافی رہی مگر طوغان نے نہ مانا اور قتل ہونا گوارا کیا بعد اسکے خضران نے دیوانہ کو زنبیل سے
لا جسوقت یہ زنبیل سے باہر آیا تو اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پایا بطریق الوان پرستان
سلام کیا سب نے منھ اسکی جانب سے پھیر لیا اور خضران نے کہا او ملعون تو نے بڑے ظلم کر رکھے
ے مگر تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی بہتر یہ ہے کہ مذہب اسلام کو اختیار کر ورنہ ہاتھ سے میرے ہلاک ہوگا
یوانہ ہنسا اور پکارا کہ میری موت خداوند نے معین ہی نہین کی تم مجھے کیا قتل کر سکتے ہو جسوقت
ہ اسیری میری فیلقوس ثانی کو ہوئے گی تو وہ مجکو ضرور رہا کر لے جاوینگے خضران نے
صاحبقران عالیشان کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ اب اس ملعون کو حضور قید رکھیں اور مین فکر قتل حکیم
فیلقوس بیابانی کرتا ہون کہ اگر یہ قید نہ ہوگا تو سب کو پریشان کرے گا اسد غازی نے
ہا کہ یا صاحبقران اس ملعون کو میرے سپرد کیجیے کہ مجھے انکے اسیر رکھنے کا سہل طریقہ معلوم ہے
قید زندان کی ضرورت ہے نہ ہتکڑیونکا کام ہے نہ بیڑیونکا صرف چار قزاق اسکے چار طرف بوتین لیے
ہوئے بیٹھے رہینگے اور اسی میدان مین قید کرونگا کہ ساکنان ملک پر یہ ہیبت طاری ہو صاحبقران
نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا اور دیوانہ ازور چشم کو اسد غازی کے سپرد کیا اسد نے
قزاقونکو بلا کر دیوانہ کو اُنکے سپرد کیا اور کہا کہ اسے گھیرے ہوئے بیٹھے رہو اور جب یہ بھاگنے کا
قصد کرے اسوقت بوتین بجا دو پھر یہ دم نہ مارے گا یہ سنکر قزاق قید اسکی لے کر روانہ ہوئے اور
سامنے قلعہ کے اسکو میدان مین بٹھا دیا اور گرد اسکے قزاقون نے ہجوم کر لیا ازبسکہ قلعہ مین ایک غل
تھا کہ دیوانے کو کوئی لے گیا جسوقت قزاق دیوانون کو گرفتار کرکے سامنے لائے تو اہل قلعہ
کے ہوش اڑ گئے میان عازم شعبدہ باز کی نہایت توقیر کی گئی اور اسنے خضران سے عرض
کی کہ حضور نے ملکہ ماہ سیما کو تمہری بنکر اپنا مشتاق بنایا تھا وہ وہان انتظار مین بیٹھی ہوگی
اور میرے شریک اسلام ہونے کی خبر مشتہر ہو چکی ہے ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس عداوت مین میرا گھر برباد
کر ڈالے اگر اجازت ہو تو مین جا کر اپنے عیال کو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور جاؤ اور
خضران سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ جاؤ اور حفاظت کے ساتھ لے آؤ شاید کوئی سختی پیش آئے
تو ہم کو اطلاع کرنا ہم سردارون کو تمہارے واسطے مدد کے بھیجینگے یہ فرما کر رخصت کیا عازم شعبدہ باز
صاحبقران کو سلام کرکے رخصت ہوا اور خضران بھی ہمراہ ہوئے مہ جبین کو اپنے ساتھ لیا اور
بارگاہ سے نکلکر چلے خضران اور عازم اور مہ جبین تینون آدمی جانب باغ ملکہ ماہ سیما

روانہ ہوئے راستے مین خضران کو خیال آیا کہ چلکر اپنے مرکب اور روپیہ وغیرہ کو تو وصول کر لینا
چاہیے عازم سے کہا کہ بھئی ایک ذرا سا توقف کرو ورنہ میرا بہت نقصان ہو جائیگا ذرا خزانچی
سے ملنا ضرور ہو صاحبقران نے کچھ روپیہ دلوایا ہو وہ وصول کر لون یہ فرما کر خزانچی کے خیمہ مین
آئے راستے سے ایک فقیر ساتھ ہو لیا جسوقت روپیہ وصول کر کے چلے تو فقیر نے پیچھا پکڑا اور
کہا کہ بابا تمنے روپیہ پایا ہو کچھ خدا کے نام کا بھی ہو خضران نے کہا کہ کیا مفت کا پایا ہو کچھ خدا کے
نام پر دین بھائی یہ روپیہ ہمارا نہین ہو سوداگر و تکار روپیہ ہو جتنے کو ملے ہون لیکر پیچھے سے
نکلو کیا دیتے فقیر نے کہا کہ اپنے حق اسی مین سے کچھ دو خضران نے دتکارا فقیر کسیطرح پیچھا
نہین چھوڑتا لپٹا ہی چلا آتا ہو خضران پریشان ہوتے ہین مہ جبین مسکراتی ہو کہ عجب طرح
پیچھا یہ فقیر ہو اور یہ بھی بڑے سخت ہین کہ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے عازم بھی کہتا ہو کہ خواجہ کچھ
دے کر بلا ٹالیے خضران نے کہا آپ کے پاس مفت کا ہو آپ دیجیے عازم نے کہا جسقدر آپ
دیجیے گا اسکا دونا مجھ سے لیجیے گا خضران ایک سماعت نہین کرتے آخر اسنے کہا کہ غریب پرور
پھیرتے ہیے کیا حاصل میری پچاس اشرفیان تو دے دیجیے خضران نے جھلا کر کہا کہ ابے ابھی تو
بھیک مانگتا تھا اب تہمت رکھتا ہو تو نے کسکو اشرفیان دی تھین جیسے دی ہون اُس سے مانگ
فقیر نے کہا کہ پھر جسے مین نے اشرفیان دی ہین اُس سے لے لون کہا کیا مین منع کرتا ہون بس یہ
کہنا تھا کہ فقیر نے دوڑ کر مہ جبین کا ہاتھ پکڑ لیا مہ جبین حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو اب خواجہ
سمجھے کہ یہ ضرغام شیر دل ہو واقع مین جب مین مہ جبین بنا ہوا تھا تو اسنے پچاس اشرفیان
دی تھین خاموش ہو رہے اور کہا کہ بھئی اچھا لیے جاؤ مگر زبردستی نہ کرنا اگر یہ تم سے رضامند ہو
تو عقد کر لینا اور مین بھی پلٹ کر آتا ہون ضرغام تو مہ جبین کو لے کر جانب خیمہ روانہ ہوا اور
عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو لیے ہوئے باغ ماہ سیمبر مین آیا وہان ماہ سیمبر پریشان
بیٹھی ہوئی تھی کہ یہ والد ماجد کے ذہن مین کیا آئی کہ بدیع الملک سے مل گئے اور پھر ہماری
خبر بھی نہ لی کہ عازم پہونچا اور دختر کو گلے لگایا اسنے خضران کیطرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون صاحب
ہین عازم نے کہا کہ انکی بدولت دنیا و عقبے حاصل ہوئی ہو یہ وہی قمر بہری ہین جو تمہارے
باغ مین تشریف لائی تھین ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہو عازم نے دیکھا کہ خواجہ ٹھنڈی
سانسین بھر رہے ہین اور ملکہ کو دیکھ رہے ہین یہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہو کچھ طبیعت تو انکی اس کی
طرف نہین مائل ہو پھر اسنے بہتر اور کون ہوگا کہا خواجہ اسے مین آپ کی کنیزی مین دیتا ہون
بعد اسکے خواجہ خضران اور ماہ سیمبر مع اسباب و مال وہان سے روانہ ہوئے اور داخل لشکر اسلام
ہوئے صاحبقران نے عقد ماہ سیمبر کا خواجہ خضران کے ساتھ کر دیا اور نہایت خوش ہوئے
بعد اسکے ضرغام شیر دل کا عقد مہ جبین کے ساتھ ہوا اور یہ دونون ناموس صاحبقران کے
ساتھ رہنے لگین اور خضران نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ ای برادر اب بتا حکیم فیلقوس ثانی
کا بتا کہ بغیر اسکی گرفتاری کے کوئی کام نہین ہو سکتا ہو اسنے عرض کی کہ خواجہ بتا تو مین ابھی
بتا دون مگر بہتر یہ ہو کہ اس کام کو کل مجھ سے پوچھیے گا

چند کلمہ داستان حیرت بیان نقابدار ابلق سوار کے بیان ہوتے ہین

سبزے چمن ہی جان نزار ساقی
سبزہ ہمہ سو اُگا ہوا ہی
جسطرح سے مست جھومتے ہین
غنچون کی جبین مین رنگ گلابی
نرگس کی بھی چشم مست ساقی
غنچے سے یہ اشارے کر رہی ہی
یہان رندون کی ہی شراب پر غش
پھولون کی ہی بھینی بھینی خوشبو
ہان اے مرے ساقی تیرے صدقے
ہو زمزمہ سنج جیسے بلبل
ہی دیر اثر سبھی کو مشتاق
ہین کان لگائے سب زمانہ

لادے وہ شراب جو ہو باقی
ہی بادۂ فصل گل سے سرشار
ویسے ہی درخت جھومتے ہین
لادے ہاتھ مین پیالا
انگور کی تاک کو ہی مستی
چھایا ہوا ابر ہی دھوان دھار
انگور کو تاکتے ہین میکش
گلشن مین ہی میکشون کا جلسہ
اب تو مجھے مے خمے پلادے
ساقی مجھے دے دے جام رنگین
مشتاق بیان ہی سارا آفاق
دانندۂ داستان چنین گفت

یہ فصل بہار ساقیا ہی
کیفی کی طرح ہی سارا گلزار
ہر سبزہ ہی صورت صراحی
لکن ہو شراب ناب ہان لا
سب مے کے چمن مین مر رہی ہی
آئے ہوئے ہین چمن مین میخوار
نہرین ہین روان چمن مین ہر سو
رندون کا لگا ہوا ہی میلا
یون ہوے صراحیون کی قلقل
رنگین جیسے ہین سب مضامین
ہو دیدہ لکھیے اب فسانہ
در سلک بیان گہر چنین سفت

جہان طلسم خوش بیانی ولوحداران ع... اقلیم معانی سیاحان کشور فصاحت وچمن پیرایان گلزار بلاغت
... مدعا کو میدان بیان مین یون جلوہ افروز کرتے ہین کہ یہ داستان حیرت بیان اس مقام سے
...ولی تھی کہ نقابدار نے اپنے رفقا کو حفاظت مین ملکہ بادبان جادو کی دیا ہی۔ مخلول جادو
سرگردان جادو ونسیم جادو وملکہ صنم گلعذار وداراب ثانی یہ سب کے سب باغ مین ملکہ صنم گلعذار
کے بیٹھے ہین چلتے وقت نقابدار ابلق سوار بخیال حفاظت داراب ثانی لوح طلسم ظاہری انکو
دیتے گئے ہین۔ ملکۂ بادبان جادو نے یہ انتظام کیا ہی کہ ساحرون کو خبر رسانی کے لیے معین کر دیا
... اگر حال نقابدار کے جانے کا بت خودپسند کو معلوم ہو جاوے اور وہ واسطے دراندازی کے
... درہ کی جانب لشکر روانہ کرے یا خود جانے پر مستعد ہو تو ہم بھی چلکر نقابدار کی کمک کرین
...ان تو یہ انتظام ہی اور وہان کا حال سنیے کہ جسوقت بت خودپسند کو فتاحی دربند مصاحبہ
خبر پہونچی اور اسکو معلوم ہوا کہ اب فتاح طلسم اسطرف لشکرکشی کریگا تو یہ بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ
... درزمین رانکو ساختی بکہ بر آسمان نیز پرداختی۔ اس سے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہی ہرچند اس
...ن نے تمام طلسم باطن کو برباد کیا ہی اور سب مرحلے اسکے شکست کرڈالے ہین اور لوح طلسمی
اسکے پاس ہی لیکن مایۂ دولت واقبال کو کوئی فکر وتردد نہین ہی اسلیے کہ میرے پاس وہ سامان جمع
ہے جسکے مقابلہ مین لوح بالکل بیکار ہی جسوقت نقابدار لشکرکشی کریگا اور مین ساحران چہل درہ
... بلاے مدد طلب کرونگا انکے سامنے لوح محض فضول وبیکار ہو جائیگی ہرچند کہ لوح طلسمی کے باعث سے
... ہونا نقابدار کا غیر ممکن ہی لیکن چند نگراں جو اس سے ملتے ہین انکی بخوبی سرکوبی ہو جائیگی
... نقابدار بھی اعانت لوح کے سبب سے ساحران چہل درہ پر ظفریاب نہین ہو سکتا کیونکہ وہ

چالیسون ساحر آپس مین ایک دوسرے کے محافظ جان ہین جو افسر آئندہ سب کا ہی وہ چہل درہ مین
مقیم رہیگا اور دین سے سب تدبیرین کیا کریگا و چالیس ساحر اس سے زندگی بھر لڑنے کو کافی ہین
انمین سے جو بظاہر مارا جائیگا وہ باطن مین زندہ رہیگا اور روح اسکی کسی دوسرے پیکر عالم
مین حلول کر جائیگی اس صورت مین نقابدار قتل کرتے کرتے عاجز آجائیگا اور آخر کو تنگ آکر
بھاگ کھڑا ہوگا بعد اس تقریر کے بت خود پسند ارکین دولت و مشیران مملکت کی جانب متوجہ
ہوا اور کہنے لگا کہ اس باب مین تمھاری کیا راے ہی آیا نقابدار کو لشکر کشی کر کے اپنے دین ہو وقت
ساحران چہل درہ کو براے مدد طلب کرین یا بعد مین لشکر کشی کر کے طلسم کشا کی جمعیت کو پریشان
کرین سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ یون تو بادشاہ کو ہماری راے پر ہر طرح فوق ہی

خلاف راے سلطان راے جستن	بخون خویش باشد دست شستن	لیکن ہم زرخریدون کی حضور کی راے

یہ ہی کہ جہان تک ممکن ہو دشمن کی قوت کو نہ بڑھنے دینا چاہیے بقول سعدی درختے کہ اکنون گرفتست

بہ نیروے شخصے برآید ز جاے	وگر ہمچنان روزگارے ہلی	بگردونش از بیخ بر نگسلی

ہم خیر اندیشون کی راے یہ ہوئی ہی کہ ساحران چلدرہ کو لاکر خود فوج کشی کیجیے اور لشکر کو نقابدار

کے تباہ و برباد کر دیجیے ع	دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد	آیندہ جو حضور کی راے بیضا

ضیاے اقتضا کرے وہی راے انسب و اولی ہی چنانچہ ارکان دولت کی راے بادشاہ
پسند آئی اور اسی کے متعلق اسنے انتظام کرنا شروع کیا خود بت خود پسند بھینٹ وغیرہ کے سامان
فراہم کرنے مین مصروف ہوا اسطرح سے کہ چالیس بچہ ہاے خوک اور چالیس خم شراب کے
اور لوبان و گوگل و دوپ دیپ چندن صندل ہار لونگ اور بنولے رائی سرسون کے دانے آگ
کے پھول و نامردا کے پتے سب سامان سحر اپنے ہمراہ لیکر جانب چلدرہ روانہ ہوا اور چلتے وقت
سرخیل جادو جو کہ اسکا سپہ سالار ہی اسکو اسنے حکم دیا کہ تم جاکر لشکر نقابدار سے جنگ آغاز کرو
کہ یہ لوگ اسطرف آنے نہ پائین اور ہم ادھر سے ساحران چلدرہ کو لیکر آتے ہین چنانچہ حسب الحکم
شاہی سرخیل جادو بعہدہ سپہ سالاری ایک لاکھ ساحران غدار جلاے بہ آفت کے ہمراہ اپنے
لیکر مع سب سازوسامان کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوا کہ انکا حال پھر عرض
کیا جائیگا اب اول حال بت خود پسند کا معرض بیان مین آتا ہی کہ یہ راہ کو طے کرکے چشم زدن
مین قریب چلدرہ کے پہونچگیا سبب اسکا یہ ہی کہ یہ بادشاہ طلسم ہی بلکہ خداوند طلسم کہلاتا ہے
اور قریب کی راہون سے واقف ہی اسوجہ سے یہ قبل نقابدار کے پہونچگیا اور نقابدار
بوجہ ناواقفیت راہ کے پھیر کے راستے سے گئے جسکی وجہ سے پہونچنے مین دیر ہوئی بت خود پسند
نے جاتے کے ساتھ ہی ہوم خانہ طیار کیا اور زیر دیوار چلدرہ بیٹھکر چلہ کھینچا یہ عجیب طرح
ہولناک مقام ہی کہ یہان کی دہشت و ہیبت اور سناٹا صحرا کا دیکھکر دیو کا زہرہ آب ہوتا
اور عمارت ایسی بھیانک ہی کہ بوم کو بھی آشیانہ بنانے مین کراہت معلوم ہوتی ہی ایک
بلند ہی کہ جسمین جا بجا گھونسلے صحرائی طائرون کے بنے ہوے ہین جالے لٹک رہے ہین

سقف مین جسمین لاکھون ابابیلین	ہر حجرہ مین [illegible]	پتھر کاری جا بجا گری ہوئی

چالیس گنبد ہین وہ بھی اسی طرح سے بھیانک و وحشت خیز اور ہر ایک گنبد پر ایک ایک زاغ
سیاہ بیٹھا ہوا ہی اور ہر گنبد کے نیچے ایک ایک حجرہ ہی اور ہر حجرہ مین ایک ایک دروازہ
لگا ہوا ہی کہ اسمین قفل وغیرہ کچھ نہین ہی مگر کھلنا اسکا ممکن نہین سوائے بادشاہ طلسم کے اور
ایک گنبد جو وسط مین واقع ہی وہ نہایت بلند ہی اسپر ایک زاغ سرخ بیٹھا ہی یہ زاغ بھی
سب سے بڑا ہی جسوقت کہ بت خودپسند نے اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور بخور گوگل وغیرہ کا
روشن کیا اور دھواں اسکا منتشر ہوا تو یہ زاغ جسقدر گنبدون پر بیٹھے ہوئے تھے گنبد سے
اڑ اڑ کر زمین پر اترے اور گرد بت خودپسند کے جمع ہوکر شور و غل کرنے لگے اور اوڑ اوڑ
کے اسکو ٹھونگین مارتے تھے بت خودپسند سحر خوانی مین مصروف تھا اور جو زاغ اسکی طرف
دوڑ کر آتا تھا وہ اسکی طرف ایک بچہ خوک کو بڑھا دیتا تھا اور ایک خم شراب کا ڈھکنا کھول
دیتا تھا کہ زاغ اس بچہ خوک کے کھانے مین مصروف ہوجاتا تھا اور یہ اپنی سحر خوانی مین مشغول
ہوجاتا تھا نوبت بانجا رسید کہ چالیسون زاغ چالیسون بچہ ہاے خوک کو نوچ نوچ کر کھا رہے
تھے اور خمہاے شراب مین منقارین ڈبو ڈبو کر شراب پی رہے تھے لیکن زاغ سرخ شانہ پر
بت خودپسند کے بیٹھا ہوا تھا اور اپنی خوراک کا منتظر تھا جسوقت بت خودپسند نے اسم سحر تمام کیا تو
ایک بچہ انسان کو اسکے سامنے پیش کیا زاغ سرخ اسے نوچ نوچ کر کھانے لگا حتی کہ چالیسون
بچہ ہاے خوک کو زاغ بالکل کھا گئے اور بچہ انسان کو یہ زاغ سرخ لقمہ کر گیا اور جسقدر
خم شراب کے بھرے رکھے تھے انکو پی گئے اب ایک ایک زاغ پھول پھول کر ایک
ایک فیل کے برابر ہوگیا اور مست ہوکر جھومنے لگا اسوقت بت خودپسند نے اپنی نوک زبان
مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر زاغ سرخ پر مارا کہ یہ زمین پر تڑپا اور تڑپ کر ہیئت انسانی پیدا
کی اور کہا کہ کیا کہتا ہی بت خودپسند نے جواب دیا کہ مین نے آپکو جسدن کے واسطے اس طلسم
مین آباد کیا تھا وہ وقت آگیا یعنی طلسم کشا یہان بھی پہونچگیا اور تمام دربند طلسم باطن کے اسنے
برباد کیے لشکر اسکا باغ ملکہ صنم گلعذار مین مقیم ہی اور لوح طلسمی بھی اسکے پاس ہی مجھے اسکی جانب
سخت اندیشہ ہی اور کمال تردد و تشویش لاحق حال ہی لہذا امیدوار ہون کہ اپنی فوج کو حکم دیجیے
کہ میرے ہمراہ چلے اور حملہ ہاے دلیرانہ سے لشکر فاتح طلسم کو برباد کرے اور آپ اپنی حفاظت
کے لیے اور اپنے تحفظ کی غرض سے اسی مقام پر قیام اختیار کیجیے یہ کلام سنکے زاغ سرخ نے
ان چالیسون زاغہاے سیاہ کیجانب پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اور بادشاہ طلسم کی مدد کرو کہ ایک
مدت سے نمک انکا کھا رہے ہو اب ایک مہم انکو درپیش ہی اسمین جانبازی کرکے حق نمک
ادا کرنا ضرور ہی زاغون سے یہ کہکر بت خودپسند سے کہا کہ جائیے یہ لشکر آپکے ساتھ جانیکو طیار
ہی یہ کہکر اسنے قلقلک ماری اور پھر زاغ سرخ بنکر گنبد پر جا بیٹھا اور بت خودپسند بصورت
عقاب بنکر اس لشکر غراب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار بقصد بربادی
لشکر لقا بدار روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت پہونچنے کے گذارش کیا جائیگا اور جو انتظامات
کہ سرخاب جادو نے چہار رہ مین آکر کیے تھے انکا حال بھی بر وقت پہونچنے ...

غرض نقابدار بھی طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے اس بیابان میں پہونچے دیکھا کہ عجب
وحشت افزا بیابان ہی کہ بادسموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تب
وہان کی ابر بہاری کو پیامار رکھکر جلاتی تھی پیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ
بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طی نہ کرسکتا تھا پانون مین چھالا پڑ جاتا تھا نہ گھانس اُسجگہ
کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمہ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا سے برستی تھی وہ آگ افلاک سے

اُٹھتا تھا دھوان ہر کرخاک سے	شور فلک تھا شدت طیان	ہوگئے ذرہ ریگ چنگاریان
جہانتک نظر کام کرتی تھی وان	عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان	کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے	کہین سایہ ڈھونڈو تو پیدا نہ تھا	کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

غرضکہ اُس صحرائے ہول خیز کو طی کرتے چلے جاتے ہین کہ نظر نقابدار کی جلدرہ پر پڑی تو ہیئت
یہان کی کچھ بدلی ہوئی پائین جبکہ یہ پہلی مرتبہ رستہ بھولکر ادھر نکل آئے تھے تو شان عمارت کی
دوسری تھی سبب اسکا یہ ہی کہ ہر روز ہیئت اس عمارت کی بدل جاتی ہی تاکہ آیندہ روند کو
پتہ نملے کہ جلدرہ کسکو کہتے ہین لیکن گنبدون پر زاغون کا بیٹھا ہونا یہ ضروری چیز تھا اسمین فرق
نہوتا تھا آج جو نقابدار عالیمقدار اس مقام پر پہونچے ہین تو علاوہ عمارت کی ہیئت تبدیل
ہونیکے گنبدون پر زاغون کو نہ پایا انھین شتبہ ہوا کہ شاید یہ وہ مقام نہین ہی جسکی تلاش میں
مین آیا ہون چونکہ راہ کے کسل سے تھکے زیادہ تھے اس بنا پر خیال کیا کہ آج اسی مقام
قیام کرنا چاہیے یہ تصور کرکے گھوڑے سے اتر پڑے اور ٹہلتے ہوئے قریب عمارت کے
آئے دیکھا کہ سب حجرے بند ہین نقابدار نے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور کھولنا چاہا مگر دروازہ
نہ کھلا غصہ آیا اور قصد کیا کہ زور کرکے توڑ ڈالون لیکن ممکن نہوا اور آواز قہقہہ کی آئی انھین اور
غصہ آیا اور جھپٹ کر گرز اپنا اُٹھا کر دروازہ پر مارا یہ وہ ضرب تھی کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو پست
ہوجاتا مگر دروازہ پر کوئی اثر بھی نہ پیدا ہوا اور پھر صدا اسے قہقہہ کان مین آئی اور کسی شخص
نے کہا کہ بس اسی طاقت پر دعوی صاحبقرانی ہی کہ ایک دروازہ پر یہ گاؤ زوریان ہو رہی
ہین اور گرز مارے جارہے ہین مگر پھر بھی کوئی اثر نہین ظاہر ہوتا ہر چند یہ کلام سنکر انکو نہایت غصہ
آیا ہونٹ کاٹنے لگے اسی حالت غیظ و غضب مین لیکن سوا گردن جھکا لینے کے چارہ کار کیا تھا
اور جواب اسکا کیا دے سکتے تھے بس ایک مرتبہ ایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور
وہ در خودبخود کھلا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ
مارے ہوئے بصد کرشمہ و ناز چلی آتی ہی نگاہین اُسکی نشیلی کمانچہ ابرو مین تیر مژگان دلدوز ابروے خمدار
مائل خونریزی کھنچی ہوئی تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہی خانہ ظلمت
و وحشت کا ڈر ہی عارض انور رشک قمر یہ بھی مثال ناقص ہی چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ
بے غلاف ہونٹون مین مسیحائی اشارہ دہن دلربائی دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو
جاتی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین ہزار ہا یوسف دل عاشقان گرے ہوئے
ابھرے گلا صراحیدار سینہ پر ابھار دوستان دل عاشق کے پار ہوتی ہین یاد و نقابدار سر کشی مثال تو یاد آئی چھاتی

سب کھینچے ہوئے نعرہ یا سامری و جمشید بلند کرتے ہوئے گردن میں بجائے زنار رہبا ہ پڑے ہوئے
جھولیان کھاروے کی شانون میں لٹکی ہوئی ہیں تمام اسباب سحر بھرا ہوا صورتیں بھیانک جانور ان سحر
مثل نہنگ و پلنگ و گرگ و خرس و اژدر وغیرہ پر سوار ہیں اڑاتے ہوئے ہوائیاں سحر
ہوئے پرے برابر جمائے ہوئے ہر ایک آئین کا نایاب زمانہ سحر جانتا تھا اور آفت کا پرکالا
تھا سامری اپنے تئین اسوقت کا گنتا تھا شعلین سلگتی ہوئین جیسے کا سامری و جمشید کی
غل مچا ہوا سب ساحران غدار و فسون سازان عربدہ کار ابر زنگاری کے پردہ میں جانب باغ
ملکہ صنم گلعذار چلے جاتے ہیں یہان کا حال سنیے کہ صحن باغ میں چبوترے پر فرش کیا ہوا ہے جسمین
زر نگار بچھی ہوئی ہیں اور مسند مرصع کار صدر میں بچھی ہے اور چھوٹا سا ایک سائبان نہایت تکلف
کا کھچا ہوا ہے جسمین جھالر موتیون کی ٹکی ہوئی موتی بیضۂ گنجشک کے برابر لگے ہوئے ہیں سہ پہر
وقت ہے جھونکے ہوا کے سرد سے آرہے ہیں گملے خوشبو بھینی بھینی خوشبو میں بسی ہوئی
ہیں سبزہ پر نظر کرنے سے آنکھون میں طراوت آتی ہے جابجا آبشار جاری ہیں قریب شام چھڑکاؤ
مین پانی دیا جاتا ہے تو ہوا سے خنکی کے باعث سے دماغ جان لطف فرحت اٹھاتا ہے آتی ہے
اسکے صدر مقام پر ملکہ صنم گلعذار مسند عزت پر جلوہ فرما ہے اور ملکہ بادبان جادو بھی اسکی قریب
بیٹھی ہوئی ہے ایک طرف نسیم جادو پنکھیا پھولون کی سامنے رکھے ہوئے جوڑہ کج باندھے
بیٹھی ہے کسے بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد بالا ہے؛ غضب چتون ستم مکھڑا بدن سانچے مین ڈھالا ہے
زلف عنبرین جو چہرۂ نازنین پر پڑی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ع زلف کو عارض جانان پہ جو پھیلے دیکھا
صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا ایک طرف ملول جادو اور سرگردان جادو وہاسے جادو
سب تماشہ دیکھتی ہوئی ہیں اور دوار اب ثانی نماز پڑھنے میں مصروف ہیں یکایک دیکھتے کیا ہیں
کہ جانب جنوب سے ایک ابر زنگاری نمودار ہوا جو قین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے
گرجنے کی صدا بلند ابر اس تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے آنہ ہی آیا ہے
سب سے پہلے نظر ملکہ بادبان جادو کی اس ابر پر پڑی اسنے ملول جادو کیطرف مخاطب
ہوکر کہا کہ یہ آمد لشکر ساحران کے ایسے آثار معلوم ہوتے ہیں ابھو سب کے سب دیکھنے لگے
اور کچھ ساحر جو واسطے خبر کے معین تھے ہنس و باز و بط و سرخاب و قرقرے وغیرہ بنے ہوئے
دیکھا کہ وہ نہایت تیزی کے ساتھ آکر زمین پر گرے اور قلقلین مار کر صورتیں انسانی انھون
نے پیدا کین اور دست ادب باندھ کر ہرکارون کیطرح بزبان حال عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ
عالم کی عمر دراز ملک و دولت پایدار رہے دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار رنج و کلفت میں گرفتار
رہے سے الٰہی بخت تو بیدار بادا ؛ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ؛ گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا ؛ و دست نہال دشمن پایمال رہین غلام و اسطے خبر کے صحرا
مین گئے تھے کہ دیکھا سرخیل جادو و سپہ سالار بت خود پسند ڈھائی لاکھ سحر دون
کی جمعیت سے بارادہ بربادی باغ چلا آتا ہے کہ آندھی ہے گل چینون نے غارت گلستان کے
اجارہ و بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہیں؛ اسکا ارادہ ہے کہ ملازمان حضور سے جنگ و جدال کرکے

ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری میں دیتا تھا کوئی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھومتا تھا کوئی چوکھ جلا کر ڈنڈوت کرکے زمین چومتا تھا محلول و سرگردان و نسیم وغیرہ نے سحر تازہ بتازہ تیار کیے تھے آمادہ مرگ و مہیائے فنا ہوئے تھے ڈنکیات سے جادو بجاتے ہر بڑے بڑے زبردست بلا سے تھے بے منتر جگائے تھے کے

جادو ایسے تھے اسکے بس میں	بکھرے ہوئے شیر کے نقش میں	ہوئے اچھلے کر لڑائیں
دشمن کو رہ فنا دکھائیں	تیزی میں وہ مثل برق اژدر	اٹھتے ہیں ہر جنگ نکہت گل

اسیطرح تمام رات جانبین میں تیاری جنگ سے عونہائے عظیم برپا رہا جسوقت کہ رم شب پردہ ظلمات کیطرف روانہ ہوا اور آفتاب جوگیوں کیطرح گنبد خلوت سے دام زرین شعاع سے بعد جاہ و جلال باہر آیا تنظم طاؤس سحر اڑا ہوا بزم ہوا چکا سر گنبد سماہ اٹھا گرد و غبار اسیطرح * گردون پہ چڑھا بخار کیطرح * ہنگام سحر معرکہ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونوں جانب سے خیل خیل و ذیل ذیل بیرق بیرق طوق طوق جوق جوق تیغ تیغ سینچتے ہوئے دستے کے دستے پلٹنیں رسالے مردان جنگ آزمودہ لڑائی کو دیکھے بجاتے وقدہ گاہ مصاف میں وارد ہوئے اور گروہ گروہ میدان جنگ میں آکر صف آرا ہونے لگے ملکہ بادبان جادو برائے حفاظت ملکہ صنم گلعذار باغ میں مقیم رہیں اور بادشاہی لشکر کا عہدہ داراب ثانی کے سپرد کرنا چاہا تھا مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم لوگ سپاہی ہیں سحر و ساحری سے لڑنا پسند نہیں کرتے بادشاہی ساحران کا عہدہ اس شخص کو زیبا ہو جو خود بھی نیرنگی سحر سے واقف ہو بادبان جادو نے کہا پھر جسکو آپ مناسب جانیں اسکو بادشاہ مقرر کریں انکی نظر بحث اور سفلے بخیال میلان طبع ملکہ نسیم جادو کو انتخاب کیا غرضکہ نسیم جادو بادشاہ لشکر معین ہوئیں اور سرگردان جادو عہدہ سالاری لشکر کے لیے تجویز ہوئی اور محلول جادو منصب وزارت پر فائز ہوئی شہزادہ داراب ثانی برتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم مرکب اپنا آگے بڑھا کر شگن ہوئے جب یہ سب امور تجویز ہو چکے تو ملکہ نسیم جادو تخت حکومت پر سوار ہو کر و بنام سر دار رم کہا ہے پر کہ بکر زیرران تجھا ہے سحر روان طاؤس و عقاب و نیل و آتش آتشین پران دمبدم کرتا اور جلا جل بجتی تھی زمین رزم لرزاں تھی بہادر خندہ زن نامردوں کا لرزاں بدن ساحر منہ سے شعلے اڑاتے سحر کی نیرنگی دکھاتے جب رزمگاہ میں پہونچے ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھا کر صف آرا ہوئے جسوقت صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں اور میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لگا سرا اول لڑ اور پچھلا چند اول جو وہ صفیں میدان کارزار میں قائم ہو چکیں اور رجزخوان کے نقیب ولشکریت بہادروں کا دل بڑھانے کے اشعار عبرت خیز خوش آوازی سے پڑھنے لگے کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید روز جنگ ست جنگ باید کرد آو تمام ننگ باید کرد دبک ہنگے بت بہار رنگ پلٹے بت جائے ایسے ہو کیوت کا کہ کاگا ناس کیا

ہیں سے کس کس کو قتل کر دیگا ان چند باغبان پاشکستہ پر جو تمھارے پاس پانچ ہو گئے ہیں غرہ نہ کرو اور لازم ہی کہ رفیقان نیک اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آؤ اور قدموں پر جھک کر گرو کہ سے

سخن کمینہ بر گنج و تیغ و سپاہ ۔۔ زفرزانگان رائے تدبیر خواہ

شود رائے نیکو ترا دستگیر ۔۔ بجائے کہ ضائع بود تیغ و تیر

سر اطاعت و انقیاد فرمان شاہی سے اٹھانا سراسر خطا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ رو دل سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تاکہ میں بادشاہ کے حضور میں عرض کر کے خطا تمھاری معاف کرا دونگا اور در صورت انحراف ورزی و طلاف اندیشی سزائے معقول دونگا اور خوب یاد رکھنا کہ خداوند کا تو کیا ذکر ہی میں ہی ایک ادنے خادم انکا تم سب کو مثل حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دینے کو کافی ہوں اور لقا بدار جو تمھارا معادن یا مرو کیہ ہی وہ بھی گویا طلسم میں قید ہی لہذا راہ راست پر آؤ اپنی جانیں بچاؤ اور غور کرو کہ شاہ والا بارگاہ کا کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیسا مرتبہ دیا ہی کہ نظم

دبو کا بیجا رسید سر بہمہ ۔۔ مرغ کا بیجا بر پرید بہمہ

نرد و چنبر بید رفت پیرون ۔۔ از ہوا و زمین او گردون

یہ شہنشاہ کا عفو و وقار ہی کہ تم ایسے نمک حراموں کو ابتک زندہ چھوڑا ہی اسے بے ادبو تمھیں یہ کیا بیا ہی کہ سے

گوز نے کہ در شہر شیران شود ۔۔ ستیز ندگی با خداوند گشت

برگ خودش خانہ ویران شود ۔۔ ستیزندہ را سر بچہ و چون درخت

بتاو و گر نہ سر سے باتو ماند نہ تاج ۔۔ چہ سر باید ت سر ستاب از خراج

یہ تقریر عتاب آمیز سر خیل جادو کی سنکے سرگردان جادہ دمحلول جادو نے بھی شمشیر زبان سے جو ہر دکھلائے اور پکارے کہ ابے یا قطع

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز ۔۔ مرا ہم زبان سنان ست تیز

دل دشمنان را بدرد آورم ۔۔ چو من آرزوئے نبرد آورم

او مکار کیا ترہات و گزاف بک رہا ہی ہم لقا بدار دلاورکے نمک یہ سمجھکر نہیں ہوئے ہیں کہ لقا بدار ہی فتحیاب ہوتے جنا ب دو سردار و فتح و شکست ہمیشہ خدا کے ہاتھ ہی مگر ہان یہ ضرور سمجھ لیا ہی کہ مذہب لقا بدار کا برحق ہی اور اخلاق لقا بدار نے ہمکو مطیع و فرمان بردار کر لیا ہی باوصف اس جاہ و تجمل کے لقا بدار عالیمقدار نے خود پرستی تو دوسری شی ہی خود پسندی بھی نہیں اختیار کی اور بادشاہ طلسم تو اپنے کبر و نخوت میں آپ خداوند بن بیٹھا اور اپنے خداوندوں سے منحرف ہوکر خود پرستی اختیار کی ہمیں اس زندگی مستعار اور دنیائے ناپائدار کے لیے ابدالاباد کی راحت نہ ترک کینگی بلکہ تجھے بھی اگر انجام پر نظر ہی اور عاقبت بخیر کرنا چاہتا ہی تو آکر دامن لقا بدار میں پناہ لے ورنہ یہ تیرا غرور تجھکو خاک میں ملا کے گا بدا قعر جہنم میں پہونچائے گا اور آخر الامر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بموجب مصرع کہ مآل پر بھی نظر کر ابھی سو برا ہی ۔ سر خیل جادو یہ مضمون نصیحت

شمعون سنکے نہایت برہم ہوا اور مثل مار سر دم بریدہ کے پیچتاب کھا کر
آواز دی ایسے معلوم ہوتا ہی کہ قضا ہی تم لوگون کی دامنگیر ہوئی ہی اور خیاط
اجل نے جامۂ حیات تمہارا قطع کر دیا ہی۔ بس یہ کہکر یونہی پلٹ کر صف لشکر
کیطرف دیکھا اور کہا اے بلور صاف باطن جامیدان مین اور ان نمک حرامون
کو چاشنی مرگ چکھا دے کہ انھون نے بہت سر اٹھایا اور اپنے ولی نعمت سے
منحرف ہوگئے ہین سرخیل کا یہ کلام سنتے ہی ایک ساحر بلند قامت تنگ پیشانی
کوتاہ گردن سیاہ قلب تیرہ درون اژدر آتش فشان پر سوار کوڑا سانپ کا
اسکے ہاتھ مین یہ شعر پڑھتا ہوا صف لشکر سے باہر نکلا نظم اسطرح دشت جنون کی سیر کو جاتے ہین ہم
سواری اژدہے کی اور کوڑا سانپ کا دہن اژدہے سے قلابہ آتشین نکلتے ہوئے ہمہ تن شعلہ
جوالہ بنا ہوا میدان مین آیا اور اپنے اژدر سحر کو روک کر صدائے نہیب دی کہ
کون اپنی زندگی سے سیر ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی کسکو اپنی جان دوبھر
ہی آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے کہ یہی گوی ہی اور یہی میدان ہی بس یہ
کہتا تھا کہ سرگردان جادو نے اپنا نیل سحر بڑھایا اور سامنے بلور صاف
باطن کے آیا اسکی صورت دیکھکر بلور صاف باطن بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ
تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمارے مقابلہ کیلیے آیا بیار آنچہ داری زمردی نشان
ان کیانی وگرز گران لاحر یہ ہی تا کہ تجھے تمنا نہ باقی رہجائے اپنے دل کا
حوصلہ نکال لے کہ پھر اجل تجکو دم بھر کی مہلت زندگی سرگردان جادو نے جواب دیا
کہ او ملعون تو نہین جانتا کہ ہم تابع اسلام ہوئے اور دستور اہل اسلام کا
پیشدستی کرنیکا نہین ہی لہذا ہم پیروان اسلام بھی پیشدستی نہ کرینگے اگر خداوند عالم
ہمے حربہ سے تیرے بچا لیگا تو اسوقت دیکھا جائیگا بس یہ سننا تھا کہ اسنے جواب دیا
کہ یہ تمہارا دستور نہین ہی تو ہوا کرے ہمارا دستور تو دشمن کی سرکوبی کا ہی معلوم ہوتا
ہی کہ زمانہ تیری عمر کا بالکل ہی ختم ہو چکا ہی جو ایسے بیہودہ خیالات ظاہر کرتا ہی خیر
اسنے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے سینہ پر سرگردان
جادو کے مارا سرگردان جادو نے فوراً ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور آواز دی کہ اسے
فولاد آہن خوار جادو لینا اس خبیث سرکو بس یہ کہنا تھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا دیکھا
ایک زنگی سیاہ فام قوی اندام پیدا ہوا اور آتے ہی اسنے دہن اپنا کھول کر اس
گولۂ فولادی کو دہن مین اپنے لے لیا اور پھر فوراً غرق زمین ہوگیا لشکر نسیم جادو سے
تحسین و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین یہ شور تحسین و آفرین سنکر بلور اور بھی جل گیا بلکہ جلے
ہو اور جلا دیے سرگردان جادو نے بلور صاف باطن کو آواز دی کہ ... ہی اور پہلے منہ بس ابھی
تو یہ دعوے تھے اب مین وار کرتا ہون خبردار ہو جا یہ کہنا کہ ہوشیار و خبردار دیکھا تھا کہ اسنے ترنج سحر جھولی سے
نکالا اور اسم سحر پڑھکر سینے بلور کے کھینچ مارا بلور صاف باطن سینہ پر کئے ہوئے کھڑا رہا ترنج سینہ پر پڑا اور ٹوٹ کر ...

گذر گیا سینے میں اسکے ایک سوراخ پیدا ہوا اور اسیوقت مندمل ہوگیا یہ خرق
و التیام اسکے جسم کا دیکھکر سرگردان جادو کے ہوش اڑ گئے اور بلور صاف باطن
ہنس کر پکارا کہ دیکھا تو نے تیرے سحر کو مین نے رد نہین کیا اور سحر نے تیرے پورا کام کیا
لیکن میرا کیا نقصان ہوا میری تیری قوت سحر کا یہی فرق ہی کہ تو نے میرے سحر کو رد کرکے
ٹالا اور مین نے تیرے سحر کو رد نہین کیا اور مجھے کوئی ضرر نہ پہونچ سکا یہ کہکر اسنے جست کی
اور اژدر سے علیحدہ ہوکر رگ پیشانی مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے
اژدر پر مارا اور آواز دی کہ لینا اسکو بس چھینٹا خون کا پڑتے ہی اژدر بلبلا کے فیل گردان
جادو پر جا پڑا ادھر سرگردان جادو بھی کود کر پشت فیل سے علیحدہ ہوا اور اسنے بھی حلق
زبان کا خون چلو مین لیکر اور کچھ اسم سحر دم کرکے اپنے فیل پر چھینٹا مارا کہ یا تو فیل ہیبت
اژدر سے کانپ رہا تھا یا گردن اٹھاکر اور دم کو کھڑی کرکے یہ بھی اژدر پر جا پڑا
اور لگی لڑائی ہونے جب اژدر پھنکار مارتا تھا اور شعلہ دہن سے اسکے نکلکے فیل کے منھ
پر آتا تھا تو فیل چیخ مار کر وہانسے بھاگ جاتا تھا اور جب فیل اژدر کو گھونسا مارتا تھا
تو یہ بھی بلبلا جاتا تھا - اب ادھر تو اژدر اور فیل آپس مین لڑ رہے ہین اور ادھر بلور صاف
باطن نے زمین مین غلطک ماری اور صورت اپنی ایک باز کی بنائی اور سرگردان جادو
پر جھپٹا ادھر سرگردان جادو نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر چلا اور مقابلہ سے
باز نہ رہا دونون مین خوب منقار چونچ اور پنجے چلنے لگے کبھی یہ دونون لڑتے ہوئے
بلند ہو جاتے تھے اور کبھی پھر زمین پر آکے گرتے تھے یہ دونون باز تو گتھے ہوئے لڑ رہے
ہین کہ اسی ہنگامہ مین جانب فلک سے ایک جوگن پیدا ہوئی کہ ہاتھ مین اسکے ایک جال تھا
پس اسنے آتے ہی جال جو مارا دونون بازون کو صاف پکڑے ہوئے لیے چلی گئی چلتے وقت
ایک مشت خاک کچھ پڑھکر اژدر و فیل پر کھینچ ماری کہ جس سے یہ دونون بھی جلکر خاک
ہوگئے اب کسکی ماں نے دھونسا کھایا تھا جو اس جوگن کو روکتا یا اس سے مقابلہ کرتا سب
دنگ ہوکر رہ گئے تھے اور دونون جانب کے ساحر متحیر تھے کہ یہ جوگن کون تھی جو اسنے
اتنے بڑے زبردست ساحرون کو یون باندھے لیے چلی گئی سرخیل جادو سب سے
زیادہ حیرت زدہ ہو رہا تھا آخر کار یہ گھبرا کے اسی تردد مین طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا اور جا کر بارگاہ مین سوچنے لگا ادھر ملکہ نسیم جادو باپ کی اسیری سے نہایت حیرتی
و پریشانی کے عالم مین داخل قصر ہوئی اور سارا ماجرا ملکہ صنم گلعذار سے بیان کیا ملکہ یادبان
جادو مسکرائی اور کہا پریشان نہو مین نے دیکھا کہ باپ تمہارا بلور پر فتحیاب نہین ہو سکتا ایسا نہو کہ
ہاتھ سے اسکے مارا جائے لہذا مین جوگن بنکر گئی اور دونون کو کمند سامری مین باندھ لائی یہ کمند تحفہ جات
طلسمی مین سے ہی اگر بت خود پسند بھی اس کمند مین پھنس جائے تو عمر بھر رہائی دشوار ہو جائے یہ کہکر اسنے آواز دی
کہ ای سرگردان جادو چلے آؤ دیکھا کہ دروازہ قصر سے سرگردان جادو چلے آتے ہین نسیم جادو اپنے باپ کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ بلور صاف باطن کو آپ نے کہان قید کیا ہی یادبان جادو نے کہا کہ اسکے پوچھنے

سے تمہارا کیا مطلب ہے عرض کیا کہ یہ خوف ہے کہ کہین کوئی ساحر آکر اُسے رہا نہ کر لیجائے
تو کی کرائی محنت مفت مین برباد ہو بادبان جادو نے کہا اس سے تم اطمینان رکھو کہ اُسکے
مین جب اُسے طبل جنگ پھر کان مین آئی آج سرخیل جادو نے پھر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
ہے یہ خبر پہونچتے ہی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارے جو بامر جاسوسی دونون
لشکرون مین معین ہین خبرین سے لیکر روانہ ہوے یہان باغ مین پہونچکر دربار مین حاضر ہوے
اور بجا آگاہ پر سے دست ادب باندھکر عرض پیرا ہوے کہ ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو آج سرخیل
جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ کل میدان جنگ مین نکلکر آتش کینہ و فساد کو
مشتعل کرے باقی خیر و عافیت یہ سنکر ملکہ بادبان جادو نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی کوس رزمی نوازش مین آیا ہے ہمکو خداوند عالم کی عنایت پر ہردم بھروسہ
ہے اور اُسیکے سہارے پر ہمنے بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے کا حکم دیا ہے دشمن روسیاہ بدون
حکم الٰہی کیا بنا سکتا ہے اور جو بات کہ کاتب ازل نے ہماری پیشانی پر لکھدی ہے وہ ضرور پیش
آنی ہے سر نہی ایم زشمشیر حبیب ؛ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ؛ غرضکہ دونون طرف پھر طیاریان
ہونے لگین اور تمام رات طیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی ساحر اپنا سحر جگایا کیے
لونا چاری اور نارسنگ کو بلایا کیے جبکہ ساحر چرخ چار مین زنار تار شعاع گلے مین ڈالے
ہوے چوم خانۂ مشرق سے برآمد ہوا اور آثار سحر فلک پر نمایان ہوے طائران سبز
آشیانون سے نکلکر نغمہ سنجی مین مصروف ہوے جھونکے نسیم سحری کے چلنے لگے
صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت مصاف ہوے بعد آراستگی صفوف جدال
و قتال نقبائے بلند آواز نہیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر سرخیل جادو سے لوہ تنگاف جادو
نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسطرف سے ہمات جادو اجازت لیکر اُسکے
مقابلہ کو روانہ ہوا دونون مین ترنج و نارنج چلنے لگے جب ان حربون سے کام
نہ نکلا تو یہ دونون شیر صحرائی بنکر گلہ بگلہ ہوے اور طمانچہ چلنے لگے یہان تک
کہ دونون زخمی ہوگئے دونون طرف کے ساحر انکو پھیر لائے اور شفاخانون
مین داخل کیا بعد اُسکے افغان دود کش جادو میدان مین آیا محلول جادو اُسکے
مقابلہ کو نکلے بعد گفتگوے بسیار افغان دود کش نے ایک نالۂ جگر خراش سینہ
سے کھینچا کہ دھوان اُسکے دہن سے نکلا اور دامن ابر بنکر محلول جادو پر گرا
محلول جادو چمک کر مانند برق چند مرتبہ اُس دامن ابر کو پھاڑ کر نکل گئے اور
برق سحر بنکر سر افغان دود کش پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ایک
شور گیر و دار بلند ہوا افغان کی صدائین بلند رہین تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے روشنی
ہوئی دیکھا کہ لاش افغان دود کش کی پڑی ہوئی ہے بس یہ دیکھتے ہی لامعہ برق تاب
جادو لشکر سرخیل جادو سے نکلی اور پکاری کہ اے محلول جادو برابر کا مقابلہ
ہو تو معلوم ہو محلول نے جواب دیا کہ کیا مین مسخ کیا ہے برابر کیا معنی جو مجھسے زبردست ہو

وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی لامعہ برقتاب جادو نے دونون دستکین اپنے
ہاتھون سے آثار سے یہ معلوم ہوا کہ دسون انگلیان دس شمعین ہین کہ روشن ہین آواز
دی اسے محلول حوصلہ اپنا پورا کر لو ایسا نہو کہ تمنا تمھاری باقی رہجاے محلول نے
کہا کہ ہم کبھی آئین اسلام کے خلاف پیش دستی نکرینگے بس یہ سنتے ہی لامعہ برقتاب جادو
نے دونون ہاتھون کو حرکت دی جیسے کوئی بھیگے ہوے ہاتھون کو جھٹکتا ہی دس
برقین چمک کر محلول جادو کیطرف چلین محلول جادو نے دستک دی دیکھا کہ دس پریان
سپرین ہاتھون مین لیے ہوئے پیدا ہوئین اور اُن برقون کو سپرون پر روک لیا مگر
یہ برقین کب رکنے والی تھین ان پریون کے خرمن حیات کو پھونک دیا دسون کی دسون
پریان جلکر خاک سیاہ ہوگئین مگر محلول جادو بچگئے اور پکارے سہ

تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر تڑپے اور صورت
اپنی ایک تیر شہاب کی پیدا کی اور لامعہ برقتاب پر گرے اسنے بھی دستک
دی دیکھا کہ چار پتلیان ایک حوض شیشہ کا بنا ہوا پانی سے لبریز لیے ہوے
پیدا ہوئین اور اس شہاب ثاقب کے سامنے اس شیشہ کو پیش کیا محلول جادو
حوض مین گرتے ہی ایک ماہی سرخ رنگ بنکر رہگئے اور مقید ہوگئے اسنے
آواز دی کہ لیجاؤ اسے زندانخانہ طلسمی مین بس یہ پتلیان اس حوض کو لیے ہوے
روانہ ہوئین اسنے ہم مبارز طلب کیا اور آواز دی کہ اور جسکو تمناے مرگ ہو اور پیمانہ جسکی
عمر کا لبریز ہوگیا ہو آئے اور مجھسے ہم نبرد ہو اب سوا نسیم جادو کے یہان کون تھا اسنے قصد کیا تھا کہ تخت
اپنا بڑھاکر برائے مقابلہ جاؤن کہ شاہزادہ داراب ثانی نے منع کیا اور فرمایا کہ تم بادشاہ لشکر ہو
تمھارا جانا مناسب نہین ہو تمھارے وقار کے خلاف ہو ایک مبتذل ساحر کے مقابلہ مین جانا اسکی سرکوبی کو مین
خود جاؤنگا چونکہ شاہزادہ داراب ثانی کا میلان طبع نسیم جادو کیطرف ہوچکا تھا لہذا معشوق کو تکلیف دینا اور رنج
ہوتے اسکا مقابلہ کے لیے جانا انکا دل کب گوارا کرتا لہذا اس پیرایہ مین انھون
نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور خود آمادہ مقابلہ ہوگئے مگر ملکہ نسیم جادو نے کہا کہ
آپ سحر جانتے نہین ہین مین دیدہ و دانستہ کیونکر آپکو اس بلا مین الجھنے دون اگر خدانخواستہ
کوئی افتاد پڑی تو مین لقا بدار بہادر کو کیا جواب دونگی اگر نصیب اعدا آپکے دشمنون
کو کوئی چشم زخم ہوپہنچا تو کمال شرمندگی لقا بدار عالیمقدار سے مجکو ہوگی یہان تو
یہ حجت و تکرار ہورہی تھی اور ادھر سرخیل جادو نے لشکر لیکر یورش کردیا کہ ایک
ایک کے لڑنے مین عرصہ گذریگا اور سوا نسیم جادو کے اب لائق مقابلہ کون ہے یہ
خیال کرکے ڈھائی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ان اسی ہزار ساحرون پر آپڑا
اور لشکر کو دباتا ہوا چلا ہر طرف نارنج ترنج بجے بیکانون کے پچھے سوئیون کے
چلنے لگے ایک شور گیر و دار بلند ہوا شہنائی سحر کی پھنک رہی ہے ہندوے فلک
زاغ بنکر منڈلا رہا ہی آسمان نے مشعل آفتاب کو سلگا دیا افسون تازہ پڑھکر بنا فتنہ

ہر طرف دھواں سحر کا چھا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جو کچھ زمانہ کا بگڑ گیا
بنا جو ایک ہی لگا نہ کھا سکے پرانی جادوگری ہی وہ بھی گھبرائی کہ کہیں ایسا نہو
کا تجیر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی تو یہ دگرحال ہو چکا ہی انقلاب ہوا
ہی وہ شور وغوغا ہی اسکا حاصل تمام دنیا پر آشوب ہو گئی ہوا سحر کی چلنے لگی آندھیاں
لین خوف سے جانین جانے لگین سرخیل لشکر بیبے آگے بڑھا ایک جانب
بر عقاب جادو ڑتی چلی آتی ہی جب آنکھون کو جھپکتی ہی دس برقین چمک کر
ہین اور ساحرون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین ساحرون
دارا سیر کارگر نہین ہوتے ایک جانب سرخیل جادو قیامتین برپا کر رہا
سالار لشکر ہی جب گولہ فولاد کی مارا بجاس بجاس کو توڑ کر نکل گیا جب یہ سحر
دو جھڑ مارتا ہی زمین ہل جاتی ہی ایک سمت اثر درچشم جادو لشکر پر نگاہ ڈالتا
چلا آتا ہی عجب تاثیر اس ظالم کی نگاہ مین ہی کہ جسکو اسنے گھور کر دیکھا وہ پانی
ہو گیا ایک طرف دلشگاف رعد آواز چیختا اور غل وشور مچاتا نعرہ کرتا ہوا چلا
ہی جب نعرہ کرتا ہی سو سو کے جگر پھٹ کر رہجاتے ہین ایک اکیلی نسیم کس کسکو
دے کس کس سے لڑے پر بھی پنکھیا سحر کی اٹھائے ہوئے پر ابر گردش
ے رہی ہی قراٹا ہوا سے سرد کا اسکی پنکھیا سے نکل رہا ہی جہان تک ہوا پنکھیا
ہونچ رہی ہی وہان تک گویا حصار سحر قائم ہو گیا ہی کوئی حربہ سحر کا اس حصار سے
رکام نہین دیتا جو تیس چالیس ہزار ساحر کہ گرد تخت ملکہ نسیم جادو کے ہین وہ تو
ست محفوظ ہین باقی جسقدر ساحر ہین تھوڑے ہی عرصہ مین خوب تمک سے ادا ہو کر
حق تسلیم ہو گئے اب یہ تیس چالیس ہزار ساحر ریلا ڈھائی لاکھ کا کہان تک روک
سکتے پسپا ہونے لگے یہان تک کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار باغ تک آگئے ادھر ملک
بان جادو کو معلوم ہوا کہ لشکر نے شکست کھائی اور سرخیل جادو بغیظ وغضب
لشکر کو پسپا کرتا ہوا باغ تک آگیا ہی بس یہ کمند سامری بکڑ کر اٹھی اور کہا کہ موںڈی
کے تکبر ام کی شامتین آگئی ہین اور اسی جوگیا لباس مین ایک عقاب سحر پر سوار ہو کر
سے نکلی کہبس اسکے نکلتے ہی ہنگامہ آفت برپا ہوا سیرون کی آمد کے سناٹے
وع ہوئے منقلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اور اسکو بھی بخار چڑھ دم
تھا ہند وے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خستہ مشتری سے
اس خستہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے
تھے کبھی الٹے پانون چلتے تھے ستارون نے بھی بڑے ستارے آئے تھے
زنج بدساری سے تیر آیا تھا آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب
بدحواس بھول گئی تھی زہرہ گھبرائی ہوئی اپنے برج مین پنہان ہو گئی تھی غرض
مین دوزمان مین تہلکہ بڑا ہوا تھا عجب اسکے میدان جنگ مین آنے سے ہوا

تھا ہر طرف خیل خیل ساحران نابکار اسپ و طائر و اژدر پر سوار جنگ مین مص
تھے ہر جانب افسران آزمودہ کار طاؤس و ہنس آتشین پہ سوار فوج کا دل بڑھا
ہوے اس لشکر قلیل کو دباتے ہوے چلے آتے تھے فوج مین دہل و نقارہ کی آ
از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے تمام دنیا کالی تھی اسی طرح سب
شجاعت کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوے تلاش مین اپنے صید زبون کے حملے کر
ہین ادھر سرخیل جادو لشکر کو دباتا چلا آتا ہی کہ ملکہ بادبان جادو نے [illegible]
دی ارے او نمک حرام کیا ارادہ رکھتا ہی اسنے جواب دیا کہ بادشاہ کے دشمنون کو قتل
اور نمک حرامون کو سزاے معقول دونگا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی یا نمک حرام ہم ہین ار
تخت و تاج ہم ہین کہ ہمارے شوہر کی سلطنت ہی یا بت خودپسند کے باپ کی ہی
اور تیرا بادشاہ نمک حرام بس دور ہو نمک حرام میرے سامنے سے ورنہ ابھی مشکین با
لیجاؤنگی یہ گفتگوے دلیرانہ ملکہ بادبان جادو کی سنکے سرخیل جادو پر کچھ ایسا ر
چھایا کہ یہ نہایت گھبرایا اور تو کچھ بن نہ پڑا جلدی سے طبل بازگشت بجواکر میدا
پھر گیا لاشین اپنے ساحرون کی اٹھواکر بطریق اپنے مذہب کے جلوائین ادھر ملکہ
جادو نے اپنے لشکر کے ساحرون کی لاشین اٹھوانے کا حکم دیا شمار کرنے سے
ہوا کہ اس معرکہ مین چالیس ہزار ساحر کام آیا اسمین کوئی تیس ہزار تو قتل ہوے
اور دس ہزار زخمی ہوے جو شفاخانہ جمشیدی مین بھیجدیے گئے انکا علاج ہو
لگا اور چالیس ہزار ساحر بیچے لاشین ساحرون کی دفن کرائی گئین یہ سب انتظام کر
ملکہ بادبان جادو ملکہ نسیم جادو پر زرنثار کرتی ہوئی اسے لیکر داخل باغ ہو
ساحرون نے گرد باغ کے پہرے قائم کردیے اور حفاظت کا کامل بندوبست ہو
سرخیل نے بعد دو روز کے پھر طبل جنگ بجوادیا طائران سحر نے آکر خبر دی [illegible]
بجی نقارہ رزمی نوازش مین آیا پھر طیاری جنگ کی شروع ہوئی ساحر اپنا [illegible]
لگے وہی سامان پھر ہونے لگے بادبان جادو نے ایک دروازہ باغ پہ سرگردا
جادو کو براے حفاظت مقرر کیا اور اندرون باغ کی حفاظت ملکہ نسیم جادو کے متع
کی اور بلور صفات باطن کو زندان سے طلب کیا جس وقت یہ سامنے حاضر ہوا
بادبان جادو نے بہت کچھ کلمات حسرت آیات اسکے سامنے کہے اور اسے خوب
قائل معقول کیا کہ تو میرا نمک خوار ہی یا بادشاہ کا تو خوب واقف ہی یہ تاج و تخت یہ ملک
و مال سب میرے شوہر کا ہی مین نے اسکے انتقال کے بعد عیش دنیا کو ترک کیا او
سلطنت بھائی کے سپرد کی وہ احسان فراموش خود مجھی سے پھر گیا افسوس کہ تم لو
نے بھی نمک حرامی پہ کمر باندھی اور اپنے مالک کے بدخواہ ہوگئے ہرچند کہ تو قابل
سزا تھا اور خطا تیری کسیطرح عفو کرنے کے لائق نہ تھی مگر گذشتہ را صلوٰۃ
و آیندہ را احتیاط مین خطا تیری عفو کرتی ہون اور تجھے رہا کیے دیتی ہون اب بھی نمک حرامی سے باز آ

زآو اور میرا شریک ہو یہ کہکر قید سحر دور کی اور تیغ اسکی زبان سے کھینچ لیا
اور یہ اشفاق شاہانہ اپنی شاہزادی کا دیکھکر نہایت نادم ہوا اور دوڑکر قدموں پر
بادوبان جادو کے گر پڑا عرض کرنے لگا کہ حضور سے ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو
من گنہ کردم چون زیست بگو   من بدکنم و تو بد مکافات دہی   پس فرق میان من و تو چیست بگو
حضور مالک ہیں اور ہم غلام ہر وقت حضور کے خطاوار چاہے عفو فرمائیے چاہے
عقوبت کیجیے یہ کہکر بلاگردان ہوا اور عرض کیا تا زندہ ام بندہ ام ہرچند کہ بادشاہ
کا تجاب ہونا ایسا امر دشوار ہی لیکن خیر اب جان دیجیے مگر یہ دامن دولت ہاتھ سے
نہ چھوڑینگے ملکہ بادوبان جادو نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور باغ کے
دوسرے دروازہ کا اسکو محافظ معین کیا اور خود قصر کی حفاظت کا ذمہ لیکر بیٹھی
اب انکو تو اسی حالت میں بانتظار چھوڑا جاتا ہی اور دونوں لشکروں کو نوازش
قبل جنگ درستی سامان رزم مین مصروف رکھا جاتا ہی اور یہاں سے

چند کلمہ داستان حیرت بیان فرازی نشان مہتر گردباد بادیہ گرد میں عیار شیردل بیان ہوتے ہیں

طلسم رنگین بامکین گم گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یون
سوانح نگاری کرتے ہین کہ یہ عیار طرار خواب پریشان دیکھکر ملکہ گم گم جادو سے رخصت
ہوکر طلسم ظاہر سے جانب طلسم باطن چل چکا تھا بسبب مزملوں کے شکست ہوجانے
کے سامنے کھل گئے ہیں اب طلسم ظاہر و باطن مین کوئی فرق نہین رہا جو حجاب طلسمی تھا
وہ رفع ہوگیا بس یہ طی منازل و قطع مراحل کرتا ہوا چلا آتا ہی آتے آتے یہ ایک
صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق صحرائے محشر سے بھی زیادہ ہولناک
نظر آتا ہی اشعار۔ بیابانے درو جز دام و دد نے * بجز روباہ و گرگ و شیر بدسے
نہ بوئے آب او جز اشک نومید   نہ بوئے نان او جز قرص خورشید   نہ درو سے سایہ جز در شب تار
نہ درو سے بستر ے جز بستر خار   عجب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ کوسوں تک
سواے میدان لق و دق اور جانوران صحرائی کے کچھ نظر نہیں آتا یہ عیار رہ نوردی کرتا ہوا
چلا آتا ہی کہ دیکھا سامنے ایک عمارت بلند بنی ہوئی ہی جسکے چالیس دروازہ ہین اور
چالیس گنبد ہین ایک گنبد جو سب سے زیادہ کلان ہی اُسپر ایک باز سرخ رنگ
بیٹھا ہوا ہی اور ایک دروازہ پر ایک مرکب اصیل گردن جھکائے ہوئے کھڑا ہی
اور آنکھوں سے اسکی آنسو جاری ہین زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہی وہ بے زبان
بیچارہ جان کھو رہا ہی اور دروازہ سب حجروں کے بند ہین بس یہ حال حیرت خیز دیکھکر
مہتر گردباد بادیہ گرد اس مرکب کے قریب آیا اور اسکو گریان دیکھکر اسنے پوچھنا
شروع کیا کہ اے اسپ وفادار تو کیون اسقدر بیتابی کے ساتھ رو رہا ہی
اپنا حال ملال انگیز بیان کر مرکب کی نظر جو مہتر گردباد پر پڑی دیکھا اسنے کہ یہ
بھی اُلٹی پوشاک پہنے ہوے ہی اسنے خیال کیا کہ عجب نہیں ہی جو یہ بھی کوئی

ملازم میرے آقا کا ہو کہ وضع لباس ملتی ہوئی ہے اگرچہ حیثیت لباس کی اُس سے
ہے بس اسنے اپنا ہمدرد سمجھکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیونکر نہ روئے وہ غلام جسکا
آقا مفقود الخبر ہو جائے بے مالک کے اسکو کیونکر قرار آسکتا ہے وہ تنہائی کے عالم
مین رو رو کر کسطرح نہ اپنی جان کھوئے بے آقا زندگی بیکار ہے مگر قضا و قدر سے کیا
اختیار ہے ع گلہ دوست اوہر چہ خواہد آن کند * یہ کلام مرکب خوش انجام کا سنکر مہتر گردباد
کے ہوش اُڑگئے اور خیال کیا کہ مین تو حمق مین گرفتار ہی تھا جو ایک جانور سے اسکا
حال پوچھتا تھا مگر یہ حیوان کیسا ہے کہ انسان کیطرح باتین کرتا ہے پوچھا تو کون ہے ہے
اپنا حال بیان کر گھوڑے کی یہ طاقت کہاں کہ مثل انسان کے کلام کرے اسنے جواب
کہ آپ مجھے اصلی حیثیت مین دیکھ سکینگے اسنے غلطک ماری اور اصلی صورت اپنی ظاہر
کی مہتر گردباد نے دیکھا کہ ایک دیو ہے سرچہار منہ پہاڑ قد ہے کہ آسمان سے باتین
کرتا ہے ہاتھ سرو سے بڑے ہین دانت معلوم ہوتے ہین شکم مثل تنور کے دہانہ
حجرہ پر کھڑا ہوا ہے یہ دیکھکر مہتر گردباد یہ گرد پیچھے ہٹا اور کہا کہ بس مین ہیئت
دیکھ چکا اب اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہے دیو نے بیان کیا مین غلام ہون نقابدار
ابلق سوار کا اور کیفیت یہ ہے کہ لشکر نقابدار باغ مین ملکہ صنم گلعذار کے مقیم ہے
اور نقابدار عالیمقدار بقصد فتاحی جلدرہ تشریف لاے مجھے کہان ہو خبر یہ واقعہ
گذرا کہ نقابدار نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا مگر دروازہ نہ کھل سکا اور آواز قہقہہ کی
پیدا ہوئی تھوڑی دیر مین ایک عورت قبول صورت اندر سے نکلی اور نقابدار کو اپنا
حسن وجمال دکھاکر لگاکے باتین کرتی ہوئی حجرہ کے اندر لیگئی اسکے بعد دروازہ حجرہ کا بند
ہوگیا جب سے مین اسی مقام پر کھڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہون کوئی جواب بھی نہین دیتا معلوم
نہین کہ میرے آقا پر کیا گذری ۔ حال عدم نہ مجھ کھلا گذری ہے پرفگان کیا: کچھ حقیقت آگہی تا نہین پڑی بھلی
کچھ دریافت نہ ہو سکا کہ وہ عورت کون بلا تھی جو میرے آقا کو اسطرح لے گئی کہ اب آنکا
پتہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہین اور کس حال مین مبتلا ہین یہ کیفیت سنکر مہتر گردباد
بادیہ گرد اپنے آقا کے لیے نہایت پریشان ہوا مگر دیو کی جانب سے اسکو اطمینان
ہوگیا کہ یہ ہمارا دوست ہے دشمن نہین ہے اسنے کہا کہ مین بھی نقابدار عالیمقدار کا غلام ہون
مرغ نوبر و خواجہ تاش نیم * تم گھبراؤ نہین دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
مشکلے نیست کہ آسان نہ شود * مرد باید کہ ہراسان نشود * ہمت نہ ہارنا چاہیے اور ناخن
تدبیر سے عقدہ کشائی کی فکر کرنا اور کشود کار کی امید رکھنا انسان کو لازم ہے دیکھو مین
ایک تدبیر عمل مین لاتا ہون کہ یا تو مین اپنے آقا کی خبر لاتا ہون اگر وہ مبتلا ے
بلا ہوگیا ہے تو اُسے رہا کرتا ہون یا خود بھی مبتلا ے بلا ہوتا ہون بقول شاعر ع
یا سانم ترے سوینگے یا گور مین جا کر * مدفن تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا * بس یہ کہکر قریب حجرہ آیا اور
زور سے ایک لات ماری کچھ دیر تک انتظار مین گذارا بعد ازان ایک بجم منجنیق مین رکھکر

اور گردش دیگر دروازہ پر مارا چونکہ یہ عیار نہایت زبردست ہی اگر پتھر کسی دوسرے
دروازہ پر پڑتا تو یقین ہی کہ دروازہ پاش پاش ہو جاتا لیکن اُس دروازہ پر پتھر تو پڑا
مگر آواز تک پیدا نہوئی اسنے کئی پتھر کھینچ کھینچکر مارے مگر صدا نے برنخاست ہر مرتبہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گیند سے کا پھول دیوار آہنی پر پڑتا ہی اور خود بھی پژمردہ ہوکر گر جاتا ہی
اسی طرح پتھر چورا چورا ہو ہو کر گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور اندر سے
ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب کیا زور آزمائی کے لیے یہی دروازہ
تھا اور پھر با این ہمہ گاؤ زوری کچھ بھی نہین ہو سکتا آخر اسطرف کیون آئے ہو اور کس غرض
سے یہان آنے کا قصد کیا ہی اپنا مطلب تو بیان کرو اُنھون نے کہا جو مطلب ہی وہ بھی معلوم
ہو جائیگا نازنین نے کہا اچھا آؤ یہ حجرہ کے اندر گئے دیکھا کہ حجرہ کیا ہی کال کوٹھری ہی اسقدر
تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا تمام عالم کی سیاہی ایک جگہ مجتمع ہو گئی ہی غضب وہ جور
کے سیاہی کو مات کرتی ہی مہتر گردباد نے دل مین خیال کیا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہی ہاتھی
چھوٹے گھوڑا اچھوٹے مبادا کیا افتاد پڑے اس سے تم اپنی تدبیر سے غافل نہ رہو بس
یہ خیال کر کے جھولی سے اسنے غازۂ مبطل السحر نکالا اور تمام چہرہ پر اس غازہ کو مل
لیا غازہ کا ملنا تھا کہ روشنی پیدا ہوئی اور انکو کیفیت وہان کی معلوم ہونے لگی دیکھا کہ حجرہ
کے ایک گوشے مین میرے آقا قید سحر مین گرفتار طوق وزنجیر مین مسلسل سر زانوے تفکر
پر جھکائے ہوئے عالم تنہائی اور مایوسی مین خاموش بیٹھے ہوئے ہین اور اسکے لیے
بھی وہی سامان گرفتاری رکھا ہوا ہی مگر غازۂ مبطل السحر کے باعث سے کوئی انکے قریب
نہین آسکتا ہی الغرض مہتر گردباد نے قریب ہوکر اپنے آقا کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ
کس حال مین مبتلا ہین نقابدار نے سر اٹھا کر دیکھا کہا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے اپنا
حال بیان کرو اسنے عرض کیا کہ زیادہ گفتگو کرنے کا موقع محل نہین ہی یہان تک
پہونچنے کی کیفیت مین بعد عرض کرونگا پہلے رہائی کی فکر کیجیے قید کو توڑیے نقابدار
نے کہا کہ یہ قید سحر ہی اسکا ٹوٹنا ممکن نہین ہی تاوقتیکہ لوح نہو بس یہ سنکے مہتر گردباد
نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور آئینۂ جمشیدی نکالا جو اسکو طلسم ظاہر سے ملا تھا عکس اسکا نقابدار
پر ڈالا قید اُنکے جسم سے خود بخود عکس پڑتے ہی دور ہوئی غور سے دیکھا تو کچھ ٹکڑے
پرانی رسیون کے تھے جبین پہ جکڑے ہوئے تھے خوشکر نقابدار بسم اللہ کہکر اٹھ کھڑے
ہوئے فرمایا کہ کیا خوب چیز تمہارے ہاتھ لگی ہی جس سے صورت رہائی کی نظر آئی ہی اب
عیار دروازہ کی طرف متوجہ ہوا اور قفل سحر کو اسی آئینہ کے ذریعہ سے توڑ کر دروازہ
وا کر کے یہ دونون آدمی باہر نکلے ایک لالہ زار نظر آیا دیکھا کہ تمام تختہ زمین کا
گل لالہ سے رنگین ہو رہا ہی عجب کیفیت نظر آتی ہی گویا عروسان باغ سرخ جوڑے
پہنے ہوئے اپنا جلوہ دکھا رہی ہین یا عکس شفق ہے چمن مین کنول سرخ روشن ہین
جب اسکو طے کیا تو نرگستان نظر آیا ہر طرف گلہائے نرگس شہلا کھلے ہوئے چشم منتظر کی صورت

نگران ہین فیض نسیم بہار سے سرشار نشہ وارساغر نکہت عالم حیرت مین جنبان ہین قطرات
شبنم جو گل نرگس پر پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چشم مست معشوق مین موتی کوٹ کوٹ
کر بھرے ہین مریض اگر وہان کی نرگس بیمار کو دیکھ لے تو اسکی خوشنمائی سے چشم زدن مین
صحت پاے کیا مجال ہے کہ چشم فتان اُسکے آگے ٹھہرے تختہ کا تختہ ہمہ تن چشم بنا ہوا شاہ بہار
کی آمد کا منتظر ہے یا سرمستان باغ جام نرگسی ہاتھون مین لیے ہوے ساقی بہار کی راہ
دیکھ رہے ہین اس چمن کی سیر کرتے ہوے آگے بڑھے اب سنبلستان کا تختہ دکھائی دیا کہ
زلف معشوقانہ کی طرح پیچ و تاب کھا رہا ہے ہر نخل گیسوے مشکبار و طرۂ تابدار کی کیفیت دکھا
رہا ہے شاہدان چمن بال اپنے کھولے ہوے نسیم سحر کی ہواخواہی سے وجد کے عالم
مین لہرا رہے ہین بھینی بھینی خوشبوئین آ رہی ہین جو مشک ختن و عنبر سارا کو شرما رہی ہین
باد خزان اگر وہان بھولے سے آجاے تو زلف سنبل اُسکو تازیانے لگاے باد صبا
اُنکی شانہ کشی مین مصروف ہے کاکل پیچان کے سنوارنے مین جھونکے کھاتی ہے جعد سنبل
گیسوے مسلسل کی صورت نظر آتی ہے اسکے بعد بیلے کا چمن کھلا ہوا اپنا البیلا پن دکھا رہا ہے
فرط خوشبو سے دماغ جان بسا رہا ہے اسیطرح نسرین و یاسمن کے تختے کھلے ہوے عجب
شان اپنی دکھا رہے ہین پتیان اُنکی دماغ جان کو معطر کر رہی ہین اُسکے بعد گیندے کا تختہ
نمودار ہوا شاہدان نسبتی پوشش کا جلوہ نظر آیا تمام صحن چمن گلہاے ارغوانی و جعفری سے
مملو تھا اُنکی زردی و سرخی نہایت لطف دے رہی تھی باد صبا اُنکی خوشنمائی پر گل اشرفی نثار کرتی
تھی زر سرخ و زرد کا انبار تھا فصل بسنت مین موسم بہار تھا وہان کے نظارے کے سامنے
ہر گل زرد رو تھا عقیق زرد سے تمام صحن چمن جڑاؤ تھا سبزہ پیچ ان مین جو گل صد برگ زرد
زرد دکھاتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمردی کشتی پر پکھراج کے نگینے جڑے ہین یا شاہد گل سے ہاتھ مین
سونے کے کڑے ہین اسکے بعد گلاب کا تختہ نمائی شان دے رہا تھا قطرات شبنم جو برگ گل پر
تھے تو گویا رخسار معشوق گلعذار پر پسینے کے قطرہ جلوہ گر تھے کیا ہان گلاب کی ہر طرف
مہک رہی تھین نخل کی خوشبوے بلبلین چہک رہی تھین اسکے آگے زعفران زار تھا تمام صحن چمن رشک طبلہ
عطار تھا زعفرانی جوڑہ پہنے شاہد بہار ہر جانب خندان شگفتہ خوشبو سے لبا لب جیب و دامان تھا سرخی و زردی
کشت زعفران کی شفق کا عالم دکھاتی تھی عجب فرحت افزا خوشبو آتی تھی نافرمان کا تختہ اپنی ادا سے
کے آگے مسی لب معشوق کو شرماتا تھا گل سوسن کی کیفیت دکھاتا تھا شاخہاے نازک جو اسکی
ہوا سے لہراتی تھین تو تسلیم کی جڑاؤ تے بالیان پہنے نازنین نظر آتی تھین غرضکہ اسیطرح چالیس
چمن مختلف اقسام کے گل و ریاحین سے آراستہ و پیراستہ نظر آے کہ ہر ایک کی بہار جداگانہ
تھی ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ٭ جسوقت یہ چالیس چمن تمام ہوے ایک چبوترہ سنگ مرمر
کا دکھائی دیا نہایت صاف و شفاف جسکو صناعان چابکدست نے مرمر سے طیار کیا تھا اسپر
فرش مکلف بچھا ہوا اور ایک نگیرہ زربفتی الماس نگار طلائی و نقرئی چوبون پر
کھنچا ہوا تھا اور موتیون کی ٹٹی ہوئی تھین ایک ایک موتی برابر بیضہ گنجشک کے آویزان تھا وسط چبوترہ

وہ نگیرا استادہ تھا اور زیر نگیرہ وسط مین ایک مرگ چھالا بچھا ہوا اسپر ایک جوگی نہایت بدشکل و کریہ منظر بیٹھا ہوا اسکی بڑی بڑی جٹائین مثل مار سیاہ کے لٹک رہی تھین گلے مین بجائے زنار ایک مار سرخ لپٹا ہوا بھبوت تمام جسم مین رچا ہوا کھنور چندن کے شانون پر لگے ہوئے جوگیون کیطرح ہیبتناک شکل بنائے ہوئے مرگ چھالے پر بیٹھا ہے اور پشت پر اسکی چالیس نازنیبان ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش صف بستہ کھڑی ہوئی مورچھل سب کے ہاتھون مین کس ناز و ادا کے ساتھ مورچھل ہلا رہی ہین کہ ہر مرتبہ مورچھل کی جنبش کے ساتھ کلائی لچک جاتی ہے قریب ہے کہ مورچھل کے بار سے موڑک جائے چہرے اُنکے چودھوین رات کے چاند کیطرح چمک رہے ہین جسم اُنکے کندن کی طرح دمک رہے ہین زلف چہرہ پر بل کھا رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ تابان پر لکۂ ابر سایہ فگن ہے یا بقول شاعر ؎ زلف کو عارض جانان پہ جو ہمنے دیکھا ؛ صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا آنکھین نشیلی نرگس مستانہ کو آنکھین دکھاتی تھین مژگان جان ستان دل و جگر کو برماتی تھین ابروے خمدار مہراب طاق حسن و خوبی دہن و دندان گوہر درج محبوبی لب نازک رشک عقیق یمن نور سحر سے بہتر بیاض گردن سینہ نگینۂ بلور سر سے پانون تک نور علی نور مختلف رنگ کے جوڑے جسم زیور جواہرات سے آراستہ پرستان کا سمان نظر آتا تھا ع شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے ؛ انسان پھول ہین چمن روزگار کے ؛ اور سامنے اس ساحر کے تمام اسباب سحر رکھا ہوا ہے بہت سے بچہ ہائے خوک ایک ہی رسی سے بندھے ہوئے بہت سے خم شراب کے کچھ موم کچھ ماش کا آٹا کالا دانہ سرسون رائی اور سپند وغیرہ کچھ ہار پھول جو سامان سحر مہیا ہوتا ہے رکھا ہے کہین اگر گوگل وغیرہ سلگ رہا ہے کہین لونگ کا بخور ہو رہا ہے اسی عالم مین نظر ایک نازنین کی جو ان دونون پر پڑی بیساختہ پکاری ای یادگار سامری و جمشید وہ دونون سرکش رہا ہو گئے اور دیکھیے اسطرف آتے ہین آپ کس خواب غفلت مین ہین بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی نے سر اٹھا کر دیکھا اور اشارہ کیا کہ مارلو انکو یہ سنکر وہ چالیسون نازنین مورچھل پکڑے ہوئے نقابدار کیجانب چلین عیار نقابدار نے عکس آئینۂ جمشیدی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ چمک کر گرا اور جلا کر خاک کر دیا چالیسون نازنین جلکر خاک ہو گئین اُنکے مرتے ہی چالیسون تہنون پر خزان آ گئی نخلۂ آتشبازی کیطرح سب دم بھر مین فنا ہو گئے یہ رنگ دیکھکر وہ جوگی اپنے مقام سے اٹھا اور کوئی چیز اپنے جھولی سے نکالکر عیار نقابدار پر کھینچ ماری اسنے آئینہ کو بجائے سپر بلند کیا مگر وہ شے جو آکر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک گرز پڑا اور آئینہ کے ہزار ٹکڑے ہو گئے اب یہ ساحر جھپٹ کر چلا کہ جس چیز سے مین نے آئینہ کو توڑا ہے اسکو اُٹھا لون ساتھ ہی نظر عیار نقابدار کی جا پڑی دیکھا کہ ایک تختی الماس کی ہے ؛ جی مین کہا کہ اس رقم کو چھوڑنا اچھا نہین کیا وصف تھا اس تختی مین کہ اسنے آئینۂ جمشیدی کو توڑ ڈالا اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے لیکن اول ہاتھ سرخاب جادو کا اس تختی پر پڑا بس عیار

نقابدار نے اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا سرخاب جادو نے کہ ہاتھ چھڑا کر علیحدہ
ہو جاؤن مگر عیار نے ہاتھ نہ چھوڑا اب اسنے سحر کرنے کا قصد کیا تو سحر اسکو یاد نہ آیا کیونکہ
نظر اسکی صورت پر عیار نقابدار کی پڑ چکی تھی اور عیار نے کو چہرہ پر غازۂ باطل السحر ملے ہوئے
تھا یہ اسکی تاثیر تھی کہ اسے سحر یاد نہ آیا عیار نے ہاتھ مروڑ کے تختی چھین لی دیکھا تو کچھ حروف اسپر
کندہ ہیں جلدی سے دوسرا ہاتھ بڑھا کر نقابدار سے کہا کہ یہی لوح طلسمی ہے تو لوح دینے میں
مصروف ہوئے اور سرخاب جادو ہاتھ چھڑا کر بھاگا کہ قضا اسکی مہتر گرد باد کے ہاتھ سے نہ تھی
نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم و سیار این عجائب اگر اسوقت
سرخاب جادو بھاگ کر نکل گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہے اور ٹوٹنا مرحلۂ آخر کا ممکن
نہیں لہذا اسکو چاہیے کہ جو اسم حاشیۂ لوح پر کندہ ہے کم سے کم تین بار پڑھکر اور پیکان
تیر پر دم کرکے اسکی پشت پر مارو اور بعد اسکے تماشا قدرت خدا کا دیکھو بس نقابدار
نے اسم لوح کو پیکان تیر پر دم کرکے بہرۂ کمان میں پیوستہ کیا اور چلہ کو تا بناگوش
کھینچکر وہ جو تیر بازدہ مشتی سخت سوفار کو رہا کیا تو پشت سرخاب جادو کو توڑ کر پار نکل
گیا یہ کافر جو تیر کھا کر گرا اور تڑپنے لگا صدائے گیر و دار بلند ہوئی آتشباری برفباری
ہونے لگی آندھی سیاہ چلنے لگی بڑی دیر تک پیر غل مچایا کیے جب لاش اسکی سرد ہو گئی
تو یہ صدا دیر چلے گئے کہ گشتی مرا نام من سرخاب جادو بود افسوس کہ مردیم و جان آدم
بطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو صرف کہ چالیسون حجرن
تو پہلے ہی مٹ گئے تھے اب وہ چبوترہ و نگیرہ بھی نیست و نابود ہو گیا دیکھا تو مٹی کا ایک
ڈھیر ہے اور چالیس حجرے نہایت کہنہ بنے ہوئے ہیں پرانی بوسیدہ عمارت ہے عیار
نقابدار کو آئینہ کے ٹوٹنے کا نہایت درجہ صدمہ تھا اپنے سردار سے اسنے کہا کہ اگر یہ
چیز باقی رہتی تو بہت کام کی تھی اگر میں جانتا کہ سرخاب جادو نے لوح کا وار کیا ہے
تو آئینہ یہ ہرگز نہ دیکھتا اور سرخاب جادو بھی لوح کو اسطرح کھینچ نہ مارتا مگر مجبور تھا
کہ سوا اسکے اس تدبیر سے کہ ٹوٹنا اس آئینہ کا ممکن نہ تھا الحاصل نقابدار نے یہاں سے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ مہتر گرد باد نے کہا یہ مقام طلسم کا ہے ایک قدم پیچھے ہٹنا یا آگے
بڑھانا قرین مصلحت نہیں ہے مبادا کوئی افتاد پڑے بہتر ہے لوح کو دیکھ لینا چاہیے جو کچھ لوح
حکم دے یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
جسوقت سرخاب جادو مارا جائے اور چہلدرہ فتح ہو جائے تو تمہیں چاہیے کہ
اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کرکے اپنے ساتھ رکھے چلو جسوقت کہ فوج غراب نگار
لشکر کو تباہ کر رہی ہوگی اسوقت یہ ٹکڑے کام آئینگے جو زاغ گوشت اسکا کھائیگا وہ
جلکر رہ جائیگا سوائے اسکے کوئی صورت زاغون کے مرنے کی نہیں ہے یون جو
مارا جائیگا اسکے ہر پر و بال سے ایک ایک زاغ پیدا ہوگا اور پھر مقابلہ کے لیے
موجود ہوگا الحاصل نقابدار نے اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کیے اور دیو فریق کو حکم دیا

ان ٹکڑون کو کسی کپڑے مین باندھکر ساتھ لیتا چل یہ فرماکر عیار کو اپنے ساتھ لیا لوح گلے مین
ڈالی اور جانب ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوے راستے مین دیو کو بھوک معلوم ہوئی اسنے خیال کیا
کہ یہ چالیس ٹکڑے ہین اگر ایک انمین سے کھالونگا تو کچھ ایسا کم نہو جائیگا یہ سوچکر ایک ٹکڑہ ران کا
اسنے نکالکر نوش جان کیا لقمہ کا حلق سے اترنا تھا کہ پیٹ مین اسکے درد پیدا ہوا اور شل ماہی
بے آب کے تڑپنے اور چیخنے لگا نقابدار نے جو پلٹ کر دیکھا اور اسکی حالت کو معاینہ کیا فرمایا تجھے
کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ مین نے شدت گرسنگی مین ایک ٹکڑہ اسکا کھالیا اس سے یہ حالت ہوئی یہ معلوم
ہوا کہ تمام شکم ایک گولا ہو کر دوڑتا پھرتا ہی نقابدار یہ سنکر نہایت پریشان ہوے کہ کیا تدبیر کیجاے
جو یہ اچھا ہو مہتر گرد باد نے کہا لائیے مین اسکا علاج کیے دیتا ہون لوح مجکو عنایت کیجیے مہتر گرد باد
نے نقابدار سے لوح لیکر اسکے شکم پر رکھی برکت لوح سے وہ لقمہ شکم سے اسکے ہٹ کر سینہ پر
آیا اب اسنے چیخنا شروع کیا کہ مجھے اب سینہ مین درد ہونے لگا بیتاب ہوا جاتا ہی ادمکی عجب کیفیت
مہتر گرد باد نے جلدی سے لوح کو سینہ کی طرف بڑھایا وہ مضغہ گوشت سینہ سے بڑھکر حلق مین آکر پھنس
گیا اور گلے مین درد پیدا ہوگیا آنکھین دیو کی نکلنے لگین اور کمال بیتابی کی حالت مین تڑپنے لگا ہر چند چاہتا
کہ منہ سے بولے مگر ممکن نہین اسنے ہاتھ سے گلے کیطرف اشارہ کیا مہتر گرد باد نے لوح اسکے گلے
پر رکھی فوراً لوتھڑا گوشت کا منہ سے باہر نکل پڑا دیو کی جان مین جان آئی کودنے لگا
نقابدار نے کہا اب نہ خوف کر اور خبردار اب انمین سے کوئی ٹکڑہ ہرگز نہ کھانا ورنہ یہی حالت
پیدا ہوگی اور تڑپ کے دم بھر مین مرجائیگا اور عیار کی اس فراست اور دانائی کی نہایت تعریف
کی کہ تمہی نے خوب عقل دوڑائی ورنہ دیو ہاتھ سے گیا تھا بعد اسکے دیو سے کہا کہ اب ڈر نہین جو اس
درست کر اور اس ٹکڑے کو بھی انھین ٹکڑون مین شامل کرلے اور جلد چل کہ معلوم نہین وہان
لشکر کی کیا حالت ہی یہ فرماکر مع دیو فرق و مہتر گرد باد عیار کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار کے روانہ
ہوے انکو نو راہ مین چھوڑا جاتا ہے کہ یہ رہروی کرتے چلے جاتے ہین اور کچھ حال باغ ملکہ صنم گلعذار
بیان کیا جاتا ہی کہ یہان طبل جنگ بج چکا ہی اور انتظار صبح کا ہو رہا ہی باغ کے ایک دروازہ پر
سرگردان جادو محافظت کے لیے متعین ہی اور دوسرے دروازہ پر بلور صاف باطن جادو
رہا ہی باغ مین فوج ساحران پڑی ہوئی ہی اور باغ کی حفاظت ملکہ نسیم گلپوش جادو کے متعلق
وہ اپنے انتظام مین مصروف ہی قصر کی نگہبانی خود ملکہ بادبان جادو نے اپنے ذمہ لی
وہ اپنا بند و بست کر رہی ہین اندر قصر کے ملکہ صنم گلعذار اور دارا ب ثانی فروکش ہین ان
لوگون نے تو اس انتظام کو اسطرح پر تقسیم کرلیا ہی اور ہر ایک اپنے کام پر سرگرم و مستعد بیٹھا ہوا ہی
خیل جادو سپہ سالار لشکر اور لامعہ برقتاب جادو و اور زر درخشم جادو و اور دلشگاف رعد
انداز یہ تمام ساحران غدار سحر جگانے مین مصروف ہین ہر ایک خون خوک مین نہایا ہوا بیٹھا ہی
ہانک رہی ہین ترسول و جنبول گڑے ہوے ہین دف طبلے بج رہے ہین کوئی ڈیرو بجا بجا کر نعرہ
سامری و جمشید کا بلند کر رہا ہی کوئی گل وغیرہ کی دھونی سے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا ہی ایک
ہنگامہ مچا ہوا ہی اسی عالم مین آثار صبح کے فلک پر نمودار ہوے اور جمشید خورشید نے علم فتح

پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اڑ کر روئے ہوا پر ایسی چھائی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ان
ہنگامہ پردازوں نے سر پر اٹھائی تھی روئے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگامہ تھا

کوئی بڑھ کے میدان میں کرتا گزشت
سیاہی تھی عالم میں چھائی ہوئی
کہیں شور برپا ارے سحر جانگ
کہیں سحر کا بحر تھا موج زن
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

ہوا پیچ کھاتی تھی یوں بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہیں ابر گھر کر برستے تھے تیر
کوئی کھاتا تھا عدو کا دہن

سے لگا کوئی جادو کی رستہ بہشت
کہ ہوں جیسے دریغ تنقد سے ہزار
لگائی کسی نے کسی تن میں آگ
کہیں کا نور دو دیس سے آئے بہیر
غرض ہر طرف سحر نیرنگ تھا

عین ہنگامہ جدال و قتال میں لامعہ برقتاب جادو کی کیفیت
تھی کہ یہ داستانے اتارے ہوئے دسوں انگلیوں سے اسکی تیر شہاب کیطرح شعلے نکلتے تھے دسوں انگلیاں
مثل دس شمعوں کے روشن تھیں جسطرف یہ اشارہ کردیتی تھی دس برقیں چمک کر گرتی تھیں اور ہر برق سے
دس دس آدمیوں کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کردیتی تھی ہر وار میں اسکے سو سو آدمی ہلاک ہو
تے تھے اسطرح سے یہ صفوں کو پامال کرتی ہوئی اور فوج کو پسپا کرتی ہوئی باغ کیطرف چلی آتی ہے دوسری
سمت سے اژدر پشم جادو اپنے اژدر سحر کو بڑھائے ہوئے کہ منہ سے اسکے قلابہ آتشیں نکلتے
ہوئے نفس کشی کرتا ہوا پشت پر اپنی فوج ساحران جو اسکے پاسنام تھی کمک کے لیے یہ بھی چلا آتا ہے
حالت اسکی یہ ہے کہ اژدرہا کا جب قلابہ آتشیں چھوڑتا ہے دس دس بیس بیس آدمی جلکر خاک ہوجاتے
ہیں اور جب دم کشی کرتا ہے تو دس دس بیس بیس آدمی اسکے دہن میں کھنچے چلے جاتے ہیں اور
جسطرف یہ گھور کے نگاہ قہر آلود اپنی ڈالتا ہے جسقدر آدمیوں پر نگاہ اسکی پڑتی ہے اور آنکھ چار
ہوتی ہے وہ چشم زدن میں پانی ہو کر بہہ جاتا ہے اس صورت سے یہ بھی فوج کو پامال کرتا ہوا باغ کیجانب
کو بڑھا چلا آتا ہے ایک جانب سے دلشگاف صدا آواز ایک فیل سحر پر سوار نعرہ یا سامری و جمشید کرتا ہوا چلا آتا ہے
جب یہ چنگھاڑتا ہے اور صدا اسکی لوگوں کے کانوں میں پہونچتی ہے تو فوراً کلیجے اُنکے پھٹ جاتے ہیں اور
جان بحق تسلیم ہوتے ہیں اور فیل سحر لاشوں کو کچلتا ہوا چلا آتا ہے اسکا یہ ارادہ ہے کہ اسی فیل سے
ریل کر دیوار باغ گرادوں اور مع اپنے ساحروں کے باغ میں داخل کردوں ساحران مطیع الاسلام
کی یہ حالت ہے کہ کانوں میں اپنے ٹھینٹیاں روئی وغیرہ کی دے لی ہیں کہ آواز اس کمبخت کی
سنائی نہ دے مگر اسکی صدا ایسی مہیب ہے کہ پردہ آہن ہو تو اسکو توڑ ڈالے پردہ گوش کی کیا حقیقت
ہے یہ بھی چنگھاڑتا ہوا اور فیل کو بڑھائے ہوئے چلا آتا ہے ایک جانب سے سرخیل جادو تیغہ سحر
اسکے ہاتھ میں کھنچا ہوا ہے مرکب آتشیں پر سوار ساحروں کو قتل کرتا ہوا اور جلاتا ہوا بڑھا چلا آتا ہے
اسکے تیغہ شرر افشاں سے شعلہ آتش فلک تک بلند ہوتے ہیں کہ انکی شرر افشانی سے روئے ہوا گرد
تار ہوگیا ہے سائبان چرخ نیلی فام کا رنگ سرخ نظر آنے لگا ہے باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی
ساحران مطیع اسلام جو آگے بڑھے تھے وہ پیچھے ہٹنے لگے ساحران نامی بنگلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے
لگے سپریں سر پہ آڑ ہوگئیں لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے
عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانہ تن میں آگ ہر ایک کے لگی ساحران اسلام باہم دلسوزی
کرتے تھے لیکن سب گرمجوشی بھولے ہوئے تھے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہاں بجھ سکتی تھی آتش ظلم

برپا تھی دریائے آتش جوش مار رہا تھا آسمان سے شعلے گر گر کر پھیلتے تھے یہ پرانا جھونپڑا زال دنیا کا پھونک جاتا تو عجب نہ تھا اس آتش کی گرمی تمام عالم میں پھیلی تھی دنیا ساری دھواں ہو کر جلی ہو گئی تھی

تھا ہوا سے تنور جس طرح یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

تھی پڑی نان مہر ہو کر زم
گیا تالاب میں ہر ایک کنول
ابر نیساں سے آگ برسے ہے

ساغر مہر گرم تھا یاں تک
کنول کاغذی کی طرح سے جل
شفق آفتاب شام و سحر

اسطرح سرخیل جادو شعلہ باری کرتا ہوا اسفوں کو توڑتا ہوا فوج ساحران کو درہم برہم کرتا ہوا سید ہا دروازہ باغ کیطرف چلا آتا ہے جو ساحر اسیر سحر کرتے ہیں گولے ترنج و نارنج وغیرہ حربہ ہائے سحر مارتے ہیں کوئی حربہ اسیر اثر نہیں کرتا بلکہ وہ تمام اشیا سحر پھول ہو کر گر پڑتے ہیں اور ... افشانی تیغ سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں اب ساحران ہلام کی یہ حالت ہو کر پامال ہوتے ہوتے اور قتل ہوتے ہوتے انھوں نے بھاگنا شروع کیا اس صورت سے کہ قریب باغ کے پہونچے اور غافل باری اور صورت جنگل کی پیدا کر کے باغ کے اندر پہونچے ایک شور گیر و دار بلند ہو کہ اسی حالت میں اول اژدر حشیم جادو اس دروازہ پر آکر پہونچا جہاں بلور صیاف باطن اسباب سحر تن پر آراستہ کیے ہوئے دروازہ باغ پر متعین تھا اور حفاظت باغ کی کر رہا تھا پہونچتے ہی اژدر حشیم نے نعرہ کیا کہ او بلور صیاف باطن نمک حرام بادشاہ کو چھوڑ کر ان نمک حراموں کا شریک ہوا ہے آؤ اور سہا دران عالم سے آنکھ ملا کہ بچکر اب میرے ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے بس یہ سنتا تھا کہ بلور صیاف باطن نے جھولی سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک چشمہ کالکر اپنی آنکھوں پر چڑھا لیا اور کہا کہ کیا کہتا ہے یہ کہکر آنکھ اسکی طرف ڈالی اب جو آنکھ سے آنکھ چار ہوتی ہے اور تارے سے چمکتے ہیں دو شعلے اس سے نکلے اور تیر شہاب بنکر اسکی دونوں آنکھوں کو توڑ کر پار نکل گئے یہ تڑپکر گرا اور داصل جہنم ہوا پھر اسکے غل مچانے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی برفباری سنگباری ہونے لگی تھوڑے عرصہ میں یہ علامات سحر برطرف ہوئے اور لاش اسکی تڑپکر سرد ہو گئی تو سیروں نے اسکے صداوی کہ کشتی ہم اکہ نام من اژدر حشیم جادو بود ہفسوس کہ مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم یہ صداویکر یہ تو غائب ہوئے اور فوج اسکی جو عقب میں اسکے چلی آتی تھی وہ آپڑی اور حملہ کرنا شروع کیا بلور صیاف باطن نے تنہا اس یلغار کو روکا اور جنگ کرنے لگا کہ اتنے میں دوسری طرف سے سرخیل جادو لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ پہونچا اور سرگردان جادو جو یہاں برائے حفاظت متعین تھا اسکو اسنے ٹوکا اور کہا کہ تو بھی اپنا خوصلہ نکال لے کیونکہ زمانہ اجل اب تیرا قریب آگیا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے میرے ہاتھ سے چھلکا چاہتا ہے سرگردان جادو نے جواب دیا کہ خداوند عالم تیرے حربہ سے مجکو بچاوے گا تو دیکھا جاوے گا یہ سنکر اسنے تیغہ سحر مارا سرگردان جادو نے اُف کی کہ ہزار ہا سیرین پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے تو سیروں کو قلم کرتا ہوا سر پر جو بیٹھا سرگردان جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی ہاتھ جادو چھپٹ کر آیا اور اسنے گولہ فولادی مارا سرخیل جادو نے اُف کی ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور اسکو لپیٹ کر دامن میں اپنے مثل منجنیق کے اس گولہ کو گھما کر مارا کہ ہاتھ جادو کو توڑ کر پار نکل گیا مرنے سے ان دونوں ساحروں کے ایک تلاطم عظیم باغ میں برپا ہوا طائران باغ نے غل شور مچانا شروع کیا کہ دو محافظان

باغ مارے گئے اسے ملکہ نسیم جادو ہوشیار ہوجیے بس یہ سننا تھا کہ نسیم جادو نے ہاے ہاے کا نعرہ مارا اور بال اپنے پریشان کردیے اور ایک دستک دی اسنے کہ ایک پتلی ہاتھ مین پنکھیا لیے ہوے پیدا ہوئی اسنے اشارہ کیا کہ جا اور دروازہ باغ کی حفاظت کر بس یہ سننا تھا کہ وہ پتلی جھپٹ کر دروازہ باغ کیجانب چلی اور پنکھیا کو اسنے گردش دینا شروع کیا جھوکے نسیم بہار کے چلنے لگے ہوا نے ایسا طمانچہ دیا سرخیل جادو کے منھ پر کہ یہ الٹا پھرا بس اسنے فوراً غلطاک ماری زمین پر اور صورت اپنی ایک باز کی پیدا کی اور اس ہوا کے دھارے کو کاٹتا ہوا نہایت تیز پری کے ساتھ اندر باغ کے داخل ہوا چونکہ ساحر زبردست تھا گو سحر کو ملکہ نسیم جادو کے مٹا نہ سکا لیکن اپنی راہ پیدا کرلی جو ساحر اسکے ہمراہ تھے وہ پلٹ گئے اور آگے نہ بڑھ سکے اب اسنے باغ مین داخل ہوتے ہی طائران باغ پر حملہ کرنا شروع کیا اس بلبل کو شکار کیا اس قمری کو صید کیا اپنی حرکت سے باز نہ آیا جسقدر طائر اس باغ مین تھے وہ شکار بچہ شہباز اجل ہونے لگے یہ تو اسطرف مصروف جنگ ہی اور جانبازی کررہا ہی اور اسطرف دوشگاف رعد آواز اپنے فیل سحر کو بڑھائے ہوئے قریب دیوار باغ پہونچا لیکن ہوا کے جھونکون نے اسکا بھی منھ پھیر دیا بس اسنے بھی فیل سے علحدہ ہوکر زمین پر ایک غلطاک ماری اور صورت اپنی ایک طاؤس کی پیدا کی اور اندر باغ کے اسنے بھی داخلہ کیا اور چنگھارنا شروع کیا مگر تاثیر اسکی آواز نے بھی پیدا کی کہ جسکے کان مین صداے ہولناک اسکی پہونچی کلیجہ اسکا شق ہوگیا اور طرفۃ العین مین گرکر مرگیا بس جب ملکہ نسیم جادو نے یہ کیفیت دیکھی فوراً ایک ٹکڑہ فولاد کا جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ زمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام باغ پر ایک سقف آہنی ہنگر قائم ہوگیا بس یہ جو دوشگاف رعد آواز چنگھارا ہی تو آوازنے اسکی ٹکر کھائی اور تاثیر آہنگی پلٹکر اسکے قلب پر پڑی کہ کلیجہ اسکا پھٹ گیا اور یہ مارا گیا اور ساحران ہمراہی کو جرات نہوئی کہ اندر باغ کے داخل ہوتے بیرون باغ ٹھہرے رہے کہ ادھر لامعہ برق تاب جادو سامنے بلور صاف باطن کے پہونچی اور کہا کہ تو بہت نازان ہی اژدر چشم جادو کو مار کر اپنے دل مین سمجھا کیا ہی بھلا روک تو میرے اس سحر کو یہ کہکر اسنے دونون ہاتھون کو حرکت دی سعاؤں برقین چمک کر بلور پر گرین یہ معلوم ہوا کہ جسطرح روشنی شمع کی فانوس کو توڑ کر نکل جاتی ہی مگر فانوس کو کوئی صدمہ نہین پہونچتا اسی طرح یہ برقین بلور کے جسم کو توڑ کر نکل گئین مگر اسکے جسم پر کچھ اثر انکا محسوس نہین ہوا نہ کوئی ضرر پہونچا ساتھ ہی بلور صاف باطن نے خبردار خبردار کہکے کچھ پیکانون کا مارا کہ ہر ایک پیکان تیر شہاب بنکر لامعہ برق تاب جادو پر چلا اسنے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ سبز کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے ہاتھ آگے بڑھا دیا کہ جسقدر تیر شہاب بنے تھے سب اندر اس شیشہ کے داخل ہوکر جگنو بنکر رہ گئے

پھونک دے دے کے اڑایا جو پری رو نے ہر شیشے سے ہوے شمع کے جگنو پیدا

بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھنے لگے اور نشتر نوک زبان مین دیکے اور خون چلو مین لیکر شیشہ پر ڈالا اور وہی شیشہ بلور صاف باطن پر کھینچ مارا بلور صاف باطن نے دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور ایک سیاہ فام شکل زنگی کے پیدا ہوا سپر فولادی اسکے ہاتھ مین تھی بس اس زنگی نے آتے ہی اس سپر پر شیشہ کو روکا مگر جسقدر پیکان کہ اس شیشہ مین تھے وہ شعلہ بنکر اس زنگی پر گرے کہ وہ تو جلکر خاک ہوا اور بلور صاف باطن

کے تمام جسم مین آبلے پڑگئے اور بیہوش ہوکر گرا اسنے مشکین باندھ لین اور اپنے ہمراہیون کے سپرد کیا اور بجری
کی صورت بنکر یہ بھی داخل باغ ہوئی اور طائران باغ کو جو ساحر تھے شکار کرتی ہوئی اب قصر کی جانب چلی بس
یہ رنگ دیکھکر ملکہ نسیم جادو بہت پریشان ہوئین کہ اتنے بڑے دو ساحرون کو کون روکے اسنے بیتاب ہوکر
ملکہ بادبان جادو کو آواز دی کہ اے ملکہ عالم نمک خوارون کے حضور کے جائین اپنی نثار کین اور حق نمک
ادا ہوسے حریف داخل باغ ہو چکے ہین ایکطرف سے سرخیل جادو چلا آتا ہی اور ایک جانب سے لامعہ برقتاب
چلی آتی ہی نہین معلوم بطور صاف باطن پر کیا گذری اور قریب ہی کہ کنیز بھی جان بحق تسلیم ہو افسوس کہ یہان
اس تباہی کا سامنا ہی اور ہمارے آقاے نامدار یعنی نقابدار عالیمقدار نہین معلوم کہان ہین اور کس حال
مین ہین اب آپ قصر سے خبردار رہیے گا مجھے جہان تک ہوسکتا ہی مین انکو روکتی ہون لیکن تنہا کس کسکو جواب
دے سکونگی رنگ بیطور معلوم ہوتا ہی یہ کہکر لامعہ برقتاب جادو کی طرف چلی لیکن جو ملکہ بادبان جادو
کے گوش زد ہوئی بیتاب ہوکر قصر سے نکلین دیکھا کہ سرخیل جادو قریب قصر آپہنچا آواز دی کہ او نمک حرام
بے ادب کہان آتا ہی نہین جانتا کہ کس شہریار عالیوقار کا ناموس اس مقام پر ہی سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ
یہ وقت پاس نمک کا ہی لہذا بہتری اسی مین ہی کہ آپ بھی کنارہ کشی کیجیے ورنہ اسوقت مین کوئی ادب و لحاظ
نہ کرونگا اور جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب ہوگا یہان تو یہ گفتگو ہونے لگی اور اسطرف نسیم جادو نے لامعہ برقتاب
جادو کو روکا اسنے بھی صورت اپنی بجری کی پیدا کی اور لامعہ برقتاب سے ہم پنجہ ہوگئی دونون مین پیچ
اور پر چلنے لگے اسطرح دونون گتھی ہوئی تھین جیسے دو بلبلین گتھی ہوتی ہین کبھی یہ غالب ہوتی ہی وہ مغلوب
ہو جاتی ہی کبھی وہ گھٹ جاتی ہی یہ بڑھ جاتی ہی اسطرح دونون مین گتھم گتھا ہو رہی ہی یہان تک کہ لڑتے لڑتے
یہ دونون بیہوش ہوکر گر پڑین ادھر سرخیل جادو نے کمندے جوڑکر قصد کیا کہ اندر قصر کے گھس جاؤن
اور ملکہ صنم گلعذار کو پنجہ مین دباکر لیجاؤن بس جیسے ہی یہ قصر کی طرف چلا تھا کہ ملکہ بادبان جادو نے کمند ڈالی
حلقہ کمند کے اسکے گلے مین پڑگئے ہر چند اسنے سحر کیا اور زور کیا کہ کمند کو توڑ ڈالون جلا دون مگر ممکن نہوا
ملکہ بادبان جادو نے اسکو تو باندھ لیا اور اب یہ تلاش مین ملکہ نسیم جادو کی چلی اور داراب ثانی تلوار کھینچکر
سامنے دروازہ قصر کے آکر کھڑے ہوگئے کہ اگر کوئی ساحر قصر مین جانیکا قصد کرے تو اسے قتل کر ڈالین
وہان بادبان جادو جو چند قدم آگے بڑھی تو دیکھا کہ نسیم جادو اور برقتاب جادو زخمی بیہوش
پڑی ہین خون تمام زخمون سے انکے بہ رہا ہی بادبان جادو نے اسی کمند مین لامعہ برقتاب جادو
کو باندھا اور نسیم گلپوش کو ہوشیار کیا اور لیکر قصر کی طرف چلی تھی کہ دیکھا جانب آسمان سے ایک لکہ ابر زنگاری
رنگ پیدا ہوا اور اس ابر مین سے برقین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے گرجنے کی آواز پیدا شعلے
اور شرارے مثل شہاب ثاقب کے چمکتے ہوے بڑے زور شور سے وہ ابر جانب باغ چلا آتا ہی بس آتے
آتے وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا منم خداوند بت خود پسند کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدر روی اے بادبان جادو غضب کیا تو نے کہ میرے افسر فوج کو گرفتار کر لیا اب
بھلا مین کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر چلا پشت پر اسکی چالیس زاغ پرا جمائے ہوے چلے آتے
تھے اسنے اشارہ کیا کہ کھا لو ان طائران باغ کو کہ یہ خوراک ہین تمھاری بس یہ سننا تھا کہ دیکھا
چالیسون زاغ کو گھٹا کیطرح آکر باغ پر گرے اور طائرون کو شکار کرنے لگے کہین کوئی بلبل آنکھون سے

کہ دفعتاً اسکی قلب ماہیت ہوگئی اور خیالات بدل گئے بس جیسے ہی اسنے قصد کیا کہ دروازۂ قصر مین داخل
ہون داراب نے للکار کر آواز دی کہ بس خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین جانتی کہ ہم محافظ اسکے ہین
بت خود پسند نے کہا اسے بھی پکڑ لاؤ یہ سنتے ہی نسیم جادو نے کچھ اسم سحر دم کیا اور کمند سحر ماری چونکہ
داراب ثانی کے گلے مین لوح تھی اسوجہ سے سحر اسکا باطل ہوگیا اور اُنھون نے کمند کو مثل ریسمان
توڑ کے پھینک دیا بس یہ جھلائی اور اسنے صورت اپنی شیرنی کی پیدا کی اور داراب کو طمانچہ مارا داراب نے
کلائی پکڑ لی اور قصد کیا تھا کہ مروڑ کر کلائیان اسکی توڑ ڈالون کہ بادبان جادو نے آواز دی کہ یہ
اسوقت بے اختیار ہے ہوش مین اپنے نہین ہے اگر ایذا پہونچایئے گا تو بعد کو رنج و افسوس کیجئے گا اور
بموجب مضمون اس شعر کے پچھتایئے گا ۔ قبر پر آ کر مری روئے بہت یاد کیا : خاک اڑانے لگے جب کچھ نہ بنا
اے داراب اسوقت یہ بادشاہ طلسم کے سحر مین گرفتار ہے اسکو اپنے تن بدن کا تو ہوش نہین ہے چونکہ
غیر شخص اس قصر کے اندر نہین آسکتا ہے کیونکہ یہ قصر بادشاہ سابق کا بنایا ہوا ہے اس بنا پر بت خود پسند
نے خود اندر جانے کی جسارت نہین کی اور اسکو مسخر کر کے بھیجا جب دیکھا کہ نسیم جادو کا سحر بسبب
برکت لوح کے داراب ثانی پر اثر نہین کرتا تو بس فوراً اسنے دستک دی کہ دو پنجہ طلائی پیدا ہوئے
ایک مین مقراض اور ایک مین جام تھا بس ایک پنجہ نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا اور دوسرے نے لوح
کو جام مین روک لیا اب دیکھا تو قوت داراب ثانی کے دست و پا کی سلب ہوگئی ہے اور یہ بیہوش
ہوکر گر پڑے نسیم چاہتی تھی کہ حملہ کر کے کام انکا تمام کرے کہ ایک پنجہ اور گرا اور داراب کو اٹھا لیگیا
اب کیا تھا میدان خالی ہوگیا کوئی روک ٹوک باقی نہ رہی نسیم جادو و چند ساحر اندر قصر کے در آئی بس یہ
حال دیکھتے ہی ملکہ صنم گلعذار اور ملکہ بادبان جادو نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کیا اور عرض کرنا شروع کیا کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان اسوقت مصیبت مین
سوا تیرے کون خبر لینے والا ہے ہماری فریاد کو سنلے اور جلد کسیکو ہماری مدد کیواسطے بھیج ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب آسمان سے ابر زعفرانی رنگ نمودار ہوا جسکے عکس
سے تمام روے زمین رنگین ہوگیا اُس ابر مین برقین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا آواز رعد کے
گرجنے کی پیدا بارش گلہاے ارغوانی کی ہوتی ہوئی بہت تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے چنانچہ آتے آتے
وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ کم کم جادو ۔ نظر جو بت خود پسند کی اسکے جمال جہان آرا پر پڑی
دیکھتے ہی یہ محو نظارہ ہوا ۔ نظم ۔ تھی نظر یا کہ بجلی کی آتش تھی : وہ نظر ہی وداع طاقت تھی : صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + دلبری کرنے لگا طپیدن ناز + رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز
دیکھتے ہی بت خود پسند تو ششدر ہوکر رہ گیا اور نظر ملکہ کم کم جادو کی چمن باغ پر پڑی دیکھا
کہ عجب گل کھلا ہوا ہے ہزارون ساحران لشکر اسلام مرے ہوئے پڑے ہین اور جو دو چار ہزار
باقی ہین انکا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے لشکر عذاب انکو تباہ کر رہا ہے اور ایک ساحرہ جسکے ناصیہ سے
آثار شاہی پیدا ہین ایک درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہے ساحر قصر اسکو چار جانب سے
گھیرے ہوئے ہین اور ایک جادوگرنی ایک آفتاب حسن و جمال زہرہ تمثال کو قصر سے کھینچے ہوئے
لیے جاتی ہے اور وہ فریاد و فغان کر رہی ہے اسے بھی نسیم جادو دفعتہً یہ تملو کیا ہوا کہ دست سے دشمن

سکتین ہے یار اغیار ہو گئے اللہ اللہ کیا زمانہ کا انقلاب ہوا تم جو مجھ پر جور و جفا کر رہی ہو بتاؤ تو لقا مدار
تو کیا جواب دو گی وہ ساحرہ اس ماہ جبین کی گریہ و زاری پر کچھ التفات نہیں کرتی اور کھینچتی ہوئی لیے چلی
جاتی ہے آنکھوں سے اس ماہ فلک حسن و جمال کے آنسو جاری ہیں قطرات اشک پیہم ٹپک رہے ہیں
عجب صدائے دلخراش سے زار نالی کر رہی ہے کہ سننے والوں کے دل دکھ رہے ہیں کم کم جادو طریقہ سے
سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہے سوسن نقابدار یہی ہے اور یہ ساحرہ گرفتار سحر ہے جو اپنے مالک کو اسطرح بیدردی
سے کشاں کشاں لیے جاتی ہے اور دشمن کے حوالہ کرنا چاہتی ہے تو بس ملکہ کم کم جادو نے گلدستہ
زعفرانی اٹھایا اور کچھ اسمائے سحر دم کرکے اب جو کھینچ کر مارتی ہے تو پنکھڑیاں اسکی بکھریں اور ایک
کشت زعفران پھول گئی جسکی نظر اس کشت پر پڑی بے اختیار ہنسی آئی اور قہقہے مارتے
ہوئے بیہوش ہو گیا ایک طرف لامعہ برقاب جادو زمین پر تڑپ کے مارے ہنسی کے بیہوش
پڑی تھی اور ایک جانب سرخیل جادو اس کشت زعفران زار میں ہنستے ہنستے پچھاڑیں کھا رہا تھا
اور جسقدر ساحر تھے انمیں تو دم ہی نہ تھا ایک قہقہہ مارا اور بیہوش ہو گئے ذرا دم بھر میں سب
ہنستے ہنستے خود فراموش ہوئے لیکن فوج غراب اسیطرح ساحران لشکر اسلام کو آزار پہنچا
رہی تھی اور اسپر کچھ اثر اسکا نہ تھا اسی عالم میں بت خود پسند کی نظر جو اس کشت زعفران پر پڑی
یہ بھی بے اختیار ہنسنے لگا۔ ساتھ ہی طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک پری شیشہ لیے ہوئے پیدا
ہوئی اور اسنے پانی اس شیشہ کا چلو میں لیکر اس کشت زعفران پر چھڑک دیا گویا دفعتہ وہ پانی
برق خرمن ہو کر گرا اور تمام کشت زعفران دم بھر میں جلا کر خاک کر دی ساحر جو ان پر سے سحر دفع ہوا
عالم بیخودی سے ہوش میں آئے بت خود پسند بھی ہوشیار ہوا لیکن جتنے عرصہ میں اس پری نے آکر
کشت زعفران کو خاک میں ملایا تھا اتنی دیر میں کم کم جادو نے نسیم کو پکڑ لیا اور صنم گلعذار کو اپنے
تخت پر بٹھالیا اور بادبان جادو کی قید کو کاٹ کر رہا کر دیا اب جو ساحر ہوش میں آئے تو پھر برابر کا
مقابلہ ہونے لگا اور سحر کی نیرنگیاں شروع ہوئیں ملکہ کم کم جادو نے فوراً دوسرا گلدستہ اٹھا کر کھینچ
مارا پھر وہی حالت پیدا ہوئی کہ کشت زعفران پھولی اور سب کے سب پھر قہقہے مارتے ہوئے چلے اور
بیہوش ہو ہو کر گرنے لگے کہ دیکھا پھر اسی طرح سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور پری شیشہ لیے ہوئے
پیدا ہوئی کہ معاً نسیم جادو نے دستک دی یہ دستک کا دینا تھا کہ ایک پتلا سحر پیدا ہوا اور آتے
کے ساتھ ہی اس پری سے لپٹ گیا اور شیشہ چھیننے لگا پری نے جھنجلا کر شیشہ اسکے سر پر مارا
کہ شیشہ ٹوٹا اور پانی شیشہ کا چھلکا اب اس آب رسیدہ ہونے پتلہ کو بھی جلا یا اور کشت
زعفران پر ہو پڑا اسکو بھی جلا دیا اور خود پری کو جلا کر نیست و نابود کر دیا اب ملکہ کم کم جادو
نے تیسرا گلدستہ اٹھایا اور بغیظ و غضب کھینچ مارا ہنوز ساحران کفار ہوشیار ہونے پائے
تھے کہ پھر قہقہے مارتے بیخودی کے عالم میں چلے اب کم کم جادو نے دستک دی دیکھا کہ چار پتلے جال
ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئے اور زاغوں کو جال مار کر پکڑنا شروع کیا جس زاغ کو پکڑا ٹانگیں
چیریں اور پھینکدیا یہانتک کہ بہت سے زاغ پتلوں نے ٹانگیں چیر چیر کر پھینکے مگر دیکھا کہ لاش جس زاغ
کی زمین پر گری وہ ایک کے دو زاغ ہو کر اڑے اور پھر ایذا رسانی ساحران لشکر اسلام میں مصروف ہوئے

حالت ان زاغون کی یہ ہو کہ جسکے قریب [illegible] شروع کیا ہر ایک ساحران مطیع اسلام کو ان زاغون
نے نوچ نوچ کر کھا لیا جسکے ایک چونچ ماری وہ گیا اور گرتے کے ساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوا اور
طلسم زاغ سحر ہو گیا غضب آفت تھی [illegible] اور زاغون نے قیامت برپا کر دی ہو نہ مارے مرتے ہین نہ
کاٹے کٹتے ہین کوئی تدبیر [illegible] دیکھکر ملکہ کم کم جادو بھی پریشان ہوئی عالم
حیرت مین ہو کہ کیا کرنا چاہیے [illegible] باقی طبقہ زمین کا شق ہوا اور دوسری پری پیدا
ہوئی اسکے ہاتھ مین ایک پھول ہو کہ [illegible] وہ پھول بت خود پسند کو سنگھایا اور عرض کیا کہ
اے شہنشاہ ہوشیار ہو جیئے ایسی غفلت آپ پر طاری ہو کہ کسی طرح آنکھ ہی نہین کھلتی پری نے جو
یہ کہا اور خوشبو اس پھول کی دماغ مین بت خود پسند کے پہونچی ایک مرتبہ اسنے آنکھ کھول دی
اور اثر سحر جو برطرف ہوا یہ فوراً ہوش مین آیا اور چارون طرف دیکھنے لگا دیکھا اسنے کہ تمام
سرداران لشکر میرے عالم بیخودی مین بیہوش پڑے ہوے ہین پس اسنے فوراً ایک اسم سحر پڑھکر
آسمان کیجانب دیکھا کہ ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اس سے آتشباری کیفیت زعفران
پر ہونے لگی اور تمام زعفران جلکر خاک ہوئی اودھر لامعہ برقتاب جادو و سرخیل جادو
ہوشیار ہوے اور ملکہ کم کم جادو کے تخت کیطرف چلے اودھر نسیم جادو اور بادبان جادو
نے بڑھکر ان دونون کو روکا گو بت خود پسند قریب تخت ملکہ پہونچگیا ان دونون مین باہم
ردوبدل ہونے لگی کم کم جادو عجب مصیبت مین گھری ہوئی ہو کہ اپنے کو بچائے یا داراب ثانی
کی محافظت کرے یا ملکہ صنم گلعذار پر آنچ نہ آنے دے اور حریف کو جواب بھی دے ورنہ
وہ آفت برپا کر رہی ہی ایسی ساحرہ زبردست ہو کہ اپنے حواس درست کیے ہوے ان سب کی
نگہداشت بھی کر رہی ہو اور برابر حریف کے سحر کو رد بھی کرتی جاتی ہو دوسرا ہوتا تو اب تک کب کا
مغلوب ہو کر جانب عدم روانہ ہو جاتا واضح ہو کہ جب کم کم جادو نے دیکھا تھا کہ داراب مسحور
ہو گئے ہین اور لوح انکے پاس نہین ہو تو اسنے پنجہ سحر بھیجکر انکو اٹھا لیا تھا جب بت خود پسند کو
اپنے سحر مین مسحور کر لیا تب ملکہ کم کم جادو نے داراب کو ہوشیار کر کے ظاہر کیا الغرض ملکہ کم کم جادو
اس کشمکش مین پڑی ہوئی ہو لیکن قدم اپنا جمائے برابر حریف سے مقابلہ کر رہی ہو کہ دیکھا یکایک
ایک جانب سے آواز سم مرکب پیدا ہوئی اس صدا کے گوش زد ہوتے ہی اسنے چہار جانب
نگاہ دوڑائی دیکھا کہ لقا بدار ابلق سوار تیغہ آبدار چمکاتے ہوے لوح طلسم گلے مین ڈالے
ہوئے اور عیار لقا بدار ایک بستارہ باندھے ہوے ساتھ ساتھ دوڑا چلا آتا ہی بس لقا بدار
جالیقدار نے آنے کے ساتھ ہی نعرہ کیا اور لشکر پر گرے ساحرون کو زیر تیغ دھر لیا اور قتل
کرنا شروع کیا پناہ بخدا انکے تیغہ آبدار کے سامنے ساحر کیا تاب رکھتے تھے کہ جانبر ہو سکین
یکدم بھر مین لقا بدار نے خون کا دریا بہا دیا ہر چند کہ گولہ فولاد کی تیغ و نارنج ترسول پیشول
بیچکا لمون کے دو ہجر [illegible] سے سحر برابر سے چل رہے تھے مگر انپر کچھ اثر انکا مترتب نہین ہوتا تھا
یہ برابر ساحران کفار کو قتل کرتے ہوے داخل دروازہ باغ ہوے دیکھا کہ ہزارون لاشین ساحرونکی
باغ مین پڑی ہوئی اور نفوس خراب تمام باغ پر چھائی ہوئی ہو جو ساحر کہ بچ رہے ہین انکو نوچ نوچ کر

رکھا رہی ہی ایک تہلکہ عظیم زاغون نے مچا رکھا ہی ادھر ملکہ کم کم جادو سے اور بت خودپسند سے
سحر چل رہا ہی برابر سے رد و بدل ہو رہی ہی بس نقابدار نے یہ حالت دیکھتے ہی عیار کیطرف اشارہ
کیا اُسنے فوراً وہ پارہ ہاے گوشت زاغون کیطرف پھینکنا شروع کیے اور کہا کہ لو یہ خوراک
تمھاری ہی اب یہ زاغ ایک کے دو اور دو کے چار اسقدر بڑھ گئے ہین کہ ایک ایک ٹکرے پر
چالیس چالیس زاغ آکر گرے اور اس گوشت کو نوچ نوچ کر کھانے لگے نقابدار بت خودپسند
کیجانب متوجہ ہوے اسنے صورت اپنی فیل کی پیدا کی اور نقابدار کیطرف چلا کہ روند کر مار ڈالون
نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ تمام اثر سحر باطل ہوا صورت فیل کی مٹ گئی دیکھا کہ [illegible]
چلا آتا ہی بس جھپٹ کر نقابدار نے تیغ آبدار کا وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرتے ہی
شور گیر و دار برپا ہوا آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی آتشباری برفباری سنگباری تمام بلیات
کا نزول ہوا تمام باغ و صحرا پر آشوب ہوا سیر ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے کشتون کے حال پر
اسف کرتے تھے تمام صحرا و باغ آتش بار ہو گیا تھا اُس آتشباری سے نخل جلنے لگے ہر برگ و بار
سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخون سے گرنے لگے نرگس نے آنکھین بند کر لین ساری نظارہ
بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے نخل سرو بصورت دار غنچہ گل بیقرار غرضکہ تھوڑی دیر تک
ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جب یہ حالت برطرف ہوئی اور قدرے سکون ہوا صدا پیدا ہوئی آہ
ہتی مرا کہ نام من بت خودپسند جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم پھر اسکے
یہ صدا دیکر غائب ہوے اسی عالم مین ملکہ کم کم جادو نے تیغہ سحر مارا کہ سر خیل جادو کے دو ٹکڑے
ہوے اور لامعہ برق تاب جادو کو کمند سحر مار کر گرفتار کیا۔ اُدھر لشکر غراب کی یہ حالت ہوئی کہ جسنے
وہ گوشت کھایا وہ ایک مضغہ گوشت ہو کر رہ گیا تمام بال و پر گر گئے جسم سے حس و حرکت جاتی
رہی اور اپنی حالت اصلی پر آگئے دیکھا کہ موم کے بنے ہوے زاغ ہین سیاہی سے رنگے ہوے
چونکہ بادشاہ طلسم مارا گیا اور علامات سحر برطرف ہوے سیر ہر ایک کے غل مچا کر چلے گئے اہل لشکر
مین صداے الامان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ سب کے سب مطیع اسلام ہوے
دہقان جادو و نسیم جادو نے قدمبوسی نقابدار کی حاصل کی یہ سب کے سب بفتح و فیروزی
داخل قصر مین مقیم ہوے نقابدار نے دیو فیل سے کہا کہ جا خوب شکم سیر ہو کر کھا باقی لاشون کو ساحران
کفار کی یکجا کر دریا برد کر دے یہ فرما کر خود اہل اسلام کے دفن و کفن مین مصروف ہوے شمار کرنے
سے معلوم ہوا کہ لاکھ سے زیادہ ساحران لشکر کفار مارے گئے اور ستر ہزار ساحران لشکر اسلام
قوم کے صرف دس ہزار بچے تھے۔ وہ دن تو اسی کارروائی مین ختم ہوا دوسرے روز نقابدار
نے لامعہ برق تاب کو سامنے بلایا اور فرمایا کہ کیا کہتی ہی دین اسلام کے بارے مین بادشاہ تیرا
مارا گیا اب سرکشی بیکار ہی۔ یہ از سر صدق مسلمان ہوئی اور یون عرض کیا کہ محلول جادو
و دُر بلور رصافت باطن میری قید مین ہین انھین بھی مین حاضر کر لی ہون یہ کہکر گئی اور
دونون کو لاکر حاضر کیا اور لوح جو نقابدار کے گلے سے لیگئی تھی اسکو بھی لاکر نذر کیا اب نقابدار
نے لاش بت خودپسند کی پاے فیل مین بندھوائی اور جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوے کہ

ساکنان طلسم اس کیفر ناہنجار کے حال کو دیکھکر عبرت کرین کہ بد کام کا انجام بد ہوتا ہی جسوقت داخل شہر
ہوے تمام رعایا یہ حالت اپنے بادشاہ کی دیکھکر عبرت کرتی تھی اور لوگ لقابدار کے نام سے تھراتے
تھے غرضکہ تمام ملک کو اسلام آباد کیا مسجدین بنوائین بتخانہ منہدم کرائے خزانون کو اپنے قبضہ مین
کیا سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا دارابے بن جمشید کی دوہائی پھرگئی لقابدار نے تین روز
کا جشن کیا اثناے جشن مین مہتر گردباد بادیہ گرد اور ملکہ گم گم جادو نے تمام حالات طلسم ظاہر کے
بیان کیے بعد اختتام جشن صنم گلعذار کو یہان کا بادشاہ کیا اور نسیم جادو و ولامعہ برق تاب جادو
کو وزیر کیا اور بلور صاف باطن کو افسر فوج محلول جادو کو بادشاہ کا لشکر کرکے گم گم جادو سے
کہا کہ آپ چندے اسی مقام پر قیام کرین مین طلسم ظاہر کو فتح کرکے بہت جلد آتا ہون داراب ثانی
کو بھی اسی مقام پر چھوڑنا چاہتے تھے مگر انھون نے نہ مانا اور ہمراہ ہوے اب لقابدار نے عیارون کو
اپنے ساتھ لیا اور مع داراب ثانی طلسم ظاہر کیطرف روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال پھر بیان ہوگا
اور اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے گذارش
کیے جاتے ہین ۔ بیرم سخن طوطی خوشنوا ۔ بدین زمزمہ شہد ترنم سرا ۔ راویان اخبار و ناقلان آثار
اس داستان فرحت آثار کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد فتح طلسم نور آگین شاہزادہ رفیع البخت مع
شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان با فوج گران و لشکر فراوان جانب نہ طاق روانہ ہوے ہین
طوے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین آگے آگے پیران سرمست آمالہ بارگاہ نور آگین کا
ہمراہ اپنے لیے ہوے چالیس ہزار سوار سے چلا آتا ہی اور عقب مین اسکے خود رفیع البخت مع لشکر گران
چلے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی سب اسی مقام پر اتر پڑے خیمہ استادہ ہوگئے بارگاہیں
برپا ہوگئین بازار لشکر کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا جنگل مین منگل نظر آتا تھا لشکر دور تک اترا ہوا تھا درندے
تک خوف سے بھاگ گئے تھے روشنی کی کثرت سے تمام صحرا مین آگ سی لگی ہوئی تھی شاہزادہ عالی
نے وضو کیا فریضہ مغرب کو ہمراہ اپنے جد نامدار کی مسجد کرباس مین ادا کیا اور بعد اسکے دونون صاحب
اپنے اپنے خوابگاہ مین جاکر سورہے تمام رات راحت سے بسر کی صبح کو بعد اداے فریضہ سحری آکر
بارگاہ مین بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوادیے صحرا کی سیر کرنے لگے کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک سانڈنی
سوار سانڈنی کو دوڑاتے ہوے بصورت نامہ بر چلا آتا ہی آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا
اور پوچھا کہ خیمہ شاہزادہ رفیع البخت کا کہان ہی لوگون نے بتایا یہ در دولت پر حاضر ہوا اور
عمر بیگی سے عرض کیا بھیجی اُسنے آکر بیان کیا کہ ایک شخص حاضر حضور ہوا چاہتا ہی اور امیدوار
باریابی ہو فرمایا بلا لو جسوقت وہ شتر سوار داخل بارگاہ ہوا تو ایک نامہ پگڑی سے نکال کر پیش
کیا اور عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ نام اسکا شہر میلانیہ ہی میلاق شاہ وہان کا
حاکم ہی اور بت پرست ہی یہ نامہ اُسنے آپکی خدمت مین بھیجا ہی رفیع البخت نے نامہ ہاتھ سے ایلچی
کے لے لیا اور پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے سنا ہے آپ لوگون نے بڑی بڑی خداوندیان
مٹادی ہین اور رواج دین اسلام کو دیا ہی دردمندی آپ ہمدردی کرتے ہین اور اسکے شریک حال
ہوتے ہین اور فریادی کی دادرسی کرتے ہین لہذا ایک عرض میری بھی ہی اگر اُسے آپ سنین اور شرط

میری پوری کرین تو مین دین آپکا اختیار کرون ایک شرط تو یہ ہی کہ ایک فیل زبردست میرے ملک کے
قریب صحرا مین ہی اگر وہ کبھی شہر کی طرف نکل آتا ہی تو صدہا آدمیون کو ہلاک کرتا ہی اور آزار پہونچاتا ہی عمارتین
گرادیتا ہی یہ ممکن تھا کہ مین اُسے کسی تدبیر سے مار ڈالتا مگر یہ مجھے منظور نہین ہی بلکہ اگر یہ زندہ وشاداب ہو تو
نایاب چیز ہی کہ ایسا فیل زبردست کسی ملک مین نہوگا اگر آپ اُس فیل کو زندہ گرفتار کرکے میرے سپرد
کرین تو مین دین آپکا قبول کرلونگا اور دوسری شرط یہ ہی کہ ایک فرزند ہی میرا نام اسکا ارجاس سربرہنہ
ہی وہ بھی نہایت زبردست ہی کہ کوئی انسان میرے ملک کا اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا وہ اپنی بہن کو
لیگیا ہی اور اُسنے لیجا کر ایک صحرا مین اُسے نہایت تکلیف سے رکھا ہی اگر چند روز اسیطرح گذر گئے
تو وہ ہلاک ہوجائیگی سبب اُسکے لیجانے کا یہ ہوا کہ وہ اپنی بہن سے نہایت مانوس تھا جب وہ جوان ہوئی
تو مین نے اسکی شادی کا قصد کیا بس یہ سنتے ہی وہ دیوانہ اسکو لیگیا اور مجھے کہلا بھیجا کہ میرا بہنوئی
وہ شخص ہوسکتا ہی جو مجھسے زبردست ہو اور مجھے زیر کرے مین کسی کمزور کا سالا نہ بنونگا جبتک وہ
یہان رہا اسوقت تک فیل کی ایذا رسانی کم تھی کہ وہ کلہ بکلہ فیل سے لڑتا تھا اور اُسے مار کر شہر سے
بھگا آتا تھا ہرچند کہ فیل پر غالب نہ آسکا لیکن اُسکی وجہ سے فیل کی ایذا رسانی مین ضرور کمی تھی لہذا اگر
آپ ان دونون شرطون کو پورا کرین کہ فیل کو گرفتار کرکے مجھے دین اور دیوانہ کو زیر کرکے ملکہ کی شادی
خواہ کسی دوسرے کے ساتھ کردین یا خود اُسے اپنی کنیزی مین قبول کرین تو مین بسر وچشم خدمت
اسلام بجالانے کو موجود ہون یہ نامہ پڑھکر رفیع البخت نے نورالدہر کو دیا نورالدہر بھی نامہ پڑھکر
بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے فرزند یہ کوئی ایسا کار اہم ہی نہین ہی بلکہ اسکی مدد کرنا چاہیے جواب تحریر
فرمادیا کہ ہم آتے ہین اور ضرور دونون شرطین تمھاری پوری کرینگے شتر سوار تو جواب نامہ
کا لیکر جانب ملک میلانیہ روانہ ہوا اور نامہ جاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے امرا شہر کو ساتھ لیا
اور برائے استقبال شاہزادہ رفیع البخت شہر سے نکلکر روانہ ہوا ادھر سے شاہزادہ رفیع البخت
مع شاہزادہ نورالدہر کوچ کرکے ملک میلانیہ کی جانب چلے میلان شاہ سے ملاقات ہوئی
یہ ان دونون صاحبون کو بہت اعزاز واکرام کے ساتھ شہر مین لایا اور ایک قصر عالی مین
بٹھایا اور ضیافت مین مصروف ہوا شاہزادہ رفیع البخت نے مسکن ارجاس سربرہنہ
کا دریافت کیا میلان شاہ نے کہا کہ صحرائے شمالیہ مین قریب ایک چشمہ کے رہتا ہی یہ سنکر
شاہزادہ رفیع البخت اُٹھ کھڑے ہوے اور مرکب طلب کیا میلان شاہ نے دست بستہ
ہوکر عرض کیا کہ اسقدر عجلت نہ فرمائیے ابھی آپ مسافت راہ طے کیے چلے آتے ہین جسوقت
کسل برطرف ہوسے تو تشریف لے جائیے گا فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ہی کہ بغیر محنت کیے
صلہ لین یہ دعوت وضیافت اسیوقت درست ہوگی جبکہ تمھارے کام پورے ہوجائینگے
اسلیے کہ اگر نہین یہ غرضین درپیش نہوتین تو تم اس صورت سے ہرگز پیش نہ آتے اُسنے
عرض کی کہ میرا شیوہ مہمان نوازی ہی جو کوئی اسطرف سے گذرتا ہی مین اسکے ساتھ
یہی نیکی پیش آتا ہون اور جو کچھ مجھسے ہوسکتا ہی خدمت کرتا ہون ہر شخص کی ضیافت اُسکی
حیثیت کے موافق ہوتی ہی امیر ہو یا فقیر گدا ہو یا بادشاہ جو اسطرف سے گذرتا ہی وہ میرا مہمان

ضرور ہوتا ہی شہر مین تشریف لے چلیے دیکھیے کہ کتنے مسافر و مہمان سراؤن مین ٹھہرے ہوے ہین
صرف حضور ہی کے واسطے یہ امر ہین ہی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے زیادہ فرصت بھی نہین
ہی کہ مین اس مقام پر وقت گذارون والد ماجد میرے طلسم نہ طاق پر گئے ہوے ہین وہان جاکر
میرا شریک ہونا ضروری بہتر یہ ہی کہ خواہ تم ساتھ چلو یا کسی راہبر کو میرے ہمراہ کردو کہ مین تمھارے
کامون سے فرصت کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہون یہ سنکر میلان شاہ مجبور ہوا اور مرکب
خاصہ کا طلب کرکے چندر نقا کو ہمراہ لیا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیکر جانب صحراے
شمالیہ روانہ ہوا شاہزادہ نورالدہر بھی ہمراہ تھے اور چندر نقا ساتھ تھی جاتے جاتے ایک ریگستان
ملا میلان شاہ نے عرض کی کہ یہ ریگستان دور تک ہی اور بعد اس ریگستان کے ایک صحرا ہی
اسی کو شمالیہ کہتے ہین وہی مسکن اس دیوانہ کا ہی اب دھوپ تیز ہی سفر ریگستان مین پریشانی
ہوگی وقت دوپہر کا آگیا ہی میرے نزدیک تھوڑی دیر اسی صحرا مین مقام کیجیے پھر دیکھا جائیگا
رفیع البخت نے کہا کہ اب آپ یہین ٹھہریے آپ لوگ راحت و آرام کے عادی زیادہ ہین تب دھوپ
کا نہ اٹھا سکیگا اور ہم لوگ سپاہی پیشہ ہین دھوپ اور چھاؤن دونون برابر ہین یہ فرماکر
شاہزادہ نورالدہر کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ حضور یہین تشریف رکھین زحمت سفر نہ اٹھائین
یہ غلام آپکا کافی ہی مین اس کام کو انجام دیکر بہت جلد حاضر حضور ہونگا نورالدہر نے کہا اے
فرزند یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمکو تنہا جانے دون اسی حیص بیص مین دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا
دوڑاے ہوے چلا آتا ہی میلان شاہ سمجھا کہ کوئی قاصد کہین کا ہی لیکن اس سوار نے
آتے ہی نامہ پیش کیا میلان شاہ نامہ کو دیکھکر نہایت پریشان ہوا رفیع البخت نے سبب
پریشانی دریافت کیا میلان شاہ نے بیان کیا کہ اے شہریار کیا عرض کرون یہ نامہ ہی
آہنین گرد کا یہ پہلوان نہایت زبردست ہی مذہب اسکا آفتاب پرستی ہی یہ اے سردار زنگ بن زمرد
جادو کا تھا راستے مین اسکو شہر طنطنہ ملا حاکم وہان کا طنطنہ بیغرن ہی جسکے ساتھ شادی ملکہ گل اندام
کی قرار پائی تھی جسکے بعد دیوانہ ارجاس اسکو لیگیا طنطنہ کی یہ طاقت نہ تھی کہ ارجاس سے
مقابلہ کرسکتا جسوقت آہنین گرد اسکے شہر کی طرف سے ہوکر گذرا تو طنطنہ نے دعوت و ضیافت
کرکے مطلب اپنا بیان کیا کہ دیوانہ ارجاس سے میری عروس کو چھین دو آہنین اس شرط
پر راضی ہوا ہی کہ اگر مطلب تمھارا پورا ہو جاے تو دین آفتاب پرستی اختیار کرنا طنطنہ
نے منظور کرلیا اب اسنے نامہ لکھا ہی کہ مین آتا ہون یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
فرمایا کہ کچھ پروا نہین ہی مین اس سے بھی لڑونگا اور اگر دین اسلام اختیار کریگا تو شادی
ملکہ کی طنطنہ بیغرن سے کردونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو ہاتھ سے میرے مارا جاے گا
تم نامہ لکھو بھیجو یہ سنکر میلان شاہ نے جواب نامہ لکھنے کا قصد کیا تھا کہ جانب صحراے
شمالیہ گرد و غبار بلند ہوا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے علمہاے نقرئی و طلائی
نمودار ہوے پھریرے پر انکے تولیف آفتاب بے نقاب مضمون کی مرقوم تھی آگے ایک گیر
تا ہنجار رکر گیدن صفت پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار اون غدار نمودار ہوے اور صحرا مین

اترکر خیمہ زن ہوے میلان شاہ اور نور الدہر اور رفیع البخت پلٹ کر ایوان شاہی مین آسکے
اور ادہر طنطنہ تیغزن نے لشکر کو صحرا مین چھوڑا اور آپ تحقیق گرد کو چند سوارون سے ہمراہ لیکر
جانب ایوان میلان شاہ روانہ ہوا خبر میلان شاہ کو ہوئی میلان شاہ نے چند ارکان
سلطنت کو براے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور طنطنہ تیغزن کو استقبال کرکے لاے
میلان شاہ نے جو دنگل ان دونون کے واسطے بچھوا دیے تھے یہ دونون آن کر دنگلون
پر بیٹھے دیکھا اس ایک برج مین دو آفتاب اور منور و جلوہ گر ہین پوچھا طنطنہ تیغزن نے یہ
کون صاحب ہین میلان شاہ نے بیان کیا کہ انمین ایک صاحبقران اول کے پوتے شاہزادہ
نور الدہر ہین اور دوسرے صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے فرزند دلبند شاہزادہ
رفیع البخت ہین ابھی طلسم نور آگین کو فتح کیے ہوے چلے آتے ہین اب طلسم نہ طاق کیطرف
تشریف لیے جاتے ہین میرے ملک کیطرف سے گذر ہوا مین نے اپنی مصیبتین بیان کین
ان دونون صاحبون مین ایک نے وعدہ کیا ہے کہ فیل کو بھی گرفتار کرونگا اور دختر کو بھی
دیوانے کے ہاتھ سے رہا کرونگا مگر شرط یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرنا ہوگا بس یہ
سننا تھا کہ طنطنہ تیغزن نے تو گردن جھکالی اور غرق دریاے فکر ہوا لیکن رفیع البخت
نے کہا اے طنطنہ تیغزن اگر تم بھی دعوت اسلام قبول کروگے تو مین ملکہ کی شادی تمھارے
ساتھ کردونگا یہ سنکر تحقیق گرد نے کہا کہ بس او خدا پرست زیادہ گوئی نہ کر جب تو میرے ہاتھ
سے زندہ بچا تو ان لوگون کو خدا پرستی کی ترغیب دلاتا ہے ہرچند کہ مین بھی اسیواسطے
آیا تھا کہ فیل کو زندہ پکڑ کے اپنی سواری مین رکھون اور دیوانے سے دختر بادشاہ
کو چھین کے طنطنہ تیغزن کے سپرد کرون مگر اب اول قتل تم لوگون کا واجب ہوا
کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند لقا ایسے تنگ آے کہ بالاے
آسمان چلے گئے خداوندی ظاہر کو ترک کیا بندون کو اپنے دیدار فرحت آثار سے
محروم کیا تمھاری ذات سے برکت دنیا کی اٹھ گئی اور اے نور الدہر بڑا تعجب
تم سے ہے کہ تم پیغمبر قدرت کے نواسے ہوکر حمزہ عرب کے شریک رہے یہ
سنکر رفیع البخت نے کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر اگر تجھے دعوی جرات و مردانگی کا ہے
تو طبل جنگ بجوا اور نکل کر میدان مین مقابلہ کر یہ سنکر تحقیق گرد اٹھ کھڑا ہوا اور مع طنطنہ
تیغزن اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا یہان شاہزادہ رفیع البخت میلان شاہ سے
رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آے اور لشکر سامنے لشکر طنطنہ تیغزن کے اتارا بارگاہ
برپا ہوئی میلان شاہ بھی لشکر اپنا لیکر قلعہ میلانیہ کے باہر آیا اور خیمہ زن ہوا ادھر خبر
ارجاسپ سر برہنہ کو ہوئی کہ تمھارے شہر پر طنطنہ تیغزن نے لشکر کشی کی ہے اور کسی اہرمن
پہلوان کو اپنے ساتھ براے مدد لایا ہے اور تمھارے باپ کیطرف بھی دو جوانان آفتاب
جلال شریک ہین یہ سنتے ہی دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ صحرا تھرا گیا اور ہر چہار جانب
سے دیوانے آ آکر جمع ہونے لگے تھوڑے عرصہ مین پچاس ہزار دیوانے آکر

مجتمع ہوگئے دیوانہ ارجاسپ سر برہنہ نے دس ہزار دیوانون کو اپنی بہن کی حفاظت
کے لیے چھوڑا اور چالیس ہزار دیوانے اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرائے میلانیہ
روانہ ہوا یہان شام ہوتے ہی طنطنہ تیغ‌زن نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسپر قبت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر رفیع البخت
مین پہونچی کہ لشکر حریف مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہے کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی ۔ دونون لشکرون مین آواز
طبل بلند ہوئی اور تیاریان ہونے لگین بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی
مین مصروف ہوئے قریب سحر کمربندیان شروع ہوئین یہان تک کہ ستارہ سحر
بھی جھلملا کر غائب ہوا اور مہر عالیجناب چمک کر پردہ افق سے نمودار ہوا طیور
آشیانون سے نکل نکل کر شاخون پر آئے ہوا سے سرود کے پیہم جگنوون نے بزم
خوابیدہ کو جگایا غنچون کو گل بنایا دونون طرف کی فوجین جوق جوق گروہ گروہ
قشون قشون نشیبے سے بیچے دستے کے دستے میدان جنگ مین آکر صف آرا
ہونے لگے گھوڑی نجرون چڑھتے چڑھتے دونون طرف کی فوجین صفین باندھکر
تیار ہوگئین اب تبردار برق رفتار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کی درستی کی سقون نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھایا اب دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز سرود مستانہ
چھیڑتے ہوئے نکلے اور اشعار عبرت پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا پست
ہمتونکا بھی حوصلہ بڑھایا جسوقت نقیب فوج کا دل بڑھا کر صفون مین واپس گئے
تو لشکر کفار سے تہمتن گرد نکلا اور میدان مین آکر خوب سخنوری کی سراپا میدان
کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب پسینہ مین غرق ہوگیا تو نیزہ زمین پر گاڑکر اور دم
کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو منم تہمتن گرد ہیں یہ سنکر
چاہتے تھے رفیع البخت کہ باگ مرکب کی لین کہ جانب صحرائے تتق گرد و غبار
بلند ہوا اور پردہ گرد سے صدا زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوئی سب
سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے دیوانے کو اس ہنگامہ کی خبر ہوگئی اب دیکھیے
یہ کسکے سر ہوتا ہے اتنے مین گرد شق ہوئی اور دیوانہ مسمی ارجاسپ سر برہنہ
چالیس ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اور ایک مقام پر ٹھہر کر آواز دی
کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو اور جنگ کس امر کی ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے
چلے جاؤ تم نہین جانتے کہ یہ شیر کا مسکن ہے یہ سنکر کسی نے دیوانے کو جواب
نہین دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نورالدہر سے اجازت لیکر سامنے تہمتن
گرد کے آئے تہمتن بارادہ نیزہ زنی چلا رفیع البخت نے نیزہ لگا اور خالی دی کہ گھوڑے سے دور

گینڈے سے مین تگادر نہین چلتی ہے دونون مرکب دور تک سنگلے چلے گئے بعد ازان
پھر ان دونون نے باگون کو پھیر کر سامنا کیا اور دست بہ نیزہ ہوکر مصروف
نیزہ بازی ہوے طعنین چلنے لگین بند بند سننے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکالے ہوے لڑ رہے ہین راہوار اسطرح اشارہ و پیتر پھرتے
تھے جیسے گلین فرنی ہین قریب اسّی پچاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام
پر رفیع البخت نے نیزہ کو تمتن گرد کے نیزہ پر کانٹھا اور مشل کاکل محبوبان کے
نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے خبردار خبردار کہکے جو ہٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے تمتن
گرد کے نکل کر مانند تیر شہاب کے بالاے آسمان روانہ ہوا اور وہان سے
پھر مرکز زمین پر گرا جیسے آہ بے تاثیر جانب گردون جاکر پلٹ آتی ہے فورالدہر نے
اپنے فرزند دلبند کی بہت تعریف کی رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا اور دیوانہ
تالیان بجانے لگا تمام دیوانون نے وہ قلقلین ماریں اور تالیان بجائین کہ لوگ
بے تحاشا ہنسنے لگے اور تمتن گرد نہایت خفیف ہوا ایسی آئی غیظ و غضب مین
اسنے جھپٹ کر اپنے پرے سے اپنا گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رفیع البخت
پر وار کیا رفیع البخت نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو
پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع البخت
اندر غبار کے چھپ گئے تمتن گرد نے نعرہ کیا کہ زدم و بستم کردم لاہور تیز گام
جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا
کہ زانو تک مرکب رفیع البخت کا غرق زمین ہے اور ہاتھ دونون مانند ستون
فولادی کے قائم ہین لاہور پکارا اے شہریار اسقدر دیر کہ حریف لاف زنی کر رہا
ہے اور آپ جواب نہین دیتے یہ سنکر رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ چارون
چلیان جھاڑ کر گرد کے باہر آیا رفیع البخت نے خیال کیا کہ جوان زبردست ہے اگر زیر
ہو کر مطیع ہو تو لائق رفاقت ہے اور پیران سر مست سے کم نہین معلوم ہوتا یہ تصور
کر کے ضرب گرز نہ لگائی تمتن گرد نے مہلت پاکر دوسرا وار کیا رفیع البخت نے یہ ضرب
اسکی رد کی اور کہا کہ اب مین تیغ زنی کے جوہر کا مشتاق ہون تمتن گرد نے کہا
کہ آپ کی ضرب گرز کا مشتاق ہون رفیع البخت نے کہا کہ مین اپنی ضرب کا
تماشا بھی دکھلا دونگا پہلے میرے تمہارے شمشیر زنی کی آزمائش ہو جاسے ضرب
رز قوت پر موقوف ہے یہ حال کشتی پر کھل جائیگا یہی حجت ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ
فیل کے چنگھاڑنے کی صدا کانون آئی دیکھا کہ جانب صحرا سے فیل دم کھڑی کیے ہوے
سونڈ دانتون مین لپٹی ہوئی گولے کی طرح چلا آتا ہے عجب طرح کا ہاتھی ہے کہ سونڈ اسکی
سفید ہے اور سب سیاہ ہے آتے ہی یہ ہاتھی لشکر سلیمان شاہ پر گرا اور فوج مین
بھگدڑ مچی لوگ بھاگنے لگے سوارون نے گھبراہٹ مین پیدلون کو روندڈالا

اور بیدل بھی بے تحاشا بھاگے فیل نے لوگون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا یہ
دیکھکر رفیع البخت نے تہمتن گرد سے کہا کہ ہمارے تمہارے لڑائی کا فیصلہ فیل زیر کرنے پر
رہا تہمتن گرد نے منظور کیا اور یہ دونون مرکبون سے اترکر فیل کیطرف متوجہ ہوے اور
قریب پہونچکر للکارا فیل تہمتن گرد کی طرف چلا شاہزادہ نورالدہر اور دیو ادارجاس
سر برہنہ بھی گھوڑون کو دوڑا کر قریب آ گئے تھے فیل نے تہمتن گرد کو گھونسا مارا
اور چاہا کہ سونڈ سے لپیٹ کر اسے دبا کے مار ڈالون کہ تہمتن گرد نے گرز تانا رفیع البخت
نے آواز دی کہ اے بہادر فیل مرنے نہ پائے لطف یہ ہو کہ اسے زندہ اسیر کر اور
قابو مین لاکر رکھ یہ سنتا تھا کہ تہمتن گرد نے دونون دانت اس فیل کے پکڑ لیے
اور زور کرنے لگا ادھر تو فیل چاہتا ہو کہ اسے دانتون مین دبا کر مار ڈالون ادھر
تہمتن گرد چاہتا ہو کہ اسیر سواری لون اور قابو مین کرون اسی کشمکش کی حالت
مین دوپہر کامل گذر گئے دیکھا ہاتھی نے دم کھڑی کی اور ایک چیخ مار کر صحرا کیطرف
روانہ ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اور
دیوانہ اپنی فوج سمیت جنگل کو روانہ ہوگیا رفیع البخت ہاتھ ملتے رہگئے کہ شکار
سامنے شیرون کے آکر مفت نکلگیا نہایت افسوس تھا وہان طنطنہ تیغزن
نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات اسی عالم مین گذری وقت صبح نورالدہر اور
رفیع البخت نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے
اسطرف تہمتن گرد و طنطنہ تیغزن وغیرہ اپنے لشکرون کو لیے ہوے میدان مین
آے اور صفین باندھکر کھڑے ہوے ایکطرف میلان شاہ اپنے لشکر کو لیکر آیا
ہنوز کوئی میدان مین نہ آنے پایا تھا کہ دیوانہ اپنے چالیس ہزار دیوانون سے
آکر پہونچا اور اسنے بھی ایک جانب اپنے لشکر کو قائم کیا اور آج پوچھا کہ سبب
تم لوگون کے لڑنے کا کیا ہے یہ سنکر طنطنہ تیغزن نے جواب دیا کہ بھائی سبب
وہی ہو جیسے تم جانتے ہو اگر سیدھی طرح ملکہ مہ رخ تہمتن کی شادی میرے ساتھ
کردو تو یہ خونریزی کیون ہو یہ سنکر دیوانے کو غصہ آگیا اور پکارا کہ تیرا بھی یہ منہ
ہوا کہ تو میری بہن کی خواستگاری کرے اگر دعوی مردی ہو تو نکل میدان مین
اور مقابلہ کر جو شخص مجھ پر غالب ہو سوا اسکے اور کوئی میرا بہنوئی نہین ہو سکتا
یہ سنکر تہمتن گرد نے کہا کہ مین تیری ہی سرکوبی کو آیا تھا یہ خدا پرست تیرے باپ
کے حمایتی بنکر کود پڑے ہین انسے فرصت کر لون تو تجھے بھی سمجھون گا دیوانے
نے کہا کہ پہلے مجھی سے نہ سمجھ لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور میدان مین آیا ادھر سے
تہمتن گرد نکلا ساتھ ہی رفیع البخت نے بھی گھوڑا اٹھایا یہ دیکھکر تہمتن گرد نے
کہا کہ کیا ایک سے دو لڑینگے تو مجھے اسکی پروا نہین ہے رفیع البخت نے جواب دیا

میرے تمہارے جنگ ناتمام رہ گئی تھی آج ختم ہو کر معاملہ یکسو ہو جائے تو بہتر ہے دیوانے
نے کہا کہ مین کیا خالی پلٹ جاؤن پھر کبھی نہ ہو گا۔ جلدی مجھ سے لڑلو پھر انسے لڑنا تہمتن حیران
تھے کہ کس سے مقابلہ کرون کہ طنطنہ تیغزن نے گھوڑا دوڑا دیا اور قریب آکر کہا کہ ایک
مجھ سے لڑے اور ایک تہمتن گرد سے سامنا کرے اسی اثنا مین فیل پیدا ہوا اسنے تو
چاٹ بڑھ چلی ہے اسقدر انبوہ انسانون کا اسنے کبھی کاہے کو دیکھا تھا آتے ہی فیل آتے ہی
لشکر طنطنہ تیغزن پر گرا اور لوگون کو ہلاک کرنے لگا اور لشکر مین شور ہوا طنطنہ تیغزن اور
تہمتن گرد فیل کیطرف چلے ادھر دیوانے نے کہا کہ آؤ جنگ ہم تم کرین رفیع البخت نے
کہا کہ تماشا فیل کا دیکھو ایسا نہو یہ تمہارے یا ہمارے لشکر پر آپڑے یہی باتین ہوتی تھین کہ
فیل وہان سے پلٹ کر دیوانے کے لشکر کیطرف چلا دیوانہ فیل کیطرف جھپٹا اور جا کر سد راہ
ہوا فیل نے اسکو بھی گھونسا مارا زد مین یہ دیوانہ بھی تہمتن گرد سے کم نہین اسنے بھی
دانت فیل کے پکڑ لیے زور ہونے لگے پینگ چلنے لگے ڈیڑھ پہر کامل زور ہوتا رہا
آخر کل کی طرح پھر یہ فیل چیخا اور دم کھڑی کر کے جنگل کی طرف بھاگا دیوانون نے
تالیان بجانا شروع کین اور خوب شور مچایا اب تیسرا دن ہوا اور اسیطرح پھر فوجین
میدان مین جمع ہوئین اور صفین آراستہ ہوگئین دیوانہ بھی صحرا سے نمودار ہوا اور
آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوا ہی تھا کہ صحرا سے ہاتھی پیدا ہوا اور دم کھڑی کر کے
لشکر رفیع البخت کی طرف چلا ادھر سے رفیع البخت نے جا کر فیل کو روکا فیل نے
سونڈ بڑھا کر چاہا کہ رفیع البخت کو لپیٹ لون انھون نے بایان ہاتھ بڑھا دیا فیل
نے ہاتھ کو سونڈ سے لپیٹ کر زور کیا اور اپنی جانب کھینچا رفیع البخت نے مستک پر
اسکے گھونسا مارا کہ ہاتھی چیخ اٹھا رفیع البخت نے دوسرا گھونسا مارا کہ پھر چیخا اور
سونڈ اپنی چھڑا کر بھاگنے کا قصد کیا ہی تھا کہ رفیع البخت نے دونون ہاتھون سے
دانت اسکے پکڑ لیے اور پانون سونڈ پر جا کر پشت پر جا بیٹھے ہاتھی اکڑ کر صحرا کیطرف
بھاگا یہانتک کہ رفیع البخت مع فیل نظرون سے پنہان ہوگئے یہان تہمتن گرد میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے نور الدہر پوتے کو تمہارے فیل نے شکار کیا یقین ہے کہ
اسنے صحرا مین جا کر اسکو مار ڈالا ہوگا اب تم میرے شکار ہو آؤ کہ یہی گو کر ہے
اور یہی میدان ہے یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر میدان مین آئے اور فرمایا کہ اس
فیل کی کیا حقیقت ہے جو رفیع البخت کو زیر کرسکے وہ فیل کشی اگر چاہتا تو مین اسکو
مار ڈالتا مگر وہ اسکو زندہ گرفتار کر کے لائیگا اور اسی طرح مین بھی تجھے زندہ اسیر
کرونگا یہ سنکر تہمتن گرد نے خبردار خبردار کہکر سینہ پر نور الدہر کے نیزہ مارا نور الدہر
نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا تہمتن گرد نے تیغہ علم کیا اور نور الدہر نے تلوار کھینچی دو بدو لڑائی
ہونے لگی تہمتن گرد بھی پہلوان زبردست ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان کوندرہی
ہین دیوانہ بھی تماشا جنگ کا دیکھ دیکھکر تالیان بجا رہا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار

پاؤن مرکب نورالدہر کا موشخانہ مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا تلوار جو تہمتن کی چمک کر سر پر پڑی تو تا دو ابرو اتر گئی نورالدہر نے
واستنا نہ مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی
لاہور تیز گام جھپٹ کر قریب آیا تہمتن نے بھی ہاتھ روکا اور کہا کہ اس زخمی
کو لیجاؤ لوگ شاہزادہ نورالدہر کو میدان سے پھیر لائے تہمتن نے پھر مبارز طلب
کیا دیوانہ ارجاس سر برہنہ اسکے مقابلہ کو آیا تہمتن نے تلوار ماری دیوانہ نے
وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا جو بدست سپر پر پڑی مگر مرکب تہمتن گرد کی ٹوٹی مرکب
اسکا معمولی تھا تاب ضرب کی نہ لاسکا تہمتن مرکب سے کود کر فوراً علٰحدہ ہوا تہمتن نے بھی
جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ پانون مرکب دیوانہ کے قلم ہوے دیوانہ بھی مرکب سے
کودکر علٰحدہ ہوا اور دست بقبضہ ہو کر تہمتن گرد سے لڑنے لگا کئی وار کی رد وبدل
مین دیوانہ بھی ہاتھ سے تہمتن گرد کے زخمی ہوا سیلان شاہ نے اپنے ملازمین کو بھیجکر
دیوانہ کو بلالیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اپنے دونون زخمیون کو لیکر
میدان سے پھرا ادھر طنطنہ تیغزن نے تہمتن سے کہا کہ اس سے بڑھکر موقع
نہ ملیگا کہ لڑنے والے زخمی ہین رفیع البخت کو فیل صحرائی لے گیا نہین
معلوم اسنے مار ڈالا یا زندہ ہی چلکر ملکہ کو قبضہ مین کرنا چاہیے تہمتن نے کہا کہ
جو تمھاری راے ہو وہی سہی غرضکہ یہ دونون اپنی فوجون کو ہمراہ اپنے لیے
ہوے طرف صحراے شمالیہ کے روانہ ہوے یہ خبر سیلان شاہ کو ہوئی کہ طنطنہ
تیغزن اور تہمتن گرد ملکہ کو لینے گئے ہین یہ سنکر سیلان شاہ بہت پریشان ہوا
اور شفاخانہ مین آکر ارجاس دیوانہ اور شاہزادہ نورالدہر سے بیان
کیا ان دونونکے زخمون مین ٹانکے دیے جاچکے تھے پٹیان چڑھ چکی تھین یہ
دونون اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے اپنے لشکرون کو لیکر یہ بھی تعاقب تہمتن
گرد مین روانہ ہوے اب یہ تو دیکھیے کہ کب پہونچتے ہین لیکن اول کچھ حال
شاہزادہ رفیع البخت کا بیان ہوتا ہی کہ فیل جو انکو لیکر بھاگا تو ایک صحرا
مین پہونچا چاہا کہ کسی درخت سے رگڑ کر مار ڈالون مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
کب اسکے قابو مین آتا تھا فیل نے جسطرف چلنے کا قصد کیا رفیع البخت
نے انی نیزے کی اسکے سر مین گود دی کہ یہ چیخ اٹھا اسنے چاہا کہ سونڈ
مین لپیٹ کر پشت پر سے کھینچ لون جیسے ہی سونڈ قریب لایا رفیع البخت
نے سونڈ اسکی ہاتھ سے پکڑ لی اور اب ہاتھی اپنی طرف کھینچتا ہی اور رفیع البخت
اپنی طرف کھینچ رہے ہین حتی کہ فیل عاجز آیا اور پھر ایک سمت لیکر بھاگا
رفیع البخت نے بھی اس خیال سے اسکو جانے دیا کہ دیکھون اب یہ کہان
جاتا ہی فیل جاتے جاتے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا درہ نہایت تنگ تھا

فیل سمٹا اور قصد کیا کہ رفیع البخت کو لیکر ورہ مین گھس جاؤن کہ یہ سپر سے ٹکرا کر مر جاے رفیع البخت نے جب یہ ارادہ دیکھا سونڈ کو اسکی بجاے لگام کھینچا ہرچند فیل نے زور کیا کہ سونڈ چھڑا لون مگر شیر کے پنجہ سے کب چھوٹتی ہی رفیع البخت نے دہنی جانب دبا کر اس زور سے کھینچا کہ منہ فیل کا مڑگیا اور پھر اسنے بھاگنے کا قصد کیا رفیع البخت نے دوسری طرف سونڈ کھینچی اب اسنے ادھر منہ پھیرا جدہر یہ ہاتھی جانے کا قصد کرتا تھا رفیع البخت اودھر سے منہ اسکا پھیر دیتے تھے غرض پہر بھر کے عرصہ مین ہاتھی کو ایسا قابو مین کرلیا کہ جدہر چاہتے تھے لیجاتے تھے ہاتھی جیکا کان دباے ہوے چلا جاتا تھا اب رفیع البخت اسے پھیر کر لشکر کیطرف لیچلے کہ دیکھا چاہیے وہان کی کیا حالت ہی قضاے کار و اتفاقات روزگار راستہ بھول کر صحراے شمالیہ مین ہو نکلے وہان دیکھا کہ کچھ باڑیان تربوزون کی لگی ہوئی ہین دو ایک آدمی بطور نگہبانی بیٹھے ہوے ہین رفیع البخت فیل کو بڑھا کر قریب اُن لوگون کے آے فیل کو اشارہ کیا فیل بیٹھ گیا اُن نگہبانون سے کہا کہ ایک تربوز ہمین توڑ دو قیمت اسکی جو کچھ ہو ہم دیدین اُسنے پوچھا کہ کیا کروگے کہا پیاس ہے شربت اُسکا پینگے یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ یہ سب بیٹے ہین دیوانہ ارجاس کے ہم اپنے مالک کے بیٹے کو اس واسطے نہ دینگے کہ تم خون اُسکا ہمارے سامنے پیو اگر پانی کیواسطے مانگتے تو خیر دیدیتے رفیع البخت سمجھ گئے کہ یہ سب دیوانے کے ہمراہ دیوانے ہوگئے ہین یون نہ دینگے کہا اچھا ہم اسے پالین گے تم دیدو انھون نے ایک تربوز توڑ کر دیدیا رفیع البخت نے اُسے توڑ کر شربت اسکا پی لیا اور گودا اپنے ہاتھی کو کھلا دیا یہ دیکھکر اُن نگہبانون نے شور کیا اور دوڑے ہوے ایک جانب چلے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا قریب پانچ ہزار دیوانون نے چوبدستین پکڑے ہوے زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے چلے آتے ہین کہ کس نے ہمارے آقا کے بیٹے کا خون پیا ہی اگر لوا سکو جانے نہ پاے رفیع البخت نے یہ نرغہ دیکھکر نیزہ سنبھالا اور سونڈ فیل کی چھوڑ دی دیوانون نے آتے ہی چوبدستین مارنا شروع کین رفیع البخت نے وار دیوانون کے سپر پر روکنا شروع کیے اور جسپر نیزہ مارا اُسے زمین سے اٹھا لیا اُدھر ہاتھی بھی رام ہوچکا تھا اُسنے جو اپنے مالک پر یورش دیکھا جسے سونڈ سے مارا وہ چیخ کر بیٹھ گیا اور پھر نہ اُٹھ سکا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسیکو دانتون سے

وہ بوجھکر مار ڈالا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ دیوانے بھاگ کھڑے ہوئے اور چلتے وقت کہہ گئے کہ ہم اپنے مالک کو بلا لاتے ہین وہ تیری سرکوبی کریگا رفیع البخت نے جو اور ہاتھی کو آگے بڑھایا تو دیکھا کہ ایک مینار سا بنا ہوا ہو اور کچھ دیوانے وہان بھی جمع ہین رفیع البخت کو خیال آیا کہ عجب نہین ہو جو ملکہ اسی مقام پر ہو چلکر دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے فیل کو اسطرف بڑھایا اور تربوز کی باڑی مین سے لے چلے ہاتھی تربوز کھاتا ہوا اور کشتون کو پامال کرتا ہوا چلا دیوانون نے یہ دیکھکر شور کیا کہ او سرکش پلٹ جا اور ادھر آنے کا قصد نہ کرنا کیا تو نہین جانتا کہ یہ شیر کا مسکن ہو اگر دیوانہ ارجاسپ سر برہنہ کو خبر ہو جائیگی تو تجکو ابھی کھیت کی طرح پامال کر ڈالیگا ہم اگر ملکہ کی حفاظت پر نہ متعین ہوتے تو تجکو کھیت کے پامال کرنے کی سزا دیتے رفیع البخت نے کہا کہ مین ملکہ کے لینے کو آیا ہون اگر روکنا ہو تو روکو اس شور وغل کو سنکر ملکہ نے بھی دریچی وا کی اور سر باہر نکال کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا معرکہ ہے نظر جو رفیع البخت کی صورت زیبا سے ملکہ گل اندام پر پڑی دل بےچین ہو گیا کہ ایسی نازنین اور اس مصیبت مین گرفتار رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا ہے جانورون کیطرح ایک مینار پر آشیانہ بنائے بیٹھی ہے گرد پا چھزار دیوانے گھیرے پڑے ہین ادھر ملکہ کی نظر رفیع البخت پر پڑی کہ ہزار جان سے شیدا ہو گئی کبھی ایسا جوان حسین اسکی نظر سے کاہیکو گذرا تھا مگر نئے مرد سے بات کرتے ہوئے حجاب دامنگیر ہوا اسنے دریچی بند کر لی اور درازسے دیکھنے لگی رفیع البخت فیل کو مینار کیطرف لے چلے کہ مینار سے ملکر ملکہ کو اتار لیون دیوانون نے دیکھا کہ یہ تو ملکہ کو لینے آتا ہے بس چوب دستین پکڑ پکڑ کر آئے اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ اسطرف بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکر چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا دیوانے سمجھے کہ مالک ہمارا ارجاسپ سر برہنہ آتا ہے آواز دی کہ دیکھ اب تجھے معلوم ہو گا سردار ہمارا آ پہونچا رفیع البخت بھی ٹھہر گئے اور کہا کہ ہم پہلے تمھارے سردار ہی سے مقابلہ کرینگے یہ کہکر انھون نے فیل کو ایک مقام پر قائم کیا اور منتظر ہوئے انھین بھی خیال تھا کہ دیوانہ میدانداری سے فرصت کرکے آتا ہوگا کیونکہ روز یہ اپنے بیشہ مین پلٹ آتا تھا تھوڑے عرصہ مین دامن ابر کا شگافتہ ہوا تو تتق گرد اور طنطنہ تعزن پچاس پچاس ہزار سوار سے پیدا ہوئے نظر جو تتق گرد کی رفیع البخت پر پڑی دیکھا کہ فیل پر سوار کھڑے ہین اسنے نعرہ کیا کہ آ تجھسے بھی فیصلہ

ہو جائے تو بہتر ہے تیرے دادا کو اور دیوانے کو تو مین زخمی کرچکا اب
تجھے بھی پست کرلون تو ملکہ کو لیجاؤن یہ کہکر مرکب اپنا رفیع البخت کیطرف
بڑھایا شاہزادہ رفیع البخت نے فیل کو بڑھایا اور تہمتن گرد سے سامنا
کیا تہمتن نے کہا کہ مرکب تمھارا بہت بلند ہے اور میرا گھوڑا پست ہے وار میرا
تم تک پہونچ نہ سکیگا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے فیل کو اشارہ
کیا کہ وہ بیٹھ گیا رفیع البخت مرکب سے کود پڑے اور پیدل ہوکر
تہمتن گرد سے سامنا کیا یہ بھی گھوڑے پر سے اتر پڑا اور تلوار کھینچکر
رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت نے بھی شمشیر و سپر کو سنبھالا
اور جنگ ہونے لگی بڑی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر تلوارین آریان
ہوگئین ہاتھون سے پھینک دین اور مصروف تلاش ہوئے
جھگڑا کشتی کا بندھا طنطنہ تیغ‌زن نے خیال کیا کہ تہمتن اگر زیر ہوگیا
تو میرا کام رہجائیگا پھر ملکہ کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہے اس سے بڑھکر
موقع ہاتھ نہ آئیگا کہ یہ دونون مصروف تلاش مین میدان خالی ہے
بس اسنے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ کھیتون کو پامال کرو جسوقت دیوانے
ادھر متوجہ ہون تو ملکہ کو نکال لے چلین یہ سنکر اسکی فوج نے باڑیان
تربوزون کی اجاڑنا شروع کین اور تربوز توڑ توڑ کر کھانے لگے
دیوانے دوڑے کہ یہ کیا کرتے ہو اور آتے ہی خلط ملط ہوگئے دیوانے
پانچ ہزار تھے طنطنہ کے ساتھ پچاس ہزار سوار تھے چالیس ہزار نے ان
پانچ ہزار کو گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کی طنطنہ تیغ‌زن دس ہزار
سوار سے زیر مینار پہونچ گیا اور آواز دی کہ اے ملکہ چلو اس سے بہتر
موقع نہ ہوگا ملکہ کو اسکی شکل سے نفرت تھی اور اب اور بھی تنفر پیدا ہوگیا
کہ سیر دل اپنا رفیع البخت کو دے چکی ہے آواز دی کہ تو یہان سے چلا جا
ورنہ بچتا نہ ہیگا مین تیرے ہاتھ نہ آؤنگی کہ مجھے شادی تجھ ایسے نامرد کے ساتھ
منظور نہین ہے جو میرے بھائی پر فتحیاب ہو وہ میرا شوہر بن سکتا ہے یہ سنکر
طنطنہ تیغ‌زن نے کہا کہ اگر یون نہ چلوگی تو زبردستی لیجاؤنگا یہ کہکر زینہ کے
دروازے پر آیا دیکھا کہ دروازہ مین قفل دیا ہوا ہے اسنے قفل توڑ کر زنجیر کھولی
اور پٹ کھولنا چاہے تو دروازہ اندر سے بھی بند پایا اب اسنے دروازہ
کے چیر ڈالنے کا حکم دیا تبردار چلے کہ دروازہ چیر کر ملکہ کو نکال لے چلین
جسوقت ملکہ نے یہ حالت دیکھی تو ہاتھ سے انگشتر الماس اتاری اور
قصد خودکشی کا کر لیا لیکن چونکہ قضا اسکی نہ تھی اس گھبراہٹ مین انگوٹھی
ہاتھ سے اسکے چھوٹ کر اسطرح گری کہ مینار کے نیچے آرہی اور کوئی انگوٹھی

الماس کی نہ تھی اب اسنے قصد کیا کہ اپنے کو مینار پرسے گرا دون ساتھ ہی
یہ خیال آیا کہ اگر قضا ہوئی تو انگشتر الماس کیون گر جائیگی اگر مین زندہ بچی
تو اور بھی جلد اسکے قابو مین آجاؤنگی اس کی بہتر یہ ہی کہ یہین بیٹھی رہ جسوقت وہ
سیہ رو بالائے مینار آجائے اور مجھکو لے چلنے کا قصد کرے اسوقت اپنے کو
گرا دینا چاہتی کہ دروازہ پہرہ دارون نے چیر ڈالا اور طنطنہ تیغزن مینار پر
چلا وہان رفیع البخت کشتی مین مصروف تھے جسوقت شور غل کی صدا
کان مین آئی تو سر اٹھا کر دیکھا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی جو لوگ گرد کھڑے ہوئے
تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے انھون نے کہا کہ اہل لشکر نے باڑیان آجاڑدی
ہین تو دیوانون سے فساد ہوا ہی رفیع البخت پھر مصروف جنگ ہو گئے ملکہ کا
خیال بھی نہ تھا یعتن گرد کو طنطنہ کی اس حرکت کا گمان تھا کہ یہ اسطرح ملکہ کو لیجائیگا
ورنہ یہ بھی اس حرکت کو جائز نہ رکھتا الحاصل وہان طنطنہ تیغزن قریب ملکہ کے
پہونچ گیا اور کہا کہ اب بھی نہ چلوگی تو زبردستی لیجاؤنگا دیکھا ملکہ نے کہ اب
مفر نہین ہی بس اسنے اپنے کو مینار پرسے گرا دیا طنطنہ تیغزن تو ارسے کرکے رہ گیا
لیکن جیسے ہی گری جھپٹ کر ایک پیادے نے ہاتھون پر روکا اور آہستہ سے
زمین پر چھوڑ دیا اور چپکے سے کہا کہ اگر اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا چاہتی ہو تو میرے
ساتھ چلو مین تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچا دون ملکہ نے کہا کہ اگر مجھے میرے
باپ پاس پہونچا دے تو جو مانگے گا وہ دونگی مگر تو ہی کون مجھے کیونکر اعتبار ہو
اسنے کہا مین قسم کھاتا ہون اپنے دین ومذہب کی کہ دغا نہ کرونگا یہ کہکر برابر
ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا اسپر ملکہ کو بٹھایا اور لیکر چلا اتنے مین طنطنہ تیغزن
مینار سے نیچے اترا دیکھا کہ میرے ہی لشکر کا پیادہ ملکہ کو گھوڑے پر سوار
کرکے لے چلا ہی سمجھا کہ میرے ہی واسطے لیے جاتا ہی خود بھی چند سوارون کو
لیکر ہمراہ ہو لیا پیادے نے کہا کہ اگر آپ ساتھ آئینگے تو یہ بات ایسی نہین
جو پوشیدہ رہے دیوانہ خبر پاکر آپڑیگا پھر لیجانا ملکہ کا دشوار ہوگا آپ یہین
رہیے تاکہ شبہہ نہ گذرے مین ملکہ کو لیکر قلعہ طنطنہ کی جانب روانہ ہوتا ہون
طنطنہ اسکے فریب مین آکر خاموش ہو رہا اور یہ پیادہ جو دراصل لاہور تیزگام
عیار شاہزادہ رفیع البخت ہی ملکہ کو لیکر جانب قلعہ میلانیہ روانہ ہوا
کا بعد آنے رفیع البخت کے یہ بھی تلاش رفیع البخت مین چلا تھا یہان اسوقت
پہونچا جبکہ رفیع البخت سے اور یعتن گرد سے کشتی ہو رہی تھی اور طنطنہ تیغزن
مینار کے قریب پہونچ چکا تھا اسنے سب کیفیت دریافت کرکے رنگ وروغن
عیارے چہرہ پر لگا کر ہیئت اپنی سپاہیان لشکر طنطنہ کی ایسی بنائی تھی اور
زیر مینار کھڑا ہوا تھا غرض جسوقت ملکہ کو لیکر دور نکل آیا تو اسنے اپنا نام بتایا

اور کہا کہ مین عیار ہون اس شہریار عالیوقار کا جو تمھارے مینار کے سامنے
ایک پہلوان سے لڑ رہا ہے یہ سنکر ملکۂ گل اندام نہایت خوش ہوئی کیونکہ
دل اسکا رفیع البخت پر مائل ہو چکا تھا اتنے مین دیکھا کہ سامنے سے دیوانہ
ارجاسپ اور شاہزادہ نورالدہر اور میلان شاہ گھوڑون کو دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین پشت پر لشکر کی سوار ہین جو اس گھوڑے دوڑاتے چلے آتے ہین
سر و سینہ زخمیون کے پٹیان چڑھی ہوئی ہین لاہور نے خیال کیا کہ دیوانہ ہمراہ
ہے یہ پھر فساد برپا کریگا اب ان لوگون سے بھی اطلاع کرنا ٹھیک نہین ہے اسنے
پھر راستہ کاٹا اور ملکہ کو لیے ہوئے سیدھا ایوان شاہی کے قریب آیا اور
اندر محل کے اسکی مان کے پاس بھیجدیا مان نے جو اپنی نازک اندام دختر کو
اس حالت سے کہ چہرہ زرد منہ پر ہوائیان چھوٹتی ہوئی پسینے مین ڈوبی
ہوئی اور سانس پھولی ہوئی ایک مدت کے بعد دیکھا گلے لگا لیا اور
پوچھا کہ یہ حالت تیری کیونکر ہوئی اور تجھے کون رحم دل یہان تک پہونچا گیا
اسنے بیان کیا کہ نبیرۂ حمزہ کا عیار مجھے پنجہ سے طنطنہ تیغزن کے چھڑا کر یہان
پہونچا گیا یہ کہکر سارا ماجرا طنطنہ کے مینار پر چڑھ آنیکا اور اپنے گرا دینے کا بیان
کیا پھر عیار کی امانت داری بیان کی کہ مین اسکے قابو مین تھی جہان چاہتا
مجھے لیجاتا مگر اسنے مجھکو یہین پہونچا دیا یہانتک کہ اپنے آقا کے خیمے مین بھی نہین لیگیا
ملکہ یہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے امانت دار ہین اسکا آقا کیسا ہوگا
اس مرحلے سے فرصت پانے کے بعد اگر تو راضی ہوئی تو مین شادی تیری رفیع البخت
کے ساتھ کرونگی ملکہ نے گردن جھکالی اب مادر ملکہ تو اسکے کپڑے بدلوانے اور نہلوانے
مین مصروف ہوئی ہے لیکن لاہور راستے پہونچا کر پھر صحراے شمالیہ کیجانب روانہ ہوا ادہر
شاہزادہ رفیع البخت اور تمن گرد مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہو چلا تھا کہ جانب
صحراے شمال گرد و غبار بلند ہوا اور گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کانون مین آئی جسوقت
وہ امن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دیوانہ اور نورالدہر اور میلان شاہ لشکر کو لیے چلے
آتے ہین جو دیوانے کہ یہان لشکر طنطنہ تیغزن کے ساتھ سے ہزیمت اٹھا چکے تھے
انھون نے جاکر ارجاسپ سر برہنہ سے ظلم طنطنہ کا اور پاڑیون کی بربادی
پھر ملکہ کو اتار کر لیجانا بیان کیا یہ سنتے ہی دیوانہ آگ ہوگیا کہا ابھی
مارونگا طنطنہ کو اور ابھی کشمت کی طرح اسکی کشت حیات کو پامال کرونگا
یہ کہکر گھوڑا اڑا دیا اور طنطنہ تیغزن کی طرف چلا ہرچند نورالدہر نے
منع کیا کہ ایک جنگ ختم ہو جانے دو مگر یہ سرپھری کسکی سنتا ہے نورالدہر
تو قریب آکر کشتی اپنے پوتے کی دیکھنے لگے اور دیکھا کہ فیل علیحدہ کھڑا
ہے اور نگہبانون کی طرح حفاظت کر رہا ہے اور رفیع البخت مصروف

تلاش ہین تہمتن گرد بھی بڑا پہلوان ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی دستی بند بدن
کھینچتی ہی شکم بند دیو بند شیر پیچ وغیرہ تمام نامی پیچ ہو رہے ہین مگر نہ
تہمتن رفیع البخت پر قابو پاتا ہی نہ رفیع البخت تہمتن کو دبا سکتے ہین چھوڑا کا
بندھا ہوا ہی یہ پکڑ لاتے ہین تو وہ نکل جاتا ہی اور وہ پکڑ لاتا ہی تو یہ نکلجاتے ہین ادھر
دیوانہ سر برہنہ قریب طنطنہ تیغزن کے پہونچگیا طنطنہ نے تیغہ مارا دیوانے نے وار
اسکا سپر پر روک کر جو وار سیل آہنی کا کیا تو مرکب طنطنہ تیغزن کا مارا گیا طنطنہ تیغزن
قریب آیا کہ مرکب کو دیوانہ سر برہنہ کے پٹ کر دون دیوانہ بھی کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی کوئی پہر بھر کا عرصہ ہوا ہوگا کہ دیوانہ نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا دیوانہ چھاتی پر اسکی سوار ہو کر پوچھنے لگا
کہ تونے ملکہ کو کیا کیا طنطنہ نے جواب دیا کہ مین ملکہ کو نہین جانتا اور او بے شرم
تجھے بہنوئی سے لڑتے شرم نہین آتی بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ کو انتہا کا
غصہ آیا اور دونون انگلیان اسکے منھ مین ڈالکر جو زور کیا تو طنطنہ کے کلے
پھاڑ ڈالے یہ دیکھکر تمام ہمراہیان طنطنہ تیغزن دیوانہ ارجاس سر برہنہ
پر ٹوٹ پڑے ادھر سے دیوانے جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی نورالدہر
نے رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب دیر کا موقع نہین ہی
کہ وہان دیوانہ ارجاس اور طنطنہ تیغزن سے جنگ ہو گئی لشکرون
مین تلوار چلتی ہی تم بھی لڑائی کا جلد فیصلہ کرو یہ سنتے ہی رفیع البخت نے
دونون ہاتھ تہمتن گرد کے مضبوط پکڑ لیے اور سر سینہ سے ملا کر ریلا
ہرچند تہمتن نے لنگر کو قائم کیا مگر رفیع البخت نے سنبھلنے نہ دیا اور لنگر
تہمتن کا توڑ کر دس قدم تک دوڑا لیے چلے گئے پھر جھٹکا مارا کہ کمر زنجیر کا بند
ٹوٹا تہمتن نے کہا کہ اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی میرے آپکے پھر کبھی فیصلہ ہو جائیگا
یہ کہکر مرکب پر سوار ہوا اور دوسری زنجیر کمر سے لپیٹ کر تلوار کھینچی اور لشکر
دیوانہ پر گرا لوگون کو قتل کرنے لگا ادھر رفیع البخت نے تلوار کھینچی نورالدہر
نے باگ مرکب کی اٹھائی اور بیچ لشکر فوج طنطنہ تیغزن اور لشکر تہمتن گرد سے جنگ
کرنے لگے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا ادھر طنطنہ تیغزن کو لوگ اٹھا لے گئے
تھے یہ بھی اسی حالت سے مرکب پر سوار ہو کر جنگ کرنے لگا دونون
کلے اسکے پھٹے ہوئے باچھون سے خون بہتا ہوا مگر تلوار کھینچی ہوئی لڑ
رہا ہی مرنے پر تلا ہوا ہی میلان شاہ بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی
رفیع البخت فیل پر سوار لشکر کو پامال کر رہے ہین ہر طرف تلوارون
کی چمک ڈھالون کی سیاہی مین برق وسحاب کا لطف دکھا رہی
تھی سپرون کی اوجھڑون مین رعد کی گرج کا انداز تھا سراوبوکی

طرح برس رہے تھے بارش باران خون کی تھی ایک طوفان آیا ہوا
تھا جسنے ہر کشتی تن کو طوفان موت مین بہا دیا تھا ہو اسے تیغ اس زور
شور سے چل رہی تھی کہ سر اُڑے جاتے تھے سپر مین اس دریا سے خون
مین مثل مچھون کے تیرتی پھرتی تھین بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرتے
تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال مین پھنس کر تڑپ رہی ہے اسی
گرمی جنگ مین تمتن گرد سے اور نور الدہر سے سامنا ہو گیا تمتن نے تلوار ماری
نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکے جھٹکا مارا کہ
اتنا بڑا جوان پال مرکب پر آ رہا بس دوسرا ہاتھ دراز کرکے بند کمر
پکڑ کر جو زور کیا تو بس دفعۃً اٹھا لیا پلٹ کر جو رفیع البخت نے یہ قوت
اپنے دادا کی دیکھی آواز دی کہ سبحان اللہ معلوم ہوا کہ یہ پہلوان آپ
ہی کی قسمت کا تھا کہ ہم اتنی دیر لڑے اور کچھ نہوا آپنے اسطرح اٹھا لیا
کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری کہا بابا اب وہ قوت کہان مگر ہان یہ بڑھاپے
کا آخری زور تھا انشاء اللہ لڑنے بھڑنے کے تمھارے دن ہین ہم تو اب
مشتاق اجل ہین نور الدہر نے تمتن کو اٹھا تو لیا مگر زخم سر شق ہو گیا اور
بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے تمتن گرد ہاتھ سے چھوٹ گیا ہمراہیان
تمتن گرد نے چاہا تھا کہ نور الدہر کو پکڑ لین اور قتل کر ڈالین رفیع البخت
دوڑے نور الدہر نے لشکر تمتن گرد مین گھس کر مقابلہ کیا تھا مگر جسوقت تمتن
نے اپنے ہمراہیون کا ارادہ فاسد دیکھا تو انکو منع کیا اور کہا کہ اب
مین اس شہریار کا غلام ہوا خبردار اسکے لشکر سے نہ لڑو بلکہ لشکر طنطنہ
تیغزن سے مقابلہ کرو انھون نے عرض کی کہ ہم تو حکم کے تابع ہین جسے
کہیے اسے قتل کرین تمتن بھی جلدی سے مرکب پر سوار ہوا اور نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچکر لشکر طنطنہ تیغزن پہ جا پڑا اور قتل کرنے لگا
رفیع البخت نے مرحبا کی صدا بلند کی اور لڑتے ہوئے قریب طنطنہ
تیغزن کے پہونچے اور فرمایا کہ تو کیون لڑتا ہے جا پلٹ جا کہ تیرا
دوست بھی دشمن ہو گیا یعنی تمتن گرد کو دادا صاحب نے زیر کرکے
مطیع کیا اور اب وہ ہمارا شریک ہے طنطنہ نے دھوکا دیکر پشت
کیجانب سے سر رفیع البخت پر وار کیا تیغہ خود کو کاٹ کر سر تک
پہونچا ہی تھا کہ رفیع البخت نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا اور
زخم سے خون جاری ہوا بس اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو غصہ آگیا
اور پلٹ کر جو تلوار کا وار کیا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے بس
یہ دیکھنا تھا کہ ملازمان طنطنہ نے لاش اپنے مالک کی اٹھا لی اور جانب

قالب طلطلہ روانہ ہوئے دیوانہ ارجاسپ نے جو دیکھا کہ رفیع البخت نے
طلطلہ تیغ‌زن کو قتل کیا آواز دی کہ او سرکش تو نے بھی اپنا زور دکھایا
ہو کیوں تو نے میرے شکار کو صید کیا رفیع البخت نے فرمایا کہ اسنے مجھپے
وار کیا میں جواب نہ دیتا دیوانہ ارجاسپ نے کہا کہ تو کیوں اسکے قریب گیا
جو اسنے وار کیا اب بعوض طلطلہ تیغ‌زن کے تجھکو قتل کرونگا یہہ کہتا ہوا
رفیع البخت کی طرف چلا ہرچند میلان شاہ منع کرتا ہو اور سمجھاتا تھا
کہ طلطلہ تیغ‌زن نے دھوکہ دیکر رفیع البخت پر وار کیا تھا پھر دشمن کا وار
روکرے تو کیا اپنے کو خود قتل کرادے مگر یہ کسکی سنتا ہو آتے ہی رفیع البخت
پر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کرکے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر
کا بند پکڑکے جو زور کیا تو حد زمین سے اٹھا لیا تھن گرد نے صدائے مرحبا
بلند کی نورالدہر کو تو میلان شاہ نے شفاخانہ بھجوا دیا تھا دیوانہ نے امان
مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا رفیع البخت نے پھر اسکو اسکے مرکب
پر بٹھا دیا اور طبل شادمانی بجاتے ہوئے میلان شاہ اور تھن گرد دیوانہ
ارجاسپ سر برہنہ میدان جنگ سے پھرے انکے بھی زخم سر میں ٹانکے
لگائے گئے پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں چار روز میں یہ سب اچھے ہوئے
اور محفل عیش آراستہ ہوئی میلان شاہ آکر تخت پر بیٹھا نورالدہر
رفیع البخت تھن گرد دیوانہ ارجاسپ سر برہنہ یہ سب آکر ایک مقام
پر بیٹھے جام شراب ناب گردش میں آیا گائین آکر گانے لگیں رفیع البخت
نے میلان شاہ سے کہا کہ میں نے دونوں شرطیں تمھاری پوری کردیں
میلان شاہ نے کہا بیشک رفیع البخت نے کہا کہ اب مذہب اسلام کے
بارے میں کیا کہتے ہو میلان شاہ نے کہا جو آپ کہیے وہ کہوں رفیع البخت
نے کلمہ تلقین فرمایا میلان شاہ تھن گرد ارجاسپ سر برہنہ یہ سب کے سب
مسلمان ہوئے میلان شاہ نے روساء شہر کو اور افسران فوج
کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوئے تو کہا کہ میں نے مذہب اسلام
اور اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا
ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ میرے ملک سے نکلجائے سب نے عرض
کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم اس دامن دولت
کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے یہ سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوئے اور افسران فوج نے اہل لشکر کو مسلمان کیا تمام شہر اسلام
آباد ہوا بتخانے منہدم کردیے گئے مسجدوں کی بنا پڑی سکہ نام پر
بادشاہ لشکر اسلام یعنے دارائے بن جمشید کے جاری ہوا جس مقام پر

کوئی شخص خدا کا نام بھی نہ جانتا تھا وہان ہر جانب آواز اذان بلند تھی بعد
اسکے میلان شاہ نے شہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ زندگی کا
کوئی اعتبار نہین مین چاہتا ہون کہ شادی ملکہ کی میری آنکھون کے
سامنے ہو جاوے فرمایا کہ کیا مضایقہ ہے ہر چند کہ شیخ البخت نے بہت
انکار کیا اس غرض سے کہ نہ طاق تک پہونچتے مین عرصہ ہوگا مگر حکم سے
نور الدہر کے مجبوری تھی صحبت منعقد کی گئی اور عقد شیخ البخت کا ملکہ
گل اندام کے ساتھ ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ کے بہرہ یاب ہوا اور تیسرے
روز میلان شاہ سے رخصت ہو کر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا اب
ادر جا اس سر برہنہ اور تنتن گرد بھی ساتھ ہوئے سبز نقابین چہرہ پر
ڈالین لباس سبز تن پر آراستہ کیے اور راہ نہ طاق کی اختیار کی انکو
تو اوسیطرح ہروی مین چھوڑا جاتا ہے اور چند کلمے داستان پیران سرمت کے
گزارش کیے جاتے ہین جو کہ سپہ سالار انکا ہے اور اثالہ بارگاہ نور
آگین کا لیے ہوئے چلا جاتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ پیران سرمت جو
اثالہ بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا ہے تو طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا
ہے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا اور خیمہ برپا کر کے ٹھہر کہ رات اسی
مقام پر بسر کرین صبح کو دیکھا جاوے گا لشکر اسکا اتر پڑا خیمے خرگاہین راوٹیان
وغیرہ برپا ہو گئین بازار لشکر کا کھل گیا کٹورہ بجنے لگا فوج آ پڑی جنگل
مین بستی ہو گئی ویران مقام آباد نظر آنے لگا یہان کوہ پر ایک قزاق
رہتا ہے کہ بارہ ہزار آدمی اسکے تابع فرمان ہین اور ایک عیار مکار بھی اسکا
ملازم ہے کہ نام اسکا مہتر ہامان خنجر گزار ہے فن عیاری مین اسکا مثل و
نظیر نہین ہے لک لک کوہ نشین قزاق اسکو بہت دوست رکھتا ہے اسلیے کہ
جب کوئی قافلہ اس مقام پر آکر اترتا ہے تو بغیر کشت و خون کام ہو جاتا ہے جسقدر
کنوین اس مقام پر ہین سب مین پانی بیہوشی آمیختہ ہے صرف ایک کنوان
اسنے اپنے صرف کو اسلئے خالی رہنے دیا ہے وہ کسی قدر فاصلہ پر ہے اہل قافلہ
قریب کے کنوون سے پانی پیتے ہین اور بیچتے ہین کوہ کی ہر سہ جانب ریگستان
ہے اور ایک طرف چند درخت نہایت گھنیر سے لگے ہوے ہین جو کوئی شامت
کا مارا آ نکلتا ہے وہ انھین درختون کے سایہ مین اوترتا ہے چنانچہ لشکر
پیران سرمست کا بھی اسی مقام پر اترا ہے لوگ تلاش آب مین روانہ
ہوئے ہین سقون نے مشکون مین پانی بھر بھر لا کر لشکر کو سیراب کیا ہے اور
قابل ضرورت ظروف مین بھر لیا گیا ہے مگر بیہوشی اس اندازہ سے ملائی ہے کہ
پہر ڈیڑھ پہر مین تاثیر کرے یہان تو کھانے پک رہے ہین سپاہی لشکر کے

سات سات آٹھ آٹھ ایک ایک مقام پر بیٹھے گا رہے ہیں ایک جشن ہو رہا ہے جنگل میں
منگل نظر آتا ہے وہاں ہامان خنجر گزار نے لک لک کوہ نشین کو خبر کی ہے کہ آج ایک
قافلہ آکر باغ میں اترا ہے کہ بڑا مال و اسباب ان لوگوں کے ساتھ ہے لیکن میر قافلہ
بھی نہایت زبردست پہلوان ہے لک لک کوہ نشین نے کہا کہ کیا تیرے پہلوان مکر و فریب
سے زیادہ قوت رکھتا ہے اسنے کہا جی نہیں میرا پہلوان مگر تو ایسے ایسے دو ہزار
کو ایک اڑنگے میں چت کر دیگا آپ اپنا انتظام درست رکھیں لک لک کوہ نشین
نے تو اپنی انتظام قزاقی کو درست کرنا شروع کیا اور مہتر ہامان خنجر گزار
صورت ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر ہوا کہ دیکھنا چاہیے کسقدر مال و اسباب
ہے اب یہ فقیر بنا ہوا سیر کرتا چلا آتا ہے کہیں سوال کیا کہیں نہ کیا ایک ایک
خیمہ ڈیرے کو خوب بھانپتا ہوا اور جانچتا ہوا کہ یہاں کیا اسباب ہے اور وہاں
کیا سامان ہے آتے آتے بارگاہ نور آگین تک پہونچا اس بارگاہ کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا ایسی بارگاہ کبھی کاہیکو نظر سے گزری ہوگی دل میں کہتا
ہے کہ آج خوب گہرے ہوئے اس قافلہ میں تو ایسا مال ہے کہ جسے بیچکر پشتہا پشت تک
آرام سے زندگی بسر کرسکتے ہیں یہ خیال کرتا ہوا اور خوش ہوتا ہوا ہر چہار
جانب پھر رہا ہے اور وقت کا منتظر ہے کہ یہ لوگ کھا پیکر سوئیں تو چلکر مالک
سے اپنے اطلاع کروں یہانتک کہ اہل لشکر نے کھانے کھائے پانی پیا دن
بھر کے تھکے ماندے تو تھے ہی جو جان گرا مردہ صد سالہ ہو کر رہ گیا ایک
تو تھکن دوسرے بیہوشی بھی تاثیر کیے ہوئے ہے کوئی پہر رات گئے تک
سب سو گئے خراٹے کی صدا بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا
میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں جو لوگ طلایہ پر معین تھے اور بیدار باش و ہوشیار
باش کی صدائیں بلند کر رہے تھے تھوڑے عرصہ میں انکی آوازیں آنا
بھی موقوف ہو گئیں کوئی کسی درخت سے لگکر سو گیا کوئی بیٹھا تو بیٹھا ہی
رہگیا اب یہ حالت ہے کہ اگر کوڑے بھی مار کر جگانا چاہو تو کسی کو ہوش
نہ آئے جب یہ حالت اس تمام لشکر کی معائنہ ہوگئی تو ہامان خنجر گزار
یہاں سے روانہ ہوا اور بالائے کوہ پہونچا دیکھا کہ حسب دستور
بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل کھڑے ہیں مزدور و آہنگر وغیرہ سب ساتھ
ہیں بہت سے بیلدار ہیں اسلئے کہ اگر اہل قافلہ کو قتل کرنے کا موقع
ہو تو گڑھے کھود کھود کر دفن کر دیں ہامان خنجر گزار نے جا کر فوراً
لک لک کوہ نشین سے کہا کہ اب چلیے اور اطمینان کے ساتھ جسقدر
مال و اسباب ہے سب اٹھا لائیے اب پہر بھر تک کسیکو ہوش نہ آئیگا
لیکن لشکر بہت بڑا ہے اتنا وقت تو شاید صرف اسباب ہی کے

اٹھانے مین گذر جائیگا ان سب کو کہان تک قتل کیجیے گا یہ سنکر ملک لک
کوہ نشین بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیے ہوے آیا دیکھا اسنے کہ ایک
لاکھ آدمی خواب غفلت مین پڑا ہوا ہی کسیکو ہوش تک نہین ہی ہامان
خنجر گزار نے کہا کہ اب اسباب اٹھو ا نا شروع کیجیے اگر اتنے آدمیون
کو قتل کیجیے گا تو لاشین انکی چھپانا دشوار ہو جائیگا جسقدر غار پہاڑ مین ہین
وہ کافی نہین ہو سکتے نہ پہر بھر کے اندر یہ لوگ قتل ہو سکتے ہین یہ
سنکر ملک لک کوہ نشین نے حکم دیا کہ اسباب اٹھاؤ قزاق اسباب
اٹھانے مین مصروف ہوے اور ہامان خنجر گزار نے کہا کہ یہ لوگ
جسوقت ہوشیار ہونگے اور مال و اسباب اپنا نہ پاسنگے تو تلاش
ضرور کرینگے اور جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ چور اسی مقام پہ
موجود ہین تو آمادہ فساد ہونگے کشت و خون بہت ہو گا پھر بھی انجام مین
غلبہ انھین کو ہو گا کیونکہ وہ ایک لاکھ آدمی ہین اور ہمارا گروہ صرف
بارہ ہزار کا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکے افسرون کو
گرفتار کرلیتے چلیے کہ اگر یہ لوگ برسر فساد ہون تو انکو تہ تیغ
بٹھا دینگے یہ راے ہامان خنجر گزار کی ملک لک کوہ نشین کو پسند
آئی اور خیمہ پیران سرمست مین آیا اور پشتارہ باندھ کر جانب
کوہ روانہ کیا بعد اسکے اور سردار مثل نقام شیر زور اختر شاہ مجیص
سرمست وغیرہ سب کو گرفتار کرلیگئے اور بالاے کوہ اسیر غل و زنجیر کرکے
زندان مین داخل کیا اور پہر بھر کے اندر جسقدر مال و اسباب متاع بارگاہ نور آگین
وغیرہ سب اٹھا لیگئے اور گھاٹیون مین پوشیدہ ہو رہے یہان ڈیڑھ پہر
کے بعد ہواے سرد جو چلی تو لوگ ہوشیار ہوے ہرچند کہ رات باقی تھی
اٹھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ایک آدمی کو جو پیشاب وغیرہ معلوم ہوا اور
وہ بستر سے اٹھا تو لوٹا ڈھونڈھتا پھرتا ہی مگر نہین ملتا چار دوسرے کے
یہان سے لے مین دیکھتا ہوا جو چلا تو اب شمشیر و سپر وغیرہ بھی نہین ہی
یہ قزاق آلات حرب بھی اٹھا لے گئے تھے اب تو ایک نے دوسرے
کو جگایا اور دوسرے نے تیسرے کو اسیطرح سارے لشکر مین ہلڑ ہو گیا جو آنکھ
دیکھتا ہی سوا بستر کے اور کوئی چیز نہین ملتی اب تو یہ لوگ شور کرتے ہوے
سردار کے خیمہ کی طرف چلے یہان آکر دیکھا تو افسر بھی غائب تھے یہان تک
کہ کسی رسالدار تک کا پتا نہین اور مال و اسباب وغیرہ کچھ بھی نہین ہی ایک
ہنگامہ مچگیا اس پریشانی مین یہ لوگ ادھر ادھر دوڑے کہ اگر کچھ پتا لگے
چورون سے مال و اسباب چھینین اسی اضطراب کی حالت مین دو ایک

آدمی بالائے کوہ بھی پہونچے وہان ایک آدھ قزاق سے سامنا ہوا اُسنے کہا کہ اگر
خیریت چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ ورنہ انجام اچھا نہو گا مال کی محبت مین جان کا نقصان
بھی ہو گا ان لوگون نے آکر اپنے ہمراہیون سے بیان کیا وہ لوگ نہایت
پریشان ہوے اور یہ خیال کیا کہ اگر پلٹ کر اپنے آقا کی خدمت مین جاتے
ہین تو کیا منھ دکھائینگے اور اگر نہین جاتے ہین اور لڑنے کا
قصد کرتے ہین تو ہتیار تک پاس نہین ہین اسی حالت اضطراب مین ان
سبنے مشورہ کیا کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین بعض سن رسیدہ لوگون نے
کہا کہ سب نہ جائین دو چار آدمی جاکر شاہزادہ رفیع البخت کو اس
حال پر ملال سے مطلع کرین باقی لوگ شاہزادہ کا انتظار کرین یہ
راے سبکو پسند آئی اور چند سوار یہان سے بخدمت شاہزادہ رفیع البخت
روانہ ہوے شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ہمتن گرد و اور ارجاس
سر برہنہ ہمراہ ہین سبز نقاب مین سب کے چہرے دھنپڑی ہوئی ہین ان
سوارون نے اپنے مالک کو پہچانا اور جاکر خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت
کی سارا ماجرا بیان کیا کہ شب کو قزاق آکر مال و اسباب مع آلات حرب
و پیکار و سرداران عالیمقام سبکو لیگئے یہ سنکر رفیع البخت نہایت
پریشان ہوے اور وہین سے گھوڑے اُٹھادیے گئے دوسرے روز آکر
اُس کوہ کے قریب پہونچے رفیع البخت نے اسیوقت کوہ کا رُخ
کیا اہل لشکر بھی ساتھ ہوے خبر قزاقون کو پہونچی کہ مالک قافلہ اور
میر لشکر آتا ہے قزاقون نے گھاٹیان پہاڑون کی آکر روکین اور تیر کمان
لیکر بیٹھ گئے رفیع البخت نے تلوار میان سے لی اور جانب کوہ چلے
قزاقون نے تیر برسانا شروع کئے رفیع البخت تیرون کو قلم کرتے
ہوے چلے جاتے ہین ہمراہیان رفیع البخت مین سے بہت سے نشانہ تیر قضا
ہوگئے مگر لوگ ساتھ ساتھ چلے ہی آتے ہین اور شاہزادہ رفیع البخت
تیرون کو قلم کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے زیر کوہ پہونچ گئے اور
اب کوہ پر چڑھنے لگے یہ رنگ دیکھکر ہامان خنجر گزار نے لک لک
کوہ نشین سے کہا کہ اسیرون کو تہ تیغ بٹھا دیجیے پھر اگر یہ لوگ بڑھنے کا
قصد کرین تو انکو قتل کر کے پھینکیے ورنہ یقین تو ہو کہ یہ لوگ خود ہی پلٹ
جائینگے لک لک کوہ نشین نے حکم دیا قزاقون نے پیران سرمست
اور لقمان شیر زور اور مخلص سرمست اور اختر شاہ وغیرہ ان سبکو تہ تیغ بٹھا
دیا اور کہا کہ اب اگر آگے بڑھنے کا قصد کروگے تو ہم انکو مار ڈالینگے
یہ سنکر رفیع البخت نہایت پریشان ہوے آخر کار مجبور ہو کر

پلٹ آئے اور اسی باغ مین قیام کیا اور لاہور تیز گام سے کہا کہ اب
کیا فکر کی جائے لاہور نے عرض کی کہ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہی
کہ یہان جسقدر کوئین ہین انکا پانی بیہوشی آمیز ہی یہی وجہ ہی کہ جو قافلہ اس
مقام پر اُترتا ہی وہ بسبب ناواقفیت کے پانی پیکر بیہوش ہوجاتا ہی یہ قزاق
آکر مال و اسباب اسکا لوٹ لیجاتے ہین اسیطرح آپکا بھی لشکر لٹا ہی اب مناسب
یہ ہی کہ حضور یہان سے تشریف لیچلین تو کچھ تدبیرین پڑے رفیع البخت نے
کہا ایسا نہو کہ یہ قزاق متفق ہو کر میرے سردارون کو قتل کر ڈالین لاہور
نے عرض کی کہ ایسی جرأت نہین کر سکتے انہین آپکا خوف برسون رہیگا ایسی
جلدی نہ کرینگے غرضکہ یہ سب یہان سے کوچ کرکے بطرف جانب مشرق روانہ
ہوے جسوقت حد نظر سے دور نکل آئے تو پھر کھا کر قریب ایک پہاڑی کے
پہونچے جو اس کوہ سے قریب تھی اور دامن مین اس پہاڑی کے خیمہ برپا
کیا لاہور تیز گام نے دس ہزار آدمی اپنے ساتھ لیے اور رفیع البخت
سے کہا کہ شب کو بارہ بجے بے کھٹکے آپ دھاوا کیجیے گا کوہ کو خالی پائیے گا
یہ کہکر جانب جنوب روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر صورت اپنی ایک تاجر
کی بنائی اور ہمراہیون کو بھی بصورت تاجر بنا کر اپنے ہمراہ لیکر چلا جسوقت
نظر اہل کوہ کی پڑی اور آمد قافلہ کی محسوس ہوئی یہ سب بہت خوش ہوے
اور دل مین کہنے لگے کہ آجکل تقدیر زور و نہر ہی کہ یا تو مہینون کے بعد کوئی
قافلہ نکل آیا کرتا تھا یا ابھی ایک اتنا بڑا قافلہ لوٹ چکے ہین کہ مال کے
رکھنے کا بھی ٹھکانا نہین ہی دوسرا قافلہ پھر نظر آیا اتنے مین قافلہ نے آکر
اسی باغ مین قیام کیا کہ سوا اس باغ کے کوئی اور جگہ اس صحرا مین
لائق قیام ہی نہ تھی ادھر تو قافلہ اترا ادھر ہامان خنجر گزار صورت فقیر کی بنکر
چلا اور قافلہ مین داخل ہوا سوال کرتا ہوا ایک ایک خیمہ کو جھانکتا ہوا چلا آتا ہی
یہان تک کہ میر قافلہ کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ میر قافلہ سوداگر وضع
ہی بہت سے صندوق رکھے ہین سوداگر ایک صندوقچہ کھولے بیٹھے ہین
اور جواہر پرکھ رہے ہین جو نگینہ الماس کا اتنا بڑا ہی کہ چشم فلک نے بھی
نہ دیکھا ہوگا اور کپڑون مین سوداگر کے سات لعل شب چراغ بجاے بوتام لگے ہوے ہین
کہ ضوائی و رنگ پڑتی ہی تمام لباس سوداگر کا جواہر نگار ہی سوداگر جب ہیرون کو دیکھ چکا
تو اسنے دوسری ڈبیا نکالکر کھولی دیکھا کہ اسمین زمرد کے نگینے رکھے ہوے
ہین ہر ایک نگینہ اسکے لایق ہی سبزی آنکھون مین کھبی جالی ہی
ہامان خنجر گزار کی یہ کیفیت ہی کہ اسے سکتے کا عالم ہو گیا ہی بعد اسکے
سوداگر نے اس ڈبیا کو بھی بند کیا اور وہ ڈبیا کھولی وہ ڈبیہ بند کی اور ڈبیہ کھولی

سوداگر جو ڈبیا کھولتا ہی ایسے ایسے جواہر نکالتا ہی کہ اسکے ہوش اُڑے جاے
ہین ایک آدمی سے دریافت کیا کہ ان سوداگر کا کیا نام ہی۔ لوگون نے بیان کیا
کہ انکو **خضران ظلمانی** کہتے ہین بہت بڑے تاجر ہین ایسی ویسی سلطنت مین
تو یہ جانے ہی نہین ہین انکے پاس ایک ایک لعل شب چراغ ایسا ہی جو دو دو
تین تین ملک کی قیمت کا ہی یہ رنگ دیکھکر **ہامان خنجر گزار** وہان سے
پلٹا اور آکر **لک لک دزد** سے سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اس چوری
کے بعد فراغت ہی اسقدر جواہر ہی کہ ہفت اقلیم مین بھی نہو گا صرف ایک
صندوقچہ میرے سامنے سوداگر نے کھولا تھا اسمین اتنا جواہر تھا کہ
جسکی حد نہین ہی اور بہت سے صندوق مقفل رکھے ہین انکا حال ابھی نہین
معلوم ہوا ہر ایک صندوق پر ایک پرچہ لکھا ہوا لگا تھا جسے دیکھنے
سے معلوم ہوا کہ سب مین سوا جواہر کے دوسری چیز نہین ہی **لک لک
دزد** نہایت خوش ہوا اور اسنے تیاری شروع کی وہان **خضران
ظلمانی** نے یہ انتظام کیا تھا کہ پانی اپنے ساتھ دوسرے مقام سے بھر کر لیتے
آے تھے پھر یہان سے بھی تھوڑا پانی بھر لیا تھا کہ کسیکو شبہہ نہ گزرے
اور اپنے ہمراہیون سے کہہ دیا تھا کہ نو بجے شب کو سب اپنے اپنے بستر پر
لیٹ رہین اور جسوقت سب قزاق کوہ سے اترین اور مال و اسباب اٹھا کر
چلنے کا قصد کرین اسوقت انھین قتل کرنا شروع کرو اسکے قبل دم سادھے
ہوے اسطرح پڑے رہو کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ سو رہے ہین بلکہ یہ معلوم
ہو کہ بیہوش پڑے ہین الغرض جب شام ہوئی ان سب نے کھانا کھایا
پانی پیا پہر رات تک یہ سب جاگا کیے بعد اسکے بسترون پر لیٹے کچھ دیر
کروٹین بدلا کیے تھوڑی دیر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ سانپ سونگھ گیا ہی
ہامان خنجر گزار صنعت تبدیل کیے ہوے اس مقام پر پیشتر سے موجود
تھا جسوقت اسنے دیکھا کہ یہ سب غافل ہین اور بیہوش ہو چکے ہین
تو اسنے جاکر **لک لک دزد** کو آگاہ کیا یہ خوشی خوشی اپنے
بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کوہ سے اترا اور داخل قافلہ ہوتے ہی
جلدی جلدی اسباب اٹھانا شروع کیا جب سب اسباب بار کر چکے تو
اب انھون نے چلنے کا قصد کیا **ہامان خنجر گزار** نے کہا کہ یہ لوگ
بھی دس ہزار ہین ایسا نہو کہ لڑین تو انکے سب ہتیار بھی لینا چاہیے
اور افسرون کو گرفتار کر لینا چاہیے **لک لک دزد** نے کہا کہ دس ہزار
ایک باڑھ کے ہین کیا کر سکتے ہین **ہامان** نے کہا کہ اچھا مین پھر قافلہ کو
پکڑے لاتا ہون یہ کہکر سوداگر کے خیمے مین آیا اور یہ تو اطمینان ہی تھا کہ یہ بیہوش

اور ابھی پہر بھر تک ہوش نہ آئے گا بس اسنے چادر عیاری زمین
پر بچھائی اور باندھنے کے قصد سے جھکا تھا کہ لاہور نے کمند ماری
ساتوں حلقے اسکے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مارا کہ ہامان اوندھے منھ
زمین پر آرہا لاہور نے نعرہ کیا کہ باش او روزہ و مکار کہان
جاتا ہی اسکو تو باندھکر کمند سے ڈالدیا اور بچہ عیاری کھینچکر آواز
دی کہ لینا ان چوٹون کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ جسقدر
لوگ دم سادھے پڑے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے سب تلوارین
پکڑ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے اور نعرے کر کرکے گرے قزاق حیران
تھے کہ یہ کیا آفت آئی اُنھون نے بوقین بجائین کہ مال پھینک دو
اور بھاگو یہ لوگ بھی مکار معلوم ہوتے ہین قزاقون نے
کوہ کا رُخ کیا اور بھاگے ان لوگون نے تعاقب کیا اور ادہر
رفیع البخت اور شاہزادہ نورالدہر مع رفقا جانب کوہ
چلے اور قزاقون سے پہلے کوہ پر پہونچ گئے قبضہ کرلیا بیران
سرمست نے جو دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھون کو بیڑیون
مین ڈالکر جو زور کیا قید کو توڑ کر پھینک دیا سب نے جھٹ
جھٹ اپنے قیدین توڑین اور جو لوگ اس مقام پر بطور نگہبانون
کے موجود تھے اُنکو جاکر قید کیا شاہزادے کی قدمبوسی حاصل
کی ادہر قزاق جو بھاگے ہوے بالاے کوہ آئے تو یہان کا رنگ
بھی اور دیکھا کہ ملازم مرے پڑے ہین دو سرونکا قبضہ ہے اب اُنکے
وہ حالت ہوئی کہ نہ جائے ماندن نہ پاے رفتن ادہر تو رفقاے
رفیع البخت نے تلوارین کھینچین اور قتل کرنا شروع کیا ادھر
ہمراہیان لاہور نے راستے روک دیے اسی حالت مین بیران سرمست
سے اور لک لک وزو سے سامنا ہوا لک لک وزو نے نیزہ مارا بیران نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی اس
لک لک وزو کی ہر طرف سے صداے امان بلند ہوئی رفیع البخت نے کہا کہ امان
بشرط ایمان اُنھون نے قبول کیا اور کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب ان سب نے
ہاتھ روکے اور امان دی لاہور تیزگام نے ہامان خنجر گزار کو ہوشیار کیا
اسکی جو آنکھ کھلی تو اور ہی رنگ دیکھا کہ کوہ پر حریف کا قبضہ ہی سیکڑون قزاق
مرے پڑے ہین اور سوداگر تلوار کھینچے سر پر کھڑے ہین لاہور تیزگام نے آواز
دی کہ او مکار دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہی ابھی کچھ دنون سیکھ ہامان نے
کہا کہ بیشک آپکو اس فن مین کمال حاصل ہی لہذا خطا میری عفو فرمایئے اور

مجھکو بھی زمرۂ تلامذہ مین داخل کیجیے لاہور نے دیکھا کہ پیشانی سے اسکی آثار راستی نمایان ہین کہا ہان ہوسکتا ہی بشرطیکہ تو مذہب اسلام اختیار کرے اسنے قبول کیا لاہور نے اسے رہا کیا اور کہا کہ اب مال و اسباب کا پتا بتاؤ کہ کہان ہی ہامان خنجر گزار نے کہا کہ آپ میرے ساتھ لاہور اسکے ہمراہ ہوا ہامان آگے آگے اور لاہور پیچھے پیچھے یہ دونون چلے جاتے ہین کہ ہامان خنجر گزار ایک درہ مین داخل ہوا درہ نہایت تاریک تھا اسنے مشعل عیاری روشن کردی اور لاہور روشنی مین اُس مشعل کی چلا جاتے جاتے درہ کے اُس پار پہونچا دیکھا کہ ایک مکان بہت بڑا بنا ہوا ہی تمام عمارت پتھر کی تراشی ہوئی ہی ہر درجہ اس عمارت کا مال و اسباب سے مملو ہی اسقدر اسباب و مال ہی کہ اُٹھانا اسکا ممکن نہین اسنے آکر شاہزادہ رفیع البخت سے بیان کیا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر مع چند سرداران نامی و گرامی داخل مکان ہوے دیکھا کہ مہینون مین یہ اسباب یہان سے اُٹھ سکیگا اسکے لیجانے مین بہت عرصہ ہوگا یہ سوچکر ہامان خنجر گزار سے کہا کہ صرف وہ مال و اسباب حاضر کرو جو کہ ہمارا ہو اور باقی یہین رہنے دو اب اسکی محافظت تمھاری سپرد کی جاتی ہی یہ سنکر اسنے عرض کی کہ بہت خوب اور مال و اسباب اُٹھا کر رکھنا شروع کیا لیکن ہرچند ڈھونڈتا ہی اور تلاش کرتا ہی کیطرح بارگاہ نور آگین کا کہین پتا نہین چلتا ابتو یہ سامنے لاہور کے آیا اور کہنے لگا کہ میری عقل حیران ہی کہ بارگاہ کیا ہوئی ہرچند مین نے تلاش کی مگر وہ بارگاہ نہین ملتی جو آپکی تھی اور بارگاہین بہت سی ہین لاہور نے کہا کہ دریافت کرو سب قزاقون کو جمع کیا انھون نے بھی انکار کیا لیکن ایک بڈھا سا قزاق تھا اسنے آکر عرض کی کہ بھائی لک لک وزو کا جو پہلوان زبردست ہی وہ آیا کرتا ہی اور اکثر دھاوا ڈالکر مال و اسباب اس سے لیجایا کرتا تھا نام اسکا زیرک صحرائی ہی ایسا مرد زبردست ہی کہ لک لک وزو سا شخص اُس سے ڈرتا تھا وہ اس مقام سے آگاہ تھا ورنہ یہ مال و اسباب اسکے ہاتھ سے کچھ نہ بچتا اسیکے خوف سے لک لک وزو نے یہ سب چیزین اس مقام پر رکھی تھین چنانچہ حسب دستور اس زمانہ مین بھی آیا تھا جس وقت قافلہ کے لوٹنے کی تیاری ہو رہی تھی لک لک وزو و تمام قزاقون کے بٹنے مین مصروف ہوا اور وہ بارگاہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا یہ سنکر ہامان خنجر گزار نے کہا کہ بیشک صحیح ہی ہمارے سامنے بھی وہ کبھی کبھی آجاتا تھا تو لک لک وزو بہت پریشان ہوتا تھا اب کی مرتبہ اسکے آنے کی اطلاع اسوجہ سے نہین ہوئی کہ ہم لوگ آپکے قافلے مین جا چکے تھے اور یہ شخص جسنے خبر بارگاہ کی بیان کی اسے کوہ پر چھوڑنے گئے تھے اُسنے دیکھا ہوگا لاہور نے کہا کہ تو اتنا بڑا عیار ہوکر صد ہا قافلے تو نے اپنے مکر کے زور سے لوٹے

اور زیرک صحرائی کو گرفتار نہ کر سکا ہامان نے کہا کہ مین جب چاہتا اسے
پکڑ لیتا مگر مجبور اس سے تھا کہ لک لک قز واسکو بہت عزیز رکھتا تھا جھگڑا بین اسکی
اٹھاتا تھا اور روپیہ دیتا تھا چونکہ جواب معقول تھا اور در اصل تھا بھی ایسا
ہی لاہور کو یقین آگیا اب رفیع البخت نے مقام زیرک صحرائی کے رہنے کا
پوچھا اسنے عرض کی کہ اسکے رہنے کا بھی کوئی خاص مقام نہین آج اس صحرا مین
کل اس جنگل مین پرسون فلان پہاڑ کے دامن مین اسی صورت سے اسکے
رہنے کے مختلف مقامات ہین اس مقام سے طلسم نہ طاق تک جسقدر صحرا ملتے
ہین انھین مین وہ پھرا کرتا ہی سوا صحرا کے بستی سے اسکو نفرت ہی گاہ گاہ راہزنی
بھی کرتا ہی چالیس ہزار سوار اسکے محکوم ہین یہ سنکر رفیع البخت نے خود
اسطرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ ارجاس دیوانہ نے کہا مین جاتا ہون اور بارگاہ
اس سے چھینے لاتا ہون ہرچند رفیع البخت نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اپنے
چالیس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہان رفیع البخت نے نگرانی
اس کوہ کی اور خزانے کی محیط سترشتہ کے سپرد کی اور بہزان سرمست کو برائے
مدد ارجاس روانہ کیا اسکے بعد خود بھی مع لشکر کوچ کر کے جانب نہ طاق
روانہ ہوے اب انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اول کچھ حال زیرک
صحرائی کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو بارگاہ لیکر بھاگا اپنے لشکر مین آیا
اور بارگاہ برپا کرائی ایک ایک بارگاہ کو دیکھتا ہی اور خوش ہوتا ہی اور کہتا
ہی کہ یہ بارگاہ آپ ہی کے لائق تھی زیرک صحرائی خوش ہو رہا ہی کہ ایسی بارگاہ
کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی اتنے مین چند آدمیون نے آکر خبر دی
کہ ایک سردار قریب اس مقام کے آکر خیمہ زن ہوا ہی چالیس ہزار سوار اسکے
ہمراہ بھی ہین اور ایک بارگاہ یاقوت نگار اسکے ہمراہ ہی اگر وہ بارگاہ بھی آپکے
قبضہ مین آجاتی تو اور بھی لطف تھا یہ سنکر زیرک صحرائی نے پتا اس مقام کا
پوچھا اور شبخون کا انتظام کیا رات کو بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
یہ لشکر مظہر یزداد کا تھا اور اثالہ بارگاہ سکندر رستم خو کا اسکے ہمراہ تھا اب یہ
فرجناب آدم علیہ السلام سے نہ طاق کی جانب چلا ہی اور اس مقام پر آکے
پہونچا ہی شام ہو جانے کیوجہ سے اپنے خیمہ برپا کیا ہی گشت طلایہ کا پھر رہا ہی
آواز مین بیدار باشش و ہوشیار باشش کی بلند ہین سردار آرام سے
اپنے اپنے خیمون مین سو رہے ہین جسوقت زیرک صحرائی
قریب پہونچا تو اسنے شبخون مارا لوگون کو قتل کرنا شروع کیا
لشکر مین شور و غل ہوا تلوار چلنے لگی اور ایسے ہنگامے مین امتیاز
باقی نہ تھا پردۂ شب مین تلوار چل رہی تھی زیرک صحرائی ایک جانب سے

یورش کیے ہوئے تا بہ بارگاہ یاقوت نگار ہو پہنچا نگہبانوں کو قتل کر کے اطالہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب روانہ ہوا یہان صبح تک تلوار چلا کی ہزارہا آدمی قتل ہوئے شور و غوغا سنکر مظہر یزداں بھی خیمہ سے باہر نکل آیا تھا ہر طرف حریف کو تلاش کرتا پھرتا تھا مگر زیرک صحرائی پہلے ہی بارگاہ لیکر روانہ ہو چکا ہی جب روز روشن نمودار ہوا تو ایک نے دوسرے کو پہچانا جنگ موقوف ہوئی کشتون کو اٹھا کر دفن کیا لیکن مظہر یزداں نے ہرکارون کو تلاش قزاقان مین روانہ کیا قضائے کار زیرک صحرائی تو بارگاہ لیکر اور جانب روانہ ہوا اور ہرکارے اس مقام پر پہونچے جہان کہ ملازمان زیرک صحرائی حفاظت بارگاہ نورآگین کر رہے تھے انھون نے حال پہانکا اور دریافت کیا مظہر یزداں نے بیان کیا کہ وہ بارگاہ تو نہین ہی شاید کسی دوسرے مقام پر انھون نے پوشیدہ کر دی ہو لیکن ایک اور بارگاہ جو نہایت ہی عمدہ ہی نہین معلوم قزاق کہان سے لائے ہین اور لا کر انھون نے صحرا مین برپا کی ہی اگر یہی بارگاہ ہاتھ آجائے تو بھی اس بارگاہ سے کم نہین ہی مظہر یزداں نے کہا کہ یہ بارگاہ بھی لینگے اور اپنی بارگاہ بھی چھینین گے یہ خیال کر کے باقیماندہ لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر یہ تو اسطرف روانہ ہوا اور زیرک صحرائی جو بارگاہ یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر جاتا تو جاتے جاتے اسنے ایک کوہ پر قیام کیا قضائے کار و اتفاقات روزگار زیر کوہ لشکر ارجاس دیوانہ کا اترا ہوا تھا صبح قریب تھی عیار جو بالا روی کر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آکر بالائے کوہ مقیم ہوا ہی اور ایک بارگاہ اسکے ہمراہ ہی انھون نے یون خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی بارگاہ نورآگین ہو آکر ارجاس دیوانہ کو سوتے سے جگایا اور تمام کیفیت بیان کی اسنے حکم دیا کہ گھیر لو کوہ کو اور خود سلحہ تن پر آراستہ کر کے اور مرکب پر سوار ہو کر چلا ادھر قزاقون کی لوگون نے زیرک صحرائی کو اطلاع دی کہ ایک لشکر چالیس ہزار سوار کا زیر کوہ اترا ہوا ہی ایسا نہو کہ کوئی فساد برپا ہو اسنے کہا نہین معلوم کہ یہ کون ہی کہان سے آیا ہی کسطرف جانے کا ارادہ رکھتا ہی ہمسے کیا مطلب اگر وہ لوگ بھی قزاق ہین تو ہمسے تعرض کرینگے اور مزاحم ہونگے اگر غیر قزاق ہین تو جہان جانے والے ہونگے وہان چلے جاینگے یہ کہکر کمر ین کھولین بالائے کوہ مقیم ہوئے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لوگ کوہ پر چڑھتے ہوئے نظر آئے ہر طرف سے شور تھا کہ گھیر لو جانے نہ پائے یہ سنکر زیرک صحرائی گھبرا گیا اور جلدی سے

مرکب پر بیٹھا قزاق بھی اُسکے ہوشیار ہو گئے اور اب اُسنے ایکطرف کا
رُخ کیا اور بارگاہ کو ساتھ لیکر یہ بھاگا تلوار چلنے لگی شور گیرودار بلند
ہوا زیرک صحرائی پہلوان زبردست ہی مقابلون پر مقابلے کر رہا ہی لوگون
کو قتل کرتا چلا جاتا ہی اسیطرح اُسنے سب گھاٹیان تمام کین اور مع بارگاہ
کوہ سے اُترکر اب اُسنے صحرا کا رُخ کیا تھا کہ ارجاس دیوانہ نے نعرہ کیا اور
آواز دی کہ او دزد مکار کہان جاتا ہی یہ سنکر زیرک صحرائی ارجاس
کی طرف متوجہ ہوا اور آتے ہی اُسنے نیزہ مارا ارجاس نے نیزہ کو اُسکے
تلوار سے قلم کیا زیرک صحرائی نے تلوار ماری ارجاس نے چاہا کہ کلائی
پکڑ لون اور اسے زندہ گرفتار کرون تاکہ پتا بارگاہ کا معلوم ہو جائے
اتفاقاً گھوڑے نے ٹھوکر لی خود سر سے ارجاس دیوانہ کے گر گیا
تلوار زیرک کی سر پہ پڑی ہر چند ارجاس نے نہایت تیزی سے دستانہ
مارا کہ تلوار جھٹکر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی
بیہوشی طاری ہوئی زیرک میدان خالی پاکر دیوانہ کو حالت زخمداری مین
چھوڑکر چل نکلا یہان ہمراہیان دیوانہ ارجاس نے اسی کو غنیمت
جانا کہ ملک ہمارا دست دشمن سے بچگیا اُدھر زیرک صحرائی چند قدم
بڑھا ہوگا کہ جانب صحرا سے تیغ گرد بلند ہوا اور بیران سرمست چالیس ہزار
سوار سے آکر پہونچا زیرک صحرائی نے اسے دیکھتے ہی راہ
فرار اختیار کی اور بیران کو معلوم ہوا کہ یہ ارجاس دیوانہ
کو زخمی کرکے جاتا ہی تب بیران نے اسکا تعاقب کیا دیکھ
زیرک صحرائی نے کہ یہ پیچھا نہ چھوڑے گا پلٹ کر سامنا کیا
اور کہا کہ بہتری اسی مین ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہاتھ سے
میرے زخمی ہوگا کہ مین بہت سخت ہون بیران سرمست نے کہا
کہ سخت و نرم کا حال تو مقابلہ ہونے کے بعد کھلتا ہی یہ سنکر زیرک نے
تلوار بیران کو ماری بیران نے جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی پس
اُسنے ایک ہاتھ سے کلائی زیرک صحرائی کی پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ کمر
زنجیر مین ڈالکر جو زور کیا قاش زین سے بلند کر لیا ہمراہیان
زیرک صحرائی نے تلوار زنی مارنا شروع کیا بیران نے زیرک
کو سامنے کر دیا اب ان لوگون نے مجبور ہوکر ہاتھ روکے
بیران نے کہا بتا تو کون ہی اُسنے کہا کہ امان پاؤن تو
بیان کرون بیران نے کہا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا
کہ منظور ہی لیکن ایک شرط پر بیران نے کہا شرط اپنی بیان

اسنے کہا کہ آپ مجھسے کیون لڑے جواب دیا کہ تونے ارجاسپ دیوانہ کو زخمی
کیا اسنے کہا کہ فوج نے اسکی مجھے گھیرا بارگاہ میری چھینے لیتے تھے نہ لڑتا تو
کیا کرتا بیران نے کہا کہ دیکھون وہ بارگاہ کہان ہی اور زیرک صحرائی
کو چھوڑ دیا اسنے لاکر بارگاہ یاقوت نگار دکھائی بیران نے دیکھا
کہ یہ بارگاہ بھی نہایت عمدہ ہی پوچھا کہ تو کہان سے لایا اسنے سب
کیفیت شبخون کے مارنے کی بیان کی اور نام اپنا بتایا چونکہ بیران
سرست نام اسکا ہامان خنجر گزار سے سن چکا تھا پوچھا کہ جو بارگاہ
تو اپنے بھائی سے لایا تھا وہ کہان ہی جواب دیا کہ یہان سے تھوڑے
فاصلہ پر ایک صحرا ہی وہ بارگاہ وہان برپا ہی اور لوگ میرے
اسکی حفاظت کر رہے ہین بیران نے کہا کہ اگر خیریت چاہتا ہی تو وہ
بارگاہ ہمارے سپرد کر ورنہ تجھے قتل کرونگا اور بارگاہ تیرے
ملازمون سے چھین لونگا یہ سنکر زیرک صحرائی نے منظور کیا مگر
اس شرط پر کہ یہ بارگاہ جو میرے ساتھ ہی یہ مجھے دیدیجیے گا بیران سرست
نے منظور کیا اور اب یہ ہمراہ زیرک صحرائی کے جانب صحرا بتلاش
بارگاہ نور آگین روانہ ہوتا ہی لیکن اول چند کلمہ داستان مظہر پریزاد
کے بیان ہوتے ہین۔ کہ یہ جو لشکر لوٹے ہوئے اس مقام پر پہونچا
جہان کہ بارگاہ نور آگین برپا تھی اور اٹھائیس ہزار قزاق اسکی
حفاظت کر رہے تھے بتیس ہزار آدمی مظہر پریزاد کے ساتھ بھی ہین پس
اسنے جانے کے ساتھ ہی ایک سوار کو قزاقون کی طرف روانہ کیا
اور کہلا بھیجا کہ یا تو یہ بارگاہ ہمارے سپرد کر دیا آمادہ جنگ ہو ہمنے سنا ہی
جسنے ہمارے لشکر پر چھاپا مارا تھا وہ تمھارا سردار ہی جسوقت سواران
قزاقون کے پاس پہونچا اور پیام مظہر پریزاد کا بیان کیا قزاق متردد ہوے
اور کہلا بھیجا کہ اگر بارگاہ ہم آپکو دیدیتے ہین تو اپنے آقا کو کیا جواب
دینگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج قیام کیجیے اور فساد نہ برپا کیجیے
ورنہ ہمارے لیے باعث رسوائی ہی کل تک یقین ہی کہ آقا ہمارا آجائیگا
اسکے آنے پر یہ قضیہ منفصل ہو جائیگا اگر وہ حکم دیدیگا تو بارگاہ ہم یونہی آپکے
سپرد کر دینگے اور اگر اسے لڑنا ہوگا تو وہ آپسے لڑے گا ہم آپسے مقابلہ
نہین کر سکتے کہ افسر ہمارا موجود نہین ہی اور یہ بارگاہ بھی آپکی نہین ہی
ورنہ بے عذر ہم آپکے سپرد کر دیتے۔ کچھ اسطرح کی فریب آمیز
باتین ان لوگون نے کین کہ مظہر پریزاد نے تامل کیا اور
انتظار زیرک صحرائی مین قیام کیا شام کو ان لوگون نے تیاری

بھاگنے کی کی اور پھر رات گئے بارگاہ نور آگین کا اٹھا لہ اپنے ہمراہ لیکر
جانب صحرا روانہ ہوئے جب یہ لوگ کچھ دور نکل گئے تو مظہر پریزاد کو خبر ہوئی
یہ بھی مع لشکر عقب میں اُنکے روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک دریا کے
پہونچے قزاق پل پر سے گذرنے لگے حتیٰ کہ قزاق لوگ اسطرف گذر گئے
اور بارگاہ چھوٹ گئی مظہر پریزاد نے بارگاہ نور آگین پر قبضہ کیا اور چند
قزاقوں کو زندہ پکڑ کر رہبری کے واسطے ساتھ لیا اور اُن سے پوچھا
کہ بتاؤ یہ بارگاہ کہاں سے ہاتھ آئی تھی اور ہماری بارگاہ کہاں ہے
انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں نہیں معلوم افسر ہمارا یہ بارگاہ کہاں سے لایا تھا
اتنا جانتے ہیں کہ لوگوں نے اسکو آپکے لشکر کی خبر دی تھی اور وہ بارہ ہزار
قزاق ہمراہ لیکر برائے شبخون روانہ ہوا تھا پھر اسطرف پلٹ کر نہ آیا
یہ سنکر مظہر پریزاد نے اسی مقام پر قیام کیا اور وہ قزاق جو بھاگے ہوئے
چلے تو پاس زیرک صحرائی کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان
کی کہ جسکی بارگاہ آپ چھیننے گئے تھے اُسنے آکر آپکی بارگاہ چھین لی یہ سب
واقعہ اُس نے بیران سرمست سے بیان کیا بیران نے کہا کہ میں چلتا ہوں
اگر وہ بآسانی بارگاہ دیگا تو میں اس سے لونگا ورنہ چھین لونگا یہ کہکر اُن
لوگوں کو اپنے ہمراہ لیا اور یہ بھی مع زیرک صحرائی وارجاسپ دیوانہ جانب
دریا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب دریا پہونچا دیکھا کہ اُس پار دریا کے سبزے پر
یہاں لشکر اترا ہوا ہے بیران سرمست نے اپنا لشکر ادھر اُتارا اور کہلا بھیجا کہ اے
شخص آگاہ ہو کہ دزد یہ بارگاہ ہماری چرا لایا تھا لہذا بارگاہ ہماری
بھیجدو ورنہ انجام اچھا نہو گا کہ یہ بہت بڑے شخص کی بارگاہ ہے اور
تمہاری بارگاہ میرے قبضہ میں ہے جسوقت تم بارگاہ بھیجدو گے تو میں
تمہاری بارگاہ قزاق کے سپرد کردونگا اسلیے کہ میں اُس سے وعدہ
کر چکا ہوں تم اس سے اپنی بارگاہ چھین لینا مجھے کوئی عذر نہ ہوگا جسوقت
یہ پیام بیران کا مظہر پریزاد کو پہونچا یہ سنکر مظہر پریزاد نہایت برہم ہوا
اور جواب یہ دیا کہ اگر تم ہماری بارگاہ دو تو ہم تمہاری بارگاہ تمھیں دیدینگے
ورنہ ممکن نہیں اسلیے کہ اگر قزاق پھر بارگاہ لیکر بھاگے تو سبے مجھے تعاقب کرنا پڑیگا
اور پریشان ہونا ہوگا جب تم ہماری بارگاہ ہمیں نہیں دیتے تو طبل جنگ
بجواؤ جو زبردست ہوگا وہ دونوں بارگاہیں چھین لیگا یہ پیام
سنکر بیران سرمست نہایت برہم ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا
خبر مظہر پریزاد کو ہوئی یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا نقارہ کے بجتے ہی
تیاری جنگ ہونے لگی بہادر سلاح جنگ تن پر آراستہ کرنے

تھے کوئی تلوار کو اپنی صیقل کرتا تھا کوئی نیزہ کی انی کو آبدار
کر رہا تھا اسی حالت مین شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی دونون
لشکرون مین آواز اذان بلند ہوئی عنا زبان ودیندارنے فریضہ سحری کو
بعد خضوع وخشوع ادا کیا اور شکر کے سجدے کر کرکے سلح جنگ سے آراستہ
ہوکر مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر معرکہ آرائے نبرد ہوے دونون طرف صفین
ہند مین میچ مین دریا حائل تھا بجائے میدان جنگ جب تقاضۂ جنگ بعد
آراستگی صفوف قتال وجدال دونون جانب سے منظہر برزاد و بیران
سرمست نکلے اور جب برابر آکر ایک دوسرے کے مقابل استادہ ہوے
یہ واضح رہے کہ نقابین ان سب کے چہرون پر پڑی ہوئی ہین بیران
سرمست نے کہا اے نقابدار سرخپوش ہم بھی خدا پرست ہین اور تم بھی
مسلمان ہو لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ جنگ نکرو اور اپنی اپنی بارگاہ لے لو
منظہر برزاد نے کہا کہ اسمین ہمین عذر نہین ہے ہماری بارگاہ ہمارے سپرد کرو
اور اپنی بارگاہ مجھسے لو مگر یہ نہین ہو سکتا کہ ہم تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد
کرین اور تم ہماری بارگاہ ہمین دیدو بلکہ اسی ذرہ کے حوالہ کردو جو بارگاہ
چرا کر لایا ہے بیران سرمست نے کہا کہ اے نقابدار واقع مین چاہیے تھا
کہ مین تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد کرتا مگر مجبور اس سے ہون کہ جسوقت
مین نے زیرک صحرائی کو گرفتار کیا ہے تو اُسنے اقرار لے لیا تھا کہ اگر آپکی
بارگاہ آپکو ملجائے تو اس بارگاہ سے سروکار نرکھیےگا مین اسکو زبان
دیچکا ہون مین اسکے سپرد کردونگا تم اس سے چھین لینا مین دستاندازی
نہین کرسکتا اسلیے کہ قول ہار چکا ہون منظہر برزاد نے کہا تمنے کیون ایسا
اقرار کیا یہ فعل تمھارا تھا مجھے اس سے کوئی تعلق نہین مین بارگاہ
اُسیوقت دونگا جبکہ اپنی بارگاہ لے لونگا بیران سرمست نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے تم اس صحرائی سے ڈر گئے ہو ایک مرتبہ جو یہ بارگاہ
تمسے چھین لایا ہے تو اب جرأت نہین پڑتی یہ سنکر منظہر برزاد کو نہایت
غصہ آیا کہا بس اے نقابدار زیادہ گوئی نہ کرو اسکی بھی یہ لیاقت
تھی کہ وہ مجھسے بارگاہ چھین لاتا مجھسے تو رستم ونت بھی بارگاہ
نہین لے سکتا تھا میرے آدمیون نے غفلت کی اور قریب وجوار
کی تحقیق خبر نہ ہو پائی سب غافل تھے اسکا خیال بھی نہ تھا بارگاہ
لیگیا مجھے اسوقت خبر ہوئی ہے جبکہ یہ بارگاہ لیجا چکا تھا مین عقب
مین اسکے روانہ ہوا یہ تو نہ ملا کہ نہین معلوم ہے وہ شب مین کسطرف
نکل گیا تھا لیکن اسکے لوگ اس بارگاہ کے گرد جمع تھے مین نے

اس بارگاہ کو چھین کر اپنے قبضہ میں کیا اب تاوقتیکہ میری بارگاہ یہ
میرے سپرد نہ کریگا میں یہ بارگاہ نہ دونگا اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ میں
اس سے ڈرتا ہوں تو بارگاہ بیچ میں رکھدو اور مجھ سے اس سے مقابلہ
کرادو جو زبردست ہوگا وہ بارگاہ چھین لے گا یہ سنکر بہران سرمست
نے زیرک صحرائی کی طرف دیکھا اور کہا کہ تو مقابلہ کریگا زیرک
صحرائی کو بھی اپنے دست و بازو کی قوت پر بہت کچھ بھروسہ تھا
یہ راضی ہو گیا بہران سرمست نے اٹھا لہ بارگاہ یا قوت نگار
کا جسر پر رکھوا دیا اور زیرک صحرائی مقابلہ کو آیا اور منظر پریزاد
پر نیزہ مارا منظر پریزاد نے نیزہ اسکا نیزہ پر لگایا طعنیں چلنے لگیں تیسیوں میں طعن
میں نیزہ ہاتھ سے زیرک صحرائی کے نکالدیا زیرک صحرائی نہایت
خفیف ہوا اور اسنے طیش میں آکر گرز مارا منظر پریزاد نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑا تڑا اٹھنے کی صدا بلند
ہوئی شرارے نکلے لیکن ہاتھ منظر پریزاد کے مانند ستون ہاے
فولادی کے قائم رہے آواز دی زیرک نے کہ زدم و پست کردم
منظر پریزاد نے گردن نکالکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی حریف
تیرا میں موجود ہوں اب میری ضرب کا تماشا دیکھ کہ یہ بھی
طمانچہ ہے ملک الموت کا یہ کہکر اسنے گرز گران سنگ کو سر پر چرخ
دیکر سر زیرک صحرائی پر وار کیا زیرک نے بھی اٹھا کر گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ ضرب منظر پریزاد کی تھی اور یہ وہ شخص ہے
کہ طلسم نیرنگ قاف کے سرکش اسکے مطیع رہے ہیں اسنے دیو و نگ
مارا ہے سکندر ہی ایسا رستم وقت تھا جسنے منظر پریزاد ایسے پہلوان
زبردست کو زیر کیا تھا الحاصل گرز پر گرز جو پڑا تو تڑا اٹنے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا ہاتھ
دونوں زیرک صحرائی کے تھوا کے لنگر ضرب کا نہ سنبھل سکا
چولیں ہاتھوں کی نکل گئیں دونوں گرز ہاتھ سے چھوٹتے سر پر
زیرک صحرائی کے پڑے کہ خود سر میں سر گردن میں گردن
سینے میں سینہ شکم میں شکم کمر میں کمر مرکب میں مرکب زمین کا
پیوند ہو گیا منظر پریزاد نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور بارگاہ
یا قوت نگار طلازمین کے حوالہ کی اور آپ میدان سے پھرا
تھا کہ بہران سرمست نے کہا اے نقابدار اب ہماری
بارگاہ پہلے بھجوا دو پھر میدان سے پلٹنے کا قصد کرنا

مظہر پریزاد نے کہا کہ اتنو بارگاہ یون نہین ملتی جسطرح ہمنے اپنی بارگاہ
لی ہی اسیطرح تمھاری بارگاہ تمکو بھی دینگے اگر تم ہماری بارگاہ ہمکو
باسانی دے دیتے تو ہم بھی تمھاری بارگاہ تمکو دے دیتے اب اگر
تمکو دعوی مردی و مردانگی ہو تو آؤ یہ سنکر بیران سرمست
نے کہا کہ مین اس سے بھی باہر نہین ہون مین چاہتا تھا کہ آپس مین
کشت و خون نہو اسلیے کہ تم بھی خدا پرست ہو اور مین بھی خدا پرست ہون
مگر معلوم ہوا کہ تم یون نہ مانوگے یہ کہکر بیران سرمست نے مرکب کو
چھیڑا اور سامنے مظہر پریزاد کے آیا بعد گفتگوے بسیار دونون نے نیزے
سنبھالے طعنین چلنے لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوا کی لیکن کام نہ نکلا آخر
نیزے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور وار چلنے لگے تمام جسم کانپ رہا تھا
آخر کار گرز کی جنگ سے بھی کام نہ نکلا اور نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
دونون پہلوان زبردست ہین نہ کہین یہ چوٹ کھاتا ہی اور نہ وہ زخمی
ہوتا ہی یہان تک کہ لڑتے لڑتے ایک مرتبہ بیران سرمست نے جھپٹ
کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مظہر پریزاد نے قصد کیا کہ کلائی اسکی پکڑ لون
لیکن ہاتھ کلائی تک نہ پہونچا تھا کہ تلوار خود تک آ گئی بیران نے جھٹکا مارا
کہ تلوار بنا دوابرو اتر گئی مظہر پریزاد نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر
سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی بیران سرمست نے
ہاتھ روکا اور کہا کہ اب مین زخمی سے کیا لڑون مظہر پریزاد نے
زخم سر کو باندھا اور بیران سرمست پر جا پڑا ہر چند وہ منع کرتا ہی کہ
اسے بہادر جب اچھا ہو لینا اسوقت لڑنا لیکن مظہر پریزاد کسکی سنتا
ہی برس پڑا اور بیران سرمست کو دم نہ لینے دیا آخر کار بیران
بھی ہاتھ سے مظہر پریزاد کے زخمی ہوا مظہر پریزاد نے ہاتھ
روکا اور کہا کہ اب اختیار ہی جاہے بعد کو لڑنا کہ مین تم دونون
زخمی ہین بیران سرمست نے کہا کہ اب لڑائی یکسو ہو جاسے
تو بہتر ہی یا مین رہجاؤن یا تم یہ کہکر اسنے زخم سر باندھا
اور پھر تلوار چلنے لگی قضا سے کار مظہر پریزاد نے ایک ہاتھ
مارا کہ سر کٹی بیران نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب
پر پڑی کہ سر اسکا قلم ہوا بیران سرمست فوراً مرکب سے کود کر
علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ مرکب مظہر پریزاد کے بھی اگلے پاؤن
قلم ہوے ساتھ ہی مظہر پریزاد نے بھی زین خالی کیا اب دونون بہادرون نے
تلوارین پھینک دین اور کٹارین کھینچ گئین شپاشپ وار چلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا دو بلبلین ہین

کہ گتھی ہو لی گھڑیاں لڑتے لڑتے یہ دونون اسقدر زخمون مین چور ہوے
کہ بیہوش ہوگئے دیکھا ارجاس سر برہنہ نے کہ یہ دونون تو زخمی اور بیہوش
ہین اہل لشکر تو اپنے اپنے سردار کو لیکر چلے اور ارجاس سر برہنہ اپنے دیوانون کو
لیکر لشکر مظہر بزیرا دیرا پر آ پڑا اور بارگاہ نور آگین چھین لینے کے قصد سے چلا تھا کہ
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دل گردے مین نقابدار پیدا ہوے انمین دو سرخپوش تھے اور ایک
سیہ پوش تھا انھون نے آکر دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے لوگون نے
تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مظہر بزیرا زخمی ہوے اب یہ دیوانہ بارگاہ
لیے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ سلیمان کوہ جکن نے مرکب کی باگ لی اور دیوانہ ارجاس
سر برہنہ کے سد راہ ہوئے ارجاس سر برہنہ نے کہا او نقابدار تو کون ہے جو
میرا سد راہ ہوتا ہے مین اپنے آقا کی بارگاہ لینے آیا ہون تجھے اسمین دخل دینے
کا کیا حق ہے سلیمان کوہ جکن نے فرمایا کہ اب یہ بارگاہ ہماری ہے کہ ہمارے
سپہ سالار نے بزور وقت سے چھینی ہے اگر تیرے آقا کی دست و بازو
مین کچھ قوت ہو تو وہ ہمسے لے لے یہ سنکر ارجاس سر برہنہ نے
کہا کہ آقا ہمارا تو تمھارے دیو سے لیگا ابھی تم ہمسے تو
مقابلہ کرلو یہ کہکر اسنے جو دست گران سنگ کا وار کیا سلیمان
کوہ جکن نے وار اسکا پشت سپر پر روک کر تلوار ماری ارجاس
سر برہنہ نے سپر اٹھائی تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص
پنیر کے قلم کیا اور خود کو دو کر کے سر پر بیٹھی جھٹکا مارا تا دو ابرو
اتر گئی ارجاس نے واشانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی
لیکن چادر طون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی سلیمان
کوہ جکن نے ہمراہیان ارجاس سے کہا کہ لیجاؤ اسکو لوگ
ارجاس سر برہنہ کو لیکر چلے تھے کہ دوسری گرد اٹھی اور
دو نقابدار سبز پوش پیدا ہوے یہ وہی دونون صاحب
یعنی رفیع البخت اور نورالدہر تھے پشت پر انکی لشکر کثیر
تھا لوگون نے جو اپنے آقا کو دیکھا برائے استقبال روانہ
ہوے اور جاکر تمام کیفیت بارگاہ پر جھگڑا ہونے کی اور
پیران سرمست و نقابدار سرخپوش یعنی مظہر بزیرا و کے
زخمی ہو کر بیہوش ہونے کی بیان کی اسکے بعد ارجاس سر برہنہ
کا بارگاہ چھیننے کی غرض سے جانا ہر وقت تینون نقابدارون
کا پیدا ہونا اور نقابدار سرخپوش ثانی کے ہاتھ سے ارجاس کا زخمی

ہونا یہ سب کیفیتیں بیان کیں ہر چند کہ یہ سنکر رفیع البخت کو نہایت
رنج ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ ابھی جاکر ان نقابداروں سے مقابلہ
کروں لیکن نور الدہر نے منع کیا اور فرمایا کہ اے فرزند وہ لوگ
کہیں بھاگے نہیں جاتے ہیں بالفعل قیام کرو اور بآسانی بارگاہ
طلب کرو اگر یوں نہ ملے تو جنگ کرنا اسلیئے کہ جنگ میں زیادتی
تمھارے ہی ملازمین کی طرف سے ہوئی تھی یہ سنکر شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دادا کے کہنے سے خاموش ہو رہے اور لشکر کو
اترنے کا حکم دیا خیمہ ڈیرے برپا ہونے لگے رفیع البخت
بہران سرمست کے دیکھنے کو جنگی شفاخانہ میں تشریف لائے
اور حالت اپنے سردار کی دیکھکر نہایت افسوس کیا اب ادھر کا
سر بہنہ اور بہران سرمست کا تو شفاخانہ میں علاج ہو رہا ہے
ادھر مظہر ہزبر کی زخمدوزی کی گئی ہے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائی
گئی ہیں کہ یہ مرہم سکندر رستم قوقاف سے لیتے آئے تھے تاثیر اسکی
یہ ہو کہ ایک روز میں زخم کا اندمال ہو جاتا ہے لشکر بھی سکندر کا آیا
ہے ادھر بھی خیمہ برپا ہوئے فوج اتر پڑی جسوقت مظہر ہزبر کو
ہوش آیا اور اسنے سنا کہ شاہزادہ سکندر رستم خود تشریف لائے
یہ سنکر مظہر ہزبر نہایت خوش ہوا اور سکندر نے بھی اسکو
گلے سے لگایا اور تمام ماجرا مظہر ہزبر کی زبانی دریافت کیا
حالات بہران سرمست کی سنکر سکندر رستم خود نہایت خوش ہوئے
اور دل میں خیال کیا کہ اگر یہ سردار مطیع ہو تو افسر ہو جائیں اور
لشکر کی رونق ہو جائے خیر یہ اچھا ہو یگا تو مقابلہ کرکے زیر کر لونگا
اور ایک سوار کو جو کہ رسالہ دار تھا تھوڑا سا مرہم سلیمانی دیکر جانب
نقابداران سبز پوش روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ وقت آگئی آستی
وقت جنگ جسوقت اچھے ہو لینا تو پھر مقابلہ کر لینا آزمایش
ہو جائیگی اور مجھیں اپنے آقا کے سر عزیز کی قسم کہ یہ مرہم ضرور
زخموں میں لگانا کہ اسکی وجہ سے بہت جلد صحت حاصل ہوگی سوار
مرہم لیکر جانب بہران سرمست روانہ ہوا نقابدار زمرد پوش
یعنی رفیع البخت سمجھے کہ یہ کوئی پیام لایا ہو گا لیکن جسوقت یہ
ملازم سکندر رستم خوں سامنے نقابدار زمرد پوش کے پہونچا
سلام کیا اور کہا کہ ہمارے آقا نے سردار زخمی کے واسطے مرہم سلیمانی
بھیجا ہی رفیع البخت نے کہا کہ کیا نقابدار یاقوت پوش پردہ قاف

آگئے ہیں اس ملازم نے عرض کیا کہ جی ہاں تمام سرکشان قاف کو مار طلسم سنگ قاف کو فتح کیا اب نہ طاق کیطرف جاتے ہیں یہاں آکر یہ سنا کہ حضور کے سپہ سالار سے اور ہمارے سالار لشکر سے بارگاہ کی بابت جنگ ہوئی اور دونوں زخمی ہوئے تو ہمارے آقا نے یہ مرہم بھیجا ہی رفیع البخت نے مرہم لے لیا اور شکریہ نقابدار یاقوت پوش کا ادا کیا خادم کو خلعت دیکر رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر کچھ قباحت ہو تو آپ ہی تشریف لائیے یا مجھکو آنے کی اجازت دیجیے جسوقت خادم نے یہ پیام رفیع البخت کا سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے نقابدار سبز پوش سے پوچھا نقابدار سبز پوش نے دل میں خیال کیا کہ یہ سبز پوشی علامت دست راست ہونے کی ہی اور یہ لوگ نہایت خلیق ہوتے ہیں نہیں معلوم کہ یہ کون صاحب ہیں بہتر ہی کہ باہم ارتباط بڑھ جائیں ورنہ اگر نوبت یہ جنگ آئی تو مشکل ہو گی کیونکہ یہ زور سکندر رستم خو کے دیکھ چکے ہیں کہ کیسے کیسے دیونکو اسنے قاف میں مارا ہی اور کیا کارہاے نمایاں کیے ہیں مبادا نقابدار سبز پوش اس سے پست ہوا تو اپنی جان دیدیگا سکندر سے کہا اے فرزند نہایت مناسب ہی کہ تم خود چلو اور نقابدار سے ملو کہ نقابدار زمرد پوش نہایت مرد خلیق و با مروت معلوم ہوتے ہیں اور شان و شوکت سے بھی پایا جاتا ہی کہ کوئی عالی مرتبت ہیں کیا عجب ہی کہ تم سے بڑے ہوں اور بزرگ ہوں تو تمھیں سبقت کرنا چاہیے اور یہ نقابدار کوئی عزیز قریب ضرور ہی کہ خدا پرست ہی اور سامان صاحبقرانی اسکے ہمراہ ہیں اسی بارگاہ کو دیکھ لو جسپر اتنا جھگڑا ہوا ہی کیا بارگاہ ہی کہ کبھی ایسی بارگاہ نظر سے نہ گذری تھی سکندر رستم خو نے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ میں خود حاضر ہوتا ہوں یہ سنکر رفیع البخت و شاہزادہ نورالدہر برا ے استقبال روانہ ہوئے اور جسپر تک استقبال کر کے لے چلے ادھر ہمراہ سکندر رستم خو کے سلیمان کوچک اور صاحبقران اعظم ہو لیے اور سیارہ کوچک بھی ہمراہ رکاب ہو لیا تھا جسوقت رفیع البخت داخل بارگاہ ہوے سکندر کو نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ اے نقابدار یاقوت پوش میں نے سنا ہی آپ نہ طاق کیطرف تشریف لے جائینگے اور میں بھی اسیطرف جانے والا ہوں بہتر ہی کہ ہم آپ ہمراہ ہی چلیں سکندر رستم خو نے کہا کہ ہاں ساتھ چلنے میں اور تو کوئی قباحت نہیں ہی لیکن دو ایک باتیں مانع ہیں

ایک تو لباس کہ آپکی پوشاک کا رنگ ہمارے خلاف مذاق ہے یا تو
آپ سرخپوشی اختیار کیجیے یا مین سبزپوشی اختیار کرون اسوقت دونون
لشکر ایک ہونگے اور بغیر اسکے لطف نہین رفیع البخت نے کہا کہ جسطرح
آپکو سبز رنگ پر رغبت نہین اسیطرح مجھے رنگ سرخ نامطبوع ہے یہ
تو ایسی بات ہے کہ نہ آپ اختیار کرینگے اور نہ مین پسند کرونگا سکندر
نے کہا کہ اسے بھی جانے دیجیے میرے آپکے زور و طاقت کی آزمایش
ہو جاے تاکہ جسوقت لشکر صاحبقران سے سامنا ہو، ور نوبت مقابلہ
کی آئے تو جو جس شخص سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو وہ اسسے مقابلہ کرے
اور یہان بھی ایک حاکم اور سب محکوم ہو جائین اگر مین آپکو زیر کرون
تو آپ میرے لشکر کی بادشاہی اختیار کیجیے اور اگر آپ مجھے زیر کیجیے
تو اختیار ہے جس درجہ پر چاہیے رکھیے رفیع البخت نے اس راے کو
پسند کیا اور کہا کہ اگر مین آپکو زیر کرونگا تو سپہ سالار بناؤنگا اب
سکندر رستم خو بیران سرمست کے دیکھنے کو تشریف لاے رفیع البخت
شاہزادہ نور الدہر سلیمان کوہ حلک صاحبقران اعظم لاہور تیز گام
سیارہ کوہ حلک یہ سب ساتھ تھے سکندر نے دست و بازو بیران سرمست
کے دیکھکر بہت پسند کیا اور رفیع البخت سے تعریف کی کہ آپکا سردار
فوج لایق سپہ سالاری ہے بعد اسکے بیران سرمست نے تمام جھگڑا بارگاہ
کا سامنے سکندر کے بیان کیا اب رفیع البخت ہمراہ سکندر رستم خو کے
منظر پریزاد کی عیادت کو تشریف لاے اور منظر پریزاد کی بہت تعریف
کی اور سکندر سے کہا کہ یہی ایسا بہادر تھا جو بیران سرمست ایسے پہلوان کے
مقابلہ مین برابر سے لڑا اور مقابلہ اسکا کیا اب منظر پریزاد نے سارا جھگڑا بارگاہ کا
بیان کیا اور کہا کہ مین نے ہرچند کہا اپنی بارگاہ لے لو ہماری بارگاہ
دیدو مگر بیران سرمست نے نہ مانا اور میری بارگاہ اسی چوٹے کے حوالہ
کر دی مین نے اس دُزد کو مار کر اپنی بارگاہ چھینی اب مین بارگاہ
کیون دیتا بیران نے مقابلہ کیا ہم دونون زخمی ہوے یہ تمام ماجرا
سنکر سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم نے کہا کہ اب تم بارگاہ انکی بجنسہ
تمھاری بارگاہ تمھارے پاس موجود ہی ہے سکندر نے کہا کہ نہایت مناسب
ہے جسوقت رفیع البخت جانے لگے تو سکندر رستم خو نے اٹھا لہ بارگاہ کا ساتھ کیا
اور تا بہ جسر آہنی پہونچانے کو آئے نور الدہر نے رفیع البخت نے
کہا تم بڑے خوش نصیب ہو کہ یہ لوگ تمھے اسطرح پیش آئے
ورنہ ہم لوگون نے اپنے زمانہ مین ان لوگون کے ہاتھوں سے بڑی

بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں اور بڑی جفائیں سہی ہیں شاہزادہ خاور سیاہ یعنی
ملک قاسم نے والد ماجد کو ایسا ایسا پریشان کیا ہی کہ انکا دل جانتا ہتا
اسی طرح کی چالتیں ایرج نوجوان نے ہمارے ساتھ کیں رستم نے
بدیع الملک کو کیسا کیسا عاجز کیا مگر اس نقابدار کے اخلاق تو اسکے لباس
کے بالکل خلاف معلوم ہوتے ہیں غرضکہ جسوقت قریب جسر پہونچے تو سکندر
رستم خو نے رفیع البخت کو رخصت کیا اور کہا کہ اگر آپ ابہی نہ طاق کی
منظور ہو تو طبل جنگ بجوا کر زور آزمائی کریجیے تاکہ یہان سے ایک ہوکر
چلیں یہ دورنگی تو کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی بقول شاعر ـــ دورنگی چھوڑدے
یک رنگ ہو رہ ؛ یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ اے نقابدار مجھے تو شرم
آتی ہی کہ مین تمہارے مقابلہ مین طبل جنگ بجواؤن باوجودیکہ تم کسقدر خلق
و مروت سے پیش آئے میرے سردار لشکر کے واسطے مرہم سلیمانی بھیجا
بارگاہ جسکا جھگڑا تھا وہ میرے سپرد کی اسکا عوض یہ نہین ہی کہ مین تمہارے
مقابلہ مین طبل جنگ بجواؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ یہ جنگ جنگ نہین ہی
بلکہ آزمایش ہی زور و طاقت کی ایسے مقام پر یہ کہنا مناسب ہی کہ وقت
آشتی آشتی وقت جنگ جنگ زیادہ اگر کچھ خیال ہی تو تلوار کی جنگ کو
موقوف کر دیجیے میرے آپکے دو چار ہاتھ نیزے کے دو ایک ضربین
گرز کی چلکر کشتی پر نوبت آجائے اسمین فیصلہ ہو جائے گا یا آپ میرے
مطیع ہو جاینگے یا مین آپکا فرمانبردار ہو جاؤنگا مثل مشہور ہی کہ دو بادشاہ
ایک مقام کی حکمرانی نہین کر سکتے بعد فیصلہ کے سب ایک ہوکر نہ طاق
کیجانب روانہ ہو جاینگے اور اگر آپکو طبل بجوانے مین کوئی تکلف ہو تو مین
نقارۂ رزمی بجواتا ہون رفیع البخت منہ دیکھنے لگے کہ ابھی تو کیا دوستانہ
و محبتانہ برتاؤ تھا ابھی جنگ کا اصرار ہی واہ صاحب سچ کہتے تھے
کہ یہ لوگ نہایت جاہل مزاج ہوتے ہین ادھر نورالدہر کو بھی خیال
آیا کہ ان لوگون پر بھروسہ کرنا چاہیے یہ ممکن نہین کہ انکی ایک سی
طبیعت رہے ادھر صاحبقران اعظم جو اس ارتباط باہمی پر خوش ہوتے
تھے انکو بھی ملال گذرا کہ دیکھیے جس کیلیے ساری محنت کی تھی کہ ہمین
فتنہ و فساد نہ برپا ہونے پاوے آخر وہی پیش آیا افسوس کہ دونون ہونہار
ہین اسے چشم زخم پہونچے تو بھی دلکو ایذا ہوگی اسکو ضرر پہونچا تو بھی دل
دکھیگا رفیع البخت نے مجبور ہوکر جواب دیا کہ جب آپ طبل جنگ
بجوایے گا تو دیکھا جائے گا مین ابتدا نکرونگا یہ کہکر اٹھ آئے بارگاہ
نور آگین کا ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آئے بارگاہ نور آگین کے

استادہ کیے جانے کا حکم دیا اسیوقت بارگاہ استادہ کی گئی دنگل کرسیاں
بچھا دی گئین سردار آآ کر اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون اور
دنگلون پر متمکن ہوئے سردارون مین جانب دست راس سب سے بالا دست
دنگل نور الدہر کا بعد انکے رفیع البخت کا دنگل انکے بعد بیران سرمست
اور مقام شیر دل وغیرہ اور جانب دست چپ تہمتن گرد ارجاسپ سرمست
وغیرہ تخت پر اختر شاہ عجب طرح کا لطف تھا پورا سامان صاحبقرانی
موجود تھا ادہر سکندر رستم خو نے پلٹ کر بارگاہ یاقوت نگار کے استادہ
ہونے کا حکم دیا انکی بارگاہ بھی استادہ ہوئی سردار حسب مراتب اپنے
اپنے دنگلون کرسیون پر متمکن ہوئے ایک جانب صاحبقران اعظم مع
سرداران قاف اور دوسری جانب شاہزادہ سکندر رستم خو سلیمان کوچک
منظہر بہزاد بت زرین تلج اور اسکے دونون بھائی اس بارگاہ مین عجب
لطف تھا کہ بارگاہ بھی سرخ اور بیٹھنے والے بھی سرخ پوش سوا صاحبقران
اعظم کے کہ یہ تو نقاب سیاہ و لباس سیاہ پہنے ہوئے تھے جام بادہ
ناب کو گردش تھی جسوقت دماغ سکندر رستم خو کا بادۂ ناب سے گرم ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقار خانہ قاف نوازش مین آیا بقول
شاعرے ز نقارہ آوازہ آمد برون بگردون نشست ودو گرد دون دون ؛ یہ خبر
شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ
بجوایا ہے رفیع البخت نے بہت افسوس کیا اور نور الدہر کی طرف
دیکھکر کہا کہ اب فرمایئے کیا ہا ھے لیے وہ آفت نہین ہے جو آپ پر گذر چکی
ہے آپکا ارشاد بہت بجا تھا کہ ان سرپھرونکو آتش مزاج ہی سمجھنا چاہئے
یا یہ خلق و مروت اور یا یہ کج ادائی خبر کہدیا جاے کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ یہ سنکر لاہور تیز گام
نقار خانہ مین آیا اور نقارہ پر چوب ماری داروغۂ نقار خانہ نے
نذر دی اسطرف بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی دونون طرف ہونے
لگین تہمتن گرد نے شاہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ اگر مجھے اجازت
ہو تو کل مین مقابلہ کرون نور الدہر نے کہا اے تہمتن یہ مجھسے نہ کہ
بیران سرمست ایسا پہلوان نقابدار یاقوت پوش کے سپہ سالار
کا کچھ نہ کر سکا جتنے زخم اسنے کھاے اتنے زخم اسنے لگاے وہ
نقابدار تیرے آقاے نامدار کا ہم پلہ ہے شاید اپنا ہی جیسا کا
زق نکلے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اول ہم جان نثارون ہی سے
مقابلہ ہونے دیجیے جسوقت ہم لوگ کچھ نہ کر سکین تو آپکو اختیار ہے

نور الدہر خاموش ہو رہے تمام رات طبل بجا کر | یہاں تک کہ رنگ
زمانہ بدلا سیاہی پر سفیدی کو غلبہ ہوا لیلیٔ شب نے زلف سیاہ فام کو
سمیٹا اور حور سحر نے اپنا روئے تابان دکھایا صحبت انجم میں برہمی
پیدا ہوئی ستارے مانند چراغ سحری کے جھلملا جھلملا کر غائب ہونے
لگے ماہ شب زندہ دار بھی آرامگاہ مغرب کیجانب روانہ ہوا اور نیّر عالم
افروز نے علم کہکشان کو سرنگون کرکے نشان ظفر بلند کیا فوج خطوط شعاعی
پرے جمائے ہوئے افق سے نمودار ہوئی طائران باغ آشیانوں سے
نکل نکل کر شاخہائے درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوئے نسیم سحری کے
جھونکوں نے چشم نیم باز نرگس کو بیدار کیا غنچوں کو کھلایا پھولوں کو ہنسایا
اور شمیم گل کو اپنے دامن میں نبت کر کچلی سبزۂ خوابیدہ نے سر بلند کیا قطرات
شبنم نے دامن ہر برگ گل کا موتیوں سے بھر دیا قافلے والوں نے
سفر کی تیاری کی بستر لپیٹے کوس سحری نے آواز رحیل بلند کی عاشقان
ہجران کشیدہ شکر کے سجدے ادا کرکے اٹھے اور کوچہ محبوب کیطرف یہ شعر
پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے ۔ علی الصبح چو مردم بکار و بار روند ۔ بلا
کشان محبت بکوے یار روند ۔ غرباء کاروبار دنیا میں مصروف ہوئے حسینان
جہان نے سامان آرایش طلب کیا شانے نے دل صد چاک میں زلف
نے گھر کیا اور آئینے کے قلب منور میں چہرۂ زیبا پر توفگن ہوا غازیان
دیندار وفا شعار نمازوں سے فراغ حاصل کرکے روانۂ میدان کارزار
ہوے یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب
پری پیکر پر سوار ہوئے اور مع سرداران نامی و گرامی روانۂ میدان
کارزار ہوئے اس شان سے کہ داہنی جانب صاحبقران اعظم بائیں
جانب سلیمان کوہ حک پشت پر مظہر پریزاد بت زرین تاج مع گنگر
فوادان قریب جسر آہنی صفوں کو درست کرنے لگے تھوڑے عرصہ
میں میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ ہراول پچھلا چنداول آٹھوں
صفیں تیار ہوگئیں سب سے آگے سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم
و سلیمان کوہ حک برتبۂ سرداری کھڑے ہوئے اسطرف سے
شاہزادہ زمان یعنی رفیع البخت نوجوان مع شاہزادہ نور الدہر
و تمام شیر زوران سرمست و تہمتن گرد وغیرہ آکر صف آرا
ہوے عجب لطف تھا اور طرفہ سمان پیش نظر تھا کہ ایک جانب
لطف سبزہ زار تھا تمام صحرا سبزہ پوشوں سے بھرا ہوا تھا
جوانان سبز پوش مرکبوں پر سوار اسطرح جھوم رہے تھے جسطرح

نسیم بہار کے جھونکوں سے درخت جھومتے ہیں دوسری جانب کنارہ دریا چمن لالہ زار کا کھلا ہوا تھا تمام سرخپوش مرکبوں پر سوار گھوڑے جھپٹیاں کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے چمک رہے ہیں یا شفق نے زمین پر عکس ڈالا ہے چمن دریا کے پانی کی جھلک عجب لطف دیتی تھی باجے جنگی بج رہے تھے تلواریں اور سنانیں چمک رہی تھیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب و نکبہ بیٹھ گئے تھے کہ یکایک لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شاہزادہ سلیمان کوچک نے مرکب اپنا نکالا تمام علمہائے قاف جلوہ گری پر آئے سکندر رستم خونے بڑھ کر عرض کی کہ یہ جنگ تو میسر ہی اور نقابدار زمرد پوش کی آزمائش زور و طاقت کیواسطے معین ہوئی تھی حضور نے کیوں تکلیف فرمائی فرمایا کہ اے فرزند دونوں طرف نقابیں چہرونپر پڑی ہوئی ہیں سب ہی نقابدار ہیں ادھر سبزپوش ادھر سرخپوش امتیاز کونسا ہے اگر کوئی نقابدار خاصکر تمہیں ٹوکے تو نکلنا یا جب تم نکلنا تو ٹوک لینا کہ ہمسے جس نقابدار سے مقابلہ کی شرط ہوئی ہے وہی آجائے مقابلہ کو نکلے جنگ میں ایک آدھ سردار کو دیکھے بھالے لیتا ہوں یہ کہکر جبرآہنی پر آئے بعد سلحشوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑکے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابداران سبزپوش جسکو مجھسے زور آزمائی کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو بس یہ سخن ناتمام تھا کہ لشکر رفیع البخت سے تہمتن گرد نے مرکب کی باگ لی اور سامنے شاہزادہ نورالدہر ورفیع البخت کے آکر اجازت جنگ مانگی رفیع البخت نے کہا کہ جنگ تمہیں مجھسے طے پا چکی تھی تمہارا نکلنا جائز نہ ہوگا اسلیے کہ اسی جنگ پر اطاعت و فرمانبرداری کا فیصلہ ہے اگر تم زیر ہوئے تو ہمکو اطاعت کرنا پڑیگی تہمتن گرد نے عرض کی میں اول ہی اظہار اسکا کردونگا کہ میں ایک ملازم ہوں نقابدار زمرد پوش کا میری جنگ پر فیصلہ شرط کا موقوف نہیں ہے جسوقت ہمارا سردار لشکر نکلے اور آپ سے مقابلہ ہو تو عہد کے موافق عمل در آمد ہو سکتا ہے رفیع البخت خاموش ہو رہے تہمتن گرد میدان میں آیا اور سلیمان کوچک سے آگر مشکادر ہوا مرکبوں میں ٹکر چلی سپر سے سپر چلی شرارے سپروں سے نکلے مرکب سلیمان کوچک کا چار قدم ہٹا اور مرکب تہمتن گرد کا پانچ قدم پسپا ہوا تہمتن گرد نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش میں وہ شخص نہیں ہوں جس سے مقابلہ کرنے کے بعد فیصلہ اطاعت و فرمانبرداری کا مقرر ہے آپ فرمایئے کہ آپ کون ہیں سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ میں بھی

نہین ہون لہذا میرے ہی تیرے مقابلہ پر فیصلہ سہی تہمتن گردنے کہا کہ مجھے میرے آقا کی اجازت نہین ہو سلیمان کوچک نے فرمایا کہ پھر کیون آیا ہو جواب دیا کہ جس واسطے تم آے ہو سلیمان کوچک نے کہا پھر تاچند کیون کرتا ہو لاضرب بہادری کی یہ سنتے ہی تہمتن گردنے نیزہ مارا سلیمان کوچک نے ترچھے ہوکر وار اسکا خالی دیا اور کلالی پکڑلی زور ہونے لگے مرکب لنگر ون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب قریب آ گئے تماشا دیکھنے لگے یہان تہمتن گرد اور سلیمان کوچک مین زور کشمکش ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین کڑیان زرہ کی پارہ پارہ ہوکر گرگئین تہمتن گرد اتنا بڑا جوان ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہو ایک دیو لڑرہا ہو ادھر سلیمان کوچک کی یہ حالت ہو کہ جب اسے پکڑ لاتے ہین یہ صاف نکل جاتا ہو اسی کشمکش مین دن تمام ہوگیا اور رات قریب آئی کچھ اندھیرا ہو چلا تھا کہ ایک مرتبہ تہمتن گردنے دونون بازو سلیمان کوچک کے پکڑ لیے اور سر سینے سے ملاکر زور کیا سات قدم تک دوڑا لیگیا جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا سلیمان کوچک کا زمین سے آشنا ہو گیا چاہا کہ زور کرکے اٹھالون ممکن نہ ہوا بس تو سلیمان کوچک نے آواز دی کہ تو اپنا حوصلہ نکال چکا اب میرا زور آخر ہی دیکھے یہ کہکر دونون بازو تہمتن گرد کے پکڑکر جو زور کیا نو قدم دوڑ لیگئے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے مل گئے بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو لنگر اسکا توڑ کر کمر تک لے آے بس تہمتن گردنے بلبلا کر جو لنگر مارا کمر زنجیر کا بند ٹوٹا اور تہمتن ایک گھٹنے کے بھل گرا کہ گھٹنا اسکا ٹوٹ گیا اس اتفاقی افتادسے رنگ تہمتن کا زرد ہوگیا اندام مین رعشہ پڑگیا سلیمان کوچک نے یہ حالت تہمتن گرد کی دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا اسنے بیان کیا کہ گھٹنا میرا ٹوٹ گیا ہو سلیمان کوچک اسے چھوڑکر علحدہ ہو گئے اور آواز دی کہ اسے لیجاؤ یہ زخمی ہوگیا ہو ملازمان نقابدار زرد پوش تہمتن گرد کے لینے کو بڑھے تھے کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ سکندر رستم خونے آگے بڑھکر اُن لوگون کو منع کیا اور پکار کر تیغ البخت سے کہا کہ اے نقابدار زرد پوش اسے آپ نہ لیجائین بلکہ مین لیے جاتا ہون تاکہ کل کی میدان داری مین یہ بھی شریک ہوسکے اور علاج اسکا مرہم سلیمانی سے کیا جاے میرے ہمراہ سامان چارہ سازی بہت عمدہ ہو شب بھر مین یہ اچھا ہو جاے گا یہ سنکر نقابدار زرد پوش نے کہا کہ آپ شوق سے لیجائیے جیسے میرا ملازم

ویسے آپکا شاہزادہ سکندر رستم تہمتن گرد کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان سے پھرے طبل بازگشت بجا ادھر نقابدار زمرد پوش یعنی شاہزادہ رفیع البخت پلٹ کر بارگاہ نور آگین مین داخل ہوئے اور آج پھر خلق نقابدار یاقوت پوش کی نہایت تعریف کی ادھر نقابدار یاقوت پوش نے آتے ہی پاؤن تہمتن کا کھلوایا اور پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوادی کہ رات بھر مین جوڑ مضبوط ہو جائے اور طبل جنگ بجوادیا یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ نقابدار یاقوت پوش نے اپنے سامنے تہمتن گرد کا علاج کیا اور خود بنفس نفیس نگران رہے لیکن طبل جنگ بجوادیا ہی یہ سنکر رفیع البخت نے بھی طبل تو بجوادیا مگر اپنے جد نامدار شاہزادہ نورالدہر سے کہا کہ عجب مزاج نقابدار یاقوت پوش کا ہی کہ دوستی کی بھی حد نہین اور دشمنی بھی اسی کے ہم پلہ ہی نورالدہر نے کہا کہ بابا تم ان لوگون کے مزاج سے نہین واقف ہو مجھکو تو پہلا سابقہ ہی ان لوگون کی یہی کیفیت ہمیشہ رہی ہی آج اسیطرح مجھے پریشان کیا ہے شاہزادہ ملک قاسم نے تو والد ماجد کو ایسا ایسا زچ کیا کہ انھین کا ایسا دل تھا جو قاسم کی جفائین اٹھایا کیے چونکہ مجکو انھون نے بٹھا کیا تھا مجبر دونون صاحبون کا ادب واجب ہوگیا تھا مین دخل ہی نہ دے سکتا تھا یہ لوگ دراصل دشمن نہین ہوتے ہین لیکن انکی عقل ہی اپنی دشمن ہوتی ہے دوسرے کا کیا ذکر ہی اسلیے بغیر لڑے بھڑے رہا نہین جاتا ہی اب تمھین بھی ایک ملا ہی لیکن ہزار ہزار شکر ہی کہ پھر مزاج اسکا ویسا نہین ہی جیسا مزاج قاسم یا ایرج یا رستم ثانی کا تھا ان لوگون مین کسیقدر شہریار بن ایرج خلیق ہی یا یہ لڑکا خلیق معلوم ہوتا ہی خدا جانے یہ کسکا پارۂ جگر ہی خدا اسکو بھی سلامت رکھے کہ ہونہار معلوم ہوتا ہی بظاہر تو تمھارا جواب دینے والا سوا اس لڑکے کے دوسرا نہین معلوم ہوتا ہی لیکن فرق بروقت مقابلے کے کھل جائے گا غرضکہ یہ بات بھی تمام ہولی اور صبح کو پھر دونون طرف کی فوجین جوق جوق گروہ گروہ جتھے جتھے دستے دستے آآکر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصہ مین دونون طرف کنارے دریا کے وہی لالہ زار و سبزہ زار لہلہانے لگا اسطرف شاہزادہ رفیع البخت آکر قائم ہوے اسطرف سکندر رستم خو تہمتن گرد کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان مین آئے اور تہمتن سے کہا کہ جاکے سامنے تمھارا آقا موجود ہی یہ سنکر تہمتن گرد نے سلام کیا اور خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا دیکھا رفیع البخت نے

کہ تہمتن بالکل اچھا ہے رفیع البخت نے سکندر کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ
اے برادر لطف سپہگری تیرے برتاؤ سے ظاہر ہوتا ہے کیا کہنا یہ سنکر سکندر
رستم خو نے کہا کہ اب ملازمین کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل نہیں ہے بہتر یہ ہے
کہ ہمارے آپکے فیصلہ ہو جاے رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب
ہے مگر صورت اسکی یہ ہو کہ کسی چیز پر زور ہو جاے اسمین کمی بیشی معلوم
ہو جایگی سکندر نے کہا مجھے منظور ہے رفیع البخت نے لاہور تیز گام کیطرف
اشارہ کیا کہ وہ وہین اسیوقت لاہور داخل لشکر ہوا اور ایک میل آہنی
لاکر ڈالدیا جسمین دونون جانب دستے بنے ہوے تھے اور درمیان سے
وہ میل پتلا تھا رفیع البخت نے کہا کہ اس میل کو ایک جانب سے آپ
پکڑیے اور ایک طرف سے مین یا مین آپکو کھینچ لاتون گا یا آپ مجھے
کھینچ لیجائینگے یہ سنکر سکندر رستم خو بڑھے ادھر سے رفیع البخت آئے
اور دونون دلیرون نے میل فولادی کو اٹھایا اور پاؤن سے پاؤن
ملاکر زور کرنا شروع کیا نہ انکا قدم اپنی جگہ سے ہٹتا ہے نہ انکا پاؤن
سرکتا ہے دونون جانب دیکھنے والے تعریف کر رہے ہین اسی حالت مین
وہ میل فولادی بیچ سے ٹوٹ گیا ادھر سکندر گرے اور ادھر رفیع البخت
نورالدہر نے دوڑکر اپنے فرزند کو اٹھایا ادھر صاحبقران اعظم
نے سکندر رستم خو کو اٹھا کر گلے سے لگایا نورالدہر نے رفیع البخت
سے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے رفیع البخت
نے کہا کہ اسوقت تک مجھے ایسے زبردست سے مقابلہ کا اتفاق نہوا تھا
مین دیکھتا ہون کہ کوئی نتیجہ ہوتے معلوم نہین ہوتا سکندر رستم خو نے کہا
اے نقابدار زمرد پوش اس زور مین تو فیصلہ نہوا رفیع البخت نے
کہا اب جو کچھ آپکی راے ہو مین موجود ہون سکندر رستم خو نے
سیارہ کوچک کی طرف دیکھا اور کہا کہ لاؤ ہمارا کرگدن آہنی سیارہ کوچک
نے کرگدن حاضر کیا سکندر نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ اسپر
تیغ آزمائی ہو جاے یہ کہکر جھپٹ کر جو ایک ہاتھ مارا کرگدن کے
دو ٹکڑے ہوگئے سب نے نہایت تعریف کی اور رفیع البخت نے بھی آفرین
کی اور جھپٹ کر دوسرا ہاتھ مارا کہ پھر ایک ٹکڑے کے دو ٹکڑے
ہوے لوگون نے انکی بھی تعریف کی اور سکندر نے کہا کہ ہاتھ کیا پورا
پڑا ہے سبحان اللہ رفیع البخت نے کہا کہ ہاتھ تو پورا پڑا مگر نتیجہ کچھ بھی
نہ نکلا سکندر نے کہا کہ نتیجہ تو بغیر مقابلہ کے نہ نکلے گا آپ تامل کیون
کرتے ہین اگر کچھ خوف زخمی ہونے کا ہے تو میرے ساتھ مرہم سلیمانی

موجود ہی۔ رفیع البخت نے کہا کہ مین زخمی ہونے سے کیا ڈرون گا مرنے
سے بھی نہین ڈرتا ہون لیکن میرا ہاتھ بخبر نہین اُٹھتا اسکا سبب ذہن مین
نہین آتا سکندر نے کہا کہ میرا ہاتھ تو آپ پر خوب اُٹھتا ہی جب ایک آدھ
ضرب پڑے گی تو پھر آپکا ہاتھ بھی اُٹھنے لگے گا صاحبقران اعظم نے
دلمین کہا کہ اب دیکھیے سنک کی لی اب خدا ہی خیر کرے ہمتو سمجھتے تھے
کہ یہ مثل اپنے باپ داداکے نہین ہی مگر کہان تک اثر نہو گا ادھر نورالدہر
نے بھی دیکھا کہ اب ضرور مقابلہ ہو جاے گا یہان سکندر رستم خو مرکب
کو اڑا کر میدان مین آئے سرا پا میدان کا دکھایا پھر سے ساتھ ہاتھ
نکالے جبوقت عرق عرق ہوگئے تو ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ اے نقابدار زمرد پوش بس اب آئیے دیر نہ کیجیے
کہ ہماری آپکی منزل کھوٹی ہوتی ہی جلد فیصلہ ہو جائے یہ سنتے ہی رفیع البخت
نے بھی مرکب کو بڑھایا گرز و سپر کا ہاتھ مین سنبھالا ادھر سے سکندر نے
ڈال ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو اشارہ کیا دونون مرکب مانند گولون
کے چلے درمیان مین آکر تگادر چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو کوہ ٹکرا گئے
مرنے مرینے سے سینہ سپر سے سپر لڑی شرارے دونون سپرون
سے نکلے یہ معلوم ہوا کہ دو بادل ملکر بجنے لگے تڑاتے کی صدا بلند
ہوئی دونون مرکب برابر سے پیچھے ہٹے دونون دلیرون نے باگون
کو پھیر کر نیزے سنبھالے اور ایک نے دوسرے سے سامنا کیا
چشمبند سستی کی گفتگو ہونے لگی نقابدار سیاہ پوش نے بڑھکر آواز دی
کہ سارا جھگڑا ساتھ چلنے کے لیے ہو رہا ہی کہ ایک دوسرے کا محکوم ہو جائے
لہذا مناسب یہ ہی کہ اس ساتھ کو چھوڑیے دونون صاحب علیحدہ علیحدہ
چلیں ساتھ نہ جائیں یہ سنکر نورالدہر سمجھے کہ یہ مرد صلح پسند معلوم ہوتے
ہین بڑھکر آواز دی کہ اے نقابدار سیاہ پوش آپ بجا ارشاد فرماتے
ہین میری بھی یہی راے ہی ایسے دو شیرون کا آپس مین لڑکر مرجانا
اچھا نہین ہی حال معلوم ہوگیا کہ آپ دونون صاحب زبردست
و بہادر ہین لیکن سکندر رستم خو نے کہا کہ میرا دل نہین گوارا کرتا کہ مین
نقابدار زمرد پوش سے علیحدگی اختیار کرون آپ لوگ اسقدر
کیون جدو کد فرماتے ہین یہ لڑائی دشمنی کی نہین ہی بلکہ استحکام
محبت کے واسطے ہی اگر ایک آدھ زخمی بھی ہو جائے گا تو چوڑیان
نہین ٹوٹ جائینگی نقابدار سیاہ پوش تو چپکے ہٹے کہ اب یہ نہین
مانیگا اپنا سخن ضائع کرتا ہو ادھر رفیع البخت کو بھی غصہ آگیا کہ اسنے مجھے موم ہی سمجھا

لیا ہے انھون نے بھی نیزہ سنبھالا غرضکہ بعد گفتگو کے بسیار سکندر رستم تو
نے ابتدا کی اور نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا نیزون سے شعلے
نکلیں یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر پڑنے لگے سنانون سے چنگاریان
اڑ رہی تھین مرکب دونون شہسوارون کے اشارہ پر چل رہے تھے گھوڑون
کی گشت سے تتق گرد بلند تھا اس گرد مین نیزون کی چمک شب تارین کرمک
شبتاب کا لطف دکھا رہی تھی جو بند یہ باندھتے تھے وہ کھول لیتے تھے
اور جو بند وہ باندھتے تھے یہ کھول لیتے تھے دیکھنے والے داد ہنر دیتے
رہے تھے غرضکہ نیزہ بازی ہوتے ہوتے سنانین بنانین نیزون کی بیکار
ہوگئین جھڑ پڑ جھڑ پڑنے لگی چھڑین بھی ٹوٹ ٹوٹ کر مانند مسواک ہوگئین
آخر نیزون کو پھینک سکندر نے جھپٹ کر اراب پر سے گرز اٹھایا
اور کہا کہ اے نقابدار زرد پوش یہ وہ ضرب ہے جس سے سرکشان
قاف کو مین نے پست کیا ہے اور بڑے بڑے دیونکو مارا ہے تجھے تم
بردار کرنے خوف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہو دشمنون کو چشم زخم پہونچے
رفیع البخت نے کہا اے نقابدار با قوت بلوش مین اس ضرب کا بہت
مشتاق ہون تم خوف نہ کرو اگر قضا میری نہین ہے تو یہ ضرب پھول
سے زیادہ سبک ہو جائیگی تم بھی میرے زور کی آزمائش کر چکے ہو اور
میرے گرز سے زیادہ گران یہ گرز نہین معلوم ہوتا ہے یہ سنکر سکندر رستم
خو نے کہا کہ ابھی سبک اور گران کا حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر خبردار خبردار
کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع البخت اس تتق گرد مین پوشیدہ
ہوگئے سکندر علیحدہ ہوئے تمام پل مین لرزہ پڑگیا جسر کی چولین اسقدر
ڈھیلی ہوگئین کہ اصلی نصف عمر تمام ہو گئی اور ایک ضرب کا اور محتاج
ہو گیا لاہور تیز گام جھپٹ کر آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ رفیع البخت
کے ہر بن مو سے پسینا جاری ہے لیکن دونون ہاتھ مانند ستون فولاد کے
کے قائم ہین منھ سے واہ واہ کی صدا بلند ہے لاہور نے کہا بس تعریف ہو چکی
اب جواب دیجیے یہ سنتے ہی رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ پہونچکر سامنے
آیا اگر مرکب طلسمی نہوتا تو اس ضرب سے بچنا محال تھا اور انھون نے بھی گرز
مارا سکندر نے اپنا گرز بجائے سپر بلند کیا گرز جو پڑتا ہے ایک تڑاقا ہوا اور اڑا اڑا کر
تمام پل دریا مین گرا رفیع البخت اور سکندر بہتے ہوئے چلے تمام لشکرون مین تلاطم
پڑگیا کہ یہ کیا غضب ہوا سردار گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے دھارے کے ساتھ چلے

اب ان سب کو اپنی اپنی سردار کی تلاش مین چھوڑا جاتا ہی اور بہت سا ان سے چند کلمہ داستان قبال نشان حاکل و ورنگی زمانہ صف شکن یگانہ صاحبقران پر دلحجر نور العین ابیج و نور الدہر انصاف پسند و حق پژدہ یعنی شاہزادہ عاد للیوان شکوہ کے حیز تحریر مین آتے مین کہ زبندہ داستان عجب نگارندہ ماجرائے غریب یون راوی ہے کہ جسوقت صاحبقران حق پژدہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے طلسم باطن کو فتح کیا اور وہان سے جانب طلسم ظاہر روانہ ہوے مین تو ہمراہ شاہزادہ بہادر کے دیو فریق اور عیار انکا ہی باقی کسیکو ساتھ نہین لیا ہی تمام جادو وار ابت ثانی وغیرہ کو اپنے انتظار مین اسی جگہ چھوڑا ہی اور اقرار فرمایا ہی کہ انشا اللہ تعالی بعد فتح مرحلہ آخر مین بہت جلد تم سے آکر ملونگا یہ سب تو یہان انتظار مین بیٹھے ہین اور عادل کیوان شکوہ طی مسافت کرکے داخل طلسم ظاہر ہوے جسوقت خبر الکمن جادو کو ہوئی یہ براے استقبال روانہ ہوا راستے مین قدمبوسی حاصل کی اور نہایت تکریم کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا شاہزادہ عالی جاہ نے تمام واقعات طلسم باطن کے الکمن جادو سے بیان کیے الکمن جادو نے مبارکباد دیکر عرض کی کہ آجناب کے بنے طلسم باطن کیا کسی طلسم کو اس شد و مد کے ساتھ نہ فتح کیا ہوگا جسطرح آپنے اس طلسم کو توڑا ہی واقع مین کہ یہ صحرا خداوند عالم نے آپکی سیر کیواسطے بنایا تھا بعد اسکے الکمن جادو نے تمام حالات صاحبقران حق پژدہ کے سامنے بیان کیے جو انکے چلے جانے کے بعد طلسم ظاہر مین پیش آئے تھے آخر مین عرض کی کہ اب ہمن جادو بھاگ کر آتشخانہ طلسمی مین پوشیدہ ہوا ہی اگر چالیس دن اسکو اسی آتشخانہ مین گزر گئے تو پھر قتل ہونا اسکا نہایت دشوار ہی لوح بھی بیکار ہو جائیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی فرمایا کے روز باقی ہین الکمن جادو نے عرض کی کہ اب صرف تین روز باقی ہین فرمایا خیر کل دیکھا جائے گا الکمن جادو نے سامان عیش و راحت مہیا کیا شاہزادہ نے بآرام تمام گذاری کسل راہ کو برطرف کیا جسوقت سپیدہ سحری نمودار ہوا اور وقت نماز سحری کا آیا شاہزادہ نے فریضۂ سحری کو ادا کیا ہنوز وظیفہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ مہتر گرد باد بادیہ گرد حاضر ہو گیا تھوڑے عرصہ کے بعد الکمن جادو میمون جادو وہشیار جادو بھی حاضر ہوے تسلیمین بجا لائے شاہزادہ نے وظیفہ ختم کرکے مرکب طلب فرمایا اور اسلحہ جنگ منگایا اور ارشاد فرمایا کہ اب مین اس آتش سحر کی طرف جاتا ہون جہان کہ بادشاہ طلسم پوشیدہ ہوا ہی یہ فرما کر اسلحہ سے تن پر آراستہ کیے مرکب پر جلوہ گر ہوے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار عجائبات

تجکو چاہیے کہ لوح طلسم باطن جو بیکار ہو گئی ہے مگر اب بھی حفاظت کے واسطے
کافی ہے اپنے عیار کو دیکر جانب گوشۂ جنوب و مغرب روانہ کر اور خود پہر بھر کے بعد
ان شعلوں کیطرف رخ کر اور جیسا لوح حکم کرے اسپر عمل کر اول عیار کا جانا جلد واجبات
سے ہی یہ دیکھکر نقابدار عالیمقدار نے لوح طلسم باطن اپنے عیار کے سپرد کی
اور حکم لوح کا مہتر گرد باد بادیہ گرد سے بیان کیا مہتر گرد باد نے عرض کی
کہ اگر یہی حکم لوح کا ہے تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں ہے یہ عرض کر کے سلام
رخصت کیا اور جانب گوشۂ جنوب و مغرب روانہ ہوا بعد دو پہر کے نقابدار دلاور
نے بھی لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا اور سب سے رخصت ہو کر جانب آتشخانۂ طلسمی روانہ
ہوئے جسوقت قریب آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ ایک چادر سرخ ہے کہ حصار
باندھے ہوئے ہے اور اندر اس چادر کے ہزار ہا شعلے لپکتے پھرتے ہیں عادل
گیوان شکوہ ٹھہر گئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فلان اسم جو کنارہ لوح
پر مرقوم ہے گیارہ مرتبہ پڑھکر دوسرا اسم جو متن لوح میں ہے گیارہ ہزار
مرتبہ ختم کرو بعد اسکے پھر گیارہ مرتبہ پہلے اسم کو پڑھکر تمام کرو اسوقت اسی
آگ میں سے ایک سائیس مرکب لیے ہوئے پیدا ہوگا کہ تمام اسلحہ اسکی پشت پر رکھا
ہوا ہوگا تم اپنے سلاح کو جسم سے اتار کر وہ اسلحہ تن پر آراستہ کرنا اور مرکب
پر بیٹھکر اس آتش حصار کے اندر بے خوف چلے جانا کہ لوح دیکھنے سے غفلت
نہ کرنا کہ اگر ماندی تا نیابت ماندی یہ دیکھکر شہزادہ عالی فہم نے اسی
جگہ قیام کیا اور اسم خوانی شروع کی انکو تو محو اسم خوانی رکھا جاتا ہے اور
افق تحریر جولان مہتر گرد باد بادیہ گرد کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو لوح طلسم باطن
لیکے ہیں گرد روانہ ہوا تھا جاتے جاتے ایک صحرا بے ویران و بیابان
ریگستان میں پہونچا دھوپ تمام جنگل میں پھیلی ہوئی تھی ہوا کے سناٹے سے
دل ہلا جاتا تھا ہر طرف بونڈلے اٹھ رہے تھے ابھی اس مقام پر بلندی تھی
اور اس جگہ پستی تھی ایک جھونکے میں ہوا کے پستی بلندی اور بلندی پستی
سے مبدل ہوتی گویا نمونہ انقلاب زمانہ کا وہی بیابان تھا اور نشیب و فراز
عالم خداوند حقیقی نے اسی جگہ جمع کر دیے تھے مہتر گرد باد بادیہ گرد ایسا ہی
اسم بامسمی عیار تھا کہ اسنے دو گھنٹہ میں اس صحرا کو طے کیا اور دوسرے
خارستان میں پہونچا دیکھا کہ ہزار ہا درخت جھربیر کی اور کیکر و ببول کے
لگے ہوئے ہیں مگر سب خشک کسی درخت میں پتے کا نام نہیں زمین کی
ناہمواری دامنون میں کانٹوں کا الجھنا کسی مقام پر بلندی ہوتے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں اور پستی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ دوسرے طبقہ پر قدم جمین تو جمین اس صحرا کو بھی مہتر گرد باد نے

بمشکل طے کیا اب دور سے ایک گنبد معلوم ہوا یہ وہی گنبد ہے جو پہلے نقابدار
کو ملا تھا جسوقت مہتر گرد باد قریب اُس گنبد کے پہونچا چارون طرف پھرنے
لگا گر دروازہ نظر نہ آیا چونکہ مہتر گرد باد پیاسا بہت تھا تلاش آب مین آگے
روانہ ہوا دور پر ایک قصبہ سا معلوم ہوا یہ عیار طرار اِس قصبہ مین داخل ہوا
دیکھا کہ سب دوکانین سجی ہین لوگ لباس پر تکلف پہنے ہوے ادھر
سے اُدھر جاتے ہین اُدھر سے اِدھر آتے ہین دوکاندار نہایت خوش
بیٹھے ہین گویا کسی کا انتظار ہے مہتر گرد باد نے ایک آدمی آیندہ روند
سے دریافت کیا کہ آج یہان کیا سامان ہے اُن لوگون نے بیان کیا
کہ یہان ہر سال ایک میلا ہوتا ہے دوکاندار دوکانون کو آراستہ کرتے ہین
اور زیادہ بڑی عزاب اور اُس گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے
وغیرہ کی ہوتی ہے پوچھا کہ کیا لوگ یہان کے ساحر ہین انھون نے بیان کیا کہ
تم بھی بڑے عقلمند معلوم ہوتے ہو اگر ساحر ہوتے تو ایسی چیزین خود خرید کے
رکھتے یا دوسرون کے ہاتھ فروخت کرتے اُسنے کہا پھر کون ان چیزون کو مول
لیتا ہے انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اجنبی آتا ہے اور وہ جسقدر دکانین
ان چیزون کی ہین سب خرید لیتا ہے اور قریب شام صحرا کی طرف روانہ ہوجاتا
ہے اگر لوگ اسکے تعاقب مین گئے ہین کہ کہان سے آتا ہے حال اسکا
دریافت کرین تو کچھ پتا نہین چلتا ہے وہ شخص تھوڑی دور تک تو جاتے
ہوے دکھائی دیتا ہے بعد اُسکے نظرون سے پوشیدہ ہو جاتا ہے
یہ سنکر مہتر گرد باد نہایت متعجب ہوا ایک کنوین پر جاکر پانی پیا اور بازار
کی سیر کرنے لگا تھوڑی دیر گذرتے ہی دیکھا کہ ایک شخص نمودار
ہوا اور اُس نے ایک سرے سے جو دوکانین خریدنا شروع کین
تو جسقدر دوکانین تھین سب خرید لین دوکاندار دوکانین چھوڑ چھوڑ کر
علحدہ ہوگئے دوکانون مین تختے لگائے جانے لگے مہتر گرد باد نے
ایک آدمی دوکاندار سے پوچھا کہ یہ کیسا خریدار ہے جو مال کو دوکانون
مین بند کرا دیتا ہے اور ساتھ اپنے نہین لے جاتا ہے انھون نے
بیان کیا کہ تم نو وارد ہو اِس باعث سے تمھین نہین معلوم یہ سب چیزین
خرید کر اور دوکانین بند کرا کر جسوقت یہان سے چلا جائے گا تو سب
اپنی اپنی دوکانین کھولین گے جنس ہوگی اور روپیہ قیمت کا ہر شخص
کے غلے مین موجود ہوگا قیمت نہ کبھی کم ہوتی ہے نہ زیادہ یہ سنکر
مہتر گرد باد اور بھی متعجب ہوا لیکن سب نے اُس بات کو بتلا رہے
سکے کہ یہ شخص ساحرون کے ملک کا تاجر یا فرستادہ معلوم ہوتا ہے۔

پتہ اسکا لگانا چاہیے یہ تصور کرکے اسکے ہمراہ ہوئے اور پھرنے لگے جس وقت
خریدار تمام دوکانیں خرید چکا تو جانب صحرا روانہ ہوا مہتر گرد باد بادیہ گرد بھی اسکے
تعاقب میں روانہ ہوئے کہ دیکھا چاہیے یہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے جنس کس صورت
سے منگاتا ہے اور قیمت کیونکر بھیجتا ہے لیکن وہ شخص صحرا میں پہونچتے ہی نظروں
سے غائب ہوگیا اب مہتر گرد باد نہایت متشوش ہوا کہ کس ترکیب سے معلوم ہو کہ یہ
کدھر جاتا ہے فوراً اسے خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ خود نگاہوں سے پوشیدہ ہوگیا ہے تو نقش
قدم ہرگز نہ پوشیدہ ہونگے ساتھ ہی اس خیال کے مہتر گرد باد نے زمین پر نظر ڈالی
چونکہ زمین اس مقام پر بہت نرم تھی نشان پا محسوس ہوئے اور مہتر گرد باد نشانوں کو
دیکھتا ہوا روانہ ہوا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ اب زمین سخت ملی جس پر نشان قدم کا
بننا محال تھا اور نشان نہ دکھائی دیے مہتر گرد باد کو یاد آیا کہ وہ چشمہ جو طلسم باطن
میں میرے آقا کو ملا تھا اور وہ ابتک میرے پاس موجود ہے اس وقت اسے لگا کر
دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا اسرار ہے یہ تصور کرکے عیار ہوشیار نے چشمہ جیب سے
نکال کر آنکھوں پر لگایا اور دیکھنے لگے دیکھا کہ اتنے عرصہ میں وہ شخص کوئی دس بیس
قدم اور آگے کو بڑھ گیا ہے مہتر گرد باد جلدی جلدی یہاں سے روانہ ہوا
دیکھا کہ وہ شخص اسی گنبد بے در کی طرف چلا جاتا ہے مہتر گرد باد دلمیں خوش ہوا
کہ عجب نہیں جو آج اسرار اس گنبد کا بھی معلوم ہو یقین ہے کہ یہ اسی گنبد سے نکلا
آیا ہوگا لیکن اس شخص نے جو پلٹ کر دیکھا کہ آج یہ کیسی بلا پیچھے پڑی ہے کہ ساتھ نہیں
چھوڑتی ہے پلٹ کر آواز دی کہ کیا میں سب کو دکھائی دیتا ہوں مہتر گرد باد
نے کوئی جواب نہیں دیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اور خود بخود کہا کہ یہ آواز
کسطرف سے آئی اس حرکت پر اس راہرو کو یقین ہوگیا کہ اسنے دیکھا نہیں
بلکہ شاید یہ بھی اسیطرف کو آنے والا تھا بس یہ باطمینان تمام قریب اس گنبد کے
آیا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ٹوٹنے کی صدا پیدا ہوئی اور گنبد میں
دروازہ نمودار ہوا اور وہ دروازہ کھلا دروازہ کے کھلتے ہی جیسے ہی وہ ساحر اندر
جانے لگا مہتر گرد باد اس سے پہلے جست کرکے اندر گنبد کے داخل ہوگیا یہ حرکت
مہتر گرد باد کی دیکھکر اس ساحر نے نعرہ کیا کہ باش او سرکش تو کون جو اس مقام تک
پہونچا اور یہاں آکر تو نے یہ حرکت کی میں سمجھا تھا کہ تو مجھے نہیں دیکھتا ہے
اسلئے کہ میں سحر غائب کئے ہوئے تھا مگر معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی ساحر ہے
بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا مہتر گرد باد نے
کہا کہ جبتک تو اپنے حال سے آگاہ نکریگا اور بھید اس مقام کا نہ بتائیگا
اسوقت تک میں یہاں سے نہ ہلونگا یہ سنکر اسکو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ
شاید تیری قضا ہی آگئی ہے اور پڑھا اسم تسخیر پڑھکر مہتر گرد باد پر پھونکا دہن سے اسکے

شعلہ نکلکر مہتر گرد باد پر گرا مگر افسردہ ہوکر رہگیا اور مطلق گزند نہ پہونچا یہ دیکھکر وہ ساحر گھبرایا اور گنبد کے اندر ایک دہنہ نقب تھا اُسمین کود پڑا ساتھ ہی مہتر گرد باد بھی اس دہنہ مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک میدان ہرا ہے اور اُسمین صدہا درختان ثمر دار لگے ہوئے ہین اور وہ ساحر بھاگا چلا جاتا ہے مہتر گرد باد بھی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا حسب اتفاق اس ساحر نے ٹھوکر کھائی اور گرا اگر ناتھا کہ مہتر گرد باد سر پر جا پہونچا بس اُسنے پلٹ کر ایک ترنج سحر مارا ترنج قریب آکر شق ہوا اور اس ترنج مین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے اور مہتر گرد باد پر گرے مگر بچ کے رہگئے مہتر گرد باد نے کہا کہ ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر ایک نارنج انھون نے بھی سینہ پر اس ساحر کے مارا نارنج پڑتے ہی ٹوٹا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا ساحر فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا مہتر گرد باد نے اسکو ایک درخت سے باندھکر اسکی زبان پر سوزن کرکے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا جیب سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے کیا اور کہا کہ جب تک تو اسرار نہان کے بیان نہ کریگا اسوقت تک تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اور اتنے کوڑے مارونگا کہ تیری ہڈیان چور کر دونگا بھان تیجہ نکالونگا اس ساحر نے سر ہلایا کہ مین نہ بتاؤنگا یہ سنکر مہتر گرد باد نے کوڑے مارنا شروع کیا اتنے کوڑے مارے کہ تمام جسم مین بدھیان ڈالدین اب اس ساحر نے قلم دوات کاغذ اٹھا کر لکھا کہ مجھے قسم ہے اپنے دین ومذہب کی سب بیان کردونگا بشرطیکہ جان کی امان پاؤن اور نکلہ زبان سے نکال لیا جائے یہ عبارت دیکھکر مہتر گرد باد نے نکلہ اسکی زبان سے کھینچ لیا اور کہا کہ اگر تو راز نہان کا بیان کریگا تو مین تجکو رہا کردونگا اور قتل نکرونگا یہ سنکر اُسنے عرض کی کہ نام میرا سراب جادو ہے اور مین ملازم ہون التہاب آتش افروز جادو کا اُسنے آتشکدہ طلسمی تیار کیا ہے اور بادشاہ طلسم اس آتشخانہ مین پوشیدہ ہوا ہے اور سحر تیار کررہا ہے اور التہاب آتش افروز جادو اسکی حفاظت مین مصروف ہین آج انتالیسوان روز ہے کہ جن جادو ہوم خانہ سے باہر نہین نکلا ہے اگر ایک روز اور گذر گیا تو کیا مجال ہے کہ فاتح طلسم کی کہ اسکو قتل کرسکے اُسکے چلتے ہی سحر مین لوح بیکار ہو جاتیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی ہان اگر آج کے دن کل تک مین فاتح طلسم [illegible] تک پہونچ گیا تو شاید فتح باب ہو مگر التہاب آتش افروز جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ طلسم کشا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا مہتر گرد باد نے کہا کہ اس گنبد کی کیفیت بیان کر اُسنے کہا کہ یہ گنبد بھی التہاب جادو کے سحر کا ہے یہ چور دروازہ آتش حصار کا ہے سال بھر بعد یہ دروازہ کھلتا ہے اور مین جا کر سب سامان بخور وخوراک ایک ہی روز خرید لاتا ہون

وہ سال بھر تک کو کافی ہو جاتا ہے اور پھر ضرورت نہیں ہوتی ہے جسقدر حجرے
میں سنے خبر بدین وہ التہاب جادو کی خدمت میں پہونچ گئی ہو گی مگر تم
ہمیں سے سدراہ ہوے جسکی وجہ سے میں اسوقت تک نہیں پہونچا مہتر گرد
باد نے کہا کہ اب گنبد بند ہو گیا ہو گا یا کھلا ہو گا سراب جادو نے کہا کہ بند
ہو گیا ہو گا مہتر گرد باد نے پوچھا کہ التہاب آتش افروز جادو نے حفاظت
بادشاہ کا کیا انتظام کیا ہے سراب جادو نے کہا کہ چالیس حجرے
تیار کیے ہیں جنمیں سے ہر ایک حجرہ میں تصویر بادشاہ طلسم کی موجود ہے
اور بادشاہ اصلی ان چالیس حجروں کے علاوہ اکتالیسویں حجرہ میں اپنے
مقام پر بیٹھا ہے کہ جبتک یہ چالیسوں حجرے طے نہ ہوں اسوقت تک بادشاہ
پاس پہونچنا دشوار ہے اور انمیں کا ایک ایک حجرہ ایک ایک روز سے کم
میں فتح نہیں ہو سکتا اور مدت چلہ کی چالیس روز کی ہے اگر طلسم کشا پہلے
ہی روز آ جاتا اور حجروں کو طے کرتا ہوا چلتا تو بھی چلہ ختم ہونے کے بعد بادشاہ
تک پہونچ سکتا تھا اسوقت بھی لوح بیکار ہو جاتی اور وہ بھی بادشاہ کے
مارا جاتا اور ابتو صرف ایک ہی روز باقی ہے یہ سنکر مہتر گرد باد نہایت
پریشان ہوا اور کہا اے سراب جادو آگاہ ہو کہ میں عیار ہوں
کشادہ طلسم کا اور مذہب اسلام رکھتا ہوں بہتر یہ ہے کہ تو دین اسلام قبول کر
اور مجکو التہاب جادو تک پہونچا دے میں جانتا ہوں کہ جبتک التہاب
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک رسائی طلسم کشائی کٹھن جادو تک دشوار
ہوگی یہ سنکر سراب جادو کہنے لگا اسمیں شک نہیں کہ جبتک التہاب
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک حجرے نہ کھلینگے مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ یہ
اپنے مالک کی بہبودی چاہیں اور میں اپنے ولی نعمت کے قتل کا سامان
کروں میں مطیع اسلام ہونے کو موجود ہوں مگر اپنے آقا کے ساتھ دغا نکرونگا
یہ سنکر مہتر گرد باد نے کہا کہ تا فتح مرحلہ میں تجکو اسیر رکھونگا کہا یہ اختیار ہے مگر
میری حفاظت کا سامان آپ کے ذمہ ہے مہتر گرد باد نے کہا کہ اگر نیت
تیری خالص ہے تو حافظ حقیقی حفاظت کریگا مگر اتنا تجھے بتانا ہوگا کہ میں
التہاب جادو تک کیونکر پہونچوں سراب جادو نے کہا کہ آپ
صرف میری صورت بنکر کھڑے ہوئیے ایک ترنجہ گر کر خود ہی اٹھا لیجیئے گا
یہ سنکر مہتر گرد باد نے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی
سراب جادو کی بنائی اور سراب جادو کو ایک بت بنا کر اس مقام پر
چھوڑا کہ یکایک کڑاکے کی صدا پیدا ہوئی اور ترنجہ گر کر لیے ہوئے چلا گیا
اور سامنے التہاب آتش افروز جادو کے چھوڑ دیا التہاب جادو نے کہا کہ

اسقدر کیون ہوئی نہین جانتا کہ یہ وقت نازک آپڑا ہی سراب جادو نے
جواب دیا کہ بیابان شش دین کسی خداوند نے ظہور کیا ہی تو ایک بت بیچ
شش در سے پیدا ہوا ہی مین اسکی پرستش کر رہا تھا التہاب جادو نے
کہا کہ تو ہر سال ہمارے واسطے کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے ساتھ لاتا تھا ابھی
نہین لایا سراب نقلی نے کہا کہ اس مرتبہ بھی لایا ہون اور ایسی چیز لایا
ہون کہ یقین ہی آپ بہت خوش ہونگے یہ کہکر ایک قلم شراب کی جیب سے
نکالکر پیش کی اور کہا صفت اسکی یہ ہی کہ ایک قطرہ اسکا ایک جام کو سرخ
کردیتا ہی اور اس ایک جام مین اتنا نشہ ہوتا ہی کہ ایک صراحی مین بھی ہونا
دشوار ہی یہ سنکر التہاب جادو نے جام مین پانی بھر کر ایک قطرہ اس قلم
سے ٹپکایا ایک قطرہ نے تمام جام کو شفق رنگ کر دیا التہاب آتش افروز جادو کا
جام بی اندیشۂ انجام پی گیا جام ختم کرتے ہی آنکھین ساغر خون ہوگئین اب اسنے
اور جام تیار کیا اور اپنے ہمنشینون کو بھی پلایا تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ حالت
ہوئی کہ یہ سب کے سب کپڑے چیرنے لگے اور التہاب جادو کو جو نشہ زیادہ
ہوتا ہی تو یہ اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی کا طمانچہ لگا التہاب جادو
گرا لوگ اسکے سنبھالنے کو دوڑے جو قریب آیا وہ بیہوش ہوا یہانتک
کہ جسقدر مصاحب اسکے تھے وہ بھی بیہوش ہوئے بس مہتر گرد باد نے نعرہ
کیا اور خنجر پکڑ کر چلا کہ اسے ذبح کر ڈالون مگر یہ ملعون روئین تن ہی خنجر نے کام
نہ کیا اسوقت مہتر گرد باد نے بارود کی تھیلیان نکال نکال التہاب جادو ا
پر ڈالین اور آپ دور ہٹ گیا اور حقہ آتشبازی ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا ادھر نقابدار
ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ نے اسم کو تمام کیا اسم تمام ہوتے ہی دیکھا
کہ ایک سائیس لجام مرکب پکڑے ہوئے ایک گھوڑا اسپے چلا آتا ہی پشت پر اس
مرکب کی اسلحہ طلسمی رکھا ہوا ہی نقابدار دلاور نے جلدی سے اسلحہ تن پر آراستہ
کیا اور پشت مرکب پہ بیٹھکر آتش حصار مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ ماہ شب چاردہ
شفق مین آگیا شعلہ لپک لپک کر انپر گرتے تھے مگر کوئی اثر نہ ہوتا تھا اور زمین آتش افروزہ
مین سے پنجے پیدا ہو ہوکر چاہتے تھے کہ دبوچ لے کے اتار لین مگر نقابدار
نہایت ہوشیار تھے اور اس آتش کو طی کرتے چلے جاتے تھے کہ یکایک
سامنے ایک سبزہ زار نمودار ہوا اور حصار آتش ختم ہوا نقابدار قریب اس سبزہ
زار کے ہونچے دیکھا کہ چند درخت نہایت سرسبز و شاداب لگے ہوئے ہین
لیکن ہر درخت کے تھالے مین بجاے آب انگارے بھرے ہوئے ہین
اور ایک جوگی بیٹھا ہوا جھر جھرا رہا ہے نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ
جوگی ہمزاد ہے التہاب جادو کا جبتک یہ نہ مارا جائیگا اسوقت تک التہاب جادو کا

آویزاں ہیں اور بیچ میں چاروں درختوں کے ایک حجرہ سا بنا ہوا ہے دروازہ اس حجرہ
کا بند ہے اور بوگل کو بانی رائی سرسوں وغیرہ کی بو چلی آتی ہے سراب جادو
نے کہا کہ یہی ہوم خانہ ہے بادشاہ طلسم کا اب آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے اور جو کچھ
لکھا ہو اسپر عمل کیجیے نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم ہشیار
اس عجائبات اول میں تجھکو چاہیے کہ فلاں اسم پڑھکر لوح ان درختوں پر
کھینچ مار کہ یہ درخت برکت لوح سے جلکر خاک ہو جائینگے لیکن یہ کام جلدی
کرنا ہے اگر دیر ہوئی تو یہ درخت آپس میں ٹکرائینگے اور ہوائے تند چلیگی جسقدر
برگ و شجر نظر آرہے ہیں یہ سب فوج ہے بادشاہ طلسم کی اور محافظ ہے اس ہوم خانہ
کی ہر برگ و شجر ہوا سے گر کر شکل انسانی پیدا کرینگے اور جنگ عظیم ہوگی جبتک
ان لوگوں میں سے ایک بھی زندہ رہیگا رسائی حجرہ تک دشوار ہوگی اور اگر وقت
تنگ کیا اور جلد تمام ہوگیا تو ہو مکمن جادو کا مارا جانا غیر ممکن ہے یہ پڑھکر نقابدار
نے جلدی جلد کئی اسم پڑھنا شروع کیا اور اس لحاظ سے کہ جلد ختم کروں شمار
بھول گئے گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیے تھا بجائے گیارہ کے ایک گیارہ مرتبہ پڑھنے لگے وہ مدہوا اور
ہوائے تند چلی درخت جھوم کر جو اٹھے تو آپس میں ٹکرائے تمام برگ و شجر درختوں سے
گرے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ مارو لو اس سرکش کو یہ یہاں بھی آپہونچا جسقدر
برگہائے شجر نے صورت انسانی پیدا کی اور حملہ کیا سحر پڑھکر نقابدار پر
ہیں نقابدار نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا سراب جادو نے دیکھا کہ غضب
ہوا اب حجرہ تک پہونچنا دشوار ہے پس اسنے آواز دی کہ لوح کو دیکھا کیجیے
ورنہ اگر برس روز اسطرح لڑتے رہیے گا تو حجرہ تک نہ پہونچ سکیے گا نقابدار نے جلدی
سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر تونے اسم میں غلطی کی اور فوج طلسمی ہوشیار
ہوگئی تو تجھے چاہیے کہ اپنے کو فلاں درخت کے قریب پہونچا اور یہ اسم جو پنجہ
لوح پر کندہ ہے اسے تین بار پڑھکر اور درخت کو کولی میں لیکر اکھیڑ لے دہن نقب
نمودار ہوگا تو اس دہنہ میں کود پڑ تا اندر ہوم خانہ کے پہونچ جائے گا اور
مکمن جادو کو مصروف سحر خوانی پائیگا تو جاتے ہی لوح سینہ پر اسکے کھینچ
مارنا یہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار لڑتے ہوئے اس درخت کی جانب متوجہ ہوئے
ہر چند ساحروں نے یورش کیا مگر یہ شیر بیشہ شجاعت سب کو قتل کرتا ہوا قریب
درخت کے جا پہونچا اور اسم کو تین بار پڑھکر درخت کو کولی میں لیکر جو زور
کیا تو اپنی جگہ سے اکھیڑ کر پھینک دیا ساتھ ہی دہن نقب کا نمودار ہوا نقابدار
اندر دہنہ کے کود پڑے اور چلے پیر دیکھکر اہل لشکر مکمن جادو نے کچھ لب یا کہ
اب یہ سرکش جاکر بادشاہ کو مار ڈالیگا بس دوڑکر دروازہ حجرہ کا کھولدیا اور
کہا کہ طلسم کشا نقب کے راستے سے آتا ہے یہ سنتے ہی مکمن جادو پہ ایسی ہیبت طاری

ہوئی کہ یہ بغیر اسم سحر تمام کیے ہوئے حجرے سے باہر نکل آیا اور فوج کو اپنے ساتھ لے کر بھاگا اُسطرف سے ملک املمن جادو لشکر کو لیے ہوئے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ثمن جادو مع لشکر بھاگا جاتا ہے بس اسی دم لشکر کو اپنے اشارہ کیا کہ لیتا جائے نہ پائے فوج املمن جادو کی لشکر ثمن جادو کی سد راہ ہوئی گونہ تیغ تاریخ چلنے لگا شور گیرودار بلند ہوا ثمن جادو نے دیکھا کہ املمن جادو نے راہ روکی ہے اب یہ جانے نہ دیگا بس اسنے جو گولہ فولادی چلہ کشی کر کے طلسم کشا کے واسطے تیار کیا تھا وہی گولہ املمن جادو پر کھینچ مارا کہ ہم تو مرتے ہیں اسے کیوں چھوڑیں کہ یہ طلسم میں سلطنت کرے گولہ مانند تیر شہاب کے سائیں سائیں کرتا ہوا املمن جادو کیطرف چلا ہوشیار جادو نے دیکھا کہ اب یہ سحر خالی جانے والا نہیں معلوم ہوتا ہے یہی وقت نمک حلالی ہے بس اسنے دوڑ کر سینہ سپر کر دیا اور وہ گولہ اپنے سینے پر روکا گولہ پڑتے ہی ہوشیار جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر جل گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم میں نے اپنے بادشاہ کو بچا لیا اگر میں مارا گیا تو کچھ پروا نہیں ہے یہ آواز جو کانیں ملک املمن جادو کے پہونچی یہ اپنے وزیر نمک حلال کے واسطے بہت رویا اور ثمن جادو کو افسوس ہوا کہ سحر میرا ایسے ساحر کے قتل میں ضایع ہوا جسے میں معمولی سحر سے قتل کر سکتا تھا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ املمن جادو نے گولہ مارا ثمن سے خالی دے کر تیغ سحر مارا اسنے بھی روکیا ان دونوں میں رد و بدل ہو رہی تھی کہ وہاں نقابدار ابلق سوار حجرہ سے باہر آئے اور تعاقب میں ملک ثمن جادو کے روانہ ہوئے سیراب جادو ساتھ تھا اور اسنے خبر دی تھی کہ بادشاہ طلسم بھاگا جاتا ہے نقابدار مرکب کو اڑاتے ہوئے اور ساحروں کو قتل کرتے ہوئے سامنے ثمن جادو نے اُسوقت پہونچے کہ اُسنے املمن جادو کو اپنے سحر سے بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا کہ جو نقابدار نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ کیا کرتا ہے میں آپہونچا ثمن جادو نے پر پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اڑ کر نکل جاؤں نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا عکس پڑتے ہی ثمن جادو کا سحر باطل ہوا پر غائب ہو گئے بس اسنے گولہ مارا نقابدار نے وار اسکا عکس لوح سے رد کر کے سر پر پہونچکر تیغہ مارا اسنے اُف کی ہزار ہا سپریں پیدا ہو گئیں تلوار اُچٹ گئی نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلاں اسم پڑھکر تلوار پر دم کر کے ہاتھ مارو تو کام چلے گا ورنہ ہزار ہا ہاتھ مارو گے تو بھی خط تک نہ پڑے گا بس نقابدار نے وہ اسم پڑھکر دم تیغ پر دم کیا ثمن جادو نے اتنے عرصہ میں کئی سحر کیے مگر بسبب لوح کے کسی سحر نے کام نہ کیا نقابدار نے تلوار علم کی اور سر ثمن جادو پر وار کیا اسنے چاہا کہ پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں زمین بر عکس لوح کا پڑا زمین سخت ہو گئی اسنے اُف کی ہزار ہا سپریں پیدا ہوئیں مگر ایک مرتبہ جو تلوار پڑتی ہے ہزار دست سپروں کو قلم کیا اور سر پر ثمن جادو کے پہنچی ثمن جادو نے پھر اُف کی ہزار ہا شعلے اسکے دہن سے نکل کر نقابدار پر گرے مگر بسبب برکت لوح کے افسردہ ہو کر رہ گئے تلوار سر پر پڑتے ہی ثمن جادو کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی شور گیرودار بلند ہوا پیروں سے آواز دی کہ کشتی مرا نام من ثمن جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت سیاہی برطرف ہوگئی اور روشنی ہوئی تو املمن جادو نے لشکر ثمن جادو کو ایک ہی حملہ میں پراگندہ کر دیا ہر طرف سے صدائے امان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ان سب نے قبول کیا نقابدار نے لاش

ثمین جادو کی پلٹے بغل مین بند ہوائی اور سر اسکا نیزہ پر بلند کرکے نشان سواری قائم کیا اور راس جاہ و تجمل کے
ساتھ مع المن جادو داخل قلعہ ثمین حصار ہوئے کہ اہل شہر دیکھین اور عبرت کرین کہ انجام حق تلفی کا یہ ہوتا
ہے بعد اسکے چن چن کر اُن نمک حرامونکو قتل کروا ڈالا جنھون نے ثمین جادو سے ساز کرکے المن جادو
کو معزول کیا تھا اور المن جادو کو یہانکا بادشاہ کرکے تمام قلعہ کا المن حصار مین کیا جسقدر امرا اور وسا
شہر کے حاضر ہوئے نذرین گذرانین عادل کیوان شکوہ نے سب کو ہدایت دین اسلام کی جسنے قبول کیا
اُسکو خلعت دے کر رخصت کیا جسنے نہ منظور کیا وہ شہر سے نکلوا دیا گیا الحاصل تین روز مین یہانکا انتظام کرکے
تمام بتخانے شکست کرا دیے اور مسجدون کے بننے کا حکم دیا سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا اب انھون نے
قصد طلسم باطن کا کیا میمون شاہ نے عرض کی کہ ای شہریار اب اُس گنبد کو کھولیے یقین ہے کہ دروازہ پیدا
ہو گیا ہوگا اور خزانہ طلسمی دستیاب ہوگا عادل کیوان شکوہ نے میمون شاہ کو ہمراہ لیا اور جانب
گنبد بے در روانہ ہوئے جسوقت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ معلوم ہوتا ہے لیکن بند ہے نقابدار
نے قریب گنبد پہونچکر دروازہ وا کرنے کا قصد کیا تھا کہ از خود دروازہ وا ہوا اور ایک جن بشکل عجیب اُس
گنبد سے باہر آیا عادل کیوان شکوہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا حافظ جنی ہے مین خزانہ و اسباب
طلسمی کا امین ہون بانیان طلسم نے یہی زمانہ مقرر کیا تھا کہ فتاح طلسم فلان زمانہ مین آئے گا اُسوقت تو
امانت اُسکے سپرد کرنا پھر تو آزاد ہے اُسوقت تک تجھے اسی گنبد مین رہنا پڑے گا اور تو نکل نہ سکے گا لہذا مین اسی گنبد
مین ایک مدت سے اسیر تھا اور مال طلسمی کی حفاظت کرتا تھا سامان خوراک اسوقت تک کا بانیان طلسم
نے اندر گنبد کے رکھدیا تھا جس سے مین نے اسوقت تک زندگی بسر کی کل سے اسوقت تک وہ غذا ختم ہوجانے
کی وجہ سے مجھ پر فاقہ ہوا ہر چند کہ دروازہ تو کھل گیا تھا اور راستہ پیدا ہوگیا تھا مگر بغیر امانت آپ کے سپرد کیے
ہوئے مین کہان جا سکتا تھا الحمد للہ کہ اب حضور تشریف لائے امانت طلسمی لے کر اپنے قبضہ مین
کیجیے اور مجھے آزاد فرمایئے یہ کہکر اُسنے فردین مال طلسمی کی پیش کین نقابدار ابلق سوار نے فردین ہاتھ
مین لیکر پڑھین اور مال طلب کیا حافظ جنی نے اول ایک بارگاہ آسمان جاہ نکالی کہ ایسی بارگاہ کسیکو
دستیاب نہ ہوئی ہوگی نام اس بارگاہ کا انجم حصار ہے جسوقت یہ بارگاہ برپا ہوتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
آسمان زمین پر نصب کر دیا ہے دن کو اسمین دھوپ نظر آتی ہے مگر عوض تیزی کے اُس دھوپ سے خنکی محسوس
ہوتی ہے اور شب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدہا ستارے نکل آئے اور ایک بدر نمایان ہوتا ہے جو شام کو گوشہ
بارگاہ سے نمایاں ہوتا ہے اور صبح کو دوسرے گوشہ مین پوشیدہ ہوجاتا ہے شب کے وقت اس بارگاہ مین
روشنی کی ضرورت نہین ہوتی نقابدار اُس بارگاہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے بعد اسکے حافظ جنی
نے ایک علم نکالکر دکھایا کہ وہ علم بھی نشان ظفر تھا نام اُسکا علم نہنگ پیکر تھا پھریرا اُس علم کا مسلم
پوست نہنگ کا تھا اور پنجہ کی درخشانی پنجہ مہر سے پنجہ کرتی تھی اور اوصاف اس علم کے اُسوقت ظاہر ہونگے
جب کہ مقابلہ مین علم اژدہا پیکر کے یہ علم ہوگا بعد ازان حافظ جنی نے اسلحہ نکالکر پیش کیا جسمین
ایک تلوار ایک گرز ایک کمان ایک نیزہ ایک سپر تھی ان سب کے اوصاف بر وقت عرض کیے
جائینگے اور ایک مرکب مع ساز و یراق نکالکر پیش کیا کہ تمام زیور اُس مرکب اصیل کا الماس نگار تھا اور
چالیس ہزار خفتان بھی الماس نگار نکالکر حاضر کین اور اسلحہ بھی الماس کا تھا قبضہ تیغ کا ایک ڈال

الماس کا ترشا ہوا اور بنام الماس نگار چار آئینہ سے چارون تختے الماس کے مرکب سبزہ تھا بعد اسکے بہت سا زر و جواہر نکالکر پیش کیا اور آخر مین چالیس گنج زر سرخ نکالکر سپرد کیے اور راون رخصت طلب کیا نقابدار نے حافظ جنی کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا کر کے رخصت کیا یہ تو رہا ہوکر اپنے مسکن قدیم کیجانب روانہ ہوا اور نقابدار عالی مقدار سب مال و اسباب طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے جانب طلسم باطن روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پہونچے اور خبر ملکہ صنم گلعذار کو ہوئی اسنے تمام ملازمین کو براے استقبال روانہ کیا اور بہ سبب پردہ نشین ہونے کے آپ بھی تا دروازہ ایوان واسطے استقبال کے آئی عادل کیوان شکوہ داخل محل معلے ہوئے تین روز یہان رہے بعد اُسکے سامان تیاری سفر کا کر کے ملکہ صنم گلعذار سے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد معاملہ صاحبقرانی جبکہ نقاب ہمارے چہرہ سے اٹھیگی اور اپنے عزیزون سے مل لینگے تو تمہارے ساتھ عقد کرینگے اب تم اتنے زمانے کو تو کسیطرح گذارو اور رنج مفارقت اٹھاؤ ہر چند کہ مفارقت نقابدار عالی مقدار کی ملکہ کو نہایت شاق تھی مگر حکم نقابدار سے مجبور و ناچار تھی اشک حسرت بہا کر رہ گئی نقابدار نے داراب ثانی اور ملکہ کم جادو کو اپنے ساتھ لیا اور مال و اسباب طلسمی و فوج و سپاہ سب ساتھ لے کر نہایت حشم و خدم کے ساتھ بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوے ملکہ نسیم جادو اور داراب ثانی سے بھی یہی وعدہ ہوا کہ جب عقد عادل کیوان شکوہ کا ملکہ صنم گلعذار کے ساتھ ہوگا تو ہمارا بھی عقد تمہارے ساتھ ہوگا اسوقت مین یہ مناسب نہین ہر کہ نقابدار تو اپنا عقد دوسرے وقت پر رکھہ چھوڑین اور مین عقد کرلون الغرض یہ دونون نونہالان چمن حسن و جمال محروم وصال ہوکر بامید حسرت بر آری انتظار صبح وصال مین بیٹھے ہین اور نقابدار ابلق سوار جو مع داراب ثانی اور ملکہ کم جادو روانہ ہوئے ہین تو طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہانسے چند کلمہ داستان مصیبت نشان کشتہ محبت و شہید راہ الفت بادشاہ لشکر اسلام داراے بن جمشید کے گزارش سے کیے جاتے ہین

سر گشتگان کوچہ محبت و بادیہ پیمایان میدان الفت طلش خار تمنا کو نوک قلم سے اسطرح ظاہر کرتے ہین کہ جبسے جدائی ملکہ کم جادو سے ہوئی ہر اسوقت سے بادشاہ کی یہ حالت ہر ؎ دن تڑپنے مین کٹا اور رات زاری مین کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی + نہ تخت اچھا معلوم ہوتا ہر نہ تاج نہ ایوان شاہی مین جی لگتا ہر نہ دربار مین نہ باغ مین جی بہلتا ہر نہ کوچہ و بازار مین ہر وقت ایک تصویر ہر کہ پیش نظر ہر معمول کے موافق جو کبھی دربار مین بیٹھ جاتے ہین تو خاموش بیٹھے رہتے ہین باتین ناگوار گذرتی ہین لندھور ثانی وغیرہ بادشاہ کو دیکھ دیکھ کر نہایت پریشان ہین چاہتے ہین کہ ادھر اُدھر کی باتین کر کے دل بہلائین وہان دوا الٹا اثر کرتی ہر باتین ہمنشینو نکی اور بھی بری معلوم ہوتی ہین آگتا کر جلدی سے محل مین تشریف لیجاتے ہین جسوقت خاصہ سامنے آتا ہر تو دل بھاگتا ہر نہ بھوک ہر نہ پیاس یہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہر ؎ خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو + یہ غذا ملتی ہر جانان ترے دیوانے کو + ہر چند کہ فرش خواب پر سونے کے بہانے سے اکثر لیٹے رہتے ہین مگر نیند

کہاں سے ملیگا جانان جنھین ستاتی ہے کب ان آنکھون مین نیند آتی ہے + اسی کشمکش مین شب و روز گذرتے چلے
جاتے ہین اور مرض محبت کو طول کھینچتا جاتا ہے قوت زائل ہوتی جاتی ہے چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد کبھی
یہ خیال کہ نہین معلوم ملکہ کس حال پر ملال مین ہو گی کیوان ملعون نے اُسکو طلسم جہر افشان مین قید کیا ہے
ساتھ ہی خیال آتا کہ نہین طلسم گنبد بے در مین وہ مقید ہے نقابدار ابلق سوار اُس طلسم کیطرف گئے
ہوئے ہین خدا انکو مظفر و منصور کرے ان خیالات نے ایسا طول کھینچا کہ نوبت بہ جنون آگئی اکثر قصد کیا کہ
تخت و تاج کو چھوڑ کر فقیری بانا اختیار کرو جب دل محکوم ہو گیا تو لطف حکومت جاتا رہا بقول شاعر ؎ کرے
شیرین کی منت خسرو پہ ویلے حیرت ہے + مٹا دیتا ہے رعب حسن جانان داب شاہی کو + لیکن مجبور اس سے
تھے کہ کرورہا آدمی انھین کے دم سے وابستہ تھے صاحبقران موجود نہین لشکر کو کس پر چھوڑتے اور
کیونکر علحدگی اختیار کرتے ایک روز جنون محبت نے ایسی ترقی کی کہ شب کے وقت تن تنہا خیمہ
سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہو گئے چونکہ ہوا سے سرد چل رہی تھی تمام لشکر مین سناٹا پڑا تھا سب عالم خواب
مین تھے طلایہ کا گشت بھی غفلت کے ساتھ مصروف حفاظت تھا کہ نہ کسی حریف کا لشکر قریب ہے
جسکا خوف ہو نہ کوئی ملک یہانسے نزدیک ہے نہ اتنے بڑے لشکر پر کسی قزاق کی دست اندازی کا
اندیشہ ہے بادشاہ کو کسی نے نہین دیکھا ظل اللہ صحرا کی سیر کرتے ہوئے قریب ایک چشمہ کے پہونچے
اور کنارے بیٹھکر چشم ہاے چشم سے آنسو بہانے لگے یاد ملکہ کم کم جادو کی نشترزنی کر کے خون
دل آنکھون سے بہا رہی تھی اور فرقت محبوب بے حد ستا رہی تھی قضاے کار [illegible] کہ اسی
صحرا مین پہونچکر نقابدار ابلق سوار نے خیمہ بر پا کیا ہے اور قصد ہے انکا کہ کل خدمت بادشاہ مین
حاضر ہونگا کوئی پہر رات باقی ہو گی کہ ملکہ کم کم جادو کی آنکھ لگ گئی اسنے خواب مین دیکھا کہ بادشاہ
اسلام فقیر ہو گئے اور جنگلون مین مارے مارے پھر رہے ہین یہ دیکھکر گھبرا کے اسکی آنکھ کھل گئی
بے اختیار ہو کر خواصونکو پکارا جو اسوقت باری پر تھین حاضر حاضر کہکر دست بستہ آکر کھڑی ہوئین ملکہ
کم کم جادو نے کہا کہ میرا تخت لاؤ مین ہوا سے سیر صحرا جاؤنگی اسوقت میرا جی گھبرا رہا ہے خواصون
نے جا کر کہاریونکو اطلاع کی وہ تخت لے کر حاضر ہوئین ملکہ تخت پر سوار ہو کر چلی کہ اتنی رات کسیطرح
کاٹ دون دل مین کہتی ہے کہ افسوس ؎ حسرت پر اُس مسافر بیکس کی روئیے + جو تھک کے رہ گیا
ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + یہانسے لشکر بادشاہ کا بہت قریب ہے مگر ہمراہی نقابدار سے
یہ مجبوری ہے کہ جا نہین سکتی ورنہ یہ شب زیر قدم ظل اللہ کس راحت و اطمینان سے بسر ہوتی نقابدار
کا احسان سر نہین اُٹھانے دیتا کہ یہ روز انھین کی بدولت نصیب ہوا اگر آج نہین تو کل مل جائینگے
ورنہ اس زندان طلسمی مین پڑے ہوتے اس اسطرح کی باتین کرتی ہوئی چلی جاتی تھی کہ دیکھا اسنے
کنارے پر ایک چشمہ کے ایک شخص بیٹھا ہوا کچھ اشعار جنون آمیز پڑھ رہا ہے ملکہ تخت سے اتر پڑی
اور ٹہلتی ہوئی چلی کہ یکایک یہ شعر گوش زد ہوا ؎ ای ہمنشین مین میری دیوانے پن کی باتین
کیون پوچھتا ہے مجھ سے کسکو پکار اُٹھے + اس شعر نے قلب پر ایسا اثر کیا کہ ملکہ کم کم جادو بے چین
ہو گئی چونکہ یہ پہلو کیطرف سے آ رہی تھی نظر بادشاہ اسلام کی ملکہ پر نہین پڑی اور ملکہ کم کم جادو
اسقدر قریب پہونچ گئی کہ اسنے بادشاہ کو پہچانا مگر کہہ نہ سکتی تھی اسے اسے جاہ و حشم اسکا

خیال تھا یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ بادشاہ جم جاہ اور اس بیچارہ کے ساتھ تنہا فرش پر تصویر بیٹھے ہیں اور لباس بھی
بسبب بے پروائی کے جسم میں میلا ہے چہرہ بھی بعد عزت فرقت اتھا کے اتنا متغیر ہو گیا ہے
کہ پہچانا دشوار ہے ملکہ قریب بیہوش کی اور یہ خیال کیا کہ کچھ تو شباہت معلوم ہوتی ہے مگر یہ بادشاہ اسلام
نہیں ہیں خدا نے ایک صورت کے دنیا میں بہت سے پیدا کیے ہوتے ہیں کیونکہ اس شخص سے کچھ
خبر بادشاہ اسلام کی معلوم ہو جائے گی بس یہ خیال کرکے ملکہ قریب آئی اور کہا کہ اے شخص تجھے لشکر
اسلام کی بھی کچھ خبر ہے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے جو پلٹ کر دیکھا تو ان کی تصویر کو پایا جس نے چین
کر رکھا تھا قریب تھا کہ بادشاہ مارے خوشی کے شادی مرگ ہو جاتے کوئی جواب نہ دیا اور غش کھا کر
گر پڑے یہ دیکھ کر کم جادو نہایت پریشان ہوئی کہ یہ خون ناحق کس کے سر ہوا اتنے میں آیا کہ شاید یہ در
گیا ہے ایک آدمی خواص سے کہا کہ ملکہ یہ تو ظل اللہ معلوم ہوتے ہیں یہ سنکر کم جادو نے تصویر
بادشاہ کی نکالکر جو قریب سے مطابق کی تو سب خال و خط وہی پائے بس اسنے خواصوں سے کہا کہ
بیشک یہ بادشاہ ہیں انکو تخت پر ڈال لو اور بے چینی اتنے میں بادشاہ کو بھی ہوش آیا فرمایا کہ اے
ملکہ کم جادو تمہاری محبت سے ان جنگلوں کی خاک چھانی اور بادشاہت سے فقیر بنا دیکھ تم سے
اسقدر بیوفائی کی امید نہ تھی کہ چار ہی دن میں بھول جاؤ گی یہ تو بتاؤ کہ تم نے قید طلسم سے کیونکر
رہائی پائی اور یہاں تک کیونکر آنا ہوا یہ سنکر ملکہ کم جادو نے تمام سرگذشت اپنی طلسم کی مصیبتیں اور
نقابدار ابلق سوار کی جانفشانیاں بیان کیں اور کہا کہ اسی ہوا میں نقابدار مقیم ہیں شام
ہو جانے کی وجہ سے یہاں قیام کیا یقین ہے کہ کل صبح کو نقابدار حاضر حضور ہوں بادشاہ نے
فرمایا کہ میں اپنے لشکر سے بہت دور نکل آیا اب یہاں میرا ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے ایسا
نہ ہو کہ میرے اس جنون کی خبر نقابدار کو ہو جائے لہذا اب میں اپنے لشکر کیطرف جاتا ہوں ملکہ نے کہا
اے شہریار شہنشاہ آپ اتنی دور شہر سے نکل آئے جسکے زمین و آسمان دشمن ہوں اسکو ایسی جرأت کرنا نہ
چاہیے ہر چند کہ شاہ و شہریار صاحب اقبال ہوتے ہیں تاہم اپنی شان و شوکت کا بھی خیال
رکھنا چاہیے اور اب رات کم باقی ہے لشکر تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو جائے گی آپ کا اس
بے سر و سامانی کے ساتھ اس جنگل میں فرش خاک پر بیٹھا ہونا کیونکر یقین دلا سکتا تھا کہ آپ
بادشاہ اسلام ہیں اب اگر ارشاد ہو تو میں حضور کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ آسمان جاہ میں پہونچا دوں
یوں تشریف لے جانا مناسب نہیں ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے ملکہ آجتک ہمارے خاندان
میں کسی نے ایسا نہیں کیا ہے کہ سواری سحر کی اختیار کی ہو میں یوں ہی جاؤنگا یہ فرما کر ٹہلتے ہوئے
اپنے لشکر کیجانب چلے اور ملکہ کم جادو سے ارشاد فرمایا کہ اب میں جا کر نقابدار کے واسطے سامان
ضیافت کرتا ہوں تم صبح کو ہمراہ نقابدار کے آنا یہ فرما کر جانب لشکر فیروزی اثر روانہ ہوئے ادھر
ملکہ کم جادو اپنے لشکر میں روانہ ہوئی دو جادوگرنیوں کو حکم دیا کہ تم پوشیدہ طور پر بادشاہ کے ساتھ
لشکر تک جاؤ اور بحفاظت تمام ظل اللہ کو پہونچا کر مجھ سے خیر و عافیت بیان کرو یہ سنکر وہ دونوں
ساحرائیں ادھر بشکل طاؤس بنکر اڑیں اور ساتھ ساتھ بادشاہ اسلام کے جانب لشکر روانہ
ہوئیں یہاں ملکہ کم جادو اپنے خیمہ میں آکر بستر راحت پر لیٹی کہ کسی طرح یہ تھوڑی سی رات

اندر جانے تو دیدار دلبر بارہی بھر کر نصیب ہو مگر آتی رات پہاڑ ہو گئی کہ کاٹے نہ کٹتی تھی تھوڑے سے دیدار نے
گرمی شوق کو زیادہ کر دیا اور بیتابیونکو ترقی دیدی بقول شاعر ؎

وصال یار سے دونا ہوا عشق	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کروٹیں لے رہی تھی مگر کسی پہلو آرام نہ تھا بار بار صحن میں آکر جانب آسمان دیکھتی تھی کہ سپیدۂ سحری
نمودار ہوا یا نہیں مگر وہ رات تو درازی میں زلف محبوبان سے زیادہ تھی ایک ایک گھڑی ایک
ایک سال کا طول رکھتی تھی غرضکہ خدا خدا کر کے وہ آتی رات بسر ہوئی اور آواز مرغ سحر گوشزد ہوئی
ملکہ کم جادو نے اٹھ کر وضو کیا اور چونکہ ابھی سحر سے توبہ نہیں کی ہو صرف سجدۂ شکر بجالائی اور یہ
شعر ورد زبان کیا ؎

مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی	اک سجدۂ شکر کا تیرے بیمار نے کیا

ادھر نقابدار معہ جمعدار ہوشیار ہوئے فریضۂ سحری کو ادا کر کے مرکب کو طلب کیا اور پشت مرکب
پر بیٹھ کر مع لشکر کوچ کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے ملکہ کم جادو بھی ہمراہ نقابدار کے نہایت
خوش و مسرور روانہ ہوئی ادھر بادشاہ لشکر اسلام جو تنہا روانہ ہوئے تھے تھوڑی دور گئے
ہونگے کہ دیکھا عیاران اسلام مثل فراق ثالث و برق ثانی و سر سنگ ثالث وغیرہ مرکب
شاہی ساتھ لیے ہوئے بادشاہ کو ڈھونڈھتے چلے آتے ہیں نظر جوان عیاروں کی ظل اللہ پر پڑی
مرکب لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار آپ کہاں تشریف لے گئے
تھے چونکہ برق ثانی بادشاہ کا رازدار تھا یہ سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ کا عشق زور و شور پر ہو ایسا نہو کہ
اسی جوش تلاش جانان میں کسیطرف نکل گئے ہوں یہ رات کو پوشیدہ طور پر آ کر بادشاہ کی خیر و عافیت
دریافت کر جاتا تھا آج اسنے بادشاہ کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا اصطبل میں آکر گھوڑا خاصہ کا لیکر
چل نکلا راہ میں فراق ثالث و سر سنگ ثالث بھی مل گئے تھے اس صورت سے یہ تینوں
عیار حاضر ہوئے لیکن آج برق ثانی نے چہرہ بادشاہ اسلام کا نہایت بشاش پایا تو متعجب ہوا کہ
کیا سبب ہے الغرض سب بادشاہ کو مرکب پر سوار کر کے لشکر میں لائے لوگ سمجھے کہ بادشاہ ہوا خوری کو
تشریف لے گئے تھے یہاں بادشاہ لشکر اسلام نے لندھور ثانی کو طلب فرمایا اور حکم تیاری
دعوت نقابدار کا دیا لندھور نے عرض کی کہ حضور نقابدار کہاں تشریف رکھتے ہیں فرمایا مجکو خبر ملی ہے
کہ بہت قریب آ گئے ہیں یقین ہے کہ آج داخلہ انکا ہو جائے گا لندھور سامان دعوت میں
مصروف ہو گئے اور بادشاہ اسلام نے شاہزادوں کو برائے استقبال نقابدار معہ جمعدار روانہ
کیا اسطرف سے سرداران لشکر اسلام چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے ابر گرد بلند ہوا جسوقت
دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار مرکب ابلقی پر بیٹھے ہوئے پشت پر
ساٹھ ہزار نقابداران ابلق پوش اتالیق بارگاہ انجم حصار کا لیے ہوئے پہلو میں نقابدار
کے ایک نقابدار زرد پوش اور محافہ کم جادو کا ہمراہ چونکہ یہ معشوقہ ہیں بادشاہ اسلام
کی اس بنا پر نقابدار نے انکو محافہ میں سوار کر لیا ہو کہ نظر ہر ایک کی انپر نہ پڑے الحاصل
سرداروں نے بڑھ کر استقبال کیا اور نقابدار کو بعزت تمام لے کر خدمت بادشاہ میں حاضر

نزدیک لقا بدار سے مؤدب ہوکر سلام کیا بادشاہ نے مثل صاحبقران کے لقا بدار کی عزت کی اور
سلام انکا سینہ پر ہاتھ رکھ کے لیا اور دنگل جواہر نگار سب سے بالادست بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور ارشاد
کیا کہ یہ سبز پوش جو آپ کے ہمراہ ہیں انکو جہاں مناسب جانیے جگہ دیجیے لقا بدار نے زمرد پوش
کو دنگل داراب کشورکشا پر بیٹھنے کو اشارہ کیا لقا بدار زمرد پوش یعنے داراب ثانی اپنے باپ
کے دنگل پر بیٹھ گئے بعض سرداران دست راس نے لقا بدار کیطرف بنگاہ غیظ دیکھا اور آپس میں
سرگوشیاں ہوئیں کہ نہیں معلوم یہ کون شخص ہے کہ داراب کے دنگل پر بیٹھ گیا مگر پھر اس خیال سے خاموش
ہو رہے کہ یہ ابھی ہم ہی میں سے کہ زمرد پوش ہے اگر بیٹھ گیا ہے تو چنداں مضائقہ نہیں ہے لیکن
لقا بدار ابلق سوار کا سب سے بالادست بیٹھنا لندھور ثانی کو خلاف گذرا کہ یہ جانشین صاحبقران
ہیں مگر ادب بادشاہ سے خاموش ہو رہے کہ خیر بروقت مقابلہ دیکھا جائے گا بادشاہ اسلام نے حالات
لقا بدار عالیمقدار سے دریافت کیے انھوں نے سب کیفیت تمامی طلسم گنبد بے در کی بیان کی
اور چپکے سے عرض کیا کہ ملکہ محافہ میں تشریف فرما ہیں فرمایا کہ ایک علیحدہ خیمہ میں انکو جگہ دیجائے
ابھی میں داخل محل نہیں کر سکتا ہوں اسلیے کہ انھوں نے سحر سے توبہ نہیں کی ہے پھر دیکھا
جائے گا غرضکہ ملکہ گم جادو کے واسطے خیمہ برپا ہوا اور ملکہ محافہ سے اُتر کر داخل خیمہ
ہوئیں یہاں بادشاہ اسلام نے لندھور کیطرف دیکھا انھوں نے دست بستہ عرض کی کہ خاصہ
تیار ہے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لقا بدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس خیمہ میں تشریف
لائے جہاں دسترخوان بچھا ہوا تھا لقا بدار نے ہمراہ بادشاہ اسلام کے خاصہ تناول فرمایا
داراب ثانی بھی شریک تھے بعد اسکے لقا بدار رخصت ہو کر اپنے خیمہ کیجانب چلے اور بادشاہ
اسلام خیمہ ملکہ گم جادو میں تشریف لائے بعد شکوہ و شکایت کے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر
تم سحر سے توبہ کرو تو میں تم کو داخل محل کروں اور اگر ابھی سحر سے توبہ کرنا منظور نہ ہو تو تمہارا
پوشیدہ رہنا بھی فضول ہے ملکہ گم جادو نے عرض کی کہ میں بعد فتح قلعہ ہفت رنگ کے
سحر سے توبہ کرونگی جسوقت میرے باپ کو میری رہائی کی خبر پہونچے گی اور یہ معلوم ہوگا کہ میں
اہل اسلام کی شریک ہوں تو ■ ضرور لشکر کشی کرے گا لہذا بہتر ہے کہ اس خلش کو دور کر کے میں
سحر سے توبہ کروں بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے بعد کچھ دیر کے رخصت ہو کر محل میں تشریف
لے گئے اور لندھور سے تیاری جشن کا حکم دیتے گئے جسوقت برآمد ہوئے تو سب
سامان درست تھا تمام لشکر کی دوکانیں آراستہ تھیں بارگاہیں سجی ہوئی تھیں سامان چراغان
تمام لشکر میں تھا جسوقت شام ہوئی تو بادشاہ بارگاہ میں تشریف لائے لقا بدار ابلق سوار
بھی مع لقا بدار سبز پوش حاضر ہوئے اور یہ سامان ضیافت دیکھ کر عرض کی کہ حکم شاہی سے
مجبور ہوں ورنہ میرا رہنا کسیطرح مناسب وقت نہ تھا الحاصل تمام رات صحبت رقص و سرود
آراستہ رہی طائفے مجرا کیا کیے لقا بدار ہمراہ بادشاہ اسلام کے حاضر جلسہ نشاط رہے
جب صبح ہوئی تو عرض کی کہ اب مجھے اجازت ہو کہ مجھے ابھی بڑے بڑے مرحلے طے کرنا ہیں
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ یہاں سے کہاں تشریف لیجانے کا قصد ہے لقا بدار نے

آداب بزم قاتل پورے نہ ہو سکے ہم سے
بیچ میں درد دل کے جس طرح چاہے رکھے
بے اختیار سمجھے بے اختیار ہنستے

پوچھو نہ آرزو سے کیوں منہ کر نہ اُٹھے
بس بیٹھ رہے وہ اور سے کے تقاضا بوں میں ہم تھے جیسے
مجبور ہو رہا تھا ایک ایک کے سبب سے
اُٹھے نہ یا نہ ہرگز اس دل کے بیٹھنے سے
محفل سے اے جگر ہم اُسکی ہزار اُٹھے

راویان صداقت شعار وحاکیان حقیقت اظہار اس داستان جلالت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ ایرج نوجوان مع رستم ثانی وشہریار وسہراب وشہنشاہ صف شکن وبلقیس بن جمہور وغیرہ جو طلسم طرطوسیہ فتح کرکے جانب طلسم نہ طاق چلے تو اول طلسم سر افشان میں آئے اور ملکہ گل افشان جادو کو اپنے ارادہ سے مطلع فرمایا گل افشان جادو نے بھی چلنے کی تیاری کی مگر اتنا عذر کیا کہ میرا چلنا ساتھ میں مناسب نہیں ہے آپ تشریف لے چلیں میں بھی تیاری کرکے آؤنگی لیکن بہتر یہ ہے کہ پتا باغ گل افشان کا دریافت کرکے اسیطرف سے چلیے گا کہ وہ مقام اپنے قبضہ اقتدار میں ہے شہنشاہ صف شکن نے پتا باغ گل افشان کا ملکہ سے دریافت کر لیا تھا اب یہاں سے طلسم گنجورہ میں آئے یہاں ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر تیار کرنے میں معروف تھی اسکا چلہ بھی تمام ہونے میں پانچ روز باقی تھے اور ان لوگوں کو ٹھہرنا منظور نہ تھا ملازمین سے کہدیا کہ جسوقت ملکہ ہوم خانہ سے باہر آئیں تو کہدینا کہ نقابداریاکوت پوش تانت جانب نہ طاق روانہ ہوگئے اگر تم کو ہم سے ملنا ہو تو وہیں آنا یہ کہکر سہراب ثانی یہانسے بھی روانہ ہوئے ہیں اب یہ تمام نقابداران سرخپوش جانب طلسم نہ طاق چلے جاتے ہیں بعد طی مراحل وقطع منازل ایک صحرا میں پہونچے کہ وہانسے تین راستے گئے ہوئے تھے ایک راستہ باغ گل افشان کو گیا تھا اور دوسرا راستہ بیابان خزان بہار کو تیسرا راستہ کوہ سرب کو یہاں ان سب نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو سب سردار جمع ہوئے اور یہ رائے ہوئی کہ کس راستے سے چلنا چاہیے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ میں تو باغ گل افشان کیطرف سے جاؤنگا لیکن آپ صاحبونکو اختیار ہے سہراب ثانی نے عرض کی کہ میں بیابان خزان بہار کیطرف سے جاؤنگا کہ مجھے اس صحرا کی نیرنگی دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے یہ رنگ دیکھکر بلقیس بن جمہور نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں کوہ سرب کیطرف سے جاؤں تمام نہ طاق پر پہونچکر ہم آپ سب یکجا ہو جائینگے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم ابھی ناکردہ کار ہو اور یہ مقام نہ طاق کا ہے یہاں کے زمین وآسمان سحر کے ہیں ذرہ ذرہ یہاں کا سحر سے مملو ہے ایسا نہو مثل طلسم طرطوسیہ کے کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤ بلقیس نے عرض کی کہ اگر ہم ایسے ہی بد اقبال ہیں تو اس جینے سے مرنا بہتر ہے تمام عزیزوں نے کیسی کیسی شوکتیں پیدا کیں اور ہم اسوقت تک شومی تقدیر سے اس قابل نہیں کہ کسی عزیز کو منہ دکھائیں یہ کہکر رونے لگے ایرج نوجوان کو مجبور ہوکر اجازت دینا پڑی بلقیس اسیوقت تن تنہا بارگاہ سے نکلا اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوئے ہر چند ایرج نے کہا کہ

تھوڑا سا لشکر ہمراہ لے لو مگر بلقیس نے گوارا نہ کیا ایرج نوجوان اس کا ہمہ دیکھ کر نہایت
خوش ہوئے مگر بلقیس کی بے سروسامانی پر دل پس گیا اور یہ خیال گذرا کہ پر نشانی ہے جمہور
دیو پرور کی ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پیش آئے بس انھون نے سہراب ثانی اور رستم ثانی
وغیرہ کیطرف دیکھ کر کہا کہ مین نقابدار ببر پوش بنکر اس لڑکے کے تعاقب مین جاتا ہون
کہ حفاظت اسکی لازمی ہے تم سب بیابان خزان بہار کیطرف چلو انشاء اللہ نہ طاق مین
ملاقات ہوگی اگر اسوقت مین نہ جاؤنگا تو میرے واسطے باعث بدنامی بھی ہے کہ اگر باپ اسکا جمہور
زندہ ہوتا تو اس بے سروسامانی سے تنہا نہ جانے دیتا ورنہ خود بھی ساتھ جاتا رستم ثانی وغیرہ
نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے لباس اپنا تبدیل کیا اور بانا ملکشاہ
رومی کا اختیار کیا کہ نقابدار ببر پوش بنکر یہ بھی جانب کوہ سر سبز روانہ ہوگئے تھوڑی سی
فوج اور سامان قلیل اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد اسکے جانے کے شہنشاہ صف شکن جانب
باغ گل افشان روانہ ہوئے اور سہراب ثانی جانب بیابان خزان بہار چلے لیکن اول
حال شاہزادہ بلقیس بن جمہور کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب پر بیٹھے ہوئے نقاب
سرخ چہرہ پر ڈالے ہوئے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی
شاہزادہ بلقیس نے جانب پروردگار نظر کی اور ایک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ
گئے گھوڑے کو چھوڑ دیا کہ یہ چرے خود قریب ایک چشمۂ آب کے جا کر وضو کیا نماز مغرب
پڑھکر وظیفہ سے فراغ حاصل کرکے سوچنے لگے کہ اگر ان سخت منزلون کو طے کرکے جانب
کوہ سر سبز پہونچے بھی تو کیا کرینگے اے خالق ذوالمنن تو ہی مدد کرنے والا ہے یہی سوچتے سوچتے
تنہ درخت پر تکیہ کرکے سوگئے تقضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اسطرف گذر ہوا ملکہ زنار
خود پسند جادوگر کا کہ باغ اسکا اس صحرا سے قریب تھا یہ واسطے سیر صحرا کے نکلی تھی چند نازنینان
آئینہ بردار اسکے ہمراہ تھین ہر چند کہ سن اس قحبہ کا ساڑھے نو سو برس کا ہے مگر بزور سحر جوان
بنی ہوئی ہے اور اپنے کو رشک لیلے و غیرت شیرین تصور کرتی ہے جسوقت یہ ٹہلتی ہوئی قریب
اس درخت کے پہونچی کہ جہان بلقیس درخت سے تکیہ کیے ہوئے سو رہے تھے اور نظر
زنار خود پسند کی بلقیس پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہے کہ زیر درخت جلوہ گر ہے صورت
شاہزادہ کی دیکھ کر اسکے منھ مین پانی بھر آیا خواصون کیطرف دیکھ کر کہا کہ مین زیادہ حسین
ہون یا یہ انھون نے کہا کہ واری یہ بھی حسین ہے مگر آپ کا حسن عالم فریب بے مثل ولاجواب
ہے اسوقت حسینان عالم آپ کی تصویر و تمثال تعویذ گلو بناتے ہین ایک خواص نے بڑھکر
آئینہ دکھایا اسنے صورت اپنی دیکھی وہ بڑے بڑے دانت ہونٹ موٹے موٹے اور
سیاہ ناک چپٹی آنکھین اسقدر چھوٹی کہ صرف دو نشان معلوم ہوتے ہین پیشانی تنگ گردن
کوتاہ رنگ مانند قیر کے سیاہ ایک بلا ایسی صورت اور سن کوئی پندرہ برس کا معلوم ہوتا
ہے لیکن چونکہ طبیعت اسکی بلقیس پر آچکی تھی بس آئینہ دیکھ کر قریب بلقیس کے آئی
اور خواصون سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو اگر یہ پرستش میری قبول کرے تو خیر ورنہ

اسے قتل کرونگی یہ سنتے ہی ایک خواص شاہزادہ بلقیس کو جو تنہ درخت سے تکیہ لگا کرے بے اختیار
سو گئے تھے بیدار کرنے کی غرض سے منگتی ہوئی آگے بڑھی اب اسکی حقیقت تو آگے
بشرح کر عرض کیجائیگی کہ اس خواص نے قریب شاہزادہ بلقیس کے پہونچکر شاہزادہ
کو کیونکر خواب راحت سے بیدار کیا اور بعد بیدار ہونے کے شاہزادہ نے کس کس
کو اپنے سر پر کھڑا دیکھا اور اس خواص سے اور بعد خواص کے خود ناز خودپسند سے
اور شاہزادہ بلقیس سے دو بدو کیا گفتگو بایکدگر ہوئی پہلے چند کلمہ خواب شاہزادہ
بلقیس کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ بلقیس نے تنہ درخت
سے تکیہ لگایا ہے تو دفعتہً انکو نیند آگئی اور نیند آتے ہی عالم خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ مین
ایک لق و دق دست میدان مین کھڑا ہون اور جانب مغرب سے ایک نہایت تند و
پر شور اور سیہ مست ابر آسمان کو گھیرتا ہوا اور باد پا اور تیز رفتار گھوڑون کی بگٹٹ دوڑ سے
کہین بڑھکر تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا چلا آتا ہے کہ یکایک اوج آسمان تک ایک آن
کی آن مین آپہونچا اب شاہزادہ بلقیس کی یہ حالت ہوگئی کہ اس ابر کی سیاہی اور
تیز رفتاری دیکھکر انکے چھکے چھوٹ گئے اور عالم خواب مین اس میدان کے اندر جہان
ابھی آپ کو کھڑا ہوا دیکھا تھا اسی مقام پر ہکا بکا ہوکر کھڑے رہ گئے اور تاریکی کی یہ
حالت ہوگئی کہ انکو اپنا ہاتھ تک نہین سوجھتا جی مین کہہ رہے ہین کہ اللہم ادفع عنی
بالبلاء کبھی بحالت کمال اضطرار جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو پڑھتے ہین مگر اضطرار
اور ہول و دہشت اسقدر ہے کہ زبان لڑکھڑا جاتی ہے پورا لفظ بھی زبان سے نہین
نکل سکتے الغرض جب وہ ابر سیاہ مغرب سے مشرق تک تمام آسمان پر محیط ہوگیا اور
چند منٹ اس تاریکی پر گذرے اور انکی حالت اس عالم خواب مین اس تاریکی سے دم
گھٹنے کے یہانتک پہونچ گئی کہ قریب تھا روح قالب عنصری سے جدا ہو جائے کہ
دفعتہً جانب مغرب سے دامن ابر قیرگون شگافتہ ہوا اور ایک نہایت مہیب اور کریہ
منظر عورت نمودار ہوئی کہ شاہزادہ بلقیس کی جانب تیز رفتاری سے بلاے بے درمان
کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے اور چند عورتین اس کریہ منظر سے کسیقدر پیچھے ہٹی ہوئی نظر آتین کہ یہ
بھی اسی کے ساتھ ساتھ اسی تیزی سے انکی جانب گرم رفتار ہین انھون نے اسی عالم
خواب مین ادعیہ دفع بلیات و خبائث پڑھنا شروع کین اور خوف و ترس کا یہ عالم ہے کہ
زبان قابو مین نہین زبان سے لفظ کچھ نکالتے ہین اور نکلتا کچھ ہے اور دل مین یہ مخاطرہ کر رہے
ہین کہ ہنوز دہلی دور ہے کوہ سرب کی تو ابھی سواد تک نظر نہین آتی ہے اور ہولناک بلیات
جانگزا کا سامنا یہین سے شروع ہوگیا ہے جنھون نے ہوش و حواس گم کر دیے تو معلوم
نہین خاص مقام کوہ سرب مین پہونچکر کیسے کیسے سوانح کا سامنا ہو اور اول تو اگر ایسے
اضطرار اور بدحواسی کا یہی عالم ہے تو خاص کوہ سرب تک پہونچنے کی نوبت ہی کب آئیگی
انھین اثناء راہ کی بلیات مین خاتمہ ہوجائیگا اور لو فرض خداوند تعالے نے اپنی قدرت

کاملہ سے دل و دماغ مستقل بودن در علین شدائد کا وصف عطا بھی فرمایا اور رفتار راہ کے صعوبات کو
تحمیل بھی کرے تو خاص کوہ سرب کے بلیات جو ان بلیات سے معلوم نہیں کسقدر زیادہ تر
دشمن استقلال و حواس ہوں ضرور ہلاک کر ڈالیں گے الغرض شاہزادہ بلقیس زبان سے
کمال بدحواسی میں ادعیہ دافع بلیات و خبائث جسطرح پڑھی جاتی تھیں پڑھتے ہوئے اور اپنے
جی میں خاطرات اپنے یقین ہلاکت کے کرتے ہوئے پیچھے پاؤں ہٹتے چلے جاتے تھے کہ
ان خبیث عورتوں سے اپنے آپ کو بچائیں جو آندھی کیطرح انکی طرف تیزی سے بڑھتی چلی
آرہی تھیں تا آنکہ وہ سب سے زیادہ کریہ منظر عورت اسقدر انکے قریب آپہونچی کہ اب صرف
دو گز کا فاصلہ انکے اور اسکے درمیان باقی رہ گیا اور انکو یقین ہو گیا کہ بس یہ ایکہی قدم میں سر پر
آپہونچے گی اور میں اس موذیہ کے چنگل میں پڑکر ہلاک ہو جاؤنگا گو طی منزل کوہ سرب کے
لیے جب پہلا قدم اٹھایا تھا اسیوقت جی میں یہ ٹھان چکے تھے کہ واقعی یہ منزل نہایت صعوبت
ناک ہے اگر کچھ تائید ایزدی شامل حال ہو گئی تو تو اس مقام صعب میں پہونچیں گے اور تمام
صعوبتوں کو تحمیل کر اپنے پیارے ہمراہیان سے پھر ملینگے ورنہ ہلاکت ہے خیر ہو موت سے کیا ڈرنا
ہے یہ تو وہ دن ہے کہ ایک روز ہر کس و ناکس گدا و شاہ امیر غریب ضعیف قوی ہر ایک کو
پیش آنا ہے مگر ہاں اپنے زعم شجاعت و پردلی کے بھروسے پر اسقدر امید ضرور رکھی کہ خاص
کوہ سرب کی کیفیت دیکھ لیں اور اس مقام میں پہونچکر جو کچھ صعوبات پیش آئینگے دیکھیں گے
اگر ان صعوبات کو تحمیل کر بچ نکلے تو ہمراہیان سے ملیں گے معرکہ میں سرخرو ہونگے اور
اگر مشیت ایزدی میں اپنی ہلاکت ہی ہے تو ہماری لاش کوہ سرب میں دیکھکر ارباب
شجاعت اتنی داد تو دینگے کہ بھئی تھا بیشک ذی تہور کہ صدہا صعوبات راہ کو جھیلتا ہوا سر منزل
تک تو اپنے آپ کو پہونچا کر مرا افسوس تو یہ ہے کہ اگر اس کریہ منظر عورت ہی کے ہاتھوں
اپنی موت بدی ہے تو دل کی سب حسرتیں بھی دل ہی میں رہیں اور تائید غیبی نے ایسا ساتھ
چھوڑا کہ ایک عورت کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے ہنوز یہ مخاطرہ شاہزادہ بلقیس کا تمام
نہ ہو چکا تھا اور سخن در دہان تھا کہ دیکھا شاہزادہ نے یک ناگاہ ایک غیبی پنجہ جانب
شمال سے نمودار ہو کر شاہزادہ اور ان عورتوں کے گروہ کے درمیان میں حائل ہو گیا
اور ایک کہنے والے نے باواز بلند ڈانٹ کر اس کریہ منظر سے خطاب کرکے کہا کہ
باش او لکا تہ خبیثہ مع ہمراہیان خویشتن بجائے خود باش خبردار اب قدم آگے نہ بڑھے ورنہ
یاد رہے کہ فوراً سر قلم کر دیا جائے گا کہ دیکھا شاہزادہ نے اس آواز کے آتے ہی وہ کریہ
منظر اور اسکی تمام ہمراہی عورتیں جہانتک پہونچ چکی تھیں وہیں پر ٹھٹک رہیں اور اسکے
ساتھ ہی ایک پیر و سفید پوش جنکا چہرہ آفتاب کے مانند چمک رہا تھا نمودار ہوئے اور
شاہزادہ کیجانب مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ السلام علیکم اے جوان ادھر آؤ ان بزرگوار کی
نورانی صورت دیکھتے ہی پہلے تو شاہزادہ اسطرح حیرت زدہ رہ گئے جیسے کوئی آئینہ
کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں مگر ایک آن کی آن میں گویا پھر کسی نے اس حیرت و بیخودی سے

بیدار کر دیا اور شاہزادہ بلقیس نے ان بزرگوار کے قریب جاکر بہ کمال ادب سلام عرض کیا اور
پوچھا کہ یا حضرت آپ نے جب ایسی مشکل موقع پر اسقدر دستگیری اور حل مشکل فرمائی ہے
تو مرحمت فرماکر اپنے نام ونشان سے بھی خاکسار کو مطلع فرمایئے شاہزادہ بلقیس کی یہ مودبانہ
تقریر سُنکر وہ بزرگوار مسکرائے اور فرمایا بابا تم کو میرے نام ونشان پوچھنے سے کیا غرض
اپنے کام سے کام رکھو اور میرے نام ونشان کے دریافت کے پیچھے نہ پڑو مجکو اسقدر
فرصت نہین کہ مین تم سے اپنی مفصل تاریخ بیان کرون یا اپنے نام ونسب کی اطلاع دون
کیونکہ مین ایک نہایت اہم مہم کی ضرورت سے مقام کوہ مغرب سے چند ہی میل کے
فاصلہ پر ایک چلہ کشی کے لیے چند مدت سے مقیم ہون مجکو اسوقت غیبی حکم ہوا کہ فلان
عورت کہ یہ منظر شاہزادہ بلقیس کی ایذارسانی پر آمادہ ہو رہی ہے تم فوراً شاہزادہ بلقیس
کے پاس پہونچکر شاہزادہ کو اسکی ایذارسانی سے محفوظ اور محصور حصار امن وعافیت
کراؤ اور اس کریہ منظر کو ڈانٹ آؤ کہ اگر اپنی حیات کی خواستگار ہے تو خبردار شاہزادہ کیطرف
بُری نظر سے آنکھ اُٹھاکر بھی نہ دیکھنا اور اگرچہ وہ لکاتہ تمہاری نصیحت پر عمل ہرگز نہ کرے گی
اسلیے کہ شیطان اُسپر بڑی قوت کے ساتھ مسلط ہوچکا ہے تاہم بطور اتمام حجت کے
اسکو للکار کر اچھی طرح فہمائش کر دینا اور شاہزادہ بلقیس کو بشارت دیتے آنا کہ تم ہر طرح
مطمئن رہو اگرچہ یہ لکاتہ تم پر طرح طرح سے حملہ کرے گی اور انواع اقسام کی دھمکیان
دیکر تم کو اپنے قابو مین لانا چاہے گی تاکہ تم سے اپنا کام دلی حاصل کرے یعنی تمہاری
دولت وصلت سے بہرہ اندوز ہو اور تمہاری لذت مواصلت سے کام جان شیرین کرے مگر تم
کسیطرح اسکی دھمکی مین نہ آنا اور کسی حالت مین ایک ذرہ اسکی گیدڑ بھبکیون سے
خوف نہ کھانا کیونکہ انجام کار موت اس لکاتہ خبیثہ کی بہ مدد غیبی وبتائید لاریبی تمہارے
ہی ہاتھ سے قلم قدرت نے لکھدی ہے رہا یہ امر کہ تم کیونکر اور کب اور کونسی تدبیر سے اسکو
قتل کروگے اور کسطرح ایسی خبیثہ قویہ لکاتہ پر غالب آؤ گے نہ تو تم سے اسکے بیان کرنے
کی مجکو اجازت دی گئی ہے اور نہ اسکے بیان کرنے کی کچھ بھی ضرورت ہے بس مجکو اسیقدر
اشارت غیبی تھی کہ مین تم کو آکر اسیقدر الفاظ مین جوکہ مین نے تم سے کہے بشارت
اس لکاتہ کے تمہارے ہاتھ سے قتل ہونے کی دے آؤن تاکہ جب تم اس لکاتہ خبیثہ سے دوچار
ہو تو کوئی رعب ودہشت وخوف کسیطرح کا اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی سے تم پر طاری
نہ ہونے پائے اور کسی حالت مین بدحواس اور منتشر نہ ہونے پاؤ شاہزادہ بلقیس
نے بزرگوار کی یہ سب تقریر بشارت آمیز سنکر اور دست بستہ ہوکر کمال ادب کے ساتھ
بزرگوار کیخدمت مین عرض کی کہ یا حضرت یہ جملہ جو حضرت نے فرمایا کہ جب تم اس لکاتہ
خبیثہ سے دوچار ہو تو کوئی رعب ودہشت وخوف اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی کا تم پر طاری
نہ ہو تو کیا ابھی مین اس سے دوچار نہین ہوا ہون یا حضرت دوچار ہونا کیسا یہ تو بہت
تیز رفتاری سے میری طرف بڑھتی چلی آرہی تھی کہ جب جناب نے للکارا ہے تو مرتے

دو گز کا فاصلہ میرے اور اسکے درمیان مین باقی رہ گیا تھا اگر حضور کی تشریف آوری مین ایک سیکنڈ کا توقف بھی ہو جاتا تو معلوم نہین وہ میری کیا گت بناڈالتی شاہزادہ کی یہ تقریر سنکر بزرگوار پھر مسکرا دیے اور ایسے مسکرائے کہ دندان مبارک ان بزرگوار کے جو موتیون سے بڑھکر باآب وتاب تھے نمودار ہوگئے اور فرمایا کہ اے جان عزیز یہ جو کچھ معاملہ تم کو پیش آیا عالم خواب ہے نہ کہ عالم بیداری تم مطمئن رہو جسوقت اس خواب سے تمھاری آنکھ کھلے گی تو اس لکاتہ خبیثہ سے دوچار ہوگے اسی لیے مجکو بشارت غیبی ہوئی کہ مین تم کو متنبہ کراؤن اور اس لکاتہ خبیثہ کو تمھاری خواہش مواصلت سے باز رہنے کی نصیحت کرکے اتمام حجت بھی کر لون کیونکہ آخر کار موت اسکی تمھارے ہی ہاتھون ہے یہ تقریر ختم کرکے بزرگوار فی امان اللہ کہکر شاہزادہ سے رخصت ہوئے ہی تھے کہ دفعتہً شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ ایک عورت شانہ پکڑے ہوئے ہلا رہی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اے شخص کیا سوتا ہے نصیب تیرے جاگے اور طالع بیدار ہوئے دیکھ تو ہماری ملکہ تشریف لائی ہین جس یہ آواز کانون پہونچتے ہی بلقیس بیدار ہوئے آنکھ کھولکر دیکھا تو بہت سی بلائین سر پر کھڑی ہین انھون نے گھبراکر پھر آنکھین بند کر لین اور کہنے لگے کہ تعجب ہے خواب بھی بھیانک ہوتے ہین دوسری خواص نے کہا کہ خواب نہین ہے بلکہ بیداری قسمت ہے بلقیس نے آنکھ دوبارہ کھولی اور کہا کیا تم سب چڑیلین ہو اگر یہ درخت تمھارا مسکن ہے تو مین دوسرے مقام پر چلا جاؤن مجھے پریشان نہ کرو یہ سنکر زنار خود پسند نے کہا کہ او زبان دراز تو نہین دیکھتا کہ ہم کھڑے ہوئے ہین اور تو ہماری خواصون اور مصاحبون کو چڑیلین بناتا ہے بلقیس نے کہا تو سب سے بڑی چڑیل ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان سب کو مار کر اپنے قبضہ مین کیا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے مین تجھ سے ڈرنے والا نہین ہون زنار خود پسند کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے خنجر پکڑ کر برائے قتل چلی تھی کہ بلقیس بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا بس زنار جادو نے ارادہ بلقیس کا فاسد دیکھ کر ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور گیر کی آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے زنار جادو نے کہا بس اسی منھ پر یہ گھمنڈ تھا کہو اب کیا کہتا ہے بلقیس نے کہا کہ معلوم ہوگیا تو ساحرہ ہے جو قوت میرے ہاتھ پاؤن کی سلب کی زنار خود پسند نے کہا کہ اب بھی اگر دریدہ دہنی اپنی چھوڑ دے اور پرستش میرے حسن دل فروز کی اختیار کر تو مین تجکو چھوڑ دون بلکہ اپنی غلامی مین لے لون ورنہ تجھے اسطرح قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے بلقیس بن قمقمو نے کہا کہ او لکاتہ تو قابل نفرین ہے یا لائق پرستش ہے مین تیری طرف منھ کرکے تھوکنا بھی پسند نہین کرتا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کہ مین خود بھی اپنی زندگی سے تنگ ہون یہ سنکر زنار خود پسند جادو نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ نظر اسکی شاہزادہ کے جمال جہان آرا پر پڑی سارا غصہ اسکا فرو ہوگیا اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ پڑا خواصون سے کہا کہ لے جاکر مقید کرو اور سمجھاؤ اگر نہ مانے گا تو دیکھا جائے گا یہ کہکر اسنے سحر اپنا اتار لیا اور سبیار جادو سے کہا

کہ اُسے جاکر قید کر سیار جادو نے بلقیس کو اسیر سحر کیا اور باغ ملکہ زنار خود پسند کیطرف روانہ ہوئی اور ایک حجرہ میں بند کرکے مقفل کر دیا جسوقت زنار خود پسند قریب نصف شب کے سیر صحرا کرکے داخل باغ ہوئی تو اُسنے سیار جادو سے کہا کہ کسیطرح اُس ظالم کو وصل پر راضی کر کہ دل میرا بغیر اُسکے بیچین ہے ہر چند کہ مین اُسے تکلیف پہونچاتی ہون مگر بسبب اُسکا یہی ہے کہ کسیطرح مجبور ہوکر خواہ ڈر کر وصل قبول کرلے ورنہ اُسے تکلیف پہونچا کر دلکو تکلیف پہونچتی ہے یہ سُنکر سیار جادو نے کہا کہ ای ملکہ نہین معلوم یہ موا سڑی ہے یا سودائی کہ آپ ایسی محبوبہ دلنواز کی صحبت سے کراہت کرتا ہے شاید کمسن ہونے کی وجہ سے لذت وصل کو نہین جانتا ہے مین سمجھا بجھا کر دو ایک روز مین اُسے راضی کر دونگی زنار جادو کو تسکین ہوئی اور بستر مرگ پر گری جب رات بسر ہوکر صبح ہوئی تو سیار جادو بلقیس کے پاس آئی دروازہ حجرہ کا وا کیا اور کہا ای شخص تو کیون اپنی جوانی کو مٹاتا ہے اور راحت و آرام کو ترک کرکے تکلیف برداشت کرتا ہے یہ ضرور ہے کہ تو حسینان عالم سے ہے اور زنار جادو تیرے تلوے کے برابر بھی نہین ہے مگر اسوقت تو اُسکے قابو مین ہے اگر اُسکے حکم کے خلاف کرے گا تو اسی زندان تاریک مین گرفتار رہے گا تا زندگی رہائی دشوار ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ وصل اُسکا منظور کرلے کہ ان ایذاؤن سے نجات ملے بلقیس نے جواب دیا کہ تو کسیقدر نیک معلوم ہوتی ہے تو مین تجھ سے راز دل بیان کرتا ہون اور درد اپنا کہتا ہون کہ مین خدا پرست ہون اور پوتا ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کا اور بیٹا ہون قمہور دیو پرور کا میرے خاندان مین کسی نے ساحرہ کا وصل قبول نہین کیا ہے مین کیونکر خلاف مذہب اسلام کر سکتا ہون تو ایسی تدبیر کر کہ وہ مجھکو قتل کر ڈالے یہ سُنکر سیار جادو کا دل پگھل گیا کہ ایسا جوان حسین اور خود موت مانگتا ہے یہ اسوقت تو چلی آئی اور دوسرے وقت جاکر پھر سمجھایا کہ اچھا تم زبانی اقرار کر لو اور خوب شراب پلا دینا جسوقت وہ بیخود ہو جائے کسیطرف نکل جانا ہم بھی بدنامی سے بچین گی اور تمھاری بھی رہائی ہو جائے گی یہ سُنکر بلقیس نے سکوت اختیار کیا سیار جادو نیم رضا سمجھ کر وہانسے زنار خود پسند کے پاس آئی اور کہا کہ کسیقدر تو معشوق آپ کا وصل پر راضی ہو چلا ہے اگر آپ حکم دین تو مین اُسکو صحبت مین لاؤن اور آپ بھی اُسکے ساتھ بہ لطف پیش آئیے مگر جلدی نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ پھر وہ برگشتہ خاطر ہو جائے ای ملکہ معشوق نازک مزاج ہی ہوتے ہین اگرچہ آپ خود حسین ہین مگر اسوقت وہ معشوق ہے اور آپ عاشق ہین زنار خود پسند نے کہا کہ اچھا لے آؤ اور خواصون سے کہا کہ صحبت عیش آراستہ کرو خواصون نے کشتیان مرکی پلیٹین کبابون کی لاکر سامنے رکھین ایک مسند پر تکلف بچھادی گانیین حاضر ہوئین سیارہ جادو نے جاکر بلقیس کو پھر سمجھایا اور کہا کہ چلکر صحبت مین شریک ہو پھر دیکھا جائے گا بلقیس نے کہا ای سیار جادو تو اسقدر نیک طینت ہوکر اس کافرہ کی اطاعت کیون اختیار کیے ہوئے ہے سیار جادو نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو مین دردمند ہون اس لکاتہ

نے میرے جوان بیٹے کو مارا ہی اور دختر کو بھی قتل کیئے ڈالتی تھی جب مین نے اسکی ہزارون منتین کی ہین تو
اسنے اُسکو چھوڑا ہی اور مجکو اُس وقت سے اپنے ساتھ رکھتی ہی چونکہ ساحرہ زبردست ہی مین اسکا کچھ
کر نہین سکتی ہون اس وجہ سے مجبوری اطاعت کرتی ہون بلقیس نے پوچھا کہ لڑکے کو تمھارے کس
جرم پر قتل کیا سیارہ جادو نے کہا کہ وہ بھی کسی قدر حسین تھا یہ اُسکو ساتھ اپنے لے آئی تھی اور طالب
وصال تھی وہ پہلے تو رضامند ہوگیا جب اسکے دہن سے بو بد آئی تو اُسنے متنفر ہوکر تھپڑ مار دیا اسنے
اُسکو جلا دیا اور کہا کہ تیرے خاندان بھر کو پھونک دونگی اُسے جلا کر میرے مکان پر آئی ابر سحر
سے آگ برسانا شروع کی مین نے ہرچند دفع سحر کیا کچھ نہ ہوا آخر مین نے سامری و جمشید کے
واسطے دیے تو یہ اپنے ارادہ سے باز رہی اور مجھ کو ساتھ اپنے یہان لے آئی مین نے اپنی دختر
کو اپنی بہن ستارہ جادو کے پاس بھیجدیا اور مین یہان رہنے لگی بلقیس نے کہا کہ خدا تیرے
حال پر بھی رحم کرے یہ کہکر ساتھ سیارہ جادو کے صحبت زنار جادو مین آکر بیٹھے زنار جادو اسقدر
خوش ہو کہ باچھین اسکی کھلی جاتی ہین ہنوز جام شراب ناب کو گردش نہین ہوئی تھی کہ جانب آسمان
سے ابر شفق گون نمودار ہوا اور آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور تخت سحر نمودار ہوا اور اُس تخت پر ایک
ساحرہ جوان کوئی اٹھارہ برس کا سن دونون کانون مین اُسکے مندرے پڑے ہوے جوگیون
کی ایسی وضع بیٹھا ہوا آیا اور آکر زنار خود پسند کو سلام کرکے باادب بیٹھ گیا زنار خود پسند اسکے
آنے سے کچھ شرمندہ سی ہوگئی اور سیارہ جادو سے اشارہ کیا کہ بلقیس کو لیجاؤ سیارہ جادو
نے بلقیس سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے بلقیس حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی ہنوز یہ اٹھنے بھی
نہ پائے تھے کہ اُس ساحر نے زنار خود پسند کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کون ہی زنار خود پسند نے کہا
کہ ایک مسافر ہی سیارہ جادو نے اُسکو مہمان کیا ہی اُس جادوگر نے جواب دیا کہ نانی امان آپ
ایسی دیرینہ ہوکر اپنی حفاظت مطلق نہین کرتی ہین انجام اسکا اچھا نہ ہوگا کیا آپکو خبر نہین کہ یہ
زمانہ ہم لوگون کے واسطے نہایت نازک ہی زمین دشمن ہی آسمان عدو سے جان ہی اگر اسیطرح
کوئی دشمن آگیا اور دھوکا دے کر کام آپ کا تمام کیا تو کوہ سرب ویران ہوجائیگا ہم سب کی
جانین آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین زنار خود پسند جادو نے کہا کہ ای اخگر شعلہ تن تو یہ نہین
جانتا کہ میری قضا خداوند سامری و جمشید نے اور کے دم سے وابستہ کردی ہی اور تم لوگون
کی حیات میری زندگی سے وابستہ ہی تو ابھی نادان ہی جا اپنا کام کر جس مطلب کے لیے آیا ہی اُسے
بیان کر اخگر جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ فتاح طلسم دریاے نسیان کیطرف سے داخل نہ طاق
ہوا چاہتا اور بہت سے نامور اُسکے شریک ہوگئے ہین اگر مراحل طلسمی طے ہوئے تو وہ بات جاتی رہیگی جو کہ
پہلے تھی یہ نہین ممکن ہی کہ ہمکو کوئی قتل نہ کرسکے کیونکہ کوہ سرب و دیگر مقامات سب مراحل
نہ طاق سے وابستہ ہین اگر وہ مراحل شکستہ ہوے تو ہم لوگون کا رشتہ حیات بھی بودا ہو جائیگا یہ
یہ سُنکر زنار خود پسند نے کہا کہ بیٹا یہ سب افواہین ہین کجا نہ طاق کجا بدیع الملک کسکی تاب و
طاقت ہی کہ طلسم نہ طاق مین قدم رکھ سکے تو اتنی سی جھوٹ سچ خبر سُنکر گھبرا گیا جا اور اطمینان سے
کوہ سرب کا انتظام کر ایسی ویسی باتون پر خیال نہ کیا کر اور مین یہان کا انتظام اسلیے دیتی ہون

کا اگر دشمن اس وادی میں قدم رکھے تو جل کر خاک ہو جائے یہ سن کر اخگر شعلہ تن زنار خود پسند
سے رخصت ہو کر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہاں زنار خود پسند نے سیارہ جادو سے کہا کہ
یہ شخص تیرے حوالے ہے اور میں تین روز کے بعد آؤنگی یہ کہکر اُسنے اُسی وقت جلسہ برخاست
کر دیا اور آپ اپنے ہوم خانہ کی جانب روانہ ہوئی یہ مقام اسنے ایسی جگہ بنایا ہے کہ بس یہی
جانتی ہے اور کوئی خواص تک نہیں جانتی کہ یہ کہاں جاتی ہے سیارہ جادو نے بلقیس سے کہا کہ
میں تو اسی وقت آپ کو رہا کر دیتی مگر خوف اپنی جان کا ہے کہ اگر یہ بے حیا پلٹ کر آئیگی تو مجھے
مار ہی ڈالیگی اور آپ بھی جان ہونگے پھر گرفتار ہو کر آجائینگے اب کوئی ایسا انتظام کیجیے کہ اس کو
قتل کیجیے تو ہماری اور آپ کی دونوں کی رہائی ہو سکتی ہے آپ کے بزرگوں نے بڑے بڑے
کام کیے ہیں صد ہا خداوندیان بگاڑ دی ہیں ہزارہا طلسم شکستہ کیے ہیں آپ سے یہ بھی ممکن نہیں
کہ ایک ساحرہ کا کام تمام کر لیجیے بلقیس نے کہا کہ کہو تو گلا اسکا دبا دوں سیارہ جادو نے کہا کہ یہ
طلسم بند ہے موت اسکی اس طرح ممکن نہیں ہے اول تو اسکا مرنا بغیر در بند ان نہ طاق کے مٹے ہوے
ممکن نہیں اُسپر طرہ یہ کہ اب اسکے نواسے نے آکے اسے اور بھی ہوشیار کر دیا ہے یہ اسی انتظام کے
واسطے گئی ہے کسی صورت سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے کیا بندوبست کیا ہے میں آپ کو
ایک ترکیب بتاتی ہوں جب یہ ہوم خانہ سے واپس آئے تو آپ اس سے بہ آشتی پیش آئیے اور
اسی بات کی ہٹ کیجیے کہ تم جس کام کو گئی تھیں اگر اُس راز سے آگاہ کر دو تو میں وصل تمہارا منظور
کرونگا اور بغیر اسکے ہرگز وصل نہ ہوگا یہ دل و جان سے آپ پر فریفتہ ہو چکی ہے یقین ہے کہ ضرور
بتا دیگی بلقیس نے بھی اس رائے کو سیارہ جادو کی پسند کیا اب تین روز تک یہ خوب سیر
باغ و صحرا کیا کیے جب تیسرے روز زنار خود پسند ہوم خانہ سے پلٹ کر آئی اور اُسنے صحبت
عیش و نشاط آراستہ کر کے بلقیس کو بُلایا اور شاہزادہ شریک صحبت ہوا تو پھر اسنے سوال وصل
کیا بلقیس نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ میں محبت کا مارا ہوا ہوں اسی طرح اور ایک ساحرہ سے
اور مجھ سے محبت بڑھ گئی تھی مگر کسی عیار نے اُس کو مار ڈالا میں اُسکے عشق میں مہینوں دیوانہ رہا
ہوں جب سے میں نے عہد کر لیا ہے کہ اب کسی سے دل نہ لگاؤنگا اگر اُسی طرح تم کو بھی کوئی
قتل کر ڈالے تو مجھے دوسرا داغ اُٹھانا ہوگا اس سبب سے میں انکار کرتا ہوں ورنہ تم ایسی
صاحب جمال عورت کسے ملتی ہے بس یہ سُنتے ہی زنار جادو اسقدر خوش ہوئی کہ قریب تھا
شادی مرگ ہو جائے کہا ای نادان وہ نہیں معلوم کون ہوگی جسے عیار نے مار ڈالا میں وہ
سخت جان ہوں کہ میرا مرنا ممکن ہی نہیں تو اسقدر کیوں پریشان ہوتا ہے خاطر جمع رکھ بلقیس نے
کہا کہ دعوے تو سب کرتے ہیں ہمیں کیونکر یقین ہو اور کسطرح خاطر جمع ہاں اگر ہمکو دشمن سمجھتی ہو
تو نہ بیان کرو زنار جادو نے کہا کہ جان من تجھے تو میں دل سے دوست رکھتی ہوں تیری ایذا رسانی
بھی راحت سے کم نہیں ہے مگر در و دیوار ہم گوش دارد ایسی باتوں کا دریافت کرنا اچھا نہیں
ہوتا لے میں کچھ تھوڑا سا بیان کیے دیتی ہوں اُسی کو سُن کر تجھے اطمینان ہو جائیگا اول تو
یہ کہ بیہوشی مجھپر تاثیر نہیں کر سکتی جس وقت جام بیہوشی آمیز یا طعام بیہوشی آمیز میرے سامنے

آئیگا تو بیہوشی دھوان ہو کر اُڑ جائیگی اور اگر کوئی خنجر سے قتل کرنا چاہیگا تو کوئی حربہ بھی اثر نہ کریگا اگر
کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوگا تو سحر اس کا میرے قتل سے عاری رہیگا کہ مین نے اپنے کو طلسم بند
کرلیا ہو بلقیس نے کہا کہ یہ میری سمجھ مین نہین آیا کہ طلسم بند ہونا کسے کہتے ہین زنار خود پسند نے
کہا کہ تو بالکل نادان ہی مین نے اپنے قتل کا ایک آئینہ تیار کیا ہی اگر وہ آئینہ کسی کو دستیاب ہو جاے
اور وہ میرے سامنے لاکر عکس اُسکا مجھپر ڈالے اس طرح کہ صورت میری اُس آئینہ کے مقابل
ہوجاے تو ایک برق قضا چمک کر مجھپر گریگی اور کام میرا تمام کر دیگی یہ سُن کر بلقیس نے کہا یہ تو مجھے
معلوم ہوا مگر تم نے جس مقام پر اُس آئینہ کو رکھا ہو ممکن ہی کہ دشمن وہان پہونچ جاے اور
آئینہ پر قبضہ کرکے تمسے مقابلہ کرے تو پھر کیا ہو اُسنے کہا کہ آئینہ دستیاب ہونا سخت مشکل ہی کہ سکندر ہو جانا
اُسکے سامنے آسان ہی اب تو سارے پتے مجھ سے پوچھے لیتا ہی خیر مین بھی بیان کئے دیتی ہون اگر
دشمن آگاہ بھی ہو جائیگا تو میرا کیا کر سکتا ہی وہ آئینہ مین نے ایک دیو کے سینے مین پوشیدہ کیا ہی
اور وہ دیو جس دامن کوہ مین رہتا ہی وہ یہان سے جنوب کی طرف تین کوس پر واقع ہی جب کوئی اُس
دیو کو مارے اور سینہ اُس کا چاک کرے تو آئینہ دستیاب ہو اور وہ دیو ایسا زبردست ہی کہ آدمزاد
کی کیا طاقت ہی جو اُس دیو سے مقابلہ کر سکے مین نے اُس کو بزور سحر اس قدر قوت دے دی ہی
کہ اُس کا مرنا بھی غیر ممکن ہو اگر کسی شخص کو یہ زنار جو میرے گلے مین ہی دستیاب ہو اور وہ اس
زنار سے مشکین دیو کی باندھ کر اُسے ذبح کرے تو وہ مر سکتا ہی کہ یہی رشتۂ حیات اُس کا ہو اب
تمھین کہو کہ مین مر سکتی ہون یا نہین بلقیس نے کہا کہ اب مجھے اطمینان ہوا مگر مجھ کو بھی کچھ علم
نجوم مین دخل ہی اُس سے یہ پایا جاتا ہی کہ آٹھ روز کے اندر تمھاری قضا ہی یہ سُنکر زنار جادو
بہت ہنسی اور کہا کہ آٹھ روز کے اندر تو سبھی مر جاینگے مگر مین نہین مر سکتی بلقیس نے کہا کہ مجھ کو
جب ہی یقین آئیگا جبکہ یہ آٹھ روز خیریت کے ساتھ تمپر سے گذر جائینگے تو اُس کے بعد مین
تمھارا وصل بھی منظور کرونگا ابھی مجھے شک ہی یہ سُن کر زنار جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ کس
ضدی سے پالا پڑا ہی کہ سب کچھ سمجھا دیا اور پھر اسے یقین نہین آتا غرضکہ آج بھی بلقیس نے اُس کو
اس تازہ فقرہ سے ٹالا اور تنہائی کے وقت سیارہ جادو سے کہا کہ اب کسی تدبیر سے زنار ملنے
کی کوشش کرو تو یہ مرحلہ سر ہو اُسنے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا بس سیارہ جادو نے ایک زنار اور بنایا
جو بالکل زنار جادو کی زنار سے مشابہ تھا اور سوتے وقت گلے سے وہ زنار اُتار کے نقلی زنار پہنا دیا
اور زنار اصلی لاکر بلقیس کے حوالے کر دیا بلقیس زنار لے کر نہایت خوش ہوے اور کہا کہ
اگر مین دن کو جاتا ہون تو یہ ڈر ہی کہ کہین یہ ملکہ ہوشیار ہو جاے اور میری تلاش کرے اس سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بستر مرگ پر سوئے تو مجھے اطلاع کرنا کہ مین اُسی وقت جانب کوہ
روانہ ہو جاؤنگا مگر شب کے وقت تین کوس پیدل جانا دقت سے خالی نہین ہی کہ راہ سے
بھی ناواقفیت ہی اگر راستہ بھولے تو بھی بنا بنایا کام بگڑ جائیگا صبح کو یہ بیدار ہو کر ڈھونڈھے نہ پائیگی
تو ضرور کھٹک جائیگی سیارہ جادو نے کہا کہ مین نے گھوڑا آپ کا باغ مین بندھوا دیا ہی آپ
اطمینان رکھیے الغرض ہر روز زنار جادو طالب وصل ہوتی تھی اور بلقیس بن مقہور کہدیتے تھے

کہ اب چھ دن باقی ہیں اب پانچ ہی روز رہ گئے ایک روز زنار جادو پر نیند ایسی غالب ہوئی کہ
وہ شام ہی سے سو گئی اور ملقیس وہیں موجود تھے بس انھوں نے سیارۂ جادو سے کہا کہ اب مرکب
میرا منگادو کہ میں اسی وقت جا کر دیو کا خاتمہ کر دوں اور آئینہ لا کر اسے بھی جلا دوں یہ سُن کر
سیارۂ جادو اُٹھی اور ملقیس کو ساتھ لیے ہوئے اُس مقام پر آئی جہاں اپنے گھوڑا باندھوا
دیا تھا بس شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کر اُسی پتہ سے روانہ ہوا جو زنار جادو نے جوش محبت
میں بیان کر دیا تھا جاتے جاتے کوئی پہر رات گئی ہوگی کہ ملقیس دامنۂ کوہ میں پہونچ گئے اور
چونکہ شب ماہ تھی دامنہ کے متصل پہونچتے ہی ان کو ایک ایوان رفیع الشان نظر آیا جسکی بلندی
بام گردون سے ہمسری کا دعوی کر رہی تھی شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا کہ خدایا اس سنسان مقام
میں اور ایسی بلند عمارت اور اس قدر عظیم الشان کہ قریب تمام دامنۂ کوہ کو اس کے
اطراف کی عمارت گھیرے ہوئے ہے الغرض اس عمارت کو یکایک مشاہدہ کرنے کے باعث
سے شاہزادۂ ملقیس پر جو ایک حیرت کی سی کیفیت دفعتاً طاری ہو گئی تھی اس حیرت کی وجہ سے
شاہزادہ کچھ دیر تو اُس مقام پر ٹھٹکا رہا جس مقام سے وہ ایوان عظیم الشان نظر آیا تھا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے جبکہ اس حیرت زدگی کی حالت سے افاقہ ہوا تو قدم آگے
بڑھایا اور ایک دو تین تیر پرتاب راہ طے کی ہوگی کہ اس ایوان کے بہت قریب جا پہونچا
اور اس تفحص کے درپے ہوا کہ اس ایوان رفیع کا دروازہ کس طرف ہے اور یہ خاطرہ
کر کے گرد اگرد ایوان کے دورہ کرنا شروع کیا نصف حصہ بیرونی احاطۂ ایوان کا ختم
ہو چکا تھا کہ یکایک ایوان جشم باشان کا دروازۂ آمد و رفت دکھلائی دیا قریب جا کر دیکھا کہ
دروازہ کے پٹون میں گران بہا صدہا جواہر نصب ہیں اور چاندنی کے عکس سے
ایسے جھلک رہے ہیں کہ ان جواہر کی آب و تاب سے شاہزادہ کی آنکھ میں چکا چوندھ
آنے لگی پیشگاہ دروازۂ ایوان میں بائیں جانب ایوان کے خاص محافظ اور چوکی پہرہ
دینے والون کے رہنے کا ایک خوشنما اور نہایت مختصر مکان بنا ہوا ہے جسمیں چند آدمی
دربان وضع مگر نہایت قوی ہیکل بلند قامت لیٹے بیٹھے نظر آ رہے ہیں اور داہنی جانب
دروازۂ ایوان کے ایک بہت بڑے قد و قامت کا ایک آدمی مثل کوہ گران سر سے پاؤن
تک جسم پر سب ہتھیار لگائے اور کر کسے ہوئے ٹہل رہا ہے جسکو دیکھنے کے ساتھ ہی
شاہزادہ ملقیس کو قرینہ اور قیاس سے اس امر کا یقین ہو گیا کہ اس وقت دروازہ پر
اسی جوان کا پہرا ہے جو اس مستعدی کے ساتھ ٹہل رہا ہے مگر شاہزادہ نے اس امر کا دل میں
خاطرہ کیا کہ اس پہرہ دار سے کچھ حال ایوان کے متعلق دریافت کریں اور ہنوز اس سے
ہمکلام نہ ہوئے تھے کہ اُس جوان نے شاہزادہ ملقیس سے دوچار ہوتے ہی للکار کر کہا کہ
اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بے باکانہ اس مقام پر چلا آیا ذرا خوف جان نہ کیا اور آگے
بڑھا چلا ہی آتا ہے معلوم ہوتا ہے تیری قضا قریب آ پہونچی ہے جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے بس
اب قدم آگے نہ بڑھائیو بہتر اسی میں ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اُسی جانب واپس جا ورنہ ایک ہی

تیر میں تیرا کام تمام کر دونگا تاج کو نشانۂ اجل ہوگا میری وہ ضرب ہی کہ جس سے پناہ پانی مشکل ہوگی شاہزادۂ بلقیس یہ خطاب باعتاب سُن کر فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور رنگ رخ سُرخ ہو گیا اور چاہتا تھا کہ تیغ بران دو دم نیام سے نکال کر بلائے بے درمان کے مانند اُس پہرہ دار کے سر پر جا پہونچے اور ایک ہی وار میں اُس پہرہ دار کا کام تمام کر ڈالے مگر اس کے ساتھ ہی شاہزادۂ بلقیس کو یہ قدیم قول یاد آ گیا کہ کمال جوش غضب کی حالت میں مستقل مزاج رہنا اور مغلوب الغضب ہونا شیر مردون اور دلاورون کا حصہ ہی اور اس کے علاوہ اگر مین نے بحکم جوش غضب تیغ بران سے اس پہرہ دار کا کام تمام بھی کیا تو پھر اور پہرہ دارون سے بھی ضرور مقابلہ کی نوبت آجائیگی اور جب یہان کے سب پہرہ دار میری نہنگ تیغ بران کے طعمہ ہو جائین گے تو مقصود اصلی فوت ہو جائیگا یعنے ایوان کے متعلق اندرونی و بیرونی حالات دریافت ہونا مشکل پڑ جائین گے المختصر یہ سب مخاطرہ کر کے شاہزادہ غصہ کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے اور جس مقام پر اس جوان پہرہ دار نے وہ خطاب پر عتاب ان سے کیا تھا اُسی مقام پر ٹھٹک کر شاہزادہ نے نہایت نرمی اور ملائمت سے یون جواب دیا کہ بھائی معاف کرو ہم مسافر و آوارہ وطن ہین اور بالخصوص آج کی سخت منزل مین ہم نے ایسی ایسی سختیان جھیلی ہین کہ لائق بیان کے نہین جسکی وجہ سے تھک کر چور چور ہو گئے ہین اور حواس خمسہ بجا نہین رہے ہین ورنہ ہم خود اس مقام پر پہونچنے سے پہلے ایک تیر پرتاب اُسی طرف ٹھٹک کر اول تم سے قدم بڑھانے کی اجازت حاصل کر لیتے تو اس کے بعد اپنا قدم تمہاری طرف بڑھاتے شاہزادۂ بلقیس کی ملائم اور نرم تقریر سُن کر پہرہ دار نے یا تو وہ خطاب باعتاب کیا تھا یا موم ہو گیا اور دل مین رحم آگیا نہایت نرمی اور ملاطفت کے الفاظ مین شاہزادہ بلقیس سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی عالی نسب اور والا دودمان ہی اور تیرا اس بے سروسامانی کے ساتھ اس جیسے پر خوف و خطر مقام مین خصوصًا اس ایوان کے دروازہ تک بے باکانہ چلا آنا بیشک اس کی بین دلیل ہی کہ تو کوئی سخت مصیبت زدہ اور اپنی جان سے عاجز ہی بہر حال اب تو صاف صاف خلاصہ طور پر مجھ سے بیان کر کہ تو کون ہی اور اس خطرناک مقام کے سخت و اندیشہ ناک سفر کا اتفاق تجھ کو کس باعث سے پیش آیا اور اب اس دروازہ تک آنے اور ہم سے ملنے کی خواہش کرنے کا سبب خاص کیا ہی شاہزادۂ بلقیس نے ایک آہ سرد کھینچ کر اور کمال درجہ کی حزین آواز بنا کر جواب دیا کہ بھائی مین تم سے کہ چکا کہ تب و تاب سفر اور صعوبت منزل امروزہ کی وجہ سے میرے حواس خمسہ درست نہین رہے ہین لہذا مین ایک ذرا دیر ستالون اور کسی قدر دم درست کر پاؤن تو اپنے سفر کرنے اور اس مقام مین پہونچنے کی رام کہانی تم سے کہ سناؤن پہرہ دار نے کمال ملاطفت سے کہا کہ اچھا اچھا اب میرے قریب بڑھ آئین اور اچھی طرح ستالین اور اگر قبول کیجیے تو تھوڑا سا شربت وغیرہ نوش کیجیے اُس کے بعد باطمینان تمام

اپنا حال بیان کیجیے گا یہ جواب سُن کر شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اور طرفۃ العین مین پہرہ دار کے قریب آپہونچا پہرہ دار نے شاہزادہ کو ایک تپائی پر بٹھایا اور شربت پینے کا اصرار کیا شاہزادہ نے انکار کرنا مناسب نہ جانا اور دو ایک گھونٹ اس شربت کے جو پہرہ دار نے نہایت پرتکلف گلاس بلوریں مین گلاس کو لبالب بھر کر پیشکش کیا تھا نوش کر کے گلاس مع شربت باقیماندہ پہرہ دار کو واپس دیا پہرہ دار نے گلاس مین شربت دیکھ کر کہا کہ اے مسافر کیا وجہ اسقدر تاب وتعب منزل کے تجھکو اسقدر تشنگی بھی نہ تھی جو اس گلاس کا سارا شربت تو نوش کرلیتا شاہزادہ نے کہا بھائی شاید آپ اس قاعدہ سے واقف نہین ہین کہ اس قدر خستگی وماندگی سفر کی حالت مین جیسے کہ اس وقت میرے اعضا مین ہر مختصر اور پیاس بھر کر پانی خواہ شربت ایک دم پی لینے سے انسان یکبارگی ہلاک ہوجاتا ہی اور اگر احیاناً سخت جانی سے کوئی مر دبھی گیا تو قریب مرگ ہوجاتا ہی اسلیے مین نے عمداً دو تین گھونٹ پیکر چھوڑ دیا ورنہ جب کسی نے کسی کی کوئی دعوت قبول ومنظور کرلی تو جیسے پیٹ بھر کر کھایا ویسے ایک نوالہ کھایا مجکو شربت کے پینے مین کوئی تامل نہ تھا مگر یہ وجہ کم پینے کی ہی جو مین نے بیان کردی پہرہ دار نے کہا کہ واقعی جو آپ نے صحیح کہا اور آپ کے اس قاعدہ کلیہ کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ علم طب مین کچھ نہ کچھ دستگاہ ضرور رکھتے ہین اور بہت بڑے صحیح اور قوی دماغ والے ہین کہ باوصف ایسی خستگی اور اسقدر کندی حواس کے بھی آپ مین حفظ مراتب کی یہ قوت ہی کہ ایسے نازک مسئلہ کا اس نازک حالت مین لحاظ رکھا یہ تقریرین باہمی شاہزادہ اور پہرہ دار کی سُنکر تمام محافظ جو اس خوشنما مکان مین تھے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہی شاہزادہ کے گرداگرد آکر جمع ہوگئے اب شاہزادہ ان سب پہرہ دارون مین گھر گیا جیسے بتیس دانتون کے اندر زبان مگر چونکہ شاہزادہ کے آئینۂ فطرت اور جبلت مین اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلاوری کا جوہر ہی ان سب کے گرداگرد جمع ہوجانے اور اپنے تن تنہا ان سب کے درمیان مین گھر جانے سے ایک ذرہ برابر بھی تردد یا اضطراب اور انتشار نہین پیدا ہوا ہی بلکہ اپنے راہوار صبا رفتار کی باگ تھامے ہوے تپائی پر ہشاش بشاش بیٹھے ہین اور ان سب لوگون مین سے جو کوئی ان سے کچھ سوال کرتا ہی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اور بملائمت تمام اس کو اس کے سوال کا ایسا مناسب جواب دے دیتے ہین کہ سائل خوش ہوجاتا ہی جب ان سب کے اناپ شناپ سوال ہو چکے تو اُس قوی ہیکل جوان نے جس کا اس وقت پہرہ تھا اور وہ ان سب کا افسر بھی تھا شاہزادہ بلقیس سے مخاطب ہو کہا اب تو آپ اچھی طرح سستا بھی چکے اور کسل راہ بھی دفع ہوچکا لہذا حسب وعدہ بیان فرمائیے اور اس مقام پر آنے کا سبب خاص بیان کیجیے کہ کس واسطے یہان تشریف لائے یہ سُن کر شاہزادے نے کہا کہ بھائی سنو واقعی امر یہ ہی کہ میرا ایک حقیقی بھائی ایک مدت مدید سے مفقود الخبر ہوگیا ہی اور وہ بھائی بھی ایسا بھائی جو جامع اوصاف شجاعت و دلاوری ہی اور ایسا ذی حسن وجمال جس کو ایک نظر دیکھنے سے دیکھنے والے کی بھوک پیاس جاتی رہے اور باایہمہ میرا اس قدر چاہنے والا جیسے شمع کا پروانہ ناچار اسی کی تلاش مین برسون سے سرگردان ہون اور معلوم نہین کیسے کیسے

خارستان اور کتنے بڑے بڑے اور کیسے کیسے ہولناک اور پر خوف وخطر دشت و بیابان طی کرچکا ہون اور نہ جانے کتنے مقامات مین جان جوکھون کا سامنا پیش آچکا ہی مگر آج تک اُس قوت بازو کا کسی جا پتہ و نشان نہین پایا چنانچہ اسی مصیبت کے سفر کی یہ بھی منزل تھی جس نے مجھ کو تم سب لوگون تک پہونچا دیا بس بجز اس کے اور کوئی خاص سبب میرے یہان آنے کا ہرگز نہین ہی لیکن جب اتفاقی یہان تک آگیا اور اس ایوان کے بیمثل دروازہ کا نظارہ کیا تو اُس دروازہ کی جواہر نگاری نے مجھ کو اندرون ایوان کی سیر کا بیحد مشتاق کر دیا ہی اور مجھ کو امید ہو کہ تمھاری عنایت سے میری یہ آرزو پوری ہو جائیگی پہرہ دار نے یہ تقریر شاہزادہ سُن کر اپنے ساتھیون سے کچھ سرگوشیان کین اور دیر تک بالیکدگر آپس مین مشورہ کرتے رہے بالآخر افسر پہرہ داران کی یہ راے ہوئی کہ اس شخص کی تمناے سیر ایوان پوری کر دینی چاہیے یہ راے قرار داد کر کے پہرہ دار نے شاہزادے سے کہا کہ مالک اس ایوان کا ایک بہت بڑا زبردست دیو خونخوار ہی اور باآنکہ اُس کے تعمیر کردہ اور بھی چند ایوان عظیم الشان مختلف مقامات مین موجود ہین لیکن خاص اس کو اس ایوان سے ایسی دلچسپی ہی کہ قیام اس کا ہمیشہ اسی ایوان مین رہتا ہی چنانچہ اس وقت بھی ایوان کے اندر صدر ایوان والے مکان مین موجود ہی مگر غنیمت یہ امر ہی کہ اتفاق سے اس وقت آرام کر رہا ہی ورنہ اب تک یہ کتا پھاد دروازے کے باہر نکل آیا ہوتا کہ مانس گند مانس گند اور باہر آکر آپ سے دوچار ہوتا تو پھر آپ کے جان کی خیر نہ ہوتی لہذا اگر آپ سیر کے آرزومند ہین تو فوراً اُٹھیے اور خاموشی کے ساتھ دبے پاؤن ہمارے ساتھ سیر ایوان کی کر کے اس مقام سے ابھی کوس ڈیڑھ کوس دوری پر پہونچ کر رات گذار دیجیے مگر یہان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ایک مختصر آبادی ہی جہان آپ کو ہر طرح کا آرام مل سکتا ہی اس لیے کہ وہان کے لوگ عموماً مہمان نواز اور انتہا کے جامع اخلاق حسن ہین ورنہ اگر یہ دیو بیدار ہو جائیگا تو آپ کی جان بھی جائیگی اور ہم سب بھی حد سے زیادہ مورد عتاب ہونگے شاہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ الحمد للہ وہ مارا اور پہرہ دار سے کہا کہ بہت مناسب جیسی آپ کی راے ہو یہ کہہ کر شہزادۂ ملقیس پہرہ دار کے ساتھ ہو لیا اور ایوان کے سرالبستان اور مکانات اطراف کی سیر کرتا ہوا اس مکان تک پہونچا جس مین دیو سو رہا تھا پہرہ دار نے کہا کہ یہان سے نہایت آہستہ اور بہت ہی دبے پاؤن نکل چلیے کہین ایسا غضب نہ ہو کہ پاؤن کی چاپ سے دیو کی آنکھ کھل جائے شاہزادے نے بہت اچھا کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور دو قدم چل کر اس زور سے چھینکا کہ دیو بیدار ہو گیا بس پہرہ دار تو شاہزادے کے چھینکتے ہی اور دیو کے بیدار ہوتے ہی ہکا بکا ہو کر رہ گیا مگر شاہزادہ نے دیو کی طرف مخاطب ہو کر نہایت بلند آواز سے نعرہ کیا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا کہ قضا تیری آگئی دیو نعرۂ ملقیس کی آواز سُن کر جاگا اور قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کہ اپنے پاؤن سے تو وہان گور مین چلا آیا ع بے مگس ہرگز نماند عنکبوت ٭ رزق را روزی رسان پر می دہد ٭ آ اور میرے منھ مین کود پڑ یہ کہہ کر اس نے دہن اپنا کھول دیا ملقیس نے ایک پتھر اُٹھا کر اسکے

منھ مین ڈالدیا اور خود دیو کے سامنے سے غائب ہوگئے دیو سمجھا کہ یہ واقع مین میرے حلق کے
اندر آگیا بس اُسنے دانت مارا اور اس زور سے دانت مارا کہ ایک دانت اسکا ٹوٹ گیا اور
خون منھ سے جاری ہوا دیو نے پتھر اُگل دیا اور کہا کہ تو لقمۂ سخت معلوم ہوتا ہی تو یون نہ
مانیگا اب تجھے خاک مین ملا کر کھاؤنگا ہرچند کہ گوشت تیرا کرا ہو جائیگا مگر مجبوری ہی یہ کہکر دیو
اُٹھا اور دار شمشاد کا وار کیا ملقیس نے وار خالی دیکر شاخ اُسکی پکڑلی زور ہونے لگے
آخر کار ملقیس نے اژدہا دیکر دیو کو پچھاڑا اور اُسی رشتۂ زنار سے مشکین اسکی باندھکر خنجر
سے اسکا کاٹ کر پھینک دیا اور سینہ کو چاک کیا تو آئینہ نکلا بس ملقیس نے آئینہ قبضے مین کیا
اور وہانسے پلٹ کر صبح سے پہلے باغ مین آگئے سیارہ جادو گھبرائی پھر رہی تھی کہ کہین
راز نہ فاش ہو جائے ایک مرتبہ گھوڑے کی ٹاپون کی آواز سنائی دی دیکھا اسنے کہ شاہزادہ
ملقیس چلا آتا ہی آئینہ اسکے ہاتھ مین ہی بس یہ دیکھ کر سیارہ جادو نہایت خوش ہوئی جسوقت
شاہزادہ داخل باغ ہوا تو سارا ماجرا سیارہ جادو سے بیان کیا اور کہا کہ اب اسکا مار لینا تو
آسان ہی مگر بعد اسکے کوہ سرکوب کس طرح فتح ہوگا اگر کچھ بھی حال اسکا اسی سے دریافت ہوجاتا تو
بہتر تھا سیارہ جادو نے کہا کہ صبح کو اُس سے دریافت کیجیے گا اگر اب مشکوک بھی ہوگی تو کیا کریگی
کہ جان اُسکی آپ کے قبضے مین آگئی ہی ملقیس نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا الغرض اُتنی رات ملقیس نے
جاگ کر گذاری صبح کو زنار جادو کے پاس تشریف لیگئے آئینہ جیب مین رکھ لیا تھا جسوقت زنار
جادو کا سامنا ہوا ملقیس نے کہا کہ ای ملکہ اب مجھے اطمینان ہوگیا کہ تمنے نہایت ہوشیاری
سے اپنی جان کی حفاظت کی ہی اور جو شبہے کہ تمنے تھے وہ بھی نکل گئے اب تم اپنے کو آراستہ کرو
اور مین بھی نہا کر آتا ہون تاکہ آج پہرے تمھارے وصل کی ٹھہرے لیکن ایک بات اور بتانا
ہوگی زنار خودپسند نے کہا کہ جو بات بتانے کے قابل نہ تھی جب وہ مین نے بتا دی تو
اور کونسا امر تمسے پوشیدہ کرونگی ملقیس نے کہا کہ یہ ساحر جو اُس روز تمھارے پاس آیا تھا
جسکا نام اخگر شعلہ تن تمنے لیا تھا اور وہ تمھین نانی کہتا ہی کیا وہی حاکم کوہ سرکوب ہی زنار
جادو نے کہا کہ ہان حاکم کوہ سرکوب تو وہی ہی مگر وہ بیحیا مجھے نانی یونہین ہنسی سے
کہتا ہی مین تو خود اُس سے سن مین کم ہون وہ میری طرف رغبت رکھتا تھا مین نے جو انکار
کیا تو وہ جلن کے مارے مجھکو نانی کہنے لگا مین بھی اُسے مثل نواسے ہی کے سمجھتی ہون سیارہ
جادو دل مین کہتی ہی کہ یہ بیسوا کسقدر بیغیرت ہی کہ حقیقی نواسے کو آشنا بتاتی ہی اور اسقدر سنی
بنتی ہی کہ اُس سے بھی چھوٹی بنی جاتی ہی لیکن ملقیس نے کہا کہ جب اخگر شعلہ تن تم سے
جلتا ہی تو تم اُس سے کیون ملتی ہو زنار جادو نے کہا کہ ہم اور وہ دونون حاکم تہ طاق کی
جانب سے نگہبان راہ تہ طاق ہین اور اصل کنجی میرے قبضے مین رہنے دو یعنی آئینہ جو میری
قضا کا ہی اُسی سے اُسکی موت بھی ہی بلکہ تمام ساحران کوہ سرکوب اُس آئینہ کی آنچ
سے جل کر خاک ہوسکتے ہین یہ سُن کر ملقیس خاموش ہو رہے اور زنار خودپسند نے اپنے
کو آراستہ کرنا شروع کیا جسقدر زیور اسکو میسر تھا سب اُسنے پہن لیا اور لباس پرتکلف

تن پر آراستہ کرکے صحبت عیش آراستہ کرنے میں معروف ہوئے تمام شیشہ آلات سے مزین کیا گیا اور
شاہزادہ بلقیس کو سیار جادو نے لیجاکر غسل کرایا اور لباس نو پہنا کر صحبت زنار خود پسند میں لاکے
دیکھا بلقیس نے کہ محفل آراستہ ہے گانیوالیاں حاضر ہیں زنار خود پسند مسند عزت پر بیٹھی ہے اور کشتیاں مے
کی سامنے رکھی ہیں اس بیجا پی صورت پر زر و زیور کی آرایش اور بصد انداز گاؤ پر تکیہ کرکے بیٹھا عجب
شان دکھا رہا تھا شاہزادہ بلقیس نے پہونچتے ہی کہا کہ ای زنار دار خود پسند آج اپنی اس آرایش کو
تمنے بھی دیکھا اور نہ دیکھا ہو تو اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھو یہ کہکر وہی آئینہ قضا نکالکر زنار دار
خود پسند کے سامنے [illegible] زنار خود پسند نہ سمجھی کہ یہ کیا اسرار ہے جیسے ہی رو سے نحس اسکا آئینہ
کے مقابل ہوتا ہے آئینہ میں سے برق چمک کر زنار خود پسند پر گری زنار خود پسند نے کہا کہ او
ظالم تو نے دغا کی مگر برق نے زیادہ مہلت نہ دی کہ یہ رد سحر کر سکتی یا بھاگ کر جان اپنی بچاتی
اس برق نے زنار کو ہمہ تن شعلہ بنا دیا اور اس شعلہ آتش نے اس تمام باغ کو جلا کر خاک سیاہ
کر دیا بیرون سے صدا ایسے گرد دار بلند کی بہت خاک اڑائی جب قابو نہ چلا تو پکارے کہ مارا
جوان کشتنی نام من زنار خود پسند جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
اسکے مرتے ہی اشیاء سحر فنا ہوگئے نہ باغ رہا نہ بارہ دری کچھ نہ رہا اور کہنہ حجرے باقی رہگئے
ایک حجرے میں چند قیدی تھے انکو رہا کر دیا جو خواصین زنار خود پسند کی رفیقین انھوں نے اطاعت
بلقیس کی اختیار کی اور بھاگ کے کوہ سرب کی جانب روانہ ہوئیں انھوں نے اخگر شعلہ تن کو اس
حادثہ سے مطلع کیا کہ اس طرح ایک شخص مقید ہوا تھا ملکہ اسکی طرف ملتفت ہوئیں اور شاہزادہ نے
کے سب راز اس سے بیان کر دیے تھے اسنے دیو کو مار کر آئینہ حاصل کیا اور ملکہ کو جلا دیا
سیار جادو ہمیشہ سے ملکہ کے عدو تھے ملکہ نے اپنے زور سحر کے بھروسے پر آستین میں [illegible] پالا تھا
آخر اسنے [illegible] کہ بلقیس کے شریک ہوکر ملکہ کو قتل کرا دیا یہ سنکر اخگر شعلہ تن نہایت سرد ہوا
اسنے اپنے ہمنشینوں سے صلاح لی کہ اب کیا کرنا چاہیے یقین ہے کہ وہ ظالم اس طرف بھی آئیگا آئینہ
اسکو مل چکا ہے اب اسے کیا خوف ہے وہ آئینہ گویا اس مرحلہ کی لوح ہے کہ ہمارا ساحر ہمیں [illegible] کوئی ایسی
تدبیر ہو کہ آئینہ اس ظالم سے چھین جاتا تو مار لینا اسکا آسان ہوتا ورنہ کوہ سرب برباد ہو جائیگا
اور رستہ طلسم نہ طاق کا کھل جائیگا سب نے صلاح کی کہ ایک نامہ سرمست فیل گوش کو لکھکر بھیجیے کہ وہ
پہلوان یگانہ و رستم زمانہ ہے مضمون نامہ یہ ہو کہ ای برادر مہربان ہمارا تمھارا بچپن کا یارانہ و دوستانہ
اسی واسطے ہے کہ ہم پر وقت پڑے تم کام آؤ تم پر وقت پڑے ہم شریک حال ہوں اس زمانہ میں
ایک سرکش نہیں معلوم کہاں سے آیا اور اسنے جدہ ماجدہ یعنی ملکہ زنار جادو کو مارا آئینہ قضا اسکے
ہاتھ لگ گیا اگر وہ اسطرف نکل آیا تو کوہ سرب کو بھی مٹا دیگا اور سحر ہمارا کچھ کام نہ کر سکیگا تاوقتیکہ
آئینہ اس سے نہ چھین جائے ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں لہذا تمکو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کچھ محبت [illegible]
کا پاس ہو تو اس ظالم کو قتل کرکے آئینہ قبضہ میں کرو اور اگر زور و طاقت میں غلبہ نہ حاصل ہو تو اپنے
عیاری کی مدد سے آئینہ قبضے میں کرو اور اسے گرفتار کرکے یا قتل کر ڈالو یا ہمارے پاس
بھیجدو یہ رائے اخگر شعلہ تن کو بہت پسند آئی اور نامہ اسی مضمون کا تیار کرکے اس ساحر کے

پاس سرمست فیل گوش کے پاس روانہ کیا جس وقت ساحرنامہ بر سرمست فیل گوش کے پاس پہونچا
اور نامہ دیا سرمست نامہ کو پڑھکر قتل بلقیس پر آمادہ ہوا جواب لکھ بھیجا کہ تم اطمینان رکھو میں جاتا ہوں
اور اُسے قتل کرکے سر اُسکا بہت جلد تمھارے پاس بھیجتا ہوں اور ملکہ کے انتقال کا حال دیکھکر کمال
رنجیدہ ہوا تمھاری بزرگی اور ہماری بزرگی تمھیں ضرور ہے کہ خون ملکہ زنار دار جادو کا انتقام
اُسکے قاتل سے لیا جائے ساحرنامہ بر تو جواب نامہ کا لیکر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہاں
سرمست فیل گوش نے چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور اپنے عیار بہتر ہمراہ سے خنجر گذار کو بھی
ساتھ لیا اور براہ کوہ سرب میں آکر خیمہ زن ہوا اب اسے تو بانتظار بلقیس چھوڑا جاتا ہے اور حال
شاہزادہ بلقیس بن منصور کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت انھون نے قتل زنار خود پسند سے
فرصت پائی تو سیار جادو سے فرمایا کہ اب تم جہان چاہو جاؤ میں براسے فتاحی کوہ سرب جاتا ہوں
اور اُسکے بعد نہ طاق پر جاؤنگا کہ وہان میرے عزیز موجود ہیں سیار جادو نے کہا کہ آپ نے
مجھے ایک ظالم کے پنجہ سے نجات دی اور میرے فرزند کے خون کا عوض لیا اب میں اس
کوہ کو نہ چھوڑونگا لیکن اگر اجازت ہو تو جاکر اپنی بہن اور بیٹی کو دیکھ آؤن کہ نہیں معلوم وہ کس حالت
میں ہیں شاہزادہ بلقیس نے سیارہ جادو کو رخصت کیا اور آپ تن تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکر
اور سمت دریافت کرکے جانب کوہ سرب کے روانہ ہوئے اُدھر سیارہ جادو ایک مدت کے بعد
اپنی بہن کے مکان پر پہونچے اور دختر سے ملے سب کیفیت قتل زنار خود پسند کی بیان کی یہان ان
دونون خالہ بھانجیون نے خوب سحر تیار کیے تھے کہ چلکر زنار خود پسند سے مقابلہ کرکے خون سہیل جادو کا
بدلہ لینگے لیکن جس وقت سیارہ جادو سے معلوم ہوا کہ زنار خود پسند واصل جہنم ہوا دونون کو دیدار
بلقیس کا اشتیاق ہوا دریافت کیا کہ اب وہ شاہزادہ کس طرف تشریف لیگیا ہے سیارہ جادو نے
نام سرب کوہ کا لیا یہ سنکر سیارہ جادو کو تشویش ہوئی کہا کہ وہان جانا اچھا نہیں اکثر مشغلہ
ساحر سے بدل ہے اور مجھ خطرہ راہ طلسم نہ طاق ہے ایسا نہو کہ وہان پہونچکر شاہزادہ مبتلائے بلا ہو
جاکر پراستے سے پھیر لانا چاہیے سیارہ جادو نے کہا کہ آئینہ فیل اخطر جادو بلقیس کے پاس ہے
کوئی ساحر اُسکا کیا کر سکتا ہے سیارہ جادو نے کہا کہ دشمن کے ہزار فریب ہوتے ہیں اگر دشمن
نے آئینہ کسی فریب سے لیا تو پھر کیا کر سکینگے وہ ہمارے محسن ہیں ہمین بھی اُنکی شرکت کرنا
چاہیے یہ کہکر ان دونون نے ابر سحر تیار کیا اور سیارہ جادو کو بھی ساتھ لیکر جانب کوہ سرب
روانہ ہوئے اُنکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے یہ کس وقت پہونچتے ہیں لیکن شاہزادہ بلقیس بن منصور
دلیر بے نظیر کا حال گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب پر سوار ہتھیار سجے ہوئے آئینہ جیب میں چھپائے
چلے اُس مقام پر پہونچے جہان سرمست فیل گوش خیمہ زن تھا شاہزادہ لشکر کو دیکھکر
متحیر ہوا کہ یہ فوج کس کی ہے یہان تو سوا ساحرون کے کسی پہلوان کا نام نہ سنا تھا کیا سیارہ
جادو اس حال سے آگاہ نہ تھے یہ اسی سوچ میں تھے جو اُدھر سرمست فیل گوش کو
اپنے عیار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ قاتل زنار خود پسند آپہونچا اور کوہ سرب کی طرف جانے کو ہے یہ سب
سنتے ہی سرمست مرکب پر سوار ہوکر بلقیس کا سد راہ ہوا اور آواز دی کہ او لڑکے کہان جاتا ہے

ادھر آ کہ مجھے تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے یہ راستہ جانے کے قابل نہیں ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ یہ شیر کا
مسکن ہے بہتر یہ ہے کہ آئینہ میرے سپرد کر اور جس طرف سے آیا ہے اسی طرف پلٹ جا عقیب کہا تو نے کہ زنار
خودپسند ایسے ساحر کو مارا اور اب تن تنہا کوہ سرب کی طرف جارہا ہے مجھے تیری اس جرأت و
ہمت پر تعجب ہوتا ہے یہ سنکر بلقیس نے فرمایا کہ مجھ اوں عالم کو سوا اپنے پیدا کرنے والے کے
کسی کا خوف نہیں ہے یا تو تو حاکم کوہ سرب سے کہ سمٹ کر وہ مجھے راستہ نہ دیوے میں چلا جاؤں
مجھے اس سے کوئی عداوت نہیں ہے میں نہ طاق پر جاتا ہوں اور اگر آپسے خودپسند زنار خودپسند کا
بدلہ لینا ہو تو میں موجود ہوں اور شیروں نے جدھر کا رخ کیا پھر وہ کسی کے روکے رکتے ہیں
اگر تجھے جنبہ حاکم کوہ سرب کا ہوا اور قوت تیرے بازو میں ہو تو آئینہ مجھسے لے یہ سنکر سرمست
فیل گوش نے کہا کہ کیوں جہالت کرتا ہے اور دوست کو دشمن بناتا ہے بیشک میں حاکم کوہ سرب کا دوست
ہوں اور اسی لیے آیا تھا کہ تیری گوشمالی کرکے آئینہ تجھسے لوں مگر صورت تیری دیکھکر جی نہ چاہا کہ تیرے
خون سے ہاتھ سرخ کروں دیکھو ہو کہا مان اور آئینہ میرے سپرد کرکے تو پلٹ جا ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا بلقیس نے کہا کہ اگر تجھ ایسے مجھے مغلوب کردیں تو مجھے زندہ رہنا اپنا منظور
نہیں ہے یا میں تجھے زیر کرکے مطیع کرونگا یا تو مجھے قتل کریگا اب اس جھگڑے کا فیصل ہوجانا
ہی بہتر ہے سرمست کو غصہ آیا اور اسنے نیزہ سنبھالا اور خبردار کہکر سینۂ بلقیس پر وار کیا
بلقیس نے نیزہ پر روکا اور ستره طعن میں نیزہ ہاتھ سے سرمست کے نکالدیا نیزہ نکلتے ہی زمانہ
نگاہوں میں تیرہ و تار ہوگیا بس سرمست فیل گوش نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
نیام سے کھینچ کر سر بلقیس پر وار کیا شاہزادہ بلقیس نے جھکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی بس ہاتھ
کلائی پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ سرمست اوندھے منہ پال مرکب پر آرہا دوسرا ہاتھ بڑھا کر
اور کمر زنجیر کا بند پکڑکے جو زور کیا تو لنگر سرمست کا توڑ کر باندھ لیا قضاے کار و اتفاق وقت
روزگار کہ اسکا کمربند ٹوٹا اور ہاتھ سے چھوٹا زمین پر گرتے ہی راہ فرار اختیار کی کچھ دور بلقیس نے
اسکا تعاقب کیا آخر پلٹ کر ایک درخت کے نیچے آئے اور تلوار کو خون سے پونچھ کر نیام میں
کیا جو لوگ سرمست کے مارے گئے تھے لاشیں انکی پڑی ہوئی تھیں بلقیس ہاتھ منہ دھونے
کی غرض سے بتلاش چشمۂ آب روانہ ہوئے جاتے جاتے کوئی بچاس قدم آگے بڑھے ہونگے
کہ دیکھا ایک عورت کمر پر گھڑا پانی کا رکھے ہوئے چلی آتی ہے بلقیس نے [illegible] پوچھا کہ [illegible] چشمہ
یہاں سے کسطرف اور کتنی دور ہے اوسنے کہا بہت دور ہے [illegible] پانی کی ضرورت ہو مجھے
نے دیجیے میں پھر بھر لاؤنگی چشمہ وہاں نہیں ہے بلکہ چاہ ہے آپ پاس [illegible] نہ ڈول کیونکر پانی
بھریے گا بلقیس نے کہا کہ تمکو میری وجہ سے دوبارہ جانا پڑیگا [illegible] نے کہا کہ پھر میرا کیا نقصان
ہے آدمی آدمی کے کام آتا ہے شاہزادہ بلقیس نے اپنی سادہ مزاجی سے کام لیا اور پانی اس سے
لیکر ہاتھ منہ دھویا پیاسے بہت تھے تھوڑا سا پانی پیا تھا کہ فوراً دردسر پیدا ہوا اس عورت نے
نعرہ کیا کہ ہاش او حمزہ ستمگر میرے سامنے [illegible] بڑا غضب کیا تو نے کہ زنار خودپسند کو
مارا اور میرے آقا سرمست فیل گوش کو زمین سے اٹھا لیا مگر میں نے تجھے زک دی اب کہاں ہے

جاتا تھا یہ شہزادہ ملقیس سمجھے کہ یہ عیار ہے سرمست قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور اٹھکر جھپٹے تھا سے
خنجر گزار بھاگا ملقیس دو چار قدم بڑھے ہونگے کہ بیہوشی نے گھما ئچہ مارا اور چرخ کھاکر دھم سے گرے
بھاگا ہوا خنجر گزار نے بلند آواز ملقیس کا باندھا اور پشت پر لگا کر چل نکلا جسوقت سرمست نے ملقیس سے
شکست کھائی تھی تو بھاگتے خنجر گزار کو خیال ہوا تھا کہ پانی بیابان کو سوجھ نہیں ہے اور یہ پیاسا ضرور ہے ایسلیے
قریب میں جلدی آئینگے یہ سوچکر اسنے راہ صحرا اختیار کی تھی اور پانی بیہوشی آمیز کٹورے میں بھر کر اور
بصورت جنگلی بیٹھا تھا الغرض جس وقت یہ سامنے سرمست فیل گوش کے پہونچا تو پشتارہ رکھدیا اور کہا یہ
ملقیس حاضر ہے اور اپنی عیاری کی کیفیت بیان کی سرمست فیل گوش نے اسکو انعام دیا اور شاہزادہ
ملقیس کو اسیر غل و زنجیر کر کے ہوشیار کیا اور جلاد کو بلاکر حکم قتل دیا شاہزادہ ملقیس نے فرمایا کہ او
نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ عیاروں کے ذریعہ سے مردان عالم کو گرفتار کرا کے قتل کرتا ہے یہ سنکر سرمست
نے گردن جھکائی اور کہنے لگا کہ بیشک یہ امر خلاف جوانمردی ہے مگر میں مجبور ہوں کہ عالم کوہ سرہنگا
تو دشمن ہے اور میں اسکا [illegible] کا دوست ہوں اگر تجھے چھوڑ دونگا تو اسے قتل کریگا اگر یہ اقرار کرے کہ میں
انتقام شعلہ تن سے نہ لونگا اور آئینہ میرے سپرد کر دے تو میں تجھے چھوڑ دونگا ورنہ ضرور قتل کرونگا
ملقیس نے فرمایا کہ آئینہ تیرے عیار نے میری جیب سے نکال لیا اسوقت میں مجبور ہوں مگر
جب قابو پاؤنگا شعلہ تن کو ضرور قتل کرونگا میرا شیوہ دروغ گوئی نہیں ہے میں نہ طاق پر ضرور جاؤنگا
اور نہ طاق تک جانے [illegible] اس مرحلہ کے توڑنے سے ممکن نہیں ہے میں مرنے سے نہیں ڈرتا تجھسے جو ہوسکے
تو کر [illegible] میں اپنے ارادہ سے باز نہ ہونگا یہ سنکر سرمست فیل گوش نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ایسی
دشمنی نہیں کرسکتا جو دوست سے دشمنی کا اثر پیدا کرے یہ کہکر اپنے بھائی عزمست فیل گوش کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسکو صحرا میں لیجا کر قتل کر ڈال عزمست فیل گوش قید شاہزادہ ملقیس
کی اپنے ہمراہ لیے ہوے صحرا میں آیا اور کہا کہ اے شخص جو کھانا ہو کہدے جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے
کہ تیرا وقت آپہنچا اور اجل سر پر کھڑی ہے ملقیس نے کہا کہ میں خود مشتاق اجل ہوں نہ مجھے کچھ کھانا
ہے نہ پینا ہے تو جس کام کے لیے آیا ہے انجام دے یہ کہکر دل کو درگاہ الٰہی میں رجوع کیا اور
عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان اس وقت بیکسی و تنہائی میں سوا تیرے
کون مدد کرنے والا ہے تو نے میرے عام عزیزوں کو کیسی کیسی شوکت عنایت کی اور کس کس
آفت سے بچایا مجھے بھی بچالے ہر چند کہ ایکدن مرنا ضرور ہے مگر اسوقت کا مرنا ایسا ہے کہ دفن و کفن
کی امید بھی نہیں ہے مرنے کے بعد مٹی خراب ہوگی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد
پر بیٹھا اور جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش بارہ ہزار سبز پوشوں سے
آگے ہوئی اور نعرہ کرکے چلایا خبردار او گبر اس شاہزادہ کو قتل نکرنا ورنہ تیرے خاندان بھر کا خاتمہ
کر دونگا منہ نقابدار سبز پوش یہ سنکر عزمست فیل گوش کو غصہ آیا اور پکارا کہ او نقابدار
مغرور [illegible] تو کون ہے جو ہمارے امور میں دخل دیتا ہے کوئی بھی دشمن کو چھوڑ دیتا ہے جو ہم اسکو
چھوڑ دیں [illegible] تجھے قتل نہ کرے اسے قتل کرونگا یہ کہکر وہی تلوار جو برائے قتل ملقیس نیام سے
کھینچی تھی سر نقابدار سبز پوش پر لگائی نقابدار سبز پوش نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر چلایا تم

تیغ آبدار کا مارا مع مرکب عزمت کے چار ٹکڑے ہوئے ہمراہیان عزمت مین غوغا ہوا کہ مارا ہوا سب
نقابدار کو ایسا نہو کہ یہ قیدی کو بھی رہا کر دے غضب کیا اسنے کہ ہمارے افسر کو مارا یہ کہکر تلوارین
کھینچکر آپڑے اُدھر ہمراہیان نقابدار سبز پوش نے بھی تلوارین کھینچین جنگ ہونے لگی صدا آہن
غونجنے لگی کان مین سرمست کے پہونچی پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے کہا کہ جانب صحرا سے کوئی نقابدار
سبز پوش آیا ہے وہ قیدی کا طرفدار ہے اُسنے آپکے بھائی کو قتل کیا بس یہ سُنتے ہی زمانہ نگاہون
مین سرمست فیل گوش کی تیرہ و تار ہوگیا تلوار پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ سے نکلکر پشت مرکب
بیٹھکر جانب نقابدار سبز پوش روانہ ہوا اُدھر بلقیس نے جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر قاتل کو مارا
اب کیا نقابدار بیڑیان کاٹنے گا اُسوقت تو رہا ہوگا معلوم ہوا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھ ہتھکڑی
کے بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور اُدھر وہی ہتھکڑی
بیڑی پکڑے ہوئے لشکر عزمت پر گرے لوگون نے دیکھا کہ قیدی بھی چھوٹ گیا اسے گرفتار کرنا
چاہیے تلوارین کھینچے ہوئے آپڑے بلقیس نے ایک سوار کو مارکر شمشیر پر قبضہ کیا اور اُسی کے
گھوڑے پر بیٹھکر لڑنے لگے قریب تھا کہ لشکر عزمت فیل گوش کے قدم اُٹھ جائین کہ سرمست فیل گوش
مع فوج آپڑا اور نعرہ کرکے گرا عین گرمی جنگ مین بلقیس کا اور سرمست کا مقابلہ سامنا ہوا
سرمست نے تلوار ماری بلقیس نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو سپر
قلم ہوگئی سرمست نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی مرکب
آتشبازی بنگیا سرمست بھی نہایت مرد جرار ہے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا کہ
حریف کو بھی بے گردن بلقیس بھی کود پڑے سرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا بلقیس بھی دست و گریبان
ہوئے کشتی ہونے لگی داؤ پیچ بند سے ہونے لگے زور ہونے لگے یہ حال دیکھکر نقابدار سبز پوش بھی گھوڑا
بڑھاتے قریب پہونچ گئے اور آواز دی کہ اے یادگار منوچہر یہ وقت دیر کرنے کا نہین ہے بس یہ سنتے
ہی رگ ہاشمی حرکت مین آئی اور زلفین غلیلی پیچ و تاب کھانے لگین یا تو سرمست فیل گوش بلقیس
کو ریل کر لیجاتا تھا یہ آواز کان مین پہونچتے ہی بلقیس نے بیڑا اُٹھایا سرمست اپنے زور مین پہلو کی
طرف اوندھے منہ آرہا بلقیس نے بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب
جو زور کیا تو پہلے ہی سے بچے مین تا کمر دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا اور فرمایا کہ شناخت دین اسلام مین کیا کہتا ہے سرمست نے جواب دیا کہ بیشک آپ سچے اور
آپ کا دین بھی سچا تا زندہ ایم بندہ ایم جو خدا ایسے وقت مین مدد کرے اور دشمن کے پنجے
سے چھڑا کر پھر فتح مند کرے وہی برحق ہے لعنت ہے ہوئے دو سو خدا و خدایان باطل پر کہ ہر چند مین نے
ایک ایک کو پکارا مگر کوئی نہ آیا بلقیس نے سینے سے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمہ تلقین فرمایا سرمست
فیل گوش از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو دیکھکر آواز دی کہ جسکو یہ مذہب
برحق اختیار کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے ورنہ میرے لشکر سے نکل جائے سب نے کہا کہ
جو سردار کا مذہب وہ ہمارا جہنم مین تو آپکے ساتھ رہے جنت مین جاتے وقت کیا چھوڑ
دینگے سرمست نے سب کو آفرین کی اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بلقیس سے کہا کہ اگر حضور

اجازت دین تو مین لاش اپنے بھائی کی دفن کردون ہرچند کہ وہ حالت کفر مین مارا گیا ہو مگر میرا بھائی
ہو دنیا کیا کہیگی فرمایا مین مانع نہین ہون غرض کہ سرمست فیل گوش نے چند آدمیون کو غرض
کے دفن وکفن کے واسطے چھوڑا اور آپ مع شاہزادہ بلقیس اپنے قلعہ مین آیا نقارہ اسپ روشن
جانب سحر روانہ ہوگئے دھوم سے دعوت کی اور بعد دعوت کے عرض کی کہ اب مین آپ کے ہمراہ
ہون جہان جا ہے تشریف لے چلیے فرمایا کہ مین نہ طاق پر جانے والا ہون اور اسی غرض سے آیا تھا
راہ مین روکنے والون نے پریشان کیا مگر خدا نے ہر بلا سے بچایا اب کل صبح کو مین کوہ سرب
کی طرف سے جاؤنگا چونکہ تمھاری زبانی معلوم ہوا ہو کہ حاکم کوہ تمھارا بچپنے کا دوست ہو لہذا اسکو
فہمایش کردو کہ اگر وہ مجھے راہ دیدیگا تو مین چلا جاؤنگا باوصفیکہ وہ کافر ہو مگر مین متعرض نہونگا اور اگر
لڑیگا تو بغیر مارے نچھوڑونگا کہ قضا اسکی میرے اختیار مین آچلی ہو سرمست فیل گوش نے کہا کہ مین
اسکو سمجھادونگا اگر مانا فہوالمراد اور اگر نہ مانیگا تو حضور کو اختیار ہو اب مین خود اسپر تلوار اٹھانے مین
شرم نہ کرونگا کہ مین نے ایسے بجھ سے خلاف شان سپہگری کیا جو آپ سے بے عنوانی کے ساتھ
پیش آیا اب وہ اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو آپسے زیادہ اسکا دشمن مین ہون یہ کہکر اسنے ہمراہ خنجرگزار
اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ وہ آئینہ جو تو نے جیب سے شاہزادہ کی نکال لیا تھا کہان ہو
اسنے حاضر کیا سرمست نے خدمت بلقیس مین پیش کیا اور ایک نامہ اخگر شعلہ تن کو لکھ بھیجا مضمون
یہ تھا کہ اے دوست قدیم مین نے درجہ دوستی کا بتمام ختم کردیا کہ شاہزادہ بلقیس سے لڑاون
تن تنہا سرپر ہوا تو عیاری کی مدد سے اسکو مقید کرکے آمادہ قتل ہوا مگر اقبال اسکا یاور تھا کہ غیب
سے مدد ہوئی اور ایسے شخص نے آکر اسکو رہا کیا جسے وہ خود بھی نہین پہچانتا اور دوبارہ مقابلہ
کرکے اسنے مجکو زیر کیا مین نے مذہب اسکا برحق جانکر اطاعت اسکی اور مذہب اسلام قبول کیا
اب مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ یہ مذہب برحق ہو تو بھی اختیار کر اور عداوت بلقیس سے اپنے
ہاتھ اٹھا ورنہ دنیا و دین مین کہین ٹھکانا نہ لگیگا اور یہ شاہزادہ باقبال نہ طاق کے رستہ کو
صاف کرتا ہوا جائیگا اور اب مین نے غلامی اسکی اختیار کرلی ہو مجھسے بھی امید دوستی
نہ رکھنا بلکہ بلقیس سے زیادہ اپنا دشمن جاننا جسوقت یہ نامہ لیے ہوئے ہمارے
خنجرگزار خدمت اخگر شعلہ تن مین پہونچا اور نامہ پیش کیا اخگر شعلہ تن نے مضمون نامہ
سے آگاہی پائی اسے نہایت غصہ آیا قلب اسکا سیاہ تھا اور قضا دامنگیر تھی کہ راہ راست
پر نہ آیا اسکا جواب نامہ لکھ بھیجا کہ اے سرمست بے ایمان غضب کیا تو نے کہ ایسا مذہب اختیار
کیا جسکا نہ سر ہو نہ پاؤن ہو پونے دو سو خداوندون کو چھوڑ کر ایک خدائے آسمانی کی پرستش
اختیار کی اور وہ ایک بھی ایسا جو نظر تک نہین آتا اگر تو نے بخوف جان ایسا کیا ہو تو وقت
کا منتظر رہ اور گھات کرکے دشمن پر قابو کر مین بھی امداد دونگا تو اسے لیے ہوئے نہ طاق کی طرف
جا مگر راہ مین ضرور قتل کرڈالنا مین ایک ساحر کو نگہبانی کے واسطے ساتھ کردونگا وہ پوشیدہ
طور پر تیرے ساتھ رہیگا اور ہر قسم کی مدد بھی دیگا اور اگر تو صحیح وسالم اس ظالم کو تا بہ نہ طاق
پہونچانے کا قصد کریگا تو وہی ساحر نگہبان تجکو ضرور قتل کرڈالیگا چاہے بلقیس کے ہاتھ سے مارا جائے

یہ جواب نامہ کا ہمارے خنجر گزار نے لاکر سرمست فیل گوش کو دیا سرمست کو نہایت غصہ آیا کہ یہ نہایت احسان فراموش ہے نامہ شاہزادہ بلقیس کو دکھایا اور عرض کی کہ اب میرے نزدیک اس کوہ کو مٹانے ہوئے چلیے فرمایا کہ مجھے جسقدر رعایت منظور تھی وہ تمہارے سبب سے تھی اب مجھے رعایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ فرمایا اور تلوار ہاتھ میں لیکر اٹھ کھڑے ہوئے سرمست بھی مع فوج تیار ہو گیا اور جانب کوہ سرب روانہ ہوئے اُدھر خبر اخگر شعلہ تن کو پہونچی کہ حریف آتا ہے اسنے کہا کچھ پروا نہیں اگر آئیگا تو کیا کر لیگا صرف آئینہ اسکے پاس ہونے سے مرحلہ نہیں لوٹ سکتا ہاں میرا قتل آسان ہے تو جب وہ مجکو پائیگا تو قتل کر سکتا ہے میں ابھی اسکا انتظام کیے لیتا ہوں یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ تمام کوہ تھرا گیا ایک زلزلہ سا پیدا ہوا اور گرد کوہ کے ایک دریا حائل ہو گیا اور اُس دریا میں ایسا تلاطم تھا کہ کیا تاب تھی کشتی کی جو دریا عبور کر کے کوہ تک جا سکتی اور بعد اسکے اخگر شعلہ تن نے صورت اپنی ایک شعلہ جوالہ کی پیدا کی اور گنبد قلعہ پر کلس بنکر رہگیا یہاں شاہزادہ بلقیس بن مستور دلپرور مع سرمست فیل گوش و ہمارے خنجر گزار عیار آکر سامنے کوہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک کوہ بلند و سیاہ رنگ ہے مگر مثل آہن جلا وار سے کے چمک رہا ہے اور بالائے کوہ ایک قلعہ نہایت بلند بنا ہوا ہے اور بالائے قلعہ جو گنبد ہے اُسپر ایک کلس مثل آفتاب کے چمک رہا ہے اور گرد کوہ کے دریا موجزن ہے ہمارے خنجر گزار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار پہلے یہاں کی یہ ہیئت نہ تھی یہ دوسری صورت پیدا ہوگئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اخگر شعلہ تن نے کوئی تازہ انتظام کیا ہے کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ آئینہ میرے قتل کا دشمن کے ہاتھ لگ گیا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس حصار کے ٹوٹنے میں آئینہ مدد دیگا یا نہ دیگا شاہزادہ بھی یہ سنکر متردد ہوا مگر کچھ مدد پرور دگار پر کر کے کہا کہ تم لوگ اسی جگہ قیام کرو میں جاتا ہوں یا تو اس طلسم کو مٹاؤنگا یا اپنی جان دونگا ہرچند سرمست فیل گوش نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور باگ گھوڑے کی اٹھا دی سرمست نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے فرمایا یہ وقت ساتھ دینے کا نہیں ہے بس اسی جگہ ٹھہرو اگر زندگی باقی ہے تو پھر تم سے ملینگے ورنہ اتنا تو ہوگا کہ خبر مرگ ہماری تمہارے عزیزوں کے ذریعہ سے ہمارے عزیزوں تک پہونچ جائیگی یہ فرما کر چل کھڑے ہوئے سرمست حکم سے مجبور ہو کر ٹھہر گیا اور دعا کرنے لگا اُدھر شاہزادہ قریب دریا پہونچا تھا کہ تلاطم زیادہ ہوا اور ایک نہنگ سیاہ رنگ دہن اپنا کھولے ہوئے قریب ساحل آیا کہ یہ میرے قریب پہونچے اور میں اسے نگل جاؤں شاہزادہ بلقیس نے تلوار کھینچی اور نہنگ کی طرف چلے نہنگ بھی پانی سے باہر آیا اور بلقیس کی طرف جھپٹا ادھر سے یہ شیر بیشہ شجاعت قریب اُس نہنگ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی تلوار سے اسکی موت نہیں ہے عکس آئینہ کا ڈال شاہزادہ حیران تھا کہ یہ کون ہے مگر کوئی ہو دوست ضرور ہے یہ خیال کر کے جلدی سے آئینہ جیب سے نکالکر عکس اُسکا نہنگ سیہ رنگ پر ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک کر گری اور نہنگ ہمہ تن شعلہ ہو کر پانی میں گرا اسکے گرتے ہی ایک تلاطم عظیم ہوا شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری ہونے لگی

ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آبریز جادو بود حیف مردم دجانزادیم ومطلب خود رسیدم
جسقدر پانی دریا کا تھا دھواں ہوکر نظروں سے غائب ہوگیا اور ابج روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ دریا نیست
نابود ہوگیا ہے مگر کوہ اور قلعہ باقی ہے اور کلس مثل شعلہ کے چمک رہا ہے کہ ساتھ ہی دوسری آواز پیدا
ہوئی کہ اے شہریار یہ آئینہ اس مرحلے کی تباہی کا ہے اگر مرحلہ طلسم سمجھا جائے تو یہی لوح اسکی ہے ہم
ابھی ظاہر نہیں ہوسکتے لیکن وقت قریب ہے یہ آواز سنکر شاہزادہ چونکا اور جلدی سے آئینہ ہاتھ
مین لیکر جانب کوہ چلا اُدھر اخگر شعلہ تن نے دیکھا کہ اس ظالم نے فریب نہ کھایا اور رفیق میرا
مارا گیا بس فوراً اسنے تڑپ کر گنبد کو چھوڑا اور بلند ہوکر عکس اپنا کوہ پر ڈالا تمام کوہ پانی ہوکر
بہا یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب بلا چلا آتا ہے بلقیس نے آئینہ کا عکس ڈالا پانی بیچ سے پھٹا اور ایک
سیلاب کے دو ہوگئے کچھ دہنی جانب بہکر چلا کچھ بائین جانب راستے مین جتنے درخت آسکے وہ اس
پانی سے سرسبز ہونے کے بدلے جلکر خاک ہوگئے شاہزادہ آئینہ کے سبب سے محفوظ رہا اور
عکس آئینہ کا ڈالتا ہوا اس چادر سیلاب کو پھاڑ کر راستہ بناتا ہوا قلعہ کی طرف چلا قلعہ اس
سیلاب کے درمیان اُسی طرح قائم تھا اور شعلہ گنبد پر تھرتھرا رہا تھا جسوقت شاہزادہ قریب قلعہ
پہونچا تو شور گیر و دار بلند ہوا اور قلعہ پر ہزارہا تیر انداز نمایان ہوئے اور شاہزادہ پر تیر برسانے لگے
بلقیس نے آئینہ کو چمکانا شروع کیا جسپر عکس آئینہ کا پڑا جلکر خاک ہوا اور جسقدر تیر آئے کچھ
دہنی طرف نکل گئے کچھ بائین جانب چلے گئے جتنے تیر سامنے آئے وہ جلکر خاک ہوئے بس جیسے ہی
شاہزادہ دروازہ قلعہ پر پہونچا اور چاہا کہ عکس آئینہ کا ڈالکر قلعہ کو شکستہ کردون کہ اخگر شعلہ تن جو ہمہ تن
شعلہ بنا ہوا تھا کڑک کر بلقیس پر گرا اور چاہا کہ جلا کر خاک کردون بلقیس نے جلدی سے بجائے سپر
آئینہ بلند کردیا بس پرتو آئینہ کا جو شعلہ پر پڑا ہے اُف اُف کی صدا پیدا ہوئی اور اخگر شعلہ تن شعلہ
سحر سے شعلہ اصلی بنکر گنبد پر گرا کہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا قلعہ نیست و نابود ہوگیا وہ سیلاب جو جاری
تھا نظروں سے پنہان ہوگیا صدائیں گیر و دار کی بلند رہیں بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من اخگر شعلہ تن بود حیف مردم دجانزادیم ومطلب خود رسیدم جب آتشباری و برف باری
ہوچکی اور پیرا سکے خاک اُڑا کر چلے گئے علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا بلقیس نے کہ قریب تین ہزار
ساحروں کے پرے جمائے کھڑے ہیں اور ایک ساحرہ سیاہ فام بمرتبہ سرداری تخت پر سوار
بال کھولے ہوئے چلا رہی ہے کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ شوہر کو میرے مارا عیش شادیا
جس طرح اسنے مجھے بیوہ کیا ہے اسکی بی بی بھی رانڈ ہو تو مجکو چین آئے یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے
ترنج و نارنج پکڑ کر ایک تن تنہا پر چلے اِدھر شاہزادہ نے ایک ہاتھ مین تلوار لی اور دوسرے ہاتھ مین
بجائے سپر آئینہ لیا اور لڑنا شروع کیا جو حربہ سحر کا قریب آیا آئینہ کے پرتو سے جلکر خاک ہوگیا
بلکہ جس ساحر پر پرتو اس آئینہ کا پڑا وہ نیست و نابود ہوگیا اسی ہنگامہ مین بالائے آسمان سے
دو ستارے اور ایک ہلال نمودار ہوا اور یہ زمین کی طرف آتے ہوئے نظر آئے فقط جو ملکہ شرر بار
جادو کی پڑی بس اُسنے اپنے بالوں کو حرکت دی کہ ہزارہا چنگاریاں اُڑ اُڑ کر بلقیس پر گرنے لگین
ساتھ ہی وہ دونوں ستارے چمک چمک کر لشکر شہریار پر گرے اور ہلال سامنے شہریار کے آکر [illegible]

ہوا کہ منم ملکہ ہلال شمشیر زن اُدھر آن دونوں ستاروں سے دو تیسے ہوئے کہ تم سب بارہ جادو
اُدھر تو آگ دونوں نے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا تیر شہاب بن بن کر گرتے تھے اور ہر ایک کو جلا کر خاک
کر دیتے تھے وہ شیطان خصال بھاگ رہے تھے مگر امان نہ ملتی تھی اور پھر ہلال شمشیر زن نے جو
شہریار جادو کو روکا اور شاہزادہ بلقیس کو روکا کہ اب آئینہ نہ چمکائیے تماشا میری جنگ کا دیکھئے
شاہزادہ ٹھہر گیا اور تماشا دیکھنے لگا اگر کوئی ساحر اُنکی طرف بڑھتا تھا تو اُسپر عکس آئینہ کا ڈالتے تھے
اور جلا دیتے تھے ہلال شمشیر زن ابھی ناتجربہ کار تھی یہ سمجھی کہ شہریار جادو بھی ویسا ہی تھا اسکی سوا
آئینہ کے کسی چیز سے نہیں ہوگا مگر ہلال شمشیر زن اپنے سحر کے زور پر بھروسا کرکے آگے بڑھی اور
پنجہ سحر سر پر شہریار جادو کے مارا شہریار جادو نے اُف کی کہ ہزاروں سپر تن جیسے جوشن پنجوں نے
سپروں کو کاٹا مگر سپر ٹوٹ گئی سحر اسکا خالی جانے سے یہ اثر پیدا ہوا کہ ہلال بیہوش ہو کر سامنے شہریار
جادو کے گری تب شہریار جادو نے نعرہ مارا اور پکارا کہ او چھوکری اسی منہ پر مجھ سے لڑنے آئی تھی
یہ کہکر اسنے بغلی خنجر کمر سے کھینچا اور ہلال شمشیر زن کی طرف بڑھا کہ سر اسکا کاٹ لوں
ساتھ ہی ستارہ جادو گرج کی اور برق بنکر جو گری تو ہاتھ شہریار کا قلم کیا اور شاہزادہ
بلقیس سے کہا کہ یہ شہریار قضا اسکی آئینہ سے ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ہلال کا خالی جاتا مگر
عکس ڈالیے گا کہ ہلال پر نہ پڑنے پائے ورنہ وہ بھی جل جائیگی یہ سنکر شاہزادہ نے آئینہ لیا اور
شہریار جادو کی طرف بڑھا اُدھر شہریار جادو نے دوسرے ہاتھ میں خنجر لیا اور ہلال کی
طرف بڑھی کہ میں تو مرتا ہوں اسے کیوں چھوڑوں ہنوز شاہزادہ بلقیس قریب نہ پہونچنے پائے
تھے کہ شہریار ہلال شمشیر زن کے پاس پہونچ گیا اور آئینہ بلند کرکے اسنے خنجر مارنے کا قصد
کیا تھا کہ پھر ستارہ جادو تڑاک کر گری اور دوسرا ہاتھ بھی شہریار کا قلم کیا یہ دیکھتے ہی شہریار
جادو نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جو حرکت دی قطرات خون شرارہ بنکر ہلال جادو و
ستارہ جادو پر پڑے کہ تمام بدن میں ان دونوں کے آبلے پڑگئے اب اسنے پھر بالوں کو
حرکت دی کہ شرارے نکل نکل کر جھلسانے لگے اتنے میں شاہزادہ بلقیس قریب آپہونچا اور آئینہ
چمکایا شہریار نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ برق چمک کر سر پر اسکے گری اور یہ جلکر خاک
ہوئی اسکے مرنے ہی ہنگامہ گیرودار برپا ہوا آتش باری سنگ باری دیر تک رہی زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا آخر کار ساحروں نے شور کیا کہ ہمارا جوان کشتی نام من شہریار جادو بود حیف در دم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو وحشت چھائی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو ساحروں
نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان امان سب نے قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئے سر دست
فیل گوش نے جو دیکھا کہ معرکہ تمام اخگر شعلہ تن مارا گیا یہ بھی مع لشکر حاضر ہوا اور شاہزادہ
کا دست بوس ہوا شاہزادہ نے ساحروں کی آتش کدے پھنکوا دی لیکن ملازمان اخگر شعلہ تن نے
مال و اسباب و خزانہ حاضر کیا اسقدر زر و جواہر اُس مقام سے ہاتھ آیا کہ وہم و گمان میں نہ
تھا شاہزادہ نے حسب ضرورت اپنے ساتھ لیا باقی سب چیزیں خزانہ میں داخل کرا کے
ہلال شمشیر زن کو اُس مقام کا حاکم کیا اور بعد صحت ستارہ جادو کو بھی اسی جگہ چھوڑا اُدھر

سرمست فیل گوش کو ہمراہ لیکر جانب نہ جاق روانہ ہوئے انکو راستے میں چھوڑا جاتا ہے

اور بیان سے چند کلمے داستان شوکت نشان فیروزی عنوان گرد شیرافگن یعنی شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کے بیان کئے جاتے ہیں ۵

بہ داماں قرطاس با صد حشمت چناں گل فشاں گشت شاخ قلم زاویان رنگین بیان اس داستان سرسبز [illegible] نشان کو مسطور تحریر [illegible] کرتے ہیں کہ شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بالشکر گران و فوج فراواں جو باغ گل فشاں کی جانب روانہ ہوئے تو بہرام عاد کو افسر لشکر کرکے اتا بارگاہ یاقوت نگار کا اسکے ہمراہ لیا اور چالیس ہزار عاد [illegible] کیسے باغ گل فشاں کی جانب روانہ کیا اور بعد اسکے خود بھی مع سیلاب شاد کئی لاکھ کی جمعیت سے جانب باغ گل فشاں روانہ ہوئے لیکن اول حال بہرام عاد کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا ایک صحرا میں پہونچا شام ہو چکی تھی خیمہ برپا کیا لشکر کو اتارا چونکہ وہ شب ماہ تھی آفتاب غروب ہونے کے بعد کچھ دیر تو اندھیرا رہا بعد اسکے دھوپ کی طرح چاندنی تمام صحرا میں پھیل گئی صحرا بھی پر فضا تھا درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی مرغان خوش الحان چاندنی کو دھوپ جانکر چہکار اٹھتے تھے پرتو مہتاب سے ایک چادر نور زمین پر تا دور پھیلی ہوئی [illegible] ہر برگ درخت ورق نقرہ معلوم ہوتا تھا ملازمین بہرام عاد تو خیمہ استادہ کرنے میں مصروف تھے بہرام عاد صحرا میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا اور دامن کی ہوا سے پسینہ خشک کرنے لگا کہ اسی حالت میں ایک طرف سے آواز گانے بجانے کی کان میں آئی بہرام کے کان کھڑے ہوئے کہ اس صحرا میں کون گا رہا ہے آواز پر کان لگائے ہوئے ٹہلتا ہوا چلا چند رفیق خاص ہمراہ ہولیے آپس میں ہنستے باتیں کرتے چلے جاتے تھے قریب ایک چاردیواری کے پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے اور اندر سے مکان کے آواز ساز و طرب کی آرہی ہے عجب دلکش دل [illegible] [illegible] بہرام عاد اسقدر مشتاق ہوا کہ رفقا سے کہا یہ مکان کسی [illegible] گرچہ آواز مردانی ہے مگر نفس غضب کی دلکش اور شیریلی صدا ہے کہ اپنی طرف متوجہ کرتی ہے [illegible] کی کہ حضور یہاں جو کامل اس فن کے ہوئے ہیں سنا ہے کہ [illegible] اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اگر ارشاد ہو تو ہم پکاریں جب کوئی مکان سے [illegible] اور [illegible] جاہ و جلال آپکو معلوم ہوگا تو وہ خود حاضر ہوگا یا اسے مکان میں لیجا کر جی توڑ توڑ کر [illegible] کیا منظور تھا [illegible] ایک خادم کی طرف اشارہ کیا اسنے زنجیر در ہلائی زنجیر کی آواز بلند ہوتے ہی آواز ساز موقوف ہوئی اور ایک شخص نہایت غیظ و غضب میں دروازہ کھولکر باہر آیا سن اسکا بارہ تیرہ برس کا ہوگا سیلا [illegible] سر سے بندھا ہوا ایک کان میں [illegible] بندھے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تازہ شاگرد ہے اسنے آتے ہی ان لوگوں کو گھور کے دیکھا اور کہا کہ آپ ہی لوگوں کی ذات سے شہر کا رہنا ترک کیا جنگل کو بسایا کہ یہاں تو مزہ ملیگا مگر آپ لوگ یہاں بھی آگئے ۔ وقت استاد کی مشق اور

بجھا دیا ہے تجھے وہ شمع مدفن ہوں میں جفا شعار سمجھ کر دیا ہے دل میں سے کہ خاک بھی ہوں اگر میں تو خاک اس چمن	نہ تو بری کی ہے بظاہر نہ تحفظ کی ہے شراب تمھارا دوست ہوں آپ سا کہ انتہا دکھن	بری ہوں وداع رہا ہے وہ پا کہ اس جون تجھے نہ مرکے بھی ہے آرزو سنگار وفا
پھر پھر کامل جوگی نے ان اشعار کو ایسے ایسے حسن سے گایا کہ سب کو		

رولا دیا ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے بہرام عاد تصویر بنا بیٹھا تھا درو دیوار سے آواز ساز پیدا تھی کوئی بیہوش میں تھا جوگی نے کہا کچھ اور سنو گے بہرام نے کہا کہ جب تک سناؤ گے اور جو کچھ سناؤ گے سنینگے جوگی نے کہا کہ بس آج رات بھر چاہو جس قدر سن لو یہ کہکر اور ساز کو پھر سے ملا کر اور چیز شروع کی تھوڑی ہی دیر میں اثر غم دل سے دور ہو گیا اور ہر شخص مسرور ہو گیا جس وقت چاہا رولا دیا جس وقت چاہا ہنسا دیا تمام رات گانے بجانے میں بسر ہوئی جس وقت سپیدہ سحری نمودار ہوا جوگی نے گھنٹیاں مردنگ کنار اتار ڈالے اور طنبورہ لڑکے کو دیا اور کہا کہ بس اب آپ لوگ تشریف لیجائیے اور پھر ادھر آنے کا قصد نہ کیجیے گا بہرام نے اٹھنے میں تامل کیا جوگی نے کہا کہ بس اب دیر نہ کیجیے کہ یہ وقت عبادت ہے مجبور ہو کر بہرام اپنی جگہ سے اٹھا رفقا ہمراہ ہوئے لڑکا آگے آگے چلا اور دوسرے دروازہ کی طرف لیگیا یہ لوگ ایسے بیخود وبیہوش تھے کہ کسیکو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم آئے کس طرف سے تھے اور جاتے کدھر ہیں لڑکے نے دروازہ کھولا یہ سب کے سب مکان کے باہر نکلے لڑکے نے دروازہ بند کر لیا اب جو لوگ مکان کے باہر آئے اور ادھر اُدھر دیکھا تو ایک ریگستان نظر آیا بہرام نے رفقا سے کہا کہ یہ تو وہ صحرا نہیں معلوم ہوتا جہاں لشکر ہمارا اترا تھا رفقا نے عرض کی کہ بیشک یہ کوہ بیابان وحشتناک معلوم ہوتا ہے کہ کہیں درخت ہے نہ نشان گیاہ ہے صحرا نہایت پر فضا تھا قصد کیا کہ پلٹکر اُسی جوگی کے دروازہ پر چلیں اور اُس لڑکے سے راستہ دریافت کریں دیکھا تو نہ مکان معلوم ہوتا ہے نہ وہ جادہ ہے جسپر چلے تھے اتنو یہ لوگ نہایت حیران ہوئے کہ کہاں جائیں اور کیا کریں ادھر تو بہرام عاد مع رفقا حیران و سرگردان اس ریگستان میں پھر رہے ہیں اُدھر جو خدمتگار باہر مکان کے گھوڑے رکھے تھے اور ساتھ بہرام کے نہیں گئے تھے کہ آقا ہمارا باہر آئے تو ہم بھی ساتھ اُسکے لشکر میں چلیں انتظار کرتے کرتے ان لوگوں کی آنکھ لگ گئی جسوقت بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہے نہ آواز ساز کی آتی ہے لشکر تو سامنے معلوم ہوتا ہے اور نشان اسب موجود ہیں مگر مکان نظروں سے پوشیدہ ہے ہر چند تلاش کی ادھر اُدھر دوڑے مگر کچھ پتہ نہ ملا وہ ساز سمان ایک خواب کا سا معلوم ہوتا تھا یہ لوگ اسی حیرانی و سرگردانی میں تھے کہ اور لوگ لشکر سے آگئے اور انھوں نے پوچھا کہ سردار کو کہاں چھوڑا اُن لوگوں نے سارا واقعہ بیان کیا اتنے میں جو لوگ وہ تھے لشکر میں آئے ایک نے ایک سے بیان کیا ایک غوغا ہوا نہایت حیران اور پریشان تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ان سبھوں کو حالت پریشانی میں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ لوگوں کو اطلاع خدمت شہنشاہ صفت شکن میں روانہ کیا جاتا ہے لیکن اول حال بہرام عاد کا سُنئے کہ جسوقت آمد بہرام عاد کی خبر سوسن سبز بان کو ہو چکی تھی اسنے اپنی بھائی سے کہا اے سلطان جادو جا اس پہلوان کو اسیر ملا کر کے بیابان ریگ میں پھنسا دے کہ یہ اُس سرکش سالار فوج ہے جسکے نام سے میرے اندام میں رعشہ پڑتا ہے اور آئی ہے عقل گم ہوتی ہے کیونکہ میں نے بیرزال کاہنہ کی زبانی نہ طاق میں

سنا تھا کہ اجل میری شہنشاہ صف شکن کے ہاتھ سے ہی چنانچہ اسیطرح ہر عالم مرطلسکے قاتل کا
نام اُسنے بتایا تھا جسپر ساحران نہ طاق ہنستے تھے اور برادر خداوند تو بہت ہی خفا ہوسے
تھے کہ ایسی فال بد منھ سے نہ نکال کسکی مجال ہی جو ساحران نہ طاق سے سر بر ہوسکے مگر
مین دیکھتا ہون کہ قول بیرزالہ کا صحیح ہوا چاہتا ہی اسلیے کہ جو علامت بربادی نہ طاق کی
اُسنے بیان کی تھی وہ ظاہر ہی پہلے آمئینہ اندام جادو کا بھاگ کر نہ طاق مین آنا اور پناہ مانگنا
عقب اُسکے بدیع الملک کا آنا میرے مرطلے پر تقابر ارسنج پوش کا آنا اول اُسکے سپہ
سالار کا پہونچنا یہ سب باتین بتا رہی ہین کہ اور احکام بھی اسکے صحیح ہونگے غرضکہ ہر طرح
ناامیدی ہی مگر ہمت کو نہ ہارنا چاہیے آئی بلا کو ٹالنا چاہیے تقدیری امور مین تو کس کو
دخل ہی مگر جو خداوند سامری نے مدد کی اور خداوند اکوان تاجدار نے اپنی غفلت
شعاری ترک کی تو دیکھنا کہ کیا حال کرتی ہون اگر دشمن کے رفیقون کو اسی کا دشمن بنا کر آپہین
نہ کٹوا دیا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ رکھا ہوگا چنانچہ اسکے حکم کے موافق مطربجادو نے بڑا م
بجایا اور گانا سحر کا شنا کر سب کو بیخود بنایا اور بیابان ریگ مین پھنسادیا چنانچہ بہرام تمام
دن اُس ریگستان کی خاک چھانا کیا اور تمام رفیق بھی اسی سرگردانی مین مبتلا رہے نہ پانی
نصیب ہوا نہ کھانا تمام دھوپ سر پر گذری نہ بیٹھنے کی جگہ نظر آتی تھی نہ جانے راستہ ملتا
تھا جدھر منھ اٹھ گیا اُدھر کوسون نکل گئے مگر سوا ریگستان کے کچھ نظر نہ آتا تھا تمام دن اسی
طرح مارے مارے پھرا کیے مگر ریگستان کے باہر قدم نہ نکلا نہ کوئی دوسرا صحرا نظر آیا نہ سواد
شہر معلوم ہوا نہ کسی قصبہ قریہ مین پہونچے آخر کار تھک کر ایک مقام مین مجبور رہے زمین کی حرارت
نے موزے اسقدر گرم کر دیے تھے کہ تلو ون مین آبلے پڑ گئے تھے اور تمازت آفتاب نے
آلات حرب وضرب واسلحہ حفاظت کو اسقدر گرم کر دیا تھا کہ تمام بدن مین چھالے پڑگئے تھے
پیاس کی شدت بہرام جادو دل مین کہتا ہی کہ خداوندا یہ کس بلا مین ہماری جان پھنسی ہی تو ہی
مدد کرنے والا ہی یا ہمین اس سرگردانی سے بچا یا ملک الموت کو حکم کر کہ میرا قبض روح کرین
کہ اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہی یہ اسی حال پر ملال مین خاک پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا
سامنے مجرمٹ نازنینون کا چلا آتا ہی آگے آگے بت طناز خرامان خرامان چلی آتی ہی پیچھے پیچھے
پری جمالون کے غول غول ہیں ایک زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ لباس پر تکلف پہنے
ہوئے ایک ایک حسن و جمال مین بے نظیر و لاجواب کوئی سرو قد کوئی سیمین اندام کوئی گندم
رنگ آدم فریب مین کاہل کوئی کا جیسی رنگ جبین بوسے بہت زرا نشین کوئی سرخ و
سپید میدہ و شہاب کا پتلا جوانیان زور پر سینے گدرائے ہوئے آرہی ہین ہنسکلین کلونہ
پری جو ملین مسند سے کانون کے جھک جھک کر بجلیان گرا رہے ہین پوشاکون سے مختلف رنگ کوئی
یاقوت پوش کوئی زمرد پوش غرضکہ ہر پھول باغ حسن و جمال مین منتخب بقول شاعر ؎

شکلین مین رنگ رنگ کی کچھ بے حجاب	انسان پھول ہین چمن روزگار کے

اور وہ نازنین جو کہ سرداران
سب کی ہی مین اسکا سب سے کم ابتدائے شباب الم رہنے کے دن پانون ڈالتی کمین ہی پڑتا

کمین ہی زیور الماس نگار مین سر سے پانون تک لدی ہوئی چہرہ مانند ماہ شب چاردہ روشن ابرو کی تلوارین کھچی ہوئین نگاہو نکی برچھیان تنی ہوئین شیل انکھڑیون مین خمار بادۂ جوانی بھرا ہوا ساغر چشم بادۂ حسن سے لبریز نگاہین خنجر سے زیادہ تیز قد بازو چہرہ سینہ اوبھار پر سہ جوانی بار کی تھی باگو لی سرو پر خنجر تھا لگے گئے تھے کیا کیا بارہ چپ و بیٹھا تھا بار بد آنچل دوہرا کرکے سینہ پر ڈالتی ہر گز ڈھلک پڑتا ہے جوانی کی امنگین خود نمائی کا شوق سنے پردہ کرنے پر آمادہ بقول شاعر لے گئے کامین دو سرکشون سے نوجوانی دوپٹہ اٹھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی اسطرح چلی آتی ہین کہ دیکھنے والون کے دل لپٹے جاتے ہین نگاہین پامال ہوئی جاتی ہین اور سبکا رخ اسی طرف ہی بہرام عاد نہایت حیران ہی کہ یہ ریگستان اور یہ نازنین کہان مگر نظر جو صورت زیبائے محبوب پر پڑی دل سنے اختیار ہو گیا سب تکلیفین محو ہو گئین ؎

بھوک پیاس جاتی رہی بیساختہ پکار اٹھا سہ		اک ادا استانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی

آفت قری کا قد جوانی زور پر آئی ہوئی ٭ یہ کہکر بہرام عاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اُس نازنین ماہ جبین کی طرف چلا سب رفیق بھی پیچھے ساتھ تھے ادہر نظر ملکہ کی بہرام عاد پر پڑی اپنے ملازمین کی طرف دیکھکر کہنے لگی کہ یہ مسافر تو کم کردہ راہ سے معلوم ہوتے ہین ذرا دریافت تو کرو اُس غول مین سے ایک زن پری جمال آگے بڑھی اور بہرام عاد سے کہنے لگی کہ کب سے آپ اس دشت مین تشریف لائے ہوئے ہین بہرام عاد نے کہا پوچھتی کیا ہو ہماری حالت سے ظاہر ہی کہ تمام دن ٹھوکرین کھانے مین گذارا ہی ازحد پریشان ہین ؎

ظاہر ہے سب ہ عیان ہی جو کچھ میرا حال ہی		پوچھو نہ کچھ فقیر کی صورت سوال ہے

اُسنے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہی اور رہنے والے کس ملک کے ہین کہان سے تشریف لائے ہین اور کسطرف جانے کا قصد ہی بہرام عاد نے کہا ؎

ای آہ و نالہ مجھسے نہ بڑھکر چلو کہ مین	نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر رمیدہ ہون	مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
	اپنا حال پر ملال کیا بیان کرون نام میرا بہرام عاد ہی رہنے والا	

طلسم نہ طاق کا ہون اور رفیق ہون شاہزادہ شہنشاہ صفت شکن کا باقی مفصل حالات بیان کرنے کی قوت نہین ہی ملکہ اپنے ملازم پر خفا ہونے لگی کہ یہ کونسا وقت زیادہ بات کرنے کا ہی یہ لوگ پریشان ہین تمام دن اس صحرا مین ٹھوکرین کھاتی ہو گی خاک چھانی ہو گی انکو لیچل کے مہمان کر جس وقت ماندگی رفع ہو گی تو پوچھ لیا جائیگا یہ کہکر وہین سے پلٹی اور ایک جانب اسی نازک خرامی کے ساتھ چلی جھرمٹ نازنینون کا ساتھ ہوا وہ نازنین جو بہرام سے حال پوچھنے کو بڑھی تھی ملکہ کے خوف عتاب سے سہم کر پہلے تو خاموش ہو گئی جب اپنے باغ کی طرف چلی تو یہ بھی پیچھے اُس جھرمٹ کے چلی اور بہرام عاد سے کہا کہ آپ تشریف لائیے اب آپ ہماری ملکہ کے مہمان ہین بہرام نے کہا کہ مکان ملکہ کا یہانسے کتنی دور ہی اُسنے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ وہ کیا سامنے معلوم ہوتا ہی نظر بہرام کی جو اُسکے ہاتھ کے ساتھ اٹھی تو دیکھا کہ واقع مین چار دروازے باغ کے نظر آئے یہ اور متعجب ہوئے کہ ہمنے تمام دن خاک چھانی اور کسی آبادی کا نشان تک نہ پایا اسکے ساتھ ہی باغ نظر آیا خیر دیکھا چاہیے کہ آگے بڑھکر کیا پیش آتا ہی الغرض آگے آگے ملکہ پیچھے جھرمٹ نازنینون کا اُسکے بعد بہرام عاد مع رفقا کے سب داخل باغ ہوئے دیکھا بہرام نے کہ باغ جنت

نظر آتی ہوا سے سرد چل رہی ہے پھول کھلے ہوئے ہیں درخت سرسبز و شاداب ہیں ڈالیان
میوون کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہیں نہرین جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں پانی نہر کا مانند
شبنم ایسی لہرین مار رہا ہے وسط باغ میں ایک قصر جواہر نگار سر بفلک کشیدہ ہے کہ قدرت خدا
نظر آتی ہے جب ملکہ روش باغ پر سے گذر کر داخل قصر ہوئی دیکھا کہ چوب کا تختون کا لگا ہوا ہے فرش سفید
بچھا ہوا ہے صدر میں ایک مسند جواہر نگار بچھی ہے گاؤ تکیہ لگا ہوا ہے سب سامان آسائش مہیا ہیں
کشتیان میوے کی چنی ہیں پلیٹین کبابون کی رکھی ہوئی ہیں پس ملکہ نے بلنکر بہرام عاد کی طرف
دیکھا اور یہ شعر پڑھا

رواق منظر چشم من آشیانہ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اور اشارہ مسند پر بیٹھنے کو کیا بہرام عاد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں مسند پر بیٹھون اور آپ
کھڑی رہیں یا پائین تشریف رکھیں یہ سنکر ملکہ آگے بڑھی اور ہاتھ بہرام کا پکڑ کر مسند پر بیٹھ گئی
جسقدر کنیزین اور خواصین تھین انھون نے رفقائے بہرام کے ہاتھ پکڑے اور قرینے سے حلقہ
باندھ کر بیٹھ گئین ایک پری جمال نے کشتی پوش ہٹا کر جام و صراحی نکالکر پیمانہ لبریز کیا اور سامنے
ملکہ کے لائی ملکہ نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر سامنے بہرام عاد کے پیش کیا بہرام کو خیال
آیا کہ تو مسلمان ہو چکا اسکا مذہب معلوم نہین مبادا یہ کافرہ ہو تو شراب اسکے ہاتھ سے پینا
درست نہین جب تک کہ حال اسکا دریافت نہ ہو جائے کہا اے ملکہ اگر خلاف مزاج نہو تو ایک بات
عرض کرون ہرچند کہ آپکے اخلاق و مہمان نوازی نے مجھے بندہ بے دام بنا لیا ہے کچھ عذر کرنا بالکل
خلاف انسانیت ہے مگر جو شخص اپنے دین و مذہب کا پابند نہین وہ جانور سے بدتر ہے میں مسلمان
ہون اور آپکا مذہب معلوم نہین ہے اہل اسلام سوا مسلمان کے دوسرے کے ہاتھ کی شراب نہین
پی سکتے لہذا اگر آپ مسلمان ہیں تو ہمین کچھ عذر نہین اور اگر مذہب دیگر رکھتی ہین تو اس تواضع
سے معاف رکھیے ملکہ نے کہا کہ تم مجھے مسلمان ہی سمجھو لو مگر میں اپنی زبان سے نہین کہہ سکتی خدا
نکرے کہ میں مسلمان ہون یہ سنکر بہرام کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کہ آپ مسلمانون کو ایسا برا سمجھتی
ہین تو مہمان کیون کرتی ہین ملکہ نے کہا یہ دستور ہے میرا کہ جو گم کردہ راہ اسطرف نکل آتا ہے میں
اسکی دعوت ضرور کرتی ہون اگر تم خالی چلے جاؤ گے تو میرے آئین کے خلاف ہو جائیگا بہرام نے
کہا کہ اگر آئین کی پابندی چاہتی ہو تو مذہب کی پابندی ترک کر کے مذہب اسلام اختیار کرو
یہ سنتے ہی چہرہ ملکہ کا سرخ ہو گیا کہنے لگی کہ ہم دین سامری پرستی سے دین برحق کو چھوڑ کر
مذہب اسلام اختیار کرین تو ہی اپنا مذہب نہ ترک کر کہ تیرا مذہب بڑا ظالم مذہب ہے یہ سنکر
بہرام عاد کو نہایت غصہ آیا کہا کہ بس زبان سنبھال کر کلام کرنا اگر تیری مہمان نوازی کا
پاس نہوتا تو جواب اس بات کا ہاتھ سے دیتا مگر تجھ پر ہاتھ کیا اٹھاؤن کہ تو عورت ہے لیکن اب
ایک دم تیرے باغ میں ٹھہرنا مجھ پر شاق ہے یہ کہکر بہرام اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے کا قصد کیا تھا
کہ ساتھ ہی ملکہ نے کہا تو جا بھی سکتا ہے مجھے نہین جانتا کہ میں کون ہون تم ملکہ سوسن سیہ زبان
سحر بیان خبردار جانے کا قصد نکرنا بیٹھ اسی جگہ اور دعوت سے انکار نہ کر بس یہ سننا تھا کہ
سارا غصہ فرو ہو گیا پاس دین و آئین جاتا رہا یا تو کس جوش میں اٹھے تھے یا بیٹھ خوب کہکر

بیٹھ گئے پہلے یہ لکاتہ معمولی طور پر باتین کرتی تھی جسوقت اسنے اپنا نام ظاہر کرکے کلام کیا
تو دہن سے اسکے ہر لفظ کے ساتھ ایک شعلہ باہر آتا تھا اور زبان شعلہ دراز ہو کر زبان بہرام
تک پہونچ جاتی تھی یہی سحر ہی اسکا کہ جب یہ سحر انگیز کلام کرتی ہی تو سننے والا اسکو قبول کر لیتا ہی
لشکر ملکہ قریب سے سن رہا تھا یہی سمجھی کہ بہرام کو غصہ فرو ہو گیا اور اسکی تقریر نے ایسا اثر کیا
کیا کہ بہرام بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ سوسن سیہ زبان کیا مجال ہی جو خلاف حکم کرون کیا ارشاد
ہوتا ہی سوسن سیہ زبان نے کہا کہ یہ جام پی لو بے اندیشہ انجام پی لیا جام پیتے ہی تیور بدلے
آنکھین سرخ ہو گئین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ مذہب اسلام کو ترک کرو بہرام نے کہا آپکے
کہنے کے پیشتر سے مین نے ترک کر دیا کہا دین سامری پرستی اور اکوان پرستی اختیار کرو بہرام
نے کہا کہ یہ تو میرا مذہب قدیم ہی مسلمانون کے بہکانے سے مین مسلمان ہو گیا تھا شکر ہی کہ آپ
ایسی رہبر دین اکوان پرستی ملگئین کہ پھر مین نے راہ نیک پائی رفقا حیران تھے کہ یہ ہمارے
آقا کو کیا ہوا کہ مرتد ہو گیا سوسن سیہ زبان نے ان سب کی طرف دیکھکر کہا کہ تم بھی اپنا دین
قدیم اختیار کرو اور اپنے آقا کا ساتھ دو ان سب کے قلب بھی پھر گئے اور ایک دوسرے سے
کہنے لگا کہ ملکہ سچ تو کہتی ہین غرض کہ یہ سب کے سب مسحور ہو کر نعرے یا خداوند اکوان تاجدار
کے بلند کرنے لگے سوسن سیہ زبان نے بہرام کی طرف دیکھکر کہا کہ آہ تمکو کسنے بہکا کر مسلمان
کیا بہرام نے جواب دیا کہ مجھے شہنشاہ صف شکن نے زیر کر کے مسلمان کیا تھا مین اس عذاب
مین انھین کی وجہ سے مبتلا ہوا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اب جسوقت تک تو سر شہنشاہ
صف شکن کا نہ لائیگا توبہ تیری قبول نہو گی بہرام نے کہا کہ مین لڑنے کو موجود ہون مگر شہنشاہ
وہ شخص ہی جو ایک مرتبہ مجکو زیر کر چکا ہی دوبارہ زیر کر لینا بھی ممکن ہی مین اسپر غالب کیونکر آونگا سر
کاٹ لونگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اسکا اسیر کرنا میرے ذمہ رہا اور تباہی و بربادی لشکر کا
ذمہ تم لو بہرام عاد نے کہا یہ مجھے منظور ہی غرض کہ اس عہد و پیمان کے بعد صحبت عیش و نشاط
گرم ہوئی برابر دورہ جام کا چلنے لگا اور گویون نے مجرا شروع کیا تمام رات یہ صحبت رہی
قریب صبح جب یہ سب سو گئے جلسہ برخاست ہو گیا جسوقت بہرام سو کر اٹھا تو سوسن سیہ زبان
نے کہا کہ مین نے تیری حفاظت کا سامان بھی کر دیا ہی تو اطمینان رکھ اب تجھے کوئی قتل نہین کر سکتا یہ
کہکر اسنے ایک زرہ ایک خود اسکو دیا کہ اسے پہنکر مقابلہ کرنا پھر حربہ کسیکا اثر نہین کریگا بہرام
نے وہ زرہ پہن لی اور خود سر پر رکھا اور کہا اب مین جاتا ہون کسیکو رہبری کے واسطے میرے
ساتھ کیجیے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ ابھی فوج تمھاری مجھ سے برگشتہ ہی چلو مین اسکا بھی
انتظام کر دون پھر تم مقابلہ کو جانا اور مین گرفتاری شہنشاہ صف شکن کی فکر کرون گی یہ کہکر
اٹھی اور ساتھ بہرام کے چلی اور باغ کا چور دروازہ کھلوا کر باہر آئی بہرام بھی ساتھ اسکے باہر
آیا اب جو دیکھا تو وہی صحرا ہے پر فضا ہی جسمین لشکر انکا ٹھہرا ہوا تھا چند قدم آگے بڑھے ہونگے
کہ دیکھا سامنے لشکر معلوم ہوتا ہی ادھر ہرکارے تلاش بہرام عاد مین خاک صحرا کی چھانتے
پھرتے تھے جو نظر جا پڑی بہرام عاد پر پڑی جا کر اہل لشکر کو اطلاع دی کہ ہر لشکر آتا ہی لوگ بر آمد

استقبال رو بجہ ہوئے اور آگے بہرام عاد سے بڑھے کہا اے آقائے نامدار آپ کہاں تشریف لیگئے تھے
ہم سب بغیر آپ کے پریشان تھے بہرام نے سوسن سیہ زبان کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ میں اس
شاہزادی کا مہمان تھا انھوں نے وہ احسان کیا ہے کہ دین دنیا دونوں ملے ورنہ محبت شہنشاہ نے تو
کہیں کا نہ رکھا تھا ریگستان میں سوکھ سوکھ کے مرجاتے اور کوئی خبر بھی نہ لیتا اور بڑے نہ کا انجام خراب
ہوتا اب میں نے تو اطاعت اس شاہزادی کی اختیار کی ہے اور شہنشاہ کی یہ دشمن ہے میں نے انکے
قتل شہنشاہ کا اقرار کیا ہے اگر تم سب کو ساتھ میرا دینا منظور ہو تو میری طرح وہی دین اختیار کرو اور
قتل شہنشاہ صف شکن پر کمر ہمت کو چست باندھو ورنہ ابھی چلے جاؤ یہ سنکر سب برہم ہوگئے اور
کہا کہ تمہاری افسری ہم پر اسی وقت تک تھی جبتک کہ تم دین اسلام رکھتے تھے جبکہ تم نے دونوں
باتیں ترک کیں تو نہ تم ہمارے سردار اور نہ ہم تمہاری اطاعت پسند کرتے ہیں بہرام نے قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اگر خلاف حکم چلوگے تو ابھی کاٹ کے ڈال دونگا یہ سنکر تمام لشکر دست
بقبضہ ہو گیا قریب تھا کہ ان لوگوں میں تلوار چل جائے کہ سوسن سیہ زبان ہاں ہاں کر کے آگے
بڑھی اور بہرام سے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ میں ابھی ان سب کو سمجھائے دیتی ہوں بہرام یہ سنتے ہی رک گیا
اور سوسن سیہ زبان نے پکار کر کہا کہ ایہا الناس سردار تمہارا سچ کہتا ہے کہ دین اسلام کو ترک کر دو اور
مذہب اکوان پرستی اختیار کرو کہ یہ مذہب برحق ہے بس یہ آواز اس مکارہ کی سنتے ہی گروہ بول اٹھا
کہا کہ اے ملکہ آفاق آپ سچ فرماتی ہیں اب ہم اسکے ساتھ ہیں قریب تیس ہزار آدمی سکے بہرام کی طرح
مسحور ہو کر آمادہ جنگ ہوگئے اور قریب دس ہزار آدمی جنکے کانوں تک آواز سوسن سیہ زبان
کی نہیں پہونچی تھی وہ بچ گئے انھوں نے آپس میں صلاح کی کہ اب یہ ننگ یہاں کا برنگ ہے چلکر شہنشاہ
صف شکن سے اطلاع کرنا چاہیے اور بارگاہ بھی لیتے چلو یہ خیال کر کے یہ بارگاہ کی طرف بڑھے تھے
کہ بہرام نے منع کیا ان لوگوں نے نہ مانا بہرام نے آواز دی کہ جو بارگاہ کی طرف بڑھے پاؤں اسکے
قلم کر دو یہ سنکر تلواریں کھینچ کر بڑھے ادھر صرف دس ہزار آدمی تھے انھوں نے آپس میں صلاح کی کہ
آپس میں لڑنا فضول ہے چلکر اس امر کی شہنشاہ کو خبر کرنا چاہیے ایسا نہو ہمارا لڑنا اسکے خلاف ہو
اور بارگاہ کچھ ہمارے سپرد تو نہیں کی گئی تھی جو میں تھا وہی خائن ہوا ہے یہ خیال کر کے یہ سب بخدمت
شہنشاہ صف شکن روانہ ہوئے اور یہاں سوسن سیہ زبان نے بہرام سے کہا کہ اب میں
باغ میں جاتی ہوں جسقدر لوگ گرفتار کرنا انکو میرے پاس بھیجتے جانا اور جسقدر قتل ہوں لاشیں انکی
بھی خود ہی اٹھوا کر ساتھ لیتے آنا خدا پرستوں کو نہ لیجانے دینا اور اگر میرے پاس آنے کی ضرورت
ہو تو یہ چھڑی میری اپنے پاس رکھو جب اسے ہاتھ میں لیکے چلوگے سیدھے باغ میں پہونچ
جاؤگے اور قیدیوں کو ہم خود منگوا لیا کرینگے اور میں جاتی ہوں اسلیے کہ دشمن قریب ہے اب اسکی
گرفتاری کی فکر لازم ہے یہ کہکر باغ کو روانہ ہوئی اور یہاں بہرام نابکار بارگاہ یاقوت نگار
میں دنگل شہنشاہ صف شکن پر بیٹھا اور انتظار کرنے لگا کہ شہنشاہ آئیں تو جنگ
آغاز کروں اب اسے تو انتظار میں چھوڑا جاتا ہے اور

دو کلمہ داستان رستم زمن شہنشاہ صف شکن سے بیان ہوتے ہیں

کر بعد روانہ کرنے بہرام عاد کے یہ خود بھی نقابدار یاقوت پوش بنے ہوئے کئی لاکھ کے لشکر
سے کوچ اور مقام کرتے چلے آتے ہیں قریب شام ایک صحرا میں قیام کیا صبح کو چلنے کا سامان
ہو ہی رہا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ لشکر بہرام عاد کے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں فرمایا دریافت
کرو کہ کیا بات ہے عیار نقابدار ان لوگوں کے قریب آیا اور سرگذشت پوچھی انھوں نے
تمام واقعہ صحرا میں اترنے کا اور مکان کلا نوت میں جاکر مکان کے غائب ہو جانے کا بیان
کیا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو تردد ہوا کہ بہرام کسی آفت میں مبتلا ہو گیا خیر دیکھا جائیگا
اگر زندگی ہے تو اسے چھڑا لینگے یا خود بھی اسیر بلا ہونگے یہ فرماکر آگے روانہ ہوئے دوسری
منزل پر دس ہزار سواران عاد آکر پہونچے اور انھوں نے حالات دشمنی بہرام کی اور ابا
قتل آقا ہونا مذہب بدل ڈالنا دین اکوان پرستی اختیار کرنا سب بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ
ایک زن حسینہ بہرام کے ساتھ آئی تھی اسنے اہل لشکر کو اطاعت بہرام کی فہمایش کی
جتنوں نے آواز اسکی سن لی وہ بہرام کے ہم خیال ہو گئے چونکہ ہم لوگوں نے کہنا اسکا
نہیں سنا اسوجہ سے دین ہمارا قائم رہا نہیں معلوم کیا تاثیر اسکی زبان میں ہے کہ جو بات جب سے
کہتی ہے وہ منظور کر لیتا ہے ہم لوگوں نے بارگاہ لانے کا قصد کیا تھا مگر بہرام نے بارگاہ
بھی نہ دی بغیر حکم آپکے مناسب نہ جانا اسوجہ سے چلے آئے یہ سنکر شہنشاہ صف شکن
نے سیلاب شاہ کی جانب دیکھا اور کہا کہ آپنے بھی اس نمک حرام کی حرکت سنی سیلاب
شاہ نے عرض کی کہ حضور بڑے تعجب کی بات ہے جو بہرام سا رفیق اور برگشتہ ہو جائے
نہیں معلوم اسمیں کیا اسرار ہے فرمایا خیر اب تو چلتے ہی ہیں دیکھا جائیگا یہ فرماکر باگ مرکب کی لی
اور بلند کر اہل لشکر سے فرمایا کہ اب ہم اسی مقام پر پہونچکر ٹھہرینگے جہاں کہ لشکر بہرام کا اترا ہوا
ہے یہ فرماکر چلے سردار گھوڑے اڑا اڑا کر ساتھ ہوئے اور سیلاب شاہ بھی لشکر کو لیکر
بتعجیل روانہ ہوا اول صف شکن اس صحرا میں پہونچے جہاں کہ خیمہ لشکر بہرام کا استادہ ہوا
تھا اور بارگاہ یاقوت نگار برپا تھی ساتھ ہی بہت سے سردار گھوڑے کڑکڑاتے ہوئے
آکر پہونچے ادھر خبر بہرام کو ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شہنشاہ صف شکن تشریف
لائے ہیں بس یہ سنتے ہی اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور چھڑی ہاتھ میں لیے ہوئے
جانب باغ سوسن سبز زبان روانہ ہوا کہ چلکر اطلاع کرنا چاہیے یہ تو اسطرف چلا اور
ادھر شاہزادہ صف شکن نے جو اپنی بارگاہ برپا دیکھی فرمایا ہے کوئی ایسا جو پیام میرا بہرام
کو پہونچائے اور اس سے جواب لائے یہ سنکر سہان کشیدہ ابرو نے عرض کی کہ غلام
حاضر ہے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ ہماری طرف سے بہرام عاد کو اطلاع دو کہ سبب
اپنی برگشتگی کا بیان کرو اور بارگاہ لیکر خود حاضر ہو یا ہمارے پیام بر کے سپرد کرو ورنہ اتنا یاد
رہے کہ اگر یوں بارگاہ نہ بھیجی تو یہ سمجھے رہنا کہ آکر تمام بارگاہ لاشوں سے بھر دونگا اور تجھکو ایسی
ذلت سے ساتھ باندھ لیجاؤنگا کہ تمام عالم تجھ پر نفرین کریگا یہ پیام شہنشاہ کا لیکر سہان روانہ
ہوا لیکن جسوقت لشکر بہرام عاد میں پہونچا اور اہل لشکر ارادہ سہان سے آگاہ ہوئے

کہا کہ سردار ہمارا خیمہ مین موجود نہین ہی اگر آپ پیامبر ہین تو پیام جو کچھ ہو مجھسے بیان کر دیجیے سہمان کشیدہ ابرو نے کہا مجھے یہ اجازت نہین ہی کہ دوسرے سے بیان کرون پلٹ گیا اپنے ہمراہیون مین ایک سوار سے کہا کہ جا کر میری طرف سے خدمت شہنشاہ مین عرض کرو کہ بہرام موجود نہین ہی اُسکے آنے کا انتظار کرون یا بارگاہ چھین لاؤن وہ سوار یہ پیام لیکر خدمت شہنشاہ مین آیا اور عرض پیش کی شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ سہمان سے کہو جب بہرام موجود نہین ہی تو کسی طرح کی دخل اندازی کرنا زیبا نہین ہی خواہ وہ بجا ہو یا بیجا ہو ہرچند کہ بارگاہ میری ہی مگر بہرام کی عدم موجودگی مین لانا مناسب نہین ہی اور نہ اُسکا انتظار کرنے کی ضرورت ہی کل دیکھا جائیگا آخر تو طبل جنگ بج ہی چکا ہی اب جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہو جائیگا یہ پیام سوار نے سہمان کو پہونچایا سہمان نے اُسیوقت باگ گھوڑے کی پھیری اور خدمت شہنشاہ صف شکن مین حاضر ہوا اسیسبب سے بے سروسامانی کے شہنشاہ پریشان سے کہ گرد اُڑی اور سیلاب شاہ مع فوج گران آکر پہونچا بارگاہین برپا ہوئین لشکر نے پڑاؤ کیا بازار لشکر کا کھل گیا کٹورہ کھنکنے لگا شہنشاہ صف شکن داخل بارگاہ ہوئے اور چونکہ بہرام عاد طبل جنگ بجوا چکا تھا شہنشاہ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی اُدھر بہرام عاد بھی سوسن سیہ زبان کے پاس پہونچا اور حال آمد شہنشاہ کا بیان کیا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ تم اندیشہ نکرو خود شہنشاہ کو نہ ٹوکنا اور جس سے چاہنا مقابلہ کرنا مین نے تمھاری حفاظت کا سامان کر ہی دیا ہی اور اگر خود شہنشاہ مقابلہ کا قصد کرے تو کہدینا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا تم ایک روز ٹال لیجاؤ دوسرے روز مین انتظام کر لونگی یہ کہکر بہرام کو رخصت کیا اور آپ سوم خانہ مین جا کر سحر تیار کرنے مین معروف ہوئی بہرام عاد اپنے لشکر مین آیا اور خبر سُنی کہ پیامبر شہنشاہ کا آیا تھا اور نہین معلوم کیا پیغام لایا تھا بہرام عاد نے کہا کہ مین خود آپ ایلچی بنکر جاتا ہون یہ کہکر چند سوارون کو ہمراہ لیا اور خدمت شہنشاہ صف شکن مین روانہ ہوا یہان شہنشاہ صف شکن کو خبر ہوئی فرمایا بلاؤ جسوقت بہرام عاد حاضر خدمت ہوا شہنشاہ صف شکن نے اُسیکو نگل اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا بہرام سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کی کہ مین لشکر مین نہ تھا مین نے آکر سُنا کہ پیامبر حضور کا آیا تھا دوبارہ تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اسیوجہ سے خود حاضر ہوا ہون کہ کیا ارشاد ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد فرمایا مجھے یہ دریافت کرنا تھا کہ تمنے میری دشمنی پر کمر کیون باندھی ہی اور دین اسلام کو کس وجہ سے ترک کیا بہرام عاد نے عرض کی کہ مجکو ملکہ سوسن سیہ زبان نے تبدیل مذہب کا حکم دیا اور کہا کہ جتنے دنون تو نے مذہب اسلام مین زندگی بسر کی ہی اُسکا کفارہ یہی ہی کہ اُس شخص کو قتل کر جسنے تجھے تیرا دین قدیم ترک کرایا تھا اسوجہ سے قتل آپکا واجب ہوا یہ سُنکر شہنشاہ صف شکن سمجھ گئے کہ یہ مسحور ہو گیا ہی تاوقتیکہ سوسن سیہ زبان نہ قتل ہو گی یہ ہوش مین نہ آئیگا اب ایسے لایعقل تصور کرکے بارگاہ کی نسبت کچھ نہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ تجھے حقیقت مذہب اکوان پرستی کی کیونکر ثابت ہوئی بہرام نے کہا کہ ملکہ سوسن سیہ زبان کے حکم نے مجھے مجبور کر دیا دو

جو کچھ فرماتی ہیں وہ سچ اور حق معلوم ہوتا ہے یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو اسکے خیال کی اور بھی
تصدیق ہو گئی فرمایا پھر اگر یہی کفارہ تیرے اعمال بد کا ہے تو میں موجود ہوں میدان جنگ میں
دیکھا جائیگا یہ سنکر بہرام اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے خیمہ میں چلا آیا غرض کہ رات بھر طبل بجا کیا اور
تیاری جنگ ہوتی رہی جسوقت دور شب تمام ہوا اور سپیدۂ سحری ظاہر ہوا طاعت گزاران
نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کرکے عازم میدان کارزار ہوئے ادھر
لشکر بہرام عاد کے لوگ نعرے یا خداوندا کوان کے کرتے ہوئے میدان میں آکر صف آرا
ہوئے تھوڑی دیر میں دونوں جانب صف بندیاں ہو گئیں بعد آراستگی صفوف جدال و قتال
نقیب بنقیب دیگر سے تھے کہ بہرام عاد نے باگ مرکب کی لی اور بعد سلحشوری کے بسیار نعرہ مارا
کہ باش ای گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان علاوہ شہنشاہ صف شکن کے اور بھی کوئی
ایسا ہے کہ میرے مقابلہ کو نکلے بس یہ سنتا تھا کہ سہمان کشیدہ ابرو نے مرکب کی باگ لی اور
سامنے شہنشاہ صف شکن کے آکر اجازت خواہ نبرد ہوا فرمایا اے سہمان تمنے بھی لڑائی
بہرام کی بیابان نہ طاق میں دیکھی ہوگی کہ اسنے کس طرح تو اور نگی کو پست کیا اور
کیسے کیسے سردار تمہارے بادشاہ کے لشکر کے جان سے مارے تم اسکے ہم نبرد نہیں ہو سکتے
بہتر یہ ہے کہ اپنے ارادہ سے باز آؤ ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے تمکو زک پہونچے تو مجھے اور
بھی ملال ہوگا کم سے کم یہ انسان ضرور خیال کریگا کہ جیسا سردار لشکر شہنشاہ میں کوئی نہیں
ہے سہمان نے عرض کی آپ نے سنا نہیں کہ اسنے ہمیں سب کو سر میدان للکارا کیونکر
یہ ہو سکتا کہ ہم میدان میں نہ نکلتے اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو اسے جواب دونگا ورنہ آپکے
قدموں پر نثار ہونگا اب میرا لیٹنا مضحکہ کا باعث ہوگا مردان عالم مجھپر طعنہ زن ہونگے کہ سہمان مقابلہ
کو نکلا اور بسبب خوف کے پھر گیا مقابلہ نہ کیا یہ سنکر صف شکن خاموش ہو رہے اور فرمایا
کہ بہتر ہے جاؤ حفاظت خدا میں دیا سہمان سلام کرکے سامنے بہرام عاد کے آیا اور کہا
اے بہرام تو نے تلوار ہی پر کمر باندھی کہ اپنے آقا و ولی نعمت کا دشمن ہوا کیوں اپنے کو
رسوائے عالم کرتا ہے راستہ جنت کا چھوڑ کر دوزخ میں جاتا ہے دیکھ اب بھی اس ارادہ سے باز آ
اور توبہ کر تو میں خطا تیری عفو کرا دوں ورنہ یہ وہی شہنشاہ ہے جسنے تجکو سر میدان اٹھا لیا تھا
بہرام نے کہا یہ سب میں جانتا ہوں مگر حکم ملکہ سے مجبور ہوں تم لوگوں کی گفتگو مجھے اچھی نہیں معلوم
ہوتی اور دل نہیں قبول کرتا میں شہنشاہ سے ضرور لڑونگا اب تم نصیحت کو ترک کرو اگر
میرے مقابلہ آسکے ہو تو حربہ اٹھاؤ ورنہ چلے جاؤ مجھے تمسے کچھ کام نہیں ہے سہمان نے
کہا کہ جبتک ہم غلام زندہ ہیں اسوقت تک کس کی مجال ہے کہ تمہارے آقا کی طرف چشم غضب
سے دیکھ سکے یہ سنکر بہرام نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ لاؤ ضرب بہادری کی سہمان کشیدہ ابرو
نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے پھر کیا سمجھکر مجھسے کہتا ہے یہ سنکر بہرام نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا سہمان نے نیزہ اسکا رد کیا طعنین سے چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام نہ نکلا بہرام نے دو دست گران سنگ اٹھائی اور

خبردار خبردار کہکر سمعان پر وار کیا سمعان نے سپر بلند کی چوب جو پڑتی ہی تو یہ حالت ہوئی کہ لنگر
ضرب سے کمر مرکب سمعان کی ٹوٹی اور سمعان کا کولہ ٹوٹا اور یہ بیہوش ہوکر گرا بہرام نے آواز دی
کہ بیچا ؤ اُسے اور بیچو کسی اور کو یہ سنکر لوگ دوڑے اور سمعان کشیدہ ابرو کو اٹھا لیگئے سمعان بیہوش
تھا اسکو تو شفا خانہ مین بھیجدیا اور سمعان کشیدہ ابرو نے نکلکر مقابلہ کیا بہرام سمعان کو باندھے
لیے چلا گیا غرضکہ شام تک اُسنے دو سر دار جانثے مارے چار زخمی کیے اور سمعان کو باندھ لیگیا
شام ہوتے ہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے شہنشاہ صف شکن نہایت
رنجیدہ تھے بارگاہ مین آکر پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر و تخل پر بیٹھے وہان بہرام عاد
سمعان کشیدہ ابرو کو لیے ہوے سوسن سیہ زبان کے پاس پہونچا اور تمام کیفیت جنگ بیان کی
سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اس اسیر کو رہا کردو کہ یہ بھی تمہارا قوت بازو ہنکر دشمن سے مقابلہ کرے
اور اُسکی قوت کو کم کرے یہ سُنکر بہرام نے سمعان کشیدہ ابرو کو رہا کر دیا مگر سمعان نے کہا
کہ اولکا تہ تو کیا بکتی ہی مین ہرگز نمک حرامی نہ کرونگا قطع ہون وہ ہاتھ جو اپنے آقا پر اُٹھین سوسن
سیہ زبان نے کہا کہ ہم کہتے ہین بس یہ ہم کا لفظ زبان سے نکلتے ہی ایک شعلہ سوسن کی زبان سے
نکلا اور وہین سمعان سے آکر لگا یا یہ بھی مثل بہرام کے دم اطاعت سوسن کا بھرنے لگا اور
آمادۂ قتل شہنشاہ ہوا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ کل جسوقت شہنشاہ تمہارے مقابلے کو
نکلے گا تو مین اُسکو پنجر بھیجکر اُٹھوا لونگی تم دونون مل کر لشکر شہنشاہ کو تباہ کردینا اور پرسون مین
شہنشاہ کو قتل کرونگی بہرام عاد اور سمعان نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر لشکر مین آئے اور
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر خدمت شہنشاہ صف شکن مین حاضر ہوے اور بیان کیا کہ لشکر بہرام عاد مین پھر طبل
جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اور کل کوئی میدان
مین جانیکا قصد نہ کرے مین خود بہرام سے فیصلہ کرونگا حسب الحکم شہنشاہ صف شکن نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی بہادر آلات
حرب و ضرب کو درست کرنے لگے اسی عالم مین رات تمام ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہرام عاد نے مرکب کو چھیڑا
اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا اسطرف شہنشاہ صف شکن تو پہلے ہی سے آمادہ تھے
انھون نے بھی مرکب کی باگ لی اور رخش فلک سیر کو جولان کرکے سامنے بہرام عاد کے
آئے دیکھا کہ سمعان کشیدہ ابرو لشکر بہرام مین موجود ہو فرمایا اے سمعان تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے
جواب دیا کہ جسکا شریک اُسکی طرف موجود ہون جو بہرام کا ارادہ ہی وہی میرا بھی قصد ہے
فرمایا خیر کیا مضائقہ ہی بعد بہرام عاد سے فیصلہ ہونے کے دیکھا جائیگا اُدھر بہرام عاد نے نیزہ
سنبھالا اور کہا کہ اے شہنشاہ اب مین وہ بہرام نہین ہون یہ کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو
نیزہ پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالے ہوے
لڑ رہے ہین سنانون کی بناؤن سے چنگاریان نکل رہی ہین دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین

کوئی اُنتیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہنشاہ صف شکن نے جمز دار جبز دار کہکر نیزہ کو نیزہ سے
لگا ندھا اور ریکہ مار اکرنیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بس اسنے جھپٹ کر اراسپرچوب بدست
اُٹھائی اور سرپر چرخ دیکر سرِ شہنشاہ صف شکن پر وار کیا شہنشاہ صف شکن نے اُٹھا کر
گرز کو چہرے کی پناہ کیا چوب جو پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق
گرد و غبار بلند ہوا عیار شہنشاہ جھپٹ کر قریب گرد کے آیا چاہتا تھا کہ چھینٹے پانی کے دیکر
گرد کو بٹھائے اور اپنے آقا کو ہوشیار کرے وہاں شہنشاہ صف شکن خود ہوشیار رہے
وار بہرام کا روک کے تتق گرد کے باہر آئے اور آواز دی کہ اے بہرام جی نہیں چاہتا کہ تجھپر وار
کروں بہرام نے کہا اے شہریار اب میں دوست نہیں ہوں مجھسے وہی برتاؤ چاہیئے جو دشمن کے
ساتھ ہوتا ہی جو آپ سے ہو سکے کمی نہ کیجیے قسم ہے آپ کو اپنے دین و مذہب کی کہ پوری قوت سے
وار کیجیے گا یہ سُنکر شہنشاہ صف شکن مجبور ہوئے اور گرز کو اُٹھا کر جبز دار جبز دار کہکر سرِ بہرام
پر وار کیا بہرام عاد نے بھی چوب دست اُٹھا کر وار شہنشاہ صف شکن کا روکا ہر چند اسکو یہ
اطمینان تھا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نہیں کرسکتا ہی مگر گرز جو پڑتا ہی تو یہ حالت ہوئی کہ بہرام عاد کو چھٹی کا
دودھ یاد آگیا ایک تڑاقا ہوا کہ تمام میدان گونج گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار
بلند ہوا مرکب بہرام عاد کا تنگ تک غرق زمین ہو گیا شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا کہ زدم و
پست کردم لوگ لشکر بہرام کے قریب آئے پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ بہرام عاد
بیہوش کھڑا ہوا ہی ہر بُن مو سے پسینہ جاری ہی عیار بہرام نے آواز دی کہ ہوشیار رہنا چاہیئے
تیسری آواز میں بہرام ہوش میں آیا دیکھا کہ مرکب بیکار ہو چکا ہی بس اسنے زین خالی کیا اور تلوار
کھینچکر چلا کہ میں بھی شہنشاہ کے مرکب کو بیکار کروں شہنشاہ صف شکن ارادہ اسکا فاسد دیکھکر
مرکب سے کود پڑے بہرام تلوار پھینک کر شہنشاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر
میں ایسے زور کشمکش کے ہوئے کہ زمین پارہ پارہ ہوگئیں دونوں طرف کے لشکر قریب آ گئے اور
تماشائے جنگ دیکھنے لگے بہرام عاد ایک دیو ہی مگر جب شہنشاہ صف شکن اسکو ریل لیجاتے
ہیں تو سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہی تمام دن کشتی رہی تھوڑا سا دن باقی ہوگا کہ ایک مرتبہ شہنشاہ
صف شکن نے لنگ بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کرکے چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں اور
مشکیں اسکی باندھ لوں کہ کڑاکے کی صدا ہوئی اور ایک پنجہ جھپٹ کر گرا کہ شہنشاہ صف شکن
کو لیے ہوئے چلا گیا حالت یہ تھی کہ پنجہ کمر میں شہنشاہ صف شکن کی تھا اور بہرام
شہنشاہ کے پنجہ میں دبا ہوا تھا لوگ دیکھکر تحسین و مرحبا کرتے تھے کہ یہ زور اور یہ حواس
اسی شیر بیشۂ شجاعت پر ختم ہیں لیکن ہر ایک متردد تھا کہ دوست لیگیا ہی یا دشمن اُدھر لشکر
بہرام کے لوگ بھی پریشان تھے کہ جہاں سے شہنشاہ صف شکن اسکو چھوڑ دینگے اور
یہ زمین پر گریگا تو ہڈیاں سُرمہ ہو جائینگی آخر طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے
پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے سیلاب شاہ نہایت متردد ہوا اور رہبر کاروں کو بلا کر تاکید
کی کہ دیکھو اور دریافت کرو شہنشاہ صف شکن کو کون لیگیا ہی ادھر عیار لقا بدار بھی

برائے تلاش لقا بدار یاقوت پوش یعنے شہنشاہ صفشکن کی جستجو مین روانہ ہوا اُدھر
شہنشاہ صفشکن کو لیئے ہوے سامنے سوسن سیہ زبان کے پہونچا دیکھا سوسن سیہ
زبان نے کہ یچیز شہنشاہ صفشکن کو اُٹھا کر لایا ہی اور شہنشاہ صفشکن بہرام
ہوے ہین یہ قوت شہنشاہ صفشکن کی دیکھکر سوسن کے ہوش اُڑگئے کہا او سر کش
اِس دن کی تجھے خبر نہ تھی جو تُو نے طاق کا رخ کیا تھا شہنشاہ صفشکن نے فرمایا کہ او لکاتہ
تواتنے سے ہی بجر طیکا؟ مخواہ لینے پر تجھے تو طاق پر جانیکا طعنہ دیتی ہی کیا تو نے نہین سنا کہ
ہمارے بزرگون پر بڑی بڑی جفائین ہوئی ہین مگر خداوند حقیقی نے ہر بلا سے بچایا ہی اور جن
لوگون نے اُنکو اسیر بلا کیا انجام مین وہی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ دعوی خداوندی کا
رکھتے تھے اُنکو مرنے کے بعد قبر بھی نصیب نہ ہوئی بقول شاعر؎ پانون ٹھکراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے ہاکا سہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ہاں اگر حیات مستعار باقی ہی اور
خداوند کریم کو میری رہائی منظور ہی تو تیرے پنجہ سے چھوٹونگا ورنہ مارا جاؤنگا مرنا ایک دن سب کے
واسطے ضرور ہی آج نہ سہی کل کل نہ سہی پرسون ہمیشہ نہ یہان کوئی رہا ہی نہ رہیگا سوا ذات
باری کے مناسب کو ہی سوسن سیہ زبان کی زبان بند ہوگئی اور کوئی جواب معقول دیسکی
لیکن اب یہ بتا کہ تو کس موت کو پسند کرتا ہی شہنشاہ صفشکن نے فرمایا کہ موت ہرگز اپنی
پسند کی کوئی اختیار نہین کرسکتا یہ بھی خدا کے اختیار مین ہی جو بہانہ اُسنے جسکی قضا کا رکھا
ہی وہ اُسی بہانہ مریگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ خودکشی کی موت کیسی ہی شہنشاہ نے
فرمایا کہ اِس سے بدتر کوئی موت نہین کہ دین و دنیا دونون خراب سوسن سیہ زبان نے کہا
کہ اب جو کچھ مین کہون اُسے بگوش ہوش سُن کہ تجھے یہی کرنا ہوگا تو نے خداوندان گذشتہ
و موجودہ کو بُرا بھلا کہا ہی اُنکا کفارہ یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے اپنی موت قبول کر یہ کہتے ہی شعلہ
زبان سے نکلا اور دہن شہنشاہ سے لپٹ کر پلٹ گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ نے خودکشی
منظور کی اور آمادہ ہوگئے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اب تم شب بھر اِسی باغ مین رہو اور
بہرام عاد سے کہا کہ تم جا کر طبل جنگ بجوادو اور جارجی سے کہو یہ جا رہن وعدے کل شہنشاہ کو
شہنشاہ صفشکن بحکم ملکہ سوسن سیہ زبان خودکشی کرینگے جس دوست دشمن کو تماشہ دیکھنا یا سبق حاصل کرنا ہو
تماشہ دیکھے یار ہار لیجاسے یہ سنکر بہرام عاد تو اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور سوسن سیہ زبان نے شہنشاہ صفشکن کو منتر
جادو کے سپرد کیا کہ آج رات اِسکی حفاظت تم کرو مطرب جادو شہنشاہ صفشکن کو لیکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا
لیکن اب دو کلمہ داستان عیار لقا بدار یاقوت پوش سے گذارش کیے جاتے ہین
کہ یہ تلاش لقا بدار سرخ پوش یعنے شہنشاہ صفشکن جو چلا تھا تو اول لشکر بہرام عاد
مین آیا اور مختلف صورتین بدل بدل کے پھرنے لگا لوگون مین چرچا ہو رہا تھا کہ نہین معلوم ہمارے
سردار پر کیا گذری اگر راستہ مین ہاتھ سے شہنشاہ صفشکن کے چھٹ گیا ہوگا تو زمین پر
گر کر پیسکر چور ہوگئے ہونگے بعض کہتے تھے کہ بہرام عاد کی حفاظت ملکہ سوسن سیہ زبان کے
ہاتھ سے ہے اگر دست شہنشاہ سے چھوٹ گئے ہونگے تو اُنکو پنجہ سحر سے روک لیا ہوگا

اطمینان رکھو یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین وہ آتے ہون گے اِسپر بھی کچھ لوگ براے تلاش اِدھر
اُدھر صحرا مین روانہ ہوگئے تھے اور عیار بہرام عاد وہ چھڑی لیے ہوے پھر رہا تھا جسکے ذریعہ
سے بہرام باغ مین آتا جاتا تھا قضاے کار عیار بہرام شرارۂ شب گرد کو یہ خیال ہوا کہ چھڑی
تو میرے پاس ہی چلکر باغ ملکہ مین خیریت اپنے مالک کی دریافت کر یہ سوچ کر اِسنے سمعان
کشیدہ ابرو سے کہا کہ مین جاتا ہون اور خبر اپنے آقا کی لاتا ہون سمعان نے کہا کہ تجھے رستہ باغ کا
معلوم ہی اِسنے جواب دیا کہ یہ چھڑی میرے پاس موجود ہی اِسیکی راہبری سے بہرام عاد باغ ملکہ
سوسن سیہ زبان مین آیا جایا کرتے ہین سمعان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر جلد پلٹ کر آنا اِسنے کہا کہ
بس گیا اور آیا سمعان تو آکر خیمہ مین بہرام کے بانتظار بہرام عاد بیٹھا اور شرارۂ شبگرد جانب
باغ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا لیکن اِسکی باتین عیار لقا بدار کمتر اُسن رہا تھا یہ پہلے سے
چل دیا اور رنگ وروغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت اپنی غول بیابانی کی بنائی تمام جسم مین سیاہی
ملی منھ مین سُلگتا ہوا کویلہ دبا کر شرارۂ شب گرد سے تیس چالیس قدم آگے جست وخیز کرتا ہوا
چلا جب رُخ اِسکے جانیکا سمجھ لیا تو ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہا جیسے ہی شرارۂ شب گرد قریب
سے اُس درخت کے نکلا بس یہ ایک آواز مہیب دیکر سامنے شرارہ شب گرد کے آیا اور نعرہ کیا کہ
ہم غول بیابانی یِسطرح دفعۃً جست کر کے سامنے شرارہ شب گرد کے آیا کہ شرارہ اپنی تیز روی
بھول کر ٹھٹھک گیا اور صورت مہیب سامنے اپنے دیکھکر بدحواس ہوا بس غول بیابانی نے وہی سُلگتا
ہوا کوئلہ دہن سے نکال کر شرارہ کے منھ پر کھینچ مارا وہ کوئلہ قریب آکے چٹکا اور اس مین دھوان
پیدا ہوا کہ شرارہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس فوراً اِسنے نعرہ کیا کہ ہم مہتر ہوشمند صحرا نورد عیار شہنشاہ
صف شکن بس اِسنے آتے ہی رنگ وروغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی شرارۂ شبگرد
کی بنائی اور چھڑی ہاتھ مین لی شرارہ کو ایک درخت کے نیچے صورت تبدیل کر کے ڈال دیا اور خود
جانب باغ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا ابھی تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بہرام
چلا آتا ہی بس اِسنے سامنے جاکر سلام کیا اور کہا مین تو خود آپ کی خدمت مین جاتا تھا جلد چلیے کہ
اہل لشکر پریشان ہین بہرام عاد نے کہا کہ مجھے آج شب کو باغ ہی مین رہنے کا حکم ملا ہی مین صرف
دو گھڑی کے واسطے آیا ہون ایک تو یہ کہ اہل لشکر پریشان ہون گے دوسرے قتل شہنشاہ کا چارج
دینا ہی یہ سنکر مہتر ہوشمند صحرا نورد بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اتنا
تو معلوم ہوگیا کہ ابھی شہنشاہ زندہ ہین مگر ساتھ ہی اس خبر نے پریشان کر دیا کہ صبح کو سامان قتل
ہوگا رات ہی بھر مین کوئی تدبیر کر کے اپنے آقا کو چھڑانا چاہیے اِس فکر مین بہرام عاد کے ساتھ
ساتھ چلا بہرام لشکر مین آیا اہل لشکر آمد بہرام عاد سے نہایت خوش ہوے اور استقبال کر کے
لیگئے سمعان کشیدہ ابرو بھی آیا اور بہرام کے ساتھ خیمۂ بہرام مین آیا کیفیت دریافت کی بہرام
عاد نے سب واقعات گذشتہ بیان کیے اور اُسکے بعد حکم چارج صادر کیا کہ صبح کو قتل شہنشاہ صف
شکن کا اعلان کر دیا جاے اور مین جاتا ہون صبح کو قید شہنشاہ صف شکن اپنے ہمراہ لیکر آؤنگا
سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ تم میدان خونی تیار کر رکھنا یہ کہکر عیار سے کہا کہ چھڑی مجکو دو اور تم یہین رہو

شرارہ شب گرد نقلی نے عرض کی کہ چھڑی تو حاضر ہو مگر مین آپ کے ہمراہ چلونگا ایسا نہ ہو کہ راستے مین
کوئی اُفتاد پڑے یقین ہو کہ عیارانِ لشکر شہنشاہ آپ کی تلاش اور اپنے آقا کی جستجو مین نکلے ہون گے
مین بحفاظت باغ تک پہونچا کر پلٹ آؤنگا یہ سنکر بہرام عاد نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو شرارہ
شب گرد ساتھ ہوا اور بہرام لشکر سے نکلکر جانب باغ روانہ ہوا جسوقت لشکر سے دور نکل گیا
اور صحراے تاریک ملا تو شرارہ نے ایک فتیلہ روشن کر لیا اور آگے آگے بہرام کے چلا
بہرام راستہ بتاتا جاتا تھا اور فتیلہ مین سے جو دھوان نکل کر منتشر ہوا تو قدم بہرام عاد کے
ڈگمگانے لگے تھوڑی دور چلا ہوگا کہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس شرارہ نقلی نے نعرہ کیا کہ منم
مہتر ہوشمند صحرا نورد اور پلٹ کر چھڑی قبضہ مین کی بہرام کا پشتارہ باندھ کر خدمت سیلاب
شاہ مین آیا اور پشتارہ بہرام عاد کا ڈال دیا اور کہا اسے تو قید کیجیے اب مین اپنے آقا کے
رہا کرنے کو جاتا ہون سیلاب شاہ نے کہا کچھ پتا بھی ملا ہوشمند نے کہا کہ زیادہ بات کرنے مین
وقت ضائع ہوگا رات تھوڑی ہو کام بہت ہین مختصر یہ ہو کہ پتا لگ گیا ہو یہ سُنکر سیلاب شاہ
خاموش ہو رہا بہرام کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور ہوشمند صحرا نورد نے ایک اور عیار کو اپنے ساتھ
لیا اور صورت اپنی بہرام کی بناکر جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے اُس درخت کے نیچے پہونچا
جہان مہتر شرارہ شب گرد کو بیہوش کر کے چھوڑ آیا تھا شرارہ کو تو اسی عیار کے سپرد کیا کہ اسے
بھی لیجا کر قید کرا اور آپ تن تنہا باغ کی جانب روانہ ہوا جسوقت قریب دہنہ نقب کے پہونچا
تو چھڑی زمین مین گڑ گئی معلوم ہوا کہ منزل ختم ہوئی آگے جانے کا حکم نہین ہو بس اسی نقب سے
راستہ ہوگا یہ سوچکر نقب مین کود پڑا اور راہ نقب کی طے کر کے جو نکلا تو باغ مین تھا دیکھا
کہ باغ نہایت وسیع و پرفضا ہو اسے خیال گذرا کہ شہنشاہ صف شکن اسی باغ مین کسی مقام پر
مقید ہون گے پہلے انھین کو رہا کرنا چاہیے اس خیال سے گوشہاے باغ مین ڈھونڈھتا ہوا
چلا قضاے کار و اتفاقات روزگار قریب ایک دروازہ کے پہونچا یہ دروازہ مکانِ مطرب
جادو کا تھا مہتر ہوشمند جو بہرام بنا ہوا تھا بتلاش شہنشاہ صف شکن دروازہ مین داخل ہوا
دیکھا سامنے کہ ایک ساحر چوکی پر سنگ مرمر کی بیٹھا ہوا ہو اور ایک لڑکا کام کاج مین مصروف
ہو اور شہنشاہ صف شکن بھی پاس اُس ساحر کے دوسری چوکی پر فروکش ہین مگر کوئی علامت
اسیری نہین معلوم ہوتی نہ تو ہتھکڑیان ہاتھون مین نہ بیڑیان پاؤن مین نہ طوق گلے مین ہوشمند
متحیر تھا کہ ایسا بہادر اسطرح دشمن کے قابو مین ہو کہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہین کرتا یہ کیا بات ہے
لیکن نظر مطرب جادو کی جو بہرام عاد پر پڑی چونکہ یہ بہرام کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اسی نے
گا نا سُنا کر بہرام کو اسیر بلا کیا تھا پوچھا کہ اسوقت آپ یہان کہان نکل آئے بہرام نے
کہا کیا کہون آج کی شب مجھے اسی مقام پر رہنے کا حکم ہوا سو جہ سے ٹہلتا ہوا تمھارے مکان
کی طرف آ نکلا کہ دو گھڑی تم ہی سے باتین کر کے دل بہلاؤن گا کسی طرح اتنی رات تو بسر ہو
مطرب جادو نے کہا کہ گھر ہو آپ کا تشریف لاے یہ کہکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام نقلی
ایک چوکی پر بیٹھ گیا مطرب جادو کو گانا سنا کر بیخود بنانے کا خیال آیا یہ سُنکر

سنیے گا بہرام نقلی نے کہا کہ ہم تو ایسی باتون سے نہایت ذوق رکھتے ہین مطرب جادو تعجب کر اُس روز ہمین نے منع کیا تھا کہ آیندہ تجھسے گانے کو نہ کہیے گا شاید اسی وجہ سے انکو تامل ہوا تھا کہ شاید نہ سنائے تو سخن بھی ضایع جاے یہ تصور کرکے بہرام سے کہا کہ اُس روز جو مین نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایسی فرمایش نہ کیجیے گا اُسکا یہ سبب تھا کہ آپ کا شمار غیرون مین تھا اور اب آپ ہمارے دوست ہوے تو ہمین بھی تواضع آپ کی واجب و لازم ہوئی اب مجھے گانا سنانے مین کوئی عذر نہین ہی ہوشمند دل مین سمجھ گیا کہ بہرام اسی مقام سے مبتلاے بلا ہوا نہین معلوم اسکے گانے مین کیا تاثیر پیدا ہو کہا کہ لطف گانے کا بغیر شراب کے نہین ہی مطرب جادو نے کہا کہ اچھا جام بھی چلتا جاے اور دل بھی بہلتا جاے ساز چھڑے اور ساغر سے ساغر لڑے بہرام نے کہا کہ آج ہم بھی تمکو وہ شراب پلائینگے کہ کبھی نہ پی ہو گی صفت اس شراب مین یہ ہی کہ اگر زندگی بھر ترشی کا استعمال نہ کرو تو عمر بھر نشہ باقی رہے مطرب جادو نے کہا واقع مین یہ شراب بہت عمدہ ہی مین بھی اسی شراب کا نہایت مشتاق ہون بس یہ سنتے ہی بہرام نے ایک قلم جیب سے نکالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ خون کبوتر شیشہ مین بھرا ہوا ہی بہرام نقلی نے پیالہ پانی سے بھر کر یک قطرہ اُس قلم سے چھکا دیا تمام پیالہ سُرخ ہو گیا اور مطرب کے سامنے پیش کیا مطرب جادو سارا پیالہ پی گیا اب بہرام نقلی نے دوسرا پیالہ لبریز کرکے طرب جادو سے کہا کہ آ تو بھی پی لے کہ آج رات بھر جاگنا ہی کسی طرح نیند کا خمار تو برطرف ہو طرب جادو مطرب جادو کے ڈر سے جھجکا تھا کہ بہرام نقلی نے آنکھ دکھائی اور کہا کہ یہ چیز بھی تامل اور سوچنے کی ہی او بدنصیب اگر نہ پیے گا تو عمر بھر پچھتائیگا کہ ایسی شراب دیکھنے مین بھی نہ آئی ہو گی پینا تو درکنار مطرب جادو نے بھی اشارہ کیا کہ پی لے یہ کوئی غیر نہین ہین جنسے لحاظ ہو ہرچند طرب جادو زیادہ عادی نہ تھا مگر بخاطر بہرام اُسنے بھی شراب پی اور شہنشاہ صف شکن کی صلاح بھی نہ کی اب مطرب جادو نے گانا شروع کیا

غزل

یہ کیا حالت الٰہی بیخودی دل کی ہوئی ہے　　کہ ہم جو بات کہتے ہین بیہی محفل مین ہوتی ہی
بنانے بات خاموشی چھپاے ضبط غم لیکن　　گواہی دیتا ہے چہرہ جو حسرت دل مین ہوتی ہی
بھر آیا زخم کہنہ المدد اے ناوک قاتل　　کی پھر اضطراب خاطر بسمل مین ہوتی ہے
بنا رکھا ہے اسکو جذبۂ باطن نے آئینہ　　وہ جب ہوتے ہین بے پردہ تجلی دل مین ہوتی ہی
تمنا پوچھکر جبتک وہ کچھ کہتے نہین منھ سے　　طبیعت تہلکہ مین جان کس مشکل مین ہوتی ہی
پتا اُسکا نہین سینے مین اور باقی ہی یہ ابتک　　غلط مشہور ہی بیشک کہ حسرت دل مین ہوتی ہی
ٹپکتا ہے ہراک قطرہ لہو کا سے نکلے چنگاری　　حرارت قہر کی خون دل بسمل مین ہوتی ہی
مزاج یار مین پیدا کیا ہے دخل اب اتنا　　سمجھ لیتے ہین ہم جو بات اُسکے دل مین ہوتی ہی
کوئی خار تمنا اب بھی دامنگیر ہے شاید　　کھٹک رہ رہ کے کیون زخم دل بسمل مین ہوتی ہی
تعلق باطنی دکھلا ہی دیتا ہے اثر اپنا　　تری شوخی سے بیتابی سی پیدا دل مین ہوتی ہی
جفا سے باز آ نادان نہ تاب ضبط ہے مجھ مین　　بس اب دونون کی رسوائی بھری محفل مین ہوتی ہی

نہین ہوا ہی ہرچند یہ اصرار کرتا ہی کہ لشکر مین چلیے مگر شہنشاہ ایک سماعت نہین کرتے اب ہوشمند
یہ سوچا کہ انھین بیہوش کرکے لیچلون یہ سحر سوسن سیہ زبان کا معلوم ہوتا ہی بغیر اُس کے
قتل ہوے یہ ہوش مین نہ آئینگے کہا اچھا آپ اپنے فعل سے مختار ہین مجھے اِس مین کیا
دخل ہی مگر یہ پھول مین نے آپ کی تفریح کے لیے باغ سے توڑا تھا اسے سونگھیے شہنشاہ
مسکرائے اور فرمایا کہ مجھسے بھی فریب کرتا ہی مین تیرے مکر مین آنے والا نہین ہون یہان
کی تو یہ حالت ہی اور وہان سوسن سیہ زبان کو بیٹھے بیٹھے خیال گذرا کہ دیکھا چاہیے کوئی شہنشاہ
کا چھڑانے والا بھی لشکر سے چلا ہی یا نہین سُنا ہی کہ عیار اُسکا نہایت طرار ہی ہرچند کہ اس مقام تک
گذر اُسکا سخت دشوار ہی پرندہ بھی یہان پر نہین مار سکتا لیکن شاید یہ لوگ غضب کے ہوتے
ہین ایسے مقام پر راہ پیدا کر لیتے ہین جہان جانا ممکن نہ ہو ساحرون نے کیسے کیسے حصار باندھے
ہین مگر یہ لوگ پہونچ ہی گئے ہین اور اپنا کام کر گذرے ہین یہ سوچکر اسنے ایک طائر موم کا بنایا
اور ایک بچہ خوک کو جھٹکا کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ بچہ خوک کے جسم سے حس و حرکت موقوف
ہوئی اور طائر نے گندے توڑنے بس اسنے اور ایک بوم کو ذبح کیا اور خون اسکا چلو مین لیا
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس طائر پر مار اچھینٹا پڑتے ہی طائر چہکا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ کیا حالات
آج کی شب کے ہین بیان کر رہائی شہنشاہ کے واسطے کون کون چلا ہی اور کہان کہان پہونچا ہی
یہ سنکر طائر نے بزبان انسانی جواب دیا کہ عیار شہنشاہ صف شکن بہرام عاد اور عیار بہرام
کو پکڑ لیگیا ہی چھڑی حاصل کی وہان سے آکر مکان مطرب جادو مین داخل ہوا اور مطرب
جادو کو مارا اب یقین ہی کہ شہنشاہ کو بیہوش کرکے لیجائیگا بس یہ سننا تھا کہ سوسن سیہ
زبان نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ غضب ہوگیا مطرب جادو مارا گیا یہ کہکر اسنے زمین پر
غلطک ماری اور صورت اپنی ایک بجری کی پیدا کرکے اُڑی وہان مہتر ہوشمند منتین شہنشاہ
کی کر رہا تھا کبھی حباب بیہوشی کھینچ مارتا تھا مگر یہ خالی دیتے تھے کہ ہوشیار رہتے اور جان
چکے تھے کہ یہ میرے بیہوش کرنے کی فکر مین ہی کہ ایک مرتبہ نعرہ سوسن سیہ زبان کا ہوا اور
سوسن بالائے ہوا سے بر روے زمین آئی صورت انسانی پیدا کی اور پکاری کہ او عیار مکار
غضب کیا تونے کہ اِس مقام تک پہونچا اور بھائی کو میرے مارا اگر ذرا مین خیال نہ کرتی تو تو
جا اِسے بھی لیجا چکا تھا اسکے آتے ہی مہتر ہوشمند پریشان ہوگیا کہ اب کام بگڑ گیا اور بھید
کھلگیا اور شہنشاہ صف شکن نے جو سوسن سیہ زبان کو دیکھا کہا اے ملکہ دیکھو اسنے مطرب
جادو کو مارا وہ سامنے لاش تمھارے بھائی کی پڑی ہی اور مجھے بھی بہکا رہا تھا جلدی اِسے
گرفتار کرو یہ تو کہو مین اسکے مکر سے آگاہ تھا جو ابتک بچا ورنہ یہ کب کا گرفتار کرلے گیا ہوتا اور
مجھے اُس سعادت سے محروم رکھتا جو تمھاری بدولت حاصل ہونے والی ہی سوسن سیہ
زبان نے کہا کہ نہ گھبراؤ اِس سے بھی ابھی توبہ کرائے لیتی ہون اور یہ بھی تمھاری طرح اپنے
مقتولون کے خون کا بدلا اپنے ہاتھ سے لیگا جسطرح اور دون کو ذبح کیا ہی اِسی طرح خود اپنے
گلے کو کاٹ کر مرنا پسند کریگا اور تمھارا ساتھ دیگا اچھا ہوا کہ پہلے تم تنہا تھے اب دو ہوگئے

یہ تمھارا تماشا دیکھتا رہیگا تم اسکے تماشا دیکھتے رہنا بہتر ہے ہوشمند نے کہا کہ میرا دماغ تیغ ہے مین ہرگز مرنا پسند نہین کرتا شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ اے ملکہ اگر ایسا ہوا تو مین تمھارا بہت ممنون ہونگا کہ یہ میرا بہت دونون کا رفیق ہے اگر اسوقت ہم اور یہ دونون ایک راہ مین نہ ہونگے تو مفارقت ہوجائیگی اسے بھی خودکشی پر رضامند کردو ہوشمند پکارا کہ کیا خوب ایک آپ کو اپنے ہاتھ سے مرنا کیا پسند آیا کہ آپ ہر ایک کے واسطے اسے بہتر سمجھنے لگے یہ کہتے کہتے انھون نے حباب منھ پر سوسن سیہ زبان کے کھینچ مارے حباب پڑتے ہی یہ بیہوش ہوکر گری مگر نہین معلوم اس نے کونسی ہیرا سینے اور پر معین کر رکھے تھے کہ زمین پر گرتے تو نظر آئی پھر نہ معلوم ہوا کہ سوسن کو کون لیگیا بس مہتر ہوشمند نے پلٹ کر ایک حباب شہنشاہ صف شکن کو بھی مارا کہ یہ بھی سوسن کی حالت دیکھنے مین محو تھے حباب منھ پر پڑکے ٹوٹا اور شہنشاہ بیہوش ہوکر گرے بس ہوشمند نے جھپٹ کر چادر عیاری مین پشتارہ شہنشاہ صف شکن کا باندھا اور پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف چلا کہ مطرب جادو کے مرنے سے یہ راستہ صاف ہوگیا تھا اور لشکر سامنے نظر آنے لگا تھا ادھر سوسن سیہ زبان کو ہمزاد اسکا اٹھا لیگیا تھا علیحدہ لیجا کر ہوشیار کیا سوسن ہوش مین آتے ہی پھر بحری بنکر اڑی اسوقت پہونچی کہ ہوشمند قریب لشکر کے پہونچ چکا تھا دیکھا اسنے کہ اب یہ کوئی دم مین داخل لشکر ہوجائیگا بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ بانفس اونا عیار کہان لیے جاتا ہے شہنشاہ کو مین آپہونچی یہ سنتے ہی عیار نے پشتارہ تو زمین پر رکھدیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یکایک سوسن سیہ زبان بحری بنی ہوئی زمین کی طرف جھکی اور ایک پنجہ مین اسنے پشتارہ شہنشاہ کا لیا اور دوسرے پنجہ مین مہتر ہوشمند کو دبایا اور اڑ کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی جسوقت باغ مین پہونچی تو شہنشاہ کو پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا اور ہوشمند کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے مجکو بہت پریشان کیا ہے اب دو کلمہ بگوش ہوش سُن تو دشمن ہے تو ہو مین نیکی سے کیون باز رہون یہ سنتے ہی ہوشمند متوجہ ہوگیا اور سوسن کی زبان سے شعلہ باہر آیا اب سوسن نے کہا کہ دیکھ تو نے بھی اپنے آقا کے ساتھ بہت سے خون کیے ہین اور یہان اگر بھی تو اپنی سنگدلی سے باز نہ رہا کہ مطرب جادو کو مارا اب اپنے افعال گذشتہ سے توبہ کر اور خون کے عوض مین اپنے ہاتھ سے اپنا خون گوارا کر کہ اگر تو اور زندہ رہیگا تو نہین معلوم کتنی جانین تیرے ہاتھ سے تلف و برباد ہونگی بس یہ سنتے ہی نصیحت سوسن سیہ زبان کی دلپر اثر کرگئی اور ہوشمند نے کہا کہ اے ملکہ سوسن سیہ زبان آپ سچ کہتی ہین اب مجھے ایک پل اپنا زندہ رہنا پسند نہین سوسن نے کہا کہ نہ گھبراؤ صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر سوسن سیہ زبان نے ان دونون کو تو اسی مقام پہ چھوڑا اور آپ قمری بنکر بغرض حفاظت ایک درخت پر انتظار صبح مین بیٹھ رہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اب

کچھ حال ملکہ گل افشان جادو کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اسکو شہنشاہ صف شکن طلسم شہر افشان مین چھوڑ کر آئے تھے اور گل افشان جادو

وعدہ کیا تھا کہ مین چلہ اپنا تمام کرکے حاضر خدمت ہون گی چنانچہ جسوقت چلہ اسکا تمام ہوا تو
اسنے تیاری کا حکم دیا اور ایک تخت سحر تیار کرکے اپنی چالیس ہزار کنیزون کو ہمراہ لیا اور ابر
گل افشان مین بیٹھکر جانب باغ **گل افشان** روانہ ہوئی ابر اسکا نہایت تیزی کے ساتھ اُڑتا
ہوا پھول برساتا چلا جاتا تھا مگر اسکو بھی دشمنون کا خیال تھا کہ بعد میرے کوئی نہ کوئی محافظ باغ
ضرور معین ہوا ہوگا اسلیے کہ ایک سرحد پر بھی ہے یہ نہایت تیزی کے ساتھ ابر سحر اُڑاتی
ہوئی چلی جاتی ہے وہان صبح ہوئی **سمعان** کشیدہ ابرو نے میدان خونی تیار کیا اور رجاری
نے جارچ دیا کہ آج شہنشاہ **صف شکن** ساہا در وصف شکن سر میدان اپنے ہاتھ سے
اپنا گلا کاٹیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو آکر دیکھے اور جسکو اپنے سحر بیانی کا دعوےٰ ہو وہ اُسکو بچا کر
اس ارادہ سے باز رکھے اب **سمعان** تو انتظار بہرام مین ہے لشکر اسکا صف آرا ہے اور
سیلاب شاہ کو مہتر **ہوشمند** کا انتظار ہے جبکہ صبح ہوگئی اور عیار واپس نہ آیا تو **سیلاب شاہ**
نہایت متردد ہوا کہ شاید مہتر ہوشمند بھی گرفتار ہوا اب اسنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور کہا
کہ آقا تمھارا اسیر سحر ہوا ہے چل کر جانبازی کرو اور اُسے دشمن کے پنجہ سے چھڑاؤ یہ سنتا تھا کہ
لکھی لاکھ کا لشکر تیار ہوگیا سردار اپنے اپنے رسالون کو لیکر میدان کی طرف متوجہ ہوئے **سیلاب**
شاہ بھی مع فوج گران میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا اور یہ سب جان نثار وقت کے
منتظر ہوئے کہ یکایک جانب جنوب سے ایک کوندے کی اور چمک بجلی کی معلوم ہوئی اور
ایک ابر سوسنی نمودار ہوا آگے آگے اُس ابر کے غول زاغ وزغن کے شور کرتے
چلے آتے تھے اور زیر ابر بگولے چرخ مارتے ہوئے سناٹے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی
تھی ایک عجیب کیفیت تھی کہ آتے آتے وہ ابر لشکر بہرام باد پر قائم ہوا اور ایک مرتبہ بجلی سی کڑکی
اور وہ ابر شق ہوا ایک تخت سحر نمودار ہوا کہ اُس پر **سوسن** جادو بیٹھی ہوئی ایک
پہلو مین شہنشاہ صف شکن دوسرے پہلو مین مہتر ہوشمند جوگی کھڑا ہوا ہے کی **سوسن** سیہ زبان
[illegible] اور شہنشاہ **صف شکن** کی یہ حالت ہے سوکھن گلے مین ہے خنجر کمر مین ہاتھ مین زہر کا
پیالہ ہے قاتل کو انتظام سے ہم ہے سب سامان خودکشی سے درست وکر ہمت مرگ پیر کے
ہو [illegible] زبان پر یہ شعر جاری ہے خودکشی پر ہین عشق مین تیار ہم جان ہار بیٹھے ہی نہ ہار بیٹھے ہو
اور عیار کی جو ہے حالت جسوقت تخت **سوسن** سیہ زبان کا آکر میدان مین قائم ہوا تو وہ
تمام زاغ وزغن جو ابر کے نیچے نیچے شور کرتے چلے آتے تھے زمین پر گرے اور غلطیان مار
مار کر سو سو تین انسانون کی پیدا ہوکے صفین باندھکر کھڑے ہوئے یہ سب کے سب ساحر ہین اور
سوسن سیہ زبان کی فوج کے لوگ ہین **سمعان** نے بڑھکر لگے **سوسن** سیہ زبان سے
بہرام کو پوچھا سوسن نے کہا کہ وہ کہین ہوا ہے تم اطمینان رکھو سمعان کشیدہ ابرو خاموش ہو رہا
لیکن **سوسن** سیہ زبان نے آواز دی کہ ای جان نثاران شہنشاہ **صف شکن** و وفاداران گرم
سخن جسکو دعوےٰ ہو وہ آکر اپنے آقا کو چھڑا لیجاے یعنے انکو سمجھا کر اسکے ارادہ سے باز
رکھے مین کسی کو سمجھانے کے لیے منع نہین کرتی ہون یہ کہکر اسنے شہنشاہ **صف شکن** کی طرف

دیکھا اور کہا کہ اب وقت وعدہ وفائی ہی اگر بات کے دھنی ہو تو جو اقرار ہمسے کیا ہی پورا
کرنا اور سمجھانے پر کسی کے نہ آنا کہ اسمین تمھارے واسطے بھلائی ہی جسقدر بندگان خدا تمنے قتل کیے
ہین انکا خون بہا یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دو اور اہل عالم کو شاہد کرو کہ اگر کوئی
سنگدلی سے کسی کو ذبح کرے تو اسکا انجام یہی ہونا چاہیے بس یہ سنتے ہی شہنشاہ طلعت تمکین اپنی جگہ
سے اٹھے اور چبوترہ ریگ پر آکر کھڑے ہوے اور تلوار ہاتھ مین اٹھا کر اپنے اہل لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی ایہا الناس تم سب گواہ رہنا کہ مین نے اپنے گناہون کا کفارہ تمھارے سامنے دیا
کہ اسوقت اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دونگا بلکہ تم سب کو لازم ہی کہ مثل میرے تم بھی اپنی
جانین دے دیکر بوجھ بندگان خدا کے خون کا اپنے سر سے اتارو کہ تم سب نے اکثر میرے ساتھ
جہاد کیا ہی لڑائیان لڑے ہو ہزار ہا کو مارا ہی یہ سنکر سیلاب شاہ نے کہا کہ اے شہریار مین کچھ
عرض کرنا چاہتا ہون فرمایا جو کہو اسنے عرض کی کہ اب مذہب آپ کا کیا ہی فرمایا خدا پرست اسنے
عرض کی کہ ہم سب کو ہدایت دین اسلام کسنے کی فرمایا مین نے کہا افسوس کی بات ہی جسنے آپ
کی بدولت بہشت مین آے اور اب پھر آپ ہی ہمین جہنم مین جانے کی ہدایت کرتے ہین مذہب
اسلام مین خودکشی کب جائز ہی یہ مظلمہ کسکے سر ہوگا فرمایا یہ سب سچ کہتے ہو مگر ملکہ کی راے نے مجھے
پسند ہی خون کے عوض خون ضرور ہی مین کہنے کو اسکے نہ ٹالونگا اور ضرور اپنی جان دونگا سیلاب
شاہ نے دیکھا کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین سحر سوسن سیہ زبان کا انکو بیخود بنا چکا ہی کہا کہ اچھا
اتنی دیر توقف کیجیے کہ مین سوسن سیہ زبان سے کچھ باتین کرلون فرمایا کیا مضائقہ ہی سیلاب
شاہ نے سوسن جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ اے سوسن مین تجھے خوب جانتا ہون اور تو مجھسے بھی
واقف ہی میری خاطر سے اتنا کر کہ پہلے ہم سب کو قتل کرلے پھر تجھے قتل شہنشاہ کا اختیار ہی تاکہ
یہ مشہور عالم نہ ہو کہ آقا سامنے قتل ہوا اور ملازم دیکھا کیے سوسن سیہ زبان نے جواب دیا
کہ حب الوطنی کا تقاضا نہین کہ پہلے تمہین قتل کرین نہین انہین کو قتل ہو جانے دو پھر ہمین تم سے سروکار
نہین ہی ہم برعایت اسکے کہ تم بھی حوالی نہ طاق کے باشندون مین سے ہو تم سے تعرض نہ
کرینگے اگرچہ تمنے مذہب اپنا تبدیل کر ڈالا خداوندا کوان تاجدار کے دشمن ہوے مگر یہ سب
امور اسی شخص کی ذات سے ہوے تمھارا اسمین کوئی قصور نہین ہی جب سیلاب شاہ نے
یہ انکا جواب پایا تو جلدی سے بہرام عاد اور شرارہ شب گرد کو لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور کہا کہ
اگر شہنشاہ کا رویان بھی میلا ہوگا تو ہم ان دونون کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر سوسن بہت ہنسی
اور کہا کہ اے سیلاب شاہ تم بڑے نادان ہو ارے یہ سب دشمن ہین یا دوست مین کیا انہین زندہ
رہنے دون گی یہ میری سحر زبانی نے ان سب کو مطیع بنا رکھا ہی ورنہ جسوقت سحر میرا انپر سے
دور ہو جائیگا یہ سب میرے عدوے جان ہین اگر تم انکو قتل کر ڈالوگے مین تکلیف قتل سے بھی
بچون گی اب مین شہنشاہ کو زندہ نہ چھوڑون گی یہ سنکر سیلاب شاہ مایوس ہوا اور سمجھا کہ بہرام
بھی بیگناہ ہی اسکا قتل بھی درست نہین بس اب لڑکر جان دے دینے کے سوا کوئی چارہ نہین ہی
بس لشکر کو اشارہ کیا کہ ہان مار لو ان دشمنون کو اور آقا کو اپنے پنجہ سے اسکے چھڑا لو یہ سنتا تھا

کہ سرداران لشکر تلوارین پکڑ پکڑ کر سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور تیر اندازون نے کمانون کو زہ کیا
سوسن کو نشانہ تیر قضا کا بنانا چاہا لیکن جسقدر تیر سوسن سیہ زبان کے قریب آئے اُسنے
کہا کر پلٹ جاؤ اور جن خاطیون نے تمکو اسطرف بھیجا ہو اُنھین کو نشانہ کرو بس یہ کلمہ اُس کی زبان
سیاہ سے نکلتے ہی تمام تیر پلٹ کر ناوک اندازون پر گرے اور نشانہ تیر قضا بنا یا قریب سو سوا سو ناوک
اندازون کے ہلاک ہوئے اور ایک غول کمند اندازون کا شہنشاہ صف شکن کی طرف اِس ارادہ
سے چلا کہ انکو پکڑ کر اسیر کرین اور بے بس کر دین کہ یہ خودکشی نہ کر سکین یہ دیکھتے ہی سوسن سیہ
زبان نے سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ ہان لینا ان سرکشون کو اُدھر شہنشاہ صف شکن کو آواز
دی کہ اب اُس ارادہ کو موقوف کرو اور پہلے ان نمک حرامون کو قتل کرو جو تمھارے ملازم ہوکر
تمھارے ہی گرفتاری کو آئے یہ تو اِس ساحرہ کی زبان مین تاثیر تھی کہ جو کہہ دیا وہ منظور ہو گیا شہنشاہ
صف شکن تلوار پکڑ کر کمند اندازون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اُدھر سے سمعان کشیدہ ابرو
مع لشکر بہرام عادو پر آپڑا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا شہنشاہ صف شکن نے تھوڑے ہی
عرصہ مین سیکڑون کو مار ا آخر کار کمند انداز بھاگ کھڑے ہوئے اب شہنشاہ اپنے لشکر
کی طرف متوجہ ہوئے بس یہ حال دیکھکر سیلاب شاہ بدحواس ہو گیا اور سوسن سیہ زبان نے پکاری
کہ کیون ای سیلاب یہ تماشا بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا ارے یہ رتبہ ساحران تُہ طاق ہی کا ہی کہ ایک
ایک ساحر لاکھون کے واسطے کافی ہی اب ہی کوئی ایسا جو اس غدر کو موقوف کرے کس
غضب کی بات ہی کہ آپس مین کٹے مرتے ہین خود مالک ملازمون کو قتل کر رہا ہی دیکھو تو اگر تم
سب کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ قتل کرا یا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ رکھا ہوگا تمھارے
عیار مکار نے ہمارے بھائی مطرب جادو کو مارا ہی اسکا عوض یہ ہی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی
بھائی کو قتل کریگا اور ہم تماشا دیکھینگے یہ سنکر سیلاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور بیتاب ہوکر درگاہ
جناب باری مین عرض کرنے لگا کہ ای کریم کارساز ای رب بے نیاز تمام بندے تیرے ہلاک ہوئے جاتے
ہین اور اب یہ فتنہ سوا تیرے کوئی فرو نہین کر سکتا تجکو واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا کہ اِس بلا کو دفع کر
اور اِس کافرہ کو واصل جہنم کر جسکی وجہ سے سیکڑون بندگان خدا کا خون ہوا اور ابتک وہ بلا دفع
نہین ہوئی ہی آپس مین جنگ ہو رہی ہی ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب مشرق سے ابر گل افشان
نمودار ہوا جھونکے نسیم سحری کے چلتے ہوئے ابر شفقی رنگ سے بارش کی جگہ گل افشانی ہوتی
ہوئی برقین چمکتی ہوئین کوندا لپکتا ہوا آگے آگے ابر کے طائران خوش رنگ و خوش الحان غول
کے غول چہچہاتے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ابر شق ہوا اور تخت
ملکہ گل افشان جادو کا نمودار ہوا لگیر اسرخ تخت پہ کھنچا ہوا چار گلدستہ پھولون کے تخت کے
چارون کونون پر رکھے ہوئے پوشاک گلابی ملکہ گل افشان جادو کے بر مین جوڑا کج بندھا
ہوا پشت پر چالیس ہزار کنیزین افشانی پوش زر و جواہر سے آراستہ ایک ایک پھول سب کے ہاتھ
مین یہ حالت دیکھکر سوسن سیہ زبان بہت گھبرائی اور اُسنے پنجہ پھینکا کہ شہنشاہ صف شکن پر گرا
اور شہنشاہ کو اُٹھا کر لیچلا اب سوسن سیہ زبان کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اِنکو قتل کر ڈالی ایسا نہ ہو

کہ گل افشان جادو ذرا اندازی کرے تو اسکے سحر کا جواب کون دیسکتا ہے اُدھر ملکہ گل افشان جادو نے جو یہ حالت دیکھی کہ لشکر آپس مین لڑ رہا ہے اور سوسن سیہ زبان زیغیب دولا رہی ہے بس یہ سمجھ گئی کہ سوسن نے سحر کیا ہے ملکہ گل افشان جادو اسکے سحر سے خوب واقف تھی اُدھر دیکھا کہ پنجہ بھیجکر شہنشاہ کو اُٹھوا لیا ہے اور اب یہ بغیر قتل کیے نہ چھوڑے گی بس ملکہ گل افشان جادو نے بھی ایک پنجہ پھینک دیا کہ وہ پنجہ آکر پنجہ سوسن سیہ زبان سے ہم پنجہ ہوا اور شہنشاہ صف شکن کو چھین کر لیچلا سوسن سیہ زبان نے دوسرا پنجہ کھینچ مارا یہ پنجہ پنجہ گل افشان جادو سے ہم پنجہ ہوا اور دونون جلکر خاک ہو گئے شہنشاہ صف شکن بیہوش ہوئے بس گل افشان جادو نے ایک گلدستہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ پنکھڑیان اُس کی بکھرین اور ایک چمن گلہائے افشانی کا تیار ہو گیا جسقدر اہل لشکر آپس مین لڑ رہے تھے وہ سیر چمن مین معروف ہو گئے اب ہرچند سوسن سیہ زبان چیختی ہے کہ ہم کیا کہتے ہین ہماری سنو مگر طائران باغ گل افشان کی نغمہ سرائی کسی کے کان تک سوسن سیہ زبان کی آواز نہین پہونچنے دیتی ہے کہ کوئی تاثیر پیدا کرے اب ملکہ گل افشان جادو سوسن سیہ زبان کی طرف مخاطب ہوئی اور فرمایا کہ او گلچینی تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو نے یہان آکر ہمارے باغ پر قبضہ کیا ہے بقول شخصے جس جگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم تھا آج اُسی جا ہے آشیانہ بوم تو یہ ہمارے رہنے کی جگہ تیرے قابل ہوئی کیا تو ناواقف تھی کہ شہنشاہ صف شکن کو تیرے اپنے باغ کی طرف بھیجا تھا اور تجھے نہ معلوم تھا کہ ہمنے اسی کی محبت مین اپنے پیارے ماہرون کو چھوڑا جو خداوند طلسم کہلاتا ہے تو نے اُس شہریار باوقار کی یہ حالت کی کہ اگر تجھے دیر اور نہ پہونچتی تو یہان خاتمہ ہو چکا تھا کیا تو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ گل افشان جادو اب زندہ نہین ہے بتا کہ تجھے اِس کردار کی کیا سزا دون سوسن جادو نے جواب دیا کہ صاحبزادی ذرا زبان سنبھال کر بات کرو مین تمھاری لونڈی نہین ہون مجھے خداوند نے اِس مرحلے پر بھیجا تو مین آئی اپنی خوشی سے نہین آئی ہون اسکی شکایت کیوان تاجدار سے کرو اور مین تو اسی کام پر معین ہون کہ جو اسطرف سے تہِ طاق پر جانیکا قصد کرے اُسکو مبتلائے بلا کر کے قتل کرون اور ہر طرح کی زک دون مین اپنے مالک کے حکم کے خلاف کیون کر کر سکتی تھی جسوقت تک میرے دم مین دم باقی ہے اُسوقت تک کسی کو اِس باغ پر قبضہ نہ کرنے دون گی جبتک تم خداوند کی شریک تھین اُسوقت تک ہم سب پر تمھاری حکومت تھی جب تم خود طلسم سے نکل گئین تو ہمین تم سے کیا واسطہ رہا اور مین ایسی ویسی نہین ہون کہ تمھاری دھمکیون مین آجاؤن جب مین اِس جگہ کے قابل سمجھی گئی ہون تو معین ہوئی ہون لے تمکو بڑا دعوی سحر و ساحری ہے تو روک تو اِس سحر کو یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر اپنی زبان مین نشتر دیا اور خون زبان کا لیکر اپنے ابر سوسنی رنگ پر مارا اور کہا کہ لینا اب ابر گرجتا ہوا لشکر ملکہ گل افشان جادو کی طرف چلا اور گلہائے سوسنی ابر سے برسنے لگے جسکے سر پر گل سوسن گرا گل نے چٹک کر آواز دی کہ حکم ہے ملکہ سوسن جادو کا کہ مار لو گل افشان جادو کو بس یہ صدا کان مین پہونچی اور ہنجودگی چھائی لشکر ملکہ گل افشان جادو کے لوگ جو جادوے سحر پکڑ پکڑ کر ملکہ

گل افشان کی طرف چلے بس یہ دیکھتے ہی گل افشان جادو ہنسی اور کہا کہ بس اسی سحر پر بڑا بھروسا ہی دیکھو تماشا بس ملکہ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی کو چکر دیا کرد تخت ملکہ گل افشان جادو کے ایک حصار قائم ہوگیا جسقدر جو بہاے سحر آتے تھے وہ رد ہو جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گل افشان جادو نے اُس حصار سحر کو توڑا اور ایک پتلی موم کی ہاتھ مین لیے ہوے حصار کے باہر آئین اور کچھ اسم سحر پڑھکر دہن اُس پتلی کا وا کرکے زبان اُسکی باہر کھینچی اُدھر خود بخود سوسن سیہ زبان کی زبان سیاہ دہن کے باہر نکل آئی بس ملکہ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اس زبان کو مقراض سحر سے قطع کرکے پلٹ کر اُسکے دہن مین لگا دیا اور سوسن سیہ زبان سے کہا کہ اب کیا کہتی ہو کہا جو حکم ہو گل افشان جادو نے کہا کہ جا اور کہہ ان تاجدار سے کہ کہ زبان میری سپید ہی کردین کہ تاثیر پلٹ گئی اب مین جو کہتی ہون اُسکے خلاف اثر ظاہر ہوتا ہی یہ سنکر سوسن نے کہا کہ ابھی تک تو تاثیر میری زبان کی قائم ہی یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اہل لشکر سے کہا کہ مار لو ملکہ گل افشان جادو کو بس یہ سننا تھا کہ تمام اہل لشکر جو بہاے سحر پکڑ پکڑ کر خود سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور ہر طرف سے ترنج نارنج مارنے لگے دیکھا سوسن سیہ زبان نے کہ سحر میرا پلٹ گیا اور تاثیر زبان کی منقلب ہوگئی بس اسنے تو راہ فرار اختیار کی اور عقب مین اسکے اسی کی فوج جو بہاے سحر لیے ہوے بارادہ قتل سوسن سیہ زبان روانہ ہوئی یہان ملکہ گل افشان جادو نے ابر سوسنی کو جلا دیا جسقدر لوگ سحر سوسن سیہ زبان گرفتار اور بیخود ہو رہے تھے وہ سب ہوش مین آئے اور شرمندہ ہوے شہنشاہ صف شکن کو اپنے اہل لشکر کی لاشین دیکھکر کمال صدمہ ہوا سیلاب شاہ نے سجدہ شکر پروردگار ادا کیا ملکہ گل افشان جادو نے تمام حصار سحر سوسن جادو مٹا دیے لیکن بہرام جادو جو ہوش مین آیا اور اپنے حرکات سے نہایت شرمندہ ہوا اور عیار کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا شہنشاہ صف شکن سے سامنا نہین کیا اُدھر ملکہ گل افشان جادو نے دروازہ اپنے باغ کا وا کیا اور شہنشاہ صف شکن کو لیکر داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ کی عجیب حالت ہی ہر درخت کے نیچے سوکھی ہوئی لکڑیون اور پتون کا ڈھیر ہی زاغ و زغن کے گھونسلے بنے ہوے ہین نسیم بہار خاک اُڑاتی پھرتی ہی جابجا آک گل ہی وہ گریبان چاک ہی نہر پانی پانی ہو رہی ہی برگ درخت کف افسوس مل رہے ہین سرو ایک پاؤن سے استادہ ہی نرگس کی آنکھ دروازہ کی طرف لگی ہوئی ہی کہ دیکھیے مالک باغ کی دید کب نصیب ہوتی ہی سنبل بال کھولے ہوے معروف دعا ہی ملکہ داخل قصر ہوئی دیکھا کہ جسقدر سامان تھا سب گرد آلودہ ہو رہا ہی فرش شیشہ آلات چھتین سب خاک مین اٹے ہوے ہین ملکہ یہ حالت اپنے باغ کی دیکھکر بہت روئی اور شہنشاہ صف شکن سے عرض کی کہ اب مین چاہتی ہون چند دن اسی مقام پر رہ کر اپنے باغ کو درست کرون کبتک خانہ بدوشی کی حالت مین تباہ پھرا کرون بیٹھنے کا ٹھکانا تو ہو اگر آپ اجازت دین تو مین یہان کا انتظام کرلون شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ مین تو نہ طاق پر ضرور جاؤنگا نہین اپنے فعل کا اختیار ہی مین نہین ٹھہر سکتا ملکہ گل افشان جادو نے کہا کہ نہ طاق یہان سے دور نہین ہی مجھے آپ اپنے سے دور نہ جانین شہنشاہ صف شکن نے شب بھر اسی مقام پر قیام کیا اور صبح سردارون کو طلب فرمایا سب تو حاضر ہوے مگر بہرام حاضر نہ تھا

دریافت کیا کہ بہرام کے نہ آنے کا کیا سبب لوگوں نے عرض کی کہ وہ بسبب شرمندگی کے سامنے نہ آیا بلکہ صحرا کو نکل گیا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو کمال رنج ہوا اور فرمایا کہ یہ کونسی شرمندگی کی بات ہی جو پھر اسنے ظہور مین آئے یہ سب سوسن سیہ زبان کی سحر بیانی سے تھے مین نے بھی تو کیا کیا امور خلاف فہم و فراست کیے لیکن مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا اب کیا مین سب کو چھوڑ کر چلا جاتا یہ فرما کر سہمان کشیدہ ابرو کو اٹھانہ بارگاہ یاقوت نگار کا دیا اور جانب ثمر طاق چلنے کا حکم فرمایا بعد اسکے خود بھی کوچ کرکے جانب ثمر طاق روانہ ہوے اور ملکہ گل افشان جادو انتظام و آراستگی باغ مین معروف ہوئی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان حیرت عنوان شوکت بیان شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی سے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان

حائل روے یار ابھی زلف سیاہ فام ہی — حسرت بوسہ کیا کرین نیت شب حرام ہی
مالکہ وہ بیرخی جتاے دل نہ وفا سے ہاتھ اٹھا — ہمسے جسے غرض نہین ہمکو اسی سے کام ہی
بسکہ ہی پہنچنے کی خو شیب و شباب کے عدو — عالم حسن یار مین صبح ابھی نہ شام ہی
واہ رہی خودگی کہ خود سوچتے ہین کہان ہین ہم — اب نہ کسی طرف ہی کوچ اور نہ کہین مقام ہی
شرع مین اپنی واعظو حکم ہین میکشی کے دو — یار جو دے حلال ہی خود جو پیے حرام ہی
سنگے ہو جب ملال اُسے رنجش باہمی بڑھے — ایسے پیام شوق کو دور ہی سے سلام ہی
برق جمال جان فروز ہوگئی ہی نظارہ سوز — ہمین ہی بھید کچھ ضرور آج جو اذن عام ہی
اپنی دورنگی مذاق رکھتی ہی سب سے اتحاد — ہی کہین پاکدامنی اور کہین دور جام ہی
پہونچے ہین غیر سے جو غم مار ینگے اسکو کے ہم — پردۂ شوق قتل مین حسرت انتقام ہی
ہی یہ زمانۂ فراق ایک سے بعد ایک شاق — رات کو یاد صبح ہی دن کو خیال شام ہی
اپنی بہار عیش کو رنگ پسند ہین یہ دو — شاہد سبزہ رنگ ہی بادہ سرخ فام ہی
اسنے کرے گی اب زبان حسرت آخری بیان — گر نہین طاقت فغان کام بھی اب تمام ہی
جبکہ بنے ہین نازنین ظلم کرینگے کیا حسین — ہاتھ ہو جاے آستین تیغ نہین نیام ہی
حشر مین بھی نہین نصیب دید جمال جان فروز — جسکی امید تھی بڑی وہ بھی دن اب تمام ہی
جو کہ ہین صاحب وفا دیتے ہین اپنے دل مین جا — تیرے ملتا ہو آرزو بس یہی میرا نام ہی

سہ بہ بزم سخن طوطی خوشنوا ہو بدین زمزمہ شد ترنم سرا ہو راویان حقیقت نگار و حاکیان صداقت شعار اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد روانہ ہونے شاہزادہ بلقیس بن منور و شہنشاہ صف شکن کے شاہزادہ سہراب ثانی نے بھی کوچ کیا اور جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچکر خیمہ برپا کیا لشکر اُتر پڑا بازار کھل گیا کٹورہ کھنکنے لگا گشت طلایہ پھرنے لگا آواز مین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئین چونکہ تمام

اہل لشکر دن بھر کے تھکے ماندے تھے ہوائے سرد آتے ہی سو گئے اتنا بڑا لشکر اُترا ہوا تھا
کہ تمام صحرا بھر گیا تھا مگر سناٹا پڑا ہوا تھا ان سب کو تو راسی خواب خرگوش مین چھوڑیے اُدھر
ملکۂ ذوالخیام جادو کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ لشکر نقابداران قاف کا صحرائے
پر بہار تک آگیا یقین ہے کہ کل جو کوچ ہوگا تو سرحد بیابان خزان بہار پر مقام ہوگا یہ سنکر
ملکۂ ذوالخیام جادو نے کاغذ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا کہ کیا لکھا ہی تحریر تھا کہ بیابان
خزان بہار کی طرف سے نقابداران قاف آئینگے اور وہ اِس صحرا کو خراب کرکے راستہ
نہ طاق کا پیدا کرینگے جو سد راہ ہونیکا قصد کریگا وہ ہاتھ سے نقابداران قاف کے
ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا بس یہ دیکھکر ذوالخیام جادو نہایت پریشان ہوئی اور فکر کرنے
لگی کہ کیا کرنا چاہیے سوچتے سوچتے اِسنے ابجر آب ریز جادو کو طلب کیا کہ یہ اسکا کوکہ
ہی اور ساحر زبردست ہی جسوقت ابجر آب ریز جادو سامنے آیا پوچھا کسواسطے مجکو یاد کیا
ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ ای ابجر جادو ہرچند نوشتہ پیرزالہ کاہنہ کا نوشتہ قسمت کے
مطابق معلوم ہوتا ہی مگر انسان کو چاہیے کہ اپنی سی سب فکرین کرے آگے یا قسمت اور یا نصیب
ابجر آب ریز جادو نے کہا کہ مین اِس معمے کو نہین سمجھا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ انجام
قسمت طلسم نہ طاق مین یہ تحریر ہی کہ اِس راستے کے مفتاح نقابداران قاف ہین اور
لشکر نقابداران قاف کا آپہونچا ہی یقین ہی کہ کل شام تک اُنکا داخلہ سرحد بیابان
خزان بہار مین ہوجائیگا لہذا اِس وقت یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ تم سرحد بیابان
خزان بہار کے گرد حصار آب کھینچ کر اندر سرحد کے مقیم رہو تاکہ حریف کو راستہ آگے
بڑھنے کا نہ ملے لیکن اتنا خیال رہے کہ جسوقت سے حصار کھینچ دینا پھر حصار کے باہر نہ نکلنا
کہ عیاران نقابداران قاف بلائے بد ہین ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھا جاؤ یہ سنکر ابجر آب ریز
جادو نے کہا کہ ای ملکہ آپ کیسی باتین فرما رہی ہین کسکی مجال ہی جو سرحد بیابان خزان
بہار مین قدم رکھ سکے اور اگر آئیگا تو کیا پائیگا یہ وہ مقام ہی کہ یہان نخل حیات خزان
ہوجاتا ہی اور باغ ناکامی مین بہار آتی ہی لکھنے والے جو جی مین آتا ہی لکھ دیتے ہین
جانتے ہین کہ نہ اسوقت ہم ہونگے نہ کوئی ہمسے استفسار کریگا جو اُسوقت ذہن مین
آگیا لکھدیا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ خیر تمہین اِن جھگڑون سے کیا کام ہی ہم جتنا حکم دیتے
ہین اُتنا کرو ابجر آب ریز نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ابھی اِسکا انتظام کیے دیتا ہون یہ
کہکر ابجر آب ریز جادو ملکۂ ذوالخیام جادو سے رخصت ہوکر جانب سرحد روانہ ہوا جسوقت
یہ سرحد پر پہونچا تو اُسے خیال آیا کہ اگر تو حصار قائم کیے لیتا ہی تو پھر تیرا حصار کے باہر
جانا اچھا نہین ہی ملکہ بھی سنیگی تو ناراض ہوگی علاوہ اِسکے دشمن کو گھات کرنے کا موقع ملیگا
اِس سے بہتر و مناسب یہ ہی کہ چلکر پہلے اپنی معشوقہ کو لے آؤ کہ وہ بیابان پر بہار مین رہتی
ہی اور اہل اسلام کا قدم وہان آگیا تو ایسا نہ ہو کہ معشوقہ ہاتھ سے جاتی رہے تو زندگی بھر کے
واسطے لطف زندگی جاتا رہیگا یہ تصور کرکے جانب مکان دل آرائے شوخ چشم روانہ ہوا

قضائے کار و اتفاقات روزگار مہتر سیارہ ثانی عیار سہراب ثانی نے یہ خیال کیا کہ یہ مقام نیا ہے اور لشکر بسبب تھکے ہونے کے بیخبر ہوکر سوئیگا مبادا شب کے وقت کوئی دشمن شبخون مارے تو ہزارون کا خون ہوجائیگا عیارون کو بلاکر تاکید کردی کہ ہر چہار جانب جاؤ اور دور دور تک دیکھ آؤ کہ اس صحرا مین کسی دیو کسی ساحر کسی قزاق وغیرہ کا مسکن تو نہین ہے سب اُسیوقت روانہ ہوے اور مہتر سیارہ خود بھی ایک جانب چل نکلے جاتے جاتے قریب ایک گانون کے پہونچے دیکھا کہ چند مکان معمولی ہین اور ایک مکان نہایت وسیع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام کے زمیندار کا مکان ہے سیارہ کو خیال ہوا کہ دریافت کرنا چاہیے اس مقام کے رہنے والے کیا مذہب رکھتے ہین اور اہل اسلام کے دشمن ہین یا بہی خواہ اور یقین ہے کہ یہان کے لوگون سے کچھ پتہ بیابان خزان بہار کا بھی مل جائیگا یہ سوچ کر صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل بستی ہوے ایک ایک دروازہ پر صدا لگاتے ہوے چلے یہان تک کہ قریب اُس بڑے مکان کے پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر باریش سفید و دراز اپنے مکان کی ڈیوڑھی مین مونڈھا بچھائے بیٹھا ہوا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے پڑھتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے سیارہ ثانی نے بشرہ اُسکا دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ بابا کچھ خدا کے نام پر دیجا مرد پیر یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سیارہ کو بلاکر بٹھایا اور کہا کہ شاہ صاحب کسطرف سے تشریف لانا ہوا سیارہ نے کہا کہ فقیر کا نہ کوئی مسکن ہے نہ منزل کیا بتاؤن کہ کہان سے آتا ہون اور کسطرف جاؤنگا یہ باتین دنیا دارون کے واسطے ہین جنگلون پھرتا ہوا اسطرف بھی آنکلا تو اپنا حال بیان کر کہ روتا کیون ہے اگرچہ یہ مقام ایسا ہے کہ کسی کو یہان آرام نہین

اشعار در مذمت دنیا

جلے پرواز ہے اس صید کو دیر مین تنگ — قید ہے بے قفس و دام یہان طائر رنگ
یہ وہ حیرت کدہ ہے جسکے نرالے ہین طلسم — اس جگہ آئینہ سازی سکندر بھی ہے دنگ
کام مقراض کا منقار سے لین ہمنفسان — یہ سپہ راز جو پیدا بھی کرے دل کی اُمنگ
اہل جوہر کی یہ ہے قدر کہ مثل شمشیر — سرنگون بیٹھ کے ہو ہوگئے آلودہ زنگ
ہے اسی آگ مین جلنے کا سمندر کو بھی خوف — اسی پانی سے ہے طوفان مین حیران نہنگ
قافلے ہوتے ہین اکر اسی منزل مین تباہ — کوچ کا وقت معین نہ صدا دیتا ہے زنگ

الحاصل یہ دنیا وہ مقام ہے کہ ہمیشہ انبیا کو اولیا تک اسکے ستائے ہوئے ہین اسنے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہین کی لیکن جس شخص پر جو رنج و صدمہ گذرتا ہے وہ اُسے بیان کرتا ہے جسوقت خداوند کریم کو اُس ستم کش کے حال پر رحم آتا ہے تو کوئی صورت رفع تردد و پریشانی کی نکل آتی ہے فقیر سے بیان کر کہ تجھپر کیا مصیبت ہے جو اسطرح رو رہا ہے مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے کہ اس کفرستان مین سوا تیرے مجھے کوئی مسلمان نظر نہین آیا یہ سنکر اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ شاہ صاحب جو مصیبت مجھپر ہے خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے اب آپنے پوچھا ہے تو سنیے میری ایک دختر ہے کہ نام اُسکا دل آرا ہے شوخ چشم ہے سن اُسکا گیارہ برس کا ہے ہنوز سن رشد کو نہین پہونچی ہے حسن و جمال مین یکتائے روزگار ہے جسوقت شہرہ اُسکے حسن کا ہوا تو ایک جابر جادوگر

اطلاع ہوئی اُسنے مجھسے شادی کی درخواست کی پہلے تو مین نے اُسے اِس امر پر ٹالا کہ دختر ابھی بیاہنے
کے قابل ہوئی ہے کہا کہ جسوقت جوان ہو اُسوقت سہی مگر سوا میرے کسی اور کے ساتھ شادی اسکی
نہ کرنا ورنہ تمام گھر کو پھونک دونگا تمہارے خاندان سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب تو شادی کا
خواہشمند ہون بعد کو اسی دختر کو نہایت بیعزتی کے ساتھ لیجاؤنگا اے مرد درویش اِسمین اپنی بیعزتی دین
اسلام کی توہین نقصان جان کیا امر نہین ہے سیارہ ثانی نے کہا کہ ابجر آب ریز کون شخص ہے جسکا تمہین اسقدر
خوف ہے مرد پیر نے کہا کہ یہ ساحر کو کہ ہے ملکہ ذوالخیام جادو کا جو کہ بیابان خزان بہار کی مالک اور
ناظم ہے ملکہ اسنے شل اپنے برادر حقیقی کے جانتی ہے اگرچہ ابجر آب ریز جادو نہایت ظالم ہے کہ اُس کے
ہاتھ سے تمام ساکنان بیابان پر بہار و بیابان خزان بہار عاجز ہین مگر ملکہ کے خوف سے کوئی کچھ
نہین کرسکتا اور نہ ملکہ کسی کی فریاد سنتی ہے عجب بے بسی اور مجبوری ہے ؎ یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس مین کہ
نہ ہو بندہ کسی بندہ کے بس مین ہے یہ سنکر سیارہ ثالث نے مرد پیر سے کہا کہ بابا پریشان نہ ہو ؎
مشکلے نیست کہ آسان نشود ؛ مرد باید کہ ہراسان نشود ؛ مرد پیر نے کہا کہ شاہ جی مین تو یہ تہیہ کیے
ہوئے ہون کہ اگر دختر میری قابو مین ابجر آب ریز کے آگئی تو مین اُسی روز سے زنار پہنونگا بتون کو
پوجونگا اور مجھے وجود باری تعالی اور اُسکے قادر مطلق ہونے مین ضرور شک ہوجائیگا اسلیے
کہ مین نے اپنی عمر مین کسی کافر کی دختر پر بھی نظر بد نہین ڈالی ہے جسکا عوض اسے سمجھون یہ کہکر
اور رونے لگا بس سیارہ ثانی نے آنسو مرد پیر کے پونچھے اور اپنی ہیئت اصلی پہ آکر پھر سلام
کیا مرد پیر متحیر ہوا کہ یہ کون بلا آئی ابھی کیا صورت تھی اور اب دیکھا تو ایک لڑکا ہے کہ سولہ سترہ برس کا
سن معلوم ہوتا ہے چاند کی شکل ہے چہرے سے آثار ذکاوت و ذہانت کے نمایان ہین پوچھا کہ صاحبزادہ
کیا تم بہروپیے ہو اگر تمھین کچھ لینا تھا تو یون ہی سوال کیا ہوتا میرا انداز دریافت کرنے کی کیا
ضرورت تھی سیارہ ثانی نے کہا کہ مین بہروپیا نہین ہون بلکہ نام میرا مہتر سیارہ ثانی ہے پوتا ہون
شاہنشاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران یعنے خواجہ
عمر بن امیہ ضمری کا میرا پیشہ عیاری و مکاری ہے اِس وجہ سے مین صورت بدل کر پھرتا ہون کہ
عملداری کفار مین ہون ساحر میرے نام کے دشمن ہین ساحرون کی جان کا قاتل ہون آج اپنے
آقاے نامدار لقا بدار سرخ پوش کے ہمراہ اِس مقام پر پہونچا بالادوی کے واسطے نکلا تھا اسطرف بھی
آگیا آقا میرے نزطاق پر جانے والے ہین اور اسی طرف سے تشریف لیجانیکا قصد ہے سنا ہے کہ
ذوالخیام جادو ساحرہ زبردست ہے اور کل کے روز ہمارا لشکر اُسی کی سرحد پر پڑاؤ کریگا خوب ہوا کہ
مین اسطرف آنکلا جو تمھارا درد بھی سُن لیا اب اطمینان رکھو چند ہی دن مین نہ ابجر آب ریز ہوگا
نہ ذوالخیام جادو ہوگی یہ راستہ صاف ہوجائیگا دختر بھی تمہاری اُس گرگ کے پنجہ سے چھوٹ
جائیگی یہ سنکر مرد پیر نہایت خوش ہوئے باچھین تا بنا گوش آگئین اور ہاتھ سیارہ کا پکڑ کر گھر مین لیگئے
کہا بیٹا آپکا باہر ٹھہرنا مصلحت کے خلاف ہے شاید کوئی آیندو روند پہچان لے یہ کہکر مرد پیر نے
سیارہ کو گھر مین لا بٹھایا زوجہ اور دختر دونون کو سامنے کردیا زوجہ نے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے مرد پیر نے
کہا کہ اس کی ذات سے جان و آبرو کی حفاظت ہوگی اور دختر تمھاری پنجۂ ابجر آب ریز سے چھوٹے گی

یہ سنکر اسکی زوجہ بہت خوش ہوئی مگر سیارہ ثانی کی نظر جو دل آرائے شوخ چشم پر پڑی کہ طا
قابو سے جاتا رہا دہ رنگ، اور اُس پر آنکھوں کی شوخی غضب کا سم تھی ایک حجاب کے
ساتھ بقول شاعر سے کرو نہ وصل میں بیباکیاں حجاب کے ساتھ تو اٹھ دو شرم کے پردے کو
بھی نقاب کے ساتھ۔ اِدھر دل آرا بھی سیارہ کو دیکھا کہ کہتی ہیں آپ بھی کہاں اژدر آب ریز
جادو کہاں سیارۂ ثانی بس ایک مرتبہ ہاں دل آرائے شوخ چشم ای سیارہ کے قدموں پر
گر پڑی اور کہا کہ میری آبرو اُس کافر خاسر کے ہاتھ سے بچاؤ سیارہ ثانی نے کہا کہ آپ کیوں ان
مجھے گنہگار کرتی ہیں آپ ہمارے مادرِ مہربان ہیں میں بدل و جان اژدر جادو کے قتل کی کوشش
کرونگا اب یہ بتلائیے کہ اُسکے آنے کا کونسا وقت ہے مرد پیر نے کہا کہ بارہ بجے شب کو وہ آتا
ہے اور تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہے جبتک وہ یہاں بیٹھا رہتا ہے اسوقت تک ہم لوگ خدا کو
یاد کیا کرتے ہیں اور یہ دختر حجرہ میں جاکر رویا کرتی ہے یہ سنکر سیارہ کا دل لوٹ گیا اور آتش
رشک، شعلہ افگن ہوئی مرد پیر سے کہا کہ اب آپ اس اپنی دختر کو پوشیدہ کر دیجیے اور میں
اِسکی صورت بنکر بیٹھتا ہوں جس وقت وہ ساحرِ کافر آئے تو مجھے اُسکے ساتھ کر دیجیے گا اور
میں بھی خوشی ساتھ چلا جاؤنگا وہاں پہونچکر اگر بن پڑا تو ذوالخیام جادو کو بھی مارا ورنہ اُس
حرامزادے کو تو بغیر قتل کیے چھوڑتا ہی نہیں یہ کہکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت
اپنی دل آرائے شوخ چشم کی بنائی اور مرد پیر سے کہا کہ اب دیکھیے کوئی فرق تو نہیں معلوم
ہوتا یہ کمال دیکھکر مرد پیر عاشق ہو گیا کہا کہ اب تم بھی مجھے اس دختر سے کم نہیں ہو سیارہ نے
کہا کہ اس قول کو یاد رکھیے گا کسی وقت میں شاید کچھ کہوں تو وہ پذیرا کرنا ہوگا مرد پیر نے
کہا کہ مجھے بغیر سُنے پہلے سے قبول ہے جان و مال ہر چیز سے حاضر ہوں مگر ایسا نہ ہو کہ وہ
ساحر کسی صورت سے تمکو پہچان کر قتل کر ڈالے تو مجھے ایک کے بدلے دو داغ اُٹھانا
پڑینگے سیارہ نے کہا کسی کا مار ڈالنا سوا خداوند کریم کے کسی کے اختیار میں نہیں ہے یہی
ذکر تھا کہ جانب آسمان سے ایک لکۂ ابر نمودار ہوا مرد پیر نے گھبرا کر کہا کہ وہ اژدر آب ریز
جادو آتا ہے بس یہ سنتے ہی سیارۂ ثانی نے کہا کہ جلد ہی اپنی دختر کو پوشیدہ کرو زوجۂ مرد پیر نے
دل آرائے شوخ چشم کو پوشیدہ کر دیا اتنے میں وہ لکۂ ابر مکان کے قریب آکر شق ہوا
اور اژدر آب ریز جادو نمودار ہوا آتے ہی مرد پیر کو سلام کیا اور پوچھا دختر تمہاری کہاں
ہے کہ آج میں اُسے ضرور لیجاؤنگا مجکو ملکۂ ذوالخیام جادو نے حکم دیا ہے کہ گرد بیابان خزان
بہار کے حصار سحر باندھو اور آمد و رفت موقوف کرو کہ لشکر دشمن کا صحرائے پر بہار تک
آگیا ہے بس آج سے ہمارے تمہارے ملاقات نہ ہوگی اگر محبت اپنی دختر کی ہے تو اُسی کے
ساتھ تم بھی چلے چلو یہ سنکر مرد پیر نے جواب دیا کہ میں نے دختر سے ہاتھ اُٹھایا جب وہ
تمہارے ساتھ ہوئی تو ہمارے کس کام کی رہی ہم خود زندگی میں اُسکی صورت دیکھنا نہیں
چاہتے کہ کافر کا ساتھ اُسنے قبول کیا آج صبح سے اُسکو بھی یہ دھن ہے کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ
جاؤنگی وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے اسے جلد میرے مکان سے لیجاؤ یہ سنکر اژدر جادو قریب تھا

کہ شادی مرگ ہو جاے پیر مرد سے کہا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی جب ہمین اُسکی محبت ہی تو
اُسے کہانتک ہمارا خیال نہ ہوگا بیت دل با دل رہیست درین گنبد سپہر ‌‌ ‌‌‌از روے کینہ کینہ وار از رو
مہر مہر غرض یہ کہکر قریب دل آراے نقلی کے آیا اور کہا اپنے مان باپ کو سمجھاؤ کہ وہ ساتھ تمھارے
سے چلیں ورنہ زندگی بھر تم اُنکے دیکھنے کو ترسوگی اور وہ تمھارے دیدار سے محروم رہینگے اسوقت
تو غفلت ہی جب محبت جوش کریگی تو روتے نہ بنے گی کہ پھر راستہ بند ہو جائیگا نہ ساکنان بیابان
خزان بہار کہین جا سکینگے نہ دوسرے مقام کا رہنے والا وہان آسکیگا یہ سنکر دل آراے
شوخ چشم نے کہا کہ بس اب بہت جلد تم مجکو یہان سے لیچلو کہ مجھے ایک دم کا رہنا شاق ہے
یہ لوگ تمھارے دشمن ہین اگر انکو ساتھ لیچلوگے تو نہ معلوم کیون کر پیش آئین زمانہ ناز کہ ہے
اِن لوگون کے ساتھ رہنا سانپ آستین مین پالنا ہی اسوقت تک اِن لوگون نے مجھے دبا دبا
کر رکھا اور تمھارے سامنے نہین آنے دیا خود ہی مجھے کوٹھری مین بند کر دیتے تھے اور جب
مین روتی تھی تو کہتے تھے کہ تجسے بیزار ہو کر خود پوشیدہ ہو جاتی ہی اور رو دیتی ہی آج مین اپنی
جان پر کھیل گئی کہ چاہے یہ لوگ مار ڈالین مگر مین اپنے چاہنے والے سے ضرور ملونگی اور
اُسی کا ساتھ دونگی چاہے اِن لوگون کا ساتھ چھوٹے یا رہے اور اب اگر تم مجکو ان
لوگون کے ساتھ مین چھوڑ جاؤگے تو یقین ہی کہ زندہ بھی نہ پاؤگے یہ مجھے زہر دیکر سُلا رکھینگے
اور تمسے کہ دینگے کہ وہ مرگئی اِسنے ایسی باتین بنائین کہ ابحر جادو کے دل مین جگہ ہوئی اور
غرض اس سے یہی تھی کہ میری طرف سے اِسے اطمینان ہو جاے اور اِن بڈھا بڈھی کو ہمین
ساتھ نہ لیجاے ورنہ رازِ اصلی کے کھل جانے کا خوف ہی جسطرح یہ لوگ
دل آراے شوخ چشم کو پوشیدہ کرینگے اُسطرح کون چھپا سکتا ہی الحاصل ابحر جادو نے
دل آراے نقلی کو گود مین اُٹھا کر اپنے تخت سحر پر بٹھایا اور پھر اسم سحر پڑھا کہ تخت
اُڑ کر چلا اور لکۂ ابر مین پوشیدہ ہو کر جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوا یہان مرد پیر نے
دختر کو حجرے سے نکالا گلے سے لگایا سجدۂ شکر ادا کیا کہ پروردگارا تو ہی ہر شخص کا نگہبان
ہے جسطرح سیارہ کے ہاتھ سے ہماری عزت بچی ہی اُسیطرح تو سیارہ کو اِس ظالم کے شر سے
بچانا ماں بھی چھوٹے چھوٹے ہاتھ اُٹھاے ہوے اپنے محسن کے لیے دعائین مانگ رہی تھی
دل آراے شوخ چشم کی ماں نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب اگر یہ لڑکا فتحیاب ہو تو اس دختر کا عقد
اُسی کے ساتھ کر دینا کہ ایسا داماد تمکو دوسرا نہ ملیگا پیر مرد نے کہا کہ اگر وہ مانگیگا تو مجھے کیا عذر ہے
الغرض یہ لوگ تو یہان مصروف دعا ہوتے ہین اور حال ابحر آب ریز جادو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ اسوقت یہ تخت سحر کو اُڑاے ہوے اپنے مقام پر آیا اِسنے دل آراے شوخ چشم کو تو مکان
مین چھوڑا اور چند کنیزین کمسن کمسن اسکی خدمت کے واسطے معین کین اور خود وہان سے اُٹھکر
اپنے ہوم خانہ مین آیا اور سحر خوانی مین مصروف ہوا اُتنی رات اِسنے سحر تیار کرنے مین گذاری
صبح کو ایک نارجیل سحر اپنے ہاتھ مین لیے ہوے سرحد بیابان خزان بہار پر آیا اور یا سامری
یا جمشید پکار کر ندا کی آواز دی نا بہار کا نعرہ کرکے نارجیل زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور نارجیل شق ہو کر ایک سیلاب

پیدا ہو گیا اور ابحر آب ریز نے کچھ دم پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ وہ سیلاب دور گرد بیابان خزان بہار کے محیط ہو گیا اب یہ
معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا موجزن ہی کہ ایک کنارہ سے دوسرا کنارہ نظر نہین آتا جا بجا تاندین پڑ
رہی ہین مینڈھے اُچھل رہے ہین موجون کی روانی سے وہ پانی کی طغیانی ہی کہ ہر مقام پر
ایک طوفان برپا ہی کیا تاب ہی جہاز کی کہ قائم ہو سکے اور جانوران آبی مثل سونس اور مگرمچھ
اور گھڑیال پانی کے باہر منھ نکالتے اور پھر غرق ہو جاتے ہین بس اس انتظام سے فرصت
کرکے یہ خدمت مین ملکۂ ذوالخیام جادو کی آیا اور عرض کیا کہ مین نے حصار آبی گرد بیابان
قائم کر دیا ہی ذوالخیام جادو بھی آئی اور اس انتظام کو دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن ابحر
آب ریز جادو سے کہا کہ کوئی راستہ ظاہر یا پوشیدہ تو آمد و رفت کا نہین رکھا ہی ابحر جادو
نے قسم کھائی کہ مین نے کوئی راستہ اپنی آمد و رفت کا بھی نہین رکھا ہی بھلا یہ بھی ممکن ہی
کہ کوئی امر آپ کے خلاف حکم بھی ہو سکے یہ سُنکر ذوالخیام جادو مطمئن ہو کر اپنے خیمۂ
سفید کی جانب روانہ ہوئی اسکے دو خیمے اس صحرا مین برپا کیے ہین کہ ایک جانب مشرق ہی
وہ سفید ہی اور ایک جانب مغرب ہی وہ سیاہ ہی دن کو خیمۂ سفید مین رہتی ہی اور شب کو
خیمۂ سیاہ مین چونکہ وقت صبح کا تھا جانب خیمۂ سفید روانہ ہوئی حال ان خیمون کا بعد ابحر
آب ریز جادو کی داستان کے بیان کیا جائیگا الحاصل ابحر آب ریز جادو بھی اپنے
مکان مین آیا دیکھا ملکۂ دل آرای شوخ چشم نہایت خوش و مسرور بیٹھی ہوئی ہے
کنیزین خدمت مین مصروف ہین کوئی کنگھی کر رہی ہی کوئی ملکہ کو زیور پہنا رہی ہی لیکن جب سے
نظر ملکہ کی ابحر آب ریز جادو پر پڑی کہا کیون صاحب یہ وہی مثل ہوئی کہ چوسنتے ہی
گال کاٹا آج پہلی رات ہم تمھارے گھر مین آئے اور تم ہمین چھوڑ کر خدا جانے کہان چلے
گئے آگے بڑھکر کیا ہوتا ہے بقول شاعر ؎ ابتدائے عشق مین روتا ہی کیا۔ آگے
آگے دیکھو تو ہوتا ہی کیا۔ ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ مین ایک ضرورت سے گیا تھا
مجھے بغیر تمھارے قرار کہان ہی قسم ہی خداوند سامری کی کہ ایک دم بغیر تمھارے آرام
نہ تھا اب وہ بیقراری دور ہوئی کہ تجھسے خانہ آبادی ہوئی خداوند سامری نے تمھارے
دل مین بھی میری محبت پیدا کر دی دل آرا نے اور بھی روٹھکر اور ٹھنک کر جواب
دیا کہ تم مجھسے چلتر کرتے ہو اگرچہ مین ابھی لڑکیون مین داخل ہون مگر دنیا کے
سیاہ سپید سب سمجھتی ہون تم کسی عورت کے گھر گئے تھے مین تو ابھی ساتھ سونے
کے قابل نہین ہون اسوجہ سے تم دوسری جگہ گئے تھے جاؤ ہم تم سے نہین بولتے
یہ کہکر ڈوپٹہ کی آڑ کر لی اس ادا پر دل ابحر آب ریز جادو کا پس گیا بیتاب ہو کر
ہاتھ جوڑنے لگا کہ میری جان یہ ایک راز ہی اسے نہ پوچھ مین کسی وقت بتا دونگا قسم ہی
تیری ہی جان عزیز کی کہ مین کسی اور عورت کے یہان نہین گیا تھا صرف اپنی بہن کے
پاس گیا تھا وہ بہن جو میری ولی نعمت ہی اور جسکی بدولت مین بادشاہی کا لطف اٹھاتا
ہون دل آرای شوخ چشم نے کہا کہ مردوے ایسی ہی بہانے بازیان کیا کرتے ہین

اسی سے تو عورتین اسکے جال مین پھنستی ہین مگر جو ہوشیار ہوتی ہین وہ ایسے مردون کو خوب
بناتی ہین یا تو تم مجھسے صاف صاف بیان کردو نہین تو مجھسے بات نہ کرنا اور نہ مین تم سے بولونگی
اسکے آب ریز جادو تو اسپر دل سے شیدا ہی تھا کہنے لگا کہ دیکھو یہ بہت اچھی نہین ہی اس مین ہماری
جان کا خوف ہی دل آراے شوخ چشم نے کہا کہ نہ بتاؤ گے تو ہماری جان کا ضرر ہو جسے
سنو تا بیبے کا چلا یا نہ اُٹھ سنیگا مین چوڑیان اُچھل کر پھانک لونگی زہر اچبا لونگی تڑپا ہٹ
شروع کی آب ریز جادو کو بیان ہی کرنا پڑا کہ مین نے گرد بیابان خزان بہار کے حصار آب
کھینچا ہی کہ نہ اسطرف کا آدمی اُدھر جا سکے اور نہ اُدھر کا آدمی اِدھر آ سکے مین سحر تیار
کرنے اور حصار باندھنے گیا تھا دل آراے شوخ چشم نے کہا کہ حصار باندھنے کی کیا ضرورت
تھی آج تک تمنے حصار نہ باندھا یہ بھی میرے آنے پر موقوف تھا تمنے یہ اسواسطے کیا ہی
کہ مین یہان سے اپنے گھر نہ جاسکون گویا مجھے قید کیا ہی یہ سب سامان میرے جلانے کے
ہین یہ کہکر رونا شروع کیا آب ریز جادو منتین کرنے لگا کہ اے محبوب دلفروز یہ سامان ان لوگون
کے واسطے کیا گیا ہی جو اس مقام کے برباد کرنے کو آرہے ہین چند نقابداران سرخ پوش
پردہ قاف سے آتے ہین تمہارے مکان کے قریب لشکر انکا اُترا ہوا ہی یقین ہی کہ آج
شام تک اُن لوگون کا داخلہ سرحد بیابان خزان بہار مین ہو جائیگا اسلیے یہ بندش بندی
کی ہی کہ وہ لوگ یہان نہ آسکین کہ وہ بڑے ظالم لوگ ہین ہماری بہن ملکہ ذوالخیام جادو
اس مقام کی مالک ہین انکے حکم سے یہ انتظام کیا گیا ہی کہ ایک دریاے سحر گرد بیابان قائم کیا ہی
اگر کوئی [illegible] خندق دریا مین کودیگا تو جانوران سحر اسکو نگلکر زندان مین پہونچا
دینگے ہم ان لوگون کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر دل آراے شوخ چشم نے کہا کہ خیر اگر یہ سچ ہی
تو ایک روز وہ ہین ظاہر ہو جائیگا جسوقت تمام راز دل آراے نقلی یعنے مہتر سیار رو
[illegible] دریافت کر لیے تو اپنی گھات مین بیٹھا کہ موقع پاؤن تو اسے بھی مارون اور ذوالخیام
جادو کا بھی خاتمہ کردون اب اسے تو اسی فکر مین چھوڑا جاتا ہی اور رشتہ حال شاہزادہ سہراب
ثانی کا بیان ہوتا ہی کہ جسوقت صبح ہوئی اور شاہزادہ بیدار ہوا اول فریضۂ سحری کو ادا کیا
بعد اسکے سواری طلب کی فرمایا کہ لشکر ہمارا بیابان خزان بہار کی طرف روانہ ہو ہم بھی
سیر و شکار کرتے ہوے منزل پر پہونچ جائینگے یہ سنکر اُسیوقت بارگاہین اُکھڑنے لگین
اٹھائے لادے جانے لگے کوئی پہر بھر مین سب سامان درست ہوا اور لشکر بیابان خزان
بہار روانہ ہوا اور خود تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوے اول لشکر
انکا قریب شام سرحد بیابان پر پہونچا دیکھا کہ ایک دریاے زخار ہی جو موجین مار
رہا ہی اس ساحل سے وہ ساحل نظر نہین آتا نہ کوئی جہاز ہی نہ پل ہی جس پر سے
ہوکر گذرین اور دریا کو عبور کرین جو لوگ صحرائی ملے اور اُنسے دریافت کیا تو
اُنھون نے بیان کیا کہ ابھی کل تک نہ اس مقام پہ دریا تھا نہ راستہ مسدود تھا یہ کوئی
تازہ انتظام حاکم بیابان خزان بہار نے کیا ہی یہ سنکر شاہزادہ رستم ثانی نے لشکر کو

مقام کرنے کا حکم دیا اور ہرکارون کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ کسی مقام پر اگر پل بنا ہوا ہو یا جہاز ہو تو دریافت کرکے خبر دو ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور یہان لشکر اُتر پڑا خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے بارگاہین نصب کی جانے لگین یہی سامان ہو رہے تھے کہ بگولہ گرد کا اُڑا اور سہراب ثانی آکر پہونچے رستم ثانی نے سبب کیفیت بیان کی کہ زبانی صحرائی لوگون کی معلوم ہوا ہی کہ کل تک اِس مقام پر یہ دریا نہ تھا اور آج اتنا بڑا دریا حائل ہی کہ کنارہ تک نظر نہین آتا سہراب ثانی نے عرض کی کہ اب آج شب بھر تو آرام کیجیے اور قیام کیجیے کل صبح کو دیکھا جائیگا الغرض رات بھر قیام کیا جب صبح ہوئی تو بعد ادائے فریضۂ سحری شاہزادۂ سہراب ثانی اور رستم ثانی اور شہریار نامدار مع چندر رفقا کنارۂ دریا پر آ گئے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ہم اچھی طرح دریافت کر آئے معلوم ہوا کہ گرد صحرائے خزان بہار کے یہ دریا محیط ہی کسی طرف سے جانیکا راستہ نہین ہے اور نہ کوئی جہاز نظر آیا اور دریا اسقدر متلاطم ہی کہ جہاز ٹھہر نہین سکتا شاہزادۂ سہراب ثانی کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ اگر ہمارے خوف سے اور ہمارا راستہ روکنے کی غرض سے یہ انتظام کیا ہی تو ہم اِس دریا کو تلوارون سے کاٹ کر رستہ بنا لینگے اور کوہ قاف پر ضرور جائینگے یہ تو پانی کا دریا ہی اگر آگ کا دریا بھی ہوتا تو ہم خوف نہ کرتے یہ فرما کر تنگ گھوڑے کا کاٹ دیا اور بسم اللہ کہکر گھوڑے کو دریا مین ڈال دیا ؎

درین دریاے بے پایان درین طوفان شورافزا ۔۔۔ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

ہرچند رستم ثانی و شہریار نامدار ہان ہان کرتے رہے کہ یہ کونسی جہالت ہی مگر یہ کسکی سنتا ہی اُسی دریا مین تلوارین مارتا ہوا چلا گھوڑا بھی زیر ران وہ شیر دل تھا کہ مطلق شور دریا سے نہ ڈرا اور کلائیان مارتا ہوا مانند شیر کے چلا جب دیکھا رستم ثانی نے کہ اُسنے گھوڑا دریا مین ڈال دیا تو اِنسے بھی ضبط نہ ہو سکا محبت پدری نے جوش مارا انھون نے بھی تنگ مرکب کا کاٹ کر گھوڑا ڈال دیا ساتھ ہی شہریار نامدار نے بھی گھوڑا ڈال دیا اور کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے پانون سے غرق ہونے کو جاتا اِن تینون بہادرون کے مرکب کلائیان مارتے ہوئے چلے کہ ایک مرتبہ تلاطم دریا کا زیادہ ہو گیا اور تین نہنگ دہن کھولے ہوئے ان بہادرون کی طرف جھپٹے ایک قریب سہراب ثانی کے پہونچا اِس شیر دل نے تلوار ماری یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوڑا پڑتا ہی تلوار سر پر پڑکے اُچٹ گئی نہنگ سہراب کو مع مرکب نگل گیا دوسرا نہنگ رستم ثانی کے قریب آیا اِنھون نے گرز مارا کہ سر پر نہنگ کے پڑا اور نہنگ نے چیخ مارا دوسرا نہنگ آکر انکو بھی نگل گیا تیسرے نہنگ نے شہریار عالی وقار کو نگل لیا یہ حالت دیکھکر اہل لشکر سر پیٹنے لگے شور فریاد و بکا بلند ہوا ہر ایک شخص یہ کہتا تھا کہ اگر دشمن نظر آئے تو اُسے قتل کرین یا اُسکے ہاتھ سے مارے جائین اِس دریا مین کس سے لڑین اور کسکو مارین اگر دریا مین کود پڑینگے اسیطرح جانوران آبی ہمکو بھی نگل جائینگے اِن سب کو تعزیت تھا

آہ وزاری گریہ و بیقراری مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال شاہزادۂ سہراب بن رستم ثانی
و رستم ثانی و شہریار نامدار کا بیان ہوتا ہی کہ جسوقت یہ تینون شیر بیشۂ شجاعت دہن نہنگ
مین پہونچے ہین تو انھین یہ معلوم ہوا کہ ہم کسی مقام تاریک مین آگئے ہین تھوڑی دیر کے
بعد یہ معلوم ہوا کہ اُس تاریکی سے نکال کر کسی نے روشنی مین بٹھا دیا اب جو خیال کرتے
ہین تو ایک زندان ہی اُسمین سب موجود ہین مگر کس حال سے کہ ہاتون مین ہتکڑیان
پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق جسوقت نظر ایک کی دوسرے پہ پڑی پہچانا سہراب نے
رستم ثانی سے کہا کہ حضور نے میرے ساتھ اپنے کو کیون اس حال مین مبتلا کیا اب
وہان لشکر کی سرپرستی کون کریگا فوج تباہ ہو جائیگی رستم ثانی نے فرمایا کہ اے فرزند یہ کیونکر
ہو سکتا کہ تو ہمارے سامنے دریا مین ڈوبے اور ہم دیکھا کرین اب جو تمھارا حال وہ ہمارا
حال مگر یہ نہین معلوم کہ عالم برزخ مین ہین یا کہان ہین یہی کہہ رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور
ایک ساحر مہیب انداز زندان کے اندر آیا اور کہا کہ تیغ طاق پر پہونچے کہو اب بھی ہوس
باقی ہی یا نہین سہراب ثانی نے فرمایا کہ او ملعون کہین ہم اپنے ارادہ سے باز آتے ہین
اگر ہم زندہ ہین اور منظور خدا بھی ہی تو ضرور تیغ طاق پر جائین گے اور تجھے مار کر جہنم مین
پہونچا دینگے یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ تمھین اب بھی خدا سے امید ہی اگر خدا کو بچانا ہوتا تو تم
اس بلا مین کیون پھنسے ہوتے فرمایا او ملعون یہ کیا بلا ہی اس سے زیادہ زیادہ سختیان
ہم لوگون پر پڑ چکی ہین لیکن جب وقت آیا تو ہر مصیبت دفع ہو گئی یہ ایسی کونسی سختی ہی
جسکے [illegible]ور ہونے مین خدا سے ناامید ہو جائین اگر تیری طرح کفر اختیار کر لیتے تو خدا سے
ناامید ہو جاتے یہ سنکر وہ ساحر پلٹ گیا نام اسکا ابحر آب ریز جادو ہی جسوقت اُسے
معلوم ہوا کہ دشمن اسیر بلا ہوے تو پہلے یہ زندان مین آیا بعد اسکے ملکۂ ذوالخیام
جادو کے پاس جا کر بیان کیا کہ دشمن اسیر ہوے اب کیا حکم ہوتا ہی ذوالخیام جادو نے
کہا کہ قتل مین اسکے جلدی کرنا چاہیے اسواسطے کہ پیر زالہ کاہنہ کا حکم لکھا ہوا ہو جو دیکھی
کہ جسوقت [illegible] ان پہ قابو پانا فوراً قتل کر ڈالنا اگر توقف کیا اور پہر دو پہر کا عرصہ گذر گیا
تو پھر [illegible] ہو جائینگے ایک ستارہ گھڑی دو گھڑی کے واسطے دشمنون پر بھی سختی کا آئیگا
جسمین [illegible] وہ گرفتار ہون گے بعد اسکے ستارہ [illegible] انکے اچھے آجائینگے کتنا زمانہ ان اسیرون
کی گرفتاری کو ہوا ابحر آب ریز جادو نے بیان کیا کہ ابھی گرفتار ہو کر داخل زندان
ہوے ہین یہ سنکر ذوالخیام جادو نے ابحر آب ریز جادو سے کہا کہ تم جا کر اسیوقت انکو
قتل کر ڈالو خبردار عرصہ نہ کرنا یہ حکم پا کر اُسیوقت ابحر آب ریز جادو جانب زندان روانہ ہوا
قضا [illegible] کار [illegible] اتفاقات روزگار مکان راستہ مین تھا جی مین اسکے یہ آئی کہ چلکر دل آرام
[illegible] سے بھی حال اپنے کار نمایان کا بیان کرون کہ وہ خوش ہو اور اُسے بھی معلوم
ہو [illegible] ایسا ہی جسنے کیسے سرکشون کو ذرا سے سحر مین کسطرح بے بس کر دیا یہ خیال
[illegible] آیا صورت [illegible] بشاش دیکھکر دل آرام شوخ چشم چین بر جبین ہو کر کہنے

لگی کہ معلوم ہوتا ہے آج پھر تم وہین پہونچے جہان اُس روز گئے تھے اور مجھسے بہانہ بازیان کی تھین
کہو آج کیا فقرہ سوچ کے آئے ہو ابحر آب ریز جادو نے کہا چلو آج تمھین مین دکھادون کہ کہان
جایا کرتا ہون اور اب ہمیشہ کے واسطے اطمینان ہو گیا کل سے مین کہین نہ جاؤنگا دشمنون کو مین نے گرفتار
کرلیا اب جاکر اُن کو قتل کرڈالونگا یہ سُنکر دل آرائے شوخ چشم نے کہا چلو مجھکو بھی دکھادو کہ وہ دشمن
کہان ہین اور دل سیارہ کا کھٹک گیا کہ شاید اس مکار نے میرے آقا کو گرفتار سحر کر لیا ہو
غرضکہ ابحر آب ریز جادو نے ایک تلوار ہاتھ مین اُٹھالی اور دل آرائے شوخ چشم کو اپنے ساتھ لیکر
جانب زندان روانہ ہو گیا جسوقت داخل زندان ہوا تو دیکھا سیارہ نے کہ وارث ہین تینون ملک شہریار اسیر
بلا ہین اسطرح کہ پا و زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین کر سکتے ابحر آب ریز جادو نے
کہا کہ اے دل آرا دیکھا تو نے ہین انھین کی فکر مین دو مرتبہ مجھے چھوڑ کر گیا تھا اب انھین قتل کیے
ڈالتا ہون یہ سوچ کر دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ پہلے مجھے گھر پہونچا دے پھر انکو قتل کرنا ایسا نہو
کہ مین خون ان لوگون کا دیکھکر ڈر جاؤن یا کوئی حمایتی انکا آجائے تو تمھارے ساتھ میری بھی جان
جائے ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ اب مین بغیر انکو قتل کیے ہوئے یہان سے جا نہین سکتا
میری بہن ذوالخیام جادو نے کہا ہے کہ اگر قتل مین اسکے عرصہ ہوگا تو ساعت رہائی آجائیگی
اور کوئی نہ کوئی حمایتی انکا آجائیگا یہ کہکر اسنے تلوار اُٹھالی اور سہراب ثانی کی طرف چلا
دل آرائے نے جب یہ دیکھا کہ فریب نہ چلا اب مردانگی کا کام ہے بس جیسے ہی اسنے ہاتھ
بلند کیا اور تلوار مارنے کا قصد کیا مہتر سیارہ ثانی نے پشت پر سے جلدی کمند کے مارکر جھکا دیا
اور گرتے گرتے [illegible] بیہوشی ناک پر مارا کہ ابحر آب ریز جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس اسنے نعرہ کیا کہ باش اے قزاق خبردار و ہوشیار کہ منم مہتر سیارہ ثانی کہ نگذارم
کہ از دست من زندہ [illegible] بدر روی نعرہ اسکا سنکر سہراب ثانی متحیر ہوئے اور خوشی
کے جوش مین زور کیا کہ قید کو توڑ ڈالون مگر قید سحر تھی نہ ٹوٹ سکی سیارہ نے جلدی سے
سر ابحر آب ریز جادو کا کاٹ لیا بس اسکے مرتے ہی ایک شور قیامت برپا ہوا صدائین
گیر و دار کی بلند ہوئین وہان اہل لشکر جو کنارے دریا کے رو پیٹ رہے تھے دیکھا انھون
نے کہ تمام دریا دھوان ہو کر نظرون سے غائب ہو گیا اور صحرا نظر آیا ان لوگون کو حیرت تھی
کہ یہ کیا معاملہ ہے اُدھر لاش ابحر آب ریز جادو کی پھڑک کر سرد ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ
گفتی مرا نام من ابحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم وہ زنجیر
اور ہتھکڑیان بیڑیان سب غائب ہو گئین دیکھا کہ تینون مرکب ایک درخت کے نیچے
کھڑے ہوئے زار زار رو رہے ہین سہراب ثانی نے اپنے عیار کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ تو یہانتک کیونکر پہونچا سیارہ نے کہا کہ مین اس دریا [illegible] کے پہلے سے
پہونچ گیا تھا اور وقت کا منتظر تھا بلکہ اسی فکر مین تھا کہ اگر قابو پاؤن تو ملک بیابان
خزان بہار ذوالخیام جادو کو بھی قتل کر ڈالون مگر قابو نہ پایا اس سے مجبور
ہو گیا الحمد للہ کہ دشمن کو مارکر آپ کو رہا کیا سہراب ثانی نے کہا کہ ہمارے مرکب تلاش کرو

سیارہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ سامنے تین مرکب زیر درخت کھڑے ہین یہ تینون بہادر قریب
اُس درخت کے آئے اور اپنے اپنے مرکب پر بیٹھ کر جانب لشکر روانہ ہوے اِسی خیال سے کہ اہل لشکر
پریشان ہون گے تھوڑی دور بڑھے ہون گے کہ دیکھا سرداران فوج برائے استقبال چلے آتے
ہین پوچھا کہ دریا کیا ہوا اُن لوگون نے بیان کیا معلوم نہین کیا اسرار تھا کہ دریا خود بخود دُھوان ہوکر
نظرون سے غائب ہو گیا شہریار نے فرمایا کہ دریا اِسی ساحر کے سحر کا تھا الغرض اہل لشکر باجے
خوشی کے بجاتے ہوے اپنے سردارون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے سیارہ کو سہراب
تانی نے بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا وہان خبر ذوالخیام جادو کو پہونچی کہ ابحر آبرپیز
جادو نے جنے ایک روز قبل جو ایک عورت کو لاکر گھر مین رکھا تھا وہ عیار تھا اُسنے ابحر جادو کو
مار کر اسیرون کو رہا کر دیا حصار سحر مٹ گیا راستہ کھل گیا یہ سنکر ذوالخیام جادو نہایت رنجیدہ ہوئی
استنے مین کچھ ملازمین ابحر جادو کی لاش لیے ہوے خدمت مین ذوالخیام جادو کی پہونچے اور
لاش رکھکر رونے لگے ذوالخیام جادو نے لاش اسکی دفن کرادی اور خود بھی آمادہ مقابلہ ہوئی
دو وزیرزادیان اسکی ہین کہ نام ایک کا ماہ افروز جادو اور دوسری کا مہر افروز جادو ہے
ایک کا مسکن چشمۂ سیاہ کے قریب ہے اور دوسری کا مسکن چشمۂ سفید کے پاس ہے ذوالخیام جادو نے
دونون کو بلایا اور کہا کہ اب وقت ہمارا تمہارا آخر ہے جن آنکھون نے مدتون بیابان خزان بہار
کی بہار و خزان کا تماشا دیکھا ہے اب اُن آنکھون کو اپنی خزان نظر آتی ہے یقین ہے کہ نقابداران
قاف اِسطرف گذرنیکا قصد کرینگے پس جسوقت لشکر ان دونون چشمون کے درمیان سے ہوکر
گذرے اُسوقت تم اپنی اپنی نیرنگ سازی و سحر سازی سے لشکر کو تباہ کرنا اور مین دوسرا مقام
اپنے رہنے کا معین کرتی ہون مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو نے عرض کی کہ ہم جان
نثاری کو موجود ہین یہ سنکر ذوالخیام جادو اُٹھ کھڑی ہوئی اور جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوئی
اور چلتے وقت کہدیا کہ اگر سات روز گذر گئے اور چلہ میرا ختم ہو گیا تو گھڑی بھر مین ٹکڑے ٹکڑے
اگر ان سب کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا ذوالخیام جادو نہ رکھونگا مگر مجبور ہون کہ اِسوقت وہ نحس
ستارے آپڑے ہین کہ زمین و آسمان میرے دشمن ہو رہے ہین ابحر جادو نے وہ انتظام کیا
تھا کہ ہوا بھی باہر کی سرحد کے اندر نہین آسکتی تھی مگر اُس عیار مکار کے فعل سے رنگ اپنا
جمایا اور نہین معلوم کسطرح یہان آکر ابحر جادو کو مارا غرضکہ ذوالخیام جادو تو جانب قلعۂ
پنہان روانہ ہوئی اور مہر افروز جادو جانب چشمۂ سفید مشرق روانہ ہوئی اور ماہ افروز جادو
جانب چشمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوئی اور یہ دونون اپنے اپنے انتظام سحر مین مصروف ہوئین
کہ حال اِنکے سحر کا وقت پر معلوم ہوگا اور یہان شاہزادہ سہراب تانی نے رات بھر
قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا اور فرمایا کہ جو سدِّراہ ہوے اُسے قتل کرو اور جو تم سے نہ بولے
تم اُس سے نہ بولنا یہ سنکر لشکر مین کمر بندیان ہونے لگین بہادرون نے تن پر آلات حرب و
ضرب کو آراستہ کیا مرکب پر بیٹھ بیٹھ کر اِس ارادہ سے روانہ ہوے کہ آج ہی اِس صحرا کو طے
کرکے اُس پار نکل جائین اسواسطے کہ یہ عجائبات اِس مقام کے مشہور ہو چکے ہین کہ مسافر پر سے

رات گذرتی ہی تو دن نہین گذرتا اور دن گذرتا ہی تو رات نہین کٹتی ہی اِس سبب سے سہراب نے
تاکید کردی ہی کہ مرکبون کو دوڑاکر راستہ ختم کرو اِس بیابان سے نکل کر شام ہو سب نے
گھوڑے دوڑا دیے ہین اور چلے جاتے ہین کئی لاکھ سوارون کا گھوڑے دوڑا کر گذرنا تمام
زمین کو زلزلہ سا تھا گرد اِسقدر اڑ رہی تھی کہ آسمان پوشیدہ ہو گیا بقول شاعر ؎ ز سم ستوران
دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ غرضکہ تمام دن اِسیطرح گذرا شام کے
قریب گھوڑے بیدم ہو گئے سوارون کی یہ حالت ہوئی کہ بسبب تشنگی کے قریب بہ ہلاکت
تھے آخر سب نے باگین روکین اور شاہزادہ سہراب ثانی نے بھی مقام کرنیکا حکم دیا لشکر
اتر پڑا بازار سب کھل گئے خیمے اور بارگاہین استادہ ہو گئین اب جو خیال کرتے ہین تو ایک
صحراے پربہار رنگین ہین کہ اُس مین ایک جانب دور پر چشمۂ سیاہ نظر آتا ہی اور دوسری جانب
چشمۂ سپید تھی کہ یکایک آفتاب عالمتاب قریب چشمۂ سیاہ کے پہنچکر غروب ہوا اور ماہ شب افروز
جانب مشرق سے نمودار ہوا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی ہی جسقدر درخت سرسبز و
شاداب تھے سب درخت آتشبازی کی طرح جلنے لگے ہوا گرم ہو گئی سب متحیر تھے کہ یہ کیا
آفت ہی لیکن کسی کو یہ وہم بھی نہ گذرا کہ یہ کرشمہ ماہتاب کا ہی اور سحر ہی ماہ افروز جادو
کا الغرض جسوقت کہ تمام درخت جلگئے تو ایک ہواے تند چلی اور اُسنے اُس تمام خاک
کو منتشر کر دیا تو از سرِنو جا بجا زمین سے انکھوے نکلے اور تھوڑے ہی زمانہ مین وہ
بڑھکر درخت ہو گئے اور درختون پر گل و ثمر کی کثرت ہوئی وہ صحرا جو کہ جہنم بنا ہوا تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین غیرت بہشت نظر آنے لگا سیارہ نے سہراب سے عرض کی کہ اے
شہریار یہ وہی بیابان خزان بہار ہی ابھی تک ہم آپ اُس سرحد سے باہر نہین آئے
دیکھا آپ نے کہ دم بھر مین بہار خزان ہو گئی اور اُسی خزان رسیدہ صحرا مین پھر بہار آ گئی
مگر اسکا کوئی نتیجہ ظہور مین نہ آیا ہان اتنا تو معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن کی قوت سلب ہو گئی
ہی سہراب ثانی نے کہا میری بھی یہی حالت ہی کہ زانو بدلنا دشوار معلوم ہوتا ہی دیکھیے
اسکا نتیجہ کیا ظہور مین آتا ہی سہراب ثانی نے کہا کہ مین نے کچھ حالات دل آرا بنگر
ابحر آب ریز جادو سے دریافت کیے تھے تو زبانی اُسکی معلوم ہوا تھا کہ کوئی شخص دو
بہارین اِس صحرا کی نہین دیکھ سکتا پہلے خزان قوت سلب کر دیگی اور بہار عقل کھو دیگی
اگر کوئی شخص پھول کسی درخت کا توڑکر سونگھ لیگا یا پھل یہانکا کھائیگا تو اُسکا یہ پھل
پائیگا کہ قوت تو عود کر آئیگی مگر دیوانہ ہو جائیگا اور دوسری خزان مین درختون کے ساتھ
سب کے سب جلکر خاک ہو جائینگے یہ سنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانہ
ہوکر مرنے سے ہوش مین رہنا بہتر ہی کہ انجام ہرطرح موت ہی دیوانگی مین نہین معلوم کیا
کیا حرکات سرزد ہون جن سے بندگان خدا کو ایذا پہونچے اور پر روشن نہین لیکن اہل لشکر مین
بہت سے ایسے تھے جنھون نے درختون کے پھول سونگھے یا پھل کھائے تو اُنکی یہ حالت
ہوئی کہ دست و پا مین قوت آ گئی اور دماغ خراب ہو گیا اُن لوگون نے اور قہر برپا کر دیا کہ

کر آپس مین لڑ نا شروع کیا جا بجا تلوار چلنے لگی کشت و خون ہونے لگا لشکر مین غدر کی سی حالت
پیدا ہو گئی لیکن کوئی کسی کا منہ چرھا رہا تھا کہین کوئی بیٹھا ہوا خود بخود رو رہا تھا کہین کوئی آپ سے
آپ ہنس رہا تھا کہین جگت چل رہی تھی ایک حشر برپا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کم ظرف شرابی
جمع ہو گئے ہین جو ایک ایک جام پیکر لڑ رہے ہین اسی حالت مین شب آخر ہوئی اور ستارہ
سحری چمکا سپیدۂ سحری ظاہر ہوا آمد مہر عالم تاب تھے فوج انجم خوف زدہ ہو کر گریزان ہوئی شمعین
جھلملانے لگین سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار اور دیگر سرداران تہور شعار نے
مصلے بچھوائے مصروف نماز سحری ہوئے جس وقت فریضۂ صبح کو ادا کر چکے تو دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان
اب سوا تیری ذات کے کسیکا سہارا نہین ہو واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا کہ ہمین اس بلا سے نجات
دے ہرچند کہ مرنا برحق ہی مگر اسطرح مرنا اچھا نہین معلوم ہوتا کہ مرنے پر مٹی بھی خراب ہو
دفن و کفن بھی نصیب نہو یہ دعائین مانگ کر سجدۂ شکر ادا کیے اور ایک دوسرے کو اپنے
کلمہ کا شاہد بنانے لگا کوئی وصیت کرتا تھا تو اسکا یہ جواب پاتا تھا کہ زندہ کون رہے گا
جو وصیت کو پورا کریگا ایک عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی لوگ کفن پہنے ہوئے آمادۂ مرگ
و مہیائے قضا بیٹھے ہوئے ہین نگاہین سب کی افق کی طرف ہین کہ اب آفتاب طلوع ہوا
اور ہم سب چل بسے کوئی جانب مغرب دیکھ رہا تھا کہ ادھر ماہتاب غروب ہوا اور آفتاب
طلوع ہوا سب کے سب موت کے انتظار مین بیٹھے تھے کسی کو یقین نہ تھا کہ صبح دیکھنا نصیب
ہو گی کہ یکایک جانب افق سے روشنی پیدا ہونے لگی مرغان صحرائی شور فریاد بلند کرنے لگے
کہ اب کوئی دم مین یہ بہار خزان ہوا چاہتی ہی سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ جس وقت طلسم
طرطوسیہ فتح ہوا ہی تو حکیم طرطوس بیابانی کو مہتر سیارہ ثانی نے اسیر قفس کیا تھا ہنوز
اُسے قتل نہین کیا تھا وہ قفس آہنی سہراب ثانی کے ہمراہ تھا مہتر سیارہ کو خیال آیا کہ چلکر
حکیم کی حالت بھی دیکھنا چاہیے ہر وقت حکیم کی زبان پر تکلہ دیا رہتا ہی غذا اس کو عمل کے
ذریعہ سے دیجاتی ہی کہ یہ مرنے نہ پائے زندگی حکیم طرطوس کی موت سے بدتر ہے
اب زبان اسکی سُن ہو کر بیکار ہو گئی ہی مہتر سیارہ ثانی قریب قفس آیا دیکھا کہ جو حالت
سب کی ہی وہی حکیم طرطوس کی بھی ہو رہی ہی مہتر سیارہ ثالث نے قلم دوات اور
کاغذ سامنے حکیم طرطوس کے رکھا اور کہا کہ اب کوئی دم مین آفتاب طلوع ہوا چاہتا ہی اور ہم تم
سب مغرب قضا مین غروب ہو جائینگے اس بلا سے بچنے کی کوئی تدبیر بیان کرو کہ کیونکر
اس عذاب سے نجات ملے یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے قلم بمشکل ہاتھ مین اٹھایا کہ یہ
سب سے زیادہ ضعیف و ناتوان ہو رہا تھا اور اسنے لکھا کہ اے مہتر مہتران حقیقت مین تم بڑے
با اقبال ہو اور مذہب بھی تمھارا برحق ہی اب اگر مجھے رہا کر دو تو مین دین اسلام بھی قبول
کرلون اور اس بلا کو بغیر رہا ہوئے مین دفع نہین کر سکتا کہ اب آفتاب بلند ہوا چاہتا ہی سیارہ
نے سہراب ثانی اور رستم ثانی وغیرہ کی طرف دیکھا فرمایا کہ جب مرنا ہر طرح ہی تو اسکا کہنا بھی

کرو یہ دین اسلام قبول کرنے کو بھی کہتا ہوں اب اسکا معتقد رہنا کسی طرح مناسب نہیں کیا عجب ہی
کہ یہ بصدق دل کہتا ہو یہ سنکر سیارہ ثانی نے حکیم طرطوس بیابانی کو قفس سے باہر نکالا اور شکنجہ
زبان سے حکیم طرطوس کی کھینچ لیا چاہا حکیم طرطوس نے کچھ کلام کرنا ممکن نہ ہوا بس اس نے
کچھ اشارہ سے روئی اور بخور طلب کیا سیارہ ثانی نے سب چیزیں مہیا کر دیں حکیم طرطوس نے
کاغذ پر ایک نقش لکھا اور اس نقش کو روئی کی بتی میں رکھکر بخور کیا کہ دھوان بلند ہوا اور وہ
دھوان ایک لکہ ابر سیاہ بنکر جانب مشرق روانہ ہوا اور افق سے روشنی روک کر قائم ہو گیا
جتنا آفتاب بلند ہوکر اسطرف کو بڑھتا آتا تھا اُتنا ہی وہ لکہ ابر بھی سرکتا جاتا تھا کسی درخت
جانور انسان حیوان پر شعاع آفتاب کی نہ پہونچ سکتی تھی بسبب اس ابر کے وہ خزان جو حرارت
آفتاب سے اس بیابان میں آئی تھی اور درختوں کو جلا دیتی تھی وہ نہ آسکی اب پھر سیارہ ثانی
نے حکیم طرطوس سے کہا کہ جن لوگوں کی قوتیں سلب ہو گئی ہیں اور جو لوگ دیوانے ہوگئے
ہیں اُنکا تدارک بھی لازمی اور ضروری ہے یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے اشارہ سے کہا کہ
درختوں کے پھل منگوا سیئے سہراب ثانی نے حکم دیا کہ پھل درختوں کے توڑ لاؤ لوگوں نے
پھل توڑ توڑ کر دینا شروع کیے اور حکیم طرطوس نے ہر ایک پھل پر کچھ اسمار لکھے اور وہ پھل
جسکو کھلا دیا گیا وہ تندرست ہو گیا اگر دیوانہ تھا تو جنون برطرف ہو گیا اور اگر ناتوان تھا
تو توانائی آگئی غرضکہ ایک ایک پھل شاہزادہ سہراب ثانی اور رستم ثانی اور شہریار
نامدار نے بھی نوش کیا یہ معلوم ہوا کہ رگوں میں قوت آنے لگی اور وہ حالت جو اس بیابان میں آکر
ہوئی تھی برطرف ہو گئی یہانتک کہ دن بھر میں تمام لشکر کو پھل کھلا دیے گئے اور سب تندرست ہو گئے بعد اسکے حکیم طرطوس نے
پھر دو پہر منگا کر اپنی زبان کو دھارا جس سے زبان قابو میں آئی اور تاب کلام کرنے کی ہوئی اب اسنے شاہزادہ سہراب
ثانی سے عرض کی کہ اے شہریار اب تغیر اس صحرا کا کسی پر اثر نہ کریگا اب یہاں کی خزان بہار کا
تماشا دیکھیے اور فکر قتل ذوالخیام جادو کی کیجیے میں نے تاثیر آفتاب و ماہتاب کا انتظام
کر دیا اُدھر لکہ ابر تا بہ مغرب آفتاب کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے لیگیا بس ادھر تو
آفتاب غروب ہوا اُدھر ماہتاب طلوع ہوا دیکھا کہ اُسیطرح تمام صحرا جلنے لگا درخت جل کر
خاک ہو گئے ہوانے خاک کو منتشر کر دیا لیکن اب وہ خاک جسکے جسم پر پڑی کچھ اثر نہ ہوا بعد
پھر سر کے نئے درخت زمین سے پیدا ہو کر بار آور ہوے ہوا کے سرد چلی نغمہ سرا وغیرہ
جانوروں نے بولنا شروع کیا پھر وہی بہار پیدا ہو گئی ہو سب نے حکیم طرطوس کی نہایت
تعریفات کی سیارہ ثانی نے سہراب سے عرض کی کہ اب سامان حفاظت مہیا ہو گیا اگر مناسب
ہو تو کوچ کر کے نہ طاق پر چلے چلیے فرمایا کہ اگر ساکنان خزان بہار مجکو آسانی گذر
جانے دیتے اور پریشان نہ کرتے تو میں بھی مزاحمت نہ کرتا لیکن اب اس راستہ کو بغیر صاف
کیے ہوے یہاں سے نہ جاؤنگا یہ فرماکر ہر کاروں کو طلب کیا اور فرمایا کہ دریافت کرو کہ ذوالخیام
جادو جو کہ مالک اس صحرا کا ہے وہ کہاں ہے تاکہ میں جاؤں اور اس سے مقابلہ کروں ہر کارے
برائے دریافت حال روانہ ہوے اور سیارہ نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ دونون

خیمے سفید و سیاہ جو ایک جانب مغرب ہی اور دوسرا جانب مشرق ہی انھین مین ذوالخیام
جادو رہتی تھی دن کو خیمۂ سپید مین اور شب کو خیمۂ سیاہ مین مگر اب نہین معلوم کہ کہان ہے
مین بھی جاتا ہون اور عیاری کرونگا اگر قابو چلا تو ذوالخیام کو مارا اور اگر گرفتار ہوا یا قتل
ہوگیا تو حق نمک سے ادا ہوا یہ کہکر دو ایک شاگردون کو ہمراہ لیا اور بانہ ہاے عیاری تن پہ
آراستہ کرکے لشکر سے باہر آیا اور سوچنے لگا کہ پہلے خیمۂ سیاہ کی طرف جاؤن یا خیمۂ سپید
کی طرف خوشنک طبیعت سے فیصلہ کرکے جانب خیمۂ سیاہ روانہ ہوا وہان مہر افروز جادو نہایت
پریشان تھی کہ کیا سبب جو آج یہ لوگ زندہ بچ گئے اور یہ لکۂ ابر کیسا تھا جسنے عکس آفتاب کا
اپنے اوپر روک لیا یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی انیسین مصاحبین حاضر تھین اور عرض کر رہی
تھین آج انکا بھی تماشا دیکھیے کہ ملکہ ماہ افروز کیا کرتی ہین اگر انکا سحر بھی خطا کرے
تو چل کر ملکہ ذوالخیام جادو سے اطلاع کرینگے مہر افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن
نہایت پریشان بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ رات خداوند سامری نے ہمارے
لیے راحت پیدا کی ہی اور دن ماہ افروز کے واسطے اطمینان و آسائش کا ہی آج
پہلا دن ہی کہ سحر نے ہمارے خطا کی ہی یہ شگون بد ہی نہین معلوم زندگی وفا کرے یا نہ کرے
یہ رات آسائش و آرام مین گذارین یہ سنکر کنیزون نے اسباب طرب مہیا کیا کشتیان مے کی
لاکر سامنے رکھین گائنین آکر مجرا کرنے لگین اور ایک عورت کو حکم ملا کہ تو بیابان خزان بہار کی خبر دیتی رہ
کہ ماہ افروز جادو نے کیا کیا چنانچہ خود مہر افروز جادو مصروف عیش و نشاط ہوئی اور وہ
عورت جسکو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا نام اسکا ستریر جادو تھا مکان مہر افروز جادو سے
نکل کر خیمۂ سیاہ کے اندر آئی اور دروازۂ خیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھ گئی اور تماشا سحر ماہ افروز
جادو کا دیکھنے لگی بظاہر لشکر سے یہ خیمۂ سیاہ قریب معلوم ہوتا تھا اور دراصل بہت دور
تھا اسلیے کہ سرحد مغرب پر یہ خیمہ واقع ہی اور آفتاب و ماہتاب سحر اسی خیمہ مین آکر غروب
ہوتے ہین اور زمین سرحد مشرق تک راستہ بنا ہوا ہی جسوقت آفتاب غروب ہوتا ہی
تو ماہتاب طلوع ہوتا ہی اور ماہتاب غروب ہوتا ہی تو آفتاب طلوع ہوتا ہی اور زیر
زینہ دو مکان بنے ہوے ہین کہ ایک مسکن مہر افروز جادو کا ہی اور دوسرا ماہ افروز
جادو کا اور دہنۂ نقب دونون خیمون مین ہی اسمین سے آفتاب و ماہتاب طلوع و غروب
کرتے ہین الحاصل ستریر جادو تماشا سحر ماہ افروز کا دیکھ رہی تھی کہ یکایک سامنے سے
دیکھا چند مسافر وضع غریب لٹیا ڈوری کملی کتھری سنبھالے چلے آتے ہین چونکہ تاثیر
اس بیابان کی یہ ہی کہ بظاہر وسعت کم ہی لیکن جسوقت تک سحر مہر افروز و ماہ افروز قائم
ہی اسوقت تک اس صحرا کی سرحد پر پہونچنا غیر ممکن ہی لاکھ رہروی کریگا مگر شام کو منزل انھین
دونون خیمون کے درمیان ختم ہوگی یہی وجہ تھی کہ لشکر سہراب ثانی کا باہر نہ نکل سکا ہر چند
اہل لشکر نے گھوڑے دوڑاے اور صبح سے شام تک باگین اٹھاے ہوے چلے آئے
مگر دونون خیمون کی حد سے باہر نہ نکل سکے اور مبتلاے بلا ہوے چنانچہ یہ مسافر سیارہ

ثانی تھے جو اپنے شاگردون کو لیکر برائے تلاش مہرافروز جادو چلے تھے شریر جادو نے
دوربین سحر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہی جو اِسطرف آتا ہی معلوم ہوا کہ عیار ہی لقا بیداران قاف کا
بس یہ ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جا پلٹ جا کیون تباہ ہونے کو آتا ہی آواز اُسکی کان تک
مہتر سیارۂ ثانی کے پہونچ گئی یہ متحیر ہوے کہ کیا یہ راز سے میرے آگاہ ہو گئی جواب دیا کہ
ہم مسافر ہین راستہ بھولے ہوے ہین یہ سُنکر شریر جادو نے کہا کہ ابھی تک تو نہین بھولا ہی
مگر آگے بڑھو کے تب بھولے گی سیارہ ثانی اپنے شاگردون سمیت اور تیزروی کے
ساتھ چلا کہ کسیطرح اس تک پہونچ لون تو کوئی مکرو فریب کرکے پتا مہرافروز جادو کا دریافت
کرون لیکن بظاہر تو تھوڑا ہی فاصلہ تھا مگر یہ باطن راستہ اسقدر دور و دراز تھا کہ صبح قریب
آگئی اور ماہتاب سحر سامنے سیارہ ثانی کے اُسی خیمۂ سیاہ مین جاکر غروب ہوا اور وہ عورت
جو سامنے کرسی بچھائے بیٹھی تھی کہنے لگی کہ ہمارا کہنا نہ ماننے کا نتیجہ دیکھا اگر زندگی ہی بھی تو اسطرف
چلا آئیگا تو اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ کہکر اندر خیمہ کے چلی گئی مہتر سیارہ ثانی نہایت
پریشان ہوا اور خیال کیا کہ واقع میں یہ صحرا سحر بند ہی اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ خیال
کرکے پلٹے اور اپنے لشکر کی طرف چلے یہ وہ وقت تھا کہ ماہتاب غروب ہوکر آفتاب طلوع ہوا
روشنی رنگ بدل کر پھیل گئی زمین سے فرش سفید اُٹھا کر فرش زرد بچھا دیا گیا دھوپ پھیل
گئی مگر کوئی تغیر نہ پیدا ہوا مہتر سیارۂ ثانی تھوڑی سی دیر مین داخل لشکر ہوا اور
بارگاہ سہراب ثانی مین حاضر ہوا یہان سہراب بن رستم رستم ثانی شہریار نامدار تشریف
فرما تھے اور تمام سرداران نامی و گرامی سے یہ بارگاہ بھری ہوئی تھی حکیم کلطوس بیابانی
بھی موجود تھے تعریف اُنکی ہو رہی تھی کہ سیارۂ ثانی پہونچا اور تمام واقعات گذشتہ بیان کیے
حکیم طرطوس نے کہا کہ واقع مین ساحران طلسم تہ طاق بڑے زبردست ہین اور انکی نیرنگ سازی ساحران
عالم پر فوق لیگئی ہو اب آپ سب صاحب اپنے کو اِس صحرا مین مقید تصور کرین تا وقتیکہ یہ
آفتاب و ماہتاب سحر نہ مٹین گے راستہ نہ ملیگا اِن آفتاب و ماہتاب کے پردے مین ساحر
ہین اور اُنھون نے راستہ بند کر رکھا ہی کہ کوئی تہ طاق کی طرف نہ جاسکے سہراب ثانی نے
کہا کہ پھر کوئی تدبیر کرنا چاہیے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ ای شہریار تدبیر سب کچھ ہو سکتی
ہی بشرطیکہ اس بلا مین نہ پھنسے ہوتے اگر مین نے کوئی رد سحر تیار کرنے کی کوشش کی
اور مصروف عمل خوانی ہوا اور خبر اِسکی ذوالخیام جادو کو پہونچ گئی تو وہ آکر اثنائے
عمل خوانی مین حملہ کرکے کام میرا تمام کر دیگی ہان اگر کوئی محافظ ایسا ہو تا کہ مین اطمینان سے
ساتھ ایک لوح تیار کر لیتا تو فتح بیابان آسان تھی شاہزادۂ سہراب ثانی نے فرمایا کہ مین
خود مع لشکر تمھاری حفاظت کو موجود ہون حکیم طرطوس نے عرض کی کہ حضور کے حفاظت
کرنے سے کچھ نہ ہوگا اِسلیے کہ یہ کام ساحر زبردست کا تھا آپ تکلیف نہ فرمائین مین خود انتظام
اپنی حفاظت کا کر لونگا آپ اپنی اور اپنے لشکر کی حفاظت کیجیے یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور بازو
تعویذ کھول کر آگ کو دکھایا فوراً آندھی چلی اور چار دیوان مہیب آکر پہونچے اور عرض کی

کہ کیا حکم ہوتا ہے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ ہمارا طلسم تو برباد ہو گیا اور ایک مدت سے ہم خدا پرستون کی قید مین ہین اِس مقام پر بسبب آکر پھنسے تو ہمین رہائی نصیب ہوئی ہین نے یہ مکر دین اسلام قبول کر لیا ہے اسوقت مین اِن لوگون سے بگاڑنا اچھا نہین ہے کہ جس بلا مین وہ مبتلا ہین اُسی مین ہم بھی پھنسے ہوے ہین ہان جسوقت یہان سے نجات ہوگی اور اِن لوگون سے رہائی نصیب ہوگی تو دیکھا جائیگا بالفعل آئی ہوئی بلا کو ٹالنا چاہیے مین ایک حجرہ تیار کرتا ہون تم چارون اُسکی حفاظت کرنا جسوقت تک مین خود حجرے کے باہر نہ آؤن اُسوقت تک تم کسی کو حجرے مین داخل نہ ہونے دینا اور اگر کوئی بلا اہل اسلام پر آئے تو خبر نہ ہونا بلکہ اگر اُن لوگون کو مبتلاے بلا دیکھنا اور یہ سمجھ لینا کہ یہ اب بچ نہین سکتے تو مجھے خبر کرنا کہ مین حجرہ سے نکل کر انھین سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر اُسنے چار سرکنڈے زمین پر گاڑے اور نیلا لال زرد سوت اُن پر لپیٹ کر کچھ اسم پڑھا کہ ایک حجرہ بنکر تیار ہو گیا بعد اُس کے چارقنائین چارون دیوؤن کو دین کہ اگر کسی ساحر یا غیر ساحر کو اِسطرف آتے دیکھنا تو پہلے منع کرنا اگر آنے والا اپنے ارادہ سے باز نہ رہے تو قنا کو دم دینا وہ بیہوش ہو کر گر پڑیگا تم اُسے تھامے لینا یہ کہکر حکیم طرطوس بیابانی داخل حجرہ ہوا اور تیاری لوح مین مصروف ہوا

تتمہ حال مہر افروز جادو وماہ افروز جادو و ذوالخیام جادو کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت اِن دونون کے سحر خالی گئے اور وہ خزان بہار جو طلوع وغروب مہر و ماہ سے پیدا ہوا کرتی تھی موقوف ہو گئی تو اِن دونون نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ راے قرار پائی کہ چلکر ملکۂ ذوالخیام جادو سے اطلاع کرنا چاہیے وہ جو کچھ حکم دین اُسپر عمل کرین یہ تجویز کرکے یہ دونون کی دونون قلعۂ پنہان کو روانہ ہوئین جسوقت خبر ذوالخیام جادو کو ہوئی کہ مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو حاضر ہین اِسنے اندر قلعہ کے بلا لیا اور کہا کہ تم کیون آئین اِنھون نے سارا واقعہ بیان کیا کہ اے ملکۂ عالم آج ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ ہمارا سحر خالی گیا ہو پہلی مرتبہ تو وہی خزان پیدا ہوئی درخت جلے خاک اُڑی لوگون کی قوت زائل ہوئی جن لوگون نے پھل کھاے وہ دیوانہ ہو گئے آپس مین خوب کشت و خون ہوا اُسی حالت مین صبح ہوئی اور آفتاب سحر نکلا تو خزان پیدا ہوئی مگر اُن لوگون پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اُسکے بعد سے کسی خزان یا بہار کا اثر دشمنون پر نہوا اِس مین نہین معلوم کیا اسرار ہے ہم اسوجہ سے حاضر ہوئے ہین کہ جو حکم ہو اُسپر عمل کرین ملکہ ذوالخیام جادو بھی یہ سُنکر نہایت متردد ہوئی بس اِسنے وہی پرچہ احکام پیر زالہ کا ہنر کا نکال کر دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ حکیم طرطوس بیابانی کی وجہ سے سحر ماہ افروز جادو کے باطل ہون گے لیکن چونکہ حکیم ایک مدت سے قید رہا ہے تو عمل اُسکے بہت سے ضائع ہو گئے ہین اب وہ حجرے مین بیٹھا ہوا لوح فتح بیابان خزان بہار کی تیار کر رہا ہے اگر وہ حکیم تمہارا شریک ہو جائیگا تو حیدر اور یہ بیابان قائم رہ جائیگا ورنہ اگر اُسنے لوح تیار کر لی تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی بس یہ دیکھتے ہی ذوالخیام جادو گھبرا گئی اُسیوقت اِسنے مہر افروز و ماہ افروز جادو کو اپنے ساتھ لیا

اور بیابان خزان بہار کی جانب روانہ ہوئی یہان حکیم طرطوس بیابانی نے کہدیا تھا کہ شب بھر مین لوح تیار کر لونگا صبح کو آپ سب صاحب میری خبر لیجیے گا باوجودیکہ حکیم طرطوس بیابانی نے شاہزادہ سہراب ثانی سے کہدیا تھا کہ آپ اپنی حفاظت کیجیے گا مین اپنی حفاظت کا انتظام کر لونگا مگر شاہزادہ عالی منزلت کو یہ خیال تھا کہ ڈاک ہرکارون کی بٹھادی تھی کہ دمبدم کی خبر دیتے رہنا چنانچہ عیار برابر جاجا کر بیان کرتے رہتے ہین یہ بھی خبر پہونچی کہ حکیم طرطوس نے لشکر سے الگ ایک مقام پر حجرہ بنایا ہے اور چار دیو حفاظت کے واسطے متعین ہین اگر اسطرف کوئی دھوکے مین نکلجاتا ہے تو دیو منع کرتے ہین اگر جانے والا نہین مانتا ہے تو دیو قرنا کو دم دیتے ہین آدمی بیہوش ہوجاتا ہے دیو اُٹھا کر لیجاتے ہین اِسی حالت مین شام ہوئی آج ماہتاب سحر بلند نہین ہوا اور آفتاب جو دن کو نکلتا تھا وہ بھی اصلی تھا آفتاب سحر نہ تھا اسلیے کہ مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو کی ہمت پست ہو گئی اور اُنھون نے آفتاب و ماہتاب سحر کو روک دیا الغرض کوئی پہر رات باقی رہی ہوگی کہ ایک مرتبہ آسمان پر سے تین ستارے ٹوٹ کر زمین پر گرے اور اُنھون نے ہیئت انسانی پیدا کی اور مہر افروز جادو نے آگے بڑھکر دیوون سے کہا کہ ہم حکیم طرطوس کے پاس جانا چاہتے ہین ایک دیو نے آواز دی کہ آج کی شب ملاقات کی نہین ہے حکیم صاحب نے منع کیا ہے کہ کوئی ہمارے پاس آج نہ آنے دوست ہو یا دشمن اگر تمھین حکیم صاحب سے ملاقات کرنا ہے تو کل آنا یہ سنکر مہر افروز جادو نے کہا کہ ہمین اِسیوقت ملنے کی ضرورت ہے اگر تم ہم کو نہ جانے دوگے تو زبردستی ہم جا سکتے دیوون نے کہا کیا مجال ہے کسی کی جو قدم آگے بڑھا سکے یہ سنکر مہر افروز جادو آگے بڑھی دیوون نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اس حد تک پہونچ گئی جسکے آگے جانے کی اجازت نہ تھی ماہ افروز جادو پاس ذوالخیام جادو کے کھڑی تھی اور مہر افروز کوئی چالیس قدم آگے بڑھ آئی تھی کہ ایک مرتبہ دیو نے قرنا کو دم دیا آواز گوش زد ہوتے ہی فوراً مہر افروز جادو بیہوش ہوکر گری دیو نے قصد کیا کہ اُٹھا کر لیجاؤن کہ ماہ افروز جادو دوڑ پڑی اور ایک گولہ فولادی سینۂ دیو پر مارا گولہ پڑتے ہی پھٹا اور شرارے نکل کر جسم پر پڑے کہ دیو کے تن بدن مین آبلے پڑ گئے دیو چیخ مار کر بھاگا ماہ افروز بڑھی کہ اپنی بہن کو اُٹھا لون کہ دوسرے دیو نے قرنا کو پھونکا ساتھ ہی ماہ افروز جادو بھی بیہوش ہوئی پھر دیو لپکا کہ اِن دونون کو اٹھا لون ذوالخیام جادو نے دیکھا کہ اگر مین جاؤنگی تو میری بھی نہ معلوم کیا حالت ہو کہ یہ دیو ساختہ حکیم طرطوس ہین بس اِسنے دو پنجے جھولی سے نکال کر پھینکے ہنوز دیو قریب ماہ افروز اور مہر افروز کے نہ آیا تھا کہ پنجہ دونون کو اُٹھا کر قریب ذوالخیام جادو کے آئے ذوالخیام جادو نے آب دمیدۂ سحر چھڑک کر ان دونون کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اب تماشا دیکھو یہ کہکر خود آگے بڑھی اور کہا کہ اب ہم آتے ہین ہوشیار ہو جاؤ دیو قرنا پکڑ کر سنبھل گئے بس ذوالخیام جادو نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور نوک زبان مین نشتر دیکر گولے کو خون سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے

جو ہمارے سحر پڑھے کھڑی ہیں اور ایک ساحرہ حجرے کے قریب آچکی ہے بس یہ دیکھکر حکیم طرطوش
سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ ذوالخیام جادو ہے ورنہ دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ میرے دیوؤں کو اسیر کرسکتا
بس انھوں نے دروازہ حجرے کے باہر آنیکا قصد کیا تھا کہ سیتلے نے بڑھکر کمند ماری حکیم طرطوش
نے وہی تختی جو اسکے ہاتھ میں تھی چپکا دی ایک شعلہ چمک کر سیتلے پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک
کردیا یہ دیکھتے ہی تینوں سیتلے پاسے بھاگی کہکر حکیم طرطوش کی طرف دیکھکر چلے اور قریب پہونچکر
کمندیں ماریں حکیم طرطوش بیابانی نے جس پر عکس لوح کا ڈالا وہ جلکر خاک ہوگیا چاروں
سیتلے خاک میں ملگئے اُسوقت ذوالخیام جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ جب اپنوں کی یہ
حالت ہو دوست دشمن ہوگئے ہیں تو دشمنوں کی شکایت کس زبان سے کیجائے بقول شخصے
؎ شعلے بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے ۔ آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ کیا
کیوں حکیم صاحب جسوقت آپنے حوالی نہ طاق میں آکر اپنا طلسم بنایا ہے تو خداوند اکوان
تاجدار سے کیا وعدہ کیا تھا اور اب کیا خوب حق ادا کی ہے کہ دشمن کے شریک ہوئے
بیابان خزان بہار کی بہار وخزان کی تاثیر کو مٹایا اُسکے بعد ہمارے مٹانے کا سامان کیا
کہ یہ لوح تیار کی اگر پیر زالہ کاہنہ کے احکام ہمارے پاس نہ موجود ہوتے تو ہمیں اِس
سامان بربادی کی خبر بھی نہ ہوتی اور اب اگر خبر ہوئی بھی تو کیا سود اسلیے کہ تھوڑی سی مشکل
آپ کو بھی درپیش ہوگئی کہ میں آپ کو اندر حصار پنہان کے لے آئی ہوں اگر عمر بھر سر ٹکرائے
تو یہاں سے نکلنے کا راستہ نہ پائے گا یہ سنکر حکیم طرطوش بیابانی نے کہا کہ اے ملکہ ذوالخیام جادو
بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے دشمنان خداوند کی بربادی وتباہی میں کوئی دقیقہ اُٹھا
نہیں رکھا مگر افسوس ہے کہ خود میرے طلسم برباد ہوگیا اور کسی نے ہماری خبر بھی نہ لی سچ ہے کہ
تھا بیدار ان قافت سے بچوں نفس اپنی میں بند کیا بلکہ زبان پر مہیوں چڑھا رہا اسی حالت
سے تمھاری سرحد میں پہنچا تھے بھی اپنی حفاظت کی تدبیریں کیں اور ہماؤ کوئی خیال
نہ کیا یہاں تک کہ تم خزان بہار نے تمام لشکر کو منتشر اور دیوانہ بنا دیا میری بھی وہی حالت
ہوئی جو اور سب کی تھی پس چاہیے کہ میں سنتا بس تھا بلکہ میری زبان پر چڑھا ہوا
تھا دست و پا بستگی دوڑی میں سے آخر کار مجبور ہو کر میں نے اُس حالت کو مٹایا اور
خدا پرستوں سے آشتی پیدا کرکے اُنکے دست جفا سے جان بچائی بقول شخصے کہ مرتا
کیا نہ کرتا اگر اُن لوگوں سے خلاف کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے پھر اُسکے بعد اگر وہ مار ڈالتے
بھی جاتے تو میں کیا منقش شود ... بعد آپ زندہ جہاں زندہ آپ مردہ جہاں مردہ
؎ ہیں کیا جو تربت پہ سنیے رہتے ہیں کہ مرقد میں ہم تو اسکیلئے رستے ہیں ... کہ
میں نے تمھارے سحر کو مٹایا تھا مجھے تمھاری جانب سے خوف بھی تھا اسی واسطے
میں نے وہ حفاظت کو معین کیے تھے مگر تمھیں ایسی ساحرہ زبردست تھیں کہ تمھاری تینوں
دیوؤں کو بے بس کیا اور مجھپر پہرہ قائم کیا اگر میں لوح نہ تیار کر لیتا ہوتا تو یقین ہے کہ میں بھی
گرفتار بلا ہو جاتا اگرچہ تم مجھپر ہروقت یہ حاصل کرچکی ہو مگر اتنا یاد رہے کہ اگر میں مطلع کا تمکو

مٹا کے مٹونگا یون میرا مٹنا آسان نہین ہی مین تمھارے مرنے کی بربادی کا سامان کر چکا ہون اگرچہ
دوسرے کے نام سے ہو مگر وہ ایسے ہی کے ہاتھ سے نام ہی جو دراصل تمھارا قاتل ہی یہ تختی اُس
تک ضرور پہونچے گی اور وہ قتل بھی تمکو ضرور کریگا یہ سنکر ذوالخیام جادو نے ہاتھ باندھکر کہا
کہ حکیم صاحب یہ وہ زمانہ ہی کہ ساکنان شش طاق نفسی نفسی کا شور کر رہے ہین کسی کو اپنے ہی جھگڑون
سے نجات کہان ہی کہ دوسرے کی خبر لے شکایتین آپ کی بجا بھی ہین اور بیجا بھی خیر وہ جو کچھ امور رہے
سب غفلت کی وجہ سے ہوئے اب مین آپ کے حال سے باخبر ہو گئی اور آپ میرے حال سے
باخبر ہین لہذا جو کچھ کرنا چاہیے وہ سنکر ہم آپ کے شریک حال ہون اور آپ ہمارے شریک
حال ہون اس تختی کو یا تو مٹا دیجیے یا میرے سپرد کیجیے کہ مین ایسے مقام پر اسکو پوشیدہ کردون
کہ کوئی نہ پاسکے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اگرچہ مین مہراب ثانی سے مسلمان ہونیکا
اقرار کر چکا ہون مگر چونکہ وہ اقرار مصلحت تھا کہ بغیر اسکے جان ہی نہ بچتی لہذا اس عہد کو توڑ کر
تمھارا شریک ہوتا ہون اور ایک انار حیات اپنے واسطے مین نے تیار کیا ہی کہ آئندہ اگر
کوئی میرے درپے آزار ہو تو تاوقتیکہ وہ انار اسکو دستیاب نہو اسوقت تک مجھکو قتل نہ کر سکے
نہ تلوار مجھپر اثر کرے گی نہ سحر سے مین مر سکتا ہون نہ زہر تاثیر کر سکتا ہی علامت میری یہ ہے کہ
جسوقت مین بیمار پڑون اور کوئی شخص دھوکے سے اس انار کے دانے نچوڑ کر مجھکو پلا دے
تو پھر مین بچ نہین سکتا عرق اس انار کا سم قاتل کی تاثیر رکھتا ہی اور کوئی تریاق اسکو دفع نہین
کر سکتا اور مرض مجھکو ایسا ہی ہوگا کہ جسکی دوا سوا انار کے دوسری چیز نہین ہی اور مرگ موت کا
زمانہ مجھے پیشتر معلوم ہوتا ہی لہذا اس انار کو بھی اس لوح کے ساتھ اپنی حفاظت مین رکھو
یا ایسے کی حفاظت مین دو جسکی عمر تم سے زیادہ طولانی ہو کہ جبتک وہ نہ مرے یہ چیزین دشمن کے
ہاتھ نہ آئین اور بغیر ان چیزون کے ہمارا تمھارا مرنا ممکن نہین ہی یہ کہکر لوح اور انار دونون
چیزین ذوالخیام جادو کے سپرد کین اور کہا کہ اب تم قلعۂ پنہان مین جاکر آرام سے بیٹھو اور
مین اپنی حفاظت کا انتظام کرتا ہون اور مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو کو بیابان خزان
بہار مین بھیجدو کہ یہ اپنے اپنے آفتاب و ماہتاب سحر کی تاثیر سے لشکر نقابداران قاف کو
مٹا دین ذوالخیام جادو نے کہا کہ اُس صحرا کی تاثیر تو مین نے پہلے ہی مٹا دی کہ اب نہ خزان پیدا
ہوتی ہی نہ بہار جسکی تاثیر سے وہ لوگ غارت ہوسکین حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ تم اطمینان
رکھو جسطرح ہمنے اُنکی حفاظت کا سامان کر دیا تھا اسیطرح ہم اُس اثر کو مٹا بھی سکتے ہین اور
یہ انتظام ہم آج ہی کر لینگے اسکے بعد مہر و ماہ کی تاثیر مثل سابق ہو جائیگی یہ سنکر ذوالخیام
جادو کو اطمینان حاصل ہوا اور اُسنے حکیم طرطوس کو سلام رخصت کیا اور کہا کہ اب مین
جاتی ہون آپ اسی حصار پنہان کے اندر اپنے رہنے کا کوئی مقام تیار کرلین تاوقتیکہ دشمن
اس حصار کو نہ توڑیگا آپ تک پہونچنا اُسکا دشوار ہی اور جبتک آپ تک نہ پہونچ لیگا اسوقت
تک میری رہائی دشوار ہی اور بغیر میرے مرے یہ حصار ٹوٹ نہین سکتا یہ کہکر مہر افروز جادو
اور ماہ افروز جادو کو اُسنے مکانون کی طرف اطمینان دلاکر روانہ کیا اور خود قلعۂ پنہان کیطرف

اور یہان حکیم طرطوس عہد شکن نے محسن کشتی پر کمر باندھی اور ایک ابر سحر تیار کیا کہ جس شخص پر ایک
بوند بھی اسکی پڑجائے اُس کے جسم سے اُن پھلون کی تاثیر زائل ہوجائے جو حفاظت کے واسطے
خود ملکہ کھلائے تھے قریب شام گھڑی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ اُس ابر کو جانب خزان بہار
روانہ کیا کہ اس ابر کی کیفیت بر وقت عرض کی جائیگی اور بعد اسکے حکیم طرطوس نے اُس
حجرہ کو درست کیا بالاے حجرہ ایک گنبد بنایا اور اُس گنبد پر شعلۂ جان سوز قائم کیا اور دروازون
پر اُٹھین چارون دیوون کے پہرے پھر قائم کیے اور ایک ایک قرنا اُنکے اُسیطرح ہاتھون
مین دے دیے اور ایک حد بندی کردی کہ جسوقت کوئی اندر اُس کے آجائے تو آواز
قرنا سے بیہوش ہو اور اگر مثل ذوالخیام جادو کے کوئی ساحر زبردست ہو اور دیوون کو
بے قابو کردے اور حجرہ تک پہونچ جائے تو شعلہ جھک کر اُس پر گرے اور جلا کر خاک
کردے بعد اُسکے خود اُس حجرہ کے اندر بیٹھکر دروازے بند کر لیے اسکو بھی اِسی حالت مین
چھوڑا جاتا ہے اور تتمہ حال ذوالخیام جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو انار و لوح لیکر قلعۂ
پرشہان مین آئی تو اُسنے اپنی ایک رفیقۂ قدیم کو بلایا کہ نام اُسکا زلزال جادو تھا اور سن مین
ذوالخیام جادو سے کم تھی طریقۂ نجوم سے یہ بھی دریافت ہوچکا تھا کہ موت اسکی بعد ذوالخیام
جادو کے ہے اور ذوالخیام جادو کو زلزال جادو پر بہت کچھ اعتبار اور بھروسا تھا ذوالخیام
جادو نے زلزال جادو کو گلے سے لگایا اور انار و لوح اُسکے سپرد کرکے کہا کہ اے زلزال
جادو اب ہماری قضا کی کنجی تمھارے ہاتھ مین ہے اور تمھاری قضا ابھی نہین ہے لہذا اسے
بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور حصار سحر قائم کرکے بیٹھو تا کہ کوئی تم تک پہونچ نہ سکے
اور سرحد بیابان خزان بہار کے باہر جاکر سکونت اسطرح اختیار کرو کہ کسی کو پتہ
تمھارا نہ ملے یہ سنکر زلزال جادو نے کہا کہ جبتک میرے دم مین دم ہے کیا مجال ہے کسی کی
جو لوح و انار پر قبضہ کرسکے یہ کہکر ذوالخیام جادو کے قدمون سے لپٹی ذوالخیام
جادو نے اسکو گلے سے لگایا اور رخصت کیا زلزال جادو غرق زمین ہوکر روانہ
ہوئی کہ کسی کو پتہ نہ مل سکے اور کوئی نشان لوح نہ پاسکے غرضکہ جاتے جاتے یہ ایک
کوہ کے قریب پہونچی اور بالاے کوہ اسنے ابر سحر قائم کیا کہ وہ ابر مثل سائبان کے
قائم تھا اور بعد اسکے اِسنے چار پتلیان ماش کے آٹے کی تیار کین اور گرد کوہ
چارون کو ایک ایک فرسخ کے فاصلہ سے قائم کرکے ایک ایک طناب سحر اُنکے ہاتھون مین
دے دی کہ جسوقت کوئی سرحد مین اُنکی داخل ہو تو وہ طناب کو حرکت دین اور طناب
کی حرکت سے زلزلہ زمین کو پیدا ہو اور زمین شق ہو اگر لشکر کے لشکر ہون تو سما جائین
اور اگر کوئی اس زلزلہ سے بچکر تا بہ کوہ پہونچ جائے تو ابر سے برقین گرکر جلا دین یہ
انتظام کرکے مسکن اپنا اُس کوہ کو قرار دیا اور باطمینان تمام بیٹھی اب مہر افروز جادو و ماہ
افروز جادو تو اپنے اپنے سحر کرکے جگانے مین متوجہ ہین اور مہر و ماہ کو جلوہ دینے کی
فکر مین ہین اور حکیم طرطوس ابر سحر روانہ کرکے حجرہ مین پوشیدہ ہوا ہے اور ابر لشکر [illegible]

کی طرف چلا آتا ہو اور ذوالاحتشام جادو قلعۂ پنہان مین مقیم ہو اور سہراب ثانی ہر کارون کے انتظار مین ہین کہ حکیم طرطوس کو کون لیگیا اور کیا خبر آتی ہو ان سب کو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اول

چند کلمہ داستان ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو معشوقۂ سہراب خوش تخت کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز کلام

کوئی یہ پوچھدے دردِ نہان سے	تجھے دل ڈھونڈلایا ہی کہان سے	نہ پہونچا کاہ تک اس دشمن کو ای آہ
ارے کیا ملگئی تو آسمان سے	جگہ کرتی ہو یاد دوست دل مین	پڑا ہو درد بٹ جانا یہان سے
جگر مین اُسکے کیا سیتے ہو چٹکی	نکلتی اُف نہین جسم ناتوان سے	جلال اُسکی دعا تو پہلے سن لو
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے		

واقفان رموز محبت و رازداران درد اُلفت اِس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو معشوقہ شاہزادہ سہراب ثانی جو طلسم گجوزۂ سلیمانی مین مقیم ہو اور معروف چلہ کشی ہی جسوقت چلہ اسکا تمام ہوا اور یہ ہو تخانے سے باہر آئی تو انیسون جلیسون نے حال سہراب ثانی کی تشریف آوری کا اور جانب نہ طاق روانہ ہو جانیکا بیان کیا بس یہ سنکر افسونہ سحر ساز کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور فوراً اُسنے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیدیا اور خود بھی جلدی سے پوشاک بدل کر اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے ہی روز کوچ کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوئی ایک صحرا مین پہونچکر خیال آیا کہ خدا جانے وہ دوست نادان کس راستے سے نہ طاق پر گیا ہو اور مین کس راستے سے جاؤن بہتر یہ ہی کہ دریافت کرلینا چاہیے تاکہ اُسی طرف سے مین بھی جاؤن جسطرف وہ نا عاقبت اندیش گیا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جاے تو جان بری دشوار ہو جائیگی کہ نہ خود سحر جانتا ہی نہ کوئی ساحر زبردست ہمراہ ہی جو ساحران نہ طاق کے ہاتھ سے بچائیگا چونکہ یہ حالات طلسم سے واقف تھی کہ کوئی راستہ نہین ہی جس پر ساحر براے حفاظت نہ معین ہون پس اُسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دی ساتھ ہی ایک پتلی حاضر حاضر کہتی ہوئی پیدا ہوئی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ بتا نقابدار یاقوت پوش کس راستے سے نہ طاق پر گئے ہین پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ واری آپ بھی کیسی کچی بات پوچھتی ہین جسکا جواب مین نہین دیسکتی ایک نقابدار یاقوت پوش ہو تو اُسکا حال کہون تین یاقوت پوش بیابان خزان بہار کی ٹھوکرین کھا رہے ہین ایک یاقوت پوش بیابان گل افشان کی بلاؤن مین گھرا ہوا ہی ایک یاقوت پوش سرب کے مرحلے پر ہے ایک دریا مین بہتا چلا جاتا ہی یہ اشارہ سکندر رستم خو کی طرف تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ جسوقت جسر آہنی پر رفیع البخت اور سکندر اُسے گزر چلا ہی اور جسر ٹوٹ کر دونون دریا مین گرے ہین تو بہتے ہوے چلے جاتے تھے اور لباس سکندر کا بھی سرخ تھا اور اتفاق سے اب یہ بھی بہکر نہ طاق کی طرف چلے تھے اسیوجہ سے اِس پتلی نے

سب یاقوت پوشون کا ذکر کیا کہ آپ کس یاقوت پوش کو پوچھتی ہین اُسوقت ملکۂ افسونہ
سحر ساز نے کہا کہ ہم اپنے یاقوت پوش کو پوچھتے ہین کیا تو اُس سے واقف نہین ہے
اگر نہین جانتی تو پہچان لے یہ کہکر تصویر سہراب ثانی کی پتلی کو دکھائی پتلی نے کہا یہ تو
بیابان خزان بہار کی سیر کر رہے ہین اور ایک مرتبہ مبتلاے بلا ہو چکے ہین اور پھر
اسیر پنجۂ تقدیر ہونے والے ہین یہ کہکر تمام حالات مفصل و مشرح افسونہ سحر ساز سے
بیان کر دیے افسونہ سحر ساز نے کہا کہ تین نقابدار اُنکے ساتھ تھے اُنھین کے بزرگون سے ہین
اور سُنے وہ کہان ہین پتلی نے کہا کہ مجھے تو وہی نظر آتے ہین ایک بزرگ اُن سے چھوٹ
گئے ہین اور وہ نقابدار سبزپوش بنے ہوے صحراؤن کی خاک چھانتے پڑے پھرتے ہین
بعد اِسکے افسونہ سحر ساز نے اور کچھ ضروری حالات دریافت کیے اور بجلدی تمام
جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی قضاے کار و اتفاقات روزگار گذر اِسکا اُسی
صحرا مین ہوا کہ جہان زلزال جادو حصار سحر باندھے ہوے حفاظت بیابان اور لوح مین مصروف
تھی زیر سائبان سحر بیٹھی ہوئی تھی اور ایک تختۂ آہنی سامنے رکھا ہوا تھا جسمین چار طنابین
بندھی ہوئی تھین جسوقت طناب کو حرکت ہوتی تھی اور تختہ جنبش مین آتا تھا تو زمین کو زلزلہ پیدا
ہو جاتا تھا کہ نظر زلزال جادو کی جانب آسمان گئی دیکھا سامنے کہ ایک ابر شفق گون نہایت
تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے کہ اُس ابر مین سے ہزار ہا برقین چاک چاک کر چہار طرف گرتی ہین
اور گرج اِس ستم کی ہو رہی ہے کہ گوش گردون کر ہوے جاتے ہین زلزال جادو متحیر تھی
کہ یہ کس ساحر زبردست کی آمد ہے اور اِسطرف سے یہ کہان جانیکا ارادہ ہے وہ ابر قریب پہونچا
اور زلزال جادو کا سحر پڑھنے لگا کہ اِس ابر کو روکون اور دریافت کرون کہ کون آتا ہے اور
کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہے چونکہ زلزال جادو راستہ روک کر بیٹھی تھی کہ کوئی مددگار پر
نقابدارون کا اُن تک نہ جا سکے اِس سبب سے پریون نے اِسکے بڑھکر راہ روکی لیکن جسوقت
ابر شفق گون قریب پہونچا اور اِسطرف سے یہ ابر بڑھا دونون ابر لڑ گئے ٹکر چلی وہ گرد و غبار
پیدا ہوئی کہ کئی جادوگرنیان بسبب ہیبت کے دونون طرف کی ہلاک ہوئین اب دونون
بادلون سے برقین چمک کر گرین اور آوازین گیر و دار کی بلند ہوئین اُودھر تو ملکۂ افسونہ
سحر ساز زورون مین بھری ہوئی اور جوش محبت سہراب مین چلی آتی ہے اور اِسکو راستہ
نہین سوجھتا ہے کہ کسطرح پہونچون اور یہ بھی اطمینان ہے کہ اگر کوئی ساحر روکنے کا قصد کریگا
تو کیا کر سکتا ہے یہ ابر سحر اُسکے سحر کو مٹاتا ہوا اور پامال کرتا ہوا نکلا چلا جائیگا اُدھر زلزال
جادو بھی ساحرہ زبردست ہے اور راستہ پر طلسم باندھے بیٹھی ہے کیا تاب ہے کسی کی کہ اِسطرف سے
گذر سکے مگر یہ اِسکو بھی نہین معلوم ہے کہ خداوند طلسم کی بھانجی آتی ہے یہ بھی ابرون سے
ٹکرانیکا تماشا دیکھکر ہنس رہی تھی لیکن برقین جو چمک چمک کر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے
اِدھر گرین تو زلزال جادو کے ابر سحر مین آگ لگ گئی اور مثل پنبہ کے جلکر خاک ہوا
سائبان سحر سنگیا ابر شفق سے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی اور تیزی کے ساتھ یہ ابر [illegible]

چلا اب زلزال جادو نے جو دیکھا کہ سحر بیرا مشگیا بس جوش غیظ و غضب مین یہ پڑھا اسم سحر پڑھتا
بلند ہوئی اور کڑکڑا کر آب جو گرتی ہی تو ابر کو شق کرتی ہوئی زمین پر آئی اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ
زلزال جادو بس جیسے ہی ابر شفق گون شق ہوا اور تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار
ہوا اور نعرہ زلزال جادو کی آواز اسکے گوش زد ہوئی افسونہ سحر ساز کو نہایت غصہ
آیا آواز دی کہ او قحبہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہم پر حملہ کرے مین نہ چاہتی تھی کہ حال اپنا
تجھپر ظاہر کرون کہ کون ہون اور کسطرف جاتی ہون مگر تو نے نہ مانا اور پردہ میرا افاش کیا
کب چھوڑتی ہون تجکو یہ کہکر اسنے پھر اسم سحر پڑھنے کا قصد کیا تھا کہ زلزال جادو با خبر ہو کر
کھڑی ہو گئی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ آفاق آپ حضار و شہنشاہ طلسم کی بھانجی ہین اور وہ بھانجی
ہین جسکو شہنشاہ نے مثل بیٹیون کے پالا اور علم سحر تعلیم کیا ہے تمکو کہ اپنی دختر نیک اختر
ملکہ بر روشن گہر کو سحر نہ بتایا اور آپ کو علم سحر تو پہلے خود پر تعلیم دیا قصور میرا عفو فرمایئے
مین نہ جانتی تھی کہ اس ابر مین آپ کی سواری پوشیدہ ہے کسکی مجال ہے کہ حضور کو روک سکے
جہان چاہیے تشریف لیجایئے مگر براہ خیر خواہی میں عرض کرتی ہون کہ زمانہ پر آشوب
ہو رہا ہی لقا بداران قاف نے بیابان خزان بہار پر چڑھائی کی ہی ذوالخیام جادو نے
بخوف لقا بداران سکونت قلعۂ پنہان کی اختیار کی اور بیابان خزان بہار کا رہنا ترک
کیا مجکو اس مقام کی حفاظت کا حکم دیا کہ کوئی مددگار لقا بداران قاف کا ان تک نہ پہونچ
سکے یہ سنکر ملکہ افسونہ سحر ساز کا غصہ کم ہوا اور فرمایا کہ تو تو ذوالخیام جادو کے ساتھ
رہا کرتی تھی کیا اور ساحر حفاظت سرحد کے واسطے تعینات نہ تھے یا ماہ افروز و مہر افروز
اس قابل نہ تھین کہ بیابان کی حفاظت کرسکتین جو تجھ ایسی رفیق قدیم کو اپنے ساتھ سے علٰحدہ
کر دیا یہ سنکر زلزال جادو نے تمام کیفیت ورود لقا بداران کی مع قتل ابجر آب ریز
جادو و بربادی لشکر سحر ماہ افروز اور بیچارہ جوئی حکیم طرطوس اور مجبور ہو کر جانا
ماہ افروز و مہر افروز کا خدمت ذوالخیام جادو مین اور ذوالخیام جادو کا آکر حکیم
طرطوس بیابانی کو مع حجرہ لیجانا قلعۂ پنہان کی طرف اور باہم آشتی پیدا ہونا اور لوح وانار
کا یہین ہو کر خود اسطرف آنا مفصل اسطرح بیان کیا کہ جسقدر راز ملکہ افسونہ سحر ساز کو معلوم
نہ تھے سب معلوم ہو گئے ازبسکہ حال ملکہ افسونہ سحر ساز کا طشت از بام ہو چکا تھا
مگر پھر بھی بہت سے ساحران طلسم مثل زلزال جادو کے ناواقف تھے یہی وجہ تھی جو
زلزال جادو نے دوست سمجھکر پوست کندہ حال ساتھ افسونہ سحر ساز کے بیان کر دیا
مگر افسونہ سحر ساز جو ان تمام امور سے باخبر ہوئی دل مین کہا کہ غضب ہی ہوا تھا اگر زرا بھی
دیر ہوتی تو یقین تھا کہ بہت جلد خاتمہ ہو جاتا کہ حکیم عہد شکن بھی ذوالخیام جادو کا شریک ہو گیا
بس افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے مین ان حالات سے
تو واقف بھی نہ تھی اے زلزال جادو تجھے کیا بتاؤن کہ تو ایک ملازم کی ملازمہ ہی اور مین
تجکو آگاہ کرتی ہون کہ مین انھین لقا بداروں کی شریک ہون بہتر یہ ہی کہ لوح اور انار میرے

سپرد کرو ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھاؤگی اور میں زبردستی لوح اور انار تجھ سے چھین لے جاؤنگی
کہ بغیر اسکے اس بیابان خزان بہار کا فتح ہونا غیر ممکن ہے زلزال جادو یہ سنکر اور بھی پریشان
ہوئی کہ لو یہ تو اور ہی کچھ کہتی ہیں سے دوست ہم جسکو سمجھتے تھے وہ دشمن نکلا تھا رہبر جانتے تھے جسکو
وہ رہزن نکلا اگر یہ معلوم ہوتا تو میں کیوں رو رکتی یا ان حالات کو کیوں بیان کرتی کہ یہ لوح
کی مجھے خواستگار ہوتیں ہا ۔ اب بیابان خزان بہار پر خزان آگئی کہ گھر ہی کے چراغ سے
آگ لگ گئی ہے شعلے بھڑک اٹھے دل کے داغ سے ... آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
کہا اے ملکۂ آفاق ہماری مجال نہیں کہ حضور کے امور میں دخل دے سکیں ... پیچھا کیا
وہ بہت اچھا کیا مگر اتنی التماس قبول ہو کہ ذوالخیام جادو نے اپنی جان میری سپردگی میں
دی ہے مجھے کب مناسب ہے اپنے مالک کو قتل کرا دوں اگر ایسا کرونگی تو عالم میں بدنامی ہوگی
یا نیک نامی دنیا تو جو کچھ کہیگی وہ کہیگی آپ خود مجھے کیا کہینگی لہذا بہتر یہ ہے کہ لوح اور انار
دونوں چیزیں میرے صندوقچہ میں موجود ہیں آپ لیجائیں مگر پہلے مجھے قتل کر ڈالیے کہ میرا
دامن اس داغ بدنامی سے بچا رہے اور اگر یہ عرض میری قبول نہ فرمائیےگا تو جس وقت
قابو پاؤنگی خودکشی کرلونگی نہ آپکے برخلاف کر سکتی ہوں کہ مالک ہیں نہ آپکے خلاف حکم
کر سکتی ہوں کہ آپ مالک کی مالک ہیں یہ کہکر رونے لگی افسونہ سحرساز جادو کو حال پر
اسکے رحم آیا مگر ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ لوح اور انار کا لینا ضرور ہے ورنہ اس رحم کا انجام
خراب ہوگا ایسا نہ ہو کہ وہاں یار جانی پامال ہو اور خزان بہار ہو جائے یہ تصور کرکے فرمایا
کہ اے زلزال جادو مرحبا صد مرحبا اگرچہ اسوقت تو سراسر میرے خلاف کر رہی ہے مگر
تیری دشمنی دوستی کے مقابل معلوم ہوتی ہے کہ تو اپنے مالک کی خیرخواہ ہے میں لوح تجھسے
نہ لیتی مگر مجبور ہوں کہ وہاں نقابداران قاف کا خاتمہ ہو جائیگا بہتر یہ ہے کہ تو جو مانہ اپنا
نکال لے اور صلے میں تجھے قتل نہ کرونگی اور صلہ میں اس نمک حلالی کے چھوڑ دونگی یہ
سنکر زلزال جادو نے عرض کی کہ قطع ہوں وہ ہاتھ جو آپ پر اٹھیں اور لال ہو وہ زبان
جو آپ پر سحر کرے کیا مجال ہے میری کہ میں آپ پر اب سحر کروں ہاں جتنا طلسم میں نے
حفاظت کا باندھا تھا اس میں سے بالائی انتظام تو آپ نے ابر سحر کو جلا کر اٹھا دیا اب
صرف زمین کا انتظام باقی ہے اسے مٹا دیجیے آپ لوح لیجائیے میں اپنے سحر کو خود نہ
مٹاؤنگی افسونہ سحرساز نے کہا کہ اچھا ہم خود اسے مٹا دینگے یہ کہکر پنجہ آہو سحر پڑھ کر
اور بالائے کوہ کشت اتارا چالیس ہزار زمین اسکے ساتھ نکالی ہوئی تھیں جو اٹھے اسکے
بندھے ہوئے جانوران سحر پر مثل طاؤس و باز و بط و سرخاب وغیرہ کے سوار جھولیاں زر
کی لگی ہوئی تمام کوہ لالہ زار معلوم ہونے لگا لیکن جسکا قدم زمین پر پہونچا سپاہیوں نے
طناب کو حرکت دی طبقہ زمین کا شق ہوا اور لشکر ملکۂ افسونہ سحرساز جادو کا غرق زمین
ہونے لگا بس افسونہ سحرساز جادو نے جھپٹ کر طنابیں قطع کر دیں کہ وہ زلزلہ موقوف
ہو گیا بعد اسکے کچھ اسم سحر پڑھکر زلزال جادو کی طرف دم کیا کہ اسکی زلفیں بازوؤں سے لپٹ کر

رسن بندگین اور شکلین زلزال جادو کی کس گئین بعد اسکے افسونہ سحر ساز بنگلے مین زلزال جادو
کے آئی اور صندوقچہ اسکا کھول کر انار و لوح کو اپنے قبضہ مین کیا اور زلزال جادو سے کہا کہ بس
اب تو اسی حال مین مبتلائے بلا بیٹھی رہ بعد اسکے تن طنابون کو مقراض سحر سے کاٹ دیا تھا انکو بھی
چھوڑ دیا اور پتلیون کو برائے حفاظت زلزال جادو متعین کر کے اپنے ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر
جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی اسکو تو ادھر چھوڑا جاتا ہی اور کچھ حال لشکر سہراب
ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سے حکیم طرطوس بیابانی کو مع طبقۂ زمین ذوالخنام
جادو اُٹھا لیگئی ہی اُسوقت سے سہراب نے ہرکارون کو روانہ کیا تھا اور منتظر اسکا ہی کہ پتا ملے تو جادوگن
اور حکیم کو چھڑا لائیں یہ خبر نہین کہ حکیم نے دشمنی پر کمر باندھی اور یہ مسلمان نہین ہوا بلکہ قابو پرستی
اختیار کی ہی الغرض ہرکارے تلاش مین روانہ ہوے تھے اُنھون نے ہر چند صحراؤن کی
خاک چھانی مگر پتا حکیم طرطوس بیابانی کا نہ پایا آخر مجبور ہو کے پھر آئے اور عرض کیا اتنی خبر
ملی ہی کہ ذوالخنام جادو قلعۂ پنہان مین رہتی ہی یقین ہی کہ حکیم طرطوس کو بھی وہان لیگئی ہو گی
فرمایا کہ راستہ قلعۂ پنہان کا دریافت کرو تو مین جا کر حکیم طرطوس کو چھڑا لاؤن ہرکارون نے عرض کی
کہ صحراے جنوب مین ایک مقام پر غبار حائل ہی کہ کوئی اُس غبار کے اُس پار جا نہین سکتا ہی سُنا جاتا
ہی کہ وہین سے سرحد قلعۂ پنہان کی شروع ہوئی ہی بس یہ سنکر شاہزادہ نے مرکب طلب کیا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک جانب جنوب سے ایک ٹکڑا ابر نمودار ہوا
آتے آتے تمام بیابان خزان بہار پر چھا گیا اور بارش ہونے لگی رستم ثانی نے سہراب کو
منع کیا کہ ابھی جانیکا موقع نہین ہی یہ بھی بسبب بارش کے رک گئے تھے شام تک برابر بارش
ہوتی رہی شام کو ابر پھٹنے لگا اور مشرق کی طرف سے مطلع صاف ہوا اُدھر ماہ افروز جادو
اور مہر افروز جادو جو آکر اپنے اپنے مقام پر پہونچین تو انھون نے سحر اپنے جگائے آفتاب
ماہتاب کو قوت بخشی اور منتظر وقت کی تھین کہ ابر برس لے تو ماہتاب طلوع ہو شام ہوتے
ہی ماہ افروز ماہتاب سحر مین پوشیدہ ہو کر بلند ہوئی اور افق چرخ سے وہی ماہتاب
نمودار ہوا اور شعاعین اسکی صحرا مین پھیلین اُدھر ابر برسے تاثیر جیلون کی مٹا دی تھی بس
وہی حالت پیدا ہوئی جو پہلے روز پیدا ہوئی تھی کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی اور شعلے جو بھڑکے
جانورون نے فریاد کی صدا بلند کی رنگ عالم دگرگون ہوا کہ ایک مرتبہ مہتر سیارۂ ثانی نے
عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ حکیم نے دغا کی اور عہد توڑا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آفتاب و
ماہتاب کی تاثیر عود کرتی اُدھر جسوقت تمام صحرا آتش بار ہو کر خاک ہوا تو آندھی چلی خاک
اُڑ اُڑ کر بلند ہوئی اور تمام لشکر سہراب ثانی گرد مین اَٹ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب وقت
گرد برطرف ہوئی اور لوگون نے اپنے حال پر ملال پر نظر کی تو وہی حالت پائی جو پہلے روز ہوئی
تھی کہ وحشت و باجیس و حرکت سے بہت بے شعورون نے پھل درختون کے توڑ کر کھا لیے
جس سے قوت عود کر آئی مگر دماغون مین خلل واقع ہوا اور مجنون ہو کر آپس مین لڑنے لگے
کشت و خون ہونے لگا لشکر مین ہر طرف شور واویلا بلند ہوا سیکڑون آدمی آپس مین لڑ لڑ کر

ہلاک ہوگئے اُدھر صحرا میں پہر بھر تک تو ایک سناٹا رہا خاک برسا کی ہو کا مقام نظر آتا تھا کہ جہاں
صدہا درخت سرسبز و شاداب سے لگے ہوئے تھے اب اُسی مقام پر ایک برگ گیاہ بھی نظر نہیں آتا
بعد پہر بھر کے دیکھا تو زمین سے کلی پھوٹی اور تھوڑے ہی عرصہ میں درخت بنکر تیار ہوئے
پھول کھلے پھل آئے پھر وہی بہار نظر آنے لگی طائر چہچہانے لگے مگر اس بہار کو دیکھکر اہل
اسلام کو اپنی خزان کا یقین ہوا کہ اب صبح کو دوسری بہار دیکھنا نصیب نہ ہوگی ہمراہ خزان
سب خزان ہو جائینگے ایک مرتبہ تو حکیم طرطوس کی وجہ سے بچ گئے اب سوا ذات پروردگار کے
کسی کا سہارا نہیں ہے اگر زندگی باقی ہوتی تو کیوں اس بلا کا سامنا ہوتا کہ استنے دنوں کی زندگی
اور تھی جسکی وجہ سے حکیم طرطوس بکر مسلمان ہوا اور اپنی جان بچانے کے واسطے اُسنے ہم سب
کی حفاظت بھی کی غرضکہ تمام لشکر میں اسیطرح کے چرچے تھے اور ہر شخص زندگی سے ناامید ہو رہا
تھا کہیں کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا کہ بھائی جو شاید تم کسی صورت سے بچ جاؤ تو ہمارے
اہل وطن سے ہمارے مرنے کی اطلاع کر دینا وہ یہ جواب دیتا تھا کہ سب ایک حال میں مبتلا ہیں
اگر تم نہ ہوگے تو ہم کہاں ہونگے عجب طرح کا تلاطم برپا ہے کوئی مصروف دعا ہے کہ اے کس بیکسان
واے دادرس غریبان یہ وقت دادرسی ہے ہماری فریاد کو پہونچ اور اس بلا سے نجات دے
ہر چند کہ مرنا برحق ہے مگر اسطرح مرنے میں مٹی بھی خراب ہوگی کفن بھی نصیب نہ ہوگا بعضوں
نے زندگی سے موت کے سامان کیے ہیں غسل کرکے کفن پہنے ہوئے منتظر قضا بیٹھے ہیں
شاہزادہ سہراب بن رستم اور رستم ثانی اور شہریار نامدار نے یہ مشورہ کیا ہے کہ اب
مرنے تو ہیں ہی تو ہاتھ پاؤں ہلا کر مرنا بہتر ہے ان تینوں تیر اندازوں نے سمت ہوا پر تیر مارنا
شروع کیے لیکن جو تیر قریب پہونچا وہ جلکر خاک ہو گیا اور آواز قہقہہ کی آئی اب مجبور ہوکر
انھوں نے بھی تیراندازی موقوف کی کہ جب تیر ہمارے کارگر نہیں ہوتے تو بیکار ہاتھ تھکانا
اور تیر ضایع کرنا ہے اب رات تھوڑی سی باقی ہے اور ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے سپیدۂ سحری
چرخ سے نمودار ہو گیا ہے طلوع آفتاب میں تھوڑی ہی دیر باقی ہے کہ یکایک جانب شمال سے ایک
ابر شفق گون نمودار ہوا اور دیکھا کہ نہایت تیزی کے ساتھ وہ ابر چلا آتا ہے برق چمک رہی
ہے بجلی کوند لپک رہی ہے رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہے سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے اُدھر
وہ ابر آکر شق ہوا اور تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار ہوا سرخ جوڑہ بر میں آڑا
جوڑہ بندھا ہوا حسن رُخ کی جوت پڑتی ہوئی تخت کے چاروں کونوں پر چار پتلیاں
ہوئی سر پر ایک چھوٹا سا شامیانہ سرخ سایہ کیے پس پشت پر چالیس ہزار نازنین جادو
وطاؤس و سرخاب سحر پر سوار ان سب کی بھی گلابی پوشاکیں جھولیاں زر لگی ہوئی نہایت
شان و شوکت کے ساتھ ملکہ افسونہ سحر ساز جادو آکر پہونچی اسکے آتے ہی
گویا اہل لشکر میں جان آگئی سیارۂ ثانی نے جھپٹ کر قریب ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کے
آکر سلام کیا اور کہا اے ملکہ خدا حافظ خدا کا شکر ہے کہ آپ ایسے وقت میں تشریف لائیں کہ
تھی ہم لوگوں کی سعادت ہو جاتی اور دفن و کفن میسر نہ ہوتا ورنہ کون لیتا ہے خبر بے سروسامانوں کی

پہچانتے ہوں گے کہیں خاک بیابانوں کی اڑاتی ہو ملکہ اب جتنی دیر طلوع آفتاب میں باقی ہے اسیقدر
عرصہ ہم لوگوں کے ستارۂ عمر کے غروب ہونے میں باقی ہے ہم لوگوں کو ستارۂ سحری یا شمع سحری
سمجھ لیجیے بلکہ ہماری اور شمع کی ایک حالت ہے اور ایک قسمت ہے بقول شاعر ۔ سحر کے ہوتے ہی
رخصت ہے دو مسافر ہیں یہ تمام شمع جتنی ہوتی ہے ہم بھی آخر ہیں یہ ایک خزان دیکھ سکتے ہیں دونو
خزان میں گلشن حیات خزان ہو جائیگا بہار عمر ہم سب کی پامال ہو جائیگی اگر کوئی تدبیر بچاؤ
کی ہو تو میرے آقائے نامدار اور آپکے والد و عمو کو کسی اپنے پردہ میں چھپا لیجیے کہ پرتو آفتاب کا
ان پر نہ پڑنے پائے یہ سنکر افسونہ سحرساز گھبرا گئی کہ اسقدر جلد کیونکر انتظام ہو سکیگا
کہ لوح پاس ہے مگر جبتک کہ لوح دیتا ہوں اتنے عرصہ میں آفتاب طلوع ہو جائیگا یہ ستارے غروب
ہو جا سکینگے افسونہ سحرساز جادو نے اپنے بر شفق گون کی طرف اشارہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھا
کہ ایک ہوا سے تند چلی اور ابر سیاہ محیط ہو گیا اور سب مدہوش ہوگئے اسنے تمام لشکر کو ڈھک
لیا جسوقت تمام لشکر کا انتظام ہو چکا تو افسونہ سحرساز جادو خدمت میں شاہزادہ سہراب
ثانی کی چلی لوگ استقبال کر گئے ملکہ کو لیگئے اسوقت سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار
ایک بارگاہ میں جلوہ افروز تھے ملکہ افسونہ سحرساز نے پہونچکر نہایت ادب سے رستم ثانی
اور شہریار کو سلام کیا انھوں نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی مزاج پوچھا
افسونہ سحرساز جادو نے عرض کی کہ دعاے دولت وجاہ میں مصروف رہتی ہوں میں نے
راستہ میں یہاں کے حالات سنے اور آپ کو بہت جلد پہونچایا ورنہ یہ وہ وقت تھا کہ جو
لوگ زندہ بچے ہیں یہ ملک عدم کی سیر میں مصروف ہوتے رستم ثانی نے ارشاد کیا کہ ہم
یہاں کے حالات سے ناواقف تھے آکر مبتلاے بلا ہوئے اسی وقت میں تمام حالات اول سے
آخر تک بیان فرمائے اور ارشاد کیا شکر ہے خدا کا اسوقت آخر تمکو دیکھ لیا مگر سہراب کی
موت اور تمہارے رنڈاپے کا اپنے مرنے سے زیادہ صدمہ ہے یہ فرماکر آنسو آنکھوں میں بھر
لائے ملکہ افسونہ سحرساز نے گردن نیچی کر لی اور کچھ بسبب حجاب کے جواب نہ دیا بعد کچھ
دیر کے عرض کی کہ اب تو جان میری بھی حضور کے دم قدم سے وابستہ ہے جبتک زبان قابو میں
ہے اسوقت تک کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو آزار پہونچا سکے اور وقت بربادی بیابان
خزان بہار کا آگیا یہ کہکر لوح پیش کی اور عرض کی کہ یہ لوح وہی ہے جو حکیم طرطوس یا بانی
نے تیار کی تھی رستم ثانی نے فرمایا کہ یہ تمھیں کیونکر ملگئی اسنے سب کیفیت زلزال جادو
کی بیان کی اور بعد اسکے انار بھی پیش کیا اور اسکے حالات سے مطلع کیا کہ یہ بہانہ تقاضا
حکیم طرطوس کا ہے رستم ثانی نے آفرین کی اور فرمایا کہ یہ لوح کسکے نام سے حکیم طرطوس
نے بنائی ہے افسونہ سحرساز جادو نے کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں سہراب بن رستم نے کہا
کہ وہ مجھسے وعدہ کر گیا تھا کہ میں لوح آپکے نام کی تیار کرتا ہوں بعد اسکے ذوالجلام
اسکو لیگئی اور ساز کر لیا افسونہ سحرساز نے عرض کی کہ جسکے نام کی لوح ہو وہی فنا کی
کو جائے اور اب عرصہ کرنا مناسب نہیں ہے لشکر کی حفاظت کو میں موجود ہوں آپ یہاں سے

خیمۂ سیاہ کی جانب تشریف لیجایئے اور ماہ افروز جادو و مہر افروز جادو تک پہونچکر دونوں سے
مقابلہ کیجیے یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی اُٹھ کھڑے ہوے مرکب طلب کیا لوح گلے میں ڈالی
اور جانب خیمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ اے حافظ حقیقی و رب
تحقیقی تو ہمارے آقا کو نصرت دینا اُدھر آفتاب جو بلند ہوا ہے تو شعاعیں اُسکی دامن ابر شفق
گون پر پڑی ہیں اثر زمین بیابان تک نہیں پہونچنے پاتا سب حفاظت سے زیر سایۂ ابر بیٹھے
ہیں اُدھر سہراب ثانی جو روانہ ہوے تو اُنھون نے خیمۂ سیاہ کی سیدھ باندھی گھوڑا
اُٹھا دیا لیکن ہر چند بہت قریب معلوم ہوتا تھا لیکن یہ کارخانۂ طلسمی ہے اگر عمر بھر انسان رہبری
کرے جب بھی قریب خیمہ کے نہ پہونچ سکیگا جب دیر گذری اور سہراب ثانی نے خیال
کیا کہ جتنا فاصلہ پہلے معلوم ہوتا تھا اُسیقدر اب بھی باقی ہے تو اُنھون نے باگ روکی اور
لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر عمر بھر راہبری کروگے تو اس خیمہ تک نہ پہونچ سکوگے
لکھو یہ ہے کہ یہان سے داہنی جانب روانہ ہو ایک سنگ گران زمین پر نصب پاؤ گے اُسے
بزور خدا جبار اُٹھا کر پھینک دینا دہنہ نقب کا نمودار ہوگا اُسمین کود پڑنا اُسکے بعد
جو کچھ پیش نظر ہو اُسپر عمل کرنا لوح سے غفلت نہ کرنا یہ دیکھکر سہراب نے راستہ بدلا اور
جانب یمین روانہ ہوے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ دیکھا ایک سنگ گران زمین پر
نصب ہے سہراب نے زور کرکے اُس پتھر کو اُٹھا لیا اور دہنۂ نقب میں کود پڑے جس وقت پاؤن
زمین سے آشنا ہوے تو دیکھا کہ ایک صحرا ہے اور میان صحرا ایک گنبد بنا ہوا ہے دروازۂ
گنبد پر ایک ساحرہ بیٹھی ہے نظر جو اُسکی سہراب پر پڑی بیتاب ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور
پکاری کہ ارے تو یہان تک کیونکر پہونچا خیر اگر آیا ہے تو کیا کریگا سہراب نے جواب دیا
کہ ہوشیار ہو جا میں آفتاب و ماہتاب کے مٹانے کو آیا ہون یہ سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی
کہ پہلے ستارون کو تو مٹا دے بعد اُسکے آفتاب و ماہتاب کا نام لینا یہ کہکر اُسنے پڑیا افشان کی نکالی اور
کچھ اسم سحر پڑھکر افشان کو ہوا میں منتشر کیا بس ہزارہا ستارے چمک چمک کر سہراب پر
چلے اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی شرر ریز جادو ہے جو مکان ماہ افروز جادو کی محافظ
ہے تم کو چاہیے کہ یہ شرارے جو مانند ستارون کے چمکتے ہوے تمھاری طرف چلے آتے
ہیں انکو آنے دو اور تم لوح کو چمکاتے ہوے اور فلان اسم پڑھتے ہوے شرر ریز
جادو کی طرف بڑھو اور جس وقت سامنے پہونچو لوح سینے پر اُسکے کھینچ مارو اور تماشا
قدرت پروردگار کا دیکھو سہراب نے ایسا ہی کیا کہ اسم پڑھتے ہوے شرر ریز جادو
کی طرف چلے اُدھر اُسنے اپنے سحر کو زور دیا شرارے چمک چمک کر سہراب پر گرنے لگے
مگر جو شرارہ قریب آیا وہ برکت لوح سے سرد ہو گیا اور سہراب قریب شرر ریز جادو کے
پہونچ گئے پس اُنھون نے لوح اُسکے سینے پر کھینچ ماری لوح سینے پر پڑتے ہی
شرر ریز کے جسم میں آگ لگ گئی اور مانند چنار خشک کے جلنے لگی ہر چند اُسنے
سحر کیے کہ آگ کو بجھاؤن مگر یہ شعلۂ قضا کب فرو ہوتا ہے خرمن ہستی کو جلا کر خاک

گردیا اسکے مرتے ہی قیامت ہوئی شور گیرو دار بلند ہوا آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شرر ریز جادو بود حیف مردم وجاندادم و مطلب خود نہ رسیدم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ گنبد نظروں سے پوشیدہ ہو گیا اور کیفیت صحرا کی بدل گئی اور دور پر ایک قصر بلند نظر آیا سہراب بحکم لوح اُس قصر کی جانب روانہ ہوے جسوقت قریب قصر پہونچے تو دیکھا کہ بالاے قصر ایک ماہتاب ہی اصل مین یہ ایک تابہ مصقول ہی اور پس پشت اس کے ماہ افروز جادو پوشیدہ ہی تمکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھو یہ چرخ مارتا ہوا تمپر چلیگا جسوقت قریب پہونچے اور سر پہ گرنے لگے فلان اسم ورد زبان کرکے ہاتھ تیغۂ آبدار کا اسطرح مارنا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوں اگر تلوار کی کاٹ نے کمی کی اور چاند کے دو حصہ نہ ہوے تو اسی چاند سے ایک شعلہ نکلکر گریگا اور تمکو جلا کر خاک کر دیگا یہ دیکھکر سہراب معروف اسم خوانی ہوے ادھر ماہ افروز جادو نے اسم سحر پڑھا اور پس پشت ماہتاب چھپی ہوئی سہراب کیطرف چلی اس ارادہ سے کہ یہی تابۂ آہنی سر پہ ماروں کہ سر پاش پاش ہو جاے جیسے ہی قریب سر پہونچی سہراب نے اُس اسم کو تمام کیا اور دوسرا اسم پڑھکر پوری قوت سے ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوے اور ساتھ ہی چاند کے ماہ افروز جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی قیامت کبری برپا ہوئی شور گیرو دار بلند ہوا ایرون نے صدا بلند کی کہ مارا جوان کشتی نام من ماہ افروز جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوے سیاہی دور ہوئی اور روشنی نمودار ہوئی تو یہ معلوم ہوا کہ آثار صبح کے نمودار ہین ورنہ جسوقت سے اس مقام پر آے تھے رات معلوم ہوتی تھی اور جب لشکر سے چلے تھے تو صبح تھی الحاصل دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی دو ٹکڑے پڑی ہوئی ہی اور برابر ہی اُسکے ایک تابۂ آہنی کیسا صیقل کیا ہوا مگر دو ٹکڑے پڑا ہی اور وہ روشنی جو کہ سحر ماہ افروز کی تھی وہ نکلی اب یہ قصر کی طرف بڑھے تھے کہ دیکھا چند عورتین اندر سے قصر کے نکلین اور سامنے آکر عرض کرنے لگین کہ اے شہریار ہم اطاعت اختیار کرتے ہین ہمین تاب سرتابی نہین ہی سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ سچ کہتی ہین اور جو کچھ کہین گی وہ سچ ہوگا فرمایا کہ تمکو اسوقت اطاعت اسلام اختیار کرنا ہوگی اور بعد فتح ہیاہان خزان بہار مسلمان ہونا ہوگا انھون نے عرض کی کہ ہمین بدل وجان منظور ہی اب آپ اس قصر مین تشریف لے چلیے اور صبح تک قیام فرمایے جسوقت رات ختم ہوگی تو اسی قصر مین آفتاب نمودار ہوگا اے شہریار اصل اس مقام کی یہ ہے کہ جسقدر ایک چشمہ سے دوسرے چشمہ تک فاصلہ ہی اُسی قدر زیر زمین تہ خانہ بنا ہوا ہے اور یہ تہخانہ مسکن ہی ماہ افروز جادو و مہر افروز جادو کا جبتک بیرون تہ خانہ رات رہتی ہی کہ ماہتاب سحر بلند ہوتا ہی تو یہان دن رہتا ہی کہ آفتاب سحر اسی مقر پر مقیم رہتا ہی اور جب یہان رات ہوتی ہی تو وہان دن ہوتا ہی اندرون قصر ایک مہ دبان ہے جسکا سلسلہ خیمۂ سیاہ کے اندر ختم ہوا ہے

جب آفتاب و ماہتاب خیمہ مین جاکر غروب ہوتے تھے تو اسی نردبان سے اُتر کر اس قصر مین داخل ہوتے تھے اب مہر افروز جادو مع آفتاب سحر اسی نردبان سے اس قصر مین داخل ہوگی اور اسیطرح ایک قصر گنبد اور ایک زیر خیمۂ سفید جانب مشرق بھی بنا ہوا ہے اُسکی محافظ کہر ریز جادو ہے جسوقت مہر افروز جادو کے قتل سے فراغت حاصل کر لیجیے گا تو اسطرف تشریف لیچلئے گا یہ سنکر سہراب ثانی بہت خوش تھے اور اندر قصر کے داخل ہوے وہان اہل لشکر پریشان تھے کہ نہین معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر کی پتلیون سے خبر دریافت کر کر کے بیان کرتی تھی الغرض دن تمام ہوا اور رات نمودار ہوئی وہ ابر سحر جسکو ملکہ افسونہ سحر ساز نے حفاظت لشکر کے واسطے محیط کیا تھا یک بیک سمٹ کر ایک سائبان بنگیا اور تمام صحرا مین تیرگی پھیل گئی یہ شب شب ماہ نہ تھی کہ ماہتاب اصلی نمودار ہوتا اور ماہتاب سحر مشرق عدم مین غروب ہو چکا تھا مہتر سیارہ ثانی نے عرض کی کہ میرے آقا نے ماہ افروز جادو کو مارا جو آج ماہتاب سحر نہین نمودار ہوا لشکر مین ایک خوشی ہوئی اور ہر طرف اس خوشی مین چراغان کیا گیا کہ تیرگی کفر کا ایک حصہ کم ہوا اور نور ایمان پھیلا وہان شاہزادہ سہراب ثانی قصر مین بیٹھے ہوے مہر افروز جادو کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ انھین عورتون نے عرض کی اے شہریار اب ہوشیار ہو جئیے کہ مہر افروز جادو آتی ہوگی مگر اسکو یہان نہ قتل کیجیے گا ورنہ نکلنا دشوار ہو جائیگا کہ یہ مقام بالکل تیرہ و تار ہے جسوقت سحر اسکے رد ہون گے تو یہ بھاگے گی اور جانب مشرق روانہ ہوگی کہ وہی راستہ باہر جانیکا ہے اور یہ راستہ داخل ہونیکا ہے نہ اسطرف سے کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ اُسطرف سے اندر آ سکتا ہے جسوقت یہ قصر تک پہونچ جاے تو پھر اختیار ہے یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی دست بہ قبضہ ہوکر اُٹھ کھڑے ہوے اور دروازۂ قصر سے علیحدہ ہوکر کھڑے ہو رہے کہ ایک مرتبہ تمام صحرا منور ہو گیا اور مہر افروز جادو قصر سے اُتر کر داخل ہوئی بس نظر جو اسکی سہراب ثانی پر پڑی پکاری کہ اواجل رسیدہ یہانتک کیونکر پہونچا فرمایا ملک الموت بنکر ایک کی قبض روح کر چکا اب تو باقی ہے یہ سنکر مہر افروز جادو سمجھ گئی کہ شاید اسی نے میری بہن ماہ افروز جادو کو مار ڈالا اسکی نگاہون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج سحر اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ تم فلان اسم پڑھتے رہو اور جسوقت یہ حربہ کرے تو سینہ پر روکو اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو کہ کیا ہوتا ہے چنانچہ جسوقت مہر افروز جادو نے اسم کو تمام کر کے نارنج سحر سہراب پر مارا اور انھون نے نارنج کو سینہ پر روکا فوراً نارنج ٹوٹا اور ہزار ہا شرارے نکلکر گل ہوگئے شاہزادہ پر کوئی اثر نہوا دیکھا اسنے کہ سحر میرا خالی گیا بس اب اِس سے مقابلہ فضول ہے یہ سمجھکر دروازہ کی طرف نکلکر پھر اسم سحر پڑھا کہ آفتاب بالاے قصر سے زمین کی طرف متوجہ ہوا اور مہر افروز جادو پس پشت آفتاب پوشیدہ ہوکر خیمۂ سفید کی جانب بھاگی کہ یہانسے نکلجاؤن اور ملکہ قہر ریز جادو کو مطلع کرون کہ دشمن اوج پا گیا ادھر تو یہ بھاگی ساتھ ہی سہراب سے اتنا غضب کیا

در دریچے پیچھے سہراب ثانی کے تمام عورتین چلین جاتے جاتے مہرافروز جادو قصر مین داخل
ہوئی اور نردبان پر چڑھکر تا بہ گنبد پہونچی جہانتک شہزادہ خیمۂ سفید مین پہونچا ہوا تھا ساتھ ہی
سہراب بھی سیڑھیان طے کرکے اوپر آئے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت یہ گنبد مین
پہونچے تو فلان اسم پڑھکر اسکی طرف پھونک دو یہ راستہ بھولیگی اور پلٹ کر تیر آفتاب سحر
پر لگیگی اُسوقت تم دوسرا اسم پڑھنا جو کنارہ پر معلوم ہوتا ہی تین بار پڑھکر لوح کو آفتاب
پر کھینچ مارنا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا چنانچہ سہراب ثانی نے اسم اول کو پڑھا جسکے
پڑھتے راستہ نظرون سے مہرافروز جادو کی پنہان ہو گیا اور یہ گھبرائی کہ اب کدھر
جاؤن اور قاتل سر پر آگیا ہی بس راستے پلٹ کر آفتاب سحر سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے
دوسرا اسم پڑھکر لوح آفتاب پر کھینچ ماری لوح پڑتے ہی آفتاب ہمہ تن شعلہ جوالہ بنکر
مہرافروز جادو پہ گرا اور تن بدن مین مہرافروز کے آگ لگ گئی اور مانند چارۂ خشک کے
جلنے لگی ہرچند سحر کیے کہ اس آگ کو بجھائے ممکن نہ ہوا اُدھر سہراب نے لوح کو اٹھا کر
پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اسی کی روشنی مین دیکھو تمکو راستہ ملیگا یہانسے نکل جاؤ اور اگر
یہ جلکر خاک ہوئی تو پھر راستہ نسوجھائی دیگا عمر بھر ٹھوکرین کھاؤگے اور یہانسے باہر
نہ جاسکوگے یہ دیکھکر جو شاہزادے نے خیال کیا اور اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک دریچہ
گنبد مین نظر آیا شاہزادہ اُس دریچہ مین در آیا ساتھ ہی وہ عورتین بھی چلی آئین جو
ہمراہ تھین اِدھر تو یہ سب دریچہ مین داخل ہوئے اُدھر مہرافروز جادو جلکر خاک
ہوئی صدا ہائے گیر و دار کی بلند ہوئین اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مہرافروز جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہان شاہزادہ نے دیکھا کہ مین ایک
باغ مین ہون درخت کیسے سرسبز و شاداب ہین میوے گوناگون لگے ہوئے ہین
پھول کھلے ہوئے ہین وسط باغ مین ایک نہر ہی کہ پانی اُسکا آب گہر کو شرماتا ہی
تہ کی چیز اوپر سے نظر آتی ہی کنارے نہر کے ایک مورنی بیٹھی ہی اور وہ موتی
اُگل رہی ہی جو موتی نہر مین گرتا ہی وہ پانی ہو جاتا ہی نظر جو اُس مادہ طاؤس کی
سہراب پر پڑی بیساختہ اپنے مقام سے افسوس افسوس کی آواز دیتی ہوئی اُڑی
شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ اگر بھاگ کر نکل گئی تو تم اِسی مقام پر ٹھوکرین
کھایا کروگے اور یہ جاکر ذوالخیام جادو کو آگاہ کردیگی وہ آکر لشکر کو تباہ کردیگی اور
طلسم طرطوس بہا بانو بھی واقف ہو جائیگا اور بھاگ کر نکل جائیگا لہذا تمکو چاہیے کہ فلان
اسم پیکان پر دم کرکے اِسطرح مارو کہ جب یہ منقار کھول کر افسوس کی صدا بلند کرے
تو پیکان دہن مین اِسکے زبان کی طرح در آئے اُسوقت یہ پھڑک کر اور ہمہ تن شعلہ بنکر
نہر مین گریگی اور پانی نہر کا متلاطم ہو کر سیلاب بنے گا اور تمھاری طرف چلیگا تم لوح کو
اُسی پانی مین ڈال دینا یہ کشتی بنجائیگی تم کشتی پر بیٹھ جانا سیلاب جس مقام پر پہونچکر رُکے
اُسی جگہ کشتی سے کود پڑنا سیلاب سب غائب ہو جائیگا اور گہر ریز جادو غرق دریائے فنا ہو جائیگی

پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھنا سہراب نے ایسا ہی کیا اور اسطرح تیر مارا کہ دہن مادۂ طاؤس میں
در آیا پس یہ پھڑک کر نہر میں گری پانی اُبلا اور سیلاب جگر چلا کہ سہراب کو غرق کر دوں و
گہر ریز جادو نے آواز دی کہ ہم مر گئے تو تجھے کیا چھوڑ دینگے سہراب نے جلدی سے
لوح کو سیلاب میں ڈالدیا فوراً بصورت کشتی ہو گئی شاہزادہ جست کر کے کشتی پر بیٹھ
گیا اور پانی کشتی کو لیکر چلا جسوقت روح نجس گہر ریز جادو کی جسم سے نکلکر جانب دوزخ
روانہ ہوئی تو بحر اسکا مٹ گیا سیلاب رکا شاہزادہ جست کر کے علیحدہ ہوا اور تمام پانی
دھواں ہو کر نظروں سے غائب ہو گیا ایک شور قیامت برپا ہوا گیر و دار کی صدائیں
بلند ہوئیں آتش باری برف باری ہونے لگی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد
ہو گئی تو ہیروں نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من گہر ریز جادو لیو حیف مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا
ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہے نہ نہر نہ درخت ایک میدان ہے کہ تیرہ و تار ہے لوح کو
دیکھا تو بشکل حروف نظر آئے یہ حکم نکلا کہ بائیں طرف بہتر قدم کے فاصلہ پر ایک
زینہ ہے اُس زینہ پر چڑھو گے تو منزل مقصود پہ پہونچو گے شاہزادہ قریب
زینہ کے آیا اور ہمراہیوں کو آواز دی کہ چلے آؤ اسطرف سے جو چاہے پریاں ہی
اِسی جادہ پہ چلا آئے تا ملک سلیمان مری زنجیر پڑی ہے تو وہ عورتیں آواز پر
چلیں اور شاہزادۂ سہراب نے زینہ کو طے کیا جسوقت زینہ سے باہر آئے
تو خیمہ سفید میں سے تھے بعد اُنکے وہ تمام عورتیں بھی نکلیں جو قصر ماہ افروز جادو
سے مطیع ہو کر ساتھ ہوئی تھیں اب اُنھوں نے عرض کی اے شہریار پہلے اگر کوئی
شخص اِن خیموں تک آنیکا قصد کرتا تو نہ پہونچ سکتا مگر اب وہ بات مٹ گئی محافظ
اِس راستہ کی شرر ریز و گہر ریز جادو تھیں اُنکو آپ نے قتل کیا اور مہر افروز
و ماہ افروز کے اختیار میں اِسی صحرا کی بہار و خزاں تھی اور یہ دونوں بیٹے
ملکۂ ذوالخیام جادو کے ہو گئے ہیں یہ بغیر ذوالخیام کے مرے ہوئے ہرگز
نہ مٹینگے فرمایا مجھے اب ان خیموں سے کیا کام ہے رہینگے تو کیا اور مٹینگے تو کیا یہ سن کر
اِن عورتوں نے جواب دیا کہ اِنکا مٹنا نہایت ضروری ہے اسلیے کہ اگر کوئی
شخص پھر اِن خیموں میں سے کسی میں آ کر قیام کریگا یا زیر سایہ باہر بھی بیٹھے گا
تو وہ پتھر کا ہو جائیگا جلد یہاں سے نکلکر لشکر میں تشریف لیجیے یہ سنکر سہراب نے
خیمہ سے قدم باہر نکالا اور یہ عورتیں بھی باہر خیمہ کے نکلکر ساتھ ہوئیں شاہزادہ
اپنے لشکر کی طرف چلا تھوڑا سا فاصلہ تھا گھڑی بھر نہ گذری تھی کہ راستہ طے ہو گیا
اور شاہزادہ قریب لشکر پہونچ گیا وہاں اہل لشکر مصروف دعا تھے کہ خدا آقا کو ہمارے
فتح یاب کرے افسونہ سحر ساز دمبدم کی خبر دریافت کر رہی تھی سہراب ثانی
کہہ رہے تھے کہ آج شام کو ماہتاب نہیں نکلا افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ انشاء اللہ

صبح کو آفتاب بھی نہ نکلیگا یعنے آفتاب اصلی تو نکلیگا جو نور بخش عالم ہے مگر وہ آفتاب نہ نکلیگا جسکا خوف تھا یہاں جسقدر اہل لشکر مجنون ہو رہے تھے اور جسقدر مضمحل تھے سب حالت اصلی پر آگئے یہ سب علامتیں دیکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا ماہ افروز جادو اور مہر افروز جادو کو مارا بہت جلد قدمبوسی حاصل ہوگی اتنے میں جو عیار بالا دوی کو نکلے تھے اُنھوں نے آکر عرض کی کہ خیمۂ سفید کی طرف ہمارے آقا تشریف لاے ہیں ہمیں یہ سننا تھا کہ تمام سردار براے استقبال روانہ ہوے اور شاہزادہ کو باعزاز واکرام بارگاہ یاقوت نگار میں لاے جسوقت تک سہراب نے مہر افروز جادو کو قتل نہ کیا تھا اُسوقت تک تو وہان دن تھا لیکن جسوقت خیمۂ سفید کے باہر آئے تو دیکھا کہ رات تھی چنانچہ یہ تمام انقلابات اور وہان کے حالات شاہزادہ نے بیان کیے اور جو عورتیں اسکے ساتھ آئی تھیں اُنکو ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کے سپرد کیا اس فتح کی بہت بڑی خوشی ہوئی گویا ہر شخص کی عمر دوبارہ ہوئی ورنہ کسے امید تھی کہ اس خزان بہار کی بہار و خزان سے جان بچیگی چونکہ وقت شب کا تھا اور شاہزادہ دن بھر کی زحمت اُٹھاے ہوے تھا خاصہ تناول فرما کر آرام کیا آج تمام اہل لشکر باطمینان تمام سوے ہیں جب رات گذری اور صبح ہوئی سہراب بارگاہ میں تشریف فرما ہوے سب سردار جمع ہوے ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو بھی حاضر ہوئی وہ عورتیں جو تہ خانہ بیابان سے ساتھ ہوئی تھیں حاضر تھیں تمام دربار مملو تھا سہراب نامی نے فرمایا کہ اب میں قلعۂ پنہان کی طرف جاتا ہوں افسونہ سحر ساز جادو نے عرض کی کہ قلعۂ پنہان پر تنہا آپ کا جانا اچھا نہیں ہے میں بھی ساتھ چلتی ہوں اور سیارہ کو بھی ہمراہ لیجیے اور یہ عورتیں جو اس مقام کی رازدار ہیں انکا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے یہ سنکر سہراب نے منظور کیا اور سواری طلب کی مرکب پریزاد حاضر ہوا شاہزادہ بہشت مرکب پر سوار ہوا سیارہ نے گوشۂ زین سنبھالا اور ملکۂ افسونہ سحر ساز نے تخت سحر درست کیا رازداران بیابان کو ہمراہ لیا اور جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوے جاتے جاتے قریب حصار پنہان کے پہونچے دیکھا کہ ایک غبار چھایا ہوا ہے کہ اُسطرف غبار کے کچھ نظر نہیں آتا ہے شاہزادہ نے باگ روکی اور ملکۂ افسونہ سحر ساز نے تخت اپنا بالاے زمین اُتارا اور صلاح ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھا تو لکھا پایا کہ یہ حصار باندھا ہوا ملکۂ ذو الحجام جادو کا ہے جسوقت یہ حصار ٹوٹے گا تو راستہ قلعۂ پنہان کا ملیگا تمکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر لوح کھینچ مارو غبار شق ہوکر راستہ نمودار ہوگا فوراً اندر حصار کے در آنا کہ پھر یہ راستہ مسدود ہو جائیگا اور بغیر ذو الحجام جادو کے قتل ہوے اسکا کھلنا ممکن نہیں ہے اگر رہ گئے اندر نہ جاسکے تو لوح بھی ہاتھ سے جائیگی اور تم بھی راستہ نہ پاؤگے شاہزادہ نے اُن احکام کو ذہن میں رکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو سے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ پھر بسم اللہ کیجیے وہ عورتیں جو ساتھ آئی ہیں اور رازدار تھیں اس مقام کی

انھون نے عرض کی کہ ایشہریار ہم اپنی مالک ملکہ مہر افروز جادو کے ساتھ اس مقام پر آئے جبکہ ذوالخیام جادو و حکیم طرطوس کو مع حجرہ اُٹھا کر لائی تھین اور اندر حصار کے آ نبیٹھی تھین تو ہم نے بھی سنا تھا حکیم طرطوس نے راستہ قلعہ کا روکا ہے اور اسکی خبر لوح نہ دیگی اسواسطے کہ یہ انتظام لوح تیار ہونے کے بعد ہوا ہے اب بغیر حکیم کے قتل کیے راستہ قلعہ کا ملنا دشوار ہے اور سوت حکیم کی ذوالخیام جادو کے پہلے بہین ہے ان وقتون کو سمجھ لیجیے پھر اختیار ہے یہ سنکر شاہزادہ پریشان ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز بھی دریاے تفکر مین غرق ہوئی لیکن سہراب نے جوش جرأت مین خداوند کریم پر بھروسا کر کے لوح کو حصار غبار پہ کھینچ مارا ساتھ ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور غبار دو نون طرف ہٹ گیا بیچ مین ایک دروازہ سا پیدا ہو گیا شاہزادہ نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا جھمک کر حصار کے اُس پار گیا سیارہ بھی گوشۂ زین سے لپٹا ہوا ہمراہ سہراب داخل حصار ہوا غبار پھر برابر ہو گیا افسونہ سحر ساز ارے کر کے رہ گئی کہ یہ کیسا جاہل ہے کہ بے سمجھے بوجھے دریا مین پھاند پڑتا ہے آگ مین کود پڑتا ہے خدا ہی اسکی جان بچاتا ہے یہ تو اس تردد مین ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے وہان سہراب نے لوح کو اُٹھایا اور ملاحظہ کیا لوح نے یہ خبر دی کہ جسوقت سامنے دروازۂ قلعہ کے پہونچو گے یہ دیکھکر شاہزادہ کو یقین ہوا کہ لوح راستہ نہ بتائیگی اسواسطے کہ قبل اسکے لوح تیار نہ تھی اور بعد تیاری لوح کے راستہ مسدود ہوا ہے توکلت علی اللہ چل کھڑا ہوے جاتے جاتے ایک میدان وسیع ملا دیکھا کہ وسط میدان مین ایک حجرہ ہے بالاے حجرہ ایک گنبد ہے بالاے گنبد ایک شعلہ تھرتھرا رہا ہے اور حجرہ کے چہار جانب چار دیو قرنا ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین سیارہ نے کہا ایشہریار یہ مسکن حکیم طرطوس بیابانی کا ہے اسلیے کہ ان دیوون کو مین خوب پہچانتا ہون صرف یہ گنبد اور شعلہ نیا ہے سہراب نے کہا کہ پہلے اس حکیم کی خبر لون اسی سے پتہ چلیگا یہ فرما کر گھوڑا دوڑا دیا اور حجرہ کی طرف چلے دیوون نے جو سہراب کو اسطرف آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ او آدم سیاہ سر سفید دندان پلٹ جا ورنہ دہان گور مین پہونچیگا اور لقمۂ اجل ہو گا بھلا سہراب کسکی سنتا تھا دیوون نے پھر آواز دی جب سہراب نے نہ مانا اور اُس سرحد مین قدم رکھا جسکے دیو محافظ تھے بس دیوون نے شہنا ئون کو دم دیا سہراب بیہوش ہو کر مرکب سے گرے دیو جھپٹ کر چلے کہ اُٹھا کر لقمہ کر جائین کہ سیارہ نے کمند مار کر کھینچنے کا قصد کیا بھلا سہراب کا لنگر اس سے کیا کھنچ سکتا تھا اور دیو قریب پہونچ چکے تھے آخر اس نے بیتابی مین تیغ چار رخنہ ہاے آتش بازی کھینچ مارے دیو چیخ مار کر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی سیارہ جھپٹ کر قریب آیا اور پشتارہ باندھکر سرحد کے باہر نکال لایا لیکن پریشان تھا کہ کیا کرون اور کیونکر ہوشیار کرون کہ ایک مرتبہ تڑاقا ہوا اور حصار شق ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مع ہمراہیون کے اندر داخل ہوئی اور جلدی سے قریب سہراب کے آئی اور سر زانو پر لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر بیچ کا تخلخلۂ زلف معنبر سنگھایا کہ

سہراب کو ہوش آیا نظر جو چہرہ زیبائے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو پر پڑی فرمایا کیا اچھا خواب ہے
ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ خواب نہیں ہے مجھے آپ کی محبت یہاں تک لائی ہے برائے خدا اپنی
اس جہالت کو چھوڑو اسطرح بے سمجھے بوجھے ہر جگہ قدم رکھنا اچھا نہیں ہوتا بقول سعدی کے
نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ یہ مقام سحر و ساحری کا ہے یہاں جرأت
کام نہیں آتی عقل و تدبیر سے کام لینا چاہیے اب آپ اسی جگہ ٹھہریے میں ان دونوں موذی
کافروں کا انتظام کرتی ہوں یہ کہکر چند دانے ماش کے ہاتھ میں لیے اور کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی
دیووں کی طرف چلی دیووں نے عادت کے موافق قرناؤں کو اٹھایا اور پھونکنے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ
افسونہ سحر ساز نے ماش کے دانے کھینچ مارے اب جو دیو قرناؤں کو پھونکتے ہیں تو آواز
ندارد یہ معلوم ہوا کہ گھگھیاں ہاتھوں میں ہیں سحر افسونہ نے آواز قرناؤں کی بند کر دی بس
یہ دیکھتے ہی دیووں نے قرنائیں ہاتھوں سے پھینک دیں اور ملکہ کی طرف چلے کہ ہم تیرے
کھا لینے کو کافی ہیں اگر قرنائیں بیکار ہو گئیں تو کچھ پروا نہیں یہ دیکھتے ہی شاہزادہ سہراب
ثانی کو تاب نہ رہی اور تلوار کھینچ کر دیووں پر جا پڑے دیووں نے چاہا کہ آرہ پشت نہنگ
سے سہراب کو کاٹ کر حصہ بانٹ کر لیں جیسے ہی ایک دیو نے آرہ مارا شاہزادہ نے آرہ کو
تلوار سے قلم کر کے جو ایک ہاتھ اور مارا پاؤں دیو کے قلم ہوئے دیو گرا یہ معلوم ہوا کہ ایک
مینار بلند منہدم ہوا سہراب نے جھپٹ کر دوسرے دیو سے سامنا کیا اسے گرز مارا سہراب نے
ایسا ہاتھ مارا کہ ہاتھ دیو کا قلم ہوا اس نے چاہا کہ جھک کر شاخوں پر اٹھا لوں جیسے ہی جھکا شاہزادہ
نے باطمینان تمام گردن پر تلوار ماری کہ سر اسکا مانند گنبد کے تن سے جدا ہو کر لنڈھکتا ہوا
چلا لاش پھڑکنے لگی جسوقت دو دیو مارے گئے اور دو باقی رہ گئے یہ دونوں آپس میں صلاح
کر کے ایک ہی مرتبہ آپڑے ایک نے اسطرف سے وار شمشاد کا وار کیا دوسرے نے دوسری طرف سے
شاہزادہ پینترا کاٹ کر بیچ سے نکل گیا اس دیو کا وار اس پر اور اس دیو کا وار اس پر پڑا دونوں
کے سر پاش پاش ہو گئے اور دم بھر میں پھڑک کر مر گئے ملکہ افسونہ سحر ساز نے بہت تعریف
کی سیارہ بلا گرداں ہوا اب سہراب نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ افسونہ سحر ساز جادو نے
منع کیا اور خود آگے آگے چلی جیسے ہی قریب حجرہ پہونچی شعلہ چمک کر افسونہ سحر ساز جادو پر
چلا ملکہ نے ایک جام سحر جھولی سے نکال کر سامنے کیا شعلہ اس جام میں گر کر سرد ہو گیا افسونہ
سحر ساز جادو نے جام گنبد پر کھینچ مارا تڑاقے کی صدا ہوئی اور گنبد شق ہو کر نیست و نابود
ہو گیا مگر حجرہ باقی رہ گیا اب جو نظر کرتی ہے تو دیکھا کہ سامنے راستہ معلوم ہوتا ہے اور دور پر
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے جسکے دو برج مانند آفتاب کے چمک رہے ہیں افسونہ سحر ساز
جادو نے سہراب سے کہا کہ وہ سامنے قلعہ ہے معلوم ہوا کہ حکیم طرطوس نے اس شعلہ کی روشنی سے
اس قلعہ کی راہ کو پوشیدہ کیا تھا شعلہ مٹتے ہی راستہ نظر آنے لگا اب چل کر پہلے ذوالنجام جادو
کا خاتمہ کیجیے پھر دیکھا جائیگا قضا حکیم طرطوس آپ کے ہاتھ سے ہرگز نہیں ہے
میری پہلے سے خبر دیتے ہیں کہ موت اس حکیم کی سیارہ کے ہاتھ سے ہے فرمایا بہتر اور قلعہ کی

جانب متوجہ ہوئے سیارہ گوشۂ زمین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ چلا ملکۂ افسونہ سحر ساز بھی پیچھے پیچھے
چلی جیسے ہی سامنے قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ قلعہ کا آئینہ کا ہی مگر بند ہی نہ کوئی دربان ہی نہ کوئی
محافظ سیارہ نے کہا اے شہریار ذرا ٹھہر جائیے کہ حالت یہاں کی دریافت ہو جائے شاہزادہ ٹھہر گیا
سیارہ نے دوڑ کر ایک دیو کا اُٹھالیا اور لاکر سہراب کو دیا کہ اِسے دروازہ پر کھینچ مارئیے شاہزادہ
نے سر دیو کا دروازۂ قلعہ پر کھینچ مارا جیسے ہی سر لنڈ ھکتا ہوا سامنے دروازہ کے پہونچا اور عکس آئینہ
مین نظر آیا فوراً ایک برق چمک کر سر پہ پڑی اور سر دیو کا جلکر خاک ہوا سیارہ نے کہا اِسی سبب سے
کوئی محافظ نظر نہین آتا محافظ اسکا پوشیدہ ہی اب لوح کو ملاحظہ فرمایئے اُنھون نے لوح دیکھی لوح نے کچھ خبر نہ دی
شاہزادہ متردد ہوا مہتر سیارہ نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ یہ انتظام بھی قلعہ مین نیا
ہوا ہی جو لوح خبر نہین دیتی ہی خدا نے بڑی خیر کی ورنہ اگر آپ سامنے دروازہ کے جاکر لوح کو ملاحظہ
فرماتے اور لوح خبر نہ دیتی تو شعلہ آئینے سے نکلکر دشمنون کو جلا دیتا ملکۂ افسونہ سحر ساز نے
کہا کہ اے شہریار عیار آپکا نہایت ہوشیار ہی اگر لوح اِس مقام پر بیکار ہی تو آپ تماشا میرے سحر کا
دیکھیے مین ابھی اِس دروازہ کو توڑے دیتی ہون یہ کہکر افسونہ سحر ساز جادو نے گولہ فولادی جھولی
سے نکالا اور پڑھ اسم سحر پڑھکر آگے بڑھی اور گولہ دروازہ پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی جھنا لٹے کی صدا
ہوئی اور آئینہ چکنا چور ہوکر گرا ساتھ ہی ایک ساحر سیہ فام قلعہ کے باہر آیا ایک چیخ ماری کہ
کہ تمام صحرا ہلگیا اور پکارا کہ یہ کون ایسا سرکش تھا جسنے میرے سحر کو رد کیا مین بلور برق افگن
جادو یہ سنکر ملکہ افسونہ سحر ساز جادو نے کہا تو نہین جانتا کہ ہم ہین بس یہ سنتے ہی اِس نے
ملکہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ گستاخی میری معاف ہو آپ خداوندزادی ہین میری مجال ہی کہ آپ کو
روک سکون یہ خطا نادانستگی مین ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو رفاقت سے
ذوالخیام کی ہاتھ اُٹھا اور جہان چاہے چلا جا یہ سنکر اسنے سلام کیا اور جانب کوہ طاق روانہ
ہوگیا ملکہ نے شاہزادہ سے کہا کہ اب جاکر ذوالخیام جادو کو قتل کیجیے مین اِسی مقام پر حاضر ہون
اب اِس قلعہ مین سوا ذوالخیام جادو کے اور کوئی نہ ہوگا ایک رفیق یہ اُسکا تھا جو اپنی جان
بچاکر چلا گیا شاہزادہ داخل قلعہ ہوا وہان ذوالخیام جادو مصروف سحر خوانی تھی اور سحر تیار
کر رہی تھی کہ لوح کو بیکار کردون اِسی اثنا مین کہ شاہزادہ سر پر جا پہونچا اور آواز دی کہ او ذوالخیام جادو
ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا آواز جو شاہزادہ کی اُسکے گوش زد ہوئی پلٹکر دیکھا سہراب کو
تیغ بکف سر پہ پایا بس اِسنے اُف کی کہ شعلہ اُسکے دہن سے نکل کر سہراب پہ چلا سہراب
نے عکس لوح کا ڈالا شعلہ گل ہو گیا اِسنے دوسرا مارا اور آواز دی کہ اے ماہی زمین گیر
لینا اِسکو یہ کہنا تھا کہ زمین کو زلزلہ سا محسوس ہوا اور طبقہ شق ہوا اور سر ماہی نمودار ہوا
دہن سے اِس ماہی کے شعلے نکل رہے تھے شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر
ذوالخیام جادو پر تلوار مارو اور دہن ماہی مین کود پڑو اگر ذوالخیام جادو قتل ہوگئی
تو قلعہ فتح ہوا اور اگر ہاتھ خالی گیا تو یہ ماہی تمھین شکم تربت ہو جائیگی شاہزادے نے جلدی سے
اسم پڑھکر تلوار ماری ذوالخیام جادو نے دستک دی ہزار ہا سپرین اسکے سر پہ پیدا ہوگئین

لیکن تلوار جو پڑتی ہی سیرون کو دو کرکے سر پر پڑی کہ دونون ٹانگون کے بیچ سے نکل گئی شاہزادہ جست
کرکے خود وہان ماہی مین کود پڑا ماہی اُسکو لیکر غرق زمین ہوئی یہان دونون ٹکڑے لاش ذوالخیام
جادو کے پھڑکنے لگے اور خون شعلہ جوالہ بنکر چلا اگر ماہی اُنکو لیکر غرق زمین نہ ہوجاتی تو یہ شعلہ جلاکر
خاک کردیتا جسوقت اس شعلے نے سہراب کو نہ پایا تو پلٹکر لاش ذوالخیام جادو پر گرا دونون ٹکڑے
لاش کے دو تیر شہاب بنکر قلعہ کے گنبدون کی طرف چلے باہر سیارۂ تاجی ملکۂ افسونہ سحر ساز
جادو مکڑے دعاے فتح مانگ رہی تھے کہ ایک مرتبہ دو تڑاقے ہوے اور قلعہ کے دونون گنبد
شق ہوکر دو شعلے نکلے شعلون کے نکلتے ہی تمام قلعہ گنبدون سمیت دھوان ہوکر فنا ہوگیا اب
یہ دونون شعلہ سائیں سائیں کرتے ہوے جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوے یہ
دیکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز کو یہ خیال ہوا کہ مبادا یہ جاکر لشکر کو تباہ کرین بس یہ بھی فوراً
شعلون کے تعاقب مین روانہ ہوئی اور مہتر سیارہ کو اسی مقام پر چھوڑا دیکھا سیارہ
نے کہ قلعہ نیست و نابود ہوگیا اور ایک مکان مختصر نظر آیا دروازہ اسکا وا تھا سیارہ دروازۂ
مکان پر آیا وہ عورتین جو ساتھ آئی تھین اُنھون نے بیان کیا کہ اصل مکان ملکہ ذوالخیام
جادو کے رہنے کا یہی تھا عجب نہین ہے کہ شاہزادہ اسی مکان مین ہو اُدھر سہراب کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا چند عورتون کو دیکھا کہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی ہین
شاہزادہ نے فرمایا کہ تم کون ہو اور ہین کہان ہون ان عورتون نے عرض کی کہ ہم کنیزین ہین
ملکۂ ذوالخیام جادو کی اور آپ اُنھین کے مکان مین ہین ملکہ ہماری آپ کے ہاتھ سے
قتل ہوئی اب ہم تابع فرمان ہین اتنی مجال نہین ہے کہ آپ سے مقابلہ کرسکین شاہزادہ نے
فرمایا کہ مین تو وہان ماہی مین کود پڑا تھا یہان تک کیونکر پہونچا اور وہ ماہی کیا ہوئی اُن عورتون
نے عرض کی کہ اگر ذوالخیام جادو قتل نہ ہوجاتی تو زندگی مین آپ وہان ماہی سے باہر
نہ نکل سکتے تھے چونکہ ملکہ قتل ہوگئی ماہی ماہی سحر تھی آپ کو یہان پہونچا کر فنا ہوگئی شاہزادہ
دروازۂ مکان پر آیا کہ دیکھون ملکۂ افسونہ سحر ساز اور سیارہ وغیرہ کتنی دور ہین دیکھا کہ
سیارہ دروازہ پر کھڑا ہے اور ملکہ نہین ہے شاہزادہ نے پوچھا کہ اے سیارہ ملکہ کہان گئین
اسنے عرض کی کہ جسوقت قلعہ فتح ہوا ہے تو دو شعلہ دونون گنبدون سے نکلکر آپ کے لشکر
کی طرف روانہ ہوے اور قلعہ دھوان ہوکر فنا ہوگیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ
اہل لشکر کو آزار پہونچاے اس خیال سے اُنھین شعلون کے تعاقب مین روانہ ہوگئین ہین چونکہ
یہ کیفیت شاہزادہ نے مشاہدہ نہ فرمائی تھی سنکر نہایت تعجب ہوا اور سیارہ کو لیکر اندر مکان
کے آے اُن عورتون نے مال و اسباب لاکر حاضر کیا اور عرض کی کہ ایک حجرہ کے اندر جانے کی
کسی کو اجازت نہ تھی ملکہ ذوالخیام جادو اُس حجرہ مین جاکر پہر دن کے لیے غائب ہوجاتی
تھین ہم نہین کہہ سکتے کہ اندر حجرہ کے خزانہ ہے یا جواہر ہے کیا چیز ہے یہ سنکر شاہزادہ خود اُس
حجرہ کی جانب متوجہ ہوا سیارہ نے عرض کی کہ آگے مجکو جانے دیجیے یہ کہکر آگے بڑھا دروازہ
حجرہ کا وا کیا دیکھا کہ دہنہ نقب کا ہے سیارہ اُس نقب مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر

پہونچے تو دیکھا کہ ایک پتلا سا راستہ ایک جانب چلا گیا ہی سیارہ اُسطرف روانہ ہوا عقب
مین اسکے سہراب ثانی بھی نقب مین کود پڑے اور یہ بھی چلے یہ راستہ حجرۂ حکیم طرطوس
بیابانی کو گیا تھا جسوقت سیارہ حجرہ مین داخل ہوا تو دیکھا اُسنے کہ حکیم طرطوس سو رہا ہے
اور ایک انار اُسکے سرھانے رکھا ہوا ہی چونکہ سیارہ کو زبانی ملکہ افسونہ سحر ساز کی معلوم
ہو چکا تھا کہ اصل حکیم طرطوس کی انار سے ہی بس اُسنے وہ انار جو حکیم کے سرھانے رکھا تھا اُٹھا
لیا اور دوسرا انار جو ملکہ افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو سے لاکر ہمراہ لوح دیا تھا وہ
سیارہ کے پاس تھا سیارہ نے اُس انار کو سرھانے حکیم کے رکھدیا اتنے مین شاہزادہ سہراب
ثانی بھی آپہونچے سیارہ نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا
لگاکر صورت اپنی ذوالخیام جادو کی بنائی اور شاہزادہ سے کہا کہ جو کچھ مین کہون آپ اُس مین
دخل نہ دیجیے گا فرمایا مجھے کیا کام بس سیارہ ذوالخیام بنا ہوا قریب حکیم طرطوس بیابانی کے
آیا منھ پر سے کپڑا ہٹا کر جگایا آنکھ جو حکیم طرطوس بیابانی کی کھلی کہا ملکہ خیر و عافیت تو ہے
سیارہ نے کہا کہ مجھسے اور سہراب ثانی سے صلح ہو گئی اس شرط پر کہ مین راستہ دون اور
وہ مع لشکر نکل جائین انکو ہمارے دین و مذہب سے سروکار نہین ہی حکیم طرطوس بیابانی نے کہا
کہ یہ بہت اچھا ہوا اگر لوح اور انار اُسکے ہاتھ آجاتا تو کچھ نہ بن پڑتی بقول شخصے کہ خود کردہ را
علاج نیست ہر چند کہ پہلے تمھارا مرحلہ تھا اور تمھارے بعد ہماری باری تھی اور ہم نے
ایسا انتظام کر لیا ہی کہ لوح کو بیکار کر دیا ہی چار دیو ہمارے اور شعلۂ جانسوز کسی کو آگے تک
آنے نہ دیتے مگر پھر بھی اگر باشتی کام نکل آئے تو دشمنی سے کیا فائدہ ہی اور دشمنی بھی اُس سے
جسکا ستارۂ اقبال چمک رہا ہی اور ہمارے ستارہ پر غالب ہو اب مجکو پہلے آب انار پلا دو پھر
مفصل حال صلح کا بیان کرنا کہ اسوقت انتہا کا ضعف ہی بات کرنا محال ہی ملکۂ نقلی نے اُسیوقت
انار ہاتھ مین لیا اور جام سامنے رکھا تھا اُٹھا کر جام مین نچوڑا اور جام لبون سے حکیم
طرطوس کے ملا دیا حکیم نے آب انار پی لیا اور کہا کہ اے ملکہ یہی روز ہیر زیادہ سخت تھا
شکر ہی پروردگار خداوند دون کا کہ اسوقت تک تم زندہ و سلامت ہوا اور جو وقت نحس
تھا وہ گذر بھی گیا اب اگر سہراب اِسطرف آنیکا قصد کرے تو کیا کر سکتا ہی اسلیے کہ بغیر
شام کے مراحل طے کرکے مجھ تک پہونچنا محال ہی اور پھر میرا کوئی کچھ نہین کر سکتا آج شام کو
انار بھی بیکار ہو جائیگا پھر میری قضا انار سے بھی نہین ہی یہ سنکر سیارہ نے قلاکر کے اپنی
اصلی ہیئت ظاہر کی اور کہا کہ او مرتد تو مسلمان ہوکر کافر ہوا خدا ے برحق کی پرستش سے روگردانی
کی محسن کا اپنے دشمن ہوا یہ قابو پرستی تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی سنو مہتر سیارۂ ثالث
یہ وہی انار تھا جو تو نے اپنے واسطے بنایا تھا مین نے تجھے ذوالخیام جادو بنکر پلا دیا اور
ذوالخیام جادو کو شاہزادہ نے مار ڈالا دیکھ وہ سامنے شاہزادہ موجود ہی یہ کہکر ہنسا یا کو حکیم
کی طرف سے آنکھ کیے ہوے کھڑا تھا جیسے ہی ہٹا اور نظر حکیم طرطوس بیابانی کی شاہزادہ سہراب
ثانی پر پڑی خوف سے کانپنے لگا اور دم فنا ہو گیا اُدھر آب انار نے سم قاتل کی تاثیر

پیدا کی تمام بدن نیلا ہو گیا اور حکیم طرطوس کا دم نکل گیا مرتے ہی حکیم طرطوس کے تاریکی چھاگئی جرہ دھوان بنکر
ستونوں سے غائب ہو گیا اب جو وہ تیرگی ہر طرف ہوئی تو دیکھا لاش حکیم طرطوس کی ریگ پر پڑی ہے اور بجائے جرے
چار سر کٹے پڑے ہیں اور نیلا پیلا زرد زنگاری صورت بنا ہوا ہے سیارہ نے سر حکیم طرطوس کا کاٹ لیا اور تمام
زرد ہوا ہر شخص ہیں کیا غازمان ذوالحیام جادو کو ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کی راہ لی انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور

اوّل حال لشکر کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت سے شاہزادہ سہراب ثانی مع ملکہ افسونہ سحر ساز جادو و سیارہ ثانی جانب قلعہ پنہان روانہ ہوئے تھے
رستم ثانی و شہریار نامدار مصروف دعا ہیں نگاہیں جنوب صحرا کی طرف لگی ہوئی ہیں ساعتیں گن گن کر دن کاٹتے ہیں تھوڑا دن
باقی ہو گا کہ دیکھا صحرا کی طرف سے روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے ہر ایک کو یہ خیال ہوا کہ شاہزادہ سہراب
کی آمد ہے کہ یکایک دو تیر شہاب یا دو اختر دنبالہ دار اسطرف آتے ہوئے نظر آئے اور پیچھے پیچھے اُن
شعلوں کے تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا یہ تخت بھی تخت سلیمانی کی طرح اُڑتا ہوا
چلا آتا تھا جسوقت سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو تعاقب میں ان شعلوں کے چلی تھی کئی مقام پر
اسنے سحر کر کے روکنا چاہا مگر شعلے نہ رُکے ملکہ حیران تھی کہ اس مُردہ سحر میں اسقدر قوت
کہا سے آگئی کہ میرے سحر سے نہیں رُکتا جسوقت سے ان شعلوں نے حصار غبار میں تکمہ
لگائی تھی تو حصار رفنا ہو گیا تھا اور ملکہ افسونہ سحر ساز نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا مارا تھا کہ
شعلے فرو ہو جائیں لیکن پانی نے کار روغن کیا کہ شعلے اور بھڑکے اور جانب بیابان خزان چلا
چلے آگے بڑھکر ملکہ نے صندوقچہ اپنا کھولا اور ایک ہنس موم کا نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا
اور کہا کہ جا اور ان دونوں شعلوں کو نگل لے یہ سنتے ہی ہنس نے پروں کو حرکت دی اور
قریب شعلوں کے آکر دونوں شعلوں کو نگل لیا نگلتے ہی ہنس نے چرخ مارا دیکھا ملکہ افسونہ
سحر ساز نے کہ شعلے فرو نہیں ہوئے جو ہنس چرخ کھا رہا ہے قریب ہے کہ ہنس بھی جلکر خاک ہو
بس جلدی سے ملکہ نے نوک زبان میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر ہنس پر مارا اور
کہا کیا سبب جو تو اپنی غذا کو ہضم نہیں کرسکتا جو کچھ اسرار ہو بیان کر ہنس چھینٹا پڑتے ہی
قائم ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ یہ شعلے بیابان خزان بہار میں دونوں خیموں کو جلا کر گل ہوں گے
بغیر اسکے نہ کسی کے روکے رُکیں گے اور نہ بجھائے بجھیں گے یہ کہتے ہی ہنس بھی جلکر خاک
ہو گیا اور دونوں شعلے پھر چلے جسوقت قریب لشکر پہونچے تو ایک خیمہ سفید کی طرف چلا
اور دوسرا خیمہ سیاہ کی جانب متوجہ ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مطمئن ہو کر لشکر میں
آئی اور حال فتح بیان کیا دیکھا اہل لشکر نے کہ دو شعلے دونوں خیموں پر گرے اور
خیموں کو جلا کر خاک کر دیا خیموں کے جلتے ہی ایک تلاطم برپا ہوا زمین متزلزل ہوئی آندھی
چلی خاک اُڑی سی آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک شور گیر و دار بپا رہا جسوقت یہ خاک اڑنا
رکے تو پکارے کہ مارا جوان کشتی نام من ذوالحیام جادو بو تیغ مردیم دہاندا نیم و بمطلب خود
نہ رسیدیم یہ صدا آتے ہی تیرگی برطرف ہو گئی اور روشنی ہوئی لوگوں کو حیرت تھی

کہ ذوالخیام جادو قتل وہان ہوئی اور علامات مرگ یہان ظاہر ہوے اسکا کیا سبب ملکہ افسونہ سحر ساز نے بیان کیا کہ یہ ساحرہ نہایت ہوشیار اور منتخب روزگار تھی چونکہ مسکن اسکا یہی دونون جنگل تھے اسوجہ سے یہین آگری لوگون کو جنہاے سوختہ کی جانب روانہ کیا کہ دیکھو تو وہان کیا چیز ہی جسوقت لوگ قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک ٹکڑا لاش کا جلا ہوا پڑا ہی لوگ دونون ٹکڑون کو پاس ملکۂ افسونہ سحر ساز کے جاکر اٹھالاے ملکہ نے لاش ذوالخیام جادو کی پہچانی تمام اہل لشکر نے لاش اسکی دیکھی بڑے تن و توش کی یہ عورت تھی شہریار نامدار نے اپنے بیٹے کی قوت بازو کی نہایت تعریف کی کہ کیا اچھا ہاتھ مارا ہی جو اتنی بڑی جسیم عورت کے صاف دو ٹکڑے ہوے گرد اسکی لاش کے اہل لشکر کا ہجوم تھا نقارہ خوشی کے بج رہے تھے چند سردار بہر استقبال شاہزادہ روانہ ہوگئے تھے قریب شام شاہزادہ بھی مع مال و اسباب و سر حکیم ارطوس بیابانی لشکر مین پہونچا رستم ثانی نے فرزند کو گلے لگایا شہریار نامدار نے سہراب پر سے زرنثار کیا اور سیارہ کو خلعت مرحمت کیا اور جشن خوشی کرنے کے بعد انتظام یہانکا ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کے سپرد کیا اور خود شاہزادہ سہراب مع رستم ثانی و شہریار نامدار جانب تہ طاق روانہ ہوے یہان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کو زلزال جادو کا خیال آیا کہ جسوقت یہ لوح اور انار لیکر آئی تھی تو زلزال جادو کو اسیر سحر کرکے کوہ پر چھوڑ آئی تھی بس ملکہ فوراً جانب کوہ روانہ ہوئی اور قید زلزال جادو کی دور کرکے فرمایا کہ اگر تجھے مطیع اسلام ہونا منظور ہو تو سلطنت بیابان خزان بہار کی تیرے ہی واسطے ہی ورنہ جہان تیرا جی چاہے چلی جا ذوالخیام جادو قتل ہوگئی یہ سنکر اسنے کچھ دیر سکوت کیا بعد اسکے عرض کی کہ مجھے اسلام اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مگر سلطنت سے معاف فرمایئے ملکہ افسونہ سحر ساز نے سبب پوچھا اسنے عرض کی سب لوگ یہی کہینگے کہ زلزال جادو نے بہ طمع سلطنت اپنے مالک اور محسن کو قتل کرایا اور دین اسلام اختیار کیا مجھے اپنی کنیزی مین رکھیے ملکہ افسونہ سحر ساز نے مرحبا کی صدا دی اور فرمایا کہ ہم تجھے بادشاہ اس مقام کا کرتے ہین کیا مجال ہی کسی کی جو یہ کہے یہ فرماکر زلزال جادو کو ساتھ لیے ہوے بیابان خزان بہار مین آئی اور اسکو حاکم اس مقام کا کرکے دل آرامے شوخ چشم معشوقۂ سیارہ کو وزیر مقرر کرکے آپ جانب تہ طاق روانہ ہوئی کہ کہین پھر نہ سہراب کسی بلا مین پھنس جاے اگرچہ اب راستہ صاف ہی اور تابہ تہ طاق کوئی جھگڑا باقی نہین ہی تاہم یہ مقام ہی قابل اطمینان نہین ہی اب اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان جلالت عنوان نقابداران ابلق سوار و نقابدار سبزپوش یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ و وارث ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز کلام

کھاکے اک زخم اگر پکارینگے
جو سنیگا اُسے پکارینگے

پھر پلٹ کر وہ تیر مارینگے
مشورت سے بڑھیگی رنجش اور

اس سے کیا کام بت وہ ہو کہ خدا
لوگ دونون طرف پکارینگے

خود کشی پر ہین عشق مین تیار
لوگ کبتک انھین سنوارینگے
مشکل آسان اپنی ہو کہ نہ ہو
اسکو تاکینگے اسکو مارینگے
تا سحر گننے مین کٹیگی شب تو
اُسی ظالم کو پھر پکارینگے
پست ہمت ہو دل مایوس
یون ہم زندگی گذارینگے
چھپ کے بیٹھے تو ہوگے رسوا او
غمزہ دے دیکے مار اُتارینگے

جان ہارینگے جی نہ ہارینگے
کیون کیا ہے عہد خاموشی
وہ سویرے سے گو سدھارینگے
میرا سودا کبھی نہ جائے گا
دن کہو کسطرح گذارینگے
آج ہم ہین مشق تیغ زنی
وہ لوے کیا اسے ابھارینگے
شب وعدہ غضب ہو زینت زلف
نام لے لیکے ہم پکارینگے

رہین زندہ بگاڑنے والے
انھین کس منہ سے اب پکارینگے
ترچھے جاتے ہین ان کے تیر نظر
لوگ اِس جن کو کیا اُتارینگے
نیم بسمل بنا ہے جاتا ہے جو
کل وہ زانو پہ ہاتھ مارینگے
ہو تڑپنے سے جان دینا خوب
یہ بگاڑینگے وہ سنوارینگے
آرزو جانتے ہو جنکو مسیح

راویان معتبر و حاکیان سخنور اِس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہو کر چلے ہین تو شاہزادہ داراب ثانی بھی نقابدار سبزپوش بنے ہوے اُسکے ہمراہ تھے یہ بھی جانب تہ طاق روانہ ہوے تھے کہ جاکر شریک جنگ ہون اور بعد فتح تہ طاق فیصلہ صاحبقرانی کا کرین باہماے صاحبقرانی بدیع الملک سے ہین اور وہ صاحبقرانی جو بسبب دست چپقلیون کے بگاڑ کے آدھا رہ گیا ہے اُسے پورا کرین اِسی خیال مین طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوئی تمام لشکر اُتر پڑا بازار نکل گئے کٹورہ کھنکنے لگا اہل لشکر نے کمرین کھولین بارگاہین اور خیمے استادہ ہونے لگے وہ بیابان جو گھڑی بھر پیشتر سنسان اور ویران تھا وہ کیسا آباد ہو گیا کہ ہر طرف گہما گہمی تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اُسی حالت مین عادل کیوان شکوہ کو اپنی معشوقہ دلربا ملکہ صنم گلعذار کا خیال آیا جی بیچین ہو گیا تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی کمسنی کا زمانہ پہلے پہل کا عشق اور ایسی معشوقہ کے ساتھ جسکا حسن و جمال مین مثل و نظیر نہین صحرا کی ہوا نے وحشت عشق کو ترقی دی مجمع سے دل گھبرایا داراب ثانی سے ارشاد فرمایا کہ جبتک یہان انتظام ہو بارگاہین وغیرہ استادہ ہون اتنا وقت سیر صحرا مین گذارنا چاہیے اگر آپ کا جی نہ گھبرائے تو یہین ٹھہر لیے ورنہ میرے ساتھ چلیے چونکہ انکو بھی ملکہ نسیم جادو کی یاد بیتاب کیے ہوے تھی اور یہ بھی بہانہ ڈھونڈ رہے تھے کہا کہ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو مین بھی ساتھ چلون فرمایا کہ آئیے یہ کہکر دونون صاحب خراماں خراماں چلے سیر بیابان کی کرتے ہوے عشق کا دم بھرتے ہوے اسقدر دور نکل گئے کہ وہان سے لشکر بھی نہ معلوم ہوتا تھا تقضاے کار روز اتفاقات روزگار کہ یہ شب شب ماہ تھی لیکن مہینے کی ساتوین تاریخ تھی رات باقی رہی اور چاند غروب ہو گیا تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جو درخت چاندنی مین بھلے معلوم ہوتے تھے وہ اب پہاڑیون کی طرح ہیبتناک نظر آنے لگے ہوا کا سناٹا خشک پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہولناک صدائین دیو کا زہرہ آب کیے دیتی تھین مگر یہ دونون

ضیغم شکار بجوف وہ اس اپنے لشکر کی طرف پلٹے چلے آتے تھے آخرکار راہ گم کی اور کہین سے کہین نکل گئے اُدھر اہل لشکر پریشان ہو کر برائے تلاش نکلے عیار نقابدار ابلق سوار مہتر گرد باد باد پیر گرد بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے ہوئے مشعل عیاری روشن کیے ہوئے اپنے آقا کو ڈھونڈ رہا تھا لیکن اول حال نقابدار ابلق سوار و نقابدار سبز پوش کا سنیئے کہ یہ جاتے جاتے ایک باغ کے قریب پہونچے دروازہ باغ کا وا تھا اور ایک قندیل دروازہ باغ پر روشن تھی مگر کوئی جا جب و در بان نظر نہ آتا تھا دارا ب ثانی نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ شب تاریک ہے پتا لشکر کا ملنا دشوار ہی ایسا نہ ہو کہ راہ بھول کر زیادہ دور نکل جائین بہتر یہی ہو کہ رات اس باغ مین چلکر گذار دیجئے صبح کو دیکھا جائیگا فرمایا کہ نہین معلوم مالک اس باغ کا کون ہی دوست ہی یا دشمن عورت ہی یا مرد ایسی بے سرو سامانی مین اسطرح کی خلاف عقل جرأت کرنا مناسب نہین ہی دارا ب نے عرض کی کہ ہمت مردان مدد یزدان دشمنون سے لڑنے کے واسطے تو جاتے ہی ہین اور دشمن بھی وہ جو کہ ساحر ہین اور ہم نہ اب سحر جانتے ہین نہ آئندہ ہمین سحر سیکھنے کی ضرورت ہی خدا ہی ہر وقت مین مددگار ہی یہ اُسی کا پیدا کیا ہوا سامان ہی ورنہ اسی جنگل مین باغ کیسا عادل کیوان شکوہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ اپنے دل مین سمجھے ہونگے کہ بزدلی کا خیال کرینگے فرمایا بہتر ہی چلیے دارا ب ثانی کو یہ کہنے کے بعد خیال آیا کہ واقع مین نقابدار کہتے سچ ہین مگر اب اپنی راے پلٹ نہین سکتے کہ ایسا نہ ہو عادل کیوان شکوہ دل مین خیال کرین کہ خود ہی کہا اور خود ہی پلٹ گئے غرض کہ ایک دوسرے کے لحاظ و شرم سے کچھ کہہ نہ سکا اور دونون بہادر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے درختون مین نئی نئی جو کو پلین پھوٹی ہین تو عجب لطف دکھا رہی ہین مشاطہ بہار نے ہر شاخ نخل کو لباس نو سے مزین کیا ہی کرمک شبتاب کے چراغان نے اس شب تاریک مین باغ کے جلوہ کو کم نہین ہونے دیا ہی ہر گل و ثمر نظر آتا ہی وسط باغ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی ہی گرد اُسکے ایک نہر مصفا جاری ہی جو کہ چھوٹے چھوٹے اُس نہر مین پڑے ہین اور گرد نہر کے نان سے اور گملے رکھے ہوے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوے ہین پھول نہایت خوشنما کھلے ہین اور ایک چھوٹا سا پل بنا ہی کہ اُسی پر سے اندر بارہ دری کے جانیکا راستہ ہے یہ دونون شہریار با وقار تعریف پروردگار کرتے ہوے داخل بارہ دری ہوے دیکھا کہ دو چھپر کھٹ برابر لگے ہوے ہین اور تمام بارہ دری فرش فروش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ اور مزین ہی جسقدر جھاڑ فانوس کنول مردنگ وغیرہ ہین سب روشن ہین کشتیان کچھ کی رکھی ہین سب سامان درست ہین مگر صاحب مکان کوئی نہین معلوم ہوتا یہ دونون شیر دل تکیہ بر پروردگار عالم کر کے ایک ایک چھپر کھٹ پر لیٹ رہے اور تلوارین پہلوؤن مین رکھ لین خود و چار آئینہ وغیرہ یہ سب چیزین اُتار کر ایک مقام پر رکھ دین گھوڑون کو بیرون باغ چھوڑ دیا تھا کہ چرا کرینگے جسوقت صبح کو باغ سے نکلینگے تو سوار ہو لینگے یہ مرکب بھی ایسے ہین کہ اپنے سوارون کو خوب پہچانتے ہین اور دوسرے کو سواری دیتے ہی

نہین ہوتین نہ کوئی اُنپر قابو پا سکتا ہو غرضکہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی ایک تو تھکے ہوے سے تھے کہ پہلی منزل شام کو ختم ہوئی تھی دوسری منزل دو پہر رات گئے اِس باغ مین آکر تمام ہوئی سامان راحت پایا لیٹتے ہی سو گئے اور نقیر خواب بلند ہوئی یہ باغ تھا ملکہ قتال کمان ابرو کا جو کہ دراصل دختر ہی ملک طمس جادو بادشاہ طلسم گنبد بیدر کی جسوقت اِسنے دیکھا کہ اب طلسم برباد ہو جائیگا لقا بدار ابلق سوار نے طلسم باطن کو بھی فتح کر لیا اور باپ اِسکا آتش حصار طلسمی مین جا کر چھپا تھا تو یہ طلسم سے نکلکر جانب نہ طاق روانہ ہوئی تھی چنانچہ یہ غیور غارنشین جادو کے پاس پہونچی کہ اِس سے اور ملک طمس جادو سے نہایت دوستی تھی ملکہ نے وہ تمام باتین یاد دلا کر اور حقوق اپنے ظاہر کرکے مدد طلب کی تھی غیور غارنشین ساحر زبردست ہی اِسنے ملکہ قتال کمان ابرو کی نہایت دلجوئی کی اور کہا کہ مین تیرا چچا ہون اب مجھے باپ کی جگہ سمجھ باپ تیرا بچ نہین سکتا پیمانۂ عمر اُسکا لبریز ہو چکا ہی اگر ایک عالم اُسکا طرفدار ہوگا تو بھی وہ قتل ضرور ہو جائیگا وہان جا تا میرا بیکار رہیگا اور اب تو بھی سکونت اِسی مقام کی اختیار کر چنانچہ چند روز یہ غیور غارنشین کے پاس رہی بعد اِسکے ملکہ نے عرض کی کہ جب مجھے ملک اپنا اور جاہ و حشم یاد آتا ہی تو میرا دل اُلٹنے لگتا ہی بسبب آپ کے پاس ادب کے نہ تو رو سکتی ہون اور نہ تاب ضبط رہتی ہی خیال فرمایئے کہ جو بادشاہ بھی فقیر ہو جاوے اور تمام عزیز اُسکے قتل ہو جاوین اُسکے دل پر کیا گذرتی ہوگی اگر مجھے اجازت ہو تو صحرا مین رہنا اختیار کرون شاید میرا غم غلط ہو جاے اور سنا ہی کہ دشمن اسطرف آنے والے ہین اگر قابو پاؤن تو اپنے عزیزون کے خون کا عوض بھی اُنسے لون یہ سنکر غیور غارنشین نے کہا کہ تمھین اختیار ہی جہان چاہو رہو چنانچہ قتال کمان ابرو نے اِس صحرا مین باغ بنایا ہی اور رہا کرتی ہی جسوقت اِسے معلوم ہوا کہ لشکر لقا بدار کا صحرا مین اُتر رہا ہے اور لقا بدار برائے سیر نکلا ہی تو اِسنے دروازہ باغ کا وا کرکے قندیل سحر روشن کر دی تاثیر اِس قندیل سحر کی یہ تھی کہ جو ایک نظر بھی اِس قندیل کو دیکھ لیگا وہ اندر باغ کے ضرور چلا آئیگا اور روشنی دباغ کی نازل ہوکر وہ بیعقل ہو جائیگا برائی بھلائی پہ نظر نہ رہیگی عاقبت اندیشی زائل ہو جائیگی ایسا ہی ظہور مین آیا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی دونون باطمینان تمام آکر اندر بارہ دری کے سو رہے جسوقت یہ دونون شاہزادہ داخل باغ ہوے ہین تو ملکہ قتال ابرو بلبل بنکر ایک درخت پر بیٹھ رہی تھی جب یہ دونون شاہزادہ سو رہے تو اِسنے کینۂ دیرینہ نکالنے کو پہلے تو قتل کا ارادہ کیا ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر یون انکو قتل کیا تو کیا لطف یہ ہی کہ انکو اِس ذلت سے قتل کرکے یہ بھی سمجھین کہ کسی کا مگر یہ بدلا لینے کا یون عوض لیا جاتا ہی سنا ہی کہ اِن دونون کو دعویٰ صاحبقرانی ہی پہلے انکا یہ غرور مٹوانا چاہیے اُسکے بعد انکو قتل کرانا مناسب ہی ایک تو حسن و جمال مین یہ یونہی شہرۂ آفاق ہی دوسرے اِسنے اپنے کو بزور سحر اور حسین بنایا اور خوب زیورسے آراستہ ہو کر چند کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے

پہلے سرہانے نقابدار ابلق سوار کے آئی اور شانہ پکڑ کر ہلایا جیسے ہی نظر نقابدار کی چہرہ پر قتال کمان ابرو کے پڑی ہوش جاتے رہے حواس باختہ ہوگئے سکتے کا سا عالم ہوگیا ملکہ نے کہا حیرت زدہ ہو واہ صاحب یہ کیا حرکت تھی کہ آپ میرے باغ میں تشریف لائے اور کس اطمینان کے ساتھ میرے چھپر کھٹ پر لیٹ رہے جیسے یہ آپ ہی کا مکان تھا یہ بھی نہ خیال کیا کہ اگر صاحب مکان آجائے تو جیسے خوش ہوگا یا ناخوش نقابدار اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ملکہ تم سچ کہتی ہو یہ قصور تو بیشک ہوا لیکن یہ نقابدار سبزپوش کے اغوا کرنے سے تھا ہر چند میں منع کرتا رہا مگر انھوں نے نہ مانا ملکہ ہنسی اور کہا کہ اگر آپکا دل نہ چاہتا تھا تو نقابدار سبزپوش کو آنے دیا ہوتا آپ نہ تشریف لائے ہوتے اور دیکھئے میں اُنسے بھی پوچھتی ہوں یہ کہکر قریب داراب ثانی کے آئی اور اُسی طرح انکو بھی شانہ ہلا کر بیدار کیا آنکھ جو داراب ثانی کی کھلی اور نظر اُسکے حسن و جمال پر پڑی یہ بھی شیفتہ ہوگئے ملکہ نے اِنسے بھی اُسیطرح شکایت کی اور کہا کہ نقابدار ابلق پوش کہتے ہیں میں نقابدار سبزپوش کے کہنے سے آیا ایک تو آپ خود ہی تشریف لائے دوسرے ایک کو اور ہمراہ لیتے آئے داراب ثانی نے کہا ملکہ اصل یہ ہے کہ ہم لوگ راستہ بھول گئے تھے رات اندھیری تھی جنگل کا واسطہ تھا شب کیونکر گذرتی اتفاق اسطرف آ نکلے کسی کو یہاں نہ پایا جس سے اجازت لیتے آخر تھکے ماندے تھے پڑ رہے ہاں اتنا ضرور ہی کہ تمہارے چھپر کھٹ پر لیٹ رہے معاف کرو یوں ہم صبح کو جاتے اب اگر تم بدمزاج ہوئی ہو تو ہم ابھی چلے جاتے ہیں یہ کہکر اُٹھ بیٹھے اور دونوں نقابداروں نے اسلحہ پہننے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ نے دونوں کے دامن پکڑ لیے اور کہا میں ایسی بے مروت نہیں ہوں جسطرح کی باتیں آپ سے کر رہی ہوں ذرا میری کہانی بھی سنتے جائیے یہ سنکر دونوں نقابدار بیٹھ گئے اب ملکہ نے کہا وجہ میرے اصرار کی یہ تھی کہ میں ناموس ہوں دیوانہ ببر کی وہ صحراؤں اور جنگلوں میں مارا مارا پھرا کرتا ہے جب کبھی اُسکا جی چاہتا ہے آدھی رات پچھلے پہرے اِسطرف بھی نکل آتا ہے اگر اتفاقاً وہ اِسطرف نکل آتا میں تو باغ میں موجود نہ تھی سرشی آدمی نہ معلوم کیونکر پیش آتا بالفرض میں موجود بھی ہوتی تو اُسے منع نہ کر سکتی کہ میری بدنامی کا پہلو نکلتا تھا تم دونوں مفت میں قتل ہو جاتے یہ سنکر دونوں نقابداروں نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ کیا سخرا تھا جو ہمیں قتل کر سکتا مگر کیا کہیں کہ تم ہماری محسن ہو تمہارے باغ میں آکر آرام اُٹھا سکے ہیں اِس وجہ سے تم کو رانڈ بنانا پسند نہیں کرتے اور رفع شر کے واسطے ہم ٹلے جاتے ہیں ورنہ اُس دیوانہ کو یا مطیع کرتے یا قتل کرتے یہ سنکر ملکہ قتال کمان ابرو نے کہا کہ اگر آپ نہ چلے جائیے اور اُسکو خبر ہوگی تو وہ مجھے بدظن ہوگا اور کوئی میری عصمت داری کی شہادت نہ دیگا یہ جسقدر کنیزیں آپ میرے ساتھ دیکھتے ہیں یہ سب میری عدو ہیں صدہا تہمتیں مجھپر رکھ چکی ہیں لہذا آپ ابھی یہیں تشریف رکھیے تھوڑی رات باقی ہے اسے بھی آرام سے گذار لیجیے صبح کو میں دیوانہ ببر کو بلواؤں گی آپکے سامنے میری صفائی کر کے یہاں سے چلے جائیے گا ورنہ دیوانہ تہمت رکھکر مجھے مار ڈالیگا اور اگر زندہ رہی تو مرنے سے بدتر ہوگی عورت کے واسطے بے عصمتی کے الزام سے زیادہ بُری چیز کوئی نہیں ہے نقابدار نے

فرمایا کہ خدا نہ کردہ تُو نے عصمت کب ہو کہا وہ آپ نے مثل نہین سنی کہ بد اچھا بد نام برا
فرمایا بہتر ہی تمہاری خوشی اِسنے کہا بس اب مین رخصت ہوتی ہون صبح کو پھر دیوانہ بربر
پھر حاضر خدمت ہونگی یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور صحرا کی طرف چلی گئی جب سے اِسنے
اِس مقام پر باغ بنایا ہی جب ہی سے دیوانہ بربر بیرا مائل ہی اور وہ اسپر شیفتہ ہی دیوانہ
نہایت شہزور اور زبردست ہے چالیس ہزار دیوانون سے جنگلون مین پھرا کرتا ہے
یہ سیدھی دیوانہ بربر کے پاس گئی کہ جن دشمنون کی مجھے فکر تھی اور جنہون نے سلطنت میری
برباد کی ہے وہ آکر پھنسے ہین اگر مین چاہتی تو انکو قتل کر ڈالتی مگر مدعا ہے دلی میرا یہ ہی
کہ وہ تیرے ہاتھ سے ذلیل ہو کر قتل ہون تو جسوقت صبح کو میرے ساتھ وہان پہونچنا
تو دونون ناکا بدکارون سے کہنا کہ تم اِس باغ کے اندر کیون آئے اور اُنسے لڑکر
اُنھین زیر کرکے ذلت و خواری کے ساتھ قتل کرنا بعد اُسکے پھر مین طلسم پر
جاکر قبضہ کرونگی اور سلطنت وہان کی تیرے ہی واسطے ہی اور آتی رات مین تیری حفاظت کا
انتظام سکی دیتی ہون نہ شاید وہ لوگ شہزور زیادہ ہون اور تو یون انپر غالب نہ آسکے
تو تعویذات کی بدولت انکو پست کرے یہ سنکر دیوانہ بربر نہایت خوش ہوا اور قتال
کمان ابرو نے تنہائی مین بیجا کر پہلے منھ کالا کروایا بعد اُسکے ایک خفتان سحر بنا کر
دیوانہ کو پہنائی اور کہا کہ اب نہ کوئی حربہ تجپر اثر کریگا اور نہ زور و طاقت مین کوئی تجپر
غالب آسکیگا یہ سنکر دیوانہ اور بھی خوش ہوا اور وہان داراب ثانی اور عادل کیوان
شکوہ ان دونون کی یہ حالت ہے کہ ایک دوسرے سے حالت چھپاتا ہی مگر بے اختیار
از لب پر آ جاتی ہی حسن قتال کمان ابرو کا دل پر نقش ہو گیا ہے یہ دونون شاہزادہ
دل و جان سے شیفتہ ہو رہے ہین مگر ایک ایک کے لحاظ سے خاموش ہے
دلون مین یہ ارادہ ٹھنے ہوئے ہین کہ دیوانہ کو قتل کرکے اِس سے نکاح کرنا
چاہیئے خدا کرے کہ دیوانہ آمادہ فساد ہو جائے تو لطف ہے اب نہ انکو صنم
گلعذار کا حسن یاد آتا ہے نہ اُن کو نسیم جادو کا خیال ہے تصویر قتال کمان ابرو
کی دونون کے پیش نگاہ ہے اِسی محویت مین وقت نماز کا بھی گذر گیا اور اِنکو
ہوش نہ آیا کہ یکایک دروازہ باغ پر کھڑکھڑاہٹ زنجیرون کی معلوم ہوئی چونکہ
صبح ہونے سے قندیل بھی گل ہو چکی تھی تو کسی قدر عقل بھی اِن لوگون کی درست
ہوئی تھی جیسے ہی آواز زنجیرون کی سنی داراب ثانی نے عادل کیوان شکوہ
سے کہا کہ شاید وہ دیوانہ آتا ہے نہین معلوم اُس سے کیسی ٹھہرے
اِس خیال سے اِن دونون نے احتیاطاً اسلحہ تن پر آراستہ کر لیا ہے اور
سپر تلوار سامنے رکھکر بیٹھے ہوئے ہین کہ دیوانہ بربر زنجیرین چباتا ہوا داخل باغ ہوا
اور وہین سے اِسنے شور کیا کہ کہان ہین وہ سرکش جو بے اجازت ہمارے باغ مین داخل
ہوئے اگر اُسکے پاؤن نہ تھمے تو تمام اپنا و دیوانہ بربر نعرہ کھینچا یہ کہتا ہوا

اندر بارہ دری کے آیا کہ قتال کمان ابرو کانپتی اور تھرتھراتی ہوئی پیچھے پیچھے چلی آتی تھی داراب
تاثی نے کہا اے شخص تو اسقدر زبان درازی کیون کرتا ہے ہم تو تیری زوجہ سے عذر
کر چکے ہین کہ غلطی سے ہم اِس باغ کی طرف چلے آئے راستہ بھولے ہوے تھے
رات اندھیری تھی اسوجہ سے اِس مقام پر ٹھہر گئے کہ مالک باغ سے اجازت لیکر شب
بسر کرینگے جب یہان کسی کو نہ پایا تو سو رہے تیری بی بی نہایت نیک ہے کہ اسنے غیر مردون کے
ساتھ اِس باغ مین رہنا نہ پسند کیا اور یہانسے چلی گئی دیوانہ بہرہ نے کہا کہ اگر وہ نیک
ہوتی تو تم اندر باغ کے بھی آ سکتے تھے اور اگر آ گئے تھے تو زندہ بھی جا سکتے تھے
تم خود ابھی کہہ گئے ہو کہ ہم سو گئے تھے پھر خود ہی کہا کہ ہم نے ملکہ سے عذر کیا تھا اگر اسنے
تمکو جگایا نہین تو تمنے عذر کیون کر کیا یہ سب فریب آمیز باتین جان بچانیکے واسطے
ہین مین اِس بدکار کو بھی قتل کرونگا مگر پہلے قتل تمھارا واجب ہے یہ کہکر اسنے آتے کے
ساتھ ہی چوبدست گران سنگ کا وار کیا داراب نے دستۂ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ
معلوم ہوا کہ چولین شانون کی نکل گئین مگر داراب سنبھلے اور دیوانہ بہرہ سے لپٹ گئے
دیوانہ داراب سے لپٹا کشتی ہونے لگی عادل کیوان شکوہ تماشا دیکھنے لگے پہر بھر
کامل دونون مین کشتی رہی آخر دیوانہ نے تنگ داراب کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کمند سے مشکین باندھکر ڈالدیا اور اب عادل کیوان شکوہ کی طرف
متوجہ ہوا عادل کیوان شکوہ بھی اٹھ کھڑے ہوے دیوانہ اسنے بھی لپٹ پڑا اور
کشتی ہونے لگی مگر چونکہ عادل کیوان شکوہ پاس دو استخوان آہن در ہین جو انکو طلسم ابلق سے ہاتھ
آئے تھے صفت انکی یہ ہے کہ اگر کوئی شے کیسی ہی مضبوط ہو مثل زنجیر سحر وغیرہ کے تو ان
داستانون کی وجہ سے عادل کیوان شکوہ اُس زنجیر سحر کو توڑ سکتے ہین بس انھون
نے خفقان دیوانہ کی توڑ کر پٹکدی اب دیکھا تو قوت دیوانہ کی آدھی بھی نہ رہی
ٹکڑے ٹکڑے اکر رونے لگا قتال نے دیکھا کہ خفقان اس کے جسم پر نہین رہا ایسا
نہ ہو کہ یہ مغلوب ہو جاے بس اسنے چپکے چپکے عادل پر سحر کرنا شروع کیا مگر انکے
پاس ایسے ایسے تحفہ جات طلسمی ہین کہ سوا ساحران طلسم بند کے کسی کا سحر اثر نہین کرسکتا
قتال کا سحر بھی بے اثر ہوگیا نقابدار ابلق سوار نے تھوڑی ہی دیر مین دیوانہ بہرہ کو زمین سے
اٹھا کر زمین پر مارا اور فرمایا کہ کتا ہو یا دین اسلام کے قبول کر لیتین دیوانہ بہرہ نے چکت مارنے کا قصد کیا
شاہزادہ نے بقوت تمام جو منھ پر اسکے گھونسا مارا دانت ٹوٹ کے حلق مین در آیا اور دیوانہ
پھڑک کر مرگیا یہ حالت دیکھکر قتال کمان ابرو کانپ اٹھی اور دل مین افسوس کرنے لگی اگر
مین ایسا جانتی کہ سحر بیدار اخفا کریگا تو ان دونون کو غفلت ہی کی حالت مین قتل کر ڈالتی مگر
افسوس ایک معشوق کہ جس سے کبھی کبھی دل بہلتا تھا اُسکو بھی قتل کرا دیا اور کچھ حاصل نہوا
پھر دام مکر بچھانا چاہا جیسے بغیر اسکے کام نہ چلیگا یہ خیال کر کے اسنے لاش کو دیوانہ بہرہ کی افسوس
اور آنکھون مین آنسو بھر کر عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ کیا اچھی گھڑی سے

آپ میرے باغ مین آگئے تھے کہ شوہر کو مار کر مجھے بیوہ بھی بنا چلے اب میری کون خبر گیری
کریگا یہ جنگل کا رہنا اور شریک حال کوئی نہین تھا بددار نے فرمایا کہ فی الواقع بہت بڑی گھڑی
ہے ہم تو ... اسلئے ہمین خود بھی تمھارے شوہر کے مرنیکا صدمہ ہے مگر مجبور
تھے وہ ہمارا دشمن ہو گیا تھا اور تمھارا بھی دوست نہین رہا تھا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ
ہو گیا اسکا عوض یہین ہے طرح کر سکتا ہون اگر تم جان کے بدلے جان چاہتی ہو تو خنجر کمر سے کھینچ
کر جان نثار کرون ملکہ کمان ابرو نے کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ جو ہوا ہوا قضا اسکی آپ ہی کے
ہاتھ سے تھی ورنہ اسنے بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا تھا اب میرے سامنے آتی تو ہمدردی
... کو ... اسکے تیغ وغیرہ سے زحمت کرون تو آپ جانیئے گا اگر رنج دیا ہے تو آتی خوشی
بھی میری ... یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے یہ شعر پڑھا ؎ بیٹھے ہین تیرے در پہ تو کچھ
کر کے اٹھینگے ٭ یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے ٭ ملکہ اب غم دیوانہ بر کا دل سے
دور کر دو اور اپنے حسن و جوانی پر رحم کھاؤ مین اس ندامت مین تمھارے ساتھ عقد کرنیکو
موجود ہون یہ سنکر ملکہ اور بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے روئی اور کہا معلوم ہوتا ہے
ابھی تجھے ... تینے اُسکو قتل کیا کہ جب یہ عورت لاوارث ہو جائیگی تو مجبور ہو کر مجھی
سے مجھے قبول کریگی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خداوند عادل کی کہ یہ شیوہ
ہم لوگون کا نہین ہے اگر دیوانہ مسلمان ہوتا یا بر سر فساد نہ آتا تو ہمین اس سے کوئی
غرض نہ تھی ہرچند کہ تمھارا حسن و جمال لائق دید ضرور ہے مگر ہم ایسے بدنیت نہین ہین کہ ناجائز شے
کو اور ملک غیر کو اپنے اوپر روا سمجھین اسی وجہ سے ہم چلے جاتے تھے تینے خود اپنی صفائی کے
واسطے ہمکو روک لیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ ؎ یہ کہکر رکھی بلبل قفس مین ٭ نہ ہو بندہ کوئی نبیٹے کے بس مین ٭
اب اگر تمھارا سا تھ بھی نہ دونگی تو اس صحرا مین کسکی ہو کر رہونگی داراب ثانی جو کمند سے بندھے ہوئے
پڑے تھے اور یہ باتین سن رہے تھے انھون نے جوش مین آکر کمند کو توڑ ڈالا اٹھ بیٹھے اور خنجر کھینچکر
اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کیا ایک تو یہ غیرت دامنگیر ہوئی کہ مین جس سے زیر ہو گیا عادل نے
اسکو زیر کر لیا ایک عزیز کے سامنے کیسی ذلت ہوئی وہ اپنے دل مین کیا کہیگا اور میری کیا حقیقت
سمجھیگا علاوہ اسکے یہ کن آنکھون سے دیکھا جائیگا کہ معشوق دوسرے کے پہلو مین ہو ؎
خود کشتی پر انھین دونون نے ابھارا ٭ مجھے ہے ناشکیبی بھی اور غیرت رسوائی بھی ہے ٭ بس یہ دیکھتے ہی
عادل کیوان شکوہ نے ہاتھ داراب کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے عزیز یہ کیا حرکت تھی داراب نے لگ
اور کہا کہ اے برادر اب میری زندگی بالکل بیکار ہے اس سے موت ہزار درجے بہتر ہے کہ مین ایک دیوانہ
کے ہاتھ سے زیر ہو جاؤن عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ مین تمھارے زور و جرأت سے خوب
آگاہ ہون کیا مجال ہے کسی کی جو تمسے مقابلہ کر سکے نہین معلوم کیا اسرار تھا کہ تم دیوانہ کے ہاتھ سے
زیر ہو گئے بھلا اولاد صاحبقران پر کوئی غالب آسکتا ہے داراب نے کہا کہ یہ باتین آپ تالیف قلب
کی کرتے ہین اسلیئے کہ مین اپنے ارادہ سے باز رہون مگر ایک ظاہر بات کی تاویل کیونکر ہو سکتی ہے
اگر اسمین کوئی اسرار تھا تو میرے ہی واسطے تھا آپکے لیے نہ تھا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ مین صاحب

تحفجات طلسمی ہون مجھ سوا ان ساحرون کے جو طلسم بند ہین کسی کا سحر اثر نہین کرسکتا یہ دیوانہ اصلی قوت
نہ رکھتا ہوگا مجھے اسکا زیر کرنا ذرا دشوار نہ معلوم ہوسکتا مین قسم کھاتا ہون کہ جو پہلوان مجھسے دو
اور تین تین روز مین زیر ہوے ہین آپ بھی انکو زیر کر سکتے ہین اس دیوانہ کی کیا حقیقت تھی آپکو
زیر کرسکتا یہ باتین قتال کمان ابرو سُن رہی تھی دل مین کہتی تھی کہ اسی سبب سے دیوانہ
بنا گیا اور سحر میرا خالی گیا خیر اب دوسری فکر کرنا چاہیے لیکن داراب ثانی نے کہا کہ مین ایک
شرط پر اس ارادہ سے باز رہونگا وہ یہ کہ آپ مجھے یہانسے چلے جانے کی اجازت دین عادل
کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر آپ تنہائی مین خودکشی کرلین تو اور بھی میرے واسطے باعث رنج و
بدنامی ہو داراب نے قسم کھائی کہ ایسا نہ ہوگا عادل کیوان شکوہ نے سکوت کیا اور
داراب ثانی نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ اُنھون جو قتال کمان ابرو نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آمدن
بارادت و رفتن باجازت جب مین رخصت کرون اُسوقت جایئے گا یہ کہکر اُٹھی اور کہین چلی گئی
داراب نے خیال کیا کہ جسکو اپنا خیال نہ ہو اُسکا خیال کرنا بیکار ہے اگر اسکو میری محبت ہوتی تو
پیام عادل کا کیون قبول کرلیتی یہ سوچ کر اُٹھے اور دروازہ باغ کی طرف چلے اور پھر پھر کامل
پھرا کیے مگر راستہ نہ پایا وہان قتال کمان ابرو اپنے حجرہ مین گئی اور ایک پتلی
ماش کے آٹے کی بنائی اور بچہ خوک کو ذبح کرکے اُس پتلی کو خون خوک سے نہلایا اور
کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اِدھر اسم تمام ہوا اُدھر پتلی اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ کیا حکم ہوتا ہے قتال
کمان ابرو نے کپڑے اپنے اُسکو پہنائے اور آئینہ لیکر اپنی صورت دیکھی پتلی کی صورت مالی
وہی خال و خط تھے کوئی فرق نہ تھا بس اُسنے پتلی سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اب تو اِن دونون
ظالمون کو دیوانہ بنانا اپنی جان دیکر اِن کی جان لینے کے سامان کرنا یہ کہکر آپ تو خدمت
مین غیور غارنشین جادو کی روانہ ہوئی اور یہان پتلی حجرے سے نکلکر باغ مین آئی داراب
ثانی کو ٹہلتے ہوے پایا پوچھا کہ کیوان صاحب ہم منع کرگئے تھے مگر آپنے سماعت نہ کی
اور جانیکا قصد کیا آخر چلے نہ گئے راستہ نہ پایا داراب دل مین شرمندہ ہوئے قتال نقلی ہاتھ پکڑکر
انکو بھی بارہ دری مین لائی اور عادل کیوان شکوہ کی جانب دیکھکر کہا کہ صاحب سنو مہمان تم بھی ہو
اور مہمان یہ بھی ہین خاطر دونون کی واجب ہے بلکہ بانی یہان آنے کے یہی ہیو ... لہذا تم دونون
میرے وارث ہو ایک شب مین تمھاری خدمت مین ہون گی ایک شب انکی خدمت گزاری کرون گی یہ
سنکر عادل کیوان شکوہ بہت گھبرائے اور کہا کہ اگر دل تمھارا انکی طرف مائل ہے تو مین اسمین بھی خوش
ہون کہ انھین کے ساتھ عقد کرو یہ بھی کوئی غیر نہین ہین اور ہم لوگ حرام کار نہین ہین کہ ایک
عورت سے دو شخص اسطرح کا تعلق پیدا کرین اور خبردار اسطرح کے کلام نہ کرنا قتال کمان
ابرو نے کہا کہ مجکو دونون کی خاطر منظور ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ایک خوش ہو اور ایک ناخوش ہو
داراب ثانی کو خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو عادل صف شکن میری طرف سے بدظن ہون انھون نے
کہا کہ اے ملکہ قتال کمان ابرو یون تو حسن تمھارا قتال عالم ہے مگر ایک کی ہو رہو طریقہ عصمت
داردن کا اختیار کرو ہم دونون مین ایک کو انتخاب کرلو دوسرے کو ملال نہ ہوگا اور

بہتر یہ ہی کہ عادل کیوان شکوہ کو قبول کرو ملکہ نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا یہ سنکر ان دونون نے بھی انکا
کہا کہ اگر یہ نہوگا تو تمھاری خواہش کے موافق بھی ہونا محال ہی بس یہ سنتے ہی قتال کمان
ابرو نے کہا کہ اگر ہماری خواہش کے موافق نہ ہوگا تو ہم اپنی جان پر تکمیل جا سکتے ہین تم
دونون کی محبت برابر ہے کسی کی فرقت گوارا نہین ہی اور دونون کی فرقت سے موت بہتر
ہے یہ کہتے کہتے خنجر کھینچکر اُٹھا کر گردن پر رکھکر جو کھینچا سر کٹ کے الگ گرا لاش پھڑکنے لگی بس
اسکا مرنا تھا کہ عادل کیوان شکوہ اور دارا ب ثانی دونون کی یہ حالت ہوئی کہ قریب
تھا یہ بھی خودکشی کرلین مگر ایک کو دوسرے کے لحاظ و پاس سے دو گھڑی تک لاش قتال
کمان ابرو کی پھڑکا کی اور دل ان دونون کے مثل ماہی بے آب کے تڑپا کیے آخر لاش پھڑک کر
سرد ہو گئی مگر ان دونون کے دل کی بیتابی کم نہ ہوئی ہر چند ضبط کیا آخر صبر نہ آیا اور بے
بیساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہوے دیر تک ان دونون کو ہوش نہ تھا
قضائے کار و اتفاقات روزگار مہتر گرد باد بیگرد اپنے آقا کو ڈھونڈھتا
ہوا قریب اس باغ کے آنکلا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی یہ دروازہ باغ مین در آیا
ہر روش پٹری کی سیر کرتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ اور
دارا ب ثانی بیٹھے ہوے مثل ابر نوبہار کے رو رہے ہین نقابین چہرون سے اُٹھا
دی ہین بیچ مین لاش ایک نازنین کی خون مین غلطان پڑی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہی
کہ چاند شفق مین ڈوبا ہوا ہی مہتر گرد باد کو بھی سکتے کا عالم ہو گیا لیکن پریشان کہ یہ ماجرا کیا ہی
خیال ہوا کہ شاید یہ کافرہ تھی اور دین اسلام اسنے قبول نہ کیا ہوگا اسوجہ سے یہ قتل
ہوئی اور اسکے حسن و جمال نے قاتلون کو خون رُلوا دیا ہی بس یہ قریب آیا اور کہنے لگا کہ
اے شہریار اگر کافرہ تھی اسوجہ سے آپنے اسکو قتل کیا تو صدمہ کرنا بیکار ہی لعنت بھیجیے اور لشکر
مین تشریف لے چلیے کہ اہل لشکر پریشان ہین اور آپکو نہ طاق ہی چلکر فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہی ایسا نہو
کہ بدیع الملک طلسم فتح کرکے خانہ کعبہ چلے جائین تو دل کی دل ہی مین رہجا ئے اور
مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پائے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا کو
ترک کیا اور اسی کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھینگے اہل لشکر سے کہدو کہ جہان تمھارا جی چاہے وہان چلے جاؤ
ہمین نہ اب صاحبقرانی سے کام ہی نہ جہانستانی کا شوق ہی اب اسی دلبر جانی کی قبر کے مجاور بنینگے
یہ سنکر عیار انکا نہایت پریشان ہوا اور دارا ب ثانی کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ آپ نہین سمجھاتے
بلکہ خود بھی رو رہے ہین دارا ب نے کہا کہ سمجھائے اسکو ہین جو غلطی پر ہو عادل کیوان شکوہ
بہت بجا فرماتے ہین ہمنے بھی انھین کا ساتھ دیا اور دنیا کو ترک کیا کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب
ایسی دلربا ہمارے واسطے جان دیدے تو ہم اسکے بعد راحت دنیا پر نظر کرین اور نفس
پرستی نہ چھوڑین مہتر گرد باد نے دیکھا کہ یہان کی ہوا بگڑی ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ میری بھی یہی
حالت ہو بس اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور لشکر مین آکر اس حالت کی اطلاع کی لوگ
حیران و پریشان یہان آئے لشکر گرد باغ کے اُتر پڑا اور رفقائے خاص داخل باغ ہوے

ہر چند سمجھایا مگر نصیحت کا اُلٹا اثر ہوا اور عادل نے ایک روز کی سماعت نہ کی آخر عیار کو یہ خیال آیا کہ
جبتک یہ لاش دفن نہ ہوگی اُسوقت تک انکی یہی حالت رہیگی اس کمبخت کی صورت میں وہ اثر ہی
کہ دل کھنچتا ہے اِسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ پھر اِس لاش کو دفن تو کروا دیجیے فرمایا کیونکر
ہوسکتا ہی کہ ایسی تصویر کو نظروں سے پنہاں کروں اور اپنے ہاتھ سے خاک
میں ملاؤں عیار نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ نہ لگایئے میں دفن کیے دیتا ہوں فرمایا یہ
بھی ناممکن ہے اِس صورت زیبا کے دیدار پر زندگی کا انحصار ہے اب اِسکو اسی حالت پر چھوڑ
دو اور تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمھیں بھی قتل کردونگا یہ لوگ مع عیار حیران و پریشان انکے
پاس سے چلے آئے مگر دل میں کہتے تھے کہ کیا تدبیر کیجائے بارے یہ اپنے ہوش میں آئیں جسوقت
شام ہوئی تو مہتر گردباد نے کچھ آب و طعام ساتھ لیا اور خدمت میں اپنے آقا کی حاضر ہوکر
عرض کی کہ اے شہریار دیکھیے تو کہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہی کچھ نوش تو کیجیے کہ ضعف کم ہو
مثل مشہور ہی کہ تا طفل گریہ را ہم دل خوش بیاید ٭ جواب میں یہ شعر پڑھا ؎ خون دل پینے
اور لخت جگر کھانے کو ٭ یہ غذا ملتی ہی جانان ترے دیوانے کو ٭ اور داراب ثانی نے یہ
شعر وردِ زبان فرمایا ؎ غنوش جدائی جسسے ہوئی غم کھا کے چلے خون پی کے جیئے ٭ کھانا کیسا
پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا ٭ دیکھا مہتر گردباد نے کہ یہ دونوں بیخود ہیں اب کام آسانی نہ نکلیگا
اِسنے عرض کی کہ مُردے کے پاس خوشبو وغیرہ کا رکھنا تو عمدہ بات ہی میں لوبان سلگاتا ہوں
فرمایا ہاں یہ امر نہایت مناسب ہی بس اِسنے منقل آتشیں روشن کی اور بخور لوبان و عنبر وغیرہ
کیا کہ دھواں اُسکا دماغوں میں دونوں صاحبوں کے پہونچا اور یہ چھینکیں مار کر بیہوش ہوگئے
مہتر گردباد اِن دونوں کے پشتارہ باندھکر باغ سے باہر لے آیا کہ شاید اس باغ کی تاثیر
ہو تو جاتی رہے اور لاش کو بھی صحن چمن میں دفن کرکے نشانِ تربت مٹا دیا اور دونوں
شاہزادوں کو بارگاہ ایم حصار میں ہوشیار کیا انھیں ہوش آتے ہی بیخودی عشق طاری
ہوگئی اور بارے قتال کمان ابرو کا نعرہ مار کر رونے لگے اور کہا کہ مجھکو باغ سے باہر
کون لایا ہی مہتر گردباد نے عرض کی کہ یہ قصور اِس غلام کا ہی اے شہریار کسی کے ساتھ کوئی
مر نہیں جاتا ہے کیسا ہی رنج و الم کیوں نہ ہو چند روز میں برطرف ہوجاتا ہی اور کسی ملت و
مذہب میں روا نہیں ہی کہ مُردے کو بے غسل و کفن پڑا رہنے دیں میں نے ملکہ کو دفن
بھی کر دیا ہی فرمایا تو نے بہت برا کیا کہ ملکہ کو ہماری نظروں سے پنہاں کر دیا بس بہتری
اِسی میں ہی کہ جا نکلجا بارگاہ سے ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا اور خبردار آئندہ میرے سامنے
کبھی نہ آنا تو کیوں مجھے باغ سے باہر لایا یہ فرما کے دست بقبضہ ہوے اور قصد کیا
کہ عیار کو قتل کر ڈالوں یہ اُٹھکر بھاگا عادل گیہوان شکوہ پھر روتے پیٹتے داخل باغ ہوئے
اور قبر پر بیٹھکر اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے داراب ثانی اور عادل گیہوان شکوہ
دونوں کی ایک حالت ہی کبھی یہ کوئی شعر پڑھتے ہیں کبھی وہ کوئی شعر پڑھتے ہیں اور دونوں روتے
ہیں اِدھر ان دونوں کی یہ حالت ہی اُدھر اہل لشکر پریشان ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر یہ

مسحور ہین تو ساحر کون ہی جسنے یہ حالت بنائی ہی معلوم ہوتا ہی کہ دماغ مین خلل آگیا اور مرض بھی وہ مرض ہوا ہے جسکا علاج ناممکن ہے مردہ کو کون زندہ کر سکتا ہے جو حالت اِنکی بطرف ہو جائے وہان مہتر گرد باد بادیہ گرد نے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ صورت اپنی قتال کمان ابرو کی بنائی اور داخل باغ ہوا ایک گوشۂ باغ مین بیٹھ کر حالت اِن دونون شاہزادون کی دیکھنے لگا جسوقت اِن دونون نے کہا کہ ای ملکۂ قتال تمنے اپنے کو نہین قتل کیا بلکہ ہمین قتل کر گئین فوراً گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ یہ بھی ایک امتحان محبت تھا نہ ہمنے تمکو قتل کیا ہے نہ خود قتل ہوے ہین واقع مین تم دونون بڑے باوفا ہو اور راہ عشق مین ثابت قدم ہو بس اب پریشان نہ ہو مین آگئی ہون یہ آواز جو اِن دونون کے گوش زد ہوئی چونک پڑے کہ یہ صدا کدھر سے آئی بیتابی مین عادل کیوان شکوہ بول اُٹھے کہ دل کو باور نہین ہوتا اگر تم واقع مین زندہ ہو تو برائے خدا دیدار اپنا دکھاؤ کہ اب تاب ضبط نہین ہی یہ کہنا تھا کہ دیکھا قتال کمان ابرو روش باغ پر ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہی بس یہ دونون شاہزادے قبر سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پاس ملکۂ قتال تقالی کے آئے اور شکایت کرنے لگے کہ کوئی ایسا سخت امتحان بھی لیتا ہی معشوق جفا کیش کرتے ہین مگر ایسی جفائین نہین کیکن بقول شاعر ؎ ایسا کوئی معشوق ستمگر نہ ہوا تھا ٭ جو ظلم ہی بھیر وہ کسی پر نہ ہوا تھا ٭ ملکہ نے کہا کہ اگر تمہاری ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو ابھی اور کسی رباعی اُلفت پہ کسی کی نہین جانا اچھا ٭ ہی عہد و فا کا آزمانا اچھا ٭ اِس رشتۂ خام کو زرا کسکے بھی دیکھو ٭ بودا ہی اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ٭ مگر معلوم ہوا کہ تم راہ عشق مین ثابت قدم ہو یہ کہتی ہوئی بارہ دری مین آئی اور کہا کہ خاصہ لاؤ چند عیار خواصون کے بھیس مین ہمراہ تھے اُنھون نے دستر خوان بچھایا کھانا چنا ملکہ نے کہا کہ تمنے کئی وقت سے کھانا نہین کھایا اب ہمارے ساتھ کھاؤ اِن دونون شاہزادون نے کھانا کھایا ملکہ نے بھی کھانا کھایا جسوقت کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوا تو مہتر گرد باد نے دل مین کہا کہ یہ تدبیر کارگر ہو گئی اب اِنکو یہانسے لے چلنا بہتر ہی کہا کہ اب مین تمہارے ساتھ ہون جہان کہو وہان چلون دونون نے فرمایا کہ ہمین اب کہین بھی جانا نہین ہی ٭ گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا ٭ دل لگی کر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا ٭ داراب ثانی نے یہ شعر پڑھا ؎ یاری تجھے کیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا ٭ احباب چھٹے اغیار چھٹے گھر اپنا بیگانہ چھوٹا ٭ ملکہ نے کہا کہ میرا جی گھبراتا ہی سیر صحرا کو دل چاہتا ہی مجبوراً ساتھ ہوئے جسوقت باغ کے باہر قدم نکالا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ ای ملکہ یہ کیا بات ہو کہ اِدھر دروازۂ باغ کے باہر قدم نکالا اور یہ معلوم ہوا کہ دل بیٹھا جاتا ہی اگر تمھین ہماری جان لینا ہو تو اختیار ہی ورنہ اپنے باغ ہی مین رہو کہ لطف بہار زندگی یہاں رہنے مین ہی یہی حالت داراب ثانی کی ہوئی مہتر گرد باد دیکھا کہ واقع مین انکے دستخیر ہی اور حالت خراب ہی مجبور ہو کر پھر باغ مین پلٹ آیا اور کہا کہ اگر تمہاری یہی خوشی ہی تو ہم یہانسے کہین نہ جائینگے مگر حالت یہ ہی کہ گرد باد بادیہ گرد کو حوائج ضروری کے واسطے بھی جانا دشوار ہو گیا ہی اِدھر یہ سامنے سے ہٹا اُدھر اِن دونون کی حالت خراب ہو گئی اِس

عیار خوش کردار کی ہوشیاری سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ کھانا ان دونوں صاحبوں نے کھالیا ورنہ بھوکوں مر جاتے
اور رو رو کر آنکھوں کو کھو دیتے اہل لشکر حضرت عیار کی تعریف کرتے تھے مگر گرد باد یہ گرد خود
نہایت پریشان تھا کہ کیا تدبیر کروں جو یہ حالت انکی برطرف ہو الحاصل انکو تو اسی حال پریشانی میں چھوڑا جاتا ہے و

چند کلمہ داستان قتال کمان ابرو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ جو ان دونوں کو جتلا کے بلا کر کے روانہ ہوئی تو سیدھی خدمت میں عنبور غار نشین
جادو کی جا پہونچی اور تمام حالات بیان کر کے کہنے لگی کہ اب کیا کرنا چاہیے
مجھے نقابدار ابلق پوش کی طرف سے اندیشہ ہے کہ اسنے خفتان سحر کو
پھینک ڈالا اور دیوانہ بربر اسکے ہاتھ سے مارا گیا جسنے بزور سحر نقابدار سبز پوش کو باندھ لیا تھا
اور نقابدار سبز پوش رستم وقت ہی بظاہر ابلق پوش سے کم نہیں ہے عنبور غار نشین یہ سنکر
حیران ہوا اور اسنے کچھ دیر سکوت کر کے اپنی دوربین سحر اٹھائی اور آنکھوں پر لگا کر دیکھنے
لگا بعد کچھ دیر کے بیان کیا کہ اے دختر اسکے پاس تحفجات طلسمی ہیں انہیں کے
زور سے اسنے دیوانہ بربر کو مارا تو پریشان نہ ہو اگر اسکو بے بس کرنا چاہتی ہے تو
جا کر اسکا اسلحہ لیکر قبضہ میں کر بعد اسکے جسطرح چاہنا قتل کر ڈالنا مگر سالک صحرا نشین
سے بہت ہوشیار رہنا اور مجھے بھی اگر خوف ہے تو اسی فقیر کا ہے ورنہ کوئی میرا کیا کر سکتا ہے
بچا اور اپنے کام میں جلدی کر کہ ابھی دن ان لوگوں کے گردش میں ہیں اور ستارہ زوال
میں ہے پھر یہ دن بدل جائینگے اور وہ اس آفت سے نکل جائینگے یہ کہکر اسنے
آب ومید سحر کا ایک شیشہ دیا اور کہا کہ شاید وہ فقیر جو تیرے صحرا میں رہتا ہے
ان لوگوں کا طرفدار بنکر آئے اور سحر تیرا مٹا دے تو تو یہی شیشہ سالک صحرا نشین
کھینچ مارنا اور دیکھو پھر سنبھلے کہ اس درویش کامل سے بہت باخبر رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ سارا
کھیل بگاڑ دے یہ سنکر قتال کمان ابرو نہایت خوش ہوئی اور شیشہ آب سحر جیب میں
رکھکر جانب باغ روانہ ہوئی جسوقت یہ قریب باغ پہونچی تو دیکھا سپاہ گرد نقابدار
باغ کا محاصرہ کیے ہوے ہیں بس اسنے ہیئت اپنی بدلی اور بلبل خوش الحان بنکر داخل باغ ہوئی اور
گل پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی یہ وہ وقت تھا کہ مہتر گرد باد ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے صحن
چمن میں ٹہل رہا تھا بظاہر دل بہلا رہا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ یا رب یہ کیا اسرار ہے کہ کچھ سمجھ میں
نہیں آتا اگر اسی ساحرہ نے انکی یہ حالت بنائی ہے جسکی لاش پڑی ہوئی تھی تو اسکے مرنے کے
بعد سحر ساحر کا باطل ہو جاتا ہے یہ کیسا سحر ہے جو اسوقت تک باقی ہے اور اگر کوئی اور ساحر
یا ساحرہ ہے اور دشمن ہے تو اسوقت تک اسنے زندہ کیوں رہنے دیا اور ہم لوگوں سے کیوں
مزاحمت نہ کی یہ اسی کشمکش میں تھا اور دوراب ثانی اور عادل کیوان شکوہ گل چینی باغ
جمال کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ درخت پر سے آواز افسوس صد ہزار افسوس پیدا ہوئی ان سب نے
پھر کر دیکھا کہ ایک بلبل شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی نالہ کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ لعنت ہے بے وفائی
دنیا اور مرد کی ذات پر کہ ہم نے توران ظالموں کی محبت میں جان دی اور یہ ایک

مکار کے قریب مین آکر اسکے عاشق بنے ہوے ساتھ ساتھ پھر رہے ہین عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ مین اس رمز کو نہین سمجھا تو کون ہو اور کیا کہتی ہی بلبل نے جواب دیا کہ مین روح ہون
قتال کمان ابرو کی جسنے تم دونون کی محبت مین خودکشی کی اور یہ جو میری صورت بنا ہوا
تمھارے ساتھ پھر رہا ہی اور تمکو بہکا رہا ہی یہ تمھارا عیار ہی بس یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ
نے ہاتھ مہتر گردباد کا پکڑ لیا اور داراب ثانی سے کہا کہ اسکا منھ دھلا دیجئے اگر یہ عیار ہی تو
ابھی قلعی کھل جائیگی داراب ثانی نے آب نہر سے اسکا منھ دھلایا اب جو دیکھا تو نہ وہ نزاکت ہی
نہ وہ صورت ہی یہ تو مہتر گردباد ہی بس انکو نہایت غصہ آیا اور مہتر گردباد کو تھپڑ مارا اگر مہتر
گردباد ذرا لاگی کے ساتھ خالی نہ دیتا تو سر گردن پر سے اڑ جاتا منھ پھیر جاتا اسنے تھپڑ خالی دیکر
حباب بیہوشی ان دونون کے منھ پر مارے کہ تڑاق تڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہوے اور
مہتر گردباد جست و خیز کر کے نکل گیا بلبل اپنے مقام پر سے اڑی اور نہر مین غوطہ مار کر
پانی ان دونون شاہزادون پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو عیار تمھارا بڑا مکار ہی
اب اسکے قریب مین نہ آنا اگر تم چاہتے ہو کہ ہم قتال کمان ابرو کو دیکھین تو ہر وقت کا
دیکھنا تو اب ناممکن ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ دو مرتبہ دن رات مین قتال کمان ابرو کا دیدار میسر
ہو جائیگا ان دونون کشتگان دیدار نے کہا کہ جسقدر ممکن ہو وہی غنیمت ہی یہ سنکر بلبل اڑ کر گوشہ
باغ کی طرف جاکر غائب ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد تڑاقا ہوا قبر شق ہوئی اور قتال کمان
ابرو نمودار ہوئی ان دونون شاہزادون نے جو دیکھا آکر پاس بیٹھے اور کہا کہ اے ملکہ تینے
اپنی جان دیکر ہمین بھی دین و دنیا سے کھو دیا قتال کمان ابرو نے کہا کہ خیر جو ہونا تھا ہوا گذشتہ
صلواۃ آئندہ را احتیاط اب بھی ہماری خوشی چاہتے ہو تو جینے تک کاٹا ہی تم ہمارے نام پر
جوگ اختیار کرو یہ دستے اور فساد کی چیزین اپنے جسم سے دور کرو سپر و شمشیر و خود و چار آئینہ
جلم زرہ دستانے موزے ان چیزون کا اب کیا کام ہی ایک ایک برائی کا اندیشہ ہی رکھو
گیروا بستر و لباس اختیار کرو جو فقیرون اور جوگیون کا ہوتا ہی ان دونون گرفتاران سحر نے
اسیوقت تمام اسلحہ اتار کر علیحدہ رکھدیا اور کہا کہ اب تو خوش ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اب مین خوش
ہون لیکن خبردار اب ان چیزون کو ہاتھ نہ لگانا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ اگر اب
بھی تمھین یقین نہ ہو تو ان چیزون کو تم اپنے ہمراہ لیے جاؤ یہ راے قتال کمان ابرو
نے پسند کی اور کہا کہ یہ سب چیزین ہماری قبر مین رکھدو عادل کیوان شکوہ اور
داراب ثانی نے تمام اسلحہ جنگ اتار کر قبر مین رکھدیا بعد اسکے قتال کمان ابرو
رخصت ہو کر اندر قبر کے چلی گئی اور یہ سوچی کہ اب یہ تبرکات بھی یہانسے دور کردینا مناسب
ہی یہ سوچکر تمام اسلحہ لیے ہوے زمین ہی زمین خدمت مین غیور غار نشین کی روانہ ہوئی
اور سب اسلحہ غیور کے سپرد کر کے اب یہ چلی ہے کہ جاکر دونون کو قتل کر ڈالون یہان
عیار لقا بیدار جسوقت باغ سے باہر بھاگ کر آیا سب سے کیفیت بیان کی اور کہا معلوم
ہوتا ہی کہ یہ بلبل وہی ساحرہ تھی جسنے ان شاہزادون کو دیوانہ بنا رکھا ہی ہر چند کہ اسوقت مین اپنی

جان بچا کر چلا آیا مگر ایسا نہ ہو کہ وہاں دونوں شاہزادے قتل ہو جائیں تو ایسی روسیاہی ہو گی
کہ دنیا میں کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہیں یہ پھر جان پر کھیل کر داخل باغ ہوا اور ایک گوشے
میں چھپ کر بیٹھ رہا اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت یہ بھاگا ہے تو باہر باغ کے نہیں گیا
بلکہ گوشۂ باغ میں بیٹھا ہوا تمام باتیں سُنا کیا اور سب کرشمے دیکھا کیا جس وقت قبر بند ہو گئی تو
یہ صورت باغبان کی بنکر سامنے آیا سلام کیا پھول ڈالی میں لگا کر پیش کیے دونوں شاہزادوں
نے فرمایا کہ تو کون ہے عرض کی غلام باغبان ہے دستور میرا یہ ہے کہ تیسرے چوتھے دن مالک
باغ کے سامنے ڈالی لگاتا ہوں اب اِس باغ کے مالک آپ ہیں اِسوجہ سے یہ ڈالی آپ کی
خدمت میں پیش کی فرمایا ہم تو فقیر ہیں ہمیں ان چیزوں سے اب کوئی تعلق نہ رہا مالک اِس باغ کی
دنیا سے رحلت کر گئی اُسکی قبر پر پھول چڑھا دو باغبان نے عرض کی کہ پھر آپ اپنے ہاتھ سے
یہ پھول چڑھا دیجیے تاکہ ملکہ کی روح تر و تازہ ہو یہ سنکر دونوں شاہزادوں نے تھوڑے تھوڑے
پھول ہاتھ میں لیے اور اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوئے قبر کی طرف چلے اور باغبان پیچھے پیچھے
ساتھ ہو لیا بس ہوا کا تھپیڑ جو پڑتا ہے غنچے چٹک کر کھلے نسیم گل اِن دونوں کے مشام میں
پہونچی فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوئے مہتر گردباد نے جلدی سے اِن دونوں شاہزادوں
اپنے عیار کے سپرد کیا اور خود عادل کیوان شکوہ کی صورت بنا اور ایک شاگرد کو دارا
ثانی کی صورت بنا کر اُسیطرح قبر پر آکر بیٹھا اور رباعے واویلا مچانا شروع کی شاگرد اس کے
دونوں پشتارے لیکر لشکر کی طرف چل کھڑے ہوئے اُدھر قتال کمان ابرو جو اسلحہ پہونچا
آئی تو پھر بلبل بنکر شاخ درخت پر بیٹھی اور پکاری کہ اب تمھیں ہماری فرقت شاق ہے اور
ہمیں تمھاری جدائی ناگوار ہے لہذا ہمارا تم تک آنا تو بہت دشوار ہے نہیں معلوم دن رات
میں دو مرتبہ بھی کیونکر آتے ہیں اور تمھارا آنا ہم تک بہت ہی آسان ہے ہرچند کہ منزل
محنت ہے راہ دشوار گذار ہے یہ ہم ہی سمجھے کہ ایسی راہ محنت کو کس آسانی سے طے کیا اگر
تم بھی ہمارے عاشق صادق ہو تو مثل ہمارے گلا کاٹ کر اِس راہ کو قطع کرو تاکہ وصل
حاصل ہو اور فراق برطرف ہو جائے یہ سنکر مہتر گردباد بہت گھبرایا کہ آج تو بیڈھب
سوال ہوا جواب دیا کہ نہ ہمارے پاس خنجر نہ تلوار اِس رشتۂ حیات کو کس چیز سے قطع
کریں سمجھے تو ہمیں بیدست و پا کر دیا بلبل نے کہا کہ اگر تم بیدست و پا ہو تو ہم سامان مہیا کیے دیتے ہیں
یہ کہکر بلبل اپنی جگہ سے اُڑ کر گوشۂ باغ کی طرف چلی گئی اور غرق زمین ہو کر قبر کے اندر پہونچی اور
دو خنجر لیکر قبر شق کر کے بصورت اصلی باہر قبر سے آئی اور کہا کہ لو یہ دونوں خنجر موجود ہیں دیکھیں
ہمیں تمھارا کسقدر خیال ہے کہ خلاف وقت بھی تمھارے پاس چلے آئے اسلیے کہ تم پر سختی موت
آسان ہو دم حسرت دیدار میں آنکھوں تک آکر نہ رک جائے اور تمھاری زبان پر کوئی حرف
شکایت نہ آئے بقول شاعر ؎ آنکھوں میں رک رہا ہے نکلتے نکلتے دم ؛ اچھا سلوک حسرت دیدار
کیا ؎ مہتر گردباد متحیر ہے کہ اب کیا کروں خنجر تو ہاتھ میں لے لیا اور شعر پڑھا ؎ جان دی دلکے کہے
نہ محبت میں سنبھلے ہم ہی دشمن کے وہ دشمن تھے کہ مر کر ہارا تو قتال کمان ابرو نے کہا یہ کیا مہتر گردباد نے

جست کرکے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ باش او مجسم مہتر گرد باد بادیہ گرد غلام لقا بد ابلق سوار میں تو تری
فکر میں ہی تھا خنجر پڑ کر اُچٹ گیا اور قتال کمان ابرو نے گرکا نعرہ کیا زمین نے پانون دونون کے
پکڑ لیے اور قتال کمان ابرو تیغہ پکڑ کر چلی کہ انکو قتل کرون اور بولی غضب کا دھوکا کھایا تھا اگر میں روئین
تن نہ ہوتی تو اسنے کام تمام ہی کردیا تھا دیکھا مہتر گرد باد بادیہ گرد نے کہ اب جان بچتی نظر نہیں آتی
کہا او نکا تہ ہم اپنی سی کرچکے قضا تیری ہمارے ہاتھ سے نہ تھی ورنہ سر الگ پڑا ہوتا اور لاش پھڑکتی
ہوتی یہ کہتے ہی قتال نے ہاتھ بلند کیا اور تیغہ مارنیکا قصد کیا تھا کہ گوشۂ باغ کی طرف سے ایک آواز
پیدا ہوئی کہ خبردار او مردار میں آپہونچا اسے پلٹ کر دیکھا کہ کون آتا ہے اُدھر مہتر گرد باد حیران تھا کہ
یہ کون آگیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ریش سفید عصا ہاتھ میں لیے ہوے کچھ پڑھتے چلے آتے ہین نظر جو
قتال کمان ابرو کی درویش پر پڑی یہ سمجھ گئی کہ سالک صحرا نشین ہین کہا آپ کو ہمارے امور
مین کیا دخل ہے درویش نے جواب دیا کہ اِس مقام کے ہم محافظ ہین اپنی زندگی مین خون ناحق نہ ہونے
دینگے تو نہیں جانتی کہ یہان عملداری ہماری ہے قتال کمان ابرو کے تیور بدل گئے اور پکاری
کہ او بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین تو نہیں جانتا کہ مین کون ہون لے اسے یہ کہتے ہی وہی
شیشۂ آب جو غیور غار نشین جادو نے دیا تھا سالک صحرا نشین پر کھینچ مارا سالک اس سے بچتے
شیشہ سر پر پڑا اور ٹوٹ کر چورا ہو گیا پانی شعلہ بنکر درویش پر گرا تمام جسم مین اُنکے آگ لگ گئی درویش نے اُسی
حالت مین پھونک دی کہ ایک شعلہ اُنکے دہن سے نکلکر قتال کمان ابرو پر پڑا اسکے بھی جسم مین آگ لگ گئی اِدھر
تو یہ جل رہی تھی اور اُدھر درویش جل رہے تھے تھوڑی دیر مین دونون جلکر خاک ہوگئے ایک قیامت کبری
برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی تمام باغ پامال خزان
ہو گیا بارہ دری پیچ ہو کر اُڑ گئی طائران باغ جلکر خاک ہوگئے زمین مین تزلزل ہوئی بیرون نے
شور کیا کہ ما را جوان کشتی نام من قتال کمان ابرو جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ باغ ہے اور نہ چمن ہے نہ بارہ دری نہ نہر سب
چیزین بنائی سحر کی تھین سنکر خاک ہوگئین دو لاشین جلی ہوئی پڑی ہین مہتر گرد باد بادیہ گرد قریب
لاش پیر مرد کے آئے اور نہایت افسوس کیا باغ کے مٹجانے سے کوئی ہستی حائل نور ہی
نہ تھی لشکر سامنے تھا وہان عادل کیوان شکوہ اور داراب تاجی کو ہوش آیا رفقا
سے پوچھا کہ ہم تو باغ مین تھے اِس مقام تک کیونکر پہونچے لوگون نے عرض کی کہ آپ کا رفیق
عیار آپ کو بیہوش کرکے لے آیا تھا اور قاتل آپ کی قتال کمان ابرو واصل جہنم ہوئی اتنے مین
مہتر گرد باد بھی حاضر خدمت ہوا اور فتح کی مبارکباد دی عادل کیوان شکوہ نے حال قتل
قتال کمان ابرو کا پوچھا مہتر گرد باد نے اپنا عیاری کرنا اور قتال کا خنجر مارنا اور اُس کا
روئین تن ہونے کی وجہ سے بچنا اور گرفتار کرکے مستعد قتل ہونا بروقت سالک درویش
کا پہونچنا اور درویش کا قتال کے سحر سے جلنا اور اُسی حالت مین اُسکو بھی پھونک دینا سب بیان
کیا یہ سنکر دونون شاہزادے لاش پر درویش کی آئے اور قبر بنا کر سالک کو دفن کرکے
فاتحہ خیر پڑھا اور دعائے مغفرت کی کہ اِسکی وجہ سے دشمن قوی سے بچکے چھوٹے

ورنہ رہائی ناممکن تھی لاش قتال کمان ابرو کی مزبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے یہان کے باشندون کو بلاکر
راہ نطاق کی دریافت کی معلوم ہوا کہ راستہ طلسم نطاق کو صحراے گرد باد کی طرف سے گیا ہی کہ
مالک وہان کا غیور غار نشین جادو ہی یہ سنکر شہزادہ عادل کیوان شکوہ نے حکم کوچ دیا
لشکر تیار ہونے لگا بارگاہین تیار ہوئین خیمے اُکھڑوا اُکھڑوا کر لادے جانے لگے اسی حالت مین عادل
کو خیال اپنے اسلحہ کا آیا مہتر گرد باد سے فرمایا کہ تلاش کرو مہتر گرد باد نے ہرچند کوشش کی مگر
اسلحہ نہ ملا کر دیکھا سامنے سے ایک مرد پیر چلے آتے ہین آتے ہی سلام علیکم کی آواز دی عادل
کیوان شکوہ اور داراب ثانی نے جواب سلام دیا اور نام پوچھا مرد پیر نے کہا کہ مجھکو
سالک صحرانشین کہتے ہین شاہزادون نے فرمایا کہ آپ اور کوئی سالک ہین درویش نے مسکرا کر
فرمایا کہ مین وہی ہون جسے آپنے دفن کیا ہی مجھے معلوم تھا کہ قتال میرے قتل کا بھی سامان
کرکے آئی ہی اسوجہ سے مین نے ایک موکل کو اپنی صورت پر جانیکا حکم دیا جسنے اگرچہ اِل
کو مارا اور بظاہر خود بھی جل گیا دراصل وہ جلا نہین ہی اور انشاءاللہ صحراے گرد باد مین بھی آپکی
مدد کرونگا آپ اطمینان رکھین اور اسلحہ آپکا یہان نہین ہی قتال کمان ابرو تمام تبرکات و
تحفجات طلسمی غیور غار نشین کے سپرد کر آئی تھی وہ سب چیزین بعد فتح صحراے گرد باد آپکو
دستیاب ہونگی اور اب آپ تشریف لیجائیے دیر نفرمائیے اور مین بھی جاکر مصروف عمل خوانی ہوتا
ہون یہ فرماکر شاہ صاحب رخصت ہوے اور کچھ دور جاکر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے بعد اُنکے
جانے کے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بھی مع لشکر جانب صحراے گرد باد روانہ ہوے
شاہزادہ داراب ثانی بھی ساتھ ہین طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن
داراب ثانی کی یہ حالت ہی کہ روز بروز لاغر ہوے جاتے ہین یہ صدمہ اُنکے دل مین جگہ پکڑے
ہوے ہی کہ مین دلاور بربر سے زیر ہو گیا تھا اور عادل کیوان شکوہ نے اُسکو بہت جلد
زیر کرکے مار ڈالا عادل کی نگاہ مین مین حقیر ہوا اگر میرے پاس بھی تحفجات طلسمی ہوتے تو
مین بھی دلاور سے زیر نہ ہو سکتا افسوس کہ قسمت نے ذلیل کرایا اب اُنکے ساتھ
رہنا کسی طرح مجھکو مناسب نہین ہی اُنسے علحدہ ہو کر اور لباس تبدیل کرکے آزمائش
زور و طاقت کر لینا چاہیے تاکہ عادل کو بھی معلوم ہو کہ داراب بھی رستم زمانہ ہے
یہ سوچتے چلے جاتے تھے مگر کوئی پہلو علحدگی کا نہ ملتا تھا کہ ایک مقام پر صحرا مین چند آہو نظر آئے
داراب نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ مین شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون جس مقام پر لشکر
آپکا قیام کریگا وہان آکر آپسے ملجاؤنگا ہنوز عادل کیوان شکوہ کوئی جواب نہ دینے پائے تھے کہ
داراب نے گھوڑا اُٹھا دیا اور آہوون کی طرف روانہ ہوے عادل کیوان شکوہ داراب کی اس بیرخی پر حیران
ہوے اور کسی قدر ملال گذرا لیکن داراب نے جو گھوڑا اٹھایا اور تعاقب مین آہوون کے چلے کچھ دور تک نظر آئے
بعد اُسکے گردِ سُم مرکب معلوم ہوا کی تھوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہو گئے اُنکو تو آہوون کے تعاقب مین چھوڑ جاتا ہی

احوال عادل کیوان شکوہ کا گزارش کیا جاتا ہی

لب قریب تمام یہ قلعہ اہرمن کے قریب پہونچے لشکر اتارا خبر اہرمن دہ پیکر کو ہوئی

کہ نقابدار ابلق سوار مع لشکر سامنے قلعہ کے خیمہ زن ہے بس دستے ایک نامہ بنام شاہزادہ
عادل تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا اے نقابدار ابلق سوار مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مرد زبردست و
بہادر ہو اور دعوی بھی صاحبقرانی رکھتے ہو اور نہ طاق کی طرف جانے والے ہو میں تمکو منع
نہیں کرتا کہ تم نہ طاق پر نہ جاؤ لیکن اس راستہ سے نہ جاؤ کہ میرے واسطے باعث بدنامی ہے مجھے او
عیور غارنشین سے قرابت قریبہ ہے وہ میرا چچازاد بھائی ہوتا ہے اور اگر خلاف اسکے کروگے تو یاد ہی
رکھنا کہ میں اہرمن کوہ پیکر دیوکش ہوں آج تک میری ضرب کا تلنگ دیوان سے بھی نہیں سنبھالا ہے
پہونچانے کو آدم زاد کی نقابدار ایک ہی ضرب گرز میں پتا بھی نہ معلوم ہوگا کہ مرکب کہاں گیا اور سوار
کہاں ہے میرے ہاتھ سے اپنی جان عزیز کو تلف و برباد نہ کرو بہتر یہ ہے کہ جو بات کہتا ہوں اسپر
عمل کرو یہ نامہ لیکر ایک نامہ دار بخدمت عادل کیوان شکوہ حاضر ہوا اور نامہ دیا شاہزادہ
نے نامہ پڑھا نہایت غصہ آیا کہ یہ مجھسے بھی دون کی لیتا ہے جواب نامہ تحریر کر دیا کہ اگر تم با التجا کہتے
تو مضائقہ نہ تھا میں تمہارے قلعہ کی طرف سے نہ جاتا دوسری طرف سے چلا جاتا مگر اب اسی طرف سے
جاؤنگا مجھے بھی تمہاری ضرب گرز کا نہایت اشتیاق ہے دیکھوں تو وہ کونسی ضرب ہے جسنے دیوؤں کو
پست کیا ہے جسوقت یہ جواب اہرمن دیوکش کو ملا اسنے طیش میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اور سپہ سالار اہرمن کا گرزبان کے
ساٹھ ہزار سواروں سے سامنے لشکر عادل کیوان شکوہ کے آکر خیمہ زن ہوا خبر عادل
کیوان شکوہ کو ہوئی کہ اہرمن کا لشکر قلعہ سے باہر نکلا ہے اور طبل جنگ بجگیا یہ سنکر فرمایا کہ ہمارے
لشکر میں بھی بفضل ایزدی کیا پڑا ہے رہا ہے بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی آواز میں آیا
دونوں طرف تیاری جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور

تتمہ حال عیور غارنشین کا بیان ہوتا ہے

کہ جسوقت قتال کمان ابرو اسلحہ عادل کیوان شکوہ کا اسکے سپرد کرکے اپنے باغ کی طرف پلٹی ہے
تو عیور غارنشین نے وہ تمام اسلحہ اٹھوا کر اہرمن کوہ پیکر کے پاس بھیجدیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ چیزیں لائق
تمہارے ہیں انکو لیکر اپنے کام میں لاؤ یقین ہے کہ مالک اس اسلحہ کا آتا ہوگا اگر تمہارے قلعہ کی طرف آئے تو اسکو
قتل کرکے سر اسکا ہمارے پاس بھیجدینا کہ وہ دشمن ہمارا ہے جسوقت اسلحہ مع پیام اہرمن
کو پہونچا اسنے جواب لکھ بھیجا کہ جو یہ آپکا تحفہ پہونچا لیکن ابھی یہ میرے کام کا نہیں ہے بہادروں کے
مال سے اسوقت مالک ہوتے ہیں جبکہ زیر کرتے ہیں ابھی آپ ان چیزوں کو اپنے پاس رہنے دیں
جسوقت وہ اسطرف آئیگا اور میرے اسکے فیصلہ ہو جائیگا اسوقت یہ اسلحہ انعام میں مجھکو عنایت کیجئے گا
اور میں سر اسکا کاٹ کر خدمت عالی میں روانہ کرونگا یہ پیام پہونچی تو پھر مع اسلحہ واپس کیا عیور
غارنشین نے اسلحہ عادل کیوان شکوہ کا اسلم جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ تا فیصلہ جنگ اسے
اپنے پاس رہنے دو مگر نہایت حفاظت سے رکھنا یہ سنکر اسلم جادو وہ تمام تحائف لیکر اپنے گنبد کی طرف
روانہ ہوا کہ حال اسکا بھی وقت پر گذارش کیا جائیگا غرض یہاں طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور دن نمود
ہوا زنگی شام گردون ہوا آفتاب عالمتاب میدان مشرق میں علم زرفشان بلند کیا اور لشکر شعاع اپنا جمل

بجاتے ہوئے جانب مغرب چلے اور فوج شکست خوردہ گریزان ہوکر نگاہون سے پوشیدہ ہوئی
سے مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے پھولا گل خورشید انجم سحری سے صبح کے ہوتے ہی دونون
میدان جنگ مین آکر صف بندیان کرنے لگے دونون طرف نشان اڑ رہے تھے نیزے چمک رہے تھے
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک پہلوان دیو خصال فیل مست
بیٹھا ہوا مانند فیل کے جھومتا ہوا نمودار ہوا گرگین گرد نے بڑھ کے استقبال کیا اور اپنے سردار کو نہایت
تعظیم و تکریم کے ساتھ لایا جسوقت نظر عادل کیوان شکوہ کی اہرمن کے جثہ پر پڑی تو دل
مین کہا کہ واقعی مین اسم بامسمی ہے اس تن و توش کا پہلوان آج تک نظرون سے نہین گذرا عادل کیوان
شکوہ بہت خوش ہوئے کہ اگر یہ پہلوان مطیع ہوا تو اسکو سالار فوج بناؤنگا یقین تو ہے کہ لشکر صاحبقران
مین بھی اس نمود کا سردار نہ ہوگا ادھر نظر اہرمن کوہ پیکر کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی دیکھا کہ
ایک نوعمر شخص معلوم ہوتا ہے قد و قامت بھی زیادہ بلند نہین ہے قوت بھی نہایت مناسب اور خوبصورت
ہین اسکو تعجب ہوا کہ بظاہر تو یہ اس قابل نہین ہے کہ مجھسے مقابلہ کر سکے بس اس نے اپنے
سپہ سالار گرگین گرد کی طرف دیکھا اور کہا کہ جا باندھ لا اس نقابدار کو یہ سنکر گرگین گرد نے
اپنا گرگدن بڑھایا اور میدان مین آکر خوب سخنشوری کی جب عرق عرق ہوگیا تو نیزہ زمین پر گاڑکے
اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابدار اگر دعوی مردی و مردانگی ہے تو آکر مجھسے سامنا
کر یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ فرس پری پیکر
اڑکر سامنے گرگین گرد کے آیا گرگین نے نیزہ سینہ پر مارا عادل نے ترچھے ہوکر نیزہ
خالی دیا اور ہاتھ بڑھا کر ڈانڈ نیزے کی پکڑ لی اور ایسے زور سے کھینچکر پھینکدی یہ قوت عادل
کیوان شکوہ کی دیکھکر اہرمن کوہ پیکر نے مرحبا کی صدا بلند کی عادل کیوان شکوہ
دل مین خوش ہوئے کہ یہ منصف مزاج معلوم ہوتا ہے ادھر گرگین گرد نہایت شرمندہ ہوا
اور دو سیر چوبدست گران سنگ اٹھا کر سر پر چرخ دیکر سر عادل پر وار کیا عادل کیوان
شکوہ نے دستۂ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ معلوم ہوا کہ دونون ہاتھ دستۂ چوب مین مثل
عشق پیچان کے لپٹے بس یون ہی جو ہاتھ مارا گرگین گرد اوندھے منھ آرہا عادل نے
دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا گرگین کو قاش زین سے اٹھا کر بروے
زمین مارا اور مشکین باندھکر عیارون کے حوالے کیا بس یہ دیکھتے ہی زمانہ نگاہون مین اہرمن
کوہ پیکر کی تیرہ و تار ہوگیا جھٹ مار کر فیل کو اپنے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ بلند
اپنی جگہ سے اکھڑ کر چلا یہان عادل کیوان شکوہ منتظر کھڑے تھے کہ اہرمن کوہ پیکر
سامنے آکر پہونچا اور آواز دی کہ اے نقابدار بہادر غضب کیا تو نے کہ میرے سامنے میرے
رفیق کو کس ذلت و خواری کے ساتھ اسیر کیا اب جبتک کہ اسیطرح جنگجو تجھے گرفتار نہ کرونگا دل کو
قرار نہ آئیگا لاف بہادری کی کہ تیرے دل مین حسرت نہ رہجائے عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ ہم اہل اسلام ہین لاف زنی دستور ہمارا پیشہ نہین ہے اگر خداوند کریم تیری ضرب
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر اہرمن کوہ پیکر نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور

خبردار خبردار لیکر سینۂ بے کینۂ عادل پرور کیا عادل کیوان شکوہ نے نیزہ کو نیزہ پر رکھا سمجھا
طعنین سے چلنے لگیں نیزے [illegible] لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں نکالے ہوئے لڑتے ہیں چنگاریاں
آگ کی نیزوں سے نکل رہی تھیں بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخرکار عادل کیوان شکوہ نے
آواز دی کہ ای اہرمن دیکھ یہی بند ہے کہ جسکا کھلنا ممکن نہیں یہ کہکر نیزہ کو نیزہ سے لپیٹ کر جو جنبش دیا
اور ساتھ ہی جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکل گیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ نگاہوں میں
اہرمن کی تیرہ و تار ہو گیا جھپٹ کر اسنے گرز اپنا لیا اور آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا کب چھوڑتا ہوں تجھے کہ تو سامنے مردان عالم کے یہ تذکرہ کرے
کہ میں نے نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکالدیا تھا یہ کہکر اسنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سر عادل پرور
کیا گرز سے سنانے کی صدا پیدا ہوئی عادل کیوان شکوہ نے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور زین پر
سنبھل بیٹھے لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق
ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ نقابدار اُس تتق گرد میں پوشیدہ ہو گئے اہرمن نے نعرہ کیا کہ
زدم و پست کردم لو خبر نقابدار کی دیکھو کہ کیا حالت ہوئی فوراً مہتر گرد باد بادیہ گردش بگولے
کے قریب آیا اور گرد کی گرد چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار بیہوش کھڑے
ہیں ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہے منہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہے ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی
کے قائم ہیں بس یہ دیکھتے ہی مہتر گرد باد نے آواز دی کہ ای شہریار ہشیار ہجیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہے بس یہ سنتے ہی نقابدار نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب طلسمی تھا کہ طبقہ زمین کا لیے ہوئے
نکلا اور چارون نعلیان اسکے سامنے اہرمن کوہ پیکر کے آگ جھاڑتیں اہرمن نے
جو عادل کیوان شکوہ کو صحیح و سالم پایا نہایت متعجب ہوا کہ آجتک میری ضرب خالی نہ گئی
تھی خستہ وار رو کا وہ پیوند خاک ہوا بس شرمندہ ہو کر اسنے دوسری ضرب لگائی پھر وہی حالت
ہوئی مگر عادل کیوان شکوہ پھر گرد سے نکلے اور سامنے اہرمن کے آئے اہرمن نے تیسری
ضرب لگائی چونکہ مرکب انھوں نے دوسرا منگا لیا تھا تاب لنگر ضرب کی نہ لا سکا کمر مرکب کی ٹوٹی
بس مرکب کے مرتے ہی شاہزادہ گرد سے باہر آیا اور زیر شکم فیل پہونچا اہرمن سے پہلوان
کو مع فیل اٹھا لیا اور خندق کی طرف لیکر چلے دیکھا اہرمن نے کہ پاؤں زمین سے اکھڑ
گئے ہر چند اسنے لنگر مارے مگر عادل کیوان شکوہ اسکو اٹھائے ہوئے خندق کی طرف
چلے جاتے تھے دیکھا اہرمن نے کہ یہ جان نہ چھوڑیگا بس اسنے جست کی اور فیل پر سے علیحدہ
ہوا عادل نے فیل کو اہرمن پر کھینچ مارا اہرمن نے خالی دیا اور عادل کیوان شکوہ سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونوں لشکروں نے آکر گھیر لیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی ہوئی شام
ہو گئی دونوں طرف سے روشنی کا انتظام ہوا جھاڑ کنول فانوس مردنگ برابر سے لگا دیے گئے دونوں جانب سے دو
کاسۂ شیر آگئے دونوں نے پیے اور پھر مصروف تلاش ہوئے تھوڑی دیر میں دودھ پسینا بنکر بہہ گیا تمام
رات کشتی رہی لیکن فیصلہ نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوئے کہانتک بیان کیا جائے کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی
دیکھنے والوں کی آنکھیں رہ گئیں جاتے تھے بری حالت ہوئی پانچویں روز قریب شام

اہرمن کوہ پیکر نے آواز دی کہ او طفل تو کون بلا ہی کہ مجھ ایسے زبردست سے یون کلہ بکلہ
لڑ رہا ہی لے یہ زور آخر ہی روک اسکو یہ کہکر اسنے دونون بازو عادل کے پکڑے اور
سر سینے سے ملا کر اب جو زور کرتا ہی گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور فورًا جھٹکا مارا کہ داہنا گھٹنا
زمین سے ملگیا بس وہی گھٹنہ ٹیک کر شاہزادہ عادل نے بھی دونون بازو اسکے پکڑ
اور کہا کہ میرا بھی یہ زور آخر ہی سمجھ یہ کہکر اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا سترہ قدم دوڑا لیگئے
جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے بس ڈال کر زنجیر کے بند مین باندھا اب جو زور کیا
اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لنگر اہرمن کا ٹوٹا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کو اٹھا لیا ہر چند اسنے
لنگر مارے مگر کچھ نہ ہوا شاہزادہ عادل نے کہا پھڑک لے جسقدر جی چاہے آخر اسنے ہاتھ پانون
ڈالدیے شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اہرمن نے کہا کہ عالم مین
ایک سے ایک زبردست ہی زیر ہو جانے سے مذہب نہین زیر ہو جاتا ہی یون مین آپکا مطیع ہون مگر
مذہب اسوقت تک نہ بدلونگا جبتک حقیقت دین اسلام مجھپر ثابت نہو لیگی یہ سنکر شاہزادہ نے
اہرمن کو چھوڑدیا اہرمن شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا اور کہا کہ ہم اپنے دین کے
علما کو جمع کرتے ہین آپ اُنسے بحث کیجیے اگر آپنے اُنکو بند کردیا تو بیشک مین دین بھی بدل ڈالونگا
ورنہ آپکو میرا مذہب اختیار کرنا ہوگا فرمایا کیا مضائقہ ہی غرض کہ اُس روز تو آرام لیا دوسرے روز
اہرمن نے تمام اہل قلعہ کو جمع کیا اور ایک راہب کو تجویز کر پیش کیا اُسنے چند سوالات کیے عادل
کیوان شکوہ نے ایسے جواب باثواب دیے کہ راہب کو بند کردیا اور اہل مجلس وجد مین آگئے
بعد اُسکے چند سوالات راہب سے کیے کہ وہ جواب بھی نہ دے سکا یہ دیکھتے ہی اہرمن پکار اٹھا
کہ تو بھی شہزور اور تیرا مذہب بھی شہزور تیرا خدا بھی زبردست اے شہریار لعنت ہی دین اکوان
پرستی پر اور کیا کہنا مذہب اسلام کا کہ یہ عجب دین مبین ہی اور اے اہل قلعہ جسکو ہمارا ساتھ
دینا ہو وہ اِس دین کو اختیار کرے ورنہ ایک دن کے اندر قلعہ کو خالی کردے سبنے عرض
کی کہ کون ایسا کور باطن ہی جو راہ راست کو چھوڑ کر وادی کفر مین تباہ و برباد ہو ہم سب نے
بدل اِس دین برحق کو اختیار کیا اسیوقت شاہزادہ نے حکم دیا کہ بتخانے منہدم کرکے
مسجدون کی بنا ڈالی جاے سکہ نام دارا بن جمشید کا جاری ہوا بعد اِسکے اہرمن نے
شاہزادہ کی دعوت کی اور اپنے سپہ سالار کی سفارش کی کہ اگر وہ بھی اِس امر کو پسند کرے تو اُسے
بھی رہا کر دیجیے شاہزادہ نے بخاطر اہرمن گرگین کرد کو بلایا اور پہلے رہا کیا بعد اُسکے
ہدایت بدین اسلام کیا گرگین نے دیکھا کہ سردار میرا مطیع ہوا تو میری کیا حقیقت ہی یہ بھی کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا اب شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ اے اہرمن اب مین نہ طاق پر جاتا ہون
زیادہ ٹھہرنا مجھے منظور نہین ہی کہ بدیع الملک سے فیصلہ جدائی کرنا ہی یہ سنکر اہرمن نے عرض کی
کہ مین ہمراہ رکاب ہون لیکن صحراے گرد باد وہ مقام سخت و دشوار گذار ہی کہ طی کرنا اسکا نہایت
مشکل ہی مالک بس راستہ کا اور نگہبان راہ عیبور غارنشین ہی کہ جو میرا چچازاد بھائی اور رشتہ مین
خداوند طلسم کا باپ ہی ملکہ حیات خوش جمال معشوقۂ اکوان تاجدار کا وہ ہرگز آپکو اسطرف طلسم

نہ طاق پر نہ جانے دیگا ایک تو یہ ساحر زبردست ہی اپنے سحر کے غرور میں کسی کی حقیقت نہیں جانتا علاوہ اسکے
یہ بھی کھٹنڈ ہی کہ راستہ کو میں طلسم بند کرچکا ہوں ساحر بھی نہیں جا سکتا نہ کہ آپ تو غیر ساحر ہیں امید آشتی
بھی نہیں اسلیے کہ ایک تو مالک سے زیادہ غیر کا پاس نہیں ہوسکتا اور مالک بھی وہ جو داماد سے
دشمن کو کیونکر راہ دیگا کوئی بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اپنی دختر کے رنڈاپے کا سامان کرے بہتر یہ ہی
کہ کسی دوسری راہ سے نہ طاق پر تشریف لیجلیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ ہنسے اور فرمایا کہ
اور سب تم بجا کہتے ہو لیکن یہ ممکن نہیں ہی کہ اسطرف سے میں نہ جاؤں اور بخوف غیور غار نشین
دوسری راہ اختیار کروں اگر ایسے ایسے ساحروں سے بھاگتا پھروں گا تو ساحران طلسم سے کیونکر
لڑونگا جس خدائے قادر و توانا نے مجھکو آجتک ساحروں کے فریب سے بچایا ہی وہی آئندہ بھی بچانے والا ہی
اے اہرمن میں وہ شخص ہوں جسنے سات برس کے سن میں طلسم ابلق کو فتح کیا بت دورنگ کو
مارا جو خداوند ساحران کہلاتا تھا اور سامری و جمشید کو طفل مکتب بناتا تھا اسوقت تو میرے پاس
لشکر ہی سپاہ ہی دولت ہی خزانہ ہی جوان ہوں رفیق بھی ہیں دوست بھی ہیں اسوقت تن تنہا تھا اور
سوا اسی ذات پروردگار کے کوئی مددگار نہ تھا دشمنوں میں پھنس کر پڑا ہوا اگر تمھیں اپنے بھائی کا خوف ہے
تو اسی مقام پر ٹھہرو جسوقت یہ مرحلہ فتح ہو لیگا اسوقت پیچھے چلے آنا یہ سنکر اہرمن اٹھ کھڑا ہوا اور
عرض کی کہ اے شہریار یہ جو کچھ میں نے عرض کیا خیر خواہانہ طور سے تھا اگر آپ کو نہیں منظور ہی نہ سہی
میں سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہوں شاہزادہ نے فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے اسیوقت سے
لشکر تیار ہونے لگے صبح کو عادل کیوان شکوہ مع اہرمن کوہ پیکر جانب صحرائے گردباد
روانہ ہوئے اور قلعۂ اہرمن میں گرگین گرد کو چھوڑا جسوقت لشکر انکا صحرائے گردباد کے قریب
پہونچکر خیمہ زن ہوا اور خبر پہنچی غیور غار نشین جادو کو کہ بھائی تیرا دشمن کا فرمانبردار ہوا اور ساتھ
اسکے صحرائے گردباد کی طرف آیا ہی بس اسنے ایک نامہ بنام عادل کیوان شکوہ تحریر کیا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے لقابدار ابلق سوار میں جانتا ہوں کہ تم پہلوان زبردست ہو جوانمرد ہو تمنے
دیو خفال کو زیر کیا مگر خوب سمجھ لو کہ پہلوانی اور شے ہی اور ساحری دوسری چیز ہے پہلوان ساحر پر
غالب نہیں آسکتا میں دوستانہ طور پر سمجھاتا ہوں کہ تم کسی دوسرے راستہ سے نہ طاق پر جاؤ اسطرف سے
جانیکا ارادہ نہ کرو ورنہ بہت تباہ و برباد ہوگے زوج گردباد دگھڑی بھر میں تمھارے لشکر کو تباہ کر دیگی
اور پہلوانی کچھ کام نہ آویگی میں ان دو وجہوں سے بگاڑنا اچھا نہیں سمجھتا ایک تو یہ کہ بھائی میرا تمھارا
رفیق ہے تمھاری دشمنی میں اہرمن کے خون سے بھی ہاتھ بھرنا ہونگے دوسرے یہ کہ مجھے
شرم آتی ہی کہ ساحران نہ طاق سے ہوکر غیر ساحر سے لڑوں تمھارا قتل کر ڈالنا اور چونٹی کا
مار ڈالنا برابر ہی اور دوسرا نامہ اپنے بھائی کے نام لکھا کہ اگر تمنے رفاقت لقابدار کی اختیار
کی تو اچھا کیا کہ تم اسکے زیر ہوئے ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہی مجھے ان امور سے
سروکار نہیں ہی لیکن تم لقابدار کو یہ سمجھاؤ کہ وہ اسطرف سے نہ جائیں ایسا نہ ہو کہ لقابدار
کی وجہ سے مجھے تمھارا لحاظ بھی اٹھا دینا پڑے میں اسلیے بھی انکا سمجھے دیتا ہوں جسوقت
دونوں نامے پہونچے اور عادل کیوان شکوہ مضمون سے آگاہ ہوئے اہرمن کیطرف دیکھا اسنے عرض کی

کہنے لگے جو عرض کرنا تھا میں پہلے ہی عرض کر چکا اُسوقت آپنے قبول نہ فرمایا اب میری رائے نہیں کہ اس
راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی جائے لوگ یہی کہینگے کہ بخوف غیور غارنشین نقابدار پلٹ گئے کر
اور دوسری راہ اختیار کی آپ جو مناسب جانیں وہ جواب لکھ بھیجیں یہ سنکر شاہزادہ نے جواب یہ
تحریر فرمایا کہ اے غیور غارنشین مجھے تمہارے سب حالات اہرمن کوہ پیکر کی زبانی معلوم ہوئے
کہ تم خسر ہو خداوند طلسم کے اور ملازم بھی ہو ہر طرح فرض تمہارا یہ ہی کہ مجھے روکو اگر اسوقت کام آشتی
نکل جائیگا تو آئندہ لڑنا پڑیگا ہر طرح نتیجہ ایک ہی پھر اسوقت کے کام کو دوسرے وقت کیوں اُٹھا رکھو
جو کل ہونا ہی وہ آج ہی کیوں نہ ہو جائے کہ خلش مٹے اور جھگڑا جاتا رہے اور تم مجھکو غیر ساحر سمجھکر
مطمئن نہو اسلیے کہ میں ساحر کش ہوں تمام طلسم ابلق میرے ہی ہاتھ سے برباد ہوا بت دو رنگ
سا ساحر زبردست جو خداوند ساحران کہلاتا تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا اگر تمنے مجھے قتل کیا تو تمام
آفاق میں فخر کر سکتے ہو مگر باینہمہ ؎ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد تو بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
مثل اپنے بھائی کے اختیار کرو کہ دنیا اور عقبیٰ دونوں درست ہوں یہ نامہ نامہ وار کو دیکر
روانہ کیا اور اہرمن کوہ پیکر نے جواب میں لکھدیا کہ اے برادر بہتر یہی کہ دین اسلام قبول کرو دین
برحق ہی یہ شہریار مثل میرے تمہاری بھی عزت کریگا بلکہ مجھسے زیادہ تمہاری آبرو ہوگی کہ تم خداوند
طلسم کے بزرگ ہو جب یہ دونوں نامے غیور غارنشین کے پاس پہونچے اور یہ مضمون سے
آگاہ ہوا کہ اب صلح نہیں ہی بس اسنے اسلم جادو کو لکھ بھیجا کہ طبل جنگ بجوا کر فوج گردباد لیکر سامنے
نقابدار کے جاؤ اور لشکر نقابدار کو تباہ کرو اسلم جادو نے حکم پاتے ہی فوراً طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کو پہونچی کہ صحرائے گردباد سے آواز طبل آرہی ہی چند ہرکارے بجائے
دریافت حال روانہ ہوئے تھے جتنے صحرائے گردباد میں قدم رکھا وہ مفقود الخبر ہو گیا اور پلٹ کر
نہ آیا یہ سنکر شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ اب ہرگز کوئی صحرائے گردباد میں قدم نہ رکھے صبح کو دیکھا
جائیگا اور فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزد متعال کوس جدال نوازش میں آئے
صبح کو جو حریف ہوگا خود ہی سامنا کریگا بس یہ حکم پاتے ہی نقارخانہ رعد آواز نوازش میں آیا
کوس حربی گڑگڑایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام لشکر میں ایک تہلکہ تھا لوگ پریشان تھے کہ حریف
نظر نہیں آتا اور آواز طبل برابر چلی آتی ہی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی اہرمن کوہ پیکر نے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے عرض کی کہ اے شہریار یہ صحرا طلسم بند ہی جو اس وادی میں
قدم رکھتا ہی زمین سے بگولہ بلند ہوتا ہی اور انسان کو پوشیدہ کرکے خود بھی نظر سے غائب
ہو جاتا ہی تین روز تک انسان اس گنبد خاکی میں قید رہتا ہے اور گھٹ کر ہلاک ہو جاتا ہے
یہ سحر اسلم جادو کا ہی جبتک اسلم نہ مارا جائیگا اُسوقت تک یہ حالت برطرف نہ ہوگی اور
مسکن اسلم جادو کا گنبد مینائی میں ہی یہ گنبد زیر زمین واقع ہی وہاں پہونچنا وہاں تک سخت دشوار
ہی یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خدا ہر وقت میں مددگار ہے غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب
برطرف ہوا اور پردہ شب سے صبح نمودار ہوئی شاہ تابان مع لشکر سیارگان گوشہ مغرب میں جا کر
پوشیدہ ہوا اور شاہ خاور مع لشکر شعاع بکروفر میدان مشرق میں نمودار ہوا تھا کہ ان صحرا کی

آشیانوں سے نکل نکلکر شاخہاے درخت پر بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے گلہاے
و غنچوں شگفتہ ہوئے تمام صحرا رشک بستان ارم معلوم ہوتا تھا وہ جنگلی پھولوں کی خوشبو نسیم بہار کے
جھونکے سبزہ خوابیدہ کا اینڈ اینڈ کر سونا ایک عجیب سمان تھا شاہزادہ عادل کیوان
شکوہ فریضۂ سحری کو ادا کرکے مسجد کے پاس سے باہر تشریف لاے رفقا حاضر ہوئے اہرمن کوہ پیکر نے
سلام کیا شاہزادہ نے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر جلوہ فرمایا ساتھ ہی رفقا بھی
اپنے مرکبوں پہ سوار ہوگئے پشت پر اسی ہزار سوار گھوڑے قابو میں کیے ہوے جانب صحرا لے کر دیلاور
روانہ ہوگئے اور سرحد کے قریب آکر مرکب کو روکا صفیں آراستہ کرکے کھڑے ہوے اور آمد لشکر حریف کے
منتظر ہوئے دیکھا کہ جانب صحراے گردباد سے تیق گرد بلند ہوا آتے آتے قریب پہونچکر گردش ہوئی اور
ول گرد سے ہزارہا بگولے نمودار ہوے ہر بگولے کی یہ ہیئت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کوئی گھوڑے پر
سوار چلا آتا ہی پہلے تو شاہزادہ کو یہ خیال ہوا کہ ان بگولوں میں سوار پوشیدہ ہوں گے مگر جب قریب
پہونچکر انھوں نے صفیں باندھیں تو حیرت زیادہ ہوئی کہ کیا یہ بگولے لڑینگے اہرمن کوہ پیکر نے عرض
کی کہ اے شہریار یہی لشکر گردباد ہی اور افسر انکا اسلم جادو ہی جس وقت فوج گردباد صفیں آراستہ کر چکی
تو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست تخت سحر اڑاتا ہوا لشکر گردباد میں داخل ہوا اور مرتبہ سرداری صف لشکر
میں تخت اسکا قائم ہوا اہرمن نے شاہزادہ سے عرض کی کہ اسلم جادو یہی ہی یکایک اسلم جادو نے
اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ مار لو ان سرکشوں کو کہ انھوں نے خداوندی طاق پر چڑھا دی ہی بس یہ
سننا تھا کہ تمام بگولے چرخ مارتے ہوے چلے مہتر گردباد یہ کر دے عادل کیوان شکوہ ہنسے کہ
کہ یہ چند سحر سے گردباد میں ہرگز قدم نہ رکھیے گا کہ وہ مقام طلسم بندی ہے انکو یہیں آنے دیجیے یکایک تمام فوج گرد
باد لشکر عادل کیوان شکوہ پر آپڑی جوانان لشکر نے تلواریں کھینچیں اور لڑنا شروع کیا لیکن
لڑیں تو کس سے لڑیں انسان ہو تو اس سے قتل کریں دیو ہو تو مقابلہ کا لطف اٹھے ایک بگولہ گرد
پر تلوار مارنے سے گردش ہوئی اور رنجیر ملائی اور بگولہ چرخ مارتا ہوا جس سوار جس پیدل سے لپٹا اسکو
لے کر سینہ سے لپٹے صحرا میں لیے چلا گیا تھوڑے عرصہ میں آدھے سے بھی لشکر کم رہ گیا اور عادل
کیوان شکوہ نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے یکایک اسلم جادو تخت سحر اڑاے ہوئے
قریب عادل کیوان شکوہ کے پہونچا اور کمند سحر مار کر عادل کو پکڑ لیا ہرچند شاہزادہ نے
زور کیا مگر کچھ نہوا حلقے کمند کے نہ ٹوٹے اسلم جادو نصف سے زیادہ فوج گرفتار کر چکا تھا اور اب
اسکے بعد افسر فوج کو بھی گرفتار کر لیا اب لڑتا کون رہا باقی ماندہ آپ ہی روپیٹ کر چلے جاینگے یہ
سوچکر اسلم جادو پلٹا اور لشکر گردباد بھی صحرا کو واپس گیا اسلم شاہزادہ کو لیے ہوئے داخل گنبد ہوا
یہاں لشکر نہایت پریشان اور بیدل ہوا ادھر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو مقید کر کے
ایک نامہ بحضور غیور غارنشین جادو کو لکھا کہ میں نے دشمن کو نصف لشکر سمیت گرفتار کر لیا ہی اب کیا حکم ہوتا
غیور غارنشین نے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت اسلم جادو دشمن کو گرفتار کرے
تو تین روز کے بعد قتل کرنا چاہیے اگر اندر اس مدت کے ارادہ کیا تو فتح کے بدلے شکست قلمرو میں آئیگی
اور بعد تین یوم گذر جانے کے پھر کوئی مددگار ان لوگوں کا ان تک پہونچ نہ سکیگا چاہیے اسی زمانے میں

مددگار قیدی کا قیدی تک پہونچ بھی جاوے تو قیدی کے قتل کا ارادہ نہ کرنا ورنہ سوا پچھتانے کے کچھ
ثمر نہ آئیگا بس یہ دیکھکر غیور غارنشین جادو نے اسلم جادو سے کہلا بھیجا کہ تین روز کے بعد ان
قیدیون کو ہمارے سامنے قتل کرنا غار سے نکلکر ہم بھی اِنکے قتل کا تماشا دیکھینگے اور خبردار اندر اس مدت
معینہ کے اِنکے قتل کا ارادہ نہ کرنا یہ دیکھکر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور حریر
جادو کو لکھ بھیجا کہ تین روز بیرونی راستہ کی خوب حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار انکا آ جاوے جسوقت
قید عادل کیوان شکوہ کی پاس حریر جادو کے پہونچی اِسنے تخت اپنا ہٹوا دیا اور بدہیئہ نقب مین عادل
کیوان شکوہ کو گرا دیا بعد ازآن پھر اپنا تخت بچھوا کر آپ بزم عیش آراستہ کر کے بیٹھی اور مصروف
شراب خواری ہوئی جسوقت عادل کیوان شکوہ نقب مین پھینکے گئے ہین اور آنکھ اِنکی کھلی تو دیکھا
کہ نہ ہاتھون مین ہتکڑیان ہین نہ پاؤن مین بیڑیان نہ گلے مین طوق نہ کوئی محافظ ہمراہ ہی اور
اپنے کو ایک میدان مین پایا کہ جا بجا صدہا گنبد خالی بنے ہوے تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی
سوا اُن گنبدون کے کچھ نظر نہ آتا تھا عادل کیوان شکوہ قریب ہر گنبد کے گئے دیکھا تو دروازے گنبدون
بند پائے حیران و سرگردان پھرتے پھرتے قصد کیا کہ ایک گنبد کے دروازہ کو کھولنا چاہیے دیکھا تو
ہر ایک دروازہ اندر سے بند معلوم ہوتا ہی عادل نے چاہا کہ بزور صاحبقرانی دروازے کو توڑ
ڈالون ہر چند زور کیا مگر دروازہ نہ ٹوٹ سکا بس آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ ان
گنبدون مین تمھارے لشکر کی قید ہین شام کو یہ دروازے خود بخود کھلینگے اُسوقت اپنے ملازمون سے
مل لینا تمھاری اتنی خاطر کی گئی ہی کہ گنبد تنگ و تاریک مین نہین بند کیئے گئے ہو بلکہ اس میدان وسیع مین
چھوڑ دیئے گئے ہو یہ سنکر عادل کیوان شکوہ اپنے حال زار پر رونے لگے جسوقت شام
ہوئی تو دیکھا کہ تڑاق تڑاق دروازے وا ہوے اور ہر گنبد مین سے ایک ایک سپاہی نکلا اپنے
سردار کو دیکھکر مجرا کیا اور کہا کہ اے شہریار کیا آپنے ہمکو آکر رہا کیا فرمایا مین خود اسیر پنجۂ
تقدیر ہون اب اگر خدا رہائی دیگا تو خیر ورنہ کوئی رہا کرنے والا نہین ہی کچھ دیر تک سبکے سب
اپنے سردار کو گھیرے بیٹھے رہے بعد اُسکے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اپنے اپنے مکانون مین چلے
جاؤ زیادہ ٹھہرنیکا حکم نہین ہی سب نے عرض کی کہ ہم تو اپنے سردار سے علیحدہ نہ ہونگے آواز آئی
کہ اگر خود علیحدہ نہ ہوگے تو جسطرح پہلے علیحدہ کیے گئے تھے اُسیطرح اب بھی جدا کر لیے جاؤ گے
پھر ان لوگون نے نہ مانا کہ یکایک ہوائے تند چلی اور وہ گنبد بگولے کی طرح چرخ مارتے ہوئے
قریب ہر ایک سپاہی کے آئے اور سب کو اُسیطرح گرفتار کر لیگئے جو بگولے کے چرخ مین پھنسا وہ
پھر نہ نکل سکا اور بگولے اپنے اپنے مقام پر گنبدون کے مانند قائم ہو گئے اور عادل کیوان
شکوہ منھ دیکھا رہ گئے حسرت سے ایک آہ سرد کھینچکر جانب فلک دیکھا اور کہا کہ خداوندا
اب تو کوئی آثار رہائی کے نہین معلوم ہوتے لہذا ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری آکر
قبض کر لین انکو تو اس پریشانی مین چھوڑا جاتا ہی اور حریر جادو کو حفاظت راہ مین مصروف شراب خواری رکھکر

کچھ حال مہتر گرد باد کا عرض کیا جاتا ہی

بعد گرفتاری عادل کیوان شکوہ لشکر انکا نہایت پریشان ہوا سیکڑون تیغے تلوارین کھینچ کھینچ کر داخل صحرائے گرد باد ہوئے

اوریکو نے انکو گرفتار کرکے گنبدون مین بند کرگئے لیکن مہتر گردباد یہ حال دیکھکر مضطرو پریشان صحرا کیطرف روانہ
ہوگیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا فکر کرنا چاہیے اور کیونکر پتہ اپنے آقا کا لگانا چاہیے
کہ وہ کہان ہین اور انپر کیا گذری اسی سوچ مین بیٹھا ہوا تھا جو سلامٌ علیک کی آواز پیدا ہوئی کہ
دیکھا سالک صحرانشین سامنے چلے آتے ہین مہتر گردباد بادیہ گرد برائے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا سالک صحرانشین
نے فرمایا کہ اے مہتر گردباد مین اپنا چلہ توڑکر آیا ہون مجھے اپنے علم و عمل کے ذریعہ سے معلوم ہوا
کہ شاہزادہ مبتلائے بلا ہوگیا ہے اور زندان مین قید ہے اور پہرہ حریر جادو کا قائم ہوا ہے دروازہ
زندان بالکل پوشیدہ ہے کسیکا پہونچنا ممکن نہین ہے اور اگر کوئی پہونچا بھی تو گرفتار بلا ہوگا اور اگر
تین روز شاہزادہ کو قید مین گذر گئے اور کوئی صورت رہائی نہ پیدا ہوئی جب بھی مشکل ہے
کہ پھر سوا قتل کے کوئی چارہ نہوگا لہذا مین پتہ زندان و محافظ زندان کا بتلائے دیتا ہون آگے
کوشش تمہاری ہے اور اگر تم بھی گرفتار ہوگئے تو پھر مین خود آؤنگا یہ کہکر مہتر گردباد کو ایک
سمت بتائی اور کہا کہ اسیطرف چلے جاؤ گے بڑھکر تمکو ایک درخت ملیگا زیر درخت ایک
میمون بزرگ بیٹھا ہوگا گلے مین اُسکے ایک رسن سحر بندھی ہوگی وہ فریاد کریگا اور تمھین پکاریگا
تم قریب اُسکے جانا اور یہ کارد لیتے جاؤ اُس سے رسی اُسکے گلے کی کاٹ دینا وہ کہیگا کہ تم نے
مجھپر بڑا احسان کیا اب معاوضہ اسکا کیا چاہتے ہو تم کہنا کہ مجھے مکان مین حریر جادو کے
پہونچا دے یہ سنکر وہ بندر لرزیگا مگر ہمراہ تمہارے چلیگا اور دروازہ مکان پر پہونچاکر خود باہر ٹھہر
جائیگا تم داخل مکان ہونا اور جو ہوسکے وہ کرنا یہ کہکر سالک صحرانشین تو نظرون سے پنہان ہوگئے
اور مہتر گردباد کارد ہاتھ مین لیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا جاتے جاتے قریب اُس درخت
کے پہونچا جسکا پتہ سالک صحرانشین دے گئے تھے دیکھا کہ واقع مین کہ ایک بہت بڑا جگادری
رسی مین بندھا ہوا ہے بندر کی نظر جو اس عیار پر پڑی رسی کو جھٹکے دینے لگا اور اشارون سے
بتاتا تھا کہ مجھے کھول دو مہتر گردباد قریب اُس بندر کے پہونچا اور رسی اسکی کارد سے
کاٹ دی بندر اُس قید سے رہا ہوکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے شخص تونے مجھپر بڑا احسان
کیا اب عوض اسکا کیا چاہتا ہے مہتر گردباد نے کہا کہ مجکو مکان پر حریر جادو کے پہونچا دے
بندر یہ سنکر تھرتھرانے لگا اور پکارا کہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے حریر جادو بلائے
بیدرمان اور آفت روزگار ہے اُسنے میری یہ حالت کر رکھی ہے کہ آدمی سے جانور بناکر اِس
درخت سے باندھ دیا تھا دوسرے تیسرے روز آیا کرتی تھی اور مجھے پھر انسان بناکر اپنا منھ کالا
کرواتی تھی یا خود بندریا بنکر جفت ہوتی تھی اور چلی جاتی تھی آج تمہاری بدولت مین نے اِس
قید سے رہائی پائی مگر دیکھیے اپنی ہیئت اصلی پہ کب آتا ہون مہتر گردباد نے
کہا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو اور کیا پیشہ کرتے تھے بندر نے کہا کہ اب یہ باتین
ابھی نہ پوچھو جسوقت جانور سے آدمی کا جامہ میسر آئیگا اسوقت بیان کرونگا اب چلو
مین تمھین حریر جادو کے مکان پہ پہونچا دون یہ کہکر بندر آگے آگے چلا اور مہتر
گردباد اسکے پیچھے پیچھے جاتے جاتے ایک خرابہ مین داخل ہوا مہتر

گرد باد بھی اُس خرابے میں پہونچا بندر نے ایک کنوئیں پر پہونچکر کہا کہ اِسی چاہ بیژن میں کسی جگہ بیٹھا ہوں
جب تم پلٹ کر آؤ گے تو مجھکو یہیں پاؤ گے مہتر گرد باد بسم اللہ کہکر کنوئیں میں کود پڑا اب
آنکھ کھلی اور پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو دیکھا کہ میدان ہے اور ایک مختصر سا مکان بنا ہوا
ہے دروازہ اُسکا بند ہے گانے کی آوازیں چلی آتی ہیں مہتر گرد باد سوچنے لگا کہ کیا فکر کرون سوچتے
سوچتے صورت اپنی اُسی بندر کی ایسی بنائی اور دیوار پر چڑھکر اندر مکان کے چھم سے
کودا اور یہ شعر پڑھا ؎ کودا کوئی یون گھر میں ترے دھم سے نہ ہوگا ٭ وہ کام کیا ہم نے
جو رستم سے نہ ہوگا ٭ اب وہ عورتیں تو بندر کو دیکھتے ہی بھاگیں مگر حریر جادو بغور دیکھنے لگی کہ
کہیں یہ وہی میرا پالا بندر تو نہیں ہے یہ اُٹھکر قریب آئی اور سر پر ہاتھ پھیرنے لگی بندر خوش فعلیاں
کرنے لگا حریر جادو سمجھی کہ یہ بھی کیسا پالا معلوم ہوتا ہے خیر پہلے ایک ثواب دوسرے اُسے
یہاں رکھونگی کہ یہ اصلی ہے اور اُسے وہیں رہنے دونگی کہ وہ انسان ہے اور وقت پر کام نکلتا ہے
یہ خیال کرکے چمکارتی ہوئی اپنے حجرہ کی طرف چلی بندر خوش فعلیاں کرتا ہوا ساتھ چلا
جیسے ہی یہ آکر تخت پر بیٹھی بندر بھی اُچک کر تخت پر بیٹھ گیا حریر جادو نے کہا کہ
نہیں معلوم کس بے تمیز نے اِسکو پالا ہے کہ یہ اسی کا عادی ہے بات زیادہ آچکی تھی یہ تخت
پر سے اُٹھکر مسہری پر بیٹھی بندر بھی آکر مسہری پر لیٹ رہا اب تو حریر جادو پریشان ہوئی ہرچند کہ
دوسرے ارادہ میں خود تھی مگر اِس خیال سے ڈری کہ نہ معلوم یہ جانور کیون کر پیش آئے اُس
بات کا بھی عادی ہے یا نہیں ہے آخرکار اسنے پٹہ گلے میں ڈالا اور قریب اپنے باندھ دیا یہ پیچکے
بندھے رہے جب صبح ہوئی تو حریر جادو خواب مرگ سے بیدار ہوئی اور تخت اپنا اُڑوا کر قریب
دہنہ نقب کے آئی اور پھر اسم سحر پڑھا وہاں گنبد شق ہوئے اور لوگ باہر ہوکر گرد عادل
کیوان شکوہ کے جمع ہوئے بعد کچھ دیر کے اسنے کچھ دوسرا اسم پڑھا کہ گنبد چرخ مارتے ہوئے
چلے اور پھر کل لوگوں کو گرفتار کرکے اپنے اپنے مقام پر گنبد بدستور قائم ہوگئے بندر کو شبہہ ہوا
کہ اِس نقب میں کچھ اسرار ضرور ہے عجب نہیں کہ آقا ہمارے اِسی میں قید ہوں جب حریر جادو اپنے کام سے
فراغت کرچکی تو اسنے پھر تخت اپنا دہنہ نقب پر پھوادیا اور آپ تخت پر آکر بیٹھی
دسترخوان بچھا کھانا کھائی جاتی تھی اور بندر کے آگے نوالے پھینکے جاتے تھے لیکن بندر
نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا آخر اِس کو ترس آیا اور خیال ہوا کہ شاید ساتھ کھانے کا
عادی ہے ایک کنیز سے کہا کہ پٹہ اِسکے گلے سے اُتار دے اُسنے پٹہ اُتار دیا بندر جست
کرکے قریب حریر جادو کے آبیٹھا حریر جادو نوالے بنا بنا کر دینے لگی ایک نوالہ بندر
نے بھی بنا کر حریر جادو کو دیا یہ دل میں خوش ہوئی کہ اِس بندر سے تو انسان کا لطف
حاصل ہوتا ہے لیکن جب اسنے نوالہ کھا لیا کھاتے ہی درد سر پیدا ہوا اسنے ہاتھ کھینچا
دسترخوان تو بڑھایا گیا اور حریر جادو کو ایسی گرمی معلوم ہوئی کہ یہ اُٹھکر ٹہلنے لگی ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور حریر جادو گری گرتے ہی اسکے مہتر گرد باد نے نعرہ کیا اور
وہ خول جو پہنے تھا اُسکے جسم پر سے دور کرکے تیغ ماری کہ سر حریر جادو کا تن سے جدا ہوا لاش

اسکی پھڑکنے لگی آندھی چلی خاک اڑی ایک قیامت برپا ہوئی جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی
تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہمارا نام من حریر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
وہان جسقدر گنبد تھے دھوان ہو کر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اور تمام اہل لشکر رہا ہو گئے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ حیران تھے کہ یک بیک گنبد کیا ہوے لیکن مہتر گردباد جو
حریر جادو کو قتل کر کے فوراً نقب مین کود پڑا تھا کہ نہین معلوم کیا افتاد ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی اسکا حامی
آکر مجھے بھی اذیت دے زمین پر پانون آشنا ہوتے ہی دیکھا کہ شاہزادہ عادل بیچ مین کھڑے
ہین اور ہر چہار طرف سے اہل لشکر گھیرے ہوے ہین کہ مہتر گردباد نے سامنے جا کر سلام کیا اور
عرض کی کہ ای شہریار مبارک ہو مین نے حریر جادو کو مارا اب آپ مقید نہین ہین چلیے لشکر مین
تشریف لے چلیے اب جو خیال کیا تو سامنے گنبد بینائی نظر آرہا ہی حریر جادو کے مرجانے سے سب حجاب
دور ہوگئے تھے شاہزادہ مع لشکر گنبد کی طرف چلا کہ اسیطرف سے راستہ انکی بارگاہ کا تھا تھوڑی
دور چلے ہون گے کہ ایک شخص کو دیکھا نہایت قوی تن بلکہ برہنہ بیٹھا ہوا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ
پیچھے رکھے ہوے ہی سب حیران تھے کہ یہ کون جنگلی ہی مگر اس شخص نے مہتر گردباد کو پہچانا اور کہا کہ ذرا
میرے قریب آئیے جسوقت مہتر گردباد قریب اسکے پہونچے اسنے کہا کہ کیا آپنے حریر جادو کو
مار ڈالا مہتر گردباد ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ کوئی ساحر ہو تو ایک بلا ہے بلکہ دوسری آفت مین
نہ مبتلا ہو جاؤن مہتر گردباد نے انکار کیا وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے خوف نہ کیجیے مین ساحر
نہین ہون مین وہی بندر ہون جسے آپنے درخت سے کھولا تھا اور مین نے آپ کو حریر جادو
کے مکان کا راستہ بتایا تھا اگر حریر جادو نہ مرتی تو مین جامۂ انسانی مین نہ آتا برائے خدا کوئی
کپڑا دیجیے کہ مین ستر کرون مہتر گردباد نے اسکو کپڑا دیا کہ اسنے ستر کو چھپایا شاہزادہ عادل
نے پوچھا کہ یہ کون ہی مہتر گردباد نے ساری حالت اسکی بیان کی اور اس شخص نے
عرض کی کہ نام میرا تہمتن کوہ پیکر ہی مین بھائی ہون اہرمن کوہ پیکر کا ایک روز برائے
شکار اس صحرا کی جانب آنکلا تھا یہ ساحرہ مجھکو پکڑ لائی اور بندر بنا کر درخت سے باندھ
دیا تھا آج آپکی بدولت رہائی پائی شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا بھائی بلکہ میرا رفیق ہے
مین نے اسکو زیر کیا وہ لشکر مین میرے موجود ہی یہ سنکر تہمتن کوہ پیکر نے دست
بوسی کی اور ساتھ ہوا اُدھر اسلم جادو کو معلوم ہوا کہ حریر جادو قتل ہوئی اور قیدی رہا ہو کر
بھاگے ہین بس یہ خدمت مین غیور زنار نشین کی پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آپنے
تین روز قید رکھنے کا حکم دیکر یہ بلا لگائی کہ حریر جادو قتل ہوئی ورنہ یہ سب قتل ہو جاتے
غیور زنار نشین نے پھر پرچہ احکام پنجرالہ کاہنہ نکال کر دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ اتفاقیہ
پرچہ ہاتھ سے چھوٹ کر مشعل آتشین پر گرا مشعل خوب روشن تھی پرچہ جلگیا یہ دیکھکر
غیور سر پیٹنے لگا اور کہا اے اسلم جادو یہی علامتین بربادی و تباہی کی ہین اب
پابندی کسی چیز کی نہین ہے جو تجھسے ہو سکے وہ کر جا سب ابھی جا کر سب کو قتل
کر ڈالو اور مین بھی آتا ہون یہ سنکر اسلم جادو وہان سے پھرا یہان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ

مع لشکر قریب گنبد مینائی کے پہونچے تھے کہ یکایک تڑاقا ہوا اور گنبد شق ہوا اور لعقبر دہ
اسلم جادو کا ہوا شاہزادہ تلوار کھینچکر اسلم جادو کی طرف چلا تھا کہ اسلم جادو نے پھر اسم سحر پڑھکر
ایک دو کو ہتر زمین پر مارا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور غبار سیاہ زمین سے نکلا پھیلنے لگا اور
اُس غبار سے بچھے بالشت بالشت بھر کے مثل حشرات الارض کے نکلکر لشکر عادل کیوان شکوہ
کی طرف چلے اُدھر تو وہ غبار چھا گیا اور روز روشن شب تاریک بنگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
اُدھر بچھوؤں نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر پریشان تھے جب تلوار ہلاتے تھے تو حریف
کو ضرب ہوتی تھی تھوڑے آدمی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اب ہر طرف استغاثہ کی صدا بلند ہوئی لوگ
مضطرب و حیران ہوئے اور اسلم جادو شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ کی جانب چلا کہ اب اسوقت
اسکو قتل کر ڈالوں کہ یکایک روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے
دیکھا کہ ایک چوکی صندل کی بالائے ہوا اُڑتی ہوئی چلی آتی ہے اور اُس چوکی پر سالک
صحرا نشین بیٹھے ہوئے ہیں اور چار شخص عجیب الخلقت سالک صحرا نشین کے ہمراہ ہیں ہاتھوں
میں اُنکے مشعلیں روشن ہیں سالک صحرا نشین نے آتے ہی تسبیح اپنی سے کہ ہیں عادل کیوان
شکوہ کے پھناوی کریہ سحر سے محفوظ ہیں اور اپنے چاروں موکلوں میں سے ایک کو اشارہ
کیا کہ جا کر اسے پھونک دو فوراً وہ مشعل لیتے ہوئے اسلم جادو کی طرف چلا اسلم جادو نے
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ موکل نے جا کر مشعل اُسکے جسم سے لگا دی فوراً اسلم جادو کے جسم میں آگ
لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ بنکر خاک ہوا بس اُسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی وہ آندھی اور غبار
تو برطرف ہو گیا گنبد پرنچے ہو کر اُڑ گیا مگر آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخرکار
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسلم جادو و بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو میدان کو صاف پایا مگر لاش اسلم جادو کی زمین پر پڑی ہوئی تھی
ہنوز بدحواسی اہل لشکر کی دفع نہ ہونے پائی تھی کہ جا بجا سے زمین شق ہونے لگی اور ساحر
نکلنے لگے اور سحر بہائے سحر پڑھ پڑھکر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلے اور ایک
ساحر زبردست طبقہ شق کر کے اسطرح زمین سے نکلا کہ صحرا ہل گیا زلزلے کے آثار نمودار
ہوئے اور اُسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم غیور غار نشین جادو یہ سنتے ہی غیور غار نشین نے
ایک شیشہ جھولی سے نکالا کہ اُس شیشہ میں پانی بھرا ہوا تھا بس اُس شیشہ کو زمین پر دے
مارا کہ شیشہ ٹوٹا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مگر ٹکڑے اُڑکر جسکے جسم پر پڑے وہ ہلاک
ہوا بعد اُسکے وہ پانی ایک سیلاب بلا بنکر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلا آن واحد
میں سیکڑوں کو غرق کر دیا ہزاروں ڈوبنے لگے شور و غوغا بلند ہوا سالک صحرا نشین نے
کچھ اسم متبرک پڑھکر زمین پر ایک لکیر کھینچ دی فوراً زمین شق ہو کر ایک غار عمیق نظر آنے لگا
اور وہ سیلاب اُس غار میں جا کر غائب ہو گیا زمین خشک نظر آنے لگی بس یہ دیکھتے ہی غیور غار نشین نے
آواز دی کہ او درویش میں پہلے ہی سمجھے ہوئے تھا کہ ایک روز تیری ذات سے فتنہ برپا
ہوگا مگر احکام پیر نالہ کا پہنچ سے مجبور تھا کہ تجھے اسوقت تک زندہ رہنے دیا اگرچہ قتل کی ممانعت

ز تحریر ہوئی تو وہین کپ کا سنگ مثلا چھپتا ہوتا تھا اب بھی سے ہوشیار ہو جا یہ کہکر قہقہہ مار رہی اور
صورت اپنی ایک اژدہے کی پیدا کی اور قلعہ کو مانشین چھوڑتا ہوا سالک صحرانشین کی طرف چلا
جب دم کشتی کی موسوم نکل گیا جو لوگ راستے روکنے کو بڑھے تھے وہ سب ہلاک ہوئے کچھ لوگ دم کشتی
کے ساحر لشکر اژدر مین پھنسے کچھ حرارت نفس سے جلکر خاک ہوگئے اب یہ قریب درویش کے جا پہونچا
اور اسنے قصد کیا کہ درویش کو بھی نگل جاؤن انھون نے اپنے موکلون کی طرف دیکھا چارون
موکل شعلین ہے پیچھے غیور غارنشین جادو پر جا گرے اسے دم کشتی کی اور چارون موکلون کو
مشتعل نگل گیا بس پھٹ ہی گیا ادھر تو درویش بیہوش ہوکر گرے ادھر غیور غارنشین سے یہ
اژدر گرم ہضم نہ ہو سکے انھین شعلون سے اسکے جسم مین آگ لگ گئی اور شعلے نے سر کھینچا اور
غیور غارنشین جلکر خاک ہو گیا اور وہی شعلہ پلٹ کر اسکے ساحرون پر گرا کہ انکو بھی جلا کر
خاک کیا اب یہ شعلہ لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اہل لشکر کو جلانے لگا بس
خاک کر گیا خرمن جان کو پھونک دیا لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور بہت
مردون نے جگہ چھوڑ دی اور جلکر خاک ہوئے سپاہیون نے اس خیال سے بڑھ بڑھ کر شعلے کو دبا
کر ایسا نہ ہو یہ مالک پر ہمارے آپڑے وہ یون جلکر خاک ہوئے مالک صحرانشین بیہوش پڑے
تھے اب اس شعلہ کو کون روکے مہتر گرد باد یہ گو دے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے
عرض کی اے شہریار اسی سے کہنے کو اس شعلہ پر تیغ مار دیجیے شاید اسکی برکت سے شعلہ فرو ہو جائے
ورنہ ہر طرح مرتا ہی شاہزادہ نے رائے مہتر گرد باد کی پسند فرمائی اور کھنچا کے سے آکر اس شعلہ
سرکش پر تیغ مارا یہ معلوم ہوا کہ آگ پر پانی گرا شعلہ افسردہ ہوکر رہ گیا ادھر تو وہ شعلہ گل ہوا
ادھر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من غیور غارنشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نہ رسیدیم اب جو دیکھا تو ہر طرف ہزارہا لاشین جلی ہوئی پڑی ہوئی ہین اور غیور غارنشین کی
ان کشتی کے مقام پر ایک خاک کا ڈھیر تھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ قریب سالک صحرانشین
آئے دیکھا تو درویش قریب بہ ہلاکت ہین اشارہ سے قلم دوات طلب کر رہے ہین مہتر گرد باد نے دوات
قلم کو حاضر کیا درویش نے لکھا کہ آج کا روز میرے واسطے دنیا مین روز آخر تھا اگر آج یک اور غیور
غارنشین غار سے باہر آتا تو کل اسکے سحر کا روکنے والا کوئی نہ تھا الحمد للہ کہ میری زندگی مین یہ
مرحلہ سر ہو گیا اب اتنی وصیت ہے کہ خاک میری برباد نہ ہونے دیجیے گا اور لاش کو خانہ کعبہ روانہ
فرما دیجیے گا یہ لکھکر درویش کی آنکھین پھر گئین نبضین ساقط ہو گئین ہاتھ ٹھنڈے پھر موت کا
پسینہ آیا تھوڑی دیر مین روح انکی جسم سے مفارقت کر گئی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع لاش
درویش اپنے لشکر مین آئے اور چند کس کو ہمراہ کر کے لاش انکی جانب خانہ کعبہ روانہ کی بعد اسکے آگے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ وہان سے ہاتھ باندھے چلے آتے ہین انھون نے آکر عرض کی کہ ہم ملازم
ہین غیور غارنشین جادو کے فرمایا کہ پھر میرے پاس کس غرض سے آئے ہو عرض کی کہ آپنے مالک کو
ہمارے مارا اب ہم کسکے ہوکر رہین ہمین کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ اگر دین اسلام قبول کرو تو آج سے ہمارے ملازم ہو
سب نے قبول کیا شاہزادہ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ چاہے یہین رہو چاہے ہمارے ساتھ چلو

ان لوگون نے عرض کی کہ قلعہ اندر غار کے واقع ہی وہان کی تو سیر کیجئے شاہزادہ ان لوگون کے
ہمراہ ہوا اہرمن کوہ پیکر اور تہمتن کوہ پیکر کو ساتھ لیا اور مہتر گرد باد دیو گرد عیار کو بھی
ساتھ لیا باقی لوگون کو اسی مقام پر چھوڑا آگے قریب ایک حجرہ کے پہونچے کہ وہ مقفل تھا ان
لوگون نے قفل کھول کر اندر قدم رکھا شاہزادہ بھی داخل حجرہ ہوا اندر حجرہ کے ایک زینہ نمودار ہوا
عادل کیوان شکوہ زینے طے کر کے نیچے اترے تو دیکھا کہ واقع مین قلعہ بہت نفیس بنا ہوا ہے
اب ان لوگون نے قلعہ کی سیر کرانے کے بعد مال و اسباب زر و جواہر حاضر کیا شاہزادہ نے سب
چیزین دیکھکر تہمتن کوہ پیکر کو یہان کا حاکم کر کے سب کو تہمتن کے ماتحت کیا اور آپ مع اہرمن کوہ پیکر
کوچ کر کے آگے روانہ ہوے الکو نورا مین چھوڑا جاتا ہی اور اب

دو کلمہ داستان جرات نشان شاہزادہ داراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غوطہ زنان قلزم حکایت و غواصان دریاے فراست گوہر بے بہاے مدعا کو اسطرح لاتے ہین کہ
جب داراب ثانی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے شکار آہو کا بہانہ کر کے علحدہ ہوے تھے
اس غرض سے کہ اب آزمائش زور و طاقت کر لینا چاہیے اگر واقعی مین کمزور ہون تو میرا زندہ
رہنا بالکل عبث ہی جس وقت ایک دیوانے نے مجھے پست کر دیا اور عادل کیوان شکوہ
نے یہ میری آنکھون کے سامنے اسکو زیر کیا تو مین اپنے عزیزون کی نظر مین کسقدر حقیر ہونگا
اسی خیال مین یہ علحدہ ہوے اور آہوان کے عقب مین مرکب کو گرم جولان کیا جاتے جاتے قریب
ایک قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی اور نہایت آراستہ ہی توپین چڑھی ہوئی ہین
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی لوگ اندر سے قلعہ کے باہر آتے ہین اور باہر سے اندر جاتے ہین داراب
نے ایک آدمی سے پوچھا کہ مالک اس قلعہ کا کون ہے انھون نے بیان کیا کہ یہ قلعہ ہشام بل کا ہی پوچھا
کیسا پہلوان ہی لوگون نے بیان کیا بس ایسا پہلوان زبردست ہی کہ خداوند طارق نے ایک
راستہ کا محافظ اسکو بھی قرار دیا ہی جسطرح اہرمن کوہ پیکر بیابان گرد باد کی راہ روکے
ہوے ہے اسی طرح یہ بھی بیابان سلطانیہ کی راہ روکے ہی اس کو بجاے خود اس سے
مقابلہ کا دعوی ہی اور وہ بھی اس سے کم نہین ہی مگر کبھی نوبت مقابلے کی نہین آئی
یہ سنکر داراب ثانی قلعہ کی طرف متوجہ ہوے جسوقت قریب دروازہ قلعہ کے پہونچے
اور اندر قلعہ کے جانیکا قصد کیا نگہبانون نے روکا کہ اس زمانے مین شخص اجنبی کے اندر
جانے کی اجازت نہین ہے فرمایا کہ مین ایک تن تنہا اگر دشمن بھی ہونگا تو کیا کر سکتا ہون
روکنا میرا بالکل بیکار ہے ایک آدمی نے آپس مین کہا جانے بھی دو نہین معلوم کہانسے
آیا ہی اور کیا خواہش رکھتا ہی بعضون نے کہا کہ خونخوار زنگی درخشیم کا حکم نامہ آچکا ہی
کہ آجکل بہت ہوشیار رہنا اور کسی غیر شخص کو اندر قلعہ کے جگہ نہ دینا ایسا نہ ہو کہ کوئی
فتنہ برپا ہو اور ہم سب پر الزام کے ساتھ عتاب آوے اسی حیص بیص مین ہشام بل آپہونچا
کہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا کئی آدمی اسکے ہمراہ تھے اسکی قوت کی یہ حالت ہے کہ

تلوار اور گرز سے شیر کا شکار کرتا ہی نظر جو ہشام یل کی داراب پر پڑی قطع اور وضع سپاہیانہ کی مانند پائی پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی اور کس ارادہ سے یہان آیا ہی داراب نے فرمایا کہ مین تلاش معاش مین نکلا تھا اسطرف بھی آگیا اگر آپ کو فن سپہ گری سے ذوق ہو تو تمہاری نوکری کو موجود ہون ورنہ کوئی دوسرا گھر دیکھون اور یہان ٹھہر کر اوقات ضائع نہ کرون یہ سنکر ہشام یل نے کہا کہ مین سپاہی دوست اور بہادر پرست تو ضرور ہون مگر کسی کو بغیر آزمائش زور و جرات کے نوکر نہین رکھتا تمکو دو امتحان دینا ہونگے ایک تو مجھسے زور کرنا ہوگا اگر پہر بھر مل لڑنے کے بعد مجھسے زیر بھی ہو جاؤگے تو تمکو افسر لشکر کرونگا اور اگر اس سے بھی کم عرصہ مین زیر ہوے تو نوکر نہ رکھونگا داراب نے فرمایا کہ اگر مین نے آپ کو زیر کرلیا ہشام یل نے کہا کہ اگر مجکو زیر کرلیا تو اس قلعہ کو فتح کرلیا پھر مین تمہارا ملازم سمجھا جاونگا مین تمکو کیا نوکر رکھ سکتا ہون فرمایا مجھے منظور ہی ہشام یل نے کہا دوسری شرط یہ بھی ہی کہ میرے قلعہ سے قریب ایک صحرا ہی کہ وہان ہر سال ایک اژدہا آتا ہی اُس سے مقابلہ کرنا پڑیگا یہ کام جان جوکھون کا ہی اگر اس میں پورے اُترے تو افسری فوج کا عہدہ حاضر ہی داراب ثانی نے منظور کیا اور ہشام یل کے ہمراہ اندر قلعہ کے داخل ہوے ہشام یل نے اُسکے رہنے کے واسطے ایک مکان نہایت عمدہ دیا اور سامان راحت مہیا کرادیا دوسرے روز صبح کے وقت ہشام دربار مین آکر بیٹھا سرداران فوج جمع ہوے داراب ثانی بھی آکر بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ وہ اژدہا بیابان سوختہ مین پھر آیا ہی کئی گاؤن اُسنے جلا دیے صدہا انسانون کو نگل گیا یہ سنکر ہشام یل نے داراب ثانی کی طرف دیکھا اور کہا کہ امتحان کا وقت آگیا اور دوسرا امتحان اسکے بعد ہوگا داراب نے فرمایا کہ مین موجود ہون غرضکہ ہشام یل نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر داراب کو ساتھ لیا اور بیابان سوختہ کی جانب روانہ ہوا لوگ حالت پر داراب ثانی کی افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا جوان حسین لقمۂ اژدہا ہو جائیگا افسوس کہ اجل اسکی اسکو یہان کھینچکر لائی تھی لیکن داراب ثانی نہایت بے پروائی کے ساتھ ہشام یل کے ہمراہ چلے جاتے تھے جسوقت قریب بیابان سوختہ کے پہونچے دیکھا کہ زمین سیہ تاب ہو رہی ہی سبزہ کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی کوئی چرند پرند تک نظر نہین آتا درخت جھلسے ہوے معلوم ہوتے ہین ایک عجب بھیانک مقام ہو رہا ہی جو لوگ کہ پتہ اژدہے کا جانتے تھے اُنھون نے جاے قیام اُس کی دور سے بتائی اور وقت اُسکے نکلنے کا بیان کیا داراب ثانی نے ہشام یل سے کہا کہ اب آپ اسی جگہ قیام کرین اور مین تلاش مین اژدہے کی جاتا ہون ہشام یل نے کہا کہ اے شخص ہر چند مین نے خود یہ شرط کی تھی کہ اژدہے سے لڑنا ہوگا مگر اب مین اس شرط کو دور کیے دیتا ہون اور ایک شرط پر اکتفا کرتا ہون تو صرف مجھسے مقابلہ کرنا اسلیے کہ مجھے حسن و شباب پر تیرے رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ اژدہے کے ہاتھ سے تجھے گزند پہونچے اور تو مارا جاے مین نے صدہا اژدہون کو مارا ہی مین اسے بھی جاکر مارے لیتا ہون شاہزادہ داراب ثانی نے ارشاد کیا کہ اب مجھے بغیر دونون شرطین پوری کیے

نوکری کرنا منظور نہین بلکہ مین اژدہے کے مقابلہ مین ضرور جاؤنگا ورنہ میرے واسطے باعث
بدنامی کا ہی یہ فرماکر اور تیور یون پر بل ڈالکر گھوڑا اُٹھایا ہشام پیل بھی خاموش ہو رہا کہ ہم
اسی کی نیکی کے واسطے کہتے تھے اگر یہ نہین مانتا اور قضا اِسکے سر پہ سوار ہی تو مجبوری ہی
اُدھر داراب ثانی گھوڑا اُڑاتے ہوئے اُس مقام پہ پہونچے کہ جہان اژدہا پڑا سو رہا تھا بس
شاہزادے نے جاتے کے ساتھ ہی آوازہ دی کہ او اجل رسیدہ کس خواب غفلت مین ہی ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری سر پہ کھڑی ہی نعرہ داراب کی آواز جو گوش اژدر مین پہونچی فوراً یہ اُٹھا
اور داراب کی طرف چلا جیسے ہی اُسنے قلابہ آتشین چھوڑنیکا قصد کیا داراب نے سپر دہن
اژدر مین دیدی اور سر پہ اُسکے گرز مارا کہ سر اژدر کا پاش پاش ہو گیا اور اژدہا پھڑک
کر مر گیا ہشام پیل دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا چونکہ یہ بہادر پرست ہی تاب نہ رہی اور
دوڑ کر داراب کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای جوان واقعی جامہ جرأت و بہادری کا تیرے
ہی جسم کے واسطے ہی ہر چند کہ مین نے سیکڑون اژدر مارے ہین مگر اِسطرح ایک کو بھی
نہین مارا کہ سامنے اُسکے گیا ہوں جسوقت سنا کہ اژدہا سوتا ہی جا کر تلوار ماردی کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اور اگر اتفاقاً اژدہا بیدار بھی ہو گیا تو پیترا کاٹ گرا اور پہلو پر جاکے اژدہے
کو مارا ہے اِسطرح سامنے جا کر کبھی نہین مقابلہ کیا یہ کہتا ہوا اور تعریفین کرتا ہوا داراب
کو لیکر پھرا اور اژدہے کو اُٹھوا لیا جسوقت اژدہا ناپا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب اژدہون
سے زیادہ دراز تھا جو لوگ داراب کی جوانی پہ افسوس کرتے تھے اور اُنہین اِس
بات کا یقین تھا کہ داراب اژدہے کا لقمہ ہو جائیگا وہ نہایت خوش ہوے اور
داراب پہ آفرین کرتے تھے جسوقت داراب اژدہے کو مار کر داخل قلعہ ہوے تو ہشام
پیل نے شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ کل ہم اِس اژدر کش سے زور کرینگے جسکو تماشا
دیکھنا ہو وہ فلان مقام پہ آئے جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی لوگ مشتاق ہوے دوسرے روز جو
مقام آزمائش مقرر کیا تھا وہان مجمع ہوا اور تمام اہل قلعہ جمع ہوے ہشام پیل مع داراب
ثانی آکر پہونچا اور سامان ورزش اُسکا مہیا کیا گیا ہشام پیل نے لنگوٹ باندھا اور پہلے
ورزش کے کمالات دکھا کر اکھاڑے مین اُترا اور بے جوش و خروش کے ساتھ پکارا کہ کہان ہی رستم کہان
سام کہان ہی حمزہ عرب کہ آکر حلقۂ غلامی کان مین ڈالین اور اطاعت میری اختیار کرین
بس یہ سنتے ہی داراب ثانی اکھاڑے مین کود پڑے اور کہا ای ہشام اسقدر ہرزہ درائی
اچھی نہین ہوتی خدا نے ایک سے بڑھکر ایک پیدا کیا ہی کیون مرے ہوؤن پر طعن کرتا ہی جو لوگ
زندہ ہین اُنکا نام لے ہشام نے کہا کہ میرے سامنے سب مردے سے بدتر ہین کسیکو زندہ نہین
سمجھتا کہ اُسکا نام لون اور تو نوکری کرنے آیا ہی یا نصیحت فرمایا نصیحت بڑی چیز ہوتی تو مین ترک
کرتا نوکری سپاہی کے واسطے ہر جگہ موجود ہی اور آزمائش ابھی ہوئی جاتی ہی کہکر ہشام پیل
کیطرف بڑھے ہشام کو بھی داراب پر غصہ آگیا تھا لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو فیل
مست سر سے سر ملا کر جھومنے لگے ہشام پیل مثل یک دیو کے تھا نہایت قوی الجثہ اور طویل القامت اور

داراب کے دست و بازو نہایت موزون اور متناسب تھے وہ تاب زور ہوا کیئے دونون پسینہ مین غرق ہوگئے اب نوبت پیچون کی پہونچی اور جوڑ بند ہونے لگے جہان ہشام پیل داراب کو پکڑلاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل مست نے شیر کو دبوچ لیا مگر داراب ہاتھ چیر کر نکل جاتے تھے اور جہان داراب ہشام کو پکڑلاتے تھے یہ بھی ہاتھون کو چیر کر نکل جاتا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور دونون کے زور و طاقت و کمال کی تعریف کر رہے تھے اسی حالت مین دن تمام ہوا اور ہشام پیل نے داراب سے کہا کہ ای جوان فی الحقیقت تو نہایت قوی تن اور قوی من ہی مین نے تیری قوت و جرات کو سمجھ لیا تو میری شرط سے بہت زیادہ لڑا پہر بھر کے بدلے دن بھر لڑا اور مین نے تجھے قابو نہ پایا اب شام ہوئی رات واسطے آسائش کے ہی اول تو مقابلہ کی ضرورت نہین کہ آزمائش ہوگئی اور اگر آزمائش کو جی بھی چاہے تو کل پھر لڑینگے داراب نے فرمایا کہ ای ہشام پیل تو اتنا بڑا پہلوان رستم وقت ہوکر جی چھوڑے دیتا ہی لڑنے والون کے لیے رات کیسی اور دن کیسا سب وقت برابر ہین جب فرصت ہوے وہی وقت آسائش ہی اور جب وقت جنگ پڑا پھر راحت و آرام سے کیا کام اگر حریف نہ مانے تو کیا سامنے سے بھاگ جاے یہ سنکر ہشام پیل کو غیرت آئی پکارا کہ ای جوان تو مجھے کیا سمجھتا ہی مین جی چھوڑنے والا نہین ہون مین نے ایسا تجھکو تجھ پر ترس کھایا تھا کہ تو دن بھر لڑا ہی اب آرام لے لے مگر معلوم ہوا کہ تجھے اپنے زور و طاقت پر بہت گھمنڈ ہی اب مین بھی بغیر فیصلہ کیے ہوے یہان سے نہ ہٹونگا یہ کہکر پھر لپٹ پڑا اور کشتی ہونے لگی روشنی آگئی گرد اکھاڑے کے جھاڑ کنول برابر سے لگا دیئے گئے اسقدر روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہونے لگا لوگ نہایت اشتیاق کے ساتھ تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے اور آپس مین تذکرہ کرتے تھے کہ اس قلعہ مین ایسا کوئی پہلوان آجتک نہ آیا تھا جورات کو بھی ہمارے سردار سے لڑا ہو غرضکہ تمام رات کشتی رہی صبح ہوگئی تھی پھر دونون علحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جاے کہ دو شبانہ روز برابر کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا دیکھنے والون کی آنکھین ورم کر آئین جاگتے جاگتے بری حالت ہوگئی لیکن آج ہشام پیل کی بھی بری حالت ہی کہ سانس اسکی پھول رہی ہی پانون لڑکھڑائے جاتے ہین کبھی اسقدر لڑنیکا ہیکو اتفاق ہوا تھا نیند کا بھی غلبہ ہی دل راحت کا طلبگار ہی لیکن ہشام پیل برابر لنگر کو قائم کیے جاتا ہی اور مصروف تلاش ہی اور داراب کی وہ حالت ہی کہ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ یہ دو دن سے لڑ رہے ہین وہی پھرتی ہی وہی دم کس نہین آخر کار ہشام نے عاجز ہوکر دونون بازو داراب نامی کے پکڑے اور سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور ریل کر چاہا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو ہٹ جاتا مگر داراب لنگر قائم کرکے اسطرح تنے کہ حس و حرکت بھی نہوئی فرمایا بس اب میرے زور کا تماشا دیکھ یہ کہکر اب جو ریلا تو اکھاڑے کی منڈیر تک ریلے ہوے چلے گئے وہان پہونچ جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنای زمین ہوگئے اب داراب نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آواز دی کہ ہرکہ داند داند و ہرکہ نداند بشناسد کہ منم داراب بن داراب کشور کشا بن زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران یہ کہکر اب جو زور کیا پانون ہشام کے زمین سے اٹھ گئے ہشام نے تڑپ کر لنگر مارا داراب نے ہاتھ کو

دی فوراً ایک جھونکا ہوا کا تند کا چلا اور ایک دیو سرچہار مثل پہاڑ آکر موجود ہوا اور کہا کہ خیر
تو ہی آپنے مجھے کسواسطے یاد کیا ہی خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ میرے تمھارے ایک زمانے
کی ملاقات ہی اگر کچھ حق دوستی میرا تیرے ہو تو اُسے ادا کر تو اس سے زیادہ وقت سخت کونسا ہوگا
کہ دشمن مجھپر آتا ہی دیو نے کہا جو کہو مین ہر طرح موجود ہون کہو تمھارے دشمن کو کھاؤن خونخوار
اژدر چشم نے کہا کہ وہ لقمہ سخت ہی اُسنے اتنے بڑے پہلوان کو زیر کیا ہی جو دیوکش ہی تو اُسکا
کیا کریگا مین نے تجھے اسواسطے بلایا ہی کہ جب مین نے اپنی آنکھون کو سحر بند کیا ہی تو ایک تیر دو پیکان
اپنی قضا کا تیار کیا تھا اور وہ تیر میرے پاس رہا کرتا تھا اب اس تیر کا اپنے پاس رکھنا
مناسب نہین ہے لہذا تو اس تیر کو لیجا کر کوہ **قاف** مین مقیم ہو نہ کوئی وہان تک پہونچ سکیگا نہ
مجھے قتل کرسکے یہ تیر پائیگا اور بغیر اس تیر کے کوئی مجکو قتل نہین کرسکتا یہ سنکر اُس دیو نے کہا
کہ مین بسر و چشم اس خدمت کو بجا لاؤنگا خونخوار نے کہا کہ جلد جا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین
ہی یہ سنکر دیو نقرس نے تیر قبضہ مین کیا اور جانب کوہ **قاف** روانہ ہوا راستے مین اسکو
خیال آیا کہ کوہ **قاف** مین گوشت آدم زاد کا نایاب ہی وہان یہ لقمے کسکو میسر آئینگے یہ خیال
کرکے زمین کی طرف دیکھتا ہوا چلا یکایک نظر اسکی ایک پیک بچہ پر پڑی کہ یہ بیچارہ تلاش
معاش مین نکلا تھا سن اسکا اٹھارہ برس کا تھا جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیو نے کہا کہ
یہ تو نہایت لقمہ نرم و لذیذ ہی اسکا ذائقہ لینا چاہیے یہ سوچکر زمین پر اُترا اور پیک بچہ کو
آواز دی کہ او آدم زاد سیہ سر سفید دندان آ اور میرے منھ مین کود پڑ یہ کہکر اسنے منھ کھولدیا
اور آنکھین بند کرلین پیک بچہ نہایت پریشان ہوا منجنیق مین پتھر رکھکر دیو کے حلق پر مارا
کہ پتھر پڑتے ہی دیو نے ایک چیخ ماری اور تیورا کر گرا تھوڑے عرصہ تک بیہوش رہا پھر اٹھکر
دوڑا پیک بچہ دور نکل گیا تھا لیکن دیو کی چال مین اور آدمی کی چال مین بہت فرق ہی دو ڈگ
بڑھا کہ دیو قریب پہونچگیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی اب کہان جائیگا ادھر پیک
بچہ نے دیکھا کہ دیو سر پر آگیا فریاد کرنے لگا کہ دیو مجھے کھائے جاتا ہی کوئی ہی ایسا کہ اس
ظالم کے ہاتھ سے مجکو بچائے قضائے کار اتفاقات روزگار آواز پیک بچہ کی کان مین **داراب**
ثانی کے پہونچی کہ یہ **لقا** بدار صندلی پوش بنے ہوئے چلے آتے تھے اور بیاباں **سلطانیہ** کیطرف
جا رہے تھے فوراً باگ گھوڑے کی لی اور آواز پر چلے دیکھا کہ ایک انسان بھاگتا ہوا چلا آتا ہے
اور دیو اُسکے پیچھے چلا آتا ہی قریب ہی کہ اس بیچارہ کو دیو لقمہ کرے بس یہین سے
داراب نے نعرہ کیا کہ او ملعون حرامزادہ مین آپہونچا دیو نے کہا کہ آ تو بھی آ پہلے ایک
ڈاڑھ گرم ہوتی اب دونون گرم ہوجائینگی یہ کہکر **داراب** کی طرف چلا **داراب ثانی** نے بھی
بڑھکر دیو کا سامنا کیا دیو نے ہاتھ دراز کرکے چاہا کہ **داراب** کو کھالون **داراب** نے ہاتھ دیو
کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو نقرس اوندھے منھ سامنے آرہا **داراب** نے شاخ اسکی پکڑلی اور کہا
کہ اب تو مجکو کھائیگا یا مین تجکو کھاؤنگا دیو نقرس فریاد کرنے لگا کہ مجکو چھوڑ دے اب مین کسی
آدم زاد کو نہ کھاؤنگا اور رسید صا **قاف** کو چلا جاؤنگا اور پھر پلٹ کر نہ آؤنگا **داراب ثانی** نے کہا

کہ تو ضرور آدم زاد کو ایذا پہونچائیگا تیری بات کا کوئی اعتبار نہین ہی دیو نقرس نے کہا کہ مجھسے
جیسی چاہے قسم لے لے کبھی خلاف عہد نہ کرونگا مین پردۂ دنیا پر ہرگز نہ آتا اگر خونخوار اژدر چشم
جادو مجھے نہ طلب کرتا یہ اُسیکی دوستی نے اِس عذاب مین مبتلا کرایا کہ تیری منتین کرنا پڑین
چونکہ داراب ثانی نام ہے خونخوار اژدر چشم کے واقف تھے نام خونخوار کا سنکر کان
کھڑے ہوے فرمایا تجھے خونخوار اژدر چشم نے کسواسطے بلایا تھا دیو نقرس نے عرض کی کہ مجھسے
اور خونخوار سے بہت زمانے کی دوستی ہی اُسنے مجھے امین بنایا ہی اور ایک تیر کہ تھا اپنا میرے
سپرد کیا ہی کہ اِسکو لیجاکر قاف مین حفاظت سے رکھنا تاکہ دشمن کے ہاتھ نہ لگے جو تجھے
قتل کرے مین وہی تیر و پیکان لیے ہوے قاف کو جارہا تھا کہ راستے مین اِس آدمی کو دیکھکر میری
نیت برگشتہ ہوئی اور منہ مین پانی بھر آیا قصد کیا کہ اِسے لقمہ کر جاؤن یہ مجھے پتھر مارکر بھاگا مین
اِسکے پیچھے دوڑا یہانتک پہونچا تھا کہ آپ اِسکی حمایت کو پہونچ گئے داراب نے فرمایا کہ اگر
اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو یہ تیر میرے سپرد کر ورنہ تیری جان بھی جائیگی کہ تیر تجھے مار کر چھین لونگا
دیو نے کہا کہ آپ تیر بھی لیجیے اور میرا گزر بھی لے لیجیے مگر مجھے چھوڑ دیجیے مثل مشہور ہی کہ آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہم ہی نہ ہون گے تو تیر کی حفاظت کون کریگا داراب
نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نقرس نے تیر حاضر کیا داراب نے کہا کہ اِسمین دو پیکان کیسے ہین اُسنے
جواب دیا کہ خونخوار اژدر چشم کو تمام ساحر اسفندیار ساحران کہتے ہین وجہ اِسکی یہ ہی کہ یہ بھی
روئین تن ہی اور مثل اسفندیار کے اِسکی جان بھی اِسکی آنکھون مین ہی یہ تیر اِسطرح لگایا جاے
کہ دونون پیکان خونخوار کی دونون آنکھون مین درآئین تو وہ مارا جائیگا اور بغیر اِسکے موت
اُسکی ناممکن ہی یہ سنکر شاہزادہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اقبال یاور ہی جو اِس حیلے سے یہ
پیکان دستیاب ہوا ورنہ مین کہان اور قاف کہان اگر یہ دیو اِس بیک بچے کے کھانیکو اِس
صحرا مین نہ اُتر پڑتا سیدھا قاف کی طرف چلا جاتا تو اِس پیکان کا ملنا ناممکن تھا بلکہ پتہ بھی اِس کا
نہ ملتا یا دیو کو مین مار ڈالتا تو بھی نہ معلوم ہوتا کہ یہ تیر کس کام کا ہی شاہزادہ نے دیو سے پوچھا کہ
مذہب تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین ابلیس پرست ہون فرمایا تو بڑا بیوقوف ہی کہ جو راندۂ
درگاہ سبحانی ہی تو اُسکی پرستش کرتا ہی لعنت کر ابلیس پر اور اُسکی پرستش اختیار کر جس نے
ایک آدم زاد کو ایسی قوت عطا کی کہ وہ تجھ ایسے دیو زبردست پر غالب آیا اب تو ہی خیال
کر کہ کون مذہب برحق ہے دیو نے کہا کہ یہ بھی آپ سچ کہتے ہین مین نے بہت ابلیس
کو یاد کیا مگر اُسنے میری مدد نہ کی مین ابلیس پر بھی لعنت کرتا ہون اب طریقہ اپنے دین
مبین کا تعلیم فرمائیے داراب نے کلمہ پڑھا کر دیو نقرس کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ اب
تیرا جہان جی چاہے وہان چلا جا دیو نقرس نے عرض کی کہ اب مین حضور کے ہمراہ ہون فرمایا
کہ نہین تیرا رہنا میرے ہمراہ ٹھیک نہین ہے جسوقت مین بلاؤن اُسوقت چلا آنا یہ سنکر دیو
رخصت ہوکر قاف کی جانب روانہ ہوا مگر چلتے وقت چند بال اپنے سر کے توڑ کر داراب
کو دیے اور عرض کی کہ جسوقت ان بالون کو حرارت پہونچائیے گا مین فوراً حاضر

ہونگا داراب سے نے وہ بال لے لیئے دیو سلام کرکے رخصت ہوا داراب نے اسکو منع کر دیا کہ
خبردار اب کسی آدم زاد کو نہ کھانا کہ یہ بھی مذہب اسلام کے خلاف ہی دیو نے عرض کی کہ کیا مجال ہی
میری بعد اُسکے داراب ثانی نے اُس بیک بچہ کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تو کہانکا رہنے والا ہی
اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کی کہ ملک سمرقند کا رہنے والا ہون جب ہود آئینہ پرست کا
خروج ہوا اور اُسنے سمرقند کو جلادیا تو مین جنگل کو نکل گیا تھا خراب و تباہ اِس مقام تک
پہونچا نام میرا مہتر چابک دست تیز خرام ہی فن عیاری کو خوب جانتا ہون چونکہ اسوقت
تک کوئی عیار اُنکے پاس نہ تھا فرمایا کہ ہماری نوکری کریگا اُسنے عرض کی کہ کام میرا یہی ہے
داراب نے مہتر چابک دست کو اپنے ہمراہ لیا اور وہ تیر دو پیکان ترکش مین لگایا اور جانب بیابان سلطانیہ اُٹھ
ہوئے مہتر چابک دست نے توشۂ زین کو تھام لیا اور ساتھ ہو گیا انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے تتمہ حال ہشام پل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب بیابان سلطانیہ کے پہونچا خبر خونخوار اژدر چشم کو ہوئی
کہ ہشام پل مع فوج آتا ہی اُسنے ایک ساحر کو روانہ کیا اور پاس ہشام پل کے کہلا بھیجا
کہ اے ہشام مین نے سنا ہی کہ تو نبیرہ حمزہ سے زیر ہو گیا خیر یہ تو اختیاری بات نہ تھی کہ وہ
تجھسے زور و طاقت مین زیادہ تھا اُسنے تجھے زیر کرلیا مگر یہ تو نے کیا کیا کہ خداوند طاق
سے روگردانی کی اور خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی اگر یہ خبر صحیح ہی تو بہتر و لازم یہ ہے
کہ دوستی سے نبیرہ حمزہ کی ہاتھ اُٹھا اور پونے دو سو خداوندون کو چھوڑ کر ایک خدا کی اطاعت
نہ کر اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کہ اسطرف کس غرض سے آتا ہی جسوقت نامہ دار خونخوار پاس
ہشام پل کے پہونچا اور پیام خونخوار کا ہشام پل کو دیا ہشام نے جواب مین بہت بڑا نامہ
تحریر کرکے قاصد کو دیا اور آپ کوچ کرکے سرحد بیابانیہ پر آیا اور خیمہ برپا کرکے انتظار
داراب ثانی مین بیٹھا قاصد جواب نامہ لیکر پاس خونخوار جادو کے آیا اور نامہ ہشام
پل کا پیش کیا جسوقت خونخوار نے نامہ پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے خونخوار اژدر چشم جسقدر
خبرین تو نے میری نسبت سنی ہین وہ سب صحیح ہین اُس مین کچھ غلطی نہین ہی بیشک مین نے
اطاعت نبیرہ حمزہ صاحبقران کی اختیار کی اور مذہب بھی بدل ڈالا اسلیے کہ مذہب
اکوان پرستی باطل تھا اور دین اسلام مذہب حق ہی اُس ایک خدائے نادیدہ مین
ایسی قدرت ہی کہ تیرے پونے دو سو خدا بھی اُسکا کچھ نہین کر سکتے اور اُس خدائے نادیدہ
کے ادنے بندون نے تیرے خداوندون کی خداوندیان مٹا دین اور بہت جلد اکوان
تاجدار کی خداوندی کا بھی مٹنا چاہتی ہی اسلیے کہ مسلمانون کا قدم اِس مقام پر آگیا یہ لوگ
ایسے نہین ہین کہ جس مقام پر جائین اُسکو بغیر اسلام آباد کیے ہوئے چھوڑ دین اور مین جسقدر
تیرا دوست تھا اب اُس سے زیادہ تیرا دشمن ہون تو مجھسے بہت ہوشیار رہنا تاوقتیکہ تو مذہب
اسلام اور اطاعت داراب نہ اختیار کریگا تیری دشمنی سے باز نہ رہونگا اور اِسطرف جس غرض سے
آیا ہون وہ یہ ہی کہ شاہزادۂ داراب ثانی نہ طاق پر جانے والے ہین مین پیش خیمہ اُنکا لیکر چلا ہون

اور یہاں تک پہونچا ہوں چونکہ میرے تمھارے ایک مدت کی دوستی ہے لہذا میں سمجھاے دیتا
ہوں کہ اگر تم خیریت اپنے جان مال کی چاہتے ہو تو راستہ دیدو اور شاہزادہ داراب کو
نہ طاق پر جانے سے مانع نہو ورنہ یہ یاد ہی رکھنا کہ یہ لوگ اولاد صاحبقران اول سے ہیں
انھوں نے خداوندیاں برباد کردی ہیں یہ تنہا کیا ڈر ہیگا پامال کرتے ہوے چلے جائینگے اور اگر اسوقت
مزاحمت نہ کروگے تو وہ بھی تمھارے امور میں دخل نہ دینگے اور اگر چھیڑ دوگے تو پھر بغیر مسلمان کیے
یا ہمانے مارے ہوے نہ مانینگے یہ مضمون نامہ کا دیکھکر خونخوار اژدر چشم نہایت برخشم ہوا اور لکھا
بھیجا کہ او نمک حرام جسطرح تو اپنے خداوند کی بدخواہی پر آمادہ ہو گیا اسیطرح دوسرے کو بھی
چاہتا ہے دیکھو تو اس محسن کشی کی کیسی سزا دیتا ہوں کہ تو بھی یاد کریگا اور یہ تو کسکی مجال ہے جو
مجھے قتل کرسکے تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو وہ میں آتا ہوں یہ نامہ بھیجکر حکم تیاری لشکر کا
دیا اور خیمہ اپنا قلعہ سلطانیہ سے باہر نکالکر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ہشام پل کو پہونچی اسنے
بھی مدد پروردگار پر بھروسا کرکے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے کہ
کل روز مصاف ہے اور ساحروں سے مقابلہ ہے یہاں بھی نقارہ رزمی بجا دونوں لشکروں میں
تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت ہنگامہ کی خبر ملکہ ماران پیچیدہ مو دختر خونخوار اژدر چشم جادوگر
کے گوش زد ہوئی کہ ہشام پل سے اور خونخوار سے بگڑ گئی اور طبل جنگ بجا ہے کل مقابلہ ہوگا
تو ماران پیچیدہ مو نہایت پریشان ہوئی اسلیے کہ یہ ایک مدت سے ہشام پل پر عاشق ہے
مگر خونخوار اژدر چشم کی وجہ سے مجبور تھی کہ اسکو منظور نہ تھا جو میری دختر کی شادی غیر ساحر کے
ساتھ ہو اگرچہ ماران پیچیدہ مو نے اپنی ہمجولیوں کے ذریعہ سے اظہار مدعا کیا کہ باپ شادی
میری ہشام کے ساتھ کردے مگر خونخوار نے منظور نہ کیا اس خبر کے سنتے ہی ماران پیچیدہ
مو نہایت پیچ و تاب میں آئی اور اسنے یہ ارادہ کرلیا کہ ہشام کی مدد کرنا چاہیے اسلیے
کہ وہ سحر نہیں جانتا اور خونخوار ساحران نہ طاق میں بہت نامی ساحر ہے ضرور ہشام اسکے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ تہیہ کرکے سحر اپنا جگانے میں مصروف ہوئی غرض کہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی
اور روز روشن نمودار ہوا تازہ مسلمانوں نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور عازم میدان نبرد ہوے ادھر
کفار پوجا پاٹ سے فارغ ہوکر میدان کارزار میں آئے دونوں طرف صف بندیاں ہونے
لگیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو
بٹھایا جسوقت میدان تیار ہو چکا تو نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے صفوں سے
نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھ کر ناپائداری دنیا کی تصویر کھینچ دی اسکے بعد
ترغیب جنگ دلائی کہ بہادروں کو ولولہ ہوا اور یہ سمجھ لیا کہ جب مرنا ضرور ہے تو نام کرکے
کیوں نہ مریں ہر ایک اس امر پر آمادہ تھا کہ پہلے ہم ہی مقابلہ کو جائیں کہ یک مرتبہ خونخوار
اژدر چشم نے ہشام پل کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ای ہشام تو نے کسکے بھروسے پر مجھسے
بگاڑی ہے ہشام نے کہا کہ میں نے خدا کے بھروسے پر تجھسے مقابلہ کا ارادہ کیا ہے ورنہ

ہر مین بھی جانتا ہون کہ تو ساحر ہی اور مین سحر نہین جانتا ہون لیکن الحمد للہ کہ حق پر ہون اور حجت
پہلے ہی تمام کر لی ہی خدا میری مدد ضرور کریگا یہ سنکر خونخوار اژدر چشم ہنسا اور کہنے لگا کہ جب اقبال
بدی پر ہوتا ہی تو ایسی ہی سوجھتی ہے دیکھون تو تیرا خدا تجکو کیونکر بچاتا ہی میری تو شان و
عظمت کے خلاف ہی کہ مین تجھسے مقابلہ کرون میرا ایک ادنے سا ساحر تیرے لشکر کے برباد
کر دینے کو کافی ہی یہ کہکر اسنے صف لشکر کی طرف دیکھا اور طرید جادو کو آواز دی کہ ہان اس
نمک حرام کو سزا دے کہ اسنے خداوند طاق سے روگردانی کی ہی اُسکے دشمن کا شریک
ہوا ہی یہ سنکر طرید جادو نے کہا کہ ابھی اِن سب کو برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر صف سے آگے
بڑھا اور میدان مین آکر آواز دی کہ ای ہشام ایل میرے مقابلہ کو نکل یہ سنتے ہی ہشام ایل
کو تاب نہ رہی اور کرگدن مست کو جولان کرکے سامنے طرید جادو کے آیا اور پکارا کہ لا
ضرب بہادری لی طرید جادو نے کہا کہ میرے حربہ سے تو بچیگا جو اس اطمینان کے ساتھ حربہ
طلب کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو وار کرکے حوصلہ اپنا پورا کر لے اسلیے کہ پھر تو میرے حربہ سے جان بری
دشوار ہوگی ہشام ایل نے کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی پھر آئین اسلام کو کیونکر ترک کر سکتا
ہون پیشدستی کبھی نہ کرونگا جسوقت حافظ حقیقی تیرے حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا طرید جادو
نے کہا کہ ابھی تک بچنے کی امید ہی دیکھون تو تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہی لے مین آتا ہون یہ کہکر اسنے
زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی ایک فیل مست کی بنا کر ہشام ایل پر چلا ہشام نے گرز اپنا
سنبھالا جسوقت فیل مست قریب آیا تو ہشام نے گرز اُسکی مستک پر مارا کہ فیل چیخ اٹھا مگر بسبب
سحر بند ہونے کے ضرب ہشام سے پست نہوا اب فیل نے سونڈ بڑھا کر ہشام ایل کو لپیٹا اور چاہتا ہی
کہ پانون سے دبا کر چیر ڈالے کہ یکایک ایک گرز اڑتا ہوا اور برق چمک کر فیل پر گری کہ فیل کے
دو ٹکڑے ہوے بس طرید جادو کا مرنا تھا کہ خونخوار اژدر چشم نے دوربین سحر آنکھون پر
لگائی کہ دیکھون کون پوشیدہ طور پر ہشام ایل کی مدد کر رہا ہی اب جو دیکھا تو اپنی دختر کو پہچانا پکارا او
گیسو بریدہ یہ کیا حرکت تھی ماران پیچیدہ مو نے دیکھا کہ راز میرا فاش ہو گیا آواز دی
کہ ای پدر بزرگوار بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج جنگ کو موقوف رکھیے اِس مین ایک راز ہی
خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ راز وہی ہوگا جس سے مین با خبر ہون تو نے در پردہ ہشام
کے ساتھ شادی ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اسیوجہ سے تو نے قتل اسکا گوارا نہ
کیا اور میرے رفیق قدیم طرید جادو کو مارا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر خونخوار
اژدر چشم نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پریان کمندین ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوئین اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ باندھ لو اس گیسو بریدہ
کو وہ دونون اڑکر قریب ماران پیچیدہ مو کے پہونچین ہر چند اسنے گولہ ترنج نارنج ان پریون
پر مارے مگر کوئی اثر نہوا اور پریون نے ماران پیچیدہ مو کو مشکین باندھ کر سامنے خونخوار
کے حاضر کیا اب اسنے اُنھین پریون سے کہا کہ اب ہشام ایل کو بھی جاکر باندھ لاؤ وہ دونون
پریان قریب ہشام ایل کے پہونچین ہشام نے تلوار ماری مگر کوئی اثر نہوا جسم پر خط بھی نہ پڑا

پریون نے لپیٹ کر ہشام کو بھی باندھ لیا اور سامنے خونخوار اژدر چشم کے حاضر کیا خونخوار اژدر چشم
نے ان دونون کو حکم قتل دیا جلاد تلوار کھینچکر قریب ہشام یل کے آیا اور کیف دیکھا تو نے کہ خداوند
اکوان تاجداری کی دشمنی نے کیا پھل دکھایا ہشام نے کہا کہ انجام تو بخیر ہوگا دنیا تو چندروزہ ہی ایک
روز مرنا ضرور تھا اگر ہزار برس بھی زندہ رہتے تو اجل پیچھا نہ چھوڑتی مگر انجام خراب ہوتا تو برا تھا
تمام کر یہ سنکر جلاد نے تلوار بلند کی تھی کہ تمام اہل لشکر دوڑ پڑے اور لشکر خونخوار اژدر چشم پر
گرے جنگ ہونے لگی خونخوار اژدر چشم نے زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی اژدر
کی پیدا کرکے لشکر ہشام یل کی طرف چلا جو سامنے آیا اسکو نگل لیا کسی کو قلابۂ آتشین سے
پھونک دیا جس سے آنکھ چار ہوئی وہ پانی ہوکر بہ گیا جلاد کو تو اہل لشکر ہشام نے قتل کر ڈالا
کہ وہ ساحر نہ تھا مگر ہشام کی قید کو نہ دور کر سکے کہ ہشام اسیر سحر تھا اور دو لون پریان ان
قیدیون کی نگہبانی کر رہی تھین جو رفیق ہشام یل کا قریب آیا پریون نے پر مار کر جلا دیا چونکہ
خونخوار اژدر چشم بجادو ساحر زبردست ہی صرف طرید جادو اسکا رفیق قدیم ہو تو ساحر تھا باقی
فوج سحر سے ناواقف تھی اب یہ خود دوڑتا ہوا اور خداپرستون کو ستاتا ہوا ہشام یل کی طرف
چلا کہ اسکو اور یاران پیچیدہ مو کو نگل جاؤن اہل لشکر جانین دے رہے تھے اور اپنے مالک
کو بچا رہے تھے ہشام یل مصروف دعا تھا کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اگر قضا میری
آگئی ہی تو جلد ملک الموت کو حکم کر کہ روح میری قبض کرین کہ اب نہ مجھسے تباہی اپنے لشکر کی نہین
دیکھی جاتی کہ خونخوار اژدر بنا ہوا فوج کو تباہ کر رہا ہی اور اسکی فوج بھی میری فوج کو قتل کر
رہی ہی ہنوز یہ سخن ورد دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا
اٹھا سب دیکھنے لگے کہ یہ سوار کون آتا ہی آتے آتے گرد شق ہوئی اور نقابدار صندلی پوش نمودار ہی
نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہشام بندھا کھڑا ہی اور ایک اژدر آتش فشان لشکر ہشام کو
تباہ کرتا ہوا ہشام یل کی طرف چلا آتا ہی بس نقابدار صندلی پوش نے باگ مرکب کی
اور جانب اژدر کے چلے اور ہشام یل سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا ہشام یل نے عرض کی
کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ہی ہمارا وقت آخر ہی اگر کوئی قصور اس غلام [illegible] سے ہوا ہو تو اسے عفو فرما
کرین دنیا سے سبکدوش جاؤن اور یہ اژدر خونخوار جادو ہی اس سے ہوشیار رہیے گا نقابدار
صندلی پوش نے جواب دیا کہ مین اسکی جان کا ملک الموت ہون تم ہراسان نہ ہو خونخوار کی نظر
جو نقابدار صندلی پوش پر پڑی پکارا کہ مین تیری تلاش ہی مین تھا اسلیے کہ سارے فسادات
تیری ہی ذات سے ہین تو نے میرے دوست کو دشمن بنایا اور اپنا رفیق قرار دیا اب تیرا قتل کرنا
جملہ واجبات سے ہی پہلے تجھے مار لونگا تو اسے قتل کرونگا یہ کہکر نقابدار صندلی پوش کیطرف چلا
ہشام نے کہا کہ او ملعون پہلے مجھے قتل کر کہ اب مجھے ایک پل کی زندگی دشوار ہی مگر خونخوار
اژدر چشم اسکی سنتا ہی اژدر بنا ہوا سامنے نقابدار صندلی پوش کے آگیا بس جسوقت نقابدار نے
دیکھا کہ یہ ایک تیر کی زد پر آ پہونچا ہی بس شانے سے کمان لی اور ترکش سے وہی تیر دوپیکان نکالا جو
دیو نقرس سے ہاتھ آیا تھا اور چلہ کمان مین پیوستہ کر کے دونون آنکھون کو خونخوار کی تاک کر

اب جو تیر مارا کمان سے کڑکتے ہی دو شعلے تھے کہ جھک کر خونخوار پر گرے جسوقت تیر کمان سے رہا ہو
تو خونخوار اژدر چشم نے اِس تیر قضا کو پہچانا ہاے کا نعرہ مارا اور ہر چند چاہا کہ بچون اور خالی دون مگر یہ
تیر کب خالی جاتا ہے دو نون پیکان دونون آنکھون مین پیوست ہوگئے خونخوار اژدر چشم نے چیخ ماری
اور ہمہ تن شعلہ بنکر جلنے لگا شور دار و گیر بلند ہوا آندھیان چلین خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آتش
باری برف باری ہوا کی دیر تک شور و غوغا رہا آخر آوازین آنے لگین کہ مارا جوان کشتی نام
مین خونخوار اژدر چشم جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات
سحر برطرف ہوے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش خونخوار اژدر چشم جادو کی پڑی ہے اور ہشام
پل اور ماران پیچیدہ مو خونخوار کے مرنے سے رہا ہوے دونون پریان خود بخود جلکر خاک
ہوگئین کوئی بیس ہزار آدمی جو لشکر خونخوار کے تھے تلوارین پکڑ پکڑ کر نقابدار صندلی پوش کی
طرف چلے اور پکارے کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ سردار کو ہمارے مارا کب چھوڑتے ہین ہم
تجھکو ہشام پل نے رہائی پاتے ہی تلوار کھینچی اور مع لشکر لشکر خونخوار اژدر چشم جادو پر جا پڑا اور قتل
کرنا شروع کیا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی نقابدار صندلی پوش بھی تلوار کھینچکر گرے
اور لوگون کو قتل کرنے لگے تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے زمین کا رنگ
خون سے سرخ ہوگیا ماران پیچیدہ مو نے سحر کرنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار صندلی پوش نے
منع کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی ساحر آئے تو اُس سے مقابلہ کرنا ورنہ تماشا دیکھو اور خبردار دخل
نہ دینا ماران پیچیدہ مو کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگی لشکر خونخوار تاب مقاومت نہ لا سکا آخر
بھاگ کھڑا ہوا جو لوگ گھرے ہوے تھے اُنھون نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان سب نے منظور
کیا کہ بغیر اسکے مفر نہ تھا اُسیوقت طبل امان بجا سپاہیون نے تلوارین نیام مین کین لاشون کا شمار کیا
گیا تو دس ہزار کافر مارے گئے اور پانچ ہزار مسلمان کام آئے تھے داراب ثانی یعنے نقابدار صندلی
پوش نے لاشین کفار کی پھکوا دین اور لاشین مسلمانون کی دفن کرا دین جسوقت دفن سے فرصت
ہوئی تو اہل قلعہ حاضر ہوے اور مال و خزانہ کی کنجیان نذر کین نقابدار صندلی پوش نے تمام مال و
اسباب کو ملاحظہ فرماکر قلعہ مین قیام کیا اور ماران پیچیدہ مو سے فرمایا کہ تو نے کس سبب سے
شرکت ہماری کی اُسنے عرض کی کہ اے شہریار مین دختر ہون خونخوار اژدر چشم کی اور ایک مدت سے
آپ کے رفیق تازہ ہشام پل پر عاشق ہون ہر چند مین نے اپنی ہجولیون سے اِس بات کا اظہار
کرایا کہ باپ میرا شادی میری اِسکے ساتھ کردے مگر اُسنے منظور نہ کیا اور کہا کہ مین شادی تیری کسی
ساحر زبردست سے کرونگا یہ امر مجھے منظور نہ تھا مگر مجبور رہتی جب وہ وقت آیا کہ خونخوار نے قتل
ہشام کا ارادہ کیا تو مین نے اکر اِسکے رفیق طرید جادو کو مار کر ہشام کو چھڑایا بعد اُسکے اپنے
باپ کے ہاتھ سے گرفتار ہوگئی کہ حضور نے آکر اُسکو مارا اور ہم لوگون کو گویا دوبارہ زندہ
کیا اب یہ تمنا مین نے آپسے عرض کی ہے کہ آپ میرے اور ہشام کے مالک ہین اگر تمنا میری لائق
بر آنے کے ہو تو پوری کیجیے ورنہ مجھے اِس زندگی سے موت بہتر ہے شاہزادہ داراب ثانی نے ہشام پل
سے فرمایا کہ اُسنے تمھاری محبت مین اپنے باپ بگاڑی اور اُسوقت پر مدد کی کہ طرید جادو تمکو پامال کیا چاہتا تھا

اب مجھکو بھی لازم ہے کہ اسے قبول کرو ہشام ایل خاموش ہو رہا اور بعد مجود پرسے عرض کی کہ آپ مالک
ہین غرضکہ عقد ہشام ایل کا ماران پیچیدہ مو کے ساتھ ہوا ہشام وصل سے کامیاب ہوا بعد
اسکے داراب ثانی نے ماران پیچیدہ مو کو بیاہ کا حاکم کیا اور ہشام ایل کو ساتھ لیکر
نہ طاق کی طرف روانہ ہوے جاتے جاتے ایک دوراہے پر پہونچے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ راہین
کسطرف گئی ہین انھون نے عرض کی کہ ایک راہ نہ طاق ظاہر کو گئی ہے اور ایک نہ طاق باطن
کو داراب ثانی نے ہشام ایل سے کہا کہ اب کسطرف چلنا چاہیے ہشام نے کہا کہ میرے
نزدیک تو نہ طاق ظاہر پر جانا بالکل بے سود ہے اسلیے کہ سنا ہے کہ فتاح طلسم آگیا اور لوح وغیرہ
اسکو ملگئی اب نہ طاق باطن پر چلکر قسمت آزمائی کیجیے راے ہشام ایل کی داراب ثانی نے
پسند کی اور جانب نہ طاق باطن روانہ ہوے چلتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وسط
صحرا مین ایک میل آہنی نصب ہے اور قریب اُس میل کے ایک مجمع بنا ہوا ہے داراب نے لشکر کو
حکم قیام دیا لوگ اُتر پڑے خیمہ وخرگاہ استادہ ہونے لگے بازار لشکر کے کھل گئے کنور کھلنے لگا داراب
ثانی ٹہلتے ہوے قریب اُس میل کے آئے کہ ساتھ ہی جانب صحرا سے ایک گرد شفق گون نمودار
ہوا داراب صحرا کی طرف متوجہ ہو گئے یکایک وہ گرد آہستہ آہستہ شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار
گلابی پوش نمودار ہوا چونکہ شام قریب تھی اور صحرا پر فضا تھا نقابدار گلابی پوش نے بھی لشکر اُتر جانے کا
حکم دیا اور یہ بھی ٹہلتے ہوے پسینا راہ کا خشک کرتے ہوے پاس میل آہنی کے آئے یہان نقابدار
صندلی پوش کو دیکھا پوچھا کہ اے نقابدار کہانسے آنا ہوا اور کسطرف جانیکا قصد ہے نقابدار صندلی
پوش نے جواب دیا کہ بیابان سلطانیہ سے آتا ہون اور نہ طاق پر جانیکا ارادہ ہے اب آپ
بتلایئے کہ آپ کہان جائیے گا اور کسطرف سے آتے ہین نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ مین کوہ سرب
سے آتا ہون اور میرا قصد بھی نہ طاق پر جانیکا ہے داراب خاموش ہو رہے مگر نقابدار
گلابی پوش نے اُس میل آہنی کو دیکھکر نقابدار صندلی پوش سے کہا کہ اسپر کچھ حروف مرقوم ہین
دیکھیے تو کیا لکھا ہے داراب نے بھی دیکھکر قول نقابدار گلابی پوش کی تصدیق کی اور کہا روشنی
منگا کر اسکو پڑھنا چاہیے کہ کیا لکھا ہے چونکہ شام ہو گئی تھی نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ اب صبح کو
دیکھا جائیگا اسوقت آرام کیجیے کہ آپ بھی مسافت راہ اُٹھاے ہوے چلے آتے ہین اور مین بھی پریشان
ہون صبح کو پھر اسی مقام پر ہمارے آپکے ملاقات ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکر نقابدار
صندلی پوش بسبب اپنے حلم کے خاموش ہو رہے اور دونون نقابدار اپنے اپنے خیمے کو واپس
گئے رات بآرام تمام گذاری صبح کو بعد فراغت ضروری دونون نقابدار میل آہنی کی طرف روانہ ہوے
پہلے نقابدار گلابی پوش پہونچے اور اُس عبارت کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ میل کلید ہے فتح طلسم
باطن نہ طاق کی جسکو طلسم اسرار باطنی کہتے ہین جو شخص اس میل کو زمین سے اکھاڑے
وہی صاحبقران وقت ہے اور فاتح ہے طلسم اسرار باطنی کا بس یہ دیکھتے ہی نقابدار گلابی
پوش نے دل سے کہا کہ قسمت آزمائی کرنا چاہیے اور اُس میل کو کولی مین لیکر زور کیا کوئی بالشت بھر
ہِل کر رہ گیا اور نقابدار گلابی پوش پسینے مین غرق ہوگئے اُسوقت نقابدار صندلی پوش

اور انھون نے نقابدار گلابی پوش کو عرق عرق پا کر سبب پوچھا نقابدار گلابی پوش نے سبب خاص زبان
کیا اور حیلہ حوالہ کرکے ٹالدیا اب نقابدار صندلی پوش نے اُس عبارت کو پڑھا انھون نے نقابدار گلابی پوش
سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ اس میل پر زور کر چکے اسی سے عرق عرق ہین نقابدار گلابی پوش نے انکار
کیا کہ اگر اس نقابدار نے میل کو زمین سے اُکھیڑ لیا تو مجھے شرمندگی ہوگی نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ
اس سے بہتر کونسا آزمائش کا موقع ہوگا آیئے ہم اور آپ دونون قسمت آزمائی کرلین نقابدار گلابی
پوش نے کہا کہ پہلے آپ ہی زور آزمائی کرلین تو مناسب ہی نقابدار صندلی پوش سمجھ گئے کہ یہ تھک
چکے ہین جو اسطرح تامل کر رہے ہین خیر تم بھی زور کرکے دیکھو اگر خدا ہی نے کمزور بنایا ہی یا فتاح اس
طلسم کا ہمکو نہین مقرر فرمایا ہی تو کیا چارہ ہی شرم بیکار ہی بہت سے طلسم ایسے فتح ہو چکے جس مین شہزادے
پھنس گئے اور کمزورون نے طلسم کو فتح کرکے انھین چھڑایا یہ خیال کرکے قریب میل کے آئے اور
کولی مین لیکر اسقدر زور کیا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو جنبش مین آجاتا بلکہ اپنی جگہ سے اُکھڑ آتا مگر میل آہنی
کوئی سوا ہاتھ ہمس کر رہ گیا اور نقابدار عرق عرق ہو گئے یہ دیکھکر نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ ای
نقابدار صندلی پوش اصل یہ ہی کہ مین پہلے ہی زور کرکے دیکھ چکا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ میل آپ سے
بھی نہ اُکھڑیگا نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ آپنے ہمارا زور تو دیکھا مگر ہمنے آپکا زور نہین دیکھا ایک
زور ہمارے سامنے بھی کیجیے تاکہ ہم بھی دیکھین کہ آپ کی قوت کہانتک ہی نقابدار سرخ پوش نے
کہا کہ اگر میری قوت کی آزمائش کرنا ہی تو طبل جنگ بجوایئے جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہو جائیگا
یا آپ میری اطاعت قبول کیجیے گا یا مین آپ کی اطاعت اختیار کرونگا نقابدار صندلی پوش
نے کہا کہ ای برادر یہ بگڑنے کی بات نہین ہی نہ مجھے آپ سے خصومت نہین عداوت نہین بیوجہ
لڑنے سے کیا فائدہ مین بھی مسلمان ہون آپ بھی مسلمان ہین اگر میرا کہنا آپکے خلاف ہوا ہو
تو جانے دیجیے نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اب مین بغیر مقابلے کے نہ مانونگا یہ کہکر اپنے
لشکر کی طرف پلٹ گیا اور طبل جنگ بجوا دیا نقابدار صندلی پوش کہتے تھے کہ یہ بھی عجب
جاہل مزاج آدمی ہین ذرا سی بات پر ایسا بگڑا کہ لڑنے کو موجود ہی اور مین نے عذر
کیا مگر میرا عذر بھی نہ پذیرا کیا چونکہ بغیر لڑے چارہ نہ تھا انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی کوس حربی بجے چنانچہ اُسیوقت نقارہ پر چوب پڑی دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے
قتال ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر نقابدار
گلابی پوش سے سرمست فیلگوش نکلا اور اپنے سردار سے اجازت لیکر میدان مین آیا
بعد سلحشوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای نقابدار
کل تمنے میرے آقا سے جو گفتگو کی تھی وہ محض بیجا تھی اسلیے کہ اُنکے غلام ایسے ایسے ہین
کہ تم ایسون کے واسطے کافی و وافی ہین یہ سنکر ہشتام پیل کو تاب نہ رہی گردن اپنا بڑھا
سامنے نقابدار صندلی پوش کے آیا اور عرض کی کہ ای آقائے نامدار مجھے لافی اس
پہلوان کی سنی نہین جاتی اجازت دیجیے کہ مین جاکر گوشمالی اسکی کردون فرمایا ای ہشتام

ہم اپنے بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ جسنے یہ لباس سرخ پہنا اُسے آتش مزاج ہی پایا ہمت
ان لوگوں کی جفا میں سرداران دست راست اُٹھایا کیے ہیں قاسم نے جیسی جیسی سختیاں بدیع الملک
پکی ہیں ایک عالم میں مشہور رہیں باوصفیکہ **قاسم بدیع الزمان** کا کیا کر سکتے تھے مگر **بدیع الزمان**
کو سختیاں قاسم کی اٹھانا پڑتی تھیں یہ لوگ دیوانوں میں شمار کیے جاتے ہیں تم انکی دریدہ دہنی
کا ملال نہ کرو ہاں اگر آزمائش زور و طاقت کرنا ہی تو کر لو یہ سنکر **ہشام پل** نے کہا یہ میرا ظرف
نہیں ہی کہ سخنان بیجا برداشت کر سکوں نہیں معلوم شاہزادہ **بدیع الزمان** کس کلیجے کے انسان
سے تھے کہ **قاسم** کی بیجا باتیں اُٹھایا کیے یہ کہکر رخصت ہوا اور گردہ سپر کا ہاتھ میں سنبھالکر گردن کو جولان
کیا اور بقصد نگاور زنی چلا اُسطرف سے **سرمست** فیل گوش نے بھی اپنے کرگدن کو زانوؤں میں مسلا
دونوں میں تگاور چلی سپروں سے چنگاریاں اُڑیں تڑاق ہوا یہ معلوم ہوا کہ دو لکہ ابر گرجنے
لگے مرکب دونوں کے برابر سے پسپا ہوئے مگر کسی قدر مرکب **سرمست فیل گوش** کا بہ نسبت مرکب
ہشام پل کے زیادہ پسپا ہوا جسے معروں نے دیکھ لیا بعد اُسکے دونوں نے تحیک مار کر اور مرکبوں
کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار **سرمست** فیل گوش نے **ہشام پل**
کو نیزہ مارا **ہشام پل** نے سنان کو سنان پر لگا تھا رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ
زبانیں نکالکر گتھم گتھے سنانوں سے شرارے نکل رہے تھے گویا دونوں مار سیاہ منہ اُگل رہے تھے
قریب سہ ساعت طعن کے چلی ہونگی کہ ایک مقام پر **ہشام پل** نے نیزہ کو **سرمست** فیل گوش
کے اپنے نیزہ سے لپیٹ کر شانے کی قوت سے اب جو جھٹکا مارا سنان نیزہ کی نکل گئی اور ہاتھ کو
سرمست کے جھٹکا پہونچا بس اسنے غصہ میں آکر پھر پر پھر ماری کہ نیزہ **ہشام** کا بھی ٹوٹا
بس ان دونوں نے نیزہ کو ناکارہ سمجھکر پھینک دیا اور چوبدستیں اُٹھائیں وار چلنے لگے تیسری
ضرب میں مرکب **سرمست** فیل گوش کا مارا گیا **سرمست** نے چوبدست ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچ
لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونوں اگلے پانوں **ہشام پل** کے قلم ہو گئے **ہشام پل** نے زین
خالی کیا اور **سرمست** سے لپٹ پڑا دونوں میں کشتی ہونے لگی دونوں نقابدار مع لشکر
قریب آگئے اور تماشا دیکھنے لگے یہ دونوں فیل مست مصروف تلاش تھے اگر **سرمست ہشام** کو
پکڑ لاتا تھا تو **ہشام** نکل جاتا تھا اور اگر **ہشام سرمست** کو پکڑ لاتا تھا تو **سرمست** نکل جاتا
تھا کہانتک بیان کیا جاے کہ دونوں میں تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دونوں کی بری
حالت تھی مگر **سرمست** فیل گوش کی زیادہ خراب حالت تھی کہ سانس پھولی ہوئی تھی ہانپتا
ڈولتا کہیں تھا اور پڑتا کہیں تھا دیکھا اسنے کہ میں **ہشام** کو زیر نہ کر سکونگا بس ایک گھونسا
ہشام کی کوکھ پہ مارا کہ یہ بھی بیہوش تھا لیکن گھونسا کھاتے ہی اسنے بھی ایک ہاتھ زور سے
پر **سرمست** کے مار دیا تھا کہ اِدھر تو **ہشام** بیہوش ہوا اور اُدھر **سرمست** فیل گوش
بیہوش ہو کر گرا دونوں طرف کے لشکری اپنے اپنے سرداروں کو اُٹھا لیگئے لیکن **نقابدار** گلابی پوش
نے اپنے خیمے میں جاتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اور **سرمست** کو ہوشیار کیا اُدھر **نقابدار** صندلی
پوش نے **ہشام پل** کو ہوشیار کیا لیکن خبر جو طبل جنگ بجنے کی پہونچی انھوں نے بھی کوس حربی

بجوا دیا مگر دل مین کہتے تھے کہ نقابدار گلابی پوش عجب مرد جاہل مزاج ہی غرضکہ پھر رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو اسطرف سے نقابدار صندلی پوش مع لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوے اور اسطرف سے نقابدار گلابی پوش نے آکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین بعد
آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نصیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار گلابی پوش نے بودا باگ
کا لیا اور میدان مین آکر آواز دی کہ ای نقابدار صندلی پوش یہی گوے ہی یہی میدان آؤ
کہ میرے تمھارے آزمائش ہو جاے یہ سنکر نقابدار صندلی پوش کو بھی غصہ آگیا باگ گھوڑے
کی لی اور کہا کہ ای نقابدار گلابی پوش جہانتک مین طرح دیتا ہون تم اور سرکشی کرتے ہو لاؤ ضرب
بہادری کی نقابدار گلابی پوش نے نیزہ مارا نقابدار صندلی پوش نے نیزے کو نیزے پر لیا رد
بدل ہونے لگی سنان سے سنان جوڑتی تھی چنگاریان نکلتی تھین بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی آخر کار سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ڈانڈون کو ہاتھون سے پھینک دیا
اور گرز سنبھالے نقابدار گلابی پوش نے آواز دی کہ ای نقابدار صندلی پوش یہ ضرب میری
عطایہ ہی ملک الموت کا رو کو نوازشکو یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر نقابدار صندلی پوش پر
وار کیا نقابدار صندلی پوش نے گرز کو گرز پہ روکا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ نقابدار صندلی پوش تتق گرد مین پنہان ہوگئے عیار انکا مہتر
چابک دست جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا نقابدار
صندلی پوش صحیح وسالم موجود ہین آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی یہ سنتے ہی نقابدار گرد سے باہر آئے اور آواز دی کہ ای نقابدار گلابی پوش واقع مین
تو زبردستان روزگار سے ہی بلا کی ضرب تو نے لگائی مگر یہ میری ضرب بھی پیغام قضا سے کم نہین ہی
یہ کہکر گرز اپنا بلند کیا اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار گلابی پوش پر وار کیا نقابدار گلابی پوش نے
بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہی وہی حالت نقابدار گلابی پوش کی ہوئی
جو کہ نقابدار صندلی پوش کی ہوئی تھی نقابدار صندلی پوش نے آواز دی کہ زدم وبست
کردم نقابدار گلابی پوش کا عیار ہماے خنجر گذار بھی جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کی چرخ
مار کر اندر گرد کے در آیا آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار رہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی
بس یہ سنتے ہی نقابدار بھی گرد سے باہر آئے اور تلوار کمر سے کھینچ لی اُدھر نقابدار صندلی
پوش نے بھی گرز وہ سپر کا سنبھالا اور تلوار نیام سے لی مگر نقابدار گلابی پوش برس پڑا
کہ نقابدار صندلی پوش کو روکنا دشوار ہوگیا اسی حالت مین جانب صحراے تتق گرد وغبار بلند ہوا
دونون نقابدار متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار
ابلق سوار ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوے کہ یہ نقابدار سبز پوش یعنے داراب ثانی کی
تلاش مین چلے آتے تھے یہان آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دو نقابدار آپس مین جنگ کر رہے ہین نقابدار
ابلق سوار نے سبب جنگ دریافت کیا نقابدار صندلی پوش نے ساری کیفیت عمل پر زور کرنے
کی بیان کی نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ اب آپسمین آزمائش زور وطاقت بیکار ہی اسلیے گرز بردست

وہ ہی جو میل آہنی کو زمین سے اُکھیڑلے جب میل تم سے اُکھڑا نہ اُٹھے تو دونوں کمزور رہیں یہ کلمہ دونوں
نقابداروں کے خلاف گزرا اور نقابدار گلابی پوش نے جھلا کر کہا کہ آپ بڑے شہزور ہیں تو
آپ ہی میل کو اُکھیڑ لیجیے اب یہ دونوں نقابدار آپس کی جنگ تو بھول گئے اور نقابدار ابلق
سوار سے بحث کرنے لگے نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ میں ہر طرح موجود ہوں یہ کہکر اُس میل آہنی
کی طرف چلے نقابدار صندلی پوش اور نقابدار گلابی پوش ساتھ ہمراہ تھے جسوقت تینوں نقابدار
پاس میل آہنی کے پہونچے نقابدار ابلق سوار سے کہا کہ تیجیے زور کیجیے دیکھوں آپ کیونکر اس
میل کو زمین سے اکھیڑ لیتے ہیں بس یہ سنتے ہی نقابدار ابلق سوار دامن گردان کر قریب میل
آہنی کے آئے اور میل کو کوئی تین بیکر جو زور کیا زمین سے اُکھیڑ کر پھینکدیا یہ قوت نقابدار ابلق
سوار کی دیکھکر ان دونوں نقابداروں کے ہوش اُڑ گئے لیکن جس مقام سے کہ میل اکھڑا
تھا وہاں ایک غار سا ہو گیا اور اُس غار سے چیک کر ایک دیو نکلا اور پکارا کہ کسنے کلید طلسم
باطن پر قبضہ کیا ہے نقابدار ابلق سوار نے آواز دی کہ او ملعون ہم ہیں بس یہ سنتے ہی یہ دیو
نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا غار سے اور دیو یکے بعد دیگرے نکلنے لگے نقابدار ابلق
سوار نے دیو اول کو تلوار سے مارا دوسرے دیو کو نقابدار صندلی پوش نے تہ تیغ کیا تیسرے
دیو کو نقابدار سبز پوش نے مارا مگر غار سے دیو برابر نکل رہے تھے اور یہ سلسلہ کسیطرح کم نہوتا
تھا اور یہ تینوں نقابدار دیوؤں سے لڑ رہے تھے کہاں تک بیان کیا جاسکے پہر بھر کامل ان تینوں
نقابداروں نے جنگ کی اور صدہا دیوؤں کو مارا لاشیں زمین پر گرتے ہی غائب ہو جاتی تھیں
یہ اسرار دیکھکر یہ نقابدار نہایت پریشان تھے کہ قتل کرتے کرتے بازو شل ہو گئے قبضہ تلوار
کے ہاتھوں میں چپٹے تھے کنیوں سے خون ٹپک رہا تھا مگر دیوؤں کے نکلنے کا سلسلہ کسیطرح
موقوف نہ ہوتا تھا اب یہ تینوں نقابدار پریشان ہوئے اور قصد کیا کہ اسی غار میں پھاند پڑیں اور
جتنے دیو ہوں اُنسے تنہا لڑلیں بس نقابدار ابلق سوار ایک دیو کو مار کر قریب دہنہ غار کے
آئے اور پھاندنے کا قصد کیا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی اے نادان کیا کرتا ہی خبردار اس
غار میں کودنیکا قصد نہ کرنا کہ اندر غار کے ایک دیو منہ کھولے بیٹھا ہی جو اس میل کے سرے کو
پکڑے ہوے تھا اگر تو اندر غار کے پھاندا تو شکم دیو میں پہونچ جائیگا تجکو چاہیے کہ اس میل کے
سرے کو اُٹھا کر جس جگہ سے اُکھیڑا ہی اُسی مقام پر نصب کردے کہ یہ سلسلہ دیوؤں کے نکلنے کا
موقوف ہو نقابدار ابلق سوار نے جھپٹ کر میل کو اُٹھایا اور جس مقام سے کہ اُکھیڑا تھا پھر
اُسی جگہ نصب کر دیا میل کے نصب ہوتے ہی دیوؤں کے نکلنے کا سلسلہ موقوف ہوا اب
جو دیکھا تو وہ حجرہ جو برابر میل کے بنا ہوا ہی اسکا دروازہ کھلا ہی اور ایک مرد پیر باریش
سفید حجرہ سے باہر آئے اور کہا کہ اے نقابدار ابلق سوار باوجودیکہ تم صاحبقران زمان ہو
اور صاحبقران وہی شخص ہو سکتا ہی جو فہم و فراست حسب و نسب زور و جرأت سب باتوں میں
مردان عالم پر فوق رکھتا ہو مگر اسوقت تمنے بڑی نادانی کی کہ عبارت جو میل پر لکھی ہی اُسے
پڑھا اور وہ نسخہ نہ دیکھا جس میں یہ طلسم فتح ہوگا ہر چند کہ فاتح اس طلسم اسرار باطنی کے تم ہی ہو

مگر ابھی وقت اسکا نہیں ہی مجھے معلوم تھا کہ تم قبل ازوقت یہان پہونچوگے اور اس سِل کو اکھیڑ کر مبتلائے
بلا ہوگے اسواسطے مین نے قریب اس سِل کے حجرہ بناکر رہنا اختیار کیا اور بروقت تمکو آگاہ کر دیا نام
میرا القاے روشنضمیر ہی نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ آپنے بڑا احسان کیا مین آپ کے احسان کا
کیا شکر یہ ادا کرون لیکن یہ غلطی اسوجہ سے ہوئی کہ یہ دونون نقابدار مجھے اس سِل کی طرف لائے اور
مجھسے کہا کہ بڑے شہزور ہو تو اس سِل کو اکھیڑ لو مین نے اُس جوش مین عبارت نہ دیکھی نہ سنہ پڑھا القاے
روشنضمیر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط اب جاؤ کہ صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک
نہ طاق پر بلاؤن مین گھرے ہوے ہین اُنکی مدد کرو جسوقت نہ طاق ظاہر فتح ہوویگا اور
بادشاہ طلسم نہ طاق ظاہر اپنے کو بظاہر قتل کرا کر نہ طاق باطن مین پوشیدگی اختیار
کریگا اور در پردہ جفائین اہل اسلام پر شروع ہوجائینگی وہ وقت تمھاری فتاحی طلسم اسرار باطنی
کا ہوگا کہ صاحبقران ثالث نہ کعبہ تشریف لیجائینگے اور میدان خالی ہوگا پھر اسی مقام پر آنا اور
جو سنہ کہ مین نے سِل پر کندہ کر دیا ہی اُسکی مطابقت سے فتاحی نہ طاق باطن کا قصد کرنا
اور یہ دونون نقابدار تمھارے عزیز اور قوت بازو ہین اب ان دونون کو اپنے ہمراہ رکھو
ایک ان مین بلقیس بن قہور دیوپرور اور دوسرا داراب ثانی ہی بعد اُسکے ان
دونون نقابدارون سے کہا کہ قوت آپنے نقابدار ابلق سوار کی دیکھ لی کہ جو آپسے نہ ہوسکا
وہ کام انھون نے کیا اب آپس کی لڑائی دور کیجیے اور ہمراہی نقابدار ابلق سوار کی اختیار
کیجیے کہ یہ صاحبقران وقت ہین اور آپ کے عزیز ہین نام انکا عادل کیوان شکوہ ہی
ولادت انکی طلسم ابلق مین ہوئی جسکا حال مفصل طلسم ابلق مین معلوم ہوگا کہ یہ کیونکر پیدا ہوے
اور یہ شوکت کہان پیدا کی اور اپنے عزیزون کو کسطرح جانا الحاصل یہ دونون نقابدار
یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قہور دیوپرور زور عادل کیوان شکوہ کا
تو دیکھ ہی چکے تھے اب راز بھی افشا ہوگیا دونون نے نقابین اُلٹ دین ادھر عادل
کیوان شکوہ نے نقاب چہرہ سے ہٹائی ایک نے دوسرے کو دیکھا اور خوش ہوے
عادل کیوان شکوہ نے داراب ثانی سے کہا کہ آپکی جستجو نے مجھے بہت پریشان کیا یہ
آپ نے تبدیل لباس کسوجہ سے کیا داراب نے کہا کہ اب پوشیدہ کرنا بیکار ہی مین دراصل
آزمائش زور و طاقت کے واسطے آپ سے علیحدہ ہوا تھا مگر حقیقت مین آپ ہی لائق
صاحبقرانی ہین اب مین آپسے جدا نہ ہونگا عادل کیوان شکوہ انکے ساز و سامان لشکر عیار
پہلوان ہمشام ان سب کو دیکھکر بہت خوش ہوے بعد اُسکے اہرمن کوہ پیکر سے ملاقات
کرائی اور حال اِس سردار کے زیر کرنیکا بیان کیا داراب ثانی اور بلقیس بن قہور نے بھی اِس
پہلوان کو بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ سردار آپ سے وہ نسبت رکھتا ہی جو لندھور کو حمزہ صاحبقران
اول سے تھی بعد اِسکے القاے روشنضمیر نے تو دروازہ حجرے کا بند کر لیا اور یہ تینون
نقابدار ایک جگہ مین آکر بیٹھے تینون لشکر ایک ہوے اور تیسرے روز کوچ کرکے طرف نہ طاق
ظاہر کے روانہ ہوے یہانسے یہ دونون نقابدار یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قہور دیوپرور

عادل کیوان شکوہ کے ساتھ رہتے ہین اور کل فوج یہ ایک لاکھ اسّی ہزار کی تعداد مین پہونچی ہے یہ تو رہروی نہ طاق مین سرگرم ہین اور اب بیانسے

چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ سکندر رستم خوا و رفیع البخت نوجوان سے بیان کیے جاتے ہین

غزل برآغاز کلام

اس ادا سے آنکھ ملتے ہی وہ تڑپانے لگے
جب سنبھالا دل کو مین نے ہاتھ تھرانے لگے
ہجر مین گو آہ و زاری کا نتیجہ کچھ نہین
کیا کرے وہ جسکو سنتے ہی ہنسی آنے لگے
آرزو اس سے مٹنے والے کو اب کیونکر مٹا گئی

دیکھکر صورت نہ آتا ہو تو یار آنکلے
او ستمگر دیکھو میری بیکسی کا رعب ہی
کیا کرین تنہا جو بیٹھے بیٹھے گھبرانے لگے
اضطراب شوق نے کی کچھ ترقی اور بھی
تسکین کرنے پہ جسکو اور غیظ آنے لگے

ہجر مین اس بیقراری کو خدا ہی کم کرے
قبر تک آنے جو تم تھا پانؤن تھرانے لگے
ہنسنے آنا وصل کا مژدہ چھپانیکی ہے بات
گھیر کر احباب جسدم مجھکو سمجھانے لگے

شناوران دریاے شجاعت و غواصان قلزم جرأت وجلالت ماہی مدعا کو اسطرح دام تقریر مین اسیر کرتے ہین کہ بیا بشنو اے ہمدم داستان کہ باز آمدم بر سر داستان تو یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ ضرب گرز رفیع البخت سے جبر آہنی شکستہ ہوا اور سکندر رستم خوا اور شاہزادہ رفیع البخت دونون دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے جانب یمین لشکر رفیع البخت خیمہ افگن تھا اور جانب یسار لشکر سکندر رستم خو کا اُترا ہوا تھا جسوقت یہ دونون نہنگ بحر شجاعت دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے دونون عیار بھی کشتیون پر بیٹھ بیٹھ کر تعاقب مین روانہ ہوے کہ یہ دریا نہایت تند و پرشور سے بہ رہا تھا کہتے ہی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے کنارے کنارے تو اہل لشکر اپنے اپنے سردار کی تلاش کرتے چلے جاتے ہین اور سیارہ کوچک عیار سکندر رستم خوا اور لاہور تیز گام عیار رفیع البخت دونون کشتیون پر بیٹھکر مانند موج تند کے اپنے اپنے آقا کی تلاش مین چلے کشتیان اُس دریاے زخار مین بتے کی طرح اڑتی ہوئی چلی جاتی تھین ہر تھپیڑا موج کا کوسون تک بہا دیتا تھا وہ جا بجا گرداب کے چکر انمین پھنسکر نکلنا موجون کے تھپیڑے جس مین ہر مرتبہ کشتی کے غرق ہوجانیکا یقین ہوتا تھا غلّ چشم ہم کو بھی نظر آتا تھا چادرین پانی کی کفن لیے ہوے سامنے آتی تھین مگر زندگی ایسی چیز ہے کہ یہ دونون عیار اُن آفتون کو جھیلتے ہوے جانون سے دست بردار ہو ہو کر اپنے اپنے آقا کی محبت مین کشتیان اُڑائے ہوے چلے جاتے تھے لیکن اول اُن دونون نہنگان بحر شجاعت کا حال سنیے کہ مرکب اسکے بہ ہمہ پر کلا کیان مارتے ہوے چلے جاتے ہین مگر پانی کی تھپیڑون سے دونون مین اسقدر فاصلہ پیدا کردیا ہے کہ اب ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہے سکندر رستم خوا گھٹتے ہوے چلے جاتے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ نہین معلوم نقابدار زمرد پوش پر کیا گذری خدا اسکو اس طوفان سے نجات دے کہ عجب جوان زبردست و بہادر ہے ادھر رفیع البخت ہر طرف نگاہین دوڑا کر دیکھتے ہین کہ نقابدار یاقوت پوش کہان ہین مگر سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا دعا کرتے ہین کہ اے خدا حقیقی و اے رب حقیقی تو ہی اس طوفان بلا مین نقابدار یاقوت پوش کا نگہبان ہے جاتے جاتے ایک کوہ بلند نظر آیا کہ اس کوہ کو کوہ تفوق کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ یہ کوہ درمیان دریا مین واقع ہے اور یہ دریا سانے دو حصہ ہوکر بہا ہے ایک دھارا اسکا کوہ کی داہنی جانب سے بہا ہے اور دوسرا دھارا بائین جانب سے ہوکر چلا ہے

داہنی جانب رفیع البخت بہتے ہوئے چلے اور بائیں جانب سکندر رستم خو بہتے ہوئے چلے درمیان میں کوہ
تفریق حائل ہو گیا اب نہ انھیں انکی خبر ہی اور نہ انھیں انکا حال معلوم ہی پانی جو کوہ سے ٹکراتا ہی تو ادھر
کی چیزوں کو اُدھر بہا دیتا ہی جسطرح یہ دونوں سردار ایک ادھر ایک اُدھر بہہ گئے اسیطرح انکے عیاروں
کی کشتیاں بھی دونوں طرف بہکر نکل گئیں اور لشکر دونوں کے کنارے کنارے پتہ پوچھتے ہوئے حال دریافت
کرتے ہوئے چلے آتے ہیں رستے میں جس ماہی گیر یا ملاح وغیرہ سے ملاقات ہوتی ہی اُس سے دریافت کرتے
ہیں جو دیکھ چکا ہی وہ بیان کر دیتا ہی کہ ہاں ایک سوار بہتا ہوا گیا ہی اور جو نہیں جانتا ہی وہ کہدیتا ہی کہ
ہمنے نہیں دیکھا اُسوقت ایک انتشار بڑھتا ہی پریشانی زیادہ ہوتی ہی کئی مرتبہ نور الدہر نے قصد کیا
کہ گھوڑا دریا میں ڈالدوں مگر تہمتن گرد وغیرہ نے منع کیا کہ اے شہریار اس سے کیا فائدہ ہی ابھی تو ایک
ہی کی تلاش میں سب پریشان ہیں پھر دو کی جستجو ہو جائیگی آپکا ہمراہ لشکر کے رہنا ضرور ہی ایسا نہ ہو
کہ فوج بیدل ہو کر تباہ ہو جائے کہ جب سردار مفقود الخبر ہی تو تنخواہ کون دیگا اور ہم تو کسکے [illegible] جائینگے
اور پھر اگر کسی مقام پر شاہزادہ عالی مرتبت سے نیاز حاصل ہوا تو وہ آپکے واسطے پریشان ہونگے اسسے
بہتر یہی ہی کہ یوں ہی پتہ پوچھتے ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے چلے چلیے وہ صاحب اقبال ہیں انکو کون گزند
پہونچا سکتا ہی اگر زندگی باقی ہی تو ملاقات ہو ہی جائیگی نور الدہر لشکر کو لیے ہوئے باحال پریشان چلے
جاتے ہیں اُدھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نقابدار بنے ہوئے مع مظہر یزداد بتلاش
سکندر رستم خو کنارے کنارے چلے جاتے ہیں ہر آیندو روند سے پوچھ لیتے ہیں کہ تمنے کسی سوار
سرخ پوش کو تو دریا میں بہتے ہوئے نہیں دیکھا ہی بعض نے انکار کیا جس سے پریشانی زیادہ ہوئی
اور سلیمان کوچک نے زیر بند کاٹ کر گھوڑا ڈالدینے کا قصد کیا مگر سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا
کہ اگر تم بھی اپنے کو تباہی میں ڈالدوگے تو تلاش کون کریگا ہمکو تو غم عزیزان نے اندھا کر رکھا ہی
یوں ہی دنیا اندھیر ہی اب تمہاری مفارقت اور بھی نابینا کر دیگی اگر کسی مقام پر سکندر کا پتہ بھی ملا
اور خدا نخواستہ دشمن اُسکے گرفتار بلا ہوئے تو کون رہا کریگا اور آفت میں مبتلا ہو جانا کوئی بڑی
بات نہیں اسلیے کہ دشمنوں کا ملک ہی یہاں کے زمین و آسمان و دشت و در شجر و حجر دشمن ہیں الحاصل
یہ دونوں ماموں بھانجے بھی سکندر کے واسطے دعائیں مانگتے ہوئے اور حال دریافت
کرتے چلے جاتے ہیں اور درگاہ باری میں عرض کرتے ہیں کہ شرم ہماری تیرے ہی ہاتھ ہی کہ یہ یکتا
نشانی ہی شہریار نامدار اور [illegible] نوجوان کی اور ہونہار معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ قاف میں اسنے کیسے کیسے
کار نمایاں کیے ہیں کیسے کیسے دیووں کو مارا ہی کہ جنکے نام سے تمام قاف تھراتا تھا دیو شدید گرززن اور دیو
آتشبار جنکے ہاتھ سے تمام خاندان برباد ہو گیا قاف میں گھر گھر صف ماتم بچھ گئی غرضکہ یہ لوگ تو باحال پریشان
سرگرداں و حیراں تلاش میں چلے جاتے ہیں مگر اول حال رفیع البخت کا سنیے کہ یہ بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں
تین روز گذر چکے ہیں خود بھی فاقہ سے مرکب بھی گرسنہ اب نہ رفیع البخت میں قوت ہی نہ مرکب میں ذرا
طاقت دونوں نے ہاتھ پاؤں ڈالدیے ہیں اور بہاؤ پر چلے جاتے ہیں پانی تو کیا غوطے کھا کر پی گئے ہیں
مگر دم انکا کہاں تھمتا ہی جسم پانی سے پھول گیا ہی نقاب جو بھیگ گئی ہی تو چہرہ سے لپٹ گئی ہی ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی
کہ آفتاب پہاڑ کی تک آ گیا ہی یا چراغ سحری فانوس میں جھلملا رہا ہی چہرہ اُداس ہی زندگی سے یاس ہی

بار بار درگاہ صمدیت مین عرض کرتے ہین کہ اے خلاق عالم اگر موت ہماری اسی بہانے تھی تو بہتر ہی جو تیری
مرضی مگر اب اس قفس کی کشاکشی ارے سے کم نہین ہی جلد ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح ہماری قبض کرین مگر
ہان یہ موت دنیا کی رسوائی سے بچاتی ہی اقبال کے نشان کو مٹاتی ہی اسکی تمنا ہین شاعر کہتا ہو سہ ہوے مرکے
ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا ۔ واقع ہین کہ ہم ایسے بے بنیادون کا
اسی طرح مٹنا اچھا ہی جب بڑے بڑے نامور اس بحر فانی مین بے نام و نشان ہو گئے تو ہماری کیا حقیقت ہی
سہ ہر ایک تماشے کو دیکھا جھپکی جو پلک پھر بھی تو نہ تھا ۔ ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین ۔ مگر افسوس
کہ دل کی حسرتین دل مین رہین ماں باپ سے ملنا نصیب نہوا وہ نہ طاق پر گئے ہوے ہین نہین معلوم اُنپر کیا گذریگی
جسوقت خبر غرق فرزندی سنینگے صدمہ سے کلیجا آب آب ہو جائیگا کہ نشان تربت بھی نہین جو فاتحہ
پڑھکر دو آنسو بہا لین یا چار پھول اس نامراد کی تربت پر چڑھا لین اب ہماری تو وہ حالت ہو گئی
نظر آتی ہی کہ سہ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو ۔ کہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہی ۔ یقین ہی کہ تہ نہنگ
مین قبر نصیب ہوگی ۔ اسی اس طرح کے حسرت آمیز و عبرت انگیز کلام دل سے کرتے ہوے بہتے چلے جاتے ہین
ابتک اسقدر جرأت باقی ہی کہ اگر کوئی جانور آبی مثل موش مگر وغیرہ کے حملہ کرنیکا قصد کرتا ہی تو اُسے
تلوار سے قتل کرکے جان بچالیتے ہین مگر اب طاقت بھی طاق ہو چلی ہی دست و پا بیکار ہوے جاتے
ہین دن بھی آخر ہی آفتاب بھی لب بام نظر آ رہا ہی سیاہی پھیلتی جاتی ہی شور دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہی کہ
یکایک دور سے ایک گنبد نظر آیا کہ یہ گنبد کنارے دریا کے واقع ہی جیسے ہی رفیع النجمت بہتے ہوے قریب
اُس گنبد کے پہونچے دیکھا دروازہ گنبد وا ہی اور چند نازنینین کھڑی ہوئی سیر دریا مین مصروف ہین اور ایک
پری جمال جسکا سن و سال پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہین معلوم ہوتا بقول شاعر سہ برس پندرہ
یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین مرادون کے دن ۔ فیروزی لباس پہنے ہوے زیور فیروزہ نگار سے آراستہ
ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوے دوسرے ہاتھ سے بازو دروازہ کا پکڑے ہوے نشہ جوانی مین سرشار کھڑی
جھوم رہی ہی اور یہ شعر پڑھ رہی ہی سہ پرتو مہتاب سے ہر موج ہی زنجیر سیم ۔ چاندنی مین دیکھ لو آب روان
دو چارون کو چہرہ ماہتاب کا عکس جو پانی مین پڑ رہا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ برج آبی مین آفتاب
تابان جلوہ گر ہی گرد سہیلیون کا ہجوم ہر ایک سراپا تصویر حسن یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند کو ستارے گھیرے
ہوے ہین نظر جو ملکہ کی رفیع النجمت پر پڑی دیکھا کہ ایک سوار مع مرکب بہا ہوا چلا آتا ہی گھوڑے
نے بھی ہاتھ پاؤن چھوڑ دیے ہین سوار بھی بیدم ہو رہا ہی اسکی حالت پر رفیع النجمت کی رحم آگیا ساتھ
والیون سے کہنے لگی کہ اس غریب کی مفت جان جاتی کوئی نہین معلوم کہان سے بہتا ہوا چلا آتا ہی جسطرح
بنے اسکو نکالو بس اُن عورتون نے حکم پاتے ہی اُن ماہیگیرون کو آواز دی جو ماہیگیر ملکہ کی سواری
کے لیے زیر گنبد کھڑی رہتی ہین کہ دیکھو یہ سوار جو بہتا ہوا چلا آتا ہی یہ ڈوبنے نہ پاے جسطرح بنے اسکو
دریا سے نکالو ملکہ بہت کچھ انعام دیگی اُن ماہیگیرون نے عرض کی کہ ہر چند اس مقام پر وہ زور و شور
دریا کا نہین ہی جو دوسرے ساحلون پر ہی تاہم اس سوار کا نکالنا سخت دشوار ہی ایسا نہو کہ اسکے
نکالنے مین ہم لوگ بھی غرق ہو جائین [illegible] سی مین کشتی پر چڑھیگا کشتی ڈوب جائیگی ملکہ نے کہا حرامزادو
اگر اس سوار کو نہ نکالا تو تم سب کو اسی دریا مین غرق کرادونگی جلد جاؤ اور اس سوار کو نکال کر لاؤ

چاہیے سب کشتیاں غرق ہو جائیں پھر پرواز کرو یہ حکم سنکر باجگینوں نے کشتیاں کھولیں اور بیچ دریا میں
برابر سے کشتیاں لگا کر سواری کی منتظر ہوئیں جیسے ہی رفیع البخت تیرتے ہوئے قریب کشتیوں کے پہونچے
ان سب نے جال مارے اور دو بیچارہ نے ملکر انکو کھینچا اور کنارے پہلے آئیں رفیع البخت بمشکل
دریا سے نکلے اور مرکب کو بھی بدشواری باہر نکالا مگر ہوا سے لگتے ہی بیہوش ہوگئے ملکہ سمجھی کہ یہ غریب مرگیا
گنبد سے نکلکر قریب رفیع البخت کے آئی اور ساتھ والیوں سے کہا کہ ذرا نبض تو دیکھو یہ زندہ بھی ہے یا نہیں
اگر مرگیا تو محنت بھی اکارت ہوئی عورتوں نے قریب جانے سے انکار کیا کہ ہم تو غیر مرد سے کو ہاتھ نہ لگائینگے
اور نہیں معلوم یہ زندہ بھی ہے یا نہیں ہمیں مُردے سے ڈر معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ ہم خود اسے دیکھینگے یہ کہکر
قریب آئی ہاتھ اپنا منہ پاس لا کر سانس دیکھنے لگی آمد و شد نفس محسوس ہوئی عورتوں نے کہا کہ ملکہ یہ آپ
کیا کرتی ہیں آپکا کوئی پندار ہے غیر مرد سے کو ہاتھ لگانا اچھا نہیں ملکہ نے کہا مُردار نیت پاک چاہیے فقط
منہ چھو ہاتھ لگانے سے ہوتا ہے نہ دیکھنے سے اسوقت یہ بیچارہ خراب حالت میں ہے مگر رئیس و شریف
معلوم ہوتا ہے چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہیں اسپر احسان کرینگا کوئی نیک نتیجہ
ظہور میں آئیگا اسکو ہمارے قصر میں لیچلو ترک سواریوں نے رفیع البخت کو اُٹھا کر قفس پر
ڈالا اور قصر میں لاکر مسہری پر لٹا دیا بھیگے ہوئے کپڑے اُتار کر خشک لباس پہنایا شوربا مرغ کا
حلق میں ٹپکایا بڑی مشکل سے رفیع البخت کو ہوش آیا دیکھا کہ بہت سی نازنینیں خدمتگزاری میں
مصروف ہیں اور ایک شاہزادی مسند فیروزہ نگار پر بیٹھی ہوئی حکم کرتی ہے عورتیں اُسکے حکم کے
موافق خدمتگزاری میں مصروف ہیں شاہزادہ کو سکتہ سا ہوگیا تھا کہ میں کہاں ہوں فرمایا کہ اگر
میں مرگیا ہوں اور تم سب حوران بہشتی میں سے ہو اور میری خدمت کے واسطے معین ہو تو یہ سردار
تمہاری کس غرض سے تشریف لائی ہیں اور دیگر اعزا میرے جو کہ مرگئے ہیں وہ کس مقام پر ہیں میں
اُنسے ملنا چاہتا ہوں شاہزادی نے فرمایا کہ آپ کے اور عزیزوں کا کیا نام ہے آخر انکو کس پتہ سے
بلایا جاوے فرمایا جد اعلی میرے زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
ہیں اور پردادا میرے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تمعن بدیع الزمان گردن شکن ہیں
باپ میرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک خدا اُنکو سلامت باکرامت رکھے کہ خون عزیزان کا
بدلہ لینے کو نہ طاق پر گئے ہوئے ہیں نام میرا رفیع البخت ہے یہ سنکر باقی نازنینیں خدمت
گذاری میں مصروف تھیں یا علیحدہ ہوکر کھڑی ہوگئیں ہر ایک انگشت بدندان تھی باہم سرگوشیاں ہونے
لگیں ایک دوسری سے کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ بھی سربزانو ہو کر دریائے تفکر میں غرق ہوگئی
رفیع البخت حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے ملکہ کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا تو یہ توجہ میرے حال پر
تھی یا دفعتہً اسطرح کی بیرخی آخر سبب اسکا کیا ہے ملکہ نے جواب دیا کیا یہ شخص اصل یہ ہے کہ میں شاہزادی
ہوں قلعہ ہفت جوش کی دختر ہوں سرکوب جادو دان ملک معراج آتش ریز جادو کی کہ اُس کو
سرکوب جادو بھی کہتے ہیں نام میرا ملکہ مروارید گوہر دندان ہے اور یہ سب میری کنیزیں ہیں جو آپ کی
خدمتگذاری میں مصروف تھیں اور میرے ہی حکم سے آپ دریا کے باہر نکالے گئے دیر تک بیہوش رہے
نہیں معلوم اتنے عرصے میں کیا کیا تدارک کیے گئے جو آپ کو ہوش آیا اب معلوم ہوا کہ آپ ہمارے

دشمنوں میں سے ہیں باپ آپ کے ہمارے خداوند اکوان تاجدار کے دشمن ہیں آپ ہمارے باپ کے
قاتل ہیں فرمایا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ میں تمھارے باپ کا قاتل ہوں میرا شیوہ احسان فراموشی اور محسن کشی
نہیں ہے اسوقت تمھاری بدولت دریا سے جان بچی یہاں آ کے کیسی راحت اُٹھائی یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ میں تمھارے ساتھ دشمنی کرونگا اور تمھارے باپ کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا میں نے اکثر اپنے باپ کی
زبانی سنا ہے کہ پیرزال کاہنہ جو کہ جدہ ماجدہ خداوند اکوان تاجدار کی ہیں جسوقت انھوں نے احکام طلسم
بر طاق لکھے ہیں تو ایک ایک پرچہ ہر ایک بادشاہ و ناظم طلسم کے پاس رہا چنانچہ میرے والد ماجد
سرکوب جادوان ملک مواج آتش ریز جادو کے پاس بھی ایک پرچہ احکام پیرزال کاہنہ کا موجود ہے
انھوں نے اکثر احکام اُس پرچہ کے میرے سامنے پڑھے تو اُس میں صاف صاف تحریر تھا کہ قاتل ہمارا
تمھارا مہمان ہوگا اور رفتاح طلسم کا بیٹا ہوگا تمکو چاہیے کہ جسوقت حال اُسکا ظاہر ہو اُسے فوراً گرفتار
کرکے ہمارے پاس بھیجدینا یا قتل کر ڈالنا چنانچہ آپ کے بیان سے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ
تم ہی میرے باپ کے قاتل ہو اب مجھے یہ شرم دامنگیر ہے کہ جسکے ساتھ نیکی کی اُسکے ساتھ بدی
کیونکر کروں اب اگر تمھیں گرفتار کرکے بھیجے دیتی ہوں تو میرے آئین کے خلاف ہے اور اگر
رہا کیے دیتی ہوں تو باپ سے بُری بنتی ہوں اور اگر اپنے پاس مقیم رکھتی ہوں تو بھی دو خرابیاں
ہیں ایک تو بدنامی ہوگی نہیں معلوم کیا کیا خیال کرینگے دوسرے یہ کہ یہ خبر چھپ نہیں سکتی
آج کل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ہر ناظم در پے ہے اپنے مرنے سے نہایت ہوشیار ہے جسوقت
میرے والد پرچہ احکام پیرزال کاہنہ کا دیکھینگے اُسیوقت سارا حال کھل جائیگا اور مجھپر بھی بدنامی کے ساتھ
عتاب آئیگا ہائے یہ میں نے بیٹھے بٹھائے کیا کیا اور اپنی جان کو عذاب میں پھنسایا یہ کہکر رونے لگی
اشک جو اُن سرگین آنکھوں سے بہکر رخساروں پر آئے تو رفیع البخت بیساختہ یہ شعر پڑھنے لگے
؎ دُرِ ابلق کسے کم دیدہ موجود ؎ مگر اشکِ بتانِ سرمہ آلود ؎ ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا خوب بات ہے
کہ ہم تو مصیبت پر اپنی روتے ہیں اور پریشان ہو رہے ہیں کہ کیا کریں اور تم اشعار پڑھتے ہو حقیقت
اگر تم لوگ ایسے سنگدل نہوتے تو ہزارہا ساحروں کو قتل کیونکر کرتے شاہزادہ نے فرمایا ؎
مشکلے نیست کہ آسان نشود ؎ مرد باید کہ ہراسان نشود ؎ ملکہ نے کہا ایک تو میں مرد نہیں کہ ہراسان
نہوں دوسرے آسانی کی صورت بھی نہیں نظر آتی سوا اِسکے کہ تمکو باندھکر اپنے باپ کے پاس
بھیجدوں رفیع البخت نے کہا کیوں نہیں جس طرح تمھاری پریشانی تو دفع ہو اگر زندگی ہماری باقی
ہے تو بچ جائینگے کوئی اور حیلہ نکل آئیگا ورنہ تمھارے احسان سے سبکدوش ہو جائینگے ملکہ نے یہ سنکر کہا
کہ بس اب جلوں کو نہ جلاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک جانب آسمان سے ابر مروارید
نمودار ہوا خواصیں دوڑی ہوئی آئیں اور ملکہ سے عرض کی کہ آپ کی والدہ ماجدہ ملکہ صدف گہر ریز
جادو تشریف لاتی ہیں اب آپ تھوڑی دیر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے خدا جانے وہ آپکو دیکھکر
کیا خیال کریں حالانکہ میری نیت سے خدا خوب واقف ہے شاہزادہ رفیع البخت ایک علحدہ درجہ میں چلے
گئے اور ملکہ بجائے تعظیم اُٹھی ابر مروارید رنگ قریب گنبد ہو کر شق ہوا اور ملکہ صدف گہر ریز جادو
نمودار ہوئی ملکہ مروارید گہر دندان نے اپنی ماں کو سلام کیا اور لا کر مسند پر بٹھایا آپ باادب دوزانو

سامنے بیٹھی اور عرض کی کہ اسوقت حضور کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا ملکہ صدف گہر ریز نے فرمایا کہ بیٹیا زمانہ
پُرآشوب ہو رہا ہی اندرون طلسم آمد طلسم کشا کا شور ہی ناظمان حد بند اپنی اپنی جان کی خیر مناتے ہیں اِس احکام
پیر زالہ کاہنہ سے برابر ثابت ہو رہا ہی کہ قاتل تمھارے باپ کا سرحد قلعۂ ہفت جوش میں آ گیا ہی نہیں
معلوم کس مقام پر ہی اب تم ماشاء اللہ جوان ہوئیں تمھارا تنہا اس مقام پر رہنا اچھا نہیں بلکہ اب تمھارا
ہمارے پاس بھی رہنا اچھا نہیں جسکی امانت ہو اُسکے سپرد کر دیں کیا معلوم ہمارے بعد کیا ہو گیا ہی
تمھیں تمھارے گھر کا کیے دیتے ہیں آج تیسرا روز ہی کہ باپ نے تمھارے نامہ تمھارے خسر و دستان
قوی بازو کے نام لکھا تھا کہ میں اب جوان لڑکی کا بیٹھانا منظور نہیں ہی ہماری زندگی اب نقش بر آب
معلوم ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے فرزند کو لیکر آجاؤ اور بہو کو اپنی رخصت کر لیجاؤ چنانچہ اُنھوں نے
جواب نامہ میں تحریر کیا تھا کہ ہم آجکے تیسرے روز آجائینگے وہ آج ہی کا دن ہی میں تمکو لینے آئی ہُوں
کہ اور جو دم ہی وہ غنیمت ہی تمکو دیکھکر دل ٹھنڈا کر لوں پھر میں کہاں اور تم کہاں یہ سنکر ملکہ مروارید گہر دندان
رونے لگی اور عرض کی کہ اب میں آپکو ایسی دو بھر ہو گئی جو حال آپکا ہو گا وہ میرا بھی ہو گا مجھے ایسے وقت میں
جدائی آپکی کسی طرح گوارا نہیں ہی یہ کہکے گلے سے لپٹ گئی جسوقت جوش رقت کم ہوا ملکہ صدف گہر ریز
نے کہا کہ بیٹیا اب یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ شادی تمھاری معطل کر دی جائے اب تو باپ تمھارا خود ہی تمھارے خسر کو
بلا چکا اب کس منھ سے یہ کہا جائیگا کہ ابھی شادی ہمیں منظور نہیں ہی اور ایک روز جدا ہونا ضرور ہی یہ تو
ہو نہیں سکتا کہ تمھیں زندگی بھر بٹھا رکھینگے تم دو بھر نہیں ہو مگر اہل دنیا کیا کہینگے بس اب چلو دیر نہ کرو
کہ وہاں سبھی سامان تو کرنا ہیں مثل مشہور ہی کہ شادی کیتی ہی مجھے رچا دیکھو ملکہ مروارید گہر دندان نے
کہا کہ حضور تشریف لیچلیں میں بھی حاضر ہوتی ہوں بچپن سے اس مکان میں رہی ہوں ذرا اپنے مکان سے بھی رخصت
ہو لوں یہ سنکر ملکہ صدف گہر ریز جادو تو اپنے ابر گہر بار میں بیٹھکر جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوئی اور
یہاں شاہزادہ رفیع البخت تمام باتیں صدف گہر ریز کی سن رہے تھے جسوقت سے کہ ذکر ملکہ کی شادی کا
سنا ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ شعر زبان پر ہی گر سے بھلی ہے موت محبت میں رشک سے یارب یہ امر
اگر شدنی ہی تو ہمارے بعد ہو ہمارے دل بھی آیا تو کس پر جو دوسرے کے بس میں ہی اگر شادی ملکہ کی ہو گئی اور میرا قابو
چلا تو جا کر برات پر شبخون نہ مارا تو نام اپنا رفیع البخت نہ رکھا ہو گا اُسکے شوہر کو بھی مارونگا اور اپنی بھی جان دے
دونگا یہ نیت کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ صدف گہر ریز رخصت ہوئی اور ملکہ مروارید گہر دندان سامنے آئی کہا
اے رفیع البخت ہم تو اب جاتے ہیں ہزار ہزار شکر ہی کہ خدا نے ہٹ ہماری رکھی اور ہر طرح کی شرمندگی اور بدنامی سے
بچایا بعد ہمارے جانے کے تمھیں اختیار ہی چاہے اِسی مکان میں مقیم رہنا اور چاہے کہیں چلے جانا مگر اس بات کا
خیال رہے کہ اپنے باپ کا قاتل جانکر تمکو چھوڑے دیتی ہوں اس احسان کا خیال رکھنا اور ہمارے ساتھ
بدی نہ کرنا رفیع البخت نے کہا کیا خوب طاقتِ مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت اے ملکہ
کاش تنے مجھے غرق ہو جانے دیا ہوتا تو وہ اِس سے بہتر تھا عجب طرح کے گرداب بلا میں پھنسائے جاتی ہو
کہ جس سے رہائی کی کوئی صورت سوا موت کے نظر نہیں آتی اور موت وہ چیز ہی جو اپنے قابو کی نہیں ہر چند کہ
دونوں کی طبیعت ایک دوسرے کی جانب مائل ہی مگر ہر ایک خودداری کر رہا تھا اور راز دل کو چھپا رہا ہی آخر ضبط
کہانتک دل بھر آئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے رفیع البخت نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو اُسنے

تھا خوش ہوتا چاہیے خدا نے بدنامی سے بچایا شادی کا زمانہ آیا ملکہ نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ رو بھی کیا ہوں
اپنے کیئے کو روتی ہوں حالانکہ رونا بھی بیکار ہے بقول شاعر ؎ اپنے کیے کا رونا کیا ہے تو اب رونے سے ہونا
کیا ہے ؏ مگر آپ اپنے رونیکا سبب بتایئے رفیع البخت نے کہا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے جب تمہیں ملال
غم ہے تو مجھے کہاں تک تمہارا غم نہوگا ملکہ مروارید گہر دندان تیوری چڑھا کر بولی کہ کیا خوب ذرا ہوش سنبھالیے
ایسی باتیں منھ سے نہ نکالیے کیا میرے دشمن کسی کے عاشق ہیں کہا میں نے کچھ آپ اپنے مطلب کی سمجھے
بس اب ہوا کھایئے اور میں تو جاتی ہوں یہ کہکر اٹھی تھی کہ رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے
ملکہ یہ ایسا وقت نہیں ہے کہ راز دل چھپاؤ ایسا نہ ہو کہ بعد کو پچھتانا ہو میں مرنے پر آمادہ بیٹھا ہوں تلوار
لیکر تمہارے باپ کی بارگاہ میں گھس پڑونگا پھر چاہے تمہاری رسوائی ہو یا میری بدنامی ؎ شرم اے دل
وہم اظہار وفا کون کرے ؏ جان ہی جاتی ہے الفت میں حیا کون کرے ؏ ملکہ مروارید گہر دندان پریشان ہے
کہ کیا کروں کیا نہ کروں ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ اے شہریار اصل یہ ہے کہ جب میں نے آپکو دریا سے
نکلوایا ہے تو نیت میری پاک تھی مگر جسوقت جمال جہان آرا آپکا دیکھا ہے تو ایک کانٹا سا دل میں کھٹکنے لگا ہے و جبھی
کہ اسوقت تک آپکو چھپایا باوجودیکہ جانتی ہوں کہ آپ میرے باپ کے قاتل ہیں ہائے میری جان کس غضب میں
مبتلا ہو گئی بقول شاعر ؎ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہو دل کو ؏ عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو تو اب سوا
اسکے کوئی چارہ نہیں ہے کہ خودکشی کر لوں نہ مجھے بدنامی اٹھانی پڑیگی اور نہ فرقت آپ کی گوارا ہوا دم اب
میں رخصت ہوتی ہوں یقین ہے کہ روز قیامت ملاقات ہوگی اور آپ میری طرف سے ہر طرح کا اطمینان رکھیے
کس کی تاب ہے کہ مجھے بیاہ کر لیجائے رفیع البخت کا دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھوں سے اشک بھی
آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ کے رخ پر تو لڑیاں اشکوں کی بندھی ہوئی تھیں آخرکار ملکہ نے کہا کہ اب میرا
زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ایسا نہو واللہ ماجدہ پھر کسی کو میرے لینے کے واسطے بھیجیں اور وہ
آپ کو دیکھ لے تو قبل میرے آپ کی جان ہلاکت میں پڑ جائیگی بس اب مجھے جانے دیجیے مگر اتنا خیال
رکھیے کہ بعد ہلاکت ہماری قبر کو فاتحہ خیر سے نہ محروم رکھیے گا اور کبھی کبھی اس کشتہ محبت کو بھی یاد کر لیا
کیجیے گا ؎ مبارک ہو انہیں بوسوں کی عادت ؏ کھاتے ہیں ہم اپنی تمنا کی کے سبب سے زہر
کھاتے ہیں ؏ یہ کہکر ملکہ تو روتی ہوئی رخصت ہوئی اور رفیع البخت کو یہ غم تمام کرے گا اب اول حال
ملکہ کا گزارش کیا جاتا ہے کہ جسوقت سواری ملکہ کی قلعہ میں داخل ہوئی تو سب سامان شادی کا تیار
تھا تمام شہر آئین بند تھا جا بجا اغیان کا انتظام ہر گلی کوچہ میں تھا اور برات کی آمد کی دھوم تھی تماشائی
جمع تھے رؤسا و امرا و شہ مصروف انتظام تھے مواج آتش ریز جادو نے بہت بڑا سامان اس
شادی کا کیا تھا اسلیے کہ یہ ایک ہی دختر ہے اسکے سوا اسکے نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی یکایک جانب صحرا سے
اتنی گرد و غبار بلند ہوا اور آواز باجے کی کان میں آئی امرا شہر برائے استقبال روانہ ہوئے اور
نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ براتیوں کو لاکر قصر شاہی میں اتارا دستان قوی بازو نے اپنے فرزند کو کہ
نام اسکا ہیکلان قوی بازو تھا دولہا بنائے ہوئے لاکر مسند پر بٹھایا اور خود بھی کس غرور کے
ساتھ بیٹھا ہوا ہے یہ بھی بڑا بادشاہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اسی وجہ سے مواج آتش ریز جادو نے
شادی اپنی دختر کی اسکے بیٹے کے ساتھ منظور کی ہے غرض بیٹھتے ہی براتیوں کے ناچ شروع ہو گیا اور

وہان صدف گہر بر جادو نے ملکہ مروارید گہر دندان کو دلہن بنایا اسکی آنکھون سے آنسو جاری تھے جو
سب سمجھاتے تھے مگر اسکی یہ حالت تھی کہ سمجھانے سے غم اسکا سوا ہوتا تھا اور بیتابی دل بڑھتی جاتی تھی تمام
عزیز و اقارب چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے ملکہ بار بار یہی کہتی تھی کہ ابھی شادی میری نہ کیجئے ورنہ
انجام اس شادی کا ناشادی ہوگا اور خانہ آبادی کے بدلے خانہ بربادی ہو جائیگی مگر لوگ کب سنتا
سمجھتے تھے اور یہ خیال کر لیتے تھے کہ جسطرح معمولاً لڑکیان انکار کرتی ہین وہی بات ہے اسی
حالت مین تمام رسمین ادا کی گئین اور عروس کو دولہا کے ساتھ کرکے رخصت کر دیا گیا وقت رخصت
مروارید گہر دندان کی یہ حالت تھی کہ ہچکیان بندھ گئی تھین اشکون کی زبان بندھی ہوئی تھین جو عزیز ملنے کو
آتا تھا ملکہ اس سے ایسا چمٹتی تھی کہ چھوڑتی نہ تھی الغرض بہ جبر اسکو رخصت کیا اور بہت کچھ
کلمات تشفی کہہ دیے مگر مروارید گہر دندان کا تو کوہ مدعا اور ہی کچھ تھا اسکو اپنی آبرو کی فکر تھی
عزت کا پاس تھا یاد رفیع النجت کی تڑپا رہی تھی اسی حالت مین برات چلی دروازۂ قلعہ تک لوگ
پہونچانے کو آئے جسوقت برات رخصت ہو کر شہر کے باہر نکلی تو لوگ اپنے اپنے گھرون مین گئے چونکہ
تھکے ماندے تھے سو رہے اور ملکہ نے خودکشی کا موقع نہ پایا آخر روتے روتے بیہوش ہو گئی اسکو تو
اس حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال شاہزادہ رفیع النجت کا بیان ہوتا ہے کہ بعد رخصت
ہونے ملکہ مروارید گہر دندان کے انکی عجب حالت ہوئی بمشکل اتنا دن گذارا کبھی دیوارون سے
سر ٹکراتے تھے کبھی تلوار کھینچکر خودکشی پر آمادہ ہوتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ خودکشی پر ہین عشق مین
تیار لو جان ہار بیٹھینگے جی نہ ہار بیٹھینگے جب شام ہوئی تو پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعۂ ہفت جوش
اس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ جاکر برات کو منتشر کر دون اور ملکہ کو بیاہ کر نہ لیجانے دون اسی پریشانی
مین راستہ بھول کر اور طرف نکل گئے دور سے کچھ روشنی نظر آئی خیال ہوا کہ شاید برات آتی ہے
گھوڑا اٹھایا اور اس روشنی کی طرف چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ تین چار ہزار آدمی مسلح و مکمل چھپے
ہوئے ہین یہ لوگ قزاق تھے اور اس ارادہ سے چھپے تھے کہ برات کو لوٹینگے افسر انکا سرکش دزد
تھا جسوقت یہ معلوم ہوا کہ برات قلعۂ ہفت جوش ہوکر جائیگی تو مارے خوف کے پلٹ آئے
کہ بگاڑنا مواج آتش ریز جادو سے اچھا نہین ہے یہ اسکی دختر کی برات ہے جسوقت لوگ اس سے فریاد
کرینگے تو وہ ایسا ساحر زبردست ہے کہ دم بھر مین سب کو خاک سیاہ کر دیگا اسکی سرحد مین رہنا
اور اسی سے دشمنی مول لینا اچھا نہین بقول شخصے کہ مثل دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر نظر جو سرکش دزد
کی رفیع النجت پر پڑی دیکھا ایک جوان حسین مسلح و مکمل چلا آتا ہے گھوڑا بھی نہایت عمدہ ہے اسباب
طلائی جواہر نگار ہے سرکش دزد کی نیت بد ہوئی کہا اے شخص اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہے
تو ہتھیار رکھدے اور جہان جی چاہے چلا جا ورنہ جان بھی جائیگی اور مال تو ہر طرح جائیگا اس سے
بہتر یہ ہے کہ اپنی جوانی پر رحم کر اور انھین چیزون سے ہاتھ اٹھا شاہزادہ رفیع النجت نے کہا کہ
ہتھیار مردان عالم لوٹا نہین دیتے ہین ہان اگر کچھ بازوؤن مین قوت ہو تو لیلو یہ سنکر سرکش دزد نے کہا
کہ جسطرح دوگے اسیطرح سے لینگے اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچو اور خبردار ہو جاؤ یہ کہتے ہی
تلوار کھینچکر آپڑا ادھر رفیع النجت نے تلوار کھینچی گروہ سپہ کا دوش سے زیادہ دو بدل ہونے لگی قزاقون نے

پھر چہار جانب سے گھیر لیا کہ شاید سردار ہمارا زخمی ہو تو اسے گھیر کر مارین سب مسلح و مکمل کھڑے سپر دیکھ رہے ہین بھی گھوڑے اشاروں پر پھر رہے تھے تلوارین مثل بجلی کے چمک رہی تھین اسی حالت مین رفیع البخت نے وار سرکش دزد کا سپر پر کہ تھا تلوار نے سپر کو چار انگل کاٹا ہو گا کہ شاہزادہ نے بلچک دی تلوار سرکش دزد کی ٹوٹی ٹکڑا اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے قبضہ سمیت منھ پر رفیع البخت کے کھینچ مارا شاہزادہ نے خالی دیا سرکش دزد نے دوسری تلوار کاٹھی سے کھینچ لی اور پھر وار کیا اب کی مرتبہ رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل آگیا رفیع البخت نے ایک ہاتھ سرکش دزد کی کلائی پر ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو نعرہ واللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا تو اسکو اٹھا لیا لوگ اسکے دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے بچا لین جسنے تلوار اٹھائی رفیع البخت نے بجائے سپر سرکش دزد کو سامنے کر دیا لوگ تھکے کہ اپنے سردار کو اپنے ہاتھ سے کیونکر قتل کرین ادھر سرکش دزد نے صدائے امان بلند کی فرمایا امان ہے بشرط ایمان ہے سرکش دزد نے قبول کیا شاہزادے نے سرکش دزد کو چھوڑ دیا اسنے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہین اور مذہب آپکا کیا ہے رفیع البخت نے حسب و نسب اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ مین خدا پرست ہون مذہب میرا اسلام ہے سرکش دزد نے کہا کہ بہت زمانہ گذرتا ہے کہ مجھے مذہب کو ان پرستی سے نفرت تھی مگر کوئی ہادی نہ ملتا تھا شکر ہے خدا کا کہ امید میری بر آئی اور آپ ایسا ہادی ملگیا اب جو آئین و طریقہ دین اسلام کا ہو وہ مجھے تعلیم فرمایئے شاہزادے نے کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا اور ارکان دین اسلام سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ یہ پیشہ دزدی قزاقی ترک کرو کہ دین اسلام کے خلاف ہے اس مذہب مین ظلم کسی پر روا نہین ہے سرکش دزد نے عرض کی کہ کیا مجال ہے غلام کی جو اب یہ پیشہ کرے اور جو افعال مجھسے حالت کفر مین ہوئے اُنسے توبہ کرتا ہون لیکن آپ ایسا صاحب جاہ و حشم اس وادی پر ہول مین یکہ و تنہا کیونکر تشریف لے آیا لشکر آپ کا کہان ہے رفقا کو کس مقام پر چھوڑا شاہزادہ رفیع البخت نے اول سے حال اپنا بالاجمال بیان کیا کہ تفصیل سے کہنے کا وقت نہ تھا پھر سیان لگا ہوا تھا کہ کسطرح قلعہ ہفت جوش پر پہونچکر ہیلان قوتی بانو کو مار کر ملکہ مروارید کو زندان کو بچاؤن جسوقت سرکش دزد کو معلوم ہوا کہ یہ تلاش مین اُسی برات کی آئے ہین جسے مین لوٹنے کو چلا تھا تو اسنے عرض کی کہ شہریار مین بھی اُسی برات کے لوٹنے کی فکر مین آیا تھا مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ برات قلعہ ہفت جوش مین گئی ہے اور دختر سرکوب جادو ان کی برات ہے اسوجہ سے مین پلٹ آیا اور برات کو نہین لوٹا کہ یہ خبر حاکم قلعہ کو پہونچیگی وہ ساحر زبردست ہے ایک دم مین مجھے مع لشکر برباد کر دیگا ایسا مال اچھا نہین کہ جان کا وبال ہو اور آپ بھی اس ارادہ سے باز رہیے ورنہ دشمن آپکے گرفتار ہو جاینگے اس لیے کہ آپ سحر سے واقف نہین اور اہل قلعہ تمام ساحر ہین شاہزادے نے فرمایا کہ ہمنے مدد پروردگار سے سیکڑون ساحرون کو مارا ہے خدا نے مدد کی ہے اور بڑی بڑی بلاؤن سے بچایا ہے ابھی ابھی طلسم نور آگین کو توڑا ساریق دریانشین سے ساحر کو مارا اگر خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو بچینگے اور اگر اجل اسی بہانے سے ہے تو کچھ پروا نہین جو مرضی خدا

تم مجھے راستہ قلعہ ہفت جوش کا بتا دو کہ میں قلعہ میں گھسکر اُس ہیکلان قوی بازو کو مار ڈالون
یا اپنا ہاتھ سے ساحرون کے مارا جاؤن مجھے یہ نہوگا کہ میری زندگی میں ملکہ کو کوئی لیجاسے اور
اگر ساتھ چلنے میں خوف ہو تو دور سے بتا کر چلے آنا سرکش دزد نے عرض کی کہ اے شہریار
میں ساتھ چلنے کو موجود ہون جب اطاعت آپکی اختیار کی تو قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہ
رکھونگا چلیے یہ کہکر شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوا تھوڑی
راہ طے کی تھی کہ سامنے سے روشنی نمودار ہوئی دیکھا کہ صدہا پنج شاخے روشن ہزارے دہکتے ہوئے
فوج ہمراہ بیچ میں برات آتشبازی چھوٹتی ہوئی یہ سب چلے آتے ہیں سرکش دزد نے عرض کی کہ
میں اپنے لشکر سمیت مگاکھون میں پہاڑ کی پوشیدہ ہوتا ہون آپ اسطرف سے یہ برات گذریگی فرمایا کہ
بہتر سرکش دزد مع لشکر دامنہ کوہ میں پوشیدہ ہو بیٹھا اور شاہزادۂ رفیع البخت تن تنہا کھڑے
ہوکر تماشا برات کا دیکھنے لگے اول کچھ فوج گذری بعد اُسکے ماہی مراتب جلوس شاہی وغیرہ گذرا
باجے عجیب عجیب طرح کے بجتے ہوئے شہناؤن کو دم ملتا ہوا زرنگی چلتی ہوئی نہایت دھوم سے یہ برات
گذرنے لگی آخر میں دیکھا کہ آگے آگے مرکب پر سوار سہرا باندھا ہوا ہیکلان قوی بازو پیچھے پیچھے محفہ
ملکہ کا تمام عزیز و اقارب گھیرے ہوئے بس صورت ہیکلان قوی بازو کی دیکھکر رفیع البخت سے
ضبط ہو سکا آواز دی کہ او گبر کہان جاتا ہے کہ میں آپہونچا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بیٹے شاہزادہ رفیع البخت نوجوان سے گذارم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچی اور ہیکلان قوی بازو پر جا پڑے لوگ
دوڑ پڑے کہ یہ کیا آفت ہے رفیع البخت نے جو سامنے آیا اسکو تہ تیغ کیا تمام برات میں جنبش ہو گئی اہل
لشکر دوڑ پڑے پنج شاخے والے ڈرے کہ یہ کیا آفت آئی کون کچھ پیسے کے واسطے جان دے اگر
جیتے رہے تو اور کما لینگے اور یہاں تو جان جانے کے سامان نظر آتے ہیں یہ خیال کرکے پنج شاخے پھینک
پھینک کر بھاگے اہل لشکر نے دیکھا کہ تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا جلدی جلدی رن مہتابیں روشن کین
مگر جبتک روشنی ہو ہو رفیع البخت نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہیکلان قوی بازو مرکب
اپنا بڑھا کر سامنے رفیع البخت کے آیا اور پکارا کہ او سرکش تو نے کیون میری برات کو برہم کیا ہے آخر سبب
عداوت کیا ہے رفیع البخت نے کہا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو محفہ کو ملکہ کے چھوڑ کر جہان سے آیا ہے
وہان چلا جا اور اب تا بہ زندگی کبھی نام ملکہ کا نہ لینا ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ یہ میری معشوقہ ہے
اور رضا مند نہ تھی زبردستی نکاح اسکا تیرے ساتھ کیا گیا ہے ایسا نکاح کسی ملت و مذہب میں جائز
نہیں ہے ہیکلان قوی بازو نے کہا کہ اب یہ میری آبرو ہو چکی میں اسے کب چھوڑتا ہون اور قتل تیرا
بھی جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اپنے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا ہیکلان
نے تلوار نیام سے کھینچی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے دوسرے ہاتھ سے گردہ سپر کا چھوڑ دیا
اور پنجہ کو دراز کرکے پھیکی دی کہ تلوار پٹ پڑی کلائی پکڑ کر ایسا مارا کہ ہیکلان قوی بازو اوندھے منہ بل
مرکب پر آ رہا رفیع البخت نے بند کمر پکڑ کر زمین سے اٹھا لیا لوگ یلغار کرکے چلے اور ایک شور ہوا کہ مار لیا اسے
اُسنے تو غضب ہی کر دیا بڑا ستم کیا کہ ہیکلان قوی بازو جیسے زورمند اور شجاع کو بندکمر پکڑ کر اٹھا لیا خبردار

جہاں سے بنا ہے یہ تو نوشاہ ہی کو لیے جاتا ہی رفیع البخت نے ہیکلان کو بجائے سپر ہاتھ پر بلند کیا اور قبضہ
کرتے ہوئے محفہ ملکہ کی طرف چلے ادھر سرکش دزد کھائیوں سے نکلکر مع لشکر آگرا اب خوب گھمسان کی
تلوار چلنے لگی ہر طرف سے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا مینھ سروں کا برسنے لگا زمین پر
خون جاری ہوا بازار موت کی گرم بازاری سے جانوں کی ارزانی ہوگئی جنس امن و امان نایاب تھی ادھر ملکہ
مروارید گہر دندان محفہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نعرۂ رفیع البخت کی آواز اسکے کان میں پہونچی جان میں جان
آگئی دعائیں مانگنے لگی کہ خداوندا تو فتحیاب کرنا کہ یہ شخص اکیلا ہی اور دشمن بہت ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم
پہونچے تو میں جیتے جی مر جاؤنگی عزت تو جاچکی رسوائی تو ہاتھ باندھے کھڑی ہی ہی رہی جان وہ بھی
ابھی تک خطرہ میں ہی اور میں بدل تجھ پر ایمان لاچکی تو ہی میری شرم رکھنے والا ہی اب یہ بدنامی میرے
سر نہ آئے کہ صاحبقران عمر کا فرزند مروارید گہر دندان کی محبت میں مارا گیا یہاں کوئی اتنا بھی نہیں ہی
میری عزت کو ہاتھ سے ان کافروں کے بچا سکیگا یا لاش اسکی دشمنوں کی دفن کر سکیگا اسوقت میں سوا
تیرے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہی یہ تو بلبلا بلبلا کر دعائیں مانگ رہی ہی اور وہاں دستان قوی بازو
با ہیکلان قوی بازو کا انتظام کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ برات پر کسی نے
شبخون مارا ہی بس اسنے باگ مرکب کی پھیری اور پلٹ کر چلا کہ اس ہنگامہ میں حفاظت ملکہ کی کرنا ضرور سمجھ
جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ ایک شخص ہیکلان قوی بازو کو ہاتھ پر بجائے سپر بلند کیے ہوئے لڑتا ہوا
قریب محفہ ملکہ مروارید کے پہونچگیا ہی بس اسنے وہیں سے نعرہ کیا کہ او دزد مکار میں آ پہونچا خبردار کہاں
جاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت چونکے اور فرمایا کہ او ملعون تو کون ہی اسنے جواب دیا کہ میں دستان
قوی بازو پدر ہیکلان قوی بازو اب یہ بتا کہ تو کون ہی شاہزادہ نے نعرہ کیا اور حسب و نسب اپنا بیان کیا
اور فرمایا کہ اگر اب بھی تو مروارید گہر دندان سے دست بردار ہو تو میں تیرے فرزند کو رہا کر دوں
اور صرف ملکہ کو لیکر چلا جاؤں میں چور نہیں ہوں اور طمع زر و مال میں لڑنے نہیں آیا ہوں بلکہ صرف
ملکہ کے لینے کو آیا ہوں کہ وہ میری عاشق ہی اور میں اسکا شیدا ہوں اپنی زندگی میں کبھی نہیں گوارا
کر سکتا کہ وہ دوسرے کے قبضہ میں جائے یہ سنکر دستان قوی بازو نے کہا کہ اچھا تم لڑکے کو میرے
چھوڑ دو تو میں ملکہ کو اسکے باپ کے پاس پہونچا دونگا تم اس سے لے آنا اگر یہ تمھاری عاشق ہی تو
ہمارے کام کی بھی نہیں شاہزادہ نے اپنی سادہ مزاجی سے ہیکلان قوی بازو کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب
اپنے بیٹے کو اپنے شہر کی طرف روانہ کر دو اور تم محفہ ملکہ کا لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف جاؤ میں آج سے
تیسرے روز آؤنگا اور بادشاہ قلعہ کو نامہ لکھونگا یہ سنکر دستان قوی بازو نے فوج تھوڑی سی ہیکلان
کے ساتھ کی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر مع محفہ قلعہ ہفت جوش کی طرف چلا اور شاہزادہ رفیع البخت
مع سرکش دزد جانب کوہ روانہ ہوئے چونکہ مسکن سرکش دزد کا تھا راستے میں سرکش دزد نے عرض کی کہ ای
شہریار عالی وقار ایسا نہ ہو کہ دستان قوی بازو کچھ دور جا کر دوسرے راستے سے اپنے قلعہ کو روانہ ہو جائے
اسکے ساتھ قلعہ ہفت جوش تک جانا چاہیے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر اسطرح کہ تمھارا جانا اس پر
ظاہر نہ ہو سرکش دزد نے کہا کہ میں روشنی گل کرائے دیتا ہوں اسی پردۂ شب کی تاریکی میں کچھ فاصلہ پر
چلیے میں راستوں سے یہاں کے واقف ہوں اور ساتھ دستان قوی بازو کے روشنی بھی ہے جہاں سے

وہ راستہ بدلیگا تجھے معلوم ہو جائیگا میں آپ سے عرض کرونگا فرمایا بہتر غرضکہ سرکش دزد ہمراہ شہزادہ
رفیع البخت کے تعاقب میں دستان قوی بازو کے روانہ ہوا دستان قوی بازو نے کچھ دور جاکر
اودھر اودھر دیکھا یہاں سرکش دزد نے روشنی تو گل ہی کرادی تھی دستان قوی بازو سمجھا کہ اب رفیع البخت
دور نکل گیا ہی اُسے خبر ہو گی بس اُسنے راستہ بدلا اور اپنے قلعہ کی جانب چلا ہمراہیوں سے حکم دیا کہ جلد
یہانسے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ اُس سرکش کو خبر ہو جاے اور وہ پھر آپڑے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ سنکر ہمراہی
ہوشیار ہوگئے اور سب کے سب مع محفہ ملکہ مروارید گہر دندان قلعۂ دستانیہ کی جانب روانہ ہوئے سرکش
دزد نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپنے ملاحظہ فرمایا رفیع البخت نے کہا بیشک تم سچ کہتے تھے اب اس
محفہ چھین لینا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا دیا آواز سم مرکب جو کان میں دستان قوی بازو کے آئی اور
رفیع البخت نے قریب پہونچکر نعرہ بھی کیا بس دستان قوی بازو نے ہمراہیوں سے کہا کہ اس سے
پیش پانا مشکل ہی اب تم ملکہ کو لیکر قلعہ کی طرف چلو اور میں اِسے روکتا ہوں تھوڑی فوج محفہ
ملکہ کا لیکر قلعۂ دستانیہ کی طرف چلی اور کچھ فوج کو لیکر اُسنے رفیع البخت کا سامنا کیا رفیع البخت نے
کہا کیوں اے دستان قوی بازو یہ کیا حرکت تھی معلوم ہوا کہ تو بڑا مکار اور دغا باز ہی دستان
قوی بازو نے جواب میں تلوار کھینچی اور سر رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈالا
کاٹھی زین سے اُٹھا کر چاہتے تھے کہ زمین پر ماروں کہ نعرہ ہیکلان قوی بازو کا ہوا کچھ دور جاکر یہ بھی
پلٹ آیا تھا کہ شاید رفیع البخت دست اندازی کریں تو میں بھی شریک جنگ ہوں یہاں پہونچکر دیکھا
کہ رفیع البخت نے دستان کو اُٹھا لیا ہی بس اُسنے دوڑکر تلوار مارنیکا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے
دستان قوی بازو کو ہیکلان قوی بازو پر کھینچ مارا یہ دونوں ٹکرا گئے اور ہڈیکر دونوں کے چور ہو گئے
لشکر انکا لاشیں اپنے سرداروں کی اُٹھا کر جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوا چلکر یہ حال سرکوب جادو ان سے
بیان کریں تاکہ وہ عوض اپنے داماد کے خون کا اِس سے لیں یہاں جو رفیع البخت نے میدان خالی پایا اور
ڈھونڈھا تو محفہ کو ملکہ کے نہ پایا نہایت پریشان ہوے کہ دیکھا سامنے سے سرکش دزد مع محفہ ملکہ مروارید
گہر دندان چلا آتا ہی کہا اے شہریار اگر میں باخبر نہوتا تو یقین ہی کہ ملکہ ابتک قلعہ میں پہونچ گئی ہوتی اب
شاہزادہ نے محفہ ملکہ کا اپنے ہمراہ لیا اور مع سرکش دزد دامنۂ کوہ میں آئے لیکن پریشان تھے کہ
ملکہ کو کہاں لیجا کر رکھوں سرکش دزد نے عرض کی کہ میرا مکان موجود ہی لیکن ملکہ مروارید گہر دندان نے
کہا کہ اے شہریار اگر مناسب ہو تو مجکو اُسی قصر میں لیچلیے جہاں میں نے آپکو دریا سے نکلوایا تھا اسمیں
کئی مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر کوئی شخص آپ کی جستجو میں آئیگا تو آپکو اُسکا حال معلوم ہو جائیگا اور
وہ آپکے حال سے باخبر ہوگا دوسرے اپنا گھر ہی جبتک لشکر آپکا آئے اُسی مقام پر قیام کیجیے مگر ابھی
اطمینان نہیں ہی اسلیے کہ لوگ فریاد لیکر اُس شخص کے باپ پاس ضرور جائینگے اور یقین ہی کہ ساحروں
کی چڑھائی ہوگی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے ساحروں کا کوئی اندیشہ نہیں ہی یہ فرماکر ملکہ
کو ہمراہ لیا اور سرکش دزد کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر جانب گنبد روانہ ہوے اِنکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے
اور چند کلمہ داستان قلعۂ ہفت جوش کے بیان ہوتے ہیں کہ لوگ دونوں لاشیں لیے ہوے قریب
حصار پہونچے اور محافظوں سے کہا کہ ہماری اطلاع کرو اور کہدو کہ برات راستہ میں لٹ گئی کوئی شخص

رفیع البخت ہے کہ اُسنے آپ کے سمدھی اور داماد دونوں کو مارا اور محافہ ملکہ کا لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا
جسوقت یہ خبر مواج آتش ریز جادو کو ہوئی یا تو نہایت خوش و مسرور بیٹھا ہوا تھا اور اہل دربار سے کہہ رہا
تھا کہ پرچۂ احکام پیرزالہ کاہنہ مجھے بے اعتبار معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ قلعہ میرا ایسا مستحکم ہے کہ نشان اسکا تا قیام
قیامت نہیں مٹ سکتا نہ کوئی اندر حصار کے آسکتا ہے ساحر کے تو پر جلتے ہیں غیر ساحر کیا جان رکھتا ہے
جو اس مقام پر قدم رکھ سکیگا اور ایک امتحان بھی ہو گیا وہ یہ کہ پرچۂ احکام میں منجملہ اور احکام کے
ایک حکم یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ میرا قاتل میری زندگی میں مروارید گہر دندان کا شوہر ہوگا وہ بات ٹل گئی
کہ میں نے شادی ملکہ کی کر دی اب وہ بھی اپنے شوہر کے گھر پہونچ گئی ہوگی اور شوہر اسکا وہ پہلوان
زبردست ہے کہ کیا تاب و طاقت ہے کسی کی جو اُس سے مقابلہ کرے سربر ہو سکے یہی ذکر تھا کہ
ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ برات لٹ گئی اور داماد آپکا ہاتھ سے نبرد آزما رفیع البخت کے مارا گیا ملازم
اُسکے لاش اُسکی لیے ہوئے حاضر ہیں اور داد رسی چاہتے ہیں یہ سنتے ہی رنگ اسکے چہرہ کا اڑ گیا حواس
باختہ ہو گئے کہا بلاؤ ان لوگوں کو کہ اُنسے مفصل حال دریافت کیا جائے جسوقت وہ لوگ سامنے
حاضر ہوئے لاشیں لاکر رکھ دیں اور سب کیفیت مفصل بیان کی یہ حالت سنکر اہل دربار سر پیٹنے لگے اور
مواج آتش ریز جادو کے اندام میں رعشہ پڑ گیا کہ اتنے بڑے جوانوں کو اسطرح مارا کہ پیکر چور
ہو گئے خبر ملکہ صدف گہر ریز جادو کو ہوئی یہ سر پیٹتی ہوئی چلی اور کہا کہ ہم دیکھتے ہیں ہونا وہی جو
جو کچھ پیرزالہ کاہنہ نے لکھدیا ہے تمام شہر میں ایک غوغا تھا ہر طرف یہی چرچے تھے کہ کوئی اعتبار
اس زندگی ناپایدار کا نہیں ہے ابھی کل برات کس دھوم دھام سے گئی تھی اور آج دولہا عروس
مرگ سے ہمکنار ہوا حجلۂ قبر میں سوئیگا یہ ایسے پھول کھلے کہ کھلتے ہی مرجھا گئے اور گھر میں شادی کے
تو ایک کہرام تھا جس مقام پر کہ مسند شادی کی بچھی تھی وہیں صف ماتم بچھائی گئی مواج آتش ریز
جادو نے کہا کہ اب اس رونے پیٹنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے ایسا کچھ انتظام کرنا چاہیے کہ جو لوگ باقی ہیں
انہیں کی جانیں بچیں اور جو مارے گئے ہیں اُنکے خون ناحق کا عوض لیا جائے لاشوں کو اٹھوا کر
قلعۂ دستانیہ کی طرف روانہ کیا اور اسکے تمام ۱۰۶۱ کو ایک خط پُرسے کا لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ
اُن لوگوں کے ہم کو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام جان تو یا تو اُن لوگوں کے خون کا عوض لیا
اور یا ہم بھی مارے گئے بعد اسکے ملکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ میں قلعہ کا انتظام کرتا ہوں تم
جاکر اپنی دختر کو لے آؤ اور داماد کے قاتل کو گرفتار کرکے قتل کرو یہ سنتے ہی ملکہ صدف گہر ریز جادو نے
چند ساحروں کو اپنے ہمراہ لیا اور ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر بتلاش رفیع البخت و ملکہ مروارید
گہر دندان روانہ ہوئی یہاں مواج آتش ریز جادو نے قلعہ کا انتظام کیا نگہبانوں پر تاکید کی کہ
دشمن اندر سرحد کے آگیا ہے ہر طرح ہشیار رہنا بعد اسکے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا
لکھا تھا کہ چند ساعتیں ایسی آنے والی ہیں جنمیں تمام مصیبتیں دشمن پر گذر جائینگی لیکن قتل ہونا اسکا
ممکن نہیں کہ ابھی بہت سے ساحروں کی اجل اُسکے ہاتھ سے ہے بلکہ قتل خداوند طاق کے جشن
خوشی میں بھی وہ شریک ہو گا ہاں جو شخص کہ اطاعت اسکی اختیار کریگا وہ مرتبہ عالی کو پہونچیگا ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا یہ مضمون دیکھکر پریشانی اسکی زیادہ ہوئی غصہ میں پرچہ چاک کرکے جلا دیا کہ کوئی

جادو کا ظہور اس ہوا کنیزین تو مارے خوف کے ادھر ادھر بھاگ گئین اور ملکہ جلدی اسے علیحدہ ہو کر بیٹھی صدف
گہرریز جادو نے جو یہ حالت یہان کی دیکھی کہ جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی ملکہ پہلو مین قاتل شوہر کے بیٹھی
ہی بس آنکھون مین صدف گہرریز جادو کے خون اتر آیا کہا او شوخ دیدہ تجھے شرم نہین آتی کہ اپنے شوہر کے
قاتل کا پہلو گرم کیے بیٹھی ہی اور سامان عیش و طرب مہیا ہین جسوقت اسکے ہاتھ سے شوہر ترا قتل ہوا
تو نے بھی جان اپنی نہ دیدی ملکہ مروارید گہردندان نے کہا کہ آپ اپنی جان دینا تو امر دشوار ہی
بڑا آسان ہو اگر آپ مجھے اس کشمکش سے نجات دین مین اپنی زندگی سے عاجز ہون آپ نے یہ کیونکر
جانا کہ مین بخوشی یہان بیٹھی تھی صدف گہرریز جادو نے کہا کہ او چھوکری مجھسے باتین بناتی ہی
مین تجھے خوب پہچانتی ہون اچھا اگر تو اس شخص سے مانوس نہین ہی اور بے بسی کا عذر کرتی ہی
تو لے مین اسے بے بس کیے دیتی ہون تو قتل کر ڈال یہ کہکر صدف گہرریز جادو نے ایک موتی
نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر شاہزادہ رفیع البخت پر کھینچ مارا یا تو یہ تلوار رکھکر اٹھے تھے یا موتی پڑتے
ہی بیہوش ہو کر گرے دست و پا بجیس و حرکت ہوگئے صدف گہرریز جادو نے اپنی دختر کی طرف
دیکھکر کہا کہ قتل کر کہ اب یہ بیتاب ہی ملکہ مروارید گہردندان نے گردن جھکا لی اور کہا کہ یہ کام
جلادی کا مجھسے نہوگا چاہے آپ کچھ کہیں اور مجھے بھی قتل کرین یا زندہ رکھین صدف گہرریز جادو
نے کہا کہ تو وہی جو تیرے ہی ہاتھ سے ہزار اسکو قتل کرایا ہو یہ کہکر اپنے دو پنجے سحر کے جھولی سے نکالکر
پھینکے اور کچھ اسم پڑھکر آواز دی کہ ان دونون کو لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف چلو مین بھی آتی ہون
پنجے کڑک کر گرے اور رفیع البخت و مروارید گہردندان کو لیکر جانب قلعۂ ہفت جوش
روانہ ہوے بعد اسکے صدف گہرریز جادو نے بھی اپنا تخت سحر اڑایا اور قلعہ کی طرف روانہ ہوئی
راستے مین گنجشک جادو ملا اور پیام مواج آتش ریز جادو کا ملکہ کو پہونچایا ملکہ صدف
گہرریز نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مینے دونون کو گرفتار کر لیا ہی تم بھی لشکر لیکر قلعہ سے باہر آؤ تاکہ
ان دونون کو قتل کرین گنجشک جادو نے پیام صدف گہرریز جادو کا مواج آتش ریز جادو
کو دیا اسنے فوراً لشکر اپنا قلعہ ہفت جوش کے باہر نکالا بیرون حصار آکر خیمہ برپا کیا اور میدان خونی کی
تیاری کا حکم دیا اسیوقت سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اتنے مین صدف گہرریز جادو بھی
آکر پہونچی اور دونون پنجون نے ان دونون عاشق و معشوق کو بھی لاکر حاضر کیا مواج آتش ریز
جادو نے صدف گہرریز جادو سے کہا کہ تمنے اس دختر کو کیون قید کیا ہی صدف گہرریز جادو نے
بیان کیا کہ اب یہ دختر بھی لائق اسی کے ہی کہ قتل کی جائے اسلیے کہ یہ بے تکلف بزم آراستہ کیے ترے قاتل
شوہر کے پہلو مین بیٹھی تھی اگر اسکو ملال اپنے شوہر کے مرنے کا ہوتا اور دشمن سے ملتفت نہوتی تو اسطرح
خوش و بشاش نہ ہوتی مواج آتش ریز جادو نے کہا مجھے تمسے تعجب ہی کہ تم ایسی بات کہتی ہو اگر دوسرا
کہتا تو اسکے پیٹ پھاڑ ڈالتا میری دختر ایسی ہرگز نہین ہی تم یہ تو خیال کرو کہ دشمن کے قابو مین تھی اگر
اسکی مرضی کے موافق نہ چلتی تو کیا کرتی ساحرہ تھی نہیں کہ خون شوہر کا عوض لے سکتی صدف گہرریز
جادو نے کہا کہ تم مرد ہو عورتون کے چلتر کیا جانو ؎ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز
مین عورت ہون اور زمانہ دیکھے ہوے ہون یہ چھوکری مجھے کیا اڑکے چل سکتی ہی مینے اس شعبہ کو بھی

تھا ایا پہلے ہی رفیع البخت کو بیہوش کر کے مروارید گہر دندان سے کہا تھا کہ اب تو اسے اپنے ہاتھ سے
قتل کر کہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہے اُسوقت بھی اسنے حیلہ حوالہ کر کے ٹالدیا اسی وجہ سے مجھے شبہہ گذرا اور
مین نے اسے بھی اسیر کر لیا مواج آتش بہ پیزجادو نے کہا کہ تم بڑی سنگدل ہو کہ؛ خیر تم نے وہ کام لینا
چاہا جو بودے دل کے مرد بھی نہین کر سکتے ہین پس اسکے واسطے اتنی ہی سزا بہتر ہے کہ اسکے سامنے
اُسکو قتل کیا جاے جب وہ قتل ہی ہو جائیگا تو جو کچھ خیالات اسکے خراب ہیسے ہین خود بخود درست
ہو جائینگے اِسے رہا کرو ایسا نہو کہ اس صدمے سے اپنے کو ہلاک کر ڈالے یہ ساحرہ بھی نہین ہے کہ بھاگ
کر چلی جائیگی یا کوئی فتنہ تازہ برپا کریگی صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ تم جانو مگر اچھا یہی ہے کہ اسکی
حقیقت حال دریافت کر کے اگر نیت اسکی بھی بہ ہوئی ہو تو اسے بھی قتل کر ڈالو نام ڈبونے والی اولاد
رہی تو کیا اور نہ رہی تو کیا اسی کشمکش میں رات تمام ہو گئی اور یہی راے ہوئی کہ ملکہ کے سامنے
اسکو قتل کیا جاے چونکہ میدان خونی تیار نہ تھا اسوجہ سے ان لوگون کو انتظار میں تیاری میدان
خونی کی چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمہ داستان مہتر لاہور تیز گام عیار رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہے کہ یہ عیار جو کشتی پر بیٹھکر تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا آتے آتے کشتی اسکی قریب اُس گنبد
کے پہونچی جہان مروارید گہر دندان نے رفیع البخت کو دریا سے نکلوایا تھا یہان یہ اسوقت پہونچا ہے
جب کہ رفیع البخت موجود نہ تھے اور ملکہ کو بھی صدف گہر ریز جادو لے گئی تھی کوئی انسان
موجود نہ تھا کہ پتہ رفیع البخت کا ملتا قبل اسکے جابجا جو لوگ کنارہ پر دریا کے ملے اور اُنسے پوچھا
کہ کوئی سوار تو اسطرف بہتا ہوا نہین گیا ہے تو لوگون نے بیان کیا تھا کہ ہان سوار سبز پوش بہتا ہوا
گیا ہے اور آگے پاٹ دریا کا کم ہے لاہور تیز گام کشتی کو اڑاتے ہوے اور آگے روانہ ہوا اب
اسنے جہان دریافت کیا کہ سوار سبز پوش تو بہتا ہوا نہین گیا ہے یا کسی مقام پہ دریا سے نکالا گیا ہے
تو لوگون نے انکار کیا اور کہا کہ ہمنے نہین دیکھا بلکہ اکثر لوگ جو کنارے دریا کے جھونپڑیان
ڈالکر رہتے ہین اُنھون نے یہ بیان کیا کہ ہم ہر وقت یہین رہتے ہین کسی وقت بھی کوئی اسطرف سے
گذرتا تو ہمین معلوم ہو جاتا جب اسے یقین ہوا کہ اب آگے پتہ نہ ملیگا عجب نہین ہے کہ شاہزادہ
کسی مقام پر دریا سے نکلا ہو اب آگے جانے سے کچھ فائدہ نہوگا یہ خیال کر کے لاہور تیز گام کشتی
کنارے پر لایا اور ایک کھونٹی گاڑ کر کشتی کو باندھ دیا اور آپ صورت فقیر کی بنکر بتلاش
رفیع البخت جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچا پیاس کی شدت
تھی پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ آواز نالۂ بلبل اسکے کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ بلبل کہان بول
رہی ہے اور کس گل کے فراق مین مصروف شیون ہے جسوقت گردن اُٹھائی تو دیکھا کہ چشمے کے
کنارے پر ایک درخت ہے اُس درخت کی شاخ پر ایک بلبل بیٹھی ہوئی ہے آنکھون سے اسکی
آنسو جاری ہین جو قطرۂ اشک ٹپکتا ہے اور چشمے مین گرتا ہے مچھلیان منھ نکالے ہوے منتظر رہتی
ہین اور اُس قطرۂ اشک کو پی جاتی ہین لاہور تیز گام متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ کچھ اسرار طلسمی

معلوم ہوتا ہی پانی اس چشمے سے پینا اچھا نہین ہی نہ اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب ہی یہ تصور
کر کے پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ وہ بلبل بزبان انسانی گویا ہوئی کہ کیا حکم پیرزالہ کاہنہ کا غلط ہوگا
اور شوہر میرا اب بھی قید سے نہ رہا ہوگا افسوس صد ہزار افسوس یہ فقرہ سنکر کان لاہور کے
کھڑے ہوے اور سمجھ گیا کہ یہ بلبل کوئی عورت ہی اور گرفتار مصیبت ہے اس سے حال
اسکا دریافت کرنا چاہیے کہ شوہر اسکا کون ہی اور کسنے اُسے قید کیا ہی پلٹ کر بلبل سے پوچھا
کہ اگر تو قوم انسان سے ہی تو حال اپنا بیان کر کہ شاید تیرے درد کی دوا مجھی سے ممکن ہوجائے
اور مین بھی دردمند ہون میرے درد کی دوا تجھسے ممکن ہو کیونکہ آدمی کا کام نکلتا ہے یہ
سنکر اُس بلبل نے جواب دیا کہ مین نے تو درد اپنا بیان کر دیا اب تم اپنا حال دل کہو ہر چند کہ مین
خود ہی مبتلائے مصیبت ہون اور بظاہر پر و بال رکھتی ہون مگر قید ہی قفس سے کم نہین ہون اسلیے
کہ مین بھی اس شاخ درخت پر سے اڑکر سوا دوسری شاخ کے اور کہین نہین جا سکتی ہان
اتنی مدد کر سکتی ہون کہ جو حال مجھسے دریافت کروگے اگر مجھے معلوم ہوا تو بے تامل بیان
کر دونگی لاہور تیز گام نے کہا کہ تم مجھسے قسم کھا کر عہد کرلو اور مین تجھسے عہد کرتا ہون
کہ کوئی حال پوشیدہ نہ کرونگا اور تم میری شریک درد ہو تو مین تمھارا شریک حال ہونگا بلبل نے
کہا کہ قسم ہے مجکو اپنے دین و مذہب کی کہ مین تم سے کوئی بات دھوکے کی نہ کہونگی اور
تمھاری شریک حال ہونگی لاہور نے بھی قسم کھائی کہ اگر تم میرے ساتھ ہمدردی کروگی تو مین
بھی تمھارا شریک حال ہونگا یہ سنکر وہ بلبل بولی کہ نام میرا صنوبر جادو ہی مین زوجہ ہون
شمشاد جادو کی شوہر میرا امواج آتش ریز جادو مالک قلعۂ ہفت جوش کا وزیر تھا
اور اُسکے ساتھ کا کھیلا ہوا تھا جب مواج آتش ریز جادو قلعۂ ہفت جوش کا حاکم ہوا
اور خداوند طاق کی طرف سے ناظم دربند و محافظ راہ طلسم ہوا تو میرے شوہر کو رازدار
بناکر اپنے کو طلسم بند کیا کہ اگر دشمن سے مقابلہ پڑے تو وہ قتل نہ کر سکے جبتک وہ چیزین
دستیاب نہ ہون جو اپنے قتل کے واسطے آپ تیار کی ہین بعد اُسکے میرے شوہر سے
کہا کہ تم طلسم باندھ کر ان چیزون کو مخفی کردو تا کہ دشمن ان چیزون کو نہ پا سکے لاہور تیز گام
نے کہا کہ وہ کیا چیزین ہین صنوبر جادو نے کہا کہ اس سے سوا میرے شوہر کے
کوئی باخبر نہین جس وقت وہ رہا ہوگا تو یہ بھی معلوم ہو جائیگا پہلے سب حال سنلو جب کہ
شوہر نے میرے اُن چیزون کو مخفی کیا تو بادشاہ نے فریب سے شوہر کو میرے اسیر
کرکے قفس اُسکا ماہیان سم آلود جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ تو خود بھی اسطرح
ہمہ بند ہوکر بیٹھ کہ کوئی تجھ تک پہونچ نہ سکے ماہیان سم آلود جادو نے زیر
زمین ایک تہ خانہ بنایا اور قفس میرے شوہر کا اُس تہ خانے مین پوشیدہ کیا اور دہنۂ
نقب سے راستہ اُسکا معین کرکے دہنۂ نقب پر یہ چشمہ قائم کیا تاثیر اس چشمے کی یہ
ہی کہ جو پانی اسکا پی لیگا وہ خود بھی پانی ہوکر بہہ جائیگا چنانچہ ہزارہا مسافر آئے اور پانی
پیکر ہلاک ہوگئے سوا تمھارے کہ تم تو خالی پلٹ کر چلے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ تم

تمھاری بڑی ہی مین فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی تھی کہ ایک پرچہ خداوند نہ طاق
بادشاہ قلعۂ ہفت جوش کو بھیجا اور وہ میرے سامنے پڑھا گیا معلوم ہوا کہ پیرزالہ کا ہون
نے کچھ احکام طلسم نہ طاق اور ناظمان دربند کی موت کا حال لکھکر سب کو باخبر کیا ہی کہ کون شخص
کس ساحر کا قاتل ہوگا چنانچہ معلوم ہوا کہ رفیع البخت بیٹا فاتح طلسم نہ طاق کا قاتل بادشاہ
قلعۂ ہفت جوش کا ہوگا اور عیار اُسکا لاہور تیز گام ماہیان سم آلود جادو کا قاتل ہوگا
اور پہچان اُس عیار کی یہ ہی کہ بصورت فقیر قریب چشمے کے پہونچیگا اور بغیر پانی پیے ہوے
چشمے سے پلٹنے کا قصد کریگا بعد اُسکے ماہیان سم آلود کو مار کر شمشاد جادو کو رہا کریگا
پس جو شخص اُس عیار کا ساتھ دیگا وہ زندہ بچیگا اور جو رفیع البخت کا شریک ہوگا وہ ہر بلا
سے محفوظ رہیگا ورنہ تمام ساحران قلعۂ ہفت جوش ہاتھ سے رفیع البخت اور رفقاے
رفیع البخت کے ہلاک ہونگے یہ باتین سنکر مین نے سکونت قلعۂ ہفت جوش کی ترک کی
اور اس درخت پر آکر سکونت اختیار کی اور دن رات فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی
ہون پس اگر تم لاہور تیز گام ہو تو بیشک چارہ میرے درد کا کر سکتے ہو ورنہ زیادہ
بیان کرنا بالکل بے سود ہی یہ سنکر لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو اگر تم وعدہ
مسلمان ہونیکا کرو تو مین بدل تمھارا شریک ہون ورنہ مجھے کیا غرض پڑی ہی کہ مین تمھارے
واسطے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالون اور ماہیان سم آلود کے قتل کی فکر کرون اِس
سے اپنے آقا رفیع البخت کی تلاش مین نہ کرون کہ نہین معلوم وہ شہریار کس مقام پر ہی
کسنے اسکو دریا سے باہر نکالا وہ دوست ہی یا دشمن اگر آقا میرا کسی دشمن کے پھندے مین گرفتار
ہوگیا ہی تو اُسکی رہائی کی فکر کرون صنوبر جادو نے کہا کہ اے لاہور تیز گام تم خود خیال کرو
کہ کون ایسا ہی جو محسن کو چھوڑ کر دشمن کا شریک ہوگا بادشاہ کی جفائین تم سن ہی چکے کونسی
جگہ بادشاہ کی طرف سے میرے دل مین یا میرے شوہر کے دل مین باقی رہی جو مین یا میرا
شوہر اُسکی شرکت کرینگے رہا تبدیل مذہب یہ بھی مجھے منظور ہی اگر خداوند نہ طاق خداوند
برحق ہوتا تو طلسم کشا کے خوف سے یہ انتظامات نہ کرتا یہ کیسا خداوند کہ بندے سے خوف
کرتا ہی مجھے اِس دین باطل سے نفرت کلی ہو چکی ہے اب جو ارادہ تمھارا ہو اُسے ظاہر
کرو کہ وقت ماہیان سم آلود کے نکلنے کا قریب ہی لاہور تیز گام نے کہا کہ مین تمھین اور تمھارے
شوہر کو ضرور رہا کرونگا اور اگر ماہیان سم آلود اس چشمے کے باہر آئیگی تو ابھی کام اُسکا
تمام کرونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ چشمے کے باہر کس غرض سے آتی ہی اور کتنی دیر یہان
رہتی ہی صنوبر جادو نے کہا اے لاہور تیز گام یون تمھارا قابو چلنا بہت دشوار ہی جبتک
کہ مین نذر ہا ہولون اور صورت رہائی میری یہ ہی کہ جس وقت ماہیان سم آلود چشمے کے باہر
آئیگی تو وہ مجکو اس درخت پر سے اُتاریگی اور ساتھ اپنے کھانا کھلا کر پھر اسی درخت پر بٹھا دیگی
اور کچھ اسم سحر پڑھکر چشمے مین جا کر غائب ہو جائیگی اُسکے بعد سے پھر مین مجبور ہو جاونگی اور
سوا اس درخت کے کہین نہ جا سکون گی اور اگر تم اِس درخت پر چڑھنے کا قصد کروگے تو شاخین اسکی

بشکل رسن کے لپٹ کر تھیں بھی باندھ لینگی ہرچند کہ مین علم سحر کا ماہیان سے زیادہ جانتی ہون مگر
بے بس اسطرح ہو گئی ہون کہ جسوقت بادشاہ قلعہ کو میرے یہان آنیکی خبر پہونچی ہو تو اُسے یہ فکر پیدا
ہوئی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ ماہیان سم آلود کو مار کر اپنے شوہر کو لیجاے تو راز طلسمی
فاش ہو جائیگا اور شمشاد جادو دشمن ہو جائیگا بس یہ خیال کر کے بادشاہ میرے پاس آیا اور
مجھسے کہا کہ یا تو تم اس مقام کی سکونت ترک کرو یا قیدی بنکر بیٹھو جسطرح تمھارا شوہر ہی مین نے
کہا کہ جسطرح آپ کہیے گا مجھے عذر نہوگا مگر رہونگی مین اسی مقام پر چنانچہ بادشاہ نے
مجکو بلبل بنا کر اس درخت پر بٹھا دیا اور بلا کر ماہیان سم آلود جادو کو حکم دیا کہ اسکی نگہبانی
بھی تیرے سپرد ہی خود بھی اس سے ہوشیار رہنا اور اسکی بھی نگرانی کرنا ماہیان سم آلود جادو نے
اس درخت کو سحر بند کیا کہ مین اسکے حکم بغیر بیانے کہین جا نہ سکون بس اب صورت رہائی میری
یہ ہی کہ تم اس درخت کی آڑ مین چھپ رہو جسوقت ماہیان چشمہ کے باہر آکر مجھسے حصار سحر
دور کریگی تو مین اُڑکر قریب ماہیان کے نہ جاؤن گی بلکہ تمھارے ہاتھ پر آ بیٹھون گی تم جلدی سے
میرے سر پر ہاتھ پھیرنا ایک کانٹا سا ہاتھ مین تمھارے چبھیگا اُس کانٹے کو اپنے خدا کا نام لیکر میرے
سر سے کھینچ لینا مین جانور سے آدمی ہو جاؤنگی جو بادشاہ کیے سر سے دور ہو جائیگا اسوقت مین
ماہیان سے مقابلہ کرونگی اور اُسے بیقابو کرون گی یہ رائے لاہور نے پسند کی اور جا کر تنہ
درخت کی آڑ مین کھڑا ہو رہا یہانتک کہ شام ہوئی صحرا مین سیاہی پھیل گئی روشنی مہر جہان تاب
کی کافور ہو گئی مرغ زرین فلک آشیانہ مغرب مین جا کر نہان ہوا ستارون نے فلک نیلی پر جھل
کرائی کی ماہتاب مشعل روشن لیے ہوے افق چرخ سے نمودار ہوا یکایک چشمہ کا پانی متلاطم ہوا
اور ایک مچھلی تڑپ کے چشمہ کے باہر آئی اور زمین پر مانند ماہی بے آب کے لوٹ کر
شکل انسانی پیدا کی اور کچھ اسم سحر پڑھکر درخت کی طرف پھونکا کہ پاؤن بلبل کے شاخ درخت
سے علحدہ ہوئے بلبل نے اُڑ کر ایک تاؤ لگایا اور ہاتھ پر لاہور تیز گام کے بیٹھ گئی
ماہیان جادو گھبرائی کہ آج یہ بلبل درخت کے نیچے کہان بیٹھی ہی جھپٹ کر قریب آئی دیکھا
کہ ایک مرد اجنبی کے ہاتھ پر بیٹھی ہی اور وہ سر ٹٹول رہا ہی بس ماہیان نے نعرہ کیا کہ سرکش
تو آگیا خیر کہان جائیگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اور زمین پر دو ہتڑ مار کر گیر کی آواز دی کہ گرکر
لاہور غرق زمین ہو گیا مگر جلدی سے کانٹا ٹٹول سرے ماہیان کے کھینچ لیا کانٹا سر سے کیا نکلا
کہ گویا دل کا کانٹا نکل گیا بلبل نے بھی صورت انسانی پیدا کی ماہیان جادو قریب
لاہور کے آ چکی تھی چاہتی تھی کہ لاہور کو قتل کرون کہ صنوبر جادو نے کچھ اسم پڑھکر
ماہیان جادو کے منھ پر ایک مٹھی خاک کھینچ ماری اور سامان سحر اس بیچاری کا پاس
گیا تھا کہ ایک مدت سے جسمیں سامان قید مین تھی وہ خاک منھ پر ماہیان کے پڑی
یہ معلوم ہوا کہ لون کا جھونکا آگیا منھ اسکا جھلس گیا اُف کہکر پیچھے ہٹی اور جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک ترنج سحر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر صنوبر جادو پر کھینچ مارا صنوبر جادو پاؤن
مار کر غرق زمین ہوئی ترنج خالی گیا اور پھر قریب ماہیان کے نکلی اور پتھر سر ماہیان پر

مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور چکر کھا کر چلی تھی کہ اسنے بھی خون اپنے سر کا چلو مین لیا اور صنوبر جادو
پر مارا کہ صنوبر جادو بھی بیہوش ہوئی اِدھر تو یہ گری اور اُدھر وہ گری مہتر لاہور تیز گام نے دیکھا
کہ زمین نے مجھے نہین چھوڑی جبتک مین اس ساحرہ کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک رہائی دشوار ہی
بس اسنے وہین سے تھیلی بارود کی زنبیل عیاری سے نکالکر ماہیان سم آلود پر پھینکی اور ایک
حقہ آتشی داغ کر مارا کہ بارود مین آگ لگی اور ماہیان جل گئی لاش اسکی تڑپ کر چشمہ کے
اندر گری چشمے سے دھوان نکلا پانی متلاطم ہوا شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی
آتشباری برف باری ہوا کی تیرگی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بڑی دیر تک شور و غل
برپا رہا آخر ہیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من ماہیان سم آلود جادو بود حیف
مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا کہ نہ وہ چشمہ ہی نہ درخت ہی لاش ایک ساحرہ کی جھلسی ہوئی پڑی ہی پانون لاہور
کے زمین نے چھوڑ دیے اور صنوبر جادو بھی ہوش مین آئی لاہور تیز گام سے پوچھا
کہ یہ کیونکر واصل جہنم ہوئی میرے سحر نے تو بسبب چھوٹے پڑنے کے کامل اثر نہ کیا کہ صرف
ماہیان بیہوش ہوئی تھی اور گرتے گرتے اُسنے مجھے بھی بیہوش کر دیا تھا تمھارے پانون
زمین پکڑے ہوے تھی لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو مین ہی نے [illegible] تیر کو مارا
ہر چند کہ یہ مجھسے بہت دور تھی مگر مین نے تھیلی بارود کی اسپر پھینک کر حقہ آتشبازی سے اسکو جلا کر
خاک کر دیا صنوبر جادو نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اگر آپ لوگ ایسے نہوتے تو ساحرون پر
کسطرح غالب ہوتے بعد اسکے دیکھا کہ جس مقام پر تالاب تھا وہین دہنہ نقب کا معلوم ہوتا ہی
بس صنوبر جادو اُس دہنہ نقب مین داخل ہوئی اور لاہور تیز گام سے کہا کہ آئیے لاہور
بھی دہنہ نقب مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور سقف مین ایک قفس آہنی لٹکا
ہوا ہی اُس قفس مین ایک ساحر اس ہیئت سے کہ بال سر کے بڑھے ہوے ناخن بھی مثل
خرس کے ہوگئے ہین زبان پر قفل سوزن ہی رنگت بسبب تعب کے زرد ہو گئی ہی اس حال خراب سے
بیٹھا ہی صنوبر جادو یہ حالت اپنے شوہر کی دیکھکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے مہتر جی شمشاد
جادو یہی ہی اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے شوہر کو رہا کرون لاہور تیز گام نے کہا کہ
ضرور رہا کرو اور کہو تو مین تیلی قفس کی کھینچ لون صنوبر جادو نے کہا کہ اب یہ کام میرا ہی
آپ اس کام کو نہین کر سکتے کہ یہ سب کارخانہ سحر کے ہین یہ قفس معمولی نہین ہی یہ کہکر
قریب قفس آئی اور تیلی قفس کی ہاتھ مین پکڑی اور کچھ اسم سحر پڑھکر کھینچی مگر تیلی نہ کھینچ سکی
صنوبر جادو حیران تھی کہ شمشاد جادو نے کچھ اشارہ سے کہا صنوبر جادو نے جلدی سے
نوک زبان مین نشتر دیا اور خون اپنا اس تیلی پر لگا کر کھینچا تو تیلی کھنچی بعد اسکے اندر قفس سے
ہاتھ ڈالا اور قفل زبان شمشاد جادو سے کھینچا ادھر قفل اسکی زبان سے نکلا اُدھر فوارہ خونکا
چھوٹا بس شمشاد جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون زبان کا زنجیر سحر پر ٹپکایا جس زنجیر مین یہ بندھا
بیٹھا تھا وہ زنجیر جلکر خاک ہو گئی اور شمشاد جادو قفس سے باہر آیا صنوبر جادو نے پوچھا

یہ تمھارے ساتھ کون شخص ہے صنوبر جادو نے کہا یہ وہ شخص ہے جسکی بدولت مجکو رہائی نصیب ہوئی ہے
یہ کہکر سارا واقعہ لاہور تیزگام کے آنیکا اور ماہیان سم آلود کے مارے جانیکا بیان کیا اور کہا
کہ عوض اسکا انکے ساتھ کرنا چاہیے جسطرح انھون نے ہمارے درد کی دوا کی ہے اسی طرح
ہمین بھی انکا شریک حال ہونا چاہیے شمشاد جادو نے کہا کہ بیشک انکی ہمدردی ہر طرح
واجب و لازم ہے اب آپ اپنا مدعاے دل بیان کیجیے یہ سنکر لاہور تیزگام نے شاہزادہ
رفیع البخت کا دریا مین بہتے ہوے جانا اور خود انکی تلاش مین اس مقام تک پہونچنا شمشاد
جادو سے مفصل بیان کیا شمشاد جادو نے کہا کہ ابھی تو مین قابل اسکے نہین ہون کہ کوئی چیز آپسے
بیان کرسکون ہان دو ویا روز کے بعد جب حواس میرے درست ہون گے اور مین سحر اپنا تیار کرلونگا
اسوقت آپ سے رفیع البخت کا حال بیان کرونگا بلکہ اگر جیسے گا تو انھین بلا دونگا اور آپ خود وہان جانا
چاہینگے تو آپ کو وہان پہونچا دونگا اور اگر کسی مصیبت مین ہون گے تو مدد مین بھی دریغ نہ کرونگا کہ میرا شیوہ
احسان فراموشی اور محسن کشی نہین ہے لاہور تیزگام نے کہا کہ اگر اس تین چار روز کے عرصہ مین بادشاہ قلعہ
کو خبر ہو گئی اور وہ آکر پھر آپکو گرفتار کرلیگیا تو محنت ہماری بے سود ہوئی اور پھر فکر رہائی کرنا پڑیگی شمشاد جادو
نے کہا کہ اے مہتر لاہور وہ وقت آگیا کہ بادشاہ نے دھوکا دیکر مجھے اسیر کرلیا تھا اب یہ ممکن نہین ہے کہ
بادشاہ مجھے گرفتار کرلے مین اور وہ درجہ سحر و ساحری مین برابر ہین اُسے خاندان خداوند نہ طاق
سے توسل تھا اسوجہ سے وہ ناظم دربند قرار پایا اور مین اُسکا مشیر رہا اُسنے اپنی حفاظت زندگی کے
واسطے مجھے زندہ ■ رگور کر رکھا تھا اب زیادہ چار روز گذر جانے دیجیے پھر مین آپ کو ساتھ لیکر قلعہ پر چلونگا
اور سواے آتش ریز جادو سے سامنا کرونگا اسوقت آپ تماشا میری لڑائی کا دیکھ لیجیے گا کہ مین کیا کرتا
ہون اور وہ کیا کرتا ہے ہر چند کہ قضا اُسکی شاہزادہ رفیع البخت کے ہاتھ سے ہے اور وہ بھی اُسوقت
جبکہ تیغ فتق اُسکا ہاتھ آجاے اور اب اُس تیغ کا ہاتھ آنا بھی زیادہ دشوار نہین ہے کہ مین ہی امین اُس
تیغ کا ہون لیکن اتنی شرم دامنگیر ہوتی ہے کہ اُسنے جو چیز میرے سپرد کی اور اپنا محافظ جان سمجھا
مین اُسکا دشمن ہو جاؤن اور تیغ فتق اسکے دشمن کے حوالے کردون اہل عالم مجھے کیا کہینگے لاہور
تیزگام نے کہا کہ اُسنے تمھارے ساتھ کونسی نیکی کی جو تم بدی کرتے ہوے شرماتے ہو اور اگر قضا
بادشاہ قلعہ ہفت جوش کی میرے آقا کے ہاتھ سے ہے تو ضرور کسی نہ کسی طرح یہ تیغ انکے قبضہ مین
آئیگا اور بادشاہ قلعہ اُنکے ہاتھ سے مارا جائیگا گو اسوقت وہ کسی حال مین ہون لیکن وہ صاحب
اقبال اور فرزند صاحبقران ہین ضرور رہا ہون گے اور اس راستہ کو صاف کرکے نہ طاق پر جا پہونچینگے
اگر تم اُنکو مدد دوگے اور تمھارے ذریعہ سے یہ تیغ دستیاب ہوگا تو شاہزادہ ■ عالی مرتبت تمھارا
احسان مند ہوگا اور تمھاری عزت کریگا شمشاد جادو نے کہا کہ خیر یہ وقت دیکھا جائیگا یہ کہکر اسی
تہ خانہ مین سحر تیار کرنیکا انتظام کیا اور لاہور تیزگام کو مہمان کیا چونکہ وہ مقام ماہیان زہر آلود
جادو کے رہنے کا تھا اسوجہ سے سب سامان آسایش موجود تھا شمشاد جادو اور صنوبر جادو
تو سحر جگانے مین مصروف ہوے اور مہتر لاہور تیزگام نے انکی حفاظت کا انتظام کیا یعنی رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر
اپنی ماہیان زہر آلود کی بنائی اور دہنہ قصب پر آ بیٹھ رہے قضاے کار اتفاقات روزگار کہ ماہیان زہر آلود

بھائی نہنگ زہر آلود جادو کو اپنی بہن کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور یہ اس صحرا مین وارد ہوا دیکھا کہ شیشہ
وغیرہ ٹکڑے ہوئے ہین اور بہن میری خاک پر بحال پریشان بیٹھی ہوئی ہے یہ صورت عقاب کی بنا ہوا تھا زمین پر
اُسنے غلطک ماری اور قریب ماہیان نقلی کے آکر کہا کہ یہ تمہاری کیا حالت ہے اے بہن وہ شیشۂ سحر
تمنے کیون مٹا دیا یہ زمانہ تو پوشیدہ ہو کر بیٹھنے کا تھا تمنے اپنے کو اسطرح ظاہر کر رکھا ہے ایسا نہ ہو
وہ عیار غدار آ پہونچے اور تمکو بصدمہ کاری قتل کرے لاہور تیزگام سمجھ گیا کہ یہ ماہیان کا بھائی ہے
جواب دیا کہ اے بھائی بادشاہ کا عتاب نازل ہوا اُسنے قید شمشاد جادو کی مجھسے لے لی سحر میرا
مٹا دیا اور مجکو اس جگہ بٹھا کر چلا گیا نہین معلوم مجپر کیا سحر کر دیا کہ میرا یہان سے اُٹھنے کو جی نہین
چاہتا اور جان سے بیزار بیٹھی ہون بلکہ اگر اُٹھنے کا قصد کرتی ہون تو زمین پانوَن پکڑتی ہے
خوب ہوا کہ تم آگئے ذرا میری بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھاؤ یہ سنکر نہنگ زہر آلود جادو قریب
آیا اور جھکا کہ بغلون مین ہاتھ دے ون لاہور نے آنکھوں حباب اسکے منہ پر کھینچ مارے کہ اسنے فوراً
چھینک ماری اور بیہوش ہو کر گرا لاہور نے اُٹھکر کمند سے باندھا اور زبان پر تکلہ دیکر سامنے شمشاد
کے لے آیا اور کہا کہ یہ تماشہ ماہیان زہر آلود مین آیا تھا مین نے اُسکو گرفتار کر لیا ہے شمشاد
جادو نے لاہور کی ہشیاری پر آفرین کی اور تین روز تک نہنگ زہر آلود جادو کو مقید رکھا بعد
ہوم خانے سے نکلنے کے اور سحر تیار کر چکنے کے نہنگ زہر آلود کو بلا کر تکلہ اسکی زبان سے کھینچ لیا
اور کہا کہ بہن تمہاری قتل ہوئی اور ہم رہا ہوے اب زمانہ بربادی قلعہ ہفت جوش کا آ گیا موج
آتش ریز کا پیمانہ عمر لبریز ہوا چاہتا ہے لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ تم بھی چلکر شاہزادہ رفیع البخت کے
شریک ہو ورنہ مثل ماہیان زہر آلود کے مارے جاؤگے نہنگ زہر آلود جادو نے دل مین کہا
کہ جب اتنا بڑا ساحر یہ کہتا ہے تو تو رفیع البخت کا مخالف ہو کر کیا کرونگا اسنے بھی اطاعت اسلام قبول
کی اب شمشاد جادو نے تیاری کی اور لاہور تیزگام کو اپنے ساتھ لیا اور صنوبر جادو و نہنگ
زہر آلود جادو یہ بھی ساتھ ہوے اور یہ سبکے سب ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب قلعہ ہفت
جوش روانہ ہوے انکو بھی راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

نورالدہر بھی نقابدار سبز پوش بنے ہوے اور تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیے ہوے کنارے کنارے دریا کے
حال رفیع البخت کا دریافت کرتے ہوے چلے آتے ہین کسی مقام پر سنا کہ ایک سوار نقابدار
پھتا ہوا آگے گیا ہے کسی جگہ نہنگ و سوسمار و گھڑیال وغیرہ دریا مین مرے ہوے دیکھے اسطرح کہ کسی کا
سر جدا کسی کا سر الگ جسم الگ شاہزادہ نورالدہر سمجھ گئے کہ یہ سب میرے نہنگ بحر شجاعت کے
شکار کیے ہوے ہین اور آگے چلے کہین سنا کہ ایک شخص کشتی مین بیٹھا ہوا سوار نقابدار کو پوچھتا ہوا آگے
روانہ ہوا ہے یہانتک کہ آتے آتے قریب ایک گنبد کے پہونچے یہان سرکش دزد مع لشکر موجود تھا
ہرکارے اسکے تلاش میں رفیع البخت مین گئے ہوے تھے اور سرکش دزد فراق رفیع البخت مین
رو رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا ایک سوار نقابدار بہت بڑے لشکر کو ہمراہ لیے ہوے ہمارے آقا
شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہے سنکر سرکش دزد سمجھ گیا کہ یہ دادا اُس شہریار کے

شاہزادہ لونا الدہر ہون گے کیونکہ سرکش ورزو زبانی رفیع البخت کی سن چکا تھا کہ لشکر میرا مجھسے چھوٹ
گیا ہوا اور میرے چند نامدار لشکر مین موجود ہین وہ نہایت پریشان ہون گے عجب نہین ہی کہ یہ وہی ہون بس
یہ اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر تن تنہا خدمت مین شاہزادہ لونا الدہر کی روانہ ہوا جسوقت سامنے لونا الدہر
کے پہونچا جھک کر آداب بجالایا فرمایا تم کون ہو عرض کی کہ مین آپکے فرزند کا غلام ہون اُنکے حال سے باخبر
کرنے کو حاضر ہوا ہون فرمایا بیان کرو سرکش ورزو نے تمام واقعۂ گذشتہ اپنا زخمی ہونا بعد اُسکے ہیکلان
قوی بازو اور روستان قوی بازو کو مار کر ملکہ مروارید گہردندان کو چھڑا کر لانا بعد اُسکے صدف گہرریز
جادو اور ملکہ مروارید کا آکر دونون کو گرفتار کر لیجانا بیان کیا اور عرض کی کہ اسکے بعد کی کوئی خبر معلوم
نہین ہرکارون کو براے دریافت حال روانہ کیا ہی یہی ذکر تھا کہ ہرکارے آلودۂ گرد و غبار آکر پہونچے
اور عرض کی کہ حاکم قلعۂ ہفت جوش نے لشکر حصار کے باہر نکالا ہی اور میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی
بس یہ سنتے ہی شاہزادہ لونا الدہر نے چند سردارون کو اور تھوڑے سے لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب
قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوے اور سرکش ورزو بھی اپنے پانچون ہزار قزاقون کو لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین

اب حال مواج آتش ریز کا سنیے

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا تو مع لشکر میدان مین آیا فوج اسکی دس صفین باندھکر کھڑی ہوئی جانب قلعہ مع لشکر خاص خود
مواج آتش ریز جادو صفین باندھکر کھڑا ہوا اور داہنی جانب ملکہ صدف گہرریز جادو کھڑی ہوئی بائین جانب چالیس
ہزار ساحرون سے سیلاب جادو سپہ سالار مواج آتش ریز جادو استادہ ہوا ایک راستہ چھوڑ دیا گیا کہ اگر کوئی
مددگار آنے والا ہو تو آوے اور اپنے سامنے رفیع البخت کو قتل ہوتے ہوے دیکھے جسوقت یہ انتظام ہو چکا تو
جلادون نے رفیع البخت کو لاکر زیر تیغ بٹھایا اور حکم کا منتظر ہوا مواج آتش ریز جادو نے اپنی دختر کو
طلب کیا اور خنجر اپنی کمر سے نکالکر دختر کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ہان تمہاری تمہاری جانب سے بدظن ہی اگر
نیت تمہاری پاک ہی تو اہل عالم پر ثابت کردو اور اپنے شوہر کے قاتل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو یہ سنکر
ملکہ کا رنگ اڑ گیا دست و پا کانپنے لگے مگر سوا اسکے چارہ نہوا کہ تلوار ہاتھ مین لے لی تلوار تو ہاتھ
مین لے لی مگر دل کا خدا ہی حافظ تھا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی رفیع البخت کی طرف چلی جاتی
تھی مگر قدم آگے نہ بڑھتا تھا اور دل سے کہتی تھی کہ مین قریب ہو کر کیا کرونگی اور وہ شخص اپنے دل مین مجھے
کیا کہیگا اے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی تو مجھے اس کشمکش سے نجات دے اسطرح کہ رسوائی سے
بھی بچون اور یہ شہریار نامدار بھی بیگناہ قتل نہو ادھر رفیع البخت نے دیکھا کہ خود مروارید
گہردندان ہاتھ مین تلوار لیے ہوے میرے قتل کو آتی ہی دل مین کہتے ہین کہ ان نازک ہاتھون سے گردن
کیونکر کٹیگی اگر ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان نہ ہوتین تو رضامندی قاتل کے واسطے اپنے ہاتھ
سے تلوار گردن پر پھیر لیتے مگر ناکامی قسمت نے تو ہر طرح مجبور کر دیا ہی خیر یہ بھی غنیمت ہی کہ دیدار آخری سے
تو محروم نہ رہینگے ورنہ یقین ہی کہ دم آنکھون ہی مین اٹکا رہ جاتا یہ تو اسطرح کی باتین دل سے کر رہے ہین اور
ملکہ تیغ بکف گردن ڈالے ہوے قریب رفیع البخت کے پہونچی رفیع البخت نے گردن آگے بڑھا کر
اور یہ شعر پڑھا ؎ ہمارے دل مین شہادت کی آرزو نہ رہے ؛ لگا دو ہاتھ کہ باقی رگ گلو نہ رہے ؛ ملکہ
نے اشارہ سے کہا کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو قتل کے ارادہ سے تیرا اٹھین رفیع البخت نے کہا

مین جانتا ہون کہ تمھین پاس عزت ہی اگر ہم اسوقت قتل ہوگئے تو کیا تم اپنے ہوش مین رہو گی سے خون
ناحق کا مرے تمھیں کا خمیازہ پا یا تمھیلے کا بہت ملکے جنا میرے بعد مگر اب اسوقت مصلحت یہی ہی کہ عزت
کو بچاؤ اور ایک ہاتھ لگا دو کہ سر تن سے جدا ہو جاوے ملکہ نے تلوار اٹھائی اور ہتکڑی پر ہاتھ مارا کہ قید کاٹ
دون مگر اسکے ہاتھ سے کہین ہتکڑی سے لگنے والی تھی ایک خلا سا پڑ گیا ملکہ نے دوسرا ہاتھ مارا اسیطرح
کئی ہاتھ ہتکڑی پر مارے کہ قید کاٹ کر شاہزادہ کو رہا کر دون رفیع البخت صورت دیکھتے ہین اور
کہتے ہین کہ گردن پر تلوار مار دو کہ قصہ پاک ہو سے مین جھکاتا ہون جو گردن وہ ہٹا لیتا ہی تیغ کو چوکے
دیتا ہی مجھے وقت یہ قائل میرا ہو مواج آتش ریز جادو نے صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ کیون صاحب
شک تمھارا دور ہوا یا ابھی نہین صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ ہان اب میرا شک برطرف ہوا کہ اسنے کئی
ہاتھ مارے مگر اسکے ہاتھون مین اتنی قوت کہان کہ قتل کرسکے نیت اسکی ظاہر ہو گئی یہ خود ملکہ کے قریب
آئی اور سمجھانے لگا کر کہا کہ اے فرزند واقع مین تو صاحب عصمت ہی حال تیرا ظاہر ہو گیا اب اسکو جلاد
قتل کرڈالیگا تو کیون ہلکان ہوتی ہی ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ اب مین خود ہی اسے قتل کرونگی
اور اگر یہ مجھسے قتل نہوا اور کسی نے آکر اسے قتل کیا تو اپنی جان دیدونگی یہ کہکر تلوار اسکے پر
رکھنے کا قصد کیا صدف گہر ریز جادو نے ہاتھ پکڑ لیا اور تسکین دینے لگی مروارید گہر دندان
کسی طرح نہین مانتی اور کہتی ہی کہ تم نا مان ہو کر مجھپر تہمت رکھی مین نہ مانون گی اپنی جان دیدونگی مواج آتش
ریز جادو بھی یہ حالت دیکھکر قریب آگیا سمجھانے لگا صدف گہر ریز پر بہت خفا ہوا کہ لڑکی پر تہمت
کر نیکا نتیجہ دیکھا کہ اب وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہی صدف گہر ریز جادو بہت پشیمان ہو رہی ہی کہ
واقع مین مجھسے بڑی نادانی کی حرکت ہوئی ادھر ملکہ مچلی ہوئی ہی کہتی ہی کہ مین تلوار لگانا کیا جانون ہاتھ مین
میرے چھالے پڑ گئے اور یہ قیدی قتل نہوا ایسین ہی اسے قتل کرونگی اور اگر اور کوئی اسے قتل کریگا
تو اپنی جان دے دونگی ہائے مین مر کیون نہ گئی کہ یہ رسوائی نہ دیکھتی غضب ہی کہ اپنے ماں باپ
ہی تہمت رکھتے ہین غرض کوئی اسے یہ فیصل مچا رہی ہی کہ شاہزادہ کے قتل مین دیر ہوا اور کوئی مددگار
اسکا آجاوے کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا مواج آتش ریز جادو نے جلدی سے
ملکہ کو تو وہین اٹھا کر اپنے تخت پر بٹھا لیا صدف گہر ریز جادو بھی سمجھاتی ہوئی ملکہ کو لیکر سمت
لشکر مین آئی اور دیکھنے لگی کہ کون آتا ہی دوست ہی یا دشمن ادھر جلاد کو اشارہ ہو گیا وہ تلوار کھینچکر
رفیع البخت کی طرف چلا کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار سبزپوش
چند سردار اور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کرکے رفیع البخت کی طرف چلا مواج آتش ریز
جادو یہ ہمہمہ نقابدار سبزپوش کا دیکھکر حیرت مین آگیا کہ اللہ ری تیری جرأت کہ بیخوف و خطر چلا
آتا ہی چلا لاکہ سحر سے واقف بھی نہین ہی جبتک یہ ساحرون کو روکنے کے واسطے حکم دے دے نقابدار
سبزپوش قریب رفیع البخت کے پہونچ گیا اور جلاد کو مار کر رفیع البخت کی طرف بڑھا کہ ہتکڑیان
بیڑیان کاٹ دون رفیع البخت نے دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بڑی شرم کی بات ہی کہ جب قید
کاٹی جاوے تو ہم رہا ہون بس ہاتھ دونون بیڑیون مین ڈالے اور دامن آرزو مین آکر اب جو چرخ
مارتا ہی تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا دس جلاد بڑھا تھا کہ مین قتل کرڈالون

جیسے ہی اُسنے تلوار ماری رفیع البخت نے بدوست پکڑ کر خنجر مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا تلوار اُسکی قبضے مین کی
اور لڑتے ہوئے چلے اس ہنگامہ مین سرکش وزد مرکب نکالتے ہوئے آ پہونچا شاہزادہ سے آفرین کی اور
پشت مرکب پر بیٹھ کر لڑنے لگے اب ساحرون کو حکم ہوچکا ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پکڑ کر آ پڑنے
اور لڑنے لگے جسکے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پار گزر گیا شور گیر و دار بلند ہوا ساحر کہتے جاتے تھے کہ بڑے
غضب کی بات ہے یہ لوگ غیر ساحر ہوکر سلیح لڑ رہے ہین اور ساحرون کو قتل کرلیتے ہین اگر یہ بچ گئے
تو بڑی بدنامی ہوگی سامنے ساحران عالم کے ذلیل ہونگے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے یہان بار دو
انکو جانے نہ پائیں ترسول پر ترسول چلا رہے تھے دستلے ذریہ فن کر رہے تھے نعرے یا سامری
یا جمشید یا دم خنجیر یا خداوند لقاء کے تاحیات گنبد بلند تھے زمین پر کشتے پھڑک رہے تھے خون سے
سبزہ رنگ سرخ ہوگیا تھا کسی مقام پر آتش برس رہی تھی کہین زلزلہ سا تھا لوگ غرق زمین ہوتے
تھے لیکن ہمراہیان نقاب دار سبز پوش جانین دے رہے تھے اور قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے آگے ہی
بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے رفیع البخت مرکب کو اُڑاتے ہوئے مواج آتش ریزہ جادو
کی طرف بڑھے جاتے تھے وہ دارشی ساتھ ساتھ پیٹتے ہوئے تھے بہت سے اہل لشکر اسکے ساحرون کے
ہاتھ سے مارے گئے اور انھون نے بھی ساحرون کو مارا یہ حالت دیکھکر سیلاب جادو نے آگے بڑھکر
اور کچھ اسم پڑھکر ایک حباب ہوا اُٹھاکر زمین پر مارا کہ وہ حباب ٹوٹا اور سیلاب اُس حباب سے
پیدا ہوکر رفیع البخت اور لشکر رفیع البخت کی طرف چلا ان دلاورون نے جب بھی قدم پیچھے
نہ ہٹائے اور اس ارادہ سے بچے کہ تلوار سے دھارا کاٹ کر دو ٹکڑے کر دینگے اور حاکم قلعہ ہفت
جوش کو مار سینگے کہ یکایک وہ سیلاب آگیا اور لوگون کو غرق کرتا ہوا چلا تھوڑے ہی عرصہ مین رفیع البخت
اور نقابدار سبز پوش یعنے نورالدہر مع فوج غرق ہوئے اور اب سیلاب جادو نہنگ بنکر اس سیلاب کے
ساتھ رفیع البخت اور نورالدہر کی طرف چلا کہ انکو نگل لون وہان ملکہ نے جو یہ حالت دیکھی بیتاب
ہو گئی دل مین کہتی تھی کہ خداوندا اس آفت سے تو ہی نجات دینے والا ہے کہ یہ لوگ ساحر نہین
ہین اور کوئی دم مین سیلاب جادو انکو نگل لیگا مگر تو ایسا قادر و توانا ہے کہ اگر چاہے تو ایک مور
ناتوان کو فیل مست پر غالب کردے اور شیر درندہ کو بکری سے مغلوب کرادے بظاہر اب
کوئی صورت مفر نظر نہین آتی ہے چشم حسرت سے رفیع البخت کی طرف دیکھ رہی ہے اور وہ نہنگ
قریب رفیع البخت کے پہونچ گیا ہے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک نہنگ نمودار ہوا
اور اُس سیلاب نے سیلاب جادو پر حملہ کیا یہ وہی نہنگ جادو ہے جسکو لاہور نے مطیع
کیا تھا اور یہ زمین زمین چلا آتا تھا یہان پہونچکر اسنے یہ حالت دیکھی اور نہنگ بنکر سیلاب
جادو پر جا پڑا اب دو نون نہنگ آپس مین لڑنے لگے لڑتے لڑتے سیلاب جادو نہنگ زہر
آلود جادو پر غالب ہونے لگا اور نہنگ جادو اس سے دبا کہ یہ سحر و ساحری مین نہنگ زہر
آلود سے کہین زیادہ ہے اسلیے کہ سپہ سالار ہے مواج آتش ریزہ جادو کا اسنے دبوچ لیا اور
تہ نشین ہونیکا قصد کیا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اور ایک برق چمک کر
سر سیلاب جادو پر گری کہ سر اسکا قلم ہوا اور نہنگ زہر آلود جادو اسکے پنجے سے چھوٹا

لاش سیلاب جادو کی پھڑکنے لگی اور نعرہ ہوا کہ منم شمشاد جادو اب جو مواج آتش ریز جادو
کو ایک پلنگ سحر پر سوار اس شان سے دیکھا کہ ایک قمری ہاتھ پر اسکے بیٹھی ہوئی ہے جب وہ قمری
پروں کو حرکت دیتی ہے بجلیاں چمک ہو کر ہر چہار جانب گرتی ہیں اُدھر مرنے سے سیلاب جادو کے ایک
غراٹے کی آواز بلند ہوئی اور تمام پانی نظروں سے غائب ہو گیا رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر
مع لشکر رہا ہوئے اور پھر لشکر ساحر ان کی طرف بڑھے لیکن مواج آتش ریز جادو کو اپنے سالار
فوج کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور شمشاد جادو کی مخالفت کا اُس سے زیادہ ملال گذرا اور تعجب
ہوا کہ میں نے کس انتظام سے اسکو قید کیا تھا یہ کیونکر رہا ہوا بس اسنے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر
آواز دی کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے آتے ہی میرے سپہ سالار کو مار کر فوج کو بے سرکا
کر دیا اور کچھ پاس نمک نہ کیا شمشاد جادو نے کہا کہ جب تمکو ہمارا خیال نہوا اور دشمنوں کی طرح ہمکو
بارہ برس مقید رکھا تو اب ہم کس امید پر تمہارے ساتھ دوستی کا برتاؤ کرتے اب ہم اُسکے شریک
ہیں جسکی بدولت رہائی پائی اور جو تجھسے ہو سکے میرے حق میں ہرگز کمی نہ کرنا کہ میں بھی تمپر رعایت
نہ کرونگا نمک حرام میں اسوقت تھا کہ تمنے مجھے قید نہ کیا ہوتا اور میں تمہارے ساتھ برائی کرتا
جب ابتدا تم کر چکے تو اب میں بے قصور ہوں اگر میں تمہارے نزدیک قابل اطمینان نہ تھا تو مجھے
رازدار کیوں بنایا جو قید کرنا پڑا بس اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرو اور میری ذات سے
سوا دشمنی کے امید دوستی کی اب نہ رکھنا مواج آتش ریز جادو کو یہ بل تھا کہ قضا میری اسکے
ہاتھ سے نہیں ہے پھر کیوں دبوں اُدھر شمشاد جادو نے دل میں سمجھ لیا کہ آج ہی روز امتحان
ہے میرے اور اسکے فیصلہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے اسکے دل میں بھی غبار میری طرف سے بھرا
ہوا ہے اور میں بھی اسکا تشنہ خون ہو رہا ہوں یہ اپنی سلطنت کے غرور میں بہت بل کی
لیا کرتا تھا آج دیکھو ہی بحال لو کہ اسے بھی معلوم ہو جائے میں کس درجہ کا ساحر ہوں اور
محسن کشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے مواج آتش ریز جادو کو آواز دی کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب
کی تو میرے ساتھ کمی نہ کرنا اگر تو نے مجھے بے اعتبار سمجھکر مقید کیا تھا تو اب میں سر میدان کہے دیتا
ہوں کہ میں پہلے تو دشمن نہیں تھا مگر اب دوست نہیں ہوں مواج آتش ریز جادو نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے تیری قضا نے تجھے قید سے رہا کیا ہے روک تو اس سحر کو دیکھوں تو تو
کیسا ساحر ہے یہ کہکر اور اپنا تخت سحر بڑھا کر میدان میں آیا اب شاہزادہ رفیع البخت
اور نور الدہر نے بھی اپنے لشکر کی صفیں جمائیں لیکن متحیر تھے کہ یہ کون شخص ہے جو کہ ہماری
طرف سے جان دینے کو موجود ہے اور برابر کا ساحر معلوم ہوتا ہے لیکن تنہا ہے خدا اسکی مدد کرے ادھر
مواج آتش ریز جادو نے ایک جام جھولی سے نکالا اور اُسے پانی سے لبریز کر کے کچھ اسم سحر پڑھا
کہ وہ پانی جوش میں آیا بس اپنے پیشانی میں نشتر دیکر اور خون پیشانی کا لیکر اس جام میں ڈال کر
یا خداوند اکوان تاجدار کہکر شمشاد جادو پر کھینچ مارا شمشاد جادو نے دیکھا کہ یہ سحر اسکا رُکنے
والا نہیں ہے فوراً پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا اور سحر کو خالی دیا قضائے کار وہ جام سحر ایک سردا
شاہزادہ رفیع البخت کے اوپر پڑا کہ نام اسکا فرہاد شیر زور تھا یہ بیچارہ جلکر خاک ہوا او باب

شعلہ زمین پر گرا اور ایک دریائے آتشین بنکر لشکر رفیع البخت کی طرف چلا تھا کہ ایک مرتبہ طبقۂ زمین
کا شق ہوا اور شمشاد جادو ایک گلدستہ لیے ہوئے ظاہر ہوا دیکھا اسنے کہ دریائے آتش لشکر رفیع البخت
کی طرف چلا جاتا ہی شمشاد جادو نے گلدستہ اُسی دریائے آتش پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ تمام دریا
دھوان ہو کر اُڑ گیا اب شمشاد جادو مواج آتش ریز جادو کی طرف پلٹا اور آواز دی کہ بس اسی
سحر پہ ڈھبے تھے دیکھا کہ مین نے کسطرح اس سحر کو مٹا دیا اب میرے سحر کو روک یہ کہکے شمشاد
جادو نے اس قمری پہ کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور کہا کہ لینا مواج آتش ریز جادو کو بس یہ سنتے ہی
وہ قمری نعرہ حق سرہ کو بھر کر اُڑی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلی مواج نے
دیکھا کہ اسنے بھی اپنی کائنات کا سحر بھیجا کیا ہی اسکا دفعیہ کرنا آسان نہین ہی بس یہ بھی پانون
مار کر غرق زمین ہوا یہان قمری دم بھرتی ہوئی آئی مواج کو نہ پایا ایک اور ساحر لشکر سے کچھ آگے
بڑھا ہوا کھڑا تھا بس اس قمری نے آتے ہی اُسکے سر پر تین چکر لگائے تیسرا چکر تمام ہوتے ہی
ساحر نے چیخ مارا اور بیہوش ہو کر گرا اب قمری دوسرے کی طرف چلی غرضکہ جسکے سر پہ چیخ مارا وہ
بیہوش ہوا ساحر بار بار سحر کر رہے ہین کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج کسی نے نارنج مگر قمری کی وہ
حالت ہی کہ کوئی سحر اسپر اثر نہین کرتا اور یہ ساحرون کو بیہوش کرتی چلی جاتی ہی کہ یکایک طبقہ
زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو ایک باز ہاتھ پر بٹھائے ہوئے زمین سے نمودار ہوا
اور اُس قمری کو دکھا کر باز کو چھوڑ دیا باز کندے تول کر قمری کی طرف چلا اور جاتے ہی پنجون
مین دبوچ کر زمین پر لایا اور نوچ نوچ کر کھا گیا بس یہ حالت دیکھکر شمشاد جادو کو غیرت آئی
کہ سحر میرا نہایت ذلت سے مٹا بس طیش مین آکر زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی ایک فیل مست
کی بنالی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلا مواج آتش ریز جادو نے جلدی سے دو بال
اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھکر اُن بالون پر دم کیا کہ وہ زنجیر بنگئے بس اسنے حلقہ زنجیر کا
بنایا اور فیل کی طرف چلا فیل نے آتے ہی سونڈ کا گھونسا مارا مواج آتش ریز جادو نے خالی دیکر حلقہ
زنجیر مار کر سونڈ مین پڑا اور دراز ہو کر گلے مین جا رہا بس مواج آتش ریز جادو نے ایک میخ
آہنی زمین مین ٹھونک کر فیل کو باندھ دیا ہرچند شمشاد جادو زور کرتا ہی کہ زنجیر کو توڑ ڈالون مگر نہ
تو زنجیر ٹوٹتی ہے اور نہ میخ اُکھڑتی ہی اب مواج آتش ریز جادو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا اور
چند ساحرون کو نیزے دیے اور کہا کہ اسے کونچ کونچ کر مارو تاکہ اہل دنیا حالت پر اسکی عبرت
کرین اُدھر فیل کھڑا جھوم رہا ہی چاہتا ہی کہ ہیئت انسانی پیدا کرون اور اس قید سے چھوٹون
مگر اب یہ گرفتار سحر ہو چکا ہی کب چھوٹ سکتا ہی سحر اسکا بسبب ترک رہنے کے کمزور ہو گیا ہی
اب مواج آتش ریز جادو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اسنے آکر تمکو بچا
لیا تھا اب مین اسے قتل کرتا ہون شرط دوستی یہ ہی کہ تم بھی آکر اسے رہا کرو شاہزادہ
رفیع البخت نے فرمایا کیا تو یہ جانتا ہی کہ ہم تماشا دیکھینگے اگر یہ قتل ہوگا تو ہم بھی قتل ہونگے
یہ فرما کر گھوڑا اُٹھا دیا ساتھ رفیع البخت کے نورالدہر اور پیران سرمست مقام شیرزور
بہمن گرد یہ سب بھی چلے بس مواج آتش ریز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خاک

ایک پڑیا سے نکال کر منتشر کر دی وہ خاک ایک دیوار بلوری بنکر درمیان رفیع البخت اور شمشاد کے حائل تھی
رفیع البخت نے گرز مارا کہ اس دیوار کو توڑ کر قریب شمشاد جادو کے پہونچوں مگر کوئی اثر نہوا دیوار اُسیطرح
قائم رہی نور الدہر نے گرز مارا دیوار تھرا کر رہ گئی مگر منہدم نہوئی پہلوان سرمست قمقام شیر زور یہ
سب گرز مار رہے ہیں مگر دیوار اُسیطرح قائم ہی ساحر قہقہہ لگاتے ہیں اور مواج آتش ریز جادو
ساحران نیزہ بردار کو لیے ہوئے شمشاد جادو کے قریب پہونچ چکا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک ساحر
اژدر آتش فشاں پر سوار پیدا ہوا اور وہیں سے پکارتا ہوا چلا کر اے مواج آتش ریز جادو خبردار
ابھی شمشاد جادو کو قتل نہ کرنا پہلے حکمنامہ خداوند نہ طاق کا جواب دے دے یہ سنکر مواج
آتش ریز جادو ٹھہر گیا کہ کیا حکم آیا ہی وہ ساحر قریب آیا عجب مہیب صورت اُسکی تھی کہ تمام ساحر
دیکھکر ڈر گئے اور مواج آتش ریز جادو بھی گھبرا گیا پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ میں فرشتگان عذاب
سے ہوں مجھے حکم ہوا ہی کہ شمشاد جادو کو زندہ لیجا کر جہنم میں ڈالدو یہ سنتے ہی مواج آتش ریز
جادو نے زنجیر گردن جنیاں سے نکال لی جنیاں نے غلطک مار کر ہئیت اصلی پیدا کی اُس ساحر نے کہا کہ اے
شمشاد جادو بس اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ساتھ میرے چلا چل کہ یہی حکم خداوند نہ طاق کا ہی یہ کہکر
شمشاد جادو سے آنکھ ملائی اور کچھ اشارہ کیا کہ شمشاد جادو خاموش ہو رہا مگر مواج آتش ریز
جادو کو شبہہ ہوا کہ یہ فرستادہ خداوند نہ طاق کیسا ہی جس سے ہم واقف نہیں ہیں کہا نام تمھارا کیا
ہی اور کوئی حکمنامہ مہر کیا ہوا لائے ہو جسپر تمھارا اعتبار کیا جائے یہ سنکر اُس ساحر مہیب نے
کہا کہ نام میرا مہیب شرر افشاں جادو ہی اور یہ حکمنامہ خاص خداوند کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور مہر
کیا ہوا موجود ہی تم دیکھ لو یہ کہکر ایک کاغذ جیب سے نکال کر دیا کہ وہ لپٹا ہوا تھا مواج آتش
ریز جادو نے اُس کاغذ کو کھولنا شروع کیا دیکھا تو کاغذ گرد آلود ہی مواج آتش ریز جادو نے
کہا کہ حکمنامہ خداوندی اور تمنے اس بے احتیاطی سے رکھا ہی کہ گرد میں اٹا ہوا ہی کہا کہ مجکو زمین
زمین جانیکا حکم ہوا تھا اسوجہ سے کاغذ گرد آلود ہو گیا ہی مواج آتش ریز جادو نے دو تین
ہاتھ سے کاغذ کو جھاڑا اسقدر خاک کاغذ سے نکلی کہ تمام منہ مواج کا گرد آلودہ ہو گیا اور
سانس لینے میں بہت سی خاک دماغ کو چڑھ گئی مواج آتش ریز جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا
ساتھ ہی اُس ساحر مہیب نے نعرہ کیا کہ باش او قرساق منم مہتر لاہور تیز گام اور خنجر پکڑکر
چاہتا تھا کہ مواج آتش ریز جادو کو قتل کرے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک زنگی پیدا ہوا
کہ وہ مواج کو لیکر غرق زمین ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی عدف گہر ریز جادو نے اپنے ساحروں کو
آواز دی کہ مار لو اس ناعیار کو یہ جانے نہ پائے کہ بڑا دھوکا دے گیا اگر ہمزاد مواج کا نہ پہونچ
جاتا تو کام تمام کر دیا ہوتا یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے ترنج تاریخ پکڑ پکڑ کر لاہور تیز گام کی طرف
چلے لاہور نے حقہ ہائے آتش بازی مارنا شروع کیے ساحر سمجھے کہ یہ کونسی آفت ہی کیا یہ بھی سحر
جانتا ہی ایک آدھ ساحر جل بھی گیا ادھر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر مع لشکر اور
سرکش وزورا اپنے قزاقوں سمیت آپہونچے تلوار چلنے لگی اور شمشاد جادو و نہنگ جادو و
معنو بر جادو بھی شریک جنگ ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا کسی طرف دریاے سحر رواں تھا

تھین آتش سحر برس رہی تھی گھین ابر سحر سایہ افگن تھا ساحرون کے مرنے سے آندھیان چل رہی تھین
ڈرانے آرہے تھے پیر شور کر رہے تھے کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اسی حالت مین
دن تمام ہوا مہر جہانتاب نے علم زرین کو گوشۂ مغرب مین سرنگون کیا لشکر نور شکست کھاکر روانہ ہوا
اور ماہ تابان نے علم زرین کو گوشۂ مغرب مین سرنگون کیا لشکر نور شکست کھاکر روانہ ہوا اور ماہ تابان
نے محفل سیارگان کو آراستہ کیا دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا صدف گہر ریز جادو مع لشکر
پلٹ کر داخل قلعۂ ہفت جوش ہوئی اور شاہزادہ رفیع البخت مع لشکر شمشاد جادو و صنوبر جادو
و لاہور تیز گام پلٹ کر گنبد بیضا مین آئے سب نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی بارگاہ نورآگین
استادہ ہوئی سردار آکر بیٹھے باقی ماندہ لشکر بھی آگیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا رفیع البخت
اور شاہزادۂ نور الدہر اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے آخر کو بادشاہ لشکر گیا تھا یہ تخت پر بیٹھا
تھا تاج شاہی سر پہ اور چتر جہان پناہی گردش مین تھا شمشاد جادو و صنوبر جادو و نہنگ زہر
آلود جادو یہ سب کے سب بھی حاضر ہوئے لاہور تیز گام نے حال ان سب کا بیان کیا اپنا دریا سے
سنگر چشمہ پر پہونچنا اور صنوبر جادو سے حقیقت حال اسکی سنکر ماہیان زہر آلود کو مار کر شمشاد
جادو کو چھڑانا اُسکے بعد خود ان دونون کی حفاظت کرنا نہنگ جادو کا برائے ملاقات ماہیان آنا
اور گرفتار ہوکر مطیع ہونا اور وہان سے سب کا قلعہ ہفت جوش کی طرف آپ کی تلاش مین چلنا یہان آکر ان
معرکون کا دیکھنا اپنا علٰحدہ ہوکر فکر عیاری کرنا اور صہیب کا شرر افشان جادو بنکر شمشاد جادو کو رہا کرنا
سب بیان کیا شاہزادہ نے اپنے عیار کی پشت پر دست شفقت رکھا اور بہت کچھ انعام عطا فرمایا
شمشاد جادو و صنوبر جادو و نہنگ جادو کو حسب لیاقت خلعت عنایت کیا اُسوقت تو دربار برخاست
ہوا اور ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین جاکر سو رہا صبح کو پھر دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے شمشاد
جادو و صنوبر جادو و نہنگ زہر آلود جادو بھی حاضر ہوئے سلام کرکے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے شاہزادۂ
رفیع البخت کو ملکہ مروارید گہر و نیان کی جدائی کا ایسا صدمہ تھا کہ چہرہ متغیر ہو گیا تھا بیچین تھا
مگر پاس رسوائی سے ضبط کیے ہوئے تھی شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا کہ یہ لڑائی جو ہوئی تو بنا اسکی
اور تھی اب ایک نامہ بادشاہ قلعہ کے نام لکھنا چاہیے مضمون نامہ یہ ہو کہ ای معاج آتش ریز جادو
اگر ہمکو راستہ نہ طاق پر جانیکا دے دو اور ہماری بہو ملکہ مروارید گہر و نیان کو ہمارے سپرد کرو
تو ہمین تمہارے ملک و مال و جان سے کوئی سروکار نہین ہے اور خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا
ہم اس راستہ کو صاف کرتے ہوئے تمہاری حکومت کو مٹاتے ہوئے نہ طاق پر جائینگے حکم پاتے ہی دبیر نے
نامہ لکھکر تیار کیا شاہزادۂ نور الدہر نے دستخط فرماکر نامہ صندل کی چوکی پر رکھوا دیا اور ایک جام
اور ایک تیغہ رکھکر فرمایا کہ ہے کوئی ایسا جو جواب اس نامہ کا لائے یہ سنتے ہی پیران سرمست اپنے
دنگل سے کود پڑا اور جام پیکر تیغہ کمر سے لگایا نامہ سر سے باندھا عرض کی غلام جاتا ہے اور جواب نامہ کا
لیکے حاضر ہوتا ہے یہ جرأت اسکی دیکھکر نور الدہر نے آفرین کی اور فرمایا کہ ای پیران یہ کام تمہارا نہین
ہے بلکہ ساحر کا ہے اسلیے کہ قلعۂ ہفت جوش کے گرد حصار سحر ہے اور اس حصار سے گذرنا بغیر سحر جانے
ہوئے آسان نہین جواب نامہ تو لینا درکنار قلعہ تک رسائی دشوار ہے پیران سرمست نے عرض کی

کہ اے شہریار نامدار اما بعد یہ غلام قصد کر چکا اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو مواج آتش ریز سے جواب باصواب لیکر حاضر ہوتا ہون ورنہ نثار قدم مبارک پر ہو کر حق نمک سے ادا ہو جاونگا اور اب اس ارادہ کو ملتوی کرنے مین غلام کی سخت بدنامی ہی مردان عالم کہینگے کہ پیران نام سحر سنکر ڈر گیا اور ارادہ کو ملتوی کیا لوز الملک خاموش ہو رہے پیران سرمست بارگاہ سے باہر آیا اور پانچ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوا بعد جانے پیران سرمست کے شاہزادہ رفیع البخت نے لاہور تیز گام سے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اور ہرکارون کو معین کرو کہ وہ دمبدم کی خبر دیتے رہین یہ حکم پاکر لاہور تیز گام بھی روانہ ہوا اور ہرکارے بھی برائے خبر رسانی روانہ ہوئے شمشاد جادو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو مین بھی حفاظت ایلچی کے واسطے جاؤن فرمایا کہ اگر جاتے ہو تو پوشیدہ طور سے جاؤ جسوقت کوئی بے عنوانی ظہور مین آئے تو ظاہر ہو کر لڑنا ورنہ خاموش رہنا یہ حکم پاکر شمشاد جادو بھی روانہ ہوا اور شاہزادہ بھی مسلح ہو کر منتظر ہوا کہ اگر کوئی خبر بد پاؤن تو جاکر اسیوقت فیصلہ جنگ کر لون انکو تو انتظار جواب نامہ مین چھوڑا جاتا ہی اور پیران سرمست کو جانب قلعہ روان کیا جاتا ہی

اب کچھ حال اہل قلعہ کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت طبل بازگشت بجا تھا اور ملکہ صدف گہر ریز جادو داخل قلعہ ہوئی دیکھا کہ مواج آتش ریز جادو بالکل بیہوش پڑا ہی صدف گہر ریز نہایت پریشان ہوئی جب دیر تک اسکو ہوا دی اور پانی کے چھینٹے مارے تب وہ ہوشیار ہوا کہا کہ مین کہان ہون صدف گہر ریز جادو نے سارا حال میدان جنگ کا بیان کیا کہ وہ ساحر مہیب فرستادۂ خداوند نہ تھا بلکہ عیار رفیع البخت کا تھا اور ہمزاد تمہارے لگو تو نے آیا بعد تمہارے چلے آنے کے بہت بڑی جنگ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا مین بھی اسی خیال سے مع لشکر اندر قلعہ کے چلی آئی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا ملکہ کہان ہی صدف گہر ریز جادو نے مروارید گہر دندان کو بلایا جسوقت ملکہ سامنے آئی تو منہ اپنا نقاب مین چھپائے ہوئے تھی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسکو اپنی بدنامی و رسوائی کا ملال ہی اور مجھسے رنجیدہ ہی اسوجہ سے روپوشی اختیار کی ہی بالفعل اسکو اسکی خالہ صدف خوش آب کے پاس قلعۂ سیماب مین بھیجدو وہان اپنی بہن غلطان گہر ریز جادو کے ساتھ مین دل اسکا بہل جائیگا یہان کی حالت بھی اچھی نہین ہی ہر وقت ملک لموت کا خطرہ لگا ہوا ہے شمشاد جادو دشمن کا شریک ہو چکا ہی ایسا نہو کہ وہ بیابان شمشاد سے تیغہ اور علم لاکر دشمن کے حوالے کردے تو یہ قلعہ ایک روز مین مسمار ہو جائیگا اگر ہم نہ ہونگے تو اسی کی جان بچ جائیگی اور یہان رہیگی تو پھر دشمن کے قابو مین آئیگی اور اگر جان ہماری دشمن کے ہاتھ سے بچ گئی تو پھر اسکو بلا لینگے صدف گہر ریز جادو نے کہا بہت مناسب ہی اور ملکہ کو چند منتخب جادوگرنیان ساتھ کرکے اس راستہ سے قلعہ سیماب کو روانہ کردیا کہ جسکو سوا چند ساحرون کے اور کوئی نہین جانتا ہی یہ راستہ قلعہ ہفت جوش سے اندر ہی اندر قلعۂ سیماب کو چلا گیا ہے جسے اسکا ذکر بھی کسی وقت آئیگا کہ یہ راستہ کس انتظام سے بنایا گیا ہی غرضکہ بعد روانہ کرنے ملکہ مروارید گہر دندان کے مواج آتش ریز جادو نے دربار نہین کیا اور خوابگاہ مین جاکر

سو رہا صبح کو اسے بیابان شمشاد کی طرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ الماس جادو حاضر ہوا اور عرض کی مخبر نے بیان کیا ہی کہ کسی
نے ایلچی روانہ کیا ہی اور وہ پانچ سو سوارون سے اسطرف آتا ہی مجھے کیا حکم ہوتا ہی باہر ہی روک دون یا باہر حصار کے ہرگز اسے
دون مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اگر ایلچی تنہا آنا قبول کرے تو اُسے لے آنا ورنہ اندر حصار کے نہ آنے دینا یہ
حکم پاکر الماس جادو قریب حصار کے آیا اور منتظر ہوا کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اُڑی اور پیران سر مست
پانچ سو سبز پوشون سے قریب دیوار الماس کے آکر پہونچا دیکھا پیران سر مست نے کہ ایک حصار الماس
گرد قلعہ کے کھنچا ہوا ہی اور دروازہ نہین ہی بس اُسنے گرز اپنا سنبھالا اور آگے کے ساتھ ہی دیوار پر وار کیا گرز
اُچٹ گیا اور دیوار پر کوئی اثر نہ ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی اور یہ سنائی دیا کہ اِس مقام پر گاؤ زوری
نہین چلتی ہی اگر کوئی پیام لائے ہو تو بیان کرو پیران سر مست نے جواب دیا کہ عورتون کی
طرح پردے مین سے کیا بات کرتا ہی اگر سامنے آکر گفتگو کر تو جواب دیا جائے یہ سنتے ہی دیوار
مین سے ایک چہرہ آدمی کا نمودار ہوا اور اُسنے کہا کہ لو سامنے آگئے ہین بیان کرو پیران سر مست
نے کہا کہ مین ایلچی ہون شاہزادہ زمان رفیع البخت نوجوان کا اور نامہ اُنکا حاکم قلعہ کے پاس
لایا ہون اُس چہرہ نے جواب دیا کہ اگر تنہا آنا چاہو تو ممکن ہی ورنہ پلٹ جاؤ پیران سر مست نے کہا
کہ مین تنہا بھی لاکھون پر بھاری ہون اور تمھاری طرح ڈرتا نہین ہون یہ سنتے ہی چہرہ تو دیوار مین سے
پنہان ہو گیا اور ایک تڑاقا ہو کر دیوار بیچ سے شق ہوئی پیران سر مست نے اپنے ہمراہیون سے
کہا کہ تم اِسی مقام پر ٹھہرو مین جواب نامہ لیکر آتا ہون یہ سنکر سب ٹھہر گئے اور پیران اندر حصار کے
داخل ہوا ساتھ ہی پیران کے ایک آہو صحرائی جست کر کے اندر حصار کے پہونچ گیا اور ایک طائر
بھی داخل قلعہ ہوا الماس جادو سمجھا کہ طائر بھی کوئی جنگلی ہی اور ہرن پیران کا پالو ہوگا اُسنے پھر
دیوار کو برابر کر دیا پیران سر مست قلعہ ہفت جوش مین داخل ہوا یہ قلعہ عجب صنعت کا بنا ہوا
ہے حال اسکا مفصل بروقت افتتاح معلوم ہوگا مجملاً یہ ہے کہ سات گنبد آتشین بنے ہوئے ہین اور
گرداگرد ہر گنبد کے ایک دریا موجزن ہی بیچ مین ایک بہت بڑا گنبد ہی شیشہ اُسکا مانند آفتاب کے تابندہ ہی
گرد اسکے بھی دریا ہے اور ایک پل اسطرح کا بنا ہوا ہی کہ جیسے دو گھڑیال منہ ملائے ہوئے بیٹھے ہین جیسے ہی
پیران قریب اُس پل کے پہونچا چند ساحر قلعہ سے باہر آئے اور پیران سر مست کو استقبال کر کے
اندر قلعہ کے لیگئے جس وقت پیران قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ مواج آتش ریز جادو تخت پر بیٹھا
ہوا ہی تاج اُسکے سر پر ہی اراکین دولت جمع ہین تمام دربار ساحرون سے مملو ہی ہر ایک جھولی تبر
کی لگائے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے تلک دیے ہوئے اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھے ہوئے ہین پیران سر مست
نے آواز دی کہ جو شخص تم مین سے وحدانیت پروردگار اور رسالت احمد مختار کا قائل ہو اسپر میرا
سلام ہو ان ساحرون نے تو جواب نہین دیا مگر غیب سے علیکم السلام کی آواز آئی پیران سر مست کے
واسطے مواج آتش ریز جادو نے ڈنگل بچھوا دیا تھا پیران آکر ڈنگل پر بیٹھا اور پکارا کہ منتظر نامہ دار ہون مواج نے
نامہ طلب کیا پیران نے آداب نامہ کے بیان کیے اور کہا کہ بغیر اسکے نامہ نہین دیا جا سکتا اسلیے کہ یہ نامہ اُس شخص کا
ہے جو باپ صاحبقران عصر کا اور پوتا صاحبقران اول کا ہی اور خود بھی صاحبقران ہی مواج آداب نامہ بجا لایا
اور نامہ لیکر پڑھا جس وقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اراکین دولت سے مشورت کی کہ کیا جواب لکھا جائے

وزرا نے یہ رائے دی کہ ایلچی کو رہنے کے واسطے مکان عنایت کیجئے کہ وہ جاکر آرام لے اور جواب نامہ کا
سوچ سمجھکر دیا جائیگا مواج آتش ریز جادو نے پیران سے کہا کہ ہم ابھی کچھ نہین کہہ سکتے جواب ملنے مین
دیر ہوگی آپ کو تکلیف ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے مکان مین اسباب راحت مہیا کردیا جائے آپ آرام کیجئے
اور ہم غور و فکر کرنے کے بعد جواب نامہ کا دینگے پیران نے کہا کہ ہم لوگ جبتک کام اپنا اختتام کو نہین پہونچا
لیتے ہین کمر نہین کھولتے ہین اگر آپ کو سوچنا سمجھنا ہی تو سوچ لیجئے مین یہین بیٹھا ہون جسوقت جواب مل جائیگا
تو یہان سے اُٹھونگا اور اپنے آقا کے سامنے جاکر کمر کھولونگا مواج آتش ریز جادو مجبور ہوا اور
خود اُٹھکر علحدہ ہو گیا مشیرون کو جمع کرکے صلاح کی کہ کیا جواب دیا جائے اسوقت وہ آہو صحرائی جو
ہمراہ پیران سرمست کے اندر حصار کے چلا آیا تھا وہ ساتھ ساتھ ملکہ صدف گہر ریز جادو کے اس
مقام پر موجود تھا اور طائر بارگاہ مین بیٹھا ہوا پیران کی طرف دیکھ رہا تھا ان دونون جانورون کا
حال آگے بڑھکر معلوم ہوگا الحاصل یہ رائے قرار پائی کہ تین روز کی مہلت جواب کے واسطے طلب
کیجائے اور ایلچی کو رخصت کردیا جائے رفیع البخت منتظر جواب کے رہینگے آپ چلکر بیابان شمشاد
تیغ اور علم سے آئیے گا اُسکے بعد جواب جنگ کہہ بھیجے گا پھر اگر رفیع البخت لڑینگے تو کیا کرینگے
یہ تمام باتین اُس آہو نے سنین جبکہ مجلس شورہ بر خاست ہوئی بادشاہ پھر دربار مین آیا ملکہ صدف
گہر ریز جادو بھی آئی آہو ملکہ کے ساتھ ساتھ آیا کبھی اِدھر دیکھتا تھا کبھی اُدھر ملکہ بھی کہ یہ پیران کا
آہو ہے الغرض یہی جواب پیران سرمست سے بیان کیا گیا کہ ہم آج کے تیسرے روز جواب دینگے
پیران سرمست نے کہا کہ اِسی نامہ کی پشت پر لکھ دیجئے مواج آتش ریز جادو نے جواب پشت
نامہ پہ تحریر کردیا کہ آج کے تیسرے روز دروازہ قلعہ کا کھولیگا اور تمکو راستہ شہ طاق جانے کا دیدیا
جائیگا اور رہا طبل جنگ بجیگا جواب نامہ کا سمجھ لیجیے گا پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا اور قریب حصار
طلسمی پہونچا المانس جادو نے راستہ دیا اِدھر تو پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا ساتھ ہی طائر بھی رفیلا
ہوا اور آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا باہر قلعہ کے نکلا دیکھا پیران سرمست نے کہ آہو جست و خیز کرتا ہوا چلا
جاتا ہے وہان شاہزادہ رفیع البخت نے ہرکارون کی ڈاک بٹھادی تھی برابر خبرین پہونچ رہی تھین
یہانتک کہ حصار کے وا ہونے کی خبر اور پیران سرمست کا تنہا اندر قلعہ کے جانا بیان کیا اسکے بعد
کوئی خبر نہ ملی ہرکارون نے عرض کیا تھا کہ ہم اندر حصار کے نہ جا سکے جو اور خبر بیان کرتے شاہزادہ متردد
تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے پیران تنہا گیا ہے نہین معلوم شمشاد جادو کہان ہے اور لاہور تیز گام کیا کررہا ہے
اتنے مین طائر اُڑتا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا کہ شمشاد جادو ہے فرمایا کیا
خبر ہے شمشاد جادو نے عرض کی کہ ای شہریار واقع مین آپ کے رفیق نے بڑھ جانے پر ایسی لاجواب
ایلچیگری کی ہے اگر ساحر بھی ہوتا تو اِس رعب و داب کے ساتھ جواب نامہ کا نہ لاسکتا و ہوا پر گرز مارنا
اور آواز قہقہہ پر طعنہ زن ہونا تنہا آنے کی درخواست پر یہ جواب دینا کہ ہم کسی کا اندیشہ سوا ذات
پروردگار کے نہین ہی نہ ہم مرنے کو ڈرتے ہین اُسکے بعد تنہا داخل حصار ہونا اور اپنا طائر بنکر ساتھ
پیران کے اندر حصار کے جانا پھر مواج سے گفتگو کا ہونا اور آداب نامہ ادا کرنا مدد دینا یہ سب
بیان کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا شمشاد جادو کی بھی نہایت تعریف کی کہ تم بھی خوب اندر حصار کے

داخل ہوے اُسکے بعد سرداروں کو براے استقبال پیران سرمست روانہ کیا تمام شیرزور اور تہمتن
گرد اور سرکش وزد براے استقبال گئے اور پیران کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر بارگاہ کے لائے
پیران نے آکر سلام کیا اور جواب نامہ دیا رفیع البخت نے آفرین کی اور جواب نامہ پڑھکر خاموش
ہو رہے کہ آج کے تیسرے دن حال معلوم ہوگا اتنے مین مہتر لاہور تیزگام آکر پہونچا اور شاہزادہ
رفیع البخت سے کہا کہ جنگ جواب نامہ آنے آپ شمشاد جادو کے ساتھ چلکر بیابان شمشاد سے
تیغہ قتل مواج اور علم باطل سحر حاصل کیجیے مبادا بروقت جواب جنگ ملا تو کیا کیجیے گا کہ قضا اُسکی سوا
اُس تیغہ کے ممکن نہیں ہی رفیع البخت نے فرمایا یہ خلاف ہی جبتک حال دوستی و دشمنی کا نہ معلوم ہو اُسوقت تک
کوئی انتظام کرنا چاہیے لاہور تیزگام نے کہا کہ اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو زندگی بھر پچھتایئے گا وہان بھی مشورہ
ہوا تھا کہ تین روز کی مہلت طلب کرکے دشمن کو مغالطہ مین رکھنا چاہیے اور بیابان شمشاد مین چلکر تیغہ اور
علم لے آنا چاہیے فرمایا یہ خبر تمنے کیونکر دریافت کی لاہور تیزگام نے عرض کی کہ مین نے اپنے کانون سے سنا
اور مین اُس مجلس شورہ مین شریک تھا جسوقت پیران سرمست کو تنہا آنیکی اجازت ہوئی تو مین پریشان
ہوا کہ اندر قلعہ کے رسائی ناممکن ہی پس مین نے صورت اپنی آہوے صحرا کی بنائی اور ساتھ پیران کے اندر
حصار کے داخل ہوا لوگون نے جانور کے دھوکے تعرض نہ کیا اور مجکو جانے دیا جسوقت مواج آتش ریز
جادو پیران کو بارگاہ مین بٹھا کر اپنے مشیرون سے صلاح کرنے گیا ہی تو مین بھی آہو بنا ہوا وہان پہونچا اور
یہ سب باتین سنین رفیع البخت اس کی عیاری کا پہروجد کرنے لگے اور شمشاد جادو نے عرض کی کہ مشتری
تم تو ساحرون سے بھی بڑھ گئے ہم بھی طائر بنکر اندر حصار کے داخل ہوے تھے اور پیران سرمست کی حفاظت
کیا کیے مگر تمنے پوشیدہ باتون کو خوب سنا رفیع البخت نے لاہور تیزگام کو خلعت عنایت کیا اور شمشاد جادو
نے عرض کی کہ اے شہریار اب مجھے اجازت ہو کہ مین جا کر بیابان شمشاد کی نگرانی کرون ایسا نہو کہ بادشاہ
قلعہ وہان پہونچ جاے اور حصار کو توڑ کر تبرکات پر قبضہ کرلے تو پھر ان چیزون کا قبضے مین آنا سخت دشوار
ہو جائیگا فرمایا کہ مین چلتا ہون شاہزادہ نونہال مع کوہ لشکر اسی مقام پر چھوڑا اور آپ چالیس ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر مع لاہور تیزگام و شمشاد جادو جانب بیابان شمشاد روانہ ہوے وہان مواج
آتش ریز جادو پہلے ہی روانہ ہو گیا تھا اب انکو تو جانب بیابان شمشاد روانہ رکھا جاتا ہی اور اب

چند کلمہ داستان شوکت بیان جلالت عنوان شاہزادہ سکندر رستم حشم عالی شان کے تحریر ہوتے ہین

ترجمان ہوا لطیفے سخندانی وطی کنندگان راہ خوش بیانی اس داستان فیروزی نشان کو یون تحریر کرتے
ہین کہ جسوقت سکندر رستم حشم کوہ تغزلق کی بائین جانب بہتے ہوے چلے تو مرکب کو اور مسلسلا شروع
کیا کہ تو اس پانی کی روانی کو پیچھے چھوڑ دے اور اسقدر تیز چل کہ موجون کی صفین پیچھے رہجائین لیکن
زمین بھی انتہا اس دریا کی دیکھتا ہی کہ آخر یہ کہان تک بہتا ہوا گیا ہی اگر کسی مقام پر مرکب کنارہ کیطرف
پھر سکتا تھا تو اشارے سے باگ کے پھر اُسکو دھارے پر لے آتے تھے اور کہتے تھے کہ جادہ
الگ نہ جاوے ہمارا ساحل وہین ہی جہان یہ دریا تمام ہوا ہوگا مرکب کلالیان ۔ اسلئے مارتے تھک گیا
ہاتھ پاؤن چھوڑ دیے بیدم ہو گیا سکندر رستم حشم نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی اگر منزل دور تھی

اور قضا نزدیک ہی تو یہی موجین تختہ تابوت بنجائینگی اور تا بہ ملک عدم پہونچا دینگی اور لاش بہا رہی جاکر ہر اور دریا کا دیکھ آئیگی اسی حالت مین اگر کوئی جانور آبی حملہ کرنے کے قصد سے سامنے آیا تو تلوار ماری کہ سر اُسکا قلم ہوا اسیطرح دن نہنگ ہزارون سوفس اور گھڑیال وغیرہ مار ڈالے اب دیکھا تو پاٹ دریا کا چوڑا ہوتا جاتا ہی اور روانی کم ہوتی جاتی ہے اسی حالت مین آفتاب غروب ہوا اور ماہتاب طلوع ہوا ایک چادر نور بچھی اور دوسری چادر سفید بچھ گئی اب جو شاہزادہ سکندر رستم خو نظر کرتے ہین تو کسی طرف کنارہ نہین معلوم ہوتا چار جانب ایک حالت ہے کہ دفعتہً ایک سمت روشنی سی نظر آئی اور آواز ساز اُنکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک بجرہ مثل عروس کے آراستہ ہی اور اُسپر نازنینونکا ہجوم ہی سب ملکر گا رہی ہین گانے کی تاثیر سے جانوران آبی سطح آب پر اُبھر آئے ہین اور سننے مین محو ہین موجین اُنکو بہا کر اُس بجرے کی طرف لیچلین یکایک اُن نازنینون کی نظر سکندر رستم خو پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند آسمان پر ہے اور دوسرا دریا مین جلوہ گر ہی کسی نے کہا کہ تم تو نہین ہی کوئی بولی کہ یہین خود بعیب کلف ہی اُسکا عکس کیونکر ایسا ہو سکتا ہو دیکھو تو کہ اُسکے چہرے کی تجلی چاندنی کی روشنی کو ماند کر رہی ہے جو عورت اِن سب کی افسر تھی اُسنے جلدی سے جال مارا کہ حلقے اُس کے دراز ہو کر گلے مین سکندر رستم خو کے اٹرا ئے بس اُسنے جال کو کھینچا شاہزادہ مع مرکب کھنچا ہوا قریب اُس بجرے کے آگیا اُس عورت نے بجرے کے اوپر کھینچ لیا اور پوچھا کہ اے ماہ شب حسن و جمال تیری کیا حالت ہی کسطرح اِس دریاے سواح مین کشتی تیری طوفانی ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ اتفاقات مین زمانے کے ہین سوداگر ہون مال تجارت لیے ہوے جانب نہ طاق جارہا تھا جسوقت یہانتک پہونچا طوفان آیا اور کشتی میری تباہی مین پڑی جہاز شکستہ ہو گئے مین غرق ہونے کو تھا کہ یہ مرکب تیز بہتا ہوا میرے قریب سے گزرا مین مال اُسکی پکڑ کر پشت مرکب پر سوار ہو لیا یہانتک کہ بہتا ہوا اِس مقام پر آکر پہونچا اب یہ بتاؤ کہ تم کون ہو جو عورت ہو کر مجھ ایسے مرد جوان قوی ہیکل کو جال مین کھینچکر اوپر بجرے کے لے آئین اُس عورت نے ہنسکر کہا کہ نام میرا گرداب دریانشین جادو ہی حاکم قلعہ سیماب کی جانب سے راہ دریا کی محافظ ہون فرمایا کہ یہ دریا کہانتک ہی گرداب دریانشین جادو نے کہا کہ نادان دریا کی حد سمندر تک اور حد اسکی کہان اور جسقدر شہر راہ مین ہین اُنہین ہو کر گزرا ہی چنانچہ نہ طاق کو بھی گیا ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ تاجر اسطرف سے جاتے ہونگے گرداب جادو نے کہا کہ اسطرف سے تو موجین بھی آگے نہین جا سکتین انسان یا حیوان کیا جان رکھتا ہو جو اسطرف سے گزرے اور سلامت نکل جاے آپ اپنے صاحب اقبال سمجھے کہ اُس طوفان نے تباہ ہو کر اس گرداب مین پھنسے تھے لیکن یہان بھی بچ گئے کہ مجاو حال پر آپ کے اور اس سن و سال پر رحم آگیا جو دریا سے نکال لیا اور جان کیسے گا وہان پہونچا دیا جائیگا ورنہ میرے بجرے تک بھی نہ پہونچنے پاتے کہ لقمہ دہان گوز ہو جاتے یہ سرحد ہی طلسم سیماب کی اس آگے کوئی نہین جا سکتا بعد ان باتون کے سکندر رستم خو نے تمتمتا کر باندھا کپڑے نچوڑے اور خشک کیے گرداب جادو نے اور لباس فوراً اُنکے جسم کے لائق منگوا دیا مگر شاہزادہ نے اپنا ہی لباس پہنا تن فرمایا اور اُس صحبت مین بیٹھے گرداب جادو سے فرمایا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہوئی ہو جو اسقدر

تو جب مجھ سے حال پر ہوئی گرداب جادو نے کہا کہ کیا خوب آپنے دنیا بھر کی عورتوں کو آوارہ ہی
سمجھ لیا ہے ہاں سچ ہے دنیا مین نیکی کا ثمرہ بدی ہوتا ہے یہ اُسکا نتیجہ ہے جو مین نے دریا سے نکالا جو
عورت مرد کے ساتھ سلوک کرے یا مرد عورت کے ساتھ تو اُسکو عیب لگاوے سکندر رستم خو
اس گھات مین ہین کہ قابو پاؤن تو اسکو اسی دریا مین ڈبو دون کہ یہ کافرہ ہے اور گرداب جادو
گو کافرہ ہے لیکن نہایت نیک عورت ہے دل مین سوچ رہی ہے کہ اسے کسطرح اس سرحد سے نکالدون
اور بادشاہ کو خبر پہنچنے پاوے کہ یکایک ایک پرچہ کاغذ کا گرداب دریانشین کی گود مین گرا گرداب
دریانشین نے پرچہ کو اُٹھا کر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ کیا تو نے تجھے اسیواسطے نگہبان راہ دریا معین کیا تھا
کہ تو دشمن ہی کو جگہ دے جسکو تو نے دریا سے نکالا کشتی پر بٹھا رکھا ہے یہی دشمن ہمارا سکندر رستم خو ہے بہتر یہ ہے
کہ اسے جلد ہمارے پاس روانہ کر اور اسکے بعد عیار اسکا آتا ہوگا اُسے بھی گرفتار کرکے بھیجدینا یہ حکم سیماب
جادو کا دیکھتے ہی رنگ گرداب جادو کا اُڑ گیا کہ راز ظاہر ہو گیا ایسا نہ ہو کہ دیر ہونے مین عتاب آ جائے بس
اپنے سکندر رستم خو سے کہا کہ مین تو جانتی تھی کہ تو غریب تاجر ہے اب معلوم ہوا کہ وہ باتین تیری فریب
آمیز تھین تو سکندر رستم خو ہے حکم بادشاہ کا تیری گرفتاری کے واسطے صادر ہوا ہے اب مین مجبور ہون
یہ کہکر آواز دی کہ اے خر چنگ جادو اس قیدی کو خدمت مین بادشاہ کی لیجا بس یہ کلمہ اس کی
زبان سے نکلا تھا کہ ایک کیکڑا دریا سے نمودار ہوا اور قریب آ کر سکندر کو نگلنے کا قصد کیا شاہزادہ
نے گرز اسکے سر پہ مارا یہ وہ ضرب تھی کہ جسنے جسر آہنی کی چولین ڈھیلی کر دی تھین مگر سر خر چنگ
جادو پر کوئی اثر نہوا خر چنگ سکندر رستم خو کو نگل کر تہ نشین ہو گیا بعد گرفتار بلا ہونے سکندر کے
گرداب دریانشین کو نہایت ملال ہوا کہ الزام بھی آیا اور اُس بیچارہ کی جان بھی گئی اب یہ انتظار
عیار مین بیٹھی ہے کہ وہ آوے تو اسے بھی گرفتار کرکے خدمت سیماب جادو مین روانہ کر دون مگر
حال مہتر سیارہ کوچک کا سنیے کہ یہ کشتی اُڑائے ہوئے چلا آتا ہے ہر مقام پر پوچھتا جاتا ہے جس وقت قریب
سرحد سیماب کے پہونچا اور یہان پاٹ دریا کا اسنے چوڑا دیکھا کسی مقام پر جزائر جھیلون کے نظر آئے
کہین حبابون کی فوج دکھائی دی اگرچہ سن سیارہ کوچک کا بہت کم ہے لیکن عقل کا پتلا ہے اور
نہایت چالاک ہے اسکو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ مقام طلسم بند ہے اور تو گرفتار بلا ہو جاوے تو رہائی
دشوار ہو جاوے گی کہ غیر ملک کی سرحد ہے کوئی جاننے والا نہ پہچاننے والا بس اسنے اُسی کشتی پر بیٹھے
بیٹھے صورت اپنی ایک جوگن کی بنائی اور کشتی کو اُڑاتا ہوا ہر چہار طرف کی سیر کرتا ہوا چلا اسکو بھی
بجرہ گرداب دریانشین کا نظر آیا دیکھا کہ بجرہ نہایت آراستہ ہے عورتین حسین حسین اُسپر بیٹھی ہوئی گا رہی
ہین اور سیر دریا کر رہی ہین بس یہ اپنی کشتی کو اُڑاتا ہوا اُس بجرے کے قریب لایا نظر جو گرداب دریا
نشین جادو کی پڑی دیکھتی کیا ہے کہ ایک جوگن نہایت حسین کشتی پر سوار بین الاپتی ہوئی چلی آتی ہے
صدا کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے خود بھی جھوم رہی ہے اور جانوران آبی کو بھی سرمست
کر دیا ہے جانور تو پھر ذی روح ہین داخل ہین فوج کی فوج حبابون کی کشتی کے ساتھ ساتھ
اڑی ہے اور موجین آغوش تمنا مین اُس کشتی کو لیے چلی آتی ہین یہ کیفیت دیکھا اسکو عیار کا
خیال بھی محو ہو گیا جوگن کی ہزار جان سے شیدا ہو گئی پکاری کہ اے کنیز سامنے بیٹھنا ...

اور کہانسے آئی ہو اور کسطرف جانے کا ارادہ رکھتی ہو اس سن میں کسپر جوگ لیا جوگن نے کہا کہ تم کو کیا بتاؤن کہ کہانسے آئی ہون اور کہان جاؤنگی حال میرا قابل بیان نہین ہے غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ای آہ و نالہ مجھ سے نہ بچکر چلو کہ مین	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

یہ کہتی ہوئی قریب آئی اور بجرے سے کشتی کو ملا دیا گرداب دریانشین نے اسکو ہاتھ پکڑ کر اپنے بجرہ پر چڑھا لیا اور کشتی کو بجرے سے باندھ دیا اور جوگن سے اصرار کرکے کہا کہ مجھسے حال اپنا نہ چھپاؤ مین دوست ہون دشمن نہین ہون یہ سنکر جوگن نے اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا کہ مین رہنے والی ملک زرنگار کی ہون مان باپ میرے صغرسنی مین انتقال کر گئے مین بے وارث و والی ہو کر اپنے حال زار پر بہت روئی اُسوقت خداوندا کو ان تاجدار خواب مین تشریف لاے اور ساتھ اسکے خداوند لقا بھی تھی خداوند لقا نے مجھے بہت تسلی دی اور کہا کہ اب تم اس خداوند موجودہ کے نام پر جوگ لو اور زندگی اپنی اسیطرح گزار دو یہ حکم انکا سنکر مین نے بدل منظور کیا خداوند لقا تو غائب ہو گئی اور مین شیفتۂ جمال خداوندی ہو گئی آنکھ جو کھلی تو مین نے بستر کو اپنے خوشبو پایا اور ایک قلم شراب کی سرہانے رکھی ہوئی ملی اُسپر مہر خداوند نہ طاق کی تھی جسوقت مجھے بھوک یا پیاس معلوم ہوتی ہے اس قلم سے شراب اُنڈیل کر پی لیتی ہون بھوک پیاس جاتی رہتی ہے اور ایک مزے کا سرور حاصل ہو جاتا ہے وہ قلم اُسوقت جسقدر خالی ہو جاتی ہے بعد تھوڑی دیر کے پھر پُر ہو جاتی ہے یہ سنکر گرداب دریانشین کو اُس قلم شراب کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا کہا کہ جوگن تم تو لائق پرستش ہو اور پیاری کی بی ہو خداوند کی ذرا مجھے بھی اُس قلم شراب کی زیارت کرا دو اور تبرکاً ذرا سی چکھا دو کہ میرا مرتبہ بھی زیادہ ہو دوزخ کی آنچ مجھپر حرام ہو جاے جوگن نے کہا کہ اچھا مجھے اس مین کوئی تردد نہین ہے اسلیے کہ وہ شراب پینے سے کم نہین ہوتی علاوہ اسکے تمھارے نوش کر لینے سے شراب اگر کم بھی ہو جائیگی تو کیا تردد ہے کہ اب مین خدمت مین خداوند نہ طاق کی جا رہی ہون مگر اپنا منھ اس شراب کے قابل سمجھ لو یہ وہی عورت پی سکتی ہے جو پاک دل ہو پاک نظر ہو اور پاکدامن ہو نامحرم مرد کو اُسنے کبھی بدنظر سے نہ دیکھا ہو ورنہ یہ شراب شعلہ آتش کا کام کریگی سنتے ہی اکثر عورتون نے مانگی مین نے اُن کو پلائی جنکی نیتین پاک تھین اور صاحب عصمت تھین اُنکے تو چہرون پر نور آگیا اور جنکی نیت مین خامی تھی وہ سیہ رو ہو گئین گرداب دریانشین نے کہا کہ اسوقت تک تو نیت میری پاک ہے آیندہ کا حال نہین معلوم یہ سنکر جوگن نے قلم شراب کی نکالی اور جام کو پانی سے لبریز کرکے ایک قطرہ اُس مین ڈال دیا سارا جام پانی کا بھرا ہوا اُس ایک قطرۂ شراب کے ڈالتے ہی ساعت میں خون کیطرح ہو گیا بس جام کو گرداب دریانشین کے آگے رکھدیا گرداب دریانشین اُس کو تبرک سمجھ کر بڑے شوق کے ساتھ پی گئی اور جسقدر عورتین کہ یہان موجود تھین منتظر جوگن کا دیکھنے لگین جوگن نے کہا کہ تم بھی پیو اُنھون نے کہا کہ آپ ہمین کیون دیجیے گا کہ ہم بھی کوئی دعت اور عزت

اور غیرت نہیں رکھتے ہیں جوگن نے کہا کہ یہ کونسی بات ہی ہماری نگاہ میں تم سب یکسان ہو تو تم بھی
پیو یہ کہکر جام لبریز کر کے دینا شروع کیے جسنے جام پیا وہ بیہوش ہوگیا غرض سب نے ایک ایک جام
پیا اور جوگن کی دریا دلی کی تعریف کی کہ ایسی چیز [illegible] ساقی [illegible] اب گرداب نے
شراب گری کر لی [illegible] گرداب دریا نشین [illegible] بیہوشی سے لخلخہ مارا
چھینک مار کر وہم سے گری عورتیں جنکی [illegible]
تھین سب کی سب بیہوش ہو گئین اب تو جوگن نے [illegible]
کیا کہ ذبح کر ڈالون پھر خیال آیا کہ اسکو قتل کر ڈالنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا [illegible]
شاہزادہ کا لے لگا یہ سوچکر ان سب کی زبانون پر سوزن کر دیے اور گرداب دریا نشین کو [illegible]
ہوشیار کیا اب جو آنکھ اسکی کھلتی ہی تو جوگن کی جگہ ایک لڑکا سولہ سترہ برس کا نظر پڑا [illegible] کیا
اس شراب میں تاثیر ہی کہ پیتے ہی خداوند کی زیارت نصیب ہوئی یا خداوند الوان تاجدار [illegible] سے
سوا مجھے کبھی دیدار نصیب نہ ہوا تھا یہ بھی خوش نصیبی میری کہ منظور نظر آپ کی اسطرح آنکھیں جنکی
بدولت شرف دیدار حصول ہوا ورنہ زیارت اس جمال جہان آرا کی بڑے بڑے بادشاہون کو
نصیب نہیں ہوئی تو میری کیا حقیقت ہی یہ سنکر مہتر سیارہ کوچک نے کہا کہ اے
گرداب جادو میں ہون مہتر سیارہ کوچک بڑے افسوس کی بات ہی کہ تو ایک بشر بیچارہ کو
خداوند سمجھتی ہی بس تیرے حق میں بہتر یہی ہی کہ ان خیالات کو دل سے دور کر اور اس خالق عالم کو
سجدہ کر جسنے الوان کو بھی پیدا کیا ہی خداوندی کی یہ شان نہیں ہی کہ [illegible] سے
طلسم بنائے اور اسمین پوشیدہ ہو کر بیٹھے تھے اس اسطرح کی باتیں [illegible] زنگ کفر دل
سے گرداب جادو کے دور ہو گیا اور نور ایمان سے قلب میں اسکے جلا پیدا ہوئی راوی بیان کرتا ہی کہ
اسکی زبان پر سیارہ کوچک نے سوزن نہیں دیا تھا اور ہوشیار کرکے مردانہ گفتگو کر رہا تھا پھر
گرداب دریا نشین نے کہا کہ بیشک قول آپکا درست ہی میں نے اطاعت دین اسلام اختیار کی اور
الوان تاجدار پر لعنت کی لیکن [illegible] کی گرفتاری کے لیے [illegible] ہوا میں
آپکی گرفتاری کی فکر میں بیٹھی تھی [illegible] گرفتار ہو گئی [illegible] کی ہی کہ دشمن کو دوست جانا
مطلق خیال نہ آیا کہ عیار صورت تبدیل کرکے [illegible] سیماب جادو کا تیار ہا تھا کہ بعد
سکندر کے عیار اسکا آئے گا اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھی تھی [illegible] غفلت کے پردے
پڑ گئے ہیں یہ سنتے ہی سیارہ کوچک نے کہا کہ کیا تم نے شاہزادہ سکندر رستم [illegible] کو گرفتار کر لیا
گرداب دریا نشین نے کل کیفیت گرفتاری سکندر رستم [illegible] بیان کی [illegible] سیارہ کوچک
نہایت پریشان ہوا اور کہا کہ تم نے غضب کیا نہیں معلوم کہ وہان شاہزادہ پر کیا گذری قتل ہو گیا
یا زندہ ہی سیارہ کی پریشانی دیکھ کر گرداب دریا نشین نے کہا کہ میں فکر رہائی شاہزادہ
سکندر رستم خو میں جاتی ہون آپ یہین تشریف رکھیے یا تو میں نے رہا کیا اور یا خود ہی گرفتار
ہوئی سیارہ کوچک نے کہا ایسا نہو کہ راز کھل جائے اور تم بھی گرفتار ہو جاؤ تو ہم کو خبر
بھی نہ ہوگی گرداب دریا نشین نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو [illegible] ہر چہ آید بر سرم یا نصیب

مہتر سیارہ کو چالک نے کہا کہ تم عورت ذات ہو خبر لاؤ کہ شاہزادہ قتل ہو گیا یا گرفتار ہے اور اگر قید ہے تو کس مقام پر قید ہے تاکہ فکر رہائی کی جائے گرداب دریانشین نے کہا کہ بہتر اور باقی کنیزوں کو بلا اجازت سیارہ کے ہوشیار کر کے اپنا مطیع اسلام ہونا بیان کیا ان سب نے بھی اطاعت دین اسلام اختیار کی اب گرداب دریانشین نے مہتر سیارہ کو ان عورتوں کی حفاظت میں دیا اور آپ یہاں سے قلعہ سیماب کیجانب روانہ ہوئی اسکو تو راہ میں چھوڑیئے دیکھیے یہ کب پہونچتی ہے اول حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو تیر سرطان بحری یعنی خر چنگ جادو نگل کر روانہ ہوا تھا تو اسنے لیجا کے سامنے سیماب جادو کے اوگل دیا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ سامنے تخت پر ایک بادشاہ بیٹھا ہے گرد و پیش امرا و رؤسا کا مجمع ہے ارا کین دولت جمع ہیں سیماب جادو نے سکندر کیطرف دیکھ کر کہا کہ اسطرف تم اتفاقیہ بھٹکتے ہوئے آئے اور میری سرحد میں پہونچکر گرفتار ہوئے لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ تم اطاعت خداوند الکوان تاجدار کی اختیار کرو اور علاوہ نہ طاق کے جہاں جی چاہے چلے جاؤ تو میں تم کو رہا کر دوں ورنہ زندگی بھر زندان مصیبت میں گرفتار رہو گے کبھی رہائی نصیب نہ ہوگی اور جو رہا کرنے کے ارادہ سے آئے گا وہ بھی اسیر بلا ہو گا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میرا قصد بھی نہ طاق پر جانے کا تھا خوب معلوم ہوا کہ یہی راستہ طلسم نہ طاق کا ہے میں انشاء اللہ اسیطرف سے نہ طاق پر جاؤنگا اور الکوان تاجدار کو مارونگا کہ اس کافر نے بہت سے بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے اور تو مجھے کیا قید کر رکھے گا اگر میری قسمت میں رہائی ہے تو رہا ہو کر تیرے قلعہ کو مٹاتا ہوا نہ طاق پر جاؤنگا اور اگر مدت عمر کی سیری ہو چکی مارا جاؤنگا یہ کلمات سخت و درشت سنکر سیماب جادو کو نہایت غصہ آیا کہا احکام پیرزادہ کا ہے سنے مجبور ہوں ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا نہیں سے جاؤ اور اسے قید کرو جب عیار اسکا گرفتار ہوئے گا تو دونوں کو ساتھ قلعہ کے باہر لیجا کر قتل کرینگے داروغہ زندان سکندر رستم خو کو لیکر زندان کیطرف روانہ ہوا سیماب جادو نے پھر پرچہ احکام پیرزادہ پر نظر کی دیکھا لکھا تھا کہ بعد گرفتار ہونے فتاح قلعہ کے عیار اسکا آئے گا اور گرداب دریانشین کو فریب دے کر اپنے مذہب میں لائے گا اسکے بعد گرداب جادو برائے رہائی سکندر آئے گی بس یہ دیکھتے ہی سیماب جادو نے پرچہ کو تو صندوقچہ میں بند کر دیا اور آپ منتظر گرداب دریانشین جادو کا ہوا کہ آئے تو اسے بھی گرفتار کروں کہ یکایک گرداب دریانشین جادو آئی سیماب جادو نے پوچھا کہ تو میری حد کو چھوڑ کر کیوں اسطرف آئی اسنے کہا ایک خبر تازہ لائی ہوں سیماب جادو ہنسا کہ دیکھوں کیا فقرہ کرتی ہے کہا بیان کر اسنے کہا کہ محبوبہ خداوند ہماری سرحد میں تشریف لائی ہیں اگر ارشاد ہو تو انکو لے کر حاضر ہوں تاکہ آپ بھی زیارت سے انکی مشرف ہو جیے سیماب جادو نے کہا او نمک حرام تو مجھکو فریب دینے آئی ہے کوئی باندھ لو اسکو بس یہ سنتے ہی گرداب جادو تو تھرانے لگی اور ایک ساحر نے اسکی مشکیں باندھ کر باندھ لیں تگلہ زبان پر دے دیا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے اطاعت دین اسلام قبول کی اور فکر رہائی سکندر میں آئی تھی اور وہ تو عیار آ گیا تیرے بجرے پر بیٹھا ہے دیکھو اسے بھی بلواتا ہوں یہ کہکر خر چنگ جادو کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تم کو دریا کا انتظام دیا گیا گرداب جادو نے

سازش کی تھی اُسے قید کر لیا ہے بجرے پر گرداب جادو کے عیار سکندر کا موجود ہے چاہا اُسے بھی
خدمت بادولت واقبال مین حاضر کرو جسوقت یہ حکم محکم پاس خرچنگ جادو کے پہونچا
اسنے سطح آب پر ابھر کر سیارہ کوچک کو نگل لیا اور خدمت بادشاہ مین حاضر کیا اور
بادشاہ نے لیا او نا عیار تو بڑا مکار ہے تجھے بھی تیرے آقا سے ملائے دیتا ہون یہ کہکر
سیارہ کوچک کو بھی زندان مین بھجوا دیا یہ سب ایک ہی زندان مین اسیر بلا ہوئے
اب سیماب جادو نے پھر پرچہ احکام پیرزادہ کاہنہ کا دیکھا کہ انکو قتل کرڈالون یا زندہ اسیر
رکھون لکھا تھا کہ اگر یہ تین روز کے بعد قتل کیے جائینگے تو رہا ہوجائینگے مدد انکی غیب
سے پہونچے گی اور اگر قید رکھے جائینگے تو رہا ہوجائینگے انکا گرفتار ہونا نہ ہونا برابر ہے اسلیے
کہ یہ فاتح قلعہ سیماب ہین جہانتک ہوسکے یہ آشتی کام نکال یہ دیکھکر سیماب جادو
نہایت پریشان ہوا پرچہ کو پٹک دیا اور رو دیا سے فکر مین غرق ہوا کہ اب کیا تدبیر کرون اگر
دوستی انسے کرتا ہون تو خداوند کے حکم سے خلاف کرنا پڑتا ہے اور اگر پابندی حکم خداوند کرتا ہون
تو پرچہ احکام پیرزادہ کے خلاف ہوتا ہے کیا کرون اور کیا نہ کرون ارکین دولت نے عرض کی کہ حضور
یہ احکام ستارون کے شمار سے نکالے جاتے ہین اسمین عقل خطا بھی کرتی ہے یہ کیا فرض ہے
کہ سب احکام صحیح ہی ہون گے جب دشمن اپنے قابو مین ہے کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے جو اندر
حصار کے آکر قیدیونکو چھڑالے جائے چاہے آپ قتل کرین چاہے قید رکھین سیماب جادو کو ان
لوگونکی باتونسے تسکین ہوئی اب حال قیدیونکا سنیے کہ جس زندان مین یہ پہلے بعد دیگرے قید
کیے گئے ہین یہ اندر قلعہ سیماب کے ہے جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو کے بعد گرداب جادو
اسیر ہوکر پہونچی ہے تو شاہزادہ نے پوچھا کہ تو کیون قید کی گئی گرداب جادو کی زبان پر تو کلمہ دیا
ہوا تھا اشارہ سے عرض کی کہ آپ ہی کی محبت نے آپ کی خدمت مین پہونچایا سکندر حیران
تھا کہ یہ تو دشمن تھی اسنے گرفتار کرکے قلعہ سیماب مین بھیجا تھا یہ کیا ماجرا ہے کہ قید سیارہ
کی بھی پہونچی اسنے سکندر کو سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم بھی قید ہوئے سیارہ نے اپنے
آنے کی کیفیت اور گرداب جادو کو قید کرکے ہوشیار کرنے کا حال اور اسکا مطیع اسلام ہوکر
رہائی کی فکر مین جانا سب بیان کیا اب شاہزادہ کو معلوم ہوا کہ گرداب جادو بھی ہماری
دوستی مین باندی بنی ہے وہان سیماب جادو نے شہر مین ڈھونڈھورا پٹوا دیا کہ آج سے تیسرے
روز قیدی قتل کیے جائینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ دیکھے یہ خبر تمام قلعہ سیماب مین مشتہر
ہوئی اور ملکہ غلطان گہر رشک دختر سیماب شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ جن دشمنونکا میرے
باپ کو خوف تھا وہ گرفتار ہوئے اور آج کے تیسرے روز قتل کیے جائینگے اس خوشی مین ملکہ
نے جلسہ منعقد کیا کہ مین تین روز تک جشن کرونگی اور اپنی ہمجولیونکو اس جشن مین شریک
کرونگی چنانچہ اسیوقت اسنے تیاری جشن کا حکم دیا ملازمون نے باغ کو اسکے آراستہ کیا جب
شام ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی اور رنگ ناچ شروع ہوا آج کا جلسہ پہلے دن کا تھا
اسوجہ سے ملکہ سب ہمجولیون کو اطلاع نہ دے سکی آج صرف اسکی انیسین جلیسین اس

جلسہ ہین تھین اور روز بزم آرائی اسکی ملکہ مرجانہ سبز خیپوش تھی اسی کے انتظام سے یہ جلسہ ہوا تھا
جسوقت آدھی رات آئی تو مرجانہ سبز خیپوش سے ملکہ نے گانے کا حکم دیا یہ قیامت کی
گانے والی اور غضب کی سریلی تھی آواز اسکی تیکھی اور دلکش تھی اب جو یہ گانا شروع کرتی ہی کہ سے
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد + بیان جو حال کرون کیا کرون بیان صیاد + آواز جو اسکی پھیلتی
ہی اور کانمین مہتر سیارہ کوچک کے پہونچتی ہی کہ زندان زیر دیوار باغ واقع تھا سیارہ
بیچین ہوکر اٹھ بیٹھا کہ یہ کس ظالم کی آواز ہی بقول داغ سے سریلی صدائین ہین اس شوخ کی دل
لی یہ جلسہ کہان ہو رہا ہی + شاہزادہ سکندر رستم خیپوش تو اپنے حال مین مبتلا تھے کبھی فلک کو
دیکھتے تھے کبھی دیوار و در پر نظر کرتے تھے دل مین کہتے تھے کہ دیکھئے نتیجہ اس رہائی کا کیا ہوتا ہی لیکن
آواز جو مرجانہ سبز خیپوش کی گوش زد ہوئی یہ بھی چونک پڑے سارے غم غلط ہو گئے سیارہ کوچک
سے فرمایا کہ سنتے ہو سیارہ نے عرض کی خوب سن رہا ہون آپ سنے جائیے مین تو سن چکا اب
سنانے کی فکر کر رہا ہون فرمایا کہ یہان کون سننے والا ہی سوا خدا کے سیارہ کوچک نے کہا
کہ وہی خدا جسکو سنوائیے گا وہ بخوشی سنے گا یہ کہکر پھر سننے لگا مرجانہ سبز خیپوش نے جیسے
ہی غزل کو تمام کر کے دوسری چیز گانے کے واسطے سازون کو درست کیا اتنے عرصہ مین سیارہ کوچک
نے زندان کے اندر سے خوب اونچے سرون مین یہ شعر گایا سے اسیر پنجۂ عہد شباب کر کے مجھے +
کہان گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے + یہ آواز جو کانمین اہل دربار کے پہونچی ہی ملکہ بیتاب ہو گئی
خواصون سے کہا کہ دیکھنا تو زیر دیوار باغ کون گا رہا ہی خواصین جا کر ادھر ادھر دیکھ آئین اور
آکر عرض کی کہ ملکہ یہ آواز زندان خانہ سے آرہی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی قیدی گا رہا ہی ادھر نگہبان
سوتے سے جاگ اٹھے اور کہنے لگے کہ یہ قیدی بڑا نڈر اور بے پروا معلوم ہوتا ہی کہ اسکے قتل کا
دن بھی معین ہو گیا ہی صرف دو راتین اور ایک دن درمیان مین ہی اسپر یہ بے پروائی اور زندہ دلی
ہی کہ گا رہا ہی مگر کیا خوب گاتا ہی کہ دل بیچین کرتا ہی سب کے سب آکر زندانمین جمع ہو گئے
سیارہ کوچک نے گانا شروع کر دیا ایک آدمی نے جا کر داروغہ زندان سے بھی کہدیا کہ ان
قیدیون مین [illegible] کس غضب [illegible] داروغہ زندان بھی شوقین آدمی تھا
اسیوقت زندان مین آیا اور گانا سننے لگا مرجانہ سبز خیپوش نے تنبورہ ہاتھ سے رکھدیا اور
کہا کہ اے ملکہ آج اس قیدی کی فریاد [illegible] سننے مین آئے گی ہم تو روز ہی سنا سکتے
ہین ملکہ اسقدر بیتاب ہو گئی [illegible] کہا جا کر اس قیدی کو لے آؤ دور سے اچھی
طرح سنائی نہین دیتا ہی نہ کامل حظ ہوتا ہی مرجانہ سبز خیپوش نے کہا کہ یہ وہی قیدی ہین جنکی
گرفتاری کی خوشی مین آپ نے یہ جلسہ منعقد کیا ہی اور آپ ہی انکو زندان سے نکلواتی ہین ایسا
نہ ہو کہ یہ خبر بادشاہ کو ہو اور بدنامی آئے فرمایا کہ اب ایسی ذرا ذرا سی بات تو نہیر بدنامی کو ڈرین
تو خدا ہی حافظ ہی جاؤ داروغہ زندان سے کہو کہ یہ قیدی جو گا رہا ہی اسے ہمارے پاس
بھیجدو ہم گانا اسکا سنینگے بھیجدینگے جسوقت یہ پیام ملکہ کا داروغہ زندان کو پہونچا یہ بہت
پریشان ہوا کہا جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ یون تو آپ میری بھی مالک ہین ان قیدیون کا کیا ذکر ہی

مگر مین بغیر بادشاہ کے مہری فرمان کے ان قیدیونکو نہین دے سکتا جسوقت ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ
داروغہ زندان قیدیونکو نہین دیتا بس اسنے کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو ایک قیدی کو وہ جو
گا رہا تھا ابھی روانہ کرو ورنہ تمام اچھا نہ ہوگا ناک اور کان کٹوا کر قلعہ بھر مین تشہیر کرونگی یہ سنکر داروغہ
زندان گھبرا گیا کہ اب مشکل ہوئی قیدی کو نہین دیتا ہون تو عتاب ملکہ کا نازل ہوتا ہے اور اگر دیے
دیتا ہون تو عتاب شاہی کا خوف ہے آخرکار داروغہ کو یہی سوجھی کہ مہتر سیارہ کو چیک کے پاس
آیا اور کہا کہ تیرے گانے کی بدولت ہماری جان غضب مین پڑی ہے چل تجھے ملکہ نے یاد کیا ہے
سیارہ نے اشارہ سے سکندر کیطرف دیکھ کر کہا کہ ہم تو جاتے ہین فرمایا کہ مبارک ہو ہم یہ نہین
چاہتے کہ ہماری وجہ سے کوئی مبتلائے بلا ہو اپنی آفت اپنے ہی سر رہے تو بہتر ہے جو ہو گیا وہی سہی
سیارہ نے اشارہ سے کہا کہ انشاء اللہ تعالی یا تو آپ کو بھی بلواتے ہین یا خود ہی آتے ہین غرض داروغہ
زندان سیارہ کو چیک کو لیکر خدمت مین ملکہ کی حاضر ہوا ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھے یہ دن
لگے ہین کہ ہمارے حکم کی تعمیل مین حیلے حوالے کرتا ہے اسنے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری جو خلاف
حکم کر سکون مگر حکم بادشاہ سے مجبور تھا کہ تین روز تک ان قیدیونکو زندان کے باہر نکالنے کا حکم
نہ تھا اور تیسرے روز تو یہ قتل ہی ہو جائینگے ملکہ نے فرمایا کہ ہان اسلیئے یہ حکم تھا کہ یہ قیدی
نہایت سخت ہین ایسا نہ ہو کوئی پیچ پڑے اسواسطے یہ حکم نہ تھا کہ ہم بھی بلائین تو تم نہ بھیجو
اور یہ حکم اس تنبیہ کے واسطے تھا کہ تم اسطرف سے غفلت نہ کرو اور خبردار اس بات کو کسی سے بیان بھی
نہ کرنا کہ ملکہ نے قیدی کو بلوایا تھا ورنہ بادشاہ سے بھی نہ کہنا ورنہ یہ سمجھ لے کہ میرے واسطے تو کچھ نہ ہوگا
مگر تیرے حق مین خرابی ہوگی اسوقت اگر مین تیسکو حکم قتل بھی دے دون تو یہ ممکن نہین ہے کہ بادشاہ
اسمین دخل انداز ہون یہ سنکر داروغہ محبس نے زبان سے تو کہدیا کہ کیا مجال ہے جو کسی سے بیان
کرون مگر دل مین کہتا ہے کہ دیکھیے یہ دختر بادشاہ کیا کرتی ہے واقع مین یہ تو بچہ کہ مکر چھوٹ جائینگی کہ
دختر ہین بادشاہ کی انکی خطا ہی کون دیکھتا ہے ہم ہی خطا بے خطا ہر طرح دھرے جائینگے یہ وہی بات
ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؏ غم صیاد فکر باغبان ہے + وہ جلے مین ہمارا آشیان ہے + یا یون کہیے کہ زبردست
مارے اور رونے نہ دے یہ تو بکتا جھکتا اپنے مقام پر آیا اور یہان مہتر سیارہ کو چیک نے باغ
مین پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا دیکھا کہ باغ کاہے کو ہے ایک پرستان ہے سیکڑون نازنین لباس
پر تکلف پہنے ہوئے زیور جواہر نگار سے آراستہ پوشاکین زرق برق سن کسی کا بارہ برس سے
کم اور سولہ برس سے زیادہ نہین اٹھتی جوانیان ابھری ہوئی گاتین جیتو نہین دلربائی کی گھاتین
کسی کا گندمی رنگ آدم فریب کسی کا چمپئی رنگ باغ حسن کی بہار ایک باغ حسن تھا کہ کھلا ہوا
تھا ؏ شکلین ہین رنگ رنگ کی پیشے بہار کے + انسان پھول ہین چمن روزگار کے + اور
ایک نازنین جو مسند یاقوت نگار پر جلوہ افگن تھی لباس اسکا سُرخ زیور یاقوت نگار تاج
مرصع سر پر رکھے ہمہ تن شعلہ حسن بنی ہوئی بیٹھی ہے ملکہ نے سر سے پاؤن تک سیارہ کو دیکھا
اور کہا کہ تو ہی گا رہا تھا اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ گا تو نہین رہا تھا بلکہ اپنی مصیبتون کو رو رہا
تھا اب اگر آپ کا ارشاد ہوگا تو کچھ گاؤنگا ملکہ نے کہا کہ اچھا بیٹھ جا گا اور گا تا اپنا سُنا تو اب

کہا کیا مانگتا ہے سیارہ نے عرض کی کہ میں کچھ بھی نہیں مانگتا اسلیے کہ کل یا پرسوں قتل ہو جاؤنگا اتنی
زندگی کے واسطے کیا مانگوں داروغہ زندان بھی آزادی کے ساتھ نہیں بلند کیا میں ہاں ایک بات
عرض کیا چاہتا ہوں اگر حضور سنیں فرمایا بیان کر سیارہ نے کہا کہ یہ جو شخص دوسرا قید ہے اگا نا سنا یہ
لگاتا تھا بندہ سمجھتا تھا کہ وہ جو دوسرا قیدی ہے اگر اسے بلا کر یگا تو اسکا نتیجہ کو ملاحظت حاصل ہو
کہ میں نے بھی اس سے سیکھا ہے ملکہ نے کہا سچ کہتا ہے سیارہ نے عرض کی کہ بھلا میں غلط عرض
کرونگا کیا میری مجال ہے کہ سامنے حضور کے خلاف عرض کروں آپ اسے بلوا کر سنیں تو سہی
ملکہ نے اسیوقت ایک ترک سواری کو حکم دیا جا کر داروغہ حبس سے کہنا کہ دوسرے قیدی کو
بھی بھیجدو اسیوقت پیادہ ملکہ کا داروغہ زندان کو پہنچا اتو وہ نہایت پریشان ہوا دل میں
کہتا ہے اگر میں یہ جانتا کہ نکانا اس قیدی کا فسانہ تمسے بھرا ہوا ہے تو منع کرا دیتا اور نکلنے نہ دیتا
داروغہ حبس نے کہلا بھیجا کہ آپ مالک ہیں خود تشریف لایئے اور اپنے سامنے چاہے سب
قیدیوں کو بیجا لیسا رہا کر دیجیے مگر میری اتنی مجال نہیں ہے کہ اب اس قیدی کو دے دوں اسکے
بارے میں سخت تاکید ہے کہ تین روز تک یہ قیدی زندان کے باہر بھی نہ نکلنے پائیں اگر آپ تشریف
لاکر انکو ہاتھ کر دیں تو مجھے کچھ بحث نہیں آپ کے قیدی ہیں چاہے اسیر رکھیں چاہے چھوڑ دیں
جسوقت یہ باتیں ملکہ کے گوش گذار کیں ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہا باوجود اسکے ان
لوگوں کو اسقدر گھمنڈ لگا ہے کہ اب وہ ہمارے حکم کی تعمیل میں بھی اسقدر حیلہ و حوالہ کرتے ہیں
یہ کہکر گھوڑا منگوایا اور گھوڑا ہاتھ میں لیکر حوالات زندان کے پہنچی داروغہ حبس کو معلوم ہوا کہ ملکہ خود
ہی آتی ہے تو آگے بڑھ کر چلیں یہاں ملکہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ ایک آفتاب ہے کہ اس زندان تاریک
میں جلوہ گر ہے کوئی اٹھارہ برس کا نوجوان سبزہ آغاز چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری نمودار
تھا و زنجیر میں جکڑا ہوا بیٹھا ہے ملکہ حیرت سے یا سکندر رستم خو کی دیکھکر بیخود ہوئی کہ ایسے ایسے
حسین بھی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں ادھر شہزادہ کی نظر جو ملکہ پر پڑی یہ بھی محو ہو گیا دل سے
کہا یہ کون پری جمال ہے کہ اس زندان تاریک میں آئی جس کی ملکہ کے چوٹ پڑی تھی
کچھ دیر دونوں کا عالم حیرت رہا آخر ملکہ ضبط کرکے جب سکندر کے پاس آئی اور کہا کہ اے شخص تیرے
تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے تو نے کیوں میرے باپ کی دشمنی پر کمر باندھی جو اسطرح اسیر بلا ہوا
فرمایا کہ اے ملکہ میں تمہارے باپ کو جانتا بھی نہ تھا مجھے اسکی دوستی یا دشمنی سے کیا کام تھا میں
دریا میں بہتا ہوا تمہارے باپ کی سرحد میں آگیا تھا یہاں آکر گرفتار کیا گیا اب معلوم ہوا کہ باپ
تمہارا نگہبان راہ شطاق ہے اسنے مجھ سے کہا کہ راستہ شطاق کا ترک کر اور پلٹ جا تو میں رہا
کروں چونکہ مجھکو شطاق ہی پر جانا منظور تھا اسوجہ سے میں نے صاف صاف کہدیا کہ میں اس
عزم کو موقوف نہیں کر سکتا ملکہ نے کہا خیر کوئی صورت صفائی کی پیدا کر دی جائیگی اور میں
تمکو رہا کر دونگی یہ کہکر ہتکڑیاں بیڑیاں کاٹنے کا حکم دیا شاہزادہ نے دیکھا کہ وقت رہائی
آگیا بس انھوں نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ملکہ انکے زور و طاقت پر وجد کرنے لگی اور کہا کہ
جب تم علم سحر سے واقف نہیں ہو یہ زور و طاقت سب بیکار ہے اسلیے کہ یہاں کارخانہ سحر کا ہے

کیا کر سکتے ہو الحاصل شاہزادہ سکندر کو ساتھ اپنے لے کر باغ میں آئی اور قریب اپنے بٹھایا اب جو
نظر مرجانہ سرخپوش کی اور دیگر نازنینوں کی شاہزادہ سکندر رستم خو پر پڑی ہر ایک صانع
عالم کی تعریف کرنے لگی ادا کیا کیا تصویریں اسنے صفحہ ہستی پر کھینچی ہیں سیارہ نے اشارہ سے ملکہ کو
بتا کر کہا کہ کیوں کیا چیز ہے تو ہمارے سرخپوش سے زیادہ حسین ہے یا نہیں شاہزادہ مسکرا کر خاموش ہو رہا
ملکہ نے کہا کہ آپ کے عیار نے آپکی نہایت تعریف کی ہے فرمایا کہ وہ رفیق ہے میرا میری تعریف نہ کریگا
تو کیا مذمت کریگا ملکہ نے کہا کہ پھر میں مشتاق ہوں فرمایا کس بات کی مشتاق ہو اگر کوئی پہلوان
کوئی دیو تمھارے باپ کا دشمن ہو یا تم سے عناد رکھتا ہے تو بیان کرو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں
باندھو کرے آؤں تم بھی تماشا دیکھو ملکہ نے کہا کہ ان باتوں سے مجھے کیا تعلق ہے میرے زیر فرمان وہ وہ
ساحر ہیں کہ دیو اور پہلوان کا مار ڈالنا انکے نزدیک چیونٹی اور مچھر سے بھی زیادہ آسان ہے میں تو
آپ کے گانے کی مشتاق ہوں بس یہ کہنا تھا کہ چہرہ سکندر رستم خو کا سرخ ہو گیا ملکہ سے تو کچھ
نہ کہا اپنے عیار کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی تیری اسے کیا تیری طرح میں کوئی
گویا ہوں سیارہ نے کہا کہ خلیہ میں سب گاتے بجاتے ہیں شرم کیوں کرتے ہو شعر مشہور ہے گانا
رونا ہنسنا کسے نہیں آتا ہے جسطرح بن پڑے کوئی چیز سنا دو ملکہ کی خوشی ہو جائے گی یہ سنکر شاہزادہ
کو اور بھی طیش آیا اٹھ کھڑے ہوئے اور سیارہ کو مارنے کے ارادہ سے چلے اسنے کہا دوہائی ہے ملکہ
کی اور اٹھ کر بھاگا ملکہ نے کہا ہمارے سر کی قسم چلے آؤ شاہزادہ بخاطر ملکہ آکر بیٹھ گیا سیارہ نے
ہاتھ باندھ کر ملکہ سے عرض کی کہ واقع میں گانا بجانا کیا جانیں مگر میں نے آپ کو اشتیاق اسوجہ سے
دلایا کہ بے اسکے سلسلہ آشنائی پیدا ہوتا اصل بات یہ تھی اور اس پردہ میں یہ ظاہر کرنا تھا کہ ایسا
شہریار رعایا بیوقار بے جرم و بے خطا آپ کے ملک میں قتل کیا جاتا ہے ذرا آپ بھی دیکھو تو لیں کہ اسکا
قتل کہاں تک جائز ہو سکتا ہے اور شاہزادہ سکندر رستم سے اشارہ لیا کہ اگر ہم یہ نہ کہتے تو آپ
یہاں تک کیونکر پہونچتے اور اپنے معشوق کے پہلو میں کیونکر بیٹھتے چونکہ دل ملکہ کا شاہزادہ
سکندر رستم خو کی طرف مائل ہو چکا تھا اسنے عذر کیا کہ مجھے معاف فرمایئے گا میں بھی کہنے میں
اس عیار کے آگئی جو آپ سے ایسی نامناسب فرمائش کر بیٹھی آیندہ ایسا قصور نہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا
کہ تم نے بھی کیا راست سے دور بات کی لیکن مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ آپ زبردستی ان قیدیوں کو
زندان سے لے آئی ہیں تعجب نہیں ہے کہ داروغہ زندان آپ کے باپ کے پاس گیا ہو جسوقت
بادشاہ کو یہ معلوم ہوگا تو مآل کیا ہوگا ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اچھا تو پیام
میرا والد ماجد کو پہونچا دے کہ ہم نے اس داروغہ محبس کو موقوف کیا یہ قیدیوں کو چھوڑتا تھا نیند
ہماری حرام ہو گئی تھی اور اپنا آدمی نگہبانی زندان کے واسطے معین کر دیا ہے حضور اطمینان
رکھیں اور میں یہاں انتظام اسکا کیے لیتی ہوں مرجانہ نے کہا کہ آج تو یہ آفت ٹل جائیگی
جب وقت قتل آئیگا تو کیا کیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ اسوقت تو بلا ٹل جائے دیکھو دیکھا
جائیگا مرجانہ سرخپوش نے عرض کی کہ پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئیگا یہ بتایئے گر ان
قیدیوں کو بچانا منظور ہے یا قتل کرا دیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ قتل کرانا منظور ہوتا تو رہا کیوں کرتی الغرض

مرجانہ سرخیوش جادو نے عرض کی تدبیر اسکی یہ ہے کہ دو پتلے سحر کے ان دونوں کی ہم شبیہ تیار کیجیے اور انکو زندان میں قید کر دیجیے اور وہی قتل بھی ہو جاینگے ملکہ نے فرمایا کہ یہ راز بھی اسوقت افشا ہو جائے گا جبکہ وال دیا جائیگا چہ احکام پیرزالہ کاہنہ کو دیکھیں گے مرجانہ سرخیوش جادو نے عرض کی کہ اگر تدبیر بن پڑتی ہی تو اس پرچہ کو میں چرا لے لاتی ہوں پھر وہ ہوگا نہ دیکھا جائیگا ملکہ نے فرمایا کہ اگر تو پرچہ چرا لائے گی تو سب بگڑے ہوئے کام بن جاینگے اور ساری دقتیں جاتی رہینگی غرضکہ مرجانہ سرخیوش جادو تو خدمت میں بادشاہ قلعہ سیماب کی روانہ ہوئی اور یہاں ملکہ نے شاہزادوں کو مع ہشیار رہ کو جانب پوشیدہ کر کے دو پتلے سحر کے انھیں کی صورت سے مشابہ تیار کر کے زندان میں بھجوا دیے اور ایک خواص کو پہرہ پر معین کر دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ جب تم ہمارے حال پر مہربان ہوئیں اور ہم کو رہا کرنے کی کوشش کی تو ہمارے ساتھ تمھاری ملازم قدیم گرداب دریا نشین بھی مقید ہے اسے بھی رہا کر دو ورنہ ہم کو بھی اسیطرح رہنے دو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تو اپنی جان بچا لیں اور جو ہماری وجہ سے قید ہوئے وہ اسیطرح قید رہے اور قتل ہو جائے ملکہ نے بخاطر شاہزادہ سکندر رستم خو کے ایک اور پتلی سحر کی تیار کر کے گرداب جادو کی جگہ بٹھا دی اور گرداب دریا نشین کو بھی قید سے رہا کر کے اپنے پاس بلا لیا اور مرجانہ سرخیوش کی منتظر ہو کر بیٹھی وہاں کا حال سنیے کہ اول تو داروغہ زندان فریاد کناں خدمت سیماب جادو میں پہونچا اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا کہ اسطرح تشریف لائیں اور زبردستی قید یوں کو لے گئیں یہ سنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا خود اسنے چلنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ سرخیوش پہونچ گئی باادب ہو کر سلام کیا اور عرض کی ملکہ نے عرض کیا ہے کہ یہاں قیدیوں کو ہمارے زیر دیوار باغ اسی واسطے قید کیا تھا کہ نیند ہماری حرام ہو یہ داروغہ محبس قیدی کو گواتا ہے اور رنجوا تا ہے ہر چند منع کیا اسنے نہ مانا آخر ہم نے اسکو موقوف کر کے اپنی طرف سے آدمی معین کر دیا یہ سنکر بادشاہ زیادہ غضب ناک ہوا اور داروغہ محبس کیجانب دیکھ کر ارشاد کیا کیوں او نمک حرام یہ حرکتیں اور ہماری نخت جگر کی ہم سے شکایت ہے کوئی اسے لے جا کر قید کر دو یہ سنتے ہی دو ساحر اٹھے اور داروغہ محبس کو قید کر کے زندان کیطرف لے چلے ہر چند یہ فریاد کرتا ہے کہ حضور تحقیق تو کریں مگر بمقابل وزیرزادی کے اسکا قول کب صحیح مانا جا سکتا ہے اسیوقت یہ بھی داخل زندان کر دیا گیا داروغہ محبس کہتا تھا کہ اب یہ قلعہ ضرور برباد ہو جائے گا کہ بادشاہ کی عقل پر پتھر پڑے ہیں دختر کی خبر نہیں لیتا ضرور یہ قیدی رہا ہو کر قلعہ کو برباد کرینگے اسوقت بادشاہ ہوشیار ہوگا یہاں مرجانہ سرخیوش خدمت بادشاہ میں حاضر ہے کہ یکایک عفریت جادو فرستادہ سواج آتش ریز جادو مع تحافہ ملکہ مروارید گہر دندان آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کر کے نامہ حاکم قلعہ ہفت جوش کا پیش کیا سیماب جادو نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر موافق احکام پیرزالہ کاہنہ کے زمانہ ہماری تباہی کا آگیا کہ رفیع البخت اس ملک میں آیا برات لوٹ کر اور دولہا کو مار کر ملکہ کو لے گیا تھا کہ تمھاری

بھاوج اور سالی ملکہ صدف گہر ریز جاکر دونوں کو گرفتار کر لائی اور چونکہ نیست اس دختر کی سالم
پائی گئی اسوجہ سے اسکو تمھاری خدمت مین روانہ کیا جاتا ہی کہ چچا بھی بجائے پدر ہوتا ہی بعد ہمارے
اسکی دلجوئی کرنا اور جہان مناسب جاننا شادی اسکی کر دینا اور ہم تو چراغ سحری ہین اسیلیے کہ
دشمن پھیر رہا ہو گیا قمشاد جادو نمک حرام اُسکا شریک ہو گیا اسی کی جانب سے اندیشہ تھا کہ
اسکو ہم نے قید کر دیا تھا مگر نہین معلوم رفیع البخت کا عیار کیونکر وہانتک جا پہنچا کہ
یا ہیان سم آلود جادو کو مار کر رہا کیا اب مین باطل السحر اور تیغہ موج قضا کے لینے کو بیابان
قمشاد کیطرف جاتا ہون امیدوار دعا کا ہون اور اپنی خیر و عافیت سے بھی مطلع کرو کہ وہان تو کوئی
اندیشہ نہین ہی اور اگر وہان بھی کوئی خطرہ ہو تو اس دختر کو گنبد زبرجد نگار مین بھیجدینا کہ اس سے
زیادہ محفوظ مقام ہمارے تمھارے قلمرو مین نہین ہی یہ مضمون پڑھکر سیماب جادو نے
مرجانہ سرخیوش سے کہا کہ ملکہ کو محل مین لیجاکر اسکی چچی اور خالہ کے سپرد کرین جواب نامہ
کا لکھکر آتا ہون مرجانہ سرخیوش جادو پاس محافہ کے آئی اور ملکہ مروارید گہر دندان کو
محل مین لے گئی ملکہ صدف خوش آب جادو نے اسکو گلے سے لگایا دیکھا کہ چہرہ متغیر رنگ
فق عجب حال پریشان سے ہی پوچھا کہ ای دختر تیرا کیا حال ہی مرجانہ سرخیوش نے مضمون خط
کا صدف خوش آب جادو کو بھی سُنایا اُسنے نہایت افسوس کیا اور ملکہ مروارید گہر دندان
کی بہت کچھ تسلی و تشفی کی وہان سیماب جادو نے جواب نامہ کا تحریر کر دیا کہ ای برادر معظم ملکہ
بخیر و عافیت یہان پہونچ گئی حال معلوم ہوا کچھ پریشان نہ ہوجیے کہ ع مشکلے نیست کہ آسان
نشود مرد باید کہ ہراسان نشود ۔ احکام پیرزالہ کاہنہ کا کوئی اعتبار نہین ہی میرے ملک مین بھی
وہ سرکش آگیا تھا جسکے بارے مین پیرزالہ کاہنہ کے احکام نہایت خطرناک باتین بتاتے تھے
مگر مین نے تو آپ کے اقبال اور مدد خداوند طاق سے اُسکو اسطرح گرفتار کر لیا کہ کسی کی
نکسیر بھی نہ پھوٹی اب بہت جلد قتل کر ڈالونگا اور آپ بھی زیادہ پریشان نہ ہون کس کی مجال
ہی کہ آپ سے مقابلہ کرسکے جسوقت تیغہ موج قضا اور علم باطل السحر اپنے قبضہ مین کیجیے گا
دشمن کو چیونٹی کیطرح مل ڈالیے گا باقی خیریت ہی یہ جواب لکھکر عفریت جادو کو دیا عفریت جادو
جواب نامہ لیکر اسی راہ پوشیدہ سے جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوا اور یہان
سیماب جادو محل مین آیا اور بھتیجی کو گلے سے لگایا مرجانہ سرخیوش جادو سے کہا کہ
جاؤ ملکہ کو بلا لاؤ کہدینا کہ بہن تمھاری قلعہ ہفت جوش سے آئی ہی یہ سنکر مرجانہ سرخیوش جادو
جانب باغ ملکہ روانہ ہوئی ملکہ تمرے اندر تھی شاہزادہ سکندر اور سیارہ کو چاہ
گرداب دریا نشین و دیو نیزہ زن ملکہ کی موجود تھین مرجانہ سرخیوش جادو نے
حال مروارید گہر دندان کے آنے کا بیان کیا یہ سنکر ملکہ بہت پریشان ہوئی اور کہا ای
مرجانہ تو جانتی ہی کہ باجی مجھسے نہایت اُلفت رکھتی ہین اور جبتک یہان رہتی ہین میرے
ہی پاس رہتی ہین تو یہان کی یہ کیفیت ہی اب کیا کرون ضرور ہمراہ میرے آئینگی مرجانہ سرخیوش
نے کہا کہ آپ وہان تشریف لے جائیے مین یہانکا انتظام کیے لیتی ہون آئینگی تو کچھ قباحت

کی بات نہیں ہے ملکہ تو اسطرف روانہ ہوئی اور یہاں مرجانہ سرخپوش جادو نے باغ میں پہنچ
کا انتظام کیا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ملکہ غلطان گہر ریز جادو مروارید گہر دندان کو
ساتھ لیے ہوئے باغ میں آئی مرجانہ سرخپوش نے اپنی درجہ میں لاکر بٹھادیا جو اسکے واسطے
علیحدہ سج دیا تھا مروارید گہر دندان باحال پریشان بیٹھی تھی چہرہ اسکا متغیر دل میں یہ سوچ
کہ نہیں معلوم ربیع البخت پر کیا گذری مروارید گہر دندان سے لپٹ گئی کہا باجی خدا
کے واسطے کچھ حال دل کا کہو کہ یہ کیا کیفیت ہے مروارید گہر دندان نے ایک ٹھنڈی سانس
بھری اور کہا کہ بہن کیا کہوں گھر کی تباہی کا صدمہ ماں باپ سے چھٹنے کا رنج کیونکر دل ٹھکانے
رہ سکتا ہے غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ ماں باپ سے چھٹنے کیوں لگیں جس وقت
دشمن پر فتح حاصل ہو جائے گی اور انتظام قلعہ کا درست ہو گا چلی جانا کیا ہمیشہ یہاں ہو گی
چار دن کے واسطے یہاں آئی ہو دل کو بہلاؤ آخر اور بھی تو اکثر کبھی آیا کی ہو مگر یہ حالت میں نے
کبھی نہیں دیکھی جو آج ہے یہ کونسی ایسی بات ہے مروارید گہر دندان نے کہا کہ دشمن پر فتح
مشکل ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ شمشاد جادو دشمن کا شریک ہو گیا ہے غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ہاں ... شمشاد جادو کیا کرے گا کیا وہ مو امیرے مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہے اور جتنے نہ
قلعہ پر چڑھائی کی ہے وہ ساحر بھی نہیں ہے بھلا کیا لڑے گا ایک دن میں سب مار لیے جائینگے
اگر زیادہ پریشانی ہو تو کہو میں خود جاؤں اور وہاں انکا انتظام کروں اسیروں کے واسطے میں کہتی
تھی کہ سحر سیکھ لو مگر تم نے کچھ توجہ نہ کی مروارید گہر دندان نے کہا کہ اتنے ساحر قلعہ میں
ایک میں اگر ساحرہ بھی ہوتی تو کیا کرتی اسی میں نظر غلطان گہر رشک جادو کی سینہ پر
مروارید گہر دندان کے جا پڑی مروارید گہر دندان تصویر ربیع البخت کی گلے میں
پہنے ہوئے تھی مگر رخ تصویر کا اسطرف تھا غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ باجی
یہ تم گلے میں کیا شے پہنے ہوئے ہو مروارید گہر دندان نے جلدی سے دوپٹہ سینہ پر ڈالا اور کہا
کہ ایک تختی ہے درد جگر کو دفع کرتی ہے جب سے میری طبیعت بدمزہ ہوئی ہے اسے پہنے رہتی
ہوں اس سے کچھ تسکین رہتی ہے ورنہ پہلے اس سے بدتر حالت تھی جیسے سودائیوں کی سی
کیفیت تھی غلطان گہر رشک جادو نے مرجانہ سرخپوش کو اسی جگہ چھوڑا اور خود
شاہزادہ سکندر رستم خو کے پاس آئی پوچھا شاہزادہ نے کہ تمہاری بہن صورت میں تم سے
اچھی ہیں یا تم اچھی ہو ملکہ نے کہا کیا بدنیت ہوا اب اُسکی طرف ڈھلے شاہزادہ نے فرمایا کہ تم
بدباطن ہو جو میری طرف ایسا خیال کرتی ہو جیسی تمہاری بہن ویسی میری بہن اگر بڑی ہے
تو ماں کی جگہ ہے اور چھوٹی ہے تو دختر کے مقام پر ہے خبردار اب ایسی بات نہ کہنا کہ ہم لوگوں کا یہ شیوہ
نہیں ہے آدمی پوچھتا ہی ہے ولادانی اگر خوبصورت ہوتی ہے تو وہ بھی اچھی معلوم ہوتی ہے اور
جو جیسا ہوتا ہے کہا جاتا ہے ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ کو غصہ آگیا فوراً بات کا پہلو بدلا اور
کہا کہ ہنسی کی بات میں اسقدر غصہ ابھی تو موقع نہیں ہے میں بیان کرکے کیا کروں آنکھ سے
دیکھ لینا وہ بھی مبتلائے عشق معلوم ہوتی ہے ذرا اس راز کو ظاہر ہو جانے دو پھر سب

ایک ہو جا بیٹھے وہاں مرجانہ سبز جوش مروارید گہر دندان کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور
ملکہ مسہری پر لیٹی ہوئی تھی کہ آنکھ اسکی لگ گئی اور نفیر خواب بلند ہوئی بس مرجانہ سبز جوش
نے اُس تصویر کو پلٹ کر دیکھا اور ذرا کاٹ کر تصویر لیے ہوئے پاس غلطان گہر رشک جادو
کے آئی اور تصویر دے کر کہا کہ لیجیے حال کھل گیا ملکہ نے تصویر کو دیکھ کر سکندر کو دے دیا سکندر
نے تصویر دیکھتے ہی نہایت تعریف کی کہ کیا جوان وجیہ اور بہادر ہے عجب نہیں ہے کہ یہ وہی نقابدار سبز جوش
ہو جس سے ہم سے گزر چلا تھا پوچھا کہ جسطرح یہ دریا تمھارے قلعہ تک آیا ہے تمھاری بہن کے قلعہ تک
بھی دریا گیا ہے یا نہیں غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ ہاں کوہ تفریق سے دریا کی دو شاخیں
ہوئی ہیں ایک شاخ قلعہ ہفت جوش کو گئی ہے اور دوسری شاخ اسطرف آئی ہے اب سکندر رستم خو کو
یقین ہو گیا کہ یہ اسی نقابدار کی تصویر ہے بعد تھوڑی دیر کے مروارید گہر دندان بیدار ہوئی تکیہ
پا کر چاہا کہ تصویر کو دیکھوں سکے پر جو ہاتھ ڈالا تو تصویر ندارد بس یہ بیتاب ہو کر رونے لگی صدا اسکی
جو کان میں ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے پہونچی دوڑی ہوئی قریب مروارید گہر دندان
کے آئی اور کہا کہ باجی خیر تو ہے مروارید گہر دندان نے دل کو سنبھال کر کہا کہ میں خواب میں ڈر گئی
ایسی مہیب صورت دکھائی دی کہ اُچھل پڑی غلطان گہر رشک جادو نے وہی تصویر دکھا کر
کہا کہ اس صورت سے تو نہیں ڈری تھیں بس نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر پر پڑی
جھیپ گئی آنکھیں نیچی کر لیں عرق شرم میں غرق ہو گئی کہ افسوس جس رسوائی کو ڈرتی تھی وہ
پیش آ گئی چھوٹی بہن پر راز دل ظاہر ہو گیا گو یہ منھ پر نہ کہے مگر دل میں کیا کہتی ہوگی غلطان
گہر رشک جادو لپٹ گئی اور کہا کہ باجی شرماؤ نہیں ہماری جان کی قسم اب راز دل نہ چھپاؤ
چپکے چپکے رنج نہ اٹھاؤ سچ بتاؤ کہ یہ صاحب تصویر کون ہے جو اس تصویر کو تم نے گلے کا ہار بنا رکھا ہے
پہلے تو مروارید گہر دندان نے بہت چھپایا جب غلطان گہر رشک جادو نے ہزاروں قسمیں
دے کر پوچھا تو اسنے مجبور ہو کر بیان کیا دریا میں بہتا ہوا آیا تھا میں نے اسکو نکالا جب نام معلوم
ہوا تو میں سمجھی کہ یہ میرے باپ کا قاتل ہے اسوقت میں اور پریشان ہوئی کہ کیا کروں ماں نے
میری شادی کر دی اُسنے اُس شخص کو قتل کیا اور مجھکو اپنے ساتھ لے گیا والدہ صاحبہ آکر دونوں کو
اسیر کیے لیتیں اور مجھے حکم ہوا کہ اسے قتل کر یہ لیکر تصویر جو اُسوقت کا بیٹھا تھا ٹھہر گئی
غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ پھر کیا ہوا ملکہ نے کہا کہ اُسکے مددگار آ گئے اور اُسے چھڑا لے گئے
اُسنے نامہ لکھا کہ ہمیں راستہ نہ طاق کا بتا دو اور ملکہ کو ہمارے سپرد کر دو ہم تمھارے ملک و مال سے
کوئی غرض نہیں رکھتے ہیں باپ نے میرے مجھکو تو اسطرف روانہ کر دیا اور جواب کے لیے تین روز کی
مہلت طلب کر کے بیابان تمشاد کو گیا ہے کہ تیغ موج قضا اور علم شعلہ فشان پر قبضہ کروں اُسکے
بعد دشمن سے مقابلہ کروں اگر وہ وہاں گیا ہوگا اور علم و تیغ میرے باپ کے قبضہ میں آ گیا ہوگا
تو یقین ہے کہ یہ صاحب تصویر ہاتھ سے میرے باپ کے قتل بھی ہو گیا ہوگا یہ کہکر رونے لگی اور یہ
شعر پڑھا [illegible] + [illegible] سے زبیکسی باشمے بر دخبر سے + ملکہ
غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ میں خبر وہاں کی منگا دونگی یقین ہے کہ وہ خیریت

ستے ہیں کہ احکام یزدانی کا بتہ غلط نہیں ہوسکتے اگر انکے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ فنا کے تلخئہ شفقت
جوش ہیں تو انکو کون قتل کرسکتا ہے انھیں باتوں میں صبح ہوگئی ملکہ غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ہمارے باپ کا دشمن بھی اسیر ہوا ہے اور آج وہ قتل ہوگا تم بھی تماشا دیکھنے چلو مروارید
گہر دندان نے کہا کہ مجھے ایسے تماشے سے معاف رکھو یہ کام سنگدلونکا ہے کہ وہ بیٹھا ہوں سے
قتل کا تماشا دیکھیں غلطان گہر رشک جادو نے بہت سمجھایا کہ چچا تمھارے ناراض ہونگے کہ
اسکو ہمارے دشمن ہے کے قتل کی خوشی نہیں ہے جو یہ تماشا دیکھنے کو نہ آئی اسوقت چلنا ہی مناسب
ہے اسوقت چاہے آنکھیں بند کر لینا اور نہ دیکھنا کوئی نہیں دیکھیگا کہ کون دیکھ رہا ہے اور کس نے
آنکھیں بند کر لی ہیں ملکہ راضی ہوئی گرداب جادو کو وہیں چھوڑا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو
ومروارید گہر دندان و مرجانہ سرخپوش سازو سامان شاہی کے ساتھ طرف میدان خونی
کے روانہ ہوئی غلطان گہر رشک جادو نے نسیمین دیکر پوشاک ملکہ مروارید کی بدلوائی
تھی سواری ملکہ کی بصد جاہ و تجمل کے ساتھ پہونچی ہے ادھر بادشاہ قلعہ بھی بڑی دھوم سے
آیا تمام اہل شہر جمع ہوئے اب سیماب جادو نے دختر کیطرف دیکھکر کہا کہ قیدیونکو لاؤ ہنوز
سخن ناتمام تھا کہ شعلہ سے شوخ چشم جادو وخواص ملکہ غلطان گہر رشک جادو قیدیوں کو
لیے ہوئے آئی اور جیسے ہی ریگ پر پڑا نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر سکندر رستم خو
پر پڑی اسنے دل میں کہا کہ افسوس یہ لڑکا قتل ہوتا ہے خداوندا تو نے یہ تصویریں اسی لیے
بنائی تھیں کہ اسے طلسم سے مٹائی جائیں بار ربیع البخشندہ کو دیکھا یا اسکو اپنے سینے میں
آجتک نظر سے غائب رہے تھے ادھر سیماب جادو نے جلاد کو حکم دیا کہ قتل کران سب کو
کہ ایک دم انکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے بس یہ سنتے ہی جلاد خونخوار مریخ شعار لباس سرخ
پہنے ہوئے گلے ہوئے ناک کان کا ہار اسکے گلے میں پڑا ہوا ایک پٹی مثل تحت الحنک کے
بندھی ہوئی شمشیر برہنہ ہاتھ میں پیترے بدلتا ہوا قریب سکندر رستم خو کے پہونچا اور کہا
کہ جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہے سیماب جادو نے آواز دی
کہ حسرت کیا پوچھتا ہے جلد قتل کر کہ یہ قیدی لائق رحم نہیں ہیں پس ادھر تو جلاد نے تلوار اٹھائی
ادھر مروارید گہر دندان اور غلطان گہر رشک جادو نے آنکھیں اپنی بند کریں جلاد
نے تلوار ماری کہ سر قلم ہو گیا لاش پھڑکنے لگی ساتھ ہی اسکے جلاد نے سیارہ نقلی اور
گرداب دریا نشین کو بھی قتل کیا ان تینوں کے قتل ہوتے ہی طبل شادیانہ پر
چوب پڑی زر روپیہ ہر سے لٹنے لگا لوگوں نے مبارکباد دی بادشاہ وہیں سے انعام تقسیم
کرتا ہوا داخل محل شاہی ہوا اب سامان جشن ہونے لگا طلے لگے آکر جمع ہوئے صحبت عیش و
طرب آراستہ ہوئی مروارید گہر دندان نے ملکہ غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ بہن مجھے
تو باغ میں بھیجدو کہ میرا جی گھبراتا ہے ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ میں بھی چلتی
ہوں یہ سیماب جادو کے پاس آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ میں نے بھی اپنے باغ میں
صحبت جشن قرار دی ہے اگر اجازت ہو تو جاؤں سیماب جادو نے کہا سدھارو یہ سلام

کرکے رخصت ہوئی اور مع ملکہ مروارید گہر دندان اپنے باغ مین آئی لیکن مرجانہ سر خیوش جادو
وہین رہی جسوقت صحبت جشن آراستہ ہوئی تمام ارکین دولت جمع ہوئے سیماب جادو
مع ملکہ صدف خوش آب جادو آکر مسند پر جلوہ گر ہوا اسنے مرجانہ سر خیوش جادو
سے کہا کہ کب جا کر پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال لاکہ مین اُسے سب کے روبرو منقل آتشین
پر جلا دونگا حکم اُس پرچہ کا غلط نکلا دشمن پر مین فتحیاب ہوا ایک خادمہ نے منقل لاکر
سامنے رکھدی مرجانہ سر خیوش جادو گئی اور پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ لائی اور ہاتھ
مین سیماب جادو کے دیا سیماب جادو نے پرچہ کو دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ جادو
نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا اچھا نہین جو دل کو تملکہ مین ڈالے اور پریشان کرے جلا ہی
دیجیے صدف خوش آب جادو نے کہا کہ ہے تو یہ مگر بات دور کی کہتی ہے صاحب مجھکو
بھی اس کاغذ مو نے سے تو دہشت کون کے مارے مجھکو آدھی جان کا کر دیا یہ کہکر کاغذ ہاتھ سے
سیماب جادو کے سے کر جلا دیا اب مرجانہ سر خیوش جادو کو اطمینان ہوا تھوڑی
دیر بیٹھکر اسنے کہا کہ ملکہ کے جلسہ کا تمام انتظام میرے ہی سپرد تھا وہان کی نہ معلوم کیا
حالت ہوئی اجازت ہو تو مین بھی جاؤن سیماب جادو نے کہا تو ملکہ کے ساتھ ہی کیون
نہ چلی گئی تجھے روکا ہی کس نے تھا مرجانہ سر خیوش سلام کرکے رخصت ہوئی اور
باغ ملکہ کیطرف چلی دیکھا اندر قلعہ کے گلی گلی ناچ ہو رہا ہے گھر گھر جشن ہے تمام قلعہ مین
چراغان ہے ایک ہنگامہ برپا ہے مرجانہ سر خیوش تماشا دیکھتی ہوئی آکر باغ مین
پہونچی ملکہ غلطیان گہر رشک جادو پاس مروارید گہر دندان کے بیٹھی ہوئی
ہولین خفا رہی تھی کہ نہ معلوم کیا ہوتا ہے اگر والد ماجد نے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کو دیکھ
لیا تو بڑا غضب ہوا سارا کھیل بگڑ جائے گا مرجانہ سر خیوش جادو نے جاتے ہی
مبارکباد دی ملکہ نے کہا کہ مین اس مبارکباد کا مطلب نہ سمجھی مرجانہ سر خیوش
نے کہا کہ اب کھٹکا مٹ گیا کہ پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا میرے سامنے جلا دیا گیا آپ کے
والد ماجد نے پرچہ احکام دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ مین نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا کیا
جس سے فال بد نکلے ورنہ آپ نے اُنھون نے جلا دیا ملکہ نے مرجانہ سر خیوش کو گلے
سے لگا لیا اور کہا کہ واقعی مین تو نے کیا کام کیا ہے اور اشارہ سے کہا اب تو یہان خیر ہین
ذرا شاہزادون کی خبر لین وہ نہایت نازک مزاج ہین ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائین یہ کہکر خدمت
شاہزادہ سکندر رستم شکوہ مین آئی اور مرجانہ سر خیوش کو وہین چھوڑ آئی شاہزادہ
سکندر رستم شکوہ نے کہا کہ ہمین قتل کر آئین ملکہ نے کہا کہ تمھارے بھیجنے کو آئی اور سب
ماجرا بیان کیا لیکن سکوت مین تھی کہ اب کیا تدبیر کرون کہ مروارید گہر دندان کا
سکندر سے سامنا کرا دون ورنہ بڑی دقت ہوگی ایک میزبان سے دو مہمانون کی خاطر
سطرح کہان ممکن ہے کہ حال ایک کا دوسرے پر ظاہر بھی نہ ہونے پائے اب انکی خفگی
کا خوف تو مٹ گیا کہ جس حال مین ہم ہین اسی حال مین وہ بھی ہین وہ مجھے طعنہ کیا

دے سکتی ہین مگر ہان یہ بھی ایک بے شرمی کی بات ہے کہ مین خود اس بات کو اُسسے بیان کرون یہ
تو یہان اس کشمکش مین ہے اور وہان مرجانہ سرخیوش جادو نے ملکہ مروارید گہر دندان
سے کہا کہ آج آپ کو سکوت زیادہ ہے اسکا کیا باعث ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچکر عرض کیا
کہ مجکو ان دونون قیدیون کے بیگناہ قتل ہونے کا بہت رنج ہے اگر کوئی قصور انکا ہوتا تو بھی
غنیمت تھا افسوس کہ یہ لوگ آتش پرست انتہا کے ظالم ہوگئے ہین اور ظلم اچھی چیز نہین ہے
جو ظلم کرتا ہے وہ برباد ہوجاتا ہے کیسے کیسے بادشاہ اور وہ قوم کہ جنھون نے دعوے خدائی کے کیے
تھے انکو مسلمانون کے ہاتھ سے کسطرح مٹ گئے کہ پتہ بھی نہین ہے پاؤن تھرا رہے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے + کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے + مرجانہ سرخیوش نے
عرض کی کہ اب ان خیالات کو دور کیجیے جو مر گیا وہ زندہ نہین ہوسکتا چلیے آپ کو ایک تماشا دکھا
دون ملکہ نے کہا تو بھی بڑی سنگدل ہے کہ ایسی حالت مین تجھے تماشے کی سوجھی ہے مرجانہ
سرخیوش نے کہا کہ جسوقت وہ تماشا دیکھیے گا یہ سب غم غلط ہوجاینگے اور مجکو بے رحم دل
مین نہ کہیے گا یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیا اور اس مقام پر آئی جہان کہ سکندر رستم خو و سیار رنگو چوبک
و ملکہ غلطان گہر رشک جادو اپنی ہمراز کنیزون سمیت بیٹھی ہوئی تھین پہلے تو ملکہ جھجکی کہ یہ کون
غیر مرد آ بیٹھا ہے جب مرجانہ سرخیوش نے کہا کہ یہ غیر مرد نہین بلکہ آپکا بچھڑا ہوا بہنوئی
ہے تو مروارید گہر دندان ہنسی اور کہا اسکی جان سے دور یہ تو بالکل وہی معلوم ہوتا ہے جیسا
ایک گنہگار قتل کیا گیا ہے اور اسکا رفیق بھی ویسا ہی ہے جیسا اُسکا رفیق تھا مرجانہ سرخیوش
نے کہا کیا ہوا خدائی مین ایسے بہت سے لوگ پڑے ہین جنکی صورتین اسقدر مشابہ
ہین کہ ایک کو چھپاؤ اور دوسرے کو نکالو ابھی تک مروارید گہر دندان بھی کھڑی تھی اور
باتین کر رہی تھی پوچھا شادی انکی کب ہوئی کہ ہم کو خبر تک نہین مرجانہ سرخیوش
ہنسی اور کہا کہ حقیقت مین آپ جتنی بھولی ہین شادی ابھی ملکہ کی نہین ہوئی ہے اور
یہ وہی شخص ہے جسکے قتل کی خوشی ہے ملکہ نے اسکا ہم شبیہ بنا کر قتل کروا دیا اور اسکو چھپا ڈالا
کہ دل ملکہ کا اسپر آگیا تھا اب دیکھیے شادی کب تک ہوتی ہے اور کیا صورت شادی
کی نکلتی ہے یہ سنکر ملکہ مروارید گہر دندان سامنے چلی آئی سکندر تو متحیر ہوے کہ یہ کون
ہے اور غلطان گہر رشک جادو غرق شرم مین غرق ہوگئی گردن جھکالی مرجانہ سرخیوش
نے سکندر سے اشارہ کیا کہ یہ بڑی بہن ملکہ کی ہین شاہزادہ برائے تعظیم اُٹھا اور ملکہ
کو سلام کیا ملکہ نے دعا دی اور غلطان گہر رشک جادو کیطرف دیکھکر مسکرائی اور کہا
کہ بہن ہم سے کیون چھپاتی ہو اب تمہاری تھوڑی تو ایک حالت ہے بقول شخصے کیس
جنگل مین اکیلا ہی تجھے [illegible] خوب گذرے گی [illegible] یہ کہکر مسند
پر بیٹھ گئی اب تو ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان اور سکندر رستم خو یہ سب
ایک جگہ بیٹھے اور صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب اس جشن سے فرصت ہوئی تو بیمار جادو
نے یہ تجویز کر دیا کہ اب عقد [illegible] چاہیے کہ یہ جوان ہوئی صرف خوشی آپ جادو

سے دختر کو بلا بھیجا ملکہ غلطان گہر رشک جادو خدمت میں اپنے والدین کی آئی سیماب جادو
نے کہا اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم گھر اپنا بساؤ اور باغ جوانی کا پھل لاؤ ملکہ نے شرم سے
گردن جھکا لی اور دل پر تیر پڑا کہ دیکھیے اس نقش کی شورش کس حد کو پہنچتی ہے اور مآل اس
شادی کا کیا ہوتا ہے ملکہ اسوقت تو خاموش ہو رہی دوسرے وقت کہلا بھیجا میں نہیں
چاہتی کہ زندگی میں آپ کے قدموں سے جدا ہوں شادی میری نہ کیجیے ورنہ باعث ناشادی
ہوگی اور میں غم فرقت آپ کا نہ اٹھا سکونگی جب سیماب جادو نے نہ مانا اور کہلا بھیجا
شادی ضرور ہونا چاہیے کہ نسل قائم رہے چونکہ فرزند نرینہ خداوند نے مجھکو نہیں عطا
کیا لیکن میرے لیے دختر بھی بجائے پسر ہے ملکہ غلطان گہر رشک جادو پریشان ہے
کہ اب کیا فکر کروں اور کیونکر اس بلا کو ٹالوں شہزادہ سکندر رستم خو اور سیارہ کو جاسوس
نے جو یہ حالت پریشان غلطان گہر رشک جادو کی دیکھی سبب دریافت کیا انھوں
نے تو بہ سبب حجاب کے نہ بیان کیا لیکن مرجان سرخ پوش نے سب کیفیت
شاہزادہ سکندر رستم خو سے بیان کی یہ سنکر چہرہ سکندر کا سرخ ہو گیا اور کہا اے ملکہ
اب اگر ایسا کلام میرے گوش زد ہوا تو تمام قلعہ سیماب کو تاخت و تاراج کر دونگا اور
اندر قلعہ کے گھس کر باپ کو تمھارے مار ڈالونگا ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے
کہا کہ صاحب زیادہ طنطنہ اچھا نہیں ہوتا ابھی کل کی بات ہے کہ کسطرح گرفتار ہو کر آئے
تھے تمھارا ارادہ تھا وہ بھی چلا گیا اب جو ہمت کرتے ہو تو کیا کر لوگے انجام یہ ہوگا کہ راز
فاش ہوگا ہم رسوائے عالم ہونگے تم قتیل ہو جاؤ گے میں اسکی ایک تدبیر سوچتی ہوں ایک
ایسی شرط پیش کرونگی کہ وہ کسی سے سوا تمھارے پوری نہ ہو سکے گی وہ یہ ہے کہ ایک دیو ہے
نام اسکا مغرور سرکش ہے وہ دیو سرکشان قاف میں نہایت ممتاز ہے اسکو میرے
باپ نے منطقہ زہرہ کے تحفظ جان اپنا قرار دیا ہے جس مقام پر کہ تیغ قتل سیماب جادو
اور چراغ حیات ساحران رکھا ہے یعنی اسکی اس دیو کے سینے میں ہے کہ بغیر اس چراغ کے
ساحران قلعہ سیماب کا رد نہیں ہو سکتا اور بغیر اس تیغہ موج فنا کے قضا سیماب جادو
کی نہیں ہے لہذا میں یہ شرط پیش کرتی ہوں کہ جو اس دیو کو مارے وہ میرا شوہر ہو سکتا ہے نہ
کوئی اس دیو پر غالب آسکے گا نہ میری شادی ہوگی یہ کہکر پاس اپنے باپ کے کہلا بھیجا
کہ شوہر ایسا ہونا چاہیے جو زوجہ سے زبردست ہو تاکہ عورت مرد کے دباؤ میں رہے
اور اسکی عزت سمجھے لہذا جو ایسا زور آور ہو کہ دیو مغرور سرکش کو مارے وہ میرا شوہر
ہو سکتا ہے جسوقت یہ پیام ملکہ کا سیماب جادو کو پہنچا یہ سمجھ گیا کہ ملکہ کو شادی
کسیطرح منظور نہیں ہے جو ایسی شرطیں وہ پیش کرتی ہے خیر نہ سہی لیکن جن شاہزادوں کے
پیام آئے ہوئے تھے انسے یہی شرط کہلا بھیجی کہ اگر عقد ملکہ کے ساتھ چاہتے ہو تو جاکر
دیو مغرور سرکش کو زیر کرو یا جان سے ہارو یہ پیام سنکر بہت سے بزدل تو خاموش
ہو رہے کہ ہم ایسی شادی سے باز آئے جسکی فکر میں جان پر آبنے عروس ملنے کے عوض

عروس اجل سے ہمکنار ہونا پڑے لیکن جو لوگ کہ زور آور تھے اور اُنکو اپنے قوت بازو پر بہت گھمنڈ تھا انھوں نے تیاری کی اور لشکر کو ساتھ لے کر طرف کوہ چقماق کے روانہ ہونے کہ یہی مسکن اُس دیو کا تھا انکا حال بر وقت لکھا جائیگا لیکن اب احوال شاہزادہ سکندر رستم جو کا سنیے ملکہ غلطان کہر بشنگ جادو سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تمھارے خواہشمند جان پر کھیل کر اُس دیو کے مقابلہ کو پہونچ جائیں اور کوئی شخص اُس دیو کو مارے تو پھر یا تمھیں بد عہدی کرنا پڑے گی یا ہمیں تم سے دست بردار ہونا پڑے گا اس سے بہتر یہ ہو کہ تم ہمیں بھی مسکن دیو کا بتا دو تاکہ جا کر اُس دیو کو مار کر حقدار عقد کے ہو جائیں ملکہ غلطان کہر بشنگ جادو نے کہا کہ اُس دیو کا مرنا ممکن ہی نہیں اسلیے کہ وہ دیو نہایت زبردست ہو دیو تو اُسکے نام سے کانپتے ہیں آدمزاد کی کیا بنیاد جو اُس دیو سے لڑے گا فرمایا کہ میں تو ضرور اُس سے لڑونگا اور اگر نہ بتاؤ گی تو قلعہ میں گھس کر تمھارے باپ کو مار ڈالونگا کیونکہ یہ سارے فسادات اُسی کی ذات سے ہیں ملکہ نے کہا کیا خوب محبت آپ کی ہو کہ جس کی الفت کا اظہار اُسی کا گھر مٹانے پر تیار میرے باپ کو قتل کرنے کے لیے موجود ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر وہ راہ راست پر آیا تو مجھے اُس سے کچھ سروکار نہیں اور اگر تمھارے ساتھ شادی کرنے میں عذر و حیلہ کرے گا تو بیشک اُس کے لیے یہی ہونا ہو کہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا یہ فرما کر تلوار کھینچی اور اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ نے تیور سکندر کے بدلے دیکھے یقین ہوا کہ بیشک یہ جو کچھ کہتا ہو ایسا ہی کر گذرے گا راز بھی فاش ہوگا اور اسکی جان بھی جائیگی بس جلدی سے دامن شاہزادہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ صاحب بیٹھو تو سنو تو سہی فرمایا کہ اب مجھ پر ایک دم یہاں ٹھہرنا شاق ہو اب یا قتل اپنے باپ کا گوارا کر یا پتہ اُس دیو کا بیان کرو کہ وہ کہاں رہتا ہو آخر ملکہ کو مجبور ہو کر پتہ بتانا پڑا کہ قلعہ سیماب سے بجانب جنوب ایک کوہ واقع ہو اور نام اُسکا کوہ چقماق ہو وہی کوہ مسکن اُس دیو کا ہو لیکن قتل کرنا اُس دیو کا ممکن نہیں بغیر میری مدد کے اور میری اعانت سے یہ راز سیماب جادو پر ظاہر ہو جائے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس دختر کو خود عقد اپنا اسی شخص کے ساتھ منظور تھا اور آپ کو تمام اہل قلعہ مع سیماب جادو پہچان چکے ہیں جسوقت آپ دیو کو مار کر پھریے گا اور درخواست شادی کی کیجیے گا تو باپ میرا میرا دشمن ہو جائے گا مگر خیر اب تو آپ کو دل دیا دیکھیے اس دل کی بدولت کیا کیا رسوائیاں اور مصیبتیں پیش آتی ہیں ہم نے بھی اب دل کو یکسو کر لیا بقول شاعر رباعی سر بدگلہ اختصار می باید کرد + یک کار ازین دو کار می باید کرد + یا تن برضاے دوست می باید داد + یا قطع نظر ز یار می باید کرد + گو یار سے قطع نظر کرنا کہاں ممکن اب جان مال و آبرو سب آپ کے سپرد کیا یہ کہکر انگوٹھی اپنی اُتار کر سکندر کو دی اور رونے لگی کہ آج ہم اپنے ہاتھ سے اپنا گھر برباد کرنے کا بندوبست کرتے ہیں شاہزادہ اسکے رونے پر متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ بہ ایمان خود اگر باپ تمھارا متعرض نہ ہوگا تو میں اُسکے دین و مذہب سے بھی سروکار نہ رکھونگا

حضرت تمھین ساتھ لیکر جانب نہ طاق چلا جاؤنگا ہان اگر اُسنے خود اجتماع سے جناب کی تو
مجبوری ہے یہ فرما کر سیارہ کو اپنے ساتھ لیا اور چور دروازہ سے نکلکر جانب کوہ چقماق روانہ
ہوئے یہان ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے خیال کیا کہ اب آثار اسکے نہین ہین یہ راز
ظاہر ضرور ہی ہوجائے گا لہذا اب اس قلعہ مین رہنا اچھا نہین ہے یہ خیال کرکے مرجانہ سبز پوش جادو
سے کہا کہ مین تو باغ دلفروز کیطرف جاتی ہون اور باجی صاحبہ کو بھی لیے جاتی ہون تو یہین رہ
اگر کوئی بے ترتیبی ظہور مین آئے تو مجھے آگاہ کرنا یہ کہکر اپنے باغ کیطرف روانہ ہوئی مرجانہ
سبز پوش خدمت مین سیماب جادو نی پہونچی اور عرض کی کہ ملکہ تو اپنے باغ مین تشریف
لے گئی ہین اور مجھے یہان چھوڑ گئی ہین نہین معلوم مجھ پر کیا عتاب ہے اب مین حضور ہی کی خدمت
مین رہونگی سیماب جادو نے کہا کہ جسوقت ملکہ باغ سے پھر کر آئے گی تو مین اُسے سمجھا دونگا
بالفعل تو یہین رہ اور رنجیدہ نہ ہو یہ تو یہان مقیم ہوتی ہے اور ملکہ باغ دلفروز مین سکندر کی
منتظر ہوکر بیٹھی ہے اور شاہزادہ سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک راستہ کوہ چقماق کا طے
کررہے ہین جسوقت قریب کوہ چقماق پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور آتے
آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک شاہزادہ پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور
قریب کوہ چقماق کے خیمہ زن ہوا تھا کہ دوسری گرد اڑی اور ایک بادشاہ اور اسی ہزار
سوار سے آکر پہونچا اور اسنے بھی قریب کوہ چقماق کے خیمہ برپا کیا یہ دونون بھی ملکہ کے خواستگار
ہین نام ایک کا سلیمون دیو کش اور دوسرے کا نام بلقان فیل زور ہے یہ بھی اسی ارادہ
سے آئے ہین کہ دیو مغرور سرکش سے مقابلہ کرین اور اسے زیر کرکے ملکہ غلطان گہر رشک جادو
سے شادی کرین شاہزادہ سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک مرکب کو چمکا کر قریب کوہ چقماق
کے پہونچے دیو مغرور سرکش نے جو دیکھا کہ تمام صحرا آدمزادون سے مملو ہے لشکر اُترے ہین
یہ نہایت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ کیا عنایت خداوند ابلیس کی میرے حال پر ہوئی کہ مہینون
کی خوراک اُسنے جمع کردی یہ سب کے سب خود بخود یہان اجل ہوتے کو آکر اس صحرا مین قیام
پذیر ہوئے سچ کہا ہے ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد بس
یہ کوہ پر سے اُترکر چلا تھا کہ اپنی جانب ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا ہنسا اور پکارا کہ
او آدمزاد تو کون ہے اور کس ارادہ سے اسطرف آتا ہے اگر خداوند ابلیس نے تجھکو میرا
طعام معین کیا ہے تو آ اور منہ مین میرے آ جلد سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او کافر منم
سلیمان قاف یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون مین نے
تجھ سے زیادہ زیادہ قوی تن دیوونکو پست کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے بہتر ہے کہ ابلیس
پرستی کو ترک کر اور خدا پرستی اختیار کر ورنہ مثل دیو شدید و دیو آتشبار کے میرے ہاتھ
سے مارا جائے گا یہ سُنکر دیو مغرور نے کہا کہ تو دیو آتشبار اور دیو شدید کے مثل مجھے
نہ سمجھنا مین وہ ہون جسکی مثل خداوند ابلیس نے پیدا ہی نہین کی ہے اور معلوم ہوا کہ تو
ہمارے دیوون کی قوم کا دشمن ہے اب قتل کرنا تیرا جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اسنے لنگور زنجیر بند کا

وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے سپر ابر لکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دونون ٹکڑے زنجیر سے کٹ کر
علیحدہ گرے اس اثنا مین سلیمون دیو کش اور بلقان فیل زور بھی آگئے اور تماشا جنگ
سکندر رستم کا دیو مغرور سرکش کے ساتھ دیکھنے لگے یہان شاہزادہ نے وار
مغرور سرکش کا رد کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ تیغہ دیو نے اپنی شاخ پر روکا تیغہ ٹوٹ
گیا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی سکندر کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ تیغہ ٹوٹنے والا نہ تھا اب
دیو نے قصد کیا کہ سکندر کو شاخون پر اٹھا لون سکندر رستم خو نے دونون شاخین
دیو مغرور کی پکڑ لین اور زور کرنے لگے پینگ چلنے لگے ادھر دیو مغرور زور کر رہا ہے
اور چاہتا ہے کہ شاخین چھوٹین تو اسکو اٹھا لون ادھر شاہزادہ ایک پانون بڑھائے
ہوئے شاخین دیو کی مضبوط ہاتھون مین پکڑے ہوئے زور کر رہا ہے سلیمون دیو کش اور
بلقان فیل زور یا تو کہتے تھے کہ یہ نوجوان مفت لقمہ دہان دیو ہوا چاہتا ہے یا زور و پنجہ
سکندر رستم خو کی دیکھ کر وجد کرنے لگا اور تعریف کی کہ اتنے بڑے دیو سے اسطرح
مقابلہ کرنا یہ تیرا ہی کام ہے دوسرے کی مجال نہین کہ اس لنگر کو سنبھال سکے سکندر رستم خو
پھر بھی کا ئل دیو سے لڑ رہے تھے اب دیو مغرور نے قصد کیا کہ شاخین چھڑا کر بھاگ جاؤن کہ
یہ بلا سے بے درمان معلوم ہوتا ہے اور لقمہ چرب نہین بلکہ لقمہ سخت ہے اسکا نگلنا دشوار
ہوگا یہ قصد کرکے اسنے جھٹکا مارا سکندر نے دونون شاخونکو اسکی بل دیا کہ یہ دیو مغرور
پہلو کیطرف سے پلٹ کر چیت ہو گیا بس شاہزادہ سینہ پر دیو کے آ بیٹھا اور فرمایا کہ
کیا کہتا ہے دیو مغرور نے کہا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ قضا میری خداوند ابلیس نے
پیدا ہی نہین کی پھر مین ڈرون تو کیا ڈرون اگر تجھ سے مین قتل ہو سکون تو تو شوق سے
قتل کر ڈال یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے قضا کو تو ملک الموت کیواسطے
بھی معین کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر خنجر سینے پر دیو کے مارا کہ جھنا ٹا ہوا اور یہ معلوم ہوا
کہ خنجر کسی پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا دیو ہنسا اور کہا دیکھا تو نے ہم نہ کہتے تھے کہ موت
ہماری خداوند ابلیس نے معین ہی نہین فرمائی ہے شاہزادہ پریشان تھا کہ حربہ اسپر اثر
نہین کرتا اب کیا فکر کرون کہ سیارہ کو چاک سے وہ انگشتری یاد دلائی جو چلتے وقت
ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے شاہزادہ سکندر رستم خو کو دی تھی اور بتا دیا تھا
کہ جسوقت تم دیو پر غالب آنا تو عکس نگینہ انگشتری کا اُسکے سینہ پر ڈالنا اُسکے بعد خنجر سے
سینہ چاک کرکے کلید نکال لینا دیو پھوٹ کر مر جائے گا اور اگر عکس انگشتر کا نہ ڈالو گے
تو حربہ دیو پر اثر نہ کرے گا اور نہ دیو مغرور قتل ہو سکے گا بس شاہزادہ کو فوراً باتین ملکہ
غلطان گہر رشک جادو کی یاد آگئین اور عکس انگشتر کا سینے پر دیو کے ڈالا یہ معلوم
ہوا کہ سینہ دیو کا نہایت نرم ہو گیا ہے اور دیو بے حس و حرکت ہو گیا بس شاہزادہ
سکندر رستم خو نے سینہ دیو کا چاک کیا اور کلید نکال کر قبضہ مین کی دیو پھٹنے لگا
شاہزادہ کود کر علیحدہ ہوا دیو مغرور تو پھٹ کر واصل جہنم ہوا اور شاہزادہ کلید کو

سے کر کوہ چقماق کیطرف بڑھا کہ تیغہ اور چراغ قبضہ میں کروں کہ سلیمون دیوکش کو رشک ہوا
اسنے بلقان فیل زور سے کہا کہ بڑا غضب ہوا اس خدا پرست نے اس دیو کو مارا اور
اب تیغ و چراغ پر قبضہ کرنے جاتا ہے اگر تیغہ اور چراغ اسکے ہاتھ آگیا تو یہ معشوق پر بھی قبضہ
کرے گا اور سیماب جادو بھی خوف جان کی وجہ سے شادی ملکہ غلطان گہر رشک جادو
کی اسکے ساتھ کردے گا بڑے حیف کی بات ہے کہ انوان پرستوں کی دختر اور خدا پرست کے
قبضہ میں آجائے اس سے بہتر یہی ہے کہ اسے قتل کر ڈالو نہ یہ ہوگا اور نہ غلطان گہر رشک جادو
سے شادی کرے گا بلقان فیل زور نے کہا کہ رائے تمھاری بہت درست ہے مگر اس سے
کون لڑ سکتا ہے تم نے دیکھا تم نے کہ اسنے اتنے بڑے دیو کو کسطرح ذلیل کرکے مارا سلیمون دیوکش
نے کہا کہ یہ دیو دیکھنے ہی کے ہوتے ہیں میں نے بھی ایک دیو کو مارا ہے اسی روز سے میں
دیوکش مشہور ہوا ہوں اور تم بھی فیل زور مشہور ہو مثل مشہور ہے کہ ایک کی دو اور دو یہ لاکھو
زبردست ہو پھر ایک ہی ہے اور ہم تم دو ہیں بلکہ ہزاروں کا لشکر بھی ساتھ ہے اب
اسوقت شرم سپہ گری کو اٹھا دو اور غیرت ایمانی سے کام لو اگر ہم تم ایک ہو کر اس سے
لڑینگے تو یہ کیا کر سکتا ہے مثل مشہور ہے ع مور دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را
یہ کہکر باگ مرکب کی کی اور آواز دی کہ او سرکش کہاں جاتا ہے تو دیو مغرور کو مار کر بہت خوش
ہے اب قضا تیری ہمارے ہاتھ سے ہے کہ ہم بھی ملکہ کے عاشق ہیں ہیں تیرا زندہ رہنا اچھا
نہیں معلوم ہوتا ہے ہوشیار ہو جا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ سکندر رستم خو کے پہنچا
اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ سلیمون کا قلم کیا سلیمون دیوکش نے تلوار جوانے کی
سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب
جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا چاہتے تھے زمین پر ماروں کہ استخوان اسکے پارہ پارہ
ہو جائیں کہ بلقان فیل زور آپہونچا اور اسنے تیر مارا شاہزادہ نے بجائے سپر سلیمون
کو آگے بڑھا دیا مگر قضا اسکی نہ تھی کہ تیر زنجیر پر پڑا زنجیر کٹی اور سلیمون ہاتھ سے چھوٹ کر
زمین پر گرا اور گرتے ہی بھاگا ادھر شاہزادہ کو بلقان فیل زور پر غصہ آیا کہ اسنے میرے
شکار کو چھڑا دیا بس اسی غصہ میں جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارتے ہیں بلقان نے سپر کو اٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ تلوار بھلا سپر سے کب رکنے والی تھی تلوار نے سپر کو مانند قرص
پنیر کے کاٹا اور پیمانہ خود سے گذر کر سر پر پہنچی اور کاسہ سر سے بھی مانند قطرہ مے گلرنگ کے
گذرتی ہوئی گردن و صدر و کمر کو دو کرتی ہوئی زین فرس پر پہونچی سکندر نے جھٹکا جو
مارا راکب و مرکب دونوں کے چار ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی آپڑی
ادھر سلیمون دیوکش نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ مار لو اسکو یہ جانے نہ پائے یہ
کہکر خود بھی مرکب پر سوار ہو کر مع فوج شاہزادہ پر گرا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا
سکندر نے بھی لاشیں گرانا شروع کیں مگر کہاں تک قتل کرتے ایک لاکھ تیس ہزار
فوج کا یہ فرق تھا ریلا لشکر کا کم نہ ہوتا تھا جو ایک گرتا تھا تو دس مقابلہ کو آجاتے تھے

دوپہر تک چل جنگ رہی اب سکندر کی یہ حالت ہوئی کہ قبضہ تلوار کا ہاتھ میں اگر چہ تھا لیکن پسینے سے چھوٹ چھوٹنے لگا سم مرکب کے غرق خون ہو گئے خود بھی زخموں میں چور ہو گئے ادھر مہتر سیارہ گو کہ ہیئت تبدیل کیے ہوئے ڈر رہا ہے جب اپنے آقا پر زیادہ انبوہ دیکھتا ہے دو تین حقہ آتشبازی کے پیچ مارتا ہے کہ سوار فوج کے جلتے ہیں تھوڑے سے ہٹ جاتے ہیں پھر بھیڑ ہو جاتی ہے لیکن اب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت مفر کی نہیں معلوم ہوتی اور سکندر میں اب حالت مقابلہ کی نہیں ہے اسنے دعا کرنا شروع کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا دور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے مظہر پری نژاد ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا کہ یہ اثاثہ بارگاہ یاقوت نگار کا لیے ہوئے چلا آتا تھا راستے میں ہرکاروں نے خبر دی کہ ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہے بس یہ خبر سنتے ہی مظہر پری نژاد مع لشکر سے آ پڑا تلوار چلنے لگی سکندر رستم خو پر سے یورش کم ہوا لوگ اس تازہ حریف کیطرف متوجہ ہوئے کہ یہ کہاں سے آ گیا ادھر سکندر رستم خو کو غش آ گیا پال مرکب پر سر رکھدیا سیارہ مثل پروانے کے گرد تھا مرکب اصیل تھا سوار کو اپنے لیے نکلا اور جانب صحرا روانہ ہوا یہاں مظہر پری نژاد سے شام تک تلوار چلی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مظہر پری نژاد نے خیمہ بپا کر کے ہرکاروں کو برائے تلاش سکندر رستم خو روانہ کیا ہرکارے تو سکندر کو روانہ ہوئے یہاں سلیمون دیو کش اور بلقان فیل زور نے مظہر پری نژاد سے کہلا بھیجا کہ لڑائی ہم سے اور نقابدار یاقوت پوش سے تھی تم کیوں دخل انداز ہوئے مظہر پری نژاد نے کہلا بھیجا کہ ہم غلام ہیں نقابدار یاقوت پوش کے کیونکر ممکن ہے کہ اپنے آقا کے دشمن سے نہ لڑیں اور ابھی لشکر ہمارے آقا کا پیچھے ہے میں تو صرف پیش خیمہ لے کر چلا تھا صرف ایک لاکھ جوان میرے ہمراہ ہیں یہ سنکر بلقان فیل زور نے سلیمون دیو کش سے کہا کہ جسکے سبب سے جنگ تھی وہ سنکا پتہ نہیں کہ کہاں گیا اب اس سے لڑنا بیکار ہے چل کر سیماب جادو سے اس معرکہ کو بیان کرنا چاہیے اور نقابدار نیلی پوش کی مدد سے اس لڑائی کو سر کرینگے یہ مشورہ کر کے یہ دونوں رات ہی کو کوچ کر کے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے اور سکندر رستم خو کو جو مرکب لے نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک چشمہ کے پہونچا جہاں ہری لی سکندر رستم مرکب سے زمین پر آئے تقضائے کار و اتفاقات روزگار کہ قریب اس چشمہ کے باغ سمن جادو کا تھا سمن جادو جو برائے سیر نکلی آ کر دیکھا کہ ایک جوان غرق خون زخموں میں چور چور پڑا ہوا ہے لیکن چہرہ مانند مہتاب چاردہ کے روشن ہے سمن جادو نے غلاموں سے کہا کہ اسے ہمارے باغ میں لے چلو نہیں معلوم یہ کون شاہزادہ ہے اور کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر میدان آیا ہے غرضکہ سمن جادو سکندر رستم خو کو اٹھوا کر اپنے باغ میں لائی زخموں میں ٹانکے

دے کر پٹی مرہم کی چڑھائی جسوقت آرام ملا تو سکندر کو ہوش آیا پوچھا کہ مین کہان ہون
سمن جادو نے کہا کہ اس کنیز کے گھر ہین آپ مہمان ہین نام میرا سمن جادو ہے مین منتظم
ہون کوہ چقماق کی اور مالک ہون تجلیات قلعہ سیماب کی اب آپ اپنا پتہ بتائیے کہ آپ
گل کس گلستان کے ہین اور اس طرف کیونکر تشریف لانا ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے
مردانہ وار اپنے آنے کی کل کیفیت بیان کی اگرچہ یہ جان چکے تھے کہ سمن جادو دشمن ہے مگر
کچھ پروا نہ کی اپنا اسیر ہوکر قلعہ مین داخل ہونا ملکہ غلطان گہر رشک جادو کا عشق
گرداب دریا نشین جادو کا مطیع ہونا اور برائے قتل دیو مغرور سرکش آنا دیو کو مارکر
لشکر بلقان فیل زور اور سلیمون دیو کش سے لڑکر زخمی ہونا سب کیفیت بیان کی اور
فرمایا اب یہ قصد ہے کہ اگر سیماب جادو نے شادی اپنی دختر کی میرے ساتھ کرکے
مجھے نہ طاق جانے کی راہ دے تو خیر ورنہ کلید فتح کوہ چقماق میرے قبضہ مین ہے چراغ اور تیغہ
موج فنا پر قبضہ کرکے تمام قلعہ سیماب کو تاخت و تاراج کردونگا یہ سنکر سمن جادو دریائے
فکر مین غرق ہو گئی کچھ تو اسے یہ خیال تھا کہ گرداب دریا نشین بہن میری اسکی شریک
ہو چکی ہے اس سے دشمنی کرنا گویا اس سے عداوت مول لینا ہے کبھی خیال کرتی تھی کہ ملکہ
غلطان گہر رشک جادو بھی میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہے اور یہ اسکا معشوق ہے اگر اس سے
یہ بدی پیش آئیگی تو اسے کیا منہ دکھاؤنگی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ حاکم قلعہ نے مجھکو ایسا ہی
معتمد سمجھا تھا جو اپنی زندگی کی کنجی تیرے قبضہ مین دیدی تھی اب اس سے بدی کرنا یہ بھی
خلاف شرافت امر ہے دیر تک یہ اسی کشاکش مین رہی آخرکار شاہزادہ سکندر رستم خو
سے کہا اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہانسے تشریف لیجائیے کہ آپ کا یہان رہنا میرے
واسطے باعث بدنامی ہے اب نہ مین آپ کو مہمان رکھ سکتی ہون نہ دشمنی کرسکتی ہون یہ کہکر
اپنے تعلقات ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے ساتھ بیان کیے شاہزادہ نے فرمایا
کہ مین خود یہان رہنا پسند نہین کرتا مگر اب مین یہانسے کوہ چقماق کیطرف جاؤنگا اور
تیغہ قتل سیماب جادو حاصل کرکے سیماب جادو سے درخواست شادی کرونگا
مگر مجھے بھی اتنا خیال روک رہا ہے کہ تم نے میرے ساتھ احسان کیا ہے اور تیغہ و چراغ تمھارے
ہی انتظام مین ہے ایسا نہ ہو کہ تم میرے ہاتھ سے قتل ہو یہ سنکر سمن جادو ہنسی اور کہا کہ
صاحبزادے سحر کے سامنے زور نہین چل سکتا ہے تم دیو کو مارکر یہ سمجھے ہو کہ تیغہ و چراغ قبضہ مین آگئے
جب تک مین نہ چاہون کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ کوہ چقماق پر قدم رکھ سکے
مجھ سے ایک شرارہ نکلے گا اور جلادیگا یہ سنکر ایک خواص جو قریب سمن جادو
کے کھڑی تھی کہنے لگی کہ ملکہ شاہزادے سچ فرماتے ہین آپ کا سحر کچھ نہین کرسکتا یہ سنکر
سمن جادو نے کہا کہ حرافہ تو بھی انکی ہانکے بولتی ہے یہ سنتے ہی اسنے وہی گلدستہ
جو اُسکے ہاتھ مین تھا منھ پر سمن جادو کے کھینچ مارا کہ ہر پنکھڑی اُسکی چٹاک کر
علیحدہ ہوئی اسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ سمن جادو چھینک مارکر بیہوش ہوئی

خواص سے آوازدی کہ منم مہتر سیارہ کوچک یہ رنگ دیکھتے ہی اور خواصین تو دنگ ہو گئین اور سکتے کے عالم مین رہ گئین لیکن سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ تو کیونکر یہانتک پہونچا سیارہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ جسوقت گھوڑا آپ کو لیکر لشکر سے نکل گیا ہے تو مین بھی تعاقب مین چلا تھا جسوقت قریب اس باغ کے پہونچا تو ایک عورت کو عیاری کرکے بیہوش کیا سب کیفیت یہان کی اس سے دریافت کر لی تھی اور اسی کی صورت بنا ہوا یہانتک آیا اور اثنا گفتگو مین اسکو بیہوش کیا تاکہ غرور اسکا مٹے اور آنکھ بھی ہو شاہزادہ نے سیارہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اب ہیئت اصلی پر آکر اسکو ہوشیار کر سیارہ نے سمن جادو کو ہوشیار کیا سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے سمن جادو اب تیرا قتل کر ڈالنا اور قید رکھنا دونون باتین میرے امکان مین ہین مگر چہرہ تیرا روشن ہے اور یقین ہے کہ تو دین اسلام قبول کرے گی اسوجہ سے تجکو چھوڑ دیا اب بہتر یہ ہے کہ مذہب اسلام کو قبول کر اور باسانی تیغہ وچراغ میرے سپرد کر یہ سنکر سمن جادو نے کہا کہ اے شہریار واقع مین آپ صاحب اقبال ہین اور مجھے دین اسلام کے قبول کرنے مین بھی عذر نہین ہے لیکن اسمین ایک اسرار ہے جسے مین بیان نہین کر سکتی اور ابھی وقت تیغہ وچراغ کے نکالنے کا نہین آیا ہے لیکن وہ وقت بھی قریب ہے اب آپ یہانسے تشریف لے جائین اور سیماب جادو کو نامہ لکھین اگر باشتی کام نکل آیا تو خیر ورنہ بروقت ضرورت وہ صندوق جسمین تیغہ وچراغ رکھا ہوا ہے آپ کی خدمت مین پہونچ جائے گا اور یہ راز جسے مین چھپاتی ہون اسوقت آپ پر روشن ہو جائے گا اور اگر اسوقت تیغہ وچراغ پر قبضہ کرنے کا قصد کیجیے گا تو بہت پریشان ہو جیے گا ورنہ مجھے عذر نہین ہے مین ابھی مہرہ ہٹائے دیتی ہون آپ صندوق لیجائیے سیارہ نے غور سے چہرہ کو سمن جادو کے دیکھا کہ بشرہ روشن ہے باتین راستی کی معلوم ہوتی ہین ضرور کوئی راز ہے شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ اے شہریار مجھے قول کا ملکہ کے یقین ہے آپ بھی انکے کہنے کا یقین کیجیے اگر آپ کی فتح ہے اور اقبال یاور ہے تو دشمن دغا کرکے خود ہی ذلیل ہوگا یہ سنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا صرف کلید اپنے قبضہ مین رکھی اور مع سیارہ کوچک سمن جادو سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا وہان مظہر پریزاد کو وقت صبح معلوم ہوا کہ حریف پردہ شب مین کسیطرف چلے گئے یہ بھی کوچ کرکے بتلاش شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوا تھا راستے مین ملاقات ہوئی سکندر رستم خو نے اپنی سرگذشت مظہر پریزاد سے بیان کی اور مع لشکر کوچ کرکے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے بارگاہ یاقوت نگار استادہ کی لشکر نے پڑاؤ کیا شاہزادہ نے ایک نامہ تشوقیہ لکھ کر پاس ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے ملکہ مین نے دیو کو مارا لیکن دو بادشاہون کے لشکر

سے مقابلہ پڑا بروقت میرا لشکر بھی آگیا خوب جنگ ہوئی اب وہ دونون بادشاہ ہزیمت
خوردہ قلعہ سیماب مین آگئے اور مین بھی سامنے قلعہ سیماب کے خیمہ زن ہوا ہون نامہ
تمھارے باپ کو لکھتا ہون اب دیکھا چاہیے کہ جواب نامہ صلح سے ملتا ہے یا جنگ پیش
آتی ہے اور عالم کوہ چقماق یعنے سمن جادو میری دوست ہو گئی ہے اُسنے وعدہ کیا ہے
کہ بروقت ضرورت مین پہونچونگی اور صندوق اسلحہ حاضر کرونگی چونکہ میرے ساتھ لشکر
کثیر ہے اسوجہ سے مین نے اپنا آنا مناسب نہ سمجھا کہ تمھارے واسطے باعث بدنامی ہوگا
اگر اسوقت کام نکلے تو فساد بڑھانا کیا ضرور ہے اب انشاءاللہ بعد معاملہ یکسو ہونے کے
ملاقات ہوگی سیارہ کو چاہیے تو یہ نامہ لے کر جانب باغ دلفروز روانہ ہوا اور سکندر رستم خو
نے ایک نامہ سیماب جادو کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ مین نے شرط پوری کی یعنے
دیو مغرور سرکش کو مارا اب آپ کو چاہیے کہ وعدہ وفائی کیجیے اور شادی اپنی دختر
نیک اختر کی میرے ساتھ کر دیجیے یہ نامہ لے کر مظہر پریزاد جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا
جسوقت سے سلیمون دیو کش اور باقتان فیل زور داخل قلعہ ہوئے ہین انھون نے
سیماب جادو کو خوب بھر رکھا ہے کہ نقابدار یاقوت پوش نے اگرچہ شرط پوری
کی مگر بڑی شرم کی بات ہے کہ دختر اکوان پرست خدا پرست کے تصرف مین آئے
سیماب جادو متردد تھا کہ اگر خلاف عذر کرتا ہون تو شان بادشاہی کے خلاف ہوتا ہے
اور اگر شادی دختر کی نقابدار کے ساتھ کیے دیتا ہون تو توہین دین اکوان پرستی ہوتی
ہے یہ اسی کشمکش مین تھا کہ ہرکارون نے خبر دی نامہ دار نقابدار یاقوت پوش
آتا ہے سیماب جادو نے کہا بلالو سرداران قلعہ باہر قلعہ کے آئے اور مظہر پریزاد کو استقبال
کر کے اندر قلعہ کے لے گئے مظہر پریزاد کو دنگل جواہر نگار پر بٹھایا ساقی نے اشارہ جام
دینے کا کیا ساقی جام لبریز کر کے بڑھا تھا کہ مظہر پریزاد نے عذر کیا یہ امر سیماب جادو کو
ناگوار گذرا مظہر پریزاد نے نامہ پیش کیا سیماب جادو نے پڑھا اول حمد الٰہی نعمت
رسالت پناہی نہایت شد و مد کے ساتھ تحریر تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ مین نے شرط پوری
کی اب آپ کو لائق و لازم ہے کہ اپنی دختر نیک اختر کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے کہ مجھے زیادہ
ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے مین بہت جلد شہر طاق پر جانے والا ہون اور اگر اس عقد مین
کچھ عذر ہو تو طبل جنگ بجوایئے ہنوز کوئی جواب سیماب جادو نے نہین دیا تھا کہ ایک
چیل اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر لوٹ کر انسان بنی اور سلام کیا پوچھا سیماب جادو نے
[illegible] کوہ چقماق کی بیان کر زغن جادو نے کہا کہ سکندر رستم خو نقابدار یاقوت پوش
[illegible] دیو مغرور سرکش کو مار کر کلید حاصل کی اور زخمی ہو کر باغ سمن جادو کے
[illegible] سمن جادو نے انکا علاج کر کے حال دریافت کیا سکندر نے اپنا
[illegible] تمام حالات بیان کیے جس سے یہ ظاہر
[illegible] سننے [illegible]

سیماب جادو کو غیظ آیا اور نامہ بجواب جنگ تحریر کر کے مظہر پریزاد کو دے دیا اور کہا کہ اگر
تو دشمن خداوندا نہ ہوتا تو مین عقد دختر کا تیرے ساتھ کر دیتا مگر خبردار اب زبان پر نام ملکہ کا نہ لانا اور
قصد اسطرف آنے کا نہ کرنا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور اب صورت اُس شوخ دیدہ
گیسو بریدہ کی تا عمر دیکھنے مین نہ آئیگی مظہر پریزاد تو جواب نامہ لیکر جانب بارگاہ
سکندر رستم خو روانہ ہوا اور وہان سیماب جادو نے زغن جادو کو خلعت دیا اور کہا
اب یہ بتا کہ سمن جادو نے سکندر کو ٹال دیا تھا اور تیغہ وغیرہ نہین دیا تھا یا وقت کی منتظر
ہے اور مثل گرداب دریا نشین کے یہ بھی شریک دشمن کی ہو گئی زغن جادو نے کہا
کہ میرے نزدیک تو سمن جادو پر اعتماد اور بھروسا کرنا اچھا نہین ہے آیندہ حضور کو اختیار
ہے یہ سنکر سیماب جادو نہایت پریشان ہوا اور زغن جادو کو پاس ملکہ غلطان گہر شتاب جادو
کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اے فرزند جو شرط تم نے کی تھی وہ لقا بیدار یا فوت پوش نے
پوری کی اب تمھین لائق و لازم ہے کہ اندر قلعہ کے چلے آؤ تاکہ تمھاری شادی کا بندوبست
کیا جائے یہ پیام فریب آمیز لے کر زغن جادو خدمت مین شاہزادی قلعہ سیماب کی فوراً
روانہ ہوئے اور سیماب جادو نے مرجانہ سرخپوش جادو کیطرف دیکھ کر کہا کہ
کیون وچھوکری تو نے بھی ملکہ کا پاس کیا اور یہ تمام حالات گذشتہ مجھ سے پوشیدہ کیے
ہے کوئی اسے گرفتار کر لو اسیوقت ایک ساحرہ نے اُٹھ کر مشکین مرجانہ سرخپوش جادو
کی باندھ لین اور اُسی داروغہ زندان کو طلب کیا جسکو معزول کر دیا تھا اور حالات
دریافت کیے اُسنے تمام واقعات گذشتہ پھر سے بیان کیے اب سیماب جادو کو یقین
ہوا کہ بیشک میری دختر ہی کی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے ضرور وہ سکندر کو رہا
کر لے گئی ہوگی اُسیوقت داروغہ زندان کو خلعت دے کر پھر اُسکے عہدہ کو بحال کیا اور
قیدہ مرجانہ سرخپوش کی داروغہ محبس کے سپرد کی اور غلطان گہر شتاب جادو کا منتظر
ہوا مرجانہ سرخپوش جادو جب فلک دیکھ کر آہ سرد بھرتی تھی اور دل مین کہتی تھی
کہ کیا انقلاب زمانہ ہے کل یہ داروغہ ہمارے زیر حکم تھا آج ہم اسکے قابو مین ہین اب
کچھ حال مختصر سیارہ کوچک کا بیان ہوتا ہے کہ یہ نامہ لیے ہوئے قریب باغ دلفروز
کے پہونچا خبر ملکہ غلطان گہر شتاب جادو کو ہوئی اسنے بلا لیا سیارہ کوچک
نے نامہ شوقیہ سکندر رستم خو کا ملکہ کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے نامہ کو پڑھا اور مضمون
نامہ سے آگاہ ہو کر نہایت خوش ہوئی دل مین کہتی تھی کہ خدا کرے سیماب جادو بھی
منظور کرے کوئی اور فتنہ نہ برپا ہو اسوقت تو ساتر العیوب نے راز کو ظاہر نہین
ہونے دیا ہے آگے جو مقدر مین ہو اسکی خبر نہین ملکہ مروارید گہر و قدان نے مبارکباد
دی اور کہا کہ بہن تم بڑی خوش نصیب ہو ہم تو ایسے بدنصیب ہین کہ صورت دیکھنے کو
ترستے ہین اگر معشوق ملا تو گھر تباہ ہوا اور ماں باپ سے ملے تو معشوق سے ہاتھ
دھو بیٹھے پھر غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر

محفوظ کیا کہ اتنے مین زعفن جادو پہونچی اور ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی ملکہ نے پوچھا کہ ای زعفن جادو سمن جادو کی خیر و عافیت بیان کر زعفن جادو نے کہا کہ بالفعل تو مین قلعہ سے آتی ہون لیکن جسوقت کوہ چقماق سے چلی ہون اسوقت تک تو سمن جادو خیریت سے تھین بلکہ اُنسے شاہزادہ سکندر سے وعدہ ہوا ہی کہ اگر سیماب جادو آپ سے برخلاف ہوا تو مین صندوق اسلحہ بر وقت حاضر خدمت کرونگی اور اسوقت اسکا لیجانا اچھا نہین ہی کہ راہ مین ہزار افتادین پڑینگی بڑا خوف نقابدار نیلی پوش کا ہی یہ سُنکر غلطان گہر رشک جادو بہت خوش ہوئی اور کہا کیون نہ ہو انھون نے مجکو شل بیٹیون کے پالا ہی اسیوجہ سے سکندر کے ساتھ بدی نہین کی اور مجھے امید ہی کہ وہ ضرور بر وقت کام آئینگی اول تو خدا وہ وقت نہ لائے کہ شاہزادہ سکندر سے اور سیماب جادو سے بگڑے خیر اب یہ بتاؤ کہ تمھارا آنا اسطرف کسطرح سے ہوا زعفن جادو نے کہا کہ ایک اور خوشخبری لائی ہون وہ یہ ہی کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو طلب کیا ہی اور ارشاد کیا ہی کہ جو شرط تم نے معین کی تھی وہ جس شاہزادے نے پوری کی وہ شادی کا مستحق ہوا لہذا تمھاری شادی سکندر کے ساتھ کرنا لازمی ٹھہری ابھی نامہ وار اسکا آیا تھا اُسے بھی جواب دے دیا ہی کہ ہم انتظام شادی کا کرتے ہین اور مجکو آپ کے لینے کے واسطے بھیجا ہی غلطان گہر رشک جادو دل مین نہایت خوش ہوئی اور زیادہ اطمینان اسوجہ سے ہوا کہ اگر اسمین کوئی فریب ہوتا تو مرجانہ سرخپوش مجھے ضرور آگاہ کرتی بس فوراً ملکہ نے چلنے کا سامان کیا اور سیارہ کوچک کو اتنا پیام زبانی دے دیا کہ اب انشاء اللہ اسطرح ملنا ہوگا کہ تا قیام قیامت جدائی نہ ہوگی سیارہ کوچک پیام ملکہ کا لیکر خدمت مین اپنے آقا کی روانہ ہوا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور دو کلمہ داستان سمن جادو کے بیان ہوتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ سکندر اس سے رخصت ہوا تو سمن جادو نے پتلیان سحر کی معین کین کہ وہ برابر ہر امر کی خبر دیتی رہتی تھین خیال اسکو یہ تھا کہ اگر سیماب جادو اور سکندر سے باشتی کام نکل جائے تو کیون دشمنی کرین اور امانت مین خیانت کرین اگر جنگ کی ٹھہرے اور نقابدار نیلی پوش ہاتھ سے سکندر کے ہلاک ہو تو یہ اسلحہ شاہزادے سے سپرد کرنا چاہیے چنانچہ سمن جادو کو برابر خبرین پہونچ رہی ہین یہ بھی معلوم ہوا کہ زعفن جادو جو تیری مصاحب خاص تھی اُسنے سارا راز سامنے بادشاہ قلعہ کے بیان کر دیا قریب ہی کہ بادشاہ کیجانب سے کوئی اور حاکم معین ہو اور پروانہ معزولی کا تیرے نام آجائے بس سمن جادو درۂ کوہ چقماق مین اُس مقام پر آئی جہان تیغہ اور چراغ اسنے محفوظ کیا تھا دونون چیزون کو نکالکر سرحد کوہ چقماق سے علیحدہ لیجاکر پوشیدہ کر دیا اور ایک تیغہ و چراغ نقلی تیار کرکے اُسی درہ مین مخفی کر دیا یہ اس انتظام کے بعد منتظر وقت کی ہو کر بیٹھی وہان ملکہ غلطان گہر رشک جادو جو داخل قلعہ

سیماب ہوئی اور خدمت مین اپنے باپ کی پہونچی سیماب جادو نے قریب اپنے بلایا بس
سوقت غلطان گہر رشک جادو سامنے سیماب جادو کے آئی سر خم کیا تھی کہ باپ
سر سینے سے لگائے گا بہ شفقت پیش آئے گا لیکن وہان سیماب جادو کی آتش غضب دل مین
بھڑک رہی تھی اسنے زلفین ملکہ غلطان گہر رشک جادو کی پکڑ کر آواز دی کہ کیون او
شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے دشمن سے دوستی پیدا کی اور ہمارے حکم کے خلاف
کیا کہ سکندر نقلی کو قتل کرا کر مجرم اصلی کو رہا کر دیا بعد اُسکے شرط شادی کے بارے مین ایسی
ور پیش کی کہ سوا اُسکے کسی اور سے پوری نہ ہو سکی دیکھو تو اس حرکت کی تجھے کیسی سزا دیتا
ہون یہ کہکر دونون بازو ملکہ کی زلفون سے باندھو کر چند ساحرون کو طلب کیا اور ملکہ
غلطان گہر رشک جادو کو مع مرجانہ سبز خیمہ پوش و مروارید گہر دندان مقید کر کے
بجانب گنبد زبرجد نگار روانہ کر دیا اور زبرجد نگار جادو کو ایک نامہ لکھو بھیجا کہ اے برادر
گرامی برابر ان دونون لڑکیون سے ہوشیار و باخبر رہنا کہ اب یہ اپنے بس کی نہین رہی ہین
ملکہ غلطان گہر رشک جادو واشک حسرت دیدہ خون بار سے بہاتی ہوئی روانہ ہوئی
یہان سیماب جادو نے مطمئن ہو کر لشکر کو قلعہ کے باہر نکلنے کا حکم دیا اور ایک نامہ
نقابدار نیلی پوش کے نام لکھو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے نقابدار تجکو ہم نے آج ہی
کے دن کے واسطے تیار کیا تھا جس ظالم کا خوف تھا وہ آگیا لہذا تجھے لائق و لازم یہ ہے
کہ دیکھتے ہی یہ نامہ کوچ کی تیاری کر اور اگر حریف سے مقابلہ کر کہ دشمن نہایت زبردست
ہے دیو مغرور سرکش ہاتھ سے اُسکے مارا گیا کلید کوہ چقماق دشمن کے قبضہ مین ہے پہلے
حریف کا خاتمہ کر کے پھر کلید قبضہ مین کر کے جانب کوہ چقماق جانا اور سمن جادو کو قتل
کر کے مسکن اپنا کوہ چقماق کو قرار دینا اور تیغہ و چراغ کی حفاظت اپنے ذمہ لینا یہ نامہ
لیکر نامہ دار روانہ ہوا یہان تمام لشکر قلعہ سیماب کے باہر آیا سلیمون دیو کش اور
بلقان فیل زور بھی بیرون قلعہ آکر خیمہ زن ہوئے اور سیماب جادو نے اعلان کیا
کہ اب جو شخص سکندر کو مارے وہ بعد میرے قلعہ سیماب کا حاکم اور میری حیات مین
غلطان گہر رشک جادو کا شوہر ہے یہ خبر سنکر اور پہلوانان نامی و گرامی بھی چل چکے ہین
کہ جنکا نام بروقت جنگ آئے گا بالفعل سلیمون دیو کش نے سیماب جادو سے
اجازت لے کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو پہونچی کہ
بلقان فیل زور اور سلیمون دیو کش جنسے کوہ چقماق پر مقابلہ ہوا تھا وہ پھر قصد
مقابلہ رکھتے ہین لشکر اپنا اُنھون نے قلعہ کے باہر نکالا ہے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیا
ہے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر و نمین تیاری جنگ ہونے
لگی لیکن شاہزادہ سکندر رستم خو کی یہ حالت ہے کہ بستر غم پر کروٹین بدل رہے ہین
کسی پہلو قرار نہین ہے جب سے سیارہ کوچک ربانی سنا ہے کہ سیماب جادو نے ملکہ کو اس قریب

سے بلایا ہی کہ تیری شادی دیو مغرور کے ساتھ کر دینگے اُسوقت سے بہ سبب غم و غصہ کے
اعضا مین رعشہ ہی کہ اس مکار سیماب جادو نے علاوہ عہد شکنی کے دغا و فریب کیا نہین
معلوم کہ یہ ملکہ کے ساتھ کیونکر پیش آیا انشاء اللہ اس جنگ کو سر کر کے سیماب جادو
کو جہنم واصل کرونگا اُسکے بعد اگر ملکہ سے زندگی مین ملاقات ہوئی تو خیر ورنہ ہم بھی اُسکی
تلاش مین صحرائے عدم تک تو جائینگے اور اگر جنگ ہی مین خاتمہ بالخیر ہوا تو اور بھی بہتر
یون بھی ملکہ سے مل جائینگے بہر صورت نتیجہ ایک ہی ہی بقول درد ؎ شیخ کعبہ ہوکے
پہونچا ہم کنشت دل مین ہو + درد منزل ایک تھی اک راہ ہی کا پھیر تھا + ہان اتنا
ملال تو ضرور باقی رہ جائے گا کہ سیماب جادو سے بدلہ نہ لے سکینگے تو خدا ہمارے
عزیزوں کو زندہ و سالم رکھے جسوقت وہ ہمارے مرنے کی خبر پاوینگے تو آکر قلعہ سیماب
کو تاخت و تاراج کر دینگے اسی کشمکش مین صبح ہوئی محفل سیارگان مین برہمی نظر آئی
ماہ تابان کا چہرہ فق ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے ہوا سے سبزہ کے
جھونکوں نے گلہائے باغ و صحرا کو شگفتہ کیا سبزہ خوابیدہ کو جگایا چراغ جھلملا جھلملا کر
گل ہونے لگے نمازیوں نے وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کیا لشکر کفار سے سنکھ کی صدا
بلند ہوئی طائران خوش الحان شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے
عجیب وقت تھا اور عجب بہار تھی صحرا مین کوڑیالے کا فرش بچھا ہوا تھا درخت جھوم
رہے تھے جنگلی پھولوں کی خوشبو دماغ جان کو معطر کر رہی تھی ہوا مشک آمیز تھی سبزہ
لہلہا رہا تھا لالہ کوہی رنگ لا رہا تھا شفق کی سرخی عاشقان ہجران نصیب کے
دل صد پارہ کو خون سے رنگے ڈالتی تھی اور لالہ رخساروں کی سرخ پوشاک پر چشمک زن تھی
اسی عالم مین دونوں لشکروں کا میدان مین آنا وہ رنگارنگ وردیاں پرچم علموں کے اُڑتے
ہوئے برچھیاں چمکتی ہوئی گھوڑوں کے سازوں کی چمک عجیب بہار دکھا رہی تھی کوئی
گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں لشکروں کی آٹھوں صفین تیار ہوگئین میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول سب درست ہوئے بعد اُسکے
بیلدار برق رفتار صفوں سے نکل نکل کر میدان کی درستی مین تیز دستی کرنے لگے تھوڑی
ہی دیر مین جھاڑی جھنکاڑ کو کاٹ کر پستی و بلندی زمین کو ہموار کرکے میدان کو مثل
آئینہ کے صاف و شفاف کر دیا سقوں نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبان خوش آواز
سرود مستانہ چھیڑتے ہوئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے ہر ایک صف کے
قریب جاتے تھے اور دلاوروں کو جوش دلاتے تھے ہنوز کوئی بہادر میدان مین نہ
نکلا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی سب متوجہ ہوئے کہ کون آتا ہی کہ یکایک دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے زوبین بلند بالا چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا کفار
برائے استقبال روانہ ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ لا کر اسکو شریک
لشکر کیا یہ بھی ملکہ کی خواستگاری کرچکا تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ کسی خدا پرست

نے جا کر دیو مغرور سرکش کو مارا لیکن سیماب جادو کو اُسکے ساتھ شادی کرنے مین تامل
ہے بلکہ اب یہ شرط پیش کی ہے کہ جو سکندر رستم خو کو قتل کرے وہ ملکہ کا شوہر ہو تو یہ بھی
براے مقابلہ شاہزادہ سکندر رستم خو آیا ہے بعد اسکے اور گرد اژدر علی ورا غراب دراز گوش
پینتیس ہزار سوار سے آیا اور کفار کا شریک ہوا بعد اُسکے پھر گرد اژدر علی و بہمن کشیدہ ابرو
بائیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور یہ بھی کفار کا شریک ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے شاہزادہ
سکندر رستم خو نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا بارگاہ یاقوت نگار مین آکر
فروکش ہوئے جام مے گلرنگ گردش مین آیا کہ یکایک آواز طبل جنگ کا ہمین آئی لشکر
سکندر مین بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدانمین آئے
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نعرے دے کر ہٹے تھے کہ بگولہ گرد کا اُٹھا اور
نقابدار نیلی پوش نیزہ بکف مرکب مشکی پر سوار پیدا ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان
کسی قدر لشکر کفار پہلو دبا کر مرکب کو روک کر کھڑا ہوا آمد اسکی دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے
سیماب جادو سے کہا کہ حال سے اس نقابدار کے ہم سب آگاہ ہین اگر یہ مقابلہ کرے گا
تو مطلب فوت ہو گا یعنے وہ شرط جو آپ نے عقد ملکہ کے بارے مین پیش کی ہے کہ جو سکندر
کو مارے وہ غلطان کہر رشک جادو کا شوہر ہے پس اگر سکندر نقابدار نیلی پوش کے ہاتھ سے
قتل ہوا تو عقد ملکہ کا کس کے ساتھ ہو گا لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے ہم لوگونکو قسمت آزمائی کر لینے
دیجیے بعد اُسکے آپ کو اختیار ہے سیماب جادو نے منظور کیا اور نقابدار نیلی پوش کیطرف
دیکھ کر کہا کہ تم ابھی تامل کرو اور ان لوگونکو حوصلہ نکال لینے دو بعد کو تم مقابلہ کرنا یہ سنکر
نقابدار نیلی پوش نے باگ گھوڑے کی لی اور جانب صحرا روانہ ہوا ادھر بلقان فیل زور
نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر اجازت میدان مانگی
سیماب جادو نے کہا جاؤ خداوند اکوان تاجدار تمہارا نگہبان ہے یہ سنکر بلقان فیل زور
مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا بعد جلسری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے
آواز دی کہ اے سکندر رستم خو اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا کہ کمک تیری آگئی اور
مرکب تجھے لے کر نکل گیا مگر آج کہان جائے گا بہتر یہ ہے کہ کلید فتح کوہ چقماق میرے
سپرد کر اور جسطرف سے آیا ہے اُدھر واپس جا ورنہ مفت تیری جان شیرین برباد ہو گی
یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو چمکایا اور سامنے بلقان فیل زور کے
آکر آواز دی کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھے شرم نہین آتی کہ ایک لاکھ سوار سے
تو نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور پھر خود سامنا نہ کیا اُس روز قضا تیری نہ تھی کہ بچ گیا آج موت
تجکو کھینچکر میرے سامنے لے آئی ہے لاف بہادری کی یہ سنکر بلقان فیل زور نے
نیزہ سینہ پہ لیکے سکندر پر مارا سکندر رستم خو نے نیزہ بلقان کا نیزہ پر لگا
طعنین چلنے لگین تا دیر نیزہ بازی رہی دونون طرف کے لوگ تماشاے جنگ دیکھ

رہے تھے اور داد مردی و مردانگی دے رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین بلقان جو بند باندھتا ہے سکندر رستم خو اس آسانی سے طول لیتے ہین کہ دیکھنے والے وجد کرتے ہین اور سکندر رستم خو جو بند باندھتے ہین بلقان بھی طول لیتا ہے کہ یہ بھی فن سپہ گری مین یکتاے روزگار ہے ایک مرتبہ منظر پیر زادے نے آواز دی کہ اے شہریار اسقدر دیر اگر ایک ایک سردار سے اسیطرح مقابلہ کیجیے گا تو لڑائی سر کرنے مین بہت عرصہ گذر رہے گا ایسا نہ ہو کہ بدیع الملک سنہ طاق کو فتح کر کے جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائین تو حسرت مقابلہ دل ہی مین باقی رہ جائے گی بس یہ سنتے ہی سکندر رستم خو نے بلقان کو آواز دی کہ لے روک نیزہ تیرا جاتا ہے یہ کہکر ایک بند باندھ کر اب جو جھٹکا مارا بلقان کو یہ معلوم ہوا کہ شاید اکھڑ گیا اگر نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑ دے تو یقین تھا کہ ساتھ نیزہ کے ہاتھ بھی بدن سے اکھڑ کر نکل جائے گا نیزہ کئی نیزے بلند ہو کر گرا اور بلقان فیل زور نیزہ بھر آب مجالت مین غرق ہو گیا بس اسنے تلوار نیام سے لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر مرکب کو مرکب سے ملاکر وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے وار بلقان کا رد کر کے نیزہ سینہ پر مارا کہ سنان یا تو سینے پر چمکی تھی یا پشت کے پار خون آلودہ ہو کر نکلی سکندر نے بلقان کو نیزہ پر بلند کر لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک فیل مست ہے کہ تڑپ رہا ہے بند بند بلقان کا لرز رہا تھا سیماب جادو کے ہوش اڑ گئے کہ یہ شیر کی طاقت ہے کہ اتنے بڑے جسم کو اسطرح نیزہ پر اٹھا لیا جسوقت یہ خوب تڑپ چکا تو سکندر رستم خو نے سامنے لشکر کے سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ استخوان بلقان فیل زور کے پارہ پارہ ہو گئے اور روح نجس جسم سے بلقان کے نکل کر راہی دار البوار ہوئی کفار مین غل ہوا اور سلیمون دیو کش مرکب کو چمکا کر سامنے سکندر رستم خو کے آیا اور آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ بلقان ایسے پہلوان زبردست کو اسطرح مارا آ اور مجھ سے سامنا کر کہ تو بھی دیو کش ہے اور مین بھی دیو کش ہون سکندر رستم خو نے کہا کہ واقعہ کوہ چقماق کا بھول گیا تو وہی ہے جسکو مین نے ایک ہی روز مین قاش زین سے اٹھا لیا تھا اگر زنجیر کمر نہ ٹوٹتی اور لشکر تیرے بچانے کو نہ دوڑ پڑتا تو اسی روز فیصلہ ہو جاتا خیر جب نہ سہی اب سہی لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی سلیمون دیو کش نے گرز اپنا اٹھایا اور آواز دی کہ روک اسے کہ یہ ضرب وہی ہے جس سے دیو بھی پست ہوتے ہین دیکھون تو لنگر اس ضرب کا تجھ سے کیونکر سنبھلتا ہے یہ کہکر مرکب کو مرکب سے ملا کر اور خبردار خبردار کہکر گرز کو سر پر چرخ دے کر سر سکندر رستم خو پر وار کیا سکندر رستم خو نے پنجہ بلی دراز کر کے کلہ گرز پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ گرز سلیمون کا چھین کر آواز دی کہ لے تو ظرب بے ازدی ضرب

بالکل فراموش کن ہے شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر وہ گرز سر پر چرخ دیکر سر
سلیمون دیو کش پر مارا سلیمون نے سپر بلند کی لیکن گرز جو سپر پر پڑا تو تڑاخ سے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا ہاتھ
سلیمون دیو کش کے تھرائے گرز خود پر گرا خود کاسہ سر میں در آیا سر اور گرز اور
خود ایک ہوکر گردن کو لیتا ہوا صندوق سینہ میں داخل ہوا اور سینہ شکم میں در آیا
شکم پشت مرکب میں مرکب زمین پر ایک چبوترہ بنکر رہ گیا سکندر رستم خو نے
آواز دی کہ رزم و پست گردم عیار سلیمون دیو کش دوڑا ہوا آیا گرز کو پانی چھڑک کر
اٹھایا اب جو دیکھتا ہے تو نہ راکب کا پتہ ہے نہ مرکب کا زمین پر گوشت کا چبوترہ بنا
ہوا ہے روتا اور خاک اڑاتا ہوا پلٹا یہ دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے اجازت جنگ
حاصل کی اور گرزن کو دوڑا کر میدان میں آیا اور سکندر رستم خو کے زور بازو کی تعریف
کرکے ضرب طلب کی سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم مذہب اسلام رکھتے ہیں پیش دستی ہمارا
دستور نہیں ہے بہمن نے ساطور لگا وار کیا سکندر رستم خو نے جلدی میں سپر اٹھادی
یہ حربہ سپر سے نہیں رکتا ہے سپر کو ساطور نے کاٹا پھل چار انگل سر میں در آیا سکندر
نے دستانہ مارا ساطور جھنا کر سر سے نکلا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن نے آواز دی
کہ اس زخمی کو لے جاؤ سکندر رستم خو نے دل میں کہا کہ یہ پہلوان بیشک مرد میدان
اور بہادر ہے لیکن سیماب جادو نے کہا کہ اب اسکا چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے یہ بھی
مدد خداوندا گوان تاجداری ہے کہ یہ زخمی ہوا ورنہ جسنے دیو و تکو پست کیا اُس سے
کون لڑ سکتا ہے یہ سنکر تمام لشکر دوڑ پڑا ہر چند بہمن کشیدہ ابرو نے منع کیا مگر کسی نے نہ مانا
یہ نا انصافی دیکھ کر بہمن سیماب جادو سے برگشتہ ہوگیا اور تلوار کھینچکر طرفداران سیماب جادو
پر آ پڑا اور مظہر پریزاد لشکر کو لے کر آ پڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی سیارہ کوچک اپنے آقا
کو لے کر نکل گیا سکندر رستم خو بیہوش تھے سیارہ تو انکی زخم دوزی و چارہ سازی میں
مصروف ہوا اور بہمن کشیدہ ابرو مع لشکر شریک لشکر سکندر ہوکر فوج اعراک لاز گوش
اور زرو پین بلند بالا سے مصروف جنگ ہوا قیامت کی تلوار چل رہی تھی ہر طرف صدائے
گیر و دار بلند تھی دریائے خون زمین پر رواں تھا سپریں مانند بھنوروں کے تیر رہی تھیں
بازو زرہ پوشوں کے مانند ماہی اسیر دام کے پھڑک رہے تھے خودوں کے حباب ہر طرف
تیرتے پھرتے تھے نہنگ اجل دہن کھولے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا طوفان آب اٹھا
تھا لیکن جو نہنگ بحر شجاعت تھے وہ مصروف شناوری تھے اُس باد مخالف میں کشتی
حیات کو بیخوف و خطر ساحل مراد کیطرف لیے جاتے تھے اسی حالت میں اعراک لاز گوش
کا اور مظہر پریزاد کا سامنا ہوا اعراک نے تلوار ماری مظہر پریزاد نے سپر بلند کی
تھی گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا تیغہ اعراک کا سر پر مظہر پریزاد کے
بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر آیا مظہر پریزاد نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور

چادر خون سر سے باہر آئی لیکن اُسی عالم زخمداری مین مظہر پریزاد نے بھی وار کیا کہ شانہ اعراک
کا نشانہ ہوا یہ دونون اپنے اپنے زخم باندھنے مین مصروف ہوئے اہل لشکر بیچ مین آ گئے
اُدھر اعراک زخم باندھ کر پھر مصروف جنگ ہوا اور اسطرف مظہر پریزاد زخم سر باندھ کر
لڑنے لگا اب ان دونون کے درمیان مین اتنا فاصلہ ہو گیا کہ پھر مقابلہ نہ کر سکے اُدھر
زروبین بلند بالا سے اور بہمن کشیدہ ابرو سے سامنا ہوا زروبین نے کہا اے بہمن یہ
کیا حرکت کی کہ ایک پلچ خدا پرست کا شریک ہوا اور معشوق سے ہاتھ اُٹھایا خداوند
طاق کا غضب تجھ پر نازل ہو گا تو کہان تیرا ٹھکانا لگے گا یہ سُنکر بہمن کشیدہ ابرو
نے کہا کہ مین ناانصاف کا شریک نہین زخمی کو قتل کرنا بالکل نامردی و مردانگی کے خلاف
ہے اسوقت وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اگر مارا جاتا تو کس کی بدنامی ہوتی زروبین نے
کہا کہ دشمن کو مار لینے سے کام ہے بہمن نے کہا کہ جسوقت تک سکندر اچھا نہین ہو لیتا
ہے اُسوقت تک مین اسکا شریک ہون اور جب سکندر کا زخم سر اچھا ہو جائے گا
اُسوقت پھر میری اور اُسکی آزمائش زور و طاقت ہو گی زروبین نے کہا کہ پھر
لڑائی جھگڑا بیکار ہے اور طبل بازگشت بجوا دیا اُسیوقت دونون لشکر علٰحدہ ہو گئے
جوانان لشکر نے خون پونچھ پونچھ کر تلوارین میان مین رکھ لین لیکن سیماب جادو
نے زروبین بلند بالا سے سبب طبل بازگشت بجوانے کا دریافت کیا زروبین نے
بیان کیا کہ بہمن کو یہ امر خلاف گذرا کہ آپ نے زخمی کے قتل کا حکم دیا اسی توجہ سے
وہ سکندر کا شریک ہوا اُسکا قول یہ ہے کہ جب سکندر اچھا ہو جائے گا تو پھر مین
اُسکا حریف بننے کو موجود ہون اور تاوقتیکہ سکندر کا زخم سر اچھا نہین ہو لیتا
اُسوقت تک مین خود اپنے حریف کیطرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود ہون یہ سُنکر
مین نے طبل بازگشت بجوا دیا اب پس مین لڑنے سے کیا فائدہ جب تک سکندر کا زخم سر
اچھا ہو اُسوقت تک جنگ موقوف رکھی جائے سیماب جادو بھی یہ سُنکر خاموش
ہو رہا اور پلٹ کر داخل قلعہ ہوا اعراک و زروبین اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے
اُدھر مظہر پریزاد اپنے فرودگاہ پر آیا اور بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا خیمہ وسط میدان
مین کھڑا کیا علاج زخمیون کا ہونے لگا اُدھر سیماب جادو نے فرصت غنیمت جان کر
سرو جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر سمن جادو کو معزول کر کے حکومت کوہ چقماق کی
اختیار کر اور تیغہ و چراغ کو اپنی حفاظت مین رکھ سرو جادو اُسیوقت رخصت
ہو کر جانب کوہ چقماق روانہ ہوا جسوقت بالائے کوہ پہونچا سمن جادو سے
ملاقات ہوئی سرو جادو نے پروانہ سیماب جادو کا سمن جادو کو دکھایا
سمن جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی کوہ کے نیچے اُتر آئی اور کنجیان خزانہ
کوہ چقماق کی سرو جادو کے حوالہ کین اور کہا کہ مجھے حکم شاہ کی تعمیل واجب
ہے اگر سیماب جادو میری طرف سے مطمئن نہین ہے تو مین عہدۂ امانت داری

سے باز آئی یہ کہکر رخصت ہوئی اور سیدھی قلعہ سیماب مین آئی سیماب جادو کو سلام
کیا اور کہا کہ اگر زیادہ بدگمانی میری جانب سے ہو تو مجکو قتل کر ڈالیے مین نے حسب الحکم اپنی
تحفجات سرو جادو کو کیا اور خود آپ کی خدمت مین اسلیے حاضر ہوئی ہون گرفتار
ہوکر جانے سے خود چلا جانا بہتر ہی یہ سنکر سیماب جادو نے زغن جادو کو بلا کر سامنا
کیا اور کہا کہ اسکی زبانی تیری سازش سکندر کے ساتھ مجکو معلوم ہوگئی سمن جادو
نے کہا اے بادشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ تجھ ایسا ہوشیار و عاقل بادشاہ ہوکر اور
میرے ایک ادنی ملازم کے کہنے پر تو نے اعتماد کیا اور میرے قول کو اُسکے مقابل
مین لغو جانا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے تو کچھ بیان ہی نہین کیا جسے مین جھوٹ یا سچ
کہتا سمن جادو نے کہا کہ اگر مین اسطرح کی باتین سکندر سے نہ کرتی اور اُسے ٹال نہ دیتی
تو تیغ و چراغ وہ قبضہ مین لاکر ایک ہی روز مین قلعہ سیماب کو تاراج کر دیتا اُسوقت
کی حکمت عملی یہی تھی کہ مین کسیطرح سکندر کو ٹالدون پھر تو نقابدار نیلی پوش اُسکی
جان کے واسطے ملک الموت سے کم نہین ہی نہ نقابدار سے اُسکی جان بچیگی نہ کوہ چقماق
کیطرف آنے کا وہ قصد کریگا یہ اتنی عقل کہان رکھتے تھے کہ ان رموز کو سمجھ سکتے اور
حضور بھی اسکی بات تو نہین آگئے یہ سنکر سیماب جادو نے سکوت کیا سمن جادو نے کہا
کہ اب آپ کی امانت مین نے آپ کے ملازم کے سپرد کی میری امانت مجکو عنایت
کیجیے کہ مجھے رہنا اس مقام پر منظور نہین ہی مین اب خداوند طاق کی بہشت مین جاؤنگی
اور انکی زیارت سے مشرف ہوکر اپنی عمر وہین گذارونگی سیماب جادو نے ہرچند
اصرار کیا کہ تم یہین رہو بعد فتح جنگ مین تم کو عہدہ وزارت سپرد کرونگا لیکن سمن جادو
نے نہ مانا آخرکار سیماب جادو مجبور ہوا اور وہ جو گلدستہ حیات سمن جادو اسکے
پاس تھا وہ نکالکر سمن جادو کو دے دیا سمن جادو گلدستہ لیکر روانہ ہوئی اور
جاکر اس صندوق کو نکالا جسمین تیغ و چراغ اصل تھا اور صندوق نقلی پر سرو جادو
قبضہ کرکے کوہ چقماق مین مقیم ہوا چونکہ گلدستہ حیات سمن جادو سیماب جادو کے
قبضہ مین تھا اسیوجہ سے اسنے تیغ و چراغ سکندر کے سپرد نہ کیا تھا کہ جسوقت
سیماب جادو شکست پائیگا تو میرے نخل حیات کو قلم کر دیگا جب گلدستہ
اسکے قبضہ مین آگیا تو اسنے صحرا مین سکونت اختیار کی کہ جسوقت سکندر نقابدار
پر فتح یاب ہونے لگا اور لشکر ساحران سے سامنا پڑنے لگا اُسوقت تیغ و چراغ
لے جاکر نذر دونگی اسے تو اس انتظار مین چھوڑا جاتا ہی اور یہ حال شاہزادہ سکندر رستم قوم
کا بیان ہوتا ہی کہ ہنوز زخم سر اسکا مندمل نہین ہوا ہی اور منظر پری زاد کا زخم سر
اچھا ہوا ہی علاج ہو رہا ہی منظر پری زاد نے تمام کیفیت بہمن نشیدتا ابرو کے شریک
جنگ ہونے کی بیان کی ہی سکندر رستم خو نے کہا بیشک بہمن مرد بہادر ہی
منظر پری زاد نے کہا کہ ابھی تک وہ وسط میدان مین خیمہ زن ہی اس غرض سے کہ

جنگ نہ ہو جسوقت تک زخمی اچھے نہ ہو لین اور بعد صحت اُسکا قصد ہی کہ آپ سے آزمائش زور و طاقت کرے فرمایا کہ انشاء اللہ دیکھا جائے گا یہی ذکر تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی ہر کارے دونون طرف کے براے دریافت حال روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کی کہ لشکر حریف کی کمک کے واسطے دو سردار ایک ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے آئے ہین کہ نام ایک کا بلوط کلان اور دوسرے کا بلوط کوچک ہے دونون پہلوان نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین ادھر اعراک دراز گوش اور زوپین بلند بالا واسطے استقبال کے گئے اور بلوط کلان و بلوط کوچک کو ساتھ اعزاز و اکرام سے لائے انھون نے آکر تمام کیفیت دریافت کی اور ایک عرضی خدمت مین سیماب جادو کی روانہ کر دی کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوا کر دشمنون کا استقبال کرین اور رقعہ اپنا لکھا تھا کہ ہم ساکن شہر بلوطیہ کے ہین اور واسطے زیارت خداوند کے جانب نہ طاق روانہ ہوئے تھے سیماب جادو نے کہا کہ اگر تم اس جنگ کو سر کرو گے تو خداوند تم سے بہت خوش ہو نگے کہ یہ شخص دشمن خداوند ہی جسنے مجھ پر لشکر کشی کی ہی وہ بھی بارادہ دشمنی جانب نہ طاق روانہ ہونے والا تھا اور اگر اُسنے جنگ سر کر لی تو ضرور ہی کہ وہ نہ طاق پر جاکر خدمت خداوند مین بھی گستاخی کرے بالفعل وہ زخمی ہی مار لینا ایسے شخص کا ضروری امر ہی لیکن بہمن کشیدہ ابرو نے جنگ کو ملتوی کر رکھا ہی کہ جب تک دشمن صحیح و سالم نہ ہولے اسوقت تک لڑائی آغاز نہ کی جاوے اگر تم بہمن سے مقابلہ کرنا پسند کرو تو جنگ کو آغاز کرو کہ بغیر بہمن کے قتل ہوئے سکندر کا قتل ہونا ممکن نہین ہی جسوقت یہ پیام سیماب جادو کا بلوط کلان اور بلوط کوچک کو ملا انھون نے کہا کہ ہم کیا بہمن سے ڈرتے ہین کہدو کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے ادھر بہمن نے دیکھا کہ ان نامردون نے آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا ہی بس اسنے بھی اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اور خود خدمت مین سکندر رستم خو کی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ بہمن کشیدہ ابرو آتا ہی سکندر نے مظفر پریزاد کو براے استقبال روانہ کیا مظفر پریزاد باعزاز تمام بہمن کشیدہ ابرو کو خدمت مین شاہزادہ سکندر رستم خو کی لایا شاہزادہ نے دنگل بہمن کو مرحمت کیا بہمن سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا اور عرض کی مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ دو پہلوانان زبردست قلعہ بلوطیہ سے خدمت مین خداوند کو ان تاجدار کی جاتے تھے یہانکا معرکہ سنکر اُتر پڑے اور طبل جنگ بارادہ رزم و پیکار بجوایا ہی افسوس کہ زمانہ تعاقب پسند نہین ہنوز آپ کا زخم سر اچھا نہین ہوا ہی مین اُنسے مقابلہ کرنے کو موجود ہون لیکن جنگ دو سردار دو یہ نہین معلوم کہ کسکی فتح ہو اور کسکی شکست لہذا اگر مناسب ہو تو آپ پردۂ شب

مین کوچ کرکے کیطرف نکل جایئے جسوقت صحت ہوئے تو آکر مقابلہ کیجیے گا اس لیے کہ سیماب جادو آپ کا دشمن ہو رہا ہے اگرچہ دشمن مین بھی ہون دوست نہین ہون لیکن بہادر دوست ہون ابھی میری آپ کی آزمائش زور و طاقت نہین ہوئی ہے اسوجہ سے مین باطاعت یہ کام نہین کرتا ہون بلکہ اپنی انصاف پسندی سے اس امر پر مجبور ہوا ہون کہ جسوقت تک آپ کو صحت نہ ہو لے اسوقت تک جو آپ سے قصد مقابلہ کرے اس سے لڑون اور بعد صحت خود آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون اور یہ سب بے ایمان اگر قابو پا مینگے تو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے بھی ملال ہو گا کہ میری آپ کی یکسوئی نہ ہونے پائی یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے ہنسکر ارشاد کیا کہ ای برادر مین تیری ہمدردی کا کیا شکریہ ادا کرون انشاء اللہ زندگی باقی ہے تو دیکھا جائے گا لیکن مجھے تیری اطاعت سے یہ امر بہت دور معلوم ہوتا ہے اور سخت تعجب ہوتا ہے کہ تو مجھ سے چلے جانے کو کہتا ہے مردان عالم کیا کہین گے اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے یہی نا کہ قتل ہو جاؤنگا کچھ پروا نہین ہے بلکہ تم بھی قصد مقابلہ نہ کرو کیونکہ دوستو نکو دشمن کی محبت مین دشمن بناؤ میرا جھگڑا میرے ہی سر رہنے دو جیسا ہو گا دیکھا جائے گا تم بھی اس زخمی کی لڑائی کا تماشا دیکھ لینا بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ مجھ سے یہ نہین ممکن ہے کہ مین اپنے سامنے ایسے ظلم دیکھ سکون یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ مین آیا اور اپنے رفقا سے بیان کیا کہ سکندر رستم خو دقت مین ہے اس بات کا اندازہ کرنے گیا تھا کہ ایسے وقت پریشانی مین سکندر کے کیا خیالات ہین مگر معلوم ہوا کہ اُسے مطلق ہراس نہین ہے وہان شاہزادہ سکندر رستم خو بہمن کی تعریف مظہر پریزاد سے کر رہے تھے اور مظہر پریزاد بھی کہرہا تھا کہ ای شہریار واقع مین کہ بہمن بڑا مرد حق پسند و حق پژوہ ہے عجب نہین ہے کہ یہ زیر ہونے کے بعد دین اسلام قبول کرے اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان بزبان بیزبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے دونون لشکر کے لوگون نے اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا نوجون کے پرے کے پرے نحول کے غول غٹ کے غٹ سے کے سے دستے کے دستے میدا نمین آکر صف آرائی کرنے لگے اسطرف بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا لشکر بمقابل لشکر بلوط کلان و بلوط کوچک آراستہ کیا یہ دیکھکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے لشکر بہمن کے پہلو پر اپنا لشکر آراستہ کیا اور بہمن کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم سبقت نہ کرنا بہمن نے کہا ای شہریار اگر آپ نے اس عالم زخمداری مین نکلکر مقابلہ کرنے کا قصد کیا ہے مجھے ملال ہو گا اسطرف دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو بھی تماشائے جنگ دیکھنے کی غرض سے مع لشکر ساحران نمودار ہوا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا آگے اسکے

لشکر کے بلوط کوچک و بلوط کلان اعراک دراز گوش وتروپین بلند بالانے اپنے
اپنے لشکر آراستہ کیے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نشیب دے کر ہٹنے
تھے کہ بلوط کوچک نے باگ مرکب کی لی اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر
اجازت خواہ جنگ نگاہ میدان ہوا سیماب جادو نے کہا جا خداوند طاق تمہارا حافظ و
نگہبان ہے یہ سنکر بلوط کوچک اپنے کرگدن مست کو جولان دے کر میدان مین آیا
اور پکارا اے بہمن کشیدہ ابرو مجھے حال تیرا معلوم ہوا کہ تو بھی اکوان پرست ہے
اور ہم آئین ہو گون مین سے ہے اور صرف اتنی بات پر حریف کیطرف سے آمادہ جنگ ہے کہ
حریف زخمی ہے مین تجھے دوستانہ طور پر سمجھاتا ہون کہ تو اس ارادہ سے باز رہ اگر زیادہ
تجھے شرم سپہ گری دامنگیر ہے تو تو قتل حریف مین نہ شریک ہو اور میدان سے ٹل جا ورنہ
انجام اچھا نہ ہوگا بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے + اگر اس جنگ مین
مارا گیا تو انجام بھی خراب ہوگا خداوند بھی تجھ سے ناراض ہونگے کہ تو انکے دشمن کیطرف
سے انکے بندونکا خون بہانے کو موجود ہے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ او نامرد اگر یہی
مزاج خداوند کا بھی ہے جو کہ تیرا ہے تو مین ایسے خداوند پر بھی لعنت کرتا ہون یہ سنکر
بلوط کوچک نے پلٹ کر اپنے بھائی کیطرف دیکھا اور کہا کہ اسنے خداوند کی شان
مین سخت کلامی کی اب اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے جسطرح ہو اسے قتل کرکے
سر اسکا نذر خداوند کو دے چلو یہ کہکر اسنے گھوڑا اٹھا دیا اور بہمن کشیدہ ابرو کیطرف
چلا بہمن نے پورا باگ کا لیا ادھر تو یہ ایک دوسرے کے سامنے آئے ادھر کفار
مین ایک غریو ہوا کہ مارلو ان سب کو کہ یہ دشمن خداوند ہین یہ کہتے ہوئے تلوارین
کھینچ کھینچ کر سب دوڑ پڑے یہ یورش جو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بہمن پر دیکھا
انھون نے بھی اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی اسی عالم زرنگاری مین آپڑے
مظہر پیرزادہ نے بھی باگ گھوڑے کی لی اور لشکر کفار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی صدائے
بگیر و بزن بلند ہوئی ادھر بلوط کوچک نے قریب بہمن پہونچکر آرہ پشت نہنگ کا
وار کیا بہمن نے آرہ کو خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا بلوط کوچک نے وار اسکا رد کرکے
دوسرا ہاتھ مارا بہمن نے قصد کیا کہ وار اسکا سپر پر لگا کر تھوڑا لیٹ پڑون اور اسے قاش
زین سے اٹھالون لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہین ہے آرہ پڑتے ہی سپر کے دو
ٹکڑے ہوئے خود بھی کٹا سر پر بہمن کے زخم لگا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن
تیورا کر گرا بلوط کوچک نے سر کاٹنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو
آپڑے قریب پہونچے تھے کہ گھوڑے نے سکندری کھائی بلوط کوچک نے
وہی آرہ خون آلودہ سکندر کے حوالے کیا کہ زخم سرا دکا چہرہ پارہ ہو گیا یہ حال دیکھکر
مظہر پیرزادہ دوڑ پڑا اور بلوط کوچک سے سامنا کیا بلوط کوچک نے وہی آرہ

مظہر پریزاد پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اب یہ باطمینان تمام سر کاٹنے کی فکر مین چلا اول قریب
شاہزادہ سکندر رستم خو کے پہونچا اور ہاتھ بلند کر کے وار کیا چاہتا تھا کہ سیارہ کوچک
نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر بلوط کوچک کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ
پڑی اور چوٹ آئی یہ تو ہاتھ سہلاتا رہ گیا لوگ ٹوٹ پڑے اور سکندر رستم خو کو
اُٹھا لے گئے شاہزادہ اسوقت بیہوش تھا اسنے بلوط کلان کو آواز دی کہ میرا
تو ہاتھ جھوٹا پڑ گیا ہے اب آپ ان زخمیون کے سر کاٹ لیجیے یہ سُنکر بلوط کلان تلوار کھینچکر
مظہر پریزاد کیطرف بڑھا سیارہ نے دوسرا پتھر مارا کہ اسکے بھی گٹے پر پڑا اس کے
ہاتھ سے بھی تیغہ گر گیا اعراک دراز گوش بہمن کیطرف چلا تھا کہ سیارہ نے تیسرا پتھر
مارا اسکے بھی یہی حالت ہوئی اتنا وقفہ پا کر اہل لشکر سردارونکو اُٹھا لے گئے اپنی جانین
نثار کین لیکن اپنے آقاؤن کو بچایا لیکن کفار کے حوصلے بڑھے اور چارون سردار
تلوارین پکڑ پکڑ کر مع لشکر لشکر اسلام پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا مثل مشہور ہے کہ
ہاتھی سے گنا ہاتھی ہی روک سکتا ہے بھلا ان سردارون کا جواب دینے والا لشکر اسلام
مین کون تھا تھوڑے سے ہی عرصہ مین لشکر کے پاؤن اُکھڑنے لگے قریب تھا کہ شکست
فاش ہو کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا یہ معلوم
ہوا کہ آندھی نہایت زور و شور سے چلی آتی ہے دونون لشکر حیران تھے کہ یہ کون آتا ہے تھوڑی
دیر نہ گذری تھی کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو نقابدار پیدا ہوئے کہ انمین
ایک سیہ پوش اور دوسرا سرخپوش تھا پشت پر انکے کئی لاکھ سوار گھوڑے اُڑائے
چلے آتے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دونون نقابدار تلاش سکندر رستم خو
مین چلے آتے تھے انمین ایک صاحبقران اعظم دوسرے صاحبقران کوچک ہین
راستے مین انھون نے خبر پائی کہ لشکر سکندر پر کفار کا یورش ہے بس یہ آپڑے اور لڑنے
لگے تھکی ہوئی فوج کو پشت پر لے لیا اور مصروف جنگ ہوئے اہل اسلام نے شکر
پروردگار کیا اور کفار متردد ہوئے کہ یہ کہان سے آگئے اب خوب گھمسان کی تلوار چلنے
لگی زمین پر دریاے خون جاری ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا کالی کالی
گھٹا سپرون کی چھائی ہوئی تھی صداے دار و گیر بلند تھی کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار نظر آرہے تھے پہر بھر کامل جنگ ہوئی تھی کہ وہان سکندر رستم خو اور مظہر پریزاد
کو ہوش آیا پوچھا کیا حالت ہے سیارہ نے عرض کی کہ خیر و عافیت ہے کمک آپکی آگئی
صاحبقران کوچک اور صاحبقران اعظم مع لشکر پہونچ گئے تلوار چل رہی ہے یہ سُنکر
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا سکندر نے منع کیا کہ اپنی قوت دیکھ کر جرأت کیجیے
مگر یہ شیر بیشہ شجاعت کسکی سنتا ہے اسی عالم مین بیٹھ کر پشت مرکب پر راہ میدان کارزار
کی لی ساتھ ہی مظہر پریزاد بھی زخم سر باندھ کر اور مرکب پر سوار ہو کر عقب مین
شاہزادہ سکندر رستم خو کے روانہ ہوا چونکہ بہمن کشیدہ ابرو کے سر مین ایک ہی

زخم آیا تھا یہ بھی زخم دوزی کرا کر پشت مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوا اور یہ تہیہ کر لیا کہ
مرنا تو ہر طرح ہے پھر لڑ کر کیوں نہ مریں لیکن یہاں آ کر اور ہی رنگ دیکھا کہ دو نقابدار بہت
بڑے لشکر سے آ کر شریک جنگ ہوئے اور کفار کو پسپا کرتے چلے جاتے ہیں بہمن کشیدہ ابرو
نے خیال کیا کہ اب ضرورت جنگ کرنے کی نہیں ہے باگ مرکب کی روک کر تماشائے
جنگ دیکھنے لگا لیکن اب جو خیال کرتا ہے تو شاہزادہ سکندر رستم خو شریک جنگ
ہیں بس بہمن اپنے دل میں شرمندہ ہوا اور جرأت سکندر رستم خو کا قائل ہو گیا کہ
میں نے ایک زخم کھایا ہے اور انھوں نے دو زخم کھائے ہیں مگر مطلق پروا نہیں ہے اور
ابھی بے پروائی کے ساتھ لڑ رہے ہیں بس اسنے بھی باگ مرکب کی لی اور جا پڑا لفظ
کر کے گرا اور لڑنے لگا اب تو یہ حالت ہوئی کہ کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے میں گرمی جنگ
میں اسطرف سے شاہزادہ صاحبقران کوچک لڑتے ہوئے چلے جاتے تھے جو
سامنے آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے کسی کو چون رنگ ہوا ئی کیا اسطرف سے
بلوط کوچک لڑتا ہوا چلا آتا تھا یہ بھی سردار زبردست ہے لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں
یکا یک صاحبقران کوچک اور بلوط کوچک سے سامنا ہوا بلوط کوچک نے
آواز دی کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے کیا ضرورت ہے جو آ کر اس جنگ میں شریک
ہوا ملعون اپنی جان شیریں کو تلف و برباد کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائے گا صاحبقران کوچک نے فرمایا کہ او ملعون مجھ ایسا نامرد دنیا میں نہ ہوگا
کہ تو زخمیوں سے لڑنے میں دریغ نہیں کرتا ہے تو نے زخمیوں کے قتل کا ارادہ کیا ہے اور
دست تعدی کو دراز کیا ہے یہ امر شان سپہ گری کے خلاف ہے اگر دعویٰ مردی و مردانگی
تھا تو اتنا صبر کیا ہوتا کہ جس وقت سکندر اچھا ہو لیتا اس وقت طبل جنگ بجوا کر مقابلہ
کیا ہوتا تجھ ایسے نامرد پہلوان کا زندہ رکھنا اچھا نہیں کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے
نامی بہادر زخمی ہوئے بس زیادہ گفتگو کا موقع نہیں ہے لا ضرب بہادری کی بلوط کوچک
نے اسکی خفیف سی تلوار ماری صاحبقران کوچک نے سپر کو بلند کر کے تلوار کو خالی
دیا وار بلوط کوچک کا رد کر کے اب جو ہاتھ دوال کمر پر مارا تو بلوط کوچک کے
دو ٹکڑے ہوئے سکندر رستم خو نے تعریف کی کہ سبحان اللہ آپ نے منارہ کفر کو منہدم
کیا پلٹ کر سلیمان کوچک نے دیکھا کہا اے فرزند یہ تم نے کیا غضب کیا کہ دو دو زخم
کھائے ہوئے اور لڑ رہے ہو اب تو ہم آ ہی گئے تھے تمھارے تکلیف کرنے کی کیا
ضرورت تھی سکندر نے عرض کی کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا مجھے معاف فرمایئے گا
ادھر صاحبقران اعظم مثل شیر ببر کے ان بزدلوں کا شکار کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ادھر سے بلوط کلاں لڑتا ہوا چلا آتا تھا دیکھا بلوط کلاں نے کہ چھوٹا بھائی
میرا نقابدار سرخپوش کے ہاتھ سے مارا گیا آنکھوں میں اسکے دنیا اندھیر تھی بس
اسنے صاحبقران اعظم کو دیکھ کر آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش یہ نقابدار سرخپوش

کون ظالم ہے جسنے میرے بھائی کو مارا اگر اُسکے عوض مین تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا بلبعا کلان
نہ رکھا ہوگا یہ کہتا ہوا قریب صاحبقران اعظم کے آیا اور آرہ پشت نہنگ کا وار کیا
صاحبقران اعظم نے آرہ اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع مرکب کے اسکے
چار ٹکڑے ہو گئے سلیمان کوچک اور سکندر نے نہایت تعریف کی اودھر
اعراک دراز گوش سامنے بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور کہا تو بھی زخمی ہے مین بھی زخمی
ہون لاضرب بہادری کی بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ اب مین جسکا شریک ہون اسی کا
آئین جنگ بھی اختیار کیے ہوئے ہون پہلے تو اپنا وار کر لے پھر بہرتی ضرب کا تماشا دیکھنا
یہ سنکر اعراک نے کہا کہ صاف صاف کیون نہین کہتا کہ مین نے دین اسلام اختیار کر لیا
اور اپنے خداوند سے روگردانی کی یہ کہکر اعراک کی تیر مارا بہمن کشیدہ ابرو نے وار
اسکا رد کیا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ گردن پر اعراک کے پڑا سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا
ور لاش مرکب پر رہی گھوڑا بھاگا اسکی حالت پر دونون لشکر کے لوگ ہنستے تھے اور ناچل
ہی نفرین کر رہی تھی سکندر نے مرحبا کی صدا بلند کی بہمن نے سلام کیا منظہر پریزاد نے
دوڑ کر علم فوج کفار کو قلم کیا اور علمدار کو مارا تو روبین بلند بالا قریب سکندر کے پہونچی کہ
یہ بہ زیادہ زخمی ہے اسے مار لینا آسان ہے یہ تصور کر کے اسنے گرز مارا سکندر رستم خو نے
مرکب کو مسلا کہ وہ تڑپ کر زیر بغل آیا بس پنجہ ہلی کو دراز کر کے گرز روبین کا چھین لیا
اور وہی گرز مارا کہ روبین پیوند خاک ہو گیا بس ان سردارون کا مرنا تھا کہ لشکر کے
پاؤن اکھڑ گئے جی چھوٹ گئے فرار پر قرار لیا چونکہ شام قریب تھی سیماب جادو
نے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا لیکن اتنا کہتا گیا کہ کل بلطف مقابلہ معلوم
ہو جائیگا دیکھون تو تم لوگون مین سے کون ایسا شہزور ہے جو نقابدار نیلی پوش سے سامنا
کر سکیگا یہ کہکر سیماب جادو تو داخل قلعہ ہوا یہان صاحبقران اعظم اور سلیمان کوچک
نے سکندر کو گلے سے لگایا بہت تعریف کی کہ اے فرزند مرحبا یہ جرأت ابھی پر ختم
ہے کہ دو دو زخم کھائے ہوئے اتنے بڑے جوان سے ایسا مقابلہ کیا شاباش و مرحبا
یہ کہتے ہوئے سکندر کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ یاقوت نگار کیطرف چلے راستے مین
سکندر رستم خو کو بہمن کا خیال آیا اور منظہر پریزاد سے فرمایا کہ ہمارے تازہ
دوست کو بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ منظہر پریزاد پاس بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور
کہا کہ تم کو شاہزادہ نے یاد فرمایا ہے بہمن ہمراہ منظہر پریزاد کے طرف بارگاہ یاقوت
نگار کے چلا اُدھر سکندر رستم خو نے تمام حالات بہمن کے سامنے صاحبقران اعظم و
سلیمان کوچک کے بیان کیے ان دونون صاحبون نے بھی بہمن کی تعریف کی
اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ یاقوت نگار مین بیٹھے سلیمان کوچک نے
اٹھا کر لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کرائین اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ گیارہ ہزار
اہل اسلام کام آئے اور پچیس ہزار کفار مارے گئے دو روز مین لاشین اٹھنے سے فرصت

ہوئی یہاں سلیمان اعظم نے مرہم سلیمانی طلب کیا کہ ہمراہ اپنے پردۂ قاف سے لیتے
آئے تھے اور پٹیاں زخموں پر اسکندر رستم خو اور مظہر پریزاد اور بہمن کشیدہ ابرو
کے چڑھائی گئیں ایک روز میں ان سب کے زخم مندمل ہوگئے تا بہ صحت
بہمن کو سکندر نے اپنا مہمان رکھا جسوقت بہمن کشیدہ ابرو نے غسل صحت کیا
تو سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے بہادر اب ہماری تمھاری بھی آزمائش ہو کر معاملہ یکسو
ہو جائے تو بہتر ہے بہمن نے عرض کی کہ بہت خوب یہ کہکر رخصت ہوا اور اپنے لشکر
میں آکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ
ہونے لگی وہاں سیماب جادو نے پروانہ بنام نقابدار نیلی پوش لکھ بھیجا کہ ہم تو
یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ مرحلہ سوا تمھارے دوسرے سے سر نہ ہوگا لہٰذا اب وقت
تمھاری جنگ کا آگیا جو لوگ دعوے کر کرکے آئے تھے وہ سب خداپرست کے ہاتھ
سے مارے گئے جسوقت یہ نامہ نقابدار نیلی پوش کو پہونچا نقابدار نے بھی میدان
جنگ میں جانے کی تیاری کی اسلحہ اپنا نکالکر زیب جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب
میدان روانہ ہوا یہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری سے تمام
عالم معمور ہوا جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے شاہزادہ سکندر رستم خو نماز صبح
پڑھکر پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں تشریف لائے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک
ساتھ تھے مظہر پریزاد نے صفیں لشکر کی درست کیں اسطرف بہمن کشیدہ ابرو
نے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں اتنے میں دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو
تخت پر سوار عقب میں اسکے چالیس ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت کے پرکالے
جھولیاں جھولیاں کاندھوں پر ڈالے نہنگ و پلنگ سحر پر سوار گلو میں بجاتے زنار
مار سیاہ لپیٹے ہوئے ڈفلے اور ڈیرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے اس جاہ و تجمل
سے سواری سیماب جادو کی میدان میں آئی یہ بھی ایک طرف مع لشکر قائم ہوا کہ
یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور نقابدار نیلی پوش پیدا ہوا ابن بہمن کشیدہ ابرو
نے جلدی سے مرکب اپنا بڑھایا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے شہریار میرے آپ کے
فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر یہ جھگڑا باقی رہ جائے گا اس لیے کہ نقابدار نیلی پوش
کی جنگ میں طول ضرور کھینچے گا ہنوز نقابدار نیلی پوش میدان جنگ میں پہونچنے
نہ پایا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب کو چمکا کر سامنے بہمن کشیدہ ابرو کے
آ پہونچے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ میری آپ کی نیزہ بازی ہو چکی ہے تیغ زنی
میں آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے جسکے بعد جنگ کو اسقدر طول کھینچا اب
آپ صرف آزمائش زور و طاقت کر لیجیے کہ تلوار کی دھار کے سامنے طفل و جوان و پیر
سب برابر ہیں اگر آپ میرے ہاتھ سے مارے گئے تو بھی مجکو ملال ہوگا اور
زخمی ہوئے تو بھی وہی دقت درپیش ہوگی یعنے نقابدار نیلی پوش موجود ہے اسکے

مزاج میں بھی انصاف اور رحم نہیں ہے اور اگر میں زخمی ہوا تو بھی ہاتھ سے نقابدار کے بچنا محال ہے کہ
سیماب جادو مجھ سے جلا ہوا ہے ضرور قتل کروا ڈالے گا سکندر رستم خو نے فرمایا کہ تمھاری
رائے بہت صحیح ہے غرضکہ دونوں بہادر مرکبوں سے اُترے اور دامن زرہوں کے گردان کر مصروف
تلاش ہوئے اتنے میں نقابدار نیلی پوش بھی مرکب کو اڑا کر سامنے آ پہونچا لیکن یہاں معرکہ
رزم و پیکار گرم دیکھ کر سیماب جادو سے کہا کہ آپ دو مرتبہ مجکو طلب فرما چکے اور پھیرے نیل
مرام مجکو واپس جانا ہوا سیماب جادو نے کہا کہ اب تم مہلت نہ دو اور قتل و قمع شروع کردو
بلکہ ان دونوں کو قتل کر ڈالو یہ سنتے ہی نقابدار نیلی پوش نے باگ مرکب کی لی اور جانب
سکندر رستم خو و بہمن کشیدہ ابرو چلا یہ دیکھ کر سلیمان کوچک نے گھوڑے کو دوڑا کر
نقابدار نیلی پوش سے سامنا کیا اور فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہیں آئی کہ ایک لڑائی کا
ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے اور تو اثنائے جنگ میں رخنہ اندازی کو موجود ہے نہیں جانتا کہ ابھی بہت
سے جان نثار سکندر رستم خو کے موجود ہیں ہماری زندگی میں اتنی مجال بھی ہے تیری کہ تو سکندر
کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے یہ سنکر نقابدار نیلی پوش سلیمان کوچک کی طرف پلٹ پڑا
اور کہا کہ ہمیں تو تم سب کے گرفتار کرنے سے کام ہے سکندر کو پہلے نہ گرفتار کیا تو بعد
تیرے گرفتار کرینگے یہ کہکر نیزہ سینہ سلیمان کوچک پر مارا سلیمان کوچک نے نیزہ
کو نیزہ پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی ادھر تو سکندر رستم خو سے اور بہمن کشیدہ ابرو سے
کشتی ہو رہی تھی اور ادھر سلیمان کوچک اور نقابدار نیلی پوش مصروف نیزہ بازی
تھے یہ حال دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے سکندر سے کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار بلائے
بد اور آفت روزگار ہے اس سے پیش پانا غیر ممکن ہے اب مناسب یہ ہے کہ کوئی صورت
صلح کی نکالنا چاہیے اور اس بلا کو ٹالنا چاہیے ورنہ یہ سب کو گرفتار کرکے قتل کروا ڈالے گا
نہ اس نقابدار پر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے اور نہ یہ زور و طاقت میں اپنا مثل و نظیر رکھتا ہے
میں کسی قدر حال سے اسکے آگاہ ہوں اب تک جتنی لڑائیاں سیماب جادو سے پڑی
ہیں وہ اسی نے سر کی ہیں ساحران قلعہ سیماب کو مجادلہ کی ضرورت نہیں پڑتی ہے
انتہا یہ ہے کہ ساحروں کا سحر بھی اسپر اثر نہیں کرتا ہے اب مجھ سے زور آزمائی موقوف کیجیے
میں یونہی بندہ بے دام ہوں سکندر نے پلٹ کر دیکھا تو سلیمان کوچک سے
اور نقابدار نیلی پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے نیزوں کے بند بند ہو رہے ہیں اور کھل
رہے ہیں یہانتک کہ سنانیں بانئیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں تو انکو پھینک دیا
نقابدار نیلی پوش نے گرز اپنا اٹھایا اور خبردار کہکر سر سلیمان کوچک
پر وار کیا انھوں نے اپنے گرز کو اٹھا کے چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہے تراقے کی
صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین ہول سے
شق ہو گیا عیار سلیمان کوچک کا جھٹ گر قریب گرد کے آیا اور گرد گرد سے
چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سلیمان کوچک بیہوش کھڑے ہیں سر

بن مو بن مو سے پسینا جاری ہوا سنتے چھینٹا پانی کا دے کر ہوشیار کیا سلیمان کوچک
نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہی مرکب سے اُتر کر ہاتھ زیر شکم کے جا کر اُبھارا تو مرکب
مر چکا تھا منہ سے اُسکے خون جاری تھا انکو اپنے گھوڑے کے مارے جانے کا نہایت
صدمہ ہوا تلوار کھینچکر گردے کے باہر آئے اور آواز دی کہ او نقابدار مفلوک روزگار غضب
کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مارا کب چھوڑتا ہوں تیرے مرکب کو یہ دیکھ کے
نقابدار نیلی پوش مرکب سے کود پڑا اور سپر تلوار پھینک کر سلیمان کوچک سے
لپٹ پڑا ادھر سلیمان کوچک دست و گریبان ہوئے جوڑا کشتی کا بندھا دونوں
لشکر تماشا دیکھنے لگے ادھر بہمن کشیدہ ابرو سے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اب
بہت جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اس نقابدار کو بہت جلد باندھ
لائینگے بہمن کشیدہ ابرو نے عرض کی کہ اے شہریار معاملہ بالعکس ظہور میں آئیگا
اب بدد سلیمان کوچک کے واسطے تشریف لے چلیے کہ انھوں سے اگر آپکی
مدد کی تھی فرمایا کہ تو اُنسے واقف نہیں ہے کیا طاقت ہے اس نقابدار بدکردار کی کہ
انکو زیر کر سکے اب تو اپنی لڑائی کا فیصلہ کرے بہمن مجبور ہوکر پھر مصروف تلاش ہو
آجتک کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ ایک میدان جنگ میں دو دو سردار مصروف تلاش ہوں
غرضکہ قریب شام سکندر رستم خو نے لنگر بہمن کشیدہ ابرو کا توڑا اور سر سے
بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر چھوڑ دوں کہ یہاں نقابدار نیلی پوش نے لنگر
سلیمان کوچک کا توڑا اور یونہی ہاتھ پر بلند کیے ہوئے مرکب پر سوار ہوکر جانب
لشکر روانہ ہوا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ اسیطرح تم سب کو باندھ کر لیجاؤنگا سکندر
کو حیرت ہو گئی بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ کیا میں نہ
عرض کرتا تھا کہ یہ نقابدار بلائے بے درمان ہے سکندر رستم خو بہمن کو لیے ہوئے
اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور سیماب جادو نہایت خوش و مسرور داخل قلعہ
سیماب ہوا سلیمان اعظم غم میں سلیمان کوچک کے بیتاب تھے اور بار بار
درگاہ رب العزت میں عرض کرتے تھے کہ خداوندا اب اس فرزند کی مفارقت نہ
دکھانا کہ چراغ خاندان یہی ہے بہمن کی نشانی ہے اسی حال پُرملال میں جوڑی ہرکاروں
کی آئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ پھر قلعہ سیماب میں
طبل جنگ بجا ہے یہ سُنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا
اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونوں جانب طیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو مع لشکر قلعہ سے
باہر آیا اور اسطرف شاہزادہ سکندر رستم خو با فوج کثیر میدان میں آکر صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر ہٹے تھے کہ جانب
صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور آتے آتے قریب ہو کر شق ہوا دیکھا کہ وہی

نقابدار نیلی پوش نیزہ بکف چلا آتا ہے بہمن کشیدہ ابرو تو صورت نقابدار کی دیکھکر
ٹھٹھر گیا مگر سکندر رستم خو اور سلیمان اعظم کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا
غصہ سے کف منھ مین بھر آیا بال جسم کے کھڑے ہو گئے آنکھین سرخ ہو گئین ادھر
نقابدار نیلی پوش نے آتے ہی گھوڑے کو روک کر نعم نقابدار نیلی پوش کا نعرہ
کیا اور مبارز طلب کیا ادھر سکندر رستم خو نے باگ مرکب کی اٹھائی تھی کہ سلیمان اعظم
نے منع کیا اور خود نکلنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے عرض کی کہ اس وقت آپ بجاے
صاحبقران اول ہین آپ کا لشکر مین رہنا باعث برکت ہے مجھے اس ملعون کے
مقابلہ کو جانے دیجیے آپ کے اقبال سے ابھی اس سرکش کو گرفتار کیے لاتا ہون
سلیمان اعظم نے کہا اے فرزند مجھ مین طاقت داغ اٹھانے کی نہین ہے سلیمان کوچک
کا داغ میرے واسطے کچھ کم نہین ہے کہ اب داغ پر داغ تمھاری فرقت کا اٹھاؤن بس
اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھی کو جانے دو نہین معلوم اس ملعون نے سلیمان کوچک
کو قتل کیا یا قید کیا ہے بہر صورت مین اپنے فرزند سے ملحق ہو جاؤنگا اگر اُسے قتل کر ڈالا تو مین
بھی قتل ہو کر پاس اسکے پہونچ جاؤنگا اور اگر اسیر ہے تو حبس زندان بلا مین وہ ہے وہین مین بھی
پہونچونگا اور یا اس ملعون کو قتل کرونگا یہان تو یہ تکرار تھی ایک دوسرے کو روک رہا تھا اور
نقابدار نیلی پوش بار بار مبارز طلب کر رہا تھا بس یہ دیکھ کر منظہر پریزاد کو تاب نہ رہی
بغیر اجازت مرکب کو چمکا کر سامنے نقابدار نیلی پوش کے جا پہونچا نقابدار نے کہا
او اجل رسیدہ تو کیون آیا انھین دونو نکو آنے دے جو افسر اعلے ہین کہ لڑائی کا خاتمہ ہو
منظہر پریزاد نے کہا کہ او ملعون جب تک ہم جان نثار زندہ ہین کیا مجال ہے تیری کہ تو ہمارے
آقا کیطرف رخ کر سکے لا ضرب بہادری کی یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے نیزہ مارا
منظہر پریزاد نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا چند طعن مین نقابدار نیلی پوش نے نیزہ منظہر پریزاد
کے ہاتھ سے نکال دیا منظہر پریزاد نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور طیش مین آکر
گرز کا وار کیا نقابدار نیلی پوش نے کلۂ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ منظہر پریزاد
اوندھے منھ یال مرکب پر آرہا نقابدار نیلی پوش نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کی
بند پکڑا اور منظہر پریزاد کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا سکندر رستم خو
کو اسکی اسیری کا بھی کمال صدمہ ہوا اور سیماب جادو ہنستا ہوا داخل قلعہ سیماب
ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت محزون و دردناک داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوئے
لیکن سیارہ کوچک تعاقب مین نقابدار نیلی پوش کے روانہ ہوا تھا دیکھا
اسنے کہ جاتے جاتے نقابدار قریب درخت سرکے کے پہونچا اور نیزہ اپنا تنہ درخت
پہ مارا کہ درخت شق ہوا نقابدار اندر درخت کے در آیا درخت پھر برابر ہو گیا
سیارہ کوچک واپس آیا اور تمام روداد شاہزادہ سکندر رستم خو سے بیان کی
ادھر سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور اسطرف بھی کوس حربی نوازش ہین

دونون طرف تیاریان جنگ کی ہوا کین صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے پھر گرد اڑی اور
نقابدار نیلی پوش نمودار ہوا ہنوز نقابدار بدکردار میدان مین پہونچکر قائم نہ ہونے
پایا تھا مبارز طلب نہین ہوا تھا کہ سلیمان اعظم نے باگ گھوڑے کی اٹھا دی
اور سامنے نقابدار کے جا پہونچے سکندر رستم خو مجبور ہو گیا کہ اب یہ خالی نہ پھر سکے
یہ شور سُنکر خاموش ہو رہے کہ موت سے کسکو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری
باری ہے الغرض صاحب کی یہی خوشی ہے تو یون ہی سہی بہتر ہے وہان نقابدار نیلی پوش
نے آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش تیر تو لباس ماتمی پیشتر سے پہنے ہوئے ہے تیری
پوشاک تیرے واسطے شگون بد ہے آیا تو کسی کا سوگوار ہے یا اپنا سوگ زندگی سے رکھ
لیا ہے یہ سُنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون جو تو تصور کرا افسوس یہ ہے کہ تو ساحر ہے
اور ہم لوگ ساحر کو کافر سمجھتے ہین اگر اپنی قوت بازو کے زور پر مقابلہ کرتا تو لطف تھا
تجھے بھی معلوم ہوتا کہ کسی سے سامنا پڑا تھا مگر خیر یون ہی تماشا ہمارے مقابلہ کا دیکھے
تجھے اندازہ تو ہو جائیگا کہ اتنی دیر ایک غیر ساحر نے مقابلہ کیا یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ چاہے دیر تک لڑو چاہے تھوڑی دیر لڑو نتیجہ گرفتاری ہے جتنا زیادہ لڑوگے
اتنا ہی تھکوگے میرا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر اسنے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ
اسکا نیزہ پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی رہی نتیجہ نہ نکلا آخر نوبت
گرز کی پہونچی ضرب گرز نقابدار سے مرکب سلیمان اعظم کا کام آیا سلیمان اعظم
نے چاہا کہ مرکب نقابدار کو بھی بے کرون کہ نقابدار نیلی پوش کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی جب نقابدار نے اٹھا لینے کا قصد کیا سلیمان اعظم نے لنگر مارا کمر تک غرق
زمین ہو گیا آخر نقابدار نیلی پوش کو بھی غصہ آگیا پسینے مین غرق ہو گیا کہا واقع مین
تو بڑا زبردست ہے مگر روک تو اس زور کو یہ کہکر اب جو زور کرتا ہے تو تا کمر اٹھا لیا اور
دو مرے زور مین سر سے بلند کیے پشت مرکب پر سوار ہوا اور سلیمان اعظم کو
ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا ہر چند صاحبقران اعظم نے لنگر مارے
مگر کوئی فائدہ نہ نکلا سکندر رستم خو نے بسبب صدمہ کے گریبان چاک کر ڈالا اور
اپنی بدنصیبی پر بہت روئے سیماب جادو ہنستا ہوا میدان سے پھر گیا اور
جاتے وقت کہہ گیا کہ کل تو بھی گرفتار بلا ہو جائیگا ورنہ اب بھی ان اسیرون سے
ہاتھ اٹھا اور میدان سے پھر جا، یہ سکندر رستم خو نہایت غمگین داخل بارگاہ ہوئے
اور سامان مرگ مہیا کرنے لگے شام ہی سے ایک جامہ مثل کفن زیب جسم کیا اور
رات عبادت خدا مین جاگ کر بسر کی سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا تمام
قلعہ سیماب جادو مین خوشی کے آثار تھے اور لشکر اسلام سے صدائے فریاد و
فغان اور گریہ و ماتم بلند تھی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے سبکا حال ناظرین کو
آیندہ اسکے موقع پر معلوم ہوگا

اور ورود کلمہ سیارہ کوچک کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جسوقت نقابدار نیلی پوش سلیمان اعظم کو اسیر کر کے اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوا ہے تو سیارہ کوچک بھی اسکے تعاقب مین چلا تھا قضائے کار رو اتفاقات روزگار راستے مین ایک دوست نقابدار نیلی پوش کا ملا کہ نقابدار اُس سے باتین کرنے مین مصروف ہوا سیارہ کوچک نے وقت کو غنیمت جانکر تیز روی اختیار کی اور قبل نقابدار نیلی پوش کے قریب اُس درخت بر گد کے پہونچ گیا کہ جس مقام پر نقابدار کو جاتے ہوئے ایک روز پیشتر دیکھ گیا تھا اور صورت اپنی ایک زن جمیلہ کی بنا کر تنۂ درخت پر تکیہ دیکر رونا شروع کیا عجب حالت اسنے اپنی بنائی تھی کہ بال سر کے نچے ہوئے کپڑے جا بجا سے پھٹے ہوئے کانون سے خون بہتا ہوا آنکھون سے آنسو جاری زبان پر فریاد کہ ہائے مجکو لوٹ لیا یہ تو اس کیفیت کے ساتھ یہان بیٹھا ہوا تھا اور نقابدار نیلی پوش جو اپنے دوست کو رخصت کر کے پھرا اور قریب درخت پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک زن جمیلہ کوئی پندرہ برس کا سن و سال بھولی بھولی صورت خشخشی رنگ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے نقابدار نیلی پوش اسکو دیکھ کر شیدا ہو گیا پکارا اے نازنین حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور یہ حالت تیری کس نے بنائی ہے اسنے رو رو کر کہا کہ مین قلعہ سیماب کے حوالی مین رہتی ہون اپنے شوہر کے ساتھ اُسکے گھر جاتی تھی کہ راستے مین کچھ رہزنون نے گھیرا شوہر کو میرے قتل کر ڈالا اور مجکو زیور وغیرہ لوٹ کر چھوڑ دیا ہر چند مین نے کہا کہ مجھے بے وارث و والی کر کے کیون چھوڑے جاتے ہو جہان اُسکو قتل کیا مجھے بھی مار ڈالو مگر انھون نے اُٹھنا نہ دیا بلکہ یہ جواب دیا کہ عورت کو قتل کرنا ہمارا دستور نہین ہے نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ اچھا تم ہمارے مکان مین چلکر رہو ہم تم کو تمھارے گھر بھجوا دینگے عورت نے جواب دیا کہ مرد وے خوبصورت عورت کو دیکھ کر بدنیت ہو جاتے ہین یہ بتاؤ کہ مجھے بے عزت تو نہ کرو گے نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ تمھین بہت عزت سے رکھونگا اگر تم رضامند ہوگی تو گھر کا مالک بناؤنگا ورنہ تمھارے گھر بھجوا دونگا عورت نے رضامندی ظاہر کی بس نقابدار نے تنۂ درخت پر اپنی نیزے کی ماری فوراً درخت شق ہوا بس نقابدار نیلی پوش عورت کا ہاتھ پکڑ کر اندر درخت کے داخل ہوا دیکھا سیارہ کوچک نے وہ نقب کا ہے جسوقت باہر وہ نقب کے پہونچا دیکھا کہ ایک مکان وسیع بنا ہوا ہے سامان آسائش مہیا ہے خادم و خدمتگار سب موجود ہین ایکطرف اصطبل ہے اسمین کئی گھوڑے بندھے ہوئے ہین نقابدار نیلی پوش قریب ایک دروازہ کے آیا اور سلیمان اعظم کو اندر زندان کے مقید کیا بعد اُسکے اپنے رہنے کے درجہ مین آیا اسلحہ اُتار کر کونے مین رکھ دیے نقاب چہرہ سے دور کی دیکھا سیارہ کوچک

سنے کہ ایک مرد ساحر وضع کریہ منظر تو یہ بھی گردن جھکا کر تختون کے چوکے پر بیٹھ گیا نقابدار نے
کھانا طلب کیا اس عورت کی بھی صلاح کی سیارہ کوچک نے کچھ میوہ کھالیا جسوقت
کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوا تو نقابدار نیلی پوش عورت کیطرف مخاطب ہوا
یہ کہا کہ اے جان جہان ہم سے راضی ہو یا نہین عورت نے شرما کر جواب دیا کہ دیکھو جس
بات کو مین ڈرتی تھی اسی کا سامنا ہوا سچ ہے کہ مرد زن کی ذات بڑے مکر و فریب سے بھری
ہوئی ہوتی ہے پہلے تو کیسی کیسی باتین بناتے ہیں اور جب عورت پر قابو پا جاتے ہین تو کچھ
اسکی عزت و حرمت کا خیال نہین کرتے ہین یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ جان
من ہم تم کو اپنی عزت بنانا چاہتے ہین تمھاری آبرو مٹانا نہین چاہتے ہین اور اگر تمھاری
رضامندی لینا نہ منظور ہوتی تو یہان مانع کون تھا اسوقت عورت نے جواب دیا کہ
مجھے بھی ایسے مرد کا ساتھ دل سے منظور ہے جو عورت کے ساتھ نرمی پیش آئے لیکن
ایک شرط پر وہ یہ کہ مثل مشہور ہے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک کے پیتا ہے لہذا یہ
اطمینان دلادو کہ تم کو تو کوئی قزاق مثل شوہر اول کے نہ قتل کر ڈالے گا کہ پھر مجھے وہی رنڈاپے کی
مصیبت اٹھانا پڑے کیونکہ تم بھی یکہ و تنہا جنگلو نمین پھرا کرتے ہو یہ سنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ جان من مجھے کون قتل کر سکتا ہے مین وہ ہون کہ جسکے ہاتھ سے ہزار ہا پہلوان
صف شکن و جوانان تہمتن قتل ہوئے ہین ابھی تمھارے سامنے جس جوان کو مین ہاتھ
پر اٹھائے ہوئے لایا ہون یہ بھی ایسا زبردست ہے کہ چار دانگ عالم مین کوئی اسپر
غالب نہین آسکتا عورت نے کہا کہ یہ مین نے مان لیا مگر ایک سے بڑھکر ایک کو
خدا نے زور و طاقت عنایت کی ہے ممکن ہے کہ کوئی تم سے بھی زبردست ہو نقابدار
نے جواب دیا کہ جو مجھ سے زبردست ہوگا وہ بھی بروقت مقابلہ زیر ہو جائے گا جن
لوگو نکو مین نے زیر کیا ہے یہ سب مجھ سے زبردست ہین عورت نے کہا یہ بات
تو سمجھ مین نہین آتی ہین کیونکر یقین کرون اسوقت نقابدار نیلی پوش کو مجبور
ہو کر راز اپنا بیان کرنا پڑا اس عورت سے کہا اے جان جہان سبب اسکا یہ ہے کہ
سیماب جادو نے اسلحہ تیار کیا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو اس اسلحہ کو پہن کر مقابلہ
کرے گا وہ مغلوب ہوگا اور رستم وقت بھی اسکے مقابلہ مین مغلوب رہے گا بلکہ
کوئی حربہ بھی اسپر کارگر نہ ہوگا پہلوانان عالم ضرب کو سپر پر روکتے ہین اور مین اپنے
سر پر روکتا ہون ساری کرامات ان آلات حرب و اسلحہ جنگ مین ہے یہ سنکر عورت
نے کہا کہ ہان اب مجھے تسکین ہوئی یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے کشتی شراب کی
عورت کیطرف بڑھادی اور کہا کہ اب ہمارا جام سلامتی تم پیو اور تمھارا جام سلامتی
ہم پیین عورت نے کشتی مے کی اپنے سامنے کھینچی اور جام لبریز کر کے نمک سرکاری ملا دیا
اور جام سامنے نقابدار نیلی پوش کے پیش کیا اور کہا کہ پہلے ہمارا جام سلامتی تم پیو
یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نہایت خوش ہوا اور جام ہاتھ سے نازنین کے لیکر بے اندیشہ

انجام پی گیا پیتے ہی بیہوشی نے تاثیر کی اور نقابدار چھینک مار کر بیہوش ہو ابس سیارہ کوچک نے نقابدار کو تو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور آب رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت نقابدار نیلی پوش کی بنا اور تخلیہ گاہ سے باہر آکر اسلحہ نقابدار کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور دوسرا اسلحہ لا کر اس جگہ رکھ دیا جہاں سے کہ اسلحہ نقابدار کا لیا تھا اور ایک مرکب اصطبل سے لیکر پشت مرکب پر سوار ہو کر اُسی نقب مین داخل ہوا جسکے رستہ سے آیا تھا جسوقت تنہ درخت مین پہونچا تو اُنی نیزے کی درخت پر ماری فوراً درخت شق ہو کر راستہ پیدا ہوا اور سیارہ اُسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا جسوقت دور نکل گیا تو لباس تبدیل کر کے نقابدار نارنجی پوش بنا اور جانب لشکر روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال نقابدار نیلی پوش کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت یہ ہوشیار ہوا تو عورت کو نپایا تخلیہ گاہ سے باہر آکر ملازمون سے پوچھا کہ جو عورت ہمارے ساتھ آئی تھی وہ کہاں گئی انھون نے عرض کی کہ ہمین کیا معلوم نقابدار نیلی پوش نہایت برہم ہوا اور کوڑا لے کر بہتوں کو پیٹا لیکن یہ پیٹنا وہی تھا کہ سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کر واصل واقعہ کیطرف نقابدار کا خیال نہ گیا کہ سامان قضا کا مہیا ہو گیا اور وہ عورت نہ تھی بلکہ عیار طرار تھا جو ساری قوت لے گیا الحاصل صبح قریب تھی نقابدار نیلی پوش اُس مقام پر آیا جہاں کہ اسلحہ اسکا رکھا رہتا تھا دیکھا کہ اسلحہ موجود ہین اسنے تمام سلاح جنگ کو تن پر آراستہ کیا اور اصطبل سے آکر اپنا مرکب لیا بعد اسکے دہنہ نقب سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان بلا زمین جو کہ بے خطا تھے کوستے تھے اور کہتے تھے کہ خدا اس ظالم کو جلد غارت کرے جب سے کہ اسکو سیماب جادو نے محافظ جان اپنا قرار دیا اور یہ اسلحہ بنا کر اسکے سپرد کیا اُسوقت سے دماغ ہی اسکا بدل گیا ہم لوگو نکو زد و کوب کیا کرتا ہے نہ جان چھوڑتا ہے نہ بد زبانی سے باز آتا ہے خدا اس قید سے نجات دے اب ان لوگو نکو تو اس حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور نقابدار نیلی پوش کو اس خیال مین مستغرق رکھا جاتا ہے کہ عورت کہان گئی اور یہاں سے حال قلعہ سیماب کا گزارش ہوتا ہے کہ وہان طبل جنگ بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا جوانان لشکر سکندر رستم حوالے اپنے بستر ون سے اُٹھ اُٹھ کر مصروف نماز سحری ہوئے اور بعد ادائے فریضہ سحری کفن پہن پہن کر آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کر کے راہی میدان کارزار ہوئے گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان جنگ فوجوں سے مملو ہو گیا اسطرف دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو مع لشکر ساحران نمودار ہوا اور بمقابل لشکر سکندر رستم خو آکر صف آرا ہوا بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر ہٹے تھے کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اس گرد کے پیدا ہوتے ہی سیماب جادو نے اپنے لشکر کی طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا ہوشیار رہو کہ آج اس جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا جسوقت یہ نقابدار سکندر کو بھی گرفتار کر لیجائے اُسوقت سب ملکر اسکے لشکر کو تباہ کر دینا

یہ حکم پاتے ہی ساحروں نے جھولیوں پر ہاتھ ڈالے اور اپنے اپنے سحر سے ہوشیار ہوگئے
ادھر لشکر سکندر رستم خو کے سردار آمادہ مرگ و مہیائے فنا تھے آپس مین مشورہ
کر رہے تھے کہ جب تک ہم مین سے ایک بھی زندہ رہے اپنے مالک پر آنچ نہ آنے
دین اپنی جانین نثار کر دین اور سکندر رستم خو بھی یہ تہیہ کیے ہوئے تھے کہ آج مین
خود نکلکر اس نقابدار بدکردار سے پورا فیصلہ کرون اسلیے کہ اگر اقبال میرا یاور ہے
تو فتحیاب ہونگا ورنہ مرنا برحق ہے اگر قضا میری اسی کے ہاتھ سے ہے تو اپنے رفیقون کا
داغ مفارقت کیون اٹھاؤن کہ یکایک بگولا شق ہوا اور نقابدار نیلی پوش
پیدا ہوا پہلے یہ ملعون تخت سیماب جادو کے قریب آیا مرکب سے اتر کر پایہ تخت کو
بوسہ دیا اجازت حرب چاہی سیماب جادو نے کہا کہ جا خداوندا کوان تاجدار تیرا حافظ
و نگہبان ہے لیکن جنگ کو طول دینے سے کوئی فائدہ نہین ہے آج سکندر کو ٹوک نہ لے
وہ ایسا منچلا ہے کہ خود ہی مقابلہ کو نکل گیا تو اسے گرفتار کر لیجانا بلکہ سر میدان قتل کر ڈالنا
پھر اسکے لشکر کی تباہی کو میرا لشکر کافی ہے دم مین یہ ساحران غدار سب کو خاک مین ملا
دینگے یہ سنکر نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ جو حکم بادشاہ ہو ہمین تعمیل ارشاد
سے کام ہے یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر متوجہ میدان کارزار ہوا جسوقت میدان مین پہونچ
خوب سلحشوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اسکے نیزہ زمین پر گاڑ کر آواز دی کہ
اے سکندر رستم خو تو بڑا منچلا مشہور تھا مگر معلوم ہوا کہ وہ تمام باتین غلط تھین تو جان
اپنی بچاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو اسیر بلا کراتا ہے لیکن آج ہمارے بادشاہ نے خاص تیری
گرفتاری کا حکم نافذ کیا ہے بس یہ سنتے ہی بھلا کب تاب تھی کہ شاہزادہ سکندر نہ نکلتے
فوراً باگ مرکب کی لی لیکن بہمن سکندر کے تیور سے سمجھ گیا تھا کہ آج شہزادہ خود مقابلہ کو
نکلے گا یہ پہلے سے بغیر اجازت لیے ہوئے دوڑ پڑا تھا قبل شاہزادہ سکندر رستم خو کے
سامنے نقابدار نیلی پوش کے جا پہونچا دیکھا سکندر نے کہ بہمن مقابلہ کو نقابدار کے
جا پہونچا ہے آواز دی کہ اے بہمن پلٹ آ ورنہ بایمان خود اس جان نثاری کے عوض
مین تجکو جان دینا پڑے گی اور مفت میرے ہاتھ سے مارا جائے گا لیا تو نے سنا نہ تھا
کہ اسنے مجھے ٹوکا ہے بہمن یہ کلمہ سنتے ہی ٹھرا گیا پلٹ کر عرض کی کہ مین اسی کے ہاتھ
سے کب زندہ بچو نگا جو حضور قتل کرینگے مین تو خود ہی وہان کو مین آیا ہون کہ اپنی
آنکھوں سے آپ کو اسیر بلا ہوتے نہ دیکھوں نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ مین تو
سکندر ہی سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا اس حیص بیص مین جانب صحرا
سے دوسرا بگولا گرد کا پیدا ہوا اور آواز سم مرکب گوش زد ہوئی ہر ایک متوجہ اس
گرد کیطرف ہوا کہ اب کون آتا ہے نقابدار نیلی پوش بھی دیکھنے لگا بہمن بھی رک
گیا شاہزادہ سکندر رستم خو کو بھی یہ خیال ہوا کہ حال اس گرد کا دریافت ہو جائے
تو بہتر ہے کہ یکایک گرد شق ہوئی اور ایک نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور

مرکب کو دوڑاتا ہوا سامنے نقابدار نیلی پوش کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ او ملعون برابر
والے سے نہیں مقابلہ کرتا اُن لوگون سے لڑنے آیا ہے جنکو آلاتِ حرب بھی نصیب
نہیں ہیں آ مجھ سے مقابلہ کر سُنکر نقابدار نارنجی پوش یہ کلمہ سخت نقابدار نارنجی پوش
کا سکندر رستم خو کے خلاف گذرا اور بولا کہ کیا تیرے یہ آلاتِ حرب ہمارے اسلحے سے
بہتر ہیں نقابدار نارنجی پوش سے کہ کہ جنگ تماشا دیکھے جائیے ابھی معلوم
ہوا جاتا ہے آپ لوگون کے جیسے اسیر [illegible] ہو سکے اور ہین ابھی اس نقابدار
بدکردار کو قتل کیے ڈالتا ہون یہ کہکر نقابدار نیلی پوش سے کہا کہ لاضرب بہادری کی
نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ او نقابدار [illegible] روز [illegible] تو کہانسے آگیا جا پلٹ جا
ورنہ ہمارے بادشاہ کا [illegible] سو اسکندر کے [illegible] نہین ہے نقابدار نارنجی پوش نے کہا
کہ کرشمے سب دیکھے ہین تو کیا ہے اور تیرا بادشاہ کیا مسخرہ ہے یہین تیرا سر لینے کو آیا
ہون اور بے نیل مقصود بھی واپس نہ جاونگا یہ کلمات سخت سُنکر نقابدار کو غصہ
آگیا کہا معلوم ہوا کہ اجل تیری تجھے میرے سامنے لائی ہے یہ کہکر نیزہ مارا نقابدار
نارنجی پوش نے نیزہ اُسکا نیزے پر [illegible] گا تھا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنوں کی
نوبت آئی تھی کہ نقابدار نارنجی پوش نے اپنا نیزہ نیزہ نقابدار نارنجی پوش
پر مارا کہ نیزہ نقابدار نیلی پوش کا ٹوٹ گیا اُسنے خفیف ہوکر ہاتھ کاٹ کر
پھینکا پر نقابدار نارنجی پوش سے کھینچ مارا نقابدار نارنجی پوش نے وار
اسکا خالی دیا نقابدار نیلی پوش نے تلوار کھینچی اور آواز دی کہ او نقابدار
غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا توڑ ڈالا لیکن یہ تلوار موج [illegible] ریلے فنا کی ہے اسکو
یہ کہکر سر نقابدار نارنجی پوش پر وار کیا نقابدار نارنجی پوش نے اپنے سپر
وار روکا دیکھنے والونکو حیرت تھی کہ یہ کیا اسرار ہے اور نقابدار نیلی پوش کو بھی پریشانی
ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا سیماب جادو بھی متحیر تھا کہ یہ کونسا نقابدار آگیا کہ
جسپر میرا حربہ بھی کارگر نہین ہوا اس لیے کہ نقابدار نیلی پوش کے آلات
حرب ساختہ سحر سیماب جادو تھے اُدھر نقابدار نارنجی پوش نے جو ارادہ
نقابدار نیلی پوش کا بھاگنا خیال کیا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعون اسوقت
بھاگ کر اپنی جان بچالے اور بھید کھل جائے تو سیماب جادو اور کوئی فکر کرے گا
بس اسنے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ سر مرکب نقابدار نیلی پوش کا قلم ہوا
نقابدار نیلی پوش جست کر کے مرکب سے علیحدہ ہوا اُدھر نقابدار نارنجی پوش
بھی ساتھ ہی مرکب سے کود پڑا نقابدار نیلی پوش نے پھر جھپٹ کر تلوار
ماری نقابدار نیلی پوش کا وار پھر رد ہوا اور نقابدار نارنجی پوش
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون طرف کے لشکر قریب آکر تماشائے جنگ
دیکھنے لگے خیال یہ تھا کہ کشتی کا فیصلہ جلد نہ ہوگا کہ دونون زبردست ہین

لیکن نقابدار نارنجی پوش نے مطلق طول نہ کھینچنے دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں بلند
نقابدار نیلی پوش کا توڑکر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت
گرا بس ایک پاؤں نقابدار نیلی پوش کا اپنے پاؤں سے دبایا اور دوسرے
پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور یا حیدر کرار کہکر اب جو زور کرتا ہی تو ٹانگیں
چیر کر پھینک دیا بس مرتے ہی نقابدار نیلی پوش کے لشکر میں ایک غوغا
ہوا سیماب جادو کو کمال رنج ہوا اور اسنے ساحروں کو حکم دیا کہ مار لو اس
نقابدار بدکردار کو غضب کیا اسنے کہ میرے قوت بازو کو مارا اسے بھی
زندہ نہ جانے دینا یہ سنتے ہی تمام ساحر جو ٹیلے سے تیار کھڑے تھے نقابدار نارنجی پوش
کیطرف لپکے اور ترنج اور نارنج پکڑ پکڑ کر چلے اسطرف سے جان نثاران سکندر رستم خو
تلواریں کھینچ کھینچ کر آ پڑے اور نقابدار نارنجی پوش نے بھی لڑنا شروع کیا
ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا یہ عجب طرح کی جنگ تھی کہ ایک طرف ساحر تھے
ایک جانب غیر ساحر تھے مگر چونکہ یہ جنگ مغلوبہ تھی فاصلہ نہ تھا کہ حریف سے کوئی
باخبر ہوتا دونوں طرف کے سپاہی قتل ہو رہے تھے اگر ساحر کا سحر پہلے چل گیا تو
مسلمان قتل ہوئے اور اگر انکا وار پہلے چل گیا تو ساحر مارا گیا لیکن نقابدار نارنجی پوش
پر کوئی سحر کارگر نہ ہوتا تھا اور اسکی تلوار سے ساحر برابر قتل ہو رہے تھے کسی کو
سکون نہ ملتا تھا عین گرمی جنگ میں سیماب جادو قریب شاہزادہ سکندر رستم خو
پہونچ گیا چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو گرفتار بلا کروں کہ نقابدار نارنجی پوش
کی نظر پڑ گئی بس یہ گھوڑے کو دوڑا کر قریب آ گیا اور آواز دی کہ او نامرد تجھے غیر ساحر
سے مقابلہ کرتے شرم نہیں آتی کیا مجال ہے تیری کہ میرے سامنے تو شاہزادہ پر ہاتھ
اٹھا سکے یہ سنتے ہی سیماب جادو نے دستک دی کہ فوراً طبقہ زمین کا شق ہوا
اور ایک پتلی پیدا ہوئی سیماب جادو نے پوچھا کہ حال اس نقابدار کا بیان کر
کیوں قتل نہیں ہوتا اور ساحر اسکے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں حربہ سحر اس پر
کارگر نہیں ہوتا یہ سنکر اس پتلی نے آہ سرد کھینچکر جواب دیا کہ اے بادشاہ یہ نقابدار
سکندر کا عیار مکار ہے یہ اسلحہ نقابدار نیلی پوش کا عورت بنکر چرا لایا اور
اسی اسلحہ کی برکت سے اسنے نقابدار نیلی پوش کو بھی مارا اور ساحروں کو
بھی قتل کر رہا ہے جب تک یہ اسلحہ رہے گا اسوقت تک اسکا اسیر یا گرفتار ہونا غیر
ممکن ہے یہ سنکر سیماب جادو نے جلدی سے نوک زبان میں نشتر دے کر خون
چلو میں لیا اور کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جیسے ہی نقابدار نارنجی پوش
سامنے آیا بس سیماب جادو نے وہی خون نقابدار نارنجی پوش پر مارا
کہ تمام اسلحہ جلکر خاک ہوا اور نقابدار نارنجی پوش لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش
ہو گیا بس سیماب جادو تلوار کھینچکر سر کاٹنے کے ارادہ سے چلا یہ دیکھ کر

شاہزادہ سکندر رستم خو سد راہ ہوئے اور فرمایا کہ او ملعون نقابدار میرا محسن ہے کیا تاب طاقت ہے تیری کہ میری زندگی میں تو نقابدار کو ایذا دے سکے یہ سنکر سیماب جادو نے دو بال سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگا کہ یکایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ایک برق چمک کر زمین پر گری اور اُسنے ہیئت انسانی پیدا کر کے نعرہ کیا کہ منم مالکہ سمن جادو ای بادشاہ خیریت اسی میں ہے کہ تو اپنی جان بچا کر نکل جا کہ اب میں تیری دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن ہوں اور جن چیزون کی میں امین تھی اُنسے کام لینے کا وقت آگیا اتنا پاس مجکو ہے کہ تجھے آگاہ کر دیا آیندہ اختیار ہے یہ کہکر جلدی سے ایک تیغ سکندر رستم خو کو دیا اور کہا کہ یہی تیغہ قتل سیماب جادو کا ہے اور خود ایک چراغ لیے ہوئے تھی اُسکو روشن کر دیا بمجرد چراغ روشن ہونے کے سیماب جادو فوراً اف اف کی صدا دیتا ہوا بھاگا اور روشنی اسکی جو لشکر سیماب جادو پر پڑی ساحر سحر بھولے ہر چند یا سامری یا جمشید پکارتے تھے مگر کوئی اثر نہ پیدا ہوتا تھا آخر گریز پا ہوئے اور جوانان لشکر سکندر نے اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور شاہزادہ تعاقب سیماب جادو میں چلا اُدھر سیارہ کو چالاک کو ہوش آیا پھر بھی کسوت عیاری سنبھالکر ساحروں پر جا پڑا اور حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع کیے اُدھر سمن جادو چراغ روشن لیے ہوئے مثل پروانے کے سکندر کے قریب تھے ساحران لشکر سیماب جادو سمن جادو کو برا بھلا کہتے تھے اور بھاگے جاتے تھے ہر ایک کو سحر فراموش تھا اسی ہنگامہ میں سیماب جادو تو بھاگ کر قلعہ میں پوشیدہ ہوا دروازہ قلعہ کا بند کر کے طبل امان بجوا دیا شام بھی ہو چلی تھی شاہزادہ سکندر رستم خو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر کے نکل دیکھا جائے گا سمن جادو پر آفرین کی سیارہ کو چالاک ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے سکندر رستم خو نے سمن جادو کی نہایت عزت کی اور صادق الاقرار کے خطاب سے یاد فرمایا اپنے عیار کو خلعت سے سرفراز کیا اسی اثناء میں خبر پہونچی کہ سیماب جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت کو نوبت نوازش میں آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی لیکن سکندر نے سمن جادو کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اب سیماب جادو نے کس کے بل پر طبل بجوایا ہے سمن جادو نے عرض کی کہ اے شہریار میرے خیال میں تو اب سیماب جادو کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ہوگا عجب نہیں ہے کہ یہ طبل کوس رحلت ہو غرور سیماب جادو گنبد زبرجد نگار کیطرف گریز کریگا کہ اب سوا بھاگنے کے مفر نہیں ہے فرمایا خیر دیکھا جائے گا اسمیں سیارہ نے کہا سے نے عرض کی کہ اے شہریار اب

چلکر پہلے اُن اسیر و نگون رہا کیجیے جو نقابدار نیلی پوش کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوئے تھے فرمایا کہ بہتر اور اسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیارہ کوچک سمن جادو وغیرہ کو ہمراہ لے کر جانب صحرا روانہ ہوئے تھوڑا راستہ طے کیا ہوگا کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و مظفر پیرزادہ چلے آتے ہیں راہ میں ملاقات ہوئی شاہزادہ اسکندر رستم خو نے حال رہائی دریافت کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک ساحرہ نے آکر ہم کو رہا کیا اور نام اپنا گرداب دریا نشین بتایا اور کل صبح کو وہ خود بھی حاضر خدمت ہوگی یہ سُنکر شاہزادہ سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا اور بستر راحت پر آرام کیا یہاں طبل بجنے بجتے وہ وقت آیا کہ بزم انجم برہم ہوئی ماہ تابان گوشۂ مغرب میں پنہان ہوا اور آفتاب عالمتاب پردۂ افق سے باہر آیا فوج خطوط شعاعی کی پرا باندھکر استادہ ہوئی اور قلعۂ نیلگون فلک پر قبضہ کیا یہاں جوانان لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوئے فریضہ سحری کو ادا کرکے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرنے لگے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے بھی نماز سحر پڑھکر مرکب بادرفتار کو طلب کیا سب رفقا حاضر خدمت تھے شاہزادہ پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا ایک طرف سلیمان اعظم دوسری طرف سلیمان کوچک پشت پر اور سرداران نامی و گرامی مع فوج گران و فراوان سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ سیماب بستہ کا نہایت عمدہ بنا ہوا ہے پھاٹک طلائی آسیر جواہر بیش بہا نصب ہے شاہزادہ نے سب لشکر کو وہیں چھوڑا بارہ ہزار جوان اپنے ہمراہ لے کر رخ قلعہ سیماب کا کیا ہر چند اور سرداروں نے عرض کی کہ یہ غلام کسدن کے واسطے ہیں مگر شاہزادہ نے قبول نہ فرمایا لیکن سمن جادو نے عرض کی کہ میرا ہمراہ چلنا ضرور ہے اسواسطے کہ چراغ قتل ساحران میرے ہی پاس ہے شاہزادہ نے سمن جادو کو ساتھ لے لیا اور سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے یقین تھا کہ اب قلعہ پر سے گولہ باری شروع ہوگی لیکن سکندر رستم خو پھاٹک تک پہونچ گئے اور ایک گولہ بھی سر نہ ہوا اب شاہزادہ اور سمن جادو کو یہ کہنے کا یقین ہوا کہ بیشک اگر سیماب جادو کولڑتا ہوتا تو قلعہ پر سے گولہ باری ہوتی یا کوئی واسطے مقابلہ کے آتا معلوم ہوتا ہے کوئی قلعہ میں نہیں ہے غرضکہ اب شاہزادہ باطمینان تمام پھاٹک کے قریب آیا اور تلوار سے زنجیر کاٹ کر پھاٹک کو وا کیا اور بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے ساتھ ساتھ تمام رفقائے جانباز بھی داخل قلعہ ہوئے دیکھا تو ایک ہو کا عالم ہے قلعہ سنسان پڑا ہوا ہے نہ آدمی ہے نہ جانور نہ بال ہے نہ اسباب ہر گلی کوچہ میں خاک اُڑ رہی ہے تو شاہزادہ نے اپنے لشکر کو بھی اندر قلعہ کے طلب فرمالیا سلیمان اعظم تمام لشکر کو لے کر داخل قلعہ ہوئے شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ اب کیا فکر کروں خیر اگر سیماب جادو بھاگ گیا

تو بھاگ گیا ہین جبھی نہ طاق پر چلا جاتا مگر نہین معلوم ملکہ کہان ہے غرضکہ بتخانون کو منہدم کرا کر مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنے لشکر سے قلعہ کو آباد کیا اور ہر کارون کو براے تلاش سیماب جادو روانہ کیا کہ اگر پتہ اُس ملعون کا ملے تو جا کر مقابلہ کرون یا اُسے مار کر ملکہ کو لون یا اپنی جان دون تین روز تک شاہزادہ مقیم رہا مگر سیماب جادو کی کوئی خبر نہ ملی ہر کارے ہر چہار طرف جا جا کر دیکھ آئے ہر چند پتہ لگایا نہ پتہ نہ ملا سیمن جادو نے عرض کی اے شہر یار مین اتنا جانتی ہون کہ گنبذ زبر جد نگار کوئی مقام ہے سیماب جادو وہین بھاگ کر گیا ہوگا لیکن یہ مجھے بھی نہین معلوم کہ وہ گنبذ کس مقام پر ہے اور راستہ اُسکا کس طرف سے ہے یہ سُنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ ایک مرتبہ سامنے سے ایک مرد درویش پیدا ہوئے اور سلام علیک کی آواز دی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک مرد متبرک باریش دراز تسبیح ہاتھو مین لیے ہوئے پڑھتے چلے آتے ہین شاہزادہ نے تعظیم کی اور پاس اپنے بٹھا لیا اور نام و نشان درویش کا پوچھا درویش نے بیان کیا کہ مجھکو شاہ قلندر دامن دراز کہتے ہین مسکن میرا یہی قلعہ ہے اگرچہ یہ مقام کفار کے رہنے کا تھا اور مین مرد مسلمان ہون لیکن سکونت اس مقام کی مین نے اسیدن کے واسطے اختیار کی تھی مجھے اپنے علم فقیری سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس زمانہ مین ایک شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اسطرف آئے گا اور سیماب جادو اُسکے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے گا اور وہ شاہزادہ اُسکی تلاش کرے گا مگر پتہ نہ پائے گا اسیواسطے مین نے مسکن اپنا اس جگہ کو قرار دیا اگر آپ گنبذ زبر جد نگار پر جانا چاہین تو مین راستہ وہانکا بتا دون لیکن اسکے صلے مین اتنا چاہتا ہون کہ جسوقت گنبذ زبر جد نگار کو فتح کر کے واپس آئیے گا تو مجکو مردہ پائیے گا لہذا تمنا یہ ہے کہ آپ کی موجودگی مین میرا دفن و کفن ہو جائے گا تو بہتر ہوگا یہ فرما کر مرد درویش اُٹھ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ مع سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و مظہر پریزاد و زرین کشیدہ ابد و دیگر سرداران نامی و گرامی ساتھ ساتھ مرد درویش کے روانہ ہوئے درویش ایک صحرا کیطرف متوجہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درخت بزرگ کے پہونچے زیر درخت ایک چاہ تھا درویش نے پلٹ کر شاہزادہ سکندر رستم خو سے فرمایا کہ بس یہی راستہ گنبذ زبر جد نگار کا ہے لیکن اول مرحلہ خرچنگ جادو کا پیش آئے گا جسوقت پاؤن تمھارے کسی چیز پر قائم ہون تو تم کو چاہیے کہ فوراً جست کر کے علیحدہ ہونا کہ پاؤن تمھارا اُس کشتی پر لگے گا جسپر خرچنگ جادو سوار ہے اور اسی تاک مین بیٹھا ہوا ہے کہ حریف آئے اور اُسے نگل جاؤن جست کرنے کے بعد تم اُسکے مقابل مین گروگے وہ جسوقت تمھاری طرف پلٹے تم فوراً ہاتھ تیغ آبدار کا مارنا خرچنگ جادو کے دو ٹکڑے ہونگے اور دریا متلاطم ہوگا جسوقت

علامات سحر برطرف ہوں گے تو دریا نظروں سے پنہان ہو جائے گا اور صحرا میں دہنہ نقب
نمودار ہوگا تم اسی راستے سے زمین زمین روانہ ہونا یہ سنکر شاہزادہ سب سے
رخصت ہوا اور کنوئیں کی جگت پر آکر اندر کنوئیں کے پھاند پڑا جسوقت پاؤں
سکندر کے کسی چیز سے لگے فوراً جست کر کے علیحدہ ہوا اور خرچنگ جادو جو
نہنگ بنا ہوا بیٹھا تھا وہ شاہزادہ کیطرف چلا اسکندر نے تلوار ماری کہ نہنگ
کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ صداے گیرودار بلند ہوئی اور دریا متلاطم
ہوا تیرگی چھا گئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوائی آخرکار آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من خرچنگ جادو بود حیف مردیم و جان نبازیم و بہ مطلب خود نہ
رسیدیم اب جو روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ دریا ہے نہ کشتی ہے ہاں لاش ایک
ساحر سیہ فام کی پڑی ہوئی ہے اور اپنے کو ایک صحراے لق و دق میں پایا ادھر
سلیمان اعظم و سلیمان کوچک دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شاہزادہ
کھڑا ہوا ہے یہ سب کے سب دوڑے سکندر رستم خو سے ملے درویش تو
رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے تمام لشکر کو جمع کر کے
مظفر پرویزاد کو اسی مقام پر واسطے انتظام قلعہ سیماب کے چھوڑا اور باقی
سرداروں کو ساتھ لے کر اسی دہنہ نقب میں داخل ہوئے جسکا پتہ مرد درویش
سے سنا تھا اب انکو تو گنبد زبرجد نگار کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہے اور

یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان ہوتے ہیں

راویان صداقت شعار و حالیان راست گفتار اس داستان کو یوں بیان کرتے
ہیں کہ جسوقت شاہزادہ رفیع البخت کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ امواج آتش ریز جادو
نے مہلت طلب کر کے قصد بیابان شمشاد کا کیا ہے تو یہ بھی مع لاہو تیز لگام و شمشاد جا
جانب بیابان شمشاد روانہ ہوئے تھے اور برابر طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے اور اسطرف امواج آتش ریز جادو بھی بہ عجلت تمام روانہ ہوا
تھا ادھر اسکو یہ فکر کہ کسیطرح تیغہ قتل اپنا اپنے قبضہ میں کروں اور علم باطل السحر کو
اپنے لشکر پر علم نہ ہونے دوں ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو یہ فکر کہ میں پہلے
پہونچ جاؤں اور تیغہ و علم کو قبضہ میں لاؤں اور قلعہ ہفت جوش کو فتح کر کے
جانب شہ طاق روانہ ہوں لیکن اول کچھ حالت بیابان شمشاد کی گذارش کی
جاتی ہے کہ یہ ایک صحرا لق و دق کا ہے جسمیں سوا درختان شمشاد کے اور کسی قسم کا
درخت نہیں ہے بلکہ گیاہ تک اس زمین پر پیدا نہیں ہوتی اور وسط صحرا میں
ایک گنبد ہے کہ دروازہ اسکا بند ہے اسی میں تیغہ محفوظ ہے اور بالاے گنبد علم

باطل السحر نصب ہے اور اسقدر بلندی پر یہ علم نصب کیا گیا ہے کہ پرتو اسکا مانند پرتو مہر کے ہے اور
چوبیس اسکی بیرون سرحد بیابان شمشاد پڑتی ہے غرض اس سے یہ ہے کہ اگر کوئی ساحر
بیابان شمشاد مین قدم رکھے تو اسکو سحر فراموش ہو جاوے اور درختان شمشاد مین یہ اثر
ہے کہ اگر کوئی شخص تا بہ گنبد جانے کا قصد کرے تو درختون سے برقین چمک چمک کر
گرین اور جلا کر خاک کر دین یہ انتظام شمشاد جادو نے نہایت ہوشیاری سے
ساختہ کیا ہے تاکہ کوئی تابہ گنبد نہ پہونچ سکے اور تیغ و علم پر قبضہ نہ کر سکے الحاصل جسوقت
شاہزادہ رفیع البخت مع شمشاد جادو اس سرحد تین پہونچے کہ جہان پر تو علم
باطل السحر کا پڑ رہا تھا تو شمشاد جادو ٹھہر گیا اور عرض کی کہ اے شہریار اب آگے
بڑھنے کا قصد نہ فرمایئے اسلیے کہ مین ساتھ نہین چل سکتا ہون جب تک اپنی حفاظت
کا انتظام نہ کر لون اسواسطے کہ مین سحر بھول جاؤنگا رفیع البخت نے ارشاد کیا
کہ مین تو ہمراہ ہون اگر تم سحر بھول جاؤ گے تو کیا قباحت ہے شمشاد جادو نے عرض کی
کہ اسوقت تو کچھ قباحت نہین ہے لیکن جسوقت بیابان شمشاد مین قدم رکھیے گا
تو درختون سے برقین چمک چمک کر گر ینگی انکو کون دفع کرے گا اگرچہ یہ طلسم میرا ہی ساخت
و پرداخت ہے لیکن مین خود بھی اندر بیابان کے قدم نہین رکھ سکتا تا وقتیکہ چتر جمشیدی
نہ ہو یہ سُنکر شاہزادہ رفیع البخت ٹھہر گئے اور شمشاد جادو ایک جانب روانہ
ہوا جسوقت قریب اپنے قلعہ کے پہونچا اور خبر ساکنان قلعہ شمشاد پیراہ کو ہوئی کہ مالک
ہمارا رہا ہو کر آیا ہے تو وہ حاضر ہوئے اور استقبال کر کے اندر قلعہ کے لیگئے شمشاد جادو
نے تمام کیفیت اپنی رہائی کی بیان کی اور چتر جمشیدی صندوق سے نکالکر اہل قلعہ سے
رخصت ہو کر خدمت شاہزادہ رفیع البخت مین روانہ ہوا ادھر تو چتر لیے ہوئے
شمشاد جادو آیا اُدھر مواج آتش ریز جادو چند ساحر و نکو ہمراہ لیے ہوئے
قریب بیابان شمشاد کے پہونچا بادشاہ نے شمشاد جادو کو دیکھا اور
شمشاد جادو نے مواج آتش ریز جادو کو دیکھا بس مواج آتش ریز جادو
نے قصد کیا کہ مین پہلے ہی جا کر گنبد کو شکستہ کر کے علم و تیغ پر قبضہ کرون لیکن جسوقت
اُس مقام پر پہونچا کہ جہان پر تو علم کا پڑ رہا تھا فوراً یہ سحر بھولا اور طاقت اسکی سلب
ہونے لگی بس یہ اُلٹے پاؤن پھرا اور شمشاد جادو کیطرف دیکھکر کہا کہ واقع مین تو نے
وہ انتظام کیا تھا کہ اُس مقام پر پرندہ پر نہین مار سکتا ہے ساتھ اسکے تیری
نمک حرامی نے کھٹکا پیدا کر دیا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے شمشاد جادو نے کہا کہ
مین نمک حرام نہین ہون بلکہ تو محسن کش ہے مین نے تیری حفظ جان کا یہ انتظام
کیا اور تو نے میری طرف سے بدظن ہو کر مجھے قید کیا اب جو میرا محسن ہے مین اُسکا
شریک ہون مین تیری طرح محسن کش اور احسان فراموش نہین ہون اب
مین رفاقت شاہزادہ رفیع البخت سے دست بردار نہین ہو سکتا ہون تجکو

اگر اپنا ملک و مال عزیز ہے تو اب بھی جنگ سے باز آ اور اطاعت اس شہریار عالیمقدار کی اختیار کر یہ سُنکر مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او وزیر بد تقدیر پھر میرے تیرے مرتبہ مین بہت فرق ہے مین عزیز خداوند ہون ہر چند کہ تو نے درہ انتظام کیا ہے کہ کوئی تا بہ گنبد نہین جا سکتا مگر دیکھ کہ مین کیونکر جاتا ہون یہ کہکر بچوا اسم سحر پڑھا اور پاؤن مار کر غرق زمین ہوا اور زمین زمین جانب گنبد روانہ ہوا شمشاد جادو نے رفیع البخت سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ اسنے راستہ زمین کے نیچے سے پیدا کر لیا اب اگر یہ پہلے پہونچ گیا اور تیغہ و علم پر قبضہ کر لیا تو اسیوقت دشمنوں کا خاتمہ کر دیگا بس اب جلد تشریف لے چلیے یہ کہکر چتر کو کھولا اور سایہ چتر مین شاہزادہ رفیع البخت کو اور لاہور تیز گام کو لے کر جانب گنبد روانہ ہوا جسوقت اُس سرحد کو طے کر چکا کہ جہان پر علم باطل السحر کا پرتو پڑ رہا تھا تو اسنے چتر لاہور کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اب اپنے آقا سے ہوشیار رہنا کہ یہ مقام خطرناک ہے اس سرحد تک میرے واسطے خوف تھا کہ سحر نہ بھولجاؤن اور اب آپکے واسطے خطرہ ہے اگر غیر سایہ چتر سایہ چتر کے باہر آئے گا تو درختون سے برتین چمک چمک کر گرینگی اور اُسکا خاتمہ کر دینگی یہ کہکر آگے روانہ ہوا لاہور تیز گام نے رفیع البخت کو سایہ چتر مین لیا اور آپ بھی لیتا ہوا چلا بجلیین درختون سے چمک چمک کر چتر پر آتی تھین اور پلٹ جاتی تھین اُدھر شمشاد جادو برقون سے بچتا ہوا اور درود سحر پڑھتا ہوا قریب دروازہ گنبد کے پہونچا اور قفل سحر کلید سحر سے کھولکر جیسے ہی وا کیا اور دیکھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو باہر نکلا نظر ایک کی دوسرے پر پڑی مواج آتش ریز جادو نے بچوا اسم سحر پڑھکر ترنج سحر مارا کہ سینے پر شمشاد جادو کے پڑا شمشاد جادو نے بچوا اسم سحر پڑھکر ترنج کو رد کیا اور گولہ فولادی مارا مواج آتش ریز جادو نے سحر شمشاد جادو کا رد کیا یہان ان دونو مین رد و بدل ہو رہی ہے اور بیرون گنبد شاہزادہ رفیع البخت مع لاہور تیز گام اس فکر مین کھڑے تھے کہ علم گنبد پر سے کیونکر اتارون کہ دفعتہً شمشاد جادو بیتاب ہو کر گنبد کے باہر آیا اور مواج آتش ریز جادو نے کمند سحر مار کر شمشاد جادو کو پکڑ لیا اور تیغہ کھینچکر قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت دوڑ پڑے اور نعرہ کیا کہ او ملعون کیا کرتا ہے خبردار و ہوشیار کہ مین آ پہونچا یہ سُنکر مواج آتش ریز جادو رفیع البخت کیطرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ پہلے تجھی کو قتل کرونگا کہ باعث فتنہ و فساد تو ہی ہے یہ کہکر تیغہ سحر کھینچے ہوئے رفیع البخت کیطرف چلا لاہور تیز گام نے کہا پہلے مجھ سے تو سامنا کر پھر میرے آقا سے مقابلہ کرنا یہ کہکر سامنے آیا اور ایک ترنج سینے پر مواج آتش ریز جادو کے مارا کہ ترنج پھٹا اور بقوہ بیہوشی اُڑا کہ مواج آتش ریز جادو چرخ مار کر زمین پر گرا لاہور نے جست کیکے خنجر مارا مگر چونکہ یہ ملعون روئین تن و آہنی بدن تھا اسوجہ سے خنجر نے کام نہ کیا اور فوراً طبقہ زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا جو اسکا محافظ جان ہے اور مواج آتش ریز جادو کو

لے کر زمین رزمین روانہ ہوا بعض راوی بیان کرتے ہین کہ تیغہ موج فنا مواج آتش ریز کے
قبضہ مین آگیا تھا یہان رفیع البخت نے ثمشاد جادو کو کمند سے نکالا اور علم باطل السحر
قبضہ مین کیا ثمشاد جادو نے لاہور تیز گام کی نہایت تعریف کی اور شاہزادہ
رفیع البخت سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ تیغہ اُسکے قبضہ مین آگیا اب
قتل ہونا مواج آتش ریز جادو کا بساد شوار ہے فرمایا کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ
است یہ فرماکر مع ثمشاد جادو پلٹ کر جانب لشکر بیقرار روانہ ہوئے کہ لشکر انکا
اسی مقام پر اترا ہوا ہے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کے انتظار مین پریشان ہین
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن مواج آتش ریز جادو کو جو زنگی سے لیکر بھاگا تو سیدھا
قلعہ ہفت جوش مین آیا اور بادشاہ کو ہوشیار کیا ملکہ صدف گہر ریز جادو نے
پوچھا کہ کیا ہوا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ علم تو اُسکے قبضہ مین آگیا لیکن تیغہ
مین لے آیا ہون اگر اُسکا عیار طرار مجھے بے ہوش نہ کرتا تو آج ہی لڑائی کا بھی
خاتمہ ہو جاتا اسلیے کہ تیغہ میرے قبضہ مین تھا اسی تیغہ سے سب کا خاتمہ کر دیتا مگر خیر کچھ
پروا نہین صرف علم اُسکے پاس ہوگا تو وہ میرا کیا کرے گا جب تک تیغہ میرے قبضہ مین
ہے اسوقت تک مجھے کوئی خوف نہین صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ دشمن علم
باطل السحر سے کام لے گا تم سحر بھول جاؤ گے اور تمام ساحران قلعہ ہفت جوش اس علم
کی وجہ سے بے دست و پا ہین مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسمین ایک اسرار
ہے اُسے تم نہین جانتے ہو ہر چند کہ علم کی وجہ سے سحر میرا رد ہو جائے گا مگر اسی تیغہ سے
اس علم کو قلم کرونگا اور تاثیر اُسکی مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ زری
نوازش مین آیا اور لشکر مواج آتش ریز جادو کا حصار الماس کے باہر آکر مقیم ہوا
بارگاہ برپا ہوئی جسوقت یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچی نہایت پریشان ہوئے
کہ کیا سبب ہے جو میرا فرزند اسوقت تک واپس نہین آیا اور یہ ملعون داخل قلعہ ہو گیا
اور طبل جنگ بجوایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیابان ثمشاد کی جنگ مین یہ ملعون فتحیاب ہوا
یہ خیالات اسقدر وسیع ہوئے کہ نور الدہر جادو نے صنوبر جادو کو واسطے دریافت
حال کے روانہ کیا اور خود بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نوازش
مین آیا یہان تو تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین اور اسطرف سے شاہزادہ رفیع البخت
مع ثمشاد جادو و لاہور تیز گام طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہین
ابھی نصف راہ باقی ہے کہ صنوبر جادو پہونچے اور خبر طبل جنگ کی بیان کی
ثمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار بڑا غضب ہوا کہ اُسنے پہونچتے ہی
آغاز جنگ کر دیا اگر وقت ملتا تو کوئی تدبیر کیجاتی اب اگر یون مقابلہ کیجیے گا تو وہ
سحر سے کام لے گا اور اگر علم لے کر لڑنے جایئے گا تو اُسی تیغہ سے وہ علم کو قلم کر کے
مٹا دیگا شاہزادہ رفیع البخت بھی یہ سنکر پریشان ہوئے مگر تکیہ بر پروردگار

کرکے فرمایا کہ میں جنگ سے منہ نہ موڑونگا فتح و شکست پروردگار کے اختیار میں ہے
لیکن لا ہور تیز گام سے عرض کی کہ اے شہریار اگر تیغہ و علم لازم و ملزوم ہیں کہ بغیر تیغہ کے علم
بیکار ہے تو یہ غلام آپکا تیغہ ابھی لاتا ہے یہ عرض کرکے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور شاہزادہ
رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو جانب گنبد بیضا روانہ ہوئے وہاں
طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی فوج ایخم شکست کھا کر جانب مغرب روانہ ہوئی اور
شاہ خاور نے نشان فتح بلند کیا دونوں طرف سے لشکر غول کے غول غٹ کے غٹ تیتے کے
تیتے دستے کے دستے میدان جنگ میں آکر پرے جمانے لگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام
فوجوں سے میدان مملو ہو گیا اسطرف مواج آتش ریز جادو مرکب سحر پر سوار تیغۂ موج فنا قبضہ
میں لئے لشکر کا سپہ سالار بنکر کھڑا ہوا صدف گہر ریز جادو بادشاہ لشکر کی پشت پناہی ہزار
ساحران غدار بلاے بد آفت سے پر کالے جھولیاں کاندھوں پر ڈالے ڈھولکے بجاتے
ہوئے یا سامری یا جمشید کا شور مچاتے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے جانوران سحر پر سوار اسطرف
شاہزادہ نور الدہر مع فوج فراوان و لشکر بے پایان میدان جنگ میں صف آرا ہیں کہ ایک مرتبہ
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو
پیدا ہوئے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے سرداروں کو براے استقبال
روانہ کیا بلکہ جوش مسرت میں خود بھی چند قدم آگے بڑھ گئے اور فرزند کو گلے سے لگایا ادھر
مواج آتش ریز جادو نے جو دیکھا کہ رفیع البخت مع علم باطل السحر آپہونچے یہی وقت اسکے
علم کے مٹا دینے کا ہے بس اپنے مرکب سحر کو بڑھایا اور میدان میں پہونچکر نعرہ کیا اور مبارز طلب ہوا
شاہزادہ رفیع البخت نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ شمشاد جادو قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے
شہریار پہلے ہم غلاموں کو لڑنے دیجیے پھر حضور کو اختیار ہے یہ سنکر رفیع البخت نے فرمایا کہ اے
شمشاد جادو لڑائی مجھسے ہے اور قاتل بھی اسکا میں ہی ہوں یا سر میدان اسکو مارونگا یا اپنی جان
دونگا یہاں تو یہ چیں بچیں ہے ادھر مواج آتش ریز جادو آگے بڑھا اور پکارا کہ اگر تم نہیں آتے ہو تو
میں خود آتا ہوں یہ کہکر لشکر رفیع البخت کیطرف چلا تھا کہ جانب صحرا سے آواز سم مرکب کانمیں
مواج آتش ریز جادو کے آئی ٹھہر گیا اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے کہ یکایک ایک سوار سامنے
مواج آتش ریز جادو کے آیا اور نعرہ زن ہوا کہ با فتح و ظفر ساق منم عسکر صحرائی کہ گذارم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او جنگلی کیوں قضا تیری کیا گھیر
ہے جو مجھسے لڑنے کو آیا ہے جا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا عسکر صحرائی نے جواب دیا کہ
اب میں بغیر تیرا سر لیے ہوئے نہیں جانیوالا ہوں مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اے مغرور
مجھکو میرے خدا نے اسیواسطے پیدا کیا ہے کہ اکوان پرستوں کو پردۂ دنیا سے مٹاؤں خوراک میری مغز
استخوان اکوان پرستان ہے میں ہر روز ایک اکوان پرست کو قتل کرتا ہوں آج کوئی نہ ملا تھا مگر
شکر ہے خدا کا کہ تجھسا ایسا ظالم میرے پنجے میں آیا اب یکایک چھوڑتا ہوں بس زیادہ گفتگو نہ کر اور لاف
بہادری کی مواج آتش ریز جادو نے کہا قتل تیرا جملہ واجبات سے ہے کہ تو بندگان

خاص خداوند کا دشمن اور قابل قتل ہے یہ کہکر تیغہ مارا عسکر صحرائی نے وار اسکا سپر پر روکا کہ تلوار سپر کو
کاٹ گئی اور خود پر پڑی خود کے کٹتے ہی غبار اڑا کہ مواج آتش ریز جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس یہ دیکھ تو یہ بیہوش ہو کر گرا ادھر عسکر صحرائی نے نعرہ کیا کہ منم لاہور تیز گام اور جلدی سے تیغہ
مواج آتش ریز جادو سے لیکر اپنے قبضہ مین کرلیا اور ہاتھ بلند کیا کہ سر اسکا کاٹ لون کہ طبقہ
زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا اور مواج آتش ریز جادو کو لیکر زیر زمین پوشیدہ
ہو گیا صدف گہر ریز جادو نے جو دیکھا کہ اس عیار مکار نے میرے شوہر کو بیہوش کرکے تیغہ
پر قبضہ کیا اگر یہ تیغہ رفیع البخت کے ہاتھ آگیا تو پھر جان بچنا دشوار ہو گی لشکر کو حکم دیا کہ مارلو اس
دغاباز کو جانے نہ پائے یہ حکم پاتے ہی اسّی ہزار ساحر گولے ترنج نارنج پلڑ پلڑ کر لاہور تیز گام کیطرف
چلے ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی گھوڑا دوڑا کر چلے علم باطل السحر
دوش پر تھا ششماد جادو نے کہا ای شہریار پہلے اپنے رفیق سے تیغہ لیکر قبضہ مین کیجیے اور پھر دم نہ
لیجیے گا آج ہی اس قلعہ کو فتح کر لیجیے یہ سنکر رفیع البخت لاہور تیز گام کیطرف چلے ادھر سے
لاہور تیز گام چلا لیکن لشکر ساحران آپڑا اور جنگ ہونے لگی صدائے گیر ودار بلند ہوئی ادھر سے
صنوبر جادو اور ششماد جادو نے بھی سحر کیے لاہور تیز گام نے حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے کہ دھوان پھیلا اور اُسی تاریکی مین قریب شاہزادہ رفیع البخت کے پہونچکر تیغہ نذر دیا
رفیع البخت نے تلوار قبضہ مین کرکے لشکر ساحران پر حملہ کیا اور لاہور تیز گام نے گوفن زرین تھام
لیا ادھر ساحرون نے قیامت برپا کر دی کسی نے آگ برسادی کسی نے دریاے سحر روان کیا
اسکے ششماد جادو اور صنوبر جادو برابر سحر رد کر رہے تھے اور ساحران قلعہ ہفت جوش کو
قتل کر رہے تھے لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے تلوار قبضہ مین آتے ہی ستھراو کر دیا کشتون کے
پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے ساحرو کے مرنے سے شور گیر ودار بلند تھا سر خاک اڑا رہے تھے
آتشباری و برف باری و سنگ باری ہو رہی تھی آوازین مہیب آرہی تھین کہ کشتی مرا نام من فلان
بود و فلان بود جہانتک یہ تو علم کا پڑ رہا تھا ساحر سحر بھول گئے تھے جوانان اسلام برابر قتل کر رہے
تھے دیکھا صدف گہر ریز جادو نے کہ آثار شکست ہین فوراً طبل ارمان بجوا دیا اور میدان سے پھر کر اندر
حصار الماس کے چلی گئی قریب دس ہزار ساحرون کے مارے گئے اور ستر ہزار ساحر بھاگ کر قلعہ
ہفت جوش مین پوشیدہ ہو گئے ادھر شاہزادہ رفیع البخت با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ فور آگین ہوئے لاہور تیز گام کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل
ہین اس قلعہ کو لے لونگا وہان مواج آتش ریز جادو کو جو زنگی اٹھائے گیا تھا اندر قلعہ سے
لے جا کر ہوشیار کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ صدف گہر ریز جادو بھی مع لشکر شکست خوردہ
اندر قلعہ کے پہونچی اور سارا ماجرا بیان کیا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اب سوا تباہی کے
اور کچھ نہین ہے اس قلعہ کا بچنا محال ہے یہی ذکر تھا کہ خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی مواج آتش ریز جادو
نے ملکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ مین شبیہہ اپنی اور تمھاری بنا کر اسی مقام پر چھوڑتا ہون اور
تم گنبد زبرجد نگار کیطرف چلو کہ سوا وہان کے کوئی مقام امن کا نہین ہے یہ سنکر صدف گہر ریز جادو

پوشیدہ طور پر جانب گنبد زبرجد نگار روانہ ہوئی اور سواج آتش ریز جادو نے بزور سحر دو پتلیان
تیار کیں کہ ایک اپنی صورت کی تھی اور دوسری صدف گہر ریز کی ہم شبیہ تھی ان دونوں کو
اسی مقام پر چھوڑ کر یہ بھی پوشیدہ طور سے جانب گنبد زبرجد نگار گریزان ہوا کہ اسکا حال توقت
پر بیان ہوگا لیکن اول کچھ حال شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طبل جنگ بجواکر
خوابگاہ میں تشریف لے گئے جسوقت طبل بجتے بجتے رات بسر ہوئی اور آثار سحر چرخ پر
نمودار ہوئے جوانان لشکر میں کمر بندیان شروع ہوگئیں شاہزادہ رفیع البخت فریضہ سحری کو ادا
کرکے حسب طلب اقرہ بن پرچہ پر سوار ہوئے علم باطل السحر دوش پر رکھا تیغہ موج فنا کمر میں لگایا اور متوجہ
میدان کارزار ہوئے شمشاد جادو اور صنوبر جادو اور زلا ہور تیز گام ہمراہ رکاب سعادت انتساب
ہوئے باقی لشکر کو یہیں چھوڑا اور سبکو شاہزادہ نور الدہر کے سپرد کیا اور عرض کی کہ جسوقت میں قلعہ
کو فتح کر لونگا تو حضور سے اطلاع کرونگا آپ مع لشکر تشریف لے آئیے گا نور الدہر نے گلے لگا کر رخصت
کیا الغرض شاہزادہ رفیع البخت مرکب کو اڑاتے ہوئے قریب حصار الماس کے پہونچے کہ الماس جادو نے
دیکھا کہ دشمن قریب آگیا ہے یہ بھی اسباب سحر تن پر آراستہ کیے آمادۂ نبرد ہوا جسوقت رفیع البخت قریب
حصار کے پہونچے پرتو علم کا دیوار پر پڑا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی اور دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گری حصار برطرف
ہوگیا الماس جادو نے آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ حصار سحر کو توڑا مگر کہان جائے گا بچ کر
میرے ہاتھ سے تم الماس جادو یہ کہکر اسنے دو بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر دم کیے رفیع البخت
کیطرف پھینکے کہ وہ زمین پر گرتے ہی دو مار سیاہ بنکر شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے رفیع البخت نے پرتو علم کا
ڈالا کہ وہ بھی ہیئت اصلی پر آگئے الماس جادو نے ترنج سحر مارا وہ بھی برکت علم سے رد ہوا تو اس ملعون
نے زمین پر طمانچہ ماری اور فیل مست بنکر جھپٹا کہ روند ڈالوں اور پامال کردوں جیسے ہی سامنے آیا اور
رفیع البخت نے پرتو علم کا ڈالا وہ ہیئت مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ زمین پر گھٹنیوں چل رہا ہے
رفیع البخت نے آواز دی کہ او ملعون یہ اپنی شکل کو دیکھ کہ کیا حالت ہے یہ سنکر الماس جادو نے جو
خیال کیا تو سحر کو بیکار پایا بس اسنے بھاگنے کا قصد کیا شاہزادہ رفیع البخت نے ہاتھ تیغہ موج قضا کا
مارا کہ الماس جادو کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکے مرتے ہی صدائیں گیرودار کی پیدا ہوئیں اور بیرون سے
شور اٹھا کہ کشتی مرا نامم بن الماس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات
سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ میدان صاف ہے اور قلعہ سامنے عجب ہیئت قلعہ کی ہے کہ سات دریا موجیں مار
رہے ہیں سب کا دھارا ایک مقام پر ملا ہوا ہے اس ہفت موجہ میں قلعۂ ہفت جوش واقع ہے بجاے
خندق کے سات دریا حائل ہیں شاہزادہ متردد ہوا کہ نہ کشتی نظر آتی ہے نہ جہاز کیونکر قلعہ تک پہونچوں
شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار یہ دریا سحر کے ہیں پرتو سے علم کے مٹ جائینگے آپ
پریشان نہوں یہ سنکر رفیع البخت قریب دریا آئے اور پرتو علم کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ دریا میں طوفان آیا
پانی اچھلنے لگا اور تھوڑی سی دیر میں سارا پانی دھوان ہوکر نظروں سے غائب ہوگیا اور ایک گھڑیال
زمین میں تڑپتے ہوئے دیکھا رفیع البخت اسکی طرف چلے ادھر وہ دہن کھولکر علم کے پرتو سے بچتا
ہوا قریب شاہزادہ کے آگیا اور قصد نگل جانے کا کیا لیکن رفیع البخت برکت سے علم کی

بخود خار ہے جب اُس ٹھڑیال نے دیکھا کہ قابو میرا نہیں چلتا تو بھاگنے کا قصد کیا ثمشاد جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار یہ ملعون جانے نہ پائے یہی طوفان جادو ہے دریائے سحر اسی کے قائم کیے ہوئے
تھے اگر یہ بھاگ کر نکل گیا تو غضب ہو جائے گا پھر وہی دریا آکر ملعون کو طغیر لینگے اور اب علم کا عکس
بھی کام نہ دے گا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے اُسکا تعاقب کیا اور مرکب کو دوڑا کر قریب اُس
ٹھڑیال کے پہونچے اور تیغ موج قضا کا وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے بس مرنا تھا اُسکا کہ ایک
قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی بیرون سے شور سے گوش گردون کر ہو گئے
جسوقت بعد آتشباری و برف باری کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی
ہوئی ہے اور آواز آرہی ہے کہ کشتی مرا نام من طوفان جادو بود حیف من بدم و جان دادم و بمطلب خود
نرسیدم اب دیکھا تو قلعہ سامنے ہے شاہزادہ دروازہ قلعہ کی جانب متوجہ ہوا وہاں اہل قلعہ کو معلوم ہوا
کہ محافظ قلعہ کے مارے گئے ساحران قلعہ ہفت جوش نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ رائے قرار پائی
کہ جسوقت یہ سرکش داخل قلعہ ہو سب ملکر ٹوٹ پڑو اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈالو گے تو تپ کے مر جائے گا
اکیلا کیا کرے گا مثل مشہور ہے کہ سو رہان چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے دروازہ قلعہ پر
پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ ہلگیا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اہل قلعہ تھرا گئے مگر دروازہ نہ ٹوٹا رفیع البخت نے
پھلا کر دوسرا گرز دو... ستی لگایا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو اس ضرب کی تاب نہ لا سکتا لیکن اس دروازہ پر کچھ بھی
کوئی اثر نہ ہوا یہ معلوم دیکھکر ثمشاد جادو نے آواز دی کہ اے شہریار یہ سب کارخانہ سحر کا ہے یہاں زور آزمائی کا
کام نہیں ہے تو علم کا ٹکڑا ایسے تو راستہ ملیگا ورنہ بہت پریشان ہو جیے گا اور راستہ نہ پایئے گا یہ سنکر رفیع البخت
نے علم کو جلوہ گری دی پھر تو اُسکا مثل برق جہندہ کے تڑپ کر دروازہ قلعہ پر گرا تڑاتے کی صدا بلند ہوئی
اور پھاٹک خود بخود کھل گیا رفیع البخت داخل قلعہ ہفت جوش ہوئے دیکھا کہ ہزارہا ساحر گولے
ترنج نارنج ہاتھوں میں لیے ہوئے آمادہ پیکار ہیں رفیع البخت نعرہ کرکے چلے اور فوج ساحران پر گرے
ساحروں نے وار کرنا شروع کیے ہر طرف سے گولے ترنج نارنج تیر سول پنسول چل رہے تھے اور
رفیع البخت تن تنہا بنفس نفیس اُس لشکر ساحران سے لڑ رہے تھے صدائیں گیر و دار کی بلند تھیں
بارش خون ہو رہی تھی ساحروں کے مرنے سے آندھیاں چل رہی تھیں خاک اُڑ رہی تھی آتشباری و
سنگ باری ہو رہی تھی آوازیں مہیب آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام من فلان بود اسی ہنگامہ میں
ثمشاد جادو اور صنوبر جادو بھی آکر شریک جنگ ہوئے ایک طرف شاہزادہ رفیع البخت نے
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے تھے اور برابر بڑھتے چلے جاتے تھے علم سیہ برتیغ چمک
چمک کر ساحر و نیز لے رہی تھیں ایک جانب ثمشاد جادو نے مشتعل کر دیا تھا ایک طرف صنوبر جادو
نے کشت حیات جادوگران کو پامال کر دیا تھا عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا وہاں لاہور نیز گام نے
جاکر شاہزادہ نور الدہر کو خبر دی کہ اندر قلعے کے آپ کے فرزند دلبند سے جنگ ہو رہی ہے نور الدہر سرداران
لشکر کو لے کر بارادہ مدد شاہزادہ رفیع البخت روانہ ہوئے وہاں لشکر ساحران پسپا ہونے لگا آخر کار
سب نے آواز امان بلند کی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان انھوں نے قبول کیا
شاہزادہ نے ہاتھوں کا ثمشاد جادو نے فتح کی مبارکباد دی رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذریں دیں

لاثانیین کفار کی اٹھوا کر پھنکوا دی لیکن بتخانے منہدم کرا دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی مقامات عمدہ سیر کی شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار یہ قلعہ حکیم بطلیموس ثالث نے ہفت جوش بنایا تھا اسی سے نام اسکا قلعہ ہفت جوش رکھا گیا تھا قلعہ نہایت مستحکم ہی اور ایک راستہ زمین اس قلعے سے گیا ہی جسکا ایک سرا قلعہ سیماب مین نکلا ہی اور دوسرا سرا گنبذ زبرجد نگار مین حاکم وہان زبرجد جادو ہی موج آتش ریز جادو اُنھین دونون مقامون سے کسی جگہ ہوگا رفیع البخت نے فرمایا کہ اب مین نطاق سے واپس ہو کر اُن مقامات کی سیر کرونگا اسلیے کہ مجھے جلدی کسیطرح جا کر شریک جنگ ہون شمشاد جادو نے عرض کی کہ راستہ نطاق کا گنبد زبرجد نگار ہی کیطرف سے ہی جب تک وہ مقام بھی برباد نہ ہوگا اُسوقت تک آپکو راستہ ملنا دشوار ہی یہ سُنکر شاہزادہ رفیع البخت مجبور ہوے اور فرمایا کہ مجھے وہ راستہ بتادو شمشاد جادو نے عرض کی کہ جسوقت حضور تشریف لے چلین گے اُسوقت وہ راستہ دکھا دیا جائیگا بالفعل یہان کے انتظام سے فراغ حاصل کر لیجیے یہ سُنکر شاہزادہ رفیع البخت نے دو تین روز میں قلعے کے انتظام سے فراغ حاصل کر کے شمشاد جادو کو ساتھ لیا اور مع فوج فراوان بارادہ گنبد زبرجد نگار چلے شمشاد جادو شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوے ایک مقام بلند پر آیا وہان ایک پتھر رکھا ہوا تھا اُسکو ہٹایا دہنہ نقب کا نمودار ہوا عرض کی کہ یہی راستہ ہی شاہزادہ رفیع البخت نے شمشاد جادو سے فرمایا کہ بس اب تمہارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین تم اس قلعے کے انتظام و حفاظت مین مصروف رہو ہم بعد فتح گنبد زبرجد نگار پھر آئینگے اور تم سے ملکے نطاق پر جائینگے یہ سُنکر شمشاد جادو واپس ہو کر قلعہ ہفت جوش مین آیا اور شاہزادہ رفیع البخت مع نورالدہر و دیگر سرداران لشکر داخل دہنہ نقب ہوے جسوقت زینے طے ہو گئے تو ایک تہ خانہ نظر آیا کہ جابجا اُسمین شمعین کافوری روشن تھین راستہ نہایت وسیع تھا کہ رفیع البخت کو اتنے بڑے لشکر کے ساتھ راہروی مین چندان دقت نہ معلوم ہوتی تھی سابق مین یہ بیان ہو چکا ہی کہ ادھر سکندر رستم خو بھی تعاقب مین سیماب جادو کے چل چکے ہین اب اُنکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

کچھ حال گنبذ زبرجد نگار کا بیان ہوتا ہی

غزل برآغاز داستان

دشمن راحت یہی خونریز کا م ہی
تیغ بھی اس چتون کا خنجر نام ہی
ظلم کرنے کا برا انجام ہی
کون جانے جب کہ اذن عام ہی
عشق سے ہوتی ہی شہرت حسن کی
بدمزہ ہی وہ ثمر جو خام ہی

ایک دل چارہ طرف بدنام ہی
باہمی الفت کا یہ انجام ہی
آکے تم جاؤ ہمیں کیا کام ہی
لے کے دل چشم مروت پھر کہاں
میری بدنامی مین تیرا نام ہی
آنکھ جھپکی اور آنسو گر پڑے

جو ادا ہی قتل کا پیغام ہی
ایک کے باعث سے اک بدنام ہی
رشک کے چرکوں سے بہتر رنج ہجر
ابتدا بھی برا انجام ہے
دوستی نادان کی اچھی نہیں
کیوں نہ چھلکے جب لبالب جام ہی

خود نمائی نے ہمین رسوا کیا
دور ہے منزل ابھی اور شام ہے
سب ہین فریادی تمھارے روز حشر
ایک رسوا ہے تو اک بد نام ہے
جان ستان ہے اس ستمگر کی ادا
سچ ہے نیکی کا بدی انجام ہے
وجہ رسوائی ہے اسکی بیخودی
منزلون کا راستہ دو گام ہے
بس ہے کیا فرقت مین گر آئی موت
آرزو یہ بھی خیال خام ہے

آنکھ عاشق کی عبث بدنام ہے
دل کو سینے مین لہو کس نے کیا
پھول کھلنے کا یہ ہنگام ہے
دیکھین کیا ظاہر ہو قسمت کا لکھا
کیون زمانے مین قضا بدنام ہے
ہے خلش یاد مژہ کی نیش غم
عشق مین دل قابل الزام ہے
تم ستائے جاؤ تڑپے جائین ہم
رہ رہ کے لینا ہمارا کام ہے
بزم سخن طوطی خوشنوا

کب ہے پابند وفا انکا شباب
یہ انسی بانکی ادا انکا کام ہے
عشق نے رتبہ برابر کا دیا
ابتدا سے نامہ و پیغام ہے
کی وفا جس سے جفا جو ہو گیے
نکلے یہ کانٹا تو کچھ آرام ہے
بند کین آنکھین ور اس کو دیکھین تھے
اب یہی راحت یہی آرام ہے
خواب مین آنے لگا کیا وہ ہوشیار
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راویان جواہر رقم و پرچہ نویسان یاقوت قلم اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسقدر حصار گرد طلسم نہ طاق کے قائم کیے گئے تھے اور چوکیان بٹھائی گئی تھین انہین یہ راستہ نہایت سخت تھا اور اسکو دروازہ نہ طاق قرار دیا تھا اور زبرجد جادو کو مالک گنبد زبرجد نگار کرکے سیماب جادو و امواج آتش ریز جادو کو ایک ایک قلعہ کا ناظم قرار دیکر اس راستہ کو خوب مستحکم کر دیا تھا جسوقت قید بلکہ مر وار یا کہ زندان و غلطان گہر رشک جادو کی پاس زبرجد جادو کے پہونچی اور اسکو معلوم ہوا کہ کلید نہ طاق دشمنون کے ہاتھ آگئی اور اب وہ دونون شاہزادہ اس مقام پر بھی ضرور آئینگے سیماب جادو اور امواج آتش ریز جادو کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا تو اسنے دونون شاہزادیون کو قصر دورنگ مین قید کیا اور ساحرون کا پہرہ معین کر دیا اور خود مصروف چلہ کشی ہوا اور مکار صحرا نشین جادو کو بلا کر تاکید کی کہ زمانہ بربادی گنبد زبرجد نگار کا آگیا پرچہ احکام پیر زال کا ہنسے معلوم ہوتا ہے کہ اندر چالیس یوم کے یہ مقام برباد ہوجائے گا لہذا تجکو چاہیے کہ نگہبانی راہ مین کمی نہ کرنا اور جسوقت دشمن تیری سرحد مین داخل ہون فوراً انکو گرفتار کرکے خدمت مابدولت و اقبال مین روانہ کر دینا یہ حکم پاکر مکار صحرا نشین جادو اس راستہ کیطرف روانہ ہوا جسطرف سے سکندر رستم خو اور رفیع الجنت کے آنے کا خوف تھا اور اسنے صحرا مین پہونچکر دام تزویر بچھایا کہ جسکا حال وقت پر ظاہر ہوگا بعد چندروز کے سیماب جادو اور امواج آتش ریز جادو شکست خوردہ اس مقام پر پہونچے کہ جہان سے راستہ جانب گنبد زبرجد نگار مڑا تھا جسوقت ان دونون سے ملاقات ہوئی تو سیماب جادو نے اپنی تباہی کا حال بیان کیا اور امواج آتش ریز جادو نے اپنی سرگذشت بربادی بیان کی یہ سنکر ایک نے دوسرے کے حال پر تاسف کیا اور یہ دونون بلکہ نجیب زبرجد جادو روانہ ہوئے جسوقت سرحد مکار صحرا نشین مین پہونچے اور مکار صحرا نشین کو معلوم ہوا کہ شاہان قلعہ سیماب و قلعہ ہفت جوش آتے ہین یہ برائے استقبال آیا اور ان دونون کو استقبال کرکے لے گیا اور بعد دعوت و ضیافت خدمت زبرجد جادو و

مین روانہ کیا جسوقت یہ دونون بادشاہ خدمت زبرجد جادو مین پہونچے زبرجد جادو نے
انکی نہایت درجہ تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگر چاہا خداوند اکوان تاجدار نے تو تمھارے دشمن
گرفتار ہوکر تم تک پہونچین گے یہ تو یہان باطمینان تمام بیٹھے ہین لیکن وہان ایک طرف سے
سکندر رستم خو مع لشکر فراوان قطع راہ کرتا چلا آتا ہے اور دوسری جانب سے شاہزادہ
رفیع البخت سر راہے پر پہونچکر دونون کا سامنا ہوا سکندر رستم خو نے کہا اے
نقابدار سبز پوش کہان کا ارادہ ہے رفیع البخت نے جواب دیا کہ میرا دزد بھاگ کر اسطرف
آیا ہے اُسی کی تلاش مین ہون آپ کا کیا قصد ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ مین بھی اپنے حریف
کے تعاقب مین چلا ہون رفیع البخت نے کہا کہ مجھے تو راستہ مین سوا آپ کے کوئی نہین ملا
سکندر رستم خو نے کہا کہ مین نے بھی اسطرف آتے ہوئے کسی کو نہین دیکھا الحاصل دونون
شاہزادہ تیسرے راستہ کیطرف متوجہ ہوئے اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ایک صحرائے
پر بہار مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک بنگلہ بنا ہوا ہے اور اندر اس بنگلے کے کچھ لوگ ہین
اور دربان برائے محافظت بیرون بنگلہ بیٹھے ہوئے ہین جسوقت رفیع البخت اور سکندر رستم خو
قریب اس بنگلہ کے پہونچے تو دیکھا کہ دو کرسیان جواہر نگار اندر بنگلے کے بچھی ہوئی ہین اور ان
کرسیون پر دو نازنینین بیٹھی ہوئی ہین سکندر رستم خو نے غلطان گہر رشک جادو کو پہچانا اور
مروارید گہر دندان کو بھی پہچانا اسلیے کہ یہ دیکھ چکے تھے لیکن رفیع البخت نے فقط
مروارید گہر دندان کو تو پہچانا اور غلطان گہر رشک جادو کو نہین پہچانا اس لیے کہ
انھون نے غلطان گہر رشک جادو کو دیکھا نہ تھا لیکن جسوقت اسنے اپنے معشوق
سے آنکھ چار ہوئی دل بیقرار ہو گیا آگے بڑھنے کا قصد کیا دربانون نے روکا اور کہا کہ قریب ملکہ
کے جانے کی اجازت نہین ہے اسلیے کہ ملکہ مقید ہے یہ سنکر سکندر رستم خو کو غیظ آگیا فرمایا کس کی
تاب و طاقت ہے کہ ان شاہزادیون کو اسیر کر سکے دربانون نے عرض کی کہ ہم نے حکم حاکم کا
سنا دیا اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے چونکہ شام ہو چلی تھی لشکر اتر پڑا تھا صاحبقران اعظم
وغیرہ لشکر کے انتظام مین مصروف تھے اُدھر شاہزادہ نور الدہر لشکر رفیع البخت
کے اہتمام مین مصروف تھے اور اس مقام پر سکندر رستم خو مع چند سرداران لشکر و
شاہزادہ رفیع البخت مع پیران سرمست موجود تھے اسوجہ سے کسی کا لحاظ نہ تھا کوئی بزرگ
ہمراہ نہ تھا بے تکلف دونون شاہزادون نے آگے بڑھنے کا قصد کیا کہ دربانون نے اٹھ کر روکا
سکندر رستم خو نے ایک کو تھپڑ مارا اور دوسرے کو رفیع البخت نے یہ دونون گر کر پھڑکنے لگے
سکندر رستم خو مع رفیع البخت اس بنگلہ مین داخل ہوئے اور اپنے اپنے معشوق کا
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ساتھ اپنے سے چلیے کہ غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو سے
کہا اے شہریار مجھے چلنے مین کوئی عذر نہین اسلیے کہ کنیز ہون آپکی مگر اتنا تو خیال کیجیے کہ ساتھ
آپ کے آپ کے بزرگ ہین وہان میرا لے چلنا مناسب نہین ہے بڑی شرم کی بات ہے
اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت

زرجد زبرجد جادو سے فرصت ہوئے اسوقت آپ کو اختیار ہی جہان چاہیے گا مجھے بھی لے چلیے گا یہ سنکر سکندر رستم خو برابر کرسی پر بیٹھ گئے اُدھر مروارید گہر دندان نے رفیع البخت سے یہی بہانہ کیا یہ بھی متردد ہو کر خاموش ہو رہے اور پاس مروارید گہر دندان کے بیٹھ گئے غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اسمقام پر یون بیٹھنا اچھا نہین ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی آیندہ و روندہ اسطرح دیکھ کر زبرجد جادو سے اطلاع کر دے تو بڑا غضب ہو جائے گا چل کر تخلیہ ■ مین بیٹھیے یہ کہکر ہاتھ سکندر کا پکڑ لیا اور ایک حجرے کی طرف چلے اُدھر مروارید گہر دندان نے ہاتھ رفیع البخت کا پکڑا اور ایک حجرے کے قریب آئے دروازہ کھولکر کہا تشریف لے چلیے جیسے ہی رفیع البخت نے اندر حجرے کے قدم رکھا مروارید گہر دندان نے دروازہ بند کر کے نعرہ کیا کہ اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی تھا منم فریب جادو دختر مکار صحرا نشین یہ کہکر دروازہ حجرہ مین قفل لگا دیا اُدھر سکندر رستم خو کی یہی حالت ہوئی کہ غلطان گہر رشک جادو نقلی نے انکو حجرہ مین بند کیا اور نعرہ کیا کہ منم طرار جادو دختر مکار صحرا نشین جادو اب زندگی مین رہائی اس زندان سے دشوار ہی زبان پیران سر مست اور منظہر پریزاد اپنے اپنے آقا کے منتظر اُس بنگلہ بینائی مین بیٹھے تھے انتظار کرتے کرتے پہر بھر گذر گیا خیال یہ ہوا کہ بچھڑے ہوئے معشوقون سے ملے ہین کیونکر مفارقت گوارا ہو لیکن جب زیادہ تر دیر گذری تو جو دو ایک انیسین جلیسین شہزادیون کی یہان بچی تھین اُنسے کہا کہ جا کر ہمارے آقا کو ان سے اطلاع کرو کہ ہم یہین حاضر ہین یا لشکر مین جائین انھون نے کہا کہ اگر تمھین تکلیف ہو تو چلو تم کو بھی خوابگاہ مین پہونچا دین آرام سے سو و اب بغیر صبح کے تمھارے آقا ملنے والے نہین ہین نہ یہ مناسب ہی کہ انکو تنہا اس مقام پر چھوڑ کر چلے جاؤ منظہر پریزاد و پیران سر مست نے بھی خیال کیا کہ واقع مین معشوق ایسی چیز ہوتے ہین کہ دین و دنیا کو فراموش کرا دیتے ہین ملازمین کا خیال کسکو ہوتا ہی یہ تصور کر کے راضی ہو گئے کہ رات آرام سے گذار و صبح کو دیکھا جائے گا یہ دونون بھی ایک ایک نازنین کے ساتھ ہو لیے اُن عورتون نے انکو بھی ایک ایک حجرے مین بند کیا وہان سلیمان اعظم اور نور الدہر جسوقت بارگاہ مین دربار کر کے چلے اور انتظام لشکر سے فرصت ہوئی وقت خاصہ کا آیا تو سیارہ کوچک اور لاہور تیز گام بتلاش سکندر رستم خو و رفیع البخت روانہ ہوئے تلاش کرتے ہوئے اسی بنگلہ بینائی سے پاس پہونچے چند عورتین یہان کھڑی تھین انھون نے خود پکار کر کہا کہ جسکی تمھین تلاش ہی وہ ہمارا مہمان ہی یہ دونون عیار بھی اندر بنگلہ کے آئے اور انھون

کہ جاکر ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کرو اُن نازنینون نے کہا کہ اطلاع کی کیا ضرورت
ہے چلو ہم تم کو تمھارے مالک کے پاس پہونچا دین جو کچھ کہنا ہو کہہ لینا
مُسنکر دونون عیار اُن عورتون کے ساتھ ہو لئے ان دونون کو بھی اُن عورتون نے
حجرون مین بند کیا وہان سلیمان اعظم و نور اللہر دونون شاہزادون کے
انتظار مین بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگئے بار بار کہتے تھے کہ عیار بھی پلٹ کر نہ
آئے اور چند رفقا کو بھیجا یہ بھی جا کر اسی دام مکر و فریب مین پھنسے اور واپس
نہ آئے اب تو یہ دونون صاحب نہایت پریشان ہوئے آخر کار یہ خود بتلاش
سکندر و رفیع البخت روانہ ہوئے جسوقت اُس بنگلۂ مینائی مین پہونچے تو اُن
عورتون سے کہا کہ جاکر دونون سے کہدو کہ دادا تمھارے تمھاری تلاش مین آئے
ہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھین دونون شاہزادون
نے کہا ہے کہ جو ہماری جستجو مین آئے اُسکو ہم تک پہونچا دو بالفعل ہم نہین آسکتے
ہین لہذا اگر آپ کا جی چاہے تو تشریف لے چلیے فرمایا نہین معلوم وہ وہان
کس شغل مین ہون جانا ہمارا بے سود نہ ہوا انھون نے عرض کی کہ اگر آپ کا جانا
بے محل ہوتا تو وہ کیون ارشاد کر دیتے کہ جو آئے اُسے ہمارے پاس پہونچا دینا
غرضکہ ایسی مکر و فریب کی باتین کین کہ یہ بھی انکے دام تقریر مین اُلجھ گئے اور ساتھ
اُن عورتون کے جاکر اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے غرضکہ تمام رات یہی سلسلہ رہا
صبح کو میدان صاف تھا نہ بنگلۂ مینائی نظر آتا تھا نہ وہ عورتین دکھائی دیتی تھین
افسران فوج نہایت پریشان تھے ہرکارے واسطے خبر کے ہر طرف گئے ہوئے
تھے لیکن وہان شاہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت جو اندر حجرے
کے داخل ہوئے تو اپنے کو ایک مقام تاریک و تنگ مین پایا اور اسیر غل و زنجیر
دیکھا نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا ہوا تمام رات انکو اسی زندان تاریک مین
گذری نہ کوئی مونس تھا نہ کوئی رفیق بار بار صدائے زنجیر کان مین آتی تھی جس سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس مقام پر اور قیدی بھی ہین جب صبح ہوئی اور روزنون
سے روشنی اُس زندان مین آئی تو ایک نے دوسرے کو پہچانا کسی مقام پر
رفیع البخت ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے
ہوئے بیٹھے تھے کسی مقام پر سکندر رستم خو اسی حال پُر ملال سے خاک پر
بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف مظہر پیرزادا ایک جانب پیران سر مست
ایک طرف لاہور تیز گام ایک جانب سیارہ کوچک اُنھین کے قریب
قریب سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و شاہزادہ نور اللہر بھی موجود تھے
ہر چند کہ یہ سب کے سب علیحدہ علیحدہ گئے تھے لیکن گرفتار ہو کر ایک ہی مقام پر
پہونچے سکندر رستم خو نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ آپ کس صورت سے

یہاں پہونچے ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی یہاں کی تو یہ حالت ہو کہ سب قلعے تھوڑے سردار تھے سب قید ہوگئے لشکر بے سردار بیابان مرگ میں پریشان ہیں اور سکار صحرا نشین جادو بعد گرفتاری سہلندر رستم خو و ربیع البخت خدمت میں زبرجد جادو کی آیا اور سارا ماجرا بیان کیا زبرجد جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط مسرت سے اپنے ہمنشینوں اور ہم جلیسوں سے کہا کہ آج وہ دن ہی جہانتک خوشی ہوسکے سامان مسرت بہم پہونچانا چاہیے کیونکہ جن مانگے مراد ہاتھ آئی سب حاضرین محفل نے یہ راے زبرجد جادو کی پسند کی اور یہ اتفاق راے یہ کہا کہ اسوقت بادۂ گلرنگ کا دور چلنا چاہیے ساقی مہوش نے فوراً شراب ارغوانی پیش کی جب چند جام شراب کے حاضرین محفل نے پیہم نوش کیے تو بے ساختہ یہ شعر ہر ایک کے ورد زبان ہوا

دور چلے دور چلے ساقیا || اور چلے اور چلے ساقیا

غرض جب یہ جلسہ شراب برخاست ہوا تو زبرجد جادو نے پرچا حکام پیرزالہ کاہنہ نکال کر پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت دونوں سرکش گرفتار ہوجائیں تو انکو اندر تین یوم کے قتل کر ڈالنا اس لیے کہ مرنا انکا بعد اس مدت گذرنے کے بسا دشوار ہی یہ دیکھکر زبرجد جادو نے مواج آتش ریز جادو اور سیماب جادو کو بلایا اور کہا کہ گرفتاری دشمنوں کی مبارک ہو دونوں سرکشوں کو ہمیں نے گرفتار کر لیا اب تم کو چاہیے کہ میدان خونی کی تیاری کرو آج سے تیسرے روز انکو قتل کرنا یقین ہی کہ اسی روز میں بھی چلہ تمام کرکے حجرے سے باہر آؤنگا یہ سنکر دونوں بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور انھوں نے تیاری میدان خونی کی شروع کردی چارچی نے چارچ دیا کہ جسکو تماشا قتل خداپرستان کا دیکھنا ہو وہ صحراے لالہ زار میں آئے کہ وہ مقام قتل کے لیے مناسب بھی ہی جسوقت یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ چلے جو دور کے آنے والے تھے انھوں نے اسی وقت سے تیاری چلنے کی کی اور سیماب جادو نے بیابان لالہ زار کی درستی کی دو چبوترے ریگ سے تیار کرا کے دو بارگاہیں نصب کرائیں اور ایک بہت بڑی بارگاہ صدر میں نصب کرائی ایک طرف فوج سیماب جادو کی اتری دوسری جانب لشکر مواج آتش ریز جادو کا اترا جسوقت یہ تیاریاں ہوچکے لیکن یہ خبر اڑتی اڑتی ملکہ مروارید گوہر دندان اور غلطان گوہر رشک جادو کو پہونچی کہ دو شاہزادے تعاقب میں بادشاہان قلعہ ہفت جوش و قلعۂ سیماب کے اسطرف آئے تھے وہ گرفتار ہوگئے اور انکے قتل کی تیاری ہو رہی ہی بس یہ سنتے ہی رنگ

اُن دونون کے چہرون سے متغیر ہوگئے قوت دست و پا کی خود بخود سلب ہوگئی انتہا کی پریشان ہوئین مرجانہ سرخپوش جادو سا تھے تھی مگر یہ سب قیدی سے تھے آپ ہی گرفتار تھے دوسرون کی رہائی کی کیا فکر کر سکتے تھے لیکن یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون کا بال بھی بیکا ہو تو اپنی جان بھی دیدین بقول شاعر ؎

	خود کشی پر ہین عشق مین تیار	جان ہارینگے جی نہ ہارینگے

اور قصر بھی ملکہ کا اس بیابان سے متصل تھا جہان میدان خونی کی تیاریان ہو رہی تھین مرجانہ سرخپوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ اب مجھے کسطرح اس مقام سے رہا کرا دیجیے پھر مین تدبیر رہائی کرونگی غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اگر تو اپنی رہائی چاہتی ہو تو ہمارے دشمنون مین شامل ہوجا بہت جلد رہائی ہو جائے گی اور اس بہانہ سے علیحدگی اختیار کرنا اچھا نہین ہو سچ ہو کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہین یہ کہکر رونے لگی اور اسقدر زار زار روئی کہ بیہوش ہوگئی اور حالت عشق اسپر ایسی طاری ہوئی کہ اُسکو اپنے بدن کا ہوش نرہا مرجانہ سرخپوش نے جب اسکا یہ حال دیکھا تو کیوڑہ و گلاب اُسکے منھ پر چھڑکا اور حالت بیقراری و یاس مین اپنے پروردگار عالم سے دعا مانگی کہ ای میرے رب ای میرے خالق اکبر ای مسبب الاسباب ای حاجت روا سے خلائق جو ایک میری مجلیس و ہمدم تھی اسکا تو یہ حال ہوا اب مین کیا کرونگی اور کون میرا شریک حال زار ہوگا بقول شخصے ؎

	نہ موسسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم	دگیر غم کہ سرانجام ما چہ خواہد شد

اتنے مین غلطان گہر رشک جادو نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور یہ سمجھی کہ صبر و تحمل انسان کے واسطے لازم و ملزوم ہو بس اُسی پر عمل کیا اور بیساختہ دل مین خیال کیا کہ اسکو ہوش مین لانا چاہیے بس بتائید غیبی فوراً اُسکے دل مین خیال آیا اور اُسیوقت اپنے آنچل سے آنسو پونچھ کر کہا کہ حاشا ایسا خیال نکرو کہ مین تمھین اسوقت مین چھوڑ کر علیحدہ ہونا چاہتی ہون بلکہ اصل یہی ہو کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلدی رہائی ہو جائے گی ان غریبون کی جانین بھی بچ جائینگی اور پردہ مفارقت بھی درمیان سے دور ہو جائے گا مین نے سُنا ہو کہ اس صحرا سے قریب ایک غار ہو کہ وہان ایک مرد درویش رہتے ہین اُنسے اور زبرجد جادو سے مخالفت چلی آتی ہو وہ مرد درویش تنہا ہین اور زبرجد جادو بہت بڑا ساحر ہو اور فوج بے شمار رکھتا ہو مگر درویش کا کچھ کر نہین سکتا اور مذہب بھی درویش کا اسلام ہو مین اُنکو اس امر پر آمادہ کرونگی کہ وہ ان شاہزادون کی رہائی مین فکر بلیغ کرین یہ سُنکر غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ تو ضرور جا اور اُن مرد بزرگ کو اس امر پر رضامند کر مین تجھے یہان سے رہائی دلوائے دیتی ہون چونکہ اس مقام کا محافظ حریص جادو تھا اور نہایت مردِ طماع تھا ملکہ نے حریص جادو کو طلب کیا اور فرمایا کہ ای حریص جادو تو یہ خوب جانتا ہو

کہ ہم کون ہیں اور کس خطا پر گرفتار بلا ہیں اُسنے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آپ شہزادی ہیں اور یہ بھی گردش زمانہ ہے
کہ آپ اس حال پُر ملال میں اسیر پنجۂ تقدیر ہیں ملکہ نے فرمایا کہ یہ دن بھی گذر ہی جائینگے اور ایک وقت
ایسا پھر آنے والا ہے کہ ہمکو سیاہ وسپید کا اختیار ہوگا اُسوقت ہمین ہر قسم کی سزا جزا کا اختیار ہوگا
جسنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہوگی اُسے خلعت سے سرفراز کرینگے مرتبہ بڑھائینگی اور جسنے ایذا رسانی
کی ہوگی اُس سے انتقام لینگی اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری ایک حاجت ہے اُسے پورا
کر دے وہ یہ کہ وزیرزادی میری ایک روز کے واسطے یہان سے جانا چاہتی ہے اُسے نکالدے
اور جسوقت یہ پلٹ کر آسکے تو پھر اُسے یہانتک پہونچا دینا یہ فرماکر کچھ تھوڑا سا زر وجواہر حریص جادو
کو دیا حریص جادو نے دل مین خیال کیا کہ اگر خلاف حکم ملکہ کرتا ہے تو یہ رقم مفت جاتی ہے آئی
ہوئی دولت کو چھوڑنا سراسر حماقت مین داخل ہے اسوقت تو اس دولت کو قبضہ مین کرنا چاہیے
آئندہ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ خود بھی جانے کو نہین کہتی ہے مرجانہ جادو ایک ملازم ملکہ کی ہے یہ تو ذول
اپنے مالک کو چھوڑ کر کہان جائیگی دوسرے یہ کہ اگر جائیگی تو کیا بنائیگی عرض کی کہ اے ملکۂ عالم آپکو اختیار
ہے شوق سے اپنی وزیرزادی کو جہان چاہیے بھیجدیجیے مگر ہماری بھی حرمت کا خیال رہے ایسا نہو
کہ پلٹ کر آنے مین عرصہ کرین یا یہ راز فاش ہو تو ہمارے اور آپکے دونون کے واسطے خرابی
ہے ملکہ نے فرمایا اے حریص جادو اطمینان رکھو یہ آج جائیگی اور آج ہی پلٹ آئیگی یہ سنکر حریص جادو
نے مرجانہ سرخ پوش کو اپنے ہمراہ لیا اور اس پوشیدہ راستے کی طرف آیا جس سے ہر کس وناکس آگاہ
تھا اور مرجانہ سرخ پوش کو اس زندان کے باہر پہونچا کر آپ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا جو لوگ اُسکے
ماتحت تھے اُنھون نے پوچھا کہ ملکہ نے کسواسطے بلایا تھا اُسنے کچھ بہانہ کر کے ٹالدیا اُدھر مرجانہ
سرخ پوش جادو نکلکر چلی اُسی غار پر پہونچی جہان کہ درویش اَنام غار نشین رہتے تھے
مرجانہ سرخ پوش نے غار مین اُترنیکا قصد کیا تھا کہ اندر سے غار کے آواز پیدا ہوئی خبردار کون
ہے اندر آنے کا قصد کرنا نہین جانتی کہ یہ مقام پاکیزہ وطاہر ہے اور تو ساحرہ ہے وہین سے مطلب اپنا
بیان کر یہ سنکر مرجانہ سرخ پوش جادو ڈری اور رو کر کہنے لگی کہ مین شاہ صاحب کی قدمبوسی
چاہتی ہون اور ایک حاجت لیکر آئی ہون مگر اُسکو خلوہ مین بیان کرون گی ظاہر بظاہر نہین کہہ سکتی
اسلیے کہ دوست دشمن ہر مقام پر ہوتے ہین اور مجھسے اسقدر کراہت بیکار فرماتے ہین اسلیے کہ مین
مطیع اسلام ہی ہو چکی ہون اور مجبوری سحر سے توبہ نہین کی ہے اگر فضل خدا ہوا تو بہت جلد سحر سے
توبہ کر کے کلمہ پڑھونگی اور دائرۂ اسلام مین آؤنگی یہ سنکر جواب ملا اچھا چلی آ اُسوقت مرجانہ
سرخ پوش جادو اندر غار کے اُتری پہلے اُسکو دور تک تاریکی ملی بعد اُسکے کچھ روشنی سی معلوم ہوئی
دیکھا اُسنے کہ بہت سے لوگ عجیب الخلقت جمع ہین اور اُسپر حملہ کرنیکا قصد کرتے ہین اور نفرت کی
نظر سے دیکھتے ہین مگر ہین ایک مرد مقدس باریش دراز سن رسیدہ صورت نورانی پیشانی پر نشانی
سجدہ کی درخشانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ شب چاردہ مین ستارہ جڑا ہوا ہے وہ مرد بزرگ اُن
لوگون کو منع کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مہمان ہے اور صاحب حاجت اُسکو آزار دینا ظلم مین داخل ہے
جسوقت مرجانہ سرخپوش جادو سامنے ان مرد پیر کے پہونچی بکمال ادب جھککر سلام کیا ہاتھ باندھکر

کھڑی ہوئی مرد پیر نے کہا کہ تو بیان کرتی ہی میں آپ کہون مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ جب آپ واقف
حال ہین اور روشن ضمیر ہین تو بیان کرنا تحصیل حاصل ہی مرد درویش نے کہا کہ جن شاہزادون کی
سفارش کرنے آئی ہی انھین کے واسطے مین نے خاص کر اس مقام پر رہنا اختیار کیا ہی
مجھے اپنے علم فقیری سے دریافت ہوا تھا کہ اس مقام پر فلان زمانہ مین دو شاہزادے اولاد
صاحبقران سے آکر اسیر بلا ہونگے اور اُنکے قتل کا سامان کیا جائیگا ہر چند کہ وہ صاحب اقبال ہونگے انھین
کون قتل کر سکتا ہی مگر جو انکی مدد کریگا وہ اجر بیحساب پائیگا کہ وہ راہ خدا مین جہاد کرینگے اور کفار اُنکے
ہاتھ سے قتل ہونگے دین اسلام کی ترقی ہوگی مین اسی دن کے واسطے یہان آکر مقیم ہوا ہون تو جا
اطمینان رکھ مجھے تجھسے زیادہ انکا خیال ہی مگر اپنی شاہزادی سے بعد دعا کے کہدینا کہ جو کچھ دیکھنا
اُسپر صبر کرنا کہ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہی وہ چاہے تو مردے کو زندہ کر دے حیات و ممات
اُسیکے اختیار مین ہی کیا تاب و طاقت کسی کی ہی کہ انکو قتل کر سکے اور بس اب چلی جا کہ تیرے زیادہ
ٹھہرنے مین خرابی ہی یہ سنتے ہی مرجانہ سرخپوش جادو نے شاہ صاحب کو سلام رخصت کیا
اور جانب زندان روانہ ہوئی تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے کام سے فرصت کر کے اسی چور دروازے
سے ہوتی ہوئی خدمت ملکہ مین حاضر ہوئی اور سب کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ آپ مطمئن رہین
مجھے درویش نے وعدہ کیا ہی کہ مین اسیران رنج و محنت کو رہا کرونگا مگر تم پریشان نہونا اسلیے کہ تمھاری
پریشانی سے انجام مین اُن شاہزادون کو پریشانی حاصل ہوگی ملکہ شکر پروردگار کر کے خاموش رہی
اب کچھ حال اُن زندانیون کا سنیے جو دست جفاے زمانہ سے اسیر بلا ہو رہے ہین جسوقت خبر قتل اپنی
شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو کو معلوم ہوئی شکر خدا بجا لائے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہی ہمارے
جاہ و حشم کا اسی مقام پر خاتمہ ہونے والا تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ
ای برادر نقابدار زمرد پوش ہمارے اور آپکے ہمراہی پر مقابلہ ہوا تھا اور تیسری ضرب گرز مین
جسم شکستہ ہوا تھا جسکے بعد اس مقام پر ہم آپ پھر گرفتار ہوے تو اسطرح کہ اجل کا انتظار ہی وعدۂ حیات
تنگ ہی افسوس کہ دل کی حسرت دل ہی مین رہی جاتی ہی ہمارے اور آپکے فیصلہ نہونے پایا
لہذا اس سے بڑھکر وقت فرصت و اطمینان اب نہ ہاتھ آئیگا بہتر یہ ہی کہ ہمارے اور آپکے اسی
زندان مین آزمایش زور و طاقت ہو جاے اور کچھ نہ سہی تو یہی حسرت نکل جائیگی رفیع البخت نے کہا اے
مرد عزیز اول تو یہان دیکھنے والا کون ہی دوسرے یہ تمام باتین ناموری کے واسطے ہوتی ہین
جبکہ زندگی کی بھی امید نہین تو آزمایش زور و طاقت سب بیکار ہی اگر اتنی قوت ہوتی کہ اس زندان
کو توڑ کر نکل سکتے اور اہل دشمن پر فتحیابی حاصل کر لیتے تو پھر آپکا لڑنا بھی اچھا معلوم ہوتا یہ دم
وقت ہی کہ اگر کوئی تدبیر کارگر ہو تو دشمن کے پنجہ سے چھوٹنے کی فکر کرو نہ کہ آپس مین لڑو سکندر
رستم خو نے کہا کہ دیکھنے والے اور داد دینے والے یہان بھی موجود ہین میرے ساتھ نقابدار
سیہ پوش کہ مرد بزرگ و جانباز ہین اور آپکے ساتھ نقابدار سبزپوش کہ یہ بھی مرد مسن معلوم ہوتے ہین
ہم ہین اور زمانہ دیکھے ہوئے ہین اور مرنا تو ایک دن ضرور ہی تھا کیا اس سے قبل یہ معلوم تھا
کہ ایک روز مرنا ہوگا اگر آپ اس حال سے بجز ہون تو ہون مین تو ہر وقت اجل کو نزدیک

جاتا ہون اور اگر مجھسے مقابلہ نہین کرتے ہو تو آیندہ دعوی ہمسری نہ کرنا کہ مین صاحبقران زمانہ ہون سکندر
رستم خو نے یہ کہکر ایسی انگڑائی لی کہ قید کو توڑ کر پھینکدیا رفیع البخت نے کہا کہ او نقابدار جاہل تو مجھے
زور دکھاتا ہے یہ کہکر انھون نے بھی مانند شیر ببر کے انگڑائی لی اور اسیطرح قید کو توڑ کر پھینکدیا سکندر
رستم خو نے کہا کہ برابری کرنے پر غش ہوا اور مقابلہ سے نبچے ہو یہ کہکر ہتکوی کھینچ ماری رفیع البخت
نے خالی دیکر طول کھینچ مارا سکندر خالی دیکر لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے کشتی
ہونے لگی نور الدہر بان ان کرنے لگے اور دونون کو سمجھانے لگے ادھر سلیمان اعظم نے سکندر
کو منع کیا مگر کون سنتا ہے لیکن سلیمان کوچک نے کہا کہ لڑنے دیجیے سپاہیونکا یہی ہے اس
بےبسی کی موت سے یہ آپس کی لڑائی بہتر ہے جب مرنا ہر طرح ہے تو ہاتھ پاؤن ہلا کر کیون نہ مرین کہ
ملک الموت کو بھی روح قبض کرتے معلوم ہوے نور الدہر بھی الگ ہو گئے اور سلیمان اعظم بھی
بھانجے کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہے کہ وہ تو نہین کوئی موم کا بنا ہوا نہین ہے خیر لڑتے ہین تو لڑنے دو
یہ لوگ داد مردی و مردانگی دینے لگے اور رفیع البخت و سکندر رستم خو معروف تلاش ہو گئے
خوب کشتی ہوئی کہ زمین زندان کی تھرانے لگی کشتی ہوتے ہوتے سکندر رستم خو نے
ٹکر ماری رفیع البخت نے بھی ٹکر سکندر کی کھا کر ایک ٹکر ماری مگر مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کی ٹکر ہاتھی کھا
سکتا ہے دوسرے کی کیا مجال ہے اگر سنگ بھی ہوتا تو ان ٹکرون سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن یہ دونون شیر بیشہ
شجاعت ٹکر پر ٹکر کھا رہے تھے اور تیور پر بل بھی نہ تھا اسقدر ہنگامہ ہوا کہ زندان کے محافظ جلدی سے
دروازہ کھولکر اندر زندان کے آئے دیکھا دو قیدی آپس مین لڑ رہے ہین انھون منع کیا جب نہ مانا
تو انہین سے دو آدمی آگے بڑھے اور چاہا کہ دونون سپاہیون کو علیحدہ کر دین سکندر رستم خو اور رفیع البخت
نے دونون کی ٹانگین چیر کر پھینکدین یہ دیکھتے ہی ساتھ والے انکے بھاگے اور جا کر مکار صحرانشین جادو
سے خبر کی کہ دو قیدی لڑ رہے ہین ہر چند انکو منع کیا نہ مانا آخر ہمارے ساتھ کے دو نگہبانون کو مار ڈالا
یہ سنکر مکار صحرانشین جادو نے کہا کہ اگر لڑتے ہین تو لڑنے دو تمھارا کیا نقصان ہے مجکو تو بادشاہ نے
طلب کیا ہے مین خدمت زبرجد جادو مین جاتا ہون اسلیے کہ اب آج ہی کی رات اور باقی ہے کل تو
یہ سب قتل ہی ہو جاینگے تم یہ پرچہ کاغذ لیے جاؤ اسپر اسم سحر رقم ہے اسے دروازۂ زندان پر
آویزان کر دینا اسکی وجہ سے وہ قیدی زندان سے نہ نکل سکینگے یہ سنکر وہ نگہبان پرچہ اسم سحر
لیے ہوئے آئے اور اسکو دروازۂ زندان پر آویزان کر دیا یہان یہ دونون نہنگ بحر جرأت و بہادری
اسیطرح سے لڑ رہے تھے ذرا بھی ایک دوسرے سے کم نہ پڑتا تھا اگر یہ دس قدم دوڑا لیجاتے تھے
تو وہ بھی دس قدم دوڑا لیجاتے تھے دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے تھے وہان مکار
صحرانشین جادو جو خدمت مین زبرجد جادو کی پہونچا زبرجد جادو نے کہا کہ کل صبح کو قیدی
قتل کیے جاینگے دو کام تمھارے سپرد کیے جاتے ہین ایک یہ کہ قیدیون کو بحفاظت تمام میدان
خونی مین لاکر جلادون کے سپرد کر دینا دوسرا کام یہ ہے کہ جسوقت قیدی یہان قتل کیے جاوین
تم اپنے ساحرون کو لیجا کر دونون کے لشکرون کو تباہ کر دینا یہ سنکر مکار صحرانشین جادو
نے عرض کی کہ ای بادشاہ یقین تو یہ ہے کہ صبح تک وہ قیدی خود ہی زندہ نہ بچینگے جلو کیا مین

ہاں حسب الارشاد لاشین انکی لاکر میدان میں پھینکدو لنگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا کیا سبب
ستمگار صحرا نشین جادو نے عرض کی کہ ان قیدیوں میں دو سردار افسردہ گردیوں سے ہیں انکی
کچھ نزاع باہم ہوگئی دونوں سرکشوں نے قیدیں توڑ ڈالیں اور آپس میں لڑ رہے ہیں نگہبانوں
نے منع کیا تو اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ دو دربان بھی انکے ہاتھ سے مارے گئے یہ عجب طرح کے قیدی
ہیں کہ نہ دیکھے اور نہ سُنے ایسے وقت میں انسان ساری بہادری و جوانمردی بھول جاتا
مگر انکا یہ قول ہو کہ مجبوری کی موت مرنا اچھا نہیں جبتک قابو چلے ہاتھ پانوں ہلاکر مرنا بہتر ہے میں
اسم سحر دروازہ زندان پر آویزان کرادیا ہو جسکی وجہ سے وہ نکل نہیں سکتے مگر انکو لڑنے
سے باز رکھنا یہ میرا کام نتھا یہ سُنکر زبرجد جادو متعجب ہوا اور سیماب جادو و مواج آتش
ریز جادو کی طرف دیکھا ان دونوں نے علیحدہ علیحدہ جرات سکندر رستم خو اور رفیع البخت
کی سامنے بادشاہ کے بیان کی زبرجد جادو نہایت مشتاق ہوا اور کہا ہم بھی چلکر دیکھینگے
کہ وہ کس طرح لڑ رہے ہیں یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا ساتھ اور اراکین دولت مع سیماب جادو و
مواج آتش ریز جادو اٹھ کھڑے ہوئے سواری زبرجد جادو کی جانب زندان روانہ ہوئی
وہاں اسیطرح وہ دونوں شیر نر باہم گتھے ہر چند کہ آمد زبرجد جادو کی ہیبت سے زمین تھراتی
تھی مگر ان دونوں جوانوں کو خبر بھی نہوئی کہ کون آتا ہے جسوقت زبرجد جادو سامنے دروازہ زندان
کے پہونچا دیکھا کہ دو نوجوان اسطرح گتھے ہوئے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے دو شیر ببر باد و گرد دست
باہم لڑ رہے ہیں ایک کا لباس سُرخ آتش مزاجی کی دلیل اور دوسرے کی پوشاک سبز متانت کا رنگ
دکھا رہی ہے مگر اسوقت دونوں گرمی جنگ کی حالت میں پرکالہ آتش سے ہو رہے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہیں ہر چند کہ دونوں کے چہروں پر نقابیں پڑی ہوئی ہیں مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت
میں ماہتاب و آفتاب ابر تنک میں جلوہ گر ہیں پر نور رخ پر نور کا نقابوں سے چھن چھنکر باہر نکل رہا ہے زبرجد
جادو دیر تک تماشائے جنگ دیکھا کیا آخر اسنے آواز دی کہ ای اجل رسیدو یہ تم دونوں کیسے آپس میں
لڑ رہے ہو مجھے تو بیان کرو مگر ان دلاوروں نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون ہے اور کیا کہتا ہے اسوقت
سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو نے بڑھکر آواز دی کہ ای نابکارو شہنشاہ
سلامت کیا ارشاد کرتے ہیں تم جواب بھی نہیں دیتے ہو یہ کلمات سخت سُنکر نقابدار زمرد پوش
اور نقابدار سیہ پوش دونوں نے قید توڑ ڈالی اور ہتھکڑی بیڑی پھینککر دروازہ زندان پر
آکھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ او بھگوڑو تمھیں شرم نہیں آتی کہ یہانتک تمکو بھگاتے ہوئے
ہم آئے یہاں گردش زمانہ نے اسیر پنجہ تقدیر کرادیا تو اب تم سخت کلامی کرتے ہو خبردار اپنے
مقام پر رہنا یہ آپس کی لڑائی ہے بیکاری کا شغل ہے اسمیں تمھیں کوئی دخل نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ چپکے چلے جاؤ
ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ سُنکر نامردوں کو نہایت غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگے زبرجد جادو
نے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو کو منع کیا اور کہا انکی جرات پر آفرین کرنا چاہیے
کہ یہ قضا سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر نقابداروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں حاکم یہاں اس مقام کا اور میرے
فرمان سے آپ لوگ اسیر بلا ہوئے ہیں بہتر یہ ہے کہ مجھے اس لڑائی کا سبب بیان کیا جائے کہ

کہ میں اسکا فیصلہ حق کر دوں جس وقت زبرجد جادو نے یوں نرمی کلام کیا تو نقابدار
سبز پوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ دونوں لڑکے ایک باغ کے پھول ہیں اسلیے کہ خوشبو دونوں
ایک ہی سی ہے سوا اولاد حمزہ صاحبقران کے دوسرے کی یہ طاقت نہیں ہے کہ اس طرح کلا بکلا
ہوسکے ان دونوں میں جسم آہنی پر مقابلہ ہوا تھا وہاں فیصلہ نہ ہو سکا کہ ضرب گرز سے جسم
ٹوٹا [illegible] دونوں دریا میں گر کر بہے ایک قلعہ سیماب میں جاکر نکلا اور دوسرا قلعہ ہفت جوش
میں دونوں دلاوروں نے قلعوں کو مسخر کیا اور حاکمان قلعہ تیرے پاس آکر پناہ گزین ہوئے
یہاں آکر یہ دونوں بھی اسیر بلا ہو کر ایک ہی زندان میں اسیر ہوئے تو ایک نے دوسرے کو
پہچانا اور کہا کہ ہمارے تمہارے فیصلہ زور و طاقت نہ ہونے پایا تھا لہذا اب نہیں معلوم کہ اجل
رفقہ دے یا نہ دے اسلیے کہ حکم قتل تک آچکا لہذا اسی زندان میں فیصلہ ہو جائے تاکہ دل کی
حسرت دل میں نہ رہجائے یہ سنکر زبرجد جادو نے کہا کہ اگر یہی حسرت ہے کہ فیصلہ زور و طاقت
ہوجائے تو میں اتنی مہلت دیتا ہوں کہ یہ دونوں سر میدان مقابلہ کرکے آزمایش زور و طاقت
کرلیں جو غالب آئے وہ دوسرے کو قتل کرے اور میں بھی اتنا اقرار کرتا ہوں کہ جو غالب ہوگا اُسکے
قتل سے باز رہونگا اور اپنے لشکر کا سردار کرونگا کہ ایسے بہادروں کا قتل کرنا سراسر نافہمی
ہے اب ان دونوں کو منع کر دو کہ آپسمیں نہ لڑیں باقی ماندہ رات آرام سے گزاریں اور صبح کو سر میدان
روبروئی عالم کے سامنے لڑیں تاکہ دیکھنے والے داد مردی اور مردانگی دیتے جائیں یہ سنکر نقابدار
سبزپوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ شیر اب کسی کے روکے سے رکنے والے نہیں ہیں جبتک
باہمی فیصلہ نہ ہو جائیگا اسوقت تک علیحدہ نہ ہونگے اور نہ یہ جنگ ابھی ختم ہو سکتی ہے کم سے کم سات روز
میں فیصلہ ہو تو ہو یہ سنکر زبرجد جادو کے ہوش اڑ گئے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر زبرجد جادو
پلٹ کر بارگاہ میں آیا اور سیماب جادو و مواج آتش ریز جادو جانب میدان خونی روانہ ہوئے
کہ تیاری میدان کریں یہاں یہ دونوں شیر آپسمیں برابر لڑا کیے چھڑا کا کشتی کا بند جاری اور نقابدار
سبزپوش اور نقابدار زرد پوش داد مردی و مردانگی دیتے رہے کہ یکایک تیرگی زندان کم ہونے لگی
اور سفیدہ صبح نے ہر ہر گوشہ میں اپنا محل بنانا شروع کیا سونے والے انگڑائیاں لیکر
خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور شب زندہ داروں نے بستر خواب کا رخ کیا فرقت [illegible]
نے سجدہ شکر ادا کرکے یہ شعر ورد زبان کیا سے مایوس ایسا تھا کہ سحر کی اذان سنی
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا ۔۔ اور جو لوگ وصل معشوق سے شاد تھے وہ مبتلائے غم فراق ہوئے
کسی نے اپنے معشوق کو جاتے ہوئے دیکھکر یہ شعر ورد زبان کیا سے کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے اُدھر جانے
والے ادھر دیکھ لینا ۔۔ وہاں زبرجد جادو خواب سے بیدار ہوا اور تخت سحر پر سوار ہو کر عازم میدان
خونی ہوا تمام اراکین دولت و امیران سلطنت ہمراہ ہوئے سواری اسکی نہایت کر و فر و شان کے ساتھ
روانہ ہوئی وہاں سیماب جادو نے میدان میں آبنوس کے چبوترے تیار کرائے اور انپر چالیس
جلادان مریخ خصال کو معین کیا دارین استادہ ہوئیں ادھر مواج آتش ریز جادو نے گرد میدان
کے فوجوں کا حصار قائم کیا تین طرف لشکر کے صف بندی ہوئی تھی کہ کوئی معاون و مددگار پہونچنا

آئے اور ایک جانب وہ باغ تھا کہ جسمین ملکہ غلطان گہر رشک جادو اور مروارید گہر دندان مقید
تھیں یہ دونوں سامان قتل اپنے اپنے معشوق کا دیکھ رہی تھیں اور آمادہ مرگ دمہیا سے قضا بھی
ہوئی تھیں جام زہر تیار کرا نے گئے تھے ہر چند مرجانہ سرخیوش جادو سمجھاتی تھی اور کہتی تھی کہ تجھے
درویش الہام غارنشین سنے وعدہ کیا ہے کہ مین اُن شاہزادون کو ضرور بچاؤنگا تم اطمینان رکھو جو کچھ نظر
آئے اُسپر صبر کرنا چاہیے نہوا اسوقت ظاہر بظاہر اثر مصلحت کے خلاف ہے پوشیدہ انتظام الٰہی
کیا ہے اگر تم اپنے کو ہلاک کرو گی تو وہ شاہزادے بعد تمھارے خود کشی کر لینگے یہ تمام نصیحتین مرجانہ
سرخیوش کی بے سود ہوجاتی تھیں اور دل ان یاس نصیبون کا کسی طرح قبول نہ کرتا تھا اُدھر
زبرجد جادو بھی جاہ وحشم کے ساتھ آکر پہونچا اور مکار جادو دونوں شاہزادون کو لیے ہوئے
آیا اور بد(ش)ا بدار سیہ پوش اور نقابدار سبز پوش بھی اُسکے ہمراہ تھے زبرجد جادو سکندر
ور رفیع الجنت کی طرف مخاطب ہوا کہ اب یہان لطف مقابلہ ہے کہ ایک عالم تمھاری جنگ کا
تماشا دیکھیگا اور داد مردی و مردانگی بھی اچھی طرح ملیگی سکندر رستم خو نے فرمایا کہ
او ملعون ہماری جنگ آپس کی جنگ ہے اسکا فیصلہ تا زندگی نہوگا ہان اگر اسپر بخیر تقدیر ہوجاتے
تو بیشک تجھسے لطف مقابلہ تھا مگر خیر ایسے مقابلے بھی تو نے نہ دیکھے ہونگے یہ فرما کر دونوں شاہزادے
مصروف تلاش ہوئے چھڑا کا کشتی کا بندھا داؤ پیچ ہونے لگے مکار جادو نے زبرجد
جادو سے کہا کہ اے بادشاہ یہ کل سے اسی طرح لڑ رہے ہین اور علیحدہ نہین ہوسکے ہین اور
اسوقت تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لڑائی شروع ہوئی ہے نہ تھکن محسوس ہوتی ہے نہ زور
گھٹتا معلوم ہوتا ہے اُدھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان تماشائے جنگ دیکھ رہی
تھین کہ یکایک ایک برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سکندر
رستم خو اور رفیع الجنت دونوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین اور لاشین زمین پر پھڑک
رہی ہین یہ دیکھکر تمام دیکھنے والے متحیر تھے کہ یہ کیا ہوا زبرجد جادو کو شبہہ ہوا کہ شاید انکو
سیماب جادو یا مواج آتش ریز جادو نے قتل کیا اور ان دونون کو زبرجد جادو کا خیال
ہوا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اُدھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان
نے قصد خود کشی کیا دونوں کے ہاتھ مرجانہ سرخیوش نے پکڑ لیے اور کہا کہ تجھے کیا سمجھایا تھا یہ
فعل شاہ صاحب کا ہے یہ لاشین نقلی ہین اصلی نہین ہین بہت جلد وہ شاہزادے آکر بمدد درویش
اس جنگ کو سر کرینگے لیکن انکو تسکین نہوتی تھی اور دل مایوس کسیطرح قبول نہ کرتا تھا اُدھر زبرجد
جادو با وصفیکہ دشمن تھا رونے لگا کہ افسوس ہے ایسے بہادر اسطرح مارے جائین اگرچہ مطیع
ہو کر رہتے تو مین انکو سالار لشکر بناتا مواج آتش ریز جادو و سیماب جادو سے کہا کہ یہ کام
تمھارا تھا انھون نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی ہم آگاہ بھی نہین ہین یہ خیال ہوا تھا کہ آپ نے اپنے
دشمنون سے قصاص لیا ہے جسوقت یہ بھید بھی ظاہر ہوا کہ اُسمین سے کسیکا یہ فعل نہ تھا تو اُسنے بہ جلد احکام
پیرزال طلب کیا ہر چند تلاش کی ہر چند احکام نہ ملے بند صندوقچے کے اندر سے غائب ہو گیا اسوقت ارکین
دولت نے عرض کی کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین یہ کام سوا خداوند کے دوسرے کا نہ تھا جو کچھ

آپ دونوں کے ہاتھ سے قضا آئی ہیں تھی اسود سے خداوند زماں نے ملک الموت کو بھیجکر روح
انکی قبض کرا لی اب مطمئن ہو کر بیٹھئے اور جشن خوشی منعقد کیجیے دشمنوں کے مرنے کی خوشی
کرنا چاہیے یا رنج یہ سنکر زبرجد جادو نے حکم دیا کہ لاشیں انکی کسی مقام پر دفن کر دو اور جشن خوشی
منعقد کرو حسب الحکم بادشاہ لاشوں کو بیجا کر ملازمین نے کسی مقام پر دفن کر دیا اور سامان جشن پہونچے
تمام شہر آئینہ بند ہوا اور چراغاں کی تیاری ہوئی طائفے حاضر ہوئے بارگاہیں آراستہ ہوئیں
وہاں باغ میں دونوں شہزادیوں نے صف ماتم بچھائی اور رنڈ سالے پہن پہن کر مصروف گریہ و
زاری ہوئیں انکو تو اس حال پر ملال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال ان کشتگان ظاہری و
زندہ باطنی کا بیان کیا جاتا ہے کہ اثنائے جنگ میں جسوقت آنکھ جھپکی تو اثر غشی طاری ہوگئی تھی
جسوقت ہوش آیا تو اپنے کو بزم درویشاں میں پایا دیکھا کہ بہت سے فقیر مؤدب بیٹھے ہوئے ہیں جن
میں ایک درویش مسن باریش سفید صدر میں بیٹھے ہیں دونوں شاہزادوں نے درویش کو سلام
کیا اور کہا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں یا عالم بیداری ہے درویش نے فرمایا کہ اے فرزندان حمزہ
ہم نے دشمنوں کے پنجہ سے تمکو چھڑا لیا اور تحفجات طلسمی بھی منگا لیے ہیں آپ غفلت کے عالم میں نیچے
ہیں جاؤ اور سبکا خاتمہ کرو اور باغ فیروزی پھر واپس آتا تو مجھسے ملجانا یہ فرمایا کہ تیغ قتل سیماب جادو
سکندر رستم خو کو دیا اور نیزہ قتل مواج جادو کا رفیع البخت کو عنایت کیا وہی تیغ ہیں جو ان شاہزادوں
کے پاس موجود تھی اور بعد اسیری انکے قبضہ سے نکلگئے تھے بعد اسکے فقیر نے قمقمہ نکالکر رفیع البخت کو
دیا اور کہا کہ سینے پر زبرجد جادو کے کھینچ مارنا تاثیر سے اسکی تمام جسم میں اسکے آگ لگ جائیگی اور
وہ مثل شعلہ بنکر اپنے لشکر کو پھونک دیگا بعد اسکے ایک شیشہ پر از آب شاہزادہ سکندر رستم خو کو دیا
جسوقت وہ شعلہ اپنے لشکر کا خاتمہ کرکے تمہاری طرف رخ کرے تو یہ شیشہ کھینچ مارنا کہ شعلہ افسردہ
ہو جائیگا اور بس اب جاؤ دیر نکرو یہ کہکر چند فقیروں کو ساتھ کیا کہ وہ راستہ بتانے کی غرض سے ان دونوں
شاہزادوں کو غار سے باہر پہونچا گئے چلتے وقت فقیر نے یہ بھی کہدیا تھا کہ پہلے جاکر اپنے کشتگان محبت
کی خبر لینا کہ ایسا نہو صدمہ ہجر کی تاب نلا سکیں اور دونوں شاہزادیاں ہلاک ہوجائیں غرضکہ یہ دونوں شاہزادے
باغ ملکہ مروارید گوہر دندان و غلطان گوہر شنگ جادو کی جانب روانہ ہوئے کہ پتا ان فقیروں نے
بتا دیا تھا جسوقت راستہ طے کر کے قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ باغ پر کچھ محافظ و نگہبان بیٹھے
ہیں لیکن حسب اتفاق مرجانہ سرخپوش کسی ضرورت سے بیرون باغ آئی ہوئی تھی دیکھا کہ
دونوں شاہزادے چلے آتے ہیں قریب تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جائے جلدی سے خدمت میں
حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر اب بھی آپ کا جمال جہاں آرا نظر نہ آتا تو ہماری شاہزادیاں ہلاک ہو جاتیں
شکر کہ شاہزادوں نے تمام سرگزشت اپنی بیان کی مرجانہ سرخپوش نے عرض کی کہ مجھے یہ حال
پیشتر سے معلوم تھا میں خدمت درویش الکامل غار نشین میں ہو آئی تھی یہ کہکر ان شاہزادوں کو اپنے
ہاتھ لیے ہوئے داخل باغ ہوئی چونکہ جس غار کی تلاش تھی وہ کفار کے نزدیک نکل چکا تھا اپنے دشمن
شاہزادوں سے انکے گمان میں ہلاک ہو چکے تھے اس بنا پر پہرہ وغیرہ برخاست کر دیا گیا تھا اور شاہزادوں
انکی طرف سے اطمینان ہو چکا تھا کسی نے روک ٹوک نہیں کی وہاں دونوں شاہزادیاں پریشان رنڈ سالے

بیٹھے ہوئے بیٹھی ہیں کہ یکایک سامنے سے رفیع الجنت اور سکندر رستم خو پہونچے جیسے ہی نظر مرواریدہ گوہر دندان
کی رفیع الجنت پر پڑی اور غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو کو دیکھا دونوں کو سکتے کا عالم
ہو گیا اگر زندگی خدا کی طرف سے باقی نہوتی تو قریب تھا کہ بسبب صدمہ کے روح جسم سے مفارقت کر جاتے
ادھر سکندر رستم خو کو خیال رفیع الجنت کا رفیع الجنت کو سکندر کا لحاظ روکے ہوا تھا ہر چند کہ عاشق و معشوق یکجا
ہوئے مگر دونوں کے حوصلے دل ہی میں تڑپتے ایک دوسرے سے کلام بھی نکر سکا یہ رنگ دیکھکر مرجانہ
سر خیوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ سے اٹھی مرجانہ نے غلطان
گہر رشک جادو کو دوسرے درجہ میں لاکر بٹھایا بعد اسکے شہزادہ سکندر رستم خو کو بھی ساتھ لیکر خدمت میں اُس
کی حاضر ہوئے رفیع الجنت کو مرواریدہ گوہر دندان کے پاس چھوڑا اور سکندر کو ساتھ غلطان گہر رشک جادو کے پاس
بٹھا کر آپ کسی بہانہ سے علیحدہ چلی گئی کہ عاشق و معشوق دلوں کے حوصلے نکال لیں جسوقت تنہائی
ہوئی تھا میں ان لیکن باہم نظارہ بازی کا لطف اٹھا اپنی اپنی سرگذشت ان فرقت نصیبوں نے
بیان کی اور گلے لپٹ لپٹ کے روئے بعد اسکے کھانا ساتھ بیٹھکر کھایا اور مرجانہ سر خیوش کے
ذریعے سے لاہور تیز گام اور سیارہ کو جلک کو بلا لیا بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں عیار
بھی اپنے سرداروں کے ساتھ مقید تھے اور الماس غار نشین نے اسی طریقہ سے انکو بھی چھڑا لیا
تھا اور نقشہ بدار سیہ پوش و زرد پوش کو بھی بلا لیا تھا یہ چاروں آدمی ان شاہزادوں کے ہمراہ
باغ میں آئے الحاصل جب صبح ہوئی تو سکندر رستم خو مع گوہر رشک جادو سے رخصت ہوئے ادھر
رفیع الجنت مرواریدہ گوہر دندان سے اور اپنے اپنے عیاروں کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ
زبرجد جادو روانہ ہوئے یہاں جشن ہو رہا تھا بارگاہ مملو تھی طائفے مجرا کر رہے تھے اراکین کا
مجمع تھا زبرجد جادو مسند پر بیٹھا تھا اور سیماب جادو و مواج جادو داہنے اور بائیں جانب بیٹھے
ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ پر شور و غوغا ہوا کہ اے سرکش کہاں سے آگئے کیا یہ مرکر
بھوت بنگئے جواب بھی نہیں دیا تھا نہیں چھوڑتے ہیں زبرجد جادو وغیرہ دیکھنے لگے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے طائفے
خاموش ہوگئے رنگ محفل بدل گیا کہ ایک مرتبہ دونوں شیر بیشہ شجاعت یعنی رفیع الجنت اور
سکندر رستم خو نے نعرے کیے اور نگہبانوں کو مار کر اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جسوقت نظر
زبرجد جادو کی انپر پڑی پکارا کہ مار لو انکو جانے نہ پائیں یہ سنتے ہی تمام ساحر دوڑ پڑے اور
ہر طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑنے لگا شور دار و گیر برپا ہوا لیکن کسی حربہ نے ان دلاوروں پر
بسبب برکت تعویذات کے اثر نہ کیا اور شیرانہ حملے کرتے ہوئے ساحروں کو قتل و قمع کرتے ہوئے
چلے مواج آتش ریز جادو نے رفیع الجنت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ او سرکش تو کیونکر
زندہ ہوا اور یہاں آکر جشن عیش کو تو نے برہم کیا کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تیغہ سحر کھینچا اور رفیع الجنت
پر وار کیا خیال اسکو یہ تھا کہ زبرجد جادو نے میرا تیغہ قتل اس سے چھین لیا ہے یہ نہ معلوم تھا کہ قضا سر پر
آگئی ہے وہ تیغہ پھر قاتل کے قبضہ میں آگیا ہے بس جیسے ہی اسنے تیغہ مارا رفیع الجنت نے اسکا تیغہ سپر
کی پشت پر روکا اور جھپٹ کر تیغہ موج فنا کا وار کیا مواج آتش ریز جادو نے اُف کی کہ بیزار ہا
سپہر میں پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے سپروں کو قلم کرکے سر پر پڑا اور دونوں ٹانگوں سے بیچ سے

نکل گیا مواج آتش پرز کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گرد و غبار
بلند ہوا شعلے لپکنے لگے بجلیاں چمکنے لگیں بیرون سے شور کیا کہ کشتی مرا نامم مواج آتش ریز
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر سیماب جادو قریب سکندر رستم
کے پہونچگیا تھا جو مواج کو قتل ہوتے دیکھا یہ بھی تھرا گیا کہ معلوم ہوتا ہے اسمین کچھ اسرار ہے مگر قریب پہونچگیا
تھا بھاگ نہ سکا سکندر رستم نے نعرہ کیا کہ لاحرب اپنی کہ اجل تیرے سر پر آگئی ہے سیماب جادو نے نیزہ
سحر سینہ پر سکندر کے مارا سکندر نے ترچھے ہوکر نیزہ خالی دیا سیماب جادو جھونک میں سامنے آیا سکندر
نے بالیمان تمام تیغہ بباخ گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کے قدموں پر آپڑا لاش پھڑکنے لگی زبرجد جادو
نے دیکھا کہ بادشاہ ملو سیماب بھی مارا گیا بس اسنے کئی سحر ایسے کیے کہ جنکا رد ممکن نہ تھا لیکن ان شاہزادوں پر
کچھ اثر نہوا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع النجت نے قمقمہ کھینچ مارا قمقمہ سینے پر زبرجد جادو
کے پڑا زبرجد جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر بارگاہ میں چرخ مارنے لگا تمام بارگاہ میں آگ لگ گئی فوراً
ایک طائر پیدا ہوا اور اسنے آواز دی کہ ای قاتلان کفار نکل جاؤ بارگاہ سے ورنہ جلکر خاک ہو جاؤگے
ساحر حیران ہوئے کہ یہ کون ہے لیکن رفیع النجت اور سکندر رستم خوب سمجھے کہ یہ کوئی فرستادہ درویش
ہوگا جو نیک و بد کی خبر دیتا ہے فوراً بارگاہ سے باہر نکل آئے ساحروں نے چار طرف ہجوم کیا گرنے پڑنے
لگے لیکن جو سحر آتا تھا نثار ہوکر گر پڑتا تھا اور یہ شیر بیشہ شجاعت لومڑی روباہ خصالوں کو قتل کر رہے
تھے ساحروں کے مرنے سے زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز رہا تھا زمین آر ہے تھے آتش باری و برق
باری ہو رہی تھی پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نامم فلان بود و فلان بود ادھر بارگاہ زبرجد جادو
ہمہ تن شعلہ ہو جل گئی جسقدر ساحر اندر بارگاہ کے تھے ایک بھی باہر نکل نسکا سب کے سب جل کر خاک ہوگئے
اب ایک شعلہ مانند برق تابان کے بارگاہ سوختہ سے باہر آیا اور لشکر پر گرا سب کو قتل کرنا اور جلانا
شروع کیا ساحروں میں فریاد کی صدا بلند ہوئی لیکن یہ شعلہ چمک چمک کر گر رہا تھا اور ایک ایک کو
پھونک رہا تھا مفر نہ ملتا تھا اسی اثنا میں مکار جادو مع اپنی دونوں دختروں کے ایک شیشہ سحر
ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور وہ شیشہ اسنے شعلہ پر مارا کہ شعلہ تھرایا اور ایک جگہ قائم ہوا مکار جادو نے
کہا ای بادشاہ یہ کیا غضب ہے کہ تو اپنے ہی لشکر کو پھونکے دیتا ہے اور دشمنوں کا کام نہیں تمام کرتا یہ کہکر
اپنے پیشانی میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور شعلہ پر مارا فوراً شعلہ نے حرکت کر رفیع النجت کی طرف دیکھا جیسے
ہی سکندر نے شعلہ کو رفیع النجت پر آتے ہوئے دیکھا وہ شیشہ جو انکو فقیر نے دیا تھا اور کہدیا تھا کہ
اگر شعلہ تمھاری طرف چلے تو اس شیشہ کو فوراً ہی اس شعلہ کی جانب بحول اللہ تعالی و قوتہ پڑھتے ہوئے
پوری قوت سے کھینچ مارنا کل بلا دفع ہو جائیگی رفیع النجت نے یہی کیا شیشہ شعلہ پر پڑتے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور شیشہ ٹوٹکر
ایک موج آب نکلا اور شعلہ کو افسردہ کر دیا یہ دیکھکر مکار جادو پکارا کہ او سرکش تو ساحر بھی معلوم ہوتا
ہے بھلا اس سحر کو بیچ و روک لے یہ کہکر اسنے خاک نکالی اور کچھ اسم پڑھکر سکندر کی طرف پھینکی کہ وہ
خاک بگولہ بنکر سکندر کی طرف چلی اور آکر چاروں طرف سے سکندر کو گھیر لیا کہ شاہزادہ کا دم اس سے گھٹنے
لگا سکندر نے تیغہ چمکایا فوراً گرد برطرف ہوئی اب شاہزادہ تیغ بکف قریب مکار جادو کے پہونچ گیا
اور رفیع النجت پاس آگئے ادھر تو رفیع النجت نے تیغہ مارا ادھر سے سکندر نے وار کیا مکار جادو

کے مارے گئے ہوئے اور دونوں بیٹے آپس میں الجھکر ٹوٹ گئے مرنے سے مکار جادو کے شور گیرودار پیدا
ہوا اسکی دونوں بیٹیاں فریب جادو وغیرہ خاک اڑانے لگیں اور بال کھولکر سحر کئے ادھر تیغ گو نے
سے یہ دونوں شاہزادے قتل ساحران سے مجبور ہو گئے اور پھر کفار کا ہجوم ہوا وہاں ملکہ غلطان
گہر رشک جادو کو معلوم ہوا کہ حاکمان طلسمات قتل ہوئے بس یہ بھی مرجانہ سرخپوش کو ہمراہ لیے ہوئے
آکر شریک جنگ ہوئی فریب جادو نے ہر چند سحر کیے کچھ نہوا غلطان گہر رشک جادو نے ایک موتی سحر کا
مارا کہ فریب جادو کے سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور یہ گر کر جہنم واصل ہوئی بہن کو اسکی مرجانہ
سرخپوش جادو نے مارا یہ رنگ دیکھکر کفار میں شور الامان بلند ہوا ادھر سے ایمان لانے کی شرط
پیش کی گئی ان سب نے قبول کیا غلطان گہر رشک جادو اور سکندر رستم خو ور فیع انجنت وغیرہ نے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور امان دی وہانسے سب کے سب داخل گنبد زبرجد نگار ہوئے اور سبب
ان ساحروں کے مارے جانے کے جو راستہ مسدود تھا وہ ظاہر ہو گیا عیاروں نے جاکر دونوں
لشکروں میں اطلاع کی سرداران لشکر نے اپنے آقا کی خیریت سنکر بشوق تمام گنبد زبرجد نگار
کا رخ کیا اور ملکہ مرواریدہ گہر دندان بھی گنبد میں گئیں دیکھا کہ گنبد نہایت عمدہ بنا ہوا ہے زبرجد کا
اور زبرجد کے بیل بوٹے دیواروں پر بنے ہوئے ہیں یہ مقام تخت گاہ زبرجد جادو تھا بہت
کچھ مال وخزانہ اس مقام پر موجود تھا نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سبز پوش کلاں نے اس مال
واسباب کو برابر سے تقسیم کر لیا اور جشن فتح منعقد کیا امیران شہر حاضر ہوئے نذریں گذرانیں امان
کفار کی بھجوا دی گئیں اور مسلمان ایک بھی قتل نہوا تھا یہ اچھی فتح ان اقبال مندوں کو میسر آئی کہ
کسی کو نصیب نہوئی تھی تمام بتخانے کھدوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈالی گئی سکہ نام بادشاہ
اسلام پر جاری ہوا اب یہ دونوں شاہزادے حسب وعدہ خدمت میں درویش الہام غار نشین
کی روانہ ہوئے جسوقت خبر درویش کو ہوئی برائے استقبال آیا اور ان شاہزادوں کو لیکر اپنے
مسکن میں آیا اور کہا کہ میں چند نصیحتیں کرتا ہوں انکے خلاف نکرنا ایک تو یہ کہ تم دونوں ایک ہی باغ کے
پھول ہو ایک ہی آسمان کے ستارے ایک ہی دریا کے گہر ہو خبردار آپس میں اول کی طرح جنگ
نکرنا اور ایک دوسرے کا شریک حال رہے اگر آزمائش زور وطاقت منظور ہو تو یہ بیکار ہے اسلیے
کہ تم میں سے ایک دوسرے پر کوئی غالب نہیں آسکتا ہے دوسرے یہ کہ اب تمہارا نہ طاق پر
پہونچنا بے سود ہوگا اسلیے کہ جس وقت تک تم وہاں پہونچو گے نہ طاق ظاہر کا خاتمہ ہو جائیگا
رہا نہ طاق باطن اسکا فاتح صاحبقران رابع ہے جو بعد بدیع الملک کے صاحبقران وقت ہیں تیسرے
یہ کہ تم دونوں صاحب ان شاہزادیوں سے عقد کرو اور انکو اسی مقام پر چھوڑ کر آگے جانا
مرجانہ سرخپوش انکی نگرانی کریگی اور جب تک میں زندہ ہوں اسوقت تک کوئی اس مقام میں نہیں
آسکتا ہے ان دونوں کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہونگے کہ وہ تمکو طلسم نہ فلک میں جاکر ملینگے
اور صاحب عزم وشان ہونگے چوتھے یہ کہ بعد فتح نہ طاق باطن جب تمہارا آنا ہو تو میری خبر بھی
لے لینا اور اب جاکر سامان عقد کرو میں آج شب کو اگر تم دونوں کا نکاح خود ہی پڑھ دونگا یہ فرماکر
رخصت کیا یہاں یہ شاہزادے دل میں سوچتے تھے کہ بزرگ ہمارے ہمراہ ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ

کہ اٹھے ہوئے ہم اپنی شادی کا اب سامان کریں نہ یہ ممکن ہے کہ کھلوائیں ہاں اگر انھیں کے
دل میں آجائے تو ممکن ہے سکندر کو نقاب دار سیہ پوش اور سلیمان کوچک کا لحاظ تھا
رفیع البخت کو دادا نور الدہر کا خیال تھا الحاصل یہ اسی خیال میں تھے کہ وہاں نقابدار سیہ پوش
اور زمرد پوش لے دونوں کی شادی کا سامان کیا اور ایک بارگاہ میں دو مسندیں بچھوا کر
سب سامان درست کر رکھا جسوقت یہ دونوں نونہالان باغ صاحبقرانی پہونچے اور یہ سامان
دیکھا نہایت متحیر ہوئے سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم اور صاحبقران کوچک نے فرمایا
کہ ای فرزند عورتوں کا جنگ میں ساتھ رکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا لہذا بہتر و مناسب وقت
یہ ہے کہ تمہارے عقد کر دئے جائیں دو چار روز استراحت کرو بعد اسکے نہ طاق کی طرف چلو یہ
سنکر شاہزادے نے شرم سے گردن نیچی کر لی اور عرض کی کہ جو حضور کی رائے ہو ادھر نور الدہر نے
رفیع البخت کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا یہ بھی خاموش ہو رہے ادھر مرجانہ سرخوش جادو نے صدف
خوش آب اور صدف گہر ریز کو اطلاع کی ان دونوں بہنوں نے اپنی اپنی دختر کو عروس بنایا جلد ہاے . وہی
آراستہ کیے باہر بارہ گاہ سجی گئی اور سامان جشن طوکانہ ہونے لگا قرب و جوار کے ناچنے والے طلب
کیے گئے جسوقت شام ہوئی تو تمام شہر میں چراغاں ہوا از بسکہ نگار کے گرد پادہ باندھ کر روشنی کی گئی
عکس سے روشنی کے جواہر گنبد کا چمک رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی تمام بازار اور رستے کیں آراستہ تھیں
فرش مخمل و دیباے زمین جیسی ہوئی تھی درختوں میں آلات روشنی لگے ہوئے تھے یہ ایسا جشن اس
مقام پر ہوا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا نئی نئی مسجدیں بنیاد اسلام کی گواہی دے رہی تھیں اور اس سرزمین پر
آج پہلے پہل حکم خدا کے موافق شریعت اسلام کی پابندی کے ساتھ دو عقد ایک وقت میں ہوتے تھے
عجب سماں ہو رہا تھا جب کوئی پہر بھر رات آئی تو جانب صحرا سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی دیکھا کہ فقیر
غول کے غول چلے آتے ہیں اور آگے آگے ایک مرد پیر باریش دراز عصا ہاتھ میں تسبیح بڑے بڑے
دانوں کی گلے میں پڑی ہوئی ماتھے پر سجدے کا نشان مثل ستارے کے چمکتا ہوا یہ دیکھکر رفیع البخت
اور سکندر رستم خو اسکے پیشوائی روانہ ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ درویش الہام غار نشین کو لا کر
مسند عزت پر بٹھایا اور سامان دعوت مہیا کیا ہر چند کہ درویش تارک لذات تھے مگر رد دعوت بھی جائز نہ تھا اسوجہ
سے کھانا کھایا اور بعد فراغت کہا کہ اب دیر مناسب نہیں ہے اسیوقت نور الدہر نے رفیع البخت کو دولہا
بنایا اور سلیمان اعظم نے سکندر کو نوشاہ بنا کر مسند پر بٹھایا شاہ صاحب محل میں گئے اور اجازت عقد
پوچھکر باہر آئے تو پہلے عقد رفیع البخت کا مروارید گہر دندان کے ساتھ پڑھایا اور بعد اسکے نکاح
سکندر کا ہیرا غلطان گہر شکن جادو کے پڑھا پھر سو مبارکباد کی صدا بلند ہوئی درویش تو اس فرض کو
ادا کر کے رخصت ہوئے اور اپنے مسکن کی جانب چلے گئے اور یہاں ملنے پر نقاب بڑی صحبت رات تک
کی قائم ہوئی عجب شادی تھی کہ جسمیں دو نوشاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن رازداری تھی
کہ نقابیں چہروں پر پڑی ہوئی انھیں نہ دیکھ رہے تھے اور ایک نازنین یہ غزل گا رہی تھی غزل

نام ہر نام تو ہے عاشق شیدائی کا
شوق رہتا ہے انھیں اپنی خود آرائی کا

دھیان آتا ہے مگر اب تری رسوائی کا
زاہد پامال سے بھی قبہ کو پامال ہوا

اس سے مطلب نہیں بیجا ہے کہ کوئی [illegible]
پھر ستاتا ہے کسے زلف کے سودائی کا

پھر بہار آئی کھلے ہیں مرے پھر تلوے
سلسلہ دل سے گیا صبر و شکیبائی کا
رنگ ہر گل کا مٹا جوش اثر سے بلبل کے
اے صنم دل تو ہے قائل تری دانائی کا
حال بیمار نہ پوچھا تو لبوں پر دم ہے
میں تو حیران ... اے گل تری رعنائی کا
[illegible]

شوق پھر پاؤں کو ہے بادیہ پیمائی کا
دل جگر تاب و توان ہجر میں سب کھو بیٹھے
ذکر گلشن میں ہوا جب تری رعنائی کا
حق تو یہ ہے کہ ذرا کلمۂ وحدت نہ پڑھو
اے مسیحا سے ید الغیب گویائی کا
ہر گلی کوچہ میں ... ہے خالق کی قسم
کوئی ہمدم نہ ہوا قبر کی تنہائی کا

دیکھ کر حسن خداداد کو آفت میں پھنسے
کوئی مونس نہ رہا اب شب تنہائی کا
کس طرح عشق ہوا کچھ نہ مجھے ثابت ہو
اے بتو تم میں جو دعوی ہے جو یکتائی کا
حسن پر یوسف کی تو شہرت تھی زلیخا کے لیے
جیسے عاشق ہے یہ دل اک بت ہرجائی کا

الحاصل جلسۂ عیش ہوتا رہا اور دونوں نوشاہ اپنی اپنی دلہن کو لیکر داخل خلوت ہوئے اور وصل سے کامیاب ہوئے اسی طرح جب تک یہاں قیام رہا دن کو انتظام ملک میں بسر ہوتی تھی رات جلسۂ عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی ہر دم کے جلسۂ عیش و انبساط میں دن عید رات شب برات تھی انھیں ایام میں دونوں شاہزادیاں حاملہ ہوئیں بطن سے انکے دو لڑکے نہایت زبردست پیدا ہوئے ہیں کہ جنکا ذکر طلسم نہ فلک میں آئیگا غرض کہ اب خیال نہ طاق کا پیدا ہوا اور ہر ایک نے دل وابستہ کو گیسو محبوب سے چھڑایا جسوقت جشن سے فراغت حاصل ہوئی تو شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت سے کہلا بھیجا کہ اگر مناسب ہو تو میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے یہ نامہ لیکر منظہر پر گیا اور خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کی آیا اور پیام اپنے آقا سے نامدار کا بیان کیا اور نامہ پیش کیا رفیع البخت نے نامہ پڑھا اور جواب میں تحریر کر دیا کہ اے برادر تین مقابلے ہمارے تمھارے ہو چکے لیکن نتیجہ حاصل نہوا انھیں معلوم کیا مصلحت پروردگار ہے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاق پر چلکر سامنے صاحبقران بدیع الملک نوجوان کے آزمایش زور و طاقت ہو جائے کہ وہاں دیکھنے والے اور داد دینے والے لوگ جمع ہیں یہاں مقابلہ میں کوئی لطف نہیں ہے اور میں منظور ہو تو مجھے یہاں بھی عذر نہیں ہے جسوقت یہ جواب سکندر رستم خو کو ملا نقابدار سیاہ پوش سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے نقابدار نے کہا اے فرزند زیادتی کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں ہے اگر نقابدار زمرد پوش عذر کرتا ہے تو قبول کرو سکندر بجا طور نقابدار سیاہ پوش خاموش ہو رہا مگر دل میں کہتا تھا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسکے ساتھ نہ لیتا اودھر نقابدار سبز پوش کلان یعنے شاہزادہ نور الدہر نے ایک نامہ شوق خدمت میں نقابدار سیہ پوش کی روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے نقابدار بزرگ ہر چند کہ میں بھی مرد پیر ہوں مگر آپ مجھسے زیادہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں امیدوار ہوں کہ نقابدار سرخ پوش کو ارادۂ جنگ سے باز رکھیے اسلیے کہ وقت نازک ہے دشمنوں کا ہجوم دوستوں کی مفارقت بچھڑے ہوؤں سے ملنے کا اشتیاق دل کی دل میں رہی جاتی ہے جسقدر طول ہوتا جاتا ہے روح جسم میں گھبراتی ہے کہ ایسا نہو بدیع الملک نہ پہونچیں اور راستے ہی سے روانہ ملک عدم ہو جائیں اب ہم لوگوں کی زندگی مثل چراغ بے روغن کے ہے ادھر میں نقابدار سبز پوش کو روکتا ہوں اور اودھر آپ نقابدار سرخ پوش کو روکیے تھے کہ ایک راستے سے بھی چلنا مناسب نہیں معلوم ہوتا آپ نقابدار سرخ پوش کو لیکر دوسرے راستے سے چلیے اور میں نقابدار سبز پوش کو لیکر اور راستہ سے جاؤں نہ طاق پر پہونچکر دیکھا جائیگا اسلام جسوقت نقابدار سیاہ پوش کو یہ نامہ پہونچا اور نقابدار سیہ پوش مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر کیا کہ آپ مطمئن رہیں میں نے سرخ پوش کو سمجھا دیا ہے

ہو یقین ہی کہ اب وہ آمادہ پیکار ہوگا اور میرا بھی یہی ارادہ تھا کہ مین اور راستے سے جاؤن اور
آپ اور راستے سے جائیے اسی غرض سے عیارون کو براے دریافت حال راہ روانہ کیا تھا اُنھون نے
بیان کیا کہ منطاق کی ایک ہی راہ ہی یہان سے تابہ بیابان پرہوت دوسری راہ نہین ہی ہان بیابان پرہوت
سے دو راستے مل سکتے ہین اور ہم آپ علحدہ علحدہ ہو کر جا سکتے ہین اسوقت سے علحدگی دشوار ہی اتنی راہ
ہمراہی و ہوشیاری و خبرداری سے طے کیجیے وہان پہونچکر دیکھا جائیگا جسوقت یہ جواب نامہ کا نقابدار سبز پوش
نشان کو پہونچا اُنھون نے اسیوقت طیاری سفر کا حکم دیدیا فوراً طیاری ہونے لگی اتالیق بارگاہ نور آگین کا بار ہوا
اور ایک سردار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی اُنھون نے بھی فوراً طیاری
سفر کر دی اور اپنا سامان بھی روانہ کر دیا اور منظہر پریزادہ کو حکم دیا کہ جس مقام پر خیمہ رفیع البخت کا برپا ہو
اُسی کے مقابل مین میرا خیمہ بھی استادہ کرنا منظہر پریزاد بھی بعجلت تمام روانہ ہوا بعد دونون سرداران
کی روانگی کے اول شاہزادہ رفیع البخت اپنے رفیقان خاص کو بھی لیے ہوے جانب بیابان پرہوت روانہ
ہوے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے بھی چند رفقا کو ہمراہ لیکر راہ سفر اختیار کی ہر چند نقابدار سبز پوش
نے روکا اور منع کیا کہ یہ کیسی شتابی ہی آخر کار مجبور و ناچار نقابدار سبز پوش بھی ساتھ ہوگئے ہر چند چاہا کہ دونون
علحدہ علحدہ چلین مگر ممکن نہوا سکندر رستم خو گھوڑے کو دوڑا کر قریب رفیع البخت کے پہونچگیا اور کہا
آپ سے یہ امید نہ تھی کہ اسطرح کی بیمروتی اختیار کیجیےگا جب راستہ ایک تھا تو ساتھ چلنے مین کیا قباحت
تھی رفیع البخت اس کلمہ پر شرمندہ ہوگئے اور نقابدار سبز پوش کلان نے شاہزادہ نور الدہر کی
طرف دیکھا نور الدہر نے گردن نیچی کر لی اور دل مین کہا کہ یہ خواص تو ان لوگون کے ہمیشہ سے ہین تمام
نے جو جو جفائین والدہ ماجدہ پر کی ہین انھین کا دل تھا کہ برداشت کیا کہ یا اُنکے بعد ایرج کی سختیان
ہمنے اُٹھائی ہین بدیع الملک پر رستم ثانی کی زیادتیان اور باوجود صاحبقران کے جانشین و
صاحبقران وقت ہونے کی سب تکلیفین برداشت کین یہ ظالم بھی انھین ظالمون کے لباس مین ہی
اور وہی مزاج رکھتا ہی یقین ہی کہ انھین کی ذریات سے ہوگا جنکے ظلم ہمیشہ ہم لوگون نے برداشت
کیے ہین رفیع البخت سے اتنا اشارہ بیان کیا کہ ای فرزند یہ تو موروثی بات ہی سبز پوشون نے ہمیشہ
سرخپوش کی ناز برداری کی ہی جب ایسے ہی تنگ ہوئے ہین تو لڑے ہین اور لڑائیون مین بھی
طرح دیا کیے ہین یہ کوئی نئی بات نہین ہی رفیع البخت نے سکندر کی طرف دیکھکر کہا کہ ای برادر
مجکو منطاق کی طرف جانے کی جلدی تھی اور تمام عزیز میرے اس مقام سخت پر گئے ہوئے ہین نہین معلوم
کہ اُنپر کیا گذری ہی مجھے آپکا ارادہ معلوم تھا کہ آپکو بھی مثل میرے اُسطرف جانے کی جلدی ہی ورنہ اپنا
ارادہ آپ پر ظاہر کر کے جاتا سکندر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط غرضکہ اب یہ دونون
نقابدار ساتھ ساتھ چلے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے لیکن
حال تہمتن گرد کا سنیے جسکے اتالیق بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا تھا جسوقت ایک صحراے پربہار مین پہونچکر شام
ہوئی تہمتن گرد نے اترکر خیمہ برپا کیا اور انتظار مین اپنے شہریار عالی وقار کے بیٹھا تھا کہ ساتھ
ہی گرد اُڑی اور منظہر پریزاد بھی مع بارگاہ یاقوت نگار کے آکر پہونچا اور مقابل مین بارگاہ نور آگین
کے بارگاہ یاقوت نگار برپا کی اور یہ دونون سردار بھی آپسمین بڑی آن بان کے ساتھ ملے اور

اور دونوں اپنے اپنے سرداروں کے انتظار میں بغرض پیشوائی آگے روانہ ہوئے وہاں سکندر
رستم خو اور رفیع النجت بھی باتیں کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر چند آہو نظر
آئے کہ وہ سب مصروف چرا تھے اور برابر سے گھوڑے ہوئے تھے پہلے ان آہوؤں پر نظر نقابدار سیاہ پوش
کی پڑی انھوں نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ
کرکے ایسا تیر مارا کہ تین آہو صید ہو کر پھڑکنے لگے اور پانچ آہو بھاگے بھاگتے وقت نظر سبکی اُن
آہوؤں پر پڑی بھاگتے ہی یداللہ میر اور صاحبقران کوچک نے ایک ایک تیر مارا کیا کہ دو آہو اور گرے اور
تین آہو بھاگ کر چلے ان آہوؤں کے پیچھے سکندر اور رفیع النجت نے گھوڑے ڈالے اور دونوں نے
ایک ہی آہو کو تاکا رفیع النجت کا تیر آہو کو طول میں توڑ کر نکل گیا اور سکندر کا تیر ایک پیچھے پر پڑا
کہ دوش سے پیچھے کو توڑ کر نکل گیا آہو گرا گرتے ہی دونوں شاہزادے قریب آئے دیکھا کہ آہو تو
دونوں شکاریوں کی تیراندازی کا ثبوت دے رہا ہے ایک زخم پیشانی پر ہے اور دوسرا زخم پیچھے
سکندر نے رفیع النجت سے کہا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا اب اسے تو چھوڑ دیجئے اور جو دونوں آہو نکل گئے ہیں
انکو صید کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے پھر دونوں نے گھوڑے اُٹھائے اور تعاقب میں ان آہوؤں کے
روانہ ہوئے کچھ دور تک تو آہو برابر برابر بھاگتے رہے بعد کچھ دیر کے دونوں علیحدہ علیحدہ روانہ
ہوئے یہاں سے یہ دونوں نقابدار علیحدہ ہوتے ہیں ایک آہو کے پیچھے شاہزادہ رفیع النجت
نے گھوڑا اڑایا اور دوسرے آہو کے تعاقب میں شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوئے انکو دونوں
میں چھوڑیئے اب کچھ حال ہمراہیان نقابداران مذکورہ کا سنیئے کہ ان لوگوں نے قبل اپنے صید کو ذبح
کرکے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوئے انسے قبل دونوں عیار یعنے لاہور تیز گام و سیارہ کوچک چل چکے تھے
راہ میں انکو ایک آہو تیر خوردہ نظر آیا لاہور تیز گام نے کہا کہ ایک آہو صید کیا ہوا پڑا ہے عجب نہیں کہ یہ آہو میرے
مالک و آقا یعنی نقابدار سبزپوش کے صید کیا ہو سیارہ کوچک نے کہا کہ کام میرے آقا نقابدار یاقوت پوش کا ہے انھوں
نے اکثر آہو شکار کرتے چلتے ہیں صید کیا ہو لاہور تیز گام نے کہا کہ اچھا مرد عاقل تو کوئی دلیل بھی رکھتا ہے سیارہ کوچک نے کہا
یہی دلیل کیا کم ہے کہ اس سے بڑھکر تیرانداز عالم میں نہیں ہے اسکے سامنے دوسرے کی مجال نہیں ہے کہ
نشانہ لگا سکے لاہور تیز گام نے کہا کہ یہ اوصاف تو میرے آقا نقابدار سبزپوش میں ہیں تمھیں تو
بیان کرتا ہے سیارہ کوچک نے کہا کہ میرے تمھارے مقابلہ ہو جائے جو زبردست ہو اسکے آقا کا
یہ صید ہو لاہور نے کہا کہ یہ تو کوئی دلیل یقین نہیں مگر مجھے اسمیں بھی عذر نہیں ہے یہ سنتے ہی سیارہ
کوچک نے خنجر کھینچ لیا اور لاہور تیز گام پر برس پڑا لاہور نے بھی خنجر عیاری کرکے کھینچا
اور لڑنا شروع کیا جب خنجر مارتا ہے وہ جست کرکے خالی دیتا ہے اور جب وہ خنجر مارتا ہے یہ جست کرکے
خالی دیتا ہے یہانتک کہ لڑتے لڑتے یہ دونوں کسقدر زخمی بھی ہوئے مگر ہنوز جنگ سے باز نہیں ہیں
کہ یکایک گرد اُٹھی اور نقابدار سیاہ پوش و نقابدار سبزپوش آکر پہونچے دیکھا کہ دونوں عیار مصروف
جنگ ہیں اور ایک آہو تیر خوردہ پڑا ہوا ہے یہ دیکھکر نقابدار سبزپوش نے سیاہ پوش کی طرف
دیکھا اور سیاہ پوش نے للکارا کہ تم دونوں کیوں لڑتے ہو جسکا تیر پہلے پڑا ہو یہ آہو صید اسکا ہے
یہ سنکر دونوں عیار علیحدہ ہوئے اور کہا کہ ہم دونوں میں سے اسکو کسی نے صید نہیں کیا ہے

بلکہ اسے تیر خوردہ دیکھکر یہ خیال ہوا کہ ہمارے آقا کا یہ صید ہے یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش بتیاو
کو چک پر خفا ہوا لیکے اور نقابدار سبز پوش لاہور تیز گام بہ نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ حرف
امتحان پر اسقدر جد و کد کہ ہمارے ہی آقا کا صید ہے ممکن ہے کہ تم دونون کے آقاؤن کے علاوہ
کسی اور کا صید ہو یہ کہتے ہوئے قریب آئے دیکھا تو دو زخم اس آہو کے جسم پر ہین نقابدار
سبز پوش نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور اپنے اپنے آقا کو تلاش کرو اس صید کو ہم اپنے ہمراہ لیکر چلتے
ہین بروقت ملاقات معلوم ہو جائیگا کہ یہ صید کسکا ہے اور بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صید دونونکا
ہے کہ دونون زخم اسکے دو تیرون کے نشانہ ہونے کا پتا بتا رہے ہین یہ فرما کر آہو کو ساتھ لیا اور
آگے روانہ ہوئے ادہر دونون عیار نشان سُم مرکب دیکھتے ہوئے اپنے اپنے آقا سے مجلس
مین روانہ ہوئے اب کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہے کہ اسنے جس آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا وہ بھاگتے بھاگتے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریا کے اسطرف کا جنگل
تھا اور پاٹ دریا کا بہت ہی کم تھا آہو قریب ساحل پہونچا تھا جو کہ سکندر رستم خو نے تیر مارا کہ آہو کا ایک
پٹھہ زخمی ہوا یکایک ایک شیر صحرائی آیا اسنے آہو کو شکار کیا جسوقت سکندر رستم خو قریب پہونچے
دیکھا کہ میرے شکار کو اس صحرائی نے شکار کیا ہے یہ دیکھتے ہی اس ضیغم شکار کو نہایت غصہ آیا اور گھوڑے
سے اترکر شیر کو للکارا شیر نے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے کلائیان شیر کی پکڑ کر زور کیا کہ دونون
کلائیان ٹوٹین شیر نے منہ مارا کہ ہاتھ چبا لون سکندر نے سر شیر پر گھونسا مارا کہ مغز اسکا باہر نکل آیا
اور شیر تڑپ کر ہلاک ہو گیا لیکن شیر نے مرتے وقت ایک ڈکار لی ساتھ ہی تمام صحرا سے ہزارہا شیر
پیدا ہوئے اور ڈکارتے ہوئے سکندر رستم کی طرف دوڑے اور ہر چہار طرف سے سکندر رستم خو
کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے اور ایک شیر شیر زخمی کو اٹھا کر لیگیا ادھر سکندر رستم خو نے تیغ کمر سے
کھینچا اور شیرون سے لڑنا شروع کیا جسپر تیغ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اب یہ کیفیت ہے کہ جو شیر مرتا
ہے ایک شیر لاش اسکی اٹھا لیجاتا ہے اور بعوض اس شیر کے ایک شیر عالم میں صحرا سے آکر گروہ
شیران مین شامل ہو جاتا ہے تمام دن شاہزادہ سکندر ان شیرون کو قتل کیے گیا اب یہ حالت
ہو گئی ہے کہ کنپٹیون سے خون ٹپک رہا ہے قبضہ تلوار کا گد بیٹھا ہے ہجوم شیرون کا اسی طرح ہے یکایک دن
ختم ہوا اور شام ہوئی آفتاب تابان گوشہ مغرب مین اس نذیر ہوا اور دور ماہ شب افروز ہوا چاندنی ہر طرف
پھیلی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے غافلون نے مقام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے
دعا کی کہ پروردگارا اس آفت سے نجات دے اگر مین ان شیرون کے ہاتھ سے مارا گیا اور انکا
شکار ہوا تو دفن کفن سے بھی محروم رہجاؤنگا بجائے قبر گوشت میرے جسم کا انکے شکمون مین دفن ہوگا
پروردگار مجھے اس بلائے ناگہانی و آفت آسمانی سے نجات دے ہنوز سخن در دہان تھا کہ دریا
جوش مین آیا پانی متلاطم ہوا اور ایک نہنگ دریا سے باہر آیا اور ایک آدھ شیر کو نگل گیا باقی شیر اس
نہنگ کو دیکھکر بھاگے سکندر رستم خو نے یہ مصرع پڑھا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
ہنوز سخن ناتمام تھا کہ نہنگ سکندر کی طرف چلا اور دم کشتی کا قصد کیا یہ دیکھکر شاہزادہ رستم شکوہ
نے سکندر نے بشورہ زبان فرمایا

دل کیا تھا کہ بلائے شب فرقت آئی ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی

ابھی شیرون سے نجات ملی تھی کہ اب طعمۂ دہان نہنگ ہوا چاہتے ہین معلوم ہوا کہ قبر ہماری شکم نہنگ مین ہے
خیر جو مرضی معبود جب تلک ہاتھ پانون قابو مین ہین اُسوقت تک ہمت نہ ہارنا چاہیے یہ خیال کرکے تیغ
کمر سے کھینچا اور خود بھی نہنگ کی طرف بڑھے جیسے ہی قریب نہنگ پہونچے نہنگ نے دم کشی کی شاہزادہ
مع مرکب شکم مین پہونچا نہنگ جست کرکے دریا مین داخل ہوگیا شاہزادہ جسوقت شکم نہنگ مین
داخل ہوا ہے تو اسنے کلمۂ طیب پڑھا اور کہا کہ خدا و ملائکہ کو شاہد کرتا ہون کہ مین مذہب اسلام پر قائم
ہون لیکن جسوقت شکم نہنگ مین پہونچا آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک حجرۂ تاریک مین پایا آمد و شد نفس کی تو
بھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی دریچہ سے ہوا چلی آتی ہے کچھ دیر تک تو یہ معلوم ہوا کہ وہ حجرہ بھاگا جاتا ہے بعد
کچھ دیر کے وہ حجرہ ایک مقام پر قائم ہوا بعدہٗ ایک تڑاقا پیدا ہوا اور ایک دروازہ اس حجرہ مین نمودار
ہوا اور روشنی پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے اس دروازے کی جانب دیکھا ایک نازنین ماہ جبین رشک حور
پری چہرہ پوشش زیبا سے جواہر مین غوطہ مارے نظر آئی اور بعد کرشمہ و ناز کہنے لگی کہ کیون صاحب یہ کیا
حرکت تھی کہ تمنے ہمارے پالو شیر بیت سے مار ڈالے سکندر رستم خو نے کہا کہ وہ مجھ پر حملہ آور
ہوئے تھے مین نے انکو قتل کیا نازنین نے کہا تم جھوٹ بھی بولتے ہو بھلا پالو شیر کسی پر حملہ کرتے ہین سکندر
رستم خو نے کہا موذی کا کام ایذا دینا ہے نازنین نے کہا کہ خیر اب جو ہوا سو ہوا تم میری سرحد مین آئے
میرے مہمان ہو تمہاری ضیافت مجھ پر واجب ہے اب ادھر سے باہر آؤ شاہزادہ اُس حجرہ سے باہر
آیا نازنین نے ہاتھ پکڑ لیا اور ٹہلتی ہوئی چلی اور قریب ایک قصر کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نے کہ
قصر مین چند عورتین نہایت حسین پندرہ پندرہ برس کے سن زیور زر و جواہر سے آراستہ لباس
پر تکلف ... دست بستہ مصروف اہتمام آرائش ہین اور گرد قصر کے شیرون کا ہجوم ہے نازنین شاہزادہ
کو لیے ہوئے داخل قصر ہوئی اور مسند پر تکلف پر بٹھایا کنیزون نے سامان دعوت حاضر کیا
کشتیان مے کی چنی گئین گلابیان آکر سجگئین جسوقت سامان دعوت سب درست ہوگیا تو نازنین
نے کشتی لوح ہٹا کر جام لبریز کرکے سامنے سکندر رستم خو کے پیش کیا فرمایا کہ مین
نہ پیونگا نازنین نے کہا کس سبب شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھے یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا
ہے اور تم بھی کوئی ساحرہ ہو اور مین تو مذہب اسلام رکھتا ہون ہم لوگ ساحرون سے اجتناب
رکھتے ہین یہ سنکر نازنین نے کہا کہ مین دختر ہون صدیق شاہ کی جو شہر صدق کا بادشاہ ہے مذہب
اسکا اسلام ہے مین بھی مسلمان ہون نام میرا نازآفرین ہے آپ کوئی تکلف نکرین
جام بے اندیشۂ انجام نوش فرمایئے یہ سنکر شاہزادہ نے جام پی لیا جیسے ہی جام پی چکے اُس نازنین
نے کہا کہ او نجس تو اپنے کو بڑا پاک سمجھتا ہے اور ہر ایک کو نجس جانتا ہے آگاہ ہو کہ مین ابلیس سرشت
ہون نام میرا کلکال جادو ہے چونکہ تجکو مجھسے اجتناب تھا اس وجہ سے مین مسلمان بنکر تجھے جام
پلایا ورنہ تو نہ پیتا تو نے میری ہیئت اصلی نہین دیکھی ہے تو دیکھ لے یہ کہکر غلطک ماری تو عجیب ہیئت
ہو گئی سیاہ رنگ قد دراز بال جھنڈ اسے لٹکے ہوئے دو ٹیڑھے ترچھے دانت نکلے ہوئے سر پر دو
شاخین جھولی کھاروے کی لٹکی ہوئی شاہزادے نے یہ دیکھ تیغ کمر سے کھینچا اور نعرہ کیا کہ او لکاتہ تو نے
مجھے فریب دیکر شراب پلائی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ فرما کر حملہ کیا ادھر تو تلوار چلی اُدھر اُس دیولی نے

ایک چیخ ماری کہ جانب صحرا سے ایک اژدر خونخوار پیدا ہوا اور قلابہ آتش چھوڑتا ہوا سکندر
رستم خو کی طرف چلا دیونی تو نظر سے غائب ہو گئی اور اژدر سامنے آگیا سکندر رستم خو نے چاہا
تلوار ماروں اژدر نے دم کشی کی شاہزادہ مع مرکب اُسکے شکم میں جا پڑا لیکن جو حالت
شکم نہنگ میں ہوئی تھی وہی حالت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ میں ایک حجرہ میں بند ہوں اور وہ حجرہ
بھاگا جاتا ہے یکایک ایک مقام پر پہونچکر وہ حجرہ قائم ہوا اور ساتھ ہی تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی حجرہ
دھواں ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور ایک صحرا وسیع نظر آیا صبح کا وقت تھا شاہزادہ پر ایک
رات گذری اور کھانا نصیب نہوا اب بھوک کے مارے بُرا حال ہے شاہزادے نے جنگلی درختوں
کے پھل توڑ کر کھائے اور تلاش آب میں چلے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے
اور قصد پانی پینے کا کیا فوراً آواز پیدا ہوئی کہ او نادان کیا کرتا ہے ارے یہ پانی سم قاتل کا
اثر رکھتا ہے شاہزادہ نے پلٹ کر دیکھا اور کوئی نظر نہ آیا اب قصد کیا کہ پلٹ چلوں اور کوئی
چشمہ یا چاہ تلاش کروں ساتھ ہی دوسری آواز پیدا ہوئی کہ حقیقت میں تو بڑا بیوقوف ہے کہ ذرا
سے فقرے میں آجاتا ہے ارے زہر کا بھی کہیں چشمہ ہوتا ہے کیوں پیاس کی ایذا سہتا ہے یہ تیرا دشمن
تجھے پانی پینے سے باز رکھنے کی کوشش میں ہے یہ سنکر سکندر رستم خو نے پھر پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ
آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ سوا اس چشمے کے دنیا میں کوئی چشمہ نہیں ہے جو مقام شکوک
ہو وہاں سے احتراز کرنا چاہیے اگر تجھکو میری دشمنی کی نسبت یقین آگیا اور تجھکو اس بنا پر دشمن
سمجھ لیا کہ میں پیاسا رکھنا چاہتا ہوں تو جو تجھے یہ زہر پلانے کی ترغیب دے رہا ہے اسکو کیونکر دوست
سمجھ لیا اگر یہ چشمہ چشمہ آب ہی ہے اور تو اسکا پانی نہ پیے گا تو اس سے زیادہ مضر نہیں ہے کہ جبتک
دوسرے چشمہ تک پہونچے پیاس کی ایذا اُٹھائے گا اور اگر قول میرا صحیح ہے اور یہ سم قاتل ہے تو تیری
جان عزیز مفت تلف و برباد ہو گی کوئی فائدہ حاصل نہوگا اب تجھے اختیار ہے جو مناسب
جان وہ کر میں اب منع نکرونگا شاہزادہ حیران ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کہ یکایک دو کتے
نظر آئے زبانیں انکی نکلی ہوئی تھیں دونوں نے آکر اس چشمہ سے پانی پیا ایک سیدھا صحرا کی طرف
روانہ ہو گیا اور دوسرا اسیوقت پھڑک کر مر گیا یہ دیکھکر شاہزادہ کو اور بھی تعجب ہوا اور دل سے
کہا کہ دونوں کا قول بمقابل ایک دوسرے کے صحیح بھی ثابت ہو رہا ہے اور غلط بھی ہے عجب بات
ہے کہ ایک ہی چشمہ کا پانی اور ایک کے لیے زہر ہو گیا اور دوسرے کے حق میں آب حیات
ساتھ ہی خیال آیا کہ ای سکندر تو بھی ہمنام سکندر ہے اور یہ چشمہ بھی عجائب ہونے کے اعتبار سے مثل
چشمۂ حیوان کے ہے مرنا جینا وقت پر منحصر ہے اگر حیات تیری باقی ہے تو کچھ نہو گا اور اگر مدت عمر
پوری ہو چکی ہے تو سب ہیچ ہے لہذا تعب تشنگی اُٹھانا بالکل ہیچ ہے یہ خیال کر کے قریب چشمے کے
آکے دیکھا کہ چشمے میں ایک لکیر بندی ہوئی ہے کہ ایک جانب کا پانی سفید اور ایک طرف کا سبز
معلوم ہوتا ہے سکندر رستم خو نے کہا معلوم ہوا کہ ادھر کا پانی سبز رنگ کا ہے غالباً یہ زہر ہوگا اور
وہ سفید رنگ کا پانی آب حیات ہوگا اب تو بلا تکلف سفید پانی سے تشنگی بجھا یہ خیال کر کے
قصد پانی اُٹھانے کا کیا تھا کہ دو طائر آئے ایک نے آب سبز پیا اور دوسرے نے آب سفید

فوراً وہ طائر جسنے آب سپید پیا تھا تڑپ کر ہلاک ہوگیا اور جسنے آب سبز پیا تھا چہکارتا ہوا چلا گیا
یا تو سکندر نے پانی پینے کے واسطے اٹھایا تھا ہاتھ سے پھینک دیا اور نہایت پریشان ہوا
کہ کیا کرون اور کیا نکرون اب نہ پیاس کا تعب اٹھانے کی طاقت ہی اور نہ پانی پینے کی جرأت
ہوتی ہی آخر کار یہ خیال ہوا کہ مرنا ہر طرح برحق ہی اب آنکھ بند کرکے چلو مین پانی لیکر
پی لے اگر حیات باقی ہی کچھ نہوگا اور اگر قضا آگئی ہی تو کام تمام ہو جائیگا بس چلو مین پانی
لیکر پی لیا پانی پیتے ہی آنکھون مین اندھیرا آیا اور شاہزادہ بیہوش ہوکر گرا جسوقت
ہوش آیا اپنے کو ایک باغ پربہار مین پایا دیکھا کہ میوے گوناگون لگے ہوئے ہین درخت جھوم رہے
ہین طائر زمزمہ سنجیان کررہے ہین وسط باغ مین ایک نہر جاری ہی شاہزادہ قریب نہر کے آیا دیکھا
کہ ایک بجرا بہتا ہوا چلا آتا ہی جسپر دو نازنین سوار ہین اور ایک عورت چوری ہاتھ مین لیے ہوئے
مگس رانی کررہی ہی دونون نازنین حسن و جمال مین ایک دوسرے کی نظیر ہین دونون کا
لباس ایک درجہ کی حیثیت کا ہی اور رنگ کپڑون کا بھی ایک ہی ہی زرد جوڑے وہ دونون
پہنے ہوئے ہین زیور طلائی جواہر نگار مین لدی ہوئی آپس مین گلبازیان کرتی ہوئی چلی
آتی ہین ایک دوسری کو مبارکباد دیکر کہتی ہی کہ آج کی شب تمھارے واسطے تو شب عید سے
کم نہین ہی لیکن ہم ایسی یاس نصیب ہین کہ ہمارا یار جانی ابتک نملا یہ کہتے ہی اشک حسرت انکی
آنکھون سے ٹپک پڑے دوسری نازنین نے آنسو اسکے پونچھکر کہا کہ نہ گھبراؤ مصرعہ مشکلے
نیست کہ آسان نشود ❊ اگر زندگی باقی ہی تو تمھارا دلنواز بھی تمسے ملجائیگا اور تم نے مجھے مبارکباد بیکار
دیتی ہو اسلیے کہ ہمین خوب معلوم ہی کہ میرا اور تمھارا عقد ایک ہی شب مین ہوگا یہ اسکا قبل سے آنا اچھا ہی
ہی نہین معلوم کہ آیندہ روز ہمارے لیے روز وصلت ہی یا روز فراق تقدیر کے لکھے ہوئے کو
کون ہٹا سکتا ہی اتنے مین نظر ان دونون کی سکندر پر پڑی سکندر حیران تھا کہ یہ آپس مین کیا
باتین کررہی ہین کہ یکایک ایک نازنین نے اُس عورت سے اشارہ کیا جو پشت پر بیٹھی ہوئی
مگس رانی کررہی تھی کہ اس جوان کو لیکر نہر مین آنا مین چلتی ہون سکندر اس اشارہ کو
سمجھا اور خیال کیا کہ شاید یہ نہر سے باہر آکر مجھے اپنے ساتھ لیجائیگی لیکن یہ اشارہ ہوتے ہی
بجرے نے چکر کھایا اور اُسی مقام پر غرق ہوگیا دونون نازنین ڈوب گئین اور جس عورت
کو حکم دیا تھا کہ تو اس جوان کو نہر مین لیچل وہ بھی غرق ہوگئی شاہزادہ متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ
ہی کہ یکایک ایک مچھلی نمودار ہوئی اور نمودار ہوتی ہی حملہ کرکے سکندر رستم خو کو نگل گئی
شاہزادہ بیہوش ہوگیا جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مسند جواہر نگار پر متمکن دیکھا اور چند کنیزین
پری جمال دست بستہ سامنے حاضر ہین سب سامان دعوت و ضیافت مہیا تھا شاہزادہ نے
پوچھا کہ مین جنکا مہمان ہون وہ کہان ہین اُن عورتون نے کہا کہ وہ اپنے باپ کی خدمت مین گئی
ہین جس وقت بادشاہ طلب کریگا تو آپ کو جانا پڑیگا اور وہ ایک شرط پیش کریگا اگر شرط اُسکی آپ
پوری کردینگے تو ایک دختر کا عقد آپ کے ساتھ ہوجائیگا اور قبل اسکے اب یہ ممکن نہین ہی کہ دیدار
ملکہ کا آپ کو نصیب ہو سکندر نے پوچھا کہ نام بادشاہ کا کیا ہی اُن عورتون نے بیان کیا کہ بادشاہ کو عادل شاہ

مغربی کہتے ہین سکندر نے نام شہزادیون کے پوچھے اُنھون نے بیان کیا کہ ایک کا نام ملکہ شمس ہی اور
دوسری کا نام ملکہ سیمبر ہی شاہزادہ خاموش ہو رہا چونکہ طعام لذیذ تھا اور شاہزادہ تشنہ و گرسنہ
بھی تھا جسوقت اُن کنیزون نے دسترخوان سامنے چنا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور نوش کرین
شاہزادہ نے بے تکلف کھانا کھایا پانی پیا غنود غالب ہوئی جا کر ایک مسہری پر لیٹ رہا لیٹتے
ہی بسبب صعوبت سفر کے آنکھ لگ گئی جسوقت خواب سے بیدار ہوا تو نہ وہ باغ تھا نہ وہ مسہری
تھی نہ وہ قصر معلے ایک صحراے لق و دق مین اپنے کو پایا شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوندا
مین کس بلا مین پھنسا ہوا ہون کہ نکل نہین سکتا نہ عقل کام دیتی ہی تکیہ بر خلاق عالم کر کے
ایک جانب چل نکلا کچھ دور راہ طی کی تھی کہ دیکھا سامنے سے چند سوار چلے آتے ہین جسوقت قریب
شاہزادہ کے پہونچے عرض کی کہ چلیے بادشاہ نے یاد کیا ہی سکندر رستم خو نے کہا کون بادشاہ
سوارون نے عرض کیا کہ عادل بادشاہ مغربی جسکی دختر ملکہ ماہ سیمبر آپ پر عاشق ہی اور اُسے
آپ دیکھ بھی چکے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ مین باغ مین سویا تھا جسوقت آنکھ کھلی تو اپنے کو اس
صحرا مین پایا یہ کیا معاملہ ہی اُنھون نے عرض کی کہ ہم کچھ نہین کہ سکتے آپ جسکے مہمان تھے
اُس سے دریافت کیجیے گا تو یہ بھید آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ اور میرا مرکب بھی اُسی
باغ مین چھوٹ گیا یہ سنتے ہی سوارون نے مرکب سامنے حاضر کر کے عرض کی یہی مرکب ہی سکندر نے پہچانا
اور فرمایا کہ ہان یہی میرا مرکب ہی اور پشت مرکب پر سوار ہو کر ان سوارون کے ہمراہ چلا جاتے جاتے
ایک ایوان نظر آیا کہ شمسا اسکا شمسہ فلک پر چمک مار رہا تھا حاجب و دربان در دولت پر موجود تھے شاہزادہ
اُن سوارون کے ہمراہ اندر ایوان کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر تخت جواہر نگار پر
متمکن ہی اُمرا و وزرا اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ہوئے ہین شاہزادہ نے بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا شاہزادہ ایک دنگل جواہر نگار پر بیٹھ گیا بادشاہ
نے حال اس طرف آنے کا پوچھا سکندر رستم خو نے سب سرگذشت اپنی بیان کی اور
فرمایا کہ میرا قصد نہ طاق پر جانے کا تھا کہ اس قریب آپ کے ملک مین پہونچا بادشاہ نے
کہا کہ یہ میری خوش نصیبی آپ کو اسطرف سے آئی خیر بعد مدت دعوت و ضیافت جب ختم ہو جائیگی
چلے جائیے گا آپ یہ بتلائیے کہ جو شرط میری ہی اُسے بیان کرون سکندر رستم خو نے فرمایا
کہ شوق سے بیان کیجیے بادشاہ نے کہا شرط میری یہ ہی کہ جو شخص خودکشی پر قادر ہو اور
اپنا گلا کاٹ کر جان دے سکتا ہو وہ میری دختر کا شوہر بھی ہو سکتا ہی یہ سنکر شاہزادہ
نہایت پریشان ہوا کہ یہ دنیا سے نرالی شرط بیان کرتا ہی جب خود ہی نہ رہے تو عقد کون
کریگا چونکہ اقرار کر چکے تھے کہ مین شرط کو بجا لاؤنگا آپ اپنا گلا کاٹنے پر آمادہ ہو گئے
لیکن بادشاہ سے فرمایا کہ جس وقت سے مین نے آہو کو صید کیا اُسوقت سے عجب عجب تماشے
دیکھے کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے اسکا کیا سبب ہی اور یہ کیا اسرار ہی اس پر بادشاہ نے ہنسکر
کہا کہ پہلے آپ کو شیر ملے ہونگے سکندر رستم خو نے فرمایا ہان اُسکے بعد جو کچھ سکندر
رستم خو پر گذری تھی سب کے سب اُسنے دیے شاہزادے نے فرمایا کہ ہان ایسا ہی

ہوا تھا جب سلسلہ ختم ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ سب اسرار آپ پر شرط بجا لانے کے بعد روشن ہو جائینگے آپ شرط پوری کیجیے شاہزادہ فوراً آمادہ ہو گیا اور خنجر کمر سے کھینچکر گلے پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کروں کہ دروازۂ ایوان پر سے آواز السلام علیک پیدا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ روک کر جواب سلام دیا اور پلٹ کر دیکھا ایک مرد پیر بارلیش سفید نمودار ہوئے کہ جریب اُنکے ہاتھ میں تھی اور پلکیں اسقدر بڑھی ہوئی تھیں کہ آنکھیں نظر نہ آتی تھیں کمر میں خم دست و پا میں رعشہ اور زبان پر یہ الفاظ کہ اے نادان نہ ہر جا سے مرکب توان تاختن ÷ کہ جاہا سپر باید انداختن ÷ ارے یہ بھی کوئی شرط ہے کہ اپنی جان دیدو جب خود ہی نہ رہے تو کیا رہگیا شاہزادے نے فرمایا کہ ہم بات کے دھنی ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں جب ایک دن مرنا ضرور ہے تو جیسے آج ویسے کل آپ مرد پیر و جہاندیدہ ہو کر زندگی کو اسقدر عزیز رکھتے ہیں مرد پیر قریب آ گئے اور ارشاد کیا کہ یہ شرط کسکی ہے کہا بادشاہ کی پوچھا بادشاہ کہاں ہے فرمایا یہ کیا ہے لیکن پلٹ کر دیکھا تو نہ بادشاہ ہے نہ ایوان ہے میں ایک فقیر کے جھونپڑے میں بیٹھا ہوں شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوندا یہ میں کس بلا سے ناگہانی میں پھنس گیا ہوں شاہ صاحب نے فرمایا کہ بچہ پریشان نہو یہ نیرنگ زمانے کے ہیں تو نے ابھی دیکھا کیا ہے بیٹھ آرام کر دم لے حواس درست کر پھر میں حقیقت حال تیرے روبرو بیان کرونگا شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے صبر نہیں ہوتا مجھے تین روز اسی طرح گزرے ہیں یا تو بیان کیجیے یا مجھے جانے دیجیے میں کسی اور سے پوچھ لونگا یہ فرما کر جھونپڑے کی باہر قدم رکھا دیکھا کہ میں ایک جہاز پر سوار ہوں اور دریاے ذخار میں چلا جاتا ہوں جہاز رانوں سے پوچھا کہ یہ جہاز کہاں جائیگا انھوں نے کہا کہ ملک عدم کو شاہزادے نے فرمایا کہ جیتے جی کوئی بھی ملک عدم میں جاتا ہے انھوں نے کہا کہ جیتا کون ہے نہ ہم زندہ ہیں نہ آپ اور بالفرض اگر زندہ بھی ہیں تو پہونچتے پہونچتے مر جائینگے یہ جواب سنکر سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور جہاز راں کو ایک تھپڑ مارا کہ وہ چرخ کھا کر گرا اور اُسنے فریاد کی ساتھ ہی طوفان پیدا ہوا اور جہاز چکر کھانے لگا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ اب میں بھی غرق ہوا چاہتا ہوں کوئی دم میں جہاز ڈوبے گا بس شاہزادہ اپنی جان سے تو عاجز ہی ہو رہا تھا خیال کیا کہ جب ڈوبنا ہی ہے تو دیر کرنے سے کیا فائدہ ہے قبل جہاز ڈوبنے کے اپنے کو دریا میں گرا دیا گرتے ہی غوطہ کھایا اور پاؤں زمین سے آشنا ہوئے تو پھر ایک صحرا نظر آیا اور دیکھا کہ ہزارہا آہو مصروف چرا ہیں اور ہر آہو کی پشت پر ایک ایک جھول جواہر نگار پڑی ہوئی ہے سینگوں شاخوں سونے کی منڈھی ہوئی ہیں کھُروں میں ہیرے لگے ہوئے ہیں گلے میں ایک ایک تصویر لٹک رہی ہے شاہزادہ نے یہ رنگ دیکھکر قصد کیا کہ ان آہوؤں میں سے کسی کو گرفتار کرنا چاہیے اس ارادہ سے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اُن آہوؤں کی طرف بڑھے جیسے ہی قریب پہونچے دوڑ کر ایک آہو کا سینگ پکڑ لیا آہو نے زور کرکے چھڑانا چاہا مگر سینگ چھوٹا آخر آہو بھاگا اور شاہزادہ کھنچتا ہوا چلا

اور آہو اطمینان کے ساتھ چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور وہ آہو سکندر کو کھینچے لیے
چلا جاتا تھا شاہزادہ متحیر تھا کہ کس طرح کا آہو ہے جو مجھ ایسے زبردست کو اسطرح کھینچے لیے چلا جاتا ہے
اور مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ای سکندر اسوقت وہ قوت تیری کیا ہوئی جس سے دیو نعمتین گرز زن کو
زیر کیا تھا اور پیر تا قاف کو فتح کیا تھا کیا اقبال برابر گشتہ ہوا کہ ایک آہو تجھے کھینچے لیے چلا
جاتا ہے اور مجھسے کچھ نہین ہوسکتا اب سکندر نے شرمندہ ہوکر شاخ اُس آہو کی چھوڑ دی پس
آہو نے پلٹ کر سکندر کو پشت پر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا بھاگتے بھاگتے قریب ایک باغ کے
پہونچا جست کر کے اندر باغ کے داخل ہوا اور سامنے ایک چبوترے کے پہونچا دیکھا سکندر نے
کہ چبوترے پر ایک زن جمیلہ کوئی چودہ برس کا سن سادی وضع کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور
سامنے اسکے ایک چیل بیٹھی ہوئی ہے اور وہ نازنین اس چیل کو دیکھ رہی ہے اور ایک جام آگے
اُس نازک بدن کے رکھا ہوا ہے نظر نازنین کی جو اسنے آہو پر پڑی اور دیکھا کہ ایک جوان حسین کو
اُس آہو نے لا کر پشت سے اُتارا نازنین جمال جہان آرائے سکندر کو دیکھکر فریفتہ ہوگئی پوچھا آپ
کون ہین اور کیونکر اس طرف تشریف لائے سکندر نے کہا کہ بیان کہنے کرتے زبان خشک ہوگئی
اور ہمیشہ لا حاصل ہوا اگر تم اسکا وعدہ کرو کہ میری سرگذشت کو دل سے سنکر ان اسرار کو جو مجھے
پیش آئے ہین سمجھا دو تو کیا مضائقہ ہے نازنین ہنسی اور کہا کہ سرگذشت تمھاری اور سمجھاؤن مین
جب اپنی سرگذشت کو تم دیکھکر نہ سمجھے تو مین سنکر کیا سمجھ سکتی ہون شاہزادہ یہ سنکر خاموش
ہو رہا نازنین نے کہا کہ آپ بیان کیون نہین کرتے جو میری سمجھ مین آئیگا اور جہان تک کیفیت
ہوگی بیان کر دونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین ایک آہو کے پیچھے چلا تھا اسکو صید کیا میرے
صید کو شیر نے شکار کیا مین نے اُس شیر کو مارا بعد اُسکے ہزارہا شیرون نے آکر مجھے گھیر لیا
مین نے شام تک سیکڑون شیر مار ڈالے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جو شیر مرتا تھا اُسکو ایک زندہ
شیر اُٹھا لیجاتا تھا اور تعداد شیرون کی مرنے سے کم نہوتی تھی اُسکے بعد ایک نہنگ دریا
سے نکلا اُسنے مجھے نگل لیا مین ایک زندان مین پہونچا وہان سے ایک نازنین آکر لیگئی اُسنے
مسلمان بنکر شراب پلائی بعد اُسکے اظہار کفر کیا مجھے غصہ آیا ساتھ ہی ایک اژدہا پیدا ہوا اور
وہ مجھے نگل گیا بعد اُسکے مین ایک صحرا مین پہونچا وہان تشنگی غالب ہوئی تلاش آب مین چلا
ایک چشمہ پر پہونچا قصد پانی پینے کا کیا صدا پیدا ہوئی کہ پانی نہ پینا ساتھ ہی دوسری
آواز آئی کہ پانی کیون نہین پیتا یہ دشمن تیرا ہے تجھے پیاسا رکھنا چاہتا ہے خلاصہ کتون کا
آنا اور پانی پیکر ایک کا مرنا اور دوسرے کا نہ مرنا پھر دونون کا آنا اور ایک کا مرنا دوسرے کا
اُڑ جانا پھر ملک عادل شاہ مغربی مین پہونچا وہان سے فقیر کے یہان وہان سے جہاز پر
وہان سے صحرا مین صحرا سے اس باغ تک آنا سب حال بیان کیا نازنین مسکراتی جاتی تھی
اور سنتی جاتی تھی شاہزادہ جسوقت گفتگو ختم کر چکا تو ملکہ نے نام پوچھا شاہزادہ نے
فرمایا کہ ایسا نہو نام پوچھکر تم بھی مثل اور لوگون کے غائب ہوجاؤ اور پھر مین کسی دوسرے
مقام پر پہونچ جاؤن اُس کلمہ سے شاہزادہ کے شیفتگی کی بو پیدا ہوئی نازنین مسکرائی اور شرم

ساتھ یہ جواب دیا کہ ایسا نہو گا آپ نام بیان کیجیے سکندر رستم خو نے اپنا سلسلہ نسب
صاحبقران اول سے بیان کیا اور تمام بزرگون کے نام بتائے اُسنے کہا واقع مین بزرگ
آپ کے ایسے ہی نامی و نامور گذرے ہین مگر آپ نے بھی کچھ نام پیدا کیا شاہزادے نے
طلسم نیرنگ قاف کا فتح کرنا اور دیوان سہ کش کو قتل کرنا اور پہلوان صف شکن کو مطیع
کرنا سب بیان کیا یہ سنکر اُس نازک اندام نے کہا بھلا کیونکر ایسے شخص کی پہلوانی کا یقین
آئے جسکو ایک آہو اُٹھا لائے اور اُسکا کچھ بس نہ چلے آیا یہ سچ ہے یا جھوٹ یہ سنکر سکندر رستم خو
نے شرمندہ ہوکر گردن نیچی کر لی نازنین ہنسی اور کہا کہ آپ پریشان نہون بیشک آپ ایسے ہی
ہین جیسا کہ آپ نے بیان کیا مگر میرا آہو آپ سے بھی زبردست تھا کہ آپ کو اُٹھا لایا اور
آپ کا کچھ بس نہ چلا کیون صاحب ابھی شہ پر ارادہ فتح نہ طاق کا کیا ہے اور ہمارے عزیزون
کے قتل پر کمر باندھی ہے یہ کہکر رونے لگی شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارے رونے کا کیا
سبب ہے اُسنے جواب دیا کہ اے شخص اصل یہ ہے کہ تیری دوستی بھی جان کی دشمنی ہے اور تیری
دشمنی بھی اپنے ہی جی کا ضرر ہے اصل یہ ہے کہ مین نواسی ہون ملکہ پیر زالہ کاہنہ کی جو بانی
طلسم نہ طاق اور دادی تاجدار بادشاہ نہ طاق کی ہے مین اس رشتے سے بادشاہ طلسم کی بہن
ہون میری ماں اور بادشاہ طلسم کا باپ دونون بھائی بہن مر گئے اب مین اپنی نانی کی زندگی کا سہارا
ہون چونکہ سن میرا کم ہے اور بادشاہ طلسم کی ہم مرتبہ ہون اسوجہ سے میری نانی نے اپنے سے مجھکو جدا
رکھنا پسند نہین کیا کہ یہ زمانہ طلسم کی بربادی کا ہے ایسا نہو کہ مین بھی اندر طلسم کے قتل
ہو جاؤن تو نانی اماں جیتے جی مر جائینگی اور تم ہم لوگون کے دشمن ہو لازم تو یہ تھا کہ مین تمکو
قتل کرتی مگر میرا ہاتھ تیر نہین اُٹھتا اسلیے کہ ایسے حسین و خوبصورت مرد کمسن پیدا ہوتے
ہین اور تمھاری دوستی مین اپنے خاندان کی بربادی کا خیال ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ مین تمکو اس
حصار سے باہر بھیجے دیتی ہون اور اسکا صلہ صرف اسیقدر چاہتی ہون کہ تم میرے عزیزون
کے خون سے اپنے ہاتھ نہ بھرنا جس طرح مین تمھاری جان بخشی کرتی ہون اسیطرح تم میری
بھی جان بخشی کرو ہرچند کہ تم سے دوری بھی گوارا نہین ہے لیکن اسوقت سوا اسکے کوئی چارہ
نہین ہے یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کہ مین تو تمھین چھوڑکر ہرگز یہان سے نہ جاؤنگا نازنین
نے کہا کہ اگر تم یہان رہوگے تو نانی اماں طلسم سے واپس آنے کے بعد جب تمھارے حال
سے باخبر ہونگی تو کچھ خیال نکرینگی اور تمکو قتل کر ڈالینگی یہ سنکر سکندر رستم خو نے
کہا کہ تجھسے جدا ہوکر رہنے سے مرجانا بہتر ہے اگر یہان مرینگے تو قبر تمھارے نزدیک بنیگی
روح بھی اس شمع رخ کا پروانہ رہیگی ع قیس جنگل مین جو پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا + اُسکو
لیلی ہی کے دروازے پہ مرجانا تھا + ای جان جہان اب تاب فرقت نہ لو یہ فرما کر آنکھوں مین
آنسو بھر لائے اور دل ایسا بے قابو ہو گیا کہ از خود فراموش ہو گئے نازنین نے کہا کہ چندروز
صبر کرو دیکھنا چاہیے کہ انجام جنگ نہ طاق کیا ہوتا ہے مین سمجھتی ہون کہ سب دربند طلسم شکست
ہو گئے اب فتاح طلسم سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہے نانی اماں واسطے مدد

بادشاہ سے کئی ہوئی ہیں جسوقت معاملہ یکسو ہو جائیگا اسوقت دیکھا جائیگا تم جوان ہو پہلے
میں آن واحد میں تمکو پالونگی سکندر رستم خو نے کہا ؎ بیٹھے ہیں ترے در پہ تو کچھ کرکے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مرکے اٹھینگے ؛ یہ سنکر نازنین پریشان ہوئی اور کہا کہ تمنے جو ایک حسین
عورت کو اکیلا پالیا تو اسقدر زبردستیوں پر کمر باندھ لی دیکھو اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ مت کرو
تمنے دیکھا کہ میرا آہو تمھیں کسطرح لیکر کے اٹھا لایا اور تم کچھ نہ کر سکے اسیطرح
اب بھی تمھاری زبردستی سے کچھ نہوگا اگر نام میرا جمیلہ حور جمال ہی تو تمھیں بے بس
کرکے اپنی سرحد سے باہر پہونچا دونگی مجھے کوئی اوباش نہ سمجھنا اگرچہ میرا دل بھی تمپر
شیدا ہو چکا ہی مگر میں خواہش نفس کے ہاتھ سے اپنی عصمت کی پردہ دری نہونے دونگی
یہ دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اچھا مجھے وہ اسرار تو بیان کردو جو یہاں تک پہونچنے
تک پیش آئے ہیں ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ ہو سکتا ہی اے شخص یہ مقام مسکن ہی ملکہ پری زاد
کاہنہ کا نام اس بیابان کا سرگردان ہی جو عجائبات تو نے دیکھے انکا سلسلہ تیری زندگی
میں تمام نہوتا اگر میرے آہو تجھے نہ لے آتے اور میں بھی تیری دوست ہو جاتی یہ تمام
مقام سحر بند ہی اور پری زاد کاہنہ کا ہی کیا مجال ہی کسی کی کہ اسے مٹا سکے یہ میری ہی قدرت
ہی کہ میں تجھے اس سرحد سے نکال سکتی ہوں تیری زندگی بھی کہ نانی امان اس مقام پر موجود
نہیں ہیں ورنہ تجھے قتل کر ڈالتی جسقدر عورتیں اور مرد تجھے ملے یہ سب پری تھے اور یہ مرغ
بے نجات کا تیرے پیش نظر تھا شاہزادے نے فرمایا کہ یہ جیل تمھارے سامنے کیسی رکھی
ہی ملکہ نے کہا اس سے تمھیں کیا کام یہ کہنا تھا کہ دفعتاً وہ جیل جلکر خاک سیاہ ہوئی اور زمانہ تیرہ و
تار ہو گیا بعدہٗ آگ گرد و غبار کی بلند ہوئیں آتشباری و برف باری ہونے لگی بعد بہت عرصہ کے
تاریکی برطرف ہوئی دیکھا سکندر رستم خو نے کہ ملکہ پچھاڑیں کھا رہی ہی اور ہاے نانی
امان کہکے رو رہی ہی سکندر رستم خو سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کاہنہ ہاتھ سے
بدیع الملک کے ماری گئی ملکہ نے ایک مرتبہ جام کی طرف ہاتھ بڑھایا فوراً سکندر کو
خیال آیا کہ کہیں یہ جام زہر نہو دوڑکر ٹھوکر ماردی کہ جام لنڈھک کر فوراً زمین سے لگی مہ جبین
ملکہ نے کہا کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا ارے ایک خنجر مار دے میرا بھی کام تمام ہو کر
مجھے بعد نانی امان کے زندہ رہنا منظور نہیں ہی شاہزادے نے کہا ای ملکہ اب گریہ وزاری
بیکار ہی کوئی مرے کے ساتھ مرتا نہیں ہی بقول شاعر ؎ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
ٹہلتے ٹہلتے بہل جائیگی ؛ اب صبر کرو کسیکے ہو کر ہمیشہ زندہ نہیں رہتے یہ فرماکر اپنے بزرگونکا
حال بیان کرکے بہت کچھ سمجھایا اور آنسو پاک کیے کئی روز ملکہ کی حالت خراب رہی آخرکار
شاہزادے سے کہا کہ اب میں آپکے ہمراہ ہوں جہاں چاہیے لیچلیے شاہزادے نے فرمایا کہ میرا
ساتھ دینا ہی تو اسلام اختیار کرو اور چند الفاظ ثبوت احدیت میں بیان کیے کہ ملکہ کے دل سے
زنگ کفر دور ہوا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اب شاہزادے نے ملکہ کو ساتھ لیا اور آگے
بڑھے پہلے عیار سے ملاقات ہوئی اسکے بعد انکے اہل لشکر سے شاہزادہ نے تمام واقعات بیان کیے اور جانب طلاق روانہ ہوئے

اب یہاں سے کچھ کیفیت شاہزادہ رفیع البخت یعنی نقابدار زمرد پوش کی عرض کی جاتی ہے

کہ جب شاہزادے نے ایک آہو کے تعاقب میں گھوڑا ڈالا ہرن میدان وسیع پاکر ہوا ہو گیا
ایک مقام پر دو راستے تھے ہرن ایک جانب اور رفیع البخت دوسری طرف نکل گیا
دیر تک شاہزادے نے اپنے صید کو تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ ملا راہ طے کرکے پھر اس
دوراہے پر آکے پہونچے دیکھا دوسرے راستہ کی طرف سے چند آدمی آتے ہیں
شاہزادے نے اُنکے قریب جاکر دریافت کیا کہ تم لوگوں نے اس طرف ایک ہرن کو
جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ابھی ہمنے ایک آدمی کو دیکھا
کہ اسنے ایک تیر خوردہ ہرن کو گرفتار کیا تھا معلوم نہیں اپنے ہمراہ لے گیا یا وہیں ذبح کیا
شاہزادے نے کہا وہ ہمارا ہی صید ہے جس شخص نے اسکو گرفتار کیا تھا وہ کتنی دور پر ہوگا
راہگیروں نے کہا اب ہم نہیں جان سکتے مگر جس وقت ہمنے دیکھا تھا تو یہاں سے ایک کوس
کے فاصلے پر وہ آدمی ہرن کو گھیرے ہوئے تھا رفیع البخت نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا
لمحہ بھر میں ایک کوس راہ طے کرکے شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ معلوم ہوتا ہے
اور آگے بڑھے کہ شاہزادے کی نگاہ پڑی دیکھا ایک آدمی درہ کوہ میں بیٹھا ہوا ہرن کو
ذبح کر رہا ہے رفیع البخت نے باواز بلند کہا اے شخص ٹھہر جا خبردار ابھی اس ہرن کو ذبح نہ کر
یہ ہمارا صید ہے اس شخص نے سر اُٹھا کے رفیع البخت کی طرف دیکھا اتنے عرصہ
میں شاہزادہ بھی قریب اس شخص کے پہونچ گیا کہا یہ ہرن ہمکو دے ہم نے اسپر تیر
لگایا تھا یہ بھاگا ہمنے تعاقب کیا دن بھر اسکی تلاش میں خستہ و خراب رہے ابھی چند
راہگیروں سے پتہ ملا اس شخص نے جواب دیا کہ ہرن ہرگز تمھارا نہیں ہے ہم نے
خود اسکو اسیر کیا ہے بڑی محنت سے ہمارے ہاتھ آیا ہے ہم تمکو ہرگز یہ ہرن نہ دینگے
ابھی ذبح کرکے اسکا گوشت لے جائینگے اپنے سردار کو نذر دینگے وہ خوش ہوکر
اسکے کباب بناکر نوش کرے گا رفیع البخت کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی فرمایا یہ
ہرن تجھسے لے لینگے اگر تو کچھ عذر بیان میں لائے گا تو اپنی خطا کی سزا پائیگا یہ سنکر اس شخص نے
جواب دیا کہ تم پردیسی ہو میرے حال سے اچھی طرح آگاہی نہیں رکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ اس
معاملے میں زیادہ گفتگو نہ کرو خاموش یہاں سے چلے جاؤ ورنہ مفت میں نقصان
اٹھاؤگے اور اگر ہمارے سردار کو خبر ہو گئی تو جان سے مارے جاؤگے رفیع البخت
نے یہ کلام سنکر تلوار میان سے نکالی اس شخص نے بھی ہرن کو اسی جگہ باندھ کر
اور تلوار کھینچکر مقابل ہوا اور رفیع البخت کے سر پر وار کیا شاہزادے نے
وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اس شخص نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ
چھڑائے رفیع البخت نے ایک طمانچہ مارا کہ چکرا کر زمین پر گرا اور دم نکل گیا

شاہزادے نے چاہا اپنے ہرن کو ذبح کیجے کہ سامنے سے دو آدمی اور آئے انھون نے
رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا اس جوان کو کس نے جان سے مارا ہی ابھی ہم کوہ پر سے
آواز سن رہے تھے دو شخص آپس مین جھگڑتے تھے رفیع البخت نے جواب دیا اسنے
ہمارا شکار کیا ہوا ہرن ذبح کرنا چاہا تھا جب ہمنے اسکو منع کیا تو اسنے ہمارا کہنا قبول نہ کیا
اور ہرن ہمارا ہمکو واپس نہین دیتا تھا بدزبانی کرتا تھا ہمنے اسکو بہت سمجھایا آخر اسنے
لڑنا چاہا ہمارے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنتا تھا کہ ان دونون آدمیون نے رفیع البخت کیطرف
بہت غصہ سے دیکھکر کہا اسکی تو جان نہین معلوم تمنے کیونکر لی مگر ہم لوگ تمکو زندہ نہین
چھوڑینگے یہ سنکر شاہزادے کو بھی طیش آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کیا مجال تمھاری جو
اسکا بدلا ہمسے لے سکو وہ دونون شخص جنگ پر آمادہ ہوے تلوارین کھینچکر رفیع البخت
پر آ پڑے شاہزادے نے دونون کو مار کر ڈالدیا ان لوگون نے آواز بلند جو باتین
کی تھین انکی آواز سے اور لوگ کوہ سے نیچے آئے اور رفیع البخت کی طرف
مخاطب ہوکر کہنے لگے ای شخص تجھکو اپنے زور بازو پر غرا نہ ہو کہ دو تین آدمیون کو قتل کرکے
کیا رستمی کا دعوی کرنے لگا ہی بس اب خیریت اسی مین ہی کہ ہمارے ہمراہ چل ہم تجکو اپنے سردار
کے سامنے لے چلینگے وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب سمجھے گا وہ تجکو ملیگی
رفیع البخت نے جواب دیا ہمکو کوئی ضرورت نہین جو تمھارے سردار کے پاس جاوین
نہ تمھاری اتنی مجال ہی کہ ہمکو لے جاسکو یہ لوگ بہت تھے انمین سے ایک نے کہا کہ ہم
جاکر ابھی اپنے سردار کو اطلاع دیتے ہین تم لوگ اسکو روکے رہنا بھاگنے نہ دینا
اسنے غضب کیا ہمارے لشکر کے تین آدمی مار ڈالے اور لوگ تو رفیع البخت سے
گفتگو کرتے رہے مگر ایک آدمی چلا گیا یہان گفتگو ہوتے ہوتے جنگ کی نوبت ہو گئی
دس بارہ آدمی جو پہاڑ پر سے نیچے اتر کے آئے تھے وہ بھی رفیع البخت کے ہاتھ
سے مارے گئے ابھی شاہزادہ دم بھی نہ لینے پایا تھا کہ قریب دو سو آدمیون کے پہاڑ
سے نیچے آئے اور آتے ہی رفیع البخت پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے پھر تلوار سنبھالی
اور آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا جب قریب سو کے قتل ہوے تو بقیہ لوگ بھاگ
کے پہاڑ پر پہونچے اور وہان سے بہت سے لوگ مدد کے واسطے پھر دوڑے دن تمام
ہوچکا تھا رفیع البخت دن بھر کے خستہ تھے اب جو ان لوگون نے آکر دیکھا آپس مین
کہا یہ جوان اس طرح گرفتار نہو گا جبتک کوئی معقول بندوبست نہ کیا جائیگا مناسب یہ ہی
کہ جب تک ہم لوگ اس جوان سے یہان مقابلہ کرین چند لوگ جاکر سردار لشکر کو اطلاع دیدین کہ
یا تو وہ خود آکر اس جوان سے مقابلہ کرین یا جو مناسب جانین وہ انتظام کرین یہ کہکر
دو تین آدمی پہاڑ کے اوپر گئے بقیہ لوگ یہان رفیع البخت سے مقابلہ کرتے رہے
کچھ دیر کے بعد رفیع البخت نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام اژدر پر سوار سامنے
سے آیا اور آتے ہی للکار کر آواز دی او خدا پرست کیا کرتا ہی تو نے بڑا غضب کیا ہمارے

یہاں کے ملازمین کو اسطرح پر قتل کرڈالا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا رفیع البخت نے
طیش میں آکر جواب دیا او مردود کیا واہیات بکتا ہے اگر تجکو مقابلہ کرنا ہے تو سامنے آکر مقابلہ کر
اُس ساحر نے اژدر کو جلدی جلدی بڑھایا رفیع البخت کے سامنے آکر کھڑا ہوا چاہا سحر کرے
کہ ایک برق چمک کر گری اور سر اُس ساحر کا زمین پر کٹکر گرا رفیع البخت کو کمال
تعجب ہوا اسکا مرنا تھا کہ تاریکی چھائی سنگ باری برف باری ہوئی تھوڑی دیر کے
بعد آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر سوار جادو بود اسکے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی
رفیع البخت نے دیکھا قریب ایک ہزار کے ساحر کوہ سے اُتر کے آئے اور سب نے
چاہا سحر کریں مگر پھر وہی برق چمک کے گری اور سب کے سر کٹ کر خاک پر گرے رفیع البخت
کو کمال تعجب ہوا کہ یہ لوگ سحر کرنے آتے ہیں اور برق گرتی ہے انکے سر کٹ کر زمین پر گر پڑتے
ہیں ایک ہزار ساحر سید کا مارا جانا ایک واقعہ عظیم تھا اب تو ایک تہلکہ مچ گیا تمام کوہ کو
حرکت ہوگئی پہلے تو ان لوگوں کے مرنے کی تاریکی چھائی رہی سنگ باری برف باری ہوتی
رہی دیر کے بعد انکے مرنے کی آوازیں آئیں جب یہ آفت ختم ہوچکی تو رفیع البخت نے
دیکھا پہاڑ پر سے مہیب آوازیں آرہی ہیں ہوا گرم چل رہی ہے بجلیاں دور سے چمکتی نظر آتی
ہیں شاہزادہ تو اُسطرف متوجہ تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور رفیع البخت کو
اٹھا کر لے گیا شاہزادہ اس تکان کی وجہ سے بیہوش ہوگیا تھوڑی دیر میں آنکھ جو
کھلی اپنے کو ایک مکان خوشنما میں پایا وہاں ساز وسامان نہایت دلچسپ نظر آیا
رفیع البخت کو کمال حیرت ہوئی خیال کیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا سچا واقعہ ہے
ابھی یہ خیال ختم ہونے پایا تھا کہ رفیع البخت نے دیکھا سامنے سے ایک نازنین
مہ جبین لباس مکلف پہنے جواہرات گرانبہا سے آراستہ مع چند خواصوں کے
سامنے سے چلی آتی ہے رفیع البخت اُس نازنین کی صورت دیکھکر محو ہوگئے بے ساختہ
زبان سے نکل گیا شعر آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام * بسیار خوبان دیدہ ام لیکن
تو چیزے دیگری * نازنین نے قریب ناز سے منہ پھیر کر رفیع البخت سے کہا کیوں صاحب
آپ یہاں کیونکر تشریف لائے کیا ارادہ ہے پرائے مکان میں بلا اجازت چلے آنا اور
اس بے تکلفی سے بیٹھا رہنا آپ ہی کا کام ہے رفیع البخت نے جواب دیا کہ جذب دل
کی کشش نے یہاں تک پہونچایا اور خوش قسمتی نے جمال جہان آرا دکھایا اب اگر
تمکو ہمارا یہاں بیٹھنا ناگوار ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں سوا اسکے کہ جہاں مقدر لیجائے
وہاں چلے جائیں یا بلا اجازت یہاں آنے کی خطا معاف کرائیں نازنین یہ جواب سنکر
پھڑک گئی کہا اب تشریف لیجانے کی اجازت نہیں ہے آپ ہمارے مہمان ہیں مگر ہم تو یہ
پوچھتے ہیں کہ آپ یہاں تک کیونکر تشریف لائے اور آپ کو کون لیکر آیا اس مکان کا پتہ
آپ نے کیونکر پایا رفیع البخت نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ یہ سب کیفیت
بتا چکا کہ جذب دل کھینچکر یہاں تک لایا اور مقدر نے اس طرف کا راستہ بتایا

نازنین نے کہا آپکی سب باتین نرالے ڈھنگ نئی رنگ کی ہین ایک ہرن کے
واسطے اتنے آدمیون کی جان لی خود زحمت اُٹھائی آپکو اس ہرن کی کیا بڑی ضرورت
تھی ابھی حکم ہو تو دس بیس ہرن منگا کر حاضر خدمت کرون آپ اُنکو ذبح کیجیے کباب
بنائیے نوش فرمائیے کچھ ہمراہ لیجائیے معلوم ہوا کباب آپکو زیادہ پسند ہین جب تو
اس قدر محنت اٹھائی کہ آہو کو تیر لگایا اسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا تمام دن خستہ و
خراب رہے جب صید کا پتہ لگا تو یہ مرحلہ پیش ہوا یہان بھی اپنی جان پر کھیل گئے نہین
معلوم کتنے آدمیون کی جان لی ایک شکار کے واسطے ہزارون کا شکار کر ڈالا مگر
افسوس یہ ہی کہ ہرن آپکو پھر بھی نہین ملا اگر ہرن ہاتھ آجاتا تو یہ سب محنت ٹھکانے
لگتی رفیع البخت نے ہنسکے جواب دیا کہ اگر ہم وہان موجود رہتے تو ہرن کون لیجا سکتا تھا
اب جنھنے ہمارا خیال کیا آپنے ہرن بھی ضرور منگایا ہوگا یہ فقرہ سنکر نازنین ہنس پڑی
کہا واہ صاحب آپکی باتین عجب طرح کی ہین ایک تو آپکو زحمت سے بچانے پھر
آپکا ہرن منگائے ماشاءاللہ ابھی تک مزاج مبارک مین ضد اور ہٹ کی خو باقی ہی خیر
یہ بھی سہی یہ کہکے اپنی خواصون کی طرف اشارہ کیا خواصین اسی وقت سلام کرکے
پیچھے ہٹین اور اسی ہرن کو اٹھا کر سامنے لائین نازنین نے کہا لیجیے اپنا ہرن بھی لیجیے
مجھکو تو آپ سے ڈر معلوم ہوتا ہی اگر آپکا ہرن نہ ملتا تو آپ یہان بھی تلوار کھینچکر
لڑنے پر آمادہ ہو جاتے رفیع البخت نے فرمایا کہ اب زیادہ باتین نہ بنائیے کچھ
خلاصہ کیفیت یہان کی بتائیے یہ لوگ کون ہین اس جگہ کا کیا نام ہی مجھکو یہان کون
لایا تمھین میری کیفیت کیونکر معلوم ہوئی نازنین نے ہنسکر کہا اب آپ نے البتہ
ہملوگون کو بھی دیوانہ بنانا چاہا ہم تو خود آپ سے دریافت کر رہے ہین آپ خلاصہ
فرماتے نہین آپ نے خیال کیا کہ اگر یہ لوگ مجھ سے پوچھینگے تو ضرور مجھکو اپنے
آنے کی کیفیت بیان کرنا پڑے گی اس سے بہتر یہ ہی کہ ان سب کو پوچھنے کا موقع نہ دون
اور ایک ایسی بات کہون کہ سب حیرت مین مبتلا ہون ایک دوسرے سے کہے کہ
کیا بات ہی یہ کیونکر یہان تشریف لائے اور کسطرح اس مکان مین پہونچے تو ایسے
حیلہ و حوالے یہان کام نہ دینگے رفیع البخت نازنین کی شوخیان دیکھکر بیتاب
ہوگئے کہا تمھاری خوشی یہ بھی نئی بات ہی کہ جسکو مہمان کے لقب سے یاد کرین
اُسکی خاطر شکنی بھی روا رکھین نازنین نے یہ بات سنکر خیال کیا کہ یہ جوان نازک مزاج
معلوم ہوتا ہی ایسا نہو دل لگی کرنے سے آزردہ ہو جائے تو بنا بنایا ہوا کام
بگڑ جائے اس سے بہتر یہ ہی کہ اس سے کسی بات کو پوشیدہ نکرین جو جو یہ
دریافت کرے سب خلاصہ خلاصہ بیان کر دین یہ خیال کرکے نازنین نے کہا
اب ہم آپکے اس ارشاد سے مجبور ہین بیشک آپ ہمارے مہمان ہین جو کچھ
ہم آپکی خدمت کرین وہ کم ہی مگر تھوڑی دیر استراحت فرمائیے تعجیل نہ کیجیے یہان کی

سب کیفیت آپ سے عرض کی جائیگی کوئی بات پوشیدہ نرہے گی ابھی آپ یہان تشریف لائے ہین رنج
آپ سے آہو کے پیچھے ہلاکت اٹھائی اسوقت اتنے آدمیون سے مقابلہ کیا اب آپ باغ میں
تشریف لیچلین اور وہان تھوڑی دیر استراحت فرمائین طبیعت بحال ہو جائیگی کسل راہ دفع
ہوگا قلب کو فرحت حاصل ہوگی رفیع البخت نے اس بات کو خوشی سے منظور کیا نازنین نے
عرض کی پھر تشریف لیچلیے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا نازنین کے ہمراہ باغ مین آیا طبیعت خوش ہو گئی
وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ سفید کا بنا تھا اسپر فرش بچھا تھا نازنین نے شاہزادے کو
مسند پر بٹھایا خود مودب ہو کر سامنے بیٹھی باغ کی ہوا نے فرحت افزا اور خوشبوے جانفزا نے
تھوڑی ہی دیر مین سب شکایتین برطرف کر دین اور طبیعت شاہزادے کی بحال ہوئی نازنین
نے عرض کی اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہین شاہزادے نے کہا اس جگہ کا نام کیا ہی اور جو لوگ
میرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کون تھے نازنین نے عرض کی او شہریار کوہ خاقانی اس مقام کا
نام ہی جو لوگ آپ کے ہاتھ سے مارے گئے وہ سب خاقان تاجدار جادو میرے والد کے
ملازم تھے اس پہاڑ کے حوالی و جوانب مین کوئی آنے نہین پاتا ہی اگرچہ برائے نام یہ ایک
پہاڑ ہی مگر وسعت مین ایک ملک کی حیثیت رکھتا ہی والد ماجد یہان کے فرمانروا ہین جب تک
آپ نے غیر ساحر لوگون کو قتل کیا اسوقت تک انکو خبر نہین تھی جب ایک سوار زرد رسوار آیا
اور وہ قتل ہوا اسوقت ساحرون نے انکو خبر دی انھون نے حکم دیا کہ تھوڑے سے
ساحر اور بھیجدیے جائین اس شخص کو گرفتار کر کے لے آئین جب ساحر آئے اور وہ بھی قتل ہو گئے
تو پھر انکو اطلاع ہوئی انھون نے ایک ساحر جلیل کو بھیجنا چاہا مین نے اس امر کو مناسب نجانا
انکو اسطرف سے آئی مین نے پہلے ہی مرتبہ اس بات کی خبر پائی تھی کہ کوئی شخص اپنے صید کی
تلاش مین اسطرف آیا اور اس نے تین آدمیون کو قتل کر ڈالا جب ہنگامہ عظیم برپا ہوا تو مین
نظرون سے پوشیدہ ہو کر تماشا دیکھنے گئی آپکی ہمت و جرأت دیکھکر مجکو کمال تعجب ہوا آپنے
سیکڑون کو ایک دم مین مار کر ڈالدیا اب ساحر کی آمد مجھسے نہ دیکھی گئی مین نے سحر کر کے اسکا
سر کاٹ ڈالا اگر آپکو میدان سے نہ لے آتی تو ابتک آفت عظیم بپا ہوتی اسواسطے کہ والد ماجد
کو لوگون نے یہ خبر پہونچائی تھی کہ جو شخص اپنے صید کی تلاش مین آیا وہ خدا پرست ہی اور
آجکل خدا پرستون کے ہاتھ سے ساحرون کی جا مین بہت ذلت ہوا کرتی ہین یہ خبر تمام
ساحرون مین پہونچی ہوئی ہی کہ مسلمان ساحرون کو زندہ نہ چھوڑینگے اسوجہ سے جملہ ساحر
مسلمانون کے سخت دشمن ہین جسوقت والد ماجد کو یہ خبر پہونچی انھون نے کہا اگر کسی کے
بنائے کچھ نہین بنے گا تو ہم خود چلینگے اور اس خدا پرست کو گرفتار کر لاینگے جب مین آپ کو
اسطرف لیکر چلی آئی تو مین نے وہان کی خبر منگائی ابھی میرے بھیجے ہوئے لوگ واپس نہین
آئے ہین دیکھون اب وہان کیا انتظام ہو رہا ہی والد ماجد سحر مین اپنا مثل و عدیل نہین رکھتے اگر
وہ اس معاملے مین کد کرینگے تو ممکن نہین کہ بزور سحر آنکو اس راز سے آگاہی نہو جائے اور
اگر وہ آگاہ ہو جاینگے تو غضب ہوگا مجھ مین اتنی طاقت نہین جو انکا مقابلہ کر سکون.

رفیع البخت نے نازنین کو جو اس امر میں متفکر پایا فرمایا تم نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو خدا مالک ہے اگر اس
راز کا افشا بھی ہو جائیگا تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا میں سب سے مقابلہ کرونگا نازنین نے عرض کی
آپکا ارشاد بجا ہے مگر مجھکو اپنا خیال ہے آپکا تو کوئی کچھ نہیں بنا سکتا مگر میرے واسطے نہیں معلوم
کیسی کیسی مصیبتیں پیدا ہونگی رفیع البخت نے فرمایا تمکو بھی کوئی مصیبت نہ پہونچ سکے گا ہر
حالت میں خدا پر نظر رکھو ہر آفت میں وہی بچانے والا ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ
چند کنیزوں نے آکر عرض کی ملکہ عالم جن لوگوں کو آپ نے بر اسے خبر روانہ کیا تھا وہ
در دولت پر حاضر ہیں انکے باب میں کیا ارشاد ہوتا ہے ملکہ نے جواب دیا انسے جا کر
سب کیفیت وہاں کی دریافت کر کے آؤ اور مجھسے بیان کرو کنیزیں سلام کر کے پیچھے
ہٹیں تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوئیں ہاتھ باندھکر عرض کی ملکہ عالم وہ لوگ کہتے ہیں
کہ جب بادشاہ سلامت نے اس شخص کے اسیر کرنے کو چند ساحران جلیل روانہ کیے
اور ان لوگوں نے اسکا پتہ نہ پایا تو بادشاہ سے جا کر سب کیفیت بیان کی بادشاہ نے
کہا ایسے شخص کا زندہ باقی رہنا خلاف مصلحت ہے جسطرح ممکن ہو ساحر اسکو تلاش کریں
بخوف جان کہیں کہیں پوشیدہ ہو گیا ہے جو کوئی اسکا پتہ لگائیگا انعام میں زر و جواہر پائیگا
ساحر لوگ اسکی تلاش میں نکلے ہیں بادشاہ سلامت کہ رہے ہیں کہ جو لوگ خدا پرست
ہیں ساحروں سے انکو کمال دشمنی ہوتی ہے بہت سے بزرگان دین سامری انکے ہاتھوں
سے قتل ہوئے پھر واجب ہے کہ انکے خون کا بدلا انسے لیں اور علاوہ اسکے جس حکایت
اور جس طلسم میں یہ لوگ ہوئے ہیں تباہ و غارت کر کے اپنے قبضہ میں لاتے ہیں
میری مملکت میں خدا پرستوں کی رسائی اچھی نہیں جب بڑے بڑے شاہان طلسم انکے
ہاتھ سے عہدہ برآ نہو سکے تو میں کیونکر انکو دبا سکونگا آج تو ایک ہی مسلمان میری
سرحد میں آیا اور راستے کے قلعہ ملک کو بالکل اسنے ختم کیا اور یہاں آ پہونچا اسی طرح
رفتہ رفتہ مجتمع ہو کر سلطنت پر ہاتھ صاف کرینگے اس وقت میرے بنائے کچھ نہ بن پڑے گا
اس سے بہتر یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو ہر ایک خدا پرست کو تلاش کر کے زندہ نہ چھوڑیں
کنیزیں ملکہ سے یہ باتیں کہتی رہیں اور رفیع البخت ہونٹ چبا چبا کر سنتے رہے ملکہ نے
جو شاہزادہ کے چہرے سے آثار غضب نمایاں دیکھے گھبرا گئی ہاتھ باندھکے عرض کی ای
شہریار آپ غصہ نکریں یہاں تک کوئی آ نہیں سکتا آپکی خبر وہاں تک کوئی لے جانے والا
نہیں میں ہر حالت میں برائے جاں نثاری موجود ہوں اگر دشمنوں پر کوئی وقت سخت
آئیگا تو میں اپنی جان عزیز نثار کر دونگی رفیع البخت نے کہا مجھکو تو تمہارے باپ کے
پاس جانا ہے اور اسسے کہنا ہے کہ میں موجود ہوں جو کچھ میرے واسطے تدبیر کی ہو اسکو
آشکار کرو دیکھوں وہ میرا کیا بنا سکتے ہیں اور ساحران جلیل جو تمہارے یہاں مشہور
ہیں انسے کیا ہو سکتا ہے میں اسی وقت جاؤنگا اور تمہارے والد سے ملونگا ملکہ
یہ کلمات سنکر کانپنے لگی ہاتھ باندھکر پھر عرض کی اگر حضور کا یہی ارادہ ہے تو ابھی

توقف فرمائیں کنیز کچھ انتظام کرسکے پھر آپ شوق سے تشریف لیجائیں رفیع البخت نے
فرمایا ہم عورتون کی امداد نہیں چاہتے ملکہ نے عرض کی اب شہر یار آپ کے اور ہمراہی
کہان ہین اگر انکا پتہ معلوم ہو تو کنیز انکو خبر کردے اگر وہ لوگ یہان آجائینگے اور آپکے
ہمراہ بادشاہ کے پاس جائینگے تو بادشاہ ضرور آپکی شان و شوکت عزت و حرمت
کا خیال کرینگے اور جو کچھ اب تک اُنھون نے احکامات جاری کیے ہین انکو موقوف کر دینگے
اور آپ سے عذر کرینگے تنہا جانا میرے نزدیک مناسب نہین یون آپکو اختیار ہے مجھے
اچھی طرح امید ہے کہ آپ سے اگر دس لاکھ بھی مقابلہ کرینگے تو شکست پائینگے
مگر اس حالت مین مقابلے کی نوبت نہ آئیگی یون ہی گفتگو سے بات بن جائیگی بادشاہ
آپ سے ملکر بہت خوش ہونگے کیا عجب ہے وہ بھی اسلام قبول کرین غرض اسطرح
کی باتین ملکہ نے رفیع البخت سے کین کہ شاہزادے کا غصہ فرو ہوا ملکہ نے پتہ
ہمراہیان رفیع البخت کا دریافت کیا اور عرض کی اب مین کچھ لوگون کو آپکے لشکر کی
طرف روانہ کرتی ہون بہت جلد وہ لوگ آپکی قدمبوسی حاصل کرینگے جب تک آپ
یہان تشریف رکھین تھوڑی دیر یہی گفتگو رہی پھر ملکہ رفیع البخت کو باغ سے لیکر
بارہ دری مین آئی وہان تھوڑے عرصہ تک باتین رہین رفیع البخت نے فرمایا
صبح کو کچھ لوگ ہمارے لشکر کی تلاش مین ضرور جائین اور اُن لوگون کو بہت جلد ہمارے
پاس لے آئین کیونکہ ہمین اب زیادہ ٹھہرنا گوارا نہین جب تک وہ لوگ نہ ملینگے ہم آگے
نہ بڑھینگے ایسا ہو کہ پھر وہ لوگ ہمکو نہ پائین اور ہماری تلاش مین کسی اور جانب
چلے جائین ملکہ نے عرض کی صبح کو ضرور چارون طرف آدمی روانہ کیے جائینگے اور
کیا عجب ہے کل ہی سب کا پتہ بھی ملجائے اور مین کل والدنامدار کے یہان جاؤنگی خود
جملہ امور دریافت کرونگی آدمیون کے کہنے کا کیا اعتبار ہے وہان کی باتین انکی سمجھ
مین نہ آئی ہونگی مین کل خود جاکر اچھی طرح دریافت کرونگی تھوڑی دیر یہ باتین رہین
جب رات زیادہ آگئی شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو ملکہ نے خواصون کو بلاکر حکم دیا
کہ ہمارے ملازمین خاص کو بلاؤ اور اُنسے کہو پوشیدہ ہوکر یہان سے جائین اور شاہزادہ
رفیع البخت کے لشکر کا پتہ لگائین خواصین اُسی وقت ڈیوڑھی پر آئین اور ملکہ کے
ملازمین خاص کو طلب کیا ملکہ کے حکم سے سب کو آگاہی دی ملازمون نے کہا ملکہ عالم
سے عرض کیجئے کہ جب سے یہ واقعہ گذرا ہے اُسوقت سے حکم شاہی ہے کہ کوئی سرحد کے
باہر نہ جانے پائے جو کوئی سرحد کے باہر جانے کا ارادہ کرتا ہے بادشاہ اُسکو اپنے روبرو
طلب فرماتے ہین اور اُس سے جانے کا سبب دریافت کیا جاتا ہے اگر کوئی سرکاری
کام ہوتا ہے تو اجازت دیجاتی ہے ورنہ روک دیا جاتا ہے سب ساحرون کو تلاش ہے کہ
فوج کے قاتل کا پتہ لگائین جب تک پتہ نہ ملیگا کوئی ساحر اور غیر ساحر سرحد کے باہر
نہین جانے پائیگا خواصین پلٹ کے ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین جملہ حال عرض کیا

ملکہ نے کہا تو قف کرو مین خود اسکا بندوبست کرتی ہون ابھی بادشاہ کے حضور مین جاتی ہون سب کی راہ کھلی جاتی ہی اتنے عرصہ مین رفیع البخت نے وظیفہ سحری سے فراغت پائی ملکہ سے دریافت کیا کہ کیا ارادہ ہی ملکہ نے عرض کی اب مین بادشاہ سلامت کے پاس جاتی ہون اور وہان سے خلاصہ خبر لاتی ہون اسکے بعد جو رائے مناسب ہو گی وہ کیا جائے گا ابھی سننے مین آیا ہی کہ حکم بادشاہ سے راستہ بند کیا گیا ہی جب تک مین نجاونگی انتظام درست نہوگا رفیع البخت نے فرمایا زیادہ عرصہ نہ لگانا بہت جلد واپس آنا اگر تمکو دیر ہوگی ہماری طبیعت یہان گھبرائیگی ایسا نہو کہ زیادہ دم گھبرائے اور ہم یہان ٹھہر نہ سکین ملکہ نے یہ سنکر عرض کی ایسا کام نہ کیجیے گا ورا گر مرضی والا نہین ہی تو مجھے نہ جانا بھی قبول ہی مین صرف دریافت حال کی غرض سے جاتی تھی رفیع البخت نے فرمایا نہین تمھارا جانا ضرور ہی مگر مین یہ کہتا ہون کہ زیادہ دیر نہ لگانا جلد واپس آنا ملکہ رفیع البخت سے رخصت ہوکر جانب خاقان تاجدار دوروانہ ہوئین کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا

اب کچھ کیفیت خاقان کی عرض کیجاتی ہی

جب لوگون نے جاکر اسکو خبر دی کہ جس شخص نے اتنے غیر ساحرون کو ہلاک کیا تھا اُس نے ساحرون کو بھی قتل کرڈالا انسان نہین آفت ناگہانی ہی تو خاقان تاجدار نے ایک ساحر نامی کو مع اور چند ساحرون کے برائے گرفتاری رفیع البخت پروانہ کیا اُن لوگون نے آکر رفیع البخت کو نہ پایا اپنے یہان کے ساحرون کی لاشین اُٹھا کر لیگئے اور بادشاہ سے عرض کی جو شخص آیا تھا معلوم ہوتا ہی ساحر زبردست بھی تھا اُسی نے سحر کرکے ان ساحرون کو قتل کیا اور خود بھی سحر کرکے نکل گیا بادشاہ نے جواب دیا میرے خیال مین وہ شخص ابھی یہین موجود ہی کہین گیا نہین ہی اگر سرحد کے باہر جاتا تو میرے بازو کا پتلا مجھے خبر دیتا تم لوگ جاکر تلاش کرو ضرور یہین کہین پوشیدہ ہوگا ساحر پھر وہان سے واپس آئے اور بہت کچھ تلاش کرکے پلٹ گئے خاقان نے کہا رات زیادہ آ لی ہی اسوقت زحمت اُٹھانا بیکار ہی اب صبح کو اُسے تلاش کرینگے اسوقت یہ بندوبست کردیا جائے کہ سرحد کے باہر کوئی آدمی جانے نپائے یہ کہکر اپنے بازو سے ایک پتلا کھولکر اپنے سامنے رکھا کہا ای تصویر نیرنگ جو شخص آیا ہی وہ کون ہی اُس پتلے نے کہا یہ شخص مسلمان ہی رفیع البخت اسکا نام ہی بڑا بہادر ہی ساحران جلیل اسکی ہیبت سے کانپتے ہین اگر اسکو یہان رہنے دوگے تو آفت بپا کرے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے قتل کرڈالنا خاقان نے کہا مجکو اُسکا پتہ کیونکر معلوم ہوگا پتلے نے جواب دیا کل صبح کو سب سے پہلے جو تیرے پاس آئے گا وہی اُسکا پتہ بتائے گا اُسی نے اسکو پوشیدہ کیا ہی رفیع البخت خود ساحر نہین مگر اسوقت

ساحرون کے قتل مین خود یہان کے سحر کی شرکت تھی خاقان نے کہا تعجب کی بات ہے میرے
یہان تو کوئی ایسا نفر نہین آتا جو اپنے ساتھیون کے مقابلے مین دوسرے کا شریک ہوتا
پتلے نے جواب دیا یہ راز پوشیدہ نہین رہے گا ظاہر ہو جائے گا مگر خبردار رفیع البخت کی شرکت
نکرنا نہین تو بہت پچتائیگا وہ تجکو بھی زیر کرے گا اور سب مال و خزانہ اپنے قبضے مین کر کے
چلا جائیگا خاقان نے جواب دیا مین ہرگز اُسکی شرکت نکرونگا جسکی ذات سے بزرگان
دین ساحری قتل ہوے ہین ایسے شخص کی شرکت کر کے اپنے حق مین جہنم مول لونگا یہ کہکے
اُسنے پتلے کو بازو پر باندھ لیا اور محل کے اندر آیا اُسکی بی بی ملکہ خورشید جمال نے سب
کیفیت دریافت کی خاقان نے سب حال بیان کیا ملکہ نے کہا تو ابھی وہ شخص یہان
موجود ہے خاقان نے کہا اب اُسکی کیفیت کل معلوم ہو جائیگی بازو پر جو پتلا بندھا ہے اُسنے
خبر دی ہے کہ جو شخص کل اول وقت تیرے پاس آئے گا وہی رفیع البخت کا شریک ہے
اور ایسے شخص کا زندہ رہنا مناسب وقت نہین ہے پتلا خبر دیتا ہے کہ اگر وہ رہیگا تو تیرا مال
و خزانہ لیکر چلا جائیگا اور تیرے ملک کو برباد کرے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ کل جسطرح بنپڑے
اُسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالون دیر تک یہی باتین رہین جب رات زیادہ آئی خاقان سو گیا
مگر اس انتشار کے سبب اُسکی رات بھر عجیب حالت رہی بار بار اُسکی آنکھ کھل جاتی تھی
ہر مرتبہ اُسے یہی خیال ہوتا تھا کہ دیکھون کل سب سے پہلے میرے پاس کون آتا ہے اسی
کرب و بیچینی مین اُسکو تمام رات بسر ہوئی صبح سے پہلے خاقان تاجدار جادو اُٹھکے گیا
ابھی سپیدۂ سحر اچھی طرح آسمان پر پھیلنے بھی نہ پائی تھی کہ ملکہ نسیم مہر عارض نے آکر
سلام کیا خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا کہا اے ملکہ نسیم تم اسوقت یہان کیونکر آئین
اور تمہارے آنے کا کیا سبب ہے ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا مین آپکے سلام کو حاضر
ہوئی اور کل مین نے کسی شخص کے آنے کی خبر سنی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ اُسنے فوج کے
کچھ لوگون کو قتل کر ڈالا کئی ساحر نامی نامی قتل کیے اُسکی کیفیت بھی مجکو دریافت کرنا تھی خاقان
نے کہا تم نے غضب کیا اب ایک بات مین تم سے پوچھتا ہون مگر مجکو صحیح صحیح بتا دینا
اتنا سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے سے رنگ اُڑ گیا سر جھکا کر کہا جو کچھ آپ دریافت کریگے
مین خلاف نہ کہونگی سب صحیح بتا دونگی خاقان نے پوچھا تم اُس شخص کے حال سے
اچھی طرح پر واقف ہوا اور تم ہی نے کل اُسکو مدد بھی دی تھی ورنہ وہ غیر ساحر تھا
ساحرون کو ہرگز ہلاک نکر سکتا اور آسانی سے گرفتار ہو جاتا اب ملکہ کی عجیب حالت
ہوئی خاقان نے کہا دیکھو یہ راز ابھی افشا نہین ہوا ہے اور لوگ اُسکی تلاش کرتے پھرتے
ہین اگر تم نے کہین اُسکو پوشیدہ کیا ہو تو صاف صاف بیان کر دو ورنہ بڑی قباحت
ہے مین تمام ملک مین بدنام ہو جاؤنگا ساحر مجکو حقارت کی نگاہ سے دیکھینگے ملکہ نے
جب دیر تک بجز خموشی کچھ جواب نہ دیا تو خاقان نے غصے سے کہا کہ اگر تو میرا کہنا
خیال مین نہین لائیگی اور مجھے صاف صاف کیفیت نہین بتائیگی تو مین بجز جبر سے

کام لونگا تجکو ابھی جان سے مار ڈالونگا ارے تو نے بڑا غضب کیا میرے دشمن کو مدد دی
اگر مین اسکے مقابلے مین جاتا تو اسی طرح تو میرے قتل کی بھی درپے ہوتی ہرن وغیرہ کا
صرف بہانہ تھا اصل مین تو ہی نے اسکو بلایا ہوگا اور تیری وجہ سے وہ آیا ہوگا اب تو ہی نے
اسکو کہین پوشیدہ بھی کیا ہی تو بھلا تیرے چھپانے سے وہ کہین چھپ سکتا ہی مین ابھی
اسکا پتہ لگا لونگا تیرے مکان پر جاؤنگا آج تک کسی اولاد نے اپنے باپ کے دشمن کو مدد نہ دی
ہوگی تو نے یہ غضب ڈھایا اب سزا تیری یہ ہی کہ پہلے اسکو قتل کرون پھر تیری بھی جان سلامت نچھوڑون
اور اگر تو اسوقت اسکا پتہ بتادے اور گرفتار کرادے تو تیری جان بخشی کی جائیگی مگر وہ
زندہ نہ بچے گا اسی طرح بہت سی باتین غصہ مین خاقان نے ملکہ نسیم سے کہین مگر
ملکہ نسیم خاموش سر جھکائے بیٹھی رہی جب عرصہ ہوا تو خاقان نے تازیانہ منگایا
اب ملکہ خورشید جمال والدہ ملکہ نسیم کو اس حال کی خبر ہوئی کہ خاقان نے
ملکہ نسیم کے واسطے تازیانہ منگایا ہی یہ بیتاب ہوکر خاقان کے پاس آئی کہا اے
شہنشاہ آپ کا قلب کیا پتھر کا ہوگیا ہی دنیا مین کسی نے بھی اولاد کے واسطے ایسی سختی
کی ہی آخر اسکی خطا کیا ہی بادشاہ نے بی بی کو قریب اپنے بلایا سب کیفیت بیان کی
کہا اگر والدین نے اولاد کے واسطے ایسے ستم روا نہین رکھے تو اولاد نے بھی ماں باپ
کے دشمنون کو اسطرح پناہ نہین دی ہی ملکہ خورشید جمال نے کہا آخر آپ سے کس نے
کہا کہ ملکہ نسیم نے اپنے یہان اُس جوان کو پوشیدہ کیا ہی خاقان نے جواب دیا کہ
کل مین نے بازو پر سے پتلا کھولکے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو شخص کل سب سے
پہلے مجھ سے ملنے کو آئیگا وہ خدا پرست اُسی کے گھر مین پوشیدہ ہوگا ملکہ خورشید جمال
نے کہا ممکن ہی کہ پتلے نے ایک حکم مین کم توجہی کی ہو اور یہ بات خلاف ہو خاقان
نے کہا پتلہ کبھی کوئی بات جھوٹ نہین کہتا آج تک اسکے سب حکم سچ ہوئے ہین یہ کہکے
خاقان نے پھر پتلہ بازو سے کھولا اور اسکی طرف مخاطب ہوکر کہا کیا ملکہ نسیم کے
مکان مین رفیع البخت موجود ہی پتلے نے سر ہلایا کہا ملکہ نسیم ابھی رفیع البخت کیسے
باتین کرکے آئی ہین اور وعدہ کیا ہی کہ مین وہان جاتی ہون جو کچھ کیفیت ہوگی آپکے
اطلاع دونگی اب تو خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا چاہا ایک تازیانہ لگائے کہ ملکہ
خورشید جمال کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلے آپ مجکو قتل کرین پھر نسیم کو
جو چاہے جسطرح کی تکلیف دین مجھ سے اسکی تکلیف ہرگز نہین دیکھی جائیگی خاقان نے
جواب دیا کہ کیا تمکو بھی بیٹی کی طرفداری منظور ہی اب تو خورشید جمال نے خیال کیا
کہ اگر مین زیادہ گفتگو کرتی ہون تو ایسا نہو کہ بادشاہ کو مجھپر بھی غصہ آئے اور مجھے بھی
نسیم کے ہمراہ مبتلائے بلا کرے تو پھر نسیم کا کوئی بچانے والا بھی نہین ہی یہ سوچ کے
ملکہ خورشید جمال نے کہا اے شہنشاہ آپ تھوڑی دیر توقف فرمائین مین ابھی اسکا انتظام
کرتی ہون اور رفیع البخت کو اسیر کرکے منگائے دیتی ہون جو کام ہو وہ دلاسے وتشفی سے

خوب ہوتا ہے اگر آپ اسوقت جبر کرینگے اور سب لوگ بھی اس کیفیت سے ماہر ہونگے
ملکہ نسیم کی تنہا بدنامی نہین آپ بھی تمام ملک مین رسوا ہونگے اس سے مناسب یہ ہے
کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے باہر تشریف لے جائین مین دلاسا دیکر ملکہ نسیم سے کل
کیفیت دریافت کرلونگی اور اسکو سب نشیب و فراز سمجھا دونگی یہ خود رفیع البخت کو
گرفتار کرا دیگی اور اسکے قتل مین مدد دیگی آپ نے تو غضب کیا ایسے پروردہ ناز
نعم کے ساتھ اس جور و جفا سے پیش آئے وہ بھی گھبرا گئی آپ کے ہوتے اسکے حواس
جاتے رہے ملکہ خورشید جمال نے جو یہ تقریر کی خاقان بھی کچھ سمجھا ٹال کر چلا گیا اب
ملکہ خورشید جمال ملکہ نسیم کو اپنے ہمراہ لیکر علیحدہ آئین پہلے رومال سے آنسو
پونچھے پھر بہت کچھ دلاسا دیا اسکے بعد کہا کیون بیٹی کیا تمکو اپنے مہربان باپ کی محبت
ذرا بھی نہین ہے جو تمنے اسکے دشمن کو اپنے گھر مین چھپایا جو بات سچ ہو مجھ سے بیان کرو
ملکہ نسیم نے سر جھکا لیا شرم کی وجہ سے کچھ جواب نہ دیا پھر بہت دیر تک ملکہ
خورشید جمال نے سمجھایا آخر مجبور ہو کر ملکہ نسیم نے کل کیفیت بیان کر دی
اب تو خورشید جمال کے پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی سرد ہو گئی کہا ای بیٹی تمنے
بڑا غضب کیا اسقدر باتین سنین مگر ابھی تک اسکی محبت سے ہاتھ نہین اٹھاتی ہو
اور اب تو راہ راست پر آؤ دیوانی نہو جاؤ ابھی بڑی منتین کرکے مین نے شہنشاہ
سے چند ساعت کی مہلت طلب کی تھی کہ مین ملکہ نسیم کو سمجھا کر کل کیفیت آپ سے
بیان کر دونگی اور اسکو بھی گرفتار کرا کے منگا دونگی اب کوئی دم مین وہ آتے ہونگے
مجھ سے جو دریافت فرمائینگے تو مین انکو کیا جواب دونگی ارے وہ ابھی تمکو اسیر کرکے
لیجائینگے اور اسکی جان تو کسی طرح نہ بچے گی مگر مجھے یہ خوف ہے کہ شہنشاہ کا غصہ بہت
برا ہے جب انکو غصہ آتا ہے تو انکی محبت سرد ہو جاتی ہے بہت مرتبہ ایسے اتفاقات
ہو چکے ہین کہ انھون نے اپنے عزیزون کو سولی دلا کر مروا ڈالا ہے مین دیکھتی
ہون تو اس بات کا انجام مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے ملکہ نسیم نے جواب دیا
کہ اب جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہوگا آپ میرے
ساتھ اسوقت یہ سلوک کرین کہ مجکو میرے مکان واپس جانے دین وہان سے
پھر شہنشاہ کو اختیار ہے کہ مجھے اور شاہزادہ رفیع البخت کو گرفتار کرکے منگائین
ملکہ خورشید جمال نے کہا اب جانا تمھارا غیر ممکن ہے یہان سے آگے تو نہین
جانے پاؤگی شہنشاہ اگر آئینگے تو مین انکو کیا جواب دونگی وہ جسوقت تمکو یہان نہ پائینگے
آفت بپا کرینگے مجھے بھی تمھارا دوست خیال کرکے نہین معلوم کیا سزا دینگے ملکہ نسیم
نے کہا آپ اس بات کو یون بنا لیجیے گا کہ جب مین نے اسپر سختی کی تو اسنے میرا کہنا قبول
نہ کیا اور تنفر کرکے اپنے مکان کی طرف چلی گئی ملکہ خورشید جمال نے بہت کچھ کہا مگر
نسیم نے قبول نہ کیا جب اسکو یقین ہو گیا کہ اب نسیم کا قابو مین آنا دشوار ہے اور عنقریب

یہ سحر کرکے جایا چاہتی ہی اسکا سحر مجھ سے نہ رکے گا یہ سوچکے اسنے ایک خواص
کی طرف اشارہ کیا کہ شہنشاہ کو جلد بلا لے میں آتشے کچھ باتیں کہونگی نسیم نے
خورشید جمال کا اشارہ دیکھ لیا سمجھ گئی اب خاقان تاجدار جادو آجائیگا اور
وہ اسیوقت مجکو اسیر کرے گا یہ سوچ کے ملکہ نسیم نے سحر کیا کہ دونوں زمین پر
مارا غرق ہوئی کہ خورشید جمال نے کچھ سحر کرکے روکنا چاہا مگر یہ نسبت اپنی ماں
خورشید جمال کے نسیم سحر میں زیادہ مشاق تھی اسکے روکنے سے نہ رکی اور
غرق زمین ہوگئی اسی اثنا میں خاقان بھی محل میں آگیا اور نسیم کو نہیں پایا
خورشید جمال سے کہا نسیم کہاں ہی اسنے جواب دیا ای شہنشاہ میں نے جب اسکے
تیور بُرے پائے تو فوراً آپکو اطلاع دی آپ نے تشریف لانے میں عرصہ کیا وہ
سحر میں مجھ سے زیادہ ہوشیار ہی میں نے بہت روکا مگر وہ نہ ٹھہری سحر کرکے
غرق زمین ہوئی اب یقین ہی اپنے باغ میں پہونچی ہوگی ای شہنشاہ مناسب
ہی کہ ایسے میں آپ بھی تشریف لیجائیے اور دونوں کو گرفتار کر لائیے ورنہ عرصہ
کرنے میں یقین ہی کہ دونوں کسی طرف نکل جائینگے پھر قیامت تک ہاتھ نہ آئینگے نسیم
اپنے ہی تخت پر اسکو بھی بٹھائیگی اور جسطرف جی چاہے گا لیجائیگی خاقان نے کہا
میں ابھی جاتا ہوں اور دونوں کو ابھی اسیر کرکے یہاں لاتا ہوں خورشید جمال
نے کہا ای شہنشاہ ابھی تک یہ راز سب سے پوشیدہ ہی آپ بھی اسطرح پر سب کام
انجام دیں کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہو رفیع البخت کو لاکر قتل کیجیے نسیم کو اسکی
خطا کی ایسی سزا دیجیے کہ ہمیشہ کو اسطرح کی باتوں سے باز آئے خاقان نے
کہا دیکھو میں کیا کرتا ہوں یہ کہکے صحن مکان میں آیا سحر کرکے ملکہ نسیم کے مکان
کی طرف روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا

اب کیفیت ملکہ نسیم کی لکھی جاتی ہی

کہ یہ جوں ہی ماں ملکہ خورشید جمال کے سامنے سے سحر کرکے آئی تو فوراً اپنے
مکان میں پہونچی یہاں رفیع البخت کو کمال انتظار تھا جیسے ہی ملکہ کو آتے ہوئے
دیکھا اور رنگ ملکہ کے چہرے پر پڑی فوراً رفیع البخت سمجھ گئے کہ اسوقت ضرور ملکہ
کو کچھ انتشار ہی فوراً اٹھ کھڑے ہوے قریب آکے دریافت کیا کیوں ملکہ خیریت
تو ہی اسوقت تمھارے چہرے سے گھبراہٹ معلوم ہوتی ہی نسیم نے سب
حالت بیان کی رفیع البخت نے کہا پھر تمکو اسقدر انتشار کی ضرورت نہیں ہی خدا
مالک ہی ملکہ نے کہا مجکو خیال ہی کہ والد ماجد یہاں نہ پہونچ جائیں تو قیامت بپا ہو
رفیع البخت نے کہا تم اس امر سے خاطر جمع رکھو ہر حالت میں اللہ مدد کریگا
جو بلا آئیگی اسکو رد کرے گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ملکہ نسیم گھبرائی رفیع البخت نے

قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نسیم نے عرض کی ابھی مین آپکو ایک انگشتری دیتی ہون جبتک
آپ کے ہاتھ مین انگشتری رہیگی سحر کوئی آپ کو ہلاک نکر سکیگا وہ انگشتری ایک جالل
زبردست کی بنائی ہوئی ہی تحفۃ یہان رکھی ہی کبھی اُس سے کام نہین لیا جاتا ہی یہ کہکے
فوراً ایک خواص کیطرف اشارہ کیا ایک صندوقچہ منگا کر انگوٹھی اُس مین سے
بعد تعجیل نکال کے رفیع البخت کے ہاتھ مین پنہادی شاہزادے نے لاکھ انکار کیا
مگر ملکہ نسیم نے نہ مانا ابھی انگشتری رفیع البخت اچھی طرح دیکھ بھی نہ چلے تھے کہ
دیکھا اوپر سے ایک تخت آترا اُس تخت پر ایک ساحر حسین تاج مرصع کا کج سر پر
دھرے ہوئے ہاتھ مین شمشیر سحر لیے ہوئے بڑے جاہ و حشمت سے بیٹھا ہوا تھا
تخت جیسے ہی زمین پر آترا ساحر کی نگاہ رفیع البخت پر پڑی کہا ای شخص کل تو نے
کیا غضب کیا میرے لشکر کے لوگون کو بلاخطا قتل کیا جب مین نے ساحرون کو بھیجا
تو اُنکو بھی تو نے جان سے مار ڈالا تجھے ذرا بھی میرا خوف نہ آیا اور مجھ سے نہ گھبرایا
اُن لوگون نے کیا خطا کی تھی رفیع البخت نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے
تاجدار پہلے میرے قریب آ اور اپنی فوج والون کی خطا کو سن لے اگر مین نے
زیادتی کی ہو تو مین ضرور تقصیروار ہون اور اگر تیری فوج والون نے زیادتی
کی ہو تو ہرگز میری خطا نہین اور یہ جو تو نے کہا کہ مین تجھ سے نہ ڈرا اور اُنکو قتل
کیا تو مجکو سوائے ذات خدا اور کسی کا ڈر نہین ہی خاقان نے جو یہ تقریر شجاعت منشی
دل مین خیال کیا کہ یہ جوان ضرور جری و بہادر ہی انداز تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا
ہی کہ مرد عالیجاہ ہی ادھر تو رفیع البخت کی تقریر نے خاقان کے دل پر اثر کیا
اُدھر تیلے نے جو بازو پر بندھا ہوا تھا سر ٹکنا شروع کیا خاقان نے تیلے
کی طرف مخاطب ہوکر کہا مین اس خدا پرست کا شریک نہین ہوا ہون صرف اسکی
کچھ باتین سنونگا اور ابھی اسکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا تیلے نے سر ہلا ہلا یہ اشارہ کیا
کہ تقریر نہ سنو نہین دل پر تاثیر کریگی مجبور ہوکر اسکی اطاعت قبول کروگے
اور کچھ بنائے نہ بن پڑیگی خاقان نے کچھ خیال نہ کیا اور رفیع البخت کیطرف
مخاطب ہوکر کہا اگر وہ خطا نہین تھی تو یہ کتنی بڑی خطا ہی کہ میرے مکان مین اسطرح
آکے پوشیدہ ہوا اگر یہی امر تھا کہ میرے لشکریون کی خطا تھی تو میرے پاس آنا چاہیے
تھا جب تم میرے پاس آتے اور اُنکی شکایت مجھ سے کرتے تو مین ضرور اُنکو سزا دیتا
اور اگر تم نے خود اُنکو قتل کر ڈالا تھا تو میرے پاس آکے سب واقعہ بیان کردیتے
یہان آنے کی کیا ضرورت تھی رفیع البخت نے فرمایا یہان آنا بھی خطا نہین اسلیے
کہ ملکہ نسیم نے دین سامری پرستی پر لعنت کرکے اطاعت اسلام قبول کی ہی اور
اسوقت مین اُنکی حمایت واجب ہی اگر ہم یہان نہ آتے تو تم لوگ ضرور اُنکو آزار پہونچاتے
اور ایک صاحب ایمان کی جان جاتی یہ سنکر خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا مگر رفیع البخت کی

تقریر نے یہانتک اسکے دل پر اثر کیا تھا کہ خاقان قریب آیا اور کہا ای جوان نقابدار تعجب کی
بات ہی کہ تو اتنا شجاع اور صاحب ہمت ہو کر یہ نہیں سمجھا کہ دین سامری پرستی کی مذمت
اگر ہمارے سامنے کی جائیگی تو اسکا اثر کیا ہوگا رفیع البخت نے جواب دیا کہ ہمکو اطاعت
دین اسلام منظور ہی اور دین سامری پرستی کی مذمت کرنے سے ہمکو کوئی خوف وباک
نہیں ہی ہم کوئی بات پوشیدہ نہیں کرتے نہ کسی سے ڈرتے ہیں ایسا ثابت ہی کہ وہ ہمارے
حق مین بہتری یا بدتری کر سکتا ہی ہر حالت مین ہم خدا کو اپنا معین وکفیل جانتے ہین اور
ای خاقان تم بھی مجھکو ایک مرد سنجیدہ معلوم ہوتے ہو مناسب یہ ہی کہ تم بھی اس دین
باطل کو ترک کرکے راہ راست پر آؤ اور خدا کو وحدہ لاشریک جانو جب خاقان
نے یہ جملہ سُنا تو اسکو تاب نہ رہی غصہ مین آکر اسنے کہا ای جوان جہانتک مین تیری باتون کو
ٹالتا ہون تجھے اور جسارت ہوتی جاتی ہی اب مین تجھکو گرفتار کرکے اسیوقت لیے جاؤنگا
یہ کہکے خاقان نے چاہا ہاتھ رفیع البخت کا پکڑے شاہزادے نے اپنی کلائی بچا کے
خاقان کا ہاتھ اپنے قبضہ مین کیا چاہا جھٹکا دین خاقان نے سحر کرنا چاہا مگر فرط خوف
سے اسکی عجیب حالت ہو گئی دست وپا مین رعشہ پڑ گیا کہا ای جوان نقابدار پہلے میری
کچھ باتین سن لے پھر تجھکو اختیار ہی رفیع البخت نے صبر کیا اور ارشاد فرمایا جو کہنا ہو بیان کر
خاقان نے کہا مین تم سے کسی طرح کا قصاص نہین لینا چاہتا مگر ایک یہ تمنا ہی کہ اب آپ اس
جگہ سے تشریف لیجائین اور اس راز کو کسی پر افشا نکرین قسیم کو میرے حوالے کردین اسمین بہتر
یہ بات ہی کہ کشت وخون بھی نہوگا اور آپ سے مجھکو کوئی شکایت بھی نہ رہیگی رفیع البخت نے
فرمایا اب ہمکو صرف ایک شرط پر تمہاری جان بخشی کرنا منظور ہی وہ یہ کہ دین سامری پرستی پر
لعنت کرو اور خدا کو واحد ویکتا سمجھو اطاعت اسلام قبول کرو خاقان نے کہا ای جوان نقابدار
اگر مین ایسا کرونگا تو تمام ساحرون مین بدنام ہو جاؤنگا اور ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے
رفیع البخت نے ارشاد کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم خوف جان سے اپنے خدا کو بھولے
جاتے ہو جب تم ایمان لاؤگے تو خدا ہر حالت مین تمہارا کفیل ہوگا ساحرون کی کیا مجال
جو تمہین آزار پہونچائین اسوقت تمہارا سحر ونیرنگ کہان ہی اور وہ تمہارے مصنوعی خداوند
کدھر ہین اب کوئی آکر تمہاری مدد نہین کرتا اس طریقے سے رفیع البخت نے اتنی باتین کہین
کہ خاقان کو کچھ بن نہ پڑا کہا ای شہریار آپ توقف فرمائین اور آج بھر کی مہلت مجھکو دین
کل مین بخدمت والا مین حاضر ہونگا اور آپ کو ان جملہ امور کا جواب دونگا رفیع البخت نے
کہا یہ بات ہمکو منظور ہی تم جاؤ اور کل جملہ باتین سمجھ کے میرے پاس آؤ خاقان اسیوقت وہان سے
اپنے مکان کی طرف چلا یہان ملکہ خورشید جمال منتظر تھی آتے ہی اسنے دریافت کیا کہ ای شہنشاہ
آپ نے کیا انتظام کیا خاقان نے جواب دیا کہ وہان پہونچ کے عجیب حالت میرے قلب
کی ہو گئی وہ جوان نقابدار بڑے رعب وداب کا بڑا لائق آدمی ہی مین نے بہت چاہا کہ اسکے
مقابلے مین کچھ سحر کرون مگر اسکا رعب وجلال مانع رہا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

عجیب کیفیت ہو گئی یہانتک کہ اُس جوان نقابدار نے دین سامری پرستی کو بہت کچھ برا کہا
کہا اور مجکو ناگوار بھی ضرور ہوا مگر مین اُسکا کچھ نکرسکا چاہا کہ ہاتھ اُسکا پکڑ کر گرفتار کرلون
اُس جوان نے اپنی کلائی بچا کر میرے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا اگر مین عذر نکرتا تو یقین ہی ہاتھ میرا
توڑ ڈالتا اب اُس جوان نقابدار نے مجھے اطاعت اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہی اگر
انکار کرتا ہون تو جان بچنا دشوار رہی اور اگر دین سامری پرستی کو ترک کرتا ہون تو تمام
ساحر میرے دشمن ہوئے جاتے ہین ایسی حالت مین مین کیا کرون خورشید جمال نے
آپ پر کوئی جبر نہین کرسکتا اگر آپ دین سامری پرستی کو ترک نکرین تو وہ جوان نقابدار
آپ کا کیا بنا لے گا خاقان نے جواب دیا جان بچانا دشوار ہوگا وہ لڑے بھڑے بغیر یہان سے
زیر تیغ کرے گا ابھی اُسکا لشکر بھی آتا ہوگا اُسوقت اور دقت پیش آئیگی اسکے علاوہ نے
نے دین سامری پرستی کو ترک کر دیا ہی اور وہ ضرور اُس جوان نقابدار کا ساتھ دے
ایسی حالت مین میری یہ رائے ہی کہ اُس جوان کے خلاف کوئی بات نکرون جان بھی بچے
اور عزت بھی بچتی ہی خورشید جمال نے کہا اگر آپ نے ایسا کیا تو تمام ساحر آپ کے دشمن
ہو جائینگے خاقان نے کہا اب مجکو ساحرون سے خوف نہین رہا اسوجہ سے کہ جب
مین ایک غیر ساحر کا کچھ نہ بنا سکا تو ساحر میرا کیا بنا سکینگے خورشید جمال نے کہا پھر آپ
اختیار ہی جو مزاج مین آئے بخوف آپ کرین خاقان نے کہا مین ایک روز کی مہلت
اس جوان سے لیکر آیا ہون کل جاکر اُسکو جواب دونگا اگر تاخیر ہوگی تو کیا عجب ہی جو وہ خود
چلے آئے اور اُسکا یہان آنا اچھا نہین ہی سفت مین کشت و خون ہوگا اور ضرور اہل اسلام
فتح پائینگے اسوجہ سے کہ بڑے بڑے شاہان طلسم نے چاہا اُنسے مقابلہ کرکے فتح پائین
مگر سب کے ارادے فسخ ہوگئے اور آخر مین یا ایمان لائے یا جان سے مارے گئے تو میری
کیا حقیقت ہی اور میرے پاس اُسقدر لشکر و سپاہ کہان جو مسلمانون سے جنگ آزمائی
کرون اور میرا اب اعتقاد بھی دین سامری پرستی کی طرف سے بالکل جاتا رہا اگر کچھ بھی
اس دین مین راستی ہوتی تو بڑے بڑے سامری پرست اور بڑے بڑے ساحران نامی
گرامی غیر ساحرون کے ہاتھ سے بعد ذلت و خواری قتل نہوتے اور اہل اسلام تمام
عالم مین اسقدر شجاع و بہادر مشہور نہوتے دیر تک خاقان یہی باتین کرتا رہا دوسرے
دن اسنے حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کیا جائے اور دربار عام کی اطلاع ہر خاص و عام
کو دیجائے اُسیوقت اسکے حکم کے مطابق تمام شہر کی آراستگی شروع ہوئی اور دربار عام کی
اطلاع ہر خاص و عام کو دی گئی خاقان یہ حکم دیکر ملکہ نسیم کے مکان پر آیا اور رفیع البخت
کو بعد ادب سلام کیا پھر ہاتھ باندھکر عرض کی ای شہریار آپ میری خطائین معاف فرمائیے
اور تختگاہ کو تشریف لیچلین تخت شاہی کو اپنے قدم سے زینت دین غلام نے دربار
عام کی اطلاع کرائی ہی حضور کا شریک دربار ہونا ضرور ہی مین چاہتا ہون میرے ملک
مین کوئی سامری پرست نرہے سب مسلمان ہو جائین رفیع البخت نے فر

چھوڑی تھی کہ بادشاہ لشکر اسلام یعنی وزراے بن جمشید بیابان نہ طاق سے جانب
قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوے اور کم کم جادو بھی ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر بارادہ مدد
بادشاہ اسلام جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئی تھی

اول حال بادشاہ اسلام کا بیان کیا جاتا ہے

[illegible] منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہیں یہانتک جاتے اُس بیابان [illegible] پہونچے
[illegible] بعد مرحلہ قلعہ ہفت رنگ کا درپیش تھا چونکہ وقت شام کا قریب تھا آفتاب غروب
ہوا چاہتا تھا اس وجہ سے لشکر اُسی صحرا میں اُتر پڑا خیمہ و بارگاہیں استادہ ہوگئیں اسپکین
بادشاہان [illegible] ہو کر رنگ برپا ہوگئے جھنڈے بازارون سے کھل گئے طلایہ دار طلایہ
[illegible] لگے کسی [illegible] وارون کی بین پڑگئی کسی مقام پر پیادون کے بیت لگ گئے تمام لشکر
[illegible] گشتہ کشک رہا ہے دوکانین آراستہ ہین خیمون مین ستارے [illegible]
[illegible] کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف چکر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے
[illegible] آتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا تھا کسی کو قربت حاصل تھی نزدیک سے
[illegible] دل کا نکلتا تھا کوئی نامراد کسی کو دیکھکر آہ سرد بھرتا تھا ہر سمت گرم بازاری
[illegible] تھا بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا استادہ ہوئی تھی جسکا سقف گردون سے
[illegible] مین جواہر دوز تقین پردہ ہاے زنبوری چمک دمک مین ماہ عالم افروز سے
[illegible] سامنے اُس بارگاہ کے کھچا ہوا ہے کہ ہرکارون نے یہ خبر ملکہ صفراے بن
[illegible] زرین کمر کو پہونچائی چونکہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کا تھا اور یہان
[illegible] اُسکی خدمت مین جا کر عرض کیا کہ لشکر اہل اسلام کا بہت قریب آگیا ہے اور
[illegible] اسلام ارادہ نہ طاق پر جانے کا رکھتے ہین آج کی شب تمام لشکر اسلام فلان
[illegible] قلعہ ہفت رنگ واقع ہے مقیم ہے ہرکارے تو یہ خبر بادشاہ کے حضور
[illegible] اور انعام سے مستفید ہو کر واپس آئے اور یہان بادشاہ نے پلٹ کے
[illegible] اندام جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا ارادہ ہے ہفت اندام جادو نے عرض کیا
[illegible] ن کے واسطے ہوتے ہین یہ لوگ اُٹھینگے اور مرینگے آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائیے آپکا
[illegible] حال ہے تو ہم اُنسے مقابلہ کرکے بھگا دینگے اور اپنی جانین لڑا دینگے حضور کچھ
[illegible] اور انتشار سے خاطر فیض ماثر کو متفکر نکرین خدا پرست کیا جان رکھتے ہین
[illegible] نیست و نابود کردینگے اسطرح کے کلمات خوشامدانہ جان نثاران و ہوا خواہان
بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کرتے رہے مگر صفراے بن اصفر زرین پوش نے کہا یہ سب
[illegible] لوگون کی خیرخواہی و نمک حلالی مقتضی اسی کی ہے لیکن مجکو صحیح طور پر معلوم ہوا ہے
کہ [illegible] گیسو بریدہ جسکو چھوٹے خداوند نے طلسم گنبد سبز مین مقید کردیا تھا
[illegible] ارا بلقیس سوار ہو ایست جا کر طلسم کو توڑا [illegible] کم کم جادو کو رہا کیا اب وہ بھی

بادشاہ اسلام کے ہمراہ ہوا اور ہر طرح کی مدد آنکو دیتی ہے ان سب علامتوں سے آثار بربادی طلسم
کے نظر آتے ہیں یہ کہکر یہ بیرزال کا ہیئۃ کا نکالا آسمین دیکھا لکھا تھا علامت بربادی طلسم یہ ہے
کہ دختر بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی شریک اسلام ہوا اور جسوقت قید سے رہا ہو کر آئے تو اپنے
باپ کے قلعہ کو آپ برباد کرے مگر چند ساعتیں اہل اسلام پر ایسی سخت آنے والی ہیں کہ اگر اندر ان
ساعتوں کے جنگ آغاز ہو جائے اور سلسلہ لڑائی کا شروع ہو جائے تو یقین ہے اہل اسلام کو
شکست فاش ہو اور بادشاہ قلعہ ہفت رنگ مستجاب ہو پس یہ احکام دیکھکر صفرا ابن
اصفر زرین پوش زرین کمر نے ہفت اندام جادو اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ان ساعتوں
کا خیال کر کے لشکر شاہی کو قلعہ سے باہر نکالو اور سلسلہ جنگ کا آغاز کرو چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ کے ہفت اندام جادو نے اپنے علم نجوم سے ان ساعات نحس کا خیال کر کے لشکر کو
قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اور سراپردہ برپا ہوئے دربارگاہ شاہی وسط لشکر میں استادہ ہوئی
یہ سب انتظامات کر کے سپہ سالار نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کے حضور میں عرض کیا کہ
حسب الحکم عالی لشکر بیرون قلعہ فرودکش ہے اور خیمہ و خرگاہ دربارگاہ شاہی وغیرہ سب سامان
اپنے اپنے مقام پر آراستہ و پیراستہ ہو چکے بادشاہ نے سواری تیار ہونے کا حکم دیا
چنانچہ نہایت تزک و احتشام سے جلوس شاہی برآمد ہوا شتر سوار و ہاتھی ہوا خاص بردار
نشان بردار اور تمام افسران فوج رسالدار و کمیدان و دیگر اراکین دولت و مشیران سلطنت
گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار نہایت کر و فر سے ڈنکا بجتا ہوا نقار خانہ شتری و فیلی اور
خاص رسالہ و پلٹن ہمراہ رکاب کمال عظم و شان سے سواری بادشاہ کی قلعہ ہفت رنگ
سے برآمد ہو کر داخل لشکر ہوئی ہر چند کہ لشکر بادشاہ اسلام کا کسی قدر فاصلہ پر تھا مگر ہرکارے
برابر خبریں پہونچا رہے تھے اور ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر بادشاہ اسلام کے
حضور میں آ کر عرض کرتے تھے جسوقت یہ خبر سمع مبارک بادشاہ جمجاہ میں زبانی ہرکاروں کے
گوش زد ہوئی کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا ہے اور قصد
مقابلہ رکھتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہے خدائے ما بزرگ است ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست
کاتب القدرت نے روز ازل جو کچھ ہماری پیشانی پر تحریر کر دی ہے وہ ضرور پیش آنی ہے فتح و نصرت
اُسی کے قبضہ اقتدار میں ہے ؎ از خداوند خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست
مجکو کوئی اندیشہ نہیں میرا بھروسہ اُسی کی ذات پر ہے ؎ سر نمی پیچم ز رشتہ حبیب + ہر چہ آید بر سر من بالنصیب
یہ فرما کر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی اس مقام سے چلکر مقابلہ لشکر بادشاہ قلعہ
ہفت رنگ فرودکش ہو چنانچہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ اسیوقت لشکر اسلام بھی نقل و حرکت
کر کے مقابل میں لشکر صفرا ابن اصفر زرین پوش کے خیمہ زن ہوا خیمے و بارگاہیں
وغیرہ سب اسی مقام پر آ کر قائم ہو گئیں بادشاہ جمجاہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
آپ نے حکم دیا کہ ایک نامہ بنام ملک صفرا ابن اصفر زرین پوش زرین کمر تحریر کیا جائے
چنانچہ حسب الحکم عالی میر منشی نے نامہ تیار کر کے حضور میں پیش کیا بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ

باواز بلند ارشاد فرمایا کہ کون بہادر اس خدمت نامہ داری کو بجالائے گا لندھور ثانی یہ سنکے اپنے دنگل سے اٹھا اور حضور مین آکر عرض کیا کہ غلام اس خدمت نامہ داری کو بجالاکر سعادت دارین حاصل کرے گا آپ نے نامہ لندھور ثانی کے حوالے کیا اور فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے لندھور ثانی آداب و تسلیمات عرض کرکے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر صفرا بے بن اصفر میں پہونچا ورگہ سالار سے اطلاع کرائی کہ نامہ دار بادشاہ اسلام کا نامہ لیکر آیا ہے ورگہ سالار نے جاکر اپنے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ ایک نامہ دار بادشاہ لشکر اسلام کا نامہ لیکر آیا ہے اجازت باریابی چاہتا ہے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے حکم دیا کہ بلا لیا اور چند کس واسطے استقبال کے بھیجے کہ وہ نامہ دار کو باعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لائے اور بادشاہ کے حضور مین پیش کیا دنگل عنایت ہوا یہ اسپر بیٹھے اور نامہ نکالکر پیش کیا شرائط آداب نامہ کے ادا کرکے نامہ انھون نے بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے میر منشی کو طلب کرکے نامہ دیا کہ پڑھو اسمین کیا لکھا ہے میر منشی نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای ملک صفرا بے بن اصفر زرین پوش زرین کمر بادشاہ قلعہ ہفت رنگ مجھے تم سے کوئی وجہ خصومت کی نہین ہے اور نہ مین تم سے جنگ کرنا پسند کرتا ہون میرا قصد نہ طاق پر جانے کا ہے اگر تم مجکو راہ دیدو تو مین چلا جاؤن اور اگر راستہ نہ دوگے تو مجھے مجبوراً جنگ کرنا پڑے گی صرف لحاظ و پاس اس امر کا ہے کہ تمھاری دختر ملکہ کم جادو میری شریک ہے مین نہین چاہتا کہ اسکے باپ کو قتل کرون دوست کے عزیز کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کرنا بہت نازیبا ہے ہرچند کہ وہ مشرف بہ دین اسلام ہو چکی ہے اور تم ہنوز حالت کفر مین ہو لیکن بپاس خاطر اسکے مین تم سے کچھ تعرض نکرونگا اور نہ طاق پر چلا جاؤنگا اور اگر یہ منظور خاطر نہو تو جواب اس نامہ کا قلم چوب اور قرطاس نقارہ سے دینا صفرا بے بن اصفر زرین کمر نے مضمون نامہ کا ہفت اندام جادو سے بیان کیا اور کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے اس سیہ دل نے عرض کی کہ جواب اسکا سوائے جنگ کے کیا ہو سکتا ہے کہ مالک سے اپنے دشمنی کرے اور اسکے دشمن سے دوستی کا برتاؤ کرے ہمین اسکی کیا ضرورت ہے چنانچہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا اور نامہ دار کو رخصت کیا وہ وہان سے روانہ ہوکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل کیفیت بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی اپنے بادشاہ کے حضور مین عرض کی۔

وہان کا حال سنیے

کہ بعد رخصت کرنے نامہ دار کے ہفت اندام جادو نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور صدائے نقارہ گردون دون مین گرجی ہر کارے جو بامر جاسوسی معین تھے وہ خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صفرا بے بن اصفر زرین کمر نے طبل جنگ بجوایا ہے اسکا

ارادہ ہو کہ کل سے روز میدان کارزار میں نکل کر ملازمان حضور سے مقابلہ کرے تاکہ تجربہ جانبازی ہو
ہر کار سے تو انعام پا کر رخصت ہوئے یہاں بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں حکم
نواخت طبل رزمی دیا صدائے کوس حربی سے گوش گردون کر ہوئے صدائے نقارہ
آواز آمد عجیب کہ نصر من اللہ و فتح قریب ٭ ہنگ نقار خانہ سلیمانی میں طبل سکندری چوب
پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک میں تھپکا تا پیدا ہوا گنبد عالم
میں صدا گونج گئی دلاوران بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار بادشاہی برخاست
ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آ کر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلواریں نیام سے نکلیں
خنجروں کے نیام جو چھو دل میں رکھتے تھے وہ اگلنے لگے رشتہ جان اور رشتہ تیغ سے
رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلہ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر برّان نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی
زبان نیزہ نے سوکھی سنائی حلقے خنجر کے طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان میں تلواروں
کے پھل تھے دونوں جانب کے لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا تھا تیغوں کی جھنکار اور خنجر کی دھار
سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل خوف سے سینہ میں پانی پانی ہوا جاتا قلزم رخار جدال
و قتال میں طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی میں ڈوبتا تھا کہا تک عرض کروں رات بھر یہی
شورش اور ہنگامہ برپا رہا ادھر لشکر کفار میں سحر جگائے جانے لگے بخور روشن ہوئے جا بجا
پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈیرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منتروں کی صدا بلند ہوئی
بیروں کے آنے سے سنّاٹے آنے جاپ کرنے والے جھوم جاتے کسی مقام پر خوک ذبح جھٹکا
ہوتے تھے مسان کی مٹی چوراہے کی اور ویرانے کی اور جہاں گدھا لوٹے وہاں کی خاک
جمع ہوتی تھی دف دائرہ اور کھنجری بجتی تھی ڈھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا
جلتا تھا ان ہنگامہ پردازوں نے زمین سر پر اٹھائی تھی روئے سحر چھپ گیا تھا بقول کسے

لگا کوئی جادو کی کرنے جو منت	کوئی پڑھ کے بیٹھا میں کرتا گرنت	ہوا اپنج کنائی تھی یون بار بار
کہ ہون جیسے در عیش عقدے ہزار	سیاہی تھی عالم میں چھائی ہوئی	بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
لگائی کسی نے کسی تن میں آگ	کہیں شور برپا رہے سحر جاگ	کہیں ابر گھر کر برستے تھے تیر
کہیں کا نور دیس سے آئے بیر	کہیں سحر کا بحر تھا موج زن	کوئی کھیلتا تھا عدو کا دہن
غرض ہر طرف سحر دنیرنگ تھا	یہی وقت جانبازی جنگ تھا	خلاصہ یہ کہ تمام رات طبل جنگ

بجتا رہا اور دونوں لشکروں میں تیاری درستی ہوا کی جبکہ رات کم رہ گئی اور زمانہ نے
رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سپید ضیائے مہر نے لگا کر تبدیل فرمائی
اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی یعنی ستارہ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب
نے میدان فلک پر اپنا جلوہ دکھایا ؎ کہ چمکا صبح کا جب دم ستارہ ٭ لباس ماتمی شب
نے اتارا ٭ پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے ٭ اٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے ٭ ہنگام سحر
دونوں طرف کے لشکر انبوہ کے انبوہ تیپے کے تیپے دستے کے دستے قشون کے
قشون میدان کارزار میں آئے صفیں جدال و قتال کی آراستہ ہوئیں میمنہ میسرہ

قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول اور پچھلا چنداول جو دہ صفین جدال و قتال کی لشکر اسلام
مین آراستہ ہوئین نقیب نکلے نقابت کرنا شروع کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے اور اشعار
مذمت دنیا و بےبقائی عالم کے بیان سے کیے اشعار

بدلتا ہے سدا یان رنگ مسرت کا
کوئی محظوظ ہوتا ہے جو یہ ہر دم
نہیں دنیائے فانی گھر کسی کا

زمان مرگ اٹھے ہو کدا وسلے
نہیں رہتا کبھی قابو کسی کا
تو برسون ہے برابر کاوش غم

سوا اسکے نہ دولت اور نہ اورنگ
عزیز و اقربا سب سے جدائی
تری ہو وگر کفن اور گوشہ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

ان اشعار عبرت آثار کے سننے سے بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا اشتیاق عروس
مرگ مین بیچین ہونے لگے اور عرفشکاران نے بھی اپنی فوج کی سات صفین قائم کین ہر صف
کا رنگ جداگانہ تھا ہر طرف پھر ہرے نشانون کے کسی طرف زرد کسی طرف سرخ کسی طرف
سبز کسی جانب سفید کسی سمت سیاہ کسی جانب اعوانی کھلے ہوئے لہراتے تھے اور اسپر
تعریف بوسف و سوخا اورندون کی تحریر تھی اور جس صف کا جو رنگ اسکے جوانون کی وردی
بھی اسی رنگ کی تھی تمام سوار و پیدل اسی رنگ کی وردیان پہنے ہوئے تھے اور
بیرقین و نشان ہر گھوڑون کے زین پوش ہاتھیون کی جھولین شترون کے غاشیے وغیرہ سب
اسی مناسبت سے اسی رنگ کے تھے اور قلب لشکر مین سیاہ زرد پوش اور زرین کمر
تھے اور بادشاہ بھی زرد پوش و زرین کمر تھا غرضکہ جب نقیب نقابت کرکے ہٹے تو
ملک صفراے بن اصفر زرین پوش نے ایک صف کی طرف پلٹ کر دیکھا کہ
وہ صف سیاہ پوشون کی تھی اور افسر اس صف کا سوداے بن اسود جادو تھا
بس اشارہ پاتے ہی اسنے اپنے فیل سحر کو بڑھایا اور میدان جنگ مین آیا اسنے
آتے ہی ہیبت دی کہ باشیدائی گروہ خداپرستان و فرقہ زبردستان جسکو تم مین سے اپنی
قبر مین اپنے پاؤن سے جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے بس یہ سننا تھا کہ لشکر
اسلام سے رستم خان بن کنجاب نے باگ گھوڑے کی لی اور سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آکر کھڑا کیا اجازت میدان چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ ساحر ہے ساحر کے مقابلہ مین غیر ساحر کا
جانا کیونکر ہو سکتا ہے عرض کیا کہ پھر ساحر یہان کون ہے غرضکہ مجبوری بادشاہ جمجاہ نے اجازت
دی رستم خان نے سلام کرکے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے سوداے بن اسود
کے آگے سوداے بن اسود نے بمصداق المرء یقیس علی نفسہ خیال کیا کہ یہ
جوان بھی ساحر معلوم ہوتا ہے جو اس ہاتھی سے آیا ہے اسنے باواز بلند کہا ای شخص اگر تجھے
دعوی سحر و ساحری ہے تو اپنا وار کر کیونکہ پھر میرے وار سے تیرا بچنا محال ہے اور میرے
سحر کے سامنے تیرا سحر بھی نہ چل سکیگا حسرت تیرے دل ہی مین رہجائیگی رستم خان نے
کہا او مردود مین ساحر نہین ہون ساحرکش ہون ساحری کو حرام جانتا ہون تو
نہین جانتا کہ مین اہل اسلام مین سے ہون بےشیدستی میرا طریقہ نہین اگر خداوند کریم تیرے
حربے سے مجکو بچائیگا تو مین بھی اپنا وار کرونگا سوداے نے کہا معلوم ہوتا ہے قضا ہی تمہاری

آگئی پڑتے ہی زربہ کمگر اُس نے اُف کا نعرہ کیا کہ دہن سے اسکے دود سیاہ نکلا اور شعلۂ جوالہ بنکر
رستم خان پر گرا کہ یہ مرد مومن آتش سحر میں جلکر نار دوزخ سے رہا ہوا بادشاہ اسلام کو
رستم خان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا بعد رستم خان کے چھ بھائی اسکے تھے وہ سب
باری باری سے یکے بعد دیگرے اجازت لیکر میدان کارزار میں آئے اور یاقو سے
اس ناری کے آتش سحر میں جلکر شہید ہوئے شام تک بازار موت گرم رہا اور اہل اسلام
شہید ہوا کیے حتے کہ بیس سردار لشکر اسلام کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے شام کو
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان نبرد سے پھرے کفار نہایت شادان و فرحان
شادیانے خوشی کے بجاتے ہوئے سوواسے بن اسود پر سے زر نثار کرتے ہوئے
اپنی فرودگاہ پر آئے اور اہل اسلام محزون و مغموم داغ بر دل روتے پیٹتے خاک اڑاتے
ہوئے لاشوں کو اپنے کشتوں کی اٹھواتے ہوئے اپنے پڑاؤ پر پہونچے سامان دفن ہونے لگا
بادشاہ اسلام نہایت رنجیدہ دل و کبیدہ خاطر بارگاہ میں آکر بیٹھے تھے کہ یہ خبر طبل جنگ کی
سمع اقدس میں پہونچی یہان بھی طبل رزمی نوازش میں آیا اسیطرح تیاری سامان جنگ کی
لشکر طرفین میں ہونی شروع ہوئی اہل اسلام درستی اسلحہ میں مصروف ہوئے ہر چند
سرداران لشکر اسلام اور خود بادشاہ مجاہد بوجہ کام آنے بیس سرداران اولوالعزم
کے نہایت محزون و مغموم تھے لیکن لشکر کے شجاعان روزگار منچلے تیغ و سپر کے سایہ میں
پلے جلاوت شعار دم شوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگے تیغ تیران اس
رات کو بار غم سے خم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے نظر رنج
سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل دردمند نیزے دوران میں فگار درد دراز کے بند
کمانین بسان خاطر پیچیدہ کشیدہ و کبادہ ہر ایک غبار ... و کمند دن کو دل عاشق کیطرح
الجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پرشکن ہر چند کہ انار غم و ہم سے سرہنگان لشکر اسلام
کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا رہنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم زخار باجبہ پر تھا
تیغ کے گھاٹ جان دیکر اترنا بہادر جانتے تھے کشتی شجاعت میں سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا
بادبان حوصلۂ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش چہ دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک
کا ہلتا تھا دوست دوست سے گلے ملتا نصیحت و وصیت کرتا نعرے ترک بہرام کا دل
دہلاتے طبل و بوق اہل من مبارز کی صدا سنا ... اور سامانے اسلحے بکمال ہونے لگے اور
پیدل ہونے گھوڑے انجیر سواروں سے سجے ... والا ... شیرانہ کرنے آمادہ مرگ
مردان نبرد شیر گردوں جنکے مقابل میں گرد ... کو بیشۂ شیران باشجاعت کا

نیسان تھا ہر سمت بیابان ... نظم	ہر دون ...	... مرد کو زیر ...
رہتا ہے کہاں صدو کا انبوہ	آواز سے ... ل کوہ	تھا ترک فلک کو بیم اس شب
جوڑا کا تھا دل ... اس شب	دیکھو جو تم تیغ ... جوہر	تھا ایک نو شعلہ سو ...
تلواریں تھیں یا کہ آہنی پل	مردون کا گذر تھا آہ بالکل	شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو

تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو	کیا شور بپا ہے اللہ اللہ	تھا گوش فلک میں پنبہ باد

لشکر اسلام میں تو یہ تیاری تھی اور لشکر کفار میں سحر جگانے جاتے تھے ہوم خانے روشن بخور سلگ رہے ہر ایک ساحر سحر کی نیرنگیاں دکھاتا اپنے سحر کو زور دیتا تھا شہ ہنجے جابجا سنجر بان بجاتے پیرون کو بھینٹ دینے کو لاتے تھے ہر ساحر سحر خوانی میں مصروف تھا جنتر و منتر جگانے میں ہمہ تن مشغول تھا ہر طرف تیاری افسونگری تھی سپاہ دشمن میں کمال خوشی و خرمی تھی لیکن آج کی شب عیاران لشکر اسلام نے یہ صلاح کی ہو کہ کفار سے خون اہل اسلام کا بدلہ لینا چاہیے خواجہ عمرو قران ثالث و برق ثانی و چالاک ثانی و ضرغام ثانی و شہباز ثانی و سعید ثانی و کلباد ثانی و گلباد ثانی یہ تمام عیار جانب لشکر کفار روانہ ہوئے اور ہیئتیں بدل بدل کر داخل لشکر ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فکر عیاری میں مصروف ہوئے

لیکن اول حال حضرت برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ قریب ہوم خانہ سودا ابن اسود کے پہونچا دیکھا اسنے کہ سامان سحر جگانے کا جمع کیا جاتا ہی بخور رنگ گل لوبان رائی سرسون کالا دانہ وغیرہ یہ اشیا لا لا کر رکھے جانے لگے پس اسنے یہ خیال کیا کہ مردود سودا تو ابھی ہی مین آئے گا یہ ملعون سحر جگانے ہوم خانہ ہی مین آئیگا پس یہ جب یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا اسنے یہ خیال کرکے ایک ساحر کی صورت بنائی یہ بھی قریب انکے ہوم خانہ کے بیٹھ گئے اور جوکا وغیرہ دیگر اشیا سحر اپنے سامنے رکھ لین اور ساحرون کیطرح کچھ بڑبڑا کر دو ہتڑ مارنا شروع کیے وہان سودا ابن اسود کو جب وقت اپنے حوائج ضروری سے فراغ حاصل ہوا تو یہ اپنے ہوم خانہ کی طرف چلا دیکھا اسنے کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا نہایت جوش و خروش مین سحر جگا رہا ہی پس اسنے یہ خیال کرکے کہ یہ سحر جگا رہا ہی مگر بخور نہین کرتا ہی ایسا نہو جادو اسکا پلٹ جائے اور کچھ خرابی واقع ہو پس اسنے آواز دی کہ او جاہل تونے علم سحر کس سے سیکھا ہی کہ سحر جگا رہا ہی اور بخور نہین کرتا ہی اسنے کچھ جواب نہین دیا اور اسیطرح سحر خوانی مین مشغول رہا سودا ابن اسود نے سمجھا شاید یہ ایسے عمل مین مشغول ہی کہ جسمین ہاتھ پاؤن کو حرکت دینا خلاف عمل ہی پس یہ خود قریب آیا اور جو کچھ سامان بخور آگے رکھا تھا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر منقل آتشین پر ڈالا اب جو کچھ دھوئین کا اٹھتا ہی اور دود بیہوشی دماغ مین اسکے سرایت کر گیا یہ فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا برق ثانی نے جسقدر سامان بخور اسکے سامنے رکھا ہوا تھا سب لیکر منقل آتشین پر ڈالدیا اسقدر لپٹ بلند ہوا اور دھوان اٹھتا کہ کچھ نظر نہ آتا تھا اسی حالت مین برق ثانی نے اٹھکر گیند عیاری اسکے حلق مین ٹھونس دیا اور رنگ و روغن عیاری نکالکر آپ اسکی صورت بنا اور اسکو اپنی صورت پر بنا کر ملازمون کو آواز دی کہ وہ قریب آئے پس ستارہ برق نقلی کا جسکے سپرد کیا کہ اسکو قید مین رکھو یہ عیار ہی لشکر اسلام کا یہ سمجھا میری فکر گرفتار ہوا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ہی

پہونچا اور ہیئت اپنی ایک نامہ دار کی ایسی بنائی دروازۂ بارگاہ پر پہونچکر دربانون سے عرض کی کہ مین قاصد ہون اور کچھ پیام خدمت مین تمھارے سردار کی لایا ہون ملازمون نے جاکر عرض کی بحضور مرجان بن احمر جادو کے کہا بلالو جسوقت یہ قاصد خیمہ مین داخل ہوا اور بطریق اکوان برستان سلام کیا پوچھا کسکا قاصد ہی کسکا پیام لایا ہی اسنے عرض کی بغیر تنہائی کے بیان نہین کرسکتا ہون کیونکہ یہ راز مخفی ہی اور آجکل جابجا جاسوسون کا ہنگامہ برپا ہورہا ہی اسوجہ سے باعلان مین اس راز کو عرض نہین کرسکتا ہون دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو کوئی جاسوس لشکر اسلام کا دہنے بائین لگا ہوا ہو اور وہ واقف ہوکر کوئی مفسدہ برپا کرے تو اخیر کو پچھتانا پڑے ع نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا قاصد کا یہ کلام سنکے مرجان بن احمر نے تخلیہ کا حکم دیا سب ملازمین اسکے مثل خدمتگار و سپاہی و چراسی و خواص وغیرہ سب علیحدہ ہوگئے بس قاصد نے ایک لفافہ نکالکر پیش کیا کہ آپ خود پڑھ لیجیے میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی بس جیسے ہی مرجان نے لفافہ کو چاک کیا اسمین سے ایک لخلخہ بیہوشی اڑا اور اسکے دماغ مین سرایت کرگیا بس یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا سرہنگ نے نہایت تیزی کے ساتھ کمند عیاری کسوت سے نکالکر اسکے منھ مین کھولش دیا اور آب روغن عیاری نکالکر اسکی صورت پر بنا اور اسکو اپنی صورت پر متشکل کرکے ملازمون کو طلب کیا اور کہا یہ عیار ہی قاصد بنا ہوا یہان آیا تھا اور مجکو فریب دینا چاہتا تھا لہذا مین نے اسکو بیہوش کیا ہی تم لوگ اسکو لیجاکر گرفتار کرو کہ یہ مکار مجکو دھوکا دینا چاہتا تھا اور یہ عیار لشکر اسلام ہی ملازمون نے اسکو لیجاکر مقید کیا خود یہ منتظر وقت ہوکر بیٹھا ہی

اب حال یزک خطائی ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

اب یہ جو چلا تو اسنے اپنی صورت مثل بردہ فروشون کے بنائی اور ایک غلام اور ایک کنیز اپنے ساتھ لیے ہوے یہ لشکر مین ملک خضراسے بن اخضر سبز پوش جادو کے پہنچا اور در خیمہ پر پہونچکر دربانون سے کہا اپنے مالک سے جاکر کہو کہ ایک بردہ فروش حاضر ہی اگر کسی غلام یا کنیز کی ضرورت ہو تو نہایت حسین و مقبول صورت موجود ہین ملازمون نے جاکر عرض کی اسنے حکم دیا کہ بلالو چونکہ یہ مرد شوقین و تماشبین حسن پرست تھا اسلیے یہ کیفیت سنکے اسنے فوراً بلوا لیا ملازم اسکو اپنے ہمراہ لیکے اسکے خیمہ مین پہونچے خضراسے بن اخضر سبز پوش کو بطریق اکوان برستان سلام کیا اور عرض کی حضور کو غلام کی خواہش ہی یا کنیز کی اسنے جواب دیا مجکو دونون کا شوق ہی غلام ہو خواہ کنیز مگر خوبصورت و حسین طرحدار و سلیقہ شعار ہو اسنے عرض کیا ایسے حسین کہ جنکے دیکھنے سے تاب نظارہ باقی نرہے مین نے تمام عالم مین پھر پھر کر بستان سے اس غلام و کنیز کو لیا ہی اور اس امید پر لیا تھا کہ بادشاہ سمندر یہ سمندر جادو کی

خدمت مین پیش کرونگا کہ وہ نہایت شوقین و قدردان سننے مین آیا تھا مگر افسوس ہی کہ وہ
خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور تمام ملک و مال اسکا برباد و تباہ ہوگیا معلوم ہوا
یہ آپ ہی کی قسمت کے تھے جو بمقتضائے آب و خور یہان تک پہونچا آپ بھی تو قدرشناس
معلوم ہوتے ہین لہذا یہ غلام و کنیز حاضر ہین سہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ اور یہ کہکر نقاب مین
دونون کے چہرون سے الٹ دین بس نظر اسکی جو پڑتی ہی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب و مہتاب دونون
ایک برج سے طلوع ہوے ہین یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا غلام کو دیکھتا ہی تو کنیز کو بھول جاتا ہی
اور کنیز کو دیکھتا ہی تو ایسا محو ہوتا ہی کہ غلام کو بھول جاتا ہی غرضکہ دونون کو دیکھکر یہ نہایت ہی مسرور
ہوا اور پوچھا انکی کیا قیمت ہی اسنے عرض کیا کہ مالک کی قدردانی ہی بس اسنے پچاس ہزار روپیہ کا حکم دیا
کہ انکو لاکر دو ملازمون نے فوراً پچاس توڑے قیمت کے لاکر اسیوقت بردہ فروش کے حوالے
کیے پر آن دونون غلام و کنیز کو دیکھکر ایسا بیتاب ہوا تھا کہ اسیوقت اسنے حکم تخلیہ دیا ملازمین
تو وہین بائین ہٹ گئے لیکن بردہ فروش نے عرض کی غلام سے کس بات کا پردہ ہی اگر حکم
ہو تو گوشہ لپیٹ کر یہین پڑ رہون آپ اپنا کام کیجیے اسقدر روپیہ بھی ہمراہ ہی شب کا وقت ہی
اگر روپیہ لیکر جاؤنگا تو چورون اور قزاقون کا خوف ہی صبح کو باربرداری کا انتظام کرکے
لیجاؤنگا خضرا بن اخضر نے کہا کیا مضائقہ ہی چونکہ کل سامان عیش و نشاط شراب و
کباب سب موجود تھا بردہ فروش نے عرض کی کہ یہ دونون ساقی گری مین بھی کامل ہین
کیونکہ غلام اس فن کو خوب جانتا تھا لہذا مین نے دل دیکے انکو سب فنون مین کامل کردیا ہی
کہا بہتر ہی آج انھین کے ہاتھ سے شراب پینگے بس یہ سننا تھا کہ پہلے غلام اٹھا اور اسنے
جملہ سامان میخواری کو نہایت سلیقہ شعاری سے درست کیا سب کشتیان قرینے سے لگائین
اور کنیز نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر پیمانہ لبریز کیا گاتی ناچتی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی جام
لیکر خضرا بن اخضر کے پاس آئی ہر ادا اسکی دل کو پامال کیے ڈالتی تھی کلائی کی
لچک قتل کرنے کو تیار تھی خضرا بن اخضر نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر ہونٹون
سے لگایا اور یہ شعر پڑھا سہ روح کس رند کی پیاسی گئی میخانہ سے ٭ کہ اُڑی جاتی ہی
ساقی ترے پیمانہ سے ٭ ونیز سہ گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین
شیخ نہین کچھ ولی نہین ٭ یہ شعر پڑھکر اسنے جام مے ارغوانی کنیز کے دست نازنین سے
لیکر بے اندیشۂ انجام غٹ غٹ کرکے پی لیا اور بریز کی صدا بلند کی اسنے دوسرا جام بھرکے پیش
کیا اب یہ کنیز مہ تمثال متواتر جام بھر بھرکے دیے جاتی ہی اور یہ پیے چلا جاتا ہی یکایک
شراب نے گرمی کی اور یہ گھبراکر اٹھا اٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ یہ دھم سے
گرا بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر زیرک ثانی نے گیند عیاری نکالکر اسکے حلق مین ٹھونسا اور
اسکو فرش مین لپیٹ دیا آپ اسکی صورت بنکر مسہری پر لیٹ رہا اور اپنے دونون
شاگردون کو جو غلام و کنیز بنے ہوے تھے نگہبانی کا حکم دیا اور منتظر وقت کا رہا

اب حال مہتر بحر ثانی کا گوش زد سامعین کیا جاتا ہی

کہ یہ عیار طرار جو اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہوا تو یہ صورت ایک چڑیمار کی بنکر پھٹکی
بغل مین دبائے لاسا لگیا ہاتھ مین لیے لنگڑاتا ہوا لشکر مین زنگار جادو کے پہونچا
قضائے کار و اتفاقات روزگار زنگار جادو خدمت بادشاہ سے پلٹا ہوا اپنے خیمہ
کی طرف چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ ایک چڑیمار عجیب عجیب رنگ کے جانور لیے ہوئے
چلا آتا ہی اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اس چڑیمار کو بلاؤ جسوقت چڑیمار قریب آیا
پوچھا اسنے کون کون جانور تیرے پاس ہین اسنے بتانا شروع کیے کہ باز طلائی اور
تاؤس نقرئی اور ... سرخ وغیرہ بہت اقسام کے جانور میرے پاس موجود ہین کہ جنکی
رنگینی اور خوشنمائی کو دیکھنے سے عقل حیران ہو ... دور دراز ملکون سے یہ جانور آتے ہین اور لائق پسند
امیرون و بادشاہون کے ہین زنگار جادو نے قیمتین جانورون کی پوچھین اسنے بتانا
شروع کین کہ یہ اتنے کا ہی اور یہ اتنے دام ہین زنگار جادو نے قیمتین جانورون کی دلوادین
اور جانور صیاد سے خرید کرلیے جسوقت چڑیمار نے عرض کی ای سردار آپ نے
یہ جانور لیے تو کیا لیے اور ایک جانور میرے پاس ہی اسکو دیکھیے گا تو ان سب کو بھول جائیگا
اسواسطے کہ سب نے نام سنا ہوگا صورت اسکی نہ دیکھی ہوگی پوچھا زنگار جادو نے
اس جانور کا کیا نام ہی اسنے کہا عنقاے زرین بال اسنے کہا بیشک نام تو سنا ہی
مگر آج تک دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا کیونکہ اسکا نام ہی عنقا ہی اسوجہ سے کہ عنقا تو اسی چیز کو
کہتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر ہو چڑیمار نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین خداوند کی خدائی مین
کیا چیز نہین ہی اور یہ کہکر ایک جانور بغل سے ہاتھ مین زنگار جادو کے دیا کہ جو کوئے کے
برابر اسکا قد و قامت تھا اور بال و پر اسکے تمام زرین سے تھے نہایت خوبصورت اور رنگین
خوشنما و نایاب زنگار جادو اسکو دیکھکر پھڑک گیا مگر وہ جانور زنگار جادو کے ہاتھ مین
جاتے ہی اینٹھ گیا مطلق حس و حرکت اسمین نہ رہی زنگار جادو نے کہا یہ کیا ہوا یہ جانور تو
ہاتھ مین آتے ہی مرگیا چڑیمار نے کہا حضور اسکی یہی صفت ہی یہ مرجاتا ہی اور پھر زندہ
ہوجاتا ہی اسی نظر سے تو اسکا نام عنقا ہی لیکن اسکے زندہ کرنے کی ایک ترکیب ہی
وہ سوائے حضور کے اور کسی کو مین نہین بتاؤنگا یہ جو سب آپکے غیر سے بجلیان
کھڑے ہین انھین ہٹوا دیجیے تو مین آپکو ترکیب اسکے زندہ کرنے کی بتاؤن بس
زنگار جادو نے یہ کلام چڑیمار کا سنکے سب ملازمون کو حکم دیا کہ علیحدہ ہوجاؤ چنانچہ
وہ سب علیحدہ ہوگئے اور وہان سے ہٹ کر دور چلے گئے چڑیمار نے میدان خالی پاکر
اس جانور کو اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا منقار اسکی کھولکر اسطرح سانس اسکے پیٹ مین بھریے
اور اوپر کھینچ لیجیے سات مرتبہ اسطرح عمل کرنے سے یہ زندہ ہوجاتا ہی زنگار جادو نے کہا
لاؤ مین ہی کیون نہ تمھارے سامنے اسطرح عمل کرکے زندہ کرلون چڑیمار نے دیدیا
زنگار جادو نے سانس بھر کر اب جو اوپر سانس کھینچی تو جسقدر دارو بیہوشی سنجر ثانی
نے اسمین بھردی تھی سب اسکے دماغ مین پہونچ گئی یہ چھینک مارکر بیہوش ہوکر گرا

پس جلدی سے چڑیا سے گیند عیاری اسکے بھی حلق مین ٹھونسا اور پوشاک اسکی اُتار کر
آپ پہنی صورت اُسی کی شکل کے موافق تبدیل کی اور اسکے ایک لنگوٹی باندھکر چڑیمار کی
شکل بنا دیا ملازمون کو آواز دی جب وہ قریب آئے تو کہا جانور تو زندہ ہو کر اُڑ گیا یہ مارے
صدمہ کے بیہوش ہو کر گر پڑا ہی کہ شاید اب قیمت اُس جانور کی مجکو نہ ملے لہذا اسے خیمہ
مین لیجاو جب اسے ہوش آئیگا تو اسے قیمت اُس جانور کی بھی دیدونگا کہ یہ مرد غریب
ہی ملازم چڑیمار کو اُٹھا کر خیمہ مین لے گئے اور ایک کونے مین ڈالدیا اور سنجر ثانی
زنگار جادو بنا ہوا منتظر وقت کا اسکے خیمہ مین بیٹھا ہی دیکھیے آیندہ کیا ظہور مین آئے

اب حال مہتر سعید ثانی کا سنئیے

کہ یہ جو عیارون سے علحدہ ہو کر بفکر عیاری چلے تو ایک کبابی کی صورت پر انھون نے
اپنے تئین بنایا اور لشکر ارغوان جادو مین داخل ہوئے اور خیمہ ارغوان جادو
کے قریب پہونچکر انھون نے آواز لگائی کہ کباب بھی گرما گرم مسالحدار اُسوقت
ارغوان جادو مصروف مے نوشی تھا اسنے ملازمین سے کہا اس کباب والے کو
بلالو اور کباب اس سے لے آو خواص نے آکر کبابی کو بلایا اور آکھر آنہ کے
کباب لیکر سامنے ارغوان جادو کے رکھدیے ایسی خوشبو اُن کبابون کی آرہی
تھی کہ جسکے دماغ مین اُسکی خوشبو پہونچی بے اختیار اُسکا کھانے کو جی چاہا چنانچہ جسقدر خادم
و خدمتگار دربان و محافظ وغیرہ تھے سب نے کباب اسکے خریدے اور کھانا شروع
کیے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چھینکین مار مار کر سب بیہوش ہوئے اور گرے کبابی
بیخوف و خطر داخل بارگاہ ہوا جا کر دیکھا تو ارغوان جادو بھی بیہوش ہو کر انٹا چت
پڑا ہوا ہی پس اسنے بجلدی تمام پوشاک اسکی اُتار کر آپ پہنی اور رنگ روغن عیاری
نکالکر آپ اسکی صورت بنا اور اسکو کبابی کی صورت بنا کر ستون بارگاہ سے باندھدیا
اور ملازمون کو ہوشیار کر کے کہا یہ عیار تھا اسنے کباب کھلا کر تم سب کو بیہوش کیا
مارنے کی فکر مین تھا کہ بیرون نے میرے مجکو ہوشیار کیا لہذا مین نے اسکو پکڑ کے ستون
بارگاہ سے باندھدیا ہی اب بہت ہوشیاری سے اسکی محافظت کرو صبح کو دیکھا جائیگا
یہ ملازمون کو حکم دیکر خود خیمہ مین گیا اسکو بھی انتظار مین وقت کے چھوڑا جاتا ہی

اور حال مہتر قران ثالث اور مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ جو عیارون سے علحدہ ہو کر بفکر عیاری چلے تو کچھ دور تو ساتھ رہے بعدازان
انھون نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکر علحدہ ہو گئے ایک نے خیمہ سپہ سالار
کی راہ لی اور دوسرا بادشاہ کی بارگاہ کیجانب روانہ ہوا

چنانچہ اول حال مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ خیمہ ہفت اندام جادو کی طرف چلا ہی آتے آتے دروازہ خیمہ پر پہونچا دیکھا تو نہ کوئی
نگہبان ہی نہ محافظ ہی سوچا یہ کیا معرکہ ہی کہ سالار لشکر کا خیمہ اور کوئی حاجب و دربان تک
نہین ہی یہ بات خالی از علت نہین یہ سوچکر یہ اندر خیمہ کے داخل ہوا وہان بھی سناٹا پایا
اب اور بھی متردد ہوا کہ کیا کرنا چاہیے اسکو خیال ہوا شاید یہ پلنگ کے نیچے چھپ کر سویا
ہو پلنگ کو اسنے اپنی جگہ سے ہٹایا دیکھا تو دہنہ نقب کا نمودار ہوا بسم اللہ کہکر یہ دہنۂ نقب
مین داخل ہوا نقب تیرہ و تاریک تھی اسنے فتیلہ عیاری روشن کیا اور یہ چلا اب یہ چلا
جاتا ہی مگر کہین دہنہ نقب کا ختم نہین ہوتا اب اسنے خیال کیا ایسا نہو صبح ہو جاے اور
منزل مقصود تک نہ پہونچ سکون تو کچھ کام ہی نہوا پھر یہ سوچا کہ مردہ مرے کا تو کبھی
آے گا لہذا پلٹ کر اسی خیمہ مین چلنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے
پلٹا اور دہنہ نقب پر کمند لگا کر بیٹھا جسوقت رات قریب ختم پہونچی اور آثار سحر
نمودار ہونے لگے اسوقت دیکھا تو دہنہ نقب سے ایک سر باہر آیا بس اسنے بقوت
تمام کمند کو ایک جھٹکا مارا کہ ہفت اندام جادو کمند مین الجھکر باہر آکر گرا بس اسنے
ترنج عیاری کھینچکر اسکے منھ پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اسمین سے ایک لقۂ بیہوشی اڑا
یہ چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے مگر ممکن نہوا یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس مہتر چالاک ثانی
نے گیند عیاری اسکے حلق مین ٹھونسا اور باندھکر تکین پلنگ کے نیچے ڈالدیا اور آپ
اسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا اور وقت کا منتظر رہا اسکو بھی انتظار وقت
مین چھوڑا جاتا ہے

اب حال مہتر قران ثالث کا معرض تحریر مین آتا ہی

کہ یہ قریب بارگاہ بادشاہ کے پہونچا ہیئت اپنی ایک مردے کی بنائی چکن پہنے ہوے
جسمین سنہری دستہ لگا ہوا گولدار پگڑی منقش کا گیند اسمین لگا ہوا سونے کا عصا ہاتھ مین
لیے دربار گاہ پر پہونچا اور بے دھڑک بارگاہ مین داخل ہونے لگا دربانون نے پوچھا
مردے جی آج آپ خلاف وقت کیسے آے اسنے کہا مجکو سپہ سالار نے بھیجا ہی ایک امر خاص
کے عرض کرنے کے لیے بحضور بادشاہ اور تاکید اکید کردی ہی کہ سواے بادشاہ کے
اور کسی پر یہ راز ظاہر نہوے لہذا مین سواے بادشاہ سلامت کے اور کسی سے نہین
کہ سکتا یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے اسلیے کہ مزاج سے ہفت اندام جادو کے
آگاہ تھے کہ نہایت بدمزاج ہی ایسا نہو ہم رہ کین اور اسکے خلاف مزاج گذرے اس
وجہ سے ان لوگون نے زیادہ تعرض نہین کیا قران ثالث بخطر داخل بارگاہ ہوا
اور قریب خوابگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا بار بیدار وغیرہ بیٹھے ہین انسے کہا ہٹ جاؤ
ایک راز مخفی عرض کرنا ہی اور بادشاہ کو بیدار کردو وہ لوگ ہٹ گئے بادشاہ کو
جگا کر بادشاہ نے بیدار ہوکر پوچھا اسوقت تو کیسے آیا ہی اور غور سے مردے کی جانب

دیکھا کہ یہ نیا شخص معلوم ہوتا ہے اور بادشاہ کے طرز استفسار سے مردہ بھی تاڑ گیا کہ بادشاہ کو
کچھ شک گذرا فوراً اُسنے عرض کیا مین غلام تازہ ہون اور کچھ پیام حضور سے سپہ سالار کا لیکر
حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا بیان کر اُسنے کہا ہفت اندام جادو نے عرض کیا ہے حضور
فلان صحرا مین تشریف لائین آج کی رات آپکا بارگاہ مین رہنا مناسب وقت نہین ہے
کچھ ستارے بد معلوم ہوتے ہین اور مین نے سُنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام تلاش مین
ہملوگون کی چلے ہین ایسا نہو کوئی بات خلاف در پیش آئے لہذا صلاح یہ ہے کہ آپ تنہا پوشیدہ طور پر
تشریف لے آئیے آپ کے آنے کی خبر عام مین مشتہر نہونے پائے بادشاہ نے کہا بھلا میرے
جانے کی خبر کہان تک پوشیدہ رہ سکتی ہے مردہ نے عرض کیا مین تو آپکو پوشیدہ کرکے لیجاؤنگا
کسی کو کانون کان بھی خبر نہوگی اور یہ لیجیے یہ برقع سحر انھون نے دیا ہے آپ اسکو اوڑھکر بارگاہ
کے باہر نکل آئیے اسکی وجہ سے کوئی آپکو چھو بھی نہ سکیگا آپ سب کو دیکھینگے مگر کوئی آپ کو
نہ دیکھ سکیگا یہ کہکر ایک برقع جو لپٹا ہوا اسکی بغل مین موجود تھا نکالکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے
جیسے ہی اُس برقع کو کھولکر اوڑھا خوشبو عطر خس کی اسکے مشام مین پہونچی بادشاہ نے کہا
کیا عمدہ عطر اس برقع مین ملا ہوا ہے اور کیا خنکی دماغ مین پہونچی کہ روح کو تازگی حاصل
ہوگئی مردہ نے کہا اگر اسکو دو چار مرتبہ سونگھیے گا تو دل و دماغ سب خنک ہو جائینگے اور
نہایت فرحت حاصل ہوگی بادشاہ نے دو تین بار ناک برقع سے ملاکر اوپر کی سانس کھینچی
فوراً بیہوشی نے اپنا کام کیا اور ملک اصفر زرین پوش بیہوش ہوکر گرا اور مہتر قران ثالث
نے رنگ روغن عیاری چہرہ پر ملکے اپنی شکل ملک اصفر زرین پوش کی بنائی اور بادشاہ کا
پشتارہ باندھکر گوشہ بارگاہ مین چھپا دیا ایک خادم کو آواز دی اور بلاکر کہا اب صبح تک
کوئی بارگاہ کے اندر نہ آئے اور اگر ہم نہ ملین تو ہماری جستجو و تلاش نکرے ہم سحر جگانے
کے واسطے اپنے ہوم خانہ کی طرف جاتے ہین اسنے عرض کیا کیا مجال ہے کسیکی جو خلاف حکم
بادشاہ کرسکے شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ۔ بخون خویش باید دست شستن
چنانچہ خادم تو چلا گیا اور مہتر قران ثالث نے پشتارہ پشت سے باندھا اور نقب کنی
کرتا ہوا یہان سے چلا یہانتک کہ دہنہ نقب کا اپنے لشکر کے باہر لیجاکر توڑا اب وہ وقت تھا
کہ صبح ہوگئی تھی خیال کیا ایسا نہو ساحر ہوشیار ہو جائین کیونکہ روشنی سحر نمودار ہو چلی ہے
بس اسنے یہ تصور کرکے نفیر عیاری کو دم دیا صدا اس نفیر کی کان مین مہتر چالاک ثانی
اور برق ثانی وغیرہ کے پہونچی بس یہ سب بھی مثل قران ثالث کے خیمون مین تخلیہ
کرکے نقب کنی مین مصروف ہوے جسوقت قران ثالث نے نفیر عیاری کو دم دیا
تو دہنہ نقب کو توڑ چکے تھے اور ہر ایک اپنے اسیر کا پشتارہ دبے ہوے صحرا مین مجتمع
تھے ان سب نے بھی نفیر عیاری کو دم دیا کہ ہم بھی اپنے کام کو ختم کر چکے اور ہوشیار
ہین بس دوبارہ اسنے نفیر پھونکی کہ مین تو لشکر اسلام کی طرف چلتا ہون تم سب بھی
اپنے اپنے اسیر کو قتل کرکے لشکر اسلام کی طرف آنا یہ اشارات ان عیارون نے

آپ نہیں اسواسطے متعین کر دیے تھے کہ جسوقت سب اپنے اپنے کام سے فرصت کر لین اُسوقت یہ قتل و قمع کا ہنگامہ برپا کیا جاوے تاکہ کوئی اپنا ہمراہی گرفتار بلا نہو الغرض مہتر قران تا لبت آئینہ دار بادشاہ کا سر لیے ہوئے بادشاہ اسلام کی خدمت مین روانہ ہوئے اور اسواسطے اسکو قتل نہین کیا کہ مبادا بادشاہ اسلام کے خلاف گذرے کیونکہ یہ خسر ہے بادشاہ کا اگر وہ فرمائین تونے بغیر ہماری اطلاع کے کیون قتل کر ڈالا تو اسوقت مین کیا جواب دونگا سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہوگا اسلیے مناسب حال یہی ہے کہ زندہ ہی لیے ہوئے جاؤن ادھر ان ساتون عیارون نے ساتون ساحرون کو قتل کیا لیکن جیالاک تاکی ہر چند خنجر مارتا ہے مگر ہفت اندام جادو کے جسم پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہے بسبب اسکے مجبور ہوکر ایک پتھر بہت بڑا اٹھا کر اسکے سینہ پر رکھا بلکہ تین چار پتھرون سے اسکو دبا کر یہ بھی جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن ان چھئون ساحرون کے قتل ہونے سے ایک قیامت برپا ہوئی دیکھا چھ آندھیان چھ رنگ کی صحرا سے اٹھین اور شور گیر و دار بلند ہوا سنگباری برف باری ہونے لگی تمام صحرا تیرہ و تاریک ہوگیا ہر سمت غل مچاتے پھرتے تھے برق چمکتی تھی رعد گرج رہا تھا زمین و زمان مین ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا اور چھ گنبد قلعہ ہفت رنگ کے منہدم ہوگئے تھے اسقدر اندھیرا ہوگیا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بیرون کی ہیبت ناک صدا سے دل ہلا جاتا تھا ہر جانب سے آواز پیدا تھی کہ کشتی مرا نامم فلان جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم کوئی یہ کہتا تھا کشتی مرا نامم بیضا ابن ابیض جادو بود اسی طرح ہر ساحر کا یہ نام لیکر چلاتا تھا کہ نامم سودا ابن اسود و مرجان ابن احمر و خضرا ابن اخضر سبز پوش جادو و صفرا ابن اصفر جادو و زنگار جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ ہنگامہ دیکھکر اہل لشکر کفار پریشان ہوئے جب ہنگامہ کم ہوا اور کسی قدر تاریکی کم ہوئی روشنی ہونے لگی تو ہر ایک اپنے اپنے سردار کے خیمہ مین داخل ہوا دیکھا تو وہان بیرون ناچ رہا ہے کوئی سردار اپنے خیمے مین نہین ہے جبکہ ان لوگون نے خیمون کو اپنے اپنے سردارون سے خالی پایا تو روتے پیٹتے غل و شور مچاتے جانب بارگاہ بادشاہ روانہ ہوئے اور بہت روئے پیٹے چلائے مگر صدائے بر نخاست کسی نے جواب تک نہ دیا یہان خود سناٹا تھا جواب کون دیتا ملازمون نے کہا ہمکو شب سے یہ حکم بادشاہ کا ہوا تھا کہ کوئی ہمارے پاس آنے نہ پاوے ان لوگون نے کہا دیکھو خبر تو لو کہ بادشاہ سلامت بھی ہین یا نہین معلوم ہوتا ہے کہ عیاران لشکر اسلام آکر سب کو اسیر کر لے گئے اندر جاکر جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا وہان سب ملکر خیمہ سپہ سالار کی جانب چلے دیکھا تو اسکے ملازم بھی روتے پیٹتے چلے آتے ہین یہان تو ہنگامہ برپا تھا

اب حال ہفت اندام جادو کا سنیے

کہ اسنے بزور سحر روح اپنی سات پیکرون مین تقسیم کی ہی اور ان سب کو رویین تن
آہنی بدن بنا دیا ہی چنانچہ چھ پیکر اسکے قلعہ **ہفت رنگ** کے حجرۂ سحر مین بند رہتے ہین
اس راز سے کوئی آگاہ نہین ہی اور ایک پیکر اسکا آزاد رہا کرتا تھا جسکو مہتر چالاک ثانی نے
اسیر کیا تھا اور قتل نکرسکا صحرا مین پتھرون کے نیچے دبا کر روانہ ہوا تھا جسوقت اسکی
پسلیان پتھرون سے دبین اور اسکو اذیت پہونچی چونکہ ایک ہی روح سات پیکرون
مین تقسیم ہی اسوجہ سے ان اذیتون کا اثر ان چھون پیکرون پر بھی پہونچا جو کہ قلعۂ
ہفت رنگ مین تھے اور ان چھون پیکرون مین ایک پیکر اسکا اصلی ہی اور
پانچ پیکر ویسے ہی ہین جیسا کہ ایک پیکر اسکا اسیر ہو چکا ہی اور اسی باعث سے اسکا
نام **ہفت اندام جادو** ہی بس ہفت اندام اصلی نے اپنے دوسرے ہم شبیہ کو
روانہ کیا کہ جا کر دیکھ تیرے ہم شبیہ پر کیا صدمہ گذرا کہ روح میرے جسم مین گھبرا رہی ہی
بس یہ سنکر وہ پیکر چلا یہان سب ملازم و ہوا خواہ اسکے رو پیٹ رہے تھے شور
گریہ و بکا بلند تھا کہ اُس نقب کی راہ سے **ہفت اندام جادو** باہر آیا اور آتے کے
ساتھ ہی اسنے آواز دی یہان کیا رو پیٹ رہے ہو دشمن اپنا کام کیے صاف نکل گئے
اب جس جس کو قصاص اپنے اپنے مالک کے خون کا لینا ہو وہ میرے ہمراہ چلے بس یہ
کہکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا آگے آگے تو یہ ہی اور عقب مین اسکے تمام لشکر کفار یہ تو
اسطرف سے یلغار کیے ہوئے چلے آتے ہین اور وہان بادشاہ اسلام خیمہ
سے برآمد ہو چکے ہین تخت بادشاہ کا جانب رزمگاہ روانہ ہونے کو ہی سردار
جمع ہو رہے ہین فوجین جوق جوق گروہ گروہ میدان جنگ مین جا رہی ہین کہ
مہتر قران **ثالث** پشتارہ بدوش سامنے بادشاہ کے پہونچے پشتارہ سامنے
بادشاہ کے رکھ دیا اور عرض کی کہ بادشاہ قلعہ **ہفت رنگ** حاضر ہی بعد اسکے
مہتر **چالاک ثانی** و برق ثانی و سنجر ثانی و **سعید ثانی** وغیرہ یہ سب کے سب
آکر پہونچے ساتھ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار یلغار کیے ہوئے آتا ہی اس طرف
سے بھی جوانان لشکر اسلام تلوارین کھینچکر چلے ساحر آکر لشکر پر گرے گولے ترنج ناریل نارنج
چلے سوئیون کے گچھے پیکانون کے ترسول پشول وغیرہ چلنے لگے صدائے بگیر و بکش بلند
ہوئی اتنے مین **ہفت اندام جادو** سپہ سالار لشکر کفار سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچا اور اسنے آتے ہی آواز دی بہتر یہ ہی کہ ہمارے بادشاہ کو ہمارے حوالے کیجیے ہنوز
بادشاہ اسلام کوئی جواب نہ دینے پائے تھے دیکھا جانب آسمان سے لکہ ہائے ابر ارغوانی
رنگ نمودار ہوئے اسکے عکس سے تمام صحرا ارغوان زار ہو گیا گویا فلک شفق پھول گئی
روے زمین لالہ گون ہوا چنانچہ آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت ملکہ [illegible] جادو
کا نمودار ہوا کس ہیئت سے کہ چارون کونون پر چار گلدستے رکھے ہوئے چھوٹا سا
کنگرہ تخت پر کھنچا ہوا نہایت مغرق چار موتیون کی لگی ہوئی ڈوریان کلابتون کی گنگا جمنی

جواہر نگار ستارون برتی ہوئین فرش نہایت عمدہ بچھا ہوا کرسیان جواہر نگار قرینہ سے
بچھی ہوئین ایک کرسی عمدہ پر ملکہ ارغوانی جوڑا پہنے جوڑا کج باندھے تاج مکلل بجواہر سر پر
زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ کمال تمکنت سے بیٹھی ہوئی پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان
زعفرانی جوڑے پہنے جھولیان زربفت کی انکے لگی ہوئی ایک سن ایک قطع ایک لباس ایک
زیور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ترنج اور دوسرے ہاتھ مین کارد گل افشانی کرتی
سحر کی نیرنگیان دکھلاتی وارد ہوئین یہ معلوم ہوا کہ پریون کا اکھاڑا اتر آیا یا زلیخا کی صاحبین
ترنج و کارد لیے ہوے اُس یوسف مصر حسن و جمال کے ہمراہ نمودار ہوئین غرضکہ ملکہ کم جادو
نے آکر یہ معرکہ دیکھا کہ ساحرون کا گروہ جم ہے اور ہفت پیکر جادو سامنے بادشاہ اسلام کے
کھڑا ہوا کچھ کہہ رہا ہے اور لشتارہ ملک اخضر زرین پوش کا سامنے رکھا ہوا ہے بس اسنے نعرہ
کیا کہ او ہفت پیکر دور ہو میرے سامنے سے اور چلا جا اپنے مقام پر ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائے گا اسنے جواب دیا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یا تو تجکو چچا کہتی تھی یا اسطرح کے کلمات
سخت و سست زبان پر لاتی ہے اور اپنے باپ کو رہا کرنے کے بدلے اسکے دشمن کی طرفدار
ہے تجکو شرم نہین آتی اور چار آنکھین کرکے اسطرح سے بے ادبانہ و خلاف تہذیب گفتگو
کرتی ہے اور مجھ سے سخت کلامی کر رہی ہے تو نہین جانتی مین کون ہون یہ اور بات ہے کہ
قرابت کے لحاظ و پاس سے تیرے باپ کو خداوند نہ طاق نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ
کیا ورنہ سارا قلعہ ساختہ و پرداختہ میرا ہے شرط کہ اس حرکت پر زبان تیری گدی سے
کھینچ لون بس سننا تھا کہ ملکہ کو تاب نہ رہی آواز دی او مردود باپ نے میرے جو بہت
منہ چڑھایا اور یہانتک تجکو اختیار دے دیا کہ کل انتظام قلعہ ہفت رنگ کا
تیرے قبضہ اقتدار مین سونپا اسپر تو ایسا اترا گیا کہ اپنے کو بھول گیا کمظرف تھا نہ
ذرا مین بھول گیا بقول شاعر ع ہوا مین بھرے یہ کمظرف بھی کیا کیا ابھرتے ہین ہماے ایاز
قدر خود بشناس بادشاہ کی عنایت پر ایسا مغرور ہوا کہ اسطرح کے کلمات بیہودہ مجکو
کہنے لگا چھوٹا منہ بڑی بات تجکو بھی یہ دن سے لگے کہ ایسی گستاخیان کرنے لگا
مجھے نہین جانتا مین کون ہون سنم ملکہ کم جادو دختر خداوند کوچک نہ طاق
سوائے میرے کون ایسا طلسم نہ طاق مین ہے جسکو کیوان تاجدار نے دختر
کیا ہو اور علم سحر آپ تعلیم کیا ہو تیرے حق مین بہتر یہی ہے کہ میرے سامنے سے
پلٹ جا اور اپنے باپ کے بارہ مین جیسا ہم مناسب جانینگے وہ کرینگے ہم سے زیادہ تو کیا
خیال کرسکتا ہے جا سامنے سے چلا جا مین تیرا پاس کرتی ہون ورنہ فوراً نیست و نابود کردیتی
جب تقریر کو اسقدر طول ہوا تو بادشاہ اسلام نے فرمایا جھگڑا کرنا بیکار ہے ہفت پیکر
جادو نہ یہ ممکن ہے کہ تم اپنے بادشاہ کو لیجا سکو نہ میرا یہ ارادہ ہے کہ اسے قتل کرون اگر بنائے
جنگ یہی ہے تو تم قلعہ کو واپس جاؤ اسطرح بادشاہ کو لیجانا اچھا نہین خلاف شان اور
باعث اسکی توہین کا ہے مین تمھارے جانے کے بعد بادشاہ کو عزت و توقیر کے ساتھ بھیجدونگا

یہ سنکر ہفت پیکر جادو نے کہا بادشاہ جو کہتے ہین اُسکے خلاف کرتے ہین ایسا نہو
زمانے پلٹ جائے اور بادشاہ ہمارا قتل کروا ڈالا جائے فرمایا دغابازی و فریب دہی کو
بہت برا جانتے ہین اگر ہمکو قتل ہی کرنا ہوتا تو ابتک کب کا قتل کر چکے ہوتے اور اگر تجھے
کچھ دعوے ہو تو لے اب بادشاہ کو تیرے سامنے قتل کرتے ہین تو اُسکو بچالے ہفت اندام جادو
نے دیکھا بادشاہ اسلام کو غصہ آگیا ایسا نہو اس حیص بیص مین میرے بادشاہ کو قتل ہی
کروا لین تو مین کیا کرسکتا ہون کیونکہ کم کم جادو ایسی ساحرہ انکی ملک کو آگئی ہے اور اسطرح
تو شاید چھوڑ بھی دین کہ زبان دے چکے ہین اور وعدہ کر چکے ہین کیا عجب ہے قتل نہ کرین
بس اسنے عذر و معذرت کرنا شروع کی اور یہ مع لشکر قلعہ ہفت رنگ کو واپس گیا

یہان کا حال سنیے

کہ بادشاہ مع ملکہ کم کم جادو و دینتارہ ملک اخضر زرین پوش کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اہل لشکر
اپنے ڈیراؤ پر آئے سرداران و افسران لشکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے تھوڑے عرصہ مین دربار آراستہ
ہوا بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوے ملکہ کم کم جادو کرسی جواہرنگار پر رونق افروز ہوئین
اور حکم دیا کہ دینتارہ ملک اخضر زرین پوش کا لیجاؤ اور انکو ہوشیار کرکے بہت عزت
کے ساتھ اندر بارگاہ کے لاؤ چنانچہ قران ثالث و مہتر چالاک ثانی بیرون بارگاہ
آئے اور دینتارہ ملک اخضر زرین پوش کو سنبھالے ہوے بارگاہ سلیمانی مین لائے
اور یہان لاکر فتیلہ سریع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا تاکہ اسکو سحر یاد نہ آئے فراموش ہو جائے
الغرض جسوقت ملک اخضر زرین پوش کو ہوش آیا اور آنکھ اسکی کھلی اپنے کو ایک
بارگاہ آسمان جاہ مین دیکھا اور نظر جو بادشاہ اسلام پر پڑی متحیر ہوے کہ مین یہان کیونکر
پہونچا سرداران لشکر برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے اُسنے آنکھین اپنی بند کر لین
کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملک اخضر زرین پوش
یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را وا کن و حال خویش را تماشا کن میرا عیار تجھکو قید
کر لایا تھا یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو اشارہ کیا وہ آئے اور پیشوائی کرکے ملک
اخضر زرین پوش کو لے گئے اور پاس اپنے بٹھایا اب بادشاہ اسلام نے کل کیفیت
انکے گرفتار ہوکر آنے کی اور بروقت ہفت پیکر جادو کا پہونچنا اور ملکہ کم کم جادو
کا آنا یہ سب باتین بیان کین اور فرمایا بسبب پاس و لحاظ ملکہ کے مین اب بھی آپ کو
طرح دیتا ہون اگر آپ مجکو راستہ نہ طاق پر جانے کا دے دیجیے تو مین آپ کے
ملک و مال سے کچھ تعرض نکرونگا ورنہ جیسا مین کہہ چکا ہون وہی ہوگا قلعہ ہفت رنگ
کو پامال کرتا ہوا نہ طاق پر جاؤنگا ملک اخضر زرین پوش نے بادشاہ اسلام کا
یہ کلام سنکے جانب فلک دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر جواب دیا کہ
بالفعل آپ جنگ کو موقوف رکھین بعد تین روز کے مین اسکی نسبت آپ سے
کہلا بھیجونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہے ہر بات سوچ سمجھکر [illegible]

یہ فرماکر سرداروں کو ہمراہ کیا اور نہایت شان و شوکت و تزک و احتشام کے ساتھ ملک اخضر زرین پوش کو جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ کیا ملک اخضر زرین پوش نے اپنے لشکر میں پہونچکر اور سب سرداروں کو تو رخصت کردیا صرف لندھور ثانی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل قلعہ ہفت رنگ ہوا اہل قلعہ کو اپنے بادشاہ کے آنے کی از حد خوشی ہوئی طبل شادمانی بجایا لیکن جسوقت طبل شادمانی کی صدا ملک اخضر زرین پوش کے گوش زد ہوئی منع کیا اور حکم دیا خبردار طبل شادمانی نہ بجے اگر کوئی مجکو رہا کرکے لاتا تو بیشک خوشی کی بات تھی جبکہ دشمن نے خود رحم کھاکر رہا کردیا تو میرے نزدیک یہ رہائی اس قید سے بدتر ہے یہ قید ہستی سے اگر مجکو رہائی ہوتی اس سے بہتر تھا کہ دشمن سے جدائی ہوتی یہ کہکر داخل ایوان شاہی ہوا ہفت پیکر جادو نے آکر مجرا کیا اخضر زرین پوش نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور بکمال تنفر فرمایا بس میرے سامنے سے چلا جا ہر چند اسنے منت و سماجت کی کہ میرا اسمین کیا قصور تھا حضور مجھسے ناحق ناراض ہوتے ہیں بادشاہ نے سخن اسکا پذیرا نہ کیا اور فرمایا تجھسے بڑھکر کون نمکحرام ہوگا جسنے ذلت و رسوائی اپنے ولی نعمت کی گوارا کی اور بہمدردی اسکو رہا نکرسکا اب تو جان اور قلعہ ہفت رنگ جانے میں ایسی سلطنت کو گدائی سے بدتر جانتا ہوں جسکی بنا ذلت پر ہو نوبت ہی ایسی ہوگئی ہے اسلیے کہ مجھے نہ بادشاہ اسلام سے لڑنا منظور ہے کہ نہ خداوند نہ طاق سے نمکحرامی کرسکتا ہوں کیونکہ ایک تاج بخش ہے اور ایک جان بخش لہذا میں نے حکومت اس قلعہ کی چھوڑی اور جنگل کا رہنا اختیار کیا ایسی حکمرانی سے صحرانوردی بہتر ہے یہ کہکر تاج اتارا لباس شاہی کو جسم سے علحدہ کیا خنجر فی پوشاک زیب تن کی تسبیح ہاتھ میں لی اور مع لندھور ثانی قلعہ کے باہر نکلا ہر چند ارکین دولت و مشیران سلطنت نے سمجھایا اور بہت کچھ منت اور سماجت کیا کیے مگر ملک اخضر نے مطلق سماعت نہ کی ع

میں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے

الغرض بادشاہ لندھور ثانی کو لیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوا چونکہ بادشاہ اسلام کا حکم تھا جس مقام سے جس سردار کو بادشاہ قلعہ ہفت رنگ رخصت کریں اس مقام سے وہ واپس آئے اس بنا پر لندھور ثانی ہمراہ رہے واپس نہیں آئے جسوقت یہ صحرا میں پہونچا تو اسنے لندھور ثانی سے کہا اب آپ بھی جلیے اور جو حالت آپنے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے وہ بادشاہ اسلام سے بیان کردیجیے گا میں نے اسی واسطے اسوقت تک آپکو اپنے ساتھ رکھا اور اپنے ارادہ سے زبانی اطلاع نہیں دی بلکہ آنکھ سے دکھادیا اور اب بشرط زندگی بعد فتح نہ طاق کسی مقام پر آپکو ملجاؤنگا یہ کہکر یہ تو ایک جانب روانہ ہوا اور لندھور ثانی بادشاہ اسلام کی خدمت میں آئے اور کل حالات جو آنکھوں سے دیکھے تھے کل بادشاہ اسلام سے موبمو بیان کیے بادشاہ جمجاہ کو یہ کیفیت سنکے نہایت رنج و افسوس ہوا اور فرمایا خیر دیکھا جائے گا اگر حیات مستعار باقی ہے تو بعد ان جھگڑوں

سکے ہم خود ڈھونڈھ لینگے اور اپنے ہمراہ خانۂ کعبہ کو لے جاسینگے

اب حال قلعۂ ہفت رنگ کا سنیئے

کہ جسوقت بادشاہ قلعہ نفیر ہو کر نکل گیا تو ہفت پیکر جادو جسکو ہفت اندام جادو
بھی کہتے ہین اسنے اپنے طور پر قلعہ کا انتظام کیا اور ساتون گنبدون کو از سرنو آراستہ کیا
چھ گنبدون کے رنگ مختلف تھے اور ایک گنبد جو سب سے بڑا وسط قلعہ مین خاص
بادشاہ کے رہنے کا تھا وہ ہر وقت رنگ بدلا کرتا تھا کبھی زرد ہوگیا کبھی سرخ
کبھی سبز کبھی سفید کبھی سیاہ ہو گیا اور ہر رنگ سے ایک روشنی پیدا ہوتی تھی جو انوک
عکس آسمان پر پڑتا تھا وہان تک مختلف تاثیرین اُس سے ظہور مین آتی تھین جنکا حال
بر وقت بیان ہوگا بعد اس انتظام کے اسنے حکم دیا کہ بان سنیچہ طبل جنگ اسیوقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے
سامنے بادشاہ ذوی الاحتشام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے بجا طبل جنگ کا
قلعۂ ہفت رنگ مین معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے بھی اپنے لشکر مین
حکم نواختن طبل جنگ دیا اور بھی نقارۂ حربی گرد گرایا ہرچند لشکر اسلام خستہ و شکستہ تھا لیکن
بیچلا بین کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف بادخزان
شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف نیزہ و تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا بھیرون نارسنگھ
کی پکار شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو
نام و ننگ در کار نامردی سے عار آمادہ کارزار سراپائے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے
طلبگار تلوارون کی جھنکار ان سودا زدون کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا
جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کیتے تو دامن صحرائے کارزار مین
بھرنے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر ہر تیر کو نوک خار
بیدائے جلادت سمجھکر پائے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے
شاہد تہوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی نیزے لبان
دیوانگان صحرائے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اتار کر عریانی پسند
تیر وحشت مین آکر بھلکے پر آمادہ خلش آنکی علاج دل درد مند سپرین برنگ خون سودائیان
سیاہ گرزون کو سر پر بیابان حرب و ضرب رکھنے کی جا و لب سوفار جلا کر پکارنا چاہتے
گوشہ کمان سے خدنگ نکلکر رو بفرار لاتے کمندین دل کی انجمن کا پتہ دیتین زرہین حلقۂ زنجیر
دیوانگان تھین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

آفت ہی طبیعت جوانی　　مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار　　ہرچند خرابیان تھین اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر　　تیغون کی پسند آگئی چال
مشہور ہی وحشت جوانی　　پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار　　دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

بھایا زہتون کا مسکرانا ✤ دم عشق مین جریب کے دوانا ✤ جب جوش سودا ے شب
خاطر دہر سے کم ہوا اور شبنم گریان نم سے سرغافل چونکا کر

ابیات

تیغ کو بارز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب روسحر
صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
وہ بھی تھی اک کیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے
رکھ دیا ہی ایک جام زر کھلا ✤

صبحدم سرداران لشکر ظفر پیکر در دولت شہنشاہ پر حاضر ہوے ایک طرف ملکہ کم جادو فوج ساحران کو جانب جنگاہ بیجکر آستان ظل اللہ پر آئین بادشاہ لباس رزمی سے اپنے آراستہ ہوکر برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا
اب قریب طغرل و سنجر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہی نام
خسرو آفاق کے منہ پر کھلا
مہر کا نیا چرخ جگر کٹ گیا
اسکے سرہنگون کا جب و فر کھلا
ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو

ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سکانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوچکی تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار ہوسنجے ترتیب مین صفون کی مصروف ہوے سامنے قلعہ کے آکر صفین آراستہ کرکے کھڑے ہوے ایک طرف ملکہ کم جادو اپنے تخت سحر پر سوار پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان زیور جواہر سے آراستہ ہنس و باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار ہیکلین آڑی گلے مین پڑین گاتیان باندھے ہوے حلقہ ہاے زلف گرہ گیر تنگ مثل حلقہ ہاے کمند دل عشاق کے پھانسنے پر آمادہ مانگ کی تحریر کو فرق لیل و نہار کہیے یاربہ جشن کا جادہ یہ مجمع دیکھکر پرستان کا سمان نظر آتا تھا انکی شعلہ افشانی سے مریخ فلک تھراتا تھا الغرض جب صفوف کارزار آراستہ ہوچکین اور نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا یکایک ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ایک گنبد قلعہ ہفت رنگ شق ہوا جسکا رنگ سرخ تھا اور اسمین سے ہزارہا لعل پیدا ہوے اور بولتے ہوے اودتاوے لگاتے ہوے لشکر اسلام کی طرف چلے گنبد کیا شق ہوا یہ معلوم ہوا کہ لعلون کے پنجرے کی کھڑکی کھل گئی اور پہلوے قلعہ پر سے تخت ہفت اندام جادو کا نمایان ہوا اس شان سے کہ تاج شاہی برسر و چارقبۂ شاہنشاہی در بر مالے مرواریدکے گلے مین پڑے ہوے جھولی زربفتی سحر کی لگی ہوئی رنگ لباس کا سرخ وہ جو غول کے غول لعلون کے گنبد سے نکلے تھے وہ سب آکر سرپر ہفت پیکر جادو کے سایہ افگن ہوے اور تخت اسکا میدان مین آکر قائم ہوا اسنے آتے ہی ملکہ کم جادو سے آنکھ ملائی اور لعلون کی طرف دیکھکر اشارہ کیا لینا بس یہ سننا تھا کہ وہ لعل کندے جوڑ جوڑکر لشکر ملکہ کم جادو پر اور باقی لشکر اسلام پر آکر گرے اور انھون نے زفیلنا شروع کیا جسکے کان مین

آواز جو بجی وہ زمین پر گر کے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور ایک طائر کی صورت بنکر اُڑا اور حاضر حاضر کہتا ہوا سیدھا قلعہ ہفت رنگ کی جانب اُڑتا ہوا چلا گیا اور بالائے قلعہ دیکھا کہ ایک ساحر بہت بڑا قفس ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اُسنے اُن طائرون کو قفس میں بند کرنا شروع کیا جوانان لشکر اسلام کی یہ حالت ہے کہ تیر چلہ کمان میں پیوستہ کیے ہیں اور لعلون پر تیر اندازی کر رہے ہیں مگر تیر قریب اُن جانورون کے پہونچکر جل جاتے ہیں اب تو ہر ایک شخص نہایت مضطر و پریشان ہوکر کانون میں اُنگلیان دیے رہا ہے گویا ہاتھ کانون پر رکھ رہا ہے اور ان طائرون سے پناہ مانگ رہا ہے اور اپنے امکان بھر کوشش کرتا ہے مگر اُن جانورون کے کان پر جون بھی نہین رینگتی اور غل سے کان پڑی آواز سنائی نہین دیتی لیکن جو غول لعلون کا ملکہ کم کم جادو کے لشکر پر جا کر گرا تھا یہان عجب رنگ پیدا ہوا جو طائر سامنے جس ساحرہ کے پہونچا اُسنے فوراً کچھ اسم سحر پڑھا اور وہ ترنج جو ہاتھ میں تھا اُسکو فوراً خنجری سے قلم کیا ادھر تو ترنج کٹا اُدھر گردن جانور کی قلم ہوئی بس یہ پھڑکتا ہوا گرا اور گرتے گرتے جلکر خاک سیاہ ہوگیا اور اگر ترنج کے قطع ہونے سے پیشتر زنبیل کی آواز گوش زد ہوگئی تو ساحرہ کی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت جوانان لشکر اسلام کی ہوئی تھی یعنی طائر بنکر گری اور جانب قلعہ حاضر حاضر کہتی ہوئی اُڑ کر چلی لیکن ملکہ کم کم جادو کی یہ حالت ہے کہ جس غول پر ان طائرون کے یہ جا پڑی اور اسنے آنکی سو سو اور پچاس پچاس طائر جلکر خاک سیاہ ہوگئے قریب پہر بھر کے یہ جنگ طائران رہی جسمین ایکہزار جادوگرنیان لشکر ملکہ کم کم جادو کی مسحور نسیحر ہوکے طائر بنکر اُڑ گئین اور اسیر بلا ہوئین اور چار ہزار جوان لشکر بادشاہ اسلام کے مقید ہوے اور قریب تین ہزار لعل کے بھی جلکر خاک ہوے بس ہفت پیکر جادو نے آواز دی او چھوکری ازدی اسی سحر پر تجکو ناز تھا دیکھا تونے مین نے کتنون کو تھوڑی دیر میں تیرے سامنے اسیر بلا کیا اور تو کچھ نکر سکی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا اور آواز دی اے طائران طلسمی بس چلے آؤ اب کل دیکھا جائیگا یہ سنتے ہی وہ طائر غول کے غول پھر اُٹھا مارکر پلٹے اور اُسی گنبد سُرخ کی جانب روانہ ہوے اور تخت ہفت اندام جادو کا بھی میدان جنگ سے پھر کر دروازہ کیطرف سے داخل قلعہ ہفت رنگ ہوا بس ادھر تو دروازہ قلعہ کا بند ہوا اُدھر تڑاقہ ہوا اور گنبد شق ہوگیا وہ لعل سب کے سب اُس گنبد مین داخل ہوے گنبد پھر برابر ہوگیا اور وہ ساحر جو قفس ہاتھ میں لیے ہوے فصیل قلعہ پر کھڑا تھا وہ بھی اندر قلعہ کے چلا گیا بادشاہ اسلام نہایت سراسیمہ و پریشان میدان سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور ملکہ کم کم جادو بھی چین بر جبین جنگگاہ سے واپس ہوکر اپنے خیمہ مین داخل ہوئین لیکن بکمال متردد و متفکر تھین وہان ہفت پیکر جادو نے قلعہ مین پہونچکر پھر طبل جنگ بجوا دیا اور اسیرون کو جانب گنبد صد چاک روانہ کر دیا اور کہلا بھیجی زنفیر ناشانہ کش جادو محافظ گنبد سے کہ ان قیدیون کو نہایت حفاظت سے رکھنا

بعد فتح جنگ ان سب اسیرون کو خدمت مین خداوند کی پیش کرینگے اور بعوض اس محنت و جان فشانی کا اُٹھائے لینگے نخشون مین سرخروئی و نیکنامی حاصل کرینگے یہ کہکر خود نا فرشت لشکر سحر جنگ لے میں مصروف ہوا یہان لشکر مین جوانان لشکر اسلام کے اسیر ہو جانے سے اور بعالم ہم جادو کے لشکر مین بھی جادوگرون کے مقید ہونے سے ایک تلاطم برپا تھا ہر شخص رنج و فکر مین بیٹھا ہوا محزون و مغموم تھا کہ معلوم نہین اسیران ستم پر کیا حالت ظلم و تعدی کی گذری اور دشمنون کے ہاتھ سے اُن مقیدون کو کیا کیا گزند پہونچا لشکر کے لوگ نہایت تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا غلغلہ شیون و شین سے یہ گنبد دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت و سیارہ کو رلایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لبسورتے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگہائے خزان رسیدہ زمین پر گر کر بچھونا ہوتے تھے بپا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازار تمام لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے تھے قناتین رنج و الم پر قناعت کرکے ضعیف حالون کی صورت کمر جھکائے ہوئے غم کے جھوکون سے ٹیڑھی ہوئی جاتی تھین پردے زمین پر فرط رنج سے سر ٹکراتے ملنا مین وابستہ اندوہ و ملال پیچ ہر ایک رنج مین ڈوب کر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال بال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانہ ترکش سے تنگ غم مین مبتلا سوار زیادہ ہر مست تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کبھی اُمڈا ہوا درد جگر تھا ۔ کبھی طوفان جوش چشم تر تھا
کسی کو فکر یہ کیونکر جئینگے ۔ کہان تک شکستہ دامن بیٹھینگے
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد ۔ کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد
کہین آنکھون کو حیرانی بکیا ہی ۔ کہین وحشت کہ اب آئی بلا ہی
کوئی ممنون احسان مقدر ۔ کہین یہ خندہ کہ حسرت فلک پر

غرضکہ شاہ نجاہ بھی متردد بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارون نے طبل جنگ بجنے کی خبر بصد ادب خدمت مبارک مین عرض کی بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا یہ کافران بیحیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین جب ہم فکر و تردد سے ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہی یہ فرما کر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدائے قدیر طبل رزمی پر دوال و بجائے بجردا صدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری پر چوب پڑی صدائے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ ایک ہزار جوانان لشکر اسلام تین ہزار جادوگرون کی گرفتاری سے اہل لشکر مجبور و ناچار تھے لیکن شجاعان روزگار سنبھلے تیغ و سپر کے سایہ مین سپلے جلادت شعار دم تہوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اُس رات کو خم ندامت سے

گویا سر در گریبان خنجر گلو گیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالے تیر
ہر ایک آزادہ دل درد مند نیزوں میں تکرد ورود دراز کے بند کماں میں بسان خاطر کبیدہ کشیدہ
کبادہ ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندوں کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان
برنگ گیسوے جاناں پرنوں ہر چند آثار غم و آہ سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان
دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم ذخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ
تبان دے کر اترنا بہادر چاہتے تھے کشتی شجاعت میں سلسلہ رگ جان کا لنگر تھا بادبان
ہو صبا شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلبری برپا نقیبوں کی صدا سے دل
ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت وصیت کرتا قرنا کے نعرے
ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنیں رسالے مسلح
ہٹنے پر مائل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سواروں سے شیہے بھرے دلاور
ہمہ شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ میدان نبرد شیر گردون جنکے مقابل گرد بردہ مقام اُس
شب کو بیشہ شیران شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ **نظم**

ہر لوف کی تھی صدا قیامت	بیدار تھے مردے زیر تربت	رہتا ہی کہاں عدو کا انبوہ
آواز سے شق ہو جب دل کوہ	تھا زیب فلک کو بیم اس شب	جوزا کا تھا دل دو نیم اس شب
دیکھو دم تیغ اور جوہر	تھا ایک تو شعلہ سو سمندر	تلواریں تھیں یا کہ آہنی بل
روحوں کا گذر تھا آئینہ بالکل	شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو	تیغ ایسی ہوا ور ایسے بازو
کیا شور بپا تھا ارشد اللہ	تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ	غرضکہ رات بھر تیاری جنگ

ہوا کی اور لشکر ملکہ گم جادو میں رات بھر اگیاریاں روشن رہیں جادوگرنیاں
سحر جگا یا کیں بخور سے کوگل لوبان رائی سرسوں کالے دالوں کے تمام صحرا مہک رہا تھا
اسی تردد و تیاری حرب میں سرہنگ مہر جان پر کھیل کر عدوگاہ فلک میں آیا اور

روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ ضیا خورشید کی پہنی	سے ہوئی پیدا سحر اتنے میں ناگاہ

ستاروں نے بھی لی سوئے عدم راہ	ہوئی جب صبح روشن آشکارا	فلک پر صبح کا چمکا ستارا

ہنگام سحر دونوں لشکر آراستہ ہو کر میدان قتال میں بہو نچے پرے جم گئے بیلدار زمیں ہموار
کر کے ہٹے سقے آبپاشی کر کے تھم گئے صفیں ترتیب پذیر ہوئیں میمنہ نے معین ہونے کا
دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے بائے ہمت گاڑ دیے جناح نے
بازوئے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے جو وہ صفیں برابر آراستہ
ہو چکیں نقیبوں نے نعرے مارے کڑکیت کڑکا کھکر کنارے ہوئے آج ملکہ گم جادو
نے بھی ایک سحر تازہ تیار کیا ہی جسکا حال بر وقت جنگ معلوم ہوگا جب وقت صفیں
آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹے دیکھا تو بجز ظلمات ہوا اور گنبد سبز شق
ہوا اور ہزارہا طوطیاں پنجہ کش کے غول کے غول اُس گنبد سے باہر آئے منقاروں میں
ہر ایک طوطی کے کوئی چیز دبی ہوئی تھی جو مثل بیضۂ گنجشک کے تھی یکایک پہلوے دست

سے قلعہ کے تخت ہفت پیکر جادو کا پیدا ہوا اور تمام طوطیاں خوش آواز آکر تخت پر اسکے
سایہ افگن ہوئیں اور تخت اسکا جانب میدان روانہ ہوا جسوقت یہ میدان میں آکر پہونچا
اسنے آواز دی کیوں اے کمر جادو دیکھا تونے کل کیا ہوا اور اب آج بھی کیا ہوتا ہے یہ کہکر
اسنے انھیں طوطیوں کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب کی سب غول کے غول لشکر اسلام
کی طرف چلیں اور آنے کے ساتھ ہی ہر طوطی نے وہ دانہ سحر جو اسکے منھ میں دبا ہوا تھا منقار سے
چھوڑا جسپر دانہ سحر گرا وہ بیہوش ہوا دانہ جسکا آگ سے دھواں نکلا کہ وہ بیہوش ہوا طوطی نے
پنجہ میں دبایا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہر چند اہل اسلام تیر انداز کرتے تھے اور ایک چادر
کی چادر تیروں کی ان طوطیوں پر آتی تھی مگر طوطیاں بڑھ کے پر مار دیتی تھیں ساری چادر تیروں کی
جلکر خاک ہو جاتی تھی جوانان اسلام نہایت پریشان تھے لیکن ملکہ کمر جادو نے جسوقت
دیکھا غول طوطیوں کا میرے لشکر پر آتا ہے بس اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نکال نکال کے
تیلیاں سحر کی پھینکنا شروع کر دیں انکے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے جال اور بازوؤں پر انکے
پر تھے اور آواز دی لینا یہ شکار تمھارا موجود ہے دیکھا تو وہ تیلیاں تڑپ تڑپ کر اٹھیں اور
طوطیوں کی طرف چلیں اور جال مار مار کر طوطیوں کو پکڑنا شروع کیا لیکن جو طوطی جال میں پھنستی تھی
دانہ سحر کھینچ مارتی تھی دانہ جسکے گر دھواں پیدا ہوتا تھا تیلی بیہوش ہو جاتی تھی اور طوطی
جال کاٹ کر نکل جاتی تھی یہ رنگ دیکھکر ملکہ کمر جادو نہایت پریشان ہوئی دل میں کہتی
تھی میں نے تو تعلون کا انتظام کیا تھا میں یہ کب جانتی تھی کہ طوطیوں سے سامنا ہوگا ورنہ ویسا
بند وبست کرتی اور لشکر کمر جادو کی یہ حالت تھی کہ یہ اسی طرح سے چھریاں اور تیغ اپنے
ہاتھوں میں لیے ہوے برابر ترکنوں کو قتل کر رہی تھیں انکے سحر سے اکثر طوطیاں ذبح ہوئیں
لیکن جس طوطی نے دانہ سحر کھینچ مارا وہ دانہ جسکے پڑا وہ ساحرہ بیہوش ہوگئی بس طوطی نے پنجہ
میں دبایا اور جانب قلعہ راہی ہوئی بالاے قلعہ وہی ساحر قفس کلاں لیے ہوے کھڑا
تھا جو طوطی قریب اسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈال دیا اور آپ پھر پلٹ کر شریک جنگ
ہوئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا تھا اور قفس میں بھرتا جاتا تھا
ملکہ کمر جادو نے جب اپنے ساحروں کا یہ حال دیکھا تو انکو تاب ضبط باقی نہ رہی
نہایت غیظ و غضب کی حالت طاری ہوئی اور غصہ میں آکر زمین پر غلطک ماری اور
صورت اپنی ایک باز کی پیدا کی اور غول میں طوطیوں کے گھس گئی اور مقراض منقار
سے گردنیں طوطیوں کی قلم کر کے پھینکنا شروع کیں ہفت پیکر جادو نے دیکھا
تین چار ہزار آدمی آج بھی گرفتار ہو چکے ہیں اب رنگ لڑائی کا بے ڈھب نظر آتا ہے
ملکہ کمر جادو طائران طلسمی کا خاتمہ کیے دیتی ہے بس مصلحت اسی میں ہے کہ طبل بازگشت
بجوا دیا جاے چنانچہ اسنے فوراً طبل بازگشت بجانے کا حکم دیا اور طوطیوں کو آواز دیکر
بس پلٹ آؤ اب کل دیکھا جائیگا یہ صدا سنتے ہی طوطیاں فی الفور پلٹتی ہوئی جانب قلعہ
ہفت پیکر کے ساتھ روانہ ہوئیں ملکہ کمر جادو غصہ میں بھری ہوئی ان طوطیوں کے

عقب میں چلی تھی کہ بادشاہ اسلام نے منع کیا اور فرمایا بھاگتے کا پیچھا نہیں کرنے دیں گی دیکھا
جائیگا چنانچہ ملکہ کمر جادو بادشاہ اسلام کے حکم کے بموجب پلٹ کر اپنے لشکر میں آئی
اسطرف ہفت پیکر جادو میدان جنگ سے واپس ہوئے قلعۂ [illegible] میں
داخل ہوا اور قفس بردار جادو کو مع قیدیان قفس جانب گنبد [illegible]
ادھر طوطیان گنبد سبز پر آکر سایہ افگن ہوئیں سایہ پڑتے ہی [illegible] ہوا
طوطیوں کے غول کے غول اُس گنبد میں داخل ہونا شروع ہوئے جب سب طوطیان آچکیں گنبد
پھر برابر ہوگیا اس جانب بادشاہ اسلام بھی مع سرداران عالی مقام کے پلٹ کر میدان
مصاف سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے۔ سردار
بھی حاضر خدمت ہوئے ملازموں اور رفیقوں کی اسیری کے صدمہ سے طبیعت نہایت
پریشان تھی مضطر و سراسیمہ بیٹھے ہوئے تھے بارگاہ میں ہر ایک محزون و مغموم بیٹھا ہوا تھا
اُدھر ملکہ کمر جادو بسبب شرمندگی کے بارگاہ میں نہیں آئی کہ بادشاہ اپنے دل میں
کیا کہتے ہونگے اتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی اور اسکی تعلیم یافتہ اور اپنے ایک دنے سپہ سالار
کے سحر کو رد نہیں کرسکتی بڑے افسوس کی بات ہے اس سوچ میں [illegible] اپنے خیمے میں
بیٹھی ہوئی بانگشت حیرت در دہان بیمے درون [illegible] سکتے کے عالم میں ندامت کے
باعث سے سر در گریبان تھی یکایک صدائے طبل جنگ اسکے کان میں پہونچی اُدھر جوڑی
ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق بارگاہ پر حاضر ہوئی اور زمین ادب کو لب عبودیت
سے بوسہ دیکر دعا و ثنا بادشاہی اسطرح بجا لائی قطعہ

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ زخوان نعمت تست
ہر [illegible] کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
پر نعمت خوان آفرینش

از جسم تو جان آفرینش
لب و دہکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

شہنشاہ کی عمر دراز ہو دشمن ہمیشہ بے برگ و ساز ہو آج
پھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے اسکا ارادہ ہے کہ ہنگام سحر قلعہ سے نکلکر دشمنان حضور سے
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے شاہ نجباہ
نے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بتائید ربانی کوس حربی نوازش میں آئے چنانچہ
عیاروں نے تعمیل حکم میں ذرا دیر نہ کی نقارخانہ سلیمانی میں طبل سکندری پر چوب پڑی
دنیا دہل گئی مریخ کا بالاے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک پر جھنا جھنا پیدا ہوا گنبد عالم میں
صدا گونج گئی دلاور و بہادر آگاہ و ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا
ہر سردار اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلواریں نیام سے نکلیں
خنجروں کے نیام جو کچھ دل میں رکھتے تھے وہ اگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے
رشتۂ محبت ٹوٹنے لگا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہونے کا زمانہ آیا شمشیر بران سانے لگے ملک گردن
کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنانی حلقہائے خنجر طوق گلوگیر اجل سے تھے تحل تمنائے مردان میں
تلواروں کے پھل سے تھے دونوں جانب کے لشکروں میں غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغوں کی جھنکار

اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور رجز کا رنگ نظر آتا دل سینہ میں خوف سے پانی پانی ہوا جاتا
قلزم زخار جدال و قتال میں طوفان عظیم اٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی میں ڈوبتا تھا کہاں تک
عرض کروں رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلواریں سان پر چڑھیں دلاوران پر چڑھے
سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلوں کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار
ہوئے نیزے جوہر پیکار تیز و تیار ہوئے گھوڑوں کا ساز و یراق درست ہوتا سپہبادر چاق و
چست ہوتا شور کرنا و بوق سے گوش روزگار میں پنبہ ابر دیا تھا وحشت عالم گونج رہا تھا
یا ذرہ ذرہ بزبان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ میں آخر شب کی رحلت کا زمانہ آیا شہسوار
آسمانی بقصد جان ستانی فروغ اختر و ماہ و اسلحہ شعاع سے مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر | جہان کرد از چہر خود پر ز مہر
زمین آمد از بانگ اسپان بجوش | پئے جنگ آمد ز لشکر خروش

وقت سحر دونوں طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوئے
افسران فوج بعد فراغت طاعت باری سلح جنگ سے آراستہ ہو کر در دولت شاہی پر آئے
سرداران ذوالفقار و رفیقان جان نثار بامید ادائے آداب حاضر آستانہ شاہی تھے
کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان مومنان و مسلمانان حضرت قدر قدرت فخر الملوک والسلاطین
خدیو گیہان شہنشاہ دارائے بن جمشید والا شان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا
شور از فرش تا لب عرش پہونچا سرداروں کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ
کی طرف جنگگاہ کے نہایت عظم و شان سے روانہ ہوئی سرداران ذوالفقار و رفیقان جان نثار
و خیر خواہ ہمراہ تھے اسی شوکت و شہامت سے جلو دار دشت کارزار ہوئے اسطرف
سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ۔ ہوئی زلزلہ دہر برہم چشم زمانہ
پر آشوب تھی خیریت گریزاں آفت بر رعب نظم

سیکے ابر بست از پے گرد سم
برآمد خروشیدن گاؤ دم | شدہ جمع چندان سپاہ ست و پیل | کہ بد دیے زمین شد بکردار نیل
ز نیش سنان را خود اندازہ نیست | خور از گرد بر آسمان تازہ نیست | اگر لشکری نیست اندازہ و مر
زمی از تبیرہ شدہ گوش کر

حاصل مرام بعد ورود موکب نبرد آزما ترتیب صفوف
محاربہ و مقابلہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے جوانان لشکر اسلام
آمادہ مرگ و مہیائے قضا سر سے کفن باندھے ہوئے کھڑے تھے صورت اجل
جار آئینوں میں نظر آتی تھی چشم حلقہ زرہ شکل موت دکھاتی تھی گرزوں سے صدائے فنا فنا
پیدا تھی تیغوں سے شکل لا ہویدا تھی عالم ہراس اور ہجوم یاس میں کل لشکری مہ ہفت پیکر
جادو کے منتظر تھے کہ دیکھیے وہ ظالم آج کیا زہر اگلتا ہے کس کس پر خنجر ظلم و ستم چلاتا ہے
ایک طرف ملکہ گم جادو اپنی چالیس ہزار جادوگرنیوں کو لیے ہوئے غصہ میں بھری
ہوئی چہرہ سرخ تمتمایا ہوا آثار غیظ و غضب رخ انور سے ظاہر مثل زلف پریشان کبیدہ خاطر
و رنجیدہ دل کھڑی ہوئی تھی یکایک قلعہ ہفت رنگ کا گنبد سیاہ شق ہوا اور ہزارہا
جانوران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے پیدا ہوئے اور شور و غل کرتے ہوئے پر سے پر

جلاکر لشکر اسلام کی سیدھ باندھکر چلے اور اسی طرح ہر پہلو سے قلعہ سے تخت
ہفت اندام جادو کا پیدا ہوا اور اسنے آتے ہی اشارہ کیا ان زاغون کو کہ ہان لینا
بس یہ کہنا تھا کہ اس غول کے دو حصہ ہوے کچھ لشکر اسلام پر آگرے اور کچھ لشکر
ملکہ کم جادو کی طرف گئے حالت ان زاغون کی یہ تھی کہ جس شخص پر سایہ انکا پڑ گیا وہ
کا نعرہ کرکے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اسکی بھی مثل ان زاغون کے ہو گئی اور
حاضر حاضر کہتا ہوا قلعہ کی طرف چلا ہر چند اہل لشکر تیر اندازی کرتے تھے نیزہ و تفنگ سے
کام لیتے تھے سنگ فلاخن سے زاغون کو دفع کرنا چاہتے تھے مگر کوئی حربہ کارگر ہوتا تھا
اور کوا اگر کسی طرح کم ہوتی تھی مگر چونکہ ان زاغون کے سایہ مین یہ تاثیر تھی کہ آدمی سے جانور
بنجاتا تھا اسوجہ سے بعض عاقلون نے سپرین بلند کر لی تھین کہ سایہ زاغ کا ہم پر نہ پڑے مگر بایں ہمہ
جسپر سایہ پڑ گیا وہ طائر سیاہ بنگیا اور مسحور ہوکر قلعہ کا رخ کیا ادھر جو زاغ کہ ملکہ کم جادو
کی طرف روانہ ہوگئے تھے وہ بھی برابر تادے لگا رہے تھے اور سایہ اپنا لشکر ملکہ کم جادو
پر ڈال رہے تھے انکی تاثیر سے صدہا جادوگرنیان جانورون کی صورت بنگئین اور حاضر حاضر
کہتی ہوئی یہ بھی جانب قلعہ روانہ ہوئین سایہ زاغ مثل سایہ بوم تھا انسان مسخ ہوکر
جانور کی ہیئت پیدا کرتا تھا یہ حالت دیکھکر ملکہ کم جادو نے جو پتلے سپاہون سے مارنا
شروع کیے تو ہزارون زاغون کو جلاکر خاک کر دیا شام تک کوئی سو اہزار جادوگرنیان
ملکہ کم جادو کے لشکر کی جانور بنکر اڑ گئین اور قفس سحر مین بند ہوکر جانب قلعہ روانہ
ہوئین اور قریب دو ہزار کے جوانان لشکر اسلام جانور بنکر مقید ہوگئے وہی ساحر
جو اس کام پر معین تھا وہ قفس کلان مین ان سب تازہ گرفتارون کو اسیر کرکے گنبد
صد چاک کی طرف لے گیا وہان زلفین شانہ کش نے حسب الحکم ہفت پیکر جادو
ان اسیرون کو گنبد مین قید کیا چونکہ دن تمام ہو چکا تھا ہفت پیکر بھی طبل بازگشت
بجواکر قلعہ ہفت رنگ کی طرف روانہ ہوا اور لشکر اسلام و لشکر ملکہ کم جادو بھی
طبل بازگشت کی صدا سنکے اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مگر یہ سب بکمال پریشان خاطر و
کبیدہ دل ہین کہ دیکھیے اس ظالم اظلم ہفت پیکر جادو سے کیونکر عہدہ برائی ہو سکتی ہے
اور کس طرح اسکے شر سے پناہ ملتی ہے کیونکہ تین دن کی میدانداری مین کئی ہزار
آدمی لشکر اسلام و لشکر ملکہ کم جادو کے گرفتار بلا ہو کر اسیر پنجہ ظلم و ستم
ہو چکے ہین اب سبھون کے دلون پر خوف و ہراس طاری ہے اور کل اہل لشکر
وافسران فوج سراسیمہ و پریشان خاطر ہین بادشاہ اسلام جو میدان مصاف سے
مراجعت کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے تو یہ بھی از حد پریشان و تردد کے عالم مین
سر بگریبان ہین کہ دیکھیے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر یہ فتنہ فرو ہوتا ہے حالت موجودہ پر
نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقاضا ہی ہم سب کو کھینچکر یہان لائی ہے جو کم جادو وایسی ساحرہ
زبردست اور اپنے ایک ادنے سپہ سالار پر غلبہ نہین پا سکتی ہے بس یہ سب سامان تباہی

و بربادی کے نظر آتے ہیں اور آثار شکست معلوم ہوتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں رفتہ رفتہ اسی طرح کل لشکر تباہ و برباد و ویرانہ ہو گیا اور اہل لشکر گرفتار بلا ہو کر قتل ہو جاینگے آدھر ملکہ کم کم جادو و آب خجالت میں غرق تھیں دن ہو چکے ہیں نہ کنگھی و چوٹی کی ہی نہ زلفوں میں شانہ کیا ہی خاک صحرا کی ان بالوں پر پڑی ہوئی ہی چہرہ اداس ہی نہ لباس و پوشاک ملگجی سی پہنے ہوے بقول شاعر ؎ اگرئی کا ہی گمان شک ہی ملاگیری کا　رنگ اڑا یا ہی دوپٹہ ترا میلا ہو کر بسبب رنج کے کوئی بات اسکو اچھی نہیں معلوم ہوتی ہی نہ زیب کا نہ زینت کا خیال ہی اسقدر جو رنج و ملال ہی بوجہ شرم کے پسینے پسینے ہوئی جاتی ہی عرق انفعال میں ڈوبی ہوئی ہی بقول شاعر ؎ نادم ہوا ہوں رنج سے کسی نونہال سے　دیتا ہی بوسے گل عرق انفعال کچھ اسکا بس نہیں کہ ندامت کے سبب سے شرمندگی کے عالم میں خود کشی کرلے مگر بہ نہایت سنجیدہ و فہمیدہ ہی اس باعث اس قصد سے باز رہتی ہی کیونکہ یہ امر فہم و فراست سے بعید ہی کہ جان دیدے بلکہ جو مشکل پیش آئے اسکے دفعیہ کی تدبیر کرے ؎ مشکلے نیست کہ آسان نشود ✦ مرد باید کہ ہراسان نشود ✦ بس ایسے ایسے خیالات کرکے بہ ضبط کرتی ہی اور آہ سرد بھر کے خاموش سکوت کے عالم میں تدبیروں سوچتی ہی مگر کچھ بن نہیں پڑتا گھبرا کر طرف آسمان کے دست دعا بلند کرتی ہی اور کہتی ہی بار الہا جو کچھ تیری مشیت ہی اور کلک قدرت سے جو کچھ خط پیشانی پر تحریر ہی وہ ضرور پیش آتی ہی اور بہتر و مناسب بھی وہی ہی مگر اسوقت میں تازہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئی ہوں اور بادشاہ قلعہ کی دختر ہوں اور اپنے ملازم کے مقابلہ میں جو کافر بھی ہی شکستیں کھا رہی ہوں اور ذلتیں اٹھا رہی ہوں تو میری مدد کر میں اس توہین سے بچوں اور ان کفار بدکردار پر فتحیاب ہوں تاکہ یہ مقام کفار کی نجاست سے پاک اور تیرے پہچاننے والوں سے آباد ہو یہ کہکر اپنے ہوم خانہ میں داخل ہوئی اور آج پھر اسنے ایک سحر تازہ تیار کرنا شروع کیا اس سحر کا حال بھی بر وقت مقابلہ کھلے گا۔ الحاصل ہفت پیکر نے اپنے مقام پر پہونچکر پھر طبل جنگ بجانے کا حکم دیا ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کی خدمت میں پہونچائی آپ نے بھی بفضل ربانی و تائید سبحانی طبل جنگ کی نوازش کا حکم فرمایا چنانچہ حسب الحکم شاہ حجاج سمک عیار نے جاکر نقارخانہ سلیمانی میں طبل حرب بجایا وار و غہ نقارخانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ حضران بن عمرتا پی کے لیے جمع کرادی خلاصہ کلام جب صداے کوس زرین بلند ہوئی دلاوران عرصہ شجاعت و شہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سرداران ذوالفقار اور رفیقان جان نثار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانہ کھلوائے مثل درمثل نقیبوں کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ بے مثل دو چند ہوئی صداے قرناے جنگی جرأت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ ناشتہ آرزو میں عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری میں ہر ایک سیماب دار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہیں زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ

کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین گھسٹتی بھیانک شب گشتی جھولین زرکار پڑی ہوئین **نظم**

پیشانی چمن پہ رنگ لایا   گردون پہ شفق کا رنگ آگرایا   پیلون پہ سجے فیلبان نمایان
یا گنبد ہشتمین پہ کیوان   صندل کا شجر ہر ایک دندان   خرطوم تھی آسیہ مار پیچان
کرتے تھے زرون مین راہ گھنٹے   تھے غیرت مہر با و گھنٹے   اک طرف ہزار ہا گھوڑے

طرارے بھرتے ہوئے سرداروں کے زیر ران بصد زیبان کرتے کہ عجب **نظم**

نسرین ناک کو سنتے وہ شہباز   آہو صفت و عقاب پرواز
زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا   ہر چشم رکاب گوش محبوب   تسمہ ہو کہ زلف دوش محبوب
    گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا   زری تھی خرام کی نمایان
سے تار نظر پہ گرم جولان ۱۲

نوجوان منچلاپن دکھاتے جا دوش دور باش کی صدا لگانے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑوں کے ٹھیکے باجون کی صدا قرنا ہتھیاروں کی رگڑ کی صدا تلواروں کی چمک صحرا مین پھولوں کی مہک بہادروں کے دل مین امنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ قرنا کی صدا سے گوش کر دیبان کر خلاصہ یہ کہ مجراکو فرد **نظم**

ہمہ پہلوانان و کُندآوران   ابا پیل و با کوس و با ہر چہ   ابا سر ہزاران گزیدہ سران
سپاہ و سپہبد برفتن گرفت   زمین سم اسپان نہفتن گرفت   ابا تاج و با تخت شاہنشہی
باندازِ نہیب سواران بجائے   تو گفتی کہ خورشید گردان برائے

۱۲ اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ وارد جنگاہ ہوا ایک طرف سے ملکہ کمر جادو اپنی جادوگرنیوں کو لیکر پہلوے لشکر پر صف آرا ہوئین ہر ایک ساحرہ جوڑہ ترچھا باندھے دھوتیان تیمری زیب جسم کیے دوپٹوں کی گاتیان باندھے زیور سے آراستہ جھربیان زرلفتی اسباب سحر کی زیب دوش کیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی برقین چمکاتی شعلہ افشانیان کرتی ہوئی صف بستہ استادہ تھین ہفت اندام جادو کا انتظار کر رہی تھین کہ دفعۃً زاق ہوا اور گنبد زردرنگ شق ہوا اسمین سے ہزارہا طائران زردرنگ برائے جنگ وجے سے پیدا ہوئے اور غول باندھکر ریلتے ہوئے چلے پہلے تو گرد قلعۂ ہفت رنگ کے تارے لگایا کیے جو وقت ہفت تخت ہفت اندام جادو کا میدان مین آیا اور اسنے ان طائرون کو حکم دیا بس یہ طائر بھی مثل طائران سابق کے دو غول باندھکر چلے ایک غول تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور دوسرا جانب لشکر ملکہ کمر جادو چلا اور آتے ہی انھون نے پر مارنا شروع کیے جسکے پر مارا وہ زمین پر گرا اور تڑپ کر بصورت طائر متشکل ہوا اور اسیطرح حاضر حاضر کہتا ہوا جانب قلعہ چلا آگے وہ آتش ساحر نے ان سب کو پکڑ پکڑ کے آہنی قفس کلان مین بند کرنا شروع کیا ہر چند شجاعان لشکر اسلام تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے کام لیتے تھے مگر کوئی حربہ ان طائرون پر کارگر نہوتا تھا تمام لشکر مین ایک قیامت کبری برپا تھی ہر ایک لشکری خستہ و دل شکستہ تھا اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھکر طائر پر مارکر بصورت جانور بنا دیتا ہے اور وہ مسحور ہوکر خود حاضر حاضر کہتا ہوا جاکر گرفتار بلا ہو جاتا ہے کچھ بس نہین چلتا نہ وہ جانور مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین ان وجوہات سے ایک خوف و ہراس کل لشکر پر طاری ہے مگر ہمت نہین ہارتے بلکہ استقلال کا ثبوت دکھاتے ہوئے ہین اور حتی الامکان تدبیر کرتے ہین مگر کچھ سود مند

نہین ہوئی گردش فلکی نے بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح پیسا ہے زمین خاک بسر درخت نیلی پوش سراسیمہ بشکل غم برگ بشکل کف افسوس اہل ماتم تمام لشکر اسلام مین تلاطم جنہد کے لبان زن سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جہانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے شیہے بھرتے بلتے بین ورسالے بے افسرون کے بیدل و ہراسان ہو رہے ہین عجب آفت مین گھرے ہین اگر چندے یہی کیفیت رہی تو یہ قافلہ گم کردہ راہ ہوا جاتا ہے یہ باغ دستبرد خزان سے تباہ ہوا جاتا ہے ہر شخص مضطر و پریشان نظر آتا ہے ہر چند افسران فوج و سرداران لشکر اسلام تسکین و دلاسا دیتے ہین مگر کرین تو کیا کرین کوئی حریف سامنے آکر لڑے تو ماریں مرین ہتھیار کا اور سحر کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے اپنی بوٹیاں آپ ہی کاٹتے ہین اور غم و غصہ کھاتے ہین مجبور و ناچار رضینا بالقضا کہکر صف بستہ کھڑے ہین جب زیادہ مضطرب ہوتے ہین تو بعد تضرع و زاری استغاثہ بدرگاہ خالق بے نیاز کرنا شروع کرتے ہین کہ اے صانع کون و مکان و اے مالک ارض و سما ہمکو اس بلاے بے درمان سے بچا اور یہ حالت ہے کہ نظم

کہ ای برتر از دانش و ہوش و رای
بہ بیچارگی دادخواہ توایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
نداریم جز تو کسی دادرس

سپہدار و گردن کشان آن زمان
نہ بر جاے و در جاے و ہر جا بجای
ز افسون و از جادوی برتری
توانا بر آتش و زمہریر

گرفتند زاری سوی آسمان
ہمہ بندۂ بیگناہ توایم
جہاندار و پروردگار داوری
درین سختی ما تو فریادرس

بادشاہ اسلام چتر کے سایہ مین کھڑے ہوئے شاہی لشکر کو حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے لیکن بجز خون جگر کھانے اور دست دعا بلند کرنے کے اور چارہ کار ہی کیا تھا ہر چند دلاوران تہور شعار نے کوئی دقیقہ مردی و مردانگی کا اٹھا نرکھا تھا لیکن سحر سے مجبور ہو گئے تھے لیکن وہ غول جو لشکر ملکہ گم گم جادو پر جا کر گرا تھا وہ بھی برابر مار کر جادوگرنیون کے لشکر کو تباہ و برباد کر رہا تھا مگر لشکر گم گم جادو کے لوگ برابر ترنج قلم کر رہے تھے جسنے پہلے ترنج قلم کر دیا تھا گویا طائر کو ذبح کر دیا ادھر ترنج قلم ہوا ادھر وہ طائر پھڑپھڑانے لگا لیکن جو طائر پھڑپھڑا کر گرتا تھا وہ ساحرہ کے اوپر گرتا تھا ادھر طائر کا جسم ساحرہ سے چھو گیا ادھر اسنے صورت طائر کی پیدا کی جو گورے رنگ کی عورتین تھین وہ مثل بگلون اور بطون کے بنجاتی تھین اور اڑنا شروع کرتی تھین اور جو سانولے رنگ کی یا سیہ فام تھین وہ ابابیلون اور بھجنگون کی شکلون پر متشکل ہو کر اڑتی تھین اور آسیطرح جا ملتی تھین ہوائی قلعہ کی سیدھ باندھتی تھین وہ ساحرانکو بھی پکڑ پکڑ کر قفس مین بند کرتا جاتا تھا لیکن جبکہ ملکہ گم گم جادو نے اپنے لشکر کی ساحرنیون کی یہ حالت دیکھی فوراً ایک اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک جوگی قفس ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اندر اسکے قفس کے بہت سے طائران دراز منقار بند تھے گم گم جادو نے قفس اسکے ہاتھ سے لیکر کھڑکی اسکی کھولدی اور ان طائرون کو رہا کرکے آواز دی لیتا انکو یہ تمہارے شکار موجود ہین بس یہ کہنا تھا کہ غول کا غول طائرون کا قفس کے اندر سے نکلا اور ان جانوران زرد رنگ کے مقابلہ مین آیا اور ان دونون جانورون مین

جنگ ہونے لگی وہ برابر ناتھا اور یہ مقراض کا کام منقار سے لیتا تھا اب برابر کی جنگ ہونے لگی اور اہل لشکر مسحور ہونے سے محفوظ ہوئے ان جانوران دراز منقار نے دم بھر مین ہزارہا کو کاٹ کاٹ کر زمین پر گرا دیا تھوڑے عرصہ مین جانوران زرد رنگ آدھے رہ گئے ان طائران دراز منقار نے اپنی منقار سے آب تیغ کی روانی دکھادی اور ورق ہستی دشمن بہادی کہین پر کہین منقار چلتی تھی صدائے فتنا فانش پر طائران وچقا چاق منقار جانوران بلند تھی اس معرکہ مین ان طائرون کی تیغ منقار کے جوہر کھلے غالب و مغلوب کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگانی تہ ہوئی خامہ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نظری بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نہ پایا اجزا پریشان اعضائے تن نظر آئے مجموعہ ہوش و خرد ابتر تھا اور ورق حیات مثل ورق گل باد خزانی اجل سے برباد ترک بے ترک صفحہ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر قضا نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھکر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتۂ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مین مرنا تھا بدین وجہ اس طور پر کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گزارش کیا جائے دم بھر مین طائران دراز منقار نے میدان صاف کر دیا یہ رنگ دیکھکر ہفت اندام جادو گھبرایا سر دست اور تدبیر ذہن مین نہ آئی جھپٹ طبل بازگشت پر چوب دلوا دی اور میدان سے جانب قلعہ واپس گیا آج بہت کم لوگ اسیر ہوئے لیکن جو گرفتار ہوگئے تھے انکو جانب گنبد ہمید چاک روانہ کیا اور خود قلعہ مین داخل ہوا باقیماندہ طائر اسی گنبد زردمین جا کے گنبد برابر ہوگیا ادھر ملکہ کم کم جادو نے اپنے طائران دراز منقار کو اسی قفس مین بند کر کے اسی جوگی کے سپرد کیا اور لیکر ایک سمت کو روانہ ہوا بادشاہ اسلام میدان جنگ سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر ظفر پیکر کے سردار و افسر اپنے خیمون اور چھولداریون کی طرف روانہ ہوئے اور ملکہ کم کم جادو راستہ سے کٹ کر اپنے خیمہ کی طرف چلی تھی کہ بادشاہ نے آنکھ ملتے ہی اسکو دیکھ کر فرمایا اے ملکہ یہ وقت غنیمت ہے شعر

غنیمت ہے صحبت دوستان — کہ گل پنج روز است در بوستان — غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے — آج یہ شکل ہے کل ہو گی نہ جانے کیا صورت ہو — یہ بھی اک رنگ زمانہ ہے بدل جائیگا

ملکہ کم کم جادو بھی شربت دیدار بادشاہ کی پیاسی و مشتاق لقائے فرحت انتمائے شہنشاہ ذو الاکرام تھی اشارہ پاتے ہی ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئی بادشاہ اسلام نے تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست کیا اور ملکہ کو ساتھ لیے خلوت گاہ مین آئے اور ارشاد فرمایا اے ملکہ عرصہ زندگی بہت تنگ ہے کوئی اعتبار نہین میدان جنگ سے زندہ پھرنا گویا عمر دوبارہ ہونا ہے جو نفس چند باقی ہین وہ غنیمت ہین میرا یہ جی چاہتا ہے کہ ہم تم رات ایک جگہ بسر کیا کرین ملکہ نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رعایا پرور فرمانبردار کنیز ہون آپکی مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے میری خود تمنا ہے کہ حضور کے قدمون

سے جدا ہوں مگر آپنے ان نمکحراموں کی سرکشی کو ملاحظہ فرمایا انھوں نے کیا سر اٹھایا ہی اور کیسا تنگ و عاجز کر رکھا ہی خواب و خور حرام کر دیا ہی بلکہ زندگی تلخ ہو گئی ہی اگر مین آپکی خدمت مین حاضر رہونگی تو مقابلہ کا انتظام نکر سکونگی مین چار روز کی مہلت اور چاہتی ہون اسکے بعد ہر وقت حاضر خدمت رہا کرونگی چار گنبد کا حال تو معلوم ہو چکا اُنکا انتظام مین نے کر لیا ہی تین گنبد اور باقی ہین تین روز مین اُنکا حال بھی معلوم ہو جائیگا چوتھے مقابلہ مین انشاء اللہ اس قلعہ کو فتح کرونگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور اپنے خیمہ مین آکر تیاری سحر مین مصروف ہوئی بادشاہ اسلام بعد جانے ملکہ کے پلنگ پر کیا گئے گویا بستر غم پر گرے اور ہر ہر طرح کے صدمات و آلام نے آکر گھیر لیا انواع و اقسام کے خیالات پیش نظر ہونے لگے کبھی اپنے ملازمان مقید کا خیال آتا تھا کہ معلوم نہین اُن بیچارون پر کیا کیا ظلم و بدعت ہوئی ہنوز قید ہین یا قتل کروا ڈالے گئے اگر قید ہین تو کس مقام پر قید ہین وہان تک رسائی دشوار ہی کبھی ملازمان موجودہ کی حفاظت کا خیال پیش نظر ہوتا کبھی ملکہ گم جادو کی مفارقت کا تصور دل کو بیقرار کرتا تھا کہتے تھے کیون ای فلک تفرقہ پرداز تو نے عجب طرح کا حجاب مفارقت حائل کر رکھا ہی باوصفیکہ ایک جا ہین مگر پھر جدا ہین یہ گردون غدار نہایت

کسی کا اسے وصل بھاتا نہین	یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین	ستم شعار اور جفا کار ہی جب

کبھی اضطراب دل سے یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر

وہ کبھی ہوتے ہین کہ امید بر آئی جنکی ÷ اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے

ہر وقت یہ گردون دون انقلاب سپہر بو قلمون نیا رنگ لاتا ہی اور چرخ کج رفتار نئی روش سے چکر کھاتا ہی ستم تازہ اور ظلم بے اندازہ بروی کار لاتا ہی جن باتون کا سان گمان بھی نہین اُنکا ظہور ہوتا ہی ایسے مشکلات پیش آتے ہین کہ انسان مجبور ہوتا ہی تصویر خیالی ملکہ گم جادو کی روبرو ہی دل سے باتین کر رہے ہین وصل کی آرزو ہی کیون ای فلک بے مہر وہ بھی دن ہوگا کہ وصل معشوق سے شادکام ہونگے سامان عیش و آرام ہونگے راحت سے ایک جا بیٹھینگے دولت وصال سے مالا مال ہونگے دور سب رنج و ملال ہونگے اگر یہی صدمۂ مہاجرت رہا تو زندگی دشوار ہوگی سب حسرت و ارمان دل کے دل ہی مین رہینگے زیست بیکار ہوگی کونسے دن زانوے دلدار بالین سر ہوگا کونسی شب راحت طلب و دل مضطر ہوگا تمنائے وصل محبوب مین دل کو عجب کاہش ہی جان زار کو ہردم یہی خواہش ہی اگر چندے اور زمانۂ مفارقت رہا تو جینا محال ہوگا صدمۂ مہاجرت کمال ہوگا افسوس

شمع کی مانند ہم اس بزم مین ÷ چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

خوشکہ یاد محبوبہ مین شاہ جمجاہ کا یہ حال تھا نظم

ہر وقت نئے نئے تصور	اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ	تصور خیال بت سیمین دیدہ
حسرت سے نگاہ سوے دیوار	بستر پہ پڑا تھا نحیف و زار	ہر وقت نئے نئے تفکر
خلاصہ یہ کہ انھین خیالات مین	شہ وہان کے چپکے چپکے رونا	کوئی کبھی ملتفت نہونا

کروٹین بدل رہے تھے کہ صدائے طبل جنگ گوش حق نیوش مین پہونچی اسکی آواز نے انجام جنگ یاد دلا کر اور بھی بیقرار کر دیا کہ دیکھیے صبح کیا ہوتا ہی زمانۂ غدار کیا رنگ دکھاتا ہی الغرض اسی کشمکش مین

الحاصل محبوبہ نسرین بدن یعنی ملکہ کم کم سکتن اس سامان سے سحر کی نیرنگیان دکھاتی ہوئی اپنی شان وشوکت ظاہر کرتی ہوئی مقابل قلعہ کے صف باندھے کھڑی ہین پشت پر جادوگرنیون کا لشکر بھی سحر آزمائیان کر رہا ہی بلبلے طرح طرح کے نیچے دل مین سوز وگداز پیدا کرتے ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی مین ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت وبہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر شگفتہ خاطر کی

دارو میدان قتال ہر ترک	ترکش لگا کے دیتے تھے تیغوں پہ بہار	نیلگون پہ اپنے ترک ہزارون جنگجو سوار
ترک صبا کے ہوا تیر باز گشت	ہو پشت پر زرہ تو نکلے جگر سے پار	دامن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد جو مرد
تڑی سر ایک کٹتی ہیون نعرہ مار مار	ایسا تھا کہ ... ہی پار لئین	اٹھو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

خلاصۂ مرام بڑے تزک واحتشام سے لشکر ساحران صف آرا ہوا لشکر افواج ساحرہ ملکہ پرے باندھے ہوئے بانتظار آمد حرایف یعنی ہفت اندام گلفام مثل صف مژگان سناٹے مین کھڑے ہوئے تھے کہ سامنے سے تخت ہفت اندام جادو کا پیدا ہوا اسکے آتے ہی اب جو دیکھا تو گنبد نیلگون شق ہوا آسمین سے ہزارہا طائر نیلگون مثل نیل کنٹھ کے نکلنا شروع ہوئے اور حکم ہفت اندام جادو سے دو حصہ ہوکر دونون لشکرون کی جانب غول باندھکر چلے لشکر اسلام نے تیر وتفنگ مارنا شروع کیا لیکن یہ طائر جو گنبد سے جوڑ جوڑ کر گرے جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہوکر رہ گیا تھوڑے عرصہ مین ہزارہا آدمی تصویر سنگ ہوگئے انمین حس وحرکت نہ تھی فلک نے بہی سنگدلی دکھائی ہر ایک لشکری کی شکل تصویر آذری بنائی ہر طرف ایک شور واویلا بلند تھا جو باقی تھا وہ بھی بادل دردمند تھا ملکہ کم کم جادو نے یہ حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھکر دستک دی وہی جوگی پنجرہ ہاتھ مین سے لئے ہوئے پیدا ہوا ملکہ نے کٹڑ کی کھولکر طائران دراز منقار کو رہا کیا انھون نے طائران نیلگون کے پر قلم کرکے زمین پر گرانا شروع کیا بس یہ دیکھنا تھا کہ ہفت اندام جادو نے پلٹ کے گنبد سفید کی جانب دیکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اب دیکھا تو گنبد سفید بھی شق ہوا اور طائران سفید رنگ مثل بگلون اور بطون وہنس وغیرہ کے گنبد سے نکلکر چلے طائران نیلگون سے تو طائران دراز منقار سے سامنا کیا اور طائران سفید رنگ نے جوانان لشکر اسلام کو منقار مین دبا یا اور قلعہ ہفت رنگ کی جانب لیجانے لگے یہ حال دیکھکر لشکر اسلام پر بیم وہراس طاری ہونے لگا مگر از بسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بدنیوجہ ثابت قدم رہے لیکن ملکہ کم کم جادو نے جب دیکھا ایک بیننہ دوسرے سحر سے کام لیا بہر راستے بھی بغیظ وغضب کچھ اسم پڑھا دفعتہً ایک آندھی چلی تمام میدان تیرہ وتار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ظلمت اسکی شب یلدا سے کم نہ تھی اور ہوا کی وہ شدت تھی کہ درخت اکھڑے جاتے تھے جھونکے اسکے صرصر عاد کی یاد دلاتے تھے بس اس تاریکی اور تموج ہوا مین تمام جانوران تباہ ہوگئے جانوران نیلگون کا پتہ معلوم ہوتا تھا نہ طائران سفید نظر آتے تھے نہ طائران دراز منقار کا کہین نشان تھا تھوڑی دیر مین شدت ہوا کی کم ہونے لگی تیرگی برطرف ہوئی روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو دیکھا تو میدان صاف تھا کسی طائر کا نام نہ تھا یہ حال دیکھکر طائر رنگ ہفت اندام جادو پریدہ ہوا گھبرا کر رنگ بگڑ گیا

از بسکہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور وقت قریب شام تھا اسنے گھبرا کر طبل بازگشت بجوادیا لشکر اسلام
بھی دن بھر کا خستہ و پریشان تھا اور ساتھیون کے گرفتار ہو جانے سے ہر شخص کبیدہ خاطر تھا
طبل بازگشت کی صدا سنکے فرودگاہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے بھی جانب بارگاہ
مراجعت فرمائی اور ملکہ کمم جادو کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا ای ملکہ ع رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت + آج تمنے بڑا کام کیا سبحان اللہ کیا کیا خوب جواب ترکی بترکی دیا آج میدان تمھارے
ہی ہاتھ رہا تمام لشکر جانوران نیلگون کی سنگدلی سے بیدل ہو رہا تھا سردار سراسیمہ و پریشان
تھے مگر خوب تمنے اسکا دفعیہ کیا پھر حریف نے دوسرا رنگ بدلا طائران سفید کو مسلط کیا
مگر تمھاری آندھی نے وہ ہوا باندھی کہ اسکے ہوش اڑ گئے کچھ نہ بن پڑا طبل بازگشت بجوادیا
اور اپنا سا منھ لیکر میدان سے واپس گیا یہ فرماتے ہوئے شاہ نجاہ اپنی بارگاہ مین
رونق افروز ہوئے اور ملکہ کمم جادو نے اپنے خیمہ کا رخ کیا لیکن آج ہفت اندام
جادو قلعہ مین نہین داخل ہوا بلکہ دروازہ قلعہ پر اسنے بیٹھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا
دیکھا جانب آسمان سے طائران سفید و طائران نیلگون آنا شروع ہوئے لیکن
تعداد مین نصف سے بھی کم رہ گئے تھے جس وقت یہ سب طائر داخل گنبد ہو چکے اور گنبد
برابر ہو گئے اسوقت یہ قلعہ مین داخل ہوا لیکن ایسا پریشان تھا کہ آج اسنے طبل جنگ
نہین بجوایا اودھر ملکہ کمم جادو کو بھی معلوم ہوا کہ وقت گذر گیا اور طبل جنگ نہین بجا
بس یہ بھی اپنے خوابگاہ مین آئی مسہری پر جاکر آرام کیا مگر نیند کس کو آتی ہے بادشاہ کی
مفارقت اسکے دل کو بیقرار کیے ہوئے ہے رات اسکو گریہ و زاری اختر شماری مین
گذرتی ہے تصور خیالی بادشاہ کی پیش نظر رہتی ہے دل سے باتین کیا کرتی ہے کہ دیکھیے طالع خفتہ
کس دن بیدار ہوتے ہین اپنے مطلوب سے کب ہمکنار ہوتے ہین دل مضطر سینہ مین
بیتاب ہے صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوے یار ہے پیرہن ملجی میلا کچیلا
ہے رخ روشن سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے ہاے کہان یہ پروردۂ ناز و نعمت کہان یہ
رنج و مصیبت دل مین معشوق کا صدمۂ فرقت ہر خوشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان
دلبستگی عیان یہ صورت نمایان ابیات

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھی وہ گل
خزان دیدہ ہو جس طرح برگ گل
نہ کنگھی نہ چوٹی نہ مسی نہ پان
بدن لاغری سے ہوا دھان پان
وہ ناخن جو تھے اسکے رشک ہلال
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدر کمال
وہ زلف پریشان تھی ژولیدہ مو
عیان جبین سے آشفتگی مو بمو

غرض کہ یاد دلدار مین اسکا یہ حال ہے رات اسنے
جون تون تڑپ تڑپ کر بسر کی شب فرقت کی سحر کی + کہ یکی جب وہ شب مشکل رخ یار
ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار + فروغ صبح پھیلا جیسے دامن + صدا دینے لگے مرغان گلشن
ملکہ کمم جادو کی تو اضطراب دل بیقرار سے یہ کیفیت ادھر بادشاہ اسلام کی بھی

یہی حالت تھی اور کیونکر ہو تی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ✤ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر
معشوق نے بھی شب فراق تڑپ تڑپ کر گذاری جسکا اثر بستر خواب سے ظاہر تھا بقول شاعر شعر
شب فرقت سے تڑپنے کا پتہ دیتا ہی صبح کے وقت وہ بکھرا ہوا بستر اپنا ✤ لیکن چونکہ ان مریضان تپ فرقت
کے لیے وہ دن الیوم الراحت تھا یعنی بسبب نہ بجنے طبل رزمی کے فی الجملہ اطمینان ہو گیا تھا لہذا بادشاہ اسلام
نے پیام بھیجا کہ بلکہ بہتر یہ ہی کہ آج کا روز ہم تم ایک جگہ بیٹھکر گذاریں نہیں معلوم کل کیا ہو اسلیے کہ حیات مستعار
کا کچھ اعتبار نہیں گھڑی کی خبر نہیں گھڑیال بجتا ہی اور یہ چرخ شعبدہ باز نئی نئی بازی بر روے کار لاتا ہی غرضکہ
جس وقت یہ پیام بادشاہ کا ملکہ گلرخ جادو کو پہونچا اسنے خوش ہو کر کہلا بھیجا اوس غریب کا دل اتنا بیتاب تھا کہ کچھ حد نہ تھا
قدم بوسی پر دل سینہ میں بیقرار ہی دیدہ دیدار طلب مشتاق جمال یار ہی یہ کہکر آپ ہمراہ نوشتہ ... ہو کر
جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوئی قریب بارگاہ ملکہ بارگاہ کو پہونچی ہو گی کہ بادشاہ اسلام
حالت اضطراب میں دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے ہیں کہ ایک مرتبہ کڑاکے سے بجلی کڑکی اور ملکہ کر
اب جو گرتی ہی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور بادشاہ کو لیکر روپوش ہوا اور ادھر ہوا فلک تفرقہ انداز نے پھر
عاشق و معشوق کو ایک جا ہونے نہ دیا بقول شاعر شعر یہ دو دل کو اک جا سمجھتا نہیں ہے کسی کا
اسے وصل بھاتا نہیں یہ بادشاہ کی بیہوشی ہی پھر دونوں شیدا ہیں کہ گریبان رہے بلکہ زندگی سے
لاچار ہے ملکہ گلرخ جادو نے بیتاب ہو کر غلغلہ مارا اور صورت ایک ہوا اوس پنجہ پر ڈال
کی جبکہ تو اقب میں اس پنجہ کے روانہ ہوئی ادھر عیاران لشکر اسلام بھی خبر پاکر تلاش میں اپنے
بادشاہ کی ہر چہار جانب روانہ ہوے رفیقان بادشاہ نے جب خبر گمشدہ ان شہنشاہ نہایت
پریشان ہوے اور سرداران لشکر کا تو عجیب حال تھا تمام فوج میں تلاطم برپا تھا بارگاہ میں
سناٹا پڑا ہوا تھا کل اہل لشکر نالاں و گریاں بغیر اپنے مالک کے ہراساں تھے ہر طرف ایک
کہرام مچا ہوا تھا انگشت حیرت بدندان تھے یہاں کی تو یہ حالت ہی

اب اول حال اُس پنجہ کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ جو بادشاہ اسلام کو لیکر روانہ ہوا تھا یہ ایک ساحرہ ہی نام اسکا سنبل جادو وہی ع
برعکس نہند نام زنگی کافور ✤ اور یہی ہی زلفین شانہ کش جادو کی یہ مکان سے اپنے
چلی تھی اور گنبد صد چاک کی جانب جا رہی تھی راستہ میں نظر بادشاہ اسلام پر پڑی
جمال جہان آرا بادشاہ تجاجاہ کا دیکھکر والہ و شیدا ہو ئی اور پنجہ بنکر لیچلی چونکہ مکان اسکا
یہاں سے دور تھا اور ایک نئے مرد کو لیکر بہن کے پاس جانا حمیت نسوانی کے خلاف
تھا اس باعث سے ایک دامن کوہ میں آتری بادشاہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے
اسنے سر زانو پر رکھ لیا اور دامن کی ہوا دینے لگی کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو ہوش آیا اور
نظر صورت پر سنبل جادو کی پڑی دیکھا ایک بلا ہی عورت نہیں ہی رنگ چہرہ کا سیاہی
شب دیجور کو مات کرتا ہی زرد زرد آنکھیں بڑے بڑے دو دانت باہر نکلے ہوے پیشانی
تنگ بال چندیا کے گرے ہوے نہایت کریہہ منظر کالی صورت چیچک کے داغ دل چہرہ سیلو پر پاشست زاغ مسلمہ ...

شکل بھونڈی سی ہی گھا مڑ ہی بھدی بیل نقشا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا سب جیسے دیدا
نارہ مدار ہی یا جعد کے سقر کا سو دا
ناک چپٹی ہی اُسے کا نگڑے مین جا بنوا

رنگ روپھیکا ہی چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
چھوٹی گردن ہی گلا بونگا بہت بد آواز
کچھ بناوٹ ہی نہ انداز نہ عشوہ ہی نہ ناز
طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

نا تراشیدہ ہر دو گندہ لود و ہاتھ ہین چوب
پنجۂ انگشت نا جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیبا
فاختہ آلو کی دم سے کہیے کہان ہی چیڑیا
گول محرم نہین اور بند ہی ڈھیلا اُسکا
کُرتی بیڑ و سے ہی لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھلا

پیٹ ہی بیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہی اک چیز کے اب نفرت و عار
اور نیستی کا سر ہیون کی گردن کیا اظہار
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار

زن مریدون کے لیے راو زن اسجا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُسمین مچھلی
پنجۂ کژدم کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی
ساق بر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
انگلیان پاؤن کی بد وضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پا مین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
نام پر مارے لیے ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام
رنڈی پن سے ہی نہ خود کام کو کچھ کوچ نہ کام
ہی سراپا وہ مخنث کی طرح بد انجام
نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب طشت از بام

صورت نحس سے بدبخت کی بیزاری ہی
ختم ہرجائی پہ مکاری و عیاری ہی

اس زن ساحرہ کے سراپا کو دیکھکر بادشاہ نے پوچھا تو کون بلا ہی سنبل جادو نے کہا
ای شخص تو بڑا بد زبان معلوم ہوتا ہی تو بھی انسان ہی مین بھی انسان ہون اگرچہ تو بادشاہ
ہی لیکن اپنے دل کی مین بھی بادشاہ ہون کچھ تیری لونڈی باندی نہین ہون نہ تیری محکوم
ہون ہان اس دل نے تجھے تمھارا محکوم بنا دیا ہی نام میرا سنبل جادو ہی اپنی بہن کو
دیکھنے جاتی تھی راستہ مین تیرا جمال جہان آرا دیکھکر شیدا ہوئی اور تجھے اٹھا لائی اب بہتر یہ ہی
وصل میرا منظور کر کہ نیکی کا عوض دنیا مین نیکی ہی یہ سنکر بادشاہ اسلام اٹھ بیٹھے اور کہا دور ہو
میرے سامنے سے اور لگانہ کیا جھنک ماری ہی سنبل جادو نے کہا بے شاہی کو اب

دماغ سے نکال دے اسوقت تیرا کوئی بچانیوالا نہین ہی اگر دل میرا تیرے اختیار مین ہی تو میرے
اختیار مین ہی اگر میری تمناے دل پوری نکرے گا تو مین بھی تجھے خاک سیاہ کردونگی مثل مشہور ہی
مرنے پر مرتے ہین رانجلنے پر نہین مرتے ہین اگر تو مجھے خوش کرے گا تو مین بھی تجھے بہت خوش کرونگی ع
ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ✦ مین وہ ساحرۂ زبردست ہون کہ اگر چاہون رات کو
دن کردون اور دن کو رات کردون میری مدد سے بہت سے ممالک تیرے تحت مین آسکتے ہین
اگر خلاف میری مرضی کے کرے گا تو تجھے اسطرح مارونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ وزاری کرینگے بادشاہ اسلام غصہ مین کانپ رہے تھے اور دل مین کہتے تھے
کہان وہ محبوب جانی کہان یہ بلاے آسمانی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
بس بادشاہ نے غصہ مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سنبل جادو کی طرف جھپٹے جیسے ہی
اسنے ارادہ بادشاہ کا فاسد دیکھا اور آثار غیظ وغضب چہرہ سے ظاہر پائے لرزگئی بس اسنے
چند دانہ ماش کے پڑھکر مارے کہ قوت ہاتھ پاؤن کی سلب ہوگئی اور بادشاہ بے قابو
ہوگئے سنبل جادو نے کہا دیکھا تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی دیکھ پھر
سمجھائے دیتی ہون مجھ سے کراہت نکر ورنہ تیرے کباب لگا کر کھا جاؤنگی بادشاہ نے فرمایا
کیا جھک مارتی ہی او ضبانی ہمکو اپنے خدا پر بھروسا ہی وہی ہر وقت ہمارا حافظ ونگہبان ہی سنبل
جادو پھر گویا ہوئی کہ ای گل گلزار خوبی و انجم فلک محبوبی میرا کہنا مان لے کیون اپنی جان کے پیچھے
پڑا ہی مجھ ایسا معشوق طرحدار باوفا وجان نثار تجھکو نہ ملے گا اپنی جوانی پر رحم کر اور میرے
ساتھ عیش وراحت مین زندگانی بسر کر ورنہ بہت پچتائے گا سواے رنج وافسوس کچھ ہاتھ
نہ آئے گا ہر چند یہ سمجھاتی ہی کبھی منت وسماجت کرتی ہی کبھی ڈراتی ہی دھمکاتی ہی کبھی محبت جتاتی
ہی مگر بادشاہ کا وہی حال ہی فرط غیظ وغضب مین مثل بید لرزان ہین اور اسیطرح ابروون
مین بل پڑے ہوے فرماتے ہین او مردار کیون بے فائدہ بک بک سے دماغ پریشان کر رہی ہی
جا دور ہو میرے سامنے سے بس یہ سُننا تھا کہ اسنے جھلا کر جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور دو پتلیان
فولادی نکالکر زمین پر پھینکین اور کچھ اسم سحر دم کیا وہ پتلیان تڑپ کے حاضر کھڑی ہوئی سامنے
آئین سنبل جادو نے کہا سامان میخواری لاکر جمع کردو یہ سنکر وہ دونون کی دونون روانہ
ہوگئین اور تھوڑے عرصہ مین جملہ سامان میکشی مہیا کردیا اب سنبل جادو چھری ہاتھ مین
لیکر اٹھی اور بادشاہ اسلام کی جانب بڑھی اور پتلیون نے آگ روشن کرکے سیخین وغیرہ
لگا رکھین یہ حالت دیکھکر بادشاہ دست بدعا ہوے کہ ای کس بیکسان وای دادرس غریبان
مدد کر میری اور اس بلاے جان ستان سے مجھکو نجات دے اس وقت بد مین سواے
تیرے کون دادرسی کرسکتا ہی ہر وقت مین تو ہی اپنے بندون کا یاور و مددگار ہے ✿

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار | نہو تجھ سے مایوس امیدوار | الٰہی دعا ہو مری مستجاب
چھڑا دے مجھے اس بلا سے شتاب | زمانہ مین مخلوق ہین تیرے سب | غرض ہر طرح تو ہی ہی سب کا رب
عجب ذات تیری ہی ای بے نیاز | کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز | تری قدرت اک بحر زخار ہی

سبکی اُسکا معلوم اسرار رہی	مگر اُسکا ظاہر ہوا ہے نشان	کہ اک موج کن سے بنے دو جہان
اسی موج سے عرش ہوا اوج پر	حباب فلک اس سے ہی جلوہ گر	عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش
اُسی بحر رحمت میں بھی ہوا جرعہ نوش		

اسطرح رجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین جو استغاثہ
کرنا شروع کیا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ کم جادو جو
بتلاش بادشاہ روانہ ہوئی تھی وہ آپہونچی دیکھا اُسنے ایک ساحرہ سیہ فام کرپہ منظر
زشت فرجام بادشاہ اسلام کے درپے قتل ہے بس اُسنے وہین سے نعرہ کیا باش او
مردار مین آپہونچی منتظر ملکہ کم جادو نے یہ حال دیکھتے ہی سنبل جادو پیچھے ہٹی
اور کہنے لگی واہ شاہزادی صاحبہ واہ کیا کہنا آپکا حال مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ گھر کے چراغ
سے آگ لگ رہی ہے بڑے افسوس کی جا ہے اپنے گھر کو آپ خود مٹا رہی ہین یہ سنکر
ملکہ کم جادو کی آتش غیظ و غضب زیادہ تر مشتعل ہوئی اور زمین پر غلطک مار کر
ہیئت اصلی پیدا کی اور کوڑا پکڑ کے سنبل جادو کی طرف چلی کہا ادحرامزادی مین نے
اطاعت دین اسلام اختیار کی ہین اب نام اسلام کی دوست ہون اور کفار کے خون
کی پیاسی ہون جا ہے اپنا ہو جا ہے بیگانہ سو دوستون سے اسقدر پائے ہین لیکن
دل سے دشمن کا گلہ جاتا رہا سنبل جادو نے کہا مجکو بھی تمھارا اُسیوقت تک پاس تھا
جب تک تم دین اکوان پرستی پر قائم تھین اب قتل تمھارا جملہ واجبات سے ہے بس یہ کہکر اُن
دونون پتلیون سے اشارہ کیا لیکن یہ سنتے ہی وہ دونون پتلیان ملکہ کم جادو کی طرف چلین
کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر چھینٹا خون کا مارا وہ
پتلیان ادھر ادھر جلنے لگین اور بہمن شعلہ ہوکر سنبل جادو کی طرف چلین سنبل جادو
نے ہر چند رد سحر پڑھنا شروع کیا اور جھولی اسباب سحر کی اٹھا کر کھینچ ماری اور کوئی دقیقہ اپنے
بچانے کے لیے فروگذاشت نہین کیا لیکن وہ سحر رد نہو سکا اور وہ دونون شعلے جو ہمہ تن
شعلہ جوالہ ہو رہے تھے آکر سنبل جادو سے ہم آغوش ہو گئے اور طرفۃ العین مین اسکو
جلا کر خاک کر دیا مرتے ہی سنبل جادو کے ایک قیامت کبری برپا ہوئی صدائین گیرودار
کی بلند ہوئین آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی سنگباری برف باری ہوا کی بعد
کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سنبل جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر طرف ہوئے روشنی ہوئی تو خاک سے سنبل جادو
کی ایک طائر پیدا ہوا منقار مین اُسکی ایک دانہ مروارید دبا ہوا تھا وہ طائر اُڑکر چلنے کو تھا کہ
ملکہ کم جادو کو شبہہ پیدا ہوا یہ کہان جاتا ہے فوراً چند دانہ ماش کے پڑھکر اُس طائر کی طرف
پھینکے اور آواز دی ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ وہ طائر پلٹ کر شانہ پر ملکہ کم جادو کے
بیٹھ گیا اور دانہ مروارید گود مین ڈالدیا پوچھا ملکہ کم جادو نے اے طائر طلسمی حال اپنا
بیان کر تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اور یہ دانہ مروارید کیسا ہے اُسوقت اُس طائر نے بیان
کیا اے ملکہ عالم مین طائر روح ہون طائران قلعہ ہفت رنگ کا جسنے مجکو صید کیا اُسنے

قلعہ ہفت رنگ کو فتح کرلیا اور یہ دانہ مروارید جو ہر مدعاے فتح ہی اور آب اسکی کشتی حیات ہفت اندام جادو کو غرق بحر فنا کرتی ہی جسوقت ہفت اندام جادو مالک قلعہ ہفت رنگ ہوا اور باب نے آپ کے تقرری اختیار کی تو اسنے انتظام قلعہ ہفت رنگ کا از سر نو بطور خود کیا اور تمام قلعہ کو طلسم بند کرکے لوح اسکی اس دانہ مروارید کو قرار دیا اور یہ دانہ میری منقار مین دےکر مجھے سنبل جادو کے جسم مین محفوظ کیا کہ نہ یہ دانہ مروارید کسی کے ہاتھ آئے گا نہ کوئی قلعہ ہفت رنگ پر فتح پائے گا جبتک یہ دانہ مروارید میرے دہن مین تھا اسوقت تک مین دست نگر ہفت اندام جادو کا اور خود مختار تھا اب یہ دانہ مروارید آپ کے قبضہ مین ہی اب مین آپ کا تابع فرمان ہون جو حکم ہوگا بجالاؤنگا اور تمام طائران قلعہ ہفت رنگ کو مشاؤنگا یہ سنکر ملکہ کم جادو نہایت خوش ہوئی غنچہ خاطر اسکا مثل گل شگفتہ ہوگیا سجدہ شکر بارگاہ ایزدی بجالائی اور دانہ مروارید کو لیکر اپنے جوڑہ مین رکھا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا اے شہریار فتح مبارک بادشاہ بھی یہ مژدہ جانفزا سنکر بہت خوش ہوے تعریف و توصیف ملکہ گلعذار شکرانہ پروردگار زبان پر لائے اب ملکہ کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا چار پتلیان تخت جواہر نگار لیے ہوے حاضر ہوئین ملکہ نے بادشاہ نجم سے عرض کیا آپ تشریف لیچلیے بادشاہ اسلام نے فرمایا یہ سواری ہم لوگ پسند نہین کرتے کم جادو نے عرض کی بادشاہون کی سواری کو تخت ہی ہی فرمایا اگر تخت سحر نہو یہ سنکر ملکہ متردد ہوئی تھین کہ یہان مرکب کہان سے آوے جو دیکھا سامنے سے چند عیار مثل برق ثالث اور سنجر ثالث و سعید ثالث و سنجر ثالث و قران ثالث و زرک ثالث و سر ہنگ ثالث وغیرہ نظر آئے یہ بھی براے تلاش بادشاہ لشکر سے چلے تھے یہان آکر جو بادشاہ کو صحیح و سالم پایا تو نہایت خوش ہوے اور قدمبوسی حاصل کی یہ دیکھکر ملکہ کم جادو نے عرض کی حضور اب اس تخت پر سوار ہولین یہ تخت سحر کا نہین ہی ہان چارون پتلیان سحر کی ہین اور یہ چارون گلدستے جو چارون کونون پر ہین یہ سحر کے ہین فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہی ملکہ کم جادو نے چارون پتلیون سے اشارہ کیا انھون نے چارون گلدستے ہاتھون مین اٹھا لیے اور تخت کو زمین پر رکھ دیا بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوے اور عیارون نے تخت کو اٹھا لیا اور ملکہ کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طاؤس پیدا ہوا ملکہ طاؤس سحر پر سوار ہوئین چارون پتلیان ملکہ کی چارون طرف گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے اور سر پر ملکہ کم جادو کے وہی طائر سایہ فگن ہوا اب یہ سب کے سب اس شان و شوکت کے ساتھ جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوتے ہین

لیکن اب کچھ حال قلعہ ہفت رنگ کا بیان ہوتا ہی

کہ ایک روز آرام لینے کے بعد ہفت اندام جادو نے حکم دیا ہان بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی زمین و زمان مین تزلزل پیدا ہوا

بہ کار سے لشکر اسلام سے کہ بڑا امر جاسوسی پر متعین تھے یہ خبر وحشت اثر لیکر لشکر اسلام میں آئے
اور افسران فوج سے بیان کیا کہ آج اس ظالم ظلم سرشت ہفت اندام جادو نے میدان خالی
پاکر طبل جنگ بجوایا ہے اسکا ارادہ ہے کل میدان میں نکلکر خدانخواستہ لشکر اسلام کا خاتمہ
کردیگا یہ مضمون مصیبت مشحون [illegible] سنکر سرداران لشکر نہایت سراسیمہ و پریشان ہوئے اور
آپس میں مشورہ کرنے لگے [illegible] اس ملعون نے یہ وقت تاک کے
طبل رزم بجوایا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے چنانچہ کل افسران فوج و سرداران لشکر
نے انجمن مشورت قائم کی اور جمع ہو کر [illegible] سے بیان کیا ایسی حالت میں
کہ سردار ہمارا موجود نہیں فوج بے سردار [illegible] طبل جنگ نہ بجوایا جائے کسی نے
اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ طبل رزم بجوانا ضرور ہے ورنہ حریف خیال کریگا کہ ہمارے خوف سے
انھوں نے طبل جنگ نہیں بجوایا ہے اور یہ سمجھ کے اور زیادہ شدت کریگا لہذا ہم لوگ نکلکر
میدان میں مقابلہ کرینگے لڑینگے مرینگے جانیں اپنے مالک کے نام پر نثار کرینگے کسی نے اپنا یہ مشورہ
دیا کہ نامہ بھیجکر لڑائی ملتوی کرائی جائے کیونکہ [illegible] ہمارا موجود نہیں ہے جنگ دو سردار
معلوم نہیں کیا افتاد پڑی ہے اور کس کل [illegible] اسوقت یہی کہا جائے گا تمنے یہ تدابیر
یوں ہی کی جاتے تھے [illegible] کیونکر مقابلہ کرسکتی ہے سرپرست ہمارا موجود
نہیں [illegible] جنگ کی رائے ظاہر کریں غرضکہ جتنے منہ اتنی باتیں مختلف طور پر
سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی آخر کار بعد [illegible] قدح بسیار یہ رائے قرار پائی اور سب
سرداروں کا اسپر اتفاق ہوا کہ طبل رزم نہ بجوانا چاہیے اور صبح کے وقت تھوڑا سا
لشکر لیکر میدان جنگ میں چلنا چاہیے اور ہفت اندام جادو سے مہلت مانگنا چاہیے
بسبب عدم موجودگی ہمارے سردار کے بالفعل جنگ ملتوی کیجائے اگر وہ ملعون مانے
تو فبہا ورنہ لڑینگے اور نام پر اپنے آقا کے جانیں نثار کردینگے چنانچہ اس رائے کو سب نے
منظور کیا لیکن سب فوج رات بھر درستی آلات جنگ میں مصروف رہی بہادروں نے
خنجر ہائے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلواروں کی باڑھ کو دردرا بنایا کھانڈوں کے
دو دو انگل چھتے چڑھا دیے باڑھ ہاتھ سے لیتے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بنگئی
لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا نیزے سرکشی کا دعوی کر رہے تھے
گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم
رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری تفنگ بجز آہن تھا موذی کے لیے
مار آستین دشمن تھا الغرض رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب کرتی رہی پچھلے سے غازیوں
نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر میں جھکایا
اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب ہوا محراب [illegible] سر جھکائیں اے رب جان دینے میں
جی نہ چرائیں مشتے خاک گریبان میں رکھتے تھے کہ [illegible] تو لحد ہو جو لاش چیل کوے نہ کھائیں بعد مرگ
تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضے میں لائیں کہ [illegible] بیت خلعت کی کیا امید رکھیں آسمان

ہم را جنت چھوڑ کر جادوؤں و دوزخ کبھی نہ اختیار کرینگے جو کچھ سے ہوسکے قصور و کوتاہی نکرو ورنہ ہمارا معین و مددگار ہوا کوان کیا نا بکار ہی وہ بھی ایک خرس بادیہ ضلالت ہی ہزار ہزار آسپر نفرین و لعنت ہی بس یہ سنتا تھا کہ ہفت اندام جادو نے طیش مین آکر لشکر طاؤسان کیطرف اشارہ کیا کہ لیتا انکو یہ سب شکار ہین تمھارے بس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام طاؤس غول باندھکے چلے اور لشکر اسلام پر گندے جوڑ جوڑ کر گرنا شروع کیا اسطرف جوانان لشکر اسلام و سرداران عالیمقام نے شتابی سے کمانین لین اور ترکش سے تیر کھینچے اور چلہ کمان مین پیوستہ کرکے تیراندازی کرنا شروع کیا لیکن تیر کارگر نہوے سب تیرون نے خطا کی ہرچند ان ناوک اندازون کا نشانہ کبھی خطا نکرتا تھا لیکن یہ طاؤس طاؤسان سحر تھے جو مرغ تیر قریب طاؤس کے پہونچ وہ جلکر خاک ہوگیا اور طاؤسون نے آکر بارسیاہ لشکر پر برسانا شروع کردیا ان افعیون نے جسکو کاٹا وہ بیہوش ہوکر گرا طاؤسون نے پنجہ مین دابا اور جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوے وہان وہی صیاد جادو پنجرہ ہاتھ مین لیے ہوے فصیل قلعہ پر استادہ تھا جتنے لوگون کو پکڑ پکڑ کر اس قفس مین بند کرنا شروع کیا پھر تھوڑے عرصہ مین جسقدر لوگ تھے تعداد انکی قریب تیس چالیس ہزار کے تھی مع قیصر عادو جالوس عاد وسالوس عاد وغیرہ کے سب گرفتار بلا ہوگئے اور میدان صاف ہوگیا اب ہفت اندام جادو نے پلٹ کر قلعہ ہفت رنگ کی جانب دیکھا اور آواز دی ای طائران قلعہ ہفت رنگ مین نے قسم کھائی تھی خداوند لقا کی کہ آج کے روز جنگ کا خاتمہ کرونگا مگر افسوس بادشاہ اسلام معلوم نہین کہان چلے گئے اور کس گوشہ مین پوشیدہ ہوگئے اور وہ چھوکری بھی نظر نہین آتی جسکا مجھے خوف تھا خیر انکا تو جب پتہ لگیگا اسوقت دیکھا جائیگا لیکن اپنی قسم کے موافق مین چاہتا ہون جو لشکر یہان موجود ہی اسکا تو خاتمہ کردون اور سب کا شکار کرکے اسیر پنجہ بلا کرو بس اسکا یہ کہنا تھا کہ پر جھنڈ اڑتے ہوے اور جھنڈون گنبد شق ہوے اور ہر ایک گنبد سے طائر نکلنا شروع ہوے گنبد سرخ سے لعل اور گنبد سبز سے طوطیان بخشش گنبد سیاہ سے غراب گنبد زرد سے طائران زرد رنگ گنبد سفید سے طائران سفید رنگ گنبد نیلگون سے طائران نیلگون مثل نیل کنٹھ کے اور گنبد طاؤسی سے تو پہلے ہی طاؤس نکلے تھے جنھون نے لشکر عاد کو تباہ و برباد کیا تھا اب یہ ساتون قسم کے طائر سات غول باندھکر پڑاؤ پر لشکر اسلام کے چلے ہر غول کے نیچے ایک ہفت اندام [illegible] ہوتا تھا یہ ایک ساحر سات جگہ نظر آرہا تھا اسکا حال سابق مین گزارش ہوچکا ہی [illegible] یہ ہفت اندام لکھی جاچکی ہی کہ ایک پیکر تو اصلی ہی اور چھ پیکر اسنے بزور سحر تیار کیے [illegible] روح کو اپنی بزور سحر چھیون پیکرون مین تقسیم کیا ہی یہی باعث ہی کہ اگر ایک پیکر پر اسکے کچھ صدمہ پہونچتا ہی تو اور پیکر بھی سب متاذی ہو جاتے ہین اور اثر تکلیف کا سب پیکرون مین محسوس ہوتا ہی بطور ہمزاد کے یہ پیکر اسنے قائم کیے ہین اور اصلی پیکر کو سب کا مبداء و ماخذ قرار دیا ہی جب اصلی پیکر فنا ہوجائیگا تو مصنوعی پیکرون کا خود وجود زوال ہو جائیگا

یہی وجہ ہی کہ ایک ہیولے سات شکلون پر متشکل ہوتا ہی اور ہر جگہ دکھائی دیتا ہی الغرض جب یہ خبر
وحشت اثر اہل اسلام کو پہونچی کہ ہفت اندام جادو برائے تباہی و بربادی لشکر آتا ہی
بموجب شعر کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے ٭ اجارہ بلبلون کے خون کا
صیاد کرتے ہین ٭ بس یہ لوگ نہایت پریشان ہوئے بہت سے بزدلے یہ کہتے ہوئے جانب صحرا روانہ
ہوئے بھئی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ میان اگر جیتے رہے تو اور کہین نوکری
کرکے کما کھائینگے اور کسکے سامنے لڑین مفت مین لعل سی جان دین جبکہ بادشاہ بھی ہمارا
موجود نہین ہی تو جانبازی کسکو دکھائین ارے بھئی ہم تو جسوقت میدان لشکر مین جائینگے اپنے
گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل کی جھاڑیون مین جاکے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف کی فتح ہوئی لشکر کا داؤ
دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آکے لشکر مین شریک ہو جائینگے اور اگر خدا نخواستہ ہماری طرف
شکست ہوئی تو ادھر ہی ادھر جنگل جنگل ہوکر چلے جائینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا مین دیکھا کیا ہی جورو بھی
ابھی جوان ہی اگر مارے گئے تو وہ رانڈ ہو جائیگی اپنی جوانی کیونکر بسر کریگی کوئی بتا بھی تو نہین
کہ پنشن کردے عیال کی پرورش کرے اور جب مالک ہی موجود نہین ہی تو بیکار اپنی جان دینا ہی
فوج بے سردار کہین لڑ سکتی ہی ہم نہین اپنی جان دو بھر نہین ہی ہم مقابلہ کرکے آفت اپنے
سر لین اور جو بہادر و دلیر تھے جوش شجاعت سے جھوم کے ایک دوسرے سے کہتا تھا
ہان بھائیو جب لڑائی ہوگی اور شعلہ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھین کون کون اپنے باپ دادا
کے نام کو زندہ کرتا ہی اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہی کسی نے کہا بھئی دیکھ لینا کیا بڑھ بڑھ کے
تلوارین ماری ہونگی حشر برپا کر دیا ہوگا بھئی ہم تو مالک کی عدم موجودگی مین جانین اپنی لڑا دینگے
اور انکے نام پر سر اپنا نثار کر دینگے مگر قدم معرکۂ جدال و قتال سے نہ ہٹائینگے آخر ایک دن مرنا ہی
پھر نیکنام ہوکر دنیا سے کیون نہ جائین غرضکہ جو منچلے اور ثابت قدم تھے انھون نے جگہ نہ چھوڑی اور
سرون سے کفن باندھکر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوئے ایک دوسرے سے کہتا تھا بھائیو
یہ دنیا چند روزہ ہی اگر ہزار برس جیے تو ایکدن مرنا ہی ہر طرح انجام موت ہی جیسے کل تو ویسے آج
ان کفار بیحیا سے منھ نہ موڑنا چاہیے اور نام پر اپنے آقا کے جانین نثار کرنا چاہیے یہی باعث نام آوری
ہی ابد الآباد تک کے واسطے یہ افسانہ باقی رہ جائیگا غلامان بادشاہ ایسے جانباز تھے کہ مرتے دم تک
قدم پیچھے نہ ہٹایا شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ ہر
بہادر ایک دوسرے کی ہمت بڑھاتا تھا اسطرح کے کلمات زبان پر لاتا تھا بیت نام رستم کا
شاد ہو آج ہی وہ معرکہ ٭ بھول سو گھوڑ ڈھال کا اور کھاؤ چھیل تلوار کا ٭ ای مردان بکوشید تا جامۂ
زنان نپوشید ؎ روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کہان ہین
رزم و کہان ہین بیژن کہان ہین اسفندیار روئین تن جسم انکے پیوند خاک ہوئے مگر نام نیک انکا
اب تک صفحۂ ہستی مین یادگار رہی شجاعت و جوانمردی کا تذکرہ مشہور دیار و امصار ہی غرضکہ اسی قسم کی
گفتگو صیقل آئینۂ غیرت و گلگونۂ عارض جرأت تھی ادھر لشکر ملکہ مہ جبا دو کی جادوگران جابجا سحر
تن پر آراستہ کرکے سد راہ ہونے کو چلین اور انھون نے بھی یہ ارادہ کیا کہ تا دم آخر ہاری نہ مانی

پستے تھے دل کسی کے جو مہندی پر | صندل پا یہ صدمے سے تھے گل تر

الغرض وہ جادوگرنیاں بنہایت آن بان سے طاؤس و ہنس و بوتیمار زیر ران کیے ہوئے میدان میں آئیں ہر ایک کے دل میں شوق جنگ سحر آزمائی کی امنگ رنگین رخ غیرت گلشن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن غنچہ غصے سے سب کے گلنار سیندور سے گٹیے ماتھے پر لگے آسمان حسن میں ستارے سے نکلے ہوئے مژگان ہر ایک معشوقان آبدار رنجیدہ بے مارے جگر کے پار قصد ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جڑے ہوئے کہ بیت کم نہیں ابروؤن سے یار آنکھیں ❊ دو دیکھا ہو گئیں چار آنکھیں ❊ حجاب سحر ہر ایک سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل ناریخ ترنج اچھالتی ہر طرف دیکھتی بھالتی چلی آتی تھیں نظم

ہر اک ساحرہ رشک سرو چمن
چلیں اپنا جوبن دکھائی ہوئی

صفیں اپنی یکسو جمائی ہوئی
ہزاروں جھپکیں پاد جادو سے فن

کسیکی بھری مانگ صندل سے تھی
کسیکی سیہ آنکھ کاجل سے تھی

تو ران تھے طاؤس آتش نشان
سروں پر سیہ ابر کے سائبان

کہ نکلا ہو جسے ترک فلک گوشہ گیر
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر

باین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت ہفت پیکر بد خصال چلا

جس وقت ہفت اندام جادو فوج طائران کو لیے ہوئے قریب پہونچا اور دیکھا یہ عورتین پرے جمائے ہوئے بقصد مقابلہ کھڑی ہیں آواز دی او چھوکریو کیون شامت دامنگیر ہوئی ہے جاؤ چلی جاؤ میرے سامنے سے ورنہ ایکدم میں سب کو غارت کر دونگا انھون نے بھی سخنان سخت کہے کہا او بدلگام کیا لاف وگزاف بکتا ہے ہمکو بے سردار دیکھکر دباتا ہے تو بھولا کس بھروسے پر ہے ابھی ہم تجھکو بتا جائینگے اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اپنی جانیں فدا کرینگے جوہر سحر آفرینی دکھا جائینگی ہفت اندام جادو یہ کلمات درشت سنکے بہت غیظ و غضب میں آیا اور چونکہ یہ قتل مسلمانان کی قسم کھائے ہوئے تھا اسنے ایک غول کو حکم دیا قریب چالیس ہزار طاؤسون کے آنکر اس لشکر پر گرے مگر ان عورتون نے بھی کار مردانہ کیا گولے اور ترنج و ناریخ مارنا شروع کیا اور نہایت شوخی و چالاکی سے طاؤسان سحر کو مارنا شروع کیا جس طاؤس پر گولا سحر کا پڑا وہ فوراً مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ مارنے لگا مگر مار سیاہ جو ان طاؤسون کی منقارون سے گرے انھون نے ان جادوگرنیون کو کاٹنا شروع کیا جسکو مار سیاہ نے کاٹ لیا وہ بیہوش ہوئی طاؤس نے پنجہ میں دبا لیا اور جانب قلعہ ہفت رنگ لیچلا یہ فوج تو طاؤسان طلسمی میں الجھکر رہ گئی ادھر جو غول طائران سحر کے لشکر اسلام پر آگرے انھون نے ستھراؤ کرنا اس لشکر کا شروع کر دیا یعنی ایک سمت لعلون کا غول آکر گرا اور انھون نے زفیلنا شروع کیا جسکے کان میں آواز پہونچی وہ زمین پر گر کے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور پھڑکتے پھڑکتے اسنے صورت ایک طائر کی پیدا کی اور پرواز کنان جان حاضر کرتا ہوا سیدھا قلعہ ہفت رنگ کی جانب اڑتا ہوا چلا گیا اور فصیل پر جو ساحر قفس طلسمی لیے ہوئے کھڑا تھا اسنے ان طائرون کو قفس میں بند کرنا شروع کیا ہر چند جوانان لشکر اسلام جانبازی کرتے ہیں تیر و تفنگ سے کام لیتے ہیں مگر کوئی حربہ ان لعلون پر کارگر نہیں ہوتا ادھر زفیل کی آواز کان میں پہونچی آدمی قلب ماہیت ہو گئی آدمی تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے طائر کی صورت بنکر قلعہ ہفت رنگ کا رخ کیا اور وہاں جاکر اسیر بلا ہو گیا لشکر میں ایک تہلکہ

برا ہوا ہر کسی کو کسی کی خبر نہین کہ آسیر کیا گذری ہر طرف ہنگامۂ عظیم برپا ہی اسد رجہ شور فریاد بکا ہی کہ شور محشر بھی اسکے سامنے گرد ہی کوئی سر کے لیے خاک اڑاتا ہی کوئی سر پر پچھاڑین کھاتا ہی کوئی نالے برا در یکے روتا ہی کوئی غم احباب مین جان کھوتا ہی ہر جگہ یہی نقشہ ہی۔ نظم

یہی غل تھا کہ ہم ہوئے تباہ و برباد	ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر	ہر اک خیمہ سے اٹھا شور فریاد
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک	ہوا غل ہر طرف اڑنے لگی خاک	یقین تھا دم نکل جائے وہین پر
ہوئے ممنون گردون کے ستم سے	گذرگاہین ہوئین سونی برابر	بشکل شوق آبلے لوگ غم سے
		اداسی چھا گئی ہر بام و در پر

فی الجملہ کل فوج مین کھلبلی پڑی ہوئی ہی لعل آفت برپا کر رہے ہین آدمی جانور بنکر اڑے جاتے ہین ایک طرف طوطیان بچہ کش کا غول گرا ہوا ہی اور دانہ سحر جو انکی منقارون مین دبا ہوا ہی اسکو ہر ایک لشکری پر چھوڑتے ہین جسپر دانہ گرتا ہی وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر جاتا ہی پھر وہ دانہ چٹکتا ہی اس سے ایک دھوان پیدا ہوتا ہی ادھر دھوان دماغ مین پہونچا ادھر وہ شخص بالکل بیحس و حرکت ہو گیا اور فی الفور طوطی نے پنجہ مین دبایا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہر چند افسران فوج و سرداران لشکر تیراندازی کرتے ہین اور ایک چادر کی چادر تیرون کی ان طوطیون پر آتی ہی مگر جو طوطی پڑھکے پر مار دیتی ہی ساری چادر تیرون کی جلکر خاک ہو جاتی ہی جوانان اسلام نہایت پریشان ہین کیا تدبیر کرین جو ان طوطیون سے جان بچے مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اسد رجہ گھبراہٹ اور ہول ہی کہ ہوش اڑے ہوے ہین ادھر لشکر بالکل گم جادو کا طاؤسون مین الجھا ہوا ہی ورنہ وہ کچھ مدافعت کرتا مگر انکو خود اپنی جانون کے لالے پڑے ہوے وہ انکی کیا مدد کر سکتے ہین طاؤسان شرربار آنکا ناطقہ بند کیے ہوے ہین باران سیاہ سے جان نہین بچتی بالائے قلعہ وہی ساحر صیاد جادو قفس کلان لیے ہوے کھڑا ہی جو طوطی قریب اسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈالدیا اور آپ پھر پلٹ کر شریک جنگ ہو گئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا ہی اور قفس مین بھرتا جاتا ہی اور جانب گنبد صد چاک روانہ کر دیتا ہی ایک طرف تو لعل آفت ڈھا رہے تھے ایک جانب طوطیون کا غول قیامت مچا رہا تھا ایک عجب ہنگامہ شور و بکا بلند تھا اس مصیبت سے کل لشکر اسلام دردمند تھا ایک سمت طائران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے لشکر پر گرے ہوے تھے آنکی یہ حالت تھی جس شخص پر سایہ آنکا پڑ گیا وہ آہ کا نعرہ کر کے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اسکی بھی مثل ان زاغون کے ہو گئی اور جانب قلعہ ہفت رنگ کی طرف چلا ہر چند اہل لشکر تیراندازی و سنگ فلاخن وغیرہ سے مدافعت کرتے تھے مگر آنپر کوئی حربہ اثر نکرتا تھا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر دست پاچہ تھا اور جا بجا مین اظہار کر کے حملے کرتے تھے مگر کچھ بس نہ چلتا تھا غیظ و غضب کی حالت طاری تھی چہرے غصے سے سرخ ہو رہے تھے مگر کیا کرین آن طائران طلسمی سے عافیت تنگ تھی ہر طرف سے وہ گھیرے ہوے آفت برپا کر رہے تھے اور وہی ساحر جو برائے اسیری ان تازہ گرفتارون کے معین تھا وہ قفس کلان مین بند کر کے گنبد صد چاک کی طرف روانہ کرتا تھا

وہاں زلفین شانہ کش اُن اسیرون کو زندانخانۂ طلسمی مین مقید کرتی جاتی ہی آج اس سالار قفس پرواز
اور زلفین شانہ کش داروغۂ محبس کو دم لینے کی مہلت نہین ملتی ہی کیونکہ روزمرہ تو
ایک غول طائرون کا لشکر اسلام پر آتا تھا اُنہین سے جسقدر لوگ مسحور ہوکر گرفتار بلا ہوتے تھے
اُنہین کو مقید کیا جاتا اور یہی کیفیت ملکہ کم کم جادو کے لشکر کی جادوگرنیون کی تھی اور آج تو قیامت
برپا ہی ایکدم سے ساتون غول طائران سحر کے گرے ہوئے تمام لشکر اسلام و ساحرہ ہائے لشکر
ملکہ کم کم جادو کو تاخت و تاراج کر رہے ہین اور عرصۂ زیست سب پر تنگ کر رکھا ہی اور سب
گرفتار ہو ہوکر برابر گنبد صد چاک مین روانہ ہو رہے ہین جہان زندان طلسمی ہی اس باعث
سے صیاد جادو و زلفین شانہ کش کو فرصت دم زدن نہین ہی نہایت سرگرمی سے
اپنے کام مین مصروف ہین اب تین طرف سے تو تین قسم کے طائر یعنی لعل اور طوطیان پنجہ کش
و زاغ و زغن لشکر اسلام پر گرے ہوئے ہین اور جادوگرنیون پر طاؤسان سحر آفت برپا کر رہے
ہین ایک طرف سے طائران زرد رنگ مثل بئے اور گنجشک کے غول باندھکر پھیلتے ہوئے
لشکر پر آکر گرے اور پر مارنا شروع کیے جسکے پر مارا وہ زمین پر گرا اور تڑپ کر بصورت طائر
متشکل ہوا اور حاضر حاضر کہتا ہوا جانب قلعہ چلا آدھر آتش ساحر نے ان سب کو پکڑ پکڑ کے
قفس کلان مین بند کرنا شروع کیا ہرچند شجاعان لشکر اسلام تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے کام
لیتے تھے مگر کوئی حربہ ان طائرون پر کارگر نہوتا تھا تمام لشکر مین قیامت کبری برپا تھی ہر ایک
لشکری خستہ و دل شکستہ تھا اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھکر طائر پر مار کر بصورت جانور بنا دیتا
ہی اور وہ مسحور ہوکر خود حاضر حاضر کہتا ہوا جا کر گرفتار بلا ہو جاتا ہی کچھ بس نہین چلتا نہ وہ جانور
مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین ان وجوہات سے ایک خوف و ہراس کل لشکر پر طاری ہی
مگر ہمت نہین ہارتے پاے استقلال گاڑے ہوئے ہین اور حتی الامکان تدبیر کرتے ہین مگر کچھ سودمند
نہین ہوتی گردش فلکی نے بشکل آسیا ان دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح پیسا ہی سرداران گریبان چاک
عجب آفت مین گھرے ہوئے اگر چندے یہی کیفیت رہی تو یہ باغ سرسبز خزان ہوا چاہتا ہی
ہر شخص مضطر و پریشان نظر آتا ہی مگر کیا کرین کوئی حریف سامنے آکر سر بکف ہوکر مقابلہ کرے تو
ماریں مرین ہتھیار کا اور سحر کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی اپنی بوٹیان آپ کاٹتے ہین اور غم و غصہ
کھاتے ہین مجبور و ناچار رضینا بالقضا کہکر صف بستہ کھڑے ہین جب زیادہ مضطرب ہوتے ہین
تو گریہ و زاری بدرگاہ خالق بے نیاز کرنا شروع کرتے ہین کہ اے رب دوجہان ہمکو اس بلاے جانستان
سے نجات دے مگر اسوقت مین ستارہ اہل اسلام کا نحوست پر تھا اور دن برے آگئے تھے
اسوجہ سے یہ سب سختیان جھیلنا پڑین ان طائران طلسمی نے ایسی ہوا باندھی تھی کہ کل لشکر کے
رخ ڈھیلے کر دیے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ فوج بے سردار کوئی مالک و سرپرست نہین عجب مصیبت
اس لشکر پر پڑی تھی خدا دشمن کو بھی یہ روز بد نہ دکھائے الغرض پانچ طرف سے تو لعل و طوطیان
پنجہ کش و جانوران سیاہ رنگ و زرد رنگ و طاؤس رنگ ساختہ سحر ہفت پیکر بد اختر مثل ٹڈی دل
آکر گرے ہوئے مزرع حیات لشکر اسلام و لشکر ملکہ کو تاراج کیے ہوئے ہین اور اس کثرت سے ہین کہ

اعتبار سینہ کو ہون سے ہاتھ کھنک سے گئے | بیٹھے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت روئے مجھے موت قریب آگئی الغرض ان لوگون کے اضطراب نے اور بھی کہرام مچا دیا سب ملکر کہنے لگے یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے غیب سے مدد ہو یہ بلا رد ہو یہ کہکے سب نے تو بیان آثار کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے پروردگار ہمارا مالک مدد رست بھی موجود نہین نہ کوئی معین ہے نہ مددگار ہے تو ہی ہمارا محافظ و مالک ہے تو ہی اس وقت مشکل مین ہمارا یاور و مددگار ہے سوائے تیرے کس سے فریاد کرین غرضکہ اسطرح سب سردار ملکر بخشوع و خضوع دعا کرنے لگے ابیات

خدایا در رست بودیم خاکے
تن گل را بآب جان سرشتے
ہمان خاکیم با سشت ہوسناک
تو قدر عزت مہمان نگہ دار
جگر را آب و دل را خون نماند
ز عشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افتد چون بدریاے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو درکش
زدان از دوزخ است آن شرمساری
بجان بخشی صلاے عام دادی
کنون این جان بمہان خانہ تست
چو مہمانان بعزت خوے کردست
بامید کرمہاے کریمان

چو جان زالالش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برداشت از خاک
دران ساعت کہ کار آید باخر
دمے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ یکبارہ کن یا فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما بیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانش پروانہ تست
فضولی گرچہ مہمان را کند خوار
عجب نبود فضولی ہاے مہمان

دران خاک از سعادت تخم کشتے
کہ منت خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
نفسہا را شمار آید باخر
بابانم بلند آوازہ گردان
بر انداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از دلہاے ما خوش
بہشت آن نیست کین خجلت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشاندی بخوان جود ما را
باین درازدہ عالم روے کردہ است
کریمے عزت مہمان نگہدار

الحاصل لشکر ظفر اثر مین شور گریہ و زاری عالم بیقراری ہر خرد و کلان دردمند ملک الموت کا سامنا ہفت اندام جادو و لقمہ غضب آتا ہی عرصہ جنگ تھا اتنا ہی ہنوز سخن در دہان تھا کہ یکایک تیر دعاے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف کا بلند ہوا سب اسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا تو سواری بادشاہ اسلام کی مع ملکہ کمر جادو کے نمودار ہوئی بادشاہ اسلام نے جو یہ حال پر ملال اپنے لشکر کا دیکھا بیتاب ہوگئے اور کمر جادو نے طاؤس سحر پڑھایا اور ہفت اندام جادو کو آواز دی کہ او بیحیا یہ کیا حرکت بیہودہ تھی تو نے فوج بے سر کی بربادی پر کمر باندھی اسی منہ پر دعوی سحر و ساحری ہے ہفت اندام جادو نے کہا او چھوکری مین قسم کھا چکا تھا کہ آج لشکر اسلام کو تباہ کرونگا اسوقت فوج بے سردار تھی اب تو موجود ہے اور بادشاہ اسلام بھی آگئے ہین اب جو کرنا ہو وہ کرلے۔ ہمین سست جوگان ہمین سست گو۔ ملکہ کمر جادو نے کہا مین بھی قسم کھاتی ہون اپنے خداے برحق کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے آج بغیر تمام کیے ہوئے میدان جنگ سے نہ پھرونگی آج یا تو ہمین یا ہمین نہین یہ کہکر سامنے ہفت اندام جادو کے

آئی اور آواز دی لاحرب بہادری کی ہفت اندام جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ نکال کے کچھ اسم سحر پڑھا اور ڈاٹ اُسکی کھول دی دیکھا ایک شعلہ چمک کر اُس شیشہ سے نکلا اور ملکہ کم کم جادو کی طرف چلا کم کم جادو نے چھینٹا آب دمیدۂ سحر کا مارا شعلہ فرو ہوا اور دانۂ مروارید جوڑے سے نکالکر اب جو کھینچکر مارتی ہی تو سینہ پر ہفت اندام جادو کے پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور ہفت اندام جادو ہمہ تن شعلہ بنکر پھر ملکہ کم کم جادو کی طرف چلا وہ طائر جو انکے سر پر سایہ افگن تھا جس سمت مروارید ملکہ کے ہاتھ آیا تھا یہ اُچک کر گیا اور دانہ منقار میں دبا کر سامنے ملکہ کے آیا اودھر ملکہ نے نوک زبان میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور ایک چھینٹا جو اُس شعلہ پر مارتی ہی وہ شعلہ تھرایا اور بھڑک کر فرو ہوگیا اس شعلہ کے فرو ہوتے ہی ایک غول طائران سبز رنگ کا زمین پر گر کر بیجان ہوگیا اب ملکہ کم کم جادو پیکر دوم کی طرف متوجہ ہوئی اور ریسمّا اسکو خیال پیدا ہوا جتنے عرصہ میں اسکے ساتوں پیکروں کو جلاؤنگی فوج طائران طلسمی ہزارہا آدمیوں کو ہلاک کر ڈالے گی اُس طائر سے اشارہ کیا تو طائران طلسمی کی جھپٹے اور میں ہفت اندام جادو سے مقابلہ کرتی ہوں چنانچہ وہ طائر اڑکر غول میں طائران سرخ کے آیا اور پروں کو اپنے حرکت دی دیکھا کہ ہزارہا شرارے اُسکے پروں سے نکلے اور لالوں پر گرنا شروع ہوے اور لعل مانند طائران آتشبازی کے جلکر خاک ہونے لگے اودھر ملکہ قریب پیکر دوم کے پہونچیں اور دانۂ مروارید کھینچ مارا وہ ہفت اندام جادو پر پڑا پیکر دوم بھی ہمہ تن جلکر خاک ہوا اودھر طائر نے لعلوں کا خاتمہ کیا اور دانہ مروارید اُٹھا کر ملکہ کی خدمت میں حاضر کیا اب ملکہ تیسرے پیکر کی طرف متوجہ ہوئیں جہاں غرابوں کا مجمع تھا طائر نے غرابوں پر شرر باری کرنا شروع کی اور ملکہ سامنے پیکر سوم کے پہونچیں اُسنے بھی ترنج سحر ملکہ پر مارا ملکہ نے ترنج کو رد کر کے دانہ مروارید کھینچکر مارا یہ پیکر بھی جلکر خاک ہوا اودھر طائر کی شرر باری سے غراب جلکر خاک ہوے جانور نے پھر موتی لاکر ملکہ کو دیا ملکہ پیکر چہارم کی طرف متوجہ ہوئی اور طائر شرر بار طائران زرد رنگ کی طرف چلا اس پیکر نے بھی کئی حربے سحر کے کیے مگر ملکہ نے رد کر کے دانہ مروارید مارا بس یہ جلکر خاک ہوا اور طائر شرر بار کی شعلہ افشانی سے غول جانوران زرد رنگ کا زمین پر گر کر ہلاک ہوا اسی طرح پیکر پنجم کو بھی جلا کر خاک کیا اور نوبت پیکر ششم کی آئی اس پیکر سے نوبت سخت مقابلہ کی آئی کئی حربہ سحر کے چلے ازانجملہ ہفت پیکر نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ کم کم پر مارا ناریل قریب ملکہ کو پہونچکر شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب ملکہ چلا ملکہ نے بھی ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھر آیا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر میں وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن میں گلگوں پوش تھا لالہ جام بکف ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار میں پریشانی نرگس سنبھالا گویا چشم فتان میں حیرانی کلیاں چمنستان میں کھلتی جاتی تھیں تبسم گلرخان

عالم تھا بہار دکھا رہی تھیں انجم
آیا انہیں لب ستان کھتی سوسن

تھے سبز جو ہر طرف شقائق
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن

گل پیرہنوں پہ تھے وہ فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین

ملتا ہی نہین دماغ تزئین
بلبل نہ تھی جھون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اُس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالۂ باغ بے مثالی
بنیاد مکان گلکاری

شاخین تھین بنازکی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
وہ چشم و چراغ بے مثالی
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس

ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھے اس چمن مین گلفام
کیا حسن فروشی کا رواں تھا
شمشاد و ریاض کامگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ہفت پیکر اس بہار رخ پری رخسار حسن محبوب فتنہ بزم و ستمگر دیکھکر دیوانہ ہوا عقل وادراک سے بیگانہ ہوا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بحالت مجنونانہ سمت چمنستان چلا ہوا سے سحر جو اسکے دماغ مین لگی فوراً بیہوش و مدہوش ہونے لگا چونکہ ساحر زبردست ہے اور چند الواح جمشیدی کے اسکے پاس ہین اس باعث سے جیسے ہی یہ چمنستان سحر کی طرف چلا تھا اور بیہوش ہونے لگا تھا ویسے ہی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اُسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ہفت پیکر کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ شہریار آپ کہان جاتے ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہے یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر اور غازۂ سحر آستین سے ایکر ہفت پیکر کے منہ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اُس تیرہ رو پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہوئی اُسنے چاہا کہ مین بھی کوئی کرشمہ اپنی افسونگری کا دکھاؤن ملکہ کم کم جادو نے منتر پڑھا اسم سحر پڑھکر دستک دی ایک ٹکڑا ابر سرخ پیدا ہوا اور اسقدر جلد تمام اُس گلشن سحر پر چھا گیا اور آستین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال جنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ یاسمن گل ولالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ آتش بار ہوا تن شاہد بہار پر رنگ جسم بیمار زرد و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقہ گل مثل خاطر عشاق جلی بقول شخصے بیت واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ نالون سے لگی سارا گلستان جل گیا + ہرچند ہفت پیکر جادو نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے اور کوئی دقیقہ سحر کا باقی نہ رکھا مگر ایک نہ چلی اُس آتش سوزان سے نخل حیات اُسکا کسی طرح نہ بچ سکا مثل سرو آتشبازی سیکڑون جل کر خاک ہو گیا ادھر طائر نے تیر افشانی کرکے تمام طائرون کا خاتمہ کر دیا اب ملکہ کم کم جادو پیکر ہفتم کی طرف چلی اور طائر سحر ربا طاؤس ان زرین بال کی طرف متوجہ ہوا دیکھا اس پیکر ہفتم نے کہ اب سفر نہین سامان مرگ مہیا ہو چکا ہے اُسنے فرار پر تیسرا اپنا اور طاؤس بھی بخوف طائر سحر ربا بھاگ کر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلے اور ملکہ کم کم جادو تعاقب مین اُسکے روانہ ہوئین ملکہ کے تنہا جانے پر بادشاہ اسلام کو تردد ہوا یہ بھی تمام لشکر کو لیکر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلتے ہین

اب تتمہ حال قلعۂ ہفت رنگ کا اور وہان کے جنگ وجدال کی

اندھیرا ابروون سے دونون ہلال کرے

سرمہ لگا کے جادو دکھلاتی ہیں وہ آنکھیں
آفت ہیں یہ نہ جانو شرماتی ہیں وہ آنکھیں
راتون کو نیند اُڑا کر تڑپاتی ہیں وہ آنکھیں
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہیں وہ آنکھیں
مجنون سے بھی ہیں وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہیں گیسوؤن مین گالون کا اُسکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہیں پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن
ناقص ہیں آشکارا اپنا کمال کرتے

آئے اگر غزال ملک تتار نہ چینی
کاکل سے چھوٹے کیونکر حسن نشانہ بینی
ہوئے شکار تیری آنکھون کے وہ یقینی
ہمیا یہ ہے دنبالی بندوق سے وہ بینی
چھرون کا کام زورے قاتل کا خال کرتے

آئے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شب بو کا شب کور دشمن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

تکتا ہے تمکو پیہم آئینہ سامنے سے
اُٹھتا ہے شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
سرکائیں کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہیں ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

دشوار ہے لبون تک شکوہ کی بات آنی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
میری زبان نہیں ہے آگاہ لحن نرالی
کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
تنہا جو درد بھی نوش زلال کرتے

ہے اختلاج تجھ سے اب ہون مین سخت عاری
کیا کیجئے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوش بیقراری
فرقت کی شب ہیں سنتا باتیں جو دل تمہاری
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آنے جانے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر بیمار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

ہیں بر زبان دل کو الفت کے حرف آتش
کس رنج و غم سے مین نے کی عمر صرف آتش
گرمی سخن کی تیری کرتی ہے برف آتش
ہمسے زیادہ پیتا اگر تا وہ ظرف آتش
مستی جو میری صرف ظرف کلال کرتے

راویان سخن گستر و حاکیان معنی پرور اس داستان شوکت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ جب ہفت پیکر جادو نے فرار اختیار کیا تو ملکہ [illegible] جادو نے اسکا تعاقب کیا بادشاہ اسلام نے ملکہ کو تنہا جاتے دیکھکر تمام لشکر کو ہمراہ لے کے خود بھی

قلعہ ہفت رنگ کا رخ کیا ہی

لیکن اول حال ہفت اندام جادو کا بیان کیا جاتا ہی

ایمنبو قسمت یہ شکست خوردہ قریب قلعہ ہفت رنگ کے پہونچا دیکھا اُسنے تمام قلعہ تباہ و برباد ہوگیا ہی چھ گنبد اُسکے مٹ گئے ہین صرف ایک گنبد طاؤسی رنگ باقی ہی بس یہ فوراً مع طاؤسان زرین بال کے داخل گنبد طاؤسی رنگ ہوا اور راستہ گنبد کا مسدود کردیا اور ایک پوشیدہ راستے سے جوکہ گنبد کے اندر سے واقع تھا اور نظر مردم سے پنہان تھا اُس چور دروازہ کے راستہ ہوم خانہ جمشیدی کی جانب روانہ ہوا یہان ملکہ کم کم جادو جو آکر پہونچین دیکھا انھون نے چھون مرحلے شکست ہین صرف گنبد طاؤسی باقی ہے بس یہ حال دیکھتے ہی ملکہ نے رخ اپنا سامنے گنبد طاؤسی کے برپا کیا اتنے عرصہ مین دیکھا کہ بادشاہ اسلام بھی مع فوج ظفر پیکر کے آپہونچے ہین بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ کیا ارادہ ہی تمھارا ملکہ کم کم جادو نے عرض کی ای شہریار ذی وقار قصد تو میرا یہ تھا کہ مین آج ہی اس جنگ کا خاتمہ کردون مگر معلوم ہوا قضا اس ہفت اندام ملعون کی ابھی نہین ہی ہرچند اس گنبد کا شکست کردینا کچھ بڑی بات نہین ہی مگر انجام پر خیال کرنا چاہیے بعد اسکے معلوم نہین کس کس مصیبت کا سامنا ہو کیونکہ ہفت اندام جادو ساحر زبردست ہی واللہ اعلم کیا کیا آفت برپا کرے لہذا اپنی حفاظت بھی مقدم ہی اور چونکہ یہ لڑائی آخری ہی اسمین بڑی بڑی سختیان پیش آئینگی بس آج شب بھر مین بتن انتظام اپنی حفاظت کا کرون کل صبح کو حضور تماشا میری جنگ کا ملاحظہ فرمائینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ تمنے چھ حصے لڑائی فتح کرلی ہی خدا تمکو آخری جنگ مین بھی مظفر و منصور کرے ملکہ کم کم جادو نے عرض کی ای شہریار ابھی چھ حصے لڑائی باقی ہی صرف ایک حصہ ختم ہوئی ہی کیونکہ جو پیکر قتل ہوے ہین وہ نقلی تھے اور یہ پیکر اصلی ہی جبکہ یہی باقی رہی تو دوبارہ ایسے چھ پیکر کیا بہت سے پیکر بنا سکتا ہی غرضکہ دونون عاشق و معشوق یہ باتین کرتے ہوے ایک خیمہ مین آکے بیٹھے کچھ دیر باتین راز و نیاز کی ہوتی رہین بعد اسکے ملکہ نے عرض کی ای شہریار اب رخصت ہوتی ہون مجکو آج ہی شب بھر مین بہت کچھ کرنا ہی بموجب مصرعہ شب کوتاہ و قصہ بسیار ست + بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد القصہ ادھر بادشاہ اسلام اپنے خوابگاہ مین تشریف لائے ادھر ملکہ کم کم جادو اپنے ہوم خانہ مین رونق افروز ہوئین اور اسباب سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین جسکا حال آگے ظاہر ہوگا

اب اول حال ہفت اندام جادو کا عرض کیا جاتا ہی

یہ جو ہوم خانہ جمشیدی مین پہونچا تو اسنے بھی بیٹھکر کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور تا صبح

مصروف سحر خوانی رہا جبکہ ساحرۂ شب نے اپنی مشعل آتشین انجم کو سرد کیا اور بازار افسون خوان
نجوم خانۂ زنگاری گرم ہوا یعنی رات تمام ہوئی اور نیر اعظم نے گنبد جادوئے چشم تخت زبرجدی پر
جلوس کیا اسوقت ہفت اندام جادو نے اپنے اسم سحر کو تمام کیا دیکھا دیوار ہوم خانہ
کی شق ہوئی اور ایک دیو مہیب اسکے سامنے آیا اور کہا کیا حکم ہوتا ہے اسنے اشارہ بیٹھ جانیکا
کیا دیو بیٹھ گیا اسنے چند دانہ ماش کے پڑھکر اسپر مارے دیو نے اپنا منہ کھول دیا ہفت اندام
جادو اسکے منہ مین کود پڑا اب بجائے ہفت اندام جادو وہ دیو اس ہوم خانہ سے
باہر آیا اور جانب گنبد طاؤسی روانہ ہوا ادھر ملکہ کمر جادو نے بھی تمام رات سحر خوانی
کی ترتیب صبح اپنے اسم سحر کو تمام کیا اور روشنک دی دیکھا تو ایک تارہ سا چمک کر گرا اور زمین پر
غلطک مارکے ہیئت انسانی پیدا کی اور ایک جوان حسین اور طرحدار بنکر یہ سامنے آیا
ملکہ نے اس سے پوچھا بتا ہفت اندام جادو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے اسنے بیان کیا
ہوم خانۂ جمشیدی سے اپنے ہمزاد کے شکم مین پوشیدہ ہو کر گنبد طاؤسی کی طرف روانہ
ہوا ہے کیا کیا ارادہ ہے اسکا کہا وہ ہمزاد صورت دیو مین ہے یقین ہے تمام لشکر بادشاہ اسلام
کو کھا جائیگا اور کوئی حربہ اس دیو پر اثر نکریگا جبتک ہفت اندام جادو قتل نہوا ور
ہفت اندام جادو کا قتل ہونا بدون قتل دیو ممکن نہین یہ کیفیت سنکے ملکہ نہایت متردد
ہوئین اور کچھ دیر تک سر زانوئے تفکر پر دھرکے سوچا کین بعد تھوڑی دیر کے اس جوان
کی طرف مخاطب ہو کر کہا تو اس دیو سے لڑسکتا ہے اسنے کہا مین اسکے پاس جا سکتا ہون
مگر نتیجہ کچھ نہوگا ملکہ نے کہا خیر دیکھا جائیگا یہ فرما کر دانۂ مروارید نکالکر اس جوان کو دیا اور
کہا جسوقت مین تجھے طلب کرون اسوقت آنا اور وہین دیو مین کو دیکھا تو بھی اسی مقام پر
پہونچ جائیگا جہان ہفت اندام ہے جسوقت تیری نظر ہفت اندام جادو پر پڑے فورًا
اس دانۂ مروارید کو اسکے سر پر مارنا اگر دانہ پڑ گیا تو تیر شہاب کا کام کریگا اور اگر وار تیرا
خالی گیا تو پھر وہ بچکر نکل جائیگا اور کوئی آفت تازہ ولائیگا وہ جوان دانۂ مروارید ہاتھ
مین لیکر نظرون سے غائب ہو گیا یہان ملکہ کمر جادو نے شیشۂ آب دمیدہ سحر لیا
[illegible] خدمت مین بادشاہ اسلام کی روانہ ہوئی اب یہ وقت تھا کہ ستارے غروب ہوتے
جاتے تھے شمعین جھلملا رہی تھی قندیل ماہ پر سفیدی آگئی تھی آثار سحر نمودار تھے بادشاہ اسلام
نماز سحری سے فراغت حاصل کرکے ورد وظائف مین مشغول تھے کہ آمد ملکہ کی معلوم ہوئی
پانچون بادشاہ سلامت وظیفہ پڑھتے ہوئے مسجد کے پاس سے باہر آئے دیکھا ملکہ ایک شیشہ
ہاتھ مین لیے چلی آتی ہین اور سر پر وہی طائر زرین بال سایہ فگن ہے بادشاہ نے وظیفہ کو
تمام کیا اور فرمایا کہ ملکہ کیا ارادہ ہے عرض کی طبل جنگ بجوائیے غرض اسیوقت کوس زرین
چوب پڑی اور آوازہ نقارہ کی گرجی نظم جو آوازہ تھا [illegible] + سرافیل صور قیامت دمید
تو گوئی ازان طبل اسکندری ست + کز آوازہ او گوش گردون کر است + صدائے نقارہ سے زمین و زمان
مین زلزلہ ہوا اہل لشکر کو حال معلوم ہوا سب اپنی درستی سامان جنگ مین مصروف

حاجت ہی نہو گی یہ کہتا ہوا وہ جوان جبین جم سے دہن میں دیو مہیب کے کود پڑا لیکن تفضلے کار و اتفاقات
روزگار یا یون اسکا سر یہ ہفت اندام جادو کے پڑا اور ہفت اندام جادو رعنائے جادو
کے پہونچنے سے باخبر ہو گیا تھا قبل اسکے کہ رعنائے جادو کوئی حملہ کرے ہفت اندام جادو
نے معاً شکم دیو کو چاک کیا اور باہر شکم کے نکل آیا اور ایک ترنج سحر مارا رعنائے جادو اور دیو
دونون جلکر خاک ہو گئے بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام کے کھڑے ہوئے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے اور ملکہ کی ہمت وجرأت پر تحسین وآفرین کر رہے تھے وہان طائر شرر فشان
جھپٹ کر دانہ مروارید اٹھانے چلا ہفت اندام جادو نے دیکھا کہ مراد ضائع ہوا چاہتا ہے
بس اسنے ایک طائر سحر نکالکر پھینکا وہ بھی کتندے سے جوڑ کر دانہ مروارید کی طرف چلا دونون
طائر قریب دانہ کے پہونچے اور ان دونون مین پر چلنے لگے کبھی یہ قصد کرتا تھا کہ دانہ اٹھاؤن
تو وہ اسکو پر مار کر ہٹا دیتا تھا کبھی وہ قصد کرتا تھا مین دانہ اٹھاؤن تو یہ اسکو پر مار کر ہٹا دیتا تھا
کوئی غالب ومغلوب نہوتا تھا دونون مین برابر پرون کی چوٹین چل رہی تھین ادھر تو د
دونون طائر آپسمین گتھے ہوئے تھے ادھر ملکہ گم گم جادو نے ہفت اندام جادو کو للکا
را او نمک حرام تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا قضا تیری
دامنگیر اور اجل گریبان گیر ہے ہفت اندام جادو نے کہا اے ملکہ یہ میرا ہی کام تھا کہ اسنے
دونون تک تمہارا مقابلہ کیا ورنہ دوسرا ساحر کیا دم واعیہ رکھتا تھا کہ تم سے مقابلہ کرے مگر خیر
یہ سحر میرا آخری ہے اسکی بھی کیفیت دیکھو یہ کہکر اسنے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم
پڑھکر زمین پر مارا دیکھا کہ ایک زلزلہ ہوا اور زمین شق ہوئی اور ایک پتلی چھوٹا سا گلدستہ ہاتھ
مین لیے ہوئے پیدا ہوئی اور آتے ہی اسنے گلدستہ کو زمین مین نصب کر دیا دوسرے ہاتھ مین اسکے
پنکھیا تھی اُس سے گلدستہ کو ہوا دینا شروع کی یہ معلوم ہوا نسیم بہار چلی اور پنکھڑیان گلدستہ
کی گرنے لگین اور ہر پنکھڑی نے ہیئت انسانی پیدا کی اور تیغ بکف ملکہ گم گم جادو کی طرف
چلی آن واحد مین ہزارہا زنان تیغ زن پیدا ہو گئین اور ملکہ پر حملہ آور ہوئین یہ رنگ دیکھتے ہی ملکہ
نے اپنے تخت پر سے گلدستۂ زعفرانی وارغوانی اٹھایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر دے مارا وہ گلدستہ
ٹوٹ کر پنکھڑیان اسکی بکھرین اور کشت زعفرانی تیار ہوئی جسقدر جادوگرنیان بارادۂ قتل ملکہ
تیغ بکف چلی تھین اُس زعفران زار کی طرف متوجہ ہوئین اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو ہو کر گرنے
لگین اور ہفت اندام جادو بھی اُس کشت زعفران کو دیکھکر مست وبیخود ہوا اب ملکہ
قریب اُس پتلی کے آئین جسنے گلدستہ نصب کیا تھا اور پنکھیا سے ہوا دے رہی تھی ملکہ نے
آتے ہی ایک ترنج سحر اسپر مارا وہ پتلی ہمہ تن شعلہ بنی اور شعلہ بنکر گلدستہ پر گری اور گلدستہ کو
لپیٹ کر اب اُن عورتون پر آ گری جو عالم مستی وبیہوشی مین جھوم رہی تھین گرتے ہی سب کو
جلا کر خاک کر دیا ادھر طائر شرر فشان نے اپنے پرون کی شرر افشانی سے ہفت اندام جادو
کے طائر سحر کو جلا کر خاک کر دیا اور دانہ مروارید لیکر خدمت مین ملکہ کی آیا ملکہ نے
دانہ ہاتھ مین لیکر ہفت اندام جادو کو آواز دی کہ اے اب ہوشیار ہو جا کہ جام عمر تیرا

لبریز ہو چکا ہے یہ کہکر جا بجا پتی نفیس دانہ مروارید اٹھا کر اسپر مارین کہ ہفت اندام جادو نے جلدی
تلوار اپنے سر پر رکھکر کھینچ لی اور خون گلو جلو مین لیکر ملکہ پر مارا کہ وہ خون ہمہ تن شعلہ بنکر ملکہ کیطرف
چلا طایر شرر فشان نے اس شعلہ کو آتے دیکھکر جھٹکے ایک پر مارا کہ اسے افسردہ کردون
لیکن وہ شعلہ شعلہ قضا تھا طایر بھی ہمہ تن شعلہ ہو کر خاک ہوا اور ادھر ہفت اندام جادو
اپنی ہاتھ سے زخمی ہو کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا بس ملکہ کم کم جادو نے یہ سمجھکر کہ قضا اسکی
لیا اس دانہ مروارید کے نہین ہے اب ایڑیان رگڑوانے سے کیا فائدہ ہے یہ خیال کر کے دو دانہ
اٹھا کر سینہ پر ہفت اندام جادو کے مارا دانہ مروارید نے مانند تیر شہاب کے گر کر جلا کے
خاک کر دیا بس اسکا جلنا تھا کہ آندھی سیاہ چلنے لگی برف باری سنگباری ہونے لگی شعلے
مانند برق کے بالاے ہوا سے زمین پر گرتے تھے ایک ہنگامہ حشر برپا تھا دیر تک یہ ہنگامہ برپا
رہا آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من ہفت اندام جادو و بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا لاش ہفت اندام جادو
کی پڑی ہے اور بجاے قلعہ ہفت رنگ کے ایک ایوان سیلے قائم ہے ملکہ کم کم جادو خدمت
بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئین اور تسلیم بجا لائین بادشاہ حجاہ نے نہایت تعریف و توصیف
کی کہ ملکہ تمنے وہ کار نمایان کیا ہے جو دوسرا نہین کر سکتا سبحان اللہ صد آفرین تمھاری ہمت و جرأت
پر واہ کیا کہنا ہے اور صفت و ثنا کر کے ارشاد فرمایا ملکہ قلعہ ہفت رنگ تو ٹوٹ گیا مگر یہ
قصر عالیشان کیسا نظر آتا ہے کیا کوئی مرحلہ ابھی باقی ہے ملکہ نے عرض کیا جہان تک قلعہ تھا وہین
تک مرحلہ تھا اب یہ ایوان اصلی یعنی یہ مکان میرے باپ کے رہنے کا محل شاہی ہے حضور
تشریف لیچلین اور اس مکان کی بھی سیر کرین قابل دید ہے اور یہ باب مہمانی اس کنیز کی قبول فرمائین

رواق منظر چشم من آشیانہ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
آرزو دارم کہ خاک آن قدم | توتیاے چشم دارم دمبدم

یہ سنکر بادشاہ اس ایوان کی طرف متوجہ ہوے اور ملکہ
کم کم جادو کے ہمراہ داخل ایوان شاہی ہوے دیکھا مکان کیا ہے بجاے خود ایک
قلعہ ہے برج و بارہ وغیرہ اسکی نہایت مستحکم و رفیع گرد و پیش کے قصر و ایوان عالیشان و وسیع
خاص بادشاہ یعنی ملکہ کے باپ کے رہنے کا مکان تو نہایت ہی عالیشان ہے سنگ مرمر کے
ستون ایک ڈال ترشے ہوے چھتین منقش و مینا کاری سے آراستہ نقش و نگار سے
ارژنگ چین کو شرماتا تھا اسے نہ پے صفاے عمارت کرد نمایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار
قصر شاہی فرش و فروش و شیشہ آلات سے سجا ہوا چھت پر دے مکلف لگے ہوے
[illegible] اسکا آئینہ و کرسی و کل سامان آرائش سے آراستہ و پیراستہ زیر قصر شاہی
خانہ باغ نہایت پر فضا و فرحت افزا ہواے سرد چل رہی ہے باد صبا کی اٹکھیلیان طایران
خوشنوا کی زمزمہ سرائی گل و ریاحین کی رعنائی و زیبائی نخل پھولون سے لدے ہوے
جا بجا پھولون کے انبار نخل سرسبز و شاداب اپنی اپنی بہار دکھا رہے ہین شاخون کا
پیچ و خم برگہاے سبز زمرد ریحانی کا رنگ دکھاتے ہین دمبدم جھونکے ہواے سرد کے آتے ہین

دسانے نہر میں فوارے سے لگے ہوئے قطرات آب نایاب جابجا سے ٹپک رہے ہیں صاف ظاہر ہے کہ بارش مروارید ہو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پر جوش گل ہے جانوروں میں غل ہے غنچوں کی چٹک پھولوں کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر وہ نزہت اسکی کہ ہے نور دیدۂ یعقوب
وہ نکہت اسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر روش روش ہے صبا کا چمن میں دورہ کہ پھول پھولے سماتے نہیں کثیر کثیر

ارون میں غنچوں کی کس منھ سے تاک جھانک بیان
کہ تھے وہ رختہ ہر برگ و شاخ گل سے بعید

ثمر یہ تاک میں غلمان کے داشت رضوان کا
عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
چمن کی خاک میں خاک شفا تھی یا اکسیر

صدائے آب رواں میں جلترنگ تھی صاف
دہان گل میں صبا بنگئی تھی صوت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس میں
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر

دبلے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر

وہ چہچے تھے کہ سکتہ تھا مرغ سدرہ کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

بعد عرصۂ دراز جو بادشاہ جہاہ نے یہ کیفیت سبزہ زار دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلو سے گل میں چہچے کرتے دیکھا اپنی گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ کم کم جادو کا تصور بندھ گیا اسکے وصل کی تمنا میں خود بخود طبیعت بھر آئی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہوئے اشعار

یوں مٹے عشق میں دل خاک میں ملجائے شباب
ہائے دل سے نکلتا ہی کبھی ہائے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہو مرا یار کے ساتھ
جلد رخصت لیے دیتا ہوں نہ گھبرائے شباب

پڑ گئی جب نظر لطف جوان کر دیگی
عاشق پیر کو تیرے نہیں پروائے شباب

کیا خوشی ہم کو ہوئی دیکھ کے روئے شب وصل
پھر جوان ہو گئے بر آئی تمنائے شباب

رنگ لایا کیے پیرانہ سری کیا حاصل
کم نماؤں سے ہوا ہے کوئی سودائے شباب

ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کی طرح
ہو گیا دیکھتے میں دنگ تماشائے شباب

دور یوسف میں زلیخا ہی ہوئی ایک جوان
خود لاکھوں کے ترے عہد میں کر آئے شباب

مبتلا دل کو کہیں عہد جوانی نہ کرے
روز کہتا ہوں کہ آفت نہ کوئی لائے شباب

نزہا سر میں کوئی ہوس سیہ اور پیری
یک بہ یک کیا ہوئے سب انجمن آرائے شباب

حق جو کچھ رہ گئے ہیں پیر مغان کے باقی
تجھے وہ بھی ادا ابھی جو ملجائے شباب

میں بھی ہوں عہد جوانی کے بخس میں تباہ
فلک پیر اکیلا نہیں جو یائے شباب

پیر ہو جاتا ہے جنت میں جوان سنتے تھے
ہم تو اس شوخ کے کوچے میں گنوا آئے شباب

صدقے سوجی سے میں آمد پہ جوانی کی جلال
فرش رہ دیدہ و دل سر پہ مرے آئے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار حسرت آثار پڑھے کہ عیار نے جو پشت پر کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا تھا عرض کیا اے شہریار حضور کے کلام میں کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ نیر دلدوز جگر پر سوز کو

برماتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے براے خدا ضبط فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہے ہر تیغ کے واسطے سپر مقرر ہے اسی اثنا مین ملکہ گم جادو جو اہتمام دعوت بادشاہ مین مصروف تھی بغیر انتظام کنان مضطرب آنکلین دیکھا شہنشاہ مجاہ سیر باغ مین مصروف ہین تماشاے گل و ریاحین فرمارہے ہین ملکہ نے عرض کیا حضور اب تشریف لیچلین دار الامارۃ شاہی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت بخشین غرضکہ ملکہ گم جادو نے نہایت کر و فر سے لاکر داخل دار الامارۃ شاہی کیا تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے بادشاہ نے فرمایا ملکہ گم جادو ہمکو پروردگار نے براے تاج بخشی خلق فرمایا ہے یہ تخت سلطنت تمکو مبارک ہو تم ہی اسکی مستحق ہو یہ فرماکر ملکہ کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین و رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا ایک مہ جبین طناز نے بعد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست

سیر جنت خوب رضوان جب مجھے دکھلا چکا
تب تامل منہ سے نکلا ہائے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہے ابروے دوست

آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر سرو کو
کیا کیا یاد آتا ہے قد دلجوے دوست

دل سے بہتر دستنی یاقوت و گوہر مین نہین
نورتن کیا ہے نگین ہین قابل بازوے دوست

آہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہے محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست

عشق وہ شی ہے کہ تصویر مین بھی کرتا ہے اثر
جاے دل سینے مین ہے در رکھنے کے سوے دوست

یعنی کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہے ضرور
کوئی محو روے جانان کوئی جو کوے دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جب ہم چمن سے بوے دوست

ہے ذرا معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہے بوے دوست

قسمت اپنی اپنی ہے کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہم پہلوے ہجران دل ہے ہم پہلوے دوست

دال زیبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہے یہین تکیہ بجاے تکیۂ پہلوے دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کی سے ہے شکار
صید کیا صیاد افگن ہوگئے آہوے دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا تو قصہ کیا ضرور
ہے بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست

خاکساران کو نشیب و آرزو و [illegible] کار ہے
نورتن سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست

چاہیے قاتل زبان چاک تن [illegible]
ہے وہ پہلو ہے کہ جو ہونا تھا ہم پہلوے دوست

سچ تو یہ ہے مرگ عاشق کے نصیب [illegible]
چشم مصروف نظارہ سر تو زانوے دوست

[illegible] چشم تر آلودگی ہین [illegible]
اس طرف بس جا نہین افسانہ جادوے دوست

ان [illegible] تو نکتہ چاہیے
چلتے چلتے اک نظر بھر دیکھ لین ہم روے دوست

اس رنگ [illegible] نازنین نے [illegible] تمثال سے اس غزل کو گایا کہ بادشاہ مجاہ اور تمام حاضرین محفل سب دنگ ہوگئے ہر ایک پر عالم محویت طاری تھا سیل سرشک چشم تر سے

جاری تھا ہر جانب سے تحسین و آفرین کا آوازہ بلند تھا تحسین وہاں درود مسند تھا غرضکہ چند جزیں گا کے یہ طائفہ بدلا گیا دوسری دلآرام نازک اندام پری چہرہ گلفام محفل میں حاضر ہوئی اور مجرا کر کے اُسنے بھی اسی طرح میں اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

تار تار پیرہن میں بس سمائی ہے بوے دوست
شکل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے کوئی
حُسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہوگئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اُترے نہیں گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی سے دکھا یا روے دوست

واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ رتبہ دیا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

دو میںنگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلواروں میں شل ہوجائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں تکیہ تھا یا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اڑا لی ہے ہوا سے تند خاک کوے دوست

اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل ہوا شیشہ سے نازک دل سے نازک خوے دوست

اس پری پیکر شعلہ رخسار نے اس غزل کو اس انداز و لفریب سے تتا بتا کے گایا کہ ہر ایک شخص بے اختیار خود فراموش ششدر ہوگیا محو نظارۂ جمال مطربۂ زہرہ جبین تھا کوئی عاشق چوٹ کھائے ہوے مضمون اشعار عاشقانہ کی تاثیر سے عالم سکوت میں نقش دیوار تھا بلکہ تمام صحبت پر از حیرت کا رنگ چھا ہوا تھا ہر شخص کلیجہ ہاتھ سے تھامے آنسو جاری دل پر کیفیت بیقراری طاری جسنے سُنا غش ہوگیا الحاصل دو پہر رات گئے تک اسی طرح تبدیل بدل طائفون کی رہی ہر ایک مہ جبین نے اپنا اپنا کمال ظاہر کر کے اہل محفل کو لبھایا ملکہ گم کم جادو نے حکم دیا اب جلسہ برخاست کیا جائے رات زیادہ آگئی ہے خاصہ کا وقت ٹل جانے سے طبیعت کی بے لطفی کا خیال ہے یہ کہکے حکم دیا خاصہ لاؤ حسب الحکم کار پردازان سلیقہ شعار نے لا کر خاصہ چن دیا ملکہ نے بادشاہ جمجاہ کے حضور میں دست بستہ عرض کیا حضور خاصہ تناول فرمائیں اس کنیز کی آبرو بڑھائیں چنانچہ بادشاہ عالیجاہ نے مع تمام سرداران ذی وقار و مصاحبان جان نثار خاصہ نوش جان فرمایا دسترخوان کی آراستگی کا کیا مذکور کیا جائے دسترخوان کیا تھا گویا مائدۂ نعمت کے طعامہاے لذیذ و نفیس سے تختہ گلزار کھلا ہوا تھا بعد تناول طعام صحبت مینوشی منعقد ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق جام و صراحی لیکر حاضر ہوے کل اہل محفل کو مخطوظ کیا اور پیمانہ مے گلفام گردش میں رہا تھوڑی دیر کے بعد یہ صحبت بھی برخاست ہوئی اور ہر ایک شخص نے اپنے اپنے مقام قیام پر جاکر آرام فرمایا لیکن دوسرا راوی اسطرح بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام نے ملکہ گم کم جادو کی دعوت کو اس شرط پر قبول کیا کہ جسوقت میرے ملازمین زندان طلسم سے رہا ہوکر مجھسے ملینگے اسوقت میں تمھاری دعوت بسر و چشم قبول و منظور کرونگا ملکہ نے عرض کیا آپ پریشان نہوں میں ایک روز میں جاکر سب کو رہا کرالاؤنگی فرمایا بہت عمدہ کیونکر رہائی ہوگی پس اسنے اسیوقت قلم دوات طلب کیا اور ایک پروانہ بنام ملکہ زرنفیس شاہ تنکش جادو کے تحریر کیا

مضمون نامہ یہ تھا اے زرلقیین سیہ گلو نمک حرام تونے رفاقت ہماری ترک کی اور اطاعت
ہمارے ملازم کی اختیار کی متابعت گردون سفلہ پروری کی لیکن یہ یاد رکھ ہمیشہ نمک حراموں کا انجام
دنیا و عقبیٰ دونوں مین خراب ہوتا ہے ع نتیجہ کار بد کا کار بد ہے + ہفت اندام جادو جسکے بھروسے
پر تونے ہمسے روگردانی کی اور ہماری مخالفت کرکے اطاعت اُس کور نمک کی اختیار کی آج لاش
اُسکی اسی قلعہ ہفت رنگ مین کہ جسمین وہ حکومت کرتا تھا خاک مذلت پر پڑی ہے اور گوشت
اُسکا طعمہ زاغ و زغن ہو رہا ہے لہذا یہی انجام اپنا بھی سمجھ لے تیری قوت ہفت اندام جادو سے
بڑھکر نہین ہے تو ایک روز کی میدانداری کی بھی طاقت نہین رکھتی ہے مین ایک روز مین گنبد صد چاک کا
محاصرہ کرکے قیدیوں کو چھڑا لونگی اور پھر میرے ہاتھ سے تیرا بچنا اور جانبر ہونا محال ہے اور سخت
دشواری تجھکو درپیش ہوگی ہر چند خطا تیری قابل عفو نہین ہے لیکن اگر تو ملازمان بادشاہ کو
بعزت و تکریم لیکر حاضر ہو اور عفو جرائم کی امیدواری ظاہر کرے تو ما بدولت و اقبال از راہ
ملازم پروری تیری خطا سے درگذر کرکے عفو تقصیر کردینگے آیندہ جو تیری قسمت مین ہے اُسے
مین نہین جانتی تو جان اور تیرا کام یہ خوب سمجھ لے نتیجہ تیری اس برگشتگی کا اچھا نہوگا اور
بہت ذلت و خواری کے ساتھ میرے ہاتھ سے قتل ہوکر اپنے اعمال کی سزا پائیگی یہ
نامہ ملفوف کرکے ایک کنیز کو دیا وہ لیکر جانب صد چاک روانہ ہوئی اب ملکہ کُرم جادو
تو انتظار جواب مین بیٹھی ہے

لیکن حال اُس کنیز کا سُنیے

کہ جس وقت وہ نامہ لیے زیر گنبد صد چاک پہونچی آواز دی او مردار زرلقیین شانہ کش
آگاہ ہو پیغام تیری قضا کا پہونچا مین نامہ دار ملکہ کُرم جادو جسوقت یہ آواز قہر و غضب
گنبد مین آئی اور کان مین زرلقیین شانہ کش کے پہونچی یہ فرط خوف سے تھرا گئی
اور گنبد کے باہر آئی اُس کنیز کا استقبال کرکے اندر گنبد کے لیگئی اور نامہ ملکہ کا سر پر
رکھا مراسم تعظیم و تکریم بجا لائی اور نامہ کو پڑھکر مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی سوچی اگر
[illegible] مقابلہ کیا تو ملکہ کے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہے بس ایسی حالت مین
بغیر فریب کے چارۂ کار نہین ہے بس اسنے جواب نامہ بطور عریضہ کے تحریر کیا کہ ای
ملکۂ آفاق کیا خوب حضور نے قدر دانی فرمائی ہے یہ اُسکا صلہ ہے جو اسوقت تک آپکے
قیدیوں کو بحفاظت رکھا اگر میرے مقام پر دوسرا ہوتا تو انکی حفاظت نگہبانی ہرگز ہو سکتی
اور یہ لوگ کب کے قتل ہوگئے ہوتے انصاف کیجیے اگر مین ہفت اندام جادو سے مقابلہ
کرتی اور اُس سے مخالفت کرلیتی تو انجام کیا ہوتا اور یہ قیدی بھی قتل ہو جاتے سہ
نہ ہر جاے مرکب توان تاختن + کہ جا ہا سپر باید انداختن + مین اسی وقت کی منتظر تھی
کہ یہ ظالم ہفت اندام جادو واصل جہنم ہووے تو مین ان قیدیوں کو لیکر حاضر خدمت
فیضدرجت ہوں ہزار ہزار شکر ہے حق بحقدار رسید وہ نمک حرام قتل ہوکر واصل جہنم ہوا

اور عمل و دخل حضور کا قلعہ پر ہوگیا اب مین ان لوگون کو لیکر حاضر خدمت ہوتی ہون یہ عرضی ملفوف کرکے سپرد کی وہ عرضی لیکر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرضی پیشکش کی ملکہ مضمون عرضی پڑھکر مطمئن ہوئی اور منتظر ہوکر بیٹھی بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کیا الحمد للہ ایک مرحلہ باقی تھا وہ بھی آپکے اقبال سے خود بخود بلا کسی جنگ و جدال کے فتح ہوا جاتا ہے اور ملازم آپکے رہا ہوے جاتے ہین یقین ہے کل خدمت مین حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کرینگے

لیکن اب حال زلفین شانہ کش کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ ملکہ کو دھوکا دیکر اور منتظر بناکر باطمینان تمام سب قیدیون کو ساتھ لیکر بخدمت کیوان تاجدار روانہ ہوئی کہ اب اسکی سرکوبی کرنے والا سواے برادر خداوند کے کوئی نہین ہے اور گنبد صد چاک پر چند تصویرین سحر کی بطور نگہبانون کے نصب کردی ہین اسنے جاتے جاتے تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا کہ کچھ دیر آسائش کرون پھر آگے کا قصد کرون کیونکہ مین روز برابر اسکو رہ ہردی مین گذرے ہین بہت تھک گئی ہے اور اب طلسم بھی قریب رہ گیا ہے اگر ملکہ میرے تعاقب مین آئیگی بھی تو جب تک ملکہ مجھ تک پہونچیگی مین طلسم مین پہونچ جاؤنگی یہ اس خیال سے صحرا مین خیمہ زن ہوئی اور ایک خیمہ سحر مین قیدیون کو اتارا اور آب جو کا دیکر سامان اکل و شرب کی درستی مین مصروف ہوئی قضاے کار و اتفاقات روزگار اس مقام پر ملک اخضر زرد پوش جادو جو باپ ملکہ کم جادو کا جو خفہ ہوکر بادشاہ اسلام سے جدا ہوا تھا اور صحرا نوردی کیا کرتا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا دیکھا اسنے زلفین شانہ کش جادو مالک زندان قلعہ ہفت رنگ ستعینہ گنبد صد چاک بیٹھی ہوئی ہے اور ہزارہا انسان جنکی وضع خداپرستون کی ہے ایک خیمہ سحر مین جو بطور زندان خانہ کے ہے مقید ہین شور فریاد و زاری بلند ہے اور نگہبان و محافظ انکے جراحات دل پر نمک پاشی کر رہے ہین اور کہہ رہے ہین اب تمھارا جام عمر لبریز ہوکر چھلکا چاہتا ہے اور گوشت و پوست تمھارا طعمۂ زاغان و ساحران نہ طاق ہوگا ہم لوگ تم سب کو لیکر کل تک خدمت مین برادر خداوند کی پہونچ جاینگے وہان سے تمھارا رہا کر لیجانا سخت دشوار بلکہ ناممکن و محال ہے ملکہ کم جادو کا یہ کام نہین ہے نہ کوئی دوسرا شخص اتنی تاب و طاقت رکھتا ہے کہ تمکو چھڑا لاے اور تمھارے آقا سے تمکو ملاے اسی حسرت و یاس مین تمھارا خاتمہ ہوجائیگا اور رہائی نصیب نہو گی کسکا حوصلہ اور کسکی مجال ہے کہ برادر خداوند سے مقابلہ کرکے سربر ہوسکے ہفت اندام جادو بالکل بیوقوف و نادان تھا اسنے اپنے غرور مین اور اپنے طائران سحر کے گھمنڈ پر ملکہ کم جادو سے مقابلہ کرکے اپنی جان شیرین تلف و برباد کی کتے کی موت مارا گیا اور گوشت و پوست تک طعمۂ زاغ و زغن ہوگیا جسوقت یہ آواز ملک اخضر زرد پوش جادو

نے شتی نہایت پریشان ہوا اور خیال کرنے لگا کیا تدبیر کیجائے جو ان بیچارے خدا پرستوں کی رہائی ہو جائے اور یہ لوگ اپنے آقا سے جا کر ملیں اسوجہ سے کہ دل سے تو مطیع اسلام ہو ہی چکا تھا فقط اسکو شرم ناموس دامنگیر تھی جسنے اطاعت بادشاہ سے اسکو باز رکھا تھا یہ امر اسکے خلاف تھا کہ بادشاہ اسلام نے خلک سے تعشق کر لیا تھا اس باعث سے اسنے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور فقیر ہو کر صحرا الصحرا پھرا کرتا تھا اور دشت نوردی میں اپنی اوقات گذرانتا تھا بس ملک اخضر زرد پوش جادو ان حالات سے مطلع ہونے کے بعد ہی وہان سے علیحدہ ہوا اور ایک درخت کے نیچے آکر اسنے شعلۂ سحر روشن کرکے اُس حصار سحر مین آگ لگا دی شعلہ ہائے آتش نے بلند ہو کر سر بفلک کھینچا اور دم بھر مین وہ حصار مانند شعلۂ جوالہ کے بکراو نچا ہوا تمام قیدی جو اُس حصار سحر مین مقید تھے وہ رہا ہو گئے ملازمین زلفین شانہ کش نے ہر چند رد سحر کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور اس شعلہ نے دامن دراز کرکے اُن تمام ساحرون کو لپیٹ لیا اور اب زلفین شانہ کش جادو کی طرف متوجہ ہوا اُسنے جو یہ حالت دیکھی کہ شعلہ آگ میری جانب چلا آتا ہے اور حصار سحر جلکر خاک ہو گیا تمام قیدی رہا ہو گئے بس اسنے چند دانہ ہائے سحر پڑھکر اُس شعلہ پر مارے وہ دانہ چٹک کر اسی کے جسم پر پڑے اور تمام بدن مین آبلے ڈال دیئے اسوقت یہ پریشان ہوئی کہ یا مین یکس ساحر زبردست کا سحر ہے جسنے یہ آفت برپا کر دی بس اسنے جلدی سے پیشانی پر نشتر دیکے اور کچھ اسم سحر پڑھکر خون چلو مین لیا اور اُس شعلہ پر چھینٹا مارا دیکھا تو وہ تھر تھرا کر قائم ہو گیا اسنے اُس شعلہ سے پوچھا تو کون ہے اور کسکا سحر ہے یہ تو اس امر کے دریافت کرنے مین مصروف ہوئی اُدھر ملک اخضر زرد پوش جادو نے دل مین خیال کیا یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے بس فوراً اسنے بائین چھنگلیا تراش ڈالی اور خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر ایک ہی چھینٹا شعلہ پر مارا اور آواز دی دیکھتا کیا ہے لیتا نہین اس مردار نمک حرام کو بس اتنا کہنا تھا کہ وہ شعلہ چمک کر سر پر زلفین شانہ کش جادو کے گرا ہر چند اسنے رد سحر کیا گولا ترنج نارنج سوئیون کے لچھے بکانون کے لچھے کارد سحر وغیرہ جتنے کہ جملہ اسباب سحر جو کچھ اسکی جھولی مین تھا سب اسنے شعلہ کی طرف پھینکا مگر یہ سحر بادشاہ کا تھا اسکے روکے سے کب رک سکتا تھا چمک کر گرا اور اسکے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بس اسکا مرنا تھا کہ شور گیرودار بلند ہوا آندھی چلنا شروع ہوئی اور خاک اُڑنے لگی برف باری سنگباری دیر تک ہوا کی بگولے خاک اڑاتے تھے اور پیر غل و شور مچاتے تھے ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا اور تمام صحرا مین تہلکہ پڑا ہوا تھا الغرض چند ساعت مین جب یہ بلیات دفع ہوئے اور لاش اسکی جلکر خاک ہو گئی اور شعلہ فرو ہوا آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من زلفین شانہ کش جادو بود حیف مردم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم وہ لوگ جنھون نے بادشاہ کی کوشش و تدبیر سے رہائی پائی تھی وہ سب اپنا معین و مددگار اور مربی سمجھکر قریب آئے چارون طرف سے آکر گھیر لیا کوئی قدمون پر گرتا تھا کوئی بلا گردان ہوتا تھا اور کہتا تھا آپ نے آکر ہماری جانین بچائین

اور اس موذی کے جنگل سے ہمکو چھڑایا ورنہ ہماری رہائی کی کوئی شکل نہ تھی تمام عمر قید مین پڑے سہتے یا ہلاک کر ڈالے جاتے حضور نے ہماری جان بخشی فرمائی اور آپ کے تصدق مین ہمکو رہائی میسر ہوئی ہر چند ملک اخضر زرد پوش جادو نے کوشش کی کہ مین علیحدگی اختیار کرون اور حال مخفی میرا ان لوگون پر آشکار نہو مگر ان لوگون نے نہ چھوڑا اور عرض کیا اگر آپ ہم لوگون کو اس صحرا مین چھوڑ دینگے تو ممکن ہی کوئی دوسرا دشمن آکر ہمکو آزار پہونچائے اور یہ کوشش آپکی بے سود ہو جائے جہان آپ نے اسقدر تکلیف اٹھائی ہی اور ہم لوگون کو پنجۂ قضا سے بچایا ہی وہان اتنا اور احسان کیجیے ہمارے آقا و مالک تک ہمکو پہونچا دیجیے یہ کلام ان لوگون کا سنکے بادشاہ کو تردد پیدا ہوا اور سوچنے لگے کیا تدبیر کیجائے یہ لوگ پیچھا نہین چھوڑتے اور یہ فکر بادشاہ کو اس باعث سے تھی کہ انکو سامنا کرنا بادشاہ اسلام اور ملکہ کم جادو اپنی دختر کا منظور نہ تھا شرم و حجاب انکو مانع ہوتا تھا ہر چند ان لوگون مین سے اکثر ملازمین بادشاہ اسلام ایسے بھی تھے جو ملک اخضر زرد پوش کو پہچانتے نہ تھے کیونکہ اگر انھون نے دیکھا بھی تھا تو اُس شان و شوکت سے کہ چار قبہ شہنشاہی دربر تاج شہریاری برسر مالے مروارید کے گلے مین پڑے ہوئے گنٹھے زمرد و یاقوت کے زیب گلو جواہرات جسم پر آراستہ ولایتی کمر مین پیش قبض جواہر نگار دستہ کی ہاتھ مین لیے ہوئے نہایت کر و فر سے انکو دیکھا تھا یہان بہ لباس فقیری پابرہنہ شتر فی پوشاک پہنے ہوئے صحرا نوردی سے بالون مین جھالے پڑے ہوئے چہرہ اداس بحسرت و یاس گردش فلکی سے نمونۂ عبرت و حیرت بنا ہوا دیکھا تو یہ کیونکر پہچان سکتے تھے کہ یہ بادشاہ صاحب تخت و تاج ہی یا ایک گدائے صحرا نورد تنگدست و محتاج ہی انکا خیال بھی اسطرف نہ گیا واقعی مقام عبرت و افسوس ہی کہ گردش زمانۂ ناہنجار اور دور چرخ جفا شعار سے ایسا بادشاہ جلیل القدر عظیم الشان تخت سلطنت و دولت و حشمت کو ترک کرکے فقیری اختیار کرے اور سامان شاہانہ چھوڑ کر صحرا بصحرا دشت نوردی کرکے گدائی کی صعوبتین گوارا کرے یہ بھی ایک گردش روزگار ہے ؎

بابرہنہ خاک پر مجکو پھرائے وحشت مین — خار کے سو پر رکھے دامان گل کا سائبان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ سے تیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دے کے مسنت استخوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل — پر کرے کحل الجواہر سے کے چشم سرمدان
ایک سان رہتا نہین اس سفلہ دون کا مزاج — اک وتیرہ پر نہین گاہے چنین گاہے چنان

اسوجہ سے ان لوگون کا اصرار صرف اسی قدر تھا جیسا ایک معین و مربی کے ساتھ ہوتا ہی لیکن وہ چند کنیزون جو ملکہ کم جادو کے ہمراہ ان قیدیون کے گرفتار ہونے مین موجود تھین وہ اپنے بادشاہ کو اچھی طرح پہچانتی تھین انھون نے آکر چارون طرف سے گھیر لیا اور دامن پکڑ لیا اور قدمبوس ہوکر ہاتھ باندھکر یون عرض کرنے لگین حضور یہ راز ہم پر اسوقت تک نہ کھلا کہ آپ نے یہ بانا فقیری کا کیون پسند کیا اور اپنی دختر بلند اختر سے کیون علیحدگی اختیار کی باوصفیکہ ابھی تک آپکو اپنے ملازمون کا اسدرجہ پاس و لحاظ ہی کہ دشمن کے پنجہ سے نجات دی

یہ بات اشتفاق بزرگانہ پر دلالت کرتی ہی کوئی پہلو سے مخاصمانہ اس سے پیدا نہین ہوسکتا کنیزون کا
یہ کلام سنکر بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھوں سے آنسو جاری
ہوے اور فرمایا مین نے اپنے طور پر جہان تک خیال کیا اور خوب غور و فکر سے کام لیا
تو مذہب اسلام کو برحق پایا اور اُسے اختیار کیا اور یہی جوش ایمان ان لوگون کے ساتھ
ہمدردی کا باعث ہوا اور علحدگی اختیار کرنے کا سبب وہی حرکت اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ
کی ہی کہ ہماری زندگی مین اُسنے خود اختیاری سے کام لیا اور علانیہ بادشاہ اسلام کی شریک
ہوئی ہان اُسوقت مضائقہ نہ تھا کہ ہم شادی اُسکی کردیتے اور جائز طریقہ سے کارروائی
ہوتی یہ سنکر اور سب تو خاموش ہو رہین لیکن ایک لڑکی کوئی چودہ پندرہ برس کی
جو ملکہ کمم جادو کے ساتھ کھیلی ہوئی تھی سامنے بادشاہ کے آئی اور دست ادب بستہ
عرض کرنے لگی حضور خطا معاف جس ہمدردی اسلام کے باعث آپ نے ہمکو اس قید بلا سے
نجات دی اسیطرح کی شرکت اور معاونت ملکہ نے بادشاہ اسلام کے ساتھ کی لیس اگر
وہ امر معیوب ہی تو یہ کیونکر مستحسن ہوسکتا ہی اور عشق کی نسبت جو آپ ارشاد فرماتے ہین
کہ بادشاہ اسلام اسپر عاشق ہوے تو پرائے دل پر ملکہ کا کیا اختیار تھا یا یہ کہیے کہ ملکہ کیون
بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئین تو حضور اپنے دل پر بھی کسی کو اختیار نہین جوہر شرافت
عورت کے واسطے یہ ہی کہ وہ اپنے دامن عصمت کو داغ آوارگی سے آلودہ نکرے صرف
عشق ہوجانا کسیکی عصمت کو نہین مٹا سکتا حضور خیال فرمائین کتنے زمانہ سے
ملکہ عالم بادشاہ اسلام کے ساتھ ہین اور ہر قسم کا اختیار جانبین کو ہر وقت حاصل
ہی کسی کو کسی بات کی مجبوری نہین نہ کوئی امر مانع ہی مگر باوصف اس آزادی کے اس
وقت تک کبھی ملکہ اور بادشاہ اسلام کسی تنہا مقام پر یا خلوت مین ایک ساعت
کے لیے بھی ایک جا نہین ہوے خوشا نصیب اُسکے جسکو خداوند کریم ایسی دختر نیک اختر
صاحب عصمت اور اُسکے واسطے ایسا شوہر پاک طینت صاف باطن عنایت کرے اب
حضور کو لائق و لازم یہ ہی کہ آپ خود قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہو کر ملکہ کا عقد
بادشاہ اسلام کے ساتھ کردین اس نو عمر لڑکی کی تقریر سے بادشاہ ایسا متاثر ہوا کہ تمام
خیالات فاسد اسکے دل سے مٹ گئے اور ارشاد فرمایا خیر تم سب چلو میرا تمھارے ساتھ
جانا بہتر نہین ہی مین بعد کو آؤنگا تمکو چاہیے کہ میرے آنے کی اطلاع بادشاہ اسلام کو کردینا
ملک اخضر زردوش نے یہ کلمات ایسے سچے دل سے کہے تھے کہ انکو یقین آگیا الغرض
تین چار کنیزین بہ بہانۂ خدمت بادشاہ کے پاس رہین باقی عورتین کل ملازمین بادشاہ اسلام
کو ہمراہ لیکر براہ گنبد صد چاک جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئین انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال ملکہ کمم جادو کا بیان ہوتا ہی

کہ بہ انتظار ہیں زلفین شانہ کش کے جیسی ہیں انکو یقین ہے کہ وہ قیدیون کو ساتھ لیکر حاضر خدمت
بابدولت ہوگی مگر جب وہ وقت معینہ تک نہ آئی تو ملکہ کو شک پیدا ہوا ہرکارون کو خبر
لانے کے لیے روانہ فرمایا حسب الحکم ملکہ ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض رسا
ہوئے کہ بڑے تعجب کی بات ہے بالا بالا ہم نا بعدارون کو دریافت کرنے سے یہ حال معلوم ہوتا ہے کہ
زلفین شانہ کش جادو قیدیون کو لیکر جانب طلسم نہ طاق فرار ہوئی ہے لیکن گنبد
صد چاک کے انتظامات اور طریقہ محافظت وغیرہ دیکھکر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ یہین موجود
ہے پس یہ سنکر فوراً ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تنہا طاؤس سحر پر بیٹھکر جانب گنبد صد چاک روانہ
ہوئی عقب مین اسکے تمام کنیزین بھی اسکی ہمراہ چل کھڑی ہوئیں اور بادشاہ اسلام بھی مع لشکر و سپاہ
کے سمت گنبد صد چاک روانہ ہوئے اول ملکہ کمر جادو گنبد صد چاک پر پہونچکر
دیکھا تو محافظ و نگہبان وغیرہ زلفین شانہ کش کے بیٹھے ہوئے ہیں پہرہ چوکی کا بندوبست
بدستور ہے پس اسنے فوراً دوربین سحر نکالی اور آنکھون پر لگائی خاصیت اس دوربین کی
یہ ہے کہ اشیاء اصلی اور اشیاء ساختہ سحر کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور فوراً تمیز ہو جاتی ہے
کہ یہ چیز سحر سے تیار کی گئی ہے اصلی نہیں ہے پس اسی دوربین کے ذریعہ سے واضح ہو گیا کہ یہ
سب سامان ظاہری فریب دہی کے لیے ہے واقعی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یقیناً زلفین
شانہ کش قیدیون کو لیکر فرار ہو گئی ہے پس اسنے پلٹ کر کنیزون کی طرف دیکھا چہرہ
اسکا فرط غیظ و غضب سے سرخ تھا اور تمام اندام مین مارے غصہ کے رعشہ پڑا ہوا تھا اپنی
کنیزون سے دیکھکر کہا یہ مردار زلفین شانہ کش ضرور خدمت مین کیوان تاجدار
کی جائیگی اسلیے کہ وہ خوب جانتی ہے میرا روکنے والا سوائے اسکے دوسرا نہین ہے
دیگر ساحران نہ طاق کی اتنی مجال نہین ہے جو میرے مقابلہ مین آسکین اور مجھکو میرے ارادے
سے باز رکھ سکین لہذا تم بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کر دینا کہ اب حضور اسی مقام پر
قیام فرمائین مین تعاقب مین زلفین شانہ کش کے جاتی ہون اگر راستے مین کسی
مقام پر مین اسکو پا گئی تو آپ کے ملازمین کو رہا کر کے بہت جلد حاضر خدمت بابرکت
ہوتی ہون اور اگر وہ میرے پہونچنے سے پیشتر داخل طلسم ہو گئی تو مین قسم کھاتی ہون
اسی خدائے بزرگ کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے اندر طلسم نہ طاق کے گھسکر
اگر اس حرامزادی زلفین شانہ کش کو نہ مارا تو اپنا نام کمر جادو نہ رکھا حالانکہ میرا ابھی
زندہ پھرنا غیر ممکن ہے کیونکہ یہ حرکت میری ایسی نہ ہوگی جسے کیوان تاجدار برداشت کر سکے
نہ مین اتنی قدرت رکھتی ہون کہ اس سے مقابلہ کرکے سربر ہون لہذا جو کوئی قصور مجھ سے
سرزد ہوا ہو اسکو عفو فرمائیے اور بعد میرے فاتحہ خیر سے مجھکو یاد فرمائیے گا اور میرے
اسلام کے شاہد رہیے گا یہ فرما کر ملکہ فی الفور اسی غیظ و غضب کی حالت مین اسی
طاؤس پر سوار ہو کر آگے روانہ ہوئی اور کنیزون نے یہ پیغام ملکہ کمر جادو کا بادشاہ اسلام
کی خدمت مین پہونچایا بادشاہ پیغام ملکہ کا سنکے نہایت متردد ہوئے اور فرمایا رشک

افسوس ہی کی جا ہو کہ ہمارے ملازمین کی رہائی کے واسطے ملکہ اپنی جان پر کھیل جاے اور ہم اسکی
مدد مین تقصیر کرین بڑے افسوس کی بات ہی لہذا مین تعاقب مین ملکہ کے جاتا ہون اور
انکے ساتھ شریک جنگ ہوتا ہون تم مین سے جسکو میرے ساتھ چلنا منظور ہو وہ آئے
میرے ساتھ ورنہ اختیار ہی یہ فرما کر تخت سے اترے اور مرکب پر بیٹھے سلاح آلات
حرب و ضرب کو تن پر آراستہ کر کے گھوڑے کو مہمیز کیا تمام رفقاے جان نثار نے بھی
گھوڑے ڈال دیے اور بادشاہ اسلام کے عقب مین چلے اب آگے آگے تو ملکہ کم کم جادو
چلی جاتی ہی اور عقب مین بادشاہ اسلام چلے آتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام رفقاے جان نثار
ہمراہ ہین کسی قدر راہ طی کی تھی کہ دیکھا ملکہ نے کچھ لوگ سامنے سے چلے آتے ہین ملکہ نے
عنان سحر کو زمین کی طرف مائل کیا کہ شاید ان لوگون سے کچھ پتہ ملے اور کچھ حال
زلفین شانہ کش کا معلوم ہو غرض جب قریب پہونچی تو دیکھا یہ وہی لوگ تو ہین
جنکی رہائی کے لیے ہم چلے ہین پس ان لوگون سے پوچھا تم لوگ کیونکر یہانتک پہونچے
اور زلفین شانہ کش کی قید سے کیونکر رہائی پائی اور وہ مردار کہان گئی جو کچھ
حالات گذرے ہون جلد بیان کرو ان لوگون نے تمام کیفیت جو گذری تھی مفصل
بیان کی کہ آپکے والد بزرگوار تشریف لائے تھے بغیر جنگ ہوے جبکہ زلفین شانہ کش
ہم اسیرون کو گنبد صد چاک سے لیے ہوے کیوان تاجدار کے پاس جانب طلسم
لیے جاتی تھی انھون نے ہماری فریاد و گریہ و زاری سنکر ہماری مدد کی زلفین شانہ کش کو
مار ڈالا اور ہم لوگون کو قید سے رہا فرمایا ملکہ اپنے باپ کا نام سنکے رونے لگی اور دریافت
کیا پھر وہ کہان تشریف لے گئے چند کنیزون نے عرض کیا فلان صحرا مین مقیم ہین
اور [illegible] فرمایا کہ ان ہماری آنکی خدمت مین حاضر ہین ملکہ آپکی طرف سے جو گرد ملال
انکے دل پر آگئی تھی اسکو دفع کر دیا ہی یقین کامل ہی کہ اب آنکی پیشوائی کے لیے چلینگی
اور آپکے ہمراہ [illegible] آئینگے [illegible] یہ گفتگو تمام ہونے پائی تھی کہ بادشاہ اسلام بھی اس
مقام پر آ پہونچے اور یہ بھی ان حالات سے ماہر ہوے فرمایا مین خود انکو لینے چلونگا
غرضکہ ملکہ کم کم جادو اور بادشاہ اسلام بتلاش ملک اخضر زردپوش روانہ
ہوے جسوقت قریب پہونچے اور ملک اخضر زردپوش نے دیکھا ظل اللہ تشریف
لا رہے ہین یہ برائے تعظیم اٹھے اور چند قدم بڑھکر انکا استقبال کیا اور مسند پر لاکر
بٹھایا ملکہ کم کم جادو نے باپ کو سلام کیا ملک اخضر زردپوش نے سر اسکا
سینہ سے لگا لیا اور دونون پدر و دختر ملکر اسقدر روئے کہ دیکھنے والون کے
دل پگھلے جاتے تھے جو سنتا تھا چشم پر آب ہو جاتا تھا کچھ دیر تک بوجہ جوش خون
یہ حالت طاری رہی بعد ازان ملک اخضر زردپوش بادشاہ جمجاہ سے قریب
آئے اور نہایت شرمندگی کے ساتھ کہنے لگے مجھ سے جو کچھ بے عنوانی جوش غیرت
مین ہوئی ہی اسکو آپ معاف فرمائیے حق یہ ہی کہ دین آپکا برحق ہی اور دین اسلام سے بہتر کوئی

دیکھی نہیں ہوئی آپ کے نفس سے بہتر کسی کا نفس ہو آپ کے اوصاف ذاتی و صفاتی کے بیان کرنے
میں زبان قاصر ہے غرضکہ تھوڑی دیر تک اسی قسم کا تذکرہ رہا اثنائے گفتگو میں بادشاہ اسلام
نے قلعہ ہفت رنگ میں چلنے کی ترغیب دلائی ملک اخضر زرد پوش نے عرض کی
مجھے کوئی عذر نہیں ہے جیسی آپکی مرضی مبارک ہو وہی بہتر ہے غرضکہ بادشاہ اسلام اور
ملکہ گم جادو و ملک اخضر زرد پوش مع اپنے سرداروں رفقا اور اہل لشکر
سب قلعہ ہفت رنگ میں آئے جسوقت قریب تخت گاہ کے آکر پہونچے تو بادشاہ
اسلام نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ملک اخضر زرد پوش کو تخت سلطنت پر بٹھائیے اخضر زرد پوش
نے عرض کیا کہ اب یہ تاج و تخت مال و دولت سب آپکا ہے مجھے اس تاج و تخت کی
کچھ خواہش نہیں ہے آپ ہی کو سزاوار ہے آپ شوق سے حکمرانی کیجیے بادشاہ اسلام
نے فرمایا ہم تاج بخش ہیں تاج ستان نہیں ہیں آپکا تخت و تاج آپکو مبارک ہو ملک
اخضر زرد پوش نے کہا میں آپ کے سامنے کسی طرح تخت پر بیٹھنے کا حقدار نہیں ہوں
غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بادشاہ اسلام نے ہاتھ ملک اخضر زرد پوش کا پکڑ لیا
اور تخت پر جلوہ افروز ہوے ایک جانب بادشاہ اسلام ایک جانب ملک اخضر زرد پوش
ایک طرف ملکہ گم جادو اس ہیئت سے یہ تینوں شخص تخت پر بیٹھے نوبتیں خوشی کی
بجنے لگیں توپیں سلامی کی سر ہوئیں امرا نے نذریں گذرانیں طائفے حاضر ہوے
مبارکباد گانے لگے ہر طرف ہنگامہ خوشی کا برپا ہوا ملک اخضر زرد پوش نے
اہلکاران سلطنت کو حکم دیا اس خوشی کی نسبت میں سات روز کا جشن منعقد کیا جائے
چنانچہ کارپردازان دولت نے حسب الحکم بادشاہ جشن کا انتظام کرنا شروع کر دیا
ہر طرح کے سامان مہیا ہوے اور اسیوقت سے مکانوں کی صفائی و درستی ہونے لگی
فرش فروش شیشہ آلات سے مکانات سج دیے گئے ہر قسم کا سامان عیش و عشرت
مہیا ہو گیا روشنی کا انتظام اور سڑکوں پر جھاڑ بندی کا اہتمام ہوا طائفے ارباب نشاط
کے طلب ہوے روز معینہ سے جلسے رقص و سرود کے منعقد ہونا شروع ہوے
میخانے سجے گئے ساقیان سیمین ساق اور مطربان شہرہ آفاق حاضر ہوا محفل میں
کشتیاں شراب ارغوانی کی لائے اور اہل بزم کے سامنے جامہاے بلوریں لالہ فام
سے مملو کرکے پیش کیے اور شغل بیہوشی شروع ہوا آواز نوشا نوش ہر جہت سے
نوش بلند ہوئی مطربان خوش گلو اشعار عاشقانہ کمال خوش الحانی سے گانے لگے

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما | مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

اسی طرح کی غزلیات رنگین گا کر حاضرین بزم کو محظوظ کرنے لگے ایک طرف نازنینان
زہرہ جبین و حسینان مہ جبین زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ محفل میں حاضر ہوئیں
سازندوں نے ساز ملائے رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین نے بصد ناز و انداز
و کرشمہ و ساز یہ غزل گائی غزل

مجھے مٹا نہیں سکتی ہے بد دعا اُنکی
ابھی اُٹھا لی ہے کچھ اور بھی جفا اُنکی

گھڑی گھڑی مجھے کوسا کرے بلا اُنکی
دعا یہ ہے کہیں لگ جائے بد دعا اُنکی

جناب شیخ نہ کیوں بتکدہ سے ہاتھ اٹھائیں
تو دل بیان نہیں ہو سکتی ہے دعا اُنکی

یہ آرزو ہے انھیں بھی ہو آرزو میری
یہ التجا ہے کروں اور یہ التجا اُنکی

جو آہیں کرتے تھے بیہوش وہ پڑے ہیں سب
گئی وہ فصل ہوا ہو گئی ہوا اُنکی

مروں نہ پھر وہ اگر قتل مجھکو کر ڈالیں
سبھوں میں کرتی ہے رسوا انھیں حیا اُنکی

علاج اور مریضان عشق کا تیرے
سبھوں سے اچھے ہیں بیکار ہے دوا اُنکی

نگاہ میری ہے دل میرا ہے جگر میرا
کرشمہ انکا ہے ناز انکا ہے ادا اُنکی

نظر لڑائیں رقیبوں سے ہم سے پردہ ہو
ملائیں آنکھ کہاں اب گئی حیا اُنکی

یقین ہو تو مجھے قتل کرکے دیکھ بھی لیں
مری وفا سے بہت اچھی ہے جفا اُنکی

مرے نہ چاہ میں جو مر گئے وہی بے موت
مٹے نہ عشق میں جو مٹ گئی وفا اُنکی

جو مجھکو دیکھنے کھینچینگے لوگ تاڑینگے
کرے گی اور بھی محجوب انھیں حیا اُنکی

تمھارے عشق کا غیروں کے سر میں سودا ہو
دماغ ٹھیک نہیں ہے کرو دوا اُنکی

غضب ہوا کہ وہ قائل مری وفا کے ہوئے
اب اور مجھکو اُٹھانی پڑی جفا اُنکی

تمھاری نرگس بیمار کا ہوں میں بیمار
دوا جو کرنی ہو پہلے کرو دوا اُنکی

جہاں میں پھر نہ رہے عاشق نہ رہ سکیں زندہ
جو تو مرض کے مناسب کرے دوا اُنکی

جو بے مزہ تھے مزہ عشق نے انھیں بخشا
جو لا دوا تھے مرض ہو گیا دوا اُنکی

اثر ہوا تو کوئی سانس بھی نہیں لیتا
جو آہیں کرتے تھے اب بند ہو گئی ہوا اُنکی

علاج جنکا تمھیں سے نہ ہو تو کیا ہے علاج
دوا سے بھی جو نہ اچھے ہوں کیا دوا اُنکی

موئے نہ تھے جو موت آئے مرنے والوں کو
کہیں نہ تم سے وہ کچھ کر سکے سنے خدا اُنکی

مریں گے اور تمھیں ہے جو تم پہ مرتے ہیں
کرے گی اور اگر زندگی وفا اُنکی

یہی ہے خوب وہ غیروں کو قتل کر ڈالیں
زمانے بھر میں نہ بدنام ہو جفا اُنکی

گلے پہ میرے وہ رکھے رہیں ہمیشہ تیغ
یہی وفا ہے مری اور یہی جفا اُنکی

جفا یہ جنکی فدا ہوں ہزار جان سے میں
نہ جانے کیا ہو اگر دیکھ لوں وفا اُنکی

نہ جائیں مجمع محشر میں وہ خدا کے لیے
نہیں بھی کی ہے تو اب میں نے کی خطا اُنکی

زمیں کہیں کی بھی خالی نہیں مزاروں سے
دکھائی دیتی ہے چاروں طرف جفا اُنکی

ملاؤ اپنے مریضان عشق سے آنکھیں
بناؤ تم انھیں بیماروں میں دوا اُنکی

کرو نہ تم مرے ماتم میں ہر گھڑی افسوس
ملو گے ہاتھ تو چھٹ جائیگی حنا اُنکی

لکھا نہ حشر تک [illegible] عشق داور محشر
سزا مجھی کو ملی ہے اگر خطا اُنکی

سنے ہوئے ہیں جو محشر میں داور محشر
وہی ہیں لاکھ میں پہچانوں صدا اُنکی

دعا کو پھر نہ کبھی اُمید اُٹھانے ہاتھ
کبھی اثر جو دکھائی انھیں دعا اُنکی

اس امر کا آپ خیال نہ کیجیے ضرورت کے وقت ہم سب کچھ بنجاتے ہین اور مین کسی بات مین ننگ و
عار نہین ہی جب عورت بنجاتے ہین ہم حجاب نہین کرتے تو مرد بنکر ساتھ چلنے مین کیا
عیب ہی آپ اس امر کا خیال نہ کیجیے اسلیے کہ آپ بزرگ بھی ہین اگر مین آپکا خدمتگار بنکے
چلون تو میرے واسطے فخر و سعادتمندی کی بات ہی یہ سُنکر عازم شعبدہ باز مجبور ہوا اور کہا
بسم اللہ جسطرح جی چاہے تشریف لیچلیے مین اپنے ساتھ لے چلنے کو موجود ہون انھون نے اسیوقت
لباس اپنا دور کرکے خدمتگارون کی ایسی وضع بنائی اور عازم شعبدہ باز بھی جس لباس
و وضع سے پاس حکیم فیلقوس کے جایا کرتا تھا اُسی طرح کا لباس اسنے بھی پہنا اور
وہی تبدیلی وضع اپنی بنائی اور دونون اسی صورت سے خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک
کی آئے سلام کیا یہان دربار جمع تھا صرف خضران اور عازم شعبدہ باز کا انتظار تھا
کہ ایک مرتبہ یہ دونون اس ہیئت سے پہونچے اور صاحبقران کو سلام کیا بدیع الملک
حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہان دونون نے کونسی وضع بنائی ہی خضران تو لباس
خدمتگارون کا پہنے ہوے ہی اور عازم شعبدہ باز اُسی لباس مین ہی جو اکوان پرستون
کا ہی یہ دونون آخر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صاحبقران نے متعجب ہوکر ان دونون سے
تبدیلی وضع کا سبب دریافت کیا خضران نے کہا یا صاحبقران یہ وضع مسافران
راہ عدم کی ہی اس لباس کو آپ کفن تصور کیجیے اسلیے کہ نہین معلوم بعد اس لباس
کے دوسرا لباس دنیا مین بدلنا بھی نصیب ہوتا ہی یا نہین صاحبقران نے فرمایا اس
سے کچھ مین نہین سمجھا صاف بیان کرو خضران نے عرض کی اب مین ہمراہ عازم
شعبدہ باز کے خدمت مین حکیم فیلقوس کی چلتا ہون نہین معلوم وہان سے
زندہ پھرون یا ہاتھ سے اُس حکیم کے مارا جاؤن ہمیشہ عازم شعبدہ باز اسی
لباس سے جایا کرتے تھے اسی سبب سے آج بھی انھون نے وہی لباس زیب جسم
کیا ہی کہ حکیم کو شک کسی طرح کا نہ گذرے اور مین انکا خدمتگار بنکر چلا ہون اب
وہان پہونچنے کے بعد دیکھیے کیا ہوتا ہی لہذا جو کچھ قصور میرا ہوا ہو اُسے عفو فرمائیے آج مین
حق نمک سے ادا ہوتا ہون یا تو مین نے حکیم کو مار کر دریاے نسیان کو مٹا دیا
اور یا خود ہی مارا گیا یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا
یا یہ کرو کہ تم یہین رہو مین ساتھ عازم شعبدہ باز کے جاتا ہون اور اُس حکیم سے مقابلہ
کرکے یا اُسے مارونگا یا اپنی جان دونگا خضران نے عرض کی یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ
آقا تو مبتلاے بلا ہونے کو جائے اور غلام اپنی جان بچاے انشاء اللہ اگر اقبال
آپ کا یاور ہی تو مین ہی فتحیاب ہونگا حضور کی دعا میرے واسطے کافی ہی بس اب
عرصہ نہ کیجیے اور مجکو اجازت دیجیے اب مجھ سے حالت آپ کی دیکھی نہین جاتی جیسے
دیکھیے وہ مبہوت بنا بیٹھا ہی اور بہکی بہکی باتین کرتا ہی گذشتہ حالات جس سے
پوچھو کچھ کا کچھ بیان کرتا ہی صاحبقران نے خضران کو گلے لگایا اور بہت روئے

آخرکار خضران اور عازم شعبدہ باز رخصت ہوکر روانہ ہوے اسپر دونون
چلے جاتے ہین کئی صحرا طے کیے یکایک ایک کوہ سیاہ نظر آیا ہیئت ناک اُس کی
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا عازم شعبدہ باز خضران کو لیے ہوے قریب
ایک درہ کے آیا اور کہا اب بغیر مشعل کے آگے چلنا ممکن نہین ہی یہ سنکر آسیوقت
خضران نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور ایک مشعل نکالکر روشن کی اور آگے
آگے روانہ ہوے درہ نہایت تاریک اور ہیبت ناک تھا ایک گھنٹہ مین
درہ طی ہوا اور یہ دونون درہ سے باہر آئے دیکھا ایک مکان رفیع بنا ہوا ہی
اور دروازہ اُسکا کھلا ہوا ہی خضران نے مشعل کو گل کرکے باہر چھوڑا عازم شعبدہ باز آگے
ہوا اور خضران اُسکے پیچھے پیچھے داخل مکان ہوا دیکھا مکان نہایت عمدہ بنایا ہوا ہی مگر نقش و نگار
سے مبرا ہی اور وضع مکان کی مقبرہ سے مشابہ معلوم ہوتی ہی ایک طرف جو کا تخت کا لگا ہوا ہی
اُسپر دو چار شاگرد بیٹھے ہین اور ایک طرف ایک مسہری لگی ہوئی ہی اُسپر حکیم صاحب بیٹھے ہوے
کتاب دیکھ رہے ہین عازم شعبدہ باز نے سامنے ہوکر سلام کیا حکیم صاحب نے جواب
سلام دیکر فرمایا تم نے بڑی دیر کی یہ تمھارے ساتھ کون ہی عازم شعبدہ باز نے کہا میرا خدمتگار
ہی یہ سنکر حکیم صاحب مسکرانے لگے اور کہا تم مجھے بھی دھوکا دیتے ہو مین ابھی یہی دیکھ رہا تھا
کہ عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو ہمراہ لیکر ابھی تک نہین آیا اسکا کیا سبب ہی مجھے
پیشتر سے معلوم تھا تمھاری شعبدہ بازی اُنکے سامنے کام نہ آئیگی اور یہ تم پر غالب آئینگے
اور تم مسلمان ہو جاؤگے اور اُنکو خدمتگار بنا کر میرے قتل کے واسطے لائینگے یہ سنکر
عازم شعبدہ باز تھرانے لگا اور عرض کیا بیشک سب بجا اور درست ہی
خضران نے بھی ہاتھ منہ پر پھیر کر اپنی اصلی ہیئت بنائی اور حکیم فیلقوس ثانی
کو سلام کیا حکیم فیلقوس نے بطریق اہل اسلام جواب سلام دیا اور کرسی منگواکر
خواجہ خضران کے لیے بچھوا دی خضران کرسی پر بیٹھے اور ایک کرسی پر عازم شعبدہ باز
بیٹھ گیا حکیم فیلقوس ثانی نے کتاب بند کی اور خضران کی مزاج پرسی کی مصافحہ کیا
خضران دل مین کہتے ہین کہین یہ حکیم مسلمان بنکر فریب تو نہ دے گا حکیم صاحب نے کہا
خواجہ بہت دیر کی اب وقت کم رہ گیا ہی جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ دریافت کرلو
اور بدیع الملک کو میری طرف سے سلام کہدینا اور بہت سمجھا کہ یہ مقام
نہایت سخت ہی آپ پلٹ جائیے ہرچند آپ نے صدہا طلسم فتح کیے ہین لیکن یہ
طلسم ایسا نہین ہی خضران نے کہا اول تو مجھے یہ بتائیے آپ مسلمان ہوکر کفار کے
شریک ہوے اور اُنکو مدد دی اسکا کیا سبب ہی مین تو قبل اسکے یہی سمجھتا تھا کہ مذہب آپکا
بت پرستی ہوگا لیکن جو برتاؤ آپ نے مجھ سے کیا ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ دین اسلام
رکھتے ہین حکیم فیلقوس نے جواب دیا خواجہ مین نے جسقدر مدد ان لوگون کو دی ہی وہ
اپنے مطلب سے دی ہی اور ایسی مدد نہین دی کہ جو اہل اسلام کو زیادہ آزار پہونچا سکتے

میں نے صرف دریائے نسیان بنایا ہے اسکی وجہ سے ایک تھوڑی سی بھول ہر شخص کے مزاج
میں پیدا ہو گئی ہوگی اور عازم شعبدہ باز و طوغان ریاست باز ایسے نہ تھے جنکی شعبدہ بازی
آپ کے سامنے چل سکتی اور یہ سب جھگڑے میں نے صرف اس واسطے کیے تھے کہ اس
مقام پر سوا میرے کوئی خدا پرست نہیں ہے اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ایک زمانے میں ہمراہ
شاہزادہ بدیع الملک کے آپ بھی اسطرف تشریف لائیے گا اور یہی زمانہ
میری موت کا ہوگا پس اگر میں دریائے نسیان بنا کر آپ لوگوں کو پریشانی میں
نہ ڈالتا تو میرے قتل کی فکر نہ پیدا ہوتی اور نہ کوئی صاحب یہاں تک تشریف لاتے آپ جس کام
کو آئے تھے اسے انجام دیتے یا میری تجہیز کرتے میری مٹی خراب ہوتی یہ سب کفار نہیں
معلوم لاش کی کیا پلیدی کرتے اور کس طرح دفن کرتے الحمدللہ انتظام میرا کام آیا
اور آپ یہاں تک تشریف لائے اب بہت کم ساعتیں میری زندگی کی باقی
ہیں لہذا امیدوار ہوں جس وقت میں دنیا سے رحلت کر جاؤں تو مجھے اسی مقام پر
دفن کر دیجیے گا اور شاہزادہ بدیع الملک سے عرض کر دیجیے گا کہ ایک مرتبہ فاتحہ خیر
سے یاد فرمائیے گا تاکہ میرے واسطے باعث برکت آخرت ہو خضران نے کہا
سامان تجہیز و تکفین کے لیے کچھ روپیہ کی ضرورت ہوگی میں مرد مفلس ٹھہرا کچھ
اسکا بھی بندوبست آپ نے کیا ہے یا نہیں حکیم صاحب مسکرائے اور ایک خادم
کی طرف دیکھ کر کہا وہ سامان جو ہم نے اپنی موت کا علیحدہ کر رکھا ہے اسے لے آؤ
یہ سنکر خادم گیا اور دو گگرے اشرفیوں سے بھرے ہوئے لاکر سامنے رکھ دیے
حکیم فیلقوس ثانی نے خضران سے کہا لیجیے یہ حاضر ہے اسمیں ایک گگرا تو
مستحقوں کو دے دیجیے گا اور ایک گگرے میں سامان دفن و کفن کیجیے گا خواجہ
نے کہا ہاں دفن و کفن کا سامان تو ہر طرح ہو جائے گا لیکن مستحق اگر میرے
نزدیک کوئی ملے گا تو اسے دونگا ورنہ کسی کو نہ دونگا حکیم صاحب پھر مسکرائے
اور کہا میں نے تو آپ کے حوالہ کر دیا جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا اور شاہزادہ
بدیع الملک کو ضرور سمجھا دیجیے گا کہ وہ پلٹ جائیں اور آگے جانے کا قصد نہ کریں
خواجہ خضران نے کہا وہ نہ پلٹینگے اسلئے کہ آئینہ اندام جادو بادشاہ طلسم آئینہ
بھاگ کر اس طلسم میں پوشیدہ ہوا ہے اور اسنے بہت سے عزیزان
صاحبقران کو آزار پہنچائے ہیں حمزہ ثانی وصیت کر گئے ہیں کہ
آئینہ اندام جادو کو مار کر خانہ کعبہ آنا اگر بادشاہ نہ طاق آئینہ اندام
جادو کو بدیع الملک کے حوالہ کر دے گا تو صاحبقران پلٹ جائینگے
ورنہ جب تک ایک بھی عزیزان صاحبقران سے دنیا میں زندہ رہے گا
تو نہ طاق پر حملہ کرے گا ہاں اگر پتہ لوح طلسمی کا آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجیے مگر
ایسا پتہ نہ بتا دیجیے گا جیسا قبل اسکے مشہور ہوا تھا کہ لوح طلسم نہ طاق کی

طلسم تخورہ سلیمانی مین ہی لیکن جب بدیع الملک نے جاکر طلسم کو فتح کیا تو معلوم
ہوا لوح نہین ہی محض دھوکا تھا اگر اصلی مقام لوح کا معلوم ہو تو بتا دیجئے یہ سنکر
حکیم فیلقوس ثانی نے بیان کیا اے خواجہ اگر مجھے نہ بتانا ہوتا تو مین تم سے
صاف کہہ دیتا مجھے دھوکا دینے کی ضرورت نہین تھی اصل یہ ہی کہ قبل میرے حکیم
ارجاس ایرانی اس مقام پر رہتے تھے اور آنپر بادشاہ طلسم کو بہت
بھروسا تھا اس وجہ سے لوح آنکے سپرد کی گئی تھی انھون نے لوح کو نہایت حفاظت
سے رکھا ہی یہ لوح مثل اور طلسمون کی لوح کے نہین ہی ایک دریا ہی اُس مین ایک
گنبد حباب کا بنا ہوا ہی اُسی گنبد مین لوح ہی اور یہ دریا ساختہ حکیم ارجاس ایرانی
ہی وہ دریا اس قدر طوفان خیز ہی کشتی کا تو کیا ذکر ہی جہاز بھی ٹھہر نہین سکتا ممکن نہین
کہ کوئی شخص اُس گنبد تک پہونچ سکے بفرض محال اگر کوئی شخص قریب گنبد پہونچ بھی
جائے تو گنبد سے بارش تیر و تفنگ ہوتی ہی یہ وقتیں در پیش ہین خضران نے
پوچھا وہ حکیم کہان رہتا ہی حکیم فیلقوس نے کہا مسکن اُسکا عازم شعبدہ باز
جانتا ہی آپ کو وہان بھی پہونچا دے گا اگر حکیم ارجاس ایرانی خود کوئی راہ
بتادے تو ملسکتی ہی ورنہ ممکن نہین خضران نے کہا وہ حکیم زندہ بھی ہی یا مرگیا ہی
حکیم فیلقوس نے کہا مجھے بہت زمانے سے کوئی خبر حکیم ارجاس ایرانی
کی نہین ملی کہ اب وہ زندہ ہین یا انتقال کرگئے یہ کہکر حکیم صاحب لیٹ گئے
اور چادر سفید اوڑھ لیا خضران نے پھر پکارا تو جواب نہ آیا عازم شعبدہ باز
رونے لگا اور افسوس کرنے لگا خضران نے کہا استاد نے انتقال کیا خضران
بھی آبدیدہ ہوا بعد اسکے دفن و کفن کی تیاری کی خضران نے اپنے ہاتھ سے
حکیم فیلقوس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور اُسی مکان مین دفن کر دیا قبر کا
نشان پہلے سے بنا ہوا تھا اس وجہ سے خضران کو اور بھی آسانی ہوئی جب
تلقین وغیرہ سے فراغ حاصل ہو چکا تو خضران اور عازم شعبدہ باز وہان
سے پلٹ کر لشکر بدیع الملک کی جانب روانہ ہوئے یہان اسد غازی نے
دیوانے کو مقید کرکے حکم دیا طبل جنگ بجے کل ہم قلعہ پر دھاوا کرینگے اسمین
مین تھوڑے بہت حواس ہین اگر دربار لبنان کی ہوا کھاتے رہینگے
تو چند ہی روز مین بالکل لایعقل ہو جاوینگے یہ حکم پاتے ہی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے ہزبر خیوش کو خبر پہونچائی کہ
لشکر اسلام مین طبل جنگی بجا ہی ہزبر خیوش نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف
تیاری جنگ ہونے لگی تھوڑی دیر مین کچھ لوگ دوڑتے ہوئے خیمہ
مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک کی حاضر ہوئے اور عرض کی

کہ دریاے نسیان کی ہیئت خود بخود بدل گئی پاٹ بھی گھٹ گیا موجوں کی روانی
میں بھی فرق ہے طغیانی بھی کم ہے جس طرح پہلے ہر جگہ پر گرداب نظر آتے تھے اب
معمولی طور پر جیسے خاص خاص جگہ دریاؤں میں ہوتے ہیں اُسی طرح اس دریا
میں بھی گرداب ہیں یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوے اور فرمایا معلوم ہوتا
ہے خضران اپنے ارادے پر کامیاب ہوا اور حکیم فیلقوس کو مارا یہ سنکر
باشتیاق سیر دریا اٹھ کھڑے ہوے ساتھ صاحبقران کے اسد غازی
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ جمہورین جمہور دلپرور
علقمہ بن جمہور رنگین الزمان لوز الزمان سکندر فرخ لقا اسفندیار
گیلانی امیر الزمان وغیرہ تمام سردار جانب دریاے نسیان
روانہ ہوے جس وقت قریب پہونچے تو اور ہی رنگ دیکھا دریا وہ دریا
نہیں معلوم ہوتا تھا پاٹ خفیف سے بھی کم رہ گیا تھا دیر تک صاحبقران
دریا کی سیر کیا کیے جو اختلال حواس میں تھا وہ بھی جاتا رہا اسد غازی
نے بھی قول صاحبقران کی تائید کی اور کہا میں بھی اپنے ہوش حواس بجا پاتا
ہوں بیشک خضران فتحیاب ہوا اب یہ سب سردار نہایت خوش وخرم اپنے
اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوے یہاں ملازمین پر سے پورا اثر برطرف ہوا تھا
اس باعث سے اسد غازی نے ہزار ہزار آدمیوں کو براے ہوا خوری
روانہ کرنا شروع کیا یہ خبر سنکر سب سرداروں نے اپنے اپنے ملازمین کو
اسی طرح براے ہوا خوری بھیجا تمام رات ادھر تو طبل جنگ بجا کیا اور ادھر سیر دریا
ہوا کی صبح تک جسقدر آدمی باری باری جاسکے وہ بحمد اللہ فارغ ہوگئے اور جو باقی
رہ گئے انکو حفاظت باربرداری کے لیے چھوڑا باقی لشکر کو لیکر سرداران عالی مرتبت
عازم میدان کارزار ہوے ادھر اسد غازی نے اپنے اسی ہزار قزاقوں کو
ساتھ لیا اور سامنے قلعہ ہفت برج کے آئے اہل قلعہ نے توپوں کو برج پر چڑھایا
گولہ اندازان مہتابیں روشن کرکے توپوں پر آبیٹھے اور دوربین لگا کر دیکھنا
شروع کیا ہفت برج سرخیوش فیل بند دروازہ پر آکر بیٹھا اور دوربین لگا کر
یہ بھی دیکھنے لگا اسد غازی نے بدیع الملک سے اجازت حاصل
کی اور اسی ہزار قزاقوں کو لیکر قلعہ پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے
جس وقت دیکھا کہ یہ لوگ زد پر آگئے ہیں توپوں کو بتی دکھائی توپخانہ
رعد آواز نوازش میں آیا تمام میدان دھواں دھار ہوگیا زمین کو
زلزلہ آگیا آگ برسنے لگی چونکہ اسد غازی گولوں کی زد پر تھے
سب کو یقین ہوا کہ ہمراہیان اسد مع اسد غازی نشانہ قضا ہوے جس وقت
دھواں کم ہوا دیکھا کہ اسد غازی نے بوق کو دم دیا اور پھر دھاوا کیا

اہل قلعہ نے پھر گولے مارے اسد غازی نے پھر بوق کو دم دیا گویا یہ اشارہ تھا کہ گھوڑون کو
بٹھا دو اور گولون کو خالی دو ادھر تو باڑھ گولون کی چلی ادھر قزاقون نے
مرکبون کو اشارہ کیا انھون نے شکم اپنے زمین سے ملا دیے باڑھ گولون کی
خالی گئی گھوڑے قزاقون کے وہ کام کر رہے تھے جسکا پتہ فوج انگلستان کے
مرکبون سے چلتا ہے یہ بھی وار خالی گیا جس وقت دھوان کم ہوا اور اہل قلعہ نے دوربین
لگا کر دیکھا تو پھر یہ قزاق گھوڑے دبائے چلے آتے ہین پھر باڑھ ماری ایک مرتبہ
یہ گھوڑے کروٹ سے کھل لیٹ گئے اور گولے مانند تیر شہاب کے اوپر سے سنسناتے
ہوئے نکلے چلے گئے اسد غازی تو اس طرح حملون کو رد کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی مار ہو رہی ہی وہان زندان مین دیوانہ
اژدر شیر خشم نے قید کو توڑا اور چار پانچ دیوانے جو اسکے ہمراہ قید تھے
اُن سب نے بھی قید توڑی اور دربانون کو مار کر باہر نکلے ایک بلوا ہوا کہ دیوانہ
چھوٹ گیا دیوانے نے جھپٹ کر چوب بارگاہ اسد غازی کی کھینچ لی اور
پکڑ کر چوب حملہ کیا خدا پرستون کو قتل کرتا ہوا لشکر صاحبقران زمان پر گرا
اور کہا اگر یہ باجے والے اُدھر گئے ہین تو مین ادھر لشکر کا خاتمہ کر دون اور
بارگاہین وغیرہ چھین لیجاؤن اب خوف اسکے دل سے نکل گیا ہی اور
یہ سمجھ گیا ہی کہ بوق ڈرنے کی چیز نہین ہی یہ شور و غوغا جو صاحبقران زمان
کے گوش زد ہوا پوچھا کیا معاملہ ہی یہ ہنگامہ کیسا ہی لوگون نے بیان کیا
دیوانہ اژدر شیر خشم چھوٹ گیا لوگون کو قتل کر رہا ہی بس انھون نے
باگ گھوڑے کی پھیری اُدھر دیوانے کو خیال پیدا ہوا کہ اگر تو نے یہان بارگاہ
چھین لی اور وہان اُن لوگون نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تو وہی اچھے رہے اس سے
بہتر یہ ہی کہ چلکر اُسی باجے والے سے لڑنا چاہیے اور قلعہ کو بچانا چاہیے یہ خیال
کرکے پلٹا اور اصطبل اسد غازی مین جا کر مرکب پسند کرکے اُسپر سوار
ہوا اور راہ قلعہ کی لی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الملک نے بھی اسکے
تعاقب مین مرکب کو جولان کیا ساتھ صاحبقران زمان کے تمام
سرداران نامی و گرامی مثل آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ
اسفندیار گیلانی سکندر شیر لقا وغیرہ چلے اب آگے آگے
تو اسد غازی گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین اور عقب مین
اسد دلاور کے دیوانہ اژدر شیر خشم چلا آتا ہی پیچھے دیوانے
کے تعاقب مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
مرکب تیز رفتار کو دوڑاتے چلے آتے ہین اور نعرے کر رہے ہین کہ
او ملعون کہان جاتا ہی مین آپہونچا دیکھا دیوانے نے کہ یہ تعاقب

نہ ترک کرینگے پہلے انھین سے سمجھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے باگ گھوڑے کی
پھیری اور بدیع الملک نے سامنا کرکے آواز دی کہ ایک مرتبہ
تو میرے ہاتھ سے پست ہو چکا ہی اور پھر سامنے آتا ہی تجھے شرم نہین
آتی یہ کہکر بدیع الملک پر وہی چوب اسنے ماری جو بارگاہ مین
سے کھینچ لایا تھا بدیع الملک نے چوب اسکی پکڑ لی دست صاحبقران
مین آتے ہی چوب بھی تھرانے لگی اور مانند بید لرزنے لگی بدیع الملک
نے جھٹکا مارا دیوانہ اژدر شیر خشم اوندھے منھ بال مرکب پر آرہا
بدیع الملک نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو سر سے بلند کیا پھر ابیان دیوانہ نے تین چار حملے
کیے مگر جو آگے بڑھا وہ بھی اسیر ہوا کسی کو آصف انجم طلعت نے
کسی کو شہنشاہ گوہر کلاہ نے کسی کو سکندر فرخ لقا نے اسیطرح
جو چار پانچ دیو اسیر تھے انکو ان شاہزادون نے ہاتھون پر بلند کر لیا
اب یہ دیو نے تڑپ تڑپ کر لنگر مارتے ہین اور چاہتے ہین کسی طرح پنجے سے
انکے چھوٹ جائین مگر پنجہ ملک الموت سے کہان چھوٹ سکتے ہین لیکن جسوقت
نعرۂ صاحبقران زمان کی آواز کان مین اسد غازی کے پہونچی ہی
اور انھون نے پلٹ کر دیکھا تو دیوانے کو ہاتھ پر بدیع الملک کے بلند
پایا اور تڑپتے دیکھا آواز دی سبحان اللہ بدیع الملک نے کہا اب
جسوقت تک آپ قلعہ کو فتح کرکے نہ پہونچینگے اسوقت تک یہ اسی طرح ہاتھ پر
بلند رہے گا یہ سنکر اسد غازی نے ایکبارگی جو گھوڑون کو مہمیز کیا تو بر لب
خندق پہونچکر دم لیا اور گھوڑون کے تنگ کاٹ کر مرکبون کو خندق ون
مین ڈالدیا گھوڑے پیرتے ہوے زیر دیوار قلعہ پہونچے جب اہل قلعہ نے
دیکھا کہ یہ لوگ آ ہی پہونچے تو انھون نے پانی کا متواتر کڑک کا بولا بارود
کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ فصیل پر سے پھینکا مگر ان آزمودہ کارون نے
خالی دیا اور اس حربہ آخر سے بچکر قلعے کے پھاٹک پر گرز مارا پھاٹک
شکستہ ہوا اور اڑا اڑا کر گرا بس اسد غازی اپنی پلٹنون سمیت داخل
قلعہ ہوے اور تلوار برسانا شروع کی اُدھر اہل قلعہ بھی آمادۂ مرگ ہوکر
لڑنے لگے بجلیان تلوارون کی ڈھالون کے سیہ بادل مین کوند کر رہی
تھین اور خرمن حیات کو اجل رسیدون کے جلا رہی تھین ہنگامہ گیر ودار
برپا تھا قزاق بوتین پھونک پھونک کر اور بھی ان لوگون کو گھبرائے دیتے
تھے نہر بسر جیوش لشکر کو للکار رہا تھا کہ اب بھی تم لاکھون ہو
اور یہ تھوڑے سے ہین مار لو انکو جانے نہ پائین اسد غازی ہر چہار طرف سے

لشکر کا ہجوم ہوا تلوار برسنے لگی قزاق جاتون کو اڑاتے ہوئے بو قیس پہونچتے ہوئے
تخت بادشاہ کی طرف چلے اور اسد غازی اوس دریاے مواج کو پیرتا ہوا
چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین الماس تبرزن سے اور اسد غازی سے
سامنا ہوا اسد نے للکارا او ملعون یہ تبر درخت کاٹنے کا معلوم ہوتا ہی آسنے
جواب دیا یہ نخل حیات قطع کرتا ہی اسد غازی نے فرمایا پھر تامل کیا ہے مین بھی تو
دیکھون کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہی یہ سنکر الماس تبرزن نے اسد دلاور پر
وار کیا اسد نے تبر الماس کے ہاتھ سے چھین کر مارا الماس تبرزن
کے دو ٹکڑے ہوے فرمایا بیشک تو سچا تھا یہ نخل حیات کو قطع کرتا ہی مگر یہ تجھے
نہ معلوم ہوگا کہ کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہی یہ کہکر ہزبر سرخپوش کیطرف
چلے ادھر غضنفر بن اسد سے اور منحوس خوک پیشانی سے سامنا
ہوا اسنے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا
مارا تو کمر کفر کو خم کر دیا منحوس کی نحوست اسی کی جان پر پڑی اسد ثانی
نے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا ادھر معروف بن اسد
سے اور سرجنگ نیزہ باز سے سامنا ہوا سرجنگ نیزہ باز نے نیزہ
مارا معروف نے ترچھے ہو کر نیزہ خالی دیا جیسے ہی سرجنگ نیزہ باز
جھونک مین گیا معروف نے بامش گردن پر تیغہ مارا سر تن سے جدا ہوا
لاش اسکی پھڑکنے لگی اسد ثانی سے اور میلاد شتر لب سے سامنا
ہوا میلاد نے سیل آہنی کا وار کیا اسد ثانی نے سیل اسکے ہاتھ سے چھینکر
وہی سیل اسکے سر پر ماری یہ بھی واصل جہنم ہوا اسد غازی لڑتے بھڑتے
قریب ہزبر سرخپوش کے پہونچ گئے ہزبر نے تلوار ماری اسد غازی
نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا ہزبر سرخپوش اندھے سے تسمہ پا اپنے مرکب پر
آرہا اسد غازی نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا
اور بجانے سپر ہاتھ پر لے لیا بادشاہ کے گرفتار ہوتے ہی ہر طرف سے
شور امان بلند ہوا اسد غازی نے قزاقون کو جنگ سے روکا اور
ہزبر سرخپوش کو یون ہی ہاتھ پر بلند کیے ہوے قلعہ سے باہر آئے یہان
صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک دیوانہ اژدر شمشیر کو
ہاتھ پر بلند کیے ہوے انتظار اسد غازی مین کھڑے تھے کہ اسد غازی
با فتح و فیروزی پہونچے اور صاحبقران کو فتح جنگ کی مبارکباد دی اور
صاحبقران نے اسد غازی کو مبارکباد دی اور اپنے قیدیون
کو عیارون کے سپرد کرکے داخل خیمہ ہوے لباس رزم اتارے پوشاک بزم
جسم پر آراستہ کی صاحبقران بارگاہ گوہربار مین تشریف فرما ہوے سردار

آ آکر نگلون اور کرسیون پر جلوہ افگن ہوئے جس وقت تمام دربار مملو ہوگیا
تو صاحبقران عالیشان نے قیدیون کو طلب کیا داروغہ زندان شہر بسر
سرخ پوش اور دیوانہ اژدر شیر خشم کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوا
صاحبقران نے بادشاہ کو اسکی عزت کے موافق اور دیوون کو اسکی لیاقت
کے موافق بیٹھنے کو جگہ دی اسی اثنا مین دروازہ بارگاہ سے خواجہ خضران
بن عمرو ثانی اور عازم شعبدہ باز نمود ہوئے صاحبقران کو سلام کیا اور
اپنے اپنے مقام معین پر بیٹھ گئے صاحبقران نے پوچھا کیا کیفیت پیش آئی
بیان کرو خضران نے اپنا پہونچنا اور حکیم صاحب کا پہچان لینا اسکے بعد اظہار
اسلام کرکے وصیت کرنا اور انتقال کرجانا اور بعد دفن واپس ہونا سب باتین
بیان کین اسکے بعد پیغام حکیم صاحب کے بعد سلام بیان کیے انھون نے
یہ بھی کہا تھا کہ یہ مقام سخت ہے اگر مناسب ہو تو اب آگے جانے کا قصد نہ فرمائیے
بلکہ پلٹ جائیے ورنہ بہت زحمتین اٹھائیے گا صاحبقران نے فرمایا خیر یہ انکی دوستی
اور ہمدردی ایمانی کا مقتضا تھا جو مجھے روکا مگر مین جس ارادے سے آیا ہون
بغیر اس کام کو ختم کیے ہوئے ہرگز یہان سے واپس نہ جاؤنگا لیکن جس وقت
یہ تمام باتین شہر بسر سرخ پوش نے سنین کہ حکیم فیلقوس مسلمان تھا
اور اس نے اس دار فانی سے انتقال کیا تو اسکے اچھی چھوٹ گئے کہ اب ان
لوگون سے یہان کون رہ سکتا ہے آگے جاکر جو کچھ سختی پیش آئی یہان تو خاتمہ ہوگیا
صاحبقران نے شہر بسر سرخ پوش کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے
شہر بسر سرخ پوش سنا تو نے جس شخص پر تجکو بھروسا تھا اسنے بھی انتقال کیا
اور وہ بھی مذہب اسلام رکھتا تھا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ تو بھی مذہب
برحق کو اختیار کر اور اکوان پرستی کو ترک کر وہ ایک ساحر غدار و کافر مکار
تھا اس نے فریب دیکر بندگان خدا کو بہکا رکھا ہے ایک زمانے مین مثل
اکوان کے آئینہ اندام جادو کو بھی دعوی خداوندی تھا اور بہت
سے کافر اسکو بھی سجدہ کرتے تھے اور خدا جانتے تھے لیکن جس وقت
ساز و سامان اسکے سب مٹ گئے تو اسکو سوائے فرار کرنے کے کچھ بھی
بن نہ پڑا آخر وہان سے بھاگ کر اس مقام پر آیا اور اکوان تاجدار سے
پناہ مانگی اور اب تک اسکے یہان موجود ہے یقین ہے تم بھی اسکی کیفیت سے واقف
ہوگے اب دیکھ لینا ایک روز یہی حالت اکوان بے ایمان کی ہوگی یا تو میرے
ہاتھ سے وہ مارا جائیگا ورنہ کہین بھاگ جائیگا اگر اجل اسکی میرے ہی
ہاتھ سے ہے تو انشاء اللہ اس ملعون کو ضرور قتل کرونگا اور سارا اسکا
غرور خداوندی مٹا دونگا جو لوگ اسکو خداوند جانتے ہین وہی اسکی حالت ہے

افسوس کرینگے اور دست تاسف ملینگے اور اگر قضا اسکی ابھی نہین ہی تو کہین
بھاگ جائے گا بہرکیف ایسی ایسی ہزارہا خداوندیان صاحبقران اول کے
زمانے سے لیکر اسوقت تک بشکست گئین اور آیندہ بھی شکستگی انجام ہین
سوا مذہب اسلام کے کوئی مذہب باقی نرہے گا پس ای ہزبر سرخ پوش
تجکو چاہیے کہ دیدۂ عقل سے اپنے خداوند کو پہچان جو تیرا معبود حقیقی ہی اور
بھاگنے پر ان کافرون کے تجا اور افعال گذشتہ سے اپنے توبہ کر کہ ذات اسکی
راحم وغفار ہی وہ عصیان تیرے بخش دے گا اور اگر تو حق کو چھپائے گا
اور لکیر کا فقیر بنا رہے گا تو بہت خراب ہوگا دنیا مین سزائے موت نہایت
ذلت کے ساتھ ہوگی اور انجام مین ابدالاباد تک نار دوزخ مین
جلتا رہے گا ان باتون سے ہزبر سرخ پوش گھبرا گیا اور عرض کرنے
لگا یا صاحبقران مذہب اسلام تو مین ابھی اختیار کرتا ہون بیشک یہ مذہب
برحق ہی مگر مجھے زندگی اپنی منظور نہین فرمایا آخر اسکا کیا سبب تب
ہزبر سرخ پوش نے عرض کی کہ حاکم ہوکر محکوم بننے سے مرجانا بہتر ہی
آج تک مین اسی سرزمین کا بادشاہ تھا اور اسوقت سے مثل دیگران
مین بھی سمجھا جاؤنگا جو لوگ زمانہ حکومت مین مجھ سے کینہ رکھتے تھے
وہ اسوقت اس کینۂ دیرینہ کو نکالینگے یہ سنکر صاحبقران باقبال نے
فرمایا ای ہزبر سرخ پوش تو رنجیدہ نہو ہمارا یہ دستور نہین ہی کہ ہم کسی کے
ملک ومال پر نظر کرین ہم تحصیل دنیا کے لیے نہین لڑتے شیوہ ہمارا تاج بخشی
ہی تیرا ملک تجکو مبارک ہو بلکہ اور کچھ اضافہ کی خواہش ہو تو وہ بھی ممکن
ہی یہ فرما کر خود اسکی بند دفع کرکے کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا اور حمام بھیجکر غسل کرا کے
خلعت سے سرفراز فرمایا اور نہایت عزت وحرمت کے ساتھ اسکو رخصت
کیا اسکے بعد وہ لوانہ آذر وشیر خشم کو فہمائش کی وہ بھی بعد تامل مسلمان
ہوا اور ہزبر سرخ پوش کی خدمت مین آکر اخلاق صاحبقرانی کی تعریف
کرکے سرنگون ہوا ہزبر سرخ پوش نے دربار عام کیا اور کہا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ وہ میرے ملک سے نکل جائے
مین اسکا ہرگز شریک نہین ہون یہ سنکر سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئے
جسوقت اسنے انتظام سلطنت سے فرصت پائی اور سب کو اپنے موافق کر لیا
تو خدمت فیضدرجت مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
کی حاضر ہوا اور استقبال کر کے ساتھ اپنے قلعہ مین لے گیا اور دست بستہ
عرض کی اب گھر کے ہوتے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہین ہی اب صاحبقران
زمان نے عرض اسکی قبول فرمائی تاکہ دل شکنی اسکی نہو اور قلعہ ہزبریہ مین قیام فرمایا

اور بتخانون کو منہدم ہونے کا حکم دے کر مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام پر بادشاہ
لشکر اسلام یعنی دارا سے بن جمشید کے جاری ہوا تین روز تک برسر خیوش
نے صاحبقران کی دعوت ضیافت مین صرف کیے چوتھے روز صاحبقران
عالی شان نے فرمایا اے برسرخ پوش مین برائے تسخیر آئینہ اندام جادو
آیا ہون یہان رہنے کو نہین آیا ہون اگر تمکو لوح طلسم کا کچھ حال معلوم ہو
تو بیان کرو ورنہ مین دوسری تدبیر کرون اسنے عرض کی اگر حال لوح کا معلوم
ہو گا تو عازم شعبدہ باز کو معلوم ہو گا مجھے اسکا علم نہین ہے اس وقت
عازم شعبدہ باز موجود نہ تھا لیکن خضران بن عمرو موجود تھا اسنے عرض کی
یا صاحبقران جب مین حکیم فیلقوس تابی تک پہونچا ہون اور مجھے
معلوم ہوا کہ زمانہ انکی زندگی کا قریب ختم ہے تو مین نے پتہ لوح طلسمی کا بھی آپسے
پوچھا تھا انھون نے فرمایا تھا لوح طلسمی کا انتظام حکیم ارجاس ایرانی
نے کیا ہے اسنے ایک دریائے ذخار مین گنبد حباب کے اندر نہان کیا ہے کوئی
شخص پتہ اس دریا کا نہین پاسکتا اگر دریا کا پتہ بھی لگا لیا تو گنبد حباب تک نہین
پہونچتا اور بفرض محال اگر گنبد تک پہونچ بھی گیا تو گنبد سے بارش تیر ہوتی
ہے ان تیرون سے بچنا دشوار ہے اور پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا سوائے
عازم شعبدہ باز کے اور کوئی نہین جانتا اگر عازم شعبدہ باز مجھے
اپنے ہمراہ لے چلے تو مین جان نثاری کو موجود ہون صاحبقران نے اسیوقت
عازم شعبدہ باز کو بلوا بھیجا حسب الحکم صاحبقران عالی شان عازم
شعبدہ باز حاضر حضور ہوا اور عرض کی مجھے کسلیے یاد فرمایا ہے عازم شعبدہ باز
سے صاحبقران نے فرمایا اگر تمکو پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا معلوم
ہو تو خضران کو اپنے ہمراہ لیکر جاؤ عازم شعبدہ باز نے عرض کی
غلام موجود ہے بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائے گا غرضکہ اسی وقت
عازم شعبدہ باز اور خواجہ خضران بن عمرو نے کوچ کی تیاری کی
اور صاحبقران سے رخصت ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے اس راستے مین
خضران کو ایسے ایسے سخت صحرا ملے جو کبھی نہ دیکھے تھے وہ بلندی و پستی
کہ ایک فرسخ کا طے کرنا سو فرسخ سے کم نہ تھا خدا خدا کرکے قریب شام
ایک مقام پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ دیکھا ایک شخص جھاڑیون مین ہوتا ہوا
چلا جاتا ہے خضران نے اسے آواز دی بھئی جانے والے ذرا ہماری
بھی سنتے جاؤ ہم راستہ بھول گئے ہین اور اس صحرا مین ٹکراتے
پھرتے ہین گم کردہ راہ ہین ہمپر ترس کھاؤ ہمارے پاس آکے ہمکو راہ
سے لگا دو اس آدمی نے جو نہی آدمی کی آواز سنی بھاگا کہ یہان

کیونکر اُگیا لیکن جل گئے ہین پاؤن اسکا اُٹھا اور یہ گرا خضران نے دوڑ کر کمند ماری اور
پکڑ لیا جب یہ بے بس ہوا تو فریاد کرنے لگا ایک شخص اُسی وضع کا اور پیدا ہوا
اور قریب آکر کہنے لگا کیون ہمارے ساتھی کو تمنے پکڑا ہی خضران نے کہا مکان
حکیم ارجاسپ ایرانی کا کہان ہی اُسنے بتانے سے انکار کیا خضران نے کہا اگر
نہ بتاؤ گے تو ہم تمکو قتل کرینگے جب زیادہ ڈرایا دھمکایا تو اُن لوگون نے کہا ہم
سب حکیم صاحب کے ملازم ہین چلیے ہم آپکو لیے چلتے ہین لیکن کوئی فائدہ
نہو گا خضران نے کہا فائدہ ہو یا نہو تم مکان ہمین بتا دو یہ دونون راضی ہوے
اور خضران و عازم شعبدہ باز کو ساتھ لیکر جھاڑیون مین گھسے دیر کے بعد
اُس جنگل سے نکلے اور ایک صحرائے پُر فضا مین پہونچے دیکھا خضران نے کہ
صحرا رشک گلزار ارم ہے میوے گوناگون لگے ہوے ہین درخت بار گل سے
خمیدہ ہوے جاتے ہین جانوران پرندے خوش نوا ہین کہ آواز سے اُنکی دل کو
فرحت ہوتی ہی وسط صحرا مین ایک مکان عالیشان بنا ہوا ہی تمام مکان سنگ مرمر کا
معلوم ہوتا ہی وہ دونون خضران اور شعبدہ باز کو لیے ہوے مکان مین داخل
ہوے دیکھا خضران نے کہ مکان نہایت پر تکلف بنا ہوا ہی لیکن نہایت
سادہ سادہ بیچ مین تخت بچھا ہوا ہی اسپر ایک تصویر بنی ہوئی ہی کہ دیکھ
اور لوگ اُسی وضع کے بیٹھے ہین جس وضع کے لوگ خضران کو یہان لائے
تھے خضران نے قریب پہونچکر حکیم صاحب کو سلام کیا مگر جواب نہ آیا اُن لوگون
نے عرض کیا حکیم صاحب کو انتقال کیے ہوے سو برس کا زمانہ ہوا یہ تصویر
حکیم صاحب کی ہی ہم لوگون کو ایک نسخہ تعلیم فرما دیا تھا اور مجاوری ہمارے سپرد
کی تھی ہم اُس نسخہ کے ذریعہ سے اس وقت تک اس تصویر کو قائم کیے
ہوے ہین ورنہ دراصل حکیم صاحب کا پیکر بے روح ہو چکا ہی یہ سنکر خضران
نہایت پریشان ہوا اور عازم شعبدہ باز سے کہا اب کہو کیا کہتے ہو اب
روح کا کس سے پتہ لگائین عازم شعبدہ باز نے کہا مین بھی اسی فکر مین
ہون لیکن میری عقل تو کام نہین دیتی اس مقام پر کیا کرنا چاہیے میرے تو
ہاتھ پاؤن پھول گئے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے ساری محنت جو اتنی مسافت سخت
طے کرنے کی تھی رائگان ہو گئی خضران نے کہا ای عازم شعبدہ باز گھبراؤ نہین
اگر مردے سے نہ پوچھا تو کچھ کام نہ کیا زندہ سے تو ہر شخص بات کر سکتا ہی
عازم شعبدہ باز نے کہا آپ جانشین خواجہ عمرو عیار ہین ہمارے تو وہم مین
بھی نہین آتا کہ مردہ کیا بات کرے گا خضران نے اُن لوگون سے کہا بتاؤ
مال حکیم صاحب کا کہان رکھا ہی انھون نے کہا ہمین نہین معلوم اسلیے کہ
ہم ملازم تھے جو کام ہمارے سپرد تھا اُسی سے بحث رکھی ہمین نہین معلوم

حکیم صاحب کا مال کہان ہی اور خزانہ کس جگہ رکھا ہی خضران نے کوڑا پکڑا اور پیٹنا
شروع کیا سب کو خوب مارا یہ لوگ مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہے تھے جب
کسی طرح ان لوگون نے نہ بتایا اور کہا چاہے آپ مار ڈالیے مگر ہم کیا بتائین ہمین
معلوم ہی نہین حکیم صاحب فقیرانہ مزاج رکھتے تھے اُنکے پاس سوا نسخون کے
اور کیا تھا خضران نے سمجھا یہ لوگ کسی طرح نہین بتاتے معلوم ہوتا ہی
یہ سچے ہین مین نے اسقدر مارا تھا اگر یہی چور ہوتے تو قبول دیتے
اب خضران نے ایک کنٹری عطر کی نکالی اور ایک کپڑا عطر مین تر کرکے
تمام تصویر کو خوشبو کیا اور جس قدر عطر باقی بچا اُسکو تمام مکان مین چھڑک
دیا عازم شعبدہ باز کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی خضران نے
دن تمام کرکے شام کو وضو کیا نماز پڑھی اور دعائے مغفرت حکیم ارجاس
ایرانی کے حق مین کی قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا ایک شخص لباس عجمی
پہنے ہوئے چلے آتے ہین قریب آکر سلام علیکم کی آواز دی خضران نے
جواب سلام دیکر نام پوچھا انھون نے بیان کیا نام میرا حکیم ارجاس ایرانی
ہی مجھے اپنے علم کے ذریعے سے معلوم ہوگیا تھا کہ ایک زمانے مین تم یہان
آؤگے اور مین اس زمانے مین زندہ نہونگا اور مرحلہ لوح کا میرے
بتانے پر موقوف ہی اس لحاظ سے مین نے اپنے مرنے پر خود
اظہار کیا اسوقت تک مین نے اپنے تئین دواؤن کے زور سے سنبھالے
رکھا اگر مین قبر مین ہوتا تو تم فاتحہ پڑھکر پلٹ جاتے میرا تو کام نکل جاتا
مگر تمھارا کام ناتمام رہ جاتا ای خواجہ ثالث جس مسند پر میری تصویر
رکھی ہی اُسکے داہنے گوشے کو ہٹانا ایک پرچہ کاغذ کا ملےگا وہی دریائے
ذخار کے عبور کرنے کو کافی ہی اور مقام لوح تک پہونچا دے سکتا
ہی اور وہ سامنے مشرق کی طرف جو ایک کھڑکی سی معلوم ہوتی ہی
اُسے کھولنا دریا نظر آئےگا لیکن اس پرچے سے وہی شخص کام
لے سکتا ہی جو فتاح طلسم ہو تمھین کچھ نظر نہ آئےگا یہ جواب دیکھکر
خواجہ خضران کی آنکھ کھل گئی جلدی سے قریب مسند آئے گوشہ مسند
ہٹاکر پرچہ اٹھایا گوشہ مسند کا ہاتھ مین آگیا لیکن پرچہ پر کوئی
اثر نہ پہونچنے پایا تھا خضران نے پرچہ اٹھاکر جیب مین رکھا اور
عازم شعبدہ باز سے کہا دیکھا تم نے ہم کہین خالی پھرنے والے
تھے عازم شعبدہ باز نے کہا آپ کے کمالات تو اظہر من الشمس
ہین کیا مجال تھی کسی کی جو پتہ ایسی پوشیدہ چیز کا لگا سکتا غرضکہ
وہ پرچہ لیے ہوئے مع عازم شعبدہ باز مکان سے نکلے اور راہ

قلعۂ ہزبریہ کی اختیار کی پھر انھین جنگلون کو طے کرنا پڑا اِنکی مرتبہ سہولت
کے واسطے جا بجا جھنڈیان نصب کرتے گئے کہ جب صاحبقران زمان
یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو ساتھ لائین تو دقت نہو غرضکہ بعد قطع
راہ قلعۂ ہزبریہ مین داخل ہوئے اور صاحبقران سے تمام واقعات
گذشتہ بیان کیے اور پرچہ صاحبقران کے سپرد کیا صاحبقران با اقبال
نے دوسرے روز عزم سفر کیا اور تن تنہا خضران بن عمرو کی رہبری پر
جانب مکان حکیم ارجاسپ ایرانی روانہ ہوئے اسی کے راستے مین
قبر حکیم فیلقوس کی تھی خضران اول صاحبقران کو وہان لایا اور کہا
یہ قبر حکیم فیلقوس کی ہے صاحبقران نے قبر حکیم فیلقوس پر فاتحہ پڑھا
اور وہان سے کوچ کرکے صحراؤن کو طے کرتے ہوئے اسی مکان مین پہونچے
جہان سے خضران پرچہ لایا تھا جسوقت نظر صاحبقران عالیشان کی تصویر
حکیم ارجاسپ ایرانی پر پڑی دیکھا عجب مرد متبرک ہے خضران سے کہا
اب انھین دفن کرو انھون نے ہمارے واسطے بڑی تکلیف گوارا کی کہ بعد
مرنے کے بھی گوشۂ عافیت قبر سے محروم رہے سوا اسکے اور کوئی وجہ نہ تھی
کہ یہ اپنے مردے کو اس طرح رکھتے اور دفن سے منع کرتے خضران نے
عرض کی بیشک یا صاحبقران یہی سبب تھا جو انھون نے اتنی بڑی زحمت بعد
مرنے کے گوارا کی پھر خضران نے کہا اب یہان سامان دفن و کفن کہان سے
مہیا ہو یہ سنکر صاحبقران نے نہایت افسوس کیا کہ کاش مین اپنے ساتھ
لشکر سے کچھ اور لوگ بھی ہمراہ لیتا آتا خضران نے کہا پھر اب پلٹ چلیے
صاحبقران نے کہا ہان سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہے خضران نے کہا ہونے کو سب
کچھ ہوسکتا ہے مگر روپیہ کا خرچ ہے صاحبقران نے فرمایا یہان تو روپیہ بھی نہین ہے خضران
نے کہا روپیہ نہین ہے تو کیا ہوا رئیسون کی زبان مین روپیہ ہے آپ اسکے
مضاعف کے دینے کا وعدہ کیجیے مین ابھی کسی نہ کسی سے قرض دام لیکر
سب انتظام کردونگا آپکے لیے دشواری نہین ہے البتہ ہم ایسے
غریب ہین جنھین کوئی ایک حبہ بھی قرض نہ دے گا صاحبقران نے
فرمایا خواجہ اگر اسکا انتظام یہین کردو تو والله ابھی ایک ایک
روپیہ کے دس دس روپیہ دونگا خضران نے اسی وقت سب
سامان دفن و کفن زنبیل سے نکال کر مہیا کردیا اور ایک گھنٹہ کے
عرصہ مین حکیم ارجاسپ ایرانی کی لاش کو غسل و کفن دیکر
اسی قصر مین دفن کردیا صاحبقران عالیشان نے فاتحہ پڑھا اور
خضران کی اس کارگزاری سے بہت خوش ہوے اب خضران سے

فرمایا تمھاری حد یہین تک تھی اب تم اسی جگہ ٹھہرو اور ہم تلاش لوح مین جاتے ہین جو
لوگ یہان ملازمان حکیم ارجاسپ ایرانی سے تھے انکو اس مقام کی آمدنی
بخش دی اور مجاوری تربت حکیم ارجاسپ ایرانی کی انکے سپرد کی اور خضران
کو گلے لگا کر اسی مقام پر ٹھہرنے کو فرمایا اور آپ پرچہ ہاتھ مین لیکر اس کھڑکی
کی طرف متوجہ ہوے اور قریب کھڑکی کے آکر پٹ کھولے خضران نے کہا یا صاحبقران
ذرا سیدھے ہی سے کام نہ لیجیے گا بغیر پرچہ دیکھے کوئی بات نہ کیجیے گا یہ کہکر مناجات
مین مصروف ہوا اور یکایک تیر باران ترغیب دعا مانگنے لگا کہ یکایک کڑکے سے بجلی
کڑکی اور ایک ابر گرا خضران کو اٹھا لے گیا ہر چند یہ چیخا اور پکارا مگر
صاحبقران کے کان تک آواز اسکی نہ پہونچی کیونکہ بدیع الملک اسم خوانی
مین مصروف تھے جیسے ہی انھون نے اسم تمام کیا دیکھا سامنے دریا لہرین مارتا
ہوا چلا جاتا ہے اور ایک کشتی بہتی چلی آتی ہے اسپر ایک ضعیفہ اور ایک نازنین
سوار ہے نظر جو صاحبقران کی اس نازنین پر پڑی بیچین ہوگئے آواز دی کہ
کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے ادھر جانے والے ادھر دیکھ لینا * یہ صدا سنکر
اس نازنین نے کشتی کو دبایا اور اس طرف سے چلی جیسے ہی کشتی
قریب کھڑکی کے پہونچی آواز دی ہم تو بے تاب سواری پر جا رہے ہین اگر آنا
ہو تو اسی کشتی پر آجاؤ یہ سنتے ہی صاحبقران نے جست کی اور کشتی پر جا پہونچے
کشتی آن واحد مین بہکر بہت دور نکل گئی اور گرداب مین پھنسکر چکر مارنے
لگی صاحبقران کو خیال آیا تم نے بہت بیجا حرکت کی کہ بغیر پرچہ دیکھے کشتی پر
آبیٹھے مگر اب خیال اسکا بیکار ہے ایسے کہ وہی مثل ہو گئی کہ بعد از جنگ یاد آید
بر کلہ خود باید زد خدا پر توکل کرکے خاموش ہو رہے وہ کشتی چرخ مارتے
مارتے غرق ہوگئی صاحبقران عالیشان نے غرق ہوتے وقت کلمۂ طیبہ
زبان فیض ترجمان پر جاری کیا اور غرق ہوگئے جس وقت پاؤن زمین پر
آشنا ہوے تو اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین پایا اور دیکھا تو ان مین
پانی کی تری بھی نہ دیکھی نہ وہ نازنین تھی نہ بڑھیا تھی نہ کشتی نہ وہ دریا
تھا صرف بدیع الملک تن تنہا صحرا مین کھڑے تھے انھون نے پرچہ کو
اٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم گھبراؤ نہین یہ کشتی موکل لیکر
جاتا ہوا تھا یہی صورت اس مقام پر پہونچنے کی تھی جو اسم تمنے
پہلے پڑھا تھا اسی کے اثر سے یہ سبب امر ظہور مین آسکے تھے اب تم فورا
بے خوف و خطر ایک طرف بتلاش لوح روانہ ہو * جو عجائبات
پیش نظر آتے جائین لوح دیکھکر کاربند ہوتا یہ دیکھکر صاحبقران کو اطمینان ہوا اور تکیہ
خدا پر کرکے ایک جانب چل نکلے چلتے چلتے متصل ایک باغ کے پہونچے دیکھا

کہ زیر دیوار باغ ہزارہا طائر مثل بط و سرخاب و طاؤس و قمری وغیرہ سب کے جمع ہیں نظر جو اُن طائروں کی
بدیع الملک پر پڑی بیساختہ پھڑ پھڑ کرکے اُڑے اور شور کرتے ہوئے آدمیوں کے جیسے
بزبان انسانی کہہ رہے تھے کہ فتاح طلسم آگیا یہ وقت غفلت کا نہیں ہے ادھر تو وہ طیور
داخل باغ ہوئے اور ساتھ ہی ہوا سے تند چلی اور ایک دیو حجازی تنہ بہار گوشۂ صحرا
سے نمودار ہوا ایک قرنا اُسکے ہاتھ میں تھا بدیع الملک کو دیکھتے ہی اُنکی طرف چلا اور قرنا کو
منہ سے لگایا بدیع الملک نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھکر لوح پر نظر ڈالی لکھا ہوا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر پیکان تیر پر دم کرو اور اُسی جلد کمان میں پیوستہ کرکے سر کرو کہ دیو قرنا کو
نہ پھونکنے پائے یہ دیو ساحر ہی اگر یہ قرنا کو پھونک دیگا تو در اصل تمکو پھونک دیگا فوراً تمام جسم
میں آبلے پڑجائینگے ہوا اس قرنا کی شعلۂ آتش سے کم نہیں یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے
جلدی سے اسم کو تمام کیا کہ اسم نہایت مختصر تھا اور پیکان پر دم کرکے تیر کو چلہ کمان میں
نہایت پھرتی سے پیوستہ کرکے مارا ادھر تو کمان کڑکی اُدھر دیو نے قرنا پھونکی اور ہوا قرنا کی
بدیع الملک کی طرف چلی اور تیر دھارا ہوا اکا کاٹتا ہوا دیو کی طرف چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہباز
اپنے صید پر دھارے کو کاٹتا ہوا پروں کو تولے ہوئے چلا جاتا ہے تیر کے پروں سے سنسنا
اور فنا کی آواز پیدا تھی ہنوز ہوا سے قرنا بدیع الملک تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ تیر
پہونچ گیا اور دیو کے سینہ پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا دیو کے مرنے ہی اثر سحر باطل ہوا
سرد ہوکر بدیع الملک تک پہونچی کہ یہ اُسکے گزند سے محفوظ رہے اُدھر دیو کے سینہ
سے خون کی جگہ ایک شعلہ نکلا اور طائران باغ پر گرا کہ یہ سب طائران آتشبازی کی طرح
جلکر خاک ہوگئے بڑی دیر تک آندھی چلا کی خاک اُڑا کی ایک طوفان برپا رہا بعد کچھ دیر کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی گرا نام من دیو قرناس جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دیوار باغ پر سے کچھ پریاں جھانک رہی ہیں اور اشارے سے
بلا رہی ہیں بدیع الملک دروازۂ باغ سے اندر باغ کے آئے پریوں نے اشارہ کیا کہ
سلیمان وقت آگیا سب نے آکر گھیر لیا جو سرداران پریوں کی تھی وہ بھی حاضر ہوئی اور عرض
کیا کہ تشریف لائیے فرمایا کہ تم کون ہو اور یہاں اس حال خراب سے کیونکر ہو کیں [illegible]
کہ پوشاکیں تم سب کی میلی ہیں بال پریشان ہیں ان سب نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی
ملکہ غلمان پری یہ جو سامنے آپ کے کھڑی ہیں مکان انکا قاف ششم میں ہے یہ پردہ
دنیا کی سیر کو نکلی تھیں کہ اسی اثنا میں یہ دیو موذی کا ماسارے جلسے کو اسیر کرکے لایا اور اس
باغ میں لاکر قید کیا روز کچھ سبز میوہ وغیرہ لاکر کھلا دیتا تھا یہاں پوشاک کہاں نصیب کہ بدلتے
اور سامان آرائش وغیرہ کجا یہ کہیے کہ آج آپکی بدولت اس ظالم کے پھندے سے چھوٹے اور
نجات پائی اب جبتک ہم لوگ زندہ ہیں آپ کی کنیزی میں حاضر ہیں بدیع الملک نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ یہ سچ کہتی ہیں جسکو اس دیو نے لاکر قید کیا تھا غلمان پری بدیع الملک
کو لیے ہوئے اندر قصر کے آئی اور ایک چوکا سنگ مرمر کا لگا ہوا تھا اُسے پریوں نے اپنے پروں سے

جھاڑ کر صاف کیا اور بدیع الملک کو اس چوکے پر بٹھایا بس یہی تکلف یہاں کا تھا اور فرش وغیرہ
کہاں نصیب تھا ارغوان پری جو کہ وزیرزادی غلمان پری کی تھی نہایت شوخ اور چنچل معلوم
ہوتی تھی ہیں اسکا کم تھا سنئے کہا ملکہ وہ آدم زاد جو دیو نے پکڑ کر قفس میں بند کیا ہے اُسسے وہ اکثر
گوایا کرتا تھا کیا مزے سے گاتا ہے چلیے اُسے بلوا کر مہمان کے آنے کی خوشی کریں غلمان پری
نے کہا ہاں سچ ہے تو نے خوب یاد دلایا یہ سنکر بدیع الملک کے کان کھڑے ہوئے غلمان
پری نے کہا چلیے وہ کیا سامنے قفس لٹکا ہوا ہے یہ سچ کہتی ہے وہ اس مزے سے گاتا ہے کہ ہنستے کو
رُلاتا ہے روتوں کو ہنساتا ہے بدیع الملک اُٹھکر اُن پریوں کے ساتھ ہوئے اور اُس درخت
کے پاس آئے جہاں قفس لٹک رہا تھا دیکھا کہ ارغوان پری بال پکڑ پکڑ کھینچتی اور کہتی ہے کہ گا و
اور وہ چیختا ہے بدیع الملک نے قریب سے جو دیکھا تو خضران ہے پریوں کو ڈانٹا کہ ارے تم بڑی
ظالم ہو یہ کیا کرتی ہو کہ ایک قیدی کو اس طرح آزار پہنچاتی ہو خضران نے جو آواز بدیع الملک
کی سنی پلٹ کر دیکھا پکارا یا صاحبقران ان بلاؤں سے میرا پیچھا چھڑائیے صاحبقران مسکرانے
لگے اور ارغوان پری سے کہا کہ ارے یہ میرا بھائی ہے اسے آزار نہ دو قفس سے نکالو ارغوان
پری جھجک کر الگ ہوئی غلمان پری نے کہا کہ اگر حضور کو اسکے حال پر رحم آیا ہے تو چھوڑ دیتے
مگر یہ بھائی آپکا کہاں سے آیا آپ کی یہ شان و شوکت اسکی یہ حالت آپ گورے چٹے یہ سانولے رنگ کا
آدمی کوئی بھی مناسبت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا انکا کئی پشت سے ساتھ چلا آتا ہے اسکے دادا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری شاہزادہ ولایت اول تھے اور میرے جد امجد کا اسم مبارک زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران تھا ان دونوں میں باہم ایسی محبت تھی کہ بھائیوں میں
بھی نہیں ہوتی ہے ایک دوسرے کے نام کا عاشق تھا اسی طرح انکے باپ حمزۂ ثانی کی رفاقت میں رہے
اور یہ میرا رفیق ہے اتنی مدت کا ساتھ ہے کہ خون ملگیا اور انکے دادا اور جد امجد تو دودھ شریک بھائی بھی
تھے یہ سنکر غلمان پری نے جلدی سے تیلی قفس کی کھینچکر خضران کو باہر نکالا خضران قفس سے
نکلتے ہی ارغوان پری کی طرف دوڑا کہ اسنے میرے بال نوچے ہیں اسکے پر نوچ لونگا یہ بھاگ کر
غلمان پری کے پیچھے چھپی غلمان پری نے کہا جیسا تو نے کیا اسکی سزا پائیگی کیوں تو نے
اُسکے بال نوچے پر تو یہ بتا کرتی ہوئی صاحبقران کے پیچھے آکر چھپی بدیع الملک نے خضران
سے کہا کہ ہمارے سر کی قسم بس جانے دو اسے نہیں معلوم تھا کہ تم کون ہو اور یہ بیان کرو کہ تم کسطرح
مبتلائے بلا ہوئے میں تمھیں حکیم ارجاس کے مقبرہ پر چھوڑ آیا تھا خضران نے عرض کی کہ میں نے پکار
پکار کر دعا مانگ رہا تھا دعا میری خداوند عالم نے قبول کی کہ آپ صحیح و سالم دریا عبور کرکے اس
مقام پر پہونچے مگر یہ دیو حرامزادہ اسطرف سے جا رہا تھا اسنے جو آواز میری سنی مجھے اُٹھا لایا اور یہاں
اس قفس میں بند کرکے لٹکا دیا جبتک دیو یہاں رہتا تھا وہ مجھے چھیڑا کرتا تھا جب دیو کہیں چلا جاتا
تو یہ پریاں گھیر لیتی تھیں اور خصوصاً یہ پری جو آپکے پیچھے چھپی کھڑی ہے بڑی شریر ہے لکڑیاں چبھویا
کرتی تھی میں اس سے بدلا ضرور لونگا ارغوان پری نے کہا کہ جناب سلیمان کی قسم یہ جھوٹ کہتے
ہیں نا میں نے کبھی لکڑی نہیں چبھوئی صاحبقران نے دیکھا کہ کچھ طبیعت خضران کی اسکی جانب مائل ہے کہا بھی

اچھی بدلا لے لینا تم بھی لکڑی بچھو تک لینا مگر یہ کون وقت ہے ہم تو فکر لوح میں آئے ہیں تم بدلا لینے کی فکر
میں ہو غلمان پری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمھیں کچھ نشان لوح کا معلوم ہے اُسنے عرض کی کہ اور
میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر اتنا معلوم ہے کہ وہ جو نوشتہ قصر میں ایک پتھر رکھا ہے اگر اُس پتھر کو ہٹا کر دیو
غائب ہو جایا کرتا تھا اور پہروں دکھائی بھی نہ دیتا تھا صاحبقران قریب اُس پتھر کے آئے اور
خضران سے کہا کہ عجب نہیں ہے جو یہی راستہ لوح تک پہونچنے کا ہو خضران نے کہا پرچہ
کیوں نہیں دیکھتے صاحبقران نے پرچہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اُس پتھر کے نیچے سے زینہ
لگا ہوا ہے اندر زینے کے اُتر جاؤ یہ دیکھکر صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
ٹھہرو میں جاتا ہوں خضران نے کہا کہ میں آپکو اکیلا نہ جانے دونگا کیونکہ مجھے ایسے راستے
سے خوف آتا ہے اگر خدانخواستہ کہیں دھوکا کھا گئے تو مشکل پڑ جائیگی میں بھی ساتھ چلونگا فرمایا کہ
تمھیں لیجانے میں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ میں تو بسبب برکت اشیاء الٰہی کے بچ جاؤنگا تمھاری حفاظت
کیونکر ہوگی خضران نے کہا وہی خدا میرا بھی محافظ ہے صاحبقران مجبور ہوگئے فرمایا بہتر اور پتھر کو زور
صاحبقرانی سے ہٹایا دیکھا ایک زینہ بنا ہوا ہے غلمان پری سے کہا خدا حافظ ہے ہمیں نہ بھولیئیگا
فرمایا کہ تم بھی اب اپنے مکان کو جاؤ جسوقت ہم نہ طاق کو فتح کر لینگے تو قصد خانہ کعبہ کا کرینگے
اُسیوقت تم بھی اگر مجھے مل لینا اُسنے عرض کی کہ بہت خوب صاحبقران تو اسطرف خندق میں اُترے
اور غلمان پری نے تعویذ کھول کر منہ کی بھاپ دی دیکھا کہ ہوا سے تند چلی اور بہت سے دیو آکر
موجود ہوئے غلمان پری نے کہا کہ حرامزادو تمھیں کیسا کیسا بلایا جب وہ ظالم جسکی قید میں
ہم تھے کہیں جاتا تو تم نہ آتے تھے جب وہ مارا گیا تو اب تم بھی آئے ہو اُنھوں نے عرض کی کہ
ملکہ ہم کیا کریں اکثر آئے لیکن راستہ نہ پایا اسپر اکثر پلٹ گئے ارغوان پری نے کہا کہ
ملکہ اُسوقت تک یہ زمین طلسم بند تھی راستہ دیو فرناس کے مرنے سے کھلا ہے یہ دیو سچ کہتے ہیں
غلمان پری خاموش ہو رہی لیکن اُسکو یہ خیال آیا کہ ایک مرتبہ صاحبقران سے شربت
دیدار سے اور سیر ہو لوں تو بہتر ہے اور اپنے دیووں کو بھجوا دوں کہ اگر کبھی خیریت دریافت
کراتا ہو تو دشواری نہ پیش آئے یہ سوچکر اسی مقام پر منتظر کھڑی رہی وہاں صاحبقران باقبال
جو مع خضران نیچے زینے سے اُترے پھر ایک میدان دیکھا اور وسط میدان میں ایک باغ دلکشا
نظر آیا صاحبقران باغ کی جانب متوجہ ہوئے جاتے جاتے اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا کہ باغ
نہایت آراستہ ہے مگر انسان کا نام و نشان بھی نہیں ہے وسط باغ میں ایک بارہ دری سنگمرمر کی
بنی ہوئی تھی اور سامان آرایش موجود تھے صاحبقران اندر بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک
چٹان سنگ موسے کی ہے اُسپر ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہے کلید اُسکی اُسی صندوقچہ پر رکھی ہوئی ہے
لیکن کسیکا پتا نہیں ادھر خضران نے اُٹھکر آتا ہی کھول سے لیا اور کہا کہ میاں مرہ یہ چیزیں سب یہاں
خراب ہو رہی ہیں میرے پاس حفاظت سے رہینگی جب تمھیں ضرورت ہوگی تو تمھارے ہی کام آئینگی
میں تو آدمی کا چراغ بھی نہیں جلا سکتا میرے کس مصرف کی ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی نہیں معلوم کسکا باغ
ہے اگر صاحب باغ آکر دیکھیگا یا طلب کریگا تو کیا جواب دینگے خضران نے کہا کہ جب کوئی مانگیگا تو اسیوقت میں دیدونگا کیا

میں چور یا بے ایمان ہوں صاحبقران خاموش ہو رہے خضر ان نے جسقدر شیشہ آلات تھا
سب اُتار کر نذر زنبیل کیا اور جو کچھ فرش فروش تھا میز فرش وغیرہ تھے سب اپنے قبضہ میں کیے
صاحبقران نے کنجی سے اُس صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک تختی مربع اندر اُسکے رکھی ہوئی ہے مانند الماس
سبز کے چمک رہی ہے صاحبقران نے اُس تختی کو اُٹھا لیا دوسرا بھی اُسی تختی میں پڑا ہوا تھا خضر ان
نے کہا کہ یہ لوح معلوم ہوتی ہے صاحبقران نے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا لکھا تھا کہ لوح طلسم نطاق یہ دیکھکر
صاحبقران بہت خوش ہوئے اُسے گلے میں ڈال لیا پرچہ کو نکالکر دیکھا پرچہ سادہ تھا کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا
کہ پرچہ لوح کی رہبری کے واسطے تھا اور اب لوح راہبر ہے صاحبقران نے پرچہ کو وہیں چاک کرکے
پھینک دیا اور خضر ان کو ساتھ لیکر اُسی زینے کے ذریعے اوپر آئے دیکھا کہ سب پریاں موجود
ہیں مگر کچھ دیو بھی تحت سے لیے ہوئے بیٹھے ہیں صاحبقران نے غلمان پری سے کہا کہ کیوں تم کیوں
نہ گئیں غلمان پری نے عرض کی کہ کئی سبب تھے ایک تو آپکی مفارقت گوارا نہیں ہے دوسرے میرے
ملازمین سے کوئی آپکا پہچاننے والا بھی نہیں تھا مجھے خیر و عافیت دریافت کرنے میں وقت ہوتی اب لوگون
نے میرے حضور کو پہچان لیا ہے اب آپ جہان ہونگے یہ اگر خبر دریافت کر جایا کرینگے یہ کہکر اپنے گردن جھکالی
صاحبقران کا بھی دل بس گیا فرمایا کہ اے خواجہ مجھسے حالت غلمان پری کی دیکھی نہیں جاتی اس جانور کو
اس ابر غلیظ سے کیونکر نکالون یہ میلے کپڑے پہن کر اپنے ملک میں جائیگی تو لوگ کیا کہینگے خضر ان نے
کہا کہ پھر کیا کیا جاوے یہاں بھی اگر کوئی توشہ خانہ پوشیدہ اُسنے ہموار رکھا ہو تو کچھ عنایت کیجیے میں انکی لباس
نکالکر تقسیم کردون یا یہ کیجیے کہ سامان میں دونگا چلے اور پوشاکین انکی اُتروا کر اپنے ہاتھ سے دھو دیجیے
اور نچھا دیجیے بھئی محبت میں انسان سب کچھ کرتا ہے یہ کوئی شرمانے کی بات نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ
دیکھو تمھاری معشوقہ بھی میلے کپڑے پہنتی ہے لوگ کیا کہینگے جواب دیا کہ جب مالک کی معشوقہ ایسے حال سے
ہے تو نوکر کو کیا پڑی ہے اور سچ پوچھیے تو بندہ کے نزدیک انکی یہی پوشاکین اچھی ہیں جس لباس کی
عادت پڑ جاتی ہے وہی پسند میں وہی اچھا معلوم ہونے لگتا ہے بلکہ اب اُجلی پوشاک انپر بد زیب
معلوم ہوتی لیکن پوشاک سے

| رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہو کر | | اگر پی کا ہے کہاں شک ہے ملاگری کا | |

بندہ کو ایسی ضرورت نہیں ہے کہ دمڑی کا سامان بھی خراب کرے ارے میان ہوش میں آؤ سفر
میں سمجھ بوجھ کر پیسا خرچ کرنا چاہیے یہ اپنے گھر جائینگی کپڑے بدل لینگی انھیں کیا محتاجی ہاں
اگر روپیہ ہو تو ابھی تو ہم ابھی پوشاکین لادین صاحبقران نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہاں سے
آئیگا کہا پوشاکین پھر کہاں سے آئینگی فرمایا پوشاکین تو زنبیل سے نکالیگا کہا روپیہ آپ جیب
سے نکال لیجیے بدیع الملک نے کہا کہ میری جیب میں تو روپیہ نہیں ہے خضر ان نے کہا
رئیسوں کی زبان میں روپیہ ہے ارے بھئی یہ تو ہم ایسے قلانچوں کو کوئی قرض بھی نہیں دیتا
پھر دینگے تو پھینگے کس جائداد سے صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں اقرار میں کرتا ہوں کہ روپیہ
دونگا اگر تمھیں اعتبار ہو تو انتظام کردو خضر ان نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے
صاحبقران کے رکھدیا اور کہا فہرست بنا لیجیے کہ کس قیمت کی پوشاک کس پری کے لیے
نکالی جاوے اور اُسکے نیچے اپنے ذمہ واجب الادا لکھکر میرے سپرد کیجیے صاحبقران نے

کہ ابھی ہم تم کو نہ دکھاؤ بس مول تول تو دکھاؤ جب تو قیمت تجویز کی جائے خضران نے ایک جوڑا
زنانہ نہایت عمدہ جو کسی شاہزادی کا تھا لوٹ میں انکو ملگیا تھا زنبیل سے نکالکر پیش کیا صاحبقران
نے اُسے پسند کر کے غلمان پری کے لیے تجویز کیا خضران نے قیمت اُسکی پانچہزار روپیہ بتائے دراصل
کوئی سات آٹھ سو روپیہ تیاری کا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اُسقدر لکھا جو بیٹھ نہ مجھے خضران نے
کہا کہ اسی کے ساتھ کا ایک جوڑا آپ لا سکے بندہ بیس ہزار روپیہ کا خریدار ہے میں ایک نوکر ہوکر
اتنا دل رکھتا ہوں آپ صاحبقران ہوکر پانچہزار روپے کو بہت سمجھتے ہیں اور وہ بھی قرض
ارے میاں ایک تو ایسے مقام پر دو روپے کی چیز سو روپے کو بھی سستی سمجھی جاتی ہے دوسرے
یہ کہ قرض صاحبقران نے فرمایا تو جانتا ہے کہ یہاں کہاں سے روپیہ لاؤنگے کہا اچھا پھر نہ لیجیے یہ کہکر
جوڑا اٹھا کر داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ ہم تو پہلے ہی لیتے تھے کہ انکو یونہی جانے دو یہ کوئی
محتاج ہیں گھر جا کر بدل دونگی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ظالم لوٹ پر کمر باندھے ہوئے ہے جانتا
ہے کہ یہاں جوڑا کہاں سے ممکن ہوگا جو دام سے وہ دو کہا اچھا بھئی لاؤ میں یہی قیمت لکھے لیتا ہوں
جب صاحبقران نے یہ قیمت لکھ لی تو خضران نے جوڑا زنبیل سے نکالکر رکھا اور کہا دوسرا
اس سے بھی عمدہ ہے بابیسے وہ بھی لیجیے یہ کہکر اور ایک جوڑا نہایت نفیس مرصع کار دراصل چار
پانچہزار روپیہ کی تیاری کا نکالکر اُسکی قیمت پچیس ہزار کہی صاحبقران نے سکوت کیا اور
جوڑے کو دیکھنے لگے کہا ہاں بھئی آپ کیا کروگے بہت مہنگا ہے اب وہی جوڑا لے دو اسمیں آپکا
زیادہ نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تو اس جوڑے کو نہ دکھاتا تو خیر غنیمت تھا اس
مقام پر وہی جوڑا نایاب چیز تھی اب تو اس جوڑے کے ہوتے اُسکے لینے کی ضرورت نہیں ہے کہا
بجا ہے یہ بھی ہوتا ہے کہ چیز لیکر پھیر دی جائے یا تو دونوں جوڑے لیجیے اور یا اُسے بھی رہنے
دیجیے اب یہ دونوں ساتھ بکینگے یہ کہکر پھر سمیٹنے لگے صاحبقران نے فرمایا کہ بے ضرورت
چیز کیا کرینگے کہا ملکہ غلمان پری کے ساتھ اتنی پریاں اور بھی تو ہیں وہ کیا اسی حال سے
جائینگی یہ بھاری جوڑا ملکہ پہنینگی اور دوسرا جوڑا جو اس سے ہلکا ہے یہ انکی مصاحبوں کے لائق
ہے صاحبقران خاموش ہو رہے آپ نے ارغوان پری سے اشارہ کیا کہ یہ تو ہم اٹھا لے
اُسنے کہا پہلے لکھ تو لے لیں جیسے ہی صاحبقران نے وہ جوڑے غلمان پری کی طرف بڑھائے
اور غلمان پری نے سلام کر کے بھاری جوڑا اٹھایا آپ نے بڑھکر دوسرا جوڑا ارغوان پری کی طرف
بڑھا دیا کہ صاحبقران نے تمکو دیا ہے جلدی اٹھو سلام کرو اسنے جلدی سے سلام کیا غلمان پری کو سرا اٹھ
گئی اور صاحبقران نے فرمایا کہ اسکی قسمت میں نہ دونگا یہ اسی لیے تو نے رنگ پھیلایا تھا تو کیا محتاج ہوئی
معشوقہ کو اپنی گرہ سے تھا ارغوان پری بازو جوڑا اٹھانے کو بڑھی تھی یا جھجک کر پیچھے ہٹی اور شرمندہ
ہوکر رونے لگی صاحبقران سے کہا حضور ہی مجھکو دینگے تو لونگی ورنہ میں خود اسکی قیمت دیدونگی
ایسے کا مال راس نہ آئیگا نہیں معلوم یہ مجھے پہننا بھی نصیب ہو یا نہ ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا تم سے لو مگر پہنکر نہ جانا بلکہ قاف میں جا کر پہننا یہاں سے اسیکا دیا ہوا لباس پہنکر جانا ورنہ
اسی طرح جانا ذرا یہ اپنی خباثت میں ذلت بھی تو اٹھائے اسپر تو عجیب ہوری خضران نے

کہا کہ تم چھوکرے کے بیادے کی جورو ہو تمھین اُجلے میلے کی شرم بیکار ہے دیکھو مین کیسا پھٹا پرانا پہنے
رہتا ہون تمھین بھی یہی چاہیے اگر ایسی پوشاکین پہنوگی تو لوگ بد چلن کہینگے یہ انھین شاہزادیون کے
واسطے زیبا ہے چاہے لاکھ روپے کی پوشاک پہنین لیکن صاحبقران کا فرمانا بہت درست ہے بہانے
پہنکر جاوگی تو فورا گرد راہ سے پوشاک میلی ہو جائیگی وہین جاکر نہا دھو کے اسے پہن لینا اور
عزیزون کو اپنے دکھانا کہ صاحبقران کا عطیہ ہے اور پھر جھاڑ پونچھکر باندھ رکھنا عید بقرعید کو نکالکر
پہن لیا کرنا ایسی چیزین روزمرہ تھوڑی پہنی جاتی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے ضد کر دی غرض
سب پریون کو حسب لیاقت پوشاکین تقسیم کر دی گئین سب کی دلشکنی اور بیش کی قیمت
خضران نے لی اور صاحبقران کے نام جوڑ دی اور فہرست دستخط کرا کے داخل زنبیل کی پریون
نے لباس بدلے ارغوان پری کسی لباس سے نہایت رنجیدہ چلنے لگی صاحبقران نے مجبور
ہوکر اُسے بھی اجازت دی اُسنے بھی سلام کرکے لباس بدلا اور رخصت. پریون کے قاف ششم کی
جانب روانہ ہوئے یہان صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھو دریا نظر آئیگا اور ایک
کشتی پیدا ہوگی تم اُس کشتی پر بیٹھکر روانہ ہو جانا لیکن تنہا جانا کشتی تمکو حباب جادو تک
پہونچا دیگی صاحبقران نے خضران کو اسی مقام پر چھوڑ آپ چلنے پر آمادہ ہوئے اسم ورد زبان کیا یہ برکت
اسم دیکھا کہ سامنے دریا موجین مار رہا ہے اور وہی کشتی بہتی چلی آتی ہے جسپر سوار ہوکر یہانتک ہوئے
تھے صاحبقران کنارے پر آئے کشتی اُسی طرح پاس سے ہوکر نکلی بدیع الملک جست کرکے
کشتی پر بیٹھے اور خضران سے کہا کہ بھئی خدا حافظ خضران حسرت سے اپنے مالک کو دیکھتا تھا کہ
کشتی چشم زدن مین نظرون سے غائب ہو گئی کوسون نکل گئی اب دیکھا تو شور دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہے
موجون کی یہ حالت ہے کہ کشتی پر سائبان بنی ہوئی ہین چادرین پانی کی ادھر سے اوٹھکر اُدھر
گرتی ہین اور اُدھر سے اُٹھکر اِدھر آتی ہین حباب آنکھین نکال نکال کر گھور رہے ہین عجیب
تماشا سا عیان ہے لیکن کشتی مانند کشتی مراد کے اُس طوفان کو جھیلتی چلی جاتی ہے جاتے جاتے
سامنے سے ایک گنبد حبابی نمودار ہوا کہ گرد اُسکے فوج حبابون کی سر اُٹھائے ہوئے دیکھ رہی
تھی جیسے ہی کشتی قریب اُس گنبد کے پہونچکر گنبد مین سے بارش باران تیر ہونے لگی ہزارہا
تیر بدیع الملک کی طرف چلے انھون نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ سب تیر چنگاریان بنکر پانی مین
گرے اور بجھ گئے دریا کے شور مین صداے گیرودار پیدا تھی اور خیال کرنے سے یہ صدا محسوس ہوتی تھی کہ ارے
ہوشیار ہو جاو فتاح طلسم آپہونچا اُدھر فوج حباب نے آکر کشتی کو گھیر لیا اور نگران اُسکے ارادے سے
ہر حباب کشتی کی طرف چلا کہ کسیطرح کشتی کو ڈبو دین اور پیچھے سے اپنے دھکے توڑین اُدھر گنبد سے دوسری بار
تیر کی چلی پھر بدیع الملک نے لوح چمکائی جسقدر تیر تھے وہ حبابون کے سرون پر پڑے کہ یہ تمام حباب پھوٹ
پھوٹ کر غائب ہوگئے راستہ گنبد کا بالکل صاف ہوگیا بدیع الملک کشتی کو بڑھا کر قریب گنبد آئے اور
اُسطرح لوح کو چمکایا کہ اُسکا پورا عکس اُس گنبد حبابی پر پڑا حیات اُسکی حباب آسا ختم ہوئی تڑاقے کی
صدا پیدا ہوئی اور گنبد شق ہوکر پانی مین گرا ایک دھوان سا پیدا ہوا کہ آنکھون پر پردہ پڑ گیا
اب جو وہ سیاہی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دریا ہے نہ کشتی ہے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے

بدیع الملک قلعہ کی طرف چلے یکایک قلعہ میں شور پیدا ہوا کہ فتاح طلسم آگیا حباب جادو
مالک قلعہ نے کہا کہ اب زندگی ہماری محال ہے ہم نے اپنے امکان بھر اور جہاں تک ہر طرح مستحکم
کیا تھا مگر ہم ایسے کیا کریں کہ لوح اُسکے ہاتھ آئی ہر چند کہ سو مار ستے جانے کے اور کچھ فائدہ
نہیں ہے مگر لڑینگے اور جان دینگے اسلیے کہ بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج حق نمک سے ادا ہوا چاہتا ہے
یہ کہکر اسنے پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور لشکر ساحران کو ساتھ لیکر بدیع الملک کی طرف چلا
اور کہا کہ مارو اس سرکش کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی چار طرف سے ساحروں نے ہجوم کیا
اور گولے ترنج نارنج کے پھینکنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع
کیا لوح کو چمکاتے جاتے تھے کہ جسقدر حربہ ہاے سحر انکی طرف آتے تھے وہ بیکار ہو جاتے
تھے ہر چہار جانب سے بوچھار ہو رہی تھی مگر بدیع الملک برابر وار انکے رد کرتے ہوئے
اور قتل کرتے چلے جاتے تھے ساحروں کے مرنے سے صداے گیر و دار بلند تھی آندھی چل رہی تھی
خاک اڑ رہی تھی آتشباری و برفباری ہو رہی تھی ایک قیامت کا نمونہ پیش نظر تھا اسی عالم میں
نظر انکی لوح پر پڑی دیکھا کہ بخط نورانی لکھا ہے اے فتاح طلسم اگر ان ساحروں کو عمر بھر قتل کریگا
تو فائدہ نہوگا انبوہ انکا بڑھتا ہی جائیگا بہتر یہ ہے کہ حباب جادو کو قتل کر کہ کام ان سبکا تمام ہو جائے
اور جنگ کا جلد خاتمہ ہو غور سے دیکھ یہ جو ایک ساحر پستہ قامت سفید رنگ جھولی زربفت کی لٹکائے
اڑ رہا ہے یہی حباب جادو ہے غور سے دیکھ کہ ایک سیاہ مسہ اسکے رخسار پر ہے اسی مسے میں جان
اسکی ہے اور سارے علم سحر کا ذخیرہ ہے فلاں اسم پڑھکر پیکان تیر پر دم کر اور اس طرح مارو
کہ اسی مسے میں در آئے اور اگر تیر نشانہ سے علیحدہ گیا تو یہ سمجھ لو کہ تم نشانہ تیر قضا ہوگئے تمہارا
تیر پلٹ کر تمہیں کو صید کریگا اگرچہ لوح تمہارے پاس ہے لیکن کچھ کام نہ آئیگی کہ یہ کمال ہے سحر
حباب جادو کا بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور مسے کو تاک کے
جو تیر مارا تو پیکان بیچ مسے میں در آیا یہ معلوم ہوا کہ بارود میں چنگاری گری ایک شعلہ جسم سے اسکے
نکلا اور اسی پر گرا جلکر خاک سیاہ ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ افسر مارا گیا فوج حباب جادو کی بھاگ کھڑی ہوئی
جو ساحر کہ مرے تھے لاشیں انکی پڑی ہوئی تھیں شور گیر و دار بلند تھا آتشباری و سنگباری ہو رہی تھی
پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم
آخر میں حباب جادو کے مرنے کی صدا پیدا ہوئی اب جو وہ تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہی
پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ قلعہ ہے نہ فوج ہے چند ساحروں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ایک مکان
بنا ہوا ہے جو حباب جادو کے رہنے کا تھا اس مکان میں سو سو آدمی کے رہنے کی گنجایش تھی
بدیع الملک کبھی پیدل چلنے کے اور پیدل لڑنے کے عادی تو تھے نہیں تھک گئے اور اس خیال سے
کہ لشکر ان آلے تو آگے چلیں ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ کر دامن کی ہوا دینے لگے جس وقت
وہ ہنگامہ فرو ہوا تو دیکھا کہ پشت مکان کی جانب سے ایک شخص بڑا سا عمامہ سر پر رکھے ہوئے
اور ایک جبہ کمر پہنے ہوئے بڑی ڈاڑھی اسکے شکم تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ خضاب [illegible] رنگ لگائے ہے گویا
رنگی ہوئی جوانی زیب دینے کے واسطے اسنے بنا رکھی ہے [illegible] جلدی چلا آتا ہے جیسے ہی نظر آسکی

بدیع الملک بہ تیزی دوڑ کر دونون پاؤن پکڑ لیے اور آنکھون سے لگا کر سامنے ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا بدیع الملک نے ہائین ہائین کرکے پاؤن آگے کھینچ لیے اور فرمایا کہ تم مرد بزرگ ہو کر
مجھے کیون کانٹون مین کھینچتے ہو تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے عرض کی غلام ہون حضور کا
مجکو میری ملکہ نے بھیجا ہے نام انکا محبوب دل افروز ہے ایک مدت سے حضور کی تصویر دیکھکر
عاشق ہوئی ہین لیکن نکلنے نہ پاتی تھین کہ اپنے کو آپ تک پہونچاتین راستہ سحر حباب جادو سے
مسدود تھا الحمد للہ کہ حضور نے اُسکو مارکر راستہ صاف کردیا مین ملکہ کا نوکر کا ہون مین نے اسکو بڑے
ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے ملکہ میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہے اسوقت تک اُسنے جو
کہا مین نے وہی کیا مگر دل اُسکا نہین میلا ہونے دیا جس چیز پر مچلین اور ضد کی وہی لا کر دی
اب چشم بددور جوان ہوئین مثل مشہور ہے کہ جوانی دیوانی جب سے تصویر آپ کی دیکھی ہے دُھن
سوار ہے کہ اس صاحب تصویر کو مجھے ملا دو خواہ اُسے بلا لاؤ یا مین اُسکی خدمت مین چلون حضور
یہ جوش جوانی مین دل کی لگی بُری ہوتی ہے ہزارون نے جانین دیدی ہین سیکڑون نے زہر کھا کر
خودکشی کرلی ہے مجھے اپنی نازپروردہ کی طرف سے بھی کھٹکا ہے ایسا نہو وہ بھی عاجز آکر جان پر
کھیل جائے تو مین بھی جیتے جی مرجاؤنگا برائے خدا رحم فرمایئے یہ مین نہین کہہ سکتا کہ حضور
تشریف لیچلین لیکن ہان اتنی اجازت دیجیے کہ مین ملکہ کو یہین لے آؤن بدیع الملک نے
فرمایا کہ مین خود چلونگا یہان ملکہ کے لانے کا کونسا موقع ہے نہ تو یہان مکان ہے نہ کوئی جائے عمدہ
ہے مجھے ذرا اپنے بھائی کا انتظار ہے وہ بھی آئے تو چلو اسنے پوچھا کہ انکا اسم مبارک
کیا ہے فرمایا کہ خضران بن عمرو ثانی یہ سنکر اُسنے عرض کی کہ بہت مناسب ہے حضور گرمی سے
پریشان ہو رہے ہین یہ کہکر ایک پنکھیا پھولون کی نکالی اور جھلنے لگا کیسی پنکھیا خوشنما
اور نازک بنی ہوئی تھی کہ سبحان اللہ اور تمام پنکھیا مین عطر خس کا ملا ہوا تھا جو صاحبقران کو گرمی لگی
نہایت فرحت ہوئی ایک آدھ کلی ہوا سے چٹکی اسنے کہا لیجیے حضور پھول کھلے غنچۂ آرزو شگفتہ
ہوا چاہتا ہے صاحبقران اسکی جگت بازی پر مسکرا رہے ہین اور ہوا سے پنکھیا کی یہ حالت ہے کہ آنکھین بند
ہوئی جاتی ہین تین چار جھلے اسنے لئے ہونگے کہ صاحبقران بیہوش ہوگئے بس اسنے نعرہ کیا کہ
ہاے او طلسم کشا تم بتروت حرامی تجھے نے بڑا غضب کیا تھا کہ لوح طلسم حاصل کرلی تھی حباب جادو
کو مارکر اُسکا خاتمہ کردیا راستہ طلسم نہ طاق کے دربند اول کا پیدا کرلیا تھا یہ کہکر اسنے چادر عیاری کمر
سے کھولی اور باندھکر صاحبقران کو پشتارہ کر پر لگایا اور جادہ جا چل نکلا آتے آتے قریب ایک برج
کے پہونچا ایک مقام پر پشتارہ رکھدیا اور کھولکر چادر لباس واسلحہ و تبرکات وغیرہ اُتار لیے اور لوح اپنے
گلے مین پہن لی اور ایک غرقی بدیع الملک کو باندھکر پھر چادر مین باندھا اور چادر کو رسی مین باندھکر
کھینچتا ہوا لیچلا اور ایک مکان مین داخل ہوا وہان ایک عورت چوکی پر بیٹھی تھی بال اُسکے سر کے کھلے ہوئے
تھے بتروت حرامی نے پشتارہ لیجا کر سامنے اُسکے رکھدیا اور لوح پیش کی کہ یہ لوح حاضر ہے یہ دیکھکر وہ عورت نہایت
خوش ہوئی یہ عورت بھی ساحرہ ہے نام اُسکا محبوب دلفروز جادو ہے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ اسکے ساتھ حباب جادو
نے شادی کی تھی اور اُسکو لاکر اسی قلعہ مین رکھا تھا یہان اسکا بتروت حرامی کو مقرر کیا تھا جبسے مانہ پڑی

طلسم کا قریب آیا اور حباب جادو کو اپنے علم ساحری سے دریافت ہوا کہ اب دن زندگی کے ختم ہو چکے
ہین تو مانگنے گل حیات اپنا تیار کرکے محبوب دلفروز جادو کو دیا تھا اور کہا تھا کہ جسوقت یہ
پھول مرجھا جاے تو تم یقین کر لینا کہ حباب جادو مارا گیا اور سب علامتین آمد بدیع الملک کی
بیان کر دی تھین چنانچہ جسوقت حباب جادو ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الملک کے
مارا گیا تھا تو وہ پھول مرجھا کر گر پڑا تھا محبوب دلفروز کو معلوم ہو گیا تھا کہ حباب جادو مارا گیا
اسلیے بہت حالت اپنی خراب کی تھی اور بتروت حرامی سے کہا تھا کہ تو حباب جادو کے
قاتل کو گرفتار کرکے میری خدمت مین حاضر کریگا تو مین تیرے ساتھ نکاح کر لونگی بتروت حرامی
اس لالچ مین گیا اور جاکر بمکر شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کر لایا اور سامنے محبوب دلفروز
کے پیش کرکے کہا کہ یہ مجرم موجود ہے اور اب وعدہ وفائی ہونا چاہیے محبوب دلفروز نہایت خوش
ہوئی کہا کہ اسے اسیر غل و زنجیر کرکے ہوشیار رکھ بتروت حرامی نے زنجیرین بھاری بھاری لاکر
دونون پاؤن مین بدیع الملک کے خوب کسکر باندھین بعد اسکے دونون ہاتھ اسکے باندھے
اور ایک سرا زنجیر کا گردن پر سے لاکر اس طرح جکڑ دیا کہ سر پانون سے ملگیا اور بدیع الملک
دوہرا ہو کر رہگئے اب اس ملعون نے فیلزرہ بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا آنکھ جو بدیع الملک
کی کھلی تو عجب حالت خراب مین اپنے کو پایا کہ بالکل برہنہ ہین ایک غرقی بندھی ہے اور
زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین سامنے ایک عورت تخت پر بیٹھی ہے اور جو شخص راستے مین
ملا تھا وہ چھری تانے ہوئے سر پر کھڑا ہے بدیع الملک نے بتروت حرامی کی طرف
دیکھکر کہا کہ کیون اے شخص مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی جو تو نے میری یہ حالت بنائی
بتروت حرامی نے کہا او سرکش تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین ملازم ہون حباب جادو کا
تو نے حباب جادو کو قتل کیا تجھے رحم نہ آیا ملکہ کو ہماری رانڈ بنایا مجھسے ملکہ نے اقرار کیا تھا کہ اگر
میرے شوہر کے قاتل کو گرفتار کر لائیگا تو مین تیرے ساتھ نکاح کر دونگی مین تجھے اور کیونکر گرفتار کرتا
زور و طاقت مین تجھسے مقابلہ نہین کر سکتا تھا سو ساحری جانتا تھا علاوہ اسکے تو صاحب لوح
تھا سحر تجھپر اثر بھی نہ کرتا بدیع الملک نے کہا او ملعون تو واقع مین اسم بامسمی ہے پھر جو ارادہ ہو
اسمین کیون کمی کرتا ہے بتروت حرامی نے کہا کہ ان باتون سے کچھ نہوگا مین تمکو بغیر قتل کیے
ہوے نہ چھوڑونگا یہ کہکر اپنے خنجر نکالکر ملکہ محبوب دلفروز کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اب اسے قتل
کرکے مجھسے نکاح کرو محبوب دلفروز جادو نے کہا کہ لاؤ خنجر اور اپنے مقام سے اٹھکر بارادۂ قتل
بدیع الملک چلی بدیع الملک اپنی حالت دیکھتے ہین اور خدا کو دیکھتے ہین کہ یا رب العالمین
کیا کسی وقت مین کوئی کلمۂ غرور میری زبان سے نکل گیا ہے جسکی یہ سزا مجھے ملی ہے اگر یہی ہے
تو بہتر ہے جو تیری مرضی وہی مناسب ہے گناہون کی سزا یہین ہو جاے تو بہتر ہے تاکہ بعد مرگ کوئی
جھگڑا نہ باقی رہجاے ادھر محبوب دلفروز خنجر کھینچکر سر پر آئی اور چاہا کہ کام بدیع الملک کا
تمام کرون لیکن ہاتھ اسکا تھرا گیا اور خنجر ہاتھ سے اسکے چھوٹ پڑا جو خواصین اسکی کھڑی تھین وہ افسوس کرتی
تھین کہ ایسا جوان بیگناہ قتل ہوتا ہے کاش ملکہ اسی سے نکاح کر لین اس موئے حرامی سے نکاح کرینگی

موجود ہین اور اس جوان حسین کو قتل کرتی ہین سچ ہی بڑون کی آنچ کیا بُری ہوتی ہی اگر اسنے
حباب جادو کو نہ مارا ہوتا تو یہ کیون قتل کیا جاتا ہر چند اسنے جرأت کی مگر ممکن نہوا آخر اسنے
خنجر سامنے بتروت حرامی کے پھینکدیا اور کہا کہ تو ہی اس کام کو کریگا مجھسے یہ قتل نہ کیا جائیگا بتروت
حرامی نے کہا کہ نہ مین قتل کرون نہ تم اور کام ہو جائے مین اسے دریا مین ڈبوے دیتا ہون
یہ کہکر پھر انکو بیہوش کیا اور گٹھری باندھکر جانب دریا روانہ ہوا قریب دریا کے پہونچکر اسنے پشتارہ کو
دل پر سے پھینکدیا کہ بدیع الملک ایک مرتبہ تو ابھرے دوبارہ پتا بھی نہ معلوم ہوا یہ خوش و خرم و مسرور
بدیع الملک کو دریا مین ڈبوکر اپنے گھر واپس آیا اور محبوب دلفروز جادو کو مژدہ مرگ صاحبقران
سنایا محبوب دلفروز نے اپنے وعدہ کے موافق اس ملعون سے نکاح کیا اور کہا کہ اب لوح بادشاہ
طلسم کے پاس بھیجو اور اسنے کہا کہ یہ چیز جو تم کی ہی اسکا بھیجنا مناسب نہین ہی لیسے مین دو چار روز بعد
خود لیکر جاؤنگا تاکہ بادشاہ میری عزت کرے ابھی اپنی تمنائے دل تو پوری کرلون یہ کہکر اسنے زرہ و خود
و چار آئینہ و بکتر و جھلم و گرز و شمشیر و سپر وغیرہ تمام لباس و آلات حرب صاحبقران کے شاہراہ مین کھڑا
اور ایک تختی لکھکر لگادی کہ مین وہ شخص ہون جسنے اتنے بڑے شخص کو مارا ہی اور ایسے پہلوان کو قابو
مین کیا جسنے ہزارہا پہلوانان نامی و گرامی کو زیر کیا صدہا ساحرون کو مار کر چراغ نام سامری و جمشید
گل کردیا خداوندیان شدادی مجھین اس طلسم مین آکر لوح پر قابو کیا اور حباب جادو سے ساحر کو مارا
لیکن میرا پہلوان مکر ایسا تھا جسنے اس سرہنگ کو زیر کیا اور میری کمند فریب نے مشکین اسکی باندھین
کون مکار ایسا ہوگا جیسا کہ مین ہون اندازہ میرے زیر کردہ کا اسکے اسلحہ سے ہو سکتا ہی اسنے اتنے
بڑے پہلوان عالم مین کوئی ہی ایسا کہ اسلحہ اسکا پہنکر چند قدم چل سکے یقین ہی کہ خود سر پر رکھتے
تو منکا ڈھلک جائے آخر مین اپنا نام لکھدیا لوگ اس قصبہ کے ان اسلحہ کو دیکھتے تھے اور افسوس کرتے
تھے کہ ہائے اس ملعون نے کس شخص کو مارا ہی جو صاحبقران وقت کہلاتا تھا اور بارادہ فتاحی
نطاق آیا تھا ان لوگون کو تو افسوس کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور بتروت حرامی کو ساتھ محبوب
دلفروز جادو کے عیش و عشرت مین رکھا جاتا ہی اور

یہان سے چند کلمے داستان خواجہ جعفران بن عمرو ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راویان شیرین بیان و حاکیان صداقت لسان اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح بیان کرتے
ہین کہ جسوقت سے شاہزادہ بدیع الملک کشتی پر بیٹھکر روانہ ہوئے تھے اسوقت سے یہ کھڑا
دعائین مانگ رہا تھا اور دریا کو دیکھ رہا تھا تھوڑے عرصہ کے بعد دریا دھوان ہوکر نظرون سے
پنہان ہوگیا صاحبقران شکر پروردگار بجا لایا اور ہنستا ہوا اسطرف چلا جدھر کو دریا بہہ رہا تھا اور
کشتی چلی تھی تھوڑی دور اور آیا ہوگا کہ صحرا مین خاک اڑتی ہوئی چیلین منڈلاتی ہوئی دکھائی دین
صدائے گیرودار گوش گزار ہوئی جعفران سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہی ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی
جلد جلد قدم بڑھا کر جاکر شریک جنگ ہون مگر ایک تو سبب ساحرون کے مینہ کے طوفان برپا تھا اور
راستہ تاریک ہو رہا تھا دوسرے مقام بھی کسیقدر دور تھا جب روشنی ہوئی اور تاریکی برطرف

پہونچے تو خفران اس مقام پر پہونچا جہاں کہ لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی تھیں خفران اُن لاشون کو
دیکھکر بہت خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہی آفتاب امیر فتح یاب ہوا لیکن ادھر دیکھتا ہی ادھر دیکھتا ہی تو کہین
بدیع الملک نظر نہین آتا اب اسنے تھین سے کہ پکارنا شروع کیا کہ بھائی ہماری جان کی قسم چھپو نہین
کہ میرا دم گھبراتا ہی ایک آواز سُنا دو ان ساحرون کی کمرین اشرفیان روپے لگے ہوئے ہین مگر یہ
روپیہ اور اشرفیان مجھے داغ سے کم نہین ہین کہ دل بغیر تمھارے پریشان ہی کبھی غنیمت تمھارا
حق ہی اور مین تمھارا نوکر ہون اجازت دو تو لون ورنہ مین مال حرام لینا پسند نہین کرتا ہر چند
یہ پکارتا ہی ایک ایک درخت کو دیکھتا ہی کہ کہین تنہ درخت مین چھپے ہین مگر آواز بدیع الملک
کی سنائی نہین دیتی اب خفران اس درخت کے نیچے آکر پہونچا جہان کہ پنکھیا پڑی ہوئی تھی نظر
جو خفران کی اس پنکھیا پر پڑی جسے تبرودت حرامی جلدی مین چھوڑ گیا تھا خفران اس پنکھیا
کو دیکھکر متوحش ہوا جلدی سے ایک گلاب کا پھول جیب سے نکالکر ہاتھ مین لیا اور پنکھیا
اٹھا کر قریب دماغ کے لایا جیسے ہی ہوا خفران کی پنکھیا تک پہونچی دو چار چھینکے چھینکے اور بیہوشی کی
بو پیدا ہوئی خفران نے جلدی سے پنکھیا ہاتھ سے پھینکدی اور پھول سونگھنے لگا اگر خفران
پہلے سے گل رفع بیہوشی کا انتظام نہ کر لیتا تو یقین ہی کہ خود بھی بیہوش ہو جاتا جب حواس خفران
کے درست ہوئے تو اسنے کہا کہ افسوس معلوم ہوتا ہی کوئی ظالم آگیا اور وہ پکڑ لیگیا ایسی
فکر پیدا ہوئی کہ اسنے مال و اسباب پر بھی کچھ توجہ نہ کی لاشون کو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور
فوراً دوڑنے لگا کہ صحرا کو چارطرف دیکھنا شروع کیا کہ یہان سے کوئی شہر قصبہ قریہ دیہہ کچھ قریب
ہے جو لیگیا ہوگا اسکا کوئی مسکن بھی ہوگا دیکھا کہ دور پر کچھ مکانات معلوم ہوتے ہین خفران
اسی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے قصبہ مین داخل ہوا اور ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا اور
سوچتا ہی کہ کیونکر پتا لگاؤن کس سے پوچھون اور کیا کہکے پوچھون اسی فکر مین یہ چلا جاتا ہی جن
مکانون کی دیوارین ذرا چھوٹی ہین انھین جھانک کر دیکھ لیتا ہی بڑے مکانون مین آنکو
کمند مار کر اُترتا ہی وہان کے لوگون سے ملکر دریافت کرتا ہی مگر پتا نہین پاتا دو روز اسکو اسی طرح
گذر گئے تیسرے دن یہ اس مقام پر پہونچا جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور تختی
لگی ہوئی تھی خفران نے قریب ہوکر اسلحہ کو دیکھا تو اسے شک ہوا کہ یہ اسلحہ سوا بدیع الملک
کے دوسرے کا نہین ہو سکتا جس وقت تختی پر نظر پڑی اور عبارت اسکی پڑھی تو اسے یقین ہو گیا اب
خفران نے کسی گوشہ مین جا کر ہیئت اپنی تبدیل کی اور صورت ایک ولایتی کی بنا کر اہل قصبہ سے
مکان تبرودت حرامی کا پوچھنا شروع کیا لوگون نے کہا آپ کہان سے آئے ہین اور نام آپکا کیا ہی
جواب دیا کہ بھئی حرامی کا دوست حرامی حلالی کا دوست حلالی وہ شخص دیار ایران کا رہنے والا ہی نام میرا
ملا شور حرامی ہی مین نے سنا ہی کہ تبرودت حرامی نے بڑے بڑے کام کیے ہین مجھے اس سے ملنے
کا شوق پیدا ہوا اور پتا پوچھتا ہوا یہان تک آیا اُن لوگون نے کہا کہ تبرودت حرامی وہ سامنے والے مکان مین
رہتا ہی اُسنے جناب جادو کی بی بی سے نکاح کیا ہی شرط اسکی پوری کر دی پوچھا شرط کیا تھی ان لوگون نے
ایک امر دیکھکر بیان کیا کہ جب طلسم کشا لوح حاصل کر کے در سند حباب پر پہونچا اور اُسنے حباب جادو کو مارا

تو اسکی بی بی کو کمال صدمہ ہوا اُسنے تضرع اپنی بیان کی کہ شخص قاتل کو میرے شوہر کے مارے وہ میرا شوہر ہو سکتا ہی بتروت حرامی کہ حرام ملازم تھا حباب جادو کا اور اس عورت کا نگران حال رہتا تھا اسنے جاکر فریب دیا اور طلسم کشا کو اسکے محبوب دلفروز کے سپرد کیا اُسنے بتروت حرامی کے ساتھ عقد کر لیا خفران نے دل مین شکر کیا کہ کچھ پتا تو چلا اب یہ مکان پر بتروت حرامی کے آئے اور کنڈی کھڑکھڑائی اندر سے آواز آئی کہ کون جواب دیا مین ہون بلا شور حرامی بتروت حرامی کی ملاقات کو آیا ہون یہ سنکر وہ عورت بہت گھبرائی کہ ایک حرامی سے تو تعجب ہو رہا تھا یہ دوسرا حرامی اور آگیا اب حلالیون کا کام ہے کہ ٹھکانا لگے گا دوڑی ہوئی پاس بتروت حرامی کے آئی اور بیان کیا کہ میان کوئی آپ پاس آیا ہی کہا نام پوچھے اُسنے بیان کیا کہ وہ نام اپنا بلا شور حرامی بتاتے ہین بھلا آپکے باپ مان نے پوچھنے کے واسطے یہ نام رکھدیا یہ کون سے حرامی تشریف لائے ہین بتروت حرامی نے کہا کہ یہ زمانہ حرامیون کا ہی سب لوگ جوتیان کھاتے پھرتے ہین اور ذلیل رہتے ہین یہ کہکر اُٹھا اور آکر اسنے گرہ کھولا دیکھا کہ ایک مرد دراز قد بدریش مخضب کھڑا ہی پوچھا کہ آپ کہانسے آئے جواب دیا کہ شہر دار الزنا سے تمھارا نام سنکر آیا ہون مین نے شنا ہی کہ تمنے بڑے بڑے کام کیے ہین بتروت حرامی ہنسا اور بلا شور حرامی کو بلاکر بٹھایا اور کہا کہ تمنے کیا کیا کام کیے ہین بلا شور حرامی نے کہا بھائی مین نے وہ کام کیے ہین کہ شیطان کو اُسکے عہدہ سے معطل کردیا ہزارہا نیک عورتون کو بہکا دیا یہ عورتو نکو اُنکا حامی بنا دیا تھے کہ نام شہ کی عورتین خراب ہوگئین اور حرامی پیدا ہونا شروع ہوگئے اب نام اُس شہر کا دار الزنا ہوگیا اور انتظام وہانکا یہ مقرر ہوا کہ بادشاہ کو تو ال ارا کین دولت سب ایک ہی طرح کے ہوگئے اب حکم عام یہ ہی کہ جس طرح مرد بدکی عورتین جائز ہوتی ہین اسی طرح وہان عورتون پر کم سے کم دس مرد واجب کر دیے گئے ہین جو خلاف کرتی ہی وہ گدھے پر چڑھاکر شہر سے نکال دی جاتی ہی اب مجھے فرصت ہو گئی ہی اس مقام کو چھوڑا دوسری طرف کا رخ کیا کہ اور کہین چلکر رنگ جمائیے یہانتک ہو چکا تھا کہ تمھاری تعریف سنی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا اور مین یہانتک آیا اب تم اپنے حالات بیان کرو بتروت حرامی نے کہا کہ تم ہمسے بھی بڑھے ہوئے نکلے مگر مین نے اور سب کام تو ایسے کیے کہ تمھارے کام کے آگے اُنکی کوئی حقیقت ہی نہین ہی سیکڑون کو لڑوا دیا آپس مین دوستی ہوئی تو دشمنی پیدا کرادی محبت ہوئی تو عداوت کا تخم بو دیا اسکا مال اُسکو دلوا دیا اُسکا مال اُسے دلوا دیا کہین چوری کرادی کہین ڈاکہ ڈلوا دیا خود الگ رہا اور دوسرے کو آفت مین پھنسا دیا مگر فی الحال ایک کام ایسا کیا ہی جسکی وجہ سے مجھے بہت بڑی امید ہی بادشاہ طلسم سے یقین ہی کہ وزارت ملجائے تو تعجب نہین ہی وہ یہ کہ بدیع الملک کو گرفتار کرکے لایا اور دریا مین گٹھری باندھکر ڈبو دیا لوح چھینکر اپنے قبضہ مین کی حباب جادو کی جورو سے نکاح کیا تمام تعجب مجھے تجھ آیا ہی اب اور بھی رعب بندھگیا یہ سنکر خفران دل مین کہتا ہی کہ واقع مین حرامی ہی معلوم ہوتا ہی کہا اتنے کام تمنے کیے ہر کام کی نشانی بھی تمھارے پاس ہی یا نہین بہت بڑے افسوس کی بات ہی کہ بدیع الملک کو مارا اور کوئی نشانی پاس نرکھی بتروت حرامی نے کہا اس سے بڑھکر کیا نشانی ہوگی کہ تمام اسلحہ اُسکا اپنے قبضہ مین کیا شاہزادہ مین کھڑا

طرح چھین لی بلاشور حرامی نے کہا کہ ابھی تم بچے معلوم ہوتے ہو کہ اسکو قتل نہ کر سکے دریا میں
ڈبو آئے میاں ان نشانیوں کو میں نہیں کہتا ہوں یہ تو مال ہر جسکو مارا اُسکا اسباب اسنے
چھین لیا یہ بتاؤ کہ تمنے خدا پرستوں کو قتل کیا اُنکے خون سے کس کس چیز کو آلودہ کیا بترودت حرامی
نے کہا خون کیا کرتا کہا پہچان رہے کہ فلان کا خون ایسا تھا اور فلان کا خون ایسا تھا میاں
ہمارے پاس سبکے خون میں تر کی ہوئی رومالیان اسطرح رکھی ہین جیسے کوئی عطر کی پھریریان
رکھتا ہو لو تم بھی دیکھو یہ کہکر جیب میں ہاتھ ڈالا اور خون آلودہ رومالیان نکال نکال کر پھینکنا شروع
کین قریب ڈیڑھ سو رومالیوں کے پھینک دین اور کہا کہ مین نے اتنے خدا پرستوں کو مارا اگر
اب دیکھو کہ کون کیسا تھا اور کون کیسا تھا جیسے جیسے اعمال تھے ابتک خون اُسکا پتہ دیتا
ہی بہت سے ایسے تھے کہ ہر وقت عبادت کیا کرتے تھے اب بترودت حرامی نے پھر ایک
رومالی کو سونگھنا شروع کیا اور کہتا جاتا ہو کہ اس رومال میں خوشبو آتی ہو یہ کسی نیک اعمال کا
خون ہو ضرور یہ شخص جنتی تھا بلاشور حرامی نے کہا کہ اچھو ہم جنتی ہین کہ ایسے جنتی کو مارا غرضکہ
رومالیان سونگھتے سونگھتے بترودت حرامی کی یہ شرح ہو گئی مگر درد پیدا ہوا اور کہا کہ نسکے خون ناحق تو
عجیب اثر دکھا رہے مین سرامسر بھاری ہو گیا یہ سنکر خضر ان نے کہا او ملعون خبردار ہو شیار ہو جا کہ منم معتبر خضر ان
زمین عمرو ثانی غلام شاہزادہ بدیع الملک کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت جلد
یہ سنتے ہی بترودت حرامی گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ خضر ان نے دوڑ کر خنجر مارا
دو سر تنے اڑ گئیں اور بیہوش ہو کر دھم سے گرا خضر ان نے لباس اُسکا اتار کر آپ پہنا اور
برہنہ کر کے زنبیل میں ڈالا اور خود اُسکی صورت بنکر تمام اسباب کمرے کا لیکر مکان
مین داخل ہوا لی بی نے کہا کیوں صاحب دوست تمھارے کہاں گئے کہا کیا کہوں عجب حرامی
تھا کہ پیشاب کے بہانے گیا تھا پھر لوٹکر نہ آیا بی بی نے کہا کیسے دوست تھے کہ فقرے سے
چلے گئے جواب دیا کہ وہ مجھسے بڑھا ہوا تھا وہ اس شہر میں رہتا ہو جہاں حرامیوں کے سوا عالی کا
کوئی بھی نہین ہو اور ہم لوگوں مین ملنا جاتا رہتا ہو وہ خاموش ہو رہی ایک مرتبہ آپ ادھر اُدھر
دیکھکر کہنے لگے کیون صاحب اسوقت تک مجھے دیا مال و اسباب چھپا یا کہ کسقدر زر و جواہر
تمھارے پاس ہو اگر ہم دیکھتے تو خوش ہوتے اور حفاظت سے رکھتے تم عورت ہو ایسا نہو
کہ اسباب تلف ہو جائے اسنے کہا کہ بسم اللہ تم جا کر کوٹھری میں دیکھ لے اسوقت کیا تمھاری
عقل خبط ہو گئی ہو وہ سامنے تمھارا صندوقچہ رکھا ہو اُسمین سب صندوقون کی کنجیاں ہین کہا
ہان سچ کہتی ہو اُس حرامی نے مجھ اسطرح کی باتین کین کہ مجھے بھلا دیا اور پریشان کر دیا کہ کوئی
عقل جاتی رہی یہ کہکر اوٹھے اور صندوقچہ کھولکر کنجیاں نکالین اور کوٹھری کا قفل کھولکر اندر داخل
ہوئے اور صندوق اور صندوقچے وغیرہ جو اندر رکھے تھے اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کر لیے اور خود
کوٹھری کے باہر آکر قفل لگا دیا اسی اثنا میں شام ہو گئی تھی دسترخوان بچھا کھانا وغیرہ کھا پیکر فرصت کی
اور پلنگ پر جا کر لیٹے اپنی طرف کروٹ لیکر خراٹے لینا شروع کیے محبوب دلفریب ورس لینے لگی کہ شام ہوئی اور مسو رہا
ایسے شہر کے ہونے سے نہ ہونا اچھا آخر کار یہ بھی سو گئی اور جو مالا صلیبین تھین وہ بھی اٹھ اپنے اپنے مقام پر جا کر

سوتے مین خضران بظاہر تو سو رہا تھا اور در اصل جاگ رہا تھا اپنی گھات مین تھا جسوقت دیکھا ابکے
کہ اب کوئی جاگتا نہین ہے اسنے تھوڑی سی بیہوشی نکالکر دماغ مین اس عورت کے پھونکدی کہ بیہوش
ہوئی اسکے کپڑے لتے سب اتار کر برہنہ کر کے زنبیل مین ڈال لیے اب خیال آیا کہ شاید یہ سب عورتین بھی
چھریان تانے کھڑی تھین کہ ملکہ انکا ہاتھ پڑے تو ہم بھی چھریان بھونک کر بطرح اس اپنے دلکی نکالین
خضران نے ان سب کو بیہوش کر کے برہنہ کیا اور کپڑے بچھونے مال اسباب سب لے لیا انتہا یہ کہ
ستھرائی تک نہ چھوڑی سب چیزین نذر زنبیل کین اور ان عورتون کو اسی طرح برہنہ چھوڑ کر آپ
مکان سے باہر نکلے اس مقام پر آئے جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور وہ کشتی
لگ رہی تھی سب اسلحہ اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کشتی کو نوچ کر پھینک دیا اب جانب دریا
روانہ ہوئے صبح کے قریب کنارہ دریا کے ہوئے ہاتھ درگاہ الٰہی مین بلند کیے کہ پروردگار تو
خوب جانتا ہے کہ مثل والد ماجد اور دادا صاحب مین بھی پانی سے بہت ڈرتا ہون مگر محبت مین بدیع الملک
کی سے مجھے کچھ نہین سوجھتا اگر بدیع الملک زندہ ہین تو جس مقام پر آقا میرا ہو مین بھی وہین پہونچ
جاؤن اور کشتی میری ساحل مراد پر پہونچ جائے اور اگر آقا میرا زندہ نہین ہے تو مین اسی دریا مین
غرق ہو جاؤن اسلیے کہ بعد ایسے شخص کے مجھے زندہ رہنا منظور نہین ہے اب ایسا آقا مین کہان سے
پاؤنگا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور ایک کشتی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور خود اس کشتی
پر بیٹھکر روانہ ہوا کشتی دھارے پر سیدھی ہو لی چلی اب یہ تو ادھر بہتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھیے کہان نکلتے ہین یہان

دو کلمہ داستان مصیبت نشان حیران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت حرامی نے انکو گٹھڑی باندھکر دریا مین پھینکدیا تھا لیکن گھبراہٹ مین یہ خیال اسے
نہ آیا کہ لنگر باندھکر غرق کرتا یا ان کیے کہ قضا بدیع الملک کی نہ تھی کہ پردے غفلت کے اسکی
آنکھون پر پڑ گئے جسوقت گٹھڑی غرق ہوئی تو نیچے پانی کے جوش و خروش کی وجہ سے بہت دور ابھری اور پھر غرق
ہوئی تو اس سے زیادہ دور جا کر ابھری اسی طرح غوطے مین ایسے مقام پر ابھری کہ جہان کم
پانی تھا اور دھار اترتا تھا اب یہ گٹھڑی بہتی ہوئی کنارے پر آئی یہان ایک آشنا اور ایک ماہی گیر
بیٹھے ہوئے مشغول شکار ماہی مین مصروف تھے ڈولین پڑی ہوئی تھین دوریان پھیلی ہوئی تھین ان
دونون مین نہایت دوستی تھی آپس مین بیٹھا ہوا کچھ کام بھی کرتا جاتا تھا اور شکار بھی کھیلتا جاتا تھا کہ دیکھا اس ماہی گیر
نے ایک گٹھڑی بہتی چلی آتی ہے ماہی گیر تو آواز دی کہ بھائی آنا دیکھو تو نہین معلوم کون شخص تباہ ہوا
جسکا مال و اسباب بہ گیا ایک گٹھڑی ادھر ہی بہی چلی آتی ہے ادھر بھی فاقے کرتے تھے خدا نے دن پھیر
دیا مال نظر آیا خیر کچھ دن تو راحت سے بسر ہونگے یہ سنکر ماہی گیر بھی دوڑا اور دونون پانی مین اترے
اور گٹھڑی کو اٹھانے کا قصد کیا مگر یہ لنگر تھا ان سے کیا اٹھ سکتا بمشکل تمام کھسیٹتے ہوئے کنارے پر
لائے اور زور کرکے گٹھڑی کو خشکی کی طرف دھکیلا دونون کے دونون عرق عرق ہو گئے دریافت کیے کہ لین
نہایت خوش ہین کہ گٹھڑی وزنی ہے مال بہت معلوم ہوتا ہے نہایت خوش ہین اب ان دونون نے گٹھڑی کو کھولا
ہٹا کر دیکھا تو ایک آفتاب بغل آیا گویا کہ ابر تھا کہ ہٹ گیا یہ دونون انہین چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے انہین

تھی اسنے گرمی کی تشنگی غالب ہوئی بدیع الملک اس امید پر قریب کنوئین کے کھڑے
ہو رہے کہ اگر کوئی مرد پانی بھرنے آئے تو اس سے پانی لیکر پئین قریب ایک درخت تھا اُسکے سایہ
مین بیٹھ گئے اب اُن عورتون کی نظر جو اُنپر پڑی بعضی رحم دل تو کہنے لگین کہ بیچارہ نہین معلوم کس
پریشانی مین ہے اور کیا انکا رہنے والا ہے چہرہ سے اسکے آثار امیری کے معلوم ہوتے ہین لیکن جو شریر
تھین وہ پھبتیان کہتی تھین اور ہنستی تھین لباس انکا اور بھی ہیئت کو بگاڑے ہوئے تھا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ایک لعل شبچراغ کہ چیتھڑے مین لپیٹ دیا ہے بدیع الملک کس غربت کے ساتھ بیٹھے ہوئے سُن
رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ کیا تقدیر برگشتگی پر ہے کہ اب ہمپر پھبتیان ہوتی ہین واقع مین کہ اب
حسن بھی اسی قابل ہے ہاے جوانی بھی کیا چیز ہوتی ہے کہ سب عیب انسان کے چھپاتی ہے کیسی ہی صورت
ہو لباس درست ہو حرکات ناشایستہ ہون مگر ہزار چاہنے والے اسی کو چشم رغبت سے دیکھنے مین اور
بُرا ہوا اس بڑھاپے کا جسنے پھبتیون کے قابل بنا دیا اے بدیع الملک اب تو وہ نہین ہے جسپر ادلفلک
جانی تھی پر شیفتہ و فریفتہ ہون یقین ہے کہ چاہنے والے بھی دیکھین تو محبت اُنکے دلون سے کم ہو جاے
یہان کسی سے تعلق پیدا نہین کرنا ہے نہ اس غرض سے آئے ہین نہ یہ خواہش ہے کہ کوئی دوسری
پیار سے دیکھے مگر اندازہ ہو گیا کہ اب ہر طرح کی امید ہی دل سے اُٹھا دینا چاہیے۔ ~~~~

جا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہے		کبھی جو آگ کی آگ مین نے لگی ہوئی آگ کا دھوان ہے

اسی حالت غربت و افسوس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً سامنے سے ایک عورت چادر پنجہ سے ہوئے چہرہ
اپنے چھپائے ہوئے لیٹا دوسری اُسکے ہاتھ مین لی آتی ہے دیکھا اسنے کہ کنوئین پر ہجوم زیادہ ہے ایک
اُدھر کم ہو تو جاکر پانی بھرون ایک مقام پر کھڑی ہو رہی اُسکی غربت دیکھکر بدیع الملک کو رحم
آیا کہا اے نیکبخت جو تجھے چاہیے یہ لوٹا دوسری مجھکو دیدے مین پانی بھر دون یہ کہکر قریب اُسکے گئے
اُسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا ہاتھ اُنکی طرف بڑھا دیا بدیع الملک نے احتیاط کے ساتھ لوٹا دوری
اُسکے ہاتھ سے لیا کہ بدن سے بدن کو مس بھی ہونے نہ دیا اور کنوئین کی جگت پر جاکر پانی بھر کر لا دیا
عورتین غیر مرد کو دیکھکر ذرا ادب کئی تھین وہ عورت لوٹا دوری اُسکے ہاتھ سے لیکر اپنے مکان
کی طرف روانہ ہو گئی بدیع الملک نے ایک آہ کھینچی کہ افسوس جب تقدیر بری پر ہوتی ہے تو
عقل بھی خراب ہو جاتی ہے کاش پہلے خود پانی پی لیا ہوتا اس عورت کو کیا معلوم کہ ہم پیاسے
ہین شکر خدا کرکے پھر اس امید پر کھڑے ہو رہے کہ کوئی مرد آئیگا تو پانی پی لینگے ان عورتون
سے مانگنا ٹھیک نہین خدا جانے یہ اپنے دل مین کیا سمجھین وہان وہ عورت اپنے گھر مین گئی
اور باپ کے سامنے لوٹا رکھدیا یہ دختر تھی حضرت شعیب ثانی کی جو کہ افسر اس قصبہ کے ہین
اور مرد خدا پرست ہین اور تارک الدنیا ہین عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کیا کرتے
ہین اور گھر ہی مین بیٹھے رہتے ہین باہر کا کام یہی لڑکی کیا کرتی ہے بسبب اسکے کہ یہ افسر
قصبہ کی دختر ہے ہر شخص ادب کرتا ہے جسوقت اسنے پانی سامنے باپ کے رکھا تو اسنے
حیرت سے دختر کی صورت دیکھی اور کہا کہ آج کنوئین پر مجمع نہ تھا جو اسقدر جلد تم پانی بھر لائین
اسنے کہا کہ مجمع تو بہت تھا مگر آج نیا اتفاق ہوا کہ ایک مرد مسکین قریب کنوئین کے

کھڑا تھا اُسنے مجھے کہا کہ لا دو مین پانی بھر دون مین نے ڈور اور لوٹا دیدیا اُسنے جلد ہی بہت
پانی بھر کے لا دیا یہ سنکر مہتر شعیب ثانی نے کہا کہ جا کر اس مرد غریب کو بلا لاؤ یہ
سنکر وہ دختر نیک اختر آئی اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ کو ہمارے والد ماجد نے
بلایا ہی اگر کوئی ہرج آپ کا نہو تو تشریف لے چلیے یہ سنکر بدیع الملک ہمراہ ہو لیے اور
دروازہ پر آکر ٹھہر رہے دختر نے اپنے باپ کو اطلاع کی کہ وہ شخص آیا ہی دروازہ پر کھڑا
ہی کہا اندر مکان کے بلا لے دختر نے بلا لیا بدیع الملک اندر جاتے ہوئے جھجکتے تھے
کہ مہتر شعیب ثانی نے آواز دی تامل نکرو اندر چلے آؤ یہ سنکر اس گھر مین مردانگی
ہی بدیع الملک اندر مکان کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بزرگ مرگ چھالا بچھائے ہوئے
بیٹھے ہین ایک کتاب سامنے اُنکے کھلی ہوئی ہی بدیع الملک نے انکو سلام کیا مہتر شعیب
ثانی نے جواب سلام دیکر کہا کہ ابھی نہ طلاق فتح ہوا یہ کہکر مسکرائے بدیع الملک کے قلب پر
ایک تیر سا لگا مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ نہ طلاق کیا چیز ہی شاید آپ کو کسی دوسرے شخص کا دھوکا
ہوا شعیب ثانی نے کہا کہ ای بدیع الملک کیون چھپاتے ہو ... طلسم
نہ طلاق آئے ... لوح تمنے حاصل کی در بند آب کو توڑا حباب جادو کو مارا اور ساقی بلکہ
تیروت حرامی کے گرفتار ہوئے اس حال خراب کو پہونچے یہ تمام واقعی حالات جو مہتر شعیب
ثانی نے بیان کیے اور بدیع الملک نے دیکھا کہ راز میرا انپر ظاہر ہی تیغین مار مار کر رونے لگے
مہتر شعیب بھی انکو دیکھ آنسو بھر لائے دل مین سمجھے تھے کہ جو حالت انکی ہو وہ بجا اور درست تھی
اسلیے کہ وہ شخص صاحبقران دوران ہو شاہان ہفت کشور اسکے باج گزار ہون وہ اس حال
خراب سے آئے تو اسکے قلب کی کیا کیفیت ہو گی بدیع الملک کی رقت کم نہوئی تھی کیونکہ انپر قبل
اسکے کبھی ایسی مصیبت نہ پڑی تھی مگر صلہ اس محنت رنج کا بہت جلد حاصل ہونے والا تھا
کہ جو در بند فتح ہونے کے قابل تھا اور جس مقام پر لوح کچھ کام نہ دیتی اُسکی افتتاح کا سامان بھی مہیا ہو
ہو چلا تھا پس مہتر شعیب نے جب انکو نہایت پریشان دیکھا تو اٹھکر اپنے دامن سے آنسو بدیع الملک
کے پونچھے اور کہا ای شہریار آپ صاحبقران ہو کر اتنی سی تکالیف مین گھبرا اٹھے اور بیقرار ہو گئے صاحبقران
نے تو بڑی بڑی مصیبتون مین صبر کیا ہی بس اب زیادہ پریشان نہو انشاء اللہ بہت جلد تکلیف تمہاری
رفع ہوا چاہتی ہی مین ابھی یہی دیکھ رہا تھا کہ کیا سبب جو ابھی تک بدیع الملک نہین آئے حالانکہ
یہی تاریخ آنے کی آج مقرر تھی الحمد للہ کہ آپ تشریف لائے بیٹھیے اور دم لیجیے یہ کہکر اپنی دختر سے
پانی طلب کیا اور منہ ہاتھ انکا دھلوایا اور کہا کہ ای بدیع الملک لوح وغیرہ تمہین پھر ملجائیگی خدا حافظ
مین عمرو کو سلامت پہونچے جو ساتون طبقہ زمین کے تمہارے واسطے چھان ڈالتا ہی اسکے سامنے کر دیگا
کہ وہ غریب کیا چل سکتا ہی کہ تمھین نہین معلوم کہ بیابان ہولناک کا مرحلہ نہایت سخت و صعب ہی نہ وہان لوح کام
دیسکتی ہی نہ بہادری کام آسکتی ہی نہ قوت سے مطلب حاصل ہو سکتا ہی اسلیے کہ ساکنان بیابان ہولناک اس طرح
کے لوگ ہین کہ نہ وہ ساحر ہین نہ پہلوان لیکن قدرتی اُنمین یہ خاصیت ہی کہ اگر شیر بھی صورت وہان کے
لوگون کی دیکھ لے تو زہرہ اسکا آب ہو جائے تب وہان جاتے تو کیا کر سکتے صاحبقران اول بھی ہوتے تو کیا کر سکتے

وہاں زور و جرأت کا تو کام ہی نہیں ہے جس وقت کسی سے سامنا ہوتا تو جگرہ اول کا بھی پتہ پھٹ جاتا اور
مر جاتے یہ مقام خاص قہر الٰہی کا مسکن ہے جبکہ زمانہ ہود علیہ السلام میں قہر الٰہی نازل ہوا ہے تو اسکی
دو قسم ظاہر ہوئے تھے ایک تو طاعون تھا کہ جسنے شہر کے شہر ویران کر دیے اور ایک یہ بیابان
ہولناک ظاہر ہوا تھا جسکے لوگوں میں یہ تاثیر تھی کہ جو دیکھے اسکا تو پھٹ جاتا ہے طاعون تو زائل
بھی ہو گیا مگر یہ خطہ باقی رہگیا اسکو ان تاجدار نے ایک در بند اسکا بھی قائم کر دیا کہ اگر فاتح طلسم
لوح بھی پا جاے اور ساحروں کو مارے بھی تو بیابان ہولناک میں ہو کر ہلاک ہو جاے لیکن مجھے معلوم تھا کہ
میری حیات میں آپ اس مقام تک پہونچ جائینگے میں نے چند تحفہ آپ کے واسطے رکھ چھوڑے ہیں جو کہ
بیابان ہولناک کی بلاؤں کو رد کرینگے اور یہ در بند ان تحفجات کی اعانت سے فتح ہوگا جنمیں ایک چشمہ
ہے اور ایک عصا ہے اور ایک رقعہ ہے لیکن یہ چیزیں اسوقت آپکو دستیاب ہو سکتی ہیں جبکہ اس دختر سے
آپ عقد کرنا قبول کریں کیونکہ یہ چیزیں اسی کے جہیز میں دونگا اور دوسری شرط یہ ہے کہ جب تک میں
زندہ ہوں اسوقت تک آپ یہاں سے نہ جائیں اسی مقام پر قیام پذیر رہیں بدیع الملک دل میں
کہتے ہیں کہ نہیں معلوم یہ کب تک جیتے ہیں کہانتک اس مکان میں مرد ہشیار ہونگا وہاں لشکر
میرا تباہ ہو جائیگا عزیز و احباب میرے فراق میں نہیں معلوم اپنی کیا حالت بنائیں مگر سوا منظوری کے
چارہ کیا تھا کیونکہ یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ بیابان ہولناک کا پیش آنا بھی ضرور ہے اور فتحیابی اسکی
نا ممکن ہے بغیر ان تحفجات کے اور یہ تحفجات بغیر عقد ممکن نہیں اگر خدا کو منظور ہے کہ طلسم نہ خاق میرے
ہاتھ سے فتح ہو تو وہ خود ہی اسکی اصل پہچانیگا یہ خیال کر کے خاموش ہو رہے اب مہتر شعیب نے
ایک جوڑا اپنے پہننے کا منگا کر غسل کرا کر بدیع الملک کو پہنایا اور اہل قصبہ کو اطلاع دی کہ
کل شام کو دختر کا عقد ہے لہذا سب صاحب آکر شریک ہوں اور ملا طاہر عجمی کو بھی ایک رقعہ
لکھ بھیجا سب اہل قصبہ دوسرے روز آکر مکان پر مہتر شعیب ثانی کے جمع ہوئے اور مہتر شعیب نے
اپنی دختر کو وہاں کی رسم کے موافق دولھن بنایا اور ملا طاہر نے دختر کی طرف سے وکیل ہو کر عقد پڑھا اور
بدیع الملک نے اپنی جانب سے خود عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے انکو رہنے کی جگہ دی گئی ایک علاحدہ درجہ میں
عروس کو لیکر داخل ہوئے اور وصل سے کامیاب ہوئے اسی شب ملکہ شمیمہ خاتون حاملہ ہوئیں صبح کو مہتر
شعیب ثانی نے ملا طاہر سے کہا کہ بطن سے اس دختر کے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اسکا فلکند بیغم
شکار ہوگا نہایت مرد جری و بہادر ہوگا اور بڑے بڑے کام کریگا تمام خدا پرست اہل قصبہ کے
اسکی وجہ سے امن و امان میں رہینگے کفار اسکے ہاتھ سے مارے جائینگے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ طلسم نہ خاق کا
کہ فتح ہونا اسکا نہایت دشوار تھا اگر یہ تحفجات بدیع الملک کو حاصل نہ ہوتے صاحب رموز
حمزہ تحریر کرتے ہیں کہ بیابان ہولناک کا مرحلہ بغیر ان تبرکات کے فتح نہ ہو سکتا کہ یہ عصا مہتر شعیب کے پاس پشت
پشت سے چلا آتا ہے اور امانۃً ہر ایک نے اسکو بڑی حفاظت سے رکھا اور وصیت کے موافق مہتر شعیب کے
ہو چکا انھوں نے اپنی دختر کے جہیز میں بدیع الملک کو دیا کہ یہ بیابان ہولناک پر جانے والے ہیں
مہتر شعیب نے تمام عمر محنت اور مشقت کر کے ایک رقعہ اور ایک چشمہ تیار کر کے رکھا کہ انکا داماد جو
وہ شخص شوہر میری دختر کا ہوگا اسے یہ مصیبتیں پیش آئینگی جس وقت دکھانا بیابان ہولناک سے سامنا ہوگا اس

چشمہ کی وجہ سے اتران لوگون کی صورتون کا سیر نہ پڑے اور یہ اکس مرحلہ کو مشادے۔ الحاصل بدیع الملک
نے صبح کو غسل کیا بی بی نے ایک ٹوکری اسکے ہاتھ مین اور کچھ پیسے دیے کہ سودا لاؤ کہ پکا کر تمکو بھی کھلاؤن
اور آپ بھی کھاؤن یہ سنکر انھون نے گردن نیچی کر لی کہ یک بیک نشہ دو شد بی بی نے کہا کہ اگر تمکو کچھ ملال
ہو اور غیرت تمھاری گوارا کرے تو پھر مین آپ جاؤن لیکن دستور یہان کا نہین ہے جب تک لڑکی بیاہی نہ
رہتی ہے اسوقت تک اسکا باہر نکلنا معیوب نہین سمجھا جاتا اسلیے کہ وہ لاوارث کہلاتی ہے اور جب
شادی ہو گئی تو اسکا وارث پیدا ہوا لیکن مجھے تمھاری اطاعت ہر طرح فرض ہے یہ سنکر بدیع الملک
نے چپکے سے ڈلیا ہاتھ مین لے لی اور گھر سے نکلکر بازار مین گئے سودا لا کر گھر مین دیا بی بی نے کھانا
پکایا اور بدیع الملک اور مہتر شعیب نے بہمہ خاتون بیٹھ کے کھایا دوسرے روز صبح کو بی بی نے پھر ڈلیا اور
پیسے دیے اسوقت بدیع الملک دل مین کہنے لگے کہ یہ روز کا اچھا دھندہ ہے اگلا عقد کیا گیا گویا
اپنے نوکر رکھا خیر اس روز تو بجھا دل گیا پھر سودا لا دیا مگر یہ دل مین کہنے لگے کہ گربہ کشتن روز اول چاہیے
جب تیسرا دن ہوا پھر اسنے کہا کہ سودا لا دو تب تو بدیع الملک کو غصہ آیا اور کہا کہ مجھے تمنے نوکر بنایا
کہ صبح ہوئی اور ڈلیا سامنے آئی مجھے ہر روز یہ منھ کے کام اپنے باپ سے کہو یا تو کسی کو لازم کرینے دو
یا اور کوئی تدبیر کرین اسنے اپنے باپ سے جا کر کہا کہ آج سودا میان نہین لاتے ہین اور بہت ناراض
ہین باپ نے انکو بلایا پہلے دو چار باتین اپنے کہین اور بعدہ یہ کہا کہ جب تک لڑکی کا نکاح نہین ہوتا ہے اسوقت
وہ بازار مین نکلکر کام کر لاتی ہے جب اسکا نکاح ہو گیا پھر وہ باہر نہین نکلتی ہے یہ اس شہر کا رواج ہے آپ کو
سودا لانے مین کیا عذر ہے بدیع الملک نے کہا کہ ہمارا طریقہ نہین ہے کہ ہر روز آٹا دال نمک مرچ خرید کیا کرین
آپ کوئی نوکر رکھیے اور اب اس بارہ مین زیادہ مجھے نہ فرمایے انھون نے مکرر یہی کہا کہ اسمین کوئی ہرج
کی بات نہین ہے بدیع الملک کو غصہ آیا وہانسے اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے مکان پر آئے غصہ مین بیٹھے
اور کہا کہ نہ عقد کرتا نہ یہ مشکل مجکو ہوتی بہتر یہ ہے کہ بی بی کو قتل کرون پھر سوچا کہ بیگناہ کا مارنا بڑا گناہ ہے پھر
آسمان کی جانب سر اٹھایا اور دعا کی کہ یا الٰہ ایک مصیبت سے تو نے مجکو چھڑایا دوسری اور گلے پڑی یہ شغل مشغول
ہو کے تھے نماز کو روزہ کو گلے پڑا اگر غصہ کی تاب نہ لاسکے بی بی پر بہت خفا ہوے اور کہا کہ تجھے شرم نہین آتی
ہے کہ مجھے ہر روز کہتی ہے جب صبح ہوئی کہا ڈلیا لاؤ اور سودا جا کر بازار سے خرید لاؤ مین کوئی تیرا نوکر ہون یا تیرے
خاندان کا خدمتگار ہون یا تیرے باپ دادا کے وقت کا نوکر یہ غلام ہون کہ صبح ہوئی اور ڈلیا میرے ہاتھ مین تونے
دیدی کیا تیرے یہان کا یہی رسم ہے کہ جس شریف خاندانی آدمی کے ساتھ عقد کرتے ہین اس سے سودا بھی خرید کراتے
ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تیرے باپ دادا تو ہمیشہ سے غریب اور محتاج چلے آتے ہین یا سب سے زیادہ خسیس ہوتے آئے
ہین مگر تو برائے خدا میرے حال پر رحم کر اور اپنے باپ سے جا کر عرض کر کہ تیرے واسطے آٹھ آنہ ماہواری کی ایک لا
نوکر رکھ دین خواہ رنڈی گیری پر کسی کو سودا خریدنے کے لیے نوکر رکھیں میرے خاندان کا یہ شیوہ ہرگز ہرگز نہین ہے کہ ہم لوگ بازار سے
ہر صبح کو ڈلیا ہاتھ مین لیکر سودا خریدنے جایا کرین اگر تونے اسکا کوئی انتظام اپنے باپ سے کہکر نہ کرایا اور پھر مجھے سودا لانے
کو کہا تو تیرے حق مین مجھسے برا کوئی نہ ہوگا مین نے تیرے ساتھ عقد کیا اور جھکی شرط کوئی نہ تھی کہ سودا خریدنے کی تیرے باپ نے
عقد کیا کی تھی یا مجکو تیرا غلام بنایا کہ مین تیرے واسطے ہر روز صبح کو ڈلیا لیجا کر سودا بازار سے خرید لایا کرون اسکے علاوہ بدیع الملک
نے اور بھی سخت سست بی بی کو کہا مگر شمیمہ نے سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ دیا اور زار زار روتی ہوئی پھر اپنے باپ کے پاس

لگی اور کل ماجرا جسکی متعلق بدیع الملک کا اپنے باپ مہتر شعیب سے کہکر سنایا اور کہا کہ اب بدیع الملک سے سودا خریدنے
کو بازار سے نہ کہونگی اور یہ خیال کرتی ہوں کہ اگر نہ کہوں تو پھر سودا کون خریدکر دیگا اور کیونکر کھانا پکے گا بس ای میرے بابا جان جلد
اسکی کوئی صورت نکالیے تاکہ جابری کی صورت ہو ورنہ کیا عجب ہے کہ کسی روز غصہ میں اگر بدیع الملک میری جان کا خاتمہ
کر دیں اور میں بیگناہ انکے ہاتھ سے ماری جاؤں مجکو اپنی جان جانے کا اسقدر رنج نہیں ہوگا جتنا یہ بیگناہ خون نا
بدیع الملک کی گردن تا قیامت رہیگا اسکا زیادہ تر مجھے خیال ہے اور بہت ہی خوشامد سے عرض پرداز ہوں کہ آپ میرے حق میں اسکی بہتری
کی صورت خیال کرینگے تو بہتر ہوگی کہ کوئی ملازم واسطے سودا خریدنے کے ملازم کر دیجیے جسوقت مہتر شعیب نے یہ کلام اپنی دختر سے سنے
فرمایا کہ اچھا تم گھبراؤ نہیں میں بدیع الملک کو بلاؤں اور سمجھا دوں تم جاؤ یہ کہکر مہتر شعیب نے لڑکی کو رخصت کیا اور بدیع الملک
بلایا اور کہا کہ ای صاحبقران زمان میں نے آپ سے قبل ہی میں کہا تھا کہ اگر آپکو رہنا منظور ہو تو میری دختر سے عقد کیجیے مگر اب آپ
چند روز توقف کیجیے میں اس سودا خریدنے کا کوئی انتظام کر دونگا یا کوئی راہ نکالدونگا یہ سنکر بدیع الملک خاموش ہو رہے اور رخصت
ہوکر چلے آئے بوجہ لحاظ خسر انکے اس بزرگ مہتر شعیب سے کچھ نہ کہہ سکے مگر دل میں خیال کیا کہ اگر یہ نصیحت ڈلیا تو چار روز میں
نکالنا ہوگی شاید پھر اس عذاب سے چھوٹ جاؤں جب دو چار روز اسیطرح گزرے بدیع الملک نے بی بی سے کہا
آج معلوم تمہارے باپ کبتک زندہ رہیں جب تک انکے ساتھ عقد کرا کیا قید خانہ مول لیا اسنے کہا کہ تم اپنی رہائی کی وجہ
سے باپ کا مرنا چاہتے ہو کیا تم سے مرنا چاہیے میں بیان کر دی گئی تھی اگر تمہیں رہنا منظور تھا تو کیوں کیا الحاصل یہ تو بیان اس
بات میں ہیں کہ روز ڈلیا ہاتھ میں لیکر سودا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوندا جلد مجھے نجات دے اور میں اس
ناکردنی کام سے چھوٹوں یا اللہ اچھا تھا کہ پھلا اسحال میں پھنسایا کہ جو کام میرے کسی بزرگ نے نہیں کیا وہ مجکو کرنا پڑتا ہے
لیکن اب بیان سے چند کلمہ داستان خواجہ خفران بن عمر ثانی کے بیان ہوتے ہیں
کہ جو کشتی میں بیٹھکر بتلاش بدیع الملک روانہ ہوئے تھے کشتی زور میں بہتی چلی جاتی تھی موجوں کے شور میں یہ حال تھا
کہ کشتی تنکے کی طرح معلوم ہوتی تھی ہر طرف ایک عالم آب نظر آتا تھا خفران نے بسبب خوف کے آنکھیں تو بند کر لیں مگر
خیال بدیع الملک کا جرأت دلاتا تھا کہ ایسا نہو میری نظر نہ پڑے اور میں آگے نکلجاؤں اور بدیع الملک پیچھے چھوٹ
جائیں جب آنکھ کھولتا ہے تو وہ ہیبت طاری ہوتی ہے کہ پھر آنکھیں بند کر لیتا ہے اسی حالت سے یہ کشتی بہتے بہتے اسی مقام پر
پہونچی جہاں کہ ماہی گیر اور آہنگر ڈوریں پھیلائے بیٹھے تھے کشتی ڈوری میں الجھی اور ڈوریں کیلوں میں پھنسیں کشتی کے
زور میں ڈوریں کھینچی ماہی گیر نے آہنگر سے کہا کہ عجب طرح کی بات ہے کہ اسی روز وہ گٹھری بہتی آئی آج کشتی ڈوریں میں پھنسی ہے یہ باتیں
خفران کے گوش زد ہوئیں خفران نے کہا کہ کھینچو ڈوریں کھینچو ہم اسی مقام پر اتر پڑینگے ماہی گیر نے ڈوروں کو کھینچا
کشتی بھی چلی کنارہ سے آ لگی خفران نے کشتی کو کھونٹے سے باندھ دیا اور اتر کر باہر آکے پوچھا تم گٹھری کا
ذکر کیا کر رہے تھے ماہی گیر نے بیان کیا کہ چند روز ہوئے ایک شخص کملی میں بندھا ہوا گٹھری بنا ہوا نظر آیا ہم لوگوں نے اسکو
کھینچکر باہر نکالا دوا دی پینے کے دینے پڑے کہ وہ شخص بھوکا بھی تھا اور ننگا بھی تھا اسے مچھلیاں بھونکر کھلائیں
کپڑے پہنائے بیچارہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا قید اسکی کاٹی ہمیں تو امید نہ تھی کہ یہ زندہ ہوگا مگر شکر ہے خدا کا
کہ وہ زندہ نکلا اور حالت اسکی درست ہوگئی خفران نے پوچھا اب وہ کہاں ہے آہنگر نے کہا کہ اب تو وہ بڑے مزے
میں ہے مہتر شعیب نے اپنی بیٹی سے اسکی شادی کر دی ہے روز سودا لینے آیا کرتا ہے خفران نے کہا کہ میرا
وہ بڑا چور ہے مجھے بھی کچھ روپیہ قرض لیا تھا اسوقت تک کسنے نہیں دیا آہنگر نے کہا کہ چار گھڑی سے آئے اس جگہ
بیٹھ میں وہاں جا کر کھڑے تمہارا روپیہ ملجائیگا یہی وقت ہے اسکے بازار آنیکا یہ سنکر خفران وہاں بیٹھے

جانب قصبہ روانہ ہوا جاتے جاتے اسکو راستہ میں شرارت سوجھی صورت اپنی ثروت حرامی کی بنائی اور سیر کرتے
ہوئے یہ دیکھا کہ ایک دوکان پر بدیع الملک ڈلیا ہاتھ میں لیے ہوئے بنیے سے سودا لے رہے
ہیں تب خضران نے پشت کی جانب سے آکر دو پیسے بنیے کے آگے پھینک دیے اور کہا کہ دو پیسے کا گڑ دینا
یہ کہکر بدیع الملک سے آنکھ ملائی بدیع الملک کی نظر جو ثروت حرامی پر پڑی بد حواس ہو گئے کہ یہ
ملعون یہاں کہاں سے آگیا بنیا بدیع الملک کو سودا دینے لگا خضران نے ڈانٹا کہ ابے پہلے ہمکو دے بنیے نے
کہا کہ یہ پہلے سے کھڑے ہیں تم بعد کو آئے ہو کہا کہ ابے ہم بعد کو آئے ہیں تو کیا ہوا مقدم ہم ہی ہیں کیوں بدیع الملک
ہم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بدیع الملک کو اسکی صورت سے ایسی نفرت معلوم ہوئی کہ اسکی طرف سے منہ پھیر لیا
اب اسنے او بھیڑئے ادھر دیکھو بھی ہم کیا کہتے ہیں بدیع الملک نے سودے سے بھی ہاتھ اٹھایا اور وہاں سے آگے
چورا ہے پر کھڑے ہو رہے سبب یہ تھا کہ حضرت شعیب نے منع کر دیا تھا کہ کوئی کسیقدر تنگ کرے مگر لڑنے کا قصد نکرنا
بدیع الملک نے جب صورت اسکی دیکھی تھی مجھے بعد آتا تھا سودا وہ بیٹھے آئے ثروت نقلی نے بنیے سے کہا کہ وہ
ہمارے دوست تھے خفا ہو کر چلے گئے لاؤ سودا انکا ہمیں دے آئیں پھر لپٹ کر اپنا کر دے لیکن بنیے نے دیکھا کہ انکی باتونکا
وہ کوئی جواب نہ دیتے تھے اگر ملاقات ہوتی تو تمہاری کیوں کرتے سبب آپ سودا انکو دیدیا بلکہ گڑ بھی جلدی سے لے
آئے ہوئے دیدیا ثروت نقلی ڈلیا ہاتھ میں لیے ہوئے ٹہلے دیکھا کہ بدیع الملک چوراہے پر کھڑے ہیں کہا بھائی
تمہاری بھی وہی مثل ہوئی کہ بیچنے کے واسطے گڑ لے گئے زمین تمہارے واسطے گڑ بھی لیتا آیا ہوں اسکے مجھے
جاول ہو اگر تھا تو چاہتا تھا بدیع الملک کا کہ اسکی ٹانگیں چیر کر پھینک دوں مگر حضرت شعیب کے منع کرنے کا
خیال آگیا اس ارادہ سے رکتا تھا خون جگر پی کر رہ گئے سنو ہم ٹالا اور مکان میں چلے آئے اپنے مکان پر
آئے تو اسنے کہا کہ بھی بھاگ گئے اسی منہ پر صاحبقرانی کا دعوے تھا ذرا باہر تو نکلو یا چھپ میں تاکون وہاں حضرت شعیب
اور حمیدہ خاتون نے دیکھا کہ سودا لینے گئے تھے خالی ہاتھ پلٹ آئے سبب پوچھا کہ آج یہ نئی بات کیسی ہوئی کیا سودا
کہیں ہاتھ سے گر گیا ڈلیا چھوٹ پڑی کیا ہوا تمنے ہمیں کسی سے تو لڑے نہ کہیں دیں آتا ہوں بدیع الملک نے حضرت
شعیب سے کہا کہ آپ نے مجھے منع کیا تھا ورنہ ابھی اسکو مار ڈالتا یہ وہی ملعون ہے جسنے مجھکو گرفتار کیا تھا اور دریا میں
بہا دیا تھا حضرت شعیب نے کہا کہ جاؤ اسے گلے لگاؤ کہ وہ بھائی ہے تمہارا خضران بن عمرو ثانی ہے تمہارے تجسس میں
یہاں تک آیا ہے بدیع الملک نے کہا کہ اسنے صورت ایسی بنائی ہے کہ میرا نہیں جی چاہتا ہے کہ اس سے بھی ملوں حضرت
شعیب نے کہا کہ اسنے تمہاری مفارقت میں بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں اور دشمنوں کو تمہارے گرفتار بلا کیا ہے
یہ کہکر خود حضرت شعیب اٹھے اور دروازے پر آکر کہا کہ آؤ خواجہ اور ہاتھ خضران کا پکڑ کر اپنے ہمراہ اندر مکان
کے لائے اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ کو اپنی رہائی بھی مبارک ہو اب ہم دو تین روز کے اور مہمان
ہیں اسکے بعد اگر اختیار ہے جہاں چاہے تشریف لے جائیگا مجھے یہی تعجب تھا کہ خضران ابھی تک نہیں پہنچا
آئے اسکا کیا سبب ہے بدیع الملک نے کہا کہ خضران برائے خدا اپنی اصلی صورت اپناؤ
تمہاری یہ صورت قابل پسند نہیں ہے خضران نے ہیئت اپنی بدلی بدیع الملک نے سینے سے
لگایا اور دونوں خوب روئے مصیبت اپنی اپنی بیان کی خضران نے کہا اے بدیع الملک جن
ہمی حرامزادے کو گرفتار بلا کیا وہ میرے پاس موجود ہے مگر اسکا صلہ کیا دوگے بدیع الملک نے
کہا تجھے ہر وقت لینے ہی کی فکر رہتی ہے خضران نے کہا بندہ آپ کی طرح روپے کا لالچی نہیں ہے

مین قول مانگتا ہون مدیع الملک نے کہا جو کچھ وہ منظور ہے خضران نے کہا بی بی کو اپنی بیان سے
ہٹا دو سمیعہ خاتون مہر شعیب کے مکان مین چلی گئین اب خضران اور مدیع الملک تنہا ہو گئے
خضران نے بیت الخلا کو کھود ڈالا مدیع الملک نے کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے خضران نے کہا دخل نہ دو
تماشا دیکھے جاؤ یہ خاموش ہو رہے جس وقت خضران نے بڑا سا گڑھا کھود کر تیار کر لیا تو زنبیل مین ہاتھ
ڈالکر بتروت حرامی کو نکالا اور ستون سے باندھ دیا دیکھا مدیع الملک نے کہ جو اسنے میری حالت
بنائی تھی وہی اسکی حالت ہے بعد اسکے خضران نے اسکی بی بی کو نکالکر دوسرے ستون سے باندھا
ان دونون کے غرفیان بندھی ہوئی تھین نظر بتروت حرامی کی جو مدیع الملک پر پڑی اور اپنی
حالت اسنے دیکھی دل مین کہا کہ بلاشور حرامی نے دھوکا دیا اب بغیر فریب کے جان بچتی نہین معلوم
ہوتی جلدی سے مدیع الملک کو سلام کیا مدیع الملک کو اسکی جفا یاد آئی منہ پھیر لیا خضران
نے کہا کہ اب آپ دونون کے بارے مین دخل نہ دیجیے گا مدیع الملک نے کہا تجھے کیا مطلب ہے
خضران نے خنجر نکالا بتروت حرامی نے مدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ مذہب اسلام بھی کیا مذہب سچا ہے
آپ کس مصیبت مین پھنسے تھے کہ رہائی ممکن نہ تھی لیکن آپ کے خدا نے آپکو رہا کر دیا اب چاہتا ہون کہ
مین بھی یہی مذہب اختیار کرون خضران نے دیکھا کہ پیشانی اسکی سیاہ ہے اور باتین فریب آمیز ہین
کہا او ملعون مین تیرے فریب مین آنیوالا نہین ہون تو نے بلاشور حرامی سے سب کیفیت اپنی
بیان کی تھی کہ مین کتنے مسلمانون کو مسلمان بنکر فریب دیا اور پھر انکو مارا اب کیا مین تجھے زندہ
بھی چھوڑتا ہون اسنے کہا بھلا آپ وہان کہان تھے جو باتین سن رہے تھے خضران نے کہا ملعون
مین بلاشور حرامی بنکر تیرے گھر پر گیا تھا بے حرامی کے ساتھ حرامی بنکر کام نکلتا ہے اگر مین تیرا
ہم مشرب بنکر تجھسے نہ ملتا تو کیا تو اپنا بھید بیان کرتا یہ سنکر بتروت تو تھرا گیا اور مدیع الملک کہنے
لگے ہین کہ یہ بھی ایسی شریر ہے کہ اپنے منہ سے اپنے مان اور باپ کو گالیان دیرہا ہے لیکن بتروت نے دیکھا کہ یہ زندہ
نہ چھوڑیگا فریاد کرنے لگا اور دہائی دینے لگا کہ یا صاحبقران مجھے بچایئے مین مسلمان ہوتا ہون اور توبہ کرتا ہون
مدیع الملک کو ہرچند کہ اسکی جفا مین خوب یاد ہین مگر رحم آ گیا کہا خضران اسے چھوڑ دو اسنے کہا کہ آپ
وہان یار چکے ہین اب دخل نہ دیجیے مدیع الملک نے کہا یہ مسلمان ہونے کو کہتا ہے کیون گنہگار ہوتے ہو
جواب دیا کہ بندہ سوا ثواب کے اور کا کام کرنا جانتا ہی نہین اس حرامزادہ کا بشرہ مکر و فریب کا پتا دیتا ہے قلب اسکا
سیاہ ہے کبھی راہ راست پر نہ آئیگا اگر چھوٹ گیا تو پھر دغا کریگا یہ دہریا ہے اسکا کوئی مذہب نہین ہے جب مین بلاشور حرامی
بنکر اسکی ملاقات کو گیا تھا تو اسنے اپنا ہم مشرب سمجھکر مجھسے سب حقیقت بیان کی تھی کہ مین کئی مرتبہ بظاہر مسلمان ہوا اور
دغا کو دیکھتا ہون تو مذہب بدل ڈالتا ہون یہ کہکر ایک چھری اسکی بائین آنکھ مین بھونک دی کہ ڈھیلا نکل پڑا
مدیع الملک نے کہا بھئی مجھسے نہین دیکھا جاتا کہا آپ تشریف لیجایئے مدیع الملک تو اٹھکر دوسرے مکان مین
چلے گئے خضران نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہ ملعون اسی ہاتھ سے میرے آقا پر چھری تانتا تھا
اب اسکی یہ حالت ہے کہ فریاد کرتا ہے اور منتین کرتا ہے مگر خضران کس کی سنتا ہے ایک ایک ہاتھ کاٹ کر
علیحدہ کیا اور آخر میں دہن سے لیکر شکم تک اسکو چاک کر ڈالا کہ ملعون طمع دنیا مین تو نے بڑے بڑے
متبرک لوگون کو مارا ہے اور آزار پہونچائے ہین بعد اسکے اُس عورت کو بھی قتل کیا اور دونون کی

لاشیں اُنکی گڑھے میں ڈالکر تو پٹ دیں اور پھر بیت الخلا بنادیا اب بدیع الملک کی خدمت میں آئے
اور کہا کہ قتل دشمن مبارک مہتر شعیب نے مرحبا کی صدا دی حسب اتفاق اُسوقت ملا طاہر عجمی
بھی آگئے ہوئے تھے اور مہتر شعیب سے کہ رہے تھے کہ تمنے تو داماد خوب خاندانی پایا لیکن ہمیں اسوقت تک
کوئی لائق ملتا نہ ملا کہ تمہاری بھتیجی کے فرض سے ادا ہو جاتے مہتر شعیب نے کہا کہ ٹھہرو جاکر انتظام کرو میرے
واسطے بھی شوہر تجویز لیا ہے ملا طاہر عجمی نے کہا کون جواب دیا کہ بھائی انکا خضران بن عمر ملا طاہر یہ سنکر
نہایت خوش ہوئے اور اپنے گھر کو روانہ ہوئے یہاں خضران جو تربوت حرامی کو مار کر آئے تو مہتر
شعیب نے کہا کہ خواجہ آج تمہارا بھی عقد کیا جائیگا خضران نے کہا میری جان کے وسے والیاں کیسی ہیں انھیں سے
بندہ عاجز ہو چکا تو کس کسکو سدھیں دوں مجھے معاف کیجیے علاوہ اسکے بندہ ایک پہلوان تو ہے ہی نہیں
ایک تیلیوں ہی دبلا پتلا آدمی ہوں تو بھی گھر رہ جاونگا یہ انھیں کو زیبا ہے یہاں ہولی اپنے تیوں آپ بھاری ہیں
مہتر شعیب نے کہا خواجہ تمنے تو اپنے آقا کا ساتھ دیا اور دیکا تمہارے آقا کا بے رفیق رہے یہ ہو سکتا ہے کہ تم انکا
انکار نکرو ساتھ دیا ہے تو پورا ساتھ دو اور بار اُس خرچ کا تمہارے سر نہیں پڑیگا بدیع الملک نے بھی سمجھایا بمشکل
راضی ہوئے شام کو مہتر شعیب خضران کو دولہا بناکر گھر پر ملا طاہر کے گئے بدیع الملک بھی ساتھ تھے
خضران کا عقد شمیمہ بانو کے ساتھ ہوا عروس کو گھر پر لائے مہتر شعیب نے ایک مکان انکے رہنے کو
بھی دیا یہ بھی وصل سے ملکہ شمیمہ بانو کے کامیاب ہوئے اسکے بطن سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ ساتھ
قلندر شیر شکار کے رفاقت میں رہتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے اب مہتر شعیب ثانی نے کچھ وصیتیں
کیں تمام اہل خانہ کو جمع کرکے کہا کہ بعد میرے میری جگہ بدیع الملک کو سمجھنا اور انکی اطاعت کرنا اور عصا و چشمہ و بقچہ بدیع الملک
کے سپرد کیا اور کہا کہ صبح کو میں فلاں تکیہ پر لیجاکر دفن کر دینا یہ کہکر گلے سے لگایا اور رخصت کیا کہ اب اپنے مکان میں جاؤ
صبح کو میں بندہ نہ ہونگا بدیع الملک و خضران تو اپنے اپنے مکان میں چلے گئے مہتر شعیب چادر اوڑھ کر لیٹ رہے
صبح کو بدیع الملک خضران اور سجدہ خاتون و شمیمہ بانو نے جاکر دیکھا تو مہتر شعیب کا جنازہ دیکھا یا دونوں عورتیں تو رونے لگیں اور
پیٹنے میں مصروف ہوئیں اور خضران نے جاکر تمام قصبہ میں اطلاع کی کہ مہتر شعیب نے انتقال کیا ہے سب اہل قصبہ جمع ہوئے
اتنی دیر میں بدیع الملک نے مہتر شعیب کو غسل دیا اور کفن پہنایا لاشہ صندوق میں رکھا اور سب کاندھا دیتے ہوئے
چلے اور تکیہ پر لاکر دفن کر دیا بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے لحد میں اتارا ملا طاہر عجمی نے تلقین پڑھی جسوقت انکے سوم
وغیرہ سے فرصت ہو چکی تو بدیع الملک نے اہل قصبہ کو جمع کیا اور کہا کہ اب ہم تو جاتے ہیں ہماری جگہ ملا طاہر کو سمجھنا اور انکی اطاعت
کرنا سبنے تسلیم کی کہ ایسا ہی ہوگا بدیع الملک نے اپنی بی بی کو جو انکی کمرانی میں تھی یا ابھی تک پاس مال و اسباب
سبھی کچھ ہو گیا جسقدر ضرورت ہوئی ہے خضران سے لیتی ہیں اب یہ آپ سنکر وہی لیر کے مکان پر خود ملا طاہر
لیکے اور فرمایا کہ تم ہم سے بہ نیکی پیش آئے ہو اور ہمارے ساتھ تمنے احسان کیا تھا بالفعل
اُسکا صلہ پورے طور سے تو ہم نہیں کر سکتے انشاء اللہ تعالےٰ بعد فتح نوطاق دیکھا جائیگا لیکن
جو کچھ ہم دیں اسے قبول کرو یہ کہکر سو اشرفیاں ان دونوں کو دیں وہ دونوں اُٹھے ہی تھے کہ ملا طاہر
اور ہزاروں دعائیں دینے لگے بدیع الملک نے گھر میں آکر بی بی سے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں انشاء اللہ
بعد فتح مرحلۂ اول کے ہم واپس آئینگے تم پریشان نہو نا خط وغیرہ بھیجنے کا موقع نہیں ہے یہ کہکر رخصت
ہوئے اور باہر آئے خضران سے ذکر اسلحہ وغیرہ انکے نکالے صاحبقران نے بند علیحدہ اُنکی پہنادے

اور خضران کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر پہونچے شب وہان بسر کی صبح
کو پھر چلے اسیطرح تیسرے روز سواد لشکر معلوم ہوا اور صحرا کو پہچانا کہ اس مقام پر کبھی آپ اُنکے ساتھ
تب اور آگے چلے تو علم ہر بریہ دکھائی دیا اُدھر کچھ لوگ عیارون سے کے جو واسطے بالا دہی آگے نکلے
تھے انھون نے صاحبقران اور خواجہ خضران کو پہچانا دوڑے ہوئے لشکر یان تک گئے اور آمد
صاحبقران کی اطلاع دی یہان شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت اسد غازی وغیرہ نہایت
پریشان تھے کہ دیکھئے یہ دوری کب دور ہوتی ہے اور کب صاحبقران تشریف لاتے ہین کہ ہرکارون
نے آمد صاحبقران کی اطلاع دی یہ سنکر سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور برائے استقبال
صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے صاحبقران نے ایک ایک کو گلے لگایا اسد غازی
کو سلام کیا اسد نے صاحبقران کو سینے سے لگایا اور لاکر بارگاہ گوہر باری مین بٹھایا ہرچند کہ
بدیع الملک کے پاس کئی بارگاہین ہین مگر یہ بارگاہ انکے والد نامدار کی یادگار ہے اسوجہ سے
اسی بارگاہ مین دربار کرتے ہین اب اسد غازی نے حالات دریافت کئے صاحبقران نے تمام
مصیبتین اپنی بیان کین اور فرمایا کہ خیر شکر ہے خداوند کریم کا جو لوح دستیاب ہوگئی یہ کہکر لوح
نکالی اسد غازی نے فرمایا اصل یہ ہے کہ جو جفائین تمنے اوٹھائی ہین یہ صاحبقران اول پیا
ہی پر پڑی تھین مگر انشاءاللہ اب وہ مصیبتین مبدل بہ آسایش ہوا چاہتی ہین صاحبقران نے ہنر بر
سرخروش سے فرمایا کہ کوئی شخص جاننے والا طلسم نہ طاق کی راہ کا ہے اسنے عرض کی کہ عازم شعبدہ
باز واقف ہے مگر اے شہریار یہ لوح جو حضور نے حاصل کی ہے یہ طلسم نہ طاق کی ہے اور اول طلسم
آئینہ اندام جادو کا ملیگا سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ جب آئینہ اندام جادو بھاگ کر اس طلسم
مین آیا ہے اور اسے از سرنو سحر تعلیم کیا گیا ہے تو یہ بھی حکم ملا تھا کہ تو اپنا طلسم آپ تیار کر چنانچہ اسنے
طلسم بھی تیار کیا ہے یہ لوح وہان کام نہین دے سکتی ہے تاوقتیکہ لوح طلسم سیفی کی دستیاب نہو توڑنا
طلسم سیفی کا ممکن نہین اور جبتک طلسم سیفی نہ ٹوٹے گا اُسوقت تک راستہ نہ طاق کا ملنا دشوار ہے یہ سنکر
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے کہ اتنی محنت کی اور جفائین اوٹھائین مگر کچھ حاصل نہوا خیر جو کچھ
مقدر کا لکھا ہوگا اُسے پورا کرینگے ہنر بر سرخروش سے کہا کہ راستہ طلسم سیفی کا معلوم ہے عازم
شعبدہ باز نے عرض کی کہ جی ہان مین جانتا ہون اور حضور کو اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن لوح کا حال
مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے تم ہمکو راستہ بتادو وہان پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
عازم شعبدہ باز آمادہ ہوا صاحبقران نے تیاری کا حکم دیا سب سردار مرکبون پر بیٹھ بیٹھکر ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور صاحبقران جانب دربند اول طلسم سیفی روانہ ہوئے جاتے جاتے
ایک سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہے وسط صحرا مین ایک کوہ بلند ہے بالائے کوہ
ایک پتلی پری کی صورت تمنا ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑی ہے دونون کانون مین اُسکے بجائے گوشوارہ
دو سیفین لٹک رہی ہین صورت اُس پتلی کی ایسی دلکش ہے کہ جی چاہتا ہے دیکھا ہی کرو عازم شعبدہ باز
نے صاحبقران عالیشان سے فرمایا کہ بس اب آگے نہ بڑھئے اسلئے کہ سرحد طلسم ہے صاحبقران
اتر پڑے سردارون نے خیمے نصب کرائے لشکر اترا۔ بدیع الملک دیر تک اس پتلی کی طرف

دیکھا کئے بعد کچھ دیر کے خضران سے فرمایا بھائی میری تو عقل ایسی زائل ہوئی ہے کہ میں کسی کام کا نہیں رہا اگر
تمہارے ذہن میں کوئی تدبیر دریافت حال کی ہو تو بیان کرو یہ سنکر خضران نے عرض کی کہ سہل سی
بات ہے زندانخانہ سے کسی واجب القتل کو طلب کرکے اس کوہ کی طرف بھیجئے حال اسکا معلوم ہو جائیگا
صاحبقران نے منظور فرمایا اُسیوقت داروغۂ زندان کو بلایا اور اُس سے فرمایا کہ اگر کوئی قیدی
واجب القتل ہو تو اُسے لاؤ داروغۂ زندان نے ایک قیدی کو حاضر کیا خضران نے اُس سے کہا
کہ اگر تو رہائی اپنی چاہتا ہے تو یہاں سے جاکر اُس پتلی کو چھو آؤ جو پہاڑ پہ نظر آتی ہے یہ اجل رسیدہ بہت
خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ میں دو تین دفعہ چھو آؤنگا خضران نے کہا کہ نہیں تم ایک
ہی مرتبہ چھو آؤ اُسکی ہتکڑیاں بیڑیاں کاٹ دی گئیں اور یہ بیچارہ خوشی خوشی جانب کوہ روانہ ہوا جیسے
ہی سرحد میں اُسنے قدم رکھا اُس پتلی نے تھتا منہ سے لگائی فوراً ایک آواز پیدا ہوئی کہ او مرد
راہ گم کردہ ادھر آتا ہے جا پلٹ جا اور اسطرف نہ آ کہ یہ مقام کسی کے آنیکا نہیں ہے اُسنے کچھ سماعت نہ کی
اور آگے بڑھا پتلی پھر پکاری کہ جا پلٹ جا اپنے پاؤں سے گور کی جانب نجا ورنہ بچنا پائیگا اُسنے
پھر سماعت نہ کی تیسری مرتبہ پھر پتلی نے آواز دی کہ دیکھ اگر نہ پلٹ جائیگا تو مارا جائیگا اب غریب
گھبرایا کہ پلٹتا ہے تو یونہی مارا جاتا ہے اور آگے بڑھتا ہے تو پتلی ڈراتی ہے یہ ذرا جھجکا تھا کہ کیا کروں کیا
نہ کروں کہ ایک [illegible] خضران نے آواز دی ارے کیوں رُکتا ہے یہ تجھے ڈراتی ہے تو آگے تو بڑھ اور
جا [illegible] وہ غریب پھر بڑھا لیس اب جو اُسنے قدم آگے رکھا تو دیکھا کہ وہ دونوں سفیدیں
[illegible] کی مانند گوشواروں کے آویزاں تھیں تڑپیں اور تڑپ کر بلند ہوئیں اور حملہ
[illegible] ہیں تو اُسکے صدہا ٹکڑے کر دیئے یہ حال دیکھکر خضران تو گھبرا گیا اور بدیع الملک
[illegible] فرمایا [illegible] ابھی جاتا ہوں اور اُسے کوہ پر سے اُدھیڑ کر پھینک دونگا عازم
[illegible] اور بولا کہ براۓ خدا ایسا غضب نہ کیجئے گا پہلے انتظام لوح کا کر لیجئے
پھر تشریف لیجائیے [illegible] لوح طلسم تہ طاق کی آپ کے پاس ہے اور یہ لوح آپ کو بچائیگی لیکن
[illegible] دونوں کے اتنے لمبے پڑینگے کہ بہت چوٹ آئیگی اور کوئی فائدہ
[illegible] بدیع الملک نے کہا کہ جب مقام لوح کا نہیں معلوم تو اُسکے حاصل کرنے کی کیا صورت
خضران نے کہا کہ آج شب کو اسی جگہ قیام فرمایئے اور بارگاہ برپا کیجئے رات عبادت میں بسر
کرکے اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے وہ کوئی راہ بتا دیگا یا کسی ہادی کو بھیجیگا جو آپ کی رہنمائی
کریگا صاحبقران نے [illegible] خضران کی پسند کی اور بارگاہ برپا کرکے داخل ہوئے اور
عبادت خدا میں مصروف ہو گئے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگی دیکھا کہ سامنے
سے ایک مرد بزرگ چلے آتے ہیں آتے ہی اُنھوں نے بدیع الملک کو سلام کیا بدیع الملک
نے نام پوچھا اُنھوں نے کہا کہ میں وہی حکیم فیلقوس ثانی ہوں جس پر آپ فاتحہ پڑھ چکے ہیں
واقعی میں آپ نے بڑی بڑی جفائیں بیان اگر اُٹھائیں مگر نہ گھبرایئے کہ اب زمانہ راحت کا بہت
قریب ہے آپ کو لوح طلسم سیمی کی تلاش ہے فرمایا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں اب نشان اُس مقام
کا بیان فرمایئے حکیم فیلقوس ثانی نے کہا کہ اے شہریار جسوقت آئینہ اندام جادو سے

اپنا مرجع علیحدہ بنایا ہی تو یہ امانت حکیم سالوس لوح یعنی اس طلسم کی تیار کی تھی اور لوح کو نہایت پوشیدہ طور سے رکھا ہو کہ وہم بھی اس مقام تک نہیں پہونچ سکتا ایک ساحر ہی کہ نام اسکا انجم جادو ہی وہی محافظ لوح مقرر ہوا ہی اُسنے بیابان صنوبریہ کے قریب ایک مکان پوشیدہ بنایا ہی کہ وہ مکان بھی اُسی مقام ہو مگر بسبب سحر ہونے کے نظرون سے پنہان ہی کیا تاب و طاقت ہی کسی کی کہ اُس مکان کا پتہ بھی پا سکے اُسی مکان مین انجم جادو رہتا ہی اور عجبران دیو کش ایک پہلوان زبردست ہی کہ وہ انجم جادو کے ساتھ رہتا ہی یہ سحر نہین جانتا ہی نہ اسے طلسم سے کوئی تعلق ہی مگر عجبران اور انجم جادو باہم سلسلۂ عاشقی و معشوقی رکھتے ہین کبھی کبھی یہ دونون اُس مکان سے نکلکر بقصبہ ہیں بر سے سیر آیا کرتے ہین اور اکیلے دوکیلے کسی عورت کو دیکھ پاتے ہین تو اسکو پکڑ لیجاتے ہین پہلے اپنا کام نکالتے ہین بعد ایک آدھ روز کے اُسکو مار کر پھینک دیتے ہین سیکڑون حسین اور نوجوان عورتون کا خون کیا ہی یہ اُنکے مقبرہ بین اُسی مکان سے ادرگرد پھرا کرتے ہین اور پہرہ دیا کرتے ہین سپو نچنا اُن دونون کے مسکن تک نہایت دشوار ہی یہ کام خضران بن عمرو کا ہی اگر وہ چاہین تو انجم جادو کو گرفتار کر سکتے ہین آپ کا کام نہین ہی یہ خواب دیکھکر جو بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو وقت صبح کا تھا جلدی سے اُٹھ کر نماز پڑھی وظیفہ کو ختم کیا بارگی سے باہر آئے دیکھا خضران بن عمرو نے کہ چہرہ نہایت بشاش ہی یہ بھی خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہی دفعتہً کوئی راہ پیدا ہوئی صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے سردار آآکر جمع ہونے لگے جسوقت دربار معمور ہوا تو بدیع الملک نے خواب اپنا سب کے سامنے بیان کیا اور آخر مین خواجہ ثالث کی جانب مخاطب ہوا فرمایا کہ جانے کا حکم آپ کے نام ہی بشرطیکہ مثل عمرو دل کے آپ پانون نہ پھیلایئے اسلئے کہ مین مثل صاحبقران اول نہین ہون کہ ایسی باتون کی زیادہ برداشت کر سکون اگر کوئی عذر ہو تو مین آپ جانے کو موجود ہون ہرچند کہ میرے جانے کی ممانعت ہی لیکن مجھے کوئی اندیشہ نہین ہی کہ مین بھروسہ پروردگار پر بھروسا کرکے بارادۂ فتح طلسم آیا ہون نہ کہ کسی دوسرے کے سہارے پر یہ سُنکر خضران نے کہا کہ مجھے آپ کا شکوہ نہین ہی میرا تو ایک عالم دشمن ہی جو صاحب آتے ہین وہ میرا ہی نام بتاتے ہین اخر اسقدر عیار آپ کے لشکر مین ہین جن مین سے ہر ایک کو دعوی عیاری ہی مگر ایسے وقت پر کوئی بھی نہین دکھائی دیتا ہی اے بدیع الملک ہرچند کہ مین نام سے ساحر کے کانپتا ہون اور اس آخر زمانہ مین تو ایسی ہمت میری پست ہو رہی ہی کہ مین پہلے ہی خانہ کعبہ کو روانہ ہو گیا تھا مگر تمھاری محبت نے پھر مصیبت مین کھینچا مین تو منع کرتا تھا کہ نہ طلسم برا مقام ہی اُسطرف نہ جاؤ مگر آپ کسی کی سُنتے ہین خیر اتو ساتھ دیا جو آفت آئیگی اُسے جھیلینگے شعر

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہرچہ آید بر سر من یا نصیب	اگر بہ پیچی [illegible] الملک اگر تجھے مال

ودولت کی پرواہ ہوتی تو تمھاری نوکری نہ کرتا پیشہ راہزنی اختیار کرتا جسمین اتبک نہ معلوم کتنے خزانے جمع کر لئے ہوتے تم مجھے داداجان کا طعنہ عبث دیتے ہو بڑون کی بڑی بات اُنکی قسمت اور تھی زمانہ اور تھا حمزہ صاحبقران ساقی دوران مالک اُنھون نے پایا تھا ہزار طرح کا فقرہ دیکے روپیہ لیجاتے تھے اور جب ظاہر ہوتا تھا صاحبقران ہنسکر خاموش ہو رہتے تھے بدیع الملک نے کہا کہ مین ابھی تک نتیجہ کلام نہین سمجھا خضران نے کہا کہ مین اپنی قسمت کو کہتا ہون تقریر مدار

انجم جادو کو دیا یہ بھی بے اندیشہ انجام پی گیا دو تین جام سادے پلا کر اب اُنھون نے نمک مرکزی
کی آمیزش شروع کردی لیکن بہت خفیف کہ محسوس نہ ہو اور اب مقدار ہر مرتبہ بڑھاتے جاتے ہین یہانتک
کہ ساڑھے دس مثقال بیہوشی ان دونون کو پلادی کہ یہ دونون نشہ مین چور ہو گئے خضران نے
پھر جام بھرا اور انجم جادو کو دیا اسنے انکار کیا کہ بہت پی چکا ہون ایسا نہو کہ نشہ لگ جائے خضران
نے یہ شعر پڑھا

شعر

ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

انجم جادو نے کہا کہ یہ چل چلاؤ کیسا جواب دیا کہ شمع سحر کے ساتھ چراغ زیست بھی گل ہو جائیگا
عمران نے کہا کسکا چراغ زیست جواب دیا کہ ہمارا تمہارا اسنے کہا کہ میرا چراغ زیست کون گل
کر سکتا ہے کیا ہوا ہے مرگ یہ سنکر عمران غصہ مین آیا اور کہا او دریدہ دہن گلے پھاڑ ڈالونگا اور ابھی
انجم جادو سے کہدونگا کہ وہ تجھے مار کر پھاڑ ڈالیگا جواب دیا کہ کیا حقیقت ہے اس حرامزادے
کی اور تو کیا جان رکھتا ہے یہ سنکر عمران اُٹھا کہ ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ لون اور سزا اس سخت کلامی
کی اس نابکار بدبخت بدانجام کو دون اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے اپنے منھ پیالہ زور سے طمانچہ مارا
اور چیخ کھا کر گر پڑا انجم جادو اسکے سنبھالنے کو چلا تھا کہ اسکی بھی وہی حالت ہوئی دونون سے تلے
انکھین اوپر دماغ ختم کرکے گرے خضران نے انجم جادو کی زبان پر قفل سوزن کرکے ہاتھ اسکے گردن
سے باندھ دیے کہ مبادا ہوشیار ہو جائے تو سحر نہ کر سکے اور عمران کو کمند اسفیار سے باصفا سے باندھکر
ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر پھر بند کر لی جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون خضران نے آواز دی کہ او ملعون کس
غفلت مین ہے ہوشیار ہو کہ اجل تیری آگئی میں ہم خواجہ خضران بن عمرانی یہ آواز غضبناک سنکر عمران
کو غصہ آیا چاہا کہ کمند کو زور کرکے توڑ ڈالون بھلا یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی اب خضران نے کوڑا
سنبھالا اور کہا کہ او مردود مین لوح کی تلاش مین آیا ہون بس تو بتا کہ لوح کہان ہے عمران نے
انکار کیا تب تو خضران اور بھی غصہ ہوا اور اسنے کوڑے مارے کہ کپڑے اسکے چیتھڑے ہو کر اُڑ گئے
اور درکھال جسم کی پھٹ پھٹ کر خون جاری ہوا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور پکارا کہ تم نے
پایا ہون اب ایذا نہ دیجئے خضران نے کہا کہ اگر بتائے گا یا دھوکا دیگا تو مار ہی ڈالونگا عمران نے
دیکھا کہ اب بغیر بتائے ہوئے کوئی چارہ نہین ہے کہدیا کہ وہ سامنے جو ایک گلدستہ طاق پر رکھا ہوا ہے
اوسی مین ہے جاکر نکال لیجئے مگر میری جان اب چھوڑ دیجئے خضران نے کہا کہ اگر تو دھوکا نہ دیگا تو بیشک
تجھے رہا کر دونگا مگر ابھی نہین یہ کہکر قریب اس گلدستہ کے آئے اور پنکھڑیان اسکی علیحدہ کر ڈالین ایک
پتہ کچھ گدار معلوم ہوا غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونون طرف کاغذ چپکا ہوا ہے اور بیچ مین تختی ہے خضران
نے کاغذ چھڑا کر لوح کو نکالا دیکھا کہ واقع مین ایک تختی زبرجد کی سی معلوم ہوتی ہے اسپر کچھ الفاظ کندہ
ہین خضران نے لوح کو تو گلے مین ڈال لیا اور عمران سے کہا کہ اب اس مکان سے چلنے کی سبیل
بتا اسنے عرض کیا کہ یہ کام میرا نہین ہے بلکہ انجم جادو کا ہے بغیر اسکے لیجائے ہوئے نہ کوئی مکان
سے باہر جا سکتا ہے اور نہ مکان کے اندر آ سکتا ہے یہ سنکر خضران نے پھر عمران کو بیہوش کیا اور
زنبیل مین ڈال لیا اور خود عمران دیوکش کی صورت بنکر بیٹھے اور نکلہ کھینچکر انجم جادو کو ہوشیار
کیا اسنے جو آنکھ کھولکر دیکھا پوچھا وہ عورت کہان گئی جواب دیا کہ یہین بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی یا تو دیکھو لی

بلا تھی یا ساحرہ تھی مجھے خوف پیدا ہو گیا ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا کرے اسکا تلاش کرنا ضرور ہے انجم جادو نے
پہلے تو مکان کے ایک ایک گوشہ کو دیکھا بعد اسکے خنجران نقلی کو لئے ہوئے مکان سے باہر آیا اور اودھر اودھر
تلاش کرنے لگا خضران نے آواز دی کہ او ملعون کسے ڈھونڈھتا ہے منم مہر تابان مشرق عیاری و ماہ درخشان
منزل خنجر گذاری بشیر عیاران یعنی خواجہ خضران کہ گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی
وہ عورت نہیں تھی بلکہ میں ہی تھا لوح لینے آیا تھا وہ ملگئی مکان سے نکلنا بغیر تیری مدد کے ممکن نہ تھا
اسوجہ سے یہ ہیئت اختیار کی تجھے زندہ پکڑ کر خدمت صاحبقران میں لیجاؤنگا ورنہ تجھے پہلے ہی قتل کر دونگا
بس یہ سنتے ہی انجم جادو نہایت پریشان ہوا اور پکارا کہ او سرکش تیری ہی وجہ سے میں نے اتنا بڑا
اہتمام کیا تھا کہ اس صحرا میں آکر یہ مکان بنایا تھا مگر تو یہان بھی پہونچ ہی گیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو
یہ کہکر اپنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور پھر اسم سحر دم کرکے خضران پر کھینچ مارا
خضران نے عکس لوح کا ڈالا کہ سحر رد ہوا اور گولہ سامنے گر پڑا آئینہ دیکھکر انجم جادو نے صورت ایک
شیر کی پیدا کی اور جھپک کر خضران پر چلا جیسے ہی قریب آیا خضران نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ
ہیئت منگئی بس حال الیاس مارا کہ انجم جادو پھنس کر پھڑکنے لگا خضران نے کھینچ کر داخل زنبیل
کیا اور جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جاتے جاتے راہ میں سوچا کہ اے خضران یہ عرب
یون تمکو بھی نہ دیگا اب کوئی فریب کرنا چاہئے یہ سوچکر صورت اپنی اپنے دادا کی بنائی اور نہایت
خراب حال کے ساتھ جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوئے بدیع الملک انتظار خضران میں ٹہل
رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
چلے آتے ہیں کس حال سے کہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہیں ہاتھ میں پیپ اور لہو بھرا ہے بدیع الملک
کی نظر جو عمرو پر پڑی سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کہان جواب دیا کہ بابا کیا کہون کس حال خراب سے
ہون افسوس اے بدیع الملک یہ دنیا بہت برا مقام ہے اسکی محبت انجام کو خراب کرتی ہے میں نے
تمہارے دادا کے ساتھ کیسے کیسے کافرون کو مارا کتنے کتنے بڑے کام کئے مگر کچھ کام نہ آیا جس قدر دولت
جمع کی تھی وہ لینے والے لیگئے اب جس جسکا مال ناجائز طور پر لیا تھا اُسنے دامن پکڑا ہے اب کہان سے
لاکے دون خدا نے مجھے اس ناشدنی خضران سے جو زنبیل بغل میں دبائے پڑا پھرتا ہے اور کسکا خدا
کے نام پر نہین دیتا ہے پیپ اور لہو مجھے کھانے کو ملتا ہے بابا اگر ہوسکے تو اپنے دادا کی روح کا پاس
کرکے کہ یہ ایک خادم ہے تمھارے دادا کا اگر کچھ بار اق ہو تو اُسے ادا کرو اور مجھے اس عذاب سے نجات
دو یہ سُنکر بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا تو بیان کیجئے جواب
دیا کہ میرا حال تو سنو اور میری گلو خلاصی تو کرادو پھر حمزہ صاحبقران کا حال پوچھنا یہ کہکر نظرون سے
غایب ہو گئے اور پھر ظاہر ہوئے بدیع الملک نے کہا کہ کیا اب بھی گلیم آپ پاس ہے کہا بابا گلیم تو عمرو
ثانی کے پاس تھی بعد اسکے خضران پاس آئی میرے پاس نہ گلیم ہے نہ زنبیل اگر یہ چیزین میرے اختیار
کی ہوتین تو میں اس بلا میں کیون پھنستا جس جس کا روپیہ میرے ذمہ باقی تھا اُسکو دیدیتا بدیع الملک
نے خواجہ کے حال زار پر بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر میں روپیہ آپ کا دیدون تو آپ کو اس بلا سے
نجات ملجائیگی جواب دیا کہ بیشک میں تمہارے سامنے ابھی اپنے قرضدارون کو دیدونگا مجھے ہر

طرف سے وہ لوگ گھیرے کھڑے ہیں ایک آئین بڑا ظالم ہے اُسی کی شکل دیکھکر ابھی میں پوشیدہ
ہوگیا تھا جب وہ ڈھونڈھ کر چلا گیا تو پھر میں تمھارے سامنے آیا بدیع الملک نے اُسی
وقت خزانچی کو بلوایا اور خواجہ سے کہا کہ آپ فہرست قرضہ کی تیار کیجئے خواجہ نے کہا کہ فہرست
قرضہ کی مدت سے تیار رکھی ہے یہی انتظار تھا کہ تم یا ارادۂ فتاحی نہ طاق اس طرف آؤ تو تم سے
اپنا حال زار بیان کروں کہ میں اسی صحرا میں مقید ہوں جب تک ادا نہ کرلوں یہاں سے
نکلنا میرا ممکن نہیں ہے یہ کہکر فہرست پیش کی دیکھا کہ دو کروڑ روپیہ کا قرضہ ہے اور ہزاروں نام
قرضداروں کے لکھے ہوئے ہیں بدیع الملک نے دو کروڑ روپیہ منگواکر پیش کیا یہ دیکھکر
عمرو نے بہت سی دعائیں دیں اور کہا کہ لو بھائیو اپنا قرضہ لو اور میری جان چھوڑو یہ کہکر جو
ہاتھ کا اشارہ کرتے ہیں سب روپیہ نظروں سے غائب ہوگیا اسی حیص بیص میں اسد
غازی شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ بھی آگئے تھے اسد غازی تو اس تماشے کو نظر غور
سے دیکھ رہے تھے اور شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ باتوں میں عمرو نقلی کی محو تھے اور عبرت کر رہے
تھے بدیع الملک نے کہا کہ قرضدار روپیہ لے گئے عمرو نے کہا ہاں بابا خدا آپکو سلامت
کرامت رکھے کہ تمھاری وجہ سے نجات ہوئی لو خدا حافظ و ناصر اب فرشتے یہاں ٹھہرنے
نہیں دیتے بدیع الملک نے کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا آپ نے نہ بیان کیا کہا بابا میں
جہنم میں تھا وہ جنت میں ہونگے مجھے اُنکی کیا خبر یہ کہکر نظروں سے غائب ہوگئے بدیع الملک
افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ واقع میں یہ دنیا بھی عجیب مقام ہے یہ چند روزہ زندگی
انسان کو اسی فریب میں رکھتی ہے کہ کچھ عاقبت کا خیال نہیں ہوتا افسوس صد افسوس کہ عمرو سا
شخص اور اُسکی طمع نے اُسے کس حال خراب کو پہونچایا اتنے میں لوگوں نے عرض کی کہ
مہتر خضران مع لوح تشریف لاتے ہیں بدیع الملک یہ سُنکر ایسے خوش ہوئے کہ چند
سرداروں کو براے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور خواجہ خضران کو عزت و حرمت کے
ساتھ لائے جسوقت نظر بدیع الملک کی خضران پر پڑی فرمایا کہو بھئی خیر با خیر ہو عرض
کی کہ غلام آپ کے ہمیشہ خیر رہتے ہیں لایا میں انجم جادو حرامزادے کو یہ کہتے ہوئے
آکر کرسی ہدہد پر بیٹھ گئے صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی تمھارے دادا ابھی آئے تھے
بیچارے بہت خراب حالت میں تھے قرضداروں نے اُنکو نہایت پریشان کر رکھا تھا تم سے
اتنا نہو سکا کہ مال و اسباب اُنکا اپنے قبضہ میں کیا تھا تو قرضہ اُنکا ادا کرتے جواب دیا کہ آپ ہی نے
قرضہ دیدیا ہوتا میرے حال سے تو آپ خوب واقف ہیں کہ میرے پاس کیا ہے فرمایا کہ بھئی جو کچھ
ہم سے ہو سکا وہ ہمنے دیدیا اُسکے بعد پھر وہ نظروں سے غائب ہوگئے اور نظر نہ آئے خضران
نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور کہا ہم نہ کہتے تھے کہ جسکا جو جی چاہے آپ سے لیجائے مگر ہمارے
نام پر ہاتھ نہیں اُٹھتا آپ نے اُنھیں کیوں دیا اُنھوں نے آپکے ساتھ کیا کیا تھا جو کچھ دوستی
ورفاقت کی ہوگی حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ کی ہوگی صد محنت کا دیتے نہ دیتے وہ
جانتے آپ کون تھے آپ اپنے ملازموں کا پیٹ تو بھر نہیں سکتے اور دادا کا حق ادا کرنے کو

آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ سے کیونکر ہو سکتا تھا کہ میں عذر کرتا میں انکو اپنا بزرگ جانتا ہون میرے بزرگون کے
وہ رفیق خاص تھے اور تمہارا تو وہ پیٹ رکھکر تا ہی نہیں انکو ایک مرتبہ دو کرور روپیہ دیدیئے وہ چلے
گئے اور تمکو تو نہیں معلوم ہے جسقدر مل چکا ہی اور پھر ہاتھ تمہارا پھیلا ہوا ہی گھبراؤ نہ انشاء اللہ بہت
کچھ تمہیں ملیگا ان لوگون ایسے کے صلہ میں جسقدر مال و اسباب مرحلہ جات طلسم سیفی کا ہی وہ میں
نے تمکو بخشدیا خواجہ اول تمری خوش ہوئی ہنسے خوزی آپکے جواب دیا کہ اب تو انکے منہ کو لہو لگ گیا
ہی روز آنکو تو پسند ہی یہ باتین سنکر اسد غازی سے ضبط نہو سکا فرمایا ای بدیع الملک
میں دیکھتا ہون [illegible] کا ایک ہی رنگ کا ہی تم لوگ مٹی کے بوٹے ہو جسطرح
تمہارا [illegible] ہی تم بھی ہو عمر کیسے وہ مرگئے کمبخت کسی کی روح بھی قرضہ
ادا [illegible] حضرت سے عمر نے کہا تم سے روپیے لے گئے اور اب بیٹھے
باتین [illegible] کی معاف کرا گئی یہ سنکر بدیع الملک نے بجا
لشکر گرد [illegible] فرمایا کہ میرے سر کی قسم سچ بتا کہ تو ہی تھا خضران قدمون پر گرا اور عرض
کی کہ بیشک [illegible] تھا فرمایا خیر انجم جادو کو نکالو خضران نے انجم جادو کو زنبیل سے نکالا اور عجب
دیوکش کو نکالا انجم جادو کی زبان پر تکلا سوزن تھا اسے ستون بارگاہ سے باندھدیا اور پوچھا
کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اسنے گردن ہلائی خضران نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ملعون نہ بولیگا
آپ دیکھتے ہین کہ پیشانی اسکی سیاہ ہی بدیع الملک نے کہا کہ قلم دوات اور کاغذ اسکے سامنے
رکھو تا کہ جو حال اپنا تحریر کرے خضران نے قلم دوات کاغذ اسکے سامنے رکھا انجم جادو نے قلم
اٹھا کر تحریر کیا کہ [illegible] شریک ہوئے اسکے شریک ہوتے افسوس کہ میں دھوکا کھا گیا ورنہ کیا طاقت
تھی خضران کی کہ روح [illegible] کر سکتا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا جو تم سے ہوسکے وہ کرو مجھے
کچھ مرنے کا اندیشہ نہیں ہی یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا اور اسنے لیجا کر
انجم جادو کو قتل کیا ادھر تو یہ ملعون قتل ہوا ادھر طلسم اسکا ٹوٹا وہ مکان جو صحرا میں پوشیدہ تھا ظاہر
ہوا کہ وہان کا حال بعد کو لکھا جائیگا بیان بعد قتل انجم جادو خضران عمران دیوکش کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ تو کیا کہتا ہی اسنے کہا کہ اگر مجھے کسی نے بقوت مردانگی زیر کیا ہوتا تو میں اطاعت
کرتا تم ایک عیار ہو فریب دے کر پکڑ لائے میں تمہاری کیا اطاعت کرونگا یہ سنکر خضران نے
کہا کہ صاحبقران با اقبال تشریف رکھتے ہین انکی اطاعت کر عمران نے کہا میں خود صاحبقران
ہون اگر صاحبقران کو مجھسے مقابلہ پڑتا تو معلوم ہوتا کہ کون زبردست ہی وہ زبردست ہین
یا میں زبردست ہون یہ کلمہ اسد غازی کو ناگوار گذرا فرمایا کہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو
صاحبقران با اقبال کو نظر حقارت سے دیکھتا ہی اور مقابلہ کا دعوے رکھتا ہی یہ کہکر دُرّہ اسکی
طرف پھینکا لیکن یہ حرکت اسکو ناگوار گذری عمران نے قید توڑی اور جا پڑا اسد غازی
بھی عمران سے گتھ پڑے کشتی ہونے لگی ہرچند اسد غازی چاہتے ہین کہ عمران کو اٹھا
لون مگر یہ بھی ایسا تھا [illegible] کوئی ایسا قابو پاکے کشتی ہونے لگی زمین پارہ پارہ ہوگئی زمین میں
گڑھے پڑ گئے بہت سی کرسیان و دنگل ٹوٹ گئے پہر بھر کامل کشتی رہی اب عمران نے ایک مقام

دونون ہاتھ اسد غازی کے پکڑ کر اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا تو ریل کر صاحبقران
کی طرف لیچلا دیکھا اسد غازی نے کہ بغیر چار قدم پیچھے ہٹے لنگر نہ ٹھہر یگا اور تین چار قدم
ہٹنے مین صاحبقران پر گر دونگا کیونکہ فاصلہ کم ہے بس تو نہین اپنے جانب آر ٹھے
ہوکر ایسے جو یہ جھٹکا مارتے ہین تو غبران دیوکش اپنے زور مین اوندھے منھ آرہا منھ اسکا
پاس صاحبقران پر پڑا ہوتا یہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اسد غازی نے کمر زنجیر کا بند پکڑکر
جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ اب تو کہہ کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ تا زندہ ام بندہ ام یہ انکساری
اور خوشامدانہ الفاظ سنکر اسد غازی نے اسکو چھوڑ دیا اور غبران دیوکش از سر صدق
مسلمان ہوا صاحبقران نے اسکو حمام کرایا کلمۂ طیب تلقین فرمایا خلعت سے سرفراز
کیا اور اسکے مرتبہ کے موافق بارگاہ مین جگہ عنایت کی خضران نے لوح حاضر کی صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اور اہل دربار سے کہا کہ کل ہم بہ ارادے فاتحی طلسم جاینگے یہ کہکر دربار
برخاست کیا اور داخل خوابگاہ ہوئے سردار بھی رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے جب
دوسرا دن ہوا تو بدیع الملک سب سے رخصت ہوئے اور غبران دیوکش اور
خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر جانب در بند اول روانہ ہوئے جاتے جاتے سامنے
کوہ کے پہونچے دیکھا کہ اسی طرح بالائے کوہ ایک پتلی کھڑی ہے تھما اسکے ہاتھ مین ہے جہان
سے سرحد طلسم تھی وہان سے غبران دیوکش اور خواجہ خضران کو رخصت کیا اور
آپ لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار ابن عجائبات تجھے لازم ہے
کہ تین کوہ کی طرف خیال کر کہ ایک حوض پرآب نظر آتا ہے تو اُس حوض کی جانب روانہ ہو اور
اتنی جلد جا کہ پتلی تین آوازین دے کر برق نہ گرنے پائے جسوقت تو قریب حوض پہونچیگا
اور برقین چمک کر بلند ہونگی تو تجھے چاہئے کہ حوض مین کود کر تہ نشین ہوجانا برقین سے تجھے
تو بانینگی اور حوض پر گرینگی پانی حوض کا تاثیر دو سحر رکھتا ہے برقین پانی مین گرتے ہی سرد ہو جاینگی پھر جو کچھ
پیش آئے تو ہدایت لوح کے موافق عمل مین لانا یہ دیکھکر صاحبقران باقبال بسم اللہ کہکر آگے
بڑھے جیسے ہی سرحد طلسم مین قدم رکھا پتلی نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتا ہے پلٹ جا کیون
اپنے پانوں سے گور مین آتا ہے بدیع الملک نے جو یہ آواز سنی جلدی جلدی اُسی حوض کی جانب
روانہ ہوئے انصف راستہ طے ہوا تھا کہ پتلی نے دوسری آواز دی کہ تو نہین مانتا اسی طرف بڑھتا آتا
ہے جا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا بدیع الملک اور جلدی جلدی چلے اسکے بعد تیسری آواز پتلی نے
یہ دی کہ نہ مانیگا اور نہ پلٹیگا معلوم ہوا کہ قضا تیری آگئی پیمانہ عمر لبریز ہو گیا وعدہ پورا آپہونچا ادھر
تو اسنے یہ کلام ختم کیا ساتھ ہی سر ہلایا دونون سیفین جو کان مین بجاسے گوشوارہ لٹک رہی تھین
علیحدہ علیحدہ ہوئین اور چمک کر بلند ہوئین ادھر تو سیفین چمک کر بلند ہوئین ادھر بدیع الملک
قریب حوض کے پہونچ چکے تھے جست کر کے حوض مین کود پڑے اور غوطہ لگایا برقین چمک کر گرین
گرتے ہی سرد ہوگئین اب بدیع الملک نے سر پانی سے باہر نکالا دیکھا کہ دو ٹکڑے تلوار کے
زنگ آلودہ ہین اب یہ حوض سے نکلکر کوہ کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ پتلی سر ہلا رہی ہے اب وہ

تلوارین کمان کہ برق شکر چلین آخر اسنے سر پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ جا پہونچا ادھر خواجہ خضران اور
غیبران دیوکش نے جو دیکھا کہ مرحلہ شکست ہوا سیفین بیکار ہو گئین اب کوئی اندیشہ نہین ہی بس
یہ بھی آگے بڑھے اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہئے بدیع الملک
نے کہا دیکھو تو پتلی سر پیٹ رہی ہی خضران نے کہا مین کیا دیکھوں آپ لوح کو دیکھیے ایسا نہو کہ اسکے
سر پیٹنے مین بھی کوئی آفت ہو بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای بدیع الملک
اگر ایک سو گیارہ مرتبہ یہ سر اپنا پیٹ لیگی تو تم بھی اسی طرح سر پیٹنے لگوگے اور دیوانے ہو جاؤ گے بہتر
یہ ہی کہ جلد اپنے کو اس تک پہونچاؤ اور فلان اسم جو کنارہ لوح پر کندہ ہی پڑھکر عکس لوح کا اسپر ڈالو
کہ دروازہ ظاہر ہو اور یہ راہ طلسم کا ملے یہ دیکھکر بہت پریشان ہوئے خواجہ خضران سے کہا
کہ یہی لوح تو یہ کہتی ہی کہ اگر یہ اسی طرح ایک سو گیارہ مرتبہ سر پر ہاتھ مارے گی تو تمہاری بھی یہی حالت
ہو جائیگی تو ابھی یہ کوئی پچاس مرتبہ سر پیٹ چکی یا کچھ زیادہ لیکن ہمنے بڑی غلطی کی کہ پہلے سے لوح کو
نہ دیکھا خواجہ خضران نے کہا اب کیون دیر کرتے ہو بدیع الملک جلدی جلدی جانب کوہ روانہ
ہوئے ہر چند پتلی چیخ رہی ہی اور سر اپنا پیٹ رہی ہی مگر یہ کسکی سنتے ہین قریب پتلی کے پہونچ گئے
اور جلدی سے اس اسم کو پڑھکر انھون نے لوح پر دم کیا اور عکس لوح کا پتلی پر ڈالا اگر تین بار بھی
اور اپنے سر پر ہاتھ مار لیتی تو پھر کچھ نہو سکتا اب جو عکس لوح کا پتلی پر پڑتا ہی تو یہ معلوم ہوا کہ جب
شعلہ دفعتا چمک کر گرا پتلی مانند چرخ آتشبازی کے جلکر خاک ہوئی اور زمین پر گری دیکھا کہ ایک
صورت سنگ سیاہ دکھائی دی بدیع الملک نے گرز سے اس بت کو توڑا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا
تھا کہ ای فاتح طلسم سامنے دیکھ کہ اب تجھے دروازہ نظر آئیگا تو بخوف دروازے مین داخل ہو اور
نہنگ جادو سے مقابلہ کر کہ وہی اس در بند کا مالک ہی جب تک وہ نہ مارا جائیگا آگے راستہ نہ ملیگا
جس طرح بغیر پتلی کے مارے ہوئے دروازہ طلسم ملنا دشوار تھا یہ دیکھکر بدیع الملک نے نظر
اٹھائی تو معلوم ہوا کہ پتلی دروازے ہی پر نصب تھی اور دروازہ نظرون سے پنہان تھا دیکھا
بدیع الملک نے کہ دروازہ بند ہی اور پھاٹک آہنی ہی جھپٹ کر گرز مارا کہ دروازہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر گرا بدیع الملک اندر دروازے کے داخل ہوئے دیکھا کہ سامنے ایک میدان ہی اور ہزارہا
جانوران دریائی خاک پر لوٹ رہے ہین اور ایک نہنگ سیاہ ان جانورون کے درمیان مین بیٹھا
ہی جیسے ہی نظر اس نہنگ کی بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ فاتح طلسم آپہونچا ہوشیار ہو جاؤ
یہ کہکر بدیع الملک کی طرف چلا ساتھ اسکے اور جانور بھی جھپٹے بدیع الملک نے جلدی سے
لوح کو اٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فاتح طلسم تجھے لازم ہی کہ اس نہنگ سیاہ کی پیشانی پر نظر
کر تجھے ایک خال سرخ دکھائی دیگا اور اسی خال سرخ کی برابر ایک ستارہ سا چمک رہا ہی تجھے لازم ہی
کہ یہ لوح اس خال سرخ پر کھینچ مار کہ نہنگ جادو سیلاب فنا مین غرق ہو جاوے یہ دیکھکر فورا ہی
بدیع الملک نے لوح اٹھا کر کھینچ ماری جیسے ہی لوح پیشانی پر جا کر پڑی ایک شعلہ نکلا اور
نہنگ جادو پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا اور جسقدر جانوران دریائی ساتھ نہنگ جادو کے
تھے وہ بھی جلکر خاک ہوئے اب دیکھا تو خواجہ خضران اور غیبران دیوکش چلے آتے ہین

خضران سے بہت تعریف کی اور کہا ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہیئے یہ عالم
طلسم کا ہی ذرا سی غفلت مین کام خراب ہوتا ہی آیندہ بھی اسکا خیال رہے بدیع الملک نے
کہا ای خضران اب شام ہوچکی ہی دن نہایت قلیل رہگیا ہی اب موقع دوسرے درجہ پر جانے کا
نہین ہی کوئی ایسی تدبیر کرو کہ رات آرام سے بسر ہو صبح کو پھر مرحلہ پر جاینگے خواجہ خضران
نے کہا کہ یہان آرام کہان آرام گھر مین ہوتا ہی اگر آرام کی خواہش تھی تو گھر سے نہ نکلے ہوتے
بدیع الملک نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ مین تمھاری حرکتین خوب جانتا ہون بس
مین نے تمکو مرحلون کے لوٹ معاف کی اس سے زیادہ ایک حبہ نہ دونگا خواجہ خضران
نے کہا کہ اس مرحلہ مین مجکو کیا ملگیا بدیع الملک نے کہا کہ اسکا مین ذمہ دار نہین ہون
اگر ہوسے لوٹ نہ ہو تو کیا مین اپنے پاس سے دون جو کوئی خیمہ وغیرہ نصب کردوگے اور اسباب
راحت میرے لیے مہیا کردوگے اسکا معاوضہ مین تمکو ضرور دونگا یہ سنکر خواجہ خضران
نے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کردیا اور سب اسباب راحت بدیع الملک کے واسطے مہیا کردیا اور
خود بہ تلاش مال روانہ ہوئے کہ جس جگہ پر کوئی رہیگا وہان روپیہ پیسہ بھی کچھ ہوگا یہ
سوچتے ہوئے چلے دیکھا کہ لاش نہنگ جادو کی اور ساتھ اسکے چند ساحر مردہ پڑے ہین
خواجہ خضران یہ دیکھکر دل مین بہت خوش ہوئے اور ایک ایک کی کمر ٹٹولنا شروع کی
جو کچھ ملا وہ نذر زنبیل کیا اور بعد اسکے وہان سے آگے روانہ ہوئے فتیلہ عیاری ہاتھ مین انکے
روشن ہی دیکھتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے دور سے اک حجرہ دکھائی دیا کہ اس مین قفل دیا ہوا
تھا خواجہ خضران نے فوراً ہی اسکے قفل کو توڑا دیکھا کہ اندر حجرہ کے بہت سے صندوق رکھے
ہوئے ہین اور انمین قفل دیے ہین خضران نے جال الیاسی مارکر جسقدر مال و اسباب تھا سب
نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت بدیع الملک مین آئے پوچھا صاحبقران نے کہ کہان
گئے تھے خضران نے بیان کیا کہ جو پہلوان کی فکر مین گئے تھے تمہے تو کوئی ٹکا ملتا نہین ہی
فرمایا کہ پھر کیا لائے خضران نے کہا جو کچھ قسمت کا تھا ملگیا فرمایا کہ ہم بھی دیکھین خضران نے
زنبیل سے سب اسباب نکالا اور سامنے صاحبقران کے قفل صندوقون کے توڑے کسی مین
پوشاکین نفیس نکلین کسی مین روپیہ کسی مین اشرفی کسی مین جواہر کسی مین ظروف وغیرہ صاحبقران
نے فرمایا کہ یہ ظروف نجس ہونگے انکو نہین تو پھینک خضران نے کہا مفت کے نہین ہین کہ پھینک
دون بڑی مشقت سے دستیاب ہوئے ہین مین انکو بیچ لونگا یہ کہکر یہ سب چیزین نذر زنبیل کرلین
اور صاحبقران کو کھانا کھلایا آپ پہرہ دیا کیا صاحبقران نے آرام فرمایا جسوقت سمتون پر اداسی
چھائی اور رنگ زمانہ دگرگون ہوا شغل انجم مین برہمی پیدا ہوئی چہرہ ماہ تعب سفر سے زرد ہوا اور
مہر عالمتاب کی شعاعین آسمان پر پہونچنے لگین وقت نماز سحر قریب آیا خضران نے فوراً ہی
بدیع الملک کو خواب سے بیدار کیا صاحبقران نے نماز سے فراغت کی اور لوح کو ملاحظہ
فرماکر ایک جانب روانہ ہوئے عمران اور خضران اسی مقام پر ٹھہرے صاحبقران چلے جاتے
ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایک چھوٹی سی پہاڑی ہی اور دوپہر ایک چشمہ ہی کہ پانی اسکا

سو جہاں بار بار طاہران تازی کا ہجوم ہی اور قریب دامن کوہ کے ایک لڑکا گھوڑا پھیر رہا ہی اور ایک چابک سوار ایسا
جو کہ نہایت چابک دست معلوم ہوتا ہی علیحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی اور دہ بتا رہا ہی کہ یہاں ایسی
دوسری باگ پر موڑو لڑکا گھوڑے کو اسطرح پھیر رہا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی پشت سے چہرو لب
میں گل لگی ہوئی ہے بدیع الملک محو ہو گئے انکو سوار ہونا رفیع البخت کا یاد آگیا ایک
پہنچی کہ نہیں معلوم وہ پارہ جگر کہاں ہی خدا اسکو خیر و عافیت سے رکھے اور مجھ سے ملاقات ہو
وہ لڑکا گھوڑے کو خوب پھیر چکا تو بدیع الملک نے تعریف کی اسنے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ
میں آج آپ سے اس شہسواری کی داد ملی ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی کچھ شہسواری کے فن میں دخل
رکھتے ہیں فرمایا کہ نہیں میں کیا جانوں وہ چابک سوار جو کھڑا ہوا تھا اسنے کہا کہ صاحبزادے تم نے پہچانا کہ
یہ کون ہیں یہ صاحبقران با اقبال ہیں نام انکا بدیع الملک ہی تم آپ سے ایسی باتیں کرتے
ہو ادب کے ساتھ کلام کرو ایسا نہو کہ مزاج انکا برہم ہو جائے اسکے بعد بدیع الملک کی طرف
دیکھکر کہا کہ حضور گستاخی اس لڑکے کی معاف فرمائیے یہ پہچانتا نہ تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نہیں
یہ بچہ ہی مجھے اسکے کہنے کا کیا ملال ہوگا میں نادان نہیں ہوں کہ بچے کے کہنے پر ناراض ہوں چابک سوار
نے ہنسکر کہا کہ اسکا گھوڑا تو نیا ہوا ہی اور درست کیا ہوا ہی لیکن یہ گھوڑا جو میرے پاس ہی یہ
کسی کو سواری نہیں دیتا ہی میں بھی مارے خوف کے کبھی سوار نہیں ہوتا ہوں ایک مرتبہ اس گھوڑے
سوار ہوا تھا تو ہنسنے مار ڈالنے میں کوئی بات باقی نہ رکھی تھی یہ جو چشمہ سامنے نظر آتا ہی اس میں لیجا
کو دپڑا تھا مشکل چشمہ سے نکلا اگر اس مرکب پر آپ سوار ہو کر اسے درست کر دیں اور قاعدہ اسکی سواری
کا تعلیم فرمائیں تو میں عمر بھر شکر گزار رہونگا فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی چابک سوار نے جلدی سے مرکب
حاضر کیا بدیع الملک جست کر کے مرکب پر آئے اور باگ ہاتھ میں لی گھوڑے نے ایک جھٹکا مارا کہ
لگام کا ٹوٹ گیا اور اب گھوڑا بدیع الملک کو لیکر بھاگا چال مرکب کٹی ہوئی تھی یہ مرکب
اسطرح کا بنایا گیا تھا کہ سوار کو لے بھاگے باگ بھی اسی وجہ سے کمزور جڑ والی گئی تھی بدیع الملک
اس فریب سے آگاہ نہ تھے مرکب انکو لیکر بھاگا لگام ٹوٹ کر گر گئی تھی عیاں لنگی ہوئی تھی کہ
پشت پر سنبھلنا دشوار تھا ہر چند گھونسے مارتے ہیں مگر بھاگا چلا جاتا ہی چلتے چلتے کنارے
کے پہونچا اور جست کی چشمہ کو پھاند کر اس پار گیا اور گرتے ہی پھر پھری لی بدیع الملک جس کر
گرے مرکب اچھلکر بھاگا بدیع الملک کے بہت چوٹ آئی دیکھا کہ پہلو سے ایک نازنین
افسوس افسوس کہتی چلی آتی ہی بدیع الملک اسکو دیکھکر اور شرمندہ ہوئے اور پلٹ کر
دیکھنے لگے کہ کہیں چابک سوار نے تو نہیں دیکھا ہر چند ادھر ادھر دیکھا مگر چابک سوار کہیں
نظر نہ آیا دل میں کہا شکر ہی کہ خوب ہوا وہ سامنے نہ تھا ورنہ بہت بڑی شرمندگی ہوتی لیکن
نازنین آتے ہی گرد جھاڑنے لگی اور کہنے لگی کہ کہاں چوٹ آئی بدیع الملک نے کہا کہ چوٹ
نہیں آئی اب اس عورت نے انکو باتوں میں لگایا اور گرد جھاڑنے لگی گرد جھاڑتے جھاڑتے
ہاتھ گلے کے قریب لائی اور اس صفائی سے ڈورا لوح کا کاٹ کر لوح نکال لیگئی کہ بدیع الملک
کو خبر بھی نہوئی اب اسنے کہا کہ دیکھئے تو کوئی شی تو نہیں گری بدیع الملک نے اب جو خیال کیا تو لوح

کو نہ پایا نہایت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ لوح میری کہین گر گئی نازنین نے کہا کہ لوح گر گئی تو جانے دو
چلو ہم تمکو عجائب خانۂ ساحری کی سیر کرائین بدیع الملک نے کہا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ مین
عجائب خانۂ ساحری کی مالک ہون قاعدہ میرا یہ ہو کہ جو شخص اسطرف آ نکلتا ہی مین اسکو اس
مقام کی سیر کراتی ہون اگر کافر ہوتا ہی تو کچھ چڑھاتا ہی مسلمان ہوتا ہی تو وہ کچھ میری نذر کرتا ہی اور اگر
مفلس قلاش ہوتا ہی تو مین اُسکے ساتھ خود سلوک کرتی ہون آپ کی خدمت بھی ہر طرح کرنے کو
موجود ہون بدیع الملک مجبور ہوئے اور اُسکے ساتھ چلے نازنین انکو اپنے ساتھ لئے ہوئے
چلی جاتی تھی قریب ایک عمارت کے پہونچی دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک عمارت عالیشان
ہی دروازہ بہت بڑا لگا ہوا ہی سامنے دروازے کے ایک چھوٹا سا چمن ہی دروازے پر دربان
بیٹھے ہوئے ہین ملکہ نے دربانون سے کہا کہ اس شہریار عالیوقار کو سیر کے واسطے لائی ہون
دربانون نے کہا کہ ای ملکہ سمجھ لیجئے ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو تو ہم اور آپ دونون پر الزام آئیگا
بہتر یہی ہی کہ مالک سے اپنے پوچھ لین نازنین نے جواب دیا کہ اسکے ہم ذمہ دار ہین یہ کہکر بدیع الملک
کو لئے ہوئے داخل عجائب خانہ ساحری ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ تمام در و دیوار مین بڑے
بڑے آئینہ نصب ہین اور ہر آئینہ مین ایک ایک نازنین جلوہ گر ہی کسی کے ہاتھ مین گلاب کا
گلدان ہی کسی کے ہاتھ مین گل لالہ ہی کوئی سیمین عذار چنبیلی کے پھولون کا گجرہ پہنے ہوئے مسکرا رہی ہی
اور گل برق دندان چمکا کر خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہی کوئی گل طرہ کو طرہ دستار بنائے ہوئے ہی
کوئی شوخ چشم آنکھون مین سرمہ لگائے ہوئے ہے تیغ نگاہ کی صیقل دکھا رہی ہی غرضکہ ہر آئینہ سے
عجب جلوہ نظر آتا ہی ایک پرستان کا سمان ہی اور ایک جانب ایک تصویر سنگ سیاہ کی نصب ہی پشت
پر چند آدمی مورچھل پر ہما کے لئے ہوئے کھڑے ہین اور سامنے اس تصویر کے تصویر گو سالہ
بنی ہوئی ہی بدیع الملک نے کبھی ایک وقت مین اس قدر نازنین کا ہیکو دیکھی تھین محو
و بیخود ہو رہے تھے یہ جتنی دیر معروف سیر رہے اتنے عرصہ مین اس نازنین نے جو کہ ان کو
اس مقام پر لائی ہی اور نام اسکا شمع افروز جادو ہی آئینہ اندام جادو کو اطلاع دی کہ مین نے
عجائب خانۂ ساحری مین بدیع الملک کو پھنسا دیا ہی اور لوح بھیجتی ہون اسے اپنے قبضہ مین
رکھئے اور بدیع الملک کی نسبت جو حکم ہو وہ کیا جائے جسوقت یہ پیام مع لوح آئینہ اندام
جادو کو پہونچا یہ بہت خوش ہوا اور اسنے جواب کہلا بھیجا کہ شمع افروز جادو واقع مین تو نے
بڑا کام کیا تمام طلسم کی جان بخشی کی لیکن تو جانتی ہی کہ اس مقام پر حمید بوریہ نشین جو کہ درویش
ہین اُنسے یہ اقرار ہو چکا ہی کہ کسی اسیر طلسم کو بغیر مدت معین کے قتل نہ کرنا لہذا قتل کرنا اس شخص
کا درست نہین ہی ورنہ حمید بوریہ نشین تمام طلسم کو غارت کر دیگا پس کوئی ایسا انتظام کرو
کہ یہ خود ہی طالب اجل ہو اسوقت حمید بوریہ نشین کوئی تعرض نہ کر سکیگا جسوقت کہ
مین نے طلسم کی بنا ڈالی ہی تو درویش سے یہی معاہدہ ہو گیا تھا حمید بوریہ نشین درویش
اس مقام پر سجادہ قطب ہی یہ پیام ایک ساحرہ پوشیدہ طور پر آکر شمع افروز جادو سے کہہ گئی
شمع افروز جادو نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیسا یہ مقام کیسا ہی بدیع الملک نے

کہا کہ واقع میں ایسا دلچسپ مقام میں نے کبھی نہیں دیکھا شمع افروز جادو نے کہا کہ اگر اس تصویر کو
سجدہ کرو تو اور عجائبات تمکو نظر آئیں بدیع الملک کے قلب پر ابھی پورا اثر سحر کا نہ پہنچنے پایا
تھا انھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں بُت پرست نہیں ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ تصویر کس ماہرو کی
کی ہے شمع افروز جادو نے کہا کہ مجھکو بھی پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں فرمایا کہ نام اپنا بیان کرو شمع
افروز جادو نے نام اپنا بیان کیا بدیع الملک نے کہا کہ تمھیں شمع افروز جادو کیوں کہتے
ہیں اس نام کی کوئی وجہ تسمیہ بھی ہے شمع افروز جادو نے کہا ہاں تم تماشا میرے اسم بامسمیٰ
ہونے کا دیکھو گے یہ کہکر اندر ایک حجرہ کے گئی اور ایک شمع اٹھا لائی اور اُسے روشن کیا اور کہا
بدیع الملک سے کہ اب اس شمع کو دیکھو نظر جو بدیع الملک کی شمع پر پڑی دیکھا کہ پس شعلہ
ایک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہاتھ زیر زنخدان رکھے
ہوئے بیٹھی ہے اور ایک حجاب کے ساتھ بدیع الملک کی طرف دیکھکر آنکھ نیچی کر لیتی ہے تین
چار بار اسنے بدیع الملک سے آنکھ ملا کر اور نگاہ کو نگاہ سے اچھال کر جو جھٹکا دیا دل بیچارہ
بیچارا روح بیچین ہو گئی بے اختیار کہنے لگے کہ او آفت جان و ایمان ارے کچھ دیر تو نگاہ اونچی
رکھو کہ تیری شرم ہمکو خاک میں ملائے دیتی ہے یہ سنکر اُس آفت جان نے جواب دیا کہ اے
بدیع الملک تم دل کو اپنے سنبھالو اور میری طرف ملتفت نہو ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ
پردۂ دنیا پر نہیں ہوں میرا مسکن عدم آباد ہے اب میرا آنا تو ممکن نہیں ہے تم خوب جانتے
کہ عدم سے دوبارہ پردۂ ہستی پر آنا غیر ممکن ہے تم اگر مجھسے ملنا چاہتے ہو تو دنیا کو چھوڑو زندگانی کو
تین طلاق پڑھو تو مجھسے مواصلت ہو سکتی ہے اور بغیر اسکے نہ تم مجھ تک آسکتے ہو اور نہ میں تم تک
آسکتی ہوں تو تم سے کاہیکو ہوسکے گا کہ لطف ماحضرانی سے ہاتھ اٹھاؤ مال و اسباب تخت و تاج
عزیز و اقربا وغیرہ کو چھوڑو یہاں میں ہوں یا میری چند مصاحبین ہیں انکے سوا اور کون ہے تمھارا دل
نہ لگے گا اسوقت تو شوق میں سب کچھ کہہ رہے ہو بعد کو گھبراؤ گے اور پچھتاؤ گے بدیع الملک نے
کہا کہ اگر تم ہو تو سب کچھ ہے مجھے نہ تخت و تاج درکار ہے نہ مال و دولت سے سروکار ہے جس چیز سے
دل خوش ہو وہی سب سے بہتر ہے یہ سنکر اُس نازنین نے پھر سمجھایا کہ دیکھو ایسا ارادہ نہ کرو تم کو
ابھی بڑے بڑے کام کرنا ہیں اتنے فرصت کرکے زیارت خانہ کعبہ کو جاؤ جب وقت تمھارا آئیگا
اُسوقت چلے آنا بدیع الملک نے کہا کہ پتہ تمھارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مجھکو ملکہ مہر طلعت
کہتے ہیں اسی پتہ سے چلے آنا ساکنان عدم آباد مجھسے واقف ہیں تمکو پتا بتا دینگے یہ سنکر بدیع
الملک نے کہا کہ او ظالم ابتو گھڑی بھر کی جدائی بھی پہاڑ معلوم ہوتی ہے یہ طول کون کھینچے کہ
قطع طریق کرے خانۂ کعبہ جائے اُسکے بعد نہیں معلوم کب اجل راہبری کرے اور تجھسے ملنا ہو
کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ جلد میں تم تک پہونچوں ملکہ نے جواب دیا کہ مجھ تک پہونچنے کی یہی صورت
ہے کہ جس قدر جلد اس پیکر ہستی کو چھوڑ کر راہ فنا سپرد قرار ہوگے اُسی قدر جلد مجھسے ملوگے کچھ اس تقریر نے
بدیع الملک کے قلب پر ایسا اثر کیا کہ روشنی ایمان کی زایل ہو گئی اور سیاہی کفر نے اپنے
قلب پر اپنا رنگ جما لیا شمع افروز جادو نے دوڑ کر شمع کو جھٹک دیا شمع گل ہوتے ہی وہ تصویر نظر سے

پنہان ہوگئی بدیع الملک ہای کا نعرہ کرکے بیہوش ہوگئے جسوقت ہوش آیا کہا ای شمع افروز
جادو تجھے اپنے دین و مذہب کا واسطہ کہ ایک مرتبہ پھر صورت اس یار جانی اور محبوب جاودانی
کی دکھادے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب ممکن نہین اگر تم زیادہ مشتاق ہو تو خود اُسکے
پاس چلے جاؤ بدیع الملک نے کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو تو مین پہونچا دو مین نہایت ممنون
ہونگا شمع افروز جادو نے کہا کہ راستہ مین بتائے دیتی ہون جانا نہ جانا تمھارا کام ہے وہ راہ
یہ ہے کہ ایک عرضی بنام آئینہ اندام جادو تحریر کرو مضمون اُسکا یہ ہو کہ ابتک جو کچھ مین نے
تمھارے ساتھ کیا بہت برا کیا اب مین پشیمان و نادم ہوتا ہون اسکے صلہ مین صرف اتنا چاہتا ہون
کہ مجکو ملکہ مہر طلعت سے ملادو یہ سنکر بدیع الملک اُسیوقت راضی ہوگئے اور کہا ای شمع افروز
زندگانی دنیا پر لعنت ہے یہان رہنے مین ہزار طرح کے بکھیڑے ہین اگر عرضی ہماری آئینہ اندام
جادو نے منظور کرلی تو کیا طریقہ ملکہ سے ملنے کا ہوگا اُسنے جواب دیا کہ ایک کڑھاو تیل کا گرم کیا جائیگا
اور تمھین اُس مین کودنا پڑیگا یہ سنکر بدیع الملک بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بسر و چشم
منظور ہے دل کے جلنے سے جسم کا جلنا ہر طرح بہتر ہے لاؤ قلم دوات مین ابھی عرضی لکھکر مہر
اپنی ثبت کردون یہ سنکر شمع افروز جادو نے قلم دوات کاغذ پیش کیا بدیع الملک نے
بہزار شد و مد کے ساتھ عرضی لکھی ہے کہ ای خداوند طلسم آئینہ مین امیدوار ہون کہ آپ قصور میرے
معاف فرمائیے کہ مین نے اپنے ارادہ سے توبہ کی اور اب بصدق دل کہتا ہون کہ مجھے مرنا اپنا
جینے سے زیادہ عزیز ہے لہذا براہ مہربانی میرے قصور عفو کیجئے اور مجھے ملکہ مہر طلعت سے
ملادیجئے جسوقت عرضی تحریر کرچکے تو دستخط اپنے ثبت فرمادیے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب
آپ اسی مقام پر ٹھہرئے مین جاتی ہون اور عرضی آپ کی آئینہ اندام جادو کو دیکر زبانی بھی
بہت کچھ کہدونگی بدیع الملک شمع افروز سے نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ دیکھو دیر نہ کرنا
کہ اب مجھے ایک نفس آرہ سے کم نہین ہے اور ایک ایک ساعت ایک برس معلوم ہوتی ہے
شمع افروز جادو نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین ابھی جاتی ہون اور بہت جلد آتی ہون یہ
کہکر وہ عرضی اُٹھالی اور خدمت مین آئینہ اندام جادو کی روانہ ہوئی وہان دربار معمور تھا
سب اراکین دولت حاضر تھے آئینہ اندام جادو تخت پر بیٹھا ہوا تھا ذکر یہی ہو رہا تھا کہ بدیع
الملک اس مقام پر اگر پھنسے تو خوب ہین مگر دیکھا چاہئے کہ درویش کی ذات سے کوئی فساد
نہ برپا ہو کہ یکایک شمع افروز جادو عرضی بدیع الملک کی لئے ہوئے نمودار ہوئی اور عرضی
پیش کرکے اسنے عرض کی کہ اب حضور جانین اور حضور کا کام جانے جو میرا حق تھا مین نے ادا کرلیا آئینہ
اندام جادو نے عرضی کو پڑھا تمام اراکین دولت نے سنا سب نہایت خوش ہوئے اور آئینہ
اندام جادو نہایت ہنسا لیکن دو ساحر کہ نام ایک کا ترنگ جادو اور دوسری کا زرنگ جادو
ہے یہ دونون وزیر ہین آئینہ اندام جادو کے انکو نہایت افسوس ہوا کہ صاحبقران
شان ہوکر ایسا بیوقوف ہوا کہ ایک ساحر مکار کو اُسنے عرضی تحریر کی ہے اور خود اپنے قتل کا محضر
بناکر اُسپر مہر ثبت کی ہے افسوس یہ شمع افروز جادو نے کیا اندھیر کیا یہ دونون بہانے سے

عجائب خانہ ساحری کی جانب روانہ ہوئے یہان آئینہ اندام جادو نے لوح تو گبرنگ جادو
ستمگر پیر و کی جو کہ مالک ہو ورند عجایب کا اور شمع افروز جادو کا باپ ہی اور کہا کہ اس لوح کو لیجا کر پردہ
قاف میں کسی دریا مین پھینک دو کہ نہ یہ لوح باقی رہیگی نہ طلسم پر زوال آئیگا اور خود وہ محضر مہر
بستہ پاس حمید بوریہ نشین درویش کے روانہ کیا اور ایک رقعہ اور لکھکر شامل کر دیا مضمون
اس رقعہ کا یہ تھا کہ ای حمید بوریہ نشین درویش مین نے اسوقت تک معاہدہ کی پابندی کی اور ابتک
بھی پابند ہونگا کہ بغیر چالیس یوم گزرے کسی قیدی طلسم کو نہ قتل کیا ہی اور نہ قتل کرونگا لیکن التماس یہ
ہی کہ ایک امر کی اجازت دیجئے کہ اگر کوئی شخص خود ہی خواہش قتل ہونے کی کرے تو آپ دخل نہ دین
جس ساحر کے ہاتھ محضر اور یہ رقعہ بھیجا اُسے سمجھا دیا تھا کہ جسوقت رقعہ دکھا لینا اور درویش منظور کرین
اُسوقت محضر دکھانا تاکہ درویش قول ہار جاے اور دخل اندازی نہ کرے ساحر یہ نامہ لیکر خدمت
مین حمید بوریہ نشین کی آیا جھُک کر سلام کیا شاہ صاحب نے کہا کہ اسوقت کہان آنا ہوا
اُسنے وہ رقعہ پیش کیا حمید بوریہ نشین نے رقعہ پڑھا دل مین سمجھے کہ فلان شخص کے لئے
اُسنے یہ جال پھیلایا ہی نامہ بر سے کہا کہ وہ کون ایسا شخص ہی کہ جو خود مرنے پر راضی ہوا ہی جان
ایسی چیز ہی جسکا دینا کوئی بخوشی گوارا نہین کرتا ہی اگر زمانے بھر کی تکلیفین ہون بہت ...
آچکا ہو قریب المرگ ہو جب بھی کوئی جان دینا پسند نہین کرتا ہی جبتک مین اُس شخص ... باتین
نہ کر لونگا جو مرنے پر آمادہ ہوا ہی اُسوقت تک محضر پر دستخط نہ کرونگا یہ سُنکر ساحر نامہ بر نے
محضر نکالکر دکھایا اور کہا کہ دیکھئے اُسنے اپنے قلم سے یہ تحریر کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنی مہر ثبت
کی ہی کیا یہ سند کافی نہین ہی جسوقت درویش نے تحریر بدیع الملک کی دیکھی نہایت رنجیدہ
ہوئے اور کہلا بھیجا کہ ای آئینہ اندام جادو جبتک مین خود اُس طالب اجل سے سبب بیزاری
زندگی کا دریافت نہ کر لونگا اُسوقت تک اسکی اجازت نہ دونگا کہ تو اندر میعاد معینہ کے اسکو
قتل کر ساحر نے یہ جواب درویش کا آئینہ اندام جادو کو پہونچایا اُسنے کہا کہ جا کر درویش سے میرا
سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ آپ کی خاطر سے مین آٹھ روز کی مدت دیتا ہون بعد اسکے ضرور قتل
کر ڈالونگا اور آپ اس محضر پر دستخط کر دیجئے حمید بوریہ نشین نے کہا کہ آٹھ روز کی مدت کافی
نہین ہی مین ہرگز دستخط نہ کرونگا اور اس سے کہدینا کہ اگر اندر چالیس روز کے تو قیدی کو قتل کریگا
تو ایک دم مین تمام طلسم کو پھونک دونگا لہذا خبردار ہو جا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو خلاف
معاہدہ نہ کرنا تو فقیر کو دھوکا دیتا ہی فقیر ایسا نہین ہی کہ تیرے فریب مین آجاے جسوقت یہ جواب
آئینہ اندام جادو کو پہونچا تو اُسنے گبرنگ جادو سے کہا کہ تم تو لوح کو لیکر روانہ ہو اور مین بعد
آٹھ روز کے بدیع الملک کو ضرور کہا گا مین تل کے کھا جاؤنگا گبرنگ جادو نے کہا کہ کیا ہم
اس نعمت سے محروم رہینگے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ اگر تم بھی اس دعوت مین شرکت کرنا
چاہتے ہو تو چار روز کے اندر لوح کو پردہ قاف کے کسی دریاے زخار مین پھینک کر چلے آنا اور
قبل از وقت پہونچ جانا یہ سُنکر گبرنگ جادو تو لوح کو لیکر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب قاف روانہ ہو
اور آئینہ اندام جادو نے ارکین دولت سے کہا کہ اگر بدیع الملک زندہ رہا تو بغیر قتل کئے

نہ چھوڑیگا اور اگر بدیع الملک قتل ہوا تو درویش سے بگڑی ہی ہر طرح تیجہ برا نظر آتا ہی تو پھر دشمن کے قتل سے باز رہنا بیکار ہی اب مین بدیع الملک کو ضرور قتل کرونگا اگر درویش طلسم کو مٹاوے تو مٹادے مجھے کچھ پرواہ نہین ہی یہ سوچکر آمادہ قتل بدیع الملک ہوا اور انتظار اُس روز کا کرنے لگا جو اُسنے قتل بدیع الملک کے واسطے معین کیا تھا اب اسے تو انتظار مین رکھا جاتا ہی اور بدیع الملک اشتیاق مرگ اور شوق دیدار مہر طلعت مین پھڑک رہے ہین وزیر بھی خواب خانہ سامری مین بیٹھے ہوے ہین ان کو بھی اسی حال بیقراری مین چھوڑ دیا

چند کلمہ داستان ملکہ غلمان پری و ارغوان پری کے بیان سے جاتے ہین کہ جنکو بدیع الملک نے دیو قرناس کی قید سے چھڑا کر رہا کیا تھا اور وہ اپنے ملک کو

روانہ ہوئی ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ملکہ غلمان پری و ارغوان پری بدیع الملک سے رخصت ہو کر روانہ ہوئین تو اپنے شہر مین آئین عزیزون سے ملین سب نہایت خوش ہوے اور پوچھا کہ تم دونون تک پردۂ دنیا مین تم کہان رہین انھون نے اپنا تمام ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا کہ راہ مین ایک دیو نے گرفتار کیا تھا لیکن خدا بھلا کرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک جوان کا کہ انھون نے دیو کو مار کر رہا کیا یہ سنکر باپ نے غلمان پری سے کہا کہ صاحبقران زمان تیرے حال پر مہربان ہین تو انکو براے مدد طلب کر کہ یہان دیوان ابلیس پرست نے تمام قوم سے اولاد جناب سلیمان کو مٹا دیا ہی چند کس باقی رہگئے ہین اُنپر بھی دیوون کے پرش ہین یہ مانگ بچی ہاتھ سے سرکشون کے ایک دن برباد ہو جائیگا غلمان پری نے کہا مجھسے صاحبقران نے وعدہ فرمایا ہی کہ بعد فتح طلسم نہ طاق کے مین تم سے ملونگا مین قبل از وقت جانا مناسب نہین سمجھتی شمشاد پریزاد نے کہا کہ جب ہم سب مٹ جاینگے تو وہ کس سے ملینگے پھر تو وہی مثال ہوگی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

شعر

ہین کیا جو تربت پہ میلے رہے | اگر مرقد مین ہمتو اکیلے رہے | امتحان دوستی یہی ہی کہ برے

وقت کا شریک ہو تو جانو صاحبقران سے عرض حال کر اور کہو کہ تمھارے دادا سے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مار کر زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا خطاب حاصل کیا اب تم اُنکے قائم مقام ہو تو اسیطرح درد مندون کی مسیحائی کرو یہ سنکر غلمان پری آمادہ ہوئی اور تخت اپنا تیار کر کے اپنی وزیرزادی ارغوان پری کو ساتھ لیا اور جانب نہ طاق روانہ ہوئی تخت اسکا اُڑتا ہوا چلا جاتا ہو ابھی پر حد قاف سے باہر نہین نکلی ہی کہ دیکھا سامنے کہ ایک تخت ادہر پردۂ دنیا کی طرف سے اڑتا ہوا چلا آتا ہی ارغوان پری نے کہا یہ کون آتا ہی غلمان پری نے اپنا تخت روکا اور کہا کہ اس آنے والے سے خیریت صاحبقران کی دریافت کرنا چاہئے یکایک وہ تخت قریب سے گذرنے لگا نظر جو غلمان پری کی صاحب تخت پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہی اُدھیڑ عمر رنگ جادو

نظر جو غلمان پری پر پڑی عاشق ہو گیا کہا ای جان جہان کہان جاتی ہو غلمان پری کو یہ سُنکر نہایت غصہ آیا قصد کیا کہ دیو سے کہے اُس کو کھا لے مگر ارغوان پری نے کہا کہ تامل کرو غصہ کا موقع نہین ہی شاید اس سے کچھ پتہ صاحبقران کا لے دیو کو کھلوا دینا تو ہر وقت ممکن ہی پکار کر آواز دی کہ تم کون ہو اور آسے کہان سے ہو اور کہان جانے کا ارادہ رکھتے ہو گبر نگ جادو نے کہا کہ مین آئینہ اندام جادو کا وزیر ہون بدیع الملک عجائب خانہ سامری مین آکر پھنس گئی لوح چھن گئی جادو شاہ کی یہ راے ہوئی کہ لوح دریاے قاف مین پھینکدی جاے تاکہ خوف بدیع الملک کی طرف سے دور ہو نہ لوح رہیگی نہ طلسم ٹوٹے گا مین لوح لیکر دریا مین پھینکنے کی غرض سے آیا ہون یہان آکر اس جمال دلفروز کا پروانہ ہوا اب مین عجیب مشکل مین ہون کہ نہ جاسکے ماندن نہ پاے رفتن اگر تمھارے ساتھ ہوتا ہون تو اُس خوت سے محروم رہا جاتا ہون جس مین بدیع الملک کے کباب کھانے جاینگے اور اگر وہان جاتا ہون تو تم سے جدائی ہوتی ہی یہ سب کیفیت سُنکر غلمان پری کے ہوش اُڑے اور ارغوان پری نے کہا ذرا اگر دیو کو کھلوا دیتین تو یہ حالات کیونکر معلوم ہوسکتے غلمان پری نے کہا کہ تو بڑی ہوشیار ہی یہ اسی عیار کی تھوڑی سی صحبت کا اثر ہی جو زندان بلا مین اسیر ہو گئے تھے ارغوان پری نے گبر نگ جادو سے کہا کہ ایک تصویر اپنی دیے جاؤ تاکہ پیچھے سے ہم تمھین ڈھونڈھ لینگے بالفعل قصد ہمارا پردہ دنیا کی طرف چلنے کا ہی ابھی اپنے کام سے فرصت کرکے آتا ہون ہمارے تمھارے ملاقات ہو جایگی یہ سُنکر گبر نگ جادو خوش ہوا اور دل مین سمجھا کہ پری مجھپر شیفتہ ہوئی کہا کہ مین تصویر کشی خوب جانتا ہون ابھی اپنی تصویر کھینچ دیتا ہون مگر اُنکی تصویر بھی لونگا کہ بہتر غلمان نے کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہی ارغوان پری نے کہا چپکی رہو دخل نہ دو بعد کو سمجھا دینگے غلمان پری خاموش ہو رہی مگر دل مین کُڑھی جاتی ہی کہ ایک غیر جنس کافر تصویر کھینچ رہا ہی جس وقت گبر نگ جادو ملکہ کی تصویر کھینچ چکا تو آئینہ سامنے رکھکر اپنی تصویر کھینچکر ارغوان پری کو دی اور غلمان پری کی اپنے پاس رکھی اور پتہ عجائب خانہ سامری کا بتا کر روانہ ہوا کہ ہم بھی پلٹ کر اسی مقام پر آئینگے تم بھی وہین چلو جب یہ کچھ دور نکل گیا تو ارغوان پری نے ایک دیو سے کہا کہ قریب اسکے جا اور کہنا کہ ایک پیام ملکہ کا سنتا جا جب کان آگے بڑھاے تو سر اسکا منہ مین لیکر کتر کھانا بعد اسکے لوح گلے سے اُتار کر قبضہ مین کرنا اور پھر جسم کو بھی گولی بنا کر کھا جانا یہ سُنتے ہی دیو خوشی خوشی جھپٹا اور پکار کر کہا کہ ایک بات سُنتے جاؤ گبر نگ جادو ٹھہر گیا دیو نے قریب جا کر کہا کہ ذرا کان قریب لاؤ گبر نگ جادو سمجھا کہ کوئی پوشیدگی کی بات ہی خوشی خوشی کان دیو کی طرف بڑھا دیا دیو نے دہن اپنا کھولکر سارا سر منہ مین لے لیا اور گردن پر سے کتر لیا اور لوح اُتار لی اور جسم اُسکا پھونکنے لگا جلدی سے مروڑ تروڑ گولی بنا کر نگل گیا پھونکنے بھی نہ دیا لاش اسکی پیٹ کے اندر تڑپ تڑپ کر سرد ہو گئی پھر اسکے ٹکڑا وڑے بن بنکر منہ پیدا ہوئے اُڑنے لگے دہشت ایک ایک

اجزا شین کو بھی پکڑ کر نگل گیا یہ غل مچاتے ہوئے بھاگے دیو پلٹ کر خدمت مین ملکہ ارغوان پری کی آیا اور
کہا کہ آج ایک مدت کے بعد یہ ذائقہ زبان کو حاصل ہوا ہی غلمان پری نے کہا کہ اب بتا اس تصویر کو
کیا کریگی ارغوان پری نے جواب دیا کہ آخر زندان بدیع الملک تک رسائی کس ذریعہ سے
ہوگی غلمان پری نے کہا کہ تو بڑی چالاک اور نہایت دور اندیش ہی پوری عیار بھی ہوگئی جواب
دیا کہ مثل مشہور ہی کہ جیسے کو تیسا اگر تمھاری سی ہوتی تو ساتھ ایسے کا ہونے والا ہی کہ ناٹک مین از ار بھی
نہ ہوتی الغرض لوح کو قبضہ مین کر کے دیو سے کہا کہ ہمین اُسی مقام کی طرف لیچل جہان سے ہم کو
صاحبقران نے چھڑایا تھا یہ سنکر دیو تخت اڑاتے ہوئے چلا اور اُس مقام پر پہونچا جہان کہ
یہ پہلے مقید تھین اُس مقام کو ویران پایا اب یہ اُس قصبہ مین پہونچا جہان بدیع الملک نے
عقد کیا تھا دختر مہتر شعیب کے ساتھ دیو نے ہیئت اپنی بدلی اور انسان بنکر یہان کے رہنے
والون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عقد کرنے کے بعد تشریف لیگئے یہ ذکر سنکر غلمان پری کو
شک ہوا کہ ہمین تو ٹالدیا اور خود یہان پہونچکر عقد کر لیا اب یہ یہان سے چلے لشکر مین آکر دریافت
کیا معلوم ہوا کہ فلان جانب برائے طلسم کشائی تشریف لیگئے ہین اب دیو تخت کو اڑاے ہوئے
اُس مقام پر پہونچا جہان بجلی تھی اس مقام کو بھی ویران پایا چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا
کہ خواجہ خضران اور ایک شخص اور قوی الجثہ دونون بیٹھے ہوئے ہین غلمان پری نے تخت
کو اتارا اور رنکا خواجہ خضران کی جو بڑی غلمان پری کو سلام کیا خیر و عافیت دریافت
کی سبب آنے کا پوچھا غلمان پری نے کہا کہ کہدونگی کہ کیون آئی ہون پہلے اپنے آقا کی
خیریت بیان کرو جواب دیا کہ فضل خدا سے لوح دستیاب ہوئی پہلا مرحلہ بھی توڑا اب دوسرے
مرحلے پر گئے ہوئے ہین مگر اُس وقت سے کوئی خبر نہین معلوم ہوئی کہ کس حال مین ہین اور
کس کس مرحلہ کو توڑا یہ سنکر ارغوان پری نے کہا کہ جسکے ملازم ایسے بے پروا ہون وہ کیونکر
مبتلائے بلا نہو تم یہان اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو اور وہان بدیع الملک کے کباب
ہونے کی تیاری ہو رہی ہی خضران نے کہا کہ کیون فال بد زبان سے نکالتی ہو ارغوان
پری نے کہا کہ دیکھو اسے پہچانتے ہو یہ کہکر لوح سامنے پھینکدی خضران نے دیکھا یہ تو وہی
لوح ہی جو ہم نے انجم جادو کو مار کر حاصل کی تھی اور بدیع الملک کو لا کر دی تھی کہا کچھ
اور بھی معلوم ہوا ارغوان پری نے سارا قصہ بیان کیا کہ اس طرح ہم آتے تھے راستے
مین گبرنگ جادو وزیر آئینہ اندام جادو کا ملا وہ ملکہ پر عاشق ہوا اُس سے معلوم ہوا
کہ بدیع الملک عجائب خانہ سامری مین پھنس گئے ہین اور لوح چھین لی گئی آج کے آٹھوین
دن اُنکے کباب لگا کر کھائے جائینگے اور گبرنگ جادو یہ لوح لئے ہوئے دریائے قاف
مین پھینکنے جاتا تھا جب یہ حال معلوم ہوگیا تو لوح دیو سے چھنوا لی اور گبرنگ جادو کو دیو نے
کھا لیا اب یہ لوح کسی طرح اپنے آقا تک پہونچاؤ ورنہ بدیع الملک قتل ہو جائینگے اب
صرف تین دن اور باقی ہین خضران بہت پریشان ہوا اور کہا کہ وہان جاؤن تو کیونکر جاؤن یہ
سنکر ارغوان پری نے تصویر گبرنگ جادو کی سامنے پھینکدی اور کہا کہ اسکی صورت بنکر

چلو یہ گبر رنگ جادو کی تصویر ہے میں نے یہی انجام سوچ کر تشالی کے بیلنے تصویر اس حرامزادے سے
کھنچوالی تھی کہ شاید اسکی صورت نظر چلنے کی ٹھہرے تو پھر کیا ہوگا یہ سنکر خضران بھڑک گیا اور کہا کہ کیا ہو
ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ تو نے تو وہ کام کیا ہے کہ جی چاہتا ہے تجھے گلے سے لگا لوں یہ سنکر ارغوان پری تعجب
میں آئی اور خواجہ خضران نے تصویر سامنے رکھکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی گبر رنگ
جادو کی بنائی اور عنبران دیو کش سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہکر تخت پر بیٹھے
اور ارغوان پری سے کہا کہ اب لیچلو ارغوان پری نے دیو کو اشارہ کیا دیو تخت لیکر روانہ
ہوا اور آہستہ ہی آئینہ اندام جادو کو سلام کیا آئینہ اندام جادو انتظار ہی میں بیٹھا تھا کہ نظر
اسکی گبر رنگ جادو پر پڑی کہا لوح پھینک آئے اسنے کہا مدت ہوئی اور ایسے دریا میں پھینکی
ہے کہ اب کوئی کیا پا سکتا ہے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ یہ پریان تو کہاں سے لایا جواب
دیا کہ یہ نشانی ہے میرے قاف جانے کی اگر انکو ساتھ نہ لاتا تو آپ کو شک گذرتا کہ نہیں معلوم یہ
قاف تک گیا بھی یا نہیں ہیں کہیں لوح کو پھینک آیا ہوگا آئینہ اندام جادو نے کہا کہ دو دو پریان
تو کیا کریگا اس میں سے ایک مجھے دیدے اور طبیعت آئینہ اندام جادو کی غلمان پری پر
مائل ہوئی گبر رنگ جادو نے کہا کہ پری تو آپکے قابو ہی میں ہے جو چاہئے لے لیجئے اب پہلے اس
کام سے تو فرصت کر لیجئے جسکا کھٹکا لگا ہوا ہے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ جا کر تم انتظام کرو
کل صبح کو ہم آئینگے یہ سنکر گبر رنگ نقلی دونوں پریون کو مع دیو اپنے ہمراہ لئے ہوئے
عجائب خانہ سامری میں آیا دربانون نے سلام کیا گبر رنگ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ تم سب دور چلے جاؤ
مجھے ایک خاص انتظام کرنا ہے یہ سنکر وہ لوگ تو چلے گئے اور گبر رنگ نقلی اندر عجائب خانہ
کے داخل ہوا دیکھا کہ بدیع الملک خاک پر بیٹھے ہوئے یاس کے نعرے مار رہے ہیں
اور کہہ رہے ہیں کہ اے مہر طلعت تیرا فراق اب مجھسے نہیں اٹھ سکتا اور بادشاہ اس قدر غفلت کر رہا ہے
کہ کئی دن ہو چکے ہیں کیا ایک تلوار مار دینا بھی ایسا امر دشوار ہے مجھ اس قدر دیر ہو رہی ہے مگر سچ یہ ہے
کہ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہے کاش میں ملک الموت ہوتا اور طریقہ قبض ارواح کا جانتا ہوتا تو ابھی
روح قبض کر لیتا یا کوئی خنجر یا تلوار یا زہر پاتا اور کوئی شے دستیاب ہوتی تو خودکشی کر لیتا یہ کہکر سر پٹکنا
شروع کیا یہ حالت صاحبقران کی دیکھکر خواجہ خضران سے ضبط نہو سکا رونے لگا صورت
اپنی اصلی بنائی اور قریب آکر سلام کیا بدیع الملک نے کہا کیا مژدہ قتل لایا ہے خضران نے کہا
کہ غلام کو اپنے پہچانئے اور ہوش میں آئیے میں ہوں خضران بن عمر ثانی فرمایا کون خضران عرض
کی آپ کا عیار یہ سنتے ہی کہا او مکار میں تجھے خوب جانتا ہوں تو نے ہزارہا بندگان سامری کو
مارا ہے کیا مجھے بھی بہکانے آیا ہے جا چلا جا ورنہ آئینہ اندام جادو سے کہلا بھیجونگا یہ سنکر خضران
پیچھے ہٹا اور انگشت بدندان ہوا کہ یہ ایسے مبہوت ہوئے کہ کافر ہو گئے غلمان پری سے کہا
تم جا کر سمجھاؤ غلمان پری نے بڑھکر سلام کیا کہا تو کون ہے کیا صورت بدل کر پھر میرے سامنے
آیا ہے غلمان پری نے عرض کی کہ میں کنیز ہوں حضور کی غلمان پری میرا نام ہے جسکو حضور نے
دیو قرناس کی قید سے چھڑایا تھا بدیع الملک نے کہا پھر کیوں آئی ہے اس نے عرض کی کہ یا

کیا صاحبقران ہوش مین آیئے آپ ہادی دین ہوکر گمراہ ہوگئے یہ آپ کو کیا ہوا ہی جواب دیا کہ پہلے مین
بہکا ہوا تھا اب راہ راست پر ہون مجھے معلوم ہوگیا کہ دین سامری نہایت عمدہ مذہب ہی
اور دنیا بالکل ہیچ ہی جاے سکون ہیقت ہی اسی سے مجھے اپنی موت کا انتظار ہی اب تو چلی جا
غلمان پری بھی سمجھا کر تھکی اور کوئی مطلب نہ نکلا خضران نے اشارہ سے اسکو علیحدہ
بلا لیا اور کہا کہ اب مین فکر کرتا ہون آپ تماشا دیکھئے یہ کہکر زنبیل سے ایک جام پُر از آب نکالا
اور لوح کو پانی مین دھوکر وہی پانی لیکر صورت اپنی بدلے ہوئے خدمت بدیع الملک مین
حاضر ہوا اور کہا کہ ملکہ مہر طلعت نے یہ اپنی پی ہوئی شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ اگر اسے پی لوگے
تو ہم سے بلاوُگے یہ سُنکر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آخر اُسی کو ہمارا خیال ہوا سہ
وہ غم فراق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو مری جان مزہ تو جب ہی کہ تجھے بھی کل نہ آئے + یہ کہکر اُس
جام کو بے اندیشہ انجام پی گئے پیتے ہی بیہوشی سی طاری ہوئی اور سیاہی قلب کی دھوان بنکر
اُڑ گئی تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا خضران سے کہا بھائی تم یہان تک کیونکر آئے خضران
نے کہا ملکہ غلمان پری بھی تشریف لائی ہین غلمان پری نے پھر سلام کیا ارغوان
پری بھی بلاگردان ہوئی اور سب کیفیت لوح وغیرہ کے حاصل کرنے کی بیان کی خضران
نے لوح بھی دی اور کہا کہ اے بدیع الملک تمہاری عقل پر پتھر پڑے ہین یہ کمین کیا ہوگیا
تھا ارے جب لوح پاس ہو تو بے لوح دیکھے کوئی امر کیون کرو اب اسے پوشیدہ طور پر اپنے
پاس رہنے دو کہ یہ کام آئیگی اور خود بطرح سٹری بنے رہو مین گبرنگ جادو بنکر جاتا ہون
اور آئینہ اندام جادو کو لاتا ہون کڑھاؤ گرم کیا جائیگا جسوقت لوگ تمکو پکڑکر کڑھاؤ کے
قریب لیجائین تو تم آئینہ کو اٹھاکر کڑھاؤ مین ڈالدینا اور تیغہ کھینچکر آئینہ اندام جادو پر
جا پڑنا یہ پٹی پڑھاکر مع خوان پری وغلمان پری پاس آئینہ اندام جادو کے آیا اسنے
پھر صورت اپنی گبرنگ جادو کی بنالی تھی عرض آئینہ اندام جادو سے کہا کہ بس اب چلئے
بلیر قتل مین طلسم کشا کے دیر نہ کیجئے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ سامان لیجاؤ اور تیاری
قتل کرو مین بھی آتا ہون یہ سُنکر اُسی وقت گبرنگ نقلی نے تمام سامان قتل مثل کڑھاؤ
تیل لکڑی وغیرہ کے فراہم کیا اور بادشاہ کے واسطے تخت بچھوایا اور رئیسون کے لئے
دنگل وکرسیان وغیرہ بچھوادین سب سامان عیش ونشاط عمدگی کے ساتھ فراہم ہوگیا بڑی
تیاری قتل بدیع الملک کی ہورہی ہی تمام ساحران معزز مدعو کیے گئے ہین کہ آکر
کباب بدیع الملک سے کھائین جسوقت یہ سب سامان درست ہو چکا تو آئینہ
اندام جادو مع رؤسا وامرا و طلسم آیا اور سب کے سب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے
حکم کیا کہ لاؤ بدیع الملک کو لوگ گئے دیکھا کہ بدیع الملک کی وہی حالت ہی کہ
ہائے واویلا مچارہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ آئینہ اندام جادو کی کدورت نہ گئی اور ابتک
مجھکو میرے محبوب سے نہ ملایا کہ یہ دونون ساحر بیچ بچے اور بدیع الملک سے کہا
کہ چلو بادشاہ نے بلایا ہی یہ سُنکر خوشی خوشی بدیع الملک صاحبقران زمان اُٹھ کھڑے

ہوئے اور وہ دونون ساحر بازو پکڑ کر بدیع الملک کو لیچلے بدیع الملک کی یہ حالت ہو کہ کہ
لڑکھڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین فاقے کرتے کرتے چلنے کی قوت نہین رہی ہو جو کوئی کھانا
کھلانے کا قصد کرتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم اسی کے ہاتھ سے کھائینگے جیسکے ہجر مین خون جگر کھایا
کرتے ہین الحاصل دونون ساحر بدیع الملک کو لئے ہوئے سامنے آئینہ اندام جادو کے
پہونچے اور کہا کہ اے آئینہ اندام جادو جو میرے قلب کی حالت ہو اگر ایسی ہی تیری بھی حالت
ہوتی تو معلوم ہوتا خیر خدا مین سب طرح کی قدرت ہو کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتین یہ جب
ہمارا اقبال تھوڑی جائیگا تو بھی اسی طرح بگڑ جائیگا اس رمز کو خفران سمجھ گیا اور مسکرایا کہ کیا
کھلی کھلی کہہ رہے ہو بیشک تھوڑی دیر مین یہ بگڑتا ہوگا جب تم بیہوش تھے اب یہ بیخبر ہو
آئینہ اندام جادو دل مین سمجھ رہا ہو کہ بدیع الملک عشق مہر طلعت مین صدمۂ ہجر نبی
کو وقت بیان کر رہے ہین خواجہ خفران برابر آئینہ اندام جادو کے بیٹھا ہوا ہو اور دو طرف
پریان ایک جانب تخت پر جلوہ گر ہین پشت پر دیو کھڑے ہین اور تمام ساحر منتظر بیٹھے ہین کہ
بدیع الملک کڑھاؤ مین گر کر بھنین تو گوشت انکا کھائین لیکن جسوقت وہ دونون ساحر
بدیع الملک کو لئے ہوئے قریب کڑھاؤ کے پہونچے دیکھا کہ تیل کھول رہا ہو ان دونون ساحرون
نے چاہا کہ اٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدین کہ بدیع الملک نے لنگر اپنا قایم کیا اور انھین دونون
کمرین پکڑ کر کڑھاؤ مین جھونک دیا دونون گرتے ہی تل گئے چرا ہند پھیلی پیر شور کرنے لگے آئینہ
اندام جادو نے کہا اے بدیع الملک یہ کیا بدیع الملک نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور
آواز دی کہ او ملعون خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی ہے گزارم گر از دست مرا
زندہ وسلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچی جھپٹے اور آئینہ اندام جادو حیران ہو کہ یہ کیا ماجرا
ہو ساحر دوڑ پڑے ہر طرف سے گولہ ترنج نارنج برسنے لگا بدیع الملک نے لوگون کو
قتل کرنا شروع کیا دیکھا آئینہ اندام جادو نے کہ سحر اثر تاثیر نہین کرتا بس یہ تو اسی ہنگامہ
مین بھاگ کھڑا ہوا اور جو ساحر کہ اسکے ساتھ بھاگ کر نکل گئے وہ نکل گئے باقی کو صاحبقران
نے قتل کیا خواجہ خفران نے لوٹنا شروع کیا اور دیوون سے اشارہ کیا کہ پیٹ اپنا خوب
بھرو دیوون نے ہزارون دعائین دین اور لاشین آدمزادون کی اٹھا اٹھا کر کھانے
لگے بڑی دیر تک یہ ہنگامہ برپا رہا جسوقت لاشین ساحرون کی پھڑک پھڑک کر سرد
ہوئین اور پیر شور مچا کر چلے گئے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود حیف مردیم وجان
دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اب جو ہوشی ہوئی تو دیکھا کہ لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی
ہین اور سامنے سے دو ساحر ایک ساحرہ کو گرفتار کئے ہوئے لئے چلے آتے ہین خواجہ
خفران نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے بتایا کہ ہم وزیر ہین آئینہ اندام جادو کے نام
ایک نے ترنگ جادو دوسرے نے زرنگ جادو بتایا اور کہا کہ یہ ساحرہ وہی ہو جسنے
بدیع الملک صاحبقران زمان کو اس بلا مین لاکر پھنسایا تھا جسوقت ہمین یقین ہوا کہ
اب بدیع الملک صاحبقران قتل ہو جائینگے تو ہم پوشیدہ طور پر خدمت حمید یزدان پرست

اور یہ تینوں بین گئے اور انسے تمام ماجرا بیان کیا انھوں نے اطمینان دلایا تھا کہ بدیع الملک
قتل نہیں ہو سکتے قضا آئی ابھی نہیں ہے بلکہ آئینہ اندام جادو نے پھانسا ہے غرض یہ سنکر پلٹا ہو کر
ہم پلٹ کر وہاں سے آتے تھے کہ راستے میں رہائی صاحبقران کی خبر ملی اور حال آئینہ
اندام جادو کے بھاگنے کا سنا تب ہم نے خیال کیا کہ خالی ہاتھ گیا چاہئیے یہ تحفہ ہمراہ لے
نذر فرمانے کو گرفتار کرنا چاہیے یہ سوچکر اس لکانہ کو گرفتار کیا کہ اسی کے باعث حضور اس بلا میں
پھنسا تھا یہ سنکر صاحبقران ان دونوں سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت سے سرفراز
فرمایا بعد اسکے خواجہ خضران سے فرمایا کہ یہ لکانہ تمھارے سپرد ہے خواجہ خضران نے
شمع افروز جادو کو ستون سے باندھ کر کوڑا ہاتھ میں لیا اور کہا کہ مذہب اسلام کے
اختیار کرنے میں کیا عذر ہے شمع افروز جادو نے کہا کہ اگر ہزار جانیں ہوں تو نام پر سامری
وجمشید کے نثار ہیں یہ سنکر خواجہ خضران نے تلوار کھینچی اور قتل کرنے کا قصد کیا شمع افروز جادو
نے اف کی کہ تمام قید جلکر دور ہو لی اور اب یہ خواجہ خضران کی جانب چلی تھی کہ بدیع
الملک صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا اور دیو کی طرف اشارہ کیا کہ کھالے اسے
بس یہ سنتے ہی دیو جھپٹ کر قریب آیا اور شمع افروز جادو کو اٹھا کر کھا گیا جیسے ہی لقمہ پیٹ
میں پہونچا درد پیدا ہوا پیر شمع افروز کے شور کرنے لگے اور زاغ و زغن کی صورت بن دیو
کو نوچا اور ٹھونگیں مارنے لگے دیو زمین پر تڑپ رہا تھا جسوقت روح نجس شمع افروز جادو
کی اسکے قالب کو بیجان کر کے نکلی تو دیو کے شکم کا درد دور ہوا اور حواس اسکے ٹھکانے ہوئے
توبہ توبہ پکارتا تھا کہ اب کبھی کسی جادوگر کو زندہ نہ نگلوں گا جب تک دیو درد سے تڑپا اور چیخا کیا اسوقت
تک صاحبقران اور خضران اور پریان ہنسا کیں لحاصل صاحبقران نے دیوون کو حکم دیا کہ جسقدر
لاشیں جادوگروں کی ہیں انکو کھاؤ یہ حکم پاتے ہی دیو دعائیں دیتے ہوئے لاشوں کے کھانے
میں مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ مدت کے بعد آج شکم سیر ہوکر انسان کا گوشت کھانے میں آیا ہے
ادھر صاحبقران مع خضران عجائب خانہ کی سیر میں مصروف ہوئے دیکھا کہ تمام مکان آئینوں سے
آراستہ ہے لیکن وہ صورتیں جو آئینوں میں جلوہ گر رہتی تھیں وہ مرنے سے شمع افروز جادو کے
غائب ہوگئیں خضران نے آئینے اتارنا شروع کئے اور صاحبقران نے اس تصویر سامری کو
گرز مار کر شکستہ کیا خضران نے تمام مال و اسباب اس مقام کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا چونکہ
اس مرحلے کے لوٹنے سے میدان صاف ہوگیا اور راستہ کشادہ آیا تو عمران دیوکش بھی آکر
پہونچا صاحبقران نے عمران سے فرمایا کہ تم اب ہمارے لشکر میں اطلاع کرو اور سب کو
لیکر آؤ ہم یہاں سے آگے جاتے ہیں عمران دیوکش یہ پیام صاحبقران عالیشان کا لیکر
جانب لشکر روانہ ہوا اور یہاں خضران نے صاحبقران سے فرمایا کہ آئینہ ایک مرحلہ اور باقی
رہ گیا ہے لیکن بہ دقت ہے اب وہ ساحر ہیں جنمیں کا ایک ساحر سامری وقت وجمشید زمانہ ہے میں
سن چکا ہوں کہ آگے قلعہ آئینہ پیکار ترنگ جادو اور زرنگ جادو وغیرہ نے کہا ایک ساحر ہے کہ
رفیق خاص ہے آئینہ اندام جادو کا نام اسکا آتش اندام جادو ہے یہ حصار اسنے اپنے سحر سے تیار کیا ہے

تو تنہا اس حصار کا انسداد دشوار ہی لیکن چونکہ آپ فاتح طلسم ہین خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا الغرض چونکہ شام
ہو چکی تھی صاحبقران نے رات اسی مقام پر بسر کی صبح کو یہان سے کوچ کر کے آگے روانہ ہوئے
طے مراحل و قطع منازل کرتے جاتے ہین کہ جاتے جاتے اُسی مقام پر پہونچے جہان چابک سوار ملا تھا دیکھا
کہ دور پر ایک چھوٹا سا قلعہ معلوم ہوتا ہی دریافت کیا کہ یہان کون رہتا ہی ترنگ جادو اور زرنگ جادو
نے کہا کہ یہان سہراب یکفرلی رہتا ہی یقین ہی کہ آگے وقت حضور کو وہ ملا ہوگا ایک لڑکا اُسکا ہی اور
ایک وہ خود ہی چابک سواری کے فن سے دونون خوب ماہر ہین اور ایک کام اور اُنکے سپرد تھا کہ اگر اتفاقاً
طلسم کشا اس جانب نکل آئے تو یہ اُسے راہ طلسم پر لگا دین ایک مرکب سہراب یکفرلی نے تیار کیا ہی وصف
اُسکا یہ ہی کہ کیسا ہی شہسوار اُس مرکب پر سوار ہو مگر وہ سوار کو پھینک کر بھاگ جاتا ہی اُس گھوڑے کو یہی
سکھایا گیا ہی عجب نہین ہی کہ حضور کو بھی یہ مشکل پیش آئی ہو بدیع الملک نے کہا بیشک صحیح ہی گھوڑا
مجھکو کنارے چشمہ کے پھینک کر چلا گیا تھا جسکے بعد شمع افروز جادو بہکا کر عجائب خانہ سامری مین لیگئی
تھی اسیطرح باتین کرتے ہوئے سامنے قلعہ کے پہونچے خبر سہراب یکفرلی کو ہوئی فوراً آراستہ
آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کئے اور اپنے بیٹے کو کہ نام اُسکا فولاد یکفرلی تھا ساتھ لیکر قلعہ
سے باہر آیا اور صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہر چند یہ امر شان سپہگری سے
خلاف تھا کہ کسی بہادر کو دغا سے مبتلائے بلا کیا جائے مگر المامور معذور مین اسی کام پر بادشاہ
طلسم کی جانب سے معین تھا جی تو میرا بھی چاہتا تھا کہ آپ سے مقابلہ ہو مگر مجبوری یہ تھی کہ کام
دوسرا میرے سپرد تھا اب مین چاہتا ہون کہ میرے اور آپ کے آزمایش ہو جائے یہ تو مجھے
معلوم ہی کہ آپ فاتح طلسم ضرور ہین مگر بغیر آزمایش کسی کی اطاعت کر لینا سپہگری کے دھرم کے
خلاف ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی اسے پسند نہین کرتا ہون الغرض سہراب یکفرلی نے
کہا کہ مین طبل جنگ بجواتا ہون تمھیے اور آپ سے کل مقابلہ ہو جائے فرمایا کیا مضائقہ ہی سہراب
یکفرلی نے جا کر طبل بجوایا یہان صاحبقران پریشان تھے کہ ہمارے پاس کوئی سامان نہین ہی
خضران نے کہا آپ پریشان نہون مین ابھی سب انتظام کئے دیتا ہون یہ کہکر اپنے زنبیل پر ہاتھ
ڈالا اور دو چار نقارچی نکالے جو نہین معلوم کس ملک سے گرفتار کیکے مقید کر رکھے تھے اُنکو حکم دیا
کہ نقارہ بجاؤ کل تمھین رہا کر دیا جائیگا بعد اسکے خضران نے ایک خیمہ نکالکر برپا کیا غرضکہ تمام رات
طبل بجا کیا اور صبح کو سہراب یکفرلی مع فولاد یکفرلی قلعہ سے باہر آیا اور پکارا کہ یا صاحبقران
تشریف لایئے امیر ثالث مرکب پر سوار ہوکر سامنے سہراب یکفرلی کے آئے سہراب بہت بڑا
پہلوان ہی کرگدن مست پر سوار ہوتا ہی چوبدست گران تنگ باندھتا ہی ساٹھ سات سو من
کی ضرب ہی کیسی ایکی ایک ضرب دیو سے بھی نہین رکی ہی بس اپنے خبردار خبردار کہکر اور چوبدست
کو سر پہ چرخ دے کر سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے وار اسکا گرز پر روکا تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرم ملنبہ ہوا سنے نعرہ کیا کہ نعم و بہت گرم صاحبقران
نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ گرا زدی و گرا نیست کردی حریف تیرا مین موجود ہون ۔

تو ضرب بندوی ضرب مانوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن	یہ کہکر اپنے گرز کا وار کیا گرز

مرکب کا مارا گیا بس یہ تلوار کھینچکر چلا کہ مین بھی مرکب صاحبقران کو پے کر ڈالون کہ امیر ثالث مرکب
سے کود پڑے اور فرمایا کہ جانور پر کیون غصہ کرتا ہے آ اور مجھسے مقابلہ کر یہ سنتے ہی سہراب تلوار
پھینک کر صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تمام دن
گذرا تو ہی قریب شام صاحبقران نے لنگر سہراب کا توڑا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا
سینہ پر چڑھ بیٹھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے عرض کی کہ امان مانگتا ہون فرمایا امان بشرط ایمان کہا
قبول کرونگا صاحبقران نے اسکو چھوڑ دیا سہراب بکیفر بلی دست بوس ہوا اور فولاد بکیفر بلی کو
صاحبقران نے اپنا فرزند کیا کہ صورت اسکی کسی قدر رفیع البخت سے مشابہ تھی یہ لڑکا بڑے بڑے
کام کرتا ہے اسکا ذکر بھی طلسم اسرار باطنی وغیرہ مین آئیگا غرضکہ بعد اسکے سہراب بکیفر بلی امیر
کو قلعہ مین لایا اور جو کچھ مال خزانہ اسکی امانت مین تھا وہ پیش کیا صاحبقران نے رات اسی قلعہ
مین بسر کی اور صبح کو کوچ کرکے جانب قلعہ آئینہ روانہ ہوئے پریون کو حفاظت خضران مین چھوڑا
خضران امیر کو پہونچانے کی غرض سے ساتھ ہو لیا جسوقت سامنے قلعہ آئینہ کے پہونچے
دیکھا کہ تمام قلعہ آئینہ کا معلوم ہوتا ہے پھاٹک بہت بڑا نصب ہے اور گرد قلعہ کے ایک حصار شیشہ کا قایم
ہے تمام قلعہ مثل آفتاب روشن ہے بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون بھائی آپ
کی رائے ہے حال اس قلعہ کا کیونکر معلوم ہو خضران نے کہا کہ مین تدبیر اسکی کرتا ہون یہ کہکر اپنے
زنبیل سے ایک آدمی کو نکالا کہ یہ اجل رسیدہ سکندریہ کا باشندہ تھا مدت سے زنبیل مین قید تھا اسکو
قلعہ دکھا کر کہا کہ اگر تو جا کر پھاٹک قلعہ کا چھو کے چلا آ تو ہم تجھے رہا کردین اسنے کہا کہ اتنی اجازت مجھے
دیجئے کہ پھاٹک چھو کر اسیطرف سے چلا جاؤن اگر پلٹ کر آؤنگا تو پھر آپ گرفتار کر لینگے خضران نے
کہا کہ اچھا مجھے تیرا گرفتار کرنا منظور نہین ہے تو پھاٹک چھوکر اسی طرف سے جہان تیرا جی چاہے چلا جا
میرے پاس آنے کی ضرورت نہین ہے یہ بیچارہ خوش خوش امید رہائی مین قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور
جسوقت اس مقام پر پہونچا کہ جہان پر تو آئینون کا پڑ رہا تھا اور عکس اس شخص کا آئینہ مین پڑا دیکھا کہ
آئینہ مین غبار سرخ نمودار ہوا اور وہ غبار شعلہ بنکر آئینہ کے باہر آیا اور اس شخص کو چھپا لیا گویا چادر
شعلہ اسکا کفن بنگئی دیر تک سرخی ہوا مین پھیلی رہی بعد تھوڑی دیر کے وہ سرخی سمٹ کر آئینہ کی طرف
متوجہ ہوئی اور رفتہ رفتہ آئینہ مین داخل ہوکر غائب ہوگئی اور اس شخص کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا
ہوگیا خضران نے کہا کہ تماشا دیکھا آپ نے اب لوح کو ملاحظہ فرمایئے اور فتاحی در بند آخر کو تشریف
لیجائیے مگر نہایت ہوشیاری کے ساتھ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم یہ مرحلہ نہایت سخت ہے اگر اسے ختم کر دیا تو آئینہ اندام جادو کو مار لیا لہذا تجھکو چاہیے کہ فلان
اسم یاد کرلے اور اسے پڑھتا ہوا پھاٹک کی سیدھ باندھکر دوڑ شعلے تجھے ہر طرف گھیر لینگے
اور راہ بھلا دینگے لیکن تجھپر حاوی نہو سکینگے بشرطیکہ تو اسم پڑھنے سے غافل نہو اور اگر اسم
پڑھنا موقوف کریگا تو اسیوقت جلکر خاک ہو جائیگا یا راہ بھٹک کر پھاٹک کے ادھر ادھر جا نکلیگا
تو آئینہ کی ٹکر کھائیگا اور جلکر خاک ہو جائیگا جسوقت تو پھاٹک پر پہونچا تو پھر لوح کو دیکھنا اور
جو کچھ لکھا ہو اسپر عمل کرنا یہ دیکھکر انھون نے اسم کو یاد کیا اور خضران سے کہا کہ بھائی خدا حافظ کہ

خضران نے کہا ای شہریار دعا کرنا میرا کام ہی سننا خدا کے اختیار مین ہی یہ کہکر خضران نے
مین آنسو بھر لایا اور بدیع الملک کے واسطے دعا کرنے لگا بدیع الملک جانب قلعہ روانہ
جسوقت اُس سرحد مین پہونچے کہ جس مقام پر عکس آئینون کا زمین پر پڑ رہا تھا تو تمام آئینے
ہو گئے اور وہ سُرخی دھوان نیکر آئینون سے باہر نکلنے لگی اور آکر بدیع الملک کو گھیر
بدیع الملک اسم پڑھتے جاتے ہین پڑھنا ترک نہین کرتے اور دروازے کی سیدھ باندھ
برابر چلے جاتے ہین اب وہ سُرخی ہر چہار طرف سے اس طرح گھیرے ہوئے ہی کہ راستہ
معلوم ہوتا اور ہر چہار طرف سے صدائین آ رہی ہین کہ ارے کدھر جاتا ہی یہ سیدھ دروازے
کی نہین ہو ذرا داہنی جانب دب جا تو سامنے دروازے کے پہونچیگا ورنہ بھٹک جائیگا بدیع الملک
ان آوازون پر ذرا اعتبار نہین کرتے اور دروازہ کی سیدھ باندھے ہوئے چلے جاتے ہین کہ یکایک
اُس آتش افروختہ مین ایک انسان یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ مرحبا ای فتاح طلسم آ اب میری سیدھ پر
چلا آ مین تجھے دروازہ تک پہونچا دون یہ کہکر آگے بڑھا بدیع الملک نے بھی اسی کی جادہ
قدم رکھنے کا قصد کیا تھا کہ ایک اور آواز پیدا ہوئی اسے طلسم کشا کیا کرتا ہی کہ اس غول بیابانی کے
بہکانے پر آگیا ہی اور راہ راست کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہی بس یہ سنتے ہی بدیع الملک
چونکے اور پھر اُسی راستے کو اختیار کیا جسپر چلے آتے تھے حالی اس آواز کا آگے بڑھکر ظاہر ہوگیا
کہ یہ کون شخص تھا جسنے بدیع الملک کو ایسے وقت مین آگاہ کیا کہ پرندہ پر نہ مار سکتا تھا
القصہ بدیع الملک اُن تمام جھگڑون کو طے کرتے ہوئے اور ہر ایک بہکانے والے سے
بچتے ہوئے قریب دروازۂ قلعہ کے پہونچے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تجھے
چاہیے کہ نظر اُٹھا بالائے دروازہ ایک ستارہ سُرخ دمک کر رہا ہی فلان اسم پیکان تیر پر
دم کرکے تیر مارکہ سرے ناوک کے اس ستارہ مین در آئین تاکہ یہ حصار ٹوٹے اور اگر ناوک سے
خطا کی تو اتنا خیال رہی کہ کچھ نشان نہ بچے گی اور تو ہمہ تن شعلہ ہو کر رہ جائیگا لوح تجھے بچا نہ سکیگی
یہ دیکھکر بدیع الملک نے تیر ترکش سے کھینچا اور چلّۂ کمان مین پیوستہ کرکے اسم کو تمام کر دیا
پیکان پر دم کیا اور سرکو رہا کیا تیر قضا کی صدا دیتا ہوا اچلا اور قضا نے تیر کو نشانہ پر پہونچا دیا بس تیر کا
اُس ستارہ پر در آنا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شور گیر و دار برپا ہوا دھوئین سے تمام
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آتشباری و برف باری ہوا کی بعد کچھ دیر کے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی
پیدا ہوئی تو نہ حصار آئینہ معلوم ہوتا تھا نہ پھاٹک تھا لاش ایک ساحر کی پڑی ہوئی تھی ہیر شور
کر رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نامہ من آتش اندام جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب
خود نرسیدیم بدیع الملک لاش کو اس ملعون کی ٹھکرا کر آگے بڑھے اور اُسطرف خضران نے
دیکھا کہ تمام حصار برطرف ہو گیا معلوم ہوا کہ آقا میرا فتح یاب ہوا جا کر غلمان پری کو اطلاع کی غلمان
پری نے کہا کہ مین بھی چلتی ہون اور دور سے تماشائے جنگ دیکھونگی یہ کہکر خضران کے
ساتھ ہو لی اور ترنگ جادو زرنگ سہراب یکفرلی مع فولاد یکفرلی یہ سب کے سب
سے چلے اودھر بدیع الملک حصار آئینہ کو توڑکر اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک اور قلعہ معلوم ہوتا ہی

اُدھر آئینہ اندام جادو کو خبر ہوئی کہ رفیق خاص تیر سے مارا گیا اور طلسم آئینہ شکست ہوا بس اسنے نعرہ آہ کا مارا اور ساحروں سے کہا کہ قضا کا وقت لیئے ٹالے ٹل نہیں سکتا اب یہ اخیری مقابلہ ہے وہ تن تنہا ہے اگر سب مل کر لپٹ جاؤ گے تو کچھ نہ کر سکیگا ہر چند کہ سحر کو لوح نے بیکار کر دیا ہے مگر اصلی قوت باقی ہے یہ کہکر تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعہ کے باہر آیا اور فوج کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا تمام ساحروں نے زمین پر غلطک ماری اور صورتیں اپنی شیر و پلنگ و ... بھت و فیل وغیرہ کی بنا کر بدیع الملک پر جھپٹے ادھر بدیع الملک نے تیغہ پر ہاتھ ڈالا ... جو جھپٹا یا جو قریب آیا اسکی صورت مٹی اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی تیغہ مارا دو ٹکڑے ہوئے ہر طرف سے خرس و گرگ و فیل وغیرہ حملہ آور تھے اور بدیع الملک تلواریں مارتے ہوئے قتل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ساحروں کی یہ حالت تھی کہ قتل ہو رہے تھے اور ما لک کو اپنے پشت پر لیئے ہوئے تھے شور گیر و دار بلند تھا بدیع الملک کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور ساحروں کے مرنے سے زلزلے آرہے تھے طوفان عظیم برپا تھا آتش باری و برف باری ہو رہی تھی بجلیاں چمک چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھیں لیکن بدیع الملک پر بسبب برکت ... کے کوئی چیز اثر نہ کرتی تھی اور برابر لڑتے بھڑتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ قریب آئینہ اندام جادو کے پہونچے دیکھا اسنے کہ اب سامنا قضا کا ہے بس فوراً زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی عقاب کی پیدا کی اور اڑکر روانہ ہوا بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ آج اگر یہ بچکر نکل گیا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور بہت پریشان کریگا لہذا انسب و مناسب یہ ہے کہ جس مقام پر سایہ اسکا ہو وہاں جھپٹ کر نیزہ گاڑ دو اور فلاں اسم پڑھکر گرد نیزہ کے حصار کر دو تاکہ یہ آگے نہ جاسکے بعد اسکے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے بدیع الملک نے جانب زمین دیکھا جس مقام پر کہ سایہ عقاب کا نظر آیا جھپٹ کر نیزہ گاڑ دیا اور گرد نیزے کے حصار کھینچا اب ہر چند آئینہ اندام جادو سحر کو زور دیتا ہے کہ نکل جاؤں ہر طرف دیوار آہن معلوم ہوتی ہے سر ٹکراتا ہے اور رہجاتا ہے ادھر بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ فلاں اسم پڑھکر تیر مارو کہ پرزے پرزے اسکے پرخچے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ کمان میں پیوست کرکے مارا کہ ٹوٹے عقاب کے پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اور یہ پھڑک کر گرا گرنا تھا اسکا کہ ایک قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا برقیں چمک چمک کر بدیع الملک پر گریں مگر بسبب برکت لوح کے ٹھنڈی ہوگئیں بڑی دیر تک ایک شور برپا رہا بدیع الملک نے اسی حالت میں سر اسکا قلم کیا جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آئینہ اندام جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم بعد اسکے روشنی ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ لاشیں صدہا ساحروں کی زمین پر پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے ساحر بصورت خرس و گرگ صحرا کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں مگر ایک گرگ ہر لاش کے پاس جاتا ہے لاشوں کو پنجے مارتا ہے بدیع الملک تلوار پکڑ کر اسکی طرف جھپٹے کہ تو نہ بھاگا بتا ن کیا کر رہا ہے

گرگ نے جو بدیع الملک کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کود کر علیحدہ ہوا اور پکارا کہ میں وہ نہیں ہوں جسے
تم مار لو اور میں کچھ نہ کر سکوں بس الگ رہنا یہ سنتے ہی بدیع الملک کو غیظ آگیا اور پکارے کہ او ملعون
کیا تو آئینہ اندام جادو سے بڑھکر ہے اسنے کہا آئینہ اندام ایسے میں نے بہت سے گور میں سلا دیے
ہیں تم کیا چیز ہو میرے نام سے پٹھے پٹھے دوڑتے ہیں بدیع الملک تلوار پکڑ کر چلے کہ مار ہی ڈالیں تنگا
تو زبان لڑائے جاتا ہی سبیسے ہی اس گرگ نے دیکھا کہ بدیع الملک قریب آ گئے ہیں جست کر کے
علیحدہ ہوا اور پکارا کہ کیوں تمہاری اجل دامنگیر ہی جاؤ چلے جاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ سے میرے مارے جاؤ
یہ سنکر بدیع الملک کو اور غیظ آیا اور پھر تلوار کھینچے ہوئے جھپٹے گرگ پھر جست کر کے الگ ہوا اور پکارا
کہ جس طرح ویتے ہیں تو اور شیر ہوتا ہی اسواسطے کہا یہ سنکر پھر بدیع الملک دوڑے اور یہ بھاگا آخر کار
اسنے کہا کہ لوح تمہارے پاس ہی وہ بھی تو بیکار ہی میرے سحر کو نہیں رد کر سکتی ہی اگر یقین نہو تو دیکھ لو امیر
نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اسکی ہیئت کو لوح نہیں مٹا سکتی ہی یہ بھائی تمہارا خضران
ہی پریشان نہو بدیع الملک نے لاحول پڑھا اور کہا کہ کیوں میاں یہ کیا حرکت تھی خضران نے
جواب دیا کہ آپ اپنے کام میں مصروف تھے ہم اپنے کام میں مصروف ہیں یہ لوگ ایسے مفلس تھے کہ جیبکی
کترٹولی سوا پیسے روپے کے اشرفی تک نہ نکلی بدیع الملک مسکرا دیے کہ اسنے مدد کر دی غرضکہ خضران
نے ان سب کو خوب لوٹا اور وہاں سے اندر قلعے کے آئے یہاں بھی جسقدر مال و اسباب تھا خوب لوٹا اب گھر
غلمان پری و ارغوان پری و سہراب ملکفرنی وغیرہ سب آگے صاحبقران نے ایک فیل منگواکر
لاش آئینہ اندام جادو کی پاسے فیل میں بندھوا دی کہ اسکو اچھی طرح تشہیر کرانا چاہئے اور سر اسکا گردن
فیل میں گھنٹے کی جگہ لٹکوا دیا اور اسی تجمل علم اپنا بلند کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے تھے کہ جانب صحرا سے
شفق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران تھے کہ دیکھئے کون آیا ہی کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور سرداران
لشکر بدیع الملک مع فوج کثیر نمودار ہوئے اور آکر قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی بدیع الملک
لاش آئینہ اندام جادو کی تمام لشکر میں تشہیر کرائی اور خود نماز شکر ادا کی اور فرمایا کہ شکر ہی پروردگار
عالم کا کہ اسنے مجھے فتحیاب کیا اور میں نے یہ مدد پروردگار وصیت کو حمزۂ ثانی کی پورا کیا آئینہ اندام
جادو کے مرنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی صاحبقران نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی
بارگاہیں سجی گئیں دوکانیں لشکر کی آراستہ ہوئیں سامان چراغان کیا گیا اسد غازی نے ایک
قصیدہ تعریف بدیع الملک میں تصنیف کر کے پڑھا سب سرداروں نے داد سخن کی دی
اور بدیع الملک نے کہا حضور نے مجھکو وہ عزت بخشی ہی کہ شکریہ اسکا میں نہیں ادا کر سکتا ہوں
بزرگ ہو کر آپ نے ایک خرد کو اپنے ایسے الفاظ سے یاد فرمایا اور سرفرازی بخشی غرضکہ سامان جشن
فراہم ہونے کے بعد شام سے سرداران لشکر مثل اسد غازی اسد ثانی معروف بن اسد
غضنفر بن اسد و شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت شاہزادگان امیر الزمان عین
الزمان نور آکر زمان اسفندیار گیلانی فراز عاد مغربی جمہور جہان سوز تبر زن علقمہ
بن جمہور جمہور بن قمہور دیو پرور وغیرہ تمام سردار آ آکر بارگاہ گوہر باری میں جمع ہوئے صحبت
عیش و نشاط گرم ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا طائفے مجرا کرنے لگے آئینہ اندام جادو

مرنے کی بہت بڑی خوشی ہی اسواسطے کہ اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے تھے تین روز تک برابر جشن رہا روز آخر صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی تمھین اس ملعون کے مرنے کی مثل ہمارے خوشی نہین ہی خضران اس رمز کو سمجھا کہا کہ مین خوشی مین آپ کی طرح بیخود نہین ہوجاتا ہون بلکہ خوشی ہو یا رنج دونون میرے دل ہی مین قید رہتے ہین آئینہ اندام جادو مارا گیا تو کیا مین ناچنے لگون آپ صاحب سطوت وجاہ وذی مقدرت ہین ایک نہین ستر جشن کیجیے مین غریب کہانسے لاؤن اپنی اوقات کے موافق مین نے بھی انعام تقسیم کیا ہی دیکھیے جسقدر عیار ہین سبکو خلعت دیا ہی صاحبقران نے خیال جو فرمایا تو ہر عیار کے ایک ایک طرہ پھولوں کا لٹک رہا ہی اور پٹی چمک دے رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارا بہت کچھ صرف ہوگیا ہوگا خیر خزانہ سے دلوا دیا جائیگا یہ سنکر صاحبقران میان بزم آ بیٹھے اور جوڑے ہفت پیوندی نے کے نکالے اور قفلیان اسکی درست کرکے بجانا شروع کیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ جسقدر طوائفین ملک ہزبرہ ودیگر مقامات کی آئی ہوئی تھین گانا عمرو ثالث کا سنکر محو ہوگئین اور وجد کے عالم مین جھومنے لگین ایک ایک سے کہتی تھی کہ اس ریت کا گانا بھی آجتک نہین سنا غرضکہ پھر خضران نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ڈرائے آپ ڈرنے لگے ہین اب اپنے نام سے ہم	بنلک آنے مین اسد رہ دل کے کام سے ہم
جدا اس بیٹھے ہوئے ہین کچھ آج شام سے ہم	مآل دیکھین شب انتظار کا کیا ہو +
جنون مین جاتے ہین شاہانہ احتشام سے ہم	نقیب نالۂ زنجیر فوج طفلان ساتھ
نکلے یہ رکھتے ہین خود بیلکے اب نیام سے ہم	لبس اے نزاکت قاتل معاف گستاخی
چلے ہین کوچۂ قاتل مین انتقام سے ہم	کفن سگلے مین ہی خنجر کمر مین ہاتھ مین زہر
کمان پہ ختم کرین چھیڑین کس مقام سے ہم	مزاج انکا ہی نازک طویل قصۂ ہجر
کہ اجتناب بہت رکھتے ہین حرام سے ہم	پینیگے لیکے نہ دست رقیب سے کبھی مے
فراغ ہی نہین پاتے ہین اہتمام سے ہم	یقین نہین ترے وعدہ کا پھر بھی ہی یہ حال
چراغ گل سے کئے دیتے ہین آج شام سے ہم	شب وصال مین کیا کام جلنے والون کا
بلا تو لین ابھی انکو عدو کے نام سے ہم	مآل سوچکے پھر چپ ہین آرزو ورنہ

یہ غزل خواجہ اس لطف سے گائے کہ اہل بزم کو محو کردیا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری تھے کوئی محو ہورہا تھا صبح تک عجیب رنگ رہا کہ خواجہ نے جہان چاہا وہان سلا دیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو صحبت برخاست ہوئی صاحبقران نے خواجہ کو بہت کچھ عنایت فرمایا کہ مالا مال کردیا اب سب صاحبون نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی اور ایک روز آرام لیکر کسل کو دفع کیا اور دوسرے روز صبح کو اسد غازی سے کہا کہ یہ قصیدہ آپکا جو تہنیت قتل آئینہ اندام جادو مین آپ نے نظم فرمایا ہی انشاء اللہ سامنے امیر ثانی کے پڑھا جائیگا انھین کے حکم سے مین نے اسکو قتل کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو ہم آپ سب ساتھ خانہ کعبہ چلینگے اور اب میرا قصد ہی کہ نہ طاق کے مرحلہ اولی پر جاؤن بالفعل آپ سب صاحب اسی مقام پر قیام کرین اگر حیات مستعار باقی ہی تو مین بعد فتح طلسم نہ طاق کے حاضر حضور ہونگا

یہ فرماکر ایک ایک سے رخصت ہوئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ اب جس طرف جانے کا حکم لوح سے ظاہر ہو
اسطرف روانہ ہوں دیکھا تو لوح میں یہ تحریر تھا کہ اے فتح طلسم دسیار ابن عجائبات تمکو لازم ہے کہ یہاں سے
دا ہنی جانب کو روانہ ہو بعد دو پہر کے گذر بیابان سلطانیہ میں ہوگا یہ مقام مرحلۂ اول کا ایک پہلو ہے
اور مسکن ہے سلطان سجادہ نشین کا اس مقام پر سلطان بجائے قطب ہے تمکو لازم ہے کہ جسوقت بیابان
سلطانیہ میں پہونچو تو پھر لوح کو دیکھو اسواسطے کہ پہونچنا سلطان سجادہ نشین تک دشوار ہے اس
مقام پر رہبری لوح کی ضروری چیز ہے مگر لوح اس بیابان میں سوچنے کی خبر نہ دیگی تمکو چاہیے کہ اسوقت
مہرہ کو لوح پر رگڑو تاکہ حروف روشن ہوں اسواسطے کہ لوح اور مہرہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں
جبتک مہرہ نہو گا لوح بیکار رہیگی کوئی خبر نہ دیگی اور نہ سحر کو ساحروں کے باطل کر سکیگی یہ دیکھکر بدیع
الملک کی ہمت پست ہو گئی رنگ فق ہوگیا خضران نے جو چہرہ پر نظر ڈالی تو رنگ رو متغیر دیکھا
سبب پوچھا فرمایا کہ خواجہ محنت ہماری تمھاری بیکار ہوئی اسواسطے کہ لوح مہرہ کی خبر دیتی ہے اور یہ ظاہر کرتی
ہے کہ بغیر مہرہ کے کام نہ چلے گا جہاں سے سرحد طلسم شروع ہو جائیگی وہاں مت لوح بغیر مہرہ کے خبر نہ دے
سکیگی لہذا اب کیا کیا جائے مہرہ کا پتا کیونکر ملے کہاں ہے اور کسکے قبضہ میں ہے خضران نے کہا لوح کو
ملاحظہ کیجیے اگر اسنے نام مہرہ کا بتایا ہے تو یقین ہے کہ مقام بھی ظاہر کریگی بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا تو لوح نے کچھ خبر نہ دی تب خضران حرمان جنی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے حرمان جنی
ہمنے تمکو کس قید سے نجات دی کہ جس سے رہا ہونا ممکن نہ تھا اور آیندہ بھی ہمنے وعدہ کیا کہ حکومت
تمھاری تمھارے سپرد کیجائیگی مگر تمنے اسوقت تک کوئی ایسا راز نہ بیان کیا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ تم
رازدان طلسم ہو بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن باتوں سے تم آگاہ ہو انکی بھی کوئی خبر اسوقت تک تمنے
نہ بیان کی یہ سنکر حرمان جنی نے کہا خواجہ آپ سچ فرماتے ہیں کہ ہمیں راز طلسمی معلوم ہیں مگر انھیں
بیان نہیں کرسکتے تاوقتیکہ کوئی مستفسر نہو آپ نے جس بات کو ہمسے پوچھا وہ ہمنے بیان کر دی اور جس
بات کو نہ پوچھا اسے کیونکر بیان کرسکتے آپ کو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے ہمیں بیان کرنے میں کوئی عذر
و انکار نہیں ہے جبکہ آپ ہمارے مربی ٹھہرے تو ہم کس طرح آپ سے راز پوشی کرسکتے ہیں اور
خضران نے کہا جسقدر باتیں آپ کو معلوم ہوں انھیں بالفعل جن امروں کا ظاہر ہونا ضروری ہے
انھیں بیان کیجیے بعد اسکے پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر حرمان جنی نے کہا کہ خواجہ حقیقت اس طلسم کی
یہ ہے کہ جب قوم اجنہ میں بدنظمی پھیلی اور انھوں نے اپنی حد سے نکلکر انسانوں کو آزار پہونچانا شروع
کیے تو حکیم اشراق روشنضمیر کے بھائی اشرق روشنضمیر نے بنیاد اس طلسم کی ڈالی اور ہماری قوم کو
تباہ و برباد کرکے ہمیں مقید کیا نو مرحلوں کا یہ طلسم بنایا گیا ہے ہر ایک کے حاکم جدا جدا ہیں اور سبکا پھر
ایک حاکم اور ایک وزیر اسکا معین کرکے یہ دو نوں مرحلے بالائے ہوا معلق قایم کیے کہ وہاں تک
کوئی نہ پہونچ سکے نہ طلسم کو توڑ سکے اور سات مرحلے بالائے زمین قایم کیے اور چونکہ طلسم کے واسطے
لوح طلسم ہونا ضروری چیز تھی اس جا پر لوح بنائی مگر پھر ایک مہرہ بھی بنا کر اسے بیکار کردیا کہ جب
تک مہرہ نہو لوح بیکار رہے یا لوح نہو تو مہرہ بیکار ہے اسیوجہ سے ان دونوں کے محافظ علیحدہ علیحدہ
معین کیے اور استقام مہالک کی یہ صورت رکھی کہ ہوا کو مسخر کرکے اکوان تاجدار بادشاہ طلسم کی

تابع کردیا غرض جو کیفیت گزری ہو اسکی خبر بادشاہ کو پہونچاوے بادشاہ اُسکے موافق و بالکا انتظام کرلے
بعد چند روز کے اکوان تاجدار نے دعوی خداوندی کیا اور مغرور ہوگیا کہ ایسا کون شخص ہوگا جسکے تابع
رہا ہو جو شخص اپنے گھر مین بدی کیوان و اکوان کی کرتا تھا تو اُسے خبر ہوجاتی تھی یہ اُن لوگون کو بلاکر
آگاہ کرتا تھا کہ تم دونون نے برائی اپنے خداوند کی بیان کی تھی ہر شخص کہ خداوند زبان تمهاری جلا
دین تم خداوندی کی بدی کرتے ہو یہ دیکھکر لوگون کا غیبت مین بھی بُرا کہنا موقوف ہوگیا اور بہت سے جاہلون
نے پرستش اکوان کی شروع کردی یہانتک کہ اب یک عالم اُسکو خداوند جانتا ہے یہانتک کہ وہ دونون
استاد و شاگرد یعنے حکیم اشراق روشنضمیر و حکیم اشرق روشنضمیر مرگئے تو ہوا کا عمل باطل ہوگیا اب ہوا
خبر نہین دیتی لیکن مرحلے اسیطرح قایم ہین کیونکہ ہر مرحلے کا حاکم ایک ساحر زبردست ہے جو سامری وقت
و جمشید ہے اور اکوان و کیوان تو بلاے بے درمان ہین انکے وہ کٹن مرحلے ہین کہ گویا پورا طلسم نہ طاق
یعنی دونون مرحلون کا سمجھنا چاہیے اور کیوان تاجدار کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ روشن گہر ہے جسکے
حسن کا شہرہ تمام عالم مین ہوگیا ہے کسی کی کیا تاب ہے کہ اُسکے حسن نظارہ سوز کو دیکھ سکے ایک مرتبہ اُسکا جلوہ
صاحبقران کو پس پردہ شعلے سے دکھایا گیا تھا جبکہ صاحبقران عجائب خانہ سامری مین تھے
شمع افروز جادو نے شمع روشن کی تھی اُسوقت سے جو حالت صاحبقران کی ہوئی تھی اُسکو نہین
معلوم جانتا ہوگا اتنا تو آپ نے بھی بیان کیا تھا کہ کھانا پینا سب چھوٹ گیا تھا بلکہ عجب نہین ہے کہ اب
بھی دل پر صاحبقران کے اُسکے حسن کا اثر باقی ہو یہ سُنکر صاحبقران کو اُسکا حسن جانسوز یاد آگیا
اور بیساختہ اُف کر بیٹھے حرمان جنی نے کہا کہ اس طلسم مین ایک عورت ہے جس کو پیرزال کاہنہ کہتے ہین
اُسنے اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت کرکے کیوان تاجدار سے بیان کیا تھا کہ شادی اس دختر کی
فاتح طلسم کے ساتھ ہوگی یہ سُنکر کیوان تاجدار پیرزال کاہنہ سے نہایت ناراض ہوا تھا اور اپنے
ملکہ روشن گہر کو بیابان ظلمی حصار مین قید کردیا تھا ساتھ اُسکے ملکہ حسین برق جادو بھی اسی بیابان
مین رہا کرتی ہے یہ دختر ہے طوفان جادو کی جو کہ مالک دربند اول ہے اسکی نسبت بیان کیا تھا کہ
عقد اسکا عیار طلسم کشا کے ساتھ ہوگا ساتھ ملکہ حسین برق جادو کے اُسکی دایہ بھی ہے کہ نام اُسکا
حنظل بلاکش جادو ہے ملکہ علم سحر و ساحری مین طاق و مشاق شہرۂ آفاق ہے اور دایہ سکے تو کلنے کا منتری
نہین ہے خضران اس امر کو سُنکے نہایت خوش ہوئے اور دل مین کہا کہ دیکھئے اُس یار جانی سے کب
ملاقات میسر آتی ہے اور بدیع الملک پر از خود رفتگی کی کیفیت طاری ہوگئی کیونکہ ایک مدت مین
خیال اُس تصویر کا دل سے کم ہوا تھا کہ خضران نے بہت کچھ سمجھایا تھا اور کہدیا تھا کہ ایسے ایسے سحر
کی تصویرین بہت سی پیش نگاہ ہونگی آپ کس کس کے فراق مین جان کھویا کیجیے گا لیکن حرمان جنی
کے کہنے سے وہ زخم کہنہ پھر تازہ ہوگیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر سکوت کے عالم مین چلے گئے خضران
نے کہا اس سوچ سے کچھ فائدہ نہوگا بہتر یہ ہے کہ پہلے مہرہ حاصل کیجیے تاکہ لوح بکار آمد ہو اُسکے بعد
مرحلون کو توڑتے ہوئے چلیے خدا منزل مقصود تک پہونچا ہی دیگا مین دیکھتا ہون کہ یہ خاندانی اثر ہے
یہی حالتین آپ کے باپ دادا کی بھی سُنی گئی ہین کہ جہان کسی حسین عورت کو دیکھا بس لوٹ گئے اور
آپے سے ہوگئے اور یہ شعر پڑھا ؎ عجیب کچھ حالت دل ہے جہان دیکھی پری رو — دل اُدھر جاتا ہے کہ بس ہاتھون ہی لیتے

صاحبقران سے فرمایا کہ تیرا ساوی تحت مین کمان سے لا دن الغرض حرمان جنی نے کہا کہ ایک شرط اس
طلسم کی اور ہو وہ یہ کہ چالیس روز تک مجرم طلسم قتل نہین کیا جاتا ہی اور اندر چالیس یوم کے اُسکا سیاہ ہو جانا
بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہو اُسکا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک غار تیار کیا گیا ہی اُس غار مین ہزار ہا زہریلے جانور
مثل مار و کژدم وغیرہ کے ڈالدیے گئے ہین تاکہ مجرم طلسم کو اُس مین قید کرین اور وہ موذی جانور اُسکا خاتمہ ا
ری روز مین کر دین نہ وہ زندہ بچیگا نہ آیندہ قتل ساحران و فتح طلسم کا ارادہ کریگا غرض اُس مقام سے محفوظ نکل
کہ جانے سخت اور دشوار گزار ہی اور حال حمزہ کا سوا سلطان سجادہ نشین کے اور کوئی نہین جانتا ہی ہر چند
کہ سلطان سجادہ نشین مرد عبادت گزار و درویش پاک باطن ہین وہ بتانے مین تامل نہ کرینگے لیکن اُن تک
رسائی دشوار ہی کیونکہ بیابان سلطانیہ کا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک ساحر معین ہی نام اُسکا خونخوار
اژدر چشم جادو ہی جسوقت کوئی شخص بھولا بھٹکا اس طرف آنکلتا ہی تو وہ صوبان جادو کو اطلاع دیتا ہی
صوبان جادو اُسکو گرفتار کر کے غار مین ڈلوا دیتا ہی ہنوز انسان بیابان سلطانیہ تک پہونچنے نہین
پاتا کہ گرفتار بلا ہو جاتا ہی یہ سُنکر خضران تو کانپنے لگا کہ خدا بچائے مین جن چیزون کا خوف کرتا ہون اُنھین کا
سامنا ہوتا ہی دیکھیے بدیع الملک کی رفاقت مین خانہ کعبہ تک زندہ پہونچنا نصیب بھی ہوتا ہی یا نہین
حرمان جنی نے کہا کہ خواجہ دو راہین بیابان سلطانیہ کی دو ہین ایک عام راستہ ہی جس طرف خونخوار اژدر
چشم حفاظت کرتا ہی اور ایک راستہ پوشیدہ ہی جس سے رازداران طلسم واقف ہین اور کوئی نہین جانتا
اگر کمر ہمت کو چست باندھین تو مین آپ کو اُسی راستہ سے لیچلون اگر خداوند کریم نے خونخوار کے شر سے محفوظ رکھا
تو مین جا کر سلطان سجادہ نشین کو آپ کی تشریف آوری سے آگاہ کر دونگا کیا عجب ہی کہ نام آپ کے بزرگون کا
اور اُنکی شان و شوکت پر نظر کر کے سلطان آپ سے اچھی طرح پیش آئے اور حال حمزہ کا آپ سے پوشیدہ نہ رکھے
شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ ای حرمان جنی فتح کرنا طلسم نہ طاق کا جملہ واجبات سے ہی مین
ہر طرح چلنے کو موجود ہون اور موت کو نہین ڈرتا اسلیے کہ اگر قضا ہماری آگئی ہی تو بچ نہین سکتے اور اگر حیات
باقی ہی تو کوئی قتل نہین کر سکتا ہی بقول کبیتشر دو ہا جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ۔ بال نہ بیکا
کر سکے جو دو جگ بیری ہوے ۔ یہ سُنکر حرمان جنی اُٹھ کھڑا ہوا صاحبقران مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے
خضران نے گوشہ زین کو جلدی سے تھاما اور سب سے مل جلکر جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوئے ادھر
سرداران لشکر اسلام نے جو یہ تمام کیفیتین سُنین نہایت پریشان ہوئے ہر ایک ساتھ چلنے پر آمادہ تھا
لیکن صاحبقران کے ادب و لحاظ سے مجبور ہو گئے کہ صاحبقران نے کسی کے ساتھ چلنے کو منظور نہ
فرمایا یہ لوگ حسرت سے دیکھا کیے رہ گئے اور صاحبقران باقبال کے واسطے مصروف دعا ہوئے الحاصل
ان کو تو اس حالت تفکر مین چھوڑا جاتا ہی اور ادل حال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ طی مراحل و
قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین راستے مین عجیب عجیب ویران اور سنسان مقام ملے ہین منہدم عمارتین
جا بجا اس طرح تھین جیسے ظاہر ہوتا تھا کہ کبھی اس مقام پر بستی تھی جو اب خرابہ کی حالت مین ہی پس
حرمان جنی اُن بستیون کے ویران ہونے کا حال بیان کرتا جاتا ہی کہ اس مقام پر ایک زمانہ مین ہماری قوم
رہتی تھی جسکو ساحران طلسم نہ طاق نے تباہ و برباد کر دیا ہی امیر عبرت اُٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا
مین اس زوال دنیا نے کسی کے ساتھ وفا کی ہی نہ کریگی حشم و جاہ دنیا پر بھروسا کرنا اور دل کو لگانا اس

باغ کی سیر سے وابستہ کرنا بالکل صحیح ہے اسواسطے کہ گلون مین اس چمن کی بوے وفا نہین ہے جہان تک ہوسکے دامن
کو خار تعلق سے بچاے اور مثل سبزہ کے بیگانہ وار رہے الحاصل تیسرے روز ایک صحرا خوش فضا مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا جنگل ہے کہ اسکو جنگل نہ کہنا چاہیے گل خودرو اس خوبصورتی کے ساتھ کھلے ہوئے ہین کہ معلوم ہوتا ہے چمن آراستہ
ہو رہا ہے اس باغ کی باغبانی اپنے ذمہ لی ہے صحرائی درخت اس طرح اُگے ہین جیسے جگہ ناپ ناپ کر بوے گئے
ہین اور سبزہ کا فرش مخمل کاشانی کے خواب کو یاد دلاتا ہے اُسپر گلہاے مختلف اللون عجیب لطف دے رہے ہین۔
پھولدار اطلس کا فرش دور تک بچھا ہوا نظر آتا ہے درختون پر عجیب طرح کے طائر بیٹھے ہوئے خوش الحانی کر رہے ہین
کہ آوازین اُنکی دلون کو گداز کیے دیتی ہین صاحبقران تعریف باغبان قضا و قدر کی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین
کہ ایک مقام پر پہونچکر حرمان جنی نے عرض کی کہ اب حضور اسی جگہ ٹھہرین مین جاتا ہون اور سلطان سجادہ نشین
سے آپکے آنے کی اطلاع کرتا ہون فرمایا بہتر حرمان جنی تو اُس طرف روانہ ہوا اور یہان صاحبقران با اقبال
ایک درخت سایہ دار کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے اور جعفران نے گانا شروع کیا وہ صحراے پر بہار اور جعفران
کا گانا جسقدر چرند و پرند تھے سب نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا اور محو ہو گئے اور گانا بدل خوش ہو کر سُننے لگے
لیکن اول کچھ حال ضوبان جادو کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جسوقت سے اسکو خبر آئینہ اندام جادو کے مرنے کی ملی ہے
ایام مین اسکے رعشہ پڑ گیا ہے کیونکہ پہلے آئینہ اندام اس درجہ کا ساحرہ تھا جیساکہ اب یہ ساحر زبردست ہو گیا تھا کہ اسکو تعلیم
دی گئی تھی اور بڑے بڑے سامان مہیا کر دیے گئے تھے دل مین کہتا تھا کہ یہ خدا پرست بلاے بے درمان ہین کہ علم
سحر سے واقف نہین اور ساحرون پر حاوی ہو جاتے ہین حسب اتفاق آج کچھ دل ملکہ حسین برق جادو کا گھبرایا اور
اپنے حنظل بلاکش جادو سے کہا کہ دائی امان میرا جی چاہتا ہے خدمت مین والدہ ماجدہ کی جا کر عرض کرون کہ بہت
دنون سے زیارت قدمبوسی کی نصیب نہین ہوئی ہے حنظل نے کہا کہ ملکہ سے اجازت لو ملکہ نے ملکہ روشن گہر سے
عرض کی کہ اگر ایک روز کی اجازت ہو تو مین والدہ ماجدہ کو سلام کر کے جلد حاضر ہون ملکہ نے کہا کہ جاؤ مگر جلد آنا کیونکہ تم خوب
جانتی ہو جسقدر وابستگی میرے دلکو تم سے ہے یون ہمنے کو اور بھی بہت سی انیسین جلیسین ہین مگر میرا دل تمہین سے بہلتا ہے
اور اب تو اور بھی جی گھبرایا کرتا ہے کہ والدہ ماجدہ نے ہمکو اس بیابان مین رہنے کا حکم دیا ہے بظاہر ہم آزاد ہین لیکن در اصل
مقید ہین دیکھیے اس قید سے کب رہائی ہوتی ہے حسین برق جادو نے کہا کہ گھبرائیے مین بڑے خداوند سے کہون گی
یقین ہے کہ وہ اپنے بھائی کو سمجھا دینگے آپکو ہر مقام پر پھرنے چلنے کی اجازت ہو جائیگی یہ سُنکر ملکہ تو رنجیدگی کی حالت
مین خاموش ہو رہی اور حسین برق جادو سلام کر کے رخصت ہوئی دایہ حنظل بلاکش جادو نے تخت سحر تیار
کیا اور حسین برق جادو کو تخت پر بٹھا کر طلاول کی جانب روانہ ہوئی یہان ضوبان جادو متردد و متفکر بیٹھا ہوا
تھا کہ حنظل بلاکش جادو مع حسین برق جادو آکر پہونچی اور باپ کو سلام کیا دایہ نے بھی سلام کیا ضوبان جادو
نے دختر کو سینے سے لگایا اور مزاج پرسی کی خیر و عافیت ملکہ روشن گہر کی دریافت کی حسین برق جادو نے کہا کہ جبسے
ہمکو بیابان طوطی حصار مین رہنے کا حکم ملا ہے تو ملکہ کبیدہ خاطر رہا کرتی ہین اور افسردگی مزاج انکی زیادہ ہوتی جاتی ہے اب آپ
انکی سفارش بڑے خداوند یعنی الکان تاجدار سے کرکے بیڑیان اُنکے پانون کی کٹوا دیجیے کہ ملکہ کہین جاتی ہین نہ کہین
آسکتی ہین نہ جا سکتی ہین ضوبان جادو نے کہا ای فرزند یہ زمانہ نازک ہے طلسم کشا داخل طلسم ہونے والا ہے طلسم
آئینہ اندام برباد ہو چکا آئینہ اندام جادو مارا گیا اس زمانہ کو گذر جانے دو اگر چالیس یوم خیر و عافیت سے گذر گئے
تو وہ طلسم کشا کا جانا رہیگا یہ سُنکر حسین برق جادو خاموش ہو رہی اور ضوبان جادو نے حنظل بلاکش جادو سے

کہا کہ والی امان ذرا دیکھو تو کہ طلسم کشا اسوقت کہان ہی اور کس حالت مین ہی یہ سُنکر حنظل بلاکش جادو نے
اسیوقت فتیلہ کو روشن کیا اور روشنی مین اُس فتیلہ کی ادہر اُدہر نظر دوڑائی اس فتیلہ کی روشنی مین
پورے طلسم نہ طاق کی حالت نظر آتی ہی اور اگر زیادہ غور کیا جاوے تو بیرون طلسم نہ طاق کا حال بخوبی روشن
ہو جاتا ہی جب یہ دیکھا جبکی تو ضوبان جادو سے کہا کہ طلسم کشا اپنے عیار کو لئے ہوئے بیابان خوشنما
مین بیٹھا ہی عیار اُسکا گا رہا ہی چرند و پرند محو ہو رہے ہین اور حرمان جنی سلطان سجاد و نشین نے اطلاع
کرنے کو جاتا ہی مگر ہنوز راہ مین ہی اور سلطان تک پہونچا نہین ہی بس یہ سُنتے ہی ضوبان جادو گھبرا گیا
اور اسنے کہا کہ والی امان یہ کام تمھارے سوا کسی دوسرے کا نہین ہی لہذا تم جاؤ اور اُسکو گرفتار کرکے
جہنم خداوندی مین پھینک دو کہ ملک الموت ان لوگون کی تحقیق مین ہوئی ہو یہ سُنکر حنظل جادو نے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ حسین برق جادو نے کہا مین بھی چلون گی حنظل جادو نے اسکو بھی تخت پر
بٹھا لیا اور تخت کو اُڑا کر جانب بیابان خوشنما روانہ ہوئی جاتے جاتے قریب بیابان خوشنما کے پہونچی
تھی کہ دیکھا سامنے حرمان جنی چلا جاتا ہی بس اسنے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان جاتا ہی مین آ پہونچی
مین حنظل بلاکش جادو یہ سُنکر حرمان جنی گھبرا گیا اور ادھر دیکھنے لگا کہ یہ بلا کہان سے آگئی اتنے مین
حنظل بلاکش جادو نے ایک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا اور آواز دی کہ حرمان جنی ہوکر مشکیں باندھ
یہ آواز سُنتے ہی سرپیچ ہوکر رسی بنا اور بازوؤن سے حرمان جنی کے لپٹ گیا اور کشان کشان
پاس حنظل بلاکش جادو کے لے آیا حنظل بلاکش جادو نے بڑھکر ایک تھپڑ اور ایک طمانچہ حرمان
جنی پر کھینچ مارا اور وہ سر پکڑ کے رہ گیا اسنے طلطاک ماری اور شکل قمری ہوکر پھر تخت پر آ بیٹھا کیا
حقیقت تھی حرمان جنی کی کہ اس بلا کے ہجرسے اپنے کو بچا سکتا اب یہ تخت اُڑا کر آگے روانہ
ہوئی جسوقت بیابان خوشنما مین پہونچی تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت کے نیچے دو انسان مثل آفتاب
و ماہتاب کے جلوہ گر ہین ایک شخص بانسری بجا بجا کر گا رہا ہی اور گرد اُسکے ہجوم حیوانات صحرائی کا ہی
درندے اور گزندے محویت کے عالم مین ہین شیر اور چیتے اور آہو وغیرہ ایک ہی
مقام پر گردنین جھکائے ہوئے بیٹھے ہین ایک دوسرے سے متعرض نہین ہوتا اور بالاے درخت
طائرون کا ہجوم ہی ہر شاخ کی یہ حالت ہی کہ پرندون کے بوجھ سے جھکی جاتی ہی اور شاخین
اسقدر جھکی ہوئی ہین کہ قریب ہی ٹوٹ جاتی ہین اور بہت سے طائر ہوا مین محو ہو رہے ہین یہ دیکھ
حسین برق جادو نے کہا کہ والی امان آپ کیون تکلیف کیجئے مین جاتی ہون اور ابھی انکو
گرفتار کئے لاتی ہون یہ کہکر تخت سے اُتر کر بڑھی اور ایک گڑگری یہ معلوم ہوا کہ سانولی سماں تا
بار پھیلتا پڑنے خواجہ خضران تو اُچھل پڑے کہ یہ کیا آفت آئی اور بدیع الملک کی آنکھ جو
کھلی تو دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت حسین مہ جبین کھڑی ہوئی ہی اور بن اور جوبن اُسکا مصداق
اس شعر کے ہی **شعر** برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن　　جوانی کی راتین مرادون کے دن
چہرے سے اسکے بھولا پن مگر آنکھون سے شرارت نمودار غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہین چولی ازرق بقیم
کی تنگی ہوئی ہی کانون مین بندے پہنے ہوئے ہی خواجہ خضران نے جو صورت اسکی دیکھی بیچین

نگاہ اُٹھا اور یہ شعر پڑھا		آنکھ دست نہ سرسے پاؤن تک پالی ہوئی	اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

حسین برق جادو کچھ شرمائی ہوئی تھی لگی کہ او ظالم تیری بانسری نے روح کو بیچین کر دیا تھا سماں
بندھا ہوا تھا شجر و حجر دنگ ہو رہے تھے بقول کبیشیر کبت جمنا جل بہے لاگا گر سر دھر کے
نکھ ہری ہری کرکے وہ چلی بات ہیر کے + کہا جو سُن او سے کرشن بانسری بجا دے وہ گھڑے
کسن رکھ دے شدھ نہ رہی سر پیر کی سا کہتے ہی لوٹ پوٹ ایک مور نہ بیچ گا بانس نہ بیچ باجیگی بانسری
کچھ ہم ترساتے سب چھوڑتی ہون کہ تو قاتل ہے ساحران طلسم کا یہ کہکر اپنے ایک رشتہ خام سے اسکو باندھ لیا
صفران نے کہا کہ یہ کیا کچا کاجالا مجھے روک لیگا ہان تمہارا رشتہ محبت اس طلسم سے بیشک کم نہین ہے
جسنے میرے دل کو رشتہ زلف سے وابستہ کر دیا ہے حسین برق جادو نے کہا کہ یہ رشتہ خام کچے ہی
کا جالا نہین ہے بلکہ تیرے رشتہ حیات سے زیادہ مضبوط ہے اگر تجھ مین کچھ قوت ہو تو اسے توڑ ڈال اب جو
صفران زور کرتا ہے تو رشتہ پیوستہ ہوا جاتا ہے مگر ٹوٹتا نہین یہ دیکھکر اسکے ہوش اڑ گئے اب یہ بدیع
الملک کی طرف متوجہ ہوئی لیکن باتون مین زیادہ دیر ہونے کی وجہ سے حنظل بلاکش جادو
خود بھی قریب آگئی اور آتے ہی مہرہ ساحری کو بجا کر پھونک دیا چنانچہ [illegible] بسبب
تو حسین برق جادو کی آمد سے فراغت پائے تھے اور وہ جمعیت برہم ہو گئی تھی اسنے جو مہرہ
پھینکا تو بدیع الملک بھی نہ دیکھ سکے اور چیخ مار کر بیہوش ہو گئے اسنے لوح گلے سے اتار لی
اور انکو تخت پر ڈالا اور تخت اڑا کر روانہ ہوئی اور بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسی مقام پر ایک
حجرہ بنا کر اس مین ان سبکو قید کیا اور آپ تخت اڑا کر صنوبان جادو کی خدمت مین روانہ ہوئی
اور حسین برق جادو کو ان لوگون کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ملکہ حسین برق جادو نے
کہا کہ آخر تو بیچارہ تمہارا اسیر ہو چکا ہے اور کل تم تینون آدمی جہنم خداوندی مین پھینک دیے
جاؤگے لہذا اتنا وقت غنیمت ہے کیونکہ اس وقت [illegible] کرنے سے کچھ حاصل نہوگا نہ کوئی تمکو رہا کر سکتا ہے اور
نہ تم بچ سکتے ہو پس جو تم کو رہنا ہے وہ [illegible] اتنا وقت عیش مین گذار دو یہ تفکر و پریشانی
مین نہ گذارو ہر چند کہ ہمکو تمہارے ہلاک ہونے کا نہایت صدمہ ہوگا مگر مجبور ہین کہ تم قاتل اور دشمن
ہو ساحران طلسم کے یہ سنکر صفران نے کہا کہ اے ملکہ حسین برق جادو تمہین انصاف کرو کہ
جس شخص کو اپنے مرنے کی اطلاع ہو گئی ہو اور سامان موت اسکے پیش نظر ہون اسکے دل کی کیا حالت
ہوگی اور یہ کام گانا بجانا خوشنودی کا ہے افسردگی مین کہان ہو سکتا ہے اسکے علاوہ جب ہم مرتے ہین
تو ہمکو کسی کی خوشی سے کیا کام اور رنج سے کیا مطلب تم خوش ہوگی تو قتل کروگی اور ناخوش ہوگی
تو قتل کروگی ملکہ حسین برق جادو نے کہا کہ علاوہ اس امر کے کہ قتل ہونا تمہارا حیلہ واجبات
سے ہے اگر کوئی اور تمنا رکھتے ہو تو وہ بیان کرو ہم تمہاری خوشی کرین تم ہماری خوشی کرو صفران
نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران نے کہا اے صفران آخر تو مرتے ہین ایک نظر اس
کی جان کو دیکھ لیتے تو روح کو چین آجاتا صفران ایما بدیع الملک کا سمجھ گیا اور ملکہ حسین
برق جادو سے کہا کہ اے ملکہ ایک صورت سے ہم تمہاری خوشی کر سکتے ہین وہ یہ کہ اگر تم ملکہ
روشن گہر کو اس صحبت مین شریک کرو تو ہمین بھی گانا سنانے مین کوئی عذر و انکار نہوگا ملکہ حسین
برق جادو نے کہا کہ تم ملکہ روشن گہر کو کیا جانو کہ وہ کون ہین اور کہان رہتی ہین اور یہ نام تمھین

کیونکر معلوم ہوا حضرات نے کہا کہ ہم کسکو نہین جانتے ہین ہمارے آقا جب عجائب خانہ ساحری مین تشریف
لیگئے ہین تو شمع افروز جادو نے شمع سحر روشن کرکے پردہ شعلہ سے تصویر ملکہ روشن گہر کی دکھائی
تھی کہ دیکھتے ہی اُس جمال جہان آرا کے بیخود ہوگئے تھے اور تصویر ملکہ روشن گہر سے یہ آواز پیدا
ہوئی تھی کہ اگر ہم سے ملنا چاہتے ہو تو زندگی سے ہاتھ اُٹھاؤ اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو ہم سے
مل سکتے ہو ہر چند کہ یہ فریب نیان لینے کا تھا مگر بدیع الملک مرنے پر راضی ہوگئے تھے یہی وجہ ہے کہ
اسوقت یقین مرگ ہونے کے سبب سے خیال ملکہ روشن گہر کا آگیا کہ اگر دیدار آخر ہو جاتا تو حسرت
دل نکل جاتی بقول شاعر

شعر

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے | تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

یہ سنکر ملکہ حسین برق جادو کو رحم آگیا اور اسنے کہا کہ اچھا مین رقعہ ملکہ کو لکھتی ہون اور اسیوقت اسنے
بطور عرضی کے ایک رقعہ لکھکر ملکہ روشن گہر کی خدمت مین روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای ملکہ
آفاق آج ایک عرض ہے

مصرع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وہ یہ کہ فتح طلسم اور اسکے عیار مکار
کو میری دایہ نے گرفتار کیا یہ مژدہ آپ کو مبارک ہو کل وہ دونون قتل ہو جاوینگے لیکن وہ عیار ایسا خوش جمال
وخوش مقال ہے کہ اسنے میرے دل کو مسخر کر لیا ہے جسوقت مین نے اُسکو گرفتار کیا ہے تو وہ گا رہا تھا
اب ہر چند مین اُس سے کہتی ہون مگر وہ نہین گاتا اور کہتا ہے کہ تم ہماری دشمن ہو ہمین تمہاری خوشی
سے کیا کام ہے مشکل اسنے یہ شرط پیش کی ہے کہ اگر ملکہ اس صحبت مین شریک ہون تو ہم گانا اپنا سناوین
مجھے اُسکے گانے کا ایسا اشتیاق ہے کہ حضور سے استدعا کرتی ہون کہ تشریف لائیے اور کنیز کو سرفراز کیجیے
آپ کے ملاحظہ سے دایہ بھی کچھ نہ کہہ سکیگی اور وہ عیار یہ بھی بیان کرتا ہے کہ فتح طلسم نے عجائب خانہ ساحری
مین پس شعلہ آپ کی تصویر جلوہ گر دیکھی تھی اُسدن سے طلسم کشا عاشق جمال ہو گیا ہے میرے نزدیک
یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے چاہنے والے کو دیکھ لیجیے کہ کیسا شخص ہے آخر تو کل وہ جہنم مین پھینک دیا
جائیگا ایک نظر سے خوش گذرے جسوقت یہ عرضی خدمت مین ملکہ روشن گہر کے پہونچی یہ مضمون پڑھکر
کچھ سوچی آخر جواب لکھ بھیجی کہ مجھے خاطر تمہاری ہر طرح منظور ہے مین قریب شام آؤن گی ہر چند ایسی باتین
مجھے ناپسند ہین مگر تمنے کبھی کسی بات کو مجھسے اس طرح نہ کہا تھا اسوجہ سے یہ خیال ہے کہ تمہین ملال نہ
گذرے کہ تم بچپن سے میرے ساتھ ہو اور ہر حال مین شریک رہی ہو مین تمہارے کہنے کو کیونکر رد
کر سکتی ہون اور اگر دایہ کچھ مخل ہونا چاہیگی تو اُسکو بھی سمجھا بجھا دونگی مجال پڑی ہے کہ حنظل
بلاکش جادو میرے حکم کو ٹال سکے جسوقت یہ جواب نامہ کا ملا ملکہ حسین برق جادو نہایت خوش
ہوئی اور سامان ضیافت مین مصروف ہوئی مکان سحر تیار کرکے اُسکو خوب آراستہ کیا وہان حنظل
بلاکش جادو خدمت مین صنوبان جادو کی پہونچی سلام کیا اور کہا کہ حضور کے اقبال سے
بدولت خداوند کیوان تاجدار سے مین نے ان اجل رسیدون کو گرفتار کیا ہے اب جو حکم ہو بجا لاؤن
صنوبان جادو نے کہا کہ یہ امر اہم ہے اس مین رائے خداوند کی شریک کر لینا ضروری بات ہے
لہکر اسنے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور ایک ساحر کے ہاتھ اسیوقت خدمت خداوند کیوان
تاجدار مین روانہ کی جسوقت عرضی صنوبان جادو کی خداوند کیوان تاجدار کو پہونچی اور
مضمون عرضی سے خداوند کیوان تاجدار آگاہ ہوا اسنے بھی فوراً جواب عرضی کا لکھ بھیجا

ریاحین کی آرایش تھین غرض کہ تمام مکان رونق نگارخانہ چین ہو رہا تھا ملکہ روشن گہر بھی اس
سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہ بری مصاحب نہایت سلیقہ شعار ہے حنظل بلاکش نے
عرض کی کہ اسوقت حضور کی تشریف آوری سے مین حیرت مین ہون ہرچند کہ آپ تمام
طلسم کی مالک ہین جہان چاہین تشریف لیجائین مگر اسوقت یہان کا تشریف لانا تعجب سے
خالی نہین ہے کہ یہ زمانہ نہایت خوفناک ہے خاص آج ہی کل کے خطرے سے خداوند نے
آپ کو بیابان طوطی حصار مین رہنے کا حکم دیا تھا ملکہ روشن گہر نے اصل امر کو چھپایا
کہ ایسا نہو حسین برق جادو بر کچھ خفا ہو اور یہ حیلہ پیش کیا کہ تم جانتی ہو مین اسطرح
ایک مقام پر جم کر بیٹھنے کی کبھی عادی نہ تھی برا ہو مرزالہ کا کہ جسکی بدولت مین مقید
بنائی گئی ہون کہ اب صرف ایک ہی مقام پر رہ سکتی ہون یا بعض بعض مقامات پر جانے کی
اجازت ہے وہ بھی تنہا نہین چنانچہ اس مقام کی بھی اجازت تھی لیکن سبب یہ ہوا کہ
آج میرا جی بہت گھبرایا اور مین برائے سیر نکلی اس مقام پر تمکو اور حسین برق جادو
کو بیٹھے دیکھا اسی طرف چلی آئی کہ تھوڑی دیر باتون مین غم غلط ہوگا علاوہ اسکے مین نے
یہ بھی سنا ہے کہ تمنے ایسے ہی شخصون کو گرفتار کیا ہے جنسے بربادی طلسم کا خوف تھا
اور وہ میرے باپ کے دشمن ہین یہ بھی خیال ہوا کہ انکو پہچان لون تاکہ آیندہ انکے فریب
سے محفوظ رہون یہ سنکر حنظل بلاکش نے عرض کی جی ہان آپکے اقبال سے مین نے ان موذیون
کو گرفتار تو کر لیا ہے اور بہت جلد اب انکو غار جہنم مین پہونچائے دیتی ہون بعد اسکے ہمیشہ کو چین
طلسم مین قائم ہوجائیگا اور یہ خلش مٹجائیگی اب میرے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور
یہان صحبت عیش آراستہ کرین اور مصروف نشاط ہون کہ آج سے بہتر کوئی دن نہوگا اور مین جاکر
ان اجل رسیدون کو داخل دوزخ کیے دیتی ہون یہ سنکر ملکہ نے فرمایا کہ ہم کیا کہتے ہین تم کیا
جواب دیتی ہو پہلے ہم انکو دیکھ لین پھر آپکے اختیار ہے حنظل بلاکش نے کہا کہ حضور بڑے
بوڑھون کا کہنا مانتے ہین مین تو تمکو منع کرتی ہون ابھی انکا کرا پیٹا ہے اور وہ موئے بیچے
جعلساز نہایت فریبی اور دغاباز ہین انھون نے اپنی صورتین دکھا دکھا کر ہزارون کو
دھوکے دیے ہین سیکڑون کو دغا دی ہے آیندہ حضور مالک و مختار ہین اگر خدانخواستہ کوئی اونچ نیچ
پڑی تو ہماری بھی ناک چوٹی کی خیر نہوگی کہ آپ خداوند زادی ہین ملکہ آپ تو بچہ کہکر چھوٹ
جائینگی اور مفت مین ہم رانڈ ہی ڈوبے جاتے کہ بڑھیا تو کیسی تھی جو لڑکیون کے کہنے مین آگئی ملکہ
روشن گہر نے فرمایا کہ سچ ہے بڑھاپے مین عقل خراب ہو جاتی ہے دماغ مین فتور آجاتا ہے
اگر تو بری پڑھی ہوتی اور دوسرا شخص تیرے مقام پر ہوتا اور وہ اس طرح کی بدگمانی میری جانب
کرتا تو زبان گدی سے کھنچوا لیتی مگر کیا کہون کہ تیری خدمتون کا خیال کرتی ہون اور اسکا لحاظ
ہے کہ تو نے بڑے دشمن کو گرفتار کیا ہے ورنہ اتنا ہی جواب تیرے واسطے بس ہے کہ تو میری اتالیق
نہین ہے جو مجھے نصیحت کرے ملازم کا اتنا ہی منصب ہے کہ جو اس سے حکم کرین وہ سب
بجا لائے یہ سنکر حنظل بلاکش مجبور ہوئی اور عرض کی کہ اب معذور ہون بجا ارشاد ہوا

بہت جلد حاضر کیے وہ تو ہیوں یہ کہکر اُسیوقت داخل زندان ہوئی اور بدیع الملک
سے کہا کہ خوشا نصیب تیرے کہ ہماری خداوندزادی نے تجکو طلب کیا عجب نہیں ہو کر
تجربے کچھ سختی مرگ کم ہو جائے لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ ملکہ تم کو زندہ چھوڑ دیگی کہ تم اُسکے باپ
کے دشمن ہو لہذا اچانک ممکن ہو سامنے ہو پہنچتے ہی سلام کرنا اور بہت ادب سے
کھڑے رہنا بدیع الملک نے اسکو کوئی جواب نہ دیا اور سامنے ملکہ کے آئے ملکہ کی
نظر جو چہرۂ بدیع الملک پر پڑی یہ بھی جمال جہان آرا کو دیکھکر حیرت ہو گئی ہر چند کہ حنظل بلاکش نے از راہ احتیاط بدیع الملک
کے چہرہ پر نقاب ڈال دی تھی کہ ایسا نہو اسکے حسن پر ملکہ شیدا ہو جائے لیکن روئے روشن بدیع الملک کا نقاب میں سے
اس طرح چمک رہا تھا جیسے ابر تنک میں آفتاب یا پردۂ فانوس میں شمع ہوتی ہے دونوں جانب نگاہ پردۂ نقاب سے پار
جا پڑتی ہے جیسے شعاع مہر فانوس چرخ کو نور کر ماہ پر پرتو فگن ہوتی ہے ایک حسن دوسرے کے نقاب پر پرتو فگن تھا معلوم ہوتا تھا ایک
وقت دو آفتاب آسمان پر سے اُتر آئے ہیں ملکہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے اور دل میں سوچی کہ افسوس ایسا شخص جسکے
چہرے سے جلالت شاہی و شہریاری نمودار ہو وہ اس طلسم سے قتل کیا جائے اُدھر بدیع الملک کی یہ حالت ہے کہ تصویر
بنے ہوئے بیٹھے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ دیکھیے پھر بھی زندگی میں یہ صحبت نصیب ہوتی ہے یا نہیں مگر اس دیدار کو دیدار
آخر تصور کرنا چاہیے اب اجل اتنی فرصت کہاں دیگی کہ دیدار کی حسرت کریں جی تو یہ چاہتا ہے اور آرزو یہ ہے کہ نکلے دم
ہمارا سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے + بلکہ بعد مرنے کے بھی یہ چاہتا ہوں کہ یہ صحبت موقوف ہو
گھڑی دو گھڑی میں آمادہ جین ہیں جو ملتفتین | کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے
حنظل بلاکش نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا کہ ہر ایک بدیع الملک کی طرف غور سے دیکھ رہی ہے اور باوصفیکہ ملکہ حسن و جمال میں نظیر نہیں رکھتی ہے اور ہمیشہ حسینان
عالم پر تحقیان کیا کرتی تھی اسوقت عالم سکوت میں گردن جھکائے بیٹھی ہے اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اب اجازت ہو میں اس
قیدی کو غار جہنم کی طرف لیجاؤں یہ سنکر ملکہ کا دل بھر آیا مگر بظاہر اپنے دوسرے حیلے سے ٹالا اور پوچھا کہ میں نے تو سنا تھا کہ تین
آدمی قید ہوئے ہیں تو نے تو ایک ہی کو پیش کیا حنظل جادو نے کہا کہ جی ہاں دو شخص اور ہیں جنمیں ایک سلطان جنی کا بھائی
ہے اور دوسرا اس فتاح طلسم کا عید ہے کہاں وہ کوئی ہو تو اُسے بھی لے آ یہ سنکر حنظل جادو نے عرض کی کہ بہت خوب یہ
کہکر اُسیوقت اُن دونوں کے لینے کو روانہ ہوئی اور ملکہ حصار سحر بند نے ایک آہ سرد کھینچی ملکہ روشن کم سنکر ہنسنے
لگی اور کہا کہ اے حصار ابھی تک تجھے خیال سلطان سجادہ نشین جنی کا باقی ہے باوصفیکہ اسی محبت نے تجھے بیابان
طوطی حصار کی سیر کرائی اور یہ ارفیق بنایا مگر ابھی تک تو اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے شرما کر گردن نیچی کر لی اور سبب
اسکا یہ تھا کہ یہ سلطان سجادہ نشین پر عاشق ہے جو کہ بھتیجا حر آن جنی کا ہے اور حاکم ہے شہر سلطانیہ کا جب ان دونوں کی
محبت نے طول کھینچا اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ دونوں باہم محبت قلبی رکھتے ہیں لوگوں نے نگاہوں سے دلوں کی کیفیت
دریافت کر لی سچ ہوتے آفت سے کہیں نہ بچا سکے + تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے + یا یوں کہیے کہ عشق و
مشک چھپ نہیں سکتی نہ اسکا رنگ چھپتا ہے نہ اسکی بو پوشیدہ رہتی ہے آخرکار یہ حال اکوان دلیوان
آجد ار خداوندان طلسم کو معلوم ہوگیا تو انھوں نے اسکا یہ اہتمام کیا کہ حصار سحر بند کو تو ملکہ روشن گہر
نے قید کر کے بیابان طوطی حصار میں بھیجدیا اور ملکہ کی نگہداشت اسکے سپرد کی کہ اسکو فرصت دوسرے
ملنے کی نہ ملے اور سلطان سجادہ نشین جنی کو حاکم شہر سلطانیہ کر دیا اب ان دونوں میں سفارت
بھی اور یکجائی جاتی رہی لیکن اس عشق کا وہ بُرا اثر ہوتا ہے کہ جتنا اسے مٹانا چاہو اتنا ہی یہ زیادہ

ہوتا جاتا ہے اور اثر اسکا بڑھتا جاتا ہے یہی سبب اسکے آہ کھینچنے کا تھا وہاں حنظل بلاکش نے جاکر جان
جنی اور خضران کو سمجھایا کہ اس بے ادب نے تو ملکہ کو سلام نہ کیا لیکن تم ایسا نہ کرنا فوراً مؤدب ہو کر
ملکہ کو سلام کرنا ملکہ تمھارے حال پر شفقت کریگی اور تمھارا عذاب دور کر دیگی یہ سمجھا کر ان دونوں کو بھی سامنے
ملکہ کے لائی خضران نے نہایت ادب سے ملکہ روشن لقا کو سلام کیا اور جان جنی نے بھی آداب بجا لائے
ان دونوں کے سلام کرنے کا خاص سبب برق المالک کی نظر توجہ جانب ملکہ تھی ملکہ نے انکو
بھی بیٹھنے کی اجازت دی یہ بھی سلام کرکے بیٹھ گئے اور ملکہ نے حنظل بلاکش کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا
کہ تم تو کہتی تھیں یہاں کو دیکھکر انسان بیخود ہو جاتا ہے یہ دونوں بیخود کرنیکی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل انسان نہیں
بیٹھے ہیں حنظل نے کہا کہ یہ کلمہ میں نے اس شخص کی نسبت کہا تھا جو چہرہ پر اپنے نقاب ڈالے ہوئے ہے اسکی وہ
حالت ہے کہ اگر پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا + جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہو آفتاب کا + یہ کہکر حنظل بلاکش
خاموش ہو رہی ملکہ نے خیال کیا کہ پھر یہ کہیگی اب میں لیجاؤں اب اسے کسطرح ٹالنا چاہیے اسنے کہا کہ ای حنظل
میں نے سنا ہے کہ یہ سوکھا آدمی جو ہے یہ خوب گاتا ہے حنظل نے کہا حضور گانے والے بڑے بڑے آپکے طلسم میں
موجود ہیں انہیں کیا سرخاب کا پر ہے اب اسے جہنم میں ڈالیے ملکہ نے کہا کہ تمھیں ان جھگڑوں سے کیا مطلب
ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم گانا اسکا سنیں کیوں حسین برق جادو تمھاری اجازت ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو
حضور کا تفضل خانہ زاد ہے جب تک مزاج مبارک میں آئے یہاں تشریف رکھیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + خوشا نصیب ہے کہ حضور نے کلبۂ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکت
سے عیش خانہ بنایا لیکن ان قیدیوں کا اختیار دائی ماں کو ہے یا حضور کو کہ آپ خداوند طلسم کی بارہ جھولیوں میں آکے رہ چکی
کچھ عرض نہیں کر سکتی حنظل بلاکش نے جو یہ باتیں سنیں اور ملکہ کا منشا سمجھ گئی کہ اب اگر زیادہ عذر و انکار کرونگی
تو ضرور یہ ناراض ہو جائینگی اور گو اسوقت یہ کچھ نہیں کر سکتیں لیکن مآل اور نتیجہ میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے
اگر دوسرے وقت یہ اسکی کسر نکالینگی تو مجھے زندگی اپنی دشوار ہو جائیگی بڑی مشکل یہ ہے کہ یہ لڑکیاں جمع ہیں
اور یہ عیار طرار ایک ہی مکار ہے اگر کوئی فریب کر گیا تو غضب ہو جائیگا اور ساری بدنامی ہمارے سر آئیگی
اور اگر انکا کہنا نہیں مانتی تو مشکل ہے غرض یہی حالت ہے کہ ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو عالم میں ہمارا
آشیان ہے + نہ کہ عالم مرگ مفاجات مجبوراً اسنے تمام سامان عیش و نشاط مہیا کیا کشتیاں نقل کی لاکر
پلیٹیں کبابوں کی خوان کھانے کے سب بند و بست کرکے گرد تینوں قیدیوں کے ایک حصار کھینچا کہ
اس حصار سے باہر آسکیں اور نہ کوئی انکے قریب جاسکے نہ خضران کوئی چیز زنبیل سے نکال سکے یہ سب
بند و بست کرکے اسنے عرض کی ملکہ روشن لقا سے کہ میں رخصت ہوتی ہوں کہ میرا دن اس قابل نہیں ہے
جو رات بھر جاگ سکوں علاوہ اسکے مخل صحبت بھی ہونگی اب آپ تمام رات اطمینان سے گانا سنیے صبح کو
میں آؤنگی اور ان اہل رستمیوں کو لیجاکر جہنم میں ڈال آؤنگی بعد اسکے خضران کی طرف دیکھکر کہا
کہ یہ تمام فسادات تیری ہی ذات سے ہیں خیر ایک رات اور دنیا کی ہوا کھالے کہ ملکہ کے حکم سے
مجبوری ہے میں تو اسیوقت تجھے جہنم کے سپرد کر دیتی مگر کیا کروں کہ ملکہ کے ارشاد سے مجبور ہوں
یہ کہکر اسنے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے بھی فرمایا کہ بیشک تم نہایت ضعیف و ناتوان ہو رات بھر جاگنا
تمھارے حق میں ضرور مضر ہوگا لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جاکر آرام سے بسر کرو صبح کو

اپنی امانت بھی لیجانا یہ سنکر حنظل بلاکش جادو اوس طرف روانہ ہوئی اور یہان رنگ دیگرگون ہوا
گویا کا ماتھا ٹل گیا خفران دل مین کہتا تھا کہ یہ ملکہ بڑی سنگدل معلوم ہوتی ہے خیر یہ جاتی کہان ہے اگر زندگی
باقی ہے تو اسطرح اسکو مارونگا کہ یا مہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرینگے مگر ابھی تو مجبوری ہے کہ ہم خود
اسیر بلا ہو رہے ہین اگر چھوٹینگے تو اسکو جہنم واصل کرینگے سچ ہے جو جیسے وہ وصل یار دیکھیگا + جو اس
کے واسطے پھیگا بہار دیکھیگا + ادھر ملکہ حسین برق جادو ساتھ حنظل بلاکش کے روانہ ہوئی تھی کہ ایسے
مرکب پر سوار ہوں تو اطمینان ہو ایسا نہو کہ یہ کہین چھپ چھپا کر رنگ صحبت دیکھے تو اچھا نہو گا اس خیال
سے حسین برق جادو اسکی خوابگاہ تک ساتھ آئی اور کہا کہ آج آپ نے بڑا کام کیا ہے کہ تمام طلسم پر انکا احسان ہے گویا
اسکی جان بخشی آپنے کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو مے عشرت کے جام پلاؤن حنظل نے کہا کہ میں فدک
ہو گئی حسین برق نے کہا کہ جہانتک پڑی جائین پیجیے غرضکہ اس بہانے سے اسقدر شراب پلادی کہ یہ تو بیہوش ہوکر
بستر مرگ پر گری اور حسین برق وہان سے بلٹکر اس بزم نشاط و صحبت انبساط مین آئی خفران نے ہزارہا
دعائین ملکہ روشن گہر کو دین ملکہ نے فرمایا کہ اب کچھ گاؤ جس سے انتا جھگڑا کیا ہے یہ سنکر خفران نے کچھ اشعار

عبرت آمیز شروع کیے اشعار بطور غزل
اب دوست ہین لینے مطلب کے
مطلب سے حیا کیا ہے تم کو ++
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا
اب اوڑتی ہے اسجا کوئی نہین
یاد آتے ہین اسکندر و جم
جنکی جو ملک کچھ بھی تو نہ تھا
پہنچے ہین کہان اہل سند
یا وہ جلسہ یا کوئی نہین
بنتے تھے جہان ہر دم جلسے
اب وان کا تھا سارا جھگڑا
گل جگنو اندھیرے تھے
بس داغ دل اتنا کوئی نہین
مرنے والے لاکھوں تھے
یہ شعر کا فن ہے نازک تر

آرام سے کٹے سا تھی کب کیا
دنیا مین کسی کا کوئی نہین
اس آنکھ سے پردا کرتے ہو
اٹھکیلون سے چلتی تھی صبا
آئینہ و ساغر بر باہم
اب تو تماشا کوئی نہین
ہستی ہے حباب بحر فنا
آغاز وہ کچھ انجام یہ ہے
جو اونچے مکانون والے تھے
اب دیکھو تو اسجا کوئی نہین
تخت انکا نہ اب ہے تاج انکا
رہتا تھا چراغان پیش نظر
قتال جہان معشوق جو تھے
یاد رونے والا کوئی نہین
اس کام مین کیون کی عمر بسر

جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
گلگشت مین دامن سے نہ لگو
جس آنکھ مین پردا کوئی نہین
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا
حیرت مین ہے دل آنکھین پر نم
ہر ایک نمائش کو دیکھا ++
اس دم کا بھروسا کوئی نہین
یا بزم طرب یا کنج لحد
سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا
اسکندر و دارا کوئی نہین
اک شمع جلا دے تربت پر
سوتے ہین پڑے مرقد آنگے
اے آرزو اسکا فخر نہ کر
جس کا کہ نتیجہ کوئی نہین

غرض اس درد سے خفران گایا کہ تصویر موت کی سب کے پیش نظر ہو گئی سب نے بے اختیار آنکھوں سے ہر ایک کی آنسو جاری
ہو گئے بے ثباتی دنیائے فانی پیش نگاہ ہو گئی ملکہ روشن گہر کو خیال آیا کہ افسوس کل یہ سب تصویرین خاک
مین ملجائینگی کیا برا طریقہ طلسم کا ہے کہ جو اسیر طلسم ہوا ہے ایسے زندان بلا مین گرفتار کیا جاے کہ وہ ہلاک ہو جائے
کاش یہ ظالم جلد غارت ہون کہ بندگان خدا اس بلا سے نجات پائین حصار سحر ہند کی تو بجلیان بند ہی ہو گئی
تھین ملکہ روشن گہر نے کہا کہ اے شخص کس غضب کی تاثیر تیرے گانے مین ہے بس اب بہت رلایا تو نے اسکی کی

ایسی خبر کا کہ یہ صدمہ و غم دور ہوں اور خوشی حاصل ہو یہ سنکر صاحبقران نے کہا کہ خوشی اب کہاں ہے اگر دل کا غم ہو تو کچھ کام یا بھی جا سکے تصویر ملک الموت کی نگاہ کے سامنے پھر رہی ہے ملکہ نے کہا کہ یہ ارمان تو ہم میں خدا کو مانتے ہیں پس دعا کرو یوں تو اصل پیدا کرنے والا ایک ہی ہے لیکن ہر مذہب والے دوسرے نام اور نئے سے اسکو یاد کرتے ہیں غرضکہ وہ پیدا کرنے والا جو ہو وہی بچا بھی سکتا ہے اور ہر تکلیف کو برطرف بھی کر سکتا ہے یہ سنکر صاحبقران کے دل کو سہارا ہوا اور چشم و ابرو سے ملکہ کے دریافت کر لیا کہ یہ رحمدل معلوم ہوتی ہے اور جلو گروں کے حال پر مہربان ہے شاید کوئی صورت رہائی اسی کے ذریعہ سے پیدا ہو لہذا اسکو رنجیدہ نہ کرنا چاہیے یہ خیال کر کے شاہزادے نے دوسری غزل عاشقانہ شروع کی غزل

جانے والے منزل مقصد نشان دیکھا کیے
ہم شکستہ بال سوئے آشیان دیکھا کیے
زندگی کم ہو کے بڑھا عشق کا اعجاز ہے
گو کہ وہ اور جنس ناتوان دیکھا کیے
اسکے دل سے کوئی پوچھے لطف بیداد و جفا
بے سبب جو اُٹھ کے رنگ آسمان دیکھا کیے
جب کبھی شیشہ کھلا کر آیا گئے وہ دور تک
یاران کیا نسبت ناتوان دیکھا کیے

ہمنے گلشن میں بلبلے رنگکان دیکھا کیے
تجھ کی نئی جلوہ میں ہر جا حسرت دیدار دوست
صورت کا سستہ مضمون نگاہان دیکھا کیے
ظاہر اسکین تھا دل میں لینا ہچکیان
جسکے تیور آپ وقت امتحان دیکھا کیے
بازی غمخواری سے رکھا راز داری نے ہمین
مجھ شکستہ دل کی تربت کا نشان دیکھا کیے
نخل کا ثمر اثر کس کیسے اٹھا یا ارزو

ناتوان جسطرح منزل کا نشان دیکھا کیے
آنکھوں میں ظاہر اسے دل میں نہان دیکھا کیے
یہ بھی سمجھا کی اثر کیا لطف تب غم کا اثر
دیکھنے والے تر از ظلم نہان دیکھا کیے
شام تا سے صبح کی کروٹ میں ہم بے وقت
دل ہاتھوں سے سنبھالا کو تپان دیکھا کیے
شوق منزل کا بر جادہ ماندگی میں گر زمیں
زندگی جنگ کی تھی تیر جہان دیکھا کیے

غرضکہ تمام شب یہی صحبت گرم رہی ہر ایک کی بھوک پیاس جاتی رہی تھی نہ کسی نے کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ شراب کباب کی طرف توجہ کی کہ یکایک سپیدۂ سحری چرخ پر نمودار ہوا ستارے جھلملانے لگے رنگ ان گلرخوں کے مانند رخ مہتاب کے فق ہو گئے بدیع الملک نے یہ مصرعہ زبان پر لایا حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد اے ملکہ خدا حافظ اب قیامت میں ہمارے آپکے ملاقات ہوگی گو اتنا امیدوار ہوں کہ یاد اس گرفتۂ حسرت کی دل سے نہ نکالیے گا ملکہ نے بسبب حجاب کے جواب تو نہ دیا مگر دل آنکہ آپ نے اختیاری کے ساتھ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بدیع الملک بھی رونے لگے صاحبقران نے یہ واقعہ بھی ملکہ کے سامنے بیان کر دیا کہ یہ آپکی محبت میں گرفتار ہیں جلنے کو موجود مگر زندگی باقی تھی کہ بچنے حالانکہ جسوقت صورت آپکی شعلوں میں شمع سے دیکھی تھی جب سے یہ آپکے رخ روشن کے پروانہ ہو رہے ہیں صاحبقران تو اسکے بعد نماز سحر پڑھنے میں مصروف ہوئے ہر چند کہ وضو ناممکن تھا اٹھنا بیٹھنا بسبب گرفتاری سو کے ناممکن تھا مگر نماز کو صاحبقران نے اشاروں میں ادا کر دیا ملکہ دل میں کہتی تھی کہ یہ لوگ کسقدر اپنے مذہب کے پابند ہیں کہ کسی حال میں یاد خدا کو فراموش نہیں کرتے اب میں بھی دیکھتی ہوں کہ یا مسقدر جسقدر خدا کی اطاعت کرتے ہیں وہ کہاں تک اپنے بندوں کا خیال رکھتا ہے اگر یہ اس بلا سے بچ گئے تو بیشک پروردگار انکا قادر و توانا ہے یہ تصور کر کے ملکہ نے حصار سحر بند سے کہا کہ مجھے حال پر ان بیکسوں کے رحم آتا ہے کوئی تدبیر بھی ہے کہ جانیں انکی بچ جائیں اسنے عرض کی کہ کیا کہوں تدبیر تو ہے مگر خوف صیاد و فکر باغبان ہے ۔ دو طرح میں ہمارا آشیان ہے ۔ اگر انکی جان بچتی ہے تو دوسروں کے سر جاتی ہے طلسم برباد ہوتا ہے پھر غیروں کے واسطے اپنوں کو ایذا دینا یہ کونسی عقل کی بات ہے اگر یہ اس قید سے چھوٹ گئے تو الوان تاجدار کی اور تاجدار کی ساری خدائی اور ہی ہو جائیگی یہ وہ ظالم ہیں کہ ہرگز رحم نہ کرینگے یہ سنکر ملکہ کو بھی سکوت سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اسنے دل سے یہ فیصلہ کیا کہ جو جسکی قسمت میں ہونا ہوگا وہ ہوگا ہم کیوں نیکی سے باز رہیں اگر قضا انکی اسی کے

ہاتھ سے ہے تو ہر طرح مارے جاوینگے بھاگنے نہ چھوڑینگے کوئی نہیں چھڑا سکتا اور اگر موت آئی نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا
ہے اور اصل یہ ہے کہ ایسے ظالموں کا مرنا اچھا ہے جب تک یہ زندہ رہینگے ایسے ایسے ہزاروں خون ناحق ہوا کرینگے
یہی نیک راہ ہے میری پیش پاہ اے حصار سحر بند مجھے ان جھگڑوں سے کیا اگر مجھسے ہو سکے تو کوتاہی نکرو بعد اسکے
حسین برق جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری کیا صلاح ہے اسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد فرماتی ہیں یہ دنیا
کے تو یہی کارخانے ہیں ایک مرتا ہے ایک پیدا ہوتا ہے ہم کس کس کو رویا کرینگے ایک دن خداوند بھی مرینگے فرود بھی
مارا جاویگا روز یہ سبھی کو دیکھنا ہے میں تو ہر طرح آپ کی شریک ہوں جب حضور اس معاملے میں جان کو جان نہیں سمجھیں تو
ہم نگوڑاروں کی کیا حقیقت ہے جب حصار سحر بند نے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک ہی ہوا چل رہی ہے تو اسنے بھی اظہار حال
کیا اور کہا کہ اے ملکہ عالم اصل تو یہ ہے کہ میں آپ کے خوف سے نہ عرض کر سکتی تھی ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ اسم
طلسم کا سمجھانا بہتر ہے کہ یہاں بڑی بڑی جفائیں ہوا کرتی ہیں علی الخصوص عاشق مزاجوں پر کہ ایک دوسرے
سے ملنے نہیں پاتا ہے وابستہ محبت کسی کا ہوتا ہے اس سے پہلے دلی تعلق اسکا ترک کرایا جاتا ہے یہ بات ایسی ہے جسکے واسطے
انسان جان کو جان نہیں سمجھتا لیجیے جو مجھسے ہو سکتا ہے وہ میں کیے دیتی ہوں اسکے مقدر ہے یہ کہکر اسنے ایک آئینہ
جھولی سے نکالکر پیش کیا اور کہا یہ حاضر ہے حسین برق جادو نے پوچھا کہ اس آئینہ کا مطلب نہیں سمجھ میں آیا کہ اس برق
ان میں کیا تحریر ہے حصار سحر بند نے جواب دیا کہ کوئی تاثیر اسکی یہ ہے کہ اگر عکس اسکا غار جہنم پر ڈالا جاوے تو جسقدر
بلو ہمزاد ودم و فرود وغیرہ اس غار میں ہیں وہ اسکے اثر سے تہ زمین پہونچ جاوینگے اور وہاں ہو کر جل جاوینگے یہ لوگ
یعنی دونوں بچ جاوینگے یہ کہکر رونے لگی سب حیران تھے کہ رونے کا سبب اسکے کیا ہے ملکہ روشن گہر نے کہا
کہ تم روتی کس وجہ سے ہو اسنے دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق سبب رونے کا نہ پوچھیے یہ وہی بات ہے جسے
میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ ہم عجب دوراہے میں تمسے چھپاتی ہیں کہ آج بھی میرے باپ کے طلسم کی ہے جسوقت طلسم کشا
اس دربند پر ہو کر عکس اس آئینہ کا ڈالے گا تو ہر ساحر کا سحر باطل ہو جاویگا اور ساحر خود جلکر خاک ہو جاویگا اسمیں
کسی کی خصوصیت نہیں ہے اگر میرا باپ بھی اس آئینہ کو دیکھ لیگا تو بچ نہیں سکتا ہاے کون سی ایسی بیٹی ہو گی
جو باپ کو دوسرے کی محبت میں قتل کراوے مگر یہ دل کیا بری چیز ہے کہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور ملکہ حسین برق
جادو سے کہا کہ اگر اتنا انتظام کر دو کہ خطل بلاکش کو مار ڈالو تو وقت جاتی رہیگی ہیں سے یہ لوگ چھوٹ
جاوینگے حسین برق جادو نے کہا کہ ابھی اسکا موقع نہیں ہے بالفعل تمہ غار کا انتظام کر رہی ہے اور جو تم
انتظام کرنا ہو وہ کر دو میں موقع پاکر آپ مار ڈالونگی اور یہ راز افشا نہونے پاوے حصار سحر بند نے
کہا کہ میں ایک رقعہ سلطان سجادہ نشین کے نام لکھے دیتی ہوں اب تم یہ رقعہ اور آئینہ اپنے پاس رکھو
جس وقت موقع پانا اس عیار کو دے دینا کہ یہ نہایت ہوشیار ہے رقعہ کسی نہ کسی طرح سلطان سجادہ نشین کو
پہنچا دیگا یہ کہکر رقعہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے طالب دیدار من آج ایک کام تمھارے سپرد کیا جاتا ہے
اگر اسکو انجام دو گے تو ہم تمسے بہت خوش ہونگے اور یقین ہے کہ یہ پردہ جدائی بھی درمیان سے
اٹھ جاویگا وہ کام یہ ہے کہ فاتح طلسم آ پہونچا مگر گرفتار بلا ہوا اور اب غار میں پھینکا جاتا ہے جسوقت
اسیر بلا ہو تو جس طرح ہو سکے اسکی حفاظت کرنا اور بچا لینا کہ اسکا نتیجہ نیک ہو گا انشاء اللہ
تعالیٰ بعد فتح طلسم ہم بھی مذہب اسلام اختیار کرینگے اور عقد ہمارا تمھارے ساتھ ہو جاویگا
اور ہم یہ کانوں سن چکے ہیں کہ عمر طلسم کی آخر ہو چکی ہے اور قضا اکوان و کیوان کی آگئی ہے

رقعہ شوقیہ تمام کرکے حسین برق کو دیدیا اور خضران سے کہا کہ میری باتین غور سے سن لین
خضران نے کہا مین سب سمجھ گیا لیکن جب یہ رقعہ اور آئینہ مجھ تک پہونچے تو کام چلے کہ ابھی
تو نہ مین تم تک آسکتا ہون اور نہ تم مجھ تک آسکتی ہو اور شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ اے حصار سحر بند قسم ہے پروردگار عالم کی کہ اگر باپ تیرا مذہب اسلام اختیار کریگا تو
مین اُسے ہرگز قتل نہ کرونگا لیکن اگر اُسنے سرکشی کی تو یہ خیال رہے کہ مین مطلق تمہارا خیال
نہ کرونگا اور ضرور قتل کرونگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ حنظل بلاکش آ پہونچی مگر خیریت گذری کہ باتین ان
لوگون کی اسنے نہین سُنین آنکھین ملتی ہوئی پہونچی اور کہا کہ صاحبزادیو اب تو خوشی تمہاری
ہوگئی اسکے آنے سے یہان رنگ محفل دگرگون ہو گیا اور عالم سکوت ہو گیا عاشق و معشوق
باہم ایک دوسرے کو بنگاہ حسرت دیکھ رہے تھے اور دل سے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد | روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ملکہ بنگاہ حسرت سے بدیع الملک کو دیکھتی ہوئی بے پروائی جتاتی ہوئی اسنے تخت سحر کو اُڑایا اور جانب طوطی حصار روانہ ہوئی اور یہان
حنظل بلاکش نے حصار اپنا توڑا اور قصد کیا کہ انکو لیجاکر غار مین پھینک دون کہ حسب اتفاق اُسکو
رفع احتیاج کے واسطے جانا پڑا بس یہ موقع حسین برق کو غنیمت ہاتھ آگیا جلدی سے آئینہ اور رقعہ
خضران کو دیدیا اور کہا کہ اب تمہارا کام ہے اگر ہوشیاری سے کام لوگے تو بچ جاؤگے خضران نے کہا کہ ہم تو
غار مین پڑے ہونگے رقعہ سلطان تک کیونکر پہونچیگا حسین برق نے کہا جو لوگ سلطان کیطرف سے
متعین ہین وہ غار سے دیکھینگے کہ آپکے آستین کے ہاتھ یہ رقعہ بھجوا دینا اور عقرب و مار وغیرہ اس آئینہ کی
تاثیر سے فنا ہو جاینگے اتنے مین حنظل بلاکش پھر آگئی اور ان تینون آدمیون کو تخت پر بٹھا کر غار کی طرف لیچلی
خضران نے اشارہ سے کہا کہ خدا حافظ حسین برق جادو نے اشارہ مین جواب دیا کہ تم گھبرانا نہین مین اس
حرامزادی کو مار کر اور لوح کو حاصل کر کے آؤنگی اور دل مین یہ بھی دعا کر لی ہوئی چلتی کہ اے خدا اے آسمانی
اگر تو برحق ہے تو ان لوگون کو شر دشمنان سے محفوظ رکھنا اُدھر ملکہ روشن گہر بھی روتی ہوئی اور دعا مانگتی
ہوئی طوطی حصار کی جانب روانہ ہوگئی تھی کہ اے خدا مسلمانون کے اگر تو اس آفت سے ان لوگون کو بچا لیگا
تو مین بھی تجھپر ایمان لاؤنگی الحاصل حنظل بلاکش تخت سحر اڑاتی ہوئی غار پر پہونچی اور تخت بیٹھا ہونا شروع ہوا
اُسنے پھر خضران کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ بدیع الملک کو پہلے پھینک دے تو مار و کژدم وغیرہ
انکو ہلاک کر ڈالینگے آئینہ میرے پاس ہے بس جیسے تخت بیٹھا ہوا خضران نے منہ پر حنظل بلاکش کے تھوک دیا
اسنے کہا کہ یہ کیا حرکت ہے خضران نے کہا کہ مرنے کو مین تھی تجھسے دوستی کر کے کیا کرین اگر تجھ نہین رہ سکتے
تو تجھے ذلیل ہی کرینگے یہ سنکر پھر تھوک دیا بس اُسنے غصہ مین آکر بازو خضران کا پکڑ کر پہلے اُسی کو غار مین
پھینک دیا خضران جیسے ہی غار مین چلا اور نظر اسکی عقارب وغیرہ پر پڑی بس جلدی سے اپنے عکس آئینہ کا
ڈالا عکس پڑتے ہی تمام عقارب زمین مین در آئے اور زمین صاف ہو گئی پہلے خضران زمین پر پہونچا اور اسنے
شکر کیا بعد اُسکے حنظل نے بدیع اور حیران جنی کو بھی غار مین پھینکا اور آپ وہان سے پلٹ کر اپنے
مکان مین آئی اور حسین برق جادو سے کہا کہ لو بیٹا مبارک ہو تمہارے باپ کے دشمن بعد وہان
اژدر ہوگئے یہ سُنکر ملکہ حسین برق کا دل بلبلا گیا لیکن بظاہر بہت خوش ہوئی اور جام و صراحی ہاتھ مین

لیکر قریب حنظل کے آئی اور مین جام خوشی سے بھر کر آپ پیئے ایک ملکہ روشن اختر کی سلامتی کا اور ایک
شہنشاہ صحر ہند کی سلامتی کا اور ایک اپنے باپ کی سلامتی کا اور بعد اسکے حنظل کو بھی بھر بھر کر دینا
شروع کیے اور کہا کہ اب میری سلامتی کا جام اور خداوندان عالم کی سلامتی کا جام آپ پیجیے کہ بڑی کل بل گئی یہ سنکر
حنظل نے بھی بے اندیشہ انجام جام چڑھانا شروع کیے اب حسین برق نے بیہوشی آمیز کر کے جام دینا
شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی اور حنظل بلاکش چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بس
حسین برق نے اپنی مصاحبوں کی طرف دیکھا وہ سوچتی تھین کہ یہ کیا ہوا کہ حسین برق نے کہا کہ ایک
غار کھود و اور اس قحبہ کو زندہ توپ دو مین طلسم کشا کی شریک ہون اور یہ دشمن طلسم کشا [illegible] ان لڑکون نے عرض
کی کہ اب طلسم کشا کی شرکت کس کام آئیگی جبکہ وہ غار مین پھینکے جا چکے ملکہ نے کہا کہ فکر کی بات نہین ہے اور تم اسمین
کچھ قال و قال نہ کرو جو ہم کہتے ہین اسکے مواقف عمل مین لاؤ وہ جو ملازم مین حنظل کے تھے انھون نے روکنے کا
قصد کیا حسین برق نے آف کی کہ منہ سے اسکے شعلہ نکلا اور اُن سب کو جلا کر خاک کر دیا اب ملکہ کی خواصون
نے جلدی جلدی ایک بڑا سا غار کھود کر تیار کیا اور حنظل کے پاس سے لوح لیکر قبضہ مین کی اور حنظل کو
اسی طرح زندہ توپ دیا پیرا اسکی قبر پر آکر بیٹھ رہے چونکہ اتنا اختیار نہ تھا کہ حنظل کو کھود کر نکال سکتے
مجبوری سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے لیکن ملکہ حسین برق جادو لوح لیکر اپنی مصاحبون سمیت جانب
کوہ قمصار روانہ ہوگئی کہ اسکا حال پھر عرض کیا جائیگا لیکن اول حال افتادگان غار کا بیان ہوتا ہے کہ یہ
تینون شخص یعنی بدیع الملک خفران حرمان جنی جو غار مین پہونچے تو ایک نے دوسرے کو صحیح و سالم دیکھا
نہایت خوش ہوے اور شکر پروردگار بجا لاے لیکن غار اسقدر گہرا تھا کہ نکلنے کا قصد کیا تو کوئی صورت رہائی
کی ذہن مین نہ آئی بدیع الملک نے خفران سے کہا کہ خواجہ یہ تو بتاؤ کہ تمنے اُس ساحرہ بدخو کا کیون بھلا
مان اس سے بے سببی مین کوئی بھی دشمن کو غصہ دلاتا ہے اور وہ تمکو ہلاک کر ڈالتی تو کیا ہوتا خفران نے کہا اے
شہریار آپ ان باتون کو نہین سمجھ سکتے ہین چونکہ آئینہ میرے پاس تھا جسکی وجہ سے بلا مین اس غار کی [illegible]
لیکن اگر مین یہ حرکت نہ کرتا اور اسکو غصہ نہ دلاتا تو وہ مجھے پہلے پھینکتی اور میرے علاوہ پہلے جو گرتا وہ ہلاک
ہو جاتا اسوجہ سے مین نے اسکو غصہ دلایا یہ سنکر بدیع الملک نے خفران کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
آفرین صد آفرین اور حرمان جنی نے بھی بہت تعریف کی خفران نے کہا کہ اے بدیع الملک ہرچند کہ
اقبال تمہارا ہی ہے مگر انصاف چاہتا ہون کہ اگر دادا صاحب جرأت کر بیٹھے تھے تو وہ اپنی زندگی سے
نہین بچے ان کو یہ امر یقینا معلوم ہو چکا تھا کہ جبتک مین تین مرتبہ موت نہ آئیگی اسوقت تک
کل میری نہ آئیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میرے واسطے یہ بات نہین ہے مین جو اپنی جان پر کھیل جاتا ہون تو
خدا آپکی محبت مین یہ سنکر بدیع الملک نے فرمایا کہ اسمین شک نہین ہے لیکن سلطان کی
جانب سے جو لوگ کہ غار کی نگرانی کے واسطے معین ہین معمول انکا یہ ہے کہ جب کوئی شخص غار
مین پھینکا جاتا ہے تو وہ لوگ آکر اطلاع کرتے ہین کہ فلان شخص پھینکا گیا ہے اور اسکی یہ حالت ہوئی
چنانچہ اس مرتبہ بھی وہ لوگ آئے اور غار مین جھانکنے لگے دیکھا کہ تین آدمی غار مین بیٹھے ہوے
باتین کر رہے ہین نہ انکو کسی نے اذیت پہونچائی ہے نہ کوئی موذی مثل اژدر وغیرہ کے نظر آتا ہے
پھر یہ لوگ نہایت متعجب ہوے کہ آج یہ نئی بات کیسی ہے اسکے قبل جو غار مین پھینکا گیا [illegible]

عرصہ میں اسکا پتہ بھی نہ لگا لیکن یہ لوگ زندہ ہیں اسنے میں نظر خفران کی ان لوگون پر پڑی یہ سمجھ گیا
کہ یہ لوگ سلطان کے ہیں کیونکہ اسکو پتہ حسین برق نے بتا دیا تھا پس خفران نے آواز دی کہ یہ رقعہ
سلطان کے نام ہے تم لوگ اسے پہونچا دو یہ کہکر رقعہ ایک ڈھیلے میں لپیٹ کر اچھال دیا یہ لوگ وہ رقعہ
لیے ہوئے خدمت سلطان جنی میں آئے اور رقعہ دیکر بیان کیا کہ آج عجب واقعہ پیش آیا ہے وہ دیو
کہ میں آدمی غار میں پھینکے گئے تھے گروہ تینون شخص زندہ ہیں اور یہ رقعہ انھون نے دیکر اپنا نام بتایا
تھا کہ انکو دیدینا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اسمین کیا اسرار ہے آیا اژدر وغیرہ کیا ہوئے اور یہ رقعہ آپکو کیسا دیا
سلطان جنی نے جو رقعہ پڑھا اور نام اپنی معشوقہ کا تحریر پایا نہایت خوش ہوا اور باچشم تابنا کوشش
آگئیں پس فوراً یہ تخت روان پر سوار ہوکر جانب غار روانہ ہوا جس وقت قریب غار پہونچا اور جھک کر
دیکھا تو حرمان جنی کو پہچان لیا سلام کیا اور ان سب کو غار سے باہر نکالکر تخت پر سوار کرکے اپنے ملک
میں لایا نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور حرمان جنی سے کہا کہ خدا نے آپکی عمر دوبارہ کی ورنہ مجھکو
یہ امید نہ تھی کہ زیارت عمو جان کی نصیب ہوگی حرمان جنی نے کہا یہ سب کچھ اس شہریار عالی وقار کی
بدولت ہے جو کہ فتاح اس طلسم کے ہیں انھیں کی بدولت ہمنے بھی رہائی پائی اور تمھارے بھی مقاصد
دلی پورے ہونگے انکی دست بوسی کرو کہ یہ خدا رسیدہ ہیں سلطان نے اٹھکر ہاتھ بدیع الملک کے چومے
سامان دعوت مہیا کیا اثناء دعوت میں خفران نے سلطان جنی سے کہا کہ بڑی خاطر اور تواضع یہ ہے کہ مہرہ کی
فکر کیجیے یہ سنکر سلطان جنی نے کہا کہ خواجہ کل میں آپکو پاس سلطان سجادہ نشین کے لیجاؤنگا کہ وہ
قطب ہیں اس مقام کے اور حال سے مہرہ کے بخوبی واقف ہیں یقین ہے کہ وہ پوشیدہ نہ رکھینگے کہ مرد خدا پرست ہیں ایک
روز میں آپ لوگون کا کسل برطرف ہوئے تو میں آپکو لیچلون غرضکہ جب دعوت و ضیافت ہو چکی تو سلطان
جنی نے خفران و بدیع الملک و حرمان جنی کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب سجادہ سلطان سجادہ نشین روانہ ہوا
انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دو اول کچھ حال مرگ حنظل بلاکش کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت روح نجس اسکی جسم سے
نکلی اور خبر مرگ اسکی منتشر ہوئی یہانتک کہ اکوان تاجدار و کیوان تاجدار کو بھی معلوم ہو گیا کہ حنظل کو
حسین برق جادو نے مارا تو کیوان تاجدار نے ایک نامہ بنام ضوبان جادو روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا
کہ تمھاری دختر نے قیامت کی کہ حنظل کو مارا اب اس درجہ کی ساحرہ تمھارے دربند میں نہیں ہے اس دختر
کا بندوبست کرو کہ اس سے خطرہ ہے ضوبان جادو نے جو مضمون نامہ کا دیکھا غم و غصہ سے تھر تھر کانپنے لگا
اور کہا اسنے کیا حرکت کی جواب لکھ بھیجا کہ یا خداوند میں اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے بہت جلد خدمت میں
روانہ کرتا ہوں لیکن سبب اسکا یہ ہوا کہ خداوند زادی تشریف لائی ہیں اور صحبت رقص و سرود
برپا کی رات بھر جشن رہا اسی میں یہ سامان قتل ہوا مگر جو جو ہوا وہ ہوا ہر چند کہ حسین برق
بھاگ گئی ہے لیکن جاتی کہاں ہوگی میں اسکو گرفتار کرکے حاضر حضور کرونگا اور طلسم کشا کی طرف
تو اطمینان ہے کہ وہ غار میں تھے کا جا چکا تھا جب حنظل بلاکش قتل ہو گئی ہے اسکو بھی اژدر دو لخت
کھا لیا ہوگا جس وقت یہ جواب لکھکر روانہ کر چکا تو مظفر کردیا اور بہرام حرم پوش و ذات
عیار گرد و غبار میں آکر وہ حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ جہنم قیدیون
کے واسطے بہشت ہو گیا عقرب وار وغیرہ فنا ہو گئے اور سلطان جنی آکر اسیرون کو ل

کر لیگیا بڑی دھوم سے دعوت کی بعد اسکے تینوں قیدیوں کو ساتھ لیے ہوئے مہرہ کی ملاش میں سلطان
سجادہ نشین کے پاس جاتا ہے ہنوز راستے ہی میں ہوگا بس یہ سنتے ہی اسکے ہوش اڑ گئے اور
ضوبان جادو گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو یہ خار سے زندہ نکل آسکے آخر کو دم وحیلہ کیا
اپنے ناصر جادو سے کہا تم جلد جاؤ اور سلطان کو سلطان تک پہونچنے نہ دینا راستے ہی میں قتل کر ڈالنا
ہم سے حکم کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ آئین تتاری سے برتنے ہیں عرصہ ہوگا اور قیدی
لوگوں کے عرصہ کرنا اچھا نہیں ہے یہ سنتے ہی ناصر جادو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دربار سے نکل کر ایک
نامہ اپنے بھائی منصور جادو کے نام لکھکر روانہ کیا کہ ہم برائے گرفتاری بدیع الملک باب سلطان
سجادہ نشین جاتے ہیں تم بھی یہ رقعہ دیکھتے ہی چلا دوان پہونچو یہ رقعہ بھیجکر جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوگیا وہان چیلے
آدمی چلے جاتے تھے ہنوز راستے ہی میں تھے کہ جانب شمال سے ملکا ملکا ابر نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی یہ لوگ ایک درخت
کے سایہ میں ٹھہر گئے کہ یکایک وہ ابر کٹ کر گرا اور ان چاروں آدمیوں کو بند کر لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک سرپوش سینے ڈھک دیا
یہ لوگ مضطر ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ناصر جادو نے نعرہ مارا کہ سلطان جنی کو تم تو بالجبر نسے لایا اور بادشاہ کے نمک کا کچھ خیال
نہ کیا کب چھوڑتا ہون تجکو اسنے تیغ کھینچا اور سیلے بدیع الملک کی طرف چلا خضر ان ملبلا گیا اور دعا کرنے لگا
کہ خداوندا مجھے نہ دیکھا جائیگا کہ میرا آقا میرے سامنے ہلاک ہو ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف پر جا پہونچا اور
ایک صاعقہ اس زور سے چمکا کہ آنکھیں جھپک گئیں اور آواز پیدا ہوئی کہ باش او حرامزادے کیا کرتا ہے میں آ پہونچی
یہ کہتی ہی تھی کہ دیکھا تو ایک پنجہ سنہری آکر ناصر جادو کی گردن سے لپٹ گیا اور گلا اسکا گھوٹنے لگا اور چار
پنجوں نے چاروں ہاتھ پاؤں پکڑ لیے اور ایک پنجہ نے زبان منہ سے باہر کھینچ لی پھر ایک آواز پیدا
ہوئی کہ اسکا ہر عضو جدا کر کے پھینک دو دیکھا کہ پنجوں نے ہاتھ پاؤں گردن اسکے دھڑ سے کھینچ کر پھینک دی
بس اسکے مرتے ہی صدا ہے گیر و دار بلند ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
آخر کو آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کستی نام من ناصر جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم
جب بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ناصر جادو کی ٹکڑے ہوئی پڑی ہے اور حسین برق
جادو سامنے کھڑی ہے حسین برق نے صاحبقران کو سلام کیا اور لوح حاضر خدمت کی اور
عرض کی کہ مبارک ہو دشمن کو میں نے مارا اور لوح لیکر یہاں حاضر ہوئی شکر ہے خدا کا کہ وقت پر
پہونچی صاحبقران حسین برق سے بہت خوش ہوئے اور خضر ان نے کہا کہ بڑا کام کیا تم نے یہی باتیں
ہو رہی تھیں کہ جانب آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ حسین برق جادو گھبرا گئی بلندی
سے چاہا کہ پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں زمین پر جب بجلی کی پڑ چلی تھی زمین سخت ہو گئی اور اور
برق نے دست پا حسین برق کے بیکار کر دیئے اور نعرہ مارا کہ منم منصور جادو کے گزا رم لہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی ای او کسبو بریدہ غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا
کب چھوڑتا ہون تجکو حسین برق ایسی تھی کہ منصور جادو اسطرح اسکو پکڑ لیتا مگر یہ سحر اسنے غفلت
کی حالت میں کیا جس سے حسین برق جادو مجبور ہوگئی منصور جادو نے زبان اسکی کھینچکر
تکلہ سوزن کیا اور گیسو ملکہ حسین برق جادو کے ہاتھ میں لپیٹ کر لے اڑا اور جانب کوہ روانہ
ہوا یہان بدیع الملک نے سیکڑون تیر مارے کہ جو قریب منصور جادو کے پہونچا

جلکر خاک ہو گیا اب جو پلٹ کر دیکھتے ہیں تو خفران بھی نہیں ہے صاحبقران نہایت پریشان ہوئے
کہ شاید خفران کو بھی کوئی ساحر لیگیا بدیع الملک کو نہایت افسوس ہوا وہاں منصور
جادو حسین برق جادو کو لیے ہوئے بالائے کوہ آیا اور تلوار کھینچکر حسین برق کی طرف
چلا اور آواز دی کہ افسوس تو نے مجھے بے بھائی کا کر دیا اور فتاح طلسم کی شریک ہوئی
تیرا مار ڈالنا جبار راجبات سے ہے یہ کہکر اسنے ہاتھ بلند کیا تھا اور وار کرنے کا قصد کیا تھا کہ
ایک آواز پیدا ہوئی کہ او بیوقوف کیا کرتا ہے ابھی کچھ ساعتیں اسکی زندگی کی باقی ہیں جلدی کر
ورنہ بیمار ہو جائیگی یہ سنکر منصور جادو نے پلٹکر دیکھا کہ یہ کون ہے جو مجھے بیوقوف بناتا ہے دیکھا کہ ایک
شتر گز کا پیادہ [illegible] بڑے بڑے دانت بال پریشان چہرہ نہایت ہولناک ایک شیشہ ہاتھ میں لیے چلا آتا
ہے منصور جادو متعجب ہوا کہ اول تو یہ وہ مقام ہے کہ یہاں کوئی آتا نہیں ہے کہ یہ عالم گوشہ تنہا
میں واقع ہے نہ اس طرف سے کسی شہر کا راستہ ہے کہ یہ مقام خود آنے کے قابل نہیں ہے عجب
سے پوچھا کہ آپ کون ہیں پیادہ نے آواز دی کہ منم ملک الموت قدرت فرستادہ خدا اور سامری
منصور جادو نے کہا کہ یہ آپ کے ہاتھ میں کیا شے ہے جواب دیا کہ اس شیشہ میں وہیں بند کر کے بھائی
اور وہم آباد میں چھوڑ دیا ہوں ابھی تیرے بھائی کی روح قبض کیے ہوئے آتا ہوں وہ بھی اسی شیشہ میں بند
ہے اور اب اس عورت کی روح قبض کرنے آیا ہوں دیکھا منصور جادو نے کہ بہت سی تتلیاں اس شیشہ میں بند
ہیں ڈر کے مارے کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ بعد حسین برق کے کسکی روح قبض کیجیے گا کیونکہ ابھی بہت دن باقی
ہیں جواب دیا کہ اسکے بعد تیری روح قبض کرونگا یہ سنکر منصور جادو اور ڈرا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ میری خطا
کیا ہے اور کس سبب میری موت اور قبض روح [illegible] جواب دیا کہ ضوبان جادو اپنی دختر کی خبر مرگ سنکر تجکو قتل کریگا یہ
سبب تیرے قبض روح کا ہو گا یہ سنکر اسپر اور بھی خوف طاری ہوا کہا اچھا بہتر یہ ہے کہ آپ ہی اسکی روح نکال لیجیے
میں علیحدہ رہوں اور الزام بادشاہ سے بھی بچوں اسنے کہا خیر دیکھا جائیگا منصور جادو نے کہا کہ ایک عرض اگر
اور پذیرا ہو گویا آپ نے مجھے موت سے زیادہ یہ ہے کہ میرے بھائی کی روح کو اس شیشہ سے نکال دیجیے میں کسی کے
قالب میں داخل کر دونگا انھوں نے کہا کہ تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے لیکن ایسے کام بغیر رشوت کے نہیں ہوتے
ہیں منصور جادو نے کہا کہ اب فرشتگان قدرت بھی رشوت لینے لگے جواب دیا کہ سبھی رشوت لیتے ہیں شخص
حیثیت کے موافق مثل مشہور ہے کبھی حرام تھا حلال ہے ان لوگوں کا ذکر ہے جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں یہ سنکر منصور
جادو نے کہا کہ خداوندا اگر اس سازش کی خبر ہو گئی تو آپ پر عتاب نازل ہوگا جواب دیا کہ اب تو کیوں ناشکری
کرتا ہے تجھے اپنے کام سے کام ہے خداوند سے [illegible] کچھ دینگے [illegible] ہوا وہ بھی ملتا ہے غرضکہ منصور جادو کے
پاس جو کچھ زر و جواہر وغیرہ تھا سب اسنے ملک الموت قدرت کے نذر کیا اور بہت کچھ عذر کیا کہ ہر چند یہ آپکے لائق نہیں
ہے مگر قبول فرمائیے کہ میری حیثیت اسیقدر ہے اور اب روح کو میرے بھائی کی رہا کر دیجئے انھوں نے سب مال اسباب
لیکر قبضہ میں کیا اور ایک تتلی شیشہ سے نکالکر چھوڑ دی اور کہا کہ جا اپنے قالب اصلی میں سما کر سامنے آ تتلی تو
اڑی ہوئی چلی گئی اور اب یہ منتظر کھڑا ہے کہ روح قالب میں سما کر آئی ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ملک الموت قدرت نے
کہا دیکھو وہ بھائی تمھارا آ گیا منصور جادو ادھر ادھر دیکھتا ہے اسکو نظر نہیں آتا کہا اے ملک الموت مجھے تو نہیں دکھائی
دیتا کہا کہ پہلی مرتبہ میں نے اسکو جسم نورانی میں داخل کیا ہے اس وجہ سے نظر نہیں آتا اب ہر ایک اسکو

نہیں دیکھ سکتا اور وہ سبکو دیکھ سکتا ہے اگر تم اُسے دیکھا چاہتے ہو تو سرمہ جمشیدی آنکھوں میں
لگاؤ یہ کہکر ایک سرمہ دانی خوشنما نکالکر منصور جادو کو دی اور کہا کہ جب تک سرمہ آنکھوں میں
رہیگا اُسوقت تک تمکو تمہارا اجل نظر آئیگا اور جب اثر سرمہ کا باطل ہو جائیگا تو پھر وہی حالت
ہو جائیگی منصور جادو نے کہا کہ جب سرمہ ختم ہو جائیگا تو دوسرا سرمہ کہاں سے آئیگا
ملک الموت قدرت نے کہا کہ اب سرمہ ملنا ممکن نہیں ہے میں کسی کے پاس بغیر ضرورت قبض
روح کے نہیں جا سکتا ہوں اسوقت بھی اگر اس عورت کی روح نہ قبض کرنا ہوتی تو میں کیوں
آتا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ اثر اس سرمہ کا باقی رہے تو آنکھوں میں نہ لگاؤ بلکہ سڑک جاؤ جب یہ سرمہ
دماغ میں پہونچیگا تو دیدہ دل روشن ہو جائینگی اسنے کہا کہ یہ ترکیب آپنے خوب بتائی اور سرمہ دانی کھولکر
نکالکر جو اوپر کی سانس کھینچی تو سرمئے آنکھیں اور ... بازی کھاکر آرہا بس ملک الموت قریب حسین برق کے
آئے اور جلدی نکل زبان سے اسکی کھینچ لیا اور کہا کہ کیا کہتی ہے منجم ملک الموت قدرت یہ دیکھتے ہی
حسین برق تھرتھر کانپنے لگی اور سمجھی کہ اجل آگئی تمام اندام میں رعشہ پڑگیا ملک الموت نے ڈانٹ کر پھر
کہا کہ جو کچھ کہنا ہو کسی کو پیام دینا یا وصیت کرنا ہو جلد بیان کر کیونکہ وقت کم ہے حسین برق نے کہا کہ آپ پیام
پہونچیگا جواب دیا کہ ہاں میں پہونچا دونگا اُسنے کہا آپ سے تو دشمنی پیدا ہو گئی ہے اب جن لوگوں سے دوستی ہے انھیں
سے کام ہے خواجہ خفران بن عمر ثانی سے اتنا کہدیجئے گا کہ افسوس دل کی تمنا نہ نکلی ۵ دل کی دل ہی
میں رہی بات نہونے پائی + حیف ہے تجھسے ملاقات نہونے پائی + تمہارے واسطے اپنے دین و مذہب
سے ہاتھ اٹھایا ماں باپ کو چھوڑا مگر تقدیر کی گردش نے تجھسے بھی ایسا چھڑایا کہ اب سوا قیامت کے ملاقات
ہونا غیر ممکن ہے افسوس کہ وہ صحبت رقص و سرود آوری کانتی سے چلے کھینچے سنے کہ ہم بستر جانان ہونگے + یہ نہ سمجھے
تھے کہ تیروں کے نشانہ ہونگے + دوبارہ وہ صحبت نہ نصیب ہوئی ۵ جہان سے حسرت دیدار یار لیکے
چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + خیر تقدیر سے کیا زور ہے مگر شرط محبت یہ ہے کہ ہمکو فراموش
فراموش نکرنا یہ کہتے کہتے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے خفران کا دل ہلگیا اور ضبط نہو سکا جلدی سے گلا
چھوڑکے اپنی ہیئت اصلی پر آئے اور کہا ای جان جہان میں تمہارے دشمنونکا ملک الموت ہوں تم خوف زدہ نہو جیسا
حسین برق جادو مارے شرم کے غرق عرق ہو گئی گردن جھکالی اور کہنے لگی کہ او کمبخت تو نے میرا دھوکا دیا اور راز
دل میرا دریافت کر لیا اسے میں کمبخت مر کیوں نہ گئی اور یہ کلمات میری زبان سے اسکے سامنے کیوں نکل گئے بقول شاعر
لازم یہ ہے کہ سوز محبت عیان نہو + جل جائیے اسطرحسے کہ مطلق دھوان نہو + مگر خود کردہ را علاجی نیست خفران
نے کہا کہ ای جان جہان میں تو تیری تیوری دیکھ کے سمجھ گیا تھا تیرے چھپانے سے رنگ محبت کہیں چھپ سکتا تھا
بقول شاعر ۵ خود دیدار ستے ہم کن شکوں سے بیٹھے + اب بھلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہے الغرض حسین برق
سبب شرم کے کوہ جھنا کی طرف چلی گئی اور خفران نے خنجر کھینچکر منصور جادو کو ذبح کیا کہ یہ سرمہ پھیو نکلی
جھلکر بیہوش ہوا بس اسکے مرنے ہی آندھی چلی خاک اڑی تمام کوہ لرزنے لگا شرارے آتش کے چمک چمک کے
ہر طرف گرنے لگے اور آواز آئی ہمیں کشتی مرا نام من منصور جادو بود حیف بردیم وجا ...
رسیدیم خفران اسکو مارکر خدمت میں بدیع الملک کی آیا صاحبقران نہایت پریشان ...
حسین برق اور خفران پر کیا گذری جسوقت خفران نے سامنے پہونچکر سلام کیا تو نزد صاحبقران کا کلیجہ

فرمایا خواجہ خیریت بیان کرو حسین برق کا حال کہو خضران نے کہا کہ آپ کے اقبال سے غلام نے
ملک الموت قدرت بیگ منصور جادو کو مارا اور حسین برق کو رہا کر دیا وہ کوہ بیضا کی طرف گئی سلطان جنی
نے صاحبقران سے کہا کہ جلد چلیے اور سلطان سجادہ نشین سے ملاقات کر کے انتظام مہرہ کا
کیجیے ورنہ پھر کوئی ساحر آکر سد راہ ہوگا کہ خبر آپ کی تمام طلسم میں مشتہر ہو گئی ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ چلو اب بھی یہ چاروں آدمی روانہ ہوئے اور جلد ہی سے راہ کو قطع کر کے اس مقام پر پہونچے
جہاں سلطان اپنے سجادۂ طاعت پر بیٹھے تھے سلطان صورت بدیع الملک کی دیکھکر برائے
تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھالیا اور حال دریافت کیا کس سبب سے
اس طرف تشریف لانا ہوا بدیع الملک نے کہا کہ میں طلسم کشا ہوں لوح تو دستیاب ہو گئی ہے مگر
بغیر مہرہ کے بیکار ہے اگر مہرہ آپ پاس ہو تو مجھے عنایت کیجیے میں کمال ممنون و مشکور ہونگا یہ سنکر انھوں
نے کہا کہ بخدا مہرہ میرے پاس نہیں ہے محافظ مہرہ کا اشفاق جنی ہے اسکے نام رقعہ لکھے دیتا ہوں
یقین ہے کہ وہ رقعہ دیکھتے ہی مہرہ بھیجدیگا یہ کہکر سلطان سجادہ نشین نے ایک رقعہ لکھکر خضران
کو دیا اور کہا کہ یہ رقعہ اشفاق جنی کو لیجا کر دو وہ مہرہ تمکو دیدیگا یہ سنکر خضران نے رقعہ لیا اور پتا
اشفاق جنی کا دریافت کر کے پاس اشفاق جنی کے پہونچے سلام کر کے رقعہ دیا اشفاق جنی
نے رقعہ پڑھا لکھا تھا کہ ای اشفاق جنی تمہیں معلوم ہو کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اور فتاح طلسم آپہونچے
میرے مکان میں مقیم ہے لوح اسکے پاس ہے مگر بغیر مہرہ کے بیکار ہے تم جنیان پرست سے ہو لہذا تمکو لازم
ہے کہ مہرہ دستحامل رقعہ ہذا میرے پاس روانہ کرو کہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو نادم
سے طلسم کشا کے بہت پریشان ہوگے یہ مضمون پڑھکر اشفاق جنی نہایت پریشان ہوا اور اسنے خضران سے
کہا کہ تم چلو میں آونگا سلطان سجادہ نشین سے کہدینا کہ یہ چیز اس قابل نہیں ہے کہ کسی کے ہاتھ بھیجدی جاوے
میں خود آونگا تو لیتا آونگا خضران یہ سنکر مکان سے باہر آیا مگر چشم و ابرو دیکھکر خضران کو شک گذرا کہ ایسا
نہ ہو یہ کوئی فتنہ برپا کرے صورت ایک جن کی بنکر دور جاکر کھڑے ہو رہے یہاں اشفاق جنی نے ایک رقعہ
ضوبان جادو کے نام تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای مالک دربند اول آپ کس خواب خرگوش میں بیٹھے ہیں
یہاں قیامت برپا ہو چکی ہے فتاح طلسم کو لیکر سلطان سجادہ نشین آئے ہیں اور مجھکو رقعہ لکھ بھیجا ہے
کہ مہرہ بھیجدو میں نے اسوقت بہانہ کرکے ٹالدیا ہے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ سلطان سجادہ نشین کے پاس بدیع الملک
خضران حیران جنی سلطان جنی سب موجود ہیں وہ اس امید میں بیٹھے ہیں کہ اشفاق مہرہ لیکر آتا ہوگا
لہذا آپ اس رقعہ کے دیکھتے ہی کسی ساحر زبردست کو بھیجئے کہ وہ آکر سبکو قتل کرڈالے اور جو دیر کیجیے گا تو مہرہ
ہاتھ سے جاتا رہیگا اور تمام طلسم برباد ہو جائیگا یہ رقعہ ایک خادم کو دیا کہ جلد لیجا کر ضوبان جادو کے پاس پہونچا دو
خادم رقعہ لیکر ضوبان جادو کی طرف روانہ ہوا یہاں خضران تو مشکوک ہو ہی چکے تھے اور تاک ہی میں بیٹھے تھے
کہ دیکھیے یہ جواب رقعہ کا کیا لکھتا ہے کہ اتنے میں خادم کو نکلتے ہوئے دیکھا اور جس طرف سلطان سجادہ نشین تھے اسکے مخالف
راستے پر چلتے دیکھکر یہ اور بھی کھٹکے پکار کر کہا کہاں جاتا ہے ایک بات رقعہ میں لکھنے کو رہ گئی ہے لیتا آ وہ بات
لکھدیں بھیجا کر دے آیا یہ سنتے ہی وہ جنی پلٹا اور رقعہ خضران کے ہاتھ میں دیدیا خضران نے رقعہ کو دیکھنا شروع کیا
خادم یہ سمجھا کہ یہ کوئی یگانہ ملازم معلوم ہوتا ہے ورنہ اسے رقعہ کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اسنے کہا کہ تم رقعہ کیوں دیکھتے ہو

خضران نے ہشت پہلو ہاتھ جھٹکا جا بجا بیہوشی اسکے منہ پر پڑ گئے اور وہ جوان اسکا دماغ مین
اسکے گیا کہ بیہوش ہو کر گرا خضران مضمون سے رقعہ کے آگاہ ہوئے دل مین کہا کہ ہم تو اسکے چشم و
ابرو ہی سے حال اسکی مکاری کا سمجھ گئے تھے بس جلدی سے آپ اس خادم کی صورت بنے اور رقعہ
تو دوال زنبیل کر لیا اور دوسرا ویسا ہی سادہ کاغذ لپیٹ کر سامنے اشتفاق جنی کے آئے اور کہا کہ یہ کونسا کاغذ
آپنے مجھے دیا ہے دیکھیے تو سہی اشتفاق جنی نے وہ کاغذ لیکر کھولا کاغذ کھلتے ہی غبار بیہوشی اڑا اور تمام
دماغ میں اشتفاق جنی کے ہو گیا یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا خضران نے اشتفاق کو زنبیل مین ڈال لیا
اور جال الیاسی مد کر جسقدر مال و اسباب اشتفاق جنی کا تھا مع صندوق پٹارے الماریان وغیرہ
سب اندر زنبیل کر لین اور وہان سے پاے شاطری اڑاتے ہوئے خدمت سلطان سجادہ نشین
مین آئے سلطان نے کہا کہ مہرہ لائے خضران نے سارا واقعہ گذشتہ بیان کیا کہ اشتفاق جنی نے یہ
فریب کیا تھا یہ کہکر رقعہ نکالکر پیش کیا جس وقت سلطان سجادہ نشین مضمون سے آگاہ ہوئے پوچھا
کہ خواجہ یہ رقعہ کس طرح تمھارے ہاتھ آیا بیشک اشتفاق جنی کا خط یہی ہے مین اسے پہچانتا ہون
اور دستخط بھی اسی کے بنے ہوئے ہین خضران نے کہا کہ مین اشتفاق کو بھی پکڑ لایا ہون کہا نکالو اسکو
یہان پر خضران نے زنبیل سے اشتفاق جنی کو نکالا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر
دیکھا تو اپنے کو عجب حال پر ملال مین پایا آنکھیں بند کر لین خضران نے کہا کہ آنکھ کھول یہ خواب نہین ہے
عالم بیداری ہے آگاہ ہو کہ منم خواجہ خضران بن عمر عیار ثانی مین تیرے اس خادم کو بھی پکڑ لایا ہون تو نے
جسکے ہاتھ رقعہ ضوبان جادو کو بھیجا تھا یہ کہکر رقعہ بھی اسکو دکھایا سلطان سجادہ نشین نے کہا کیون
اشتفاق جنی یہ کیا حرکت تھی اسنے بہت خفیف ہوا اور سر جھکا لیا اور کہا کہ بیشک مجھسے بہت
بڑی خطا ہوئی مین امیدوار معافی کا ہون اور اب مہرہ حاضر کیے دیتا ہون کہا لاؤ اسنے کہا کہ یہان
میرے پاس کہان ہے اگر مجھے چھوڑ دیجئے تو جا کر لے آؤن میرے مکان مین موجود ہے خضران نے کہا تم اس
دن کا بنا دو جسمین مہرہ رکھا ہے مین اپنے عمل کے زور سے منگا دونگا تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہے یہ سنکر
اشتفاق جنی نے کہا کہ اگر آپ اپنے کمالات ایسے بیان کرتے ہین تو مین بھی نہایت مشتاق ہون یہ سنتے
ہی خضران زیر بغل ہاتھ لیگئے اور کہا کہ لاؤ کٹورہ اسکا پانی پینے کا یہ کہتے کہتے کٹورہ ہاتھ مین آگیا
خضران نے سامنے دکھدیا اسنے غور سے دیکھا پہچانا کہ بیشک یہ وہی کٹورہ ہے ساتھ ہی خیال مین آیا
دنیا مین ایک وضع کی سیکڑون چیزین ہوتی ہین ممکن ہے کہ یہ اور کٹورہ ہو اسی وضع کا بنا ہوا ہو خضران
نے کہا کہ اگر آپکو شک ہے تو لیجیے تو آپ بھی سمجھے یہ کہکر ڈبا بھی نکالکر سامنے رکھدیا اسپر نام بھی اشتفاق کا
کھدا ہوا تھا اشتفاق نے لوٹے کو بھی مانا اور آنکھ اٹھا کر منہ پڑھنے لگا خضران نے کہا کہ اب چیزین اگلو
[illegible] نہین سکتے جو چیزین منگا دونگا وہ سے نکالو اشتفاق نے کہا مین نے سب چیزون آپکی تحسین بھی ثابت
ہے بے شمار ہے خضران نے بیس پچیس چیزین اسی طرح منگا کر سامنے اشتفاق جنی کے رکھدین اور کہا کہ اتنے
[illegible] نے ہنسکے کہا کہ بیشک مین آپکے کمال کا قائل ہو گیا یہ تماشا دیکھ دیکھ کر وہ لیق سلطان سجادہ نشین مسکرا دیے
اشتفاق جنی نے خضران سے کہا کہ اب بتائیے اس صندوقچہ کا سنیے کہ وہ حجرہ جو مشرق کی طرف بنا ہے اسمین
ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہے اسمین مہرہ ہے اگر آپ اس صندوقچہ کو منگا لین تو بیشک مین قائل ہو جاؤن یہ سنتے ہی خضران

نے پھر زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور صندوقچہ نکالکر رکھدیا یہ دیکھکر اشتفاق جنی کے ہوش اُڑ گئے اور کہا کہ خواجہ بیشک آپ
کامل ہیں مگر یہ کمال میرے ذہن میں نہیں آتا کیا تاب ہے کسی کی جو اس صندوقچہ کو اُٹھا سکے مجھے یہ بتا دیجیے
کہ آپ اسے اُٹھا کیونکر لائے خفران نے کہا مجھمیں قوت ہے میں پھر اُٹھائے لیتا ہوں اتنا سا صندوقچہ
اُٹھانا کوئی بڑے کمال کی بات ہے یہ کہکر اب جو قصد کیا تو صندوقچہ اُٹھ نہ سکا اشتفاق ہنسا اور کہا جو
کوئی اسے اُٹھا نہیں سکتا اسلئے صاحب بیٹھے ہیں اُٹھا تو لیں میں خط غلامی لکھتا ہوں اور جان جان
بدتا ہوں یہ سنکر حرمان جنی اپنی جگہ سے اُٹھے اور زور کیا کچھ نہوا بعد اسکے سلطان سجادہ نشین
نے زور کیا جب بھی صندوقچہ نہ اُٹھا سلطان جنی نے زور کیا کچھ نہوا اب بدیع الملک بل کرکے
اُٹھے اشتفاق جنی نے کہا ای شہریار لوح گلے سے اُتار ڈالیے اور پھر زور کرکے اُٹھا لیجیے تو میں
جانوں اگر لوح پہنے رہیے گا تو یہ اُٹھ آئے گا یہ سنکر بدیع الملک نے لوح گلے سے اُتار ڈالی اور
وہ ہاتھ جنسے گرز سام بن نریمان اُٹھایا کرتے تھے صندوقچہ اُٹھایا مگر نہ اُٹھ سکا بدیع الملک نے ایسا زور
کیا کہ پسینے میں غرق ہوگئے اشتفاق جنی نے کہا ای شہریار عالی وقار یہ صفت مہرہ کی ہے کہ بغیر لوح کے
لگاؤ گے نہ اُٹھ سکیگا یہ جس طاق پر رکھا تھا وہیں رکھا تھا میں بھی اسے اُٹھا نہ سکتا تھا ان
ایام میں تھا اسکا اب لوح گلے میں ڈالکر اسے اُٹھا لیجیے بدیع الملک نے جس وقت لوح پہنکر
زور کیا پھول کی طرح صندوقچہ اُٹھ آیا اشتفاق نے کہا کہ کنجی اسکی اور مقام پر رکھی ہے خفران تم
اسکا پتہ بھی بتاؤ اسنے کہا کہ پہلے یہ بتائیے کہ آپ اسے لائے کیونکر پھر میں بتا دونگا خفران نے کہا جو
میں نے جال الیاسی ادکر اُٹھا لیا تھا یہ صفت اُس جال کی ہے کہ اگر کوہ بھی اندر اُس جال کے آئیگا تو پھول
معلوم ہونے لگے گا اشتفاق جنی نے کہا کہ واقع میں آپکو جیسا سنا تھا اُس سے بڑھکر پایا اب کنجی کا پتہ سنیے
مکان میں میں یہاں گلدستے رکھے تھے اگر مجکو دھوکا دینا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ فلاں الماری میں کنجی ہے ہر ایک میں
مصنوعی کنجی موجود ہے مگر اصلی کنجی ایک بڑی الماری میں ہے ایک پتلا ہے اُس پتلے کے پیٹ میں
کنجی ہے خفران نے وہ الماری بھی زنبیل سے نکالی اور الماری کھولکر پتلے کو نکالا پتلا سیب اور
شہاب کا بنا رکھا تھا خفران نے پیٹ اُس پتلے کا چاک کیا اور کنجی نکالکر بدیع الملک کو دی
بدیع الملک نے صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک بالشت بھر کا مہرہ اندر اسکے رکھا ہوا ہے اشتفاق
جنی نے کہا کہ اس مہرہ کو سوا صاحب لوح کے کوئی اُٹھا نہیں سکتا مہرے پر بھی سب نے زور کیا مگر
مہرہ کسی سے نہ اُٹھ سکا آخرکار بدیع الملک نے مہرہ جیب میں رکھا لوح کو گلے میں ڈالا اور حکم دیا کہ آج
اسے سونے سے کھول دو کہ اسنے پیچ پیچ بتا دیا اشتفاق کو بحکم صاحبقران رہا کیا اسنے قدمبوسی حاصل کی سبنے
مبارکباد دی اب سلطان جنی بدیع الملک کو لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا اور سامان دعوت ضیافت مہیا کیا اور
بارگاہ وادی نکالکر برپا کی اور بدیع الملک سے عرض کی کہ میں اس تحفہ طلسمی کا امین تھا یہ تحفہ
حاضر ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کیسا ہی ساحر زبردست یہاں آئے گا سحر بھول جائیگا بدیع الملک
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایسی چیز کی اس مقام کے واسطے ضرورت بھی تھی کہ تم لوگوں کی
محافظت ہو اسکے محال ہے اب تم سب یہاں باطمینان سے بیٹھو اور میں فتاحی طلسم کے ارادہ سے جاتا ہوں
یہ سنکر خفران نے وہ جریب بھی زنبیل سے نکالکر بدیع الملک کو دی جو مہتر عیسیٰ کے عنایت کی تھی او

رقعہ بھی حاضر کیا شاہزادہ نے یہ سب چیزین لے کر قبضہ مین کین مہرہ جیب مین رکھا لوح گلے مین ڈالی اور ہر ایک سے رخصت ہوکے چلے تھوڑی دور جاکر مہرہ کو لوح پر گھسا حروف روشن ہوئے بدیع الملک نے عبارت کو پڑھکر مطلب حاصل کیا اور ایک سمت روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی بعد جانے بدیع الملک کے خواجہ خضران بن عمرو ثانی اور سلطان جنی مین باتین ہوئین خواجہ نے سلطان سے کہا کہ میرا جی گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہی کہ حسین برق جادو پر کوئی آفت آنے والی ہی مین بھی جاتا ہون مین نے اسکو بہت ستایا تھا وہ مجھسے ناراض ہوکر چلی گئی ہی نہین معلوم کہان ہوگی یہ سنکر سلطان جنی نے کہا خواجہ یقین ہی کہ ملکہ حسین برق بھی طوطی حصار مین ہوگی جہان کہ ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند ہین لیکن اگر اسطرف جانے کا قصد ہی تو ایک پیام میرا بھی اس یار جانی و محبوب جانی ملکہ حصار سحر بند کو دیجیے گا یہ کہکر اسنے ایک رقعہ شوقیہ لکھکر خواجہ خضران کو دیا خضران بھی رقعہ لے کر جانب طوطی حصار روانہ ہوئے چونکہ خواجہ پتہ سے واقف نہ تھے لہذا برائے راہبری حرمان جنی و اشفاق جنی کو ساتھ لے لیا تھا انکو بھی طوطی حصار کی جانب روانہ رکھا جاتا ہی اور کچھ حال مختصر منظوم کردیا اور بہرام چرم پوش عیاران و ہان جادو کا بیان ہوتا ہی کہ یہ لوگ خبر شہر سلطانیہ آئے ہوئے تھے جسوقت انھین معلوم ہوا کہ مہرہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ آگیا اور لوح تو پہلے ہی سے قبضہ مین تھی تو یہ ضوبان جادو کی خدمت مین روانہ ہوئے اور جاکر تمام ماجرا بیان کیا کہ آپ کس خواب خرگوش مین ہین وہان فتاح طلسم نے مہرہ بھی حاصل کر لیا اب رہبند کی خیریت نہین معلوم ہوتی پہلے ناصر و منصور کو آپ کی دختر نیک اختر نے جاکر مارا بعد اسکے سلطان سجادہ نشین کی سعی سے اشفاق جنی تک پہونچی اور مہرہ دستیاب ہوا اب فتاح طلسم مرحلہ پر آتا ہی ہم نے اطلاعاً عرض کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہی یہ سنکر ضوبان جادو کے اندام مین رعشہ پڑگیا اور اسنے کہا کہ اچھا تم لوگ اس مقام کی خبر رکھو اور ہم تیار رہو مین عرضی خداوند کو لکھتا ہون یہ کہکر اسنے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر تیار کی کہ یا خداوند غضب ہوگیا لوح اور مہرہ دونون چیزین طلسم کشا کو مل گئین اور اب وہ مرحلہ کیطرف آتا ہی ہمارا تو وقت آخر قریب ہی اور علدحی نمک سے ادا ہوا چاہتے ہین اب حضور سے جو انتظام ہوسکے وہ کیجیے اگرچہ ہمین دشمن کو میری دختر بد اختر نے بہت مدد دی بھی ساحران زبردست اسکے ہاتھ سے مارے گئے لیکن اس سے زیادہ افسوس کے قابل یہ امر ہی کہ خداوندزادے بھی طلسم کشا کے شریک ہوگئے ہین بلکہ اسیر عاشق ہین بلکہ انھین کی وجہ سے ... چھوکری کا مزاج بھی بدلا اور اشتعال ہوا ورنہ اتنی مجال نہ تھی کہ یہ اتنی بڑی جرأت کرسکتی اور حضور کی بھتیجی ملکہ حصار سحر بند نے بھی بہت مدد دی ہی

انھین کی وجہ سے طلسم کشا غار کی بلاؤن سے محفوظ رہا ورنہ کب کا ہلاک ہو گیا ہوتا وہی مثل ہے کہ گھر کے چراغون سے آگ لگا جاتی ہے شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے لہذا یہ سب سامان ایسے ہین کہ مرحلہ بچتا نہین نظر آتا اگر مین مرحلہ کو چھوڑ کر اس گیسو بریدہ کی گرفتاری کو جاتا ہون تو نہین معلوم بعد میرے یہان کیا حالت پیدا ہو اور اگر یہین رہتا ہون تو بھی کیا کرونگا کہ فتاح طلسم کے پاس مہرہ اور لوح دونون چیزین موجود ہین غرضکہ اب وہی حالت ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ماسوا اسکے اگر خود جاؤنگا تو وہ دختر بد اختر مجھسے بھی مقابلہ کرنے کو موجود ہو جائے گی پھر باپ کا بیٹے سے مقابلہ کرنا یہ بھی ایک ناپسندیدہ امر ہے کہ اگر اُسکو مارا تو اپنے کلیجے مین آپ چھری بھونکی اگر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو بھی دشمنون کی نجات کا سامان ہوگا بہر کیف میرا اسی مقام پر موجود رہنا مناسب معلوم ہوتا ہے آیندہ جو حکم دیا جائے یہ عرضی لکھ کر روانہ کی جسوقت یہ نوشتہ پاس اکوان تاجدار کے پہونچا اور اُسکے پڑھا کیوان تاجدار نے عرض کی کہ یا خداوند نعلان میری رائے مین تو زندہ رکھنا ان بلاؤن کا کسیطرح اچھا نہین ہے اب مجبت سے انکی آپ ہاتھ اُٹھائین اور حصار سحر بند سے مین دست بردار ہوتا ہون کسی ساحر زبردست کو بھیجکر دونون کو قتل کرا ڈالیے یہ سُنکر اکوان تاجدار نے اقوان بن خلخال جادو کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر زبردست بزرگ طلسم کہلاتا ہے اور نہایت ساحر معزز ہے اُس سے کہا تمھین حکم دیا جاتا ہے کہ جلد جا کر دونون چھوکریون کو مع مکان بلکہ تمام صحرائے طوطی حصار کو پھونک دو وہ یہ ننگ خاندان زندہ رہین گی نہ بزرگون کے نام مین دھبا لگے گا اور بعد واپس آنے کے تم کو قتل طلسم کشا کے واسطے بھیجا جائے گا کہ وہ سرکش مرحلۂ اول کیجانب چل چکا ہے یہ حکم پا کر اقوان بن خلخال جادو اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا سامان سحر لے کر جانب بیابان طوطی حصار روانہ ہوا اور جاتے جاتے قریب طوطی حصار کے پہونچا ایک مقام پر ٹھہر گیا اور جھولی سے ایک ڈبیہ زنگاری رنگ کی نکالی جسمین غبار زنگاری بھرا ہوا تھا اقوان بن خلخال جادو نے اُس غبار کو منتشر کرنا شروع کیا وہ غبار ایک ابر زنگاری ہو کر پھیلنے لگا جسوقت یہ حالت ملکہ حصار سحر بند نے دیکھی نہایت پریشان ہو گئی اور ملکہ روشن گہر سے کہا کہ عتاب خداوندی نازل ہو گیا اب آثار رہائی ایمان کے نہین پائے جاتے وہ اسمین جلیسین جو کہ واقف راز تھین کہنے لگین کہ آپ نے طلسم کشا کی جان بخشی کی کیا وہ اس حال مین آپکی خبر نہ لے گا سُنا تو یہ ہے کہ وہ بڑے خدا ترس ہین غیرون کے واسطے جان کو جان نہین سمجھتے ہین نہ کہ آپ تو اُنکی محسن اور محبوبۂ دلفروز ہین یہ ہو نہین سکتا کہ وہ اسوقت نہ آئین حصار سحر بند نے جواب دیا کہ اول تو وہ خود نہین معلوم کس بلا مین

رکھتے ہونگے علاوہ اسکے اگر یہ حاصل ہو گیا ہوگا تو وہ دربند پڑ گئے ہونگے اسطرف
کیونکر آ سکتے اور انھین یہ کیا معلوم کہ ہم لوگ کس بلا مین مبتلا ہین اور دربند کی
طرف سے آتے ہین اتنا عرصہ ہوگا کہ یہان خاک تک ہم لوگون کی منتشر ہو جائے گی
آئینگے تو کیا پائینگے بقول شاعر ے تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم ← یہان تو یہ ہل چل مچی
ہوئی تھی ادھر اقوان بن خلخال جادو نے دوسری ڈبیہ کھولی اور اسمین سے چار پتلے
نکالے کہ ہاتھوں مین ہر ایک کے ایک ایک مشعل فروزان تھی ان پتلون نے ہوا لگتے ہی
قد بڑھائے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے اقوان بن خلخال جادو نے کہا کہ جاکر
طوطی حصار کو پھونک دو پتلون نے جاتے ہی چارون حدین روک لین اور آگ
لگانا شروع کر دی شعلے بھڑکے اور طوطی حصار جلنے لگا بعد اسکے اقوان نے
تیسری ڈبیہ کھولی اور اسمین سے بھی چار پتلیان نکالین انکے ہاتھ مین ایک جال تھا
اقوان نے کہا کہ جاکر اس جال کو طوطی حصار پر کھینچ دو یہ سنکر وہ پتلیان بلند ہوئین
اور فضائے آسمان مین وہ جال تان دیا کہ اگر کوئی طائر باغ تک اڑکے نکل جانے کا
قصد کرے تو راستہ نہ پائے جسوقت شعلے بھڑکے اور طوطی حصار جلنے لگا تو عجیب
حالت ہوئی کہ طائر اڑ کر ادھر سے ادھر جاتے تھے اور ادھر سے ادھر آتے تھے اور
شور کرتے تھے مگر آگ چارون طرف پھیلی ہوئی تھی نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا جو
طائر بلند ہوتا تھا وہ جال مین ٹکرا کر گرتا تھا اور جلکر خاک ہو جاتا تھا شعلے فنا
فنا کی صدا بلند کر رہے تھے جھونکے ہوا کے اپنے دامن مین شعلے بھرے ہوئے ہر طرف
آگ پھیلاتے ہوتے تھے شہر مین ملکہ روشن گہر کے صدائے فریاد بلند تھی اور شعلے
دامن دراز کرتے جاتے تھے ہر جھونکے مین ہوا کے سو سو قدم آگ آگے بڑھ آتی تھی
طائر کباب ہو رہے تھے درخت جل رہے تھے ہر درخت ہمہ تن شعلہ معلوم ہوتا تھا
تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی تھی عورتین ملکہ حصار سحر بند سے کہہ رہی تھین کہ اے ملکہ آفاق
آپ خداوند زادیون کو لے کر یہان سے کسیطرح نکل جائیے روشن گہر کہتی تھی کہ تم
لوگون نے میرا ساتھ دیا ہے مین تمھارا ساتھ دونگی مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ تم سب کو اس آگ مین جلنے دون اور اپنی رہائی کی تدبیر کرون حصار سحر بند نے کہا
کہ اگر راہ نکلنے کی ہوتی تو جیسے ایک کا نکلنا ویسے سب کا نکلجانا وہ عورتین بھی کہتی
تھین کہ نہین آپ کوشش تو کیجیے ہاتھ پاؤن ہلانا ضرور چاہیے پھر مقدر پر بیٹھے
جل جانے سے تو لڑکر مرنا اچھا ہے عجب دل کی مضبوط اور وفادار یہ عورتین تھین کہ چاہتی
تھین کسیطرح مالک ہماری بچ جائے ہم پر جو گذرنی ہو وہ گذر جائے آخر کار اسی
حیص بیص مین شعلے قریب آگئے اور آتشی حصار گرد قصر کے قائم ہو گیا بس یہ دیکھتے
ہی حصار سحر بند نے سر پر اپنے ہاتھ ڈالا اور بالا موتیہ نکالا تار کر اسے گردش دی
کہ ایک دیوار سفید قائم ہو گئی اور اس دیوار نے شعلون کو اتنی دیر کے واسطے

روک لیا کہ حصار سحر بند نے روشن گہر کو لیا اور کنیزون سے کہا کہ جسے چلنا ہو وہ سحر کر کے بلند ہوا اور ساتھ میرے چلے یا تو مین اس جال کو توڑ کر نکل گئی اور ساتھ میرے جو جو ہو گا وہ نکل جائے گا اور یا بالاے ہوا بھڑک پھڑک کر اور جال مین پھنس کر بکام تمام ہو جائے گا یہ کہتے ہی حصار سحر بند نے کچھ اسم سحر پڑھا اور کڑک کر بلند ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ایک بجلی چمک کر چلی ہے کہ نہ طبق آسمان کو توڑ کر نکل جائے گی لیکن جس وقت یہ جال تک پہونچی دونون کے سر جال سے باہر ہوئے لیکن جسم نہ نکل سکے کہ خانے جال کے چھوٹے تھے اور نہ جال ٹوٹ سکا دونون لٹک کر رہ گئین ساتھ ملکہ کے جو عورتین بلند ہوئی تھین وہ بیچاریان ٹکڑا ٹکڑا کر گرین اور جلکر خاک ہو گئین اب یہ کیفیت ہے کہ دونین جال مین پھنسی ہوئی ہین اور شعلے بھڑک کر بلند ہو رہے ہین تمام طوطی حصار آتش حصار ہو رہا ہے اور اب شعلے زبانین دراز کر رہے ہین کہ ان دونون کو بھی جلا کر خاک کر دین حصار سحر بند کیسے کیسے سحر کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ جال کو چیر کر نکل جاؤن مگر کیا ممکن تھا کہ جال کو یہ توڑ سکتی آخر کار حالت اضطراب مین فلک کیجانب دیکھا کہ ای خداے آسمانی اگر تو کچھ قدرت رکھتا ہے تو اس وقت اضطرار مین ہماری فریاد رسی کر اور ہمین اس بلا سے نجات دے کہ اب سوا تیری ذات کے کسی کا سہارا نہین ہے بس یہ کہنا تھا کہ فلک پر ایک ابر نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ حسین برق جان بے کلی اور تڑپ کر جو کرتی ہے دونون شاہزادیون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ سب بکلون کے پھندے جال سے توڑے آخر کار خود بھی الجھ کر رہ گئی اب راوی شیرین کلام بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان نہ طاقی بہن اکوان تاجدار کی جو زمانہ سابق مین مطیع اسلام ہو چکی ہے جسکا ذکر اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے جلد سوم آفتاب شجاعت مین تحریر کیا تھا کہ یہ سمندریہ مین بھی آگرتی ہے اور شریک بدیع الملک کی ہے چونکہ بہت دنون سے اسنے اپنی بھتیجی یعنی ملکہ روشن گہر کو نہ دیکھا تھا تو دل اسکا بیتاب تھا کہ اسکو مثل فرزند کے ایوان نہ طاقی نے پرورش کیا تھا چنانچہ اسکے اشتیاق دید مین یہ وہان سے چلی تھی کہ پوشیدہ طور پر اپنی بھتیجی کو دیکھ آؤن جس وقت متصل طوطی حصار پہونچی تو یہان عجب قیامت برپا دیکھی کہ شعلے بھڑک رہے ہین طوطی حصار جل رہا ہے اور بالاے ہوا ایک جال کھینچا ہوا ہے اسمین حصار سحر بند جبی برق روشن گہر مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہی ہین بس یہ دیکھ کر ایوان نہ طاقی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور وہین سے کڑک کر گرے اور ایک ہاتھ مین تو اسنے روشن گہر کو لیا دوسرے ہاتھ مین حصار سحر بند اور حسین برق کو لیا اور چاہا کہ کڑک کر نکل جاؤن جال الجھا بس اسنے اف کی کہ تمام جال جل کر خاک ہو گیا اور ایوان نہ طاقی ان تینون شاہزادیون کو لے کر چلے تھے کہ قضاے کار و اتفاقات روزگار اسطرف سے حریان نقش بند

بیٹا اقوان بن خلخال کا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایوان نہ طاقی نے تینون اسیرونکو رہا کر لیا اور سحر کو پیر سر باب کے مٹا دیا بس اُسیوقت اُسنے ایک اور جال بارا ایوان نہ طاقی اسکے جال سے بیخبر تھے جال پڑتے ہی الجھ گئے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا کہ اس جال کی تاثیر یہی ہے جو اسمین پھنستا ہے وہ سحر بھول جاتا ہے بس حرمان نقش بند نے نعرہ کیا آواز جو اسکی اقوان بن خلخال نے سنی کہا اے فرزند مرحبا صد مرحبا کیا وقت پر تو پہونچا ہے کہ بات رکھ لی ورنہ ملکہ ایوان اسیرون کو لے ہی گئی ہوتی اُدھر تمام طوطی خصار جلکر خاک ہو گیا بلکہ یون کہیے کہ دشمنون کے واسطے طوطیا سے چشم بن گیا اور دوستون کے دل جلے جو مقام لائق سیر و رشک گلستان ارم تھا وہ جہنم نظر آنے لگا چشم زدن مین کیا سے کیا ہو گیا اب اقوان بن خلخال و حرمان نقش بند اسیرون کو لیے ہوئے ایک کوہ پر آئے اور اقوان نے اسیرون کے قتل کا ارادہ کیا حرمان نقش بند نے کہا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے ہین یہ کن کو قتل کرتے ہین اگرچہ خداوندا سوقت طیش مین ہین لیکن جسوقت محبت پدری جوش کرے گی اور خیال اپنی دختر حور جمال کا آئے گا تو کیا خون ناحق خالی جائے گا ضرور اسکے عوض مین آپ قتل کیے جائیے گا اقوان نے کہا اے فرزند تو ابھی ناتجربہ کار ہے ان لوگون کا زندہ رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہے مجھے خداوند حکم قطعی دے چکے ہین ایسا نہ ہو کہ انکے زندہ رکھنے مین کوئی فساد برپا ہو اور بنا ہوا کام بگڑ جائے حرمان نقش بند نے کہا میری کسیطرح راے نہین ہوتی کہ آپ انکو قتل کیجیے اگر آپکو حکم قتل بھی ملا ہو گا تو صرف شاہزادیون کے واسطے اور یہان دو قیدی بڑھتے ہوئے ہین ایک ملکہ نہ طاقی بہن خداوندی اور دو مسری دختر بادشاہ دربندا ول کی اگر ان لوگون کو زندہ لے گئے تو جیسے رو کا لیجانا ویسے چار کا اور اگر انھین بھی قتل کیا تو کیا معلوم انکا قتل مصلحت خداوند کے موافق ہو یا مخالف اس سے ہر طرح یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ انکو خدمت مین خداوند کی لے چلیے وہ چاہین قتل کرین چاہین بخشین یہ سنکر اقوان بن خلخال کی بھی راے بدل گئی اور اسنے بھی کہا کہ اے فرزند تو سچ کہتا ہے ملکہ ایوان نہ طاقی کی نسبت ہاین مجھے نہین کہہ سکتا یہ خواہر خداوند ساحر زبردست ہین اور نہین معلوم کہ یہ گرفتار ہی کیونکر ہو گئین خیر اب تو اپنے مکان کیطرف جا اور مین ان قیدیون کو لیکر خدمت مین خداوند کی جاتا ہون یہ سنکر حرمان نقش بند تو اپنے مکان کیجانب روانہ ہوا اور اقوان بن خلخال جادو نے ان تینون کی زبان پر تکلہ سوزن کیا اور روشن گہر کو یون ہی رہنے دیا کہ یہ سحر نہین جانتی ہے بعد اسکے ایک تخت سحر تیار کیا اور چارون کونے پر تخت کے چارون اسیرونکو بٹھا کر رسن سحر سے باندھ دیا اور خود بیچ مین بیٹھا اور تخت کو بالاے ہوا اڑاتا ہوا لے چلا کہ کوئی عیار چالاکی کرکے

انگور ہاشہ کرکے تخت اُڑاتا ہوا چلا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ دیکھا اُسنے جانب آسمان سے
ایک بقعۂ نور چلا آتا ہے اُسنے اپنے تخت کو بھی بلند کیا کہ دیکھوں یہ نور کیسا ہے جب قریب پہونچا
تو دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہے بالائے تخت ایک شامیانہ زرتاری کھنچا ہے
جسمین جھالر موتیوں کی لگی ہوئی ہے ایک ایک موتی بیضۂ گنجشک کے برابر ہے تخت پر
ایک مرد بزرگ دراز ریش و دراز قامت بیٹھے ہوئے ہین جو ڈاڑھی مین اُنکی بال بال موتی
پروئے ہوئے ہین جواہر بیش بہا نصب ہین اور ایک تاج مرصع مکلل بجواہر سر پر
رکھا ہوا ہے کہ ایسا تاج کبھی نظر سے نہ گذرا تھا شاہان عالم بھی اس تاج کے محتاج
ہین اور دو شخص جوان دونون پہلوؤن مین اس مرد پیر کے بیٹھے ہین اور دو گلدستے
سامنے رکھے ہوئے ہین پشت پر دو نازنینین حورجمال پری تمثال کھڑی ہوئی ہین مورچھل
اُنکے ہاتھون مین ہین جب ہنستی ہین تو بتیس بجلیان چمک جاتی ہین دہن سے
خوشبوئے مشک و عنبر وغیرہ کی آرہی ہے کہ دماغ جان کو معطر کیے دیتی ہے پان کی سرخی
گلوئے نازک سے نمایان ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صراحی بلور سے مے گلگون اتر رہی ہے
اقوان نے جو یہ ساما ن دیکھے نہایت حیران ہوا کہ یہ کون بزرگ ہین جنکی شان و شوکت
خداوند طلسم سے بھی زیادہ ہے اُسنے ملنا چاہیے یہ خیال کرکے تخت کو بلند کیا اور سامنے
تخت پیر مرد کے جاکر سلام کیا اس پیر مرد نے منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا اقوان
نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو آپ نفرت ظاہر کرتے ہین
اور میری جانب سے روگردانی کرتے ہین ابھی تک تو مین آپ سے واقف بھی نہین
ہونے پایا ہون کہ آپ کون بزرگ ہین یہ سُنکر جو شخص مرد پیر کی بائین جانب بیٹھا
تھا اُسنے جواب دیا کہ او بے ادب خداوند کو سجدہ کے بدلے سلام کرتا ہے اسکا نہ
یہ خداوند بجدہ ہزار ملک باختر خداوند زمرد شاہ المعروف بہ لقائے بے بقا ہین اور
مین زبرجد شاہ ہون اور دوسری جانب فرعون شاہ بیٹھے ہین بس یہ سُننا تھا کہ
اقوان جادو لرز گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ غلام نے نہین پہچانا خطا اس عاصی کی ہو
معاف فرمائیے مین نے تو سُنا تھا کہ خداوند نے دنیا کا رہنا ترک کر دیا ہے اور اب
عالم بالا کی سیر کیا کرتے ہین یہی وجہ دھوکا کھانے کی ہوئی ورنہ ضرور پہچان لیتا اب
مین سجدہ کرتا ہون اور قدم چومونگا میرے نصیب جاگ گئے کہ خداوند باختر کی
دید حاصل ہوئی یہ کہکر قدمون کیطرف جھکا تھا کہ لقائے بے بقا نے منع کیا
اور کہا کہ بس علٰحدہ رہنا قریب آنے کا قصد نہ کر کہ ہم نے اہل دنیا سے کنارا
کر لیا ہے اور اب ہم تم لوگون کے سایہ سے بھاگتے ہین جو مقصد تمھارا ہو وہ
وہین سے بیان کر دو اگر عرض تمھاری لائق پذیرائی ہوگی تو خیر ورنہ جواب صاف
دیا جائیگا اول یہ بتاؤ کہ تم آتے کہان سے ہو اُسنے عرض کیا کہ جب حضور مجھے
خداوند کہلاتے ہین تو آپ پر سب حال روشن و منور ہوگئے عرض کرنے کی کیا

حاجت ہے یہ سنکر خداوند کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اعتقادات تیرے سے خداوند معلوم ہوتے
ہین اور تو امتحان لیتا ہے کہ یہ خداوند اصلی ہین یا نقلی ہین سن مجھسے کہ تو بیابان
طوطی حصار سے آتا ہے اور بیان کرون اسنے کہا کہ اب مین خود عرض کیے دیتا ہون
آپ غصہ نہ فرمائین بیشک آپ خداوند ہین مگر اب اس مشکل کو حل کیجیے کہ
مین نے حکم خداوند طلسم سے چار عورتون کو گرفتار کیا ہے ایک خداوندی دختر روشن گہر
ہے اور دوسری نائب خداوندی بیٹی حصار سحر بند ہے تیسری شعوبان جادو کی دختر
حسین برق جادو ہے اور چوتھی ملکہ طلسم یعنی الیوان شطا ہے یہ سب خدا
پرستون کی شریک ہوئی تھین اسوجہ سے مین نے ان سب کو گرفتار بلا کیا ہے
اور خدمت مین خداوند طلسم کی لیے جاتا ہون لیکن یہان ہزار طرح کے خوف ہین کہ
وقت نازک آگیا ہے عمر طلسم کی تمام ہو چکی ہے اور زمانہ بربادی طلسم کا ہے ایسا نہ ہو
کہ کوئی افتاد پڑے اور یہ لوٹ رہا ہو جائین تو پھر قیامتین برپا کرینگی یہ سنکر لقانے
کہا کہ مین ان نحوسون کا دیکھنا پسند نہین کرتا جا جلد انھین لیجا یہ سنکر
ابرجد شاہ نے کہا کہ یا خداوند اسنے بڑا کام کیا ہے حال پر اسکے رحم کھائیے
تھا اگر یہ ان اسیرونکو لیکر اکوان تاجدار کے پاس جائیگا تو ضرور یہ قیدی
رہا ہو جائینگے اور طلسم کو برباد کرینگے اور اگر یہ طلسم باقی رہے گا تو ساکنان طلسم خدا
پرستونکا اقبال کرینگے اوران باغیونکا عوض ان لوگون سے لینگے جو ان بندگان
خاطی کے ہاتھ سے آپ پر ہو چکی ہین بہتر یہ ہے کہ ان اسیرونکو اپنے سامنے قتل
کیجیے اور جہنم مین بھجوا دیجیے بلکہ بقائے طلسم کی تقدیر کر دیجیے کہ یہ لوگ بیخ
جائین کہ اب نام خداوندان گذشتہ کا اکوان تاجدار سے زندہ ہے اور یہ اب تک
نام خداوندی کو روشن کیے ہوئے ہے یہ سنکر لقانے کہا کہ اچھا یہ تمھاری خاطر ہے
ورنہ مجھے کیا کام تھا مین نے ہمیشہ ان بندگان خاطی کی ایسی رعایت کی کہ
اونی خداوندی تک منھ آدی دوسرونکا کیا ذکر ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اکوان جادو
نے ایک ایک قیدی کو دینا شروع کیا اور لقانے ایک ایک کو لے کر غائب کرنا
شروع کیا جو زیر بغل گیا وہ غائب ہو گیا اکوان یہ دیکھ حیران ہے کہ آج تو خداوند لقا
عجب قدرت نمائی کر رہے ہین کہ ادھر قیدی کو لیا اور فرشتگان غذا سب اسکو اٹھا
لیگئے جب سب قیدیون کو فرشتون کے حوالے کر چکے تو فرعون مشتاق نے لقا سے
کہا کہ یا خداوند اب اسے کوئی تمغہ بھی عنایت ہو کہ اسنے بہت بڑا کام کیا ہے تاکہ وہ
معلوم ہو سکے یہ بات اسوقت کسکو نصیب ہوئی ہے کہ جسنے خداوندی زیارت کی ہے
لہذا اسے ایسی چیز عنایت ہو جس سے عزت اسکی بڑھے اور توقیر زیادہ ہو جسکو
دیکھتے خداوند کے سامنے جائے تو وہ بھی خوش ہو کہ خداوند لقانے ہمارے
بندے کو عزت بخشی یہ سنکر کہا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو ہم اسکو وہ عزت

رسیدے رہتے ہین کہ خداوند طلسم کی بھی ایسی آبرو نہین ہی یہ کہکر ایک تاج نکالا کہ تمام جواہرات
بیش بہا اسمین نصب تھے کہا اقوان سے کہ لے اسکو اقوان نے جو تاج کو دیکھ
منھ مین پانی بھر آیا ہوش اُڑ گئے کہ دنیا مین ایسے ایسے جواہر بھی ہوتے ہین ہم تو
سمجھتے تھے کہ یہ دولت ہمارے خداوند کے پاس ہی کہین نہین ہی مگر نہین معلوم ہوا کہ
خداوند لقا جو بڑے خداوند کہلاتے ہین تو اسی سبب سے کہ ایسے زر و جواہر اسی کے
پاس نہین ہین بس اسنے قصد کیا تھا کہ بڑھ کر لے لون کہ لقا نے اسکو منع کیا اور کہا
کہ ایسا نہ ہو تو تاب انوار خداوندی کی نہ لا سکے اور جلکر خاک ہو جائے یہ کہکر ایک
چھڑی سے یاقوت کی وہ تاج اُٹھا کر اقوان کیطرف پھینک دیا اور کہا کہ لے یہ تاج
اب تو زندگی بھر کسی کا محتاج نہ ہوگا اگر اس تاج کو پہنکر دعوی خداوندی کرے گا
تو بھی زیب ہوگا اور اگر اپنے خداوند کو نذر دیدے گا تو وہ بھی تیری عزت زیادہ
کرے گا اب تک تو تو بزرگ طلسم کہلاتا ہی اسکے بعد سے جان بخش طلسم کہلائے گا
کیونکہ تاثیر اس تاج کی یہ ہی کہ اگر خداوند طلسم اس تاج کو زیب سر کر کے تخت پر
بیٹھے گا تو شان خداوندی زیادہ ہوگی اور دشمن ہمیشہ سرنگون ہونگے یہ سُنکر
اقوان جادو تاج کو دیکھ رہا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ خداوند کو دون یا خود ہی خدائی
بجاؤن جس موتی کو دیکھتا ہی لوٹا جاتا ہی اور جس ہیرے یا قوت کو دیکھتا
حیران تصور مین بولتا ہی تو ایسا جواہر تاج اکوان مین بھی نہین پاتا ہی کہ ایک مرتبہ
اُن موتیون مین سے ایک سنسناہٹ پیدا ہوئی اسنے گھبرا کر عرض کی کہ یا خداوند
یہ کیسے زندہ موتی ہین کہ بولتے ہین زبرجد شاہ نے کہا کہ تو صفت ان موتیون کی نہین
جانتا یہ آپسمین باتین کرتے ہین زبان انکی سوا جاننے والون کے کوئی سمجھ نہین سکتا
ہی یہ آپسمین کہتے ہین کہ اتنے دنون ہم خداوند کی خدمت مین رہے اور اب جدا ہوتے
ہین دیکھئے کون کونسی مصیبت پیش آتی ہی کہ یکایک وہ موتی چٹخنے لگے اور انمین سے
دھوان پیدا ہونے لگا جیسے بھٹا بھنتا ہی اور دھوان دماغ مین اقوان جادو کے پہونچا
کہ یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا ساتھ ہی لقا سے نقلی نے نعرہ کیا کہ باش و قمساق
خمزہ ارو و ہوشیار باش کہ منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی یہ کہتے ہی جست کی اور باد مہرے
پاؤن مین بندھے ہوئے تھے اقوان کو بالا سے ہوا گرفتار کیا کمند سے مشکین اسکی
باندھکر زبان پر تکلہ سوزن کیا اور زنبیل مین مقید کیا اور آپ اصلی ہیئت پیدا کی
زبرجد جادو و نقلی و فرعون شاہ نقلی بھی اصلی صورت پر آئے اور سب سامان
تخت و منطبہ وغیرہ خواجہ نے نذر زنبیل کر لیا اور سلطانیہ کیجانب روانہ ہوئے
حربان جنی و اشفاق جنی دونون خواجہ کے ساتھ روانہ سلطانیہ ہوئے
جسوقت خواجہ سلطانیہ سے چلے تھے اور قریب طوطی حصار پہونچے تھے
تو یہان آتش عناد بھڑکتے دیکھی تھی یہ دونون جن خواجہ کے ہمراہ تھے دیکھ

خواجہ سنے کہ ساکنان طوطی حصار کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے نہایت پریشان تھے لیکن جسوقت حصار سحر بند روشن گہر کو لے کر اڑی اور جال مین پھنسی بعد اسکے حسین برق اور ملکہ ایوان نہ طائی بھی آکر گرفتار بلا ہوئین اور اقوان انھین لیے ہوئے کوہ پر آیا تو خواجہ کی عیاری بن پڑی کہ خود نقاب بنے اور اشفاق جنی کو فرعون شاہ بنایا اور حرمان جنی کو وزیر جفر شاہ بنا کر تخت پر بیٹھے یہ تخت تبر کات سے ہے اسوجہ سے بغیر اعانت کسی شخص کی اڑتا ہے اس صورت سے خواجہ نے اسیرون کو چھڑایا الحاصل جب خواجہ خضران قریب سلطانیہ پہونچے سلطان نے خواجہ کا استقبال کیا اور لاکر بارگاہ داؤدی مین بٹھایا اور حال طوطی حصار کا پوچھا خضران نے بیان کیا کہ جسوقت مین طوطی حصار پہونچا ہون تو مین نے طوطی حصار کو آتش حصار پایا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے طائران باغ کباب ہو رہے تھے ساکنان طوطی حصار ہیتابانہ ہر طرف دوڑتے تھے مگر شعلون سے مفر نہ تھا آخر کار سب کے سب جل کر خاک ہو گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ذلیل ساحر اقوان بن خلخال جادو بزرگ طلسم کہلاتا ہے اسی ملعون نے کر سب کو پھونک دیا بس یہ سننا تھا کہ سلطان نے ہائے کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا اسے یقین ہوا کہ میری معشوقہ حصار سحر بند بھی جل گئی خواجہ اپنے دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ ناحق مین نے اس سے یہ حال بیان کیا جلدی سے اٹھ کر کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑکا لخلخہ وغیرہ سونگھا کر ہوشیار کیا سلطان نے پھر ہائے کا نعرہ مارا اور اپنے کو ہلاک کرنے کا قصد کیا تھا کہ خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے سلطان مین نے تجھے اسقدر خارج از عقل نہ سمجھتا تھا تم یہ نہ سمجھے کہ اگر حصار سحر بند جل جاتی تو روشن گہر کب بچ سکتی تھی اور روشن گہر جلتی تو کیا خضران آنکھون سے دیکھتے تا مین بھی جل جاتا تم گھبراؤ نہین حصار سحر بند وغیرہ سب زندہ موجود ہین اور اقوان جادو کو بھی گرفتار کر لایا ہون یہ کہکر تمام حال اپنی عیاریان کرنے کا بیان کیا سلطان نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے اور نہایت تعریف کی اب خواجہ نے پہلے ملکہ روشن گہر کو زنبیل سے نکالا بعد ازان حصار سحر بند کو نکالا سلطان کو اگر حجاب دنیا نع ہوتا تو قریب تھا کہ حصار سحر بند سے لپٹ جاتے بعد ازان ملکہ ایوان نہ طائی و ملکہ حسین برق کو نکالا ان سب نے خواجہ کی نہایت تعریف کی اور شکریہ ادا کر کے بہت کچھ دیا بعد ازان اقوان بن خلخال جادو کو زنبیل سے نکال کر ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور نکلا اسکی زبان سے چیخ کر کہا کہ شناخت رب العزت مین کیا لکھا ہے اسنے جواب دیا کہ او دزد مکار مین تیرے فریب مین آگیا جو گرفتار ہوا بغیر دیکھا جائے گا خضران نے کہا دیکھا کیا جائے گا یا موت قبول کر یا دین اسلام

اسنے جھلا کر جواب دیا کہ دین اسلام تو مین ہرگز نہ قبول کرونگا کہ مین بزرگ طلسم کہلاتا
ہون اور تمام بزرگ میرے ہمیشہ کہلایا کیے ہین بڑی شرم کی بات ہے کہ مین مسلمان
ہوجاؤن اور تم قتل کو جو کہتے ہو تو کیا مجال ہے کسی کی جو مجھے قتل کر سکے یہ سنکر خفران
نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہے تو دین اسلام نہ قبول کرے گا
اب تیرا قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہے یہ کہکر پھر زبان پر کلمہ سوزن کر دیا ہر چند اسنے
سحر کرنا چاہا مگر اس بارگاہ کے اندر سحر یاد نہ آیا خواجہ اسے پھر گرفتار کر کے
باہر لائے زنجیر کرسیان وغیرہ بچھادی گئین اور سامان قتل اقوان کیا گیا جسوقت
خواجہ خنجر پکڑ کر اقوان کیطرف چلے تو فوراً طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک انسان
پیدا ہوا اور اسنے نعرہ کیا کہ منم حریان نقش بند اور اقوان جادو کو پیچھے ہین باگر
لے چلا اور آواز دی کہ اب ہے کوئی ایسا جو مجھے روک لے یہ سنتے ہی خواجہ
نے کہا او ملعون جب تیرے باپ کو روک لیا تو تو کیا چیز ہے یہ کہکر جال الیاسی مارا
اور دونون کو پکڑ لیا ہر چند حریان نقش بند تڑپتا ہے اور سحر کرتا ہے کہ کسیطرح
جال کو توڑ کر نکل جاؤن مگر یہ جال جان کا جنجال ہے بھلا اسکے توڑے کب ٹوٹتا ہے
خفران نے کہا کہ او ملعون یہ تیرے جال سے مضبوط ہے تڑپ لے اچھی طرح اب
رہائی دشوار ہے جب یہ تڑپ کر تھکا تو خفران نے توڑا حضرت داؤد علیہ السلام
کا نکال کر ان دونون کے سر پر مارا کہ اقوان بن خلخال اور حریان نقش بند
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے اور راوی دیگر بیان کرتا ہے کہ جسوقت خفران خنجر
کھینچے ہوئے قریب اقوان بن خلخال کے پہونچا چاہتا ہے کہ خنجر مار کر کام اسکا
تمام کرون کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور نعرہ حریان نقش بند کا ہوا اسنے آتے
کے ساتھ ہی نفیر سحر کو دم دیا جسوقت صدائے نفیر سحر کی کان مین خفران اور دیگر لوگون کے
پہونچی بیہوش ہو کر گر پڑے بس حریان نقش بند نے ایک ہاتھ مین اپنے باپ کو
لیا اور دوسرے ہاتھ مین خفران کو لیا کہ وہ خفران اسنے بہت جلا ہوا تھا کہ
اسی نے بڑے فتنے برپا کیے ہین اور اسکا قتل کر ڈالنا ضروری ہے یہ خیال کر کے
خفران اور اقوان کو لے کر چلا کچھ بلند ہوا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک
مرگ چھالا اُترتا ہوا چلا آتا ہے اور مرگ چھالے پر سلطان سجادہ نشین تشریف
رکھتے ہین حریان نقش بند نے عرض کی کہ حضور کہان تشریف لائے فرمایا
کہ چھوڑ دے ان دونو نکو حریان نقش بند نے کہا کہ تعجب ہے جو آپ یہ ارشاد
کرتے ہین فرمایا بس جیسا مین کہتا ہون اسکے خلاف نہ کر ورنہ جلا کر خاک کردونگا
بس یہ سنکر حریان نقش بند نے کہا کہ کیا آپ مجکو موم کا سمجھے ہوئے ہین
لے ہوشیار ہو جائیے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور
سلطان سجادہ نشین نے ایک آئینہ رد سحر نکالکر سامنے کر دیا حریان نقش بند

نے اُف کی کہ شعلہ اسکے دہن سے نکلکر بہ سبب آئینہ کی برکت سے اُلٹ پڑا اور حرمان نقش بند کو جلاکر خاک کر دیا ساتھ اُسی کے اقوان بن خلخال بھی جلکر خاک ہوا انکے مرنے سے ایک قیامت کبرےٰ برپا ہوئی کہ آندھی چلی خاک اڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اقوان بن خلخال جادو حرمان نقش بند بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم بعد تھوڑی دیر کے خلاہات سحر برطرف ہوئے اور سلطان سجادہ نشین خضران کو اپنے مرگ چھالے پر بٹھائے ہوئے زمین پر آئے یہان یہ حالت دیکھی کہ سب شاہزادیان مع سلطان جنی بیہوش پڑی ہین ایک طرف ملکۂ الوان نطاقی دوسری جانب حصار سحر بند ایک طرف حسین برق جادو یہ سب کی سب بیہوش پڑی ہین سلطان سجادہ نشین نے پانی پڑھکر ان سب پر چھڑکا اور ہر ایک کو ہوشیار کیا اور حال اقوان بن خلخال اور حرمان نقش بند کا بیان کیا کہ مین نے ان دونون جادو نکو قتل کیا یہ سُنکر سب کے سب نہایت خوش ہوئے اور سلطان سجادہ نشین کا شکر ادا کیا کہ آپ ہی کی بدولت ہم نے ہاتھ سے ان کافرون کے نجات پائی بعد اسکے یہ سب کے سب داخل بارگاہ داوُدی ہوئے اور سلطان سجادہ نشین رخصت ہوکر اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور خضران برائے سیر جانب صحرا چلتا ہوا اور یہ سب بارگاہ داوُدی مین مقیم ہوتے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران عالیشان یعنے بدیع الملک نوجوان کے بیان ہوتے ہین

بزم سخن طوطی خوشنوا | بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راوی بیان کرتا ہے کہ بدیع الملک جو حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہوئے تھے تو جاتے جاتے ایک سنسان جنگل مین پہونچے عجیب طرح کا صحرا تھا کہ درخت بھی نہایت کم تھے اور جو درخت دور دور لگے ہوئے تھے انمین بھی برگ و بار تک نہ تھے نہ طائر نہ چوپائے کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا ہوا کا سناٹا سینے کے پار ہوا جاتا تھا اور بدیع الملک تنہا اُس صحرا مین بے یار و مددگار ہمات پرورد گار پر تکیہ کیے ہوئے برابر چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچکر سناٹے کی صدا پیدا ہوئی بدیع الملک نے اُٹھاکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح بوم وسیار عجائبات یہ مرحلہ ضوبان جادو کا ہے اور نہایت سخت ہے بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کرنا چاہیے جسوقت تم دس قدم اور آگے جاوُ گے تو دو اژدر آتش فشان نمودار ہونگے جنمین ایک سرخ رنگ اور دوسرا سیاہ رنگ ہے وہ ایک دوسرے کے مقابل ٹکرا ئینگے اور شعلہ اُنکے دہن سے نکلکر تمام صحرا

مین پھیل جائینگے لہذا تم کو چاہیے کہ جسوقت وہ ٹکرانے کے قصد سے چلین تو تم لوح کو
فلان اسم پڑھ کر اژدر سرخ رنگ پر کھینچ مارو اسطرح کہ انہین ٹکر نہ چلنے پائے بس یہی
صورت اُس آتش سے بچنے کی ہے ورنہ مشکل پڑ جائیگی لوح خبر دینا موقوف کر دیگی
تمام صحرا و صحوان دھار ہو جائیگا یہ دیکھ کر بدیع الملک آگے روانہ ہوئے ادھر
اُدھر دیکھتے جاتے تھے کہ اژدر پیدا ہون اور مین لوح کھینچ مارون جسوقت دس قدم
تمام ہوئے تو دیکھا کہ یکایک دو اژدہے پیدا ہوئے اور قلابہ آتشین چھوڑتے
ہوئے چلے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا اور اسم مرقومہ کو ورد زبان کر کے
دوڑے کہ لوح سر پر اژدر سرخ کے کھینچ مارون کہ وہان دونون اژدر آپس مین ٹکرا گئے
اور شعلہ بھڑک کر تمام صحرا مین محیط ہو گئے تمام صحرا بھوان دھار ہو گیا روز روشن شب
تار ہو گیا بدیع الملک ہر چند مہرہ کو لوح پر رگڑتے ہین اور دیکھتے ہین مگر لوح کوئی
خبر بیان نہین کرتی اور اب شعلون کی یہ کیفیت کہ زبانین نکالے ہوئے بدیع الملک
پر حملہ آور ہوتے ہین مگر بہ سبب لوح کے کوئی شعلہ اثر نہین کر سکتا ہے اب بدیع الملک
اُسی حالت مین صحرا نوردی کرنے لگے اور چاہا کہ اس حصار آتش کے باہر نکل کر کوئی
تدبیر کرون شاید اس سرحد سے نکلکر لوح خبر دے مگر بدیع الملک جسقدر جاتے
مین شعلے پیچھا نہین چھوڑتے تھے کہ تین روز تک بدیع الملک برابر چلتے
رہے اور شعلہ ہائے آتش انکو گھیرے رہے آخر کار بہ سبب تشنگی و گرسنگی کے بیہوش
ہو کر گر پڑے وہان ضحوبان جادو کو معلوم ہوا کہ گرفتار طلسم مرحلے پر آ گیا اسنے کہا کچھ
پروا نہین ہے یہ وہ طلسم نہین ہے کہ لوح جل گئی تو طلسم ٹوٹ گیا ہر چند کہ لوح صحیح خبر دینے کی
مثل درآمد مشکل ہے یہ کہکر موسیقار جادو سے کہا کہ تو جا طلسم کشا مرحلے پر
بیہوش پڑا ہو گا اُسے اٹھا لا تا اتنی چالاکی قدرت انسانی سے باہر ہے کہ اسم کو مجھ،
تمام کرے اور قتیل اژدرون کے ٹکرانے کے لوح کھینچ مارے ضرور ہے کہ اژدر تلوار
سحر آلود آتش بار کر دیئے یہ سنکر موسیقار جادو روانہ ہوا یہان بہرام چرم پوش
دوڑا ہوا آیا اور تمام حال اقوان بن خلخال اور حیرمان سحر بند کے مارے جانے کا
بیان کیا کہ ایسے ساحران زبردست جو بزرگ طلسم کہلاتے تھے دنیا سے اُٹھ گئے
گویا برکت طلسم کی جاتی رہی یہ سنکر ضحوبان جادو نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ
کس نے انکو مارا کہ وہ سامری وقت و جمشید زمانہ تھے بہرام نے عرض کی کہ
سلطان سجادہ نشین نے آکر دونو نکو جلا دیا ورنہ انھون نے پہلے ہی سحر
مین خاتمہ کر دیا ہوتا ایک مرتبہ عیار طلسم کشا نے اقوان جادو کو گرفتار کیا
دوبارہ حیرمان نقش بند نے آکر رہا کر لیا تھا مگر سلطان نے آئینہ دکھا کر
دونو نکو پھونک دیا یہ سنکر ضحوبان جادو بہت رویا اور کہنے لگا کہ کمر طلسم
کی ٹوٹ گئی اور ایک نامہ مین یہ تمام واقعہ تحریر کر کے اقوان تاجدار کی خدمت مین

روانہ کیا اور آپ منتظر بیٹھا کہ طلسم کشا کو موسیقار جادو سے گرا سکے اور فوراً قتل کر ڈالوں اگر آئین طلسم کے خلاف ہوگا تو مجھ کو اندیشہ نہیں ہے یہاں موسیقار جادو جو صحرائے آتش با رہیں آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ تمام صحرا جل رہا ہے شعلے ہر طرف سے طلسم کشا کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کوئی شعلہ ضرر نہیں پہونچا سکتا کہ لوح محافظ ہے موسیقار جادو کو چلتے وقت قتوبان جادو نے ایک انگشتر سے دی تھی اور کہدیا تھا کہ اسکی وجہ سے تجھ پر بھی آتش سحر اثر نہ کرے گی اور جب طلسم کشا کو تو اٹھا لائیگا تو آتش سحر فرو ہو جائیگی ورنہ تمام صحرا جلا کرے گا اور آگ فرو نہ ہوگی غرضکہ موسیقار جادو نے آتے ہی لوح گلے سے بدیع الملک کے اتار لی اور بدیع الملک کو اٹھا کر اپنے تخت سحر پر ڈال لیا اور ان شعلوں سے نکل کر دریا کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ دیکھا اسنے سامنے سے ایک اور شخص چلا آتا ہے موسیقار جادو سمجھا کہ شاید بادشاہ نے کسی اور کو براے مدد روانہ کیا ہے غور سے دیکھا اور وہ شخص قریب آیا تو معلوم ہو گیا کہ سلطان سجادہ نشین ہیں بس اسنے کہا کہ آپ ادھر کہاں تشریف لائے سلطان نے جواب دیا کہ رہائی طلسم کشا کی واسطے موسیقار جادو نے کہا کہ اے سلطان یہ امر اچھا نہیں ہے آپ کو ہمارے امور میں کیا دخل ہے یہ بات خلاف ہے کہ آپ ہم سے مجرم طلسم کو طلب کرتے ہیں سلطان نے کہا او کافر جب بادشاہ کیطرف سے عہد شکنی ہو چکی تو ہم کیونکر عہد کی پابندی کر سکتے ہیں جو اسے کرنا تھا وہ کر چکا اب جو ہم سے ہو سکیگا وہ ہم کرینگے طلسم کشا کا بچنا فضل پروردگار سے ہوا ورنہ اسنے غار میں پھنکوا دیا تھا جو غار اژدر و مار و کژدم سے بھرا ہوا تھا شہنشاہ سحر بند خدا ترسی کر کے آئینہ سحر دیتی تو اس بلا سے طلسم کشا کی رہائی ہوتی بس بہتر یہ ہے کہ تو بدیع الملک کو چھوڑ دے اور یہاں سے چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سنکر موسیقار جادو نے چپکے چپکے منتر پڑھنا شروع کیا کہ سلطان کو دھوکا دے کر گرفتار کروں سلطان سجادہ نشین بات مکر کو سمجھ گئے اور آئینہ سحر نکالکر عکس ڈالا یہ معلوم ہوا کہ موسیقار جادو پر بجلی گری اور یہ ملعون جلنے لگا آن واحد میں خاک سیاہ ہو کر رہ گیا بڑی دیر تک آتشباری و برف باری رہی خاک اڑائی بہر شور مچایا کیے آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف مردیم و جانداد یم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو سلطان سجادہ نشین نے بدیع الملک کو اپنے مرگ چھالے پر بٹھایا اور لوح کو قبضہ میں کیا کہ موسیقار نے گلے سے بدیع الملک کے اتار لی تھی سلطان بدیع الملک کو لیے ہوئے حد طلسم پر آئے اور جو پانی کہ اسکے ساتھ تھا وہ چھڑک کر صاحبقران کو ہوشیار کیا ہاتھ منھ دھولایا جسوقت بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو

سلطان سجادہ نشین کو سر بالین پایا اُٹھ بیٹھے سلطان نے کہا یا امیر آپ نے
بہت تساہل کیا کہ اژدر ٹکرا گئے اسوجہ سے یہ آفت آئی ورنہ یہ اژدر خود ہی جل کر خاک
ہوجاتے باوصفیکہ لوح خبر دے رہی تھی کہ تاخیر نہ کرنا مگر آپ نے دیر کی جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ اگر مین نہ پہونچ جاتا تو آپ گرفتار بلا ہو چکے تھے موسیقار جادو آپ کو
اسیر کرنے ہی چلا تھا کہ مین پہونچ گیا اور اُسکو مار کر آپ کو رہا کیا بدیع الملک نے
کہا کہ واقع مین آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا اور اصل یہ ہی کہ جان بخشی کی
جسوقت اژدر آپس مین ٹکرا گئے تھے تو اسقدر دھوان گھٹا تھا کہ نفس تنگی
کرنے لگا تھا مگر حیات و ممات تو پروردگار عالم کے قبضہ قدرت مین ہی کوئی کیا
کر سکتا تھا لیکن ظاہری سبب جان بچنے کا آپ ہی ہوئے مین نے بہت سے
طلسم فتح کیے مگر ایسا سخت کوئی طلسم نہین دیکھا خیر اب یا تو یہ طلسم ہی آخر ہی اور
یا ہمین تمام ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی کہ سختیون پر سختیان پڑ رہی ہین یہ سنکر
سلطان سجادہ نشین نے بہت تسلی دی اور کہا کہ گھبرانے کی بات نہین ہی
؏ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + فتاح اس طلسم کے آپ ہی ہین اور
یہ طلسم بہت جلد آپ کے ہاتھ سے برباد ہوگا خدا پر توکل کیجیے ہمت کو نہ ہاریے
اب جو لوح پر نظر کی تو لوح بالکل سیاہ تھی کوئی خبر نہ دیتی تھی سلطان سجادہ نشین
نے ایک شیشہ نکالا اور اُسکے پانی سے لوح کو دھو کر گلے مین بدیع الملک کے
ڈالدیا اور کہا کہ اب یہ لوح اپنی حالت اصلی پر آگئی ہی ہر مرحلہ کی پھر خبر دے گی آپ
پریشان نہ ہون یہ کہکر کچھ میوہ وغیرہ بدیع الملک کو کھلایا اور وہی پڑھا ہوا پانی
انکو پلایا کہ ہاتھ پانوٗن کی سنسنی موقوف ہوئی بعد اسکے سلطان نے کہا کہ اب
میرا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین ہی مین تو رخصت ہوتا ہون آپ رات کسی مقام امن مین بسر
کیجیے اور صبح کو جسطرف لوح حکم دے اُسطرف چلے جایئے گا یہ کہکر سلطان تو روانہ
ہوگئے اور بدیع الملک وہان سے ٹہلتے ہوئے چلے یہانتک کہ قریب ایک کوہ کے
پہونچے شام ہوگئی تھی تمام رات دامن کوہ مین قیام کیا رات عبادت خدا مین گذار کر
جب وقت نماز صبح کا آیا تو فریضہ سحری کو ادا کرکے لوح کو ملاحظہ کیا جس سمت
کی ہدایت لوح مین دیکھی اُسطرف روانہ ہوئے وہان موسیقار جادو کے
مرنے کی خبر شعوبان جادو کو پہونچی کہ فتاح طلسم کو سلطان سجادہ نشین نے
بچا دیا اور لوح جو سیاہ ہوگئی تھی اُسے بھی روشن کر دیا موسیقار جادو کو مارا
یہ سنکر شعوبان جادو نہایت متردد ہوا اور بجائے خود فکر کرنے لگا اسے تو
حالت تردد مین چھوڑا جاتا ہی اور حال صاحبقران عالیشان کا گزارش ہوتا ہی کہ
یہ جو نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے چلے تو ایک صحرا مین پہونچے پھر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اب یہان سے شمال کیجانب چلنا چاہیے جسوقت چالیس قدم طے ہو چکے

تو دو شیر پیدا ہونگے جنمین ایک صندلی رنگ کا ہوگا اور دوسرا زرد رنگ کا ہوگا اور
وہ حملہ کرکے تم پر آئینگے تم جست کرکے زرد رنگ کے شیر پر سوار ہوجانا اور یہ
اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے پیکان تیر پر دم کرکے اسطرح مارنا کہ پیشانی پر دوسرے
کی شیر کے اسوقت پیشانی سے اُسکی بجاے خون ایک شعلہ نکلیگا اور دونون
شیرونکو جلاکر خاک کردیگا یہ کام نہایت تیزی اور چالاکی کا ہے کہ ادھر تو تیر کمان
سے رہا ہو اُدھر تم پشت خالی کرنا اور اگر خلاف اسکے کیا کہ صندلی شیر پر دھوکے
سے سوار ہوگئے اور زرد شیر کو تیر ماردیا تو الٹی تاثیر پیدا ہوگی کہ بالعوض شیرونکے
تم جلکر خاک ہوجاؤگے لوح کچھ کام نہ کریگی یہ دیکھکر بدیع الملک جانب
شمال روانہ ہوئے چالیس قدم راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے دو شیر چلے آتے
ہین آتے ہی شیرون نے صاحبقران پر حملہ کیا بدیع الملک جست کرکے زرد
شیر کی پشت پر سوار ہوگئے اور حاشیہ لوح والا اسم پڑھکر شیر صندلی کی پیشانی پر
مارا کہ پیشانی کو توڑکر پار گذر گیا صاحبقران جست کرکے پشت شیر سے علحدہ
ہوئے شیر ہمہ تن شعلہ بنکر دوسرے شیر پر گرا کہ دونون جلکر خاک ہوگئے اور آواز
پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم بڑی دیر تک تاریکی
چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شیران جادو بود اب دیکھا
ایک ساحر سیاہ فام جھلسا ہوا پڑا ہے اور سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دور سے
خفران بن عمرو دیکھ رہا تھا جسوقت شیران بھی مارا گیا تو یہ شکر خدا بجا لاکر وہانسے
ہوا اور خدمت مین سلطان جنی کی آکر بیان کیا کہ بفضل خدا سے صاحبقران
نے مرحلۂ اول کو شکستہ کیا اور شیران جادو و موسیلقار جادو کو مارا اب قلعہ
سامنے نمودار ہے اور مقابلہ قنوبان جادو سے ہے لہذا براے مدد چلنا چاہیے یہ
سنتے ہی سلطان جنی حرمان جنی اشفاق جنی ملکہ ایوان نہ طاقی ملکہ
روشن گہر ملکہ حصار سحر بند ملکہ حسین برق جادو سب اُٹھ کھڑے ہوئے
بارگاہ داودی وغیرہ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور جاکر بدیع الملک
مبارکباد دی بارگاہ برپا کی بدیع الملک داخل بارگاہ ہوئے روشن گہر کو
دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور حصار سحر بند ملکہ ایوان نہ طاقی حسین برق وغیرہ
ایک جا پایا خفران نے بیابان طوطی حصار کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا
یہ غلام تیرا ساحر غدار بزرگ طلسم یعنے افوان جادو کو پکڑ لایا تھا لیکن
ان تفتش بند اسکا فرزند آکر اُسے رہا کرلے چلا تھا اور مجھے بھی گرفتار
کرتا مگر خدا بھلا کرے سلطان سجادہ نشین کا کہ وہ تشریف لائے
کو دونون ساحرون کو مارکر مجھے پھندے سے اُنکے چھڑایا اور یہ شاہزادیان
قید بلا سے چھوٹین صاحبقران نے فرمایا کہ بیابان اژدر مین مجکو بھی سلطان

موصوف نے آکر بچا یا ورنہ لوح وغیرہ سب چھن گئی تھی الغرض یہاں تو یہ کیفیت ہے اور وہاں صنوبان جادو نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب قلعہ سے نکلیں اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کریں یہ حکم پاکر افسران فوج نے کمر بندی کا حکم دیا اور سامان جنگ لیکر قلعہ کے باہر آئے خیمہ برپا کیا ترسول پر سول نصب کیے دفلے اور ڈبرو بجنے لگے عجب طرح کا ہنگامہ صحرا میں برپا ہوا جسوقت شام ہوئی تو صنوبان جادو نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہے لعد وکہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور دونوں جانب طیاری جنگ ہونے لگی ادھر ساحران غدار بلاسے بدآفت روز نگار اگیاریاں روشن کیے ہوئے سحر جگا رہے تھے آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں بخور رہے کو گل اور لوبان سے تمام صحرا دھواں دھار ہو رہا تھا صنوبان جادو نے مظفر گردیا اور بہرام چرم پوش کو بلا کر حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور جسطرح ممکن ہو لوح طلسمی طلسم کشا سے لیکر چلے آؤ یا حسین برق کو گرفتار کرلاؤ کہ اسکے سبب سے یہ تمام فسادات برپا ہوئے ہیں ورنہ ابتک فتاح طلسم کا پتہ بھی نہ ہوتا اور جو اسطرف آتا وہ مارا جاتا یہ سنکر بہرام چرم پوش اور مظفر گردیا دونوں روانہ ہوئے جسوقت حد لشکر سے نکل گئے تو بہرام چرم پوش نے صورت اپنی ایک طوائف کی بنائی اور نام اپنا نہ طاق یا سے قرار دے کر مظفر گردیا کو بھی ایک کمسن عورت بنا کر اُسے اپنی دختر قرار دیکر جانب بارگاہ بدیع الملک روانہ ہوا جسوقت دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تو اسنے خادمان والا سے عرض کرا بھیجی اسوقت بارگاہ میں صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی جام شراب ناب کو گردش تھی ساقیان سیمیں ساق جام زر نگار و صراحی مرصع کار ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے آوازیں نوشانوش اور نوشانوش کی بلند تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی حضور ایک طوائف اور یہاں کی جو شہرۂ آفاق اور علم موسیقی میں مشاق ہے حاضر ہے امیدوار باریابی ہے اور کچھ عرض کرنا بھی چاہتی ہے یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ جسوقت یہ دونوں عیار مکار صورتیں تبدیل کیے ہوئے اندر بارگاہ کے حاضر ہوئے تاثیر بارگاہ نیلاوری سے رنگ و روغن عیاری دھواں ہوکر اڑ گیا اور ہیئت اصلی ظاہر ہوگئی ان دونوں نے آکر مجرا کیا اور مٹک چمک کر کہنے لگے کہ اب طلسم تو برباد ہو جائیگا کہ فتاح طلسم آگیا ہے لہذا ہم دامن پناہ کا لینے آئے ہیں یہ دیکھکر سب کے سب بے اختیار ہنسنے لگے یہ دونوں عیار حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے حضرات کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اسنے ایک آئینہ جیب سے نکالکر دیا اور کہا کہ تم دونوں اپنی اپنی صورت تو دیکھو بہرام چرم پوش اور مظفر گردیا نے

جو صورتیں اپنی دیکھیں نہایت حیران ہوکے کہنے لگے کہ قربان جاؤں عجب طرح کا یہ آئینہ ہے
کہ اسمیں عورتیں مرد معلوم ہوتی ہیں مگر دل میں ڈرا کہ اب ساری قلعی کھل گئی اب اس
مقام پر ٹھہرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے بس وہی آئینہ خضران کے منھ پر کھینچ مارا اور بھاگے
خضران نے منھ اپنا ہٹا لیا آئینہ ستون بارگاہ پر پڑکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا خضران
ان دونوں کے پیچھے جھپٹا جسوقت یہ دونوں بارگاہ سے باہر نکل آئے تو انھوں نے
خنجر کھینچے اور خضران نے بھی نیمچۂ عیاری کھینچا اور لڑنے لگا بڑی دیر تک ان
دونوں عیاروں سے نیمچہ بازی رہی ایک مقام پر ایک جانب خضران سے
بہرام نے آکر نیمچہ مارا اور دوسری طرف سے مظفر نے نیمچہ مارا خضران بیٹھ گیا وار مظفر کا
بہرام پر پڑا اور وار بہرام کا مظفر پر پڑا دونوں زخمی ہوکر گرے خضران نے ان
دونوں کے سر کاٹ لیے اور لاشیں پھکوا دیں اور سر دونوں کے لاکر صاحبقران
کے قدموں پر ڈالدیے امیر ثالث اپنے عیار سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت
سے سرفراز فرمایا صاحبقران نے سلطان جنی کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا
یہ اس رمز کو نہ سمجھا کہ یہ عیار کسطرح ہیئت اصلی پر اندر بارگاہ کے چلے آئے
باتیں مکر و فریب کی کرنے لگے سلطان جنی نے بیان کیا کہ یا صاحبقران یہ
بارگاہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے ہم جنیوں کے قبضہ میں ہے تاثیر اس
بارگاہ آسمان جاہ کی یہ ہے کہ اگر ساحر اس بارگاہ میں آئے گا تو سحر بھول جائے گا
اور جب تک بارگاہ سے باہر نہ جائے گا سحر یاد نہ آئے گا اور عیار مکار آئے گا
تو رنگ و روغن عیاری اُڑ جائے گا اور ہیئت اصلی پر آجائے گا یہ کرامت اُن
اسماء الٰہی کی ہے جو اس بارگاہ میں منقش ہیں یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
یہ بارگاہ بارگاہ سلیمانی سے بھی بہتر ہے کہ پردہ عیاری بھی یہاں فاش ہوجاتا ہے
القصہ تمام شب طیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ضوبان جادو مع لشکر کفار
بمیدان جنگ میں آیا عجب تزک و احتشام کے ساتھ سواری اسکی آئی بیچ میں تخت
سونے کا تھا اور چار طرف ساحران غدار بلائے بد آفت روزگار آتش کے پر کالے
تھولیاں جھولیاں کاندھوں پر ڈالے ڈھول ڈبرو بجاتے ہوئے ترسول پرسول
لگاتے ماتھوں پر قشقے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے سانپوں کے
ہار گلوں میں پڑے ہوئے جانوران آتشیں پر سوار صورتیں مہیب اس کیفیت سے
بمیدان میں آکر صف آرا ہوئے اسطرف سے صاحبقران عالیشان مرکب پر سوار
ہوکر چلے ساتھ ساتھ ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند حسین برق جادو
سلطان جنی حرمان جنی اشفاق جنی خضران بن عمرویہ چندلس قرینے سے
کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دے کر ہٹے
تھے کہ لشکر ضوبان جادو سے نقرہ سحر ساز جادو اپنا شیر آتشیں بڑھا کر

سامنے تخت ضوبان جادو کے آیا اجازت جنگ پانگی ضوبان جادو نے کہا کہ جا
خداوند الوان تاجدار تیرا حافظ و مددگار ہو یہ سنکر لقمہ سحر ساز سلام کرکے میدان
مین آیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا بہتر یہ ہو کہ لوح طلسمی میرے سپرد کر اور تو یہاں سے
چلا جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا یہ چند عورتین جو تیری شریک ہو گئی ہین ان
کیا حقیقت ہو ایک سحر کی مہمان ہین یہ سنکر ملکہ ایوان نہ طاقی کو غصہ آیا کہ اس
حرامزادے کی بھی اتنی حقیقت ہوئی کہ یہ ہم پر طعن کرتا ہو بس اپنا طاؤس سحر چڑھا کر
سامنے بدیع الملک کے آئی اور عرض کی کہ یا صاحبقران ہر چند کہ آپ صاحب
لوح ہین یہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتے ہین مگر اسوقت اسنے ہم لوگون پر طعن کی ہو
اسکا لطف یہ ہو کہ ہمین اسکو سزا دین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا یہ ساحر زبردست
ہو ایوان نہ طاقی نے کہا کہ بیشک چند ساحر مرحلہ ضوبانیہ کے نہایت زبردست
ہین انھین مین سے یہ بھی ہو سحر اسکا یہ ہو کہ سحر نوش ہو ہر سحر کو یہ نگل جاتا ہو اسی سبب سے
اسکو لقمہ سحر ساز کہتے ہین یہ ساحر اسم با مسمیٰ ہو فرمایا کہ اگر اسیر کر و تو شاید زنجیر
لگائے جائین ملکہ ایوان نہ طاقی نے کہا کہ یہ ہر چیز کو نگل جاتا ہو اب حضور میرے
مقابلہ کا تماشا دیکھین یہ کہکر اپنا طاؤس سحر اڑا کر سامنے لقمہ سحر ساز جادو کے آئی
لقمہ سحر ساز نے گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور پڑھ اسم سحر پڑھکر ملکہ ایوان طاقی
پر مارا ملکہ ایوان نہ طاقی نے گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور پڑھ اسم سحر دم کرکے
وہی گولہ لقمہ سحر ساز پر کھینچ مارا لقمہ سحر ساز نے منھ کھولدیا اور گولے کو نگل گیا
گولہ حلق سے اترتے ہی لیٹنا تمام جسم لقمہ سحر ساز کا ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا مرنے سے
اسکے شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی آواز آئی کہ مارا جوان کشتہ نام میرا
لقمہ سحر ساز جادو بود حیف مردیم و جادو داریم و بہ مطلب خود نرسیدیم تھوڑی دیر ای
تاریکی چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو حصار سحر بند اور حسین برق وغیرہ نے آکر
ملکہ ایوان نہ طاقی کی نہایت تعریف کی کہ آخر ملکہ عالم کیا کہنا ہو آپ کا اس
حالت پر لقمہ سحر ساز کی اہل اسلام بہت ہنسے لیکن بھائی اسکا طغمہ سحر ساز
نہایت غمگین ہوا اسنے جیبکے سے دو پنجے سحر کے اٹھا کر زمین پر مارے کہ وہ تڑپ کر
چلے اور دونون پنجون نے لپٹکر ملکہ ایوان نہ طاقی کے مضبوط پکڑ لیے اور بلند ہو گئے
ملکہ ایوان نہ طاقی غافل تھی اسوجہ سے بلند ہو گئی بس اسنے اسی حالت مین کچھ
اسم سحر پڑھکر پور چھنگلیہ کی کاٹ ڈالی ادھر تو پور قلم ہوئی ادھر طغمہ سحر پیما
کی گردن قلم ہو گئی یہ ملعون بھی طغمہ وہان اجل ہو گیا اب ملکہ ایوان نہ طاقی نے
دست خون جلو مین جمع کرنا شروع کیے اور جو ساحر مقابلہ کو نکلا اسیر وہی خود
[illegible] وہ جلکر خاک ہو گیا اسیطرح ملکہ ایوان نہ طاقی نے سترہ ساحرون کو مار
[illegible] بلند ہو گیا اور کسی ساحر کو نکلنے کی جرأت نہ ہوئی ضوبان جادو نے

حالت دیکھی تو غیظ و غضب میں آکر خود میدان میں آئی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر
مار کر جوڑا اپنا طولہ یا اسمیں سے ایک شعلہ جوالہ پیدا ہوا اور آتشنے بلند ہو کر اسقدر دامن
دراز کیا کہ تمام لشکر اسلام پر محیط ہو گیا اور مثل سرپوش کے بنگیا اب یہ حالت ہوئی
کہ حرارت سے اُس شعلہ کی جسم ہر ایک کا دُھکنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب کو
بخار چڑھا ہوا ہے اور نفس کی حرارت قلب و جگر کو جلائے دیتی تھی قریب تھا کہ مرغ
روح ہر قفس تن کو توڑ کر لوبہ نے پرواز کر جائے اسوقت بدیع الملک نے لوح کو
چمکانا شروع کیا اور اُس آتشی سرپوش پر عکس ڈالنا شروع کیا جس مقام پر پرتو
لوح کا پڑا گویا پردہ ہٹ گیا اور دروازہ پیدا ہوا تھوڑی دیر میں تمام حصار برطرف
ہو گیا یہ دیکھ کر ضوبان جادو نے اپنے ساحروں کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو
بس یہ سنتے ہی تمام ساحر گوسے ترنج نارنج ترسول پنج سول پکڑ پکڑ کر آپڑے ادھر سے
ملکہ ایوان نہ طاق حصار سحر بند حسین برق جادو کوک کوک کر ساحروں پر
گرنے لگیں اور قتل کرنے لگیں ایک شور قیامت برپا ہوا شاہزادہ بدیع الملک
لوح گلے میں ڈالے ہوئے تیغ آبدار کھینچے ہوئے لڑتے چلے جاتے تھے اور ساحروں کو
قتل کرتے جاتے تھے اُدھر کئی ہزار ساحروں کا رقص تھا آگ برس رہی تھی پتھر
گر رہے تھے زمین کو زلزلہ تھا شور قیامت برپا تھا ساحروں کے مرنے سے تمام
جہان تیرہ و تار تھا جادوگر مشعلیں سحر کی روشن کیے ہوئے تھے اور بدیع الملک
لوح کی روشنی میں لڑ رہے تھے عین گرمی جنگ میں ضوبان جادو نے کچھ اسم
سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ایک برق
چمک کر بدیع الملک پر گری یہ مصروف جنگ تھے لوح کو نہ دیکھ سکے ہر چند
بہ سبب برکت لوح کے خود بچ گئے مگر گردن مرکب قلم ہوئی بدیع الملک
پشت زین خالی کیا گھوڑا مرکب آتشبازی کے مانند چرخ کھا کر زمین پر گرا ضوبان جادو
نے جو دیکھا کہ بدیع الملک اس حربے سے بھی بچ گئے بس اسنے غلطک ماری اور
صورت اپنی ایک فیل آتشین کی پیدا کی اور چنگھاڑ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا اور
بدیع الملک کیطرف چلا حضر ان نے آواز دی کہ یا صاحبقران لوح کو دیکھیے
کہ ضوبان جادو آتا ہے بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ اگر ضوبان جادو فیل آتشین بنکر تم پر حملہ آور ہو تو اتنا خیال رکھنا کہ تیر و تبر و
گرز وغیرہ کام نہ دینگے کہ یہ ملعون طلسم بند ہے جان اسکی تمام جسم کے ایک ہی
مقام پر ہے غور سے دیکھو گے تو تمھیں اسکی مستک پر ایک نشان معلوم ہوگا
بس تمھیں چاہیے کہ فلاں اسم تین مرتبہ پڑھ کر پیکان تیر پر دم کرو اور اسی نشان
پر ور تیر مارو اگر تیر پڑ گیا تو ضوبان جادو مارا جائیگا اور اگر تیر نے خطا کی
تو پلٹ کر تیر تمھارے ہی سینہ پر پڑے گا اور توڑ کر سینہ کو نکل جائیگا یہ دیکھ کر

صاحبقران نے تیر ترکش سے کھینچا شانے سے کمان لی اور اسم پڑھکر کمان تیر پر دم
کرکے چلہ کمان میں پیوستہ کرکے نشانہ باندھنے لگے دیکھا کہ فیل آتشین اسطرح
جھومتا اور شرارے چھوڑتا چلا آتا ہے کہ نشانہ بندھنا دشوار ہے لیکن اس سے بڑھکر
کون ماہر انداز ہوگا جلدی سے لوح چمکائی اور عکس لوح کا ضوبان پر پڑا اللہ
کے پرتو سے اُسکے پیچ کا کھٹکا کھلتے ہی اُسکے بدیع الملک نے تیر کو رہا کیا تیر جو کمان
سے نکلتا ہے تو سیدھی نشان سُرخ پر پڑا اور توڑ کر پار نکل گیا بس یہ فیل فیل آتشبازی
کیطرح چرخ مار کر گرا اور تڑپنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی
چلی خاک اُڑی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی بیر شور مچا پائے آخرکار
آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام
من ضوبان جادو بود اسکے مرتے ہی ساحروں کے جی چھوٹ گئے بہت سے
تو بھاگ کر مرحلہ دوم کی جانب خدمت میں سفال جادو کی روانہ ہوئے اور
بہت سے بھاگ کر اور اور جانب چلے گئے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے
امان مانگی بدیع الملک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے قبول کیا
بدیع الملک نے تلوار کو پوچھ کر نیام میں رکھ لیا مرحلہ شکست ہوا جو لوگ کہ اسیر
تخیلات طلسمی تھے وہ حاضر ہوئے اور جو تحائف اس درجہ کے متعلق تھے وہ
صاحبقران کی خدمت میں پیش کئے امیر نے اُن چیزوں کو اسیطرح بھجوا دیا
اور فرمایا کہ جب طلسم فتح ہوئے گا اسوقت پیش کرنا بعد اسکے لاشیں ساحروں کی
تو اٹھوا کر پھنکوا دیں اور لاش ضوبان جادو کی بخیال ملکہ حسین برق جادو
کے بعزت اٹھوا کر دفن کرا دی ملکہ یہ خلق صاحبقرانی دیکھ کر نہایت خوش ہوئی
اب بارگاہ داودی اندر قلعہ کے برپا ہوئی امرا اور رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذریں دیں
صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی ہر ایک دستور سابق کے موافق رہے جسوقت کہ
کل مرحلے شکست ہو جائیں اسوقت ساحر سحر سے توبہ کریں یہ فرما کر رات اسی
مقام پر آرام سے بسر کی اور صبح کو بعد نماز صبح کے فراغ حاصل ہونے کے لوح کو
ملاحظہ فرمایا اُسمیں تحریر تھا کہ یہاں سے جانب لیسار روانہ ہو جس مقام پر عجائبات
نظر آئیں وہاں پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا بدیع الملک نے لوح کو گلے میں ڈالا
اور ہر ایک سے رخصت ہو کر جانب مرحلہ دوم روانہ ہوئے ادھر بھاگے ہوئے
لوگ جو خدمت میں سفال جادو کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا سفال جادو
نہایت رنجیدہ ہوا اور ضوبان جادو کے مرنے کا اسنے بہت صدمہ کیا اور
یہ شعر ورد زبان ہوا ع موت سے کسکو رستگاری ہے + آج وہ کل ہماری باری ہے +
جب ضوبان جادو جیسا ساحر عہدہ برآ نہ ہو سکا تو ہم کیا کر سکتے ہیں لیکن
حتی الامکان مضبوطی مرحلہ کی کوشش کرنا چاہیے اسنے اپنے ساحروں کو بلا کر

حکم دیا کہ انتظام مرحلہ سے غفلت نہ کرنا چاہیے اگرچہ طلسم کشا کو لوح و مہرہ دونون چیزین مل گئی ہین تاہم اتنا خیال کر لو کہ وہ تنہا ہے اور تم بہت سے ہو اگر مٹھی مٹھی خاک ڈالوگے تو وہ دب جائے گا اسطرح اپنے ملازمین کے دل بڑھائے اور سب ساحر انتظام مرحلہ مین مصروف ہوئے وہان صاحبقران عالیشان راہ کو طے کرکے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت با فضا ہے درخت سر سبز و شاداب مین میوے گوناگون لگے ہوئے ہین ہواے سرد چل رہی ہے کوڑیالے نے زمین پر فرش سفید بچھا رکھا ہے اس فرش پر کچھ لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے ہین قرینہ سے بیٹھے ہین اور ایک مرغ خوش بیان کچھ بیان کر رہا ہے جسکے سننے مین لوگ محو ہین اور ہمہ تن گوش سنتے بیٹھے ہین صاحبقران عالیشان قریب اس مجمع کے آئے اور بغور سننے لگے کہ یہ مرغ مثل انسانون کے کیا بیان کر رہا ہے جو لوگ اس رغبت کے ساتھ سن رہے ہین تھوڑی دیر مین امیر بھی محویت طاری ہونے لگی اسی حالت مین تفاقیہ نظر انکی لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ اے غافل کیا کرتا ہے اگر اسیطرح آپ تقریر مرغ کی سنتے رہیے گا تو تھوڑے ہو جاییے گا دیکھو تو کیا تیری حالت ہے بس تجھے چاہیے کہ جلدی اے فلان اسم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کر اور اسطرح تیر مار کہ جسوقت منقار مرغ کھلے تو تیر حلق پر پڑے اگر نشانہ پورا پڑا اور تیر حلق مین جا کر ترازو ہوا تو مرغ بلا مین موت کے بندھا اور اگر نشانہ نے خطا کی تو بڑی خرابی ہوگی یہ دیکھکر بدیع الملک نے جو پاؤن پر اپنے نظر کی تو دیکھا کہ گھٹنون تک پتھر کا ہو گیا ہون بس جلدی سے انھون نے اسم کو تمام کیا اور پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان مین پیوستہ کرکے اور نشانہ باندھ کر جو رہا کیا اور کمان کڑکی مرغ نے پر کھولکر فریاد کی اور اڑنے کا قصد کیا تیر منقار مین زبان بن گیا اور حلق کو توڑ کر پار گذر گیا مرغ بہت شعلہ ہو کر جل گیا جو لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے کہ او ظالم غضب کیا تو نے جو مرغ فصیح البیان کو مارا بیان جائے گا ہمارے ہاتھ سے اگر تجھے اس مرغ کے عوض ذبح نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر وہ تمام محفل کی محفل بگڑی اور ہر طرف سے بدیع الملک پر ٹوٹے ترنج نارنج پڑنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا شور گیرودار بلند ہوا ادھر سفال جادو کو خبر پہونچی کہ مرغ فصیح البیان یعنے شطرنج جادو مارا گیا مرحلہ ٹوٹ گیا یہ سنکر سفال جادو نہایت پریشان ہوا اور لشکر کو لیکر بمقابلہ فتاح طلسم روانہ ہوا وہان الگوان جادو کو خبر پہونچی کہ ضوبان جادو مارا گیا اور اب نوبت سفال جادو کی ہے اور ملکہ ایوان منطاقی و حصار سحر بند و حسین برق جادو نے تمام ساحران مرحلہ اول کو قتل کیا صرف ضوبان جادو طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سنکر الگوان تاجدار نے

خیال کیا کہ اگر یہ چھوکریان شریک رہین گی تو ہزارہا ساحران نامی انکے ہاتھ سے مارے جائینگے اور نوبت یہ پہونچے گی کہ ہم پر بھی حملہ ہوگا بس اسیوقت سلیم خوش طبع جادو کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست مقرب خداوند کہلاتا ہے اور ہر وقت حجاب قدرت کے نزدیک حاضر رہتا ہے کیوان تاجدار نے چار موتی اپنی جھولی سے نکالے اور سلیم خوش طبع جادو کو دیکر کہا کہ اسمین ہر موتی پر ایک ایک نام لکھا ہوا ہے ایک پر ایوان نہ طاقی میری بہن کا نام تحریر ہے اور دوسرے موتی پر میری دختر روشین کا نام لکھا ہے تیسرے موتی پر حصار سحر بند کیوان تاجدار کا نام لکھا ہے چوتھے موتی پر حسین برق جادو کا نام مرقوم ہے تم ان چارون موتیونکو لیکر سفال جادو کے پاس جاؤ جسوقت طلسم کشا سے جنگ کی نوبت آئے اور ایوان نہ طاقی وغیرہ آکر شریک جنگ ہون تو تم جسکے نام کا موتی ہو اُسے توڑ کر اور اُسکا نام لیکر زمین پر مارنا موتی شعلہ بنکر گریگا اور جلا کر خاک کر دیگا جسوقت یہ سب مددگار طلسم کشا کے مارے جائینگے تو اکیلا طلسم کشا کچھ نہ کر سکیگا اور بھاگ کر چلا جائیگا یا مارا جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ایک جگہ طلسم کشا اسیر ہوا دوسرے مقام پر رہا ہو گیا یہ سُنکر سلیم خوش طبع جادو چارون موتی لیکر روانہ ہوا اور ہنوز سفال جادو راہ مین تھا کہ سلیم پہونچا اور تمام کیفیت موتیون کے لانے کی بیان کی اور سفال جادو کو بہت کچھ تسلی دی کہ تم نہ گھبراؤ مین ایک دم مین طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوا وہان بدیع الملک نے سیکڑون ساحرونکو مارا تھا اور لڑتے ہوئے قلعہ سفال جادو کیطرف چلے آتے تھے کہ دفعتہً ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند حسین برق جادو آپڑین اور کٹ کٹ کر گرنے لگین اور ساحرونکو قتل کرنے لگین ہنگامہ گیرودار برپا ہوا یہ رنگ دیکھ کر سفال جادو بھی مع فوج آکر آپڑا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف سے گولے ترنج نارنج بدیع الملک پر پڑنے لگے مگر بہ سبب برکت لوح کے کوئی حربہ انپر کارگر نہ ہوتا تھا ملکہ ایوان نہ طاقی و حصار سحر بند و حسین برق جادو قیامتین برپا کر رہی تھین جب ساحر یورش کرکے آتے تھے یہ شاہزادیان اُس مجمع کو متفرق کر دیتی تھین ساحرون کے مرنے سے تاریکی چھائی ہوئی ہے بیر شور کر رہے ہین کہ کشتی مرا نام من فلان بود اسی ہنگامہ مین سلیم خوش طبع جادو قریب ملکہ ایوان نہ طاقی کے پہونچ گیا اور اسنے آواز دی کہ ای ملکہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وقت مرگ تمھارا آگیا اور پیمانہ عمر لبریز ہوا کہ غضب خداوند تم پر نازل ہوا ہے یہ کہکر اسنے موتی ایوان نہ طاقی کے نام کا نکالکر زمین پر مارا موتی زمین پر پڑتے ہی ٹوٹا اور اسمین سے شعلہ نکلکر ایوان نہ طاقی پر گرا ہر چند ایوان نہ طاقی نے رد

سحر کیا مگر کچھ نہ ہوا آخر اسنے دستک دی کہ ایک پتلی ظرف پر از آب لیے ہوئے پیدا ہوئی
ایوان نہ طاقی مچھلی بنکر پانی مین چھپی لیکن یہ شعلہ قضا نہ رک سکا کیونکہ یہ سحر خاص
کیوان تاجدار خداوند طلسم کا تھا شعلہ نے ظرف آب مع پتلی و ایوان نہ طاقی
کو جلا کر خاک کر دیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی سنگ باری و آتش باری
ہونے لگی زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا بڑی دیر تک شور قیامت زا برپا رہا آخر کار آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ایوان نہ طاقی بود تیغت مردیم و جان بدادیم و بہ مطلب
خود نہ رسیدیم یہ حال خواجہ خضران بن عمرو دیکھ رہے تھے انھین فوراً خیال پیدا ہوا
کہ اب یہ ملعون حصار سحر بند اور روشن گہر اور حسین برق کو بھی نہ چھوڑے گا
جیسے ایوان نہ طاقی سی ساحرہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوئی تو یہ لڑکیان کیا
کرینگی بدیع الملک تو بہ سبب برکت لوح کے بچ جاینگے مگر ان سب کی
جانین مفت مین جاینگی یہ تصور کرکے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور حصار سحر بند کی
طرف چلے کیونکہ وہی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھی اور سلیم خوش طبع جادو
بہت قریب اسکے پہونچ گیا تھا اور اسنے ڈبیہ سے دوسرا موتی نکالکر حصار سحر بند
کی طرف ٹوکا اور کہا کہ وقت مرگ تمھارا آ پہونچا ہے لو اسے یہ کہکر موتی اسنے زمین پر
مارا ادھر تو موتی اسنے زمین پر مارا ادھر خضران نے جال الیاسی حصار سحر بند پر
مارا اور کھینچکر اسکو زنبیل مین ڈال لیا ادھر موتی چٹکا اور شعلہ نکلکر قریب خضران
کے آکر ٹھہر گیا اور فرو ہو گیا خضران تو گلیم اوڑھ کر نظرون سے غائب ہو گئے
سلیم خوش طبع سمجھا کہ حصار سحر بند بھی جل گئی اب یہ بتلاش حسین برق جادو
و ملکہ روشن گہر روانہ ہوا لیکن خواجہ پہنچتے ہی قریب روشن گہر کے پہونچ گئے
اور جال الیاسی مارکر اسکو بھی نذر زنبیل کر لیا اور بعد اسکے حسین برق جادو کو بھی
زنبیل مین ڈال لیا اور خود صورت روشن گہر کی بنکر کھڑے ہو رہے اتنے مین
سلیم خوش طبع جادو قریب پہونچا اور اسنے آواز دی کہ ای روشن گہر افسوس ہی
کہ تو خداوندزادی ہوکر اسکے دشمنون کی شریک ہوئی اب سزا اسکی یہ ہے کہ تجھے
چاشنی مرگ چکھائی جائے ملکہ روشن گہر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای
سلیم خوش طبع بڑے افسوس کی بات ہی کہ تو اپنی خداوندزادی کو قتل کرنا چاہتا ہی
اگر تیرے نزدیک مین مجرم خداوند ہون تو مجکو گرفتار کرکے سامنے خداوند کے لے چل
شاید خداوند کو رحم آجائیگا اور وہ خطا میری معاف کر دے سلیم خوش طبع نے کہا
کہ مجکو خداوند قطعی حکم دے چکے ہین کہ جہان تم کو پاؤن دم بھر کی مہلت نہ دون یہ کہکر
اسنے موتی ڈبیہ سے نکال کر زمین پر مارا موتی ٹوٹا اور شعلہ نکلکر خضران کے قریب
پہونچا مگر ٹھہر کر گل ہو گیا یہ دیکھ کر سلیم خوش طبع جادو تو نہایت متحیر ہوا کہ یہ کیا
معرکہ ہوا جو سحر خداوند کا خالی گیا اور ملکہ نے آواز دی کہ او سلیم دیکھا تو نے قدرت

خداوندی کو بین کیسی خداوندی کی چھینتی بیٹی ہون کہ اُسکا غضب مجھے ایذا پہونچاتے
شرم کرتا ہی اور ٹھہراتا ہی تونے میرا کہنا نہ مانا اور مجھ پر حربہ کیا ہے اب میرے موتی کا تماشا
دیکھو یہ کہکر اسنے بھی ایک موتی سینے پر سلیم خوش طبع کے کھینچ مارا کہ موتی ٹوٹا اور اُسمیں
دھوان پیدا ہوا اور دماغ بین سلیم کے پہونچا ساتھ ہی ملکہ نے نعرہ کیا کہ باش او قوم
منم خواجہ خضران بن عمر شانی کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ
اسنے پھینک مارا کہ سر اسکا مثل بیاض گردن سے جدا ہوا لاشہ سلیم خوش طبع جادو کا پھڑکنے
لگا بین اُسکے شور گیر و دار بلند کرنے لگے خاک اُڑی زمین کو زلزلہ ساہوا بہت سے
برقین چمک چمک کر خضران کیجانب چلین اور پھر گل ہو ہو گئین آخرکار آتشباری برپا ہوئی
بکثرت ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز
پیدا ہوئی کہ قتلی مرا نام من سلیم خوش طبع جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب
خود نہ رسیدیم اسکے مرنے سے سفال جادو دل شکستہ ہوگیا اور فوج کو لیکر بدیع الملک
پر ٹوٹ پڑا بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین حصار سحر بند اور حسین برق بھی
معلوم نہین ہوتین پلٹ کر جو خیال کیا تو تخت ملکہ روشن گہر کا بھی خالی
ایوان نہ طاقی اسکے سامنے قتل ہو گئی تھی بدیع الملک کو خیال گذرا
شاید یہ شاہزادیان بھی قتل ہو گئین کہ اتنے مین خضران قریب پہونچا اور کہا
غلام نے قاتل ایوان نہ طاقی کو مارا اب آپ سفال جادو کو بھی قتل کیجیے کہ
یہ مرحلہ بھی شکستہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ شاہزادیان کہان ہین خضران نے
کہا مجھے نہین معلوم صاحبقران سے مجھے اسوجہ سے چھپاتا ہی کہ مجھے صدمہ نہ ہو ورنہ
وہ سب ساحر کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہونگے بس انھون نے ہائے روشن گہر
کا نعرہ مارا قریب تھا کہ یہ گریبان کو چاک کرین اور دیوانے ہو جائین کہ خضران نے
کہا او عجب یہ وقت جنگ ہی یا میدان عاشقی ہی دیکھو دشمن سے سامنا کر اگر تم زندہ رہے
تو روشن گہر ایسی ہزار ملجائینگی اور اگر اپنے کو قتل کرا دو گے تو روشن گہر
صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بغیر اُسکے زندگی تلخ ہی خضران نے کہا تینون شاہزادیان
میرے پاس زنبیل مین موجود ہین آپ مرحلہ فتح کیجیے تو مین سبکو نکالون صاحبقران
نے کہا کہ جب قاتل کو قتل کر ڈالا تو اب کیا اندیشہ ہی جب تک تو انھین زنبیل سے
نہ نکالے گا میرا دل بے قابو رہے گا خضران نے مجبور ہو کر پہلے تو وہ ڈبیہ کھولی جسمین
قتل حصار سحر بند و حسین برق و روشن گہر کا سامان موجود تھا اور ہر ایک
موتی کو زمین پر مارا کہ چٹک چٹک کر موتی رہ گئے اور شعلے نکل نکل کر تھرانے لگا
پھر فرو ہو گئے بعد اُسکے حصار سحر بند و حسین برق کو رہا کر دیا یہ پھر نعرہ
کر کے لشکر سفال جادو پر گرین اور لڑنے لگین اور روشن گہر کو خواجہ
نے تخت پر سوار کیا سفال جادو نے ان شاہزادیونکو جو دیکھا اور بی

ہراسان ہوا ادھر انھون نے جو تیغ چمک چمک کر گرانا شروع کیا تو تھوڑے عرصہ مین لشکر
سفال جادو کو پراگندہ کر دیا لیکن سفال جادو طلسم بند ہونے کی وجہ سے بچ گیا
اور قتل نہ ہو سکا بدیع الملک قریب سفال جادو کے پہونچے اُدھر سفال جادو
نے صورت اپنی اژدر کی پیدا کی اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا بدیع الملک کیطرف
چلا بدیع الملک نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے لازم ہے
فلان اسم جو کنارہ لوح پر تحریر ہے اکیس مرتبہ پڑھ کر پھونک اور عکس لوح کا ڈال کہ یہ
بہیئت اصلی پر آجائے گا اسوقت فلان اسم پڑھ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارنا کہ اژدر
کے دو ٹکڑے ہو نگے یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اسم پڑھ کر اژدر کیطرف پھونکا
اور عکس لوح کا ڈالا اب جو نظر کرتے ہین تو سفال جادو گھٹنیون چلا آتا ہے بس انھون نے
دوسرا اسم پڑھ کر کمر پر اسکی ہاتھ مارا کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی آندھی
سیاہ چلی خاک اُڑی شور گیر و دار برپا ہوا بڑی دیر تک ایک تلاطم رہا پھر شور کرنے
لگے کہ ہائے ہائے نام من سفال جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
بعد اسکے روشنی پیدا ہوئی اور پھر اسکے یہ صدا دے کر مثل دھوئین کے منتشر ہو گئے
لیکن لشکر سفال جادو کا یورش کر کے پھر آپڑا اور ہر طرف سے ترسول پر ترسول
کو بے ترنج نارنج بدیع الملک پر پڑنے لگے بدیع الملک نے قتل کرنا
شروع کیا کوئی حربہ بسبب برکت لوح کے انپر کارگر نہ ہوتا تھا لیکن ہر طرف سے
بوچھار ہو رہی تھی یہ دیکھ کر حصار سحر بند و حسین برق جادو نے صاحبقران کی
حفاظت کرنا شروع کی اور ان ساحرون کو اسقدر قتل کیا کہ یہ بھاگ کھڑے ہوئے
اور بہتون نے امان مانگی اور دائرہ اسلام مین آئے جو لوگ بھاگے کچھ تو قیماق جادو
کیطرف روانہ ہوئے کچھ طلسم سے نکل گئے کہ اب یہان رہنا بہتر نہین ہے اس لیے
کہ یہ مقام پر آشوب ہو رہا ہے فتاح طلسم کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا یہان بدیع الملک
نے لاشین ساحرون کی اٹھوا کر پھنکوا دین کہ آب و ہوا نہ خراب ہو اور جو لوگ
اسلام لائے انکو امان دے کر داخل لشکر کیا نقارۂ فتح بجا بارگاہ داؤدی برپا ہوئی
صاحبقران مع رفقائے جدید داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اُتاری لباس
بزم پہنا جام شراب ناب گردش مین آیا حصار سحر بند نے خواجہ سے سبب
اپنے گرفتار کرنے زنبیل مین ڈال لینے کا پوچھا خضر ان نے واقعہ قتل ایوان نشاطی
کا بیان کیا اور کہا کہ اگر مین تم کو مع حسین برق و ملکہ روشن گہر زنبیل مین نہ ڈال
لیتا تو مثل ایوان نشاطی کے ایک نہ بچتا یہ کہکر کیفیت موتیون کی اور
تسلیم خوش طبع کو قتل کرنے کی بیان کی صاحبقران تو پہلے ہی آگاہ ہو چکے
تھے جو لوگ ناواقف تھے وہ اسوقت واقف حال ہوئے صاحبقران نے
خواجہ کو بہت کچھ انعام عطا فرمایا اور ان شاہزادیون نے بھی زر و جواہر حسب

لیا قست دیا اور خواجہ کی بہت تعریف کی لیکن حسین برق جادو نے بہ سبب حجاب کے کچھ نہ دیا تھا خواجہ نے کہا کہ لینے دینے میں شرم و حجاب کی ضرورت نہیں ہے حقدار کو اُسکا حق دینے میں شرم کی کیا ضرورت ہے حسین برق نے ایک مالا موتیونکا دور سے خواجہ کیطرف پھینک دیا خواجہ نے مالا اُٹھا کر اپنے گلے میں پہن لیا اس حرکت پر سب ہنسنے لگے خواجہ نے تیوری چڑھا کر کہا کہ آپ لوگ ہنستے کیا ہیں اپنے معشوق کی دی ہوئی چیز سبھی کو عزیز ہوتی ہے حسین برق جھینپ کر اُٹھ کھڑی ہوئی الغاصل رات تو اس مقام پر بسر کی اور نماز صبح پڑھ کر بدیع الملک نے لوح پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہاں سے داہنی جانب روانہ ہوا ور جو کچھ عجائبات پیش آئیں دیکھ کر کام کرنا بدیع الملک نے سب کو رخصت کیا اور فرمایا کہ اب کوئی میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرے اس مرحلہ کو میں تنہا فتح کرونگا آپ لوگ میری نصرت کے بدلے ماتم ملکہ ایوان نہ طاقی کا برپا کریں حصار سحر بند روشن گہر نے عرض کی کہ ہم میں خون ملکہ کا ملا ہوا ہے مگر ہمیں اسوقت ساتھ آپ کا دینا سوگ نشین ہونے سے زیادہ پسند ہے بعد فتح طلسم کے ہم ماتم ایوان نہ طاقی کا کرلینگے ابھی اور دیکھیے کس کس پر زوال آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ نہیں جو میں کہتا ہوں اُسکے خلاف نہ کرو یہ سب مجبور ہو کر سوگ نشین ہوتے ہیں اور صاحبقران بہدایت لوح کے موافق روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک بیابان میں پہونچے دیکھا کہ سامنے سے ایک جنازہ چلا آتا ہے پیچھے جنازہ کے بہت سے لوگ روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے چلے آتے ہیں اور ایک پیر مرد کی حالت نہایت خراب ہے زار و قطار روتا ہے پچھاڑیں کھاتا چلا آتا ہے جنازہ پر سہرا بندھا ہوا ہے اور ایک شامیانہ زرتار کھنچا ہوا ہے بقول شاعر ؎ شامیانہ نیا زری کا ہے + نیچے تابوت اُس پری کا ہے + عقب جنازہ بہت سی نازنینیں روتی اور گریہ وزاری کرتی چلی آتی ہیں بال کھولے ہوئے ہیں یہ رنگ دیکھ کر بدیع الملک قریب آئے کہ دیکھیں یہ کس نامراد کی میت ہے یہ خیال کرکے جو قریب آئے تو دیکھا کہ عجب طرح کے اشعار عبرت آثار اُس جنازہ پر تحریر ہیں ؎ جہاں سے حسرت دیدار یار لیکے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + دوسری جانب یہ شعر مرقوم تھا ؎ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا + اُن اشعار کو دیکھ کر بدیع الملک کے دل پر چوٹ سی لگی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ نہیں معلوم یہ کس محبوب کی عاشق تھی اور کس معشوق پر دلدادہ تھی افسوس کہ اسنے باغ جوانی کی بہار نہ دیکھی اور نہال عمر اسکا خزاں ہو گیا اُس پیر مرد کی نظر جو بدیع الملک پر پڑی کہنے لگا کہ افسوس اب آپ تشریف لائے ہیں جب بیمار محبت دنیا سے منھ پھیر چکا یہ دختر کم نصیب

نکا نام ملکہ نسیم بہار تھا خواب دیکھکر آپ پر شیدا ہوئی اور تب مفارقت سے جلنے
لگی ہر چند علاج کیا مگر اُسکی وہی حالت ہوئی کہ ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ؀ ہر چند
سمجھایا کہ یہ خواب کی باتین ہین انکا خیال دل سے دور کرنا چاہیے مگر کوئی نصیحت
کارگر نہ ہوئی جب تک اس دنیائے فانی مین رہی عشق کا دم بھرا کی آخر کار کل
شب کو اُسکی حالت غیر ہوئی سانس اکھڑ گئی مگر آنکھین شوق دیدار مین باز رہین تمام
جسم کا دم نکل گیا تھا مگر آنکھو مین جان دیر تک باقی رہی بار بار یہ شعر زبان حال سے
کہتی تھی ؎ آنکھو مین رُک رہا ہے نکلتے نکلتے دم ؛ اچھا سلوک حسرت دیدار نے
کیا ؛ اسی حال پُر ملال مین قریب صبح رنگ رو متغیر ہوا اور مثل شمع سحری کے آنکھین
جھلملا کر بند ہو گئین مرتے وقت اُسنے وصیت کی تھی کہ میری جانب سے اُس بیوفا
سے کہدینا کہ ؎ میری تربت پر اگر دو پھول رکھنا ہو گناہ ؛ آ نکلنا یان کبھی تیوری
چڑھانے کے لیے ؛ لہذا یہ کشتۂ تیغ دیدار و شہید ابرو خمدار اگر لائق اسکے ہو تو اُسکے
دفن و کفن ہی مین شریک ہو جائے کہ اسکا مردہ ارمان ہی نکلجائے روح خوش ہو
یہ باتین اُس پیر مرد کی سنکر بدیع الملک کا دل بیزار ہو گیا اور گردن جھکائے
ہوئے جنازے کے ساتھ چلے تھا نتک کہ جنازہ اس تکیہ پر پہونچا جہان دفن کرنا
منظور تھا اب اس بڈھے نے ایک پرچہ کاغذ کا بدیع الملک کو دیا اُسے
انھون نے پڑھا تو یہ شعر مرقوم تھا کہ ؎ مجھین لحد مین اُتارو مجھین پڑھو
تلقین ؛ کبھی تو صحبت یار و نیاز ہو جائے ؛ انھون نے کہا کہ مذہب اسکا کیا
تھا اور تم کیا مذہب رکھتے ہو پیر مرد نے عرض کی کہ اگر مسلمان نہ ہوتی تو مسلمان
سے دفن کرانے کی خواہش کیون ہوتی یہ سنکر بدیع الملک نے کہا الحمد للہ
کہ اب کوئی جگہ اہل اسلام سے خالی نہین ہے مین بسر و چشم اس خدمت کے لیے
موجود ہون یہ فرماکر قریب لاش کے آئے اور چاہا کہ لاش کو آغوش مین لیکر
قبر مین اتارین کہ ایک طائر نے درخت پر سے آواز دی کیا کرتا ہے لوح کو دیکھ یہ سنکر
بدیع الملک چونک پڑے اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر کوئی لاش نظر آئے اور
ورثا اسکے قبر مین اتارنے کی خواہش ظاہر کرین تو ہرگز انکے کہنے پر عمل نہ کرنا کہ یہ
سراسر فریب ہے فریب جادو کا اگر اس لاش کو قبر مین اُتارا تو خود بھی مردہ صد سالہ
ہو جاؤ گے پھر لوح وغیرہ کام نہ آئے گی تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر ہاتھ تلوار کا اس
پیر مرد پر مارو کہ یہی فریب جادو ہے جسوقت یہ مارا جائے تو داہنا ٹکڑا اسکی لاش کا
بائین ہاتھ مین اُٹھا لینا اور ہمراہیان جنازہ تم پر حملہ کرینگے اُنسے لڑتے رہنا بعد
اُسکے جو کچھ پیش آئے پھر لوح کو دیکھنا غفلت نہ کرنا اگر مانو گے تو تا قیامت بلندی
یہ سمجھے ہی یا تو لاش اُٹھانے کو جھکے تھے یا پیچھے ہٹ کر انھون نے تلوار کھینچی
اور پیر مرد سامنے سے بھاگا بدیع الملک نے جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ یا تو تلوار

سر پر چمکی تھی یا زمین پر نظر آئی اسکے مرتے ہی شور گیر و دار برپا ہوا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا چیلیں منڈلانے لگیں بیر شور کرنے لگے کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود
جفت مردیم وجا ندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ دیکھتے ہی لوگ بدیع الملک
پڑے انھوں نے بھی تلوار کھینچی جنگ ہونے لگی اُدھر شبرنگ جادو کو خبر ہوئی
کہ فریب جادو مارا گیا مرحلہ شکستہ ہوا بس یہ سنتے ہی شبرنگ جادو پچاس ہزار
اور بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لے کر آ پڑا اور یہ سب کے سب بصورت شیر تھے
سوا شبرنگ جادو کے کہ فقط ایک یہ اصلی صورت پر تھا لیکن ایک اژدر آتش فشاں
پر سوار تھا اور فوج کو ترغیب دلا رہا تھا کہ مارلو اس سرکش کو یہ جانے نہ پائے فوج
اُسکی بیکر شیر بین بدیع الملک پر حملہ آور ہوئی اُسوقت انھوں نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ وہ شیر جو کا سنی رنگ کا ہے وہی اصل ہے تمھیں چاہیے کہ فلاں اسم پڑھ کر
فریب جادو کی لاش کا ٹکڑا اسپر کھینچ مارو کہ یہ ہمہ تن شعلہ ہو کر تم پر چلے گا بعد
اُسکے تم فلاں اسم پڑھ کر گرد اپنے حصار کھینچ لینا جسوقت قریب تمھارے آئے تم عکس
لوح کا ڈالنا وہی شعلہ پلٹ کر شبرنگ جادو پر گرے گا اور شبرنگ مارا جائے گا
کہ اُسکا سحر آخر ہے یہ خود اُسکے روکے بھی نہ رُکے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اُس
اسم کو پڑھ کر ٹکڑا لاش فریب جادو کا کاسنی شیر پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ بارود میں
چنگاری گری شیر ہمہ تن شعلہ ہو کر بدیع الملک پر چلا انھوں نے جلدی سے اسم
کو تمام کر کے گرد اپنے حصار کھینچ لیا جیسے ہی شعلہ چمک کر قریب آیا لوح چمکائی شعلہ
پلٹا اور شبرنگ جادو کیطرف چلا شبرنگ جادو نے جو دیکھا کہ سحر میرا خالی
گیا اور اب یہ میری طرف آتا ہے اسنے گولے ترنج نارنج وغیرہ مارنا شروع کیے سب
جر سے جلکر خاک ہوگئے آخر شبرنگ جادو نے ساری جھولی سحر کی اُس شعلہ پر
کھینچ ماری جھولی بھی جلکر خاک ہوگئی اور شعلہ نہ رُکا چمک کر جو گرتا ہے برق خرمن
ہوگیا شبرنگ جادو کو جلا کر خاک کر دیا اور پلٹ کر اسی کی فوج پر گرا ساحر بھاگے
سیکڑوں کو پھونک کر یہ شعلہ بھی افسردہ ہوگیا اور ساحر بھاگ کر دربند
پنجم کیطرف روانہ ہوئے بہتوں نے راہ فرار ایسی اختیار کی کہ طلسم کے باہر نکل کر
دم لیا تھوڑی دیر میں میدان صاف ہوگیا بعد فتح مرحلہ سوم کے بدیع الملک
پلٹ کر اپنے لشکر میں آئے خضران نے پہلے مرحلہ فتح ہونے کی خبر پہونچادی تھی
ان شاہزادیوں نے استقبال صاحبقران کا کیا اور مبارکباد دے کر اس خوشی
میں سوگ ایوان نہ طاقی کا بڑھایا اور صف ماتم اُٹھا دی اور بارگاہ کو لا کر
مرحلہ سوم پر برپا کیا صاحبقران نے رات بھر باآرام تمام بسر کی اور صبح کو جانب
مرحلہ پنجم روانہ ہوئے چہارم مرحلہ سلسلہ میں مرحلہ ہفتم سے ہے اور معلق ہے اس
وجہ سے یہ مرحلہ چھوڑ دیا گیا مالک اسکا کیوان تاجدار ہے جسوقت بدیع الملک یاں

نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ مرحلہ تیرہ وہی مرحلہ ہے جسمین لوح جیکا یہ تذکرہ ہے مدد لوح
سے شرارہ شعلہ افگن مارا جا سکتا ہے باقی باشندگان بیابان ہولناک وہ بلا سے
بے درمان ہیں کہ جنگلی صورت دیکھو زہرہ آب ہوتا ہے نہ وہ ساحر ہیں نہ پہلوان
لوح کیا کرے گی اور زور آزمائی سے کیا ہوگا اور بغیر یہ مرحلہ ٹوٹے ہوئے مرحلجات
دیگر تک پہونچنا ناممکن ہے یہ خبر دیکھ کر بدیع الملک کو سناٹا سا آگیا اور نہایت
پریشان ہوئے تھے کہ رہبری ترک کی یکایک ایک طائر نے آواز دی کہ کسی
بزرگ نے کوئی شے تم کو دی تھی بریانہ ہو تو اس سے کام لو کہ وقت اسکا یہی ہے
یہ سنکر صاحبقران گویا چونک پڑے اور وہ رقعہ انکو یاد آیا جو حضرت شعیب ثانی
نے دیا تھا بس صاحبقران ثالث نے جلدی سے تعویذ بازو کھولا اسمین رقعہ
بھی رکھ لیا تھا اس رقعہ کو نکالکر پڑھا لکھا تھا کہ جس وقت تم کو مرحلہ بیابان
ہولناک کا پیش آئے تو چشمہ آنکھوں پر لگا لینا اور جو سامنے پھینک دینا
اژدر بنکر بیابان ہولناک کی بلاؤں کو نگل لینگے اور چشمہ کی وجہ سے صورتوں کی
ہیبت تمھارے دل پر نہ ہوگی یہ دیکھ کر صاحبقران بہت خوش ہوئے اور
حسب ہدایت ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے کئی صحرا طے کرنا پڑے
اور سختی راہ بہت اٹھائی آخرکار ایک درہ کوہ نظر آیا حسب الحکم لوح اس درہ
میں داخل ہوئے درہ نہایت تاریک تھا مگر عینک کے دو تال مثل مشعلوں کے
چمک رہے تھے ادھر لوح مثل آفتاب کے منور تھی جسکی روشنی میں صاحبقران
نے اس درہ کو طے کیا اور باہر آئے اب یہ صورت ہے کہ چشمہ آنکھوں پر چڑھا ہوا ہے لوح
ہاتھ میں پڑی ہے جب باہر دیکھا کہ ایک صحرا ہے لق و دق ہے کہ نہ کہیں چشمہ
دکھائی دیتا ہے نہ چاہ درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہیں پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ
کون درخت کس چیز کا ہے گھاس تمازت آفتاب سے جھلس گئی ہے ہوا سے گرم
چل رہی ہے خار و خس کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ہوا سے ان خاک آنکھوں میں جھونک
رہی ہے سناٹا ہوا کا دل کے پار ہوا جاتا ہے نہ کوئی طائر نظر آتا ہے نہ چرند و پرند جسطرف
دیکھو ایک ہو کا عالم ہے [illegible] سے ہوا کے سنسنانے کی صدا آرہی تھی بدیع الملک
بہت [illegible] چلے جاتے تھے مگر دل بیٹھا جاتا تھا ادھر شرارہ
شعلہ افگن جادو کو معلوم ہوا کہ فتح طلسم آپہونچا بس اسنے جا کر نفیر سحر کو دم دیا
مقدور ساکنان صحرا تھے آکر جمع ہوگئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے شرارہ شعلہ افگن
نے انسے کہا کہ وقت جانبازی آگیا چلو اور طلسم کشا کو [illegible] وہ تمام
[illegible] ہولناک مع زن و مرد جانب صحرا روانہ ہوئے شرارہ شعلہ افگن جادو
بھی ساتھ تھا یہی ایسا ساحر بر دست تھا کہ اسنے ان لوگوں کو
[illegible] کیا ہے [illegible] کسی کی جو صورتیں ان لوگوں کی دیکھنے والوں کا جدا [illegible]

شرارہ شعلہ افگن کو ایسا ہی سمجھا جو اس مرحلہ پر معین کیا ہے تمام اہل طلسم کو یقین
ہے کہ یہ مرحلہ فتح نہ ہو گا اسلیے کہ نہ یہاں لوح کام دے سکتی ہے اور نہ قوت و جرأت
کام آ سکتی ہے یقینی طلسم کشا اس مرحلہ پر آ کر مارا جائے گا شرارہ شعلہ افگن جادو
بھی مثل شیر کے آیا ہے کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جو دم بھر میں طلسم کشا ایسے
ہزار ہوں تو انکو کھا لینگے ادہر شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ سامنے سے
گرد اڑ رہی ہے اور آمد لشکر معلوم ہوتی ہے بس انھوں نے رقعہ کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جلد چشمہ
آنکھوں پر لگاؤ اور جریب کو فلاں اسم پڑھ کر ہاتھ سے پھینکو ایسا نہ ہو کہ بلائیں بیابان ہولناک
کی تمھارے قریب آ جائیں تو پھر ہونا انکا دشوار ہو جائے گا یہ لوگ پیشتر عینک
اتار لینگے بس اگر نظر تمھاری انکی صورت پر پڑ گئی تو کلیجہ پھٹ جائے گا یہ دیکھتے ہی
بدیع الملک نے اسم کو پڑھا اور جریب ہاتھ سے پھینک دی جریب گرتے ہی
مثل اژدر کے ہو گئی اور زمین کشتی کرتی ہوئی چلی دیکھا یک شرارہ شعلہ افگن مردمان
ہولناک کا لشکر لیے ہوئے نمودار ہوا نظر جو شرارہ شعلہ افگن کی اژدر پر پڑی
یہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ہم تو سنتے تھے طلسم کشا ساحر نہیں ہے مگر معلوم ہوا کہ اسنے
تھوڑا بہت سحر بھی یاد کر لیا ہے بس اسنے منہ اپنا ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالا
پڑھا سحر دم کر کے اژدر پر مارا اژدر نے وہیں اپنا منہ کھولا اور گولے کو نگل گیا اور اب
وہ دم کشی کرتا ہے تو شرارہ شعلہ افگن کے پاؤں اکھڑے اور یہ کھینچتا ہوا وہیں
اژدر کیطرف چلا ہر چند اسنے سحر کیے اور لنگر قائم کیا مگر زمین میں حرکت ہو گیا ادھر اژدر
نے ایسی دم کشی کی کہ زمین سے اٹھ کر شرارہ شعلہ افگن دہن اژدر میں جا رہا
یہ دیکھ کر تمام مردمان ہولناک اژدر پہ آ پڑے کہ اسکو مار ڈالیں مگر جو سامنے
آیا وہ وہیں اجل میں پہونچ گیا ہزار ہزار اور بارہ بارہ سو آدمی ایک ایک نفس
میں اژدہا نگل گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جسقدر لوگ ہیں انکی صورتیں مہیب
ہیں مگر بسبب عینک کے انکے قلب پر کوئی اثر نہ ہوا اژدر نے پہر بھر کے
عرصہ میں میدان کو صاف کر دیا اتنے میں اُسی طائر نے آ کر آواز دی کہ فتح بیابان
ہولناک کی مبارک ہو اب فلاں اسم پڑھ کر بے تکلف اس چھڑی کو اٹھا لو
آگے بڑھ کر کام آئے گی یہ سنتے ہی بدیع الملک نے اسم پڑھا اور چھڑی پر
دم کیا کہ اسنے اپنی اصلی ہیئت پیدا کی بدیع الملک نے جریب کو اٹھا لیا
اور بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ طائر نے آواز دی لشکر تمھارا آتا ہے اسی جگہ قیام کرو
کل مرحلہ ششم پر جانا بدیع الملک اُسی جگہ ٹھہرنے لگے طائر نے لشکر میں آ کر
خبر دی کہ مرحلہ بیابان ہولناک کا فتح ہوا چلو اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل
کرو یہ سنتے ہی سلطان حبشی نے بارگاہ داؤدی ساتھ لی اور آ کر خدمت صاحبقران
میں پہونچے اور مبارکباد فتح مرحلہ کی دی اور عرض کیا کہ ہمیں خبر فتح ایک بلا

نے دی فرمایا کہ مین اُس طائر کا از حد ممنون احسان ہون کہ اُسنے کئی مقام پر مجکو ہوشیار
کیا نہین معلوم یہ کون دوست ہے غرضکہ صاحبقران نے فتح مرحلۂ پنجم کی خوشی مین جلسۂ
تہنیت مقرر کیا تمام رات صحبت رقص و سرود آراستہ رہی جام شراب ناب کو گردش
رہی جسوقت صحبت سیارگان برہم ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائر آشیانۂ نفس سے
نکل کر شاخ درخت پر بیٹھے اور بزبان بیزبانی حمد و ثنائے سبحانی بجالانے لگے
بدیع الملک نے جلسہ کو برخاست کیا اور فریضۂ سحری کو ادا کرکے سب سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور لوح کو ملاحظہ کرکے ایک جانب چل کھڑے
ہوئے جاتے جاتے ایک میدان وسیع مین پہونچے دیکھا کہ وسط میدان مین ایک
میل حجرے پر نصب ہے بدیع الملک نے بموجب ہدایت لوح اُس میل کو کوسے
مین سے گرز ور کیا اور اکھیڑ کر پھینک دیا میل ہٹتے ہی دہنہ نقب کا نمودار ہوا اور
بدیع الملک نقب مین کود پڑے اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ سامنے
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے گنبد اُسکے بہت بڑے بڑے ہین دروازہ قلعہ کا
بند نگہبان بیٹھے ہین صورت بدیع الملک کی دیکھ کر نگہبانون نے شور کیا
کہ لو وہ سرکش زمان بھی آ گیا یار لو اسکو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی قلعہ سے
ایک ساحر جسکے چار ہاتھ تھے شیر آتشین پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی فوج
تھی بدیع الملک نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھکر لوح کو دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ فلان اسم ایک سو چار مرتبہ پڑھکر تلوار پر دم کرو جسوقت چوپان
چہار دست تم پر حملہ کرے تو ایسا ہاتھ مارنا کہ ایک ہی وار مین اسکے چارون
ہاتھ کٹ کے قلم ہوکر گر پڑین اگر ایک ہاتھ بھی باقی رہ گیا تو پھر یہ کسی اسم
اور کسی تدبیر سے نہ مارا جائیگا یہ دیکھکر بدیع الملک نے اُس اسم کو ورد
زبان کیا اور چوپان چہار دست جادو کیطرف چلے اُدھر سے چوپان مع
لشکر آیا بدیع الملک نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا عین گرمی جنگ
مین چوپان سے سامنا ہوا بس اسنے ایک ہی مرتبہ چار تلوارین چارون
ہاتھون سے بدیع الملک پر مارین یہ اسم کو تمام کرکے اپنی شمشیر پر دم کر چکے
تھے اب جو تیغ کا ہاتھ مارا چارون ہاتھ چوپان چہار دست کے قلم ہوئے
تھے قبضون مین تلوارون کے بیٹھے رہ گئے اور ہاتھون سے اسکے خون جاری
ہوا بس اسنے فریاد یا سامری کی آواز دی اور سامنے سے بدیع الملک
کے بھاگ کر اپنے کو ایک کنوین مین گرا دیا بدیع الملک نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ جسوقت ہاتھ چوپان کے قلم ہون اور یہ اپنے کو کنوین مین گرا دے
تو تم کو چاہیے کہ تم بھی اپنے کو کنوین مین گرا دو بعد اُسکے جو معرکہ پیش آئے
لوح کو دیکھکر کام کرنا بدیع الملک بھی اُس کنوین کیطرف بڑھے لوگ

سدراہ ہوئے بدیع الملک لوگون کو قتل کرتے ہوئے قریب کنوین کے جا پہونچے
اور بسم اللہ کہکر کود پڑے وہان چوپان چہار دست جادو پہلے کودا تھا یہ قریب
ایک قصر کے پہونچا اور اسنے آواز دی کہ اے دیو ہمہ رنگ اب وقت تیرا آگیا
نکل غار سے اور اس سرکش کو نگل لے بس یہ سنتے ہی دیو چنگھاڑا اور شمشیر
پکڑے ہوئے غار سے باہر آیا اتنے مین بدیع الملک بھی آکر پہونچے دیکھا
کہ دیو سامنے سے چلا آتا ہے بس انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت
دیو تم پر حملہ کرے تو وار اسکا خالی دو اور فلان اسم پڑھکر دوال کمر پر ہاتھ مارو کہ
دیو کے دو ٹکڑے ہون بس فوراً پیکان تیر کو خون دیو مین آلودہ کر لو کہ دیو کے
مرتے ہی چوپان بھی بھاگیگا تم اسکو نہ پاؤگے چاہیے کہ فوراً تیر خون آلودہ کا
نشانہ چوپان کو بناؤ کہ قضا اسکی خون دیو اور تیر سے وابستہ ہے یہ دیکھتے ہی
بدیع الملک قریب دیو کے آئے دیو ہمہ رنگ نے آواز دی کہ او مردم
سیاہ سر سفید دندان تو نے بڑا غضب کیا کہ چوپان چہار دست کے ہاتھ
قلم کیے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے وار شمشیر کا کیا بدیع الملک
نے وار اسکا خالی دیا دیو ضرب کے لنگر مین سامنے جھکا بس انھون نے اسم
پڑھکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر دیو پر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے بس ادھر تو
دیو ہمہ رنگ مارا گیا اور ادھر چوپان چہار دست بھاگا بدیع الملک
نے جلدی سے تیر ترکش سے کھینچکر خون دیو مین تر کیا اور چلہ کمان مین پیوستہ
کرکے چوپان پر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کو اسکے توڑکر نکل گیا چوپان گرکر
تڑپنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا طلسم شکستہ ہوتے ہی سلطان جنی کو راستہ
معلوم ہوا یہ خیمہ و خرگاہ لیکر آگے چلے یہان لشکر چوپان چہار دست کا
بدیع الملک پر آپڑا تلوار چلنے لگی اتنے مین لشکر بدیع الملک کا بھی آگیا
بلکہ حصار سحر بند اور حسین برق بھی شریک جنگ ہوئین لشکر چوپان کے
افسر کے مرنے سے بددل تو ہو ہی چکا تھا پاؤن اکھڑ گئے اور یہ سب کے
سب بھاگ کھڑے ہوئے جو کھڑے ہوئے تھے وہ مطیع اسلام ہوئے
تھوڑی دیر مین میدان صاف ہوگیا اور طلسم پنجم بھی شکستہ ہوا سلطان جنی
نے بارگاہ وا کر دی دربار کی صاحبقران قریب لاش چوپان چہار دست
کے کھڑے ہوئے تھے کہ ایکمرتبہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور سر
چوپان کا خود بخود چٹکا اسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اور اسنے افسوس
صد افسوس کی آواز دی اور یہ واسطے مرگ چوپان کی خبر دینے کو
جانب قرطاس فیل سر روانہ ہوا بدیع الملک نے لاش چوپان کی
مزبلہ پر پھکوادی اور سر اسکا ایک درخت مین بلکہ اسی کے قریب مین

اہل طلسم کے واسطے آویزان کرادیا کہ اتنا بڑا ساحر کس ذلیت سے مارا گیا کہ
لاش تک اسکی کوئی نہ اٹھا سکا اور خداوند طلسم نے اسکی کوئی خبر نہ لی بعد
اسکے پھر بدیع الملک نے شب بھر قیام کیا جب صبح ہوئی تو انھون نے
چند نامے تحریر کرکے اپنے لشکر کیطرف روانہ کیے ہر سردار کے نام ایک ایک
روانہ تھا مضمون سب کا ایسا تھا کہ ہم نے بفضل خدا بہت سے طلسم توڑے
اب ساتوین مرحلے پر جاتے ہین آپ لوگون کو چاہیے کہ [illegible] طلسم کی مہمان
تشریف لائیے اور شریک جنگ ہو جیسے سرداران حفاظت [illegible] ہو گیا ہے
ایک بارگاہ دلکشی کی ہے کہ جسمین ساحر سحر [illegible] اور [illegible] بفضل جاتا ہے
تمام سرداران نامون کو [illegible] لشکر کیجانب روانہ ہوئے [illegible] شاہزادہ
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ اسد غازی [illegible] امیر الزمان
نور الزمان فرامرز عاد مغربی جمہور جہانسوز تبرزن شاہزادہ طرطوس بہادر
وغیرہ نہایت پریشان تھے کہ اسوقت تک کوئی خبر [illegible] نہ معلوم ہوئی کہ
صاحبقران عالیشان کس حالت مین ہین کہ یہ تمام [illegible] سرداران
سب کو نامے [illegible] پڑھتے ہی چل [illegible] نہ آخر مین
[illegible] تحریر تھا [illegible] آپ [illegible] کہ اسوقت تک مرحلہ
[illegible] سب [illegible] ہو [illegible] سے
سب سرداران خدمت صاحبقران عالیشان [illegible] ان
سے سب کیفیتین گذشتہ بیان کین اور حال بارگاہ [illegible] کا سنایا اور تازہ
دوستون سے ملوایا اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ [illegible] مین جلوہ گر
ہوئے تمام صحرا [illegible] گیا بارگاہ [illegible] روشن
ہوئی تمام رات [illegible] صبح صاحبقران عالیشان [illegible] لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ ہمارے جانب مغرب روانہ ہو جسوقت قریب کوہ صندلی
کے پہونچنا تو پھر لوح کو دیکھ لینا جو کچھ ہدایت ہو اسپر عمل کرنا [illegible] غفلت
نہ کرنا یہ دیکھ کر صاحبقران [illegible] پر آراستہ [illegible] اور سب سے رخصت
ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے جاتے جاتے دور سے ایک کوہ نظر آیا
بدیع الملک اس کوہ کیطرف [illegible] جسوقت [illegible] قریب کوہ
صندلی کے پہونچے تو دیکھا کہ عجب بافضا کوہ ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] رکھا
ہوا ہے کوہ نہایت مصفا ہے اور ایک عجیب سمان ہے کہ آبشارین جاری ہین
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سہرا بندھا ہے جانوران آبی کا ہجوم ہے
ہین [illegible] کلیلیان کرتے ہین کسی طرف غول مرغابیون کا بیٹھا ہوا ہے کسی
جانب بط و قرقرے وغیرہ جمع ہین غرضکہ جدھر دیکھو طائران آبی کے غول

بیٹھے ہیں بعض جانور ایسے بھی ہیں جو کبھی نہ دیکھے تھے کنارہ آب کے قریب ایک ضعیفہ
جسکے بال سفید چہرہ نورانی ماتھے پر گھٹا عبادت خدا کی نشانی سجادہ بچھائے ہوئے
بیٹھی ہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہے صاحبقران قریب اُس ضعیفہ کے تشریف
لائے اور سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کب سے اس مقام پر تشریف رکھتی ہیں پیرزال
نے کہا کہ میری عمر اسی مقام پر تمام ہوگئی شباب کے زمانے سے یہی جگہ پسند
آئی بیٹھے بیٹھے عبادت خدا میں زندگی بسر کردی یکایک نظر بدیع الملک کی
دوسری طرف جا پڑی دیکھا کہ قریب سجادہ کے چند پلٹین تشتریاں میوے کی
رکھی ہیں کسی میں پستے کسی میں بادام کسی میں اور فواکہ رکھے ہیں یہ سامان دیکھکر
بدیع الملک اور متحیر ہوئے کہ اس جنگل میں یہ سامان کہاں سے ممکن ہوا بستی
یہاں سے منزلوں دور ہے جس مقام پر انسان کا گذر محال ہو وہاں ایسی چیزیں کیونکر
فراہم ہوگئیں پوچھا ضعیفہ سے کہ آپ کے کچھ ملازم بھی ہیں جو کھانے وغیرہ کا
اس جنگل میں بندوبست کردیتے ہیں پیرزال نے کہا کہ آپ کو یہ سامان دیکھکر
تعجب ہوتا ہے کیا آپ رازق العباد کی قدرت کے قائل نہیں ہیں کہ وہ کیڑے کو
پتھر کے اندر رزق پہونچاتا ہے بقول شاعر ؎ آسیا گفتی ہمیں ہر صبح باواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے + دیگر ؎ بے مگس ہرگز نہ ماند عنکبوت
رزق را روزی رساں پر میدہد + مجھے آپ کی دانائی سے تعجب ہے کہ آپ
ایسی بات فرماتے ہیں خداوند عالم ہر ذی روح کے رزق کا ضامن ہے چاہے
جنگل میں ہو چاہے گھر میں بستی بسائے یا ویرانہ اختیار کرے جتنا مقدر کا لکھا
ہے وہ ہر جگہ پہونچے گا یہ سنکر بدیع الملک دل میں منفعل ہوئے اور عرض
کی کہ آپ بجا ارشاد کرتی ہیں وہ ایسا ہی قادر و توانا ہے کہ ہر چیز ہر مقام پر
پیدا کرسکتا ہے اگر چاہے تو آگ سے پانی اور پانی سے آگ پیدا کردے اب
مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہا ہائیں تم نے اب تک نہ
پہچانا میں فرزندمند ہوں صفیہ مادر آصف بن برخیا اسی مقام پر بیٹھی عبادت
خدا کیا کرتی ہوں یہ کہکر ایک تشتری میوے کی سامنے بدیع الملک کے
بڑھا دی اور کہا کہ یہ دعوت قبول ہو آپ مہمان ہیں اے صاحبقران انکار نہ کیجیے گا
ورنہ مجھے ملال ہوگا یہ سنکر بدیع الملک نے ہاتھ بڑھایا اور تشتری لینے کا
قصد کیا تھا کہ پہلو سے آواز آئی ارے نادان کیا کرتا ہے ارے ایسی غفلت کہ
ہر جگہ دھوکا کھاتا ہے یہ لکاتہ خبیثہ جادو نانی ہے قرطاس پر نقل سر کی اسکے قریب
میں ہرگز نہ آنا ورنہ بہت پریشان ہوگا اور زک اٹھائے گا اب بھی سنبھل اور لوح
سے مدد کو مس کر اسکی سحر بیانی نے لوح کو سیاہ و بیکار کردیا یہ سنتے ہی بدیع الملک
نے ہاتھ اپنا کھینچا اور لوح پر نظر ڈال دیکھا تو لوح پر ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے

جسکی وجہ سے حروف محسوس نہیں ہوتے بس انھوں نے جلدی تھوڑا سا ... ہو کر نفس کیا
اب جو دیکھا تو حروف روشن و منور ہوئے لکھا تھا کہ جسوقت تم قریب ...
کے پہونچنا تو اُسکے ظاہر پر نہ جانا کہ باطن اسکا ویسا ہی خراب ہو ... مراد ...
فلان اسم پڑھ کر تلوار مارنا کہ اسکا خاتمہ ہو ہر چند وہ فریاد کرے ... خدمت ...
کرنا یہ دربند اسی کی ذات پر قائم ہے یہ ساحرہ ہے ... جلدی سے
انھوں نے وہ اسم متبرک شروع کیا خجیشہ جادو نے جو دیکھا کہ ... زبان پر ...
ہوتا ہے کہ بھید کھل گیا بس اسنے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ... کی
توڑ کر تیغ ماری کہ زمین پر گرتے ہی اُسنے صورت اژدرہے کی پیدا کی اور دم کشی
کرتے ہوئے چلی صورت بدل گئی انھوں نے پھر لوح پر نظر ڈالی اب یہ حکم ملا کہ
فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا ڈالو بس انھوں نے جلدی سے اسم کو پڑھ کر عکس ڈالا
عکس پڑتے ہی اژدرہے تن شعلہ بن کر خجیشہ جادو مر گئی اسکا جل کر خاک ہو گیا اسی
شعلہ میں سے ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من خجیشہ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ آواز دیکر وہ طائر ایک
سمت روانہ ہوا یہان دیر تک آندھی چلی خاک اڑائی آتشباری و برف باری ہوا
اور تاریکی چھائی رہی جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو نہ وہ
وہ تھانہ طائر نہ آبشار ہیں ایک سنسان بیابان تھا سب سامان خجیشہ جادو
کے مرتے ہی ست گئے اب صاحبقران عالیشان نے دیکھا کہ لاش ایک زن
تیرہ روکی پڑی ہے جسکا سن ہزار برس سے کم نہ ہوگا کہ یکایک ہاتھیوں کے
چنگھارنے کی آواز پیدا ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ صحرا سے ہزار ہا فیل
مست جھومتے ہوئے چلے آتے ہیں تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا ہے با کالی گھٹا تھی
کہ تمام بن میں چھائی ہوئی تھی بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جسوقت فوج فیلان تم پر حملہ آور ہو تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھتے رہو اور
جو فیل تمھارے قریب آئے اُسپر تلوار مارو وہ ایک کا دو ہو کر چلا جائے گا
اور دوسرا مقابلہ کو آئے گا اُسکی بھی وہی حالت ہوگی اسیطرح جب دسوان
فیل سامنے آئے تو اُسکے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوگا تمھیں چاہیے کہ
اُسپر تلوار نہ مارنا بلکہ اسی اسم کو تین بار پڑھ کر اور سنان نیزہ پر دم کر کے نشان
سیندور پر وار کرنا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھنا کہ کیا ظہور میں آتا
ہے اور اگر تم نے اُس فیل کو نہ نگاہ رکھا اور اُسپر تلوار ماردی تو وہ تم کو چیر کر
پھینک دے گا اور تلوار اثر نہ کرے گی یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اسم کو
ورد زبان کیا اور ہاتھیوں کی طرف بڑھے ہاتھیوں میں سے ایک ہاتھی آگے
بڑھا اور بدیع الملک پر حملہ آور ہوا انھوں نے تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے

ہو گئے دونون ٹکڑے زمین پر تڑپے اور ہر ٹکڑا ایک فیل بنکر جانب صحرا روانہ ہوا اور
غول مین شامل ہو گیا کہ جب دورہ ختم ہوے گا تو پھر بدیع الملک پر حملہ کرینگے
یہانتک کہ گویا تھی اسی صورت سے ایک کے دو دو ہو کر غول مین مل گئے
اور دو سوان ہاتھی جھومتا سامنے آیا بس بدیع الملک نے مستک پر نیزہ مارا
کہ انی نیزہ کی نشان سینہ مین در آئی ہاتھی چیخ مار کر پیچھے ہٹا ہٹتے ہی
نیزہ مستک سے نکل گیا اور زخم سے بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور فیلان صحرائی
پر گرا سب کے سب فیل آتشبازی کے جلنے لگے شور قیامت برپا ہوا تمام
ہاتھی جلکر خاک ہو گئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من قرطاس فیل سر جادو
بود حیف مردیم و جا ندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر
برطرف ہو گئے اور روشنی پیدا ہوئی تو قلعہ نمودار ہوا بدیع الملک نے آگے
جانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا اور کچھ لوگ رومال سے ہاتھ
باندھے ہوے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ اپنی
تحفہ جات طلسمی ہین جو چیزین ہمارے پاس ہین اگر حکم ہو تو ہم حاضر کرین فرمایا
ابھی رہنے دو بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا اتنے مین لشکر انکا نمودار ہوا شاہزادہ
[illegible] الزمان نور الدہر امیر الزمان آصف انجم طلعت شہنشاہ
گوہر کلاہ وغیرہ سب حاضر ہوئے بارگاہ داوری برپا ہوئی صاحبقران کو
فتح دربند کی مبارکباد دی صاحبقران نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آپ صاحبون کو
افتتاح دربند کی خبر کسطرح ہو گئی بیان کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی جس نے ہمین
فتح دربند کی خبر دی مگر صاحب آواز کی صورت نہین دیکھی صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھے بھی اس آواز دینے والے نے مقام پر ہوشیار و باخبر کیا نہین معلوم یہ کونسا
دوست ہے جو اسوقت مین ہر وقت نگران حال رہتا ہے اور نیک و بد سے
مطلع کرتا ہے خدا اسکو جزائے خیر عنایت کرے یہ فرما کر داخل بارگاہ داوری ہوئے
سب سردار آ کر بیٹھے صاحبقران نے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے
خوابگاہ مین تشریف لے گئے آرام فرمایا نماز صبح کے وقت خادم نے جگا دیا
صاحبقران نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور سردارون کو ساتھ لے کر داخل قلعہ
قرطاسیہ ہوئے یہان وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو اطاعت اسلام
منظور تھی باقی ساحر بھاگ کر طلسم سے نکل گئے تھے کیا انکا ذکر طلسم اسرار
باطنی کے مقدمہ مین آئیگا الحاصل بدیع الملک تحفجات طلسمی کا معائنہ
کر کے قلعہ کے باہر آئے سردار و لشکر رخصت کیا اور خود لوح کو ملاحظہ کر کے
حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب
ایک باغ بہشت آئین کے پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مسکن ہے

ترانہ جادو کا جو کہ دختر ہے عنقا کے گرد باد جادو مالک دربند ستم کی تمھین لازم ہے کہ
بخوف اندر باغ کے چلے جاؤ جسوقت وسط باغ مین پہونچوگے تو ایک بنگلہ تم کو
دکھائی دیگا تم اُسی بنگلے کے قریب جا کر ٹھہرنا چند نازنین اُس بنگلے سے نکلکر
تمھارے لینے کو آئینگی تم بخوف اُنکے ہمراہ بنگلے مین چلے جانا وہان ایک نازنین
ماہ جبین جوان سب کی افسر ہے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہوگی وہ تمھین پاس اپنے
بٹھائے گی اور عشق اپنا جتائے گی تم اُسکے پاس بیٹھ کر باتین کرنا اور محبت ظاہر
کرنا وہ جلسہ خوشی منعقد کریگی اور جام شراب بھر کر پیش کریگی تم جام اُسکے
ہاتھ سے لے لینا مگر خبردار ہونٹون سے قریب بھی نہ لانا ورنہ شراب کا زہر کریگی
جام ہاتھ مین لیتے ہی اُسی نازنین پر کھینچ مارنا کہ انجام اسکا تمھاری فتح اور اُسکی
شکست ہوگی پیمانۂ عمر اسکا چھلک جائیگا بعد اُسکے وہ نازنین ہمہ تن شعلہ
بنکر اول تو اپنی خوابگاہ کو جلائے گی پھر تم پر قصد کریگی جس تخت پر وہ بیٹھی ہے
اُسی کے پیچھے نقب کا دروازہ دربند کا ہے تم تخت کو الٹ کر نقب مین کود
پڑنا پھر وہ تم تک نہ آسکے گی اور جلکر خاک ہوجائیگی یہ دیکھ کر بدیع الملک
داخل باغ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ درخت
ثمر سبز و شاداب لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین
طائر درختون پر چہک رہے ہین ہوائے سرد چل رہی ہے گلون کے انبار ہین نسیم
بہار جھولی مین نکہت گل کو لیے ہوئے گوشہ گوشے باغ کو بساتی پھرتی ہے تمام
باغ رشک گلشن شداد ہو رہا ہے بدیع الملک اُس باغ کی سیر کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک بنگلہ مینا کار نظر آیا ساتھ ہی غول نازنینون کا
اُسی بنگلے سے باہر آیا اور ایک دوسرے سے کہتی ہوئی چلی کہ دیکھو تو وہ صاحب
کہان ہین جلد اُنکو بلاؤ کہ پیام دو کہ تپ فراق کا یہی علاج ہے صاحب یہ بھی نیا
عشق ہے کہ خواب دیکھا اور عاشق ہوگئے تعبیر اسکی دل سے تجویز کی اور منتظر بیٹھے ہین
کہان بدیع الملک کہان طلسم نہ طاق بھلا یہان وہ کیون آنے لگے تھے ایک
نے دوسری سے کہا جو آنیوالا ہو کوئی نظر آتا ہے وہ سامنے سے ایک مرد وا چلا آتا
ہے اُسنے کہا کوئی ہوگا یہ کیونکر معلوم کر لیا کہ یہ بدیع الملک ہی ہین اُسنے جواب دیا
کہ چلکر نام پوچھ لو یہ جھگڑا کرتی ہوئی قریب بدیع الملک کے آئین اور کہنے لگین
کہ کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے چونکہ بدیع الملک لوح کے
ذریعہ سے انکا مکر و فریب جان چکے تھے انھون نے مسکرا کر فرمایا کہ ہان نام تو
میرا بھی بدیع الملک ہی ہے مگر ایک نام کے بہت سے ہوتے ہین یہ کیونکر
معلوم ہو کہ جس بدیع الملک کی تم کو تلاش ہے مین وہی ہون یہ سُنکر اُن
لوگون نے بیان کیا کہ اگر آپ شاہزادہ نور الدہر کے فرزند اور بدیع الزمان

گردنشکر شکن کے دلبند ہین تو آپ ہی کی تلاش ہو فرمایا کہ ہان میرے باپ اور دادا کا نام
تو یہی ہو بس وہ نازنین ہاتھون ہاتھ اُنکو لیے ہوئے جنگل مین داخل ہوئین دیکھا
کہ ایک پری جمال لیلی خصال باحال پریشان چشم انتظار وا کیے ہوئے مسند عزت پر
تکیہ سے لگی بیٹھی ہو اور اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہو کبھی کہتی ہو سے جو کبھی جاتی تھین
دیدار یار کے قابل + وہ آنکھین ہو گئین اب انتظار کے قابل + جمال تو نے دکھا کر
بگاڑ دی عادت + یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل + کبھی یہ شعر ورد زبان کرتی
ہی سے شب بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین + اتنا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤن گا
خواب مین + آنکھون سے آنسو جاری دل مین درد چہرہ زرد رنگ روتغیر آنکھین
حسرت دیدار مین گردش کر رہی ہین مگر ناتوانی کے سبب سے گردش نگاہ بھی بار
ہوتی ہو بقول شاعر سے ناتوانی یہ تھا کہ آنکھین پھر گئین بیمار کی + قصد اشارہ کا کیا
تھا وہ بھی کس مشکل کے ساتھ + یہ حالت اسکی دیکھ کر اگرچہ بدیع الملک اسکے
فریب سے آگاہ تھے مگر متاثر ہو گئے ملکہ کی نظر جو جمال عدیم المثال صاحبقران
پر پڑی بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور یہ شعر پڑھا سے رواق منظر چشم من آشیانۂ
تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + یہ کہکر آگے بڑھی اور ہاتھ پکڑ کر
بدیع الملک کو مسند پر بٹھایا اور کلمات شکایت زبان پر جاری کیے بدیع الملک
سر جھکائے ہوئے سنا کیے جب یہ سب بیان کر چکی تو بدیع الملک نے کہا کہ
جسوقت سے مین نے تمھاری صورت دیکھی ہو میری حالت تم سے زیادہ خطرناک
ہو گئی ہو یہ فرماکر یہ شعر پڑھا سے آنکھین نہ جلنے دیتی تری دلربا مجھے + ان کھڑکیون
سے جھانک رہی ہو قضا مجھے + در پردہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ دوستی کے پردہ مین
دشمنی کیا چاہتی ہو مگر ہوشیار ہون بے خبر نہین ہون لیکن اس رمز کو وہ کیا
سمجھ سکتی تھی تراد جادو نے یہی جانا کہ یہ فریب مین آگئے اور دھوکا کھا گئے
الحاصل اسنے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی گائین حاضر ہوئین کشتیان مے کی لاکر
سامنے رکھی گئین ملکہ نے اپنے ہاتھ سے ایک جام بھر کر پیش کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جام اسکے ہاتھ سے لیتے ہی اسی پر کھینچ مارا شراب شعلہ
آتش بنکر گری اور تراد جادو کو جلا دیا ہر چند اسنے سعی کی کہ آگ افسردہ ہو جائے
مگر ممکن نہ ہوا آخر یہ خود ہمہ تن شعلہ ہو کر اپنی سہیلیون پر گری اُدھر بدیع الملک
نے تخت اسکا الٹ دیا دہن نقب نمودار ہوا بدیع الملک تو نقب مین
کود پڑے اور یہان وہ آتش قضا ایسی بھڑکی کہ سب کو جلا کر خاک کیا باغ کو
خزان کر دیا طائران باغ جلکر کباب ہو گئے اور درخت ہمہ تن مانند نخل چنار
کے جلکر خاک ہوئے ساری ہیئت باغ کی مٹ گئی تھوڑی دیر مین وہ مقام
بہشت آئین خرابہ معلوم ہونے لگا جسوقت سب کا خاتمہ ہو چکا تو بیرون نے

شور کیا کہ مارا جوان کشتی مرا نام من ترانہ جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود
نرسیدیم ادھر بدیع الملک جو کتب بین کو دے تو دیکھا کہ ایک ریگستان ہے
دور تک سوا ریگ کے کچھ نظر نہین آتا ہے درخت و گیاہ چرند و پرند وحش و طیر کسی
ذی روح کا نشان قدم تک زمین پر نہین معلوم ہوتا بدیع الملک آگے بڑھے
تھے کہ ایک مرتبہ ہوا سے تند چلی اور ہر چہار جانب سے بگولے اُٹھے تمام صحرا
مین سوا گرد و غبار کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا انھون نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا
کہ ایک مرتبہ چارونطرف سے غبار آکر مل گیا اور آنکھو مین اسقدر خاک بھر گئی
کہ کچھ نظر نہ آتا تھا ہر چند غور کیا لوح کے حروف تک نظر نہ آئے اب تو
بدیع الملک نہایت پریشان ہوئے اور اُس غبار مین سے آواز پیدا تھی کہ
پکڑ تو اسکو یہ شاہزادی ترانہ جادو کا قاتل ہے بدیع الملک یہ آوازین سن رہے
تھے اور لوح اور مہرہ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کہ ایسا نہ ہو انمین سے کوئی شے
تلف ہو جائے تو پھر مشکل پڑے لوگ ہاتھ بڑھا بڑھا کر لوح لینے کا قصد کرتے
تھے مگر قابو نہ پاتے تھے اسی حالت مین بدیع الملک کو خیال آیا کہ اسوقت
عینک لگا لو گے تو آنکھین گرد و غبار سے محفوظ رہینگی یہ تصور کرکے عینک
لیکر آنکھو پر لگالی برکت سے اُس عینک کی حروف لوح کے محسوس ہونے
لگے لکھا تھا کہ وہنی طرف خیال کرو ایک ساحر طرفہ سحر کر رہا ہے وہی عنقائے گرد باد جادو
ہے اُس سے کہنا کہ اگر تجھے لوح کی خواہش ہے تو لے وہ آگے بڑھیگا جسوقت
سامنے آجائے لوح کھینچ مارنا کہ باعث موت اُسکا یہی ہے بس یہ دیکھتے ہی
جو بدیع الملک نے پلٹ کر دیکھا تو عنقائے گرد باد جادو کو پایا کہا تو کیون
اسقدر خاک اُڑا رہا ہے اگر لوح کی خواہش ہے تو لے یہ کہکر لوح گلے سے اُتاری
عنقائے گرد باد جادو سمجھا کہ یہ میرے سحر سے پریشان ہوکر لوح دیئے دیتا ہے
بس یہ سامنے آیا اور ہاتھ بڑھایا بدیع الملک نے لوح اسکے سینے پر کھینچ
ماری لوح سینہ کو توڑ کر پار گذر گئی اور عنقائے گرد باد ہمہ تن شعلہ بنکر افسردہ
ہوگیا شور گیر و دار کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من عنقائے گرد باد جادو
بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف
ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ جو لوگ لوح پر ہاتھ ڈال رہے
تھے وہ بھاگے بس انھون نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا جسپر عکس لوح کا
ڈالا وہ سحر بھولا انھون نے تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب انکا لشکر
بھی آگیا خوب جنگ ہونے لگی ہر طرف گولہ ترنج نارنج چل رہا تھا ساحرون
کے مرنے سے آتشباری و برف باری ہو رہی تھی زمین کو تزلزل تھا آخر کار
فوج بے سردار کہانتک لڑتی بہت سے ساحر عنقائے گرد باد کے قتل ہوئے

باقی ماندہ جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے جو رہ گئے انھون نے اطاعت اسلام قبول کی
بدیع الملک سے امان دی لوگ مال طلسمی لیکر حاضر ہوئے بدیع الملک نے
سب مال حفاظت سے رکھوا دیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ بعد قتل اکوان تاجدار و کیوان تاجدار جو
دیکھا جائے گا اب اس مقام پر بارگاہ داؤدی برپا ہوئی اور صاحبقران عالیشان اُس
بارگاہ داؤدی مین مقیم ہوئے سب سردار حاضر خدمت ہوئے اور مبارکباد دیکر
عرض کی کہ حضور بہت زحمت اُٹھا چکے ہین سات مرحلے آپ نے کس شد و مد سے
فتح کیے لہذا اب دو چار روز آرام کرنا مناسب ہے اسد غازی نے بھی اصرار کیا
صاحبقران نے بخاطر اسد غازی منظور کیا اب یہان تو صحبت عیش برپا ہوتی
ہے اور کچھ حال بادشاہ طلسم یعنے اکوان تاجدار کا بیان ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ
جسوقت شکست مرحلہ آٹھ کی خبر کیوان تاجدار کو پہونچی تو یہ بہت رویا اور
غدار جادو کو بلا کر کہا کہ اے محافظ حصار طلسمی یہ وقت نہایت ہوشیاری کا ہے تو
ہر چند کہ تیرا سحر وہ سحر ہے جو لوح سے باطل نہ ہوگا اس لیے کہ تو سرچد طلسمی سے
باہر حصار باندھ کر بیٹھا ہے اور بیرون طلسم کا رہنے والا ہے لوح انھین لوگون کے
سحر کو مٹا سکتی ہے جو خاص طلسم کے باشندے ہین آج کے دن کے واسطے تجھے
چاہ بابل سے بلا کر یہ کام تیرے سپرد کیا گیا تھا مگر یہ زمانہ خوفناک ہے اور تمام مرحلے
ٹوٹ چکے ہین ارکان طلسم اُسکے شریک ہین مبادا میری دختر بداختر یا ضوبان جادو
کی بیٹی آکر اس حصار کو توڑنے کا قصد کرے تجھکو ہوشیار رہنا چاہیے غدار جادو
نے عرض کی کہ حضور اطمینان رکھین کیا تاب ہے کسی کی کہ میرے حصار سحر کے اندر
آسکے جو ساحرہ راستہ پیدا کرنا جانتی ہے وہ اس مقام پر موجود نہین ہے اور جسکا مجھے
خوف ہے اُسکے لیے بھی مین نے انتظام کر لیا ہے حضور اطمینان رکھین مین اب
اپنے مرحلہ پر جاتا ہون یہ کہکر غدار جادو حصار طلسمی کیطرف روانہ ہوا یہان
کیوان تاجدار جانب مرحلہ نہم خدمت مین اپنے بھائی اکوان تاجدار کی
روانہ ہوا حال اکوان تاجدار کا عرض کیا جاتا ہے کہ جس روز سے اسنے طلسم کی بنا
ڈالی تھی اُسدن سے آجتک سوا اسکی زوجہ کے دوسرے نے صورت
اکوان تاجدار کی نہین دیکھی ہے اسنے بزور سحر ایک گنبد بنا رکھا ہے اُس گنبد
مین ایک تصویر سحر بنا کر قائم کی ہے صورت پر اُس بت کی نقاب پڑی رہتی
ہے اس گنبد مین سوا کیوان تاجدار کے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ قدم
رکھ سکے جب کبھی کیوان کو کچھ عرض کرنا ہوتا ہے اور انتظام طلسمی کی نسبت
کوئی بات دریافت کرنا ہوتی ہے تو کیوان تاجدار آکر اسی تصویر سے
بیان کرتا ہے اور تصویر اسکو جواب دیتی ہے اور خود اکوان تاجدار نے
اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ تیار کیا ہے کہ وہ قلعہ نظروں سے پنہان ہے

اسکا حال اسوقت تک کیوان تاجدار کو بھی نہین معلوم ہی اکوان اُس قلعہ مین
رہتا ہی اور دو برس کا زمانہ ہوا کہ اکوان نے ایک شاہزادی سے نکاح کیا ہی
نام اسکا ملکہ حیات خوش جمال ہی اُسکے عشق مین یہ ایسا مدہوش ہوا ہی
کہ اسکو دین و دنیا فراموش ہین شب و روز یہ شغل ہی کہ صحبت رقص و سرود
آراستہ ہی نازنین جمع ہین جام شراب ناب کو گردش ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی
ملکہ حیات خوش جمال سی نازنین پہلو مین ہی اسی زمانہ مین ایک لڑکا
حیات خوش جمال کے بطن سے پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا خونخوار تاجدار
اور مریخ تاجدار رکھا گیا ہی اب سن اُسکا گیارہ مہینے کا ہی جب سے یہ طفل
پیدا ہوا ہی اسوقت سے اکوان تاجدار کو اور بھی دین و دنیا فراموش ہو گئے
ہین اور انتظام طلسم کیطرف سے اسقدر غافل ہو رہا ہی کہ جب کوئی عرضی کیوان
کے پاس گذرتی ہی تو یہ دیکھ لیتا ہی ورنہ اسے خبر بھی نہین ہی کہ طلسم کی کیا حالت ہی
چنانچہ اسوقت تک اسکو یہ خبر نہین کہ آٹھون مرحلے ٹوٹ گئے صرف
کیوان کا مرحلہ باقی ہی اسے اپنے طلسم کی مضبوطی پر ایسا بھروسا ہی کہ اسنے
سمجھ لیا ہی کسی نہ کسی مقام پر طلسم کشا مار لیا گیا ہوگا خصوصاً بیابان ہولناک مین
لیکن جسوقت کیوان تاجدار قریب گنبد مینائی کے پہونچا اور عرض کی کہ آیا
خداوند مین حاضر ہون آواز آئی کہ آؤ اور تڑاقا ہوا اور یہ گنبد کے کھل گئے
کیوان تاجدار اندر گنبد کے داخل ہوا اور اُس بت کو سجدہ کیا جو یہان رکھا
رہتا ہی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ عرضے دارم اس بت سے آواز پیدا ہوئی
کہ اے کیوان تاجدار مین دراصل اکوان نہین ہون تمھارے بھائی اور خداوند
نے مجھے اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا کہ جو کچھ تم آکر دریافت کرو اُسکا جواب دون
لیکن آج یہ حکم ہوا ہی کہ تم پر راز خداوندی ظاہر کر دیا جاے اور تم کو معلوم ہو جاے
کہ مین اکوان تاجدار نہین ہون اور آج تمھین خداوند نے خاص اپنے پاس
طلب کیا ہی کیوان تاجدار حیران تھا کہ مین کسطرح جاؤنگا کہ یکایک دوسرا
تڑاقا ہوا اور ایک اور دریچہ پیدا ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال آکر اس دریچے
مین بیٹھا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے بہادر خداوند آئیے اور میری پشت پر
سوار ہو جیے کہ مین آپ کو خدمت خداوندی مین پہونچا دون یہ سنکر کیوان تاجدار
قریب اُس طاؤس کے آیا اور پشت پر اسکی بیٹھکر روانہ ہوا طاؤس کیوان
کو پشت پر لیے ہوے مقامات و عجائبات طلسمی کی سیر کراتا ہوا روانہ ہوا
اور دفعتہً اُس مکان مین جا پہونچا کہ جہان کیوان کا بھائی اکوان تاجدار
مصروف عیش و راحت تھا طاؤس نے دروازہ مکان پر اُسکو اُتار دیا دیکھا
اسنے کہ بہت سے حاجب و دربان جمع ہین اور اُسکے پہونچتے ہی چند

ساحر ایک چھوٹا سا تخت لیے ہوئے بیرون مکان آئے اور کیوان تاجدار کو
سوار کر کے محل میں داخل ہوئے دیکھا کیوان تاجدار نے کہ مکان ہے یا قدرت
ہے خدا کی صحن میں چمن لگا ہوا ہے نہریں جاری ہیں فوارے چھوٹ رہے ہیں روش
پٹری سب درست جانوران مختلف اللون شاخہائے درخت پر بیٹھے ہوئے
نغمہ سرائی کرتے ہیں آواز سے ان جانوروں کی مثل آواز موسیقار سے راگ کا
رنگ پیدا ہوتا ہے کہ سننے والا جھومنے لگتا ہے اور مست ہو جاتا ہے گل عجب
عجب طرح کے شگفتہ ہیں کہ جو سوا اس مقام کے گلشن عالم میں کسی جگہ نہیں ہیں
فلک چشم کواکب سے مصروف گل چینی ہے کیوان تصویر حیرت بنا ہوا اور یہ تماشے
دیکھتا ہوا اندر بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ نازنینوں کا ہجوم ہے گانین بجتی ہو رہی
گا رہی ہیں اور ایک پری جمال مسند جواہر نگار پر پاس اکوان تاجدار کے ایک
طفل شیر خوار کو گود میں لیے ہوئے بیٹھی ہے آج کیوان تاجدار نے اپنے بھائی
اور بھاوج اور بھتیجے کو دیکھا قبل اسکے کبھی نہ دیکھا تھا سلام کیا اور یہ شعر
پڑھا ٭ قافلہ باد بہاری کاروان ہو جائے گا ٭ آخرش یہ باغ پامال خزان
ہو جائے گا ٭ یہ کہکر رونے لگا اکوان نے کہا کچھ بیان تو کرو کہ کیا کیفیت ہے
اور یہ شعر غم آگین تم نے اس بزم عیش و نشاط و محفل انبساط میں کیا سمجھ کر پڑھا
کیوان نے عرض کی کہ آپ کی عیش پسندی نے تم کو مبتلائے غم کیا افسوس کہ
تمام طلسم برباد ہو گیا ساتوں مرحلے شکست ہو گئے بلکہ قطب از جا نمی جنبد
آپ کو اب تک کوئی فکر نہ ہوئی وہ وہ ساحر مارے گئے ہیں کہ جن کا ایک ایک
تمام لشکر طلسم کشائی بربادی کے واسطے کافی تھا پانوں تھراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوئے ٭ کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے ٭ شعبان جادو
سا ساحر سفال جادو سا افسون ساز شبرنگ جادو سا نیرنج ساز شرارہ
شعلہ افگن چوپان چہار دست قرطاس فیل سر عنقائے بادیہ گرد تمام
مالکان دربند ہلاک ہوئے اور اقوان بن خلخال حرمان نقش بند جو کہ
بزرگ کہلاتے تھے مارے گئے افسوس صد افسوس کہ اب وہ جانباز بھی
نہ رہے جو سرفروشی کرینگے اور دشمن کو روکینگے اب نوبت اس جان نثار
کی ہے اگر غدار جادو بھی مارا گیا اور حصار طلسمی ٹوٹا تو پھر ہماری باری ہے ہرچند
کہ دیوار دخانی نہایت مستحکم و بلند ہے اور آنا کسی کا وہاں تک بظاہر ناممکن ہے
لیکن فتاح طلسم کے پاس کوئی سامان تو ہو گا جو اسنے اسطرف آنے کا
قصد کیا یہی کسکو یقین تھا کہ لوح اُسے ملے گی اور لوح ملنے کے بعد پھر مہرہ
کا جھگڑا باقی تھا جب یہ دونوں چیزیں مل گئیں تو اور سامان بھی اُسے فراہم
ہو گئے ہونگے کیونکہ آپ کی دختر ملکہ روشن گہر اور میری لڑکی حصار سحر بند

اور دختر محبوبان جادو حسین برق سب طلسم کشا کی شریک ہیں یہ مجھ کو یا ان تمام رازون سے آگاہ ہین اگر انھون نے نام اسوماق جادو کا بتادیا اور اسے بلوا لیا کہ وہ بھی طلسم کشا کی شریک ہی تو ٹوٹنا حصار طلسمی کا بالکل آسان ہی ہر چند کہ وہ بھی غدار رجادو کے ہاتھ سے زندہ نہین بچ سکتے مگر ہمین اس سے کیا بقول شخصے ع ہمین کیا جو تربتا پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اسیلیے رہے + طلسم کشا کے واسطے راہ کھل جائیگی بہرکیف سامان تباہی کے نظر آتے ہین اسی باعث سے مین آج حاضر ہوا کہ اس دار فانی مین زندگانی بے اعتبار کا کیا بھروسا ہی کیسے کیسے دوست آنکھون کے سامنے سے اٹھ گئے اور فتاح طلسم برابر آگے بڑھتا چلا آتا ہی کیا معلوم کہ انجام کیا ہو لہذا جی بھر کے آپ کو دیکھ لون یہ کہکر رونے لگا اور اکوان تاجدار کیطرت بڑھا اکوان نے بھائی کا سر سینے سے لگا لیا اور اسنے بھی اپنے دوستون اور جان نثارون کو یاد کر کے اشک بہائے بعد اسکے اپنے لڑکے کو گود مین لے کر پیار کیا اور کہا کہ افسوس یہ گل بھی باغبون کے ہاتھ سے پامال خزان ہو جائیگا بعد اسکے ملکہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے زینت آغوش محبت و زیب کنار الفت تک تمھارے باغ جمال کی خوب گل چینی کی اور نخل تمنا کا پھل پایا لیکن افسوس کہ گردش گردون دون مخالف ہوئی اور زمانہ کج رفتار کی چال پامال کرنے پر آمادہ ہوئی فلک کینہ پرور نے سامان بربادی مہیا کر دیے ع یہ دو دل کو اک جا بٹھاتا نہین + کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + مین خوب جانتا ہون کہ اب یہ طلسم برباد ہو جائیگا اور کوئی اس سرکش کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا ہر چند کہ میرے تمام رفیق مارڈالے گئے لیکن اب بھی لاکھون جانین میرے دم سے وابستہ ہین پھر بھی مجھے امید نہین کہ فتح نصیب ہو اگر ایک عالم میرے ساتھ ہوگا تو قتل ہو جائیگا اور مین بھی مارا جاؤنگا افسوس کہ میری عیش پسندی اور غفلت شعاری نے یہ انجام کیا کہ مین ایسا اسیر پنجۂ تقدیر ہوا جس سے رہائی ناممکن ہی لہذا تم سے اتنی وصیت کرتا ہون کہ اگر بعد میرے کسی کے پہلو مین بیٹھنا تو کبھی کبھی اس کشتۂ محبت کو بھی یاد کر لینا کہ یہ سب آفتین ہم پر تمھاری محبت مین آئی ہین نہ تمھارا حسن دلکش ہم کو قیدی بناکر مجبور و بدحواس کرکے طلسم سے غافل کر دیتا نہ طلسم کشا کو یہ نصیب ہوتا کہ وہ یہانتک آتا اور ہم حلون کو شکست کرتا خودکردہ را علاجے نیست ملکہ نے کہا کہ سامری و جمشید وہ وقت نہ لائین کہ آپ دنیا مین نہ ہون اور مین اسیر ہو کر دشمنون کے قبضہ مین جاؤن اکوان نے کہا کہ یہ ہونا ضرور ہی مجکو اپنے علم خداوندی سے دریافت ہو چکا ہی کہ اجل میری تم سے پہلے ہی بس یہ سنکر ملکہ نے

ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا کہ کیا یہین تمھاری قبر بنیگی اور تم زیر خاک سو رہو گے اکوان نے کہا یہ بھی نہ ہوگا اسلیے کہ ہم مرنے کے بعد ایسے بے مونس و غمخوار ہو جائینگے کہ کوئی دفن و کفن کرنے والا بھی نہ ہوگا ایک مشت خاک ہوگی اُسے بھی ہوا برباد کردے گی اور روح ہماری تیرے تلاش جسم آئے گی تو یہ کہے گی صبا نے اُسکے کوچہ سے اُڑا کر + خدا جانے ہماری خاک کیا کی + یہ کہکر رونے لگا ملکہ حیات خوش جمال نے کہا کہ اگر تم کو اپنی بات کا یقین ہے تو مجھکو کیون زندہ رکھتے ہو تمھین نے اس باغ کی بہار لوٹی ہے تمھین اسے پامال خزان بھی کرتے جاؤ کیون ہین اسوقت تک رہون کہ دشمنون کے پالے پڑون سحر بھی تو نہین جانتی کہ اُنکے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤنگی یا یہ کرو کہ مجھکو لے کر کسی دوسرے مقام پر نکل چلو اور وہین زندگی بسر کرو اکوان نے کہا ای ملکہ جسنے خداوند بنکر زندگی بسر کی ہو وہ ایک مجاوزادہ ملکہ کے پردے کے ہاتھ سے بھاگے اور تمام عالم مین اپنے کو رسوا کرے ای ملکہ مرنا میرا آسان نہین ہے نہ معلوم کتنون کو مار کر مرونگا مین وہ نہین ہون جسکا قتل آسان ہو میرا مردہ بھی تو ان خدا پرستون پر بھاری ہے اگر لوح اسکے ہاتھ نہ آجاتی اور ہمادمیری عمر کا لبریز نہ ہو چکا ہوتا تو کیسے تاب و طاقت تھی بدیع الملک کی کہ وہ ادھر آکر پھر زندہ پلٹ جا سکتا ہر چند کہ طلسم کے در بند ٹوٹ گئے لیکن ابھی حوالی طلسم مین وہ وہ مقام سخت و دشوار گذار باقی ہین اور ایسے ایسے ساحر موجود ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہے فتاح طلسم کو نہین معلوم دریاے نسیان کا راستہ کسنے بتا دیا اور یہ مرحلہ کیونکر شکستہ ہوا جو وہ اتنی جلد اندر طلسم کے داخل ہو گیا ورنہ اگر کسی دوسرے راستہ سے آتا تو کیا تاب و طاقت تھی کہ اتنی جلد داخل طلسم ہو جاتا راستے مین وہ وہ مرحلے پیش آتے کہ برسون ایک ایک مقام پر لڑائی ہوتی ایک ایک ساحر اُن کا ایسا تھا کہ موت اُسکی بغیر لوح کے ناممکن تھی اور لوح بغیر اُن لوگون کے مرے ہوئے ملنا دشوار تھی بہرصورت کیا طاقت تھی طلسم کشا کی کہ یہانتک پہونچ سکتا مگر نہین معلوم کسنے اسکو دریاے نسیان پر پہونچا دیا ملکہ نے کہا کہ اُن مقامات کے ساحرون کو بُلا کر لڑواؤ شاید کوئی غالب آجائے اور طلسم کشا مارا جائے اکوان تاجدار نے کہا کہ اب طلسم کشا کا مارا جانا تو معلوم ہے لیکن لشکر اسکا ضرور تباہ ہو جائے گا الغرض کیوان تاجدار کو تو اس نے رخصت کیا اور کہا کہ تم اپنے مرحلہ کا انتظام کرو اور مین اپنے مرحلے کا انتظام کرتا ہون کیوان تاجدار رخصت ہو کر اپنے مرحلے کیطرف روانہ ہوا اور اکوان تاجدار نے چند نامے لکھ کر حوالی طلسم نہ طاق مین روانہ کیے ایک نامہ بنام ہفت اندام جادو جانب قلعہ ہفت رنگ اور ایک نامہ

بجانب قلعہ سیماب ایک نامہ جانب باغ گل افشان بنام سوسن سبز زبان جو کہ
اس باغ کی محافظ ہے ایک نامہ بنام سرکوب جادو مالک قلعہ ہفت جوش
ایک خط بنام حاکم سرکوب ایک نامہ بنام ملکہ زوالخیام جادو حاکم
صحرائے خزان بہار ایک نامہ بنام غیور غار نشین جادو کو روانہ کیا مضمون
سب کا ایک تھا کہ اے خیر خواہان دولت خداوندی تم کو لازم ہے کہ دیکھتے ہی ان
پروانوں کے حاضر خدمت ہو کہ طلسم کشا نے ساتوں مرحلے توڑ ڈالے جن سے
تم لوگ وابستہ تھے اب تمہاری نجات ذات خداوند سے وابستہ کی جانے گی
اگر طلسم کشا اُن راستوں سے آتا جو کہ مشہور تھے اور جن پر تمہاری محافظت معین
کی گئی تھی تو یقین ہے کہ وہیں وہ ہلاک ہو جاتا کیونکہ قضا تم لوگوں کی بغیر لوح کے نہ تھی
اور لوح کا ملنا بغیر تمہارے مرے ممکن نہ تھا افسوس کہ طلسم کشا دوسرے راستے
سے جسکا گمان بھی نہ تھا داخل طلسم ہوا اور ساتوں مرحلے اُسنے شکستہ کیے جو
لوگ تمہارے محافظ تھے وہ مارے گئے اب اپنے قتل کے لیے
چیزیں تیار کرو اور اُس اطمینان کو چھوڑ دو جو تمھیں حاصل تھا یہ نامے ساحر
لیکر ان مقامات مذکورۂ بالا کیجانب روانہ ہوئے انکا ذکر بروقت آئے گا
اب اکوان تاجدار اپنے مرحلے کے انتظام میں مصروف ہوتا ہے اور کیوان
اپنے مرحلے پر گیا ہوا ہے ان لوگوں کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال بنائے
طلسم کا عرض کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہ طلسم مرتب ہوا ہے تو ہر مرحلے کے
متعلق ایک مرحلہ کر کے حوالی طلسم میں ایک ایک چوکی اُسکی قائم کی گئی تھی اور
ناظم اُسکا ایسا ساحر مقرر کیا گیا تھا جسکی موت بغیر لوح طلسمی یا مرحلہ خاص
کی تباہی کے ناممکن تھی چونکہ اب ناظمان دربندان نہ طاق مارے جا چکے
سو جس سے وہ قید اُٹھ گئی اب قضا اُنکی مثل اُن ساحروں کی موت کے
ہو گئی جو بیرون طلسم میں ہوتے ہیں یہ نہیں ہے کہ وہ بغیر لوح قتل نہ ہو سکیں چنانچہ
قلعہ ہفت رنگ مرحلہ ضوبان جادو سے وابستہ تھا اور قتل ضوبان جادو
کے بعد قتل ہفت اندام بھی آسان ہو گیا اور قلعہ سیماب مرحلہ سفالین
سے وابستہ تھا باغ گل افشان جو کہ مسکن ملکہ گل افشان جادو کا تھا
اور اب حاکم وہاں کی سوسن سبز زبان ہے مرحلہ سبز رنگ سے متعلق تھا
اور قبل اسکے مرحلہ کیوان سے متعلق تھا جبکہ ناظم اسکی ملکہ گل افشان جادو
خود تھی جب سے گل افشان جادو کو کیوان تاجدار نے طلسم شہر افشان
میں قید کیا تھا تو مالک اسی باغ کا سوسن سبز زبان کو مقرر کر دیا تھا
اسیطرح قلعہ ہفت جوش بیابان ہولناک سے متعلق تھا غرضکہ یہ
ساتوں چوکیاں ساتوں مرحلوں سے وابستہ تھیں الغرض اکوان تاجدار

ایسی غفلت میں تھا کہ اسکو کہیں کی کچھ خبر نہیں کہ کون کون ملازم زندہ ہی اور کون کون مارا گیا اب نامہ دارو تمکو تو مقامات مذکورہ کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہی

اور یہان سے چند کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران عالیشان یعنے بدیع الملک نوجوان کے بیان ہوتے ہین

شکنندگان طلسم خاموشی و پردہ کشایان نغاخانۂ رازپوشی اس داستان سحر بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران عالیشان و پہلوانان دوران بارگاہ داوری مین رونق افروز ہین اور مشورہ دیوار طلسمی کے پار جانے کا ہو رہا ہی حسین برق جادو اور ملکہ حصار سحر بند نے عرض کیا ہی کہ اس دیوار کا شکستہ کرنا غیر ممکن ہی اور لوح بھی اس حصار کے توڑنے مین عاجز ہی کوئی خبر بیان نہین کر سکتی ہی ظاہر ہوتا طلسم کا یہ ہی کہ لوح ساحران طلسم کے نام پر بنائی جاتی ہی جو ساحر غیر طلسم کے ہون اونکے طلسم کو یہ لوح مٹا نہین سکتی ہر چند کہ سحر کو روک سکتی ہی اور حفاظت طلسم کشا کے لیے کافی ہو سکتی ہے مگر دربند کا توڑنا غیر ممکن ہی آپ کو یاد ہو گا کہ لوح نہ طاق کی آپ پاچکے تھے مگر طلسم آئینہ اندام مین اوسنے کچھ کام نہ دیا جب اوسی طلسم کی لوح دستیاب ہوئی اسوقت طلسم ٹوٹا اسیطرح یہ حصار طلسمی غدار جادو کے سحر کا ہی اور غدار جادو ساحران طلسم کے سے نہین ہی کیوان تاجدار نے اسکو چاہ بابل سے بلا کر احاطہ طلسمی کا مالک کر کے حصار بند کروایا ہی کہ اگر طلسم کشا اس مقام پر آئے تو عاجز ہو کر پلٹ جائے اور نہ اسکا رد سحر مجھے معلوم ہی سنا گیا ہی کہ ملکہ سوماق جادو بہن میری ایسی ہی کہ وہ راستہ پیدا کر سکتی ہی یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر پیدا ہوا صدا رعد کے گرجنے کی آئی اور بجلیان چمکتی ہوئی دکھائی دین آمد اوس ابر کی دیکھ کر حصار سحر بند پہچان گئی اور صاحبقران سے عرض کی کیجیے مبارک ہوا قبال حضور کا یاور ہی سوماق جادو آئی ہی یہ کہکر حصار سحر بند اور حسین برق دونون برائے استقبال بارگاہ سے باہر آئین اتنے مین ابر شق ہوا اور تخت ملکہ سوماق جادو کا نمودار ہوا سوماق جادو حصار سحر بند سے سن مین بڑی ہی اور اسکی پھوپھی کی بیٹی ہی حصار سحر بند نے سلام کیا اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اسکو ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوئی سوماق نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا سوماق سلام کر کے بیٹھ گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی حصار سحر بند نے کہا کہ باجی آپ کسکو دیکھتی ہین یہ سنکر سوماق جادو نے کہا کہ مین اپنی خالہ کو دیکھتی ہون وہ مجھ سے کہہ گئی تھین

کہ میں روشن گہر کے دیکھنے کو جاتی ہوں اور آج کے تیسرے روز پلٹ آونگی میں نے تین روز تک اُنکا انتظار کیا آخر کار میں بہت پریشان ہوئی اور سو گئی میں نے خواب میں اُنکو بحالت خراب دیکھا سبب پوچھا تو اُنھوں نے بیان کیا کہ اب میں دنیا میں نہیں ہوں یہ خواب دیکھکر میں اور زیادہ مشوش ہوئی اور اُنکی تلاش میں روانہ ہوئی آپ لوگ پہلے خیریت ملکہ ایوان نہ طاقی کی بیان کیجیے تاکہ تردد رفع ہو یہ سنکر ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند اور حسین برق جادو وغیرہ یہ سب کی سب رونے لگیں اور مفصل حال ملکہ ایوان نہ طاقی کے انتقال کا بیان کیا بس یہ سُنکر سو ماق جادو بہت روئی اور لباس اپنا پارہ پارہ کرڈالا حصار سحر بند وغیرہ اسکو سمجھاتی ہوئی ایک علیحدہ خیمہ میں لائیں صاحبقران نے سو ماق کی خاطر سے ایک دو روز کے واسطے پھر عزم بالجزم اپنا فسخ کر دیا تیسرے روز تیاری کی سو ماق نے پوچھا کہ اب صاحبقران کا کیا ارادہ ہے حصار سحر بند نے بیان کیا کہ حصار طلسمی پر جاتے ہیں سو ماق نے کہا پھر حصار طلسمی کیونکر توڑنے کا نوح میں جگہ کام نہ دیں دیکھتی ہو حصار سحر بند نے کہا کہ یہ سب باتیں اُنسے عرض ہوئی گئیں مگر وہ فرماتے ہیں کہ میں ضرور جاؤنگا یا اس حصار کو توڑونگا یا اسی دیوار سے اپنا سر پھوڑونگا سو ماق جادو نے کہا کہ میں خود چلکر صاحبقران کو سمجھاتی ہوں یہ کہکر خدمت میں صاحبقران کی آئی اور عرض کی تعجب ہے حضور نے بغیر انتظام کیے ہوئے حصار طلسمی پر جانے کا قصد مصمم کر لیا ہے لوح اس حصار کو نہیں توڑ سکتی صاحبقران نے فرمایا کہ اے سو ماق جادو میں بغیر طلسم کو توڑے اب دم نہ لونگا سو ماق جادو نے کہا کہ ایک امر میرے امکان میں ہے اور اس سے زیادہ ممکن نہیں وہ یہ کہ میں راستہ پیدا کر دونگی اور آپ کو اندر حصار کے پہونچا دونگی پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا اے سو ماق جادو ابھی داغ ملکہ ایوان نہ طاق کا دل سے مٹا نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی چشم زخم پہونچے تو دوسرے صدمہ کا سامنا ہو سو ماق نے عرض کی کہ آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائیں جان نثار اسی دن کے واسطے ہوتے ہیں مجھکو خود ہی اپنی خالہ کے بغیر زندگی وبال معلوم ہوتی ہے میں بھی جاہتی ہوں کہ کسیطرح اپنی خالہ کے پاس پہونچ جاؤں اور بغیر میری کوشش کے آپ حصار طلسمی سے اُس پار بھی نہیں جا سکتے ہیں غرضکہ صاحبقران مجبور ہوئے اور اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے سب عزیزوں و دوستوں کو رخصت کیا اور سو ماق جادو کو اپنے ہمراہ لے کر جانب حصار طلسمی روانہ ہوئے عقب میں اُنکے تمام سرداران نامی وگرامی بھی مع بارگاہ داودی روانہ ہوئے اول صاحبقران زمان مرکب پر سوار لوح گلے میں ڈالے ہوئے جریب ہاتھ میں چشمہ آنکھوں پر لگائے ہوئے

تیغہ خارا شگاف کمر میں سوماق جادو تخت پر سوار ساتھ ساتھ راہ کو طے کر کے قریب
حصار طلسم کے پہونچے دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوار دخانی ہے کہ سر بفلک
کشیدہ ہے اگر کوئی طائر بھی اُڑ کر اُس پار جانے کا قصد کرتا ہے تو دیوار سے ٹکرا کر جل
جاتا ہے اور جانور پائے تو قریب اس دیوار کے نہیں آتے نہ کوئی دروازہ اس دیوار
میں ہے اور نہ کسی مقام پر یہ ختم ہوتی ہے اسکا ایک سرا دوسرے سرے سے مل گیا
گویا گرداگرد طلسم کے ایک دائرہ کھنچا ہوا ہے سوماق جادو نے صاحبقران
سے عرض کی کہ اب حضور لوح کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیے تو کیا خبر ملتی ہے صاحبقران
نے احتیاطاً لوح پر مہرہ کو گھسا اور ملاحظہ کیا یہ حروف روشن ہوئے کہ اول م
رحلہ کیوان اپنے کو پہونچا تو دیوار کا ذکر بھی نہ تھا نہ یہ خبر تھی کہ کیونکر مرحلہ تک
جانا چاہیے صاحبقران نے عکس لوح کا دیوار پر ڈالا قہقہہ کی آواز پیدا ہوئی
اور کوئی اثر نہ ظاہر ہوا سوماق جادو نے عرض کی کہ یہ مقام نہایت سخت و
دشوار گذار ہے اب آپ میری کوششوں کا تماشا دیکھیے کہ کسطرح راستہ پیدا
کرتی ہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور آفتاب سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ اے حامی
تحفہ سامری جلد آ اور میرا موتی مجکو دے بس یہ کہنا تھا کہ کڑکا ہوا اور ایک
پری پیدا ہوئی اور سامنے آکر اُسنے ایک ڈبیا یاقوت سرخ کی سوماق جادو
کو دی سوماق جادو نے صاحبقران کیطرف دیکھ کر عرض کی کہ ادھر دیوار
شق ہو بس فوراً آپ اپنے کو دیوار کے اُس پار پہونچا دیجیے گا ورنہ ہمارا
خاتمہ ہو جائے گا اور پھر آپ اندر احاطہ طلسمی کے تاحیات نہ پہونچ سکینگے
کہ سوا میرے اور کوئی ساحر اتنا بھی نہیں کر سکتا ہے اور دیوار کے اُس پار بہت
بڑی فوج مقیم ہے یقین ہے کہ لڑائی بھی خوب ہوگی اگر غدار جادو کو آپ نے
مار لیا تو پھر یہ حصار [illegible] غائب ہو جائے گا ہوشیار ہو جائیے میں دیوار کو
توڑتی ہوں یہ کہکر سوماق جادو نے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اسم سحر پڑھنا
شروع کیا ادھر صاحبقران آمادہ ہو کر کھڑے ہوئے کہ دیوار شق ہو اور میں
داخل حصار ہو جاؤں کہ سوماق جادو نے اسم کو تمام کیا اور یا سامری کہکر
موتی دیوار پر کھینچ مارا موتی پڑتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور دیوار میں شگاف
پیدا ہوا سوماق جادو چمک کر اندر حصار کے داخل ہوئی ساتھ ہی
بدیع الملک بھی جست کر کے اندر حصار کے پہونچے وہاں غدار جادو
اژدر بنا ہوا دیوار پر پھر رہا تھا اور حصار کی حفاظت کر رہا تھا اتفاقات روزگار
سے اُسوقت دیوار شق ہوئی کہ غدار جادو اس مقام پر آ گیا تھا بس جیسے ہی
دیوار شق ہوئی اور اول سوماق جادو داخل ہوئی غدار جادو اسکو نگل گیا
صرف دونوں پاؤں باہر رہ گئے سارا جسم اسکا دہن میں سما گیا غدار جادو

نے سوماق جادو کو چبا لیا ہے بدیع الملک نے دیکھا کہ اژدر سوماق کو چباتے
ڈالتا ہے بس انھوں نے جھپٹ کر تیغ خارا شگاف کمر پر اسکی مارا غدار جادو سحر بھی
نہ کر سکا منھ دیکھکر رہ گیا کہ یہ سوماق جادو کو چبا رہا تھا تیغ پڑتے ہی اسکے
دو ٹکڑے ہوئے لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
صداے گیر دار بلند ہوئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی آخر کار آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من غدار جادو بود ساتھ ہی دوسری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
سوماق جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بدیع الملک
نے غدار جادو کو تو مار لیا مگر سوماق کا کام تمام ہو چکا تھا اسکے مرنے کی آواز
سنکر نہایت پریشان ہوئے بلکہ رو دیئے اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ حصار دخانی نیست و نابود ہو گیا ہے ایک طرف لاش
سوماق کی چبائی ہوئی پڑی ہے ایک جانب لاش غدار جادو کی دو ٹکڑے کی ہوئی
پڑی ہے لیکن فوج غدار جادو کی جو قریب تیس ہزار کے تھی بدیع الملک پر ٹوٹ
پڑی اور ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پڑنے لگے کچھ ساحروں نے لاش غدار جادو
اٹھائی اور خدمت میں کیوان تاجدار کی روانہ ہوئے حصار برطرف ہوتے ہی
حصار سحر بند و حسین برق وغیرہ بھی آ پڑے اور لشکر غدار جادو پر گر پڑے اور
قتل کرنا شروع کیا سلطان جنی اور حرمان جنی بھی بارگاہ سے کر آ گئے غرض
اور تمام سردار مع کبوتر سوار ہو ہو کر روانہ ہوئے یہاں حصار سحر بند اور
حسین برق جادو نے اسقدر ساحر قتل کیے کہ آخر کار سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوئے سیکڑوں لاشیں چھوٹ گئیں بدیع الملک نے لاشیں
ان ساحروں کی دور پھنکوا دیں اور بارگاہ داؤدی برپا ہوئی سب سردار
آ کر بارگاہ میں جمع ہوئے لاش ملکہ سوماق جادو کی نہایت تزک و
احتشام سے اٹھوا کر دفن کرائی تین روز ماتم ملکہ سوماق کا برپا رہا چوتھے روز جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران زمان نے طلسم پر جانے کا عزم فرمایا سب
سردار گرد و پیش جمع تھے صاحبقران نے جانب آسمان نظر فرمائی تو دیکھا کہ ایک
ابر محیط ہے اور بالاے ابر کچھ نشانات عمارتوں کے ظاہر ہوتے ہیں لیکن عمارتیں
نہایت بلند ہیں بس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاح
این عجائبات اگر تو قریب ابر کے پہونچے اور تجھ پر بارش باران تیر ہو تو یہ اسم پڑھتا
ہوا آگے بڑھنا کوئی تیر تجھ پر نہ پڑے گا اور اگر پڑے گا تو اثر نہ کرے گا یہ دیکھ کر
بدیع الملک پھر پریشان ہوئے کہ اوج و ہاں تک پہونچنے کی ترکیب نہیں
بتائی وہ بات ظاہر کرتی ہے جو بلندی پر پہونچنے کے بعد پیش آئے گی کہ یکایک
انکو اس رقعہ کا خیال آیا جو مہتر شعیب نے دیا تھا بس بدیع الملک نے

رقعہ کو نکالکر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر طلسم معلق پر جانا چاہو تو فلان اسم کو پڑھکر چھڑی پر دم کرو چھڑی بصورت عقاب ہوجاے گی تم سوار ہولینا اور کہنا کہ مجھے در بند کیوانیہ پر پہونچا دے عقاب تم کو پہونچا دے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک نہایت خوش ہوے اور حضرت شعیب کے نام فاتحہ خیر پڑھکر ثواب اونکی روح کو بخشا کہ ان بزرگ کی بدولت یہ مشکلین آسان ہوئین پس جلدی سے انھون نے اسم کو پڑھکر چھڑی پر دم کیا کہ چھڑی مانند عقاب تیز پر کے ہوگئی بدیع الملک جلدی سے پشت عقاب پر بیٹھے اور سرداران لشکر سے کہا کہ آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین جاتا ہون اور اگر کیوان تاجدار کے ہاتھ سے زندہ بچا تو آکر ملونگا ورنہ جو مقدر مین ہوگا وہ ہوگا خدا حافظ یہ کہکر عقاب سے اشارہ کیا عقاب اوڑکر چلا خضر ان سے ضبط نہو سکا جھپٹ کے یہ بھی بدیع الملک کے پیچھے عقاب پر آبیٹھا کلیم پہلے سے اوڑ ہو لی تھی کہ ظاہر بظاہر چلنے مین شاید بدیع الملک مانع ہون اور تنہا جانے مین نہین معلوم کیا کیا مصیبتین درپیش ہون مبادا اسی مقام پر یہ لوح کے دیکھنے مین غلطی کرین یہ تصور کرکے یہ بھی ساتھ ہولیا الحاصل عقاب اوڑکر چلا عزیز و احباب حسرت سے دیکھا کیے جہانتک سامنا رہا نگاہین لڑی رہین جب عقاب زیادہ بلند ہوا اور بدیع الملک نظرون سے پوشیدہ ہوگئے تو یہ سب مصروف دعا ہوے کہ اے کس بیکسان و اے داد رس غریبان اس مرحلہ کا فتح ہونا تیری مدد پر موقوف ہے ورنہ ایک انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے جو بالاے ہوا جاکر مقابلہ کرسکے تو ہی صاحبقران زمان کا حافظ جان ہے ان سب کو تو مصروف دعا رکھا جاتا ہے اور حال فتاح طلسم نہ طاق کا گزارش کیا جاتا ہے کہ یہ عقاب پر سوار چلے جاتے ہین عقاب بلند ہوتے ہوتے قریب اوس ابر کے پہونچا جو سایہ فگن تھا بس یکایک اوس ابر سے برقین چمکین اور رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ابر محیط ہوکر ڈرانے لگا یہ شیر بیشہ شجاعت کب ڈرنے والا تھا انھون نے اور عقاب کو تیز کیا اور ابر کیطرف چلے اوسوقت ابر سے ہزارہا برقین چمک چمک کر صاحبقران عالیشان پر گرنے لگین صاحبقران نے لوح کو چمکایا عکس لوح سے برقین افسردہ ہونے لگین اور جو برق عقاب پر گری اوسکو عقاب نگل گیا وہان اہل لشکر برقون کے گرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے گرج اور چمک انکو محسوس ہورہی تھی یہ سب مصروف دعا تھے کہ جنگ ہورہی ہے خدا صاحبقران کو مظفر و منصور کرے بدیع الملک عقاب کو اوڑاتے ہوے لوح کو چمکاتے ہوے برقونکو مٹاتے ہوئے قریب ابر کے جا پہونچے اور عکس لوح کا ڈالا تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور ابر شق ہوا بس ابر شق ہوتے ہی عقاب چمک کر ابر مین داخل ہوا اب ہر طرف سے بدیع الملک پر تیر پڑنے لگے اور ساحرون کے

شور و غل کی صدا انکا نہین آئی کہ مارلوا سکو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ یہانتک پہونچا بدیع الملک ہر چند ادھر ادھر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور تیر برابر دونون پہلوؤن کے جانب سے مثل باران برس رہے تھے اور سامنے سے بھی یہی تیر زن کا برس رہا تھا لیکن کوئی تیر بہ سبب برکت لوح کے انکے جسم پر اثر نہ کرتا تھا تیر ادھر سے ادھر نکل جاتے تھے سامنے کے تیر پلٹ جاتے تھے جسوقت ان تیرون نے بھی کام نہ کیا تو ساحران ابر نشین نہایت پریشان ہوئے اور حربہ ہائے سحر پکڑ پکڑ کر سامنے آئے اور شور کرکے چلے کہ یہ تنہا ہے ہم اتنے ہین مارلوا سکو اگر سب ملکر لپٹ جاؤگے تو یہ اکیلا کیا کرنے لگا یہ کہکر چارون طرف سے چلے بدیع الملک نے ان ساحرون کو اپنی طرف آتے دیکھکر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اب اگر یہ داہنی جانب کے ساحرونکو قتل کرتے ہین تو بائین جانب کے ساحر از خود قتل ہوتے ہین اور اگر بائین جانب کے ساحرون سے مصروف جنگ ہوتے ہین تو داہنی جانب کے ساحر خود بخود قتل ہوتے جاتے ہین بدیع الملک حیران ہین کہ انکو کون قتل کرتا ہے ادھر ساحرون نے جو دیکھا کہ جن لوگو نکو طلسم کشا قتل کرتا ہے انکی تو لاشین گرتی ہین انکے سوا اور بھی صدہا ساحر غائب ہوئے جاتے ہین مگر انکا نہ تو قاتل نظر آتا ہے نہ مقتول کی لاش دکھائی دیتے ہین بلکہ زندہ غائب ہوتے چلے جاتے ہین ان لوگون نے محاصرہ بدیع الملک کا چھوڑا اور بھاگ کر خدمت ابر باران جادو مین روانہ ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ ہم زیادہ اس سے پریشان ہین کہ ہمارے بہت سے ہمراہی غائب ہوگئے یہ کونسل سحر ہے یہ سنکر ابر باران جادو اپنی جگہ سے اٹھا اور بدیع الملک کیطرف چلا پھر اسنے کہ بدیع الملک میرے مسکن کیطرف آتے ہین بس دھنی پر چڑھ گیا اور نگاہ بچا کر اسنے ایک ناند سحر کی پھینکی کہ وہ چرخ کھاتی ہوئی اور سنسناتی ہوئی بدیع الملک کیطرف چلی یہ اسکا سحر آخر تھا رد اسکا بغیر مدد لوح کے ناممکن تھا خضر ان نے آواز دی کہ اے غافل آفت آپہونچی جلدی لوح کو دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ جسوقت یہ ناند تیرے قریب پہونچے تو تجھے چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر عکس لوح کا ڈال یہ ناند قائم ہوجائے گی اسوقت تم لوح کو اس ناند مین ڈال دینا ابر باران جادو لوح لینے کی غرض سے قریب ناند آئے گا جسوقت ناند مین ہاتھ ڈال کر لوح نکالنے کا قصد کرے تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر اسکی کمر پر ہاتھ مارو کہ نصف دھڑ اسکا نیچے گرے اور نصف ناند کے اندر رہے اگر دونون حصے زمین پر گرے تو ایک سے دو ہوکر مقابلہ کرینگے اور تجھکو موت نکی دشوار ہے

اور اگر ایک حصہ نا ند مین جا ئے گا تو ہمہ تن شعلہ بنکر اپنے لشکر پر گرے گا اور ابر وغیرہ کو جلا کر خاک کر دے گا تم عقاب پر سے نہ اُترنا کہ اب یہان کی زمین ہست ونابود ہوا چاہتی ہے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے اسم پڑھ کر ناند کیطرف پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا کہ پانی ناند قائم ہوئی بس انھون نے جلدی سے قریب پہونچکر لوح ناند مین ڈالدی یہ دیکھتے ہی ابر باران جادو جھپٹا اور قریب ناند کے آیا اور ارادہ ناند کے ہاتھ ڈالکر لوح نکالنے کا قصد کیا تھا کہ بدیع الملک نے اسم پڑھکر تیغ کمر پر اسکی مارا کہ ایک ٹکڑا لاش کا اُچھل کر ناند کے اندر گرا اور دوسرا ٹکڑا زمین کیطرف چلا اسکے مرتے ہی صدا ہائے گیرودار کی بلند ہوئین ناند مین سے ایک شعلہ نکلا اور چمک کر ابر پر گرا دامن ابر مین آگ لگ گئی اُدھر تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ناند کے ہزار ٹکڑے ہوگئے دھوان اسقدر پھیلا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسقدر ہمراہیان ابر باران جادو تھے ایک حصہ لاش کا لے کر قلعہ کیوانیہ کیجانب روانہ ہوئے اور ایک حصہ نے ہمہ تن شعلہ ہو کر تمام ابر کو پھونک دیا خضران منھ پھیلا کر رہ گیا کہ افسوس کیا بُری سوت ان ساحرون کی تھی کہ مال و اسباب سب جل گیا بڑے یہ لوگ بخیل تھے کہ اپنے ساتھ اپنے مال کو بھی تباہ کرتے گئے جسوقت سیاہی برطرف ہوئی اور آواز آچلی کہ کشتی مرا نام من ابر باران جادو بود تو دیکھا بدیع الملک نے کہ چند ساحر ٹکڑا اسکی لاش کا لیے ہوئے چلے جاتے ہین خضران نے آواز دی کہ دیکھو لوح کی خبر بھی ہے بدیع الملک ٹھہر گئے کہ واقع مین لوح کا خیال ہی نہ رہا کہ ایک مرتبہ طائر چہکارا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ سنگے مین پہنچو تم غافل تھے تو ہم ہوشیار رہے بس یہ سنتے ہی انھون نے نظر کی تو اوحلو سنگے مین پایا بس جلدی سے ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسطرف یہ ساحر لاش لیے جاتے ہین اسیطرف تو بھی جا مرحلہ کیوانیہ پر پہونچ جائے گا بدیع الملک نے عقاب کو اشارہ کیا عقاب تعاقب مین ساحرون کے روانہ ہوا اُدھر وہ ساحر لاش ابر باران جادو کی لیے ہوئے خدمت مین کیوان تاجدار کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا کیوان گھبرا گیا بدحواس ہو گیا عقل اسکی گم ہوئی کہ فتاح طلسم یہان تک کیونکر پہونچا اور اتنے بڑے مرحلے کو کیونکر توڑا مرنا ابر باران جادو کا ممکن نہ تھا ہر چند کہ لوح اُسکے پاس تھی مگر کیا طاقت ہے انسان کی کہ اُن شرائط کے ساتھ وار کر سکے جو لوح مین مسطور ہین یہ سب علامتین بربادی طلسم کی ہین افسوس کہ خیال اور کچھ تھا ہوا اور کچھ جس ذات پر مرحلہ قائم تھا وہ مارا جا چکا اب ہم باقی ہین تو ہم کیا کر لینگے بس اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھو

ایک پرچہ بطور عرضی کے تحریر کیکے اُس لاش سمیت خدمت مین اکوان تاجدار کی
روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ فتاح طلسم آسمانیر بھی آپہونچا اور یہان پہونچکر اُس نے
ابر باران جادو ایسے ساحر کو مارا اب کوئی روک باقی نہین ہی یقین ہی کہ تھوڑی
دیر مین اسیطرح لاش ہماری بھی خدمت عالی مین پہونچیگی لوگ یہ عرضی لیے کر اُس
لاش سمیت خدمت مین اکوان تاجدار کی روانہ ہوئے اور یہان کیوان تاجدار
نے دروازہ قلعۂ معلق کا کھولکر لشکر کو باہر نکالا ساٹھ ہزار ساحران غدار بلاے بد
نیست روزگار کالے کالے رنگ کسی کے ہاتھ مین درفلی کسی کے ہاتھ مین
چنگ بھجن گاتے ہوئے بیرون کو جگاتے ہوئے اژدر و نہنگ و پلنگ و فرس
وغیرہ پر سوار جھولیان سحر کی لگی ہوئی ترسول پرسول ہاتھونمین یہ قلعہ سے نکل
نکل کر میدانمین آکر جمع ہوئے اور تین غول باندھکر کھڑے ہوئے اور کیوان تاجدار
ایک تخت جواہر نگار پر سوار تاج رکھے ہوئے چتر پھرتا ہوا تخت اسکا چار فیلان
کشتین پر کسا ہوا جھول زربفت کی لگی ہوئی جوڑا بندھا ہوا ایک بہت بھاری
دوپٹہ اوڑھے ہوئے ادھر تو یہ قلعہ سے باہر آیا ادھر بدیع الملک آکر پہونچے
اور نعرہ مارا کہ باشید ای گروہ کفار خبردار و ہوشیار ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد
منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنے بدیع الملک
کیوان سے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچی اور
فوج ساحران پر گرے ادھر کیوان تاجدار نے آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو ارے
تم اتنے ہو کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک بھی ڈالدوگے تو یہ دب جائےگا یہ سنتے ہی
ساحر بے بہا بے سحر پکڑ پکڑ کر چلے اور ہر طرف سے ترنج نارنج پڑنے لگے بدیع الملک
نے تیغ چمکانا شروع کی اور قتل کرتے ہوئے کیوان تاجدار کیطرف چلے ادھر
کیوان تاجدار نے پھر اسم سحر پڑھکر جوڑا اپنا کھولدیا اور بالون کو پریشان کیا
ہزار ہا سانپ پیدا ہوئے اور بدیع الملک کیطرف چلے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اگر فلان اسم پڑھکر ایک سانپ کو ہاتھ سے
پکڑلوگے اور ان کے فرق پر کھینچ ماروگے تو تمام سانپ پلٹ جائینگے بلکہ اسیکے
لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو ختم کیا
اور جیسے ہی سانپ سامنے آیا بدیع الملک نے اسکو پکڑ لیا اور فوج
کیوان تاجدار پر کھینچ مارا ساتھ ہی تمام لشکر ماران پلٹ پڑا اور سانپون
نے ساحرون کو ڈسنا شروع کیا جسے کاٹا وہ زمین پر گرا اور ایسا سویا کہ پھر نہ
اٹھا کیوان تاجدار نے دیکھا کہ سحر پلٹ پڑا بس اسنے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلۂ جوالہ کی پیدا کی اور جسقدر سانپ تھے اُن کو
پھونک دیا بعد اسکے بدیع الملک کیطرف چلا صاحبقران نے آواز دی کہ ار

قصہ یار عاشیوتار لوح کو دیکھیے کہ بادشاہ طلسم آتا ہے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ
کیا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھ کر اسکی طرف دم کرو جیسے ہی یہ جھپٹے لوح اسکے سینہ پر
کھینچ مارو اگر لوح پڑ گئی تو یہ شعلہ اور بھبوکا بنکے اپنے ہی لشکر پر گرے گا اور سب کو
فنا کر کے خود بھی فنا ہو جائے گا اور اگر وار تمہارا اسنے خالی دیا تو جسوقت یہ
لوح اُٹھانے کا قصد کرے فوراً مہرہ اسپر کھینچ مارنا بس یہ دیکھ کر انھون نے جلدی
سے اسم کو پڑھ کر شعلہ کیطرف پھونکا فوراً شعلہ تھرایا اور ہیئت اصلی کیوان
کی ظاہر ہوئی بس بدیع الملک نے لوح کھینچ ماری اسنے ترچھے ہو کر لوح کو
خالی دیا اور لوح کیطرف جھپٹا ساتھ ہی بدیع الملک بھی دوڑے جیسے ہی
کیوان تاجدار نے لوح اٹھائی کہ ساتھ ہی بدیع الملک نے مہرہ کیوان تاجدار
پر کھینچ مارا مہرہ سینہ پر پڑتے ہی لوح ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور مہرہ سینے کو
توڑ کر پار گذر گیا کیوان تاجدار قلابازی کھا کر گرا اور تڑپنے لگا یہ معلوم ہوا کہ
گود لگا ادھر تو یہ تڑپ رہا تھا ادھر شور گیر ودار بلند تھا صدائین مہیب آرہی
تھین بجلیان چمک چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھین بدیع الملک نے
لوح اور مہرہ اٹھا لیا تھا انھین دونون چیزون کی برکت سے برقین خود ہی
جلکر خاک ہو جاتی تھین اور بدیع الملک پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ورنہ ممکن
نہ تھا کہ بدیع الملک ان سحر کی بجلیون سے بچ سکتے بڑی دیر تک ایک
قیامت کبرے برپا رہی شور گیر ودار بلند رہا آتشباری و سنگباری ہوا کی
جسقدر عمارتین تھین وہ کرچین ہو کر اڑ گئین طبقہ زمین کا پھٹ کر بالائے
زمین گرا اور عقاب زمین کی جانب اترنے لگا جسوقت تاریکی برطرف ہونے
لگی اور لاش کیوان تاجدار کی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من کیوان جادو بود ہیبت مردیم وجا ندادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم چند ساحر
لاش کیوان تاجدار کی لے کر خدمت مین اکوان تاجدار کی روانہ ہوئے
باقی حاضر خدمت صاحبقران ہو کر مطیع اسلام ہوئے بدیع الملک عقاب
پر سوار بالائے زمین آئے چھڑی نے اصلی ہیئت پیدا کی اسوقت گرمی جنگ
کی وجہ سے تشنگی صاحبقران پر غالب تھی اور بھوک بھی تھی کہ دیکھا ایک جانب
سے ایک سنگر ٹوکرے مین کچھ رنگترے کچھ نارنگیان کچھ کوزے لیے ہوئے
چلا آتا ہے قریب صاحبقران کے آکر اسنے مبارکباد دی اور وہ ٹوکری
پیش کی صاحبقران نے پوچھا قیمت اسکی بیان کر اور حال اپنا کہہ کہ تو
کون ہے اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ غلام اسی طلسم کا رہنے والا ہے خبر آمد آپ کی
سنکر حاضر ہوا ہون اور یہ نذر لایا ہون اسے قبول فرمائیے قیمت اسکی یہ ہے
کہ میرا گھر لوٹ سے محفوظ رہے آپ فتح طلسم مین صرف مرحلہ آخر باقی رہ گیا ہے

سے بھی آپ فتح کرینگے ہین نے سنا ہی کہ اہل اسلام جس مقام کو فتح کرتے ہین اُسے لوٹ
بھی لیتے ہین اور لوگون کو قتل بھی کرتے ہین تو مین چاہتا ہون کہ مین اپنے اہل و
عیال سمیت محفوظ رہون بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ بات غلط مشہور ہی
ہم لوگ کسی پر ظلم نہین کرتے ہین تم اطمینان رکھو یہ فرماکر نارنگی پھر ہاتھ ڈالا تھا
بعد اسوقت پانی نہین ہی تو اسی سے تشنگی کو سکون ہوگا کہ فوراً نیرنگی زمانہ کا
خیال آیا اجل ہر مقام پر کونے سے لگی کھڑی رہتی ہی رنگ طرح طرح کے طلسم
مین پیش آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی افتاد پیش آئے لوح کو دیکھ لینا چاہیے بس یہ
سوچکر اُسکے ہاتھ پھر کھینچ لیا اور لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ بروقت فتح ہونے دربند
کے جو شخص پہلے مبارکباد دے گا وہ بھائی تمھارا خضران بن عمرو ثانی ہوگا
اُس سے اندیشہ نہ کرنا جو کچھ تحفہ پیش کرے اُسے قبول کرنا بس یہ دیکھتے ہی
صاحبقران اُس سنگر سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ بھئی سبحان اللہ تم یہان
کیونکر آپہونچے اُسنے جواب دیا کہ یہ غلام اسوقت سے ساتھ ہی جب آپ
طلسم پر گئے تھے مین بھی گلیم اوڑھکر آپکے پیچھے عقاب پر سوار ہولیا تھا
اور مین ہی نے کئی مقام پر آپکو ہوشیار کیا تھا کہ لوح کو دیکھیے اور قتل
ساحران مین بھی شریک تھا سیکڑون کو مین نے زنبیل مین مقید کیا ہی جال
مارکر پکڑلیا ہی صاحبقران نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ مگر مین اسوقت
تحسین کیا دون تم نے تو ایسی چیز دی کہ بھوک پیاس دونون چیزین برطرف
ہوگئین خضران نے عرض کی کہ آپ جو چاہین دے سکتے ہین مگر عادت کہان
فرمایا کہ بھئی یہان میرے پاس کیا ہی عرض کی کہ آپکی زبان مین سب کچھ ہی
صرف اقرار کرلیجیے بدیع الملک نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا مگر
اس شرط پر کہ یہ دکھانا ہوگا کہ تم نے لوٹ مین کسقدر مال پایا خضران نے
تاج کیوان کا اور اسباب دربندونکا نکالکر صاحبقران کو دکھایا صاحبقران
نے کہا کہ خواجہ وہ طائر کون تھا جو لوح مجکو دے گیا تھا جب مین نے
ابر باران جادو کی ناند مین لوح ڈالدی ہی تو پھر مجھے لوح کا خیال نہ رہا تھا
اُسوقت اُسی طائر نے لوح میرے گلے مین ڈالدی تھی اور دربندون پر
بھی اُسنے مجھے ہوشیار کیا تھا خواجہ نے کہا اُسکا حال مجکو بھی نہین
معلوم کہ وہ کون تھا الغرض یہی باتین تھین کہ تمام سرداران لشکر اسلام آکر
پہونچے اور صاحبقران کو مبارکباد دی سلطان جنی نے بارگاہ جڑاؤ دی
لال پر پائی امیر تاثیث بارگاہ مین تشریف لائے نذرین گذرنے لگین
الحاصل رات صاحبقران نے بآرام تمام گذاری اور وہان سے ساحر لاتش
کیوانی تاجدار کی لیے ہوئے خدمت مین الکوان تاجدار کی حاضر ہوئے

اکوان ملکہ حیات خوش جمال کے حسن کی دید مین محو تھا کہ ساحر روتے پیٹتے ہوئے
لاش کیوان تاجدار کی لیے ہوئے پہونچے اور سامنے لاش رکھدی اکوان تاجدار
نے جو لاش اپنے بھائی کی دیکھی سر پٹنے لگا چونکہ اسنے کیوان کو مثل فرزندون کے
پالا تھا بھائی سے اپنے نہایت محبت رکھتا تھا بھاوج بھی اسکی بہت روئی دیر تک
ماتم کیوان تاجدار کا برپا رہا آخرکار اسنے لاش اُٹھوا کر دفن کی ملکہ حیات خوش جمال
کیطرف دیکھکر اکوان تاجدار نے کہا کہ لو صاحب اب ہمارا زمانہ عمر بھی لبریز ہی
کیوان کا مارا جانا ہماری موت کی نشانی ہے جب فتاح طلسم اُس بلندی تک
پہونچ گیا اور دربند کیوانیہ کو اُسنے توڑا تو یہانتک آنا کیا دشوار ہے حیات
خوش جمال نے کہا کہ کچھ تو تدبیر اپنی حفاظت جان کی اختیار کیجیے اکوان نے
کہا اے ملکہ مین نامے روانہ کر چکا ہون یقین ہے کہ خیر خواہان دولت بہت جلد حاضر
خدمت ہونگے اب مین بھی طلسم کشا سے کچھ مقابلہ کرونگا طلسم مین رہ کر لڑنا
شان جرأت کے خلاف ہے علاوہ اسکے دربند کا ٹوٹنا اعانت لوح پر منحصر ہے لوح
اُسکو دستیاب ہو چکی ہے یہ باتین کرکے اسنے ایک نامہ تحریر کرکے ایک ساحر
کے سپرد کیا کہ جاکر فتاح طلسم کو دینا اور جواب اسکا لینا آنا ساحر نامہ لیکر جانب
بدیع الملک روانہ ہوا یہانکی صاحبقران زمان مرحلہ پر جانے کی تیاری
کر رہے تھے تمام عزیز و احباب کا مجمع تھا امیر ایک ایک سے رخصت ہو
رہے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی
دیکھا کہ ایک ساحر نامہ لیے کھڑا ہے صاحبقران نے فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی
کہ مین نامہ دار خداوند اکوان ہون خداوند نے یہ خط آپ کو بھیجا ہے اور جواب
اسکا مانگا ہے امیر ثالہشت نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے
صاحبقران عصر و فتاح طلسم نطاق اسمین شک نہین کہ قلعہ بغیر ٹوٹے اور
قیدی بغیر چھوٹے نہین رہتا یہ مثل مشہور ہے ہر چند کہ بنانے والے بڑے بڑے
استحکام کرتے ہین مگر جب تباہی کا زمانہ آتا ہے تو موت زمین شق کرکے پیدا
ہوتی ہے اور آسمان سے تیر شہاب بنکر نازل ہوتی ہے میرا وہ طلسم تھا کہ کیا تاب
طاقت تھی کسی کی جو ادھر کا رخ بھی کر سکتا مرحلہ طلسمی تو درکنار اگر حوالی طلسم
مین بارادہ جنگ کوئی آتا تو لقمہ وہان اجل ہو جاتا مگر آپ اس مقام تک
پہونچے اور آٹھ مرحلے توڑے اب صرف ایک مرحلہ باقی ہے بظاہر گو اسکا
توڑنا بھی آسان ہے لیکن دراصل بہت دشوار ہے یہ ضرور ہے کہ عمر طلسم کی آخر ہو چکی
ہے مگر ہزارہا جانین وابستہ ہین جتنے ساحر مرے سے جا چکے ابھی اسسے زیادہ زندہ
ہین مین چاہتا ہون کہ اس دربند کو مین خود شکستہ کردون اور سر میدان
تم سے مقابلہ کرون اگر زمانہ تماشائے جنگ دیکھے کہ مرتے مرتے اکوان سے

تجھکو مارا مین تیرے ساتھ دوستی کی بات کہتا ہون کہ تو پلٹ جا اور اپنے لشکر کی حفاظت کر
ورنہ یہان مین ایک مارا جاؤنگا اور وہان تیرے سارے لشکر کا خاتمہ ہوجائیگا اور
اگر امن خلائق منظور ہے تو تجھے لازم ہے کہ اس ذریت کے شکست کرنے سے باز رہ اور پلٹ
جا جو تیرا مقصد تھا وہ حاصل ہو چکا کہ تو نے آئینہ اندام جادو کو مارا اور آٹھ مرحلے
ہمارے طلسم کے بھی توڑ ڈالے مین قسم کھاتا ہون اپنی خداوندی کی کہ اگر تو پلٹ جانیکا
قصد کرے تو مین چند تحفہ طلسمی اور مال خزانہ اور روپے اور جواہر بھی اپنے عزیزون
اور دوستونکا تجھکو نذر کرونگا ہاں تیرا شریک ہون اور اگر مجھسے لڑنے کا قصد
ہو تو مین لشکر لے کر آؤن لیکن لڑائی کا انجام اچھا نہ ہوگا یہ تو مسلم کہ اجل میری
تیرے ہاتھ سے ہے مگر ہزارون کی قضا میرے ہاتھ سے ہے مرتے مرتے ہزارونکو
مار دونگا لہذا اس تحریر کے لکھنے کو بہت جان کر اور اپنے دوستون سے مشورہ
کرکے جواب سے اطلاع دو بدیع الملک نے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے
الکوان تاجدار ای بادشاہ طلسم نہ طاق خیال کر کہ وہ تیری شان وشوکت وہ
جاہ وجلال اسوقت کہان ہے جو ابھی چند روز پیشتر تھا دیکھو یہ نتیجہ تیرے کبر کا ہے
اب بھی تو اپنے خالق حقیقی کو پہچان اور دعوی خداوندی سے باز آ مین قسم
کھاتا ہون اپنے خدا کی کہ جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور جسکی ذات کو بقا ہے
فنا نہین ہے کہ اگر تو مذہب اسلام اختیار کریگا تو جسقدر تیرے ممالک
ہین سب تجھی کو دیدونگا بلکہ اور جسقدر ملکون کی حکومت کا شوق ہے تجھے
ہوگا وہ بھی تجھے دونگا ورنہ یاد رکھ کہ بغیر تجھے مارے باز نہ آؤنگا اگر تو ساتوین
طبقہ زمین کے جا کر چھپیگا تو جسطرح آئینہ اندام جادو کو تیرے طلسم مین
آکر مارا ہے اسیطرح تجھکو وہان پہونچکر مارونگا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ اپنے افعال
ناشائستہ سے توبہ کر اور باز آ اور درگاہ خدا مین عاجزی کر کہ وہ عاجز نواز ہے اور
جواب اس نامہ کا خوب سمجھکر لکھنا یہ نامہ لکھکر اسی ساحر کو دیا جو نامہ لیکر
آیا تھا اور بدیع الملک انتظار جواب مین ٹھہر گئے بعد چند ساعتون کے
پھر وہی نامہ دار آیا اور جواب اسنے پیش کیا بدیع الملک نے پڑھا لکھا تھا
کہ اے بدیع الملک یہ مین بھی جانتا ہون کہ خالق ارض وسما اور ہے اور مین حق
پر نہین ہون لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ جو شخص اپنے کو خالق کہوا چکا ہو
پھر وہ مخلوق مین اپنے کو داخل کرے اس ذلت سے موت بہتر ہے بس اب
زیادہ ردوقدح کی ضرورت نہین ہے کل مین لشکر لے کر مقابلہ کو آؤنگا جا اور اپنے
لشکر کی حفاظت کر ورنہ تھوڑے تمام فوج کو ایک دم مین پھونک دونگا یہ
جواب پڑھکر بدیع الملک نے خضران کیطرف دیکھا خضران نے عرض
کی کہ یا صاحبقران موج کو دیکھیے جو موج حکم دے وہ کرنا چاہیے بدیع الملک نے

لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اگر اکوان پادشاہ جاسوس کو بھیجے اور سر میدان
لڑنے کا ارادہ ظاہر کرے تو کہنا اُسکا قبول کر لینا کہ حفاظت لشکر کی ضرور ہی چیز
ہے اگر مرحلے پر جا کر لڑو گے تو وہ لشکر میں آکر سب کو کچھ نہ دیگا بدیع الملک
نے عزم اپنا فسخ کیا اور سب سرداروں سے فرمایا کہ تحمل کوئی صاحب بارگاہ
داوودی سے باہر نکلنے کا قصد نہ کریں اور حسین برق جادو و ملکہ حصار سحر بند
سے بھی یہی فرمایا کہ تم دونوں بھی بارگاہ داوودی سے نکلنا ان دونوں نے عرض
کی اے شہریار ہمیں ایسا ہو سکتا ہے کہ آقا کو دشمن قوی کے مقابلہ میں تنہا چھوڑیں
ملکہ روشن گہر کو روکیے کہ وہ سحر سے نابلد ہیں اور ہم سے تو جو کچھ ہو سکے
وہ کریں گے لڑینگے اور مرینگے یہاں کارخانہ سحر و ساحری ہے بدیع الملک
خاموش ہو رہے اور ان سب نے انتظار صبح میں شب گذاری یہاں تک کہ
آفتاب عالم تاب نے میدان مشرق میں علم ضیا بار بلند کیا اور فوج انجم کی نظر ان
ہوئی چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہوئے صاحبقران فریضہ سحری کو ادا کر کے
باشتیاق اکوان تاجدار میدان میں آکر نگران ہوئے تمام سرداران حبیب و یاسر
حاضر تھے کہ ایک مرتبہ جانب آسمان سے لکۂ ہائے ابر مختلف اللون نمود
ہونے لگے برقیں چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا میں بلند آتے آتے ابر شق ہوا
اور فوج ساحران نمودار ہوئی سردار لشکر عنقائے شعلہ تن تھا یہ چالیس ہزار
ساحروں سے بارگاہ اکوان تاجدار کو لیے ہوئے آکر میدان میں پہونچا اور
لشکر اپنے اُتارا بارگاہ برپا کی بعد اسکے دیکھا کہ خود اکوان تاجدار نہایت
جاہ و تجمل کے ساتھ اسی ہزار ساحروں سے آکر پہونچا ساتھ اسکے ایک ایک
ساحر سامری وقت و جمشید زمانہ تھا اسکے تخت کے دونوں طرف دو نہریں
پانی سے مملو مچھلیاں سبز و سرخ اُسمیں پیرتی ہوئی اور خوش فعلیاں کرتی ہوئی
نقاب اسکے چہرہ پر پڑی ہوئی تاج سر پر اہل لشکر یا خداوند اکوان تاجدار کا
شور کرتے ہوئے پھر پرے علموں کے ہوا سے اڑتے ہوئے ڈنکے ڈبرو
بجتے ہوئے غرضکہ نہایت عظم و شان سے آکر پہونچا اور لشکر اسکا کمر میں
کھونے لگا بدیع الملک اور رفیقان بدیع الملک اسکے تجمل و سواری کو
دیکھ کر دل میں کہتے تھے کہ یہ بہت بڑا ساحر معلوم ہوتا ہے دیکھیے بروقت
مقابلہ کیا آفتیں برپا کرتا ہے مگر نہیں معلوم اسنے چہرہ پر نقاب کیوں ڈالی
ہے صاحبقران نے ملکہ حصار سحر بند سے فرمایا کہ تمہارے چچا نے روپوشی
کیوں اختیار کی ہے حصار سحر بند نے عرض کی کہ صورت انکی دیکھیے گا فرمایا
ہاں جی تو چاہتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ حصار سحر بند نے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلہ جوالہ کی بنا کر اڑی اکوان تاجدار قریب

بارگاہ آچکا تھا کہ حصار سحر بند نے عکس آئینہ کا پھیرا کوان تاجدار کے ڈالا عکس پڑتے ہی نقاب میں آگ لگ گئی اکوان تاجدار گھبرایا کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے نقاب کو توڑ کے پھینکدیا اور صورت اصلی اسکی ظاہر ہوئی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک ساحر مثل اور ساحروں کے ہے کوئی نئی بات نہیں ہے ادھر اکوان تاجدار نے حصار سحر بند کو دیکھ کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ اب تیری گستاخیاں اس حد کو پہونچ گئیں کہ تو ہاد اری پردہ دری کرنے لگی دیکھ تو اسکی کیسی سزا دیتا ہوں جن لوگوں کے کہنے سے مادر نے یہ بے ادبی کی ہے انھیں کے سامنے دیکھیو تیری کیا حالت کرتا ہوں یہ کہکر بین تھنے آواز دی کہ یہ شوخ دیدہ جلنے نہ پائے یہ لفظ اسکے منہ سے نکلتے ہی دو پڑی بالاے آسمان سے پیدا ہوئے اور حصار سحر بند کیطرف چلے حصار سحر بند نے بہرچند سحر کیے اور بچنا چاہا مگر کچھ نہ ہوا جولی قریب آگئے اور ہاتھ بڑھا کر حصار سحر بند کو شعلے کے اندر سے کھینچ لیا اور مشکیں باندھکر کشان کشان اکوان تاجدار کیطرف لے چلے اکوان تاجدار نے لشکر اسلام کیطرف دیکھکر آواز دی کہ ایہا الناس تم نے مجھکو دیکھ لیا مگر اسنے اپنی جان مفت برباد کی یہ ہو زد ملکہ حصار سحر بند کی دیکھکر بدیع الملک کو انتہا کا ملال گزرا خضران نے ارشاد کیا کہ اگر اسکو کسی صورت سے رہا کرلاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام میں دونگا خضران نے کہا کہ اب کیا حصار سحر بند کے ساتھ ہماری بھی جان لیجیے گا ہمسے ایسی طمع نہ دلایے زندہ رہیں گے تو بھیک مانگ کر بسر کرلینگے آپ یونہی طمع دلا دلا کر لوگوں کی جان لیتے ہیں پلٹ کر جو دیکھا تو سلطان جنی کو غش آگیا ہے قریب ہے کہ بہ سبب صدمہ و غم کے ہلاک ہوجائیں خضران کو حال پر سلطان کے رحم آیا اور اسیوقت تجسس رہائی ملکہ حصار سحر بند میں ایک طرف روانہ ہوگئے اور کچھ دور جاکر نظروں سے غائب ہوگئے ادھر جولی حصار سحر بند کو لیے ہوئے قریب اکوان تاجدار کے پہونچے اور کہا کہ یہ حاضر ہے اکوان تاجدار اسکی طرف بڑھا تھا کہ ٹانگیں چیر کر پھینکدوں کہ یکایک جانب آسمان سے ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اکوان ابر کو دیکھکر ٹھہر گیا کہ یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوا اور تمیز جادو پیدا ہوا اکوان تاجدار کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ میں نے کبھی آپ کو بے نقاب نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا یہ آپ کی حالت کیا ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ تو پوچھ وہ ہے تو جس واسطے آیا ہے اُسے بیان کر یہ سُنکر تمیز جادو نے ایک نامہ پیش کیا اکوان تاجدار نے نامہ تمیز کے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ شہر گیسو کشا اور مصور ناحق پرست کیجانب سے بنام اکوان تاجدار تحریر تھا مصور ناحق پرست اکوان کا ہمدم تھا بعد القاب کے تحریر تھا کہ ایک مدت سے خیریت آپ کی

دریافت نہیں ہوئی زبانی سنا ہے افواہاً سنا ہے کہ آپ کے طلسم فتاح طلسم نے
چڑھائی کی ہے اور کچھ مرحلے بھی شکستہ ہوگئے ہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہماری بہو ملکہ
روشن گہر کو وہاں سے روانہ کردیجیے کہ ہم چاہ بابل پر مقیم ہیں اس ہنگامہ میں
ناموس کا رکھنا مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے ہم اپنی بہو کو یہاں انتظام سے
بٹھا کر آپ کی مدد کو آئیں اور طلسم کشا سے مقابلہ کریں جو کچھ حال ہو مفصل تحریر
کیجیے کہ خاطر جمع ہو جسوقت اکوان تاجدار نے نامہ پڑھا آنکھوں میں اسکی
آنسو بھر آئے لیکن رونا ضبط کرکے جواب نامہ تحریر کردیا کہ یہاں طلسم کا فیصلہ
ہوگیا بھائی تک مارا جاچکا اب ہم سے مقابلہ ہے یقین ہے کہ جب تک تم یہاں
پہونچو پہونچو ہمارا بھی خاتمہ ہوجائے گا اور بسبب شرم کے روشن گہر کا
حال متعلق تحریر نہیں کیا جسوقت جواب نامہ قمیز کے ہاتھ میں آیا اسنے
ملکہ حصار سحر بند کو جو اسیر دیکھا عرض کی کہ یہ کونسی شاہزادی ہے اور کس خطا
پر اسیر بلا کی گئی ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ بھتیجی میری ہے یہ دشمنوں کی بہن و
شریک ہوئی اور اہالیان طلسم کو اسنے مارا ستے کہ مجھ پر حملہ کیا ابھی اسنے
نقاب میری جلا کر مجھکو بے پردہ کیا ہے میں نے اسکو گرفتار کیا ہے مگر یہ قتل
ہونے پائی تھی کہ تم آگئے یہ سنکر قمیز جادو نے کہا کیوں اسکے خون
سے ہاتھ بھریے اگر ارشاد ہو تو میں اسے بھی آپ کے سمدھی کے پاس
لیتا جاؤں وہ سارا جوش و خروش اسکا ٹھنڈا کردیں گے اکوان تاجدار نے کہا
کہ تمھیں لے جاؤ بہتر ہے یہ کہکر سحر اپنا اُتار لیا اور قمیز جادو نے چند دانے ماش
کے پڑھ کر مارے کہ حصار سحر بند قمری کی صورت بن گئی بس قمیز جادو نے
اسکو قفس میں بند کیا اور اکوان سے اجازت جانے کی مانگی اکوان تاجدار
نے کہا اے قمیز جادو میری شکایت نہ کرنا اسلیے کہ تمھاری خاطر و مدارات کچھ نہ ہوسکی
مگر تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کس حال میں گرفتار ہیں قمیز جادو کی آنکھوں میں آنسو
بھر آئے اور اسنے عرض کی کہ یا خداوندا ایک بندہ ناچیز سے یہ معذرت اچھی
نہیں بھلا میری مجال ہے کہ میں آپ کی شکایت زبان پر لاسکونگا یہ کہکر قفس قمری
ہاتھ میں لیا اور ابر سحر میں پوشیدہ ہوکر جانب چاہ بابل روانہ ہوا ادھر
اکوان تاجدار داخل بارگاہ ہوا اور غم و غصہ کی حالت میں حکم طبل جنگ
بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر
شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی فرمایا کہدو کہ ہمارے یہاں بھی کوس
حربی بجے یہاں بھی نقارہ گرگڑائے اور دونوں طرف تیاری جنگ ہونے
لگی ان سب کو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے چند کلمہ داستان
قمیز جادو کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ ابر سحر اُڑتا ہوا برابر چلا جاتا ہے کہ کسیطرح

پہونچکر منصور ناحق پرست کو حال الوان تاجدار سے مطلع کرون کہ انھین نہایت
تردد ہے اور یہ بھی مقام تشویش ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اس خیال سے ابر سحر کو بہت
تیز اُڑاتا ہوا لیے چلا جاتا ہے کہ گذر اسکا ایک کوہ کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک
نازنین نہ تہین زر در گوش مرصع پوش دریا سے جواہر مین محو طرہ مارے سینہ ابھارے
بصد کرشمہ و ناز چلی جاتی ہے بقول لیشر دو ہاتان بجن گھر سے نکسین البیلی سی نار
ہار سنگھار + کیس بکھرے موتی سے سیس تو سے جیسے چاند کے گرد گھمتے ہین تارے
بادی بولا اس نقشہ کے بل جاؤن تمہارے + تر جو ہنسے پھر کے لکھو مانو چھوٹو انارے
مارے ہدھ دانت ہنسنے مین دہن سے جو تمھارے نکلے + عل تھا اک برج
مین بتیس ستارے نکلے + اب ہوا جانک نظر قمیز جادو کی اُس آفت ہوش پر
پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا جلدی سے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ سحر نکالکر پھینکا
پنجہ کڑک کر گرا اور اُس نازنین کو سامنے قمیز جادو کے اُٹھا لایا اور لاکر سامنے
ڈالدیا قمیز سرمست کہتا تھا کہ فی الواقع اس ملک مین کیسی کیسی حسین عورتین
پیدا ہوتی ہین حصار سحر بند تو بھتیجی خداوندی ہے کیا مجال ہے میری جو اُسکی طرف
نگاہ بد سے دیکھ سکون مگر ہان اس عورت کو اپنی خدمت مین لاؤنگا چونکہ ترجع
ہوا ہے وہ نازنین بیہوش ہو گئی تھی قمیز جادو نے اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو
اسکی کھلی اور اپنے کو دوسری جگہ سامنے ایک غیر مرد کے پایا مارے خوف
کے تھر تھر کانپنے لگی قمیز سرمست نے کہا کہ جانمن خوف نہ کرو مین بھی
انسان ہون حیوان نہین ہون نازنین نے کہا کہ تم ہوا زاد معلوم ہوتے ہو کہ
ابر کے اندر اُڑے ہوئے چلے جاتے ہو خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو قمیز جادو
نے کہا مین ہوا زاد نہین بلکہ آدمزاد ہون مگر ساحر ہون اور ساحر بھی ایسا ویسا
نہین ہون نام میرا قمیز جادو ہے اسنے کہا کہ تم کہانسے آتے تھے اور کہان جاتے
ہو قمیز جادو نے کہا کہ مین نامہ دار ہون منصور ناحق پرست کا اور خداوند
الوان کیخدمت سے پلٹا ہوا چاہ بابل کیطرف جا رہا ہون نازنین نے کہا کہ یہ
قمری کیسی پنجرے مین بند ہے اُسنے کہا کہ یہ بھتیجی ہے خداوند الوان تاجدار کی
اسے مین اُسکے سمدھی کے پاس لیے جاتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر کہ کہان
سے آئی تھی اور کسطرف جانے کا قصد تھا کسکی بیٹی ہے اُس نازنین نے کہا
کہ مین دختر ہون حلیم دانا ہے فرنگ کی اپنے مکان سے اپنی خالہ کے گھر
جاتی تھی یہ کہکر رونے لگی قمیز نے بلائین لے کر کہا کہ جانمن روتی کیون ہو مین
تمھین نہایت آرام سے رکھونگا کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی اُس نازنین
نے کہا کہ میرے رونے کا اور ہی سبب ہے اُسے تم نہین جانتے اگر مجھے
اسیطرح لیے ہوئے چلے جاؤ گے تو مین مر جاؤنگی تمھارے مکان تک

میرا زندہ پہونچنا غیر ممکن ہی اسلیے کہ میرے باپ نے ایک لعل شب چراغ مجکو بنا دیا ہے جسوقت مین کھانا کھاتی ہون تو اُسی کی روشنی مین کھاتی ہون حقیقت اُس لعل کی یہ ہی کہ ابتک مجھے کوئی مرض نہین ہوا اب اگر تمھارے ساتھ جاؤنگی تو وہ لعل کہانسے پاؤنگی ایک دن مین بھوک کر مرجاؤنگی ممیز نے کہا کہ وہ لعل کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ لعل تھا تو میرے ہی پاس مگر جسوقت کڑاکا ہوا ہوا اور مجھ پر بجلی گرا اور اُٹھا کرلے چلا تو دہشت سے ہاتھ پاؤن میرے کانپنے لگے وہ ڈبیا میرے ہاتھ سے چھوٹ کر درہ کوہ مین گر گئی جسمین وہ لعل تھا اگر تھوڑی دیر کے واسطے تم درہ کوہ مین جا کر ٹھہرو تو مین اُس لعل کو ڈھونڈھ لون اگر تم کو میری بعل نہین جان پیاری نہ ہو تو سیکا کر مارنے سے کیا فایدہ مجھے یون ہی قتل کرڈالو یہ سنکر ممیز جادو نے کہا کہ قطع ہون وہ اُنھو جو تم پر تمھین چلو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر اسنے ابر سحر کو درہ کوہ مین اُتارا اور نازنین سے کہا کہ جاؤ ڈبیا ڈھونڈھ لا نازنین ڈبیہ ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور ممیز جادو کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ بھاگ جائے یا کوئی تلاش مین اسکی آجائے اسنے فوراً پھو اسم سحر پڑھ کر ہاتھ کو گردش دی کہ ایک حصار گرد کوہ کے قائم ہو گیا لیکن نازنین تھوڑی ہی دیر مین ایک ڈبیا طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی ممیز جادو نے کہا کہ تم تو ڈبیا اسطرح سے آئین جیسے کہین رکھ آئی تھین نازنین نے کہا کہ جس مقام سے تم جاو پتھر سے گیا تھا مین نے اُسی جگہ ڈھونڈھا ڈبیا پڑی ہوئی تھی بھلے کو یہ راہ گیر اسطرف سے نہین آیا ورنہ وہ اُٹھالے جاتا اور مین بے موت مرجاتی ممیز جادو نے کہا کہ تمھارے باپ بڑے کامل ہین ذرا مین بھی دیکھون کہ انھون نے کیسا لعل بنایا ہی نازنین نے ڈبیا دیدی اور کہا کہ دیکھو ممیز جادو نے ڈبیا ہاتھ سے نازنین کے لے لی اور کھولنے کا قصد کیا نہ کھلی اسکو غیرت دامنگیر ہوئی کہ یہ عورت دل مین ہنسے گی کہ یہ کیسا مرد ہی جس سے ذراسی ڈبیا نہین کھل سکتی مین عورت ہو کر تو کھول لیتی ہون اور دیکھا کہ نازنین کچھ مسکرائی بھی بس اسنے زور کرکے جو ڈبیا کو کھولا ڈبیہ کے کھلتے ہی ہاتھ کے جھٹکے سے جسقدر بیہوشی تھی اُچھل کر ممیز کے منھ پر آئی سانس کے ساتھ دماغ مین چڑھ گئی یہ فوراً چکر کھا کر اور چھینک مار کر بیہوش ہوا بس اسکے گرتے ہی خواجہ خضران نے نعرہ کیا کہ باش اوقر مساق منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ کہتے ہی تیغہ عیاری کا ایسا ہاتھ مارا کہ سر اسکا بیاض گردن سے الگ ہو گیا لاش پھٹنے لگی وہ حصار جو گرد کوہ کھنچا ہوا تھا دھوان ہو کر نظرون سے پوشیدہ ہو گیا ابر سحر جلکر خاک ہو گیا پتھرے کی کیلیان نکل گئین قمری زمین پر لوٹنے لگی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین تمام کوہ مین ایک

زرد سا آیا ہوا تھا یہ اسکے شعور کرتے تھے کہ کشتی یہ را نام من شمیر جادو و بود حیف مردیم وجان داریم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت لاش اسکی پھڑک کے سرد ہوئی بہ شعور کے چھٹنے سے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اسکی پڑی ہوئی ہے اور ملکہ حصار سحر بند کھڑی ہوئی ہے مگر نہایت متحیر ہے کہ اسکو کسنے مارا کہ یکایک خواجہ نے قلا کے صورت اپنی بدلی اور ہیئت اصلی پر ظاہر ہو کر حصار سحر بند سے کہا کہ اے ملکہ لشکر کیطرف چلو تمہارے واسطے صاحبقران بہت پریشان ہیں اور سلطان جنی بے تو جانتی ہے نہیں ہوئی ہے نام سلطان جنی کا سنکر حصار سحر بند تعجب کی [illegible] مگر خواجہ کی نہایت تعریف کی اور کہا اسمیں شک نہیں کہ خدا نے تمہیں عیاری آپ ہی کے جسم سے واسطے قطع کیا ہے اس حالت میں اتنی جد عیاری کرتے بچانا یہ کام آپ ہی کا تھا کیوں نہو آپ کس کے بیٹے اور کسکے پوتے ہیں کہ جسکا لقب مہر سپہر عیاری قطب فلک شخر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادو گران ہے خواجہ نے کہا کہ میں کس قابل ہوں یہ سب مدد پروردگار ہے یا اقبال صاحبقران ہے مگر افسوس کہ ہر ایک سو زبانی تعریف کرنے کے محنت کا صلہ نہیں دیتا کہ اپنا بھی جی خوش ہو یہ اپنے مقدر کی بات ہے یہ سنکر ملکہ حصار سحر بند نے مالا موتیوں کا گلے سے اُتار کر پیش کیا اور کہا کہ ہرچند یہ آپ کے قابل نہیں ہے مگر اسے قبول کیجیے کہ اسوقت میں میری حالت فقیروں کی سی ہو رہی ہے خواجہ نے اسکے ہمت کی نہایت تعریف کی اور مالا لے کر داخل زنبیل کیا اور کہا کہ بس اب چلیے الحاصل خواجہ ملکہ حصار سحر بند کو اپنے ہمراہ لے کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمے داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ رات بھر دونوں لشکر دشمنین تیاری جنگ رہی ساحر اپنے اپنے سحر جگا یا کئے ہر طرف تنبور گوگل او بان راق [illegible] سوں کا دھواں گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا الغرض یان روشن تھیں ترسول پہ ترسول گڑے ہوئے تھے [illegible] اور ڈیرو بجرے تھے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے ادھر لشکر صاحبقران نے عبادت گذار مصروف اطاعت الٰہی [illegible] کمر ہمت کو چست باندھ لیا تھا کہ کل تعضا کا سامنا ہے ہر ایک جاہ و جلال کے [illegible] تاجدار سے خوب آگاہ تھا کہ یہ [illegible] ہے اسکے ہوتے سفر [illegible] محال ہے مگر شرط رفاقت یہ ہے کہ ہمت کو نہ ہارنا چاہیے اور رفاقت

صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھانا چاہیے کہ اسوقت ایک بلا آئی ہوئی ہے جہانتک
ہو سکے اپنے سر وہ بلا اوڑھیں اور مالک کو اپنے بچائیں اسی ہنگامہ میں
دور شب آخر ہوا نور سحر ظاہر ہوا رنگ عالم بدلا ستارے غروب ہوئے ماہتاب
بے نور ہوا اور مشرق کیطرف سے آمد شاہ خاور کی دھوم ہوئی ان سب نے فریضہ
سحری کو ادا کر کے سجدہ شکر کیے اور خدمت صاحبقران عالیشان میں حاضر ہوئے
مجرا کیا صاحبقران نے بھی وظیفہ پڑھ کر اسلحہ لگایا اور مرکب پر بیٹھ کر جانب میدان
کارزار روانہ ہوئے ابتو تیغے کے تیغے دستے کے دستے انبوہ کے انبوہ قشون
کے قشون غول کے غول غٹ کے غٹ میدان کیطرف جانے لگے تھوڑی ہی
دیر میں تمام میدان فوجوں سے مملو ہو گیا ہر چند صاحبقران ایک ایک کو منع
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے پاس تو لوح ہے میری حفاظت کا انتظام
تو ہو چکا ہے آپ لوگ میرے ساتھ کیوں اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتے
ہیں یہ وہ کافر ہے کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا کہ سلطنت اسکی برباد ہو گئی عزیز
اقربا ملازم جان نثار سب مارے گئے لیکن رفقا یہی عرض کرتے تھے کہ ہم
اسکے ہوتے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک مجبور ہو کر خاموش
ہو رہے ادھر اکوان تاجدار ایک لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے میدان
کارزار میں آکر موجود تھا اسکے ساحر بھی پرے جما کر کھڑے ہوئے عجب طرح کی
ہیبت طاری تھی کہ تمام ساحر کریہ منظر درندگان سحر پر سوار کوئی اژدر کوئی پلنگ
کوئی چیتے پر سوار گلو میں بجائے زنار ایک ایک مار سیاہ لپٹا ہوا جھولیان
کھاروے کی لٹکی ہوئی قشقے کھنچے ہوئے تلک دیے ہوئے بجلے اور ڈمرو
بجاتے ہوئے نعرے یا خداوند اکوان تاجدار کے بلند ترسول پہ سول
چمک رہے تھے اور تخت اکوان تاجدار کا بالائے ہوا قائم تھا دو مہرین
متعلق اسکے ساتھ ساتھ تھیں کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سیاہ
نمودار ہوا اور ہوائے تند اس لکہ ابر کو لیے ہوئے قریب لاش اکوان تاجدار
کے آئی آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرہ سیاہ فام ایک تین برس
کا لڑکا گود میں لیے ہوئے ہنس پر سوار نمودار ہوئی اکوان تاجدار نے
جو صورت اسکی دیکھی جھک کے سلام کیا اور عرض کی کہ نانی اماں آپ نے
کیوں زحمت فرمائی پیرزالہ کاہنہ نے کہا ای فرزند کیونکر ہو سکتا کہ تجھے بتلائے
بلا سنتی اور میں برائے مدد نہ آتی اسوقت میں اپنے حجرہ سحر میں بیٹھی ہوئی
علم نجوم کے ذریعہ سے حالات دریافت کر رہی تھی یکایک نظر میری تیرے
خانہ حیات و ممات پر پڑی ستارہ بہت نجس دیکھا بس تاب ضبط نہ رہی طائر
سحر سے پوچھا کہ خبر میرے فرزند کی بیان کر اسنے مفصل حالات بیان کیے

ب مجھے خیال پیدا ہوا کہ بعد تیرے میری زندگی کا کیا لطف ہے بس مین نے حجرہ سے نکل کر
اسطرف کی راہ لی اب تو تماشا میری جنگ کا دیکھ کہ کتنے ذی حیات چاشنی مرگ چکھتے
ہین یقین تو ہی کر لشکر طلسم کشا مین ایک کو باقی نہ چھوڑونگی ہر چند کہ ستارے فہم پید
تسارہ ہین پر میرے ذہن مین نہین آتا کہ جب مین ایسی ساحرہ کامل ہون کہ
اور میرے سحر کا سی سے ممکن ہی نہین تو کون ایسا ہے جو مجھے مارے گا یہ کہکر اسنے
جنبش کو اپنے زمین پر اتارا اور ایک صندل کی چوکی پر بیٹھی اور جنبش دی کہ او
طلسم کشا ہوشیار ہو جا کہ مین سحر کرتی ہون دیکھون کہ تیری لوح میرا کیا کرتی ہے یہ کہکر
اسنے اس لڑکے کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین لڑکے نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا
زمین کو زلزلہ ہوا جسکے کانمین صدا پہونچی وہ بیہوش ہو کر گرا سوار گھوڑون سے نیچے آ رہے
اور لوٹنے لگے بیدلون کی صفین بچھ گئین سوا بدیع الملک کے کوئی نہ تھا جو
بیہوش نہ ہوتا یہ بسبب برکت لوح طلسمی کے محفوظ تھے زہرہ ساحرہ یعنے
پرزالہ کاہنہ ایک پاؤن سے چوکی پر کھڑی ہو گئی بدیع الملک نے جو یہ حالت
اپنے لشکر کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے کہ سب عزیز و احباب بلکہ تمام
ملازمین بیہوش پڑے ہین جہانتک نظر کام کرتی ہے کوئی ہوش مین نہین ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ مردے پڑے ہوئے ہین بس انھون نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا
کہ وہین فوج الکوان تاجدار بحکم پرزالہ کاہنہ آ پڑی اور ان بیہوشونکو قتل کرنا
شروع کیا بدیع الملک یہ ہنگامہ دیکھ کر گھبرا گئے اور تلوار کھینچکر دوڑے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا مگر ساحر چہار طرف پھیل گئے کچھ لشکر اسد کیطرف
چلے کچھ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ کیطرف کچھ لشکر آصف انجم طلعت کیجانب
کچھ ساحر سپاہ سکندر فرخ لقا پر گرے غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ ساحر
ہر چہار جانب پھیلے ہوئے تھے اور اہل لشکر کو قتل کر رہے تھے بدیع الملک
کبھی لشکر اسد کیطرف جاتے تھے اور ہاتھ سے کفار کے ان سبکو بچاتے تھے
اور کبھی فوج اسفند یار گیلانی کیجانب متوجہ ہوتے تھے اور ساحرون کو مار کر
ہٹاتے تھے کبھی شہزادہ امیر الزمان کیطرف جا کر ساحرونکو چاشنی مرگ چکھاتے
تھے کبھی عین الزمان کبھی نور الزمان کو بچاتے تھے ایک تن تنہا کس کس
کی مدد کرین اور کس کس کو بچائین ہر طرف ہجوم لشکر ساحران ہزار لاشین پھڑک
رہی ہین اہل اسلام بیہوشی کی حالت مین کس بیکسی سے قتل ہو رہے ہین
کیفیت ایک ہما اڑتا ہوا آیا اور شانے پر بدیع الملک کے بیٹھ کر پکارا
افسوس مین نے تم کو وہ چیز دی تھی جسکا مثل و نظیر نہ تھا مگر تم اسے
بالکل بھول گئے اور ایسے غافل ہو گئے کہ اس سے کچھ کام نہ لیا بدیع الملک
حیران تھے کہ وہ کیا چیز ہے اور اسنے مجھے کب دی تھی ہمانے کہا تو ہی جریب

جسنے اہالیان بیابان ہولناک کو اٹھا لیا تمھاری اسم پڑھ کر جریب کو پھینک دو اور
تماشا قدرت خدا کا دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم پڑھ کر
جریب کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے ان ساحرون کو جریب اژدر بنکر
نگل اور بدم کشی کر کے ساحرونکو نگلنے لگی ادھر ہما اُڑ کر چلا تھا پاس پیرزالہ کاہنہ
کی ہما پر پڑی اور اسنے باتین بھی سُنی تھین اُدھر دیکھا کہ اژدر ساحر و نکو نگلنے لگا
کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے بجھوا اسم سحر پڑھ کر خون اُسی لڑکے کا چلو مین لیا
جسکی ٹانگین چیری تھین اور ہما پر مارا چھینٹا خون کا پڑتے ہی ہما کے پرو مین آگ
لگ گئی ہما جلنے لگا اور پکارا کہ اے بدیع الملک مین نے جان اپنی تم پر سے
نثار کی مین ہون عمتر شعیب ثانی اسوقت تک تو مین نے طائر بنکر بہت مقامو پر
تمکو ہوشیار کیا اور بچایا مگر اب خدا حافظ دُنیا مرہی کہ ہم راہی ملک بقا ہوتے ہین
لیکن وقت آخر دو وصیتین کیے جاتے ہین انھین نہ بھولنا ایک تو یہ کہ میری
دختر کو بدل نہ کرنا دوسری یہ کہ خاک میری خانۂ کعبہ بھجوا دینا یہ کہا اور ہما
ہمہ تن شعلہ بنکر جل گیا بدیع الملک کو عمتر شعیب کے مرنے کا نہایت
صدمہ ہوا اُدھر پیرزالہ کاہنہ اژدر کیطرف چلی عجب مصیبت بدیع الملک
تھی ایک وقت مین کیا کیا کرتے ہما کے جلنے کا افسوس کرتے یا اپنے
عزیزون کے کشتو پر روتے یا زندہ نکو ساحرون کے ہاتھ سے بچاتے یا
اژدر کی خبر لیتے یہ تو خاک عمتر شعیب ثانی کے اُٹھانے کو چلے اور پیرزالہ
کاہنہ قریب اژدر کے پہونچ گئی اژدر پیرزالہ کاہنہ پر جھپٹا تھا کہ اسنے اسی بچہ
کے خون کا چھینٹا اژدر پر بھی مارا کہ ہیئت اسکی بدلکر وہی جریب کی شکل ہو گئی
بس اسنے جریب پر بھی ایک چھینٹا خون کا مارا کہ وہ جلکر خاک ہو گئی سبب
اسکے جل جانے کا یہ تھا کہ یہ بنائی ہوئی عمتر شعیب ثانی کی تھی اُنکے
مرنے سے موکل کمزور ہو گئے اور عبادت نہ کر سکے اُدھر اکوان تاجدار نے
ساحرونکو للکارا ساحر شعلہ لشکر پر گرانے لگے دریائے سحر بہانے لگے بدیع الملک
دیکھ رہے ہین کہ سردارون کے سر کٹ رہے ہین اور کچھ نہین کر سکتے تن تنہا
کس کس کو بچائین کس کس کی خبر لین اب انھون نے چشم حسرت سے جانب
فلک دیکھا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے عرض
کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یار غریبان اسوقت مشکل مین سوا تیرے
کوئی میرا مددگار نہین ہے تو اپنی چشم قدرت سے دیکھ رہا ہے کہ تیرے مجاہدون
کے سر کٹ رہے ہین اگر یہ سب مارے گئے تو مین اکیلا انھین دفن بھی
نہین کر سکتا واسطہ اپنے حبیب کا کہ میری مدد کر اور مجھے ان کافرون پر
ظفریاب کر کہ اب مجھ سے یہ مصیبت نہین اُٹھ سکتی ہنوز سخن در دہان تھا کہ

تیر دعا بہدف مراد پر بیٹھا اور سامنے سے ایک تخت اترتا ہوا بالاے ہوا نمودار ہوا
اُس تخت پر شامیانہ زرتاری کھنچا ہوا تھا بالاے تخت ایک عورت سیاہ فام بڑے
بڑے دو دانت ہونٹوں کے باہر نکلے ہوئے منھ پر جھریاں پڑی ہوئی آنکھوں مین
چیپڑ بھرا ہوا کوئی سات سو برس کی بوڑھیا بہیئت کریہہ بھوت سی بھیانی اور بیچا
اسی بڑا وہی چوٹے کی سی لاؤنی عجب رنگت تھی کہ شب دیجور کو بات کرتی تھی
جسوقت تخت اسکا میدان جنگ مین پہونچا اسنے آواز دی کہ او پیرزالہ کاہنہ
کیون علامہ ہم نے تجھے اس مرتبہ کو اسی واسطے پہونچایا تھا کہ تو ان بندگان
سامری و جمشید کو اسطرح قتل و ضائع کرے روحین انکی فریاد کنان ہم تک پہونچین یہ
سنتے ہی پیرزالہ کاہنہ تھرانے لگی ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے لوناچماری آپکے
بندہ خاص الخاص اکوان تاجدار پر ان لوگون نے چڑھائی کی طلسم اسکا برباد
کر دیا اسوجہ سے مین نے انکو سزا دی یہ ایک سہیر انوا سا نام خداوندی کو روشن
کیے ہوتے تھا ورنہ تمام خداوندیان تو یہ خداپرست برباد ہی کر چلے تھے
لوناچماری نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو ہم سے اطلاع کی ہوتی جیسا ہم مناسب
جانتے ویسا انتظام کرتے یا حکم دیتے بس جلد پلٹ آ اور اب ان لوگون کے قتل سے
باز رہ کہ روحین ان کی جو جاکر مجکو باغ بہشت مین ستاتی ہین اور مین نتائج طلسم کو
بھی پھیرے دیتی ہون یہ کہکر اسنے بدیع الملک کو آواز دی کہ او طلسم کشا باز آ
اپنی سرکشی سے کہ نتیجہ اسکا خراب ہے روک تلوار کو کہ پھل اسکا تیرے حق
مین زہر ہے بدیع الملک کچھ تخت و شست کیا جانتے تھے کہ لوناچماری نے
آنکھ بچاکر سفید مہرہ پھونکا کفار کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی اور ایک دوسرے
سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آواز تھی بات کرنے مین تو انکی ایسی آواز نہین ہے اور
اسی آواز مین بدیع الملک کو یہ سنا دیا کہ مع لوح میرے پاس چلے آؤ تو مین
اس لکاتہ کے قتل کا سامان کرون کہ اسنے آفت برپا کر رکھی ہے یہ کہکر تخت کو
بچالیا بدیع الملک سمجھے کہ یہ خضران ہے بس لوح اور تیغہ لیئے ہوئے قریب
اُس تخت کے آئے اور باواز بلند کہا کہ تو جو فیصلہ کرے گی سب مجھے منظور ہے یہ
کہکر اُس تخت پر پاس لوناچماری کے جا بیٹھے لوناچماری نے یہ دیکھکر
آواز دی کہ آؤ لوح طلسمی لو اور طلسم کشا کو اپنے لو اسے پاس سے جاکر اسکی
صفائی کرادو پیرزالہ کاہنہ نے لاش کو اُن لڑکے لی پھینک دیا اور تخت
کیطرف بڑھی لیکن راہ مین اسکو خیال آیا کہ بھلا لوناچماری کہا اور بہشت کہا
اور یہان آنا اسکا کیسا آجتک کیسے سانحے ہو گئے کیسی بڑی بڑی
خداوندیان مٹ گئین مگر کوئی خداوند خداوندان گذشتہ مین سے کسی کی مدد
کو نہین آیا یہ معاملہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اسمین بھی کوئی فریب ہو یہ خیال کرکے

اسنے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی بالشت بھر کی نکالی اور اُس سے پوچھا
کہ کیون باجی یہ در اصل لونا چماری ہین یا کوئی عیار ہی پتلی سے جواب دیا کہ تمھاری
عقل بڑھاپے مین ضایع ہو گئی ہی اور دماغ مین خلل آگیا ہی لونا چماری کیسی یہ وہی
عیار مکار خضران بن عمرو ہی تم کو فریب دینے آیا ہی اسکی باتو نپر نہ آنا ورنہ پچتاؤگی
یہ سنتے ہی اسنے پتلی کو پھر جھولی مین ڈال لیا اور خضران کیطرف یہ کہتی ہوئی جھپٹی
کہ او دزد مکار مجکو بڑے فریب یاد ہین تو نے مجھی دھوکا دینے چلا تھا اب بچ
کہان جانے لگا یہ کہتی ہوئی اندر منڈھی کے گھس پڑی اور کمر مین خضران کے ہاتھ
ڈالدیا کہ اُٹھا لیجاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھاؤن خضران نے ہنسکر فرمایا کہ
بھئی خوب پہچانا واہ مگر کوئی سحر بھی یاد ہی جو مجھے اُٹھانے کا حوصلہ کرکے آئی ہو اب
مین تمھارے اُٹھائے نہ اُٹھ سکونگا پیرزالہ کاہنہ اب جو خیال کرتی ہی تو ایک
حرف بھی سحر کا یاد نہین سحر بالکل فراموش ہو گیا معمول اس منڈھی کا یہی ہو کہ ساحر
اسکے اندر آکر سحر بھول جاتا ہی جسطرح بارگاہ داؤدی بدیع الملک کے ہاتھ
لگی ہی اُسیطرح یہ منڈھی بھی حضرت داؤد ہی کی بنائی ہوئی ہی اور خواجہ عمرو
اول کو ملی تھی تاثیر اسکی بھی یہی ہی کہ ساحر اندر اسکے آکر سحر بھول جاتا ہی پیرزالہ کاہنہ
نے ہاتھ اپنا خواجہ خضران کی کمر سے نکال لیا اور اُلٹے پاؤن پلٹی تھی کہ خضران
نے کہا لیجیے اسکو یہ جانے نہ پائے یہ کہنا تھا کہ ایک پھندا گلے مین پیرزالہ کاہنہ
کے پڑگیا اور لٹکنے لگی اکوان تاجدار نے جو یہ حالت پیرزالہ کاہنہ کی دیکھی لشکر
بدیع الملک پر جا پڑا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا خواجہ خضران نے
بدیع الملک سے کہا کہ وہان لشکر کا خاتمہ ہوا جاتا ہی جلد اس لکاتہ کو
قتل کرو لوح اور تیغہ سے ہوشیار رہو مین اسکو منڈھی کے باہر نکالتا ہون یہ
سنتے ہی بدیع الملک منڈھی سے باہر آئے تلوار کھینچکر سر پر کھڑے ہوئے
خواجہ خضران نے پیرزالہ کاہنہ کو پھندے سے نکالکر باہر منڈھی کے پھینکا
اسنے چاہا کہ اسم سحر پڑھکر دکھاؤن بدیع الملک نے عکس لوح کا ڈالا سحر
باطل ہوا اُسی ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنا تھا
پیرزالہ کاہنہ کا کہ ایک شور قیامت انگیز برپا ہوا اندھیرا متزلزل ہوئی برقین
چمک چمک کر ادھر اُدھر گرنے لگین آندھیان چلین خاک اُڑی شور گیرودار
برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی چھائی رہی آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
پیرزالہ کاہنہ جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم
اسکے مرتے ہی تمام لشکر صاحبقران ہوش مین آیا ملکہ حصار سحر بند
حسین برق جادو یہ دونون بھی ہوشیار ہوئین اور چمک چمک کر لشکر
اکوان تاجدار پر گرنے لگین اُدھر جوانان لشکر اسلام ہوش مین آتے ہی

زمزم سے نعرے کر کے لشکر حریف پر جا پڑے تلوار برسانے لگے ہر طرف کالی کالی
گھٹا چھائی ہوئی تھی کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی
زمین پر دریا سے خون رواں تھا سم مرکبوں سے گھٹنوں تک غرق خون تھے تمام
میدان میں ایک سیلاب خون کا جاری تھا نہنگ قضا دوڑتا پھرتا تھا کبھی
اِسے نگل گیا کبھی اُسکو کشتی حیات طوفانی تھی موج فنا سے عمر مانند حباب کے ناپایدار
تھی دم رکا۔ بھڑ وسیانہ تھا چنانچہ کبیشر کہتا ہے کبت اُٹھے دل بادل کی سی فوجین
آ وزن لاگین موہن لی سی کوک + گرجت نقارے گھٹا بھری کاری کاری
دبان سے کرپان کرکن لاگین چمکن لاگین بجلی سی میانن مین شمشیرین تو نہین تو نہین
سی گرے لاگین چھون + اور پیلی پیر ہوتی لو ہو سی سر پرن سے دھانن کے کھیت
کے کٹ کٹ سے بچھے جات ہین جھڑی لاگی گولی اور تیرن کی سے ابر سیاہ
دھواں نکالا اُٹھا تھا چارسو + کوندا تھا برق تیغ کا ہر وقت روبرو + ایسے زور
شور سے تلوار چل رہی تھی کہ اللہ اکبر لیکن اکوان تاجدار ایک شعلہ جوالہ
بنا ہوا لشکر کو جلا رہا تھا ہر ایک کے خرمن حیات کو پھونک رہا تھا
جب بدیع الملک مع تیغہ و لوح قریب اسکے پہونچتے تھے اور چاہتے تھے
لہ عکس لوح کا ڈالکر اسکو مارون یہ سحر کرکے بلند ہو جاتا تھا اور وہ جو دو نہرین
متعلق اسکے ہمراہ تھین اون نہرون مین پوشیدہ ہو کر دم لیتا تھا اور چادر
مچھلیون کی لشکر بدیع الملک پر گراتا تھا کہ ہر مچھلی شرارہ بنکر گرتی تھی
اور لوگون کو جلاتی تھی جب کچھ دیر دم لے لیتا تھا تو پھر حملہ کرتا تھا بدیع الملک
قابو نہ پاتے تھے کہ اسکو قتل کرتے یہ معرکہ دیکھ کر حسین برق جادو اور
ملکہ حصار سحر بند نے یہ مشورت کی کہ اسکو دم نہ لینے دو اور یہ دونون کی
دونون بلند ہوئین اور آفتاب بنکر عکس اپنا ان نہر و نیر ڈالا کہ تمام پانی کھولنے
لگا اکوان تاجدار تڑپ کر پانی کے باہر آیا دیکھا کہ دو آفتاب سحر عکس اپنا
ڈالکر پانی کو کھولا رہے ہین بس اسنے دو ترنج اُٹھا کر مارے کہ وہ پھٹے
اور انمین سے دھواں نکلا اور وہ دھواں سحر ابر بنکر نہر و نیر سایہ افگن
ہو گیا کہ تیزی آفتابون کی پانی پر اثر نہ کرے یہ دیکھ کر حسین برق اور
حصار سحر بند نے کہا کہ اب خاتمہ کا سحر کرلو یہ بھی کیا یاد کریگا کہ یہ
چھوکریان بھی کس بلا کی تھین یہ مشورہ کر کے دونون تڑپ کر آتش
ابر پر گرین کہ ابر دو ٹکڑے ہو گیا مگر دھواں اُس ابر کا ان دونون کے
مشام مین پہونچا بیہوش ہو کر گرین مگر انھون نے گرتے گرتے کروٹ
ایسی بدلی کہ نہر سے دور گرین اکوان تاجدار اب نہر سے نکلکر ان
دونون کیطرف چلا کہ انکو قتل کردون اتنے مین خواجہ خضران پہونچ گئے اور

جال الیاسی مار کر حسین برق اور حصار سحر بند دونون کو نذر زنبیل کر لیا اور
خود بھی گلیم اوڑھ کر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اکوان تاجدار پھر لشکر پر
آ پڑا اور لوگونکو قتل کرنے لگا خواجہ خضر ان نے بدیع الملک کو ایک
مقام پر پوشیدہ کر دیا کہ اسیطرف لڑتا ہوا اکوان تاجدار چلا آتا تھا جیسے ہی
وہ قریب پہونچا بدیع الملک نے ظاہر ہوکر خلس لوح کاڈالا کہ اکوان تاجدار
ہیئت اصلی پر آ گیا بدیع الملک نے دوڑکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ اکوان
کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک شور قیامت برپا ہوا صدائین
گیرودار کی بلند ہوئین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسقدر کہ طلسمی عمارتین تھین سب
مٹ گئین صرف ایک قلعہ باقی رہ گیا جسمین اکوان تاجدار کے اہل وعیال
رہتے تھے لشکر بھی اسکا بھاگنے لگا بدیع الملک اس قلعہ کیطرف بڑھے
حاکم قلعہ مظفر جادو تھا اسنے دروازہ قلعہ کا وا کیا اور اپنے لشکر سمیت قلعہ
کے باہر آیا لشکر اکوان کے ہزیمت یافتہ سپاہی آ کر مظفر جادو کے شریک
ہوئے بدیع الملک نے سامنے پہونچتے ہی آواز دی کہ او ساحر خداوند
تیرا مارا گیا اور طلسم نہ طاق برباد ہوا اب یہ قلعہ باقی ہے اگر تو دین اسلام
قبول کر اور مال واسباب اکوان تاجدار کا مع اہل وعیال میرے سپرد کر تو
مین بھی تجھسے تعرض نہ کرونگا ورنہ تو بھی مثل اور ساحرون کے میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا یہ سنکر مظفر جادو نے کہا کہ یا صاحبقران جب تک میرے
دم مین دم ہے مین اپنے آقا کے ناموس کی حفاظت کرونگا اور کسی کو اس قلعہ مین
داخل نہ ہونے دونگا بعد میرے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا یہ سنکر صاحبقران سامنے
اسکے پہونچے مظفر جادو نے ترنج سحر مارا صاحبقران نے خلس لوح کاڈالا
کہ ترنج ہاتھ سے مظفر جادو کے چھوٹتے ہی گر پڑا اور بدیع الملک کیطرف
نہ گیا بدیع الملک قریب پہونچ گئے مظفر جادو نے تیغ سحر مارا بدیع الملک
نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ خارا شگاف کا مارا اسنے
آنچ کی کہ سپرین پیدا ہوگئین مگر خلس لوح کا پڑتے ہی وہ سپرین جلکر خاک
ہوگئین تیغہ سر پر مظفر جادو کے پڑا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی
اسکے اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے کچھ تو بھاگے باقی سب نے آواز
امان بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان جسنے قبول کیا اُسے چھوڑ دیا جسنے انکار
کیا وہ مارا گیا بدیع الملک مع سرداران نامی و گرامی داخل قلعہ ہوئے
اور حیات خوش جمال کو مع دیگر عورتون کے اسیر کرکے لائے مگر جسوقت
سے نظر اصف انجم طلعت کی ملکہ حیات خوش جمال پر پڑی تھی
اُسیوقت سے انکی یہ حالت تھی کہ دل بے چین تھا راستے ہی مین خواجہ خضران

کو بلا کر کہا کہ اگر یہ عورت مجھے ملے گی تو مین آپ کو بہت کچھ دونگا خضران نے کہا ہے
شہزادہ کہ تمھارے باپ سے کہدون آصف انجم طلعت ڈرے کہ ایسا نہ ہو
صاحبقران کا عتاب آئے خواجہ کی منت کی کہ ان سے ذکر نہ کیجیے گا مگر یہ سن رکھیے
کہ اگر یہ عورت ہمین نہ ملی تو ہم بھی جان اپنی دیدینگے کہ بغیر اسکے اب لطف
زندگی نہین ہے خضران نے کہا جلدی کا کام خراب ہوتا ہے یہ کونسا وقت اظہار
عشق کا ہے صدہا عزیز تمھارے قتل ہوئے ہین صاحبقران کی آنکھون سے
باران برس رہا ہے ہر طرف کہرام مچا ہے ہنوز لاشین تک شہیدون کی نہین اٹھائی
گئی ہین نہ یہ معلوم ہوا ہے کہ کون کون مارا گیا اور کون کون زندہ ہے ذرا صبر کرو و
عورت بھی خداوند طاق سے شخص کی زوجہ ہے ابھی وارث اسکا مارا گیا ہے
جب غم اسکا مخلط ہوئے گا اور یہان بھی کشتون کے دفن و کفن سے فراغت
ہولے گی اسوقت مین وعدہ کرتا ہون کہ یہ عورت سوا تمھارے دوسرے
کے قبضہ مین نہین جا سکتی ہے آصف انجم طلعت نے کہا کہ بہتر اور چند
اشرفیان بھی خواجہ کو دین تا کہ یہ خیال رکھین اور بھول نہ جائین شہزادہ
آصف انجم طلعت بیخود ہو رہے ہین نہ دین کی فکر ہے نہ دنیا کی تصویر ملکہ
حیات خوش جمال کی ہر وقت پیش نگاہ تھی صاحبقران لاشے شہدا
کی اٹھوا رہے تھے اول عزیزون کے لاشے اٹھوا کر دفن کرائے اور بہت
روئے بعد اسکے گنج شہیدان بنایا یعنی ایک بہت بڑا گڑھا کھدوا کر سبکو اسی
گڑھے مین دفن کرا دیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ اہل اسلام کام آئے
اور چار لاکھ کافر مارے گئے سات لاکھ کا رن پڑا جسوقت دفن سے ان شہدا
کے فرصت ہو گئی تو بدیع الملک کبھی قبر فرامرز عاد مغربی پر روتے تھے
کبھی مرقد جمہور جہانسوز تبرزن پر اشک حسرت بہاتے تھے اسیطرح
ہر سردار کے مرقد پر نوحہ و فغان کرتے تھے بعد اسکے کفار کی لاشین ایک
مقام پر جمع کرکے جلا دی گئین اور لاش اکوان تاجدار کی سامنے
بدیع الملک کے لا کر رکھدی فرمایا اس لاش کو کیون رہنے دیا خضران
نے عرض کی کہ یہ وہ شخص ہے جو اس مقام پر خداوند کہلاتا تھا اور کیسا صاحب
عز و وقار تھا اسکی لاش کا نشان بنانا ضرور چاہیے کہ یہ بادشاہ تھا فرمایا
بہتر ہے اب خواجہ خضران اس مقام پر آئے جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال
اسیر تھی حالت اسکی یہ تھی کہ اشک حسرت دیدۂ پر آب سے جاری
تھے پھول سے عارض پر پژمردگی آگئی تھی برس دن کے بچے کو چھاتی سے
لگائے ہوئے اپنے شوہر کو یاد کرکے رو رہی تھی خواجہ نے فرمایا کہ
اے ملکہ اس رونے سے کیا فائدہ ہوگا جو مر گیا وہ زندہ نہین ہو سکتا اب

اس صدمہ و غم کو دور کرو اور اس حیات چند روزہ کو بدمزگی سے نہ بسر کرو خوش نصیب تمھارے کہ اب بھی تمھارے واسطے تاج و تخت موجود ہے یعنے شاہزادہ آصف انجم طلعت شاہزادہ رستم ثانی کے فرزند دلبند تم پر عاشق ہوئے ہین تمھارے باغ جمال کی گلچینی کا حوصلہ رکھتے ہین اسکا پھل دونون کے واسطے اچھا ہے بہتر یہ ہے کہ تم بھی شاہزادہ کو قبول کرو تاکہ اسی جشن مین عقد تمھارا آصف انجم طلعت کے ساتھ پڑھوا دیا جائے ملکہ حیات خوش جمال نے ضبط کیا اور نہایت متانت کے ساتھ خضران کو جواب دیا کہ خواجہ مین بھی سمجھتی ہون کہ اس غم کا رنڈاپا کیونکر طے ہوگا کوئی وارث ہونا ضرور چاہیے مجھے ہر طرح منظور ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ یہ ہے کہ صاحبقران لاش میرے شوہر مردہ کی سپرد کرین تاکہ مین اُسے حسب دستور شاہزادہ دفن کرون اور ایک مرتبہ جی کھولکر اُسکو رولون بعد اُسکے مین ہر طرح موجود ہون مجھے کوئی عذر نہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ کوئی بڑی بات نہین صاحبقران عرض پذیرا کرینگے یہ کہکر خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ کے فرزند برادر ملکہ حیات خوش جمال زوجہ اکوان پر عاشق ہوئے ہین اور ملکہ نے یہ شرط عقد کے بارے مین پیش کی ہے کہ اگر لاش میرے شوہر کی مجکو دیدیجائے اور مین اُسے دفن کر دون تو مجھے عقد بھی کرنے مین کوئی عذر نہین ہے صاحبقران نے کہا کیا مضائقہ ہے لاش اُسکے شوہر کی اُسکے سپرد کر دیجائے وہ جسطرح چاہے دفن کرے یہ سُنکر خواجہ خضران نے لاش سے جا کر ملکہ کے سپرد کی اور حسین برق اور حصار سحر بند کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور تمام کیفیت اکوان تاجدار کے مارے جانے کی بیان کی وہان ملکہ حیات خوش جمال نے حکم کیا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیان جمع کی گئی ہین اور انپر روغن ڈالدیا جائے اور لاش اکوان تاجدار کی لکڑیون پر رکھنے کا حکم دیا اسیوقت سب سامان درست ہو گیا اب ملکہ نے بیٹے کو گود مین لے لیا اور چند خواصین جو کہ نمک حلال اور رازدار تھین اُنکو ساتھ لے کر بالائے قلعہ آئی خبر صاحبقران کو ہوئی کہ ملکہ حیات خوش جمال اپنے شوہر کی لاش جلوانے کو قلعہ مین گئی ہے صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان تماشا اس لاش کے جلنے کا دیکھنے کو آئے کہ کیونکر لاش اکوان تاجدار کی جلائی جاتی ہے ساتھ صاحبقران کے شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت یہ سب شاہزادے بھی تھے دیکھا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیون کا انبار ہے اور لاش اکوان تاجدار کی لکڑیون پر رکھی ہوئی ہے اور ملکہ اُس برس دن کے بچے کو گود مین لیے ہوئے اس حالت سے فصیل قلعہ پر کھڑی ہوئی ہے کہ بال بکھرے ہوئے کپڑے مل مجے

چہرہ اُداس آنکھوں سے سیل اشک جاری اس حالت مین بھی ہزار ہزار جوبن سے تھے
مثل مشہور ہی کہ چاند پر خاک نہین پڑتی میلے کپڑے اسکے حسن ذاتی کو کب مٹا
سکتے تھے بقول شاعر ؎ اگر تُو کاہی گمان شکستہ ملاگیری تھا + رنگ لایا ہی
دوپٹہ ترا میلا ہو کر + ادھر زبان حال سے لاش اکوان تاجدار کی یہ کہہ رہی
تھی کہ ؎ صبحدم لاش پہ میری ہوا خلقت کا ہجوم + دیکھنے آپ بھی وہ ترک
ستمگار لگا + جب جنازہ میرا اُٹھا تو یہ بولا کوئی + ہاتھ کو اسنے ذرا تو بھی تو اے یار
لگا + ہنسکے وہ شوخ یہ بولا کہ اگر یہ مرزہ + جی اُٹھا پھر مرے پیچھے وہی آزار لگا +
یہانتک کہ ہیزم مین آگ دی گئی اور شعلے بھڑک کر بلند ہوئے آصف انجم طلعت
بیتاب ہوگئے کہ گرمی آگ کی اُس جسم نازنین تک پہونچتی ہوگی بھلا یہ پھول سا
جسم اسکا کیونکر متحمل ہوگا خواجہ سے کہا کہ بس اب ملکہ کو سامنے آئیے ایسا
نہو کہ اس شعلہ کی لپک ملکہ کو بھی کھینچ لے اُدھر ملکہ حیات خوش جمال نے
آواز دی کہ کہاں ہین ہمارے حسن کی بہار دیکھنے والے آئین اور اس بہار
کو خزان ہوتے ہوئے بھی دیکھ لین بقول شاعر کہ ؎ ہر عروجے را زوال وہر
بہارے را خزان + لوگ سمجھے کہ جوش غم و الم مین یہ اسطرح کے کلمات
زبان سے نکالتی ہے واقع مین جسکا تخت اُلٹ جائے اُسکے دل سے
پوچھو اب ملکہ حیات خوش جمال شہزادہ آصف انجم طلعت
کیطرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ ای شہریار ذی شان ای پارہ جگر رستم زمان
شاید آپ کو اسوقت تک سابقہ نیک عورت سے نہین پڑا سب عورتین بد ہی
نہین ہوتی ہین مثل مشہور ہی کہ ؎ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا
پنج انگشت یکسان نہ کرد + جو کلمات شوقیہ آپ نے میری نسبت زبان پر
جاری کیے تھے اور وہ مین نے خواجہ خضران کی زبانی سنے میرے لیے
ہر کلمہ برچھی سے کم نہ تھا مگر مین نے مصلحت جانکر سب کچھ سنا اور اسکو
ضبط کیا بلکہ وعدہ کر لیا لیکن اصل یہ ہی کہ بعد اپنے شوہر کے جو کہ خداوند
ناطق کہلاتا ہو جسکو ایک عالم مانتا ہو اور وہ بھی باوجود اس جاہ و
جلال کے میرا ایسا عاشق و شیدا بنا رہا کہ سوا میرے دوسری عورت
کیطرف کبھی چشم رغبت سے اسنے نہ دیکھا کیسی کیسی پیچھا لین اسکی نگاہ
لطف کی امیدوار رہتی تھین مگر وہ میرے ہی حسن دلکش و جانسوز کا پروانہ
بنا رہا اور کسی شعلہ رو پر رغبت نہ کی بعد اپنے شوہر کے زندگی پر خاک ہی
اگر چند روز کے واسطے دنیا کے لطف کو نہ چھوڑا اور نام وفا کو رسوا
کیا تو کیا معشوق وفادار کم دیکھے ہونگے مگر سب بے وفا بھی نہین
ہوتے ہین اگر اسنے ہمارے ساتھ دنیا کو ترک کیا تو ہم بھی اسکے ساتھ

ملک عدم تک جا پہنچے اور چھپا نہ چھوڑ پہنچے کیا اس عمر چند روزہ کے واسطے اسکی روح کو صدمہ دین ای آصف انجم طلعت وای صاحبقران عالیشان ہرچند کہ مین زوجہ اُس شخص کی ہون جو خداوند کہلاتا تھا مگر مین خوب جانتی ہون کہ خدائے برحق اور ہی ہی یہ ایک ساحر زبردست اور بادشاہ جلیل القدر تھا اور قضا اسکی آپ ہی کے ہاتھ سے تھی ورنہ کیا تاب تھی کسی کی جو اسکے اوسنے ملازمونکا بھی مقابلہ کرسکتا چہ جائے آنکہ اُسکا قتل کرنا یہ وہ ہی شہنشاہ ہی کہ

بیت

پاؤن ٹھراتے تھے جنکے رانستے جاتے ہوئے	کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے

تخل جس سر پر چتر خداوندی گردش کرتا تھا آج وہی شامیانہ کا محتاج ہی اشعار

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے
تاج ہین جنکے تکتے تھے گوہر
ہی نہ فرہاد کوہ کن کا پتا
بوے الفت تمام پھیلی ہی
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہی
جس جگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم
صبحدم طائران خوش الحان

آج وہ تنگ گورین مین پڑے
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر
نہ کسی جا ہی تلدمن کا پتا
باقی اب قیس ہی نہ لیلی ہی
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے
اک فقط نام نام باقی ہی
آج اُسی جا ہی آشیانہ بوم
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

دنیا کا ہمیشہ سے یہی رنگ ہی کہ آج ایک کا عروج ہی کل دوسرے کا دور ہی ہرچند کہ میرا نام حیات خوش جمال ہی مگر مین دو تو نکو آگ لگائے دیتی ہون یہ کہکر اپنے لڑکے کو پیار کیا اور کہا کہ ای فرزند خداوند نہ طاق تو خداوند زادہ ہو گر حیف ہی کہ پرورش تیری غلامون کی طرح ہوا اور جوان ہونے کے بعد تو ایک ادنے مجاور زادہ بلکہ کے پیروے کا مطیع ہو لہذا مین اُسی مسافر راہ عدم کے حوالے تجکو بھی کیے دیتی ہون کہ ماں باپ سے زیادہ شفقت کوئی نہین کر سکتا ہی یہ کہکر پھر آصف انجم طلعت کیطرف دیکھا اور کہا کہ لو خدا حافظ یہ کہکر جھم سے اُسی آگ مین کو پڑی شعلون نے بڑھکر اسکو آغوش مین کھینچا اور ساتھ اپنے شوہر کی لاش کے یہ بھی جلنے لگی ساتھ اسکے جسقدر خواصین اور کنیزین اسکی نمک حلال تھین سب اُس آگ مین پھاند پڑین اور جلگئین یہ دیکھ کر جسقدر حاضرین تھے دنگ ہوگئے صاحبقران زمان تصویر حیرت بنے ہوئے تھے کہ ایکبارگی آصف انجم طلعت بھی بیتاب ہوکر فصیل قلعہ پر چڑھ گئے

اور اپنے عزیزون کیطرف دیکھ کر آواز دی کہ او خدا حافظ ہم بھی اس مسافر راہ عدم [illegible]
جاتے ہین اب کوئی ہماری تلاش مین سرگردان و پریشان نہ ہو یہ کہکر یہ بھی اسی مقام
پر جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال کودی تھی کود پڑے لوگ حیات خوش جمال
کی باتون پر ایسے محو تھے کہ کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کب پہونچ گئے گرتے وقت
سب منع کیا کئے اور ہر ایک نے کیسا کیسا روکا مگر یہ کس کی سنتے تھے ساتھ
ملکہ حیات خوش جمال کے یہ بھی جلکر خاک ہوگئے صاحبقران نے گریبان
پھاڑ ڈالا اور فرماتے تھے کہ افسوس اس مقام پر آکر کس کس کو رونا پڑا تھا
کاش مجھی کو موت آجاتی کہ مین یہ حالت اپنے جگر کے ٹکڑون کی نہ دیکھتا ہائے
افسوس کس کس کو روؤن اور سب کے آخر مین یہ آصف انجم طلعت کا داغ
اور بھی روح کو جلائے دیتا ہے قلب مین آگ لگی ہوئی ہے اس نادان نے اس
کافرہ کے ساتھ مفت اپنی جان دی اور اسطرح کہ نہ اب اسکی قبر بن سکتی ہے
نہ خاک خاک کافرہ سے علیحدہ کی جاسکتی ہے یہ فرماکر اسقدر روئے کہ بیہوش
ہوگئے لوگ صاحبقران کو بارگاہ مین لائے بڑی دیر کے بعد امیر ثالث
کو ہوش آیا سردارون نے باتون مین لگایا کہ خیالات انکے درست ہون بعد
اسکے فہرست مال طلسمی کی پیش کی گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ فرد شاہزادہ
شہنشاہ کو ہر کلاہ کو دو کہ وہ اس مال طلسمی کی جانچ کرلین مجھے اس طلسم
کی جیتی خوشی ہونا چاہیے تھی بجائے اسکے وہ غم ہے کہ بیان نہین ہوسکتا
اسلیے کہ جسقدر دشمن مارے گئے اسیقدر دوست کام آئے ہین کس کس
کے خیال کو دل سے بھلاؤن اور کس کس کی یاد کو فراموش کرون کہ یکایک سامنے
سے ایک مرد درویش یزدان پرست نمودار ہوئے اور سلام علیکم کی آواز دیکر
صاحبقران کو فتح طلسم کی مبارکباد دی بعد اسکے اشکبار ہوکر صاحبقران کو
پرسا دیا اور کہا کہ واقعی دنیا ایک سرا ہے جو آیا ہے وہ کل نہ رہا ہی ملک بقا
ہوگا اسکا اعتبار کسی کو نہ کرنا چاہیے کیا آپ ان [illegible] کے واسطے روتے
ہین ایک روز یہی ہر شخص کے واسطے ہوتا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ کوئی اسی بہانے
جاتا ہے کوئی کسی بہانے جائے گا بقول درد ؎ بیٹھے ہین ہو کے دونون [illegible] ہم
گلشن دل مین ہو درد منزل ایک تھی جب راہ کی [illegible] صاحبقران
نے کہا کہ یہ تو مین بھی سمجھتا ہون لیکن بشریت بھی کوئی [illegible] ہر چند ضبط کرتا
ہون مگر آنسو نہین رکتے [illegible] سے دل روتا ہے [illegible] گویا ایک [illegible]
مگر کوئی حالت ہو شکر ہے اس معبود حقیقی کا جسکی عنایت [illegible] تھی اسباب [illegible]
ہے کہ سلطان جنی کو یہانکا بادشاہ کرون اور حرمان جنی کو [illegible] وزیر کردون
انھون نے ابتدا سے ساتھ دیا ہے اور ہر حال مین شریک رہے ہین اور یہی

لوگ وارث بھی اس سرزمین کے ہین کہ سابق مین مسکن و ماوا ان لوگون کا یہی مقام
تھا جفائے اکوان نے ان سب کو تباہ کر دیا تھا درویش نے کہا کہ جو آپ کی تجویز
ہے وہی مناسب ہے مگر ان کشتگان راہ خدا کی رسم فاتحہ خوانی سے تو فراغ حاصل
کر لیجیے بعد اُسکے سلطان جنی کو حاکم کر کے خانہ کعبہ کو چلے جائیے گا فرمایا خیر
دیکھا جائیگا درویش نے زبان سے کہا کہ عقد بھی تو نہایت ضروری امر ہے اسے
فراموش نہ کیجیے گا بدیع الملک نے کہا کہ اس جوش صدمہ و الم مین عقد کا کونسا
موقع ہے درویش نے کہا کہ یہ ضروری امر ہے کہ سلسلہ نسل بنی آدم اسی سے جاری
ہے خواجہ خضران نے کہا کہ ابھی آپ کے ساتھ بہت سے جھگڑے ہین مین
اب رخصت ہوتا ہون اسلیے کہ آپ کی خوشی کے واسطے اور حکم والد ماجد
سے مین نے ایک مرتبہ عزم اپنا ملتوی رکھا اور راہ سے پلٹ آیا آخر
کہانتک اب کچھ زاد آخرت بھی جمع کرنا چاہیے کہ وہان دولت دنیا کام نہ آئیگی
بقول شاعر ؎ دام پیدا کیجیے جو ہو چلی مفلس ہوئے + بیٹھیے مسجد مین جا بنکر
پارسا دو چار دن + بس اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب امور کو ترک
کر کے خانہ کعبہ کو چلے چلین کیونکہ عمر آخر ہو چلی ہے زندگی کا کوئی بھروسا نہین
ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اور حکم دیا کہ سب خیمے اپنے اسی
مقام پر برپا کرین کہ اُن کشتگان راہ خدا پر رو بھی لین چنانچہ حسب الحکم
صاحبقران عالیشان خیمے برپا ہونے لگے تھوڑے عرصہ مین تمام
خیمے خرگاہ بارگاہ وغیرہ استادہ ہو گئے اول صاحبقران عالیشان نے دو
رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ خداوندا جسطرح تو نے فتامی نہ طاق
عنایت کی اُسیطرح سے مجھے خانہ کعبہ پہونچا دے تاکہ مین زیارت سے اُس
مقام متبرک کی مشرف ہو کر تیری یاد و عبادت مین مصروف رہون یہ فرما کر
بہت روئے اتنے مین شام ہو گئی فریضۂ مغرب مین کو ادا کیا اب سب
سردار اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے بدیع الملک بھی مع ملکہ روشن گہر
و خواجہ خضران و حسین برق جادو ایک خیمہ مین آ کر بیٹھے عوض مین گانے
بجانے کے ذکر کشتگان کرتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ زلف
لیلائے شب کمر تک پہونچی جوانان اسلام خیمون کے جاگے ہوئے
تھے اطمینان کے ساتھ سو رہے کہ یکایک لشکر عین الزمان نور الزمان
مین شور اکوان تاجدار کا نعرہ ہوا اور چالیس ہزار پتلہ ہائے سحر طلسمی سے
اکوان تاجدار آ کر گرا اور لوگون کو قتل کرنے لگا ہر طرف سے شور و غل کی صدا
کانمین عین الزمان اور نور الزمان کے پہونچی یہ بھی اپنے اپنے
خیمون سے نکل آئے اور لڑنا شروع کیا صبح تک جنگ رہی آخر تکرار قریب

غرض یہ دونون شاہزادے بھی مارے گئے اور لشکر بھی انکا کام آگیا اگوان تاجدار
تو پتلہ ہاے طلسمی لوہے کے جسطرف سے آیا تھا اسیطرف چلا گیا اور یہان
صاحبقران زمان نے جو آکر دیکھا تو سب کو کشتہ پایا بہت روئے اور
انسین اٹھکر اردمن کرائین لیکن متحیر تھے کہ مین نے تو اسکو قتل کر ڈالا تھا
اب یہ کیا پھر پیدا ہوگیا خضران سے ارشاد کیا کہ یہ کیسا معرکہ ہے کہ
عین الزمان و نور الزمان مع لشکر قتل کیے ہوئے پڑے ہیں
اور حریف کی ایک لاش بھی نہ ملی ایسے بہادر صف شکن جنھون نے
صاحبقران اول کے زمانے سے لیکر اسوقت تک ہزار ہا معرکے
جیتے ہزارون کافرون کو واصل جہنم کیا وہ اسطرح قتل ہو گئے کہ حریف کا ایک
آدمی بھی انکے ہاتھ سے قتل نہ ہوا جلد اس راز کو بیان کرو کہ یہ کیا بھید ہے وہ
اگوان کونسا تھا جسے مین نے قتل کیا اور یہ اگوان کونسا ہے جسنے اب خروج
کیا ہے خواجہ خضران نے جواب دیا کہ آپ جب پوچھتے ہین مجھی سے پوچھتے
ہین کیا اور کوئی عیار آپ کے لشکر مین نہین ہے اور یہ بات تو عیار سے پوچھنے
کی ہے بھی نہین اسکو تو کسی نجومی یا رمال سے دریافت کیجیے مین کیا جانون جو
میرا کام تھا وہ مین کر چکا کہ پیرزال کاہنہ ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسنے تمام طلسم
نہ طاق کو اپنے پر چہاپے احکام سے ہر نیک و بد کی خبر دی تھی اور زمانہ
بربادی بتلا دیا تھا اور اسوقت مین نے اسکو مارا ہے کہ لشکر کا خاتمہ ہوا جاتا
تھا سوا آپ کے سب بیہوش پڑے تھے اگر یہ ہوا اور پیرزالہ کاہنہ
زندہ رہتی تو سب قتل ہو جاتے ایک آپ اکیلے اگر طلسم فتح کر کے رہجاتے
تو کیا حاصل تھا آپ کے زمانے مین کسی عیار نے ایسی عیاری کی ہو تو
مجھے بتا دیجیے یہ مفاخرت میری کیا بجا ہے ہان امیر اول و امیر ثانی کے
زمانے مین جد بزرگوار یا والد ماجد نے شاید ایسی عیاری کی ہو اس معرکہ
سے مین بالکل بیخبر ہون کہ کس شخص نے ان لوگون کو قتل کیا اور کسنے آکر شبخون
مارا صاحبقران زمان نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ اب تم سے نہ پوچھین گے
اور اسیوقت ایک بارگی برپا کرائی اور آپ نے وضو کر کے داخل ہوئے اور
دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو عالم و دانا
قادر و توانا ہے تجھ پر سب حال روشن ہے کہ مین کس مصیبت مین مبتلا ہوا
ہون ہر چند کہ تیری مدد سے مین نے ایسے طلسم کو فتح کیا جسکے نام
سے لوگون کے اندام مین رعشہ پڑتا تھا اور کسی کا حوصلہ نہ ہوتا تھا
کہ اسطرف کا رخ بھی کرے مگر ہمت میری تھی اور مدد تیری تھی کہ یہ
طلسم فتح ہو گیا مگر اب یہ کیا ماجرا ہے کہ فرزند میرے قتل ہو رہے ہین اور

دشمن کا پتہ نہیں ملتا کیسے کیسے دوست اور کیسے کیسے عزیز آنکھوں کے سامنے
دنیا سے اٹھ گئے اور پھر بھی مفر نہیں ہے مجھے اس لوح کے ذریعہ سے آگاہی ہو
کہ یہ کیا معرکہ گذرا کس نے ان لوگوں کو قتل کیا یہ دعا کر کے کچھ اسماء الٰہی ورد زبان کیے
اور لوح کا ملاحظہ کیا فوراً حروف روشن ہوئے اور یہ عبارت نظر آئی کہ اے
بدیع الملک واقع میں جیسی جفائیں کہ تم نے اس طلسم کے فتح کرنے میں اٹھائیں
ہیں نہ حمزہ اول پر پڑیں نہ امیر ثانی پر گذریں اور ان لوگوں کی قضا آچکی تھی جو
اس مقام پر قتل کیے گئے اور ابھی بہت سے اجل رسیدہ تمہارے لشکر
میں موجود ہیں کہ ان کی خاک بھی اسی مقام کی ہے لیکن تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جنکو
تم نے قتل کیا وہ الوان تاجدار نہ تھا بلکہ اصلی شبیہ تھی اور اسی کے نام پر یہ
طلسم بنا تھا تم نے لوح پا کر تمام دربوزوں کو توڑا الوان طلسمی کو مارا اور الوان
اصلی ابھی زندہ ہے اور اصل یہ ہے کہ قضا اسکی تمہارے ہاتھ سے نہیں ہے اسکا
قاتل وہ شخص ہے جو بعد تمہارے صاحبقران رابع ہوگا اور یہ الوان جو شبخون
مار رہا ہے یہ بھی الوان اصلی کی ایک شبیہ ہے بعد اسکے قتل ہونے کے تم کو
اطمینان حاصل ہوگا اور تم خانہ کعبہ چلے جانا کہ صاحبقرانی تمہاری تمام ہوئی
اب اور شخص کار در ہوگا اور تم کو خبر نہیں کہ طلسم نہ طاق کہاں تک تھا بہت سے
مرحلے اسکے جو لوح طلسمی کے علاوہ تھے وہ اور لوگوں کا حصہ تھے جنہوں نے
ان مقامات کو معاف کیا اور وہ سب کے سب اسی طرف چلے آتے
ہیں لیکن راہ میں ہیں دیکھیے کس وقت پہونچتے ہیں تم کو چاہیے کہ قتل الوان
کی کوشش کرو ہرچند کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہاں کسی کا گذر ممکن نہیں اسلیے
کہ وہ مقام ساختہ اور شخص کا ہے اور نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن تم صاحب
اقبال اور اس الوان کے بھی قاتل ہو کیا عجب ہے کہ کسی صورت سے پتا
اسکا مل جائے بس اس سے زیادہ پتہ لوح سے نہیں مل سکتا یہ دیکھ کر
صاحبقران کو نہایت تردد ہوا خضران نے بھی بہت کوشش کی عیار نکلے
دور دور ڈھونڈھا مگر کہیں اسکا پتہ نہ لگا آخر عیار بھی پریشان ہو ہو کر پلٹ آئے
آج شب کو بھی وہی معرکہ گذرا کہ جب آدھی رات گذری تو لشکر امیر الزمان
و تورج و خورشید میں ہنگامہ برپا ہوا اور الوان تاجدار مع پتلہ ہائے
طلسمی جنکی تعداد چالیس ہزار تھی آکر لشکر پر گرا اور قتل عام کرنے لگا تینوں
ہاشمی شمشیر بکف اپنے اپنے خیمہ سے باہر آئے اور تلوار پکڑ کر لشکر حریف پر
گرے اور صبح تک یہی جنگ رہی بدیع الملک خبر پا کر دوڑے جس وقت تک
پہونچیں پہونچیں تینوں سردار ونکا مع فوج و رفقا خاتمہ ہو گیا زمین پر لاشیں
پڑی تھیں بچھیں اور الوان تاجدار مع فوج چلدیا بدیع الملک نے

گریبان چاک کیا اور حال اپنا پریشان کیا ہر چند تلاش کی مگر کوئی لاش حریف کی نہ ملی اُسی حال پر ملال میں لاشون کو دفن کیا اور فرمایا کہ آج میں خود لشکر کا طلایہ پھرونگا جسوقت شام ہوئی تو فریضۂ مغرب کو ادا کر کے خفران کو ساتھ لیا اور گرد لشکر کے طلایہ پھرنے لگے لوح گلے میں پڑی ہوئی تھی تیغہ خارا شگاف کمر میں لگا ہوا تھا بانہاے صاحبقرانی تن پر آراستہ کیے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ نعرۂ الکوان تاجدار کی آواز گوش زد ہوئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا تو لشکر سلطان جنی میں ہنگامہ پایا جلدی سے تلوار کھینچکر جھپٹے وہان اتنے عرصہ میں الکوان تاجدار نے سلطان جنی کو قتل کیا حصار سحر بند تڑپ کر خیمہ سے نکلی اور اپنے آئینہ کا عکس ڈالکر بہت سے پتلہاے طلسمی اسنے جلادیے لیکن الکوان تاجدار نے شعلہ بنکر آئینہ پر عکس ڈالا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور اُسی آئینہ میں سے ایک شعلہ نکلکر حصار سحر بند پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر دیا شور گیر و دار بلند ہوا بیرون نے شور کیا کہ گفتی مرا نام من حصار سحر بند جادو بود حیف مریم وجان دادیم و بہ مطلب خود رسیدیم یہ آواز جو صاحبقران کے گوشزد ہوئی بیتاب ہو کر لوح چمکاتے ہوئے قریب خیمۂ سلطان جنی کے آئے الکوان تاجدار تو پتلہاے طلسمی کو لیکر چلدیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ لاش حصار سحر بند اور سلطان جنی کی پڑی ہوئی ہے اور تمام رفقا و ملازم سلطان جنی کے قتل کیے ہوئے پڑے ہیں بدیع الملک کو مثل اپنے دیگر عزیزون کے ان دونون کا بھی صدمہ ہوا لاشین اُٹھوا کر دفن کین جوانی پر ان دونون کی افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا بدنصیب یہ دونون تھے جنکو وصل میسر نہ ہوا اور نامراد دنیا سے اُٹھ گئے یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے اور خفران کو حکم دیا کہ ملکہ روشن گہر اور حسین برق جسقدر عزیز و احباب ہمارے ہیں سب کو بارگاہ داؤدی میں لیجا کر رکھو ایسا نہ ہو کہ ان سب کا حال بھی وہی ہو جو اور لوگون کا ہو چکا ہے خواجہ خفران نے جا کر روشن گہر اور حسین برق کو بارگاہ داؤدی میں مقیم کیا اور تمام عزیزان صاحبقران کو پیام صاحبقران کا پہونچایا ہر ایک جا کر بارگاہ داؤدی میں مقیم ہوا لیکن اسد غازی پاس صاحبقران زبان کے آئے اور کہا کہ میں زندگی سے سیر ہون یہان اگر کسی کے داغ نہیں دیکھے ہان اگر آپ بھی بارگاہ داؤدی میں قیام کیجیے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے پاس لوح ہے میں بارگاہ میں نہ رہونگا اسد نے کہا کہ میں بغیر آپ کے بارگاہ داؤدی میں نہ جاؤنگا غرضکہ اسد غازی خیمہ میں بدیع الملک کے آگر

اور خفران کو طلب کرکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خفران بایمان خود تجھکو تین
تین دن کی مہلت دیتا ہون اگر تم نے اس زمانہ مین الکوان ملعون کا پتہ نہ لگایا
تو اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ
کرینگے اور اگر پتہ لگا دیا تو جان بخشی کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ انعام دونگا
یہ سنتے ہی خفران لرز گیا اور کہا کہ سبحان اللہ مادہ برا عطائے ضعیف ہیں یزدا
ہمارا قتل تو آسان ہے الکوان کو قتل نہین کرتے جو ستمہا اوسکے دیتا ہے وہ جو تمھارے
دادا پردادا سے حرکت کی تھی وہی طریقہ تم نے بھی اختیار کیا بھلا اسمین میرا کیا
اختیار ہے مین کیونکر اوسکا پتہ لگاؤن جسکا نشان لوح نے بھی نہ بتایا بدیع الملک
نے کہا بس زیادہ باتین نہ بنا مین کوئی عذر و حیلہ تیرا سماعت نہ کرونگا کوئی ہے اسکو
گرفتار کرو اور ضمانت اس امر کی لو کہ اگر یہ تین روز کے اندر کوشش کرکے
پتہ الکوان کا نہ لگائے گا یا بھاگ کر جائے گا تو عوض اسکے ضمانت کرنیوالا
مجرم قرار پائے گا خفران نے کہا واہ اے عرب بے مروت کیا انصاف کیا ہے سبحان اللہ
بھلا ایسی ضمانت کون کرے گا اسد غازی نے کہا کہ مین ضامن ہون یہ ضرور
کوشش کرکے پتہ الوان کا لگائینگے اور تعمیل ارشاد کرینگے اگر کوتاہی کرین یا بھاگ
جائین تو مین ذمہ دار ہون خفران نے اسد غازی کیطرف دیکھ کر کہا کہ آپ کو کچھ تو
وہ زمانہ یاد ہوگا جب کہ تمھارا اسکندر رنجبار انگیز ہاتھ سے آس بن الکوس کے
مارا گیا اور ناک اسکی دادا صاحب نے کاٹ لی تو صاحبقران نے بھی عمرو کے
لیے حکم قتل جاری کیا تھا اور جب وہ بجکر نکل گئے ہین تین مرتبہ حاضر ہو ہوکر
غدر کیا مگر پذیرا نہ ہوا ہر مرتبہ گرفتار کرکے دشمن کے حوالے کر دیا مگر خدا نے
اسکو بچایا اور جب وہ پکڑکر چلے گئے ہین تو یہ حکم تھا کہ کوئی نام بھی اسکا نہ لے
وہی حرکت آج انھون نے میرے ساتھ کی ہے اگر آپ ضمانت نہ کرتے تو مین بھی
قتل ہو جاتا کیا خوب ہماری قسمت مین کیسا حیلہ ملا ہے یہ کہتا ہوا اور روتا ہوا بارگاہ
سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جاتے جاتے ایک درہ کوہ مین پہونچا
درہ کے منھ پر ایک طرف جال الیاسی لگایا اور دوسری جانب کمند آصفیائے
باصفا لگاکر خوب اپنی حفاظت کا انتظام کرکے کہ اگر کوئی آئے تو وہ پھنس
جائے زمین کو بالون سے جھاڑا اور اشکون سے چھڑک کر بیٹھے اور دونون
ہاتھ بلند کرکے استغاثہ کرنے لگے کہ اے خالق عز و جل تو حلال مشکلات جہان
ہے اس میری مشکل کو بھی حل کر بدیع الملک کی بیمروتی اور بد خلقی تجھ پر
بھی روشن ہے اگر پتہ الکوان ملعون کا مین نہ لگا سکا تو قتل ہو جاؤنگا اور
اسکا پتہ لگانا میرے امکان کی بات نہین ہے ہان اگر تو مدد کرے تو سب
کچھ ممکن ہے اب مین تیری مدد کا امیدوار ہون تا وقتیکہ نہین بیٹھے بیٹھے مجکو پتہ

اُس کافر خاسر کا نہ ملے گا اسوقت تک مین یہانسے نہ جاؤنگا چاہے بدیع الملک
اسی جگہ آکر مجکو قتل کرے لیکن اور بعد تین روز کے یہ جال اور کمند بھی اُتار لونگا یہ
استغاثہ کرنے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اتنا دن اور ساری رات اسی
حالت مین بسر ہوئی نہ کچھ کھایا نہ پیا بلکہ یہ عہد کرلیا تھا کہ اب نہ کھاؤنگا نہ پیونگا
جب تک کہ گوہر مدعا ہاتھ نہ آئے گا اسی حالت مین قریب صبح دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ دعا تیری درگاہ ایزدی مین مستجاب ہے
تو اس کوہ کے پہلو کیطرف جانا اور دیکھنا ایک انبار آتش کا تجکو نظر آئے گا
اُسکے اندر ایک شخص بند ہے کہ نام اسکا حوران بیابانی ہے اُس سے کہنا کہ اگر
ہم تجکو اس بلا سے نجات دین تو تو ہم کو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے
پہونچا دے گا کہ جو رہا اُسکے پاس ہے جب وہ اقرار کرے تو یہ اسم پڑھکر اس آتش
پر دم کرنا وہ آتش سرد ہو جائے گی اور حصار ٹوٹ جائے گا اور حوران خود نکل آئے گا
حوران اسی درویش کا قیدی ہے اور اُسی کا ملازم ہے اسوجہ سے اُسکے ذریعے سے آستانہ
درویش تک رسائی ممکن ہے اسکے سوا کوئی راستہ نہین پتا سکتا ہے نہ وہانتک
پہنچا سکتا ہے نہ اُس مقام سے واقف ہے وہ مقام سب کی نگاہون سے پوشیدہ
ہے اور الکوان نہ طاقی بھی اُسی درویش کے مکان مین ایک گوشہ مین جا کر پوشیدہ
ہوا ہے اسی سبب سے حال الکوان کا نہین معلوم ہوتا یہ فرما کر وہ مرد بزرگ
نظرون سے پوشیدہ ہوگئے خضران نے سجدہ شکر ادا کیا اور کوہ کے پہلو پائے
اور مرد بزرگ کی ہدایت کے موافق اُس مقام تک پہونچے جہان آگ روشن
تھی اور حوران بیابانی اُسی آگ کے اندر مقید تھا خضران نے سلام کیا اور
کہا اے شخص اگر مین تجھے رہا کردون تو تو بھی کچھ میرے کام آئے گا اُسنے جواب دیا
کہ جو کام میرے کرنے کا ہے اُسمین دریغ نہ کرونگا خضران نے کہا کہ مجکو پاس
درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچا دینا یہ سنکر حوران کچھ دیر خاموش
رہا آخر اقرار کرنا پڑا کہ سوا اسکے رہائی کی کوئی صورت نہ تھی جسوقت اقرار
ہو گیا تو خضران نے وہی اسم متبرک مرد بزرگ کا تعلیم کیا ہوا پڑھا اور اُس
آتش پر دم کیا فوراً آگ فرو ہوگئی اور حوران بیابانی باہر آیا خضران نے کہا کہ
بس اب دیر نہ کرو اور جلد مجکو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچاؤ
حوران نے کہا کہ مین بھوکا اور پیاسا ہون ابھی مجھ مین طاقت چلنے کی
نہین ہے خواجہ نے زنبیل سے خرما اور روٹی نکالکر اُسکو کھلائی اور پانی
پلاکر سیر و سیراب کیا اب حوران کے ہوش و حواس درست ہوگئے
کہا کہ اب چلیے خواجہ خضران نے اپنی صورت ایک درویش کامل کی
بنائی اور نام اپنا درویش ہلا کو تجویز کرکے پشت پر حوران کے سوار ہوگئے

توران تنوا ہمراہ ہوکے طرف قیطان گوشہ نشین کے روانہ ہوا انکو توراہ مین چھوڑیے اور اب حال الکوان نہ طاقی کا سنیے کہ آج کی شب کو اس ملعون اسد کے لشکر پر چھاپہ مارا اسکے تمام رفقا بارگیان برپا کیے ہوئے علیحدہ علیحدہ بیٹھے تھے اور اسد غازی مع ضرغام شیر دل ہمراہ بدیع الملک کے بیٹھے ہوئے تھے اور جاگ رہے تھے ، ہان الکوان نے قتل و قمع شروع کر دیا پتلہ ہاے طلسمی تلوارین لیے ہوئے لشکر کے قتل مین مصروف تھے جسپر تلوار ماری دو پارہ ہوا تلوارین انکی نہ سپر سے رکتی تھین نہ جوشن و بکتر کو مانتی تھین اپنر کسی کا حربہ کارگر نہ ہوتا تھا اور نہ خود الکوان تاجدار سرداران لشکر کو قتل کر رہا تھا کسی پر شعلہ گرایا کسی کو گود کھینچ مارا کسی پر ترنج کسی پر نارنج اسیطرح ہر سردار کے مقابلہ کو جاتا تھا اور اُسے قتل کرتا تھا کہ اسی اثناء مین شاہزادہ بدیع الملک اور اسد غازی آ پہونچے جہان پتلہ ہاے طلسمی لشکر کو قتل کر رہے تھے اور اسد غازی الکوان تاجدار کیطرف متوجہ ہوئے اول حال بدیع الملک کا سنیے کہ انھون نے عکس لوح کا جو النا شروع کیا جس پتلے پر عکس لوح پڑا وہ جلکر خاک ہوا اب تو یہ پتلے بھی بھاگنے لگے اور بدیع الملک اُن پتلونکو جلاتے ہوئے چلے اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ الکوان تاجدار میرے فرزندونکو قتل کر چکا اور اب اور سردارون کو تلاش کر رہا ہے بس یہ پشت پر الکوان کی اسطرح پہونچے کہ اُسنے آتے ہوئے انکو نہ دیکھا بس قریب پہونچتے ہی کمند باری کہ ساتون حلقے گلے مین الکوان تاجدار کے پڑے جلدی سے جھٹکا مارا کہ الکوان تاجدار کمند مین اُلجھ کر زمین پر گرا اسد نے آواز دی کہ اے بدیع الملک جلد آؤ کہ مین نے الکوان تاجدار کو گرفتار کیا ہے ایک ہاتھ مار کر کام اسکا تمام کرو کہ تم صاحب لوح ہو اور مین مجبور ہون کہ قضا اسکی میرے ہاتھ سے نہین ہے بدیع الملک یہ سنتے ہی دوڑے کہ کام الکوان کا تمام کرون لیکن جب تک پہونچین پہونچین یہان الکوان نے اف کی کہ تمام حلقے کمند کے جل گئے اور الکوان دھوان بنکر نکل گیا جاتے وقت اسنے آواز دی کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی میرے ہاتھ سے نہ تھی جو بچ گئے خیر مین نے بھی لشکر کا کستھوا کر دیا اور اب ایسی جگہ جا کر پوشیدہ ہوتا ہون کہ اگر تمھارے فرشتے بھی ڈھونڈینگے تو مجھکو نہ پائینگے یہ کہکر اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوا یہان صبح کو جو دیکھا اور لاشونکو پہنچانا تو ابراہیم بن مالک لندھاوہ بن لندھور جمہور بن جمہور مقبول بن مقبل وفادار عدیل بن عادی ، مرزنگ بن مرزبان و علقمہ بن جمہور فرزیل بن فرامرز تین بیٹے اسد غازی کے یعنے معروف غازی غضنفر غازی

ضیغم شیر شکار یہ سب مقتول پڑے تھے اور برادر اسد رستم خو بھی
قتل ہو چکا تھا صاحبقران نے ان سب کو دفن کیا اور باچشم گریان
و دل بریان داغ بر دل مع اسد غازی و شہنشاہ گوہر کلاہ جانب بارگاہ
داؤدی روانہ ہوئے راستہ انھیں لوگوں کے ذکر وفاداری و تہور شعاری
میں ختم ہوا یہانتک کہ داخل بارگاہ ہوئے بار بار آہ سرد دل پُر درد سے
کھینچکر ارشاد کرتے تھے کہ واقع میں سوا ذات باری تعالے کے بقا کسی کو
نہیں ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا بقول شاعر ؎ رہے گی غنچہ میں رنگت نہ گل
میں بو باقی + یہ سب مٹیں گے تجلی پر رہے گا تو باقی + یہ سفر ایک روز ہر شخص
کو طے کرنا ہوگا فرق اتنا ہی ہے کہ کوئی آگے روانہ ہوا کوئی گردپس کاروان کیطرح
پیچھے رہ گیا لیکن گرتے پڑتے سبھی پہونچیں گے کافر ہو یا مسلمان مرتد ہو یا
قبا حسب ایمان انجام سب کا موت ہے بقول درد ؎ شیخ کعبہ ہو کے پہونچا
ہم کنشت دل میں ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + اے یاران
رفتگان اس پس ماندہ کا کچھ خیال نہ کیا خیر دیکھا جائے گا انشاء اللہ ہم بھی
بہت جلد آکر تم سے ملحق ہوتے ہیں ؎ موت سے کسکو رستگاری ہے + آج
وہ کل ہماری باری ہے + اب ان سب کو تو حالت سوگ نشینی انتظار
خضران بن عمرو ثانی میں چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال کشتہ ساحران ریش
تراشیدہ کافران خواجہ خضران بن عمرو ثانی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو حوران بیابانی
کو رہا کرنے کے بعد چلے تو جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ وسط
صحرا میں ایک بہت بھاری پتھر پڑا ہوا ہے حوران بیابانی نے خواجہ کو اتار دیا
اور کہا کہ بس منزل میری تمام ہوئی اب اگر آپ سے یہ پتھر ہٹ سکے
تو اسے ہٹایئے ایک دہنہ نقب کا نمودار ہوگا آپ اُس دہنہ میں داخل
ہوجیے گا بس یہی راستہ مکان درویش کا ہے جسوقت راہ طے ہو جائے گی
تو آپ مکان درویش قیطان گوشہ نشین میں پہونچ جایئے گا خواجہ
نے دیکھا کہ پتھر اتنا بھاری ہے جو دیو سے بھی نہ اُٹھ سکے گا بھلا میری کیا
حقیقت ہے جو اُسے اُٹھا سکونگا کھڑے ہو کر سوچنے لگے سوچتے سوچتے
ایک ترکیب ذہن میں آئی بیساختہ بول اُٹھے کہ وہ مارا پتھر ہٹا دیا حوران
نے کہا کیا خوب یہ کیا آپ نے کھڑے کھڑے خواب دیکھ لیا پتھر تو اُسیطرح
اپنے مقام پر موجود ہے خضران نے کہا کہ دیکھو ابھی ہٹا جاتا ہے یہ کہکر قریب
اُس پتھر کے آئے اور کمند آصفیہ باصفا زنبیل سے نکالکر ایک سرا
کمند کا اُس پتھر میں باندھا اور دوسرا جا کر ایک درخت پا ئدار میں باندھا
اور معجزہ طلب کیا کہ اے کمند کھینچ لے اس پتھر کو بس یہ کہنا تھا کہ کمند

پھر پھینچ آیا حوران نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ گویہ تحفہ آپ کے پاس تھا اور
اسی کی مدد سے آپ نے اس پتھر کو دیکھا مگر ایسا سوجھنا یہ بھی آپ ہی کیواسطے
ہے بھلا دوسرا کیا سوچ سکتا ہے ان تحفہ جات کے لائق بھی آپ ہی ہین خواجہ
نے کہا کہ اب چلو یہ سنکر حوران خوب درویش سے گھبرا گیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ
مجھے تو معاف رکھیے جسوقت استاد مجکو دیکھین گے تو آپ کی نہین معلوم کس
بلا مین مبتلا کرینگے کہ رہائی دشوار ہو گی خضران نے کہا کہ اچھا تم اسی جگہ
ٹھہرو کہین جانے کا قصد نہ کرنا مین خطا تمھاری عفو کرا کر تمھین خدمت درویش
مین طلب کرونگا یہ کہکر آپ دہنہ نقب مین داخل ہوئے دیکھا کہ دہنہ نقب
نہایت تاریک ہے ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا بھلا راہ کیونکر ملی ہو گی اسیوقت
فتیلہ عیاری روشن کیا اور اس راہ کو بہت جلد طے کرکے اس مقام پر پہونچے
کہ جہان درویش قیطان گوشہ نشین بیٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ ایک مرد
بزرگ باریش دراز و سفید بہ شکل دو زانو بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین اور
بخور لوبان عنبر اگر وغیرہ کا ہو رہا ہے تمام مکان خوشبو سے بسا ہوا ہے اور کچھ عطر
ہار پھول وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہین سبھی چیزین از قسم خوشبویات موجود ہین
نظر جو درویش قیطان کی خواجہ خضران پر پڑی نہایت حیران ہوئے اور
بغور انکی طرف دیکھا چونکہ خضران بھی اسی لباس مین تھے اور درویش ہلاکو
بنے ہوئے تھے بڑھ کر کہا یا اللہ درویش نے جواب دیا کہ موجود اللہ اب
دونون فقیر وہین بولی ٹھولی کی گفتگو ہونے لگی جو فقرا مین رائج ہے لیکن درویش
قیطان حیران تھا کہ یہ کیونکر مجھ تک پہونچا کیا یہ مجھ سے بھی زیادہ صاحب
کمال ہے جو اسنے راہ مخفی کو پیدا کیا اور یہان تک پہونچ گیا ادھر خضران پریشان
تھے کہ درویش تک رسائی ہو گئی لیکن اکوان تہ طاقی ابھی تک نظر
نہین آیا کیا یہ میری محنت و مشقت یون ہی رائگان جائے گی اور مین بدیع الملک
کے ہاتھ سے تنگ ہی ہوجاؤنگا اور ادھر اکوان ملعون ایک گوشہ مین بیٹھا
ہوا متحیر تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ مین نے تو اس مقام کو نہایت محفوظ سمجھ کر
دامن پناہ کا لیا تھا کہ اس مقام تک کوئی نہ پہونچ سکے گا مگر یہ درویش اسنے
بھی بڑھے ہوئے اور پہونچے ہوئے معلوم ہوتے ہین جو اس مقام تک
پہونچ گئے اب انسے ملاقات پیدا کرکے طلسم کشائی شکایت انسے کرنا
چاہیے اگر پشتی پر ہوگئے تو پھر فتاح طلسم میرا کچھ نہ کرسکے گا یہ سوچکر اپنے
مقام سے چلا گویا اپنے پاؤن سے اپنی قبر کیطرف چلا اور سامنے دونون
درویشون کے آکر نہایت ادب کے ساتھ سلام کیا درویش قیطان نے
سر اٹھا کر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے خضران تو اسکو دیکھ کر بہت

خوش ہوئے کہ خیریتہ تو لگا اب شاید کچھ کار برآری ہو یہ تو دل مین یہ خیال کر رہے ہین
کہ اسکو کس ترکیب سے گرفتار کرون اور اکوان نے درویش قبطان سے عرض
کی کہ مین بادشاہ نہ طاق ہون نہ طاق سے یہان آیا ہون درویش قبطان نے کہا کہ تجھے
یہانتک پتہ کیونکر ملا اکوان نے کہا کہ میرے سرپرست حکیم فیلقوس ثانی تھے
جنکی وجہ سے مین خداوند نہ طاق بنگیا اتنا بڑا اور مضبوط طلسم میرے قبضۂ اقتدار
مین تھا کہ جسکے نام سے ساحران عالم تھراتے تھے حکیم فیلقوس نے ہوا کو
ایسا مسخر کر دیا تھا کہ مین ہر مقام کے حال سے مطلع ہوتا تھا جس جگہ جو واقعہ
گذرتا تھا اُسکی خبر مجھ تک پہونچ جاتی تھی تمام نہ طاق مین میری حکمرانی تھی رفیقان
جان نثار اور شیران خوش کردار وزیران آزمودہ کار میری خدمت مین حاضر رہتے
تھے افواج بیشمار میرے قبضہ مین تھین اور مین نہایت اطمینان کے ساتھ طلسم
نہ طاق مین بسر کرتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک شخص جسکا نام بدیع الملک
تھا فوج بیشمار و سرداران نامدار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے آیا تھا اُسکا
نہایت مکار تھا پہلے تو خوب لڑائیان ہوئین چونکہ طلسم کی بنا مین نے
اپنی شبیہ پر بانیان طلسم سے قائم کرائی تھی اس بنا پر مین نے اپنی شبیہ کو قتل
کرا دیا اور اپنی جان بچا کر گوشہ پناہ لیا اور اس مقام کا پتہ مجھکو اُنھین حکیم
فیلقوس ثانی سے ملا تھا کہ وہ مقام ایسا ہے جہان کوئی پہونچ نہین سکتا جب
وقت مصیبت مجھ پر پڑا اور مین تنہا رہ گیا تو اس مقام پر آکر پوشیدہ ہوا ہر چند
کہ مجھ سے اور بدیع الملک سے بڑے بڑے مقابلے ہوئے اور وہ صاحب
فوج تھا مگر میرا کچھ نہ کر سکا اور میری نانی صاحبہ ملکہ سر زالہ کاہنہ نے تو لشکر
آدھا کر دیا تھا مگر برا ہو اُس عیار مکار کا کہ اُسنے آکر نانی صاحبہ کو قتل کیا اور
میرے لشکر کے صدہا ساحر و نکو مارا اُسوقت مین نہایت پریشان ہوا مین نے
مصلحت وقت سمجھکر اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا دیا اور آپ چالیس ہزار پتلہ ہاے
طلسمی تیار کر کے شبخون مارنا شروع کیے یہانتک کہ اکثر رفیقان و عزیزان
طلسم کشا کو قتل کیا اب معدودے چند باقی رہ گئے ہین وہ ہی تین ملعون ہین
اُنکو بھی قتل کرائے ڈالتا ہون لیکن آبرو میری آپ کے ہاتھ ہے کہ مین نے
آپ کے یہان آکر دامن پناہ کا لیا ہے یہ سنکر قبطان گوشہ نشین تو متحیر
ہوئے اور خواجہ خضران نے آواز دی کہ او ملعون پہچان کہ مین وہی تیرا
ملک الموت اور عدوے جان ہون جسنے تیری نانی لکاتہ کو مارا تھا یہ کہتے
کہتے حلقے کمند آصفیاے باصفا کے کھول لیے اور ادھر تو اپنے کلام کو ختم
کیا اُدھر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین اکوان تاجدار کے پڑگئے جھٹکا
مارا کہ اوندھے منھ گرا اکوان نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن ہر چند اُن اُن

کرتا ہے شعلے اسکے دہن سے نکلتے ہیں مگر کمند پر کوئی اثر نہیں ہوتا اگر دوسری کمند
مثل کمند اسد غازی کے ہوتی تو کمند جل جاتی اور اکوان پھر نکل جاتا اور
جون جون یہ تڑپتا ہے کمند اور جسم میں پیوست ہوتی جاتی ہے اب خضران اپنی
ہیئت اصلی پر آسکے اور منھ پر ہاتھ پھیرتے ہی اور صورت ہوگئی اکوان نے
صورت جو خواجہ کی دیکھی اندام میں رعشہ پڑگیا اور درویش قیطان گوشہ نشین
متحیر تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے پہلے کچھ ہیئت تھی اب کچھ صورت ہوگئی لیکن اکوان
نے جانب فلک چشم حسرت سے دیکھ کر یہ شعر پڑھا ❁ فریاد زدست
فلک سفلہ مزاج + شہزادہ بخواری و گدا زادہ بناز + افسوس کہ وہ اکوان تاجدار
جو خداوند طاق کہلاتا ہو اور جسکے قبضہ اقتدار میں ہزاروں ساحر ہوں وہ
آج ایک عیار مکار کے ہاتھ سے بندھا ہوا کھڑا ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ کوئی ناصر
و مددگار نظر آتا ہے یہ کہکر رونے لگا درویش قیطان گوشہ نشین کا دل بھر آیا
خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ جائے عبرت و تاسف ہے کہ اتنا بڑا شخص کیسا
بے بس ہوگیا ہے خیر اول تو آپ اپنے یہانتک پہونچنے کا حال بیان کیجیے
کہ کس نے آپ کو اس مقام کا پتہ دیا اور یہانتک پہونچایا بعد اسکے یہ کہ
اکوان کو چھوڑ دیجیے کہ اسکو حکیم فیلقوس ثانی نے عزت دی تھی اور اس مقام کا
پتہ بھی انھوں نے بتایا تھا جو مجھ تک پہونچا اور اسنے دامن پناہ کا لیا اور
میں نے چند سبق حکیم سے پڑھے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ جسکو وہ عزت دیں
وہ میرے گھر سے ذلیل ہوکر اسیر ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اول تو میرے
آنے کی کیفیت سنیے کہ میں کیونکر اس مقام تک پہونچا مجھے خواب میں
ایک درویش نے بشارت دی اور پتا آپ کا بتایا میں نے جاکر قید
آتش سے آپ کے شاگرد حوران بیابانی کو ببرکت اسماء الٰہی رہا کیا
اور اسی کے ساتھ اس مقام تک پہونچا جہاں تک نقب پر پتھر رکھا ہوا
تھا اور وہ پتھر نہایت وزنی تھا مگر مدد پروردگار سے میں نے اس پتھر کو ہٹایا
اور اس مقام تک آیا اور یہ راہ نقب کی درہ کوہ میں واقع ہوئی تھی اور
نہایت تاریک تھی مگر قسمت رسا تھی کہ اس مقام تک میں پہونچ گیا
اور آپ سے ملاقات ہوئی اور ہیئت اسلیے بدل لی تھی کہ یہ ملعون مجھے
دیکھ کر بھاگ نہ جائے یہ سنکر قیطان گوشہ نشین نے حوران کو بلایا اور
کہا کہ بیشک میں نے اسکو مقید کیا تھا بارہ برس سے وہ حصار آتش
میں تھا اور ایک روٹی میں نے اسکو دے کر کہدیا تھا کہ جس روز یہ روٹی
ختم ہوگی اسی روز رہا کرنے والا تیرا آئے گا حوران سے اس بات کو
دریافت کیجیے چنانچہ جسوقت حوران بیابانی سامنے آیا تو اس سے

دریافت کیا حوران نے کہا کہ بیشک بارہ سال مجھکو قید آتش مین گذرے کل وہ روئی
تمام ہوئی اور اسی کی صبح کو آپ تشریف لائے اور مجھکو اس قید سے رہا کیا خواجہ
نے شاہ صاحب سے سعی کر کے قصور حوران کا عفو کرا دیا جب قیطان گوشہ نشین
نے خطا حوران کی معاف کی تو خضران سے کہا کہ اب میری خاطر سے آپ
اسکی خطا بھی عفو کر دیجیے اور اسکو رہا کر دیجیے خضران نے کہا مین تعجب کرتا
ہون کہ آپ ایسے کافر کی سعی کرتے ہین جسکے سر پر ہزار ہا مسلمانونکا خون ہے اور
اب بھی وہ قتل مسلمانان سے باز نہین ہے باوصفیکہ آپ خود بھی مسلمان ہین یہ
وہی اکوان تاجدار ہے جسنے لاکھون بندگان خدا کا خون کیا ہے اور کرورہا کا ایمان
برگشتہ کر کے اُنسے اپنی پرستش کرائی ایسا خدا کو بھول گیا کہ آپ خدا بن بیٹھا
شاہ صاحب نے کہا کہ عیسے بدین خود موسیٰ بدین خود جیسا کچھ اسنے کیا ہے اُسکی
سزا روز حشر مین پائیگا جب یہ اپنی بدی سے باز نہ آئے تو آپ نیکی سے
کیون باز رہیے خضران نے کہا کہ اسکے ساتھ نیکی کرنے مین اپنے ساتھ
بدی ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر مین اسکو خدمت بدیع الملک مین نہ پہونچاؤنگا
تو وہ عرب مجھکو قتل کر ڈالیگا کہ قسم کھا چکا ہے پس اگر آپ اسکا قتل ہونا نہین
پسند کرتے تو میری گردن کاٹ کر بدیع الملک کے پاس بھیجدیجیے دوسرا
یہ امر ہے کہ یہ گنہگار میرا نہین ہے ورنہ مین آپ کا حکم بجا لاتا بلکہ یہ گنہگار ہے
بدیع الملک کا بخشنا نہ بخشنا اُنکا فعل ہے سے اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے
تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + ہان یہ ممکن ہے کہ مین
سفارش اسکی بدیع الملک سے کرونگا اور اگر یہ اسلام اختیار کریگا
تو کچھ سفارش کی ضرورت نہین ہے بدیع الملک اسے خود ہی چھوڑ دینگے اور
اسکا ملک بھی اسی کو دیدینگے بلکہ اگر اور ممالک کی خواہش بھی رکھتا ہوگا
تو اور ملک بھی صاحبقران عنایت کرینگے درویش قیطان گوشہ نشین
نے اکوان کیطرف دیکھ کر کہا کہ اے اکوان بات بھی رہتی ہے اور جان بھی بچتی
ہے یہ صورت صلح اچھی ہے تو دین اسلام کو قبول کر اور اس کینہ دیرینہ کو اپنے
دل سے نکال ڈال یہ سُنکر اکوان تاجدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے
لگا کہ کیا خوب انصاف آپنے کیا ہے بھلا خیال تو فرمایئے کہ جو خود خداوند کہلاتا
ہو وہ ایک خدا پرست کا مطیع بنے ہان اگر بدیع الملک کو دعوی
خداوندی ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ بڑے خداوند کہلاتے مین چھوٹا خداوند بنجاتا
وہ تو اپنے کو خدائے نادیدہ کا بندہ ظاہر کرتے ہین پھر مین کیونکر اُنکی اطاعت
کرون اسکے علاوہ تمام طلسم برباد ہوا عزیز دوست رفیقان جان نثار و وفا شعار
بکام آچکے حیات خوش گذرا ایسی معشوقہ اور ایک فرزند جو اسی کے

بطن سے تھا دونون آگ مین جلکر رہ گئے اور رفاقت بدیع الملک کی اختیار نہ کی تو اب مین کب اطاعت اختیار کر سکتا ہون یہ سُنکر درویش قیطان گوشہ نشین خاموش ہو رہے خضران نے درویش قیطان سے کہا کہ مین چاہتا ہون اب صاحبقران زمان کو بھی لاکر آپ سے ملاؤن فرمایا کہ بالفعل مین چلہ مین ہون اور قریب ہے کہ چلہ میرا تمام ہو مین خود کسی مقام پر اُنسے مل لونگا لیکن تمھین قسم ہے اسکے پیدا کرنے والے کی کہ جہانتک ہو سکے اکوان کی رہائی کی کوشش کرنا اور اسکو بھی سمجھانا شاید یہ خدا پرست ہو جائے خضران نے کہا جیسا آپ ارشاد فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا مین کوئی دقیقہ اسکی رہائی مین ہرگز فروگذاشت نہ کرونگا یہ کہکر اکوان کو داخل زنبیل کیا اور شاہ صاحب سے رخصت ہو کر چلے شاہ صاحب مع حوران بیابانی خواجہ کے پہونچانے کو تا بہ دہنہ نقب آئے اور اُسی پتھر کو جالی ایاسی سے کھینچکر دہنہ نقب پر رکھکر آپ سمت لشکر اسلام رواہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور یہانسے دو کلمہ داستان صاحبقران ولشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین کہ یہ بانتظار خواجہ خضران بیٹھے ہین تیسرا روز ہے صاحبقران بار بار اسد غازی سے ارشاد فرما رہے ہین کہ آپ نے اُس دزد مکار کی ضمانت کی ہے آج تیسرا روز ہے اور اُسکا پتہ بھی نہین اسد غازی ارشاد فرما رہے ہین کہ یا صاحبقران ایسا نہین ہے کہ خضران نہ آئے یہ تو خیال کیجیے کہ وہ کتنے بڑے کار اہم کے انجام دینے کو گیا ہوا ہے کہ دوسرے کا حوصلہ بھی نہ پڑتا خضران آج شام تک ضرور واپس آئیگا اور اگر نہ آئے تو مین اُسکے عوض موجود ہون کہ یکایک جانب آسمان سے لکۂ ابر بلوری نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے ایک ساحر نمودار ہوا کہ یہ نہنگ پر سوار تھا جسم اسکا مانند شیشہ کے روشن تھا اسنے میدان مین پہونچکر نہنگ کو زمین پر اتارا یہ وہی بلور برق افگن جادو ہے جو سپہ سالار ملکہ ذو الخیام جادو کا تھا اور اسنے پیاس ملکہ افسونہ سحر ساز کے قلعہ پنہان سے کنارہ کشی کی تھی اسوقت یہ نہ طاق مین آکر پہونچا اور حال بربادی طلسم سے آگاہ ہوا معلوم ہوا کہ اکوان تاجدار اپنے ہمشبیہ کو قتل کرا کر پوشیدہ ہو گیا اور لشکر طلسم کشا پر شبخون مارا کرتا ہے یہ سُنکر بلور برق افگن جادو بتلاش اکوان تاجدار چلا کہ اگر خداوند سے ملاقات ہو جائے تو شرکت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جانب صحرا روانہ ہوا اور ایک مقام تجویز کر نجوم خانہ تیار کیا اور سحر جگانے مین مصروف ہوا تھا سے کارروا اتفاقات روزگار کہ سوسن سبزہ زبان جادو بھی باغ

گل افشان سے جو بھاگی تھی تو اس صحرا مین آکر پہونچی اور بلور برق افگن کو پہچانا
اسنے طاؤس سحر کو زمین پر اُتارا اور بلور برق افگن جادو سے حال بیابان
خزان بہار کا پوچھا بلور نے تمام ماجرا بیان کیا کہ میرے سامنے تک ملکہ
ذوالحجام جادو زندہ تھین لیکن نقابدار یاقوت پوش مع ملکہ
افسونہ سحر ساز جادو قلعہ پنہان تک پہونچ گیا تھا سوسن سیہ زبان
نے کہا کہ کیا افسونہ بھی خدا پرستون کی شریک ہوگئی بلور برق افگن جادو نے
کہا کہ اگر شریک نہ ہوتین تو اپنے ماموں کے ملازمون کو قتل نہ کرتین اور
دشمنونکو مدد نہ پہونچاتین بعد اسکے سوسن سیہ زبان نے اپنا واقعہ بیان
کیا کہ ملکہ گل افشان جادو بھی اپنے ماموں سے برگشتہ ہوگئین اور مجھ پر سحر
کرکے سحر میرا پلٹ دیا ہی تو جانتا ہی کہ سحر میرا کس قیامت کا تھا کہ جس سے جو
کہدیا وہ اُسنے مان لیا اور اب وہ حالت ہی کہ جو جس سے کہون وہ اُسکے
خلاف کرے گا جب تک یون بات کر رہی ہون وہاں تک غنیمت ہی
اگر اسم سحر سے کام لون اور کوئی بات تم سے کرون تو تم بھی اُسکا اُلٹا جواب
دوگے مین یہان اس امید پر بھاگ کر آئی تھی کہ خداوند سے سحر اپنا درست
کراؤنگی اور جنگ مین شریک ہونگی بلور برق افگن نے کہا کہ خداوند
کو پوشیدہ ہوگئے ہین اور ہم شبیہ کو اپنے قتل کرا دیا مین بھی اسی فکر مین
یہان آکر بیٹھا ہون کہ آج شب کو جو خداوند لشکر اسلام پر شبخون مارین
تو اُنکی شرکت کرین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ رائے تمھاری صائب
ہی مین بھی اتنا دن یہین گذارتی ہون شب کو دیکھا جائے گا یہ کہکر یہ بھی
اسی صحرا مین اُتر پڑی مگر سحر تیار کرنے سے مجبور تھی کہ ملکہ گل افشان جادو نے
اسکو کسی کام ہی کا نہ رکھا تھا تقضائے کار و اتفاقات روزگار ہمتر ضرغام شیردل
واسطے بالادوی کے نکلا تھا اس صحرا مین گذرا اسکا ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر
اور ایک ساحرہ زبردست بیٹھی ہوئی باتین کر رہی ہی ضرغام سمجھ گیا کہ یہ تلاش
مین اکوان تاجدار کی آئے ہونگے اور ضرور ہی انکی ذات سے کوئی نہ
کوئی فتنہ برپا ہوگا حال انکا دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی اور سامنے
بلور برق افگن جادو کے پہونچا اور بطریق ساحران اسکو سلام کیا
بلور برق افگن جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو
جواب دیا نام میرا مہیب سرمست جادو ہی مین فرستادہ خداوند
اکوان تاجدار ہون اور اسواسطے آیا ہوا ہون کہ جو لوگ تلاش خداوند
اکوان تاجدار مین آئین اُنکو خدمت مین خداوند کی پہونچا دون

اسلیے کہ اب خداوند ایسے مقام پر ہین کہ بغیر راہبر کے کسی کا گذر اُن تک ہو نہین سکتا یہ سُنکر بلور برق افگن جادو اور سوسن سیہ زبان دونون نہایت خوش ہوئے ور کہا کہ ہمین جلد خدمت خداوند مین لے چلیے اسلیے کہ ہم لوگ اپنے اپنے مرحلہ پر سے نقابداروں کے تباہ کیے ہوئے یہا تنک پہونچے اور یہان بھی تباہی کا سامنا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم برباد ہوگیا جدھر دیکھو سوا دشمنون کے دوست نظر نہین آتا مجبوراً اس صحرا مین آکر قیام کیا اور منتظر تھے کہ جسوقت خداوند شبخون مارینگے تو اُنکی شرکت کرکے ان خداپرستونکو برباد کرینگے ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند نے ہماری خبر لی اور آپ کو بھیجدیا اب ہمین ایک پل یہان ٹھہرنا شاق ہے جسوقت خدمت خداوند مین پہونچینگے تو اسے عرض کرینگے کہ آپ کی بھانجیان نقابدارون کی شریک ہوگئیں ور چوکیان راستون کی انھون نے مٹا دین یہ سُنکر ضرغام شیردل جو مہیب سرمست بنا ہوا تھا دل مین کہنے لگا کہ اب انکا چھوڑنا کسیطرح درست نہین ہے یہ خیال کرکے ایک ایک سیب نکالکر ان دونو نکو دیا اور کہا کہ یہ سیب خاص باغ بہشت کا ہے اگر کھاؤگی تو خدمت خداوند مین پہونچ جاؤگی کہ اسکی تاثیر یہی ہے کہ تمھین اہل دنیا نہ دیکھ سکینگے اور تم انکو دیکھو گی اور راستے بہشت کے نگاہ ہونکو معلوم ہونے لگین گے یہ سُنکر وہ سیب ان دونون نے لے لیے اور ایک سیب بلور برق افگن جادو نے کھا لیا اور دوسرا سوسن سیہ زبان نے سیب کھاتے ہی آسیب اجل انکے سر پر سوار ہوا کہ یہ دونون برہنہ ہوکر ناچنے لگے ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مارکر دھم سے گرے بس انکا گرنا تھا کہ مہتر ضرغام شیردل نے نعرہ کیا اور دونو نکو ایک ہی پشتارہ مین باندھکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے یہان بدیع الملک انتظار خضر ان مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ضرغام شیردل پشتارہ بدوش آکر پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کسکو گرفتار کر لایا ضرغام نے پشتارہ کھولکر سوسن سیہ زبان اور بلور برق افگن جادو کو نکالکر پیش کیا اور حالات انکے بیان کیے کہ یہ دونون ملازم ہین افگوان ملعون کی چوکیاں انکی نقابدارون نے آکر تباہ کین اور یہ دونون بھاگ کر افگوان کی تلاش مین آئے تھے اور شبخون مین شرکت کرنے کا قصد رکھتے تھے حضور کے اقبال سے مین پہونچ گیا جو ان دونو نکو گرفتار کرکے حاضر خدمت کیا یہ سُنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ ان دونون کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو ضرغام نے دونو نکو ستونسے باندھکر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ان دونون کی کھلی اپنے کو ایک بارگاہ فلک جاہ

مین ستون سے بندھا ہوا پایا پھر آنکھین بند کر لین اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہم سے کیا خطا ہوئی جو یہ حالت ہماری بنائی گئی ہر ضرغام شیر دل نے کہا کہ تم دونون بارگاہ صاحبقران مین ہو خداوند تمہارا دزد مکار تھا کہ طلسم برباد کرائے اور اپنے رفقا اور اعزا کو قتل کرا کے آپ پوشیدہ ہوا ہر اور مہیب سرمست مین ہون جسنے تم کو عیاری کرکے گرفتار کیا آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا ضرغام شیر دل ہر یہ سنکر دونون تھر تھر کانپنے لگے اور دل مین کہتے تھے کہ واقع مین عیاران لشکر اسلام بلائے بد ہین اتنے مین جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق حاضر خدمت ہوئی اور بعد صفت وثنا کے عرض کی کہ خواجہ سلامت مہتر خضران بھی آتے ہین صاحبقران کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی فرمایا کہ سردار واسطے استقبال کے جائین چنانچہ تمام سردار جسقدر یہان موجود تھے خضران کے استقبال کو روانہ ہوئے اور باعزاز تمام لا کر داخل بارگاہ کیا خضران نے سلام کرکے نگاہ نیچی کر لی صاحبقران نے فرمایا کہ کہو خواجہ کیا خبر ہر کوان کو گرفتار کیا یا نہین خضران نے منہ بنا کر اور ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بھلا کوان کا پتہ کب مل سکتا ہر مین نے آپ کے حکم کے موافق تین روز اُس ملعون کی تلاش کی مگر پتہ نہ پایا آخر واپس آیا اس خیال سے کہ اسد غازی نے میری ضمانت کی ہر آپ کے اُنکے بے لطفی نہ ہو ورنہ مین اُسی طرف سے خانہ کعبہ چلا جاتا اور اب زندگی مین صورت نہ دکھاتا بدیع الملک نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ بعد تمہارے جانے کے یہان یہ سانحہ گذرا کہ کوان ملعون نے شبخون مار کر اسد غازی کے تینون فرزندون کو بھی قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ سردارون مین سے چند کس رہ گئے ہین اور کل شہید ہوئے اسد غازی کے بارہ ہزار قزاقون مین سے ایک نہ بچا سب مارے گئے افسوس کہ یہ داغ اُٹھانے کے واسطے ہم زندہ رہ گئے اب تم بھی اپنی مصیبتین بیان کرو کہ ہم سے چھوٹ کر تم پر کیا گذری خضران نے اپنی پریشانی صحرا مین ٹھوکرین کھاتا پہاڑون سے سر ٹکراتا بیان کیا اور کہا کہ اے بدیع الملک تم ہی خیال کرو کہ ایسے پر آشوب زمانے مین اُس کافر خاسر کا کیونکر پتہ مل سکتا باینکہ تم صاحب لوح ہو اور فتاح طلسم اسیر بھی کوان سامنے آکر نکل گیا بس مین اگر اُسکو پا بھی جاتا تو کیا کر سکتا تھا سوا اسکے کہ اپنی جان دیتا لیکن مجبوری یہ ہر کہ قضا تو میری تمہارے ہاتھ سے ہر کوان مجھے کیونکر ملتا ہرچند مین نے تلاش کی اور کوئی دقیقہ اُسکی گرفتاری بلند فرو گذاشت نہین کیا مگر اُس ملعون کا پتہ نہ پایا اب مجھے قتل کر دیجیے سنکر بدیع الملک نے کوئی جواب خضران کو نہین دیا مگر ساقی سے اشارہ کیا

کہ اُسنے دو جام بھر کر پیش کیے بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے دونوں مین سودہ
الماس ملا دیا اور ایک جام خضران کیطرف بڑھا دیا دوسرا جام اپنے ہاتھ
مین لے کر فرمایا کہ خواجہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ طلسم فتح کر لیا اور دشمن کو
گرفتار نہ کر سکے خیر جو مرضی معبود مگر اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے کہ تمام
عزیز و احباب قتل ہو گئے اب مجھ مین طاقت کسی کا داغ دیکھنے کی نہیں ہے
نہین اپنے قول سے پھر سکتا ہون مین نے کہدیا تھا کہ اگر اندر تین یوم کے
اکوان کا پتہ نہ لگا یا تو تم کو قتل کرونگا لہذا مین اپنے قول کا پابند ہون اور ہرگز
تمھارے قتل سے باز نہ آؤنگا اور بعد تمھارے زندگی ہیچ ہے کوئی لطف
زندگی نہین لہذا ایک جام تم پی لو اور ایک مین پی لون کہ جھگڑا پاک ہو
اب جو ہونا ہوگا وہ ہمارے بعد ہوگا سامنے توند ہوگا نہ ہم ہونگے نہ
کسی کا داغ دیکھین گے خضران کا دل ان باتون سے بھر آیا اور ضبط کر کے
کہنے لگا کہ ای بدیع الملک میرا جام پینا تو بجا ہے کہ مین گنہگار تمھارا ہون
لیکن تمھارا جام زہر پینا بالکل پست ہمتی کی دلیل ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ میری ہمت تو بیشک پست ہو چکی ہے جب آصف انجم طلعت
دنیا مین نہ رہین تو ہم زندہ رہکر کیا کرینگے یہ فرما کر چاہتے تھے کہ جام ہونٹھون
سے لگا کر پی جائین کہ خضران نے ایک ہاتھ مارا اور جام گر کر ٹوٹ گیا
شراب زہر آلودہ بہ گئی اور قدمون سے لپٹ کر کہنے لگا کہ یا صاحبقران
کبھی بھی یہ غلام آپکا خالی پڑا ہے جو ارادہ کیا وہ آپ کے اقبال سے پورا ہوا
مین نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس ملعون کو گرفتار کیا اور زنبیل مین
ڈالکر لایا ہون کہ راستے مین اسکا کوئی مددگار نہ لیجائے اور مجھ سے اسکو
چھین نہ لے یہ سُنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ خواجہ جلد اس ملعون
کو زنبیل سے نکالو کہ جی گھبراتا ہے خواجہ نے اکوان کو زنبیل سے نکالا
اور ایک ستون سے اسکو باندھ دیا چونکہ خاصہ بارگاہ داؤدی کا یہ ہے
کہ ساحر اندر اس بارگاہ کے آکر سحر بھول جاتا ہے لہذا اکوان تاجدار
اور بلور برق افگن اور سوسن سیہ زبان یہ سب سحر بھولے ہوئے
تھے اب خواجہ نے تمام سرگذشت اصلی اپنی سامنے صاحبقران زمان
کے بیان کی درہ کوہ مین بیٹھ کر استغاثہ کرنا دعا کا قبول ہونا مرد بزرگ کا
آکر پتہ حوران بیابانی کا بتانا بعد اُسکے اپنا روانہ ہو کر حوران کو رہا کرنا اور
ساتھ حوران کے درویش قیطان گوشہ نشین تک پہونچنا اور وہان
اکوان کو بعد گفتگو گرفتار کرنا سب بیان کیا صاحبقران نے خضران
کی اس ہوشیاری پر آفرین کی اور خضران سے حال گرفتاری بلور برق افگن و

سوسن سبزہ زبان بیان کیا اور حضرت ضرغام شیردل کی نہایت تعریف کی کہ
اس ستم میں انھوں نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ دو پیشتا رون کو تنہا لائے اب
صاحبقران زمان بلور برق افگن کیطرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
کیا کہ تو اپنا حال بیان کر بلور برق افگن نے تمام ماجرا بربادی بیابان
خزان بہار نگار کا ہاتھ سے نقابداران قاف کے بیان کیا اور یہ بھی خبر دی
کہ بھائی بھی خداوندی اُن نقابداروں کی شریک ہے یہ سنکر الوان تاجدار
نے ایک آہ کھینچی اور فلک کیطرف دیکھا کہ سب اپنے دشمن ہو گئے
لیکن صاحبقران باقبال نے اسد غازی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ
نقابداران قاف کون لوگ ہیں اسد دلاور نے فرمایا کہ تمھارے ہی
کنبے والے ہونگے اور یہ شان وشوکت خدا نے کسکو عطا کی ہے لیکن
حضرات نے عرض کی کہ سب دعویدار صاحبقرانی کے ہیں اب آپ تو
خانہ کعبہ جانے کا عزم رکھتے ہیں پھر بعد آپ کے بھی کوئی صاحبقران ہونا
چاہیے بعد اسکے صاحبقران سوسن سبزہ زبان سے مخاطب ہوئے اور
فرمایا کہ تو اپنی سرگذشت بیان کر اسنے بھی حال نقابدار یاقوت پوش کے
آنے کا بیان کیا اور کہا کہ میں لشکر کو اُسکے تباہ ہی کر چکی تھی مگر بھائی بھی خداوند
کی ملکہ گل افشان جادو نے آکر قیامت کر دی سحر میرا پلٹ دیا جس سحر
سے لوگ میرے مطیع ہوا کرتے تھے وہی سحر ایسا پلٹ گیا کہ دوست دشمنی
پر آمادہ ہو گئے فرمانبرداری نافرمانی کرنے لگے آخر میں نے باغ کو چھوڑ دیا اور
راہ نہ طاق اختیار کی صاحبقران نے اسد کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ
ان نقابداریاقوت پوش سے تو میں اتنا واقف ہوں کہ جسوقت
قوم عاد نے مجھپر لشکر کشی کی ہے اور میں بیابان نہ طاق میں نابینا ہو رہا تھا تو
انھوں نے آکر مدد کی تھی اور مجکو مع لشکر ہاتھ سے اُن ظالموں کے بچایا
تھا اسد غازی نے کہا کہ مجھسے بھی اُنسے ملاقات ہوئی تھی ایک مقام پر
میں ایک ساحر کے دام میں پھنسا تھا تو یہ نقابدار میری رہائی کیواسطے
آئے تھے لیکن خود بھی اسیر بلا ہوئے تھے تو نقابدار ابلق سوار نے
آکر ہم دونوں کو رہا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار ابلق سوار کون
شخص ہے اسد غازی نے کہا کیا کہوں ای بدیع الملک گرز اس نقابدار
کا گرز سام بن نریمان سے کم نہیں ہے اور شان وشوکت رعب وداب
بھی بیان نہیں ہو سکتا مجھ ایسا چرب زبان اور اُسکی بات کا معقول جواب
نہ دے سکا عجب نہیں ہے کہ بعد آپ کے وہی صاحبقران وقت ہو کہ
میری نگاہ میں سوا اسکے اس رتبہ کے لائق دوسرا سردار نہیں معلوم ہوتا

صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی لائق صاحبقرانی ہین
بین تے اسکے زور و جرادت کا تماشا آنکھون سے دیکھا ہے کہ بہرام عاد سے
پہلوان کو اسطرح اٹھا لیا تھا جسکو مردان عالم دیکھکر وجد کرتے تھے اور طوفان عاد کو
مع گرگدن اٹھا کر میل آہنی پر مارا تھا کہ پیلا اسکی چور ہو گئی تھی ابد غازی
نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش کو بھی پسینے آ گئے تھے جب گرز پر نقابدار ابلق سوار
کے زور کیا تھا یہ سُنکر صاحبقران کو حیرت ہوئی فرمایا کہ خدا جسکو چاہے عزت
دے کسی کو اپنی شان و شوکت پر مغرور نہ کرنا چاہیے یہ فرماکر اکوان کیطرف
مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے اکوان تاجدار آج وہ خداوندی کہان ہے اور وہ
رفقا و جان نثار کیا ہوئے جنکے زور سحر پر تجھکو ناز تھا دیکھا تونے قدرت
پروردگار عالم کو کہ اسنے مجھ ایسے ناتوان کو تجھ پر غالب کیا کہ تیرے علم و یقین
مین میرا مارڈالنا مجھ اور چیونٹی سے زیادہ آسان تھا اکوان نے یہ کلمات
سُنکر گردن جھکالی صاحبقران نے فرمایا کہ لے جاؤ اسکو اور سمجھاؤ شاید یہ راہ
راست پر آجائے خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ درویش قیطان نے
اسکی سفارش بھی کی تھی کہ اگر یہ اسلام قبول کرے تو اسے رہا کر دینا صاحبقران
نے فرمایا کہ بایمان خود اگر اسوقت یہ دعوت اسلام قبول کرے تو یہان سے
ممالک اسکو واپس دیتا ہون اور اپنے عزیزون کے خون سے بھی دست بردار
ہوتا ہون اور اور ملک و مال جسقدر یہ طلب کرے دینے کو موجود ہون
مگر مجکو یقین نہین کہ یہ دین اسلام کو قبول کرے گا خضران نے اکوان کو
داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ اسکو سپہر ہمارے ملکون کی گرائی جائے اور
صاحبقران عالیشان بلور برق افگن و سوسن سبزہ زبان کیطرف
مخاطب ہوئے اور ارشاد کیا کہ دیکھا تم نے اپنے خداوند کو کہ کیا انجام ہوا
اور کس ذلت و خواری کے ساتھ مثل تمھارے اسیر ہوا کوئی سحر بھی کام
آیا بلور برق افگن نے تو گردن جھکالی اور کہا کہ واقع ہین یہ اگر خداوند ہوتا
تو بندون کے ہاتھ سے اسطرح ذلیل نہ ہوتا لیکن سوسن سبزہ زبان سوچی
کہ اب بغیر فریب کیے جان بچتی نظر نہین آتی بظاہر مسلمان ہو کر اگر بن
پڑے تو خداوند کو بھی رہا کرا دے کر یہان سے نکل چل پھر دیکھا جائے گا
یہ سوچکر اسنے بھی مثل طوطے کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی بلور برق افگن
از سر صدق مسلمان ہوا صاحبقران نے دونو نکو خلعت عنایت فرمایا اور
واسطے تعلیم دین کے عازم شعبدہ باز کو مقرر کیا کہ یہ اچھی طرح اصول
مذہب سے واقف ہو چکا تھا جبکہ رات ہوئی اور عازم شعبدہ باز
ان دونون کو اصول مذہب اسلام سمجھا کر سویا بلور برق افگن بھی سو رہا

لیکن سوسن سبز زبان جاگی اور اس فکر میں تھی کہ کسیطرح پتہ اکوان تاجدار
کا ملے تو اسکو بھی رہا کرے چند دن اکوان کا پتہ ملنا تو محال تھا کہ وہ زنبیل
میں قید تھا لیکن سوسن سبز زبان نے عازم شعبدہ باز کو بزور سحر اسیر
کیا اور بلور برق افگن کو جگا کر کہا کہ میں نے اس نمک حرام کو تو گرفتار کر لیا
ہے اور اس سے بہتر نکلجانے کا وقت نہ ملے گا کہ پردۂ شب ہے سب غافل
ہیں اگر تم کو بھی کچھ پاس نمک اکوان تاجدار کا ہو تو نکل چلو اور فکر رہائی خداوند
میں مصروف رہو ورنہ میں تو جاتی ہوں یہ کہکر اسنے پر پرواز پیدا کیے اور
عازم شعبدہ باز کو پنجہ میں دبا کر لے اڑی بلور برق افگن جادو نے دیکھا
کہ یہ بیگانہ عازم کو لیے جاتی ہے صبح کو صاحبقران مجھ سے پوچھینگے تو کیا جواب
دے گا اگرچہ یہ سحر و ساحری میں مجھ سے زبردست ہے لیکن بندہ نے گل افشان جادو
نے سحر اسکا بیکار کر دیا ہے جو کائنات کا سحر تھا اسکی تاثیر پلٹ گئی ہے اور
سحر ایسے ہیں جنکا جواب میں دے سکتا ہوں یہ خیال کرکے اسنے بھی پر پرواز
پیدا کیے اور تعاقب میں سوسن سبز زبان کے روانہ ہوا انکو تو راہ میں
چھوڑا جاتا ہے اور اب اول حال صاحبقران عالیشان کا بیان کیا جاتا ہے
کہ جب صبح ہوئی صاحبقران بارگاہ داودی میں تشریف لائے ارکین دولت
حاضر ہوئے خواجہ خضران بھی کرسی ہدہد پر بیٹھے تھے تمام عیار خشت
زرین پر کھڑے تھے کہ ایک مرتبہ بلاز بان عازم شعبدہ باز سر پیٹتے
ہوئے آئے اور رو رو کر عرض کرنے لگے کہ یا صاحبقران جن دو تون قیدیون کو
آپ نے عازم شعبدہ باز کے سپرد کیا تھا نہ انکا پتہ ہے نہ عازم کا معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بہ مکر مسلمان ہوئے تھے عازم کو قید کر کے لے گئے یا قتل کر کے
کہیں پھینک گئے یہ سنکر صاحبقران نہایت پریشان ہوئے فرمایا ہے کوئی
ایسا کہ جائے اور خبر عازم کی لائے یہ سنکر خواجہ خضران نے کہا کہ میں
جاتا ہوں اور اسیوقت بار تمہارے عیاری سے درست ہو کر پانسے شاطری
مارتے ہوئے روانہ ہوگئے جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہر کر سوچے کہ
کسطرف جاؤن ایک راہ اختیار کی اور چلے اب انھیں راہ میں چھوڑیے
اور حال سوسن سبز زبان کا سنیے کہ اسنے جا کر پشتارہ عازم شعبدہ باز
کا دامنہ کوہ میں اتارا اور قصد کیا کہ عازم کو قتل کروں کہ فوراً بلور برق افگن جادو
پہونچا اور پکارا کہ او سوسن مکارہ یہ کیا کرتی ہے منم بلور برق افگن
سوسن سبز زبان نے کہا بڑا العجب ہے کہ تو نے بھی اپنے خداوند کو چھوڑا
اور دشمنوں کا شریک ہوا بلور برق افگن نے کہا میں ایسے خداوند پر
ہزار ہزار لعنت کرتا ہوں جو بندوں کے ہاتھوں کی جوتیاں کھاتا ہے اور رہائی نہو

معلوم ہوا کہ اکوان ایک ساحر زبردست ہے خداوند نہین ہے خدا وہی ہے جسکو
مسلمان مانتے ہین سوسن سبز زبان نے کہا کہ پھر کس ارادہ سے آیا ہے
بلور برق افگن نے کہا کہ تجکو گرفتار کرکے خدمت صاحبقران عالیشان مین
لے جاؤنگا سوسن سبز زبان نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم سے
مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج سحر بلور برق افگن جادو
پر مارا بلور برق افگن نے جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک آئینہ نکالا اور ترنج کو آئینہ
پر روکا ترنج پڑتے ہی ادھر تو آئینہ ٹوٹا اُدھر ترنج جلکر خاک ہوا دونون سے
سحر بیکار ہوگئے اب بلور برق افگن جادو نے کچھ اسم سحر دم کرکے اُف
کی کہ ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور چمک کر مانند برق کے سوسن پر گرا
سوسن سبز زبان بھی بلا کی ساحرہ ہے اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی مین
نشتر دیا اور خون پیشانی چلو مین لے کر اُس شعلہ پر مارا کہ شعلہ تھرتھرا کر گل ہوگیا
اب ان دونون مین سحر چل رہے ہین جو سحر سوسن کرتی ہے وہ بلور رد کر دیتا ہے
جو سحر بلور کرتا ہے وہ سوسن رد کر دیتی ہے اسی رد و بدل مین اتنی دیر گذری کہ
خواجہ خضران ڈھونڈھتے ہوئے صورت ایک بنجارے کی بنے ہوئے
آپہونچے دیکھا کہ ایک پشتارہ رکھا ہوا ہے اور دو ساحر آپسمین لڑ رہے ہین
بلا کے سحر ہو رہے ہین کوئی آگ برساتا ہے کوئی دریا بہاتا ہے یکایک اُن
دونون نے زمین پر غلطی ماری اور باز و بحری بنکر لڑنے لگے پنجہ
چلنے لگا خواجہ نے کمند آصفیاے باصفا نکالی اور زمین پر بچھادی کہ اگر غرق
ہونا چاہین تو اسمین پھنس جائین اور جال الیاسی لے کر کھڑے ہوئے یکایک
باز و بحری دونون لڑتے ہوئے نیچے آئے خواجہ نے جال مارا کہ باز تو جال
مین پھنس گیا اور بحری تڑپ کر زمین پر آئی اور قصد کیا کہ غرق زمین ہوجائے
کہ حلقہ کمند آصفیا کا گلے مین اُلجھا خواجہ نے جال اور کمند کو کھینچکر دونون کو
داخل زنبیل کیا اور خود قریب پشتارہ کے آئے پشتارہ کو کھولا دیکھا تو
عازم شعبدہ باز ہے خواجہ نے عازم کو ہوشیار کیا عازم حیران تھا کہ مین
تو بستر پر تھا یہان کیونکر پہونچا خواجہ خضران نے کہا کہ مین نے دو ساحرونکو
گرفتار کیا ہے وہ دونون آپسمین لڑ رہے تھے اب یہ نہین معلوم کہ آپ کو گرفتار
کسنے کیا تھا اب خدمت صاحبقران مین چلیے کہ امیر بہت پریشان ہین
اب دیوان ان دونون کا سامنے صاحبقران کے سمجھا جائے گا یہ کہکر
عازم شعبدہ باز کو اپنے ہمراہ لیا اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے
بدیع الملک نے عازم کو دیکھکر شکر خدا کیا کہ امید جاتی رہی تھی اور خضران
سے پوچھا کہ کیونکر انکا پتہ لگا اور وہ دونون یعنی سوسن و بلور کیا ہوگئے

حبقران نے سارا ماجرا سامنے صاحبقران کے بیان کیا کے دونو نابکار زنبیل سے
نکالکر سامنے صاحبقران کے پیش کیا اور پوچھا کہ تم دونون آپسمین کیون لڑتے تھے
یہ دونون بسبب برکت بارگاہ داوری کے اپنی ہیئت اصلی پر آ گئے سب نے
دونو نابکار کو پہچانا کہ انمین ایک سوسن ہے اور دوسرا بلور ہے بلور برق افگن جادو
نے بیان کیا کہ شب کو سوسن عازم شعبدہ باز کو لے گئی اور مجھسے یون
کہا کہ تو بھی تحمل چل مین نے کہا کہ مین محسن کش اور نمک حرام نہین ہون کہ
صاحبقران سے دغا کرون اسی بات پر مجھسے اور سوسن سے تنازع بڑھ گیا
یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور اثناء جنگ مین خواجہ پہونچ گئے دونو نابکار گرفتار
کر لائے یہ سنکر صاحبقران نے سوسن سیہ زبان سے کہا کہ یہ سچ کہتے
ہین یا جھوٹ سوسن نے عرض کی کہ بیشک بمنت صحیح ہے یہ خطا مجھ سے
ضرور ہوئی لیکن اب مین قسم کھاتی ہون کہ مین نے ہزار ہزار مرتبہ دین لاکوان
شقی پر لعنت کی چاہے آپ کو اعتبار ہو یا نہ ہو بیشک دین آپ کا برحق ہے
کہ کوئی فکر نہین چلتی اور گرفتاری کا سامنا ہوجاتا ہے اب کی مرتبہ یہ بھی از سر
صدق مسلمان ہوئی اب صاحبقران نے حکم دیا کہ اکوان کو نکالو خواجہ
نے اکوان کو نکالکر ستون سے باندھا اور پوچھا کہ تو کہان تھا اکوان
نے کہا کہ مین ایک صحرا مین کنارے دریا کے بیٹھا تھا کہ یکا یک نظر میری
ایک بنگلہ پر پڑی اور وہان محفل عیش آراستہ دیکھی مین اس صحبت مین پہونچا
اور ایک پری جمال کو دیکھکر شیدا ہو گیا اسنے پوچھا تم کون ہو مین نے کہا کہ
آپ کا شیدا ہون چاہتا ہون کہ مین بھی اس صحبت مین شریک ہون یہ سنکر وہ
نازنین ہنسی اور مسکراکر کہا کہ یہ سب ہمارے عاشق زار ہین دل و جان سے
میرے حسن و جمال پر شیدا ہین تو بھی اگر ہم سے محبت رکھتا ہے اور شریک صحبت ہوا
چاہتا ہے تو یہان مذاقیہ لہو و لعب کی صحبت ہو رہی ہے تو بھی آ اور اسمین
شریک ہو چونکہ مین دلدادہ حسن و دلفریب اس شاہد رعنا کا تو ہو ہی چکا تھا
مین نے خوشی خوشی منظور کیا اور اس صحبت مین شریک ہوا مگر ایسا اتفاق
ہوا کہ جتنی دیر صحبت مذاق منعقد رہی چور مین ہی رہا اور چپت مارنے والے کو
پکڑ نہ سکا چار و ناچار طرف سے مجھ پر دھولین پڑنے لگین اسقدر چپتین کھائین کہ
تمام چندیا پلپلی ہوگئی واہ استاد اچھے مقام پر آپ نے مجھے بھیجا تھا کہ یہان
پہونچکر میرا یہ حال ہوا شاہزادہ بدیع الملک یہ حال سنکے بہت ہنسکر انکے
اور کہا کہ خوب سزا دی اس حرامزادے کو اسوقت شاہزادہ بدیع الملک
نے فرمایا کہ قسم برب کعبہ اگر تو دین اسلام قبول کرے اور صدق دل
سے مشرف بدولت ایمان ہو تو مین تجھکو یہانکی حکومت دے دون اور

تیرا ملک تجھکو مرحمت کرون کو مجھے ایسے ایسے رنج و ملال پہونچ چکے ہین کہ دلین داغ پڑے ہوے ہین اس مقام پر تمام رفیق و عزیز میرے قتل و تیغ ہوکر پیوند خاک ہوگئے ہین اور کیسے کیسے گل رعنا ے گلزار صاحبقرانی صرصر فنا سے پامال ہوئے ہین مگر باوصف ان صدمات جانگزا کے اگر خداپرستی اختیار کرے اور ایمان لائے تو مین ابھی تجھکو رہا کیے دیتا ہون اسنے دیکھکر کہا کہ یہ امر ناممکن ہو اور ایک لمحہ اور ایک ساعت مین بیدہ دنیا پر رہنا اس ذلت و خواری سے پسند نہین کرتا ہون ہرچند صاحبقران عالیشان نے اسکو فہمایش کیا مگر زنگ کفر اسکے آئینہ دل سے دور نہوا سچ ہے گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + غرضکہ کسیطرح اکسیر پند و نصیحت صاحبقران اسکے مس قلب پر اثرپذیر نہوئی آخرش مجبور ہوکر شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ بدبخت ایمان نہین لاتا ہو تو اسکو قتل کیا جائے چنانچہ نقارہ سوزن سلی زبا نہین دیا گیا اور میدان خونی طیار ہوا ریگ کا چبوترہ بنایا گیا اور بوریاے فلاکت اسپر بچھا دیا الحاصل خفران اسکو ستون بارگاہ سے کھولکر میدان خونی مین لائے ریگ کے چبوترے پر اسکو بٹھایا ایک عالم اسکے دیکھنے کے لیے موجود تھا اژدہام کثیر اور رحم عفیر لگا ہوا تھا ہر ایک تماشائی بچشم عبرت دیکھ رہا تھا کہ اتنا بڑا شخص جو کہ تمام ملک نہ طاق کا حاکم تھا بلکہ وہان خدائی کرتا تھا آج وہ اسطرح ذلت و خواری سے قتل کیا جاتا ہو ایک عبرت کا سمان بندھا ہوا تھا اور بے ثباتی دنیا کا نقشہ پیش نظر تھا کہ کل تک یہ تخت حکومت پر جلوہ گر تھا اور آج خاک مذلت پر سرنگون بیٹھا ہوا مرگ کے انتظار مین ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہو سچ ہو گردش چرخ کج مدار [illegible] کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہان ہوئے [illegible] ستم آج تک سنکہ دہر مین ضرب المثل ہو زمانہ [illegible] سکندر و جمشید و فریدون فر باوصف ملک و مال و لشکر جرار [illegible] عدم ہوسے کسی سے دم نہ مارا کوچہ فنا کا رستہ لیا پنجہ موت سے کسی کو رستگاری نہوئی ہے

ان دلاور نظر بدیدہ غور
نہین دنیا مقام آسایش
کہین جو تھی ہو اور چالا ہو
اور کہین شور مرگ فرزندان

دیکھو دنیاے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہو
کہین انفعال حق تعالے ہو
ہو یہ دنیاے دون کا سر رشتہ

بھول مت دیکھو دیکھو آرایش
کہین ماتم ہو نوحہ خوانی ہو
ہو کہین شادی حنا بندان
نوش یا سکا ہو نیش آغشتہ

اس دہر ناپایدار مین بگڑی ہوئی بات کا بگڑنا آسان ہو اور بگڑی ہوئی بات کا بننا بساد شوار ہو کس مشکل سے دنیا مین نام پیدا ہوتا ہو اور کیا جلدی مٹ جاتا ہی

زندگانی دنیا محض بے ثبات مثل حباب ہے ہر رنگ یہانتک نقش بر آب ہے بڑے
بڑے شاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گئے اور انکا جاہ و حشم ایسا خاک
مین مل گیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے ع نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا + مٹے نامیون
کے نشان کیسے کیسے + الحاصل خضران نے تمام حجت کی نظر سے پھر اسکو
سمجھایا اور بہت کلمات وحدانیت پروردگار مین بیان کیے مگر کچھ سود مند
نہ ہوے آخرالامر خنجر نکالکر خضران نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر اسکا جسم
نجس سے کٹ کر دور گرا اسکے مرتے ہی شور گیر و دار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی
برف باری سنگ باری ہونے لگی برقین چمک چمک کر گرنے لگین شعلے
ہر سمت آتش نشانی کرنے لگے بیرو شیاطین اسکے حال زار پر گریہ کرتے
تھے بگولے خاک اڑاتے تھے اور جو اشیا و مکانات و قصر اسکے ساختہ تھے
وہ سب تو پہلے ہی منہدم ہو کر نیست و نابود ہو گئے تھے ع وہ بھی تھی اک
سیمیا کی سی نمود + صبح کو رازمہ واختر کھلا + اسی ہنگامہ مین آواز آئی کہ کشتی مرا تمام
من الکوان تاجدار جادو بود افسوس کہ مردیم و جا ندادیم و بمطلب خود نہ
رسیدیم غرضکہ تھوڑے عرصہ تک شور و شر بپا رہا جب کہ سب بلیات
برطرف ہوے تاریکی دور ہوئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الملک
شکر خدا بجالائے اور دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھکر شکریہ پروردگار عالم
ادا فرمایا اور جبین نیاز بدرگاہ کریم کارساز جھکا کر عرض کیا کہ اے خالق ارض و سما
ہزار ہزار شکر و احسان ہے تیرا کہ آج مجھکو اس مخمصہ سے نجات ملی ہے الحمد
ٹھکانے لگی محنت میری + طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + اور پھر
آپ نے غضطاق گوشہ نشین سے کہا کہ اب یہان کی حکومت کس کو
دیجاوے انھون نے کہا کہ سوا ہے ملکہ کے دوسرا لائق حکومت و مستحق
سلطنت نہین ہے انھین کو یہان کی حکومت دینا چاہیے وہی زیبندہ سریر
سلطنت و اورنگ جہانبانی ہین ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا کہ مین ہرگز ایسی
بادشاہت نہین چاہتی اور کوئی حق مجھکو حاصل نہین ہے اور نہ مین یہان کی
فرمانروائی پسند کرتی ہون آپ کی خدمت مین حاضر رہنا اور حضور کی کنیزی
اختیار کرنا اپنا فخر سمجھتی ہون اور سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر جانتی ہون
آپ کی جدائی ایک لمحہ مجھ پر شاق ہے مین بخدا آپکی کنیزی اختیار کرنے
کے مقابلہ مین یہان کی بادشاہت بدتر از گدائی سمجھتی ہون شاہزادہ نے
یہ کلمات سنکر فرمایا کہ میری ہمراہی کسی عنوان ممکن نہین ہے معلوم نہین مین
یہانسے کہان جاؤن اور کن کن مشکلات و مصائب مین مبتلا ہون اور
کیسی کیسی سختیان جھیلنا پڑین لہذا تمہارا ساتھ رہنا مین کسیطرح مناسب

نہیں سمجھتا ہون اسپر اسد نے دیکھکر کہا کہ کیا قباحت ہے اسمین آپ ملکہ کے ساتھ عقد فرمایئے کہ یہ آپ سے محبت رکھتی ہیں اور آپ کی عاشق زار ہیں اور ملکہ حسین برق سے خضران بن عمرو کا عقد کر دیجیے تو وہ انکی شیفتہ اور دلدادہ ہے اور چند سے یہان قیام فرمایئے تاکہ کچھ حظ بھی یہان کی حکومت کا ملکہ کو حاصل ہوا اور چند روز لطف صحبت رہے درویش عشطاق گوشہ نشین نے بھی سمجھایا اور اسد کے کلام کی تائید کی کہ بہت مناسب ہے آپ ملکہ کے ساتھ عقد فرمایئے اور کچھ عرصے تک یہان استراحت فرما کر اور یہان کی حکومت ملکہ کے سپرد کر کے جسطرف چاہیے جانے کا قصد فرمایئے گا جبکہ اسد کے اور درویش کے سمجھانے اور اصرار کرنے سے شاہزادہ مجبور ہوا اور چار و ناچار انکو عقد منظور کرنا پڑا حسن اخلاق شاہزادہ کا اور انسانیت و مروت مقتضی اسکی نہ تھی کہ یہ ملکہ کو مایوس چھوڑ دیتے تجویز جشن تاریخ عقد مقرر ہوئی اور ملکہ برق حسین نے سچے دل سے توبہ کی درویش گوشہ نشین نے وقت مناسب اور ساعت سعید پر عقد شاہزادہ والاجاہ کا ملکہ روشن گہر کے ساتھ اور ملکہ برق حسین کا عقد خضران کے ساتھ پڑھا صحبت عیش و نشاط منعقد ہوئی ساقیان سیمین ساق و طربان شہر کا آفاق جام گلفام لے کر حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا مغنیان مہوش آواز نے اشعار عاشقانہ حسب حال الحان دلکش میں گانا شروع کیے

قطرے جو کے ہوئے تن تجھ سے نکل پڑے　　　مجھ بادہ کش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل شوق میں جو توڑ کے پہلو نکل پڑے　　　پردو سے بےخودی میں ابھی تو نکل پڑے

تھا اک زبان حال مرا ماجرائے عشق　　　پوچھی کسی نے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت میں سیر دشت کو آئے ہیں گو کہ ہم　　　احباب کیون تلاش میں ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیوں سے بڑھایا جو اضطراب　　　مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

ہون سوز غم سے صورت شمع گداخت　　　جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

ششدر ہے لم کہ تھیں یہ تری مہربانیان　　　کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے

تری حوصلہ ہر گو کہ دل ناتوان بہت　　　اتنا گمان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے

کم التفاتیون سے تری غم فزون ہوا　　　پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے

پہلو سے اسطرف دز یادہ سرکتے جاؤ　　　ایسا نہ ہو کہ تا بہ زانو نکل پڑے

ہان سلسلہ نہ قطع ہو قطرہ رنج کا　　　نالہ رکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

سامان قتل میں یہ تری خود نمائیان　　　سر کی نقاب سے خنجر ابرو نکل پڑے

اپنی خوشی کے ساتھ میرا غم نباہ دو　　　اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دے اک طرف سے یون تن خشار اضطراب دل　　　ان پسلیون سے دب کے یہ پہلو نکل پڑے

ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو　　　جو آبلہ دبا دیا آنسو نکل پڑے

جب بعد زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی تلسمہ نوتن سے برخاست ہوئی حجلۂ عروسی آراستہ
تھا شاہزادہ و خضران شب باش ہوئے خلوتخانۂ وصال مین آرام فرمایا
طالب و مطلوب دولت وصل سے شادکام ہوئے بفضل خدا سے ملکہ
حاملہ ہوئین جبکہ شاہ خاور نے کاشانۂ مشرق سے برآمد ہوکر اپنے نور سے
عالم کو معمور کیا شاہزادہ نے بھی حجلۂ عروسی سے رونق افروز ہوا عزم [illegible] کیا
دیوانخانہ مین تشریف لائے رفیق و مصاحب دربار مین حاضر ہوئے ہر ایک
بجا لایا سلام ہوا خواجہ خضران بھی غسل کر کے صحبت مین آکر بیٹھے درویش
گوشہ نشین بھی تشریف لائے اور کہا یہ عقد آپ کو مبارک ہو ہرچند کہ موقع
جشن عیش و طرب و خوشی خرمی کا نہین تھا بسبب آلام و صدمات مفارقت عزیزان
و رفیقان کے مگر مقام شکر ہے کہ ملکہ عنایت خدا سے حاملہ ہوئین اور انکے بطن
سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا کہ نہایت تہمتن و صف شکن صاحب اقبال
ہوگا اور اُس سے بھی بہت سے کار نمایان ظہور مین آئینگے اور خضران سے
یہان فرزند پیدا ہوگا کہ وہ اس شاہزادہ کا رفیق ہوگا جیسے کہ خضران
نے آپ کے ساتھ رفاقت کی ہے ویسا ہی وہ بھی رفیق و جان نثار شہزادہ
کا ہوگا اور نام شاہزادہ کا مین نے وحید الملک اور خضران کے لڑکے
کا رضوان بن خضران تجویز کیا ہے اندر محل کے ملکہ سے کہلا بھیجا جائے کہ
جب خداوند وہ دن دکھلائے تو نام ان دونون مولود مسعود کے یہی رکھے جائین
غرضکہ وقت مقررہ تک دربار آراستہ رہا بعد برخاست شاہزادہ محل مین
تشریف لے گیا خاصہ تناول فرما کے آرام کیا سہ پہر کو پھر صحبت رفیقون اور
ندیمون کی منعقد ہوئی شاہزادہ بھی محل سے برآمد ہوکر صحبت مین رونق افروز
ہوا تھوڑی دیر بیٹھ کے سیر و تفریح کے لیے سوار ہوا سیر سبزہ زار و کیفیت آبشار
دیکھ کر مراجعت فرمائی محل مین داخل ہوا رفیق و مصاحب اپنے اپنے
مقام قیام پر آکر آرام پذیر ہوئے اسیطرح شاہزادہ چند روز داد عشرت و
کامگاری دیتا رہا اب شاہزادہ بدیع الملک نے چندے یہان قیام
فرما کر اُن احباب و اعزا کے مقبرے طیار کرائے کہ جنھون نے اُسکی رفاقت
مین جام شہادت پیکر اپنی جانین نثار کی تھین اُنکے مزارون پر قرآن خوان
مقرر کیے جاروب کشی و روشنی وغیرہ کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ یہ یادگار
اس مقام پر رہے کہ فلان وقت مین بدیع الملک یہان آیا تھا اور
اسقدر احباب و رفقا عزیزون کو یہان چھوڑ کر سب کی مفارقت کا داغ
اپنے دل پر لے گیا اور جنھون کو یہان آباد کیا اور ایک عرضی بمضمون
کی بادشاہ اسلام کی خدمت مین لکھی کہ جن احباب جان نثار و رفقا سے

صداقت شعار کو میں اپنے ہمراہ لایا تھا وہ یہاں آکر سب بچھڑ گئے اور مسافر راہ عدم ہوگئے اب میں تنہا آپ کو کیا منھ دکھاؤں آپ کے اقبال سے طلسم نہ طاق فتح ہوا اور کوئی خرخشہ باقی نہ رہا مع آئینہ اندام وغیرہ کے سب کو نیست و نابود کیا حکم صاحبقران بجالایا اس ملک کو ظلمت کفر و بدعت سے پاک وصاف کر دیا لہذا عرض میری یہ ہے کہ آپ مع لشکر و فوج وغیرہ کے صحرائے گرد باد کیجانب تشریف لائیے کہ وہ راستہ خانہ کعبہ کا قریب ہے اور کل میں بھی اس مقام سے بہ قصد زیارت خانہ کعبہ روانہ ہونگا چنانچہ یہ عرضی ضرغام جہان تیغ کے ہاتھ کہ یہ ہرکارہ بہت تیز رو چالاک ہے خدمت میں بادشاہ اسلام کی لکھکر روانہ کی وہ تو اودھر روانہ ہوا اور صبح کو شاہزادہ بدیع الملک خود بھی طیاری سفر کی کرکے یہ بھی بارادہ خانہ کعبہ رہ گرائے منزل مقصود ہونے کا قصد کرتے ہیں غرضکہ اسی طیاری میں وہ دن گذر گیا شام ہوئی رات بھر تمام لشکر میں درستی سامان سفر ہوا کی ہنگام سحر جبکہ مسافر چرخ چہارم اپنی منزل روز طے کرنے کے لیے مشرق سے برآمد ہوا یعنی بہ قدم دروازہ خاور کھلا مہر عالمتاب کا منظر کھلا سے علے الصباح کل لشکر تیار ہوکر در دولت پر حاضر ہوا تمام رفیق و ندیم افسران فوج گھوڑ و نیر سوار بانتظام قدوم میمنت لزوم شاہزادہ عالیمقدار باادب استادہ تھے کہ اتنے میں شاہزادہ والا تبار پوشاک سفر زیب جسم کیے ہوئے محل سے برآمد ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے دُر دریائے فتوحات انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور ہاتھ میں ہیراگی لیے شجرفی پوشاک زیب تن کیے نمودار ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے قصد سلام کیا تھا کہ انھوں نے کہا باباؤ درویشوں کا سلام ہے بس شاہزادہ بدیع الملک کو یہ کیفیت دیکھ کر تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ آپ نے یہ کیا شکل بنائی ہے خدا کے واسطے اسکا باعث ارشاد کیجیے اسپر اسد نے دیکھ کر کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الملک کسکو ہمراہ لےکر چلوں اور کون میرے ساتھ ہے تین کل اندام اس سرزمین ویران پر آکر سو رہے انکو جگاتا تھا وہ نہیں جاگے تھے میں رات بھر انکو جگاتا رہا کہ چلو راحت قلیل باقی ہے سفر خانہ کعبہ کا درپیش ہے چلکر زیارت اپنے نانا نانی کی کرو مگر وہ کچھ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہیں کہ کوئی مطلق جواب نہیں دیتا میں پکارتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کیسی نیند آگئی اے مسافران رہ عدم کو کچھ ایسا سوئے کہ پھر نہ چونکے تھے ہم انکو جگا جگا کر + وہ آسودگان خواب راحت ایسے غافل سو رہے تھے کہ ہماری آواز اُنکے کان تک پہونچی ہی نہ تھی میں نے خیال کیا کہ نسیم غفلت کی چل رہی ہے اندھیری میں فضائی نیند

پھوا ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہو + پس وجہ ہمرا ہیان قدیم
یعنی لندھاوہ بن لندھور وابراہیم بن مالک عدلان شاہ و فضلان شاہ
فہور بن جمھور غرض اسیطرح کے اٹھارہ سو رفیق و مہربان میرے وہ تو یہان سو رہین
اور مین تنہا آپ کے ساتھ جاؤن کسیطرح مین گوارا نہین کرسکتا بلیک چاہتا
ہون کہ اسی چمن مین جسکو صرصر اجل نے پامال کردیا ہو جہان کہ نسیم فنا چل رہی
ہو مین بھی یہین کی سیر کرتا رہون اور پھوا ایسا ہو کہ مین بھی جلد تر انمین شریک
ہو جاؤن شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام عبرت انضمام سنکے فرمایا کہ
اگر یہی رائے ہو تو مین بھی ایسی ہی پوشاک پہنکر یہین کی سکونت اختیار کرتا
ہون اور آپ کی معیت مین انھین مزارہائے غریبان کی مجاورت مین مین بھی مشغول
ہون بقول شخصے کہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ دیکھ کر
اسد غازی نے فرمایا کہ حضور یہ مصلحت وقت نہین ہو آپ اپنی منزل
کھوٹی نہ کرین اور جو قصد آپ نے خانۂ کعبہ جانے کا کیا ہو اسکو فسخ نکرین
بسم اللہ آپ سوار ہون اور میری طرف سے یہی عرض کردیجیے گا کہ مین قافلہ
سے چھوٹ کر یہین رہ گیا ہون بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون +
شاہزادہ بدیع الملک نے چاہا کہ مین کچھ اور کہون کہ خضران بن عمرو نے
عرض کی کہ مجھے کچھ آپ سے تنہائی مین عرض کرنا ہو شہزادہ نے فرمایا کہ کچھ
بتاؤ تو سہی کیا کہنا ہو میرا دم الجھتا ہو عرض کیا کہ انھین کے متعلق کچھ باتین آپ
سے عرض کرتا ہون شاہزادہ ہمراہ ہوا علحدہ آکے خضران نے عرض کیا
کہ آپ کو شاید خیال نہین ہو مین نے زبانی دادا صاحب کی یون سنا ہو کہ
آپ کے والد ماجد شاہزادہ نور الدہر کو جب القاقش خون آشام
بحکم زمرد شاہ باختری واسطے بربادی و قتل کے لے گیا تو لشکر سے کرب
نوجوان بیچے لے گئے اور جاکر اُنھون نے القاقش خون آشام کو جواب
دیا اور فنون سپہ گری مثل تیر اندازی و نیزہ بازی وغیرہ آپ کے والد کو
تعلیم کیے پس اگر یہ رہ جاینگے اور شاہزادہ وحید الملک پیدا ہونگے
تو یہ اُنکو فنون سپہ گری تعلیم کرینگے دوسرے کیا عجب ہو کہ چاہ ماران مین
جو منگیتر ملکہ کا ہو وہ خروج کرے یا سمدھی اکوان تاجدار کا یورش کرے
آئے تو یہ ضرور اس موقع خاص پر بھی ملکہ کی اعانت کرینگے جب
خضران نے یہ کہا تو شاہزادہ نے بھی خیال کیا کہ واقعی سچ کہتے ہو بظاہر
قرین مصلحت تو معلوم ہوتا ہو اور یہ خیال کرکے اندر محل کے تشریف
لے گئے ملکہ سے کہا کہ یہ بزرگ میرے فقیر ہوکر یہان قبور نیز اعزا و
رفقا کی گوشہ نشینی اختیار کرکے رہنا پسند کرتے ہین لہذا ان مقبرون کا

انتظام اور رعیان کی خبرگیری سب انھین سے متعلق رکھنا اور انھین کی رائے
کل امور اس انتظام سے محول رکھنا اُنکے خلاف حکم کوئی بات تم رعایا کی بہبودی
پاسکے اور جب تمھارے یہان لڑکا پیدا ہو تو اُنکی گود مین ڈال دینا اور جب بڑا ہو
اور تمیز دار ہو رین کرے کہ وہ جوان چڑھے تو تعلیم و تربیت کے لیے انھین سے
سپرد کر دینا یہ کہکے ملکہ سے شہزادہ رخصت ہوا اور ملکہ کا بحسرت و یاس شہزادہ سے یہ
کہنا سننا آہ اسکے خیال پر یہ شست غبار لیتا جا مجھے رکاب مین اور ہمسوار لیتا جا
عجب حسرت خیز واقعہ تھا کہ تمام عورات محل شہزادہ کو گھیرے ہوئے کھڑی تھین
اور آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے کلمات حسرت و یاس زبان پر جاری ملکہ کی
بیقراری گریہ و زاری جو کوئی دیکھتا کیسا ہی سنگدل ہوتا اُسکی آنکھوں سے بے تابی
آنسو نکل پڑتے ملکہ شاہزادہ کا دامن پکڑے ہوئے کھڑی تھی اور کہہ رہی
تھی کہ آپ مجھکو کس پر چھوڑے جاتے ہین کیونکہ آپ کی مفارقت مین
اپنی زندگی بسر کرونگی اور کسکی ہو کر رہونگی شہزادہ نے کہا کہ ملکہ خدا تمھارا حافظ
و نگہبان ہے اُسی کے ظل حمایت مین تم کو سپرد کرتا ہون وہی تمھارا حافظ حقیقی
ہے تم کسیطرح گھبرانا نہین اور نظر بخدا رکھنا اگر اسکو منظور ہے تو پھر ملاقات ہوگی
شہزادی کا بچشم اشکبار عرض کرنا کہ دیکھیے جمال باکمال کی کب زیارت ہوتی
ہے شاہزادہ کا یہ فرمانا کہ دیکھیے اختیار خدا ہے الغرض شاہزادہ خدا حافظ و ناصر
کہکے محل سے برآمد ہوا اور جسقدر ملازم کہ اس مقام پر چھوڑ دیے تھے انکو بلا کر
فہمایش کی کہ شاہزادہ اسد ہمارے بزرگ ہین انکی اطاعت و فرمانبرداری
سے کبھی غافل نہ ہونا اور جو کچھ یہ فرمائین اُسی پر عمل کرنا ہرگز انسے پہلو
تہی نہ کرنا اور خلاف اُنکی رائے کے جو کوئی کرے گا اور مجھے معلوم ہوگا تو مین
اُسکو تنبیہ کرونگا ان سب نے عرض کیا کہ جیسا حضور نے ارشاد فرمایا ہے اُسیکے
مطابق تعمیل حکم ہوگی اور خلاف شاہزادہ اسد کے ہم ذری کیا مجال ہے جو ایک
قدم رکھین حکم انکے فرمانے سے بڑھکر انکی اطاعت اور فرمانبرداری مین
سرگرم رہینگے غرض یہ فہمایش کرکے شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوئے
اور اسد غازی اُن مقابر کی جاروب کشی مین مصروف ہوئے اب
شہزادہ اسد کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور احوال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ راہروی کرتے ہوئے چلے جاتے
ہین فوج و سپاہ ہمراہ ہے رفیق و مصاحب گرد حلقہ کیے ہوئے گھوڑون پر سوار
ہمراہ رکاب ہین اور منزل طے کرتے ہوئے جارہے ہین وہ صحرائے لق و
دق وہ تمازت آفتاب وہ کوہستان و ریگستان کا سفر اُدھر ملکہ کا خیال
شاہزادہ اسد کی مفارقت کا رنج و ملال یہ سب امور پیش نظر ہوگیا ...

ہفت منزل طے کر رہے ہیں چلتے چلتے قریب ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت بہار کے پہونچکر انکو شام ہوئی شاہزادہ نے اس صحرا کو پسند کر کے حکم دیا کہ آج شب یہان مقام کیا جائے سب نے عرض کیا حضور بہت مناسب ہو یہ صحرا بہت نہایت پرفضا ہو چشمہ آب بھی قریب ہو اہل لشکر کو بہت آرام ملے گا غرضکہ اسی صحرا مین مقام کیا ڈیرے خیمے استادہ ہو گئے اہل لشکر کے بستر لگ گئے ہر ایک لشکری اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوا نصف شب تک بڑی چہل پہل رہی جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نماز صبح کے واسطے شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوئے شاہزادہ گوہر کلاہ اور خضران ساتھ ساتھ تھے واسطے ادا کرنے فریضہ سحری کے مسجد کے پاس سے قریب پہونچے تھے کہ غلو سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی کمر سے لپٹ گیا اور لے اڑا لاکھ لاکھ کوشش کی بدیع الملک نے اور خضران نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر اُس مار کو پکڑنہ پایا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کدھر لے گیا جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو لشکر سے اسرار اختر شناس منجم کو بلوایا اور اُس سے سفر کا حال اور اس سانحہ عجیب کا ماجرا دریافت کیا اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحرہ شاہزادہ کو اُٹھا کر لے گئی ہو اگر خواجہ قصد کرین تو کیا عجب ہو کہ پتہ شاہزادہ کا ملجائے خضران سے بدیع الملک نے کہا کہ بھئی تم جاکے شاہزادہ کا پتہ لگاؤ خضران نے عرض کیا کہ مجھے کوئی عذر و انکار ہو ہی نہین سکتا مین جاتا ہون اور پتہ لگاتا ہون آپ اسی مقام پر قیام فرمائین شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ بہتر ہو لیکن تم جلد جاؤ اور اس واقعہ کی سراغرسانی کرو یہ فرما کر حکم دیا کہ آج سے روز اسی جگہ مقام ہو گا کل لشکر مین خبر کر دی گئی ہر ایک شخص کو معلوم ہوگیا مگر تمام اہل لشکر از حد پریشان ہین کہ شاہزادہ گوہر کلاہ کو کون اُڑا لے گیا ہر ایک دست بدعا ہو اور شاہزادہ کی خیریت کے لیے درگاہ جناب باری مین التجا کر رہا ہو الغرض خضران بن عمرو نے کسوت عیاری اُٹھائی اور پاتابہ سقرلاتی وحیلہ پائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر گوپن عیاری و بادھرے وغیرہ لگا کر بہانے سے ایک سمت کو روانہ ہوئے کہ حال انکا بروقت بیان ہو گا اول یہ عرض کیا جاتا ہو کہ جب خبر تباہی و بربادی بہ طاق کی قران فیلسوار کو پہونچی تو اسنے بارادہ فوج کشی اسپنے قیلان جنگی سے یورش کرنے کا قصد کیا اُسکی معشوقہ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ یہ فوج کشی پر آمادہ ہو اسنے کہا کہ آپ اسقدر کیون زحمت اُٹھانے مین طلسم کشا کو خبر کہ سر شہنشاہ اس تباہی و بربادی کا ہو اور جسکی وجہ سے یہ سب خرابی واقع ہوئی اُسی کو کیون نہ گرفتار کر لاؤن اور میرے نزدیک

آپ لگا اسطرح فوج کشی کرکے جانا کسیطرح مناسب وقت نہین ہی ابھی مین
اور اُسے لائی طرفۃ العین مین تو مین اُسے گرفتار کیے لاتی ہون بس اسنے
کہکر فوراً ایک اسم سحر پڑھا اور غلطک مار کے شکل ایک مار سیاہ کی اپنی
پیدا کی اور سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوئی اُسوقت یہ لشکر مین پہونچی کہ
جب شہزادہ بدیع الملک مع شہنشاہ گوہر کلاہ و خضران بن عمرو واسطے
اداے نماز صبح کے مسجد کریاس کیطرف جاتے تھے اسنے قصد کیا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو لے جاؤن مگر بہ سبب اشیاء متبرک کے جو اُنکے پاس
تھین اسوجہ سے اسکا قابو نہ چل سکا اسنے خیال کیا کہ اب خالی کیا پھرون
پس یہ فوراً شہنشاہ گوہر کلاہ کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوکر ایک سمت کو
لیے چلی ہرچند شہزادہ بدیع الملک نے اور خضران بن عمرو نے
کوشش کی مگر کچھ کارگر نہ ہوئی وہ مار سیاہ صاف شہزادہ کو لیے چلا گیا
شہزادہ بدیع الملک جلدی سے نماز سحر ادا کرکے اپنے مقام پر واپس
آئے اور نہایت متردد و پریشان بیٹھے تھے کہ خضران نے عرض کی حضور
ارا اختر شناس منجم کو طلب کرنا چاہیے چنانچہ منجم اختر شناس کو بلوا کے
اُس سے حال سفر اور شہنشاہ گوہر کلاہ کے دفعتہً غائب ہوجانے کا
حال دریافت کیا اختر شناس نے اپنے علم نجوم و رمل کے زور سے
بتلانا شروع کیا کہ شاہزادہ کو ایک ساحرہ لے گئی ہی اُسکا رہا ہونا وقت پر منحصر
ہی اگر خضران بن عمرو اگر شہزادہ کی تلاش مین جائینگے تو یقین ہی کہ شاہزادہ کا پتہ
ملجائے اور بہت جلد وہ آپ سے آکر ملین اور بہت شان و شوکت سے
تشریف لائین چنانچہ شہزادہ بدیع الملک نے خضران سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ خواجہ تم شاہزادہ کی تلاش مین جاؤ اور جہانتک ممکن ہی کوئی
دقیقہ سعی و کوشش مین باقی نہ رکھنا خضران نے دل مین خیال کیا کہ یہ
وقت کوئی عذر و معذرت در پیش کرنے کا نہین ہی کیونکہ یہ شاہزادہ کے
مزاج سے خوب واقف ہین اور سابق مین ایسا ہو چکا ہی کہ ذرا سے عذر و حیلہ
پیش کرنے مین مزاج شاہزادہ کا برہم ہوگیا اور نہایت بیمروتی و ناراضی ظاہر
کی اسی خیال سے انھون نے کوئی عذر و حیلہ نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے آپکے
حکم مین کیا عذر و انکار ہو سکتا ہی مین تو دل سے ایک ادنے بندۂ درگاہ و مترصد فرمان ہون مین ابھی
بسر و چشم فوراً روانہ ہوتا ہون اور آپ کے اقبال سے شاہزادہ کا پتہ
لگا کے حاضر خدمت ہوتا ہون حتے المقدور اپنے کوئی دقیقہ کوشش و
تلاش مین فروگذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو بامراد واپس آؤنگا آپ
میری واپسی تک اسی مقام پر قیام فرمائین چنانچہ شہزادہ نے اسی صحرا مین مقام کیا

لشکر کو حکم دیا کہ یہین فروکش رہے اور خضران بن عمرو عیار زنبیلی پاتا ہے
سقولائی حیلہ بازی سے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہان سے ایک سمت
کو روانہ ہوئے انکو تو رہبری مین چھوڑا جاتا ہے اور حال سیاعف جادو ساحرہ کا
عرض کیا جاتا ہے کہ یہ شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے قریب اپنے
مقام کے پہنچی اور غلطک مار کے اسنے شکل انسانی پیدا کی نہایت حسین
وجمیل برس پندرہ ایک کا سن و سال تیر مژگان و ابرو ہلالی پوشاک مغرق
پہنے زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ کنگھی چوٹی کیے ہوئے بنی سنوری اپنے
تئین بزور سحر پری جمال بنا کر سامنے آئی اور شاہزادہ سے اپنا تعشق ظاہر کیا
اور حد درجہ کی الفت و محبت کا اظہار کر کے بکمال اختلاط و گرمجوشی ان سے
طالب وصل ہوئی اور دلی خواہش کر کے کہنے لگی کہ تمہارا حسن و جمال دیکھ کر
مین تم پر فریفتہ ہوئی ہون دل مشتاق سینہ مین طپان ہے کلیجہ فرط شوق مین ہاتھون
اچھل رہا ہے جب خیال آتا ہے دل مضطر بیچین ہو جاتا ہے مین نہین چاہتی ہون
کہ قران فیلسوار کے ہاتھ سے تجھ سا محبوب قمر طلعت کیوان منزلت قتل
کیا جائے اور تمہارے حسن و جمال کے آگے اُسکی کیا حقیقت ہے مین تم کو
اُسپر ترجیح دیتی ہون اور ہزار جان سے تم پر شیفتہ و دلدادہ ہون۔ میرا نام
سیاعف جادو ہے اور مجکو یہ طاقت ہے کہ مین جس ملک کو چاہون تمہارے
قبضہ و اختیار مین کر دون بس اگر تم میرا کام دل سے مجھے دو اور اپنے وصل
سے مجکو شاد کام کرو تو مین تم کو کمال مرتبہ اعلے پر پہونچا دونگی اور نہایت صاحب
اقتدار کر کے کسی ملک کا تم کو فرمانروا کر دونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ او مکارہ
تو نہایت بد وضع معلوم ہوتی ہے کہ تو اپنے معشوق کی خاطر سے مجکو اُٹھا لائی ہے
اور اب میرا حسن و جمال دیکھ کر کے مجھ سے مرتکب فعل شنیع ہوا چاہتی ہے تیرا کیا
اعتبار ہے اگر تجھ سے بہتر کسی کو پائے گی تو اُسکو دیکھ کر پھسل جائیگی تو خوب
سمجھ لے کہ ہم لوگ خدا پرست اس فعل کو بہت قبیح جانتے ہین اور ساحرہ عورتون
سے ہم لوگون کو نفرت کلی ہے اگر بالفرض اُنکا حسن و جمال اصلی ہو بد کش اور
زاہد فریب بھی ہو تو ہم لوگ آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے تو کیا ہم کو اپنے دام مکر و
فریب مین پھنسانا چاہتی ہے چل دور ہو میرے سامنے سے جب اس ساحرہ
نے دیکھا کہ شاہزادہ کسیطرح رضامند نہین ہوتا تو اسنے مجبور ہو کر یہ تدبیر
کی کہ شاہزادہ کو بارگاہ قران مین لے گئی یہان دربار قران فیلسوار
کا آراستہ ہے تمام سردار اسکے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین اور یہ
بکمال کبر و غرور تخت پر بیٹھا ہوا حکمرانی کر رہا ہے کہ اس ساحرہ نے لا کر
شاہزادہ کو پیشکش کیا اُسنے اسیوقت آہنگرون کو بلوا کر شہزادہ کو سلسل بیقید

آہن کرا دیا ہاتھون مین ہتکڑیان پیرون مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار
لٹھو وغیرہ تمام جسم پابند قید آہن پنھا کر مسلسل و مطوق کر دیا چونکہ سیف جادو
اس یوسف جمالی کی صورت زیبا پر عاشق و شیدا ہو چکی ہے اسوجہ سے یہ ایذا
کڑی جو انپر اسنے دیکھی اس سے اٹھائی نہ گئی یہ تو وہانسے رخصت ہو کر اپنے
مکان پر چلی گئی اور یہان قران سے نے دیکھ کر کہا کہ تم سے اور تمھارے باپ نے
تمام ملک کو تباہ و برباد کیا اور لکھوکھا بندگان خداوند کا خون ناحق اپنی گردن
پر لیا اب اسکے عوض مین تم کو مین قتل کرنا چاہتا ہون یہ کہکے جلاد کو طلب کیا
رستم فیلسوار اسکا سپہ سالار جو پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اسنے بادشاہ سے دیکھ کر
کہا کہ ایسے جوان کا یون قتل کر ڈالنا اچھا نہین ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اسکا کوئی وہان ہمسر نہ تھا جو اسکو اسطرح مجبور کر کے بہ حالت بے کسی
قتل کرا دیا لہذا مین چاہتا ہون کہ اس سے مقابلہ کر کے اور زیر کر کے اسے
قتل کرون بادشاہ نے کہا ایسا نہین ہو سکتا اور جلاد سے کہا مار تلوار ادھر
جلاد نے تیغہ اٹھایا ساتھ ہی رستم فیلسوار چمک کر اٹھا اور ایک طمانچہ
جلاد کو مارا کہ وہ پھڑک کر گرا اور واصل جہنم ہوا بس یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار
نے اور سردارون و پہلوانو نکو حکم دیا کہ مار لو اس نمک حرام رستم کو اسنے
غضب کیا کہ جلاد کو مار ڈالا اور ہمارے حکم مین رخنہ ڈالدیا اور ایک خداپرست
کو جسکے باپ نے لکھوکھا بندگان خداوند کا خون ناحق کیا ہے اور تمام ملک خراب
و برباد کر دیا ہے اسکو رہا کرنا چاہتا ہے تم لوگ یہ حال دیکھتے ہو اور مار نہین لیتے
ہو اس حرامزادہ کور نمک کو جسنے اپنے ولی نعمت کی حکم مین رخنہ پردازی کی
بس بادشاہ کی زبان سے یہ سننا تھا کہ اسپر لوگ ٹوٹ پڑے اور لگی تلوار
چلنے شہزادہ ہر کلاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا یزدان پاک کہکر اب جو
ہتکڑی کو بیڑی مین ڈالکر زور کیا تو قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
اور آپ بھی ایک تلوار چھینکر لڑنے لگے یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار شہزادہ
کیطرف جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ اس نمک حرام نے تجکو چھوڑا دیا مگر کے گذارم کہ از دست
من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکے اور جھپٹ کے تیغہ مارا شاہزادہ نے تیغہ کا وار
خالی دیا اور اسکا بند دست پکڑ کے جھٹکا مارا کہ یہ جھکا بس شہزادہ نے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کے اسکو اٹھا لیا اب اسنے دیکھا کہ شہزادہ کے ہاتھ سے بچنا
ممکن نہین اور کسیطرح جان نہین بچ سکتی بس یہ گھبرا کر کہنے لگا کہ امان شہزادہ
نے فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اسنے فوج کو منع
کیا کہ خبردار اب شہزادہ پر ہاتھ نہ اٹھانا مین نے اطاعت انکی اختیار کی
یہ کہکے شہزادہ کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا اور لاشونکو اٹھوا کر بارگاہ کو پاک کیـ و

ظاہر کرا دیا اور راز سر صادق کلمہ طیبہ پڑھوکر مع فوج ولشکر کے یہ مسلمان ہوا اور حقیقت
سے شاہزادے کی خوب واقف ہوکر کل لشکر کو اور فیلون کو اپنے ہمراہ لے کر
اسیوقت اسنے کوچ کیا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادہ عالیجاہ
کے بڑے کروفر سے روانہ ہوا ایک منزل اسنے طے کی تھی کہ دیکھا سامنے سے
سیف جادو پیدا ہوئی آثار غیظ وغضب اسکے چہرہ سے نمایان تھے اسنے
دیکھ کر کہا کہ ہمارے قبضہ سے اب باہر ہوئے جاتے ہو بھلا اب مین تمھین کب
چھوڑتی ہون یہ کہکر اسنے ایک ناریل کھینچکر فلک کیجانب مارا اور وہ ہوا سے
آسمان ہوکر چٹخا اور اسمین سے ایک ابر پیدا ہوا اور روہ آکر تمام فوج پر چھا گیا
اور کل فیلو نپر محیط ہوگیا اور اسمین سے بارش ہونے لگی اسکی یہ تاثیر تھی کہ
جسپر ایک بوند پڑی وہ پتھر کا ہوگیا اب جو دیکھا تمام فوج اور سردار و قران فیلسوار
مع شاہزادہ عالیوقار کے سب پتھر کے ہوگئے سیف جادو علیحدہ افسوس
کنان ایک درۂ پہاڑ پر آکر ہو بیٹھی یہ کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی اور افسوس کر رہی
تھی کہ سامنے سے ایک بڑھیا کچھ انڈے وغیرہ لیے ہوئے ایک لاٹھی بانس
کی اسکے ہاتھ مین سوسی کا پاجامہ پہنے جسمین سیکڑون پیوند لگے ہوئے ٹوٹا
جوتہ پانون مین جسکے تلے پھٹے ہوئے جاسوسی کرتی ہوئی سامنے سے پیدا
ہوئی اُسی درۂ پہاڑ کیطرف سے یہ چلی آتی ہے ہائے افسوس کرتی ہوئی سیف
نے پوچھا کہ تو کون ہے بڑھیا نے دیکھ کر کہا کہ بلا لون مین نے سُنا تھا یہان
لشکر اُترے گا مین انڈے لے کر واسطے فروخت کے یہان آئی تھی یہان آکر
دیکھا تو اور ہی صورت نظر آئی کہ سب اپنی ہئیت سے گذر گئے ہین اور یہ
کہکر چہکون پہکون رونے لگی اور بیان کرنا شروع کیا کہ ہائے مین کیون اپنے گھر
سے چلکر خراب ہوئی اور مفت مین تکلیف منزل کی مجکو اُٹھانا پڑی مین
کمبخت کیا جانتی تھی ورنہ اسقدر زحمت کیون برداشت کرتی خداوند غارت
کرین اُسکو جسنے اس لشکر کو پتھر کا بنا دیا کہ میرا نقصان بھی ہوا اور منزل کی
تکلیف بھی ہوئی یہ کہتی جاتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہے جبتک یہ زار نالی
بڑھیا کی سنکر سیف جادو نے کہا او بڑھیا تو اپنے تھوڑے ٹکے کے لیے
خواہ مخواہ کسی کو کوستی ہے اور اسقدر چہکون پہکون روتی ہے جو کچھ تیرا نقصان
ہوا ہو مجھ سے لیلے لا انڈے لا بڑھیا نے انڈا اسکے ہاتھ مین دیا اسنے
اُٹھا کے پتھر پہ کھینچ مارا انڈا ٹوٹا اُسمین جو دیکھا تو بجائے مادہ ایک بقہ
نکلا اور شعلہ تیر کے اُڑکے اسطرف کو چلا اسنے کہا ارے یہ کیا اتنا کہنا
تھا کہ ایک چھینک اسکو آئی اور یہ بیہوش ہوکر گری اُسوقت سوا اسکے
اسکے مار ڈالنے کے اور کوئی صورت نہ تھی کہ یہ لوگ جو پتھر کے ہوگئے تھے

اپنی ہیئت اصلی پر آئے لہٰذا خضران نے نعرہ کیا کہ منم خضران بن عمرو اور نکالکے خنجر اس صفائی سے ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی سیاہ چلنے لگی بیر غل مچاتے تھے بگولے خاک اُڑاتے تھے برقیں کوند کوند کر گرتی تھیں شعلے چہار طرف آتش افشانی کرتے تھے برف باری سنگ باری کل بلیات کا تھوڑی دیر تک زور شور رہا چند ساعت کے بعد یہ بلائیں برطرف ہوئیں بیر نے اسکے صدا دی کہ کشتی مرا نام من سیف جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو لشکر کے لوگ پھر اپنی ہیئت اصلی پر آئے شہنشاہ گوہر کلاہ نے بہت تعریف کی اور قران فیلسوار نے خضران کی بہت مدح و ثنا کی اور بہت کچھ بادشاہ نے انکو دیا اور کہا کہ آپ نے بڑا کار نمایاں کیا کہ ہم سب کی جانیں بچائیں نہ آپ اس مقام پر یہ مکر عیاری کرتے نہ ہم لوگ اپنی ہیئت اصلی پر آتے یہ کہکے تصدق وغیرہ شاہزادہ پر سے اُتروایا اور لشکر میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اُس روز وہیں مقام کیا شب بھر آرام کیا پچھر رات رہے سے لشکر میں کمر بندی ہونا شروع ہوئی ہنگام سحر شہنشاہ گوہر کلاہ و قران فیلسوار مع کل فوج و لشکر کے روانۂ منزل مقصود ہوئے خضران بن عمرو پہلے سے یہ خبر دینے شاہزادہ بدیع الملک کو چلے کہ شاہزادہ عالم بخیر و خوبی تشریف لاتے ہیں اور قران فیلسوار مع اپنے سپہ سالار اور سرداران لشکر کے اور کل فوج و سپاہ کے مطیع ہوکر ہمراہ رکاب شاہزادہ عالیمقدار کے ہیں اور میں نے اُس ساحرہ کو جو شہزادہ کو لیگئی تھی آپ کے اقبال سے واصل جہنم کیا اُس ساحرہ نے وہاں بڑا ہنگامہ برپا کیا تھا اور شہزادہ کے دشمنوں کو مع قران فیلسوار اور کل اسکی فوج و سپاہ کے پتھر کا بنا دیا تھا غرضکہ خضران نے کل واقعہ جو گذرا تھا شہزادہ بدیع الملک کے سامنے بیان کیا اور مبارکباد دی شہزادہ بلند اقبال نے یہ مژدۂ جانفزا سنکے سجدۂ شکر ادا فرمایا اور چند رفیقوں کو حکم دیا کہ استقبال کرکے شاہزادہ کو لاؤ غرضکہ چند رفیق و مصاحب گئے اور شاہزادہ کو باعزاز و اکرام لاکر داخل بارگاہ کیا بدیع الملک کو شاہزادہ کے آنے کی نہایت خوشی ہوئی اور کل لشکر میں جو شاہزادہ کے یک بیک غائب ہو جانے سے افسردگی چھائی ہوئی تھی وہ مبدل بفرحت و انبساط ہوئی ہر شخص شادان و فرحان ہوکر خوش و خرم ہوا اسقدر دن اور رات عیش و عشرت میں گذرے دوسرے روز صبح کو شاہزادہ بدیع الملک با اقبال مع کل فوج و لشکر کے پھر بیابان گرد بادکیطرف منعطف فرما ہوئے اور یہ قصد کیا کہ وہیں سے

خانہ کعبہ جاؤنگا اور بادشاہ اسلام کا انتظار کرونگا بس یہ شہید ہو یا [illegible]
کی حاصل و قطع منازل کرتے ہوئے چٹیل میدانوں اور گرم و خشک [illegible]
کی صعوبتین اُٹھاتے ہوئے ایک صحراے ہولناک مین پہونچے [illegible]
تمام و بہزار دشواری طے کیا اس صحراے ہول خیز مین تمام لشکر کو بے [illegible]
پیاسا ہونے سے بڑی تکلیف برداشت کرنا پڑی گرچہ مشکیزون [illegible]
جو بھرے ہوئے لشکر کے ہمراہ تھے قناعت کی گئی اور کئی چشمہ [illegible]
پایا اس جنگل کی گرم ہوا مین صرصر عاد کا دم بھرتی تھین اور [illegible]
جاتی تھین الغرض خدا خدا کرکے اُس صحرا کی مسافت کو طے کیا اور [illegible]
دامن کوہ مین لشکر کا قیام ہوا صبح کو پھر منزل مقصود کا رستہ لیا اسیطرح چلتے
چلتے جبکہ قریب بیابان گرد باد کے پہونچے تو دیکھا کہ وہ صحرا تمام گرد باد ہے اور
اسقدر پُر آشوب و پُر غبار ہو رہا ہے کہ راہ نہین معلوم ہوتی اور جو گرد صحرا اُڑتی ہے
اور اُس گرد باد سے اپنا ہم جنس سمجھ کر ملتی ہے وہ شعلۂ آتشبار ہو کر جل جاتی ہے
ہر ذرہ اُس ریگ بیابان کا اخگر کا کام کرتا ہے بشر کی کیا مجال ہے جو اُس گرد باد
پُر آشوب مین قدم رکھ سکے یا اُس گرد و غبار مین جانے کی جرأت کرے بڑے
بڑے بہادرون و پہلوانون کا اُس تیرہ و تار غبار کو دیکھ کر زہرہ [illegible]
اور قدم رکھنا اُسمین تو نہایت دشوار و محال ہے الغرض اس حال کو دیکھ کر چند
عیارون و سردارون نے آکر بیان کیا کہ دور سے ہم نے یہ کیفیت دیکھی نہین معلوم
یہ کسطرح کا بیابان ہے اور بیان کی کیا کیفیت ہے یہ حال شہزادۂ عالی مرتبت نے
زبانی عیارون و سردارون کی سُنکر لشکر کو تو اسی مقام پر فروکش ہونے کا حکم
دیا اور زہراے اختر شناس کو طلب کرکے اسسے یہ سب ماجرا بیان کیا منجم
مذکور نے بقاعدۂ علم نجوم و رمل کچھ کیفیت بیان کی خضران بن عمرو بھی اس
مشورہ مین شریک تھے ہر شخص اپنی اپنی راے ظاہر کرتا تھا آخر الامر یہ مصلحت
قرار پائی کہ پہلے دو چار قیدی لمبی میعاد والے بلکہ حبس دوام بعبور دریاے
شور کی جنکو سزا دی گئی ہے انکو اس بیابان کیجانب بھیجا جائے اور اُنسے یہ کہا
جائے کہ تم اس بیابان کیجانب جاؤ اور وہان کی خبر لاکر حال وہانکا بیان کرو
تو تم رہا کر دیے جاؤ گے اور انعام بھی تم کو عنایت ہوگا چونکہ قید کی سختیان
جھیلتے جھیلتے وہ اپنی جان سے عاجز تھے انھون نے غنیمت جان کے جانا
منظور کیا چنانچہ پانچ قیدیونکو اجازت دی گئی کہ تم ہتھیار لگا کر بیابان گرد باد
مین جاؤ اور وہان کی خبر لاکر حضور مین عرض کرو تمھاری رہائی بھی ہو جائیگی
اور انعام بھی ملے گا بس یہ پانچون قیدی خوشی خوشی مسلح و مکمل ہو کر بیابان
گرد باد کیجانب روانہ ہوئے جب قریب حد بیابان کے پہونچے تو اُس گرد مین سے

پھر کر علیحدہ ہوکر گری اور ان پانچون کو لپیٹ کر لے گئی اور اسی گرد مین لے جا کر نشتر یک کیا اور پانچ شعلہ آتش نکلکر گل ہوگئے یہ معرکہ جو لوگ کہ دور کھڑے دیکھ رہے تھے انھون نے آکر شاہزادہ کے حضور مین من وعن بیان کیا شاہزادہ نے سُنا اور خضران بن عمرو سے فرمایا کہ ای یار صادق و دوستدار موافق اب اُسکی کیا تدبیر کیجائے عرض کیا کہ حضور کی عقل سے مین زیادہ عقل نہین رکھتا حضور کا جیسا ارشاد ہو یہ آپ کا تابعدار سراپا انکسار بجا لائے ہر چند کہ مرا دا فہا حسب دکا یہ معمول تھا کہ زر کے واسطے وہ ضرور حجت و تکرار فرماتے تھے کہ اُس مقام پر خرچ کرنا پڑے گا وہان کے لوگو نکو کچھ دینا ہوگا تو خواہ مجکو جاتے نہین دیتے ہین تنخواہ جو سرکار والا سے قدر قلیل ملتی ہے وہ اہل عیال کے خرچ کو کفایت نہین کرتی اُن لوگو نکو بھی کچھ خرچ کے لیے دیدے جاؤن کچھ قرضخواہ ہون کو دون تاکہ وہ مجکو گھیرین نہین غرضکہ اسیطرح کے حیلہ و حوالے کر کے میلے بھی روپیہ ضرور وصول کر لیتے تھے جب کسی مقام پر جانے کی حامی بھرتے تھے لیکن مین ان امور کو مکروہ سمجھتا ہون شاہزادہ نے ہنسکے فرمایا کہ ہان تو آپ کا حاصل ہو گیا گو آپ نے ظاہرا طلب نہین کیا لیکن اشارۃً و کنایۃً اپنے حسن طلب کے پیرایہ مین خواہش ظاہر کی خیر مطلب آپ کا بھی پورا ہو جائے گا پانچ ہزار روپیہ آپ کو اس کام کے معاوضہ مین ملے گا آپ کسی ترکیب سے اُسکا حال دریافت کیجیے خضران نے عرض کیا کہ مین تو پہلے ہی گذارش کر چکا ہون کہ مجکو آپ کی تعمیل ارشاد مین کبھی عذر ہوا ہے نہ ہوگا مین جاتا ہون اور حتے الامکان وہان کی خبر لاتا ہون لیکن آپ اس مقام سے لشکر کو آگے نہ بڑھائیے گا نہ خود نقل و حرکت کر کے کہین جائیے گا کیونکہ یہ صحرا پر آشوب ہے واللہ اعلم کیا افتاد پڑے اور کس آفت کا سامنا ہو پھر اُسوقت کچھ بنائے نہ بن پڑے گی اور سخت تکلیف اُٹھانا پڑے گی لہذا بہتر و مناسب یہی ہے کہ حضور لشکر ہی مین قیام فرمائین کہین سیر و شکار کو بھی ہرگز نہ جائین اور لشکر بھی اسی جگہ خیمہ زن رہے تا وقتیکہ غلام خود واپس نہ آئے یا خبر آپ کو نہ ملجائے کہ وہ جان نثار بھی آتش بار ہوکر اسی غبار مین مل گیا یہ کہکر آپ نے روزنامچہ سفر نکالا اور اُسمین احکام وغیرہ ملاحظہ کرنا شروع کیے اور ایک سمت کو تجویز کر کے جسطرف حکم روزنامچہ سے ہوا تھا اُسطرف کو روانہ ہوئے زنبیل و کسوت عیاری اُنکے پاس ہر بانہاے عیاری سے چست و چالاک بنے ہوئے قنطورہ زر بفتی و پاتابہ ستقرلاتی حیلہ ہاے ناحق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر باد مہرے آپ نے پیرون مین باندھ لیے اور سمت مقررہ کیطرف چل نکلے تھوڑے ہی عرصہ

ہین بہ سبب باد معرون سے یہ رہروی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے اور ایک
مقام پر ٹھہرکے انھون نے دیکھا تو دور سے ایک قصر عالیشان نظر آتا ہے اور اس
قصر سے علیحدہ ایک دوسرا مکان اور ہے کہ اسمین کچھ لوگ آتے جاتے ہوئے
معلوم ہوتے ہین انھون نے وہین سے اپنی شکل ایک درویش قلندر کی بنالی اور
کچھ اونچے ہوکر جس سے ہانتے ہوئے معلوم ہون یہ آکر اس مکان سے قریب
پہونچے وہ لوگ انکو دیکھکر نہایت خائف و پریشان ہوگئے اور گھبرا کر
شاہ صاحب کو دیکھنے لگے آپ ایسا لباس عمدہ و پر تکلف زیب تن کیے
ہوئے ہین کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی جواہر اُسپر تمام نصب کیا ہوا ہے اور کلاہ
چار ترک جسکے ہر گوشہ مین جواہرات بے بہا نصب ہین زیب سر کیے ہوئے
بڑے بڑے بال دوش پر پڑے ہوئے بیراگی ہاتھ مین اس وضع سے آپ
تشریف لائے ایسا خوش جمال اور خوش وضع درویش ان لوگون کی نظر سے
کبھی کاہے کو گذرا تھا بس صورت دیکھتے ہی سب کے سب متعجب و متحیر
ہوکر رہ گئے کچھ لوگون نے شاہ صاحب کو دیکھکر سلام کیا اور کچھ لوگون نے
یہ تجویز کیا کہ یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے اسکو لوٹ لو بس اسمین سے دو
تین آدمی جھپٹ کر جا ہی پڑے کہ لپٹ کر انکا لباس چھین لین اور شاہ جی کو
پکڑ لین کہ شاہ صاحب نے یہ حالت دیکھکر اپنے دونون ہاتھ جھٹک دیے
کہ جاؤ حرامزادون حباب بیہوشی آپ کی مٹھیون مین دبے ہوئے تھے
کہ وہ اُن لوگون کے دماغون پر پڑے اور ٹوٹے یہ لوگ معاً بیہوش ہوکر
گر پڑے بس یہ حال دیکھکر یہ لوگ نہایت خائف ہوئے اور شاہ صاحب
کی خدمت مین دست بستہ حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آپ انکو زندہ کر دین
یہ لوگ اپنی بے ادبی کی سزا پا گئے آپ نے فرمایا کہ ان حرامزادون نے
بڑی گستاخی کی تھی اس حرکت کی انکو سزا دی گئی انکا مرجانا ہی بہتر ہے جب
ان لوگون نے بہت منت و عاجزی کی قدمون پر شاہ صاحب کے
گر پڑے اور گریہ وزاری کرنا شروع کی تو آپ نے فرمایا کہ خیر تم لوگون کی
منت و سماجت پر مجکو رحم آگیا لو یہ پھول لے جاؤ انکو سنگھادو یہ زندہ
ہوجاینگے یہ کہکے شاہ صاحب نے ایک پھول نکالکر دیا ان لوگون نے
لے جاکر سنگھایا پھول سونگھتے ہی وہ لوگ اُٹھ بیٹھے اب تو یہ لوگ
شاہ صاحب کے قدمبوس ہوکر بلاگردان ہوئے اور کمال معتقد ہوگئے
اب اُن لوگون نے بکمال ادب پوچھنا شروع کیا کہ حضور جو صحراے
پر آشوب مین تشریف لائے کہ جہان آجتک کوئی نہین آیا تھا آپ
یہانتک کیونکر منزلین طے کرکے آئے اور کیونکر کھانے پینے کا بندوبست

کیا کیونکہ اس صحراے پر آشوب مین کوسون اور منزلون بوے عمرانات تک
نہین آتی بشر کی تو کیا تاب وطاقت ہی کہ اس صحراے ہولناک مین قدم
رکھ سکے آپ ایسے جامع کمالات ہین جو صحیح وسالم اس مقام تک پہونچے اور
آپ کے بشرے پر کوئی تکان اور کسل راہ صعوبت سفر بالکل نہین معلوم ہوتی
آپ کے صاحب کمال ہونے مین کوئی شک وشبہہ نہین شاہ صاحب نے
اُن لوگون کی متعجبانہ تقریر سنکے ارشاد فرمایا کہ مین معدن ہون ہر شی کا اور کل
اشیاء عالم کا خزینہ میرے قبضہ اقتدار مین ہر تمھین جس چیز کی خواہش ہو بیان کرو
مین سے فی الفور حاضر کر دونگا اُن لوگون نے یہ حال سنکے عرض کیا کہ جو کچھ آپ
ارشاد فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہر یہ کہکے شاہ صاحب کو لاکر مقام صدر
پر بٹھایا اور پچاس ساٹھ آدمی اُنکی خدمت مین دست بستہ حاضر ہوئے اب
کسی نے آپ سے سرد مانگا کسی نے شراب وکباب کی خواہش ظاہر کی کوئی طعام
لذیذ وخوشگوار کا طالب ہوا کسی نے کچھ پھول وغیرہ خوشبو کے طلب کیے
کسی نے میوہ جات تر ہر ایک ملک کے فرمائش کی کسی نے کپڑے کی قسم
سے کسی نے ادویہ وغیرہ غرضکہ مختلف اقسام کی خواہشین ہر ایک شخص نے
ظاہر کین شاہ صاحب نے ہر ایک شخص کی خواہش کے مطابق چیزین طلب
کرنا شروع کین زنبیل کیطرف ہاتھ لیجاکے اور جسکی جو خواہش تھی کہا
لاؤ بس فوراً نکالکر اس سائل کو دیدی اس عجائبات کے دیکھنے سے یہ سب
لوگ نہایت متعجب ہوئے اور حیرت کے عالم مین سب کے سب دنگ
ہوگئے آپ نے فرمایا کہ بھئی انکی قیمت پہلے ریدو پھر شوق سے اپنے
مصرف مین لاؤ ہر شخص نے ان اشیاء کی قیمت دے دے کر ہر ایک چیز کو
اپنے مصرف مین لانا شروع کیا اور نہایت تعریف کی کہ کیا عمدہ ذائقہ کی چیزین
ہین کہ جنکی صفت وثنا ہم لوگون کی زبان سے ادا نہین ہوسکتی ہم نے
آجتک ایسی لذیذ چیزین نہین کھائین کسی نے کہا کہ ہم نے ایسا آب سرد و
خوشگوار نہین پیا کسی نے عرض کیا کہ ایسی عمدہ شراب ارغوانی ہم نے کبھی
نہین پی نہ ایسے لذیذ کباب کھائے غرضکہ کسی نے کپڑے کی کسی نے
پھولون کی خلاصہ یہ کہ ہر ایک شخص نے اپنی مطلوبہ چیز کی تعریف کرنا
شروع کی اور ہر شخص محو حیرت ہوگیا اور آپس مین کہتا تھا کہ جب ایسے
صاحب کمال ہین جب تو اسطرح بخوف وخطر ایسے صحراے ہولناک مین
تشریف لائے اور اس قصر معلے تک پہونچے ورنہ کسیطرح کا گزر نہین ہو پہنچا
اب شاہ صاحب نے اُن لوگون سے پوچھا کہ تم لوگ اس مقام پر کیون
مقیم ہو اور کیا باعث ہر تمھارے یہان رہنے کا اور یہ تالاب خوشنما کیسا ہر اور

عمارت تسکی ہو اور اس بیابان گرد باد مین یہ قصر رفیع کسنے تعمیر کیا ہو اُن لوگون نے
عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب خضر ریاضت کیش ایک بزرگ تھے اُنکا یہان
مزار بنا ہو اور ہم لوگ بطور مجاور کے واسطے حفاظت و نگہبانی قصر کے مقرر کیے
گئے ہین یہ وجہ ہو ہمارے یہان رہنے کی اور اُن درویش حقیقت کیش کی ایک
لڑکی نام اُسکا ملکہ ماہ قلندری ہو نہایت حسین وجمیل کہ حسن وخوبی مین وہ
بے نظیر نہین رکھتی وہ سال بھر کے بعد عرس کرنے کے لیے اس مقام پر تشریف
لاتی ہین اور کچھ اور لوگون کے بھی مزار یہان بنے ہوئے ہین کہ جنکا مفصل حال
ہم لوگون کو معلوم نہین ہو بس اب زمانہ عرس کا قریب آگیا ہو طیاری سامان عرس
کی ہو رہی تھی شاہ صاحب نے یہ کیفیت سنکر ان لوگون سے پوچھا کہ بھی
اُس عرس مین ہم بھی شریک ہو سکتے ہین اُن لوگون نے عرض کیا کہ آجتک
کوئی شخص غیر یہان شریک نہین ہوا لیکن آپ مین چونکہ ایسے کمالات ہین
اور آپ مخزن اور معدن ہین تمام اشیاء عالم کے کیا عجب ہو کہ آپ بسبب اپنے
کمالات کے شریک ہو سکین یہ عرس تین روز تک رہتا ہو اور تیسرا دن
جو آخری ہو وہ لائق دید ہو کیا مضائقہ ہو آپ عرس کے دن تک اس مقام پر
قیام فرمائین اور زمانہ عرس کا اب بہت قریب ہو اور کیفیت عرس کی قابل دید اور
آپ ایسے صاحب کمال کے ملاحظہ کرنے کے لائق ہو چنانچہ قصر کے
ایک درجہ مین شاہ صاحب کے قیام کی تجویز ہوئی اور شاہ صاحب نے
اُس درجہ مین قیام فرمایا طرفۃ العین مین سب سامان آسائش مہیا ہو گیا وہ
لوگ شاہ صاحب کے کمالات دیکھ دیکھ کر نہایت متعجب ہوتے تھے
کیا دیکھتے ہین کہ اُس درجہ مین فرش بچھا ہوا ہو ایک پلنگڑی جواہر نگار لگی ہوئی
اُسپر بچھونا نہایت صاف و پاکیزہ بچھا ہوا تکیے رکھے ہوئے ہین اور اسپر
شاہ صاحب آرام کر رہے ہین اور چار نازنینان پری پیکر مثل کنیزون کے
انکے پانٔون دبا رہی ہین۔ کوئی نازنین حسین وجمیل زیور و لباس سے آراستہ
و پیراستہ پلنگڑی کے قریب بیٹھی ہوئی ستار بجا رہی ہو کبھی ناچ رنگ ہو رہا ہو
صحبت رقص و سرود کی آراستہ ہو کبھی دیکھا دسترخوان وسیع بچھا ہوا ہو اسپر
طرح طرح کے کھانے لذیذ و نفیس چنے ہوئے ہین دنیا کی ہر نعمت
دسترخوان پر موجود ہو خدمتگار صراحیان برف کی لیے حاضر ہین کبھی صحبت
مینوشی کی آراستہ ہو کشتیان شراب کی رکھی ہوئی ہین اُسمین کنٹر و شیشہ
مے گلرنگ سے بھرے ہوئے گلے سے منھ اُنکے بندھے ہوئے نورہ
پوش نہایت مغرق ڈھکے ہوئے جام ہائے نقرئی و طلائی رکھے ہوئے
کباب و گزک انواع و اقسام کے موجود ہین کسی روز اس درجہ مین دیکھا کہ

خوب روشنی ہو رہی ہے جھاڑ کنول لیمپ وغیرہ روشن ہیں کہیں گلدستے رکھے
ہوئے شیشہ آلات وغیرہ سے مکان آراستہ و پیراستہ ہے غرضکہ ہر روز اسیطرح
کے سامان نئے طرز سے دیکھنے میں آتے یہ لوگ یہ عجائبات دیکھ کر نہایت
متعجب ہوتے تھے کہ واقعی شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہیں کہ ہر ایک
قسم کا سامان روز دکھائی دیتا ہے اور صبح کو وہ غائب ہو جاتا ہے یہ کوئی بادشاہ
ہیں یا جن کی قسم سے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا مگر صاحب کمال ہونے میں
انکے کسیطرح کا شک و شبہ نہیں یہ لوگ تو اس حیرت میں ہیں اور آپس میں
انکے عجائبات کشف و کرامات کے تذکرے کیا کرتے ہیں تا اینکہ زمانہ عرس
کا آپہونچا اور ملکہ رضیہ خاتون کی سواری بڑی دھوم دھام کمال شوکت و
شان سے اُس قصر میں آئی یہ ملکہ وزیرزادی ہے ملکہ ماہ قلندری کی اور
واسطے طیاری قصر اور سامان عرس کے ملاحظہ کرنے کے آئی ہے اُسکے ہمراہ
بہت سی کنیزان پری چہرہ اور رفیق و مصاحبین حسین و جمیل موجود ہیں
غرضکہ ملکہ رضیہ خاتون اس قصر میں آکر ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی
گرد و پیش کنیزان خوش جمال کا جمگھٹ ہو گیا اب ملکہ نے اُن لوگوں کو
طلب کیا جو قصر میں متعین تھے اور واسطے طیاری قصر کے حکم دیا وہ
لوگ ہر طرح کے سامان درستی کرنے لگے اور ملکہ بھی سامان آرائش قصر
کی سجاوٹ اور انتظام فرش و فروش و شیشہ آلات کی صفائی و آراستگی
کے ملاحظہ میں مصروف ہوئی اسمیں وقت بہت صرف ہوا اور خاصہ
آنے میں کچھ دیر ہوئی تھی کہ ملکہ نے خادموں سے کہا کوئی جاکر دیکھے
کہ کیا وجہ ہے جو خاصہ ابتک نہیں آیا اتنے میں انھیں لوگوں میں سے
ایک شخص نے ملکہ کے حضور میں عرض کیا کہ یہاں ایک درویش صاحب
کمال تشریف لائے ہیں کہ انکے کمالات کی کچھ صفت و ثنا بیان نہیں
ہو سکتی وہ بزرگ معدن اشیاء عالم و مخزن اسرار نامتناہی ہیں اُن کے
کس کس کمال کا تذکرہ کیا جائے منجملہ اور بے انتہا کمالات کے ایک
صفت انمیں یہ بھی ہے کہ جس چیز کی خواہش انسے کیجائے فی الفور وہ شے عمدہ
سے عمدہ موجود ہو جاتی ہے ایسا ذی کمال شخص آجتک ہماری نظر سے نہیں
گذرا مثلاً کھانے کی قسم سے جسطرح کے طعام لذیذ کی خواہش ہو وہ نہایت
عمدہ خوش ذائقہ اُسیدم موجود ہو جاتا ہے اسیطرح میوہ و مٹھائی و زیور و جواہرات
و اقسام گل و ریاحین و گلدستہ ہائے رنگین و اسلحہ و اقمشہ و کتب وغیرہ
وغیرہ جو چیز آپ طلب فرمائیں فوراً وہ حاضر ہو جائے گی اور یہ نہیں کہ
فقط تماشا ہی ہو بلکہ قیمت اسکی دیدیجیے اور اپنے مصرف میں لائیے

خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کی چیزون مین سے کوئی ایسی چیز نہین ہی کہ شاہ صاحب طلب فرمائین اور چشم زدن مین حاضر نہو جائے
اشارہ پر کام ہوتا ہی بس ہاتھ بڑھایا اور لاؤ کا لفظ زبان پر جاری کیا معاً وہ چیز موجود ہو گئی ملکہ رضیہ خاتون کو یہ
کیفیت سُنکے نہایت تعجب ہوا فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو بشر کا تو یہ کام نہین جو تم نے بیان کیا مجھکو ہرگز اسکا یقین
نہین آتا کوئی نظر بندی یا شعبدہ ہوگا اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور عیاناً جو بیان آپ اُنکو طلب فرما کے ملاحظہ
فرمالین ہمارے جھوٹ سچ کا حال سب حضور پر روشن ہو جائے گا چنانچہ اُن لوگون نے اسدرجہ عجائبات شاہ صاحب
کے بیان کیے کہ ملکہ کے دل مین بھی ایک اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا یہ پانچ اشرفیان لے جاؤ اور ہمارے
لیے خاصہ لاؤ اور دو خواصین ساتھ کردین وہ شخص خواصون کو ہمراہ لیے ہوئے شاہ صاحب کی خدمت مین آیا اور
وہ اشرفیان شاہ صاحب کے سامنے پیش کین اور ملکہ رضیہ خاتون کا حال بیان کیا کہ ہماری ملکہ کی وزیرزادی
تشریف لائی ہین اُنھون نے آپ کے کمالات و عجائبات ہم لوگون کی زبانی سُنکے اپنا اشتیاق ظاہر فرمایا ہی اور
اپنی خواصونکو بھیجا ہی کہ ہمارے لیے خاصہ لاؤ اب اُنھون نے وزیرزادی کا نام سُنکے اُسکی لائق شان کے انواع و
اقسام کے کھانے قورمہ بریان و نمکین عمدہ سے عمدہ تحفہ و نادر جو بادشاہ و وزیرون کے دسترخوان کے لائق ہوتے
ایک خوان بھر کر ظروف طلائی و نقرئی مین لگا کر کشتی شراب ارغوانی و کباب خوش ذائقہ کے آراستہ کر کے
بہت تکلف کے ساتھ تورہ پوش متبرق کارچوبی زر بفتی وغیرہ ڈھک کر وزیرزادی کی خدمت مین بھیجے
خواصون نے وہ خوان و کشتی حضور مین وزیرزادی کے پیش کیا وزیرزادی نے یہ سامان دیکھ کر بہت تعجب
ظاہر کیا اور خاصہ نوش جان فرما کے اور شراب و کباب تناول کر کے بہت خوش ہوئی اور زبان مبارک پر
یہ کلمہ جاری کیا کہ واقعی کیا لذیذ و مزیدار کھانے ہین اور نہایت تکلف سے ہر چیز لائق شاہون و شہریارون
کے ہر شیرین و نمکین ملیدہ اسطرح طرح کے وہ خوش ذائقہ کہ انسان ایک مرتبہ کھا لے تو اُنکی بو باس نفاست
سے دماغ معطر ہو جائے اور عرصہ تک زبان پر اُسکا ذائقہ باقی رہے ظروف وہ خوشنما بھی چینی کے کار طلائی و نقرئی
کیرینا ہوا اور سونے چاندی کی تشتریان مینا کاری جنکو دیکھ کر ملکہ نے نہایت تعریف کی اچار و مربے وہ عمدہ
و نفیس جنکو نوش فرما کر ملکہ بہت محظوظ ہوئی دل مین کہتی تھی کہ اسقدر جلد یہ سامان کیونکر ہوا اور یہ طعام
خوشگوار کیسے طیار کیے اور کیونکر اسقدر قلیل عرصہ مین آراستہ ہو کر پیش کیے گئے ہر چیز نہایت سلیقہ سے باقاعدہ
شاہانہ مرتب و مزین تھی نہ بالواقع شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین ہم بھی چلتے ہین بس کمال اشتیاق مین
وزیرزادی واسطے ملاقات شاہ صاحب کے اُنکے مقام قیام کیجانب چلی کنیزین اور خواصین کیسی کیسی حسین
اور طرحدار ملکہ کے ہمراہ ہین کہ جنکا حسن دلفریب دیکھ کر انسان کے ہاتھ سے دامن صبر و شکیب چھوٹ جائے
نظارہ لطف دیدار اُٹھائے کہ اتنے مین اُن لوگون نے جا کے شاہ صاحب کو خبر دی کہ ہماری وزیرزادی ملکہ رضیہ خاتون
آپ کی ملاقات کے واسطے تشریف لاتی ہین بس ایک ساعت بھر مین اس مکانکو اُنھون نے مثل دولھن کے
آراستہ کیا اور فرش و فروش شیشہ آلات عمدہ و شاہانہ سامان سے سج دیا اور آٹھ سات عورتین حسین و جمیل بہ ملک کی عمدہ
پاس و زیور سے آراستہ و پیراستہ ملکہ کے استقبال کے لیے اُنھون نے بھیجین جب کہ ملکہ قریب پہونچین تو وہ
نازنین عورتین جنکا حسن و جمال دیکھ کر ملکہ کی رفیق و مصاحبین بھی شرما گئین وہ استقبال کر کے جسطرح شاہزادیون
اور وزیرزادیون کو استقبال کر کے لاتے ہین کمال اعزاز و اکرام سے شاہ صاحب کے پاس لے گئین
ملکہ نے جا کے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہی اور ایک مسند زرنگار پر شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہین

قابد زرغا کی پوشش سے مقابلہ ہوا وہ ہاتھ سے اُس بیچاری پوشش کے مارے گئے اُن کشتگان محبت کے مزار بھی بنے ہوئے
ین جنھون نے ملکہ کے عشق مین اپنی جان شیرین نثار کی اور حسرت وارمان سے کرنا شادو نامراد دنیا سے سدھارے
تا پنجسال بھر کے بعد شخص ریاضت کش کے عرس مین ملکہ لباس عروسی سے آراستہ و پیراستہ ہوکر تشریف
تی ہین اور دو روز عرس مین تشریف رکھتی ہین تیسرے روز جو آخری دن عرس کا ہے اُسدن ملکہ اسی پوشاک عروسی
سے مزارہاے عشاق پر جاتی ہین اُسدن جوش گریہ ملکہ کا انسان ہرگز نہین سُن سکتا در و دیوار اس قصر کے رو دیتے ہین
کی طاقت نہین ہے کہ تاب لاسکے جب یہ کیفیت شاہ صاحب سُن چکے تو اُنھون نے کہا کہ کوئی حلیہ ملکہ کی شکل و
شمائل کا مین بھی سُنتا نہایت مشتاق ہون ملکہ رضیہ خاتون نے کہا کہ تصویر ملکہ کی میرے پاس ہر وقت موجود
ی ہے ہر چند کہ بہت سی تصویرین تقسیم ہوگئی ہین وہ مین آپ کی خدمت مین پیش کرتی ہون چنانچہ یہ کہکر تصویر شاہ صاحب
ی اور شاہ صاحب نے تصویر کو دیکھ کر دل مین کہا کہ ایسے بھی بندے خوشنما خداوند کریم نے پیدا کیے اور اس لباس
ی ہین یہ حسن وجمال یہ باتین ہو کر وزیرزادی شاہ صاحب سے رخصت ہوئی اور کہا کہ آپ کے کمالات کا حال
آپ کی ثنا و صفت دی ملکہ ماہ قلندری سے بیان کرونگی اور عرس کا زمانہ بھی قریب ہے آپ تشریف
یے گا عرس کی کیفیت قابل دید ہے اور آپ کے کمالات سُنکے ملکہ بھی آپ کی مشتاق ہوگی آپ ضرور اسی مقام
تشریف رکھیے گا یہ کہکر وزیرزادی رخصت ہوئی شاہ صاحب نے وہ سب سامان برخاست کرکے نذر زنبیل کیا
ان لوگون سے کہا کہ مین ایک ضرورت سے شب بھر کے لیے یہان سے جاؤنگا آپ لوگ کچھ تعجب نکرین مین بہت
جلد واپس آجاؤنگا بس وزیرزادی تو اُدھر ملکہ کی خدمت مین روانہ ہوئی اور شاہ صاحب کا حال بیان کرکے تیاری عرس
کی جلسہ مین مصروف ہوتی ہے اور شاہ صاحب تصویر لیے کر وہان سے شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین
روانہ ہوتے ہین کہ اُنکا حال آیندہ معلوم ہوگا تمت تمت

خاتمۃ الکتاب حصہ دوم آفتاب شجاعت جلد پنجم

رالتعداد اُس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد سے بمدد اقبال اقدس آقاے نامدار گرامی مرتبت بلند وقار
م اللہ سلطنتہ و سلطانہ اخترالخدام قدیم الخدمت محمد عبد الرشید عبد العزیز رعنا لاہوری نے براے
ول شیرین ملاحظہ اعلے : ت والامنزلت مربع نشین چار بالش شہریاری اریکہ آراے جہانداری نواب معلے
ب مستغنی الاوصاف والا اب امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائینس
ب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و اقبالہ فرمانرواے ریاست اعالیہ
اعر شیرین زبان ناصر فصیح البیان شیخ تصدق حسین شاگرد لکھنوی و
اثر لکھنوی سے ترتیب دلاکر بعزت جناب بابو پراگ نراین صاحب مالک
تاکہ لباس طبع سے ملبس ہوکر محبوب ناظرین و مرغوب سامعین عالم ہو فقط۔

مہ دوم از جلد پنجم دفتر آفتاب شجاعت از کارپردازان مطبع

ی کائنات اور تحفہ بیش بہا نعت پیشکش جناب فخر موجودات علیہ وعلے آلہ افضل الصلوات
شائقین قصہ جات کو کتاب لاجواب از دفتر انتخاب داستان امیر حمزہ صاحبقران